یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب .



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان





۷۸۶
۹۲_۱۱۰
یا صاحب الزماں ادرکنی

DVD Version

لبیک یا حُسین ؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَمَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

پیشِ لفظ!

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اُردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اوّل کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

اس جلیل القدر اور کثیر الفوائد کتاب میں جناب سرورِ کائنات فخرِ آدمؑ و بنی آدم باعثِ خلقتِ عالم، پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقتِ نورؑ اور آپ کی ولادتِ باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ یعنی آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت؛ آپ کا نسب؛ آپ کے آبا و اجداد میں جناب ہاشمؑ سے جناب ابو طالبؑ تک کے حالات اور اُن حضرات کی زندگی کے اہم واقعات؛ آنحضرتؐ کے متعلق پیشین گوئیاں؛ آپ کی ولادت؛ رضاعت؛ جناب ابو طالب کی آپ سے محبت اور جان سپارانہ حمایت؛ آنحضرتؐ کے اخلاقِ حسنہ اور خصائلِ حمیدہ؛ حضرتؐ کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ وغیرہ سے متعلق معجزات؛ غزوات؛ معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات؛ اصحاب اور اُمت کے فضائل؛ آپ کی تبلیغ؛ اسلام کی خوبیاں؛ آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان و ابو ذر و مقداد و عمار وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے حالات؛ اُن حضراتؓ کی دینداری اور حمایتِ اہلِ بیتؑ؛ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی روئیداد نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم و تبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ اُن کی تہذیب و اخلاق؛ عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام واعظین کے لیے خصوصاً صرف اُردو دان ذاکرین کے لیے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ میں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اپنی اُردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

حیات القلوب
جلد 2
صفحہ 1 سے 209
5/11

کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قرآنی آیتوں کا حوالہ پارہ، سورۃ اور نمبر آیات کے ساتھ دے دیا ہے جو اصل کتاب میں نہیں ہے۔ تاکہ اگر ناظرین چاہیں تو آسانی سے قرآن مجید میں تلاش کر سکیں۔ برادرانِ ایمانی سے التماس ہے کہ اگر ترجمہ میں کہیں کوئی خامی یا غلطی ہوگئی ہو تو مؤاخذہ کے بجائے اصلاح کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ نیز کسی ناواقف کو اگر احادیث کے مفہوم و مطالب میں کچھ شک و شبہہ یا وسوسہ پیدا ہوا تو اہلِ علم حضرات سے سمجھنے کی کوشش کرے تاکہ گمراہی کا باعث نہ ہو۔

آخر میں دُعا ہے کہ پروردگارِ عالم میری اس ناچیز دینی خدمت کو شرفِ قبولیت بخشے اور اس کو میرے لیئے زادِ آخرت قرار دے۔ مومنین سے بھی التجا ہے کہ احقر کو دعائے خیر سے محروم نہ رکھیں۔ والسلام۔

احقر العباد

سید بشارت حسین کامل مرزا پوری
ابن سید محمد حسین صاحب مرحوم و مغفور

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ۔ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۶۶ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

فہرست مضامین حیات القلوب جلد دوم

تارد اور ایک دُوسری روایت کے مطابق ایاد بن قینان بن ارد بن انوش بن شیث بن آدمؑ ہیں۔ زیادہ مشہور یہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب کا نام شیبۃ الحمد تھا، اور ہاشم کا نام عمرو۔ اور عبد مناف مغیرہ تھے اور قصیٰ کا نام زید تھا۔ ان کو مجمع بھی کہتے تھے۔ اور قریش کا نام نصر تھا۔ ان میں سے ہر ایک کسی سبب سے ان ناموں سے موسُوم ہوئے۔ اور کہتے ہیں کہ ارغو کا نام ہود تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ اُن حضرت کا نام غابر تھا۔ اور اخنوع حضرت ادریس ہیں۔ اور آنحضرتؐ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنتِ وہب تھیں جو عبد مناف کے بیٹے تھے۔ وہ زہرہ کے فرزند اور وُہ کلاب کے بیٹے تھے۔

دُوسری فصل | آنحضرتؐ کے نورِ مبارک کی خلقت کا ذکر

ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ خُداوند تعالیٰ نے جناب رسالتمآبؐ کا نور آسمانوں اور زمین، عرش و کرسی، لوح و قلم اور بہشت و دوزخ کی خلقت اور تمام پیغمبروں کی پیدائش سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ پھر اُسی نور سے بارہ [12] حجابات یعنی حجابِ [1] قدرت۔ حجابِ [2] عظمت۔ حجابِ [3] منت۔ حجابِ [4] رحمت۔ حجابِ [5] سعادت۔ حجابِ [6] کرامت۔ حجابِ [7] منزلت۔ حجابِ [8] ہدایت۔ حجابِ [9] نبوت۔ حجابِ [10] رفعت۔ حجابِ [11] ہیبت اور حجابِ [12] شفاعت خلق فرمائے اور اُس نورِ مقدس کو حجابِ قدرت میں بارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اُس میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا تھا۔ اور حجابِ عظمت میں گیارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اس میں سُبْحَانَ عَالِمِ السِّرِّ کہتا رہا۔ اور حجابِ منت میں دس ہزار سال رکھا جس میں وُہ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ لَا یَلْهُوْ کہتا رہا۔ اور نو ہزار سال حجابِ رحمت میں جگہ دی وہ اس میں سُبْحَانَ الرَّفِیْعِ الْاَعْلٰی کہتا رہا۔ اور آٹھ ہزار سال حجابِ سعادت میں رکھا جہاں وُہ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ دَائِمٌ لَا یَسْهُوْ کہتا رہا پھر حجابِ کرامت میں سات ہزار سال رکھا وہاں وُہ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِیٌّ لَا یَفْتَقِرُ کہتا رہا۔ پھر حجابِ منزلت میں چھ ہزار سال رکھا وہاں وُہ سُبْحَانَ الْعَلِیْمِ الْکَبِیْرِ کہتا رہا۔ پھر حجابِ ہدایت میں پانچ ہزار سال رکھا جس میں وُہ سُبْحَانَ ذِی الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ کا وظیفہ پڑھتا رہا۔ پھر چار ہزار سال حجابِ نبوت میں رکھا اسمیں وُہ سُبْحَانَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ پڑھتا رہا۔ پھر اس کو تین ہزار سال حجابِ رفعت میں مقیم کیا۔ وہ اس میں سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ پڑھتا رہا۔ پھر دو ہزار سال حجابِ ہیبت میں رکھا جس میں وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہتا رہا۔ پھر ہزار سال حجابِ شفاعت میں رکھا جس میں وُہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھتا رہا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کا نام مُبارک لوح پر ثبت فرمایا۔ اور چار ہزار سال تک وہ لوح پر چمکتا رہا۔ پھر آنحضرتؐ کا نام اطہر عرش پر ظاہر کیا اور ساقِ عرش پر ثبت فرمایا۔ وہاں وہ سات ہزار سال تک نور افشانی کرتا رہا۔ اسی طرح وہ نور رفعت و جلال کیساتھ گھومتا رہا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اُس کو پُشتِ آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر وہ منتقل ہوتا ہوا صلبِ نوحؑ میں پہنچا۔ اسیطرح وہ ایک کے بعد دُوسرے طاہر صلبوں میں منتقل ہوتا رہا یہانتک کہ خُدا نے اس کو صلب عبداللہ بن عبدالمطلب میں ظاہر فرمایا۔ اور اس کو چھ کرامتوں سے گرامی فرمایا: اس کو پیراہن خوشنودی پہنایا؛ ردائے ہیبت سے آراستہ کیا؛ تاج ہدایت اسکے سر پر رکھکر اسکو رفعت کی بلندی پر پہنچایا؛ اور اس کے بدن کو جامۂ رفعت

پہنایا؛ اور محبت کا کمربند اس کی کمر میں باندھا؛ اور نعلین خوف و بیم اس کے پاؤں میں ڈالی؛ اور عصائے منزلت ہاتھ میں دیا۔ پھر وحی کی کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار کریں۔ اُس پیراہنِ خوشنودی کی اصل چھ جوہروں سے تھی۔ بلائی یاقوت کی۔ اس کی آستینیں مروارید کی اس کے دامن بلور زرد کے۔ اور لعل کے ٹکڑے زبرجد کے۔ اُس کا گریبان مرجان سُرخ کا اور گریبان کے چاک نُورِ پروردگارِ عالم سے بنے ہوئے تھے۔ خُدا نے آدمؑ کی توبہ اُسی پیراہن کے سبب سے قبول کی۔ اسی کی برکت سے یوسفؑ کو یعقوبؑ سے ملایا۔ یونسؑ کو اسی کی کرامت کے سبب مچھلی کے شکم سے نجات دی؛ اسی پیراہن کی برکت سے ہر پیغمبر نے تکلیف و مصیبت سے نجات پائی، اور وہ پیراہن کوئی اور پیراہن نہ تھا بلکہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیراہن تھا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے لوگوں نے پُوچھا کہ قبل اس کے کہ حق تعالےٰ آسمان و زمین اور روشنی و تاریکی کو پیدا کرے، آپ حضرات کہاں تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا عرش کے گرد ہم نُور کے چند اجسام تھے، اور خُدا کی حمد کیا کرتے تھے۔ پچیس ہزار سال قبل اس کے کہ خُدا نے آسمان و زمین و روشنی و تاریکی خلق فرمائے جب خُدا نے آدمؑ کو پیدا کیا، ہم کو اُن کے صلب میں جگہ دی اور ہمیشہ پاک صلب سے پاکیزہ رحم میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

متعدد طریق سے عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ حضرت سرورِ کائناتؐ نے فرمایا کہ خُدا نے آدمؑ کی خلقت سے بارہ ہزار سال پہلے مجھ کو اور علیؑ کو زیر عرش ایک نور سے پیدا کیا جب آدمؑ کو خلق فرمایا، اس نورؐ کو اُن کے صلب میں قرار دیا۔ پھر وہ نُور ایک صلب سے دُوسرے صلب میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ ہم دونوں صلب عبداللہ و ابوطالب میں علیحدہ علیحدہ ہوئے۔

بسند ہائے دیگر معاذ بن جبل سے منقول ہے کہ حضرت رسالتؐ پناہ نے فرمایا کہ بے شبہ خُدا نے مجھ کو اور علیؑ کو اور فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو دُنیا کی خلقت سے سات ہزار سال پہلے خلق فرمایا۔ معاذ نے پُوچھا یا رسُولؐ اللہ پھر آپ کہاں تھے؟ فرمایا کہ ہم زیر عرش تھے، اور خُدا کی تسبیح و تحمید و تقدیس و تمجید کرتے تھے۔ پُوچھا اُس وقت آپ حضرات کس کے مثل و مانند تھے؟ فرمایا ہم نُور کے چند اجسام تھے جب خُدا نے چاہا کہ ہماری صورت خلق فرمائے، ہم کو نُور کا ایک ستون بنا کر صلبِ آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر اس کو باپ دادا کے صلبوں سے ماؤں کے رحموں میں منتقل کرتا رہا۔ اور ہم کو نجاست، شرک و زنا سے ہمیشہ پاک رکھا جو زمانۂ کفر میں ہوتا تھا۔ اور ہر زمانہ میں چند گروہ ہم پر ایمان لانے کے سبب سعادت مند ہوتے رہے، اور چند گروہ جو ہم پر ایمان نہیں لائے شقی و بدبخت ہوتے رہے۔ جب ہم کو صلب عبدالمطلب میں لایا، اُس نور کے دو حصے کیے۔ نصف عبداللہ کے صلب میں اور دُوسرا نصف صلب ابوطالب میں قرار دیا۔ پھر میرا نور رحم آمنہؓ میں منتقل ہُوا، اور نصفِ دیگر فاطمہ بنت اسد کے رحم میں آیا۔ آمنہؓ سے میں پیدا ہُوا اور فاطمہ سے علیؑ۔ پھر وہ تمام عمود نور میری طرف واپس آیا اور میری بیٹی فاطمہؑ پیدا ہوئی۔ پھر وُہ تمام عمود نور علیؑ کی جانب منتقل ہُوا اور حسنؑ و حسینؑ نور کے دونوں حصّوں سے پیدا ہوئے۔ اسی طرح میرا نور حسینؑ کے

فرزندوں میں اماموں کی جانب تاقیامت پھرتا رہے گا۔

چند سندوں سے حضرت رسولِ خدا سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو آدمؑ کی خلقت سے پہلے پیدا کیا جبکہ نہ آسمان تھا نہ زمین، نور تھا نہ ظلمت، نہ آفتاب و ماہتاب تھے، نہ بہشت و دوزخ ہی کا وجود تھا۔ حضرت عباس نے پوچھا یا رسولؐ اللہ آپ کی پیدائش کی ابتدا کیونکر ہوئی فرمایا چچا جان جب خدا نے چاہا کہ ہم کو خلق فرمائے، اُس نے ایک کلام ایجاد کیا اُس سے ایک نور پیدا کیا پھر دوسرا کلام خلق کیا، اُس سے ایک رُوح پیدا کی۔ اور اُس نور کو اس رُوح کے ساتھ مخلوط کیا اور اُس سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا۔ ہم خُدا کی تسبیح کرتے تھے اُس وقت جبکہ کوئی تسبیح کرنے والا دُوسرا نہ تھا اور اُس کی تقدیس کرتے تھے جبکہ ہمارے سوا کوئی اور تقدیس کرنے والا نہ تھا۔ پھر جب خُدا نے چاہا کہ تمام خلق کو پیدا کرے، میرے نور کو شگافتہ کیا، اور اُس سے عرش کو خلق فرمایا۔ عرش میرے نُور سے ہے اور میرا نور خُدا کے نور سے ہے، اور میرا نُور عرش سے افضل ہے۔ اس کے بعد میرے بھائی علیؑ کے نُور کو شگافتہ کیا، اس سے فرشتوں کو پیدا کیا۔ فرشتے علیؑ کے نُور سے ہیں اور نُورِ علیؑ نورِ خُدا سے ہے، اور علیؑ فرشتوں سے افضل ہیں۔ پھر میری بیٹی فاطمہؑ کا نور شگافتہ کیا اس سے آسمانوں کو اور زمین کو خلق فرمایا۔ تو آسمان و زمین فاطمہؑ کے نُور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اور فاطمہؑ کا نُور خُدا کے نُور سے ہے اور فاطمہؑ آسمان و زمین سے افضل ہیں۔ اس کے بعد میرے فرزند حسنؑ کے نور کو شگافتہ کیا۔ اس سے آفتاب و ماہتاب کو خلق فرمایا۔ آفتاب و ماہتاب میرے فرزند حسنؑ کے نُور سے عالم وجود میں آئے ہیں اور حسنؑ کا نور خُدا کے نُور سے خلق ہوا ہے اور آفتاب و ماہتاب سے افضل ہے۔ پھر خدا نے میرے فرزند حسینؑ کا نور شگافتہ کیا، اس سے بہشت اور حوروں کو خلق فرمایا۔ بہشت اور حوریں میرے فرزند حسینؑ کے نُور سے پیدا کی گئی ہیں اور میرے فرزند حسینؑ کا نور خُدا کے نور سے ہے اور میرا فرزند حسینؑ بہشت اور حوروں سے بہتر ہے۔

بسند معتبر ابو ذرؓ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور عرش کی داہنی جانب ہم خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے، دو ہزار سال قبل اس کے کہ حق تعالےٰ آدمؑ کو پیدا کرے۔ جب خدا نے آدمؑ کو خلق فرمایا، اس نور کو اُن کی پُشت میں رکھا۔ جب اُن کو بہشت میں ساکن کیا ہم ان کی پُشت میں تھے۔ جب نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے ہم اُن کی پُشت میں تھے۔ جب ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے ہم ان کی پُشت میں تھے۔ خُداوند عالم ہمیشہ ہم کو پاکیزہ صلبوں سے طاہرہ رحموں میں منتقل کرتا رہا۔ یہانتک کہ ہم صلب عبدالمطلب میں پہنچے۔ وہاں خدا نے اُس نُور کے دو حصے کئے مجھ کو صلبِ عبداللہ میں جگہ دی اور علیؑ کو صلبِ ابوطالب میں رکھا۔ مجھ کو پیغمبری اور برکت عطا فرمائی اور علیؑ کو فصاحت و شجاعت بخشی۔ اور ہم دونوں کے لئے اپنے اسمائے مقدسہ میں سے دو نام مشتق کئے خداوند صاحبِ عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں۔ اور خداوند بزرگوار اعلےٰ ہے اور میرا بھائی علیؑ ہے۔ مجھ کو رسالت و پیغمبری کے لئے مقرر فرمایا، اور علیؑ کو وصایت و امامت اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرنے کو مقرر کیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محمدؐ و علیؑ صلوات اللہ علیہما خدا کے نزدیک خلائق کی آفرینش سے پہلے دو نور تھے۔ فرشتوں نے اُن دونوں نُوروں کو دیکھا۔ ایک کو اصل پایا جس سے ایک شعاع ظاہر ہو رہی تھی جو اس کی فرع تھی۔ انہوں نے پُوچھا خُداوندا یہ نُور کیا ہے؟ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ یہ میرے انوار میں سے ایک نُور ہے جس کی اصل پیغمبری ہے اور فرع امامت۔ پیغمبری محمدؐ کے لئے ہے جو میرا بندہ اور رسولؐ ہے، اور امامت علیؑ کے لئے ہے جو خلق پر میری حجت اور خلیفہ ہے۔ اگر میں ان کو پیدا نہ کرتا تو کوئی چیز پیدا نہ کرتا۔

دوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ خُدا نے حضرت رسالتمآبؐ سے خطاب فرمایا کہ اے محمدؐ میں نے تم کو اور علیؑ کو ایک نور سے خلق کیا تھا یعنی بے جسم کی ایک رُوح بنایا تھا: قبل اس کے کہ آسمان و زمین اور عرش و دریا کو خلق کروں۔ اور تم ہمیشہ میری تمجید و تہلیل کیا کرتے تھے اور مجھ کو عظمت و یکتائی کے ساتھ یاد کرتے تھے۔ پھر میں نے تم دونوں کی رُوح کو جمع کر کے ایک کر دیا۔ تو وُہ روح مجھ کو پاکی و عظمت اور بزرگی و جلالت کے ساتھ یاد کرتی تھی۔ پھر اُس رُوح کے دو حصے کیے۔ پھر ہر حصے میں سے دو دو حصے کئے تو محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ خلق ہوئے۔ اس کے بعد جناب فاطمہؑ کو ایک تنہا نور سے بے جسم کی رُوح پیدا کیا، اور وُہ نُور ہم اہلبیتؑ میں جاری و ساری ہوا۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد تقی صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ اپنی یگانگی میں یکتا تھا۔ اُس کے سوا کوئی نہ تھا۔ پھر اُس نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو خلق کیا پھر ہزار دہر و روزگار کے بعد تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اور اُن ذوات مقدسہ کو ان کی خلقت پر گواہ بنایا اور ان کی اطاعت تمام مخلوقات پر واجب قرار دی اور اُمورِ خلق اُن کے سپرد فرمایا۔ لہٰذا وہ مشیتِ الٰہی کے سوا کوئی کام پسند نہیں کرتے اور کوئی ارادہ نہیں کرتے۔

بسند معتبر امام حسن صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سرورِ کائنات نے فرمایا کہ بہشت فردوس میں ایک چشمہ ہے شہد سے زیادہ شیریں، مسکہ سے زیادہ نرم، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار۔ اُس میں ایک قسم کی مٹی ہے جس سے خدا نے ہم کو اور ہمارے شیعوں کو پیدا کیا ہے۔ جو اُس طینت سے نہیں خلق ہوا وہ نہ ہم سے ہے نہ ہمارا شیعہ ہے۔ اور دُوسری حدیث میں فرمایا کہ میں نے اپنے جدِ بزرگوار حضرت رسول صلعم سے سُنا ہے وُہ فرماتے تھے کہ میں خُدا کے نُور سے پیدا ہوا ہوں، اور میرے اہلبیتؑ میرے نور سے خلق ہوئے ہیں اور محبان اہلبیتؑ اُن کے نُور سے پیدا ہوئے۔ ان کے علاوہ تمام لوگ آتشِ جہنم سے ہیں۔

بسند معتبر ابوسعید خدری سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسولؐ سے تفسیر قولِ حق تعالیٰ دریافت کی جو خدا نے شیطان لعین سے خطاب فرمایا ہے جبکہ اُس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا: اَسۡتَكۡبَرۡتَ اَمۡ كُنۡتَ مِنَ الۡعَالِيۡنَ (پ۲۳، آیت ۷۵ سورۃ ص) یعنی کیا تو نے غرور کیا

یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہوگیا۔ پُوچھا کہ وُہ بلند مرتبہ لوگ کون ہیں جو فرشتوں سے بھی بلند تر ہیں۔؟ حضرت سرورِ کائناتؐ نے فرمایا کہ میں، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سراپردۂ عرش میں تھے اور خُدا کی تسبیح کرتے تھے۔ ملائکہ ہماری تسبیح سُنکر تسبیح کرتے تھے۔ دو ہزار سال قبل اس کے کہ خُدا آدمؑ کو خلق فرماتے۔ جب خدا نے آدمؑ کو خلق فرمایا تو فرشتوں کو ان کے سجدہ کا حکم دیا۔ لیکن ہم کو سجدہ کا حکم نہ تھا۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیسؔ نے انکار کیا۔ اس وقت خُدا نے اس سے فرمایا کہ تو نے سجدہ کرنے سے تکبّر کیا یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے تو بھی ہوگیا۔ یعنی اُن پانچ بزرگواروں میں سے جن کے نام سراپردۂ عرش میں تحریر ہیں۔

حدیثِ معتبر میں امام محمدؑ باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس طینت سے خلق فرمایا جو ایک گوہر تھا عرش کے نیچے۔ اُسی کی باقی طینت سے امیر المومنینؑ کو خلق فرمایا۔ اور امیر المومنینؑ کی باقی طینت سے ہم اہل بیت کو پیدا کیا، اور ہماری باقی ماندہ طینت سے ہمارے شیعوں کے دل خلق کئے۔ اسی سبب سے اُن کے دل ہماری طرف مائل اور ہمارے مشتاق ہوتے ہیں، اور ہمارے قلوب اُن پر مہربان ہیں جیسے باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتا ہے۔ ہم ان کے لئے سب سے بہتر ہیں اور وُہ ہمارے لئے۔ اور رسُولِ خدا ہمارے لئے تمام لوگوں سے بہتر ہیں، اور ہم آنحضرتؐ کے نزدیک ہر ایک سے بہتر ہیں۔

بسندِ معتبر حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حقتعالےٰ نے محمدؐ و علیؑ اور ان کی ذرّیت سے گیارہ اماموں کو اپنے نورِ عظمت سے پیدا کیا تو وہ نورِ خدا کے پرتو میں اس کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے تھے اور عبادت کرتے تھے قبل اس کے کہ وُہ خلق میں کسی کو پیدا کرے۔ اور حضرت صادقؑ سے حدیث معتبر میں منقول ہے کہ خُداوند عالم نے تمام مخلوق پیدا کرنے سے چودہ ہزار سال پہلے چودہ نور پیدا کئے وہ ہماری روحیں تھیں۔ لوگوں نے پُوچھا یا ابن رسولؐ اللہ وہ چودہ نفوس کون کون ہیں؟ فرمایا کہ محمدؐ و علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور حسینؑ کی اولاد میں سے نوؑ فرزند ہیں، جن کا آخر قائمؑ ہے۔ جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا۔ پھر ظاہر ہوگا اور دجال کو قتل کرے گا، اور زمین کو ہر جور و ظلم سے پاک کرے گا۔[1]

حدیثِ معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خُدا نے حضرت سرورِ کائنات کی روحِ مقدس کو دُنیا پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے تمام ارواحِ انبیاء پر مبعوث فرمایا۔ حضرتؐ نے ان کو توحید و

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اُن ذواتِ مقدسہ کے انوار کی خلقت کے بارے میں حدیثیں بہت ہیں جن کے ذکر کی گنجائش اس کتاب میں نہیں ہے اُن میں سے بعض حدیثیں کتاب "امامت" میں انشاء اللہ مذکور ہونگی۔ اور تمام مخلوقات کی خلقت سے پہلے نور کی خلقت کی ابتداء کے بارے میں جو اختلاف ہے چونکہ معانی خلق متعدد اور ایک کے درجے مختلف ہیں ممکن ہے ہر ایک ان میں سے کسی ایک پر محمول ہو جیسا کہ کتاب بحار میں بیان ہوا ہے۔ ۱۲۔

یگانہ پرستی اور اس کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دی اور پیغمبروں کی پیروی کرنے والوں کے لئے بہشت کا وعدہ کیا اور جہنم کی وعید ان لوگوں کے واسطے فرمائی جو ان کی مخالفت کریں۔

حدیثِ معتبر میں امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ اور رسولِ خُدا کا بھائی ہوں اور روزِ اوّل ہی سے بہت تصدیق کرنے والا ہوں۔ بے شک میں رسُولِ خُدا پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی اُس وقت جبکہ ابھی آدمؑ کی روح کو ان کے جسم سے تعلق نہ ہوا تھا۔ اور اس اُمّت میں بھی جس نے سب سے پہلے حضرتؐ کی تصدیق کی میں ہوں۔ لہٰذا اوّل و آخر سب میں سبقت کرنے والے ہم ہی ہیں۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسولؐ خدا سے پُوچھا، کہ کس سبب سے آپ کو تمام پیغمبروں پر سبقت حاصل ہوئی اور آپ سب سے افضل قرار پائے حالانکہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوتے۔ فرمایا میں پہلا شخص ہوں جس نے اپنے پروردگار کا اقرار کیا جس وقت خداوند عالم نے پیغمبروں سے عہد و اقرار لیا اور اپنی ذات پر ان کو گواہ بنایا یہ فرما کر کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (پ ۹، سُورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) "کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں"۔ اور سب نے کہا "کیوں نہیں"۔ تو ان میں سب سے پہلا شخص میں ہوں جس نے بَلٰی (یعنی کیوں نہیں تو ہی ہے) کہا تھا۔ اس سبب سے خدا کا اقرار کرنے والوں پر مجھے سبقت حاصل ہوتی۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ جب حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے روحوں کو پیدا کیا اور ان کو اپنے نزدیک پھیلایا تو اُن سے خطاب فرمایا کہ تمہارا پروردگار کون ہے تو سب سے پہلے رسولِ خدا اور امیر المومنینؑ اور آئمہ اطہار نے جو ان کے فرزندوں میں سے ہیں کہا تو ہی ہمارا پروردگار ہے؛ تو خدا نے اپنا علم اور دین اُن میں سمو دیا۔ پھر ملائکہ سے فرمایا کہ یہ لوگ میرے علم اور دین کے حامل اور میری مخلوقات میں میرے امین ہیں؛ میرے علوم ان سے حاصل کرنا چاہیئے۔ پھر آدمؑ کی اولاد سے خطاب فرمایا کہ خدا کی ربوبیت اور اس گروہ کی فرمانبرداری، ولایت اور محبّت کا اقرار کرو۔ انہوں نے جواب دیا بیشک اے معبود ہم نے اقرار کیا۔ تو خدا نے فرشتوں سے کہا کہ تم سب گواہ رہنا۔ ملائکہ نے عرض کی ہم سب گواہ ہوتے تاکہ کل یہ نہ کہیں کہ ہم اس سے غافل تھے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا واللہ ہماری ولایت کی پیغمبروں کو روزِ الست میثاق میں تاکید کی گئی ہے۔

شیخ ابوالحسن بکری نے کتاب انوار میں جس کو تاریخ ولادت سیّد ابرار میں تالیف کیا ہے اپنی سند سے عبداللہ بن عباس اور صحابہ کے ایک گروہ سے روایت کی ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق فرمائے فرشتوں سے کہا میں چاہتا ہوں کہ ایک مخلوق پیدا کروں اور اس کو تمام خلائق پر فضیلت دوں اور تمام اگلے اور پچھلے لوگوں سے بہتر اور شفیع روزِ جزا قرار دوں۔ اگر وُہ نہ ہوتا تو بہشت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ لہٰذا اُس کے مرتبہ کو پہچانو اور اس کو میرے اکرام کے لئے گرامی رکھو، اور اس کو میری عظمت کے لئے عظیم سمجھو۔ فرشتوں نے عرض کی میرے معبود اور آقا ہم بندوں کو مالک پر اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ ہم نے سُنا اور اطاعت کی۔ پھر خداوند عالم

نے جبریلؑ اور حاملانِ عرش کو حکم دیا کہ حضرت کی جائے ضریحِ اقدس سے نورانی تربت لائیں۔ جبریلؑ اُس تربت کو آسمان پر لے گئے اور چشمۂ سلسبیل میں غوطہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ سفید موتی کے مانند صاف ہوگئی۔ پھر ہر روز اس کو بہشت کی نہروں میں سے ایک نہر میں غوطہ دیتے تھے اور ملائکہ پر پیش کرتے تھے۔ فرشتے جب اُس کے نُور و تجلّے کو دیکھتے تھے تحیّۃ وسلام و تعظیم و اکرام کے ساتھ استقبال کرتے تھے۔ اور ملائکہ کے جس گروہ کے پاس اُس کو لے جاتے تھے، وُہ اس کے فضل و شرف کا اعتراف کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر اے معبود تو اُس کے سجدہ کا ہم کو حکم دے گا تو ہم اس کو سجدہ بھی کریں گے۔

حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ جبکہ سوائے ذاتِ اقدس باری تعالیٰ کے کچھ نہ تھا، سب سے پہلے خدا نے جس چیز کو پیدا کیا وُہ اس کے حبیب محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نُور تھا۔ خدا نے اس کو چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا قبل اس کے کہ پانی، عرش، کُرسی، آسمان و زمین، لوح و قلم، بہشت و دوزخ، فرشتوں اور آدمؑ و حوّاؑ کو خلق فرمائے۔ جب ہمارے پیغمبر محمّد مصطفےٰ صلعم کا نُور پیدا کیا وُہ اپنے پروردگار کے نزدیک ایستادہ تھا اور اس کی حمد و ثنا کرتا رہا۔ حق تعالیٰ اس کی جانب نظرِ رحمت فرماتا اور کہتا کہ تو ہی خلقتِ عالم سے میرا مقصود و میری مُراد ہے؛ تو ہی خیر و سعادت کا ارادہ کرنے والا ہے؛ اور تو ہی میری مخلوق میں میرا برگزیدہ ہے۔ اپنے عزّت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو (میری مشیت میں) نہ ہوتا تو افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ جو تجھ کو دوست رکھے گا میں اُس کو دوست رکھوں گا اور جو تجھ کو دُشمن رکھے گا میں اُس کو دُشمن رکھوں گا۔ (یہ سُنکر) حضرتؐ کا نور درخشاں ہوا اور اس کی شعاع بلند ہوئی؛ تو خُدا نے اس نُور سے بارہ حجابات خلق فرمائے۔ حجاب[1] قدرت، حجاب[2] عظمت، حجاب[3] عزّت، حجاب[4] ہیبت، حجاب[5] جبروت، حجاب[6] رحمت، حجاب[7] نبوّت، حجاب[8] کبریا، حجاب[9] منزلت، حجاب[10] رفعت، حجاب[11] سعادت، اور حجاب[12] شفاعت۔ پھر نُورِ محمد صلعم کو حجابِ قدرت میں داخل فرمایا وہ بارہ[12] ہزار سال اُس میں سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰے پڑھتا رہا۔ پھر حجابِ عظمت میں داخل ہوا اور گیارہ[11] ہزار سال تک سُبْحَانَ عَالِمِ السِّرِّ وَالْخَفِيِّ کہتا رہا۔ اسی طرح حجابِ عزّت میں دس[10] ہزار سال سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَنَّانِ؛ حجابِ ہیبت میں نو ہزار سال سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِيٌّ لَا يَفْتَقِرُ؛ حجابِ جبروت میں آٹھ ہزار سال تک سُبْحَانَ الْكَرِيْمِ الْاَكْرَمِ؛ حجابِ رحمت میں سات ہزار سال تک سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ؛ حجابِ نبوّت میں چھ ہزار سال تک سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ؛ حجابِ کبریا میں پانچ ہزار سال تک سُبْحَانَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ؛ حجابِ منزلت میں چار ہزار سال تک سُبْحَانَ الْعَلِيْمِ الْكَرِيْمِ؛ حجابِ رفعت میں تین ہزار سال تک سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ؛ حجابِ سعادت میں دو ہزار سال تک سُبْحَانَ مَنْ يُزِيْلُ الْاَشْيَاءَ وَلَا يَزُوْلُ اور حجابِ شفاعت میں ہزار سال سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ پڑھتا رہا۔ امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ پھر خُدا نے نُور کے بیس[20] دریا خلق فرمائے ہر دریا میں چند علوم تھے جن کا علم خُدا کے سوا کسی کو نہیں۔ پھر خُدا نے نورِ حضرت رسالتمآبؐ کو اُن دریاؤں میں لینی دریائے عزّت و صبر،

دریائے خشوع و دریائے تواضع و دریائے رضا و دریائے وفا و دریائے حلم و دریائے پرہیز گاری و دریائے خشیت و دریائے انابت و دریائے عمل و دریائے مزید و دریائے ہدایت و دریائے صیانت و دریائے حیا میں یہاں تک کہ اُن بیسوں دریاؤں میں غوطہ دیا۔ جب وُہ آخری دریا سے باہر آیا تو اس سے خدا نے خطاب فرمایا کہ اے میرے حبیبؐ اے تمام پیغمبروں سے بہتر اور میری خلقتِ اوّل اور میرے آخری رسُولؐ میں نے تجھ کو شفیعِ روزِ جزا قرار دیا۔ یہ سُنکر وُہ نورِ درخشاں سجدے میں گر پڑا۔ جب سجدہ سے سر اُٹھایا تو ایک لاکھ چالیس ہزار قطرے اُس نُور سے ٹپکے۔ خُدا نے ہر قطرے سے ایک ایک پیغمبر کی خلقت فرمائی جن کے نور حضرت سردرِ کائنات کے نُور کے گرد طواف کرتے تھے اور کہتے تھے سُبحان من ھو عالم لا یجھل سُبحان من ھو حلیم لا یعجل سُبحان من ھو غنی لا یفتقر۔ پھر خدا نے ان سب کو ندا دی کہ آیا مجھ کو پہچانتے ہو؟ یہ سُنکر نورِ آنحضرتؐ نے سب سے پہلے کہا: انت اللہ الذی لآ الٰہ الا انت وحدك لا شریك لك رب الارباب وملك الملوك (تو خدا ہے وُہ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تُو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں تُو ربّ الارباب ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے) تو خُدا نے فرمایا کہ تو مُیرا برگزیدہ، میرا دوست اور میری مخلوق میں سب سے بہتر ہے؛ اور تیری اُمّت تمام اُمّتوں سے افضل ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے نُور سے خُدا نے ایک جوہر پیدا کیا اور اُس کو دو حصّوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک حصّہ پر بنظرِ ہیبت نگاہ ڈالی تو وُہ آبِ شیریں ہوگیا۔ پھر دُوسرے حصّہ کو نگاہِ شفقت سے دیکھا اور اُس سے عرش کو خلق فرمایا؛ اور پانی پر رکھا۔ پھر نورِ عرش سے کُرسی کو اور نورِ کرسی سے لوح کو اور نُورِ لوح سے قلم کو پیدا کیا۔ اور قلم کو وحی فرمائی کہ میری توحید لکھ تو وُہ کلامِ الٰہی سُنکر ہزار سال تک مدہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو عرض کی پالنے والے کیا لکھوں۔ فرمایا لکھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ جب قلم نے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُنا تو سجدہ میں گر پڑا۔ اور کہا سُبْحَانَ الْوَاحِدِ القھار سُبحان العظیم الاعظم۔ پھر سر اُٹھا کر شہادتین تحریر کیا اور عرض کی خُداوندا محمدؐ کون ہیں جن کے نام کو اپنے نام سے اور جن کی یاد کو اپنی یاد سے تُو نے متصل فرمایا ہے؟ خُدا نے وحی فرمائی کہ اے قلم! اگر وُہ نہ ہوتا تو نہ تجھ کو خلق کرتا نہ دُنیا پیدا کرتا۔ وُہی ہے (نجات کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا۔ وُہی نُور بخشنے والا چراغ، وہی شفاعت کرنے والا اور وہی میرا دوست ہے۔ یہ سُنکر قلم آنحضرتؐ کے نام کی حلاوت سے (وجد میں آکر) بولا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ مِنِّيْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اُسی روز سے سلام کرنا سُنّت اور جواب سلام دینا واجب قرار پایا۔ پھر خُداوندِ عالم نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ میرے قضا و قدر کو جن کو قیامت تک پیدا کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد خدا نے کچھ فرشتوں کو پیدا کیا تاکہ وُہ روزِ قیامت تک محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجیں اور اُن کے شیعوں کے لئے استغفار کیا کریں۔ پھر خدا نے نورِ محمد صلعم سے بہشت کو پیدا کیا اور اُس کو چار صفتوں تعظیم، جلالت، سخاوت اور امانت سے

زینت دی اور بہشت کو اپنے دوستوں اور طاعتگزاروں کے لئے مقرر فرمایا۔ پھر آسمانوں کو اُس دھوئیں سے جو پانی سے اُٹھا تھا پیدا کیا اور اُس کے کف (جھاگ) سے زمینوں کو خلق فرمایا۔ اس وقت زمینیں متحرک تھیں تو پہاڑوں کو پیدا کیا تاکہ زمینوں کو قرار ہو۔ اور ایک فرشتے کو خلق فرمایا جس نے زمین کو اُٹھائے رکھا۔ پھر ایک سنگِ عظیم پیدا کیا۔ جس پر اُس فرشتے کا پَیر ٹھہرے۔ اور ایک بہت بڑی گائے پیدا کی اور اُس پتھر کو اُس کی پُشت پر رکھا۔ اور ایک بہت بڑی مچھلی علق فرمائی جس کی پُشت پر گائے کھڑی ہوتی۔ وُہ مچھلی پانی پر ہے، پانی ہوا پر، اور ہوا تاریکی میں ہے۔ اور تاریکی کے نیچے جو کچھ ہے اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر عرش کو نورِ فضل و نورِ عدل سے منوّر فرمایا۔ فضل سے عقل و علم وحلم و سخاوت کو پیدا کیا۔ اور عقل سے خوف و بیم، علم سے رضا و خوشنودی، حلم سے مودّت، سخاوت سے محبت کو پیدا کیا۔ اور ان تمام صفتوں کو طینتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ میں خمیر دیا۔ اس کے بعد اُمّتِ محمدؐ میں سے مومنین کی روحوں کو خلق فرمایا۔ پھر آفتاب و ماہتاب، ستارے، رات اور دن، روشنی اور تاریکی اور تمام فرشتوں کو محمدؐ کے نُور سے پیدا کیا۔ اور آنحضرتؐ کے نورِ مقدّس کو بہتر۷۲ ہزار سال تک ساکن رکھا پھر اس نُور کو ستّر۷۰ ہزار سال تک بہشت میں ساکن کیا۔ پھر ستّر ہزار سال تک سدرۃ المنتہیٰ میں ساکن کیا۔ پھر ایک آسمان سے دُوسرے آسمان پر منتقل کرتا رہا یہانتک کہ آسمان اوّل پر لایا اور وُہ وہاں قائم رکھا جب تک کہ حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ زمین پر جاکر ایک مُٹھی خاک لائیں جس سے آدمؑ کا جسم تیار ہو۔ اس وقت ابلیس لعین سبقت کرکے زمین پر پہنچا اور زمین سے بولا کہ خدا چاہتا ہے کہ تیری مٹی سے ایک مخلوق پیدا کرے، اور اس کو آگ سے معذّب فرمائے۔ اگر فرشتے تجھ سے مٹی لینے آئیں تو کہنا کہ مَیں خدا کی پناہ چاہتی ہوں کہ مجھ سے کچھ لے جاؤ جس کو آگ میں ڈالا جائے۔ غرض جبرئیلؑ نازل ہوئے تو زمین نے پناہ مانگی۔ وُہ واپس چلے گئے اور عرض کی پالنے والے زمین نے تیری پناہ چاہی لہٰذا میں نے اُس پر رحم کیا۔ اسی طرح میکائیلؑ و اسرافیلؑ آتے اور واپس گئے۔ اس کے بعد خُدا نے عزرائیلؑ کو بھیجا، زمین نے اُن سے بھی بدستور پناہ طلب کی۔ عزرائیلؑ نے کہا میں بھی خُدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ اُس کا حکم نہ مانوں۔ پھر اُوپر، نیچے اور تمام رُوئے زمین سے سفید و سیاہ و سُرخ اور نرم و سخت مٹی لی۔ اسی سبب سے فرزندانِ آدمؑ کے اخلاق اور رنگ مختلف ہوتے۔ خدا نے عزرائیلؑ پر وحی کی کہ تم نے کیوں نہ رحم کیا جس طرح اور فرشتوں نے رحم کیا تھا؟ عرض کی پالنے والے تیری اطاعت اس پر رحم سے بہتر تھی۔ پھر وحی فرمائی کہ مَیں چاہتا ہوں کہ اس خاک سے ایک مخلوق پیدا کردوں، جس میں انبیاؑ اور نیک بندے، اور اشقیا اور بدکار ہوں گے۔ اور تم کو ان تمام کی رُوحوں کے قبض پر میں نے مقرر کیا۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ وُہ طینت سفید و نورانی جو پیغمبرؐ آخر الزمان صلعم کی ہے اور تمام مخلوقات کی اصل ہے، لائیں۔ جبرئیلؑ تمام ملائکہ کروبیاں وملائکہ صافان و مسبحان کے ساتھ مقام ضریحِ مقدّس آنحضرتؐ کے پاس آئے اور اس کو آبِ تسنیم و آبِ تعظیم و آبِ تکریم و آبِ تکوین و

آبِ رحمت و آبِ خوشنودی و آبِ عفو سے خمیر کیا۔ تو خدا نے آنحضرتؐ کے سینہ کو شفقت سے ہاتھوں کو سخاوت سے، دل کو صبر و یقین سے شرمگاہ کو عفت سے، پیروں کو شرف سے اور آپ کے نفسوں کو خوشبو سے پیدا کیا۔ پھر اُس طینت کو آدمؑ کی طینت کے ساتھ مخلوط کیا۔ جب آدمؑ کا قالب تیار ہوگیا تو فرشتوں کو وحی کی کہ مَیں مٹی سے ایک بشر پیدا کروں گا۔ جب اُس میں رُوح پھُونک دُوں تو تم سب اُس کے سامنے سجدہ کرنا۔ فرشتوں نے جسمِ آدمؑ کو بہشت میں لے جاکر رکھا۔ اور حکمِ خالق کے منتظر رہے کہ حکم ملے گا تو سجدہ کریں گے۔ اس کے بعد رُوحِ آدمؑ کو حکم دیا کہ ان کے بدن میں داخل ہو۔ رُوح نے جسم کو تنگ دیکھ کر داخل ہونے سے کراہت کی تو خدا نے حکم فرمایا کہ کراہت کے ساتھ داخل ہو اور کراہت کے ساتھ ہی جسم سے نکلنا۔ غرض رُوح داخل ہوئی اور آنکھوں تک پہنچی۔ آدمؑ اپنے جسم کو دیکھ رہے تھے اور فرشتوں کی تسبیح سُنتے تھے۔ جب وُہ اُن کے دماغ تک پہنچی، تو اُن کو چھینک آئی۔ خُدا نے اُن کو گویا فرمایا تو انہوں نے "الحمدللہ" کہا۔ اور وُہ پہلا کلمہ تھا جو آدمؑ کی زبان سے ادا ہوا۔ خُدا نے بذریعہ وحی فرمایا "رحمک اللہ" اے آدمؑ میں نے تم کو رحمت کے لئے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت کو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مقرر کیا ہے جبکہ وہ بھی تمہاری طرح کہیں۔ اسی سبب سے چھینکنے والے کے لئے دُعا کرنا سُنّت قرار پایا۔ اور شیطان پر کوئی امر چھینکنے والے کے واسطے دُعا کرنے سے زیادہ گراں نہیں۔ پھر آدمؑ نے اُوپر کی جانب دیکھا کہ عرش پر لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے اور اسمائے اہلبیتؑ بھی لکھے ہوتے پائے۔ پھر رُوح اُن کی پنڈلیوں تک پہنچی۔ اور قبل اس کے کہ پنجوں تک پہنچے انہوں نے چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن نہ ہو سکے۔ اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (پ۱۷، سورۃ انبیاؑ آیت ۳۷) یعنی انسان جلدی کرنے والا پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ رُوح سو۱۰۰ سال تک آدم کے سر میں رہی۔ سو سال تک آدمؑ کے سینہ میں۔ سو سال تک پُشت میں۔ سو سال تک رانوں میں۔ سو سال تک پنڈلیوں میں اور سو سال تک پنجوں میں ٹھہری۔ پھر جب آدمؑ درست ہوکر کھڑے ہوگئے تو خُدا نے ان کے سجدہ کا فرشتوں کو حکم دیا۔ وُہ جمعہ بعد ظُہر کا وقت تھا۔ فرشتے عصر تک سجدہ میں مشغول رہے۔ پھر آدمؑ نے اپنی پُشت کی جانب سے ایک آواز خدا کی تسبیح و تقدیس کی سُنی جو طائروں کی آواز کے مانند تھی تو پُوچھا پالنے والے یہ کیسی آواز ہے فرمایا کہ اے آدمؑ یہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم) کی تسبیح کی آواز ہے جو بہترین اوّلین و آخرین ہیں۔ سعادت اُس کے لئے جو اُس کی اطاعت و پیروی کرے اور بدبختی اُس کی ہے جو ان کی مخالفت کرے۔ لہٰذا اے آدمؑ یہ میرا عہد لو اور اس کو عفیفہ عورتوں کی پاک و طاہر رحموں اور پاک مردوں کے پاکیزہ صلبوں کے سوا کسی اور جگہ مت سپرد کرنا۔ آدم نے عرض کی پالنے والے اس مولود کے سبب سے میری عزّت میرا حُسن و وقار تو نے بڑھا دیا۔ پھر خُدا نے آدمؑ کی طینت کے ایک حصّہ سے حوّاؑ کو پیدا کیا اور آدمؑ پر نیند غالب

کردی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو حوّا کو اپنے سرہانے دیکھا۔ پُوچھا تم کون ہو؟ کہا مَیں حوّا ہوں، خُدا نے مجھ کو تمہارے واسطے پیدا کیا ہے۔ وہ بولے کتنی پاکیزہ صورت ہے تمہاری۔ پھر خُدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ یہ میری کنیز ہے اور تم میرے بندہ ہو۔ تم کو مَیں نے اُس مکان کے لئے پیدا کیا ہے جس کا نام بہشت ہے۔ لہٰذا مجھ کو ہر حیثیت سے پاک سمجھتے رہو اور میری حمد و ثنا کرتے رہو۔ اے آدمؑ مجھ سے حوّا کی خواستگاری کرو اور اس کا مہر ادا کرو۔ عرض کی پالنے والے اس کا مہر کیا ہے فرمایا اس کا مہر یہ ہے کہ دس مرتبہ محمدؐ و آلِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ بھیجو۔ آدمؑ نے کہا پروردگار اس نعمت کے عوض جب تک زندہ رہوں گا تیرا شکر اور تیری حمد و ثنا کرتا رہوں گا۔ غرض خدا نے آدمؑ سے حوّا کو تزویج کیا۔ قاضی خود خالق تھا، عقد کرنے والے جبریلؑ تھے، اور گواہ ملائکۂ مقربین تھے، پھر فرشتے آدمؑ کی پُشت کی جانب کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے پُوچھا معبود فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہیں؟ خدا نے فرمایا اس لئے کہ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھیں جو تمہارے صلب میں ہے۔ عرض کی پالنے والے اس نُور کو میرے صلب سے میرے سامنے قرار دے تاکہ فرشتے میرے سامنے کھڑے ہوں۔ غرض فرشتے ان کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوتے۔ پھر آدمؑ نے خُدا سے التجا کی کہ اس نُور کو ایسی جگہ قرار دے کہ وُہ بھی دیکھ سکیں۔ تو خدا نے اس نور کو اُن کی شہادت کی اُنگلی میں قائم فرمایا اور علیؑ کے نُور کو درمیانی اُنگلی میں اور فاطمہؑ کے نُور کو اُس کے بعد کی اُنگلی میں اس کے بعد نورِ حسنؑ کو سب سے چھوٹی انگلی میں، اور نورِ حسینؑ کو انگوٹھے میں قرار دیا۔ بہرحال یہ انوار آفتاب کے مانند حضرت آدمؑ کی انگلیوں سے چمکتے رہے اور آسمانوں، زمین، عرش و کرسی اور سراپردہ ہائے عظمت وجلال سب کے سب اُن سے روشن و منوّر ہو گئے۔ جب حضرت آدمؑ حضرت حوّا سے مقاربت کرنا چاہتے اُن کو وضو کرنے کا حکم دیتے اور خود بھی پاک و طاہر اور خوشبو سے معطّر ہوتے۔ اور کہتے تھے کہ خدا اس نُور کو تمہیں روزی کرے گا اور یہ خدا کی امانت و میثاق ہے۔ غرض وُہ نورِ آدمؑ کی انگلیوں میں رہا یہاں تک کہ حضرت حوّا کے پیٹ میں جناب شیثؑ آئے تو وُہ نور حضرت حوّا کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ اور فرشتے حوّا کو آکر مبارکباد دیا کرتے تھے جب حضرت شیثؑ پیدا ہوئے، آنحضرتؐ کا نورِ ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا، تو جبریلؑ نے ان کے اور حوّا کے درمیان ایک پردہ لٹکا دیا اور ان کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔ جب وُہ بالغ ہوئے آدمؑ نے ان کو طلب فرما کر کہا اے فرزند نزدیک ہے کہ مَیں تم سے جُدا ہوں لہٰذا میرے پاس آؤ تاکہ میں تم سے عہد و پیمان لوں جس طرح خدا نے مجھ سے لیا تھا۔ پھر آدمؑ نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا۔ خدا نے اُن کا مطلب سمجھا۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تقدیس سے رُک جائیں۔ اور اپنے پروں کو سمیٹ لیں۔ ساکنانِ بہشت اپنے بالاخانوں سے متوجہ ہوئے۔ بہشت کے تمام دریا ساکن ہو گئے نہریں جاری ہوگئیں اور پتیوں کی آوازیں اُٹھیں۔ غرض سب کے سب حضرت آدمؑ کی آواز سُننے کی جانب متوجّہ ہوئے۔ اور خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدمؑ کہو جو کہنا چاہتے ہو۔ تو آدمؑ نے کہا اے خُدا

اے ہر نفس اور روشنی بخشنے والے آفتاب و ماہتاب کے خالق تُو نے جس طرح چاہا مجھے پیدا کیا اور مجھے اُس نورِ مقدس کو سپُرد فرمایا جس سے میں نے برکتیں اور کرامتیں مشاہدہ کیں پھر وُہ نُور میرے فرزند شیثؑ کی جانب منتقل ہوا۔ اب مَیں چاہتا ہوں کہ اُس سے عہد و پیمان لوں جس طرح تُو نے مجھ سے لیا تھا، اور اس پر تجھ کو گواہ کرتا ہوں۔ خُدا کی جانب سے آواز آئی، کہ ہاں اے آدم اپنے فرزند شیثؑ سے عہد لو اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور تمام فرشتوں کو گواہ قرار دو۔ پھر خدا نے جبریلؑ کو حکم دیا تو وُہ ستّر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے ہر ایک علمِ تسبیح ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ اور جبریلؑ کے ہاتھوں میں پارچۂ حریر اور ایک قلم تھا جس کو خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا۔ پھر جبریلؑ نے آدم علیہ السّلام کی طرف رُخ کیا اور کہا خدا آپؑ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے فرزند کے لئے خلافت و نبوّت اور عہد کی ایک تحریر لکھئے اور اُس پر جبریلؑ و میکائیلؑ اور تمام فرشتوں کی گواہی لیجئے۔ غرض تحریر لکھی گئی، اور جبریلؑ نے اُس پر مُہر لگائی، اور حضرت شیثؑ کے سپُرد کیا۔ اور ان کو دو سُرخ لباس پہنائے جن کا نُور آفتاب سے زیادہ روشن اور آسمان کے رنگ سے زیادہ خوشگوار تھا۔ دونوں لباس نہ کاتے گئے تھے نہ سیئے گئے تھے۔ بلکہ خُدا نے فرمایا کہ ہوجا اور وُہ تیار ہو گئے۔ غرض نورِ محمدّی ہر وقت جبینِ شیثؑ میں چمکتا رہا۔ انہوں نے ایک حوریہ محادلۂ بیضا کو تزویج کیا جبریلؑ نے اُس حوریہ کا شیثؑ کے ساتھ عقد کیا۔ جب انہوں نے اُس کے ساتھ مقاربت کی تو انوشؑ پیٹ میں آئے۔ اس وقت ایک منادی نے ندا کی کہ اے بیضا تجھ کو خوشی اور مبارک ہو کہ خدا نے بہترین اوّلین و آخرین اور سیّد الانبیاء کا نُور تیرے سپُرد فرمایا۔ جب انوشؑ پیدا ہوئے اور بالغ ہوئے، شیثؑ نے عہد و پیمان ان کے سپُرد کیا اور نورِ محمدّی اُن کے فرزند قینان کی جانب منتقل ہُوا۔ اُن سے مہلائیل کی طرف اُن سے بارد کی جانب اُن سے اخنوخ کی طرف منتقل ہُوا جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں، اور ادریسؑ سے متوشلخ کے پاس پہنچا۔ ادریسؑ نے ان سے عہد و اقرار لیا۔ ان سے ملک کی جانب اور اُن سے حضرت نوحؑ کی طرف منتقل ہُوا۔ نوحؑ سے سام، سام سے اُن کے فرزند ارفخشد اور اُن سے اُن کے بیٹے عابر اور اُن سے فالع اُن سے ارغو اُن سے شارغ اُن سے ناخور اور اُن سے تارخ کی جانب پھر اُن سے حضرت ابراہیمؑ کی جانب منتقل ہُوا۔ ان سے حضرت اسمٰعیلؑ، پھر اُن سے قیدار، اور اُن سے ہمیسع اُن سے بنت اُن سے سعب ان سے اود، اُن سے عدنان، اُن سے معدّ اُن سے نزار، ان سے مضر، ان سے الیاسؑ، ان سے مدرکہ، ان سے خزیمہ، ان سے کنانہ اور ان سے قصیّ، ان سے لوی، ان سے غالب، ان سے فہر، ان سے عبد مناف اور اُن سے جناب ہاشم کی جانب منتقل ہوا جن کو عمرو العلا کہتے تھے۔ آنحضرت صلعم کا نُور اُن سے ساطع تھا اس حد تک کہ جب وُہ مسجد الحرام میں داخل ہوتے تھے کعبہ اُن کے نُور سے روشن ہوجاتا تھا۔ اور ہمیشہ آپ کے چہرہ اقدس سے روشنی آسمان کی جانب بلند ہوتی تھی۔ جب آپؐ کی والدہ ماجدہ

عاتکہ پیدا ہوئیں۔ ان کے دونوں طرف دو گیسو تھے جس طرح حضرت اسمٰعیلؑ کے تھے۔ جن سے نور آسمان کی طرف بلند ہوتا تھا۔ اہلِ مکّہ ان کا یہ حال دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ ہر طرف سے عرب کے قبیلے مکّہ میں آنے لگے۔ کاہن سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بتوں کی زبانوں پر حضرتؐ کی فضیلت جاری ہوگئی۔ حضرت ہاشمؑ جس پتھر اور سنگریزے کی طرف سے گزرتے تھے وُہ بقدرتِ الٰہی گویا ہوکر ندا دیتے کہ اے ہاشم آپ کو خوشخبری ہو کہ آپؑ کی اولاد میں بہت جلد ایک فرزند ہوگا جو خُدا کے نزدیک بہت بلند مرتبہ اور مخلوق کے نزدیک نہایت عزّت والا ہوگا یعنی محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خاتم المرسلین ہیں۔ حضرت ہاشم اگر تاریکی میں گذرتے تھے تو آپؑ کے نوُر سے ہر طرف روشنی ہوجاتی تھی۔ جب عبدمناف کی وفات کا وقت آیا انہوں نے جناب ہاشم سے عہد و پیمان لیا کہ حضرت رسالتمآبؐ کا نوُر سوائے زن مُسلمہ و صالحہ و نجیبہ کے رحم کے کہیں اور سُپرد نہ کریں۔ ہاشم نے اقرار کیا۔ اُس وقت کے بادشاہ آرزو اور تمنّا کرتے تھے کہ اپنی لڑکی حضرت ہاشم کے نکاح میں دیں، اور کثیر مال اُن کے لئے بھیجتے تھے کہ شاید وُہ اُن سے رشتہ کرنے پر راضی ہوجائیں۔ ہاشم ہر روز کعبہ کے پاس آتے تھے۔ سات مرتبہ طواف کرتے تھے اور کعبہ کے پردہ سے لپٹ جایا کرتے تھے۔ جو شخص اُن کے پاس آتا، اُن کی عزّت کرتا۔ وُہ برہنہ لوگوں کو کپڑے پہناتے، بھُوکوں کو کھانا کھلاتے، اور پریشان حال لوگوں کی حاجتیں برلاتے، قرض داروں کے قرض ادا کرتے، جس شخص پر کوئی دیت ہوتی وُہ خُود ادا کرتے تھے۔ اُن کا دروازہ کسی آنے والے کے لئے بند نہ ہوتا۔ اگر کبھی ولیمہ کرتے یا لوگوں کو کھانا کھلاتے تو اس قدر کافی انتظام کرتے کہ لوگ اپنے جانوروں اور طائروں کے لئے لے جاتے۔ اس طرح آپ کے لطف وکرم کا شہرہ تمام عالم میں ہوگیا اور اہل مکّہ کی بادشاہی آپ کے لئے مسلّم ہوگئی کعبہ کی کُنجیاں، حاجیوں کو کھانا کھلانا، چاہ زمزم، کعبہ کی تولیت، حاجیوں کی مہمانداری اور تمام امورِ مکّہ آپ سے متعلق ہوگئے۔ نزار کا عَلَم، اسمٰعیلؑ کی کمان، ابراہیمؑ کا پیراہن، شیثؑ کی نعلین اور نوحؑ کی انگشتری آپ کو میراث میں ملی۔ وُہ حاجیوں کو گرامی رکھتے تھے، اور ان کی حاجتیں پوُری کرتے تھے۔ جب ذی الحجہ کا چاند طلوع ہوتا تھا لوگوں کو جمع کرکے خُطبہ پڑھتے اور فرماتے کہ لوگو! تم کو خُدا کی جانب سے امان ہے تم اس کے گھر کے ہمسایہ ہو۔ اس موسم میں خانۂ خُدا کی زیارت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ وُہ خدا کے مہمان ہوتے ہیں اور مہمان دوسروں کی بہ نسبت عزّت کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ خُدا نے تم کو اس کرامت و بزرگی سے مخصوص فرمایا ہے۔ عنقریب دُور دُور مقامات سے ہر درہ اور عمیق جگہوں سے حاجی آتے ہوں گے جن کے بال بکھرے ہوں گے اُن کے جسم غبار سے بھرے ہوں گے۔ تو اُن کی مہمانی کرو ان کی ہر طرح امداد کے لئے تیار رہو تاکہ خُدا تم کو دوست رکھے۔ حضرت ہاشمؑ کی ان نصیحتوں کے سبب اکابر قریش ان کاموں کے لئے بڑی بڑی رقمیں حاضر کرتے۔ حضرتؑ چمڑے کے حوض نصب کرتے جن کو حاجیوں کے پینے کے لئے

آبِ زمزم سے بھر دیا کرتے تھے۔ ساتویں ذی الحجہ سے اُن کی ضیافت شروع کرتے اور ان کے لئے کھانا منیٰ و عرفات میں پہنچایا کرتے تھے۔

ایک سال مکّہ میں قحط پڑا۔ لوگوں کے پاس حاجیوں پر صرف کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ جناب ہاشم کے پاس چند اُونٹ تھے جن کو آپؑ نے شام بھیج کر فروخت کرا دیا اور ان کی تمام قیمت حاجیوں کی ضیافت میں صرف کردی اور ایک وقت کا کھانا اپنے واسطے نہ رکھا۔ اس سبب سے آپ کے کرم کا شہرہ اطرافِ عالم میں ہوگیا اور آپ کی سخاوت کا چرچا ہر طرف پھیل گیا۔ جب آپ کی جوانمردی وسخاوت کا حال نجاشی بادشاہِ حبش اور قیصر بادشاہِ رُوم نے سُنا آپ کی خدمت میں نامۂ تہنیت لکھا اور آپ کے پاس ہدیئے روانہ کئے اور استدعا کی کہ ان کی لڑکیوں سے عقد کرلیں۔ شائد نورِ محمّدی ان کی جانب منتقل ہوجائے۔ اس لئے کہ کاہنوں، راہبوں اور ان کے عالموں نے ان کو خبر دی تھی کہ یہ نور جو حضرت ہاشمؑ کی جبین مبارک میں ہے نور خاتم المرسلینؐ ہے۔ لیکن حضرت ہاشمؑ نے قبول نہیں فرمایا، اور اپنی قوم کی ایک نجیب عورت سے عقد کرلیا۔ جس سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکوں کے نام اسد، مضر، عمرو، اور صیفی تھے اور لڑکیوں کے نام صعصعہ۔ رقیہ۔ خلاوہ۔ اور شعشا تھے۔ لیکن آنحضرتؐ کا نورِ اقدس آپ کی جبینِ انور میں بدستور چمکتا رہا اس لئے بہت رنجیدہ تھے۔ ایک رات خانہ کعبہ کا طواف کررہے تھے اسی حال میں خدا سے بتضرع وزاری دُعا کی کہ ان کو جلد ایک فرزند عطا فرمائے جو نورِ حضرت رسالتمآبؐ کا حامل ہو۔ اُسی حال میں ان کو نیند آگئی۔ انہوں نے خواب میں ایک ہاتف کی آواز سُنی کہ سلمیٰ دختر عمرو کی جو طاہرہ و مطہرہ اور گناہوں سے پاک و مبرا ہے خواستگاری کرو اور مہر گماں اس کو دو۔ عورتوں میں اس کے مثل نہیں ہے۔ اس سے جو فرزند تمہارا ہوگا وُہ نورِ سیّد الانبیاؐ کا حامل ہوگا۔ جناب ہاشم بیدار ہوئے اور اپنے چچا کے لڑکوں اور اپنے بھائی مطلب کو جمع کیا، اور اپنا خواب اُن سے بیان کیا۔ اُن کے بھائی مطلب نے کہا اے بھائی وُہ عورت جس کا نام آپ نے بتایا وہ قبیلۂ بنی نجار کی ہے اور اپنی قوم میں عفت، نجابت اور کمالِ حُسن وجمال میں مشہور و معروف ہے۔ اس کے قبیلہ والے بھی اہلِ کرم، مہمان نواز اور صاحبانِ عفت ہیں، لیکن آپ اُن سے نسب و شرافت میں افضل ہیں۔ اور تمام بادشاہ آپ سے رشتہ کی تمنّا رکھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ یہی ہے تو اجازت دیجئے تاکہ ہم چل کر آپ کے لئے اس کی خواستگاری کریں۔ ہاشمؑ نے کہا کہ حاجت جس کی ہوتی ہے اسی کی کوشش سے پوری ہوا کرتی ہے۔ میرا خود ارادہ ہے کہ شام کی طرف تجارت کے لئے جاؤں اور راستہ میں اس کی خواستگاری کردوں۔ پھر آپ نے سامانِ سفر تیار کیا اور اپنے بھائی مطلب اور اپنے چچا کے لڑکوں کو لے کر مدینہ طیبہ کی جانب متوجہ ہوئے کیونکہ قبیلۂ بنی نجار وہیں رہتا تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے نورِ محمّدی نے جو آپ کی جبینِ اقدس سے لامع تھا تمام مدینہ کو منوّر کردیا، اور اس کے عکس نے مدینہ کے تمام گھروں کو روشن کردیا۔ یہ دیکھ کر تمام اہلِ مدینہ خود آپ کی طرف بڑھے اور پُوچھا آپ

کون ہیں کہ حُسن وجمال میں آپ سے بہتر ہم نے کسی کو نہیں دیکھا تھا؛ خاصکر اس صاحب نور کو جس کی شعاعوں نے تمام دُنیا کو منوّر کر رکھا ہے۔ مطلب نے فرمایا کہ ہم خانۂ خدا کے رہنے والے اور ساکنانِ حرم معبود ہیں۔ ہم فرزندانِ لوی بن غالب ہیں اور یہ ہمارا بھائی ہاشم بن عبد مناف ہے۔ ہم اس کے لئے خواستگاری کے واسطے تمہارے پاس آئے ہیں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میرے اس بھائی سے رشتہ کی خواہش اطراف وجوانب کے تمام بادشاہوں نے کی، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور خود رغبت کی ہے کہ سلمےٰ کو تم سے طلب کرے۔ سلمیٰ کے والد بزرگوار بھی اس مجمع میں موجود تھے انہوں نے جواب دینے میں سبقت کی اور کہا آپ لوگ صاحبانِ شرافت وعزت، فخر وشرف، سخاوت و فتوت اور صاحبانِ جود وکرم ہیں۔ اور وُہ عفیفہ جس کی آپ خواستگاری کرنا چاہتے ہیں میری دختر ہے وُہ خود اپنے نفس کی مالک ومختار ہے۔ کل وُہ قبیلہ کے شرفا کی عورتوں کے ساتھ بنی قینقاع میں گئی ہے اگر آپ لوگ یہاں قیام فرمائیں تو آپ کی عنایت ونوازش ہوگی۔ اگر اسی طرف چلنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے۔ اب فرمایئے کہ آپ میں سے کون صاحب اس کی خواستگاری کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اس کے خواستگار یہ ہیں جن کے چہرہ سے نور ساطع ہے اور شعاع ظاہر ہے۔ یہ چراغ بیت اللہ الحرام ہیں اور تاریکیوں کے روشن کرنے والے مصباح۔ اور صاحبِ جود وکرم۔ یہ ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ پدرِ سلمیٰ نے کہا بہت بہتر بہت مناسب۔ ان کی توجّہ سے ہم کو بلند مرتبہ حاصل ہوا اور ہمارا سر اوجِ رفعت پر پہنچ گیا۔ ہم کو ان کی طرف اُس سے زیادہ رغبت ہے جس قدر ان کو ہماری طرف ہے لیکن وُہ اپنی آپ مالک ہے ہم آپ کے ساتھ اُس کے پاس چلیں گے۔ لیکن اے بہترین زوار اور اے قبیلۂ نزار ابھی تو آپ قیام کیجئے۔ غرض ان لوگوں کو نہایت عزت واحترام کے ساتھ ٹھہرایا، اور طرح طرح کی ضیافتوں اور مہماں نوازیوں سے ممتاز کیا۔ اُونٹ ذبح کئے اور ان کے لئے متعدد خوان تیار کئے، اور تمام اہلِ مدینہ، قبیلہ اوس وخزرج کے لوگ حضرت ہاشمؑ کے نور وجمال کے مشاہدہ کیلئے آنے لگے۔ علمائے یہود کی نظر جب اُس نور پر پڑی تو اُن کی نگاہوں میں دُنیا تاریک ہوگئی؛ کیونکہ توریت میں اُنہوں نے پڑھا تھا کہ یہ نورِ پیغمبرِ آخر الزمان کی علامت ہے۔ تو وُہ اس کو دیکھ کر ملول وگریاں ہوئے ان کے عوام نے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ وُہ بولے کہ اس شخص کی علامت ہے جو بہت جلد ظاہر ہوگا اور (اپنے مخالفین کا) خون بہائے گا۔ فرشتے لڑائیوں میں اس کی مدد کریں گے۔ تمہاری کتابوں میں اس کا نام ماحی ہے اور یہ اُسی کا نور ظاہر ہو رہا ہے۔ تمام یہودی یہ سُنکر گریاں ہوئے، اور سب کے سینوں میں ہاشمؑ کی طرف سے کینہ بھر گیا۔ اُسی روز سے آنحضرتؐ کے نور کو گُل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ دُوسرے روز صبح ہوتے ہی ہاشمؑ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا، کہ فاخرہ لباس پہنیں، اپنے سروں پر خود رکھیں، زرہ سینوں پر باندھیں، اور علَم نزار بلند کریں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت ہاشمؑ کو اپنے گھیرے میں لیا جس طرح ستاروں کے درمیان چاند ہوتا ہے۔ غلام آگے تھے اور ان کے متابعت کرنے والے ان کے پیچھے روانہ ہوئے اس شان سے

بنی قینقاع کی طرف چلے۔ سلمےٰ کے پدر بزرگوار اپنی قوم کے بڑے بڑے لوگوں اور یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی خدمت میں ہمراہ ہوئے۔ جب وُہ بازار کے قریب پہنچے وہاں شہر اور دیہات کے لوگ دُور و نزدیک سے آئے ہوئے تھے وُہ سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر حضرت ہاشمؑ کے نورِ جمال کے دیکھنے میں محو ہو گئے۔ لوگ ہر طرف سے اُن کی جانب دوڑے۔ سلمےٰ بھی اُنہی کے درمیان کھڑی ہوئی حضرت ہاشمؑ کے جمالِ مبارک کو دیکھ رہی تھیں۔ اسی اثنا میں ان کے باپ ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں تم کو اس امر کی خوشخبری دیتا ہوں جو تمہارے لئے مسرت وشادمانی اور فخر وعزت کا باعث ہے۔ انہوں نے پُوچھا وہ کیا؟ ان کے والد نے کہا اے سلمےٰ یہ آفتابِ اوجِ عزت اور ماہِ بُرجِ کرامت ورفعت جس کو تم دیکھتی ہو، تمہاری خواستگاری کے لئے آیا ہے؛ اور اطرافِ عالم میں کرم وسخاوت اور عفت وکفایت میں مشہور ہے۔ جناب سلمےٰ نے یہ سُنکر انتہائی حیا کے سبب سر جُھکا لیا۔ ان کے باپ نے ان کی خاموشی سے ان کی رضا وخوشنودی کو سمجھ لیا۔ اِدھر جناب ہاشمؑ نے سُرخ ریشمی خیمہ ایک طرف نصب کرایا، اور اس کے گرد قناتیں لگائیں؛ اور اس میں جلوہ افروز ہوئے۔ بازار والے ہر طرف سے اُن کے پاس حالات دریافت کرنے کے لئے جمع ہوئے اور حقیقت معلوم ہونے کے بعد اُن کے سینوں کی بھٹی میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی کیونکہ سلمےٰ حسن وجمال، عفت وآداب اور حُسنِ اخلاق میں یکتائے زمانہ تھیں۔ اُسی وقت شیطان ملعون ایک مردِ پیر کی صورت میں سلمےٰ کے پاس آیا اور بولا میں ہاشم کے ہمراہیوں میں سے ہوں اور تمہاری نصیحت وخیر خواہی کے واسطے آیا ہوں۔ یہ شخص اگرچہ حسن وجمال میں بہت زیادہ ہے لیکن عورتوں سے بہت کم رغبت رکھتا ہے۔ اور جس عورت سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کو دو مہینے سے زیادہ اپنے ساتھ نہیں رکھتا۔ بہت سی عورتوں سے نکاح کیا اور طلاق دے دی۔ اس میں بہادری اور شجاعت تو نام کو نہیں، نہایت بُزدل اور ڈرنے والا آدمی ہے۔ سلمےٰ نے کہا اگر یہ صحیح ہے جو تم کہتے ہو، تو اگر خیبر کے قلعوں کو میرے واسطے سونے اور چاندی سے بھر دیا جائے تب بھی میں اس کی جانب رُخ نہ کروں گی۔ یہ سُنکر ابلیس ملعون کو ڈھارس ہوئی۔ پھر ہاشمؑ کے ساتھیوں میں سے ایک دُوسرے شخص کی صورت میں سلمےٰ کے پاس آیا اور اسی طرح کی بیہودہ جھوٹی باتیں کیں؛ پھر تیسری مرتبہ ایک تیسرے شخص کی صورت میں آکر ایسا ہی بیان کیا۔ جب سلمےٰ کے والد آئے تو سلمےٰ کو رنجیدہ اور ملول دیکھا۔ پُوچھا کیوں غمگین ہو یہ وقت تو سرور وشادمانی کا ہے کہ تم کو ابدی عزت وکرامت میسّر ہوئی ہے۔ سلمےٰ نے کہا بابا جان آپ مجھ کو ایسے شخص سے تزویج کرنا چاہتے ہیں جو عورتوں کی جانب رغبت نہیں رکھتا؛ بہت طلاق دیا کرتا ہے اور جنگ میں بُزدلی ظاہر کرتا ہے۔ یہ سُنکر وہ بہت ہنسے اور بولے اے سلمےٰ یہ شخص ہرگز ان صفات سے متصف نہیں جو تم بیان کرتی ہو۔ اس کے جُود وکرم کی تو لوگ مثال دیا کرتے ہیں اس کو مہمانوں کی ضیافت کی زیادتی کے سبب ہاشمؑ کہتے ہیں۔ اس نے ہرگز کسی عورت کو

طلاق نہیں دی ہے۔ وُہ شجاعت وبہادری میں تومشہور زمانہ ہے۔ خوش مزاجی اور شیریں کلامی میں اس کا کوئی نظیر نہیں جس نے تم سے اس کی مذمت کی ہے وُہ یقیناً شیطان ہے۔ غرض دُوسرے روز سلمےٰ نے جو ہاشمؑ کو دیکھا اُس نوُر کی محبت میں جو اُن کے جبین مُبارک میں درخشاں تھا، بے تاب ہوگیئں۔ اور ان کے پاس ایک پیغامبر کے ذریعہ کہلا بھیجا کر کل آپ میری خواستگاری کیجیے۔ اور جس قدر مہر آپ سے میرے اعزا طلب کریں آپ انکار نہ کیجئے گا۔ مَیں اپنے مال سے اُس میں آپ کی مدد کروں گی۔

دُوسرے روز جناب ہاشمؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ پدرِ سلمےٰ کے خیمہ میں آئے۔ ہاشمؑ اور مطلب اور اُن کے چچا زاد بھائی سب صدر خیمہ میں بیٹھے۔ تمام اہل مجلس حیرت سے ہاشمؑ کے حُسن وجمال کو دیکھنے میں محو تھے کہ مطلب نے گفتگو شروع کی۔ اور کہا اے صاحبان عزت و کرامت وفضل ونعمت ہم اہل بیت اللہ الحرام اور صاحبان مشاعر عظام ہیں۔ لوگوں کے گروہ در گروہ ہماری طرف آیا کرتے ہیں۔ آپ لوگ خود بھی ہماری قدر ومنزلت جانتے ہیں۔ اور آپ لوگوں پر نُور درخشندۂ محمدؐی ظاہر ہے جس کو خدا نے ہم سے مخصوص فرمایا ہے۔ ہم فرزندانِ لوی بن غالب ہیں اور وُہ نوُر آدمؑ سے منتقل ہوتا ہوا ہمارے باپ عبد مناف تک پہنچا اور اُن سے میرے بھائی ہاشم کی جانب منتقل ہوا ہے۔ اور اب خداوند عالم نے اُس نعمت کو تمہاری طرف بھیجا ہے، اب ہم اُس فرزند گرامی کے لئے تمہارے پاس خواستگاری کے واسطے آئے ہیں۔ اس کلام کے جواب میں عمرو پدرِ سلمےٰ نے کہا آپ لوگوں کے لئے تحیّت واکرام واجابت واعظام ہے۔ ہم نے آپ کا خطبہ قبول کیا اور آپ کی دعوت منظور کی۔ لیکن ہم اپنی قدیم رسم یعنی زیادتیٔ مہر پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہیں اس امرِ عظیم کے لئے جس کے آپ خواہشمند ہیں۔ اگر ہم میں پہلے سے یہ رواج نہ ہوتا تو مَیں اس کا اظہار نہ کرتا۔ جناب مطلب نے فرمایا، ہم سو اُونٹ جن کی آنکھیں سیاہ اور بال سُرخ ہیں مہر میں دیتے ہیں۔ اُسی مجمع میں ابلیسؑ بھی تھا پدرِ سلمےٰ کے پاس آیا اور رو کر کہنے لگا کہ مہر اور زیادہ ہونا چاہیئے۔ تو سلمٰی کے باپ نے کہا اے بزرگوارو آپ کے نزدیک ہماری لڑکی کی اتنی ہی قدر ومنزلت ہے۔ مطلب نے کہا ہزار مثقال سونا اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطانؑ نے پھر زیادتی مہر کے لئے پدرِ سلمٰی کو اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا اے جوان ہمارے مقابلہ میں یہ بھی کم ہے۔ مطلب نے فرمایا اچھا ایک خروار عنبر، دس جامۂ سفید مصری اور دس جامۂ عراقی اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر اشارہ کیا۔ پدرِ سلمےٰ نے کہا آپ نے احسان فرمایا اور اب نزدیک ہوچکے ہیں کچھ اور کرامت فرمایئے۔ مطلب نے کہا پانچ کنیزیں خدمت کے لئے بھی حاضر کرتا ہوں۔ شیطانؑ نے پھر مہر کی زیادتی کے لئے کہا۔ سلمےٰ کے والد نے کہا آپ جو کچھ دیں گے وُہ سب آپ ہی کے پاس واپس جائے گا۔ مطلب نے کہا دس اوقیہ مشک اور پانچ قدح کافور بھی اضافہ کیا؛ اب راضی ہوئے ؟ شیطانؑ نے پھر

وسوسہ ڈالنا چاہا تو سلمےٰ کے پدر نے ڈانٹ کر کہا اے بڈھے دُور ہو تُونے مجھے اس مجلس میں شرمندہ کیا۔ مطلب نے بھی اُس کو ملامت کی اور خیمہ سے نکال دیا۔ اُسی کے ساتھ یہودی بھی مغموم ومحزون باہر چلے گئے۔ اس کے بعد سلمےٰ کے باپ سے یہودیوں کے سردار نے کہا کہ وہ (ابلیس) مردِ پیر شام وعراق کے عقلمندوں میں سے ہے کیوں اس کے مشورہ پر تم نے عمل نہ کیا اور ہم راضی نہیں ہیں کہ اپنی لڑکی کو ایسے مفلس کو دیں جس کے مانند ہمارے ملک میں نہ ہوگا۔ یہ سُنتے ہی چار سو یہودیوں نے جو وہاں موجود تھے تلواریں کھینچ کر کھڑے ہوگئے۔ اُدھر حرم کے سرداروں نے بھی (جناب ہاشم کی ہمراہی میں) جو چالیس اشخاص تھے تلواریں نکال لیں مطلب نے یہودیوں کے سردار پر حملہ کیا اور ہاشم نے ابلیس لعین پر۔ وُہ بھاگا۔ لیکن ہاشمؑ نے پکڑ لیا اور اُٹھا کر بلند کیا، پھر زمین پر پٹکا۔ اور حضرت رسالتمآبؐ کا نوُر اُس پر چمکا تو اس نے ایک نعرہ مارا، اور تیز ہوا کے مانند ہاشمؑ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پھر مطلب کو دیکھا، انہوں نے یہودیوں کے سردار کو دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ پھر ہاشم اور ان کے ساتھیوں نے بہت سے یہودیوں کو قتل کیا۔ مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو عورتیں اور مرد سب اس طرف دوڑے۔ جب ستر یہودی قتل ہوچکے تو باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت سرورِ کائنات کے بارے میں ان کی عداوت اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔ ہاشمؑ نے کہا میرے خواب کی تعبیر ظاہر ہوگئی۔ پدرِ سلمےٰ نے کہا بس اب ان کو جانے دیجئے اور شادی کو رنج واندوہ سے تبدیل نہ کیجئے۔ یہ سُنکر ہاشم اپنے خیمہ میں واپس گئے اور ولیمہ کا انتظام کیا اور تمام حاضرین کو کھانا کھلایا۔ سلمےٰ کے والد سلمےٰ کے پاس آئے اور کہا دیکھا تم نے ہاشم کی شجاعت۔ اگر میں اُن سے التماس نہ کرتا یہودیوں میں سے کوئی زندہ نہ رہتا۔ سلمےٰ نے عرض کی بابا جان جس امر میں میری بھلائی دیکھئے اُس کو عمل میں لایئے؛ اور کمینوں کی ملامت کی پرواہ نہ کیجئے۔ غرض سلمےٰ کے والد سادات مکّہ کے پاس آئے اور کہا اے بزرگوارانِ حرم خدارا رنج وکدورت دل سے دُور کیجئے، میری لڑکی آپ کی خدمت میں ہدیہ ہے۔ مجھے اور کوئی خواہش وآرزو (مہر ومال کی) نہیں ہے۔ مطلب نے کہا ہم نے جو کہہ دیا اُس پر اور زیادہ کرکے دیں گے۔ اور ہاشم سے کہا کیوں بھائی جو کچھ مَیں نے (مہر کے بارے میں) کہہ دیا ہے آپ اُس پر راضی ہیں ؟ کہا ہاں پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا، اور سلمےٰ کے والد نے ہاشم ومطلب پر اور ان کے تمام ہمراہیوں پر مالِ کثیر اور عنبر ومشک وکافور نثار کیا۔ پھر سب لوگ وہاں سے مع سامان واسباب مدینہ میں آئے۔ وہاں اُس بہترین عبد مناف کا اس گوہر صدف کرامت کے ساتھ زفاف ہُوا۔ کچھ دنوں کے بعد سلمےٰ کو جب ہاشم کے اخلاق پسندیدہ سے پُوری واقفیت ہوگئی تو جو کچھ مہر میں ہاشم سے حاصل ہوا تھا۔ ان کو کچھ اضافہ کے ساتھ واپس کردیا۔ اُسی شب نطفہ پاک عبدالمطلب کا گوہر شاہوار صدف طاہرہ سلمےٰ میں قرار پایا، اور نورِ محمدؐی سلمےٰ کی پیشانی میں جلوہ گر ہُوا۔ تمام مدینہ والے سلمےٰ کو اس کرامتِ عظمےٰ پر مبارکباد دیتے تھے۔ اس نور روشن ومنور سے سلمےٰ کا حُسن وجمال زیادہ سے زیادہ ہوگیا۔

مدینہ کی عورتیں اُن کے حُسن کو دیکھنے آتیں اور اُن کے نور و ضیا کو دیکھ کر حیران رہ جاتیں۔ وہ جس سنگریزے اور پتھر کی طرف سے گزرتیں سب اُن پر سلام کہتے اور مبارکباد دیتے۔ اور اکثر و بیشتر وُہ اپنی داہنی جانب سے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ الْبَشَرِ" کی آواز سُنتیں۔ اور یہ تعجب خیز باتیں ہاشم سے بیان کرتیں، لیکن اپنی قوم سے پوشیدہ رکھتیں۔

ایک رات جناب سلمےٰ نے ایک منادی کی آواز سُنی جو اُن سے کہہ رہا تھا کہ تم کو خوشخبری ہو کہ خُدا نے تم کو ایسا فرزند روزی کیا ہے جو تمام شہروں اور دیہاتوں کے لوگوں سے بہتر ہے۔ اس کے بعد سلمےٰ نے ہاشم کو اپنی قربت کا موقع نہ دیا۔ ہاشم اس کے بعد چند روز تک مدینہ میں اور مقیم رہے پھر اُن سے رخصت ہوئے اور کہا اے سلمےٰ میں نے وُہ امانت تمہارے سُپرد کی ہے جس کو حق تعالیٰ نے آدمؑ کو سپرد فرمایا تھا اور آدمؑ نے شیثؑ کو سپرد کیا۔ اسی طرح اکابرِ دین ایک دوسرے کو سپرد کرتے چلے آئے یہانتک کہ یہ نورِ بزرگ ہم کو ملا جس سے ہمارا شرف زیادہ ہو گیا اور بحکم خدا اب میں نے اس نور کو تمہارے سپرد کر دیا ہے اور تم سے عہد و پیمان لینا چاہتا ہوں کہ اس کی حفاظت و نگرانی کرنا۔ اگر میری غیر موجودگی میں اس کا ظہور ہو تو اس کو اپنی آنکھ سے زیادہ پیارا اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ اور جہاں تک ممکن ہو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا کیونکہ اس سے حسد کرنے والے اور دشمن بہت ہیں، خاص کر یہودی جن کی عداوت پہلے ہی سے ظاہر ہے۔ اور اگر اس سفر سے میں واپس نہ آؤں اور میری وفات کی خبر تم کو پہنچے، تو اس کی محافظت اور ناز برداری میں کسی طرح کی کمی نہ کرنا۔ جب وُہ سن شباب کو پہنچے اس کو حرمِ خدا میں واپس بھیج دینا۔ اور اس کے چچاؤں سے دُور نہ رکھنا کیونکہ حرمِ خدا ہماری عزت و نصرت کی جگہ ہے۔ سلمےٰ نے کہا میں نے آپ کی تمام باتیں دل و جان سے منظور کیں، لیکن آپ کی جُدائی سے دل پر سخت صدمہ و ملال ہے۔ خدا سے دُعا کرتی ہوں کہ وُہ جلد آپ کو میرے پاس واپس لائے۔ اس کے بعد ہاشم نے اپنے بھائیوں اور تمام عزیزوں کو جمع کیا اور فرمایا اے میرے بھائیو اور عزیزو! موت وہ راستہ ہے جس سے کسی شخص کو چارہ نہیں۔ اب میں تم سے جُدا ہوتا ہوں، اور نہیں خبر کہ پھر تمہارے پاس واپس آؤں گا یا نہیں۔ لہٰذا وصیت کرتا ہوں کہ تم آپس میں متحد رہنا اور ہرگز ایک دُوسرے سے جُدا نہ ہونا کہ تمہاری ذلت و خواری کا سبب ہو۔ کیونکہ بادشاہوں اور ان کے علاوہ اور لوگوں کو اور دشمنوں کو تمہاری عزت و منزلت کے بارے میں حسد و طمع ہے۔ میں اپنے بھائی مطلب کو تم پر اپنا خلیفہ بناتا ہوں کیونکہ وہ دُنیا میں سب سے زیادہ مجھے عزیز و پیارا ہے۔ اگر میری وصیت کو مانو تو اس کو اپنا پیشوا سمجھو۔ اور کعبہ کی کنجیاں، چاہِ زمزم ہمارے دادا نزار کا عَلَم اور جو کچھ پیغمبروں کے تبرکات ہم تک پہنچے ہیں یہ سب اس کو سپرد کر دو تو مظفر و سعادت مند رہو گے۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ جو فرزند سلمےٰ کے شکم میں ہے اس کی شان و عزت بہت بلند ہے، اُس کا بہت خیال رکھنا۔ غرض کسی معاملہ میں میرے قول کی مخالفت نہ کرنا

ان لوگوں نے کہا ہم نے آپ کی باتیں سُنیں اور اطاعت کی۔ لیکن آپ کی وصیت نے ہمارے دلوں کو توڑ دیا۔ پھر ہاشم وہاں سے شام کی جانب روانہ ہوئے۔ جب اپنے کاموں سے فارغ ہوئے اپنے سامان تجارت کو فروخت کیا اور ضروری اشیاء خریدیں اور سلمیٰ کے لئے تحفے اور ہدیئے لے کر مدینہ کی جانب سفر کیا؛ لیکن راہ میں بیمار ہو گئے اور ٹھہر گئے۔ دُوسرے روز بیماری میں شدت ہوئی تو اپنے رفیقوں، غلاموں اور ملازموں سے فرمایا کہ مجھے موت کے آثار نظر آ رہے ہیں، اس بیماری سے مجھ کو نجات ملنا دشوار معلوم ہوتا ہے لہٰذا آپ لوگ مکہ کی جانب واپس جایئے اور جب مدینہ میں پہنچیں تو سلمےٰ کو میرا سلام کہہ دیں۔ اور تعزیت کریں۔ اور میرے فرزند کے بارے میں کہہ دیں کہ مجھے اُس کی فکر کے سوا کوئی فکر و غم نہیں۔ پھر دو روز کے بعد جب کہ موت کے آثار اُن پر ظاہر ہوئے فرمایا کہ قلم و دوات اور کاغذ لاؤ اور مجھے بٹھا دو۔ پھر خدا کے نام کے بعد لکھنا شروع کیا کہ یہ نامہ جس کو ایک بندۂ ذلیل نے لکھا ہے جبکہ خدا کا فرمان اس کو پہنچا تھا کہ نشاۂ فانی دنیا سے دار بقائے آخرت کی جانب سفر کے لئے تیار ہو جا۔ لہٰذا ایسے وقت میں جبکہ موت کی کشمکش میں میری جان پھنسی ہوئی ہے جس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ میں اپنے اموال تمہارے پاس بھیجتا ہوں جن کو آپس میں برابر برابر تقسیم کر لینا اور اس عفیفہ کریمہ کو جو تم سے دُور ہے اور تمہارا نور اور تمہاری عزت اس کے پاس ہے یعنی سلمےٰ کو فراموش نہ کرنا، اور میں تم کو اُس کے فرزند کے احترام کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ اس کے حق کی رعایت کرنا اور میرے فرزندوں کو میرا سلام و پیام پہنچا دینا۔ اور سلمےٰ کو میرا اسلام کہنا۔ اور کہہ دینا کہ افسوس میں تمہاری ملاقات و محبت سے سیر نہیں ہوا۔ اور افسوس صد افسوس کہ اپنے فرزند کے دیدار سے محروم رہا۔ اور خُدا کی رحمتیں اور برکتیں روزِ قیامت تک تم پر ہوں۔ پھر اُس خط پر اپنی مُہر کر کے اُن کے سپرد کیا، اور کہا مجھے لٹا دو۔ وہ جب لٹائے گئے تو آسمان کی جانب نظر کی اور کہا اے میرے پروردگار کے رسول اور قاصد بحقِ نورِ مصطفےٰؐ جس کا میں حامل تھا میرے ساتھ نرمی کرو یہ فرمایا اور بآسانی عالمِ بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ پھر لوگوں نے ان کو غسل و کفن دے کر شام میں دفن کر دیا؛ اور مکہ روانہ ہوئے۔ مدینہ میں داخل ہوتے تو نالہ و فریاد کی آوازیں بلند کیں، جن کو سُنکر اہل مدینہ عورتیں اور مرد سب اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ سلمےٰ، اُن کے باپ اور عزیزوں نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ سلمےٰ فریاد کرنے لگیں کہ اے میرے سرتاج! کرم و عزت تمہاری موت سے مٹ گئی۔ افسوس تمہارے مرنے کے بعد اس بچے کا کیا حال ہوگا جس کو تم نے دیکھا تک نہیں نہ اس کی لذتِ فرزندی سے آشنا ہوئے اسی بیقراری و از خود رفتگی کے عالم میں سلمیٰ نے ہاشم کی تلوار کھینچ کر ان کے اُونٹوں اور گھوڑوں کو پے کر دیا۔ اور سب کی قیمت اپنے مال سے ادا کر دی۔ اور ہاشم کے وصی سے کہا کہ مطلب کو میری طرف سے دُعا کہنا اور کہنا کہ میں تمہارے بھائی کے عہد پر قائم ہوں ان کے بعد دُوسرے مرد میرے اُوپر حرام ہیں۔

وہاں سے رخصت ہو کر وُہ قافلہ مکّہ پہنچا، وہاں بھی ہاشم کی خبرِ وفات سُنکر کہرام برپا ہوا۔ عورتوں نے بال کھول دیئے، گریبان چاک کر دیئے، در و دیوار سے آوازِ گریہ بلند ہوئی جب اُن کا وصیت نامہ کھول کر پڑھا گیا، لوگوں کے رنج وغم میں اور اضافہ ہوا۔ غرض اہلِ مکہ نے ہاشم کی وصیت کے مطابق جناب مطلب کو اپنا رئیس اور پیشوا بنا لیا، اور عَلَمِ اکرم نزار اور سقایۂ زمزم در فائدہ حاجیانِ حرم اور کمانِ اسمٰعیلؑ اور نعلینِ شیثؑ اور پیراہنِ ابراہیمؑ اور انگشتریٔ نوحؑ اور تمام تبرکات انبیا علیہم السّلام جو کچھ اُن کے پاس تھا سب جناب مطلب کے سپرد کر دیا۔

سلمٰی کے وضعِ حمل کا زمانہ آیا۔ جو تکلیفیں عورتوں کو اس وقت ہوا کرتی ہیں سلمٰی پر اُن کا مطلق اثر نہ ہوا تھا۔ اس وقت ایک آواز ہاتف کی آئی کہ اے بنی نجار کی عورتوں کی زینت اپنے فرزند کو پردہ میں رکھو اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرو کہ ان کی آنکھیں اس کے دیدار سے سعادتمند ہوں۔ جب سلمٰی نے یہ آواز سُنی دروازے بند کر دیئے اور پردے لٹکا دیئے اور اپنے حال کی کسی کو اطلاع نہ ہونے دی۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک نور کا پردہ زمین سے آسمان تک اُس پر ڈال دیا گیا تاکہ شیاطین اس کے نزدیک نہ آنے پائیں۔ اس وقت شیبۃ الحمد پیدا ہوئے اور نورِ محمدیؐ اُن کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ وہ پیدا ہوتے ہی مسکرائے سلمٰی نے ان کو گود میں لیا تو ان کے سر میں سفید بال دیکھے، اس لیئے ان کا نام شیبۃ الحمد رکھا۔ سلمٰی نے ان کو ایک مہینہ تک پوشیدہ رکھا کسی کو ان کی ولادت کی خبر نہ ہونے پائی۔ ایک مہینہ کے بعد عزیزوں اور قابلہ عورتوں کو معلوم ہوا تو مبارکباد کو آئیں، اور مولود کے تعجب خیز حالات سُنکر سب کو حیرت ہوئی۔ وہ دُو مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے یہودیوں نے جب ان کو دیکھا، ان کی طرف سے کینہ اور ملال سے بیتاب ہوئے۔ اس لئے کہ وُہ جانتے تھے کہ وُہ نور جو اُن سے ظاہر ہے نورِ پیغمبرؐ آخرالزمان ہے جو ان یہودیوں کو قتل کریں گے اور ان کے دینوں کو باطل کریں گے۔ سات سال کی عمر میں وُہ نہایت قوی و دلیر جوان معلوم ہونے لگے۔ بڑے سے بڑا بوجھ اُٹھا لیتے۔ لڑکوں کو ہاتھوں پر بلند کر کے زمین پر پٹک دیتے تھے۔

ایک مرتبہ قبیلۂ بنی حارث کا ایک شخص کسی ضرورت سے مکہ سے مدینہ آیا اس نے شیبۃ الحمد کو دیکھا کہ مثل چاند کے نُور اُن کے چہرہ سے چمک رہا ہے وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ وُہ کھڑا ہو گیا اور ان کے ظاہری و باطنی حُسن و جمال کے دیکھنے میں محو ہو گیا۔ پھر بولا کہ کس قدر سعادتمند ہیں وُہ لوگ جن کے شہر میں تم رہتے ہو۔ وُہ کھیل رہے تھے اور کہتے جاتے تھے میں زمزم و صفا کا فرزند ہوں۔ مَیں ہاشم کا دلبند ہوں اور میرے شرف کے لئے یہی کافی ہے۔ یہ سُنکر وُہ مرد قریب آیا اور کہنے لگا اے جوان تیرا کیا نام ہے؟ فرمایا مَیں ہاشم بن عبدمناف کا فرزند شیبہ ہوں میرے چچاؤں نے مجھ پر ظلم کر رکھا ہے کہ مَیں اپنی ماں اور خالاؤں کے ساتھ اس غربت میں پڑا ہوں۔ اے عم محترم آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ اس مرد نے کہا مکّہ سے۔ فرمایا جب خیریت سے مکہ پہنچئے اور فرزندان عبدمناف سے ملاقات ہو تو میرا سلام ان کو پہنچا دیجئے۔ اور کہیئے گا کہ مَیں ایک یتیم کا پیغامبر

ہوں جس کا باپ مر گیا اور اس کے چچاؤں نے اس پر ظلم کر رکھا ہے۔ اے فرزندانِ عبدمناف بہت جلد ہاشم کی وصیت کو بھُول گئے اور ان کی نسل کو ضائع کر دیا۔ جو ہوا مکّہ کی طرف سے آتی ہے اس سے تمہاری خوشبو سونگھتا ہوں۔ اور تمہاری ملاقات کی آرزو میں راتیں تڑپ کر کاٹتا ہوں۔ یہ پیغام سُنکر وُہ مرد رونے لگا، اور جلد جلد مکّہ کو چلا۔ جب اولادِ عبدمناف کی مجلس میں پہنچا تحیت و سلام کے بعد بولا اے بزرگانِ قوم اور فرزندانِ عبدمناف! اپنے وقار کو بھُول گئے اور اپنے چراغِ ہدایت کو دُوسروں کے گھر روشن کر رکھا ہے۔ پھر شیبہ کے پیغامات پہنچائے۔ وُہ لوگ کہنے لگے کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ وُہ اس شعور تک پہنچ چکا ہے۔ اُس مرد نے کہا خدا کی قسم فصحا کی زبانیں اس کے مقابلہ میں گنگ ہیں اور عقلا اس کے سامنے عاجز ہیں۔ وُہ حُسن و جمال کی بلندی کا آفتاب ہے اور اہلِ فضل و کمال کی آنکھوں کا نُور ہے۔ یہ سُنکر مطلب نے اُسی جگہ سواری طلب کی اور سوار ہو کر تنہا مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اور نہایت عجلت و سُرعت کے ساتھ مدینہ میں پہنچے۔ دیکھا شیبۃ الحمد لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ان کو اس نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے پہچان لیا۔ دیکھا کہ وُہ ایک بہت بڑا پتھر اُٹھائے ہوئے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ مَیں ہوں ہاشم کا فرزند جو بزرگی و شرافت میں مشہور ہیں۔ مطلب نے یہ سُنتے ہی ناقہ کو بٹھایا اور پکار کر کہا اے میرے بھائی کی یادگار میرے پاس آؤ۔ شیبہ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور بولے کہ آپ کون ہیں کہ میرا دل آپ کی طرف کھنچا جا رہا ہے۔ شاید میرے چچاؤں میں سے آپ بھی ہیں۔ فرمایا مَیں تمہارا چچا مطلب ہوں۔ پھر ان کو گود میں لیا، پیار کیا اور روئے۔ اور پوچھا، کہ پارۂ جگر کیا تو چاہتا ہے کہ مَیں تجھ کو تیرے آباؤ اجداد کے وطن میں لے چلوں۔ جو تیرے عز و شرف کا مقام ہے۔ شیبہ نے کہا ہاں ضرور چلنا چاہتا ہوں۔ یہ سُنکر مطلب سوار ہوئے اور اپنے ہمراہ شیبہ کو بھی سوار کر لیا اور مکّہ کی جانب روانہ ہوئے۔ شیبہ نے کہا چچا جان جلدی نکل چلیئے ایسا نہ ہو کہ میری ماں کے اعزا و اقربا آگاہ ہو جائیں ان کے ساتھ اوس و خزرج کے بہادر بھی موافق ہو کر مجھ کو روکنے کی کوشش کریں۔ مطلب نے کہا جانِ عم پروا نہ کر۔ خُدا اُن کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

جب یہودیوں کو خبر ہوئی کہ شیبہ اپنے چچا کے ساتھ تنہا مکّہ روانہ ہو گئے ہیں تو ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہودیوں کے سرداروں میں سے ایک شخص واہیہ نامی کا لڑکا لاطیہ ایک روز لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے نکلا تو شیبہ نے اس کے سر پر اونٹ کی ایک ہڈی سے ایسا مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور کہا اے یہودی کے بچے تیری موت قریب آگئی ہے۔ بہت جلد تمہارے گھر برباد ہو جائیں گے۔ اس کے باپ نے جب یہ سُنا تو بہت غضبناک ہوا، اور یہ عداوت بھی پرانی عداوتوں کے ساتھ اُن کے دل میں جاگزیں ہو گئی۔ جب ان یہودیوں نے سُنا کہ وُہ مکّہ جا رہا ہے تو یہودیوں کو آواز دی کہ وُہ لڑکا تنہا اپنے چچا کے ساتھ گیا ہے، چلو

اس کو ہلاک کر دیں اور اس کے شر سے محفوظ و مطمئن ہو جائیں۔ یہ سُنکر ستر یہودی مسلح ہو کر اُن کے تعاقب میں چلے۔ رات کا وقت تھا مطلب کے کانوں میں اُن کے گھوڑوں کی آواز آئی تو کہنے لگے کہ اے فرزند جن سے خوف تھا وُہ آپہنچے۔ شیبہ نے کہا راستہ بدل دیجئے۔ فرمایا اے نورِ چشم تیری پیشانی کا نور اُن گمراہوں کو دکھا دے گا جس طرف بھی ہم جائیں گے۔ شیبہ نے کہا میرے چہرہ کو چھپا دیجئے شاید وُہ نور چھپ جائے۔ مطلب نے کپڑے کی تین تہیں کر کے اُن کے چہرہ پر لٹکا دیا، لیکن اس نُور کی ضیا باری میں کمی نہ ہوئی۔ مطلب نے کہا اے میرے بھائی کی جان تیرے خورشیدِ جمال کا یہ نور خدا کا نور ہے، پوشیدہ نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اس کو بُجھا سکتا ہے۔ خُدا کے نزدیک تیری منزلت عظیم ہے۔ اور جس خدا نے تجھ کو یہ نور عطا فرمایا ہے وہی تجھ کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھے گا۔ جب وُہ حضرت مطلب کے پاس پہنچے شیبہ نے کہا مجھ کو نیچے اُتار دیجئے تاکہ خدا کی قدرت کا تماشا آپ کو دکھاؤں۔ حضرت نے اُن کو اُتار دیا۔ وہ سجدے میں پیشانی رکھ کے ملتجی ہوئے کہ اے نور و ظلمت کے خالق اور ساتوں آسمانوں کو گردش میں لانے والے اور ہر گروہ کو روزی دینے والے میں تجھ سے بحق شفیعؐ روزِ جزا سوال کرتا ہوں جس کو تُو نے میرے سپُرد فرمایا ہے، ہمارے دشمنوں سے ہم کو محفوظ رکھ۔ ابھی دُعا تمام نہ ہوئی تھی کہ یہودیوں کا گروہ ان کے نزدیک آگیا اور اُن کو گھیر لیا۔ لیکن بقدرتِ خدا شیبہ اور اُن کے چچا کا رُعب اور خوف اُن پر غالب ہو گیا۔ تو چاپلوسی اور مکر کے ساتھ بولے کہ اے نیک کردار بزرگو ہم آپ کو کوئی تکلیف پہنچانے نہیں آئے ہیں بس یہ چاہتے ہیں کہ شیبہ کو اُن کی ماں کے پاس پہنچا دیں کیونکہ وُہ ہمارے شہر کی روشنی، ہمارے لئے برکت اور نعمت ہے۔ شیبہ نے کہا ہم تمہارے مکر و فریب سے بخوبی واقف ہیں۔ اب چونکہ خدا کی قدرت تم پر غالب آچکی ہے تو ایسی باتیں کرنے لگے ہو۔ یہ سُنکر یہودی ناکام و نامُراد ذلیل ہو کر واپس ہوئے۔ تھوڑی دُور گئے تھے کہ لاطیہ پسر داہیہ نے کہا شاید تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ یہ لوگ جادوگر ہیں انہوں نے ہم پر جادُو کر دیا ہے۔ آؤ پیدل چلیں اور ان کو ختم کر دیں۔ پھر وُہ تلواریں کھینچ کر اُن کی طرف بڑھے مطلب نے دیکھا تو فرمایا اب تمہارا مطلب ظاہر ہوا۔ اور جہاد تمہارے ساتھ واجب ہو گیا۔ یہ کہہ کر آپ نے کمان لی اور چند تیروں سے کئی جوانوں کو واصلِ جہنم کیا۔ پھر سب نے اکبارگی حملہ کر دیا۔ مطلب نے بھی خُدا کا نام لے کر اُن سے مقابلہ کیا۔ شیبہ بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کے ساتھ دُعا کر رہے تھے کہ ناگاہ دُور سے ایک غبار پیدا ہوا اور گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز اور اسلحوں کی جھنکار کان میں آئی۔ جب وُہ لوگ نزدیک پہنچے مطلب نے دیکھا کہ سلمےٰ اپنے والد اور بہادرانِ اوس و خزرج کے چار ہزار افراد کے ساتھ شیبہ کو لینے آئی ہیں۔ جب سلمےٰ نے دیکھا کہ یہودی جناب مطلب سے مشغولِ جنگ ہیں للکار کے کہا، کہ وائے ہو تم پر۔ یہ کیا ذلالت ہے۔ یہ سُنتے ہی لاطیہ بھاگا۔ سلمےٰ نے کہا اے دشمنِ خدا کہاں جاتا ہے اور تلوار کی ایک ضرب سے

اس کو دو ٹکڑے کر دیا اور اوس و خزرج کے بہادروں نے یہودیوں پر حملہ کیا اور ایک یہودی کو باقی نہ چھوڑا۔ پھر مطلب کی جانب رُخ کیا۔ مطلب نے بھی تلوار کھینچ لی۔ سلمےٰ کو اپنے فرزند شیبہ کے بارے میں خوف ہوا اور اپنے قبیلہ کو لڑائی سے روک دیا۔ اور مطلب سے پوچھا کہ آپ کون ہیں جو شیر کے بچّے کو اس کی ماں سے جُدا کرنا چاہتے ہیں۔ مطلب نے فرمایا میں وُہ ہوں کہ چاہتا ہوں کہ اس کی عزّت و منزلت پر اس کے شرف و عظمت کو اور اضافہ کروں اور تم لوگوں سے اس پر زیادہ مہربان ہوں مجھے اُمید ہے کہ خُداوند عالم اس کو صاحبِ حرم اور پیشوائے اُمم قرار دے۔ میں اس کا چچا مطلب ہوں۔ یہ سُنکر سلمےٰ نے کہا مرحبا مرحبا! آپ خُوب آئے۔ لیکن مجھ سے اس فرزند کے لے جانے کے لئے کیوں نہ فرمایا۔ میں نے تو اس کے باپ سے شرط کی تھی کہ اگر فرزند پیدا ہوگا تو مجھ سے جُدا نہ کریں گے۔ پھر شیبہ سے کہا اے فرزند تجھے اختیار ہے اگر تُو چاہے تو اپنے چچا کے ساتھ جا، اور چاہے تو میرے ساتھ چل۔ شیبہ نے یہ سُنکر سر جُھکا لیا اور اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عرض کی اے مادرِ مہربان آپ کی مخالفت سے ڈرتا ہوں لیکن خانۂ خدا کی مجاورت ضرور چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو جاؤں، ورنہ واپس چلوں۔ جناب سلمےٰ یہ سُنکر رونے لگیں اور فرمایا اے فرزند تیری خواہش مجھے منظور ہے۔ مجبوراً تیری مفارقت کا صدمہ برداشت کروں گی؛ لیکن مجھ کو بھُول نہ جانا اور اپنی خیریت سے آگاہ کرتے رہنا۔ پھر گود میں لے کر پیار کیا اور رخصت کیا۔ پھر مطلب سے کہا اے فرزندِ عبد مناف جو امانت تمہارے بھائی نے مجھے سپُرد کی تھی وُہ میں نے تم کو سونپ دی۔ اب اس کی حفاظت کرنا تمہارے ذمّہ ہے۔ جب وُہ سنِّ بلوغ کو پہنچے ایسی عورت سے اُس کا عقد کرنا جو اس کے لئے عزّت و شرافت و نجابت میں اس کے مناسب ہو۔ مطلب نے کہا اے کریمۂ بزرگوار آپ نے مجھ پر احسان کیا۔ جب تک زندہ رہا آپ کا حق نہ بھُولوں گا پھر شیبہ کو لے کر مکّہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب شیبہ کا آفتابِ جمال مکّہ کے دروازوں پر طالع ہوا اور آپ کے نوُر کی چھُوٹ وہاں کے پہاڑوں پر پڑی، مکّہ روشن ہو گیا جس کو دیکھ کر اہلِ مکّہ کو حیرت ہوئی، اور وُہ اپنے گھروں سے نکل کر دوڑے۔ مطلب کو دیکھا کہ ایک لڑکے کو لئے آرہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہے؟ آپ نے مصلحتاً فرمایا یہ میرا غلام ہے اسی سبب سے شیبہ کا نام عبدالمطلب ہو گیا۔ حضرت مطلب ان کو گھر لائے اور مدّتوں اُن کی قدر و منزلت کو پوشیدہ رکھا۔ لوگ نہیں جانتے تھے کہ وُہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دادا ہوں گے۔ پھر قریش کے درمیان ان کی بڑی عزّت ہو گئی، اور اُن کے ذریعہ ہر معاملہ میں ان کو برکت حاصل ہوتی تھی؛ ہر مصیبت و بلا میں ان کے سبب سے پناہ ملتی تھی۔ ہر قحط و سختی میں وُہ نورِ جناب رسولِ خدا سے متوسّل ہوتے تھے اور خداوندِ عالم وُہ سختیاں اُن سے دفع فرماتا تھا؛ اور اُس نور سے معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔

تیسری فصل

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے آبائے عظام و اجداد کرام کے حالات:۔ علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد دادی نانی وغیرہ آدمؑ

آنحضرتؐ کے والدین و آباؤ اجداد سب کا مسلمان ہونا

سے لے کر آنحضرتؐ کے والدین تک سب مسلمان تھے اور آنحضرتؐ کا نور کسی مشرک کے صلب اور کسی مشرکہ کے رحم میں قرار نہیں پایا۔ آنحضرتؐ کے اور آپؐ کے باپ دادا اور ماؤں کے نسب میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے۔ اور خاصہ و عامہ کے طریقہ سے متواتر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں بلکہ احادیث متواترہ سے ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد سب کے سب انبیاءؑ و اوصیا اور حاملانِ دینِ خدا رہے ہیں۔ اور فرزندانِ اسمٰعیلؑ جو آنحضرتؐ کے اجداد تھے وہ سب حضرت ابراہیمؑ کے اوصیا تھے۔ ہمیشہ مکہ کی بادشاہی، خانہ کعبہ کی پردہ پوشی اور اس کی تعمیر وغیرہ کی خدمت انہی لوگوں سے متعلق رہی ہے۔ وہ لوگ مرجع انام رہے ہیں۔ قومِ ابراہیمؑ انہی میں سے تھی۔ شریعتِ موسیٰؑ و عیسیٰ علیہما السلام اور شریعتِ ابراہیمؑ فرزندانِ اسمٰعیل کے لئے منسوخ نہیں ہوئی تھی۔ وہ لوگ شریعت کے محافظ تھے اور ایک دوسرے کو وصیت کرتے اور آثار انبیا سپرد کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ عبدالمطلب تک پہنچا۔ جناب عبدالمطلب نے ابو طالب کو اپنا وصی قرار دیا۔ اور ابو طالب نے بہت سی کتابیں، آثارِ انبیا اور ان کے تبرکات آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد ان کو سپرد فرمایا۔

جناب عبدالمطلب کے فضائل اور آنحضرتؐ سے انکی والہانہ محبت

حضرت عبدالمطلب کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے روز وہ ایک اُمّت کے مانند تنہا محشور ہوں گے۔ کیونکہ وہ اپنی قوم میں تنہا (موحد) تھے۔ اُن سے پیغمبروں کی علامت اور بادشاہوں کی ہیبت ظاہر ہو گی۔ اور دوسری معتبر و صحیح حدیث میں فرمایا کہ عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جو بداء کے قائل ہوئے۔ وہ قیامت میں بادشاہوں کے حسن اور پیغمبر کی علامت سے محشور ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ عبدالمطلب نے ایک روز جناب رسولِ خدا کو اپنے اونٹوں کے پیچھے روانہ کیا۔ ان کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو بیتاب ہو گئے اور ان کی تلاش میں آدمی بھیجے، اور کعبہ کی زنجیروں کو پکڑ کر خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری شروع کی کہ اے پالنے والے اپنے ماننے والوں کو جن کے متعلق تو نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو تمام ادیان پر غالب کرے گا کیا ہلاک کر دے گا۔ اگر ایسا کرے گا تو پھر دوسرا امر اس کے بارے میں تیری مشیت میں واقع ہوا ہے۔ حضرتؐ واپس آتے تو دیکھتے ہی حضرتؐ کو گود میں لے کر پیار کیا۔ اور فرمایا اے فرزند آئندہ تجھ کو کسی کام کے لئے کبھی نہ بھیجوں گا۔ ڈرتا ہوں کہ دشمن تجھ کو کہیں ہلاک نہ کر دیں۔

اُنہی حضرت سے دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت سرورِ عالم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلبؑ نے جاہلیت کے زمانہ میں پانچ سنتیں مقرر کیں جن کو خدا نے اسلام میں جاری و قائم رکھا۔ اوّل یہ کہ سوتیلی ماؤں کو لڑکوں پر حرام قرار دیا جس کے بارے میں خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ (آیت ۲۲، سورۃ النساء، پ۴) (ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباؤ اجداد نے نکاح کیا ہو) دوسرے یہ کہ انہوں نے خزانہ پایا تو اس میں سے پانچواں حصہ راہِ خدا میں دے دیا جس کے متعلق خدا فرماتا ہے وَاعْلَمُوا أَنَّمَا

غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ (پ۱۰، سورۃ انفال آیت ۴۱) (یاد رکھو کہ جب تمہیں مالِ غنیمت حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ خدا کے لئے صرف کرو) تیسرے یہ کہ جب چاہ زمزم کو کھودا تو اس کو حاجیوں کا سقایہ قرار دیا۔ تو خدا نے فرمایا أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ (آیت ۱۹، سورۃ توبہ، پ۱۰)۔ چہارم یہ کہ آدمی کے مار ڈالنے کا خونبہا سو اونٹ مقرر کیا۔ پانچویں یہ کہ قریش میں طواف کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی، آپ نے سات مرتبہ طواف کرنا مقرر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ عبدالمطلب نے نہ کبھی جوا کھیلا، نہ بتوں کی پرستش کی، نہ ان جانوروں کو کھایا جو بتوں کے لئے کاٹے گئے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے پدر ابراہیمؑ کے دین پر قائم ہوں۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جبریلؑ جناب رسولِ خداؐ پر نازل ہوئے اور کہا خلاقِ عالم آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اُس پر آتشِ دوزخ کو حرام کر دیا جس کی صلب سے تم پیدا ہوئے اور جس کے شکم میں تم رہے یعنی عبداللہ و آمنہ پر اور حرام کیا ہے اُس پر جس نے تمہاری کفالت و محافظت کی ہے یعنی ابو طالب پر۔

حدیث معتبر میں حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ نہ میرے باپ نے بتوں کی پرستش کی، نہ میرے دادا عبدالمطلب نے نہ میرے جد بزرگ جناب ہاشمؑ نے۔ نہ عبد مناف نے۔ بلکہ وہ لوگ کعبہ کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے، اور دینِ ابراہیمؑ پر قائم تھے اور آنحضرتؐ کے دین سے متمسک رہے۔

دوسری روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ کسی کے واسطے کعبہ معظمہ کے سامنے مسند نہیں بچھائی گئی سوائے عبدالمطلب کے۔ اُن کی مسند پر اُن کے احترام و اکرام کے سبب سے کوئی شخص نہیں بیٹھتا تھا۔ لیکن جب سرورِ عالم تشریف لاتے تھے اور اُن کی مسند پر بیٹھنا چاہتے اور اُن کے چچا وغیرہ اُن کو روکنا چاہتے تو عبدالمطلب فرماتے کہ چھوڑو میرے فرزند کو کہ اس کی شان بزرگ ہے۔ وہ عنقریب تمہارا سید و سردار ہو گا۔ میں اس کی پیشانی سے بزرگی و سرداری کا نور مشاہدہ کرتا ہوں۔ وہ تمام خلق کا پیشوا ہو گا۔ پھر ان کو گود میں لیتے اور اُن کی پشت پر ہاتھ پھیرتے اور بار بار پیار کرتے۔ اور فرماتے کہ میں نے کبھی اس کے رخسار سے نرم و پاکیزہ تر اور اس کے جسم سے بہتر نہیں دیکھا۔ چونکہ عبداللہؓ و ابو طالبؓ حقیقی بھائی تھے اس لئے ابو طالبؑ سے فرمایا کرتے کہ اس فرزند کی عزت و شان بہت بلند ہے لہٰذا اس کی حفاظت کرنا، کیونکہ وہ بے ماں باپ کا تنہا اور اکیلا ہے اس پر مثل ماں کے مہربان رہنا تاکہ کوئی تکلیف اور صدمہ اس کو نہ پہنچے۔ پھر اس کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ چھ سال کے ہوئے آپکی مادرِ گرامی آمنہؑ نے ابوا میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے انتقال فرمایا جبکہ آنحضرتؐ کو اُن کے خالوؤں[عہ] کے پاس جو بنی عدی سے تھے لے گئے۔ جب آنحضرتؐ باپ ماں دونوں کی طرف سے یتیم ہو گئے تو حضرت عبدالمطلبؓ کی شفقت و مہربانی آنحضرتؐ پر زیادہ بڑھ گئی۔ جب ان کی

عہ عرب خالو ماموں کو کہتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بھی آیت ۶۱ سورۃ نور میں خداوند عالم کا ارشاد ہے أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ الخ

وفات کا وقت آیا تو حضرت سردرِ کائنات کو سینہ پر بٹھایا؛ ان کو پیار کرتے اور روتے تھے۔ پھر ابوطالبؓ کی جانب رُخ کرکے بولے اس یگانہ روزگار کی حفاظت ونگہبانی کرنا جس نے باپ کی خوشبو نہیں سُونگھی ہے نہ ماں کی شفقت کا لُطف اٹھایا ہے۔ اس کو اپنے جگر کا ٹکڑا سمجھنا میں نے اپنے فرزندوں میں اس کی حفاظت کے لئے تم کو منتخب کیا ہے۔ اس سبب سے کہ اس کا باپ اور تم ایک باپ ماں سے ہو۔ اے ابوطالبؓ اگر تمہارے سامنے اس کی جلالت وعظمت کا ظہور ہو جس کو میں خوب جانتا ہوں۔ تو جہاں تک ممکن ہو اس کی پیروی کرنا اور اپنے ہاتھ وزبان اور مال سے اس کی مدد کرنا۔ خدا کی قسم وُہ بہت جلد تمہارا سردار ہوگا اور اس کو بادشاہی وعظمت حاصل ہوگی کہ ویسی رفعت ومنزلت ہمارے باپ داداؤں میں سے کسی کو میسّر نہیں ہوئی ہے۔ اے فرزند کیا تم نے میری وصیت قبول کی؟ ابوطالبؓ نے کہا ہاں قبول ومنظور کیا، اور میں نے خدا کو اپنے اس عہد پر گواہ کیا۔ یہ سُنکر عبدالمطلبؑ نے ابوطالبؓ کا ہاتھ پکڑ کر اقرار وپیمان کو مضبوط کیا اور کہا اب موت مجھ پر آسان ہوگئی اور بار بار آنحضرتؐ کو پیار کرتے رہے۔ اور کہتے جاتے تھے کہ میں نے ایسی پاکیزہ خوشبو اپنے فرزندوں میں سے کسی کی نہیں پائی۔ کاش میں تمہارے زمانہ (نبوت ورسالت) تک زندہ رہتا۔ یہ کہتے ہوئے آپ کی رُوح مقدس ملاء اعلےٰ کی جانب پرواز کرگئی۔ اُس وقت حضرت رسولِ خداؐ آٹھ سال کے تھے۔ پھر ابوطالبؓ نے آپ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھا، اور رات ودن میں کسی وقت اُن سے جُدا نہ ہوتے تھے۔ اور کسی کا اعتبار نہ کرتے تھے۔ حضرتؐ کو اپنے پاس سلاتے تھے۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کعبہ کے نزدیک حضرت عبدالمطلبؑ کے واسطے مسند بچھائی جاتی تھی آپ کے سوا اور کسی کے لئے نہیں بچھائی جاتی تھی۔ آپ کے لڑکے آپ کے سرہانے کھڑے ہوتے تھے اور کسی کو آپ کے پاس نہ جانے دیتے۔ جب حضرت رسُولِ خداؐ چلنے لگے تو ایک روز آئے اور حضرت عبدالمطلبؑ کے دامن پر بیٹھ گئے۔ آپ کے فرزند نے چاہا کہ ان کو الگ کردیں۔ عبدالمطلبؑ نے کہا چھوڑ دو میرے بچّے کو کیونکہ عنقریب اُس کو بادشاہی حاصل ہوگی یا فرشتہ اُس پر نازل ہوگا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر کہا ایک شخص کے ذمّہ میرا کچھ مال ہے اور مجھے خوف ہے کہ وُہ میرے ہاتھ نہ آئے گا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب مکہ میں تو پہنچے ایک طواف اور دو رکعت نماز حضرت عبدالمطلبؑ کی نیابت میں ادا کرنا، اور ایک طواف اور دو رکعت حضرت ابوطالبؓ کے لئے ادا کرنا، اسی طرح حضرت آمنہؓ اور فاطمہؓ بنت اسد مادرِ امیرالمومنینؑ کے لئے بجا لانا۔ وُہ شخص کہتا ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا، اور اُسی روز میرا مال مجھے حاصل ہوگیا۔

چوتھی فصل

اصحابِ فیل کا تذکرہ:۔ حضرت رسولِ خداؐ کے نور کے معجزات میں سے ایک معجزہ اصحابِ فیل کا بھی ہے جو حضرت عبدالمطلبؑ کے زمانہ میں ظاہر ہوا جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب بادشاہ حبشہ اُبرہہ بن الصباح نے خانہ کعبہ برباد کرنے

کا ارادہ کیا اور مکہ معظمہ کے نواح میں پہنچا، تو اہلِ مکّہ کے مال لُوٹ لیئے۔ جن میں حضرت عبدالمطلبؑ کے اُونٹ بھی تھے۔ حضرت عبدالمطلب بادشاہ کے پاس گئے اور اجازت لے کر اُس کے دربار میں پہنچے۔ اُس وقت اُبرہہ ایک ریشمی خیمہ میں تخت پر بیٹھا تھا۔ حضرت نے اُبرہہ کو سلام کیا اُس نے سلام کا جواب دیا۔ اور حضرت عبدالمطلب کے نور وتجلّی اور حسن وجمال اور ہیبت و وقار کو دیکھ کر حیران ہوگیا۔ پُوچھا کہ آپ کے آباؤ اجداد میں بھی یہ نُور تھا؟ فرمایا ہاں۔ ابرہہ نے کہا کہ آپ لوگ اس فخر وشرف کے سبب پھر تو تمام خلق پر فائق ہیں اور آپ کو اپنی قوم کا سردار وبزرگ ہونا ہی چاہیئے۔ پھر آنحضرتؑ کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ کا ایک سفید ہاتھی بہت بڑا تھا جس کے دونوں دانت مختلف جواہرات سے مرصع کئے گئے تھے۔ بادشاہ اُس ہاتھی کے سبب دُوسرے بادشاہوں پر فخر کیا کرتا تھا۔ اُس نے اُس ہاتھی کو دربار میں لانے کا حکم دیا تو اُس کو خوب آراستہ کرکے دربار میں لاتے۔ جب وُہ حضرت عبدالمطلب کے قریب پہنچا تو حضرتؑ کے لئے سجدہ کیا حالانکہ اُس نے اپنے بادشاہ کو کبھی سجدہ نہیں کیا تھا۔ پھر بقدرتِ الٰہی اور نورِ حضرت رسالت پناہؐ کے اعجاز سے فصیح عربی زبان میں حضرت عبدالمطلبؑ کو سلام کیا اور کہا اے نورِ بہترین خلائق اور اے صاحبِ خانہ کعبہ وزمزم اور جدِ بہترین پیغمبراں، آپ پر سلام ہو اور اُس نُور پر جو آپ کے صلب میں ہے۔ اے عبدالمطلب عزّت وشرف آپ کے لئے ہے آپ ہرگز ذلیل ومغلوب نہیں ہو سکتے۔ ابرہہ نے جو یہ عجیب کیفیت دیکھی تو ڈرا۔ اور سمجھا کہ یہ جادُو ہے اور ہاتھی کو واپس کردیا۔ پھر حضرت عبدالمطلب سے پُوچھا آپ کس غرض سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے آپ کی سخاوت وشرف کا شہرہ سُنا ہے اور اب آپ کے جمال وجلال اور عظمت وہیبت کا مشاہدہ کرلیا آپ کی جو حاجت ہو میں اُس کے روا کرنے کو تیار ہوں لہٰذا آپ کی جو خواہش ہو بیان فرمائیے اُس نے سمجھا تھا کہ خانہ کعبہ کے خراب وبرباد کرنے سے منع کریں گے۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ تیرے سپاہی میرے اُونٹ ہنکا لائے ہیں وہ مجھے واپس دلا دے۔ اُبرہہ کو یہ سُنکر غصّہ آگیا وُہ بولا کہ آپ کی قدر ومنزلت میری نگاہوں سے گِر گئی۔ میں تو آپ کے خانۂ شرف ومنزلت کو برباد کرنے آیا ہوں؛ اور آپ کی قوم کو فنا کرنا چاہتا ہوں جو اس گھر کے سبب سے تمام عالم پر فخر کرتے ہیں اور ہر ایک سے ممتاز ہو رہے ہیں۔ اور وُہ گھر وُہ ہے جس کے حج کے لئے اطرافِ عالم سے لوگ آتے ہیں۔ آپ اُس کے بارے میں کچھ نہیں کہتے، اور اپنے اُونٹ مجھ سے واپس مانگتے ہیں۔ آنحضرتؑ نے فرمایا میں اُس گھر کا مالک نہیں ہوں میں اپنے اُونٹوں کا مالک ہوں میں اپنے مال کے بارے میں تجھ سے کہنے آیا ہوں۔ اس گھر کا مالک ہر ایک سے زیادہ قوت والا اور بلند ہے۔ وُہ خود اپنے مکان کی حفاظت وحمایت کرنے کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔ یہ سُنکر اُبرہہ نے حضرت عبدالمطلبؑ کے اُونٹ ان کو واپس دے دیئے وُہ ان کو لے کر مکہ واپس آئے پھر اُبرہہ لشکرِ جرّار اور بلند ہاتھیوں کے ساتھ حرمِ خدا کی بربادی کی جانب متوجہ ہوا جب کعبہ کے

قریب پہنچا ہاتھی اُس میں داخل ہونے سے رُک گیا اور زمین پر لیٹ گیا۔ جب اُس کو چھوڑ دیتے تھے تو وُہ واپس ہو جاتا جب اُس پر جبر و سختی کرتے تو زمین پر لیٹ جاتا تھا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے غلاموں سے فرمایا کہ میرے فرزند کو بلا لاؤ۔ وُہ عباس کو لے آئے۔ فرمایا اس کو نہیں میرے فرزند کو لاؤ۔ وہ ایک ایک لڑکے کو بلاتے رہے اور عبدالمطلب فرماتے رہے کہ اس کو نہیں میرے فرزند کو بلاؤ، یہاں تک کہ حضرت عبداللہ جناب رسولؐ خدا کے والد کو حاضر کیا۔ عبدالمطلب نے اُن سے فرمایا کہ ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر دریا کے چاروں طرف دیکھو۔ اس طرف سے جو کچھ آتا ہوا دکھائی دے مجھے آکر بتاؤ۔ حضرت عبداللہ کوہِ ابوقبیس پر گئے۔ دیکھا کہ ابابیل پرندے سیل دریا اور شب تار کے مانند چلے آرہے ہیں۔ پھر وُہ ابوقبیس پر بیٹھے۔ پھر وہاں سے اڑے اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کیا، اور سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ دوڑتے ہوئے حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس آئے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اے فرزند دیکھو کہ وُہ پرندے اس کے بعد کیا کرتے ہیں۔ پھر عبداللہ نے دیکھ کر بیان کیا کہ اب وُہ حبشہ کے لشکر کی جانب روانہ ہوئے اُس وقت حضرت عبدالمطلبؑ نے اہلِ مکّہ سے فرمایا کہ اُن کے لشکر کی طرف جاؤ اور اپنے حصّہ کا مالِ غنیمت لے آؤ۔ جب اہلِ مکّہ وہاں پہنچے دیکھا کہ وُہ سب سڑی ہوئی لکڑی کے مانند مُردہ پڑے ہیں۔ ان طائروں میں سے ہر ایک اپنی چونچ اور دونوں پنجوں میں ایک ایک پتھر لئے ہوئے ہیں اور ہر پتھر سے ایک ایک سپاہی کو مار ڈالتے ہیں۔ جب ان سب کو ہلاک کر چکے تو وہ پرندے واپس چلے گئے اس سے پہلے کسی نے ایسے طائر نہیں دیکھے تھے اور نہ بعد میں دیکھے۔ جب وُہ سب ہلاک ہو چکے، عبدالمطلب خانہ کعبہ میں آئے اور اُس کے پردہ کو پکڑ کر چند اشعار پڑھے جن کے مضامین اِس نعمتِ عظمیٰ کے شکر و حمد پر مشتمل تھے، اور واپس آئے۔ پھر چند اشعار پڑھے جو قریش کے خانۂ کعبہ چھوڑ دینے کی ملامت، اور اپنی تنہائی کے اظہار اور اِس بلا پر صبر کرنے اور خدا پر توکل بھروسہ کرنے پر مشتمل تھے۔

بسندِ صحیح اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ جب لشکرِ بادشاہِ حبشہ جو خانہ کعبہ کو تباہ کرنے آیا تھا حضرت عبدالمطلب کے اُونٹوں کو لے گیا تو آپ اس کے پاس گئے اور اجازت طلب کی بادشاہ نے پوچھا کس کام کے لئے آئے ہیں، معلوم ہوا کہ اپنے اُونٹوں کی واپسی کے لئے کہنے آئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا یہ مرد اپنی قوم کا بزرگ و سردار ہے اور مَیں اُن کی عبادت گاہ کو برباد کرنے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن اُس کے بارے میں کچھ سفارش نہیں کرتے، صرف اپنے اُونٹوں کی سفارش کے لئے آئے ہیں۔ اگر وُہ مجھ سے سفارش کرتے کہ خانہ کعبہ کو تباہ نہ کروں تو میں یہ بھی منظور کر لیتا۔ پھر حکم دیا کہ ان کے اُونٹ واپس دے دیئے جائیں۔ عبدالمطلب نے وُہی جواب دیا جو ذکر ہو چکا۔ پھر عبدالمطلب واپسی کے وقت اُن کے بڑے ہاتھی کے پاس سے گزرے جس کا نام محمود تھا۔ فرمایا اے محمود! اُس نے جواب میں سر ہلایا۔ پھر آپ نے اُس سے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تجھ کو کس غرض سے لائے ہیں اس نے اُوپر سر کو اُٹھا کر حرکت دی کہ نہیں۔ فرمایا،

تجھ کو اس لئے لائے ہیں کہ تو اپنے پروردگار کے گھر کو ضائع و برباد کرے؛ کیا تو ایسا کرے گا؟ ہاتھی نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں۔ وہاں سے عبدالمطلب اپنے گھر واپس آئے۔ دوسرے روز وُہ لشکر صبح کو روانہ ہُوا تا کہ حرم میں داخل ہو۔ وُہ ہاتھی مانع ہُوا۔ اس وقت عبدالمطلب نے اپنے کسی غلام سے کہا کہ پہاڑ کے اُوپر جا کر دیکھے، جو نظر آئے آکر بیان کرے۔ وُہ دیکھ کر آیا اور بیان کیا کہ دریا کی طرف سے ایک سیاہی آرہی ہے جب وُہ سیاہی نزدیک آئی تو اُس نے دیکھا کہ بے شمار پرندے ہیں، ہر ایک کی چونچ میں ایک کنکری ہے انگلیوں کے سرے کے برابر جو ایک دُوسرے پر رکھنے سے ملتے ہیں یا اس سے بھی چھوٹی۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا بخدا یہ اُن لشکر والوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وُہ پرندے اُن کے سروں پر پہنچے، اور کنکریاں گرانا شروع کیں۔ وہ کنکری جس کے سر پر گرتی اُس کو توڑتی ہوئی، جسم کو چاک کرتی ہوئی پیر کے تلوے سے نکل جاتی اور اس کو مار ڈالتی۔ اُن میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی نہ بچا جو بھاگ کر اپنی قوم کے پاس پہنچا اور حالات بیان کئے۔ جب وہ بیان کر رہا تھا دیکھا کہ اُنہی میں سے ایک چڑیا اس کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ اُس نے کہا وُہ طائر ایسے ہی تھے۔ اسی وقت اس نے اس کے سر پر کنکری پھینکی، اور وُہ بھی ہلاک ہو گیا۔

دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب مجلس اُبرہہ میں داخل ہوئے تو اُبرہہ تخت سے اُن کی تعظیم کے لئے خم ہو کر اُن کی طرف بڑھا۔

اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ وُہ چڑیاں چمگادڑ کے مانند تھیں، اور دُوسری روایت کے مطابق اُن کے سر درندوں کے سروں کی طرح تھے اور اُن کی چونچیں چڑیوں کی چونچ کی طرح تھیں۔

ہاتھیوں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا کہ وُہ صرف ایک ہاتھی تھا جس کو محمود کہتے تھے بعض آٹھ ۸ ہاتھی بیان کرتے ہیں اور بعض بارہ ۱۲۔

اُبرہہ کے ارادۂ تباہیٔ کعبہ کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اُس نے کعبہ کے مقابلہ پر یمن میں ایک عبادت خانہ تیار کیا تھا اور لوگوں کو تاکید کرتا تھا کہ اُس گھر کا حج اور اُس کے گرد طواف کیا کریں ایک مرتبہ قریش کا ایک شخص رات اُس عبادت خانہ میں ٹھہر گیا اور پاخانہ کر کے اس کے در و دیوار پر مل دیا، اور بھاگ گیا۔ اس سبب سے وُہ ملعون غضبناک ہُوا اور قسم کھائی کہ کعبہ کو خراب و برباد کر دیگا اور صاحب کتاب الانوار نے روایت کی ہے کہ اہلِ مکّہ میں سے کچھ لوگ تجارت کی غرض سے حبشہ گئے تھے اور نصارٰی کے ایک گرجے میں ٹھہرے۔ وہاں کھانا پکانے کے لئے ان لوگوں نے آگ روشن کی اور یونہی اسکو جلتا ہُوا چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ ہوا چلی اور اُس آگ نے عبادت خانہ کی ہر چیز جلا کر راکھ کر دی۔ جب نصارٰی اُس عبادت خانہ میں آئے اور اس کو جلا ہوا دیکھا تو پُوچھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ تاجرانِ مکّہ کا ایک گروہ آیا تھا انہوں نے جلایا ہے۔ یہ خبر بادشاہِ حبشہ کو پہنچائی گئی، وُہ بہت غضبناک ہُوا اور اپنے وزیر اُبرہہ بن الصباح کو چار ہزار ہاتھیوں اور ایک لاکھ جنگی جوانوں کے ساتھ بھیجا، اور کہا جا کر کعبہ کو برباد و ضائع کر دو، اور اس کے پتھر دریائے جدّہ میں پھینک دو، اُن کے مردوں کو قتل

کرد، اُن کے فرزندوں اور مالوں کو لُوٹ لو، اُن میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ ابرہہ اس ارادہ سے مکّہ کی جانب روانہ ہُوا اور اسود بن مقصود کو ہراول لشکر قرار دے کر بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ پہلے روانہ کیا۔ اور تاکید کر دی کہ ان کے راہگیروں میں سے مردوں اور عورتوں کسی کو قتل نہ کرنا جب تک میں نہ آجاؤں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اُن پر وُہ عذاب کروں کہ دُنیا میں کسی پر ایسا عذاب نہ کیا گیا ہوگا۔ جب وُہ لوگ مکّہ میں پہنچے اور مکّہ والوں نے سُنا، تو اپنے عزیزوں اور اولاد اور مال سب اکٹھا کرکے بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ عبدالمطلبؑ نے ان کو نصیحت کی کہ یہ تمہارے لئے ننگ کی بات ہے کہ کعبہ سے علیٰحدہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے کہا ہم کو ان سے مقابلہ کی تاب نہیں۔ اگر وُہ لوگ ہم پر غالب ہوں گے تو ہر ایک کو مار ڈالیں گے۔ عبدالمطلب نے کہا پروردگارِ کعبہ اپنے مکان پر ان کو غالب نہ ہونے دے گا۔ اگر تم بھی اس گھر کی جانب پناہ اختیار کرو گے، وُہ تم پر بھی غالب نہ ہونے پائیں گے۔ لیکن اُن کی نصیحت اُن لوگوں نے قبول نہ کی اور کعبہ سے دُور چلے گئے۔ بعض پہاڑوں پر، بعض درّوں میں پناہ گزیں ہوئے، بعض دریا میں کشتی پر جا بیٹھے۔ عبدالمطلبؑ نے کہا مجھے تو خدا سے شرم آتی ہے کہ اُس کے گھر سے جُدا ہوں؛ میں تو اپنی جگہ سے حرکت نہ کروں گا یہانتک کہ خدا میرے اور اُن کے درمیان فیصلہ کرے۔ الغرض اسود وہاں جاکر ٹھہرا، اُس کے پیچھے ابرہہ فیلہائے عظیم اور لشکر گراں کے ساتھ جا پہنچا اور مکّہ کی جانب رُخ کیا اور اہلِ مکّہ کے تمام چارپایوں کو لُوٹ لیا۔ اس کے آدمی عبدالمطلبؑ کے بھی اسّی سُرخ چشم اُونٹ بھگا لے گئے۔ جب اس کی خبر عبدالمطلبؑ کو معلوم ہوئی فرمایا الحمد للہ وُہ مال خدا تھا، اس کے اہل خانہ اور اس کے حاجیوں کی ضیافت کے لئے میں نے مہیا کیا تھا۔ اگر واپس بھیجدے گا تو اس کا شکر کروں گا، نہیں بھیجے گا تب بھی شکر کروں گا۔ پھر عبدالمطلب نے اپنے کپڑے پہنے اور لوی بن غالب کی چادر دوش پر رکھی اور ابراہیمؑ خلیل کا کمر بند کمر میں باندھا، اور کمان حضرت اسمٰعیلؑ کاندھے پر لٹکائی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اُبرہہ کے پاس چلے۔ اُن کے اعزا ہمراہ ان کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم آپ کو اس ظالم کے پاس نہ جانے دیں گے جو حُرمتِ خانۂ خدا وحرم خدا نہیں جانتا۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا میں خدا کی قدرت اور اُس کے لطف وکرم کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ مجھے جانے دو انشاء اللہ بہت جلد تمہارے پاس واپس آتا ہوں۔ غرض حضرت روانہ ہوئے۔ جب لشکر کے سپاہیوں نے حضرت کو دیکھا، آپ کے حسن وتجلّے سے متعجب ہوتے اور آپ کی ہیبت سے لرزنے لگے۔ اور حضرت کے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ اُس جبّار کے پاس نہ جائیے۔ اُس نے قسم کھائی ہے کہ اہل مکّہ میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا ہم کو آپ پر رحم آتا ہے کہ اس حسن وجمال کے باوجود اُس کی تلوار سے قتل ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا تم مجھے اُس کے پاس لے چلو اور نصیحت کرنا چھوڑو۔ لوگوں نے اُبرہہ کو آپؑ کے آنے کی اطلاع دی اور آپ کی شجاعت وجرأت کا تذکرہ کیا۔ اُس نے ملازموں کو حکم دیا، سب تلواریں کھینچ کر کھڑے ہوگئے۔ اس نے سب سے بڑے ہاتھی کو دربار میں طلب کر لیا اور اپنے سر پر تاج رکھا۔ پھر حضرت عبدالمطلبؑ کو بُلایا۔ اس ہاتھی کو مذموم کہتے تھے۔ اُس کے سر پر لوہے کی دو شاخیں بنا رکھی تھیں کہ اگر اُن سے

پہاڑوں پر مارتا، تو توڑ کر پھینک دیتا تھا۔ اُس کی سونڈ پر دو تلواریں باندھی گئی تھیں اور اس کو جنگ کی تعلیم دی گئی تھی۔ اُس نے حکم دے دیا تھا کہ جب عبدالمطلب مجلس میں آئیں تو اس ہاتھی سے اُن پر حملہ کرا دینا۔ غرض عبدالمطلبؑ اس کے دربار میں داخل ہوتے تو تمام حاضرین پر عظیم دہشت طاری ہوئی۔ جب ہاتھی کو اُن پر حملہ کے لئے للکارا تو وُہ حضرت عبدالمطلبؑ کے قریب آکر سر زمین پر رگڑنے لگا، اور اُن کے لئے ذلیل ومطیع ہوگیا۔ اُبرہہ کو یہ حال دیکھ کر بہت حیرت ہوئی اور دہشت سے کانپنے لگا اور حضرت کی بہت زیادہ تعظیم وتکریم کی اور اپنے پہلو میں جگہ دی۔ اور پوچھا آپ کا کیا نام ہے آپ سے زیادہ حسین اور پاکیزہ صورت کوئی میری نظر سے نہیں گزرا۔ آپ کی جو حاجت ہو پوری کروں گا۔ اگر آپ کہیں تو واپس چلا جاؤں۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا مجھے ان باتوں سے غرض نہیں تیرے سپاہی میرے چند اُونٹ ہنکا لائے ہیں جن کو میں نے خدا کے گھر کے حاجیوں کی ضیافت کے لئے مہیّا کیا تھا۔ حکم دے کہ وُہ مجھے واپس دے دیں۔ ابرہہ نے کہا اُونٹ دے دیئے جائیں۔ پھر پُوچھا اور کوئی حاجت ہے، فرمایا نہیں۔ اُس نے پُوچھا کہ کیوں اپنے شہر والوں کی سفارش آپ نے نہ کی۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ کعبہ کو خراب کروں گا اور تمہارے مردوں کو قتل کروں گا۔ لیکن آپ کی منزلت چونکہ میں نے بہت بلند پائی اگر آپ اُن لوگوں کی شفاعت کرتے تو میں قبول کرتا۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا مجھے اس سے واسطہ نہیں کیونکہ اس گھر کا ایک مالک ہے جس کو میری سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وُہ چاہے گا تو اپنے گھر سے دفع ضرر کر سکتا ہے۔ ابرہہ نے کہا ابھی تمہارے پیچھے لشکر وفیل کے ساتھ آتا ہوں اور کعبہ اور اس کے گرد ونواح سب کو تباہ وبرباد کر دُوں گا؛ اور وہاں کے رہنے والوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا اگر تجھ سے ممکن ہو، کر۔ پھر مکّہ کی جانب واپس آگئے۔ جب بڑے ہاتھی کے پاس پہنچے، اُس نے آپ کے لئے سجدہ کیا۔ ابرہہ کے وزیروں اور مصاحبوں نے اُبرہہ کو ملامت کی کہ کیوں عبدالمطلبؑ کو زندہ چھوڑ دیا۔ اُس نے کہا مجھ کو ملامت مت کرو۔ کیونکہ جب میری نگاہ اُن کے چہرہ پر پڑی انتہائی ہیبت میرے دل پر طاری ہوئی۔ کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہاتھی نے ان کو سجدہ کیا۔ اب اس کے بارے میں کہو جس کا میں نے ارادہ کیا ہے کیا مصلحت سمجھتے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا ہے اس پر ضرور عمل کرنا چاہیئے۔ غرض لشکر مکّہ کی بربادی کا ارادہ کرکے روانہ ہُوا۔ جب حضرت عبدالمطلبؑ مکّہ پہنچے اپنی قوم سے کہا ابو قبیس پر جاکر دیکھیں۔ اور خود کعبہ سے لپٹ کر نورِ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے خدا کی بارگاہ میں تضرع وزاری کے ساتھ عرض کی کہ خداوندا وُہ گھر تیرا گھر ہے اور ہم سب تیرے عیال اور تیرے حرم کے رہنے والے ہیں۔ ہر ایک اپنے گھر اور گھر والوں کی حمایت کرتا ہے۔ اور اسی طرح کے کلمات عرض کرتے تھے۔ ناگاہ ایک ہاتف کی آواز سُنی کہ تمہاری دعا نورِ محمّدیؐ کی برکت سے جو تمہاری جبین میں ہے، قبول ہوئی۔ یہ سُنکر حضرت نے اپنی قوم سے کہا کہ تم کو خوشخبری ہو کہ میں نے اپنی پیشانی کے نور کو دیکھا کہ وُہ بلند ہُوا اور اُس کی برکت سے تم نے نجات پائی۔ ابھی اثنا میں لوگوں نے لشکرِ مخالف سے غبار بلند ہوتے ہوئے دیکھا۔ جب غبار برطرف ہُوا،

ہاتھیوں کو دیکھا کہ سر سے پیر تک لوہے میں چھُپے ہوئے ہیں اور پہاڑوں کی طرح اپنے لشکر کے سامنے کھڑے ہیں ۔ اور ہرچند فیلبان اُن پر جبر و سختی کرتے ہیں، لیکن وُہ اپنے قدم کعبہ کی طرف نہیں بڑھاتے۔ جب اُن کا رُخ پھیر دیتے ہیں تو بہت تیزی کے ساتھ بھاگتے ہیں۔ اس وقت اسود نے کہا کہ ان ہاتھیوں پر اُن لوگوں نے جادُو کر دیا ہے اور ابُرہہ کو اطلاع دی کہ ایسا واقعہ رُونما ہؤا ہے۔ اُبرہہ نے سُنا، تو اُس کا خوف اور زیادہ بڑھ گیا۔ اسود کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم نے مکرر تجربہ کیا اب تجربہ کے خلاف عمل کرنا عقلمندی نہیں۔ ان لوگوں کے پاس کوئی قاصد پیغام صلح دے کر بھیجو۔ اور ہاتھیوں کا تذکرہ نہ کرنا ورنہ اُن کی جرأت و ہمت اور بڑھ جائے گی۔ اور کہلاؤ کہ ہمارے جتنے آدمی ضائع ہوئے ہیں، اُتنے ہی اپنی قوم کے افراد ہمارے حوالے کرو اور ہمارے عبادت خانہ کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اُس کا تاوان ادا کرو تو ہم واپس چلے جائیں۔ ابُرہہ کے قاصد نے اسود کے پاس آکر یہ پیغام دیا۔ قاصد نہایت دلیر و شجاع آدمی تھا۔ اس کا نام حناطہ تھا۔ اپنی شجاعت پر بہت مغرور تھا۔ تنہا لشکروں کا مقابلہ کرتا تھا۔ اس کی شکل و صورت نہایت مہیب تھی۔ اسود نے کہا تو ہی اس قوم کے پاس جا کر یہ پیغام دے شاید تیرے سبب سے ہمارے اور اُن کے درمیان صُلح ہو جائے۔ حناطہ نے کہا جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے صلح منظور نہ کی، تو اُن سب کا سر کاٹ کر تیرے پاس لاتا ہوں۔ جب وہ مکہ میں پہنچا، اور اس کی نظر حضرت عبدالمطلبؑ کے چہرہ پر پڑی، عظیم دہشت اُس پر غالب ہوئی اور وہ کانپنے لگا۔ جناب عبدالمطلب نے پوچھا تو کس غرض سے آیا ہے اُس نے کہا میرے مولا ابُرہہ پر آپ کا فضل و شرف ثابت ہو گیا ہے۔ اب اُس نے آپ کا حرم آپ کو بخشا؛ اور چاہتا ہے کہ جس قدر ہمارے آدمی ضائع ہوتے ہیں آپ ان کا خونبہا دے دیجئے یا اتنی ہی تعداد میں اپنی قوم کے آدمی دیجئے اور ہمارے عبادت خانہ کا سامان جو کچھ ضائع ہؤا ہے اُس کی قیمت ادا کر دیجئے۔ بس ہم اپنے لشکر کو لے کر واپس چلے جائیں گے ۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ ہم کبھی کسی بے گناہ سے کسی مجرم کے عوض میں نہیں مؤاخذہ کرتے۔ عدالت و امانت ہماری عادت ہے۔ ظلم کرنے سے ہمیشہ ہم لوگ پرہیز کرتے ہیں اور حکم خُدا کے خلاف کبھی نہیں کرتے ۔ اور کعبہ کے بارے میں جو کچھ تُو نے کہا، تو مَیں کہہ چکا ہوں کہ وُہ اپنا پروردگار رکھتا ہے جو اس پر قادر ہے کہ اُس سے دفع ضرر کرے۔ خدا کی قسم مجھے نہ اُس کی پرواہ ہے نہ اُس کے لشکر و حشم و خدم کی کوئی حقیقت سمجھتا ہوں۔ حناطہ نے جب ایسی باتیں سُنیں؛ غضبناک ہؤا۔ اور چاہا کہ عبدالمطلبؑ کو ہلاک کرے۔ حضرت نے اُس کا گریبان پکڑ کر اُٹھا لیا اور بلند کر کے زمین پر پٹکا ۔ اور فرمایا کہ اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو ابھی تجھ کو ختم کر دیتا۔ غرض حناطہ اسود کے پاس واپس آیا کہ ان لوگوں سے گفتگو کرنا بیکار ہے۔ مکہ خالی ہے اس پر حملہ کرنا چاہیئے۔ غرض وُہ لوگ حرم کے نزدیک پہنچے انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر کچھ طیور بادل کی طرح اُن کے سروں پر چھائے ہوئے ہیں جو پمگادڑ کے مانند ہیں۔ ہر ایک تین کنکریاں (دو دونوں پنجوں میں اور ایک اپنی چونچ میں) لئے ہوتے ہیں، جو مسور سے کچھ بڑے اور چنے سے چھوٹے ہیں۔ لشکر نے جب طائروں کو دیکھا تو ڈرے اور بولے کہ

یہ کیسے طیور ہیں کہ جن کے ایسے ہم نے کبھی نہیں دیکھے۔ اسود نے کہا خوف کی کوئی بات نہیں ہے، یہ چڑیاں سال میں ایک مرتبہ نکلتی ہیں۔ اور اپنی کمان سے ایک تیر ہوا میں اُنکی جانب پھینکا۔ بس وہ چڑیاں شور و غل مچانے لگیں اور ایک منادی نے ندا دی کہ اے فرمانبردار پرندو اپنے پروردگار کی اطاعت کرو جس پر مامور ہوئے ہو۔ کیونکہ ان کافروں پر خُدا کا قہر و غضب شدید ہو چکا ہے۔ پھر تو اُن چڑیوں نے کنکریاں مارنا شروع کیں؛ اور سب سے پہلی کنکری حناطہ کے سر پر پڑی جو اُس کی شرمگاہ سے نکل گئی اور زمین میں پیوست ہو گئی۔ حناطہ خاک پر گر کر جہنم واصل ہو گیا؛ اور وہ لشکر داہنے اور بائیں جانب منتشر ہونے لگا۔ پرندے اُن کے پیچھے دَوڑتے اور اُن کے سروں پر کنکریاں مارتے یہانتک کہ تمام لشکر کو ہلاک کر دیا۔ اسود بھی واصل جہنم ہوا۔ ابُرہہ بھاگ کر چلا تھا راستہ میں اُس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ کر گر پڑا پھر بایاں ہاتھ گرا پھر دونوں پیر ٹوٹ کر گرے۔ اور جب اُس نے یہ قصہ اپنی منزل پر پہنچ کر بیان کیا تو اُس کا سر بھی علیحدہ ہو گیا۔ حضرموت کا ایک شخص بھی اُس لشکر میں تھا اُس نے اپنے بھائی کو شریک ہونے کے لئے کہا تھا، لیکن اُس نے انکار کیا اور کہا کہ میں ہرگز خانۂ خدا کی بربادی کے لئے نہیں جا سکتا۔ اُس شخص نے جب لشکر کی یہ حالت دیکھی اپنے بھائی کے پاس بھاگ کر حضرموت پہنچا اور تمام حالات اُس سے بیان کئے۔ پھر آسمان کی طرف سر اُٹھایا تو دیکھا کہ اُن پرندوں میں سے ایک اُس کے سر پر منڈلا رہا ہے ۔ اور اُس نے ایک کنکری اُس کے سر پر ماری جس سے وُہ ہلاک ہو گیا۔ حضرت عبدالمطلبؑ اس مدت میں تضرع و زاری کے ساتھ مشغول مناجات تھے اور نورِ حضرت رسالت پناہ کے توسل سے دُعا کرتے رہے کہ اے معبود اس نُور کی برکت سے جو تُو نے مجھے عطا فرمایا ہے مجھے اس اندوہ و تکلیف سے نجات دے اور اپنے دُشمنوں پر فتح عنایت فرما۔ جب حضرتؑ نے ہاتھیوں کو بھاگتے ہوئے اور دُشمنوں کو مُردہ دیکھا، شکرِ الٰہی بجا لائے اور اُنکے اموالِ غنیمت پر قبضہ کیا اور تصرف میں لائے؛

پانچویں فصل

چاہ زمزم کا کھودنا، جناب عبداللہ کی قربانی، اور حضرت عبدالمطلبؑ کے اور آپ کے فرزندوں کے تمام حالات :-

شیخ کلینی رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کعبہ میں سونے کے دو ہرن اور پانچ تلواریں تھیں۔ جب قبیلہ جرہم پر قبیلۂ خزاعہ والے غالب ہوتے اور انہوں نے چاہا کہ حرمِ خدا اپنے قبضہ میں کر لیں، تو جرہم کے لوگوں نے وُہ تلواریں اور سونے کے دونوں ہرن چاہ زمزم میں ڈال دیئے اور اُس کنویں کو پتھروں اور مٹی سے پاٹ دیا اس طرح کہ اس کا نشان تک باقی نہ رکھا تاکہ وُہ لوگ نکال نہ سکیں۔ جب قصی حضرت عبدالمطلبؑ کے دادا قبیلہ خزاعہ پر غالب ہوئے اور مکہ کو اُن کے قبضہ سے نکال لیا تو چاہ زمزم اُن پر مشتبہ رہا اور اس کا پتہ ان کو نہ چل سکا۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلبؑ کا زمانہ آیا اور وُہ ریاست مکہ معظمہ کے مالک ہوئے۔ ان کے لیئے کعبہ کے سامنے مُسند بچھائی جاتی تھی جو کسی دُوسرے کے لئے کبھی نہیں بچھائی گئی۔ وُہ ایک رات کعبہ کے نزدیک سو رہے تھے خواب میں

حضرت عبدالمطلبؑ کا چاہِ زمزم کھودنا

ایک شخص کو دیکھا جو اُن سے کہہ رہا تھا کہ برہ کو کھودو۔ بیدار ہوتے تو برہ کو نہ سمجھ سکے۔ دُوسری رات اُسی مقام پر سوئے پھر اُسی شخص کو خواب میں دیکھا اُس نے کہا طیبہ کو کھودو۔ تیسری رات اُس نے کہا کہ مضنونہ کو کھودو۔ آخر چوتھی رات اس نے خواب میں بتایا کہ زمزم کو کھودو جس کا پانی کبھی ختم نہ ہوگا حاجیوں کو جس قدر چاہو پلاؤ۔ وہاں کھودو جہاں سفید کوّا چیونٹیوں کے سُوراخ کے پاس بیٹھتا ہے چاہِ زمزم کے برابر ایک سوُراخ تھا جس سے چیونٹیاں نکلتی تھیں اور ایک سفید کوّا روزانہ وہاں آکر بیٹھتا اور چیونٹیوں کو کھایا کرتا۔ جب عبدالمطلبؑ نے یہ خواب دیکھا تو اپنے خوابوں کی تعبیر سمجھے اور زمزم کی جگہ ان کو معلوم ہوگئی۔ قریش سے بیان کیا کہ میں نے چاہِ زمزم کھودنے کے بارے میں چار شب خواب دیکھا ہے اور وہ ہماری عزّت و شرف کا سرمایہ ہے آؤ اس کو کھودیں۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا تو خود اس کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ اس وقت آپ کے ایک ہی فرزند حارث تھے وہی اُن کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ جب اُس کے کھودنے میں دُشواری ہوئی، کعبہ کے دروازہ پر آکر دُعا کی اور نذر کی کہ خدا ان کو دس لڑکے عطا فرمائے تو ان میں سے ایک لڑکے کو اس کی راہ میں قربان کریں گے جس سے سب سے زیادہ محبت ہوگی۔ پھر اس کنوئیں کے کھودنے میں مشغول ہوتے یہاں تک کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی بنیاد اس میں ظاہر ہوئی تو سمجھے کہ پانی تک پہنچ چکے ہیں اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ آپ کی صدائے تکبیر سُنکر قریش نے بھی تکبیر کہی۔ اور بولے کہ اس سرمایۂ فخر و کرامت میں ہمارا بھی حصّہ ہے۔ آپ کے واسطے سب مخصوص نہیں ہوسکتا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ تم نے اس کے کھودنے میں تو میری مدد نہ کی۔ لہٰذا یہ میرے اور میرے فرزندوں کے لئے قیامت تک مخصوص ہے۔

بسندِ معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہما سے منقول ہے کہ جب عبدالمطلبؑ چاہِ زمزم کھود چکے اور اس کی تہہ میں پہنچے، کنوئیں کی ایک جانب سے سخت بدبُو ظاہر ہوئی جس سے ان کو خوف ہؤا۔ اور اُن کے فرزند حارث اس کے سبب سے باہر نکل آئے۔ حضرت تنہا اُسی میں ثابت قدمی کے ساتھ موجود رہے۔ پھر اور کھودا یہانتک کہ ایک چشمہ ظاہر ہؤا اور اُس سے بُوئے مشک آنے لگی۔ پھر ایک ہاتھ اور کھودا، تو اُن پر غنودگی طاری ہوئی۔ اور وُہ سو گئے۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نہایت خوبصورت پاکیزہ لباس پہنے ہوئے بلند بالا خوشبو سے معطر اُن سے کہہ رہا ہے کہ اور کھودو تم کو مالِ غنیمت حاصل ہوگا۔ اس کو جمع کر کے مت رکھنا کہ بعد میں تمہارے وارثوں کے کام آئے، بلکہ خود صرف کرنا۔ سونا وغیرہ تو تمہارا حصّہ ہے لیکن تلواریں تمہارے علاوہ اور لوگوں کے لئے ہیں۔ تمہاری قدر و منزلت تمام عرب سے بلند ہے کیونکہ پیغمبرؐ عرب اور اس اُمّت کا ولی اور اُس پیغمبرؐ کا وصی بھی تمہاری نسل سے پیدا ہونے والے ہیں۔ اور اسباط و نجباء و حکما اور صاحبِ عقل و حکمت بھی تمہاری ہی نسل سے ہوں گے۔ تلواریں اُن کے حصّہ کی ہیں۔ اُس پیغمبر کی نبوّت ایک قرن تمہارے بعد ظاہر ہوگی۔ خُدا اُسی کے نوُر سے زمین کو روشن کرے گا اور شیاطین کو اقطارِ زمین سے باہر نکال دے گا اور ان کو عزّت کے بعد ذلیل کرے گا اور قوی کرنے کے بعد ہلاک کرے گا۔ بتوں کو ذلیل و خوار کریگا، اور

بتوں کی پرستش کرنے والوں کو وُہ جہاں بھی ہوں گے . . . قتل کرے گا۔ ان کے بعد پھر تمہاری اولاد سے اُس پیغمبرؐ کے بعد اُس کا بھائی اور وزیر باقی رہے گا۔ اس کی عمر اس سے کم ہوگی۔ وُہ بتوں کو توڑے گا اور تمام امُور میں اُس کا مطیع و فرمانبردار رہے گا۔ وُہ پیغمبر کوئی امر اُس سے پوشیدہ نہ رکھے گا جو امر اہم بھی واقع ہوگا اُس میں وُہ اس سے مشورہ کرے گا۔ یہ خواب دیکھ کر جب حضرت عبدالمطلبؑ بیدار ہوئے تو اپنے پہلو کے پاس چھ تلواریں دیکھیں۔ اُن کو لے کر باہر نکلنا چاہا تو خیال آیا کہ ابھی کنوئیں کی کھدائی پوُری نہیں ہوئی ہے۔ یہ سوچ کر پھر اُس کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ اور ایک بالشت کھودا ہوگا کہ طلائی ہرنوں کے سینگ اور سر ظاہر ہوُا۔ جب اس کو باہر نکالا تو اس پر نقش کیا ہوا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ فُلَانٌ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ۔ فقرۂ آخر سے مراد یہ ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام خلیفۂ خدا ہیں۔ حضرت عبدالمطلبؑ اُس کو لے کر کنوئیں سے باہر نکلنا چاہتے تھے کہ شیطان سانپ کی شکل میں ظاہر ہؤا اور آپ سے پہلے کنوئیں سے نکلنے لگا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے اُس کو تلوار سے مارا کہ اُس کی دُم کٹ گئی اور وُہ غائب ہوگیا۔ اب حضرت قائم عجّل اللہ فرجہٗ اُس کو قتل کریں گے عبدالمطلبؑ نے چاہا کہ اس خواب کے خلاف تلواروں کو خانہ کعبہ کے دروازہ پر نصب کریں؛ پھر جب رات کو سوئے تو اُسی شخص کو خواب میں دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اے شیبۃ الحمد! اپنے پروردگار کا شکر کرو کہ بہت جلد وُہ تم کو نقصانِ زمین کا بدل قرار دے گا۔ اور تم کو تمام دُنیا میں نیک نام اور تمام قریش کو تمہارا مطیع قرار دے گا جن میں سے بعض خوف سے اور بعض لالچ سے تمہاری اطاعت کریں گے۔ تلواروں کو اپنے مقام پر رکھو۔ حضرت جب خواب سے بیدار ہوتے تو سمجھے کہ اگر جو شخص خواب میں مجھ کو ہدایت کرتا ہے خدا کی جانب سے ہے، تو یہ حکم خدا کا ہے۔ اور اگر وُہ شیطان ہے، تو وہی ہوگا جس کی دُم میں نے کاٹ ڈالی ہے۔ رات کو پھر جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ بہت سے مرد اور اطفال اُن کے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کے فرزندوں کے پیرو ہیں اور چھٹے آسمان پر رہتے ہیں۔ وُہ تلواریں آپ کی نہیں ہیں آپ قبیلۂ بنی مخزوم کی کسی عورت سے شادی کیجئے، اس کے بعد تمام قبائل عرب کی لڑکیوں سے نکاح کیجئے۔ آپ کے پاس اگر مال نہیں ہے تو حَسَب تو بلند ہے۔ آپ کو کوئی قبیلہ اپنی لڑکیاں دینے میں عذر نہ کرے گا۔ اور یہ تیرہ۱۳ تلواریں اُن فرزندوں کو دیجئے گا جو بنی مخزوم کی لڑکی سے پیدا ہوں گے۔ اس سے زیادہ آپ سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اُن تلواروں میں سے ایک غائب ہوکر فلاں پہاڑ میں پوشیدہ ہوجائے گی۔ اُس کا ظاہر ہونا علامتِ ظہور قائمِ آلِ محمد صلوات اللہ علیہ سے ہوگا۔ حضرتؑ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوتے تو تلواریں اپنی گردن میں حمائل کر کے مکّہ کے نواح میں رَوانہ ہوتے۔ اسی اثناء میں ایک تلوار جو سب سے بہتر اور نازک تر تھی غائب ہوگئی جو اُسی مقام پر ظہور قائم آلِ محمدؐ کے لئے ظاہر ہوگی۔ پھر حضرت عبدالمطلبؑ نے عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکّہ میں داخل ہوتے اور ان تلواروں اور ہرنوں کو لئے ہوتے اکیس۲۱ بار طواف کیا۔ اثنائے طواف میں کہتے جاتے تھے کہ پالنے والے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھا، میرے قول کو صحیح ثابت کر، میرے ذکر عالم میں پھیلا دے، میرے بازو کو قوی کر . . .

غرض اُن تلواروں کو مخزومیہ کے لڑکوں کو عطا فرمایا اور وُہ بارہ[۱۲] تلواریں حضرت رسالتمآبؐ و گیارہ اماموں میں سے ہر ایک کو ایک ایک تلوار حضرت امام حسن عسکریؑ تک پہنچیں اور بارھویں امام کی شمشیر زمین میں پوشیدہ ہوگئی جس کو زمین حضرت کی خدمت میں پیش کرے گی۔

حدیث موثق میں منقول ہے کہ ابن فضال نے حضرت امام رضاؑ سے حضرت رسالتمآبؐ کے اُس قول کے بارے میں کہ "میں دو ذبیح کا فرزند ہوں" دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وُہ دو ذبیح اسمٰعیل بن ابراہیمؑ اور عبداللہ بن عبدالمطلب علیہم السلام ہیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ وُہ فرزند حلیم تھے جنکی بشارت خدا نے ابراہیمؑ علیہ السلام کو دی۔ اور جب وُہ اسمٰعیل کے ہمراہ حج میں مشغول تھے اسمٰعیلؑ سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ لہٰذا غور و فکر کرو کہ اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے عرض کی بابا جان آپ وُہ امر عمل میں لایئے جس پر مامور ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ یہ نہیں کہا کہ جو خواب میں آپ نے دیکھا ہے اُس پر عمل کیجئے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے اُن کو ذبح کرنا چاہا خدا نے ان کا فدیہ ایک سیاہ و سفید (ابلق) گوسفند سے کیا جو تاریکی میں راستہ چلتا، گھاس چرتا اور پانی پیتا تھا۔ اندھیرے میں دیکھتا، پیشاب کرتا اور مینگنی کرتا تھا۔ اور اس سے چالیس سال پہلے بہشت میں چرتا رہا تھا۔ وُہ ماں کے شکم سے پیدا نہیں ہُوا تھا۔ خدا نے فرمایا ہو جا بس ہوگیا تاکہ اسمٰعیلؑ کا فدیہ ہو۔ لہٰذا ہر وُہ گوسفند جو منیٰ میں ذبح کیا جاتا ہے قیامت تک وُہ حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ ہے۔ دُوسرے ذبیح کا قصہ یوں ہے کہ حضرت عبدالمطلبؑ نے کعبہ کے دروازہ سے ایک مرتبہ لپٹ کر یہ دُعا مانگی کہ خداوند تعالیٰ دس فرزند عطا فرمائے تو نذر کی کہ اگر یہ نعمت ان کو حاصل ہو جائے گی تو ان میں سے ایک لڑکے کو راہِ خدا میں قربان کریں گے۔ خُدا نے ان کو دس لڑکے عنایت فرمائے تو حضرت نے فرمایا کہ خدا نے میری التجا پُوری کر دی مجھے بھی چاہیئے کہ اپنی نذر پُوری کروں۔ اس لئے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور خانہ کعبہ میں جا کر تین[۳] مرتبہ قرعہ ڈالا۔ ہر مرتبہ جناب عبداللہ پدر جناب رسولِ خُدا کے نام قرعہ نکلا جو اُن کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور پیارے تھے۔ پھر تو ان کو لٹا کر ذبح کا ارادہ کیا۔ یہ خبر جب اکابر قریش کو پہنچی، سب آپ کے پاس جمع ہوتے اور عبدالمطلبؑ کو اُن کے اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی۔ حضرت عبدالمطلبؑ کی عورتیں بھی روتی پیٹتی پہنچ گیئں۔ اور جناب عبدالمطلبؑ کی بیٹی عاتکہ نے کہا بابا اپنے اور خدا کے درمیان اپنے فرزند کے ذبح کے بارے میں عذر قائم کیجئے۔ فرمایا وُہ کِس طرح؟ عاتکہ نے کہا یہ آپ کے اُونٹ جو حرم میں چرتے ہیں ان کے اور اپنے فرزند کے درمیان قرعہ ڈالیئے اور ہر مرتبہ زیادہ کرتے جایئے یہاں تک کہ خدا راضی ہو۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے دس اُونٹوں اور جناب عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالا، قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کر کے قرعہ ڈالا، اور جناب عبداللہ کے نام نکلا۔ یہاں تک کہ سَو[۱۰۰] اُونٹوں تک اضافہ کیا تو قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر تمام قریش نے تکبیر کی صدا بلند کی۔ اِس طرح کہ مکہ کی پہاڑیاں لرز گیئں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا جب تک تین مرتبہ اُونٹوں کے نام قرعہ نہیں آئے گا، ہرگز عبداللہ سے دست بردار نہ ہوں گا۔ پھر دو مرتبہ قرعہ ڈالا تو اُونٹوں ہی کے نام نکلا۔ پھر تو زبیر اور ابو طالب اور ان کی بہنوں نے عبداللہ کو حضرت عبدالمطلب کے ہاتھ کے نیچے سے کھینچ لیا۔ ان کے نُورانی جسم کی کھال زمین پر گھسیٹنے سے چھل گئی تھی۔ ان میں سے ہر ایک دُوسرے سے عبداللہ کو چھین کر سینہ سے لگاتا اور پیار کرتا، اور اُن کی سلامتی پر سجدۂ شکر بجا لاتا اور عبداللہ کے چہرے کی خاک و غبار پاک کرتا تھا۔ پھر حضرت عبدالمطلبؑ نے خزورہ میں جو صفا و مروہ کے درمیان واقع ہے نحر کیا اور ہر ایک کو اُن کا گوشت دیا، کسی کو لینے سے روکا نہیں۔ یہ بھی حضرت عبدالمطلب کی سُنتوں میں سے ایک سنت تھی جس کو خُدا نے اسلام میں جاری کیا، کہ ہر مُسلمان کا خُونبہا سَو[۱۰۰] اُونٹ ہوگا۔

دوسری حدیث موثق میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ عباسؑ کے علاوہ حضرت عبدالمطلبؑ کے دس فرزند تھے۔ ابن بابویہ نے ان کے نام یہ بیان کیتے ہیں:۔ عبداللہ، ابو طالب، زبیر، حمزہ، حارث، غیداق، مقوم، حجل، اور عبدالعزیٰ جس کو ابولہب کہتے تھے، اور ضرار و عباس۔ حارث سب سے بڑے تھے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ مقوم اور حجل ایک ہی تھے۔ حضرت عبدالمطلبؑ کے دس نام تھے۔ بادشاہانِ وقت ان کو انہی ناموں سے پہچانتے تھے۔ عامر، شیبۃ الحمد، سید البطحا، ساقی الحجیج، ساقی الغیث، غیث الوری فی العام الجدب، ابو السادۃ العشرۃ، عبدالمطلبؑ، حافر زمزم۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ سب سے پہلے جس کے لئے قرعہ ڈالا گیا وُہ حضرت مریم دُختر عمران تھیں، پھر حضرت یُونسؑ کے لئے۔ اور جب عبدالمطلبؑ کے نو فرزند پیدا ہوتے تو انہوں نے نذر کی کہ اگر ایک لڑکا اور ہوگا تو خدا کے نام پر اس کی قربانی کروں گا۔ جب حضرت عبداللہ پیدا ہوتے تو ان کو ذبح نہ کر سکے کیونکہ جناب رسولِ خُدا اُن کے صلب میں تھے تو دس اُونٹ لاتے اور قرعہ ڈالا۔ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کیا۔ اسی طرح دس دس اُونٹ ہر مرتبہ بڑھاتے گئے یہاں تک کہ سَو[۱۰۰] اُونٹوں کی تعداد ہوگئی تو قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ اتنی مرتبہ تو عبداللہ کے نام قرعہ نکلا ایک مرتبہ اُونٹوں کے نام نکلا اور میں اُس پر عمل کر لُوں۔ پھر دو[۲] مرتبہ اور قرعہ ڈالا۔ جب تین[۳] مرتبہ مسلسل اُونٹوں ہی کے نام قرعہ آیا تو فرمایا کہ اب میں نے سمجھا کہ میرا خدا راضی ہُوا، اور اُونٹوں کو نحر کیا۔[۱]

ابن ابی الحدید اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عبدالمطلبؑ نے چاہِ زمزم کو تلاش کر لیا، تو قریش کے سینہ میں حسد کی آگ روشن ہوگئی۔ کہنے لگے اے عبدالمطلب یہ کنُواں ہمارے جد اسمٰعیلؑ کا ہے اس لئے ہمارا بھی حق ہے۔ لہٰذا اس میں ہم کو بھی شریک کرو۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا یہ

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ عبدالمطلب کے طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرزند کی قربانی کی نذر کرنا ممکن ہے شریعت ابراہیمؑ میں سنت رہا ہوگا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ امر حضرت عبدالمطلبؑ کے لئے مخصوص رہا ہو اور ان حضرت پر الہام ہُوا ہو۔ ۱۲

کرامت خدانے میرے لئے مخصوص فرمائی ہے اس میں تمہارا کچھ حصہ نہیں ہے۔ بہت بحث و تکرار کے بعد ایک زنِ کاہنہ سے فیصلہ کرانے پر راضی ہوئے جو بنی سعد کے قبیلہ سے تھی اور شام میں رہتی تھی۔ حضرت عبدالمطلب بنی عبدمناف کے ایک گروہ کو لے کر قریش کے ساتھ شام کی جانب روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں ایک مقام پر جہاں پانی ناپید تھا، حضرت عبدالمطلبؑ کے ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا اور قریش کے تمام لوگوں نے ان کو پانی دینے سے انکار کر دیا۔ جب پیاس کا شدت سے غلبہ ہوا تو عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ آؤ ہم سب اپنے اپنے واسطے قبریں تیار کرلیں تاکہ ہم میں سے جو مرتا جائے اس کو دفن کرتے جائیں آخر میں ہم میں سے ایک اس جنگل میں دفن ہونے سے رہ جائے گا وُہ بہتر ہے اس سے کہ ہم سب کے سب بے دفن پڑے رہیں۔ سب نے قبریں کھود کر تیار کرلیں اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ مرنے کے وقت تک اس طرح بیٹھنا اور پانی کی جستجو و کوشش نہ کرنا اور عاجز ہو جانا خدا کی رحمت سے ناامید ہونا ہے۔ اٹھو تلاش کریں شاید خدا پانی عطا فرمائے۔ لہٰذا اُن لوگوں نے سامان بار کیا اور قریش بھی ساتھ چلے۔ عبدالمطلب سوار ہوئے تو ان کے ناقہ کے پیر کے نیچے ایک صاف و شفاف چشمہ جاری ہوا۔ عبدالمطلبؑ نے کہا اللہ اکبر! آپ کے ہمراہیوں نے بھی تکبیر کہی اور پانی لے لے کر پیا اور اپنی اپنی مشکیں بھی بھرلیں۔ پھر قریش کے قبیلوں کو بُلا کر کہا آؤ اور دیکھو خدا نے ہم کو پانی عطا فرمایا۔ جس قدر چاہو تم بھی پیو۔ جب قریش نے عبدالمطلبؑ کی یہ عظیم کرامت مشاہدہ کی کہنے لگے خدا نے ہمارے اور آپ کے درمیان فیصلہ کر دیا۔ اب زنِ کاہنہ سے فیصلہ کرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم آیندہ آپ سے چاہِ زمزم کے بارے میں کچھ تنازعہ نہ کریں گے۔ جس خدا نے آپ کو اس جنگل میں پانی عطا فرمایا اسی نے آپ کو زمزم بھی بخشا ہے۔ وہاں سے واپس ہوئے اور زمزم آنحضرتؐ کے لئے مخصوص کر دیا۔

انوارِ ہدایت کے مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب چاہِ زمزم کی تہہ میں پہنچے سونے کے دو ہرن، بہت سی تلواریں اور چند زرہیں آپ نے پائیں تو پھر قریش نے اُن میں اپنے کو بھی حصہ دار قرار دیا۔ عبدالمطلبؑ نے قرعہ پر فیصلہ مقرر کیا اور دو زرد تیر کعبہ کے نام سے دو تیر سیاہ اپنے نام سے اور دو سفید تیر قریش کے نام سے لے کر ان چھ تیروں کو ایک شخص کو دیا اور کعبہ میں اس کو داخل کیا اور قرعہ ڈالا۔ تو دو تیر کعبہ کے نام کے ہرن کے لئے نکلے، دو سیاہ تیر عبدالمطلب کے نام تلواروں اور زرہوں کے لئے برآمد ہوئے اور دو تیر قریش کے نام کے کسی شے کے واسطے نہیں نکلے، تو عبدالمطلبؑ ان تلواروں اور زرہوں کو اپنے تصرف میں لائے اور دونوں بڑے ہرن کو کعبہ کے دروازہ پر زینت کے لئے آویزاں کر دیا۔ اور ریاستِ مکہ و سقایتِ حاجیاں عبدالمطلبؑ کے لئے مسلّم ہو گئی پھر آپ کے ساتھ کسی نے ان معاملات میں ہدی بن نوفل کے سوا نزاع نہیں کی۔ وُہ حضرت عبدالمطلب سے پہلے رئیسِ مکہ تھا۔ اس لئے اس نے آپ پر حسد کیا۔ ایک روز مقابلہ پر آکر کہنے لگا کہ تم اپنی قوم کے لڑکوں میں سے ایک لڑکے تھے نہ تمہارے کوئی فرزند ہے نہ تمہارا کوئی مددگار ہے، مدینہ سے تم تنہا آئے۔ تو کس بات میں تم کو ہم پر فوقیت ہے۔ حضرت کو غصہ آیا اور فرمایا کہ تو فرزندوں کی کمی سے مجھ کو طعنہ دیتا ہے۔ پھر

خدا سے عہد کیا کہ اگر دس فرزند عطا فرمائے گا یا زیادہ، تو ان میں سے ایک کو خدا کے اکرام و اجلال کے لئے نحر کروں گا۔ خداوندا مجھ کو کثرت سے عیال عطا فرما اور میرے دُشمنوں کو مجھ پر خوش نہ ہونے دے۔ بیشک تو ہی بے نیاز اور یکتا ہے۔ اس کے بعد عورتوں سے نکاح کرنا شروع کیا اور چھ عورتوں سے شادی کی۔ اور اُن سے دس لڑکے پیدا ہوئے۔ اُن میں سے ہر ایک عورت حسن و جمال سے آراستہ اور اپنی قوم میں باعزت تھی۔ ایک منعہ دختر حارث کلابیہ تھیں، دوسری سمراتی بنت عنیدق دطلیقیہ، تیسری ہاجرہ خزاعیہ، چوتھی سعد دختر حبیب کلابیہ، پانچویں ہالہ بنت وہیب اور چھٹی فاطمہ دختر عمرو مخزومیہ تھیں۔ فاطمہ سے ابو طالب اور حضرت رسالتمآبؐ کے والد عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ زبیر بھی فاطمہ کے بطن سے تھے؛ باقی دُوسری اولادیں، دُوسری عورتوں سے تھیں۔ حضرت عبدالمطلب کعبہ کی خدمت میں بے حد کوشش و اہتمام فرماتے تھے۔ ایک رات کعبہ کے نزدیک سوتے ہوئے تھے کہ ایک خواب دیکھا۔ صبح کو بیدار ہوئے تو بہت پریشان تھے۔ اُٹھے اور اپنی چادر زمین پر گھسیٹتے ہوئے کانپتے ہوئے کاہنوں کے ایک گروہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے پُوچھا اے ابوالحارث تم کو کیا ہُوا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید نورانی زنجیر میری پشت سے نکلی جس سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ اُس زنجیر کے چار گوشے تھے ایک گوشہ مشرق میں تھا اور ایک مغرب میں پہنچا ہُوا تھا۔ اور ایک سرا زمین پر تھا اور ایک سرا آسمان پر۔ پھر میں نے دو شخصوں کو دیکھا جو نہایت خوشرو تھے اور اُن سے جلالت ظاہر تھی۔ وُہ اس زنجیر کے نیچے کھڑے ہیں۔ مَیں نے ایک صاحب سے پُوچھا آپ کون ہیں انہوں نے کہا مَیں نوحؑ پیغمبر ہوں۔ دوسرے صاحب نے فرمایا میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ اس شجرِ طیبہ کے سایہ میں رہیں۔ خوشا حال اس کا جو اس کے سایہ میں ہو اور افسوس ہے اُس کے حال پر جو اس سے دُور رہے۔ کاہنوں نے کہا کہ اے ابوالحارث یہ تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ اور ایک ایسی چیز ہے کہ جو تمہیں حاصل ہو گی جس میں کسی اور کا حصہ نہیں ہے۔ اگر تمہارا خواب صحیح ہے تو تمہاری صلب سے ایک شخص پیدا ہو گا جو اہل مشرق و مغرب کو خدا کے دین کی طرف بلائے گا۔ اور ایک گروہ کے لئے رحمت اور ایک کے لئے عذاب ہو گا۔ یہ سنکر عبدالمطلب نہایت خوش ہوئے اور فرمایا میرے نُورِ پیشانی کا کون لینے والا ہے۔

ایک روز حضرت عبدالمطلب شکار کے لئے تنہا گئے اور پیاس کی شدت ہوئی۔ اُسی حال میں اُن کی نظر ایک صاف و شیریں چشمہ پر پڑی جو ایک پاکیزہ پتھر کے درمیان رُکا ہوا ہے۔ حضرت نے اسمیں سے پانی پیا جو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ سمجھے کہ وہ پانی بہشت کا ہے جو اُن کے لئے نازل ہُوا ہے۔ وہاں سے واپس ہوئے تو اپنی زوجہ فاطمہ مخزومیہ سے مقاربت کی جو تمام عورتوں میں سب سے زیادہ نجیب سب سے زیادہ صالح اور نیک تھیں تو جناب عبداللہ پدرِ جناب رسُولِ خداؐ کا نطفہ قرار پایا؛ اور وُہ نور جو عبدالمطلب کی پیشانی میں جلوہ گر تھا فاطمہ کی جانب منتقل ہُوا اور جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے وُہ نور روشن ان کی جبین اقدس سے ساطع ہُوا اس حد تک کہ تمام آسمانوں کے

گوشے روشن ہوگئے۔ حضرت عبدالمطلبؑ اُس نور کے اُس زنِ عفیفہ کی جانب منتقل ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ اور کاہن اور اہلِ کتاب سبھی حرکت میں آئے۔ اور محزون و مغموم ہوئے۔ یہودیوں کے علما کے پاس ایک جبّہ تھا جس کو وہ حضرت یحییٰ علیہ السّلام کا جبّہ کہتے کہ وہ حضرتؑ اپنی شہادت کے وقت پہنے ہوئے تھے اور آنحضرتؑ کے خون سے آلودہ تھا۔ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ جب اُس جبہ سے خُون کا ایک قطرہ ٹپکے گا تو اُس پیغمبرؐ کے ظاہر ہونے کا وقت قریب ہوگا جو راہِ خدا میں تلوار کھینچ کر جہاد کرے گا۔ اُن لوگوں نے اُس جبّہ کے پاس آکر دیکھا تو اس سے خون ٹپک رہا ہے تو سمجھ گئے کہ پیغمبرؐ آخرالزمان کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آگیا اس سبب سے بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک جماعت کو مکّہ روانہ کیا کہ حضرت سرورِ کائناتؐ کے پیدا ہونے کا حال معلوم کریں۔

اس وقت جناب عبداللہ پیدا ہوچکے تھے اور ایک روز میں اس قدر بڑھتے اور بڑے ہوتے کہ دُوسرے لڑکے جس قدر دو ماہ میں بڑے ہوتے ہیں۔ اُن کو دیکھنے لوگ جوق جوق آیا کرتے، اور اُن کے حسُن و جمال اور نورُ کو دیکھ کر تعجب کیا کرتے۔ حضرت عبداللہ کے ساتھ یہودیوں کا وہی برتاؤ ہوتا تھا جو برادرانِ یوسفؑ کا یوسفؑ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت عبدالمطلب کے گیارہ فرزند ہوگئے تو اپنی نذر کا ان کو خیال آیا اور تمام فرزندوں کو اپنے پاس جمع کیا اور اُن کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ جب وُہ لوگ کھانے سے فارغ ہوچکے تو فرمایا کہ اے میرے بچّو اور جگر کے ٹکڑو تم کو معلوم ہے کہ تم سب میرے نزدیک عزیز اور میری آنکھوں کا نور ہو۔ تم میں سے کسی کے پیروں میں کانٹے کا چُبھنا مجھے گوارا نہیں۔ لیکن خُدا کا حق مجھ پر تمہارے حق سے زیادہ ہے۔ مَیں نے اپنے معبود سے نذر کی تھی کہ اگر مجھے دس یا زیادہ لڑکے عطا فرمائے گا تو ایک لڑکے کو اسکی راہ میں قربان کروں گا۔ اب خدا نے مجھ کو تمہارے ایسے فرزند کرامت فرمائے ہیں۔ لہٰذا میری نذر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ یہ سُنکر سب خاموش ہوگئے اور ایک دُوسرے کو دیکھنے لگے۔ آخر جناب عبداللہ نے کہا جو سب سے چھوٹے تھے کہ بابا جان آپ ہمارے حاکم بھی ہیں ہم آپ کے لڑکے ہیں۔ جو کچھ آپ کا حکم ہوگا ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ اور ہمارے حق سے آپ کے اوپر خدا کا حق واجب تر ہے اور اس کا معاملہ ہمارے معاملہ سے زیادہ بلند و برتر ہے۔ ہم خدا کے حکم کے مطیع اور اس پر صبر کرنے والے ہیں، اور آپ کے فرمانبردار ہیں اور اس کے امر پر راضی ہیں، اور خدا سے آپ کی مخالفت پر پناہ چاہتے ہیں۔ اس وقت حضرت عبداللہ کا سِن گیارہ سال کا تھا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے اس فرزند رشید کے یہ کلام سُنے تو بہت روئے اور اُن کا شکریہ ادا کرکے دُوسرے لڑکوں کی طرف رُخ کیا۔ اور فرمایا اے فرزندو تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم نے سُنا، اور اطاعت کیلئے حاضر ہیں۔ ہم سب کو قربان کرنا چاہیں تو ہم راضی ہیں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے سب کو دُعائیں دیں اور فرمایا کہ اپنی ماؤں کے پاس جاؤ اور اس سے اُن کو آگاہ کرو جو مَیں نے تم سے کہا ہے۔ اور کہو کہ تمہارے ہاتھ منہ دھودیں، آنکھوں میں سُرمہ لگادیں، اور پاکیزہ لباس پہنا کر تم کو، وداع کریں۔

اس طرح کہ تم پھر واپس نہ آؤ گے۔ جب اُن لڑکوں نے اپنی ماؤں کو یہ غم انگیز خبر سُنائی، رونے چلّانے کی آوازیں اُن کے گھروں سے بلند ہوئیں اور صبح تک گریہ وزاری میں بسر کی۔ صبح کو حضرت عبدالمطلبؑ نے ردائے آدمؑ دوش پر رکھی، نعلین شیثؑ پاؤں میں پہنی، نوحؑ کی انگوٹھی انگلی میں ڈالی اور تیز خنجر ہاتھ میں لے کر نکلے۔ اور ایک ایک لڑکے کو انکی ماؤں کے گھروں سے بلایا۔ سب لڑکے طرح طرح کی زینتوں سے آراستہ ہوکر باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے سوائے عبداللہ کے جن کی ماں کا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہی گوہر یکتا بارگاہِ حق تعالیٰ کے قابل ہے اور قرعہ اسی کے نام نکلے گا، اس لئے اس کو جُدا نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عبدالمطلب خانۂ فاطمہ مادرِ عبداللہ میں آئے اور عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر انکو باہر لائے۔ فاطمہ اُن سے لپٹ گئیں؛ اور عبداللہ اپنے باپ کے دامن سے چمٹ گئے۔ عبدالمطلبؑ انکو اپنی طرف کھینچتے تھے اور ان کی ماں انکو روک رہی تھیں۔ اور فریاد وزاری کر رہی تھیں۔ عبداللہ سمجھا رہے تھے کہ مادرِ گرامی مجھ سے ہاتھ اُٹھا لیجئے اور پدر بزرگوار کے ساتھ مجھے جانے دیجئے۔ وُہ میرے ساتھ جو چاہیں کریں۔ آخر فاطمہ اپنی جان سے بیزار ہوگئیں، گریبان پھاڑ ڈالا۔ کہتی تھیں اے ابوالحارث یہ کام آپ کا ایسا ہے کہ کسی نے دُنیا میں ایسا نہ کیا ہوگا۔ کیونکر گوارا ہوگا کہ اپنے ہاتھ سے آپ اپنے فرزند کو ذبح کریں۔ اور اگر یوں ہی کرنا ہے تو عبداللہ کو چھوڑ دیجئے کہ وُہ سب سے چھوٹا ہے اُس کے بچپن پر رحم کیجئے اور اس نورُ کا احترام کیجئے جو اس کی پیشانی میں جلوہ گر ہے۔ جب دیکھا کہ عبدالمطلب پر ان باتوں کا مطلق اثر نہیں ہوتا ہے تو اپنے سینۂ غمگین سے عبداللہ کو لپٹا کر کہا کہ خدا نہ کرے کہ تیری پیشانی کا نورُ گُل ہو۔ مَیں کیا کروں کچھ بن نہیں پڑتا۔ کیا تدبیر کروں۔ کاش میری آنکھیں اس سے پہلے ہی کور ہوگئی ہوتیں اور مَیں خاک میں پوشیدہ ہوچکی ہوتی۔ مجبور ہوکر تم کو اپنی گود سے جُدا کرتی ہوں؛ اور تمہاری واپسی کی اُمید نہیں ہے۔ یہ سُنکر جناب عبدالمطلب بیتاب ہوگئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہوا؛ چہرہ کا رنگ متغیّر ہوگیا، پاؤں چلنے سے رُک گئے۔ پھر عبداللہ نے کہا اے مادرِ مہربان! مجھے بابا جان کے ساتھ جانے دیجئے۔ اگر مجھے خداوندِ عالم نے اپنی بارگاہ کے لئے قربانی میں قبول فرمالیا تو میری قسمت کا کیا کہنا۔ ہزار جان سے اُس پر فدا ہوں گا۔ اور اگر ہم میں سے کسی اور کو اختیار فرمائے گا، تو نہایت اندوہ و حرماں کے ساتھ آپ کے پاس آجاؤں گا۔ غرض جناب عبدالمطلب سب کو لے کر کعبہ میں آئے۔ اور تمام زنان و مردانِ قریش مسجد میں جمع ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے۔ یہودیوں اور کاہنوں کو نہایت خوشی ہوئی کہ شاید وہ نورُ نبوّت گُل ہوجائے۔ اور نہ سمجھے کہ نورِ خدائے تعالیٰ کو کوئی خاموش نہیں کرسکتا۔ عبدالمطلب برہنہ خنجر ہاتھ میں لیے ہوئے جس کی باڑھ سے موت بھی بھاگتی تھی، اپنی اولاد کے ناموں پر قرعہ ڈالنے لگے۔ اور فرما رہے تھے کہ اے خُدائے کعبہ و حرم اور پروردگارِ ملائکہ و خالقِ انام اپنے نورُ کے صدقہ میں ہم سے ہر تیرگی و ظلمت کو دُور کر۔ حق کے ساتھ جس پر قلمِ تقدیر جاری ہوچکا ہے۔ لیکن جسے تو چاہے گا اُس سے کوئی مانع نہیں ہوسکتا۔ کمزور دل کے لئے سوائے تیرے کوئی پناہ نہیں۔ تو صاحبِ قوّت و قدرت ہے اور فقیروں کی حاجتیں پوری نہیں

ہوسکتیں۔ مگر تجھ بے نیاز کی ذات سے۔ خداوندا تو جانتا ہے کہ میں نے تجھ سے کیا عہد و نذر کیا ہے۔ اب اپنے تمام فرزندوں کو تیری بارگاہ میں لایا ہوں۔ ان میں سے جس کو تو چاہے اختیار فرمائے۔ اگر تو مصلحت سمجھے، بزرگوں کو سکون و قرار عطا فرما۔ کیونکہ بلاؤں پر ان کا صبر زیادہ ہے اور چھوٹے زیادہ تر قابلِ رحم ہیں۔ اے خداوندِ کعبہ و رکن و مقام و پروردگارِ زمین و دریا و کوہ اور اے ابر و بارانِ رحمت بھیجنے والے، لڑکوں سے بلا و شدّت کو دُور کر۔ پھر ہر ایک کا نام ایک ایک تیر پر لکھ کر کعبہ میں رکھوا دیا اور اپنے فرزندوں کو بھی کعبہ میں بھیج دیا۔ لڑکوں کی ماؤں نے گریہ وزاری شروع کی، اور حاضرین کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہُوا۔ عبدالمطلب ضعفِ بشری کے سبب گر جاتے تھے اور ایمانی قوّت کے سبب سے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے پالنے والے اپنا حکم جلد ظاہر فرما۔ لوگ اپنے سر اٹھا اُٹھا کر دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے، اور انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں قرعہ کس کے نام نکلتا ہے ناگاہ دیکھا کہ صاحبِ قرعہ باہر آیا اور عبداللہ کو جنکی چادر گردن میں لپیٹی ہوئی تھی کعبہ کے اندر سے کھینچتے ہوئے لایا۔ ان کا رنگ مثلِ آفتاب زرد ہو رہا تھا اور چراغِ صبح کے مانند وہ لائق قربانیٔ درگاہِ ربّ العزت کانپ رہا تھا۔ عبدالمطلب سے کہا کہ اس فرزندِ ارجمند کے نام قرعہ باہر آیا ہے۔ اگر آپ چاہیں انکو قربان کریں، چاہیں چھوڑ دیں۔ عبدالمطلب یہ سنتے ہی بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ اور انکے سب بھائی نوحہ وزاری کرتے ہوئے کعبہ سے باہر آئے۔ ابوطالب سب سے زیادہ فریاد کر رہے تھے اور اپنے بھائی کی منوّر پیشانی کا بوسہ لے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا اور تمہارے فرزندِ ارجمند کو دیکھتا جو اس نُور کا وارث ہے۔ جس کو خُدا نے تمام مخلوق پر فضیلت بخشی ہے جس کے ذریعہ سے زمین کو کفر و بُت پرستی کی کثافت سے پاک کرے گا جو کاہنوں کی کہانت کو زائل کرے گا۔ جب عبدالمطلب کو ہوش آیا آپ نے مردوں اور عورتوں کی نالہ و فریاد کی آوازیں سُنیں۔ فاطمہ مادرِ عبداللہ کو دیکھا کہ اپنے سر پر خاک ڈال رہی تھیں اور اپنا سینہ پیٹ رہی تھیں۔ یہ حال دیکھ کر اور شورِ نالہ و فریاد سُنکر بھی اُنکے کامل ارادہ میں مطلق خلل واقع نہ ہُوا۔ عبداللہ کا بازو پکڑ کر چاہا کہ ذبح کے لئے لٹائیں، اکابرِ قریش اور اولادِ عبد مناف اُن سے لپٹ گئی۔ حضرت عبدالمطلب نے اُن سے پُکار کر کہا کہ وائے ہو تم پر میرے فرزند پر تم لوگ مجھ سے زیادہ مہربان نہیں ہو۔ میں جب تک اپنے پروردگار کا حکم اس پر جاری نہ کرلُوں گا اُس سے دست بردار نہیں ہوسکتا۔ ابوطالب عبداللہ سے لپٹے ہوتے کہہ رہے تھے کہ بابا جان اس کے عوض میں مجھے قربان کر دیجئے، لیکن اس کو چھوڑ دیجئے۔ عبدالمطلب نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ قرعہ جس کے نام نکلا ہے اسی کو قربان کروں گا۔ اس وقت قریش کے بزرگوں نے کہا کہ دوبارہ قرعہ ڈالئے شاید کچھ اور ظاہر ہو۔ جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو دوبارہ قرعہ ڈالا گیا، پھر عبداللہ ہی کے نام نکلا۔ عبدالمطلب نے فرمایا اب تو حکم کی تعمیل لازم ہوگئی اور سفارش کا سوال ختم ہوچکا، اور عبداللہ کو قربان گاہ پر لاتے۔ اکابرِ عرب اُن کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ عبدالمطلب نے

جناب عبداللہ کے نام قرعہ کا نکلنا

عبداللہ کے ہاتھ پیروں کو باندھ کر لٹایا؛ مادرِ عبداللہ نے جب دیکھا کہ حالت اس حد تک پہنچ گئی تو روتی پیٹتی اپنے عزیزوں کے پاس پہنچیں۔ وہ لوگ یہ خبر سُنکر عبدالمطلب کے پاس دوڑتے ہوئے آئے جبکہ عبداللہ کے گلے کے قریب خنجر پہنچ چکا تھا۔ اس وقت آسمانوں کے فرشتوں نے شور مچایا اور اپنے پروں کو پھیلا دیا۔ جبرئیلؑ و اسرافیلؑ نے نالہ و فریاد کے ساتھ بارگاہِ ربّ العزّت میں استغاثہ کیا۔ اس وقت ان کو وحی ہوئی کہ اے میرے فرشتو میں ہر معاملہ کا جاننے والا اور سمجھنے والا ہوں میں نے اپنے بندہ کا امتحان لیا ہے تاکہ اُس کے صبر کو تمام عالم پر ظاہر کروں۔ اسی اثنا میں فاطمہ کے عزیزوں میں سے دس اشخاص سر دپا برہنہ تلواریں کھینچے ہوئے عبدالمطلب کے ہاتھوں سے لپٹ گئے۔ اور بولے ہرگز اپنی بہن کے فرزند کو ذبح نہ ہونے دیں گے۔ ہاں آپ ہم سب کو قتل کر دیں اس کے بعد اختیار ہے۔ اس وقت عبدالمطلب نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا پروردگارا تو دیکھ رہا ہے کہ یہ لوگ مجھے تیرا حکم جاری کرنے نہیں دیتے اور مجھے اپنی نذر پُوری کرنے سے مانع ہو رہے ہیں۔ لہٰذا میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر تو بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اسی وقت اکابر قوم میں سے ایک شخص عکرمہ بن عامر نے حاضر ہوکر ایک تدبیر بتائی کہ اُونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالو۔ غرض یہ طے کرکے واپس ہوئے۔ دوسرے روز عبدالمطلب نے فرمایا کہ تمام اُونٹ حاضر کئے جائیں، اور عبداللہ کو فاخرہ لباس پہنایا خوشبو سے معطّر کیا اور ہر طرح آراستہ و پیراستہ کرکے کعبہ کے نزدیک لائے اور دُعا کی پروردگارا تیرا حکم نافذ ہے اور تیرا ہی فرمان جاری ہے، پھر قرعہ ڈالا قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اُونٹ کا اضافہ کیا۔ اور التجا کی پالنے والے اگر گناہوں کے سبب سے میری دُعا تیری بارگاہ سے واپس ہو رہی ہے تو تو گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور تکلیفوں کا دُور کرنے والا ہے اپنے احسان سے فضل و کرم فرما۔ پھر قرعہ ڈالا، قرعہ عبداللہ کے نام نِکلا۔ پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کیا اور قرعہ ڈالا اور کہا کہ تو پوشیدہ اور پوشیدہ تر رازِ دل کا جاننے والا ہے اور تمام دُنیا کے حالات سے باخبر ہے ہم سے یہ بلا دُور کر دے جس طرح جناب ابراہیمؑ سے رد کر دی تھی پھر بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کیا اور کہا اے کعبہ اور تمام بندوں کے پروردگار یہ میرا فرزند مجھے تمام اولاد سے عزیز ہے۔ اور عبداللہ کی ماں فریاد کر رہی تھیں۔ پھر قرعہ عبداللہ ہی کے نام نکلا۔ پھر دوبارہ قرعہ ڈالا اور کہا اے میرے معبود بخشش و رکاوٹ تیری ہی طرف سے ہے اور تیرا ہی حکم تمام مخلوق میں نافذ ہے۔ تیری بارگاہ میں نادانی کے سبب مجھ سے خطا ہوگئی ہے تیری رحمت کا اُمیدوار ہوں مجھے نااُمید نہ کر۔ پھر قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ جب اُونٹوں کی تعداد نوّے ۹۰ تک پہنچ گئی اور ہر مرتبہ قرعہ عبداللہ ہی کے نام نکلا تو عبدالمطلب نے اُس گوہرِ سعادت کو ذبح کرنے کے واسطے اپنی طرف کھینچا اور ہر طرف سے مردوں اور عورتوں کے رونے چلّانے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اُس وقت عبداللہ نے کہا پدر بزرگوار خدا سے شرم کیجئے۔ اُس کے حکم کو ردّ نہ کیجئے اور اب میرے ذبح کرنے سے ذرا بھی توقف و تاخیر مت فرمایئے اور جلد مجھ کو قربان کر دیجئے تاکہ

میں قضائے الٰہی پر صبر کروں۔ میرے ہاتھ پیر مضبوط باندھ دیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تڑپوں۔ اور میرے چہرے کو چھپا دیجئے تاکہ آپ پر رحم غالب نہ ہو۔ اور فرمانِ خدا کی تعمیل ہو سکے۔ اور اپنے کپڑوں کو سمیٹ لیجئے تاکہ میرے خون سے آلودہ نہ ہوں کہ جب آپ کی نظر اُن پر پڑے تو رنج واندوہ آپؑ کا زیادہ ہو۔ اے پدر مہربان میرے بعد میری والدہ سے غافل نہ ہو جایئے گا اور انکی دلجوئی و تسلی میں کوتاہی نہ فرمایئے گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ میرے بعد زیادہ نہ جئیں گی۔ اور میری وصیت آپ سے بھی ہے کہ حکمِ الٰہی پر راضی رہیئے گا۔ اور زیادہ رنج وملال نہ کیجئے گا۔ عبداللہ کی ان باتوں سے عبدالمطلبؑ کے دل میں غم کی آگ بھڑک اُٹھی۔ غرض جناب عبداللہ کو لٹایا اور اُن کے رُدئے نورانی کو زمین سے ملا دیا۔ اور چھُری اُن کے گلوئے مبارک تک پہنچائی تو پھر دُوسری مرتبہ اکابر قریش نے ان کے قدمہائے مُبارک کو بوسہ دیا اور کہا ایک بار پھر قرعہ ڈالیں۔ اور یہ اقرار کیا کہ اگر اس مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام نکلے گا، تو پھر سفارش نہ کریں گے۔ غرض پھر سو اُونٹ اور عبداللہ کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ اس مرتبہ قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا تو تمام لوگ خوشی وشادمانی سے چلّانے لگے اور عبدالمطلب کے پاس دوڑتے ہوئے آتے اور عبداللہ کو ان کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور مبارکباد دی۔ فاطمہ نے دوڑ کر عبداللہ کو گود میں لے لیا اور رو رو کر خُدا کا شکر کرنے لگیں۔ اُس وقت عبدالمطلب نے فرمایا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ نو مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام نکلے اور ایک مرتبہ اُونٹوں کے نام آئے تو میں عبداللہ کو چھوڑ دوں۔ اس لیے دو مرتبہ اور قرعہ ڈالا تو ہر مرتبہ اُونٹوں ہی کے نام نکلا۔ اور ایک ہاتف نے کعبہ کے درمیان سے ندا دی کہ خُدا نے تمہاری قربانی قبول فرمائی، اور عنقریب اس کی نسل سے سیّدؐ ابرار ونبیؐ مختار پیدا ہوگا۔ قریش نے کہا اے عبدالمطلب آپ کو یہ عطا وبخشش خالق مبارک ہو کہ ہاتفانِ غیبی آپ کو آپ کے فرزند کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ پھر جناب فاطمہ اپنے فرزند کو گھر لے گئیں۔ قبائل عرب اطرافِ عالم سے اُس سیّدؐ اوصیائے زمان کی تہنیت کو مکّہ آئے۔ اسی سبب سے ہر مرد کی دیت سو اُونٹ قرار پائی۔

جب یہودیوں اور کاہنوں کو نااُمیدی ہوئی اور عبداللہؓ کو صحیح وسلامت دیکھ لیا تو آنحضرتؐ کے روکنے کی تدبیروں میں مشغول ہوئے۔ ان میں ایک تدبیر یہ تھی کہ اُن میں ایک رئیس نے جس کو ریبان کہتے تھے دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ اور چند عورتوں کو دے کر عبدالمطلبؑ کے گھر فاطمہ کے لئے ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ فاطمہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپکے رشتہ دار اولادِ عبدمناف سے ہیں۔ عبداللہ کی سلامتی سے ہم لوگوں کو بہت مسرت ہوئی اور یہ کھانا ہم نے اُسی خوشی میں تیار کیا ہے اور آپ لوگوں کا حصّہ لائے ہیں۔ وہ طعام جناب عبدالمطلبؑ کے سامنے لایا گیا آپنے پوچھا کہاں سے آیا ہے فاطمہ نے کہا آپ کے عزیزوں نے ہمارے فرزند کی سلامتی کی خوشی میں پکایا ہے اور ہمارا حصّہ دے گئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے کھانا چاہا تو حضرت رسالتمآبؐ کے نورِ اقدس کے اعجاز سے وُہ گویا ہوا کہ مجھے نہ کھاؤ مجھ میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ اس وقت ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ دشمنوں

کا فریب تھا اور کھانے کو زمین میں دفن کر دیا۔ حضرت عبداللہ جب بالغ ہوئے تو نُورِ نبوّت انکی پیشانی میں جلوہ گر ہوا ہر طرف کے بڑے بڑے شرفا وامرا نے آرزو کی کہ اپنی اپنی لڑکیوں کا آپ سے عقد کر دیں اور آپ کے نُور سے فیض یاب ہوں کیونکہ وُہ حسن وجمال میں یکتائے روزگار تھے۔ دن میں جس طرف سے گزر جاتے تھے لوگ آپ کے جسمِ اقدس سے مشک وعنبر کی خوشبو سُونگھتے تھے اور اگر رات کے وقت نکلتے تو آپ کے چہرے کے نُور سے در و دیوار روشن ہو جاتے تھے۔ اہلِ مکّہ ان کو مصباحِ حرم (کعبہ کا چراغ) کہتے تھے۔ مختصر یہ کہ گوہرِ نورِ رسالت پناہ صدفِ آمنہ بنت وہب کی قسمت میں تھا اور جناب عبداللہ کا نکاح اُن سے ہُوا۔

اس تزویج مبارک کا سبب یہ ہُوا کہ جب علمائے اہلِ کتاب نے اس فخرِ عقلائے روزگار کے ظہور کے آثار مشاہدہ کیے، سب کے سب شام میں جمع ہوئے اور پیغمبرؐ آخر الزمان کے ظہور کے بارے میں گفتگو کی، اور اپنے ایک عالم کے پاس اُردن میں گئے جو سب سے زیادہ بزرگ ومُسِن تھا۔ اس نے ان لوگوں سے پُوچھا کہ تمہارے آنے کا کیا سبب ہے اور تم لوگ اس قدر پریشان ومضطرب کیوں ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے اپنی کتابوں کو دیکھا اور اس میں اس پیغمبرؐ جلیل کے اوصاف پڑھے جس کی فرشتے مدد کریں گے اور ہم اور ہمارا دین اس کے ہاتھوں زائل وبرباد ہوگا۔ آپ سے اس کے بارے میں مشورہ کرنے آئے ہیں ممکن ہے اس کے روکنے کی کوئی تدبیر آپکی سمجھ میں آئے۔ اُس عالم نے کہا جو شخص اس امر کو مٹانا چاہے جس کو قائم کرنے کا ارادہ خدا نے کیا ہو تو وُہ شخص جاہل و مغرور ہے جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا اور پڑھا ہے وُہ واقع ہو کر رہے گا، اس کا روکنا ممکن نہیں۔ اسکے عزیزوں میں سے اس کا ایک وزیر ہوگا جو ہر امر میں اس کا معین ومددگار رہوگا۔ ان لوگوں نے اس عالم کی گفتگو سُنی تو حیران رہ گئے۔ ان میں سے ایک عالم ہیوبا نامی اُٹھا جو بڑا کافر، سرکش وشجاع تھا۔ اور بولا یہ شخص بڈھا ہو گیا ہے اور پیری کے سبب اس کی عقل زائل ہو گئی ہے۔ اس کی باتیں مت سُنو میں کہتا ہوں کہ جس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے پھر کبھی وُہ سرسبز نہیں ہوا کرتا۔ مناسب ہے کہ اس شخص کو ہلاک کر دو جس سے وُہ پیغمبر پیدا ہونے والا ہے اور اس کی طرف سے بیخوف ہو جاؤ۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ کچھ مال خریدو اور تجارت کے بہانے سے مکّہ جاؤ وہاں تمہارا مقصود حاصل ہو جائے گا اور میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اپنی تلواروں کو زہر میں بجھا لو اور سفر کا انتظام کرو۔ اُن ملعونوں نے اس کافر بدبخت کی رائے پسند کی اور مکّہ معظمہ کیلئے مناسب مال خرید کیے اور روانہ ہوئے جب مکّہ کے قریب پہنچے ایک ہاتف کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا کہ اے بدترین انسانو! بہترین شہر میں جا رہے ہو اور بہترین خلقِ خُدا کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ جو شخص خدائے جبّار کی تقدیر پر غالب ہونا چاہتا ہے اس کی بازگشت آتشِ جہنم کی طرف ہوتی ہے اور وُہ دنیا وعقبےٰ میں خائب ونقصان اُٹھانے والا ہوتا ہے۔ یہ وحشت خیز آواز اور ایسی باتیں سُنکر وُہ دہل گئے۔ اور چاہتے تھے کہ واپس چلے جائیں پھر ہیوبا نے شیطانی وسوسوں کے ساتھ ان کو اس سفر پر قائم رکھا۔ راستہ میں جو لوگ ملتے تھے وُہ

ملاعین جناب عبداللہ کا حال پُوچھتے وُہ عبداللہ کے حُسن وجمال اور کمال کی تعریف کرتے جس سے اُن کا حسد اور بڑھ جاتا۔ غرض وُہ سب مکّہ میں داخل ہوئے اور تاجروں کو اپنے مال دکھائے اور قیمت بہت زیادہ طلب کی تاکہ وُہ نہ خریدیں، اور مکّہ میں قیام کا عذر وبہانہ اُن کے لئے موجود رہے اور موقع کے منتظر تھے۔ ایک رات جناب عبداللہ نے خواب میں دیکھا اور اپنے پدر عبدالمطلب سے بیان کیا کہ چند بندر برہنہ تلواریں ہاتھوں میں لئے انکو حرکت دے رہے ہیں اور مجھ پر حملہ کر رہے ہیں یہانتک کہ میں ہوا میں بلند ہوگیا۔ اور آسمان کی جانب سے ایک آگ نازل ہوئی جس نے اُن تمام بندروں کو جلاکر خاک کر دیا۔ عبدالمطلب نے فرمایا اے فرزند خداوند عالم تجھ کو تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ تجھ سے حسد کرنے والے بہت ہیں اس نور کے سبب جو تیری پیشانی میں ہے۔ لیکن اگر تمام اہلِ زمین اتفاق کرلیں تب بھی تجھ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ یہ نور امانت پیغمبر آخرالزمان ہے اور خدا اس کا محافظ ہے۔

اکثر جناب عبدالمطلب وعبداللہ شکار کو جایا کرتے تھے لیکن وہ کفار عبدالمطلب کے خوف سے عبداللہ سے کچھ تعرض نہ کرسکتے تھے۔ ایک روز جناب عبداللہ تنہا شکار کے لئے گئے۔ ہیوبا اپنے ہمراہیوں کے پاس آکر بولا اب کیا انتظار کر رہے ہو۔ عبداللہ اکیلے شکار کو گئے ہیں موقع غنیمت ہے۔ یہ سُنتے ہی ان میں سے اکثر برہنہ تلواریں اپنے کپڑوں میں چُھپا کر عبداللہ کے قتل کے ارادہ سے چلے اور اس وقت پہنچے جب عبداللہ پہاڑ کے دروں میں داخل ہوکر ایک شکار کو ذبح کر رہے تھے۔ یہودیوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا اور تمام راستے بند کرلئے۔ عبداللہ نے جو دیکھا کہ وُہ قتل کا ارادہ رکھتے ہیں، اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا اور ظاہر وباطن جاننے والے خدا کی بارگاہ میں تضرع وزاری کی۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہوکر بولے کہ کس سبب سے مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم مَیں نے تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی ہے نہ کسی کا مال چھینا ہے نہ تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے لیکن ان ملعونوں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ یکبارگی حملہ کر دیا۔ عبداللہ نے خدا کا نام لے کر چار تیر اُن کی طرف پھینکے، ہر تیر سے ایک ایک لعین کو واصل جہنم کیا۔ توان کافروں نے حیلہ وبہانہ شروع کیا۔ کہنے لگے آپ ہم کو کیوں قتل کر رہے ہیں ہم کو آپ سے کوئی غرض نہیں۔ ہمارا ایک غلام بھاگ گیا ہے ہم اس کی تلاش میں آئے اور آپ کو غلطی سے وُہی غلام سمجھ لیا۔ عبداللہ ان کے اس فریب آمیز عذر پر ہنسے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر کمان اُٹھائی اور چاہا کہ اُن کے درمیان سے نکل جائیں اُن لوگوں نے پھر حملہ کیا۔ بعض پتھر مارنے لگے اور بعض تلواروں سے وار کرنے لگے۔ عبداللہ بھی شیر کی طرح اُن پر جھپٹے اور بہتوں کو مار کر زمین پر گرا دیا۔ لیکن ان کی شدت وسختی جب زیادہ ہوتی تو گھوڑے سے کُود پڑے اور پُشت پہاڑ کے سہارے سے لگائی تو اُن ظالموں نے پتھر مارنا شروع کیا۔ خوف سے نزدیک نہ آتے تھے۔ اسی حال میں جبکہ ان اشقیا نے عبداللہ کو گھیر رکھا تھا، وہب ابن عبدمناف اس درہ میں پہنچ گئے۔ ان یہودیوں کی کثرت دیکھ کر ڈرے اور دوڑے ہوئے مکّہ میں

آئے اور بنی ہاشم کو آواز دی کہ عبداللہ کی خبر لو دشمنوں نے فلاں درّے میں انکو گھیر رکھا ہے۔ یہ سُنتے ہی تمام بنی ہاشم ہاتھوں میں تلواریں لئے برہنہ گھوڑوں پر سوار ہوکر تیزی کے ساتھ اس درہ میں پہنچے عبداللہ نے دیکھا کہ عبدالمطلب، ابو طالب، حمزہ اور عباس اور دوسرے بنی ہاشم درّہ میں داخل ہوئے تو عبدالمطلب نے فرمایا اے فرزند یہ تھی اس خواب کی تعبیر جو تم نے دیکھا تھا۔ یہودیوں نے ان لوگوں کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب ہماری جانیں نہیں بچ سکتیں، اور بھاگنے لگے۔ بعض تنگ درّہ میں جاکر چھپے جن پر بقدرتِ الٰہی پہاڑ سے پتھر گرا اور وہ جہنم واصل ہوئے۔ ان میں سے اکثر گرفتار ہوئے۔ ان لوگوں نے چاہا کہ ان سب کو قتل کردیں تو وُہ کہنے لگے کہ ہم کو اتنی مُہلت دیجئے کہ اپنے حسابات اہلِ مکّہ سے صاف کرلیں پھر آپ کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ تو ان لوگوں کی مشکیں باندھ کر مکّہ کی جانب روانہ ہوئے۔ مکّہ والے اُن پر پتھر برساتے اور لعنت کرتے تھے۔ پھر عبدالمطلب نے چند لوگوں کو برائے شکریہ وہب کے پاس بھیجا۔

وہب جب اپنی زوجہ برہ کے پاس پہنچے تو بیان کیا کہ آج عبداللہ پسر عبدالمطلب سے چند ایسے اُمور میں نے دیکھے کہ عرب کے تمام بہادروں سے کبھی نہ دیکھے تھے۔ خدا نے اس کو حسن وجمال اور نور وضیا سے مخصوص فرمایا ہے جس کے مانند دُنیا میں نہ دیکھا نہ سُنا۔ جب یہودیوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو مَیں نے دیکھا کہ فرشتے اس کی مدد کے لئے آسمان سے اُتر رہے ہیں۔ پھر بولے عبدالمطلب کے پاس جاکر استدعا کرو شاید ہماری لڑکی آمنہ کو انکے عقد میں قبول کرلیں اور ہم کو اس شرف سے سرفراز فرمائیں۔ برہ نے کہا اے وہب تمام رُؤسائے مکّہ اور اطراف وجوانب کے بادشاہوں نے ان کی طرف رغبت کی کہ اپنی لڑکی ان کو دیں لیکن انہوں نے قبول نہ کیا، ہماری لڑکی کی جانب کب رغبت کریں گے۔ وہب نے کہا آج مَیں نے اُن پر اپنا ایک حق قائم کیا ہے کہ عبداللہ کے معاملہ سے ان کو آگاہ کیا۔ شاید اس سبب سے میری دختر کے لئے راضی ہوجائیں۔

برہ عبدالمطلب کے گھر آئیں۔ آپ نے فرمایا خوب آئیں آج تمہارے شوہر نے ہم پر ایک احسان کیا ہے۔ تمہاری جو حاجت ہو بیان کرو ہم پُوری کریں گے۔ برہ نے کہا اے عبدالمطلب انہوں نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے، چاہتے ہیں کہ نورِ عبداللہ انکی بیٹی آمنہ کی طرف منتقل ہو۔ اس کے علاوہ ہماری کوئی خواہش نہیں۔ آمنہ آپ کے لئے ہدیہ قرار دیتی ہوں۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کو دیکھا اور فرمایا اے فرزند اگرچہ بادشاہوں کی بیٹیوں کو تم نے قبول نہیں کیا، لیکن یہ لڑکی تمہارے خاندان کی ہے عقل وطہارت، عفت ودیانت، صلاح وکمال اور حسن وجمال میں مکّہ میں کوئی لڑکی اس کی مثال نہیں ہے عبداللہ یہ سُنکر خاموش ہوگئے اور کراہت کا اظہار نہ کیا۔ تو عبدالمطلب نے برہ سے فرمایا تمہاری خواہش ہم کو منظور ہے اور ہم نے تمہاری دختر کو عبداللہ کے لئے قبول کیا۔ پھر رات کے وقت عبدالمطلب جناب عبداللہ کو وہب کے گھر لے گئے اور اس سلسلہ میں گفتگو شروع کی۔ دفعتہً وہ یہودی جو وہب کے گھر میں قید تھے اس موقع کو غنیمت سمجھے اور رسیاں اور زنجیریں توڑ کر اپنے اپنے گھروں کی جانب بھاگ کھڑے ہوئے۔ چونکہ ہتھیار اُنکے پاس نہ تھے اس لئے بنی ہاشم کو پتھروں سے مارنا شروع کیا لیکن

با اعجاز نورِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وُہ پتھر خود اُنہی کے سینہ وسر پر واپس پڑنے لگے اُدھر اُن شیران بیشۂ شجاعت نے نیام سے تلواریں کھینچیں اور نورِ سیّدِ انام سے توسّل کرکے اُن کافروں پر حملہ کیا اور اُن سب کو جہنم میں پہنچا دیا۔ اس قضیہ داہیہ کے بعد عبدالمطلبؑ نے وہب سے فرمایا کہ کل صبح انشاء اللہ ہم اور تم قوم کی موجودگی میں اس تقریب نکاح کو سرانجام دینگے۔

دوسرے روز صبح کو عبدالمطلبؑ نے اپنی اولاد اور اعزا کو ساتھ لیا۔ وہب نے بھی اپنے عزیزوں کو جمع کیا۔ جب دونوں طرف کے لوگ جمع ہو گئے عبدالمطلبؑ نے نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا اور فرمایا میں خدا کی حمد کرتا ہوں شکر کرنے والوں کی سی حمد۔ ایسی حمد جس کا وُہ سزاوار ہے" ان نعمتوں پر جو اُس نے ہمیں بخشی ہیں اور ہم کو اپنے حرم کا ہمسایہ قرار دیا ہے۔ اور اپنے حرم میں جگہ دی ہے۔ اور اپنے بندوں کے دلوں میں ہماری محبّت ڈال دی ہے اور ہم کو تمام اُمتوں پر فضیلت دی ہے اور ہماری تمام بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت کی ہے۔ اور میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جس نے ہمارے لئے نکاح کو حلال اور زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ واضح ہو کہ ہمارا فرزند عبداللہؑ تمہاری بیٹی آمنہؑ کی اتنے مہر پر خواستگاری کرتا ہے کیا تم کو منظور ہے؟ وہب نے کہا ہاں ہم راضی ہیں اور ہم نے قبول کیا۔! عبدالمطلبؑ نے قوم سے فرمایا آپ لوگ گواہ ہیں۔ اس کے بعد عبدالمطلبؑ نے چار روز تک تمام مکہ والوں اور قرب وجوار کے لوگوں کی دعوتِ ولیمہ کی۔ غرض عبداللہؑ وآمنہؑ کی مزاوجت کو ایک رات گزری اور طلوع آفتاب کا وقت قریب آیا تو خلاقِ عالم نے جبریلؑ کو حکم دیا انہوں نے جنت الماویٰ میں ندا کی کہ پیغمبر بشیر ونذیر وسراج منیر کے ظہور کے اسبابِ تقدیر تمام ہوئے۔ وُہ پیغمبرؐ جو نیکیوں کا حکم کرے گا اور بُرائیوں سے روکے گا اور لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور میرے بندوں پر میری رحمت اور صاحبِ امانت وصیانت ہوگا۔ اُس کا نورِ ہدایت اطرافِ عالم میں ظاہر ہوگا۔ جو شخص اس کو دوست رکھے گا اس کو شرف وعطا کی خوشخبری ہے۔ اور جو اُس کو دشمن رکھے گا اُس کے لئے بدترین عذاب ہوگا۔ وُہ وہی ہے جس کی پاکیزہ طینت کو آدمؑ کی خلقت سے پہلے میں نے تمہارے سامنے پیش کی تھی۔ اُس کا نام آسمان میں **اَحْمَدْ** اور زمین میں **مُحَمَّدْ** (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے اور بہشت میں ابوالقاسمؐ۔ یہ سُنکر فرشتوں نے تسبیح وتقدیس وتکبیر کی آوازیں بلند کیں۔ بہشت کے دروازوں کو کھول دیا اور جہنّم کے دروازوں کو بند کر دیا۔ حُوروں نے بہشت کے بالاخانوں سے سر نکالا، بہشت کے طائروں نے طرح طرح کے نغموں میں بہشت کے درختوں پر خالقِ زمین وزمان کی تسبیحیں کرنا شروع کیں۔ پھر جبرئیلؑ ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے اور اطرافِ عالم میں حبیبِ کردگار کے انعقادِ نطفہ کی خوشخبری پہنچائی اور دریاؤں، پہاڑوں اور بادل کے خازنوں اور تمام مخلوقاتِ زمین کو مژدۂ سُرور دیا یہانتک کہ زمین ہفتم کے ساکنین تک کو یہ خوشخبری پہنچائی۔ ان میں سے جس جس نے اُس برگزیدۂ خدا کی محبت اختیار کی خدا کی رحمت سے سرفراز ہوا، اور جس نے عداوت کو دل میں جگہ دی وُہ الطافِ الٰہی سے محروم ہوگیا اور شیاطین کو پابزنجیر کیا اور آسمانوں کی خبریں سُننے سے روک دیا۔ ان کو شہاب کے تیروں سے مار کر

آسمان کے ہر دروازہ سے بھگا دیا۔ دوسرے روز جُمعہ کو جو عرفہ کا دن تھا عبداللہؑ اپنے باپ بھائیوں کے ساتھ بیابان عرفات میں گشت میں مصروف تھے۔ وُہ لوگ بہت پیاسے تھے۔ اس بیابان میں پانی نہ تھا۔ ناگاہ نہایت صاف پانی کی نہر دکھائی دی جس کو دیکھ کر وہ بہت متعجب ہوئے۔ دفعتہً ایک منادی کی آواز سُنی کہ اے عبداللہؑ اس پانی کو پیو۔ اس وقت عبداللہؑ نے سمجھا کہ وُہ آسمانی نہر اُس برگزیدۂ معبود کے انعقادِ نطفہ کے لئے زمین پر ظاہر ہوئی ہے۔ وُہ اسی وقت اپنے خیمہ میں بعجلت تمام واپس آئے اور آمنہؑ سے فرمایا کہ اُٹھو۔ غسل کرو، پاکیزہ کپڑے پہنو، اور خوشبو لگاؤ۔ عنقریب اُس نورِ ربانی کا مخزن ہوا چاہتی ہو۔ غرض وُہ اُس وقت سیّد المرسلینؐ سے حاملہ ہوئیں اور وُہ نور عبداللہؑ کی صلب سے آمنہؑ کے رحمِ مطہرہ میں منتقل ہوا۔ آمنہؑ کہتی ہیں کہ جب عبداللہؑ مجھ سے مقاربت کر رہے تھے ایک نور اُن سے ساطع ہوا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو روشن کر دیا تھا۔ پھر وہی شعاع جبین آمنہؑ سے آئینہ میں عکسِ آفتاب کے مانند نمایاں ہوئی۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک عورت فاطمۂ مرّہ کی بیٹی تھی جس نے انبیاؑ وعلمائے گزشتہ کی بہت سی کتابیں پڑھی تھیں۔ ایک روز حضرت عبداللہؑ اُس کی طرف سے گزرے۔ اُس عورت نے پُوچھا آپ ہی ہیں جن کا فدیہ سَو اُونٹ آپ کے والد صاحب نے دیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کیا اچھا ہو کہ آپ مجھ سے عقد کرلیں اور صرف ایک مرتبہ مجھ سے قربت فرمائیں۔ میں سَو اُونٹ اس کے عوض آپ کو دُونگی۔ حضرت عبداللہؑ نے توجّہ نہ کی۔ جب نطفۂ طیبہ حضرت رسالت پناہ صلعم رحمِ آمنہ میں منعقد ہو گیا پھر حضرت عبداللہؑ ایک روز اُسی عورت کی طرف سے گزرے لیکن اس کی وُہ پہلی خواہش نہ پائی۔ اس کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا جس امر کے واسطے میں آپ کو چاہتی تھی وُہ تقدیرِ الٰہی کے سبب دُوسرے کے نصیب میں تھا۔ وُہ اس نورِ خداوندی سے بہرہ ور ہوئی۔

روایت ہے کہ جب عبداللہؑ کا عقد آمنہؑ سے ہو گیا دوسو عورتیں اُن کی حسرت میں ہلاک ہو گئیں اور جب وقت آیا کہ وُہ نور عبداللہؑ کی جانب سے منتقل ہوا اس قدر روشن ودرخشاں ہوا کہ کسی کی طاقت نہ تھی کہ رات کے وقت ان کے روئے تاباں پر نظر کرسکے وُہ جس پتھر یا درخت کی جانب سے گزرتے تھے، وُہ سب آپ کی طرف سجدہ میں گر پڑتے تھے اور حضرتؑ کو سلام کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہؑ نے سوئے بہشت رحلت فرمائی جناب رسالت مآب صلعم کی عمر مُبارک دُو ماہ کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ سات مہینے کے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ اور جب حضرت آمنہؑ کی وفات ہوئی حضرتؐ کا سن مبارک چار سال کا تھا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت چھ سال کے تھے اور ایک روایت کے مطابق دُو سال چار مہینے کے تھے۔ اُن کا انتقال ابوا میں ہوا جو مکہ ومدینہ کے درمیان ایک منزل ہے۔ اور جب حضرت عبدالمطلبؑ نے وفات پائی آپؐ کی عمر آٹھ سال دُو مہینے دس روز کی تھی۔

روایت خاصہ وعامہ میں وارد ہوا ہے کہ ایک رات جناب سرورِ عالم اپنے پدر بزرگوار جناب

عبداللہؑ کی قبر پر آئے۔ دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کو ندا کی۔ قبر شگافتہ ہوئی، دیکھا کہ عبداللہ قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرتؐ کو دیکھ کر بولے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ حضرتؐ نے پوچھا آپ کا ولی کون ہے؟ انہوں نے پوچھا اے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ پیغمبرؐ نے فرمایا یہ علیؑ آپ کے ولی ہیں۔ تو عبداللہؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ میرا ولی ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے پدر اپنے باغ میں واپس جائیے جہاں آپ تھے۔ پھر حضرتؐ وہاں سے اپنی مادرِ گرامی کی قبر پر آئے اور اُسی طرح عمل کیا۔ قبر شگافتہ ہوئی۔ آپ نے دیکھا کہ جناب آمنہؑ اپنی قبر میں بیٹھی ہیں، اور کہتی ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ فرمایا آپ کا ولی کون ہے انہوں نے پوچھا اے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ فرمایا یہ علیؑ ابن ابی طالب آپ کے ولی ہیں، جناب آمنہؓ نے بھی کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ علیؑ میرے ولی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے باغ کی طرف واپس جائیے جس میں آپ تھیں [1]

شاذان بن جبرئیل قمی و ابن بابویہ و شیخ طبرسی رضی اللہ عنہم وغیرہم نے روایت کی ہے جن میں بہت معمولی اختلاف ہے اور زیادہ موافقت۔ شاذان کی روایت سے ہے کہ حضرت عبدالمطلبؓ کے زمانہ میں یمن میں ایک بادشاہ تھا جس کو سیف بن ذی یزن کہتے تھے وہ مکہ معظمہ پر قابض ہوگیا تھا اور اپنے لڑکے کو وہاں کا حاکم مقرر کر رکھا تھا۔ جناب عبدالمطلبؓ نے اور رؤسائے بنی ہاشم کو ساتھ لیا اور یمن کی جانب متوجہ ہوئے تاکہ اس سے ملاقات کریں اور اس کو اہلِ مکہ پر لطف و مہربانی کی ترغیب دیں۔ جب یمن میں پہنچے معلوم ہوا کہ بادشاہ قصرِ وردی میں قیام پذیر ہے۔ یہ اُس کی عادت ہے کہ جب بہار کا زمانہ ہوتا ہے وہ قصرِ عمدان میں رہتا ہے اور چالیس روز سے زیادہ عیش و عشرت میں مشغول رہتا ہے۔ اس اثناء میں کسی کو وہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔ وہ باغ جو قصرِ عمدان میں واقع تھا اس کا ایک دروازہ صحرا کی جانب بھی تھا۔ اور ہر دروازہ پر دربان تعینات تھے۔ ایک روز جناب عبدالمطلبؑ اسی دروازہ پر پہنچے جو صحرا کی جانب تھا۔ آپ نے دربان سے اندر جانے کی اجازت چاہی۔ دربان نے کہا بادشاہ ان ایام میں اپنے مصاحبین اور عورتوں کے ساتھ خلوت میں رہتا ہے اور کسی اور کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر وہ آپ کو دیکھے گا تو آپ کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دے گا۔ عبدالمطلبؑ نے اشرفیوں کی ایک تھیلی اس کو دے کر فرمایا تم مجھے جانے سے مت روکو۔ اور میرے قتل کا معاملہ میرے اُوپر چھوڑ دو اور تمہارے متعلق میں بادشاہ سے عذر کر لوں گا کہ تم کو کوئی گزند نہ پہنچنے پائے۔ دربان کی نگاہیں زرِ سُرخ پر پڑیں تو اپنے سیاہ خون

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ان روایتوں سے ظاہر ہوا کہ آنحضرتؐ کے والدین خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کا قبر میں بلانا اس لئے تھا کہ اُن کا ایمان علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کے اقرار سے کامل تر ہو جائے ۱۲

اور پریشان حالی کو بھول گیا اور حضرت کو جانے سے منع نہ کر سکا۔ جب عبدالمطلبؑ اس بوستان میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ قصرِ عمدان باغ کے وسط میں واقع ہے۔ اور طرح طرح کے پھول اُس قصر کے چاروں طرف لگے ہوئے ہیں اور ایک صاف نہر اُس قصر کے گرد بہہ رہی ہے اور سیف شمشیر بران کے مانند اُس قصر کے ایوان میں تکیہ لگائے پھولوں کی کیاریوں کی جانب دیکھ رہا ہے۔ جب اُس نے عبدالمطلبؑ کو دیکھا غضب میں آکر اپنے غلاموں سے بولا کہ کون مرد ہے جو بغیر میری اجازت کے اس باغ میں آیا ہے جلد میرے پاس اس کو حاضر کرو۔ غلام تیزی کے ساتھ گئے اور اُن حضرت کو بادشاہ کے پاس لائے۔ حضرت عبدالمطلبؑ قصر میں داخل ہوئے تو دیکھا وہ قصر سونے چاندی اور طرح طرح کے جواہرات سے آراستہ ہے اور ہر طرف نہایت حسین و جمیل کنیزیں صف باندھے کھڑی ہیں۔ بادشاہ کے نزدیک ایک ستون عقیقِ سُرخ کا نصب ہے اس پر ایک جام یاقوت کا ہے جس میں شراب کی مشک بھری ہوئی ہے۔ اس کے بائیں جانب طلائے سُرخ کا ایک پیالہ رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ اپنی تلوار نیام سے کھینچے ہوئے اپنے زانو پر رکھے ہوئے تھا اُس نے عبدالمطلبؑ سے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں عبدالمطلبؑ بن ہاشم بن عبدمناف ہوں اور جناب آدمؑ تک اپنے نسب کو بیان فرمایا۔ بادشاہ نے کہا اے عبدالمطلب تم ہماری بہن کے فرزند ہو؟ فرمایا ہاں۔ اس لئے کہ سیف آلِ قحطان سے تھا اور آلِ قحطان بھائی کی اولاد اور آلِ اسمٰعیلؑ بہن کی اولاد تھی۔ پھر تو سیف نے عبدالمطلب کی بہت تعظیم و تکریم کی اور کہا خوش آمدید اور مجھ کو عزت بخشی اور حضرت سے مصافحہ کیا۔ اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور پوچھا کہ کس کام سے آپ آئے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا ہم جوارِ خانۂ خدا کے رہنے والے اور اس کی خدمت کرنے والے ہیں۔ آپ کے پاس آپ کو دشمنوں پر فتح و ظفر حاصل ہونے کی مبارکباد دینے آئے ہیں اور بادشاہ کو دُعائیں دیں۔ بادشاہ حضرت کے کلام سے بہت خوش ہوا اور آپ کو تمام ہمراہیوں کے ساتھ دارالضیافت میں ٹھہرایا اور اپنا مہمان کیا اور آپ کی عزت و تعظیم میں بہت مبالغہ کیا۔ ہر روز درہم ضیافت میں خرچ کے لئے مقرر کیا۔ ایک رات عبدالمطلبؑ کو خلوت میں طلب کیا۔ اپنے خواص کو علیحدہ کر دیا تاکہ کوئی ان کی باتوں پر مطلع نہ ہو سکے؛ اور کہا اے عبدالمطلبؑ میں چاہتا ہوں کہ اپنے رازوں میں سے ایک راز تم سے کہوں جس کو اب تک کسی سے نہیں بیان کیا ہے کیونکہ تم کو اس کا اہل سمجھتا ہوں؛ اور چاہتا ہوں کہ اس کو پوشیدہ رکھنا جب تک کہ اس کے ظاہر ہونے کا وقت نہ آئے۔ پھر سیف نے کہا تمہارے شہر میں ایک طفل ہے خوبصورت؛ جس کے اعضا موزوں و مناسب ہیں۔ وہ حسن و جمال اور قد و قامت میں یگانۂ روزگار ہے۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے۔ وہ زمین تہامہ میں مبعوث ہوگا، خدا اس کے سر پر تاجِ پیغمبری رکھے گا؛ ابر اس کے سر پر سایہ فگن ہوگا، وہی قیامت کے روز شفیعِ اُمم ہوگا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان پیغمبری کی دو مہریں ہیں جن میں دو سطروں میں لکھا ہوا ہے ایک پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" دُوسری سطر پر

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، خدا نے اس کے ماں باپ دونوں کو اپنے جوارِ رحمت میں بُلا لیا ہے اس کے دادا اور چچا اس کی تربیت کر رہے ہیں۔ بنی اسرائیل کی کتابوں میں اُس کے اوصاف ماہِ شب چہاردہ سے زیادہ روشن وظاہر ہیں۔ خداوند عالم ہم اہل یمن سے ایک گروہ کو اُس کا ناصر و مددگار قرار دے گا۔ اس کے دوستوں کو غالب اور دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے گا۔ وُہ بتوں کو توڑے گا، آتشکدوں کو خاموش کرے گا؛ اس کی باتیں حکمت سے بھری ہونگی، اس کے افعال عدل وانصاف سے مملو ہونگے۔ وُہ نیکی کا حکم کرے گا اور خود بھی نیکیوں پر عامل ہوگا۔ بُرائیوں سے روکے گا اور ان کو مٹائے گا۔ اگر مَیں اس کے زمانۂ بعثت تک زندہ رہا تو بیشک اپنے لشکر کو لے کر مدینہ میں جاؤنگا جو اس کا پایۂ تخت ہوگا تاکہ اس کی مدد کروں۔ اگر مجھے خوف نہ ہوتا کہ دشمن اس کو ضائع کردیں گے۔ تو بیشک اُس کا حال شائع کرتا اور اسی وقت عرب کے گروہوں کو اس کی طرف دعوت دیتا۔ اور مجھے گمان ہے کہ آپ اس کے دادا ہیں۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا آپ کا گمان صحیح ہے۔ اُس نے کہا آپ خوب آئے، اور اپنے قدم سے ہم کو عزت بخشی اور سرفراز فرمایا۔ مَیں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ مَیں اُس پیغمبرؐ پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ وُہ اپنے پروردگار کی جانب سے لایا ہے حق ہے پھر تین مرتبہ نہایت درد سے آہ کی اور کہا، کاش مَیں اُس کے زمانہ میں ہوتا اور اس کی نصرت میں اپنی جان اُس پر فدا کرتا۔ اے عبدالمطلبؑ اُس کی حفاظت میں کوشش کیجئے کیونکہ اُس کے دُشمن بہت ہیں خاص کر یہودی جنکی عداوت سب سے بڑھ کر ہے۔ اور اپنی قوم سے بھی خبردار رہیئے کیونکہ وُہ اس سے حسد کریں گے اور بہت آزار پہنچائیں گے۔ عبدالمطلبؑ نے سیف کی داڑھی میں بہت سے سفید بال دیکھے۔ پھر اُس نے حضرت کو رخصت کیا اور کہا کل مع اپنے ہمراہیوں کے دربارِ عام میں تشریف لایئے گا تاکہ اکرام خاص سے مخصوص کروں۔

دوسرے روز حضرت عبدالمطلبؑ نے پاکیزہ کپڑے پہنے، خوشبو لگائی اور اس کے دربار میں تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے نہایت تعظیم وتکریم کی اور اپنے پاس بٹھایا۔ عبدالمطلبؑ نے کہا، اے بادشاہ کل مَیں نے آپ کی داڑھی میں سفید بال دیکھے تھے لیکن آج نظر نہیں آتے۔ بادشاہ نے کہا میں خضاب کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے خضاب کیا۔ پھر سیف نے ان تمام لوگوں کو حمام میں بھیجا اور ان کے لئے خضاب بھیجا تو ان لوگوں نے اپنی اپنی داڑھیوں میں خضاب لگائے۔ پھر ہر ایک کے واسطے ایک ایک تھیلی اشرفیوں کی، ایک ایک غلام، ایک ایک کنیز اور ایک ایک خلعت عطا کئے۔ اور جس قدر ان سب کو دیئے تھے تنہا عبدالمطلبؑ کے لئے بھیجے۔ اور دوسری روایت کے مطابق ہر ایک کو دس غلام، دس کنیزیں اور دو بُردِ یمنی، سَو اُونٹ اور دس رطل چاندی مشک و عنبر سے بھری ہوئی عطا کیں، اور عبدالمطلبؑ کو اُن سب کے دس حصّے کے برابر عطا کیئے۔ اسکے بعد اپنا عقاب گھوڑا اور اشہب خچر اور ناقۂ غضبا طلب کیا اور عبدالمطلبؑ کے سپرد کرکے کہا جب آپ کا پسر زادہ بڑا ہو تو اس کو دے دیجئے گا؛ یہ چیزیں آپ کے پاس امانت ہیں۔ مَیں اس گھوڑے پر سوار ہوکر

جب کبھی کسی دشمن کے تعاقب میں یا شکار کے لئے گیا تو ضرور فتح پائی اور اگر کبھی دُشمن کے سامنے سے واپس ہوا تو کوئی مجھے پکڑ نہ سکا۔ اور اس خچر پر سوار ہوکر پہاڑوں اور بیابانوں کا سفر طے کیا ہے اور اُس کی سواری سے کبھی دِل نہیں چاہا کہ نیچے اُتروں۔ ان ہدیوں کو اس کے سپرد کر دیجئے گا اور میرا بہت بہت سلام کہیئے گا۔ عبدالمطلبؑ نے کہا جان ودل سے مَیں نے قبول کیا۔ پھر عبدالمطلبؑ سیف سے رخصت ہوکر مکّہ کی طرف واپس ہوئے۔ فرماتے تھے کہ مَیں ان ہدیوں اور سامانوں سے اتنا خوش نہیں ہوا کیونکہ یہ سب فانی ہیں۔ لیکن اس امر سے خوش ہوں جس کا شرف میرے اور میرے فرزند کے لئے باقی ودائم ہے، اور بہت جلد تم کو اس کا حال معلوم ہوجائے گا۔ جب جناب عبدالمطلبؑ کے واپس آنے کی اطلاع اہل مکّہ کو ہوئی وہاں کے بڑے بڑے لوگ استقبال کے لئے بعجلت تمام آپ کے پاس پہنچے اور حضرت سرورِ کائنات صلعم بھی اپنے جدِّ بزرگوار کے استقبال کے لئے نہایت سکینہ ووقار کے ساتھ تھوڑی دُور آئے اور اثنائے راہ میں ایک پتھر پر بیٹھ گئے۔ جب عبدالمطلبؑ کے اصحاب و اعزا ان کے پاس آئے عبدالمطلبؑ نے پوچھا میرا سردار وآقا محمدؐ کہاں ہے انہوں نے کہا راستہ میں ایک جگہ آپ کے انتظار میں ٹھہرے ہیں۔ جب عبدالمطلبؑ ان کے نزدیک پہنچے سواری سے اُتر پڑے اور آنحضرتؐ کو گود میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا اے نورِ چشم یہ گھوڑا، ناقہ اور خچر سیف بن یزن نے تمہارے واسطے ہدیہ بھیجا ہے، اور تم کو سلام کہا ہے۔ آنحضرتؐ نے اس کے لئے دُعائیں کیں اور گھوڑے پر سوار ہوئے وُہ خوشی ومسرّت سے اُچھلنے کُودنے لگا۔ بیان کرتے ہیں کہ اُس گھوڑے کا نسب یہ تھا: عقاب اُس کا باپ نیزوب اُس کا قابل اُس کا بطال اُس کا زاد الراکب اس کا الکفاح اس کا الجنح اُس کا موج اس کا باپ میمون تھا۔ اور میمون ریح سے اور ریح بحکم خدا بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تھا۔

جب آنحضرتؐ کی عمر شریف آٹھ سال آٹھ ماہ اور آٹھ روز کی ہوئی عبدالمطلبؑ ایک سخت مرض میں مبتلا ہوئے۔ ان کی خواہش کے مطابق ایک تخت پر ان کو لٹا کر کعبۂ معظمہ کے پردوں کے سامنے لائے انکے نو فرزند انکے چاروں طرف آکر بیٹھے اور رو رہے تھے۔ جناب رسولِ خدا بھی آکر عبدالمطلبؑ کے پاس تخت پر بیٹھ گئے۔ ابولہب علیہ اللّعنۃ نے چاہا کہ ان کو ہٹا دے، عبدالمطلبؑ نے اس کو ڈانٹ کر کہا اے عبدالعزّٰی تو اس برگزیدۂ خدا کی عداوت دِل سے دُور نہ کرے گا۔ اس کے بعد حضرت ابوطالبؑ کی جانب رُخ کرکے سرورِ عالم صلعم کے بارے میں بہت وصیتیں کیں اور اپنی تمام اولاد کو آنحضرتؐ کی تعظیم وتکریم کے بارے میں بہت تاکیدیں کیں۔ اور فرمایا کہ عنقریب اس کی عظمت وجلالت تم پر واضح ہوجائے گی۔ پھر بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے اکابر قریش کو مخاطب فرماکر کہا کیا تم لوگوں پر میرا کوئی حق ہے؟ سب لوگوں نے کہا کیوں نہیں آپ کا ہم تمام چھوٹے بڑے پر حق ہے خدا آپ کو جزائے خیر دے اور سکراتِ موت آپ پر آسان کرے آپ ہمارے کیا اچھے امیر وسردار اور بزرگ تھے عبدالمطلبؑ نے کہا کہ مَیں تم کو اپنے فرزند محمدؐ کے حق میں وصیّت کرتا ہوں کہ اُس کی عزت کرنا اور اپنا

سردار سمجھنا اور اُس کے حق کی رعایت اور اُس کی تعظیم میں کمی نہ کرنا۔ سب لوگوں نے کہا ہم نے سُنا اور جان و دل سے قبول کیا۔ پھر جان کنی کا عالم حضرت پر طاری ہوُا، حضرت سرورِ کائنات کو گود میں لیا اور فرمایا اے فرزند سعادتمند میرے پاس سے الگ مت ہو۔ جب تک تم میرے پاس ہو مجھے راحت و آرام ہے۔ یہ کہہ رہے تھے کہ آپکی رُوحِ اقدس جوارِ رحمتِ پروردگار کی طرف پرواز کر گئی۔

بسند ہائے معتبر امام جعفر صادق و امام رضا علیہما السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو یتیم اس لئے کر دیا تھا اور کم سنی میں آپ کے باپ ماں کو دُنیا سے اُٹھا لیا تھا تاکہ خدا کی اطاعت کے سوا کسی کی اطاعت اُن پر لازم نہ ہو اور کسی کا کوئی حق سوائے خدا کے آنحضرتؐ پر نہ رہے ؛

چھٹی فصل

آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے تمام عرب اور اہلِ مکّہ کے حالات :۔

حدیث موثق بلکہ صحیح میں امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ کعبہ کی تولیت ہمیشہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں رہی۔ وُہ لوگ ہمیشہ امرِ حج اور انکے دین کے معاملات کی حفاظت کرتے رہے۔ اور بزرگی بزرگوں سے میراث میں انکو ملتی رہی یہانتک کہ عدنان بن اُود کا زمانہ آیا۔ پھر تو اُن کے قلوب سخت ہوگئے اور اُن میں فساد پیدا ہوُا اور وُہ دینِ خدا میں بدعتیں کرنے لگے۔ بعضوں کو حرم سے نکال دیا۔ ان میں سے اکثر برائے تحصیل معاش اور اکثر جنگ وجدال سے بچنے کے لئے متفرق ہوگئے۔ ان میں سے زیادہ تر ملتِ حنیفۂ ابراہیمؑ پر باقی رہے جیسے ماں، بہن اور بیٹیوں کا حرام ہونا جیسا کہ خدا نے قرآن میں حرام قرار دیا ہے۔ لیکن سوتیلی ماؤں کو اور بہن کی بیٹیوں اور دُو بہنوں کے ساتھ ایک وقت میں نکاح حلال سمجھتے تھے اور حج و تلبیہ اور غسلِ جنابت کا اعتقاد رکھتے تھے، لیکن حج و تلبیہ میں بدعتیں پیدا کر رکھی تھیں اور بُت پرستی اور شرک بھی کرنے لگے تھے اسی حال میں حضرت موسیٰؑ اسمٰعیلؑ و عدنان کے زمانہ کے درمیان مبعوث ہوئے۔

روایت ہے کہ جب معد بن عدنان کو خوف ہوُا کہ حرم پرانا ہو کر مشتبہ ہوجائے گا تو انہوں نے اس کے لئے میل و نشانات قائم کیئے جب قبیلہ جرہم مکہ پر غالب ہوئے اور کعبہ کی تولیت اُن کے قبضہ میں آئی تو وُہ اپنے بعد میراث میں دوسروں کو دیتے چلے گئے یہانتک کہ اُن میں خود فساد و ظلم شروع ہوُا۔ انہوں نے کعبہ کی حرمت ضائع کردی اور کعبہ کے اموال پر متصرف ہوگئے ؛ اور جو مکہ میں آجاتا تھا اس پر ظلم کرتے ؛ اور بہت زیادہ فساد و سرکشی کرنے لگے۔ اس زمانہ میں ایسا ہوتا تھا کہ جو شخص مکّہ میں فساد و سرکشی کرتا اور کعبہ کی ہتک حرمت کرتا وُہ بہت جلد ہلاک ہوجاتا تھا اسی سبب سے اس کو مکّہ کہتے ہیں کہ ظالموں کی گردنیں توڑ دیتا تھا۔ اور اس کو بساسہ بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ جو شخص اس میں ظلم وستم کرتا ہے اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور اُمّ رحم بھی کہتے ہیں کہ جو اس کی حُرمت و خدمت کرتا ہے خدا کی رحمت اس کے لئے لازم ہوجاتی ہے۔ غرض جب جرہم کے لوگوں نے طغیان و سرکشی کی تو خدا نے انکو مرض نکسیر اور طاعون میں مُبتلا کیا جس سے بہت سے ہلاک ہوگئے۔ پھر قبیلہ خزاعہ جمع ہوئے تاکہ جرہم کے باقی ماندہ لوگوں کو حرم سے نکال دیں۔ خزاعہ کا

رئیس و سردار عمرو بن ربیعہ بن حارثہ تھا اور جرہم کا سردار عمرو بن الحارث بن جرہمی تھا ان میں باہم جنگ ہوئی اور خزاعہ جرہم پر غالب آئے۔ تھوڑے سے جرہم کے لوگ جو بچ رہے تھے جہینہ کے مقام پر چلے گئے اور آباد ہوگئے۔ وہاں سیلاب آیا اور سب کے سب فنا ہوگئے۔ ان کے بعد خزاعہ والیانِ مکہ ہوتے یہانتک کہ قصیٰ بن کلاب حضرت رسولؐ اللہ کے جد بزرگ کا زمانہ آیا۔ انہوں نے خزاعہ کو مکہ سے نکال باہر کیا اور خود کعبہ کے متولی ہوئے۔ انکی اولاد میں تولیت کعبہ پیغمبرؐ خدا کے زمانہ تک باقی رہی۔

بسند صحیح حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اہل عرب ہمیشہ کچھ نہ کچھ دینِ ابراہیمؑ کی متابعت کرتے رہے اور صلۂ رحم عمل میں لاتے رہے۔ مہمانوں کی خاطر مدارات کیا کرتے اور کعبہ کا حج کیا کرتے تھے انکا قول تھا کہ مال یتیم سے پرہیز کرو کیونکہ وہ رسی کے مانند ہے جو انسان کو باندھ دیتی ہے۔ وُہ بہت سی حرام چیزوں سے عذاب کے خوف سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ وُہ جب کبھی کوئی فعل حرام عمل میں لاتے بہت جلد کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہوجاتے تھے۔ حرم کے درختوں کی چھال اپنے اُونٹوں کی گردنوں میں لٹکا دیتے اور چھوڑ دیتے تھے۔ پھر اُن اُونٹوں کو کوئی شخص چُرا لینے اور لے لینے کی جرأت نہیں کرتا تھا اور نہ کسی دُوسرے درخت کی چھال انکی گردنوں میں لٹکا سکتا تھا۔ اگر کوئی ایسا کرتا بہت جلد اس کو سزا مل جایا کرتی تھی۔ لیکن آج ان کو مہلت دے دی گئی ہے اور خُداوند عالم جلد ان کی گرفت نہیں کرتا اور عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا بلکہ آخرت پر اُٹھا رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ اہل شام نے کعبہ پر چڑھائی کی اور کوہِ ابو قبیس پر کعبہ کو برباد کرنے کے لئے منجنیق نصب کی تو خدا نے اُن پر چڑیوں کے پروں کے مانند ایک ابر بھیجا جس میں سے بجلی گری جس نے ستر آدمیوں کو جلا کر خاک کر دیا جو منجنیق کے گرد موجود تھے۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک شخص حضرت رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوُا اور بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی میں نے اس کی پرورش کی جب وُہ بالغ ہوئی میں نے اس کو اچھے اچھے کپڑے اور زیور پہنائے اور ایک کنویں پر لے گیا اور اس میں ڈال دیا۔ اس کا آخری کلمہ جو میں نے سُنا "ہائے بابا جان" تھا۔ اب فرمائیے اس کا کیا کفارہ ہے۔ آنحضرتؐ نے پُوچھا تیری ماں ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ پُوچھا کوئی خالہ ہے؟ وُہ بولا ہاں خالہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی خالہ کے ساتھ نیکی کر کہ وُہ بمنزلۂ ماں ہے۔ شاید اس کا کفارہ ہوجائے۔ راوی نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ کس زمانہ میں یہ فعل شنیع ہوتا تھا؟ فرمایا بعثتِ سرورِ کائنات سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے تاکہ دشمن کبھی ان کو قید کر کے لے جائیں اور اُن سے اولاد حاصل کریں جو ہمارے واسطے ننگ و عار کا سبب ہے ؛

دُوسرا باب

اُن بشارتوں کا بیان جو انبیاء و اوصیاء علیہم السلام وغیرہ نے آنحضرتؐ کی بعثت اور ولادت کے بارے میں دی ہیں اور بعض مومنوں کے حالات جو زمانۂ فطرت میں تھے

احادیث معتبرہ آیات کریمہ کے مطابق وارد ہوئی ہیں کہ خداوند عالم نے پیغمبران گذشتہ سے عہد و پیمان لیا کہ اپنی اُمتوں کو حضرت پیغمبر آخر الزمان کی بعثت اور اُنکے اوصیا سے آگاہ کر دیں اور انکو حکم دیں کہ انکی پیغمبری اور امامت کے حق ہونے کی تصدیق کریں۔ اور منقول ہے کہ عبداللہ بن سلام کہا کرتا تھا کہ واللہ ہم پیغمبر خدا محمدؐ کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا کہ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں اُن کی تعریف پڑھی ہے اور اس میں ہم کو مطلق شک نہیں، لیکن اپنے لڑکوں کے بارے میں ممکن ہے کہ اُن کے متعلق شک ہو۔ اور سید ابن طاؤس نے حسان بن ثابت سے روایت کی ہے وُہ کہتے تھے کہ مجھے یاد ہے جبکہ مَیں سات سال کا تھا یہودیوں کے ایک عالم کو مَیں نے سُنا جو ایک ٹیلہ پر کھڑا شور مچا رہا تھا اور یہودیوں کو پکار رہا تھا جب وُہ سب جمع ہوئے تو کہنے لگا کہ آج رات ایک ستارہ طالع ہُوا ہے جو پیغمبر آخر الزمان حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور پر دلالت کرتا ہے۔

حدیث طولانی میں جناب امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ پیغمبر خدا کی خدمت میں آیا اور اُن میں جو سب سے زیادہ جاننے والا تھا اس نے چند سوالات کئے حضرت نے سب کے جوابات دیئے اور وُہ مسلمان ہُوا اور ایک سفید کاغذ نکالا جس میں وُہ تمام جوابات وہی لکھے ہوئے تھے جو آنحضرتؐ نے اس سے بیان فرمائے تھے پھر اُس نے کہا یا رسول اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مَیں نے ان سوالات و جوابات کو اُن الواح میں سے نقل کیا ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھیں۔ اور توریت میں آپؐ کے اوصاف اس قدر لکھے ہوئے دیکھے کہ مجھے توریت ہی کے کتاب خدا ہونے میں شک ہونے لگا تھا۔ اور چالیس سال ہوئے کہ آپ کا نام مَیں نے توریت سے مٹا دیا تھا، پھر دیکھا تو لکھا ہوا تھا۔ اور مَیں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ان مسائل کے جوابات آپؐ کے سوا کوئی نہ دے سکے گا۔ اور توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جس وقت آپؐ ان کے جوابات دے رہے ہوں گے آپ کی داہنی جانب جبریلؑ، بائیں طرف میکائیلؑ اور آپ کے سامنے آپ کے وصی کھڑے

ہوں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو نے سچ کہا یہ میرے داہنے و بائیں جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور میرے وصی علی بن ابی طالبؑ میرے سامنے موجود ہیں۔ اور اس سے پہلے مذکور ہو چکا کہ آپ کی ولادت سے پہلے جماعتوں میں سے ایک جماعت جو آپ پر ایمان لائی تھی وُہ تُبّع کی تھی۔

حدیث حسن میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تبع اوس و خزرج دو قبیلوں کو یمن سے ساتھ لایا تھا اور ان کو مدینہ میں آباد کیا تھا اور اُن سے کہا تھا کہ انتظار کرو عنقریب ایک پیغمبر ظاہر ہوگا جس کے اوصاف مَیں نے سُنے ہیں۔ وُہ مکہ میں مبعوث ہوگا اور مدینہ میں ہجرت کر کے آئے گا۔ اگر میں اسکے زمانہ تک زندہ رہا تو اُس پر ایمان لاؤں گا اور اس کے ساتھ دشمنوں سے لڑوں گا۔ اور حدیث موثق میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت عیر و اُحد کے درمیان ہوگی۔ لہٰذا اُن کی تلاش میں نکلے اور ایک پہاڑ پر پہنچے جس کو حداد کہتے تھے اور حداد اور اُحد ایک ہی ہے وُہ اس کے چاروں طرف متفرق ہو گئے کچھ فدک میں آباد ہوئے کچھ خیبر میں جا بسے اور بعض تیما میں مقیم ہو گئے۔ اور جو لوگ تیما میں رہتے تھے ایک مدت کے بعد اپنے دوستوں سے ملنے کے مشتاق ہوئے اور قبیلۂ قیس کے ایک اعرابی سے چند اُونٹ کرایہ پر لیئے۔ اعرابی نے کہا میں آپ لوگوں کو عیر و اُحد کے درمیان سے لے چلتا ہوں۔ انہوں نے کہا جب اُس مقام پر پہنچنا ہم کو بھی آگاہ کرنا۔ غرض وُہ جب مدینہ کے درمیان پہنچا اُنکو بتایا کہ یہ کوہِ عیر ہے اور وُہ کوہِ اُحد ہے۔ یہ سُنکر وُہ لوگ اُونٹوں سے اُترے اور بولے کہ ہم منزلِ مقصود پر پہنچ گئے۔ اب تمہارے اُونٹوں کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ جہاں چاہو چلے جاؤ اور اپنے دوستوں کو لکھا جو فدک اور خیبر میں تھے کہ ہم جس جگہ کی تلاش میں تھے وہاں پہنچ گئے تم لوگ بھی چلے آؤ۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ ہم سر دست اس مقام پر آباد ہو گئے ہیں اور اپنے مکانات بنوا لیئے اور سامان اکٹھا کر چکے ہیں۔ ہمارا یہاں سے منتقل ہونا دُشوار ہے۔ ہم تم سے دُور نہیں ہیں۔ جب وہ پیغمبر منتظر ظاہر ہوگا جلد سے جلد ہم اس کی خدمت میں پہنچ جائیں گے غرض وُہ لوگ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے، مکانات بنائے اور مال و اسباب مویشی وغیرہ حاصل کئے۔ جب تبع کو معلوم ہوا کہ وہ بہت مالدار ہو گئے ہیں تو ان کی طرف روانہ ہوا تا کہ اُن سے جنگ کر کے اُن کے تمام مال و اسباب چھین لے۔ وُہ لوگ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ تبع لشکر جرار لے کر آیا اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہودی کمزوروں پر رحم کیا کرتے تھے۔ رات کے وقت تبع کے لشکر والے خرما اور جو اُن اہلِ قلعہ کے لئے پھینک دیا کرتے تھے۔ تبع کو معلوم ہوا تو اس نے بھی ان پر رحم کیا اور امان دی تو وُہ لوگ قلعہ سے باہر نکلے۔ تبع نے ان سے کہا مجھ کو تمہارے شہر بہت پسند آتے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں۔ انہوں نے کہا آپ کے واسطے یہ شہر مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ محل ہجرت پیغمبر آخر الزمان ہے۔ اور جب تک وُہ ظاہر نہ ہوگا کوئی بادشاہ اس جگہ پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ اُس نے کہا میں اپنے عزیزوں میں سے کچھ لوگوں کو یہاں چھوڑنا چاہتا ہوں کہ جب وُہ پیغمبر ظاہر ہو اس کی مدد کریں۔ غرض اُن لوگوں کے ساتھ اُس نے دو قبیلوں اوس اور خزرج کو وہاں آباد کیا۔ رفتہ رفتہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔ آخر وُہ لوگ یہودیوں

غالب ہوتے اور انکے سامان واسباب اور مال و دولت چھین لیتے۔ یہودیوں نے اُنسے کہا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہونگے ہم بھی تم کو اپنے گھروں سے جن پر تم قابض ہو گئے ہو نکال باہر کریں گے۔ لیکن جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو انصار تو ایمان لائے مگر یہودی کافر ہو گئے اسی مطلب کی طرف خداوند عالم نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ (آیت ۸۹۔ سورۂ بقرہ پ ۱) "پہلے کافروں پر فتح یاب ہونے کی دُعائیں مانگتے تھے۔ پھر جب اُن کے پاس وہ چیز جس کو پہچانتے تھے آگئی، تو انکار کرنے لگے لہٰذا کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔"

دُوسری حدیث موثق میں ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں اُنہی حضرت سے لوگوں نے پُوچھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وُہ محمدؐ اور عیسےٰ علیہما السّلام کے درمیان ایک گروہ تھا جو بُت پرستوں کو دھمکی دیا کرتا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر آنے والا ہے جو تمہارے بتُوں کو توڑے گا اور تمہارے ساتھ ایسا اور ایسا برتاؤ کرے گا لیکن جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو خود وہی لوگ کافر ہوگئے۔

قطب راوندی علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے کہ جب تبعّ مدینہ میں آتے تین سو پچاس یہودیوں کو قتل کیا اور چاہا کہ مدینہ کو خراب و برباد کر دیں۔ ایک بُوڑھے یہودی نے کہا جس کی عمر دو سو پچاس سال کی تھی کہ اے بادشاہ تیرے ایسے انسان کو زیب نہیں دیتا ہے کہ لوگوں کو محض غصّہ میں قتل کر ڈالے اور اس شہر کو خراب و برباد کرنا تیرے بس کی بات نہیں۔ تبعّ نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ فرزندانِ اسمٰعیلؑ سے ایک پیغمبر مکہ میں ظاہر ہوگا اور اس شہر کی طرف ہجرت کرے گا۔ یہ سُنکر تبعّ ان کے قتل سے باز آئے اور مکّہ کی جانب گئے وہاں پہنچ کر کعبہ پر غلاف چڑھایا اور وہاں کے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور چند اشعار نظم کیئے جنکا مضمون یہ ہے:۔ "مَیں شہادت دیتا ہوں کہ احمدؐ اس خدا کے رسُول ہیں جو تمام خلائق کا پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری عمر نے وفا کی اور مَیں زندہ رہا تو بیشک اس کا وزیر اور اُس کا پسر عم ہوُں گا۔ کہتے ہیں کہ تبعّ کوتاہ قد کے تھے۔ بعض کا قول ہے درمیانی قد کے تھے۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ تبعّ نے پہلے ارادہ کیا کہ کعبہ کو خراب کرے تو ایک بلا میں گرفتار ہو گیا جس کے علاج سے اطبّا عاجز رہے تو اس کے ایک وزیر نے اس کو تنبیہہ کی کہ اس بلا و مرض کا سبب تیرا وُہ ارادہ ہے جو تُو نے کعبہ کی بربادی کا کیا ہے تو اس نے اس ارادہ کو ترک کر دیا اور شفا پائی۔ پھر کعبہ کو غلاف پہنایا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے لگا۔ پھر مدینہ آیا اور آنحضرتؐ پر ایمان لایا؛ اور اپنے اصحاب میں سے چار سو اشخاص کو وہاں آباد کیا کہ وُہ حضرتؐ کے ظہور کا انتظار کریں۔ اور آنحضرتؐ کی نصرت کریں جبکہ وُہ ظاہر ہوں اور ایک خط آنحضرتؐ کیلئے لکھ کر اپنے وزیر کو دیا جس میں اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا کہ وُہ بھی آنحضرتؐ کی اُمّت میں ہے اور التجا کی ہے کہ حضورؐ اس کی بھی شفاعت فرمائیں۔ اس خط کا عنوان یوں تحریر کیا تھا کہ یہ نامہ ہے تبعّ کی طرف سے پیغمبر آخر الزمان محمدؐ بن عبداللہ "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم" کی جانب۔ اس کے انتقال کے ہزار سال بعد آنحضرتؐ پیدا ہوئے۔ اور جب مبعوث ہوئے اور مدینہ کے بہت لوگ ایمان لائے اس کا وُہ خط ابولیلیٰ کے ہاتھ آنحضرتؐ

کی خدمت میں بھیجا۔ جس وقت آنحضرتؐ قبیلہ بنی سلیم کے پاس گئے تھے وُہ خط لے کر ابولیلیٰ حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا تم ہی ابولیلیٰ ہو اور تبعّ کا خط لائے ہو؟ ابولیلیٰ کو سخت حیرت ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے دو؛ اور لے کر حضرت امیرالمومنینؑ کو دیا کہ پڑھیں۔ انہوں نے پڑھ کر سُنایا۔ حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا مرحبا اے برادر شائستہ۔ پھر ابولیلیٰ کو مدینہ واپس بھیج دیا[1]

آنحضرتؐ پر پہلے سے ایمان لانے والوں میں قیس بن ساعدۂ ایادی بھی تھے۔ چنانچہ بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت رسالت پناہؐ نے مکّہ کو فتح کیا ایک روز کعبہ معظمہ کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؐ نے پوُچھا تم لوگ کس قوم سے ہو؟ عرض کی بکر بن وائل سے۔ پوُچھا تم کو کچھ قیس بن ساعدۂ ایادی کا حال بھی معلوم ہے؟ عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ دریافت فرمایا کہ وُہ کہاں ہے؟ عرض کی ان کا انتقال ہو گیا۔ فرمایا ہر طرح کی تعریف سزاوار ہے موت و زندگی کے پروردگار کے لئے جو ہر نفس کو موت کا مزہ چکھانے والا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس بازار عکاظ میں ایک سُرخ اُونٹ پر سوار لوگوں کو خطبہ سُنا رہے ہیں کہ لوگو جمع ہو اور جب جمع ہو تو خاموش ہو جاؤ۔ جب خاموش ہو جاؤ تو غور سے سُنو۔ اور سُنو تو یاد رکھو۔ اور یاد رکھو تو عمل کرو۔ اور عمل کرو تو لوگوں کو بھی بتاؤ: بے شبہ جو پیدا ہوا وُہ مرے گا اور جو مر گیا پھر اس دُنیا میں واپس نہ آئے گا۔ یقیناً آسمان پر نعمتیں ہیں اور زمین پر عبرتیں۔ خدا نے تمہارے واسطے آسمان کی بلند چھت اور زمین کا فرش تیار کیا ہے، ستاروں کو متحرک کیا، اور رات و دن کو ایک دُوسرے کے بعد جاری کیا، اطرافِ زمین میں دریا پیدا کیئے جنکی گہرائی معلوم نہیں۔ سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کھیل تماشہ نہیں ان کے پیچھے عجیب امورِ آخرت ہیں۔ جو لوگ دُنیا سے جاتے ہیں کیوں واپس نہیں آتے۔ کیا وہاں رہنے پر راضی ہو جاتے ہیں یا سو رہتے ہیں اور نیند ہی میں قائم رکھے گئے ہیں۔ بقسم کہتا ہوں کہ خدا کا ایک دین ہے جو تمہارے دین سے بہتر ہے۔ حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ خدا قیس پر رحمت نازل کرے کہ وُہ قیامت میں تنہا مبعوث ہوں گے کیونکہ وُہ اپنے قبیلہ میں اکیلے صاحبِ ایمان تھے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں کسی کو اس کے اشعار یاد ہوں تو سُناؤ۔ ان میں سے ایک صاحب نے اُنکے چند اشعار سُنائے جو روزِ قیامت اور حشر پر ایمان سے متعلق تھے۔ اور اس قدر بلند اور حکمت سے بھرے ہوئے تھے کہ اس کے قبیلہ کا جب کوئی آدمی آتا تھا تو حضرتؐ اس سے اس کے اشعار سُنانے کی فرمائش کیا کرتے تھے اور نہایت غور سے سُنتے تھے۔ روایت میں ہے کہ وُہ ساٹھ سال زندہ رہے۔ اور وُہ اپنی قوم میں پہلے شخص تھے جو روز قیامت پر ایمان رکھتے تھے اور جناب سرورِ عالم کو حسب و نسب کے ساتھ پہچانتے تھے اور ان کے ظاہر و مبعوث ہونے کی خوشخبری دیا کرتے تھے؛ اور ان کے خطبوں میں بھی آنحضرتؐ کی بشارت ہوتی تھی۔

کتب خاصّہ و عامّہ میں تحریر ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل دین یہود و نصاریٰ کو خوب جانچ کر سمجھ چکے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ابولیلیٰ کا حال جلد اوّل کے آخر میں مفصّل بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲

تھے، کوئی دین ان کو پسند نہ آیا تو مکّہ سے ملّتِ حنیفہ کی تلاش میں نکلے، اور موصل وغیرہ عرب کے جزیروں کی جانب ہوتے ہوئے شام کو پہنچے۔ جس جگہ کسی عالم اور راہب کے ہونے کی اطلاع ملتی اس کے پاس جاتے یہانتک کہ بلقاء میں ایک راہب کی خبر ملی کہ نصرانیت کا مکمل علم اس کو حاصل اور سب سے بڑا عالم ہے۔ وُہ اس کے پاس گئے اور دینِ حنیف کے بارے میں دریافت کیا۔ اُس نے کہا اس وقت تو بظاہر کوئی ایسا نہیں ہے جس کو اس دین کا صحیح علم ہو کیونکہ وُہ دین بہت پُرانا ہے۔ لیکن عنقریب اُسی شہر میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جہاں سے تم آرہے ہو، وُہ دینِ حنیف پر ہوگا۔ لہٰذا بہت جلد اپنے شہر کو واپس جاؤ کیونکہ اُنکے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے؛ اور ممکن ہے کہ وہ ظاہر ہوچکا ہو۔ یہ سُنکر وُہ جلد جلد واپس روانہ ہوئے، راستہ میں مار ڈالے گئے۔ ورقہ بن نوفل نے جو اُنہی کے طریقہ پر تھے جب اُن کے مارے جانے کی خبر سُنی، بہت روئے۔ اور اُن کا مرثیہ کہا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا کہ آپ کیا ان کے لئے استغفار کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں تم بھی ان کی مغفرت کی دُعائیں کرو۔ وُہ قیامت میں تنہا مبعوث ہوں گے کیونکہ مجھ پر ایمان لاچکے تھے اور دینِ حق کی تلاش میں شہید ہوگئے ہیں۔

دوُسری روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت سرورِ کائنات نے کعب الاحبار کو گرفتار کرکے بُلایا تاکہ اُس کی گردن ماری جائے اُس سے فرمایا کہ اے کعب کیا تجھ کو ابن حواش کی وصیت سے کچھ فائدہ پہنچا جو سام سے آیا تھا اور کہتا تھا کہ مَیں نے شراب کو ترک کردیا، عیش و عشرت کو خیرباد کہہ دیا اور فقر اختیار کرلیا ہے۔ اور خرما کھانا شروع کردیا ہے اس پیغمبر کے انتظار میں جس کے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے۔ وُہ مکّہ سے ہجرت کرکے اسی مدینہ میں آئے گا۔ وُہ بہت خندہ رُو اور کافروں کا مارنے والا ہوگا۔ خشک روٹی اور خرما اس کی غذا ہوگی۔ برہنہ ٹٹو پر سوار ہوگا۔ اس کی آنکھوں میں سُرخی ہوگی۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ پیغمبری ہوگی۔ اپنی تلوار کاندھے پر رکھے گا اور کسی دشمن کی پروانہ کرے گا، اس کی حکومت ہر اُس مقام تک ہوگی جہانتک گھوڑوں کے پَیر پہنچ سکیں گے۔ کعب نے کہا اے محمدؐ ایسا ہی ہے۔ اگر یہودی یہ نہ کہتے کہ مَوت کے خوف سے ایمان لے آیا تو مَیں آپ پر ضرور ایمان لاتا لیکن یہودیوں کے دین پر اب تک زندہ رہا ہوں اور اُسی پر مرتا ہوں۔ تو آنحضرتؐ نے حکم دیا اور اُسکی گردن اُڑادی گئی۔

دوُسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ خُدا نے حضرت عیسٰےؑ کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کو آگاہ کریں کہ وُہ مجھ پر اور میرے اُمّی پیغمبرؐ پر ایمان لائیں جس کی نسل اس کی دختر بابرکت سے چلے گی جو تمہاری ماں مریمؑ کے ساتھ بہشت میں ہوگی۔ طوبیٰ اس کے لئے ہے جو اس پر ایمان لائے۔ جناب عیسٰیؑ نے دریافت کیا معبود طوبیٰ کیا ہے؟ فرمایا وُہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے نہر جاری ہے جو شخص اس سے ایک گھونٹ پی لیتا ہے کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ عیسٰےؑ نے عرض کی پالنے والے اس میں سے ایک گھونٹ مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا کہ اے عیسٰیؑ اس کا پانی تمام پیغمبروں پر حرام ہے جبتک

کہ وُہ پیغمبر نہ پی لے۔ اور دوُسری اُمتوں پر حرام ہے قبل اس کے کہ اس پیغمبر کی اُمّت نہ پی لے۔

قطب راوندی نے نقل کیا ہے کہ مکّہ کا رہنے والا ایک شخص آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے تاجروں کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کو گیا۔ وُہ کہتا ہے کہ جب ہم بازارِ بصرہ میں داخل ہوئے تو ایک راہب نے اپنے عبادت خانہ سے آواز دی کہ ان لوگوں سے پُوچھو کہ ان میں کوئی اہلِ مکّہ میں سے بھی ہے۔ کہا گیا ہاں ہے اُس نے پُوچھا آیا محمدؐ بن عبداللہؑ بن عبدالمطلب مبعوث ہوئے کیونکہ یہی وُہ مہینہ ہے جس میں اُن کو ظاہر ہونا چاہیئے۔ وُہ آخری پیغمبرؐ ہیں اور حرم خدا سے ظاہر ہونگے اور اس مقام کی جانب ہجرت کریں گے جس میں خرمے کے بہت سے درخت ہونگے۔ اس میں پہاڑیاں اور شور زمینیں ہوں گی۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہم مکّہ میں واپس آئے تو دریافت کیا کہ کوئی نئی اور عجیب بات تو نہیں ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں محمدؐ بن عبداللہؑ امین ظاہر ہوئے ہیں اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ابو سلام سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت سرورِ عالم بعثت سے قبل ابطح میں جارہے تھے کہ دو شخصوں نے حضرتؐ کو دیکھا جو مسافر معلوم ہوتے تھے اور کہا السلام علیک۔ حضرتؐ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر اُن میں سے ایک نے کہا "لا الٰہ الا اللہ"؛ اب تک مَیں نے کسی کو نہیں دیکھا تھا جس نے جواب سلام صحیح طور سے دیا ہو سوائے آپ کے۔ پھر ایک شخص نے پُوچھا کہ اس شہر میں کوئی شخص ہے جس کا نام احمدؐ ہو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سوائے میرے مکّہ میں کوئی نہیں ہے جس کا نام احمدؐ و محمدؐ ہو۔ اس نے پوُچھا کیا آپ مکّہ کے رہنے والے ہیں فرمایا ہاں وہیں پیدا ہُوا ہوں اور وہیں رہتا ہوں۔ یہ سُنکر اس شخص نے اپنا اُونٹ بٹھایا اور حضرتؐ کے پاس آکر آپ کے دونوں شانوں کو کھولا اور مُہرِ نبوت دیکھی تو بولا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں اور جہاد کے ساتھ مبعوث ہونگے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے کچھ توشہ عنایت فرمائیں۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر گھر سے کچھ خرمے اور چند روٹیاں لائے، اس نے لے لیں اور اپنے ساتھی کے پاس آیا اور کہا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے مَوت نہ آنے دی جب تک کہ ایک پیغمبر سے مجھے توشہ نہ مل گیا۔ آنحضرتؐ نے پھر پوُچھا کہ آیا کوئی اور حاجت ہے؟ اس نے کہا مَیں چاہتا ہوں کہ آپ دُعا فرمائیں کہ خداوندِ عالم میرے اور آپ کے درمیان ملاقات کو باقی رکھے۔ حضرتؐ نے دُعا کی اور وُہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔

عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسولؐ خدا یہودیوں کے ایک عبادتخانہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ گئے۔ چند یہودیوں کو توریت کا وُہ حصّہ پڑھتے ہوئے دیکھا جس میں آنحضرتؐ کے اوصاف کا تذکرہ تھا۔ انہوں نے حضرتؐ کو دیکھا تو پڑھنا بند کردیا۔ اُسی عبادت خانہ کے ایک گوشہ میں ایک مرد بیمار لیٹا ہوا تھا۔ حضرتؐ نے پوچھا تم نے پڑھنا کیوں ترک کردیا؟ اُنہوں نے کہا چونکہ آپ کے اوصاف کا ذکر آگیا تھا اس لئے چھوڑ دیا۔ پھر وہ بیمار اُٹھ کر آیا اور اُن کے ہاتھ سے توریت لے لی اور آنحضرتؐ کے اوصاف آخر تک پڑھ کر سنائے۔ اور کہا یہ آپ کے اوصاف ہیں؛ اور مَیں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور یہ کہ آپ اس کے رسولؐ ہیں۔ یہ کہا تھا کہ اُس کا انتقال ہوگیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو

مُسلمانوں کے طریقہ سے غُسل دیا جائے۔ اصحاب نے اس کو غسل وکفن دیا، اور اس پر نماز پڑھی، اور دفن کیا۔

روایت ہے کہ جب عبدالمطلب یمن تشریف لے گئے زبور کے عالموں میں سے ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا آپ اجازت دیتے ہیں کہ آپ کے بعض حصۂ جسم کو میں دیکھوں؟ آپ نے فرمایا شرمگاہ کے سوا جس عضو کو چاہو دیکھو۔ اُس نے آپ کے ناک کے ایک سُوراخ کو پہلے دیکھا، پھر دُوسرے سوراخ کو دیکھا۔ پھر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ میں بادشاہی اور دوسرے میں پیغمبری ہے۔ اور جہاں تک ہم کو علم ہے چاہیئے کہ بنی زہرہ کے درمیان ظاہر ہو گا۔ کیا اُن میں سے کسی عورت کی آپ نے خواستگاری کی ہے فرمایا نہیں۔ اُس نے کہا اُن میں سے کسی عورت سے نکاح کیجئے۔ حضرت عبدالمطلب نے پھر ہالہ دُختر وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے نکاح کیا۔

روایت ہے کہ جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ حضرت سرورِ کائنات کو آزار پہنچایا کرتا تھا۔ جب مجھے یہ گمان ہوا کہ لوگ آپ کو مار ڈالیں گے تو میں مکّہ سے باہر چلا گیا اور ایک دیر میں ٹھہرا وہاں تین روز تک ان لوگوں نے میری ضیافت کی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میں واپس ہی نہیں ہونا چاہتا تو کہنے لگے کہ شاید تم کو کچھ خطرہ ہے۔ انہوں نے کہا میں حضرت ابراہیمؑ کے شہر کا رہنے والا ہوں میرے پسرِ عم نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ ہماری قوم نے اس کو بہت اذیتیں پہنچائیں اور اس کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں وہاں سے اس لئے چلا آیا ہوں کہ اس کے قتل ہونے کے وقت موجود نہ رہوں۔ اُن لوگوں نے ایک شبیہ نکالی اور دکھا کر کہا کہ وُہ اس شکل وصورت کا ہے؟ جبیر نے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ آنحضرتؐ سے مشابہ کوئی صورت نہیں دیکھی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو کوئی اس کو قتل نہیں کر سکتا۔ وُہ پیغمبر ہے اور خُدا اس کو ان پر غالب کرے گا۔ جبیر کہتے ہیں کہ میں جب مکہ واپس آیا تو سُنا کہ آنحضرتؐ مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ غرض میں نے ان لوگوں سے پُوچھا کہ یہ تصویر کہاں سے تم کو حاصل ہوئی؟ انہوں نے کہا حضرت آدمؑ نے خُدا سے سوال کیا تھا کہ پیغمبروں کی صورت اُن کو دکھا دے۔ خدا نے تمام پیغمبروں کی شبیہیں اُن کے لئے بھیجیں۔ وُہ مغرب میں حضرت آدمؑ کے خزانہ میں محفوظ تھیں، ذوالقرنین نے ان کو نکالا اور حضرت دانیال کو دے دیا تھا۔

جریر بن عبداللہ بجلی سے منقول ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ حضرت رسالتمآبؐ نے ایک خط مجھ کو دے کر ذوالکلاع حمیری کے پاس بھیجا۔ جب میں نے اس کو وُہ خط دیا اُس نے تعظیم کی اور پڑھا۔ پھر سفر کا سامان درست کر کے لشکرِ عظیم کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ ہم سب اثنائے راہ میں ایک راہب کے دیر کے پاس پہنچے اور داخلِ دیر ہوئے۔ راہب نے ذوالکلاع سے پُوچھا کہاں جاتے ہو؟ اُس نے کہا اس پیغمبر کے پاس جو قریش میں مبعوث ہوا ہے۔ اور یہ شخص آنحضرتؐ کا پیغامبر ہے جو میرے پاس آیا ہے۔ راہب نے کہا یہ وقت تو وُہ ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا ہو۔ میں نے کہا تم کو ان کی وفات کی خبر کیونکر معلوم ہوئی؟ اس نے کہا تمہارے آنے سے پہلے میں دانیال کی کتاب پڑھ رہا تھا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف اور انکی عمر کی مُدت اور موت کے تذکرہ تک پہنچا تھا اسمیں یہی وقت ان کے انتقال کا درج ہے۔ یہ سُنکر ذوالکلاع واپس چلا گیا اور میں مدینہ واپس آیا تو معلوم ہوا کہ اُسی روز آنحضرتؐ نے عالمِ قدس کی جانب رحلت فرمائی۔

ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کعب بن لوی بن غالب ہر جمعہ کو اپنی قوم کو جمع کرتے قریش روزِ جمعہ کو عروبہ کہتے تھے۔ کعب نے اس کا نام جمعہ رکھا۔ غرض وُہ قوم کو جمع کر کے خطبہ پڑھتے اور کہتے تھے کہ دوستو! سُنو اور یاد رکھو۔ سمجھو اور جانو کہ دن و رات تم پر سے گزرتے رہتے ہیں، زمین تمہارے آرام کرنے کا گہوارہ ہے اور آسمان تمہارے سر پر ایک مضبوط چھت ہے۔ روئے زمین پر پہاڑ میخ ہیں اور ستارے تمہارے لئے علامتیں ہیں۔ آنے والے گزرے ہوؤں کے مانند ہو جائیں گے۔ لہٰذا اپنے قرابت داروں سے نیکی کرو، اپنے دامادوں کا احترام کرو اور اپنے لڑکوں کی نیک تربیت کرو۔ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ مُردہ دُنیا میں واپس آیا یا کوئی میّت قبر سے زندہ ہو کر نکل آئی؟ بلکہ مکانات دوسروں کے لئے رکھتے ہو۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو کہ آخرت میں زندہ نہ ہو گے تم کو حرم محترم کی زینت و تعظیم کرنا مبارک و گوارا ہو۔ بہت جلد تمہارے حرم مکرم سے ایک پیغمبر کریم مبعوث ہو گا جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گا۔ وہ سچی نیکیاں اور عمدہ و بہتر طریقے تم سے بیان کرے گا۔ خدا کی قسم اگر میں اُس روز تک زندہ رہا تو مصیبتیں برداشت کر کے اس کی خدمت میں پہنچوں گا اور اس کے معاملہ میں شرکت کروں گا۔ بیان کرتے ہیں کہ کعب نے آنحضرتؐ کے اوصاف صحفِ ابراہیم میں پڑھے تھے۔

سید ابن طاؤس نے کتاب درّۃ الاکلیل سے روایت کی ہے کہ ابن الناطور جو نصاریٰ کا بہت بڑا عالم تھا شام اور شہر ایلیا میں رہا کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ ہرقل بادشاہِ روم جو علم نجوم سے بہت اچھی طرح واقف تھا جب شہر ایلیا میں پہنچا ایک روز بہت محزون و مغموم تھا۔ اُس کے مخصوص عالموں میں سے کسی نے پُوچھا تمہارے مزاج میں اس قدر تبدیلی کیوں ہے۔ اس نے کہا آج رات ستاروں کے مقامات پر میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ایک بادشاہ پیدا ہوا ہے جو ختنہ شدہ ہے۔ علماء نے کہا کہ ختنہ کرنے والا گروہ تو یہودیوں کا ہے۔ بادشاہ مدائن کو لکھ کر بھیجو کہ سب کو قتل کر دے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ بادشاہ غیثان کا قاصد آ گیا جس نے آنحضرتؐ کی بعثت کی خبر اُس کو لکھی تھی۔ اور آنحضرتؐ کا پیغامبر بھی ایک خط لے کر آیا تھا۔ ہرقل نے کہا کہ اس سے دریافت کرو کہ وہ رسول جو خدا کی طرف سے آیا ہے ختنہ شدہ ہے یا نہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں ختنہ شدہ ہے۔ ہرقل نے پُوچھا اس پیغمبر کی پوری قوم ختنہ کرتی ہے؟ کہا ہاں۔ تب ہرقل نے کہا کہ وُہ بادشاہ جس کے بارے میں میں نے نجوم میں دیکھا ہے وہی ہے۔ پھر اس نے رُوم کے حاکم کو خط لکھا جو علمِ نجوم میں اُسی کے مانند تھا، اور خود شہر حمص کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں حاکمِ رُوم کا جواب اس کو ملا جس میں تحریر تھا کہ تم نے علمِ نجوم سے جو معلوم کیا ہے وُہ صحیح ہے۔ وُہ جو ظاہر ہوا ہے بادشاہ بھی ہے پیغمبر بھی ہے۔ ہرقل یہ معلوم کر کے قلعۂ حمص میں داخل ہوا اور اس کے دروازوں کو بند کر لیا۔ پھر اکابر و علمائے رُوم کو قلعہ کے باہر طلب کیا اور قلعہ کی منڈیر پر سے اُن سے گفتگو کی اور کہا کہ اے اہلِ روم اگر رشد و فلاح و نجات چاہتے ہو تو اس پیغمبرؐ پر

ایمان لاؤ جو عرب میں مبعوث ہوا ہے۔ ان لوگوں نے جب یہ سُنا تو وحشیوں کی طرح قلعہ کی جانب دوڑے تاکہ اس کو ہلاک کر دیں۔ لیکن قلعہ کے سب دروازے بند تھے، اس لیئے واپس چلے گئے۔ ہرقل جب اُن کے ایمان لانے سے نااُمید ہو گیا تو دوبارہ اُن کو طلب کیا اور کہا میں تو تمہارے دین کے بارے میں تمہارا امتحان کرنا چاہتا تھا اب مجھے معلوم ہو گیا کہ تم لوگ اپنے دین میں پکے ہو اور پلٹ نہیں سکتے یہ سُنکر ان لوگوں نے اس کو سجدہ کیا اور اُس سے راضی ہوئے۔

قطب راوندی علیہ الرحمۃ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ توریت کے سفر اوّل میں ہے کہ جناب ابراہیمؑ پر ایک فرشتہ نازل ہوا اور کہا کہ اس پیرانہ سالی میں تمہارے ایک فرزند ہو گا جس کا نام اسحٰقؑ ہے ابراہیمؑ بولے کاش اس وقت تک اسمٰعیلؑ زندہ رہتا تو معبود تیرے گھر کی خدمت کرتا۔ خدا نے فرمایا کہ تمہاری یہ آرزو برآئے گی اور میں نے تمہاری دُعا اسمٰعیلؑ کے بارے میں قبول کی۔ اس کو برکت عطا کروں گا، اس کو بڑا اور بزرگ کروں گا۔ اور اس سے بارہ بلند نفوس پیدا ہوں گے اور اُن سے بہت سی اُمتیں بناؤں گا۔ توریت میں دوسرے مقام پر مذکور ہے کہ خداوند عالم نے ان کے کلام اور حجت کو طورِ سینا کی جانب سے ظاہر فرمایا اور تجلے فرمائی ساعیر سے اور ظاہر ہوا کوہِ فاران سے۔ سینا ایک پہاڑ ہے جس پر خدا نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تھا؛ اور ساعیر شام میں ایک پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوتے تھے؛ اور کتاب حیقوق میں درج ہے کہ یمن کی سرزمین سے ایک بزرگ تقدیس کرنے والا کوہِ فاران پر آئے گا جس سے آسمان کو زینت حاصل ہو گی جو زمین کو نور سے بھر دے گا اور موت اُس کے سامنے چلتی پھرتی ہو گی۔ اور کتاب حزقیل میں لکھا ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل سے خطاب فرمایا کہ میں نے فرزندانِ قیدار کی فرشتوں کے ذریعہ مدد کی ہے اور تمہارے دین کو اُن سے پامال کرا دوں گا۔ وُہ تم کو اپنے دین میں لے لیں گے اور تمہاری حمیت و غضب کے سبب تمہاری جانیں فنا کر دیں گے اور جو کچھ تمہاری نسبت میری مرضی ہو گی وُہ عمل میں لائیں گے کیونکہ اُن کے پاس محمدؐ کو ظاہر کروں گا تاکہ فرزندانِ قیدار اس کی اطاعت کریں۔ وُہ ان کے دشمنوں کو قتل کرے گا اور خُداوند عالم جنگِ بدر و خندق و حنین میں فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد کرے گا۔ اور سفر پنجم میں لکھا ہے کہ (اے موسیٰ) میں بنی اسرائیل کے لیئے ان کے بھائیوں میں سے تمہاری طرح ایک پیغمبر مبعوث کروں گا اور اپنا کلام اس کے دہن میں قرار دوں گا کہ ان کے بھائی اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ حیقوقؑ اور دانیالؑ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ اپنا دین اور اپنی کتاب یمن سے اور اپنی تقدیس کوہِ فاران سے ظاہر کرے گا تو وُہ خدا کی حمد اور احمدؐ کی تعریف سے پُر ہو جائے گا۔ اور سطوت و صولت کے ساتھ زمین کا مالک ہو گا۔ اس کا نور زمین کو روشن کر دے گا اور اس کا لشکر دریا و صحرا میں پھیلا ہو گا۔ اور کتاب شعیاؑ میں حضرتؐ کی تعریف میں منقول ہے کہ وُہ میرا بندہ، میرا پسندیدہ و برگزیدہ ہے اس پر اپنی رُوح نازل کروں گا۔ اس کے ذریعہ سے میرا عدل قوموں میں ظاہر ہو گا۔ وُہ اندھوں کو بینا اور بہروں کو سُننے والا بنا دے گا۔ لہو و لعب کی جانب

توجّہ نہ کرے گا۔ اور وُہ خُدا کا نور ہے جو کبھی زائل نہ ہو گا یہانتک کہ میری زمین میں میری حجت قائم کر دے اُسی کے ذریعہ سے لوگوں کے عذر و حیلے منقطع ہوں گے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ اس کی بادشاہی کی علامت اس کے شانے پر ہو گی۔ اور دوسری جگہ کتاب شعیاؑ میں تحریر ہے کہ مجھ سے کہا گیا کہ اُٹھ اور دیکھ کیا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا دو سواروں کو دیکھ رہا ہوں جو آ رہے ہیں۔ ایک دراز گوش پر سوار ہے دوسرا اُونٹ پر۔ اور ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بابل اپنے بتوں سمیت گر پڑا۔ اور داوؑد کی زبور میں مسطور ہے کہ خداوندا سُنّت جاری کرنے والے کو مبعوث فرما جو لوگوں کو بتا دے کہ عیسٰےؑ بشر ہیں خدا نہیں ہیں۔ اور بہت سے مقامات پر آنحضرتؐ کی علامتیں مذکور ہیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے اپنے حواریوں سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور بہت جلد تمہارے پاس فارقلیط رُوحِ حق کے ساتھ آنے والا ہے جو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ جو کچھ کہے گا وُہ وحی ہو گی۔ وُہ میری اور تمہاری گواہی دے گا۔ ہم سب اس کے پاس حاضر ہوں گے وہ ہر امر کی خبر تم کو دے گا۔ اور حکایت یوحنا میں حضرت مسیح سے منقول ہے کہ فارقلیط نہیں آئے گا۔ جبتک میں نہ جاؤں گا۔ وُہ جب آئے گا تو لوگوں کو گناہوں پر سرزنش کرے گا۔ وُہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا۔ جو کچھ کہے گا وُہ خدا سے سُنکر کہے گا۔ اور بہت جلد تمہارے لیئے دینِ حق لائے گا اور تم کو حوادث اور غیب کی باتوں سے آگاہ کرے گا۔ دوسری حکایت میں بیان کیا ہے کہ فارقلیط وُہ رُوحِ حق ہے جس کو خدا میرے نام کے ساتھ بھیجے گا۔ وُہ ہر چیز تم کو سکھائے گا۔ اور میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے پاس دوسرے فارقلیط کو بھیجے جو تمہارے ساتھ ابد تک رہے اور تمہیں ہر چیز کی تعلیم دے۔ دوسری حکایت میں لکھا ہے کہ تمہارے درمیان سے بشر جاتا ہے اس کے بعد فارقلیط آئے گا اور تمہارے واسطے رازوں کو ظاہر کرے گا۔ وُہ تمہارے لیئے ہر چیز کی تفسیر کرے گا۔ وُہ میری رسالت کی تصدیق کریگا جس طرح میں اس کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ میں تمہارے واسطے مثالیں لایا ہوں وُہ ان کی تاویل لائے گا۔ دوسری جگہ مذکور ہے کہ جب حضرت یحییٰؑ کو ظالموں نے قید کیا تاکہ شہید کریں؛ انہوں نے اپنے شاگردوں کو جناب عیسیٰؑ کے پاس بھیجا۔ اور کہلا یا کہ میں تمہارا انتظار کرتا ہوں کہ تم میرے پاس آؤ گے یا کسی اور کا انتظار کروں۔ آپ نے جواب میں کہلایا کہ حق و یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عورتوں میں سے کسی نے یحییٰؑ سے بہتر کسی کو نہیں جنا ہے۔ بیشک توریت اور پیغمبروں کی کتابوں میں درج ہے کہ بعض کے بعد بعض آئے یہانتک کہ یحییٰؑ آئے۔ اور اب میں کہتا ہوں اگر چاہو قبول کرو یقیناً میرے بعد الیاؑ آئے گا۔ تو سُننے والے کان جس کے ہیں وُہ سُنے کہ احمدؐ الیاؑ کی جگہ پر ہو گا۔ اور یہ تاویل کی ہے کہ الیاؑ سے مُراد علیؑ ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ اس واسطے علیؑ کو کہا کہ امورِ دین حضرت سرورِ عالم کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد اُن پر قرار پائیں گے۔ اور حضرت آدمؑ پر خداوند عالم نے جو کچھ وحی فرمائی اُن میں سے ایک امر یہ ہے کہ میں خدائے بکّہ یعنی مکّہ ہوں۔ وہاں کے رہنے والے میرے ہمسایہ ہیں اور اس کی زیارت کرنے والے میرے مہمان ہیں۔ میں اُس مقام کو اہل آسمان سے

آباد کروں گا۔ اور اہلِ زمین جوق جوق اس کی طرف تکبیر و تلبیہ کی آوازیں بلند کرتے ہوئے آئیں گے۔ تو جو شخص صرف میری خوشنودی کے لیئے اس کی زیارت کرے گا۔ اس نے گویا میری زیارت کی اور میرے گھر آیا پھر مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی کرامت سے اس کو مخصوص کروں اور اس گھر کو تمہارے فرزندوں میں سے ایک شخص ابراہیمؑ کے ذکر و شرف و بزرگی اور پیغمبری کا سبب قرار دوں گا۔ اور اس کے لیے اس گھر کے حجرے بناؤں گا۔ اور اُس کے ہاتھوں سے اس کی عمارت تیار کراؤں گا اور اس کے لیئے اُس کا پانی (زمزم) اور اس کیلئے حلال و حرام جاری کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے مشعرِ حرم لوگوں کو پہنچاؤں گا۔ اور اُس کے گلی کوچوں کو آباد کروں گا یہانتک کہ تمہارے فرزندوں میں سے وُہ پیغمبر آئے جس کا نام محمدؐ ہے اور وُہ آخری پیغمبرؐ ہے۔ اور اس کو اس کے گھر کے ساکنوں اور والیوں میں قرار دُوں گا۔ آنحضرتؐ کے معجزات میں سے ہے کہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کا نام یعنی محمدؐ محفوظ رکھا تھا؛ کوئی دوسرا حضورؐ سے پہلے اس نام سے موسوم نہیں ہوا باوجودیکہ لوگوں نے مدتوں ہر زمانہ میں اس صاحب اسم کے بارے میں بشارتیں سُنی تھیں۔ چنانچہ سراقہ بن جعشم سے منقول ہے کہ مَیں تین۳ اشخاص کے ساتھ شام کی جانب گیا، وہاں ایک چشمہ کے کنارہ ہم نے قیام کیا جس کے چاروں طرف چند درخت تھے اس کے نزدیک ایک نصرانی کا دیر تھا۔ نصرانی نے اپنے دیر سے دیکھا اور پُوچھا تم لوگ کون ہو۔ ہم نے کہا کہ ہم قبیلۂ مضر سے ہیں۔ اس نے پُوچھا کس مضر سے؟ ہم نے کہا خندف کے مضر سے اُس نے کہا بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔ جب ہم لوگ اپنے گھروں کو واپس آئے ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور سب نے محمدؐ نام رکھا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ کفار قریش نے نضر بن الحرص اور علقمہ بن ابی معیط کو مدینہ بھیجا تاکہ آنحضرتؐ کی نبوت معلوم کریں۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر علمائے یہود سے دریافت کیا انہوں نے حضرتؐ کے اوصاف بیان کئے پھر پوچھا کہ اس کی متابعت تمہاری قوم کے کن لوگوں نے کی؟ وُہ بولے فقیروں اور کمزوروں نے کی ہے تو اُن میں سے ایک عالم نے چلاّ کر کہا کہ وُہ پیغمبر ہے جس کی تعریف ہم نے توریت میں پڑھی ہے۔ اس کی قوم کے لوگ اس کی دشمنی میں سب سے زیادہ ہوں گے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ طلحہ بصرہ کے بازار میں ایک راہب کے پاس پہنچے راہب نے اُن سے پوچھا کہ آیا احمدؐ مبعوث ہوئے ہیں، اسی مہینہ میں ان کو ظاہر ہونا چاہیئے۔ اور عم کلان حمیری نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو ایک خوشخبری دوں جو تمہاری تجارت سے بہتر ہے؟ یقیناً حق تعالیٰ نے گزشتہ ماہ ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا ہے اس نے اس پر ایک کتاب نازل کی ہے وُہ بتوں کی پرستش سے منع کرتا ہے اور اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ جلد واپس جاؤ۔ پھر ایک خط حضرتؐ کی خدمت میں لکھا جس میں چند اشعار تحریر تھے جنکا مضمون یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس خدا کی جو موسیٰؑ کا پروردگار ہے اور آپ بطحا میں مبعوث ہوتے ہیں لہٰذا اپنے خدا سے میری شفاعت کیجئے گا۔ عبدالرحمٰن جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے پُوچھا کیا تم میرے لئے کسی کی امانتِ رسالت

لاتے ہو عبدالرحمٰن نے عرض کی ہاں لایا ہوں۔ پھر وُہ خط اور پیغام حضرتؐ کو پہنچایا۔ اور اوس بن حارثہ ابن ثعلبہ نے آنحضرتؐ کی بعثت سے تین سو سال پہلے آپ کے مبعوث ہونے کی خبر دی اور اپنے اہل و عیال کو وصیت کی کہ آنحضرتؐ کی متابعت کریں۔ اور حضورؐ نے اس کے حق میں فرمایا کہ خدا رحمت فرمائے اس پر کہ وُہ دینِ حنیفہ پر مرے، اور ایامِ جاہلیت میں انہوں نے میری نصرت کی ترغیب دی تھی۔ سلیم ابن قیس ہلالی نے اپنی کتاب میں روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ کے ساتھ جب ہم صفین سے واپس آ رہے تھے تو ایک نصرانی کے دیر کے پاس حضرتؑ نے قیام فرمایا۔ اُس دیر سے ایک خوشرو اور نیک سیرت بوڑھا مرد آنکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خط تھا، وُہ حضرت کی خدمت میں آیا اور سلام کیا، حضرتؑ نے جواب سلام دے کر فرمایا مرحبا! میرے بھائی شمعون بن حمون تمہارا کیا حال ہے خدا تم پر رحمت کرے۔ اس نے کہا اے مومنین کے امیرؑ اور مسلمانوں کے سردار اور رسولِ خدا کے وصی میں بخیریت ہوں۔ بیشک مَیں حضرت عیسیٰؑ کے سب سے بہتر حواری جناب شمعون بن یوحنا کی نسل سے ہوں۔ جو اُن کے بارہ حواریوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے جناب عیسےٰؑ نے انکو کتابیں اور اپنا علم و حکمت سپُرد فرمایا تھا اور ہمیشہ اُنہی کی اولاد اور اہلبیت میں وُہ علم جاری رہا، اور وُہ سب حضرت عیسےٰؑ کے دین سے متمسک رہے ہیں۔ نہ کافر ہوئے اور نہ دین میں کوئی تغیّر و تبدّل کیا۔ اور وہ کتابیں میرے پاس ہیں جنکو جناب عیسےٰؑ بیان کرتے رہے اور میرے جد شمعون لکھتے رہے۔ اُن کتابوں میں عیسیٰؑ کے بعد کے بادشاہوں کے حالات لکھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ تحریر ہے کہ فرزندانِ اسمٰعیلؑ پسر ابراہیمؑ میں سے ایک مرد سرزمین عرب سے ظاہر ہوگا جسکو تہامہ کہتے ہونگے۔ وُہ مکہ کا ایک شہر ہوگا اور اس مرد بزرگ کا نام احمدؐ ہوگا جس کی آنکھیں کشادہ، ابرو پیوستہ ہونگے وُہ صاحب ناقہ و حمار و عصا و تاج ہوگا۔ اس کے بارہ امام ہوں گے۔ اس کے بعد اس نے آنحضرتؐ کی ولادت و بعثت و ہجرت کا تذکرہ کیا اور ان لوگوں کا ذکر کیا جو حضرتؐ کی مدد کریں گے اور جو لوگ حضرت سے جنگ کریں گے۔ اور ان کی مدتِ حیات اور جو کچھ ان کے بعد انکی اُمت میں حضرت عیسےٰؑ کے آسمان سے نازل ہونے تک واقع ہوگا بیان کیا۔ اور اُن کتابوں میں اولادِ اسمٰعیلؑ کے اُن تیرہ نفوس کے نام تحریر ہیں جو ان کے بعد خدا کے نزدیک بہترین خلق اور محبوب ترین خلائق ہوں گے۔ خلاقِ عالم ان کے دوستوں کو دوست اور دشمنوں کو دشمن رکھے گا۔ جو ان کی اطاعت کرے گا ہدایت پائے گا، جو مخالفت کرے گا گمراہ ہوگا۔ ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہوگی اور ان کی مخالفت خدا کی مخالفت ہوگی۔ اور ان انفاسِ قدسیہ کے نام و نسب اور صفات لکھے ہوئے ہیں اور یہ کہ اُن میں سے کون کتنی مدت تک زندہ رہے گا کون ظاہر ہوگا اور کون غیبت میں رہے گا یہانتک کہ اُس پر حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ وُہ عیسےٰؑ سے نماز پڑھانے کو کہے گا۔ جناب عیسےٰؑ جواب دیں گے کہ آپ لوگ امام ہیں کسی کے لیئے سزاوار نہیں ہے کہ آپ پر سبقت کرے۔ پھر وہ آگے ہوگا اور عیسےٰؑ لوگوں کے ساتھ اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ انہیں پہلا شخص

سب سے بہتر اور بلند تر ہوگا۔ اس کا اجر اُن سب کے اجر کے برابر ہوگا۔ اور جو لوگ اس کی اطاعت کرینگے اور ہدایت حاصل کرینگے ان کا ثواب بھی عظیم ہوگا۔ اس کا نام احمدؐ ہوگا۔ وُہ خدا کا پیغمبر ہوگا اس کے دُوسرے نام محمدؐ و یاسین و فتاح و ختام و حاشر و عاقب و ماحی و قائد بھی ہوں گے۔ وُہ خدا کا رسُول، حبیب اور امین ہوگا۔ خدا اس سے اپنی رحمت کے ساتھ کلام کرے گا۔ جہاں خُدا کا ذکر ہوگا، اس کا بھی ذکر ہوگا۔ وُہ خلق میں سب سے بلند مرتبہ اور خدا کے نزدیک سب سے محبوب ہوگا۔ اور خدا نے کسی ملک مقرب یا پیغمبر و مرسل کو خلق نہیں کیا جو اس سے بہتر اور خدا کے نزدیک محبوب ہو اور خدا اس کو قیامت کے روز اپنے عرش پر بٹھائے گا اور اس کی شفاعت قبول کریگا جس کے بارے میں وُہ شفاعت کرے گا۔ اس کے نام کے ساتھ قلم لوح پر رواں ہوا، اور اس کے بعد اس کے وصی کی فضیلت ہے جو اُس کا علمبردار ہوگا قیامت میں اور اس کا وصی، وزیر اور خلیفہ ہوگا اس کی اُمت میں اور وُہ اس کے بعد خدا کے نزدیک محبوب ترین خلق ہوگا اس کا نام علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ پیغمبرؐ کے بعد وُہ ہر مومن کا حاکم و سرپرست ہے۔ اس کے بعد علیؑ کی اولاد میں سے گیارہ امام ہونگے اور اس کے دو فرزند ہارون کے دو فرزندوں شبّر و شبیرؑ کے ہمنام ہونگے۔ اور اس کے چھوٹے فرزند کی نسل سے نوؑ امام ہوں گے۔ اُن کا آخری فرزند وُہ ہوگا جس کے پیچھے عیسےٰؑ نماز پڑھیں گے اور ان کتابوں میں اُن سب کے نام درج ہیں جو بادشاہ ہوں گے اور جو پوشیدہ رہیں گے۔ ان میں سے جو سب سے پہلے ظاہر ہوگا وُہ تمام شہروں کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ وُہ مشرق و مغرب کا مالک ہوگا، یہانتک کہ وُہ تمام دین پر غالب آئے گا۔ پھر جب تمہارے پیغمبر مبعوث ہوتے میرے والد زندہ تھے انہوں نے ان کی تصدیق کی ان پر ایمان لائے۔ اس وقت وُہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور ملنے کی طاقت نہ تھی۔ جب انکی وفات کا زمانہ آیا مجھ کو وصیت کی کہ پیغمبر کے وصی اور خلیفہ جن کا نام و وصف ان کتابوں میں درج ہے تین خلفائے غاصب کے بعد ہوں گے ان خلفا کے نام وصفات اور القاب ان کتابوں میں تحریر ہیں جو ان کے حق کو غصب کریں گے۔ وُہ اس مقام پر آئیں گے تو اے فرزند تو ان کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان پر ایمان لانا اور اُن سے بیعت کرنا؛ اور ان کے دشمنوں سے جہاد کرنا کیونکہ ان کا جہاد پیغمبر کا جہاد ہے۔ اُن کا دوست پیغمبر کا دوست ہے اور اُن کا دشمن پیغمبر کا دُشمن ہے۔ اور ان کتابوں میں اُن خلفائے ضلالت کے نام ہیں جو قریش سے ہوں گے اور آنحضرتؐ کے اہلبیت سے دشمنی کریں گے۔ ناحق دعویدار ہوں گے۔ ان کو اپنے حق سے محروم کریں گے اور اُن سے تبرا کریں گے، ان کو ڈرائیں گے؛ ان میں سے ہر ایک کے نام وصفات اور ہر ایک کی بادشاہی کی مدت اور جو سلوک وُہ آپ کی اولاد سے کریں گے، سب تحریر ہے۔ اے امیرالمومنین اپنا ہاتھ نکالئے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔ میں خدا کی وحدانیت اور پیغمبرؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور یہ کہ آپ ان کے خلیفہ اور وصی ہیں اور خدا کی مخلوق پر گواہ اور زمین پر اس کی حجت ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ اسلام خدا

اپنے لئے پسند کیا ہے اور اپنے دوستوں کے واسطے اختیار کیا ہے۔ وہی عیسےٰؑ ابن مریمؑ کا اور تمام پیغمبروں کا دین ہے۔ میرے آباؤ اجداد سب اسی دین پر تھے۔ اور میں نے آپ کی ولایت اور آپ کے دوستوں کی محبت اختیار کی اور آپ کے دشمنوں سے بیزار ہوں اور آپکے فرزندوں کی امامت کا اقرار کرتا ہوں اور اُن کے دشمنوں اور مخالفوں سے بیزاری اختیار کرتا ہوں اور اُن سے جو اُن کے حق کا دعوےٰ کریں اور ان پر ظلم کریں۔ وُہ اگلے لوگوں میں سے ہوں یا بعد والوں میں سے۔ پھر اس نے آنحضرتؑ کا ہاتھ پکڑ کر آپ سے بیعت کی۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اپنا خط مجھے دے دو جس کو عزیز رکھتے ہو۔ پھر اپنے ایک مصاحب کو اس راہب کے ساتھ جانے کو فرمایا اور کہا کہ ایک مترجم کو ساتھ لے جاؤ جو اس خط کا عربی میں ترجمہ کرے اور لکھ لے۔ جب وُہ مترجم اس خط کو حضرتؑ کی خدمت میں لایا حضرتؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ وُہ کتاب لاؤ جس کو میں نے تم کو پہلے دیا تھا۔ امام حسنؑ وُہ کتاب لائے تو امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ پڑھو اس کو میں نے لکھا ہے؛ پیغمبرؐ خدا بولتے جاتے تھے۔ اور اُس شخص سے فرمایا کہ اُس خط کو دیکھے جس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف کا فرق نہ تھا۔ گویا کہ ایک شخص نے بولا اور دوؔ شخصوں نے لکھا ہے۔ امیرالمومنینؑ پھر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور فرمایا کہ میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جو اگر چاہتا اور مصلحت سمجھتا تو اس بات پر قادر تھا کہ اس اُمت میں اختلاف نہ ہونے دیتا۔ اور میں شکر کرتا ہوں اُس خُدا کا جس نے میرا ذکر گزشتہ کتابوں میں ترک نہیں کیا اور میرے نام کو اپنے اور اپنے دوستوں کے نزدیک بلند کیا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت کے شیعہ جو موجود تھے بہت مسرور ہوئے اور یہ امر ان کی شکر گزاری اور ایمان کی زیادتی کا سبب ہوا[1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ولادت و بعثت کی بشارتیں حدو حساب سے زیادہ ہیں ان میں سے بہت سی آئندہ اس جلد میں اور دُوسری تمام جلدوں میں مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

تیسرا باب

حضرت سید البشرؐ کی ولادت باسعادت کی تاریخ اور آپ کے عجیب معجزات جو اُس وقت ظاہر ہوئے

جاننا چاہیئے کہ علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت سترھویں ماہ ربیع الاوّل کو ہوئی، اور دُوسرے لوگ بارہویں ربیع الاوّل جانتے ہیں اور انہی میں سے بعض آٹھ یا دس ربیع الاوّل کے قائل ہیں اور ان میں سے شاذ و نادر ماہِ رمضان میں سمجھتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت کی ولادت جب ہوئی تو ماہ ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزری تھیں جمعہ کا دن اور زوالِ آفتاب کا وقت تھا جس سال خانہ کعبہ کو برباد کرنے ہاتھیوں کا لشکر لایا گیا تھا اور وُہ سنگریزوں کے ذریعہ ہلاک ہوئے تھے۔ اور دوسری روایت میں طلوعِ فجر کا وقت تھا بعثت سے چالیس سال پہلے۔ حضرتؐ کی والدہ ایامِ تشریق میں درمیانی جمرہ کے مقام پر عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر حاملہ ہوئیں اور حضرتؐ کی ولادت مکہ معظمہ میں شعب ابی طالب میں محمد بن یوسف کے مکان میں داہنی جانب کے حجرہ میں واقع ہوئی اور ہارون رشید کی ماں خیزران نے اس حجرہ کو مکان سے باہر نکال کر مسجد بنا دیا جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ گویا کلینی نے ولادتِ حضرتؐ کے تعین میں تقیہ کیا اور غیروں کے درمیان شہرت کے موافق بیان فرمایا ہے۔ صاحب کتاب عدد قویہ نے کہا ہے کہ حضورؐ کی ولادت سترھویں ماہ ربیع الاوّل روز جمعہ طلوعِ صبح کے وقت اصحاب فیل کے ہلاک ہونے کے پچپن یا پینتالیس روز یا تیس سال بعد واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اُسی روز اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ اُسی سال واقع ہوئی۔ اور عامہ کہتے ہیں کہ روز دوشنبہ کو حضرتؐ پیدا ہوئے اور نوشیرواں کی بادشاہی کے سات سال باقی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ ہرمز بن نوشیرواں کی بادشاہی کے زمانہ میں آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی۔ طبری کا قول ہے کہ نوشیرواں کی حکومت کے بیالیس سال گزرے تھے۔ اس قول کی مؤید وہ روایت ہے جو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ شاطر رومی کی بلیس اور بعض کا قول ہے کہ پہلی یا بیس یا اٹھائیس تاریخ تھی اور اہل فارس کے مہینے ... کی سترھویں تاریخ تھی اور منزل قمر سے ستارہ عقرب طالع تھا۔ اور ابومعشر کا بیان

ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت کا طالع جدی بیسویں درجہ میں تھا اور زحل و مشتری بُرج عقرب میں تھے مریخ اپنے خانہ میں بُرج حمل میں تھا اور سُورج شرف حمل میں تھا اور زہرہ شرف میں بُرج حوت میں تھا اور عطارد بھی حوت میں تھا۔ چاند بھی پہلے میزان میں اور راس جوزا میں تھا اور ذنب قوس میں۔ اور حضرتؐ اپنے مکان میں پیدا ہوتے بعد میں وہ مکان عقیل بن ابی طالب کو دے دیا۔ عقیل نے اس کو محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا اُس نے اس کو اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ ہارون کا زمانہ آیا تو اس کی ماں خیزراں نے اس کو محمد بن یوسف کے مکان سے الگ کر کے مسجد بنا دیا وُہ اب تک اُسی حال پر باقی ہے اور لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور ابن بابویہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ کی والدہ اٹھارھویں ماہ جمادی الآخر شبِ جمعہ کو حاملہ ہوئیں۔ پھر بسندِ معتبر حضرت ابوطالب سے روایت کی ہے کہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ میں ایک رات حجر اسمٰعیل میں سویا ہوا تھا ناگاہ مَیں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ صبح کو بیدار ہوا تو مجھے راہ میں ایک کاہن نے دیکھا کہ میں کانپ رہا تھا اور میرے سر کے بال میرے کاندھے پر پڑے ہوئے ہل رہے تھے۔ اس نے مجھ میں تغیر مشاہدہ کیا تو پُوچھا کہ بزرگ عرب کو کیا امر درپیش ہوا کہ اس کا رنگ ایسا متغیّر ہو گیا ہے۔ کیا کوئی حادثہ واقع ہوا ہے؟ میں نے کہا آج مَیں حجر اسمٰعیلؑ میں سویا ہوا تھا خواب دیکھا کہ ایک درخت میری پُشت سے روئیدہ ہوا اور اس قدر بڑھا کہ آسمان تک بلند ہو گیا اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں جا پہنچیں۔ اور اس درخت سے ایک نُور نکلا جو آفتاب نور سے ستر گنا زیادہ تھا اور عرب و عجم اس درخت کو سجدہ کر رہے تھے۔ اس کا نُور اور اس کی بلندی ہر آن بڑھتی جاتی تھی۔ قریش کی ایک جماعت چاہتی تھی کہ اس درخت کو اکھاڑ دیں، جب اس کے پاس جانا چاہتے تھے ایک جوان نہایت پاکیزہ صورت عمدہ لباس پہنے ہوئے ان کو پکڑتا اور ان کی پشت توڑ دیتا، اور ان کی آنکھیں نکال دیتا تھا۔ مَیں نے اپنا ہاتھ بلند کر کے چاہا کہ اس کی ایک شاخ توڑ لوں تو اس جوان نے مجھ کو آواز دی کہ اس میں آپ کا حصّہ نہیں ہے۔ میں نے کہا درخت تو میرا ہے اور میرا ہی حصّہ اس میں نہیں۔ اس نے کہا اس میں ان لوگوں کا حصّہ ہے جو اس درخت سے لپٹے ہوتے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر مَیں خوفزدہ بیدار ہوا۔ جب اس کاہن نے یہ خواب سُنا اس کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ بولا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں تو آپ کی صلب سے ایک لڑکا پیدا ہو گا جو مشرق و مغرب کا مالک ہو گا اور پیغمبر ہو گا۔ تو عبدالمطلب نے ابوطالب سے کہا کہ وُہ جوان جو اس کی مدد کر رہا تھا کوشش کرو کہ تم ہو۔ لہٰذا ابوطالب ہمیشہ آنحضرتؐ کی نبوت کے بعد اس خواب کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ واللہ وُہ درخت ابوالقاسم امینؐ تھے۔[1]

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب ماموں پر حکیم ایزدخوردہ کا کل علم نجوم میں کمال ظاہر ہوا تو ایک روز اس سے کہا کہ تو باوجود اس علم و دانائی کے ہمارے پیغمبر پر ایمان کیوں نہیں لاتا

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اُس جوان سے مُراد امیر المومنینؑ ہوں گے ۱۲

اُس نے کہا مَیں اُن پر کیونکر ایمان لاسکتا ہوں حالانکہ اُن کا دروغ مجھ پر ثابت ہو چکا ہے کیونکہ وُہ ایسے طالع میں پیدا ہوئے ہیں جس میں کوئی پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ حکیموں میں سے ایک شخص موجود تھا اُس نے کہا مَیں اُس کے طالع سے واقف ہوں کہ وُہ راستگو ہیں کیونکہ حکمانے اتفاق کیا ہے کہ اُن کا طالع مشتری۔ عطارد۔ زہرہ اور مریخ ہے اور جو اس طالع میں پیدا ہوتا ہے اُس کو اُسی وقت مرجانا چاہیئے اگر زندہ رہ بھی جائے تو ساتویں روز مر جائے گا لیکن وُہ پیغمبر اُسی ساعت میں پیدا ہوئے اور ترسیٹھ سال زندہ رہے اور یہ بھی اُس کے معجزوں میں سے ہے یہ سُنکر وُہ مسلمان ہوگیا اور مامون نے اُس کا نام ایزد خواہ (یعنی) ماشاء اللہ رکھا۔ غرض نظر مشتری علم و حکمت و زیرکی و ریاست وغیرہ کی علامت ہے اور نظر عطارد لطافت و ظرافت و ملاحت و فصاحت و حلاوت کی علامت ہے اور زہرہ کی تاثیر صباحت سے خوش مزاجی و بشاشت و حسن و طیب و جمال وغیرہ کی علامت ہے اور مریخ شہادت و قہر و غلبہ و قتال کی نشانی ہے لہٰذا آنحضرتؐ میں خدا نے تمام فضیلتوں کو جمع کر دیا تھا۔ اور بعض منجموں نے بیان کیا ہے کہ پیغمبروں کا طالع سنبلہ و میزان ہے اور آنحضرتؐ کا طالع میزان تھا۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت کا طالع سماک و رامح تھا۔

بسندِ معتبر ابن بابویہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ میرے والد عباس نے بیان کیا ہے کہ جب میرے بھائی عبداللہ پیدا ہوئے اُن کے چہرہ پر آفتاب کے نور کی طرح ایک نور تھا تو میرے پدر بزرگوار عبدالمطلب نے فرمایا کہ میرے اس فرزند کی شان بلند ہوگی۔ پھر میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ عبداللہ کی ناک سے ایک سفید پرندہ نکلا اور پرواز کر کے مشرق و مغرب تک پہنچا۔ پھر واپس آکر بامِ کعبہ پر بیٹھا۔ اُس وقت قریش کے تمام لوگوں نے اس کو سجدہ کیا اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگے ناگاہ ایک روشنی ہوئی جو آسمان و زمین اور مشرق و مغرب پر چھا گئی۔ مَیں بیدار ہوا تو ایک کاہنہ سے دریافت کیا جو بنی مخزوم سے تھی اس نے کہا اے عباس اگر تمہارا خواب سچا ہے تو عبداللہ کے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے تابع اہلِ مشرق و مغرب ہوں گے۔ عباس کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہمیشہ مَیں عبداللہ کے لئے زوجہ کی فکر میں تھا تا آنکہ آمنہ سے ان کا عقد ہوا۔ وُہ زنانِ قریش میں سب سے زیادہ حسین و جمیل تھیں۔ جب حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا تو رسالتمآبؐ پیدا ہوئے۔ مَیں نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور لامع دیکھا، مَیں نے انکو گود میں لیا تو ان کے جسم سے بُوئے مشک آرہی تھی اور مَیں نافۂ مشک کے مانند معطر ہوگیا آمنہؑ نے مجھ سے کہا کہ جب مجھے دردِ زہ شروع ہوا میں نے اپنے گھر میں بہت سی آوازیں سُنیں جو آدمیوں کی آوازوں سے مشابہ نہ تھیں۔ پھر مَیں نے سندس بہشت کا ایک عَلَم دیکھا جو یاقوت کے چھڑ میں لگا ہوا تھا جس نے زمین و آسمان کو پُر کر دیا تھا اور ایک نور آنحضرتؐ کے سر سے بلند تھا جس نے آسمان کو روشن کر رکھا تھا اُس میں مَیں نے شام کے قصر دیکھے جو نُور کی زیادتی کے سبب آگ کے شعلے معلوم ہو رہے تھے اور اپنے چاروں طرف اسقرود کے مانند پرندے دیکھے جو میرے گرد

اپنے بازوؤں کو کھولے ہوئے تھے اور شعیرۂ اسدیہ کو دیکھا جو گزرتا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے آمنہ کاہنوں اور بتوں کو تمہارے فرزند سے کیا کیا دیکھنا نصیب ہوگا۔ پھر مَیں نے ایک بلند قامت جوان کو دیکھا جو سب سے زیادہ خوبصورت تھا اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا مَیں نے سمجھا کہ وُہ عبدالمطلب ہیں وُہ میرے پاس آئے اور میرے فرزند کو گود میں لے کر اپنا لعابِ دہن اُس کے مُنہ میں دیا انکے ساتھ ایک سونے کا طشت تھا جو زمرد سے مرصع تھا اور سونے کی کنگھی بھی تھی۔ انہوں نے میرے بچہ کا شکم چاک کیا اور اُس کا دل نکالا پھر اُس کو چاک کر کے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا پھر حریر سبز کی ایک تھیلی نکالی اور اس تھیلی میں سے ایک طرح کی سفید گھاس نکالی اور اس کو دل میں بھر دیا اور دل کو اپنے مقام پر رکھ کر شکم مبارک پر ہاتھ پھیرا اور حضرتؐ سے باتیں کیں آپنے ان کے جوابات دیئے۔ مَیں انکی باتیں نہ سمجھ سکی سوائے اس قدر کہ اُنہوں نے کہا خدا کے حفظ و امان و حمایت میں رہو یقیناً مَیں نے تمہارے دل کو ایمان و علم و یقین و شجاعت سے بھر دیا۔ تم بہترین خلق ہو خوشحال اُسکا جو تمہاری متابعت کرے اور وائے ہو اُس پر جو تمہاری مخالفت کرے۔ پھر دوسری تھیلی نکالی جو حریرِ سفید کی تھی۔ اس میں سے ایک انگوٹھی نکالی اور حضرتؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مُہر کی جس کا نقش اُبھر آیا اور کہا میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ تمہارے سینہ میں رُوح قدس پھونک دوں۔ غرض اُنہوں نے رُوح آنحضرتؐ کے جسم میں پھونکی اور ایک پیراہن ان کو پہنایا اور کہا کہ یہ دُنیا میں تمہارے لیئے تمام آفتوں سے امان ہے۔ اے عباس یہ وُہ اُمور تھے جنکو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے حضرتؐ کے شانوں کو کھولا اور مُہر کے نقش کو پڑھا اور ہمیشہ یہ باتیں پوشیدہ رکھتا تھا یہاں تک کہ مَیں بھول گیا۔ اور جب مشرف باسلام ہوا تو حضرتؐ نے خود مجھ کو یاد دلایا۔

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے ابلیس علیہ اللعنہ ساتویں آسمان تک جایا کرتا تھا اور اخبارِ سماوی سُنا کرتا تھا۔ جب حضرت عیسےٰؑ پیدا ہوئے اُس کو تین آسمانوں تک جانے کی ممانعت کر دی گئی، لیکن چوتھے آسمان تک جایا کرتا تھا۔ جب رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوتے اس کو تمام آسمانوں سے روک دیا گیا اور شیطانوں کو تیر ہائے شہاب سے مار کر بھگایا جانے لگا تو قریش نے دیکھ کر کہا کہ دُنیا ختم ہونے اور قیامت آنے کا وقت آگیا جیسا کہ ہم نے سُنا ہے جو اہلِ کتاب ذکر کیا کرتے تھے۔ عمرو بن اُمیّہ جو اہلِ جاہلیت میں سب سے زیادہ صاحبِ علم اور جاننے والا تھا بولا کہ وہ مشہور ستارے جن سے لوگوں کو گرمی و سردی کے زمانہ کا پتہ چلتا ہے اگر ان میں سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گر پڑے تو سمجھنا چاہیئے کہ تمام مخلوق کے ہلاک ہونے کا وقت آگیا اور اگر وُہ ستارے اپنے مقام پر برقرار ہوں اور دُوسرے ظاہر ہوں تو کسی عجیب و غریب امر کے ظاہر ہونے کی علامت ہے۔ جس روز صبح کو آنحضرتؐ پیدا ہوئے دنیا میں جہاں جہاں بُت تھے مُنہ کے بل زمین پر گر پڑے اور کسریٰ بادشاہ عجم کے محل کو زلزلہ ہوا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔

اور دریائے ساوہ جس کو پوجتے تھے خشک ہوگیا اور نمک ہوگیا۔ اور وادئ سماوہ جس میں کبھی پانی نہ تھا جل تھل ہوگیا اور آتشکدۂ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا اور کبھی خاموش نہیں ہوا تھا بالکل بجھ گیا اُسی رات علمائے مجوس نے جو بڑے علم والے تھے خواب میں دیکھا کہ چند اُونٹ صعبی عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے دریائے دجلہ سے گزرے اور اُن کے شہروں میں داخل ہوگئے اور طاق کسرائے درمیان سے ٹوٹ کر دو حصّہ ہوگیا ہے اور دجلہ کا پانی اس کے محل میں جاری ہے۔ اور اُسی رات ایک نور حجاز کے چاروں طرف سے ظاہر ہوا اور تمام عالم میں پھیل گیا اور ہر بادشاہ کے تخت اُس کی صبح کو سرنگوں ہوگئے تھے اور تمام بادشاہ گونگے ہوگئے تھے اور بات نہیں کر سکتے تھے۔ اور کاہنوں کا علم زائل ہو گیا تھا اور ساحروں کا سحر باطل ہوگیا اور ہر کاہن اور اس کے ہمزاد کے درمیان جُدائی ہوگئی اور قریش تمام عرب میں بزرگ مانے گئے۔ لوگ انکو آلِ خدا کہنے لگے کیونکہ وُہ خانۂ خدا کے ہمسایہ تھے۔ آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ پیدا ہوتے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چاروں طرف نظر کی آپ کے جسم سے ایک نُور ساطع ہوا جس نے تمام چیزوں کو روشن کردیا۔ اسکی روشنی میں مَیں نے شام کے محل دیکھے اور اُسی روشنی کے درمیان میں مَیں نے ایک آواز سُنی کوئی کہہ رہا تھا، کہ بہترین خلق پیدا ہوا اس کا نام محمدؐ رکھو۔ جب آنحضرتؐ کو عبدالمطلب کے پاس لائے آپ نے ان کو گود میں لے کر فرمایا کہ مَیں اُس خُدا کا شکر وحمد کرتا ہوں جس نے مجھے ایسا خوشرو فرزند عطا فرمایا جو گہوارہ میں تمام اطفال پر سیادت و بزرگی رکھتا ہے۔ پھر اُن کو ارکانِ کعبہ کے اسما کی تعویذ پہنائی اور حضرتؐ کے فضائل میں چند اشعار نظم کیئے۔ اس وقت شیطان نے اپنی اولاد کو آواز دی، وُہ سب اس کے پاس جمع ہوئے۔ اور پوچھا کس امر نے تم کو مضطرب و پریشان کیا ہے۔ اُس نے کہا تم پر وائے ہو شروع رات سے اس وقت تک زمین وآسمان میں تغیّر دیکھ رہا ہوں ضرور کوئی بہت بڑا حادثہ زمین میں واقع ہوا ہے۔ کیونکہ جب سے آسمان پر جناب عیسےؑ گئے ہیں آج تک ایسا تغیر نہیں دیکھا تھا لہٰذا جاؤ اور جستجو کرو کہ کیا حادثہ رُو نما ہوا ہے۔ یہ سُنکر وُہ سب منتشر ہوگئے۔ پھر واپس آکر کہا ہمکو تو کوئی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس ملعون نے کہا کہ اس امر کا معلوم کرنا میرا کام ہے۔ پھر وُہ ملعون روانہ ہوا۔ اور تمام دُنیا میں گشت کرتا ہوا کعبہ کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ فرشتے اس کے چاروں طرف جمع ہیں۔ اس نے بھی کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا۔ فرشتوں نے للکارا کہ اے ملعون واپس جا۔ وُہ وہاں سے بھاگا اور چھوٹا ہوکر کنجشک کے مانند بن گیا۔ اور کوہِ حرا کی جانب سے داخل ہوا۔ جناب جبرائیلؑ نے ڈانٹ کر کہا نکل جا۔ اُس نے کہا اے جبرائیلؑ بس اتنا بتا دو کہ آج رات زمین پر کونسا امر واقع ہوا ہے۔ جبریلؑ نے کہا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آج رات پیدا ہوئے ہیں۔ پوچھا کیا مجھے بھی اُن سے کچھ فائدہ ہوگا فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیا ان کی کرامت میں میرا کچھ حصّہ ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس وقت وہ بولا کہ مَیں راضی ہوں۔

آنحضرتؐ کی ولادت سے ابلیس ملعون کا اضطراب

دوسری حدیث میں روایت ہے آمنہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مَیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حمل سے حاملہ ہوئی مجھ میں حمل کے کچھ آثار ظاہر نہ ہوئے اور وہ کیفیتیں جو عورتوں کو عام طور سے حمل میں درپیش ہوتی ہیں مجھ کو نہیں ہوئیں۔ مَیں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آکر کہتا ہے کہ آپ بہترین انسان سے حاملہ ہوتی ہیں۔ جب حضرتؐ کی ولادت کا وقت آیا آپ بہت آسانی سے پیدا ہوئے کہ مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور نیچے آگئے۔ اس وقت ایک ہاتف کی آواز آئی کہ آپ نے بہترین بشر کو جنا اس کو خدا کی پناہ میں ہر ظالم اور صاحب حسد کے شر سے دے دیجئے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق یہ کہا کہ جب حضرتؐ پیدا ہوں تو کہیئے اعیذ بالواحد من شر کل حاسد وکل خلق مارد یاخذ بالمراصد فی طرق المواساد من قائم وقاعد۔ غرض حضرتؐ پیدا ہونے کے بعد ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دوسرے لڑکے ایک ہفتہ میں بھی نہیں بڑھتے اور ایک ہفتہ میں اس قدر بڑے ہوتے تھے کہ دوسرے ایک مہینہ میں بڑے ہوتے ہیں۔

لیث بن سعد سے روایت ہے۔ وُہ کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ معاویہ کے پاس بیٹھا تھا کعب الاحبار بھی موجود تھا۔ مَیں نے اس سے پُوچھا کہ تم نے اپنی کتابوں میں آنحضرتؐ کی ولادت کے آثار و صفات کیسے پاتے۔ کیا آنحضرتؐ کی فضیلت تم نے دیکھی ہے؟ تو کعب نے معاویہ کی طرف رُخ کیا تاکہ یہ اندازہ کرے کہ وُہ اس کے بولنے پر راضی ہے یا نہیں۔ تو خدا نے معاویہ کی زبان پر جاری کردیا اس نے کہا اے ابواسحاق جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور جو کچھ جانتے ہو بیان کرو۔ کعب نے کہا مَیں نے بہتر کتابیں پڑھی ہیں جو آسمان سے نازل ہوئی ہیں اور دانیالؑ کے صحیفے بھی پڑھے ہیں ان تمام کتابوں میں آنحضرتؐ کی اور ان کی عترت کی ولادت کا تذکرہ ہے اور اُن تمام کتابوں میں ان کا نام بہت واضح طور پر موجود ہے۔ اور کسی پیغمبر کی ولادت کے وقت سوائے جناب عیسےٰؑ اور محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فرشتے نازل نہیں ہوتے اور سوائے جناب مریمؑ وحضرت آمنہؓ کے کسی کے واسطے آسمانوں کے پردے نہیں ہٹائے گئے۔ اور بجز جناب عیسیٰؑ اور محمدؐ صلعم کے کسی کے حمل کے وقت کسی عورت پر فرشتے مؤکل نہیں ہوئے۔ اور حضرت رسالتمآبؐ کے حمل کی علامت یہ تھی کہ جس رات حضرت آمنہؓ حاملہ ہوئیں ساتوں آسمانوں پر ایک مُنادی نے ندا کی کہ آپ کو خوشخبری ہو کہ دُرِّ شاہوار نطفۂ خاتم الانبیاءؐ آپ کے صدف عصمت وجلالت میں قرار پایا اور تمام زمینوں میں بھی اس مژدۂ مسرت افزاء کی منادی کی گئی کہ کوئی چلنے والا اور پرواز کرنے والا ایسا نہ تھا جس کو آنحضرتؐ کی ولادت کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔ آنحضرتؐ کی ولادت کی رات ستّر ہزار قصر یاقوت سُرخ کے اور ستّر ہزار قصر مروارید کے بنائے گئے جنکے نام قصورِ ولادت رکھے گئے۔ اور تمام بہشتوں کو آراستہ کیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ خوش ہو اور اپنے مقام پر بالیدہ ہو کہ تمہارے دوستوں کا پیغمبرؐ پیدا ہوا۔ یہ سُنکر ہر بہشت کو ہنسی آئی اور قیامت تک وُہ ہنستی رہیں گی۔ اور مَیں نے سُنا ہے کہ دریا کی مچھلیوں میں سے ایک طموسا نام کی مچھلی ہے جو سب سے بڑی ہے جس کی ہزار دُمیں ہیں جس کی پیٹھ پر سات لاکھ ایسی گائیں

بیک وقت چلتی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دُنیا سے بڑی ہے اور ہر ایک کے ستّر ہزار سینگیں زمرد سبز کے ہیں اور اس مچھلی کو اُن گایوں کے چلنے کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ وُہ حضرتؐ کی ولادت سے خوش و مسرور ہو کر حرکت میں آئی۔ اگر خداوند اس کو ساکن نہ کرتا تو تمام دُنیا پلٹ جاتی۔ اور مَیں نے سُنا کہ اُس روز کوئی پہاڑ ایسا نہ تھا جس نے دُوسرے پہاڑ کو خوشخبری نہ دی ہو۔ اور سب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آوازیں بلند کر رہے تھے؛ اور تمام پہاڑ آنحضرتؐ کی وجہ سے ابو قبیس کے احترام میں جُھکے ہوئے تھے اور تمام درخت حضرتؐ کی ولادت کی خوشی میں مع اپنی شاخوں اور پھلوں کے خداوند عالم کی تقدیس و تسبیح کر رہے تھے اور آسمان و زمین کے درمیان مختلف نوروں کے ستّر ستون نصب کئے گئے جن میں سے کوئی ایک دُوسرے کے مشابہ نہ تھا اور حضرت آدمؑ کی رُوح کو حضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تو حضرتؐ کا حُسن فرطِ مسرّت سے ستّر گنا بڑھ گیا۔ اور موت کی تلخی اس وقت ان کے حلق سے زائل ہو گئی۔ اور حوضِ کوثر میں خوشی سے تلاطم پیدا ہوا اور اُس نے ستّر ہزار قصر دُرّ و یاقوت کے آنحضرتؐ پر نثار کرنے کے لئے اپنی تہہ میں سے نکال کر باہر ڈال دیئے اور چالیس روز تک شیطان زنجیروں سے باندھ کر قلعہ میں قید کر دیا گیا اور اُس کا تخت چالیس روز کے لئے پانی میں غرق کر دیا گیا اور بُت سرنگوں ہو گئے اور انکی زبانوں سے فریاد و واویلا کی آوازیں ظاہر ہونے لگیں اور کعبہ سے آواز بلند ہوئی کہ اے آلِ قریش تمہاری طرف ثواب کی خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا آیا اور اُس کے ساتھ عزّت ابدی اور بے انتہا فائدہ ہے اور وہی خاتم پیغمبران ہے۔ اور ہم نے کتابوں میں پایا ہے کہ اس کی عترت اس کے بعد دُنیا کے تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور جب تک انمیں سے ایک بھی موجود رہے گا دنیا والے عذاب خدا سے امان میں رہیں گے۔ معاویہ نے پُوچھا اے ابواسحاق اس کی عترت کون لوگ ہیں۔ کعب نے کہا فرزندانِ فاطمہؑ ہیں۔ یہ سُنکر معاویہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور اپنے ہونٹ دانتوں سے کاٹنے لگا اور اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر کعب نے کہا کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا اور دیکھا ہے اس کے اُن دونوں فرزندوں کے اوصاف میں جنکو ظالمین شہید کریں گے اور وُہ دونوں فاطمہؑ کے فرزند ہیں اُن کو بدترین مخلوقِ خدا شہید کریں گے۔ معاویہ نے پُوچھا ان کو کون لوگ قتل کریں گے؟ اس نے کہا قریش میں سے ایک شخص شہید کرے گا۔ یہ سُنکر معاویہ غصہ میں بیتاب ہو کر بولا اگر خیریت چاہتے ہو تو میرے پاس سے چلے جاؤ۔ تو ہم لوگ چلے آئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد مادرِ امیرالمومنینؑ نے حضرت ابو طالبؑ کے پاس آکر آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی اور ولادت سے متعلق تعجب خیز باتیں بیان کیں۔ ابو طالبؑ نے فرمایا تیس سال کے بعد ایک فرزند تمہارے بطن سے بھی پیدا ہو گا۔ جو بجز پیغمبری کے تمام کمالات میں اس کے مانند ہو گا۔

شیخ کلینی نے بسند معتبر انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ بوقتِ ولادتِ آنحضرتؐ فاطمہؑ بنت اسد جناب آمنہؓ کے پاس موجود تھیں تو ایک نے دُوسری سے کہا کہ جو کچھ مَیں دیکھتی ہوں تم بھی دیکھ رہی ہو

وُہ بولیں کیا دیکھ رہی ہو؟ کہا یہ نور جو چمک رہا ہے اور تمام مشرق و مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اسی اثنا میں حضرت ابو طالبؑ آئے اور بولے کیا تعجب کی بات ہے تو فاطمہؑ بنت اسد نے اس نور کا ذکر کیا حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا کیا چاہتی ہو کہ تم کو خوشخبری دُوں وُہ بولیں ضرور فرمائیے۔ ابو طالبؑ نے کہا کہ تم سے بھی ایک لڑکا پیدا ہو گا جو اس کا وصی ہو گا۔

دیگر روایت ہے کہ ابو طالبؑ نے ساتویں روز آنحضرتؐ کا عقیقہ کیا اور اپنے تمام خاندان کو مدعو کیا۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ کیسا کھانا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ احمدؐ کے عقیقہ کا ولیمہ ہے۔ لوگوں نے پُوچھا ان کا نام احمدؐ کیوں رکھا؟ فرمایا اس لیئے کہ اہلِ آسمان انکی مدح کریں گے۔

کلینی اور شیخ طوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بسند ہائے معتبر امام محمد باقر و امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہما سے روایت کی ہے کہ جس رات جناب رسولِ خدا پیدا ہوئے اس کی صبح کو علمائے اہلِ کتاب میں سے ایک شخص قریش کی مجلس میں آیا جس میں اُن کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔ ان میں ہشام اور ولید مغیرہ کے بیٹے اور عاص بن ہشام، ابو زجرہ بن ابی عمرو بن اُمیّہ و عتبہ بن ربیعہ بھی تھے اس عالم یہود نے کہا آیا آج رات تمہارے قبیلہ میں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟ اُن لوگوں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا، ضرور ایک لڑکا پیدا ہونا چاہیئے جس کا نام احمدؐ ہو گا اور اُس میں ایک علامت مثل ایک گھاس کے جو سیاہی مائل ہوتی ہے، ہونا چاہیئے۔ اہلِ کتاب کی خاص طور سے یہودیوں کی ہلاکت اُسی کے ہاتھ سے ہو گی۔ ممکن ہے وُہ لڑکا پیدا ہوا ہو اور تم لوگوں کو اطلاع نہ ہو۔ وُہ لوگ متفرق ہوئے تو لوگوں سے دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے فرزند پیدا ہوا ہے۔ پھر ان لوگوں نے اس عالم یہود کو بُلایا اور کہا ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اُس نے پُوچھا کہ میرے بیان کرنے سے پہلے یا بعد میں پیدا ہوا؟ کہا پہلے ہی۔ اُس نے کہا مجھے اُس کے پاس لے چلو میں اس کو دیکھوں گا۔ وُہ لوگ جناب آمنہؓ کے پاس اس کو لے گئے اور کہا اپنے بچّہ کو باہر لاؤ کہ ہم بھی دیکھیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرا بچّہ دُوسرے بچّوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اُس نے پیدا ہوتے ہی اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر جانبِ آسمان بلند کیا تو ایک نور اُس سے ظاہر ہوا جس کی روشنی میں مَیں نے بصرہ کے قصر شام میں دیکھے اور ایک ہاتف ہوا میں کہہ رہا تھا کہ سیّد اُمّت پیدا ہوا لہٰذا کہو اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ (مَیں اُس کو تمام حاسدوں کے شر سے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں) اور اس کا نام محمدؐ رکھو۔ یہ سُنکر اُس عالم یہود نے کہا کہ اُس بچّہ کو مجھے دکھاؤ۔ آمنہؓ اس کے سامنے آنحضرتؐ کو لائیں۔ اُس نے آپ کی پُشت اور شانوں کو کھولا اور مُہرِ نبوّت مشاہدہ کی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے آنحضرتؐ کو حضرت آمنہؓ کی گود میں دے دیا اور کہا خدا تم کو فرزند مُبارک کرے جب اُس عالم کو ہوش آیا تو لوگوں نے پُوچھا کہ تجھ کو کیا ہوا اُس نے کہا پیغمبری بنی اسرائیل سے قیامت تک کے لیئے برطرف ہو گئی۔ خدا کی قسم یہی وہ ہے جو ان لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ جب اس نے دیکھا کہ قریش اس کی گفتگو سے بہت خوش ہو رہے ہیں تو بولا کہ خدا کی قسم وہ تم پر ایسی ہیبت طاری کریگا

کہ اہلِ مشرق و مغرب یاد کریں گے۔

ابن شہر آشوب اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے جناب آمنہ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کی ولادت کا وقت آیا مجھ پر ایک قسم کی دہشت طاری ہوئی۔ میں نے ایک طائر سفید کو دیکھا جس نے میرے دل پر اپنے پَر ملے تو وہ خوف مجھ سے زائل ہوگیا۔ پھر مَیں نے کچھ عورتوں کو دیکھا جو مثل درخت کے قد آور تھیں وُہ میرے پاس آئیں ان سے مشک و عنبر کی خوشبو آرہی تھی اور وُہ نہایت پاکیزہ کپڑے بہشت کے پہنے ہوئے تھیں۔ وُہ مجھ سے باتیں کرنے لگیں۔ انکی گفتگو انسانوں سے مشابہ نہ تھی۔ انکے ہاتھوں میں سفید بلور کے پیالے تھے جن میں بہشت کے شربت بھرے ہوئے۔ انہوں نے کہا اے آمنہ اس کو پیو تم کو بہترین اوّلین و آخرین محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری ہو۔ مَیں نے اُس میں سے کچھ شربت پیا تو جو نور میرے چہرہ پر تھا مشتعل ہوگیا اور میرے تمام جسم پر چھا گیا۔ اور ایک چیز سفید ریشم کے مانند مَیں نے دیکھی جو زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھی۔ اور ایک ہاتف کی آواز میں نے سُنی جو کہہ رہا تھا کہ عزیز ترین مردم کو لو۔ اور چند مردوں کو میں نے دیکھا جو ہوا پر تھے اور ہاتھوں میں صراحیاں لئے ہوئے تھے۔ پھر میں نے مشرق و مغرب تک زمین کو دیکھا اور ریشم کے چند عَلَم دیکھے جو یاقوت سُرخ پر بندھے ہوتے کعبہ کی چھت پر نصب تھے اور زمین و آسمان کو گھیرے ہوتے تھے۔ جب حضرتؐ پیدا ہوئے تو کعبہ کی جانب رُخ کرکے سجدہ کیا اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرکے دُعا کرنے لگے۔ پھر ایک سفید ابر آسمان سے نیچے آیا اور حضرتؐ کو چھپالیا۔ پھر ایک ہاتف کی آواز آئی کہ حضرتؐ کو مشرق و مغرب کی سَیر کراؤ اور تمام دریاؤں کو دکھاؤ تاکہ تمام خلائق آپ کے نام اور صورت اور حلیہ سے مطلع ہوجائے پھر ابر برطرف ہوا تو مَیں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے ہیں جو دُودھ سے زیادہ سفید ہے جس کے نیچے سبز ریشم کا گدا بچھا ہوا ہے۔ اور مروارید کی چند کنجیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ محمدؐ کو نصرت و سودمندی اور پیغمبری کی کنجیاں مل گئیں پھر ایک دُوسرا ابر آسمان سے نیچے آیا اور آنحضرتؐ کو پہلے سے زیادہ میری آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔ پھر دُوسری آواز کان میں آئی کہ محمدؐ کو مشرق و مغرب کی سَیر کراؤ اور ان کو جن و انس اور پرندوں اور درندوں اور روحانیوں پر پیش کرو اور ان کو صفائے آدمؑ، رقتِ نوحؑ، خلتِ ابراہیمؑ، زبانِ اسمٰعیلؑ، جمالِ یوسفؑ، بشارتِ یعقوبؑ وصدائے داؤدؑ و زہدِ یحیٰیؑ اور کرم عیسےٰ صلوات اللہ علیہم دو۔ جب وُہ ابر زائل ہوا میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے ہاتھ میں ایک ریشمی کپڑا تھا جو بہت مضبوط سے لپیٹا گیا تھا۔ اور کوئی کہہ رہا تھا کہ محمدؐ نے تمام دُنیا اپنے قبضۂ تصرّف میں لے لی۔ پھر میں نے تین آدمیوں کو دیکھا انکے چہرے ایسے نورانی تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ سُورج طلوع ہوتا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کی ایک صراحی تھی اور مشک کا نافہ۔ دُوسرے کے ہاتھ میں زمرّد سبز کا ایک طشت تھا جس کے چار سرے تھے۔ وُہ ہر طرف مروارید سے مرصّع تھے کوئی کہہ رہا تھا کہ اے خدا کے ولی یہ فیصلہ اس کو لے لو تو حضرتؐ نے اُس کے درمیان کو اختیار فرمایا کسی نے کہا کہ آپ نے کعبہ کو اختیار فرمایا۔

تیسرے شخص کے ہاتھ میں ایک سفید ریشمی کپڑا لپیٹا ہوا تھا جس کو کھول کر اُس نے ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہورہی تھیں۔ پھر آنحضرتؐ کو سات مرتبہ اس پانی سے غسل دیا۔ جو صراحی میں تھا۔ پھر اُس انگوٹھی سے آنحضرتؐ کے دونوں شانوں کے درمیان نقش کیا اور آپ سے گفتگو کی۔ حضرتؐ نے اس کا جواب دیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی دیر حضرتؐ کو اپنے پروں میں لیا اور وُہ جس نے حضرتؐ کے ساتھ یہ امور انجام دیئے رضوانِ خازن جنّت تھا۔ پھر وُہ حضرتؐ سے یہ کہہ کر چلے گئے کہ اے دنیا و آخرت کی عزت کے مالک آپ کو خوشخبری ہو۔

دوسری سند سے روایت ہے عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ مَیں شبِ ولادت آنحضرتؐ کعبہ کے نزدیک سورہا تھا میں نے دیکھا کہ کعبہ اپنی بنیاد سمیت زمین سے اُٹھ کر مقامِ ابراہیمؑ کی جانب سجدہ میں گر پڑا۔ پھر سیدھا ہوکر بولا اللہ اکبر! میرے اور محمدؐ مصطفےٰ کے پروردگار نے مشرکین و کفار کی نجاست سے اب مجھے پاک کر دیا؛ اور تمام بُت کانپتے ہوتے مُنہ کے بَل گر پڑے۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ بہت سے طائر کعبہ کے پاس جمع ہوتے اور مکّہ کے پہاڑ کعبہ کی طرف جُھکے اور ایک اَبر سفید آمنہ کے حجرہ کے قریب موجود ہے۔ مَیں خانۂ آمنہ کی طرف دوڑا اور پُوچھا کہ مَیں خواب میں ہوں یا بیدار ہوں؟ آمنہ نے کہا آپ بیدار ہیں۔ تو مَیں نے دریافت کیا کہ وُہ نور کیا ہوا جو تمہاری پیشانی میں جلوہ افروز تھا؟ آمنہ نے کہا وُہ اس فرزند میں ہے جو مجھ سے پیدا ہوا ہے اس کو چند پرندے لیتے ہوتے ہیں مجھے نہیں دیتے۔ اور یہ ابر اس کی ولادت کے وقت سے مجھ پر سایہ فگن ہے۔ مَیں نے کہا میرے بچے کو لاؤ میں بھی دیکھوں۔ آمنہ نے کہا کہ تین روز تک وُہ طائر بچّہ کو مجھے نہ دیں گے کہ آپ دیکھیں یہ سُنکر مَیں نے اپنی تلوار نکالی اور کہا میرے بچّہ کو لاؤ ورنہ مَیں تم کو قتل کر دونگا آمنہ نے کہا وہ حجرہ میں ہے آپ جائیں اور وُہ۔ جب مَیں نے چاہا کہ حجرہ میں داخل ہوں ایک شخص باہر آیا اور بولا آپ واپس جایئے جب تک تمام فرشتے اس کی زیارت نہ کرلیں کوئی انسان اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ سُنکر میں کانپ گیا اور واپس آیا۔

روایت ہے کہ حضرتؐ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوتے۔ عبدالمطلبؓ کہتے تھے کہ میرا یہ فرزند عظیم مرتبہ والا ہے۔ امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ پیدا ہوتے تمام بُت جو کعبہ کے گرد رکھے ہوئے تھے، مُنہ کے بَل گر پڑے اور شام ہوتے ہی ایک آواز آسمان سے آئی، جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (آیۃ ۸۱، پ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل) (حق آیا اور باطل مِٹ گیا بیشک باطل مِٹ جانے والا ہی تھا) اس رات تمام دُنیا روشن ہوگئی اور ہر پتھر اور درخت بزبانِ حال خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے تسبیح خدا میں محو ہو گئے اور شیطان بھاگا بھاگا پھر رہا تھا۔ کہتا تھا کہ اُمتوں میں سب سے بہتر خلائق میں سب سے اعلیٰ بندوں میں سب سے عزت والے اور تمام عالم میں سب سے بزرگ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

شیخ طبرسی نے کتاب احتجاج میں امام موسےٰؑ کاظم سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ شکم

مادر سے زمین پر تشریف لائے بایاں ہاتھ زمین پر رکھا اور داہنا ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور اپنے لبوں کو توحید کے ذکر میں حرکت دی اور زبان مبارک سے ایک نور ساطع ہوا جس کی روشنی میں اہل مکہ نے قصر ہائے بصرہ اور اُس کے چاروں اطراف کو شام میں دیکھا اور یمن کے سُرخ قصر اور اسکے نواحی اور اصطخر فارس کے سفید قصر اور اس کے اطراف و جوانب کو دیکھا اور آنحضرتؐ کی ولادت کی رات دُنیا روشن ہو گئی یہانتک کہ جن وانس و شیاطین خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ زمین پر کوئی عجیب بات حادث ہوئی ہے اور فرشتوں کو دیکھا کہ فوج در فوج زمین پر آتے ہیں اور آسمان پر جاتے ہیں، اور تسبیح خدا کر رہے ہیں اور ستارے حرکت میں ہیں اور ہوا میں تیر رہے ہیں۔ یہ تمام آنحضرتؐ کی ولادت کی علامتیں تھیں۔ ابلیس ملعون نے چاہا کہ آسمان پر جائے اور ان عجیب باتوں کا سبب معلوم کرے۔ اس کے لئے آسمان سوئم پر ایک جگہ تھی جہاں وُہ اور تمام شیاطین جاکر فرشتوں کی باتیں سُنتے تھے جب وُہ سب وہاں پہنچے تو شہاب کے تیروں سے مار کر ان کو بھگا دیا گیا۔

ابن بابویہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت کی رات ایوان کسریٰ کو لرزہ ہوا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا اور آتشکدۂ فارس جس کی وُہ لوگ پرستش کرتے تھے گُل ہو گیا۔ اور فارس کے سب سے بڑے عالم نے خواب میں دیکھا کہ چند فربہ اُونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے دریائے دجلہ کو عبور کر کے بلادِ عجم میں منتشر ہو گئے۔ کسریٰ نے جب یہ عجیب کیفیت دیکھی اپنے سر پر تاج رکھ کر تخت پر بیٹھا اور اپنے امراء ارکان دولت کو جمع کیا (اور محل کے کنگروں کا گرنا) اور جو کچھ دیکھا تھا اُن سے بیان کیا، اسی اثنا میں آتشکدۂ فارس کے خاموش ہونے کی اطلاع آئی جس سے اس کا غم واندوہ اور بڑھ گیا۔ پھر اس عالم نے بھی کہا اے بادشاہ میں نے بھی ایک عجیب خواب دیکھا ہے اور وُہ خواب بیان کیا۔ بادشاہ نے پوچھا اسکی تعبیر کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کوئی واقعہ مغرب میں ضرور ہوا ہوگا۔ کسریٰ نے نعمان بن منذر کو جو عرب کا بادشاہ تھا خط لکھا، کہ عرب کے ایک عالم کو میرے پاس بھیج دو کہ اس سے ایک اہم مسئلہ دریافت کروں گا۔ یہ خط دیکھ کر اُس نے عبدالمسیح بن عمرو غسانی کو بھیج دیا۔ اس سے وُہ تمام واقعات بیان کیے گئے۔ عبدالمسیح نے کہا مجھے اس خواب اور اس کے رموز کا علم نہیں مگر میرا خالو سطیح شام میں رہتا ہے وُہ اس کی تعبیر بتا سکتا ہے۔ کسریٰ نے کہا اس سے جاکر دریافت کرو اور مجھے اطلاع دو۔ عبدالمسیح جب اس کے پاس پہنچا وُہ موت سے ہمکنار تھا۔ اس نے سلام کیا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ تو چند اشعار پڑھے جن میں ظاہر کیا کہ میں دُور سے بہت تکلیف اُٹھا کر ایک بزرگ کے پاس کچھ معلوم کرنے آیا ہوں اور اب نا اُمید ہو گیا۔ سطیح نے جب یہ سُنا اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا عبدالمسیح ایک شتر پر سوار ہو کر منازل طے کرتا ہوا سطیح کے پاس اس وقت آیا جبکہ وُہ ضریح کے پاس منتقل ہو رہا ہے اس کو بادشاہِ ساسان نے بھیجا ہے تاکہ قصر کے زلزلہ، آتشکدہ کے گُل ہو جانے، سب سے بڑے عالم کے خواب اور دریائے ساوہ کے خشک ہو جانے کے بارے میں معلوم کرے۔ اے عبدالمسیح وُہ وقت آگیا ہے جبکہ قرآن کی

تلاوت بہت کی جائے گی اور وُہ پیغمبر مبعوث ہوگا جو ہر وقت ایک چھوٹا عصا اپنے ہاتھ میں رکھے گا اور ساوہ کی نہریں پُر آب ہو جائیں گی اور ساوہ دریا خشک ہو جائے گا، ملک شام و عجم اُن کے بادشاہوں کے قبضہ سے نکل جائے گا اور قیصر کسرای کے کنگروں کی تعداد کے مطابق جو گر گئے ہیں ان کے بادشاہ بادشاہی کریں گے اس کے بعد انکی حکومت زائل ہو جائے گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ضرور ہو کر رہے گا۔ یہ کہہ کر وُہ دارفانی سے رُخصت ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالمسیح نہایت سُرعت کے ساتھ بادشاہ کے پاس عجم میں واپس گیا اور سطیح کی تمام گفتگو بیان کی۔ کسرای نے کہا جب تک ہم میں سے چودہ افراد بادشاہی کریں گے بڑی مدت گزر جائے گی۔ غرض اُن میں سے دس بادشاہوں نے چار سال میں بادشاہی کی اور چار شخصوں نے عثمان کے زمانہ تک حکومت کی اور بیخ و بُنیاد سے مٹ گئے۔ سُطیح سیل[1] عرم میں پیدا ہوا تھا اور ذو نواس بادشاہ کے زمانہ تک زندہ رہا جس کی مدت تین[2] قرن سے زیادہ ہوئی اور ہر قرن میں تیس سال ہوتے ہیں۔ ؎

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ابن عباس سے سُطیح کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے کہا کہ خُدا نے اس کو صرف گوشت ہی بنایا تھا جس کو خُرما کی ٹہنیوں پر رکھ کر جہاں چاہتے تھے لے جاتے تھے۔ اس کے جسم میں سوائے سر اور گردن کے کہیں ہڈیاں اور پٹھے نہ تھے۔ اس کو گردن کے حصّہ میں لپیٹ دیا کرتے تھے جس طرح کپڑا لپیٹا جاتا ہے۔ اس کا کوئی عضو سوائے زبان کے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ وُہ درخت کی چھال سے ٹاٹ کے مانند ایک چیز تیار کر کے اُس پر رکھ کر مکہ میں لایا گیا تھا۔ قریش کے چار اشخاص اُس کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کی زیارت کو آئے ہیں ہم کو آپ کے کمال علم کی خبر پہنچی ہے۔ لہٰذا ہم کو اُن باتوں سے آگاہ کیجئے جو ہمارے زمانہ میں اور ہمارے بعد ہونے والی ہیں۔ سطیح نے کہا اے عرب والو تم میں علم و فہم نہیں ہے لیکن تمہارے پیچھے ایسا گروہ پیدا ہوگا جو ہر طرح کے علوم حاصل کرے گا۔ بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ اہل عجم پر غالب ہوگا اور انکے مال و متاع غنیمت میں حاصل کرے گا۔ ان لوگوں نے پُوچھا وُہ کیسی جماعت ہوگی۔ اُس نے کہا کعبہ کے مالک کی قسم تمہارے بعد وُہ لوگ پیدا ہوں گے۔ جو خدا کی وحدانیت کے ساتھ اسکی عبادت کریں گے اور شیاطین اور بتوں کی عبادت ترک کر دیں گے۔ پُوچھا وُہ کس کی نسل سے ہونگے اس نے کہا عبد مناف کے شریف ترین لوگوں کی نسل میں ہوں گے۔ لوگوں نے پُوچھا کس شہر سے خروج کرینگے

[1] سَیلِ عَرِم سے اشارہ ہے آیت فَاَعۡرَضُوۡا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ سَیۡلَ الۡعَرِمِ الخ (سورۃ سبا، آیت ۱۶ پ ۲۲) کی طرف۔ قوم سبا کے لیے جناب سلیمانؑ کے حکم سے یا ملکۂ بلقیس کے اہتمام سے دریا پر بند باندھے گئے تھے جس سے شہر سیلاب سے محفوظ تھا۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد اہل شہر کی سرکشی کے سبب عذاب آیا اور وُہ بند ٹوٹ گیا اور شہر تباہ ہو گیا۔ اسی زمانہ میں سطیح پیدا ہوا تھا۔ ۱۲

[2] یعنی اس کی عمر نو سو برس سے زیادہ ہی ہوئی۔ ۱۲ (مترجم)

اُس نے کہا اُسی خدا کی قسم جو ہمیشہ باقی ہے اسی شہر مکہ سے خروج کریں گے اور لوگوں کو رشد و ہدایت اور خدائے واحد کی عبادت کی جانب رہنمائی کریں گے۔

سیّد ابن طاؤس نے اپنی سند سے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ کسریٰ بادشاہ عجم نے ایک دیوار دجلہ پر بنوائی تھی جس میں بہت روپیہ صرف کیا تھا اس میں ایک نشستگاہ بنوائی جس کا مثل کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ وُہ اس کا دربارِ عام تھا جس میں تاج پہن کر تخت پر بیٹھتا تھا اُس کی مجلس میں تین سو ساٹھ جادُوگر، کاہن اور منجم حاضر رہتے تھے۔ ان میں عرب کا ایک منجم سائب نامی بھی تھا جس کو حاکمِ یمن باذان نے اس کے پاس بھیجا تھا۔ اس کے احکام میں غلطیاں بہت کم ہوتی تھیں جب کسریٰ کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا تھا انہی لوگوں سے مشورہ کرتا تھا۔ جب آنحضرتؐ پیدا ہوئے یا مبعوث ہوئے کسریٰ صبح کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ محل کا طاق درمیان سے ٹوٹ کر دجلہ میں بہہ گیا ہے اور اُس قصر میں پانی جاری ہوگیا ہے یہ دیکھ کر بولا کہ میری بادشاہی زائل ہوچکی، اور بہت غمگین ہوا۔ پھر منجموں اور کاہنوں کو بلا کر اُن سے واقعہ بیان کیا، اور کہا غور و فکر کرکے اس حادثہ کا سبب مجھ سے بیان کرو۔ سائب بھی اُن میں موجود تھا۔ وُہ سب کے سب باہر آئے خوب غور و خوض کیا۔ سوچتے رہے مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ اپنی عقل، نجوم اور کہانت سب کچھ بیکار نظر آنے لگی سحر، کہانت اور علم نجوم سب باطل ہوگیا تھا۔ سائب اُس رات ایک ٹیلہ پر بیٹھا ہوا تھا اور حیران تھا کہ ناگہاں اس نے ایک بجلی دیکھی جو حجاز کی طرف سے چمک رہی تھی۔ وُہ بڑھتے بڑھتے تمام مشرق و مغرب پر چھا گئی۔ صبح ہوئی تو اُس نے اپنے پیر کے نیچے ایک باغ سبز دیکھا۔ کہنے لگا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کا مقتضا یہ ہے کہ حجاز کی طرف سے ایک بادشاہ ظاہر ہوگا جس کی بادشاہی مشرق تک پہنچے گی۔ زمین اس کے سبب بادشاہ کے زمانہ سے زیادہ آباد ہوگی۔ غرض وُہ تمام کاہن اور منجم وغیرہ یکجا ہوئے۔ کہنے لگے کہ ہم کو تو اب سحر و کہانت وغیرہ باطل معلوم ہوتے ہیں ہمارے علم برطرف ہو گئے شاید کوئی آسمانی امر حادث ہوا ہوگا۔ ممکن ہے کوئی پیغمبر مبعوث ہوا ہو یا عنقریب ہوگا اور اس بادشاہ کی حکومت اس کے سبب زائل ہوجائے گی۔ لیکن اگر ہم بادشاہ سے بیان کردیں تو وُہ ہمیں مار ڈالے گا لہٰذا ہم اس سے یہ راز پوشیدہ رکھیں گے؛ دُوسرے طریقوں سے ظاہر ہی ہو جائے گا۔ یہ مشورہ کرکے کسریٰ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے غور و فکر کیا سمجھ میں یہ آیا کہ آپکے قصر اور دجلہ کے دیوار کی بنیادیں نحس ساعتوں میں رکھی گئی تھیں لوگوں نے ساعت دریافت کرنے میں حساب میں غلطی کی تھی، اسی سبب سے یہ خرابی پیدا ہوئی ہے لہٰذا نیک گھڑی اختیار کرکے اس میں اس کی بنیاد رکھنی چاہیئے تاکہ آیندہ ایسا نہ ہو۔ غرض ایک ساعت نیک اختیار کرکے اس میں دجلہ پر دیوار تیار کی گئی اور آٹھ مہینے میں مکمل کردی گئی جس میں بے دریغ مال صرف کیا گیا۔ پھر ایک نیک ساعت معلوم کرکے بادشاہ اس کے بالاخانہ پر بیٹھا عمدہ فرش بچھایا گیا اور طرح طرح کے پھول اسکے گرد لگائے۔ جب وُہ اس میں اطمینان سے بیٹھا، قصر کی بنیاد اکھڑ گئی اور وُہ محل سمیت دریا میں ڈوب گیا۔

وقت ولادت آنحضرتؐ کسریٰ کا قصر اور دیوار دجلہ میں غرق ہونا۔

لوگوں نے اس کو پانی سے اس وقت نکالا جبکہ اُس میں کچھ جان باقی تھی۔ وُہ صحیح و تندرست ہُوا تو اس نے منجموں اور کاہنوں کو جمع کیا اور کہا میں نے تم کو اپنا مقرب بنایا ہے، بے دریغ مال و متاع دیتا ہوں اور تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو اور فریب دیتے ہو۔ پھر تقریباً سو آدمیوں کی گردنیں اُڑا دیں۔ اور لوگوں نے کہا اے بادشاہ جس طرح ہم سے پہلے لوگوں سے حساب میں غلطی ہوگئی تھی ہم سے بھی ہوگئی۔ اب پھر حساب کرتے ہیں اور اُسی کے مطابق قصر کی تعمیر کرائیں گے۔ پھر آٹھ مہینے تک بے حساب مال خرچ کرکے دوبارہ قصر تیار کیا گیا۔ لیکن بادشاہ کو اطمینان سے اس پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ ایک سوار آیا اس کے داخل ہوتے ہی قصر ٹوٹ پھوٹ کر دریا میں غرق ہوگیا اور کسریٰ بھی ڈوب گیا۔ وُہ سوار پانی پر بیٹھا ہُوا تھا۔ پھر جبکہ تھوڑی جان باقی تھی کسریٰ کو لوگوں نے باہر نکالا۔ آخر بادشاہ نے اُن سے کہا میں تم سب کو مار ڈالوں گا، تمہاری ہڈیوں کو ہاتھیوں کے پیروں تلے روند ڈالوں گا اگر اس کا صحیح صحیح راز مجھ سے نہ بیان کروگے۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ اب سچ سچ بیان کئے دیتے ہیں جب آپ نے پہلے اس واقعہ کا ذکر کیا تھا ہم سب نے اپنی اپنی جگہ غور و فکر کیا ہمارے علوم برطرف ہوگئے ہیں، ہم نے سمجھ لیا کہ یہ عجیب باتیں کسی آسمانی حادثہ کے سبب سے واقع ہوئی ہیں، اور چاہیئے کہ ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہو یا عنقریب مبعوث ہوگا۔ لیکن خوفِ جان سے ہم یہ سب کچھ آپ سے بیان نہ کرسکے اُس نے کہا تم پر وائے ہو تم کو پہلے ہی کہنا چاہیئے تھا تاکہ میں اُس کا کچھ تدارک کرتا۔ آخر وُہ اور قصر کی تعمیر کے ارادہ سے باز آیا۔

شاذان بن جبرئیل علیہ الرحمہ نے کتاب فضائل میں روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ کے حمل کو ایک مہینہ گذرا پہاڑ، درخت، آسمان و زمین ایک دوسرے کو آنحضرتؐ کی خوشخبری دیتے تھے اسی اثناء میں جناب عبدالمطلب اور عبداللہ علیہما السلام مدینہ تشریف لے گئے اور وہاں پندرہ[۱۵] روز قیام کرنا پڑا، اسی جگہ حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔ مکان کی چھت پھٹ گئی اور منادی نے ندا دی کہ وُہ بزرگ دنیا سے رُخصت ہوگیا جس کے صلب میں خاتم المرسلینؐ تھے اور کون ہے جو نہ مرے گا۔ جب انعقادِ نطفہ آنحضرتؐ کو دو[۲] مہینے گذرے خدا نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ آسمانوں اور زمینوں میں ندا کرے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجو اور ان کی اُمّت کے لئے استغفار کرو۔ تین مہینے گذرے تھے کہ ابو قحافہ شام سے واپس آرہے تھے۔ جب مکہ کے قریب پہنچے اُن کے ناقہ نے سر زمین پر رکھ کر سجدہ کیا۔ ابو قحافہ نے ایک لکڑی اس کے سر پر ماری اُس نے پھر بھی سر نہ اُٹھایا تو وُہ بولے کہ تیرے ایسا ناقہ میں نے نہیں دیکھا۔ ناگاہ ایک ہاتف نے اُن کو آواز دی کہ اے ابو قحافہ اس بے جان کو مت مارو کہ تمہاری اطاعت نہیں کرتا۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ پہاڑ، درخت، دریا اور آسمان کے سوا ہر مخلوق اپنے پروردگار کے لئے اس شکر میں سجدہ کر رہے ہیں کہ پیغمبر اُمّیؐ کے حمل کو تین ماہ گذر گئے۔ عنقریب تم ان کو دیکھو گے بُت پرستوں کی خرابی ہو ان کی اور ان کے ہمراہیوں کی تلواروں سے واصلِ جہنم ہوں گے۔ حمل کو چار مہینے گذرے تو ایک زاہد جو طائف کے راستہ میں رہتا تھا

اپنے ایک دوست سے ملنے کے لیئے اپنے عبادت خانہ سے مکہ روانہ ہوا اس کا نام حبیب تھا۔ راستہ میں اس نے ایک بچہ کو دیکھا کہ سجدہ میں پڑا ہوا تھا۔ جب اس کو سجدہ سے لوگ اُٹھاتے تھے وُہ پھر سجدہ میں چلا جاتا تھا۔ حبیب نے اس کو اٹھانا چاہا تو ایک ہاتف کی آواز آئی کہ اس کو رہنے دے کہ وُہ خدا کا شکر ادا کر رہا ہے اس سبب سے کہ پیغمبر پسندیدہ اور برگزیدہ کے حمل کو چار ماہ گزر گئے۔ جب پانچ ماہ گذر گئے اور حبیب اپنے عبادت خانہ میں واپس آیا دیکھا کہ وُہ حرکت میں ہے اور ساکن نہیں ہوتا اس کے اور تمام عبادت خانہ کے محرابوں میں لکھا تھا کہ اے عبادت خانہ والو خدا اور اس کے رسُول محمدؐ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لاؤ کہ اُن کے ظاہر ہونے کا زمانہ قریب آگیا۔ کیا کہنا ہے اُس کا جو اس پر ایمان لائے اور افسوس ہے اُس پر جو اُس سے انکار کرے یہ سُنکر حبیب نے کہا کہ مَیں نے قبول کیا اور ایمان لایا۔ اس کا مُنکر نہ ہوں گا۔ چھٹے مہینے اہلِ یمن و اہل مدینہ اپنے اپنے عیدگاہ کو روانہ ہوتے وُہ سال میں چند بار عیدگاہ جایا کرتے تھے اور ایک درخت کے پاس جمع ہوتے تھے کھاتے پیتے تھے خوشیاں مناتے تھے اور اس درخت کی پرستش کرتے تھے اس مرتبہ جب اُس درخت کے پاس جمع ہوتے ایک صدائے مہیب اُس سے پیدا ہوئی کہ اے اہلِ یمن و یمامہ اور اے بُت پرستو جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَهُوۡقًا۔ (آیت ۸۱ پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل) اے اہلِ باطل تمہاری ہلاکت و بربادی کا وقت آگیا۔ یہ سُنکر وُہ خوفزدہ ہوئے اور جلد جلد اپنے گھروں کو واپس چلے آئے۔ ساتویں مہینے سوادبن قارب عبدالمطلب کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کل شب مَیں نے خواب و بیداری کے درمیان دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتے آسمان سے نیچے آ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین کو آراستہ کرو کیونکہ تمام مخلوق کی جانب حضرت محمدؐ مُصطفےٰ عبدالمطلب کے فرزندزادے خدا کے رسولؐ کے آنے کا زمانہ قریب آگیا جو صاحبِ شمشیر و تیر ہوں گے۔ مَیں نے پُوچھا کہ وُہ کون ہے تو بتایا کہ وہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہوں گے۔ جناب عبدالمطلب نے کہا اس خواب کو پوشیدہ رکھو۔ آٹھ ماہ مدتِ حمل کے گذرے کہ دریائے اعظم کی ایک مچھلی جس کو طلبوسا کہتے ہیں وُہ سیدھی ہوکر اپنی دُم پر کھڑی ہوگئی اور دریا میں طوفان پیدا ہوگیا اس وقت ایک فرشتے نے کہا کہ ساکن ہوکہ دریا میں تُو نے تلاطم برپا کر دیا۔ اُس مچھلی نے کہا جس روز میرے پروردگار نے مجھے خلق فرمایا تھا ہدایت کی تھی کہ جب میں محمدؐ بن عبداللہ کو دُنیا میں پیدا کروں تو اُن کے اور اُن کی اُمت کے لیئے دُعا کرنا۔ اب میں نے سُنا کہ بعض فرشتے دوسرے فرشتوں کو حضرتؐ کی خوشخبری دے رہے ہیں اس سبب سے مَیں نے حرکت کی ہے تو فرشتوں نے کہا کہ ساکن ہوکر دُعا کر۔ جب نو مہینے گزر گئے خدا نے ہر آسمان کے فرشتوں کو وحی فرمائی کہ زمین پر جاؤ۔ تو دس ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کی ایک قندیل تھی جن سے بغیر تیل کے روشنی ظاہر ہوتی تھی اور ہر قندیل پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا تھا۔ وُہ فرشتے مکہ معظمہ کے گرد جمع ہوئے اور کہتے تھے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔ اور عبدالمطلب کو ان تمام حالات کی اطلاع ہوتی رہی لیکن پوشیدہ رکھتے تھے اور اُس پورے مہینے آسمان کے ستارے حرکت میں تھے اور شہاب ہوا میں دَوڑا کرتے تھے۔ جب نو مہینے پورے ہوگئے آمنہ نے اپنی مادرِ گرامی برہ سے کہا کہ کسی کو میرے پاس نہ آنے دیجئے گا۔ مَیں چاہتی ہوں کہ حجرہ میں جاکر اپنے شوہر کی مصیبت میں گریہ کروں اور آنسوؤں سے اپنے دل کی آگ بجھاؤں۔ برہ نے کہا بیٹی ایسے شوہر پر رونا جائز ہے اور منع کرنا ظلم ہے۔ غرض جناب آمنہ حجرہ میں داخل ہوئیں اور ایک شمع جلائی اور آہ و نالہ سے در و دیوار ہلا دیئے۔ اسی حال میں دردِ زہ شروع ہوا۔ انہوں نے چاہا کہ دَوڑ کر دروازہ کھول دیں۔ بہت کوشش کی دروازہ نہیں کھلا تو واپس آکر بیٹھ گئیں اور اُن پر دہشت عظیم طاری ہوئی۔ ناگاہ دیکھا کہ چھت شگافتہ ہوئی اور چار حوریں نیچے آئیں جنکے چہرے کے نور سے حجرہ روشن ہوگیا۔ انہوں نے کہا اے آمنہ بی بی خوف نہ کیجئے آپ کو کچھ پریشانی نہ ہوگی۔ ہم تو آپ کی خدمت کے لیئے آئے ہیں۔ آمنہ یہ سُنکر مدہوش ہوگئیں۔ ہوش آیا تو دیکھا کہ آنحضرت صلعم سجدہ میں اپنی نورانی پیشانی رکھے ہوئے اور انگشت شہادت اُٹھائے ہوئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ فرما رہے ہیں۔ آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت شب جمعہ صبح کے قریب سترھویں ماہِ ربیع الاوّل کو ہوئی جبکہ حضرت آدمؑ کی وفات کو سات ہزار نو سو سال چار مہینے سات روز گزرے تھے اور ایک روایت کے مطابق نو ہزار نو سو سال چار مہینے اور سات روز گذرے تھے۔ آمنہؓ نے حضرتؐ کو طاہر و مطہر پایا۔ آنکھوں میں سُرمہ لگا ہوا تھا۔ آپ کے روئے مبارک سے ایک نور ظاہر ہوا جو چھت کو توڑتا ہوا نکل گیا۔ آمنہ نے اس کی روشنی میں حرم اور اطرافِ عالم کے ہر بلند مقام اور قصرِ رفیع دیکھے اور ایک برق چمکی جس کی ضیا نے ہر اس مکان کو روشن کر دیا جس کے رہنے والے خدا کے علم میں ایمان لانے والے تھے۔ اور اطرافِ عالم میں جہاں جہاں بُت تھے سب زمین پر گر پڑے۔ ابلیس لعین نے ان عجیب و غریب باتوں کو عالم میں مشاہدہ کیا تو اپنی ذریت کو جمع کیا۔ اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا جب سے خلق ہوا ہوں اب تک ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوا تھا۔ آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام محمدؐ بن عبداللہ ہے۔ وُہ بتوں کی پرستش دُنیا سے مٹا دیگا اور خدائے یگانہ کی عبادت کی اہلِ دُنیا کو دعوت دے گا۔ یہ سُنکر اس کی ذریت نے ذلت کے ساتھ اپنے سروں پر خاک اُڑائی اور سب کے سب دریائے چہارم میں بھاگ گئے اور چالیس روز تک روتے رہے۔ پھر ان حوروں نے حضرتؐ کو بہشت کے کپڑوں میں لپیٹا اور بہشت کو روانہ ہوگئیں اور فرشتوں کو آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی۔ یہ سُنکر جبرئیل و میکائیل علیہما السلام زمین پر آئے اور دو جوانوں کی صورت میں داخل حجرہ ہوئے جبرئیلؑ کے ہاتھ میں ایک طلائی دشت تھا اور میکائیلؑ عقیق کی صراحی لئے ہوئے تھے۔ جبرئیلؑ نے حضرت کو ہاتھ پر لیا، میکائیلؑ پانی ڈالنے لگے اور آنحضرتؐ کو غسل دیا اور جناب آمنہ سے کہا کہ ہم حضرتؐ کو پاک کرنے کے لیئے

غسل نہیں دے رہے ہیں کیونکہ وُہ تو طاہر و مطہر ہیں بلکہ نور و صفا کی زیادتی کے لئے غسل دے رہے ہیں۔ پھر بہشت کے عطروں سے حضرتؐ کو معطر کیا اسی اثناء میں مختلف آوازیں حجرہ کے دروازہ پر بلند ہوئیں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے حضرتؐ کو سلام کرنے آئے ہیں۔ اور وُہ حجرہ بقدرتِ خدا وسیع ہوگیا۔ فرشتے فوج فوج اُس میں داخل ہوتے تھے اور کہتے تھے السّلام علیك یا محمّدؐ السلام علیك یا محمودؐ السّلام علیك یا احمدؐ السّلام علیك یا حامدؐ۔ تین رات گزرنے کے بعد بحکم خدا جناب جبرئیلؑ بہشت سے چار عَلَم لائے۔ سبز عَلَم کوہِ قاف پر نصب کیا جس پر سفید حرفوں سے دو سطروں میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمدؐ رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔ دُوسرے عَلَم کو کوہِ ابوقبیس پر نصب کیا جس کے دو پھریرے تھے۔ پہلے پر لا الٰہ الا اللّٰہ اور دوسرے پر لَادِیۡنَ اِلَّادِیۡنَ مُحَمَّدِ بۡنِ عَبۡدُ اللّٰہ[1] تحریر تھا۔ تیسرا عَلَم بامِ کعبہ پر کھڑا کیا جس پر طُوۡبیٰ لِمَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَبِمُحَمَّدٍ وَالۡوَیۡلُ لِمَنۡ کَفَرَبِہٖ وَرَدَّ عَلَیۡہِ حَرۡفًا مِّمَّا یَاۡتِیۡ بِہٖ مِنۡ عِنۡدِ رَبِّہٖ[3] چوتھے علم کو بیت المقدس پر نصب کیا۔ جس پر لَاغَالِبَ اِلَّا اللّٰہُ وَالنَّصۡرُ لِلّٰہِ وَلِمُحَمَّدٍ[4]۔ اور ایک فرشتے نے ابوقبیس سے آواز دی کہ اے اہلِ قریش خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس نُور پر جس کو ہم نے بھیجا ہے۔ اور خدا نے ایک ابر کعبہ کے اُوپر بھیجا جس نے مشک و عنبر نثار کیا۔ اور کعبہ سے بُت حجر کی جانب باہر ہوگئے اور مُنہ کے بل گر پڑے۔ پھر جبرئیلؑ ایک قندیل سُرخ لائے اور کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دی جس سے بغیر تیل کے روشنی ہو رہی تھی۔ اور حضرتؐ کی پیشانی مبارک سے ایک تجلی ظاہر ہوئی جو ہوا میں بلند ہوکر آسمان تک پہنچی اور اہلِ ایمان کے ہر گھر میں اس کی روشنی نمایاں ہوگئی۔ اُسی رات ہر توریت وانجیل و زبور میں جہاں جہاں دنیا میں وُہ تھیں حضرتؐ کے نام کے نیچے جہاں ان کتابوں میں تحریر تھا خون کا ایک قطرہ ظاہر ہوا کیونکہ حضرتؐ صاحبِ شمشیر پیغمبر تھے۔ اور اُسی رات ہر دیر و صومعہ کی محرابوں میں لکھا ہوا ملا کہ آگاہ ہو کہ پیغمبر اُمّی پیدا ہوا۔ اس کے بعد آمنہ نے دروازہ کھولا اور باہر آئیں، اور جو عجیب باتیں مشاہدہ کی تھیں ماں باپ سے بیان کیں۔ جب عبدالمطلب کو خوشخبری دی آپ آنحضرتؐ کے پاس آئے دیکھا کہ آپ بزبانِ فصیح تقدیس و تسبیح الٰہی کر رہے تھے۔ پھر خدا نے ایک سفید ریشمی خیمہ بھیجا جس پر لکھا تھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا۔ (آیت ۴۵، ۴۶۔ پ ۲۲ سورۃ الاحزاب) (اے رسولؐ ہم نے تم کو گواہ اور (بہشت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا اور خدا کی طرف اسی کے حکم سے بلانے والا اور ایمان و ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا) وہ خیمہ چالیس روز

[1] نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے رسُولؐ ہیں۔ ۱۲۔ [2] کوئی سچا دین نہیں سوائے محمدؐ کے دین کے۔ ۱۲۔ [3] طُوبیٰ (جنّت) اُس کے لیئے ہے جو اللہ اور محمدؐ پر ایمان لایا اور (دوزخ کا) غار اُس کے لئے ہے جس نے اس کے پیغام کو رَدّ کر دیا جو وُہ اپنے پروردگار کی طرف سے لائے۔ ۱۲۔ [4] کوئی غالب نہیں سوائے اللہ کے اور فتح و نصرت اللہ اور محمدؐ کے لئے ہے۔ ۱۲۔

تک بدستور قائم رہا۔ ایک شخص کا چرب شدہ ہاتھ لگ گیا اس لیئے وُہ خیمہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وُہ قیامت تک باقی رہتا۔ غرض جب بنی ہاشم اور روسائے قریش نے اس خیمہ کو دیکھا اور زعفران و مشک و عنبر کا نثار ہونا، بجلی کا چمکنا و عجیب آوازوں کا ظاہر ہونا مشاہدہ کیا اور کانوں سے سُنا، حبیب راہب کے پاس گئے اور کچھ تھوڑا سا حال ان امور کا بیان کیا تو حبیب نے کہا جانتے ہو کہ میرا دین تمہارے دین سے مختلف ہے۔ میری بات مانو چاہے مت مانو لیکن جو حق ہے وُہ بیان کرتا ہوں۔ یہ علامتیں اُس پیغمبر کی ہیں جو بہت جلد مبعوث ہونے والا ہے۔ ہم نے تمام آسمانی کتابوں میں اُس کے اوصاف پڑھے ہیں۔ وُہ بتوں کی پرستش مٹائے گا اور خدا کی عبادت کی لوگوں کو دعوت دیگا تمام دنیا کے بادشاہ اور جبّار اس کے سامنے جھکیں گے۔ تف ہے اہلِ کفر و طغیان پر کہ اس کی تلوار و نیزہ و تیر سے برباد ہونگے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے نجات پائیں گے، اور جو اس سے انکار کریں گے ہلاک ہوں گے۔ پھر دوسرے روز حضرت عبدالمطلب جناب پیغمبرؐ خدا کو گود میں لے کر کعبہ میں گئے جب کعبہ میں داخل ہوئے تو آنحضرتؐ نے بسم اللہ و باللہ فرمایا۔ کعبہ بقدرتِ خدا گویا ہوا اور کہا۔ السّلام علیك یا محمّدؐ و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اور ایک ہاتف کی آواز آئی جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا۔ تیسرے روز عبدالمطلب نے بید کا گھوارہ خرید فرمایا جس کو طرح طرح کے جواہرات سے اور ریشمی زرنگار کپڑے سے آراستہ کیا اور موتیوں اور جواہرات کا ایک ہار بنا کر اس میں لٹکا دیا تاکہ جس طرح بچے کھیلتے ہیں حضرتؐ بھی کھیلیں گے۔ لیکن حضرتؐ جب خواب سے بیدار ہوتے تھے اُن موتیوں کے ذریعہ خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ چوتھے روز سواد بن قارب حضرت عبدالمطلبؓ کے پاس آیا جبکہ وُہ کعبہ کے پاس تشریف فرما تھے اور اکابر قریش اور بنی ہاشم حضرتؐ کے گرد احاطہ کئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا میں نے سُنا ہے کہ عبداللہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوتی ہیں میں بھی اس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ وُہ عرب میں اپنے علم کی زیادتی کے سبب مشہور تھا اور لوگ اس کی باتوں پر کامل یقین رکھتے تھے۔ یہ سُنکر حضرت عبدالمطلب خانۂ آمنہ میں آئے اور حضرتؐ کو دریافت کیا۔ کہا کہ وُہ اپنے گھوارہ میں آرام کر رہے ہیں۔ عبدالمطلبؓ نے گھوارہ کا پردہ اُٹھایا تو ایک بجلی سی آنکھوں میں چمک گئی جو گھر کی چھت سے باہر نکل گئی۔ یہ دیکھتے ہی عبدالمطلب اور سواد دونوں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیئے۔ پھر سواد بے اختیار حضرتؐ کے تلووں پر آنکھیں مل کر عبدالمطلب سے بولا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ اس بچہ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کچھ یہ خدا کی جانب سے لائے گا اُن سب کا اقرار کرتا ہوں۔ اور حضرتؐ کے چہرہ مبارک کو بوسہ دے کر باہر آیا۔ جب حضرتؐ ایک مہینے کے ہوئے تو آپ کو جو شخص دیکھتا سمجھتا کہ ایک ... آپ کے گھوارہ سے برابر تسبیح و تقدیس حق تعالےٰ کی آوازیں آتی رہتی تھ... کے ہوگئے تو آمنہ کے والد کی وفات ہوئی۔

مؤلف کتاب انوار نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت سے

جادوگر وغیرہ نے بہت سرکشی و گمراہی پھیلا رکھی تھی اور عجیب عجیب باتیں اُن سے ظاہر ہوتی تھیں شیاطین آسمانوں پر جاکر وہاں کی باتیں سُنتے اور کاہنوں سے بیان کر دیتے تھے۔ یمامہ میں دو کاہن بہت مشہور تھے جو اپنے زمانہ کے تمام کاہنوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ ایک ربیع بن اذن جس کو سطیح کہتے تھے وُہ تمام کاہنوں سے زیادہ جاننے والا تھا۔ دوسرا وشق بن ہائلہ یمنی تھا۔ سطیح عجیب الخلقت تھا خدا نے اسکو گوشت کا لوتھڑا پیدا کیا جس کے جسم میں سوائے سر کے کہیں ہڈی نہ تھی۔ اس کو کپڑے کے مانند لپیٹ دیا جاتا تھا۔ جب اس کے جسم کو کھولتے ایک بوریئے پر ڈال دیتے تھے۔ وُہ رات کو چند لمحہ سوتا تھا اور تمام شب آسمان کو دیکھتا رہتا۔ جب بادشاہان وقت اُس کو طلب کرتے تھے اس کو پٹارے میں رکھ کر لے جاتے تھے وہ ان کو رموز و اسرار سے آگاہ کرتا تھا۔ اور ان کے آیندہ حالات کی خبر دیا کرتا تھا۔ وُہ پُشت کے بَل پڑا رہتا۔ اس کی آنکھ اور زبان کے سوا کوئی عضو حرکت نہ کر سکتا تھا۔ ایک رات اسی طرح پڑا ہوُا آسمان کی جانب نظر کر رہا تھا، ناگاہ اس نے ایک بجلی کو دیکھا جو چمکی اور اسکی روشنی تمام اطراف دنیا پر پھیل گئی پھر ستارے ٹوٹنے لگے اور ان سے دھوآں پھیل رہا تھا۔ وُہ نیچے آتے اور آپس میں ٹکرا کر زمین میں غائب ہو جاتے۔ یہ دیکھ کر اس پر بڑی دہشت طاری ہوئی۔ دُوسری رات اُس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے چلیں۔ وہاں پہنچ کر اُس نے آسمان کے کناروں پر نگاہ کرنا شروع کی۔ ناگاہ اس نے بہت چمکتا ہوُا ایک نور دیکھا جس کی روشنی ہر ایک پر غالب تھی اور تمام آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے تھی۔ یہ دیکھ کر اُس نے غلاموں سے کہا کہ مجھے نیچے لے چلو میری عقل حیران ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے اور کوئی سخت حادثہ ہونے والا ہے۔ گمان یہ ہے کہ پیغمبر ہاشمی کا خروج ہونے والا ہے۔ اس نے صبح کو اپنے عزیزوں اور قوم کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ عجیب علامتیں اور عظیم کیفیتیں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہر شہر کے کاہنوں سے اس کی حقیقت معلوم کروں۔ پھر ہر شہر میں خط لکھ کر قاصد بھیجے اور وشق کو ایک نامہ لکھا اس نے جواب میں تحریر کیا کہ جو کچھ آپ نے دیکھا مَیں نے بھی مشاہدہ کیا ہے۔ عنقریب اس کا اثر ظاہر ہوگا۔ ایک خط زرقاء ملکۂ یمن کو بھی لکھا تھا جو اس طرف کے کاہنوں میں سب سے زیادہ جاننے والی تھی اور اپنے گرد و نواح میں سحر و کہانت میں ہر ایک پر غالب تھی۔ اس کی بینائی بہت تیز تھی کہ تین روز کی راہ سے اُسی طرح دیکھ لیتی تھی جس طرح اپنے قریب سے دیکھا کرتی تھی۔ اگر کوئی دشمن اس سے جنگ کا ارادہ کرتا تو وُہ چند روز پیشتر اپنی قوم کو آگاہ کر دیا کرتی کہ فلاں دشمن تمہاری طرف آنے والا ہے اور لوگ اپنی مدافعت کر لیا کرتے تھے۔ جب سطیح نے اس کو خط لکھا اور قاصد روانہ ہوُا، تین روز کی راہ باقی تھی کہ زرقاء نے اس کو دیکھ لیا اور اپنی قوم سے کہا کہ ایک سوار آرہا ہے جس کی پگڑی میں ایک خط نظر آتا ہے۔ تین روز کے بعد قاصد نے پہنچ کر خط دیا اُس نے کہا کہ بُری خبر لایا ہے سطیح نے نور لامع اور روشنی وغیرہ کے بارے میں دریافت کیا ہے۔ ربّ کعبہ کی قسم لوگوں کی موت کا زمانہ اور بچّوں کے یتیم ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ فرزندانِ عبد مناف میں سے محمدؐ بے اختلاف پیغمبر

ہونگے۔ پھر جواب لکھا کہ یہ پیغمبرؐ ہاشمی کے ظہور کی علامتیں ہیں۔ میرا یہ خط پڑھ کر خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اور تاخیر مت کرنا بلکہ فوراً مکّہ کی جانب روانہ ہو جانا۔ مَیں بھی اُسی طرف آتی ہوں شاید تم سے میری ملاقات ہو جائے اور ہم دونوں اس امر کی حقیقت معلوم کریں گے۔ اگر وُہ پیدا ہو چکا ہے تو اُس کے ہلاک کی تدبیریں کریں گے اور قبل اس کے کہ اس کا نور پھیلے اُس کو بجھا دیں گے۔ جب یہ خط سطیح کو ملا، اور وُہ مضمون سے مطلع ہوُا تو بآواز بلند رویا پھر اُسی وقت مکّہ کی جانب روانہ ہو گیا اور اپنے اصحاب سے کہتا گیا کہ مَیں روشن آگ کی جانب جا رہا ہوں۔ اگر اس کو بجھا سکا تو واپس آؤں گا ورنہ تم کو وداع کرتا ہوں۔ پھر وہاں سے شام چلا جاؤں گا۔ جب وُہ مکّہ پہنچا ابوجہل، شیبہ، عتبہ اور عاص بن وائل قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے آئے اور بولے کہ اے سطیح یقیناً تم کسی امر عظیم کے سبب آئے ہو اگر تمہاری کوئی حاجت ہے تو پُوری کی جائے گی۔ سطیح نے کہا خدا تم کو برکت دے میری کوئی حاجت نہیں ہے بلکہ تم کو جو کچھ گذر چکا اور جو کچھ آیندہ ہونے والا ہے وہ سب خُدا کے الہام کرنے کے مطابق بتانے آیا ہوں۔ وُہ تمہارے زمانہ کے سر برآوردہ لوگ جو ہمیشہ مستحق مدح و ثنا تھے یعنی فرزندان عبد مناف کہاں ہیں، آیا ہوں کہ ان کو اس بشیر و نذیر کی خوشخبری دوں جس کے انوار عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں۔ عبدالمطلب اور ان کی اولاد کے بہادر اور شیر کہاں ہیں قریش کو اُس کی یہ باتیں پسند نہ آئیں اور وُہ لوگ واپس چلے گئے۔ پھر حضرت ابوطالب اور تمام اولاد عبدالمطلب اس کے پاس آئے وہ کعبہ کے نزدیک بیٹھا تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں طے کیا کہ ہم پہلے اُس سے اپنا نسب وغیرہ بیان نہ کریں تاکہ اُس کے علم کا اندازہ ہو سکے اور حضرت ابوطالبؑ نے اپنی تلوار اور نیزہ سطیح کے غلام کو ہدیہ کر دیا اور سطیح کے پاس آئے۔ قبل اس کے کہ غلام سطیح سے یہ حال بیان کرے ابوطالبؑ نے سلام کیا۔ سطیح نے کہا آپ پر بھی سلام ہو اور نعمتیں گوارا ہوں۔ عرب کے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوطالبؑ نے مزاحاً فرمایا کہ بنی کجح سے۔ اُس نے کہا اے بزرگ میرے قریب آکر اپنا ہاتھ میرے چہرے پر ملیئے۔ ابوطالبؑ نے اپنا ہاتھ اس کے مُنہ پر رکھا تو اُس نے کہا خدائے دانا و بینا کی قسم آپ ہی صاحب اخلاق وعہود بلند ہیں آپ ہی نے میرے غلام کو ہدیۃً نیزہ خطی اور شمشیر ہندی عطا کی۔ بیشک آپ ہی قوم کے بہتر لوگوں میں سے ہیں۔ آپ اور آپ کے بھائی سے شریف ترین خلائق پیدا ہوں گے۔ یقیناً آپ اور آپ کے ہمراہی نسل ہاشمی سے ہیں جو اہل خیر میں سب سے بہتر تھے، اور آپ ہی پیغمبرؐ مختار کے چچا ہیں جنکی مدح کتب و اخبار میں کی گئی ہے اپنے نسب کو مجھ سے نہ چھپایئے کیونکہ مَیں آپ کو اور آپ کے نسب کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ یہ سُنکر ابوطالبؑ کو تعجب ہوُا اور فرمایا اے سطیح تم نے سچ کہا اور صحیح خصلتیں بیان کیں۔ اب ہم کو اُن باتوں سے آگاہ کیجیئے جو ہمارے زمانہ میں ہم لوگوں پر واقع ہونگی۔ سطیح نے کہا کہ ہمیشہ باقی رہنے والے اور بغیر ستون کے آسمان کو بلند کرنے والے خدائے یکتا کی قسم عبداللہ کے یہاں بہت جلد ایک فرزند پیدا ہوگا جو لوگوں کو رشد و صلاح و خیر و احسان کی ہدایت کرے گا اور بُت پرستوں کو ہلاک کریگا اور

اور اس کے امُور میں اُس کا چچازاد بھائی مددگار ہوگا جو صاحب شکوہ و دبدبہ ہوگا اور اپنی تیغ آبدار سے کافروں کے دماغ درُست کر دے گا اور اس میں شک نہیں کہ آپ ہی اے ابوطالبؑ اس کے والد ہوں گے۔ ابوطالبؑ نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اُس پیغمبر کی صفتیں بیان کیجیے۔ سطیح نے کہا اچھا مجھ سے صحیح حالات سنیئے! بہت جلد ایک بلندمرتبہ پیغمبرؐ ظاہر ہوگا جس کی صفت میں زبان سطیح گنگ ہے۔ وہ نہ بہت کوتاہ قد ہوگا نہ بہت بلند۔ جس کا سر گول ہوگا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہوگی۔ وہ سر پر عمامہ باندھے گا۔ اس کی پیغمبری قیامت تک باقی و قائم رہے گی وہ اہل تہامہ کا سردار ہوگا۔ تاریکی میں اس کے چہرے سے نوُر ساطع ہوگا۔ جب وہ مُسکرائے گا، اس کے دانتوں کے نوُر سے دُنیا روشن ہوجائے گی۔ اس کے مانند دُنیا میں کوئی خَلق و خُلق میں پیدا نہیں ہوا۔ شیریں زبان اور خوش بیان ہوگا۔ زُہد و تقویٰ، خشوع و عبادت میں اس کا مثل نہ ہوگا۔ تکبر و رعونت کا اس میں نام ونشان نہ ہوگا۔ جب کوئی بات کرے گا صحیح و درست کرے گا اس سے کوئی سوال کیا جائے گا تو صحیح جواب دے گا۔ اس کی ولادت پاکیزہ ہوگی۔ نسب اس کا طاہر و مطہر ہوگا۔ وہ عالمین کے لیئے رحمت ہوگا۔ اُس کے نوُر سے عالم روشن ہوجائے گا۔ مومنوں پر مہربان، اپنے ہمراہیوں پر رحیم ہوگا۔ اس کا نام توریت وانجیل میں نمایاں ہے۔ غریبوں کا فریادرس اور کرامتوں سے موصوف ہوگا۔ اس کا نام آسمان میں احمدؐ اور زمین میں محمدؐ ہے۔ ابوطالبؑ نے کہا اس شخص کا وصف بیان کیجیے جس کے بارے میں آپ نے بتایا کہ اس کا معین و مددگار ہوگا۔ اس نے کہا کہ وہ بزرگ بھی سیّد و سردار ہوگا۔ ضیغم شیر شکار، نیک کرداروں کا پیشوا اور کفار سے انتقام لینے والا ہوگا۔ مشرکوں کو موت کا زہر آلودہ پیالہ پلائے گا۔ شیر دل کا پتہ پانی کرے گا۔ ہمیشہ لڑائیوں میں یادِ خدا کرے گا۔ محمدؐ مصطفٰےؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وزیر ہوگا اور ان کے بعد ان کی اُمت میں امیر و پیشوا ہوگا۔ توریت میں اُس کا نام بریا اور انجیل میں الیا اور قوم میں علیؑ ہوگا۔ تھوڑی دیر خاموش ہوکر غور و فکر کرنے لگا۔ پھر ابوطالبؑ کی جانب متوجہ ہوکر بولا، اے سیّد و بزرگوار میرے چہرے پر دوبارہ ہاتھ رکھیئے۔ ابوطالبؑ نے اپنا دست مبارک اُس کے مُنہ پر رکھا تو اس نے ایک آہِ دردناک کھینچی اور کہنے لگا کہ اے ابوطالبؑ اپنے بھائی عبداللہؑ کا ہاتھ پکڑ لو کیونکہ تمہاری سعادت ظاہر ہے تم کو خوشخبری ہو بلندیٔ مرتبہ اور رفعتِ شان کی کیونکہ وہ دونوں کرامت کی شاخیں تمہارے درخت سے برآمد ہونگی۔ محمدؐ تمہارے بھائی سے ہوں گے اور علیؑ تم سے پیدا ہوں گے۔ غرضکہ ابوطالبؑ یہ تمام باتیں سُنکر بہت خوش ہوئے اور اس کی یہ سب باتیں اہلِ مکہ میں مشہور ہوئیں تو ابوجہل لعین نے کہا کہ یہ پہلی بلا ہے جو بنی ہاشم کی طرف سے ہم لوگوں پر نازل ہوئی ہے جیسا کہ تم لوگوں نے سطیح کی باتیں عبداللہؑ اور ابوطالبؑ کے فرزند کے بارے میں سُنیں کہ وہ دونوں ہمارے دین کو فاسد کریں گے۔ یہ سُنکر ابوطالبؑ نے کھڑے ہوکر پکار کر فرمایا کہ اے گروہِ قریش اپنے دِلوں سے غم و غصّہ کو دُور کرو اور سطیح سے جو کچھ سُنا ہے اس انکار

نہ کرو کیونکہ ہم ہی معدنِ ہر شرف و کرامت ہیں جو مکّہ میں ظاہر ہوچکی ہیں اور جو کچھ سطیح نے بیان کیا ہے اس کی علامت آشکارا ہے۔ اور وہ سب امُور جلد ظاہر ہوں گے اس کے خلاف نہ ہوگا۔ پھر ابوطالبؑ سطیح کو اپنے گھر لے گئے اور اس کا بہت احترام واکرام کیا۔ ابوجہل کے سینہ میں حسد کی آگ روشن ہوئی اور شر و فتنہ شروع کیا۔ اس کے ساتھ بدمعاشوں کی ایک جماعت بھی اس کی معین و مددگار ہوگئی۔ ابوطالبؑ کو معلوم ہوُا تو ابطح کی جانب گئے اور اہل فساد کے مجمع کو وعدہ اور وعید کے ساتھ منتشر کر دیا اور ان سب کو کعبہ کے قریب جمع کیا۔ اس وقت منبع بن الحجاج نے کھڑے ہوکر کہا اے ابوطالبؑ ہم کو آپ کی بلندیٔ مرتبہ اور عز و شرف میں کوئی شک نہیں ہے۔ آپ کی جلالت و نجابت و ہدایت وغیرہ عالم پر روشن و آشکارا ہے لیکن آپ کی دانائی پر تعجب ہے کہ ایک کاہن کی باتوں پر بھروسہ کرتے ہیں شاید آپ کو نہیں معلوم کہ وہ شیطانؑ کے فریب و کذب و افترا کا مصدر ہوتے ہیں۔ دوبارہ اس کو مجمع میں لایئے تاکہ ہم بھی امتحان کر لیں۔ شاید اُس کی سچائی اور جھوٹ کی علامتیں ہم پر واضح ہوجائیں جس سے دلوں کے شکوک و اختلاف رفع ہوں۔ ابوطالبؑ نے حکم دیا تو سطیح کو لوگ مجمع میں دوبارہ لائے۔ اُس نے بآوازِ بلند کہا اے گروہِ قریش یہ کیا انتشار و تکذیب اور اختلاف ہے جو تم سے سُنتا اور دیکھتا ہوں اُس بارے میں جو میں نے صاحبِ برُہان، بُتوں کو توڑنے والے اور کاہنوں کو ذلیل کرنے والے پیغمبر کے بارے میں بیان کیا ہے واللہ میں اُس کے ظہور سے راضی نہیں ہوں کیونکہ اس کے زمانۂ ولادت کے قریب علمِ کاہنان باطل ہوجائے گا اور اُس وقت سطیح کی زندگی کی بھی خیر نہیں ہوگی وہ بھی موت کی تمنا کرے گا۔ اگر تم کو میرے بیان کی تصدیق ہی منظور ہے تو اپنی ماؤں اور عورتوں کو بلاؤ تاکہ میں عجیب امُور تم پر ظاہر کروں۔ لوگوں نے کہا شاید تو غیب کے حالات جانتا ہے۔ اس نے کہا نہیں مگر ایک جن میرا مصاحب ہے جو فرشتوں سے خبریں سُنکر مجھے آگاہ کرتا ہے۔ ان لوگوں نے مکّہ کی تمام عورتوں کو مسجد میں جمع کیا سوائے آمنہ اور فاطمہ بنت اسد کے جن کو عبداللہ اور ابوطالبؑ نے اجازت نہ دی۔ جب وہ عورتیں آگئیں سطیح نے مردوں کو الگ کر دیا اور عورتوں کو اپنے پاس بُلایا اور ان کی جانب غور سے دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ عورتوں نے پُوچھا کہ بولتے کیوں نہیں سطیح نے پھر آسمان کو دیکھا اور کہا کہ حرمین کی حرُمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم میں دو عورتیں نہیں ہیں جن میں ایک اُس فرزند سے حاملہ ہے جو لوگوں کی رشد و خیر کی جانب ہدایت کرے گا اور دوُسری خاتون حاملہ ہونے والی ہے مومنوں کے بادشاہ سے جو تمام اوصیائے انبیاء کا سردار اور علومِ مرسلین کا وارث ہوگا۔ پھر وہ دونوں خواتین بھی بلُائی گئیں۔ سطیح نے آمنہؑ کی طرف دیکھا اور فریاد کی، رویا اور بولا اے صاحبانِ شرف و عزت خدا کی قسم یہی خاتون پیغمبرِ برگزیدہ اور رسول پسندیدہ سے حاملہ ہے۔ پھر آمنہؑ کو سامنے بلایا اور کہا کیا آپ حاملہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا بے شک ہوں اس نے کہا اب مجھ کو اپنی باتوں پر زیادہ یقین ہوگیا یہی بہترین زنانِ عرب و عجم ہیں جو بہترین

خلائق اور بتوں کے برباد کرنے والے رسولؐ سے حاملہ ہیں۔ افسوس ہے عرب کے لوگوں پر۔ یقیناً اس کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے اُس کا نور ظاہر ہے۔ گویا میں اُس کے مخالفوں کو دیکھ رہا ہوں کہ قتل ہوئے خاک و خون میں آلودہ پڑے ہیں۔ خوشاحال اس کا جو اس کی پیغمبری کی تصدیق کرے، اور اس پر ایمان لائے کیونکہ تمام روئے زمین پر اُس کی سلطنت ہوگی۔ پھر جناب فاطمہ بنتِ اسد کی جانب متوجہ ہوا اور ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو بآوازِ بلند کہنے لگا کہ واللہ یہی فاطمہ بنتِ اسد ہیں جو اُس امام کی ماں ہیں جو بتوں کو توڑے گا۔ وُہ ایسا بہادر ہوگا جو شجاعوں کی پیشانیاں زمین پر رگڑ دے گا۔ اس کی عقل میں کسی طرح کی کمی نہ ہوگی۔ کوئی بہادر اُس کے مقابلہ کی تاب نہ لائے گا۔ وہی شہسوار یکتا اور خدا کا شیر ہے۔ اس کا نام علیؑ ہے۔ وُہ خاتم الانبیاءؐ کا چچا زاد بھائی ہے۔ ہائے ہائے میں دیکھ رہا ہوں کہ اُس نے کیسے کیسے دلیروں اور بہادروں کو خاک مذلت میں ملا دیا ہے۔ قریش نے یہ باتیں سُنیں تو نیام سے تلواریں نکال کر سطیح پر دوڑے بنی ہاشم نے بھی اس کی حمایت میں تلواریں نکال لیں۔ ابوجہلؒ نے کہا کہ مجھ کو راستہ دو کہ اس کاہن کو قتل کر دوں۔ اور اپنے دل کی آگ اس کے خون سے بجھاؤں۔ ابوطالبؑ نے یہ دیکھ کر اُس پر حملہ کیا اور تلوار سے اُس کا سر زخمی کر دیا کہ خونِ نجس اُس کے چہرہ پر جاری ہوگیا۔ ابوجہل ملعون اُس وقت چلّایا کہ اے سردارانِ قبائل اس ذلت کو اپنے لئے پسند نہ کرو۔ سطیح، آمنہ اور فاطمہ کو قتل کر ڈالو تاکہ اس شر سے جو یہ کاہن بیان کرتا ہے محفوظ رہو۔ یہ سنتے ہی تمام قریش سطیح پر حملہ آور ہوتے۔ بنی ہاشم کو اُن سے مقابلہ کی طاقت نہ تھی مختصر یہ کہ فتنہ برپا ہوا، عورتیں کعبہ میں پناہ لے گئیں اور شور و غل برپا ہوا۔

آمنہ علیہا السلام سے روایت ہے وُہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے تلواریں دیکھیں تو بہت خوفزدہ ہوئی، ناگاہ جو بچّہ میرے شکم میں تھا حرکت میں آیا اور اُس سے آواز ظاہر ہوئی؛ اسی کے ساتھ ہوا میں گرج کی سی آواز پیدا ہوئی جس سے عقلیں زائل ہوگئیں اور عورتیں اور مرد سب بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ پھر میں نے آسمان کی جانب نگاہ کی تو آسمان کے دروازے کھُلے ہوئے دیکھے اور دیکھا کہ ایک سوار آگ کا ایک ہتھیار ہاتھ میں لیئے ہوئے بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ تم کو رسولِ خدا کو ضرر پہنچانے کی طاقت نہیں ہے۔ میں ان کا بھائی جبرئیل ہوں اسی وقت میرا خوف اطمینان سے بدل گیا اور ہم سب اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ ابوطالبؑ نے اپنے بھائی عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور کعبہ میں جاکر بیٹھے۔ اس وقت اُن کے پاس ملیح بن الحجاج آیا اور بولا خدا کا شکر ہے کہ آپ کی عزت و فضیلت اور غلبہ دُنیا والوں پر ظاہر ہوگیا۔ لیکن آپ سے التماس یہ ہے کہ سطیح کو قریش سے دُور ہٹا دیجئے اور فتنہ و فساد کی آگ بجھا دیجئے۔ ابوطالبؑ نے قبول فرمایا اور سطیح کے پاس آئے۔ حقیقت حال اس سے بیان کر کے معذرت چاہی۔ سطیح نے کہا اے ابوطالبؑ میں جاتا ہوں۔ لیکن جب وُہ پیغمبر بشیر و نذیر ظاہر ہو تو میرا بہت بہت سلام ان کو پہنچایئے اور

کہہ دیجئے گا کہ اُس نے آپؐ کے آنے کی بشارت دی تھی مگر آپ کی قوم نے اس کو جھٹلایا اور آپ کی ہمسائگی سے اس کو دُور کر دیا۔ عنقریب ایک عورت بھی آنے والی ہے جو میری تمام پیشینگوئیوں کی تصدیق کرے گی، اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس بارہ میں اس سے زیادہ بیان کرے گی۔ غرض سطیح کو ایک شتر پر باندھ دیا اور وُہ روانہ ہوگیا۔ بنی ہاشم بھی اس کو کچھ دُور پہنچانے کے لیئے مکہ سے باہر آئے۔ اسی اثنا میں ایک سواری نمایاں ہوئی جس پر ایک عورت سوار تھی اور بہت تیزی کے ساتھ آرہی تھی۔ سطیح نے کہا اے سردارانِ مکہ آپ کے پاس زرقا یمنی آگئی۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ زرقاء قریب آگئی اور پکار کر بولی کہ اے گروہِ قریش آپ پر میرا بہت بہت سلام ہو اور آپ سے ہر شہر آباد رہے ہیں۔ اپنا وطن ترک کر کے آپ کی جائے پناہ کی طرف آرہی ہوں تاکہ آپ کو اُن چند اُمور سے آگاہ کروں جو بہت جلد ظاہر ہونے والے ہیں۔ اور آپ کے شہر میں بہت ہی عجیب باتیں رونما ہونے والی ہیں۔ اور چند اشعار پڑھے جو سطیح کی تصدیق کر رہے تھے اور کہا میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ کو خوشخبری دوں اور لوگوں کے شر سے پرہیز رکھنے کی ہدایت کروں۔ اور جس بات کی آپ کو خوشخبری دینا چاہتی ہوں وُہ میرے واسطے وبال ہے۔ عتبہ بھی موجود تھا اس نے کہا یہ باتیں وحشت انگیز ہیں جو تجھ سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ہم کو اور خود اپنے کو ہلاکت و بربادی کی خبر دے رہی ہے۔ زرقاء نے کہا اے ابوالولید اُسی خدا کی قسم جو لوگوں کے راستہ پر تاک میں ہے کہ اسی وادی سے ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جو لوگوں کو نیکی و صلاح کی دعوت دے گا اور فساد و خونریزی سے روکے گا۔ اُس کے چہرہ سے نورِ ساطع ہوگا۔ اس کا نام محمدؐ ہوگا۔ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ اس کی ولادت کے بعد ایک فرزند پیدا ہوگا جو اس کا معین و مددگار ہوگا اور حسب و نسب میں اُس کے نزدیک ہوگا۔ وُہ اپنے زمانہ کے لوگوں کو ہلاک کرے گا اور شجاعانِ جہاں کو زمین کا پیوند بنائے گا۔ معرکوں میں دلیر اور میدانوں میں شیر ہوگا اس کے بازو قوی ہوں گے۔ وُہ جری خدا کا ولی ہوگا۔ اس کا نام امیر المومنین علیؑ ہے۔ آہ آہ میں اس کو جس روز دیکھوں گی اور سخت مصیبت ہوگی مجھ پر جبکہ میں یک سُو ہو کر اُس کے ساتھ بیٹھوں گی۔ پھر چند اشعار حسرت و افسوس کے پڑھے اور بولی افسوس ہے نالہ و فریاد کرنے سے کیا فائدہ اس امر میں جو یقیناً ہونے والا ہے۔ شمس و قمر کے خالق کی قسم جس کی طرف تمام انسانوں کی بازگشت ہوگی سطیح نے جو کچھ تم سے کہا ہے سچ ہے۔ وُہ نصیح کی خبروں سے ہے۔ پھر عبداللہ اور ابوطالب کی جانب سخت نگاہوں سے دیکھا۔ عبداللہ کو تو پہلے دیکھ چکی تھی اور پہچانتی تھی کیونکہ عبداللہ جس سال یمن تشریف لے گئے قبل اس کے کہ آمنہ سے عقد کریں اور نورِ رسالت اُن کی پیشانی سے منتقل ہو وُہ یمن میں ایک محل میں قیام فرما تھے اس وقت زرقاء کی نگاہ جو حضرتؑ پر پڑی تو آپ سے عقد کی متمنی ہوئی اور ایک تھیلی اشرفیوں کی لے کر اپنے محل سے نکلی اور عبداللہ کی جانب دوڑی۔ آپ کو سلام کیا اور پوچھا آپ عرب کے کس قبیلہ سے ہیں کہ آپ سے زیادہ خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا میں عبداللہ بن مطلب ہوں جو ہاشم بن عبدمناف سردار شرفاء اور مہمانوں کی ضیافت کرنے والے

کے فرزند ہیں۔ زرقاءؔ نے کہا اے میرے سردار کیا یہ ممکن ہے کہ ایک بار آپ مجھ سے مقاربت کریں۔ یہ تھیلی آپ کو نذر کرتی ہوں اس کے ساتھ ہی سو اونٹ خرموں سے لدے ہوئے دوں گی۔ جناب عبداللہ نے فرمایا کہ دُور ہو میرے سامنے سے۔ تیری صورت کس قدر قبیح ہے شائد تجھ کو معلوم نہیں کہ ہم اس گروہ میں ہیں جو گناہ نہیں کرتے اور اپنی تلوار نیام سے نکال کر اُس پر حملہ کرنا چاہا۔ زرقا بھاگی اور ذلّت کے ساتھ واپس ہوئی۔ اسی وقت عبدالمطلب محل میں داخل ہوئے اور برہنہ تلوار عبداللہ کے ہاتھ میں دیکھ کر واقعہ دریافت کیا، جناب عبداللہ نے بیان کیا۔ عبدالمطلب نے فرمایا وُہ عورت زرقاء یمنی ہے چونکہ تمہاری پیشانی سے نورِ نبوّت جلوہ گر دیکھا پہچان گئی، اور چاہتی تھی وُہ نور خود حاصل کرے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تم کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ مکہ میں جب زرقاءؔ نے عبداللہ کو دیکھا پہچان لیا اور سمجھ گئی کہ انہوں نے عقد کر لیا ہے اور وُہ نور منتقل ہو چکا ہے۔ بولی کیا آپ وہی نہیں ہیں جن کو میں نے یمن میں دیکھا تھا؟ فرمایا ہاں وہی ہوں۔ پُوچھا وُہ نور کیا ہُوا جو آپ کی پیشانی میں درخشاں تھا آپنے کہا میری زوجہ آمنہ کے طاہر شکم میں ہے۔ اُس نے کہا بیشک ایسا ہی شخص ایسے نور کا حامل ہو سکتا ہے پھر بآوازِ بلند کہنے لگی اے صاحبانِ عزّت و مراتب وقتِ ظہورِ پیغمبرِ آخر الزمان جیسا کہ میں کہہ رہی ہوں نزدیک ہے اور امرِ شدنی کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ آج تو دن ختم ہو چکا اب کل میرے پاس آپ لوگ آیئے گا۔ تاکہ میں آپ لوگوں کو حقیقتِ حال سے آگاہ کردوں۔ یہ سُنکر وُہ لوگ متفرق ہو گئے رات ہوئی تو نصف شب کے بعد زرقاء سطیح کے پاس آئی اور کہا کہ آثار و علامات اُس نور کے ظہور کے مشاہدہ کر رہی ہوں۔ وقت قریب آگیا ہے۔ اب اس بارہ میں آپ کیا مصلحت دیکھتے ہیں سطیح نے کہا میری عمر آخر ہو چکی ہے میں شام کی جانب جا رہا ہوں وہیں تا وقتِ وفات قیام کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ اُس نور کے بجھانے کی جو شخص بھی کوشش کرے گا وُہ منکوب و مقہور ہوگا۔ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آمنہؑ کو ہلاک کرنے کی درپے نہ ہونا کیونکہ پروردگارِ آسمان و زمین اس کا محافظ ہے۔ اگر تو میری بات نہیں مانتی ہے تو مجھ سے دست بردار ہو جا کیونکہ میں اس معاملہ میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔

دُوسرے روز صبح کو زرقا بنی ہاشم کے پاس آئی، سلام کیا اور کہا کہ آپ لوگوں کے دل روشن ہوں گے جبکہ آپ کے درمیان وُہ ظاہر ہوگا جس کے فضائل توریت، انجیل، زبور اور فرقان میں موجود ہیں۔ وائے ہو اُس پر جو اس سے دشمنی کرے، اور خوشا حال اُس کا جو اس کی اطاعت کرے۔ یہ سُنکر بنی ہاشم خوش ہوئے اور ابو طالبؑ نے فرمایا اے زرقاء اگر ہم سے تیری کوئی حاجت ہو تو بیان کر کہ پوری کی جائے گی۔ اس نے کہا آپ سے میں مال چاہتی نہیں، اور عزّت افزائی کی آپ سے اُمید نہیں رکھتی۔ لیکن اتنا چاہتی ہوں کہ آمنہ سے ملاقات کرا دیجیے کہ میں اُن سے ان اُمور کی تصدیق کروں جو میں نے بیان کیے ہیں۔ ابو طالبؑ اس کو گھر لے گئے۔ جب اس کی نظر جناب آمنہ پر پڑی اسکے پیروں میں لرزش ہوئی۔ اس کی زبان بند ہو گئی۔ بظاہر خوشی کا اظہار کیا اور اس مولود کے بارے میں بہتر کچھ خبریں بیان کیں اور واپس چلی گئی۔ لیکن دل میں آمنہ کے ہلاک کرنے کی ترکیبیں سوچ رہی تھی۔ آخر

قبیلہ خزرج کی ایک عورت سے دوستی شروع کی جس کا نام تکنا تھا۔ وہ جناب آمنہ اور تمام زنانِ ہاشمی کی مشاطہ تھی۔ زرقاء اُس کے ساتھ شب و روز رہنے لگی۔ ایک روز تکنا رات کو بیدار ہوئی تو دیکھا، کہ زرقاء کے سر کے قریب ایک شخص بیٹھا ہُوا اُس سے باتیں کر رہا ہے اس کی ایک بات یہ سُنی کہ یمامہ کی کاہنہ تہامہ میں آئی ہے وُہ اپنے ارادہ سے بہت جلد پشیمان ہوگی۔ زرقاء یہ سُنتے ہی اُچھل پڑی اور بولی تو میرا یار وفادار ہے تو اب تک میرے پاس کیوں نہ آیا۔ اُس نے کہا تیری خرابی ہو ہم پر سخت مصیبت نازل ہوئی ہے۔ ہم آسمانوں پر جا کر فرشتوں کی باتیں سُنا کرتے تھے۔ ان دنوں ہم کو آسمانوں سے بھگا دیا گیا۔ ہم نے آسمانوں پر ایک منادی کو ندا دیتے ہوئے سُنا وُہ کہہ رہا تھا کہ خُدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ بتوں کو توڑنے والے اور عبادت ظاہر کرنے والے کو پیدا کرے۔ فرشتوں کی فوج نے ہم کو تیر ہائے شہاب سے مار کر بھگا دیا اور اب آسمانوں کے راستے ہمارے واسطے بند ہو گئے ہم اس لیئے آئے ہیں کہ تجھ کو آگاہ کر دیں تاکہ تو پرہیز کرے۔ زرقاء نے کہا دُور ہو میرے پاس سے۔ اس فرزند کی ہلاکت میں مجھ سے جس قدر کوشش ہو سکتی ہے ضرور کروں گی۔ یہ سُنکر اُس شخص نے چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں نے جو شرطِ خیر خواہی تھی پُوری کر دی۔ اور میں جانتا ہوں کہ تیری کوشش بے کار ہے، وبالِ دُنیا و عقبیٰ کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ بیشک خداوند عالم اپنے پیغمبر کی مدد کرے گا، اور ہر ایک کاہن و ساحر کے شر سے اُس کو محفوظ رکھے گا۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کر کے وُہ شخص غائب ہو گیا۔ تکنا نے یہ تمام باتیں سُن لیں۔ صبح کو زرقاء کے پاس آئی اور پُوچھا تم رنجیدہ و غمگین کیوں ہو؟ اس نے کہا بہن میں تم سے اپنا راز پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتی جس غم نے مجھ کو میرے وطن سے آوارہ کیا اسی عورت کے بارے میں ہے جو اُس فرزند سے حاملہ ہے جو بتوں کو توڑے گا اور ساحروں اور کاہنوں کو ذلیل کریگا اور مکانوں کو ویران کرے گا۔ تو نہیں جانتی کہ آتشِ سوزاں میں جلنے پر صبر کرنا دشمنوں سے ذلّت و خواری اُٹھانے سے زیادہ آسان ہے۔ اگر آمنہؑ کے مار ڈالنے میں کوئی میرا مددگار ہو جائے تو یقیناً اس کی جو آرزو اور خواہش ہوگی میں پُوری کروں گی اور اس کو مالدار بنا دونگی۔ پھر ایک تھیلی اشرفیوں کی نکال کر تکنا کے سامنے ڈال دی۔ تکنا نے جو اشرفیوں کو دیکھا پگھل گئی۔ اور بولی بہن تو نے بڑے سخت کام اور امرِ عظیم کا ذکر کیا چونکہ بنی ہاشم کی عورتوں کی مشاطہ ہوں شائد تیری کچھ مدد کر سکوں۔ زرقاء نے کہا کہ ایسا کر کہ جب آمنہ کی آرائش کے لیئے اُس کے پاس جائے اور اس کو مشاطگی میں مشغول کر لے، اُس وقت یہ زہر آلود خنجر گھونپ دے۔ زہر اس کے بدن میں پہنچ جائے گا تو یقیناً اس کو ختم کر دیگا۔ چونکہ تجھ پر خونبہا لازم ہوگا میں تیری طرف سے دس خونبہا دے دُونگی، اور جتنی مجھ میں طاقت ہے تیرے چھوڑانے اور بچانے میں کوشش کروں گی۔ تکنا نے کہا مجھے منظور ہے لیکن تو اس وقت تمام بنی ہاشم کے مردوں اور اہلِ مکہ کو اپنی باتوں میں لگائے رکھنا تاکہ میں بے خوف ہو کر تیری خواہش پُوری کر سکوں۔ زرقاءؔ نے کہا ایسا ہی ہوگا۔

دوسرے روز زرقاء نے تمام اہلِ مکہ کی دعوت کی اور کافی شراب کا انتظام کیا۔ بہت سے اُونٹ کو نحر کرایا اور لوگوں کو کھانے پینے میں مشغول کر دیا۔ اور تکنا سے کہا اب وقت ہے فرصت کو غنیمت

میرے کام کے پُورا کرنے میں پُوری کوشش سے کام لو۔ تکنا وُہ زہر آلود خنجر لے کر آمنہؓ کے پاس پہنچی۔ آمنہ نے اس کو انعام و اکرام سے نوازش کی اور کہا آج تجھ کو دیر کیوں ہوئی، تیری ایسی عادت تو نہ تھی کہ تو اتنی دیر مجھ سے جُدا رہے۔ تکنا نے کہا اے خاتون پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے اگر آپ کی مہربانیاں مجھ پر نہ ہوتیں تو میری حالت بد سے بدتر ہوگئی ہوتی۔ آیئے مَیں اب آپ کو آراستہ کر دوں آمنہ اس کے پاس آکر بیٹھیں۔ تکنا نے آپ کے بالوں میں کنگھی کی۔ پھر وہی زہر آلود خنجر نکالا کہ اُن کو ہلاک کرے، باعجاز آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو ایسا معلوم ہؤا کہ کسی نے اس کا دل پکڑ لیا اور ایک پردہ اُس کی آنکھوں کے سامنے پڑ گیا اور کسی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا اور اس خنجر سے وا حسرتاہ کی آواز بلند ہوئی۔ جناب آمنہ نے پلٹ کر دیکھا تو خنجر نظر آیا۔ چیخ اٹھیں۔ عورتیں اُن کی آواز سُنکر ہر طرف سے دوڑ آئیں اور تکنا کو پکڑ لیا۔ پُوچھا اے ملعونہ! آمنہ کو کس خطا پر ہلاک کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا مَیں ان کو مار ڈالنا چاہتی تھی لیکن خدا کا شکر ہے جس نے اس بلا کو اِن سے دفع کر دیا۔ آمنہ تو سجدہ میں جُھک گئیں، عورتوں نے اس سے اس فعل شنیع کا سبب دریافت کیا تو اس نے زرقاء کا پورا قصّہ بیان کیا۔ اور کہا زرقاء کو پکڑو قبل اس کے کہ تمہارے قابُو سے نکل جائے۔ یہ کہتے ہی اس کی جان نکل گئی۔ یہ بات فوراً ہی مشہور ہوگئی اور بنی ہاشم کے چھوٹے بڑے سب آن پہنچے۔ زرقا کی حرکت معلوم کر کے اس کی تلاش میں ہر طرف دوڑ پڑے۔ ابو طالبؑ نے مکّہ میں منادی کرادی کہ زرقاءِ منحوس کو گرفتار کرو وُہ باہر نہ جانے پائے۔ اس ملعونہ کو بھی یہ خبر مل گئی۔ اور وُہ مکّہ سے بھاگ کر نکل گئی۔ اہل مکہ ہر طرف اس کی تلاش میں پھرتے رہے، مگر کہیں سُراغ نہ ملا۔ سطیح کو جب یہ حال معلوم ہوا اپنے غلاموں کو حکم دیا تو وُہ اس کو لے کر آئے۔ سطیح اس کو اپنے ساتھ لے کر شام کی طرف چلا گیا۔ جناب آمنہ برابر بشارت آمیز آوازیں ارض و سما سے سُنا کرتی تھیں اور جناب عبداللہ سے بیان کیا کرتی تھیں۔ عبداللہ ان کو تمام باتیں پوشیدہ رکھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ آمنہ کو حمل کی گرانی بالکل معلوم نہ ہوتی تھی۔ جب ساتواں مہینہ شروع ہوا جناب عبدالمطلبؑ نے عبداللہ کو بُلایا اور فرمایا آمنہ کے یہاں ولادت کا زمانہ قریب ہے اور ہمارے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اُس نومولود کا عقیقہ و ولیمہ شایانِ شان ہو سکے۔ لہٰذا مدینہ جا کر تمام چیزیں خرید لاؤ۔ جناب عبداللہؑ حسب الحکم مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں رحمتِ الٰہی سے ملحق ہوتے۔ اہل مکہ کو معلوم ہوا تو تمام مکّہ والے ان کے غم میں روئے۔

اس کے بعد قطب راوندی نے اور بہت سے معجزات جن میں بیشتر ذکر کئے جا چکے ہیں تحریر کئے ہیں۔ اگرچہ کتاب انوار اور کتاب شاذان دُوسری حدیثوں کی تمام کتابوں کے مقابلہ میں اعتبار و وثوق میں ہم پلہ و ہم درجہ نہیں ہیں تاہم چونکہ یہ حالات و معجزات معتبر حدیثوں کی تائید میں تھے اس لئے لکھے گئے، اور اکثر بخوفِ طوالت و تکرار ساقط کر دیئے گئے۔

چوتھا بابؑ

آنحضرتؐ کے ایّام رضاعت و نشو و نما سے لیکر بعثت کے زمانہ تک کے حالات اور وُہ معجزات جو آنحضرتؐ سے ظاہر ہوئے

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ پیدا ہوئے تو چند روز تک آپ کی والدہ کے دُودھ نہ اُترا کہ حضرتؐ نوش فرماتے۔ حضرت ابو طالبؑ نے اُن کا منہ اپنے پستان سے لگا دیا تو حق تعالیٰ نے اُس میں دُودھ پیدا کر دیا۔ جبتک کہ حلیمہؓ سعدیہ کا انتظام نہ ہؤا اور آنحضرتؐ اُن کے سپُرد نہ کئے گئے حضرتؐ اسی طرح دُودھ پیتے رہے۔

دُوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ جناب امیر علی علیہ السّلام نے فرمایا کہ دُختر حمزہؓ سے آنحضرتؐ کا عقد کرنے کا مشورہ کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ شاید تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ وُہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے کیونکہ آنحضرتؐ اور جناب حمزہؓ نے ایک عورت کا دُودھ پیا تھا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ پہلی مرتبہ کنیز ابو لہب کا جو آزاد کر دی گئی تھی حضرتؐ نے دُودھ پیا اس کے بعد حلیمہؓ سعدیہ کا۔ آنحضرتؐ حلیمہؓ سعدیہ کے پاس پانچ سال تک رہے۔ حلیمہؓ نے پہلے حمزہؓ کو بھی دُودھ پلایا تھا۔ جب حضرتؐ کی عمر نو سال کی ہوئی ابو طالبؑ کے ہمراہ شام کی جانب تشریف لے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ اس وقت بارہ برس کے تھے۔ اور حضرتؐ جب جناب خدیجہؓ کی طرف سے بغرض تجارت شام گئے تھے، تو پچیس برس کے تھے۔

نہج البلاغہ میں جناب امیر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے ایک بلند مرتبہ فرشتہ کو مقرر کیا جو ہر وقت آنحضرتؐ کے ساتھ رہتا تھا اور آپ کو مکارم آداب و محاسن اخلاق پر قائم رکھتا تھا[1] اور میں ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ ہوتا تھا جس طرح کوئی بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے گھومتا رہتا ہے۔ حضرتؐ ہر روز میرے واسطے اپنے اخلاق کا ایک عَلَم بلند فرماتے اور مجھ سے ارشاد فرماتے کہ اس کی پیروی کرو اور ہر سال ایک عرصہ تک حضرت حرا کے پہاڑ میں قیام فرماتے میرے سوا کوئی ان کو نہیں دیکھتا تھا جب

[1] یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک فرشتہ آنحضرتؐ کو اخلاق کی تعلیم دے جبکہ آنحضرتؐ کی تسبیح و تقدیس سے فرشتوں نے تسبیح و تقدیس کرنا سیکھا تھا جیسا کہ اسی کتاب کے شروع میں آنحضرتؐ کے نُور کی خلقت کے تذکرہ میں بیان ہوا ہے ممکن ہے اسکا یہ مطلب ہو کہ وُہ فرشتہ ہر وقت آنحضرتؐ کی حفاظت کرتا رہتا تھا۔ ۱۲ (مترجم)

حضرتؐ مبعوث ہوئے میرے اور جناب خدیجہ کے سوا ابتداءً میں کوئی ایمان نہیں لایا۔ ہم نورِ رسالت کو دیکھتے اور بُوئے نبوّت کو سُونگھتے تھے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیت اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا۔ (آیت ۲۷ سورۃ الجن۔ پ ۲۹) "خدا جس رسول کو پسند فرماتا ہے اس کے آگے اور پیچھے نگہبان (فرشتے) مقرر کر دیتا ہے" کی تفسیر دریافت کی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خداوند عالم اپنے پیغمبروں کے ساتھ چند فرشتوں کو مؤکل کرتا ہے۔ جو ان کی محافظت کرتے ہیں اور ان کی طرف ان کی تبلیغ رسالت ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور جناب رسول خدا صلعم پر ایک بلند مرتبہ فرشتہ کو مؤکل فرمایا جس روز سے کہ آنحضرتؐ کا دُودھ چھڑایا گیا۔ وُہ فرشتہ آنحضرتؐ کو مکارم اخلاق اور نیکیوں پر قائم رکھتا تھا اور مساوی اخلاق میں بُرائیوں سے محفوظ رکھتا تھا اور اُس وقت جبکہ آپ سن شباب کو پہنچے آپ کو ندا دیتا تھا السّلام علیك یا محمّدؐ یا رسُول اللہ۔ حالانکہ حضرتؐ ابھی مرتبۂ رسالت پر فائز نہیں ہوئے تھے۔ حضرتؐ گمان کرتے تھے کہ یہ آواز پتھر اور زمین سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ حضرت کو کوئی نظر نہ آتا تھا۔

دوسری روایت میں حضرت امیرالمؤمنینؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں نے اہل جاہلیت کے ساتھ اُن کے کاموں میں بعثت سے پہلے دو مرتبہ کے سوا کبھی موافقت نہیں کی۔ ایک مرتبہ رات کے وقت اُٹھا تاکہ ان کے کھیل کود کو دیکھوں اور سُنوں؛ لیکن خدا نے مجھ پر نیند غالب کر دی تاکہ ان کے کاموں کو نہ دیکھوں نہ سُنوں۔ تو میں نے سمجھا کہ یہ بات خدا کو پسند نہیں؛ پھر کبھی میں نے ان کے افعال کی جانب توجہ نہ کی۔ دُوسری روایت میں دُوسری بات یہ کہ جب حضرتؐ ساتویں برس میں تھے تو بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے لیئے مکان تعمیر کیا جا رہا تھا جس میں میں بھی مدد کر رہا تھا۔ میں نے اپنے دامن میں مٹی بھرنا چاہا کہ اُٹھاؤں اس صورت میں میری شرمگاہ کھُل جاتی کیونکہ کوئی زیر جامہ نہیں پہنے ہوئے تھا۔ ناگاہ میں نے اپنے بالائے سر سے ایک آواز سُنی کہ اپنے دامن کو گرا دو۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ میں نے اپنے دامن کو گرا دیا اور واپس چلا آیا۔

ابن شہر آشوب اور قطب راوندی رحمۃ اللہ علیہما نے حلیمہ بنت ابی ذویب سے روایت کی ہے جس کا نام عبداللہ بن حارث تھا۔ وُہ قبیلہ مضر سے تھا اور حلیمہ حارث بن عبدالعزّیٰ کی زوجہ تھیں وُہ کہتی ہیں کہ جس سال آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی ہمارے شہروں میں خشک سالی اور قحط کا دَور دَورہ تھا۔ میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ آئی تاکہ ہم عورتیں بچّوں کو دُودھ پلانے کے لیئے لے جائیں۔ میں ایک مادۂ خچر پر سوار تھی جو بہت آہستہ چلتا تھا اور میرے ساتھ اُونٹنی تھی جس کے ایک قطرہ دُودھ نہ ہوتا۔ میری گود میں ایک لڑکا تھا جس کے لیئے میرے اتنا دُودھ نہ ہوتا کہ وُہ شکم سیر ہو جایا کرتا۔ رات کو بھوک کے سبب سے اس کو نیند نہ آیا کرتی تھی۔ جب ہم عورتیں مکہ میں پہنچیں آنحضرتؐ کو دُودھ پلانے کے لیئے کسی نے لینا پسند نہ کیا اس لیئے کہ آپ یتیم تھے اور اُن کے سرپرستوں سے مال و زر

کی چنداں اُمید نہ تھی۔ جب مجھے کوئی دُوسرا بچّہ نہ ملا تو میں حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس آئی اور اُس دُرِّ یتیمؐ کو ان سے حاصل کیا۔ جب حضرتؐ کو گود میں لیا اور آپؐ نے میری جانب نظر کی، آپؐ کی آنکھوں سے ایک نُور ساطع ہوا۔ اس اصحاب یمین کی آنکھوں کی ٹھنڈک نے میرے داہنے دودھ کی طرف رغبت کی، اور کچھ دیر دُودھ پیا۔ لیکن بائیں پستان کی طرف توجّہ نہ کی۔ اس کو میرے بچّہ کے لیئے چھوڑ دیا۔ حضرتؐ کی برکت سے میرے دونوں پستان دُودھ سے پُر ہو گئے جو دونوں کے لیئے کافی ہو جاتے۔ جب میں آنحضرتؐ کو اپنے شوہر کے پاس لائی تو اس اونٹنی کے دُودھ اس قدر جاری ہوا کہ ہمارے اور ہمارے بچّوں کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے شوہر نے کہا ایسا مبارک فرزند مجھ کو ملا ہے جس کی برکت سے نعمتوں کا رُخ ہماری طرف ہو گیا۔ دُوسرے روز صبح کو آنحضرتؐ کو میں نے اپنے خچر پر سوار کیا۔ وُہ کعبہ کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کر باعجاز آنحضرتؐ تین مرتبہ اُس نے سجدہ کیا اور گویا ہوا کہ مجھے بیماری سے شفا حاصل ہوئی اور تکلیفوں سے نجات ملی اس سبب سے کہ سیّد الانبیاءؐ اور خاتم المرسلینؐ اور بہترین اوّلین و آخرین میری پُشت پر سوار ہوئے۔ اس کی کمزوری رفع ہو گئی۔ وُہ اس قدر چُست و تیز ہو گیا کہ ہمارے ہمراہیوں کے تمام چوپائے اس کے مقابلہ پر نہ آسکتے تھے۔ اور میرے ساتھ والوں کو میرے اور میرے جانوروں کے تغیر حالات پر بہت تعجّب ہوتا تھا۔ غرض ہر روز نعمتیں اور برکتیں ہم پر بڑھتی رہیں اور لوگوں کے اُونٹ اور گوسفند چراگاہ سے بھُوکے واپس آتے تھے لیکن ہمارے جانور سیر اور دُودھ سے بھرے ہوئے آتے تھے۔ اثنائے راہ میں ہم ایک غار کے پاس سے گزرے اس میں سے ایک مردِ پیر باہر آیا جس کی پیشانی کا نُور آسمان تک پہنچ رہا تھا۔ اس نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور کہا خداوند کریم نے مجھے حضرت کی رعایت امُور کے لیئے مقرر فرمایا ہے۔ اسی وقت ہرنوں کا ایک گلہ اُدھر سے گزرا۔ اُن سب نے بزبان فصیح مجھ سے کہا کہ اے حلیمہ تم نہیں جانتی ہو کہ کس کو تربیت کے لیئے لائی ہو۔ وُہ پاکیزہ لوگوں میں پاک ترین ہے۔ غرض میں جس پہاڑ اور صحرا کی طرف سے گزرتی تھی سب آنحضرتؐ کو سلام کرتے تھے۔ پھر تو ہماری معیشت و مال میں برکت و زیادتی اتنی ہوئی کہ ہم امیر ہو گئے، آنحضرتؐ کی برکت سے جانور بہت ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے اپنے کپڑوں میں پاخانہ پیشاب کبھی نہ کیا اور کبھی کپڑا نہ ہٹایا کہ آپ کی شرمگاہیں ظاہر ہوتیں۔ میں عموماً آپ کے ساتھ ایک نوجوان کو دیکھتی جو کپڑوں سے آپکی شرمگاہیں چھپاتا اور محافظت کرتا رہتا۔ میں نے آنحضرتؐ کی پانچ سال دو مہینے تربیت کی اسی اثناءً میں ایک روز حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بھائی روزانہ کہاں جاتے ہیں میں نے بتایا کہ گوسفند چرانے۔ حضرتؐ نے فرمایا آج میں بھی اُن کے ساتھ جاؤں گا۔ غرض حضرتؐ بھی اُن کے ساتھ جنگل تشریف لے گئے وہاں فرشتوں کے ایک گروہ نے حضرتؐ کو ساتھ لیا اور ایک ٹیلہ پر لے گئے۔ ان کو نہلایا پاک کیا۔ یہ دیکھ کر میرا لڑکا میرے پاس دَوڑا ہوا آیا کہ محمدؐ کو جلدی دیکھو کہ اُن کو کچھ لوگ اپنے ساتھ لے گئے ہیں میں دَوڑتی ہوئی آئی دیکھا کہ آپ کے جسم اقدس سے ایک نور آسمان تک ساطع ہے۔ میں نے ان کو گود میں لیا اور پیار کیا۔ پوچھا کہ تم کو کیا ہوا۔ فرمایا اماں ڈرو نہیں خدا میرے ساتھ ہے۔ اُن کے جسم سے مشک سے

بہتر خوشبو آرہی تھی۔ ایک روز ان کو ایک کاہن نے دیکھا تو نعرہ مارا اور کہا یہ وُہ ہے جو بادشاہوں کو مقہور کریگا اور عرب کو متفرق کرے گا۔

ابن شہر آشوب نے حلیمہؓ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ تین۳ مہینے کے ہوئے تو بیٹھنے لگے جب نو مہینے کے ہوئے تو لڑکوں کے ساتھ دوڑنے لگے۔ دس مہینے کے ہوئے تو اپنے بھائیوں کے ساتھ گوسفند چرانے جانے لگے۔ جب پندرہ مہینے کے ہوئے قبیلہ کے جوانوں کے ساتھ تیر اندازی کیا کرتے تھے۔ جب حضرتؐ تیس۳۰ مہینے کے ہو گئے کُشتی لڑنے لگے اور جوانوں کو پچھاڑا کرتے تھے، پھر ان کو ان کے جد کے پاس پہنچا دیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب صبح کو بچوں کے لیے کھانا لایا جاتا تھا وُہ ایک دُوسرے کے ساتھ لُوٹ مار کیا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرتؐ اپنا ہاتھ تک نہ بڑھاتے تھے۔ لڑکے جب سو کر اٹھا کرتے تھے تو انکی آنکھوں میں کیچڑ بھرے رہتے۔ لیکن آنحضرتؐ کا مُنہ دُھلا ہُوا ہوتا اور آپ کے جسم سے خوشبو آتی رہتی تھی۔

بسند معتبر روایت ہے کہ ایک روز عبد المطلبؑ کعبہ کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ کسی نے پکار کر ندا دی کہ محمدؐ نامی بچہ حلیمہ کے پاس سے گُم ہو گیا۔ عبد المطلبؑ یہ سنکر بے چین ہو گئے اور آواز دی کہ اے بنی ہاشم اور بنی غالب سوار ہو کر تلاش کرو کہ محمدؐ گُم ہو گئے ہیں۔ اور قسم کھائی کہ جب تک وُہ ملیں گے نہیں، گھوڑے سے اُتروں گا نہیں۔ اور ہزار اعرابی اور سو قریشیوں کو قتل کر دوں گا۔ اور کعبہ کے گرد پھر رہے تھے اور چند اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ اے پالنے والے میرے شہسوار محمدؐ کو میرے پاس واپس بھیجدے اور اپنی نعمت دوبارہ مجھ پر انعام فرما۔ پالنے والے اگر محمدؐ نہ ملیں گے تو تمام قریش کو پراگندہ کر دوں گا۔ اسی اثناء میں ایک آواز ہوا میں پیدا ہوئی کہ خداوند عالم محمدؐ کو ضائع نہ کرے گا۔ عبد المطلبؑ نے پُوچھا وُہ کہاں ہیں؟ آواز آئی فلاں وادی میں ایک ببول کے درخت کے نیچے۔ عبد المطلب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آنحضرتؐ باعجاز اُس درختِ خار سے رطب تازہ توڑ کر کھا رہے ہیں اور دو جوان اُن کے قریب کھڑے ہیں۔ جب حضرتؐ قریب پہنچے وُہ دونوں جوان جو جبریلؑ و میکائیلؑ تھے الگ ہو گئے۔ آپ نے آنحضرتؐ سے پُوچھا کہ تم کون ہو؟ فرمایا میں عبداللہ بن عبد المطلبؑ کا فرزند ہوں۔ حضرت عبد المطلب نے آپ کو اپنی گردن پر سوار کیا اور واپس ہوئے اور کعبہ کے پاس آکر سات مرتبہ طواف کیا۔ اُدھر بہت سی عورتیں جناب آمنہ کے پاس جمع ہو کر اُن کی تسکین و تشفی میں مشغول تھیں جب حضرتؐ کو جناب آمنہ کے پاس لائے آپ خود حضرت آمنہ کے پاس چلے گئے دوسری عورتوں کی جانب بالکل متوجہ نہ ہوئے۔ اسی طرح ایک مرتبہ جناب عبد المطلبؓ نے اپنے اُونٹوں کو ہنکالانے کے لیے بھیجا جب آنحضرتؐ کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو عبد المطلبؓ نے لوگوں کی جماعت ہر طرف تلاش کے لئے دوڑا دی اور کعبہ کے دروازہ کی زنجیروں کو پکڑ کر کہتے تھے پالنے والے کیا اپنے برگزیدہ کو ہلاک کرے گا؟ یا اُس کی پیغمبری کے بارے میں جو تُو نے خبر دی تھی اُس میں کچھ تغیر فرما دیا۔ جب آنحضرتؐ واپس آگئے تو حضرت عبد المطلبؑ نے ان کو گود میں لیا پیار کیا اور فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں آئندہ پھر

تجھ کو کسی کام کے لیئے نہ بھیجوں گا۔ ڈرتا ہوں کہ دُشمن تجھے ہلاک نہ کر دیں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ابو طالبؑ نے اُن سے بیان کیا کہ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ایک لمحہ کے لیئے اُن کو جُدا نہ کرتا تھا اور نہ کسی کا ان کے بارے میں اعتبار کرتا تھا یہانتک کہ ان کو اپنے بستر پر سُلاتا۔ ایک رات مَیں نے اُن سے کہا کہ اپنے کپڑے اُتار کر میرے بستر پر آکر سو رہو لیکن اُن کو دیکھا کہ کپڑے اُتارنے میں کراہت ہو رہی ہے مجھ سے کہا اے پدر اپنا مُنہ پھیر لیجیے کسی کو مناسب نہیں کہ میرے ستر کو دیکھے۔ جب وُہ میرے پاس لحاف میں آگئے۔ مَیں نے اپنے اور ان کے درمیان ایک کپڑا دیکھا جو مَیں لحاف میں نہیں لے گیا تھا۔ ویسا کپڑا نرم اور خوشبو دار مَیں نے کبھی نہیں دیکھا تھا معلوم ہوتا تھا کہ مشک میں غوطہ دیا ہوا ہے۔ صبح ہوئی تو وُہ کپڑا غائب ہو گیا۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ رات کو مَیں ان کو بستر پر نہ پاتا۔ جب مَیں اُن کی تلاش میں اُٹھتا تو وُہ لحاف میں سے آواز دیتے کہ چچا جان مَیں یہاں ہوں واپس آجائیے۔ اور راتوں کو دُعائیں اور عجیب باتیں سُنتا تھا۔ ایک روز ایک بھیڑیئے کو مَیں نے دیکھا کہ انکے پاس آیا۔ ان کو سُونگھا پھر آنحضرتؐ کے گرد گھوما اور ذلت کے ساتھ اپنی دُم زمین پر ملنے لگا۔ اکثر دیکھتا کہ ایک نہایت حسین شخص آکر آپ کے سر پر ہاتھ پھیرتا، دُعا دیتا اور غائب ہو جاتا۔ اکثر خواب میں دیکھتا کہ تمام دُنیا ان کی مسخر ہو گئی ہے۔ وُہ بلند ہوتے ہوتے آسمان پر پہنچے ہیں۔ ایک روز وُہ غائب ہو گئے میں اُن کی تلاش میں بہت سر گرداں رہا۔ ناگاہ دیکھا کہ چلے آرہے ہیں اور ایک شخص ان کے ساتھ ہے جس کے مثل مَیں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مَیں نے کہا اے فرزند کیا مَیں نے تم کو تاکید نہیں کی ہے کہ مجھ سے جُدا نہ ہُوا کرو۔ اُس شخص نے کہا گھبراؤ نہیں وُہ جب تمہارے پاس سے الگ ہوتے ہیں تو مَیں اُن کے ساتھ رہتا ہوں اور انکی حفاظت کرتا ہوں۔ وُہ ہمیشہ آبِ زمزم پیتے تھے۔ اکثر ابو طالبؑ صبح کو ان کے لیئے کھانا لاتے تو وُہ فرماتے کہ چچا جان مَیں سیر ہوں۔ جب دوپہر یا شام کو ابو طالبؑ اپنے بچوں کے لیئے کھانا لاتے تو فرماتے کہ ابھی ہاتھ کھانے میں نہ ڈالو جبتک کہ آنحضرتؐ نہ آجائیں اور تناول نہ کر لیں۔ جب آنحضرتؐ ابتدا کرتے تو سب لڑکے آپ کی برکت سے سیر ہو جاتے اور کھانا اُسی قدر موجود رہتا۔ پھر ابو طالبؑ سے ہی منقول ہے کہ مَیں راتوں کو آنحضرتؐ سے دُعائیں اور مناجات اور ایسی باتیں سُنا کرتا تھا کہ مجھے تعجب ہوتا اہل عرب کی عادت نہ تھی کہ کھانے کے وقت بسم اللہ کہیں، لیکن بچپن میں آنحضرتؐ کی یہ عادت تھی کہ جب تک بسم اللہ نہ کہتے کھانا نوش نہ فرماتے نہ پانی پیتے، اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہتے تھے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ابتدا میں بسم اللہ الاحد اور فارغ ہو کر الحمد للہ کثیراً فرماتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ جب مَیں آپ کے پاس جاتا آپ تنہا ہوتے اور ایک نُور آپ کے سر سے آسمان تک کھنچا ہوتا۔ مَیں نے کبھی جھُوٹ اور مہمل باتیں آپ سے نہیں سُنیں نہ کبھی بلند آواز سے آپ ہنسے۔ کبھی لڑکوں کے ساتھ کھیل میں شریک نہ ہوتے نہ کبھی اُن کے کھیل کی طرف نگاہ کی۔ تنہائی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ جب آپ سات برس کے تھے یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ محمدؐ کو حرام و شبہ سے محفوظ رکھے گا۔ ہم اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایک فربہ مُرغ کو پکا کر اس مجمع میں لائے جہاں قریش کی ایک جماعت اور

آنحضرتؐ موجود تھے۔ اور سب کے سامنے رکھ دیا۔ قریش نے مل کر کھایا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اس کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھایا۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں نہیں کھاتے فرمایا یہ حرام ہے اور خدا مجھے حرام سے محفوظ رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا حلال ہے اگر آپ پسند کریں ہم ایک لقمہ آپ کے مُنہ میں کھلا دیں۔ فرمایا اگر تم سے ممکن ہو تو کھلاؤ۔ اُن لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ لقمہ آنحضرتؐ کے دہن تک پہنچائیں لیکن نہ ہو سکا۔ اُن کے ہاتھ دائیں اور بائیں مڑ جایا کرتے تھے اور حضرتؐ کے دہن تک نہیں پہنچ سکے۔ پھر دُوسرا مرغ بریاں لایا گیا جو ہمسایہ کے گھر سے غائب ہو گیا تھا۔ اس کو پکڑا اس نیت سے کہ اگر وُہ آئے گا تو اس کی قیمت اس کو دے دیں گے۔ جب حضرتؐ نے اس میں سے لقمہ اُٹھایا وُہ لقمہ گر گیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا یہ مال شبہ سے ہے میرا خدا مجھے اس سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ دوسروں نے پھر کوشش کی کہ لقمہ حضرتؐ کے دہن اقدس تک پہنچائیں مگر نہ پہنچا سکے اس وقت یہودیوں نے اقرار کیا کہ یہی وُہ صفتیں ہیں جنکو ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے۔

حضرت فاطمہؓ بنت اسد سے منقول ہے کہ ہمارے گھر کے صحن میں ایک درخت تھا جو مدتوں سے خشک ہو چکا تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اُس پر ملا وُہ درخت اسی وقت سبز و شاداب ہو گیا اور اس میں رطب پیدا ہو گئے۔ وُہ فرماتی ہیں کہ میں ہر روز آنحضرتؐ کے لیئے رطب جمع کرتی اور محفوظ رکھتی تھی۔ جب حضرت تشریف لاتے آپؐ کے سامنے حاضر کر دیتی تھی۔ وُہ اس کو باہر لے جا کر بنی ہاشم کے بچوّں پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرتؐ تشریف لاتے تو میں نے عذر کیا کہ آج درختوں میں رطب نہیں پھلے تھے۔ فاطمہؓ کہتی ہیں حضرتؐ کے نُورِ مبارک کی قسم جب آپ نے یہ سُنا ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے اور چند کلمات کہے۔ میں نے دیکھا کہ اُن درختوں میں ایک درخت اسقدر خم ہوا کہ حضرتؐ کا ہاتھ اُس کے اُوپر کے سرے تک پہنچ گیا۔ اور آپ نے جس قدر رطب چاہے توڑ لیئے۔ پھر وُہ درخت اسی طرح بلند ہو گیا۔ اس وقت میں نے درگاہِ باری میں تضرع و الحاح کے ساتھ دُعا کی کہ اے پروردگارِ آسمان! مجھے بھی ایک فرزند عطا فرما جو اس کا بھائی اور اس کے مثل ہو۔ اسی رات امیر المومنین علیؑ کا نطفہ منعقد ہوا اور وُہ آنحضرتؐ کی برکت سے کبھی بتوں کی پرستش کے قریب نہ گئے اور کبھی غیر خدا کی عبادت نہ کی۔

شاذان رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ چار مہینے کے ہوئے کہ آپؐ کی والدہ جناب آمنہؓ برحمتِ الٰہی واصل ہوئیں اور آنحضرتؐ بغیر ماں باپ کے ہو گئے اور مادرِ مہربان کے غم میں تین روز تک کچھ نہ کھایا، اور ہر وقت رویا کرتے تھے اور جناب عبدالمطلبؑ بہت بے چین و بے قرار تھے۔ اور صفیہ اور عاتکہ اپنی بیٹیوں کو بُلا کر فرمایا کہ میرے اس فرزند کو چُپ کراؤ اور اس کے لئے دایہ کی تلاش کرو۔ عاتکہ نے آنحضرتؐ کو شہد کھلانا شروع کیا اور بنی ہاشم کی تمام دودھ والی عورتوں کو بُلا کر چاہا کہ حضرتؐ کسی کا دودھ قبول فرمالیں لیکن حضرتؐ نے کسی کا دُودھ نہ پیا۔ پھر قریش کی عورتیں آئیں، جنکی تعداد چار سو ساٹھ تک پہنچ گئی مگر آپ نے کسی کا دُودھ نہ قبول فرمایا اور ہر وقت رویا کرتے تھے یہ دیکھ کر عبدالمطلبؑ نہایت غمگین ہوئے اور کعبہ کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اتفاقاً قریش کا ایک بوڑھا آدمی عقیل بن وقاص کا اس طرف گزر ہوا۔ حضرت عبدالمطلبؑ کو غمگین و رنجیدہ دیکھ سبب دریافت کیا

آپؑ نے فرمایا کہ میرا بچہ جس روز سے اس کی ماں کا انتقال ہوا ہے نہایت بیقرار و بے چین ہے اور کسی عورت کا دُودھ نہیں پیتا ہے اس سبب سے مجھے کھانا پینا گوارا نہیں۔ اور اس کے معاملہ میں سخت حیران ہوں کہ کیا کروں۔ عقیل نے کہا اے ابوالحارث قریش کے قبیلوں میں ایک عورت کو میں جانتا ہوں جو حسب و نسب، عقل و دانائی اور فصاحت و بلاغت و صباحت میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اس کا نام حلیمہ بنتِ عبداللہ ابن حارث ہے۔ عبدالمطلب نے جب اُس کی تعریف سماعت کی اس کو بہت پسند کیا اور اپنے ایک غلام شمردل نامی کو ایک تیز رفتار ناقہ پر سوار کر کے بعجلت تمام قبیلہ بنی سعد بن بکر کی طرف روانہ کیا جو مکہ سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر رہتے تھے۔ اور کہا کہ بہت جلد عبداللہ بن الحرث کو میرے پاس بلا کر لا۔ غرض وُہ جلد تر اس کو لے آیا جبکہ عبدالمطلب کے پاس اکابر قریش جمع تھے۔ لیکن وُہ سب کو چھوڑ کر حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس آیا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے دیکھا تو اس کے استقبال کے لیئے کھڑے ہو گئے اور اس کو گلے لگایا اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمایا کہ اے عبداللہ میں نے تم کو اس واسطے تکلیف دی ہے کہ محمدؐ میرا فرزندزادہ چار مہینے کا ہے اس کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور وُہ نہایت بے چین ہے اور کسی عورت کا دُودھ مُنہ سے نہیں لگاتا۔ سُنا ہے کہ تمہاری بیٹی حالتِ زچگی میں ہے۔ اگر کوئی حرج نہ ہو تو محمدؐ کو دُودھ پلانے کے لیئے اس کو بھیج دو اگر بچہ نے اس کا دُودھ قبول کر لیا تو تم کو اور تمہارے قبیلہ کو تونگر کر دوں گا۔ عبداللہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور واپس آکر اپنی بیٹی حلیمہ کو خوشخبری دی۔ حلیمہ بھی خوش ہوئیں۔ غسل کیا اور طرح طرح کی خوشبوؤں سے اپنے تیئں معطر کیا اور لباس فاخرہ پہن کر اپنے والد عبداللہ اور اپنے شوہر بکر بن سعد کو لے کر حضرت عبدالمطلبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وُہ ان کو لے کر عاتکہ کے پاس آئے! انہوں نے آنحضرتؐ کو حلیمہ کی گود میں دے دیا۔ حلیمہ نے بایاں پستان حضرتؐ کو پلانا چاہا حضرتؐ نے مُنہ نہ لگایا بلکہ داہنے پستان کی جانب توجہ فرمائی۔ وُہ خشک ہو چکا تھا اور کبھی کسی بچہ نے اس کو مُنہ سے نہ لگایا تھا۔ حلیمہ نے تامل کیا اور اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ حضرتؐ کو اس پستان سے دُودھ نہ ملے تو بائیں پستان کو بھی نہ مُنہ لگائیں اور کوشش کی کہ بائیں پستان ہی سے حضرتؐ دُودھ پیئں؛ لیکن حضرتؐ داہنے ہی کی طرف میل فرماتے رہے۔ آخر حلیمہ نے کہا اے فرزند لے داہنے پستان سے پی تاکہ تجھ کو معلوم ہو جائے کہ وُہ خشک ہو چکا ہے اور اس میں دُودھ نہیں ہے۔ جب آنحضرتؐ نے داہنے پستان کو مُنہ میں لے کر پینا شروع کیا حضرتؐ کی برکت سے اس قدر دُودھ جاری ہوا کہ آپؐ کے دہن مُبارک کے دونوں طرف سے بہنے لگا۔ حلیمہ کو تعجب ہوا اور بولیں اے فرزند تیرا معاملہ تو بہت عجیب ہے۔ میں بحق خداوند آسمان قسم کھاتی ہوں کہ میں نے بارہ بچوں کو بائیں پستان سے دُودھ پلایا ہے لیکن داہنے پستان سے دُودھ کا ایک قطرہ بھی کسی کو میسر نہ ہوا اور اب تیری برکت سے دُودھ اس سے بہہ رہا ہے۔ حضرت عبدالمطلبؑ یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے حلیمہ اگر تم ہمارے پاس رہنا چاہو تو میں اپنے مکان کے پہلو میں ایک مکان خالی کر دوں تم اس میں رہو ہر مہینے تم کو ہزار درہم چاندی کے اور ایک جامہ رومی اور ہر روز دس من سفید روٹی اور پاکیزہ گوشت دُوں گا، لیکن ان کو منظور نہ ہوا۔ تو حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ اے حلیمہ میں دو شرطوں کے ساتھ

اپنے فرزند کو تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ اس کی تعظیم و اکرام میں مطلق کمی نہ کرنا۔ ہمیشہ اس کو اپنے پہلو میں سُلانا۔ داہنا ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھنا اور بایاں ہاتھ اس کی گردن میں۔ اور اس سے غافل نہ ہونا۔ حلیمہؓ نے کہا بحق پروردگارِ آسمان کہتی ہوں کہ جب سے مَیں نے اس کو دیکھا ہے اسکی محبت اس قدر میرے دِل میں پیدا ہوگئی ہے کہ اس کی نگہداشت میں مجھے کسی کی سفارش کی ضرورت نہیں ہے عبدالمطلب نے فرمایا دوسری شرط یہ ہے کہ ہر روزِ جمعہ اس کو میرے پاس لایا کرو کیونکہ مجھ کو اس کی جُدائی کی طاقت نہیں ہے۔ حلیمہؓ نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ پھر عبدالمطلبؑ نے فرمایا تو آنحضرتؐ کا سر مبارک دھویا گیا اور آپ کو لباس فاخرہ پہنایا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے حضرتؐ کو گود میں لیا اور حلیمہؓ سے فرمایا کہ میرے ساتھ کعبہ کے پاس چلو تاکہ میں اسے تمہارے سپرد کروں۔ غرض کعبہ کے پاس آتے اور آنحضرتؐ کو سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرایا اور خدا کو حلیمہ پر گواہ بنایا اور حضرتؐ کو ان کے سپرد فرمایا اور چاندی کے چودہ درم ان کو عطا فرمائے۔ اپنے دس لباس فاخرہ اور چار کنیزیں بخشیں اور جامہ ہائے یمنی کے خلعت دیئے۔ اور کعبہ کے باہر تک ان کی مشایعت کی۔ جب حلیمہؓ اپنے قبیلہ میں پہنچیں اور آنحضرتؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی آپؐ کے چہرہ انور سے ایک نور ساطع ہوا جس نے زمین و آسمان کو روشن کردیا۔ اہل قبیلہ نے جو حلیمہ کا حال مشاہدہ کیا تمام چھوٹے بڑے عورت و مرد اُن کے پاس آئے اور ان کو اس سعادتِ عظیم پر مبارکباد دی اور حضرتؐ کی محبت ہر ایک کے دل میں اس طرح پیدا ہوئی کہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے حضرتؐ کو چھینتا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ مَیں نے کبھی آنحضرتؐ کا پاخانہ پیشاب نہیں دھویا۔ نہ کبھی آپ کے جسم سے بدبُو آئی۔ اگر کبھی آپؐ نے پاخانہ کیا تو اُس سے بوئے مشک دکافور آتی تھی، اور زمین پوشیدہ کرلیتی کوئی اس کو دیکھنے نہ پاتا۔ جب آپؐ دس مہینے کے ہوئے جمعرات کے دن حلیمہ آپ کے مخصوص خیمہ کے دروازہ پر اس انتظار میں کھڑی ہوئیں تاکہ آنحضرتؐ سو کر اُٹھیں، تو آپ کے ہاتھ مُنہ دُھلائیں اور کنگھی کریں اور حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس لائیں۔ لیکن حضرتؐ کے انتظار میں بہت دیر ہوگئی اور جرأت نہ ہوئی کہ خیمہ کے اندر جائیں۔ چار گھڑی کے بعد آنحضرتؐ خیمہ سے باہر آئے۔ حلیمہؓ نے جب حضرتؐ کو دیکھا تو آپ کا سراقدس دُھلا ہوُا اور کنگھی کی ہوئی تھی۔ اور سندس و استبرق کے مختلف رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حلیمہؓ کو نہایت تعجب ہوُا۔ انہوں نے پوچھا اے فرزند یہ لباس اور زینتیں کہاں سے حاصل ہوئیں؟ فرمایا اے مادرِ گرامی یہ لباس بہشت سے آیا ہے اور فرشتوں نے میری آرائش کی ہے۔ غرض حلیمہؓ اُن کو لے کر اُن کے جدِ بزرگوار کے پاس لائیں اور تمام قِصّہ بیان کیا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے فرمایا اے حلیمہ یہ حالات کسی سے بیان نہ کرنا۔ اور حلیمہؓ کو ہزار درم اور دس لباس اور ایک کنیز رومیہ عطا کی۔ جب حضرتؐ کی عُمر پندرہ مہینے کی ہوئی لوگ دیکھ کر سمجھتے تھے کہ آپ پانچ سال کے ہیں۔ اور جب حلیمہ ان کو اپنے قبیلہ میں لیکر آئیں ان کے پاس صرف بائیس بھیڑیں تھیں۔ اور جب آنحضرتؐ کو واپس آپ کے جد کے سپُرد کیا آپ کی برکت سے ایک ہزار تیس اُونٹ و گوسفندیں موجود تھیں۔ جب حضرتؐ کی عمر دوسال کے قریب پہنچی

تو ایک رات حلیمہؓ کے لڑکے محزون و مغموم چراگاہ سے واپس آئے اور کہا اماّں آج ایک بھیڑیا دو گوسفند پکڑ لے گیا۔ حلیمہؓ نے کہا خدا ان کے بدلے اور دے گا۔ آنحضرتؐ نے جو سُنا تو فرمایا آپ لوگ آزردہ نہ ہوں کل آپ کی دونوں گوسفندیں بھیڑیئے سے بفضل خدا واپس لے لُوں گا۔ ضمرہ نے کہا جو حلیمہؓ کے سب سے بڑے فرزند تھے کہ عجیب ہے تمہاری بات اے بھائی گزشتہ روز تو بھیڑیا گوسفندوں کو لے گیا اور آپ کل اُس سے واپس لے لیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی قدرت سے سب کچھ سہل ہے۔ جب صبح ہوئی تو ضمرہ نے آنحضرتؐ کو اپنے کاندھے پر سوار کیا اور جنگل میں اس مقام پر لے گئے جہاں سے بھیڑیا لے گیا تھا اور حضرتؐ کو بتایا۔ آنحضرتؐ کاندھے سے اُترے اور سجدہ میں گئے اور کہا میرے سردار میرے مالک اور مولا مجھ پر حلیمہؓ کا جو حق ہے تو جانتا ہے۔ ایک بھیڑیئے نے اُس کی بھیڑوں پر زیادتی کی ہے۔ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اُس بھیڑیئے کو حکم دے کہ اس کی گوسفندوں کو واپس لائے۔ اُسی وقت بھیڑیا دونوں گوسفندوں کو واپس لایا۔ ہُوا یہ کہ جب بھیڑیا گوسفندوں کو لے کے چلا تو ایک ہاتف نے اس کو آواز دی کہ اے بھیڑیئے عذابِ الٰہی سے خوف کر، اور ان دونوں بھیڑوں کی حفاظت کر۔ تاکہ بہترین پیغمبران محمدؐ بن عبداللہ کو واپس دینا۔ پھر وُہ بھیڑیا آنحضرتؐ کے قدموں پر گرا اور بحکمِ خدا گویا ہوُا کہ اے پیغمبروں کے سردارؐ معاف فرمایئے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ گوسفندیں آپ کی ہیں۔ اس وقت ضمرہ نے کہا اے محمدؐ کس قدر عجیب باتیں آپ کی ہیں۔ جب دُو سال کے حضرتؐ پُورے ہوگئے تو ایک روز آپ نے حلیمہؓ سے کہا اے مادر مہربان مَیں بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگل جاؤں گا اور گوسفند چرانے میں ان کی مدد کروں گا، اور کوہ و صحرا میں خدا کی صناعیوں کو دیکھوں گا اور عبرت حاصل کروں گا اور چیزوں کے نفع و نقصان کو سمجھوں گا۔ حلیمہؓ نے کہا اے فرزند تم کو بہت شوق ہے؟ فرمایا ہاں۔ جناب حلیمہؓ نے دیکھا کہ حضرتؐ جنگل کی طرف جانے پر بہت مائل ہیں تو آنحضرتؐ کو اچھے کپڑے پہنائے نعلین پیروں میں پہنائی، اور اچھے اور عُمدہ کھانے ہمراہ کیئے اور اپنے لڑکوں کو آنحضرتؐ کی حفاظت و رعایت کی تاکید کر کے روانہ کیا۔ جب آنحضرتؐ نے قدم مبارک صحرا میں رکھے پہاڑ و میدان آپ کے نورِ جمال سے روشن و منور ہو گئے جس پتھر اور ڈھیلے کی طرف حضرتؐ کا گزر ہوتا باوازِ بلند وُہ ندا دیتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَامِدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَحْمُودُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْقَوْلِ الْحَقِّ الْعَدْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ خوشحال اُس کا جو آپؐ پر ایمان لائے، اور عذابِ الٰہی اُس کے لیئے ہے جو آپؐ کا منکر ہو یا آپؐ کے کسی حرف کی تردید کرے جو آپ خدا کی طرف سے بیان فرمائیں۔ آنحضرتؐ ان کے سلام کا جواب دیتے اور آگے گزر جاتے۔ حلیمہؓ کے لڑکے ہر لحظہ آنحضرتؐ سے عجائب و غرائب مشاہدہ کرتے کہ ان کی حیرت زیادہ سے زیادہ بڑھتی جاتی تھی یہانتک کہ آفتاب بلند ہوُا اور حضرتؐ کو دھوپ سے اذیت ہوئی تو خدا نے ایک فرشتے کو مؤکل کیا جس کا نام استحیائیل تھا کہ ایک ابرِ سفید کو آنحضرتؐ کے سر پر پھیلائے جس سے سایہ ہو۔ اُسی وقت ایک ابر حضرتؐ کے سر پر نمایاں ہوُا اور مشک کے مانند اسمیں سے پانی گرنا شروع

ہوا۔ لیکن حضرتؐ کے سر پر ایک قطرہ بھی نہیں پڑتا تھا۔ پرنالے جاری ہو گئے لیکن آنحضرتؐ کے راستہ میں کیچڑ کا نام و نشان نہ تھا۔ اس بادل سے مُشک و زعفران برس رہے تھے اور آنحضرتؐ کے لیئے کوہ و دشت کو معطر کر رہے تھے۔ اس صحرا میں کھجور کا ایک درخت بالکل خشک تھا اس کی پتیاں گر چکی تھیں جب آنحضرتؐ اس کے پاس پہنچے اپنی پُشت مبارک اُس درخت سے لگا کر آرام کرنا چاہا ناگاہ وُہ درخت سبز ہونا شروع ہوا۔ اُس میں پتیاں نکل آئیں، ٹہنیاں سبز ہوئیں، اور زرد و سُرخ رطب حضرتؐ کی ضیافت کے لیئے گرنے لگے۔ حضرتؐ تھوڑی دیر اُس درخت کے سایہ میں لیٹے پھر اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ گفتگو کرنے لگے ناگاہ حضرتؐ کی نگاہ ایک سبزہ زار پر پڑی جو طرح طرح کے گل و ریاحین سے آراستہ تھا۔ فرمایا چاہتا ہوں کہ اس چمن کی سیر کروں اور اپنے خالق کی کاریگری مُشاہدہ کروں بھائیوں نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔ فرمایا نہیں تم اپنے کاموں میں مشغول رہو مَیں تنہا جاتا ہوں اور انشاء اللہ بہت جلد واپس آجاؤں گا۔ بھائیوں نے کہا جایئے لیکن ہمارے دِل آپ ہی میں لگے رہیں گے۔ غرض حضرتؐ اس چمن دلکشا کی سیر اور بدائع و صنائع الٰہی میں غور و فکر کرتے ہوئے ایک بلند پہاڑ تک پہنچے جس پر چڑھنے کے لیئے راستہ نہ تھا اور کوئی اس پر نہ جا سکتا تھا چونکہ آنحضرتؐ چاہتے تھے کہ پہاڑ کے اُوپر بھی سیر کریں، لہٰذا استحیائیل نے پہاڑ کو آواز دی جس سے اس کو لرزہ ہوا۔ اور کہا اے کوہ! بہترین پیغمبراں اپنی شکوہ نبوت کے ساتھ تجھ پر آنا چاہتا ہے اس کے لیئے فروتنی اختیار کر۔ یہ سُنکر وُہ پہاڑ اُس معدن شکوہ و وقار کے لیئے اس قدر پست ہوا کہ آنحضرتؐ نے اپنا پیر بڑھا کر رکھ دیا اور چڑھ گئے۔ اور آخری سرے پر نگاہ کی تو اس طرف سے اور بہتر فضا نظر آئی۔ چاہا کہ اُس طرف تشریف لے جائیں اُس طرف بکثرت سانپ بچھو تھے اور بہت عظیم الجثہ کہ جنکے خوف سے کسی کو اُس وادی میں قدم رکھنے کی جرأت نہ تھی۔ استحیائیل نے انکو ڈانٹ کر کہا کہ اے اژدہوں اور سانپ بچھوؤں کے گروہ اپنے اپنے سُوراخوں میں چھُپ جاؤ تاکہ سید الاولین والآخرین تم کو نہ دیکھیں۔ وُہ سب یہ سُنکر پوشیدہ ہو گئے۔ حضرتؐ پہاڑ سے نیچے آئے، ایک چشمہ نظر آیا اس کا پانی نہایت سرد اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ آپؐ نے اس میں سے نوش فرمایا اور تھوڑی دیر اُس چشمہ کے کنارے آرام فرمایا۔ اس وقت جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و دردائیل علیہم السلام آسمان سے آئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جبرئیلؑ نے کہا السّلام علیك یا محمّدؐ السّلام علیك یا احمدؐ السّلام علیك یا حامدؐ السّلام علیك یا محمودؐ السّلام علیك یا طٰہٰؐ السّلام علیك یا ایّها المدثّرؐ السّلام علیك یا ایّها المزمّلؐ السّلام علیك یا طاب طابؐ السّلام علیك یا سیّدؐ السّلام علیك یا فار قلیطؐ السّلام علیك یا طٰسؐ السّلام علیك یا طٰسٓمٓؐ السّلام علیك یا شمسَ الدّنیا السّلام علیك یا قمرَ الاٰخرة السّلام علیك یا نُورَ الدّنیا والاٰخرة السّلام علیك یا شمسَ القیٰمة السّلام علیك یا خاتمَ النبیّین السّلام علیك یا شفیعَ المذنبین۔ غرض بہت سلام کیا

اور آپ کی بیحد مدح و ثنا کی اور کہا کیا کہنا اُس کا جو آپؐ پر ایمان لائے اور افسوس ہے اُس پر جو آپؐ کا انکار کرے یا آپؐ کے اُن اقوال میں سے ایک حرف کی بھی تکذیب کرے جو آپؐ خدا کی جانب سے بیان فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے ان کے سلاموں کا جواب دیا اور پُوچھا تم لوگ کون ہو؟ اُنہوں نے کہا ہم خدا کے بندے ہیں اور آنحضرتؐ کے گرد بیٹھ گئے۔ حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے پُوچھا تمہارا نام کیا ہے کہا عبداللہ۔ میکائیل سے اُن کا نام پُوچھا تو عبیداللہ، اسرافیلؑ نے اپنا نام عبدالجبار اور دردائیلؑ نے اپنا نام عبدالرحمٰن بتایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم سب بندگانِ خدا ہیں۔ جبرئیلؑ کے ساتھ یاقوتِ سُرخ کا ایک طشت تھا، میکائیلؑ کے پاس یاقوت سبز کی ایک صراحی تھی جس میں بہشت کا پانی بھرا ہوا تھا۔ پھر جبرئیلؑ آگے بڑھے اور اپنا مُنہ آنحضرتؐ کے مُنہ سے مِلا کر تین گھڑی تک اسرار الٰہی اُن کے دہن اقدس میں پھونکتے رہے۔ پھر کہا اے محمدؐ جو کچھ مَیں نے بیان کیا سب سمجھو اور سیکھ لو۔ فرمایا ہاں انشاء اللہ تعالےٰ اور آنحضرتؐ کو علم و بیان اور حکمت و بُرہان سے بھر دیا۔ خداوندِ عالم نے آپ کے نورِ اقدس کو ستّہتر گُنا زیادہ کر دیا یہانتک کہ کسی میں طاقت نہ تھی کہ آنحضرتؐ کے چہرہ اقدس کی طرف پُورے طور سے نظر کر سکے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے خوف مت کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور سے ڈروں تو گویا اپنے خالق کی عظمت و جلال کو مَیں نے سمجھا ہی نہیں اسوقت جبرئیلؑ نے میکائیلؑ کو دیکھا اور کہا سزاوار ہے کہ خدا نے ایسے بندے کو اپنا حبیب بنایا اور اس کو بہترین انسان قرار دیا ہے۔ پھر آنحضرتؐ کو چت لٹایا۔ حضرتؐ نے پُوچھا اے جبرئیلؑ کیا کرنا چاہتے ہو عرض کی آپؐ کے لیئے کوئی امر تکلیف دِہ نہیں عمل میں لا سکتا وہی کروں گا جو بہتر ہو گا۔ پھر اپنے پروں سے آپؐ کے شکم مبارک کو چاک کیا اور قلبِ اقدس میں سے ایک سیاہ نقطہ نکالا اور دِل کو بہشت کے پانی سے دھویا، میکائیلؑ پانی ڈال رہے تھے۔ منقول ہے کہ ایک روز لوگوں نے آنحضرتؐ سے پُوچھا کہ جبرئیلؑ نے آپؐ کے دل کی کس چیز کو دھویا فرمایا شک و شبہ اور فتنوں کو پاک کیا، لیکن میرے دِل میں کبھی نہ تھا اور مَیں تو پیغمبر اس وقت تھا جبکہ آدمؑ کی رُوح اُن کے بدن میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ پھر اسرافیلؑ نے ایک مُہر نکالی جس پر دو سطروں میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ لکھا ہوا تھا، اور آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان نقش کیا۔ دُوسری روایت کے مطابق دِل پر وُہ مُہر لگائی۔ جس سے دِل نُور سے بھر گیا اور اس نُور سے دُنیا روشن ہو گئی۔ پھر دردائیلؑ نے آنحضرتؐ کے سرِ انور کو اپنی آغوش میں لے لیا اور حضرتؐ سو گئے۔ آپؐ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر سے ایک درختِ عظیم روئیدہ ہوا اور آسمان کی جانب بلند ہوا۔ اس کی شاخیں موٹی ہوئیں پھر ہر شاخ سے اور شاخیں پیدا ہوئیں اور درخت کے نیچے بہت سی گھاس دیکھی جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ پھر ایک منادی نے ندا دی کہ اے محمدؐ وُہ درخت آپؐ ہیں، اس کی شاخیں آپ کے اہلبیتؑ ہیں اور وُہ گھاس جو زیرِ درخت اُگی ہوئی ہے وُہ آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیتؑ کے محب و دوست ہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپؐ کو عظیم پیغمبری اور ریاست بزرگ کی خوشخبری ہو۔ پھر دردائیلؑ نے

ایک ترازو نکالی جس کے ہر پلڑے وُسعت میں زمین و آسمان کے درمیان کی کشادگی کے مانند تھے اور ایک پلڑے میں آنحضرتؐ کو رکھا اور دُوسرے میں آپ کے سو صحابیوں کو رکھا؛ مگر آنحضرتؐ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر آپؐ کے اصحاب خاص میں سے ہزار اشخاص کو دوسرے پلڑے میں رکھا پھر بھی آنحضرتؐ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر آپؐ کی آدھی اُمت کو اُس پلڑے میں رکھا، پھر بھی حضرتؐ ہی زیادہ رہے پھر تو تمام اُمت، تمام انبیاء اور ملائکہ اور پہاڑ، دریا، بیابان، تمام درخت اور تمام مخلوقاتِ الٰہی کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا، لیکن یہ سب کچھ آنحضرتؐ کے برابر نہ ہو سکے، حضرتؐ ہی کا وزن زیادہ رہا۔ اس وقت سمجھا کہ آنحضرتؐ بہترین مخلوق ہیں۔ دردائیلؑ نے کہا خوشحال آپؐ کے اور آپ کی اُمت کے۔ آپ لوگوں کی بازگشت بہتر اور نیکو تر ہے۔ ولئے ہو اُس پر جو آپؐ کا مُنکر ہو۔ اس کے بعد وہ فرشتے آسمان پر چلے گئے۔

جب بہت دیر ہوگئی اور آپؐ واپس نہ آئے تو حلیمہؓ کے لڑکے تلاش میں پھرنے لگے مگر کہیں نہ پایا تو حلیمہؓ سے آکر بیان کیا۔ وُہ اپنے قبیلے کے لوگوں کے پاس روتی چلاتی اور فریاد کرتی ہوئی پہنچیں اور اپنے کپڑوں کو پھاڑ ڈالا، سر کے بالوں کو پریشان کر دیا۔ پھر سر و پا برہنہ جنگل کی طرف دوڑیں اُنکے تلووں سے خُون جاری تھا اور ہر طرف چلاتی اور فریاد کرتی پھرتی تھیں کہ اے میرے فرزند دلبند اور میری آنکھوں کے نوُر اور دل کی راحت تو کہاں ہے۔ اپنی مادرِ غمزدہ کی طرف کیوں رُخ نہیں کرتا۔ قبیلہ کی عورتیں بھی اُن کے ساتھ دَوڑ رہی تھیں۔ اپنے بالوں کو نوچتیں اور اپنے مُنہ پر طمانچے مارتی جاتی تھیں اور ان کے قبیلہ کے پیر و جوان، آزاد و غلام سب سراسیمہ آنحضرتؐ کی تلاش میں ہر طرف دوڑ رہے تھے۔ عبداللہ بن حارث بنی سعد کے سرآوردہ لوگوں کے ساتھ سوار ہوتے اور قسم کھائی کہ اگر محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ملے تو قبیلہ بنی سعد و غطفان کے ایک شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ جب حلیمہؓ کو اس بیابان میں حضرتؐ کا مطلق پتہ نہ چلا روتی پیٹتی مکہ میں آئیں اور عبدالمطلبؑ کے پاس اُس وقت پہنچیں جبکہ وُہ رؤسائے قریش و اکابر بنی ہاشم کے ساتھ کعبہ کے قریب بیٹھے تھے عبدالمطلبؑ نے جب حلیمہؓ کو اس حال سے مشاہدہ فرمایا کانپ گئے اور حقیقت دریافت کی۔ جب وُہ وحشت انگیز خبر سُنی بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آتے تو فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اپنے غلام کو آواز دی کہ گھوڑا، تلوار اور زرہ حاضر کرے اور کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نعرہ مارا کہ اے آلِ غالب و عدنان و فہر و نزار و کنانہ و مضر و مالک جمع ہو جاؤ۔ یہ آواز سُنتے ہی تمام قریش و بنی ہاشم آپ کے پاس آگئے اور پوچھا کیا بات ہے اے ہمارے سردار بیان فرمایئے۔ کہا کہ دو روز سے محمدؐ کا پتہ نہیں، سوار ہو۔ یہ معلوم کر کے دس ہزار اشخاص عبدالمطلب کے ساتھ سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر چلے اور . . . . گریہ و نالہ کی صدائیں عرش تک بلند ہوئیں۔ سوار ہر طرف دوڑ رہے۔ ایک گروہ کے ساتھ عبدالمطلب بنی سعد کے قبیلہ کی طرف متوجہ ہوتے اور قسم کھائی کہ اگر محمدؐ نہ ملے تو مکہ واپس آکر یہودیوں کے ہر مرد اور عورتوں کو اور جس پر اُس نورِ دیدہ و میوۂ دل کی عداوت کا شبہ بھی ہو گا

قتل کر ڈالوں گا۔ اُدھر ابو مسعود ثقفی، ورقہ بن نوفل اور عقیل ابن ابی وقاص یمن سے مکہ آرہے تھے اور اُسی وادی سے ہو کر گزرے جہاں سرورِ کائنات تشریف فرما تھے۔ ان کی نظر ایک درخت پر پڑی۔ ورقہ نے کہا کہ مَیں تین مرتبہ اس وادی سے گذرا ہوں لیکن یہاں کبھی کوئی درخت مَیں نے نہیں دیکھا تھا عقیل نے کہا سچ کہتے ہو۔ آؤ درخت کے پاس چلیں شائد اس عجیب امر کی حقیقت معلوم ہو۔ جب درخت کے نزدیک پہنچے اُس کے نیچے ایک طفل کو دیکھا جس کے نوُرِ رُخ سے آفتاب کی روشنی ماند تھی۔ اُن میں سے کسی نے کہا یہ جن ہو گا؛ کسی نے کہا یہ نوُر و روشنی جنوں کو کہاں میسّر ہو سکتی ہے یقیناً کوئی فرشتہ ہو گا جو انسان کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ آخر ابو مسعود نے پوچھا صاحبزادے تم کون ہو تمہارے حسن و جمال سے ہم سب کو حیرت ہے۔ آیا جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے؟ فرمایا جن نہیں ہوں بلکہ آدمؑ کی اولاد میں سے ہوں۔ پُوچھا تمہارا نام؟ فرمایا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔ ابو مسعود نے کہا تم یہاں کیسے آگئے؟ فرمایا معبود کی رہبری سے اس صحرا میں پہنچا۔ پھر ابو مسعود اپنی سواری سے اُترے اور کہا نورِ چشم کیا تم کو تمہارے جد عبدالمطلبؑ کے پاس پہنچا دُوں؟ فرمایا ہاں۔ غرض ابن مسعود نے آنحضرتؐ کو اپنی سواری پر آگے بٹھایا اور مکہ کی سمت روانہ ہوئے۔ جب اِدھر سے وہ قبیلہ بنی سعد کے پاس پہنچے اُدھر سے عبدالمطلب بھی اسی وقت وہاں آئے تھے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ عبدالمطلب بھی میری تلاش میں آتے ہیں۔ اُن لوگوں نے کہا ہم تو کسی کو نہیں دیکھتے ہیں۔ فرمایا عنقریب دیکھ لوگے۔ جب نزدیک پہنچے اور حضرت عبدالمطلب کی نظر آنحضرتؐ پر پڑی اپنے تئیں گھوڑے سے گرا دیا، اور دَوڑ کر آنحضرتؐ کو گود میں لے لیا۔ اور کہا اے فرزند تم کہاں تھے؟ اے میری آنکھوں کے نوُر اگر تم کو نہ پاتا، تو واللہ مکہ میں کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑتا۔ پھر آنحضرتؐ نے بالطاف ربّانی جو کچھ گزرا تھا بیان فرمایا۔ جناب عبدالمطلبؑ یہ سُن کر بہت مسرور ہوئے اور ابو مسعود کو پچاس ناقہ اور ورقہ اور عقیل کو ساٹھ ساٹھ ناقے عطا فرمائے اور حلیمہؓ کو بُلا کر بہت نوازشیں کیں اور حلیمہ کے والد کو ہزار مثقال طلا اور دس ہزار مثقال نقرہ عطا فرمایا، اور اُن کے شوہر کو کافی مال دیا اور فرزندانِ حلیمہ کو دو سو ناقے بخشے۔ اور معذرت کی کہ آئندہ اپنے نورِ دیدہ کو اپنی آنکھوں سے اوُجھل نہ کروں گا۔

مؤلّف کتاب انوار روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ میں یہ رواج تھا کہ جب ان کے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوتا تھا، سات روز کے بعد دائی کو سپُرد کر دیا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ پیدا ہوئے تو عورتوں نے آرزو کی کہ حضرتؐ کی دایہ بنیں۔ ایک روز جناب آمنہؓ حضرتؐ کو اپنے پہلو میں لیے لیٹی ہوئی تھیں کہ ان کو کسی نے ندا کی کہ اگر اپنے فرزند کے لیے دایہ چاہتی ہو تو قبیلہ بنی سعد کی خاتون حلیمہؓ کو مقرر کرو وہ ابی ذؤیب کی بیٹی ہیں۔ اس کے بعد جو عورت بھی آپ کی دایہ کی حیثیت سے آتی پہلے جناب آمنہؓ اس کا نام پوچھتیں اور حلیمہ کی بجائے دُوسرا نام سُن کر انکار کر دیتی تھیں۔ چونکہ تمام شہروں میں قحط عظیم رونما تھا سوائے مکہ کے جو آنحضرتؐ کی برکت سے محفوظ و معمور تھا اسلیے قبیلہ

بنی سعد کی عورتیں اہل مکہ کے بچوں کی دائیگی کے لیئے مکہ آتی تھیں۔ جناب حلیمہؓ بیان کرتی ہیں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ دو دو روز کھانے کو نصیب نہ ہوتا تھا اور جنگلوں میں جاکر جانوروں کے کھانے کی گھاس کھایا کرتے تھے۔ ایک رات غنودگی کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ ایک مرد آیا اور اُس نے مجھے ایک نہر میں ڈال دیا جس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ اور کہا کہ اس میں سے پانی پیؤ۔ مَیں نے خُوب سیر ہو کر پیا۔ پھر ہم کو ہمارے مقام پر واپس پہنچا دیا اور کہا مکّہ کی طرف جاؤ۔ وہاں تمہارے واسطے روزی کشادہ ملے گی اُس فرزند کی برکت سے جو وہاں پیدا ہوا ہے۔ پھر اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا اور کہا خدا نے تمہارے دُودھ میں زیادتی اور تمہارے حُسن و جمال میں ترقی عطا فرمائی۔ جب مَیں بیدار ہوئی اپنے قبیلہ کی طرف گئی۔ لوگوں نے کہا اے حلیمہؓ ہم کو تمہاری حالت پر بہت تعجب ہے ایسا حُسن و جمال تم کو کہاں سے حاصل ہو گیا۔ مَیں نے اُن سے اپنا راز پوشیدہ رکھا۔ پھر دُو روز کے بعد تمام قبیلہ والوں کو ایک ہاتف کی آواز سُنائی دی کہ اے زنان بنی سعد خوش ہو کہ تم پر برکتیں نازل ہوئیں اور تکلیفیں زائل ہوئیں اُس مولود کو دُودھ پلانے کے سبب جو مکّہ میں پیدا ہوا ہے۔ خوشا حال اُس کا جو اُس کو دُودھ پلانے کے لیئے حاصل کرے۔ یہ آواز سُنکر تمام اہل قبیلہ مکّہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ہم لوگ سب سے زیادہ پریشان حال تھے ہمارے تمام مویشی ہلاک ہو چکے تھے کوئی جانور بار برداری کے لیئے بھی نہ تھا، لہٰذا دوسرے لوگ مجھ سے پہلے پہنچ گئے۔ اور جو عورت جناب آمنہؓ کے پاس گئی پہلے انہوں نے اس کا نام دریافت کیا اور وُہ نام جو خواب میں معلوم کیا تھا نہ سُنکر انکار کر دیا۔ جب حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا داخل مکّہ ہوئیں خُدا نے ان کو ہدایت فرمائی اور سیدھی جناب عبدالمطلبؑ کے پاس پہنچیں جبکہ وُہ حضرتؑ کعبہ کے نزدیک کرسی پر بیٹھے تھے۔ اور سلام کے بعد عرض کیا کہ مَیں قبیلۂ سعد کی ایک عورت ہوں اور بچوں کو دُودھ پلانے کے لیئے آئی ہوں۔ اگر آپ کے کوئی فرزند ہو تو مجھے اُس کی خدمت کے لیئے مقرر کر لیجئے۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا میرے بیٹے کا لڑکا ہے جو یتیم ہے۔ اگر تم پسند کرو مَیں اُس کو تمہیں دے دوں اور تمہارے اُمور میں تمہاری مدد کر دوں۔ حلیمہؓ نے کہا مَیں اپنے شوہر سے مشورہ کر لُوں اگر وُہ راضی ہوئے تو آپ کے پاس آؤنگی۔ شوہر نے انکو مشورہ دیا کہ اگرچہ فرزند یتیم سے کوئی خاص نفع متصوّر نہیں ہوتا پھر بھی اس کو لے لو شاید خدا اس کے سبب ہم کو کافی برکت عطا فرمائے کیونکہ اس کا جدّ کرم و احسان میں مشہور ہے۔ غرض حلیمہؓ یہ مشورہ کر کے پھر عبدالمطلبؑ کے پاس آئیں، وُہ ان کو آمنہؓ کے پاس لے گئے۔ آمنہؓ نے ان کا نام پُوچھا۔ کہا حلیمہؓ بنت ابی ذویب۔ آمنہؓ نے کہا یہی وُہ عورت ہے جس کو آنحضرتؐ کے سپُرد کرنے پر مامور ہوئی ہوں۔ اور کہا اے حلیمہؓ تم کو خوشخبری ہو کہ یہ وُہ بچہ ہے جس کی برکت سے مکّہ میں فراوانی و فارغ البالی حاصل ہوئی ہے اور دُوسرے تمام شہر والے ہمارے شہر کی طرف احتیاج رکھتے ہیں۔ پھر انکو حجرہ میں لائیں جہاں آنحضرتؐ تھے۔ حلیمہؓ نے کہا کیا دن میں آپ نے چراغ روشن کر رکھا ہے؟ آمنہؓ نے کہا نہیں خدا کی قسم جس روز سے یہ بچّہ پیدا ہوا ہے اس وقت تک رات میں بھی اس کے پاس مَیں نے چراغ نہیں جلایا کیونکہ اس کے نُورِ جمال نے

چراغ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ جب حلیمہؓ کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی ایک آفتاب کو دیکھا کہ سفید کپڑوں میں ملبوس ہے اور اُن کے جسم سے مشک و عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔ بس حلیمہؓ کے دل میں آنحضرتؐ کی محبت جاگزیں ہوئی اور اس نعمت کے حاصل ہونے کے سبب شاد و مسرور ہوئیں۔ جب آنحضرتؐ کو ان کی گود میں دیا اور حضرتؐ نے حلیمہؓ کو دیکھا بہت خوش ہوتے اور مسکراتے تو آپؐ کے دہن اقدس سے ایک نُور ساطع ہوا جس سے تمام مکان روشن ہو گیا۔ حضرتؐ نے ان کے داہنے پستان سے دُودھ نوش فرمایا، بائیں طرف فرزندِ حلیمہؓ کی رعایت کے سبب توجہ نہ کی۔ غرض حلیمہؓ نے حضرتؐ کو لیا اور خوش خوش روانہ ہوئیں۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں تمہیں زادِ سفر تو دے دوں۔ حلیمہؓ نے کہا یہ مبارک بچّہ ہی میرے لئے کافی ہے اور تمام دُنیا کے خزانوں سے بہتر ہے۔ لیکن عبدالمطلبؑ اور آمنہؓ نے روپیہ کپڑے اور کچھ کھانے کی چیزیں دیں جنکو دیکھ کر دُوسروں کو حسد ہوا۔ پھر جناب آمنہؓ نے آنحضرتؐ کو گود میں لیا اور پیار کیا اور آپؐ کی مفارقت پر اشکبار ہوئیں۔ پھر حلیمہؓ کے سپُرد کر دیا اور فرمایا اے حلیمہؓ میرے نورِ چشم کی پُوری پُوری حفاظت کرنا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ جب میں آنحضرتؐ کو لے کر چلی تو راستہ میں ہر سنگریزہ، پتھر اور درخت جس کی طرف سے میرا گذر ہوتا تھا سب مجھ کو مبارکباد دیتے تھے۔ جب میرے شوہر نے ان کو دیکھا اُن کے نورِ پیشانی سے متعجب ہوتے اور کہا اے حلیمہؓ خدا نے ہم کو اِس فرزند کے سبب تمام اہل قبیلہ پر ترجیح عطا فرمائی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بادشاہوں کی اولاد سے ہے۔ غرض جب ہم اپنے قبیلہ کی طرف واپس چلے راستہ میں چالیس عیسائی راہبوں سے ملاقات ہوئی اُن میں سے ایک پیغمبرِ آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وُہ ظاہر ہو چکے ہیں یا عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں۔ ناگاہ ابلیس لعین انسانی شکل میں ظاہر ہو کر ان کے پاس آیا اور بولا کہ جس کے اوصاف تم بیان کرتے ہو اس کو یہ عورت لیئے جا رہی ہے جو ابھی تمہارے پاس سے گزری ہے۔ یہ سُنتے ہی وُہ لوگ میری طرف دوڑے اور اُس نُور کا مشاہدہ کیا جو آنحضرتؐ کی جبین اقدس سے ظاہر ہو رہا تھا۔ شیطان چلّایا کہ اس کو مار ڈالو قبل اُس کے کہ تم پر مسلّط ہو۔ وُہ سب تلواریں کھینچے ہوئے میرے سامنے آ گئے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا۔ ناگاہ مَیں نے ایک مہیب آواز رعد کے مانند سُنی اور ایک آگ کو دیکھا جو آسمان سے نازل ہو کر آنحضرتؐ اور اُن سب کے درمیان حائل ہو گئی اور وُہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ پھر ایک آواز آئی کہ کاہن اپنی کوششوں میں ناکام اور ذلیل ہوئے۔ جب حضرتؐ کو لے کر مَیں قبیلۂ بنی سعد میں آئی وہاں کے صحرا سبز و شاداب ہو گئے۔ درخت میووں سے بھر گئے اور قحط زائل ہو گیا اور آنحضرتؐ کی برکت ظاہر ہوئی۔ ان میں جو بیمار ہوتا حضرتؐ کے پاس اس کو لاتے اور وُہ شفا یاب ہو جاتا۔ حضرتؐ سے روزانہ اُن میں معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ اور وُہ لوگ کہا کرتے تھے اے حلیمہؓ تمہارے اس بچّہ کے سبب خدا نے ہم کو سعادت مند بنا دیا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ مَیں ہمیشہ آنحضرتؐ سے

دُودھ پیتے وقت سُنا کرتی تھی کہ فرماتے تھے کہ ہر طرح کی تعریف اُسی خُدا کے لیئے زیبا ہے جس نے مجھے اُس درخت سے قرار دیا جس سے اپنے پیغمبروں کو ظاہر فرمایا ہے۔ حضرت ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جتنا دوسرے بچّے ایک مہینہ میں بڑے ہوتے اور ایک مہینہ میں اتنا بڑے ہوتے جس قدر دوسرے ایک سال میں بڑے ہوتے۔ جب ہم اپنے لیئے کھانا لاتے تو حضرتؐ کا ہاتھ اُس سے مس کر دیتے پھر اُس میں ایسی برکت ہوتی کہ ہم سب سیر ہو جاتے اور وُہ کھانا اتنا ہی باقی رہتا۔

جب حضرت سات برس کے ہوئے ایک روز حلیمہؓ سے فرمایا کہ مادرِ گرامی میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان آپ انصاف نہیں کرتی ہیں۔ مجھ کو تو سایہ میں رکھتی ہیں اور وُہ دن بھر دھوپ میں گوسفندیں چراتے رہتے تھے اور میں اُن گوسفندوں کا دُودھ پیا کرتا ہوں لیکن زحمت و تکلیف میں بھائیوں کا ساتھ نہیں دیتا۔ حلیمہؓ نے کہا اے فرزند تمہارے حاسدوں سے مجھے خوف ہے کہ کہیں تم کو کوئی آزار نہ پہنچائیں پھر تمہارے جد کو کیا جواب دُوں گی۔ حضرتؐ نے فرمایا آپ میرے متعلق کچھ خوف نہ کیجیئے کیونکہ میرا پروردگار میرا محافظ ہے۔ دُوسرے روز صبح کو بہت اصرار کیا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ صحرا کی جانب روانہ ہو گئے۔ رات کو مثل بدر کے صحرا کی اُفق سے طالع ہوتے۔ حلیمہؓ استقبال کو دوڑیں اور ان کو گود میں لے کر کہا اے فرزند تمام دن تمہاری طرف سے مجھے اندیشہ تھا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ ایک گوسفند کو میرے فرزند ضمرہ نے مار دیا تھا جس سے اس کا پیر ٹوٹ گیا تھا میں نے دیکھا کہ وُہ گوسفند آنحضرتؐ کے پاس آئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے درد کی شکایت کر رہی ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک اُس کے پیر پر ملا اور چند کلمے اپنی زبان معجز بیان پر جاری کیئے بس اُس کا پاؤں دُرست ہو گیا اور وُہ اپنے گلہ میں چلی آئی۔ تمام جانور آنحضرتؐ کے مطیع تھے جب آپؐ چلنے کو کہتے تو چلنے لگتے اور جب رُک جانے کو فرماتے وُہ سب رُک جاتے تھے ایک روز ان کے بھائی گوسفندوں کو چراتے ہوئے ایسے جنگل میں پہنچے جس میں شیر اور دُوسرے درندے بہت تھے۔ ناگاہ ایک شیر ایک گوسفند پر جھپٹا۔ آنحضرتؐ آگے بڑھے اور شیر سے کچھ فرمایا اس نے سر جھکا لیا اور بھاگ گیا۔ ان کے بھائی ڈرے اور آنحضرتؐ کی طرف دوڑے اور بولے کہ ہم کو تو تمہارے لیئے شیر کا خوف ہوا اور تم کو اس کی پرواہ ہی نہیں شاید اُس سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا ہاں میں نے اُس سے کہہ دیا کہ اس جنگل کے قریب بھی آئندہ مت جانا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں گوسفندیں چریں۔

ایک رات حلیمہؓ نے ایک ہولناک خواب دیکھا اور اپنے شوہر سے کہا کہ چلو محمدؐ کو ان کے جد کے پاس پہنچا دیں ہم کو اندیشہ ہے کہ کوئی تکلیف ان کو نہ پہنچے اور اُن کے جد سے ہم کو شرمندگی ہو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وُہ صحرا میں گئے ہیں ناگاہ دو مرد قوی ظاہر ہوئے جو ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے دونوں آنحضرتؐ کی طرف بڑھے ایک کے ہاتھ میں خنجر تھا جس نے

ان کے سینے کو چاک کیا۔ میں خوفزدہ خواب سے بیدار ہوئی۔ حلیمہؓ کے شوہر نے کہا جو کچھ تم کہتی ہو ایسا ہونا محال ہے اس لیئے، کہ خدا اُن کا محافظ ہے اور لوگوں نے ان کی نسبت بڑی بڑی باتیں بیان کی ہیں، اور اُمید ہے کہ وُہ سب ظاہر ہوں گی؛ اور جو معجزے ہم نے اُن سے مشاہدہ کیئے ہیں وُہ سب اُن خبروں کی تصدیق کرتے ہیں۔ صبح کو ہر چند حلیمہؓ نے چاہا کہ آنحضرتؐ کو کسی حیلہ سے اپنے پاس روک لیں وُہ صحرا میں نہ جائیں مگر وُہ راضی نہ ہوئے اور حسب معمول اپنے بھائیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آدھا دن گزرا تھا کہ حلیمہؓ کے لڑکے روتے پیٹتے اپنے قبیلہ کی طرف آئے حلیمہؓ نے جب ان کی آواز سُنی اپنے گھر سے نکلیں خاک سر پر ڈالتی ہوئی اپنے بالوں کو نوچتی ہوئی ان کے پاس آئیں اور پُوچھا کہ تم کو کیا ہوا اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کہاں چھوڑا؟ وُہ بولے ہم جس وقت صحرا میں پہنچے ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھے ناگاہ دو قوی الجثہ مرد آئے جن کے ایسے ہم نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے ساتھ پہاڑ کی ایک چوٹی پر لے گئے ایک نے اُن کو لٹایا اور دُوسرے نے چُھری لے کر ان کا پیٹ چاک کیا اور دل اور آنتیں سب نکالیں یہ دیکھتے ہی ہم تمہارے پاس بھاگے ہوتے آئے ہیں۔ یہ سُنتے ہی حلیمہؓ نے اپنے مُنہ پر طمانچے مارے اور کہا یہ ہے میرے خواب کی تعبیر۔ اور واولداہ و وامحمداہ چلاتی ہوئی صحرا کی جانب دوڑیں۔ اُن کے شوہر اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ حربے اور ہتھیار لے کے اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے جب اُس مقام پر پہنچے دیکھا کہ آنحضرتؐ بیٹھے ہیں اور سب گوسفندیں اُن کے گرد جمع ہیں۔ حلیمہؓ نے ان کو گود میں لیا پیار کیا اور پیٹ کھول کر دیکھا تو کوئی اثر ظاہر نہ پایا اور نہ اُن کے کپڑوں میں خون کا کوئی نشان تھا۔ اپنے فرزندوں سے بولیں کہ کیوں محمدؐ پر جھُوٹ باندھتے ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا اے مادرِ مہربان انکو ملامت مت کرو جو کچھ انہوں نے میرے بارے میں بیان کیا سچ تھا۔ ان دونوں شخصوں نے مجھے لٹایا اور میرا شکم چاک کیا بغیر اس کے کہ مجھے کچھ تکلیف ہو اور میرے دل کو چیرا اس میں سے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا اور کہا کہ اب شیطان لعؑ کا آپؐ کے دل پر کوئی قابو نہ چلے گا۔ پھر میرے دل کو آبِ بہشت سے دھویا اور اس کو اپنی جگہ پر رکھا۔ پھر ایک مُہر نکالی جس سے نور ساطع تھا اور میری پُشت پر لگائی اور کہا اے محمدؐ اگر آپ کو معلوم ہو کہ کس قدر پیش خدا آپ کی قدر و منزلت ہے، تو بیشک آپ کی آنکھیں روشن و شاد رہیں گی۔ پھر مجھے تمام مخلوق کے مقابلہ میں وزن کیا اور میں سب سے وزنی ٹھہرا۔ پھر وُہ دونوں آسمان پر چلے گئے اور میں پہاڑ سے نیچے اُتر آیا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے فرمایا کہ جب حلیمہؓ فریاد کرتی ہوئی دکھائی دیں ملائکہ میرے پاس بیٹھے ہوتے تھے۔ حلیمہؓ کہہ رہی تھیں واضعیفاہ اے فرزند تجھ کو تیرے ساتھیوں میں کمزور پا کر مار ڈالا۔ اُس وقت فرشتوں نے مجھے گود میں لیا، پیار کیا، اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے کمزور کا۔ پھر حلیمہؓ نے کہا واوحیدہ (ہائے تنہائی) پھر فرشتوں نے مجھے گود میں لے کر پیار کیا اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے تنہا کا، آپؐ تنہا نہیں ہیں۔ آپ کے ساتھ خدا، فرشتے اور تمام مومنین ہیں۔ پھر جب حلیمہؓ نے کہا وایتیماہ پھر

فرشتوں نے مجھے بوسہ دیا اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے یتیم کا جس سے زیادہ کوئی خدا کے نزدیک بلند مرتبہ نہیں اور خدا نے آپؐ کے لیئے بے انتہا بھلائیاں مہیا کر رکھی ہیں۔ جب حلیمہؓ میرے نزدیک پہنچیں اور مجھ کو اپنی گود میں لیا اُس وقت میرا ہاتھ فرشتوں کے ہاتھ میں تھا لیکن حلیمہؓ ان کو نہیں دیکھتی تھیں۔ مؤلف کتاب انوار کہتے ہیں کہ حلیمہ نے جب یہ واقعہ سُنا تو ان کو وقوع حوادث کا خوف ہوا آنحضرتؐ کو لے کر مکہ کی جانب چلیں کہ اُن کے جد کے سپُرد کر دیں راستہ میں عرب کے ایک قبیلہ کی طرف سے گزریں جن میں ایک بوڑھا کاہن بھی تھا جس کی پلکیں آنکھوں پر جھکی ہوئی تھیں لوگ اس کے گرد جمع تھے۔ حلیمہؓ جب اُس کے قریب سے گذریں وُہ کاہن مدہوش ہوگیا ہوش آیا، تو بولا وائے ہو تم پر اُس عورت کو پکڑو جو اُونٹ پر سوار جا رہی ہے اور اُس سے اُس لڑکے کو چھین کر مار ڈالو قبل اس کے کہ وُہ تمہارے شہروں کو برباد و ویران کرے۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ یہ سُنتے ہی لوگ تلواریں کھینچے ہوئے میری طرف دوڑے۔ جب میرے پاس پہنچے ایک سخت و تیز ہوا چلی، جس نے اُن سب کو زمین پر پٹک دیا اور میں بچ کر نکل آئی اور مجھے کچھ پرواہ نہ ہوئی یہاں تک کہ مکہ میں پہنچ گئی اور آنحضرتؐ کو ایک جماعت کے پاس چھوڑ کر ایک کام کو چلی گئی۔ جب واپس آئی تو حضرتؐ کو نہ پایا۔ ان لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔ حلیمہؓ نے طے کیا کہ اگر مجھے حضرتؐ نہ ملے تو خدا کی قسم اسی پہاڑ سے اپنے تیئں گرا دوں گی۔ پھر اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور روتی پیٹتی ہر طرف دوڑنے لگیں۔ ناگاہ ایک بُوڑھے شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں عصا تھا۔ اُس نے میرے اضطراب و بیقراری کا سبب پُوچھا؛ میں نے پُورا حال بیان کیا۔ اُس نے کہا گھبراؤ نہیں میں تم کو اس کے پاس پہنچائے دیتا ہوں جو تم کو اُس کا پتہ بتا دے گا۔ غرض وُہ مجھے ایک بُت کے پاس لے گیا جس کو ہبل کہتے تھے۔ اور اُس سے کہا اے ہُبل محمدؐ کہاں گئے ہیں؟ جب اُس نے حضرتؐ کا نام سُنا مُنہ کے بل گر پڑا۔ یہ دیکھ کر وُہ مرد ڈرا اور بھاگ گیا۔ آخر میں عبدالمطلبؑ کے پاس گئی اور حال بیان کیا۔ عبدالمطلبؑ نے اہل مکہ کو بُلا کر ہر طرف حضرتؐ کی تلاش میں روانہ کیا اور خود کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر بارگاہِ ایزدی میں تضرع و زاری شروع کی اسی اثنا میں ایک آواز سُنائی دی کہ اے عبدالمطلبؑ اپنے فرزند کے بارے میں خوف نہ کرو اس کو فلاں وادی میں کیلے کے درخت کے قریب دیکھو۔ وُہ اس طرف دوڑے وہاں دیکھا کہ حضرت اس درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ عبدالمطلبؑ نے ان کو گود میں لیا، پیار کیا اور کہا اے فرزند تجھ کو یہاں کون لایا؟ فرمایا کہ ایک طائر سفید۔ میں بھُوکا بھی تھا اور پیاسا بھی۔ میں نے اس درخت کا پھل کھایا اور اس چشمہ کا پانی پیا؛ اور وُہ طائر جبرئیلؑ تھے۔

عبدالمطلبؑ نے اس کے بعد سے حضرتؐ کو اپنے ساتھ رکھا اور حضرتؐ کی خدمت و حفاظت کرتے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد حضرتؐ کی آنکھیں آشوب کر آئیں۔ عبدالمطلبؑ آپؐ کو ایک طبیب کے پاس لے گئے جو جحفہ میں رہتا تھا۔ میں نے حضرتؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی صومعہ حضرتؐ کی تعظیم

کے لیئے جُھکا اور پُوری عمارت کو لرزہ ہوا۔ اُس طبیب راہب نے جو یہ حال دیکھا، حضرتؐ کی پیغمبری کی شہادت دی اور اقرار کیا اور کہا اس کی آنکھیں میرے علاج کی محتاج نہیں ہیں۔ اس کی برکت سے نابینا آنکھوں والے ہوجائیں گے۔ اے شیخ جان لو کہ یہ بزرگ عرب اور اوّلین و آخرین کا سردار اور شفیع روزِ جزا ہے۔ ملائکۂ مقربین اس کی مدد کریں گے اور خدا اس کو کافروں سے جدال و قتال کا حکم دے گا۔ وُہ خدا کی مدد سے ہمیشہ مظفر و منصور ہو گا اور سب سے زیادہ دشمن خود اس کی قوم کے لوگ ہوں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی نصرت کروں گا۔

جب عبدالمطلبؑ کی وفات کا وقت آیا آپ نے حضرت ابو طالبؑ سے آنحضرتؐ کے بارے میں وصیت کی اور ان کی حفاظت و دلجوئی و اکرام کے لیئے بہت تاکید فرمائی اور برحمت الٰہی داصل ہوئے۔ حضرت ابو طالبؑ اور جناب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا اپنی اولاد پر حضرتؐ کو ترجیح دیا کرتے تھے اور جو حقِ خدمت تھا بجا لاتے تھے [1]

بعض کتابوں میں حلیمہؓ سے روایت ہے کہ وُہ کہتی ہیں کہ پہلی مرتبہ جب آنحضرتؐ کو میری گود میں دیا اور میں نے چاہا کہ حضرتؐ کو دُودھ پلاؤں حضرتؐ نے اپنی آنکھیں کھولیں کہ مجھے دیکھیں آپ کی آنکھوں سے ایک نور ساطع ہوا جس سے تمام گھر روشن ہوگیا۔ آپ کے حیرت انگیز حالات میں سے یہ بھی ہے کہ میرا بچہ حضرتؐ کا احترام کرتا تھا۔ جب تک حضرتؐ دُودھ نہیں پی لیتے تھے وُہ بھی دُودھ سے مُنہ نہیں لگاتا تھا۔ راتوں کو جب بیدار ہوتی تو آنحضرتؐ کے جسم سے نور ساطع دیکھتی جس سے آسمان تک روشنی ہوتی اور ایک شخص کو دیکھتی جو سبز لباس پہنے ہوئے آنحضرتؐ کے سر کے پاس بیٹھا ہوتا، اور حضرتؐ کو پیار کرتا اور شفقت سے پیش آتا۔ جب میں اپنے شوہر سے بیان کرتی تو وُہ کہتے کہ ان کے حیرت انگیز حالات پوشیدہ رکھو۔ جب سے وُہ پیدا ہوئے ہیں تمام راہب اور کاہن بیقرار اور متعجب ہیں اور ان کے لیئے خواب و خور حرام ہے۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ جب میں ان کو مکہ سے لے کر چلی جس شئے کے پاس سے گذرتی وُہ مجھ کو خوشخبری دیتی اور جس زمین پر سے گزرتی وُہ سبز و شاداب ہوجاتی اور درخت پھلوں سے بھر جاتے۔ میں نے آپ کے جسم اور لباس کو کبھی نجس نہ دیکھا گویا کہ ان کو کوئی دوسرا صاف سُتھرا رکھا کرتا ہے۔ جب کبھی میں چاہتی کہ ان کا لباس اُتاروں وُہ رونے لگتے اور نہیں چاہتے تھے کہ ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوں۔ راتوں کو میں حضرتؐ کو ذکرِ خدا کرتے ہوئے سُنا کرتی؛ فرمایا کرتے تھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے شکم کے چاک کیئے جانے سے بعض علماء نے انکار کیا ہے اگرچہ احادیث معتبرۂ شیعہ میں صریحاً وارد نہیں ہوا لیکن اس کی نفی بھی نظر سے نہیں گذری۔ اور بعض حدیثیں جلد اوّل میں بیان ہو چکی ہیں جو اس قصہ کی حقیقت پر دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا نہ اس پر اعتماد ہی کرنا چاہیئے، نہ انکار ہی مناسب ہے بلکہ احتمال کی حالت میں چھوڑ دینا چاہیئے۔

وَقَدْ نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَانَوْمٌ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وُہ پاک ہے وُہ پاک ہے ساری آنکھیں سو رہی ہیں اور رحمٰن کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند) مَیں حضرتؐ کے رُعب و جلالت کے سبب اپنے شوہر کے پاس نہ سوتی تھی۔ وُہ کبھی بائیں ہاتھ سے کوئی چیز نہیں اُٹھاتے تھے۔ جو چیز اُٹھاتے بسم اللہ کہہ کے اُٹھاتے۔ جو شخص حضرت کو دیکھتا آپ کی محبت سے بیتاب ہو جاتا ایک روز میری گود میں بیٹھے تھے اور ہماری گوسفندوں کا گلہ گزر رہا تھا۔ اُن میں سے ایک گوسفند گلہ سے علیحدہ ہو کر حضرتؐ کے پاس آئی اور سجدہ کیا اور آپ کے سر کو چُوما پھر دُوسری گوسفندوں میں جا کر مل گئی۔ ہر روز ایک نُور آفتاب سے زیادہ روشن ایک مرتبہ آسمان سے نیچے آتا اور حضرتؐ کو گھیر لیتا، اور ایک گھڑی کے بعد روشن ہو جاتا۔ جب لڑکے کھیلتے میرے لڑکوں کا ہاتھ پکڑ کر لڑکوں کے درمیان سے نکال لاتے۔ اور فرماتے آؤ ہم کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ جب فرشتوں نے آنحضرتؐ کے سینۂ اقدس کو برائے انوارِ ربّانی کھولا جیسا کہ بیان ہؤا اور ہم کو اس کی اطلاع ہوئی میرے قبیلہ والوں نے سمجھا کہ یہ کسی جن کی حرکت ہے۔ اور کہا کہ اس کو کسی کاہن کے پاس لے جاؤ جو ہمارے گرد و نواح میں رہتا ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جیسا تم لوگوں کا گمان ہے وُہ بات مجھ میں نہیں ہے۔ بحمداللہ میرا نفس سلیم اور عقل صحیح ہے۔ جب لوگوں کا زیادہ اصرار ہؤا میں ایک کاہن کے پاس لے گئی اور ان کا حال بیان کیا۔ کاہن نے کہا ٹھہرو مَیں اُس سے خود اس کے حالات معلوم کرتا ہوں کیونکہ وُہ تم سے زیادہ سمجھدار ہے۔ جب حضرتؐ نے اپنے حالات بیان کیئے کاہن نے جست کی اور ان کو گود میں لے لیا اور با آواز بلند پُکارا کہ اے اہلِ عرب اُس مصیبت سے بچنے کی کوشش کرو جو تم پر آنے والی ہے اور اس لڑکے کو مجھ سمیت مار ڈالو۔ اگر اس کو چھوڑ دو گے بے شبہ تمہاری عقلوں کو حماقت سے نسبت دے گا، تمہارے دین کو بدل دے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کو تم نہیں پہچان سکتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جو تم نہیں جانتے۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ جب مَیں نے اس کی یہ باتیں سُنیں تو آنحضرتؐ کو اس کی گود سے لے لیا اور کہا تو دیوانہ ہے۔ اور حضرتؐ کو لے کر جلدی سے اپنے خیمہ میں چلی آئی۔ اُس روز تمام اہلِ قبیلہ کے خیموں سے بُوئے مُشک آتی رہی۔ ہر روز دو طیور آسمان سے آتے اور آپؐ کے کپڑوں میں پوشیدہ ہو جاتے۔

کتاب عدد میں حلیمہؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی سعد میں ایک درخت تھا جو خشک ہو گیا تھا جس میں کبھی پھل نہیں لگتے تھے۔ ہم لوگ اس کے سایہ میں ٹھہرے تھے آنحضرتؐ میری گود میں تھے۔ وُہ درخت حضرتؐ کے اعجاز سے اسی وقت سبز و شاداب ہو گیا اور اس میں پھل لگ گئے۔ میں نے جس زمین پر آنحضرتؐ کو بٹھایا آپ کی برکت سے اُس میں سبزہ پیدا ہو گیا اور وُہ آباد ہو گئی۔ بنی سعد میں ایک عورت تھی جس کو اُمِّ مسکین کہتے تھے۔ وُہ نہایت پریشان حال تھی۔ وُہ عورت ایک روز آنحضرتؐ کو گود میں لے کر اپنے خیمہ میں لے گئی اس کے بعد اس کی حالت درست ہونے لگی۔ وُہ ہر روز آتی تھی اور حضرتؐ کا سرِ مبارک چُومتی اور شکر کا اظہار کیا کرتی۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ جب تک حضرتؐ سوتے تو مَیں حضرتؐ کے

جمالِ مبارک کو دیکھا کرتی تھی۔ آپؐ کی آنکھیں کُھلی رہتیں اور آپؐ اکثر مسکرایا کرتے۔ آپؐ کو ہرگز گرمی و سردی کا اثر نہ ہوتا تھا۔ جب تک حضرتؐ ہمارے ساتھ تھے ہماری کوئی آرزو ایسی نہ تھی جو پیدا ہوئی ہو اور دوسرے روز پُوری نہ ہو گئی ہو۔ ایک روز ایک بھیڑیا بکری کا ایک بچّہ پکڑ لے گیا۔ میں بہت رنجیدہ ہوئی۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ حضرتؐ نے اپنا مُنہ آسمان کی جانب بلند کیا ناگاہ وُہ بھیڑیا اُس بچّہ کو لا کر میرے پاس ڈال گیا۔ ہمیشہ ایک ابر حضرتؐ کے سر پر دُھوپ میں سایہ کیئے رہتا؛ اور سخت بارش میں ایک قطرہ پانی کا آپ پر نہ گرتا۔ جب تک وُہ ہمارے ساتھ تھے ہم پر سردی و گرمی کا اثر نہ ہوا۔ ہمیشہ ہمارے خیمہ سے آسمان تک ایک نور بلند رہتا تھا۔ جب کبھی میں چاہتی کہ آپؐ کا سر دھوؤں تو دیکھتی کہ کسی نے پہلے سے دھو رکھا ہے۔ اور جب چاہتی کہ آپ کا لباس بدلوں تو آپؐ کے کپڑے تبدیل کیئے ہوتے ملتے اور حضرتؐ نئے کپڑے پہنے ہوتے ہوتے۔ جب میں چاہتی کہ دُودھ آپؐ کے مُنہ میں دُوں ذکر کرنے کی آواز آپؐ سے سُنتی۔ اور جب آپؐ دُودھ پینا شروع کرتے پہلے بسم اللہ ربّ محمدؐ کہتے اور فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ ربّ محمدؐ فرماتے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ بائیس ۲۲ مہینے کے ہوتے آپ کی آنکھیں آشوب کر آئیں۔ عبدالمطلبؑ نے ابوطالبؑ سے کہا کہ ایک راہب طبیب کے پاس لے جائیں جو جحفہ میں رہتا ہے۔ حضرت ابوطالب آپؐ کو اُس کے صومعہ تک لائے اور اس کے دروازہ پر پہنچ کر آواز دی۔ راہب نے دیکھا کہ اُس کا صومعہ نور سے معمور ہو گیا اور فرشتوں کے پروں کی آواز اُس کے کانوں میں سُنائی دینے لگی۔ اُس نے سر اپنے صومعہ سے باہر نکالا اور پُوچھا آپ کون ہیں فرمایا مَیں ابوطالب پسر عبدالمطلب ہوں اپنے بھتیجا کو لایا ہوں کہ اُس کی آنکھ کا علاج کرو راہب نے پُوچھا وُہ کہاں ہے فرمایا اس گہوارہ میں دھوپ سے حفاظت کے لیئے بٹھا رکھا ہے۔ راہب نے کہا کھولو کہ مَیں دیکھوں جب گہوارہ سے پردہ اُٹھایا ایک نُور چمکا راہب ڈر گیا اور کہا پردہ گرا دو اور اپنے صومعہ میں اپنا سر داخل کر لیا اور کہا میں خُدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ واللہ تو پیغمبرؐ خدا ہے۔ تو ہی وُہ ہے جس کی خدا نے توریت و انجیل میں موسیٰؑ و عیسےٰؑ کی زبانی خوشخبری دی ہے۔ پھر دوبارہ کلمۂ شہادتین پڑھ کر اپنا سر صومعہ سے باہر نکالا اور کہا تمہارے برادر زادہ کی شان بہت بلند ہے جیسا کہ تم نے سُنا اور تم اس کی مدد کرو گے اور ان کے دشمنوں کا ضرر اُن سے دفع کرو گے۔ جناب ابوطالب واپس آئے اور عبدالمطلب سے راہب کی گفتگو بیان کی۔ جناب عبدالمطلبؑ نے فرمایا اے فرزند خاموش رہو کہیں کوئی یہ باتیں سُن نہ لے۔ خُدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بادشاہِ عرب و عجم ہو گا۔

بسندِ دیگر روایت ہے کہ حضرت ابوطالبؑ بتوں کے پاس نہیں جاتے تھے اور قریش اس بارے میں اُن سے تکرار کرتے اور بتوں کی پرستش پر اصرار کرتے۔ تو وُہ فرماتے کہ مَیں اپنے برادر زادہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے جُدا نہیں ہو سکتا اور اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا۔ وُہ نہ بُتوں کو

دیکھنا پسند کرتا ہے نہ اُن کا نام سُننا چاہتا ہے۔ قریش نے کہا اس کو فہمائش کرو اور بتوں کی تعظیم کی عادت ڈالو۔ ابوطالبؑ نے کہا لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اس لیئے کہ شام کے تمام راہبوں سے میں نے سُنا ہے کہ بتوں کی بربادی اسی بچہ کے ہاتھ سے ہوگی۔ قریش نے پُوچھا کیا تم نے بھی اس سے کوئی خاص بات مشاہدہ کی جس سے اُن کی باتوں کی تصدیق ہوتی ہو؟ فرمایا ہاں شام کے راستہ میں ایک خشک درخت کے نیچے ہم لوگ ٹھہرے تھے وُہ اُسی وقت اس کے اعجاز سے شاداب ہوگیا۔ اور اُس میں پھل لگ گئے۔ جب ہم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو اُس درخت نے اپنے تمام پھل اُس پر نثار کردیئے۔ اور بحکمِ خدا گویا ہوا کہ اے شجرۂ طیبۂ نبوت اور درختِ عظیم رسالت اپنے دستہائے مُبارک کو مجھ پر پھیرتے جاؤ تاکہ قیامت تک سرسبز و شاداب رہوں۔ یہ سُنکر محمدؐ نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو سبزی و شادابی میں اضافہ ہوگیا۔ پھر واپسی میں جب ہم لوگ اُس درخت کے پاس آئے تو دیکھا کہ ہر طرح کے پرندے جو دُنیا میں ہیں اُس درخت کی شاخوں پر اپنے اپنے گھونسلے بنائے ہوئے ہیں اور ہر طائر کی تعداد کے مطابق اُس میں شاخیں پیدا ہوگئی ہیں۔ اور اس قدر لمبا اور قدآور ہے کہ اس کے ایسا کوئی درخت کبھی نظر سے نہیں گزرا۔ اور تمام طیور نے حضرتؐ کے سر پر اپنے پروں سے سایہ کرلیا اور گویا ہوئے کہ ہم کو آپ کے دستِ مبارک کی برکت سے اس درخت پر اپنے پناہ کی جگہ میسّر آئی ہے۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ کے بچپن میں ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا اور کئی سال تک بارش نہیں ہوئی۔ آخر رقیقہ دخترِ صیفی نے خواب میں دیکھا کہ ایک ہاتف کہہ رہا ہے کہ اے گروہِ قریش ایک پیغمبر تم میں مبعوث ہوگا وُہ پیدا ہوچکا ہے جس کی برکت و رحمت سے فراوانی تم کو حاصل ہے عبدالمطلبؑ کو بلاؤ وُہ اپنے فرزند زادہ کو شفیع قرار دیں وُہ دُعا کریں تو خدا تم پر بارش کرے گا۔ غرض عبدالمطلبؑ حضرتؐ کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے کوہِ ابوقبیس پر تشریف لے گئے۔ اکابرِ قریش آپ کے گرد جمع ہوئے۔ حضرتؐ نے بارش کی دُعا کی اُسی وقت آنحضرتؐ کی برکت سے بارش شروع ہوئی یہاں تک کہ سیلاب مکّہ کی پہاڑیوں سے جاری ہوا۔

ابن بابویہ رحمہ اللہ نے اپنی سند سے حضرت ابوطالبؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ آٹھ سال کے تھے کہ میں نے شام کی جانب تجارت کے لیئے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت ہوا بہت گرم تھی۔ جب میں نے سفر کا قصد کیا میرے عزیزوں نے کہا کہ محمدؐ کو کس کے پاس چھوڑ و گے۔ میں نے کہا اپنے ساتھ لے چلوں گا کیونکہ مجھے کسی کا اعتبار نہیں جس کے سپرد کروں۔ وُہ بولے کہ اس گرم موسم میں اس پروردۂ حرم و بطحی کو سفر میں لے چلنا مناسب نہیں ہے۔ میں نے کہا واللہ میں اس کو جُدا نہیں کرسکتا۔ میں اُس کے لیئے ایک محمل تیار کروں گا۔ غرض میں نے حضرتؐ کو اونٹ پر بٹھایا اور اُن کے اونٹ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتا تھا تاکہ وُہ میری نگاہوں سے اُوجھل نہ ہوں۔ جب دھوپ تیز ہوتی تو ایک ابرِ سفید برف کے مانند آتا اور حضرتؐ کو سلام کرکے آپؐ کے سر پر سایہ فگن ہوتا۔ وُہ جہاں جہاں

جاتے وُہ ابر آپؐ کے ساتھ رہتا اور اکثر عمدہ پھل اُس سے گرتے۔ ایک روز اثنائے راہ میں پانی کی قلت ہوگئی۔ ہمارے قافلہ والے ایک مشک پانی کی ایک اشرفی کے عوض خرید کیا کرتے۔ لیکن ہمارے پاس آنحضرتؐ کی برکت سے پانی بہت کافی تھا اور کسی وقت کم نہ ہوا۔ ہم جس منزل پر ٹھہرتے آپؐ کی برکت سے حوض بھر جاتے اور وہاں کی زمین سبزہ سے پُر ہوجاتی اور ہر وقت ہم پر فراوانی اور فراخی حاصل تھی راستہ میں جو اونٹ تھک کر بیٹھ جاتا حضرتؐ اپنا دستِ مبارک اُس پر پھیر دیتے وُہ پھر چلنے لگتا۔ جب ہم شہر بصرہ کے نزدیک پہنچے ایک راہب کا صومعہ نظر آیا ناگاہ ہم نے دیکھا وُہ صومعہ حضرتؐ کے استقبال کے لیئے گھوڑے کی مانند تیز رواں ہوا اور ہمارے قریب پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اُس میں ایک نصرانی راہب تھا جس کو بحیرا کہتے تھے جو کبھی شک و شبہ کرنے والوں سے آشنا نہ تھا اور نہ کسی سے گفتگو کرتا تھا جو قافلہ بھی اُس کی طرف سے گزرتا وُہ کسی کا حال دریافت نہ کرتا۔ جب اُس نے صومعہ کو حرکت میں دیکھا اور قافلہ پر نگاہ پڑی تو حضرتؐ کو پہچانا اور کہا جو کچھ میں نے پڑھا اور سُنا ہے اگر سچ ہے تو وُہ آپ ہی ہیں آپ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ پھر ہم لوگ ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہرے جو اس کے صومعہ کے نزدیک تھا۔ اُس درخت کی شاخیں خشک ہوچکی تھیں اُس میں پھل نہیں لگتے تھے۔ ہمیشہ قافلے اُسی درخت کے نیچے ٹھہرا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ اُس درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے وُہ درخت لہلہا اُٹھا اُس میں بہت سی شاخیں پیدا ہوکر آنحضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہوگئیں اور تین قسم کے پھل اُس میں لگ گئے دو گرمیوں کے موسم کے اور ایک جاڑے کی فصل کا۔ اہلِ قافلہ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے۔ بحیرا کو بھی حیرت ہوئی۔ اُس نے اپنے ساتھ اتنا کھانا لیا جو صرف آنحضرتؐ کے لیئے کافی تھا اور اپنے صومعہ سے باہر آیا اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر بولا کہ اس بچہ کا متکفل کون ہے۔ حضرت ابوطالبؑ کہتے ہیں میں نے کہا میں ان کی خدمت میں رہتا ہوں۔ پُوچھا آپ کا اس سے کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا میں اس کا چچا ہوں۔ اُس نے کہا اس کے تو بہت سے چچا ہیں تم اس کے کون سے چچا ہو؟ میں نے کہا وُہ میرے حقیقی بھائی کا لڑکا ہے۔ پھر تو وُہ بول اُٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لڑکا وہی ہے جس کو میں جانتا ہوں۔ اگر وہی نہ ہوا تو میں بحیرا نہیں۔ پھر بولا کہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ کھانا اُن کے لیئے لے جاؤں میں نے کہا ہاں لے چلو اور میں نے آنحضرتؐ سے جاکر کہا کہ ایک شخص آیا ہے اور تمہاری ضیافت کے لیئے کھانا لایا ہے کھالو۔ فرمایا کیا تنہا میرے لیئے کھانا لایا ہے، میرے ہمراہی نہ کھائیں گے؟ بحیرا نے کہا حضور! اس سے زیادہ میرے پاس نہ تھا۔ فرمایا کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں سب کو اس میں شریک کرلوں؟ اس نے کہا ہاں ہاں۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا بسم اللہ کھاؤ۔ ابوطالبؑ کہتے ہیں کہ ہم ایک سو ستر آدمی تھے اور سب نے مل کر وُہ کھانا کھایا اور سیر ہوگئے، پھر بھی وُہ اُتنا ہی باقی رہا۔ بحیرا آنحضرتؐ کی خدمت میں کھڑا پنکھا جھل رہا تھا اور حیرت میں غرق تھا رہ رہ کے جھکتا اور حضرتؐ کا سرِ اقدس چُوم لیتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ بحق پروردگارِ مسیح یہ وہی ہے۔ لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ وُہ کیا کہتا ہے۔ آخر قافلہ میں سے ایک

شخص نے کہا اے راہب تیری باتیں عجیب ہیں ہم اکثر تیرے صومعہ کی طرف سے گذرے ہیں تو کبھی ہماری طرف متوجہ نہ ہوا۔ بحیرا نے کہا ہاں لیکن اس مرتبہ میرا حال عجیب ہے۔ میں وُہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو؛ اور وُہ چند اُمور جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یہ لڑکا جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے اگر تم اس کو پہچان لیتے جس طرح میں پہچانتا ہوں تو بے شبہ اپنی گردنوں پر سوار کر کے شہر میں پھراتے۔ خدا کی قسم اس مرتبہ جو کچھ تمہارا اکرام کر رہا ہوں تو صرف اسی لڑکے کی وجہ سے۔ جب وُہ میرے صومعہ کے قریب آیا تو مَیں نے اس کے آگے ایک نُور دیکھا جو زمین سے آسمان تک ساطع تھا اور کچھ مردوں کو دیکھا جو یاقوت و زبرجد کے پنکھے ہاتھوں میں لئے ہوئے حضرتؐ کو جھل رہے تھے۔ اور ایک دوسری جماعت طرح طرح کے میوے لئے ہوتے اُس پر نثار کر رہی تھی اور یہ ابر اُس کے سر پر سایہ کیئے ہوئے رہتا ہے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ میرا عبادت خانہ اُس کے استقبال کے لیئے تیز رفتار گھوڑے کی طرح دوڑا۔ یہ درخت مدّتوں سے خشک تھا؛ اس میں شاخیں بہت کم تھیں؛ اس کے اعجاز سے شاداب ہو گیا اور حرکت میں آیا۔ دوسری اور شاخیں نکل آئیں اور تین طرح کے پھل اُس میں پیدا ہو گئے۔ اور یہ تمام حوض اُس زمانہ سے خشک ہو گئے تھے جب سے بنی اسرائیل کے حواریوں کے بعد ان میں اختلاف و فساد پیدا ہوا۔ ہم نے کتاب شمعونؑ میں پڑھا ہے کہ شمعون نے اُن پر لعنت کی تھی اور فرمایا تھا کہ جب تم دیکھو کہ ان حوضوں میں پانی نکل آیا ہے تو سمجھ لینا کہ اُس پیغمبر کی برکت کے سبب سے ہے جو شہر تہامہ میں ظاہر ہوگا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرے گا۔ اس کی قوم میں اس کا نام امین اور آسمان میں احمدؐ ہوگا۔ وُہ نسل اسمٰعیلؑ ابن ابراہیمؑ سے ہوگا، خدا کی قسم یہ وہی ہے۔ پھر بحیرا آنحضرتؐ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا مَیں آپ سے تین خصلتوں کے بارے میں دریافت کرتا ہوں اور لات و عُزّیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ جواب دیجئے۔ حضرتؐ نے لات و عُزّیٰ کا نام سُنا تو غضبناک ہوئے اور فرمایا ان کے واسطے سے کچھ نہ پُوچھنا۔ خدا کی قسم کسی چیز کو ان دونوں سے زیادہ دشمن نہیں رکھتا ہوں۔ یہ دونوں بُت پتھر کے ہیں اور میری قوم ان کو اپنی حماقت سے پُوجتی ہے۔ یہ سُنکر بحیرا نے کہا یہ پہلی علامت ہے پھر کہا اچھا آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ بتایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں اب جو پُوچھنا چاہو پُوچھو اس لیئے کہ تم نے مجھے اُس خُدا کی قسم دی ہے جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے جس کا کوئی مثل نہیں۔ بحیرا نے کہا آپ کی خواب و بیداری کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ پھر آپ کے اکثر حالات دریافت کیئے آپ نے سب کے جوابات دیئے۔ اُس نے تمام جوابات دانُور کتابوں میں لکھے ہوئے مضمون سے مطابق پائے جو پڑھ چکا تھا۔ پھر بحیرا آنحضرتؐ کے قدموں پر گر پڑا۔ تلووں کو چُومتا اور کہتا کس قدر خوشگوار ہے آپؐ کی خوشبو اے وُہ کہ تمام پیغمبروں سے آپ کی پیروی بہتر ہے اور دُنیا میں جو کچھ روشنی ہے آپ کے سبب سے ہے۔ مسجدیں آپؐ کے نام سے آباد ہونگی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ لشکر کشی کر رہے ہیں، عربی گھوڑوں پر سوار ہیں، اور عرب و عجم جبراً قہراً آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ اور گویا مَیں دیکھ رہا ہوں کہ لات و عزیٰ کو آپ نے توڑ ڈالا ہے اور خانۂ کعبہ کو اپنے

قبضہ میں لے لیا ہے اور اُس کی کنجی جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ اور کتنے عرب و عجم کے بہادروں اور سورماؤں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جنت و دوزخ کی کنجیاں آپؐ کے پاس ہیں اور قائدہ عظیم آپ کے ساتھ ہے۔ آپؐ ہی ہیں جو بتوں کو توڑیں گے، آپؐ ہی وُہ ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تمام بادشاہانِ عالم ذلّت و خواری کے ساتھ آپؐ کے دین میں داخل ہوں گے۔ پھر دوبارہ آپؐ کے دست و پائے اقدس کو بوسہ دیا اور کہا اگر میں آپؐ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ تو آپؐ کے سامنے آپؐ کے دشمنوں سے شمشیر زنی کروں گا اور جہاد کروں گا۔ آپ ہی بہترین بنی آدمؑ اور پرہیز گاروں کے پیشوا اور خاتم المرسلینؐ ہیں۔ خدا کی قسم آپؐ کی ولادت باسعادت کے روز زمین خنداں ہوئی اور تا قیامت خنداں رہے گی خُدا کی قسم گرجے، بُت اور شیاطین آپؐ کے ظہور سے گریاں ہیں اور تا قیامت گریاں رہیں گے۔ آپؐ ہی ابراہیمؑ کی دُعا اور عیسیٰؑ کی بشارت ہیں۔ آپؐ اہلِ جاہلیت کی نجاستوں سے ہمیشہ پاک و مطہر رہے ہیں پھر ابو طالبؑ کی طرف رُخ کیا اور پوچھا آپؑ اُن سے کیا نسبت رکھتے ہیں؟ ابو طالبؑ نے کہا وُہ میرا فرزند ہے۔ بحیرا نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا ان کے ماں باپ اس وقت تک زندہ نہیں ہو سکتے؛ ابو طالبؑ نے کہا تم نے سچ کہا میں اُس کا چچا ہوں، اُن کے باپ کا انتقال اسوقت ہو چکا جبکہ وُہ رحمِ مادر میں تھے اور جب ماں کا انتقال ہوا تو وُہ چھ برس کے تھے۔ بحیرا نے کہا اب آپ نے سچ کہا۔ مَیں تو یہ مصلحت سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو اپنے شہر واپس لے جائیں کیونکہ رُوئے زمین پر کوئی ایسا یہودی عیسائی اور صاحبِ کتاب نہیں ہے جو نہ جانتا ہو کہ وُہ پیدا ہو چکے ہیں۔ اور ہر ایک ان کو ان علامتوں کے ساتھ دیکھتا ہے اور پہچانتا ہے اُسی طرح جس طرح مَیں پہچانتا ہوں۔ وُہ ان کے ساتھ انکو ہلاک کرنے کے لیئے مکر و حیلہ کریں گے اور یہودی تو اس میں سب سے زیادہ پیش پیش رہیں گے۔ ابو طالبؑ نے پُوچھا ان کی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بحیرا نے کہا یہ کہ وُہ پیغمبرؐ ہو گا اور جبریلؑ اُس پر نازل ہوں گے اور ان کے دینوں کو منسوخ کریگا۔ ابو طالبؑ نے کہا نہیں انشاء اللہ۔ خدا اس کو نہیں چھوڑے گا کہ کوئی ضرر پہنچے۔ پھر بحیرا نے چاہا کہ آنحضرتؐ کو وداع کرے تو بہت رویا۔ اور کہا اے فرزند آمنہؑ گویا مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تمام عرب آپؐ کے ساتھ دشمنی اور جدال و قتال کریں گے اور آپؐ کے اعزا آپؐ سے قطع تعلق کر لیں گے۔ اگر آپؐ کی قدر جانتے تو اپنے لڑکوں سے زیادہ عزیز رکھتے۔ پھر میری جانب متوجہ ہوا۔ اور کہا اے عم محترم اس کی قرابت کی رعایت کیجئے اور اپنے پدر بزرگوار کی وصیّت کا دھیان رکھیئے۔ بہت جلد تمام قریش آپ سے کنارہ کشی کریں گے، آپ پرواہ نہ کیجئے گا۔ آپ کے بھی ایک فرزند ہو گا جو ہر حال میں اس کا معین و مددگار رہے گا۔ آسمانوں میں اس کی شجاعت کی مدح ہو گی۔ اس سے دو فرزند ہونگے جو شہادت کے درجہ پر فائز ہوں گے۔ وُہ سیدؑ و بزرگِ عرب اور اس اُمّت کا ذوالقرنین ہو گا۔ اور وُہ خدا کی کتابوں میں عیسیٰؑ کے اصحاب سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔

جناب ابو طالبؑ کہتے ہیں کہ جب ہم شام کے نزدیک پہنچے واللہ شام کے قصر حرکت میں آئے اور اُن سے ایک نُور آفتاب کے نُور سے زیادہ روشن بلند ہوا۔ جب ہم لوگ شام میں داخل ہوئے

ـــــــــــ
سلہ ابتدائے ملاقات میں بحیرا نے حضرت ابوطالبؑ سے دریافت کر لیا تھا کہ آپ اس فرزند کے کون ہیں اور آپ نے بتا دیا تھا کہ [illegible]

تماشائیوں کی کثرت سے بازار میں داخل ہونا ممکن نہ ہوسکا۔ ہر طرف سے لوگ حضرتؐ کے جمال عدیم المثال کے نظارہ کے لیئے دَوڑ پڑے اور حضرتؐ کے حسن وجمال اور فضل وکمال کا شہرہ تمام اطرافِ شام میں پہنچا۔ جس جس جگہ راہب اور عالم تھے آنحضرتؐ کے گرد آآکر جمع ہوئے۔ علمائے اہلِ کتاب کا ایک سب سے بڑا عالم نسطورا تین روز تک آیا اور آنحضرتؐ کے برابر بیٹھا کیا لیکن کوئی گفتگو نہیں کی۔ جب تیسرا روز ختم کے قریب پہنچا وُہ بیتابانہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور آپؐ کے گرد گھومنے لگا۔ مَیں نے پوچھا اے راہب تُو کیا چاہتا ہے اُس نے کہا ان کا کیا نام ہے مَیں نے کہا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام ہے یہ سُنتے ہی اُس کا رنگ متغیّر ہوگیا۔ اس نے کہا آپ اُن سے التماس کیجیئے کہ اپنی پُشت و شانے کھولیں آنحضرتؐ نے اپنے شانے پر سے پیراہن ہٹایا تو راہب کی نگاہ مُہر نبوت پر پڑی دیکھتے ہی وُہ بیتاب ہوکر گر پڑا اور اس کو چُومنے لگا اور مجھ سے کہا کہ بہت جلد اس خورشید نبوّت کو واپس لے جایئے۔ اگر آپ جانتے کہ اس سرزمین پر ان کے کس قدر دشمن ہیں تو ہرگز ان کو اپنے ہمراہ نہ لاتے۔ پھر وُہ روزانہ حضرت کی خدمت میں آتا اور مراسم خدمت بجالایا کرتا۔ لذیذ کھانے حضرتؐ کے لیئے لاتا۔ جب ہم لوگ شام سے واپس چلے تو حضرتؐ کے لیئے وُہ ایک پیراہن لایا اور عرض کی کہ حضرت اس کو پہن لیں شاید اس کے سبب سے کبھی کبھی مجھے یاد فرمالیں۔ جب مَیں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرہ سے آثارِ کراہت ظاہر ہورہے ہیں تو مَیں نے پیراہن لے کر رکھ لیا اور کہا مَیں ان کو پہنا دوں گا اور نہایت عجلت کے ساتھ حضرتؐ کو لے کر بیت اللہ الحرام کی جانب واپس آگیا۔ جب اہل مکہ کو ہمارے آنے کی خبر معلوم ہوئی ابوجہل کے سوا تمام چھوٹے بڑے حضرتؐ کے استقبال کو آئے۔

دوسری معتبر سند سے روایت ہے کہ جب ابوطالبؑ نے شام کا ارادہ کیا حضرت رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے مہار ناقہ سے لپٹ گئے اور کہا اے عمِ محترم مجھ کو کس پر چھوڑے جاتے ہیں نہ میرے باپ ہیں نہ ماں ہیں۔ یہ سُنکر ابوطالب رونے لگے اور حضرتؐ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب کبھی راستہ میں ہوا گرم ہوتی ایک ابر ظاہر ہوتا جو آنحضرتؐ کے سر پر سایہ کرتا یہاں تک کہ اثنائے راہ میں ایک راہب کے صومعہ کے پاس جس کو بحیرا کہتے تھے ہم پہنچے۔ اُس نے دیکھا کہ ابر ہمارے ساتھ حرکت میں ہے وُہ اپنے صومعہ سے باہر آیا اور ہمارے لیئے چند خادم حاضر کیئے اور ہماری دعوت کی۔ ہم قافلہ کے تمام لوگ راہب کے صومعہ میں پہنچے اور آنحضرتؐ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ جب بحیرا نے دیکھا کہ ابر ہماری قیام گاہ ہی پر ٹھہرا ہوا ہے تو اُس نے پُوچھا کیا اہلِ قافلہ میں سے کوئی نہیں آیا لوگوں نے کہا سب آئے ہیں سوائے ایک لڑکے کے جس کو ہم نے مال و سامان کے پاس چھوڑ دیا ہے۔ بحیرا نے کہا مناسب نہیں ہے کہ ہماری دعوت میں شرکت سے کوئی بچ جائے۔ اس لڑکے کو بھی بلاؤ، اور کسی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا۔ جب حضرتؐ روانہ ہوئے تو ابر بھی ساتھ ساتھ چلا۔ بحیرا نے کہا یہ کس کا لڑکا ہے کہا گیا ابوطالبؑ کا۔ بحیرا نے ابوطالبؑ سے پُوچھا کیا یہ آپ کا لڑکا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ پوچھا بھائی کہاں ہے؟ فرمایا وُہ جب

شکمِ مادر میں تھے اُسی وقت اُن کا انتقال ہوگیا تھا۔ بحیرا نے کہا ان کو اپنے شہر واپس لے جایئے کیونکہ اگر یہودیوں نے پہچان لیا جس طرح مَیں ان کو پہچانتا ہوں، یقیناً ان کو قتل کر ڈالیں گے۔ سمجھ لیجیئے کہ ان کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ وُہ اس اُمت کے پیغمبر ہیں اور شمشیر و جہاد کے ساتھ خروج کریں گے۔

دوسری سند کے ساتھ یعلی نسابہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ جس سال بغرض تجارت شام تشریف لے گئے خالد بن اسید و طلیق بن ابی سفیان حضرتؐ کے ساتھ قافلہ میں تھے۔ واپس آکر آنحضرتؐ کے تعجب انگیز حالات مثل آنحضرتؐ کی رفتار اور سواری اور جانوروں کی اطاعت وغیرہ سے متعلق بیان کیئے۔ اور کہا کہ جب ہم شہر بصرہ کے بازار میں پہنچے راہبوں کے ایک گروہ کو دیکھا جنکے چہرے زرد تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے رخساروں پر زعفران مَل دیا گیا ہے۔ ان کے اعضا کانپ رہے تھے۔ وُہ ہمارے پاس آئے اور بولے کہ ہمارے بزرگ کے پاس چلیئے جو کلیسائے اعظم میں رہتے ہیں جو یہاں سے قریب ہے۔ ہم نے کہا کہ ہمیں تم سے کیا واسطہ وُہ بولے کہ اگر آپ ہمارے عبادت خانہ تک چلیں تو کیا حرج ہے ہم آپ کا احترام کرتے ہیں۔ وُہ سمجھتے تھے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے ساتھ ہیں۔ غرض ہم لوگ اُن کے ساتھ ایک بہت بڑے عبادت خانہ میں داخل ہوئے وہاں دیکھا کہ ایک مردِ بزرگ درمیان میں بیٹھا ہے اور اس کے شاگرد اس کے گرد جمع ہیں اسکے ہاتھ میں ایک کتاب ہے وُہ کبھی اُس کتاب میں نظر کرتا ہے کبھی ہم لوگوں کو دیکھتا ہے۔ آخر اپنے مصاحبین سے بولا تم نے کوئی کام نہ کیا۔ مَیں جس کو چاہتا ہوں تم اس کو نہیں لائے ہو پھر اس نے ہم لوگوں سے پُوچھا کہ تم کون ہو؟ ہم نے کہا ہم قریش میں سے ایک گروہ ہیں۔ پوچھا کس قبیلہ سے ہو ہم نے کہا ہم فرزندانِ عبدالشمس میں سے ہیں۔ اُس نے پُوچھا کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے؟ ہم نے جواب دیا کیوں نہیں ایک جوان بنی ہاشم میں سے ہے جس کو ہم یتیم فرزند عبدالمطلب کہتے ہیں۔ یہ سُنتے ہی ایک نعرہ مارا اور قریب تھا کہ وہ بیہوش ہو جائے اور اپنی جگہ سے اُچھل پڑا اور کہا آہ آہ دینِ نصرانیت برباد ہوگیا۔ پھر اپنے ایک صلیب پر تھوڑی دیر تکیہ کر کے غور و خوض کرتا رہا اسی ۸۰ راہب اور اُس کے شاگرد اس کے گرد حلقہ کیئے ہوتے تھے۔ پھر اُس نے ہم سے کہا کیا ممکن ہے کہ اس جوان کو مجھے دکھاؤ۔ ہم نے کہا ہاں ہاں چلو تو وُہ ہمارے ساتھ بازارِ بصرہ میں آیا۔ آنحضرتؐ بازار میں خورشید تاباں کے مانند کھڑے تھے، اور چہرۂ اقدس سے نُور چمک رہا تھا اور دیکھنے والے چاروں طرف سے آپؐ کے جمال مبارک کے نظارہ میں محو تھے۔ اور خریدار مثل خریدارانِ یوسفؑ روپئے لیئے ہوتے آپؐ کے جمال کی دید کے شوق میں آپ سے سودا کر رہے تھے اور آپ کا مالِ تجارت زیادہ قیمتیں دے دے کر خرید رہے تھے اور اپنے اموال بہت کم درم پر حضرتؐ کے ہاتھ فروخت کر رہے تھے۔ ہم نے چاہا کہ راہب کو کسی دُوسرے شخص کو دکھائیں تاکہ اس کا امتحان ہوجائے۔ اُس نے کہا بس بس مَیں نے پہچان لیا اور بیقرار ہو کر آپ کے قریب دَوڑا ہوا گیا اور سرِ مُبارک کو چومنے لگا اور کہا آپ ہی وُہ مقدس ہیں اور آنحضرتؐ

کی نشانیوں سے متعلق بہت سے سوالات کیئے حضرتؐ نے سب کے جوابات دیئے پھر اُس نے کہا اگر میں آپکے زمانہ تک موجود رہا تو آپؐ کی خدمت میں رہ کر ایسا جہاد کروں گا جو حقِ جہاد ہے۔ پھر ہم لوگوں سے کہا کہ بہتر زندگی اور موت اسی کے ساتھ ہے۔ جو شخص اس کی پیروی کرے گا وُہ زندۂ جاوید ہوگا۔ جو شخص اس کے طریقہ سے منحرف ہوگا اس طرح مرے گا کہ کبھی زندہ نہ ہوگا۔ تمام نفع اور فائدۂ عظیم اُسی کے ساتھ ہے یہ کہا اور اپنے کلیسہ میں واپس چلا گیا۔

دوسری حدیث میں روایت ہے کہ جس سال حضرت سرورِ کائنات خدیجہؓ کا مال لے کر بغرضِ تجارت شام کی جانب تشریف لے گئے تھے آپؐ کے ہمراہ عبدمناة بن کنانہ اور نوفل بن معاویہ بھی قافلہ میں تھے۔ جب شام میں پہنچے ابوالمویہب راہب نے ان کو دیکھا اور پُوچھا آپ لوگ کون ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم کعبہ کے رہنے والے اہلِ قریش میں سے چند تاجر ہیں۔ اُس نے پُوچھا کہ قریش میں سے کوئی اور بھی آپ کے ساتھ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں فرزندانِ ہاشم میں سے ایک جوان ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ ابوالمویہب نے کہا مَیں اُسی کو چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا قریش میں اُس سے کم شہرت کا کوئی نہیں اُس کو یتیمِ قریش کہتے ہیں۔ وُہ قریش کی ایک خاتون خدیجہ کا مال اُجرت پر فروخت کرنے آیا ہے۔ تم کو اس سے کیا کام ہے۔ ابوالمویہب نے اپنا سر ہلایا اور کہا وُہی ہے مجھے اُس کو دکھاؤ۔ لوگوں نے کہا ہم نے اس کو بازارِ بصرہ میں چھوڑا تھا۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ آنحضرتؐ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جب اُس کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی قبل اس کے کہ لوگ آنحضرتؐ کو بتائیں اُس نے کہا یہی ہے اور آنحضرتؐ کو تنہائی میں لے گیا اور بہت دیر تک حضرتؐ سے راز کی باتیں کیں پھر حضرتؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کوئی چیز اپنی آستین سے نکالی اور چاہا کہ حضرتؐ کو دے، آپؐ نے قبول نہ فرمایا۔ غرض وُہ حضرت سے علیحدہ ہو کر ان لوگوں کے پاس آیا اور کہا مجھ سے یہ نصیحت سُن لو اور اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ؛ اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ کیونکہ یہ جوان واللہ پیغمبرِ آخرالزمان ہے، اور بہت جلد ظاہر ہوگا اور لوگوں کو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی دعوت دے گا۔ جب وُہ پیغمبری کا اعلان کرے بلا تامل اس کی پیروی کرو۔ پھر پُوچھا کہ کیا اس کے چچا ابوطالبؑ کے کوئی فرزند پیدا ہوا ہے جس کا نام علیؑ ہو؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا یا تو پیدا ہو چکا ہے یا عنقریب پیدا ہوگا سب سے پہلے جو اس پیغمبر پر ایمان لائے گا وہی ہوگا۔ اُس کے وصی ہونے کے متعلق میں نے کتابوں میں پڑھا ہے جس طرح محمدؐ کی پیغمبری کے بارے میں پڑھا ہے۔ وُہ سیدِ عرب اور اس اُمت کا عالمِ ربانی اور آخرالزمان کا ذوالقرنین ہوگا اور شمشیر زنی کا حق جہادوں میں ادا کرے گا۔ ملاءِ اعلےٰ میں اُس کا نام علیؑ ہے۔ قیامت کے روز پیغمبرِ آخرالزمان کے بعد اُس کا رُتبہ سب سے بلند ہوگا۔ فرشتے اُس کو بطل ازہر مفلح (فلاح یافتہ روشن شجاع) کہتے ہیں جس طرف رُخ کرے گا یقیناً فتح پائے گا۔ وُہ تمہارے پیغمبرؐ کے اصحابؓ میں آسمان پر آفتاب سے زیادہ مشہور ہے۔

کلینی نے بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب قریش نے جاہلیت میں کعبہ کو

منہدم کر کے چاہا کہ پھر سے بنائیں لیکن نہ بنا سکے۔ آخر اُن کے دل میں گزرا کہ کسی نے اُن سے کہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے پاکیزہ مال لائے ایسا مال نہ ہو جو قطعِ رحم یا دُوسرے حرام طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو وُہ مشکل دُور ہو گئی اور کعبہ کو بنانا شروع کیا۔ آخر حجرِ اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو آپس میں اختلاف پیدا ہوا کہ کون نصب کرے یہاں تک کہ اُن میں باہم جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ جو سب سے پہلے مسجد الحرام میں آئے اس کو حَکَم قرار دینا چاہیئے؛ تو سب سے پہلے آنحضرتؐ داخلِ کعبہ ہوئے۔ ان لوگوں نے حضرت سے حال بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے ایک چادر بچھائی اور خود حجرِ اسود کو اُٹھا کر اُس پر رکھا اور رؤسائے قبیلہ سے کہا ہر طرف سے چادر کو پکڑ کر اُٹھائیں۔ اس طرح لوگ حجر کو اُس کے مقام تک لائے۔ پھر آنحضرتؐ نے خود اُٹھا کر اُس کے مقام پر نصب کر دیا۔ خداوندِ عالم نے ان کو اس شرف سے مخصوص فرمایا۔

بسندِ معتبر دیگر منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی بعثت سے تیس سال پہلے مکہ میں سیلاب آیا اور کعبہ کی دیواریں شکستہ اور چھوٹی ہو گئیں اور چور سونے کے ہرن چُرا لے گئے جنکے پَیر جواہرات کے تھے۔ تو قریش نے ارادہ کیا کہ دیواریں بالکل توڑ کر از سرِ نو تعمیر کریں اور کعبہ کی چوڑائی اور زیادہ کریں۔ لیکن یہ خوف ہوا کہ پھاوڑا اُس پر مارتے ہی کوئی بلا اُن پر نازل نہ ہو جائے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ مَیں کھودنے کی ابتدا کرتا ہوں اگر خدا ہمارے اس ارادہ سے خوش ہے تو کوئی بلا نہ آئے گی اور اگر وُہ ہمارے اس فعل سے راضی نہیں اور کسی بلا کی علامت ظاہر ہوئی تو ہم کعبہ کو موجودہ حالت پر چھوڑ دیں گے۔ غرض وُہ کعبہ کی چھت پر گیا اور ایک پتھر کو حرکت دی تھی کہ ایک سانپ نکل کر حملہ آور ہوا اور سورج کو گہن لگ گیا۔ جب اُن لوگوں نے یہ حال مشاہدہ کیا بارگاہِ ربّ العزّت میں تضرع وزاری شروع کی اور کہا پالنے والے ہماری نیت فساد کی نہیں ہے بلکہ ہم تو کعبہ کی اصلاح چاہتے ہیں۔ اس کے بعد سانپ غائب ہو گیا۔ انہوں نے دیواریں گرائیں اور جنابِ ابراہیمؑ کی رکھی ہوئی بنیاد تک کھودتے ہوئے پہنچے۔ جب اس کو بھی کھود کر کعبہ کو وسیع کرنا چاہا تو ایک عظیم زلزلہ پیدا ہوا اور تاریکی چھا گئی۔ بنائے ابراہیمؑ تیس ۳۰ گز لمبی اور چوبیس ۲۴ گز چوڑی تھی اس کی اونچائی نو ۹ گز تھی۔ قریش نے مشورہ کیا کہ طول و عرض کو اُسی طور رہنے دو؛ اُونچائی زیادہ کر دو۔ حجرِ اسود نصب کرنے پر آپس میں نزاع ہو گئی۔ ہر قبیلہ کہتا تھا کہ ہم نصب کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ آخر معاملہ حکم پر طے ہوا کہ جو شخص بابِ بنی شیبہ سے پہلے داخل ہو وہی فیصلہ کر دے تو سب سے پہلے جو اُس دروازہ سے آیا وُہ سرورِ کائناتؐ تھے۔ لوگوں نے آپؐ کو دیکھ کر کہا امین آ گیا جو یہ فیصلہ کرے گا ہم کو منظور ہے۔ غرض آنحضرتؐ نے اپنی ردائے مبارک اور بروایتے اپنی عبا بچھا دی اور حجرِ اسود اُس پر رکھ دیا اور فرمایا کہ اس کے چاروں سروں کو قریش کے ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی پکڑے۔ بنی عبدالشمس سے عتبہ بن ربیعہ نے اور اسود بن عبدالمطلب نے بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے۔ اور ابوحذیفہ بن المغیرہ نے بنی مخزوم سے اور قیس بن عدی نے بنی سہم سے چادر کے گوشوں کو پکڑ کر اُٹھایا۔ پھر آنحضرتؐ نے حجرِ اسود کو خود

اُٹھا کر اُس کی جگہ پر رکھ دیا۔ بادشاہ رُوم نے ایک کشتی میں چھت کے لیئے لکڑیاں وغیرہ جو ضرورت تھی بھر کر بھیجی تھیں۔ اس لیئے کہ حبشہ میں اُس کے واسطے ایک عبادت خانہ تیار کیا جائے۔ لیکن ہوا نے اُس کشتی کو مکہ کے ساحل پر پہنچا دیا جو وہاں پہنچ کر کیچڑ میں پھنس گئی اور کسی طرح نہ نکلی۔ قریش کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دریا کے کنارے آئے دیکھا کہ جو کچھ ان کو کعبہ کی چھت اور اس کی آرائش کیلئے ضرورت ہے سب کچھ اُس کشتی میں موجود ہے۔ اُنہوں نے وہ سب خرید لیا اور مکہ میں اُٹھا لائے۔ لکڑیوں کی پیمائش کی تو وہ کعبہ کی چھت کی چوڑائی کے مطابق تھیں۔ غرض کعبہ کی تعمیر مکمل کر کے اُس پر یمنی کپڑے کے پردے ڈال دیئے۔

حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت سرورِ عالم نے کعبہ کی تعمیر میں اپنے اور قریش کے درمیان قرعہ ڈالا تو کعبہ کے دروازہ سے رکن یمانی اور حجر کے درمیان تک حضرتؐ کے حصہ میں آئی۔ اور دوسری روایت کے موافق حجر اسود سے رکن شامی تک بنی ہاشم سے مخصوص ہوئی۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے قریش سے پوشیدہ بیس[20] حج کیئے۔ بعثت سے پہلے دس[10] اور بروایتے سات[7] حج کیئے۔ اور چار[4] برس کی عمر میں نماز پڑھی جبکہ جناب ابو طالبؑ شہر بصرہ تشریف لے گئے تھے۔

دلائل النبوۃ میں عباس سے روایت ہے کہ آپ نے ایک روز آنحضرتؐ سے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرا آپؐ کے دین میں داخل ہونا اس سبب سے ہوا کہ مَیں نے آپؐ کو گہوارہ میں دیکھا کہ آپؐ چاند سے گفتگو کرتے اور اس کو اشارہ کرتے تھے اور وہ آپؐ کے اشارہ پر ہر طرف گھومتا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں چاند سے کلام کرتا اور وہ مجھ سے۔ وہ مجھے رونے سے روکے رکھتا تھا۔ اور مَیں اس کے سجدہ کی آواز سُنتا تھا جبکہ وہ کرسی کے نیچے سجدہ کیا کرتا تھا۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ ولادت کے تیسرے یا چوتھے سال آنحضرتؐ کا شق صدر ہوا۔ حضرتؐ پانچ سال حلیمہؓ کے پاس رہے۔ چھٹے سال جناب آمنہؓ کا انتقال ہوا۔ اور ساتویں سال اہل مکہ کو بہت سے کاہنوں نے آنحضرتؐ کی نبوّت کی خبر دی اور اسی سال راہب جحفہ کا واقعہ درپیش ہوا۔ اسی سال آنحضرتؐ کی برکت اور عبد المطلبؑ کی دُعا سے بارش ہوئی۔ اُسی سال عبد المطلب سیف بن ذی یزن کی تہنیت کو گئے اور اُس نے اُن کو آنحضرتؐ کی نبوّت کی خوشخبری دی۔ اور آٹھویں سال جناب عبد المطلبؑ برحمتِ الٰہی واصل ہوئے جبکہ اُن کی عمر بیاسی[82] سال اور بروایتے ایک سو بیس[120] سال کی تھی اور ابو طالبؑ کو آنحضرتؐ کی حفاظت کے بارے میں وصیت فرمائی اور وہ آنحضرتؐ کی کفالت و حفاظت میں مشغول ہوتے۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال حاتم اور نوشیرواں نے وفات پائی اور ہرمز پسر نوشیرواں بادشاہ ہوا اور سال نہم ابو طالب آنحضرتؐ کو شام کے سفر میں ہمراہ لے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا شق صدر دسویں سال ہوا اور بعض نے روایت کی ہے نویں سال آنحضرتؐ ابو طالبؑ کے ساتھ بصرہ گئے اور بارہویں سال شام گئے۔ اور بحیرا کا قصہ دوسری مرتبہ کے سفر میں پیش آیا۔ آپکی ولادت کے سترھویں

سال ہرمز معزول کیا گیا اور لشکر کے بڑے لوگوں نے اس کو اندھا کر دیا اور انیسویں[19] سال اس کو مار ڈالا۔ اور اس کے لڑکے پرویز کو بادشاہ بنایا۔ اور تیئسویں[23] سال کعبہ از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ اور بعضوں کے قول کے مطابق پچیسویں[25] برس جناب خدیجہ سے عقد ہوا اور سب سے زیادہ صحیح قول کے مطابق پینتیسویں[35] سال کعبہ کی از سرِ نو تعمیر ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ اسی سال جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا پیدا ہوئیں اور اڑتیسویں[38] سال روشنیوں کے دیکھنے اور فرشتوں کی آوازیں سُننے سے آثارِ نبوّت ظاہر ہوئے۔ اور چالیسویں سال آنحضرتؐ مبعوث برسالت کُبریٰ ہوتے۔ اسی سال پرویز بادشاہِ عجم ہوا اور اس نے بادشاہِ عرب نعمان بن منذر کو قتل کیا۔ آنحضرتؐ کی تجارت سے متعلق شام کی جانب سفر کا حال آئندہ باب میں انشاء اللہ ذکر کیا جائے گا۔

پانچواں باب

حضرت خدیجہؓ کے فضائل اور آنحضرتؐ کے ساتھ آپکے عقد کا تذکرہ

احادیث متواترہ میں عامہ و خاصہ کے طریقوں سے منقول ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ علی بن ابی طالبؑ تھے، اور عورتوں میں جناب خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔ دوسری متواتر خبروں میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بہترین زنانِ بہشت چار عورتیں ہیں۔ خدیجہؑ بنت خویلد فاطمہؑ بنت محمدؐ صلوات اللہ علیہم مریمؑ دختر عمران اور آسیہؑ دختر مزاحم زوجۂ فرعون لعین۔

امام جعفر صادقؑ سے حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولؐ خدا گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ عائشہؓ جناب فاطمہؑ کو ڈانٹ رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے خدیجہؓ کی بیٹی تو یہ سمجھتی ہے کہ تیری ماں کو ہم پر کوئی فضیلت ہے ہم پر اُس کو کیا فوقیت ہو سکتی ہے۔ وہ بھی ہماری طرح ایک عورت تھی۔ جناب فاطمہؑ نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو رونے لگیں۔ حضرتؐ نے شفقت سے فرمایا پارۂ جگر تیرے رونے کا کیا سبب ہے۔ عرض کی عائشہؓ نے میری مادرِ گرامی کا نام حقارت سے لیا ہے اور مجھے سرزنش کی ہے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ کو غصہ آگیا اور فرمایا اے حمیرا خاموش ہو خدا اس عورت کو برکت دیتا ہے جو اپنے شوہر کو بہت دوست رکھتی ہے اور اس کے اولاد بہت ہوتی ہے۔ اور خدیجہؓ خدا اس پر رحمت نازل کرے اس کے بطن سے خدا نے مجھے طاہر و مطہر عبد اللہ و قاسم سے دو فرزند عطا فرماتے اور اُن کے شکم[1] سے رقیہ، فاطمہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ لیکن تیرے رحم کو خدا نے بانجھ

[1] معلوم ہوا کہ یہ چاروں بیٹیاں جناب خدیجہؓ کے شکم سے تھیں لیکن رقیہ و زینب و ام کلثوم کے متعلق حضرت کے بیان سے یہ تصدیق نہیں ہوتی کہ

قرار دیا کہ کوئی بچہ تجھ سے پیدا نہ ہوا۔

دوسری حدیث موثق میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار کے گرد گھومتی تھیں اور پوچھتی تھیں کہ بابا جان میری ماں کہاں ہیں اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ فاطمہ کو میرا سلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ تمہاری ماں ایسے مکان میں ہے جس کی چھت سونے کی ہے اس کی بنیادوں کی جگہ پر یاقوت سُرخ کے کھمبے ہیں اور وہ مکان آسیہؑ و مریمؑ کے مکانوں کے درمیان ہے۔ حضرتؐ نے یہ پیغام جناب فاطمہؑ سے بیان فرمایا تو معصومہؑ نے فرمایا کہ خدا تمام عیبوں سے پاک و منزہ ہے سلامتی اُسی کی طرف سے ہے اور برکتیں اُسی کی طرف پلٹتی ہیں۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب مجھ کو جبرئیلؑ معراج میں آسمانوں پر لے گئے اور میں واپس آیا تو جبریلؑ سے پوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے عرض کی یہ ہے کہ خدیجہؓ کو خدا کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے گا۔ آنحضرتؐ نے جب ان کو جبریلؑ کا سلام پہنچا دیا تو وُہ بولیں کہ خدا سلامتی کا مالک ہے سلامتی اُسی کے سبب سے اور اُسی کی طرف سے ہے اور جبریلؑ پر سلامتی ہو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب کبھی جبریلؑ نازل ہوتے اور خدیجہؓ وہاں موجود نہ ہوتیں تو اُن کو سلام کہلاتے تھے۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ایک روز جناب جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا حضرتؐ خدیجہؓ آپؐ کے واسطے آب وطعام لے کر آ رہی ہیں ان کو خداوند عالم کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے۔ اور ان کو خوشخبری دیجئے کہ خدا نے اُن کے لئے بہشت میں ایک مکان جواہرات سے تیار کیا ہے جس میں رنج وتکلیف کا نام ونشان نہیں۔ دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآبؐ اپنی بیویوں کے درمیان بیٹھے ہوئے جناب خدیجہؓ کا ذکر کر رہے تھے اور رو رہے تھے کہ عائشہؓ نے کہا کیا آپ بنی اسد کی ایک بوڑھی عورت پر گریہ کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا خاموش! اُس نے میری تصدیق اُس وقت کی جبکہ تم سب نے تکذیب کی اور وُہ ایمان لائیں اُس وقت جبکہ تم سب کافرہ تھیں۔ اس کے شکم سے میرے لئے اولادیں ہوئیں اور تم سب بانجھ ہو۔ جناب عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم چاہتے کہ آنحضرتؐ ہم سے خوش ہوں تو خدیجہؓ کا تذکرہ نیکی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب خدیجہؓ آنحضرتؐ کی رسالت کی قابل وزیر اور مددگار تھیں۔ جب لوگ آنحضرتؐ سے علیحدہ ہو گئے تھے تو وُہ آپؐ کی مونس وغمخوار تھیں۔ جب اہلِ مکہ حضرتؐ کو آزار وتکلیف پہنچا رہے تھے تو وُہ آنحضرتؐ کی مدد اور تسلّی وتشفی کرتی تھیں اور اپنے حُسنِ اخلاق سے آنحضرتؐ کو دلاسا و تسکین دیتی تھیں اور اپنے مال سے آپ کی مدد کرتی تھیں۔

قطب راوندی ابن شہر آشوب اور صاحب عدد رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ جناب خدیجہؓ کی تزویج کا یہ سبب تھا کہ ایک مرتبہ عید کے دن زنانِ قریش مسجد الحرام میں جمع ہوئیں ناگاہ ایک یہودی اُن کے سامنے سے گزرا اور کہنے لگا کہ بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہو گا۔ لہٰذا

تم ہر ایک اُس سے نکاح کر لینے کی کوشش کرو۔ یہ سُنکر عورتوں نے اس کو ڈھیلے مارنا شروع کیے۔ لیکن اس کی یہ بات خدیجہؓ کے دل میں جم گئی۔ اُس کے بعد ایک روز جناب ابو طالبؑ نے پیغمبرؐ خدا سے کہا کہ اے فرزند میں چاہتا ہوں کہ تمہارے لئے زوجہ کا انتظام کروں مگر میرے پاس مال نہیں ہے۔ خدیجہؓ میری رشتہ دار ہیں اور مالدار۔ اور ہر سال ایک جماعت کو اپنے غلاموں کے ساتھ تجارت کیلئے بھیجتی ہیں۔ تم کو منظور ہو تو تمہارے واسطے کچھ اُن سے سامانِ تجارت حاصل کروں تاکہ تم بھی تجارت کرو اور خداوندِ عالم تم کو نفع کرامت فرمائے۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت مناسب ہے۔ غرض جناب ابو طالبؑ خدیجہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ محمدؐ چاہتے ہیں کہ تمہارے مال سے تجارت کریں۔ خدیجہؓ نے کہا بہت خُوب۔ بسر وچشم منظور ہے اور بہت خوش ہوئیں۔ اپنے غلام میسرہ سے کہا کہ جس قدر مال تیری تحویل میں ہے محمدؐ کے سپرد کر دے اور ان کی خدمت میں حاضر رہ ہرگز ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ غرض وُہ تمام مال لے کر آنحضرتؐ میسرہ کے ساتھ تجارت کے لئے شام کی جانب روانہ ہوئے۔ اور بروایتے خزیمہ بن حکیم بھی جو جناب خدیجہؓ کے رشتہ دار تھے اُس سفر میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اور اس ہمراہی میں آنحضرتؐ کی محبت اُنکے دل میں بہت زیادہ پیدا ہو گئی۔ اثنائے راہ میں خدیجہؓ کے دو اُونٹ تھک کر گر پڑے میسرہ حیران ہوا (اور ڈرا) کہ ان کا بار زمین پر گر جائے گا۔ وُہ دَوڑا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور صورتِ واقعہ بیان کی۔ آنحضرتؐ اُن اُونٹوں کے پاس آئے اور اپنا دستِ مبارک ان کے پیروں پر پھیرا وُہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دُوسرے اُونٹوں سے زیادہ تیز چلنے لگے۔ خزیمہ نے یہ حال دیکھا تو حضرتؐ سے اُس کی محبت اور اعتقاد میں اور ترقی ہو گئی اور حضرتؐ کی خدمت واطاعت میں پہلے سے زیادہ اہتمام کرنے لگا۔ جب یہ قافلہ شام کے نزدیک پہنچا تو ایک راہب کے دیر کے قریب قیام پذیر ہوا۔ آنحضرتؐ ایک درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے۔ قافلے کے تمام لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے۔ وُہ درخت مدتوں سے خشک پڑا تھا لیکن اُسی دم سر سبز وشاداب ہو گیا اس میں شاخیں اور پتیاں نکل آئیں اور پھل لگ کر لٹک گئے اور درخت کے چاروں طرف سبزہ روئیدہ ہو گیا۔ راہب نے یہ حال دیکھا تو اپنے صومعہ سے تیزی کے ساتھ باہر آیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں دوڑا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ وُہ کبھی کتاب میں کچھ پڑھتا اور آنحضرتؐ کے جمال مبارک کو دیکھتا اور کہتا کہ یہ وہی ہے اُس خدا کی قسم جس نے انجیل کو بھیجا ہے۔ خزیمہ نے راہب سے یہ کلمات سُنے تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ وُہ آنحضرتؐ کو کوئی گزند پہنچائے، اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور پُکار کر کہا اے آلِ غالب خبر لو۔ یہ سُنتے ہی تمام اہلِ قافلہ ہر طرف سے دَوڑ پڑے۔ راہب اپنے صومعہ میں بھاگ گیا اور دروازوں کو بند کر لیا اور چھت پر سے پکار کر بولا کہ لوگو کس سبب سے میری اذیت پر تم لوگ آمادہ ہو رہے ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے آسمان کو بے ستون قائم فرمایا ہے کہ کوئی قافلہ اس مقام پر قیام پذیر نہیں ہوا جو تم سے زیادہ مجھ کو محبوب ہو اور اس کتاب میں جو میرے ہاتھ میں ہے لکھا ہے کہ یہ جوان جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے خدائے ارض وسما کا رسول ہے جو شمشیر وجہاد کے ساتھ

مبعوث ہوگا اور بیشمار کافروں کو ہلاک کرے گا، اور وُہ خاتم المرسلینؐ ہے۔ جو شخص اس کی اطاعت کرے گا نجات پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا گمراہ ہوگا۔ پھر خزیمہ سے پُوچھا کہ آیا تم اس کی قوم سے ہو؟ کہا نہیں بلکہ اُس کا خادم ہوں اور درمیان راہ میں آنحضرتؐ سے جو معجزات اُس نے دیکھے تھے راہب سے بیان کیئے۔ راہب نے کہا اے شخص وُہ پیغمبرؐ آخر الزمان ہے ایک راز میں تم سے بیان کرتا ہوں جس کو پوشیدہ رکھنا۔ مَیں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ وُہ دُنیا پر غالب ہوگا اور قوموں پر مسلط ہوگا اُس کا عَلم کسی جنگ سے بغیر فتح واپس نہ آئے گا۔ اُس کے دشمن بہت ہیں اور زیادہ تر یہودیوں میں سے اُس کے دشمن ہیں لہٰذا ان سے اس کی حفاظت کرنا۔ پھر وُہ قافلہ وہاں سے شام میں پہنچا۔ اُن کو تجارت میں بہت فائدہ ہوّا۔ پھر وُہ لوگ واپس آئے اور مکّہ کے قریب پہنچے تو میسرہ نے حضرتؐ سے کہا اے صاحبِ اوصاف پسندیدہ، ہم نے آپ سے اس سفر میں بہت معجزات دیکھے جس پتھر اور درخت کے پاس سے ہمارا گذر ہوّا اُن سب نے آپ پر سلام کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اور اس سفر میں گھاٹیاں تھیں جو ہر مرتبہ مدّتوں میں طے ہوّا کرتی تھیں۔ اس مرتبہ آپ کی برکت سے ایک رات میں طے ہوگئیں۔ اور اس مرتبہ جس قدر نفع تجارت میں ہوّا چالیس سال کی مدّت میں اب تک نہ ہوّا تھا۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آپ خود جاکر خدیجہؓ کو اس سفر کی خوشگواری اور سودمندی کی خوشخبری دیجیئے تاکہ وُہ خوش ہوجائیں۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر اہلِ قافلہ سے پہلے روانہ ہوئے اور خدیجہؓ کے مکان کی جانب رُخ فرمایا۔ اس وقت وُہ اپنی چند عورتوں کے ساتھ بالاخانہ پر بیٹھی تھیں، اور راستہ پر نگاہ تھی۔ ناگاہ اُن کی نظر ایک سوار پر پڑی جو دُور سے آرہا تھا اور ایک بادل کا ٹکڑا اُسکے سر پر سایہ کیئے ہوئے تیزی سے اُس کے ساتھ آرہا تھا اور دوؔ فرشتے اُس کے دائیں اور بائیں ہوا پر اس کے ساتھ چلے آرہے تھے جنکے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں۔ اور بادل میں سے زبرجد کی ایک قندیل بالائے سر لٹکی ہوئی تھی۔ اور اس ابر کے چاروں طرف یاقوت کا ایک خیمہ ہوا پر ساتھ ساتھ تھا۔ جناب خدیجہؓ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئیں اور دل میں کہا خداوندا ایسا کر کہ یہ تیری بارگاہ کا مقرب بندہ میرے حقیر کاشانہ میں آئے۔ جب آنحضرتؐ اور قریب آئے تو پہچانا کہ یہ محمدؐ ہیں، بس ننگے پیر آنحضرت کی طرف دوڑیں اور جاکر آپ کے پائے اقدس کو چُوم لیا۔ حضرتؐ نے ان کو بخیر و عافیت اور کامیابی کے ساتھ واپسی کی خوشخبری دی۔ خدیجہؓ نے کہا یا حضرتؐ میسرہ آپ کے ہمرکاب کیوں نہ آیا؟ فرمایا پیچھے آرہا ہے۔ خدیجہؓ نے کہا اے سیّدِ حرم وبطحا واپس تشریف لے جایئے اور میسرہ کے ساتھ واپس آیئے اس سے مقصد یہ تھا کہ جو کچھ از قسم ابر و نُور وغیرہ دیکھا ہے دوبارہ عین الیقین کے ساتھ مشاہدہ کرلیں آنحضرتؐ واپس چلے تو ابر بھی ساتھ ہی سایہ فگن واپس ہوّا، اور پھر واپسی میں اسی طرح ساتھ ساتھ رہا۔ پھر تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرتؐ کی عظمت وجلالت کا یقین ہوگیا۔ غرض میسرہ نے خدیجہؓ سے کہا اے خاتون اس سفر میں اس معدن فضل وکمال سے ایسے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوتے کہ بیان نہیں ہوسکتے۔ تھوڑے سے تھوڑا کھانا حضرتؐ کے سامنے لایا جاتا اور اُس پر اپنا دستِ مبارک

رکھ دیتے تو بہت سی جماعتیں سیر ہوجاتیں، اور کھانا کم نہ ہوتا۔ جب دُھوپ تیز ہوتی تو دوؔ فرشتے آپؐ پر سایہ کیا کرتے تھے۔ جس درخت اور پتھر و کنکر کی طرف سے آپؐ گزرتے سب آپؐ کو سلام کیا کرتے۔ پھر راہبوں کے اور دُوسرے حالات بیان کیئے۔ یہ تمام حالات سُنکر خدیجہؓ نے اپنے مزید اطمینان کیلیئے ایک طبق رطب آنحضرتؐ کے لیئے منگایا اور چند اشخاص کو بُلاکر آنحضرتؐ کے ساتھ کھانے میں شریک کردیا۔ سب کے سب سیر ہوگئے اور رطب بدستور باقی رہا۔ یہ دیکھ کر خدیجہؓ نے خوشی میں اس خوشخبری دینے کے سبب میسرہ اور اُس کے لڑکوں کو آزاد کردیا اور دس ہزار درہم عطا فرماکر کہا کہ حضرتؐ کے ساتھ جائے اور آنحضرتؐ سے عرض کی کہ اپنے چچا ابو طالبؑ سے کہیں کہ میرے چچا عمرو بن اسد سے اپنے واسطے میری خواستگاری کریں۔ اور اپنے چچا کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ کو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ تزویج کردیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ خدیجہؓ کے باپ خویلد بن اسد سے خواستگاری کی گئی لیکن زیادہ مشہور یہ ہے خویلد اُس وقت وفات پاچکے تھے اُن کے چچا ہی سے اُن کی خواستگاری کی گئی۔ اُس وقت آنحضرتؐ کی عمر پچیس[۲۵] سال اور جناب خدیجہؓ کی عمر چالیس[۴۰] سال کی تھی۔ لیکن ابن عباس سے منقول ہے کہ اُس وقت خدیجہؓ کی عمر اٹھائیس[۲۸] سال کی تھی اور مشہور یہ ہے کہ انتقال کے وقت جناب خدیجہؓ پینسٹھ[۶۵] سال کی تھیں اور حجونِ مکّہ میں دفن کی گئیں۔ جناب رسولِ خدا نے خود ان کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ خدیجہؓ کی وفات شعب ابی طالب سے رہائی کے بعد ہجرت سے تین سال پہلے واقع ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ ان کی وفات ابو طالب کی وفات کے تین روز بعد ہوئی۔ اور آنحضرتؐ کی جو اولاد ہوئی وُہ سب خدیجہؓ کے بطن سے ہوئی سوائے ابراہیمؑ کے جو ماریہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔

کشف الغمہ میں روایت ہے کہ خدیجہؓ کا پہلا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوّا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اُس کے بعد ابو ہالہ ہند ابن زرارہ تیمی سے نکاح ہوّا اُس سے ہند ابن ہند پیدا ہوّا اُس کے بعد جناب رسولِؐ خدا اُن کو اپنے نکاح میں لاتے اور مہر بارہ اوقیہ طلا قرار دیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جب جناب سرورِ عالم نے خدیجہؓ سے نکاح کرنا چاہا۔ جناب ابو طالبؑ اپنے عزیزوں اور قریش کے چند اشخاص کو لیے کر خدیجہؓ کے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس آئے اور خود کلام کی ابتدا کی اور خطبہ پڑھا جس کا مضمون یہ ہے: "حمد و ثنا اُس خدا کے لیئے زیبا ہے جو خانہ کعبہ کا پروردگار ہے۔ اور اُس نے ہم کو آلِ ابراہیمؑ اور ذریت اسمٰعیلؑ سے قرار دیا اور ہم کو امن وامان کی جگہ حرم کا ساکن اور تمام لوگوں پر سردار بنایا اور اپنے گھر سے ہم کو خصوصیت عطا فرمائی جس کی طرف اطرافِ عالم سے لوگ آتے ہیں۔ وُہ ایسا مقام ہے جہاں ہر طرف کے میوے لوگ لاتے ہیں۔ اور خدا نے ہم کو اس شہر میں برکت عطا فرمائی ہے جس میں ہم ساکن ہیں۔ امّا بعد واضح ہو کہ میرے بھتیجے محمدؐ بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قریش کے تمام لوگوں پر فضیلت و فوقیت حاصل ہے کوئی شخص اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ وُہ سب سے بلند مرتبہ ہے خلق میں اُس کا مثل ومانند نہیں اگر وُہ مال و دولت میں کم ہے تو مال تغیر پذیر ہے سایہ کے مانند جو بہت جلد زائل ہوجاتا ہے۔ اس کو خدیجہؓ

کی جانب رغبت ہے اور خدیجہؓ کو بھی اُس سے محبت ہے اس لیئے ہم آئے ہیں کہ آپ سے اُس کے واسطے اس کی خواہش کے مطابق خدیجہؓ کی خواستگاری کریں۔ اور جس قدر مہر آپ چاہیں میں اپنے مال سے دینے کو تیار ہوں۔ جس قدر ابھی چاہیں لے لیں اور جس قدر چاہیں موجل قرار دیں۔ اور رب کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اُس کی شان و منزلت بہت بلند ہے۔ اس کی عقل و رائے کامل ہے۔ اُس کا دین شائع اور اس کی زبان شافع ہے۔ اتنا کہہ کر جناب ابوطالبؑ خاموش ہو گئے۔ پھر خدیجہؓ کے چچا نے جو علمائے نصاریٰ میں سب سے زیادہ دانشمند اور عظیم الشان تھے جواب دینا چاہا مگر چونکہ ابوطالبؑ کی باتوں کے جواب سے قاصر تھے اس لیئے ان کی زبان لکنت کرنے لگی اور اُن کے نفس میں اضطراب پیدا ہو گیا اور صحیح جواب دینا ممکن نہ ہو سکا۔ خدیجہؓ نے جو یہ حال دیکھا انتہائی شوق کے سبب پردۂ حیا کو ذرا سا اُٹھا کر نہایت فصاحت کے ساتھ بولیں چچا جان اگرچہ اس موقع پر آپ ہی گفتگو کے لیئے مجھ سے زیادہ مناسب اور سزاوار ہیں لیکن آپ کو میرے نفس پر مجھ سے زیادہ اختیار نہیں ہے۔ اے محمدؐ میں نے اپنے نفس کو آپؐ کے ساتھ تزویج کیا، اور میرا مہر خود میرے مال سے ہے۔ اپنے چچا سے کہیئے کہ ولیمۂ زفاف کے لیئے اُونٹ ذبح کریں۔ آپ جس وقت چاہیں اپنی زوجہ کے (میرے) پاس تشریف لائیں۔ اُس وقت ابوطالبؑ نے فرمایا اے گروہِ مردم گواہ رہنا کہ اُس نے خود اپنے تئیں محمدؐ سے تزویج کیا اور اپنے مہر کی ضامن خود ہی ہو گئی۔ یہ سُنکر قریش کے ایک شخص نے کہا طرفہ ماجرا ہے کہ عورتیں مردوں کے مہر کی ضامن ہوتی ہیں یہ سُنتے ہی جناب ابوطالب کو غصہ آ گیا اور جب کبھی ان حضرت کو غصہ آتا تھا، تمام قریش اُن سے ڈر جاتے تھے اور آپ کی ہیبت سے پناہ مانگتے تھے۔ ابوطالبؑ نے فرمایا اگر دُوسرے شوہر میرے بھتیجے کے مانند ہوں گے عورتیں بہت زیادہ مال اور زیادہ سے زیادہ مہر اُن سے طلب نہ کریں گی۔ اور اگر تمہاری طرح ہونگے تو مہر گراں اُن سے لیں گے۔ پھر ابوطالبؑ نے ایک اُونٹ نحر کیا اور آنحضرتؐ کا زفاف حضرت خدیجہؓ خیر النساء کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس موقع پر ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ بن غنم تھا، چند شعر نظم کیئے جن کا مضمون یہ ہے :۔ "اے خدیجہؓ تم کو مبارک ہو کہ تمہارے ہمائے سعادت نے عزت و شرف کے عرش کے کنگرہ کی جانب پرواز کیا، اور تم بہترین اولین و آخرین کی شریکِ زندگی بن گئیں۔ دُنیا میں محمدؐ کے مثل کوئی کہاں ممکن ہے۔ یہ وُہ ہیں جن کی پیغمبری کی بشارت موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے دی ہے۔ اور بہت جلد اُن کی بشارت کا اثر ظاہر ہونے والا ہے۔ برسوں سے کتابہائے آسمانی کے پڑھنے اور لکھنے والوں نے اقرار کیا ہے کہ وُہ رسولِ بطحا اور اہلِ ارض و سما کے ہدایت کرنے والے ہیں۔

دُوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب ابوطالبؑ نے اپنا خطبہ تمام کیا قبل اس کے کہ عمرو بن اسد خدیجہؓ کے چچا جواب دیں ورقہ بن نوفل نے کہا کہ میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جس نے ہم کو ایسا ہی بنایا جیسا کہ آپ نے اے ابوطالب بیان فرمایا۔ اور اُس نے ہم کو ان لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے جن کا آپ نے ذکر کیا۔ لہٰذا ہم بزرگان و پیشوایانِ عرب ہیں اور آپ کی شرافت و کرامت جیسا کہ آپ نے ذکر کیا مسلّم ہے ہم آپ سے رشتہ کرنے میں فخر و عزت محسوس کرتے ہیں۔ لہٰذا اے گروہِ قریش گواہ رہنا کہ میں نے خدیجہؓ دخترِ خویلد کو محمدؐ بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ چار سو اشرفی مہر پر تزویج کیا۔ ورقہ خاموش ہوئے تو ابوطالب نے فرمایا، چاہتا ہوں کہ اُن کے چچا بھی کچھ کہیں۔ یہ سُنکر عمرو نے صیغہ کے کلمات کا اعادہ کیا اور قریش کے قبیلے گواہ ہوئے۔ اس کے بعد خدیجہؓ کی کنیزیں دف بجا کر گانے اور ناچنے لگیں۔ اُسی روز جناب ابوطالبؑ نے ایک اُونٹ ذبح کیا اور ولیمۂ زفاف قرار پایا۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ خدیجہؓ کے بطن سے آنحضرتؐ سے سب سے پہلے عبداللہ پیدا ہوئے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ کے فرزند حضرت قاسمؑ نے اور بروایتے طاہرؑ نے رحلت کی ایک روز آنحضرتؐ جناب خدیجہؓ کے پاس آئے اور اُن کو روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کیوں روتی ہو؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے پستانوں سے دودھ جاری ہوا تو میرا بچہ یاد آ گیا اس کی جُدائی سے بے چین ہو کر رونے لگی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے خدیجہؓ مت رو۔ کیا تم راضی نہیں ہو کہ جب بہشت کے دروازہ پر پہنچو تو اس کو وہاں کھڑا ہوا دیکھو گی۔ وُہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر بہشت کے بہترین مکان میں لے جا کر ساکن کرے گا۔ خدیجہؓ نے پُوچھا کیا یہ ثواب ہر مومن کے لیئے ہے جس کا فرزند مر جائے؟ فرمایا خدا اُس سے زیادہ کریم ہے کہ کسی بندہ سے اس کا میوۂ دل لے لے، اور وُہ صبر کرے اور خدا کی حمد اور اُس کا شکر بجا لائے تو خدا اس پر عذاب کرے۔

صاحب کتاب الانوار نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب خدیجہؓ اپنے بالاخانہ پر چند عورتوں اور کنیزوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں اور یہودیوں کا ایک عالم بھی اُن کے پاس موجود تھا۔ ناگاہ جناب رسُولِ خداؐ ان کے بالاخانے کے نیچے سے گزرے۔ اُس عالم نے کہا کہ ابھی ایک جوان یہاں سے گزرا ہے کیا ممکن ہے کہ تم اس کو یہاں بلاؤ؟ جناب خدیجہؓ نے اپنی ایک کنیز کو بھیجکر آنحضرتؐ کو بُلایا۔ اُس عالم نے حضرتؐ سے کہا کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے شانے کو کھول کر دکھایئے۔ حضرتؐ نے اپنے شانوں سے کپڑے ہٹا دیئے۔ جب اُس کی نگاہ مُہرِ نبوت پر پڑی بولا خدا کی قسم یہ مُہرِ پیغمبری ہے۔ خدیجہؓ نے کہا اگر اُن کے چچا موجود ہوتے تو کس کی مجال تھی جو اُن کے کسی حصۂ جسم پر نگاہ ڈالتا۔ اس لیئے کہ اُن کے چچا سب کے سب یہودی عالموں سے بہت پرہیز کرتے ہیں۔ اُس عالم نے کہا کہ کس کی طاقت ہے جو اُن کو کوئی گزند پہنچا سکے۔ بحق کلیم قسم کھاتا ہوں کہ یہی پیغمبرِ آخر الزمان ہے۔ غرض جناب رسولِ خداؐ بالاخانہ سے نیچے آئے، اور آنحضرتؐ کی محبت جناب خدیجہؓ کے دِل میں مستحکم ہو گئی۔ وُہ مکّہ کی ملکہ تھیں بے شمار دولت اور مویشیوں کی مالک تھیں۔ اُنہوں نے اس عالم سے پوچھا تم نے کیونکر جانا کہ وُہ پیغمبر ہیں؟ اُس نے کہا ان کے اوصاف میں نے توریت میں پڑھے کہ اُن کے ماں باپ ان کی طفلی ہی میں مر جائیں گے اور ان کے دادا اور چچا اُن کی پرورش کریں گے۔ وُہ قریش کی ایک ایسی عورت سے نکاح کریں گے جو اپنی قوم میں سب سے بلند اور اپنے خاندان کی ملکہ اور صاحبِ تدبیر ہو گی۔ اور اپنے ہاتھ سے خدیجہؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا میری یہ بات یاد رکھنا اور چند اشعار پڑھے جو آنحضرتؐ کی عظمت اور خدیجہؓ کے عقد پر مشتمل تھے جنکو سُنکر آنحضرتؐ کی محبت خدیجہؓ کے دِل میں اور بڑھ گئی مگر پوشیدہ رکھتی تھیں۔ جب وُہ عالم

رخصت ہونے لگا تو کہا اے خدیجہؓ کوشش کرو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہارے ہاتھ سے نہ جانے پائیں کیونکہ اُن کے ساتھ مزاوجت دُنیا وآخرت کی سعادت ہے۔ خدیجہؓ کے ایک چچا ورقہ تھے جو بہت بڑے عالم اور آسمانی کتابیں پڑھے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے آنحضرتؐ کے صفات کتابوں میں دیکھے تھے کہ وہ قریش کی اُس عورت سے نکاح کریں گے جو قوم میں بزرگ وبلند مرتبہ ہوگی، اور آنحضرتؐ پر بے شمار دولت صرف کردے گی۔ اور ان کے تمام اُمور میں اُن کی معین ومددگار ہوگی۔ ورقہ کو معلوم تھا کہ وہ عورت اپنے مال کی زیادتی اور بلند کرداری کے سبب خدیجہؓ ہیں۔ وُہ ان سے اکثر کہا کرتے تھے تم ایسے شخصؐ کی زوجہ بننے والی ہو جو تمام اہلِ آسمان وزمین سے افضل وبہتر ہوگا۔ خدیجہؓ کے ہر شہر وآبادی میں غلام ومویشی تھے۔ یہاں تک کہ بعضوں نے کہا ہے کہ اسّی ہزار اُونٹ تھے جو متفرق مقامات پر تھے، اور ہر ملک وشہر میں اُن کے ملازمین ومنیبین تجارت کیا کرتے تھے جیسے مصر وشام وحبشہ وغیرہ۔ جناب ابوطالبؑ پیر وضعیف ہوگئے تھے اور آنحضرتؐ کی حفاظت کے خیال سے ترکِ سفر کر چکے تھے۔ ایک روز آنحضرتؐ آپ کے پاس آئے تو آپ کو مغموم ومحزون دیکھا۔ پُوچھا آپ کے رنج واندوہ کا کیا سبب ہے ابوطالبؑ نے کہا اے فرزند مفلس ہوں، زمانہ ہم پر تنگ ہوگیا ہے ضعیف وکمزور ہوں اور میری وفات نزدیک ہے۔ میری دلی تمنا تھی کہ تمہاری شادی کردیتا جس سے مجھ کو چین وخوشی ہوتی؛ لیکن اس کا انتظام میسر نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا چچا جان آپ نے اس کی کیا تدبیر سوچی ہے؟ ابوطالبؑ نے کہا اے فرزند برادر خدیجہؓ بنتِ خویلد بہت مالدار ہیں اور اکثر اہلِ مکہ اُن کے مال سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اُن سے کچھ مال حاصل کروں جس سے تم تجارت کرو۔ شاید خدا ہم کو نفع بخشے جس سے ہمارا مطلب اور آرزو پُوری ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت مناسب ہے جو آپ کے نزدیک بہتر ہو کیجیے۔ پھر ابوطالبؑ اپنے بھائیوں کو لے کر خدیجہؓ کے گھر گئے۔ ان کا مکان بہت وسیع وکشادہ تھا۔ اُس کی چھت پر ریشم کا ایک خیمہ نصب تھا جس میں طرح طرح کے نقش ونگار بنے ہوئے تھے جس کی طنابیں ریشم کی تھیں جو فولاد کی میخوں سے بندھی ہوئی تھیں۔ اس سے پہلے اُن سے دو شخصوں نے نکاح کیا تھا۔ ایک عمرو کندی تھے اور دُوسرے عتیق بن عائذ۔ اُن کے انتقال کے بعد عقبہ بن ابی معیط اور صلت ابن ابی شہاب نے ان کی خواستگاری کی تھی یہ دونوں چار سو غلام اور بیشتر کنیزیں رکھتے تھے۔ ابو جہل اور ابوسفیان نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا تھا؛ خدیجہؓ نے سب سے انکار کردیا تھا۔ ان کا دل آنحضرتؐ کی طرف مائل تھا کیونکہ راہبوں، کاہنوں اور عالموں سے آنحضرتؐ کے بہت سے اوصاف سُن چکی تھیں اور آپؐ کے بہت سے معجزے جو قریش نے دیکھے تھے اُن سے بیان کیے تھے۔ غرض انہوں نے اپنے چچا ورقہ بن نوفل کو بُلا کر کہا چچا جان میں اپنا نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ بہت سے لوگوں نے میری خواستگاری کی، لیکن میرا دل کسی کو قبول نہیں کرتا ہے۔ ورقہ نے کہا اے خدیجہ چاہتی ہو کہ ایک عجیب بات اور حیرت انگیز امر کا ذکر تم سے کردوں۔ میرے پاس ایک کتاب ہے جس میں بہت سے طلسم اور کلمات بلند تحریر ہیں میں پانی پر ایک کلمہ پڑھتا ہوں تم اُسی سے غسل کرو اور انجیل وزبور سے ایک دُعا لکھتا ہوں اس کو

اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو رہو یقیناً جو تمہارا شوہر ہونے والا ہے اس کو خواب میں دیکھ لو گی۔ خدیجہؓ نے اُسی طرح عمل کیا اور سوئیں تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا ہے جو درمیانہ قد ہے جس کی آنکھیں کشادہ، ابرو نازک سیاہ چشم اور لب سُرخ ہیں اس کا رنگ گل کے مانند نہایت ملیح؛ نورانی اور صبیح؛ ابر اُس پر سایہ کیئے ہوئے ہے۔ اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشان ہے۔ وُہ ایک نور کے گھوڑے پر سوار ہے جس کی لگام سونے کی ہے اور زین مختلف قیمتی جواہرات سے مرصع ہے۔ اُس گھوڑے کی صورت آدمیوں کی صورت سے مشابہ ہے۔ اُس کے پیر گائے کے پیروں کے مانند ہیں وُہ حدِ نگاہ تک قدم رکھتا ہے۔ وُہ سوار ابوطالب کے گھر سے برآمد ہوا۔ خدیجہ نے اس کو دیکھا تو اس کو گود میں لے کر بٹھا لیا۔ یہ خواب دیکھ کر وُہ بیدار ہوئیں۔ پھر تمام رات نیند نہ آئی۔ صبح ہوتے ہی اپنے چچا کے گھر گئیں اور اپنا خواب بیان کیا۔ ورقہ نے کہا اے خدیجہ اگر تمہارا خواب صحیح ہے تو تم رستگار وکامیاب ہوگی۔ تم نے جس کو خواب میں دیکھا ہے اُسی کے سر تاجِ کرامت ہے، وہی روزِ قیامت گنہگاروں کا شفیع دونوں جہان میں عرب وعجم کے لوگوں میں بزرگ وبلند ہے۔ وُہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں۔ جناب خدیجہ نے یہ باتیں سُنیں تو آنحضرتؐ کی محبت کی آگ سینہ میں مشتعل ہوگئی اپنے گھر واپس آئیں اور تنہائی میں بیٹھ کر رونا شروع کیا اور چند درد انگیز اشعار نظم کیے لیکن اپنا راز کسی سے بیان نہیں کیا اسی خیال میں محو تھیں ناگاہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ خدیجہ کی اُمید بندھی۔ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی اور بولی مخدومہ! بزرگانِ عرب یعنی فرزندانِ عبدالمطلب آئے ہیں۔ خدیجہ ان کے نام سنتے ہی بیتاب ہوگئیں اور فرمایا دروازہ کھول دے اور میسرہ سے کہہ دے اُن کے لیئے فرش ہائے دیباو حریر بچھائے اور ہر ایک کو ان کے مرتبہ کے موافق بٹھائے اور میوہ جات اور کھانے حاضر کرے۔ اور خود پسِ پردہ آکر بیٹھ گئیں۔ وُہ لوگ جب کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو اُن سے نہایت لطیف وظریف گفتگو شروع کی۔ خدیجہؓ نے پسِ پردہ سے انکی باتوں کا جواب دیا کہ اے بزرگوارانِ مکہ وحرم اپنے قدوم سے آپ نے میرے خانۂ ظلمت کو نورانی فرمایا۔ آپ کی جو حاجت ہو وُہ پُوری کی جائے گی۔ جناب ابوطالبؑ نے فرمایا کہ ایک حاجت رکھتے ہیں جس کا نفع تم کو بھی پہنچے گا اور اس کی برکتیں تم پر زیادہ ہونگی۔ ہم اپنے برادر زادے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ایک ضرورت کے لیئے آئے ہیں۔ خدیجہؓ نے آنحضرتؐ کا نام سُنا تو بیتاب ہو بولیں کہ وُہ خود کہاں ہیں۔ میں اُن کی حاجت اُنہی کی زبانی سُننا چاہتی ہوں۔ انکی جو خواہش ہوگی دل وجان سے پُوری کروں گی۔ عباس نے کہا میں جاکر ان کو بلا لاتا ہوں۔ جناب عباس آئے لیکن حضرتؐ کو نہ پایا۔ ان کی تلاش میں ہر طرف دوڑے یہاں تک کہ کوہِ حرا پر پہنچے۔ وہاں حضرتؐ کو خوابگاہِ ابراہیم خلیلؑ میں سوتے ہوئے پایا۔ وُہ اپنی ردائے مُبارک لپیٹے ہوئے تھے اور ایک بہت بڑا اژدہا آپ کے سرہانے بیٹھا تھا جس کے دہن میں پھول کی ایک پنکھڑی تھی جس سے آنحضرتؐ کو پنکھا جھل رہا تھا۔ جناب عباس کہتے ہیں کہ میں نے اژدہے کو دیکھا تو آنحضرتؐ کے لیئے خوفزدہ ہوا۔ اپنی تلوار نکال کر اُس پر حملہ کیا اُس نے میری طرف رُخ کیا تو میں چیخ اُٹھا کہ بھتیجے میری خبر لو۔ آنحضرتؐ نے آنکھ کھولی اور وُہ اژدہا غائب

ہوگیا۔ مجھ سے پوچھا کہ کیوں تلوار کھینچے ہوئے ہیں۔ میں نے صورتِ واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے تبسم فرمایا اور کہا وہ اژدہا نہیں بلکہ ایک فرشتہ تھا جس کو خداوندِ عالم میری حفاظت کے لیئے بھیجا کرتا ہے میں نے اس کو اکثر دیکھا ہے اور اس سے گفتگو کی ہے۔ اس نے مجھ کو بتایا ہے کہ میں خُدا کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھے آپ پر موکل فرمایا ہے کہ شب و روز دشمنوں کے مکر و فریب سے آپ کی حفاظت کروں۔ جناب عباس نے کہا اے فرزندِ برادر کوئی تمہارے فضل و شرف سے انکار نہیں کر سکتا، اور یہ تمام امُور تمہارے لیئے بعید نہیں ہیں۔ اس وقت آؤ خدیجہ کے مکان پر چلیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ تم کو اپنے اموال پر امین قرار دیں۔ تاکہ تم جس شہر کی طرف تجارت کے لیئے جانا چاہو جاؤ۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تو شام کی جانب جانا چاہتا ہوں۔ عباس نے کہا تم کو اختیار ہے۔ غرض خدیجہؓ کے مکان کی طرف چلے اور آنحضرتؐ کا نُور پہلے سے پہنچ کر خدیجہؓ کے مکان کو روشن و منور کر رہا تھا۔ جس کو دیکھ کر خدیجہؓ نے میسرہ پر اعتراض کیا کہ روزنِ خیمہ کیوں بند نہیں کیا کہ دھوپ آرہی ہے۔ میسرہ نے خیمہ کو اچھی طرح دیکھ کر کہا اے خاتون کوئی سوراخ تو ہے نہیں، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ روشنی کیسی ہے۔ میسرہ خیمہ سے باہر آیا تو دیکھا کہ جناب رسولِ خدا حضرت عباس کے ساتھ چلے آرہے ہیں اور ایک نورِ آفتاب کے نُور سے بہت زیادہ روشن آپ کی پیشانیٔ مبارک سے چمک رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ حضرت خدیجہؓ کے پاس دوڑا اور ان کو خوشخبری دی کہ یہ نورِ آفتابِ رسالت ہے جس نے ہمارے خیمہ کو روشن کر رکھا ہے۔ جب حضرتؐ داخل ہوئے آپ کے چچا سب کے استقبال کے لیئے آئے اور آپ کو لے جا کر بدرِ کامل کی طرح ستاروں کے گرد صدرِ مجلس میں بٹھایا۔ خدیجہؓ نے حضرتؐ کیلیئے طعام بھیجا، حضرتؐ نے تناول فرمایا۔ پھر خدیجہؓ پسِ پردہ آکر بولیں اے میرے سردار میرے تاریک گھر کو اپنے نورِ جمال سے منور فرمایا اور میری وحشت کو اپنی موانست سے تبدیل کیا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میرے اموال پر امین ہو کر جس شہر چاہیں تجارت کے لیئے تشریف لے جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں میں آمادہ ہوں اور شام کی جانب جانا چاہتا ہوں۔ خدیجہؓ نے کہا آپ کو اختیار ہے، اور میرے مال پر آپ کو پُورا پُورا حق ہے جس طرح چاہیں تجارت کریں میں آپ کے لیئے اس سفر کے عوض سو اوقیہ سونا اور سو اوقیہ چاندی اور دو خردار بار اور دو اونٹ مقرر کرتی ہوں۔ آپ کو منظور ہے؟ ابوطالبؑ نے کہا کہ وہ بھی راضی ہیں اور ہم بھی راضی ہیں۔ اور اے خدیجہ تم کو ایک ایسے امین کی ضرورت تھی جس کی امانت و دیانت اور تقویٰ و طہارت پر تمام عرب کا اتفاق ہو۔ خدیجہؓ نے کہا ہاں۔ پھر آنحضرتؐ سے کہا اے میرے سردار کیا آپ اونٹ پر مال بار کر سکتے ہیں فرمایا ہاں۔ خدیجہؓ نے میسرہ سے کہا ایک اونٹ لاؤ۔ میں دیکھوں کہ یہ بزرگوار کس طرح بار کرتے ہیں۔ میسرہ ایک نہایت مست و فربہ اونٹ لایا تاکہ آزمائش ہو۔ اس سے کسی راعی کو مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ جب وہ نزدیک لایا گیا اس کے مُنہ سے کف جاری تھا۔ اس کی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں، اس سے ڈراؤنی آواز نکل رہی تھی۔ جناب عباسؓ نے کہا اے میسرہ کیا اس سے نرم مزاج کوئی اونٹ نہ تھا جس کے

ذریعہ سے میرے بھتیجے کا امتحان لیتا؟ حضرتؐ نے فرمایا اے چچا اس کو میرے پاس آنے تو دیجیے۔ جب وہ اونٹ سیدالبشیر و نذیر کے قریب آیا اپنے زانو زمین پر پھیلا دیئے اور اپنا منہ حضرتؐ کے قدموں پر ملنے لگا۔ جب حضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک اس کی پُشت پر پھیرا تو وہ بزبانِ فصیح گویا ہوا کہ کون ہے میرے مثل کہ سیدالمرسلین میری پُشت پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ یہ سُنکر وہ عورتیں جو جناب خدیجہؓ کے پاس موجود تھیں کہنے لگیں کہ یہ تو بڑا سخت جادُو ہے جو اس یتیمؐ سے ظاہر ہوا۔ جناب خدیجہؓ نے فرمایا کہ یہ سب جادُو نہیں ہیں بلکہ واضح نشانیاں اور روشن معجزات ہیں۔ پھر جناب خدیجہؓ نے چند جوڑے کپڑے منگائے اور حضرتؐ سے عرض کی اے میرے سردار آپ کا لباس سفر کے لیئے مناسب نہیں ہے میری خواہش ہے کہ آپ ان کپڑوں کو زیبِ جسم فرمائیں یہ کپڑے آپ کے تنِ اقدس سے بڑے اور کشادہ ہیں مگر ان کو چھوٹا کیئے دیتی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہر لباس میرے بدن پر ٹھیک ہوتا ہے اور یہ بھی حضرتؐ کا ایک معجزہ تھا کہ چھوٹا بڑا کیسا ہی لباس جسے آپ پہن لیتے وہ آپ کے جسمِ نورانی پر بالکل صحیح ہو جاتا۔ چھوٹا ہوتا تو بڑا ہو جاتا اور بڑا ہوتا تو چھوٹا ہو جاتا۔ وہ دو جوڑے کپڑے تھے۔ قباطیٔ مصر کے، اور دو جُبے تھے عدنی یمن کے، دو چادریں تھیں، ایک عراقی عمامہ، دو چمڑے کے موزے اور ایک عصائے خیزران۔ حضرتؐ نے ان کپڑوں کو پہنا اور مثلِ ماہِ شبِ چہاردہ خدیجہؓ کے مکان سے طالع ہوئے۔ خدیجہؓ نے اپنے ناقۂ صہبا کو طلب کیا جو مکہ میں بہترین رفتار میں مشہور تھا اور آنحضرتؐ کی سواری کے لیئے بھیجا اور اپنے دو غلام میسرہ اور ناصح کو بلا کر کہا کہ یاد رکھو کہ یہ مرد بزرگ جس کو میں نے اپنے اموال پر امین قرار دیا ہے بادشاہِ قریش اور سیدِ اہلِ حرم ہے کسی کو اس سے زیادہ طاقت و اختیار نہیں میرے مال میں وہ جو کچھ چاہے کرے اس کو اختیار ہے۔ تم کو حق نہیں کہ کسی معاملہ میں اُس سے باز پُرس کرو۔ اس سے ہمیشہ ادب و عاجزی سے کلام کرنا۔ تمہاری آواز اس کی آواز پر بلند نہ ہونے پائے۔ میسرہ نے کہا برسوں سے میرے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جاگزین ہے اور اب اور بڑھ گئی اس لیئے کہ آپ بھی ان کو دوست رکھتی ہیں۔

غرض آنحضرتؐ خدیجہؓ سے رخصت ہو کر سفرِ شام کی جانب متوجہ ہوئے۔ میسرہ اور ناصح ہمراہِ رکاب چلے اور تمام اہلِ مکہ ابطح میں جمع ہوئے تاکہ آنحضرتؐ کو رخصت کریں۔ جب حضرت ابطح میں پہنچے، نورِ آفتابِ جمال کوہ و دشت پر چمکا۔ جمع شدہ مرد و زن آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر متعجب ہوئے، حضرتؐ نے دیکھا کہ خدیجہؓ کے اموال اونٹوں پر بار نہیں ہوئے ہیں سب زمین پر پڑے ہیں۔ غلاموں سے پوچھا کہ اونٹوں پر یہ سامان کیوں نہیں باندھے گئے؟ انہوں نے کہا اے سرورِ عالم ہم کام کرنے والے کم ہیں اور مال زیادہ ہے۔ یہ سُنکر اُس معدنِ رحم و کرم کو ان پر رحم آگیا اور آپ روانگی ملتوی کر کے اُترے اور آنِ واحد میں بقدرتِ یداللّٰہی ہر اونٹ پر نہایت مضبوطی سے سامان باندھا۔ اونٹوں کو جو اشارہ کرتے وہ بحکمِ خدا عمل میں لاتے اور اپنے مُنہ حضرتؐ کے قدموں پر ملتے۔ جب دھوپ تیز ہوئی آپ کے چہرۂ اقدس سے پسینے کے قطرے ٹپکے جنکو دیکھ کر حاضرین کے دلوں کو تکلیف ہوئی

جناب عباس نے چاہا کہ آپ کے سر پر سایہ کریں، ناگاہ ساکنین ملکوت نے شور مچایا اور دریائے رحمت سُبحانی جوش میں آیا۔ جبریلؑ کو حکم ہوا کہ رضوان اور خزینہ دارِ بہشت سے کہے کہ اس ابر کو باہر لائے جس کو مَیں نے اپنے حبیب محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیئے آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال قبل خلق فرمایا ہے وُہ آنحضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہو تاکہ حرارتِ آفتاب اثر نہ کرے۔ جب حاضرین نے اس ابرِ رحمت کو دیکھا ان کی آنکھیں حیرت سے بند گئیں۔ عباس نے کہا کہ یہ بندہ اپنے پروردگار کے نزدیک اس قدر گرامی ہے کہ میرے چتر کی اس کے لیئے ضرورت نہیں۔ غرض قافلہ روانہ ہوا اور جب وُہ لوگ جحفۃ الوداع تک پہنچے مطعم بن عدی نے کہا اے گروہِ قریش آپ لوگ اُس سفر پر دواں ہیں جس میں جنگلات اور خوفناک درّے راہ میں ہیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ اپنے گروہ میں ایسے شریف ترین شخص کو قافلہ سے آگے رکھو جس پر سب کو اعتماد و بھروسہ ہو جس سے کسی کو اختلاف نہ ہو۔ اُس کی اس رائے پر سب نے تعریف کی۔ بنو مخزوم نے کہا ہم ابوجہل کو اپنا سربراہ بناتے ہیں۔ بنی عدی نے مطعم کو پیش کیا، بنو النظیر نے حارث کو اپنا سرگروہ بنانا چاہا، بنو زہرہ نے کہا ہم احنخر بن الجلاح کو امیر قرار دیتے ہیں۔ بنو لوی بولے کہ ہم ابوسفیان کو پیش رو بناتے ہیں۔ میسرہ نے کہا ہم سوائے محمّدؐ بن عبداللہ کے کسی کو قافلہ پر مقدم نہیں کر سکتے اور بنو ہاشم نے بھی یہی کہا۔ ابوجہل علیہ اللعنۃ نے کہا اگر ایسا کرو گے تو ہم اپنی تلواریں اپنے سینوں میں گھونپ لیں گے۔ یہ سُنکر جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کھینچ کر کہا اے خبیث ترین مردم اور بدترین کردار تو رئیس بننے کا دعویٰ کرتا ہے خدا کی قسم ہم گوارا نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ خدا تیرے ہاتھوں اور پیروں کو قطع کرے اور تیری آنکھوں کو اندھا کرے تو اپنے مرنے سے ہم کو ڈراتا ہے۔ یہ دیکھ کر جناب رسولِ خدا نے فرمایا چچا جان اپنی تلوار نیام میں رکھیے نزاع و مخالفت سے پرہیز کیجئے اور سفر کا آغاز فتنہ و فساد سے نہ ہونے دیجئے۔ دن کے اوّل حصّہ میں یہ آگے چلیں، آخری حصّہ میں ہم چلیں۔ غرض قریش آگے ہوئے۔ پھر اسی قرار داد کے مطابق چند منزل طے کرتے ہوئے ایک وادی میں پہنچے جس کو وادی الامواہ کہتے تھے وُہ سیلابوں کا محل اجتماع تھا ناگاہ ایک ابر ظاہر ہوا۔ پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ اس وادی میں سیلاب کا بہت خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ ہم دامنِ کوہ میں قیام کریں۔ عباس نے کہا اے بھتیجے جو تمہاری رائے ہوگی ہم اس پر بسروچشم عمل کریں گے۔ غرض آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق اہلِ قافلہ میں منادی کی گئی کہ اپنے بار پہاڑ کے دامن میں کھولیں اور وہاں منزل کریں۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا سوائے ایک شخص کے جو بنی جمح میں سے تھا۔ اُس کے ساتھ بہت سامال تھا۔ اس نے وہیں قیام کیا اور کہا لوگو تمہارے دل کس قدر کمزور ہو گئے ہیں۔ تم ایسی چیز سے بھاگتے ہو جس کا کوئی اثر و نشان تک نہیں۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ آسمان سے پانی برسنا شروع ہوا۔ اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے پایا تھا کہ سیلاب نے اس کو اس کے تمام مال سمیت عذابِ الٰہی کی آگ میں جھونک دیا؛ اور دوسرے تمام لوگ آنحضرتؐ کی برکت سے صحیح وسالم بچ گئے۔ چار روز تک اُس مقام پر سب ٹھہرے رہے اور ہر روز سیلاب بڑھتا رہا میسرہ نے کہا میرے سردار

یہ سیلاب ایک مہینے تک ختم نہ ہوگا اور کوئی اس پانی سے عبور نہیں کر سکتا۔ اور اس مقام پر زیادہ دنوں قیام کرنا مناسب نہیں ہے۔ زیادہ بہتر ہے ہم مکہ واپس چلیں۔ حضرتؐ نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا اور سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ اُن سے کہتا ہے کہ اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کچھ فکر و تردّد نہ کیجئے۔ صبح کو قافلہ کی روانگی کا حکم دے دیجئے اور پانی کے کنارے جا کر کھڑے ہو جائیے ایک سفید پرندہ آئے گا وُہ اپنے پروں سے پانی پر ایک خط کھینچے گا۔ اُسی نشان پر آپ بسم اللہ وباللہ کہہ کر روانہ ہو جائیں اور اپنے ہمراہیوں سے بھی فرمائیں کہ یہی کلمات کہتے ہوئے چلیں۔ جو ان کلمات کو زبان پر جاری کرے گا وُہ صحیح وسالم عبور کر جائے گا جو نہیں کہے گا وُہ ڈوب جائے گا۔ حضرتؐ خواب سے شاد و خرّم بیدار ہوئے اور میسرہ سے فرمایا کہ قافلہ میں ندا کرے کہ روانگی کے لیئے تیار ہو جائیں۔ میسرہ نے اپنا سامان بار کیا، لوگوں نے کہا اس سیلاب سے کیونکر گذر سکتے ہیں اس پر سے تو کشتی پر بھی گذرنا مشکل ہے۔ میسرہ نے کہا مَیں محمّدؐ کی مخالفت نہیں کر سکتا تم کو اختیار ہے۔ غرض آنحضرتؐ وادی کے کنارے آکر کھڑے ہوتے ناگاہ ایک طائر سفید پہاڑ کی چوٹی سے اُڑتا ہوا آیا اپنے مبارک بازوؤں سے پانی کی سطح پر ایک خط کھینچا جو پورے طور پر نمایاں ہو گیا۔ حضرتؐ نے زبان مبارک سے کہا بسم اللہ وباللہ اور روانہ ہوئے۔ پانی آپ کی نصف پنڈلی تک بھی نہ تھا۔ اور حضرتؐ نے پکار کر کہا سب بسم اللہ وباللہ کہتے ہوئے میرے پیچھے چلے آؤ۔ جو شخص یہ کلمہ کہے گا نجات پائے گا، جو شخص نہ کہے گا وُہ غرق ہو جائے گا۔ یہ سُنکر سب یہ کلمہ زبان پر جاری کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور سلامتی کے ساتھ اُس پانی سے گذر گئے سوائے دو شخصوں کے ایک بنی جمح سے اور دُوسرا بنی عدی سے۔ ان میں سے ایک نے تو بسم اللہ کہا اور صحیح وسالم گذر گیا مگر دوسرے نے بسم اللات والعزّیٰ کہا وہ ڈوب گیا۔ ابوجہل نے کہا یہ سحرِ عظیم تھا۔ دوسروں نے کہا کہ نہیں یہ جادُو نہیں ہے بلکہ محمّدؐ اپنے پروردگار کے نزدیک گرامی ترین خلق ہیں۔ لیکن ابوجہل کے دل میں حسد کی آگ زیادہ بھڑک اُٹھی۔ اثنائے راہ میں وُہ ملعون ایک کنوئیں پر پہنچا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنی مشکیں بھر لو اور چھپا لو پھر کنوئیں کو پاٹ دو۔ جب بنی ہاشم اس جگہ پہنچیں گے پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے اور میرے دل کو محمّدؐ کی ہلاکت سے تسکین ہو جائے گی۔ کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ اگر محمّدؐ اس سفر میں مکہ صحیح وسالم پہنچیں گے تو اُن کو ہم لوگوں پر بہت فوقیت ہو جائے گی جو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ غرض مشکیں پانی سے بھر لیں اور کنوئیں کو پاٹ دیا اور اپنے ہمراہیوں کو لے کر روانہ ہو گیا۔ اور اپنے ایک غلام کو پانی کی ایک مشک دے کر کہا کہ اس پہاڑ کے پیچھے پوشیدہ ہو جا۔ جب محمّدؐ اور اُن کے اصحاب یہاں پہنچیں اور تشنگی کے سبب ہلاک ہو جائیں تو مجھ کو آکر خوشخبری دینا مَیں تجھ کو آزاد کر دُوں گا اور جو کچھ تو چاہے گا تجھ کو عطا کروں گا۔ غرض آنحضرتؐ مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں پہنچے اور کنوئیں کو پٹا ہوا پایا تو لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر آنحضرتؐ کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور واقعہ بیان کیا۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیئے اور دُعا کی ساتھ ہی آپ کے پیروں کے نیچے سے آبِ شیریں کا صاف و شفاف چشمہ جاری ہوا جس میں سے سب لوگوں نے پانی پیا اور جانوروں کو

بھی سیراب کیا اور مشکیں پانی سے بھر لیں، پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ ابوجہل لعنہ کا غلام یہ سب دیکھ رہا تھا وُہ آگے بڑھ کے اُس ملعون کے پاس آیا۔ اُس نے دیکھتے ہی پُوچھا اے غلام کیا خبر ہے اس نے کہا واللہ جو شخص محمدؐ سے دُشمنی کرے گا نجات نہیں پاسکتا۔ پھر تمام واقعہ بیان کیا۔ ابوجہل ملعون بہت غضبناک ہوا اور اُس کو گالیاں دیں۔ غرض وُہ قافلہ شام کی ایک وادی میں پہنچا جس کو ذیبان کہتے تھے اس میں جھاڑیاں اور بیشمار درخت تھے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا اژدھا درخت خرما کے برابر جھاڑیوں سے نکلا اور اپنا دہن کھولا جس سے نہایت ہیبت ناک آواز نکل رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آگ برس رہی تھی ابوجہل لعنہ کا اُونٹ اس کو دیکھتے ہی بھڑکا اور اس ملعون کو اپنی پیٹھ سے گرا کر بھاگا۔ اس کے پہلو کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وُہ لعین بے ہوش ہوگیا۔ ہوش آیا تو اپنے غلاموں سے کہا ایک کنارے چل کر ٹھہرو۔ محمدؐ کا قافلہ بھی آتا ہوگا۔ ممکن ہے اُن کا اُونٹ بھی اسی طرح بھڑکے اور ان کو ہلاک کردے۔ غرض وُہ لوگ وہاں ٹھہر گئے تھوڑی دیر میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ آنحضرتؐ نے اسکو دیکھ کر فرمایا اے پسرِ حشام یہاں تم لوگوں نے کیوں قیام کیا یہ جگہ تو ٹھہرنے کی نہیں ہے۔ اُس نے کہا مجھے آپ سے آگے چلتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ آپ سیّدِ عرب ہیں۔ میں نے چاہا کہ آپؐ آگے چلیں ہم لوگ آپ کے پیچھے رہیں گے۔ خدا کی لعنت ہے اُس پر جو آپ سے مقدم ہونا چاہے۔ یہ سُنکر جناب عباس خوش ہوگئے۔ اور چاہا کہ آگے بڑھیں حضرتؐ نے فرمایا چچاجان ٹھہریئے ان کا ہمکو آگے بڑھانا مکر و فریب سے خالی نہیں ہے۔ پھر حضرتؐ خود آگے آگے روانہ ہوتے۔ جب درّے میں داخل ہوتے تو اژدھا نکلا اور آنحضرتؐ کا ناقہ بھاگنا چاہتا تھا کہ آپؐ نے فرمایا کس چیز سے ڈرتا ہے تجھ پر تو خاتمؐ المرسلین سوار ہے۔ پھر اژدہے سے خطاب فرمایا کہ جس راہ سے آیا ہے اُسی راہ سے پلٹ جا اور ہمارے قافلہ میں کسی سے متعرض نہ ہونا۔ اژدہا بقدرتِ الٰہی گویا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْمَدُ۔ حضرتؐ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ اژدہے نے عرض کی اے محمدؐ میں جانوروں میں سے نہیں ہوں بلکہ جنّوں کے بادشاہوں میں سے ہوں میرا نام ہام بن الہیم ہے۔ مَیں آپؐ کے جدّ ابراہیمؑ خلیل کے ہاتھ پر ایمان لایا ہوں۔ مَیں نے اُن سے التماس کیا تھا کہ میری شفاعت فرمائیں اُن حضرتؑ نے بتایا کہ شفاعت میرے ایک فرزند سے مخصوص ہے جس کا نام محمدؐ ہوگا۔ اور مجھے آگاہ کیا تھا کہ اس مقام پر آپؐ کی خدمت میں مشرف ہوں گا۔ مَیں مدّت سے حضورؐ کا انتظار کر رہا تھا آج باریابی حاصل ہوئی۔ میری التجا یہ ہے کہ حضورؐ مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ رکھیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا اب غائب ہوجا اور ہمارے قافلہ میں کسی سے تعرض نہ کرنا۔ یہ سُنتے ہی وُہ اژدہا غائب ہوگیا۔ اس واقعہ سے حضرتؐ کے معتقدین شاد و مسرور ہوئے، اور حسد کرنے والے اور جلنے لگے۔ حضرتؐ کے چچاؤں نے آنحضرتؐ کی مدح میں اشعار پڑھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر ایک ایسی وادی میں پہنچے جہاں اُمید تھی کہ پانی ہوگا، لیکن وہاں کہیں پانی کا نشان نہ تھا۔ اہلِ قافلہ پیاس سے بیتاب ہوئے تو آنحضرتؐ نے اپنی آستین کہنی

تک چڑھائی اور بالو کے اندر دستِ مبارک لے گئے اور سر آسمان کی جانب اُٹھا کر دُعا کی۔ ناگاہ آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھُوٹ نکلا کہ نہریں رواں ہوگئیں۔ آخر جناب عباس نے عرض کی اے برادر زادے بس کرو۔ خوف ہے کہ ہمارے اموال و سامان غرق ہوجائیں۔ غرض لوگوں نے وُہ پانی پیا۔ جانوروں کو پلایا اور مشکیں بھریں۔ پھر حضرتؐ نے میسرہ سے فرمایا کہ اگر کچھ خرما ہو تو لاؤ میسرہ ایک طبق خرما لایا، حضرت نے خرموں کو کھایا اور اُن کے بیج زمین میں چھپاتے گئے۔ عباس نے پُوچھا یہ کس لیئے کر رہے ہیں؟ فرمایا چاہتا ہوں کہ یہاں ایک نخلستان ہو جائے۔ عباسؓ نے پوچھا کیا اس میں پھل بھی آجائیں گے؟ فرمایا ہاں اسی وقت آپ میرے پروردگار کی قدرت دیکھیں گے۔ اس کے بعد قافلہ چلا۔ تھوڑی دُور جانے کے بعد حضرتؐ نے فرمایا اے چچاجان واپس جایئے اور درختوں کو دیکھیے اور میرے لیے اُن میں سے خرما لے آیئے۔ جناب عباس واپس آئے تو دیکھا کہ درخت آسمان سے باتیں کر رہے ہیں رطب کے خوشے اور خرمے لٹکے ہوتے ہیں۔ اُنھوں نے تینؔ اُونٹوں پر خرمے بار کیئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے جن کو قافلہ کے تمام لوگوں نے کھایا اور شکرِ الٰہی بجا لائے اور آنحضرت کی مدح و ثنا کرنے لگے۔ ابوجہل نے کہا اے قوم ان خرموں کو مت کھانا جن کو اس جادُوگر نے تیار کیا ہے۔ پھر قافلہ چلتے چلتے کر دن گاہ ایلہ تک پہنچا جہاں ایک دیر تھا جس میں بہت سے راہب تھے ان میں ایک راہب سب سے زیادہ عقلمند تھا جس کو فلیق بن یونان بن عبد الصلیب کہتے تھے اس کی کنیت ابو جبیر تھی اس نے تمام آسمانی کتابوں میں آنحضرتؐ کے اوصاف پڑھے تھے جب انجیل پڑھتا اور آنحضرتؐ کے صفات پر نظر پڑتی تو رونے لگتا اور کہتا کہ فرزند وکون ہوگا جو مجھے اس بشیر و نذیر کی خوشخبری دے گا جو تہامہ سے تاجِ کرامت پہنے ہوئے مبعوث ہوگا اس پر ابر سایہ کریگا اور وُہ روزِ قیامت گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔ دُوسرے راہب اُس سے کہتے تھے رو رو کر اپنے تیئں ہلاک کرتے ہو شاید اس پیغمبرِ جلیل کی بعثت قریب ہے۔ اُس نے کہا خدا کی قسم ممکن ہے کہ وُہ مکّہ میں ظاہر ہوا ہو۔ اور خدا کے نزدیک اس کا دین اسلام ہے۔ تم میں سے کون یہ خوشخبری مجھ کو دے گا کہ وُہ زمینِ حجاز سے اس مقام پر آیا ہے اُس کے سر پر ابر سایہ فگن ہے۔ غرض وُہ بار بار حضرتؐ کو یاد کرتا اور روتا تھا یہاں تک کہ اس کی بینائی کمزور ہوگئی۔ ایک روز راہبان صومعہ راستہ کی جانب دیکھ رہے تھے کہ دامنِ صحرا سے ایک قافلہ کا نشان ظاہر ہوا قافلہ کے آگے آگے ایک آفتاب تھا جس پر ابر سایہ کیئے ہوئے تھا اور اس کی روشن پیشانی سے نورِ نبوّت اس طرح چمک رہا تھا کہ آنکھیں نہ ٹھہرتی تھیں یہ دیکھ کر وُہ راہب چلا اُٹھے کہ اے پدر یہ قافلہ حجاز کی جانب آرہا ہے۔ راہب نے کہا اے فرزندانِ روحانی بہت سے قافلے اُس سرزمین سے آئے لیکن اُن میں میرا یوسف نہ تھا اور میری آنکھیں اس کی جُدائی میں پتھرا گئیں۔ ان لوگوں نے کہا اے پدر اس قافلہ سے ایک نور آسمان تک چمک رہا ہے اُس نے کہا غالباً وُہ وقت آگیا کہ مفارقت کی تاریک رات مواصلت کی صبحِ صادق سے تبدیل ہوگئی پھر اُس نے آسمان کی جانب رُخ کر کے کہا اے معبود اے میرے آقا و مولا اُسی محبوبؐ کے صدقہ میں

جس کا اشتیاق ہر وقت میرے دل میں زیادہ ہوتا جاتا ہے میری آنکھیں مجھے پھر عطا کر دے تاکہ اُس کے آفتابِ جمال کو دیکھوں۔ ابھی اس کی دُعا تمام نہیں ہوئی تھی کہ اُس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پھر تو اُس نے دوسرے راہبوں سے خطاب کیا کہ دیکھا تم نے میرے محبوب کی قدر و منزلت میرے معبود کے نزدیک کس قدر ہے۔ پھر بولا اے فرزندو اگر وُہ پیغمبرؐ مبعوث اس گروہ کے درمیان ہے تو اس درخت کے نیچے قیام کرے گا، اور یہ درخت خشک اس کی برکت سے سرسبز ہو جائے گا اور اس میں پھل لگ جائیں گے کیونکہ بہت سے انبیاء اس درخت کے نیچے ٹھہرے ہیں اور وُہ عیسےٰؑ کے زمانہ سے اسوقت تک خشک پڑا ہے اور اس کنوئیں میں مدتوں سے پانی نہیں ہے مگر وُہ اسی میں سے پانی پیتے گا۔ تھوڑی دیر بعد وُہ قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا اور کنوئیں کے گرد قیام پذیر ہوا۔ اُونٹوں سے سامان کھول کر رکھا۔ چونکہ جناب رسولِ خدا ہمیشہ اہلِ قافلہ سے علیحدہ تنہائی پسند فرمایا کرتے تھے اور ذکرِ خدا کیا کرتے تھے اس لیئے اُسی درخت کی جانب چلے۔ جب آپؐ نے اُس کے نیچے قیام فرمایا وُہ اُسی وقت سرسبز ہو گیا اور اُس میں پھل پیدا ہو گئے۔ پھر حضرتؐ وہاں سے اُٹھے اور کنوئیں پر آئے اُس میں پانی نہ تھا آپؐ نے اُس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا بس فوراً چاروں طرف سے اُس میں چشمے اُبل پڑے اور کنوآں آبِ شیریں سے بھر گیا۔ راہب نے یہ حالات جو دیکھے بولا کہ اے فرزندو میرا مطلوب یہی ہے۔ دوڑو اور جلد بہترین کھانا تیار کرو تاکہ مَیں اُس کی خدمت میں حاضر ہوں کیونکہ وُہ سیدِ انام ہے مَیں اُس سے تمام راہبوں کے لیئے امان طلب کروں۔ یہ سُنکر وُہ کھانے کی تیاری میں مشغول ہو گئے پھر اُسنے کہا جاؤ اور اُس گروہ کے سردار سے ملو اور کہو ہمارے باپ آپ لوگوں کو سلام کہتے ہیں، اور آپ کیلیئے طعام کا انتظام کیا ہے۔ التماس ہے کہ آپ لوگ کھانے کے لیئے صومعہ میں تشریف لے چلیں قاصد کی ملاقات ابوجہل ملعون سے ہو گئی۔ اُس نے راہب کا پیغام پہنچایا۔ ابوجہل لعین نے قافلہ کے درمیان ندا کی کہ اس راہب نے ہماری دعوت کی ہے سب کھانے کے لیئے دیر میں چلو۔ لوگوں نے کہا ہم اپنے مال و اسباب کے پاس کس کو چھوڑیں ؟ ابوجہل نے کہا محمدؐ کو کیونکہ وُہ سچے اور امین ہیں اہلِ قافلہ نے آنحضرتؐ سے التجا کی کہ اُن کے اموال کے پاس بیٹھ جائیں اور ابوجہل آگے آگے اور اہلِ قافلہ اُس کے پیچھے پیچھے صومعہ میں داخل ہوئے۔ راہبوں نے ان کو عزت و احترام سے بٹھایا اور کھانا اُن کے سامنے حاضر کیا۔ وُہ کھانے میں مشغول ہوئے تو راہب نے اپنی ٹوپی سر سے اُتاری اور ایک ایک کے پاس جا جا کر ان کے چہرے دیکھنا شروع کیا، لیکن کسی میں صفات پیغمبرِ آخر الزمان نظر نہ آئے تو اُس نے اپنی کلاہ پھینک دی اور چیخ اُٹھا کہ وائے ناکامی مجھے اپنا مطلوب نظر نہیں آتا۔ پھر پُوچھا کہ اے گروہِ قریش تم میں سے کوئی باقی رہ گیا ہے جو یہاں نہیں آیا ؟ ابوجہل نے کہا ہاں ایک طفل نوخیز جو ایک عورت کا اجیر ہے اور اس کی طرف سے تجارت کے لیئے آیا ہے۔ ابھی اس کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ جناب حمزہ نے اپنی جگہ سے جست کی اور پہنچ کر اس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے وُہ پیٹھ کے بل گر پڑا۔ اور فرمایا کیوں نہیں کہتا کہ بشیر و نذیر اور سراجِ منیر باقی ہے اور ہم نے اس کو اس کی امانت و جلالت اور دیانت کے سبب

اپنے مال و متاع کے پاس چھوڑ دیا ہے کیونکہ ان صفات میں ہم میں کوئی اس سے بہتر نہیں ہے۔ پھر حمزہؓ نے اس سے کہا کہ یہ کتاب جو تمہارے ہاتھ میں ہے مجھے دکھاؤ کہ اس میں کیا لکھا ہے تاکہ میں مشکل حل کر دوں اور تم جس کو چاہتے ہو اُس سے مُلاقات کراؤں۔ راہب نے کہا اے میرے سردار یہ وُہ نسخہ ہے جس میں پیغمبر آخر الزمانؐ کے اوصاف لکھے ہیں۔ کہ وُہ نہ قد میں لمبا ہوگا اور نہ چھوٹا بلکہ درمیانہ قد ہوگا۔ اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہوگی اس کے سر پر ابر سایہ فگن ہوگا۔ وُہ زمینِ تہامہ سے مبعوث ہوگا۔ روز قیامت گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔ جناب عباس نے کہا اے راہب اگر تو اس کو دیکھے تو پہچان لے گا ؟ اس نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا اچھا میرے ساتھ آؤ تاکہ اس درخت کے نیچے ان صفات والے بزرگ کو دکھاؤں۔ یہ سُنکر راہب نہایت عجلت کے ساتھ ان کے ہمراہ روانہ ہوا اور حضرتؐ کی طرف دوڑا۔ جب وُہ قریب پہنچا تو حضرتؐ نے اس کی تعظیم کی راہب نے سلام کیا حضرتؐ نے فرمایا علیک السّلام اے راہبوں کے عالم اور اے فلیق بن یونان بن عبدالصلیب۔ راہب نے پوچھا آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا اور آپ کو میرے باپ دادا کا نام کس نے بتایا ؟ فرمایا اس نے بتایا جس نے تجھ کو خبر دی ہے کہ میں آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گا۔ یہ سُنتے ہی راہب آنحضرتؐ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنا مُنہ پائے اقدس پر ملنے لگا اور بوسہ دینے لگا۔ کہتا تھا اے میرے سردار اُمیدوار ہوں کہ میرے منعقد کردہ ولیمہ میں شرکت فرمایئے اور میری عزت افزائی کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس گروہ نے اپنے سامان و اسباب میرے سپرد کیئے ہیں راہب نے کہا کہ مَیں ان کے سامان کا ضامن ہوں اگر کسی کے اُونٹ کی نکیل گم ہو جائے گی تو اس کے عوض میں اُونٹ دُوں گا۔ غرض آنحضرتؐ اُس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اُس کے صومعہ کے دو حصے تھے ایک بڑا حصہ تھا دُوسرا چھوٹا۔ ان کے سامنے ایک چھوٹا سا کلیسا بنا ہوا تھا جس میں تصویریں لٹکی ہوئی تھیں۔ دروازہ چھوٹا بنایا گیا تھا اس لیئے کہ جو اُس میں داخل ہو سمٹ کر داخل ہو تاکہ ان تصویروں کی تعظیم ہو جائے۔ راہب دانستہ آنحضرتؐ کو اُس دروازہ سے لے گیا تاکہ آپؐ کے معجزات مشاہدہ کرے اور اُس کے یقین میں اضافہ ہو۔ راہب سمٹ کر جھکتا ہوا دروازہ میں داخل ہو گیا تو بقدرتِ الٰہی وُہ دروازہ بلند ہو گیا اور حضرتؐ پورے قد سے داخل ہوئے۔ اور حضرتؐ جب داخلِ مجلس ہوئے تو سب تعظیم کے لیئے کھڑے ہو گئے اور آپؐ کو صدرِ مجلس میں جگہ دی۔ وُہ راہب حضرتؐ کے سامنے کھڑا ہوا اور دُوسرے سب راہب بھی کھڑے رہے اور شام کے لطیف میوے حضرتؐ کے سامنے لائے گئے۔ پھر راہب نے آسمان کی جانب سر بلند کر کے کہا خدا وندا مُہر نبوت دیکھنا چاہتا ہوں اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کے شانوں سے لباس ہٹایا اور مُہر نبوت نمایاں ہو گئی جس سے ایک ایسا نُور چمکا کہ تمام مکان روشن ہو گیا۔ راہب اُس نُور کی دہشت سے سجدہ میں گر پڑا جب سر اُٹھایا تو بولا کہ آپ وہی ہیں جس کی مجھے جستجو تھی۔ غرض سب لوگ تو وہاں سے چلے گئے آنحضرتؐ اُس راہب کے پاس رہ گئے۔ ابوجہل بھی ذلیل و حقیر ہو کر واپس گیا جب تنہائی ہو گئی تو راہب نے کہا

اے میرے سیدؐ و سردار آپ کو خوشخبری ہو کہ حق تعالیٰ آپ کے واسطے سرکشان عرب کی گردنیں خاک پر جھکا دے گا، آپ تمام عرب کے مالک ہوں گے، قرآن آپ پر نازل ہوگا، آپ ہی لوگوں کے سردار ہوں گے، آپ کا دین اسلام ہوگا آپ بتوں کو توڑیں گے اور باطل دینوں کو مٹائیں گے آتشکدوں کو گل کریں گے صلیبوں کو توڑیں گے۔ آپ کا نام آخر زمانہ تک باقی رہے گا۔ میرے سردار میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ ہم سب کو اپنے صدقہ میں امان دیجئے اور تمام راہبوں سے اپنے زمانہ تسلط میں جزیہ لے لیجیے گا۔ پھر میسرہ سے کہا کہ اپنی مالکہ کو میری جانب سے سلام کہنا اور خوشخبری دینا کہ سیدؐ انام کو تم نے پالیا ہے خداوندِ عالم اس پیغمبرؐ کی نسل اُس کی اولاد میں قرار دے گا، اور اس کا نام قیامت تک باقی رہے گا، اور تمام اہل کیں اُس سے حسد کریں گے۔ اور بتا دینا کہ کوئی شخص داخل بہشت نہ ہوگا سوائے اس کے جو اس پر ایمان لائے گا اور اسکی رسالت کی تصدیق کرے گا۔ بے شبہ وُہ تمام پیغمبروں میں افضل و برتر ہے۔ اور اے میسرہ شام کے یہودیوں سے اُن کے بارے میں ہوشیار رہنا کہ وُہ سب اُن کے دشمن ہیں۔ غرض آنحضرتؐ نے راہب کو رخصت کیا اور قافلہ میں واپس آئے۔ اور شام کی جانب روانہ ہوئے۔ جب شام میں پہنچے وہاں کے لوگ قافلہ کے پاس جمع ہوئے اور سب نے مالِ تجارت اچھی قیمتوں میں خرید کیا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اپنا مال فروخت نہ کیا۔ اُس وقت ابو جہل ملعون نے کہا کہ خدیجہ نے کبھی (معاذ اللہ) ان سے زیادہ منحوس تاجر تجارت کے لیئے نہیں بھیجا۔ دوسروں کے تمام اموال فروخت ہوگئے اور اس کا تمام مال زمین پر پڑا ہوا ہے۔ غرض اطرافِ شام کے رہنے والوں کو قافلہ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو سب جوق جوق آنے لگے اور وہاں اموالِ خدیجہ کے سوا کسی کا مال باقی نہ تھا۔ جناب رسولِ خدا نے تمام مال دوگنی قیمت پر فروخت کیا۔ یہ دیکھ کر ابو جہل بہت مغموم ہوا۔ اور خدیجہ کے اموال میں سے ایک بوجھ مال باقی رہ گیا تھا کہ یہودیوں کا ایک عالم حضرتؐ کے پاس آیا جس کا نام سعید بن قطمود تھا اس نے حضرتؐ کو پہچان لیا اس لیے کہ اس نے کتابوں میں آپؐ کے اوصاف پڑھے تھے۔ اُس نے کہا یہی وُہ ہے جو ہمارے دینوں کو باطل کرے گا، ہماری عورتوں کو بیوہ بنائے گا۔ پھر حضرتؐ سے پُوچھا کہ یہ مال کتنے میں فروخت کیجیئے گا؟ فرمایا پانچ سو درہم میں۔ اُس نے کہا میں خریدتا ہوں اس شرط سے کہ میرے ساتھ میرے گھر چلیئے اور دعوت قبول کیجیئے تاکہ میرے گھر میں آپؐ کے سبب برکت ہو۔ حضرتؐ نے منظور فرمایا۔ یہودی نے خرید شدہ سامان اُٹھایا، حضرتؐ اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہودی حضرتؐ سے پہلے اپنے مکان میں داخل ہوا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ ایک ایسے شخص کو اپنے ساتھ لایا ہوں جو ہمارے دینوں کو مٹائے گا۔ چاہتا ہوں کہ اُس کے قتل میں میری مدد کرو۔ عورت نے پُوچھا کس طرح مدد کروں اُس نے کہا چکّی کا پاٹ لے کر کوٹھے پر چلی جاؤ۔ جب وُہ اپنے مال کی قیمت لے کر مکان سے باہر نکلے اُس کے سر پر وُہ پتھر گرا دے۔ وُہ چکّی کا پاٹ لے کر اُوپر چلی گئی۔ جب حضرتؐ قیمت لے کر اس کے مکان سے باہر نکلے اور اُس عورت کی نظر حضرتؐ کے جمالِ مبارک پر پڑی، تمام جسم کانپنے لگا۔ وُہ پتھر نہ پھینک سکی اور

حضرتؐ باہر چلے گئے۔ پھر جب اُس نے اس پاٹ کو پھینکا تو یہودی کے دو لڑکے جو نیچے موجود تھے ان کے سروں پر وُہ پتھر گرا اور وُہ اسی وقت مر گئے۔ یہودی نے یہ حال دیکھا تو گھر سے نکل کر دوڑا اور اپنی قوم کو پکارا کہ لوگو یہ وُہ شخص ہے جو تمہارے دینوں کو باطل کرے گا۔ اس وقت میرے گھر آیا میں نے اس کو کھانا کھلایا اس نے میرے دو لڑکوں کو مار ڈالا اور واپس جا رہا ہے۔ یہودیوں نے یہ سُنتے ہی تلواریں کھینچ لیں، گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت کے پیچھے دوڑے۔ جب حضرتؐ کے چچاؤں نے یہودیوں کو دیکھا شیروں کے مانند عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر اُن کے مقابلہ پر آگئے اور حضرت حمزہؓ شیر خدا نے اُن پر حملہ کیا اور ان میں سے بہتوں کو مار ڈالا۔ پھر اُن میں سے ایک جماعت ہتھیار ہاتھوں سے پھینک کر اُن کے پاس آئی اور کہا اے گروہِ عرب یہ شخص جس کی حمایت میں تم لوگ ہم کو قتل کرتے ہو جب ظاہر ہوگا تو پہلے تمہارے شہروں کو برباد کرے گا، تمہارے مردوں کو قتل کرے گا، بتوں کو توڑے گا۔ اس کو چھوڑ دو تاکہ اس کو قتل کرکے ہم تم لوگوں سے اور اپنے لوگوں سے اس کے شر کو دفع کر دیں۔ جناب حمزہؓ نے یہ سُنا تو دوبارہ اُن پر حملہ کیا اور فرمایا اے کافرو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) جہالت و ضلالت میں ہمارا نور اور چراغ ہے۔ اگر ہماری جانیں بھی چلی جائیں پھر بھی ہم اس کی حمایت سے باز نہ آئیں گے۔ غرض وُہ سب مایوس ہو کر واپس گئے اور قریش کو اُن کے بہت اموال غنیمت میں حاصل ہوئے اور فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے سامان اُونٹوں پر بار کیئے اور مکہ کی جانب واپس چلے۔ اثنائے راہ میں میسرہ نے قریش کو جمع کیا اور کہا تم میں سے ہر ایک کتنی مرتبہ سفر کر چکا ہے بتاؤ کبھی سفر میں اس قدر نفع اور غنیمت تم کو حاصل ہوا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میسرہ نے کہا سمجھ لو یہ تمام برکتیں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے فیض قدم سے ہیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ تم میں ہر ایک ان کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کرے کیونکہ وُہ صدقہ نہیں قبول کرتے بلکہ ہدیہ لیتے ہیں۔ یہ سُنکر ہر ایک نے تھوڑا تھوڑا مال آنحضرتؐ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا یہاں تک کہ بہت سامان جمع ہو گیا۔ حضرتؐ نے ان کو نہ رد کیا نہ کوئی جواب دیا۔ تو میسرہ نے تمام مال حضرتؐ کے لیئے محفوظ کر لیا جب وُہ قافلہ مکہ کے قریب پہنچا ہر ایک قبیلہ نے اپنا اپنا ایک ایک آدمی خوشخبری دینے کے لیئے مکہ میں بھیجا۔ میسرہ نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا میرے سردار اگر آپ پہلے جا کر خدیجہ کو آنے کی خوشخبری دیں تو ان کی زیادہ خوشی کا باعث ہوگا۔ غرض حضرتؐ روانہ ہوئے تو زمین کی طنابیں کھینچ گئیں اور آپ جلد سے جلد مکہ کی پہاڑیوں تک پہنچ گئے۔ اُس وقت حضرتؐ پر نیند غالب ہوگئی۔ خداوندِ عالم نے جبریلؑ کو وحی فرمائی کہ جنات عدن سے اُس قبہ کو لے کر زمین پر جاؤ جس کو میں نے اپنے برگزیدہ بندہ محمدؐ کے لیئے آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے خلق کیا ہے، اور اس کے سر پر رکھ دو۔ وُہ قبہ یاقوت سرخ کا تھا جس میں مروارید سفید کی جھالریں لٹکی ہوئی تھیں۔ باہر سے اس کے اندر کی چیزیں نظر آرہی تھیں جس کے چار رُکن اور چار دروازے تھے۔ اُس کے کھمبے بہشت کے یاقوت و زبرجد، سونے اور مروارید کے تھے۔ جب جبرئیلؑ نے وُہ قبہ بہشت سے نکالا، حوریں خوشیاں منانے لگیں اور اپنے غرفوں سے

جھانکنے لگیں۔ خدا کی حمد کرتی اور کہتی تھیں کہ گویا اس صاحبِ قبہ کے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے۔ عرش کی جانب نسیمِ رحمت چلنے لگی۔ بہشت کے دروازوں سے خوشی کی آوازیں بلند ہوئیں۔ غرض جبرئیلؑ اس قبہ کو زمین پر لائے اور آنحضرتؐ کے سر پر قائم کیا۔ فرشتوں نے اس کے کھمبوں کو پکڑا اور تسبیح و تقدیس کی صدائیں بلند کیں۔ جبرئیلؑ متین علَم آنحضرتؐ کے سامنے لے کر چلے۔ پہاڑ مسرت میں بالیدہ ہوئے درخت، طیور اور فرشتے سب نے آوازیں بلند کیں اور کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ گوارا ہو اے بندۂ بزرگ آپ کو اپنے پروردگار کے نزدیک آپ کس قدر صاحب مرتبہ ہیں۔ اُس وقت خدیجہؓ اپنے مکان کے سب سے بلند بالاخانہ پر بیٹھی تھیں۔ ان کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بھی موجود تھیں۔ ناگاہ ان کی نظر مکہ کی پہاڑیوں پر پڑی۔ خداوند عالم نے پردے ان کی آنکھوں سے ہٹا دیئے۔ انہوں نے ایک چمکتا ہوا نور اور ایک روشن شعاع معلے کی جانب دیکھی۔ جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ خیمۂ نور آرہا ہے۔ ایک گروہ بالائے ہوا اُس قبہ کے گرد چلا آرہا ہے جس کے آگے کچھ چمکتے ہوئے علَم ہیں اور ایک شخص اس قبہ کے اندر آرام کر رہا ہے اور نور اُس کے تنِ اقدس سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عجیب و غریب حال کو دیکھ کر ان کو سخت حیرت ہوئی۔ ان عورتوں نے کہا اے سیدۂ عرب یہ کیا حال ہے جو ہم آپ میں مشاہدہ کر رہے ہیں؟ جناب خدیجہؓ نے کہا اے محترم بیبیو بتاؤ کہ میں خواب میں ہوں یا بیدار ہوں۔ انہوں نے کہا خدا نہ کرے کہ آپ کی ایسی حالت ہو۔ خدیجہ نے کہا معلے کی جانب دیکھو اور بتاؤ کیا نظر آتا ہے۔ ان عورتوں نے دیکھ کر کہا ہم کو تو ایک نور دکھائی دیتا ہے جو آسمان تک بلند ہے۔ پوچھا وہ نورانی قبہ اور اُس کے اندر جو آرام کر رہا ہے اور وہ لوگ جو قبہ کے گرد ہیں تم کو نہیں دکھائی دیتے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ خدیجہ نے کہا کہ میں قبہ کے اندر ایک سوار کو دیکھ رہی ہوں جو آفتاب سے زیادہ نورانی ہے میں نے کبھی ایسا قبہ نہیں دیکھا تھا۔ وہ قبہ ایک ناقہ پر نصب ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناقہ میرا ناقہ صہبا ہے اور وہ سوار محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ ان عورتوں نے کہا ایسا قبہ جس کی آپ تعریف کر رہی ہیں محمدؐ کو کہاں سے ملا؟ ایسا قبہ تو بادشاہانِ عجم و روم کو بھی میسر نہیں۔ خدیجہ نے کہا محمدؐ کی شان اُن سب سے بلند ہے۔ غرض جناب خدیجہؓ اسی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہی تھیں یہاں تک کہ جناب رسولِ خدا درگاہ معلے سے برآمد ہوئے۔ اور فرشتے وہ قبہ لے کر آسمان پر چلے گئے اور آنحضرتؐ مکانِ خدیجہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرتؐ دروازہ پر پہنچے خدیجہ کو کنیزوں نے آپ کے تشریف لانے کی خوشخبری دی۔ خدیجہ ننگے پیر صحن خانہ کی طرف دوڑیں۔ دروازہ کھولا تو حضرتؐ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ خدیجہؓ نے کہا آپؐ کو بھی اے میری آنکھوں کی روشنی سلامتی گوارا ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کا تمام مال سلامتی کے ساتھ فروخت ہوگیا۔ وہ بولیں آپ کی سلامتی میری خوشخبری کے لیئے کافی ہے خدا کی قسم میرے نزدیک دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب سے زیادہ آپ بلند مرتبہ ہیں۔ پھر چند اشعار حضرتؐ کی تشریف آوری کی خوشی میں پڑھے۔ پھر پوچھا کہ میرے سردار قافلہ کو آپؐ نے کہاں چھوڑا؟ فرمایا جحفہ میں۔ پوچھا آپؐ کو وہاں سے روانہ ہوئے کتنی دیر ہوئی؟ فرمایا ایک گھڑی سے

زیادہ دیر نہیں ہوئی۔ خدیجہؓ نے کہا اس قدر جلد آپ یہاں پہنچ گئے؟ فرمایا خدا نے میرے واسطے زمین کو لپیٹ دیا اور منزلِ مقصود نزدیک کر دیا۔ یہ سُنکر خدیجہؓ کی حیرت زیادہ ہوئی اور اُن کی خوشی کی بھی انتہا نہ رہی۔ اور کہا اے میری آنکھوں کی روشنی میری التجا ہے کہ آپ واپس جائیں اور قافلہ کے ہمراہ واپس آئیں تاکہ آپ کی بلندیٔ مرتبہ میری اور مسرت کا باعث ہو۔ غرض یہ تھی کہ دوبارہ دیکھیں کہ وہ قبہ پھر اُسی طرح حضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہوتا ہے یا نہیں۔ پھر حضرتؐ کے لیئے نہایت لذیذ و لطیف ناشتہ منگایا اور آبِ زمزم سے بھری ہوئی ایک مشک ہمراہ کی۔ جب حضرتؐ روانہ ہوئے تو آپ کو دیکھتی رہیں۔ ناگاہ وہی قبہ آسمان سے نیچے آیا۔ اور فرشتے بدستور سابق آنحضرتؐ کے گرد چلے۔ جب آنحضرتؐ قافلہ میں پہنچے تو میسرہ نے کہا میرے سردارؐ کیا مکہ جانے کا ارادہ ترک کر دیا؟ فرمایا نہیں میں تو ہو آیا۔ میسرہ یہ سُنکر ہنسا اور کہا حضور مزاح فرماتے ہیں، پہاڑ کے نیچے گئے اور واپس آگئے فرمایا نہیں۔ میں خانہ کعبہ کے پاس گیا، اُس کا طواف کیا، پھر خدیجہ سے ملاقات کی اور واپس آیا۔ میسرہ نے کہا کبھی کوئی غلط بات آپ سے نہیں سُنی ہے نہایت تعجب ہے کہ دو گھڑی میں کیونکر آپ مکہ گئے اور واپس تشریف لائے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم کو شک ہے تو دیکھو یہ روٹی ناشتہ وغیرہ خدیجہ نے میرے ساتھ بھیجا ہے اور آبِ زمزم یہ ہے۔ یہ سُنکر میسرہ نے لوگوں سے کہا کیا محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہاں سے روانہ ہوئے دو ساعت سے زیادہ گزرے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ تب اُس نے کہا کہ وہ اتنی دیر میں مکہ گئے اور واپس آئے اور خدیجہ کا ہمراہ کیا ہوا کھانا بھی لائے ہیں۔ یہ سُنکر لوگوں کو تعجب ہوا۔ ابوجہل لعین نے کہا ساحروں سے ایسے اُمور کا اظہار تعجب نہیں ہے۔ پھر دوسرے روز قافلہ وہاں سے روانہ ہوا۔ اہل مکہ استقبال کے لیئے آئے اور خدیجہ نے اپنے غلاموں اور عزیزوں کو حضرتؐ کی پیشوائی کو بھیجا تھا کہ درمیان راہ میں مجلس آراستہ کریں اور آنحضرتؐ کی واپسی کی خوشی میں قربانیاں کریں اور خود انتظار میں راستہ کی طرف نظر جمائے دیکھنے لگیں۔ اہلِ مکہ کو خدیجہؓ کے مال میں اضافہ اور نفع کی زیادتی کے سبب تعجب تھا جو آنحضرتؐ ہمراہ لائے تھے۔ غرض آفتابِ نبوت خدیجہؓ کے دروازہ سے طالع ہوا۔ حضرتؐ نے تمام مال و سامان خدیجہؓ کے سپرد کیا۔ وہ پس پردہ بیٹھی تھیں اور حضرتؐ کے حسن و جمال اور کثرتِ مال پر تعجب کر رہی تھیں جو حضرتؐ اُن کے لیئے لائے تھے۔ خدیجہؓ نے کسی کو بھیج کر اپنے والد خویلد کو بلایا اور کہا اس بابرکت ذات نے اس سفر میں میرے لیئے اس قدر منافع حاصل کیا ہے کہ اب تک میری تمام تجارت میں کسی نے اتنا نفع حاصل نہ کیا تھا۔ پھر میسرہ سے مخاطب ہوئیں اور سفر کے حالات دریافت کیئے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف اور کرامتوں میں سے کیا کیا تُو نے دیکھے میسرہ نے کہا مجھ میں کہاں طاقت ہے کہ آپؐ کے صفاتِ حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کا کچھ حال بیان کر سکوں یا آپؐ کے معجزات و کرامات کا کچھ بھی ذکر کر سکوں۔ پھر سیلاب اور خشک کنوئیں اور اژدھے اور خشک درخت وغیرہ اور جو کچھ راہب نے حضرتؐ کے بارے میں کہا تھا، اور جو پیغام خدیجہؓ کو بھیجا تھا خدیجہؓ سے بیان کیا۔ خدیجہؓ نے فرمایا اے میسرہ بس کر۔ تُو نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں

میرے اشتیاق کو زیادہ کر دیا جائیں نے تجھ کو تیری زوجہ اور فرزندوں کو آزاد کیا۔ اور دو سو درہم اور دو اونٹ اس کو عطا کیئے اور خلعت فاخرہ پہنایا۔ پھر حضرت رسالتمآبؐ پر نوازشیں کیں اور بہت کچھ مال ومتاع کا وعدہ کیا۔ حضرتؐ اُن سے رُخصت ہو کر جناب ابوطالبؑ کے پاس آئے اور فوائد و حالاتِ سفر آپ سے بیان کیئے اور کہا اے عمِ محترم یہ سب کچھ جو اس سفر میں حاصل ہوا ہے آپ کے سبب سے حاصل ہوا جناب ابوطالبؑ نے ان کو سینہ سے لگا لیا اور پیار کیا اور کہا اے میری آنکھوں کے نور میری تمنا ہے کہ تمہارے لیئے ایسی زوجہ کا انتظام ہو جائے جو تمہارے درجہ اور مرتبہ کے موافق ہو۔ دُوسرے روز آنحضرتؐ نے غسل کیا، لباس فاخرہ زیبِ جسم کیئے، خوشبو لگائی اور خدیجہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے خدیجہؓ نے حضرتؐ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئیں اور کہا میرے سردار آپ کی جو حاجت ہو بیان فرمایئے آپ کی تمام حاجتیں پوری کروں گی۔ آپ نے جو زر و مال مجھ سے حاصل کیا کِس مصرف میں خرچ کرنے کا ارادہ ہے فرمایا میرے چچا کی خواہش ہے کہ وُہ سب میری شادی میں صرف کریں اور میرے لیئے زوجہ کی خواستگاری فرمائیں۔ یہ سُنکر خدیجہؓ مسکرائیں اور کہا میرے سردارؐ کیا میں آپؐ کے لیئے زوجہ کا انتظام کروں۔ جو مجھے بھی پسند ہو؟ فرمایا بہتر ہے۔ خدیجہؓ نے کہا میں نے آپؐ کے لیئے زوجہ کا انتظام کیا ہے۔ جو آپ ہی کی قوم سے ہے اور مال وحسن وجمال اور عفت وکمال اور سخاوت وطہارت میں مکّہ کی تمام عورتوں سے بہتر ہے۔ وُہ آپ کے تمام اُمور میں آپ کی مددگار ہوگی۔ اور بہت ہی تھوڑے میں راضی ہو جائے گی۔ اور نسب میں آپ سے قریب ہے۔ اگر آپ اس کی خواستگاری کریں تو تمام عرب بلکہ بادشاہان زمین آپ پر رشک کریں گے۔ لیکن اس میں دو عیوب ہیں۔ اوّل یہ کہ اس سے پہلے اس کے دو شوہر گزر چکے ہیں اور دوسرا عیب یہ ہے کہ وُہ آپ سے عمر میں زیادہ ہے۔ حضرتؐ نے یہ سُنا تو شرم سے آپ کی پیشانی مُبارک عرق عرق ہوگئی اور خاموش ہو گئے۔ پھر دُوسری مرتبہ خدیجہؓ نے انہی باتوں کا اعادہ کیا اور کہا آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ اُس وقت حضرتؐ نے کہا اے دُخترِ عم تم بہت مالدار ہو اور میں پریشان حال ہوں۔ میں تو ایسی عورت چاہتا ہوں جو مجھ سے مال وغیرہ میں برابر ہو۔ خدیجہؓ نے کہا خدا کی قسم اے محمدؐ میں اپنے تئیں آپ کی کنیز سمجھتی ہوں۔ اور میرا مال، غلام اور کنیزیں سب کچھ آپ ہی کے ہیں۔ اور جو اپنی جان آپ سے عزیز نہ رکھے وُہ مال کیا عزیز رکھے گی۔ میں آپ کو اُس خدا کی قسم دیتی ہوں جو دُنیا والوں کی آنکھوں سے حقائق و اسرار کے ساتھ اوجھل ہے اور کعبہ و استارِ کعبہ کا واسطہ میرے سر پر ہاتھ رکھیئے اور اسی وقت اپنے چچاؤں کو میرے والد کے پاس بھیجئے کہ میری آپ کے واسطے خواستگاری کریں۔ اور مہر کی زیادتی کی پرواہ نہ کیجئے۔ میں اپنے مال سے دُوں گی اور میری جانب سے نیک گمان رکھیئے جسطرح میں آپ کی طرف سے نیک گمان رکھتی ہوں۔ غرض جناب رسولِ خدا وہاں سے اُٹھ کر جناب ابوطالبؑ کے پاس آئے اُسوقت آپؐ کے سب چچا وہاں موجود تھے۔ حضرتؐ نے کہا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ خویلد کے پاس تشریف لے جائیں اور میرے لیئے خدیجہؓ کی اُن سے خواستگاری کریں۔ چونکہ وُہ لوگ حقیقتِ حال سے آگاہ نہ تھے اس لیے ان کو تامل ہوا اور صفیہؓ دخترِ عبدالمطلبؑ کو دریافتِ حال کے لیئے خدیجہ کے گھر بھیجا

جب وُہ وہاں پہنچیں خدیجہؓ نے ان کا استقبال کیا اور نہایت عزت واحترام سے پیش آئیں۔ صفیہؓ نے در پردہ گفتگو کرنا شروع کیا۔ جناب خدیجہؓ نے کُھل کر کہا کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ محمدؐ خدا کی جانب سے تائید یافتہ ہیں۔ میں ان کی زوجیت عزتِ دُنیا اور شرفِ عقبےٰ کا سبب سمجھتی ہوں بس کچھ اور نہیں چاہتی۔ اور صفیہؓ کو خلعت فاخرہ پہنایا۔ صفیہؓ نہایت خوش وخرم اپنے بھائیوں کے پاس آئیں اور کہا بسم اللہ آپ لوگ جایئے خدیجہؓ کو محمدؐ کا شرف خدا کے نزدیک معلوم ہو چکا ہے اور وُہ ان کی محبت میں بے چین ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ کے سب چچا مسرور ہوئے سوائے ابولہب کے جو حسد کے سبب رنجیدہ ومغموم ہوا۔ پھر عباسؓ نے اُٹھ کر کہا اب کیا بیٹھے ہو چلو کہ اُمورِ خیر میں جلدی کرنا چاہیئے۔ جناب ابوطالبؑ نے حضرت رسولِ خدا کو لباس فاخرہ پہنایا، شمشیرِ ہندی حضرتؐ کی کمر میں باندھی اور ایک عربی نجیب گھوڑے پر سوار کیا۔ آپ کے چچاؤں نے ستاروں کی طرح اُس ماہِ تاباں کو بیچ میں لیا اور روانہ ہوئے۔ جب خویلد کے گھر پہنچے اُنہوں نے بنی ہاشم کی بے حد تعظیم کی۔ ان لوگوں نے پیغامِ نسبت دیا۔ خویلد نے کہا خدیجہؓ اپنے معاملہ کی خود مالک ہے اس کی عقل میری عقل سے زیادہ ہے۔ بہت سے بادشاہوں اور عرب کے اکابر نے اس کی خواستگاری کی لیکن وُہ راضی نہیں ہوتی۔ یہ جواب اُن لوگوں کو ناگوار ہوا اور وہاں سے اُٹھ کر چلے خدیجہؓ کو معلوم ہوا تو بہت بے چین ہوئیں اور اپنے چچا ورقہ کو بُلایا۔ وُہ ایک راہب اور عالم تھے اور بہت سی کتابیں انبیائے سابقین کی پڑھے ہوئے تھے۔ وُہ آئے تو خدیجہ کو محزون ومغموم دیکھا۔ سبب پُوچھا۔ کہا اے چچا اُس کا حال اور کیا ہوگا جس کا کوئی مونس ومددگار نہ ہو۔ ورقہ نے کہا شائد شوہر کرنے کا ارادہ ہے۔ تمام بادشاہوں اور اکابرِ عرب نے تمہاری خواستگاری کی مگر تم نے قبول نہ کیا۔ خدیجہؓ نے کہا چچا جان نہیں چاہتی ہوں کہ مکّہ سے باہر جاؤں۔ ورقہ نے کہا اہل مکّہ میں سے بھی بہت لوگوں نے تمہاری خواہش کی مثل شیبہ وعتبہ اور ابوجہل کے مگر تم نے سب کو جواب دے دیا۔ خدیجہ نے کہا کہ یہ سب اہلِ ضلالت وجہالت ہیں۔ کِسی اور کے متعلق آپ کا گمان ہے کہ ان کے برعکس اوصاف کا مالک ہو۔ ورقہ نے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ محمدؐ بن عبداللہؑ نے تمہاری خواستگاری کی ہے۔ خدیجہ نے کہا چچا جان ان میں کوئی عیب بھی آپ کو نظر آیا؟ ورقہ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر بولے ان کا عیب یہ ہے کہ نجابت وکرامت کی جڑ اور شرف وعزت کی شاخ ہیں اور خَلق وخُلق میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اور فضل وکرم اور علم وجود میں مشہورِ آفاق ہیں۔ خدیجہ نے کہا جس طرح آپ نے اُن کے اوصاف بیان کیئے عیوب بھی بیان کیجئے ورقہ نے کہا اُن کا عیب یہ ہے کہ وُہ عالم کے چاند اور زمین وآسمان کے آفتاب ہیں۔ اُن کی گفتار شہد سے زیادہ شیریں ہے اور افعال وکردار کا حُسن دُنیا میں بے مثل ہے۔ خدیجہ نے کہا اے چچا اگر ان کا کوئی عیب آپ کو معلوم ہو تو بتایئے۔ ورقہ نے کہا وُہ حسن میں یکتا اور نسب میں بلند ہیں حسنِ سیرت اور صفائیِ باطن میں سارے عالم پر فضیلت رکھتے ہیں۔ خوشخوئی، خوش مزاجی اور شیریں کلامی میں اُن کا کوئی مثل نہیں ہے۔ خدیجہ نے کہا میں جس قدر اُن کے عیب پُوچھتی ہوں آپ ان کے فضل وشرف بیان کرتے ہیں۔ ورقہ نے کہا میری کیا حقیقت ہے کہ اُن کے اوصاف کا احصا کر سکوں لاکھ میں ایک

فضیلت بھی بیان نہیں کر سکتا۔ خدیجہؓ نے کہا میں نے انہی کو پسند کیا ہے اور ان کی عظمت سمجھ چکی ہوں۔ اُن کے طور و طریقے کو بہتر جانتی ہوں اُن کے سوا کسی اور کا خیال نہیں کر سکتی۔ ورقہ نے کہا اگر ایسا ہے تو تم کو خوشخبری ہو کہ ان کو بہت جلد خدا مرتبۂ رسالت پر پہنچائے گا اور وہ مشرق و مغرب کے بادشاہ ہوں گے۔ اے خدیجہ مجھ کو کیا دو گی اگر آج شب تم کو اُن کے ساتھ تزویج کر دوں۔ خدیجہ نے کہا میرا تمام مال آپ کے سامنے موجود ہے جو کچھ چاہیے لے لیجئے۔ ورقہ نے کہا میں مالِ دنیا نہیں چاہتا۔ بلکہ چاہتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے میری شفاعت کرا دو۔ اے خدیجہ سمجھ لو کہ ہم کو عظیم حساب و کتاب درپیش ہے اور اُس روز کوئی شخص نجات نہ پائے گا سوائے اس کے جس نے محمدؐ کی پیروی اور اطاعت کی ہو گی اور ان کی رسالت کی گواہی دی ہو گی۔ وائے ہو اس پر جو اُس بہشت سے دُور ہو گا، اور جہنم میں جائے گا۔ خدیجہ نے کہا میں آپ کی شفاعت کی ضامن ہوتی ہوں۔ غرض ورقہ وہاں سے خویلد کے پاس گئے اور کہا اپنے واسطے کیا کرنا چاہتے ہو انہوں نے پوچھا میں نے کیا کیا؟ ورقہ نے کہا فرزندانِ عبدالمطلبؑ کے دلوں کو تم نے رنجیدہ کیا وہ تم پر غضبناک ہیں حمزہ کی تلوار سے تم ڈرتے نہیں ہو کہ ناگہاں تمہارے سر پر آ پڑے اور تم کو ہلاک کر دے۔ کہا میں نے اُن کے ساتھ کیا بُرائی کی ہے ورقہ نے کہا انکی خواہش کو تم نے رد کر دیا اور ان کے برادرزادے محمدؐ کو حقیر سمجھا۔ خویلد نے کہا میں محمدؐ کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں جبکہ تمام علما ان کی نیکی کی شہادت دیتے ہیں۔ لیکن دو باتیں مانع ہوئیں اوّل یہ کہ تمام اکابر عرب کو میں نے جواب دے دیا اگر خدیجہ کی نسبت محمدؐ سے کرتا ہوں تو وہ سب مجھ سے خلاف ہو جائیں گے۔ دُوسرے یہ کہ خدیجہ محمدؐ سے نسبت پر راضی نہ ہو گی۔ ورقہ نے کہا کوئی ایسا نہیں ہے جو محمدؐ کے اوصاف نہ جانتا ہو اور آرزو نہ رکھتا ہو کہ اپنی بیٹی اس کو دے۔ اور خدیجہ نے چونکہ ان کے فضائل اور کرامتیں بہت کچھ مشاہدہ کی ہیں اس لیئے ان کے ساتھ تزویج پر راضی ہے۔ پھر بہت سے وعدے وعید کر کے خویلد کو راضی کر لیا اور ان کو لے کر حضرت ابوطالبؑ کے گھر آئے۔ وہاں تمام فرزندانِ عبدالمطلبؑ موجود تھے۔ ورقہ نے اپنے بھائی کی طرف سے بہت معذرت کی اور دونوں بھائیوں نے وعدہ کیا کہ کل صبح اکابر قریش کے مجمع میں اس مبارک نکاح کا انعقاد کریں گے۔ پھر ورقہ اپنے بھائی کو اور تمام اولادِ عبدالمطلب کو اپنے ہمراہ کعبہ کے پاس لائے اور مجمع قریش میں خویلد کی جانب سے وکالت کرتے ہوئے خدیجہؓ کے نکاح میں شرکت کی دعوت دی کہ کل صبح کو آپ سب لوگ خدیجہ کے مکان پر آئیں کیونکہ میں اپنے بھائی کی جانب سے وکیل ہو کر خدیجہؓ کا عقد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کر دوں گا اور اس پر تمام اکابر قریش کو گواہ کیا۔ وہاں سے خوش و خرم خدیجہؓ کے پاس آئے اور ان کو خوشخبری دی۔ خدیجہؓ نے ایک خلعتِ فاخرہ ان کو عطا کیا جس کی قیمت پانچ سو اشرفیاں تھیں۔ ورقہ نے کہا مجھے اس مالِ دُنیا کی طرف رغبت نہیں۔ میں اس معاملہ میں جو کوشش کر رہا ہوں اس سے بجز حصول شفاعت محمدؐ کوئی غرض نہیں ہے۔ پھر کہا اپنے مکان کو آراستہ کرو اور ولیمہ کا انتظام کرو کیونکہ تمام اکابر قریش تمہارے یہاں آئیں گے۔ غرض خدیجہ نے غلاموں اور کنیزوں کو حکم دیا۔ انہوں نے بہترین فرش، پردے وغیرہ

جو کچھ موجود تھے نکالے اور مکان کو ہر طرح آراستہ کیا اور بہت سے جانوروں کو ذبح کیا اور طرح طرح کے لذیذ کھانے، حلوے وغیرہ تیار کیئے اور ہر قسم کے میوے اور پھل مہیا کیئے۔ پھر ورقہ حضرت ابوطالبؑ کے مکان پر آئے اور جناب سرورِ کائنات کی خدمت میں اپنی کوششوں کا تذکرہ کیا۔ حضرتؐ نے شفاعت و کرامت کی خوشخبری دی۔ ابوطالبؑ بھی انتظام عقد میں مشغول ہوئے۔

روایت ہے کہ اُس وقت عرش و کرسی وجد میں آئے اور فرشتوں نے سجدۂ شکر میں قیام کیا حق سُبحانہ و تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ لوائے حمد کو کعبہ پر نصب کریں۔ مکہ کے پہاڑوں نے فخر سے سر بلند کیئے اور تقدیس و تسبیح الٰہی میں مشغول ہوئے۔ زمین شادی سے بالیدہ ہوئی مکہ شرف میں عرش اعظم سے برتر ہوا۔ دوسرے روز صبح کو اکابر عرب اور صنادید قریش مثل ستاروں کے خدیجہ کے محل میں جمع ہوتے خدیجہ نے بیشمار کُرسیاں مہیا کی تھیں اور صدر مجلس میں ایک بڑی کرسی آراستہ کی تھی جو تمام کرسیوں سے ممتاز تھی۔ جب ابوجہل ملعون مجلس میں داخل ہوا نہایت غرور و نخوت کے ساتھ اُسی کرسی کی طرف چلا۔ میسرہ نے پکار کر کہا کہ اپنی قدر و منزلت پہچان اور اپنے درجہ سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کر۔ دُوسری کسی کرسی پر بیٹھ کیونکہ وہ تیری جگہ نہیں ہے؛ ناگہاں آوازیں بلند ہوئیں اور اہل مجلس اُٹھ اُٹھ کر استقبال کے لیئے دوڑے۔ لوگوں نے دیکھا کہ عباس و حمزہ اور ابوطالب خراماں خراماں آ رہے ہیں، حمزہ اپنی تلوار کھینچے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اے اہل عرب دائرۂ ادب سے باہر نہ ہو سیّدِ عرب و عجم کے استقبال کو چلو کہ تمہاری طرف حبیبِ خداوند جبار احمد مختار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آ رہا ہے جو تاجِ انوار مزین اور صاحبِ عز و وقار ہے۔ ناگاہ سیّدِ بشر خورشیدِ انور کے مانند نمودار ہوئے۔ سیاہ عمامہ سر پر باندھے ہوئے تھے، پیشانی اقدس سے نور ساطع تھا۔ عبدالمطلب کا پیراہن جسم میں الیاس کی چادر دوش پر عبدالمطلب کی نعلین پیروں میں عصائے ابراہیمؑ خلیل ہاتھ میں لیئے ہوئے عقیق سرخ کی انگوٹھی انگشت مبارک میں پہنے ہوئے آ رہے ہیں۔ اُن کے گرد تماشائیوں کا ہجوم ہے جو حضرت کے حسن و جمال کے دیکھنے میں محو ہیں۔ حضرتؐ کے سب چچا اور رشتہ دار آپ کو درمیان میں لیئے ہوئے آ رہے ہیں۔ تمام اشراف و اکابر قریش استقبال کے لیئے حاضر ہیں۔ جب مجلس میں پہنچے اُس زینت بخش عرش کو اُسی کرسی بلند پر بٹھایا اور تمام بنی ہاشم اُن کے گرد بیٹھے۔ جناب حمزہ نے دیکھا کہ ابوجہل ملعون اپنی جگہ سے پیشوائی کے لیئے نہیں اُٹھا شیر کے مانند اُس معدن حسد و عداوت پر جھپٹے اور کہا اُٹھ ورنہ صحیح و سالم نہ رہے گا۔ یہ دیکھ کر اُس نابکار نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر رکھا۔ جناب حمزہؓ نے سبقت کر کے اس کا پنجہ پکڑ لیا اور اسطرح دبایا کہ اُس کے ناخنوں سے خون ٹپکنے لگا۔ اکابر قریش نے جناب حمزہؓ سے التماس کیا تو آپ نے اس کو چھوڑا اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھے۔ پھر جناب ابوطالب نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا اور ورقہ نے خدیجہ کو آنحضرتؐ کی زوجیت میں دیا۔ چھ مہینے کے بعد اس خاتون عظیم المرتبت کا زفاف حضرتؐ کے ساتھ واقع ہوا۔ خدیجہ نے اپنے تمام اموال، غلام اور کنیزیں آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیا جب آنحضرتؐ رسالت پر مبعوث ہوئے سب سے پہلے عورتوں میں آپ ایمان لائیں۔ جب تک وہ زندہ رہیں

آنحضرتؐ نے کسی دُوسری عورت کی طرف توجہ نہ کی۔ جناب خدیجہؓ حسن وجمال اور حسن وسیرت وکردار میں مکّہ کی تمام عورتوں میں اپنی مثال نہ رکھتی تھیں۔ یہاں تک کتاب انوار کا مضمون تھا جو اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا۔

صاحب عدد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ بعثت کے پانچ سال بعد جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی ولادت ہوئی۔ آپؑ کی ولادت کی کیفیت یوں تحریر ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خداؐ ابطح میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب امیر المومنینؑ، عمار یاسر، منذر بن ضحضاح، حمزہ، عباس، ابوبکر وعمر بھی موجود تھے۔ ناگاہ جبریلؑ اپنی اصل صورت میں نازل ہوئے اور اپنے پروں کو پھیلایا جس نے تمام مشرق ومغرب کو گھیر لیا اور آنحضرتؐ کو آواز دی کہ خداوند علی اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ چالیس روز خدیجہ سے علیحدہ رہیں۔ حضرتؐ بموجب حکم چالیسؔ روز تک خدیجہ کے پاس نہیں گئے۔ تمام دن روزہ رکھتے اور راتوں کو عبادت کرتے۔ عمار کو خدیجہ کے پاس بھیجا اور کہلا دیا کہ میرا نہ آنا کسی کراہت کے سبب نہیں ہے بلکہ خدا کا یہی حکم ہے تاکہ اپنی تقدیر جاری کرے اپنے متعلق سوائے نیکی کے کچھ اور خیال نہ کرنا کیونکہ خداوندِ عالم ہر روز چند بار اپنے فرشتوں سے تمہارے متعلق مباحات کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ ہر شب اپنے دروازوں کو بند کر لینا اور اپنے لباس شب میں آرام کیا کرنا۔ میں اپنی چچی فاطمہ بنت اسد کے یہاں رہوں گا یہاں تک کہ وعدۂ الٰہی کی مدت ختم ہو۔ غرض جناب خدیجہ آنحضرتؐ کی جدائی میں ہر روز کئی بار رویا کرتی تھیں۔ جب چالیس روز ختم ہوگئے جبریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا خداوند رحیم وکریم آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میری طرف سے تحفہ وکرامت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اُسی وقت میکائیلؑ نازل ہوئے اور ایک طبق لائے جس پر ایک رومال سندس بہشت کا ڈھکا ہوا تھا۔ اور کہا خُداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ آج اس طبق کے کھانے سے افطار کیجیئے۔ جناب امیر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ہر شب افطار کے وقت آنحضرتؐ مجھ سے فرماتے تھے کہ دروازہ کھول دو جس کا جی چاہے آکر میرے ساتھ کھانا کھائے۔ لیکن آج حضرتؐ نے فرمایا کہ جاکر دروازہ پر بیٹھو اور کسی کو اندر مت آنے دو کیونکہ میرے سوا ہر ایک پر یہ طعام حرام ہے۔ غرض افطار کے وقت حضرتؐ نے طبق کو کھولا اُس میں بہشت کے میووں میں سے ایک خوشہ انگور اور ایک خوشہ خرما کے تھے اور بہشت کے پانی کا ایک گلاس۔ حضرتؐ نے اُن میووں کو سیر ہو کر کھایا اور وُہ پانی پیا۔ جبریلؑ نے بہشت کی صراحی سے پانی ڈالا اور میکائیلؑ نے حضرتؐ کا ہاتھ دُھلایا اور اسرافیلؑ نے بہشت کے رومال سے حضرتؐ کے ہاتھ پُونچھے اور باقی ماندہ کھانا مع برتنوں کے آسمان پر واپس لے گئے۔ پھر حضرتؐ نماز کے لیے اُٹھے۔ جبریلؑ نے کہا اس وقت نماز جائز نہیں ہے ابھی خدیجہؓ کے گھر جایئے اور اُن سے مقاربت کیجیئے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ اس رات آپ کی نسل سے ذریت طاہرہ خلق فرمائے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ خانہ خدیجہ کی طرف چلے۔ جناب خدیجہ کہتی ہیں کہ مجھے تنہائی سے انس ہو گیا تھا۔ رات ہوتی تو میں دروازوں کو بند کر لیتی پردے گرا دیتی اور نماز میں مشغول ہو جاتی۔ پھر لباس شب پہن کر چراغ کو گل کر دیتی اور سو جاتی تھی۔ اس رات کچھ غنودگی میں

تھی کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز کان میں آئی۔ میں نے پُوچھا کون ہے سوائے محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کسی کو دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں محمّدؐ ہی ہوں۔ یہ سُنتے ہی میں نے دوڑ کر دروازہ کھول دیا۔ آنحضرتؐ کی یہ عادت تھی کہ جب سونے کا ارادہ کرتے پانی منگاتے اور تجدید وضو فرماتے اور دُو رکعت نماز بجالاتے پھر بستر پر آکر لیٹتے تھے۔ لیکن آج رات یہ سب کچھ نہ کیا میرا ہاتھ پکڑ کر بستر پر لے گئے۔ جب مقاربت سے فارغ ہوئے میں نے نورِ فاطمہؑ اپنے شکم میں پایا۔ جناب معصومہؑ کی ولادت اور اس وقت کے معجزات ان کے احوال معجزات کے ابواب میں بیان ہونگے انشاء اللہ۔ اور جناب خدیجہؓ کی تمام اولاد کا حضرتؐ رسالت پناہ کی اولاد امجاد کے ذکر میں تذکرہ کیا جائے گا۔

چھٹا باب

آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی، انگشتری کے نقوش اور آپؐ کے اسلحے وغیرہ کا تذکرہ جو آنحضرتؐ سے منسوب تھے۔

فصل اوّل
حضرتؐ کے اسمائے گرامی کا تذکرہ۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں لوگوں میں جناب آدمؑ سے سب سے زیادہ مشابہ اور جناب ابراہیمؑ سب سے زیادہ صورت وسیرت میں مجھ سے مشابہ تھے۔ خدا نے بالائے عرش سے میرے دس نام اپنے عظمت وجلال کے رکھے، اور میرے اوصاف بیان فرمائے اور ہر پیغمبر کی زبانی ان کی قوم کو میری خوشخبری پہنچائی، اور توریت وانجیل میں میرا بہت تذکرہ کیا ہے۔ اپنے کلام کی مجھے تعلیم دی۔ مجھ کو آسمان پر بلند کیا اور میرا نام اپنے نام بزرگ سے اشتقاق فرمایا۔ اُس کا ایک نام محمُود ہے اس لیئے اُس نے میرا نام محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) رکھا، اور مجھ کو بہترین زمانہ اور بہترین اُمّت میں پیدا کیا۔ توریت میں میرا نام احید رکھا کیونکہ توحید ویگانہ پرستی خدا کے سبب میری اُمّت کے اجسام آتشِ جہنّم پر حرام قرار دیئے۔ انجیل میں میرا نام احمدؐ ہے کیونکہ میں آسمان میں محمود ہوں اور میری اُمّت حمد کرنے والی ہے۔ زبور میں مجھ کو ماحی کہا گیا ہے اس لیئے کہ خدا میرے سبب سے زمین پر بتوں کی پرستش مٹائے گا۔ اور قرآن میں میرا نام محمّد رکھا ہے کیونکہ قیامت میں تمام اُمّتیں میری مدح کریں گی اس سبب سے کہ سوائے میرے کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر میری اجازت سے کرے گا اور قیامت میں مجھ کو حاشر کے نام سے پکاریں گے کیونکہ میری اُمّت کا زمانہ قیامت کے زمانہ سے

متصل ہوگا۔ پھر مجھ کو موقف کے نام سے یاد کیا جائے گا کیونکہ میں لوگوں کو خدا کے نزدیک حساب کے لئے کھڑا کرونگا اور خدا نے میرا نام عقب رکھا ہے کیونکہ تمام پیغمبروں کے عقب میں آیا ہوں اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ میں رسولؐ رحمت و رسولؐ توبہ اور رسولؐ ملاحم ہوں یعنی جنگ کرنے والا ہوں اور میں رسولؐ مقفے ہوں کہ تمام انبیا کے قفا میں یعنی بعد میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور میں قثم ہوں یعنی کامل تمام کمالات کا جامع۔ اور میرے پروردگار نے مجھ پر احسان کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر پیغمبر کو اس کی اُمّت کی زبان میں یعنی ایک زبان کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اور تم کو ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث کیا ہے اور تمہاری مدد کی ہے اُس خوف کے ساتھ جو تمہاری طرف سے تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ کسی دُوسرے پیغمبر کے بارے میں ایسا نہیں کیا۔ اور کافروں کا مالِ غنیمت تمہارے لیئے حلال کر دیا ہے لیکن تم سے پہلے کسی کے لیئے حلال نہیں کیا تھا۔ بلکہ اُن کو یہ حکم دیا ہے کہ کافروں سے جو مالِ غنیمت میں حاصل ہو اس کو جلا دو۔ اور تم کو اور تمہاری اُمّت کو عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ عطا کیا ہے اور وُہ سورۃ فاتحۃ الکتاب کے سورتوں میں سے اور سورۃ بقرہ کی آیتیں ہیں۔ اور تمہارے اور تمہاری اُمّت کے لیئے تمام رُوئے زمین کو محل سجدہ قرار دیا ہے برخلاف اُمتہائے گزشتہ کے کہ ان کو عبادت خانوں کے سوا کہیں سجدہ کا حکم نہ تھا۔ اور زمین کی خاک کو تمہارے لیئے پاک کرنے والی بنایا اور کلمۂ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کو تمہیں اور تمہاری اُمّت کو بخشا۔ اور اپنا ذکر تمہارے ذکر سے متصل کر دیا کہ جب تمہاری اُمّت مجھ کو وحدانیت کے ساتھ یاد کرے تو تم کو رسالت کے ساتھ یاد کرے۔ لہٰذا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو اور تمہاری اُمّت کو خوشخبری ہو۔

دوسری حدیث معتبر میں ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور سوال کیا کہ کس سبب سے آپؐ کو احمدؐ، محمدؐ، ابوالقاسم اور بشیر و نذیر اور داعی کہتے ہیں؟ فرمایا کہ مجھ کو محمدؐ اس لیئے کہتے ہیں کہ زمین میں مدح کیا گیا ہوں، احمدؐ اس وجہ سے کہ اہل آسمان نے میری ثنا کی ہے، اور ابوالقاسم اس سبب سے میرا نام ہے کہ روزِ قیامت خدا بہشت و دوزخ میرے سبب سے تقسیم کریگا لہٰذا جو شخص گزشتہ و آیندہ لوگوں میں سے کافر ہو گیا ہے اور مجھ پر ایمان نہیں لایا ہوگا اس کو جہنم میں ڈالے گا اور جو شخص مجھ پر ایمان لایا ہوگا اور جس نے میری رسالت کا اقرار کیا ہوگا اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔ مجھ کو داعی اس سبب سے کہتے ہیں کہ میں لوگوں کو اپنے پروردگار کے دین کی دعوت دیتا ہوں۔ نذیر اس لیئے کہتے ہیں کہ جو شخص میری نافرمانی کرتا ہے اس کو آتشِ جہنم سے ڈراتا ہوں۔ بشیر اس لیئے نام ہوا کہ اپنے فرمانبرداروں کو بہشت کی بشارت دیتا ہوں۔

حدیث موثق میں روایت ہے کہ حسن بن فضال نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ کس لیے حضرت رسالتمآبؐ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی؟ فرمایا اس لیئے کہ حضرتؐ کے ایک فرزند کا نام قاسم تھا۔ حسن نے کہا کیا حضورؑ مجھے اس سے زیادہ آگاہ کرنے کے قابل نہیں سمجھتے۔ فرمایا کیوں نہیں۔ شاید تم نہیں جانتے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ اس اُمّت کے دو باپ ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں جانتا ہوں۔ تو فرمایا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ آنحضرتؐ تمام اُمّت کے باپ ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ علی علیہ السلام

بہشت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں۔ تو فرمایا کہ پیغمبرؐ بہشت و دوزخ تقسیم کرنے والے کے باپ ہیں۔ اسی سبب سے خدا نے ان کی کنیت ابوالقاسم قرار دی۔ میں نے عرض کی کہ اُن کا باپ ہونا کس معنی سے ہے؟ فرمایا مطلب یہ ہے کہ جناب سرورِ کائنات کی شفقت تمام اُمّت کے لیئے شفقتِ پدر کے مانند ہے۔ اور علیؑ آنحضرتؐ کی اُمّت کے بہترین فرد ہیں اسی طرح بعد آنحضرتؐ کے حضرت علیؑ کی شفقت اُمّت پر آنحضرتؐ کی شفقت کے برابر ہے کیونکہ وُہ ان کے وصی اور جانشین اور اس اُمّت کے امام و پیشوا ہیں۔ اس سبب سے فرمایا کہ میں اور علیؑ اس اُمّت کے دو باپ ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک روز جناب سرورِ عالم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو شخص کچھ قرض اور اہل و عیال چھوڑ کر مر جاتے اُس کے قرض کی ادائی اور عیال کے اخراجات میرے ذمّہ ہیں اور جو شخص کچھ مال چھوڑے اور اس کے وارث موجود ہوں تو مال اس کے وارثوں کا ہے۔ اسی سبب سے آنحضرتؐ اپنی اُمّت پر خود اُن کی جانوں سے زیادہ تصرّف کا حق رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے بعد اُمّت کی جانوں سے اُن پر زیادہ تصرّف کا حق رکھتے تھے۔

دُوسری حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب سرورِ کائناتؐ کے دس نام تھے۔ پانچ نام قرآن میں مذکور ہیں اور پانچ نام اس سے علیحدہ ہیں۔ قرآن میں مذکورہ نام محمدؐ، احمدؐ، عبداللہ، یٰسٓ اور نونؐ ہیں۔ اور جو قرآن میں نہیں ہیں وُہ فاتح، خاتم، کافی، مقفی اور حاشر ہیں۔ اور علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ خدا نے حضرتؐ کا مزّملؐ نام رکھا کیونکہ جس وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوتی تو آپؐ کمبل اوڑھے ہوتے تھے۔ اور مدّثر کا خطاب قیامت سے پہلے حضرت کی رجعت کے اعتبار سے ہے یعنی وُہ جو کفن پہنے ہوئے زندہ ہو کر دوبارہ لوگوں کو عذابِ خدا سے ڈرائے۔

روایت معتبر میں ہے کہ سرورِ کائنات نے فرمایا کہ خلاق عالم نے مجھ کو اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا۔ اور ہمارے واسطے اپنے ناموں میں سے دو نام اشتقاق کیے۔ خداوند صاحبِ عرشِ محمود ہے میں محمدؐ ہوں۔ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ علیِ اعلےٰ ہے اور امیر المومنینؑ علیؑ ہیں۔

ابن بابویہؒ نے بسند صحیح امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جناب ابراہیمؑ کے صحیفوں میں آنحضرتؐ کا نام ماحیؐ ہے، توریت میں حادؐ، انجیل میں احمدؐ اور قرآن میں محمدؐ ہے۔ لوگوں نے پوچھا ماحی سے کیا مُراد ہے فرمایا بتوں، تصویروں اور ہر معبودِ باطل کا محو کرنے والا۔ اور حاد کے معنی ہیں خدا اور دینِ خدا کے دشمن سے دُشمنی رکھنے والا خواہ وُہ اپنا ہو یا غیر۔ اور احمدؐ اس لیئے کہا ہے کہ خدا نے ان کی بہت مدح کی ہے اُن کے افعال شائستہ کے سبب سے جو ان کے پسند فرمائے ہیں۔ اور محمدؐ سے یہ مطلب ہے کہ خدا اور فرشتے اور تمام انبیاء اور اُن کی اُمتیں سب آنحضرتؐ کی مدح کرتے اور آپ پر درُود بھیجتے ہیں اور آپ کا نام عرش پر محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تحریر ہے۔ اور صفار نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے دس نام قرآن میں ہیں

محمدؐ[1]، احمدؐ[2]، عبداللہ[3]، طٰہٰ[4]، یٰسین[5]، نون[6]، مزمل[7]، مدثر[8]، رسول اور ذکر[11]۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے:۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ (آیت ۱۴۴، سورۃ آل عمران ۳)، مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (سورۃ الصف آیت ۶، پ ۲۸)۔ وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا (آیت ۱۹ سورۃ جن پ ۲۹)۔ طٰهٰ ۚ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤی (آیت ۱و۲، سورۃ طٰہٰ پ ۱۶)۔ یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ (سورۃ یٰسین آیت ۱، پ ۲۲)۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ (آیت ۱ سورۃ قلم پ ۲۹)۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ (آیت ۱ سورۃ المزمل پ ۲۹)، یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ (آیت ۱ سورۃ المدثر پ ۲۹)۔ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا ۙ رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ (سورۃ الطلاق پ ۲۸، آیت ۱۱) حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ذکر آنحضرتؐ کے ناموں میں سے ہے اور ہم اہل ذکر ہیں۔ جیسا کہ خدا نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ جو کچھ نہ سمجھو اہل ذکر سے پوچھو[1]۔ بعض علماء نے قرآن سے چار سو اسما آنحضرتؐ کے ثابت کیے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ توریت میں آنحضرتؐ کا نام موذ موذ ہے، انجیل میں طاب طاب اور زبور میں فارقلیط ہے۔ اکثر علماء نے آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی اور القاب ان کے علاوہ جو سابق میں مذکور ہو چکے جو قرآن سے بیان کیے ہیں یہ ہیں، شاہد، شہید، مبشر، بشیر، نذیر، داعی، سراج منیر، رحمۃ للعالمین، رسول اللہ، خاتم النبیین، نبی، امی، نور، نعمت، رؤف، رحیم، منذر، مذکر، شمس، نجم، حٰم، سما اور تین۔

سلیم بن قیس کی کتاب میں مرقوم ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جنگ صفین سے واپس آ رہے تھے۔ راستہ میں ایک راہب کے دیر کے پاس ٹھہرے جو حواریان عیسیٰؑ کی نسل سے تھا اور عیسائیوں کا عالم تھا۔ وہ چند کتابیں لیے ہوئے دیر سے نکلا۔ اُس نے بیان کیا کہ میرے جد بزرگوار حضرت عیسیٰؑ کے سب سے بڑے حواری تھے اور یہ کتابیں اُنہی کے قلم سے لکھی ہوئی ہیں۔ عیسیٰؑ بولتے گئے اور وہ لکھتے گئے تھے۔ ان میں تحریر ہے کہ ایک پیغمبر عرب کے شہر مکہ سے مبعوث ہوگا جو فرزندان ابراہیم خلیلؑ سے ہوگا۔ اس کے چند نام ہوں گے۔ محمدؐ، عبداللہ، یاسین، فتاح، خاتم، حاشر، عاقب، ماحی، قائد، نبی اللہ، صفی اللہ، حبیب اللہ۔ اور جہاں خدا کا نام مذکور ہوگا اس کا نام بھی لیا جائے گا۔ وہ خدا کے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ خدا نے کسی ملک مقرب کو نہ آدمؑ سے لے کر آخر پیغمبر تک کسی پیغمبر مرسل کو پیدا کیا ہے جو خدا کے نزدیک اُس سے زیادہ محبوب ہو۔ قیامت میں خدا اس کو اپنے عرش پر بٹھلائے گا اور اس کو شفیع قرار دے گا۔ وہ جس کی شفاعت کرے گا خدا قبول فرمائے گا اور قلم اُس کے نام محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ لوح پر جاری ہوا ہے۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ جب پیغمبر خدا نماز پڑھتے تھے تو پنجوں کے بل کھڑے ہو کر پڑھتے تھے یہاں تک کہ پیروں پر ورم آ جاتا تھا۔ تو خدا نے فرمایا: طٰهٰ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤی (آیت ۱و۲، سورۃ طٰہٰ، پ ۱۶) یعنی اے محمدؐ ہم نے قرآن تم پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم اپنے تئیں مشقت میں ڈالو۔ طٰہٰ کے معنی لغت میں طٰی یعنی محمدؐ کے ہیں

[1] فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ (آیت ۴۳ سورۃ النحل پ ۱۴)

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ طٰہٰ کے معنی ہیں اے حق کے طلب کرنے والے اور حق کی جانب ہدایت کرنے والے۔ اور یٰسین کے معنی ہیں اے سننے والے اور حق کے سنانے والے اور میرے زندہ بندے۔ اور دوسری حدیث میں "اے سردار" ہے۔

بہت سی حدیثوں میں خاصہ و عامہ سے منقول ہے کہ یٰسین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نام ہے اور آل یٰسین آپ کے اہلبیتؑ ہیں جن پر خدا نے قرآن میں سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلْ یٰسِیْنَ۔ (آیت ۱۳۰ سورۃ والصٰفٰت پ ۲۳) خدا نے قرآن میں سوائے اہلبیت رسولؐ کے اور کسی کے اہلبیت پر سلام نہیں بھیجا ہے۔ قرأت اہلبیتؑ کے مطابق ایسا ہی ہے یعنی سَلٰمٌ عَلٰۤی اٰلِ یٰسِیْنَ۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ یٰسین نام مت رکھو کیونکہ وہ آنحضرتؐ کا نام ہے۔ اور حضورؐ نے اجازت نہیں دی ہے کہ کسی دوسرے کا نام یٰسین رکھا جائے۔ دوسری حدیث معتبر میں امام موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے منقول ہے حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ (آیت ۱و۲ سورۃ زخرف پ ۲۵) کی تفسیر میں آپؑ نے فرمایا کہ حٰمٓ آنحضرتؐ کا نام ہے اُس کتاب میں جس کو خدا نے حضرت ہودؑ پر نازل کیا تھا۔ اور کتاب مبین سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ روایات معتبرہ میں قول حق سبحانہٗ وتعالیٰ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (آیت ۱ سورۃ النجم پ ۲۷) کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے پیغمبرؐ کی قسم کھائی ہے جس وقت کہ آپ معراج میں تشریف لے گئے یا دُنیا سے رحلت فرمائی۔ نجم سے مراد آنحضرتؐ ہیں۔ جو آسمانِ ہدایت کے ستارے۔ اسی طرح قول خدا وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ (آیت ۱۶، سورۃ النحل پ ۱۴) کی تفسیر میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ علامات سے مراد آئمہ اطہار ہیں جو راہ ہدایت کے نشانات ہیں اور نجم رسول خدا ہیں جن سے ان لوگوں نے ہدایت پائی ہے۔ اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا (آیت ۱، سورۃ الشمس پ ۳۰) کی تفسیر میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ شمس سے مراد خورشید فلکِ رسالت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور قمر سے ماہِ اوج امامت یعنی امیر المومنینؑ ہیں جو تالیِ آنحضرتؐ ہیں یعنی آپؐ کے پیچھے پیچھے آنے والے ہیں۔ اور نہار (دن) سے مراد آئمہ اطہارؑ ہیں۔ جنکے نورِ ہدایت سے دُنیا روشن ہے۔ اور وَالتِّیْنِ (آیت ۱تا۳، سورۃ تین پ ۳۰) کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ تین سے مراد سید المرسلین ہیں جو شجرِ نبوت کے بہترین ثمر ہیں اور وَالزَّیْتُوْنِ سے امیر المومنین مراد ہیں جو ہر تاریکیِ ضلالت کے علم و روشنی بخشنے والے ہیں اور طُوْرِ سِیْنِیْنَ حسن و حسین علیہم السلام ہیں جو کوہِ وقار و تمکین ہیں۔ اور بَلَدِ الْاَمِیْنِ۔ سے مراد مومنان مراد ہیں جو علمِ الٰہی کے شہر ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ راس الجالوت سے آپ نے پوچھا کہ انجیل میں لکھا ہے کہ فارقلیطا حضرت عیسیٰؑ کے بعد آئے گا جو تمہاری سختیاں اور مشکلیں آسان کرے گا اور میرے حق ہونے کی شہادت دے گا جس طرح مَیں اس کے لیے شہادت دے رہا ہوں۔ وہ ہر علم کے مطالب تم پر واضح کرے گا۔ راس الجالوت نے کہا ایسا ہی ہے۔

بطریق عامہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبرؐ نے فرمایا اے گروہِ مردم جو شخص آفتاب سے مستفیض نہیں ہوتا ماہتاب سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جو ماہتاب سے مستفید نہیں ہوتا وُہ زہرہ ہی کو غنیمت سمجھتا ہے اور اس کی روشنی سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور جو زہرہ سے بھی محروم رہتا ہے وُہ فرقدان[1] سے فیض حاصل کرتا ہے۔ غرض میں شمس ہوں، علیؑ قمر ہیں، فاطمہؑ زہرہ ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ فرقدان ہیں۔

فصل دوم

اُمّی کے معنی اور یہ کہ آنحضرتؐ ہر زبان و تحریر و حروف سے واقف تھے۔

واضح ہو کہ اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرتؐ کو خُدا نے اُمّی کیوں فرمایا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس لیئے کہ آپؐ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے؛ بعض کا قول ہے کہ آپؐ اُمّت سے منسوب ہیں یعنی بظاہر کسی سے تعلیم نہ حاصل کرنے کی وجہ سے مثل عرب کے اَن پڑھ لوگوں کی طرح تھے؛ بعضوں نے کہا ہے کہ اُم (ماں) کی جانب منسوب تھے یعنی بظاہر جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اُسی حال پر تھے اور کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا؛ اور بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ آپؐ اُم القرٰے یعنی مکّہ کی جانب منسوب تھے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے بعثت سے پہلے تک کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (آیت ۴۸، سورۃ عنکبوت پ۲۱) یعنی تم نے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھی تھی، نہ اپنے ہاتھ سے لکھنا سیکھا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو اہلِ باطل شک میں مبتلا ہوتے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ بعثت کے بعد بھی لکھ پڑھ سکتے تھے یا نہیں؛ تو حق یہ ہے کہ آپؐ لکھنے پڑھنے پر قادر تھے۔ چنانچہ وحیٔ الٰہی کے ذریعہ آپؐ ہر چیز کو جانتے اور بقدرتِ خُدا ہر اُس کام پر قادر تھے جس سے دُوسرے تمام لوگ عاجز تھے لیکن مصلحتاً خود لکھتے نہ تھے۔ اور اکثر اوقات دُوسروں کو خطوط پڑھنے کا حکم فرماتے۔ اور کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا چنانچہ حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ خط لکھتے اور پڑھتے تھے۔ دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جن چیزوں کے ساتھ خدا نے اپنے پیغمبرؐ پر احسان کیا ہے اُن میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ آپؐ اُمّی تھے۔ لکھتے نہ تھے مگر خطوط پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور دُوسری حدیثِ حسن میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ (سورۃ جمعہ آیت ۲ پ۲۸) جس کا ترجمہ ہے کہ وُہ خدا وُہ ہے جس نے ایک رسُولؐ اَن پڑھوں میں انہی میں سے مبعوث کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے لیکن چونکہ کوئی کتاب خدا کی جانب سے اب تک اُن کے لیئے نہیں آئی تھی اور نہ اُن میں کوئی پیغمبر ہوا تھا اس سبب سے اُن کو اُمّی کہا۔ بسندِ معتبر منقول ہے کہ

[1] فرقدان دو روشن ستارے قطب شمالی کے نزدیک ہیں جو اس کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک ظاہر رہتے ہیں، کسی وقت غائب نہیں ہوتے۔ ۱۲ مترجم۔

امام محمد تقیؑ سے ایک شخص نے پوچھا کہ جناب رسولِ خُدا کا نام اُمّی کیوں ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا سُنّی لوگ کیا کہتے ہیں اُس نے کہا وُہ کہتے ہیں کہ اس لیئے حضرتؐ کو اُمّی کہا کہ آپ اَن پڑھ تھے۔ فرمایا وُہ غلط کہتے ہیں۔ خدا اُن سے سمجھے ویسا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ خدا حضرتؐ کی شان میں فرماتا ہے کہ اُس نے اُن میں ایک رسول اُنہی میں سے بھیجا جو اُن کے سامنے خدا کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر وُہ خود کچھ نہیں جانتا تھا تو ان کو تعلیم کیسے دیتا تھا۔ واللہ حضرتؐ بہتّر زبان میں لکھتے پڑھتے تھے۔ بلکہ خُدا نے ان کو اُمّی اس لیئے کہا کہ وُہ اہلِ مکّہ میں سے تھے اور مکّہ کا ایک نام اُمّ القرٰے بھی ہے جیسا کہ فرمایا ہے کہ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا۔ (آیت ۹۲، سورۃ الانعام پ۷)۔ اور حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ابوسفیان احد کی جانب بغرضِ جنگ روانہ ہوا۔ جناب عباسؓ نے حضرتؐ کو خط لکھا اس میں حقیقتِ حال تحریر کی۔ جب وُہ خط حضرتؐ کے پاس لایا گیا آپؐ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرتؐ نے وُہ خط پڑھا اور اپنے اصحاب کو نہیں بتایا بلکہ مدینہ سے چلنے کا حکم دیا۔ وہاں پہنچے تو اس خط کا مضمون لوگوں سے بیان فرمایا۔ دُوسری حدیث میں فرمایا حضرتؐ لکھتے پڑھتے تھے اور دوسروں کا لکھا ہوا بھی پڑھتے تھے بلکہ بغیر لکھا ہوا پڑھ لیتے تھے اور جانتے تھے پھر لکھے ہوئے کو کیسے نہ جانتے۔ حدیث صحیح میں آنحضرتؐ سے قولِ حق تعالٰے وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (سورۃ الانعام آیت ۱۹ پ۷) کی تاویل میں منقول ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے میری جانب قرآن کو وحی کی ہے تاکہ تم کو اور ہر اُس شخص کو ہر زبان اور لُغت میں عذاب خدا سے ڈراؤں جس تک میری دعوت پہنچے۔ اور دُوسری حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کوئی کتاب یا وحی نازل نہ کی مگر زبان عربی میں۔ مگر وہ انبیاء کے کانوں میں اُنہی کی قوم کی زبان و لغت میں پہنچتی تھی۔ اور ہمارے پیغمبرؐ کے گوشِ مبارک میں عربی ہی زبان میں پہنچتی تھی اور ہر شخص جو حضرتؐ سے باتیں کرتا اپنی ہی زبان میں کرتا، لیکن آنحضرتؐ کے کانوں میں عربی زبان میں اس کی باتیں پہنچتی تھیں۔ اور تمام آیتیں جو حضرت جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس لاتے حضرتؐ کے احترام و تعظیم کے سبب اُنکی طرف سے ترجمہ کیا کرتے تھے۔

فصل سوم

آنحضرتؐ کی انگشتری، کپڑے، اسلحے، سواری اور تمام اسباب و سامان کا ذکر:۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا نے اپنی انگوٹھی امیرالمومنینؑ کو دے کر فرمایا کہ اس پر محمدؐ بن عبداللہ نقش کرا لاؤ۔ جناب امیرؑ نے حکاک کو نقش کے لیئے دے دی۔ اُس نے محمد بن عبداللہ نقش کر دیا۔ دُوسرے روز حضرت علیؑ نے انگوٹھی حکاک سے واپس لی تو دیکھا کہ اس پر محمدؐ رسولؐ اللہ کندہ تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے تجھ کو یہ کندہ کرنے کو تو نہیں کہا تھا۔ اُس نے کہا یا حضرت آپ بجا فرماتے ہیں مجھ سے غلطی ہوگئی میرے ہاتھوں سے ایسا ہو گیا۔ امیرالمومنینؑ وُہ انگوٹھی آنحضرتؐ کے پاس لائے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اس کو اپنی انگلی میں پہن لیا اور فرمایا میں محمدؐ بن عبداللہ بھی ہوں اور محمدؐ رسُول اللہ بھی ہوں۔ دوسرے روز صبح کو

جب اس کو دیکھا تو اس کے نیچے "علیاً ولی اللہ" بھی نقش تھا۔ حضرتؐ کو حیرت ہوئی۔ اسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا خدا فرماتا ہے کہ اے میرے حبیبؐ جو تم نے چاہا تم نے نقش کیا اور جو ہم نے چاہا ہم نے نقش کیا۔ دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اُس کے نگینہ پر محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا۔ دُوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تھا دوسری پر صَدَقَ اللہ تحریر تھا۔ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ تین کلاہ رکھتے تھے ایک یمینہ دوسری بیضا جو سفید تھی تیسری مضربہ تھی جس کے دو گوشے تھے جس کو جنگ کے موقع پر پہنتے تھے اور ایک چھوٹا عصا تھا جس پر آپ تکیہ کر لیا کرتے تھے۔ اور عید کے دنوں اپنے ہمراہ صحرا میں لے جایا کرتے تھے اور خطبہ پڑھتے وقت اُس پر تکیہ کرتے تھے اور ایک چھڑی تھی جس کو ممشوق کہتے تھے اور ایک خیمہ تھا جس کو رکن کہتے تھے ایک پیالہ تھا جس کو منیعہ کہتے تھے اور ایک دُوسرا پیالہ تھا جس کو ری کہتے تھے۔ حضرتؐ کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کا نام مرتجز اور دوسرے کا سکب تھا۔ دو خچر تھے۔ ایک کو دُلدُل دوسرے کو شہبا کہتے تھے۔ دو اُونٹنیاں تھیں غضبا و جذعا۔ چار تلواریں تھیں ذوالفقار، عون، مجذم اور رسوم۔ ایک ٹٹو تھا جس کو یعفور کہتے تھے۔ ایک عمامہ تھا سحاب نام۔ ایک زرہ تھی ذات الفضول جس کی تین کڑیاں چاندی کی تھیں ایک سامنے اور دو پیچھے۔ حضرتؐ کا ایک علم تھا جس کو عقاب کہتے تھے۔ ایک باربرداری کے لیئے اُونٹ تھا دیباج نامی۔ ایک لوا تھا جس کو معلوم کہتے تھے اور ایک خود تھا جس کو سعد کہتے تھے۔ ان تمام چیزوں کو حضرتؐ نے اپنی وفات کے وقت امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ کو عطا فرمایا اور اپنی انگوٹھی اُتار کر ان کی انگشت مبارک میں پہنا دی تھی۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ایک تلوار کے قائمہ میں مجھے ایک صحیفہ ملا جس میں بے شمار علوم تھے۔ ان میں یہ تین باتیں بھی تھیں کہ "اُس کے ساتھ تعلق قائم کرو جو تم سے تعلق قطع کرے؛ حق بات کہو اگرچہ تم کو نقصان ہی پہنچے، اور اُس کے ساتھ احسان کرو جو تمہارے ساتھ بُرائی کرے۔

دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب رسُولؐ خدا نے خیبر فتح کیا آپؐ کو ایک ٹٹو غنیمت میں حاصل ہوا۔ وُہ بقدرتِ خدا گویا ہوا کہ میرے مورث اعلیٰ کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا ہوئے جن میں سے ہر ایک پر سوائے پیغمبروں کے کوئی سوار نہیں ہوا۔ اور اُس نسل سے بجز میرے کوئی باقی نہیں ہے اور آپ کے سوا کوئی پیغمبر بھی باقی نہیں ہے۔ مَیں ہمیشہ سے انتظار میں تھا۔ اس سے پہلے ایک یہودی کی مِلک میں تھا اور دانستہ سرکش بنا ہوا تھا اور اس کو اپنی پُشت سے گرا دیا کرتا تھا۔ وُہ میری پیٹھ اور پیٹ پر مارتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں نے تیرا نام یعفور رکھا۔ اور فرمایا تجھے کسی مادہ کی ضرورت ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ جب اُس سے کہا جاتا کہ رسُولؐ خدا تجھ کو بُلاتے ہیں تو فوراً دوڑتا ہوا آتا تھا۔ جب آنحضرتؐ نے رحلت فرمائی وُہ بہت بے چین ہوا۔ اور رنج و غم کی شدت کے سبب اپنے کو کنوئیں میں

گرا دیا اور مر گیا۔ وُہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔ دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرتؐ کا ایک ناقہ قصوا نامی تھا۔ جب حضرتؐ اس کی سواری سے اُترتے مہار اُس کے گلے میں ڈال دیتے اور وُہ گھومتا پھرتا تھا۔ مُسلمان اس کا احترام کرتے تھے اور اس کو کھانے کو دیا کرتے تھے۔ ایک روز اُس نے سمرہ ابن جُندب کے خیمہ میں اپنا سر داخل کیا اس نے اس کو ڈنڈے سے مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا اس نے آنحضرتؐ کے پاس آکر سمرہ کی شکایت کی۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کی ناک کا حلقہ چاندی کا تھا۔ دُوسری روایت میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے گھر میں ایک جوڑا سُرخ کبوتر کا تھا دوسری چند حدیثوں میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ گول تھا۔

بسند معتبر علی بن مہزیار سے منقول ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی تھی جس پر ان اللہ الملك نقش تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ وُہ پتھر ہے جس کو جناب جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے واسطے بہشت سے ہدیہ کے طور پر لاتے تھے اور حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو اسے عطا فرمایا تھا۔ بسندِ معتبر عبداللہ بن سنان سے منقول ہے وُہ کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے ایک انگوٹھی جناب رسولؐ اللہ کی مجھ کو دکھائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ سیاہ جس پر دو سطروں میں محمدؐ رسول اللہ لکھا تھا۔ دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔ اور بسند معتبر امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت کی ذوالفقار آسمان سے جبرئیلؑ لائے تھے جس کا قبضہ چاندی کا تھا۔ آنحضرتؐ کے تمام سامان واسلحے اور کپڑے وغیرہ کا تذکرہ میں کتاب حُلیتہ المتقین اور بحارالانوار میں کر چکا ہوں۔ یہاں اتنا ہی کافی ہے۔

فصل چہارم

یتیم، ضال، اور عائل کے معنی و مطالب کے بیان میں:۔

خداوندِ عالم نے فرمایا ہے وَالضُّحٰى ۙ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى قسم ہے وقت چاشت کی اور رات کی جبکہ اُس کی تاریکی زیادہ اور قائم ہو جاتی ہے یا چیزوں کو چھپا لیتی ہے۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى تمہارے پروردگار نے تم کو نہ چھوڑ دیا ہے کہ پھر وحی نہ بھیجے گا اور نہ تم سے ناراض ہے جیسا کہ وحی دیر میں آنے کے سبب کفار کہتے ہیں وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى البتہ تمہارے لیئے دُنیا سے آخرت بہتر ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ اور خدا عنقریب تم کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ زید بن علی سے روایت ہے کہ رضائے سرور کائنات اس میں ہے کہ خدا آپؐ کے اہلبیتؑ کے ہمراہ آپؐ کے دوستوں اور محبوں کو بہشت میں داخل کرے گا۔ حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خدا حضرت فاطمہؑ صلوات اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ آپؑ چکی چلا رہی ہیں اور ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ اُونٹ کا جُل ہوتا ہے حضرتؐ یہ حال دیکھ کر روئے اور فرمایا اے فاطمہ دُنیا کی سختیاں آخرت کی ابدی نعمتوں کے عوض برداشت کرو۔ اس وقت خدا نے یہ دونوں آیتیں نازل فرمائیں۔ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ خدا نے پیغمبرؐ کو وُہ شہر و ملک دکھلائے جو آپؐ کی اُمت فتح کرے گی۔ حضرتؐ دیکھ کر خوش ہوئے تو خدا نے فرمایا کہ تمہارے

واسطے آخرت دُنیا سے بہتر ہے اور تمہارا پروردگار قیامت کے روز تم کو اس قدر عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ خدا نے آنحضرتؐ کو بہشت میں ہزار قصر ایسے بخشے ہیں جنکی زمین مشک کی ہے۔ اور ہر قصر میں عورتیں اور خدمتگار اس قدر ہیں جو قصر کے شایان ہے۔ اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی (سورۂ ضحٰی، آیت ۶تا۸، پ ۳۰)۔ واضح ہو کہ اس آیت کی تفسیر میں مفسّرین کے درمیان اختلاف ہے۔ **وجہ اوّل** یہ کہ کیا خدا نے تم کو یتیم بغیر باپ ماں کے نہیں پایا۔ تو تم کو عبدالمطلب اور ابو طالب کے ذریعہ پناہ دی اور تمہاری تربیّت و حفاظت پر ان کو موکل کیا اور تم کو گم شدہ پایا یعنی تم اپنے دادا سے مکّہ کے دروں میں گمُ ہو گئے تھے یا اپنی دایہ حلیمہؓ سے گم ہو گئے تھے تو عبدالمطلب کی تمہاری طرف رہنمائی کی جیساکہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ ایک سفر میں ابو طالبؑ کے ہمراہ تھے رات کو شیطان نے آکر حضرتؐ کے ناقہ کی مہار پکڑ لی اور راستہ سے الگ کر دیا۔ پھر جبریلؑ آئے اور شیطان کو بھگا دیا اور ناقہ کو قافلہ سے ملحق کر دیا۔ اور اے رسولؐ تم کو عائل یعنی مفلس و تہی دست پایا تو خدا نے خدیجہؓ کے مال سے اور کافروں کی غنیمتوں سے غنی کر دیا۔ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ خُداوندِ عالم نے کس سبب سے آنحضرتؐ کو یتیم کر دیا اور آپؐ کے ماں باپ کو آپؐ کی کم سِنی میں دُنیا سے اُٹھا لیا؟ فرمایا اس لیئے کہ آنحضرتؐ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہ رہے۔ اور دوسری حدیثِ معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس لیئے یتیم کر دیا تھا کہ سوائے خدا کے آنحضرتؐ پر کسی کی اطاعت واجب و لازم نہ ہو۔ **وجہ دوم** امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور امام رضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ "تم یتیم تھے" کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے زمانہ کے یکتا کمالات میں مثل دُرِ یتیم کے ہو۔ خدا نے تمہاری طرف لوگوں کی رہنمائی کی اور تم کو مرجع خلائق بنایا اور تم لوگوں میں گمنام تھے۔ لوگ تم کو نہیں پہچانتے تھے اور تمہاری قدر و منزلت نہیں سمجھتے تھے۔ تو اہل دُنیا کو ہدایت کی تاکہ تم کو پہچانیں اور خلائق کو تمہاری طرف محتاج کیا تو ان کو تمہارے علم سے غنی کر دیا۔ **وجہ سوم** حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ "تم کو تنہا پایا تو لوگوں کے لیئے تم کو پناہ کا مرکز بنا دیا اور تمہاری قوم تم کو گمراہ سمجھتی تھی تو ان کو تمہاری شناخت کی ہدایت فرمائی اور پریشان اور مفلس دیکھا یا یہ کہ قوم تم کو بے مال و دولت کے سمجھتی تھی تو تم کو بے نیاز کر دیا، تمہاری دُعا کو مقبولیت کا درجہ دے کر کہ اگر پتھر کو سونا بنا دینے کی دُعا کرو گے تو مقبول ہو گی۔ اور جس جگہ غذا میسّر نہ ہو گی تمہارے اعجاز سے کھانا آ جائے گا جس جگہ پانی نہ ہو گا تمہارے واسطے پانی پیدا کر دے گا اور فرشتوں کو تمہارا ہر حال میں معین و مددگار بنایا۔

ساتواں باب

آپؐ کی صورت و سیرتِ کثیر الفضائل اور جسمِ اقدس کے بعض اوصاف و معجزات کا بیان

حدیثِ معتبر میں جناب امام حسن اور امام حسین علیہم السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آپؐ کی عظمت ظاہر ہوتی تھی اور سینۂ اقدس سے ہیبت نمایاں تھی اور چہرۂ اقدس سے نور درخشاں تھا جس طرح چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ کمر سے اُوپر کچھ بلندی تھی جس سے بہت بلند معلوم ہوتے تھے سر مبارک بڑا تھا۔ سر کے بال نہ بہت گھنگھریالے تھے نہ بالکل سیدھے کھڑے۔ اکثر اوقات کان کی لَو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جب کبھی زیادہ لمبے ہو جاتے تو بیچ میں سے مانگ نکال لیا کرتے تھے اور سر کے دونوں طرف بالوں کو ڈال لیا کرتے تھے۔ آپؐ کا چہرہ اقدس سفید و نورانی تھا۔ پیشانی کشادہ، ابرو باریک کمان کی طرح کھنچے ہوئے اور باہم ملے ہوئے نہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ ملے ہوئے تھے۔ ایک رگ پیشانی کے درمیان تھی جو غصّہ کے وقت پھُول جاتی اور اُبھر آتی تھی۔ اور آنحضرتؐ کی ناک کشیدہ اور باریک تھی درمیان سے اُٹھی ہوئی جس سے ایک نُور چمکتا تھا۔ ریش مُبارک گھنی ہوئی جس کے بال برابر اِدھر اُدھر نکلے ہوئے نہ تھے۔ دہن اقدس بالکل چھوٹا نہ تھا۔ دانت بہت سفید براق نازک اور کشادہ تھے۔ نہایت نرم بال سینہ سے ناف تک اُگے ہوئے تھے۔ اور آپکی گردن صفائی درخشندگی اور استقامت میں چاندی کی گردن کی طرح تھی جو بنائی جاتی ہے اور صیقل کی جاتی ہے۔ آپؐ کے جسم کے تمام اعضا نہایت مناسب اور قوی تھے اور سینہ اور پیٹ ایک دُوسرے کے برابر تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان کشادگی تھی اور جسم کی تمام جوڑ کی ہڈیوں کے سرے مضبوط اور ٹھوس تھے یہ شجاعت و قوت کی نشانی ہے اور عرب میں قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ بدن مُبارک سفید و نورانی تھا۔ سینہ کے درمیان سے ناف تک بالوں کا ایک باریک سیاہ چمکدار خط تھا مثل چاندی کے جس پر صیقل کیا ہوا ہو۔ ان کی صفائی کی زیادتی کے سبب ایک سیاہ خط معلوم ہوتا تھا۔ آپؐ کے پستان سینہ اور شکم ہر طرف بالوں سے خالی تھے۔ آپؐ کے ہاتھوں اور شانوں پر بال تھے۔ کلائیاں چوڑی اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ ہاتھ پُر مضبوط تھے۔ یہ صفتیں مردوں کے لیئے پسندیدہ اور بہادری اور طاقت کی علامتیں ہیں۔ انگلیاں لمبی، بازو اور پنڈلیاں صاف و کشیدہ تھیں۔ پیروں کے تلوے برابر نہ تھے بلکہ درمیان میں خالی تھے جو زمین پر نہ لگتے تھے۔ پشتِ پا صاف و نرم تھیں اس حد تک کہ اگر اُن پر پانی کا ایک قطرہ گرتا تو رُکتا نہ تھا،

راستہ چلنے میں مغروروں کی طرح پیروں کو زمین پر کھینچنے نہ تھے بلکہ اُٹھا کر چلتے تھے۔ سر جھکا کر چلتے جیسے کہ بلندی سے اُترتے ہیں۔ جباروں کے مانند گردن ٹیڑھی نہ کرتے۔ قدم دُور دُور رکھتے مگر متانت و وقار کے ساتھ رکھتے۔ کِسی سے گفتگو کرتے تو صاحبانِ دولت کے مانند گوشۂ چشم سے نہ دیکھتے بلکہ پُورے جسم کے ساتھ اُس کی طرف مُڑ جاتے۔ بیشتر نگاہیں نیچی رکھتے اور بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ دیکھتے۔ نظر کرنے میں پُوری آنکھیں کھول کر نہ دیکھتے بلکہ گوشۂ چشم سے دیکھتے۔ جس کو دیکھتے سلام میں سبقت فرماتے۔ ہر وقت غور و فکر میں رہتے کبھی غور و خوض اور کِسی شغل سے خالی نہ رہتے۔ بلا ضرورت کلام نہ کرتے۔ باتیں کرتے میں پُورا دہن نہ کھولتے لیکن گفتگو واضح اور صاف ہوتی تھی۔ کلمات جامع ہوتے جن میں الفاظ کم اور معانی بہت اور حق ظاہر کرنے والے ہوتے، کلام میں زیادتی نہ ہوتی، اظہار مقصد میں کمی نہ ہوتی۔ نہایت نرم مزاج تھے۔ سختی و درشتی آپؐ کے خُلقِ کریم میں مطلق نہ تھی کِسی کو حقیر نہ سمجھتے۔ تھوڑی نعمت کو بہت جانتے اور کِسی نعمت کی مذمت نہ کرتے، لیکن دُنیائے فانی کی کھانے پینے کی چیزوں کی تعریف بھی نہ فرماتے۔ کبھی غصہ نہ کرتے لیکن ایسے حق کے بارے میں جو ضائع کیا جاتا ہو خدا کی خوشنودی کے لیئے غضبناک ہوتے اس طرح کہ کوئی آپؐ کو پہچان نہ سکتا؛ اور آپؐ کے غضب کے مقابلہ پر ٹھہرنے کی تاب نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ حصولِ حق کے لیئے انتقام لے کر حق کو جاری فرما لیتے۔ کِسی جانب اشارہ کرتے تو چشم و ابرو سے نہیں بلکہ ہاتھ سے اشارہ کرتے تعجب کے موقع پر ہاتھ اُٹھاتے اور حرکت دیتے۔ کبھی داہنے کو بائیں ہاتھ پر مارتے۔ جب غدا کے لیئے غصہ فرماتے تو بہت اظہار کرتے۔ جب خوش ہوتے آنکھیں جُھکا لیتے اور خوشی کا اظہار بہت نہ کرتے تھے۔ حضرتؐ کا ہنسنا تبسم تھا اور ہنسنے کی آواز مشکل سے ظاہر ہوتی۔ کبھی کبھی ہنسنے میں دندانہائے نورانی شبنم کے قطروں کے مانند چمکنے لگتے۔ گھر کی مشغولیت میں اوقات تین ۳ حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ عبادتِ خالق کے لیئے، ایک حصہ ازواج کے لیئے اور ایک حصہ اپنی ذات کیلیئے جو وقت جس کام کے لیئے ہوتا اس میں کِسی دُوسرے کام میں مشغول نہ ہوتے۔ اور وقت کا جو حصہ اپنے واسطے مخصوص فرمایا تھا وُہ دُوسرے لوگوں میں صرف کیا کرتے تھے اس میں سے کچھ اپنے لیئے باقی نہ رکھتے۔ پہلے مخصوص لوگوں سے ملتے اس کے بعد باقی وقت عوام میں گزارتے۔ ہر شخص کی عزت دین میں اُس کے علم اور اُس کی فضیلت کے مطابق کرتے اور اُن کی ضرورت کے موافق انکی طرف متوجہ رہتے اور جو کچھ اُن کے فائدہ اور اُمت کی اصلاح کیلیئے ضروری ہوتا بیان فرماتے اور بار بار فرماتے کہ موجودہ لوگ جو مجھ سے سُن رہے ہیں اُن لوگوں تک پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں فرمایا کرتے تھے کہ ان کی حاجتیں مُجھ سے بیان کرو جو خود مجھ تک اپنی حاجتیں نہیں پہنچا سکتے۔ بے شبہ جو شخص کِسی کی حاجت کِسی بادشاہ تک پہنچاتا ہے جو خود نہیں پہنچا سکتا خداوندِ عالم روزِ قیامت اس کو ثابت قدم رکھے گا۔ ایسی ہی مفید باتوں کے سوا حضرتؐ کی مجلس میں کوئی دُوسری بات کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ حضرتؐ کِسی کی لغزش اور گفتگو میں غلطی پر مؤاخذہ نہیں فرماتے تھے۔ آپؐ کے صحابہ آپؐ کی مجلس میں علم کے طالب ہو کر آتے اور رخصت ہوتے تو علم کی حلاوت و شیرینی لیکر جاتے اور دوسروں کی ہدایت و رہنمائی کرتے تھے۔ یہ حالات تو آنحضرتؐ کے گھر جانے کے تھے جب

آنحضرتؐ کے اخلاق حمیدہ و عادات پسندیدہ۔

حضرتؐ گھر سے باہر نکلتے تو بے فائدہ گفتگو نہیں کرتے لوگوں کی دلجوئی فرماتے اُن سے نفرت نہیں کرتے تھے ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اس کو اس کی قوم پر والی بنا دیتے۔ لوگوں کے شر سے پرہیز کیا کرتے لیکن اُن سے علیحدگی اختیار نہ فرماتے، اور اُن کے ساتھ خوشخوئی و خوش مزاجی میں کمی نہ کرتے۔ اپنے اصحاب سے ملتے رہتے اور اُن کے حالات معلوم کرتے رہتے۔ اُن کی جو اچھی باتیں لوگوں میں مشہور ہوتیں ان کی تعریف کرتے اور زیادہ ترغیب دیتے اور اُن کی بُرائیوں کو ان کی نگاہوں میں بُرا ثابت کر کے اُن کو ترک کرانے کی کوشش فرماتے۔ آپؐ کے تمام کام اعتدال کے ساتھ ہوتے افراط و تفریط سے کام نہ لیتے۔ لوگوں کے حالات سے غافل نہ ہوتے تاکہ وُہ خود بھی غافل نہ ہوں اور باطل کی طرف رجوع نہ ہو جائیں۔ اور حق کے اظہار میں کوتاہی نہ کرتے اور اس سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔ نیک لوگوں کو اپنے پاس جگہ دیتے تھے۔ آپؐ کے نزدیک زیادہ صاحبِ فضل و شرف وُہ تھا جس کی خیر خواہی مسلمانوں کے حق میں زیادہ ہوتی، اور سب سے زیادہ بزرگ وُہ تھا جو لوگوں کے ساتھ زیادہ نیکی و احسان کیا کرتا۔ حضرتؐ کی مجلس کے آداب یہ تھے کہ مجلس میں نہیں بیٹھتے اور وہاں سے نہیں اُٹھتے مگر ذِکرِ خدا کے ساتھ۔ اور مجلس میں اپنے واسطے کوئی مخصوص جگہ قرار نہ دیتے اور لوگوں کو بھی اس سے منع فرماتے۔ جب کِسی جلسہ میں تشریف لے جاتے سب کے پیچھے جو جگہ خالی ہوتی وہیں بیٹھ جاتے تھے، اور لوگوں کو بھی اسی کی ترغیب دیتے۔ اپنے اہلِ مجلس میں سے ہر ایک کے ساتھ اس طرح احترام و عزت کے ساتھ التفات فرماتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ دُنیا میں مجھ سے زیادہ حضرتؐ کے نزدیک بلند مرتبہ کوئی نہیں۔ جس کے ساتھ بیٹھتے جب تک وُہ خود نہ اُٹھتا حضرتؐ بھی نہ اُٹھتے تھے۔ اگر کوئی شخص کوئی حاجت پیش کرتا تو حتے الامکان روا کر دیتے تھے۔ ورنہ اس سے شیریں کلامی اور وعدہ کے ساتھ راضی کر لیتے آپؐ کا خلقِ عظیم تمام دُنیا پر چھایا ہوا تھا۔ تمام لوگ آپؐ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔ آپؐ کی مجلس اقدس بردباری، حیا، سچائی اور امانت سے مملو ہوتی اُس میں شور و غل نہیں ہوتا تھا۔ کسی کی بُرائیاں نہیں بیان کی جاتی تھیں۔ اگر کسی سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہوتی تو اس کا ذِکر نہیں کیا جاتا تھا۔ سب کے سب آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ عدل و انصاف اور نیکی و احسان کا برتاؤ کرتے۔ اور ہر ایک دُوسرے کو تقوٰے و پرہیزگاری کی وصیت کرتا اور آپس میں تواضع اور عاجزی کا برتاؤ کرتے۔ بوڑھوں کی عزت کرتے چھوٹوں پر رحم کرتے اور صاحبِ حاجت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے، غریبوں کی رعایت کرتے۔

آنحضرتؐ کی عادت اہلِ مجلس کے ساتھ یہ تھی کہ ہمیشہ کشادہ رو اور نرم خو رہتے کسی کو آپؐ کی ہمنشینی سے زحمت و تکلیف نہ ہوتی۔ آپؐ تند مزاج اور سخت کلام نہ تھے۔ کبھی فحش بات زبان سے نہ نکالتے۔ لوگوں کے عیوب نہ بیان کرتے نہ بہت تعریف کرتے۔ اگر کوئی بات خلافِ مزاج ہو جاتی تو نظر انداز فرماتے کوئی شخص آپؐ سے نا اُمید نہیں ہوتا تھا۔ کِسی کی اُمید آپؐ سے منقطع نہیں ہوتی تھی۔ کِسی سے لڑتے نہ تھے بہت باتیں نہ کرتے جس چیز سے کوئی فائدہ نہ ہوتا اس کی طرف التفات نہ کرتے۔ کِسی کی مذمت نہ کرتے کِسی کی سرزنش نہ فرماتے۔ لوگوں کے عیوب اور غلطیوں کی جستجو نہ کرتے۔ کِسی امر میں کلام نہ کرتے سوائے

اُس کے جس میں ثواب کی اُمید ہوتی۔ جب حضرتؐ گفتگو کرتے تو اہلِ مجلس سر جُھکا کر اس طرح خاموش و ساکت ہو جاتے گویا کہ اُن کے سروں پر طیور بیٹھے ہیں۔ حضرتؐ کے سامنے لوگ شور و غل اور آپس میں تکرار نہ کر سکتے۔ اگر ایک شخص بات کرتا تو دُوسرے لوگ خاموش ہو کر غور سے سُنتے۔ اس کی باتوں کے خلاف کلام نہ کرتے۔ حضرتؐ لوگوں کے ساتھ اُن کے ہنسنے اور تعجب میں ان کی موافقت فرماتے۔ غریبوں اور دیہاتیوں کے خلافِ ادب برتاؤ پر صبر کرتے یہاں تک صحابہ ان کو اپنے ساتھ حضرتؐ کی مجلس میں لاتے اور وُہ سوال کرتے اور مستفید ہوتے۔ آنحضرتؐ خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی حاجتمند کو دیکھو تو میرے پاس لاؤ۔ حضرتؐ کو خوشامدانہ مدح وثنا پسند نہ تھی سوائے اس کے جس پر حضرتؐ نے کچھ احسان فرمایا ہوتا آپؐ کسی کی بات قطع نہ کرتے سوائے اس کے کہ وُہ گفتگو باطل ہوتی تو حضرت منع فرماتے یا خود وہاں سے اُٹھ کر چلے جاتے۔ آنحضرتؐ جب سکوت فرماتے تو چار وجہوں کے سبب۔ حلمؐ جو جاہلوں کے مقابلہ میں ہوتا جبکہ وُہ نامناسب اور بیہودہ بات کرتے، یا اس کے ضرر سے محفوظ رہنے کے لیئے سکوت فرماتے، یا ہر شخص کی قدر و منزلت کے لحاظ سے ہوتا، یا غور و فکر کے سبب سے ہوتا۔ ہر شخص کی قدر و منزلت کا لحاظ یہ کہ تمام اہلِ مجلس پر یکساں التفات فرماتے اور ہر ایک کی باتیں توجہ سے سُنتے۔ اور غور و فکر دُنیائے فانی اور دارِ بقا کے بارے میں ہوا کرتا۔ حضرتؐ کی ذات حلم و صبر کا مجموعہ تھی۔ کوئی بات آپؐ کو غضبناک نہیں کرتی تھی اور کوئی چیز آپؐ کو بے چین نہیں کرتی تھی۔ چار باتیں آپؐ کی احتیاط و پرہیز کی تھیں۔ نیکیوں کا کرنا تاکہ لوگ آپؐ کی پیروی کریں، برائیوں کا ترک تاکہ لوگ ترک کر دیں۔ جس امر میں اُمّت کا فائدہ ہو اُس میں زیادہ کوشش۔ ایسے امر کا عمل میں لانا جس میں اُمّت کے لیئے دُنیا و آخرت کی بہتری ہو۔

حدیثِ معتبر میں امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جنابِ رسولِ خدا کے چہرۂ انور کا رنگ سفید سُرخی مائل تھا، آنکھیں سیاہ اور کشادہ، ابرو باریک اور ملے ہوتے، انگلیاں متفرق اور مضبوط سُرخی مائل جن سے نور ساطع تھا، حضرتؐ کے کاندھوں کی ہڈیاں قوی، ناک کشیدہ اس حد تک کہ جب پانی نوش فرماتے تو پانی کے قریب پہنچ جاتی، کوئی حسن و سیرت میں آنحضرتؐ کے برابر نہ تھا اور نہ ہو سکتا ہے۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے نچلے ہونٹ پر ایک خال تھا اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کو غصہ آتا تو آپؐ کی پیشانی انور سے مثل موتیوں کے پسینہ ٹپکنے لگتا۔

عبداللہ بن سلیمان سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ جنابِ عیسےٰؑ کی انجیل میں مَیں نے پڑھا ہے کہ خُدا نے ان کو وحی کی کہ اے عیسےٰؑ اے فرزندِ طاہرۂ بتول اہلِ سوریا کو بتا دو کہ مَیں خداوند دائم ہوں جس کو زوال نہیں۔ پیغمبرِ اُمّی کی تصدیق کرو جو صاحبِ شتر و مدرعہ و عمامہ و عصا ہے۔ جس کی آنکھیں کشادہ، پیشانی چوڑی، ابرو نمایاں، کشیدہ ناک کشادہ دندان ہوں گے۔ اس کی گردن صراحیٔ نقرہ کے مانند ہوگی جس کے نیچے سے نور ساطع ہوگا گویا اس پر سونا چڑھا ہوا ہے۔ باریک بال سینہ سے ناف تک اُگے ہوں گے۔ تمام سینہ اور پیٹ بالوں سے خالی ہوگا۔ وُہ گندمی رنگ ہوگا جب کسی مجمع میں

ہوگا ہر ایک سے بلند نظر آئے گا۔ اس کے چہرے پر پسینہ کے قطرے موتیوں کے مانند ہوں گے جن سے مشک کی خوشبو آتی ہوگی۔ اُس کا مثل نہ پہلے کسی نے دیکھا ہوگا نہ بعد اُس کے دیکھا جائے گا۔ خوشبو بہت پسند کرنے والا اور بہت سی عورتوں سے نکاح کرنے والا ہوگا۔ اس کی نسل کم ہوگی اور اُس کی دُختر باِ برکت سے بڑھے گی۔ جس کے لیئے بہشت میں ایسا گھر ہوگا جس میں نہ کوئی دُکھ ہوگا نہ درد و غم۔ وُہ اُس لڑکی کی آخر زمانہ میں کفالت کرے گا جس طرح زکریاؑ نے تمہاری ماں کی کفالت کی ہے اُس دُخترؑ سے دو فرزندؑ پیدا ہوں گے جو شہید ہوں گے۔ اُس پیغمبرؐ کا کلام قرآن ہوگا، دین اسلام ہوگا۔ طُوبےٰ ہے اس کے لیئے جو اُس کے زمانہ میں ہو اور اُس کا کلام سُنے۔ عیسےٰؑ نے کہا خداوندا طُوبےٰ کیا ہے؟ فرمایا ایک درخت ہے بہشت میں جس کو مَیں نے اپنے دستِ قدرت سے بویا ہے جس کا سایہ تمام بہشتوں میں ہے۔ اُس کی جڑ رضوان ہے، اُس کا پانی چشمۂ تسنیم کا ہے جس کا پانی سردی میں کافور لذت میں زنجبیل ہے۔ جو اُس کا پانی ایک گھونٹ بھی پی لے گا، کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ جنابِ عیسےٰؑ نے عرض کی اے پالنے والے اس میں سے تھوڑا پانی مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا اے عیسےٰؑ اس کا پانی تمام اہلِ عالم پر حرام ہے جب تک وُہ پیغمبرؐ اور اس کی اُمّت نہ پی لے۔ اے عیسےٰؑ تم کو آسمان پر اٹھا لُونگا۔ پھر آخر زمانہ میں زمین پر بھیجوں گا تاکہ ان کے ساتھ نماز ادا کرو کیونکہ وُہ اُمّت مرحومہ ہے۔

حدیثِ معتبر میں حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ مَیں نے کسی کو پیغمبرِ خدا کے مانند نہیں دیکھا جس کے دونوں شانوں کے درمیان اتنی کشادگی ہو۔

بسندِ موثق امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ ہم گروہِ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتے ہیں۔ اور مَیں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں اُسی طرح سر کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ اور دُوسری چند حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جنابِ ابوذرؓ آنحضرتؐ کی ملاقات کے لیئے آئے۔ معلوم ہوا کہ حضرتؐ فلاں باغ میں ہیں۔ وہاں گئے تو دیکھا کہ حضرتؐ سو رہے ہیں تو ایک سُوکھی لکڑی لے کر توڑا تاکہ امتحان کریں کہ آنحضرتؐ سو رہے ہیں یا جاگتے ہیں۔ حضرتؐ نے آنکھیں کھولدیں اور فرمایا ابوذرؓ میری آزمائش کرتے ہو تم کو نہیں معلوم کیا کہ جس طرح مَیں تم کو بیداری میں دیکھتا ہوں اُسی طرح نیند میں بھی دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ اور بسند ہائے صحیح بہت سی حدیثوں میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں تم کو پُشتِ سر سے اُسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔ لہٰذا نماز میں اپنی صفیں دُرست رکھو ورنہ خداوندِ عالم تمہارے دِلوں میں باہم مخالفت پیدا کر دے گا۔

دو حدیثِ معتبر میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کے واسطے بہشت سے ہریسہ بھیجا جس کے کھانے سے چالیس مردوں کی قوّتِ مجامعت آنحضرتؐ میں پیدا ہوگئی۔ دُوسری روایت میں وارد ہے کہ پیغمبرؐ نے دردِ پُشت کی خدا سے شکایت کی تو خدا نے فرمایا کہ ہریسہ کھاؤ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ خَيْرَةِ الْوَرٰى۔ امّا بعد احقر عباداللہ، محمد باقر ابن محمد تقی عفی اللہ عن جرائمہما کی تالیف سے تاریخ ولادت و وفات و معجزات و غزوات اور تمام احوال شریفۂ حضرت خاتم النبیین و اشرف المرسلین و سید المنتجبین محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حبیب اللہ العالمین اور آپؐ کے آبائے طاہرین اور اصحاب متدینین کے حالات میں "حیات القلوب" کی یہ دوسری کتاب ہے اور اس کے چند ابواب ہیں۔

باب اوّل

حضرت سرورِ انبیاءؐ کا نسب مبارک اور آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد کے حالات

پہلی فصل — آنحضرتؐ کے نسب کا تذکرہ۔

آنحضرتؐ کا مشہور شجرۂ نسب یہ ہے:۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ وہ عبدالمطلب کے بیٹے وہ ہاشم کے وہ عبدمناف کے وہ قصی کے وہ کلاب کے وہ مرہ کے وہ لوی کے وہ غالب کے وہ فہر کے وہ مالک کے وہ نضیر کے وہ کنانہ کے وہ خزیمہ کے وہ مدرکہ کے وہ الیاس کے وہ مضر کے وہ نزار کے وہ معد کے وہ عدنان کے وہ اُد کے وہ اُدر کے وہ الیسع کے وہ الہمیسع کے وہ سلامان کے وہ البنت کے وہ حمل کے وہ قیدار کے وہ اسمٰعیل کے وہ ابراہیم خلیلؑ کے وہ تارخ کے وہ ناخور کے وہ شروغ کے وہ ارغو کے وہ فالغ کے وہ عابر کے وہ شالخ کے وہ ارفخشد کے وہ سام کے وہ نوحؑ کے وہ ملک کے وہ متوشلخ کے وہ اخنوخ کے وہ الیارد کے وہ مہلائیل کے، وہ قینان کے وہ انوش کے وہ شیث کے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ حضرت اُم سلمہ کی روایت کے مطابق عدنان اُد کے بیٹے وہ زید کے وہ الثریٰ کے وہ اعراق الثرٰے کے بیٹے تھے۔ اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ زید ہی ہمیسع ہیں اور ثری بنت۔ اور اعراق الثریٰ اسماعیلؑ ہیں۔ اور ابن بابویہ کی روایت کے مطابق عدنان اُد کے وہ اُدد کے وہ زید کے وہ یقدد کے وہ ہمیسع کے وہ بنت کے وہ قیدار بن اسمٰعیلؑ کے بیٹے ہیں۔ اور ابن عباس کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ عدنان بن ادبن اودبن الیسع بن الہمیسع بن یحشم بن منجز بن سالوغ بن الہمیسع بن بنت بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن تارخ بن شروغ بن ارغو بن غابر بن ارفخشد بن متوشلخ بن سام بن نوحؑ بن ملک بن اخنوع بن مہلائیل بن زبانہ۔ اور ایک روایت کے مطابق

اسطے آخرت دُنیا سے بہتر ہے اور تمہارا پروردگار قیامت کے روز تم کو اس قدر عطا کرے گا کہ تم
اضی ہو جاؤ گے۔ خدا نے آنحضرتؐ کو بہشت میں ہزار قصر ایسے بخشے ہیں جنکی زمین مشک کی ہے۔
ور ہر قصر میں عورتیں اور خدمتگار اس قدر ہیں جو قصر کے شایان ہے۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ
وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدَىٰ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنَىٰ (سورۂ ضحٰے آیات ۶ تا ۸، پ۳۰)۔ واضح ہو کہ
س آیت کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے۔ وجہ اوّل یہ کہ کیا خدا نے تم کو یتیم
بیر باپ ماں کے نہیں پایا۔ تو تم کو عبدالمطلب اور ابوطالب کے ذریعہ پناہ دی اور تمہاری تربیت و
حفاظت پر ان کو موکل کیا اور تم کو گم شدہ پایا یعنی تم اپنے دادا سے مکہ کے دروں میں گم ہو گئے تھے
اپنی دایہ حلیمہؓ سے گم ہو گئے تھے تو عبدالمطلب کی تمہاری طرف رہنمائی کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔
ر بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ ایک سفر میں ابوطالبؑ کے ہمراہ تھے رات کو شیطان نے آکر حضرتؐ کے
قہ کی مہار پکڑ لی اور راستہ سے الگ کر دیا۔ پھر جبریلؑ آئے اور شیطان کو بھگا دیا اور ناقہ کو قافلہ
ملحق کر دیا۔ اور اے رسولؐ تم کو عائل یعنی مفلس و تہی دست پایا تو خدا نے خدیجہؓ کے مال سے اور کافر
غنیمتوں سے غنی کر دیا۔ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا
خداوند عالم نے کس سبب سے آنحضرتؐ کو یتیم کر دیا اور آپؐ کے ماں باپ کو آپؐ کی کم سنی میں دُنیا
سے اٹھا لیا؟ فرمایا اس لیئے کہ آنحضرتؐ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہ رہے۔ اور دُوسری حدیث معتبر میں
ضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس لیئے یتیم کر دیا تھا کہ سوائے خدا کے آنحضرتؐ پر کسی کی
عت واجب و لازم نہ ہو۔ وجہ دوم امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور امام رضا علیہم السلام
قول ہے کہ "تم یتیم تھے" کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے زمانہ کے یکتا کمالات میں مثل در یتیم کے ہو،
نے تمہاری طرف لوگوں کی رہنمائی کی اور تم کو مرجع خلائق بنایا اور تم لوگوں میں گمنام تھے۔ لوگ تم کو
یں پہچانتے تھے اور تمہاری قدر و منزلت نہیں سمجھتے تھے۔ تو اہل دنیا کو ہدایت کی تاکہ تم کو پہچانیں اور
لق کو تمہاری طرف محتاج کیا تو ان کو تمہارے علم سے غنی کر دیا۔ وجہ سوم حضرت امام رضا
یہ السلام سے منقول ہے کہ "تم کو تنہا پایا تو لوگوں کے لیئے تم کو پناہ کا مرکز بنا دیا اور تمہاری قوم
و گمراہ سمجھتی تھی تو ان کو تمہاری شناخت کی ہدایت فرمائی اور پریشان اور مفلس دیکھا یا یہ کہ قوم تم کو
مال و دولت کے سمجھتی تھی تو تم کو بے نیاز کر دیا۔ تمہاری دُعا کو مقبولیت کا درجہ دے کر کہ اگر پتھر کو
بنا دینے کی دعا کرو گے تو مقبول ہو گی۔ اور جس جگہ غذا میسر نہ ہو گی تمہارے اعجاز سے کھانا آ جائے گا۔
جگہ پانی نہ ہو گا تمہارے واسطے پانی پیدا کر دے گا اور فرشتوں کو تمہارا ہر حال میں معین و مددگار بنایا۔

ساتواں باب

آپؐ کی صورت و سیرتِ کثیر الفضائل اور جسمِ اقدس کے بعض اوصاف و معجزات کا بیان

حدیث معتبر میں جناب امام حسن اور امام حسین علیہم السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے
آپ کی عظمت ظاہر ہوتی تھی اور سینۂ اقدس سے ہیبت نمایاں تھی اور چہرۂ اقدس سے نور درخشاں
تھا جس طرح چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ کمر سے اُوپر کچھ بلندی تھی جس سے بہت بلند معلوم ہوتے تھے
سر مبارک بڑا تھا۔ سر کے بال نہ بہت گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے کھڑے کھڑے۔ اکثر اوقات کان
کی لَو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جب کبھی زیادہ لمبے ہو جاتے تو بیچ میں سے مانگ نکال لیا کرتے تھے
اور سر کے دونوں طرف بالوں کو ڈال لیا کرتے تھے۔ آپؐ کا چہرۂ اقدس سفید و نورانی تھا۔ پیشانی کشادہ،
ابرو باریک کمان کی طرح کھنچے ہوئے اور باہم ملے ہوئے نہ تھے۔ بعض روایت میں ہے کہ ملے ہوئے
تھے۔ ایک رگ پیشانی کے درمیان تھی جو غصّہ کے وقت پھول جاتی اور اُبھر آتی تھی۔ اور آنحضرتؐ کی ناک
کشیدہ اور باریک تھی درمیان سے اُٹھی ہوئی جس سے ایک نور چمکتا تھا۔ ریش مبارک گھنی ہوتی جس کے
بال برابر اِدھر اُدھر نکلے ہوئے نہ تھے۔ دہن اقدس بالکل چھوٹا نہ تھا۔ دانت بہت سفید براق نازک
اور کشادہ تھے۔ نہایت نرم بال سینہ سے ناف تک اُگے ہوئے تھے۔ اور آپکی گردن صفائی درخشندگی
اور استقامت میں چاندی کی گردن کی طرح تھی جو بنائی جاتی ہے اور صیقل کی جاتی ہے۔ آپؐ کے جسم کے
تمام اعضا نہایت مناسب اور قوی تھے اور سینہ اور پیٹ ایک دوسرے کے برابر تھے۔ دونوں شانوں
کے درمیان کشادگی تھی اور جسم کی تمام جوڑ کی ہڈیوں کے سرے مضبوط اور ٹھوس تھے یہ شجاعت و قوت
کی نشانی ہے اور عرب میں قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ بدن مبارک سفید و نورانی تھا۔ سینہ کے درمیان سے
ناف تک بالوں کا ایک باریک سیاہ چمکدار خط تھا مثل چاندی کے جس پر صیقل کیا ہوا ہو۔ ان کے
صفائی کی زیادتی کے سبب ایک سیاہ خط معلوم ہوتا تھا۔ آپؐ کے پستان سینہ اور شکم ہر طرف بالوں
سے خالی تھے۔ آپؐ کے ہاتھوں اور شانوں پر بال تھے۔ کلائیاں چوڑی اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ ہاتھ
پیر مضبوط تھے۔ یہ صفتیں مردوں کے لیئے پسندیدہ اور بہادری اور طاقت کی علامتیں ہیں۔ انگلیاں
لمبی بانہ اور پنڈلیاں صاف و کشیدہ تھیں۔ پیروں کے تلوے برابر نہ تھے بلکہ درمیان میں خالی تھے

ستہ چلنے میں مغروروں کی طرح پیروں کو زمین پر کھینچتے نہ تھے بلکہ اُٹھا کر چلتے تھے۔ سر جھکا کر چلتے
ے کہ بلندی سے اُترتے ہیں۔ جباروں کے مانند گردن ٹیڑھی نہ کرتے۔ قدم دُور دُور رکھتے مگر متانت و
ر کے ساتھ رکھتے۔ کسی سے گفتگو کرتے تو صاحبانِ دولت کے مانند گوشۂ چشم سے نہ دیکھتے بلکہ
ے جسم کے ساتھ اُس کی طرف مُڑ جاتے۔ بیشتر نگاہیں نیچی رکھتے اور بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف
ادہ دیکھتے۔ نظر کرنے میں پُوری آنکھیں کھول کر نہ دیکھتے بلکہ گوشۂ چشم سے دیکھتے۔ جس کو دیکھتے
لام میں سبقت فرماتے۔ ہر وقت غور و فکر میں رہتے کبھی غور و خوض اور کسی شغل سے خالی نہ رہتے۔
ضرورت کلام نہ کرتے۔ باتیں کرنے میں پورا دہن نہ کھولتے لیکن گفتگو واضح اور صاف ہوتی تھی۔
لمات جامع ہوتے جن میں الفاظ کم اور معانی بہت اور حق ظاہر کرنے والے ہوتے، کلام
ں زیادتی نہ ہوتی، اظہارِ مقصد میں کمی نہ ہوتی۔ نہایت نرم مزاج تھے۔ سختی و درشتی آپؐ کے
لقِ کریم میں مطلق نہ تھی۔ کسی کو حقیر نہ سمجھتے۔ تھوڑی نعمت کو بہت جانتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ
رتے لیکن دنیائے فانی کی کھانے پینے کی چیزوں کی تعریف بھی نہ فرماتے۔ کبھی غصّہ نہ کرتے لیکن ایسے
ق کے بارے میں جو ضائع کیا جاتا ہو خدا کی خوشنودی کے لیئے غضبناک ہوتے اس طرح کہ کوئی آپؐ کو
پہچان نہ سکتا، اور آپؐ کے غضب کے مقابلہ پر ٹھہرنے کی تاب نہ رکھتا تھا یہانتک کہ حصول حق کے لیئے
نتقام لے کر حق کو جاری فرما لیتے۔ کسی جانب اشارہ کرتے تو چشم و ابرو سے نہیں بلکہ ہاتھ سے اشارہ
کرتے۔ تعجب کے موقع پر ہاتھ اُٹھاتے اور حرکت دیتے۔ کبھی داہنے کو بائیں ہاتھ پر مارتے۔ جب خدا
کے لیئے غصّہ فرماتے تو بہت اظہار کرتے۔ جب خوش ہوتے آنکھیں جھکا لیتے اور خوشی کا اظہار بہت نہ
کرتے تھے۔ حضرتؐ کا ہنسنا تبسم تھا اور ہنسنے کی آواز مشکل سے ظاہر ہوتی۔ کبھی کبھی ہنسنے میں
دندانہائے نورانی شبنم کے قطروں کے مانند چمکنے لگتے۔ گھر کی مشغولیت میں اوقات تین حصوں میں
تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصّہ عبادتِ خالق کے لیئے، ایک حصّہ ازواج کے لیئے اور ایک حصّہ اپنی ذات کیلیئے
جو وقت جس کام کے لیئے ہوتا اس میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوتے۔ اور وقت کا جو حصہ اپنے
واسطے مخصوص فرمایا تھا وُہ دوسرے لوگوں میں صرف کیا کرتے تھے اس میں سے کچھ اپنے لیئے باقی نہ
رکھتے۔ پہلے مخصوص لوگوں سے ملتے اس کے بعد باقی وقت عوام میں گزارتے۔ ہر شخص کی عزت دین
میں اُس کے علم اور اُس کی فضیلت کے مطابق کرتے اور اُن کی ضرورت کے موافق ان کی طرف متوجہ ہوتے
اور جو کچھ اُن کے فائدہ اور اُمت کی اصلاح کے لیئے ضروری ہوتا بیان فرماتے اور بار بار فرماتے کہ موجودہ لوگ جو مجھ سے سُن
رہے ہیں اُن لوگوں تک پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی حاجتیں مجھ سے بیان کرو جو خود مجھ تک اپنی
حاجتیں نہیں پہنچا سکتے۔ بے شبہ جو شخص کسی کی حاجت کسی بادشاہ تک پہنچاتا ہے جو خود نہیں پہنچا سکتا خداوند عالم روزِ قیامت
اُس کو ثابت قدم رکھے گا۔ ایسی ہی مفید باتوں کے سوا حضرتؐ کی مجلس میں کوئی دوسری بات کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ حضرتؐ
کسی کی لغزش اور گفتگو میں غلطی پر مؤاخذہ نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے صحابہ آپ کی مجلس میں علم کے طالب ہو کر آتے اور
رخصت ہوتے تو علم کی حلاوت و شیرینی لیکر جاتے اور دوسروں کی ہدایت و رہنمائی کرتے تھے۔ یہ حالات آنحضرتؐ کے گھر جانے کے تھے جب

حضرتؐ گھر سے باہر نکلتے تو بے فائدہ گفتگو نہیں کرتے لوگوں کی دلجوئی فرماتے اُن سے نفرت نہیں کرتے تھے
ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اس کو اس کی قوم پر والی بنا دیتے۔ لوگوں کے شر سے پرہیز
کیا کرتے لیکن اُن سے علیحدگی اختیار نہ فرماتے، اور اُن کے ساتھ خوشخوئی و خوشمزاجی میں کمی نہ کرتے۔
اپنے اصحاب سے ملتے رہتے اور اُن کے حالات معلوم کرتے رہتے۔ اُن کی جو اچھی باتیں لوگوں میں مشہور
ہوتیں ان کی تعریف کرتے اور زیادہ ترغیب دیتے اور اُن کی برائیوں کو ان کی نگاہوں میں بُرا ثابت کر کے
اُن کو ترک کرانے کی کوشش فرماتے۔ آپؐ کے تمام کام اعتدال کے ساتھ ہوتے افراط و تفریط سے
کام نہ لیتے۔ لوگوں کے حالات سے غافل نہ ہوتے تاکہ وُہ خود بھی غافل نہ ہوں اور باطل کی طرف
رجوع نہ ہو جائیں۔ اور حق کے اظہار میں کوتاہی نہ کرتے اور اس سے دست بردار نہیں ہوتے تھے
نیک لوگوں کو اپنے پاس جگہ دیتے تھے۔ آپؐ کے نزدیک زیادہ صاحبِ فضل و شرف وُہ تھا جس کی
خیر خواہی مسلمانوں کے حق میں زیادہ ہوتی، اور سب سے زیادہ بزرگ وُہ تھا جو لوگوں کے ساتھ زیادہ
نیکی و احسان کیا کرتا۔ حضرتؐ کی مجلس کے آداب یہ تھے کہ مجلس میں نہیں بیٹھتے اور وہاں سے نہیں اُٹھتے
مگر ذکرِ خدا کے ساتھ۔ اور مجلس میں اپنے واسطے کوئی مخصوص جگہ قرار نہ دیتے اور لوگوں کو بھی اس سے
منع فرماتے۔ جب کسی جلسہ میں تشریف لے جاتے سب کے پیچھے جو جگہ خالی ہوتی وہیں بیٹھ جاتے تھے،
اور لوگوں کو بھی اسی کی ترغیب دیتے۔ اپنے اہلِ مجلس میں سے ہر ایک کے ساتھ اس طرح احترام و عزت
کے ساتھ التفات فرماتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ دُنیا میں مجھ سے زیادہ حضرتؐ کے نزدیک بلند مرتبہ کوئی
نہیں۔ جس کے ساتھ بیٹھتے جبتک وُہ خود نہ اُٹھتا حضرتؐ بھی نہ اُٹھتے تھے۔ اگر کوئی شخص کوئی حاجت
پیش کرتا تو حتی الامکان روا کر دیتے تھے ورنہ اس سے شیریں کلامی اور وعدہ کے ساتھ راضی کر لیتے
آپؐ کا خلقِ عظیم تمام دُنیا پر چھایا ہوا تھا۔ تمام لوگ آپؐ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔ آپؐ کی مجلس اقدس
بردباری، حیا، سچائی اور امانت سے مملو ہوتی اُس میں شور و غل نہیں ہوتا تھا، کسی کی بُرائیاں نہیں بیان
کی جاتی تھیں۔ اگر کسی سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہوتی تو اس کا ذکر نہیں کیا جاتا تھا۔ سب کے سب آپس میں
ایک دُوسرے کے ساتھ عدل و انصاف اور نیکی و احسان کا برتاؤ کرتے۔ اور ہر ایک دُوسرے کو تقوےٰ و
پرہیزگاری کی وصیت کرتا اور آپس میں تواضع اور عاجزی کا برتاؤ کرتے۔ بُوڑھوں کی عزت کرتے چھوٹوں
پر رحم کرتے اور صاحبِ حاجت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے، غریبوں کی رعایت کرتے۔

آنحضرتؐ کی عادت اہلِ مجلس کے ساتھ یہ تھی کہ ہمیشہ کشادہ رو اور نرم خو رہتے کسی کو آپؐ کی ہمنشینی
سے زحمت و تکلیف نہ ہوتی۔ آپؐ تندمزاج اور سخت کلام نہ تھے۔ کبھی فحش بات زبان سے نہ نکالتے۔
لوگوں کے عیوب نہ بیان کرتے نہ بہت تعریف کرتے۔ اگر کوئی بات خلافِ مزاج ہو جاتی تو نظر انداز فرماتے
کوئی شخص آپؐ سے ناامید نہیں ہوتا تھا۔ کسی کی اُمید آپؐ سے منقطع نہیں ہوتی تھی۔ کسی سے لڑتے نہ تھے
بہت باتیں نہ کرتے۔ جس چیز سے کوئی فائدہ نہ ہوتا اس کی طرف التفات نہ کرتے۔ کسی کی مذمت نہ کرتے
کسی کی سرزنش نہ فرماتے۔ لوگوں کے عیوب اور غلطیوں کی جستجو نہ کرتے۔ کسی امر میں کلام نہ کرتے سوائے

ں کے جس میں ثواب کی اُمید ہوتی۔ جب حضرتؐ گفتگو کرتے تو اہلِ مجلس سر جھکا کر اس طرح خاموش و ساکت
و جاتے گویا کہ اُن کے سروں پر طیور بیٹھے ہیں۔ حضرتؐ کے سامنے لوگ شور و غل اور آپس میں تکرار
ہ کر سکتے۔ اگر ایک شخص بات کرتا تو دوسرے لوگ خاموش ہو کر غور سے سُنتے۔ اس کی باتوں کے خلاف
کلام نہ کرتے۔ حضرتؐ لوگوں کے ساتھ اُن کے ہنسنے اور تعجب میں ان کی موافقت فرماتے۔ غریبوں اور
دیہاتیوں کے خلافِ ادب برتاؤ پر صبر کرتے یہاں تک صحابہ ان کو اپنے ساتھ حضرتؐ کی مجلس میں لاتے اور
وُہ سوال کرتے اور مستفید ہوتے۔ آنحضرتؐ خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی حاجتمند کو دیکھو تو میرے پاس
لاؤ۔ حضرتؐ کو خوشامدانہ مدح و ثنا پسند نہ تھی سوائے اس کے جس پر حضرتؐ نے کچھ احسان فرمایا ہوتا۔
آپؐ کسی کی بات قطع نہ کرتے سوائے اس کے کہ وُہ گفتگو باطل ہوتی تو حضرت منع فرماتے یا خود وہاں سے
اُٹھ کر چلے جاتے۔ آنحضرتؐ جب سکوت فرماتے تو چار وجہوں کے سبب۔ علم جو جاہلوں کے مقابلہ میں
ہوتا جبکہ وُہ نامناسب اور بیہودہ بات کرتے، یا اس کے ضرر سے محفوظ رہنے کے لئے سکوت فرماتے، یا
ہر شخص کی قدر و منزلت کے لحاظ سے ہوتا، یا غور و فکر کے سبب سے ہوتا۔ ہر شخص کی قدر و منزلت کا لحاظ یہ
کہ تمام اہلِ مجلس پر یکساں التفات فرماتے اور ہر ایک کی باتیں توجہ سے سُنتے۔ اور غور و فکر دُنیائے فانی
اور دارِ بقا کے بارے میں ہوا کرتا۔ حضرتؐ کی ذات حلم و صبر کا مجموعہ تھی۔ کوئی بات آپؐ کو غضبناک نہیں
کرتی تھی اور کوئی چیز آپؐ کو بے چین نہیں کرتی تھی۔ چار باتیں آپؐ کی احتیاط و پرہیز کی تھیں۔ نیکیوں کا
کرنا تاکہ لوگ آپؐ کی پیروی کریں، برائیوں کا ترک تاکہ لوگ ترک کر دیں۔ جس امر میں اُمت کا فائدہ ہو
اُس میں زیادہ کوشش۔ ایسے امر کا عمل میں لانا جس میں اُمت کے لیئے دُنیا و آخرت کی بہتری ہو۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسُولؐ خدا کے چہرۂ انور کا رنگ
سفید سُرخی مائل تھا، آنکھیں سیاہ اور کشادہ، ابرو باریک اور ملے ہوئے، انگلیاں متفرق اور مضبوط
سُرخی مائل جن سے نور ساطع تھا، حضرتؐ کے کاندھوں کی ہڈیاں قوی، ناک کشیدہ اس حد تک کہ
جب پانی نوش فرماتے تو پانی کے قریب پہنچ جاتی، کوئی حسن و سیرت میں آنحضرتؐ کے برابر نہ تھا اور
نہ ہو سکتا ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے نچلے ہونٹ پر ایک خال تھا اور حضرت امام
جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کو غصہ آتا تو آپؐ کی پیشانی انور سے مثل موتیوں کے پسینہ
ٹپکنے لگتا۔

عبداللہ بن سلیمان سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ جناب عیسٰیؑ کی انجیل میں مَیں نے پڑھا ہے
کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ اے عیسٰیؑ اے فرزندِ طاہرۂ بتول اہلِ سوریا کو بتادو کہ مَیں خداوندِ دائم ہوں
جس کو زوال نہیں۔ پیغمبرِ اُمی کی تصدیق کرو جو صاحبِ شتر و مدرعہ و عمامہ و عصا ہے۔ جس کی آنکھیں
کشادہ، پیشانی چوڑی، ابرو نمایاں، کشیدہ ناک کشادہ دندان ہوں گے۔ اس کی گردن صراحیٔ نقرہ کے
مانند ہوگی جس کے نیچے سے نُور ساطع ہوگا گویا اس پر سونا چڑھا ہوا ہے۔ باریک بال سینہ سے
ناف تک اُگے ہوں گے۔ تمام سینہ اور پیٹ بالوں سے خالی ہوگا۔ وُہ گندمی رنگ ہوگا۔ جب کسی مجمع میں

ہوگا ہر ایک سے بلند نظر آئے گا۔ اس کے چہرے پر پسینہ کے قطرے موتیوں کے مانند ہوں گے جن سے
مشک کی خوشبو آتی ہوگی۔ اُس کا مثل نہ پہلے کسی نے دیکھا ہوگا نہ بعد اس کے دیکھا جائے گا۔ خوشبو
بہت پسند کرنے والا اور بہت سی عورتوں سے نکاح کرنے والا ہوگا۔ اس کی نسل کم ہوگی اور اُس کی
دُختر بابرکت سے بڑھے گی۔ جس کے لیئے بہشت میں ایسا گھر ہوگا جس میں نہ کوئی دُکھ ہوگا نہ درد و غم۔
وُہ اُس لڑکی کی آخر زمانہ میں کفالت کرے گا جس طرح زکریاؑ نے تمہاری ماں کی کفالت کی ہے اُس
دُختر سے دُو فرزندؑ پیدا ہوں گے جو شہید ہوں گے۔ اُس پیغمبرؐ کا کلام قرآن ہوگا، دین اسلام ہوگا۔
طوبیٰ ہے اُس کے لیئے جو اُس کے زمانہ میں ہو اور اُس کا کلام سُنے۔ عیسٰیؑ نے کہا خداوندا طوبیٰ کیا ہے؟
فرمایا ایک درخت ہے بہشت میں جس کو مَیں نے اپنے دستِ قدرت سے بویا ہے جس کا سایا تمام بہشتوں
میں ہے۔ اُس کی جڑ رضوان ہے، اُس کا پانی چشمۂ تسلیم کا ہے جس کا پانی سردی میں کافور لذت میں
زنجبیل ہے۔ جو اُس کا پانی ایک گھونٹ بھی پی لے گا، کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ جناب عیسٰیؑ نے عرض کی لے
پالنے والے اُس میں سے تھوڑا پانی مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا اے عیسٰیؑ اس کا پانی تمام
اہلِ عالم پر حرام ہے جب تک وُہ پیغمبرؐ اور اس کی اُمت نہ پی لے۔ اے عیسٰیؑ تم کو آسمان پر اُٹھا لُونگا۔
پھر آخر زمانہ میں زمین پر بھیجوں گا تاکہ ان کے ساتھ نماز ادا کرو کیونکہ وُہ امت مرحومہ ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت امیرالمؤمنینؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ مَیں نے کسی کو پیغمبرؐ خدا
کے مانند نہیں دیکھا جس کے دونوں شانوں کے درمیان اتنی کشادگی ہو۔

بسند موثق امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کی آنکھیں سوتی
ہیں لیکن دل بیدار رہتے ہیں۔ اور مَیں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں اُسیطرح سر کے پیچھے سے دیکھتا
ہوں۔ اور دوسری چند حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب ابوذرؓ آنحضرتؐ
کی ملاقات کے لیئے آئے۔ معلوم ہوا کہ حضرتؐ فلاں باغ میں ہیں۔ وہاں گئے تو دیکھا کہ حضرتؐ سو رہے ہیں
تو ایک سُوکھی لکڑی لے کر توڑا تاکہ امتحان کریں کہ آنحضرتؐ سو رہے ہیں یا جاگتے ہیں۔ حضرتؐ نے
آنکھیں کھولدیں اور فرمایا ابُوذرؓ میری آزمائش کرتے ہو تم کو نہیں معلوم کیا کہ جس طرح مَیں تم کو
بیداری میں دیکھتا ہوں اُسی طرح نیند میں بھی دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔
اور بسند ہائے صحیح بہت سی حدیثوں میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں تم کو
پُشتِ سر سے اُسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔ لہٰذا نماز میں اپنی صفیں درست
رکھو ورنہ خداوندِ عالم تمہارے دلوں میں باہم مخالفت پیدا کر دے گا۔

دُو حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ
کے واسطے بہشت سے ہریسہ بھیجا جس کے کھانے سے چالیس مردوں کی قوتِ مجامعت آنحضرتؐ
میں پیدا ہو گئی۔ دُوسری روایت میں وارد ہے کہ پیغمبرؐ نے دردِ پُشت کی خدا سے شکایت کی تو خدا نے
فرمایا کہ ہریسہ کھاؤ۔

حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا کو جو شخص شب تاریک میں دیکھتا آپؐ کے چہرہ اقدس سے ماہِ تاباں کے مانند نور دکھائی دیتا۔

علمائے خاصہ و عامہ نے آنحضرتؐ کے جسم اقدس کے بہت سے معجزات بیان کیئے ہیں اُن میں سے چند معجزات کا ذکر ہم کرتے ہیں:۔ اوّل یہ کہ ہمیشہ آپؐ کی جبین اقدس سے نور ساطع رہتا اور راتوں میں مثل روشنیٔ ماہ در و دیوار پر چمکتا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات جناب عائشہؓ کی سوئی گم ہو گئی تھی جب آنحضرتؐ حجرہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے نور میں وُہ سوئی ان کو مل گئی۔ اور روایت ہے کہ رات کی تاریکی میں حضرتؐ کے ساتھ لوگ چلتے تو حضرتؐ اپنے ہاتھ کو اٹھا دیتے۔ آپؐ کی انگلیوں سے نور چمکتا جس کی روشنی میں لوگ راستہ چلتے تھے۔ دوّم جسم کی خوشبو۔ آپ جس راستہ سے گزرتے دو روز کے بعد جو شخص بھی اُدھر سے جاتا آنحضرتؐ کی خوشبو سے سمجھ لیتا تھا کہ حضرتؐ اِدھر سے گزرے ہیں۔ لوگ آنحضرتؐ کا پسینہ جمع کرتے تھے جس کی خوشبو کے برابر کوئی خوشبو نہیں پہنچتی تھی۔ اس کو لوگ عطر میں ملا لیا کرتے تھے۔ پانی کا ڈول آپؐ کے پاس لایا جاتا اس میں سے آپؐ ایک گھونٹ پانی لے کر اُسی میں کلی کر دیا کرتے تو وُہ پانی مشک سے زیادہ خوشبودار ہو جاتا۔ سوّم آفتاب میں آپؐ کا سایہ نہ ہوتا۔ چوتھے یہ کہ جس کسی کے ساتھ آپؐ راستہ چلتے بقدر ایک انگل اس سے بلند ہوتے۔ پانچویں ہمیشہ دُھوپ میں آپؐ کے سر پر ابر سایہ فگن رہتا۔ چھٹے یہ کہ جس طرح آپؐ سامنے سے دیکھتے پُشت سر سے بھی اُسیطرح دیکھتے تھے۔ ساتویں یہ کہ کبھی کوئی بدبو آپؐ کے دماغ تک نہیں پہنچتی تھی۔ آٹھویں یہ کہ جس چیز میں آپؐ کا لعاب دہن پڑ جاتا اس میں برکت ہوتی' اور جس بیمار کے درد میں استعمال ہوتا اس کو شفا ہوتی۔ نویں یہ کہ آپؐ ہر زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ دسویں آپؐ کی ریش انور میں سات سفید بال تھے جو مثل آفتاب کے چمکتے تھے۔ گیارہویں نیند کی حالت میں بھی اُسی طرح سُنتے تھے جسطرح بیداری میں سُنتے تھے۔ آپؐ فرشتوں کی باتیں سُنتے تھے لیکن دوسرے لوگ نہیں سُن سکتے تھے۔ اور دلوں میں جو کچھ گزرتا حضرتؐ کو معلوم ہو جاتا تھا۔ بارھویں مُہرِ نبوّت جو آپؐ کے پُشت اقدس پر تھی اُس سے ایسا نور چمکتا تھا جو آفتاب کے نور پر غالب ہوتا۔ تیرھویں یہ کہ پانی آپؐ کی اُنگلیوں سے جاری ہو جاتا سنگریزے آپؐ کے ہاتھوں میں تسبیح کیا کرتے تھے۔ چودھویں یہ کہ آپؐ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ پندرھویں فضلہ جو حضرتؐ کا ہوتا اُس سے مشک کی خوشبو نکلتی اور کوئی اس کو دیکھنے نہیں پاتا تھا۔ زمین خدا کی جانب سے مامور تھی کہ وُہ اس کو نگل جاتی۔ سولہویں جس جانور پر آپؐ سوار ہوتے وُہ کبھی بوڑھا نہ ہوتا۔ سترھویں قوت میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اٹھارھویں تمام مخلوقات آپؐ کا احترام کرتی تھی۔ آپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے وُہ جُھک جاتا اور سلام کرتا۔ بچپن میں آپؐ کی گہوارہ جنبانی ماہ کرتا اور مکھی اور دُوسرے جانور آپؐ کے جسم اقدس پر نہیں بیٹھتے تھے۔ انیسویں اگر آپؐ زمین نرم پر راستہ چلتے تو پیروں کا نشان نہ پڑتا اور زمین سخت پر نشان بن جاتا۔ بیسویں خداوند عالم نے آپؐ کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی کہ باوجود تواضع و انکساری اور

شفقت و رحمت کے کوئی آپؐ کے چہرہ کو نظر بھر کے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ہر کافر اور منافق جب آپؐ کو دیکھتا تو کانپ جاتا اور دو ماہ کے راستہ کی مسافت سے کافروں کے دلوں پر آپؐ کی ہیبت کا اثر ہو جاتا تھا[1]

حدیث معتبر میں امام رضاؑ سے منقول ہے کہ امام زین العابدینؑ جس وقت قرأت فرماتے تو آپؑ کی خوش الحانی کے سبب راہ چلنے والے مدہوش ہو جاتے۔ اگر حضرتؐ اپنی خوش الحانی لوگوں پر ظاہر کرتے تو کوئی سُننے کی تاب نہ لا سکتا۔ راوی نے عرض کی مولا حضرت سرور کائناتؐ کس طرح لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے اور تلاوتِ قرآن فرماتے تھے اور لوگ سُنتے تھے؟ فرمایا آنحضرتؐ بس اسی قدر خوش الحانی فرماتے تھے جس قدر لوگوں میں سُننے کی تاب تھی۔

بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ ہوئے۔ جناب زلیخا آپؑ کی ڈیوڑھی پر آئیں اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ جب وُہ اندر پہنچیں جناب یوسفؑ نے اُن سے پُوچھا کہ کیوں وُہ تمام حرکتیں تم نے کی تھیں؟ انہوں نے کہا آپؑ کے حُسن نے مجھے بیتاب کر دیا تھا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا اگر تم پیغمبر آخرالزمانؐ کو دیکھتیں جو مجھ سے زیادہ خوبصورت، خوش خُلق اور عطا کرنے والے ہوں گے تو کیا کرتیں؟ زلیخا نے کہا آپؑ نے سچ فرمایا۔ جناب یوسفؑ نے کہا کیونکر تم نے سمجھا کہ میں نے سچ کہا ہے؟ انہوں نے کہا اس لیئے کہ جب آپؑ نے آنحضرتؐ کا نام لیا' اُن کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی۔ اُس وقت خدا نے جناب یوسفؑ کو وحی کی کہ زلیخا سچ کہتی ہے۔ اور اب اس سبب سے اس کو دوست رکھتا ہوں کہ وُہ آنحضرتؐ کو دوست رکھتی ہے۔ تو جناب یوسفؑ نے اُن کے ساتھ عقد کیا۔

دُوسری روایت میں منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت رسالت پناہؐ سے پوچھا کہ آپؐ کی ریش مبارک کے بال کیوں جلد سفید ہو گئے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات اور عم یتساءلون نے بوڑھا کر دیا جن میں قیامت اور گزشتہ امتوں کے عذاب کا تذکرہ ہے۔

احادیث معتبرہ میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سر کے بال اس قدر نہیں بڑھاتے تھے کہ مانگ نکالنے کی ضرورت ہوتی۔ بہت لمبے ہوتے تو کان کی لو تک پہنچ جاتے۔ حضرتؐ ان کو نہیں کٹواتے تھے مگر حج و عُمرہ کے موقع پر۔ اور جب حدیبیہ کے عمرہ سے آنحضرتؐ روک دیئے گئے تو سر کے بال سال بھر تک نہیں ترشوائے۔ اور سبب یہ تھا کہ اُس زمانہ میں سر منڈانا بہت بدنما سمجھا جاتا تھا۔ اور نبی اور امام کوئی ایسا کام نہیں کرتے تھے جو نگاہوں میں قبیح معلوم ہو۔ جب اسلام پھیل گیا' سر منڈانے کی قباحت دُور ہو گئی پھر ہمارے آئمۂ اطہار علیہم السلام سر منڈایا کرتے تھے۔

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ان میں ہر ایک کا بیان آئندہ ابواب میں مفصّل کیا جائے گا۔۱۲

آٹھواں باب

آنحضرتؐ کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ اور آپکی سیرت و عادت کا تذکرہ

حدیث حسن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کا لباس پرانا ہو گیا تھا ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر بارہ درم ہدیہ کیئے جو اس زمانہ کے سکہ کے پانچ سو کے برابر ہوتے تھے آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ ان درہموں کو لو اور میرے لیئے ایک پیراہن خرید لاؤ۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں بازار گیا اور بارہ درم کا ایک پیراہن خرید لایا۔ حضرتؐ نے دیکھا اور فرمایا کہ اس سے کم قیمت کا لباس مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ یا علیؑ کیا تم سمجھتے ہو کہ دکاندار اس کو واپس لے لے گا؟ میں نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا۔ فرمایا دیکھو ممکن ہے راضی ہو جائے۔ میں دکاندار کے پاس آیا اور کہا رسولؐ اللہ کو یہ لباس پسند نہیں ہے اس سے کم قیمت کا لباس چاہتے ہیں۔ یہ سنکر اس نے درم واپس کر دیئے میں نے وہ درم لاکر حضرتؐ کو دے دیئے۔ پھر آنحضرتؐ میرے ہمراہ بازار چلے راستہ میں ایک کنیز کو دیکھا کہ بیٹھی رو رہی ہے۔ حضرتؐ نے اس سے پوچھا کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا یا رسولؐ اللہ میرے مالک نے کچھ چیزیں بازار سے لانے کے لیئے چار درم دیئے تھے جو کہیں گم ہو گئے۔ اب میری ہمت نہیں ہوتی کہ گھر واپس جاؤں۔ حضرتؐ نے چار درم اس کو عطا فرمائے اور کہا اپنے گھر واپس جا۔ اور خود بازار تشریف لے گئے اور ایک کرتہ چار درم میں خرید کر زیب جسم کیا اور شکر خدا بجا لائے۔ جب واپسی میں بازار سے نکلے تو ایک عریاں شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ جو شخص مجھے لباس پہنائے خدا اس کو لباس بہشت پہنائے گا۔ حضرتؐ نے اپنا پیراہن اتار کر اس کو پہنا دیا۔ پھر بازار واپس گئے اور چار درم میں دوسرا پیراہن خرید کیا اور پہنا اور خدا کی حمد بجا لائے۔ واپسی پر اسی کنیز کو دیکھا کہ درمیان راہ بیٹھی ہوئی ہے۔ حضرتؐ نے اس سے پوچھا کیوں گھر نہیں واپس گئی؟ اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ دیر ہو گئی ہے مجھ کو خوف ہے کہ میرا مالک مجھے سزا دے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا آگے چل اور اپنا گھر مجھے بتا۔ غرض وہ کنیز روانہ ہوئی اور اپنے دروازے پر پہنچ کر کھڑی ہو گئی۔ حضرتؐ بھی ٹھہر گئے۔ اور فرمایا اے اہل خانہ تم پر سلام ہو۔ کسی نے جواب نہ دیا پھر دوسری مرتبہ سلام کیا۔ کوئی جواب نہ ملا۔ جب تیسری مرتبہ سلام کیا تو جواب آیا علیک السلام یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ حضرتؐ نے پوچھا دو مرتبہ میرے سلام کا جواب کیوں نہ دیا؟ انہوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم نے چاہا کہ آپؐ کے سلام کی برکتیں ہم پر اور زیادہ ہو جائیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کنیز کو دیر ہو گئی ہے اس سے مؤاخذہ نہ کرنا۔ اہل خانہ بولے یا رسولؐ اللہ آپؐ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس کو آزاد کر دیا

آنحضرتؐ نے فرمایا کبھی میں نے ایسے بارہ درم نہیں دیکھے جن کی برکتیں ان سے زیادہ ہوں کہ دو برہنہ شخصوں نے لباس پہنے اور ایک کنیز آزاد ہوئی۔

بطرق خاصہ و عامہ منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ خصلتیں مرتے دم تک نہ چھوڑوں گا۔ زمین پر غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا، ٹٹو پہ بغیر زین کے سوار ہونا، بکری کا دودھ اپنے ہاتھوں سے دوہنا، اون کا موٹا کپڑا پہننا، اور بچوں کو سلام کرنا۔ یہانتک کہ میرے بعد یہ سنت قرار پائے اور لوگ اس پر عمل کریں۔ دوسری حدیث میں بکری دوہنے کی بجائے جوتہ اور نعلین کو اپنے ہاتھ سے درست کرنا وارد ہوا ہے۔ حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے پدر بزرگوار سے روایت کی جاتی ہے کہ رسولؐ اللہ نے کبھی سیر ہو کر نان گندم تناول نہ فرمایا۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ نان گندم تو کبھی کھائی ہی نہیں اور جَو کی روٹیاں بھی کبھی سیر ہو کر نہیں کھائیں۔

بسند معتبر حضرت موسےٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے ذمہ چند دینار کسی یہودی کے باقی تھے۔ ایک روز اس نے آکر تقاضہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے پاس اس وقت نہیں ہیں۔ یہودی بولا کہ جب تک آپ مجھے نہ دیں گے میں نہ جاؤں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا میں تیرے ساتھ بیٹھتا ہوں، اور آنحضرتؐ اس کے ساتھ بیٹھے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا اور دوسرے روز صبح کی نماز بھی وہیں ادا کی۔ آنحضرتؐ کے اصحاب نے یہودی کو ڈانٹنا اور دھمکانا شروع کیا تو آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگوں کو اس سے کیا واسطہ۔ ان لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ اس نے آپؐ کو گویا قید کر رکھا ہے اور نہیں چھوڑتا ہے کہ آپ کہیں جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اس لیئے مبعوث نہیں کیا ہے کہ ظلم کروں اس پر جو امان میں ہو۔ غرض دن چڑھا تو یہودی بولا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ یا رسولؐ اللہ میں نے نصف مال راہِ خدا میں دیا اور خدا کی قسم یہ برتاؤ میں نے اس لیئے کیا تھا تاکہ معلوم کروں کہ جو اوصاف پیغمبرؐ آخر الزمان کے توریت میں لکھے ہوئے ہیں آپ میں موجود ہیں یا نہیں۔ کیونکہ میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ جنکا مولد مکہ اور مقام ہجرت مدینہ ہوگا وہ سخت مزاج اور تند خو نہ ہوں گے، وہ چلاّ کر نہ بولیں گے فحش و بیہودہ گو نہ ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور آپ اس کے پیغمبرؐ اور فرستادہ ہیں یا رسولؐ اللہ یہ میرا مال حاضر ہے اس کے بارے میں خدا کے حکم کے مطابق جو مناسب سمجھیئے کیجیئے۔ وہ یہودی بہت مالدار تھا۔

اس کے بعد امام موسےٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا بستر ایک چادر تھی اور تکیہ ایک چمڑہ کا تھا جس میں خرمے کی پتیاں بھری ہوئی تھیں۔ ایک رات آپؐ کی چادر دو تہہ کر کے بچھا دی گئی تاکہ آپؐ کو کچھ آرام ملے۔ صبح ہوئی تو فرمایا کہ رات آرام زیادہ ملنے کے سبب نماز کے لیئے اٹھنے میں ذرا دیر ہو گئی آیندہ چادر کو دو تہہ کر کے نہ بچھانا۔

بسندِ حسن امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک رات حضرتؐ خانۂ ام سلمہ میں قیام فرما تھے

رات گئے ام سلمہؓ کی آنکھ کھلی تو حضرتؐ کو بستر پر نہ پایا۔ اُٹھیں اور تلاش کیا۔ دیکھا کہ آپؐ گھر کے ایک گوشہ میں کھڑے ہیں۔ ہاتھ بلند ہیں اور دُعا فرما رہے ہیں۔ اور رو رو کر کہہ رہے ہیں کہ خداوندا جو اچھی چیزیں تُونے عطا فرمائی ہیں وُہ مجھ سے ضائع نہ ہونے دے اور دُشمنوں اور حسد کرنے والوں کو مجھ پر شاد نہ کر۔ پالنے والے مجھے اُن بُرائیوں کی طرف نہ پھیرنا جن سے تُونے نجات دی ہے اور آنِ واحد کے لئے بھی مجھے میرے حال پر مت چھوڑنا۔ یہ دیکھ کر جناب ام سلمہؓ روتی ہوئی واپس آئیں۔ جب حضرتؐ نے اُن کے رونے کی آواز سُنی تو سبب پوچھا۔ ام سلمہؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیونکر نہ روؤں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جبکہ آپ اس طرح کہتے اور روتے ہیںؐ حالانکہ آپ کا درجہ اور مرتبہ خدا کے نزدیک کس قدر بلند ہے اور آپ کے گزشتہ اور آئندہ گناہ خدا نے معاف کر دیئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیونکر مطمئن ہو سکتا ہوں حالانکہ خدا نے حضرت یونسؑ کو ایک چشم زدن کے لیئے ان کو اُنہی کے حال پر چھوڑ دیا تھا تو اُن سے صادر ہوُا جو نہ ہونا چاہیئے تھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک سائل جناب سرورِ عالمؐ کے پاس آیا اور کچھ مانگا حضرتؐ نے فرمایا کوئی ہے جو مجھے قرض دے۔ یہ سُنکر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا چار وسق خرما اس کو دے دو۔ اس نے دے دیا۔ چند روز گزرنے کے بعد وُہ انصاری حاضرِ خدمت ہوُا اور اپنا قرض دیا ہوُا خرما طلب کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا انشاء اللہ آئندہ دو تو دے دونگا۔ تھوڑے دنوں کے بعد پھر اُس نے تقاضا کیا آپؐ نے وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوُا تو اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ جب آپؐ سے مانگتا ہوں تو آپؐ کہہ دیتے ہیں کہ خرمے آجائیں تو دے دوں گا۔ حضرتؐ نے اس کا نامناسب جواب سُنکر تبسم فرمایا اور کہا کوئی ہے جو مجھے قرض دے تو پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میں دیتا ہوں۔ پوچھا کتنے خرمے تیرے پاس ہیں عرض کی آپؐ کو جس قدر ضرورت ہو حاضر کروں۔ فرمایا آٹھ وسق خرما اس شخص کو دے دو۔ انصاری نے کہا میں نے تو آپؐ کو چار وسق دیئے تھے۔ فرمایا چار وسق اپنی طرف سے میں نے عطا کیئے۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب حضرت سرورِ کائناتؐ نے دُنیا سے رحلت فرمائی سوائے سواری کے ایک اُونٹ کے درہم و دینار، غلام و کنیز، گوسفند اور اُونٹ کچھ نہیں چھوڑا تھا۔ اور آپؐ کی زرہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس بیس صاع جَو کے عوض رہن تھی جو آپؐ نے اپنے عیال کے نفقہ کے واسطے قرض لیئے تھے۔ پھر حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں فقراء مسجد میں سویا کرتے تھے۔ ایک روز حضرتؐ نے اُن کے ساتھ منبر کے قریب ایک پتھر کی دیگ میں افطار فرمایا اور آپؐ کے ساتھ تیس ۳۰ اشخاص نے کھایا اور سیر ہو گئے، اور سب اپنے اپنے اہل و عیال کے لیئے بھی لے گئے، اُن سب نے بھی سیر ہو کر کھایا۔

حدیث موثق میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ عالمِ ضعیفی میں جبکہ کچھ گراں جسم ہو گئے تھے مشقت کی زیادتی کے لیئے ایک پَیر پر کھڑے ہو کر نافلہ نمازیں پڑھتے تھے یہانتک کہ خدا نے فرمایا طٰہٰ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى (سورۂ طٰہٰ آیہ ۱، ۲، پ۱۶)۔ اے طیبؐ و طاہرؐ خلق کے ہدایت کرنیوالے

ہم نے قرآن تم پر اس واسطے نازل نہیں کیا ہے کہ تم اپنے تئیں مشقت میں ڈالو۔ اس کے بعد دونوں پیروں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

بسند معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک فرشتہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کی کہ پروردگار عالم آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو آپؐ کے لیئے تمام صحرائے مکہ کو سونے کا بنا دوں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے سر آسمان کی جانب اُٹھایا اور عرض کی پالنے والے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز سیر ہوں تاکہ تیرا شکر و حمد بجا لاؤں، اور ایک روز بھوکا رہوں تاکہ تجھ سے طلب کروں۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے کبھی اپنی وفات کے وقت تک تین روز مسلسل سیر ہو کر نانِ گندم نہیں تناول فرمایا۔ اور انگوٹھی داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ اور سیاہ و سفید گوسفند سینگ دار قربانی کیا کرتے تھے اور دوسری حدیث میں منقول ہے کہ اُنہی حضرتؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ کیا آنحضرتؐ لوگوں سے تقیہ کرتے تھے؟ فرمایا اس آیت وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (آیت ۶۷، پ۶، سورۂ مائدہ) نازل ہونے کے بعد کہ خدا ضامن ہے کہ لوگوں کے شر سے تمہاری حفاظت کرے گا، پھر کبھی تقیہ نہیں کیا اس سے پہلے کبھی کبھی تقیہ کیا کرتے تھے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ پیغمبرِ خداؐ زمین پر بیٹھتے، زمین پر کھانا کھاتے، گوسفند کو اپنے ہاتھ سے باندھتے۔ اور اگر کوئی غلام نانِ جَو کی دعوت کرتا تو اس کی دعوت اپنے گھر پر قبول فرما لیتے۔ دوسری حدیث معتبر میں حضرت موسٰی بن جعفر علیہما السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے کہ کسی نے جناب رسُولِ خداؐ کا شکر ادا نہ کیا باوجودیکہ آپؐ کا لطف و کرم و احسان قُرشی، غیر قُرشی، عرب اور عجم ہر ایک پر ہے اور خلق پر کس کا حقِ نعمت آنحضرتؐ کے حق سے زیادہ ہو سکتا ہے۔ اور ہم آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ بھی اسیطرح ہیں کہ کسی نے ہمارے احسانات کا بھی حق ادا نہ کیا۔ اور نیک مومنین بھی ہر چند عام لوگوں پر احسان کرتے ہیں اور ان کے احسانات کا شکر بھی کوئی نہیں ادا کرتا۔

حدیث معتبر میں امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جبرئیلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ خدا آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ باکرہ لڑکیاں درخت میں پھل کے مانند ہیں۔ جب پھل پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو درخت سے توڑ لینا چاہیئے ورنہ دُھوپ سے وُہ خراب اور بیکار ہو جاتا ہے، ہوا اس کو متغیر کر دیتی ہے۔ اسیطرح جب باکرہ لڑکیاں بالغ ہو جاتی ہیں تو اُن کا علاج نکاح کر دینا ہے ورنہ اُن کے فتنہ سے مطمئن نہ ہونا چاہیئے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کا یہ پیغام بیان فرمایا۔ لوگوں نے پُوچھا کہ اُن کو کس کے ساتھ تزویج کریں فرمایا اُن کے ساتھ جو ان کے کفو ہوں۔ اور مومنین آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور منبر سے نیچے تشریف نہ لائے یہانتک کہ اپنے چچا زُبیر کی بیٹی کا نکاح مقدادؓ[1] سے کر دیا اور فرمایا لوگو میں نے اپنے چچا

[1] مقدادؓ کے حسب و نسب کا تذکرہ اسی کتاب کے آٹھویں باب میں درج ہے تفصیل وہاں دیکھئے۔ مختصر یہ ہے کہ بعض روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسود بن عبد یغوث کے غلام تھے۔ واللہ اعلم (مترجم)

کی لڑکی کا نکاح مقدادؓ سے اس لیئے کر دیا تاکہ امرِ نکاح پست ہو جائے اور تم سمجھو کہ بیٹی دینے میں حسب و نسب کی رعایت نہ کرنا چاہیئے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ چونکہ قضائے حاجت کیلئے لوگوں کے سامنے کبھی نہیں جاتے تھے۔ ایک روز ایسے مقام پر تھے جہاں کوئی آڑ اور پردہ نہ تھا صرف خرما کے دو درخت تھے۔ اصحاب میں سے ایک شخص آپؐ کے ہمراہ تھا۔ آپؐ نے اُن دونوں درختوں کو اشارہ فرمایا جو ایک دوسرے سے قریب ہو کر آپس میں مل گئے۔ حضرتؐ اُن کے پیچھے چھُپ کر حاجت سے فارغ ہوئے۔ وُہ شخص درختوں کے پیچھے گیا تو وہاں کچھ نہ دیکھا۔

جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا بعثت سے پہلے مرالظہران میں گوسفند چرایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کالی بھیڑیں پالو کیونکہ وُہ زیادہ اچھی ہوتی ہیں۔ لوگوں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ بھیڑیں چرانا بہتر ہے؟ فرمایا کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا جس نے بھیڑیں نہ چرائی ہوں۔ اور عمار یاسرؓ سے منقول ہے کہ میں آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے گوسفند چراتا تھا اور حضرتؐ بھی چرایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے حضرتؐ سے عرض کی کہ گھنے چراگاہ زیادہ بہتر ہیں۔ اچھا ہو گا کہ ہم وہاں چرائیں حضرتؐ نے فرمایا بہتر ہے۔ جب میں دوسرے روز وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آنحضرتؐ پہلے سے وہاں موجود ہیں لیکن اپنی گوسفندوں کو چراگاہ میں داخل ہونے سے روکے ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اس لیئے مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ میری گوسفندیں تمہاری گوسفندوں سے پہلے چرنا شروع کر دیں[1]

حدیث معتبر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خداوند عالم نے عقل کو پیدا کیا اس سے فرمایا کہ قریب آ۔ وُہ آئی تو فرمایا واپس جا وُہ چلی گئی پھر فرمایا کہ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں پیدا کی جو مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ اس سے نو حصے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا کیئے اور ایک حصہ تمام خلق پر تقسیم فرمایا۔

بسند معتبر حضرت امام علی بن موسے الرضا صلوات اللہ علیہما سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مجھے نماز اور جماع کے سبب کچھ ضعف پیدا ہوا تو آسمان سے میرے واسطے طعام نازل ہوا جس سے شجاعت وحرکت وجماع کے لیئے چالیس مردوں کی قوت مجھ میں پیدا ہو گئی۔

حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا کے ساتھ میں بھی خندق کھودنے میں مشغول تھا۔ ناگاہ جناب سیدہؑ ایک ٹکڑا روٹی کا آنحضرتؐ کے لیئے لائیں۔ حضرتؐ نے پوچھا کیا ہے؟ عرض کی ایک

[1] مؤلف فرماتے ہیں چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت عوام کالانعام کی ہدایت کے لیئے ہوتی ہے اس لیئے خداوند عالم نے پہلے ان کو جانوروں کے چرانے پر مامور فرمایا تاکہ عوام کے ساتھ رہنا سہنا اور ان کی بے ادبی و بدتمیزی اُن ذوات مقدسہ پر گراں نہ گزرے اور ان کی طرف سے اذیتوں پر صبر کرنا دشوار نہ ہو۔ ۱۲

روٹی حسنینؑ کے لیئے میں نے پکائی تھی اُس میں سے ایک ٹکڑا آپؐ کے واسطے بھی لائی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا، تین روز گزر چکے ہیں کہ تمہارے باپؐ کے پیٹ میں ایک دانہ بھی نہیں پہنچا۔ یہ پہلی غذا ہے جو میں کھا رہا ہوں احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا غلاموں کی طرح بغیر خوان کے کھانا کھاتے اور غلاموں کی طرح دوزانو بیٹھتے اور زمین پر بغیر بستر کے سوتے اور اپنے تئیں بندہ سمجھتے تھے۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ ایک بدیہ عورت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ دیکھا کہ حضرتؐ زمین پر بیٹھے ہوئے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اُس نے تعجب سے کہا یا رسولؐ اللہ آپؐ غلاموں کی طرح کھانا کھاتے ہیں، غلاموں کے مانند بیٹھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا کے نزدیک مجھ سے بڑھ کر کون بندہ (غلام) ہو سکتا ہے۔ اُس عورت نے کہا آپؐ اپنے کھانے میں سے ایک لقمہ مجھے عطا فرمائیے آپ اُس کو دینے لگے تو کہا اُس میں سے جو آپ کے دہن میں ہے دیجئے۔ حضرتؐ نے وُہ لقمہ اپنے مُنہ سے نکال کر دیدیا اُس نے کھا لیا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ اُس لقمہ کی برکت سے مرتے دم تک اُس عورت کو کوئی بیماری، کوئی درد اور تکلیف نہیں ہوئی۔ دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ وُہ عورت بدزبان اور بے شرم تھی اُس لقمہ کی برکت سے صاحبِ حیا و غیرت ہو گئی۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ ہماری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آنحضرتؐ نے جس روز سے آپ مبعوث برسالت ہوئے اپنی وفات کے روز تک کسی چیز پر تکیہ کر کے کچھ کھایا ہو اور تین دن متواتر نان گندم سیر ہو کر کھائی ہو۔ امامؑ فرماتے ہوں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو میسر نہیں ہوتی تھی بلکہ کبھی ایسا ہوتا کہ ایک شخص کو سَو اونٹ بخش دیتے تھے۔ اگر وُہ چاہتے تو کھا سکتے تھے۔ جناب جبریلؑ تین مرتبہ حضرتؐ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائے اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ اگر آپ چاہیں تو تمام روئے زمین کی بادشاہی اختیار فرمائیں کہ جو کچھ روئے زمین پر ہے سب کے مالک ہوں بغیر اس کے کہ آپؐ کے ثواب آخرت میں کچھ بھی کمی ہو۔ لیکن آنحضرتؐ نے منظور نہ فرمایا اور تواضع وانکساری اختیار فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں بہ نسبت دُنیا کے رفیق اعلےٰ کو بہتر سمجھتا ہوں۔ اور کبھی حضرتؐ نے سائل کے سوال پر نہیں فرمایا کہ معاف کرو۔ بلکہ اگر کچھ موجود ہوتا تو آپؐ عطا فرماتے تھے اور اگر نہ ہوتا تو فرماتے میرے پاس کچھ آجائے تو دُوں گا۔ اور جس چیز کے خدا کی طرف سے ضامن ہوتے بیشک خدا ان کو عطا فرماتا تھا یہاں تک کہ اگر کسی کے لیئے بہشت کی ضمانت لے لیتے تو خدا اس کے لیئے منظور فرما لیتا۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی لوگ ہر وقت حفاظت کیا کرتے تھے لیکن جب آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (آیت ۶۷، سورۂ مائدہ پ ۶) یعنی "اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا" نازل ہوا تو حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ اب میری حفاظت کی ضرورت نہیں ہے؛ خدا میری حفاظت فرماتا ہے۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ جسم کی رگوں کی تعداد کے مطابق اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ كَثِيْرًا عَلٰى كُلِّ حَالٍ فرمایا کرتے تھے۔ اور کسی مجلس سے نہیں اُٹھتے تھے اگرچہ تھوڑی ہی دیر بیٹھتے مگر پچیس مرتبہ استغفار کرتے۔ اور ہر روز ستر بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اور

ستر مرتبہ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ فرمایا کرتے۔ اور حدیث موثق میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
کہ حضرت سرور کائنات فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ جب قرآن پڑھتا ہوں تو بوڑھا کیوں نہیں
ہو جاتا۔ حدیث حسن میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت عائشہؓ آنحضرتؐ کے پاس
بیٹھی تھیں کہ ایک یہودی نے آکر اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ یعنی "تم پر موت ہو" کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا عَلَیْکُمْ
یعنی تم پر ہو۔ پھر دو یہودی اور آئے اور یوں ہی سلام کیا، اور حضرتؐ نے وہی جواب دیا۔
عائشہؓ کو غصہ آگیا اور بولیں تم پر موت اور خدا کی لعنت اور غضب ہو اے بندر اور سؤر کی اولاد
حضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ اگر گالی اور فحش باتیں متشکل ہوتیں تو بیشک نہایت بُری شکل میں ہوتیں
مہربانی اور نرمی جس شئے پر رکھ دی جاتی ہے اس کی زینت ہو جاتی ہے اور جس سے اُٹھائی جائے
اس کو قبیح و بدصورت بنا دیتی ہے۔ عائشہؓ نے کہا یا حضرتؐ آپ نے شائد نہیں سُنا کہ ان لوگوں نے
کیا کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں سُنا لیکن جو کچھ انہوں نے کہا میں نے اُن پر پلٹ دیا۔ اگر کوئی مسلمان
سلام کرے تو تم بھی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا کرو اور کوئی کافر سلام کرے تو جواب میں عَلَیْکَ کہدیا
کرو۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ رسولؐ خدا کبھی زانوؤں کو زمین سے اُٹھا کر دونوں ہاتھوں
کے گھیرے میں لے لیتے۔ کبھی دو زانو بیٹھتے کبھی ایک پیر کو آپس میں ملا کر دوسرے پیر کو اُس پر رکھ
لیتے لیکن چار زانو کبھی نہیں بیٹھتے تھے۔

بسند صحیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک اعرابی حضرتؐ کی خدمت میں اکثر ہدیئے لایا کرتا
اور کہا کرتا تھا یا رسولؐ اللہ میرے ہدیہ کی قیمت عنایت فرمایئے۔ حضرتؐ تبسم فرماتے۔ جب حضرتؐ
کو فکر و غم ہوتا تو کہتے کاش وہ اعرابی آتا اور مجھ کو خوش کرتا۔ حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ
سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا اپنے اصحاب کی جانب مساوی طور پر توجہ و التفات فرماتے اور کسی پر
زیادہ نظر نہ کرتے۔ کبھی اپنے پیروں کو ان کے درمیان پھیلاتے نہ تھے۔ جب کسی سے مصافحہ کرتے
جب تک وہ خود اپنے ہاتھوں کو نہ کھینچتا حضرتؐ بھی اپنے ہاتھوں کو نہ کھینچتے۔ جب لوگوں کو یہ احساس
ہوا تو جلد اپنے ہاتھوں کو لوگ کھینچ لیا کرتے۔ دوسری حدیث بسند صحیح انہی حضرتؑ سے منقول ہے
کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ کو ہمیشہ مسواک کرنے کی تاکید کرتے تھے یہاں تک کہ مجھ کو خوف ہوا کہ
میرے دانت نہ گھس جائیں اور گر نہ جائیں۔ بسند حسن انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص بنی ہاشم
میں انتقال کرتا تو اُس کی قبر پانی سے تر کی جاتی تھی اور رسولؐ خدا اپنی انگشت مبارک اُس کی قبر پر رکھتے
جس سے نشان بن جاتا تھا۔ اور ایسا غیر بنی ہاشم کے لیئے نہیں کرتے تھے۔ دوسری بہت سی معتبر حدیثوں
میں منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا تواضع و انکساری کے سبب کبھی داہنی یا بائیں جانب تکیہ کرکے کوئی چیز نہیں
کھاتے کیونکہ بادشاہوں کے مانند نہیں بننا چاہتے تھے۔ ایک روایت میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ
مشغول نماز تھے۔ کچھ سوار آئے اور اصحاب سے آنحضرتؐ کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ اگر
فرصت ہوتی تو آنحضرتؐ کے فارغ ہونے کا ہم انتظار کرتے۔ حضرتؐ سے ہمارا سلام کہہ دینا۔ یہ کہہ کر

وہ لوگ چلے گئے۔ جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو اصحاب سے ناراضی کا اظہار کیا۔ فرمایا کہ لوگ تمہارے
پاس آتے ہیں میرا حال پوچھتے ہیں مجھ کو سلام کہلاتے ہیں اور تم ان کو نہ روکتے ہو نہ اُن کو کچھ ناشتہ
کراتے ہو یہ میرے لیئے بہت تکلیف کا باعث ہے کہ ایسے لوگ جن میں جعفر بن ابی طالب ایسے ہوں
اُن کے پاس آکر ایک جماعت بغیر ناشتہ کیئے چلی جائے۔ احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے
منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا ایک چھوٹا عصا رکھتے تھے۔ جب حضرتؐ صحرا میں نماز پڑھتے اس کو
اپنے سامنے نصب کر لیا کرتے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کا رحل ایک ہاتھ بلند تھا جب
حضرتؐ نماز پڑھتے اس کو اپنے سامنے رکھ لیتے جس سے آنحضرتؐ اور گزرنے والوں کے درمیان
آڑ ہو جاتی۔ دوسری حدیث موثق میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک شب رسولؐ خدا عائشہؓ
کے گھر تھے اور عبادت میں بہت محو تھے۔ عائشہؓ نے کہا کہ آپؐ اپنے کو اس قدر مشقت و تکلیف میں
کیوں ڈالتے ہیں آپؐ کے گذشتہ و آئندہ گناہ تو خدا نے بخش دیئے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ
کیا میں شکر کرنے والا بندہ نہ بنوں۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر نماز
پڑھتے تھے۔ آخر خدا نے آیت بھیجی۔ طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی۔ دوسری حدیث موثق
میں جناب امام جعفرؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ اللہ ایک سفر میں ناقہ پر سوار جا رہے تھے۔ ناگاہ نیچے
اُترے اور پانچ سجدے بجا لائے۔ پھر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسولؐ اللہ آج تو
آپؐ نے ایسا عمل کیا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ فرمایا کہ ہاں جبرئیلؑ میرا استقبال کر رہے
تھے انہوں نے پانچ خوشخبریاں دیں اور میں نے ہر ایک کے عوض ایک سجدۂ شکر کیا۔ دوسری حدیث معتبر
میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ اچھے اخلاق پسندیدہ ہوتے ہیں۔ ایک روز جناب رسالتمآبؐ مسجد
میں بیٹھے تھے ناگاہ انصار کی ایک کنیز آئی اور اُس نے حضرتؐ کی چادر کا سرا پکڑ لیا۔ حضرتؐ نے سمجھا کہ
اس کو کوئی کام ہے اُٹھ کھڑے ہوئے مگر اُس نے کچھ نہ کہا۔ حضرتؐ پھر بیٹھ گئے۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا
چوتھی بار جبکہ حضرتؐ اُٹھے تو اس کے ہاتھ میں چادر کا ایک تار آگیا جس کو اُس نے توڑ لیا۔ صحابہ نے
اس پر عتاب کیا کہ کیا سبب ہے کہ حضرتؐ کو اس قدر زحمت دے رہی ہے۔ کہ چار مرتبہ تیری وجہ سے
حضرتؐ اُٹھے۔ اس نے کہا ہمارے گھر میں ایک مریض ہے گھر والوں نے مجھ کو اس لیئے بھیجا تھا کہ آنحضرتؐ
کے لباس کا ایک تار لے جاؤں تاکہ اس کو شفا ہو جائے۔ ہر مرتبہ جبکہ میں نے تار لینا چاہا حضرتؐ اُٹھ
کھڑے ہوئے۔ مجھے مانگتے ہوئے شرم معلوم ہوئی۔ آخری مرتبہ میں نے یہ تار حاصل کر لیا۔ حدیث
موثق میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک یہودیہ عورت نے گوسفند کا گوشت زہر ملا کر پکایا اور حضرتؐ
کے لیئے لائی۔ وہ گوسفند گویا ہوا کہ یا رسولؐ اللہ مجھ کو نہ کھایئے مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ حضرتؐ نے
اس عورت کو بلایا اور پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ اُس نے کہا یہ سمجھ کر کہ اگر آپؐ پیغمبر ہیں تو زہر آپ پر اثر
نہ کرے گا۔ ورنہ لوگوں کو آپؐ سے نجات مل جائے گی۔ حضرتؐ نے اس کو معاف کر دیا۔ روایت معتبر
میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ اللہ ایک روز عائشہ کے پاس آئے دیکھا ایک ٹکڑا خشک

روٹی کا زمین پر پڑا ہوُا ہے اور اس پر نزدیک تھا کہ پَیر پڑ جائے حضرتؐ نے اس کو اٹھا کر تناول فرمایا اور
کہا اے حمیرا خدا کی نعمتوں کی قدر کرو کیونکہ جب کوئی نعمت کسی سے جاتی رہتی ہے تو پھر واپس نہیں
لتی۔ حدیث حسن میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ شب جمعہ کو مسجد قبا میں آنحضرتؐ نے
فطار کا ارادہ کیا اور پوُچھا کہ کوئی چیز پینے کی ہے جس سے افطار کروں اوس بن خولی انصاری نے
یک پیالہ دودھ حاضر کیا جس میں شہد ملا ہوُا تھا۔ حضرتؐ نے ایک گھونٹ لیا اور فوراً نکال دیا اور
رمایا کہ یہ دوُ چیزیں ہیں جن میں سے ایک ہی پر اکتفا کی جا سکتی ہے۔ میں بیک وقت دونوں کو استعمال
رنا پسند نہیں کرتا اور لوگوں پر حرام بھی نہیں کرتا لیکن میں خوشنودی خدا کے لئے فروتنی کرتا ہوں۔
ر جو شخص یوں فروتنی کرتا ہے خدا اس کو بلند کرتا ہے۔ اور جو شخص غرور کرتا ہے خدا اس کو پست
رتا ہے۔ اور جو شخص اپنے معاش میں میانہ روی اختیار کرتا ہے خدا اس کو روزی دیتا ہے۔ اور
جو شخص اسراف کرتا ہے خدا اس کو محروم کرتا ہے اور جو شخص موت کو زیادہ یاد کرتا ہے خدا بھی
ں کو بہت دوست رکھتا ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز ایک فرشتہ سرورؐ کائنات کی
دمت میں حاضر ہوُا اور عرض کی خدا نے آپؐ کو اختیار دیا ہے کہ آپؐ بندہ اور رسول اور انکساری کرنے
الا ہونا پسند کریں یا رسول اور بادشاہ ہونا پسند کریں ہر حال میں خدا کے نزدیک آپؐ کے رتبہ میں
چھ کمی نہ ہوگی۔ اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیں اور کہا یہ دُنیا کے
زانوں کی کنجیاں ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ آپؐ چاہیں تو ان کو لے لیں اور جو خزانہ چاہیں کھولیں اور تصرف
لائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں بندہ، رسول اور تواضع و انکساری پسند کرتا ہوں بادشاہی نہیں چاہتا
دسری روایت میں یہ ہے کہ فرمایا دُنیا اُس کا گھر ہے جس کے لئے آخرت میں کوئی گھر نہیں ہوتا۔ اور
نیا کے لئے وُہ ذخیرہ کرتا ہے جس میں عقل نہیں ہوتی اُس وقت اُس مَلک نے کہا قسم ہے اُس خدا
ی جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کہ جس وقت یہ کنجیاں مجھے دی گئیں یہی باتیں جو آپؐ نے
رمائیں ایک فرشتہ سے مَیں نے سُنیں جو چوتھے آسمان سے کہہ رہا تھا۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ
سے منقول ہے کہ دُنیا کی کوئی چیز حضرتؐ کو ایسی محبوب نہ تھی مگر وُہ جو دُنیا میں بھوُکا پیاسا اور خوف زدہ ہو
دوسری حدیث میں فرمایا کہ بہترین سالن آنحضرتؐ کے نزدیک سرکہ اور زیتون کا تھا۔ دوسری معتبر
حدیث میں فرمایا کہ ایک دن رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جناب ام سلمہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے
ایک روٹی کا ٹکڑا آنحضرتؐ کے پاس لائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا شائد سالن نہیں ہوگا۔ عرض کی سرکہ
کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فرمایا سرکہ تو بہترین سالن ہے جس گھر میں سرکہ ہو وُہ سالن سے خالی نہیں ہوتا
امامؑ فرماتے ہیں کہ حضرتؐ کے پاس گرم کھانا لایا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے آگ کو ہماری غذا نہیں
قرار دی ہے اس کو ٹھنڈا ہونے دو۔ کیونکہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی اور اُس میں شیطان شریک
ہو جاتا ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ حضرتؐ کبھی خربوزہ کو رطب کے ساتھ تناول فرماتے کبھی شکر کے ساتھ اور

سبزی میں بادرُوج زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اور جب پانی نوش فرماتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ
سَقَانَا عَذْبًا زُلَالًا وَلَمْ یَسْقِنَا مِلْحًا اُجَاجًا وَلَمْ یُؤَاخِذْنَا بِذُنُوْبِنَا پڑھتے اور
شامی پیالے میں پانی پیتے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب روزہ افطار کرتے تو ابتدا حلوہ سے
کرتے اور اگر حلوہ نہ ہوتا تو شکر سے افطار کرتے یا خرمے سے۔ اور یہ بھی نہ ہوتا، تو گرم پانی سے افطار
فرماتے تھے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ رطب کی فصل میں رطب سے اور خرمے کی فصل میں خرمے سے
افطار فرماتے۔ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نے بازی لگا کے
گھوڑا دوڑایا اور تین درخت خرما کی شرط کی تھی۔

بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے پاس کچھ مال آیا آپؐ نے
تقسیم فرمادیا مگر تمام اہل صفہ کو نہیں پہنچا۔ اُن میں کسی کو ملا کسی کو نہیں ملا لہٰذا حضرتؐ کو رنج ہوُا کہ جن
لوگوں کو نہیں ملا ہے اُن کا دل دُکھے گا۔ لہٰذا آپؐ اُن کے پاس آئے اور فرمایا اے اہل صفہ میں تم سے اور
خدا سے عذر خواہ ہوں میرے واسطے جو مال لایا گیا تھا میں چاہتا تھا وُہ تم سب تک پہنچاؤں لیکن وُہ کافی
نہ تھا لہٰذا میں نے خاص طور سے اُن لوگوں کو دے دیا جو بہت زیادہ محتاج و پریشان تھے۔

حدیث صحیح میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ابتدائے زمانۂ بعثت میں آنحضرتؐ نے متواتر
کچھ مدت تک روزے رکھے کہ لوگوں کو گمان ہوُا کہ حضرتؐ کبھی روزہ ترک نہ کریں گے۔ پھر کچھ مُدت
تک روزہ ترک کردیا کہ لوگوں نے سمجھا کہ اب روزہ کبھی نہ رکھیں گے۔ پھر کچھ دنوں تک جناب داؤدؑ
کی طرح ایک روز روزہ رکھتے ایک روز نہیں رکھتے تھے پھر اس کو بھی ترک کیا اور ہر مہینہ کی
تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخوں میں روزہ رکھنے لگے۔ پھر اس کو بھی ترک کیا اور آپؐ کی سنّت
اس پر مقرر ہوئی کہ ہر مہینے کے پہلے اور آخری پنجشنبہ اور درمیان مہینہ کے پہلے چہارشنبہ کو
روزہ رکھتے تھے اور آخر عمر تک اسی طریقہ پر عمل رہا یہاں تک کہ جوار رحمت الٰہی سے ملحق ہو گئے۔ اور
شعبان کے تمام مہینہ کا روزہ رکھتے تھے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا سے جو کچھ لوگ مانگتے حضرتؐ عطا فرماتے یہاں تک
کہ ایک عورت نے اپنے لڑکے کو سکھلا کر بھیجا کہ حضرتؐ سے سوال کرے۔ اگر فرمائیں کہ کچھ نہیں ہے تو کہنا
اپنا پیراہن دے دیجیئے۔ اس لڑکے نے ایسا ہی کیا۔ آنحضرتؐ نے اس کو اپنا پیراہن دے دیا۔ جب
نماز کا وقت آیا تو برہنہ جسم کے سبب آپؐ نماز کے لئے گھر سے نہ نکل سکے۔ آخر خدا نے حضرتؐ کو میانہ
روی کا حکم دیا اور یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا
كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (آیت ۲۹ پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل)۔ یعنی اپنے ہاتھوں کو گردن
میں مت باندھ لو کہ کسی کو کچھ نہ دو۔ اور اس قدر ہاتھوں کو کھُلا نہ رکھو کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے سب
دے دو اور بعد میں خجل و پشیمان ہو کر بیٹھ جاؤ اور عریانی کے سبب سے نماز سے باز رہو۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب رسالتمآبؐ سونے کے لئے بستر پر جاتے اپنی آنکھوں میں

پتھر کا سُرمہ طاق طاق لگایا کرتے تھے۔ اور حدیث صحیح میں منقول ہے کہ چار سلائی داہنی آنکھ میں اور تین بائیں آنکھ میں لگاتے تھے۔

بسند حسن منقول ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ مدینہ کے کسی راستہ سے جا رہے تھے درمیانِ راہ میں ایک حبشی کنیز سرگین چُن رہی تھی۔ لوگوں نے کہا رسولؐ اللہ کے راستہ سے ہٹ جا۔ اُس نے کہا راستہ کشادہ ہے۔ صحابہ نے چاہا کہ اس کو سزا دیں۔ حضرت نے فرمایا چھوڑ دو وُہ جبارہ یعنی مغرور ہے۔

دوسری معتبر روایت میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم گرمیوں میں پنجشنبہ کے دن سے باہر سونا شروع کرتے تھے اور جاڑوں میں روزِ جمعہ سے اندر سونے کی ابتدا فرماتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ سردی و گرمی ہر موسم میں شبِ جمعہ سے ابتدا کرتے۔ دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ اپنے دست مبارک سے بکریاں دوھ لیا کرتے تھے۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ماہ رمضان کا آخری دہہ شروع ہوتا پیغمبرؐ خدا عبادت کے لیئے کمر مضبوط باندھتے اور عورتوں سے دُوری اختیار فرماتے اور راتیں عبادتِ الٰہی میں بسر کرتے اور سوائے عبادت کے کسی کام میں مشغول نہ ہوتے۔ دوسری حدیثِ حسن میں فرمایا کہ دہۂ آخر ماہِ رمضان میں حضرتؐ کے لیئے مسجد میں بالوں سے بنا ہوا خیمہ نصب کیا جاتا اور حضرتؐ اُس میں عبادت میں مشغول رہتے۔ راتوں کو نہ سوتے تھے اور نہ ازواج کے پاس جاتے تھے۔ جب ماہِ رمضان میں جنگِ بدر واقع ہوئی تو اُس سال حضرتؐ اعتکاف نہ فرما سکے۔ دوسرے سال بیسؒ روز، دس روز موجودہ اور دس روز گزشتہ رمضان کی قضا کے عوض اعتکاف فرمایا۔ اور آنحضرتؐ رات میں بھی اور دن میں بھی طواف کیا کرتے تھے۔ اور عید الضحےٰ میں دُو گوسفند کی قربانی کرتے ایک اپنی طرف سے اور ایک اُمّت میں اُس کی طرف سے جس کے امکان میں قربانی کرنا نہ ہوتا۔ اور باغہائے مدینہ کی چہار دیواری کھینچنے کو منع فرماتے تاکہ راستہ سے گزرنے والے بھی پھل کھا سکیں اور جب پھل لگنے کا وقت آتا تو فرماتے کہ باغوں کی دیواروں میں غریبوں اور راہگیروں کے واسطے روزن بنا دو۔ اور آنحضرتؐ کدو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ صحن خانہ میں اس کا پودا لگاتے اور اس کو کھایا کرتے تھے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ابو سعید خُدری آنحضرتؐ کی بیماری میں عیادت کے لیئے گئے اور اپنا ہاتھ لحاف پر رکھا اُس پر بخار کی حرارت محسوس ہوئی تو کہا کس قدر سخت بخار ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہم اہلبیتؑ ایسے ہی ہیں ہماری بلائیں سخت ہوتی ہیں، اور ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب آنحضرتؐ نے دُنیا سے رحلت فرمائی آپؐ کے ذمّہ قرض تھا۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ رسولؐ خدا ہدیہ کی چیز تناول فرماتے تھے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ گوسفند کے پائے بھی مجھے ہدیہ کیئے جائیں تو میں قبول کر لوں گا۔ دوسری

صحیح حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے نماز کے آداب میں سے تھا کہ آپؐ آبِ وضو اپنے سرہانے رکھتے اور لحاف میں سر چھپائے ہوئے مسواک کر لیتے۔ بہت کم سوتے۔ بیدار ہوتے تو آسمان کی جانب نظر کرتے اور سورۂ آل عمران کی آخری آیتیں تلاوت فرماتے پھر مسواک اور وضو کرتے اور چار رکعت نماز پڑھتے اور رکوع و سجود کو بقدر قرأت طول دیتے۔ رکوع کو اس قدر طول دیتے کہ لوگ سمجھتے کہ آج رات رکوع سے سر نہ اُٹھائیں گے۔ اسی طرح سجدہ میں طول دیتے۔ پھر بستر پر جاتے اور تھوڑا آرام کرتے پھر بیدار ہو کر آسمان کو دیکھتے اور مذکورہ آیتوں کو پڑھتے اور اسی طرح عمل کرتے اور نمازِ وتر اور نافلۂ صبح ادا کر کے مسجد میں تشریف لے جاتے اور نمازِ صبح پڑھتے۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ اگر تم کو خوف ہو کہ دُنیا کی جانب شوق تم پر غالب ہو جائے گا، تو رسُول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کا تصور کرو کہ آنحضرتؐ کی غذا جَو کی روٹی تھی، اور حلوا خرما تھا اور ایندھن خرما کی لکڑیاں تھیں اگر مل جاتیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کبھی اپنی بلندی عقل کے مطابق لوگوں سے کلام نہ فرماتے۔ فرماتے تھے کہ ہم گروہِ انبیاء مامور ہوئے ہیں کہ لوگوں سے اُن کی عقل کے موافق گفتگو کریں۔ دوسری حدیث صحیح میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کی غذا بغیر سالن کے جَو کی روٹی تھی۔

دوسری حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبرؐ خدا کی رضاعی بہن آئیں حضرتؐ نے ان کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ اور اپنی ردا اُن کے لیئے بچھا دی اُس پر بٹھایا اور خوش ہو کر باتیں کیں۔ وُہ چلی گئیں تو ان کے بھائی آئے۔ جناب رسُولؐ خدا نے اُن کے ساتھ اس طرح خوشی و بشاشت ظاہر نہ فرمائی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپؐ نے اس کی بہن کا اس قدر اکرام فرمایا۔ جو عورت تھی لیکن اس کا ایسا اکرام نہ کیا۔ فرمایا وُہ اپنے باپ کے لیئے اس سے زیادہ نیکی کرنے والی ہے۔ دوسری حدیث معتبر میں اُن ہی حضرتؐ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسُولؐ خدا کا گزر قبیلۂ بنی فہد کے ایک شخص کی طرف ہوا وُہ اپنے غلام کو مار رہا تھا اور غلام کہہ رہا تھا میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں لیکن وُہ شخص باز نہ آیا مارتا ہی رہا۔ غلام نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تو بولا میں محمدؐ کی پناہ چاہتا ہوں۔ یہ سُنتے ہی اُس نے ہاتھ روک لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب اُس نے خدا کی جانب سے پناہ مانگی تو تُو نے نہ دی جب میری طرف سے پناہ چاہی تو تُو نے پناہ دے دی۔ خدا زیادہ حقدار ہے کہ اگر کوئی اس کی جانب پناہ لے جائے تو اس کو امان دینی چاہیئے۔ اس شخص نے کہا میں نے اس کو خدا کی خوشنودی کے لیئے آزاد کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی خدا کے حق کی قسم جس نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اگر تو اس کو آزاد نہ کرتا تو یقیناً جہنّم کی آگ تجھ کو جلاتی۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایک روز آنحضرتؐ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک مزبلہ پر ایک مُردہ بکری کا بچہ پڑا ہوا دیکھا جس کے دونوں کان کٹے ہوئے تھے۔ آپؐ نے اصحاب سے فرمایا تم میں سے کون اس کو ایک درہم میں خریدے گا؟ انہوں نے کہا ہم تو اس کو کسی قیمت پر نہ لیں۔ اگر مفت ملے تب بھی نہ لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا واللہ میرے نزدیک یہ دُنیا اس سے بھی بدتر ہے جس قدر یہ بُز غالہ

تمہارے نزدیک بے قدر ہے۔ اور بسند صحیح منقول ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا دیکھا کہ حضرتؐ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اُس کے نشانات حضرتؐ کے پہلو پر نقش ہو گئے ہیں اور خُرمے کی پتیوں سے بھرا ہوا ایک تکیہ سر کے نیچے رکھے ہوئے ہیں جس کے نشانات آپؐ کے چہرہ اقدس پر ظاہر ہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ بادشاہانِ عجم و روم حریر و دیبا کے بستر و نیر سوئیں اور آپؐ ایسی چٹائی پر سوتے ہیں اور ایسا تکیہ رکھتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا واللہ میں اُن سے بہتر اور اپنے خدا کے نزدیک محبوب تر ہوں؟ مجھے دُنیا سے کیا کام۔ دنیا کی مثال اُس درخت کی سی ہے جس کے نیچے سوار چند ساعت آرام کرتا ہے اور پھر سوار ہو کر روانہ ہو جاتا ہے اور درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔ دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ ایک اعرابی نے حضرتؐ کے ساتھ ناقہ دوڑانے میں شرط کی کہ اگر اُس کا ناقہ آگے بڑھ جائے گا، تو حضرتؐ کا ناقہ لے لے گا۔ جب اُونٹ دوڑائے گئے اعرابی کا اُونٹ آگے نکل گیا۔ حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم نے میرے اُونٹ کی تعریف کر کے اس کو بلند قرار دیا تھا کہ وہ آگے نکل جائے گا تو خدا نے اُس کو پست کر دیا جس طرح بڑے بڑے پہاڑوں نے کشتیٔ نوحؑ کے لیئے اپنے اپنے سر بلند کیئے، اور کوہِ جودی نے انکساری اختیار کی تو خدا نے کشتیٔ نوحؑ کو اُسی پر ٹھہرایا۔ بسندِ صحیح منقول ہے، کہ آنحضرتؐ ہر روز بغیر کسی گناہ کے ستر مرتبہ توبہ کرتے تھے اور اَتُوبُ اِلَی اللّٰہ فرماتے تھے۔؟ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ ایک انصاری نے ایک صاع رطب حضرتؐ کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ حضرتؐ نے خادم سے فرمایا گھر میں جا کر کوئی پیالہ یا طبق ہو تو لے آؤ۔ وہ گیا اور واپس آیا۔ کہا مجھے کوئی چیز گھر میں نہیں ملی۔ حضرتؐ نے اپنے دامن سے زمین کو جھاڑ کر فرمایا کہ یہیں رکھ دو۔ اور فرمایا کہ اُس خدا کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے اگر خدا کے نزدیک دُنیا کی قدر ایک پرِ پشہ کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی منافق اور کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔ نہج البلاغہ میں امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ ترک دُنیا کے لیئے تم کو پیغمبرؐ خدا کی تاسی اور آپؐ کی سیرت کافی ہے اور دُنیا کی مذمت اور بُرائی کے لیئے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرتؐ کے لیئے اُس میں سے کچھ حصہ نہ تھا، اور دوسروں کے واسطے بہت کچھ تھا۔ حضرتؐ نے شیر دُنیا سے لبوں کو کبھی تر نہ کیا اس سے پہلو خالی رکھتے تھے۔ اس کو اس طرح حقیر سمجھتے رہے جیسا کہ حق ہے۔ کبھی اس کی جانب رغبت سے نہ دیکھا اُس کی لذتوں سے آپؐ کا پہلو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ خالی تھا۔ کبھی دُنیا کے طعام سے شکم سیر نہ ہوئے۔ خدا نے دُنیا کو حضرتؐ کے سامنے پیش کیا آپؐ نے اس کو قبول نہ کیا اس لیئے کہ آپؐ جانتے تھے کہ خدا دُنیا کو دشمن رکھتا ہے لہٰذا حضرتؐ بھی اُس کو دشمن رکھتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ خدا اس کو حقیر جانتا ہے اس لیئے خود بھی حقیر سمجھتے تھے۔ بلاشبہ حضرتؐ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے غلاموں کی طرح دوزانو بیٹھتے، اپنی نعلین اور اپنے کپڑوں میں خود ہی پیوند لگا لیتے اور برہنہ پُشت دراز گوش پر سوار ہوتے تھے اور کسی کو ساتھ بٹھا لیتے۔ ایک مرتبہ کسی بی بی کے دروازہ پر پردہ پڑا ہوا دیکھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کو مجھ سے پوشیدہ کرو جس وقت اس پر میری نگاہ

پڑتی ہے تو دُنیا اور اس کی زینتیں مجھ کو یاد آتی ہیں۔ آنحضرتؐ نے دُنیا کی جانب سے یک لخت رُخ پھرا لیا تھا اور اس کی یاد دل سے نکال دی تھی اور چاہتے تھے کہ دُنیا کی زینت نگاہوں سے پوشیدہ رہے اس کی زیبائش دیکھنا نہیں چاہتے تھے اس کو مکان باقی نہیں سمجھتے تھے اور اس میں رہنے کی اُمید نہیں رکھتے اس لیئے دنیا کو دل سے نکال دیا تھا اور دل سے مٹا دیا تھا، اور آنکھوں سے چھپا رکھا تھا۔ اور جو شخص کسی کو دشمن رکھتا ہے اس کی طرف نظر کرنا پسند نہیں کرتا اور نہیں چاہتا کہ اُس کے سامنے اس کا ذکر کیا جائے۔ بیشک حضرتؐ کے حالات میں وُہ سب کچھ ہے جو تم کو دنیا کی بُرائیوں اور عیبوں کی جانب دلالت کرتا ہے کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ آپ اپنے مخصوص اہلبیتؑ کے ساتھ بھُوکے رہتے تھے اور دُنیا کے سامان اور زینتیں خدا نے ان کے لیئے پسند نہ کی تھیں اس قرب و منزلت کے باوجود جو خدا کے نزدیک اُن کو حاصل تھیں۔ بلاشبہ وُہ دنیا سے بھُوکے رخصت ہوئے اور دُنیا پر تصرف کے بغیر عقبےٰ کی جانب تشریف لے گئے اور اپنے واسطے اینٹ پر اینٹ نہ رکھی، رہنے کیلیئے کوئی مکان نہ بنایا۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت پناہؐ گوسفند کا شانہ اور دست کا گوشت پسند کرتے تھے اس لیئے کہ کھانے کے مقام سے نزدیک اور پاخانے پیشاب کی جگہ سے دُور ہوتا ہے۔ اور ران کے گوشت سے کراہت رکھتے تھے اُس لیئے کہ وُہ پاخانے پیشاب کے مقام سے نزدیک ہوتا ہے۔ دوسری حدیث معتبر میں ہے کہ اُنہی حضرتؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ رسُولؐ خدا کس سبب سے دست کا گوشت تمام اعضا سے زیادہ پسند فرماتے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب آدمؑ نے اپنی اولاد میں سے پیغمبروں کے لیئے ایک گوسفند کی قربانی کی اور اس کا ہر عضو ایک ایک پیغمبر کے نام سے مخصوص کیا اور آنحضرتؐ کے نام دست مخصوص کیا، اس سبب سے حضرتؐ کو تمام اعضا میں دست زیادہ پسند تھا۔

بسند معتبر امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ جب دُعا کے لیئے ہاتھ اٹھاتے تھے، گریہ و زاری کے ساتھ اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے تھے اس سائل کی طرح جو کسی سے کھانا مانگتا ہے۔

حدیث معتبر میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیغمبرِ خداؐ نے فرمایا کہ میں اخلاق پسندیدہ و خصائل حمیدہ کے ساتھ مبعوث ہُوا ہوں۔ حدیث معتبر میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے باپ ماں میرے جد جناب رسُولؐ خدا پر فدا ہوں کہ خدا کے نزدیک اس قرب و منزلت اور اُن وعدوں کے باوجود جو خدا نے اُن سے عظمت و بزرگی کے کیئے تھے حضرتؐ عبادت کا اہتمام و کاوش ترک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپؐ کی پنڈلیاں سُوج جاتی تھیں اور پیروں پہ ورم آ جاتا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یا حضرتؐ آپ اپنے کو اس قدر کیوں مشقت میں ڈالتے ہیں باوجودیکہ خدا نے آپؐ کے گزشتہ اور آیندہ گناہ بخش دیئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سرورِ عالمؐ اپنے تئیں مشک سے معطر کرتے تھے

اس قدر کہ آپؐ کے سر اقدس سے مشک کی لپٹ نکلتی تھی اور آپؐ کے پاس مشکدان رہتی تھی جب آپؐ وضو کرتے تو مشک ہاتھوں میں لے کر اپنے بدن پر مَل لیتے تھے۔ اور جب کبھی حضرتؐ کے سر میں درد ہوتا تو سرسوں کا تیل دماغ میں ڈالتے۔ اور کبھی قسم کھاتے تو اس طرح فرماتے لَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہ، اور کبھی قسم نہ کھاتے۔ انہی حضرتؑ نے دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ ایک روز آنحضرتؐ کو بچھو نے ڈنک مارا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا تجھ پر لعنت کرے تو مومن و کافر نیک و بد کسی کو آزار پہنچانے سے باز نہیں رہتا۔ پھر نمک منگوا کر اُس جگہ مَل دیا تو سکون ہوگیا۔ اور فرمایا کہ اگر لوگ جانیں کہ نمک میں کس قدر فائدہ ہے تو یقیناً تریاقِ فاروق کی پروا نہ کریں۔

روایت معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا کے پاس جناب جبرئیلؑ بیٹھے تھے ناگاہ جبرئیلؑ کی نظر آسمان کی جانب اُٹھی اور اُن کا رنگ زعفران کی طرح متغیر ہوگیا اور جناب رسولؐ خدا کی جانب پناہ لی۔ پھر آسمان کی طرف نگاہ کی۔ دیکھا کہ ایک عظیم الجثہ فرشتہ آسمان سے اُتر رہا ہے جس کی جسامت تمام مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہے یہاں تک کہ وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے حق سُبحانہٗ و تعالےٰ نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ آپؐ چاہیں تو بادشاہ اور پیغمبر ہوں یا چاہیں تو بندہ اور پیغمبر رہیں۔ حضرتؐ نے جبرئیلؑ کی جانب نگاہ کی دیکھا کہ ان کا خوف زائل ہوچکا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا یا حضرتؐ بندہ اور رسُول ہونا اختیار فرمائیے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں بندہ اور رسُول ہونا پسند کرتا ہوں۔ یہ سُنکر وہ فرشتہ واپس ہوا۔ اپنا ایک پیر آسمان اول پر رکھا دُوسرا آسمان دوم پر اسی طرح ہر قدم ایک ایک آسمان پر رکھتا تھا اور جس قدر بلند ہوتا چھوٹا ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک گنجشک (چھوٹی چڑیا) کے برابر ہوگیا۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ سے پُوچھا کہ تمہارے خوف کا کیا سبب تھا؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے خوف کا سبب نہ پُوچھیئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون فرشتہ تھا؟ فرمایا نہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ اسرافیلؑ تھے جو حاجب پروردگار ہیں۔ جس روز سے خدا نے آسمان و زمین کو خلق کیا ہے وُہ زمین پر نہیں آئے۔ اب اُن کو آتے ہوئے دیکھ کر میں نے سمجھا کہ شاید قیامت برپا ہونے والی ہے اس لیئے میرے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ وُہ آپؐ کی عظمت و منزلت کے اظہار کے لیئے آئے ہیں تو مجھے اطمینان ہوگیا۔ کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ وُہ جس قدر بلند ہو رہے تھے چھوٹے ہوتے جاتے تھے اور جس قدر عظمت و جلال خلاقِ عالم سے قریب اور محلِ مناجات سے نزدیک ہو رہے تھے اُس کی جلالت کے سامنے حقیر ہو رہے تھے۔ یہ حاجب پروردگار اور خلق میں اُس کے نزدیک سب سے قریب تر ہیں۔ لوح اُن کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہے جو یاقوت سُرخ کی ہے۔ جب خداوند عالم وحی بھیجتا ہے لوح اُن کی پیشانی سے ٹکراتی ہے تو وُہ لوح پر نگاہ کرتے ہیں۔ جو کچھ اُس میں دیکھتے ہیں ہم کو القا کرتے ہیں اور ہم اُس وحی کو آسمان و زمین تک پہنچاتے ہیں۔ وُہ محلِ صدور وحی میں خلق میں سب سے قریب ہیں۔ اور وحی صادر ہونے کے مقام اور ظہور عظمت و جلال الٰہی کے درمیان نُور کے تو ستّر حجابات ہیں جن کی آنکھیں تاب نہیں لاسکتیں۔

جنکا وصف و بیان امکان سے باہر ہے۔ اور میں جناب اسرافیلؑ سے مخلوق میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ میرے اور انکے درمیان ہزار سال کی راہ کی مسافت ہے۔

ابن شہر آشوبؒ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے اکثر اخلاق کریمہ اور آداب شریفہ جو متفرق حدیثوں سے ظاہر ہوتے ہیں اُن میں سے بعض یہ ہیں کہ آنحضرتؐ تمام لوگوں سے زیادہ صاحب عقل، بردبار، عادل، مہربان اور بہادر تھے۔ کبھی آپؐ کا ہاتھ ایسی عورت تک نہیں پہنچا تھا جو آپؐ کے لیئے حلال نہ تھی اور سب سے زیادہ سخی تھے۔ کبھی دینار و درہم ان کے پاس باقی نہ بچتا تھا۔ اگر عطا و بخشش کرنے سے کچھ زیادہ ہوتا اور رات ہو جاتی تو آنحضرتؐ کو قرار نہیں آتا تھا جب تک کہ اس کو مستحقین تک پہنچا نہ دیتے تھے۔ اور سال[1] بھر سے زیادہ کی خوراک کبھی جمع نہ کرتے تھے اس سے زیادہ جو ہوتا اس کو راہِ خدا میں دے دیتے تھے۔ اور رکھتے بھی تو سب سے ارزاں چیز مثل جَو اور خرما کے، اور اُس میں سے بھی مانگنے والوں کو بخشش دیتے تھے۔ زمین پر بیٹھتے، زمین پر کھانا کھاتے اور زمین ہی پر سویا کرتے۔ اپنی نعلین ٹانک لیا کرتے، کپڑوں میں خود پیوند لگا لیا کرتے، گھر کے دروازہ کو خود ہی کھولتے اور بند کرتے گوسفند کا دودھ خود دوھ لیا کرتے، اُونٹ کو خود باندھتے۔ خادم چکّی پیسنے میں تھک جاتے تو چکّی پیسنے میں اُن کی مدد کرتے۔ وضو کے لیئے پانی خود لے لیتے۔ رات میں ہمیشہ سر زمین پر رکھ کر سوتے لوگوں کے سامنے تکیہ کرکے نہیں بیٹھتے تھے۔ اپنے گھر والوں کے کام کر دیتے۔ کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹتے کبھی ڈکار نہیں لیتے تھے۔ آزاد اور غلام جو بھی آپؐ کی دعوت کرتا قبول فرماتے اگرچہ ایک ٹکڑا گوشت کا ضیافت میں ہوتا۔ ہدیہ قبول کر لیتے اگرچہ ایک گھونٹ دودھ ہوتا لیکن صدقہ نہیں قبول فرماتے تھے لوگوں کی جانب بہت نہ دیکھتے۔ دُنیاوی چیزوں کے لیئے کبھی غصہ نہ فرماتے مگر خدا کے لیئے غضبناک ہوتے تھے۔ کبھی زیادہ بھوک کے سبب پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔ جو کچھ حاضر کیا جاتا کھا لیتے کسی چیز کو واپس نہ کرتے۔ یمنی چادر اوڑھتے اور بالوں کا جبہ پہنتے۔ رُوئی اور کتان کے موٹے کپڑے استعمال کرتے ایک عمدہ لباس جمعہ کے روز کے لیئے رکھتے تھے۔ نیا کپڑا پہنتے تو پُرانا کسی مسکین کو دے دیتے۔ ایک چادر رکھتے تھے کہ جہاں جاتے اس کو دو تہہ کرکے بچھا لیتے اور بیٹھتے۔ چاندی کی انگوٹھی داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنتے۔ خربوزے کو پسند کرتے۔ بدبُو سے کراہت تھی۔ ہر وضو کے وقت مسواک کرتے، جو سواری میسر آتی اس پر سوار ہو جاتے اور اپنے ساتھ اپنے کسی غلام کو یا کسی دوسرے شخص کو بٹھا لیتے کبھی بغیر زین کے گھوڑے پر کبھی خچر پر کبھی ٹٹو پر سواری کرتے۔ اور کبھی کبھی بیماروں کی عیادت اور جنازہ کی مشایعت کے لیئے ننگے سر اور ننگے پیر پیادہ بغیر چادر مدینہ کی آخری حد تک جاتے۔ فقرا و مساکین کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے اور صاحبانِ علم و صلاح اور اچھے اخلاق والوں کو دوست رکھتے تھے۔ اور ہر قوم کے بزرگ کی تالیف قلب فرماتے۔ اپنے عزیزوں کے ساتھ احسان کرتے ان کو

[1] یہ اور ایسی تمام روایتیں علماء کی معلوم ہوتی ہیں آپ کی سخاوت کے تذکرہ میں متعدد روایتیں مذکور ہیں کہ سائل کو کبھی محروم نہ کرتے اور جب کچھ نہ ہوتا تو فرماتے کہ مجھے ملیگا تو دونگا۔ تو چیزیں موجود رکھتے ہوئے کبھی ایسا نہیں فرما سکتے تھے۔ اور چونکہ اصحاب صفہ جو بہت نادار تھے اور دیگر سائل جو روزانہ طالب تھے انکو محروم رکھ کر سال بھر کا ذخیرہ کرنا حقیقت کے خلاف معلوم ہوتا ہے ۱۲ (مترجم)

چند امور کے سوا جنکا خدا نے حکم دیا ہے کسی معاملہ میں غیروں پر ترجیح نہ دیتے۔ ہر شخص کے آداب کا
ل رکھتے۔ جو شخص عذر کرتا اس کا عذر مان لیتے۔ نزول قرآن اور موعظہ کے اوقات کے سوا اکثر
تسم فرماتے مگر کبھی بلند آواز سے نہ ہنستے۔ کھانے اور لباس میں اپنے غلاموں پر فوقیت نہ رکھتے۔ کبھی
پؐ نے کسی کو گالی نہیں دی اور نہ کبھی اپنی ازواج یا خادموں سے نفرت کا اظہار فرمایا نہ گالی دی۔ اور
زاد یا غلام اور کنیز جو بھی آپؐ کو کسی حاجت کے لئے کہیں لے جانا چاہتا تو آپؐ اس کے ہمراہ چلے جاتے
پؐ سخت مزاج نہ تھے اور غصہ میں کبھی چیختے نہ تھے اور بُرائی کا بدلا نیکی سے دیا کرتے تھے۔ جو شخص آپؐ
پاس آتا آپؐ خود سلام کی ابتدا فرماتے اور مصافحہ کرتے۔ جس مجلس میں تشریف رکھتے یادِ خدا
تے رہتے اور عموماً آپؐ قبلہ رُو بیٹھا کرتے تھے۔ جو شخص آپؐ کے پاس آتا آپؐ اس کی عزت و تعظیم کرتے
بھی اپنی چادر اُس کے لئے بچھا دیتے اور تکیہ لگا دیتے۔ اور اُس کی رضامندی و ناراضی حق بات کہنے
ے آپؐ کو روکتی نہ تھی۔ ککڑی کبھی رطب اور کبھی نمک کے ساتھ تناول فرماتے۔ پھلوں میں خربوزہ اور انگور
یادہ پسند کرتے۔ آپؐ کی اکثر خوراک پانی اور خرما یا دُودھ اور خرما ہوتی تھی۔ گوشت اور کدو کا سالن زیادہ
ند کرتے۔ حضرتؐ خود شکار نہیں کرتے مگر شکار کا گوشت کھا لیتے تھے، پنیر اور گھی بھی کھا لیتے۔ گوسفند
ے دست اور شانے کا گوشت، کدو کا شوربا، اور سرکہ کا سالن اور خرمائے عجوہ اور سبزی میں کاسنی اور
درروج کو زیادہ پسند فرماتے۔

شیخ طبرسی علیہ الرحمتہ کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ کی تواضع و فروتنی اس درجہ تھی کہ خیبر و بنی قریظہ و
بنی النظیر کے غزوات میں آپؐ دراز گوش پر سوار تھے جس کی لگام اور گشت کا کپڑا لیف خرما کا تھا۔ حضرتؐ
بچوں کو اور عورتوں کو سلام کرتے تھے۔ ایک روز ایک شخص حضرتؐ سے گفتگو کر رہا تھا اور کانپ رہا تھا۔،
حضرتؐ نے فرمایا میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں مجھ سے ڈرتا کیوں ہے۔ انسؓ سے منقول ہے کہ میں نو سال
ب آنحضرتؐ کی خدمت میں رہا لیکن حضرتؐ نے کبھی مجھ سے یہ نہ فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا اور کبھی کسی کام میں عیب
نکالا۔ آنحضرتؐ کی خوشبو سے بہتر کوئی خوشبو میں نے نہیں سونگھی۔ جب کسی کے ساتھ آپؐ بیٹھتے تو کبھی
پیروں کو پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ ایک روز ایک اعرابی آیا اور آپ کی ردائے مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچا
یہاں تک کہ آپؐ کی گردن میں چادر کا سرا باقی رہ گیا۔ اور کہا مالِ خدا میں سے مجھے کچھ دیجئے۔ آنحضرتؐ نے نہایت
لطف و مہربانی سے اُس کی جانب توجہ فرمائی اور ہنس کر فرمایا کہ اس کو کچھ دے دو۔ تو خداوند عالم نے آیۃ
اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (آیت ۴، پ ۲۹، سورۃ القلم) نازل فرمائی یعنی اے ہمارے حبیبؐ تم خُلقِ عظیم پر فائز
ہو۔ حضرتؐ کی طبیعت میں حیا اس درجہ تھی کہ کسی چیز سے کراہت بھی رکھتے تو اظہار نہ فرماتے ہم لوگ
آپؐ کے چہرہ اقدس کے رنگ سے سمجھ لیتے تھے۔ آپؐ کی سخاوت اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ حضرت
امیر المومنین صلوات اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ تمام دُنیا کے لوگوں سے زیادہ عطا کرنے والے تھے
اور آپؐ کی مصاحبت ہر ایک سے بہتر تھی اور لہجہ تمام لوگوں سے زیادہ خوشگوار، ہمت و جرأت سب سے
زیادہ، مزاج سب سے زیادہ نرم، امان دینے اور عہد و پیمان پورا کرنے میں سب سے بڑھ کر تھے۔

پہلے پہل جو شخص حضرتؐ سے ملتا اُس کے دل میں آپؐ کی عظیم ہیبت پیدا ہو جاتی پھر جب آپؐ کے پاس
آنے جانے لگتا تو آپؐ سے محبت کرنے لگتا۔ میں نے اُن کے مثل نہ کسی کو پہلے دیکھا نہ اُن کے بعد پایا۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں خدا کی جانب سے ادب سیکھا ہوا ہوں اور
علیؑ میرے سکھائے ہوئے ہیں۔ خدا نے مجھے سخاوت اور نیکی کا حکم دیا ہے اور بخل اور ظلم سے منع فرمایا اور
خدا کے نزدیک کوئی صفت کنجوسی اور بُرائی کرنے سے بدتر نہیں ہے۔ آنحضرتؐ کی شجاعت اس درجہ تھی کہ
حضرت اسد اللہ الغالبؑ بیان فرماتے ہیں کہ جب لڑائی میں شدت ہوتی تو ہم آنحضرتؐ کے پاس پناہ
لیتے اور دشمنوں میں کسی کی مجال نہ ہوتی کہ حضرتؐ کے پاس آسکتا۔ بہت سی روایتوں میں ہے کہ
آنحضرتؐ کی خوشنودی اور غصہ آپؐ کے چہرہ انور سے ظاہر ہو جاتا تھا۔ جب آپؐ خوش ہوتے تو چہرہ
منور ہو جاتا اسقدر کہ دیواروں کا عکس آپؐ کے رُوئے انور کے ذریعہ سے نظر آنے لگتا۔ اور جب آپؐ
غضبناک ہوتے تو چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا۔ اور اُمت پر حضورؐ کی شفقت اس درجہ تھی کہ جس کو تین روز
تک نہ دیکھتے ضرور اُس کے حالات دریافت فرماتے۔ اگر معلوم ہوتا کہ سفر میں گیا ہوا ہے تو اس کے لئے
دُعا فرماتے۔ اگر وُہ موجود ہوتا تو آپؐ اس کی ملاقات کو جاتے اگر وُہ بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کو جاتے۔

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ اکیس۲۱ لڑائیوں میں خود شریک
تھے ان میں سے اُنیس۱۹ لڑائیوں میں حضرتؐ کے ساتھ میں بھی تھا۔ کسی جنگ میں میرا اُونٹ تھک کر بیٹھ گیا
حضرتؐ لوگوں کے پیچھے تھے اور بُوڑھوں اور کمزوروں کو قافلہ تک پہنچاتے اور اپنی سواری پر بٹھا لیتے تھے
اور ان کے واسطے دُعا کرتے۔ اسی طرح حضرتؐ میرے پاس پہنچے اور پُوچھا تم کون ہو میں نے عرض کی میں
جابر ہوں میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں۔ پُوچھا تم کو کیا ہوا؟ میں نے کہا میرا اُونٹ تھک گیا ہے۔ پُوچھا
کوئی چھڑی ہے میں نے حاضر کی۔ آپؐ نے اونٹ کو اس سے مارا اور کھڑا کیا پھر وُہ بیٹھ گیا۔ حضرتؐ نے
اپنا پائے مبارک اس کے اگلے پاؤں پر رکھ کر فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا۔ پھر تو وُہ اُونٹ آنحضرتؐ
کے اُونٹ سے بھی تیز ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے اُس رات پانچ مرتبہ میرے لئے استغفار کی۔ پھر پُوچھا تمہارے
پدر عبداللہ نے کتنی اولادیں چھوڑیں؟ میں نے عرض کی سات لڑکیاں۔ پُوچھا کچھ قرض بھی اُن کے ذمّہ ہے؟
عرض کی ہاں۔ فرمایا جب مدینہ پہنچو تو قرضخواہوں سے کہنا کہ تھوڑا تھوڑا وصول کریں۔ اگر وُہ راضی نہ ہوں،
تو خرما توڑنے کے وقت مجھے اطلاع دینا۔ پھر پوچھا کہ تمہاری شادی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ایک مطلقہ عورت
سے نکاح کیا ہے۔ فرمایا کیوں نہ جوان عورت سے نکاح کیا کہ تو اُس سے کھیلتا اور وُہ تجھ سے کھیلتی۔ میں نے
عرض کی یا رسُول اللہ اس خوف سے نہیں کیا کہ ممکن ہے کہ میری بہنوں کے ساتھ نہ بنے۔ فرمایا اچھا کیا۔
پھر فرمایا یہ اُونٹ کتنے میں خریدا ہے؟ میں نے عرض کی پانچ اوقیہ طلا میں۔ فرمایا میں نے یہ تم سے خرید لیا۔
غرض جب ہم مدینہ واپس پہنچے تو اس اُونٹ کو حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرتؐ نے بلالؓ سے فرمایا
ان کو پانچ اوقیہ دے دو تاکہ اپنے باپ کا قرض ادا کریں اور تین اوقیہ اور دے دو اور اُونٹ بھی واپس
دے دو۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ اپنے باپ کے قرض خواہوں سے معاملہ طے کیا؟ میں نے عرض کی ابھی نہیں۔

پُوچھا انہوں نے اتنا مال چھوڑا ہے جس سے قرض ادا ہو جائے؟ کہا نہیں۔ فرمایا فکر نہ کرو خرمے کی فصل میں مجھے مطلع کرنا۔ غرض خرمے کی فصل میں حضرتؐ کو میں نے آگاہ کیا۔ حضرتؐ تشریف لائے اور ہمارے لئے دُعا فرمائی تو حضرتؐ کی دعا کی برکت سے اس فصل میں اس قدر خرمے پیدا ہوئے کہ تمام قرض ادا کرنے کے بعد ہر سال سے زیادہ ہمارے لیئے بچ رہے۔ فرمایا خرمے چُن لے جاؤ مگر ان کو ناپو تولو مت۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور وُہ مدتوں ان میں سے کھاتے رہے۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ سے کوئی سوال کیا جاتا تو حضرتؐ اس کا جواب مکرر فرماتے تاکہ سُننے والو نپر بات مشتبہ نہ رہے۔

ابی الحمیسا سے منقول ہے وُہ کہتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے آنحضرتؐ سے ایک معاملہ کیا، اور ایک مقام پہ ملنے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن میں بھُول گیا اور وہاں نہ پہنچا۔ تیسرے روز جب وہاں گیا، تو حضرتؐ اپنے وعدہ کے مطابق وہاں تین روز سے موجود تھے۔ اور جریر بن عبد اللہ سے منقول ہے وُہ ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں گئے۔ مکان لوگوں سے بھرا ہوا تھا جگہ نہ تھی۔ وُہ دروازہ کے باہر بیٹھ گئے حضرتؐ نے اپنا کرتہ اُن کو دے دیا کہ اس کو بچھا کر بیٹھ جائیں۔ انہوں نے اس کو لے کر جسم پر ملا اور بوسہ دیا۔ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ ایک تکیہ پر سہارا کیئے ہوئے تھے۔ آپؐ نے میری طرف وُہ تکیہ بڑھا کر فرمایا کہ جو مسلمان اپنے برادرِ مسلم سے ملنے آئے اور وُہ اُس کے احترام و تعظیم کے لیئے تکیہ پیش کرے تو اس کو خدا بخش دیتا ہے۔

منقول ہے کہ جب آپؐ کے فرزند ابراہیمؑ پر احتضار کی حالت طاری ہوئی آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا کہ میری آنکھیں پُر آب ہوتی ہیں اور دل کو صدمہ ہوتا ہے۔ لیکن زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو خدا کو پسند نہ ہو۔ اے ابراہیم ہم تمہارے غم میں اندوہناک ہیں۔ منقول ہے کہ آنحضرتؐ زید بن حارثہ کے غم میں روئے اور فرمایا یہ دوست کے لیئے اظہارِ شوق ہے۔ اور جابرؓ سے منقول ہے کہ جب حضرتؐ راستہ چلتے تو صحابہ کے آگے چلتے، اور پیچھے فرشتوں کے لیئے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ سوار ہو کر چلتے تو کسی کو پیادہ نہ چلنے دیتے بلکہ اپنی سواری پر بٹھا لیتے۔ اگر وُہ منظور نہ کرتا تو آپؐ فرماتے کہ پہلے چلے جاؤ اور فلاں مقام پر مجھ سے ملنا۔ حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کے سامنے دو عبادتیں ہوتیں تو آپؐ اس کو اختیار فرماتے جو زیادہ دشوار ہوتی۔ آپؐ کی نماز ہر ایک سے ہلکی اور مکمل ہوتی، اور خطبہ سب سے مختصر اور فائدہ سے بھرا ہوا ہوتا۔ جب حضرتؐ کسی جانب روانہ ہوتے آپؐ کی خوشبو سے لوگ سمجھ لیتے کہ فلاں طرف سے آ رہے ہیں جب کسی گروہ کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے پہلے ہاتھ بڑھاتے، اور سب کے بعد ہاتھ روکتے اور اپنے سامنے سے تناول فرماتے، اِدھر اُدھر ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے۔ اگر وُہ رطب یا خرما ہوتا تو ہر طرف سے لے لے کر کھاتے۔ پانی تین سانس میں پیتے۔ پانی کو تھوڑا تھوڑا پیتے دہن کو پانی سے بھرتے نہ تھے۔ تمام کام داہنے ہاتھ سے کرتے سوائے اُن کے جو جسم کے نیچے کے حصہ سے متعلق ہوتا۔ کپڑے پہننے اور نعلین پہننے اور اُتارنے کے سوا ہر کام کی ابتدا داہنی جانب سے کرتے۔ جب کسی کے گھر پر تشریف لے جاتے

تین مرتبہ اندر جانے کی اجازت طلب فرماتے آپؐ کا کلام حق و باطل کو جُدا کرنے والا اور اپنا مقصد ظاہر کرنے والا ہوتا۔ بات کرنے میں آپؐ کے نورانی دانتوں سے روشنی ظاہر ہوتی کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ آپؐ نے دہن کھول رکھا ہے حالانکہ وُہ کھلا نہ ہوتا۔ لوگوں کو آنکھیں پھاڑ کر نہ دیکھتے۔ کسی سے ایسی گفتگو نہ کرتے جو پسند خاطر نہ ہوتی۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص سے ایک پتھر کے پاس وعدہ کیا کہ تمہارے آنے تک میں یہیں رہوں گا، چنانچہ آپؐ وہاں ٹھہرے۔ دھوپ تیز ہوئی، صحابہ نے کہا یا حضرتؐ سایہ میں چلیئے۔ فرمایا میں نے اسی جگہ ٹھہرنے کا وعدہ کیا ہے اسی جگہ رہوں گا۔ اگر وُہ نہ آئے گا تو اسی جگہ مر جاؤں گا اور اسی جگہ سے محشور ہوں گا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ کبھی ایسا ہوتا کہ کوئی اپنے بچہ کو حضرتؐ کی خدمت میں لاتا کہ حضورؐ اس کے لیئے برکت کی دُعا فرمائیں یا اس کا نام رکھ دیں۔ حضرتؐ بچہ کے والدین و اعزا کی عزت افزائی کی خاطر بچہ کو گود میں لے لیتے۔ کبھی بچہ پیشاب بھی کر دیتا اور لوگ چیخنے لگتے تو حضرتؐ فرماتے خاموش رہو اس کے پیشاب کو نہ روکو یہانتک کہ بچہ فارغ ہوتا۔ پھر حضرتؐ اس کے لیئے دُعا کرتے یا اس کا نام رکھ دیتے۔ تاکہ اُس کے اعزا خوش ہو جائیں اور یہ نہ خیال کریں کہ حضرتؐ اس کے پیشاب سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ جب وُہ لوگ چلے جاتے تو اپنے کپڑوں کو پاک کر لیتے۔ اور فرماتے میرے سامنے اس طرح مت کھڑے ہوا کرو جس طرح عجمی لوگ اپنے بڑوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کسی گروہ کے ساتھ کھانا کھاتے تو فرماتے اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ۔ "تمہارے ساتھ روزہ داروں نے افطار کیا اور نیک کرداروں نے کھانا کھایا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ تین انگلیوں سے زیادہ سے کبھی کھانا کھاتے لیکن کبھی دو انگلیوں سے کھانا نہیں تناول فرماتے تھے۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرتؐ تمام عمر جَو کی روٹیاں کھاتے رہے [1]

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ رطب داہنے ہاتھ سے کھاتے اور اس کا بیج بائیں ہاتھ میں جمع کرتے جاتے تھے زمین پر نہیں پھینکتے تھے۔ اتنے میں ایک بھیڑ اُدھر سے گذری آپؐ نے اس کو اشارہ کیا وُہ آپؐ کے نزدیک آئی۔ آپؐ نے بایاں ہاتھ اس کی جانب بڑھا دیا، وُہ اُس میں سے بیج کھانے لگی۔ پھر حضرتؐ رطب کھاتے جاتے تھے اور بیج اس کی طرف پھینکتے جاتے تھے۔ جب حضرتؐ کھانے سے فارغ ہو گئے وُہ بھیڑ بھی چلی گئی۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ لہسن پیاز اور ترئی اور

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ گندم کی روٹیاں کھانے کی مختلف حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ممکن ہے کہ آپؐ کی غالب غذا گندم کی روٹیاں نہ رہی ہوں یا آپؐ اپنے مال سے نہ کھاتے رہے ہوں یا بعثت سے پہلے یا ہجرت سے پہلے یا بعد نہ کھاتے ہوں۔ ۱۲

بدبُودار شہد تناول نہ فرماتے۔ اور کبھی کسی کھانے کی مذمت نہ کرتے۔ اگر اچھا معلوم ہوتا تو آپؐ کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ اور پیالہ کو انگلیوں سے صاف کر کے کھاتے، اُنگلیاں چاٹتے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوتے اور چہرہ اقدس پر مل لیتے۔ جہاں تک ممکن ہوتا تنہا کوئی چیز نہ کھاتے۔ پانی پینے میں پہلے بسم اللہ کہتے، تھوڑا پی کر تین مرتبہ الحمد للہ فرماتے اور کبھی ایک سانس میں پانی پی لیتے۔ اور کبھی لکڑی کے برتن میں کبھی چمڑے کے کبھی مٹی کے برتن میں پیتے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو چلّو سے پی لیتے کبھی مشک کے دہانے سے پی لیتے۔ اور اپنے سر و ریش مبارک کو آپ سدر سے دھویا کرتے۔ جسم پر تیل ملنا پسند تھا بکھرے ہوئے بال رکھنا اچھا نہ سمجھتے۔ مختلف قسم کے تیل کی مالش کرتے تھے۔ پہلے سر و داڑھی سے ابتدا فرماتے۔ سر کو مقدم رکھتے۔ روغن بنفشہ کی بھی مالش کرتے۔ سر اور داڑھی میں کنگھی کرتے۔ اُن میں سے جو بال نکلتے لوگ ان کو برکت کے لیئے رکھ لیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ لوگوں کے ہاتھوں پر جو بال ہیں میرے ہیں۔ اور حج و عمرہ میں بال کٹواتے تو ان کو جبریلؑ آسمان پر لے جاتے۔ روزانہ دو مرتبہ داڑھی میں شانہ کرتے۔ ہر مرتبہ چالیسؓ بار داڑھی کے نیچے سے اور سات بار اُوپر سے کنگھی کرتے اور مُشک و عنبر اور غالیہ سے اپنے تئیں معطر فرماتے اور عود سے بخور کرتے۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کھانے سے زیادہ آنحضرتؐ کا خرچ خوشبو میں ہوا کرتا تھا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تینؔ صفتیں حضورؐ کی ذات میں ایسی تھیں جو کسی میں نہ تھیں۔ آپؐ کے جسم اقدس میں سایا نہ تھا۔ جس راستہ سے گزرتے دو تین روز تک وُہ معطر رہتا اور لوگ آپؐ کی خوشبو سے سمجھ لیتے کہ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ آپؐ کسی درخت اور پتھر کے پاس سے نہیں گزرتے تھے مگر یہ کہ وُہ حضرتؐ کے لیئے سجدہ کرتا۔ فرماتے تھے کہ عورتوں میں خوشبو میری لذت ہے۔ نماز میری آنکھوں کی روشنی ہے۔ داہنی آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیاں سُرمہ لگاتے۔ آئینہ دیکھتے اور شانہ کرتے اور اصحاب کی مجلس کے لیئے اپنے کو آراستہ فرماتے۔ سفر میں تیل کی بوتل ساتھ رکھتے اور سرمہ دان، قینچی، آئینہ، مسواک، کنگھی، سُوئی، رسّی، سُوّا اور مسواک اُوپر رکھتے۔ کبھی کلاہ عمامہ کے نیچے سر پر رکھتے، کبھی عمامہ بغیر کلاہ کے باندھ لیتے، کبھی صرف کلاہ سر پر رکھتے۔ اور سفر میں سیاہ ریشمی عمامہ باندھتے۔ اور کبھی جبہ اور اُونی عمامہ پہنتے۔ جب نیا کپڑا پہنتے خدا کا شکر ادا کرتے۔ سوتے تو داہنی کروٹ سوتے داہنا ہاتھ چہرے کے نیچے رکھتے اور آیۃ الکرسی پڑھتے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ خواب سے بیدار ہوتے تو سجدۂ شکر ادا کرتے۔ اور سونے سے پہلے تین مرتبہ مسواک کرتے رات کو نماز کے لیئے اُٹھتے تو ایک مرتبہ مسواک کرتے۔ اسی طرح نماز صبح سے پہلے ایک مرتبہ کرتے اور پیلو کی لکڑی کی مسواک استعمال فرماتے۔ آنحضرتؐ مزاح بھی کرتے تھے مگر بیہودہ الفاظ کبھی استعمال نہ فرماتے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اس بندہ کو کون خریدتا ہے یعنی خدا کا بندہ۔ ایک روز ایک عورت حضرتؐ سے اپنے شوہر کا حال بیان کر رہی تھی حضرتؐ نے فرمایا تیرا شوہر وُہ ہے جس کی آنکھ سفید ہے عورت نے کہا نہیں۔ پھر جب اُس نے اپنے شوہر سے ذکر کیا تو

اُس نے کہا حضرتؐ نے مزاح فرمایا تھا اور سچ کہا تھا۔ ہر ایک کی آنکھ میں سیاہی سے زیادہ سفیدی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ انصار کی ایک عورت نے حضرتؐ سے عرض کی کہ خدا سے میرے لیئے دعا فرمائیں کہ مجھے بہشت میں جگہ دے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنّت میں نہ جائیں گی۔ یہ سُنکر وُہ عورت رونے لگی تو حضرتؐ ہنسے اور فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جوان اور باکرہ ہو کر داخل جنّت ہوں گی۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ بُوڑھی عورتیں جنّت میں نہ جائیں گی وُہ باہر جا کر رونے لگی۔ جناب بلالؓ نے اُس کو دیکھا اور رونے کا سبب پُوچھا اُس نے آنحضرتؐ کا ارشاد بیان کیا۔ بلالؓ اُس کو لیئے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یہ عورت آپؐ کا ایسا ارشاد بیان کرتی ہے۔ فرمایا ہاں۔ اور کالے لوگ بھی بہشت میں نہ جائیں گے۔ یہ سُنکر بلالؓ بھی رونے لگے کیونکہ وُہ کالے تھے۔ اتنے میں جناب عباسؓ آئے اور اُنہوں نے حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا بڈھے آدمی بھی اہل جنّت نہ ہونگے، وُہ بھی رنجیدہ ہوئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا خدا ان کو جوان اور بہترین صورتوں میں خلق فرما کر جنّت میں داخل کرے گا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ فلاں شخص نے میرا بوسہ لے لیا۔ حضرتؐ نے اس کو بلایا اور پُوچھا کیوں ایسی حرکت کی؟ اُس نے کہا حضور اگر میں نے بُرا کیا تو وُہ بھی اس کے بدلے میرے ساتھ ایسا ہی کر لے۔ حضرتؐ نے مسکرا کر فرمایا آیندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔ اُس نے کہا بہت اچھا نہ کروں گا۔

صحابہ کے مزاح کے بارے میں ہے کہ سویبط مہاجر ایک سفر میں نعیمان بدری کے پاس آئے اور اُن سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے کہا میرے ساتھی موجود نہیں ہیں۔ سویبط نے دیکھا کہ مسافروں کا ایک گروہ آیا ہوا ہے اُن کے پاس پہنچے اور کہا میرا ایک غلام بہت زبان دراز ہے میں اس کو فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وُہ کہے کہ میں غلام نہیں آزاد ہوں تو اُس کی بات مت ماننا ورنہ میرا غلام ہاتھ سے نکل جائے گا۔ غرض نعیمان کو دس اُونٹ کے عوض فروخت کر دیا۔ خریداروں نے آ کر نعیمان کے گلے میں رسّی ڈال دی اور کھینچنا شروع کیا۔ نعیمان نے پُوچھا میرے متعلق یہ مذاق تم سے کس نے کیا ہے۔ خریداروں نے کہا ہم تیری زبان درازی سُن چکے ہیں۔ غرض اُن کو کھینچ لے گئے۔ جب اُن کے رفقاء آئے تو اُن کو واپس لائے۔ یہ قصّہ آنحضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ بہت ہنسے۔ نعیمان بھی بہت مزاح کیا کرتے تھے۔ ایک روز مخرمہ بن نوفل کو جو نابینا تھے پیشاب معلوم ہوا وُہ بولے کوئی مجھے ایسی جگہ پہنچا دے کہ جہاں پیشاب کر لوں۔ نعیمان اُن کا ہاتھ پکڑ کر لائے اور مسجد کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا اور کہا پیشاب کر لو اور خود بھاگ گئے۔ لوگوں نے دیکھا تو چلائے اور نوفل کو گالیاں دیں کہ کیوں مسجد میں پیشاب کرتا ہے۔ انہوں نے پُوچھا مجھے یہاں کون لایا ہے؟ لوگوں نے کہا نعیمان لائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ خدا سے عہد کرتا ہوں کہ جب اس کو پاؤں گا اپنے ڈنڈے سے ماروں گا۔ نعیمان کو بھی معلوم ہو گیا۔ ایک روز وُہ مخرمہ کے پاس آئے اور کہا آپ چاہتے ہیں کہ نعیمان تک آپ کو پہنچا دوں کہ آپ اس کو ڈنڈے لگائیں انہوں نے کہا ہاں تو اُن کا ہاتھ پکڑ کر عثمان کے پاس لائے جبکہ وُہ نماز پڑھ رہے

بدبودار شہد تناول نہ فرماتے۔ اور کبھی کسی کھانے کی مذمت نہ کرتے۔ اگر اچھا معلوم ہوتا تو آپؐ کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ اور پیالہ کو انگلیوں سے صاف کرکے کھاتے، انگلیاں چاٹتے۔ کھانے سے فارغ ہوکر ہاتھ دھوتے اور چہرہ اقدس پر مل لیتے۔ جہاں تک ممکن ہوتا تنہا کوئی چیز نہ کھاتے۔ پانی پینے میں پہلے بسم اللہ کہتے، تھوڑا پی کر تین مرتبہ الحمد للہ فرماتے اور کبھی ایک سانس میں پانی پی لیتے۔ اور کبھی لکڑی کے برتن میں کبھی چمڑے کے کبھی مٹی کے برتن میں پیتے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو چلو سے پی لیتے کبھی مشک کے دہانے سے پی لیتے۔ اور اپنے سر و ریش مبارک کو آپ سدر سے دھویا کرتے۔ جسم پر تیل ملنا پسند تھا بکھرے ہوئے بال رکھنا اچھا نہ سمجھتے۔ مختلف قسم کے تیل کی مالش کرتے تھے۔ پہلے سر و داڑھی سے ابتدا فرماتے۔ سر کو مقدم رکھتے۔ روغن بنفشہ کی بھی مالش کرتے۔ سر اور داڑھی میں کنگھی کرتے۔ ان میں سے جو بال نکلتے لوگ ان کو برکت کے لیئے رکھ لیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ لوگوں کے ہاتھوں پر جو بال ہیں میرے ہیں۔ اور حج وعمرہ میں بال کٹواتے تو ان کو جبریلؑ آسمان پر لے جاتے۔ روزانہ دو مرتبہ داڑھی میں شانہ کرتے۔ ہر مرتبہ چالیس بار داڑھی کے نیچے سے اور سات بار اوپر سے کنگھی کرتے اور مشک وعنبر اور غالیہ سے اپنے تئیں معطر فرماتے اور عود سے بخور کرتے۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کھانے سے زیادہ آنحضرتؐ کا خرچ خوشبو میں ہوا کرتا تھا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین صفتیں حضورؐ کی ذات میں ایسی تھیں جو کسی میں نہ تھیں۔ آپؐ کے جسم اقدس میں سایا نہ تھا۔ جس راستہ سے گزرتے دو تین روز تک وہ معطر رہتا اور لوگ آپؐ کی خوشبو سے سمجھ لیتے کہ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ آپؐ کسی درخت اور پتھر کے پاس سے نہیں گزرتے تھے مگر یہ کہ وہ حضرتؐ کے لیئے سجدہ کرتا۔ فرماتے تھے کہ عورتوں میں خوشبو میری لذت ہے۔ نماز میری آنکھوں کی روشنی ہے۔ داہنی آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیاں سرمہ لگاتے۔ آئینہ دیکھتے اور شانہ کرتے اور اصحاب کی مجلس کے لیئے اپنے کو آراستہ فرماتے۔ سفر میں تیل کی بوتل ساتھ رکھتے اور سرمہ دان، قینچی، آئینہ، مسواک، کنگھی، سوئی، رسّی، سُوا اور مسواک اوپر رکھتے۔ کبھی کلاہ عمامہ کے نیچے سر پر رکھتے، کبھی عمامہ بغیر کلاہ کے باندھ لیتے، کبھی صرف کلاہ سر پر رکھتے۔ اور سفر میں سیاہ ریشمی عمامہ باندھتے۔ اور کبھی جبّہ اور اونی عمامہ پہنتے۔ جب نیا کپڑا پہنتے خدا کا شکر ادا کرتے۔ سوتے تو داہنی کروٹ سوتے داہنا ہاتھ چہرے کے نیچے رکھتے اور آیۃ الکرسی پڑھتے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ خواب سے بیدار ہوتے تو سجدۂ شکر ادا کرتے۔ اور سونے سے پہلے تین مرتبہ مسواک کرتے۔ رات کو نماز کے لیئے اُٹھتے تو ایک مرتبہ مسواک کرتے۔ اسی طرح نماز صبح سے پہلے ایک مرتبہ کرتے اور پیلو کی لکڑی کی مسواک استعمال فرماتے۔ آنحضرتؐ مزاح بھی کرتے تھے مگر بیہودہ الفاظ کبھی استعمال نہ فرماتے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اس بندہ کو کون خریدتا ہے یعنی خدا کا بندہ۔ ایک روز ایک عورت حضرتؐ سے اپنے شوہر کا حال بیان کر رہی تھی حضرتؐ نے فرمایا تیرا شوہر وہ ہے جس کی آنکھ سفید ہے عورت نے کہا نہیں۔ پھر جب اُس نے اپنے شوہر سے ذکر کیا، تو

اُس نے کہا حضرتؐ نے مزاح فرمایا تھا اور سچ کہا تھا۔ ہر ایک کی آنکھ میں سیاہی سے زیادہ سفیدی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ انصار کی ایک عورت نے حضرتؐ سے عرض کی کہ خدا سے میرے لیئے دعا فرمائیں کہ مجھے بہشت میں جگہ دے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی۔ یہ سُنکر وہ عورت رونے لگی تو حضرتؐ ہنسے اور فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جوان اور باکرہ ہوکر داخل جنت ہوں گی۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی وہ باہر جاکر رونے لگی۔ جناب بلالؓ نے اُس کو دیکھا اور رونے کا سبب پوچھا اُس نے آنحضرتؐ کا ارشاد بیان کیا۔ بلالؓ اُس کو لیئے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یہ عورت آپؐ کا ایسا ارشاد بیان کرتی ہے۔ فرمایا ہاں! اور کالے لوگ بھی بہشت میں نہ جائیں گے۔ یہ سُنکر بلالؓ بھی رونے لگے کیونکہ وہ کالے تھے۔ اتنے میں جناب عباسؓ آئے اور اُنہوں نے حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا بڈھے آدمی بھی اہل جنت نہ ہونگے، وہ بھی رنجیدہ ہوئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا خدا ان کو جوان اور بہترین صورتوں میں خلق فرماکر جنت میں داخل کرے گا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ فلاں شخص نے میرا بوسہ لے لیا۔ حضرتؐ نے اس کو بلایا اور پوچھا کیوں ایسی حرکت کی؟ اُس نے کہا حضور اگر میں نے بُرا کیا تو وہ بھی اس کے بدلے میرے ساتھ ایسا ہی کرلے۔ حضرتؐ نے مُسکرا کر فرمایا آیندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔ اُس نے کہا بہت اچھا نہ کروں گا۔

صحابہ کے مزاح کے بارے میں ہے کہ سویبط مہاجر ایک سفر میں نعیمان بدری کے پاس آئے اور اُن سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے کہا میرے ساتھی موجود نہیں ہیں۔ سویبط نے دیکھا کہ مسافروں کا ایک گروہ آیا ہوا ہے اُن کے پاس پہنچے اور کہا میرا ایک غلام بہت زبان دراز ہے میں اس کو فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ کہے کہ میں غلام نہیں آزاد ہوں تو اُس کی بات مت ماننا ورنہ میرا غلام ہاتھ سے نکل جائے گا۔ غرض نعیمان کو دس اُونٹ کے عوض فروخت کردیا۔ خریداروں نے آکر نعیمان کے گلے میں رسّی ڈال دی اور کھینچنا شروع کیا۔ نعیمان نے پوچھا میرے متعلق یہ مذاق تم سے کس نے کیا ہے۔ خریداروں نے کہا ہم تیری زبان درازی سُن چکے ہیں۔ غرض اُن کو کھینچ لے گئے۔ جب اُن کے رفقاء آئے تو اُن کو واپس لائے۔ یہ قصہ آنحضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ بہت ہنسے۔ نعیمان بھی بہت مزاح کیا کرتے تھے۔ ایک روز مخرمہ بن نوفل کو جو نابینا تھے پیشاب معلوم ہوا وہ بولے کوئی مجھے ایسی جگہ پہنچا دے کہ جہاں پیشاب کرلوں۔ نعیمان اُن کا ہاتھ پکڑ کر لائے اور مسجد کے ایک گوشہ میں کھڑا کردیا اور کہا پیشاب کرلو اور خود بھاگ گئے۔ لوگوں نے دیکھا تو چلّائے اور نوفل کو گالیاں دیں کہ کیوں مسجد میں پیشاب کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا مجھے یہاں کون لایا ہے؟ لوگوں نے کہا نعیمان لائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ خدا سے عہد کرتا ہوں کہ جب اس کو پاؤں گا اپنے ڈنڈے سے ماروں گا۔ نعیمان کو بھی معلوم ہوگیا۔ ایک روز وہ مخرمہ کے پاس آئے اور کہا آپ چاہتے ہیں کہ نعیمان تک آپ کو پہنچا دوں کہ آپ اس کو ڈنڈے لگائیں انہوں نے کہا ہاں تو اُن کا ہاتھ پکڑ کر عثمان کے پاس لائے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے

اور کہا یہ ہے نیمان۔ اور خود بھاگ گئے۔ مخرمہ نے اپنا ڈنڈا بلند کیا اور پوری قوت سے عثمان کو مارا۔
ن نے شور مچایا کہ کیوں خلیفہ کو مارتا ہے۔ انہوں نے کہا وُہ کون تھا جو مجھے یہاں لایا۔ لوگوں نے
نیمان تھے۔ انہوں نے کہا اب کبھی نیمان سے تعلق نہ رکھوں گا۔ مؤلف کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے آداب
سنہ اور اخلاق حمیدہ بیان سے باہر ہیں جنکا احصا نہیں ہو سکتا۔ چونکہ کتاب حلیۃ المتقین اور
الحیات میں اکثر بیان کر چکا ہوں اس لیئے یہاں اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

نواں باب

آنحضرتؐ کے فضائل و مناقب اور خصوصیات کا مختصر تذکرہ

صحیح اور غیر صحیح حدیثوں میں بطریق خاصہ و عامہ منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے پانچ
لتیں مجھ کو ایسی عطا کی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کیں۔ زمین کو میرے لیئے مقام نماز و سجدہ گاہ
ردیا کہ جس جگہ چاہوں نماز پڑھوں۔ اور زمین کو میرے واسطے طاہر کرنے والی بنایا کہ غسل و وضو
بدلے جس پر تیمم کیا جاتا ہے اور وُہ جُوتے کے تلے اور عصا کے سرے کو پاک کرتی ہے۔ کافروں
غنیمت میرے واسطے حلال کی۔ اور میری ہیبت اور خوف دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے
اس سے میری مدد کی ہے۔ اور کلمات جامعہ مجھے عطا کیئے ہیں جنکے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔
شفاعت روز قیامت مجھ کو بخشی ہے۔

بکثرت سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ اور جابر انصاریؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ جناب
رِ کائنات سے لوگوں نے پُوچھا کہ جب جناب آدمؑ بہشت میں تھے اس وقت آپؐ کہاں تھے؟ فرمایا
ان کی پُشت میں تھا۔ جب وُہ زمین پر آئے میں انکی پشت میں تھا پھر اپنے پدر نوحؑ کی پُشت میں کشتی پر
رہا اور اپنے پدر ابراہیمؑ کی پُشت میں آگ میں ڈالا گیا۔ اور میرے آبا و اجداد میں سے عورت و مرد
ی کوئی زنا میں مبتلا نہیں ہوا۔ ہمیشہ خداوند عالم مجھ کو طاہر صلبوں میں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل
تا رہا۔ خداوند عالم نے میری پیغمبری کا اقرار تمام پیغمبروں سے لیا اور میرے دین اسلام کا عہد
تمام اُمتوں سے لیا اور اُنپر میرے تمام اوصاف ظاہر فرمائے اور میرا ذکر توریت و انجیل میں کیا
مجھ کو آسمانوں کی سَیر کرائی اور میرے لیئے اپنے ناموں میں سے ایک نام مشتق فرمایا۔ میری اُمت
مد کرنے والی ہے۔ خداوند عرش محمود ہے اور مَیں محمدؐ ہوں۔ اور بسند معتبر ابن عباسؓ سے منقول ہے
جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے تمام مخلوق کو دو حصّوں میں تقسیم فرمایا یعنی اصحاب یمین اور

اصحاب شمال قرار دیا اور مجھ کو بہترین اصحاب یمین بنایا۔ پھر ان کو تین حصّوں میں تقسیم کیا۔ اصحاب میمنہ،
اصحاب مشئمہ اور سابقین۔ اور مجھ کو سابقین کے بہترین لوگوں میں قرار دیا لہٰذا میں سابقین میں سب سے
بہتر ہوں۔ پھر ان تین قسموں کو قبیلوں میں تقسیم فرمایا اور مجھ کو قبیلوں کی سب سے بہتر قسم میں جگہ دی،
جیساکہ فرمایا ہے کہ "میں نے تم کو قبیلوں اور خاندانوں میں قرار دیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو[1]۔ بیشک
خدا کے نزدیک تم میں زیادہ صاحب عزت وُہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔" اور میں خدا کے
نزدیک سب سے زیادہ گرامی اور فرزندانِ آدمؑ میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ لیکن ناز نہیں کرتا،
بلکہ خدا کی نعمتوں کو یاد کرتا اور شکر کرتا ہوں۔ پھر قبیلوں کو خاندانوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین خاندان
میں قرار دیا چنانچہ فرماتا ہے اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَهِّرَکُمۡ
تَطۡهِیۡرًا۔ (پ ۲۲، آیت ۳۳، سورۃ احزاب) اے اہلبیتؑ پیغمبر خدا کا تو بس یہ ارادہ ہے کہ تم سے برائیوں کو
دُور رکھے اور تم کو پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب ابوذرؓ و حضرت سلمانؓ آنحضرتؐ
کی خدمت میں آئے معلوم ہوا کہ مسجد قبا کی جانب تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں گئے تو دیکھا آنحضرتؐ ایک
درخت کے نیچے سجدہ میں ہیں۔ وُہ دونوں صاحبان بیٹھ گئے اور انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ان کو
گمان ہوا کہ حضرتؐ سو گئے ہیں۔ چاہا کہ بیدار کریں کہ حضرتؐ نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ تمہارے
آنے سے میں مطلع ہو گیا تھا، تمہاری آوازیں سُن رہا تھا میں سو نہیں رہا تھا۔ واضح ہو کہ مجھ سے پہلے
خدا نے جتنے پیغمبر بھیجے ان کی قوم کی زبان میں بھیجے اور مجھ کو ہر سفید و سیاہ پر عربی زبان میں مبعوث
کیا اور میری اُمت میں مجھے پانچ چیزیں عطا کیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں بخشی تھیں۔ میری مدد
کی ہے رُعب و ہیبت کے ساتھ کہ لوگ میرا شہرہ سُنتے ہیں اور میرے اور اُن کے درمیان ایک مہینہ
کا راستہ ہوتا ہے کہ وُہ خوف سے مجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور غنیمت میرے واسطے حلال کی اور زمین
کو میری سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنایا کہ میں جہاں کہیں ہوں اس پر تیمم کر سکتا ہوں اور نماز پڑھ
سکتا ہوں۔ اور ہر پیغمبر کی ایک سفارش اُن کی اُمت کے بارے میں قبول کی ہے اور جب مجھ سے اُمت کے
بارے میں کچھ مانگنے کو فرمایا تو میں نے اُمت کے مومنین کی شفاعت کے لیئے قیامت کے روز تک ملتوی
کیا تو میری خواہش خدا نے قبول کی اور مجھے عطا فرمایا۔ اور علوم جامع اور کلید ہائے سخن عطا فرمایا اور
جو کچھ مجھے دیا ہے کسی پیغمبر کو نہیں دیا۔ لہٰذا ہر اُس شخص کے حق میں جس نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ
کیا ہو اور میری رسالت پر ایمان لایا ہو اور میرے وصی علی بن ابی طالب کی خلافت کا اعتقاد رکھتا ہو،
اور میرے اہلبیتؑ کا دوست ہو میری دُعا اور شفاعت کا سوال کامل ہے۔ اور دوسری حدیث میں

---

[1] یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی وَ جَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا۔
(آیت ۱۳، سورۃ حجرات، پ ۲۶) الخ

فرمایا کہ میری رسالت کے ظہور کی ابتدا جناب ابراہیمؑ کی دُعا تھی کہ انہوں نے مجھے خدا سے طلب فرمایا، اور جناب عیسےٰؑ نے میری پیغمبری کی خوشخبری دی، اور میری والدہؑ نے میری ولادت کے وقت ایک نُور دیکھا جس میں قصر ہائے شام مشاہدہ کیئے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے اہل عرب کو تمام دنیا کے لوگوں میں اختیار فرمایا اور قریش کو اہل عرب میں انتخاب فرمایا اور بنی ہاشم کو قریش میں سے چُنا اور فرزندان عبدالمطلبؑ کو بنی ہاشم سے اختیار فرمایا، اور مجھ کو اولاد عبدالمطلب سے منتخب کیا۔

بسند ہائے معتبر ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھ کو پانچ فضیلتیں اور علیؑ کو پانچ فضیلتیں کرامت فرمائیں۔ مجھ کو جوامع الکلم یعنی قرآن عطا کیا اور علیؑ کو جوامع العلم۔ مجھ کو پیغمبری دی اور علیؑ کو میرا وصی قرار دیا۔ مجھے کوثر بخشا اور علیؑ کو سلسبیل۔ مجھ کو وحی عطا کی اور ان کو الہام۔ مجھ کو آسمان پر لے گیا اور ان کے لیئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے کہ جو کچھ مَیں نے آسمانوں پر دیکھا علیؑ نے وُہ سب فرشِ زمین سے دیکھا۔

بسند معتبر حضرت موسےٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالےٰ نے چار پیغمبروں کو شمشیر کے ساتھ بھیجا تاکہ جہاد کریں۔ ابراہیمؑ، موسےٰؑ، داؤدؑ اور محمد صلوات اللہ وسلامہٗ علیہم اجمعین۔ دوسری حدیث میں پیغمبر خداؐ سے منقول ہے کہ قیامت کے روز مَیں بہشت کے دروازہ پر آؤں گا اور خازن بہشت سے دروازہ کھولنے کو کہوں گا۔ وُہ پوچھے گا آپؐ کون ہیں میں کہوں گا مَیں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں وُہ کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپؐ سے پہلے کسی کے واسطے دروازہ نہ کھولوں۔ بہت سی متواتر حدیثوں میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں سیدؐ اور بہترین اولادِ آدمؑ ہوں لیکن فخر نہیں کرتا اور سب سے پہلے قیامت کے روز مَیں محشور ہوں گا، اور سب سے پہلے جو شفاعت کرے گا مَیں ہوں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے اسلام میرے ہاتھ پر ظاہر کیا، اور قرآن مجھ پر نازل فرمایا، اور کعبہ میرے ہاتھ فتح کرایا، اور مجھ کو تمام خلق پر فضیلت دی، اور دُنیا میں مجھ کو اولادِ آدمؑ کا سردار بنایا، اور آخرت میں مجھ کو قیامت کی زینت قرار دیا، اور مجھ سے پہلے تمام پیغمبروں پر اور میری اُمت سے پہلے تمام اُمتوں پر بہشت میں داخل ہونا حرام کر دیا ہے اور خلافتِ زمین میرے بعد قیامت تک میرے اہلبیتؑ میں قرار دی ہے۔ لہٰذا جو کچھ مَیں بیان کرتا ہوں اگر کوئی شخص اس سے انکار کرے تو اس نے خدا سے انکار کیا۔

بسند معتبر ابن عباس سے منقول ہے کہ چالیس یہودی مدینہ میں آئے اور کہا کہ چلو اس شخص کے پاس (معاذ اللہ) جو کہتا ہے کہ مَیں بہترین انبیا ہوں تاکہ اس کا دروغ اس پر ظاہر کریں۔ جب آنحضرتؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اپنے اور تمہارے درمیان توریت کو حَکم قرار دیتا ہوں وُہ بولے منظور ہے؛ اور کہا آدمؑ تم سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے ان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی روح اُن میں پھونکی۔ حضرتؐ نے فرمایا آدمؑ میرے پدر ہیں لیکن خدا نے جو کچھ ان کو فضیلت بخشی ہے اس سے بہتر مجھے عطا کی ہے۔ یہودیوں نے پوچھا وُہ کیا؟ فرمایا کہ منادی روزانہ پانچ مرتبہ ندا دیتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ آدمؑ رسول اللہ نہیں کہتا اور روزِ قیامت لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا آدمؑ کے ہاتھ میں نہ ہوگا۔ یہودیوں نے کہا ہاں تم نے سچ کہا اے محمدؐ توریت میں یوں ہی لکھا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ پہلی فضیلت ہے۔ یہودیوں نے کہا موسےٰؑ آپؐ سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے چار ہزار کلمات کے ساتھ ان سے گفتگو کی لیکن تم سے ایک کلمہ کے ساتھ بھی ہمکلام نہ ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے اس سے بہتر عطا فرمایا ہے کہ مجھ کو جبرئیلؑ کے پروں پر بٹھا کر آسمان ہفتم تک پہنچایا پھر سدرۃ المنتہیٰ سے جس کے نزدیک جنّت الماویٰ ہے مَیں گذرا اور ساق عرش تک پہنچا۔ وہاں مجھے آواز آئی کہ مَیں وُہ خدا ہوں کہ سوائے میرے کوئی خدا نہیں۔ اور مَیں تمام عیوب و نقصانات سے پاک ہوں اور خلائق کو عذاب سے امان دینے والا ہوں اور ان پر گواہ ہوں۔ غالب اور جبر و شدت کرنے والا اور شفیق و مہربان ہوں۔ اور خدا کو مَیں نے آنکھوں سے نہیں دل سے دیکھا ہے لہٰذا یہ افضل ہے اس سے جو موسےٰؑ کے لیئے تھا۔ یہودیوں نے کہا اے محمدؐ تم نے سچ کہا۔ توریت میں اسیطرح مرقوم ہے۔ [illegible] یہ دو فضیلتیں [illegible] یہودیوں نے کہا کہ نوحؑ تم سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے [illegible] قرار دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھ کو اس سے بہتر عطا فرمایا ہے۔ ایک نہر آسمان [illegible] سے جو عرش [illegible] جاری ہے۔ اس نہر کے کنارے ہزار در محل ہیں جن کی اینٹیں سونے اور چاندی کی ہیں زعفران [illegible] گھاس ہے اس کے سنگریزے مروارید و یاقوت ہیں۔ اس کی زمین مشک سفید کی ہے۔ وُہ اس نہر کو کوثر کہتے ہیں جس کو خدا نے مجھ کو اور میری اُمت کو عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (سورۃ کوثر پ ۳۰ آیہ ا) یہودیوں نے کہا اے محمدؐ آپؐ نے سچ فرمایا۔ توریت میں اسیطرح لکھا ہے اور یہ اُس سے بہتر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ تین فضیلتیں ہوئیں۔ پھر یہودیوں نے کہا اچھا ابراہیمؑ آپؐ سے بہتر ہیں اس لیئے کہ خدا نے انکو اپنا خلیل قرار دیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر خدا نے ان کو اپنا خلیل بنایا ہے تو مجھ کو اپنا حبیب قرار دیا ہے اور میرا نام محمدؐ رکھا ہے۔ انہوں نے پوچھا آپؐ کا نام محمدؐ کیوں رکھا؟ فرمایا کہ میرے واسطے ایک نام اپنے ناموں میں سے مشتق کیا۔ وُہ محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں؛ اور میری اُمت کے لوگ حامد ہیں۔ یہودیوں نے کہا سچ فرمایا آپؐ نے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ چار فضیلتیں ہوئیں۔ پھر انہوں نے کہا جناب عیسےٰؑ آپؐ سے بہتر ہیں کیونکہ وُہ ایک روز بیت المقدس میں تھے اور شیطانوں نے ان کو آزار پہنچانا چاہا خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پروں سے ان کو مارا اور آگ میں ڈال دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے اس سے بہتر کرامت فرمایا ہے۔ جب میں بدر سے مشرکوں سے جنگ کر کے واپس ہوا تو بھوکا تھا۔ ایک زنِ یہودیہ نے مدینہ میں میرا استقبال کیا اُس کے سر پر ایک بڑا پیالہ تھا جس میں گوسفند کا بہت بھنا ہوا گوشت تھا۔ ہاتھ میں شکر لیئے ہوئے تھی۔ بولی کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپؐ کو دشمنوں پر فتح عنایت کی۔ مَیں نے خدا سے منت مانی تھی کہ اگر آپؐ جنگِ بدر سے سلامت اور غنیمت کے ساتھ واپس آئیں گے تو اس گوسفند کو ذبح کر کے آپؐ کے لیئے بریاں کر کے لاؤں گی تاکہ آپؐ تناول فرمائیں۔

حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ سُنکر میں شہبا خچر سے اُترا اور اُس پیالہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اُس میں سے کھاؤں۔ ناگاہ وُہ بھُنا ہوُا گوسفند کا بچّہ جو پیالہ میں تھا بقدرتِ خدا زندہ ہوکر اپنے چاروں پیروں پر کھڑا ہوگیا اور بولا کہ اے محمدؐ مجھے نہ کھائیے کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ یہودیوں نے کہا سچ فرمایا یہ اس سے بہتر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ پانچ فضیلتیں ہوئیں۔ یہودیوں نے کہا ایک بات اور رہ گئی ہے اسکو پوچھ کر ہم چلے جائیں گے۔ اور وُہ یہ کہ سلیمانؑ آپؐ سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے انس و جن و شیاطین اور پرندوں اور درندوں کو ان کے لیئے مسخر فرمایا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے میرے لیئے براق کو مسخر فرمایا جو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے، اور بہشت کے چوپایوں میں سے ہے جس کا چہرہ انسان کے مانند اور ٹاپ گھوڑوں کی سی، اور دُم گائے کی دُم کے مانند۔ دراز گوش سے بڑا اور خچر سے چھوٹا۔ اُس کا زین یاقوت کا، رکاب مروارید سفید کی ہے اور ستّر ہزار لگام سونے کی۔ دو پَر مروارید و یاقوت و زبرجد سے مرصع۔ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہے۔ یہودیوں نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا۔ توریت میں یونہی درج ہے، اور یہ ملک سلیمانؑ سے بہتر ہے۔ اے محمدؐ ہم خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں، اور یہ کہ آپؐ اس کے پیغمبر ہیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نوحؑ نے ساڑھے نو ہزار سال اپنی قوم کی ہدایت کی۔ لیکن خدا فرماتا ہے کہ اُنپر بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے۔ اور اس قلیل مدّت اور میری مختصر عمر میں میرے تابع اس قدر لوگ ہیں کہ نوحؑ کے نہیں تھے۔ بیشک بہشت میں ایک لاکھ بیس ہزار صفیں ہوں گی۔ میری اُمت کے لیئے اسّی ہزار صفیں اور باقی تمام اُمتوں کے واسطے چالیس ہزار صفیں مقرر ہیں۔ خداوند عالم نے میری کتاب کو دوسری تمام کتابوں کے حق ہونے پر گواہ بنایا اور تمام کتابوں کی ناسخ قرار دیا۔ اور میں مبعوث ہوُا ہوں کہ اُن تمام چیزوں کو حلال قرار دوں جو دوسرے پیغمبروں پر حرام تھیں اور بعض چیزوں کو حرام قرار دوں جو اُن کے زمانہ میں حلال تھیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ موسٰےؑ کی شریعت میں شنبہ کے روز مچھلی کا شکار حرام تھا یہاں تک کہ خدا نے ایک جماعت کو اس کے خلاف کرنے پر بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا۔ لیکن میری شریعت میں یہ شکار حلال ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُہٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَۃِ۔ (پ۷ سورۃ مائدہ آیت ۹۹) اور میری اُمت کے لیئے گوشت کے اُوپر کا روغن اور چربی حلال ہے لیکن تم نہیں کھا سکتے۔ اور خدا نے میرے اوپر صلوات بھیجی ہے جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (آیت ۵۶، پ۲۲، سورۃ احزاب)۔ "یقیناً خدا اور اُس کے فرشتے پیغمبرؐ پر درُود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو جو حق ہے"۔ اور خدا نے قرآن میں مجھ کو رؤف و رحیم فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے: لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پ۱۱، سورۃ توبہ آیت ۱۲۸)۔ "بیشک تمہاری طرف تم ہی میں سے وُہ نبیؐ آیا ہے جس پر تمہاری تکلیف شاق ہے تمہارے ایمان لانے کا بہت حریص

ہے اور مومنین پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے"۔ خدا نے لوگوں کو حکم دیا کہ مجھ سے کوئی بات کان میں نہ کہیں جب تک کچھ صدقہ نہ دے لیں۔ اور یہ بات کسی اور پیغمبر کے لیئے مقرر نہیں فرمائی۔ پھر اس حکم کو واجب کرنے کے بعد اپنی رحمت سے برطرف کر دیا۔

حدیث معتبر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو جناب نوح و ابراہیم و موسٰی و عیسٰے صلوات اللہ وسلامہ علیہم کی شریعتیں عطا کی ہیں اور وُہ خدا کی وحدانیت، اور اس کی عبادت میں خلوص اور ترک شرک ہے اور دینِ حنیفہ ابراہیمؑ کے طریقے سکھائے۔ اور حضورؐ کی شریعت میں رُہبانیت یعنی ازدواج و لذات اور دُنیا کی سیاحت کا ترک کر دینا نہیں قرار دیا ہے۔ اور پاکیزہ چیزیں اُن کے لیئے حلال کیں، اور اُن کی اُمت سے سخت تکلیفیں اور دُشواریاں اُٹھا لیں جو دُوسری اُمتوں پر لازم قرار دی تھیں۔ اور اس طرح آنحضرتؐ کی فضیلت ظاہر کی اور آپؐ کی شریعت میں نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج اور نیکیوں کا حکم کرنا اور بُرائیوں سے روکنا واجب فرمایا اور حلال و حرام اور احکام میراث و حدود اور راہِ خدا میں جہاد کرنا اور وضو زیادہ کیا۔ اور سورۃ فاتحہ و آیاتِ آخر سورۃ بقر اور سورۃ ہائے مفصّل یعنی سورۃ محمدؐ سے آخر قرآن تک عطا کر کے دُوسرے پیغمبروں پر فضیلت بخشی اور مال غنیمت اور مشرکین کے اموال آپؐ کے لیئے حلال کیئے اور ہیبت و رُعب دے کر آپؐ کی مدد کی اور زمین کو ان کے لیئے پاک کرنے والی اور مسجد قرار دیا۔ اور ان کو تمام مخلوقات جن و انس اور سیاہ و سفید پر مبعوث فرمایا۔ اور اہل کتاب سے جزیہ وصول کرنا اور مشرکین کو قید کرنا اور ان سے فدیہ لینا جائز قرار دیا۔ پھر اُن کو ان امور پر مامور کیا کہ کسی پیغمبر کو مامور نہ کیا تھا۔ ان کے واسطے شمشیر برہنہ بھیجی اور حکم دیا فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ (آیت ۸۴، پ۵ سورۃ النساء) یعنی راہ خدا میں جنگ کرو تم اپنے سوا کسی اور کے لیئے مکلّف نہیں ہو"۔ لہٰذا چاہیئے کہ حضورؐ جہاد کریں اگرچہ ایک متنفّس بھی اُن کا ساتھ نہ دے اور مدد نہ کرے۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی حضرتؐ اس طرح دُشمن کے مقابلہ پر جاتے تھے کہ جو شجاع ترین مردم ہوتا وُہی آنحضرتؐ کے ساتھ جنگ میں ٹھہر سکتا تھا۔

دوسری حدیث معتبر میں موسٰے بن جعفر علیہما السلام سے منقول ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ایک روز اصحاب مسجد میں بیٹھے ہوئے آنحضرتؐ کے فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے کہ شام کے یہودی عالموں میں سے ایک عالم آیا جو توریت و انجیل و زبور و صحفِ ابراہیمؑ اور پیغمبروں کی کتابیں پڑھے ہوئے تھا اور ان کے معجزات اور دلائل سے واقف تھا۔ اس نے ہم لوگوں کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد بولا اے اُمتِ محمدؐ تم لوگوں نے

کسی پیغمبر اور رسولؐ کے لیئے کوئی وجہ اور کوئی فضیلت حضرتؐ کی ایسی بیان کرو اپنے رسولؐ کے لیئے جو تمہارے پیغمبر کی برابری کرنے کے لیئے ہو۔ اگر میں تم لوگوں سے کچھ سوال کروں تو کیا جواب دے سکتے ہو؟ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہاں اے یہودی جو کچھ ہے بیان کرو انشاء اللہ تعالیٰ میں جواب دوں گا۔ آگاہ ہو کہ خدا نے کسی پیغمبر اور رسولؐ کو کوئی درجہ اور فضیلت نہیں بخشی ہے مگر اس سے دوگنا دس گنا ہمارے پیغمبرؐ کو بخشا ہے۔ خود آنحضرتؐ جب اپنی کسی فضیلت کا تذکرہ کرتے تو فرماتے تھے کہ میں فخر نہیں کرتا۔ لیکن آج میں آنحضرتؐ کے فضائل اس طرح بیان کروں گا کہ تمہیں اور پیغمبر کی کسر شان نہ ہوگی اور خدا نے جو کچھ حضرتؐ کو عطا فرمایا ہے اُس کے شکریہ میں مومنین کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اے یہودی آگاہ ہو کہ آنحضرتؐ کی فضیلتوں اور صفتوں میں ایک فضیلت یہ بھی تھی کہ خدا نے اُس کے لیئے بخشش اور مغفرت واجب قرار دی تھی جو آنحضرتؐ کے سامنے اپنی آواز پست رکھتا تھا۔ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (آیت ۳، پ۲۶، سورۃ الحجرات) یعنی جو لوگ اپنی آواز پیغمبرؐ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے دلوں کا امتحان خدا نے تقویٰ و پرہیزگاری سے لیا ہے انہیں کے واسطے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔" اور خدا نے پیغمبرؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (آیت ۵ سورۃ النسا) جس نے رسولؐ کی اطاعت کی تو اس نے خدا کی اطاعت کی۔" اور آنحضرتؐ کو مومنوں کے دل سے قریب اور اُن کا محبوب قرار دیا ہے۔ چنانچہ خود آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری محبت میری اُمت کے خون میں ملی ہوئی ہے اور وہ مجھ کو اپنے باپ ماں اور اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں" اور آنحضرتؐ خود بھی لوگوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ اُنپر شفیق و مہربان تھے جیسا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ جو بیان ہو چکا۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (آیت سورۃ الاحزاب پ۲۱) یعنی پیغمبرؐ مومنین پر خود ان کی جانوں، ان کی بیویوں اور ماؤں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا واللہ آنحضرتؐ کی فضیلتیں دُنیا و آخرت میں اس حد تک پہنچی ہیں کہ جنکا بیان ممکن نہیں۔ لیکن میں تجھ کو بتاتا ہوں وہ باتیں جنکے برداشت کی تو طاقت رکھتا ہے اور جس سے تیری عقل انکار نہیں کر سکتی۔ بیشک آپؐ کے فضائل اس قدر ہیں کہ اہل جہنم ندامت و پشیمانی کے ساتھ فریاد کریں گے کہ کیوں دُنیا میں ہم نے آنحضرتؐ کی دعوت تبلیغ قبول نہیں کی۔ جیسا کہ اُن کے حال میں حق تعالیٰ بیان فرماتا ہے يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ (آیت ۶۶، سورۃ الاحزاب، پ۲۲) یعنی جس روز اُن کے رُخ جہنم کی طرف پھیر دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کاش ہم نے خدا کی اور رسولؐ کی اطاعت کی ہوتی۔" اور خدا نے قرآن مجید میں جہاں جہاں دوسرے پیغمبروں کے ساتھ ذکر کیا ہے آپؐ کو مقدم رکھا ہے باوجودیکہ سب کے بعد آپؐ مبعوث ہوئے ہیں۔ جیسا کہ خدا نے

ارشاد فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ۔ (پ۲۱ آیت سورۃ الاحزاب)۔ خدا نے ان کو پیغمبروں پر اور ان کی اُمت کو تمام اُمتوں پر فضیلت عطا کی۔" چنانچہ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آیت ۱۱۰، پارہ ۴ سورۃ آل عمران)۔ اے محمدؐ تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیئے مقرر کیئے گئے ہو تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔" پھر یہودی نے کہا خدا نے فرشتوں کو آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا۔ کیا محمدؐ کے لیئے بھی یہ فضیلت بخشی ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آدمؑ کو مسجودِ ملائک اس لیئے کیا کہ محمدؐ اور اُن کے اوصیاء کا نور اُن کی پُشت میں سپرد کیا تھا۔ اور وہ سجدہ آدمؑ کی پرستش کے لیئے نہ تھا بلکہ حکم خدا کی اطاعت اور آدمؑ کے اکرام کے لیئے تھا مثل سلام کے جو کسی کو کیا جاتا ہے۔ اور اس اعتراف کے واسطے تھا کہ وہ فرشتوں سے افضل ہیں۔ اور یہ شرف آدمؑ کو عطا کیا تو اس سے بہتر محمدؐ کو عطا فرمایا کہ خود آپ پر صلوٰت بھیجتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ پر صلوٰت بھیجیں بلکہ تمام خلائق پر لازم قرار دیا کہ ان پر قیامت تک درود بھیجا کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (آیت ۵۶ پ۲۲ سورۃ احزاب)۔ اور اگر کوئی شخص آنحضرتؐ پر آپؐ کی زندگی میں یا بعد وفات درود بھیجتا ہے، تو خود خداوند عالم اُس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور ہر صلوات کے عوض دس نیکیاں اس کو عطا فرماتا ہے۔ اور جو حضرتؐ پر آپؐ کی وفات کے بعد صلوات بھیجتا ہے تو آنحضرتؐ کو بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کون آپ پر درود بھیجتا ہے اور آپؐ بھی اس کے جواب میں اس پر سلام کرتے ہیں۔ اور خدا نے ہر دُعا کرنے والے کی دُعا کا قبول کرنا آنحضرتؐ پر درود بھیجنے پر موقوف فرما دیا ہے۔ یہ فضیلت آدمؑ کی فضیلت سے بہت بلند اور عظیم ہے اور حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے لیئے ہر سنگ سخت اور درخت کو گویا کیا کہ آنحضرتؐ کو سلام کرتے تھے اور آپؐ کی عظمت و بلندی پر مبارکباد دیتے تھے۔ ہم آپؐ کے ساتھ جب چلتے تھے تو آپؐ جس درہ اور درخت کے پاس سے گزرتے تھے تو اس سے آواز آتی تھی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اور وہ سب آپؐ کی رسالت کا اقرار کرتے تھے۔ خدا نے حضرتؐ کے مراتب کی زیادتی کے لیئے باوجودیکہ دوسرے پیغمبروں سے پہلے آپؐ کی رسالت کا اقرار لیا تھا لیکن پیغمبروں سے بھی اقرار لیا کہ آپؐ کی اطاعت کریں گے اور آپؐ کی فضیلت پر راضی ہوں گے اور آپؐ کی رسالت کی تصدیق کریں گے جیسا کہ فرمایا ہے:۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ۔ (پ۲۱، آیت، سورۃ احزاب) اور پھر ارشاد فرمایا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (پ۳، آیت ۸۱، سورۃ آل عمران) "اُس وقت کو یاد کرو جبکہ خدا نے پیغمبروں سے پیمان لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں اور پھر تمہاری طرف ایک پیغمبرؐ آئے جو اُن امور کی تصدیق

کرتے ہیں تو ایک ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ گزشتہ اُمتوں میں سے جو شخص کوئی گناہ کرتا' اس کے دروازہ پر لکھ دیا جاتا تھا۔ اور ان کی توبہ میں اس طرح قبول کرتا کہ اُن پر اُن کا سب سے زیادہ پسندیدہ طعام حرام کر دیتا تھا اور ایک گناہ کے سبب وُہ سو سو دو دو سو سال تک توبہ کرتے تھے مگر ان کی توبہ میں قبول نہیں کرتا تھا جبتک اُن پر دُنیا میں عذاب نازل نہ کر لیتا۔ لیکن یہ امر تمہاری اُمت سے محو کر دیا۔ اگر تمہاری اُمت سے کوئی سَو سال تک گناہ کرے اور ایک چشم زدن کے لیئے اُن گناہوں پر پشیمان ہو جائے' تو اس کے تمام گناہوں کو بخش دوں گا اور اُن کی توبہ قبول کر لوں گا۔ اُمم سابقہ میں سے کسی کے جسم پر اگر کوئی نجاست لگ جاتی تھی تو ان کو حکم تھا کہ اُس حصہ کو قینچی سے کاٹ دیں۔ لیکن تمہاری اُمت کے لیئے پانی کو اور بعض اوقات خاک کو بھی نجاستوں سے پاک کرنے والی قرار دیا۔ یہ وُہ بار ہائے گراں تھے جنکو تمہاری اُمت سے مَیں نے برطرف کر دیا۔ آنحضرتؐ نے عرض کی خداوندا جبکہ تُو نے مجھ کو اور میری اُمت کو یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو اپنا فضل و کرم اور زیادہ کر یعنی خدا نے اُن کو الہام کیا تو آپؐ نے التجا کی کہ۔ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ اے معبُود اتنا بوجھ ہم پر مت ڈال جس کی برداشت کی طاقت ہم کو نہیں ہے۔ خدا نے فرمایا میں نے تمہاری اُمت کے لیئے ایسی آسانی کر دی اور میرا یہ حکم تمہاری تمام اُمت کے لیئے ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا۔ ہماری خطاؤں سے درگزر کر اور ہم کو بخشدے اور ہم پر رحم کر تُو ہی ہمارا والی و سرپرست ہے۔" خدا نے فرمایا یہ بھی تمہاری اُمت کے توبہ کرنے والوں کے لیئے منظور کیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا۔ فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (پ۳ آیت ۲۸۶، سورۂ بقرہ) کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر" حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا یہ بھی قبول کیا اے محمدؐ میں نے تمہارے اعزاز و اکرام کے لیئے تمہاری اُمت کو کافروں کے درمیان سیاہ گائے کے جسم پر خال سفید کے مانند قرار دیا وُہ اپنے دشمنوں پر مسلط ہوں گے اور سخت و شدت کرنے والے۔ وُہ اُن سے خدمت لیں گے مگر کفار تمہاری اُمت سے خدمت نہیں لے سکتے۔ اور مجھ پر لازم ہے کہ تمہارے دین کو ادیانِ عالم پر غالب کر دوں یہانتک کہ مشرق و مغرب کے ہر گوشہ میں تمہارا دین ہو گا۔ اور کفار و مشرکین تمہارے ماننے والوں کو جزیہ دیں گے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا جب آنحضرتؐ وہاں سے واپس آئے آپؐ نے دوبارہ جبریلؑ کو سدرۃ المنتہٰی کے پاس دیکھا جس کے نزدیک بہشت ہے جو نیکوں کی جگہ ہے اُس وقت جبکہ سدرہ کو فرشتے اور مومنین کی رُوحیں گھیرے ہوئے تھیں انوارِ خلاقِ عالمین سے آپؐ کی آنکھیں خیرہ نہ ہوئیں آپؐ نے ہر شئے کو جیسی کہ وُہ تھی مشاہدہ فرمایا بیشک حضرتؐ نے اپنے معبود کی بزرگ نشانیاں دیکھیں۔ لہٰذا یہ بہت بلند ہے اس سے جو طورِ سینا پر جناب مُوسٰےؑ نے دیکھا۔ اور آنحضرتؐ کے لیئے خدا نے پیغمبروں کو متمثل فرمایا جنہوں نے آپؐ کی اقتدا میں نماز پڑھی اور اُسی رات آپؐ کو بہشت و دوزخ بھی دکھایا۔ اور جس آسمان سے آپؐ گزرتے تھے وہاں کے فرشتے آپؐ کو سلام کرتے تھے۔ یہودی نے کہا خدا نے جناب مُوسٰےؑ کو اپنی دوستی و محبت عطا کی۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہاں صحیح ہے لیکن پروردگارِ عالم نے جناب سرورِ کائنات کو اپنی محبت بھی عطا کی اور

ان کو اپنا محبوب بھی بنایا۔ کیونکہ خدا نے جناب ابراہیم علیہ السّلام کو محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صورت دکھائی اور آپؐ کی اُمت کو بھی دکھایا۔ ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کی پالنے والے مَیں نے کسی اُمت کو اس اُمت سے زیادہ نورانی اور زیادہ منور نہیں دیکھا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ ندا آئی اے ابراہیمؑ یہ محمدؐ ہیں میرے حبیبؐ! اور اپنی مخلوقات میں ان کے سوا کسی کو میں نے اپنا حبیب نہیں بنایا ہے۔ اور ان کا ذکر جاری کیا قبل اس کے کہ آسمان و زمین کو پیدا کروں اور ان کو پیغمبر بنایا جبکہ تمہارے باپ آدمؑ آب و گل کے درمیان تھے اور ابھی ان میں رُوح میں نے نہیں ڈالی تھی۔ اور جس وقت کہ فرزندانِ آدمؑ کو مَیں اُن کی پُشت سے باہر لایا اور پھیلایا' تم کو بھی اُنہی کے ساتھ موجود کیا تھا۔ اے یہودی خدا نے قرآن میں آنحضرتؐ کی جان کی قسم کھائی ہے جیسا کہ فرمایا ہے لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (پ۱۴ آیت ۷۲ سورۂ الحجر) یعنی تمہاری جان کی قسم جیسا کہ ایک دوست اپنے دوست سے اور ایک ہمدم اپنے ہمدم سے کہتا ہے کہ تمہاری جان کی قسم۔ اور یہی آنحضرتؐ کی رفعت و عظمت کے لیئے کافی ہے۔ یہودی نے کہا اچھا مجھے آگاہ کیجیئے کہ خدا نے آنحضرتؐ کی اُمت کو اور دوسری اُمتوں پر کن کن باتوں میں فضیلت عطا کی ہے؟ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے اس اُمت کو دُوسری امتوں پر بہت زیادہ فوقیت بخشی ہے ان میں سے چند باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ خدا نے فرمایا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پ۴ سورۂ آل عمران آیت ۱۱۰)۔ تم سب سے بہتر قوم ہو جو لوگوں کی بھلائی کیلئے لائے گئے ہو۔ دُوسرے یہ کہ قیامت کے روز خداوندِ کریم تمام خلق کو ایک حال پر اکٹھا کرے گا اور پیغمبروں سے سوال کرے گا کیا تم نے میری رسالت پہنچا دی تھی؟ وُہ عرض کریں گے ہاں اے معبُود۔ پھر خدا ان کی اُمتوں سے پُوچھے گا تو وُہ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا اس وقت خدا پیغمبروں سے پُوچھے گا کہ آج تمہارا گواہ کون ہے حالانکہ خود بہتر جانتا ہے۔ وُہ لوگ کہیں گے کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور آپؐ کی اُمت کے بہترین لوگ ہمارے گواہ ہیں۔ پھر اُن کی شہادت آنحضرتؐ کی اُمت دے گی کہ پالنے والے ان لوگوں نے رسالت کی تبلیغ کی تھی اور جناب رسالتمآبؐ ان کی تصدیق کریں گے۔ یہ ہے اس ارشادِ ربّ العزّت کے معنی جو فرمایا ہے کہ تم کو مَیں نے اُمتِ وسط قرار دیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسُولؐ تمہارے گواہ ہوں۔ تیسرے یہ کہ روزِ قیامت تمام اُمتوں سے پہلے اس اُمت کا حساب کیا جائے گا اور وُہ سب سے پہلے داخل بہشت ہو گی۔ چوتھے یہ کہ خدا نے اس اُمت پر شب و روز میں پانچ وقتوں کی نماز واجب کی ہے دُو نمازیں رات کو اور تین نمازیں دن میں۔ اور ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا ہے اور ان کے گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے:۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ یعنی پنجگانہ نمازیں گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کریں۔ پانچویں یہ کہ اگر ایک نیکی کا ارادہ کریں تو ان کے لیئے وُہ نیکی لکھ لی جاتی ہے اگرچہ وُہ اس کو عمل میں نہ لائیں۔ اور اگر عمل میں لائیں تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں بلکہ سات ہزار تک اور اس سے زیادہ بھی۔ چھٹے یہ کہ اس اُمت کے ستّر ہزار

کرنے والا ہوگا جو تم کو دیئے ہیں۔ تو ضرور بالضرور اسی پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ پھر خدا نے کہا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور میرے عہد کو منظور کیا؟ تو ان لوگوں نے کہا ہاں ہم نے اقرار کیا۔ تو خدا نے فرمایا ایک دوسرے کے گواہ رہنا اور میں تم سب پر گواہ ہوں۔" اور خدا نے فرمایا ہے کہ پیغمبرؐ مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اور فرمایا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پ۳۰، آیۃ۴ سورۃ انشراح) اور ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کیا۔" اور اذان و اقامت، نماز عیدین اور اوقات حج اور ہر خطبہ میں یہانتک کہ خطبۂ نکاح میں بھی جہاں کلمۂ اخلاص و شہادت میں لا الٰہ الا اللہ کہا جاتا ہے تو ساتھ ہی محمدؐ رسول اللہ کی شہادت بھی دی جاتی ہے۔ غرض یہودی نے پیغمبروں کی بہت سی فضیلتیں بیان کیں اور جناب امیرؑ نے ان فضائل سے بہتر فضیلتیں جناب رسالتمآبؐ کے لیئے ثابت کیں۔ آخر یہودی نے کہا کہ خدا نے جناب موسےٰؑ سے طور پر ایک سو ستر" کلموں کے ساتھ کلام کیا اور ہر ایک کے ساتھ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ فرماتا رہا۔ کیا محمدؐ کے لیئے بھی یہ شرف حاصل ہوا؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدا نے آنحضرتؐ کو ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی اور ساتوں آسمان کے اوپر دو مقام پر آپؐ سے ہمکلام ہوا ایک سدرۃ المنتہیٰ جو مقام محمود ہے پھر وہاں سے اور اوپر لے گیا اور ساق عرش تک پہنچایا اور آپؐ کے لیئے سبز رفرف بھیجا جس کو نور عظیم گھیرے ہوئے تھا۔ اس سے حجاب قدرت اس قدر نزدیک تھا کہ دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا خدا نے آپؐ سے وہاں کلام فرمایا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاتے رہو (خدا سب کچھ جانتا ہے اور) تمہارے اعمال کا حساب کرتا رہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے عذاب کرتا ہے۔ خدا نے اس آیت کو آدمؑ سے آنحضرتؐ کی اُمّت تک ہر ایک پر پیش کیا۔ لیکن اس کی گرانی کے سبب سوائے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نے قبول نہ کیا۔ جب خدا نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کی اُمّت نے قبول کر لیا، تو اس کی گرانی میں تخفیف فرما دی اور فرمایا کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ۔ یعنی رسولؐ اس پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے پروردگار کی جانب سے نازل کیا گیا۔ غرضکہ خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضل کیا اور اُمّتِ رسولؐ کے لیئے اس کی گرانی زیادہ سمجھی لہذا حضرتؐ کی اور آپؐ کی اُمّت کی جانب سے خود ہی جواب میں فرمایا وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (پ۳ آیۃ۲۸۵ سورۃ بقرہ)۔ تمام مومنین خدا اور ملائکہ اور خدا کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور کہتے ہیں کہ اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے۔" پھر خدا نے فرمایا، اگر وہ اسیطرح ایمان لائے تو ان کے لیئے مغفرت اور بہشت ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خداوندا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ (پ۳ آیۃ۲۸۵ سورۃ بقرہ) ہم نے سُنا اور اطاعت کی اور ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے۔" تو خدا نے فرمایا ہم نے تمہاری یہ دُعا تمہاری اُمّت سے توبہ کرنے والوں کے حق میں قبول کی اور ان کے گناہوں کی بخشش واجب قرار دے دی۔ اور خدا نے فرمایا اے رسولؐ تم نے اور تمہاری اُمّت نے چونکہ وہ چیز قبول کر لی جو تمام

پیغمبروں اور ان کی اُمّتوں پر پیش کی گئی تھی اور انہوں نے قبول نہیں کیا تھا لہذا مجھ پر لازم ہے کہ اس کی گرانی تمہاری اُمّت سے دُور کر دوں۔ اور فرمایا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (پ۳ آیۃ۲۸۶ سورۃ بقرہ) یعنی خدا کسیکو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو کچھ جس نے نیک عمل کیا ہے اس کا فائدہ اُسی کے لیئے ہے۔ اور جو برائیاں کیں اُس کا وبال بھی اُسی پر ہے۔" پھر خدا نے حضرتؐ پر الہام فرمایا تو آپؐ نے عرض کی رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا پالنے والے ہماری بھول چوک اور خطاؤں کے بارے میں مؤاخذہ مت کرنا۔ خدا نے فرمایا، تمہارے اعزاز کے لیئے ہم نے یہ بھی منظور کیا۔ سابقہ اُمتہائے گزشتہ میں سے اگر کوئی اس امر کو بھول جاتا تھا جو اس کو بتلایا گیا تو ہم اس پر عذاب کے دروازے کھول دیتے تھے۔ لیکن تمہاری اُمّت سے یہ تکلیف رفع کر دی۔ اُس وقت حضرتؐ نے عرض کی رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا (پ۳ آیۃ۲۸۶، سورۃ بقرہ) پالنے والے ہم پر وہ بار نہ ڈال جو ہم سے پہلے کے لوگوں پر تُو نے ڈالا تھا۔ تو خدا نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری اُمّت سے تکالیف شاقہ اُٹھا لیا جو گزشتہ اُمّتوں پر لازم قرار دیا تھا۔ اُن کے لیئے ہم نے مقرر کیا تھا کہ ان کی کوئی عبادت سوائے اُن قطعات زمین پر جنکو عبادت کے لیئے ہم نے مقرر کر دیا اور کسی مقام پر قبول نہ کروں گا خواہ وہ اُن کی قیامگاہ سے کتنی ہی دُور ہو۔ لیکن تمہارے لیئے اور تمہاری اُمّت کے واسطے تمام زمین کو پاک کرنے والی اور قابل عبادت بنایا اور یہ سخت تکلیف تھی جو تمہاری اُمّت سے میں نے برطرف کر دی۔ گزشتہ اُمّتوں کے لیئے مقرر تھا کہ وہ اپنی قربانیاں اپنی گردنوں پر لاد کر بیت المقدس تک لے جائیں۔ پھر جس کی قربانی میں قبول کرتا تھا ایک آگ نازل کرتا تھا جو اس کو جلا دیتی تھی۔ اگر قبول نہیں کرتا تھا تو وہ محروم و ناامید واپس جاتا تھا (اور دُنیا والوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو جاتا تھا)۔ لیکن تمہاری اُمّت کی قربانی (کا گوشت) فقرا و مساکین کے لیئے مباح کیا۔ پھر جن کی قربانی قبول کرتا ہوں اُس کا ثواب زیادہ سے زیادہ بڑھا دیتا ہوں اور جس کی قربانی قبول نہیں کرتا پھر بھی عقوبتِ دُنیا اُس سے برطرف رکھتا ہوں۔ غرضکہ یہ بھی ایک تکلیف دُشوار تھی جو تمہاری اُمّت سے رفع کر دی۔ گزشتہ اُمّتوں پر رات میں بھی اور دن میں بھی بہت سی نمازیں واجب قرار دی تھیں۔ اور یہ اُن کے لیئے دُشوار تھی۔ لیکن تمہاری اُمّت سے یہ تکلیف بھی دُور کر دی۔ ان پر شب و روز کی ابتدا میں نمازیں واجب کیں جو آرام اور کاموں سے فراغت سے وقت ہے گزشتہ اُمّتوں پر پچاس نمازیں پچاس وقتوں میں واجب کی تھیں۔ لیکن تمہاری اُمّت سے یہ بھی رفع کر دیا۔ اگلی اُمّتوں کے لیئے ایک نیکی کا ثواب ایک ہی اور گناہ بھی ایک ہی لکھا جاتا تھا۔ تمہاری اُمّت کے ایک عمل نیک کا ثواب دس گنا اور ایک بدی کا ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔ اگلی اُمّتیں کسی نیک کام کا ارادہ کرتیں تو ان کے لیئے کوئی ثواب نہیں لکھا جاتا تھا جب تک وہ بجا نہ لاتیں۔ لیکن بدی کی نیت اگر وہ کرتیں تو وہ لکھ لی جاتی تھی اگرچہ وہ برائی عمل میں نہ لائی جاتی۔ یہ امر بھی تمہاری اُمّت سے دُور کر دیا۔ اگر وہ کسی گناہ کا ارادہ کرتے ہیں تو جب تک عمل میں نہیں لاتے ان کے لیئے نہیں لکھا جاتا۔ اور اگر کسی نیکی کا ارادہ

لوگوں کو بے حساب داخلِ بہشت کرے گا جنکے چہرے چودھویں رات کے چاند کے مانند ہوں گے۔ کچھ لوگوں کے چہرے ستاروں کے مانند روشن ہوں گے اسیطرح حسب مراتب۔ اور اُن میں باہمی دشمنی نہ ہوگی۔ ساتویں یہ کہ اگر ان میں سے ایک دُوسرے کو قتل کردے تو مقتول کے وارث اگر چاہیں تو معاف کردیں، اگر چاہیں خونبہا لے لیں اور اگر چاہیں تو اس کے عوض قتل کردیں۔ لیکن اے یہودی تیرے دین میں توریت میں لازم قرار دیا گیا ہے کہ قتل ہی کردیں نہ خونبہا لیں، نہ معاف کریں۔ جیسا کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اس امر میں بھی تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہارے واسطے تخفیف اور رحمت ہے۔ آٹھویں یہ کہ سورۂ فاتحہ کو خدا نے نصف اپنے واسطے اور نصف بندہ کے واسطے قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ میں نے اس سورۃ کو اپنے اور بندہ کے درمیان تقسیم کردیا ہے۔ جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تو اس نے میری حمد کی جب وہ کہتا ہے رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تو اس نے میری معرفت حاصل کرلی کہ میں تمام جہانوں کا پالنے والا ہوں۔ جب وہ کہتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اس نے میری تعریف کی کہ میں رحم وکرم والا اور مہربان ہوں۔ جب وہ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتا ہے تو اس نے میری ثنا کی۔ جب اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے میرے بندہ نے میری عبادت کے بارے میں سچ کہا؛ اور وہ مجھ ہی سے طلب اعانت کرتا ہے۔ اس کے بعد باقی تمام سورۃ بندہ سے متعلق ہے۔ نویں یہ کہ خدا نے جبریلؑ کو پیغمبرؐ کے پاس بھیجا کہ وہ اپنی اُمت کو زینت، روشنی، رفعت، کرامت اور نصرت کی خوشخبری دے دیں۔ دسویں یہ کہ خدا نے ان کے صدقہ کو انہی لوگوں کے لئے مباح فرما دیا کہ کھائیں اور اپنے فقراء کو کھلائیں۔ اگلی اُمتوں کے صدقات کے متعلق یہ تھا کہ وہ اپنے مقام سے بہت دُور لے جا کر رکھ دیں تاکہ آگ اُن کو جلادے۔ گیارھویں یہ کہ خداوندِ عالم نے ان کے لئے شفاعت قرار دی حالانکہ گزشتہ اُمتوں کے لئے نہیں قرار دی تھی۔ حق سُبحانہٗ وتعالےٰ پیغمبرؐ کی شفاعت سے اُن کے بڑے بڑے گناہوں کو بخش دے گا۔ بارھویں یہ کہ قیامت کے روز ندا دی جائے گی کہ حمد کرنے والے آگے بڑھیں تو اُمتِ محمدؐ تمام اُمتوں سے پہلے آگے آئے گی۔ اور سابق کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرتؐ کی اُمت حمد کرنے والی ہے۔ وہ لوگ خدا کی حمد ہر منزل اور ہر مقام پر کرتے ہیں اور تکبیر کہتے ہیں یعنی اس کی کبریائی کا ہر بلندی پر اظہار کرتے ہیں۔ اُن کا مؤذن اذان میں ہر رات ندا کرتا ہے اور اس کی آواز شہد کی مکھی کی آواز کے مانند آسمان میں گونجتی ہے۔ تیرھویں یہ کہ خدا ان کو بھوک سے نہیں مارتا اور گمراہی پر جمع نہیں کرتا۔ اور اُن پر دُشمن کو جو اغیار میں سے ہوں یعنی کفار و مشرکین کو مُسلط نہیں کرتا اور سب کو عذاب میں مُبتلا نہیں کرتا۔ اور طاعُون میں مرنے والوں کو شہادت کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ چودھویں یہ کہ محمد وآل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنے والے کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور ان کے دس گناہ مٹاتا ہے، اور اس پر اتنی ہی رحمت نازل کرتا ہے جس قدر وہ آنحضرتؐ پر صلوات بھیجتا ہے۔ پندرھویں یہ کہ حق سُبحانہٗ وتعالےٰ نے ان کو تین قسم پر قرار دیا ہے ایک اُن میں سے اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے دُوسرے میانہ رو، تیسرے نیکیوں میں سبقت کرنے والے۔ جو لوگ سبقت کرنے والے ہیں

ان کو بے حساب داخلِ بہشت کرے گا۔ میانہ رو لوگوں کا آسان حساب لے گا۔ اور اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والوں کو اگر چاہے گا بخش دے گا۔ سولھویں یہ کہ خدا نے ان کی توبہ گناہوں سے پشیمانی اور طلبِ مغفرت اور گناہوں کے ترک کردینے کو قرار دیا ہے۔ لیکن بنی اسرائیل کے لئے توبہ کی یہ شرط تھی کہ ایک دُوسرے کو قتل کریں (یعنی گنہگار کو)۔ سترھویں یہ کہ خدا نے پیغمبرؐ کو وحی فرمائی کہ تمہاری اُمت مقامِ رحمت میں ہے ان کے لئے دُنیا میں عذاب زلزلہ اور پریشانی نہیں ہے۔ اٹھارھویں یہ کہ خداوندِ عالم اس اُمت کے بیماروں اور بُوڑھوں کے لئے ویسی ہی نیکیاں لکھتا ہے جیسی وہ عالمِ جوانی اور حالتِ صحت میں کرچکے ہوں گے اور فرشتوں کو وحی فرماتا ہے کہ میرے بندہ کے واسطے ان نیکیوں کے مانند نیکیاں لکھو جیسی اُس نے پہلے کی ہیں۔ اُنیسویں یہ کہ خدا نے کلمہ تقوےٰ کو جو توحید ہے ولایت کے ساتھ اُمتِ محمدیہ کے لئے لازم فرمایا ہے اور اُن کے لئے شفاعت کو آخرت میں ظاہر کرنا قرار دیا ہے۔ بیسویں یہ کہ آنحضرتؐ نے معراج میں چند فرشتوں کو دیکھا کہ جس روز سے وہ خلق ہوئے ہیں ہمیشہ قیام میں ہیں بعض سجدہ میں ہیں۔ تو جبریلؑ سے فرمایا کہ عبادت یہ ہے جو یہ کررہے ہیں۔ جبریلؑ نے عرض کی یا حضرتؐ اپنے معبود سے سوال کیجئے تاکہ وہ آپؐ کی اُمت کو قنوت و رکوع و سجود و نماز میں عطا فرمائے۔ حضرتؐ نے سوال کیا اور خدا نے ان کو عطا فرمایا۔ لہٰذا اُمتِ محمدیہ اقتدا کرتی ہے اُن فرشتوں کی جو آسمان میں ہیں۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ تمہاری نماز و رکوع و سجود پر یہودی حسد کرتے ہیں۔

حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے ایک لاکھ چالیس ہزار پیغمبر بھیجے اور انہی کے برابر اُن کے وصی قرار دیئے جو سب کے سب سچے، دُنیا میں زاہد اور امانت کے ادا کرنے والے تھے۔ لیکن کسی نبی کو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر اور کسی وصی کو ان کے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ سے برتر نہیں قرار دیا۔ دُوسری روایت معتبر میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے پیغمبرؐ سے پوچھا، کہ کس سبب سے آپؐ کو تمام پیغمبروں پر سبقت حاصل ہوئی اور آپؐ سب سے بہتر قرار پائے حالانکہ آپؐ سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ فرمایا اس سبب سے کہ میں سب سے پہلے اپنے پروردگار پر ایمان لایا۔ اور جس وقت کہ خدا نے پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا اور ان کو اپنا گواہ بنایا اور فرمایا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے جس نے اقرار کیا وہ میں تھا۔

دُوسری حدیث موثق میں فرمایا کہ پیغمبرانِ اُولوالعزم پانچ ہیں جن کی شریعتیں سابقہ شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہیں: نوحؑ و ابراہیمؑ و موسےٰؑ و عیسےٰؑ علیہم السلام اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ ہے، اور اس شریعت کا حلال قیامت تک حلال اور حرام قیامت تک کے لئے حرام ہے۔

حدیث معتبر میں امام رضاؑ سے مروی ہے کہ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ جناب مُوسٰیؑ نے خدا سے عرض کی پالنے والے مجھے تو اُمتِ محمدؐ میں شامل کرلے خدا نے وحی فرمائی کہ تم ان میں شامل نہیں ہوسکتے۔

حدیث معتبر میں مروی ہے کہ حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علیؑ خداوندِ عالم نے

م عالم سے مردوں میں مجھے اختیار کیا۔ میرے بعد تم کو پھر تمہاری اولاد میں سے اماموں کو اور تمام
رتوں میں سے فاطمہؑ کو اختیار فرمایا۔ بہت سی حدیثوں میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام
ے منقول ہے کہ تمام خلق پر امیرالمومنینؑ اور آپؑ کے بعد اماموں کو اسیطرح فضیلت حاصل ہے،
ں طرح جناب رسولِؐ خدا کو فضیلت ہے۔ اور وُہ بارگاہِ خدا کے دروازہ ہیں۔ کوئی خدا تک نہیں
نچ سکتا مگر آپؑ کے ذریعہ سے۔ جو شخص خدا کے راستہ میں آپؑ کی متابعت کرتا ہے وُہی قرب و
ضائے خدا حاصل کر سکتا ہے۔

بہت سی حدیثوں میں ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ ہم معصومینؑ سب کے سب اطاعت کے
جب ہونے اور علم و فہم اور حلال و حرام کے سمجھنے میں یکساں ہیں لیکن جناب رسولِؐ خدا اور امیرالمومنینؑ
ہم لوگوں پر فضیلت ہے۔ حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب سرورِ عالم نے فرمایا
ہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے خداوند عزیز و جبّار نے مجھ پر وحی کی کہ اے محمدؐ میں نے تمام روئے زمین
سے تم کو انتخاب کیا اور برگزیدہ کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تمہارے لیئے اشتقاق کیا۔ جس
گہ میرا ذکر کیا جائے گا تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا۔ میں محمود ہوں اور تم محمدؐ ہو۔ پھر تمام اہل زمین سے
لیؑ کو اختیار کیا۔ اور ان کے واسطے بھی اپنے ناموں میں سے ایک نام مشتق کیا۔ میں علی الاعلےٰ ہوں
ور وُہ علی ہیں۔ اے محمدؐ میں نے تم کو اور علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اپنے نور سے چند انوار خلق
کیئے اور تمہاری ولائیت آسمانوں اور زمینوں پر اور جو کچھ ان میں ہے سب پر پیش کی تو ان میں سے
جس جس نے قبول کی وُہ میرے نزدیک کامیاب ہے اور جس نے انکار کیا وُہ کافر ہے۔ اے محمدؐ اگر میرا
کوئی بندہ میری اتنی عبادت کرے کہ ریزہ ریزہ مثل بوسیدہ مشک کے ہو جائے اور میرے پاس
آئے درآنحالیکہ وُہ تمہاری ولایت کا منکر ہو تو میں ہرگز اُس کو نہ بخشوں گا۔ دُوسری معتبر حدیث میں
فرمایا کسی بندہ کا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وُہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ حجت خلق ہونے
میں اور اطاعت و حلال و حرام وغیرہ کے جاننے میں اوّل سے آخر امام تک ہر ایک کے لیئے یکساں شرف و
فضیلت ہے لیکن محمد و علی صلوٰت اللہ و سلامہٗ علیہما کے لیئے ان کی خاص فضیلت ہے۔ حدیث معتبر میں
جناب موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِؐ خدا نے فرمایا میں ہوں بہترین خلق خدا۔ میں ہوں
جبرئیلؑ و اسرافیلؑ و حاملانِ عرش اور تمام ملائکۂ مقربین اور انبیاء و مرسلین سے بہتر۔ میں ہوں
صاحب شفاعت و حوض۔ میں اور علیؑ اس اُمت کے دو باپ ہیں۔ جس نے ہم کو پہچانا اُس نے خدا کو
پہچانا۔ جس نے ہم سے انکار کیا اُس نے خدا سے انکار کیا۔ علیؑ سے اس اُمت کے دو سبط پیدا ہونگے
جو جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہوں گے یعنی حسن اور حسین علیہم السلام۔ اور فرزندانِ حسینؑ سے
نوؑ امام ہوں گے جن کی اطاعت میری اطاعت اور جن کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ ان کا نواں
قائمؑ اور مہدیؑ ہو گا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے جب عرش کو خلق کیا عرش کے گرد دو فرشتے

پیدا کیئے اور اُن سے فرمایا کہ شہادت دو کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں تو اُنہوں نے شہادت دی۔ پھر
فرمایا کہ گواہی دو کہ محمدؐ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم خدا کے رسُول ہیں انہوں نے یہ گواہی بھی دی۔ پھر فرمایا
کہ شہادت دو کہ علیؑ امیرالمومنین ہیں اُنہوں نے یہ شہادت بھی دی۔ دوسری حدیث میں ابوذرؓ
غفاری سے منقول ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ میں نے رسُولِؐ خدا سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اسرافیلؑ نے
فخر کیا کہ میں جبرئیلؑ سے بہتر ہوں کیونکہ میں اُن آٹھ فرشتوں کا سردار ہوں جو حاملانِ عرش ہیں، اور
میں ہی صُور پھونکوں گا اور میں محلِ صدورِ وحیٔ معبود سے نزدیک ترین ملائکہ ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا میں
تم سے بہتر ہوں کیونکہ میں خدا کا امین ہوں اس کی وحی پر اور میں انبیاء و مرسلین کی طرف اُس کا رسول ہوں
اور میں خسف[1] و قذف والا ہوں۔ خدا نے کسی اُمت پر عذاب نہیں کیا مگر میرے ذریعہ سے۔ غرض دونوں
فرشتوں نے اپنا معاملہ بارگاہِ احدیت میں پیش کیا۔ خدا نے اُنپر وحی فرمائی کہ خاموش رہو۔ میں اپنے
عزّت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے ایک مخلوق کو تم سے بہتر خلق کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی کیا
ہم سے بھی پہلے کوئی سب سے بہتر مخلوق تو نے پیدا کیا ہے حالانکہ تُو نے ہم کو اپنے نور سے خلق کیا ہے
فرمایا ہاں۔ اور حکم دیا تو ان کے سامنے سے حجابات اُٹھ گئے۔ اور دیکھا کہ داہنی جانب ساق عرش پر
"لا الٰہ الا اللہ اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ بہترین خلق ہیں" لکھا ہوا ہے۔ جبرئیلؑ نے عرض کی کہ
پالنے والے میں تجھ سے اُنہی کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے اُن کا خادم بنا دے۔ پیغمبرؐ
نے فرمایا اے ابوذرؓ جبرئیلؑ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں اور ہمارے خادم ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی آنحضرتؐ کے پاس آکر کھڑا ہوا
اور نہایت تیز نگاہوں سے گھورنے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے یہودی تیری کیا حاجت ہے؟ اُس نے کہا
تم بہتر ہو کہ موسٰے بن عمران پیغمبر جن سے خدا نے باتیں کیں اور توریت اور عصا ان کو عطا فرمایا اور ان کیلئے
دریا کو شگافتہ کیا اور ابر نے اُن کے سر پر سایا کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا مکروہ ہے کہ بندہ آپ اپنی مدح کرے
لیکن مجھ پر لازم ہے کہ تجھ کو آگاہ کر دوں۔ کہ جب آدمؑ سے ترک اَولےٰ ہوا تو ان کی توبہ کے یہ الفاظ تھے
خداوندا میں تجھ سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ میری غلطی معاف فرما۔ تو خدا نے ان کو بخشدیا۔
نوحؑ جب کشتی میں سوار ہوئے اور اُن کو ڈوبنے کا خوف ہوا تو کہا پالنے والے میں تجھ سے بحق محمدؐ
و آل محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو ڈوبنے سے محفوظ رکھ۔ تو خدا نے ان کو نجات دی۔ اور ابراہیم علیہ السّلام
کو جب آگ میں ڈالا اُنہوں نے ہمارے حق سے سوال کیا تو خدا نے اُنپر آگ کو سرد و سلامت قرار دیا
اور جب موسٰےؑ نے عصا زمین پر ڈالا اور وُہ اژدہا بن گیا تو کہا پالنے والے بحق محمدؐ و آل محمدؐ مجھے بیخوف
کر دے تو خدا نے اُنپر وحی فرمائی کہ ڈرو مت تم ہی غالب ہو۔ اے یہودی اگر موسٰیؑ اس زمانہ میں

[1] خسف زمین کے اندر داخل ہونا اور قذف پھینکنے وغیرہ اور نقاش۔ مطلب غالباً یہ ہے کہ میں زمین کو
بدکاروں پر اُلٹ دینے والا ہوں جیسا کہ بعد کے جملہ سے ظاہر ہے۔ ۱۲ (مترجم)

ہوتے اور مجھ پر اور میری پیغمبری پر ایمان نہ لاتے، تو اُن کا ایمان اور ان کی پیغمبری اُن کو کچھ فائدہ نہ دیتی اے یہودی میری ذُرّیت سے مہدیؑ ہو گا کہ جب وُہ ظاہر ہو گا تو عیسٰیؑ ابنِ مریم آسمان سے اُس کی مدد کے لیئے آئیں گے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ دوسری حدیث میں اُنہی حضرتؐ سے منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے درخت ممنوعہ سے کھایا تو سر آسمان کی جانب بلند کر کے عرض کی پالنے والے میں تجھ سے بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر رحم فرما۔ خداوند عالم نے اُن پر وحی کی کہ محمدؐ کون ہیں۔ عرض کی پالنے والے جب تُو نے خلق فرمایا تو میں نے عرش کی جانب دیکھا جس پر لکھا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ تو میں نے سمجھا کہ کسی اور کی ایسی قدر و منزلت تیرے نزدیک نہیں ہے کہ اپنے نام کے ساتھ تُو نے اُن کے نام کو جمع کر دیا ہے۔ تو خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدمؑ وُہ تمہاری ذرّیت سے ہیں اور سب سے آخری پیغمبرؐ ہیں۔ اگر وُہ نہ ہوتے تو میں تم کو خلق نہ کرتا۔ دُوسری حدیث معتبر میں امیرالمؤمنینؑ سے منقول ہے کہ جو کلمات آدمؑ نے خدا سے سیکھے اور وُہ ان کی توبہ کی قبولیت کا باعث ہوئے یہ تھے کہ خداوندا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ بحق محمدؐ تو میری توبہ قبول فرما۔ خدا نے فرمایا تمکو کیا معلوم کہ محمدؐ کون ہیں؟ عرض کی میں نے دیکھا کہ اُن کا نام تیرے سراپردۂ عرش پر لکھا ہے جبکہ میں بہشت میں تھا۔ اور بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی اور اُس کے رسولؐ کی تعظیم کرو اور کسیکو آنحضرتؐ پر فضیلت نہ دو کیونکہ خدا نے اُن کو ہر ایک پر فضیلت بخشی ہے۔ بسندِ معتبر منقول ہے کہ اُنہی حضرتؑ سے لوگوں نے پُوچھا کیا محمدؐ بہترین اولادِ آدمؑ تھے؟ امامؑ نے فرمایا واللہ بہترین مخلوقاتِ الٰہی تھے۔ خدا نے کسیکو اُن سے بہتر خلق نہیں فرمایا۔ حدیث معتبر میں امیرالمؤمنین صلوٰت اللہ و سلامہٗ علیہ سے منقول ہے کہ خدا نے کسی بندہ کو محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے بہتر خلق نہیں فرمایا۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ہم اہلبیتؑ پہلے وُہ لوگ ہیں جنکا نام خدا نے بلند و مشہور کیا۔ جب اُس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق فرمایا تو منادی کو حکم دیا تو اُس نے تین مرتبہ ندا کی اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور تین مرتبہ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور تین مرتبہ اَشْہَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ حَقًّا۔ احادیث معتبرہ میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت رسالتمآبؐ کو عالمِ ارواح میں پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا آپؐ نے تمام پیغمبروں کو خدا کی وحدانیت کے اقرار کرنے کی دعوت دی۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ ہیں ہم پر صدقہ حلال نہیں ہے۔ اور ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ وضو کامل طور سے کریں اور دراز گوش کو عربی گھوڑے کے ساتھ دوڑائیں اور موزہ پر مسح نہ کریں۔ اور احادیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہم السّلام سے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں منقول ہے جو خدا فرماتا ہے کہ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ (پ ۱۹، آیت ۲۱۷-۲۱۹ سورۃ الشعراء) یعنی خدائے غالب و مہربان پر توکل کرو جو تم کو اُٹھتے ہوئے اور سجدہ کرنے والوں میں شامل ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ یعنی پیغمبروں کے صلب سے۔ ایک پیغمبرؑ کی پُشت سے دُوسرے پیغمبر

کی پُشت میں تمہارا منتقل ہونا۔

علمائے خاصہ و عامّہ نے آنحضرتؐ کے خصوصیات کے بارے میں بہت کچھ بیان کیا ہے اُن میں سے بعض مشہور باتیں بیان کی جاتی ہیں:۔ اوّل مسواک کا آنحضرتؐ پر واجب ہونا اور اس میں اختلاف ہے؛ دُوسرے حضرتؐ پر نمازِ شب اور نمازِ وتر کا واجب ہونا۔ اس کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں؛ تیسرے آنحضرتؐ پر قربانی کا واجب ہونا؛ چوتھے جو شخص مقروض مر جائے اُس کے دَین کا ادا کرنا؛ پانچویں صحابہ سے مشورہ کرنا واجب تھا، اس میں بھی اختلاف ہے۔ چھٹے واجب تھا مُنکر سے انکار اور بُرائی کے بُرا ہونے کا اظہار کرنا جو آپؐ لوگوں سے مشاہدہ فرمائیں؛ ساتویں عورتوں کو اختیار دینا اس امر میں کہ وُہ آنحضرتؐ کی زوجیت میں رہیں یا الگ ہو جائیں جنکے بعض احکام کتبِ فقہ میں مذکور ہیں؛ آٹھویں آنحضرتؐ اور آپؐ کے اہلبیتؑ اور ذریت پر زکوٰۃ واجب کا حرام ہونا اور زکوٰۃ سُنّت اور صدقاتِ سُنّت کے آنحضرتؐ پر حرام ہونے میں اختلاف ہے؛ نویں یہ کہ آپؐ لہسن و پیاز نہیں کھاتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ پر ان کا کھانا حرام تھا اور یہ ثابت نہیں ہے؛ دسویں تکیہ کر کے آپؐ کھانا تناول نہیں کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپؐ کے لیئے حرام تھا مگر یہ بھی ثابت نہیں۔ گیارھویں بعض کہتے ہیں کہ خط لکھنا اور شعر کہنا آنحضرتؐ پر حرام تھا اس میں بھی کلام ہے؛ بارھویں جب آپؐ جنگ کے لیئے ہتھیار لگاتے تھے بغیر جنگ کیئے یا دُشمن کے مقابلہ پر بغیر آئے اُن کا اُتارنا حرام تھا۔ بعض کے نزدیک مکروہ تھا؛ تیرھویں جب آپؐ کسی امرِ سُنّت کی ابتدا کرتے بغیر اُس کے ختم کیئے ہُوئے اس کا ترک کر دینا حرام تھا اس میں بھی اختلاف ہے؛ چودھویں یہ کہ آپؐ پر چشم و ابرو سے کسی کے مارنے یا مار ڈالنے کا اشارہ کرنا حرام تھا۔ اس میں بھی اختلاف ہے؛ پندرھویں یہ کہ آپؐ کے لیئے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھنا حرام تھا جس کے ذمّہ قرض رہا ہو۔ یہ بھی ثابت نہیں ہے؛ سولھویں بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ پر کسی کو کچھ دینا حرام تھا اس غرض سے کہ زیادہ واپس لیں گے، اس میں بھی کلام ہے؛ سترھویں کہتے ہیں کہ حضرتؐ پر ایسی عورت کا رکھنا حرام تھا جو حضرتؐ کو نہیں پسند کرتی تھی۔ اس میں بھی اختلاف ہے؛ اٹھارھویں اکثر لوگوں کا قول ہے کہ کنیز کے ساتھ اور کتابیہ عورت کے ساتھ نکاح کرنا حضرتؐ پر حرام تھا۔ انیسویں دو روزوں کے درمیان وصل یعنی افطار نہ کرنا یا سحر تک افطار سے باز رہنا یا اس کا ارادہ حضرتؐ کے لیئے جائز تھا اور دُوسروں کے لیئے حرام ہے۔ خود آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں کے مانند نہیں ہوں۔ میں رات اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بسر کرتا ہوں وُہ مجھے آب و طعام عطا فرماتا ہے؛ بیسویں غنیمت میں عمدہ چیزیں جو آپؐ کو پسند ہوں لے لینا جائز تھا۔ اکیسویں مکّہ میں جنگ کے ہتھیار لگائے ہوئے داخل ہونا حضرتؐ کو جائز تھا دوسروں پر حرام ہے۔ بائیسویں حضرتؐ کے لیئے کسی زمین کا مویشیوں کے چرنے کے لیئے قُرق کرنا جائز تھا دوسروں کو جائز نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ امام کے لیئے بھی جائز ہے؛ تئیسویں آنحضرتؐ کے لیئے کسی کا کھانا بوقتِ ضرورت لے لینا جائز تھا اگرچہ اُس شخص کو اس طعام کی حاجت ہو۔ بعض کا قول ہے کہ امام کو بھی یہ اختیار ہے؛ چوبیسویں آنحضرتؐ کے لیئے چار سے زیادہ عورتوں

ورنہ یہ جائز ہے کہ تم ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔ بیشک یہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔" علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ان آیات کے نزول کا سبب یہ ہے کہ جب وُہ آیت نازل ہوئی کہ رسولؐ کی بیویاں مومنوں کی ماؤں کے برابر ہیں اور اُن پر حرام ہیں تو طلحہ منافق بہت غضبناک ہوا کہ پیغمبرؐ چاہتے ہیں کہ ہماری عورتوں سے تو نکاح کر لیں لیکن ہم ان کی عورتوں سے نکاح نہ کر سکیں میں تو ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کروں گا جس طرح اُنہوں نے ہماری عورتوں سے نکاح کیا ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ دُوسرے مقام پر خدا کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ۲۲، آیت۵۶ سورۃ احزاب) بیشک اللہ اور اُس کے فرشتے نبیؐ پر صلوات بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود و سلام بھیجو یا اُن کے اہلبیتؑ کی محبت کے بارے میں اُن کی فرمانبرداری کرو جیسا کہ حق ہے۔" کتب عامہ میں متعدد طریق سے روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپؐ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم کو معلوم ہو چکا لیکن آپؐ پر درود کیونکر بھیجیں؟ حضرتؐ نے فرمایا کہو اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ وَاٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ وَاٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ خدا کا رسولؐ پر درود بھیجنے سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا خدا ان کی مدح و ثنا بلند آسمانوں میں کرتا ہے۔ پوچھا تسلیم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا آپؐ کی فرمانبرداری کرنا ہر اُس امر میں جس میں آپ حکم دیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا (پ۲۲ آیت۵۷ سورۃ احزاب) یعنی جو لوگ خدا اور اُس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں خدا نے اُن پر دُنیا و آخرت میں لعنت کی ہے یعنی اپنی رحمت سے دُور کر دیا ہے اور اُن کے واسطے رُسوائی کا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔" علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اُن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے حق علی و فاطمہ علیہم السلام کو غصب کیا اور ان کو اذیتیں پہنچائیں جیسا کہ متعدد موقعوں پر رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ کو آزار دینا مجھ کو آزار پہنچانا ہے۔ دوسرے مقام پر حق تعالٰے ارشاد فرماتا ہے یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْہًا (پ۲۲، آیت۶۹، سورۃ احزاب) اے ایمان والو اُن لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے موسےٰؑ کو تکلیف پہنچائی تو خدا نے ان کی تہمتوں سے موسیٰؑ کو بری کر دیا اور وہ خدا کے نزدیک مقرب اور رُوشناس تھے دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (پ۲۶ آیت۱ سورۃ حجرات) اے ایمان والو اپنے اقوال میں خدا اور رسولؐ کے اقوال پر سبقت مت کیا کرو یعنی باتیں مت کرو قبل اس کے کہ رسولؐ کلام کریں یا یہ کہ امر و نہی میں آنحضرتؐ سے پہلے عجلت مت کر دیا یہ کہ آنحضرتؐ کے آگے آگے مت چلو

بلکہ اُن کے پیچھے چلو اور خدا سے ڈرو۔ بیشک خدا سُننے اور جاننے والا ہے۔ اور دُوسری جگہ فرماتا ہے یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْہَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَہْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ۲۶ آیت۲ سورۃ الحجرات) اے ایمان والو اپنی آوازوں کو رسولؐ کی آوازوں پر بلند مت کرو یعنی جب باتیں کرو تو اپنی آوازوں کو حضرتؐ کی آواز سے بلند مت کرو اور اُن سے تیز آواز سے گفتگو مت کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چلّا کر بولتے ہو ورنہ تمہارے نیک اعمال پیغمبرؐ کے ساتھ اس بے ادبی کے سبب ضائع و برباد ہو جائیں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہو گی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَہُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ لِلتَّقْوٰی لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (پ۲۶، آیت۳ سورۃ الحجرات)۔ بیشک جو لوگ رسولؐ خدا کے نزدیک اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور ادب و تمیز کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں یہ وُہ لوگ ہیں خدا نے جنکے دلوں کا تقوٰے میں امتحان کر لیا ہے انہی کے لیئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (پ۲۶ آیت۴ سورۃ مذکور) اے رسولؐ جو لوگ تم کو حجرے کے پیچھے سے آواز دیتے ہیں اُن میں سے زیادہ لوگ بے عقل ہیں۔ وَلَوْ اَنَّہُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْہِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّہُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پ۲۶ آیت۵ سورۃ مذکور) اور اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ تم خود نکل کر اُن کے پاس آ جاتے تو یہ اُن کے لیئے بہتر ہوتا۔ اور خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بنی تمیم کے لوگ جب آنحضرتؐ کے پاس آتے تھے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر چلّاتے تھے کہ اے محمدؐ باہر آؤ۔ جب حضرتؐ اُن کے پاس آتے تھے اور اُن کے ساتھ چلتے تو وُہ حضرتؐ کے آگے آگے چلتے۔ اور جب باتیں کرتے تو حضرتؐ کی آواز سے تیز آوازوں میں چلّا چلّا کر اے محمدؐ کہتے جس طرح اپنے آپس میں باتیں کرتے تھے؛ لہٰذا یہ آیتیں اُن کی تادیب کے لیئے نازل ہوئیں۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُہُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُہُوْا عَنْہُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ (پ۲۸ آیت۸ سورۃ مجادلہ) یعنی کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا۔ تو جس کام کی ان کو ممانعت کی گئی تھی وُہ اُسکو پھر کرتے ہیں اور گناہ و زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کے بارے میں سرگوشی کرتے ہیں۔" منقول ہے کہ یہ آیتیں منافقوں اور یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو آپس میں سرگوشی کرتے اور مسلمانوں پر طعن کرتے جو ان کی اذیت کا باعث ہوتا۔ حضرتؐ نے ان لوگوں کو اس حرکت سے منع کیا مگر وُہ نہ مانے تو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ یہ منافقین اوّل و دوم اور اُن کے ایسے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ مذکور ہو گا۔ وَاِذَا جَآءُوْکَ حَیَّوْکَ بِمَا لَمْ یُحَیِّکَ بِہِ اللّٰہُ وَیَقُوْلُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰہُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُہُمْ جَہَنَّمُ یَصْلَوْنَہَا فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (پ۲۸ آیت۸ سورۃ مجادلہ)

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو جن لفظوں سے خدا نے بھی تم کو سلام نہیں کیا ان لفظوں سے سلام کرتے ہیں اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اگر (یہ حقیقت میں پیغمبرؐ ہیں) تو جو کچھ ہم کہتے ہیں خدا ہم کو اس کی سزا کیوں نہیں دیتا (اے رسولؐ) ان کے لئے جہنم ہی کافی ہے اور وُہ بُری جگہ ہے۔" منقول ہے کہ یہودی حضرتؐ کے پاس آتے تو اَلسَّامُ عَلَيْكَ یعنی تم پر موت ہو کہتے اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور دُوسری روایت کے مطابق کچھ لوگ آئے اور جاہلیت کے طریقہ کے مطابق بولے اِنْعَمْ صَبَاحًا يَا اَنْعَمْ مَسَاءً۔ تو خدا نے آیت بھیجی کہ کیوں سلام نہیں کرتے جو اہل بہشت کا تحفہ ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (پ۲۸ آیت ۹ سورۃ مجادلہ) اے اہل ایمان والو جب آپس میں راز کی باتیں کرو تو گناہ، ظلم و زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کے بارے میں راز مت کہو اگر راز میں کچھ کہنا ہی چاہتے ہو تو نیکی اور پرہیزگاری کی بات کرو۔ اور اُس خدا سے ڈرتے رہو جس کی طرف تمہارا حشر ہوگا۔ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (پ۲۸ آیت ۱۰، سورۃ مجادلہ) یہ منافقوں اور کافروں کا راز میں کہنا شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مومنین کو رنج و صدمہ پہنچائے۔ اور ان کو نقصان و ضرر نہیں پہنچایا جا سکتا مگر خدا کے حکم سے۔ تو مومنین کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (پ۲۸ آیت ۱۱، سورۃ مجادلہ) اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس وعظ و تلاوت و نماز میں جگہ کشادہ کر دو تو لوگوں کے لئے کشادہ کر دیا کرو تاکہ خدا تم کو قبر و بہشت میں کشادگی عطا فرمائے۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہُوا کرو کہ دوسرے لوگ بیٹھیں تاکہ خدا ان کے درجوں کو بہشت میں ـ ـ ـ ـ بلند کرے جو ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے اور خدا تمہارے اعمال سے واقف ہے۔" طبری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ صحابہ پیغمبرؐ کی مجلس میں فخر کے ساتھ پھیل کر بیٹھتے تھے۔ کوئی آتا تو اُس کو جگہ دینے میں بخل کرتے تھے تو خدا نے ان کو حکم دیا کہ آنے والوں کو جگہ دیا کریں۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۚ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (پ۲۸ آیت ۱۲، ۱۳ سورۃ مجادلہ) اے ایمان والو جب تم رسولؐ خدا سے راز کہنا چاہو تو پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اور تم کو گناہوں سے پاک کرنے والی

بات ہے۔ تو اگر تم کو اس کی مقدرت نہ ہو تو خدا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ مسلمانو کیا تم اس سے ڈر گئے کہ رسولؐ کے کان میں بات کہنے سے پہلے صدقہ دے دو جب تم اِتنی سی بات نہ کر سکے، تو خدا نے تم کو معاف کر دیا۔ لہٰذا نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور خدا اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے واقف ہے۔" واضح ہو کہ خدا نے ان آیتوں کے ذریعہ صحابہ کا امتحان لیا اور اس میں یہ مصلحت تھی کہ آنحضرتؐ کو لوگ اس طرح تکلیف نہ دیا کریں اور صدقہ دے کر زیادہ ثواب حاصل کیا کریں۔" اور یہ امر آنحضرتؐ کی تعظیم کا سبب ہو۔ شیعہ و سُنّی مفسروں اور محدثوں کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ نے اس قید و شرط کے لگا دینے سے آنحضرتؐ سے راز کہنا چھوڑ دیا اور سوائے جناب امیرؑ کے کسی نے اس حکم پر عمل نہ کیا۔ آپؑ کے پاس ایک دینار تھا، اُس کو دس ۱۰ درم میں بدل کر دس بار آپؑ نے حضرتؐ سے راز کی باتیں کیں اور ہر مرتبہ ایک درم صدقہ دیا اُس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ خاصہ و عامہ نے بطریق متعددہ جناب امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ قرآن میں ایک آیت ایسی ہے جس پر میرے سوا کسی نے عمل نہیں کیا۔ اور وُہ راز کہنے پر صدقہ دینے کی آیت ہے۔ انشاء اللہ اُن حضرتؑ کے فضائل کے تذکرہ میں اس کا ذکر کیا جائے گا۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب تمہارے سامنے آنحضرتؐ کا نام لیا جائے تو حضرتؐ پر بہت درُود بھیجو۔ کیونکہ جو شخص ایک مرتبہ آنحضرتؐ پر درُود بھیجتا ہے تو خدا اُس پر ملائکہ کی ہزار صفوں کے سامنے ہزار درُود بھیجتا ہے۔ اور خدا کی خلق کی ہوئی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اُس پر . . . . . . خدا اور فرشتوں کے درُود بھیجنے کے سبب درُود نہ بھیجتی ہو تو جو شخص ایسے ثواب اور ایسی فضیلت کی جانب رغبت نہ کرے جاہل اور مغرور ہے۔" خدا و رسولؐ اور اہلبیتؑ اُس سے بیزار ہیں۔ اور دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وُہ مجھ پر درُود نہ بھیجے" تو خدا اُس کو بہشت کی جانب سے پھیر دیتا ہے۔

دُوسری حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جابر انصاریؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا چمڑے کے خیمہ کے اندر تشریف فرما تھے اور ہم باہر موجود تھے کہ بلالؓ حبشی خیمہ سے باہر نکلے اُن کے ہاتھ میں آنحضرتؐ کا ہاتھ دھویا ہُوا پانی تھا۔ صحابہ نے برکت کے لئے اُس پانی کو لے لیکر اپنے چہروں پر مل لیا اور جس کا ہاتھ اُس برتن تک نہیں پہنچا، وُہ اپنا ہاتھ دُوسرے کے ہاتھ پر مل کر اپنے چہرہ پر مل لیتا تھا۔ اسیطرح جناب امیرؑ کے وضو کا اور ہاتھ دھویا پانی لوگ باعث برکت سمجھ کر چہروں پر ملتے تھے۔ بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جناب رسولؐ خدا کو جب کوئی درد و تکلیف ہوتی تو آپؐ فصد کھلواتے۔ ابوطیبہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی فصد کھولی حضرتؐ نے ایک اشرفی عطا فرمائی اور مجھ سے پوچھا کہ وُہ خون کیا کیا؟ میں نے عرض کی میں اُس کو برکت کے لئے پی گیا فرمایا آیندہ ایسا مت کرنا لیکن یہی تجھ کو بیماریوں، پریشانیوں اور آتش جہنم سے محفوظ رکھے گا۔ اُسامہ ابن شریک سے منقول ہے وُہ کہتے ہیں میں آنحضرتؐ کی خدمت میں گیا صحابہ آنحضرتؐ کے گرد اس طرح

خاموش اور ساکت بیٹھے تھے کہ گویا ان کے سروں پر طائر بیٹھے ہیں۔ اور عروہ بن مسعود جب غزوۂ حدیبیہ
ین قریش کی جانب سے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آئے انھوں نے دیکھا کہ جب آنحضرتؐ وضو
کرتے ہیں یا ہاتھ دھوتے ہیں لوگ اُس پانی کو حاصل کرنے میں ایک دُوسرے پر سبقت کرتے ہیں
اور نوبت یہاں تک پہنچتی تھی کہ ایک دُوسرے کو مار ڈالیں اور ہر مرتبہ جبکہ آنحضرتؐ کلی کرتے یا ناک
یں پانی ڈالتے، لوگ اپنے ہاتھوں پر اُس پانی کو اُچک لیتے تھے اور برکت کے لیئے اپنے چہروں اور
جسم پر مَل لیتے تھے۔ اور جو بال کنگھی کرنے سے آنحضرتؐ کا جُدا ہوتا تھا لوگ ایک دُوسرے پر اس کو
لینے کے لیئے ٹوٹ پڑتے تھے۔ جب حضرتؐ کوئی حکم دیتے تو لوگ اس کو بجا لانے میں ایک دُوسرے پر
سبقت کرتے تھے۔ جب حضرتؐ گفتگو کرتے تو لوگ اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے۔ تیز نگاہوں سے
حضرتؐ کی جانب نہیں دیکھتے تھے۔ اپنی گردنوں کو جھکائے رکھتے تھے۔ عُروہ یہ حالات دیکھ کر قریش کے
س واپس گئے اور بیان کیا کہ میں بادشاہانِ عجم و روم و حبشہ کے پاس گیا ہوں لیکن کسی قوم کو اپنے
دشاہ کی اس طرح تعظیم و اطاعت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی آنحضرتؐ کے اصحاب کو حضرتؐ کی تعظیم و
طاعت کرتے دیکھا۔ انسؓ کہتے ہیں کہ حجام حضرتؐ کے بال بناتا اور اصحاب آپؐ کے گرد جمع رہتے اور
حضرتؐ کے بال اس طرح اُچک لیتے کہ ایک ایک بال لوگوں تک پہنچتا تھا۔ اور بادشاہوں کے قاصد
ب آنحضرتؐ کے پاس آتے اور اُن کی نگاہیں حضرتؐ پر پڑتیں تو اُن کے اعضا کانپنے لگتے۔ مُغیرہ کہتے
ں کہ جب صحابہ حضرتؐ کے دروازہ کو کھٹکھٹاتے تو دروازہ پر ناخن مارتے تھے پتھر سے نہیں کھٹکھٹاتے تھے
دروازہ کو ہلاتے تھے۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ میں آنحضرتؐ سے کچھ سوال کرنا
ہتا تھا لیکن آنحضرتؐ کی ہیبت سے دو دو سال کی تاخیر ہو جاتی تھی۔[1]

مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کے اہلبیتؑ کی تعظیم و تکریم انکی حیات میں اور بعد وفات یکساں طور پر
ب لازم ہے کیونکہ تعظیم کے دلائل عام ہیں اور بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ انکی حرمت بعد وفات بھی
ی حیات کے مثل ہے۔ ان کی زندگی اور موت یکساں ہے۔ انکو بعد وفات بھی لوگوں کے حالات کی اطلاع
تی ہے۔ لہذا چاہیئے کہ انکے روضوں میں ادب کے ساتھ داخل ہوں اور ادب کے ساتھ باہر آئیں، ضریح کی جانب
ت نہ کریں نہ وہاں پاؤں پھیلائیں نہ آواز بلند کریں۔ اور ادب کے ساتھ زیارت کے وقت کھڑے رہیں اور
ت آہستہ پڑھیں اور جو کچھ شرعاً تعظیم و تکریم کے لیئے ضروری ہے عمل میں لائیں سوائے اُن مخصوص ممنوعات
و وارد ہوئی ہیں جیسے سجدہ کرنا اور قبر پر پیشانی رکھنا اور اُن کے نام اقدس کی لکھنے اور پڑھنے میں تعظیم کرنا اور
ان حضرات کے نام لیں یا سُنیں تو درُود بھیجیں اور انکی حدیثوں کا اور انکی ذریت طاہرہ کا احترام کریں اور ان کی
نکے راویوں کی اور انکی شریعت کے محافظوں کی انکی تعظیم کے سبب تعظیم کریں۔ مجملاً جو کچھ ان کی جانب منسوب
س کی تعظیم حقیقتہً اُن کی تعظیم ہے اور اُن کی تعظیم خداوند عالمین کی تعظیم ہے۔ ۱۲۰

۱۲ بارھواں باب

آنحضرتؐ کا گناہ، سہو اور نسیان سے معصوم و محفوظ ہونا!

واضح ہو کہ تمام پیغمبروںؑ کی عصمت کے دلائل جلد اوّل میں بیان ہو چکے ہیں اور اکثر دلیلیں
تفصیل کے ساتھ بحارالانوار میں ذکر کی گئی ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ
آنحضرتؐ وقتِ ولادت سے وقتِ وفات تک گناہانِ کبیرہ و صغیرہ سے عمداً و سہواً و خطاءً معصوم تھے
اگرچہ ابن بابویہ اور بعض محدثین نے یہ تجویز کیا ہے کہ حقتعالےٰ مصلحتہً آنحضرتؐ سے نماز یا اس کے علاوہ
کسی معاملہ میں تبلیغ رسالت سے متعلق امور کے علاوہ کوئی سہو کرا دیتا ہے لیکن تبلیغ رسالت میں کسی طرح
جائز نہیں ہے۔ لیکن بڑے بڑے علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم اس کے قائل نہیں ہیں وہ کسی طرح
آنحضرتؐ سے سہو و نسیان جائز نہیں سمجھتے۔ اور جو حدیثیں اس کے وقوع پر دلالت کرتی ہیں ان کو
تقیہ پر محمول کرتے ہیں چونکہ یہ کتاب عوام کے فائدہ کے لیئے لکھی جا رہی ہے جن میں سے اکثر لوگوں کو
دلیلوں اور شبہات کا سمجھنا اور اُن کے جواب کی جیسی کہ ضرورت ہے قابلیت نہیں ہوتی اور کبھی یہ امور
اُن کی لغزش کا باعث ہوتے ہیں لہذا عصمت کے دلائل کی پوری پوری تفہیم اور آیتوں اور حدیثوں
کی تاویل جن سے عصمت کے خلاف شک و شبہہ ہوتا ہے کتاب بحارالانوار میں درج کر دیئے ہیں۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالےٰ نے پیغمبرؐ کی ذات میں
پانچ روحیں ودیعت فرمائی تھیں:۔ رُوح حیات جس سے حرکت کرتے چلتے پھرتے تھے۔ رُوح قوت
جس کے ذریعہ سے جہاد کرتے اور سخت و دشوار عبادتوں کو برداشت کرتے تھے۔ رُوح شہوت جس کے
ذریعہ سے کھاتے پیتے اور حلال عورتوں کے ساتھ مقاربت کرتے تھے۔ رُوح ایمان جس سے لوگوں کو
حکم دیتے اور عدل و انصاف کرتے؛ رُوح القدس جس کے ذریعہ سے پیغمبری کا بار برداشت کرتے
تھے۔ اور جب پیغمبر دُنیا سے رُخصت ہوتا ہے تو رُوح القدس کا تعلق امام سے ہوتا ہے۔ رُوح القدس
کو خواب و غفلت، سہو اور نسیان نہیں ہوتا۔ پیغمبر اور امام رُوح القدس کے ذریعہ سے جو کچھ مشرق و مغرب
صحرا اور دریا میں ہے دیکھتا ہے۔

خاصہ و عامہ کی روایت میں مذکور ہے کہ ایک رات جناب رسولؐ خدا نے معرس میں جو مدینہ کے
نزدیک واقع ہے قیام فرمایا اور بلالؓ سے فرمایا کہ جاگتے رہیں۔ حضرت سو گئے اور بلال بھی سو گئے خدا نے
نیند سب پر غالب کر دی یہانتک کہ آفتاب نکل آیا۔ غرض جب بیدار ہوئے تو حضرت بلال نے عرض کی
یا رسولؐ اللہ وہ جس نے آپؐ پر نیند غالب کر دی اُسی نے مجھے بھی سُلا دیا۔ آخر سب نے نماز قضا پڑھی

خداوندِ عالم نے اُمت پر اپنی رحمت کے سبب آنحضرتؐ پر نیند غالب کر دی کہ اگر کبھی اُمت میں سے ایک شخص بیدار نہ ہو اور آفتاب نکل آئے اور لوگ اس کو ملامت کریں، تو وُہ جواب میں کہہ سکتا ہے کہ رسولؐ اللہ بھی سو گئے تھے ان کی نماز بھی قضا ہو گئی تھی۔ اس حدیث میں بھی کلام ہے اس پر اعتراضات اور اُن کے جوابات بحار الانوار میں مذکور ہیں۔

تیرھواں باب [۱۳]

آنحضرتؐ کا کمالِ علم اور آثار و کتب و علومِ انبیاء کا حضرتؐ کو حاصل ہونا

حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے کہ آیات متشابہات کی تاویلیں سوائے خدا اور راسخون فی العلم کے کوئی نہیں جانتا۔ رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم راسخون فی العلم میں سب سے بہتر تھے۔ اور خدا نے اُن تمام اُمور کی آپؐ کو تعلیم دے دی تھی جو آپؐ پر نازل کیئے تھے۔ ایسا ہر گز نہ تھا کہ خدا کوئی چیز حضرتؐ پر نازل کرے اور اُس کی تاویل آپؐ کو تعلیم نہ کرے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے تمام اوصیا تمام علوم کے جاننے والے ہیں۔ اور دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ و سلامہٗ علیہ کا ارشاد ہے کہ خلاق عالم فرماتا ہے: اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ (پ۱۴ آیت ۷۵ سورۃ الحجر) بیشک قومِ لوطؑ کی ہلاکت وغیرہ کے تذکرہ میں قرآن میں صاحبانِ عقل و فہم کے لیئے آیتیں اور نشانیاں ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا متوسم تھے کہ بہت سے علوم اور اخبار و اسرار آپ پر ظاہر ہوتے تھے اُن کے بعد میرے فرزندوں میں سے ائمہ بھی ایسے ہی ہیں۔ اور بہت سی حدیثوں میں منقول ہے کہ ہر روز جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں اس اُمت کے نیک لوگوں اور بدکاروں کے اعمال پیش کیئے جاتے ہیں لہٰذا اعمال ناشائستہ سے پرہیز کرتے رہو۔ دُوسری حدیث موثق میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ آپؑ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ تم لوگ جناب رسالتمآبؐ کو کیوں رنج و صدمہ پہنچاتے ہو اور کیوں آزردہ کرتے رہو۔ لوگوں نے عرض کی ہم لوگ آنحضرتؐ کو کیسے آزردہ کرتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا شاید تم کو نہیں معلوم کہ تمہارے اعمال آنحضرتؐ کے سامنے پیش کیئے جاتے ہیں اگر اُن اعمال میں حضورؐ کوئی معصیت دیکھتے ہیں تو آزردہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا حضرتؐ کو اپنے بُرے اعمالوں سے رنجیدہ مت کیا کرو بلکہ نیک عملوں سے حضرتؐ کو مسرور و شاد کیا کرو۔ بہت سی حدیثوں میں ائمہؑ طہار سے منقول ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے تمام پیغمبروں کے علوم کو آنحضرتؐ کے لیئے جمع کر دیا تھا

اور آنحضرتؐ نے وُہ تمام علوم اپنے اوصیا کو میراث میں دے دیئے۔ آنحضرتؐ کو تمام آسمانی کتابیں توریت، انجیل، زبور اور صحف آدمؑ و شیثؑ و ادریسؑ و ابراہیم علیہم السّلام دیئے گئے اور خداوندِ عالم نے کوئی معجزہ اور کرامت کسی پیغمبر کو نہیں عطا کی مگر وُہ سب آنحضرتؐ کو کرامت فرمائی تھیں، اور جو کچھ ان سب کو نہیں دیا تھا وُہ بھی آنحضرتؐ کو عطا فرمایا تھا۔ احادیث معتبر میں حضرت مُوسیٰ بن جعفر علیہم السّلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولؐ خدا وارث علومِ پیغمبران تھے اور اُن سب سے زیادہ عالم تھے۔ راوی نے کہا جناب عیسےٰؑ مُردوں کو بحکم خدا زندہ کرتے تھے فرمایا سچ ہے اور سلیمانؑ بھی طائروں کی ہر زبان جانتے تھے لیکن جناب رسولؐ خدا کو یہ سب حاصل تھا۔ بے شبہ جناب سلیمانؑ نے جب ہُدہُد کو نہیں دیکھا اس کو تلاش کیا۔ جب وُہ نہ ملا تو آپؑ کو غصّہ آیا یہ اس سبب سے تھا کہ وُہ اس کو صرف پانی یعنی دریا سے متعلق اُمور کو جاننے والا سمجھتے تھے جو علم اُس طائر کو عطا کیا گیا تھا جناب سلیمانؑ کو نہیں ملا تھا حالانکہ ہوا، چیونٹی، پرندے اور جنّ و انس سب آپؑ کے فرمانبردار تھے لیکن اُن حضرتؑ کو زیر ہوا پانی کا علم نہیں تھا اور ہُدہُد جانتا تھا۔ اور حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی قرآن ایسا ہے جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں، زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا سکتا ہے یا راہیں طے کی جا سکتی ہیں یا مُردوں کو اُس کے ذریعہ سے گویا کیا جا سکتا ہے تو یہی قرآن ہے۔ اور وُہ ہم کو میراث میں ملا ہے جس کے ذریعہ سے ہم پہاڑوں کو حرکت میں لا سکتے ہیں، زمین کو طے کر سکتے ہیں مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں اور پانی کے اندر کے حالات ہوا کے نیچے جانتے ہیں کتاب خدا میں چند ایسی آیتیں ہیں جنکے ذریعہ سے ہم جو ارادہ کرتے ہیں وُہ پورا ہو جاتا ہے۔ چند معتبر حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے جناب عیسٰیؑ کو دوٗ اسمِ اعظم دیئے تھے جن سے وُہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور معجزے ان سے ظاہر ہوتے تھے۔ اور موسٰیؑ کو چار اسم دیئے تھے۔ جناب ابراہیمؑ کو آٹھ، جناب نوحؑ کو پندرہ، اور جناب آدم علیہ السّلام کو پچیس اسم عطا کیئے تھے۔ اور یہ تمام اسما بلکہ اس سے زیادہ حضرت رسُولؐ خدا کو دیئے تھے۔ اسمائے عظام الٰہی تہتّر ہیں۔ ایک نام مخصوص ذاتِ اقدس کے لیئے ہے جو کسیکو نہیں بتایا ہے اور بہتّر نام آنحضرتؐ کو تعلیم فرمائے ہیں۔ بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے شبِ معراج رسُولؐ خدا کو گذشتہ اور آیندہ تمام علوم عطا فرمائے تھے۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ ہر شب جمعہ ہمارے لیئے شادی و مسرت ہوتی ہے۔ راوی نے پُوچھا وُہ شادی کیا ہے؟ فرمایا کہ شب جمعہ رُوحِ آنحضرتؐ ارواحِ ائمہؑ کے ساتھ عرش کے نزدیک حاضر ہوتی ہے اور ہماری رُوح بھی وہاں حاضر ہوتی ہے اور سب عرش کے گرد سات مرتبہ طواف کرتے ہیں اور عرش کے ہر پایہ کے نزدیک دوٗ رکعت نماز پڑھتے ہیں اور ہماری

روحیں بدنوں کی جانب علم تازہ لے کر واپس آتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارا علم ختم ہو جاتا۔ اور دُوسری حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ہر علم تازہ جس سے ہم مستفیض ہوتے ہیں پہلے جناب رسولِ خداؐ کو دیا جاتا ہے اس کے بعد جناب امیرالمومنینؑ کو اسیطرح ترتیب وار ائمہ معصومینؑ کو آخر تک وہ علم پہنچتا ہے معتبر اور صحیح حدیثوں میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السّلام نے دو انار بہشت سے لاکر آنحضرتؐ کو دیئے۔ حضرتؐ نے ایک خود کھایا' دوسرے میں سے دو حصّے کیئے اور پھر ایک حصّہ خود تناول فرمایا اور ایک حصّہ جناب امیرؑ کو دیا۔ اور فرمایا یا علیؑ ایک مسلّم انار جو میں نے کھایا وہ پیغمبری کے سبب تھا جس میں تمہارا حصّہ نہ تھا۔ دُوسرا انار علم تھا جس میں تم میرے شریک ہو۔ چند معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ یمن کا ایک شخص حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں آیا آپؑ نے دریافت فرمایا کہ فلاں درّہ کو جانتے ہو؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا اُس میں فلاں درخت کو دیکھا ہے؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا اُس درخت کے نیچے جو پتھر ہے اس کو دیکھا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ آپؑ سے زیادہ شہروں کے حالات سے واقف میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ پتھر وہ ہے جس کے نیچے جناب موسےٰؑ کی لوحیں تھیں اور جناب رسولِ خداؐ تک پہنچیں' اور اب وہ سب ہمارے پاس ہیں۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ الواح موسےٰؑ سبز زبرجد کی تھیں جو بہشت سے لائی گئی تھیں۔ ان لوحوں میں علمِ گزشتہ اور آیندہ قیامت تک کا علم لکھا ہے۔ جب جناب موسےٰؑ کا زمانہ ختم ہوا خدا نے ان کو وحی کی کہ ان لوحوں کو پہاڑ کے سپرد کر دیں۔ جناب موسےٰؑ پہاڑ پر آئے اور وہ بحکم خدا شگافتہ ہوا۔ حضرتؑ نے الواحیں کپڑے میں لپیٹ کر کوہ کے شگاف میں رکھ دیا اور وہ شگاف برابر ہو گیا اور لوحیں اُسی پہاڑ میں رہیں؛ یہانتک کہ خدا نے جناب رسولِ خداؐ کو مبعوث کیا۔ یمن سے ایک قافلہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آرہا تھا جب اُس پہاڑ پر پہنچا تو وہ پہاڑ پھٹ گیا اور لوحیں برآمد ہوئیں۔ اُسیطرح کپڑے میں لپٹی ہوئی جس طرح جناب موسےٰؑ نے رکھا تھا۔ قافلہ والوں نے اُن کو اُٹھا لیا۔ خدا نے اُن کے دلوں میں ڈال دیا کہ اس کو نہ کھولیں۔ وہ لوگ اُن لوحوں کو جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں لائے۔ اِدھر جبریلؑ نازل ہوئے اور آپؐ کو لوحوں کی خبر دے دی۔ جب وہ قافلہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچا حضرتؐ نے لوحوں کا حال اُنکو بتایا اور طلب کیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپؐ کو کیونکر معلوم ہوا کہ ہم کو یہ لوحیں ملی ہیں؟ فرمایا میرے معبود نے مجھے خبر دی ہے۔ یہ موسیٰؑ کی لوحیں ہیں۔ اُنہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ اور الواحیں حضرتؐ کے سپرد کر دیں۔ حضرتؐ نے اُن کو دیکھا اور پڑھا۔ وہ لوحیں عبری زبان میں تھیں۔ حضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو بُلا کر الواحیں دیں اور فرمایا ان کو لے لو ان میں علمِ اوّلین و آخرین درج ہے یہ موسےٰؑ کی لوحیں ہیں۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ لوحیں تمہارے سپرد کر دوں۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں ان کو نہیں پڑھ سکتا۔ فرمایا کہ جبریلؑ نے کہا ہے کہ تم کو بتاؤں کہ ان لوحوں کو آج رات اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوؤ؛ صبح کو سب کو پڑھ لوگے۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے یوں ہی عمل کیا۔ دُوسرے روز صبح کو بیدار ہوئے تو خدا نے اُنکو جو کچھ لوحوں میں تھا'

تعلیم فرما دیا تھا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ان کو لکھ لو۔ حضرتؑ نے ایک گوسفند کے چمڑے پر لکھ لیا۔ یہی جفر ہے جس میں علمِ اوّلین و آخرین ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ وہ ہمارے پاس ہے؛ اور الواح و عصائے موسیٰؑ بھی ہمارے پاس ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کو میراث میں حاصل ہوا ہے۔ بسندِ معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ الواحِ موسےٰؑ سبز زمرد کی تھیں۔ جناب موسیٰؑ کو جب بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کے سبب غصّہ آیا الواحیں زمین پر پھینک دیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ ان میں سے کچھ ٹکڑے آسمان پر اُٹھا لیئے گئے۔ جب موسیٰؑ کا غصّہ فرد ہوا یوشعؑ نے اُن سے پوچھا کہ الواح کا علم آپؑ کو حاصل ہے؟ فرمایا ہاں۔ غرض وہ لوحیں اوصیائے موسےٰؑ اپنے بعد ایک دُوسرے کو سپرد کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اہلِ یمن کے چار شخصوں کو ملیں۔ جب اُن کو آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی اطلاع ہوئی اُنہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ وہ کیا تعلیم دیتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا وہ شراب خواری اور زنا سے منع کرتے ہیں اور اخلاقِ حسنہ اور ہمسایوں کی عزت و احترام کرنے کا حکم دیتے ہیں لہٰذا وہ اِن الواح کے ہم سے زیادہ مستحق ہیں پھر ایک وقت مقرر کیا کہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اِدھر جناب جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو اطلاع دی کہ فلاں فلاں اشخاص آرہے ہیں' الواحِ موسےٰؑ اُن کے پاس ہیں' فلاں مہینے کی فلاں رات کو آپؐ کے پاس آجائیں گے۔ حضرتؐ اُن کے آنے کا انتظار کرنے لگے آخر موعودہ شب کو وہ پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرتؐ نے اُن کے اور اُن کے آبا و اجداد کے نام بتائے اور پوچھا الواح جو جناب یوشعؑ سے ہماری میراث میں ہم کو ملی ہیں کہاں ہیں۔ جب اُن لوگوں نے یہ معجزہ دیکھا بول اُٹھے کہ ہم خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ واللہ جب سے یہ لوحیں ہم کو ملی ہیں کسیکو اس کی خبر نہیں ہوئی۔ حضرتؐ نے لوحوں کو دیکھا وہ عبری زبان میں تھیں۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ حضرتؐ نے وہ لوحیں مجھے عطا کیں میں ان کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر سویا۔ صبح کو اُٹھا اور لوحوں کو دیکھا تو عربی زبان میں تبدیل ہو گئی تھیں۔ اُن میں ہر شے کا علم اور ابتدائے آفرینش سے قیامت کے دن تک کا ہر واقعہ درج تھا۔ میں نے ہر ایک کو سمجھا اور جان لیا۔

دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ جناب موسیٰؑ بن جعفرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ آیا آبی جناب رسول اللہؐ پر خدا کی حجت تھے؟ فرمایا نہیں بلکہ وصیتوں اور کتابوں کے امانتدار تھے جو اُن کو سپرد کیئے گئے تھے تاکہ جناب رسولؐ خدا کے حوالے کر دیں۔ تو اُنہوں نے حضرتؐ کو جب سپرد کر دیا تو دُنیا سے رحلت فرمائی۔ اور حضرت صادقؑ سے بسندِ موثق منقول ہے کہ ابی طالبؑ حضرت عیسےٰؑ کے آخری وصی تھے۔ اُنہی حضرتؑ سے بسندِ صحیح منقول ہے کہ جناب عیسیٰؑ کے آخری وصی وہ تھے جنکو بالط کہتے تھے اور دُوسری معتبر روایت میں فرمایا کہ سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بہت سے علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ اُبی کے پاس پہنچے اور ایک مدت تک ان کے پاس رہے جب جناب رسولؐ خدا مبعوث ہوئے' اُبی نے کہا جن کی تلاش تم کو ہے وہ مکہ میں ظاہر ہوئے ہیں اُن کی خدمت میں جاؤ تو جناب سلمانؓ مدینہ میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

دُوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ جناب ابُوطالبؑ وصیتوں اور کتابوں کے امانتدار تھے، اور خُدا اور رسُولِ خداؐ پر ایمان لائے تھے؛ اور پیغمبرؐ کو تمام امانتیں جب سپُرد کر دیں تو اُسی روز اُنکا انتقال ہوا اور رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مُوسٰیؑ نے یوشعؑ کو وصیت کی اور یوشعؑ نے نہ اپنے فرزندوں کو نہ جناب مُوسٰےؑ کے فرزندوں کو وصیت کی بلکہ فرزندانِ ہارونؑ کو وصیت کی کیونکہ وصیت اور خلافتِ کبریٰ کا اختیار جناب احدیت کو ہے۔ اور جناب موسٰےؑ اور یوشعؑ نے جناب عیسٰیؑ کے آنے کی خوشخبری دی۔ جب حضرت مسیحؑ مبعوث ہوئے اُنھوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میرے بعد ایک پیغمبر آئیگا، جس کا نام احمد ہوگا اور وُہ اولادِ اسمٰعیلؑ سے ہوگا۔ وُہ میری اور تمہاری تصدیق کرے گا پھر حضرت عیسٰےؑ کے بعد جو لوگ اُن کے علوم و شریعت کے محافظ تھے ایک دُوسرے کو علوم سپُرد کرتے اور وصی قرار دیتے رہے اور لوگوں کو پیغمبر آخر الزمانؐ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دیتے رہے جیسا خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ (پ ۶ آیت ۴۴ سورۃ مائدہ) بے شبہ ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور نُور تھا جس کے ذریعہ سے خدا کے فرمانبردار بندے یعنی پیغمبرانِ خدا یہودیوں کو حکم دیتے تھے اور علمائے ربانی بھی کتاب خدا سے حکم دیتے تھے جس کے وُہ محافظ بنائے گئے تھے اور وُہ اس کے گواہ بھی تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے ان کا نام مستحفظ اس لیئے رکھا تھا کہ ان کو نام بزرگ یعنی اُس کتاب کی تعلیم دی تھی جس سے ہر شے کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے جو پیغمبروں کو دیا گیا تھا یعنی توریت، انجیل، زبور، کتاب نوح، کتاب صالح، کتاب شعیب اور صحف ابراہیم علیہم السّلام۔ تو ہمیشہ یہ وصیتیں اور امانتیں ایک عالم دُوسرے عالم کو سپُرد کرتا رہا یہانتک کہ جناب رسالتمآبؐ کو سپُرد کی گئیں۔ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اُن مستحفظوں کی اولاد جو موجود تھی آنحضرتؐ پر ایمان لائی اور بنی اسرائیل کی دُوسری جماعت کافر ہو گئی۔

دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا کہ میں پیغمبروں کا سردار ہوں اور میرا وصی تمام اوصیاء کا سردار ہے اور میرے اوصیا پیغمبروں کے اوصیا سے بہتر ہیں۔ آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ اُن کے لیئے شائستہ وصی قرار دے۔ تو خدا نے ان کو وحی کی کہ پیغمبروں کو پیغمبری کے سبب گرامی رکھتا ہوں پھر اپنی مخلوق میں سے ان کا امتحان لے کر میں نے ان کے بہترین لوگوں کو اوصیا بنایا۔ اے آدمؑ شیثؑ کو وصیت سپُرد کرو جو ہبۃ اللہ ہیں۔ پھر شیثؑ نے اپنے فرزند شبان کو وصیت کی جو حوریہ کے پیٹ سے تھے جس کو خدا نے بہشت سے بھیجا تھا اور آدمؑ نے اسکو شیثؑ سے تزویج کیا تھا۔ اور شبان نے محلث کو وصیت کی محلث نے محوق کو، محوق نے عمیشا کو انہوں نے اخنوخ کو جنکو ادریسؑ کہتے ہیں، اور ادریسؑ نے ناحور کو، ناحور نے جناب نوحؑ کو وصیتیں سپُرد کیں

نوحؑ نے سام کو سام نے عثامر کو انہوں نے برعیثا شا کو اُنہوں نے یافث کو یافث نے برہ کو برہ نے جنیسہ کو، انہوں نے عمران کو اور عمران نے جناب ابراہیمؑ کو وصیتیں سپُرد کیں۔ ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو، انہوں نے اسحٰقؑ کو، اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو یعقوبؑ نے یُوسفؑ کو یُوسفؑ نے ثبریا کو ثبریا نے شعیبؑ کو انہوں نے جناب مُوسٰیؑ کو وصیتیں سپُرد کیں۔ موسٰےؑ نے یوشعؑ کو اپنا وصی بنایا۔ اُنہوں نے داؤدؑ کو، داؤدؑ نے سلیمانؑ کو سلیمانؑ نے آصف بن برخیا کو انہوں نے زکریاؑ کو اور زکریاؑ نے جناب عیسٰےؑ کو وصیتیں سپُرد کیں۔ عیسٰیؑ نے شمعونؑ کو اُنہوں نے یحیٰیؑ ابن زکریا کو یحیٰیؑ نے منذر کو منذر نے سلیمہ کو سلیمہ نے بردہ کو، بردہ نے وصیتیں اور کتابیں مجھ کو سپُرد کیں اور اے علیؑ میں تم کو سپُرد کرتا ہوں تم اپنے وصی کو سپرد کرو تاکہ وُہ تمہارے فرزندوں میں سے تمہارے اوصیا کو سپُرد کریں ان میں سے ہر ایک دُوسرے کو سپُرد کرتا ہے یہانتک کہ یہ وصیتیں بارھویں امام کو پہنچیں جو تمہارے بعد بہترین اہل زمانہ ہیں۔ اے علیؑ بیشک میری اُمت کے لوگ تمہارے بارے میں کفر اور بہت اختلاف کریں گے۔ اے علیؑ جو تمہاری خلافت کو تسلیم کرے گا وُہ میرے ساتھ ہوگا اور جو تم سے علیحدہ ہوگا وُہ جہنّم میں جائے گا اور جہنّم کافروں کی جگہ ہے۔[1]

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ جناب عمار یاسرؓ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپؐ ہمارے درمیان بقدر عمرِ نوحؑ زندہ رہتے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمار میری زندگی تم لوگوں کے واسطے خیر و بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے واسطے بُری نہیں ہے۔ میری

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مختلف حدیثوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ وصیتیں اور کتابیں اور آثار و معجزاتِ انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کئی جانب سے آنحضرتؐ تک پہنچے ہیں۔ الواح جناب موسٰیؑ اس جانب سے جو حدیث میں بیان ہوئی پہنچیں۔ اور موسٰیؑ و عیسٰےؑ اور تمام انبیاء کے آثار کچھ بردہ کی جانب سے اور کچھ اُبی کے ذریعہ سے بغیر واسطہ سلمانؓ یا ان کے واسطہ سے یا روایتوں کے اختلاف کی بنا پر ہر دو طریق سے آنحضرتؐ کو ملے اور جناب ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی وصیتیں فرزندان اسمٰعیلؑ اور ان کے اوصیاء کے واسطہ سے جو جناب عبد المطلبؑ تک پہنچی تھیں اور اُن کے بعد جناب ابو طالبؑ کو ملی تھیں ابو طالبؑ کے ذریعہ حضرتؐ کو پہنچیں جیسا کہ بعض حدیثوں سے مستفاد ہوتا ہے۔ جناب ابراہیمؑ کے وصیتوں کی دو شاخیں تھیں ایک فرزندانِ اسحٰقؑ جن میں پیغمبرانِ بنی اسرائیل داخل ہیں دُوسرے فرزندان اسمٰعیلؑ کہ آنحضرتؐ کے اجداد گرامی بھی جن میں شامل ہیں جو دینِ ابراہیمؑ پر قائم تھے اور ان کی شریعت کے محافظ تھے انپر پیغمبرانِ بنی اسرائیل مبعوث نہیں ہوئے تھے جیسا کہ اوّل میں بیان ہو چکا اور آئندہ بھی انشاء اللہ ذکر آئے گا۔ پیراہنِ یُوسفؑ جس کو خدا نے جناب ابراہیمؑ کے لیئے جبکہ آپؑ آگ میں ڈالے جا رہے تھے بھیجا تھا اور عصا اور سنگ موسٰےؑ اور سلیمانؑ کی انگوٹھی اور طشت قربانی اور تابوت سکینہ وغیرہ جو آثار پیغمبرانِ خدا تھے آنحضرتؐ تک پہنچے اور آپؐ سے آئمہ طاہرینؑ کو ملے جن کا ذکر اس مقام پر طوالت کا باعث ہے۔ ۱۲

زندگی میں جو گناہ تم کرتے ہو میں اُس کے لیئے خدا سے طلب مغفرت کرتا ہوں۔ میری وفات کے بعد خدا سے ڈرتے رہنا اور مجھ پر اور میرے اہلبیتؑ پر بہتر صلوات بھیجتے رہنا۔ یقیناً تمہارے اعمال تمہارے اور تمہارے باپ دادا کے نام کے ساتھ میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اگر وُہ نیک اعمال ہوتے ہیں تو خدا کا شکر بجا لاتا ہوں اور اگر اعمال بد ہیں تو تمہارے واسطے استغفار کرتا ہوں جیسا کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے:۔ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ (پ۱۱ آیت ۱۰۵ سورۃ التوبہ) اے رسولؐ کہہ دو کہ تم لوگ جو عمل چاہو کرو تمہارا ہر عمل خدا دیکھتا ہے اور اُس کا رسولؐ اور مومنین دیکھتے ہیں۔" حضرتؑ نے فرمایا مومنین سے مُراد آلِ محمدؐ ہیں صلوات اللہ علیہم۔ اور دُوسری روایت میں وارد ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہر روز پنجشنبہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیئے جاتے ہیں۔ دُوسری روایت میں ہر دوشنبہ و پنجشنبہ وارد ہے۔ اور دُوسری بہت سی روایتوں میں ہر روز دوشنبہ و پنجشنبہ کی صبح یا ہر صبح و شام یا ہر روز وارد ہے۔ انشاء اللہ کتاب امامت میں اس بارے میں بہت سی حدیثیں ذکر کی جائیں گی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ ربِّ کعبہ کی قسم اگر میں موسٰیؑ و خضرؑ کے درمیان ہوتا تو بے شبہ مَیں اُن کو آگاہ کرتا کہ میں اُن سے بہتر ہوں اور اُن کو بتاتا جو وُہ نہیں جانتے تھے اس لیئے کہ موسٰیؑ و خضرؑ کو علمِ گزشتہ دیا گیا تھا، وُہ علمِ آیندہ سے آگاہ نہ تھے۔ اور خداوندِ عالم نے علمِ گزشتہ اور آیندہ قیامت کے دن تک کا علم جناب سرورِ کائنات کو عطا فرمایا ہے اور وُہ ہم تک پہنچا ہے۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے پیغمبرانِ اُولوالعزم کو علم میں تمام خلق پر فضیلت دی اور اُن کا علم ہم کو میراث میں عطا فرمایا ہے، اور ہم کو علم میں اُن پر بھی زیادتی عطا فرمائی ہے۔ جناب رسولِ خداؐ وہ سب کچھ جانتے تھے جو وُہ لوگ نہیں جانتے تھے اور ہمیں آنحضرتؐ کا علم بھی دیا گیا ہے۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں اس آیت وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ (آیت ۷۵، پ۷ سورۃ الانعام) کی تفسیر میں منقول ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے حجابات ہٹا دیئے تو جناب ابراہیمؑ نے زمین کی جانب نگاہ کی اور جو کچھ زمین میں ہے مشاہدہ کیا۔ آسمان کو دیکھا اور جو کچھ اُن میں ہے سب دیکھا۔ عرش کی جانب دیکھا جو کچھ وہاں ہے۔ اور فرشتوں کو جو حاملانِ عرش ہیں سب کو دیکھا اور جناب سیّدالانبیاءؐ اور ان کے اوصیاءؑ کے لیئے بھی یوں ہی کیا۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالٰی نے شبِ معراج آنحضرتؐ کو اصحابِ یمین یعنی اہلِ جنّت کے اور اصحابِ شمال یعنی اہلِ دوزخ کے نامہ ہائے اعمال دیئے۔ حضرتؐ نے اصحابِ یمین کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں لیئے۔ کھولا اور دیکھا اس میں اہلِ بہشت کے نام مع اُن کے آبا و اجداد اور خاندان والوں کے نام کے لکھے ہوئے تھے۔ پھر حضرتؐ نے اصحابِ شمال کے نامۂ اعمال کو کھولا اور دیکھا جس میں اہلِ جہنم کے نام مع اُن کے باپ دادا اور خاندان والوں کے نام کے لکھے ہوئے۔ حضرتؐ واپس زمین پر تشریف لائے اور صحیفے حضرتؐ کے ہاتھ میں تھے

منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا کہ اَيُّهَا النَّاسُ سمجھو کہ یہ کیا چیز ہے۔ صحابہ نے کہا خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ حضرتؐ نے داہنا ہاتھ بلند کیا اور فرمایا یہ اہلِ بہشت کے نام ہیں اور اُن کے باپ دادا اور اُن کے قیامت تک کے خاندان والوں کے نام ہیں۔ پھر بایاں ہاتھ اٹھا کر دکھایا اور فرمایا اس میں اہلِ جہنم کے نام ہیں اور اُن کے آبا و اجداد اور قیامت تک ہونے والے خاندان کے نام ہیں۔ نہ ان میں کوئی زیادہ ہوگا نہ کم ہوگا۔ خدا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ یہ تمام اپنے اعمال کے سبب جنت و دوزخ کے مستحق ہیں۔ پھر اُن ناموں کو آنحضرتؐ نے جناب امیرالمؤمنینؑ کے سپرد فرمایا۔ اور دُوسری بہت سی معتبر روایتوں میں فرمایا کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ خدا نے میری قیامت تک کی اُمّت کو ان کی طینت میں میرے لیئے متشکّل فرمایا جس کو میں نے اُن کے نام اور اُن کے ماں باپ کے نام اور قبیلوں اور اُن کے حُلیہ اور اخلاق و اعمال کے ساتھ پہچان لیا۔ تو عمل کرنے والے فوج در فوج قیامت کے روز میرے سامنے آئیں گے میں نے ہر ایک کو دیکھا اور سب کو پہچانا جس طرح تم اپنے جاننے والوں کو پہچانتے ہو۔ تو اے علیؑ ان میں سے تمہارے اور تمہارے شیعوں کے لیئے میں نے مغفرت طلب کی۔ اے علیؑ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمہارے شیعوں کو جو ایمان لائیں گے اور پرہیزگار ہوں گے بخش دے گا اور ان کی بدیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دے گا۔ دُوسری روایت میں اس طرح ہے کہ خدا نے روزِ الست میری اُمّت کو پیش کیا تو سب سے پہلے جو مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی وُہ علیؑ تھے۔[۱]

---

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے علم کے بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو آیندہ ابواب میں لکھی جائیں گی۔ واضح ہو کہ آنحضرتؐ کے تمام علوم خدا کی جانب سے ہیں۔ آنحضرتؐ ظن، گمان، اجتہاد اور رائے سے کبھی نہیں کچھ فرماتے تھے جیسا کہ خداوندِ عالم آنحضرتؐ کی تعریف میں فرماتا ہے، وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (سورۃ والنجم، پ۲۷، آیت ۳،۴) ہمارا رسولؐ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ کہتا ہے وُہ وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اقوال و اعمالِ آنحضرتؐ سب کے سب حکمِ خدا کے موافق تھے اسی طرح آئمۂ اطہارؑ کے تمام اقوال و افعال جو آنحضرتؐ کے اوصیا ہیں اور اُن کے علوم سب آنحضرتؐ کے عطا کردہ تھے۔ وُہ حضراتؑ کبھی بغیر وحی و الہام بات نہیں کرتے تھے۔ اجتہاد ان کے لیئے بھی جائز نہ تھا۔ وہ ظن اور گمان کے مطابق کلام نہیں کرتے تھے جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

۱۴

چودھواں باب

قرآن مجید کے اعجاز کا تذکرہ

واضح ہو کہ جناب رسولؐ خدا ایسی قوم پر مبعوث ہوئے تھے جن کا پیشہ ہی فصاحت و بلاغت کلام تھا۔ وہ ہر ایک کو فصاحت کے ساتھ پرکھتے تھے اور شیریں کلام شعرا اور فصیح البیان خطیبوں کو تمام خلق سے بہتر و برتر سمجھتے تھے۔ لہٰذا خداوند عالم نے حضرتؐ کو سب سے بلند و بہتر معجزہ جنس سخن کا عطا کیا یعنی حضرتؐ قرآن لائے اور اُن کو مقابلہ کے لیئے کہا کہ اگر تم سچ کہتے ہو کہ میں پیغمبر نہیں ہوں اور اس قرآن کو خود تصنیف کیا ہے تو اس کا مثل لاؤ۔ باوجودیکہ ان میں فصیح و بلیغ اشخاص بے حد و حساب ریگ صحرا کے مانند تھے اور سب کے سب آنحضرتؐ کے دعوائے پیغمبری کو باطل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے تھے کیونکہ حضرتؐ اُن کے دین کو جس میں اُنہوں نے نشوونما پائی تھی باطل کر رہے تھے اور ان کے بتوں کو جنکو وہ اپنے خدا سمجھتے تھے اور جنکی عبادت کرتے تھے بدی کے ساتھ یاد کرتے تھے اور ان کے آباؤ اجداد کو کافر کہتے تھے اور ان کے رئیسوں کو جنکے دماغ نخوت و غرور سے سرشار تھے اور ریاست و حکومت کے نشہ میں مست رہتے تھے عجز و انکساری اور اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دیتے تھے اور اپنی رسالت اور اپنے اہلبیت کی ولایت کی مخالفت پر آتشِ جہنم سے ڈراتے تھے، لیکن وہ لوگ باوجود ان مراتب کے قرآن کا مثل نہ لا سکے۔ اور یہ تو بالکل واضح ہے کہ اگر وہ اس پر قادر ہوتے تو اسمیں ذرا بھی تساہل نہ کرتے۔ پھر حضرتؐ نے اُن کے لیئے آسانی فرمائی کہ اچھا دس سورہ ہی ایسی لے آؤ لیکن نہ لا سکے۔ پھر اور زیادہ آسان کر دیا کہ تم سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جاؤ اور ایک ہی سورہ قرآن کے سورتوں کے مثل بنا لاؤ لیکن قرآن کے سب سے چھوٹے سورۃ کے مثل بھی نہ لا سکے۔ اگر ان میں طاقت ہوتی تو ضرور اس کا مثل بناتے اور اپنے کو جنگ و جدال اور قتل اور مال کی بربادی سے بچا لیتے۔ اگر مثل لائے ہوتے تو یقیناً آنحضرتؐ کے دعووں کی تردید میں اس کی اشاعت کرتے اور اس میں بے شمار مقامات پر آنحضرتؐ پر الزام قائم کرتے جس کی اطلاع ہم تک ضرور پہنچتی۔

جاننا چاہیئے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے اس بارے میں کہ آیا اعجازِ قرآن انتہائی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ہے یا جبکہ کفار و مشرکین معارضہ کا ارادہ کرتے تھے تو خداوند عالم ان کے قلوب کو بے کار اور ان کے ذہنوں کو مسدود کر دیتا تھا اس لیئے اس کا مثل لانا ان سے ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ اگرچہ دونوں طرح کا اعجاز ہو سکتا ہے لیکن حق یہ ہے کہ اعجاز کی کئی صورتیں ہیں۔ اوّل فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے کہ ہر عربی سے ناواقف بھی اگر سُنتا ہے تو دوسرے کلاموں سے امتیاز کر لیتا ہے اور اس کا ہر فقرہ جو

کسی فصیح کلام کے درمیان ہوتا ہے یاقوت رمانی اور لعل بدخشانی کے مانند چمکتا ہے اور فصحائے متقدمین و متاخرین اس کی فصاحت و بلاغت کے قائل ہو چکے ہیں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں ابن ابی العوجا[1] اور تین ملحدوں نے جو نہایت فصیح و بلیغ تھے اتفاق کیا کہ قرآن کے مثل ایک کتاب تصنیف کریں اور ان میں سے ہر ایک ایک ایک چوتھائی تیار کرے۔ ان چاروں نے پوشیدہ طور سے یہ مشورہ مکہ میں کیا اور وعدہ کیا کہ دوسرے سال مکہ ہی میں جمع ہو کر ان کو ترتیب دیں گے۔ دوسرے سال وہ لوگ مقام ابراہیمؑ میں جمع ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے جب قولِ خدا يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ (آیہ ۴۴ پ۱۲ سورہ ہود) اے زمین اپنا پانی جذب کر لے اور اے آسمان برسنے سے رک جا اور پانی گھٹ گیا اور معاملہ ختم کر دیا گیا؛ دیکھا تو سمجھا کہ قرآن کے ساتھ معارضہ نہیں ہو سکتا، اور اپنی کوشش سے باز رہا۔ دوسرے شخص نے کہا میں نے جب اس آیت کو دیکھا فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا (پ۱۳ سورۃ یوسف آیۃ ۸۰) جب برادرانِ یوسفؑ یوسفؑ کی طرف سے مایوس ہوئے تو باہم مشورہ کے لیئے الگ کھڑے ہو گئے؛ تو قرآن کے معارضہ سے میں بھی مایوس ہو گیا۔ اسی اثنا میں حضرت صادق علیہ السلام اُن کے سامنے سے گزرے اور باعجاز اس آیت کی تلاوت فرمائی: قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (آیۃ ۸۸ پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل) یعنی اگر جن و انس مل کر اس

[1] اصل کتاب میں اور دو ملحدوں کا تذکرہ نہیں ہے جس کی تفصیل یہ ہے:-
ان چاروں کے نام یہ ہیں "ابو العوجا، ابو شاکر دیسانی، ابن ابی مقنع اور عبد الملک بصری۔ ابوالعوجا نے آیۂ فلما استیئسوا منہ خلصوا نجیا، ابو مقنع نے وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر میں غور کیا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ عبدالملک نے کہا میں سال بھر آیۃ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ (پ۱۷ سورۃ حج آیۃ ۷۳)۔ (ترجمہ: بیشک خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سب جمع ہو جائیں۔) میں غور کرتا رہا۔ ابو شاکر نے کہا میں آیۃ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (پ۱۷ سورۃ الانبیاء آیۃ ۲۲) (ترجمہ:۔ اگر آسمان و زمین میں خدا کے سوا کئی خدا ہوتے تو دونوں برباد ہو جاتے) میں غور کرتا رہا اور جواب نہ لکھ سکا۔ یہ سب اقرارِ عاجزی کر ہی رہے تھے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام (اس قصہ سے باعجاز آگاہ ہو کر) ان کے نزدیک سے گزرے اور آیت قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ الخ کی تلاوت فرمائی۔ مقدمات انوار القرآن مصنفہ مولانا السید احمد حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ بھوپال پوری صفحہ ۳۴ و ۳۵۔ (مترجم)

۱۲ ۱۲ ۱۲

قرآن کا مثل لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے اگرچہ اُن میں بعض کے مددگار بعض ہو جائیں۔ جب اُن لوگوں نے آنحضرتؐ کا یہ معجزہ دیکھا تو ذلیل و حقیر ہو کر اُٹھ گئے۔ اور دُوسری روایت میں وارد ہے کہ جو شخص کوئی فصیح کلام کہتا کعبہ کے دروازہ پر فخریہ لٹکا دیتا۔ جب آیت یَا اَرۡضُ ابۡلَعِیۡ مَآءَكِ نازل ہوا تو رات کو سب کے سب اپنا کلام رُسوائی کے خوف سے اُتار لے گئے۔

دوسرے اسلوب بیان کی ندرت کی جہت سے۔ کہ کوئی شخص کتنا ہی اشعار اور خطبوں میں کلام فصحا کی پیروی کرے قرآن کے عجیب نظم و غریب اسلوب کے مطابق فصاحت نہیں حاصل کر سکتا۔ چنانچہ منقول ہے کہ قریش کو جب قرآن اور اس کے اسلوب بیان پر تعجب ہوا۔ ولید بن مغیرہ کے پاس آئے جو حکمائے عرب سے تھا اور اس کی فصاحت و بلاغت، رائے و تدبیر مانی ہوئی تھی اُس سے کہا کہ چل کر محمدؐ کے کلام کو سُنو اور بتاؤ کہ ہم اس کے کلام کو کس چیز سے نسبت دیں۔ وُہ حضرتؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ اپنے اشعار سناؤ۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ شعر نہیں بلکہ کلام خدا ہے جو پیغمبروں کے لیے بھیجا ہے اور سُورۃ حٰمٓ سجدہ کی تلاوت فرمائی۔ جب اس آیت پر پہنچے فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُكُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ (پ۲۴ آیت ۱۳ سورۃ حٰمٓ السجدہ) تو اس کا جسم کانپنے لگا اور بدن کے تمام بال کھڑے ہو گئے پھر خاموش اُٹھا اور اپنے مکان چلا گیا۔ قریش کو بہت خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ وُہ مسلمان ہو گیا ہو۔ وُہ ابو جہل کا چچا تھا۔ ابو جہل اُس کے پاس آیا اور بولا چچا جان آپ نے محمدؐ کے دین کی جانب رغبت کر کے ہمارا سر نیچا کر دیا اور ہم کو رُسوا کر دیا۔ اُس نے کہا نہیں میں تو تمہارے دین پر ہوں لیکن ایسا سخت کلام میں نے محمدؐ سے سُنا کہ جس سے لوگوں کے بدن لرزتے ہیں۔ ابو جہل نے کہا کیا وُہ شعر ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ پوچھا خطبہ ہے کہا نہیں کیونکہ خطبہ تو مسلسل کلام کو کہتے ہیں اور یہ متفرق کلام ہے ایک دوسرے سے متصل نہیں۔ لیکن اُس میں وُہ حسن اور شیرینی ہے جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اُس نے کہا تو وُہ کہانت ہو گا۔ کہا نہیں۔ تو ابو جہل نے کہا تو پھر ہم اس کو کیا کہیں؟ اُس نے کہا دو ایک روز ٹھہرو تا کہ میں غور کر لوں۔ دُوسرے روز اُس نے کہا کہ وُہ کلام جادُو ہے کیونکہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیتا ہے۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ ولید آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا وُہ کلام سُناؤ۔ حضرتؐ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ الخ (پ۱۴ آیت ۹۰ سورۃ النحل) اُس نے کہا دوبارہ پڑھیئے حضرتؐ نے پھر پڑھی تو اُس نے کہا بخدا یہ کلام حسن و طراوت رکھتا ہے اور اس کی شاخیں میوہ دار ہیں اس کا تنہ پھل لانے والا ہے۔

تیسرے عدم اختلاف (یعنی کہیں کوئی جملہ ایک دوسرے کے برعکس نہیں) جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:۔ لَوۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَيۡرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوۡا فِيۡهِ اخۡتِلَافًا كَثِيۡرًا (پ۵ آیت ۸۲، سورۃ النساء) اگر یہ قرآن غیر خدا کا کلام ہوتا تو یقیناً اس میں لوگ کثیر اختلاف پاتے" کیونکہ غیر خدا کے کلام میں جو اس قدر طول و طویل ہو ممکن نہیں کہ تناقص و اختلاف نہ ہو۔ اور یہ بھی ہے کہ ہر ایک بلیغ انسان کا علیحدہ علیحدہ کلام جب دیکھا جاتا ہے تو یقیناً فصاحت میں اختلاف ہوتا ہے۔ اگر ایک فقرہ

فصیح ہوتا ہے تو دُوسرا غیر فصیح۔ اگر ایک بیت بلند ہے تو دوسری کمزور۔ ایسا کلام جو اوّل سے آخر تک فصاحت کے ایک درجہ میں ہو صادر نہیں ہوتا سوائے اُس کے کہ جس کی ذات و صفات میں ذرہ برابر اختلاف نہ ہو۔

چوتھے معارف ربانی پر مشتمل ہونے کے سبب سے۔ کیونکہ اُس وقت عرب میں خاص طور سے مکہ والوں میں علم نا ئل ہو چکا تھا اور آنحضرتؐ مبعوث ہونے سے پہلے کسی ایک اہل کتاب کے عالم سے میل جول نہ رکھتے تھے اور نہ دُوسرے شہروں میں بہت آتے جاتے تھے کہ علم حاصل کرتے۔ باوجود اس کے اتنے ہزار سال تک حکمانے جو معارف الٰہی کے بارے میں غور و فکر کیا تھا ہر سُورۃ اور ہر آیت میں اُن کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور جو باتیں عقل سلیم اور فہم مستقیم کے خلاف ہیں اُن میں نہیں ہیں' اور یہ قرآن مجید کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اور اہل عرب جو جہالت اور بد اخلاقی میں مشہور آفاق تھے علم کی زیادتی اور آداب و اخلاق پسندیدہ میں تمام عالم کے لوگوں کے لیئے آنحضرتؐ کی برکت سے باعث رشک و حسد ہو گئے اور دُنیا کے علما حصولِ کمال میں انکے محتاج تھے۔

پانچویں آداب کریمہ و طریق پسندیدہ پر مشتمل ہونے کی جہت سے۔ کیونکہ اخلاق حسنہ کے بارے میں علما و حکما نے جو سالہا سال غور و فکر کیا تھا ہر سُورۃ میں اُس سے زیادہ بیان ہوا ہے۔ اور ایسا قانون عبد کی اصلاح اور اُن کے باہمی فسادات و نزاعات کے دفع کرنے میں مقرر کیا ہے جس کے ہر باب میں عقلائے زمانہ غور و فکر کرتے رہیں مگر کوئی اس میں کمزوری اور کمی نہیں پا سکتے۔ اور جو قاعدہ کلام معجز نظام اور سُنّت سیدؐ انام میں مقرر کیا گیا ہے اُس سے بہتر نہیں بنا سکتے اگر کوئی شخص اپنی عقل سے فیصلہ کرے تو وُہ سمجھے گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں ہو سکتا۔

چھٹے انبیائے سابقہ اور بعد کے زمانوں کے حالات پر مشتمل ہونے کی صورت سے جو اُس زمانہ میں اہل کتاب سے مخصوص تھے اور دوسروں کو خاص کر اہل مکہ کو اُن حالات سے واقفیت نہ تھی اس طرح سے بیان کیا ہے کہ باوجود اس کے کہ اہل کتاب میں سے بے شمار دشمن موجود تھے ان انبیاء وغیرہ کے قصوں کے کسی جزو کے بارے میں آنحضرتؐ کی تکذیب نہ کر سکے اور ان کا صحیح اور حق ہونا آپ پر ثابت کیا جو کچھ اُن میں اُن کے خلاف مشہور تھا اور اُن کی کتابوں کے احکام جو وُہ لوگ چھپاتے آپ نے ثابت کیئے جیسا رجم وغیرہ کے معاملہ میں ظاہر ہوا اور اُونٹ کے گوشت کے بارے میں یہودی کہتے تھے کہ پیغمبروں پر حرام رہا ہے۔ خداوند عالم نے ان کی تکذیب کی اور فرمایا:۔ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰٮةِ فَاتۡلُوۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝ (پ۴ آیت ۹۳ سورۃ آل عمران)۔ اے رسولؐ کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ اور پڑھو یعنی یقین کے ساتھ جو کچھ توریت میں حکم تھا بیان کیا باوجودیکہ حضرتؐ نے نہ کبھی توریت کو دیکھا تھا نہ پڑھا تھا۔ پھر فرمایا ہے:۔ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ وَ يَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ (پ۶۔ آیت ۱۵ سورۃ مائدہ)۔ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسولؐ آیا ہے جو تم پر بہت سی وُہ باتیں ظاہر کرتا ہے جنکو تم چھپاتے ہو یعنی ہمارے رسول محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جو اوصاف توریت

میں لکھے ہیں اور حکمِ سنگسار اور وُہ بہت سی باتوں سے مصلحتاً درگزر کرتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا۔

ساتویں سورتوں اور آیات کریمہ کے خواص و آثار کی جہت سے۔ جن میں تمام جسمانی اور روحانی امراض کی شفا ہے اور نفسانی مضرتوں کا اور شیطانی وسوسوں کا دفعیہ اور ظاہری و باطنی خوف اور اندرونی و بیرونی دشمنوں سے امن سب قرآنی آیات اور سورتوں میں موجود ہے۔ اور صحیح تجربوں سے معلوم ہو چکا ہے اور قرآن کی تاثیر میں دلوں کو منوّر کرنے اور قلوب کو شفا دینے اور بارگاہِ اقدس احدیت میں ربط پیدا کرنے اور شیطان کے شبہات سے نجات بخشنے میں اُس سے کہیں زیادہ ہے جس کا کوئی دل والا انکار کرے یا کسی عقلمند کو اُس میں تامل ہو جو پتھر ایسے دل والوں کے دلوں کو مثل کوہ حرکت میں لاتی ہیں اور اُن میں سے چشمے آنکھوں کی نہروں سے رواں کرتی ہیں اور غافلوں کے سینوں میں خدا کی محبت پیدا کرتی ہیں اور مُردہ دلوں کو نورِ ایمان سے زندہ کرتی ہیں۔

آٹھویں غیب کی خبریں بیان کرنے کی جہت سے۔ جن پر سوائے خدائے عالم و دانا کے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اور وُہ قرآن میں حدِ شمار سے زیادہ ہیں۔ اور ان کی دو قسمیں ہیں:۔ اوّل بہت سی آیتوں میں حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے کافروں اور منافقوں کی اُن باتوں کو ظاہر فرمایا ہے جو وُہ اپنے گھروں میں پوشیدہ طور سے آپس میں راز کی طرح کہا کرتے تھے یا اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور ان کے اظہار کے بعد آنحضرتؐ کی تکذیب نہیں کرتے تھے بلکہ توبہ اور اظہارِ ندامت کرتے تھے۔ اور جب کوئی بات کہتے، تو ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابھی جبریلؑ آکر آنحضرتؐ کو بتا دے گا کہ ہم ایسا ایسا مشورہ کر رہے تھے قرآن مجید میں ایسی آیتیں بہت ہیں جیسا کہ فرماتا ہے:۔ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ (پ۱ آیت۷۶ سورۃ بقرہ) یعنی یہودیوں کی ایک جماعت کے بارے میں ہے کہ جب حضرتؐ کی خدمت میں آتے تو کہتے کہ ہم ایمان لائے اور آپؐ کا وصف توریت میں ہم نے پڑھا ہے۔ اور جب آپس میں مل کر تخلیہ میں بیٹھتے تو بعض لوگ بعض لوگوں سے کہتے کہ جو آنحضرتؐ کے اوصاف خدا نے توریت میں بیان کئے ہیں کیوں مسلمانوں سے اُن کا تذکرہ کرتے ہو تو آنحضرتؐ ان کی ان پوشیدہ باتوں کو ظاہر فرما دیا کرتے تھے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے:۔ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ (پ۲ آیت۱۸۷ سورۃ بقرہ) ابتداء اسلام میں خدا نے لوگوں پر ماہِ رمضان کی شبوں میں مباشرت حرام کر دی تھی اور اکثر اُن میں سے ایسا کرتے تھے۔ تو خدا نے بتا دیا کہ خدا جانتا ہے جو تم اپنے نفسوں کے ساتھ خیانت کرتے ہو۔ دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (پ۳ آیت۷۲ سورۃ آل عمران) ترجمہ:۔ اور اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ مسلمانوں پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس پر صبح کو ایمان لاؤ اور آخر وقت انکار کر دیا کرو شاید مسلمان (اس طرح) اپنے دین سے پلٹ جائیں۔"

مروی ہے کہ خیبر کے یہودیوں میں سے گیارہ اشخاص نے یہ طے کیا کہ محمدؐ کے پاس چل کر صبح کے وقت ایمان لائیں، دن کے آخر ہوتے ہوتے کافر ہو جائیں اور ظاہر کریں کہ توریت میں ہم نے اُن کے اوصاف جو

پڑھے ہیں اُن کے موافق محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو نہیں پایا۔ شائد اس حیلہ سے مسلمان اُن سے پھر جائیں خدا نے ان کی اس مکاری سے پیغمبرؐ کو مطلع کر دیا۔ اور دُوسری جگہ قرآن میں اُن کے پوشیدہ حالات کی یُوں خبر دی ہے:۔ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ (پ۴ آیت۱۱۹ سورۃ آل عمران)۔ جب وُہ تخلیہ میں بیٹھتے ہیں تو غیظ و غضب سے اپنی انگلیاں دانتوں سے کاٹتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ (پ۵ آیت۸۱ سورۃ النسا) اے رسولؐ تمہارے سامنے یہ منافقین تو کہتے ہیں کہ جو کچھ آپ فرمائیں ہم تابعدار ہیں اور تمہارے پاس سے جاتے ہیں تو رات کے وقت ایک گروہ اس کے خلاف کہتا ہے جو تم ان سے کہتے ہو اور جو کچھ وُہ کہتے ہیں خدا لکھ لیتا تھا۔ پھر طعمہ بن ابیرق کے قصہ میں منافقانِ یہود کی مکاریوں کا ذکر یوں کرتا ہے جنہوں نے کوئی دُوسری تدبیر کی تھی اور دُوسروں کو مطلع نہیں کیا تھا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ (پ۵ آیت۱۰۸ سورۃ النسآء) لوگوں سے شرم کرتے ہیں اور خیانت کو چھپاتے ہیں لیکن خدا سے شرم نہیں کرتے حالانکہ وہ اُن کے ساتھ ہے اور اُن کے دلوں کی پوشیدہ باتیں اس سے پوشیدہ نہیں ہیں اور وُہ راتوں کو مشورے کرتے ہیں جنکو خدا پسند نہیں کرتا۔ انشاء اللہ اس قصہ کی تفصیل و شرح بعد میں کی جائے گی۔ پھر فرماتا ہے:۔ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ (پ۶ آیت۶۱ سورۃ مائدہ) اے رسُولؐ منافقین جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ وُہ کفر کے ساتھ آتے ہیں اور حالتِ کفر ہی میں تمہارے پاس سے جاتے ہیں۔ اور خدا اُس سے خوب واقف ہے جو کچھ یہ چھپاتے ہیں۔ اور دُوسری جگہ فرمایا ہے کہ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (پ۱۰ آیت۷۴ سورۃ توبہ) وُہ منافقین خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ کلمۂ کفر اُنہوں نے نہیں کہا حالانکہ کہا ہے اور اسلام لانے کے بعد وُہ کافر ہو گئے اور انہوں نے ایسے امر کا ارادہ کیا ہے جس میں وُہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ آیت اوّل و دوم اور دوسرے منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو امیر المومنین کی خلافت کے بارے میں کفر کی باتیں کیں اور ارادہ کیا تھا کہ جب آنحضرتؐ عقبہ میں پہنچیں تو ان کو ہلاک کر دیں اور ٹین کے ڈبے پہاڑ سے پھینکے تاکہ آنحضرتؐ کا اُونٹ بھڑک جائے لیکن خدا نے ان کے اس ارادہ کی پہلے ہی آنحضرتؐ کو خبر دے دی۔ پھر وُہ لوگ آئے اور جھوٹی قسمیں کھائیں کہ ہم نے ایسا نہیں مشورہ کیا لیکن خدا نے ان کا دروغ ظاہر کر دیا اور دُوسرے اقوال بھی اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہوئے ہیں۔ بہر حال خدا نے ان کے دل کے ارادہ اور پوشیدہ امور کی آنحضرتؐ کو خبر دے دی۔ اور یہ معجزہ ہے۔ اور دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ (پ۱۱ آیت۹۴ سورۃ توبہ) یعنی اے رسُولؐ کہہ دو کہ عذر مت کرو ہم تمہارا عذر قبول نہیں کریں گے۔ بیشک خدا نے تمہارے احوال کی

اطلاع ہم کو دے دی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۔ (پ۱۱ آیت ۱۰۷ سورۃ توبہ) وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے سوائے نیکی کے کوئی ارادہ نہیں کیا لیکن خدا گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔" اور دُوسرے مقام پر فرماتا ہے: وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ۔ (پ۱۴ آیت ۲۴ سورۃ الحجر) یقیناً ہم ان لوگوں سے بھی واقف ہیں جو تم سے پہلے تھے اور تمہارے بعد والوں کو بھی جانتے ہیں۔" منقول ہے کہ ایک خوبصورت عورت نماز کے لیئے حاضر ہوا کرتی تھی۔ بعض نیک دل صحابہ آگے بڑھ جاتے تھے تاکہ نماز میں اس پر نگاہ نہ پڑے اور بد معاشوں کا ایک گروہ مکرّر رہتا تھا تاکہ اس کو دیکھیں۔ خدا نے انکے دل کا حال بیان کر دیا۔ پھر فرمایا ہے وَيَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ (پ۴ آیت ۱۶۷ سورۃ آل عمران) وہ زبانوں سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ہے۔" غرض قرآن میں ایسی خبریں بہت ہیں۔ خبروں کی **دُوسری قسم** وہ ہے کہ بہت سی آیتوں میں خدا نے امورِ آیندہ کی خبر دی ہے جنکو واقع ہونے سے پہلے سوائے خدا کے بغیر وحی والہام کے کوئی نہیں جانتا تھا جس کے بعد اُسی کے مطابق وہ امر واقع ہوا ہے۔ اور ایسے حالات بھی بہت ہیں اور اُن کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ اوّل ابولہب وغیرہ کے ایمان نہ لانے کے مثل خبر دینا۔ اور ان کا آنحضرتؐ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیئے اظہارِ ایمان نہ کرنا جیساکہ سورۃ تَبَّتْ (آیت پ۳۰) میں ابولہب کے ایمان نہ لانے کا ذکر کیا ہے۔ اور دُوسری جگہ فرمایا ہے کہ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (پ۲۲ آیت ۱ سورۃ یٰسٓ) اے رسُولؐ ان کو عذاب سے ڈراؤ یا نہ ڈراؤ برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔" اور ایسے مقولے قرآن میں بہت ہیں۔ **دُوسرے** بہت سی آیتوں میں یہ خبر دینا کہ اس قرآن یا اس کے کسی سُورۃ کا مثل نہیں لا سکتے اور اسی کے مطابق واقع ہوا۔ جیساکہ فرماتا ہے:۔ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا (پ۱ آیت ۲۴ سورۃ بقرہ) اگر اس قرآن کا مثل تم نہ لائے اور ہرگز نہیں لا سکتے۔" اگر آنحضرتؐ کو یقین نہ ہوتا تو اس طرح تاکید و تہدید کے ساتھ کینہ ور کافروں سے یہ کیسے فرماتے کہ ایمان نہ لاؤ گے۔ **تیسرے** یہودیوں کے لیئے آخر زمانہ میں ذلت و خواری کی خبر دینا اُس کے بعد جبکہ ان سب نے آنحضرتؐ کو اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں اور حضرتؐ نے اُن پر لعنت کی اور اُسی کے مطابق واقع ہونا کہ اب تک اُن کو سلطنت و بادشاہی میسّر نہ ہوئی اور جس ملک و شہر میں ہیں تمام خلق سے زیادہ ذلیل ہیں جیساکہ بہت سی آیتوں میں فرمایا ہے۔ منجملہ اُن کے یہ آیتیں ہیں۔ لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ○ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ (پ۴ آیت ۱۱۱-۱۱۲ سورۃ آل عمران) مسلمانو تم کو یہودی سوائے تھوڑی زبانی اذیت دینے کے کوئی خاص ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم سے جدال و قتال کریں گے تو پُشت پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر کوئی ان کی مدد نہ کرے گا۔ وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے ذلت و خواری کی اُن پر مار پڑے گی

سوائے اس کے کہ خدا کا عہد اور مومنین کا عہد قبول کریں یعنی جزیہ دیں اور قتل و غارت سے نجات پائیں اور بعض یہودی خدا سے پھر گئے تو اُن پر فقر و محتاجی کی مار پڑی کہ اگر مالدار بھی ہوتے ہیں تب بھی جزیہ کے خوف سے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں۔" یہ تمام باتیں واقع ہوئیں اس لیئے کہ وہ سب بدترین دشمنانِ آنحضرتؐ تھے۔ اور پڑوسی دشمن تھے جو مدینہ کے چاروں طرف آباد تھے اور اُن کے غلبہ کا گمان بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تھا۔ خدا نے ان سب کو برباد و ذلیل کر دیا اور وہ سب بھاگ گئے اور کوئی ضرر مسلمانوں کو نہیں پہنچا سکے اور اب تک مذلت میں گرفتار ہیں اس طرح کہ ذلت میں ان کی مثال دی جاتی ہے۔ قرآن میں اسی کے ایسی خبریں بہت مقامات پر دی گئی ہیں جیساکہ فرماتا ہے۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ (پ۶ آیت ۶۴ سورۃ مائدہ) اور ہم نے یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت تک کے لیئے دشمنی پیدا کر دی ہے۔ جب کبھی وہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ آتشِ جنگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔" پھر فرمایا ہے کہ اے رسُولؐ تمہارے پروردگار نے تم کو اطلاع دے دی ہے کہ کسی نہ کسی کو یہودیوں پر قیامت تک مسلط رکھے گا جو اُن پر بدترین بلائیں اور سخت عذاب توڑتا رہے گا۔ **چوتھے** دُنیا کے تمام دینوں پر آنحضرتؐ کے دین کا غلبہ اور مشرکوں کے مغلوب ہونے کی خبر دینا۔ حالانکہ آنحضرتؐ کی ابتدائی حالت ایسی نہ تھی کہ کسی کی عقل غلبہ کا تصوّر بھی کر سکتی۔ بلکہ قوی دشمنوں کی زیادتی اور مددگاروں کی نایابی کے باوجود آنحضرتؐ کا غلبہ خوارقِ عادات سے ہے جیساکہ فرمایا ہے:۔ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (پ۳ آیت ۱۲ سورۃ آل عمران) اے رسُولؐ کافروں سے کہہ دو وہ یہودی ہوں یا کفارِ قریش کہ بہت جلد تم مومنین کی نصرت کے ساتھ مغلوب ہو گے اور جہنم میں جمع کیئے جاؤ گے اور وہ کیا بُری جگہ ہے۔" اور دُوسرے مقام پر فرمایا ہے: قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ○ (پ۱ آیت ۹۴-۹۵ سورۃ بقرہ) چونکہ یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی بہشت میں داخل نہ ہوگا ہم ہی سب بہشت میں جائیں گے تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسُولؐ کہدو کہ اے یہودیو اگر خدا کے نزدیک خانۂ آخرت خاص تمہارے ہی واسطے ہے اور دُوسروں کا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے تو اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو کیونکہ جو شخص یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ وہ اہلِ بہشت سے ہے تو اس کو آخرت کا مشتاق ہونا چاہیئے۔ لیکن خدا نے فرمایا کہ وہ ہرگز موت کی آرزو نہیں کریں گے اس سبب سے کہ پہلے وہ اپنے گناہ آلود اعمال خدا کے یہاں بھیج چکے ہیں۔ اور خدا تو ظالموں کو خوب جانتا ہے۔" یہ بھی غیب کی خبروں میں ہے کہ خدا نے آگاہ کر دیا کہ وہ موت کی آرزو نہیں کریں گے اور اُنھوں نے نہ کی۔ جناب رسُولِ خداؐ فرماتے ہیں کہ اگر وہ آرزو کرتے، تو ہر ایک یہودی اپنے مقام پر مر جاتا اور دُنیا میں کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔ اور اسی کے مثل نصاریٰ کے ساتھ معاملہ ہوا جو اس کے بعد مذکور ہوگا اور یہ سب سے بڑی دلیل آنحضرتؐ کی حقیت اور مخالفین کے باطل

اطلاع ہم کو دے دی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔ (پ۱۱ آیت ۱۰۷ سورۃ توبہ) وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے سوائے نیکی کے کوئی ارادہ نہیں کیا لیکن خدا گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔" اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ۔ (پ۱۴ آیت ۲۴ سورۃ الحجر) یقیناً ہم ان لوگوں سے بھی واقف ہیں جو تم سے پہلے تھے اور تمہارے بعد والوں کو بھی جانتے ہیں۔" منقول ہے کہ ایک خوبصورت عورت نماز کے لیئے حاضر ہوا کرتی تھی۔ بعض نیک دل صحابہ آگے بڑھ جاتے تھے تاکہ نماز میں اس پر نگاہ نہ پڑے اور بدمعاشوں کا ایک گروہ مکرّر رہتا تھا تاکہ اس کو دیکھیں۔ خدا نے انکے دل کا حال بیان کر دیا۔ پھر فرمایا ہے وَيَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ (پ۴ آیت ۱۶۷ سورۃ آل عمران) وہ زبانوں سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ہے۔" غرض قرآن میں ایسی خبریں بہت ہیں۔ خبروں کی **دوسری قسم** وہ ہے کہ بہت سی آیتوں میں خدا نے امورِ آیندہ کی خبر دی ہے جنکو واقع ہونے سے پہلے سوائے خدا کے بغیر وحی والہام کے کوئی نہیں جانتا تھا جس کے بعد اُسی کے مطابق وہ امر واقع ہوا ہے۔ اور ایسے حالات بھی بہت ہیں اور اُن کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ اوّل ابولہب وغیرہ کے ایمان نہ لانے کے متعلق خبر دینا۔ اور ان کا آنحضرتؐ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیئے اظہارِ ایمان نہ کرنا جیسا کہ سورۃ تَبَّتْ (آیت ۳) میں ابولہب کے ایمان نہ لانے کا ذکر کیا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (پ۲۲ آیت ۱۰ سورۃ یٰسٓ) اے رسولؐ ان کو عذاب سے ڈراؤ یا نہ ڈراؤ برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔" اور ایسے مقولے قرآن میں بہت ہیں۔ **دوسرے** بہت سی آیتوں میں یہ خبر دینا کہ اس قرآن یا اس کے کسی سورۃ کا مثل نہیں لا سکتے اور اسی کے مطابق واقع ہوا۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا (پ۱ آیت ۲۴ سورۃ بقرہ) اگر اس قرآن کا مثل تم نہ لائے اور ہرگز نہیں لا سکتے۔" اگر آنحضرتؐ کو یقین نہ ہوتا تو اس طرح تاکید و تہدید کے ساتھ کینہ ور کافروں سے یہ کیسے فرماتے کہ ایمان نہ لاؤ گے۔ **تیسرے** یہودیوں کے لیئے آخر زمانہ میں ذلت و خواری کی خبر دینا اُس کے بعد جبکہ ان سب نے آنحضرتؐ کو اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں اور حضرتؐ نے اُنپر لعنت کی اور اُسی کے مطابق واقع ہونا کہ اب تک اُن کو سلطنت و بادشاہی میسّر نہ ہوئی اور جس ملک و شہر میں ہیں تمام خلق سے زیادہ ذلیل ہیں جیسا کہ بہت سی آیتوں میں فرمایا ہے۔ منجملہ اُن کے یہ آیتیں ہیں۔ لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ۝ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ (پ۴ آیت ۱۱۱ و ۱۱۲ سورۃ آل عمران) مسلمانو تم کو یہودی سوائے تھوڑی زبانی اذیت دینے کے کوئی خاص ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم سے جدال و قتال کریں گے تو پشت پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر کوئی ان کی مدد نہ کرے گا۔ وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے ذلت و خواری کی اُنپر مار پڑے گی

سوائے اس کے کہ خدا کا عہد اور مومنین کا عہد قبول کریں یعنی جزیہ دیں اور قتل و غارت سے نجات پائیں اور بعض یہودی خدا سے پھر گئے تو اُنپر فقر و محتاجی کی مار پڑی کہ اگر مالدار بھی ہوتے ہیں تب بھی جزیہ کے خوف سے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں۔" یہ تمام باتیں واقع ہوئیں اس لیئے کہ وہ سب بدترین دشمنانِ آنحضرتؐ تھے۔ اور پڑوسی دشمن تھے جو مدینہ کے چاروں طرف آباد تھے اور اُن کے غلبہ کا گمان بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تھا۔ خدا نے ان سب کو برباد و ذلیل کر دیا اور وہ سب بھاگ گئے اور کوئی ضرر مسلمانوں کو نہیں پہنچا سکے اور اب تک مذلّت میں گرفتار ہیں اس طرح کہ ذلّت میں ان کی مثال دی جاتی ہے۔ قرآن میں اسی کے ایسی خبریں بہت مقامات پر دی گئی ہیں جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ (پ۶ آیت ۶۴ سورۃ مائدہ) اور ہم نے یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت تک کے لیئے دشمنی پیدا کر دی ہے۔ جب کبھی وہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ آتش جنگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔" پھر فرمایا ہے کہ اے رسولؐ تمہارے پروردگار نے تم کو اطلاع دے دی ہے کہ کسی نہ کسی کو یہودیوں پر قیامت تک مسلط رکھے گا جو اُنپر بدترین بلائیں اور سخت عذاب توڑتا رہے گا۔ **چوتھے** دنیا کے تمام دینوں پر آنحضرتؐ کے دین کا غلبہ اور مشرکوں کے مغلوب ہونے کی خبر دینا۔ حالانکہ آنحضرتؐ کی ابتدائی حالت ایسی نہ تھی کہ کسی کی عقل غلبہ کا تصور بھی کر سکتی۔ بلکہ قوی دشمنوں کی زیادتی اور مددگاروں کی نایابی کے باوجود آنحضرتؐ کا غلبہ خوارقِ عادات سے ہے جیسا کہ فرمایا ہے:۔ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (پ۳ آیت ۱۲ سورۃ آل عمران) اے رسولؐ کافروں سے کہہ دو وہ یہودی ہوں یا کفارِ قریش کہ بہت جلد تم مومنین کی نصرت کے ساتھ مغلوب ہو گے اور جہنم میں جمع کیئے جاؤ گے اور وہ کیا بری جگہ ہے۔" اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے: قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ (پ۱ آیت ۹۴، ۹۵۔ سورۃ بقرہ) چونکہ یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی بہشت میں داخل نہ ہو گا۔ ہم ہی سب بہشت میں جائیں گے تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسولؐ کہدو کہ اے یہودیو اگر خدا کے نزدیک خانۂ آخرت خاص تمہارے ہی واسطے ہے اور دوسروں کا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے تو اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو کیونکہ جو شخص یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ وہ اہلِ بہشت سے ہے تو اس کو آخرت کا مشتاق ہونا چاہیئے۔ لیکن خدا نے فرمایا کہ وہ ہرگز موت کی آرزو نہیں کریں گے اس سبب سے کہ پہلے وہ اپنے گناہ آلود اعمال خدا کے یہاں بھیج چکے ہیں۔ اور خدا تو ظالموں کو خوب جانتا ہے۔" یہ بھی غیب کی خبروں میں ہے کہ خدا نے آگاہ کر دیا کہ وہ موت کی آرزو نہیں کریں گے اور اُنہوں نے نہ کی۔ جناب رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ اگر وہ آرزو کرتے، تو ہر ایک یہودی اپنے مقام پر مر جاتا اور دُنیا میں کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔ اور اسی کے مثل نصاریٰ کے ساتھ معاملہ ہوا جو اس کے بعد مذکور ہو گا اور یہ سب سے بڑی دلیل آنحضرتؐ کی حقیت اور مخالفین کے باطل

ہونے کی ہے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے:۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؁ (پ۳ آیت ۲۶ سورۃ آل عمران) اے رسولؐ کہو اے مالکِ مُلک تُو جس کو چاہے بادشاہی دے جس سے چاہے سلطنت چھین لے جس کو چاہے غلبہ دے جس کو چاہے ذلیل کرے۔ تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے بیشک تُو ہر شے پر قادر ہے" روایاتِ معتبرہ کے مطابق یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جبکہ فتح مکّہ یا جنگِ خندق میں رسول اللہؐ نے پیشنگوئی فرمائی تھی کہ خدا نے مجھ کو اور میری اُمّت کو بادشاہانِ عجم و رُوم و یمن کے مُلک دیئے ہیں اور منافقوں نے کہا محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مکّہ و مدینہ پر اکتفا نہیں کی بلکہ بادشاہوں کے مُلکوں کی طمع کرتے ہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور یہ بھی ایسی خبر ہے جو پُوری ہو کر رہی۔ اس کی تفصیل اس کے بعد مذکور ہو گی۔ پھر فرمایا ہے کہ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ (پ۶ آیت ۵۲ سورۃ مائدہ) شاید کہ خدا فتح لادے" شائد کے معنی کلامِ خدا میں بلاشبہ کے ہیں۔ مروی ہے کہ فتح سے فتح مکّہ مراد ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مراد مُشرکین کے ممالک کی فتح ہے اور یہ سب کچھ واقع ہؤا۔ پھر فرمایا ہے فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (پ۶ آیت ۵۴ سورۃ المائدہ) یہ آیت جناب امیرالمومنینؑ اور آنحضرتؐ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور حضرت رسولِؐ خدا نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد فرمایا کہ اے علیؑ عنقریب تم اُن لوگوں سے جنگ کرو گے جو تمہاری بیعت کر کے توڑیں گے یعنی عائشہ و طلحہ و زبیر اور اُن لوگوں سے جو ظلم و سرکشی کریں گے یعنی معاویہ اور اُس کے پیرو اور اُن لوگوں سے جو دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے باہر ہو جاتا ہے یعنی خارجیان نہروان۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ عنقریب خدا ایسے گروہ کو لائے گا جنکو خدا دوست رکھتا ہے اور وُہ خدا کو دوست رکھتے ہیں اور تواضع اور انکساری کرتے ہیں مومنین کے ساتھ' اور کافروں پر سخت و غالب ہیں' اور راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور راہِ خدا میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے" پھر فرمایا ہے:۔ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ (پ۹ آیت ۷ سورۃ الانفال) یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ یا تو قریش کا قافلہ تم سے ملے گا یا اُن کے اموال تم کو حاصل ہوں گے یا اُن کے لشکر پر تم کو فتح حاصل ہو گی۔ اور جنگ بدر میں اُن کو عجیب طرح سے فتح ہوئی جس کا ذکر بعد میں آئے گا انشاءاللہ۔ پھر فرمایا ہے کہ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ (پ۹ آیت ۳۶ سورۃ الانفال) عنقریب مال و دولت وُہ تم سے بدر یا اُحد میں جنگ کرنے کے لیئے خرچ کریں گے تو اُن کو حسرت و پشیمانی حاصل ہو گی پھر وُہ مغلوب و منکوب ہوں گے۔ اور ایسا ہؤا۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے:۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ؁ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (پ۱۰ آیت ۳۲-۳۳

سورۃ توبہ) یہودی' ترسا اور تمام کفار چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر نُورِ خدا کو بُجھا دیں یعنی آنحضرتؐ کی پیغمبری اور اُن کے حق ہونے کی قرآنی آیتیں مٹا دیں لیکن خدا اپنے نور کو اور اپنے روشن دین کو کامل کر کے رہے گا اگرچہ کفار ناپسند کرتے رہیں۔ وُہ خدا وُہ ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اُس دین کو عالم کے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو کراہت ہو" خدا کے اس وعدہ کا اثر ظاہر ہو گیا اور آنحضرتؐ کا دینِ حق تمام عالم میں پھیلا اور اس وعدہ کی پورے طور سے تکمیل حضرت قائم منتظرؑ کے زمانہ میں ہو گی انشاءاللہ۔ پھر فرمایا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پ۶ آیت ۶۷ سورۃ مائدہ) اے رسولؐ خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اس وعدہ کی حقیقت بھی ظاہر ہوئی اور لوگوں نے آنحضرتؐ کے ہلاک کرنے اور ضرر پہنچانے کی ہر چند کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ منقول ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے صحابہ کا ایک گروہ مثل سعد و حذیفہ وغیرہ راتوں کو آنحضرتؐ کی پاسبانی اور حفاظت کیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی حضرتؐ نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ اب تمہاری پاسبانی کی ضرورت نہیں ہے خدا میری حفاظت کا ضامن ہو گیا ہے۔ یہ بھی آنحضرتؐ کے حق ہونے پر یقین کی دلیل ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا (پ۱۰ آیت ۸۳ سورۃ توبہ) اے رسولؐ کہہ دو کہ اے منافقو! آئندہ تم کسی سفر میں میرے ساتھ گھروں سے ہرگز نہ نکلو گے اور نہ میرے ساتھ کسی دشمن سے جنگ کرو گے" یہ معاملہ بعد واپسی جنگ تبوک ہؤا۔ پھر ایسا ہی ہؤا جیسا کہ خدا نے فرمایا تھا۔ پھر فرمایا اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ (پ۲۰ آیت ۸۵ سورۃ القصص) یقیناً وُہ جس نے تم پر قرآن واجب کیا تمہارے مقامِ بازگشت کی جانب تم کو واپس لائے گا۔ یعنی مکّہ معظمہ میں جیسا کہ مشہور ہے۔ اُس کے بعد بہت جلد حق تعالےٰ نے آنحضرتؐ کے لیئے مکّہ کو فتح کرا دیا۔ پھر فرمایا ہے:۔ الٓمّٓ ؁ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ؁ فِيْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ؁ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ؁ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ؁ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ۲۱ آیت ۱ تا ۶ سورۃ رُوم) یعنی اہلِ رُوم جو ترسا یعنی نصاریٰ اور آتش پرست ہیں بادشاہ عجم کے لشکر سے جو گبر یعنی آتش پرست ہیں زمین عرب پر ان کی نزدیک ترین میں مغلوب ہوئے اور اہلِ روم مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سال میں اُن پر غالب ہوں گے۔ ان کے غالب ہونے سے پہلے اور بعد امر و تقدیر خدا ہی کے لیئے ہے۔ اور جب اہلِ رُوم غالب ہوں گے تو مومنین خدا کی نصرت پر خوش ہوں گے۔ خدا جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وُہ غالب اور قادر ہے اُن اُمور پر جنکا ارادہ کرتا ہے اور مومنین پر مہربان ہے۔ وعدہ حقیقت میں خدا ہی کا سچا ہوتا ہے وُہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ بیشک اہلِ روم فارس والوں پر غالب ہوں گے لیکن لوگوں کی اکثریت وعدۂ الٰہی کی صداقت نہیں جانتی اور نہ وُہ لوگ پیغمبرؐ کی خبروں پر یقین کرتے ہیں" ان آیتوں کے نازل ہونے کا سبب یہ مشہور ہے کہ جب آنحضرتؐ مکّہ میں تھے مسلمانوں اور مشرکوں میں لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا تھا۔ اسی اثنار میں معلوم ہؤا کہ خسرو بادشاہِ عجم نے لشکر بھیجا جس نے رُومیوں کے ساتھ جو عیسائی تھے

جنگ کی اور اُنپر غالب آئے۔ نصاریٰ سے بھاگ گئے اور اُن کے بہت سے شہروں پر دشمنوں نے قبضہ کر لیا۔ کفار یہ خبر سُنکر بہت خوش ہوئے اور طعن وطنز کے ساتھ مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم اور نصاریٰ اہل کتاب ہو، ہم اور گبر یعنی آتش پرست اہل کتاب نہیں ہیں۔ تو جس طرح گبر نصاریٰ پر غالب ہوئے اُسی طرح، ہم بھی تم پر غالب ہوں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور پیشینگوئی کر دی کہ چند سال کے بعد اہل روم اہل فارس پر غالب ہو جائیں گے اُس وقت مسلمان بھی خوش ہوں گے کہ خدا نے ان کو مُشرکوں کے خلاف مدد دی۔ غرض جنگ بدر کے روز جبکہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور وہ مشرکین مکہ پر غالب ہوئے خبر پہنچی کہ اہل رُوم نے فارس والوں کو مغلوب کر دیا اور اپنے ممالک اُن سے چھین لیئے۔ حدیث حسن میں امام محمد باقرؑ سے ان آیتوں کی تاویل میں منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ ان آیات کی تاویل سوائے خدا اور راسخون فی العلم کے جو ائمہؑ اطہار ہیں کوئی نہیں جانتا۔ بیشک جب حضرت رسُولؐ خدا نے مدینہ کیطرف ہجرت کی اور اسلام شائع ہوُا۔ حضرتؐ نے بادشاہِ رُوم کو ایک خط لکھ کر قاصد کے ہاتھ اس کے پاس روانہ کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اسیطرح خط اور قاصد بادشاہِ عجم کے پاس بھیجا اور دعوت اسلام دی۔ بادشاہِ روم نے آنحضرتؐ کے خط کا احترام کیا اور قاصد کو عزت کے ساتھ بٹھایا لیکن بادشاہِ عجم نے آنحضرتؐ کے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور قاصد کی بے حُرمتی کی اُسی زمانہ میں دونوں بادشاہوں میں جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ اور مسلمانوں کا دل چاہتا تھا کہ بادشاہِ رُوم غالب ہو کیونکہ اس سے زیادہ نیکی اور بھلائی کی اُمید تھی اور بادشاہِ عجم سے خوفزدہ تھے۔ جب بادشاہِ عجم رُوم پر غالب آیا مسلمان رنجیدہ ہوئے تو خدا نے یہ آیتیں نازل کیں اور وعدہ فرمایا کہ لشکرِ اسلام بادشاہِ عجم پر غالب ہو گا اور باغ باغ ہو گا۔ تو مسلمانوں نے آنحضرتؐ کے بعد بادشاہِ عجم سے جنگ کی اور اُن کو مار بھگایا اور اُن کے مُلک پر قابض ہوئے۔ اور خوش و مسرور ہوئے۔ غرض یہ ہر حیثیت سے قرآن مجید کا ایک معجزہ ہے کہ ایک امر کی خبر دی جس کی اطلاع خدا کے سوا کسیکو نہ تھی اور اُسی کے مطابق واقع ہوُا۔ اس وقت پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عجم کے بادشاہ ایک یا دو شاخ سے زیادہ نہیں قطع کر سکیں گے یعنی اُن کو معمولی غلبہ حاصل ہو گا پھر وُہ خود ختم ہو جائیں گے۔ اور اہل رُوم مدّتوں رہیں گے اور ان کی بادشاہی آخر زمانہ تک باقی رہے گی۔ آنحضرتؐ کی پیشینگوئی کے مطابق بادشاہانِ عجم باوجود قوت وطاقت کے برطرف ہو گئے اور رُومی جو اہل فرنگ ہیں موجود ہیں، اور رہیں گے۔ حضرت صاحب الامر علیہ السّلام اُن کو برطرف کریں گے۔ خدا نے دُوسری چند آیتوں میں فارس و روم کے ملکوں کی فتح اور دُوسری فتحیں اور نصرتیں بھی بیان کی ہیں جنکا ذکر اس کتاب میں مناسب نہیں، بحارالانوار میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ خدا نے دُوسرے مقام پر فرمایا ہے:۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (پ۲۷ سورۃ القمر آیت۴۵) عنقریب یہ گروہ بھاگ جائے گا اور پُشت پھرا لے گا۔ ایسا ہی ہُوا جلد ہی جنگ بدر واقع ہوئی اور اُس میں مُشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ پھر فرماتا ہے:۔ لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ (پ۲۶ آیت۲۷ سورۃ الفتح) یقیناً خدا نے اپنے پیغمبرؐ کا خواب سچ

کر دکھایا کہ بیشک تم اگر خدا چاہے گا تو مسجد الحرام میں داخل ہو گے اس حال میں کہ امین ہو گے اور تمہارے سر گھٹے ہوئے ہوں گے، ناخن کٹے ہوئے ہوں گے اور تم کسی سے خوفزدہ نہ ہو گے۔" جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہو گا۔ اور إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (پ۳۰ آیت۱ سورۃ کوثر) جو قرآن کا سب سے چھوٹا سورہ ہے علاوہ فصاحتِ واضح کے بہت سے معجزات ظاہرہ پر مشتمل ہے۔ چنانچہ متعدد طریق سے منقول ہے کہ عاص بن وائل اور اُسی کے ایسے اکثر کفار اور عمرو بن عاص نے جبکہ عبداللہ آنحضرتؐ کے بیٹے کا انتقال ہوا تو کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابتر ہیں (یعنی لاولد) کہ بعد میں نسل باقی نہ رہتی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اے رسُولؐ ہم نے تم کو کوثر عطا کیا یعنی ہر چیز میں کثرت۔ یعنی آنحضرتؐ کو علم وکمال ہر شخص سے زیادہ دیا اور آپؐ کی پیروی کرنے والوں اور اُمت کو تمام پیغمبروں کی اُمت کے برابر قرار دیا اور آپؐ کو اولاد میں کثرت عطا کی باوجودیکہ ہر زمانہ میں دشمنؑ اُن میں سے بہتوں کو شہید کرتے رہے پھر بھی اتنی کثرت بخشی کہ قریب ہے کہ تمام لوگوں کے برابر ہوں۔ اور آنحضرتؐ کی شفاعت تمام نبیوں سے زیادہ قرار دی۔ اور چشمۂ کوثر حضرتؐ کو دیا تمام مخلوق قیامت میں جس کی محتاج ہو گی اور اُن کے مرتبے اور ان کی اُمت کے اوصیا کے درجے تمام خلق سے بلند اور زیادہ کیئے۔ مجملاً یہ کہ ہر کمال اور بلندی جو ایک بشر کے لائق ہو سکتی ہے آنحضرتؐ کو تمام خلائق سے زیادہ عطا کیا۔ پھر فرمایا إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ یقیناً تمہارا دشمن ابتر اور بے اولاد ہو گا۔" ایسا ہی ہوُا کہ جو لوگ حضرتؐ کو ابتر کہتے تھے باوجود اپنی کثرت اور اولاد کی زیادتی کے اور بنی اُمیہ باوجود اس شوکت وشان اور کثرت کے کہ بنی ہاشم کے مٹانے میں مشغول رہتے اور اُن میں سے بے شمار لوگوں کو ہر زمانہ میں قتل بھی کرتے رہے اب ان کا نام ونشان تک باقی نہیں اور آنحضرتؐ کی ذرّیت طاہرہ نے عالم کو منوّر کر رکھا ہے۔ غرضکہ یہی سورۂ کریمہ قرآن عظیم اور رسُولؐ کریم کے معجزہ کے لیئے کافی ہے اس کے لیئے جو یقین کا طالب ہو۔ (مؤلف فرماتے ہیں کہ) اے عزیز ہر چند بہ کمال قاصر ہمتوں کے عدم ملال کے لیئے اعجاز کلام ربانی کے وجوہ میں ہزار میں ایک اور بے حد وانتہا میں بہت کم وجہیں میں نے بیان کی ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھو گے تو خدا کے فضل وکرم سے ان آٹھ وجہوں کے ذیل میں رُوحانی بہشت کے آٹھ دروازے تم پر میں نے کھول دیئے ہیں کہ جس دروازہ سے ایمان ویقین کے قدم کے ساتھ تم آؤ تمہارے واسطے بے انتہا فائدے اور مواد اور بے اندازہ حقائق کی شقیں مہیا اور موجود ہیں۔ اور کتاب عین الحیات میں بھی حکمتوں اور معرفتوں کے چشمے ان باغوں میں میں نے جاری کیئے ہیں۔

واضح ہو کہ تمام پیغمبروں کے معجزوں پر قرآن کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ اُن کے تمام معجزات ان کی زندگی سے مخصوص تھے اور یہ معجزہ روزِ قیامت تک باقی ہے۔ دوسرا امتیاز یہ کہ اُن پیغمبروں کے معجزات کے فائدے اظہارِ حقیقت کے سوا اور کچھ نہ تھے۔ اگر کچھ اور فائدہ تھا تو وُہ عام نہ تھا۔ لیکن یہ خوانِ نعمت ربانی قیامت تک ادنےٰ واعلیٰ کے لیئے بچھا ہوُا ہے۔ اور ہر گھڑی اس سے لاکھوں مُردہ دل حیاتِ ابدی پاتے ہیں اور ہر لحظہ ہزاروں رُوحانی اندھے اور بہرے بینا وشنوا ہوتے ہیں اور ہر زمانہ میں رنجوروں کا گروہ دردہائے پنہاں سے شفا پاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ جس قدر قرآن کو زیادہ پڑھتے ہیں وُہ تازہ تر معلوم ہوتا ہے اور زیادہ پڑھنے سے مکرر نہیں معلوم ہوتا۔ فرمایا اس لیئے کہ خدا نے قرآن کو کسی مخصوص زمانہ کے لیئے نہیں بھیجا ہے اور نہ کسی خاص جماعت کے لیئے مقرر کیا ہے بلکہ قیامت تک کی تمام مخلوق کے واسطے نازل کیا ہے۔ لہذا اس کو ایسا قرار دیا ہے کہ بار بار کی تلاوت سے مکدر نہ ہو اور اس کی تازگی ہمیشہ بڑھتی رہے۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ قرآن خدا کی مضبوط رسّی ہے اور تمسک کرنے والوں کے لیئے عروۃ الوثقیٰ اور طریق مستقیم ہے جو اپنے سالکوں کو بہشت کی جانب کھینچتی ہے اور جہنم کے عذاب سے نجات بخشتی ہے اور زمانہ کے امتداد کے سبب کہنہ نہیں ہوتی اور زبانوں پر بار بار جاری ہونے سے بے قدر نہیں ہوتی اس لیئے کہ اس کو کسی ایک زمانہ کے لیئے نازل نہیں کیا بلکہ ہر زمانہ میں ہر انسان پر دلیل و حجت ہے اور باطل اس کے سامنے اور پیچھے سے نہیں آسکتا اور وُہ حکیم و حمید کی جانب سے بھیجا گیا ہے۔

پندرہواں باب

تمام پیغمبروں کے معجزات کے مثل آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے معجزات کے اظہار کا بیان

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ لوگوں نے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ آیا جناب موسیٰؑ ے معجزہ کے مانند جناب رسولؐ خدا کو بھی معجزہ دیا گیا ہے کہ توریت قبول نہ کرنے سے بنی اسرائیل کے سر پر ۂ طور لٹکا دیا گیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا بیشک اُسی خدا کی قسم جس نے حضرتؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ۔ کوئی معجزہ آدمؑ سے آخر پیغمبر تک کو خدا نے نہیں دیا جس کا مثل یا اس سے بہتر آنحضرتؐ کو نہ عطا کیا ہو۔ نک اس معجزہ کا مثل جو تم نے دریافت کیا آنحضرتؐ کو خدا نے عطا فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب پیغمبر خدا ۔مکہ میں اظہارِ دین حق فرمایا تمام اہلِ عرب حضرتؐ کے دشمن ہو گئے اور ہر حیلہ و تدبیر سے آنحضرتؐ کو دفع نے کی کوشش کرنے لگے۔ اور مَیں پہلا شخص ہوں جو حضرتؐ پر ایمان لایا۔ وُہ روز دو شنبہ کو مبعوث ئے اور مَیں نے اُن کے ساتھ سہ شنبہ کو نماز پڑھی اور سات سال تک میں تنہا اُن کے ساتھ نماز ہتا رہا یہانتک کہ چند اشخاص اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد خدا نے اپنے دین کو قوت دی۔ ۔ روز مَیں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قبل اس کے کہ دُوسرے ایمان لائیں اُس وقت مشرکوں کا ۔ گروہ حضرتؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم دعوٰے کرتے ہو کہ خدا کے پیغمبر ہو

اور اسی پر بس نہیں بلکہ کہتے ہو کہ تمام پیغمبروں سے افضل و برتر ہو۔ اگر یہ تم سچ کہتے ہو تو چند معجزات گزشتہ پیغمبروں کے معجزات کے مانند ہم تم سے دیکھنا چاہتے ہیں ہم کو دکھاؤ۔ پھر ان میں چار فرقے ہو گئے ایک فرقہ نے معجزۂ نوحؑ طلب کیا کہ انہوں نے اپنی قوم کو غرق کر دیا اور خود مع مومنین کے کشتی میں نجات پائی۔ دُوسرے فرقہ نے کہا ہم معجزۂ موسےٰؑ کے مانند معجزہ چاہتے ہیں جس طرح اُنہوں نے اپنے اصحاب کے سر پر پہاڑ کو بلند کیا تو اُنہوں نے اطاعت کی۔ تیسرے فرقہ نے کہا ہم کو معجزۂ ابراہیمؑ کے مانند معجزہ دکھائیے کہ ان کو آگ میں ڈالا گیا اور آگ انپر سرد اور سلامتی کا باعث ہو گئی۔ چوتھے فرقہ نے کہا ہم کو معجزۂ عیسےٰؑ کے مانند معجزہ دکھائیے کہ وُہ لوگوں کو بتا دیتے تھے جو کچھ وُہ کھاتے تھے یا اپنے گھر میں جمع کرتے تھے۔ جنابِ رسولؐ خدا نے فرمایا تمہاری طرف عذابِ خدا سے ڈرانے والا اور معجزات دکھلانے والا رسولؐ ہوں اور معجزۂ واضح و ظاہر قرآن لایا ہوں۔ تم اور تمام عرب اور ساری قومیں اس کے مقابل اور اس کے مثل لانے سے عاجز ہیں لہذا وہ حجتِ خدا اور میں تم پر خدا کا رسول ہوں۔ اس کے باوجود مجھ کو مناسب نہیں کہ بارگاہِ اقدس الٰہی میں کسی نئی بات کو پیش کرنے کی جرأت کروں اور اُس سے سوال کروں۔ مجھ پر صرف اس کی رسالت کا ادا کر دینا لازم ہے۔ اور حجت تمام کر دینے اور میری حقیقت ثابت ہونے کے بعد اگر میں اُس سے کسی نئی بات کی خواہش کروں اور تم ایمان نہ لاؤ تو بہت ممکن ہے کہ وُہ تم پر عذاب نازل ہونے کا سبب ہو جائے۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ خداوند علی الاعلےٰ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے رسولؐ میں ان کے لیئے وُہ تمام آیات و معجزات جو انہوں نے طلب کیئے ہیں فوراً دکھلانے کو تیار ہوں اگرچہ وُہ ان کو دیکھنے کے بعد اپنے کفر پر اڑے رہیں گے سوائے اُن کے جنکو میں ضلالت سے بچا لوں۔ لیکن جو کچھ وُہ چاہتے ہیں اتمامِ حجت کی زیادتی کے لیئے میں دکھانے کو تیار ہوں۔ لہذا اُن لوگوں سے کہو جنہوں نے معجزۂ نوحؑ دیکھنا چاہا ہے کہ کوہِ ابو قبیس پر جائیں دامنِ کوہ میں پہنچیں گے معجزۂ نوحؑ مشاہدہ کریں گے۔ اور جب غرق ہونے لگیں تو علیؑ اور اُن کے دونوں فرزندوں کے وسیلے سے جو پیدا ہونے والے ہیں دُعا کریں تو نجات پائیں گے۔ اور اُن لوگوں سے کہو جو معجزۂ ابراہیمؑ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مکہ کے کسی جنگل میں چلے جاؤ وہاں آتشِ ابراہیمؑ مشاہدہ کرو گے۔ جب آگ تم کو گھیر لے ہوا کے درمیان تم کو ایک خاتون نظر آئے گی جنکے دونوں جانب مقنع لٹک رہا ہو گا اُنکے وسیلہ سے دُعا کرو تو آگ سے نجات پاؤ گے۔ اور جو گروہ موسےٰؑ کے معجزہ کا طالب ہے اُن سے کہو کہ کعبہ کے پاس جائیں تو موسےٰؑ کا معجزہ نظر آئے گا اور تمہارے چچا حمزہ ان کو نجات دیں گے۔ اور چوتھی جماعت سے کہو جنکا سردار ابوجہل ہے کہ میرے پاس ٹھہرو تاکہ جناب عیسٰیؑ کا معجزہ دکھاؤں اور جو کچھ تم نے خواہش کی ہے تم کو بتاؤں۔ غرض جب حضرتؐ نے خدا کا یہ پیغام ان کو پہنچایا ابوجہل منافق نے اُن تینوں فرقوں سے کہا کہ اُن مقامات کی طرف جاؤ جہاں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے تاکہ اُن کا جھوٹ ثابت ہو جائے۔ یہ سنکر پہلا گروہ دامنِ کوہِ ابو قبیس میں آیا ناگاہ اُن کے پیروں کے نیچے سے پانی کے چشمے اُبلنا شروع ہوئے اور بغیر ابر کے آسمان سے پانی برسنے لگا اور آن کی آن میں پانی اُن کے دہن تک پہنچ گیا۔ وُہ پہاڑ کی طرف بھاگے۔ وُہ جس قدر پہاڑ پر چڑھ کر بلند ہوتے تھے اسی قدر پانی بلند

ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ وُہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور پانی انکے دہن سے قریب ہوگیا۔ ناگاہ اُنھوں نے علیؑ کو دیکھا کہ پانی پر کھڑے ہیں اور دو لڑکے ان کے داہنے اور بائیں موجود ہیں۔ پھر ان کو علیؑ نے آواز دی کہ میرا ہاتھ پکڑلو یا ان میں سے ایک بچے کی انگلی پکڑلو تاکہ نجات پاؤ۔ مجبوراً اُن میں سے بعض نے امیر المؤمنینؑ کا ہاتھ اور بعض نے دونوں میں سے ایک بچے کا ہاتھ پکڑا بعض نے دُوسرے کا ہاتھ پکڑا تو نجات پائی۔ پانی کچھ زمین میں جذب ہوگیا اور کچھ زمین پر ٹھہر گیا اور کچھ آسمان پر چلا گیا۔ اور وُہ پہاڑ سے نیچے اُترے تو مطلق پانی نہ تھا۔ جناب امیر علیہ السّلام اُن لوگوں کو لیئے ہوئے جناب رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ وُہ لوگ روتے تھے اور کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ سردار انبیا اور تمام خلائق سے بہتر ہیں ہم نے طوفان نوحؑ کا مثل دیکھ لیا اور ہم کو علیؑ اور اُن کے دونوں فرزندوں نے جنکو فی الحال ہم نہیں دیکھتے ہیں نجات دی۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ آیندہ میرے بھائی علیؑ سے پیدا ہوں گے اور اُن کے نام حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ وُہ جوانانِ اہل بہشت کے سردار ہیں اور اُن کے پدرؑ اُن سے بہتر ہیں۔ اور سمجھ لو کہ دُنیا ایک دریا ہے جس میں بہت سی مخلوق ڈوب چکی ہے اور کشتیٔ نجاتِ دُنیا آلِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں یعنی علیؑ اور اُن کے دونوں فرزندؑ جنکی صورتیں تم نے دیکھیں، اور میرے اہلبیتؑ کے تمام فضلا جو میرے اوصیا ہیں۔ تو جو اس کشتی میں سوار ہوگا نجات پائے گا اور جو اس سے دُور رہے گا ڈوب جائے گا۔ اسیطرح آخرت میں جہنم کی آگ اور اس کا کھولتا ہوا پانی مثل دریا کے ہے اور یہ میرے اہلبیتؑ میری اُمت کی کشتی ہیں جو اپنے محبّوں اور شیعوں کو جہنم سے گزار کر بہشت میں پہنچائیں گے۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے ابو جہل سے فرمایا تُو نے سُنا جو کچھ ان لوگوں نے بیان کیا؟ اُس نے کہا ہاں۔ اب دیکھوں دُوسرا گروہ کیا کہتا ہے۔ پھر دُوسرا گروہ روتا ہوا آیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ پروردگارِ عالم کے رسولؐ اور تمام خلق سے بہتر ہیں۔ ہم ہموار صحرا میں گئے اور جو آپؐ نے بتایا تھا ہم نے دل میں سوچا۔ یکایک ہم نے دیکھا کہ آسمان شگافتہ ہوا اور آگ کے انگارے گرے پھر زمین پھٹی اور اس سے آگ کے شعلے بلند ہوئے اور اس قدر بڑھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام زمین کو گھیر لیں گے اور ہمارے جسموں میں حرارتِ آتش سے جوشش آنے لگا۔ اور ہم کو یقین ہوگیا کہ ہم جل کر ہلاک ہو جائیں گے ناگاہ ہوا میں ہم کو ایک بی بی نظر آئیں جنکے دونوں طرف مقنعے لٹکے ہوئے تھے جو ہمارے قریب تھے کہ ہمارے ہاتھ اُن کے تاروں تک پہنچ سکتے تھے۔ اُس وقت ایک منادی نے ندا کی کہ اگر نجات چاہتے ہو تو مقنعہ کے تاروں کو پکڑ لو۔ یہ سُنتے ہی ہم اُس کے تاروں سے لپٹ گئے اور ہوا میں بلند ہوگئے۔ ہم آگ اور اس کے شعلوں کو دیکھتے تھے، اس کی گرمی و حرارت محسوس کرتے تھے، لیکن اُس کے شرارے ہم تک نہیں پہنچتے تھے اور نہ وُہ باریک تار ہمارے وزن سے ٹوٹتے تھے۔ غرض ہم کو اُن بی بیؑ نے آگ سے نجات دی اور ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے صحن خانہ میں اُتار دیا۔ ہم اپنے گھروں سے آپؐ کی خدمت میں آ رہے ہیں۔ ہم نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ آپؐ کا دین اختیار کیئے بغیر چارہ نہیں اور آپؐ بیشک ہر اس شخص سے بہت بہتر و برتر ہیں جس سے لوگ ملتجی ہوں اور خدا کے بعد اُس پر بھروسہ کریں۔ اور اپنے قول میں سچے اور اپنے کردار میں حکیم ہیں۔ یہ سُنکر جناب رسولؐ خدا نے ابو جہل لعنہ سے

فرمایا کہ حقتعالیٰ نے اس فرقۂ دوم کو معجزۂ ابراہیمؑ دکھا دیا۔ ابو جہل لعنہ نے کہا اب دیکھیں تیسرا گروہ کیا کہتا ہے۔ اُنکی بات بھی سُن لیں۔ حضرتؐ نے اُن لوگوں سے فرمایا جو معجزۂ ابراہیمؑ دیکھ کر آئے تھے کہ اے بندگانِ خدا حق تعالےٰ نے جس بی بی کے ذریعہ سے تم کو نجات دی وُہ میری بیٹی فاطمہ (صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہا) بہترین زنانِ عالم ہے۔ جب خداوند عالم روزِ حشر اوّلین و آخرین کو مبعوث کرے گا ایک منادی عرش کے نیچے سے ندا دے گا کہ اے گروہِ خلائق اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ سیّدۂ زنانِ عالمیان صراط پر سے گذریں۔ تمام مخلوق اپنی اپنی آنکھیں بند کرے گی سوائے محمدؐ و علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور تمام ان کے فرزندوں کے جو امامؑ ہیں۔ کیونکہ یہ ذواتِ مقدسہ ان کے محرم ہیں۔ وُہ معصومۂ صراط سے گزریں گی، انکی ردا کا دامن صراط پر کھنچتا ہوگا۔ بہشت کا ایک سرا فاطمہؑ کے ہاتھ میں ہوگا اور دُوسرا ہاتھ صحرائے قیامت کی جانب ہوگا۔ اُس وقت ہمارا پروردگار ندا کرے گا کہ دوستان و محبانِ فاطمہؑ ان کی چادر کے تاروں سے لپٹ جائیں تو جو شخص آنحضرتؐ کا دوست ہوگا اُس کے ریشے یا کسی تار سے لپٹ جائے گا۔ یہاں ہزار گروہ سے زیادہ لوگ لپٹیں گے اور ہر گروہ میں ہزار ہزار آدمی ہوں گے آن معظمہؑ کی چادر کی برکت سے سب جہنم سے نجات پائیں گے۔ پھر تیسرا گروہ روتا ہوا آیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ اور عالم میں سب سے بہتر ہیں اور علیؑ تمام اوصیائے پیغمبران سے بہتر ہیں اور آپؐ کی آلؑ اُن سب کی آل سے بہتر ہے۔ آپؐ کے اصحابؓ اُن کے اصحاب سے اور آپؐ کی اُمت اُن سب کی اُمتوں سے بہتر ہے۔ ہم نے آپؐ کے معجزات اور آثار اس قدر دیکھے کہ آپؐ کی صداقت کے اقرار و اعتراف کے بغیر چارہ نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا بیان کرو۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم کعبہ کے زیر سایہ بیٹھے ہوئے آپ کی باتوں کا مذاق اُڑا رہے تھے اور آپؐ کے معجزات کے دعوے کو غلط سمجھ رہے تھے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ کعبہ اپنے مقام سے اُکھڑ کر بلند ہوا اور ہمارے سروں پر آکر رُک گیا۔ ہم سب اپنی جگہ پر سہمے ہوئے تھے اور حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اسی اثنا میں آپؐ کے چچا حمزہؓ آئے اور اپنا نیزہ کعبہ کے نیچے گاڑ دیا اور کعبہ کو باوجود اس عظمت کے اپنے نیزہ پر روک لیا۔ اور ہم لوگوں سے کہا باہر نکلو اور دُور ہو جاؤ۔ جب ہم لوگ نکل کر دُور چلے گئے تو کعبہ اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر ہم لوگ مسلمان ہوگئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے ابو جہل لعنہ سے خطاب فرمایا کہ یہ ہیں فرقۂ سوم کے لوگ اور تیرے سامنے کہہ رہے ہیں جو کچھ دیکھ کر آئے ہیں۔ ابو جہل لعنہ نے کہا کیا معلوم سچ کہتے ہیں یا جُھوٹ بولتے ہیں، اور کیا معلوم کہ صحیح تحقیق بھی کیا ہے یا کوئی خیال ان کی نگاہوں کے سامنے متشکل ہوا۔ مَیں نے جو کچھ چاہا ہے اگر آپ مجھ کو وُہ دکھائیں تو لازم ہے کہ ایمان لاؤں ورنہ انکی تصدیق کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ اس جماعت کی باوجود اس خلوصِ اعتقاد کے جو اُن سے تجھ کو حاصل ہے تو تصدیق نہیں کرتا تو اپنے آباؤ اجداد کے کمالات و آثار کی اور اُن کے دشمنوں کی برائیوں اور عیوب کی جنکو ہمیشہ بیان کرتا رہتا ہے تو کس مُنہ سے تصدیق کرتا ہے اور کیونکر سچ سمجھتا ہے کہ شام اور عراق وغیرہ ہیں جبکہ تُو نے ان میں سے کسی مُلک کو نہیں دیکھا ہے، بلکہ لوگوں کے کہنے سے یقین کر لیا ہے۔ یقیناً حجتِ خدا ان لوگوں پر تمام ہو چکی جو وُہ دیکھ چکے اور اُن لوگوں پر تمام ہو گئی جنہوں نے سُنا۔

پھر حضرتؐ نے فرقۂ سوم کی جانب رُخ کیا اور فرمایا کہ وُہ حمزہؓ جنہوں نے کعبہ کو تمہارے سروں پر روک رکھا تھا رسولؐ خدا کے (میرے) چچا ہیں۔ خداوند عالم نے اُن کو مراتب بلند اور درجات رفیع عطا کئے ہیں اور ان کو بہت سی فضیلتوں کے ساتھ محبتِ محمدؐ و علیؑ کے سبب سے باوقار کیا ہے۔ یقیناً حمزہؓ عمِ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم روزِ قیامت ان کے محبّوں سے جہنم کو دُور کریں گے جس طرح آج کعبہ کو تمہارے سروں پر گرنے سے روک دیا۔ وُہ اُس روز صراط کے پاس بے شمار لوگوں کو دیکھیں گے جنکی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ وُہ سب حمزہؓ کے دوست ہوں گے۔ اور بہت گنہگار ہوں گے اس لیئے ان کے اور صراط کے درمیان ایک دیوار حائل ہوگی۔ وُہ جب جناب حمزہؓ کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اُس وقت جناب حمزہؓ رسولؐ خدا اور امیر المؤمنینؑ سے کہیں گے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرے محب فریاد کر رہے ہیں۔ تب جناب رسولؐ خدا اپنے ولیؑ سے کہیں گے کہ اے علیؑ اپنے چچا کی اُن کے دوستوں کو جہنم کی آگ سے بچانے میں مدد کرو۔ اُس وقت امیر المؤمنینؑ جناب حمزہؓ کے نیزہ کو جس سے اُنہوں نے دُنیا میں راہِ خدا میں جہاد کیا ہے لائیں گے اور جناب حمزہؓ کو دیں گے اور کہیں گے کہ اپنے دوستوں سے جہنم کو دُور کیجئے جس طرح اس نیزہ سے دُشمنانِ خدا کو دوستانِ خدا سے دفع کرتے تھے۔ حضرت حمزہؓ نیزہ کو لے کر اُس سے اپنے دوستوں کو آگ کی دیواروں سے عبور کرائیں گے جو ان کے اور صراط کے درمیان حائل ہونگی اور بقوت الٰہی پانچ سو سال کی راہ کے فاصلہ تک دُور کر دیں گے۔ اور اپنے دوستوں کو کہیں گے کہ چلو اور وُہ لوگ صحیح وسالم صراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر حضرت رسولؐ خدا نے ابوجہل لعنہ سے فرمایا اس فرقۂ سوم نے بھی خدا کے آیات و معجزات دیکھ لیئے۔ اب تُو بتا کیا معجزہ چاہتا ہے تاکہ تجھے بھی دکھا دوں۔ اُس لعین نے کہا جناب عیسٰیؑ کا معجزہ جو آپؐ کہتے ہیں کہ وُہ لوگوں کو بتا دیا کرتے تھے جو وُہ اپنے گھروں میں کھایا اور جمع کیا کرتے تھے۔ لہٰذا مجھے بتایئے کہ آج مَیں نے کیا کھایا ہے اور کھانے کے بعد کیا کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں بتا دوں گا جو کچھ تُونے کھایا اور جمع کیا ہے اور جو کچھ کھانے کے درمیان تُونے کیا ہے۔ وُہ سب تیری رُسوائی کا سبب ہوگا اس لیئے کہ تُونے جو رسولؐ خدا کے ساتھ طلبِ معجزہ میں گستاخی کی ہے اگر تُو ایمان لائے گا تو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ اگر ایمان نہ لائے گا تو دُنیا کی فضیحت، رُسوائی اور ذلت اُٹھائے گا اور آخرت میں ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوگا اور ہرگز نجات نہ پائے گا۔ اے ابوجہل تُو گھر میں مُرغ کھانے کے لیئے بیٹھا جو تیرے لیئے بریاں کیا گیا تھا؛ لقمہ تُونے اُٹھایا ہی تھا کہ تیرا بھائی ابوالبختری دروازہ پر آیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو تُو ڈرا کہ وُہ بھی اُس مُرغ میں شریک ہو جائے گا اور اپنے بخل کے سبب سے اپنے دامن کے نیچے تُونے چھپا لیا تب اُسکو بلایا۔ ابوجہل لعنہ نے کہا جھوٹ ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہوا۔ مَیں نے آج مُرغ نہیں کھایا اور نہ کچھ ذخیرہ کیا ہے۔ اب آپ اپنی بات پوری کیجئے کہ میں نے اور کیا کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تین سو اشرفیاں تو خود تیری ہیں اور دس ہزار لوگوں کی امانت ہے۔ ایک کی سو اشرفی ہے، دُوسرے کی دو سو اشرفی تیسرے کی پانچ سو، چوتھے کی سات سو اور پانچویں شخص کی ہزار اشرفیاں۔ اسیطرح اور لوگوں کی ہیں۔ اور ہر ایک کا مال تھیلیوں میں تھا۔ تُونے خیانت کا ارادہ کیا۔ جب تیرا بھائی واپس چلا گیا تو تُونے مُرغ کا سینہ کھایا اور باقی رکھ دیا؛

اور لوگوں کا مال دفن کر دیا تاکہ واپس نہ کرے لیکن خدا کی مصلحت تیری تدبیر کے خلاف ہے۔ ابوجہل ملعون نے کہا آپ نے یہ بھی غلط کہا میں نے کچھ دفن نہیں کیا بلکہ وُہ دس ہزار اشرفیاں چور لے گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ سب کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا ہے بلکہ جبریل علیہ السّلام موجود ہیں اور خدا کی جانب سے خبر دے رہے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اے جبریلؑ باقی ماندہ مُرغ لے آؤ۔ ناگاہ وُہ مرغ لاکر حاضر کیا گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل لعنہ پہچانتا ہے اِس کو؟ اُس نے کہا نہیں میں نے اس میں سے نہیں کھایا ہے، اور نیم خوردہ مُرغ دُنیا میں ہزاروں ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے مُرغ ابوجہل مجھ پر الزام لگاتا ہے کہ مَیں جبریلؑ کے بارے میں جھوٹ کہہ رہا ہوں، اور جبریلؑ پہ الزام لگاتا ہے کہ وُہ خداوند عالم کے بارے میں دروغ کہتے ہیں لہٰذا میری صداقت اور ابوجہل لعنہ کی غلط گوئی پر گواہی دے۔ ناگاہ وُہ مُرغ بحکمِ خدا گویا ہوا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ آپ خدا کے رسولؐ ہیں اور بہترین جمیع خلائق ہیں؛ اور گواہی دیتا ہوں کہ ابوجہل لعنہ دشمنِ خدا ہے اور جان بوجھ کر حق کے ساتھ دشمنی کر رہا ہے۔ اس نے میرا گوشت کھایا اور باقی ذخیرہ کر دیا تھا لہٰذا اس پر خدا کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو۔ اور یہ منافق باوجود کفر کے بخیل بھی ہے۔ اس کا بھائی آگیا تو اس نے مجھے اپنے دامن کے نیچے چھپا لیا اس خوف سے کہ کہیں اس کا بھائی بھی کھانے میں شریک نہ ہو جائے۔ اے رسولؐ خدا آپ تمام سچوں سے زیادہ سچے ہیں اور ابوجہل لعنہ دروغ گو، افترا پرداز اور منافق ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل لعنہ کیا یہ معجزہ جو تُونے دیکھا کافی نہیں ہے؟ ایمان لا تاکہ عذابِ خدا سے محفوظ ہو جائے۔ ابوجہل لعنہ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ چند باتیں لوگوں کو وہم میں ڈالنے کے لیئے آپ نے کی ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا اس مُرغ کے تیرے دیکھنے اور اس کی آواز سننے میں اور تمام قریش کے دیکھنے اور سننے میں کوئی فرق معلوم ہوتا ہے؟ ابوجہل لعنہ نے کہا نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر کیا احتمال اور شک کرتا ہے کہ جو کچھ اپنے حواس سے تُونے ادراک کیا سب محض خیال ہے۔ ابوجہل لعنہ نے کہا نہیں میں ان کو صرف خیال نہیں سمجھتا۔ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ تُو اس میں اور اُن میں کوئی فرق نہیں سمجھتا تو سمجھ لے کہ یہ محض خیال نہیں ہے۔ پھر حضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک اُس مُرغ پر وہاں ملا جہاں سے اُس ملعون نے کھایا تھا اُس کا وُہ تمام گوشت اور اعضا بدستور مکمل ہو گئے۔ فرمایا یہ معجزہ تُونے دیکھا۔ اُس نے کہا یہ بھی خیال اور وہم معلوم ہوتا ہے مجھے یقین نہیں۔ پھر فرمایا کہ اے جبریلؑ وُہ مال جو اس دشمنِ حق نے اپنے گھر میں دفن کیا ہے لے آؤ شاید یہ ایمان لائے۔ ناگاہ وُہ اشرفیوں کی تھیلیاں حضرتؐ کے پاس حاضر ہو گئیں وُہ تھیلیاں سب اُتنی ہی تھیں جس قدر حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ پھر حضرتؐ نے ایک تھیلی اُٹھائی اور فرمایا فلاں شخص کو بُلاؤ یہ تھیلی اُسی کی ہے۔ وُہ مرد بلایا گیا حضرتؐ نے وُہ تھیلی اُس کو دی اور فرمایا یہ تیرا مال ہے ابوجہل لعنہ نے خیانت کی تھی۔ اسی طرح ایک ایک تھیلی اُٹھاتے اور اس کے مالک کو بلا کر دیتے تھے یہانتک کہ تمام مال سب کو واپس دیا۔ ابوجہل حیرت میں تھا اور رُسوا ہوتا رہا۔ باقی تین سو اشرفیاں ابوجہل کی رہ گئیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا ایمان لا تاکہ یہ اپنی اشرفیاں لے سکے اور خدا تجھ کو اس مال میں اس قدر برکت دے گا کہ تو تمام قریش سے زیادہ مال دار ہو جائے گا۔ اور تجھ کو ان سب پر امیر بنا دے گا۔ اُس نے کہا ایمان تو نہیں لاؤں گا لیکن

اپنا مال لوں گا۔ جب اپنا ہاتھ مال لے لینے کے لیئے بڑھایا تو حضرتؐ نے اُس مُرغ کو آواز دی کہ لے لے اُس ملعون کو کہ ہاتھ تھیلی تک نہ پہنچا سکے۔ یہ سُنتے ہی وُہ مُرغ بقدرتِ الٰہی جھپٹا اور اپنے چنگل سے ابوجہل لعین کو پکڑ کر ہوا میں بلند کیا اور اس کو لے جاکر اس کے گھر کی چھت پر ڈال آیا۔ حضرتؐ نے وُہ مال فقرائے مومنین کو تقسیم کر دیا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ وُہ معجزہ تھا جس کو خدا نے ابوجہل لعین کے لیئے ظاہر کیا۔ اُس نے بغض و عناد سے انکار کیا۔ اور یہ مُرغ جو زندہ ہوا بہشت کے طائروں سے ہوگا جو تمہارے لیئے بہشت میں پرواز کرے گا۔ بیشک بہشت میں طرح طرح کے طائر شتر کے برابر ہیں جو بہشت میں پرواز کرتے ہوں گے۔ جب مومنین اور محبانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم الصّلوٰۃ والسّلام ان میں سے کسی کے کھانے کی آرزو کریں گے تو وُہ نیچے آجائے گا اور اُس کے سامنے اس کے بال و پَر اُکھڑ جائیں گے۔ وُہ بغیر آگ کے بریاں ہو جائے گا۔ اُس کا ایک حصّہ کباب بن جائے گا دوسرا حصّہ بُھنا ہوا گوشت ہو جائے گا اور وُہ اُس کو کھا کر سیر ہو جائے گا اور الحمد للہ ربّ العالمین کہے گا تو وُہ طائر زندہ ہو کر پھر اُڑ جائے گا؛ اور تمام مُرغانِ بہشت پر فخر کرے گا اور کہے گا کون میرا مثل ہے کہ خدا کے دوست نے بحکمِ خدا مجھ کو تناول کیا ہے۔

حدیث معتبر میں موسٰی بن جعفر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ اصحاب رسولؐ جمع تھے اور جناب امیرؑ ان کے درمیان بیٹھے تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہا اے اُمّتِ محمدؐ کوئی درجۂ پیغمبری ایسا باقی نہیں جس کو تم اپنے پیغمبرؐ کے لیئے نہ ثابت کرتے ہو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ اگر خدا نے جناب موسٰیؑ سے طُور پر کلام کیا تو ہمارے پیغمبرؐ سے آسمان ہفتم پر باتیں کیں۔ اگر جناب عیسٰیؑ نابینا کو بینا اور مُردوں کو زندہ کرتے تھے تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریش نے مردہ کو زندہ کرنے کی خواہش کی تو آپؐ نے مجھ کو بلا کر اُن کے ساتھ قبرستان بھیجا۔ مَیں نے دُعا کی تو مُردے بقدرتِ خدا قبروں سے باہر آگئے؛ اُن کے سروں سے مٹی گر رہی تھی۔ جنگِ اُحد میں ابوقتادہ کی آنکھ پر نیزہ لگا جس سے آنکھ باہر نکل پڑی۔ وُہ اس کو لیئے ہوئے رسُولؐ اللہ کے پاس آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ اب تو میری زوجہ کو مجھ سے نفرت ہو جائیگی حضرتؐ نے اُس کی آنکھ حلقۂ چشم میں رکھ دی وُہ درست ہو گئی اور دُوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور بینا ہو گئی۔ اُسی جنگ میں عبداللہ بن عتیک کا ہاتھ جدا ہو گیا۔ وُہ رات کو وُہی ہاتھ لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آئے حضرتؐ نے اس کو دُرست کر دیا کہ کٹنے کا نشان تک باقی نہ رہا۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے ایک روز آپؑ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے کسی پیغمبرؑ کو کوئی معجزہ اور نشانی عطا نہیں کی مگر یہ کہ محمدؐ و علیؑ کے لیئے اُس کے مثل ظاہر فرمایا اور اُس سے برتر آنحضرتؐ کے لیئے مقرر فرمایا۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا یا ابن رسولؐ اللہ جناب عیسٰیؑ کے مانند مُردوں کو زندہ کرنے' اندھے اور مبروص کو شفا دینے اور گھروں پر جو کچھ لوگ کھایا کرتے اور جو کچھ جمع کرتے تھے ان سب کی خبر دینے کے مانند معجزات آنحضرتؐ سے کس طرح ظاہر ہوئے؟ امامؑ نے فرمایا ایک روز آنحضرتؐ حضرت علیؑ کے ساتھ مکّہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے اور ابولہبؒ حضرتؐ کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا اور حضرتؐ کو پتھر مار رہا تھا کہ حضرتؐ کے پَیر زخمی ہو گئے تھے اور خون جاری تھا۔ ابولہب چلّا چلّا کر کہہ رہا تھا کہ اے گروہ قریش یہ جادوگر ہے لہٰذا اس کو پتھر

مارو اور اس سے علیحدہ رہو اور پرہیز کرو۔ غرض قریش کے اوباشوں کو حضرتؐ کی ایذادہی اور آزار رسانی پر آمادہ کر رہا تھا' وُہ لوگ بھی حضرتؐ کے پیچھے پڑ گئے اور حضرتؐ کو پتھروں سے مارنے لگے جو حضرت علیؑ کو بھی لگ رہے تھے۔ اُن مشرکین میں سے ایک شخص نے کہا اے علیؑ تم ہمیشہ محمدؐ کی طرفداری ظاہر کرتے ہو اور اُن کی طرف سے لڑنے پر آمادہ رہتے ہو حالانکہ ابھی تم نے کوئی جنگ دیکھی نہیں ہے پھر اپنی دانست میں شجاعت میں اپنا نظیر بھی نہیں رکھتے ہو' اس وقت کیوں ان کی مدد نہیں کرتے۔ جناب امیرؑ نے جواب دیا کہ مَیں بغیر حضرتؐ کی اجازت کے کچھ نہیں کرتا۔ اگر وُہ حکم دیں تو دیکھو گے کہ کیا کرتا ہوں۔ غرض وُہ اسیطرح حضرتؐ کے پیچھے چل رہے تھے یہانتک کہ مکّہ کے باہر پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ پہاڑ کے پتھر حضرتؐ کی جانب لٹک رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر وُہ خوش ہو گئے اور بولے اب یہ پتھر محمدؐ و علی صلوات اللہ علیہما کو ہلاک کر دیں گے اور ہم ان کے شر سے نجات پا جائیں گے۔ غرض جب وُہ پتھر اُن حضراتؑ کے نزدیک پہنچے تو بقدرتِ خدا گویا ہوئے اور بولے:- السّلام علیك یا محمّد بن عبد اللّٰه بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف السّلام علیك یا علیّ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف السّلام علیك یا رسُولؐ ربّ العالمین وخیر الخلق اجمعین السّلام علیك یا سیّد الوصیین ویا خلیفة رسولؐ ربّ العالمین۔ جب ان کافروں نے یہ عجیب و غریب حالت دیکھی حیرت میں غرق ہو گئے اور اُن میں دس اشخاص بولے جو کفر و عناد میں بہت زیادہ تھے کہ یہ باتیں اُن پتھروں نے نہیں کہی ہیں بلکہ محمدؐ نے ان پہاڑوں کے پیچھے کچھ لوگوں کو چھپا دیا ہے تاکہ ہم کو فریب دیں یہ آوازیں اُنہی لوگوں کی ہیں۔ جب اُن لوگوں نے یہ باتیں کیں تو اُن پتھروں میں سے دس پتھر بلند ہو کر اُن دس اشخاص کے سروں پر ٹکرائے پھر بلند ہوئے پھر ٹکرائے اسیطرح اُن کے سروں پر پڑتے رہے یہانتک کہ اُن کے بھیجے اُن کی ناکوں سے بہہ گئے اور وُہ جہنم واصل ہوئے۔ اُن کے رشتہ دار روتے ہوئے آئے اور فریاد کرنے لگے کہ اُن کے مرنے سے زیادہ رنج و صدمہ تو یہ ہے کہ اب محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم خوش ہونگے کہ وُہ سب ان کے اعجاز سے مرے ہیں۔ جب اُن سب کا جنازہ تیار کیا گیا تو کفن کے اندر سے پکار کر کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلق جھوٹے نہیں بلکہ سچے ہیں البتہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ یہ سُنکر جنازہ اُٹھانے والے کانپنے لگے اور مُردے زمین پر گر پڑے۔ آخر وُہ لوگ کہنے لگے کہ ہم ان دشمنانِ محمدؐ کو نہیں اُٹھائیں گے کہ عذابِ خدا کی جانب لے جائیں۔ یہ سُنکر ابوجہل ملعون نے کہا کہ ان مُردوں کا بولنا اور وُہ پتھر وغیرہ سب محمدؐ کے جادو کے سبب سے ہیں۔ اگر تمہارا خیال صحیح ہے کہ یہ اُمور محمدؐ کے اعجاز کا نتیجہ ہیں تو کہو کہ محمدؐ دُعا کریں کہ خدا ان مُردوں کو زندہ کر دے۔ ان کافروں نے آنحضرتؐ سے یہ التجا کی۔ آپؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ ان کی باتیں تم نے سُنیں۔ بتاؤ ان کے پتھر مارنے سے تم کو کے زخم لگے عرض کی چار۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو چھ زخم آئے ہیں؛ دہ مرنے والے کافر بھی دس ہیں۔ چھ کے لیئے میں دُعا کرتا ہوں چار کے لیئے تم دُعا کرو تاکہ خداوند عالم اُن کو پھر دُنیا میں واپس بھیجدے۔ جب اُن حضراتؑ نے دُعائیں کیں وُہ سب زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے مسلمانو! محمدؐ اور علیؑ کی شان بہت عظیم اور درجے بہت بلند ہیں اُس عالم میں

جہاں ہم لوگ ابھی تھے۔ ہم نے وہاں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ دیکھی کہ وُہ عرش کے پاس کُرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور علی علیہ السّلام کی شبیہ نظر آئی کہ وُہ ایک تخت پر کُرسی کے نزدیک تشریف فرما ہیں اور آسمانوں کے اور عرش و کُرسی کے اور حجابات کے تمام فرشتے ان کے گرد جمع ہیں۔ ان کی تعظیم کر رہے ہیں اور اُن پر صلوات بھیج رہے ہیں۔ وُہ دونوں بزرگوار جو فرماتے ہیں وُہ فرشتے ان کی اطاعت کرتے ہیں اور فرشتے جو حاجت خدا سے طلب کرتے ہیں ان کو شفیع قرار دیتے ہیں۔ آخر اُن میں سے سات اشخاص ایمان لائے باقی اپنے کفر پر اڑے رہے۔

پھر جناب امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اگر خدا نے جناب عیسےٰؑ کی رُوح القدس سے تائید کی تو جبرئیلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے جس روز آنحضرتؐ نے اپنی عبا اوڑھ کر اس کے اندر علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السّلام کو داخل کیا اور فرمایا خداوندا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں۔ میری جنگ اُس سے ہے جو ان سے جنگ کرے اور میں صلح رکھتا ہوں اُس سے جو ان سے صلح رکھے۔ مَیں اُس کا دوست ہوں جو ان کا دوست ہو اور اُس کا دشمن ہوں جو ان کا دشمن ہے۔ لہٰذا پالنے والے تُو جنگ کر اُس سے جو ان سے جنگ کرے اور صلح کر اس سے جو ان سے صلح کرے۔ خدا نے وحی بھیجی کہ اے محمدؐ تمہاری دُعا مقبول ہے۔ اُس وقت جناب ام سلمہؓ نے چادر کا گوشہ اُٹھایا تاکہ اندر داخل ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا تم ان میں شامل نہیں ہو۔ تم نیکی پر ہو اور تمہارا مآل بخیر ہے۔ اُس وقت جبریلؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرماتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا تم ہم میں سے ہو۔ جبریلؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا اجازت ہے کہ میں اس چادر میں داخل ہوں؟ فرمایا ہاں اجازت ہے۔ تو جبریلؑ زیرِ عبا داخل ہو گئے۔ پھر جب ملکوت اعلےٰ کی جانب واپس ہوئے اُن کے حسن و جمال اور نور و ضیا میں ترقی ہو گئی تھی۔ فرشتوں نے دیکھ کر کہا اے جبریلؑ آج تو آپ ہمیشہ کے خلاف زیادہ منور واپس آئے ہو۔ جناب جبریلؑ نے فرمایا کیوں نہ ہو آج تو میں اہلبیت محمدؐ میں داخل ہوا ہوں۔ یہ سُنکر آسمانوں کے حجابات کے فرشتوں اور عرش و کرسی کے فرشتوں نے کہا آپ کے لائق ہے یہ شرف کہ آپ ایسے ہی ہوں۔ اور جب جناب امیر علیہ السّلام جہاد کرتے تھے تو جبریلؑ آپ کے داہنی جانب، میکائیلؑ بائیں جانب، اسرافیلؑ آپ کے پیچھے اور عزرائیلؑ آگے آگے چلتے تھے۔ اور جناب عیسےٰؑ کی دُعا سے کور و مبروص کو شفا ہونا اور اُن حضرتؑ کا لوگوں کو پوشیدہ باتوں کی خبر دینا ان معجزات کے مثل معجزہ یہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا جب مکہ میں تھے ایک روز کافرانِ قریش نے آنحضرتؐ سے کہا کہ اے محمدؐ ہمارا پروردگار ہُبَل جو سب سے بڑا بُت ہے۔ بیماروں کو شفا دیتا ہے اور لوگوں کو ہلاکت سے نجات دیتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو۔ ہُبَل ان امور پر قادر نہیں ہے بلکہ پروردگارِ عالم مدبرِ امور ہے۔ وُہ بولے اے محمدؐ ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہُبَل تم کو سخت بلاؤں اور امراض میں مثل فالج اور لقوہ وغیرہ کے مبتلا نہ کر دے کیونکہ تم اس کی پرستش سے لوگوں کو منع کرتے ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے سوا کوئی اس پر قادر نہیں ہے۔ کفار بولے اے محمدؐ اگر تم سچ کہتے ہو کہ کوئی تمہارے خدا کے سوا قادر نہیں تو اُس سے کہو کہ ان بلاؤں میں ہم کو مبتلا کرے تاکہ ہم ہُبَل سے شفا کی دُعا کریں۔ پھر تم سمجھوگے کہ وُہ تمہارے پروردگار

کے ساتھ شریک ہے۔ اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ آپ بعضو پر لعنت کیجئے اور کچھ لوگ پر علیؑ نفرین کریں تو میں ان سبھوں کو مبتلا کر دوں۔ یہ سُنکر جناب رسولؐ خدا نے بیسؔ اشخاص پر اور امیر المومنینؑ نے دس افراد پر لعنت کی۔ وُہ سب اُسی دم خورہ، برص، کوری، فالج اور لقوہ میں مبتلا ہو گئے۔ اُن کے پیر جُدا ہو گئے اور جسم کا کوئی حصہ سوائے زبان اور کان کے صحیح و سالم باقی نہ رہا۔ پھر وُہ سب ہُبَل کے پاس گئے اور شفا کے لیئے دُعا کی اور کہا محمد و علی (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) نے اس جماعت پر نفرین کی ہے اور یہ لوگ اس طرح مبتلا ہو گئے ہیں تو ان کو اچھا کر دے۔ اس وقت بقدرتِ خدا ہُبَل نے اُن کو آواز دی کہ اے دشمنانِ خدا میں کسی امر پر قدرت نہیں رکھتا ہوں۔ مَیں اُسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے محمدؐ کو تمام خلائق پر مبعوث فرمایا ہے اور اُن کو تمام پیغمبروں سے بہتر قرار دیا ہے کہ اگر محمدؐ میرے لیئے بددُعا کریں کہ میرے تمام اعضا چُور چُور ہو کر ہوا کے ذریعہ دُنیا میں منتشر ہو جائیں اور نام و نشان مِٹ جائے تو بیشک خدا ایسا ہی کر دے گا۔ ان لوگوں نے ہُبَل سے یہ کلام سُنا تو نا اُمید ہو گئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے اور فریاد کرنے لگے کہ اے محمدؐ ہم آپؐ کے سوا ہر ایک کی طرف سے مایوس ہو چکے۔ اب ہماری فریاد کو پہنچیئے اور اپنے خدا سے دُعا کیجیئے کہ ہمارے ساتھیوں کو شفا بخشے۔ اور ہم عہد و پیمان کرتے ہیں کہ آیندہ وُہ کبھی آپ کو کوئی ایذا نہ دیں گے۔ اور اُن بیسؔ اشخاص کو آنحضرتؐ کے پاس لائے جن پر حضرتؐ نے نفرین کی تھی اور دس اشخاص کو امیر المومنینؑ کے پاس لائے جن پر اُن حضرتؐ نے لعنت کی تھی۔ اُن حضراتؑ نے فرمایا اپنی آنکھوں کو بند کر لو اور کہو خداوندا محمد و علی اور اُن کی آلِ طاہرہ (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) کا صدقہ ہم کو شفا عطا فرما۔ جب ان لوگوں نے اس طرح دُعا کی اسی وقت شفایاب ہو گئے اور پہلے سے زیادہ تندرست اور بہتر ہو گئے۔ اور وُہ تیسؔ اشخاص اور اُن کے اکثر اعزا و اقربا ایمان لائے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا چاہتے ہو کہ تمہاری بینائی زیادہ ہو جائے؟ انھوں نے کہا ہاں یا رسولؐ اللہ۔ فرمایا کیا تم کو بتا دوں جو تم نے کھایا ہے دوا کی ہے اور جمع کیا ہے پھر سب کچھ بتا بھی دیا۔ اور فرشتوں سے فرمایا کہ ان کے باقی ماندہ طعام مع اُسی دستر خوان کے جس پر انہوں نے کھایا ہے لے آؤ۔ اُسی وقت لوگوں نے دیکھا جمیع خوان اور دستر خوان ہوا میں اُڑتے ہوئے نیچے آ گئے۔ پھر حضرتؐ نے ہر ایک کا کھانا، دوا الگ الگ بتایا۔ پھر فرمایا کہ اے طعام بحکمِ خدا بیان کر کہ مجھ سے کس قدر کھایا ہے اور کس مقدار میں چھوڑ دیا ہے۔ سُنتے ہی وُہ کھانے بحکمِ خدا گویا ہوئے کہ مجھ سے اتنی مقدار میں کھایا ہے اور اس مقدار میں اس کے خادم نے کھایا ہے اور اس قدر باقی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے خدا کی نعمتو! بتاؤ میں کون ہوں؟ ان کھانوں سے آواز آئی آپ پیغمبرِ خدا ہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب ملا یہ آپؐ کے بھائی ہیں جو آپؐ کے بعد اولین و آخرین سے بہتر ہیں اور آپؐ کے وزیر اور خلیفہ ہیں اور بہترین خلفا ہیں۔

پھر راوی نے امام عسکری علیہ السلام سے عرض کی کیا جناب رسولؐ خدا اور امیر المؤمنینؑ کے لیئے جناب موسےٰؑ کے معجزات کے مانند بھی معجزات تھے؟ حضرتؑ نے فرمایا علی علیہ السّلام جناب رسولؐ خدا کی جان کے برابر تھے۔ پیغمبرؐ کے معجزات علیؑ کے معجزات ہیں اور علیؑ کے معجزات پیغمبرؐ کے معجزات ہیں۔ اور ہر

پیغمبرؐ کا معجزہ جناب رسولؐ خدا کو خدا نے عطا فرمایا ہے بلکہ ان سے زیادہ۔ جناب موسیٰؑ کا عصا بھی معجزہ تھا کہ جب اُس کو حضرت موسیٰؑ نے زمین پر ڈال دیا تو وُہ اژدہا بن گیا اور ساحروں کی رسیاں اور عصا جو سانپ بن گئے تھے کھا گیا۔ آنحضرتؐ کے لئے اس سے بہتر معجزہ تھا۔ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک گروہ حضرتؐ کے پاس آیا اور اُن لوگوں نے بہت سے سوالات کئے حضرتؐ نے جوابات شافی ان کو دیئے اور خدا کی حجت اُن پر تمام کردی۔ پھر اُنہوں نے کہا اگر آپؐ پیغمبر ہیں تو عصائے موسیٰؑ کے مانند معجزہ دکھائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں جو کچھ تمہارے لئے لایا ہوں وُہ عصائے موسیٰؑ سے بہتر ہے اور وُہ معجزۂ قرآن ہے جو روز قیامت تک باقی ہے اور ہر زمانہ میں بیان شافی ہے۔ اور حجت الٰہی مخالفوں پر تمام کرتا رہے گا اور کوئی اس کے ایک سورۃ کا مثل نہ لا سکے گا۔ عصائے موسیٰؑ تو صرف موسیٰؑ کے زمانہ تک مخصوص تھا اور ختم ہو گیا۔ باوجود معجزۂ قرآن کے عصائے موسیٰؑ سے بہتر اور عجیب تر معجزہ دکھاتا ہوں۔ عصا موسیٰؑ کے ہاتھ میں رہتا تھا اور وُہ زمین پر ڈال دیتے تھے تو قبطی کہتے تھے کہ انہوں نے عصا میں کوئی فریب کر رکھا ہے کہ اژدہا ہو جاتا ہے۔ لیکن خداوند عالم میرے حق ہونے پر چند لکڑیوں کو اژدہا بنا دے گا جنکو میں نے چھوا تک نہیں ہوگا اور نہ میں وہاں موجود ہوں گا۔ آج جبکہ تم لوگ اپنے گھر واپس جاؤگے اور رات کو اکٹھے ہوگے تو تمہارے سقف خانہ کی تمام لکڑیوں کو خداوند عالم سانپ بنا دے گا اور وُہ سو سے زیادہ لکڑیاں ہوں گی تم میں سے چار اشخاص کا پتہ پھٹ جائے گا اور باقی سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر دوسرے روز جب تمہارے پاس اور یہودی آئیں گے اور تم اُن سے یہ حال بیان کروگے تو وُہ یقین نہ کریں گے، تو پھر وُہ لکڑیاں اُن کے سامنے اژدہا بن جائیں گی۔ جنکو دیکھ کر اُن میں سے اکثر مر جائیں گے اور اکثر دیوانہ ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے جب یہ باتیں آنحضرتؐ سے سُنیں تو ہنسے اور آپس میں کہنے لگے دیکھو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیسے دعوے کرتے ہیں اور اپنی حد سے باہر ہو گئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس وقت تو ہنس رہے ہو لیکن وُہ معجزہ دیکھوگے تو روؤگے، اور حیرت سے بے ہوش ہو جاؤگے۔ اگر اس وقت کہوگے خداوندا بجاہ محمدؐ جنکو تُو نے برگزیدہ کیا ہے اور بحق علیؑ جنکو تُو نے پسند کیا ہے اور بہ طفیل اولیائے طاہرین کہ جس نے اُن کی اطاعت کی تُو نے اُس کو فضیلت بخشی، ہم جو کچھ دیکھتے ہیں اس سے ہم کو محفوظ رکھ، اور یہی دُعا اُن پر پڑھ دوگے جو مر گئے ہوں گے تو وُہ سب زندہ ہو جائیں گے۔ غرض جب وُہ یہودی اپنے گھروں کو واپس گئے اور اپنے مجمع میں اکٹھا ہوئے تو آنحضرتؐ کی باتوں کا مذاق اُڑانے لگے۔ حضرتؐ کی باتوں کو بیان کرتے اور ہنستے تھے، ناگاہ گھر کی چھت حرکت میں آئی اور اس کی تمام لکڑیاں سانپ بن گئیں۔ اور دیواروں سے باہر سر نکال کر اُن کی طرف بڑھیں اور پہلے گھر کی چیزیں مٹکے، لوٹے، پیالے، کرسی، کاٹھ کی سیڑھیاں، دروازے، پنجرے وغیرہ کھانا شروع کیا، پھر جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا رُونما ہوا اور چار اشخاص اُن میں سے دہشت سے مر گئے اور اکثر بے ہوش ہو گئے اور بعض نے آنحضرتؐ اور آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کا توسّل اختیار کیا جیسا کہ حضرتؐ نے بتایا تھا، اُن کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ پھر اُنہوں نے یہی دُعا اُن لوگوں پر پڑھی جو مر گئے تھے تو وُہ بھی زندہ ہو گئے۔ اُس وقت اُن کو یقین ہوا کہ یہ دُعا یعنی محمدؐ و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے توسّل سے خدا سے حاجت طلب کرنا مستجاب ہے

اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں سچ اور حق ہے، لیکن آپ پر ایمان لانا ہمارے لئے دُشوار ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ اُنہی ذوات مقدس کو بارگاہ معبود میں شفیع قرار دیں تاکہ وُہ ایمان لانے کی ہم کو توفیق عطا فرمائے۔ غرض اُنہوں نے اسی طرح دُعا کی تو خدا نے ایمان لانا ان کے لئے محبوب کر دیا اور اسلام کی رغبت پیدا کردی اور اُن کے دلوں سے کُفر کی محبت زائل کردی اور وُہ لوگ خدا و رسولؐ پر ایمان لائے۔ دُوسرے روز صبح کو اور یہودی آئے اور جو کچھ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا تھا مشاہدہ کیا اور حیرت میں غرق ہو گئے۔ ان میں سے بعض مر گئے اور بعض شقاوت اور کُفر پر قائم رہے۔

اور ید بیضا یعنی جناب موسیٰؑ کے دست نورانی جیسا معجزہ بلکہ اُس سے زیادہ روشن اور بلند تر معجزہ بھی آنحضرتؐ کو حاصل تھا۔ اکثر آنحضرتؐ تاریک راتوں میں امام حسنؑ و امام حسینؑ کو خانۂ جناب سیدہؑ سے اپنے پاس بُلاتے تھے اور آواز دیتے تھے کہ اے ابو محمد اور اے ابو عبداللہ میرے پاس آجاؤ۔ وُہ صاحبزادے جہاں بھی ہوتے تھے آنحضرتؐ کی مشتاق آواز سُنکر روانہ ہوتے تھے، ادھر حضرتؐ اپنی انگشتِ شہادت روزنِ در سے باہر کر دیتے تھے اور آپؐ کے دستِ نورانی سے ایک نور آفتاب و ماہتاب سے روشن تر پیدا ہوتا تھا اور دونوں اختر برج امامت اُس کی روشنی میں حضرتؐ کے پاس پہنچ جاتے تھے جب وُہ صاحبزادے گھر واپس جانا چاہتے تو پھر حضرتؐ اُسی طرح اپنی انگشتِ شہادت کو دروازے سے باہر نکال دیتے تھے اور وُہ اس کی روشنی میں گھر چلے جاتے تھے۔

اور طوفان جو خدا نے فرعونیوں پر بھیجا اُسی طرح مشرکین پر حضرتؐ کے معجزہ کی صورت میں بھیجا اور وُہ اس طرح کہ آنحضرتؐ کے اصحاب میں ایک شخص ثابت بن افلح تھا جس نے کسی جنگ میں مشرکین کے ایک شخص کو قتل کیا تھا اُس کی زوجہ نے منت مانی تھی کہ اُس مسلمان کے کاسۂ سر میں شراب پیئے گی، جس نے اُس کے شوہر کو قتل کیا تھا۔ روزِ اُحد جب مسلمانوں نے فرار کیا اور ثابت ایک بلند مقام پر قتل ہو گئے اُس عورت کے غلام نے اس کی اطلاع دی تو اُس عورت نے اس خوشی میں غلام کو آزاد کر دیا اور اپنی کنیز اُس کو بخش دی۔ جب مشرکین اُحد سے واپس چلے گئے اور آنحضرتؐ اپنے اصحاب کے دفن میں مشغول ہوئے تو وُہ عورت ابوسفیان کے پاس آئی اور کہا کہ کسی کو میرے غلام کے ہمراہ بھیجیے تاکہ جا کر میرے شوہر کے قاتل کا سر کاٹ لائیں تاکہ میں اپنی منت پوری کر سکوں۔ ابوسفیان منافق نے رات کے وقت دو سو آدمیوں کو بھیجا تاکہ اُس کا سر کاٹ لائیں۔ جب وُہ اس کے پاس پہنچے تو حق تعالیٰ نے سخت بارش نازل کی جس میں وُہ سب ڈوب گئے اور ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ اور یہ معجزہ اس سے زیادہ عظیم تھا۔

اور ٹڈی کا معجزہ جو بنی اسرائیل پر ظاہر کیا گیا اُس سے عظیم تر معجزہ خدا نے آنحضرتؐ کے دشمنوں پر ظاہر فرمایا کیونکہ موسیٰؑ کی ٹڈیاں قبطی مردوں کو نہیں کھاتی تھیں صرف ان کی زراعت کو کھاتی تھیں لیکن آنحضرتؐ کی ٹڈیاں آپؐ کے دشمنوں کو کھا گئیں۔ اُس کا قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے شام کی جانب سفر کیا۔ جب وہاں سے واپس مکہ آرہے تھے تو دو سو یہودی آنحضرتؐ کی ہلاکت کے ارادہ سے شام سے نکلے،

اور موقع کے انتظار میں آنحضرتؐ کے پیچھے لگ گئے۔ آنحضرتؐ کی عادت تھی کہ جب قضائے حاجت کو جاتے تو لوگوں سے بہت دُور سُنسان مقام پر تشریف لے جاتے یا درختوں کی آڑ میں چھُپ جاتے۔ ایک روز اسی غرض سے آنحضرتؐ چلے اور قافلہ سے بہت دُور ہو گئے۔ یہودیوں نے موقع کو غنیمت سمجھا اور آنحضرتؐ کے پاس پہنچ گئے اور چاروں طرف سے گھیر لیا اور تلواریں آپؐ کے قتل کے لیئے کھینچ لیں۔ خداوند عالم جل نے اُسیوقت آنحضرتؐ کے پیروں کے نیچے سے بے شمار ٹڈیاں ظاہر کیں۔ وُہ ان یہودیوں کے لپٹ گئیں اور کھانے لگیں۔ اُن سب کو خود اپنی جان کی پڑ گئی۔ اُدھر آنحضرتؐ فارغ ہو کر قافلہ میں پہنچے۔ اہل قافلہ نے پُوچھا آپؐ کے پیچھے ایک جماعت گئی تھی وہ لوگ کیا ہوئے؟ فرمایا وُہ میرے ہلاک کرنے کے ارادہ سے گئے تھے خداوند عالم نے اُن پر ٹڈیوں کو مسلط کر دیا ہے وُہ اُسی بلا میں گرفتار ہیں۔ اہل قافلہ یہ سُنکر اُن کے قریب گئے دیکھا کہ بیشمار ٹڈیاں ان کو لپٹی ہوئی کھا رہی ہیں۔ اُن میں سے بہت سے مر گئے ہیں اور بہت سے مرنے کے قریب ہیں۔ وُہ لوگ وہاں کھڑے دیکھ رہے تھے یہانتک کہ وُہ سب مر گئے۔

اور جس طرح جوئیں قبطیوں پر مسلط کی گئیں اُسیطرح آنحضرتؐ کے دشمنوں پر بھی مسلط کی گئیں اور اُس کا قصہ یُوں ہے کہ جب آنحضرتؐ کو مدینہ میں فروغ حاصل ہوا اور آپؐ کے دین کا رواج ہوا۔ ایک روز آپؐ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے اور پیغمبرانِ خدا کے امتحان کا مصیبتوں پر صبر کرنے وغیرہ کے مانند تذکرہ ہو رہا تھا۔ اسی ضمن میں حضرتؐ نے فرمایا کہ رکن و مقام کے درمیان ستّر پیغمبروں کی قبریں ہیں جو بھوک کے سبب سے مرے ہیں۔ منافقان یہود و قریش میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ آؤ ہم سب متفق و متحد ہو کر اس دروغگو کو (معاذ اللہ) قتل کر دیں تاکہ پھر اس کا جھوٹ نہ سُنیں۔ غرض دو سَو اشخاص نے آپس میں قسم کھائی اور موقع کا انتظار کرنے لگے یہانتک کہ ایک روز آنحضرتؐ تنہا مدینہ سے کہیں سفر کے لیئے روانہ ہوئے۔ اُن منافقوں اور مشرکوں نے بھی موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرتؐ کا تعاقب کیا۔ اُن میں سے ایک نے اپنے لباس کو دیکھا تو بہت جوئیں نظر آئیں۔ جب اپنے گریبان کو کھولا تو تمام بدن میں بے شمار جوئیں دکھائی دیں اور تمام جسم میں کھجلی شرُوع ہو گئی۔ وُہ یہ دیکھ کر اپنی جگہ پر بہت نادم ہوا اور دُوسروں کو اس کی خبر کرنا مناسب نہ سمجھا اور اُن سے علیحدہ ہو کر بھاگ آیا۔ اُسیطرح ہر ایک کا حال ہوا اور سب کے سب بھاگ آئے۔ ہر چند علاج کرتے رہے فائدہ نہ ہوتا تھا بلکہ جوئیں ہر وقت زیادہ ہو رہیں یہانتک ہر ایک کے گلے میں سُوراخ ہو گیا اور آب و طعام سے محروم ہو کر دو مہینے کے اندر واصل جہنم ہو گئے۔ بعض پانچ روز میں مر گئے بعض کم میں اور بعض اس سے زیادہ دنوں میں۔ غرض دو ماہ سے زیادہ کوئی زندہ نہ رہا اور سب بھوکے پیاسے جُوں کی تکلیف میں مبتلا رہ کر ختم ہو گئے۔

اور مینڈکوں کو جس طرح خدا نے دُشمنانِ مُوسٰےؑ پر مسلط کیا اُسیطرح آنحضرتؐ کے اعدا پر بھی مسلط کیا۔ اور اُس کا قصہ اس طرح ہے کہ موسم حج میں مکہ کے رہنے والے مشرکین و یہودی و کفار میں سے دو سَو افراد نے مشورہ کیا کہ آنحضرتؐ کو قتل کر دیں۔ یہ ارادہ کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اور کسی ایک منزل پر اُنہوں نے ایک حوض دیکھا جس میں نہایت شیریں اور صاف پانی تھا۔ سب نے اپنی مشکیں

بھر لیں اور روانہ ہوئے۔ دُوسری منزل پر پہنچے تو خدا نے اُن کی مشکوں پر مینڈکوں اور چوہوں کو مسلط کر دیا۔ ان سب نے ان کی مشکوں میں سُوراخ کر دیا اور سب پانی اُس بیابان میں بہہ گیا۔ وُہ پیاسے ہوئے تو مشکوں کو دیکھا تو بھاگے ہوئے اُسی منزل کی طرف واپس چلے تاکہ اُس حوض سے پانی پئیں۔ لیکن چوہے اور مینڈک اُن سے پہلے پہنچے ہوئے تھے اور حوض میں سُوراخ کر دیا تھا جس سے سارا پانی چٹانوں پر بہہ گیا تھا اور حوض میں ایک بوند پانی نہ تھا۔ آخر وُہ سب زندگی سے مایوس ہوئے اور اُسی صحرا میں پڑے سسکتے رہے اور پیاس سے ہلاک ہو گئے۔ لیکن اُن میں سے ایک شخص متنبہ ہوا اور سمجھا کہ اس بلا کے نازل ہونے کا سبب سرورِ انبیاء کی عداوت ہی ہے۔ لہٰذا اُس نے دل سے آنحضرتؐ کی جانب سے کینہ دُور کیا اور آپؐ کی محبت پر مائل ہوا حضورؐ کا اسم مبارک زبان پر جاری کیا اور زبان دشکم پر نام محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نقش کرنے لگا۔ اور دُعا کی کہ اے پروردگارِ عالم میں نے محمدؐ کے آزار سے توبہ کی لہٰذا مجھ کو بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ نجات دے تو خدا نے آنحضرتؐ کی برکت سے اُس کو بچا لیا اور اس کی پیاس دفع کر دی یہانتک کہ ایک قافلہ اُس بیابان میں پہنچا اور اُس کو پانی پلایا۔ اس کے ہمراہیوں کے اُونٹ چونکہ ابھی زندہ تھے لہٰذا اُس نے اُن سب کا تمام سامان اُن اُونٹوں پر بار کیا اور اُس قافلہ کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا اور اپنے تمام ساتھیوں کا حال بیان کیا اور ایمان لایا۔ حضرتؐ نے اُس کا ایمان قبول فرمایا اور اُس گروہ کا سارا مال و اسباب اُسیکو بخشدیا۔

اور خُون کہ خدا نے قبطیوں پر مسلط فرمایا تھا اس کی مثال بھی آنحضرتؐ کے معجزات میں ہے۔ اور وُہ اس طرح ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے فصد کھلوائی اور خُون ابو سعید خُدری کو دے دیا کہ لے جا کر کہیں پوشیدہ کر دیں۔ ابو سعید لے کر چلے گئے اور اُس خون کو پی لیا۔ واپس آئے تو آنحضرتؐ نے پُوچھا خُون کیا کیا؟ اُنہوں نے کہا میں پی گیا یا رسولؐ اللہ۔ فرمایا میں نے تو کہا تھا اس کو کہیں چھپا دو۔ عرض کی میں نے اس کو محفوظ مقام پر چھپا دیا یعنی اپنے بدن میں۔ فرمایا کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ اب جبکہ تمہارا گوشت اور خُون میرے خُون کے ساتھ مخلوط ہو چکا ہے خدا نے تمہارے بدن پر آتش دوزخ کو حرام فرما دیا۔ یہ سُنکر چالیس منافقوں نے مذاق اُڑایا کہ ابُو سعید خُدری کو آتش دوزخ سے نجات مل گئی کیونکہ اُن کے خُون میں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خُون مل گیا۔ سوائے کذب و افترا کے یہ اور کیا ہے؟ اگر ہم ہوتے تو ہرگز اُن کا خُون نہ پیتے۔ آنحضرتؐ وحی الٰہی کے ذریعہ سے اُن کی بے ادبانہ گفتگو پر مطلع ہوئے اور فرمایا خداوند عالم ان کو خُون ہی میں ہلاک کرے گا حالانکہ قوم مُوسٰیؑ خون میں ہلاک نہیں ہوئی تھی۔ آخر بہت جلد ان کی ناک اور دانتوں کی جڑوں سے خون جاری ہوا اور چالیس روز وُہ منافقین اس عذاب دنیا میں مبتلا رہے پھر جہنم واصل ہوئے۔

اور قحط اور پھلوں کی کمی کہ منکرینِ موسٰےؑ کو خدا نے جن میں مبتلا فرمایا تھا آنحضرتؐ کے دُشمن بھی اسمیں مبتلا ہوئے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے قبیلہ مضر پر نفرین کی اور کہا خداوندا قبیلۂ مضر پر سخت عذاب کر اور انکو قحط میں اسی طرح مبتلا کر جس طرح تو نے یُوسفؑ کے زمانہ والوں کو مبتلا فرمایا تھا۔ تو خدا نے ان کو بھُوک اور قحط میں گرفتار کیا۔ تجار اُن کے واسطے دُوسرے شہروں سے کھانا لاتے تھے اور وُہ خرید کر گھر روانہ ہوتے، راستہ ہی میں

اُس میں کیڑے پڑ جاتے تھے اور اُس میں بدبُو پیدا ہو جاتی تھی۔ اس طرح ان کا مال طعام کے خریدنے میں ضائع ہوتا اور وُہ اس سے فائدہ نہ اُٹھا سکتے تھے۔ یہانتک کہ قحط اور بھُوک اُن کی اس درجہ تک پہنچی کہ مُردہ کتوں کے گوشت کھانے لگے اور اپنے مُردوں کی ہڈیاں جلا جلا کر کھاتے تھے اور مردوں کو قبروں سے کھود کر نکالتے اور ان کے گوشت اور ہڈیاں کھاتے اکثر ایسا ہوتا کہ عورتیں اپنے بچوں کو مار ڈالتیں اور کھا جاتیں۔ آخر قریش کے رئیسوں کا ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور سب نے عجز و انکساری عرض کی، یارسولؐ اللہ اگر ہم نے خطا کی ہے تو ہماری عورتوں اور بچوں اور چوپایوں پر رحم فرمائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ قحط تمہارے واسطے ایک عذاب ہے اور اطفال و حیوانات کے لیئے رحمت ہے خدا ان کو دُنیا و آخرت میں اجر و عوض دے گا۔ پھر حضرتؐ نے ان کو معاف کیا اور دُعا کی پالنے والے اس بلا کو ان سے دُور کر دے۔ پھر اُن میں نعمت کی فراوانی ہوئی جیسا کہ حقتعالٰی ارشاد فرماتا ھے:۔ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ (پ ۳۰ آیت ۳، ۴ سورۂ قریش) تو اُن کو چاہیئے کہ اس خانۂ کعبہ کے خالق کی عبادت کریں جس نے ان کو بھُوک میں کھانا دیا اور خوف سے امان بخشی۔

اور قوم فرعون کے اموال کی بربادی اور ان کا پتھر ہو جانا۔ اس معجزہ کی مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السّلام کے لیئے بھی ظاہر ہوئی۔ اور اس کا قصہ یُوں ہے کہ ایک مردِ پیر اپنے لڑکے کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور رو رو کر کہنے لگا کہ یہ میرا لڑکا ہے اس کی پرورش میں مَیں نے مال صرف کیا اپنے ہاتھ پیروں سے اس کی خدمت کی ہمیشہ اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا اور اب جبکہ یہ جوان ہوا اس کو طاقت و قوت حاصل ہوئی اور اس نے مال و دولت جمع کیا اور میری طاقت اور میرا مال ختم ہو چکا ہے مجھے اتنا کھانے تک کو نہیں دیتا کہ مَیں زندہ رہ سکوں۔ حضرتؐ نے لڑکے سے پُوچھا تو کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا یارسُولؐ اللہ میرے پاس میرے اور میرے اہل و عیال کے خرچ سے زیادہ نہیں ہے کہ میں اسے بھی دوں۔ پھر حضرتؐ نے اُس کے باپ سے پوچھا کہ اب تم کیا کہتے ہو؟ اُس نے عرض کی یارسُولؐ اللہ اس کے پاس گندم، جو، خرما اور منقے کے انبار موجود ہیں اور چاندی سونے کے سکے اشرفیاں وغیرہ تھیلیوں میں بھر بھر کر رکھی ہوئی ہیں۔ یہ بہت دولتمند ہے۔ لڑکے نے کہا یارسُولؐ اللہ یہ سب غلط ہے میرے پاس یہ کچھ نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں اس مہینے کا خرچ اس کو دیئے دیتا ہوں آیندہ مہینے سے تو دینا اور حضرتؐ نے اُسامہ سے فرمایا کہ سو درم اس کو دے دو۔ جب دُوسرا مہینہ شروع ہوا پھر وُہ بوڑھا لڑکے کو لے کر حضرتؐ کے پاس آیا اور شکایت کی پھر لڑکے نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تو جھُوٹ بولتا ہے تیرے پاس بہت مال ہے لیکن آج رات ہونے تک تو اپنے باپ سے زیادہ پریشان اور مفلس ہو جائے گا اور تیرے پاس کچھ نہ رہے گا۔ غرض وُہ جوان واپس گھر آیا تو اُس کے ہمسائے اُس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے غلّے کے ڈھیروں کو ہمارے گھروں کے پاس سے ہٹا لے جاؤ کیونکہ اس کی عفونت و بدبُو سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ وُہ یہ سُنکر اپنے ڈھیروں پر آیا دیکھا کہ وُہ سب سڑ گل گئے ہیں،

اور تمام گندم، جو، خرما وغیرہ خراب و فاسد ہو گئے ہیں۔ اُس کے ہمسایوں نے اُس کو مجبور کیا کہ ان کو یہاں سے جلد پھنکواؤ۔ آخر اُس نے بہت سے مزدوروں کو بُلایا اور زیادہ سے زیادہ اُجرت دینا طے کر کے وُہ تمام غلے وغیرہ کے ڈھیر مدینہ سے دُور پھنکوائے۔ اور اُن کی مزدُوری دینے کے لیئے اپنے تھیلوں کو کھولا جن میں اشرفیاں وغیرہ تھیں، دیکھا کہ وُہ چاندی سونے کے تمام سکے پتھر ہو گئے ہیں۔ مزدوروں نے سختی کی تو اُس نے اپنا لباس، گھر کا تمام اثاثہ فروخت کر کے ان کی مزدوری ادا کی اور رات کے کھانے تک کا خرچ اُس کے پاس نہ بچا۔ اس صدمہ میں وُہ بیمار ہو گیا (یعنی صحت بھی کھو بیٹھا) جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے وُہ لوگو جو باپ یا ماں کی طرف سے عاق ہو گئے ہو عبرت حاصل کرو اور سمجھو کہ جس طرح اس لڑکے کا مال دُنیا میں متغیر ہو گیا۔ اسیطرح بہشت میں جو اُس کے درجات مقرر کیئے گئے تھے جہنم کے طبقوں سے بدل دیئے گئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ حق تعالٰی نے یہودیوں کی اس وجہ سے مذمت کی ہے کہ ان معجزات کے دیکھنے کے بعد بھی گئوسالہ کی پرستش کرتے رہے لہذا ہرگز اُن کے مثل مت بنو۔ لوگوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ ہم اُن کی شبیہ کیونکر ہو سکتے ہیں فرمایا اس طرح کہ خدا کی عبادت کے ساتھ کسی مخلوق کی عبادت کرو اور کسی مخلوق پر بھروسہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو بچھڑے کی پرستش کے مانند یہودیوں کی شبیہ ہو جاؤ گے۔

حدیث معتبر میں مُوسےٰ بن جعفر علیہم السّلام سے منقول ہے کہ شام کا ایک یہودی مدینہ میں آیا جو توریت و زبور و انجیل اور پیغمبروں کی تمام کتابیں پڑھے ہوئے تھا اور اُن کے معجزات کو جانتا تھا۔ مسجد میں جو لوگ حضرتؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اُن میں حضرت علیؑ، ابن عباسؓ اور ابو سعید خُدری بھی تھے۔ اُس یہودی نے کہا اے اُمتِ محمدؐ کسی پیغمبر کے لیئے کوئی درجہ اور فضیلت ایسی نہیں ہے جو تم اپنے پیغمبرؐ کے لیئے ثابت نہ کرتے ہو۔ کیا تم میرے سوالوں کا جواب دے سکتے ہو؟ یہ سُنکر تمام صحابہ خاموش رہے۔ لیکن حضرت علیؑ نے فرمایا ہاں اے یہودی خدا نے ہر پیغمبر کو جو درجہ اور فضیلت دی ہے سب ہمارے پیغمبر میں جمع کر دیا ہے بلکہ اُن سے زیادہ سے زیادہ ہمارے پیغمبرؐ کو عطا کیا ہے۔ یہودی نے کہا اچھا میں سوال کرتا ہوں جواب کے لیئے تیار رہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا پُوچھو جو پُوچھنا چاہو۔ یہودی نے کہا خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السّلام کو سجدہ کریں کیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے بھی ایسا ہوا ہے؟ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ملائکہ کا سجدہ آدمؑ کی پرستش کے لیئے نہ تھا بلکہ اُن کی فضیلت کا اقرار تھا؛ لیکن خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بہتر عطا کیا کہ خدا اور فرشتے ملکوتِ اعلےٰ میں اُنپر صلوات بھیجتے ہیں؛ مزید برآں مومنوں پر واجب کیا کہ اُنپر قیامت تک صلوات بھیجیں۔ یہودی نے کہا خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے اس سے بہتر قرار دیا۔ بغیر اس کے کہ حضرتؐ سے کوئی گناہ صادر ہو فرما دیا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (پ ۲۶ آیت سورۂ فتح) "تا کہ خدا تمہارے گزشتہ اور آیندہ گناہوں کو بخشے"۔ جب آنحضرتؐ قیامت میں آئیں گے تو آپؐ کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔ یہودی نے کہا خدا نے ادریسؑ کو مکان بلند تک پہنچایا اور مرنے کے بعد بہشت کے میوے کھلائے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے

محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس سے بہتر عطا کیا ہے کیونکہ ان سے خطاب فرمایا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ رپ۳ آیت۴ سورۃ الانشراح) یعنی ہم نے تمہارا ذکر بلند کیا۔" اور یہی آنحضرتؐ کی عظمت اور شان کی بلندی کے لیئے کافی ہے۔ اگر ادریسؑ کو مرنے کے بعد طعام بہشت عطا فرمایا تو محمدؐ کو جو یتیم مادر و پدر تھے دُنیا ہی میں طعام جنت بھیجا۔ ایک روز جبریلؑ حضرتؐ کے لیئے ایک جام بہشت لائے جس میں بہت سے تحفے تھے جب آنحضرتؐ کے ہاتھ میں دیا وہ تحفے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے لگے۔ پھر اسیطرح میرے اور فاطمہؑ کے اور حسنؑ و حسینؑ کے ہاتھوں میں وہ تحفے دیئے گئے تو تسبیح و تہلیل اور تحمید و تکبیر کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے وہ جام لینا چاہا تو جناب جبریلؑ نے وہ جام حضرتؐ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا اس میں سے آپؐ اور آپؐ کے اہلبیتؑ کھائیں کیونکہ یہ تحفے آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیتؑ کے واسطے خدا نے بھیجے ہیں اور طعام بہشت دُنیا میں سوائے پیغمبرؐ اور وصیٔ پیغمبرؐ کے اور کسی کے واسطے سزاوار نہیں ہے۔ غرض آنحضرتؐ نے اور ہم اہلبیتؑ نے وہ طعام کھائے اور اُن کی لذت ابتک میرے دہن میں موجود ہے۔ یہودی نے کہا جناب نوحؑ نے اپنی اُمت سے بہت تکلیفیں اُٹھائیں اور صبر فرمایا۔ لوگوں نے ہر چندان کی تکذیب کی لیکن اُنہوں نے تبلیغ رسالت کی۔! جناب امیرؑ نے فرمایا ہاں ایسا ہی تھا۔ اور جناب سرور کائناتؐ نے بھی مکہ میں قریش کی ایذا رسانیو پر صبر کیا وہ جس قدر آپؐ کی تکذیب کرتے تھے آنحضرتؐ اتنا ہی رسالت کی تبلیغ فرماتے رہے یہانتک کہ لوگوں نے ان کو پتھروں سے زخمی کیا اور ابولہب نے ناقہ کی کثافت سے بھری ہوئی آنتیں حضرتؐ کے سر و جسم پر ڈالیں۔ اُس وقت خدا نے جابیلؑ ایک فرشتہ کو جو پہاڑوں پر موکل ہے حکم دیا کہ پہاڑوں کو شگافتہ کر اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قوم کے بارے میں تجھے جو حکم دیں اُس کو بجالا۔ وہ ملک حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا اگر آپؐ فرمائیں تو پہاڑوں کو اُکھیڑ کر ان کے سروں پر گرادوں تاکہ یہ سب ہلاک ہوجائیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ میں رحمت کے ساتھ مبعوث ہؤا ہوں۔ میرے معبود میری قوم کی ہدایت کر کیونکہ وہ میرے رُتبہ سے ناواقف ہیں۔ اے یہودی جب نوحؑ نے اپنی قوم کو دیکھا کہ غرق ہوگئی تو اپنے لڑکے کے لیئے رحم و کرم کا اظہار کیا اور اُس کی محبت میں خدا سے التجا کی کہ پالنے والے یہ میرے اہل سے ہے تو اسکو بچالے۔ خدا نے ان کی تسکین و تسلی کے لیئے فرمایا کہ یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے کیونکہ اس کا عمل بد ہے۔ اور آنحضرتؐ نے جب دیکھا کہ اُن کی قوم حق کی دُشمن ہے تو اُن سے انتقام کے لیئے تلوار سے کام لیا۔ اور یگانگت کے سبب اُن کے دل میں رحم نہ آیا اور اُن کی جانب شفقت سے نہ دیکھا اور اُن کو خدا کا دشمن سمجھا۔

یہودی نے کہا نوحؑ نے اپنی قوم کے لیئے بددُعا کی تو اُن کی قوم کے لیئے آسمان سے بے اندازہ پانی برسا جس میں وہ لوگ ڈوب گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی تھا۔ لیکن دُعائے نوحؑ دُعائے غضب تھی۔ اور آنحضرتؐ نے اپنی قوم پر رحمت کے لیئے دُعا کی اور آسمان سے رحمت کے لیئے بے اندازہ پانی برسا۔ اس کا قصہ اس طرح ہے کہ جب آنحضرتؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے جمعہ کے دن اہل مدینہ نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسولؐ اللہ پانی برسنا موقوف ہوگیا ہے درخت خشک ہوگئے ہیں پتیاں جھڑ گئی ہیں اور

کھیت سُوکھے جارہے ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے دست مبارک آسمان کی جانب بلند کیا کہ بغل کی سفیدی نمایاں ہوگئی۔ اُس وقت بادل آسمان پر مطلق نہ تھا۔ لیکن حضرتؐ نے ابھی اپنے مقام سے حرکت نہ کی تھی کہ بارش شروع ہوگئی اور ایسی ہوئی کہ لوگوں کو گھروں تک جانا دُشوار ہوگیا۔ اور سات روز تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ پھر وہ لوگ دوسرے جمعہ کو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ اب تو ہمارے مکانات گررہے ہیں اور قافلے کے راستے بند ہوگئے ہیں۔ حضرتؐ نے تبسم فرمایا اور کہا آدمؑ کی اولاد کتنی نعمتوں سے اُکتا جاتی ہے۔ پھر حضرتؐ نے دُعا کی پروردگارا اب یہاں بارش روک دے اور ہمارے اطراف میں باراں نازل فرما۔ خداوندا چراگاہوں اور کھیتوں میں اب پانی برسا۔ اسیوقت مدینہ میں بارش بند ہوگئی اور اس کے اطراف و جوانب میں پانی برسنے لگا۔ خدا کے نزدیک آنحضرتؐ کی یہ قرب و منزلت تھی۔ یہودی نے کہا خدا نے ہُودؑ کے دشمنوں سے ہوا کے ذریعہ انتقام لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں لیکن آنحضرتؐ کے لیئے اس سے بہتر معجزہ تھا۔ خدا نے جنگِ خندق کے دن ہوا کو بھیجا جس میں کنکر تھے اور فرشتوں کو بھیجا جنکو کفار نہیں دیکھتے تھے۔ اس طرح آنحضرتؐ کا معجزہ جناب ہُودؑ کے معجزہ سے دو زیادتی کا حامل تھا۔ اوّل یہ کہ آٹھ ہزار فرشتے حضرتؐ کے ہمراہ تھے' دوسرے یہ کہ ہودؑ کی ہوا قوم عاد کے لیئے غضب تھی اور بادِ آنحضرتؐ رحمت تھی جس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو کافروں سے نجات ملی اور ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا جیسا کہ خلاقِ عالم ارشاد فرماتا ہے: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا رپ۲۱ آیت۹ سورۃ الاحزاب)۔ یہودی نے کہا خدا نے صالحؑ کے لیئے اونٹ پہاڑ سے پیدا کیا تاکہ ان کی قوم کو عبرت ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں ایسا ہی تھا لیکن آنحضرتؐ کو اس سے بہتر دیا۔ ناقۂ صالحؑ حضرت صالحؑ سے گفتگو نہیں کرتا تھا اور نہ اُن کی پیغمبری کی اُس نے گواہی دی۔ لیکن ہم کسی غزوہ میں آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ ایک اُونٹ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور فریاد کی۔ خدا نے اس کو گویا کر دیا۔ اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ فلاں مرد میرا مالک ہے وہ مجھ سے کام لیتا رہا اب چونکہ میں بُوڑھا ہوگیا ہوں وہ چاہتا ہے کہ مجھے نحر کرے لہٰذا میں حضورؐ کے پاس پناہ لینے آیا ہوں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے کسی کو اُس کے مالک کے پاس بھیجا اور اُس اُونٹ کو اُس سے مانگ لیا اور آزاد کر دیا۔ دُوسرے روز ہم لوگ خدمت اقدس میں حاضر تھے ناگاہ ایک اعرابی ایک اُونٹ کو کھینچتا ہؤا آیا؛ ایک دوسرا شخص بھی اُس کے ساتھ اُسی اونٹ کا دعویدار تھا۔ وہ اپنے ساتھ گواہوں کو بھی لائے تھے جنہوں نے جھوٹی گواہی دی۔ تو وہ اونٹ بحکم خدا گویا ہؤا کہ یا رسولؐ اللہ فلاں شخص کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے۔ میرا مالک یہی اعرابی ہے۔ مجھ کو فلاں یہودی نے اس اعرابی کے پاس سے چُرایا تھا۔ پھر یہودی نے کہا حضرت ابراہیمؑ کو خدا نے ان کے زمانۂ طفلی میں آسمان و زمین کے عجائب سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق بخشی کہ وہ معرفت الٰہی میں کامل ہوگئے اور حق شناسی کے دلائل بیان کیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی تھا۔ لیکن جناب ابراہیمؑ کو پندرہ سال کے بعد یہ معرفت ہوئی تھی؛ اور آنحضرتؐ سات سال کے تھے کہ عیسائی تاجروں کا ایک

گروہ مکہ میں آیا اور صفا و مروہ کے درمیان ان لوگوں نے قیام کیا۔ اُن میں سے بعض نے آنحضرتؐ کو دیکھا اور آپ کو اُن صفات و کمال کے ذریعہ سے جو کتابوں میں پڑھا تھا پہچان لیا۔ پُوچھا آپؐ کا نام کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا میرا نام محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ پُوچھا آپؐ کے والد کون ہیں فرمایا عبداللہؑ۔ پھر اُنہوں نے زمین کی طرف اشارہ کر کے پُوچھا یہ کیا ہے فرمایا زمین۔ پھر آسمان کی جانب اشارہ کر کے پُوچھا یہ کیا ہے فرمایا آسمان۔ پھر پُوچھا ان کا پروردگار کون ہے فرمایا خداوند عالمین۔ پھر حضرتؐ نے اُن لوگوں سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میرے دین کے بارے میں مجھ کو شک میں ڈالو۔ میں نے کبھی دینِ حق میں شک نہیں کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اے یہودی آنحضرتؐ کو اس وقت معرفت حاصل تھی جبکہ آپؐ ایسی جماعت کے درمیان تھے جن میں سے ہر ایک بتوں کی پرستش کرتا تھا' جوا کھیلتا تھا' خدا کے ساتھ شرک کرتا تھا جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتے تھے۔ یہودی نے کہا جناب ابراہیم علیہ السلام تین مرتبہ نمرودؑ سے حجاب میں پوشیدہ ہوئے اور وہ حضرتؑ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ لیکن جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے پانچ حجابات سے ان کی نگاہوں سے چھپایا جو حضرتؐ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اور دو پردے تو جناب ابراہیمؑ کے پردوں سے زیادہ تھے۔ جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا (ہم نے اُن کے سامنے ایک دیوار قائم کر دی) اور یہ پہلا حجاب تھا۔ وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا (اور ایک دیوار اُن کے پیچھے کھڑی کر دی) اور یہ دوسرا حجاب تھا۔ فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (آیہ۹ سورۃ یسین پ۲۲) پھر ہم نے اُن کی آنکھوں کو پوشیدہ کر دیا تو وہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (پ۱۵ آیت ۴۵ سورۃ بنی اسرائیل) "جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لائے قیامت تک کے لیئے چھپا ہوا یا چھپانے والا حجاب قائم کر دیتے ہیں"۔ یہ چوتھا حجاب ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ (آیت۸ سورۃ یسین پ۲۲) "بیشک ہم نے اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں جو اُن کی ٹھڈیوں تک پہنچے ہوئے ہیں تو وہ سر نہیں ہلا سکتے اور نہ آنکھیں کھول سکتے ہیں۔ یہ ہے پانچواں حجاب۔ یہودی نے کہا جناب ابراہیمؑ نے اُس کافر (نمرود) پر حجت تمام کی جس نے آپ سے خدا کے بارے میں جھگڑا کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولؐ خدا ایک روز تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور قیامت کے روز مُردوں کے زندہ ہونے سے انکار کیا۔ اُس کا نام ابی بن خلف تھا۔ وہ اپنے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی لیئے ہوئے تھا۔ پھر اُس نے اُس ہڈی کو چُور چُور کر ڈالا اور کہا ایسی سڑی ہوئی ہڈیوں کو زندہ کریگا؟ تو خدا نے آنحضرتؐ پر وحی کی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے اور وہ ہر مخلوق کے بارے میں عالم و دانا ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ شخص مغلوب و ذلیل ہو کر چلا گیا۔ یہودی نے کہا جناب ابراہیمؑ نے خدا کے لیئے غصہ میں اپنی قوم کے بتوں کو توڑا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ حضرت رسالتمآبؐ نے محض خدا کے لیئے کعبہ سے تین سو ساٹھ بتوں کو نکالا اور توڑا' اور ملک عرب سے

بُت پرستی مٹا دی اور بُت پرستوں کو تلوار سے ذلیل کیا۔ یہودی نے کہا حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کو لٹایا تاکہ اُن کو خدا کی خوشنودی کے واسطے قربان کر دیں۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے اُن کے فرزند کے عوض دُنبہ بھیج دیا اُنہوں نے اپنے فرزند کو ذبح نہ کیا۔ لیکن آنحضرتؐ کے دل میں اُس سے بہت زیادہ صدمہ پہنچا جبکہ وہ جنگِ اُحد میں اپنے شہید چچا حضرت حمزہؓ کے سرہانے آئے جو خدا اور رسُولؐ کے شیر تھے' اور ان کے دین کے مددگار تھے۔ حضرتؐ نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھا مگر باوجود اُس محبت کے جو اُن سے تھی خدا کی رضا کے لیئے اُس کے حکم کو تسلیم کر لیا' اور سر جُھکا دیا۔ اور کچھ رنج و غم کا اظہار نہ کیا نہ آہ کی اور نہ آنسو آنکھوں سے بہائے۔ بلکہ فرمایا کہ اگر ان کی بہن صفیہ کے محزون و مغموم ہونے کا خوف نہ ہوتا' تو میں اپنے چچا کی لاش کو یقیناً اسی طرح بے گور و کفن چھوڑ دیتا کہ درندے اور طیور کھاتے اور قیامت میں اُن کے شکم سے وہ محشور ہوتے۔ یہودی نے کہا کہ جناب ابراہیمؑ کو ان کی قوم نے آگ میں ڈالا اور خدا نے اُن کے لیئے آگ کو گلزار کر دیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جب رسُولؐ خدا نے خیبر میں قیام کیا ایک خیبریہ عورت نے آپؐ کو زہر دیا خدا نے اُس مار ڈالنے والے زہر کی آگ کو آنحضرتؐ کے شکمِ اقدس میں سرد و باعثِ سلامت کر دیا یہانتک کہ آپ اپنی عمر کو پہنچے اور آخر میں اُسی زہر کے اثر سے دُنیا سے رحلت فرمائی' اور ثوابِ شہادت پایا۔ یہودی نے کہا خدا نے جناب یعقوبؑ کو نیکیوں کا عظیم حصہ عنایت فرمایا کہ اسباط اُن کی نسل سے پیدا ہوئے اور مریمؑ اُن کی اولاد میں سے ہوئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولِ خدا کے لیئے اُن سے زیادہ نیکیوں کا حصہ تھا کیونکہ فاطمہ علیہا السلام بہترین زنانِ عالمین اُن کی دُختر ہیں اور حسنؑ و حسینؑ اور نسلِ حسینؑ سے ائمہ اطہار صلوات اللہ وسلامہٗ علیہم اُن کی اولاد میں ہیں۔ یہودی نے کہا یعقوبؑ نے اپنے فرزند کی جدائی میں صبر کیا یہانتک کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اندوہِ یعقوبؑ آخر ملاقاتِ فرزند سے خوشی میں تبدیل ہو گیا؛ لیکن جناب رسولؐ خدا اپنے اختیار سے اپنے فرزند ابراہیم کی وفات پر راضی ہو گئے اور اُن کی جُدائی پر صبر کیا۔ اور فرماتے رہے کہ اے ابراہیمؑ دل اندوہناک ہے اور رو رہا ہے اور ہم مغموم و محزون ہیں۔ لیکن زبان سے کوئی لفظ نہیں کہتے جو خدا کی ناخوشی کا باعث ہو۔ آنحضرتؐ ہر حال میں حکمِ خدا پر راضی تھے اور تمام افعال میں مطیعِ خدا تھے۔ یہودی نے کہا یُوسفؑ نے باپ کی مفارقت کا صدمہ برداشت کیا اور معصیت و گناہ سے بچنے کے لیئے قید خانہ منظور کیا اور اندھیرے کنوئیں میں ڈالے گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کی جو امن و انس کی جگہ تھا۔ غربت کی تکلیفیں برداشت کیں اور اپنے اہل و عیال سے جُدائی اختیار کی۔ چونکہ خداوند کریم مکہ اور کعبہ کی مفارقت پر اُن کے رنج و غم کی شدت کو جانتا تھا اس لیئے خواب یُوسفؑ کے مانند حضرتؐ کو خواب دکھایا اور تمام عالم کے لوگوں پر آپؐ کے خواب کی سچائی ظاہر کر دی جیسا کہ فرماتا ہے۔ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ (آیت۲۷ سورۃ الفتح' پ۲۶) تا آخر آیت۔ اور اگر جناب یوسفؑ زندان میں قید ہوئے' رسُولِ خدا بھی تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے اور آپؐ کے عزیزوں اور رشتہ داروں نے آپؐ سے دوری اختیار کی اور ہر طرح آپؐ کی

زندگی کو تنگ کردیا یہانتک کہ خدا نے ان کی شرارتوں اور مکاریوں کو اپنی ضعیف ترین خلق کے ذریعہ باطل کردیا اور دیمک کو اس عہد نامہ پر مسلط کیا جو آنحضرتؐ سے ترک تعلقات و آزار رسانی کے لیئے لکھا گیا تھا اور کعبہ میں محفوظ کیا گیا تھا۔ دیمکوں نے اُس کو چاٹ کر بے کار کردیا اور آنحضرتؐ کی حقیقت اُنپر ظاہر ہوئی۔

اس کے بعد ایک دُوسرا یہودی آیا اور اُس نے کہا خدا نے حضرت مُوسیٰؑ پر توریت نازل کی جس میں احکام اور خدائی حکمتیں ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو انجیل کے عوض سُورۂ بقرہ اور سورۂ مائدہ اور طٰسٓ ہا اور طٰہٰ اور سورۂ ہائے مفصّل کہ جو سورۂ محمدؐ سے آخر قرآن تک عطا فرمایا، اور توریت کے عوض حٰمٓ ہا بحتنا اور نصف سورۂ مفصّل مع مسبحات کے زبور کی جگہ عنایت فرمایا اور سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ برأت صحفِ ابراہیمؑ و موسےٰؑ کے بدلے کرامت فرمایا؛ بلکہ تمام پیغمبروں کی کتابوں سے زیادہ دیا۔ اور سات بڑی سورتیں اور سورۂ حمد جو سبع مثانی ہے اور تمام کتاب قرآن اور بے حساب حکمتیں حضرتؐ کو عطا فرمائیں یہودی نے کہا خداوند عالم نے جناب موسےٰؑ سے طور سینا پر کلام کیا' حضرتؑ نے فرمایا خدا نے ہمارے پیغمبرؐ سے سدرۃ المنتہےٰ پر گفتگو کی۔ آنحضرتؐ کا درجہ اور مقام تمام آسمانوں میں مشہور ہے اور عرش الٰہی کے نزدیک آپؐ کا ذکر ہوتا ہے۔ یہودی نے کہا خداوند عالم نے جناب مُوسےٰؑ کو اپنی محبت عطا فرمائی تھی کہ جو شخص آپؑ کو دیکھتا تھا آپؑ کی محبت میں بیتاب ہوجاتا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا آنحضرتؐ کے لیئے خدا نے نہایت بلند درجہ اور عظیم محبت قرار دی اسی سبب سے ہے کہ اپنی وحدانیت کی گواہی کے ساتھ آنحضرتؐ کی رسالت کی شہادت کو متصل فرمادیا کہ جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی صدا بلند ہوتی ہے ساتھ ہی اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ کی آواز بھی بلند ہوتی ہے۔ یہودی نے کہا مُوسےٰؑ کے شرف کے لیئے خدا نے ان کی ماں کو وحی کی۔ حضرتؑ نے فرمایا جناب رسولؐ خدا کی مادر گرامی کے لیئے بھی فرشتوں کی آواز آئی اور اُنہوں نے شہادت دی کہ وہ خدا کے رسُولؐ ہیں اور آنحضرتؐ کا نام نامی خدا کی تمام کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور یہ کہ جو فرزند آپ کے شکم میں ہے اوّلین و آخرین کا سردار ہے اس کا نام محمدؐ رکھیئے۔ غرض خدا نے اپنے بزرگ ناموں میں سے اُن کا نام مشتق فرمایا۔ خدا محمُود ہے اور وہ محمدؐ ہیں۔ یہودی نے کہا خدا نے موسیٰؑ کو فرعونؑ پر مبعوث فرمایا اور اُن کو ایک بڑی نشانی عطا کی۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو بہت سے فرعونوں پر' ابوجہل، عُتبہ، شیبہ، ابوالبختری، نضر بن الحرب، امیہ بن خلف اور منبہ و مبینہ کے ایسے اور دوسرے پانچ اشخاص پر مبعوث فرمایا یعنی ولید بن مغیرہ مخزومی، عاص بن وائل سہمی، اسود بن عبد یغوث زہری، اسود بن مطلب اور حارث بن طلاطلہ جو آنحضرتؐ کا مذاق اُڑاتے تھے۔ خدا نے ان کو دُنیا میں اور خود اُن کے نفسوں میں نشانیاں اور معجزات دکھائے یہانتک کہ اُنپر واضح ہوگیا کہ آنحضرتؐ کا دعوےٰ برحق ہے۔ یہودی نے کہا خدا نے فرعونؑ سے مُوسےٰؑ کا انتقام لیا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کے لیئے اُن کے زمانہ کے فرعونوں سے انتقام لیا۔ وہ پانچ اشخاص جو آنحضرتؐ کا مذاق اُڑایا کرتے تھے انکے بارے میں خدا نے فرمایا اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ (آیت ۹۵، سورۃ الحجر پ ۱۴) اے ہمارے حبیبؐ ہم نے مذاق اُڑانے والوں کے شر سے تم کو محفوظ کردیا۔ خدا نے اُن پانچوں اشخاص کو ایک ہی روز خاص طرح

ہلاک کیا۔ ولید ایک مَوضع میں گیا تھا وہاں خزاعہ کا ایک شخص ایک تیر کو تراش کر اُس کے ریزے اور ٹکڑے چھوڑ گیا تھا جو ولید کے پاؤں میں چُبھ گئے اور خون جاری ہوگیا۔ ہر چند کوشش کی گئی خُون بند نہ ہوُا۔ وہ تکلیف کی شدّت سے چلّایا کرتا تھا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خدا نے مجھے مار ڈالا یہانتک کہ جہنّم داصل ہوُا۔ عاص بن وائل شہر سے باہر کسی کام کو گیا تھا راستہ میں ایک پتھر سے اُس کا پَیر پھسل گیا اور وہ پہاڑ سے نیچے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ وُہ بھی یہی فریاد کیا کرتا تھا کہ محمدؐ کے خدا نے مجھے مار ڈالا۔ یہانتک کہ جہنّم کی آگ میں داخل ہوگیا۔ اسود بن عبد یغوث اپنے فرزند زمعہ کے استقبال کے لیئے گھر سے نکلا اور ایک درخت کے سائے میں ٹھہرا۔ جبرئیلؑ نے آکر اُس کا سر درخت سے ٹکرا دیا۔ وُہ غلام کو پکارتا رہا کہ اس شخص کو پکڑ لے جو میرے سر کو درخت پر مار رہا ہے۔ غلام کہتا تھا کہ تُو خود ہی اپنا سر ٹکرا رہا ہے مجھے تو کوئی اور دکھائی نہیں دیتا۔ تو وُہ چلّانے لگا کہ محمدؐ کے پروردگار نے مجھے مار ڈالا اسی طرح وُہ بھی جہنّم واصل ہوُا۔ اسود بن مطلب پر پیغمبرؐ نے لعنت کی کہ خدا اس کو نابینا کردے اور اس کے فرزند کے غم میں مبتلا کرے۔ ایک روز وُہ گھر سے نکلا۔ جناب جبرئیلؑ نے اس کی آنکھ پر ایک سبز پتّی سے مارا کہ وُہ اندھا ہوگیا۔ پھر اُس کا لڑکا فوت ہوُا اُسی کے ساتھ وُہ بھی جہنم میں پہنچا۔ اسیطرح اسود بن حارث بھی معذب ہوُا۔ ایک روز اُس نے بھُنی ہوئی مچھلی کھائی اس سے اس قدر پیاس بڑھی اور اتنا پانی پی گیا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا وُہ بھی یہی کہتا رہا کہ محمدؐ کے پروردگار نے مجھ کو مار ڈالا یہانتک کہ جہنم واصل ہوُا۔ وہ پانچوں اشقیا ایک ہی وقت میں معذب ہوئے اس لیئے کہ ایک مرتبہ وُہ سب جناب رسُولؐ خدا کے پاس آئے اور بولے کہ اے محمدؐ ہم نے تم کو دوپہر تک کی مُہلت دی۔ اگر تم اپنی بات سے باز نہ آئے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ غمگین و رنجیدہ ہوکر گھر واپس آئے اور دروازہ بند کرلیا۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور یہ آیۃ لائے۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (پ ۱۴ آیت ۹۴ سورۃ الحجر) "اہلِ مکہ پر احکامِ الٰہی پہنچاؤ اور اُن کو ایمان کی دعوت دو اور مشرکوں کی پرواہ مت کرو"۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کے بارے میں کیا کروں جنہوں نے مجھے مار ڈالنے کی دھمکی دی ہے؟ جبرئیلؑ نے پھر یہ آیت پڑھی:- اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ (پ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۹۵) حضرتؐ نے فرمایا وُہ سب ابھی میرے پاس آئے تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا مَیں نے اُن سب کو دفع کردیا۔ پھر حضرتؐ باہر نکلے اور اپنے امر تبلیغ میں مشغول ہوگئے۔ ان کے علاوہ باقی فرعونوں کو خدا نے روزِ بدر فرشتوں اور مومنوں کی تلوار سے ہلاک کیا اور باقی مشرکین بھاگ گئے۔

یہودی نے کہا خدا نے مُوسےٰؑ کو عصا دیا۔ جب وُہ اُس کو زمین پر ڈال دیتے تھے تو وُہ اژدہا بن جاتا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو اس سے بہتر معجزہ عطا فرمایا۔ اور وُہ اس طرح ہے کہ ایک شخص کے اُونٹ کی قیمت ابوجہل کے ذمہ باقی تھی اور وُہ شراب میں مشغول تھا اُس شخص کو ابوجہل سے ملاقات کا موقع نہ ملتا تھا۔ جو لوگ آنحضرتؐ کا مذاق اُڑایا کرتے تھے ان میں سے ایک شخص نے اُس سے پُوچھا کہ کس کو تلاش کرتے ہو۔ اُس نے کہا عمرو بن ہشام کو۔ اُس سے اپنے اُونٹ کی قیمت لینا ہے۔ اُس نے کہا کیا میں تم کو ایسا شخص نہ بتادوں جو لوگوں کا حق دلواتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں ضرور بتاؤ۔ اُس نے آنحضرتؐ کا پتہ

بتادیا۔ وُہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کی مَیں نے سُنا ہے کہ آپؐ کے اور عمرو بن ہشام کے درمیان دوستی ہے۔ چاہتا ہوں کہ آپ اُس سے میری سفارش کر دیں کہ وُہ میرا حق مجھے دیدے۔ ابوجہل ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میری تمنّا ہے کہ کبھی محمدؐ کو مجھ سے کوئی حاجت درپیش ہو تو مَیں اُن کا مذاق اُڑاؤں اور اُن کی حاجت کبھی پوری نہ کروں۔ غرض آنحضرتؐ اس شخص کے ساتھ ابوجہل لعؔ کے دروازہ پر آئے اور فرمایا اے ابوجہل اس کا روپیہ دیدے۔ حضرتؐ نے اُسی روز اس کو "ابوجہل" کی کنیت سے خطاب فرمایا اس سے پہلے کوئی اس کو ابوجہل نہیں کہتا تھا۔ غرض حضورؐ کا حکم سُنتے ہی ابوجہل لعؔ جلدی سے اُٹھا اور اُس مرد کی رقم لاکر ادا کردی پھر اپنے دوستوں کے پاس گیا اُن میں سے ایک شخص نے کہا محمدؐ کے خوف سے تُو نے بہت جلد اُس کا مطالبہ پُورا کر دیا۔ ابوجہل بولا مجھ کو معذور رکھو۔ جب محمدؐ میرے سامنے آئے تو اُن کی داہنی جانب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہاتھوں میں حربے لیئے ہوئے ہیں اور وُہ چمک رہے ہیں؛ بائیں جانب دو اژدہے تھے جو اپنے دانت کڑکڑا رہے تھے۔ اور اُن کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اگر مَیں اُس کا روپیہ نہ دیتا، تو یقیناً وُہ لوگ اُن حربوں سے میرا پیٹ پھاڑ ڈالتے اور وُہ اژدہے میرے ٹکڑے کر ڈالتے۔ ان میں سے ایک اژدہا تو موسٰیؑ کے اژدہے کے برابر تھا اور دُوسرا اژدہا اور وُہ آٹھ فرشتے جو ہاتھوں میں حربے لیئے ہوئے تھے وُہ اژدہائے موسٰیؑ کے معجزہ سے زیادہ تھے جو خدا نے آنحضرتؐ کو عطا کیئے۔ بیشک آنحضرتؐ سے دینِ حق کی دعوت کے سبب کفارِ قریش کو بہت ایذا تھی۔ آنحضرتؐ ایک روز ان کے مجمع میں کھڑے ہوئے ان کو احمق و جاہل اور ان کے دین کو مہمل قرار دے رہے تھے اُن کے بتوں کو بُرا کہہ رہے تھے اُن کے باپ داداؤں کو گمراہی کے ساتھ نسبت دے رہے تھے۔ یہ باتیں سُنکر وُہ کفار بہت رنجیدہ ہوئے۔ ابوجہل نے کہا خدا کی قسم اس زندگی سے ہمارے لیئے مَوت بہتر ہے۔ اے گروہِ قریش کیا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ مَوت کے لیئے آمادہ ہو اور محمدؐ کو قتل کر دے۔ ان لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ ابوجہل لعؔ نے کہا مَیں اُس کو قتل کروں گا۔ اگر اولادِ عبدالمطلب مجھے چاہے تو قتل کر دے گی یا معاف کر دے گی۔ قریش نے کہا اگر تم ایسا کرو گے تو تمام اہلِ مکہ پر تمہارا احسان ہوگا اور ہمیشہ تمہاری یاد قائم رہے گی۔ ابوجہل لعؔ نے کہا کہ وُہ کعبہ کے گرد بہت سجدہ کیا کرتا ہے اب جسوقت وُہ کعبہ کے قریب آئے گا اور سجدہ کرے گا تو میں ایک بڑے پتھر سے اس کا سر کچل دُوں گا۔ غرض آنحضرتؐ کعبہ کے پاس جب آئے تو سات مرتبہ طواف کیا پھر نماز پڑھی اور سجدہ میں سر رکھا اور سجدہ میں طُول دیا۔ اُدھر ابوجہل ملعون ایک بھاری پتھر اُٹھا کر حضرتؐ کے قریب آیا تو دیکھا کہ ایک نہایت مست اُونٹ حضرتؐ کی طرف سے مُنہ کھولے ہوئے اُس کی طرف بڑھا۔ اس کو دیکھ ابوجہل کانپنے لگا اور پتھر ہاتھ سے چھُوٹ کر اُس کے پیروں پر گرا جس سے پَیر زخمی ہو گئے اور خُون جاری ہو گیا۔ وہاں سے وُہ خوف زدہ بھاگا اس کے چہرے سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اُس کے ساتھیوں نے کہا ہم نے کبھی تیری ایسی حالت نہیں دیکھی تھی۔ اُس نے کہا مجھے معاف کرو مَیں نے وُہ کیفیت دیکھی جو کبھی نہیں دیکھی تھی۔!

یہودی نے کہا خدا نے موسٰیؑ کو دستِ نورانی دیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو اس سے بہتر معجزہ عطا فرمایا تھا۔ آپؐ جس مجلس میں تشریف فرما ہوتے تھے آپؐ کے داہنے بائیں سے ایسا نور ظاہر ہوتا تھا جس کو

تمام لوگ دیکھتے تھے۔ یہودی نے کہا خدا نے دریا کو جناب موسٰیؑ کے لیئے شگافتہ کیا۔ فرمایا آنحضرتؐ کے لیئے اس سے بلند تر معجزہ ہوا۔ جس وقت ہم لوگ آپؐ کے ساتھ جنگِ حنین میں جا رہے تھے ایک دریا کے قریب پہنچے جس کی گہرائی چودہ آدمیوں کے قد کے برابر تھی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ اب کیا ہوگا دریا حائل ہے اور دشمن تعاقب میں ہیں جس طرح جناب موسٰیؑ کے ساتھیوں نے کہا تھا اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (پ۱۹ آیت۶۱ سورۃ الشعراء) یہ سُنکر آنحضرتؐ ناقہ سے اُترے اور بارگاہِ احدیت میں مناجات کی کہ پالنے والے ہر پیغمبر و مرسل کے لیئے تُو نے ایک معجزہ عطا فرمایا ہے مجھے اپنی قدرت کی نشانی دکھا دے۔ یہ کہہ کر سوار ہوئے اور پانی پر چلے۔ آپؐ کا لشکر بھی آپؐ کے پیچھے روانہ ہُوا اور اُس دریا سے سب پار اُتر گئے اس طرح کہ گھوڑوں کے سُم تک تر نہ ہوئے۔ پھر وہاں سے مظفر و منصور واپس آئے۔ یہودی نے کہا خدا نے موسٰیؑ کو ایسا پتھر دیا تھا جس سے بارہ چشمے جاری ہوتے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا جب آنحضرتؐ نے حُدَیْبیہ میں قیام کیا اور اہلِ مکہ نے آپؐ کا محاصرہ کیا حضرتؐ کے اصحاب نے تشنگی کی شکایت کی۔ اُن کے چوپائے پیاس کی شدت سے ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ظرف منگایا اور اپنا دستِ مبارک اُس میں ڈالا آپؐ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہُوا اس قدر کہ ہم سب سیراب ہو گئے اور چوپائے بھی سیراب ہوئے اور سب نے اپنی اپنی مشکیں بھر لیں، پھر وُہ پانی ناپید ہو گیا۔ اس مقام پر ایک کنواں تھا جو خشک ہو چکا تھا۔ حضرتؐ نے ترکش سے ایک تیر نکالا اور براء بن عازب کو دے کر فرمایا کہ اس کنوئیں کے درمیان میں اس کو نصب کر دو۔ جب انہوں نے ایسا کیا اُس تیر کے نیچے سے بارہ چشمے جاری ہوئے؛ اور سنگِ موسٰیؑ کے مانند معجزہ آنحضرتؐ کی پیغمبری کے منکر لوگوں کی عبرت اور نشانی کے واسطے روزِ میقات ظاہر ہُوا کہ پانی اُن کے پاس نہ تھا۔ وُہ پیاسے تھے اور وضو کے لیئے محتاج تھے۔ حضرتؐ نے ظرف طلب فرمایا اور دستِ معجز نما اس ظرف میں رکھا اُس میں سے پانی جاری ہُوا اور بلند ہُوا؛ پھر آٹھ ہزار اشخاص نے وضو کیا اور پانی پیا، جانوروں کو پلایا اور جس قدر ضرورت تھی ساتھ میں لے لیا۔ یہودی نے کہا خدا نے موسٰیؑ کے لیئے من و سلوٰے نازل کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ اور آپؐ کی اُمّت کے لیئے کافروں کی غنیمت حلال کی حضرتؐ سے پہلے کسی کے لیئے حلال نہ تھی؛ اور یہ من و سلوٰے سے بہتر ہے۔ اور اس سے زیادہ خدا نے آنحضرتؐ کو اور آپؐ کی اُمّت کو کرامت فرمایا کہ صرف عملِ صالح کے ارادہ پر ان کے لیئے ثواب مقرر فرمایا اور یہ دُوسری اُمّتوں کو میسّر نہ تھا۔ حضرتؐ کی اُمّت سے اگر کوئی شخص ایک نیک عمل کا ارادہ کرتا ہے اور نہیں بجا لاتا تو اس کے واسطے ایک ثواب لکھا جاتا ہے اور اگر وُہ فعل عمل میں لاتا ہے تو اس کے لیئے دس ثواب لکھا جاتا ہے۔ یہودی نے کہا خدا نے موسٰیؑ اور آپؑ کے لشکر کے واسطے ابر کو سائبان بنایا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا نے اُس وقت ایسا کیا جبکہ اُن کو صحرائے تیہ میں سرگشتہ و پریشان کر رکھا تھا۔ لیکن آنحضرتؐ کو اس سے بہتر عطا کیا کہ ابر اُن کے سر پر حضر و سفر میں جس روز سے آپؐ پیدا ہوئے سایہ فگن رہتا تھا یہانتک کہ حضرتؐ نے عالمِ قدس کی جانب رحلت فرمائی۔ یہودی نے کہا خدا نے حضرت داؤدؑ کے لیئے لوہا نرم کر دیا تھا جس سے وُہ زرہ بنایا کرتے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے روزِ خندق سخت پتھر کو

حضرتؐ کے لیئے نرم کردیا اور آپؐ کے پائے اقدس کے نیچے صخرۂ بیت المقدس کو جو نہایت سخت پتھر ہے مثل خمیر آرد
کے نرم کردیا اور ایسا معجزہ اکثر و بیشتر آنحضرتؐ سے غزوات میں لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ یہودی نے کہا داؤدؑ
نے اپنی لغزش کے سبب اس قدر گریہ کیا کہ پہاڑ اُن کے ساتھ فریاد و فغاں کرنے لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا
سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خوفِ خدا کے سبب جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو آپؐ کے سینہ سے
معرفتِ آثار سے شدتِ گریہ کے سبب ایسی آواز سُنائی دیتی تھی جیسے دیگ کے جوش مارنے کی آواز ہوتی ہے
جو آگ پر رکھا ہو۔ باوجود اس کے کہ خدا نے آپؐ کو عذاب سے ایمن کر دیا تھا۔ یہ حضرتؐ کا اپنے پروردگار کیلئے
خشوع تھا کہ دُوسرے خشوع و خضوع و تضرع و زاری میں عبادت میں آنحضرتؐ کی پیروی کرتے ہیں اور
حضرتؐ نے دس سال تک پنجوں کے بل کھڑے ہو کر نماز ادا کی کہ آپؐ کے پیروں پر ورم آجاتا تھا اور چہرہ اقدس
کا رنگ زرد ہو جاتا تھا یہاں تک کہ خداوند عالم نے تسکین ظاہر کی کہ ہم نے قرآن اس لیئے تمہیں نازل کیا
ہے کہ تم اپنے تئیں اس قدر تعب و مشقت میں ڈالو۔ اور حضرتؐ خوفِ خدا سے اس قدر روتے تھے کہ بیہوش
ہو جاتے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ یا رسولؐ اللہ خدا نے تو آپؐ کے گزشتہ اور آیندہ گناہ سب بخش دیئے ہیں تو
حضرتؐ فرماتے تھے کیا میں خدا کا بندۂ شکر گزار نہ بنوں۔ اور اگر پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کے لیئے
حرکت میں آتے اور تسبیح کرتے تو سُنو! ایک روز میں آنحضرتؐ کے ساتھ کوہِ حرا پر تھا ناگاہ پہاڑ کو حرکت
ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنی جگہ پر قائم رہ کیونکہ تیری پُشت پر ایک پیغمبرؐ اور ایک صدیق و شہید ہے۔ تو
کوہ نے اطاعت کی اور ساکن ہو گیا۔ ایک روز حضرتؐ کے ساتھ ایک پہاڑ پر ہم گئے جس سے قطراتِ اشک
کے مانند پانی ٹپک رہا تھا۔ حضرتؐ نے اُس کوہ سے خطاب فرمایا کہ کیوں روتا ہے؟ وُہ پہاڑ بحکمِ خدا گویا ہوا
کہ یا رسولؐ اللہ ایک روز جناب عیسیٰؑ مجھ پر سے گزرے لوگوں کو ڈرا رہے تھے کہ جہنم کی آگ کے ایندھن
آدمی اور پتھر ہوں گے اُسی وقت سے مَیں گریاں ہوں اس خوف سے کہ کہیں میں بھی اُنہی پتھروں میں
شامل نہ ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا خوف مت کر وُہ سنگِ کبریت ہے۔ یہ سُنکر کوہ ساکن ہو گیا اور اُس کا
گریہ بند ہؤا۔ یہودی نے کہا خدا نے جناب سلیمانؑ کو ایسی بادشاہی دی کہ اُن کے بعد کسی کے لئے سزاوار
نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس سے بہتر خدا نے آنحضرتؐ کو عطا کی۔ اُس نے ایک روز ایک فرشتہ کو آنحضرتؐ
کے پاس بھیجا جو پہلے کبھی زمین پر نہ آیا تھا اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ اگر آپ چاہیں ہمیشہ دُنیا میں نعمات اور
تمام عالم کی بادشاہی کے ساتھ زندہ رہیں۔ تمام دُنیا کے خزانوں کی کنجیاں آپؐ کے واسطے لایا ہوں۔ پہاڑ
آپؐ کے لیئے سونے اور چاندی کے ہو جائیں گے اور جہاں آپ چاہیں گے وُہ آپؐ کے ساتھ چلیں گے اور
آخرت میں جو بلند درجات آپؐ کے لیئے مقرر ہیں اُن میں مطلق کمی بھی نہ ہوگی۔ حضرتؐ نے اُس وقت جبرئیلؑ
نے جو آنحضرتؐ کے خلیل ہیں فرشتوں کے درمیان سے اشارہ کیا کہ یا حضرتؐ تواضع اور انکساری اختیار کیجئے
حضرتؐ نے پھر اُس فرشتہ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ پیغمبر اور معمولی بندہ کی طرح رہوں۔ ایک روز اگر
کھانے کو مل جائے تو کھاؤں اور اُس کا شکر کروں اور دُوسرے روز اگر نہ ملے تو نہ کھاؤں اور شکایت
نہ کروں اور جلد اپنے پیغمبر بھائیوں سے جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں مل جاؤں۔ تو خدا نے اُن کے درجوں

میں حوضِ کوثر اور شفاعت کی ...... اور یہ دُنیا کی بادشاہی سے ابتدا سے آخر دُنیا
تک ستر گنا بہتر ہے۔ اور خدا نے آنحضرتؐ سے قیامت میں مقامِ محمود کا وعدہ فرمایا کہ اپنے عرش
پر آپ کو بٹھائے گا اور اُس روز حکومت آپؐ کے لیئے مخصوص فرمائے گا۔ یہودی نے کہا خدا نے
ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے لیئے مسخر فرمایا جو اُن کو ایک مہینہ کی راہ تک صبح کو لے جاتی تھی اور اسیطرح
شام کو سیر کراتی تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو ایک رات کے تیسرے حصہ سے کم میں مکہ سے
مسجدِ اقصےٰ تک کہ ایک مہینے کی راہ ہے اور وہاں سے ملکوت سمٰوات تک کہ پچاس ہزار سال کی راہ ہے
لے گیا اور ساحتِ قرب میں ان کو مرتبۂ قاب قوسین تک پہنچایا بلکہ قرب میں دو کمان سے بھی کم فاصلہ تھا
حضرتؐ نے ساقِ عرش میں دل کی آنکھوں سے انوارِ جمالِ ذوالجلال مشاہدہ کیا۔ اور خدا نے آنحضرتؐ
پر ایسی شفقت و رحمت کا اظہار فرمایا کہ دُوسری اُمتوں کی سخت اور دُشوار تکلیفوں کو آنحضرتؐ کی اُمت
پر آسان کر دیا جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہو چکا۔ یہودی نے کہا خدا نے شیاطین کو جناب سلیمانؑ کا
تابع کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جناب سلیمانؑ کے تابع کافر شیاطین تھے لیکن آنحضرتؐ کے تابع ایسے
شیاطین اور جن تابع ہوئے جو آنحضرتؐ پر ایمان لائے۔ چنانچہ نصیبین اور یمن کے اکابر و اشراف جنّہ
میں سے نو افراد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو فرزندانِ عمرو بن عامر میں سے تھے جنکے نام یہ
ہیں:۔ شصاد، مصاد، الہیلکان، مرزبان، مازمان، نضاہ، صاحب، ہاضب اور عمرو۔ اُس وقت آنحضرتؐ
بطنِ النخل میں تھے وُہ لوگ ایمان لائے جیسا کہ خداوندِ عالم نے اُن کا حال قرآن میں بیان فرمایا ہے؛
وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ (پ۲۶ آیت ۲۹ سورۃ احقاف) اس کے بعد
اکہتر ہزار جن خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ کی بیعت کی کہ روزہ رکھیں گے، نماز پڑھیں
گے، زکوٰۃ دیں گے، حج کریں گے، جہاد کریں گے اور مسلمانوں کے خیرخواہ رہیں گے اور کفر و بُت پرستی سے
توبہ کی اور اپنی خوشی سے ایمان لائے اور سرکشی ترک کی؛ اور آنحضرتؐ تمام جنّ و انس پر مبعوث تھے۔
یہودی نے کہا جناب یحییٰؑ کو خدا نے اُن کے بچپنے میں علم و حکمت عطا کیا اور وہ بغیر اس کے کہ کوئی گناہ ہو
گریہ و زاری کرتے رہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یحییٰ علیہ السلام اُس زمانہ میں تھے جبکہ جہالت اور بُت پرستی
نہ تھی۔ اور آنحضرتؐ کو خدا نے آپؐ کے زمانۂ طفلی میں علم و حکمت عطا کی جبکہ آپؐ اُس گروہ کے درمیان تھے
جو بُت پرست اور شیاطین کے لشکر تھے۔ لیکن آنحضرتؐ کبھی بُت پرستی کی جانب رغبت نہ کی اور نہ اُنکی
عیدگاہ میں حاضر ہوئے۔ نہ حضرتؐ سے کسی نے کبھی کوئی جھوٹ سُنا۔ ہمیشہ آپ کو امین اور صادق کہا کرتے
تھے۔ حضرتؐ ایک ہفتہ کا یا زیادہ اور کم کا روزہ ایک دُوسرے سے متصل رکھا کرتے تھے جنکے درمیان
آب و غذا کھاتے پیتے نہ تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ مَیں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔ رات اپنے
پروردگار کے پاس بسر کرتا ہوں وُہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اور حضرتؐ خوفِ خدا سے بغیر کسی گناہ کے اس قدر
گریہ فرماتے کہ جانماز تر ہو جاتی تھی۔ یہودی نے کہا مشہور ہے کہ جناب عیسیٰؑ نے گہوارہ میں کلام کیا۔
حضرتؐ نے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شکمِ مادر سے زمین پر تشریف لائے آپؐ نے داہنا ہاتھ

زمین پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو آسمان کی جانب بلند کیا اور لبہائے مبارک سے کلمۂ شہادت ارشاد فرمایا آپ کے دہن اقدس سے ایسا نُور ساطع ہُوا کہ اہلِ مکہ نے قصرہائے شام اور اس کے گرد و نواح کو اور یمن کے سُرخ محلوں اور اصطخرِ فارس کے سفید قصر اور اس کے اطراف کو دیکھا اور آپؐ کی ولادت باسعادت کی شب تمام دُنیا روشن ہو گئی اور جِنّ و انس و شیاطین سب خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ کوئی امرِ عجیب دُنیا میں ظاہر ہُوا ہے جس سے ایسے حیرت انگیز امُور ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اُس شبِ نورانی میں فرشتے آسمان سے آ رہے اور جا رہے تھے لوگ ان کی تسبیح و تقدیس کی آواز سُنتے تھے اور ستارے حرکت میں تھے اور نیچے آ رہے تھے اور شہاب ثاقب ہر طرف دَوڑ رہے تھے جنکے مشاہدہ سے شیاطین مضطرب ہو رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ان عجیب و غریب حالات کے دریافت کرنے کے لیئے آسمانوں پر جائیں اُن کے لیئے آسمان سوم تک پہنچنا ممکن تھا وہاں سے وُہ فرشتوں کی آوازیں سُنتے تھے اُس رات جب وُہ آسمان کی طرف چلے تو اُن کے لیئے راستہ بند تھا فرشتے ان کو تیرِ شہاب سے (دہکتے ہوئے انگارے سے) مارتے تھے۔ یہ تمام اُمورِ آنحضرتؐ کے لیئے دلیلیں اور نشانیاں تھے۔ یہودی نے کہا جناب عیسٰےؑ اندھے اور کوڑھی کو خدا کے حکم سے اچھا کرتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جناب رسُولِؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے بہت سے اصحاب کو بلاؤں اور بیماریوں سے تندرست کیا۔ منجملہ اُن کے ایک واقعہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے ایک صحابی کا حال دریافت کیا لوگوں نے بیان کیا کہ وُہ شدّتِ بیماری سے ایک چوزے کے مانند ہو گئے ہیں جس کے بال و پر گر گئے ہوں۔ حضرتؐ اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے اور دریافت کیا کہ تم اپنے زمانۂ صحت میں دُعا کرتے تھے؟ عرض کی ہاں مَیں یہ مناجات کرتا تھا کہ ہر وُہ بلا جو میرے لیئے آخرت میں آنے والی ہے میرے معبود تو اُسے میرے لیئے دُنیا ہی میں بھیجدے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیوں یُوں دُعا نہ کی:۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آیت ۲۰۱، پ ۲ سورۂ بقرہ) یعنی پالنے والے مجھے دُنیا میں بھی نعمت و رحمت عطا فرما اور آخرت میں بھی اور جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ۔ جب اُنہوں نے یہ دُعا پڑھی صحت پائی گویا قید سے رہائی ملی۔ وُہ اُسیوقت اُٹھے اور ہمارے ساتھ باہر آئے۔ اسیطرح ایک شخص قبیلۂ جہنیہ کا خورہ میں مبتلا تھا اُس کے اعضا کٹ کٹ کر گر رہے تھے وُہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور اپنے مرض کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے ایک پیالے میں پانی طلب کیا اور اپنا لعابِ دہن اُس میں داخل کیا اور فرمایا اس پانی کو اپنے جسم پر مل لو۔ اُس نے ایسا ہی کیا، اور اس طرح تندرست ہو گیا گویا کچھ بیمار ہی نہ تھا۔ اور ایک مبروص اعرابی حضرتؐ کے پاس آیا حضرتؐ نے اپنا لعابِ دہن اُس کے برص پر لگا دیا وُہ ابھی حضرتؐ کے پاس سے ہٹنے نہ پایا کہ اُس نے شفا پائی۔ اور اگر تُو کہتا ہے کہ جناب عیسٰی علیہ السلام دیوانوں اور جن زدہ لوگوں کو نجات دیتے تھے تو تجھ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ رسُولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے ناگاہ ایک عورت آئی اور کہا یا رسُولؐ اللہ میرا لڑکا مرنے کے قریب ہے کوئی چیز نہیں کھاتا۔ جب کھانا اُس کے لیئے لایا جاتا ہے تو بہت سا پانی پی جاتا ہے کھانا نہیں کھا سکتا۔ حضرتؐ اُس کے گھر تشریف لے گئے ہم سب حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ جب اُس بیمار کے پاس پہنچے حضرتؐ نے

فرمایا: جَانِبْ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ مِنْ وَلِيِّ اللّٰهِ فَأَنَا رَسُولُ اللّٰهِ اے خدا کے دُشمن ولیِ خدا سے دُور ہو۔ میں خدا کا رسُولؐ ہوں تجھ کو حکم دے رہا ہوں۔ وُہ اُسی وقت صحیح سلامت اُٹھ کھڑا ہُوا اور اب وُہ ہمارے لشکر میں ہے۔ اگر تُو کہتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اندھوں کو بینا کر دیتے تھے تو سُن لے کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس سے زیادہ قوّت حاصل تھی۔ قتادہ بن ربعی ایک خوبصُورت شخص تھا۔ جنگِ اُحد میں اُس کی آنکھ میں نیزہ لگا کہ اُس کی آنکھ نکل پڑی۔ وُہ اپنی آنکھ لیئے ہوئے حضرتؐ کے پاس آیا اور کہا یا رسُولؐ اللہ اب تو میری زوجہ کو مجھ سے نفرت ہو جائے گی۔ حضرتؐ نے اُس کی آنکھ اُس کے حلقہ میں رکھدی اور وُہ بالکل صحیح ہو گئی کہ دُوسری آنکھ سے اُس آنکھ میں کوئی فرق نہ کر سکتا تھا اور وُہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی زیادہ روشن اور منوّر ہو گئی۔ اور جنگ ابن ابی الحقیق میں عبداللہ بن عتیک کو زخم لگا کہ اُس کا ہاتھ جُدا ہو گیا وُہ رات کو اپنا دست بریدہ لیئے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا حضرتؐ نے وُہ ہاتھ اُس کی جگہ پر رکھ کر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا وُہ اُسیطرح بہتر و سالم ہو گیا کہ دُوسرے ہاتھ میں اور اُس میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور جنگ کعب بن الاشرف میں محمد بن مسلمہ کے ہاتھ اور آنکھ کو ایسا ہی صدمہ پہنچا۔ حضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک پھیر دیا اس کے دونوں اعضا درست ہو گئے۔ اسیطرح عبداللہ بن انیس کی آنکھ میں ایسا ہی زخم لگا تھا آپؐ نے ہاتھ پھیر دیا اور وُہ اچھی ہو گئی۔ یہ تمام اُمورِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوّت کی دلیلیں ہیں۔ یہودی نے کہا جناب عیسٰےؑ بحکمِ خدا مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ جنابِ امیرؑ نے فرمایا سنگریزے آنحضرتؐ کے دستِ مبارک میں تسبیح کیا کرتے تھے باوجود اس کے کہ وُہ جمادات میں تھے لیکن ان کی آواز سنائی دیتی تھی بغیر اس کے کہ اُن میں رُوح ہو۔ اور مُردے حضرتؐ سے باتیں کرتے تھے اور فریاد کرتے تھے اُس عذاب کے سبب جو وُہ خدا کی جانب سے دیکھتے تھے۔ ایک روز آنحضرتؐ نے ایک شہید کی میت پر صحابہ کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اس شخص کو بہشت کے دروازہ پر روک دیا گیا ہے کیونکہ اس کے ذمّہ فلاں یہودی کا قرض تھا اور اس نے ادا نہیں کیا تھا۔ بنی النجار میں سے کوئی یہاں موجود ہے کہ اس کا قرض ادا کر دے تاکہ یہ بہشت میں داخل ہو۔ اے یہودی اگر تُو کہتا ہے کہ جناب عیسٰیؑ مُردوں سے باتیں کرتے تھے تو جناب محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے زیادہ عجیب معجزہ دکھایا۔ جب طائف کے قلعہ کا حضرتؐ نے محاصرہ کیا تو اُن لوگوں نے ایک گوسفند کو بریاں کر کے حضرتؐ کے لیئے بھیجا جس میں زہر ملا دیا تھا۔ اُس گوسفند کے شانے سے آواز آئی کہ یا رسُولؐ اللہ مجھ کو نہ کھائیے کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ اگر زندہ جانور بات کرے تو یہ بہت بڑا معجزہ ہے۔ لیکن اگر ذبح کیا ہُوا اور بریاں حیوان کلام کرے تو یہ اس سے بھی عظیم ہے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ حضرتؐ کسی درخت کو بلاتے تو وُہ فرمانبرداری کرتا۔ اور درندے، چوپائے اور حیوانات نے متعدد بار حضرتؐ سے گفتگو کی ہے اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی ہے؛ اور انسانوں کو حضرتؐ کی مخالفت سے منع کیا ہے۔ اور یہ امُور جناب عیسٰےؑ کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ یہودی نے کہا جناب عیسٰےؑ لوگوں کو بتا دیتے تھے جو کچھ وُہ کھاتے تھے اور اپنے گھروں میں جمع کرتے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا عیسٰےؑ اُن چیزوں سے آگاہ کرتے تھے جو دیوار کے

پیچھے چھپی ہوتی تھیں۔ اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ مُوتہ کا حال اور جو کچھ لڑائی میں ہو رہا تھا بیان فرما رہے تھے کہ اب وُہ شخص شہید ہوُا اور اب فلاں ؓ اور آنحضرتؐ کے اور اُن کے درمیان ایک مہینہ کا راستہ تھا۔ کبھی کوئی شخص آتا اور کچھ معلوم کرنا چاہتا تو آپؐ فرماتے اپنی حاجت تو بیان کرے گا، یا میں خود تجھے بتا دوں۔ اگر وُہ کہتا کہ یا حضرتؐ آپ ہی فرمائیے تو حضرتؐ ارشاد فرماتے کہ تو اس حاجت کیلئے آیا ہے اور تیرے دل میں یہ ہے۔ اور اہل مکہ کے پوشیدہ رازوں کو بیان کر دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عمیر بن وہب مکہ سے مدینہ آیا اور آنحضرتؐ سے کہا میں اپنے لڑکے کی رہائی کی غرض سے آیا ہوں حضرتؐ نے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ صفوان بن اُمیّہ سے حطیم میں تیری ملاقات ہوئی اور تم کو کشتگانِ بدر یاد آئے تو تم نے کہا واللہ اس زندگی کے بعد جس میں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے موت بہتر ہے۔ کیا اُن کشتوں کے بعد جنکو ہم چاہ بدر میں دیکھتے ہیں خوشگوار زندگی ہو سکتی ہے۔ کیا تُو نے یہ نہیں کہا کہ اگر میں صاحب عیال اور قرضدار نہ ہوتا تو یقیناً تجھ کو محمدؐ سے نجات دلاتا۔ صفوان نے تجھ سے کہا کہ میں تیرا قرض ادا کر دوں گا تیری لڑکیوں کو اپنی لڑکیوں کے ساتھ رکھوں گا جو کچھ میری لڑکیوں پر گزریگا وُہ اُن پر بھی گزرے گا تُو نے کہا یہ راز پوشیدہ رکھو کسی پر ظاہر نہ کرو۔ اور میں جاتا ہوں اور اس کو (محمدؐ کو) قتل کرتا ہوں۔ تو یہ ارادہ کر کے آیا ہے۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ اب میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ آپ پیغمبرؐ ہیں، اُس کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ایسی باتیں بہت واقع ہوئی ہیں جنکا شمار ممکن نہیں۔ یہودی نے کہا جناب عیسےٰؑ مٹی سے طائر بنا کر اُس میں پھونک دیتے تھے اور وُہ اُڑ جاتا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا آنحضرتؐ نے بھی ایسا کر دکھایا۔ جنگ حنین کے روز حضرتؐ نے ایک پتھر اُٹھایا وہ تسبیح و تقدیس الٰہی کرنے لگا۔ پھر حضرتؐ نے اُس سے خطاب فرمایا تو وُہ پتھر تین ٹکڑے ہو گیا اُس کے ہر حصّہ سے تسبیح کی آواز آ رہی تھی۔ دوسرے موقع پر ایک درخت کو طلب فرمایا وُہ زمین کو چیرتا ہوُا حضرتؐ کے پاس آیا۔ اس کی ہر شاخ سے تسبیح و تقدیس و تہلیل کی صدا بلند تھی۔ پھر اُس درخت کو حکم دیا کہ دو ٹکڑے ہو جا وُہ ہو گیا۔ پھر فرمایا بدستور مل جا وُہ اپنی حالت پر ہو گیا۔ پھر فرمایا میری رسالت کی گواہی دے اُس نے شہادت دی تو فرمایا کہ اپنی جگہ پر واپس جا۔ وُہ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا واپس جہاں تھا پہنچ گیا۔ اور یہ واقعہ مکہ میں قصاب خانہ کے پاس ہوُا تھا۔ یہودی نے کہا جناب عیسےٰؑ دُنیا میں ہر جگہ گھومتے پھرتے اور سیاحت کرتے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا رسُولؐ اللہ نے بھی بیسؐ سال تک جہاد کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ سفر کرتے رہے اور بے شمار کافروں کو جہنم واصل کیا جن میں سے ہر ایک شجاعت اور شمشیر زنی میں مشہور عالم تھا اور حضرتؐ ہمیشہ کارزار میں مشغول رہے اور دشمنانِ دین سے جہاد کے لیئے سفر کرتے رہے۔ یہودی نے کہا جناب عیسےٰؑ زاہد تھے۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ جناب رسُولؐ خدا زاہد ترین پیغمبران تھے۔ ان کی تیرہؐ بیبیاں تھیں کنیزوں کے علاوہ جن سے مقاربت کرتے تھے۔ ہرگز دسترخوان آپؐ کے سامنے سے نہیں اُٹھایا گیا جس میں کھانا رہا ہو۔ حضرتؐ نے کبھی گیہوں کی روٹی نہیں کھائی اور نہ جَو کی روٹیاں تینؐ روز مسلسل سیر ہو کر تناول کیں۔ جب دُنیا سے

رخصت ہوئے تو آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں چودہ درہم پر رہن تھی۔ سونے چاندی کے سکّے کبھی رکھے نہیں باوجودیکہ شہروں کو فتح کیا اور کافروں سے غنیمت حاصل کیا۔ اکثر ایک ایک دن میں تین تین چار چار لاکھ درہم لوگوں کو تقسیم کیئے لیکن رات کو ایک صاع جَو گھر میں تھا نہ گندم نہ ایک درہم تھا نہ ایک دینار اُس وقت۔ یہودی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسُولؐ ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے کسی پیغمبر اور کسی رسُول کو کوئی درجہ اور مرتبہ نہیں بخشا مگر یہ کہ وُہ تمام مراتب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے جمع کر دیئے بلکہ جو کچھ ان انبیا کو دیا تھا اُس سے زیادہ آنحضرتؐ کو عطا فرمایا۔ یہ سُنکر ابن عباسؓ نے بھی جناب امیر المومنینؑ سے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ راسخون فی العلم میں سے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میں ایسے بلند مرتبہ شخص کے فضائل و مناقب کیا بیان کر سکتا ہوں کہ خود خلاق عالم باوجود اپنے جلال و عظمت کے جس کے اخلاق کو بلند و عظیم فرماتا ہے اور کہتا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (پ ۲۹ آیۃ ۴ سورۃ القلم) اے ہمارے حبیبؐ بیشک تم اخلاق عظیم پر فائز ہو۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ جب جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور آپؐ کی سچائی اور پیغمبری کے معجزات ظاہر ہوئے یہودیوں نے آپؐ کے خلاف مکر و فریب کرنا شروع کیا اور آپؐ کے معجزات اور انوار کو باطل کرنا چاہا ان میں سب سے زیادہ پیش پیش مالک بن الصیف، کعب بن الاشرف، حیی بن اخطب، جدی ابن اخطب، ابو یاسر بن اخطب، ابو لبابہ بن عبد منذر اور شعبہ تھے۔ ایک روز مالک بن الصیف نے آنحضرتؐ سے کہا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم دعوےٰ کرتے ہو کہ خدا کے رسول ہو، اگر یہ بساط جس پر میں بیٹھا ہوں تم پر ایمان لائے اور تمہارے رسُول ہونے کی گواہی دے تو میں بھی ایمان لاؤں گا۔ ابو لبابہ نے کہا یہ تازیانہ جو میرے ہاتھ میں ہے ایمان لائے تو میں بھی ایمان لاؤں گا۔ کعب نے کہا جبتک میرا یہ دراز گوش جس پر میں سوار ہوں ایمان نہ لائے میں بھی ایمان نہ لاؤں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا بندوں کے لیئے مناسب نہیں کہ حجتِ ظاہر اور معجزات دیکھنے کے بعد پھر بارگاہِ الٰہی میں ایسے نامناسب سوالات کریں۔ ان کو چاہیئے کہ اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ اور جو کچھ خدا نے دلیلیں اور حجتیں ظاہر کر دی ہیں اُنہی کو کافی سمجھیں۔ کیا یہ تمہارے لیئے کافی نہیں ہے کہ خدا نے میری حقیت اور نبوت کا توریت، انجیل اور صحف ابراہیمؑ میں ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ کہ علیؑ بن ابی طالبؑ میرا بھائی، میرا وصی و خلیفہ ہے اور میرے بعد بہترینِ خلق ہے۔ اور یہ قرآن جیسا معجزہ جو خدا نے میرے لیئے نازل فرمایا ہے تمہارے واسطے کافی نہیں ہے جس کا مثل لانے سے ساری دُنیا عاجز ہے۔ اب جو کچھ تم طلب کر رہے ہو اُس کے بارے میں میری جرأت نہیں ہے کہ خدا سے سوال کروں بلکہ میں تو یہی کہوں گا کہ جو کچھ معجزات و دلائل و براہین خدا نے مجھے عطا فرمائے ہیں وہی میرے اور تمہارے لیئے کافی ہیں۔ اور اگر جو معجزات تم چاہتے ہو وُہ بھی تمہارے لیئے وُہ پورے کر دے تو اس کا اور زیادہ کرم و احسان ہوگا، اور اگر نہ پورے کرے تو سمجھو کہ اس کے اظہار میں مصلحت نہیں ہے۔ جب حضرتؐ

اپنے کلام سے فارغ ہوئے بساط بقدرتِ الٰہی گویا ہوئی اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ معبود یکتا کے سوا کوئی خدا نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں وُہ ایجاد خلق میں یکتا ہے تمام چیزیں اپنے وجود وبقا میں اس کی محتاج ہیں لیکن وُہ کسی شے کا محتاج نہیں۔ تغیر وزوال اُس کے واسطے محال ہے۔ اُس کے لیے زن و فرزند جائز نہیں۔ اُس نے کسیکو اپنی حکومت میں شریک نہیں کیا۔ اور اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں گواہی دیتی ہوں کہ آپؐ اس کے بندہؐ اور رسولؐ ہیں۔ آپؐ کو اُس نے ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ آپؐ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناپسند ہی کریں اور گواہی دیتی ہوں کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ آپؐ کے بھائی، آپؐ کے بعد اُمت میں آپؐ کے وصی اور خلیفہ ہیں اور آپؐ کے بعد خلق میں سب سے بہتر ہیں۔ جس نے اُن سے محبت کی اُس نے آپؐ سے محبت کی۔ جس نے اُن کو دشمن رکھا تو آپؐ کو دشمن رکھا۔ جس نے اُن کی اطاعت کی حقیقت میں آپؐ کی اطاعت کی اور جس نے اُن کی نافرمانی کی اُس نے آپؐ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے آپؐ کی اطاعت کی تو اُس نے خدا کی اطاعت کی اور سعادت و رحمتِ خدا کا مستحق ہوگیا۔ اور جس نے آپؐ کی نافرمانی کی تو خدا کی نافرمانی کی اور ہمیشہ کے عذاب کا سزاوار ہوگیا۔ یہودیوں نے یہ کیفیت مشاہدہ کی تو بہت متعجب ہوئے اور بولے یہ کچھ نہیں بس کھلا ہوا جادو ہے۔ جب اُنہوں نے یہ کہا تو بساط ہوا میں بلند ہوئی اور جو لوگ اُس پر بیٹھے تھے سب کو مُنہ کے بل زمین پر گرا دیا۔ پھر بحکمِ خدا گویا ہوئی کہ میں تو ایک بوریا ہوں لیکن خدا نے مجھ کو اپنی توحید و تمجید کے سبب گویا کیا اور اس لیئے کہ میں گواہی دوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پیغمبر ہیں بلکہ تمام انبیا و مرسلین سے بہتر ہیں۔ اور اُس کی تمام مخلوق کی جانب اُس کے رسولؐ ہیں اور عدالت و حق کے ساتھ بندوں کے درمیان حکم کرتے ہیں۔ اور گویا کیا مجھے تاکہ میں گواہی دوں کہ اُن کے بھائی علی علیہ السّلام اُن کے وزیر اور وصی ہیں کیونکہ وُہ حضرتؐ کے نُور سے پیدا ہوئے اور اُن کے معین و مددگار ہیں ان کے قرضوں کے ادا کرنے والے اور اُن کے وعدوں کے پُورا کرنے والے اور اُن کے دوستوں کے مددگار اور دشمنوں کو ذلیل کرنے والے ہیں۔ میں اُس کی اطاعت کرتی ہوں جس کو محمدؐ نے امام بنایا ہے اور اُس سے بیزار ہوں جو اُن سے دُشمنی کرتا ہے۔ لہٰذا کا فروں کو جائز نہیں کہ مجھ پر بیٹھیں۔ مجھ پر بیٹھنے کا حق اُنہی کو ہے جو خُدا اور رسولؐ اور اُن کے وصیؑ پر ایمان لایا ہو۔ اُس وقت حضرتؐ نے سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور عمارؓ کو حکم دیا کہ اس بساط پر بیٹھو کیونکہ تم لوگ ایمان لائے ہو جیسا کہ اس بساط نے گواہی دی۔ جب وُہ لوگ اُس پر بیٹھ گئے تو خدا نے ابو لبابہ کے تازیانہ کو گویا کیا۔ اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اُس خدا کی یکتائی کی جو خلائق کا پیدا کرنے والا اور روزی کا کشادہ کرنے والا اور تمام اُمور کی تدبیر کرنے والا ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔ اور اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے بندہؐ، رسولؐ، برگزیدہ خلیل اور اُس کے پسندیدہ اور خلیفہ ہیں۔ اُس نے آپؐ کو رسالت و سفارت کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ نیکبخت لوگ آپؐ کے ذریعہ سے نجات پائیں اور بدبخت ہلاک ہوں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ کا ذکر ملاء اعلےٰ میں ہے کہ وُہ آپؐ کے بعد خلائق کے سردار ہیں اور وُہی آپؐ کے دُشمنوں سے تنزیل کتاب خدا پر قتال کریں گے

یہودیوں کا حضرت سے معجزہ طلب کرنا اور حیوانات کی چیزوں کا حضرت کی رسالت پر گواہی دینا

تاکہ وُہ آپؐ کے دین کو قبول کریں۔ اور آپؐ کے بعد منافقوں سے تاویلِ قرآن پر جنگ کریں گے جو دین سے منحرف ہوگئے ہونگے اور جن کی نفسانی خواہشیں ان کی عقلوں پر غالب آگئی ہوں گی اور کتابِ خدا کے معنی میں اُنھوں نے تحریف کی ہوگی۔ وُہ پیشوائے خلق لوگوں کو بہشت کی جانب لے جائیں گے، اور دشمنانِ خدا کو اپنی شمشیر آبدار سے جہنم داصل کریں گے۔ یہ کہہ کر تازیانہ ابو لبابہ کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کو مُنہ کے بل زمین پر گرا دیا۔ وُہ ہر چند اُٹھنے کی کوشش کرتا، وُہ اس کو گرا دیتا۔ ابو لبابہ کہنے لگا واے ہو مجھ پر مجھے کیا ہوگیا ہے۔ تازیانہ بولا میں تیرا تازیانہ ہوں خدا نے مجھ کو اپنی توحید کے ساتھ گویا کیا اور اپنی حمد کے ساتھ گرامی کیا، اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری کی تصدیق سے مشرف فرمایا جو اس کے تمام بندوں میں سب سے بہتر ہیں اور مجھ کو اُن میں سے قرار دیا جنہوں نے آنحضرتؐ کے بعد بہترین خلق کی محبت و اطاعت اختیار کی ہے اُس کی جس کو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کی دُختر کا شوہر بنایا ہے۔ وُہ دختر جو تمام زنانِ عالم کی سردار ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالبؑ جنکو خدا نے اپنے رسولؐ کے فرش پر سونے کا شرف بخشا اُس رات جبکہ لوگوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ وُہ اس رسولؐ کے دشمنوں کو اپنی شمشیر سے مقتول و منکوب کرنے والا ہے اور وُہ آنحضرتؐ کے بعد آپؐ کی اُمت میں شریعت کے حلال و حرام سے سبکو آگاہ کرنے والا ہے کہ سزاوار نہیں کہ میں ایسے شخص کے ہاتھ میں رہوں جو آنحضرتؐ کے ساتھ دُشمنی کرے اور آپؐ کی مخالفت پر آمادہ ہو۔ میں تیرے ساتھ اے ابو لبابہ یہی عمل کرتا رہوں گا یہاں تک کہ تو ایمان لائے یا جہنم داصل ہو جائے۔ ابو لبابہ نے کہا اے تازیانے میں بھی وہی گواہی دیتا ہوں جو تُونے دی اور میں نے اعتقاد کیا اور ایمان لایا جو کچھ تُونے بیان کیا۔! تازیانے سے آواز آئی چونکہ تُونے ایمان کا اظہار کیا لہٰذا میں تیرے ہاتھ میں رہوں گا۔ لیکن خدا بہتر جانتا ہے جو تیرے دل میں ہے اور وُہ روزِ قیامت تیرا فیصلہ کرے گا۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس کا اسلام صحیح و نیک نہ ہوا، اُس سے اعمال بد ہی ظاہر ہوتے رہے۔ غرض وُہ یہودی حضرتؐ کے پاس سے چلے گئے اور آپس میں کہتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی تقدیر والے ہیں۔ جو کچھ چاہتے ہیں ان کے لیئے ہو جاتا ہے لیکن وُہ پیغمبر نہیں ہیں۔ جب کعب بن اشرف اپنے دراز گوش پر سوار ہونے لگا دراز گوش بھڑکا اور اس کو سر کے بل گرا دیا کہ اس کا سر زخمی ہوگیا۔ پھر اُس نے دوبارہ سوار ہونا چاہا دراز گوش نے پھر اُسکو زمین پر پٹک دیا اسیطرح سات مرتبہ کیا۔ اور ساتویں مرتبہ وہ بقدرتِ خدا گویا ہوا اے بندۂ خدا تو ناشائستہ بندہ ہے۔ تُونے خدا کی نشانیاں دیکھیں اور اُن سے انکار کرتا رہا اور ایمان نہ لایا۔ میں کہ تیرا گدھا ہوں لیکن خدا نے مجھے اپنی توحید کے سبب گرامی فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں اُس خدا کی یکتائی کی جو تمام لوگوں کا پیدا کرنے والا اور صاحبِ جلال و اکرام ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ اور رسولؐ ہیں اور اہل دار الاسلام میں سب سے بہتر ہیں۔ وُہ اس لیئے بھیجے گئے ہیں کہ سعادت مند اُن لوگوں کو بنا دیں جنکی سعادت سے خدا آگاہ ہے اور اُن کو شقی و بدبخت ثابت کر دیں جن کی شقاوت خدا کے علم میں گزر چکی ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ

علی علیہ السلام خدا کے ولی اور اس کے رسولؐ کے وصی ہیں۔ خداوند عالم اُن کے ذریعہ سے سعادتمندوں کو کامیاب فرماتا ہے جبکہ وُہ اُن حضرتؐ کے مواعظ اور نصیحتیں قبول کرنے کی توفیق حاصل کرتے ہیں، اور آپؐ کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور جو کچھ آپؐ حکم دیتے ہیں اُس کو بجالاتے ہیں اور جن باتوں سے منع کرتے ہیں اُن کو ترک کرتے ہیں۔ یقیناً خداوند عالم ان کی سطوت و ہیبت کی تلوار اور زوردار حملوں سے دشمنانِ محمدؐ کو ذلیل کرے گا اور وُہ حضرتؐ شمشیر قاطع اور بُرہان ساطع سے انکو قتل اور زیر کریں گے۔ اور وُہ لوگ یا تو ایمان کے مدارج حاصل کریں گے یا جہنّم کے طبقوں میں جلیں گے۔ لہذا سزاوار نہیں ہے کہ مجھ پر کوئی کافر سوار ہو۔ مجھ پر تو وُہی سوار ہوگا جو خدا پر ایمان لایا ہوگا اور اُس کے رسول محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اقوال وارشادات کی تصدیق کرتا ہوگا اور اُن کے تمام افعال کو دُرست جانتا ہوگا خصوصاً اُن کا اپنے بھائی علیؑ کو اپنے بعد ہادیٔ خلق مقرر فرمانا حق سمجھتا ہوگا جو اُن کے وصی اور خلیفہ اور اُن کے علوم کے وارث اور اُن کی اُمت پر گواہ ہیں اور اُن کے قرضوں کے ادا کرنے والے اور وعدوں کو پُورا کرنے والے ہیں۔ اُن کے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دُشمن ہیں۔ یہ سُنکر جناب رسُول خدا نے فرمایا اے کعب تیرا دراز گوش تجھ سے زیادہ عقلمند ہے۔ اُس نے انکار کر دیا اس سے کہ تو اس پر سوار ہوُا اور آیندہ کبھی تو اُس پر سوار نہ ہو سکے گا لہذا اس کو کسی مومن کے ہاتھ فروخت کردے۔ کعب نے کہا میں خود اس کو نہیں چاہتا اس لئے کہ تمہارا جادو اس پر اثر کر چکا ہے۔ یہ سُنکر اُس دراز گوش نے پھر خدا کی قدرت سے اُس مردُود ملعون کو ندا دی کہ اے دُشمنِ خدا بے ادبی کو ترک کر۔ خدا کی قسم اگر حضرتؐ کا خوف نہ ہوتا تو بے شبہ میں تجھ کو اپنے سموں سے روند ڈالتا اور تیرے سر کو اپنے دانتوں سے چُور کر دیتا۔ یہ سُنکر وُہ ذلیل ساکت اور دراز گوش کی باتوں سے بہت رنجیدہ ہوُا اور شقاوت اُس پر غالب آئی کہ ان معجزات کے دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لایا۔ پھر ثابت ابن قیس نے اُس حمار کو سو درم کے عوض خرید لیا۔ وُہ ہمیشہ اُس پر سوار ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آتے تھے، وہ نہایت نرمی اور خوشخرامی سے راہ طے کرتا تھا۔ حضرتؐ ثابت سے فرماتے تھے کہ تمہارے ایمان کے سبب سے ایسا رہوار ہموار ہوُا ہے اور تمہارا فرمانبردار ہے۔ غرض جب سب یہودی آنحضرتؐ کے پاس سے چلے گئے تو یہ آیت نازل ہوئی سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ (آیت ۶ سورۃ بقرہ) اے رسولؐ برابر ہے تم اُن کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وُہ ایمان نہ لائیں گے۔

دیگر تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے امامؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار امام علی نقی علیہ السلام سے جناب رسالتمآبؐ کے مشہور معجزات دریافت کئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ پہلا معجزہ یہ تھا کہ آپؐ کے فرقِ اقدس پر ابر نے سایہ کیا جبکہ آنحضرتؐ نے جناب خدیجہؑ کی طرف سے بغرضِ تجارت شام کی جانب سفر کیا۔ اُس وقت گرمی کی شدّت تھی اور اُن بیابانوں میں اور زیادہ شدت تھی گرم ہوائیں چل رہی تھیں۔ تو خدا نے ایک ابر بھیجا جو آنحضرتؐ کے سر پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ جب حضرتؐ چلتے تھے وُہ ابر بھی چلتا تھا، حضرتؐ رُک جاتے تھے تو وُہ بھی رُک جاتا تھا۔ غرض سرورِ عالم جس طرف جاتے وُہ ابر

آنحضرتؐ کے فرقِ اقدس پر ابر کا سایہ فگن ہونا

حضرتؐ کے ساتھ ساتھ جاتا اور حرارت آفتاب حضرتؐ تک نہیں پہنچتی تھی۔ اور جب تیز ہوا چلتی تو ریت اور خاک قریش کے چہروں پر پڑتی لیکن آنحضرتؐ کے پاس جب ہوا پہنچتی تو نہایت ہلکی صاف اور لطیف ہو جاتی۔ قریش کہتے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قرب خیموں اور مکانوں سے بہتر ہے اور ہواؤں کی شدّت کے وقت حضرتؐ کے پاس پناہ لیتے تھے۔ مگر ابر حضرتؐ کے لئے مخصوص اور اس کا سایا کسی دُوسرے کے لئے نہ تھا۔ جب کوئی گروہ قافلہ کے پاس سے گزرتا تو پُوچھتا کہ اس ابر کا سبب کیا ہے کہ ایک مقام سے مخصوص ہے اور قافلہ کے ساتھ حرکت کرتا ہے لیکن ہر ایک پر سایا نہیں ڈالتا۔ اہل قافلہ کہتے تھے کہ ابر کو دیکھو اُس پر اُس کے مخدوم کا نام لکھا ہے۔ وُہ لوگ دیکھتے تو اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ اَیَّدۡتُہٗ بِعَلِیٍّ سَیِّدِ الۡوَصِیِّیۡنَ وَشَرَّفۡتُہٗ بِالِہٖ الۡمُوَالِیۡنَ لَہٗ وَلِعَلِیٍّ وَاَوۡلِیَآئِہِمَا وَالۡمُعَادِیۡنَ لِاَعۡدَآئِہِمَا۔ لکھا ہوُا نظر آیا۔ یعنی خدائے یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسولؐ ہیں۔ میں نے محمدؐ کو قوت دی علیؑ کے ذریعہ سے جو بہترین اوصیا ہیں اور مشرف کیا ان کو ان کی آلؑ کے ذریعہ سے جو محمدؐ و علیؑ کے دوست اور پیرو اور ان کے دوستوں کے دوست اور اُن کے دشمنوں کے دشمن ہیں۔ یہ عبارت ہر پڑھا لکھا اور بغیر پڑھا لکھا پڑھ لیتا اور سمجھ لیتا تھا۔

دُوسرا معجزہ پہاڑوں اور پتھروں کا آنحضرتؐ کو سلام کرنا اُس وقت جبکہ آپؐ تجارت کرکے سفرِ شام سے واپس تشریف لائے تو جس قدر نفع آپؐ کو اُس سفر میں ہوُا تھا خدا کی راہ میں خرچ کر دیا۔ ہر روز کوہِ حرا پر جاتے اور پہاڑ کی چوٹی سے رحمتِ خدا کے آثار اُس کی حکمتیں اور خلقت کے عجائب مشاہدہ فرماتے اور اپنی حقیقت بین نگاہوں سے آسمانوں، دریاؤں، پہاڑوں اور بیابانوں کو دیکھتے تھے اور اُن آثار کے ذریعہ سے وحدت و حکمت و عظمت و جلالِ قادرِ مختار کے متعلق استدلال کرتے تھے اور حکمت کی باریکیوں سے عبرت حاصل کیا کرتے تھے اور خدا کی عبادت جیسا کہ سزاوار ہے کیا کرتے تھے جب آپؐ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوگئی اور آپؐ کا حق پسند قلب انوار سُبحانی اور رموز و حکمتہائے ربّانی کے انعکاس کے قابل ہوگیا تو خدا نے آپؐ پر اسرار و حقایق کے دروازے کھول دیئے۔ حضرتؐ ہمیشہ ملکوت اعلا میں نظر فرماتے۔ خلاق عالم افواج ملائکہ کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجتا اور وُہ آنحضرتؐ کے پاس فوج فوج حاضر ہوتے اور آپؐ سے گفتگو کرتے تھے۔ انوار ربّانی ساق عرش اعظم سے حضرتؐ کے فرقِ مبارک تک پہنچنے لگے اور خورشید جلال کریم متعال کی کرنوں نے ظاہر و باطن ہر طرف حضرتؐ کو گھیر لیا اور جبریلؑ مجسم نور جو طاؤس ملائکہ رحمان ہیں حضرتؐ پر نازل ہوئے اور بولے اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پڑھو۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا پڑھوں؟ کہا اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ اِقۡرَاۡ وَرَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ (پ ۳۰ آیات ۱ تا ۵ سورۃ علق) یعنی اپنے پروردگار کے نام سے پڑھو جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا، آدمیوں کو منجمد خون سے خلق فرمایا۔ اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کریم ہے جس نے لوگوں کو قلم سے

لکھنا سکھایا اور انسان کو تعلیم دی جو کچھ وُہ نہیں جانتا تھا۔ پھر خدا نے انکی طرف وحی کی جو کچھ وحی کی۔ اور جبرئیلؑ آسمان پر واپس گئے اور جناب رسالتمآبؐ پہاڑ سے نیچے آئے۔ اور عظمت و جلال الٰہی کے آثار اور عجیب حالات جو آپؐ نے مشاہدہ فرمائے آپؐ کے دل و دماغ پر چھائے ہوئے تھے اور مثل تپ و لرزہ کے ہو رہے تھے۔ اور آپؐ غور فرما رہے تھے کہ اپنی قوم پر رسالت کی تبلیغ کیونکر کروں وُہ لوگ باور نہ کریں گے اور مجھ کو دیوانگی اور شیطان کے ساتھیوں کے ساتھ منسوب کریں گے حالانکہ آپؐ سب سے زیادہ عقلمند اور بلند مرتبہ سمجھے جاتے تھے؛ اور حضرتؐ کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت شیطان اور دیوانوں کے اعمال و اقوال تھے۔ اس سبب سے دل تنگ ہو رہے تھے۔ لہٰذا خدا نے چاہا کہ اُن کے سینہ کو کشادہ کر دے اور آپؐ کے دل کو دلیر بنا دے تو اس نے حکم دیا کہ ہر پتھر و پہاڑ و مخلوق آپؐ سے ہمکلام ہوں۔ غرض حضرتؐ جس چیز کی طرف سے گذرتے تھے وُہ آپؐ کو پکار کر کہتی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آپؐ کو خوشخبری ہو کہ حق تعالےٰ نے آپؐ کو فضیلت و جمال اور زینت و کمال عطا فرمایا اور آپؐ کو تمام مخلوقات اولین و آخرین سے افضل قرار دیا۔ آپ دل تنگ نہ ہوں اگر قریش آپ کو دیوانہ و بیوقوف و بے عقل کہیں تو پرواہ کیجئے۔ بیشک فضل و شرف اُس کے لیئے جس کو خدا فضیلت عطا فرمائے اور کریم وُہ ہے جس کو خدا گرامی رکھے۔ لہٰذا قریش اور عرب کے ظالموں کی تکذیب سے دل تنگ نہ ہوجیئے۔ کیونکہ عنقریب آپ کو خداوند عالم کرامات کے مراتب عالیہ پر پہنچائے گا، اور بہت جلد آپ کے دوستوں کو شاد و خرم فرمائے گا۔ آپؐ کے وصی علیؑ بن ابی طالب کے ذریعہ سے جو آپؐ کے علوم کو بندوں میں اور شہروں میں پھیلائیں گے؛ کیونکہ وُہ آپ کے علوم کے دروازہ ہیں اور بہت جلد فاطمہ زہرا علیہا السلام کے ذریعہ سے آپ کی آنکھیں روشن ہوں گی جو آپ کی دختر ہیں، اور اُن سے اور علیؑ سے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ پیدا ہوں گے جو جوانانِ اہل جنت کے سردار ہوں گے اور بہت جلد آپ کا دین عالم میں منتشر ہوگا اور آخرت میں آپؐ کے دوستوں اور آپؐ کے بھائی کا اجر عظیم ہوگا۔ خداوند عالم لوائے حمد آپؐ کو عطا فرمائے گا اور آپ اپنے بھائی علیؑ کو دیں گے جس کے سایہ میں ہر پیغمبر، صدیق اور شہید ہوگا اور علیؑ انکو بہشت میں لے جائیں گے۔ پھر حضرتؐ کے لیئے آسمان سے میزان جلال لائی گئی جس کے ایک پلڑے میں آنحضرتؐ کو اور دُوسرے میں آپ کی تمام اُمت کو رکھا، لیکن حضرتؐ سب سے زیادہ گراں اور وزنی ٹھہرے۔ پھر آنحضرتؐ کو ہٹا کر علی مرتضےٰؑ کو اُسی پلڑے میں بٹھایا اور تمام اُمت کے ساتھ تولا وُہ بھی سب سے زیادہ وزنی ثابت ہوئے۔ اُس وقت آسمان سے ندا آئی کہ اے محمدؐ یہ علیؑ بن ابی طالب میرے برگزیدہ ہیں جنکے ذریعہ سے میں آپؐ کے دین کو مستحکم کروں گا اور وُہ آپؐ کے بعد آپ کی تمام اُمت سے بہتر ہیں۔ اُس وقت خدا نے آپ کے سینہ کو ادائے رسالت اور اُمت کی ناگوار باتوں کے تحمل کے لیئے کشادہ کر دیا اور اُن سے بحث و مباحثہ اور جنگ و قتال آسان کر دی۔ تیسرا معجزہ یہ ہے کہ خدا نے ان لوگوں کو آپ سے دفع کیا اور ان کو ہلاک کیا جو آپؐ کے ہلاک کرنے کا قصد رکھتے تھے۔ منجملہ اُن کے ایک واقعہ یہ ہے کہ آپؐ

سات برس کے تھے اور خیر و سعادت میں بچوں میں آپؐ کا کوئی مثل و نظیر نہ تھا۔ اُس وقت شام کے یہودیوں کا ایک گروہ مکہ میں وارد ہوا۔ جب اُن کی نظر آنحضرتؐ پر پڑی وُہ اوصاف نظر آئے جو پیغمبر آخرالزمان کے کتابوں میں پڑھ چکے تھے۔ تو آپس میں بطور راز ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بخدا یہ وہی محمدؐ ہیں جنکے بارے میں ہم نے پڑھا ہے کہ آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور یہودیوں اور تمام اہل دین پر غالب ہوں گے اور خداوند عالم اُن کے ذریعہ سے یہودیوں کی قوت و سلطنت زائل کر دے گا، اور اُن کو ذلیل و خوار کرے گا۔ غرض حسد نے حضرتؐ کے اوصاف چھپانے پر اُن کو مجبور کیا اور ان لوگوں نے دوسرے تمام یہودیوں سے کہا کہ یہ وُہ بادشاہؐ ہے جس کی بادشاہی زائل نہ ہوگی۔ بہتر ہے کہ اس کے مار ڈالنے کی تدبیر کرنا چاہیئے کیونکہ خدا جو کچھ مقدر کرتا ہے اس کو محو بھی کر سکتا ہے۔ لہٰذا اُن لوگوں نے حضرتؐ کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا اور قرار پایا کہ پہلے اُن کا امتحان کرنا چاہیئے اگر اُن میں وُہی اوصاف موجود ہیں جنکو ہم نے آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے تو اُن کو مار ڈالنا چاہیئے کیونکہ حلیہ اور صورت اکثر لوگوں کی ملتی جلتی ہوا کرتی ہے۔ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ خدا اُن کو حرام اور مشتبہ چیزوں کے کھانے سے محفوظ رکھے گا۔ لہٰذا اُن کو دعوت دو اور کوئی حرام چیز اُن کے پاس کھانے کو لاؤ۔ اگر اس میں سے کچھ بھی وُہ کھا لیں گے تو ہم سمجھ لیں گے وُہ نہیں ہیں ورنہ اُن کے ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ وُہ ہمارے دین کو زائل نہ کریں۔ غرض وُہ لوگ ابو طالب کے پاس گئے اور آپ کو اور قریش کے چند لوگوں کو ضیافت کے لیئے دعوت دی اور ایک مرغ بریاں جس کی گردن توڑ کر مارا تھا یعنی ذبح نہ کیا تھا، اُن کے پاس لائے۔ ابو طالب اور تمام قریش نے اُس میں سے کھایا اور حضرتؐ ہر چند اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے لیکن آپؐ کا دستِ اقدس دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ یہودیوں نے کہا اے محمدؐ اس مرغ کو کیوں نہیں کھاتے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں کوشش کرتا ہوں مگر میرا ہاتھ وہاں تک نہیں جاتا معلوم ہوتا ہے یہ مرغ حرام ہے اس لیئے میرا پروردگار اس کے کھانے سے مجھے روکتا ہے۔ وُہ بولے نہیں یہ حلال ہے۔ اگر آپ کہیں تو ہم آپ کو اس میں سے ایک لقمہ لے کر کھلائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو کھلاؤ۔ انہوں نے اس میں سے ایک ٹکڑا توڑ کر حضرتؐ کے دہن میں دینا چاہا مگر باوجود کوشش کے دہن تک نہ لے جا سکے، اُن کا ہاتھ دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اب تو تم کو یقین ہوا کہ خدا مجھ کو حرام سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر دوسرا کھانا ہو تو لاؤ۔ انہوں نے ایک دوسرا مرغ بریاں کیا جو ہمسایہ کے گھر سے غائب ہو گیا تھا اور ان لوگوں نے اس کو پکڑ رکھا تھا۔ اور نیت یہ تھی کہ وُہ ہمسایہ مانگے گا تو اس کی قیمت دے دیں گے۔ غرض وُہ مرغ بھی مشتبہ صورت میں تھا۔ جب وُہ لایا گیا اور حضرتؐ نے اُس میں سے ایک لقمہ لے کر کھانا چاہا تو اس قدر وزنی ہوا کہ حضرتؐ کے ہاتھ سے گر گیا؛ حضرتؐ نے دوسرا لقمہ کھانا چاہا، وُہ بھی اسیطرح گر گیا۔ ان سب نے کہا اے محمدؐ اس میں سے کیوں نہیں کھاتے؟ حضرتؐ نے فرمایا اس کے کھانے سے بھی ممانعت ہو رہی ہے! میرا خیال ہے کہ یہ مشتبہ ہوگا۔ یہودیوں نے کہا ایسا نہیں ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو ہم آپ کے دہن میں لقمہ کھلائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو کھلاؤ۔ انہوں نے ہر چند

کوشش کی اور لقمہ لے کر اُٹھانا چاہا لیکن وُہ نہ اُٹھ سکا اور اُن کے ہاتھ سے گر گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ طعام
مشتبہ ہے اور خدا مجھ کو اس کے کھانے سے بچاتا ہے۔ یہ دیکھ کر قریش کو حیرت ہوئی اور آنحضرتؐ سے انکی
عداوت اور بڑھ گئی۔ پھر یہودیوں نے کہا یہ لڑکا تم لوگوں کو بہت تکلیفیں پہنچائے گا اور تمہاری نعمتیں
تم سے ضایع ہو جائیں گی۔ اس کے معاملات بہت بلند ہوں گے۔ پھر ان میں سے ستّر یہودیوں نے آنحضرتؐ
کے قتل پر اتفاق کیا اور اپنے اسلحے زہر میں بجھائے اور اندھیری رات میں جبکہ آنحضرتؐ کوہِ حرا پر جاتے تھے
آپؐ کے پیچھے چلے۔ تلواریں کھینچ لیں، اور وُہ سب شجاعت و بہادری میں تمام یہودیوں میں مشہور تھے جب
اُنہوں نے حضرتؐ پر حملہ کا ارادہ کیا ناگاہ پہاڑ کے دو کنارے اُن کے اور آنحضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے۔
سینتالیس مرتبہ ایسا ہی ہوتا رہا یہانتک کہ آنحضرتؐ پہاڑ کی بلندی پر پہنچ گئے۔ وُہ حضرتؐ کے پیچھے وہاں
پہنچے اور آپؐ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور چاہا کہ حضرتؐ پر وار کریں تو پہاڑ کھنچ کر اُن کو حضرتؐ سے
دُور لے گیا۔ بار بار ایسا ہی ہوتا رہا یہانتک کہ حضرتؐ عبادت و اوراد سے فارغ ہوئے۔ اور پہاڑ سے
نیچے آنے کا ارادہ کیا تو یہودی بھی آپؐ کے پیچھے چلے اور بار بار حضرتؐ کے قتل کی کوشش کرتے رہے لیکن
ہر مرتبہ پہاڑ کے دونوں سِرے ان کو آپس میں متصل ہو کر گھیر لیتے تھے۔ سینتالیس مرتبہ اسیطرح
وُہ کوشش کرتے رہے یہانتک کہ آنحضرتؐ پہاڑ سے نیچے اُتر آئے۔ آخری بار پہاڑ نے ان کو اس طرح
دبایا کہ ان کی ہڈیاں چُور چُور ہو گئیں اور وُہ سب جہنم واصل ہوئے۔ اُس وقت آنحضرتؐ کو آسمان سے ندا
آئی کہ اپنے پیچھے دیکھو کہ تمہارے دُشمنوں کو کس طرح ہم نے دفع کیا ہے۔ حضرتؐ نے مُڑ کے دیکھا تو پہاڑ کے
دونوں کنارے ایک دُوسرے سے علیحدہ ہوئے اور درمیان سے ان کی لاشیں برآمد ہوئیں جنکے چہرے
کچلے تھے، پہلو شکستہ تھے رانوں اور پنڈلیوں کی ہڈیاں چُور چُور تھیں، حضرتؐ اُن کے شر سے محفوظ و مامون
روانہ ہوئے۔ پہاڑ کے ہر پتھر سے آواز آ رہی تھی کہ خدا کی مدد آپؐ کو مبارک ہو کہ اُس نے ہمارے ذریعہ
سے آپؐ کے دشمنوں کو دفع کیا اور بہت جلد جبکہ آپؐ کا امر ظاہر ہو گا آپؐ کی اُمت کے سرکشوں سے علیؑ
بن ابی طالب کے ذریعہ آپؐ کی مدد و حفاظت کرے گا اور آپؐ کی نبوت کے اظہار میں اور دین کے غالب
کرنے میں اور آپؐ کے دوستوں کے اکرام میں اُن کے اہتمام و سعی سے آپؐ کی اعانت فرمائے گا اور عنقریب
خداوند عالم اُن کو آپؐ کا شریکِ کار اور آپؐ کا نفس قرار دے گا۔ وُہ آپؐ کے کان آنکھ اور ہاتھ پیر کے مثل
ہوں گے۔ آپؐ کے قرضوں کو ادا کریں گے، آپؐ کے وعدوں کو پُورا کریں گے۔ وُہ آپؐ کی اُمت کی زیب و
زینت ہوں گے اور پروردگار عالم اُن کے دوستوں کو اُن کے سبب سعادت مند قرار دے گا اور اُن کے
دُشمنوں کو ہلاک کرے گا۔

چوتھا معجزہ یہ تھا کہ جب آنحضرتؐ قضائے حاجت کو جاتے تو لوگوں کی نگاہوں سے چُھپ جاتے اور
کوئی شخص آپؐ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ایک مرتبہ آپؐ اپنے لشکر کے ہمراہ مکہ و مدینہ کے درمیان قیام پذیر تھے
اور منافقین نے جو لشکر میں تھے کہا کہ اس میدان میں کوئی درخت، کوئی دیوار یا ٹیلہ نہیں ہے جس کی آڑ میں
آنحضرتؐ رفع حاجت کو جائیں۔ آج تو ہم ان کو رفع حاجت کرتے ہوئے ضرور مشاہدہ کر لیں گے۔ ان میں سے

بعضوں نے کہا کہ آنحضرتؐ میں باکرہ لڑکیوں سے زیادہ شرم و حیا ہے۔ جب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کوئی
ان کو دیکھ رہا ہے، تو رفع حاجت کے لیئے کبھی نہ بیٹھیں گے۔ جبریلؑ نے اُن کی باتیں حضرتؐ کو بتائیں۔
حضرتؐ نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وُہ دو درخت جو بہت دُور نظر آ رہے ہیں اور وُہ دونوں ایک
دُوسرے سے بہت فاصلہ پر ہیں اُن کے درمیان کھڑے ہو کر اُن سے کہو کہ رسُولؐ خدا تم کو حکم دیتے
ہیں کہ ایک دُوسرے کے قریب ہو جاؤ اور مل جاؤ تاکہ تمہارے عقب میں حضرتؐ قضائے حاجت فرمائیں
زید نے جا کر اُن درختوں سے آواز دی، وُہ دونوں اپنے مقام سے متحرک ہوئے، اور بہت جلد
ایک دُوسرے سے مل گئے جیسے دو دوست سالہائے سال سے بچھڑے ہوئے آپس میں گلے ملتے ہیں
اور حضرتؐ نے اُن کی آڑ میں رفع حاجت فرمائی۔ منافقوں میں سے کچھ لوگ اُن درختوں کی جانب گئے۔ وُہ
جس جس طرف جاتے تھے درخت بھی گھومتے جاتے تھے۔ آخر اُنہوں نے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک
درختوں کے چاروں طرف پھیل جائے اور ہم درختوں کو اپنے حلقہ میں لے لیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو
تو وُہ درخت کشادہ ہوئے اور ہر طرف سے آنحضرتؐ کو اپنے درمیان لے کر مل گئے یہانتک کہ آنحضرتؐ
فارغ ہوئے اور واپس آئے۔ اور زید بن ثابت سے فرمایا کہ جا کر درختوں سے کہہ دیں کہ اپنے اپنے مقام
پر واپس جائیں۔ زید نے بموجب ارشادِ آنحضرتؐ درختوں کو واپسی کے لیئے کہا تو اپنے مقامات کی طرف
اس تیزی سے چلے جیسے کوئی شخص کسی سوار سے بھاگتا ہے جو تلوار کھینچے ہوئے اس کو قتل کرنا چاہتا
ہو۔ پھر منافقوں نے کہا چلو اُن کے فضلہ کو دیکھیں کہ وُہ ہمارے ہی فضلہ کی طرح ہے یا نہیں۔ جب
وہاں پہنچے تو فضلہ کا نشان تک نہ پایا۔ آنحضرتؐ کے اصحاب نے جو یہ حال دیکھا متعجب ہوئے تو آسمان
سے ایک آواز آئی کہ درختوں کی اس سُرعت و سعی سے کیا تعجب کرتے ہو یقیناً دوستانِ محمدؐ و علیؑ کی
جانب خدا کی کرامتوں کے ساتھ فرشتوں کی سعی و کوشش اس سے زیادہ تیز ہے اور قیامت میں جہنم
کے شعلوں کا اُن کی طرف سے گریز کرنا اس سے سریع ہے۔

پانچواں معجزہ۔ قبیلۂ ثقیف کا ایک شخص حارث بن کلدہ علم طب میں بہت مشہور تھا۔ وُہ حضرتؐ کی
خدمت میں آیا اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم)، میں تمہارے جنون کا علاج کروں گا میں نے بہت سے
دیوانوں کو دوا دی ہے اور وُہ شفایاب ہو گئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو خود پاگلوں کے سے کام کرتا ہے اور
مجھ کو دیوانہ کہتا ہے۔ حارث نے کہا میں نے دیوانوں کی طرح کون سا کام کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہی کہ
بغیر میرا امتحان کیئے ہوئے مجھ کو دیوانگی سے نسبت دیتا ہے۔ اور بغیر میری سچائی اور دروغ کو سمجھے ہوئے
مجھ کو مجنون سمجھتا ہے۔ یہ عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ حارث نے کہا میں تمہارے دعوائے پیغمبری کے سبب
تم کو دروغگو اور پاگل سمجھتا ہوں۔ کیونکہ تم کو پیغمبری پر قدرت و طاقت نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرا
یہ کہنا کہ پیغمبری کی طاقت و قدرت مجھ میں نہیں یہی تیرا جنون ہے کیونکہ تُو نے ابھی مجھ سے پُوچھا کہ
کیوں دعوائے نبوت کرتے ہو اور نہ کوئی دلیل طلب کی جس سے میں عاجز ہوا ہوتا۔ حارث نے کہا ہاں یہ تم نے
سچ کہا۔ اب میں تم سے معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر ایک بہت بڑے درخت کی طرف اشارہ کیا جس کی جڑیں زمین کی

گہرائیوں میں پہنچی ہوئی تھیں اور کہا اس کو اپنے پاس بلاؤ۔ اگر وُہ آجائے تو مَیں سمجھوں گا کہ تم خدا کے رسُول ہو اور تمہاری رسالت کی گواہی دوں گا، ورنہ تم کو دیوانہ سمجھوں گا جیسا کہ مَیں نے سُنا ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے درخت کی طرف اشارہ کیا کہ آ۔ اشارہ کرتے ہی وُہ درخت حرکت میں آیا اور زمین کو چیرتا پھاڑتا حضرتؐ کے پاس آیا اور ٹھہر گیا۔ اور بزبان فصیح بولا کہ مَیں حاضر ہوں کیا حکم ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا تو گواہی دے خدا کی وحدانیت کے بعد میری رسالت کی اور علیؑ کی امامت کی اور یہ کہ وُہ میرا افتخار ہے میری عزّت ہے قوت بازو ہے۔ اگر خدا مجھ کو اور اس کو نہ پیدا کرنا چاہتا تو کچھ پیدا نہ کرتا۔ درخت نے باواز بلند کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ اے محمد صلے اللہ علیک وآلک وسلم آپؐ خدا کے بندہ اور اُس کے رسُولؐ ہیں۔ اُس نے آپؐ کو حق و راستی کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ آپؐ خدا کے فرمانبرداروں کو جنت کی خوشخبری دیں اور اُس کے نافرمانوں کو اُس کے عذاب سے ڈرائیں۔ اور اُس کے حکم سے اس کی جانب خلق کو دعوت دیں اور راہِ ہدایت کے چراغ ہوں۔ اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ آپؐ کے چچا کے بیٹے اور دین میں آپؐ کے بھائی ہیں اور دین حق میں اُن کا حصہ سب سے زیادہ ہے اور اسلام میں سب سے زیادہ بلند ہیں وُہ آپؐ کے معتمد اور آپؐ کی قوت و عزت کا سبب ہیں۔ آپؐ کے دوستوں کی مدد کرنے والے اور دشمنوں کو ہلاک و ذلیل کرنے والے ہیں اور آپؐ کی اُمت میں آپؐ کے علوم کا دروازہ ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ ان کے دوست جو اُن کے دشمنوں کے دُشمن ہیں اہل بہشت سے ہیں اور اُن کے دُشمن جو اُن کے دوستوں کے دشمن اور اُن کے دشمنوں کے دوست ہیں جہنمی ہیں۔ اُس وقت حضرتؐ نے حارث سے کہا کہ جو شخص ایسے معجزوں کے ساتھ پیغمبری کا دعوےٰ کرتا ہے کیا وُہ دیوانہ ہے؟ حارث نے کہا نہیں خدا کی قسم یا رسُولؐ اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ پروردگار عالمین کے رسولؐ اور تمام خلق سے بہتر ہیں۔

چھٹا معجزہ۔ جب آنحضرتؐ خیبر سے مدینہ کی جانب واپس چلے ایک یہودی عورت نے جو بظاہر مسلمان تھی، آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک بکری کا بریان بچہ ہدیہ لائی جس میں زہر ملایا تھا۔ حضرتؐ نے پُوچھا یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا یا حضرتؐ جب آپؐ خیبر کی جانب جا رہے تھے مجھے آپؐ کے لیئے بہت اضطراب تھا کیونکہ وُہ سب بہت طاقت و قوت والے تھے۔ اس بکری کے بچے کو مَیں نے مثل اولاد کے پالا تھا۔ چونکہ مَیں جانتی تھی کہ آپ بھنا ہوا گوشت خاص طور سے دست کا گوشت زیادہ پسند کرتے ہیں لہٰذا میں نے خدا سے نذر کی تھی کہ اگر وہ آپؐ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا تو اس بچہ کو ذبح کر کے اس کے دست کا گوشت آپ کو ہدیہ کرونگی۔ حضرتؐ کے ساتھ براء بن معرور اور علیؑ بن ابی طالبؑ بیٹھے تھے۔ حضرتؐ نے روٹی منگائی براء بن معرور نے ہاتھ بڑھایا اور ایک لقمہ اُس میں سے لے کر مُنہ میں رکھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے براء جناب سرورؐ کائنات پر سبقت نہ کرو۔ چونکہ وُہ ایک دیہاتی شخص تھا اور تہذیب سے ناواقف تھا بولا کہ شائد آپ رسُولؐ خدا کو بخیل سمجھتے ہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں ان کو بخیل نہیں سمجھتا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے لیئے مناسب یہ ہے کہ ہم، تُو یا کوئی کسی قول یا فعل میں آنحضرتؐ پر سبقت نہ کریں۔ پھر براء نے کہا میں رسُولِ خدا کو بخیل نہیں سمجھتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا مَیں اس لیئے نہیں کہتا لیکن سبب یہ ہے کہ یہ عورت یہودی

ہے اور ہم اُس کے حال سے واقف نہیں ہیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تم کھاؤ گے تو وُہ تمہاری سلامتی کے ضامن ہونگے اگر بغیر اجازت کھاؤ گے تو تم خود ذمہ دار ہو۔ لیکن براء اپنے کھانے میں مشغول رہا ناگاہ اُس دستِ برہ سے آواز آئی اُس نے بزبان فصیح کہا یا رسُولؐ اللہ مجھے نہ کھائیے کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ اُسی وقت براء پر موت کے آثار نمایاں ہوئے اور گر کر مر گیا۔ پھر حضرتؐ نے اُس عورت کو بُلایا اور پُوچھا تُو نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے کہا آپ نے میرے باپ، شوہر، بھائی اور بیٹے کو قتل کیا ہے اس لیئے میں نے ایسا کیا یہ سوچ کر کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو مَیں اپنے انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤں گی اور اگر آپ پیغمبر ہیں تو فتح مکہ وغیرہ کا وعدہ جو آپ نے کیا ہے پُورا ہو گا اور خدا آپؐ کو اس زہر سے محفوظ رکھے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو نے سچ کہا کہ خدا میری حفاظت کرے گا، لیکن تُو براء کے مرنے سے مغرور نہ ہو کیونکہ خدا نے اس کا امتحان لیا اور اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا تھا کیونکہ اُس نے خدا کے رسولؐ پر سبقت کی تھی۔ اگر وُہ اپنے رسُولؐ کے حکم سے کھاتا تو اس کو کوئی نقصان نہ ہوتا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے دس اصحاب کو مثل ابوذر، مقداد، عمار، صہیب اور بلال رضوان اللہ علیہم کو بلایا۔ امیرالمومنینؑ تو موجود ہی تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر اپنا دستِ مبارک اُس بریاں گوشت پر رکھا اور بسم اللہ الشافی بسم اللہ الکافی بسم اللہ المعافی بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ پڑھ کر اُس پر پھونکا اور فرمایا خدا کے نام سے شروع کرو اور کھاؤ۔ سب نے کھایا اور سیر ہو گئے پھر پانی پیا۔ اور اُس یہودیہ کو قید کر دیا۔ دوسرے روز بلایا اور فرمایا کہ تُو نے دیکھا ان لوگوں نے تیرا زہر آلود گوشت لایا ہوا تیرے سامنے کھایا اور خدا نے اُس کے زہر کو دفع فرمایا۔ اُس عورت نے کہا کہ یا رسُول اللہ میں اب تک آپ کی نبوت میں شک کرتی تھی۔ لیکن اب یقین ہو گیا کہ آپ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ پھر اُس نے کلمہ پڑھا اور صدقِ دل سے مسلمان ہو گئی؛ اور اُس کا اسلام بہتر ہوا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام نے میرے جد علیؑ ابن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ جب براء بن معرور کا جنازہ لایا گیا تاکہ جناب رسُولؐ خدا اُس پر نماز پڑھیں تو حضرتؐ نے پُوچھا علیؑ ابن ابی طالبؑ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ وُہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیئے قبا کی جانب گئے ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ رُک گئے اور نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔ لوگوں نے سبب پُوچھا۔ فرمایا خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ جب تک علیؑ نہ آجائیں اور اُس کی گستاخی نہ معاف کر دیں جو اس نے اُن سے کی تھی میں نماز نہ پڑھوں۔ کسی نے کہا یا حضرتؐ وُہ بات تو اُس نے مزاحاً کہی تھی دل سے نہ کہی تھی کہ خدا اُس کا مؤاخذہ فرمائے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر دل سے کہی ہوتی تو خدا اُس کے تمام اعمال نیک حبط فرما لیتا اگر وُہ تحت الثریٰ سے عرش تک کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کر دیتا تب بھی اُس کو کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ وُہ مزاح تھی اور علیؑ نے اس کے لیئے مباح کر دیا تھا۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ علیؑ اُس سے آزردہ ہیں اور یہ کہ وُہ تمہارے سامنے اس کی گفتگو اس کے لیئے حلال کر دیں اور اُس کے لیئے استغفار کریں تاکہ براء

کا قرب و منزلت پیش خدا زیادہ ہو اور اُس کے درجے آخرت میں زیادہ بلند ہوں۔ اسی اثنا میں حضرت علیؑ تشریف لائے اور جنازۂ براء کے برابر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے براء خدا تجھ پر رحمت کرے بیشک تو بہت روزہ رکھنے والا اور بہت نمازیں پڑھنے والا تھا اور تُو نے راہِ خدا میں وفات پائی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مُردوں میں سے کوئی نمازِ رسولؐ کے سبب مستغنی ہو سکتا تو براء بھی مستغنی ہو جاتا۔ بیشک براء علیؑ ابن ابیطالبؑ کی دُعا سے مستغنی ہوا۔ پھر حضرتؐ اُٹھے اور براء پر نماز پڑھی اور لوگوں نے ان کو دفن کیا۔ واپس آئے تو حضرتؐ نے براء کے وارثوں اور دوستوں سے فرمایا کہ تم لوگ بہ نسبت تعزیت کے تہنیت کے زیادہ سزاوار ہو کیونکہ تمہارے عزیز و دوست براء کے لئے آسمانِ اوّل سے آسمان ہفتم تک قبے اور کرسی سے ساقِ عرش تک پردے لگائے گئے اور اس کو انہی قبوں اور پردوں میں اُوپر لے گئے اور بہشت میں اس کو داخل کیا، اور بہشت کے خزینہ دار اُس کے استقبال کے لئے آئے؛ حوریں بالاخانوں سے دوڑیں اور اُس کی والہ و شیدا ہوئیں۔ اور کہا کیا کہنا ہے اے روحِ براء تیرا کہ تیری نمازِ جنازہ کیلئے سیّدِ انبیاء نے سیّدِ اوصیاء کا انتظار کیا یہاں تک کہ وُہ آئے اور اُنہوں نے تجھ پر رحم فرمایا اور تیری لئے استغفار کی۔ بیشک حاملانِ عرش نے ہم کو خبر دی ہے کہ پروردگارِ عالم نے تیرے حق میں فرمایا کہ اے میرے بندے تو میری راہ میں مرا ہے اگر تیرے گناہ سنگریزوں اور خاک کے ذرّوں اور بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں اور حیوانات کے بالوں اور اُن کی سانسوں اور ان کی حرکات و سکنات کی تعداد کے برابر بھی ہوں گے تو مَیں علیؑ کی دُعا کے سبب بخش دُوں گا۔ پھر حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اے بندگانِ خدا علیؑ کی دُعائیں لینے کی کوشش کرو اور ان کی بد دُعا سے بچو کیونکہ وُہ جس کے لیئے بد دُعا کر دیں گے وُہ ہلاک ہو گا ہر چند مخلوقاتِ خدا کے برابر اس کی نیکیاں ہوں اسیطرح علیؑ جس کے لیئے دُعا کر دیں وُہ سعادتمند ہو گا خواہ اس کے گناہ مخلوقاتِ الٰہی کے برابر ہوں۔

ساتواں معجزہ۔ ایک روز جناب رسولؐ خدا بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک چرواہا کانپتا ہوا آیا۔ حضرتؐ نے دُور ہی سے دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کا قصہ عجیب و غریب ہے۔ جب وُہ حضرتؐ کے قریب آیا آنحضرتؐ نے پُوچھا کہ تیرے خوف کا کیا سبب ہے چرواہے نے کہا یا رسولؐ اللہ میرا معاملہ عجیب ہے۔ میں اپنی گوسفندوں کے درمیان کھڑا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے حملہ کیا اور ایک برہ کو پکڑ لیا۔ میں نے ایک پتھر گوپھن میں رکھ کر اُس بھیڑیئے کو مارا اور برہ اُس سے چھین لیا۔ پھر وُہ دُوسری جانب سے آیا اور ایک گوسفند کو پکڑا میں نے اس کو بھی گوپھن کے ذریعہ چھین لیا یہاں تک کہ چاروں طرف سے اُس نے حملہ کیا اور مَیں نے اُسی طرح اُس کو مارا۔ پھر وُہ پانچویں مرتبہ اپنی مادہ سمیت آیا اور چاہا کہ حملہ کرے اور میں نے اُن دونوں کو پتھر سے مارا آخر وُہ اپنی دُم پر بیٹھ گیا اور بولا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ تو میری روزی سے جو خدا نے مقرر کی ہے مانع ہوتا ہے، کیا مجھے غذا کی ضرورت نہیں ہے؟ مَیں نے کہا کس قدر تعجب کی بات ہے کہ بھیڑیا آدمیوں کی زبان میں گفتگو کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا کیا تُو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو اس سے زیادہ عجیب امر سے آگاہ کروں۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے رسولؐ مدینہ کے دو

پہاڑوں کے درمیان لوگوں کو گزشتہ و آیندہ حالات کی اطلاع دیتے ہیں۔ اور یہودی باوجودیکہ جانتے ہیں کہ وُہ سچے ہیں اور اُن کے اوصاف خدا کی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں کہ وُہ سب سچوں سے زیادہ سچے اور تمام فاضلین سے زیادہ فضیلت والے ہیں مگر ان کی تکذیب کرتے اور انکار کرتے ہیں۔ وُہ اس وقت مدینہ میں ہیں۔ اُن کے پاس ہر درد کی دوا اور شفا ہے۔ اے چرواہے اُنپر ایمان لا تاکہ تُو عذابِ خدا سے ایمن ہو جائے اور مسلمان ہو اور ان کی اطاعت کر تاکہ خدا کے ہمیشہ ہمیشہ کے عقاب سے محفوظ ہو جائے اُس وقت میں نے اُس بھیڑیئے سے کہا کہ تیری باتوں سے مجھ کو تعجب ہے اور اب تجھے روکنے سے شرم کرتا ہوں۔ تو جس گوسفند کو پسند کرے لے جا اور کھالے میں نہ منع کروں گا۔ بھیڑیئے نے کہا، اے بندۂ خدا اپنے پروردگار کی حمد کر کر تجھ کو ان لوگوں میں قرار دیا ہے جو خدا کی نشانیوں سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور اُس کے حکم کو مانتے ہیں۔ لیکن بدترین اشقیا وُہ ہے جو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے آثار و علامات اُن کے بھائی علیؑ کی حقیقت کے بارے میں مشاہدہ کرتا ہے اور جو کچھ آنحضرتؐ اُن کے فضائل خدا کی جانب سے اظہار کرتے ہیں دیکھتا ہے اور اُن کے علم، عمل، زہد اور عبادت کی زیادتی کو جانتا ہے۔ اور اُن کی شجاعت اور ان کا محمدؐ کی مدد اس طرح کرنا کہ کسی نے کسی کی مدد نہ کی ہو گی سمجھتا ہے اور سنتا ہے کہ جناب رسولؐ خدا ان کی محبت اور اُن کے دوستوں سے دوستی اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری کا حکم دیتے ہیں اور آگاہ کرتے ہیں کہ خدا اُن کے مخالفوں کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا باوجود اُن کے ان مراتب کے ان کی مخالفت کرتا ہے اور ان کے حق سے انکار کرتا ہے اور اُنپر ظلم روا رکھتا ہے اور اُن کے دُشمنوں سے دوستی اور ان کے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے۔ اور یہ تمام باتیں سب سے زیادہ عجیب ہیں۔ چرواہا کہتا ہے کہ میں نے کہا اے بھیڑیئے کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے اُس نے کہا اس سے بھی عظیم تر ہو گا۔ بہت جلد وُہ دن آنے والا ہے کہ لوگ اس کو اور اس کے فرزندوں کو قتل کریں گے اور اُن کے اہلِحرم کو قید کریں گے۔ اور ان اعمالِ قبیحہ کے ساتھ مسلمان ہونے کا دعوےٰ کریں گے۔ اس سے زیادہ تعجب انگیز اور غریب تر کوئی امر نہ ہو گا۔ اسی سبب سے خداوند عالم نے مقدر و مقرر فرما دیا ہے کہ ہم بھیڑیئے جہنم میں اُن کو چیریں پھاڑیں گے اور اُنپر عذاب کرنا ہماری خوشی و لذت کا سبب ہو گا اور ان کی تکلیفیں ہمارے سرور و شادمانی کا باعث ہوں گی۔ مَیں نے کہا اگر دوسروں کی بھیڑیں میرے پاس امانت نہ ہوتیں تو البتہ میں اسی وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تاکہ آپؐ سے ملاقات کروں۔ بھیڑیئے نے کہا اے بندۂ خدا حضرتؐ کی خدمت میں جا اور بھیڑوں کو مجھ پر چھوڑ دے۔ میں ان کو چراؤں گا۔ میں نے کہا مجھے تیری امانتداری پر کیونکر بھروسا ہو۔ اُس نے کہا وُہ خدا جس نے مجھے تیری ہدایت کے لیئے گویا کیا اُنکی حفاظت پر مجھے قوی اور امین بنائے گا۔ کیا تُو محمدؐ پر ایمان نہیں لایا اور تُو نے ان کی اطاعت نہیں کی؟ اُن معاملات میں جو کچھ وُہ خدا کی جانب سے اپنے بھائی علیؑ کے بارے میں خبر دیتے ہیں۔ لہٰذا تُو جا میں تیری طرف سے گوسفندوں کی حفاظت کرتا ہوں۔ اور خداوندِ عالم اور ملائکہ میری حفاظت کریں گے اس لیئے کہ ولیٔ خدا علیؑ کے دوست کی خدمت کر رہا ہوں۔ غرض یا رسولؐ اللہ اپنے گوسفندوں کو اُن دونوں بھیڑیوں

کے سپرد کر کے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اُس وقت حضرتؐ نے اپنے اصحاب کی جانب دیکھا کہ بعض اس کی تصدیق کرنے میں شاد و خرم ہیں اور بعض اس گفتگو کو غلط سمجھتے ہوئے اور اس میں شک کرتے ہوئے مُنہ بنائے ہوئے ہیں۔ اور منافقین پوشیدہ طور سے آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ نے اس مرد سے سازش کی ہے تاکہ کمزور اور جاہلوں کو فریب دے۔ چونکہ آنحضرتؐ وحیٔ الٰہی کے ذریعہ ان کی باتوں پر مطلع ہو گئے تو مسکرائے اور فرمایا اگر تم نے چرواہے کی بات پر شک کیا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وُہ سچا ہے اور عالمِ ارواح میں جو میرے ساتھ تھا اس کو بھی یقین ہے اور وُہ آیندہ بھی دار القرار میں نہر ہائے حیات میں میرے ساتھ ہوگا، اور نیک لوگوں کو بہشت میں لے جانے میں میرے پیچھے پیچھے ہوگا۔ اُس کا نور میرے نور کے ساتھ اصلاب پاکیزہ اور ارحام طیبہ میں اور میرے ساتھ مدارج عالیہ و فضل میں سیر کرتا رہا۔ اور خلعتہائے علم و حلم و عقل جو مجھے پہنائے گئے وُہ سب اُسے بھی پہنائے گئے۔ وُہ میرے نور کا جزو ہے۔ اکتساب فضائل و مناقب میں میرا مثل ہے یعنی علیؑ بن ابی طالب جو صدیقِ اکبر اور ساقیٔ حوضِ کوثر ہے، اور فاروقِ اعظم و سیدِ اکرم ہے۔ اس کی محبت اور عداوت حلالی و حرامی کی کسوٹی ہے اور اس کی ولایت مومنوں کا وعدہ اور ذخیرہ ہے۔ میرے دین کا قائم کرنے والا، میرے علوم کا سکھانے والا۔ لڑائیوں میں جری ہے دُشمنوں کے لئے شیر ہے اسلام و ایمان میں سابق ہے اور حصولِ خوشنودیٔ خدا میں سب سے آگے ہے۔ ظلم و سرکشی کی جڑوں کا اُکھیڑنے والا، اپنی شافی حجتوں کے ذریعہ اہلِ بہتان کے عذرات کو قطع کرنے والا ہے۔ خدا نے اس کو میرے کان، آنکھ اور ہاتھ کے مثل بنایا ہے اور اس کو میرا معین و مددگار قرار دیا ہے۔ جبکہ وُہ میرا موافق ہے تو میں دوسروں کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا۔ اور جب وُہ میری مدد کرنے والا ہے تو دوسروں کی آزار رسانی کا مجھے اندیشہ نہیں۔ اور جب وُہ میری ہمنوائی کرتا ہے تو دوسروں کی روگردانی کا مجھے غم نہیں۔ خدا اُس سے اور اُس کے دوستوں سے بہشت کی زینت فرمائے گا اور اس کے دشمنوں سے جہنم کو بھر دے گا۔ میری اُمت میں کسی کو اُس کے مرتبہ کی خواہش جائز نہیں۔ چونکہ چرواہے کے بیان سے اس کا چہرہ نورِ ایمان سے منور اور روشن ہو رہا ہے دوسروں کے مُنہ بگاڑنے کی مجھے کیا پروا ہے۔ اور چونکہ اُس کی محبت میرے لیئے خالص ہے دوسروں کے مُنہ پھیرنے کا مجھے کیا غم۔ وُہ جس کے بارے میں میں نے یہ بیان کیا ہے علی بن ابی طالب ہے کہ اگر جمیع اہلِ آسمان و زمین کافر ہو جائیں بیشک خدا اس دین کی تنہا اُسی سے مدد کرے گا۔ اور اگر تمام خلقِ خدا دشمن ہو جائے تو وُہ تنہا سب کے مقابلہ کھڑا ہوگا اور دینِ پروردگار کی اعانت اور طریق ابلیسِ لعین کے باطل کرنے میں اپنی جان کی بازی لگا دے گا۔ اے منافقو اور شک کرنے والو آؤ اس چرواہے کے گلّے کو چل کر دیکھیں۔ تم اپنی آنکھوں سے اُن دونوں بھیڑیوں کو دیکھو تاکہ اُس کی گفتگو کی صداقت تم پر ثابت ہو جائے۔ غرض آنحضرتؐ مہاجرین و انصار کے گروہ کے ساتھ اُس چرواہے کے ہمراہ چلے۔ جب اُس مقام پر پہنچے دونوں بھیڑیوں کو دیکھا کہ گلّے کے گرد گھوم رہے ہیں اور اُن بھیڑوں بکریوں کی حفاظت کر رہے ہیں، تو حضرتؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر ظاہر کر دوں کہ ان دونوں بھیڑیوں کی گفتگو سے ان کی غرض سوائے

اس کے کچھ نہ تھی کہ میری فضیلت ظاہر کریں۔ لوگوں نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے گرد حلقہ کر لو تاکہ بھیڑیئے مجھے نہ دیکھیں۔ اُن لوگوں نے حضرتؐ کو گھیر لیا تو حضرتؐ نے چرواہے سے فرمایا کہ اُس بھیڑیئے سے کہے کہ جس محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا تم نے ذکر کیا ہے اس جماعت میں کون ہیں۔ یہ سُنتے ہی بھیڑیئے آئے اور راستہ کشادہ کر کے حلقہ میں داخل ہوئے اور حضرتؐ کے پاس پہنچے تو کہا السّلام علیک یا رسُول اللہ اے بہترین خلقِ خدا۔ پھر پیشانیوں کو حضرتؐ کے قدموں پر ملنے لگے۔ اور عرض کی ہم لوگوں کو آپؐ کی طرف دعوت دینے والے ہیں، اور ہم نے اس چرواہے کو آپؐ کے بارے میں اطلاع دی ہے اور اس کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ پھر حضرتؐ منافقوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کافروں اور منافقوں کے لیئے اور کوئی عذر نہیں رہا۔ اب تم لوگوں کو میرے بارے میں چرواہے کی سچائی کا یقین ہوا۔ کیا چاہتے ہو کہ علیؑ کے بارے میں اس کی صداقت بھی معلوم کرو۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسولؐ اللہ۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا علیؑ کے گرد حلقہ کر لو۔ لوگوں نے علیؑ کو بھی گھیر لیا۔ تو حضرتؐ نے بھیڑیوں سے فرمایا جس طرح تم نے میرا نشان بتایا علیؑ کو بھی پہچان کر دکھاؤ تاکہ یہ گروہ سمجھے کہ جو کچھ تم نے اُن کی شان میں بیان کیا ہے حق ہے۔ تو وُہ بھیڑیئے آئے اور لوگوں کے حلقہ کو توڑ کر جناب امیرؑ کے پاس پہنچے اور حضرتؑ کے قریب خاک پر اپنے مُنہ رکھ کر بولے السّلام علیک اے کرم و سخا کے معدن اور عقل و ذکا کے مخزن اور صحیفہ ہائے سابقہ کے جاننے والے اور محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصی! السّلام علیک اے وُہ کہ آپؑ کے دوستوں کو خدا نے سعادت مند گردانا اور آپؑ کے دشمنوں کو ابدی بدنصیب قرار دیا، اور آپ کو اولادِ محمدؐ کا سردار بنایا۔ السّلام علیک اے وُہ کہ اگر اہلِ زمین اُسیطرح آپ کو دوست رکھیں جس طرح اہلِ آسمان دوست رکھتے ہیں، بلاشبہ نیک اور بلند مرتبہ ہو جائیں۔ اے وُہ ذات کہ اگر کوئی زمین سے عرش تک راہِ خدا میں صرف کر دے اگر ایک ذرہ آپؑ کی طرف سے اُس کے دل میں بغض ہو تو سوائے قہرِ خدا اور عذابِ ابدی کے کچھ نہ پائے۔ اُس وقت صحابہ کو بہت تعجب ہوا اور کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ حیوانات بھی علیؑ کے اس قدر محب اور مطیع ہیں۔ جناب سرورِ عالم نے فرمایا تم نے ایک حیوان کی اطاعت دیکھی اور تعجب کرتے ہو اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اگر ان کی عزّت و منزلت تمام حیوانات، دریا و صحرا اور فرشتگانِ زمین و آسمان اور ملائکہ کرسی و عرش اعلےٰ کے نزدیک دیکھو۔ واللہ میں نے سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک آسمان پر علیؑ کی صورت دیکھی جس کو خدا نے فرشتوں کے شوقِ زیارت کے سبب سے خلق فرمایا ہے میں نے دیکھا کہ فرشتے اُس شبیہ کے نزدیک اِن دونوں بھیڑیوں سے زیادہ تذلل اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور کیونکر اُن کے لیئے فرشتے اور صاحبانِ عقل اظہارِ عجز و انکساری نہ کریں جبکہ خداوند علی اعلےٰ نے اپنی ذاتِ مقدس کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص بھی علیؑ کے نزدیک بال برابر بھی تواضع کرے گا ایک لاکھ سال کی راہ کے برابر بہشت میں اُس کا درجہ بلند فرمائے گا اور یہ تواضع جو تم دیکھ رہے ہو علیؑ کی جلالتِ قدر کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

آٹھواں معجزہ:۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں تشریف لائے خطبہ و موعظہ فرماتے وقت

ایک درختِ خرما کے تنہ سے پُشت لگا لیا کرتے تھے جو مسجد میں تھا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ لوگ زیادہ ہو گئے ہیں اور سب چاہتے ہیں کہ خطبہ کے وقت حضورؐ کو دیکھیں۔ اگر اجازت ہو تو آپؐ کے لیئے ایک منبر تیار کریں جس کے کئی زینے ہوں تاکہ وقتِ خطبہ اُس منبر پر آپؐ تشریف فرما ہوں اور ہر شخص آپؐ کو دیکھ سکے۔ حضرتؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ منبر تیار ہوا۔ جمعہ کے روز حضرتؐ مسجد میں تشریف لائے اُس ستونِ خرما سے گزر کر منبر پر تشریف لے گئے تو وُہ ستون اس طرح فریاد و نالہ کرنے لگا جیسے ماں اپنے بچے کے لیئے روتی ہے جو مر گیا ہو۔ اُس کے رونے سے تمام اہل مسجد رونے لگے۔ یہ دیکھ کر وُہ پیغمبرؐ رؤف و رحیم منبر سے نیچے آئے اور اُس ستونِ خرما کو پیار سے لپٹا لیا۔ اُس پر ہاتھ پھیرا تو اس کو تسکین ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں نے تیری حقارت و ذلت کے اظہار کے لیئے ایسا نہیں کیا بلکہ چاہا کہ خدا کے بندوں کی اصلاح کامل تر ہو جائے۔ تیری قدر و منزلت کبھی زائل نہ ہو گی کیونکہ تُو تکیہ گاہِ محمدؐ رہا ہے یہ سُنکر اُس کا نالہ اور اُس کی گریہ وزاری بند ہوئی۔ پھر حضرتؐ رونق افروزِ منبر ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو! یہ ستونِ چوبین رسولؐ رب العالمین کی جدائی سے فریاد و نالہ کرنے لگا۔ لیکن بندوں میں ایسے بھی ستمگار ہیں جو رسُولؐ خدا کی دُوری اور نزدیکی سے پروا نہیں کرتے اگر میں اِس تنہ کو گود میں نہ لیتا اور اُس پر ہاتھ نہ پھیرتا وُہ روزِ قیامت تک ساکت نہ ہوتا۔ یقیناً خدا کے بعض بندے اور اس کی بعض کنیزیں ہیں جو مفارقت رسولؐ خدا و علیؑ مرتضےٰ سے اس ستون کے مثل نالہ و فریاد کرتے ہیں۔ اور مومن کے لیئے یہی کافی ہے کہ اُس کا دل محمدؐ و علیؑ اور ان کی پاکیزہ ذریت کی محبت میں اُلجھا ہے۔ سیّدؐ المرسلین کی جدائی میں اس ستونِ چوبین کا اضطراب تم نے دیکھا اور جب مَیں نے اُس کو لپٹا لیا تو کس طرح ساکت ہو گیا۔ لوگوں نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے سچائی کے ساتھ خلق کی جانب بھیجا ہے کہ محبان و معتقدان محمد و آل محمد علیہم السّلام اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری چاہنے والوں کے اشتیاق میں بہشت کے خزینہ داروں، حوروں، غلمانوں، بہشت کے قصور اور باغوں کا نالہ اس ستون کے نالہ و فریاد اور اشتیاق سے کہیں زیادہ ہے اور شیعیانِ علیؑ کا محمدؐ و آلِؑ محمدؐ پر درُود بھیجنا، نماز نافلہ پڑھنا، روزہ رکھنا اور صدقہ دینا اُن کو تسکین دیتا ہے اور شیعیانِ علیؑ کے آپس میں ایک دُوسرے کی مدد اور احسان کرنے کی خبر ان کی تسلی و تشفی کا باعث ہوتی ہے اور وُہ آپس میں کہتے ہیں کہ جلدی مت کرو کہ تمہارا مالک اِسی سبب سے دیر سے تمہارے پاس آئے گا کہ برادر مومن کے ساتھ نیکی کرنے کی وجہ سے بہشت میں اُس کے درجات اور بلند ہوں اور سب سے زیادہ اُن کی تشفی و تسکین کا باعث یہ ہوتا ہے کہ حق تعالےٰ اُن کو آگاہ فرماتا ہے کہ تمہارے ساکنین یعنی شیعیان محمدؐ و آلِ محمدؐ دشمنوں اور ناصبوں کے دستِ ظلم میں گرفتار ہیں۔ ان کے مظالم کے سبب سے سخت تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں اُن کے ساتھ تقیہ میں بسر کر رہے ہیں اور ان کی سختیوں پر صبر کر رہے ہیں۔ اس وقت وُہ کہتے ہیں ہم بھی اُن کی مفارقت پر صبر کرتے ہیں جس طرح وُہ اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کے حق میں نامناسب باتیں سُنکر صبر کرتے ہیں اور اپنے غصّہ کو برداشت کرتے ہیں۔ اور

اظہارِ حق سے باز رہتے ہیں جس وقت کہ اُس گروہ کے مظالم دیکھتے ہیں جس کے دفع پر قادر نہیں ہوتے۔ اس وقت ہمارا پروردگار ان کو ندا دیتا ہے کہ اے میرے جنت کے ساکنو اور اے میری رحمت کے خزینہ دارو! تمہارے شوہروں مالکوں اور دوستوں کو تمہارے پاس لانے میں مَیں نے بخل کے سبب تاخیر نہیں کی ہے بلکہ اس لیئے کہ وُہ میری رحمت و کرامت میں سے اپنا حصّہ اپنے برادرانِ مومن کیساتھ نیکی و احسان کرکے کامل کر لیں اور کمزوروں کی فریاد رسی اور مظلوموں کی داد رسی اور تقیہ کے ساتھ فاسقوں اور کافروں کے ظلم پر صبر کے ذریعہ حاصل کر لیں۔ جب وُہ ان اعمالِ حسنہ کے سبب میری عظیم کرامتوں اور رحمتوں کے مستحق ہو جائیں تو اُن کو تمہاری طرف بہترین احوال میں منتقل کر دوں گا لہذا تم کو خوشخبری ہو۔ جب یہ ندا ان کو پہنچتی ہے تو اُن کا نالہ و گریہ ساکن ہو جاتا ہے۔

نواں معجزہ۔ جس وقت پیغمبرؐ نے مدینہ میں اسلام کی اشاعت کی عبداللہ بن ابی کو آنحضرتؐ کے ساتھ شدید حسد ہوا تو اُس نے ایک مکر یہ کیا کہ اپنے گھر میں کنوّاں کھودا اور اُس کے اندر نیزے تلواریں چھریاں زہر میں بجھا کر نصب کر دیں اور اُس کنویں پر فرش بچھایا اور آنحضرتؐ کو دعوت میں اپنے گھر بلایا تاکہ حضرتؐ اُس فرش پر بیٹھیں اور کنویں میں گر جائیں؛ اور ایک گروہ کو ننگی تلواریں دے کر حجرہ میں چھپایا تاکہ جب آنحضرتؐ کنویں میں گر جائیں تو علیؑ اور آنحضرتؐ کے اصحاب کو جو آپؐ کے ہمراہ ہوں قتل کر دیں اور کھانا بھی ایسا تیار کیا تھا جس میں سراسر زہر ہی ملا ہوا تھا تاکہ اگر وُہ تدبیر کارآمد نہ ہو تو کھانے سے ہلاک ہو جائیں۔ اُدھر آنحضرتؐ پر جبریلؑ نازل ہوئے اور اُس کی تدبیریں تمام حضرتؐ سے بیان کر دیں اور کہا حق تعالےٰ آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ جس جگہ وُہ کہے وہیں بیٹھیے گا اور ہر وُہ طعام جو وُہ لائے اُن میں سے کھائیے گا۔ تاکہ آپؐ کے معجزات اور آثار اس پر ظاہر ہوں اور جنہوں نے آپؐ کے قتل کی سازش کی ہے ان میں سے اکثر ہلاک ہوں۔ غرض حضرتؐ اُس منافق کے گھر تشریف لے گئے، اور اُسی کنویں کے فرش پر بیٹھے اور صحابہ آپؐ کے گرد بیٹھے، اور کوئی بقدرتِ خدا اُس میں نہ گرا۔ یہ دیکھ کر ابن ابی کو حیرت ہوئی۔ جب اُس نے غور سے دیکھا تو کنویں پر کی زمین آنحضرتؐ کے اعجاز سے سخت ہو گئی ہے۔ غرض زہر آلود غذائیں حضرتؐ کے سامنے لائی گئیں۔ جب حضرتؐ نے چاہا کہ اُن کھانوں کی طرف ہاتھ بڑھائیں تو علی علیہ السّلام سے فرمایا کہ وُہ تعویذ نافع ان کھانوں پر پڑھو جناب امیرؑ نے یہ دُعا پڑھی:۔

بسم اللہ الشافی بسم اللہ الکافی بسم اللہ المعافی بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ ولا داء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ پھر حضرتؐ نے اور جناب امیرؑ اور اصحاب آنحضرتؐ نے وُہ کھانے سیر ہو کر کھائے اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عبداللہ ابن ابی نے جو دیکھا کہ کھانے سے اُن پر کچھ اثر نہیں ہوا تو کہا کہ غلطی سے ان کھانوں میں زہر نہیں ملایا گیا۔ یہ سمجھ کر اپنے خاص دوستوں کو باقی ماندہ کھانا کھلایا۔ اور دختر عبداللہ بن ابی جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کھانوں میں یہ حرکتیں کی تھیں آئی اور یہ دیکھ کر کہ کنویں پر کی زمین سخت ہو گئی ہے اُسی پر بیٹھی اور من حفر بئراً لاخیہ وقع فیہ (جس نے اپنے بھائی کے لیئے کنواں کھودا وُہ خود اس میں گرا) کے مطابق اُس کنویں

میں گر گئی اور واصلِ جہنم ہوئی اور نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عبداللہ بن ابی نے اس گروہ کو اس لڑکی کی شادی میں طلب کیا تھا۔ عبداللہ نے اپنے گھر والوں کو تاکید کی کہ یہ حال کسی سے نہ کہیں ورنہ وُہ رُسوا ہوگا۔ پھر اُس کے اصحاب نے جو کھانے کھائے تو سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ غرض جب عبداللہ بن ابی حضرتؐ کی خدمت میں آیا تو آپؐ نے اس کی لڑکی اور اُس کے دوستوں کے مرنے کا سبب پُوچھا۔ اُس نے کہا لڑکی کوٹھے پر سے گر پڑی، اور اُن لوگوں نے کھانا زیادہ کھا لیا اس سبب سے ہلاک ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وُہ سب کیونکر ہلاک ہوئے۔

دسواں معجزہ۔ ایک روز آنحضرتؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ فرمایا کہ اس وقت تو شہد اور روغن سے تیار کیا حریرہ کھانا چاہتا ہوں۔ حضرت علیؑ نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں جو حضرتؐ چاہتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے جناب ابوبکرؓ سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو عرض کی برہ کی بریاں تہی گاہ۔ اور حضرت عمرؓ و عثمانؓ سے پوچھا تو وُہ بولے کہ برّہ کا سینہ بھنا ہوا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا آج کون مومن رسُولؐ خدا اور اُن کے اصحاب کی ضیافت کرتا ہے؟ عبداللہ بن ابی نے سوچا کہ آج محمدؐ اور ان کے اصحاب کے بارے میں مکر و فریب کروں گا اور لوگوں کو ان کے شر سے نجات دلاؤں گا۔ یہ سوچ کر کھڑا ہو گیا اور بولا یا رسُولؐ اللہ آپ لوگوں نے جن چیزوں کی خواہش کی ہے وُہ سب میرے یہاں مہیا ہے۔ میں آپ لوگوں کی ضیافت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے گھر گیا اور حریرہ اور بکری کے بچہ کا گوشت پکایا اور ہر ایک میں بہت زیادہ زہر ملا دیا۔ پھر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی چلیئے سب سامان تیار ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا کن لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر چلوں؟ اس نے کہا علیؑ، سلمانؓ، مقداد، ابوذر اور عمار کو ساتھ لے لیجئے۔ تو حضرتؐ نے کہا ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ نہ چلیں؟ اُس نے کہا نہیں کیونکہ یہ لوگ نفاق میں اُس کے شریک تھے۔ وُہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ لوگ ہلاک ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں مہاجر و انصار کے گروہ کے بغیر دعوت نہیں کھایا کرتا۔ عبداللہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ کھانا کم ہے۔ پانچ آدمیوں سے زیادہ کے لیئے کافی نہیں ہو سکتا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے جناب عیسٰیؑ پر خوان نازل کیا جس میں چند مچھلیاں اور چند روٹیاں تھیں۔ لیکن اُس نے اس میں اس قدر برکت عطا فرمائی، کہ چار ہزار تین سات سو افراد نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ اُس نے کہا بہتر ہے لے چلیئے آپؐ کو اختیار ہے۔ حضرتؐ نے اعلان فرمایا کہ اے گروہِ مہاجرین و انصار آؤ عبداللہ بن ابی کی ضیافت میں شرکت کرو۔ یہ سُنکر ستر ہزار آٹھ سو صحابہ آنحضرتؐ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اُس منافق نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا کروں؟ میں تو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو ان کے چند مخصوص رفیقوں کے ساتھ ہلاک کرنا چاہتا تھا سب کو مار ڈالنے کا قصد نہیں رکھتا۔ پھر منافقوں کو حکم دیا کہ سب ہتھیار سے آراستہ ہو جائیں تاکہ جب آنحضرتؐ زہر سے ہلاک ہو جائیں اور آپؐ کے اصحاب اُن کا انتقام لینا چاہیں تو اُن سے جنگ کی جا سکے۔ غرض جب حضرتؐ اس کے گھر پہنچے تو اس نے ایک چھوٹے مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا یا رسولؐ اللہ آپ، علیؑ، سلمان، مقداد اور عمار اس مکان میں تشریف رکھیں اور باقی اصحاب تمام دوسرے حجروں اور گھر کے صحن اور گلی میں ٹھہریں گے۔ جو لوگ کھانا کھا لیں گے واپس چلے جائیں گے، ان کی جگہ پر دوسرے لوگ بیٹھ جائینگے

حضرتؐ نے فرمایا جو ذات کھانے میں برکت عطا کر سکتی ہے وُہ مکان تنگ کو بھی کشادہ کر سکتی ہے لہٰذا آپؐ نے سبکو اپنے ساتھ لیا اور اُس مکان میں داخل ہو گئے۔ اصحاب آپؐ کے گرد حلقہ کر کے بیٹھے یہانتک کہ تمام اشخاص اُس میں بیٹھ گئے۔ عبداللہ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا کھانا لاؤ۔ اُس نے برۂ بریاں اور حریرہ لا کر سامنے رکھ دیا اور کہا یا رسولؐ اللہ پہلے آپؐ اور علیؑ کھائیں پھر آپؐ کے مخصوص اصحاب کھائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے میرے اور علیؑ کے درمیان مطلق جُدائی نہیں رکھی ہے۔ مجھ کو اور اس کو ایک نُور سے پیدا کیا اور ہمارے نور کو اہل زمین و آسمان اور اہل حجب و اہل بہشت پر پیش کیا اور ہمارے واسطے عہد و پیمان لیا کہ ہمارے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن رہیں گے۔ جنکو ہم دوست رکھیں گے وُہ بھی دوست رکھیں گے جن لوگوں کو ہم دشمن رکھیں گے وُہ بھی دشمن رکھیں گے۔ ہمیشہ میرا اور علیؑ کا ارادہ ایک رہا ہے۔ جو میں نے چاہا علیؑ نے بھی چاہا۔ مجھے اُس سے خوشی و مسرت ہوتی ہے جس سے علیؑ شاد ہوتے ہیں اور مجھ کو اس بات سے اذیت و تکلیف پہنچتی ہے جس بات سے علیؑ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اے عبداللہ علیؑ میرے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ عبداللہ نے کہا ایسا ہی ہوگا بہتر ہے۔ اور دل میں کہا کہ علیؑ جس قدر جلد ہلاک ہو جائیں میرے حق میں بہتر ہے تاکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے بعد وُہ ہم لوگوں پر تلوار کھینچ کر حملہ آور نہ ہوں کیونکہ ہم اُن سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے ہیں۔ غرض جناب رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ نے کھانا کھایا، اور سیر ہو گئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کھانا گھر کے بیچ میں رکھ دو کہ سب لوگ کھائیں۔ عبداللہ نے کہا، یا رسولؐ اللہ ہر ایک کا ہاتھ کیونکر کھانے تک پہنچے گا؟ حضرتؐ نے فرمایا جس خدا نے گھر میں کشادگی پیدا کر دی وہی اُن کو لمبا کر دے گا۔ غرض تمام صحابہ نے ہاتھ بڑھایا اور طعام کھا کر سیر ہوئے اور ہڈیاں خوان میں چھوڑ دیں۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے اپنا رومال اُس پہ ڈھانک دیا اور فرمایا اے علیؑ اس حریرہ کو اس پر اُنڈیل دو تاکہ سب لوگ کھائیں۔ پھر وُہ حریرہ بھی سب نے کھایا۔ اور کہا یا رسولؐ اللہ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے بعد دُودھ بھی پئیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارا پیغمبرؐ خدا کے نزدیک جناب عیسٰیؑ سے زیادہ بلند مرتبہ ہے۔ جس طرح خدا نے عیسٰیؑ کے واسطے مردوں کو زندہ کیا تمہارے پیغمبرؐ کے لیئے بھی زندہ کرے گا۔ پھر آنحضرتؐ نے اپنا رومال اُن ہڈیوں پر پھیلا دیا اور دُعا کی کہ پالنے والے جس طرح تُو نے اس جانور میں برکت عطا کی اور ہم سبکو اس کے گوشت سے سیر کیا اُسیطرح پھر اس میں برکت عطا فرما۔ اور ایسا کر کہ ہم سب اس کے دودھ سے بھی سیر ہوں۔ ساتھ ہی اس دُعا کے بقدرتِ الٰہی اُن ہڈیوں پر گوشت پیدا ہوا اور وُہ بکری حرکت میں آئی اور زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور اُس کا تھن دُودھ سے بھر گیا حضرتؐ نے فرمایا مشک اور مٹکے لاؤ۔ لوگ جیسے جیسے مشک وغیرہ لاتے رہے دودھ سے بھرتا جاتا تھا یہانتک کہ تمام لوگ اس دُودھ سے سیر ہو گئے۔ اس وقت حضرتؐ نے فرمایا اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری اُمت گمراہ ہو جائے گی اور اس کو بنی اسرائیل کے گوسالہ کے مانند پوجنے لگے گی، تو بیشک میں اس کو زندہ چھوڑ دیتا تاکہ زمین پر چلے پھرے اور گھاس چرے۔ پھر فرمایا کہ خداوندا اس کو مثل سابق ہڈیاں

کردے۔ اُس کے بعد آنحضرتؐ مع اصحاب کے اُس منافق کے گھر سے واپس آئے۔ صحابہ آپس میں مکان کے کشادہ ہونے اور تھوڑے کھانے میں زیادتی و برکت ہونے اور اُس کے زہر کے دفع ہونے کا تذکرہ کر رہے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے اِس حال کے مشاہدہ سے یاد آگئیں وُہ نعمتیں جو خداوند عالم بہشت کے باغوں میں شیعوں کے درجات اور جنت عدن و جنتِ فردوس میں زیادہ سے زیادہ عطا فرمائے گا مثل محور و قصور اور بہتر سے بہتر نعمتیں جنکے مقابلہ میں تمام دُنیا اور اس کی نعمتیں صحرا کی ریت کے مثل ہونگی۔ اور بیشتر ایسا ہوگا کہ ایک مومن کا بہشت میں مکان ہوگا جو اپنے مفلس برادر مومن کے لیئے دنیا میں تواضع و انکساری کرتا ہے اور اُس کو عزیز رکھتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے اور اس کو نہیں چھوڑتا کہ دوسروں کے آگے سوال کر کے اپنی عزت ضائع کرے تو خداوند عالم اُس کی منزل کو اسی طرح جیسا کہ تم نے اس مکان کو وسیع و کشادہ ہوتے ہوئے دیکھا اُس کے اعمال حسنہ اور قوت ایمان کے مطابق وسیع و کشادہ کردے۔ وُہ جس قدر اپنے برادر مومن کے ساتھ احسان زیادہ کرے گا اسی قدر اُس کی منزل میں وسعت اور اُس کی نعمتوں میں زیادتی ہوگی اور اس زہر آلود طعام کی مثال مومن کے لیئے دنیا میں صبر کرنا اور تقیہ کے ساتھ مخالفوں کی ایذا رسانی پر اپنے غیظ و غضب کے گھونٹ پینا ہے کیونکہ خداوند عالم اُن زہر آلود گھونٹوں کو عقبےٰ کی راحت اور بہشت میں بے انتہا نعمتوں کے حصول کا سبب قرار دیتا ہے اور جنت میں اُن سے خطاب کرے گا کہ تم کو یہ لذتیں اور راحتیں اُن آزار و تکلیف کے سبب مبارک ہوں جو تم کو دنیا میں مخالفوں سے پہنچیں اور تم نے تقیہ کیا اور صبر کیا اس لیئے یہ نعمتیں خدا نے تم کو کرامت فرمائیں

سولہواں (۱۶) باب

اُن معجزات کا بیان جو اجرام سماویہ اور بلند آثار سے متعلق ہیں اور ان کی چند قسمیں ہیں

پہلا معجزہ چاند کا ٹکڑے ہونا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (پ ۲۷ آیات ۲،۱ سورۃ القمر) یعنی قیامت نزدیک آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ اور اگر وُہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کھلا ہوا عظیم سحر ہے۔ مفسران خاصہ و عامہ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں اُس وقت نازل ہوئیں جبکہ قریش نے آنحضرتؐ سے معجزہ طلب کیا اور حضرتؐ نے چاند کی طرف اشارہ فرمایا اور وُہ دو ٹکڑے ہوگیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ چودہ (۱۴) منافقین جنہوں نے چاہا تھا کہ عقبہ میں حضرتؐ کو ہلاک کریں حضرتؐ کے پاس ذی الحجہ کی چودھویں شب کو آئے اور کہا کہ ہر پیغمبر کا کوئی نمایاں اور واضح معجزہ ہوتا ہے۔ آج ہم آپؐ سے ایک بڑا معجزہ چاہتے ہیں۔ حضرتؐ نے پُوچھا وُہ کیا؟ وُہ بولے اگر آپؐ خدا کے نزدیک گرامی قدر ہیں تو چاند کو حکم دیجیئے کہ دو ٹکڑے ہو جائے۔ اُس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی خداوند عالم درود و سلام کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے تمام چیزوں کو آپؐ کا مطیع و فرمانبردار بنایا ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چاند کو حکم دیا کہ دو ٹکڑے ہو جا، وُہ فوراً دو ٹکڑے ہوگیا۔ یہ دیکھتے ہی آنحضرتؐ سجدہ میں جُھک گئے۔ اور ہمارے شیعہ بھی سجدہ میں گر پڑے۔ جب آنحضرتؐ نے سجدہ سے سر اُٹھایا تو منافقین نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اب حکم دیجیئے کہ چاند اپنی حالت پر ہو جائے۔ حضرتؐ نے حکم دیا وُہ پھر مکمل چاند ہوگیا۔ پھر اُن سبھوں نے کہا کہ اب حکم دیجیئے کہ ایک طرف سے شق ہو جائے اور دُوسری طرف سے اپنی حالت پر باقی رہے حضرتؐ نے حکم فرمایا تو ایسا ہی ہوا۔ حضرتؐ نے اور شیعوں نے پھر سجدۂ شکر ادا کیا۔ منافقوں نے کہا کہ اچھا ہمارے جو لوگ سفر میں ہیں شام و یمن سے واپس آئیں تو ہم اُن سے پوچھیں گے۔ اگر انہوں نے بھی چاند کو اسیطرح ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے تو ہم باور کریں گے ورنہ سمجھیں گے کہ آپؐ نے جادو کیا ہے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل کیں۔ عامہ نے چاند کے ٹکڑے ہونے کی حدیث بہت سے صحابہ سے روایت کی ہے جیسے ابن مسعود، انس، حذیفہ، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس اور جبیر بن مطعم اور سب ہی نے بیان کیا ہے کہ شقِ قمر مکہ میں واقع ہوا۔ جبیر کہتے ہیں کہ جب قریش کے اعزا سفر سے واپس آئے اور اُن سے لوگوں نے پوچھا تو ان سب نے کہا کہ ہم نے بھی اُسی رات دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا تھا اور پھر باہم مل گیا۔ ابن مسعود کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے کوہ حرا کو دیکھا کہ وُہ چاند کے دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں تھا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا کہ یہ جادو ہے۔ دوسرے شہروں میں آدمی بھیج کر دریافت کرنا چاہیئے تو لوگوں نے معلوم کر کے بتایا کہ تمام دوسرے شہروں کے لوگوں نے بھی اُس رات چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو کفار کہنے لگے کہ یہ ایسا جادو تھا کہ تمام شہروں میں پھیل گیا

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ ایک رات آنحضرتؐ حجرِ اسمٰعیلؑ کے پاس بیٹھے تھے اور کفارِ قریش اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ محمدؐ کے معاملہ نے تو ہم کو عاجز کر دیا ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اُن کے بارے میں ہم کیا کہیں۔ بعض بولے کہ جادو آسمان میں کام نہیں کرتا۔ آؤ چلیں اُن سے کہیں کہ کوئی آسمانی معجزہ دکھاؤ۔ غرضکہ وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا اے محمدؐ یہ معجزات جو آپ ہم کو دکھاتے ہیں اگر جادو نہیں ہیں تو کوئی علامت آسمانی دکھائیے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جادو آسمان میں اثر نہیں کرتا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس چاند کو دیکھتے ہو چودھویں رات کا ہے۔ اگر تم کہو تو ہم تم کو چاند کا معجزہ دکھائیں۔ وُہ بولے ہاں دکھاؤ۔ حضرتؐ نے اپنی معجز نما انگشت سے چاند کی طرف اشارہ کیا وُہ فوراً دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک حصہ کعبہ پر آیا اور ایک حصہ کوہِ ابو قبیس پر گرا۔ یہ دیکھ کر اُنہوں نے کہا ان ٹکڑوں کو

بدستور ملا دیجئے۔ حضرتؐ نے پھر اشارہ کیا وُہ دونوں ٹکڑے اپنے مقام سے ہوا میں اُٹھے اور ایک دُوسرے سے مل گئے اور اپنی جگہ پر چاند جاکر ٹھہر گیا۔ جب اُن کفار نے یہ معجزہ دیکھا کہنے لگے کہ چلو محمدؐ کا جادو آسمان و زمین میں یکساں جاری ہے۔ دُوسری روایت میں ہے کہ چاند عصر سے شام تک کے درمیان دو ٹکڑے رہا اور کفار دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ قائم رہنے والا جادو ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السّلام سے بسند معتبر روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے اعجاز سے چاند دو ٹکڑے ہوُا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ گواہ رہنا۔

دُوسرا معجزہ: آفتاب کا پلٹنا: علمائے خاصہ و عامہ نے بہت سی سندوں کے ساتھ اسماء بنت عمیس وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا نے جناب امیرؑ کو کسی کام سے بھیجا۔ نمازِ عصر کا وقت آیا، آپؐ نے نماز ادا کی۔ حضرت علیؑ نے نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی۔ جب آئے تو رسُولِ خدا اپنا سر حضرت علیؑ کی گود میں رکھ کر لیٹ گئے۔ اسی اثنا میں حضرتؐ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی۔ حضرتؐ نے اپنا سر ایک کپڑے سے لپیٹ لیا اور وحی سُننے لگے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ جب وحی کا سلسلہ ختم ہوُا تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم نے نماز پڑھ لی؟ عرض کی نہیں یا رسُولؐ اللہ میں نہیں پڑھ سکا کیونکہ آپؐ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ اس وقت پیغمبرِ خدا نے دعا کی پالنے والے علیؑ تیری اور تیرے پیغمبرؐ کی اطاعت میں تھے لہذا آفتاب کو واپس بھیج دے۔ اسماء کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا خدا کی قسم آفتاب مغرب سے پلٹا اور اتنا بلند ہوُا کہ اُس کی شعاعیں زمین پر پہنچیں یہاں تک کہ عصر کی فضیلت کا وقت آگیا۔ حضرت علیؑ نے نماز ادا کی، اس کے بعد آفتاب غروب ہوُا۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں معجزاتِ جناب امیرؑ کے باب میں مذکور ہوں گی انشأ اللہ تعالیٰ۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ جب سرورِ کائنات نے معراج کا حال بیان کیا اور فرمایا کہ میں نے قریش کے قافلہ کو رات فلاں منزل میں دیکھا، لوگوں نے پوچھا کہ وُہ قافلہ کس روز یہاں آئے گا فرمایا چہارشنبہ (بدھ) کے دن۔ جب وُہ دن آیا قریش کی یہ آرزو تھی کہ آنحضرتؐ کا کذب ظاہر ہو۔ وُہ دن تمام ہونے کے قریب پہنچا اور قافلہ نہیں آیا، تو حضرتؐ نے دُعا کی تو خدا نے آفتاب کو مغرب کے نزدیک ایک ساعت غروب ہونے سے روک دیا یہاں تک کہ قافلہ آگیا اور آنحضرتؐ کی سچائی ظاہر ہو گئی اُس کے بعد آفتاب غروب ہوُا۔

تیسرا معجزہ۔ ستاروں کا ٹوٹنا اور بہت سے شہاب کا گرنا جیسا کہ مذکور ہوُا کہ حضرتؐ کی ولادت کی علامتوں میں سے تھا اور شیاطین کا آسمانوں پر جانا بند ہوُا۔

چوتھا معجزہ:۔ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جب عرب کے قبیلوں نے آپس میں حضرتؐ کی ایذا رسانی پر اتفاق کیا تو حضرتؐ نے بددُعا کی کہ خداوندا قبائل مضر پر سخت عذاب کر، اور اُن میں قحط پیدا کر دے جیسا کہ جناب یُوسفؑ کے زمانہ میں تھا۔ اُس کے بعد سات سال تک اُن کے شہروں میں بارش نہیں ہوئی۔ مدینہ میں قحط رُونما ہوُا۔ ایک اعرابی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور فریاد کی کہ ہمارے درخت

خشک ہو گئے، گھاس اُگنا بند ہو گئی، حیوانوں کے تھنوں میں اور عورتوں کے پستانوں میں دُودھ باقی نہ رہے اور ہمارے جانور ہلاک ہو گئے۔ اس وقت حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا بجا لائے اور بارش کی دُعا کی۔ اُسیوقت پانی برسنا شروع ہوُا اور ایک ہفتہ تک برابر برستا رہا، اور اس قدر برسا کہ اہل مدینہ شکایت کے لیئے حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم کو خوف ہے کہ ہم ڈوب جائیں گے اور ہمارے مکانات منہدم ہو جائیں گے تو حضرتؐ نے آسمان کی جانب اشارہ فرمایا اور کہا اللّٰھم حوالینا ولا علینا (خداوندا ہمارے گرد و نواح میں بارش ہو اور اب یہاں پانی نہ برسے) حضرتؐ جدھر جدھر اشارہ فرماتے بادل اُسی اُسی جانب روانہ ہوتے جاتے تھے پھر مدینہ میں ایک قطرہ بارش نہیں ہوئی بلکہ اُس کے گرد و نواح میں سیلاب کی طرح پانی اُمنڈتا رہا یہاں تک کہ ایک مہینہ تک نالیوں سے پانی جاری رہا۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر حضرت ابو طالب اِس وقت زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں روشن ہو جاتیں۔

پانچواں معجزہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر قبل بعثت اور بعد بعثت ابر کا سایا کرنا، جیسا کہ پہلے ابواب میں بیان ہو چکا ہے جبکہ آپؐ ابو طالبؑ کے ساتھ شام کی جانب گئے اور راستہ میں بحیرا راہب وغیرہ نے مشاہدہ کیا اور اس کے بعد بھی انشاء اللہ مذکور ہوگا اور یہ آپؐ کے متواترات معجزات میں سے ہے۔

چھٹا معجزہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے خوان و طعام اور میوہ جات کا آنا۔ چنانچہ بسند معتبر حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ امام حسن و حسین علیہما السّلام آپ کے ساتھ تھے۔ معصومہؑ نے حریرہ تیار کیا تھا وُہ حضرتؐ کے لیئے لائی تھیں۔ حضرتؐ نے امیرالمومنین کو بلوایا۔ امام حسنؑ کو داہنے زانو پر اور امام حسینؑ کو بائیں زانو پر اور جناب فاطمہؑ و حضرت علیؑ کو اپنے آگے اور پیچھے بٹھایا اور عبائے خیبری اُن پر اُڑھا دیا اور تین مرتبہ فرمایا خداوندا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں لہذا ان سے شک و گناہ کو دُور رکھ اور ان کو پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے۔ جناب ام سلمہ کہتی ہیں میں چوکھٹ پر کھڑی تھی میں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں بھی ان میں سے ہوں فرمایا نہیں لیکن تمہارا انجام بخیر ہوگا۔ اسی اثنا میں جبریلؑ نازل ہوئے اور ایک طبق بہشت کے انار و انگور سے بھرا ہوُا لائے۔ حضرتؐ نے انار و انگور ہاتھوں میں لیئے تو وُہ تسبیح خدا کرنے لگے۔ پھر حضرتؐ نے اُن میں سے تناول فرمایا، اور اُس میں سے حسنؑ و حسینؑ کو دیا پھر میووں نے سُبحان اللہ کہا اور حسنین علیہم السلام نے کھایا پھر علیؑ کے ہاتھ میں دیا۔ میووں نے تسبیح کی آپؑ نے بھی کھایا۔ اسی وقت صحابہ میں سے ایک صاحب آئے اور چاہا کہ اُس میں سے انگور کھائیں۔ جبریلؑ نے کہا ان میووں میں سے سوائے پیغمبرؐ یا وصیؑ رسولؐ یا فرزند رسولؐ کے اور کوئی نہیں کھا سکتا۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا نے جناب علیؑ کو کسی کام کے لیئے بھیجا تھا۔ جب وُہ واپس آئے تو آنحضرتؐ میرے حجرے میں تھے۔ علیؑ کو دیکھ کر آنحضرتؐ اُٹھے اور ان کا استقبال کیا اور ان کی گردن میں بانہیں ڈالے ہوئے اپنے ساتھ صحن خانہ میں لائے ناگاہ ایک

ابر نے اُن دونوں بزرگواروں کو ڈھانک لیا اور وُہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ جب وُہ ابر برطرف ہؤا میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کے ہاتھ میں سفید انگوروں کا ایک گچھا ہے جس میں سے حضرتؐ تناول فرماتے ہیں اور علیؑ کو بھی دیتے ہیں وُہ بھی کھا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپؐ کھاتے ہیں، علیؑ کو دیتے ہیں اور مجھے نہیں دیتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بہشت کے پھلوں میں سے ہے اس کو سوائے پیغمبر اور وصیٔ پیغمبر کے کوئی نہیں کھا سکتا۔

بسندہائے معتبر خاصہ و عامہ نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولؐ خدا سوار ہو کر ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ فلاں مقام پر جاؤ وہاں علیؑ بیٹھے ہوں گے اور سنگریزوں کے ساتھ تسبیح خدا کر رہے ہیں ان کو میرا سلام کہنا اور اس خچر پر سوار کر کے میرے پاس لے آؤ۔ انس کہتے ہیں میں اُس مقام پر گیا اور علیؑ کو سوار کر کے حضرتؐ کے پاس لایا۔ جب اُنہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا، عرض کی السلام علیک یا رسولؐ اللہ، حضرتؐ نے فرمایا وعلیک السلام یا ابا الحسن۔ بیٹھو۔ اس مقام پر ستّر انبیا بیٹھے ہیں اور میں سب سے بہتر ہوں۔ اسیطرح اُن کے ساتھ اُن کے اوصیا بھی بیٹھے ہیں اور تم اُن سب سے افضل ہو۔ انس کہتے ہیں اسی حال میں میں نے ایک ابر کو دیکھا کہ ان کے سروں کے قریب آیا۔ آنحضرتؐ نے ہاتھ بڑھا کر اُس ابر میں سے انگور کا ایک خوشہ نکالا اور اپنے اور علیؑ کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا لے میرے بھائی کھاؤ کہ یہ خدا کی جانب سے میرے اور تمہارے واسطے ہدیہ ہے انس نے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ آپؐ کے بھائی ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیونکہ خدا نے آدمؑ کی خلقت سے تین ہزار سال پہلے عرش کے نیچے پانی خلق فرمایا اور اس کو سبز موتی میں رکھا اور اتنے عرصہ تک کہ اُس کا علم خدا ہی کو ہے یہاں تک کہ آدمؑ کو پیدا کیا پھر اُس پانی کو صلب آدمؑ میں جاری کیا پھر وہاں سے صلب شیثؑ میں منتقل کیا اسیطرح ایک صلب سے دوسرے صلب میں عبدالمطلبؑ کے صلب تک برابر منتقل کرتا رہا، وہاں اُس کے دو حصے کیئے۔ ایک حصہ کو عبداللہ کے صلب میں اور دوسرے کو ابو طالبؑ کے صلب میں قرار دیا۔ میں ایک حصہ سے ہوں اور علیؑ دوسرے جزو سے۔ لہٰذا علیؑ دُنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ اسی کی جانب خدا نے اشارہ کیا ہے اس آیت میں کہ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا (پ۱۹۔ آیت ۵۴۔ سورۃ الفرقان) یعنی وُہ خدا وُہ ہے جس نے پانی سے ایک بشر کو پیدا کیا اور اس کو صاحب نسب اور دامادی سے سرفراز کیا اور تمہارا پروردگار قادر و توانا ہے۔" اور دوسری روایت میں ہے کہ انس نے کہا کہ اُس ابر سے کچھ کھانے کی چیز بھی کھائی اور پینے کی چیز بھی پی، اور وُہ ابر پھر اُوپر چلا گیا۔ اور حضرتؐ نے فرمایا کہ اس ابر سے تین سَو تیرہ انبیا اور اتنے ہی اُن کے اوصیا نے کھانے پینے کی چیزیں تناول کیں۔ ان پیغمبروں میں سب سے زیادہ میں اور علیؑ تمام اوصیا سے زیادہ خدا کے نزدیک گرامی قدر ہیں۔ دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ ہریسہ سے تم کو رغبت چاہیئے کیونکہ وُہ چالیس روز کی قوت عبادت بخشتا ہے۔ اور وُہ اُس خوان میں داخل تھا جو آسمان سے جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے آیا تھا[1]

ساتواں معجزہ۔ انس سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے کسیکو عرب کے فرعونوں میں سے ایک فرعون کے پاس بھیجا تاکہ اس کو خدا کی وحدانیت کی دعوت دے۔ جب اُس کو آنحضرتؐ کا پیغام پہنچایا تو اُس نے کہا وُہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا۔ وُہ شخص حضرتؐ کے پاس واپس آیا اور اُس کا جواب عرض کیا۔ پھر دوبارہ حضرتؐ نے اُس کے پاس آدمی بھیجا اُس نے اُس کو اسلام کی دعوت دی اُس نے انکار کیا۔ اور آنحضرتؐ کے قاصد سے مصروف گفتگو تھا کہ ایک ابر ظاہر ہؤا۔ اُس میں سے بجلی نکلی جس نے اُس کے کاسۂ سر کو جلا دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ (آیت ۱۳ سورۃ رعد پ۱۳) (وہی آسمان سے بجلیوں کو بھیجتا ہے پھر اُسے جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔ اور یہ لوگ خدا کے بارے میں بے کار جھگڑتے ہیں حالانکہ وُہ بڑا سخت قوت والا ہے)۔

آٹھواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل ملعون سے فرمایا خدا تجھ کو اس لیئے عذاب سے بچائے ہوئے ہے کہ وُہ جانتا ہے کہ تیرے صلب میں وُہ ذریت ہے جو مسلمان ہوگی یعنی عکرمہ۔ اور مسلمانوں کے درمیان ولایت کا مسئلہ درپیش ہوگا۔ اگر اُس میں وُہ خدا کی اطاعت کرے گا تو نجات پائے گا۔ اسیطرح تمام قریش کا حال ہے کہ خدا بعضوں کو مہلت دیتا ہے اس لیئے کہ جانتا ہے کہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اور بعضوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان کی اولاد جو پیدا ہونے والی ہے مسلمان ہوگی۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ آسمان کی جانب نظر کرو۔ انہوں نے نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ایک آگ نازل ہوئی جو اُن کے سروں کے قریب آکر رُک گئی جس کی گرمی اُن کو محسوس ہوئی اور وُہ کانپنے لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا ڈرو نہیں ابھی یہ آگ تم کو نہیں جلائے گی۔ اس کو تو خدا نے تمہاری عبرت کے لیئے بھیجا ہے۔ پھر ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کی پُشت سے ایک نُور جدا ہؤا جس نے اُس آگ کو واپس کر دیا۔ یہاں تک کہ آسمان تک پہنچا دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا بعض نور اُن کے ہیں جن کے بارے میں خدا جانتا ہے کہ وُہ مسلمان ہوں گے۔ اور بعض نُور اُن کی اولاد کے ہیں جو اُن سے پیدا ہوں گی اور مسلمان ہوں گی۔

---

[1] ۲۲۴ کا حاشیہ لے مؤلف فرماتے ہیں کہ احادیث نزولِ مائدہ بہت ہیں۔ انشاء اللہ ابواب فضائل جناب امیرالمومنینؑ، فاطمہؑ و حسنینؑ میں مذکور ہوں گی۔ ۱۲

سترہواں باب

جمادات و نباتات سے متعلق آنحضرتؐ کے معجزات اور وہ کئی طرح کے ہیں

محدثان خاصہ و عامہ نے حضرت صادقؑ اور جابر بن عبداللہ انصاری وغیرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ مکہ کے دروں سے جب گزرتے تھے تو ہر سنگریزہ اور درخت حضرتؐ کی تعظیم کے لیئے جھک جاتا اور کہتا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

دُوسرا معجزہ۔ بسندِ معتبر روایت ہے کہ فاطمہؑ بنتِ اسد فرماتی ہیں کہ جب حضرت عبدالمطلبؑ کی وفات کے آثار ظاہر ہوئے اپنے فرزندوں سے کہا کہ تم میں کون محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حفاظت و کفالت کرے گا؟ وُہ بولے کہ محمدؐ خود نہایت دانا اور سمجھ دار ہیں جس کو وُہ خود پسند کریں اُسی کی کفالت میں اُن کو دیجیئے۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا اے محمدؐ تمہارا دادا سفرِ آخرت کے لیئے آمادہ ہے تم اپنے کس چچا اور چچی کی کفالت میں رہنا چاہتے ہو۔ حضرتؐ نے اپنے سب چچا کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور ابوطالبؑ کے پاس چلے گئے۔ جناب عبدالمطلبؑ نے فرمایا ابوطالب! میں تمہاری امانت و دیانت سے واقف ہوں تم کو محمدؐ کے لیئے مثل میرے ہونا چاہیئے۔ غرض حضرت ابوطالبؑ آنحضرتؐ کو اپنے گھر لائے فاطمہ بنت اسد کہتی ہیں کہ مَیں ان کی خدمت میں مشغول ہوئی۔ وُہ مجھ کو ماں کہتے تھے۔ ہمارے گھر میں خرمے کے چند درخت تھے۔ پہلی فصل رطب کی تھی۔ حضرتؐ کے ہمسن چالیس لڑکے تھے جو روزانہ رطب چُن لیتے تھے جو درختوں سے گرے ہوتے اور ایک دوسرے سے چھینتے، آپس میں لڑتے، لیکن میں نے کبھی آنحضرتؐ کو کسی لڑکے سے رطب چھینتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مَیں خود حضرتؐ کے لیئے کچھ رطب چُن کر رکھ لیتی اور کبھی میری کنیز چُن لیا کرتی۔ ایک روز اتفاق سے ہم دونوں رطب چُننا بھول گئے۔ حضرتؐ سو رہے تھے اور لڑکے آئے اور سارے رطب چُن لے گئے۔ میں شرم کی وجہ سے لیٹ گئی اور اپنا مُنہ چھپا لیا۔ حضرتؐ بیدار ہوئے تو باغ میں گئے وہاں ایک رطب بھی نہ ملا۔ واپس چلے آئے۔ میری کنیز نے حضرتؐ سے معذرت چاہی کہ آج میں رطب چُننا بھول گئی۔ حضرتؐ یہ سُنکر پھر باغ میں گئے اور ایک درخت سے خطاب فرمایا کہ مَیں بھُوکا ہوں۔ مَیں نے دیکھا کہ وُہ درخت خوش نصیب جُھک گیا گویا اپنا سر حضرتؐ کے پائے مبارک پر رکھ دیا اور اپنی شاخیں نزدیک کر دیں۔ جس قدر خواہش تھی حضرتؐ نے اُس میں سے رطب کھائے۔ اُس درخت نے اپنی قدر و منزلت کے سبب خوشی میں سر آسمان پر کھینچا۔ جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ مجھے یہ حال دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ حضرت ابوطالبؑ آئے تو مَیں نے خلافِ معمول

دروازہ دوڑ کر کھولا اور جو کچھ دیکھا تھا اُن سے بیان کیا۔ ابوطالبؑ نے کہا یہ انوکھی باتیں اس مظہر العجائب سے دیکھ کر تعجب نہ کرو۔ کیونکہ وُہ پیغمبرؐ ہوگا۔ اور تمہارے بطن سے زمانۂ پیری میں ایک فرزند پیدا ہوگا جو اُس کے مثل ہوگا اور اس کا وزیر و وصی ہوگا۔ اس کے بیس سال بعد حضرت امیرالمؤمنینؑ پیدا ہوئے۔

تیسرا معجزہ۔ بسند ہائے معتبر عمار یاسر سے منقول ہے کہ میں ایک سفر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھا اور ایک جنگل میں ہم نے منزل کی جس میں درخت بہت کم تھے۔ جب حضرتؐ نے رفعِ حاجت کا ارادہ کیا اِدھر اُدھر نگاہ کی بہت دُور دو درخت نظر آئے۔ مجھ سے فرمایا کہ اے عمار ان درختوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسولؐ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دُوسرے سے متصل ہو جاؤ تاکہ تمہاری آڑ میں حضرتؐ رفعِ حاجت فرمائیں۔ جناب عمار گئے اور حضرتؐ کا پیغام درختوں کو پہنچایا تو وُہ ایک دوسرے کی طرف دَوڑے اور باہم مل کر ایک ہو گئے۔ حضرتؐ فارغ ہو چکے تو فرمایا اب اپنی جگہوں پر واپس چلے جاؤ۔ وُہ دونوں درخت بہت جلد واپس چلے گئے۔ بسند ہائے معتبر امیرالمومنین اور حضرت صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے درختوں کو خود حکم دیا اور وُہ ایک دُوسرے کے ساتھ متصل ہو گئے۔ جب حضرتؐ رفعِ حاجت کر چکے تو فرمایا کہ واپس اپنی جگہوں پر چلے جاؤ اور وُہ چلے گئے۔ بعض صحابہ وہاں گئے تاکہ حضرتؐ کا براز دیکھیں، وہاں ان کو کچھ نظر نہ آیا۔

چوتھا معجزہ۔ بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ میں آکر ایک مسجد تعمیر کی، محراب کے پاس ایک پرانا خُرمے کا خشک درخت تھا۔ جب حضرتؐ خطبہ فرماتے تو اُس درخت سے ٹیک لگا لیا کرتے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک رُومی شخص آیا اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ اجازت دیں تو میں آپؐ کے واسطے ایک منبر تیار کر دوں جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ پڑھا کریں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی۔ اُس نے تین زینے کا ایک منبر بنایا۔ حضرتؐ تیسرے زینہ پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا کرتے۔ پہلی مرتبہ جب اُس منبر پر خطبہ کے لیئے تشریف لائے اُس درخت سے فریاد و زاری کی آواز آنے لگی جیسے اُونٹنی اپنے بچہ کے لیئے چلاتی ہے۔ تو حضرتؐ منبر سے نیچے اُترے اور درخت کو سینہ سے لپٹا لیا تو وُہ خاموش ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں اِس کو گود میں نہ لیتا تو قیامت تک فریاد و فغان کرتا رہتا۔ اُس کو حنّانہ کہتے تھے۔ وُہ حضرتؐ کے بعد باقی تھا یہاں تک کہ بنی اُمیّہ نے مسجد کو خراب کیا اور از سرِ نو اُس کی تعمیر کی اور اُس درخت کو کاٹ ڈالا۔ دُوسری روایت میں ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اُس درخت کو جڑ سے نکال کر منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خاموش ہو جا اگر تو چاہے تو تجھ کو بہشت کا درخت قرار دوں تاکہ وہاں صالحین تیرے پھل کھائیں، اور اگر چاہے تو دُنیا میں تجھ کو پہلی حالت پر پھیر دوں کہ تو تر و تازہ ہو جائے اور تجھ میں پھل پیدا ہونے لگیں؛ درخت نے آخرت اختیار کی۔ ایک دُوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ جب وُہ درخت گریہ و زاری کرنے لگا اور حضرتؐ منبر پر تشریف فرما تھے حضرتؐ نے اُس کو اپنے پاس بُلایا وُہ زمین کو چیرتا پھاڑتا حضرتؐ کے پاس منبر تک پہنچا۔ حضرتؐ نے اُس کو لپٹا لیا اور اس کو تسکین و دلاسا دیا۔

اُس وقت اُس سے ایسے لڑکے کے رونے کی سی آواز آرہی تھی جبکہ اُس کو لوگ چُپ کراتے ہوں۔ اور یہ معجزۂ متواتر ہے اب اُس درخت کی جگہ واضح ہے اس کو اسطوانہ حنانہ کہتے ہیں۔

پانچواں معجزہ۔ نہج البلاغۃ وغیرہ میں حضرت امیرؑ المومنین سے منقول ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرتؐ کے پاس تھا اشراف قریش آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمدؐ تم ایسا بڑا دعوےٰ کرتے ہو کہ تمہارے باپ دادانے کبھی نہیں کیا۔ ہم تم سے ایک بات چاہتے ہیں اگر تم نے اس کو پُورا کر دیا تو ہم سمجھیں گے کہ تم پیغمبر ہو ورنہ جادوگر اور جھُوٹا مانیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ وُہ بولے اس درخت کو بلاؤ کہ جڑ اور ریشہ سمیت اُکھڑ کر آئے اور تمہارے پاس آکر کھڑا ہو جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا ہر چیز پر قادر ہے تاکہ اگر وُہ ایسا کر دکھلائے تو تم ایمان لاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا میں تمہارا سوال پُورا کرتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تم ایمان نہ لاؤ گے۔ اور تم میں سے ایک گروہ جنگِ بدر میں قتل کیا جائے گا اور چاہ بدر میں ڈال دیا جائے گا اور کچھ لوگ مجھ پر لشکر کشی کریں گے اور مجھ سے جنگ کریں گے۔ پھر فرمایا کہ اے درخت اگر تو خدا اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اور مجھ کو خدا کا رسولؐ جانتا ہے تو بحکم خدا اپنے مقام سے مع اپنی جڑوں اُکھڑ کر میرے پاس آکر کھڑا ہو جا۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اُسی خدا کی قسم جس نے آنحضرتؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے وُہ درخت اپنی جڑوں سمیت اپنے مقام سے اُکھڑ کر تیزی سے نہایت سخت آواز مثل پرندوں کے پروں کی آواز کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا اور حضرتؐ کے پاس کھڑا ہو گیا اور آنحضرتؐ پر سایا کیا اور اپنی بلند شاخیں میرے اور حضرتؐ کے سر پر پھیلا دیں۔ میں حضرتؐ کی داہنی جانب کھڑا تھا۔ جب ان لوگوں نے یہ معجزہ دیکھا نخوت و غرور کے ساتھ بولے کہ اس کو اب حکم دیجئے کہ واپس جائے اور دو حصے ہو کر ایک حصہ آئے اور ایک حصہ وہیں کھڑا رہے حضرتؐ نے اس کو حکم دیا تو وُہ واپس گیا اور اُس میں سے نصف علیحدہ ہو کر نہایت شدّت کی آواز کے ساتھ دوڑتا ہوا حضرتؐ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اب اس نصف کو حکم دیجئے کہ اپنے نصف جزو سے جا کر مل جائے۔ حضرتؐ نے اس کو حکم دیا اور اُس نے فوراً تعمیل کی۔ اُس وقت میں نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ سب سے پہلا شخص جو ایمان لایا میں ہوں اور سب سے پہلا شخص جو اقرار کرتا ہے میں ہوں کہ جو کچھ درخت نے کیا بحکم خدا کیا ہے اور آپؐ کی رسالت کی تصدیق و تعظیم کے لئے ہے۔ اُس وقت تمام کافروں نے کہا کہ (معاذ اللہ) ہم کہتے ہیں کہ تم ساحر و کذاب ہو اور عجیب فن سحر جانتے ہو۔ اور تمہاری تصدیق وہی کر سکتا ہے جو مثل اس شخص کے ہو جو تمہارے پہلو میں کھڑا ہے۔ یہ معجزہ بھی متواترات سے ہے اور بہت طریقوں سے مذکور ہے۔

چھٹا معجزہ۔ بسند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا مجھے کوئی معجزہ دکھلائیے۔ حضرتؐ کے سامنے دو درخت تھے جو ایک دوسرے سے دور تھے۔ حضرتؐ نے اُن سے خطاب فرمایا کہ یکجا ہو جاؤ وُہ اپنی جگہ سے حرکت میں آئے اور ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ پھر فرمایا کہ علیحدہ ہو جاؤ تو وُہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر وُہ شخص ایمان لایا۔

ساتواں معجزہ۔ بسند معتبر حضرت عباس سے منقول ہے کہ جناب ابو طالبؑ نے جناب رسولؐ خدا سے کہا کہ اے برادر زادے خدا نے تم کو رسولؐ بنا کر بھیجا ہے؟ فرمایا ہاں۔ ابو طالبؑ نے کہا تو مجھے کوئی معجزہ دکھائیے؛ اسی درخت کو بلائیے۔ حضرتؐ نے اُس کو پکارا وُہ حضرتؐ کے پاس آیا اور سجدہ کیا اور واپس گیا۔ ابو طالبؑ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ سچے ہیں۔ اے علیؑ اپنے پسر عم کے پہلو میں نماز پڑھو۔

آٹھواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن عسکریؑ میں منقول ہے کہ جب یہودیوں اور آلِ محمدؐ کے دشمنوں کے بارے میں یہ آیت ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً۔ (پ آیت سورۃ بقرہ) نازل ہوئی (یعنی اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے جیسے کہ پتھر بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت) تو ان اشقیا نے کہا اے محمدؐ تم دعوے کرتے ہو کہ ہمارے دلوں میں فقیروں کے ساتھ مواسات اور کمزوروں کی اعانت اور راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کا جذبہ نہیں ہے اور پتھر بھی ہمارے دلوں سے زیادہ نرم ہیں اور ہم سے زیادہ حق کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو یہ پہاڑ ہمارے نزدیک ہیں آؤ ان میں سے ایک کے پاس چلیں۔ اگر یہ گواہی دیں کہ تم سچے ہو تو ہم تمہاری اطاعت کریں گے۔ اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں یا جواب نہ دیں تو ہم سمجھیں گے کہ تم دروغ گو ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا بہتر ہے۔ جس پہاڑ کو تم منتخب کرو اُس کے پاس چلیں۔ اُنہوں نے ایک پہاڑ جو آبادی سے باہر تھا انتخاب کیا اور حضرتؐ کو اس کے قریب لے گئے۔ حضرتؐ نے اُس پہاڑ سے خطاب فرمایا کہ میں تجھ کو محمدؐ اور اُن کی آل کا واسطہ دے کر پُوچھتا ہوں خدا نے جن بزرگوں کے ناموں کی برکت سے عرش کو اُن آٹھ فرشتوں کے کاندھوں پر ہلکا کر دیا اُس کے بعد جبکہ وُہ فرشتے گروہ ملائکہ کے ساتھ جنکی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اُس کو حرکت نہ دے سکے تھے اور تجھ کو محمدؐ اور ان کی آلِ طیبین کا واسطہ جنکے ناموں کے ذکر کے سبب سے خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی اور اُن کے انوار کا وسیلہ اختیار کرنے کے باعث حضرت ادریسؑ کو بہشت میں مقام بلند عطا کیا کہ محمدؐ کے لئے جو کچھ خدا نے تجھ کو اُن کی تصدیق کے بارے میں سپُرد فرمایا ہے اور ان یہودیوں کے دلوں کی قساوت و سختی کے لئے گواہی دیتا ہے۔ یہ سُنکر پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور اُس میں سے پانی جاری ہو گیا۔ پھر باآواز بلند اُس نے ندا کی کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رب العالمین کے رسول اور اولین و آخرین کے سردار ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ ان یہودیوں کے دل جیسا کہ آپؐ نے بیان فرمایا پتھر سے زیادہ سخت ہیں کیونکہ پتھر سے تو کبھی چشمے جاری ہو جاتے ہیں لیکن ان کے دلوں سے کچھ نہیں نکل سکتا اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ سب جھُوٹے ہیں اُن باتوں میں جس میں آپ کو پروردگار عالم پر افترا کی نسبت دیتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے کوہ! میں چاہتا ہوں کہ تُو بیان کر کیا خدا نے تجھ کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔ تجھ کو محمدؐ اور اُن کی آل طاہرہ کی عزت کی قسم جنکی برکت سے خدا نے نوحؑ کو کرب عظیم سے نجات دی ابراہیمؑ کے لئے آگ کو گلزار بنا دیا اور ان کو اُس میں تحت مزین اور فرشہائے نرم

پر ہمکن فرمایا جنکو اُس بادشاہ جبار (نمرود) نے اپنی سلطنت میں نہ دیکھا اور نہ دوسرے بادشاہوں نے دیکھا اور سُنا تھا۔ اور اُس تخت کے گرد خدا نے طرح طرح کے خوشنما درخت اُگا دیئے اور قسم قسم کے گل و ریاحین اور میوے پیدا کر دیئے جن میں سے ہر ایک کی سال میں ایک مرتبہ فصل آتی ہے پہاڑ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ آپؐ نے بیان فرمایا سچ ہے' اور گواہی دیتا ہوں کہ اگر آپؐ خدا سے چاہیں کہ دُنیا کے تمام مُردوں کو بندر اور سور بنا دے تو خدا ضرور بنا دے گا' اور اگر آپؐ خدا سے سوال کریں تو سب کو فرشتہ بنا دے' اور دُعا کریں تو خدا آگ کو برف اور برف کو آگ بنا دے اور اگر آپؐ دُعا کریں تو خدا زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنا دے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے آسمانوں' زمینوں' پہاڑوں' دریاؤں اور میدانوں کو آپؐ کا فرمانبردار بنایا ہے بلکہ تمام مخلوقات آپؐ کے تابع ہیں آپؐ جو حکم دیں گے وہ تعمیل کریں گے۔ ان معجزات کے دیکھنے کے بعد اُس یہودیوں کے گروہ نے کہا اے محمدؐ تم ہمارے ساتھ فریب کرتے ہو' اور اُس پہاڑ کے پیچھے اپنے اصحاب میں سے کچھ کو بٹھا رکھا ہے۔ وہ باتیں کرتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ پہاڑ گفتگو کر رہا ہے۔ اگر سچے ہو تو پہاڑ سے دُور ہو کر اس کو حکم دو کہ جڑ سے اُکھڑ کر تمہارے پاس آئے۔ پھر کمر سے دو حصّہ ہو کر نیچے کا حصّہ اُوپر اور اُوپر کا حصّہ نیچے ہو جائے تب ہم سمجھیں گے کہ تم نے کچھ فریب نہیں کیا ہے۔ اور یہ خدا کی جانب سے ہے جیسا کہ تم دعوے کرتے ہو۔ اُس وقت حضرتؐ نے ایک پتھر کی جانب اشارہ کیا جو پانچ رطل وزنی تھا اور فرمایا اے پتھر میرے پاس آ۔ وہ حضرتؐ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ حضرتؐ نے اُس یہودی سے کہا کہ یہ پتھر اُٹھا کر اپنے کان تک لے جا تاکہ یہ پتھر وہی شہادت دے جو پہاڑ نے دی ہے۔ اُس نے ایسا ہی کیا تو پتھر بقدرت خدا گویا ہوا اور جو کچھ تمام پہاڑ والے آواز آئی تھی وہی آواز اس پتھر سے بھی سنائی دی۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا اس پتھر کے پیچھے بھی کوئی آدمی ہے جو تجھ سے باتیں کر رہا ہے۔ اُس نے کہا نہیں لیکن جو کچھ میں نے طلب کیا ہے وہ کر دکھاؤ۔ حضرتؐ اُن پر حجت تمام کرنے کے لیئے پہاڑ سے دُور ہوئے اور میدان میں جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے پہاڑ بجاہ و حق محمدؐ و آلِ محمدؐ اور خدا کے خاص بندوں کے ان کا توسّل کرنے کے سبب سے خدا نے قوم عاد پر ایک سرد ہوا بھیجی جو لوگوں کو زمین سے اُٹھا کر بلند کرتی تھی۔ اور اُس نے جبریلؑ کو حکم دیا کہ قوم صالحؑ پہ نعرہ لگائیں جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے' اپنے مقام سے بحکم خدا میرے پاس اس جگہ تک آ' اور اپنا ہاتھ حضرتؐ نے زمین پہ رکھ کر اشارہ کیا۔ یہ سُنتے ہی پہاڑ باذن خدا حرکت میں آیا اور نہایت تیزی سے گھوڑے کے مانند جہاں تک حضرتؐ نے نشان دیا تھا آیا اور کھڑا ہو گیا۔ اور بولا میں سُنتا ہوں اور آپؐ کا مطیع و فرمانبردار ہوں یا رسولؐ اللہ ان دشمنانِ دین کی خاک بہ ناک رگڑی جائے۔ آپؐ جو حکم دیں میں اُس کی اطاعت کرونگا حضرتؐ نے فرمایا یہ لوگ کہتے ہیں کہ زمین سے اُکھڑ کر دو حصّے ہو جا۔ نیچے کا نصف حصّہ اُوپر اور اُوپر کا نیچے آئے۔ اُس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ کا حکم ہے کہ ایسا ہو جاؤں؟ فرمایا ہاں۔ بیان کرتے ہیں' کہ اُس پہاڑ نے اُن دُشمنوں سے کہا جو کچھ تم نے دیکھا ہے کیا وہ موسیٰؑ کے معجزات سے کم ہے؟ کیا تم

سمجھتے ہو کہ اُن معجزات موسیٰؑ پر ایمان لائے ہو یہ سُنکر یہودیوں نے ایک دُوسرے کو دیکھا اور کہا اب گریز کا موقع ہی نہیں۔ بعضوں نے کہا یہ شخص قسمت والا ہے اور قسمت والے جو ارادہ کرتے ہیں ان کے لیئے پُورا ہوتا ہے۔ پھر پہاڑ نے ان کو ندا کی کہ اے دُشمنانِ خدا جو کچھ تم نے کہا اُس سے موسیٰؑ کی نبوت کو تم نے باطل کر دیا کیونکہ موسیٰؑ کا منکر یہی کہہ سکتا ہے کہ ان کے معجزات قسمت کے سبب سے تھے۔

نواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ کافرانِ قریش جو آنحضرتؐ سے مخالفت کرتے تھے کہتے تھے کہ آؤ ہبل (ایک بڑا بُت) کے پاس چلیں اور اس کو منصف قرار دیں۔ تاکہ وہ ہماری سچائی اور تمہارے کذب کی گواہی دے۔ غرض وہ سب ہبل کے پاس آئے۔ جب آنحضرتؐ اُس کے پاس پہنچے وہ بت آنحضرتؐ کی تعظیم کے لیئے مُنہ کے بل گر پڑا اور آپ کی رسالت اور آپؐ کے بھائی علیؑ کی امامت کی اور اُن کے فرزندوں کے لیئے خلافت اور وراثت کی گواہی دی۔

دسواں معجزہ:۔ اُسی تفسیر میں مذکور ہے کہ جب کفار قریش نے جناب رسولؐ خدا کو شعب ابیطالبؑ میں محصور کر دیا اور شعب کے دروازہ پر ایک جماعت کو تعینات کر دیا کہ کوئی آنحضرتؐ اور آپؐ کے ہمراہیوں کے لیئے کچھ سامان غذا نہ لے جا سکے اور وہ درے سے باہر بھی کسی کو نہ آنے دیں کہ کچھ سامان کھانے کے لیئے لا سکے؛ اُس وقت خدا نے آنحضرتؐ اور آپؐ کے اعزاء اور رفقاء کے لیئے من و سلویٰ سے بہتر غذا عطا کی جو بنی اسرائیل کے لیئے نازل فرمائی تھی اور آنحضرتؐ کی دُعا کی برکت سے آپؐ کے ہمراہی میوہ و حلوا وغیرہ جو کچھ طلب کرتے تھے وہ مہیا ہوتا تھا اور بہترین لباس ان کو ملتا تھا۔ جب ان لوگوں نے کہا کہ اب تو ہم اس درّہ سے دلتنگ ہو چکے ہیں تو حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے داہنے اور بائیں اشارہ کیا اور پہاڑوں سے فرمایا کہ دُور ہو جاؤ تو وہ دور ہو گئے اور درّہ کے درمیان ایک وسیع میدان ظاہر ہو گیا جس کے دونوں کنارے نظر نہیں آتے تھے۔ پھر حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ درختوں اور میووں اور پھولوں کے قسم سے جو کچھ خدا نے تم کو سپرد کیا ہے ظاہر کرو' تو وہ تمام صحرا سبزہ و گل و ریاحین اور قسم قسم کے درختوں اور گوناگوں میووں سے بھر گیا' اور تمام باغوں سے بہتر ہو گیا۔

گیارھواں معجزہ۔ حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک پتھر کو درمیان راہ رکھ دیا تاکہ پانی اپنی جگہ سے واپس کر دے اور بڑھنے نہ دے۔ وہ پتھر آجتک باقی ہے اور اتنی مدت میں کسی کا پیر اُس پتھر سے نہیں ٹکرایا اور نہ کسی جانور کو کچھ تکلیف پہنچی۔

بارھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک مسلمان کا کوئی کام اس شرط پر کیا تھا کہ اُس کے لیئے وہ مسلمان ایک نخلستان تیار کرے گا جس میں طرح طرح کے خرمے کے درخت ہوں۔ آنحضرتؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ اُتنے بیج منگائیے جتنے درختوں کی شرط کی گئی تھی۔ پھر ایک ایک بیج حضرتؐ اپنے دہن اقدس میں رکھ کر امیرؑ المومنین کو دیتے جاتے وہ اس کو زمین میں دبا دیتے جب دوسرا بیج بوتے تو پہلا بیج درخت بن جاتا جب تیسرا بیج بوتے تو پہلا درخت بار آور

ہو جاتا یہاں تک کہ ایک ساعت میں تمام باغ تیار ہوگیا اور درختوں میں زرد و سُرخ، سیاہ و سفید خرمے پیدا ہو گئے۔ پھر وُہ باغ اُس یہودی کے حوالے کر دیا گیا۔ ایسی ہی مثال حضرت سلمانؓ کے حالات میں مذکور ہو گی انشاء اللہ۔

تیرھواں معجزہ۔ حدیث معتبر میں مذکور ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا حضرت علیؑ کے ساتھ ایک نخلستان سے گزر رہے تھے کہ ایک درخت نے دوسرے سے کہا کہ یہ رسُولؐ خدا ہیں اور وُہ اُن کے وصیؑ ہیں۔ اسی سبب سے اُن کے خرموں کو صیحانی کہتے ہیں کیونکہ اُن درختوں نے رسالت و وصایت کی گواہی دی تھی۔

چودھواں معجزہ۔ جابر انصاریؓ سے منقول ہے کہ ہم جنگ احزاب میں خندق کھود رہے تھے خندق کے گرد ایک سر بلند ٹیلا واقع تھا۔ ہم نے آنحضرتؐ کی خدمت میں جاکر عرض کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا فکر نہ کرو بہت جلد ایک عجیب امر دیکھو گے۔ جب رات ہوئی تو اُس ٹیلے سے آوازیں آنے لگیں اور چند اشعار سُنائی دیئے جن کا مضمون یہ تھا کہ ٹیلے کو جڑ سے کھود کر بہت دُور پھینک آؤ اور محمدؐ رشید کی اعانت کرو اور ان کے اور اُن کے چچا زاد بھائی کے مددگار رہو۔ لیکن وہاں کوئی نظر نہ آتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہاں ٹیلہ کا نشان تک نہ تھا۔

پندرھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا ایک مرتبہ ایک سُوکھے درخت سے اپنی پیٹھ لگا کر کھڑے ہو گئے۔ وُہ اُسیوقت سرسبز ہوگیا اور اُس میں پھل لگ گئے۔

سولھواں معجزہ۔ پھر روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ جحفہ میں ایک چھوٹے درخت کے نیچے ٹھہرے۔ آپؐ کے اصحاب آپؐ کے گرد تھے جن پر سایہ نہ تھا اور دُھوپ تیز تھی۔ اور یہ بات آنحضرتؐ پر گراں تھی کہ خود سایہ میں ہوں اور وُہ دُھوپ میں۔ ناگاہ وُہ درخت بحکم خدا بلند ہُوا اور اس کی شاخیں پھیل گئیں اور تمام اصحاب پر اُس کا سایا ہوگیا۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:- اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا (پ ۱۹، آیت ۴۵ سورۃ الفرقان) کیا تم نے اپنے پروردگار کا لطف و کرم نہیں دیکھا کہ اُس نے کس طرح سایہ کو پھیلا دیا اور اگر وُہ چاہتا تو اس کو ساکن کر دیتا۔

سترھواں معجزہ۔ عیاشی نے سعید بن جبیرؓ سے روایت کی ہے کہ کفار قریش نے کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت نصب کیئے تھے ہر قبیلہ کا ایک دو بُت تھا۔ جب آیت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ھُوَ نازل ہوئی تو وُہ تمام بُت سجدہ میں گر پڑے۔

اٹھارھواں معجزہ۔ ابن بابویہ وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے ایک مرتبہ آنحضرتؐ طواف کر رہے تھے جب رکن غربی کی جانب پہنچے اور اُس سے آگے بڑھے وُہ رکن گویا ہُوا کہ یارسُول اللہ کیا میں آپؐ کے پروردگار کے گھر کے ارکان میں سے نہیں ہوں کیوں آپؐ نے مجھ پر ہاتھ نہیں پھیرا؟ حضرتؐ اس کے پاس گئے اور فرمایا خاموش ہو تجھ پر سلامتی ہو میں تجھے ترک نہ کروں گا۔

اُنیسواں معجزہ۔ صفار، قطب راوندی اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولؐ خدا

ایک نخلستان میں تشریف لے گئے؛ خرمے کے تمام درختوں نے ہر طرف سے بولنا شروع کیا۔ اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔ اور استدعا کی کہ ہمارے خرمے نوش فرمائیے اور اپنے خوشے لٹکا دیئے۔ حضرتؐ نے ہر درخت میں سے کھایا۔ جب خرمائے عجوہ کے قریب پہنچے اُس کی شاخیں جھکیں اور آنحضرتؐ کو سجدہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوندا اس میں برکت عطا فرما اور لوگوں کو اس سے نفع دے۔ اسی سبب سے روایت کرتے ہیں کہ عجوہ بہشت کا خرما ہے۔

بیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنی عامر کے قبیلہ کا ایک دیہاتی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ کس بات سے آپؐ کو خدا کا رسُول سمجھوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اس خرمے کے گچھے کو بلاؤں اور وُہ درخت کے اُوپر سے نیچے آجائے تو کیا تُو مجھ کو خدا کا رسُول تسلیم کرے گا؟ اُس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے اُس خوشہ کو بُلایا وُہ درخت سے ٹوٹ کر زمین پر آیا اور اپنے کو کھینچتا ہُوا آنحضرتؐ تک پہنچا اور سجدہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنی جگہ پر واپس جا۔ وُہ واپس جاکر اُسی طرح درخت میں لٹک گیا۔ یہ دیکھ کر اُس اعرابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ اور ایمان لایا اور واپس یہ کہتا ہُوا چلا کہ اے آل عامر ابن صعصعہ میں ہرگز آنحضرتؐ کی تکذیب نہ کروں گا۔

اکیسواں معجزہ۔ پھر اُنہی حضرات سے روایت کی گئی ہے کہ ایک مرد بنی ہاشم میں سے رکانہ نامی کافر تھا اور لوگوں کے قتل پر بڑا حریص تھا اور وادیٔ ضم میں گوسفند چرایا کرتا تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ اُس وادی میں گئے۔ اُس نے حضرتؐ کو دیکھ کر کہا کہ اگر میرے اور تمہارے درمیان قرابت نہ ہوتی تو بیشک میں کچھ بات کیئے بغیر تم کو قتل کر دیتا۔ تم ہی وُہ ہو کہ ہمارے خداؤں کو گالی دیتے ہو۔ اس وقت اپنے خدا کو بلاؤ وُہ مجھ سے تم کو بچائے۔ آؤ مجھ سے کُشتی لڑو۔ اگر مجھ کو زیر کر دو گے تو دس گوسفند دوں گا۔ حضرتؐ نے اُس کو زمین سے اُٹھا کر پٹک دیا اور اُس کے سینہ پر سوار ہو گئے۔ رکانہ بولا یہ کام تمہارا نہ تھا بلکہ تمہارے خدا نے مجھ کو زیر کر دیا ہے۔ آؤ دوسری مرتبہ کُشتی لڑیں۔ اگر پھر تم نے مجھے زیر کر دیا تو دس گوسفند اور دوں گا۔ حضرتؐ نے دوسری مرتبہ بھی اس کو زیر کیا۔ پھر اُس نے دس گوسفند کی اور شرط کی پھر حضرتؐ نے اس کو پٹک دیا۔ تب وُہ بولا کہ لات و عزیٰ کی خرابی ہو اُنہوں نے میری مدد نہ کی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے تیری گوسفندیں نہیں چاہئیں لیکن میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ تُو جہنم میں جائے۔ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو عذابِ الٰہی سے بے خوف ہو جائے گا۔ اُس نے کہا جبتک کوئی معجزہ نہ دکھاؤ گے مسلمان نہ ہوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ پر خدا کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ تُو عہد کرے کہ اگر معجزہ دیکھے گا تو ایمان لائے گا؟ اُس نے کہا ہاں ایمان لاؤں گا۔ ایک درخت حضرتؐ کے نزدیک تھا آپؐ نے اُس کو حکم دیا کہ اے درخت بحکم خدا میرے پاس آجا؛ یہ سُنتے ہی وُہ درخت آدھا آدھا ہو کر ایک حصہ اپنے تنے کے ساتھ آکر حضرتؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ رُکانہ نے کہا بیشک یہ بڑا معجزہ ہے اب فرمائیے کہ یہ واپس جائے۔ حضرتؐ نے اس کو حکم دیا اور وُہ واپس چلا گیا اور اپنے نصف سے متصل ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا مسلمان ہوتا ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ مدینہ کی عورتیں طعنہ دیں کہ میں آپ کے خوف سے

مسلمان ہوگیا۔ لیکن اپنی گوسفندیں لے لو۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تو مسلمان نہیں ہوتا تو مجھے تیری بکریوں کی ضرورت نہیں ہے۔

بائیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب رسولؐ خدا صحابہ کے ساتھ جنگ مقنع بن جلیح کے لیئے روانہ ہوئے تو ایک اونچے پہاڑ کے قریب پہنچے جس کو گھوڑے عبور کرنے سے عاجز تھے۔ حضرتؐ نے دُعا کی تو وُہ پہاڑ زمین کے برابر ہوگیا، اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور لشکر کے لیئے راستہ وسیع ہوگیا۔

تئیسواں معجزہ۔ ابن بابویہ، صفار اور راوندی رحمہم اللہ تعالیٰ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ مجھ کو جب آنحضرتؐ نے یمن کی جانب بھیجا تاکہ ان لوگوں کی اصلاح کروں۔ مَیں نے عرض کی یارسولؐ اللہ وُہ بہت زیادہ اور سن رسیدہ لوگ ہیں اور میں کمسن ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علی جب عقبۂ افیق کے اوپر پہنچنا تو باواز بلند ندا کرنا کہ اے درختو، سنگریزو اور اے زمینو! محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو سلام کہتے ہیں۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ مَیں روانہ ہوا اور جب عقبہ افیق پر پہنچا تو دیکھا کہ اہلِ یمن سب کے سب ننگی تلواریں لیئے نیزے سیدھے کیئے میری طرف چلے آرہے ہیں۔ میں نے باواز بلند جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا ندا کی تو ہر درخت، کلوخ اور سنگریزہ جو اُس وادی میں تھے سب نے ایک ساتھ آواز بلند کی اور کہا خدا کے رسُول محمدؐ پر اور آپؐ پر سلام ہو۔ جب اہلِ یمن نے انکی آوازیں سُنیں سب کانپ گئے۔ اُنکے پیر لڑکھڑانے لگے۔ اُنھوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور مطیع و فرمانبردار کی طرح میرے پاس آئے تو مَیں نے ان کی اصلاح کی۔

چوبیسواں معجزہ۔ علی بن ابراہیم نے روائت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ بنی قریظہ کے قلعہ کے نیچے پہنچے تاکہ اُن کا محاصرہ کریں، اُن کے قلعہ کے گردا گرد بہت سے درخت تھے۔ حضرتؐ نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا دُور ہٹ جاؤ۔ یہ سُنتے ہی تمام درخت قلعہ کے نیچے سے ہٹ کر دُور میدان میں متفرق ہوگئے۔

پچیسواں معجزہ۔ شیخ طوسی اور قطب راوندی وغیرہ نے بسند معتبر امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ میں اُس پتھر کو مکہ میں پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھ کو سلام کرتا تھا۔

چھبیسواں معجزہ۔ بسند معتبر شیخ طوسی نے سلمانؓ سے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے ساتھ بیٹھا ہوُا تھا کہ علی بن ابی طالبؑ آئے اور ایک پتھر کا ٹکڑا جو آپؐ کے ہاتھ میں تھا جناب رسولؐ خدا کو دیا۔ ابھی وُہ حضرتؐ کے ہاتھ میں پہنچا نہیں تھا کہ بقدرتِ الٰہی گویا ہوُا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَّ بِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَلِیًّا (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اُس کے رسُولؐ ہیں۔ میں خدا کی ربوبیت اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت پر راضی ہوُا) پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے صبح کو یہ دُعا پڑھے خدا کے خوف اور اُس کے عذاب سے امین ہوگا

ستائیسواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی جس کا نام سبحت تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اپنے پروردگار کے بارے میں آپؐ سے دریافت کرتا ہوں کہ وُہ کہاں ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کا علم اور قدرت ہر مقام کو گھیرے ہوئے ہے لیکن وُہ خود کسی مکان میں نہیں ہے۔ اُس نے پُوچھا وُہ کس طرف ہے فرمایا کس طرح اُس کے کس طرف ہونے کا بیان کروں کیونکہ اُس نے ہر طرف کو پیدا کیا ہے اور وُہ کسی مخلوق سے متصف نہیں ہوسکتا۔ اُس نے پُوچھا کس طرح سمجھوں کہ آپؐ پیغمبر ہیں۔ اُسی وقت پتھر، ڈھیلے اور ہر چیز جو حضرتؐ کے آس پاس تھی سب نے فصیح زبان عربی میں کہا کہ یہ خدا کے رسولؐ ہیں۔ سبحت نے کہا اس سے زیادہ واضح کوئی امر میں نے نہیں دیکھا لہٰذا خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں بیشک آپؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ بصائر الدرجات میں بسند معتبر روایت ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا سہل بن حنیف اور خالد بن ایوب انصاری کے ساتھ بنی نجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ ناگاہ ایک کنوئیں کے ایک پتھر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند آواز سے سلام کیا اور کہا آپؐ پر خدا کی جانب سے سلامتی ہو اپنے پروردگار سے میری شفاعت فرمائیے کہ مجھے جہنم کے پتھروں میں شامل نہ کرے جس سے کافروں پر عذاب کرے گا۔ حضرتؐ نے اپنے دست مبارک آسمان کی جانب بلند کیئے اور کہا خداوندا اس پتھر کو جہنم کے پتھروں میں مت قرار دے۔

اُنتیسواں معجزہ۔ شیخ طبرسی و قطب راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ طائف کے لیئے ایک صحرا سے گزر رہے تھے جس میں بیر کے بہت سے درخت تھے آنحضرتؐ اپنی سواری پر سو گئے تھے درمیان راہ میں ایک درخت تھا جب حضرتؐ اُس کے قریب پہنچے وُہ درخت بقدرتِ الٰہی بیچ سے دوُ حصّہ ہو کر آدھا آدھا دونوں طرف جاکر کھڑا ہوگیا اور آجتک اُسی حال پر باقی ہے۔ لوگ اُس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس کو سدرۃ النبیؐ کہتے ہیں، اس کی حفاظت کرتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں اور اُس کی پتیاں بھیڑوں اور اونٹوں کی حفاظت کے لیئے انکی گردنوں میں لٹکاتے ہیں۔ اور یہ ایسا معجزہ ہے جس کا اثر آجتک باقی ہے۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی بعثت کی ابتدا تھی، عرب کا ایک گروہ ایک بُت کے پاس جمع تھا تاکہ اس کی پرستش کرے کہ بُت کے اندر سے آواز آئی۔ اُس نے بزبان فصیح کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس آئے ہیں اور تم کو دینِ حق کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ سُنتے ہی وُہ سب منتشر ہوگئے اور اُن میں سے اکثر ایمان لائے۔

اکتیسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک اندھیری رات میں بارش ہو رہی تھی آنحضرتؐ نمازِ شب سے واپس آرہے تھے اور ایک بجلی آنحضرتؐ کے آگے آگے روشنی کر رہی تھی۔ اسی اثناء میں آپؐ کی نظر قتادہ بن نعمان پر پڑی۔ آپؐ نے ان کو پہچان لیا۔ قتادہ نے کہا یا نبیؐ اللہ چاہتا ہوں کہ آپؐ کے

ساتھ نماز پڑھوں لیکن اندھیری رات میں آنا میرے لیئے دشوار ہے۔ حضرتؐ نے خرمہ کی ایک ٹہنی ان کو دے دی اور فرمایا کہ یہ دس رات تک تم کو روشنی دیا کرے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپؐ نے فرمایا تمہارے مکان کے ایک گوشہ میں ایک شیطان نے جگہ بنالی ہے تم اپنی تلوار سے اُس پر حملہ کرو تو وُہ بھاگ جائے گا۔ قتادہ جب اپنے گھر پہنچے تو گھر کے ایک گوشہ میں ایک سیاہی نظر آئی۔ جب اُس پر حملہ کیا تو وُہ دیوار سے اوپر چڑھ گیا اور بھاگ گیا۔

تبلیسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جبریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور آپ کو غمگین پایا۔ سبب پوچھا آپؐ نے فرمایا کافروں کے ظلم اور جھٹلانے سے رنجیدہ ہوں۔ عرض کی کیا آپ کو ایسی نشانی بتاؤں جس سے آپؐ سمجھیں کہ خداوند عالم نے تمام اشیا کو آپؐ کا تابع فرمان قرار دیا ہے فرمایا ہاں۔ جبریلؑ نے عرض کی درخت کو اپنے پاس بلائیے کا تو وُہ آئے گا۔ آپؐ نے ایک کو اپنی طرف بلایا وہ فوراً حاضر خدمت ہوگیا۔ جب فرمایا کہ واپس جا تو وہ جاکر اپنی جگہ پر کھڑا ہوگیا۔

تینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے چند سندوں سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی کسی جگہ سے سفر کرکے آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے بہترین راہ کی جانب ہدایت کروں اُس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اعرابی نے پُوچھا کیا کوئی آپؐ کا گواہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہے۔ اس درخت کے پاس جاکر کہو کہ تجھ کو اللہ کے رسولؐ بلاتے ہیں۔ اُس اعرابی نے درخت سے جاکر کہا تو وُہ حرکت میں آیا اور زمین کو چیرتا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ میری حقیت کی گواہی دے۔ درخت گویا ہوا اور آنحضرتؐ کی رسالت اور آپؐ کی حقیت کی گواہی دی۔ اعرابی نے کہا اب حکم دیجئے کہ اپنے مقام پر واپس جائے۔ آپؐ نے اس کو حکم دیا اور وُہ اپنی جگہ پر بدستور جاکر کھڑا ہوگیا۔ اعرابی نے کہا اجازت دیجئے کہ میں آپؐ کو سجدہ کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے سوا کسی کے لیئے سجدہ جائز نہیں ورنہ میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ غرض وُہ مسلمان ہوگیا اور آنحضرتؐ کے دست مبارک چوم کر عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اپنے قبیلہ میں واپس جاؤں اور ان لوگوں کو بھی اسلام کی دعوت دوں اگر وُہ قبول کریں تو ان کو حضرتؐ کی خدمت میں لے کر آؤں ورنہ خود حاضر ہوں۔ حضرتؐ نے اجازت دی اور وُہ اپنے قبیلہ کی طرف چلا گیا۔

چونتیسواں معجزہ۔ سنگریزوں کا آنحضرتؐ کے ہاتھ میں تسبیح خدا کرنا۔ عامہ و خاصہ نے بطریق متواترہ روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ مکور عامری نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر کوئی معجزہ طلب کیا۔ حضرتؐ نے نو کنکریاں اُٹھالیں۔ سب بآواز بلند تسبیح خدا پڑھنے لگیں۔ پھر زمین پر ان کو پھینک دیا تو وہ ساکت ہوگئیں۔ پھر اُٹھالیا پھر وُہ تسبیح پڑھنے لگیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ وُہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتی تھیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضر موت کے بادشاہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ حضرتؐ نے ایک مٹھی کنکریاں اُٹھالیں اور فرمایا کہ یہ میری رسالت کی گواہی دیتی ہیں۔ پس وُہ کنکریاں گویا ہوئیں اور تسبیح خدا

پڑھنے لگیں اور حضرتؐ کی رسالت پر گواہی بھی دی۔ اور انس سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں ہاتھ میں اُٹھالیں جو تسبیح خدا کرنے لگیں۔ پھر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دے دیں وُہ اُن کے ہاتھ میں بدستور تسبیح کرتی تھیں۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ میں ان کو لے لیا تو وُہ ساکت ہوگئیں۔

پینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے ابواسید سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے ایک روز اپنے چچا جناب عباسؓ سے کہا کہ آپ اپنے لڑکوں سمیت کل اپنے گھر پر موجود رہیئے گا مجھے کچھ کام ہے دوسرے روز صبح کو آپؐ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور ان لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور ان کے لیئے دُعا کی تو آمین کی آواز اُن کے درو دیوار سے بلند ہوئی۔

چھتیسواں معجزہ۔ کلینی، راوندی اور ابن شہر آشوب نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اور لوگوں نے اس کی قبر کھودنا شروع کی مگر بہت کوشش کی اور قبر نہ کھُد سکی۔ تو لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ شخص خوش اخلاق تھا اس کی قبر کھودنے میں دشواری نہ ہونا چاہیئے۔ پھر خود تشریف لے گئے اور ایک پیالہ میں پانی منگوایا اور اپنا دست مبارک اُس میں داخل کیا اور قبر کی زمین پر چھڑک دیا حضرتؐ کے اعجاز سے وُہ زمین مانند بالو کے نرم ہوگئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے دُعا کی تو قبر آسانی سے کھودلی گئی۔

سینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کسی جنگ کے لیئے مدینہ سے باہر گئے ہوئے تھے۔ واپسی میں ایک منزل پر قیام پذیر تھے اور صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھانا نوش فرمارہے تھے کہ جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ چلیئے۔ حضرتؐ سوار ہوکر جبریلؑ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ زمین کپڑے کے مانند لپیٹ گئی اور حضرتؐ فدک میں پہنچے۔ جب اہل فدک نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سُنی سمجھے کہ دشمن سر پر آگئے اور شہر کے دروازوں کو بند کرکے کنجیاں ایک بوڑھی عورت کو جو شہر کے باہر رہتی تھی دے دیں۔ اور خود پہاڑوں پر بھاگ گئے۔ جبریلؑ اس عورت کے پاس آئے اور اُس سے کنجیاں لے لیں۔ شہر کے دروازوں کو کھولا۔ حضرتؐ اُن کے تمام شہروں اور مکانوں میں گھومے پھرے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ خدا نے یہ سب آپ کے لیئے مخصوص کیا اور آپؐ کو عطا فرمایا ہے۔ اس میں کسی اور کا حصہ نہیں ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى رپ آیت سورۃ حشر یعنی خدا نے جو کچھ قریوں اور شہروں والوں کا مال اپنے رسولؐ کو دیا ہے وُہ صرف خدا اور رسولؐ اور رسولؐ کے رشتہ داروں کا ہے۔ پھر فرماتا ہے فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ رپ آیت سورۃ حشر۔ تم نے اُس پر اونٹوں اور گھوڑوں کو نہیں دوڑایا تھا (یعنی اُن سے جنگ نہیں کی تھی) لیکن خدا اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ کیونکہ فدک کے فتح کرنے میں مسلمانوں نے جنگ کی تھی نہ حضرتؐ کے ساتھ تھے بلکہ خدا نے بغیر لڑے بھڑے پیغمبرؐ کو عطا فرمایا تھا۔

جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو ان کے گھروں اور باغوں میں گھمایا پھرایا پھر دروازوں کو بند کرکے ان کی کنجیاں حضرتؐ کے حوالے کیں۔ حضرتؐ نے ان کو تلوار کے نیام میں رکھ دیا اور تلوار کو اونٹ پر سامان کے ساتھ لٹکا دیا اور سوار ہو کر واپس ہوئے۔ زمین پھر اسیطرح لپیٹی گئی اور حضرتؐ اپنے اصحاب کے پاس پہنچ گئے ابھی وہ لوگ اُس مجلس سے اُٹھے نہ تھے۔ اور فرمایا کہ میں فدک کی جانب گیا تھا خدا نے فدک مجھے عطا فرمایا ہے یہ سُنکر منافقوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور آنکھوں سے اشارہ کیا کہ (معاذاللہ) حضرتؐ غلط بیان کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے نیام سے کنجیاں نکال کر دکھائیں اور فرمایا کہ یہ فدک کے قلعوں کی کنجیاں ہیں۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ آئے اور سب سے پہلے جناب فاطمہؑ کے گھر گئے اور فرمایا خدا نے فدک تمہارے باپ کو عطا فرمایا ہے جس میں مسلمانوں کا حصہ نہیں۔ مجھے اختیار ہے میں جو چاہوں کروں۔ تمہاری والدہ خدیجہ کا مہر میرے ذمہ ہے لہٰذا میں اُس کے عوض فدک تم کو بخشتا ہوں۔ تم اُس کی مالک ہو تمہارے بعد تمہاری اولاد مالک ہوتی رہے گی۔ پھر حضرتؐ نے ایک چمڑا منگایا اور امیرالمومنینؑ کو بلایا اور فرمایا لکھو کہ باغ فدک رسولؐ خدا کی جانب سے فاطمہؑ کے لیئے بخشش ہے۔ اور اس پر علیؑ اور اُمّ ایمن کو گواہ فرمایا کہ اُمّ ایمن بہشت کی ایک خاتون ہیں۔ پھر اہل فدک آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ طے کیا کہ ہر سال چوبیس ہزار دینار (اشرفی) حضرتؐ کو دیا کریں گے جو اس زمانہ کے سکوں کے حساب سے تین ہزار چھ سو تومان ہوتے ہیں۔

اڑتیلسواں معجزہ۔ راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا جب جنگ حنین سے واپس ہو کر جعرانہ میں ٹھہرے اور صحابہ میں مال غنیمت تقسیم فرمایا۔ وہ حضرتؐ کے پیچھے پیچھے دوڑتے تھے اور مانگتے جاتے تھے۔ حضرتؐ اُن کو دیتے جاتے تھے یہانتک کہ آنحضرتؐ اُن کے پاس سے ہٹتے ہٹتے ایک درخت کے پاس پہنچے اور پُشت درخت سے لگا دی۔ لیکن صحابہ نے پھر ہجوم کیا یہانتک کہ حضرتؐ کی پیٹھ زخمی ہو گئی اور آپؐ کی چادر درخت سے لپٹ کر رہ گئی۔ آنحضرتؐ دُوسرے درخت کی طرف چلے گئے اور فرمایا کہ میری چادر دے دو۔ خدا کی قسم اگر مکہ اور یمن کے درختوں کی تعداد کے برابر میرے پاس گوسفندیں ہوتیں تو سب تم لوگوں پر تقسیم کر دیتا۔ تم مجھ کو بخیل و کنجوس کبھی نہ پاؤ گے۔ غرض ماہ ذیقعدہ میں جعرانہ سے روانہ ہوئے اور حضرتؐ کی پشت مبارک کی برکت سے وُہ درخت کبھی خشک نہ ہوا اور ہمیشہ ہر فصل میں اُس سے تر و تازہ پھل حاصل ہوا کرتا تھا۔

اُنتالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور ابن مسعود وغیرہ نے روایت کی ہے کہ لوگ جب حضرتؐ کے ساتھ کھانا کھاتے تو طعام سے آواز تسبیح آتی تھی۔

چالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کر رہے تھے آپؐ نے مکہ سے ایک درخت کو بُلایا وُہ زمین کو چیرتا ہوا آنحضرتؐ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی۔

اکتالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن طفیل کو بھیجا کہ اپنی قوم کی ہدایت کرے۔ اور فرمایا کہ تمہاری قوم کے نزدیک تمہاری سچائی کی دلیل یہ ہوگی کہ تمہارے تازیانہ کی

نوک سے رات دن ایک نُور چمکتا رہے گا۔ عبداللہ نے اُسی علامت کے ذریعہ اپنی قوم کی ہدایت کی۔

دیگر روایت ہے کہ قریش نے طفیل بن عمرو سے کہا کہ جب مسجد الحرام میں تُو جایا کرے تو اپنے کانوں میں رُوئی بھر لیا کر تاکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قرآن پڑھنا تو نہ سُنے ایسا نہ ہو کہ تو بھی اُن کے فریب میں آجائے غرض وُہ جب کعبہ میں جاتا تھا تو جس قدر رُوئی کانوں میں زیادہ بھرتا تھا اسیقدر آنحضرتؐ کی آواز زیادہ سنائی دیتی تھی۔ اسی معجزہ سے وُہ مسلمان ہو گیا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں اگر آپ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائیں تو میں اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دوں۔ حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا اس کو کوئی علامت عطا فرما۔ غرض جب وُہ اپنی قوم کی جانب واپس گیا اُس کے تازیانہ سے ایک نُور قندیل کے مانند ظاہر ہوتا تھا۔

بیالیسواں معجزہ۔ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جنگ احزاب میں آنحضرتؐ نے صحابہ کے درمیان خندق کھودنا تقسیم فرمایا کہ ہر چالیس ہاتھ دس آدمی کھودیں۔ سلمانؓ اور حذیفہؓ کے حصّہ میں جو زمین آئی اُس کے نیچے پتھر نکلا جس پر پھاوڑہ اثر نہیں کرتا تھا سلمانؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کی۔ آنحضرتؐ مسجد احزاب سے باہر آئے اور پھاوڑہ لے کر تین بار پتھر پر مارا۔ ہر مرتبہ ایک تیسرا حصّہ پتھر سے جدا ہوتا اور برق سی چمکتی جس سے تمام دُنیا روشن ہو جاتی اور حضرتؐ اللہ اکبر فرماتے صحابہ بھی اللہ اکبر کہتے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ پہلی روشنی میں یمن کے قصر نظر آئے اور خدا نے اُن سب کو مجھے عطا فرمایا۔ دوسری مرتبہ شام کے قصر دکھائی دیئے اور خدا نے اُن سب کو مجھے کرامت فرمایا۔ اور تیسری بار مدائن کے قصر میں نے دیکھے اور خدا نے بادشاہان عجم کے ملک مجھے بخشے۔ اُس کے بعد خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (پ آیت ۳۳ سورہ توبہ)" خدا اُس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا اگرچہ مشرکین کراہت کریں۔" دوسری روایت میں ہے کہ جب وُہ زمین سخت ظاہر ہوئی اور کُدال کا اُس پر اثر نہ ہوا تو حضرتؐ نے ایک پیالہ میں پانی منگوایا اور اپنے معجز نما آب دہن کو اس میں ڈالا اور اپنے ہاتھ سے اُس زمین پر چھڑک دیا۔ تو آنحضرتؐ کے اعجاز سے اس قدر نرم ہو گئی کہ جب کُدال اُس پر مارتے وُہ اندر گھُس جاتا تھا۔

تینتالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں عکاشہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرتؐ نے ایک لکڑی اُن کے ہاتھ میں دے دی کہ اس سے جنگ کرو۔ جب عکاشہ کے ہاتھ میں وُہ لکڑی پہنچی تلوار بن گئی۔ وہ ہمیشہ اُسی سے جنگ کیا کرتے تھے۔

چوالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جنگ اُحد میں عبداللہ بن جحش کو حضرتؐ نے ایک لکڑی دی اور ابو دجانہ کو خرمے کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ وُہ دونوں شمشیر قاطع بن گئیں۔ وُہ لوگ اُسی سے جنگ کیا کرتے تھے۔

پینتالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ ایک مٹھی کنکریاں لاؤ۔ حضرتؐ نے اُن کو بتوں کی جانب پھینک دیا اور فرمایا جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (پ آیت سورہ بنی اسرائیل) "حق آیا اور باطل مٹا۔ اور باطل مٹنے ہی والا ہے"۔ تو وُہ تمام بُت زمین پر گر پڑے۔ اہل مکہ نے کہا کہ ہم نے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بڑھ کر کوئی جادوگر نہیں دیکھا۔

چھیالیسواں معجزہ:۔ روایت ہے کہ کسی نے ایک کمان حضرتؐ کو ہدیہ کی جس پر ایک عقاب کی صورت بنی ہوئی تھی۔ حضرتؐ نے اُس پر ہاتھ پھیرا وُہ شکل مٹ گئی۔

سینتالیسواں معجزہ۔ تفسیر امام میں مذکور ہے۔ عمار یاسر کہتے ہیں کہ ایک روز میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وقت جبکہ آنحضرتؐ کی رسالت میں شک رکھتا تھا۔ اور کہا یا رسولؐ اللہ میں آپؐ کی تصدیق نہیں کرسکتا کیونکہ میرے دل میں شک ہے۔ کیا کوئی ایسا معجزہ ہے جس سے میرا شک دُور ہو جائے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب گھر واپس جائے تو ہر درخت اور پتھر سے میری بابت دریافت کرنا۔ میں گھر آیا تو ہر درخت اور پتھر سے پوچھتا تھا کہ محمدؐ کا دعوٰے ہے کہ تُو اُنکی رسالت کی گواہی دیتا ہے تو وُہ گویا ہوتا اور کہتا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے رسولؐ ہیں۔

اڑتالیسواں معجزہ۔ تفسیر امامؑ میں مذکور ہے کہ ایک روز ایک مرد مومن آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا کہ اپنے دل کو اپنے برادرانِ مومن کی طرف سے کیسا پاتے ہو جو محبت محمدؐ و علیؑ اور اُن کے دشمنوں کی عداوت میں تمہارے موافق ہیں۔ اُس نے عرض کی مَیں اُن کو مثل اپنی جان کے عزیز رکھتا ہوں۔ جن باتوں سے اُن کو تکلیف ہوتی ہے مجھے بھی ہوتی ہے اور جس سے اُن کو خوشی ہوتی ہے مجھے بھی ہوتی ہے۔ اور جو چیز ان کو غمگین کرتا ہے مجھے بھی غمگین کرتا ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا پھر تو تم خدا کے دوست ہو لہذا دُنیا کی بلاؤں اور تکلیفوں کی پروا نہ کرو۔ خدا اس کے عوض تم کو اتنی نعمتیں عطا فرمائے گا کہ خلق میں کسیکو ایسا نفع حاصل نہ ہؤا ہوگا سوائے اس کے جو تمہاری طرح ہو۔ لہذا اس حال نیک پر راضی و خوش رہو۔ اُن فرزندوں، غلاموں، کنیزوں اور دولت کے عوض جو دوسروں کو حاصل ہیں کیونکہ تم اس حال میں تمام امیروں سے زیادہ غنی ہو لہذا اپنے تمام اوقات کو محمدؐ و آلِ محمد علیہم الصّلوٰۃ والسّلام پر درُود بھیجکر زندہ رکھو۔ یہ سُنکر وُہ مرد مومن خوش ہوگیا اور ہمیشہ محمدؐ و آل محمد علیہم الصّلوٰۃ والسّلام پر درُود بھیجا کرتا تھا۔ ایک روز دو مشہور منافقین غاصبان حقوقِ آل محمدؐ سے اُس کی ملاقات ہوئی۔ منافق اول نے کہا اے فلاں شخص تجھ کو محمدؐ نے بھُوک اور پیاس کا خوب توشہ دیا۔ دُوسرے نے کہا محمدؐ نے آرزوئے باطل اور جھُوٹے وعدوں سے جنسے ہمیشہ دوسروں کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے (معاذ اللہ) اچھا توشہ تیرے ساتھ کیا ہے۔ دوسرے روز پھر بازار میں اُن دونوں سے ملاقات ہوگئی۔ اُنہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس بیوقوف سے مذاق کرنا چاہیئے۔ یہ طے کرکے اُس مومن کے پاس آئے۔ دوسرے نے کہا آج لوگ اس بازار میں تجارت کر رہے ہیں اور فائدہ اُٹھا رہے ہیں تُو نے کون سی تجارت کی ہے؟ اُس غریب نے کہا میرے پاس مال تو نہیں ہے جس سے تجارت کروں البتہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درُود بھیجا کرتا ہوں۔ اُس نے کہا بدنصیبی اور محرومی کا اچھا فائدہ تُو نے حاصل کیا ہے۔ جب گھر جائے گا تو بھُوک کا دستر خوان تیرے لیئے بچھایا جائے گا اور بدنصیبی اور حرماں کے طرح طرح کے کھانے اور شربت و پانی وغیرہ اس پر چنے جائیں گے اور فرشتے جو محمدؐ کے لیئے بھوک پیاس اور ذلت لایا کرتے ہیں تیرے دستر خوان کے گرد حاضر ہوں گے۔ اُس مومن نے کہا خدا کی قسم ایسا نہیں ہے بلکہ حضرتؐ خدا کے رسولؐ ہیں اور جو شخص آپؐ پر ایمان لاتا ہے وُہ حق پسند اور سعادتمند

میں سے ہے اور بہت جلد خداوند عالم ان کو بلند مرتبہ کردے گا کشادگی روزی وغیرہ کے سبب جیسی اُن کے لیئے مصلحت سمجھے گا۔ پھر ان کے لیئے راحت ہی راحت ہے۔ اسی اثناء میں ایک شخص ایک سڑی ہوئی مچھلی لیئے ہوئے آیا۔ اُن دونوں منافقوں نے طعن و طنز کیا کہ اس مچھلی کو اس مرد کے ہاتھ فروخت کردے یہ رسولؐ کے صحابیوں میں سے ہے۔ ماہی فروش نے کہا کہ اس کو کوئی نہیں خریدتا ہے آپ ہی خرید لیجئے۔ اس مومن نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اُن دونوں منافقوں نے کہا خرید لو قیمت تو رسولؐ دے دیں گے۔ اُس شخص نے مچھلی لے لی اور ماہی فروش حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ حضرتؐ نے حالات سُنکر اُسامہ سے کہا کہ ایک درم اس مچھلی والے کو دے دو۔ وُہ یہ قیمت پاکر بہت خوش ہؤا اور کہا کہ یہ درم تو کئی مچھلیوں کی قیمت ہے۔ غرض وُہ تو چلا گیا ادھر اُس مومن نے اُن لوگوں کے سامنے مچھلی کا پیٹ چاک کیا۔ اُس میں سے دُو گوہر آبدار برآمد ہوئے جنکی قیمت دو لاکھ درہم تھی۔ یہ دیکھ کر وُہ دونوں منافق بہت رنجیدہ ہوئے اور مچھلی والے کے پیچھے دَوڑے اور جاکر اُس سے کہا کہ مچھلی کے پیٹ سے دُو قیمتی موتی نکلے ہیں۔ تُو نے مچھلی فروخت کی ہے موتی نہیں فروخت کیئے تھے۔ واپس چل کر اپنے دونوں موتی اُس سے لے لے۔ مچھلی والے نے آکر اُس سے دونوں موتی لے لیئے۔ وُہ اُس کے ہاتھ میں پہنچتے ہی بچھو بن گئے اور اُس کے ہاتھ میں ڈنک مارنے لگے۔ مچھلی والا چلّانے لگا اور اُن کو پھینک دیا۔ دونوں منافقوں نے کہا کہ یہ امر محمدؐ کے جادو سے بعید نہیں ہے۔ پھر اُس مومن نے اُسی مچھلی کے شکم سے دُو موتی اور پائے۔ پھر اُن دونوں منافقین نے مچھلی والے سے کہا کہ یہ موتی بھی تیرے ہی ہیں سے لے۔ جب اُس نے اُن موتیوں کو اُٹھانے کا ارادہ کیا وُہ دونوں موتی سانپ بن گئے اور اس پر حملہ آور ہوئے۔ ماہی فروش نے کہا کہ بھائی یہ تم ہی لے لو میں نہیں لینا چاہتا۔ غرض اُس مومن نے اُن دونوں بچھوؤں اور دونوں سانپوں کو اُٹھا لیا وُہ سب باعجاز آنحضرتؐ قیمتی موتی ہوگئے۔ وُہ دونوں منافقین آپس میں کہنے لگے کہ کسی کو ہم نے محمدؐ سے زیادہ جادو میں ماہر نہیں دیکھا۔ اس مومن نے کہا اے دشمنان خدا اگر یہ جادو ہے تو بہشت و دوزخ بھی جادو ہے۔ اے خدا کے دشمنو! اُس خدا پر ایمان لاؤ جس نے تم پر اپنی نعمتیں پوری کی ہیں اور اپنے عجائبات قدرت تم کو دکھلائے ہیں۔ پھر وُہ چاروں موتی لے کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہؤا جنکو اُن تاجرانِ عرب نے چار لاکھ درم میں خرید لیا جو مدینہ میں تجارت کی غرض سے آئے تھے۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ خدا نے تجھ کو یہ نعمت اُس تعظیم و تکریم کی وجہ سے عطا فرمائی ہے جو تُو محمدؐ رسُول اللہ اور اُن کے بھائی اور وصی علیؑ کی کرتا ہے۔ کیا میں تجھے ایسی فائدہ مند تجارت نہ بتادوں جس میں تُو یہ تمام مال لگا دے اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ ضرور بتائیے۔ فرمایا ان کو بہشت کے درختوں کے بیج قرار دے اور اپنے برادرانِ مومنین پر صرف کر دے کیونکہ بعض اُن میں سے عقیدہ و اخلاص میں تیرے مانند ہیں اور بعض تجھ سے بھی پست ہیں اور بعض بلند بھی ہیں۔ اُن پر جو کچھ تُو صرف کرے گا ہر حبہ کو خدا بڑھاتا رہے گا یہاں تک کہ کوہِ ابو قبیس، اُحد، ثور اور ثبیر کے پہاڑوں کے برابر ہزار پہاڑ بنادے گا اور خدا ان کے عوض بہشت میں تیرے لیئے قصر تعمیر فرمائے گا، جنکے کنگرے یاقوت کے ہوں گے۔ اور سونے کے قصر بنائے گا جنکے کنگرے زبرجد کے ہوں گے۔ اتنے میں

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میرے پاس تو کچھ نہیں میں کیا راہِ خدا میں صرف کروں میرے واسطے کیا ثواب ہوگا۔ فرمایا تیرے لیئے ہماری خالص محبت و شفاعت کافی ہے۔ تجھ کو ہماری دوستی، ہمارے دشمنوں کے ساتھ دشمنی بہشت کے بلند درجوں میں پہنچائے گی۔

اُنچاسواں معجزہ۔ سُراقہ بن مالک کا قصہ ہے جو متواتر ہے اور شعرا نے اپنے اشعار میں بھی نظم فرمایا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی کفار نے سُراقہ کو آنحضرتؐ کے تعاقب میں بھیجا۔ جب وُہ آنحضرتؐ کے قریب پہنچا آپؐ کی دُعا سے اُس کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا۔ اُس نے آنحضرتؐ سے استدعا کی کہ خدا سے دُعا فرمائیں کہ اس کو نجات بخشے۔ پھر اُس نے حضرتؐ کی دُعا سے نجات پائی، پھر دوبارہ اُس نے حضرتؐ کا ارادہ کیا پھر اُس کے گھوڑے کے پَیر زمین میں پھنس گئے اسیطرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر حضرتؐ سے اُس نے اپنے لیئے امان لی اور واپس گیا۔ اس کی تفصیل ہجرت کے حالات میں مذکور ہوگی۔

پچاسواں معجزہ۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خرمے کے بیج اپنے دہن مبارک میں رکھ کر چوستے پھر زمین میں بو دیتے تھے، وُہ اُسیوقت درخت بنکر بار آور ہو جاتے تھے۔

اٹھارواں باب

اُن معجزات کا بیان جو شیر خوار بچوں اور حیوانات میں ظاہر ہوئے

پہلا معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک مشرکہ عورت اپنی زبان سے آنحضرتؐ کو بہت اذیت دیتی تھی۔ ایک روز دو مہینے کے بچّہ کو لیئے ہوئے آنحضرتؐ کے سامنے سے جا رہی تھی جب حضرتؐ کے قریب پہنچی وُہ بچّہ بقدرتِ الٰہی گویا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ۔ اُس کی ماں کو بہت تعجب ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا بچّے تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ میں خدا کا رسول اور محمدؐ بن عبداللہ ہوں؟ اُس نے کہا مجھے میرے پروردگار نے اور رُوح الامین نے تعلیم دی۔ حضرتؐ نے پُوچھا روح الامین کون ہیں؟ لڑکے نے کہا جبریلؑ ہیں جو اس وقت آپؐ کے سر کے قریب ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرتؐ نے پوچھا اے بچّے تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا میرا نام عبدالعزّیٰ رکھا گیا ہے حالانکہ میں عزّیٰ پر ایمان نہیں رکھتا۔ یارسُولؐ اللہ آپ میرا کوئی اور نام رکھ دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا تیرا نام میں نے عبداللہ رکھا۔ عرض کی یارسُولؐ اللہ دُعا کیجیئے کہ خدا مجھے بہشت میں آپؐ کے خادموں میں قرار دے۔ آپؐ نے اُس کے لیئے دُعا کی۔ اُس نے کہا جو شخص آپؐ پر ایمان لایا وُہ سعادتمند ہوا اور جس نے انکار کیا بدبخت و شقی ہوا۔ یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا اور برحمتِ الٰہی واصل ہو گیا۔

دوسرا معجزہ۔ کلینیؒ، راوندی اور ابن بابویہ وغیرہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کی ہے کہ یمن کے پیچھے ایک وادی ہے کہ اس کو برہوت کہتے ہیں جس میں کالے سانپ اور اُلّو کے سوا کوئی جانور نہیں ہوتا۔ اُس وادی میں ایک کنواں ہے جس کو بلہوت کہتے ہیں۔ ہر لمحہ مشرکوں اور کافروں کی رُوحیں اُس کنویں پہلے جائی جاتی ہیں اور ان کو جہنم کی صدید (یعنی خون اور پیپ ملا ہوا گرم پانی) پلایا جاتا ہے۔ اُس وادی کے پیچھے چند گروہ ہیں جنکو ذریح کہتے ہیں۔ جب جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے ایک بچھڑے نے اُن کے درمیان اپنی دُم زمین پر ماری اور بآواز بلند چلایا کہ اے ذریح کی اولاد ایک مرد تہامہ میں آیا ہے اور لوگوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی دعوت دیتا ہے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ اے آل ذریح میں تم کو عملِ نیک کی جانب دعوت دیتا ہوں ایک پکارنے والا بزبان فصیح کہہ رہا ہے کہ کوئی خدا نہیں سوائے اُس خدا کے جو عالمین کا پروردگار ہے اور محمدؐ خدا کے رسُول پیغمبروں میں سب سے بہتر ہیں اور اُن کے وصی علیؑ بہترین اوصیا ہیں۔ اُس قوم نے کہا خدا نے کسی امرِ عظیم کے سبب اس بچھڑے کو گویا کیا ہے۔ پھر اُس بچھڑے نے دوبارہ اسیطرح آواز لگائی تو اُن لوگوں نے ایک کشتی تیار کی اور سات اشخاص کو اُس میں سوار کیا اور کھانے کے لیئے جو کچھ خدا نے اُن کے دل میں ڈال دیا ہمراہ کر دیا۔ کشتی کا بادبان بلند کرکے دریا میں کشتی چھوڑ دی۔ اس کشتی کو بامرِ خدا بغیر ناخدا کے ہوا نے جدہ میں پہنچا دیا۔ جب وُہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے، قبل اس کے کہ وُہ کچھ کہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے آل ذریح بچھڑے نے تم کو دعوت دی ہے اُنہوں نے کہا ہاں یارسُولؐ اللہ اپنا دین اور کتاب پیش کیجیئے۔ تو حضرتؐ نے اُن کو دین اسلام، قرآن، واجبات، سُنن اور شرائع دین کی تعلیم دی اور بنی ہاشم میں سے ایک شخص کو اُن کا حاکم بنا کر اُن کے ساتھ بھیج دیا وُہ آج تک دین حق پر قائم ہیں اور اُن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

تیسرا معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ دیر کا ایک بچّہ جس کو لوگ گونگا سمجھتے تھے آنحضرتؐ کے پاس لایا گیا آپؐ نے اُس سے پُوچھا کہ میں کون ہوں۔ اُس نے کہا آپؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ اُس کے بعد سے بولنے لگا۔

چوتھا معجزہ۔ روایت ہے کہ عمرو بن منتشر نے آنحضرتؐ سے شکایت کی کہ ہماری وادی میں ایک سانپ رہتا ہے جس کا دفع کرنا ہمارے لیئے دُشوار ہے۔ اگر اُس کو آپ دفع کر دیں اور اُس وادی میں خرمے کے جو درخت خشک ہو گئے ہیں ان کو سبز و بار آور کر دیں تو ہم ایمان لائیں گے۔ حضرتؐ ان کیساتھ اُس وادی میں گئے۔ وُہ سانپ نکلا شترِ مست کے مانند چلا رہا تھا اور زمین پر سینہ کے بل چل رہا تھا جب اُس کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی وُہ اپنی دُم پر کھڑا ہو گیا اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے اس کو حکم دیا کہ اس وادی سے نکل جائے۔ پھر حضرتؐ اُن خشک درختوں کے پاس آئے اور اپنا دست مبارک اُن پر پھیرا۔ وُہ اُسیوقت بلند ہو گئے اور اُن میں پھل لگ گئے اور اُن کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔

پانچواں معجزہ۔ روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک بچّہ کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرتؐ کے پاس لائے کہ آپؐ اُس کے واسطے دُعا فرمائیں۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنے ہاتھوں پر لے کر فرمایا میں کون ہوں اُس نے کہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى وَمَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

پیشِ لفظ!

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اُردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اوّل کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

اس جلیل القدر اور کثیر الفوائد کتاب میں جناب سرورِ کائنات فخرِ آدمؑ و بنی آدم باعثِ خلقتِ عالم، پیغمبرِ آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقتِ نورؐ اور آپ کی ولادتِ باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ یعنی آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت؛ آپ کا نسب؛ آپ کے آباؤ اجداد میں جناب ہاشمؑ سے جناب ابوطالبؑ تک کے حالات اور ان حضرات کی زندگی کے اہم واقعات؛ آنحضرتؐ کے متعلق پیشین گوئیاں؛ آپ کی ولادت؛ رضاعت؛ جناب ابوطالب کی آپ سے محبت اور جان سپارانہ حمایت؛ آنحضرتؐ کے اخلاقِ حسنہ اور خصائلِ حمیدہ؛ حضرتؐ کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ وغیرہ سے متعلق معجزات؛ غزوات؛ معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات؛ اصحاب اور اُمت کے فضائل؛ آپ کی تبلیغ؛ اسلام کی خوبیاں؛ آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان و ابوذر و مقداد و عمار وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے حالات؛ ان حضراتؓ کی دینداری اور حمایتِ اہلِ بیتؑ؛ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی روئیداد نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم و تبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ اُن کی تہذیب و اخلاق؛ عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام واعظین کے لیے خصوصاً صرف اُردو دان ذاکرین کے لیے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ مَیں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اپنی اُردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی




ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میرے پاس تو کچھ نہیں میں کیا راہِ خدا میں صرف کروں میرے واسطے کیا ثواب ہوگا۔ فرمایا تیرے لیئے ہماری خالص محبت و شفاعت کافی ہے۔ تجھ کو ہماری دوستی، ہمارے دشمنوں کے ساتھ دشمنی بہشت کے بلند درجوں میں پہنچا ئے گی۔

اُنچاسواں معجزہ۔ سُراقہ بن مالک کا قصہ ہے جو متواتر ہے اور شعراء نے اپنے اشعار میں بھی نظم فرمایا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی کُفار نے سُراقہ کو آنحضرتؐ کے تعاقب میں بھیجا جب وُہ آنحضرتؐ کے قریب پہنچا آپؐ کی دُعا سے اُس کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا۔ اُس نے آنحضرتؐ سے استدعا کی کہ خدا سے دُعا فرمائیں کہ اس کو نجات بخشے۔ پھر اُس نے حضرتؐ کی دُعا سے نجات پائی پھر دوبارہ اُس نے حضرتؐ کا ارادہ کیا پھر اُس کے گھوڑے کے پَیر زمین میں پھنس گئے اسیطرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر حضرتؐ سے اُس نے اپنے لیئے امان لی اور واپس گیا۔ اسکی تفصیل ہجرت کے حالات میں مذکور ہوگی۔

پچاسواں معجزہ۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرمے کے بیج اپنے دہن مبارک میں رکھ کر چُوستے پھر زمین میں بو دیتے تھے وُہ اُسیوقت درخت بنکر بارآور ہو جاتے تھے۔

اٹھارواں باب

اُن معجزات کا بیان جو شیر خوار بچوں اور حیوانات میں ظاہر ہوئے

پہلا معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک مشرکہ عورت اپنی زبان سے آنحضرتؐ کو بہت اذیت دیتی تھی۔ ایک روز دُو مہینے کے بچّہ کو لیئے ہوئے آنحضرتؐ کے سامنے سے جا رہی تھی۔ جب حضرتؐ کے قریب پہنچی وُہ بچہ بقدرتِ الٰہی گویا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ۔ اُس کی ماں کو بہت تعجب ہوا حضرتؐ نے فرمایا بچے تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ میں خدا کا رسُول اور محمدؐ بن عبداللہ ہوں؟ اُس نے کہا مجھے میرے پروردگار نے اور رُوح الامین نے تعلیم دی۔ حضرتؐ نے پوچھا رُوح الامین کون ہیں؟ لڑکے نے کہا جبرئیلؑ ہیں جو اس وقت آپؐ کے سر کے قریب ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرتؐ نے پوچھا اے بچے تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا میرا نام عبدالعزّیٰ رکھا گیا ہے حالانکہ میں عزّیٰ پر ایمان نہیں رکھتا۔ یا رسول اللہ آپ میرا کوئی اور نام رکھ دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا تیرا نام میں نے عبداللہ رکھا۔ عرض کی یا رسُول اللہ دُعا کیجیئے کہ خدا مجھے بہشت میں آپؐ کے خادموں میں قرار دے۔ آپؐ نے اُس کے لیئے دُعا کی۔ اُس نے کہا جو شخص آپؐ پر ایمان لایا وُہ سعادتمند ہوا اور جس نے انکار کیا بدبخت و شقی ہوا۔ یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا اور برحمتِ الٰہی واصل ہوگیا۔

دُوسرا معجزہ۔ کلینی، راوندی اور ابن بابویہ وغیرہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام

سے روایت کی ہے کہ یمن کے پیچھے ایک وادی ہے کہ اس کو برہوت کہتے ہیں جس میں کالے سانپ اور اُلّو کے سوا کوئی جانور نہیں ہوتا۔ اُس وادی میں ایک کنوآں ہے جس کو بلہوت کہتے ہیں۔ ہر لمحہ مشرکوں اور کافروں کی رُوحیں اُس کنوئیں پر لے جائی جاتی ہیں اور ان کو جہنم کی صدید (یعنی خون اور پیپ ملا ہوا گرم پانی) پلایا جاتا ہے۔ اُس وادی کے پیچھے چند گروہ ہیں جنکو ذریح کہتے ہیں۔ جب جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے ایک بچھڑے نے اُن کے درمیان اپنی دُم زمین پر ماری اور باوازِ بلند چلایا کہ اے ذریح کی اولاد ایک مرد تہامہ میں آیا ہے اور لوگوں کو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی دعوت دیتا ہے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ اے آل ذریح میں تم کو عمل نیک کی جانب دعوت دیتا ہوں ایک پکارنے والا بزبان فصیح کہہ رہا ہے کہ کوئی خدا نہیں سوائے اُس خدا کے جو عالمین کا پروردگار ہے اور محمدؐ خدا کے رسُول پیغمبروں میں سب سے بہتر ہیں اور اُن کے وصی علیؑ بہترین اوصیا ہیں۔ اُس قوم نے کہا خدا نے کسی امرِ عظیم کے سبب اس بچھڑے کو گویا کیا ہے۔ پھر اُس بچھڑے نے دوبارہ اسی طرح آواز لگائی تو اُن لوگوں نے ایک کشتی تیار کی اور سات اشخاص کو اُس میں سوار کیا اور کھانے کے لیئے جو کچھ خدا نے اُن کے دل میں ڈال دیا ہمراہ کر دیا۔ کشتی کا بادبان بلند کر کے دریا میں کشتی چھوڑ دی۔ اس کشتی کو بامرِ خدا بغیر ناخدا کے ہوا نے جدہ میں پہنچا دیا۔ جب وُہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے قبل اس کے کہ وُہ کچھ کہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے آل ذریح بچھڑے نے تم کو دعوت دی ہے اُنہوں نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ اپنا دین اور کتاب پیش کیجیئے۔ تو حضرتؐ نے اُن کو دینِ اسلام، قرآن، واجبات، سُنن اور شرائع دین کی تعلیم دی اور بنی ہاشم میں سے ایک شخص کو اُن کا حاکم بنا کر اُن کے ساتھ بھیج دیا وُہ آج تک دینِ حق پر قائم ہیں اور اُن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

تیسرا معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ دیر کا ایک بچّہ جس کو لوگ گونگا سمجھتے تھے آنحضرتؐ کے پاس لایا گیا آپؐ نے اُس سے پوچھا کہ میں کون ہوں۔ اُس نے کہا آپؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ اُس کے بعد سے بولنے لگا۔

چوتھا معجزہ۔ روایت ہے کہ عمرو بن منتشر نے آنحضرتؐ سے شکایت کی کہ ہماری وادی میں ایک سانپ رہتا ہے جس کا دفع کرنا ہمارے لیئے دُشوار ہے۔ اگر اُس کو آپ دفع کر دیں اور اُس وادی میں خرمے کے جو درخت خشک ہو گئے ہیں ان کو سبز و بارآور کر دیں تو ہم ایمان لائیں گے۔ حضرتؐ ان کیساتھ اُس وادی میں گئے۔ وُہ سانپ نکلا شترِ مست کے مانند چلا رہا تھا اور زمین پر سینہ کے بل چل رہا تھا جب اُس کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی وُہ اپنی دُم پر کھڑا ہو گیا اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے اس کو حکم دیا کہ اس وادی سے نکل جائے۔ پھر حضرتؐ اُن خشک درختوں کے پاس آئے اور اپنا دست مبارک اُن پر پھیرا وُہ اُسیوقت بلند ہو گئے اور اُن میں پھل لگ گئے اور اُن کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔

پانچواں معجزہ۔ روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک بچّہ کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرتؐ کے پاس لائے کہ آپؐ اُس کے واسطے دُعا فرمائیں۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنے ہاتھوں پر لے کر فرمایا میں کون ہوں اُس نے کہا

آپؐ خدا کے رسُول محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے مُبارک تُو نے سچ کہا۔ پھر لوگ اس کو مبارکہ یمامہ کہنے لگے۔

چھٹا معجزہ۔ مشرکین مکہ سے کنارہ کش ہوکر غار میں جانے کے وقت بہت سے معجزات ظہور میں آئے۔ منجملہ اُن کے ایک یہ تھا کہ مکڑی کو خدا نے بھیجا کہ غار کے دروازہ پر جالا تنے اور کعبہ کے کبوتروں میں سے ایک جوڑے نے اُس پر گھونسلا بنایا۔ جب قریش آنحضرتؐ کے پیروں کے نشانات دیکھتے ہوئے غار کے دروازہ تک پہنچے، جالے اور کبوتر کے گھونسلے کو دیکھ کر بولے کہ اگر رات کوئی اس غار میں داخل ہوتا تو جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر یہاں نہ رہتے۔ اس لیئے واپس چلے گئے۔ اسی سبب سے حضرتؐ نے مکڑی کو مار ڈالنے اور کبوتر کو ذبح کرنے کے لیئے شکار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور بحکم خدا کعبہ کے کبوتروں کے مارنے کا کفارہ مقرر فرمایا ہے۔ اس کی تفصیل آیندہ آئے گی انشاء اللہ۔

ساتواں معجزہ۔ شیخ طوسی، ابن بابویہ، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے حضرت صادقؑ اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ رفع حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو آبادی سے دُور جاتے تھے۔ ایک روز رفع حاجت کے لیئے گئے۔ اپنا موزہ اُتارا اور قضائے حاجت کی۔ وضو کیا۔ اور چاہا کہ موزہ پہنیں، تو ایک سبز پرندہ آیا جس کو سبز قبا کہتے ہیں، اور حضورؐ کا موزہ لے کر اُڑ گیا۔ پھر گرا دیا تو اُس میں سے ایک سیاہ سانپ نکلا۔ دُوسری روایت کے مطابق اُس نے سانپ سے موزہ کو چھین لیا تھا۔ اس سبب سے آنحضرتؐ نے اُس کے مار ڈالنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ابن عباس کی روایت کے مطابق حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو اس شرف سے مخصوص فرمایا ہے۔ پھر یہ دُعا پڑھی:- اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شَرِّ مَنۡ یَّمۡشِیۡ عَلٰی بَطۡنِہٖ وَمِنۡ شَرِّ مَنۡ یَّمۡشِیۡ عَلٰی رِجۡلَیۡنِ وَمِنۡ شَرِّ مَنۡ یَّمۡشِیۡ عَلٰۤی اَرۡبَعٍ وَمِنۡ شَرِّ کُلِّ ذِیۡ شَرٍّ وَمِنۡ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنۡتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِہَا اِنَّ رَبِّیۡ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ۔ (خداوندا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُن جانوروں کے شر سے جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور اُن کے شر سے جو اپنے دو پیروں سے چلتے ہیں اور اُن کے شر سے جو چار پیروں سے چلتے ہیں اور ہر اذیت دینے والے جانور کے شر سے اور ہر زمین پر چلنے والے کے شر سے جس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔ بیشک میرا پروردگار سیدھے راستہ پر ہے۔")

آٹھواں معجزہ۔ شیخ طوسی اور قطب راوندی وغیرہ نے ابوسعید خدری اور جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک روز قبیلۂ اسلم کا ایک شخص بیدا میں اپنی بھیڑیں چرا رہا تھا ناگاہ ایک بھیڑیا جھپٹا اور ایک بھیڑ اُٹھا لے چلا۔ وہ شخص چلایا اور پتھر سے بھیڑیئے کو مار کر اُس سے بھیڑ چھین لی۔ بھیڑیا اُس کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا خدا سے تجھ کو خوف نہیں کہ میرے اور میری روزی کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اُس شخص نے کہا میں نے کبھی ایسی تعجب خیز بات نہیں دیکھی۔ بھیڑیئے نے کہا کس بات سے تجھ کو تعجب ہوا؟ اس نے کہا تیرے بولنے سے۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ خدا کا رسُولؐ مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان گزشتہ و آئندہ حالات لوگوں سے بیان کرتا ہے اور تو اس جگہ اپنی گوسفندوں کے پیچھے گھوم رہا ہے جب اُس نے

بھیڑیئے کا یہ کلام سُنا اپنی بھیڑوں کو جمع کیا اور گھر لے آیا۔ پھر مدینہ کی جانب چلا اور آنحضرتؐ کے حالات دریافت کیئے۔ لوگوں نے بتایا کہ آنحضرتؐ ابوایوبؓ انصاری کے مکان میں ہیں۔ وہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور بھیڑیئے کی گفتگو بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو نے سچ کہا ظہر کی نماز کے بعد آنا اور لوگوں کے سامنے یہ حال بیان کرنا۔ جب حضرتؐ نے نمازِ ظہر ادا فرمائی اور لوگ جمع ہوئے، وہ شخص آیا اور بھیڑیئے کا حال بیان کیا۔ حضرتؐ نے تین بار فرمایا تُو نے سچ کہا۔ یہ تعجب انگیز اُمور میں سے ہے جو قیامت کے قریب واقع ہوگا۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اگر کوئی اپنے گھر سے نکلے گا اور جب واپس آئے گا تو اُس کا تازیانہ، عصا اور جُوتا اس کو، اُس کے گھر والوں کے حالات سے مطلع کرے گا جو اُس کے باہر جانے کے بعد اُن لوگوں نے کیا ہوگا۔ راوندی کا بیان ہے کہ اُس شخص کے لڑکے بالے مشہور و معروف ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ ہم اُس کی اولاد ہیں جس سے بھیڑیئے نے باتیں کی تھیں۔ اور دوسری روایت میں جابرؓ سے منقول ہے کہ اُس وقت آنحضرتؐ مکّہ میں تھے اور اُس شخص سے جب بھیڑیئے نے باتیں کیں تو اُس نے کہا میری گوسفندوں کی حفاظت کر تاکہ میں حضرتؐ کے پاس جاؤں۔ بھیڑیئے نے کہا جبتک تُو واپس نہ آئے گا میں تیری بھیڑیں چراتا رہوں گا۔

نواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ یہودیوں نے اپنی قوم کی ایک عورت عبدہ سے کہا کہ تُو جانتی ہے کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بنی اسرائیل کے رُکن کو توڑ ڈالا اور دینِ یہود کو باطل کر دیا۔ بنی اسرائیل کے رؤسا نے یہ زہر بڑی قیمت سے خریدا ہے اور تیرے لیئے بڑا انعام مقرر کیا ہے اگر تُو یہ زہر محمدؐ کو کھلا دے۔ اُس نے منظور کیا اور ایک گوسفند کو بریاں کرکے اُس میں وہ زہر ملا دیا اور یہودیوں کے بڑے لوگوں کو اپنے گھر میں جمع کیا۔ پھر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آکر کہا کہ میں آپ کی ہمسایہ ہوں اور حق ہمسائیگی کی رعایت لازم ہے۔ آج میں نے رؤسائے یہود کو دعوت میں بُلایا ہے، چاہتی ہوں کہ آپ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ میرے گھر کو اپنے قدوم سے رونق بخشیں۔ آنحضرتؐ نے اس کی دعوت منظور فرمائی اور جناب امیرؑ، ابودجانہؓ، ابوایوبؓ، سہل بن حنیف اور مہاجرین کے ایک گروہ کو ساتھ لے کر اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ اُس نے اُن کے سامنے دسترخوان بچھایا اور وہی زہر آلود گوسفند لے آئی۔ یہودی اظہارِ تعظیم کے لیئے اپنے اپنے عصا پر ٹیک لگاتے کھڑے رہے اور اپنی ناک کی سُوراخوں کو بند کر لیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھو۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں کا طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی پیغمبر ہمارے گھر آتا ہے تو ہم اُس کے سامنے نہیں بیٹھتے اور اپنے دہن کو بند کر لیتے ہیں تاکہ سانس لینے سے اُس کو اذیت نہ پہنچے۔ یہ اُن ملعونوں نے جھوٹ کہا بلکہ خوف تھا کہ سانس لینے میں زہر کا اثر نہ ہو جائے۔ لیکن اُس گوسفند کا شانہ بقدرت الٰہی گویا ہوا اور کہا یا رسُولؐ اللہ مجھے نہ کھایئے کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ حضرتؐ نے عبدہ کو بُلایا اور پُوچھا کہ کس سبب سے تُو نے میرے مار ڈالنے کا ارادہ کیا؟ وہ بولی اس لیئے کہ میں نے سوچا کہ اگر آپؐ پیغمبر ہیں زہر کا اثر آپؐ پر نہ ہوگا اور اگر جھُوٹے اور جادُوگر ہیں تو اپنی قوم کو آپ سے نجات دلاؤں گی۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی کہ خداوند عالم بعد سلام کے

ارشاد فرماتا ہے کہ یہ دُعا پڑھیئے:۔ بسم اللّٰہ الّذی یسمیه به کل مومن و به عز کل مومن و بنوره الّذی اضاءت به السمٰوات والارض و بقدرته الّتی خضع لها کل جبار عنید وانتکث کل شیطان مرید من شرّ السّم والسّحر واللّمم بسم اللّٰہ العلی الملک الفرد الّذی لآ الٰه الّا هو و ننزّل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمومنین ولا یزید الظّالمین الّا خسارا:۔ حضرتؐ نے یہ دُعا پڑھی اور اصحاب سے فرمایا یہ دُعا پڑھو اور کھاؤ۔ اُس کے بعد فرمایا کہ فصد کھلواؤ۔ دُوسری روایت میں وارد ہے کہ وُہ عورت زینب بنت حارث بن سلام بن مسلم تھی، اور بشر بن براء بن معرور نے آنحضرتؐ سے پہلے ایک لقمہ کھا لیا تھا وُہ اُسی وقت مر گیا تھا۔ اُس کی ماں آنحضرتؐ کے آخری وقت میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ میں نے خیبر میں جو کھانا کھایا تھا جس سے تیرا لڑکا فوت ہوا وُہ ہمیشہ عود کرتا رہا یہاں تک کہ اس وقت اُس نے میرے رگِ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ آنحضرتؐ نے اُس کے اثر سے چار سال بعد رحلت فرمائی اور بعضوں نے تین۳ سال بعد کہا ہے۔ اور بصائر الدرجات میں بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک یہودی عورت نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گوسفند کے شانے میں پکا کر زہر دیا کیونکہ آنحضرتؐ دست و شانہ کو بہت پسند فرماتے تھے اور ران سے کراہت کرتے تھے کیونکہ پیشاب کے مقام سے وُہ نزدیک ہوتا ہے۔ جب وُہ گوشت حضرتؐ کے سامنے لایا گیا، آپؐ کو اس کی طرف بہت رغبت ہوئی۔ آپؐ نے تھوڑا سا کھایا تھا کہ دست میں سے آواز آئی یا رسُولؐ اللہ مجھے نہ کھایئے مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ آپؐ نے ترک کر دیا۔ لیکن وُہ زہر ہمیشہ آنحضرتؐ کے بدن کو توڑتا رہا یہاں تک کہ اُسی کے اثر سے آپؐ نے رحلت فرمائی۔ اور کوئی پیغمبر یا وصیؑ پیغمبر بغیر شہادت کے دُنیا سے رحلت نہیں کرتا۔

دسواں معجزہ۔ شیخ طوسی نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ ہم صحابہ کا ایک گروہ حضرتؐ کے ساتھ کسی غزوہ کے لیئے روانہ ہوتے اثنائے راہ میں ایک اعرابی اپنے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ حضرتؐ نے فرمایا۔ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ۔ اعرابی نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ کا مزاج کیسا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی نعمتوں پر اُسکی حمد کرتا ہوں۔ تیرا کیا حال ہے؟ ناگاہ اُس کے پیچھے سے ایک مرد بولا یا رسُولؐ اللہ اس شخص نے میرا ناقہ چُرایا ہے اور یہ میرا ہی ناقہ ہے۔ پھر ناقہ نے بھی اپنی زبان میں حضرتؐ سے باتیں کیں۔ حضرتؐ نے ناقہ کی گفتگو سُنکر اس مرد سے کہا کہ یہ اُونٹ گواہی دیتا ہے کہ تو جُھوٹا الزام لگاتا ہے۔ اس اعرابی سے تعرض نہ کر۔ یہ سُنکر وُہ مرد چلا گیا۔ پھر حضرتؐ نے اعرابی سے پُوچھا جب تُو نے میرے پاس آنے کا قصد کیا تھا تو چلتے وقت کیا کہا تھا؟ اُس نے عرض کی اَللّٰھُمَّ صَلِّ علی محمّد واٰل محمّد حتی لا تبقی صلوٰة اللّٰھم بارك علی محمّد واٰل محمّد حتی لا تبقی برکته اللّٰھم سلم علی محمّد واٰل محمّد حتی لا یبقی سلام اللّٰھم ارحم علی محمّد واٰل محمّد حتی لا یبقی رحمته میں پڑھ کر چلا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ کوئی بہت بہتر کام کر کے تو چلا ہے اسی وجہ سے خدا نے تیرے لیئے اُونٹ کو گویا کیا اور آسمان کے اُفق کو پست کر دیا۔

گیارھواں معجزہ۔ شیخ طوسی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر ایک ہرنی کی طرف ہوا جو ایک خیمہ کے طناب سے بندھی ہوئی تھی۔ اُس نے جو آنحضرتؐ کو دیکھا بقدرتِ خدا بولی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ میرے دو بچے بھُوکے پیاسے ہیں، میرے تھنوں میں دُودھ اُترا ہوا ہے، مجھے رہا کر دیجیئے میں اُن بچوں کو دُودھ پلا کر ابھی ابھی آجاؤں گی پھر مجھے ان رسیّوں سے باندھ دیجیئے گا۔ حضرتؐ نے اس سے خدا کا اقرار لیا کہ ضرور واپس آئے گی اور رہا کر دیا۔ وُہ تھوڑی دیر میں واپس آگئی۔ حضرتؐ نے اس کو اسی طرح باندھ دیا جس شخص نے اس کو شکار کیا تھا وُہ منافق تھا۔ یہ دیکھکر اُس نے اپنے نفاق سے توبہ کی اور اس کا اسلام نیک و بہتر ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس ہرنی کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں اسکو خود رہا کیئے دیتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر حیوان اپنی موت کو جانتے جس طرح تم کو معلوم ہے تو کبھی کوئی حیوان سیر ہو کر نہ کھاتا۔ اور راوندی اور ابن بابویہ نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ ایک صحرا سے گذر رہے تھے کہ کسی نے آپؐ کو یا رسُولؐ اللہ کہہ کر پکارا۔ آپؐ نے چاروں طرف دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ دُوسری مرتبہ پھر وُہی آواز سُنی لیکن کسی کو نہ دیکھا۔ تیسری مرتبہ ایک ہرنی کو دیکھا جو بندھی ہوئی تھی اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ اس اعرابی نے مجھے گرفتار کیا ہے۔ میرے دو بچے اسی دّرہ میں ہیں۔ مجھے رہا کر دیجیئے میں ان کو دُودھ پلا کر ابھی آتی ہوں۔ حضرتؐ نے پُوچھا ضرور واپس آئے گی؟ اُس نے کہا اگر واپس نہ آؤں تو خدا مجھ پر عشاروں کے مانند عذاب فرمائے۔ حضرتؐ نے اس کو رہا کر دیا۔ وُہ بچوں کو دُودھ پلا کر فوراً واپس آگئی۔ حضرتؐ نے اس کو باندھ دیا۔ جب اُس اعرابی نے یہ حال دیکھا عرض کی یا رسُولؐ اللہ اس کو رہا کر دیجیئے۔ حضرتؐ نے اس کو رہا کر دیا۔ وُہ خوشی سے دوڑتی تھی اور کہتی تھی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ اُس ہرنی کو ایک یہودی نے گرفتار کیا تھا۔ جب وُہ ہرنی اپنے بچوں کے پاس آئی اور اپنے رہا ہونے کا تذکرہ اُن سے کیا تو بچے بولے کہ جنابِ رسُولؐ خدا تیرے ضامن ہوئے ہیں اور منتظر ہیں۔ ہم دُودھ نہ پیئیں گے جبتک حضرتؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہو جائیں۔ غرض وُہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوتے۔ حضرتؐ کی مدح کر رہے تھے اور دونوں بچے آنحضرتؐ کے قدموں پر اپنی پیشانی رگڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وُہ یہودی رونے لگا اور مسلمان ہو گیا۔ اور کہا ہرنی کو میں نے رہا کیا۔ لوگوں نے اُس مقام پر ایک مسجد بنا دی۔ حضرتؐ نے اُس ہرنی کے گلے میں بطور نشانی ایک زنجیر ڈال دی اور فرمایا تمہارے گوشت صیاد پر حرام کرتا ہوں۔ اور دُوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ زید بن ثابت نے کہا خدا کی قسم میں نے اُس ہرنی کو بیابان میں تسبیح و ذکر کرتے ہوئے سُنا وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمّدٌ رسُولُ اللّٰہ کہتی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ اُس شکاری کا نام اہیب بن سماع تھا۔

بارھواں معجزہ۔ صفار، شیخ مفید، راوندی اور ابن بابویہ علیہم الرحمۃ نے بہت سی موثق اور معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کے پاس ایک اُونٹ آیا، اور چاروں پیر پھیلا کر لیٹ گیا اور اپنا سر زمین پر رگڑنے لگا اور فریاد کرنے لگا حضرت عمرؓ بولے یا رسُولؐ اللہ

یہ اُونٹ آپؐ کو سجدہ کر رہا ہے لہٰذا ہم لوگ زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا سجدہ صرف خدا کو کیا کرو۔ اگر میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم دیتا تو بیشک عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ یہ اُونٹ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ اب تک مجھ سے کام لیتا رہا اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں تو وُہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے اُونٹ کے مالک کو بُلا بھیجا اور فرمایا کہ یہ اُونٹ تیری شکایت کرتا ہے۔ اُس نے کہا سچ کہتا ہے۔ میں ولیمہ کرنا چاہتا ہوں اُسی میں اس کو ذبح کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس کو مت ذبح کر۔ اُس نے عرض کی بسر و چشم منظور ہے۔ اور بسند معتبر جابر انصاری سے روایت ہے کہ جب جناب رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ ذات الرقاع سے واپس آئے اور مدینہ کے قریب پہنچے ناگاہ ایک اُونٹ رسّی توڑ کر بھاگا ہوا حضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ اپنا سینہ زمین پر رکھ دیا اور فریاد کرنے لگا۔ آنسو اُس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے؟ عرض کی خدا اور رسُول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہتا ہے کہ اب تک تو میرا مالک مجھ سے کام لیتا رہا۔ اب جبکہ میری پُشت مجروح اور لاغر ہو گئی اور میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں وُہ چاہتا ہے کہ مجھ کو نحر کرکے میرا گوشت فروخت کرے۔ پھر حضرتؐ نے جابرؓ سے فرمایا کہ جاؤ اور اس کے مالک کو بُلا لاؤ۔ جابرؓ نے کہا میں اُس کو نہیں پہچانتا۔ فرمایا یہ اُونٹ خود بتاتے گا۔ غرض جابرؓ اُونٹ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ وُہ اُونٹ مجھے بازاروں اور گلیوں میں گھماتا پھراتا ایک مقام پر پہنچا جہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوتے تھے اور کھڑا ہو گیا۔ اُن لوگوں نے مجھ سے آنحضرتؐ اور مسلمانوں کی خیریت پُوچھی میں نے کہا سب لوگ بخیر ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اس اُونٹ کا مالک کون ہے؟ اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں ہوں۔ میں نے کہا تم کو رسُولِ خدا بُلاتے ہیں۔ پُوچھا کس کام کے لیئے؟ میں نے کہا اس اُونٹ نے تمہاری شکایتیں کی ہیں۔ وُہ شخص میرے ہمراہ آیا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ اُونٹ تیری ایسی ایسی شکایتیں کرتا ہے۔ اُس نے کہا سچ کہتا ہے یا رسُول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں نے آپؐ کو ہدیہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں اس کی قیمت لے لے۔ غرض حضرتؐ نے اُس سے وُہ اُونٹ خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ وُہ مدینہ کی گلیوں میں گھومتا پھرتا اور سائلوں کی طرح انصار کے دروازوں پر جاتا۔ لوگ اُس کا احترام کرتے اور چارہ اور کھانا دیتے۔ لڑکیاں اُس کے لیئے کھانا بچا کر رکھتیں کہ جب وُہ آئے گا تو کھلائیں گی۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ رسولؐ اللہ کا آزاد کردہ ہے۔ وُہ بہت فربہ ہو گیا تھا۔

تیرھواں معجزہ۔ بصائر الدرجات وغیرہ میں بسند معتبر جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ ایک روز ہم لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اُونٹ آیا اور آنحضرتؐ کے سامنے لیٹ گیا۔ روتا چلاتا تھا۔ آنسو اُس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ حضرتؐ نے پُوچھا اس کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں مرد انصاری۔ آپؐ نے فرمایا اس کو بُلا لاؤ۔ وُہ حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ اُونٹ تیری شکایت کرتا ہے۔ پُوچھا کیا کہتا ہے۔ فرمایا کہتا ہے کہ تو اُس سے بہت محنت لیتا ہے لیکن شکم سیر چارہ نہیں دیتا۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ سچ کہتا ہے۔ میں صاحب عیال اور پریشان حال ہوں اور آب کشی کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں

حضرتؐ نے فرمایا اس کو پیٹ بھر کے کھانا دیا کرو۔ اور جو کام چاہیے لو۔ اُس نے کہا یا حضرتؐ میں اس سے ہلکا کام لیا کروں گا اور سیر رکھوں گا۔ یہ سُنکر وُہ اُونٹ اٹھا اور مالک کے ساتھ چلا گیا۔

چودھواں معجزہ۔ صفار، راوندی، ابن بابویہ اور مفید علیہم الرحمۃ نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ کچھ بھیڑیئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بھُوک کی شکایت کی اور اپنی روزی طلب کی۔ حضرتؐ نے گوسفندوں کے مالکوں کو بُلایا اور فرمایا اپنے گوسفندوں میں سے ان کا حصّہ قرار دو تاکہ تمہارے اور جانوروں کا نقصان نہ کریں۔ اُن لوگوں نے بُخل سے کام لیا اور کوئی حصّہ مقرر نہ کیا۔ پھر دوبارہ بھیڑیئے آتے اور پھر ان لوگوں نے کوئی حصّہ مقرر نہ کیا۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر حضرتؐ نے بھیڑیوں سے فرمایا جاؤ تم ان کی بھیڑوں کو کھاؤ! اور گوسفندوں کے مالکوں سے فرمایا کہ تم اپنے گلّوں کی حفاظت کرو۔ اگر وُہ لوگ راضی ہوتے اور اُن کا کچھ حصّہ مقرر کر دیتے تو قیامت تک حضرتؐ کے مقرر کردہ حصّہ سے زیادہ بھیڑیئے گوسفندوں میں تصرف نہ کرتے۔

پندرہواں معجزہ۔ صفار وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ لیلۃ العقبہ میں منافقین نے آنحضرتؐ کے اُونٹ کو بھڑکانا چاہا۔ ناقہ نے بحکم خدا آنحضرتؐ سے عرض کی کہ خدا کی قسم اگر مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں تب بھی اپنے پَیر دُوسری جگہ نہ رکھوں گا۔

سولہواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے جس میں چند گوسفندیں تھیں۔ جب اُن گوسفندوں نے حضرتؐ کو دیکھا، سجدہ میں جُھک گئیں۔ حضرتؐ ابوبکر نے کہا ہم بھی آپؐ کو سجدہ کیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں سجدہ کسی غیر خدا کے لیئے جائز نہیں ہے۔

سترہواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ چند صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی سُرخ ناقہ پر سوار آیا اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ یہ ناقہ اس اعرابی کا نہیں بلکہ اس نے چرایا ہے۔ ناگاہ ناقہ بقدرتِ خدا گویا ہوا کہ یا رسُولؐ اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو معجزات کے ساتھ بھیجا ہے اس اعرابی نے مجھے نہیں چُرایا اور نہ اس کے علاوہ کوئی اور میرا مالک ہے۔ حضرتؐ نے اعرابی سے پُوچھا آج تُو نے کونسی دُعا پڑھی تھی کہ خدا نے تیرے لیئے اُونٹ کو گویا کر دیا؟ اُس نے کہا یہ دُعا پڑھی تھی:- اللّٰھم انّک لست بالٰہ استحدثناك ولا معك الٰہ اعانك علی خلقنا ولا معك ربّ فیشرك فی ربوبیتك وانت ربنا کما تقول و فوق مایقول القائلون اسئلك ان تصلّی علی محمّد واٰل محمّد وان تبرأنی ببراءتی۔ حضرتؐ نے فرمایا اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے کرامتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اے اعرابی میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وُہ تیری دُعا کو لکھ رہے تھے۔ اور جس کو ایسی بلا درپیش ہو چاہیئے کہ وُہ اسی دُعا کو پڑھے اور مجھ پر اور میری آل پر صلوٰۃ بھیجے۔

اٹھارہواں معجزہ۔ ابن بابویہ، راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب سرورِ کائنات نے خیبر فتح کیا ایک خچر کو جو سیاہ یا نیلا تھا غنیمت میں لے لیا وُہ حضرتؐ سے بولا میرے دادا کی نسل سے

ساٹھ خچر پیدا ہوتے اور اُن پر پیغمبروں کے علاوہ کوئی سوار نہیں ہوا۔ اور اب میرے سوا کوئی اُس نسل سے باقی نہیں اور آپؐ کے علاوہ کوئی اور پیغمبر بھی نہیں۔ میں ہمیشہ سے آپؐ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ سے پہلے مَیں بادشاہانِ یہود کی مِلک رہا ہوں لیکن کبھی مَیں نے ان کی اطاعت نہیں کی بلکہ جان بوجھ کر ان کو اپنی پشت سے زمین پر پٹک دیا کرتا تھا۔ وہ میرے پیٹھ اور پیٹ پر مارا کرتے تھے۔ میرے باپ دادا نے مجھے بتایا ہے کہ میرے جدِ اعلیٰ جناب نوحؑ کے ساتھ کشتی میں تھے وہ حضرتؑ اُن کی پُشت پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے کہ اس خچر کی نسل سے ایک خچر پیدا ہوگا جس پر سید الانبیاء اور خاتم المرسلین سوار ہونگے۔ حضرت زکریاؑ نے بھی یہی خوشخبری دی تھی الحمد للہ کہ خدا نے مجھے یہ شرف عطا فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں نے تیرا نام یعفور رکھا۔ بعض کا قول ہے کہ عفیر رکھا۔ اور فرمایا کہ اگر تجھے مادہ کی خواہش ہو تو بیان کر۔ اُس نے کہا نہیں۔ جب اُس سے کہا جاتا کہ تجھ کو حضرتؐ بُلاتے ہیں تو وُہ فوراً حاضر ہوتا۔ جب اُسے کسی کو بُلانے بھیجا جاتا تو وُہ اُس کے دروازہ پر جاتا اور دروازہ کھٹکھٹاتا تو صاحبِ خانہ باہر آجاتا اور وُہ اشارہ کرتا کہ چلو تم کو حضرتؐ بلاتے ہیں۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد وُہ بیقراری سے دوڑتا پھرتا تھا یہانتک کہ ایک کنوئیں میں اپنے تئیں گرا دیا۔ وہی کنوآں اس کی قبر بن گیا۔

انیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنی عبد القیس کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ وُہ لوگ اپنے ہمراہ چند گوسفند بھی لائے اور حضورؐ سے عرض کی کہ ان گوسفندوں میں چند نشانیاں کردیں تاکہ وُہ ایک دُوسرے سے پہچانی جائیں۔ حضرتؐ نے اپنی انگشت مبارک سے اُنکے کانوں کے نچلے حِصّہ کو دبایا جس سے اُن کے کان سفید ہوگئے۔ وُہ علامت اُنکی نسل میں آجتک موجود ہے۔

بیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کے پاس ایک اعرابی آیا۔ جو ایک سوسمار (گوہ) پکڑ کر آستین میں چھپائے ہوئے تھا۔ لوگوں سے پُوچھا کہ یہ کون ہے کہا یہ رسُولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ اُس نے کہا لات وعُزّیٰ کی قسم تم سے زیادہ کسی کو دشمن نہیں رکھتا ہوں۔ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ میری قوم کے لوگ مجھے جلد باز کہیں گے، تو بیشک تم کو قتل کر دیتا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے اعرابی ایمان لا۔ اُس نے کہا کہ یہ سوسمار ایمان لے آئے تو مَیں بھی ایمان لاؤں گا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے محبّت کرنے والے سوسمار! اُس نے بزبان فصیح جواب دیا لبیک وسعدیک اے زینتِ اہلِ قیامت اور سفید و نورانی ہاتھ مُنہ والوں کو بہشت میں لے جانے والے رسُولؐ کیا حکم ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ عرض کی اُس خدا کی جس کا عرش آسمان پر ہے اور اُس کی بادشاہی زمین میں ہے اور اُس کے عجائب دریا میں ہیں اور اُس کی صنعتیں صحرا میں ہیں۔ وُہ جانتا ہے جو کچھ رحموں کے اندر ہے۔ اُس نے اپنا عذاب آگ میں قرار دیا ہے۔ حضرتؐ نے پُوچھا مَیں کون ہوں؟ اُس نے کہا آپؐ پروردگارِ عالمین کے رسُولؐ ہیں خاتم الانبیاء ہیں جس نے آپؐ کی تصدیق کی اُس نے نجات پائی اور جس نے آپؐ کو جھٹلایا وُہ ہلاک ہوا۔ یہ سُنکر اعرابی نے کہا اس سے واضح تر کوئی دلیل نہیں ہوسکتی جس وقت مَیں آپؐ کے پاس آیا تھا آپؐ سے زیادہ کسی کو دشمن نہیں رکھتا تھا۔ اور اب اپنی جان اور اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ آپؐ کو محبوب رکھتا ہوں۔ پھر اُس نے کلمہ

شہادتین پڑھا اور مُسلمان ہوگیا اور اپنے قبیلہ بنی سلیم کی جانب واپس چلا گیا۔ اور اس معجزہ کا ذکر کیا تو ہزار آدمیوں سے زیادہ ایمان لائے۔ بیان کرتے ہیں کہ وُہ اعرابی سعد بن معاذ تھے۔ حضرتؐ نے اُن کو ان کے قبیلہ کا سردار بنایا تھا۔

اکیسواں معجزہ۔ راوندی نے عبد اللہ بن ادنیٰ سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسولِ خدا کی خدمت میں ہم لوگ حاضر تھے کہ ایک مرد آیا اور کہا کہ فلاں شخص کا اُونٹ شرارت اور مستی کر رہا ہے اور کسی کے قبضہ میں نہیں آتا ہے۔ جو شخص اُس کے پاس جاتا ہے اس کو وُہ ہلاک کر دیتا ہے حضرتؐ اُس کے ساتھ روانہ ہوئے ہم لوگ اُن کے ساتھ چلے۔ جب اُس نے حضرتؐ کو دیکھا پاس آکر سجدہ میں گر پڑا۔ حضرت اپنا ہاتھ اُس کے سر پر پھیرنے لگے۔ پھر رسّی منگا کر اُس کی گردن میں باندھ دی اور اُس کے مالکوں کے حوالے کیا اور سفارش فرمائی کہ اُس سے نرمی برتیں۔ دُوسری سند کے ساتھ یہ قصّہ جابرؓ سے روایت کیا گیا ہے جس میں مذکور ہے کہ وُہ اُونٹ بنی نجار کا تھا۔ جب حضرتؐ اُس کے پاس پہنچے اُس نے شکایت کی کہ اُس کا مالک اُس کو چارہ نہیں دیتا۔ حضرتؐ نے مالک سے سفارش کی اور اُونٹ کو اس کی اطاعت کی تاکید فرمائی۔

بائیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ ایک راستہ سے گزر رہے تھے۔ ایک اُونٹ آیا اور حضورؐ کے قدموں پر جُھک گیا اپنا مُنہ زمین پہ ملنے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ وُہ اُس کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے اُس شخص کو طلب فرمایا اور کہا کہ اس کو فروخت کردے۔ اُس نے انکار کیا۔ جب آنحضرتؐ واپس ہوئے تو وُہ اُونٹ حضرتؐ کیساتھ ہولیا لوگوں نے ہر چند کوشش کی مگر وُہ واپس نہ ہوا۔ چیخنے چلانے لگا۔ آخر حضرتؐ نے استدعا کی کہ اُسے فروخت کردے میں خریدتا ہوں۔ اُس نے مجبوراً بیچ دیا۔ حضرتؐ نے خرید کر جناب امیرؑ کو دے دیا۔ وُہ حضرتؑ کے پاس جنگ صفین تک رہا اُس پر سامان بار کیا جاتا تھا۔

تیئسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سعد بن عبادہ نے ایک رات جناب رسُولؐ خدا اور امیر المومنینؑ کی دعوت کی۔ وُہ دونوں بزرگوارؑ روزہ سے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے رسولؐ اور اُس کے وصی نے تمہارے یہاں افطار کیا اور نیک بندوں نے کھانا کھایا اور دُوسرے روزہ داروں نے بھی افطار کیا اور فرشتوں نے تمہارے لیئے رحمت کی دُعا کی۔ پھر وہاں سے چلے تو سعد نے کہا حضور میرے دراز گوش پر سوار ہو جائیں۔ وُہ بہت سُست اور بد مزاج تھا۔ حضرتؐ اُس پر سوار ہوئے تو وُہ اس قدر تیز رفتار ہوگیا کہ کوئی چوپایہ اُس کے برابر نہ تھا۔

چوبیسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے محدثانِ خاصّہ وعامّہ سے روایت کی ہے کہ سفینہ آزاد کردہ جناب رسُولِ خدا کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے کسی جنگ میں مجھے بھیجا تھا۔ میں کشتی پر سوار جا رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میرے ہمراہی اور تمام سامان ڈوب گئے۔ میں ایک تختہ پر بہتا ہوا چلا، موج نے مجھے ایک پہاڑ تک پہنچا دیا مَیں جب پہاڑ پر پہنچا تو ایک موج آئی جس نے پھر دریا میں پھینک دیا۔ پھر مجھے پہاڑ تک لے گئی۔ اسی طرح

کئی مرتبہ میں نے تھپیڑے کھائے۔ آخر ساحل تک پہنچ گیا اور شکرِ خدا بجالایا۔ لیکن دریا کے کنارے حیران و پریشان پھرتا رہا۔ ناگاہ ایک شیر نظر آیا جو میری طرف جھپٹا۔ میں جان سے نااُمید ہوگیا اور ہاتھ آسمان کی جانب بلند کرکے دُعا کی خداوندا میں تیرا بندہ اور تیرے رسُولؐ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ تُو نے مجھے ڈوبنے سے بچایا تو کیا اب شیر کو مجھ پر مسلط فرمائے گا۔ پھر میرے دل میں کسی نے ڈال دیا۔ میں نے شیر سے کہا کہ میں سفینہ پیغمبرِ خدا کا غلام ہوں۔ آنحضرتؐ کی حرمت اُن کے غلام کے حق میں بجالا۔ واللہ اتنا کہتے ہی اُس نے دھاڑنا بند کیا اور لومڑی کے مانند میرے پاس آیا اور اپنا مُنہ کبھی میرے داہنے پیر پر کبھی بائیں پیر پر ملتا تھا۔ پھر لیٹ گیا اور مجھے اشارہ کیا کہ پُشت پر سوار ہوجاؤ۔ میں سوار ہوگیا تو بہت جلد مجھے ایک جزیرہ میں لے گیا جس میں بہت سے میوے دار درخت اور شیریں پانی کا چشمہ تھا۔ پھر اُترنے کا اشارہ کیا۔ میں اُس کی پُشت سے نیچے اُترا وُہ میرے پہلو میں کھڑا ہوگیا۔ میں نے وہاں کے پھل کھائے پانی پیا، اور چند بڑے پتے توڑ کر اپنی ستر پوشی کی اور انہی پتوں سے ایک تھیلا بنایا جس میں درختوں کے پھل بھر لیئے۔ اور اپنے کپڑوں کو پانی سے تر کرلیا تاکہ اگر پیاسا ہوں تو انہی کو نچوڑ کر پی لوں۔ میں ان کاموں سے فارغ ہوا تو پھر وُہ اسی طرح لیٹ گیا۔ میں اُس کی پُشت پر سوار ہوا تو اُس نے مجھے دُوسرے راستہ سے دریا کے کنارے پہنچایا۔ وہاں دریا کے بیچ میں ایک کشتی جارہی تھی۔ میں نے اپنے کپڑے کو ہلایا۔ کشتی والوں نے مجھے دیکھ لیا اور کشتی قریب لاتے تو مجھے شیر پر سوار دیکھا۔ بہت تعجب کیا اور خدا کی تسبیح و تہلیل کرنے لگے۔ مجھ سے پُوچھا کہ تم جن ہو یا انسان میں نے کہا میں سفینہ رسولِ خدا کا غلام ہوں اور یہ شیر آنحضرتؐ کے حق کی رعایت کے سبب میرا مطیع و فرمانبردار ہوگیا ہے۔ ان لوگوں نے جب حضرتؐ کا نام سُنا تو کشتی کو کنارے لائے اور لنگر ڈال دیا۔ دو شخصوں کو ایک چھوٹی کشتی میں بٹھا کر میرے پاس بھیجا اور میرے پہننے کے لیئے کپڑے بھی بھیجے۔ میں شیر کی پُشت سے اُترا وُہ ایک طرف کھڑا ہوکر دیکھنے لگا کہ میں کیا کررہا ہوں۔ اُن دونوں آدمیوں نے کپڑے میرے پاس پھینک دیئے۔ میں نے کپڑوں کو پہنا۔ پھر اُن میں سے ایک نے کہا آؤ میرے کاندھے پر سوار ہوجاؤ تاکہ تم کو کشتی تک پہنچا دوں ممکن ہے کہ شیر آنحضرتؐ کے حق کی رعایت ان کی اُمّت کے علاوہ کسی اور کے ساتھ نہ کرے۔ پھر میں شیر کے پاس گیا اور کہا خدا تجھ کو رسُولؐ اللہ کے بارے میں جزائے خیر دے۔ یہ سُنکر واللہ شیر کی آنکھوں سے آنسُو جاری ہوگئے۔ اُس نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی۔ میں کشتی میں سوار ہوگیا۔ وُہ مجھے دیکھ رہا تھا یہانتک کہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے سفینہ کو ایک خط دے کر یمن روانہ فرمایا تھا تاکہ معاذ کو پہنچا دیں۔ اُنہوں نے اثنائے راہ میں شیر کو دیکھا کہ راستہ کے درمیان میں بیٹھا ہے۔ وُہ ڈرے اور بولے کہ میں رسُولِ خُدا کا قاصد ہوں اور حضرتؐ کا خط معاذ کو دینے جارہا ہوں۔ یہ سُنکر شیر تیر کی طرح اُن کے سامنے سے دھاڑتا اور دوڑتا ہوا دُور چلا گیا۔ سفینہ چلے گئے۔ واپسی میں پھر ایسا ہی ہوا۔ جب سفینہ نے جناب رسُولِ خدا سے یہ قِصّہ بیان کیا آپؐ نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ اُس نے کہا تھا رسُولِ خدا کیسے ہیں۔ اور واپسی پر کہا تھا کہ حضرتؐ کو میرا اسلام پہنچا دینا۔

پچیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ کسی سفر میں جارہا تھا کہ راستہ میں میرا اُونٹ بیٹھ گیا اور میں قافلہ سے پیچھے رہ گیا۔ آنحضرتؐ قافلہ کے پیچھے واپس آئے اور اپنے ناقہ سے اُترے۔ اپنے لوٹے سے پانی مُنہ میں لے کر میرے اُونٹ پر ڈال دیا اور فرمایا اُٹھ تو اُس نے آنحضرتؐ کے اعجاز سے مثل ہرن کے جست کی۔ پھر حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ سوار ہو۔ میں سوار ہوکر حضرتؐ کے ساتھ ساتھ چلا۔ وُہ اس قدر تیز رفتار ہوگیا تھا کہ آنحضرتؐ کا ناقہ عضبا اس سے زیادہ تیز نہیں چلتا تھا۔ حضرتؐ فرمانے لگے کہ اس اُونٹ کو میرے ہاتھ نہیں بیچو گے؟ میں نے عرض کی یہ حضور ہی کا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا قیمت لے لو۔ پھر سو درم میں مجھ سے خرید فرمایا۔ مدینہ پہنچے تو میں نے اُونٹ کو حاضرِ خدمت کیا۔ حضرتؐ نے انس سے فرمایا کہ سو درم عمار کو دیدو اور اُونٹ بھی انہی کو واپس دے دو کہ یہ میری طرف سے اُن کو ہدیہ ہے۔

چھبیسواں معجزہ۔ راوندی نے بسند معتبر جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے عُتبہ پسر ابولہب کے لیئے بد دُعا کی کہ خدا کسی درندہ کو تجھ پر مسلط فرمائے۔ ایک روز حضرتؐ چند صحابہ کے ساتھ مکّہ سے کہیں باہر گئے آپؐ سے پہلے عُتبہ وہاں پہنچ گیا تھا اور لمبی گھاسوں میں چھُپا ہوا تھا تاکہ رات کو حضرتؐ کو ہلاک کرے، ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔ رات ہوئی تو ایک شیر عُتبہ کو پکڑ کر آنحضرتؐ کی قیام گاہ پر آیا اور چلّایا تو سب اس کی طرف متوجّہ ہوگئے اُس نے بزبانِ فصیح کہا کہ یہ عُتبہ بن ابی لہب ہے۔ مکّہ سے تنہا آیا تھا تاکہ آنحضرتؐ کو قتل کرے۔ پھر اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈال دیا اور اُس کا گوشت بالکل نہیں کھایا۔

ستائیسواں معجزہ۔ راوندی نے سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم لوگ حضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوتے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور کہا اے محمدؐ مجھے بتاؤ کہ میری اُونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تاکہ میں سمجھوں کہ تم سچے ہو اور ایمان لاؤں اور اطاعت کروں۔ حضرتؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ تم بتا دو۔ جناب امیرؑ نے اس کی ناقہ کی مہار پکڑی اور اس کے شکم پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور بسُوئے آسمان نظر کی اور فرمایا خداوندا میں تجھ سے محمدؐ و آلِ محمدؐ اور تیرے اسمائے حسنیٰ اور کلمات تامہ کے حق سے سوال کرتا ہوں کہ اس ناقہ کو گویا کردے تاکہ وُہ خود مجھے بتادے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے۔ یہ سُنکر اُونٹنی بقدرتِ خدا بولی یا امیرالمومنینؑ ایک روز یہ اعرابی مجھ پر سوار ہوکر اپنے چچا زاد بھائی کو دیکھنے گیا، جب وادیٔ الحسک میں پہنچا میری پُشت سے اُتر کر مجھے بٹھایا اور میرے ساتھ جماع کیا۔ یہ سُنتے ہی اعرابی بول اُٹھا اے لوگو بتاؤ ان میں کون پیغمبر ہیں۔ لوگوں نے حضرتؐ کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ پیغمبر ہیں اور جن سے اُونٹنی باتیں کررہی ہے وُہ اُن کے بھائی اور وصی ہیں۔ یہ سُنکر اعرابی نے کلمۂ شہادتین پڑھا اور مسلمان ہوگیا اور حضرتؐ سے التجا کی کہ آپ دُعا کریں کہ اس اُونٹنی کا حمل زائل ہوجائے اور یہ رُسوائی دُور ہوجائے آنحضرتؐ نے دُعا کی تو ایسا ہی ہوا اور اعرابی کا اسلام نیک رہا۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے جناب ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں آنحضرتؐ کی خدمت میں گیا۔ آپؐ نے پُوچھا کہ تمہاری بکریاں کیا ہوئیں؟ میں نے عرض کی ان کا قِصّہ عجیب ہے

ایک روز میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے اُن کے گلّہ پر حملہ کیا اور ایک بچّہ اُن میں سے لے گیا میں نے نماز کو قطع نہ کیا۔ ناگاہ ایک شیر آیا اور بچّہ کو اُس سے چھین کر گلّہ میں پہنچا دیا اور مجھ کو آواز دی کہ اے ابوذر اپنی عبادت میں مشغول رہو کیونکہ خدا نے تمہارے گلّہ کی حفاظت کے لیئے مجھے تعینات فرمایا ہے جب میں نماز سے فارغ ہوا شیر نے مجھ سے کہا کہ حضور سرورِ عالم کو مطلع کر دینا کہ خدا نے آپؐ کے مصاحب اور آپؐ کی شریعت کی حفاظت کرنے والے کی عزّت افزائی کی اور اس کی بکریوں کی حفاظت کے لیئے شیر کو مقرر فرمایا۔ یہ سُنکر اور لوگوں نے جو موجود تھے تعجّب کیا۔

اُنتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے روزِ عرفہ خطبہ پڑھا اور لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی۔ ایک شخص نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں نے اپنا اُونٹ فقیروں کو دے دیا۔ آپؐ نے ناقہ کو دیکھا اور فرمایا یہ فقیروں سے میرے واسطے خرید لو۔ وُہ خرید لیا گیا۔ وُہ رات کو حضرتؐ کے حجرہ کے پاس آیا اور آپؐ کو سلام کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا تجھ کو مبارک قرار دے۔ ناقہ بولا میں اپنے مالکوں کے پاس سے بھاگ کر صحرا میں چلا گیا تھا وہاں کی گھاسیں کھاتا تھا وہاں کے حیوانات مجھ کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ رسُولؐ اللہ کا ناقہ ہے۔ حضرتؐ نے پُوچھا تیرے مالک کا نام کیا ہے اُس نے کہا غضبا تو حضرتؐ نے اُس اُونٹ کا نام غضبا رکھ دیا۔ جب حضرتؐ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو وُہ ناقہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا مجھے کس پر چھوڑتے ہیں اور اپنے بعد کس سے میری سفارش فرماتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا خدا تجھے برکت دے میں نے تجھے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو دیا وُہ دُنیا و آخرت میں تجھ پر سوار ہوگی۔ حضرتؐ کی وفات کے بعد ایک رات جناب فاطمہؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اے شہزادی آپ پر میرا سلام ہو۔ اب میری وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد سے مجھے دانا پانی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ غرض دُوسرے روز اُس نے دُنیا کو ترک کر کے عقبیٰ کی راحت اختیار کی۔

تیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر انصاری اور عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ باغ بنی نجار میں ایک اُونٹ بہت سرکش داخل ہو گیا تھا اور جو شخص اُس باغ میں جاتا وُہ اس کو زخمی کر دیتا۔ ایک مرتبہ آنحضرتؐ اُس میں گئے اور اُس اُونٹ کو بُلایا، وُہ فوراً حاضرِ خدمت ہوا اور مُنہ زمین پر ملنے لگا۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے اس کی مہار باندھ کر اُس کے مالک کے حوالہ کیا۔ صحابہ نے کہا یا حضرتؐ حیوانات آپؐ کی پیغمبری سے واقف ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا دُنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے نہ پہچانتی ہو سوائے ابوجہل لعنہ اور تمام کافروں کے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم کو زیادہ مناسب ہے کہ ہم آپؐ کو سجدہ کریں فرمایا کہ میں تو مر جاؤں گا سجدہ اُس کو کرو جو ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔

اکتیسواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ دس یہودی بحث و تجسس کے لیئے حضرتؐ کے پاس آئے اور چاہتے تھے کہ سوالات کریں ناگاہ ایک اعرابی آیا جو اپنا عصا اپنے کاندھوں پر رکھے ہوئے تھا جس کے سرے پر شامی بندھی ہوئی تھی اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہلے میرے سوال کا جواب دیجئے حضرتؐ نے فرمایا یہ یہودی تم سے پہلے آئے ہیں کیا تم کو گوارا ہے کہ میں پہلے ان کے سوالوں کا جواب دے دوں

اعرابی نے کہا میں مسافر ہوں اور یہ لوگ اسی شہر کے باشندے اور اہل کتاب ہیں اور آپ کے ساتھ قومیت میں شریک ہیں۔ اگر آپ کے اور اُن کے درمیان کوئی معاملہ طے ہو جائے تو میں اس سے مطمئن نہیں ہو سکتا، اور احتمال ہو سکتا ہے کہ سازش ہو۔ اور میں جب تک کوئی کُھلا ہوا معجزہ نہ دیکھ لوں قانع نہیں ہو سکتا۔ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ بن ابی طالبؑ کو بلاؤ۔ وُہ حضرتؑ آئے تو اعرابی نے کہا کہ ان کو کس لیئے بلایا ہے مجھے تو آپ سے کام ہے۔ فرمایا تو مجھ سے علم حاصل کرنا چاہتا ہے اور علیؑ صاحبِ بیان شافی اور علم رکھنے والے ہیں۔ میں علم کا شہر ہوں اور وُہ اس کا دروازہ ہیں۔ جو شخص علم و حکمت چاہتا ہو اُس کو چاہیئے کہ دروازہ سے آئے۔ پھر بآوازِ بلند ارشاد فرمایا کہ جو شخص آدمؑ کو اُن کی جلالت میں، شیثؑ کو ان کی حکمت میں، ادریسؑ کو ان کی بزرگی میں، نوحؑ کو شکر اور ان کی عبادت میں، ابراہیمؑ کو وفا اور اُن کی خُلّت میں، موسیٰؑ کو خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے دُشمنی اور اُن کے ساتھ جہاد کرنے میں اور عیسیٰؑ کو خدا کی محبّت اور مومنوں کے ساتھ دوستی میں دیکھنا چاہے تو اُس کو چاہیئے کہ علیؑ کو دیکھے۔ حضرتؐ کے اس ارشاد سے مومنوں کے ایمان میں اور منافقوں کے نفاق میں اور ترقی ہو گئی۔ اعرابی نے کہا اے محمدؐ آپ اپنے پسرِ عم کی اس قدر مدح کرتے ہیں کیونکہ اُنکی عزّت و شرف آپ کی عزّت و شرف کا باعث ہے۔ میں آپ کی یہ بات نہیں مان سکتا۔ ہاں کوئی ایسا گواہ گواہی دے جس کی گواہی میں کسی قسم کی غلطی و جھُوٹ کا احتمال نہ ہو۔ حضرتؐ نے پُوچھا وُہ کون ہے؟ اُس نے کہا کہ یہ سوسمار جو تھیلے میں میری پیٹھ پر لٹکا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کو باہر نکال تاکہ وُہ میری رسالت اور میرے بھائی علیؑ کی فضیلت پر گواہی دے۔ اُس نے کہا میں نے اس کے گرفتار کرنے میں بہت تکلیف اُٹھائی اور بڑی محنت کی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ بھاگ جائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ نہیں جائیگا۔ اگر چلا جائے تو یہی تیرے لیئے میری تکذیب کو کافی ہے۔ اور اگر وُہ حق کیساتھ گواہی دے دے تو تجھ کو چاہیئے کہ اسکو رہا کر دے پھر تجھے محمدؐ اس سے بہتر عوض دے گا۔ یہ سُنکر اعرابی نے سوسمار کو تھیلے سے باہر نکالا اور زمین پر چھوڑ دیا۔ سوسمار نے آنحضرتؐ کی طرف رُخ کیا اور اپنا مُنہ آنحضرتؐ کے قریب خاک پر ملنے لگا۔ پھر سر اٹھا کر بقدرتِ خدا گویا ہوا کہ میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، اُس کے بندۂ برگزیدہ اور رسُولؐ ہیں، بہترین انبیا ہیں، بہترین خلائق ہیں اور خاتم المرسلین ہیں اور مومنین کو جنّت میں پہنچانے والے ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ کے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ایسے ہی ہیں جیسی آپؐ نے اُن کی توصیف فرمائی ہے؛ اور ان کی فضیلت وہی ہے جس کا آپؐ نے تذکرہ فرمایا۔ اُن کے محب جنّت میں باوقار اور اُن کے دُشمن جہنم میں ہمیشہ معذب رہیں گے یہ سُنکر اعرابی رونے لگا اور کہا یا رسُولؐ اللہ میں بھی وُہی گواہی دیتا ہوں جو اس جانور نے دی ہے کیونکہ میں نے وُہ سب کچھ دیکھ اور سُن لیا جس کے بعد بغیر ایمان کے چارہ نہیں ہے۔ اُس اعرابی نے یہودیوں سے کہا کہ افسوس ہے تم پر اگر اس معجزہ کے دیکھنے کے بعد اور معجزہ طلب کرتے ہو؛ اگر ایسی واضح نشانی کے بعد بھی تم ایمان نہ لائے تو ہلاک ہو گے۔ آخر وُہ یہودی بھی ایمان لائے اور کہا اے سوسمار تُو نے اپنی تعظیم کا حق ہم پر ثابت کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے اعرابی اس حیوان کو رہا کر دے کیونکہ خدا و رسُولؐ اور

برادرِ رسُولؐ پر ایمان لایا ہے۔ ایسا جانور مناسب نہیں ہے کہ قید رہے بلکہ چاہیئے کہ اپنے جنس کے حیوانوں پر سردار رہے۔ اگر تو اُس کو رہا کر دے گا تو خدا تجھ کو اس سے بہتر عوض عطا فرمائے گا۔ سوسمار نے کہا یارسولؐ اللہ اس کا عوض مجھ پر چھوڑ دیجیئے میں ادا کروں گا۔ اعرابی نے کہا کیا عوض دے گا؟ اُس نے کہا چلو میرے ساتھ اُس سُوراخ تک جہاں سے تم نے مجھے پکڑا ہے، دس ہزار اشرفی اور آٹھ لاکھ درم وہاں سے لے آؤ۔ اعرابی نے کہا ان تمام لوگوں نے سُن لیا اور یہ صاحبِ قوت ہیں۔ میں تھکا ہوا اور بیمار ہوں کیونکہ دُور سے سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے آیا ہوں۔ یہ لوگ مجھ سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے اور وُہ خزانہ لے لیں گے۔ سوسمار نے کہا خدا نے وُہ خزانہ میرے عوض میں تیرے لیئے مقرر فرمایا ہے وُہ کسی کو اُس پر متصرف نہ ہونے دے گا۔ یہ سُنکر اعرابی تیزی سے چلا اور منافقوں کا ایک گروہ بھی جو اُس مجلس میں حاضر تھا، روانہ ہو کر پہلے پہنچ گیا۔ اُن میں سے جو شخص اُس سُوراخ میں ہاتھ ڈالتا ایک بڑا سانپ اُس میں سے نکل کر اُس کو مار ڈالتا۔ جب وُہ اعرابی وہاں پہنچا اُس سانپ نے اُس سے کہا خدا نے مجھے تیرے مال کی حفاظت کے لیئے موکل فرمایا تھا۔ مَیں نے ان سب کو تیری خاطر ہلاک کر دیا۔ اعرابی نے اُن تمام دینار و درہموں کو نکالا لیکن اُس کے لیئے لے جانا دُشوار تھا۔ سانپ نے کہا کہ اپنی کمر سے رسّی کھول اُس کا ایک سرا ان دونوں تھیلیوں پر اور ایک سرا میری دُم میں باندھ دے میں ان کو کھینچ کر تیرے گھر پہنچا دُونگا اور مَیں ان کی حفاظت کا ذمّہ دار ہوں۔ اعرابی نے ایسا ہی کیا اور سانپ نے اُس مال کو اُس کے گھر پہنچا دیا اور ہمیشہ اُس مال کی حفاظت کرتا رہا یہانتک کہ اعرابی نے اس مال سے باغات اور زمینیں خرید لیں۔ جب وُہ مال ختم ہو گیا تو وُہ سانپ واپس چلا گیا۔

اُنیسواں ۱۹ بابؑ

آنحضرتؐ کی دُعاؤں کی قبولیّت کا بیان جو آپؐ نے مُردوں کے زندہ کرنے، اُن سے ہمکلام ہونے اور بیماروں کے شفایاب ہونے کے لیئے کی تھیں اور جو کرامتیں آپؐ کے اعضائے اقدس سے ظاہر ہوئیں

پہلا معجزہ۔ شیخ مفید و شیخ طوسی و قطب راوندی اور ابن شہر آشوب بلکہ تمام محدثانِ خاصّہ و عامّہ نے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے جنگِ خیبر میں طلب فرمایا جبکہ میری آنکھیں آشوب کر آئی تھیں اور درد کی شدّت سے ان کا کھُلنا دُشوار تھا۔ حضرتؐ نے اپنا لعابِ دہن اُن پر لگا دیا اُسی وقت مجھے شفا ہو گئی۔ آپؐ نے اپنا عمامہ میرے سر پر باندھا اور دُعا کی خداوندا علیؑ سے

سردی و گرمی کی تکلیف دُور کر دے۔ حضرتؐ کی دُعا کی برکت سے آج تک گرمی و سردی نے مجھ پر اثر نہ کیا۔ جنابِ امیرؑ سردیوں میں باریک کُرتہ پہنتے تھے اور آپؑ پر سردی کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

دُوسرا معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے بچپن میں مکّہ میں سخت قحط پڑا۔ قریش میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ لات و عزّیٰ سے پناہ حاصل کرو۔ بعضوں نے منات کے بارے میں کہا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ حق سے دُور کیوں ہو رہے ہو تم میں بقیۂ ابراہیمؑ اور خلاصۂ اسمٰعیلؑ ابوطالبؑ ہیں بارش کے لیئے اُن کو شفیع قرار دو۔ غرضکہ جناب ابوطالبؑ کو تیار کیا۔ آپ چند بچّوں کو لے کر نکلے اُن میں ایک بچّہ مثل آفتاب کے تھا یعنی پیغمبرِ آخرالزمانؐ۔ اُس خورشیدِ آسمانِ نبوّت نے کعبہ سے اپنی پُشتِ مبارک لگائی اور ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیئے۔ اُسی وقت آسمان پر ابر آیا اور بارش ہوئی۔ جناب ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس کے ایک شعر کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرتؐ ایسے نورانی صورت ہیں جن کی برکت سے ابر سے پانی برستا ہے۔ آپؐ یتیموں کے لیئے فیض بخش اور بیوہ عورتوں کی پناہ ہیں۔

تیسرا معجزہ۔ شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جنگِ حُدیبیہ میں اصحاب پر تشنگی غالب ہوئی انہوں نے حضرتؐ سے ذکر کیا۔ آپؐ نے دُعا کے لیئے ہاتھ بلند کیئے ناگاہ ایک ابر پیدا ہوا جس سے سب سیراب ہو گئے۔

چوتھا معجزہ۔ بصائر الدرجات میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے بسندِ معتبر منقول ہے کہ ایک نابینا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسُولؐ اللہ دُعا فرمایئے کہ خداوندِ عالم میری آنکھیں روشن کر دے حضورؐ نے دُعا کی اور آنکھیں بینا ہو گئیں۔ پھر دوسرا نابینا آیا اُس نے بھی یہی خواہش کی۔ آپؐ نے فرمایا بہشت کو زیادہ پسند کرتے ہو یا آنکھیں چاہتے ہو؟ عرض کی کیا نابینا ہونے کا عوض بہشت ہے۔ فرمایا خدا اس سے زیادہ کریم ہے کہ کسی بندۂ مومن کو اندھا رکھے اور پھر اس کو بہشت میں جگہ نہ دے۔

پانچواں معجزہ۔ بصائر اور خرائج میں امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جنابِ رسولِ خداؐ بیٹھے ہوئے ذکر کر رہے تھے کہ چند روز سے مَیں نے گوشت نہیں کھایا ہے۔ ایک انصاری یہ سُنکر اپنے گھر گیا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ مبارک ہو ہم کو غنیمت حاصل ہوئی۔ مَیں نے حضرتؐ سے ایسا سُنا ہے۔ میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے اس کے علاوہ کوئی جانور نہیں اسی کو ذبح کر کے پکاؤ۔ زوجہ نے خوشی خوشی اُس کا گوشت تیار کیا۔ وُہ انصاری آنحضرتؐ کی خدمت میں اُس کو لے کر حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ اور اس کی ہڈیاں جمع کرتے جاؤ۔ غرض وُہ انصاری جب گھر واپس گیا تو دیکھا کہ وہی بچّہ گھر میں اُچھل کُود رہا ہے۔

چھٹا معجزہ۔ بصائر میں بسندِ معتبر امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب جنابِ امیرؑ کی والدہ معظمہ فاطمہؓ بنت اسد برحمتِ حق واصل ہوئیں امیر المومنینؑ نے آنحضرتؐ کو آ کر اطلاع دی۔ پیغمبرِ خداؐ یہ سُنکر رونے لگے اور فرمایا کہ واللہ وُہ میری ماں بھی تھیں۔ پھر آپؐ ان کی میت پر تشریف لائے اور اپنا پیراہن اور چادر دے کر فرمایا اے علی اس کو کفن میں شامل کرو۔ جب فارغ ہونا تو مجھے اطلاع دینا۔ غرض جب غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ نے اُن کی نمازِ میت پڑھی کہ اُن کے قبل اور بعد کسی پر ایسی نماز نہیں پڑھی پھر آپؐ اُن کی قبر میں اُترے اور لیٹ گئے۔ پھر جناب فاطمہؓ کو قبر میں لٹایا اور پکارا اے فاطمہؓ! تو جواب ملا

لبیک یا رسولؐ اللہ۔ فرمایا کیا وُہ تمام اُمور جنکا خدا نے وعدہ کیا تھا آپ کو حاصل ہو گئے؟ جناب فاطمہؓ نے جواب دیا ہاں اے رسولؐ اللہ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ پھر آنحضرت دیر تک اُن سے بطور راز گفتگو کرتے رہے۔ پھر قبر سے باہر نکلے تو لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ آپؐ نے چند ایسے کام کیئے کہ کسی کے لیئے نہیں کیئے تھے۔ فرمایا ایک روز میں نے اُن سے کہا تھا کہ لوگ اپنی قبروں سے برہنہ محشور ہوں گے تو وُہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور رونے لگیں اور کہا کیسی رُسوائی ہے یہ۔ اسی لیئے میں نے ان کو اپنا پیراہن پہنا دیا اور خدا سے التجا کی کہ اُن کا کفن میلا نہ ہو یہانتک کہ وُہ داخل بہشت ہوں۔ اور ایک روز میں نے اُن سے سوال اور فشار قبر کے بارے میں ذکر کیا تو وُہ فریاد کرنے لگیں، اسی لیئے میں ان کی قبر میں لیٹ گیا اور خدا سے دُعا کی کہ ان کی قبر میں بہشت کی جانب سے ایک دروازہ کھول دے اور ان کی قبر کو بہشت کے مانند گلزار بنا دے۔

ساتواں معجزہ۔ خرائج میں روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ہرن طلب فرمایا۔ اُس کو ذبح کر کے اُس کا گوشت پکایا گیا۔ جب حضرتؐ کے سامنے لائے تو آپؐ نے فرمایا اس کا گوشت کھاؤ اور ہڈیاں مت توڑو۔ کھانے کے بعد اُس کی کھال میں ہڈیاں جمع کیں۔ پھر حضرتؐ نے دُعا کی اور وُہ ہرن زندہ ہو گیا۔

آٹھواں معجزہ۔ خرائجؔ، اعلام الورٰے اور مناقب میں روایت ہے کہ ایک لڑکے کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے اُس کا سر گنجا تھا بال نہ تھے۔ اور عرض کی کہ حضرتؐ اس کے لیئے دُعا کریں۔ حضرتؐ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اُسی وقت اُس کے سر پر بال نکل آئے اور اس کو شفا ہو گئی۔ جب یہ خبر اہل یمن کو پہنچی، کچھ لوگ ایک لڑکے کو مسیلمہ کذاب کے پاس لائے اُس نے بھی اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اُس کے سر پر جو کچھ بال تھے وُہ بھی گِر گئے اور وُہ بالکل گنجا ہو گیا۔ آج تک اس کی اولاد میں لڑکے گنجے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

نواں معجزہ۔ خرائج میں مذکور ہے کہ جُہینہ کے ایک شخص کے اعضا خورہ کے سبب سے گر گئے تھے اُس نے آنحضرتؐ سے شکایت کی۔ حضرتؐ نے تھوڑا پانی منگوایا اور اپنا لعاب دہن اُس میں ڈالا اور فرمایا کہ اس پانی کو اپنے بدن پر چھڑک لے اس نے اس کو اپنے جسم پر ملا تو فوراً شفایاب ہو گیا۔

دسواں معجزہ۔ راوندی اور شہر آشوب نے حضرت امام حسین علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا میں زمانۂ جاہلیت میں ایک سفر سے واپس آیا میں نے اپنی پانچ سالہ لڑکی کو دیکھا کہ زیور وغیرہ سے آراستہ گھر میں کھیل رہی ہے۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فلاں وادی میں لے جا کر چھوڑ آیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے ساتھ اُس وادی میں چلو۔ وُہ حضرتؐ کو ساتھ لے گیا حضرتؐ نے لڑکی کا نام معلوم کیا اور فرمایا اے فلاں لڑکی بحکم خدا زندہ ہو جا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ وُہ لڑکی لبیک یا رسولؐ اللہ وسعدیک کہتی ہوئی چلی آ رہی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تیرے باپ ماں مسلمان ہو گئے ہیں اگر تو چاہے تو میں اُن کے پاس تجھے واپس بھیج دوں۔ لڑکی نے کہا مجھے اُن سے کوئی سروکار نہیں میں نے اپنے خدا کو اُن سے زیادہ بہتر پایا ہے۔

گیارہواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سلمہ بن الاکوع کو جنگِ خیبر میں ایک کاری زخم لگا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین مرتبہ اُس زخم پر پھُونک دیا وُہ اُسی وقت اچھا ہو گیا۔ اور جنگ اُحد میں قتادہ ابن نعمان کی آنکھ میں زخم لگا اور آنکھ نکل پڑی دوسری روایت کے مطابق آنکھ بالکل ضائع ہو گئی حضرتؐ نے ہاتھ پھیرا تو اُس سے بہتر آنکھ پیدا ہو گئی۔

بارہواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک انصاری جوان کی ماں بہت بوڑھی اور نابینا تھی۔ وُہ بیمار ہوا۔ حضرتؐ اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ جب اُس کے گھر پہنچے وُہ مر چکا تھا اُسکی ماں نے کہا خداوندا اگر میں نے صرف تیری اور تیرے پیغمبرؐ کی خوشنودی کے لیئے ہجرت کی ہے اس اُمید پر کہ تُو ہر تکلیف و مصیبت میں میری مدد کرے گا تو اس بلا کا بوجھ مجھ پر مت ڈال۔ پھر حضرتؐ نے اُس کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو وُہ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور حضرتؐ کے ساتھ کھانا کھایا۔

تیرھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ میں حضرتؐ کے ساتھ حجۃ الوداع کے لیئے چلا جب ہم وادیٔ روحا میں پہنچے تو ایک عورت ایک لڑکے کو اپنے کاندھے پر بٹھائے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کی یا رسولؐ اللہ جب سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے اس کا گلا بند ہو جاتا ہے اور یہ مصروع اور بے ہوش ہو جاتا ہے۔ حضرتؐ نے اُس لڑکے کے مُنہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا وُہ شفایاب ہو گیا۔ حضرتؐ نے وہاں رفع حاجت کا ارادہ کیا۔ وہاں کوئی ایسی جگہ نہ تھی کہ حضرتؐ لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اُن خرمہ کے درختوں اور پتھروں کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسُولؐ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دُوسرے کے نزدیک ہو جاؤ اور پتھروں سے کہو کہ تم دُور ہو جاؤ۔ اسامہ کہتے ہیں کہ اُسی خدا کی قسم جس نے آنحضرتؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب میں نے آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق درختوں کو حکم دیا تو وُہ ایک دُوسرے سے قریب ہو کر آپس میں مل گئے اور پتھر وہاں سے منتشر ہو گئے۔ حضرتؐ نے ان درختوں کے پیچھے رفع حاجت کی۔ اور واپس ہوئے تو درخت اور پتھر اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔

چودھواں معجزہ۔ شیعہ اور سُنّی نے متعدد طریقہ سے روایت کی ہے کہ ہجرت سے پہلے مدینہ میں تمام شہروں سے زیادہ طاعون اور بیماریاں ظاہر ہُوا کرتی تھیں۔ جب حضرتؐ مدینہ میں آئے تو دُعا کی کہ خداوندا ہمارے لیئے مدینہ کو محبوب قرار دے جس طرح مکّہ کو محبوب بنایا ہے اور اس کی ہوا کو صحت مند اور یہاں کے پیمانوں کو بابرکت کر دے اور بیماریوں کو جحفہ میں منتقل فرما۔ اسی سبب سے مدینہ کی ہوا تمام شہروں سے زیادہ بہتر اور نعمتیں ہر جگہ سے زیادہ ہیں اور طاعون اور دُوسری بیماریوں نے اہل جحفہ سے جحفہ کو خالی کرا دیا۔

پندرہواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ ابو طالبؓ بیمار ہوتے اور جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی عیادت کو آئے۔ جناب ابو طالبؓ نے کہا اے فرزند برادر دُعا کرو کہ خدا مجھے شفا بخشے۔ حضرتؐ نے دُعا کی وُہ اُسی وقت صحت یاب ہو گئے اور اُٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ بیمار ہی نہ تھے۔

سولہواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیرؑ سخت بیمار ہوئے اور تکلیف کی شدت ہوئی تو دُعا کی خداوندا اگر میری موت قریب ہے تو مجھ کو راحت عطا فرما۔ اگر دُور ہے تو مجھ پر کرم فرما اور اگر تو میرے لیئے بلاؤں کو پسند فرماتا ہے تو مجھے اُن پر صبر کی توفیق کرامت فرما۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا اس کو شفا عنایت فرما اور علیؑ سے فرمایا کہ اُٹھو۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ میں اُٹھ کھڑا ہوا اُس کے بعد آنحضرتؐ کی دُعا کی برکت سے پھر کبھی کوئی بیماری، درد اور تکلیف مجھے نہیں ہوئی۔

سترھواں معجزہ۔ راوندی نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ عمرو بن معاذ کا پیر ایک جنگ میں کٹ گیا۔ حضرتؐ نے اپنا لعابِ دہن اُس جگہ لگا دیا وہ متصل ہو گیا۔

اٹھارہواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائی اور کہا اس لڑکے کو جنون اور صرع کی بیماری ہے ہر صبح و شام مبتلا ہوا کرتا ہے۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک اُس کے ہاتھ پر پھیرا اور دُعا کی۔ ناگاہ اُس کے حلق سے ایک فضلہ دُودھ کے مانند نکلا اور وہ بچہ شفایاب ہو گیا۔

اُنیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے محدثانِ خاص و عام سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں ابوجہلؑ کے وار سے معاذ بن عفرا کا ہاتھ جُدا ہو گیا وہ اپنا ہاتھ لیئے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آیا حضرتؐ نے اپنا آبِ دہان معجزہ نشان اُس مقام پر مل کر ہاتھ کو جوڑ دیا وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو گیا۔

بیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص کے سر کے بال سجدہ میں سجدہ گاہ پر بکھر جاتے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوندا اس کے سر کو قبیح کر دے تو اس کے سر کے تمام بال گر گئے۔

اکیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ انس کی ماں نے حضرتؐ سے التجا کی کہ انس کے لیئے دُعا کیجئے کیونکہ وہ آپؐ کا خادم ہے۔ چونکہ وہ سعادت آخرت کے قابل نہ تھا حضرتؐ نے اس کے لیئے یہ دُعا کی کہ خداوندا اس کا مال اور اولاد زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اس کو عطا کیا ہے اس میں برکت دے۔ تو اس کی اولاد میں ترقی ہوئی یہاں تک کہ سو سے زیادہ لڑکے اور لڑکوں کے لڑکے ہوئے اور ایک مرتبہ کے طاعون میں سب مر گئے۔

بائیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خداؐ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا داہنے ہاتھ سے کھایا کرو۔ اس نے کہا میرے امکان میں نہیں ہے اور یہ جھوٹ کہا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو نہیں کھا سکے گا۔ اس کے بعد اُس نے داہنے ہاتھ سے کھانے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھ دہن تک نہ پہنچا سکا؛ ہاتھ اِدھر اُدھر ہو جاتا تھا۔

تیئیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے عمر بن اخطب سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے پانی طلب فرمایا۔ میں آپؐ کے لیئے لے کر حاضر ہوا۔ اس میں ایک بال پڑا ہوا تھا۔ میں نے نکال کر پھینک دیا حضرتؐ نے فرمایا خداوندا اسے حسن و جمال عطا فرما۔ ابونہیک ازدی کہتے ہیں کہ میں نے اسکو دیکھا جبکہ اُسکی

نوّے سال کی عمر ہو چکی تھی کہ اُس کے سر و ریش کا ایک بال بھی نہیں سفید ہوا تھا۔

چوبیسواں معجزہ۔ سید مرتضیٰ، ابن شہر آشوب اور راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نابغہ جعدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں اشعار پڑھے جن کے ایک شعر کا یہ مضمون تھا "ہم آسمانِ عزت و کرم تک پہنچے اور اس سے زیادہ بلندی کے اُمیدوار ہیں" حضرتؐ نے فرمایا آسمان سے بلند تر اور کیا گمان رکھتے ہو؟ اُس نے کہا بہشت سے مُراد ہے۔ فرمایا سچ کہا خدا تیرے دانتوں کو سلامت رکھے راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کو ایک سو تیس کی عمر میں دیکھا کہ اُس کے دانت سفیدی اور صفائی میں گل بابونہ کے مانند تھے حالانکہ اُس کا تمام جسم لاغر و کمزور ہو گیا تھا سوائے اس کے بالوں کے۔ اور دوسری روایت کے بموجب اُس کے جو دانت گر جاتے تھے اُس سے بہتر دانت نکل آتے تھے۔

پچیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک روز ایک عورت نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں ایک مسلمان عورت ہوں میرا شوہر گھر میں مثل عورتوں کے رہتا ہے حضرتؐ نے اُس کے شوہر کو بلایا اور عورت سے پُوچھا کیا شوہر سے تجھ کو نفرت ہے؟ عرض کی ہاں۔ آپؐ نے اُن کے لیئے دُعا کی اور دونوں کی پیشانیاں ایک دُوسرے سے ملا دیں اور کہا خداوندا ان میں محبت عطا فرما اور ایک کو دُوسرے کا محبوب بنا دے۔ اس کے بعد اس کی زوجہ کہا کرتی تھی کہ کوئی شخص شوہر سے زیادہ مجھ کو محبوب نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اقرار کر کہ میں خدا کا رسُولؐ ہوں۔

چھبیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عمر بن اطلق خزاعی نے آنحضرتؐ کو پانی پلایا۔ آپؐ نے دُعا فرمائی کہ خداوندا اس کو جوانی سے سرفراز رکھ۔ وہ اسی سال کا ہو گیا تھا مگر اُسکی داڑھی کا ایک بال سفید نہیں ہوا تھا۔

ستائیسواں معجزہ۔ عطر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے غلام صائب بن یزید کا سر درمیان سے سیاہ تھا اور اس کے سر و ریش کے تمام بال سفید تھے۔ میں نے سبب پُوچھا تو کہا کہ میں ایک روز لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف سے گزرے میں نے سلام کیا حضرتؐ نے جواب دے کر پُوچھا کہ تم کون ہو میں نے عرض کی میں صائب برادر ثمر بن قلسط ہوں۔ حضرتؐ نے میرے درمیانِ سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیئے برکت کی دُعا کی۔ اسی وجہ سے درمیانِ سر جہاں تک حضرتؐ کا ہاتھ تھا سیاہ ہے باقی تمام بال سفید ہو گئے۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ بہت سی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو یمن بھیجا تو عرض کی یا رسُولؐ اللہ اگر کسی معاملہ میں مجھے شک ہو تو کیا کروں؟ حضرتؐ نے فرمایا خدا تمہارے دل کی ہدایت کرے گا اور زبان کو حق کے ساتھ گویا فرمائے گا۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کسی فیصلہ میں مجھے شک نہیں ہوا۔

اُنتیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مرہ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ میں حضرتؐ کے ہمراہ ایک غزوہ میں ایک مادہ گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا اے سوارِ

ساتھ چل۔ میں نے عرض کی میری گھوڑی لاغر و ناتوان ہے۔ حضرتؐ کے ہاتھ میں ایک تازیانہ تھا آہستہ سے اُس کو مارا اور فرمایا خداوندا اس کے لئے برکت دے۔ اس کے بعد وُہ ایسی تیز اور چُست ہو گئی کہ میں اس کو روکا کرتا تھا لیکن وُہ گھوڑوں سے آگے نکل جاتی تھی۔ اور اس کے بچّے اس قدر ہوئے کہ میں نے بارہ ہزار درہم میں فروخت کیئے۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی نے عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے کہ ایک اندھا شخص حضرتؐ کے پاس آیا اور اپنی کورچشمی کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا وضو کرکے دوُ رکعت نماز بجالا پھر یہ دُعا پڑھ۔ اَللّٰھم انی اسئلك واتوجه اليك بمحمّدؐ نبی الرّحمة یا محمّدؐ انی اتوجه بك علی ربّك لیجلونه عن بصری اللّٰھم شفعه فی وشفعنی فی نفسی۔ عثمان کہتے ہیں کہ میں ابھی حضرتؐ کے پاس سے ہٹا نہ تھا کہ اُس کی آنکھیں بینا ہوگئیں۔ گویا وُہ کبھی اندھا ہی نہ تھا۔

اکتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ اجلح بن جمال نے بیان کیا کہ میرا چہرہ سفید ہوگیا تھا۔ حضرتؐ نے دُعا کی اور اپنا دستِ مبارک میرے چہرہ پر پھیر دیا۔ اُسی وقت وُہ صحیح ہوگیا اور کوئی اثر سفید داغ کا باقی نہ رہا۔

بتیسواں معجزہ۔ راوندی نے فضل بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں بخیل اور ڈرنے والا اور بہت سونے والا ہوں دُعا فرمایئے کہ خدا مجھ سے یہ بُری عادتیں زائل کردے۔ حضرتؐ نے دُعا فرمائی اور وُہ سخی و شجاع تر اور کم سونے والا مرد بن گیا۔

تینتیسواں معجزہ۔ راوندی اور دُوسرے محدّثین نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے دُعا کی پالنے والے جس طرح قریش کو پہلے تُو نے ذلّت و نکبت میں مبتلا فرمایا تھا، اُسی طرح اُن کے آخر کے لوگوں کو نعمت و بخشش سے مالا مال کردے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

چونتیسواں معجزہ۔ راوندی نے کسی صحابی سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے یک بیک کھڑے ہو گئے اور کچھ دُور جاکر ہاتھ بڑھاتے جیسے کسی سے مصافحہ کر رہے ہوں۔ پھر واپس آکر ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ ہم انکی آواز سُن رہے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا حضرتؐ نے فرمایا یہ اسمٰعیل فرشتۂ باراں تھا خدا سے اجازت لے کر میری ملاقات کو آیا تھا۔ اُس نے مجھ کو سلام کیا۔ میں نے اُس سے کہا کہ ہمارے لیئے پانی برساؤ۔ اُس نے کہا آپ لوگوں کے لیئے بارش کا وعدہ فلاں روز ہے۔ جب وعدہ کا دن آیا صبح کو ہم نے نماز پڑھی کسی ابر کا نشان نہ تھا۔ اور نمازِ ظہر پڑھی اور ابر ظاہر نہ ہوا۔ جب ہم نمازِ عصر سے فارغ ہوئے ایک ابر نمودار ہوا اور خُوب بارش ہوئی تو ہم ہنسنے لگے۔ حضرتؐ نے سبب پُوچھا ہم نے عرض کی کہ اُس فرشتہ کا وعدہ پُورا ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسے اُمور یاد رکھو اور بیان کیا کرو تاکہ اظہارِ حق ہوتا رہے۔ بسندِ معتبر امام محمّد باقرؑ سے بھی اسی روایت کے مانند روایت کی گئی ہے

پینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ ایک یہودی سے کچھ قرض مانگا اس نے بھیج دیا۔ پھر آکر پُوچھا کہ آپ نے جو کچھ طلب فرمایا تھا آپ کو مل گیا؟ فرمایا ہاں۔ اُس نے کہا جس وقت

ضرورت ہو آپ منگا لیا کیجیئے۔ حضرتؐ نے اس کو دُعا دی کہ خدا تیرا حسن و جمال قائم رکھے۔ اس یہودی کی عمر اسّی سال تک پہنچی اور اُس کے سر و ریش کا ایک بال سفید نہ ہوا۔

چھتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جنگ تبوک میں ایک شخص پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا۔ اور پانی میسّر نہ تھا۔ لوگوں نے عرض کی یا حضرتؐ دُعا کیجیئے کہ خدا پانی عطا فرمائے۔ فرمایا ہاں خداوندکریم میری دُعا رد نہ فرمائے گا۔ پھر دُعا کی اُسی وقت موسلا دھار بارش ہوئی۔ ایک گروہ نے منجموں کی طرح کہا کہ فلاں ستارہ کے سبب بارش ہوئی ہے۔ حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ سُنتے ہو یہ بداعتقاد لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ خالد نے کہا اجازت دیجیئے کہ ان کی گردنیں اُڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وُہ ایسا کہتے تو ہیں مگر سمجھتے ہیں کہ بارش خدا نے بھیجی ہے۔

سینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے انس سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ایک شخص اس طرف سے آئے گا جو بہترین اوصیا ہے اور پیغمبروں کے نزدیک اُس کی قدر و منزلت سب سے زیادہ ہے۔ اُسی وقت علیؑ بن ابی طالبؑ آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خداوندا اس سے گرمی و سردی برطرف کردے۔ اس کے بعد جناب امیرؑ کو آخر عمر تک گرمی و سردی کا اثر نہ ہوا۔ آپؑ سردیوں میں ایک کرتا پہن کر گزار دیتے تھے۔

اڑتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک انصاری کے پاس ایک بکری کا بچہ تھا اُس نے کہا اس کا کچھ بُھنا ہوا گوشت پکاؤ اور باقی کا سالن تیار کرو۔ شاید آنحضرتؐ ہم کو سرفراز فرمائیں اور آج رات ہمارے یہاں افطار کریں۔ یہ کہہ کر وُہ تو مسجد کی جانب گیا اُس کے دوُ چھوٹے بچے تھے جنہوں نے باپ کو بکری کا بچّہ ذبح کرتے دیکھا تھا۔ ان میں سے ایک نے دُوسرے کو اُسی طرح ذبح کردیا۔ اُن کی ماں نے جو دیکھا تو رونے پیٹنے لگی۔ دُوسرا بچّہ ڈر کر بھاگا اور کوٹھے سے نیچے گر کر مرگیا۔ اُس مومنہ نے دونوں بچّوں کو چُھپا دیا اور کھانا پکایا۔ حضرتؐ افطار کے وقت اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ اسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ اس انصاری سے کہیئے کہ اپنے بچّوں کو بھی دسترخوان پر حاضر کرے۔ آپؐ نے اس سے فرمایا وُہ بچّوں کو بلانے چلا۔ زوجہ نے کہا کام کو گئے ہیں موجود نہیں ہیں۔ انصاری نے حضرتؐ سے بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ان کا آنا ضروری ہے۔ پھر اُس نے جاکر زوجہ سے پُوچھا تو اُس نے حقیقتِ حال بیان کیا۔ اُس شخص نے دونوں بچّوں کی لاشیں آنحضرتؐ کے سامنے لاکر رکھ دیں آپؐ نے دُعا کی خدا نے اُن کو اُسی وقت زندہ کردیا جنکی بڑی عمریں ہوئیں۔

اُنتالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلۂ بنی حارثہ کو خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے خط کو دھو ڈالا اور اپنے ڈول میں پیوند لگالیا۔ حضرتؐ نے اُن کے لیئے بددُعا کی کہ خدا ان کی عقلوں کو سلب کرلے۔ اس کے بعد سے وُہ ایسے ہوگئے کہ عقل و تدبیر کی کمی میں عرب میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔

چالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ مکہ میں قریش کی ایذا رسانی کے

سبب بہت تنگ ہوئے اراک عرفات کی طرف نکل گئے اُس جگہ ابواثروان کے چند اُونٹ چر رہے تھے اُس ملعون نے پوچھا تم کون ہو آپؐ نے فرمایا میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) خدا کا رسُول ہوں۔ اس نے کہا یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ یہ اُونٹ جنکے درمیان تم بیٹھے ہو نا شائستہ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوندا اس کی عمر اور تکلیف طولانی فرما۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ وُہ نہایت بوڑھا ہو گیا تھا اور تکلیف و بلاؤں کے سبب مَوت کی آرزو کرتا تھا مگر موت نہیں آتی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ آنحضرتؐ کی بد دُعا کا اثر ہے۔

اکتالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ہوازن کے قیدیوں کی رہائی کے بارے میں آنحضرتؐ نے صحابہ سے التماس کیا سب نے رہا کر دیا مگر دو شخصوں کو اختیار دے دیا تھا کہ وُہ اپنے قیدی رہا کر دیں یا اُن کے عوض کچھ فدیہ لے کر چھوڑیں۔ ان میں سے بھی ایک شخص نے یونہی رہا کر دیا دوسرے نے فدیہ لینا منظور کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوندا اس کے حصّہ کو حقیر فرما۔ جب وُہ قیدیوں کے پاس آیا کہ اُن میں سے اپنے حصّہ کا کوئی قیدی انتخاب کرے، دُختران باکرہ اور نوعمر لڑکوں کو دیکھتا ہوا ایک بوڑھی عورت کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ اسی کو لوں گا۔ کیونکہ یہ قبیلہ کی ماں ہے اس کے عوض زیادہ فدیہ ملے گا۔ وُہ ایک حقیر عورت تھی قبیلہ میں جس کا کوئی نہ تھا۔ اُس شخص نے مدّتوں اُس کو اپنے پاس رکھا اور اُس کا خرچ برداشت کرتا رہا اس اُمید پر کہ کوئی آکر اس کا فدیہ دے کر رہا کرائے مگر کوئی نہ آیا تو رہا کر دیا۔

بیالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک اندھی عورت تھی۔ ایک روز آنحضرتؐ نے فرمایا تیری آنکھیں دُرست ہو جائیں اسی وقت وُہ بینا ہو گئی۔ جناب خدیجہؓ نے کہا کیا مُبارک دُعا تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا میں عالمین کے لیئے رحمت ہوں۔

تینتالیسواں معجزہ۔ عامہ اور خاصہ نے روایت کی ہے کہ چونکہ آنحضرتؐ کے نامہ کی بادشاہِ فرنگ نے تعظیم کی اور بادشاہِ عجم نے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرتؐ نے اُس کو دُعا دی اور اس پر لعنت بھیجی۔ اس لیئے فرنگیوں کا ملک قائم رہا۔ اور بادشاہِ عجم مارا گیا، اور اُن کا ملک زائل ہو گیا، اور اُن کی اولاد قید ہوئی۔

چوالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جعفر بن نسطور رومی سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ میں جنگ تبوک میں آنحضرتؐ کی خدمت میں تھا؛ ایک مرتبہ آپؐ کے ہاتھ سے تازیانہ گر گیا؛ میں نے اُٹھا کر دے دیا۔ حضرتؐ نے میری طرف نظر کی اور فرمایا خدا تیری عمر دراز کرے۔ اس سبب سے اس کی عمر تین سو بیس سال تک پہنچی۔

پینتالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ عبداللہ بن جعفر کی طرف سے گزرے۔ دیکھا کہ وُہ بچپن کے سبب کھیل رہے تھے اور مٹی کا مکان بنا رہے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس کو کیا کرو گے؟ عرض کی بیچوں گا۔ پوچھا اس کی قیمت کیا کرو گے؟ کہا رطب خرید کر کھاؤں گا۔ حضرتؐ نے

فرمایا خداوندا اس کے ہاتھ میں برکت عطا فرما اور اس کے سودے کو نفع بخش کر دے۔ آنحضرتؐ کی دُعا کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ اُنہوں نے کوئی چیز نہیں خریدی جس میں نفع نہ ہوا ہو۔ اُن کو اس قدر مال حاصل ہوا کہ اُن کی عطا و بخشش کی لوگ مثال دینے لگے۔ اور اہلِ مدینہ کسی سے قرض لیتے تھے تو یہ وعدہ کرتے تھے کہ جب عبداللہ بن جعفر عطا فرمائیں گے تو واپس دیں گے۔

چھیالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ابوہریرہؓ آنحضرتؐ کے پاس ایک مٹھی خرما لائے اور عرض کی یا رسُول اللہ میرے لیئے دُعا فرمایئے کہ خُدا مجھے برکت دے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس کو ایک تھیلی میں رکھ لو جس قدر چاہو اس میں سے نکالو۔ اُنہوں نے نہ جانے کتنے مَن خرمے اُس میں سے نکالے پھر بھی وُہ بدستور باقی رہے۔

سینتالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ سعد بن وقاص نے ایک تیر پھینکا۔ حضرتؐ نے دُعا کی کہ اُن کا تیر نشانہ سے خطا نہ کرے اس کے بعد اُن کا نشانہ کبھی خطا نہ ہوا۔

اڑتالیسواں معجزہ۔ جناب سلمانؓ فارسی سے روایت ہے کہ ہجرت کر کے جب آنحضرتؐ مدینہ آئے اور ابو ایوب انصاری کے گھر میں قیام کیا۔ اُن کے پاس اُسوقت ایک بکری کے بچّہ اور ایک صاع گیہوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ انہوں نے بچّہ کا گوشت پکایا اور گیہوں کی روٹیاں تیار کیں اور آنحضرتؐ کے پاس لائے حضرتؐ نے فرمایا کہ منادی کر دو کہ جو کھانا چاہے ابو ایوب کے گھر آجائے۔ ابولہب نے ندا کرنا شروع کیا اور لوگ سیلاب کے مانند اُن کے گھر آنے لگے یہانتک کہ تمام گھر بھر گیا اور سب نے کھانا کھایا اور کھانا کم نہ ہوا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے اس بچّہ کی ہڈیاں اُس کی کھال میں جمع کی گئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا بحکمِ خدا زندہ ہو جا۔ وُہ بکری کا بچّہ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا لوگوں نے کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا۔

اُنچاسواں معجزہ۔ بیان کرتے ہیں کہ ابو ایوبؓ نے جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا کی شادی میں ایک بکری کا بچّہ ذبح کر کے اُس کا گوشت پکایا اور حضرتؐ کے سامنے لائے۔ آپؐ نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر کھاؤ اور اس کی ہڈی نہ توڑو۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہوتے تو آپؐ نے فرمایا کہ ابو ایوبؓ مردِ فقیر ہیں۔ خداوندا تو اس بچہ کا خالق ہے تو ہی اس کو مار ڈالتا ہے اور تو قادر ہے کہ اسے زندہ کر دے لہٰذا اس کو دوبارہ زندہ کر دے لئے کہ تو ہمیشہ زندہ ہے اور تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وُہ بچّہ زندہ ہو گیا اور خدا نے اُس میں اس قدر برکت عطا کی کہ جو بیمار اُس کا دُودھ پی لیتا تھا صحت پاتا تھا اہلِ مدینہ اس کو مبعوثہ کہتے تھے یعنی مرنے کے بعد زندہ کی ہوئی۔

پچاسواں معجزہ۔ کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا اَلسّام علیک آپؐ نے فرمایا علیک۔ صحابہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اُس نے کہا ہے کہ تم پر موت ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے بھی اُسی کو اُس پر پلٹا دیا۔ آج ایک کالا سانپ اُس کی پُشت پر کاٹے گا اور وُہ مر جائے گا۔ وُہ یہودی جنگل میں گیا اور بہت سی لکڑیاں جمع کیں اور اپنے کاندھے پر رکھا اور واپس آگیا۔ صحابہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ وُہ تو واپس آگیا۔ حضرتؐ نے اُس یہودی کو بلایا

اور فرمایا لکڑیاں زمین پر رکھ دے۔ اُس نے رکھیں تو اُن میں ایک کالا سانپ نظر آیا جو لکڑی کو دانت سے پکڑے ہوئے تھا۔ حضرتؐ نے پُوچھا کہ اے یہودی آج تو نے کون سا کام کیا تھا؟ اُس نے کہا کوئی کام نہیں کیا تھا بجُز اس کے کہ دو روٹیاں میرے پاس تھیں ایک میں نے تصدق کر دی اور ایک خود کھالی۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی تصدق کے سبب خدا نے تجھ سے اس سانپ کا گزند دفع فرمادیا؛ اور صدقہ کے سبب خدا مرگہائے بد کو دفع کر دیتا ہے۔

اکاونواں معجزہ۔ شیخ طبری اور راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ابو براحبس کو ملاعب الاسنہ کہتے تھے بزرگانِ عرب سے تھا مرض استسقا[1] میں مبتلا ہوا۔ لبید بن ربیعہ کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا اور دو گھوڑے اور چند اُونٹ بھی بھیجے حضرتؐ نے واپس فرما دیئے اور فرمایا کہ میں مشرکوں کا ہدیہ نہیں لیتا۔ لبید نے کہا مجھے کبھی خیال بھی نہ آیا تھا کہ عرب میں کوئی شخص ابو برا کا ہدیہ واپس کر سکتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول کرتا تو ہرگز اس کا ہدیہ واپس نہ کرتا۔ پھر لبید نے کہا کہ ابو برا کے شکم میں کوئی بیماری ہوگئی ہے وہ آپ سے شفا کا طالب ہے۔ حضرتؐ نے ذرا سی خاک زمین سے اٹھائی اور لعابِ دہن اُس میں ڈال دیا اور اس کو دے کر فرمایا کہ اس سے کہو کہ یہ خاک کھالے۔ لبید نے اس کو لے لیا اور سمجھا کہ حضرتؐ نے اُس سے مذاق کیا ہے۔ لیکن جب اُس نے لاکر دیا اور ابو برا نے کھایا تو اُسی وقت شفا پائی گویا قید سے رہائی حاصل کی۔

باونواں معجزہ۔ شیخ طوسی، راوندی، طبرسی اور ابن شہر آشوب نے بسندہائے معتبر صحابہ کی کثیر جماعت سے روایت کی ہے کہ ہم جنگ تبوک میں لشکرِ رُوم کے مقابلہ پر تھے ہمارا رسد ختم ہوگیا تھا اور ہم پر بھوک کا غلبہ تھا۔ لوگوں نے چاہا کہ اپنے اپنے اُونٹ ذبح کر کے کھائیں لیکن حضرتؐ نے لشکر میں منادی کرائی کہ جس کے پاس جس قدر کھانا ہو لے کر آجائے۔ چادریں بچھادی گئیں۔ ایک شخص نے ایک پیمانہ لاکر رکھا دُوسرے نے آدھا لاکر رکھا اسی طرح پورے لشکر نے اپنا اپنا کھانا لاکر رکھا جو تیس صاع سے زیادہ نہ ٹھہرا۔ اور پُورا لشکر جمع ہوا جس میں چار ہزار اشخاص تھے۔ حضرتؐ نے دُعا کی اور اپنا دست مُبارک طعام میں ڈال دیا اور فرمایا خدا کے نام سے کھاؤ اور ایک دوسرے پر سبقت مت کرو۔ پھر ایک گروہ آیا۔ حضرتؐ نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر اپنا ظرف بھر لو۔ ان کے پاس جس قدر ظروف تھے انہوں نے بھر لیئے اسی طرح فوج پر فوج آتی رہی اور اپنے ظروف طعام سے بھر کر لے جاتی رہی یہانتک کہ سارے لشکر نے اپنا اپنا ظرف بھر لیا، پھر بھی وُہ طعام باقی رہا۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے چند خرمے منگائے اور اپنا دستِ مبارک اُس پر پھیرا اور لوگوں کو طلب کر کے فرمایا کھاؤ۔ ساری فوج کے لوگوں نے کھایا اور اپنے ظروف بھر لیئے پھر بھی خرمے بدستور باقی رہے۔

ترپنواں معجزہ۔ راوندی، ابن شہر آشوب اور دُوسرے محدثین نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے

[1] استسقا۔ پیاس اور ایک مرض جس میں پیٹ روز بروز پھولتا رہتا ہے۔ ۱۲

روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھا ہم ایک منزل پر پہنچے وہاں پانی نہ تھا۔ لوگ پیاسے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ظرف منگایا جس میں تھوڑا پانی تھا۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک اُس میں ڈال دیا، آپؐ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہوا کہ تمام آدمیوں نے پیا اور اپنا اپنا ظرف بھر لیا؛ اور اُونٹوں نے بھی پیا۔ اُس لشکر میں آپؐ کے ہمراہ تیس ہزار آدمی، بارہ ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار اُونٹ تھے۔ ایک دُوسری روایت کے بموجب ایک گڑھا کھودا، اُس پر ایک چادر ڈھک دی اور اپنا ہاتھ اُس چادر پر رکھ دیا۔ تھوڑا پانی لپنے ہاتھ پر ڈالا اور خدا کا نام لیا تو آپؐ کی معجز نما اُنگلیوں سے پانی جاری ہوا۔ یہ روایت متعدد طریقہ سے وارد ہوئی ہے اور حضرتؐ کے معجزات متواترات سے ہے۔

چونواں معجزہ۔ متواترات سے ہے جس کو خاصہ وعامہ نے نقل کیا ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار قریش سے بچ کر مدینہ کی جانب ہجرت کی اور اثنائے راہ میں خیمہ اُمِ معبد کے قریب پہنچے حضرت ابوبکر وعمر، عامر بن فہیرہ اور عبداللہ ابن اریحط حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اُمِ معبد اپنے خیمہ کے باہر بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرتؐ اُن کے پاس پہنچے اور کچھ خرما اور گوشت طلب فرمایا کہ خرید فرمائیں۔ ام معبد نے کہا اس وقت کچھ نہیں اگر کچھ بھی ہوتا تو آپ کی مہمانداری میں کمی نہ کرتی۔ حضرتؐ نے ایک طرف ایک بکری دیکھی جو بندھی ہوئی تھی فرمایا اس کو کیا ہوا؟ عرض کی کمزوری اور لاغری کے سبب چرنے کے لیئے دُوسرے جانوروں کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی اسی لیئے یہاں رہ گئی ہے۔ حضرتؐ نے پُوچھا کیا یہ دُودھ دیتی ہے؟ عرض کی بالکل نہیں مدتوں سے دُودھ نہیں دیتی۔ حضرتؐ نے فرمایا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کو دوہوں عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر اس کے تھن میں دُودھ ہو نکال لیجیئے۔ حضرتؐ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور خدا کا نام لے کر دُعا کی کہ خداوندا اس میں برکت عطا فرما۔ اسی وقت اسکے تھنوں سے دُودھ جاری ہو گیا۔ حضرتؐ نے ایک ایسا برتن منگایا جس سے کئی آدمی سیر ہو سکیں اور دوہنا شروع کیا یہانتک کہ وُہ برتن دُودھ سے بھر گیا۔ اُسے ام معبد کو دے دیا اس نے پیا اور سیر ہوگئی؛ پھر اپنے اصحاب کو دیا، وُہ لوگ بھی سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپؐ نے خود نوش فرمایا اور فرمایا کہ قوم کے پلانے والے کو چاہیئے کہ سب کے بعد خود پیئے۔ دُوسری مرتبہ پھر دوہا یہانتک کہ وُہ برتن بھر گیا، پھر لوگوں نے سیر ہو کر پیا اور جو کچھ باقی رہ گیا اُم معبد کے لیئے چھوڑ دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ اُن کے شوہر ابو معبد جنگل سے جب واپس آئے پُوچھا یہ دُودھ کہاں سے آیا۔ ام معبد نے پُوری روئیداد بیان کی۔ ابو معبد نے کہا کہ وُہ وہی ہوں گے جو مکہ میں مبعوث برسالت ہوئے ہیں۔

پچپنواں معجزہ۔ طبرسی، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں نے اپنے کنوئیں میں پانی کی کمی اور اس کے کھاری ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ حضرتؐ ان کے ساتھ اُن کے کنوئیں پر گئے اور اپنا لعاب دہن اُس میں گرادیا اُسیوقت وُہ پانی شیریں ہوگیا اور جوش مارتا ہوا بلند ہوا۔ اب بھی وُہ مکہ کے باہر عسیلہ نام سے مشہور ہے اور اسکے مالکوں کے لیئے

شرف و عزّت کا باعث ہے اور وُہ فخر کرتے ہیں مسیلمہ کذاب کے دوستوں نے جب سُنا تو انہوں نے کہا تم بھی ایسا معجزہ دکھاؤ۔ وُہ ایک کنویں کے سرے پر آیا جس کا پانی بہت کافی اور شیریں تھا۔ اُس نے اپنا نجس آبِ دہن اُس میں ڈالا، اُس کا پانی کھاری ہوگیا۔ پھر وُہ کنواں خشک ہوگیا اور اب تک یمن میں موجود ہے۔

چھپنواں معجزہ۔ خاصہ اور عامہ نے روایت کی ہے کہ جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے غلام تھے جس نے آپ کو ایک باغ خرما کے عوض مکاتب کر دیا تھا۔ حضرتؐ نے ایک روز میں خرما کے دانے بو کر اُس باغ کو تیار کر دیا اور اُس کے حوالہ فرمایا اور سلمانؓ کو آزاد کر دیا۔ چنانچہ اُن کے حال میں ذکر کیا جائے گا۔

ستاونواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب سلمانؓ کے ذمہ بہت قرض تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑا سا سونا اُن کو دیا جو اُن کے قرض کے سوحصّہ کا ایک حِصّہ بھی نہ تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز کے سبب اُن کا تمام قرض ادا ہوگیا۔

اٹھاونواں معجزہ۔ راوندی نے انس سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مَیں بازار گیا۔ میرے پاس دس درہم تھے۔ آنحضرتؐ ایک عبا خریدنا چاہتے تھے۔ ایک کنیز اثنائے راہ میں بیٹھی رو رہی تھی آپؐ نے اُس سے رونے کا سبب پوچھا اُس نے کہا لوگوں کے ہجوم میں میرے دو درم گر گئے اپنے مالک کے خوف سے میں گھر نہیں جا سکتی۔ حضرتؐ نے دو درم اُس کو دلوا دیئے۔ بازار پہنچے تو دس درم کی ایک عبا خریدی اور مجھ سے فرمایا دس درم دے دو۔ میں نے تھیلی کھولی تو وُہ دس درم اُس میں موجود تھے۔

اُنسٹھواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ابوہریرہؓ ایک دو ایک مٹھی خرما لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی دُعا فرمایئے کہ خدا اس میں برکت دے۔ حضرتؐ نے دُعا کی اور فرمایا انکو تھیلے میں رکھ لو۔ جب ضرورت ہو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو مگر بالکل خالی نہ کرنا۔ وُہ ہمیشہ اُس میں سے کھاتے رہے، لوگوں کو دیتے رہے یہانتک کہ جناب امیرؑ نے اُن سے گواہی دینے کے لیے فرمایا۔ اُنہوں نے دُنیا کے لالچ میں حقیقتِ حال پوشیدہ رکھا اُس وقت سے وُہ برکت جاتی رہی۔ پھر توبہ کی اور امیر المومنینؑ سے دُعا کی التجا کی۔ آپؑ نے دُعا فرمائی پھر وُہ برکت قائم ہوگئی۔ جب ابوہریرہ معاویہ سے مل گئے تو ہمیشہ کے لیئے وُہ برکت زائل ہوگئی۔

ساٹھواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شب تین بار مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور کبھی آخر رات میں آتے تھے۔ منبر کے نزدیک چند فقرا سویا کرتے تھے۔ حضرتؐ نے ایک مرتبہ اپنی کنیز سے فرمایا کہ اگر کچھ کھانا بچا ہو تو لا۔ وُہ ایک پتھر کی دیگچی لائی جس کی تہہ میں کچھ کھانا موجود تھا۔ حضرتؐ نے دس فقیروں کو بیدار کیا اور فرمایا خدا کا نام لے کر کھاؤ۔ اُن سب نے کھایا اور سیر ہوگئے۔ پھر دس دُوسرے فقیروں کو جگا کر کھلایا وُہ بھی سیر ہوگئے اور کھانا بدستور باقی رہا۔ پھر فرمایا یہ عورتوں کو لے جا کر کھلاؤ

اکسٹھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آتے اور اُن کے شیر خوار بچّوں کے دہن میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیتے اور فرماتے اب ان کو دُودھ مت پلانا، ضرورت نہیں ہے۔

باسٹھواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ تین روز متواتر روزہ رکھا اور پانی کے سوا کوئی چیز میسّر نہ ہوئی جس سے افطار کرتا۔ مَیں نے آنحضرتؐ سے اپنا حال عرض کیا۔ فرمایا میرے ساتھ آؤ۔ مَیں چلا راستہ میں ایک بکری دیکھی حضرتؐ نے اس کے مالک سے فرمایا میرے پاس لاؤ۔ اُس نے کہا یہ دُودھ دینے والی نہیں ہے۔ فرمایا لاؤ تو۔ وُہ حضرتؐ کے پاس بکری لے گیا۔ آپؐ نے اُس کے تھنوں پر دستِ مبارک پھیرا اُسی وقت اُس کے تھن لٹک گئے اور دُودھ سے بھر گئے فرمایا اپنا پیالہ لاؤ۔ وُہ لایا آپ نے اُس میں دُودھ نکالا۔ جب وُہ بھر گیا تو اس کو دے دیا اُس نے پی لیا، پھر پیالہ لے کر دُودھ نکالا اور بھر گیا تو مجھے دیا۔ مَیں نے پی لیا تیسری مرتبہ دُودھ نکال کر خود نوش فرمایا۔

تریسٹھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کسی سفر میں کسی صحابی کا اُونٹ تھک کر بیٹھ گیا، وُہ کسی طرح نہیں اٹھتا تھا؛ تو حضرتؐ نے پانی منگا کر ایک ظرف میں وضو کیا اور کلّی کی۔ وُہ پانی اُس اونٹ کے سر اور مُنہ میں ڈالدیا گیا وُہ فوراً جست کر کے اُٹھ بیٹھا اور دُوسرے اُونٹوں سے تیز چلنے لگا۔

چونسٹھواں معجزہ۔ راوندی اور دُوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں بازار سے ایک درم کا گوشت اور ایک درم کا آٹا لایا اور فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کو لا کر دیا اُنہوں نے پکایا اور مجھ سے کہا اگر آنحضرتؐ کو بھی بلا لاؤ تو بہتر ہوتا۔ مَیں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپؐ ایک پہلو پر لیٹے ہوئے فرما رہے ہیں کہ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ بھُوکا ایک کروٹ پڑا رہوں۔ مَیں نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرے گھر پر کھانا تیار ہے تشریف لے چلیئے۔ حضورؐ اُٹھے اور مجھ پر سہارا کیئے ہوئے میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہؑ کھانا لاؤ۔ وُہ معصومہؑ روٹی اور سالن لائیں۔ حضرتؐ نے اس پر ایک کپڑا ڈھک دیا۔ پھر فرمایا اے فاطمہؑ اس میں سے اُم سلمہؓ کے لیئے کھانا علیحدہ کرو، عائشہؓ کے لیئے علیحدہ کرو اسی طرح تمام ازواج کے لیئے ایک ایک روٹی کچھ سالن اور گوشت بھیجا۔ پھر فرمایا کہ اپنے باپ اور شوہر کے لیئے بھی الگ کر لو؛ پھر ہمسایوں کے واسطے بھیجا اور پھر بھی اتنا کھانا بچ رہا کہ کئی روز تک کام آتا رہا۔

پینسٹھواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس ہوئے اثنائے راہ میں ایک وادی المشقق نامی میں پہنچے جہاں پانی بہت کم تھا کہ دو ایک آدمی سیراب ہو سکتے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص پانی کے پاس پہلے پہنچ جائے نہ پیئے جبتک مَیں نہ آجاؤں۔ پھر وہاں پہنچے تو ایک پیالہ منگایا اور اُس میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا اور دُوسری روایت کے بموجب اُس پیالہ میں پانی لے کر اُس میں اپنا دستِ مبارک ڈال دیا تو اُس میں سے چشمہ کے مانند پانی اُبلنے لگا جس سے سخت آواز نکل رہی تھی؛ اُس سے تمام لشکر سیراب ہوگیا۔ لوگوں نے اپنی مشکیں، لوٹے گھڑے وغیرہ بھر لیئے؛ وضو کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ آئندہ سُنو گے کہ اس پانی سے اس کے قرب و جوار سرسبز و

شاداب ہوگئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

چھیاسٹھواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کی بیٹی حضرتؐ کے سامنے سے گزری اُس زمانہ میں جبکہ خندق کھودی جارہی تھی۔ حضرتؐ نے اُس سے پوچھا کس کو تلاش کرتی ہو عرض کی عبداللہ کو۔ میں اُن کے لیئے یہ خرمے لائی ہوں۔ حضرتؐ نے وہ خرمے اُس سے لے لیئے اور چادریں بچھوا دیں اور کھانے کی منادی کرادی۔ لشکر کے تمام لوگ آئے اور سب نے سیر ہو کر کھایا اور جس قدر چاہا اپنے ساتھ لے گئے۔ باقی جو تھا اُسی لڑکی کو حضرتؐ نے دے دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ تین ہزار افراد تھے۔

سڑسٹھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے جابرؓ انصاری سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں میرے باپ جنگ اُحد میں شہید ہوگئے اُن کی عمر دو سو برس کی تھی، اُن کے ذمّہ بہت قرض تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ نے مجھ سے پوچھا تمہارے والد کے قرض کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کی بدستور باقی ہے۔ پوچھا قرض خواہ کون ہے میں نے کہا فلاں یہودی۔ پوچھا ادائیگی کا وعدہ کب ہے؟ عرض کی خرما خشک ہونے کی فصل میں۔ فرمایا جب وہ وقت آئے تو مجھے اطلاع دینا اور اُس میں سے کچھ خرچ مت کرنا، اور ہر قسم کے خرمے الگ الگ کر دینا۔ غرض میں نے اُس وقت حضرتؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ میرے ساتھ باغ میں تشریف لائے ہر قسم کے خرمے اپنے دستِ مبارک میں لیتے تھے اور رکھ دیتے تھے۔ پھر یہودی کو بُلایا اور فرمایا جس قسم کے خرمے سے چاہو اپنے قرض میں لے لو۔ اُس نے کہا یہ تمام خرمے میرے قرض میں کافی نہ ہوں گے ایک قسم کے خرمے کا کیا ذکر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جس قسم کا خرما تم چاہتے ہو اُسی کو لینا شروع کرو۔ یہودی نے خرماتے صیحانی کی طرف اشارہ کیا کہ اسی سے ابتدا کروں گا۔ حضرتؐ نے بسم اللہ کہا اور فرمایا پیمانہ سے ناپلو اور اُٹھا لو۔ یہودی ناپ ناپ کر لینے لگا یہانتک کہ اُس کا تمام قرض پورا ہوگیا اور خرما اپنی حالت پر باقی رہا اور کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر حضرتؐ نے جابرؓ سے پوچھا کہ کسی اور کا قرض ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا بقیہ خرمے اپنے گھر لے جاؤ خدا تم کو برکت دے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ وہ خرمے تمام سال میرے لیئے کفایت کرتے رہے۔ اُن میں سے بہت میں نے فروخت کیئے اور بہت کچھ لوگوں کو یوں ہی بخشدیا، بہت کچھ ہدیہ کے طور پر لوگوں کو دیئے اور دوسری فصل تک خرمے باقی رہے۔

اڑسٹھواں معجزہ۔ علی بن ابراہیم، ابن شہر آشوب اور قطب راوندی وغیرہ رضوان اللہ علیہم محدثین خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ جنگ خندق میں ایک روز میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ لیٹے ہوئے تھے اور بھوک کے سبب اپنے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔ میں اپنے گھر گیا میرے پاس ایک بھیڑ تھی اور ایک صاع جو۔ میں نے اپنی زوجہ سے حضرتؐ کا حال بیان کیا اور کہا اس بھیڑ کا گوشت پکاؤ اور روٹیاں تیار کرو تو میں حضرتؐ کو بُلا لاؤں۔ اُس نے کہا حضرتؐ سے پہلے پوچھ لو تو میں تیار کروں۔ میں نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آج دن کا کھانا میرے گھر کھایئے۔ حضرتؐ نے پوچھا کیا ہے؟ میں نے بیان کیا، تو فرمایا میں تنہا آؤں یا جس کو چاہوں اپنے ساتھ لیتا آؤں؟ میں نے گوارا نہ کیا کہ کہدوں تنہا آیئے گا۔ میں نے عرض کیا حضور جس کو چاہیں ساتھ لائیں اور میرا گمان تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ لائیں گے

وہاں سے میں گھر آیا اور زوجہ سے کہا تم جو کا آٹا تیار کر کے روٹیاں پکاؤ میں گوسفند کو ذبح کر کے صاف کرتا ہوں۔ غرض میں نے اُس کو ذبح کر کے گوشت پکایا پھر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کھانا تیار ہے تشریف لے چلیئے۔ حضرتؐ اُٹھے اور خندق کے ایک کنارہ پر کھڑے ہو کر بآواز بلند ندا کی کہ مسلمانو جابرؓ کی دعوت میں چلو۔ یہ سُنکر تمام مہاجر و انصار خندق سے باہر نکلے۔ حضرتؐ سب کو لیکر میرے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں اہل مدینہ میں سے جو گروہ ملتا حضرتؐ فرماتے کہ جابرؓ کی دعوت قبول کرو۔ غرض سات سو اور بروایتے آٹھ سو اور ایک روایت کے بموجب ایک ہزار افراد جمع ہوگئے۔ جابرؓ کہتے ہیں میں بہت پریشان ہوا اور دوڑا ہوا گھر آیا اور زوجہ سے کہا کہ بیشمار اشخاص آنحضرتؐ کے ساتھ آرہے تھے۔ زوجہ نے پُوچھا حضرتؐ سے بیان کر دیا ہے کہ تم نے کیا انتظام کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں تو وہ خوش عقیدہ بولی کہ پھر تمہیں کیا فکر ہے حضرتؐ تم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ وہ عورت مجھ سے زیادہ عقلمند تھی۔ حضرتؐ نے تمام لوگوں کو گھر کے باہر بٹھایا اور خود جناب امیرؑ کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے اور دوسری روایت کے بموجب سب لوگوں کو داخل کیا۔ گھر اتنا وسیع وکشادہ نہ تھا لیکن جو گروہ مکان میں داخل ہوتا آنحضرتؐ دیوار کی طرف اشارہ فرماتے وہ پیچھے ہٹ جاتی اور مکان وسیع ہو جاتا یہانتک کہ سب لوگ اُس میں جا کر بیٹھ گئے۔ حضرتؐ تنور کے پاس آئے اور اپنا لعاب دہن اُسمیں ڈالا۔ پھر دیگ کو کھولا اور دیکھا اور جابرؓ کی زوجہ سے فرمایا کہ تم تنور سے ایک ایک روٹی نکالکر مجھے دیتی جاؤ حضرتؐ روٹیاں لے لے کر جناب امیرؑ کو دیتے جاتے تھے اور وہ پیالے میں توڑ توڑ کر رکھتے جاتے تھے پھر جابرؓ سے فرمایا کہ تم ایک دست گوشت مع سالن کے لے آؤ۔ میں نے حاضر کیا۔ حضرتؐ نے اُن پیالوں میں گوشت اور سالن ڈال کر دس صحابہ کے واسطے بھیجا اور وہ سب کھا کر سیر ہوگئے۔ پھر جابر سے دست و سالن منگوایا اور اسی طرح دس اشخاص کیلئے بھیجا۔ وہ بھی کھا کر سیر ہوگئے، پھر اُسیطرح پیالہ کو روٹی سے پُر کر کے دست و سالن منگوایا اور دس اشخاص کے لیئے بھیجا۔ چوتھی مرتبہ جب پھر دست طلب فرمایا تو جابرؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ گوسفندوں کے دو ہی ہاتھ تو ہوتے ہیں میں نے تو تین نکال کر دیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو میں سبھی کو اس گوسفند کا دست کھلاتا۔ غرض اسی طرح دس دس افراد نے کھانا کھایا اور تمام صحابہ سیر ہوگئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے جابر اب آؤ ہم اور تم کھائیں تو میں نے اور آنحضرتؐ نے اور جناب امیرؑ نے کھانا کھایا، پھر بھی روٹیاں گوشت اور سالن بدستور باقی رہا اور چند روز بعد تک ہم کھاتے رہے

اُنہترواں معجزہ۔ راوندی نے زیاد بن الحرث الصیدانی سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا نے میری قوم کے خلاف لشکر روانہ کیا۔ زیاد نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ لشکر واپس بُلالیں میں ضامن ہوں کہ میری قوم مسلمان ہو جائے گی۔ حضرتؐ نے لشکر واپس بُلالیا اور میں نے قوم کو ایک خط لکھا اُنہوں نے چند اشخاص حضرتؐ کے پاس بھیجے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تم اپنی قوم کے سردار ہو میں نے عرض کی خدا نے اُن کو اسلام کی ہدایت کی۔ غرض حضرتؐ نے اپنی طرف سے میری قوم کو خط لکھا اور مجھے اُن پر امیر بنایا میں نے عرض کی اُن کے تصدقات میں سے کچھ میرا حصّہ بھی قرار دیجیئے۔ حضرتؐ نے میرا حصّہ بھی مقرر فرما دیا۔

یہ واقعہ ایک سفر میں پیش آیا۔ دُوسری منزل پر اُس منزل کے باشندے حاضر ہوئے اور اپنے عامل کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا امیر بننے میں مردِ مومن کے لیئے کوئی بھلائی نہیں ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اور اُس نے حضرتؐ سے کچھ صدقہ طلب کیا۔ حضوؐر نے فرمایا جو شخص تونگر ہوتے ہوئے لوگوں سے سوال کرتا ہے اُس کے دردِ سر اور دردِ شکم کا باعث ہوتا ہے۔ اُس نے پھر کہا مجھے کچھ صدقہ دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے خود صدقہ تقسیم فرمایا اور آٹھ قسم کے مستحقین مقرر فرمائے ہیں جس میں پیغمبر یا کسی اور کو دخل دینے کا قطعی اختیار نہیں دیا ہے۔ اگر تو اُن آٹھ مستحقین میں سے ہے تو میں تیرا حق دینے کو تیار ہوں۔ صیدانی کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرتؐ کی یہ دونوں باتیں امارت اور صدقہ کے بارے میں سُنیں تو مجھے دونوں سے کراہت ہوگئی۔ میں حضرتؐ کا وہ خط جو مجھے دیا تھا لایا اور واپس کر کے کہا میں دونوں سے دست بردار ہوتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر کسی دُوسرے کو بتاؤ جو امارت کا اہل ہو۔ میں نے اُن میں جو میری قوم کی طرف اظہارِ اسلام کے لیئے حضرتؐ کے پاس آئے تھے ایک شخص کے بارے میں عرض کیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ ہماری بستی میں ایک کنواں ہے جس کا پانی جاڑے میں تو ہمارے لیئے کافی ہوتا ہے مگر گرمی میں کم ہو جاتا ہے اور ہم کو دُوسری جگہوں سے لانا پڑتا ہے۔ اب چونکہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں ہمارے گرد و نواح کے لوگ ہم سے دُشمنی کریں گے اور ہم کو پانی نہ لینے دیں گے لہٰذا دُعا فرمایئے کہ ہمارے کنوئیں کا پانی کم نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ ہم کو دُوسری بستی میں پانی کے لیئے جانا پڑے۔ حضرتؐ نے سات کنکریاں اپنے ہاتھ میں لیں اور ملیں اور دُعا پڑھی اور مجھے دے کر فرمایا کہ ان میں سے ایک اُس کنوئیں میں خدا کا نام لے کر ڈال دینا۔ زیاد کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے موجب عمل کیا اُس کے بعد اُس میں اس قدر پانی بڑھ گیا کہ کبھی ہم لوگ اُس کی تہہ تک نہ پہنچ سکے۔ ایک روایت ہے کہ ایک اعرابی حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پانی کی کمی کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے ایک کنکری لیکر اپنی اُنگلی اُس پر ملی اور اُس کو دے کر فرمایا کہ کنوئیں میں ڈال دے۔ اُس نے جب کنوئیں میں ڈالا تو پانی اس قدر اُبلا کہ کنوئیں کے اُوپر کنارے تک آگیا۔

ستّرہواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے انس سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو طلحہ نے آنحضرتؐ کو بھوکا محسوس کیا مجھے حضرتؐ کے پاس بھیجا کہ حضوؐر چل کر ابو طلحہ کے یہاں کھانا تناول فرمائیں۔ حضرتؐ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم کو ابو طلحہ نے اس غرض سے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ یہ سُنکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور حاضرین سے فرمایا چلو۔ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا رسُولؐ اللہ بہت سے لوگوں کو لے کر آگئے اور میرے پاس سب کے واسطے کھانا موجود نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ ہے لاؤ۔ وہ جو کی چند روٹیاں اور برتن کی تہہ میں جس قدر گھی تھا سب لے کر حاضر ہوئیں حضرتؐ نے روٹیوں کو چور چور کر کے اُن پر گھی ڈال دیا اور اپنا ہاتھ اُن پر رکھا۔ دس دس صحابہ کو طلب فرماتے اور کھلاتے وہ سیر ہو کر باہر چلے جاتے یہانتک کہ سب سیر ہو گئے۔ وہ تمام صحابہ ستّر یا اسّی افراد تھے۔

اکہتّرواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک عورت جس کو ام شریک کہتے تھے ایک مشک تیل آنحضرتؐ

کے لیئے لائی۔ حضرتؐ نے اس کی مشک خالی کرا کے واپس کر دی۔ جب وہ گھر پہنچی دیکھا کہ مشک بدستور روغن سے بھری ہوئی ہے۔ ایک مدت تک اُس میں وہ اور اس کے گھر والے کھاتے رہے اور وہ خالی نہیں ہوئی۔ اور دُوسری روایت کے موجب حضرتؐ ام شریک کے خیمہ میں وارد ہوئے اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کے لیئے بہت اہتمام کیا اور ایک مشک جس میں سمجھتی تھی کہ بہت روغن ہے مگر وہ خالی تھی۔ حضرتؐ نے وہ مشک لے لی اور حرکت دی وہ روغن سے بھر گئی۔ پھر آنحضرتؐ اور آپؐ کے ہمراہی تمام سیر ہوئے۔ اور ام شریک اور اُس کے لڑکے بالے مدتوں اُس میں سے کھاتے رہے۔ حضرتؐ نے فرمایا مشک کا مُنہ نہ باندھیں۔

بہتّرواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک پیالہ میں شہد ایک عورت کو دیا، وہ مدتوں اُس میں سے کھاتی رہی اور وہ کم نہ ہوا۔ ایک روز اُس پیالہ میں سے دوسرے برتن میں رکھا اُسی وقت وہ زائل ہو گیا۔ وہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا اگر اس کو دُوسرے پیالہ میں نہ رکھتی تو ہمیشہ اُس میں سے کھاتی۔

تہتّرواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کچھ کھانا مانگا۔ حضرتؐ نے ساٹھ صاع گندم اُس کو دیا وہ مرد ہمیشہ اُس میں سے کھاتا رہا اور وہ کم نہ ہوا۔ ایک روز اُس کے دل میں آیا کہ اس کو پیمانہ سے ناپ لوں اور معلوم کروں کہ کتنا باقی رہ گیا ہے۔ جب اُس نے پیمانہ میں بھرا وہ ختم ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر وہ نہ ناپتا تو اس میں سے ہمیشہ کھاتا۔

چوہتّرواں معجزہ۔ خاصّہ اور عامّہ نے بطریق متعدّدہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ میں پندرہ سو صحابہ کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ اور ہوا نہایت گرم تھی۔ لوگوں نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ آبِ رواں خشک ہو گیا ہے اور کنواں جو ہے اُس میں پانی نہیں ہے اور پانی والے کنوؤں پر قریش نے قبضہ کر لیا ہے۔ حضرتؐ نے پانی سے بھرا ہوا ایک ڈول منگایا۔ وضو کیا اور پانی لے کر مُنہ میں پھرایا اور اُس ڈول میں ڈال دیا اور فرمایا کہ کنوئیں میں ڈال دو۔ جب وہ پانی کنوئیں میں ڈالا گیا تو پانی سے لبریز ہو گیا۔ دوسری روایت کے مطابق اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور دوسری روایت کے مطابق تیر ناجیہ دختر عمر و یا بنت براء بن عازب کو دے کر فرمایا کہ حدیبیہ کے کسی کنوئیں میں ڈال دو۔ جب وہ تیر ڈالا گیا پانی تیر کے نیچے سے جوش میں آیا۔ جب کافروں نے دیکھا تعجب کیا اور کہا یہ محمدؐ کے جادو سے بعید نہیں ہے۔ جب حضرتؐ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو فرمایا تیر کنوئیں سے نکال لو۔ جب تیر نکال لیا گیا تو پانی بالکل زائل ہو گیا گویا کبھی اُس میں تھا ہی نہیں۔ دُوسری روایت کے مطابق لوگوں نے جنگ تبوک میں کمیٔ آب کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تیر ایک شخص کو دیا اور فرمایا کنوئیں کی تہہ میں ڈال دو۔ جب ایسا کیا گیا پانی اُوپر تک آگیا اور تیس ہزار افراد حیوانوں سمیت اُس سے سیراب ہوئے۔

پچھتّرواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ

میں ایک مرتبہ بیمار تھا اور بیہوش ہوگیا تھا۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کو آئے اور اپنا دست مبارک دھویا پھر اُس پانی کو مجھ پر چھڑک دیا۔ مَیں ہوش میں آیا اور مجھے شفا ہوگئی۔

چھہتر واں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ طفیل عامری اور دُوسری رِوایت کی بنا پر حسان بن ثابت مرض خورہ میں مبتلا ہوتے، حضرتؐ سے شفا کی التجا کی۔ حضرتؐ نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور اپنا لعاب دہن اُس میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اس سے غسل کریں۔ انہوں نے غسل کیا فوراً شفا ہوگئی۔

ستہتر واں معجزہ۔ روایت ہے کہ قیس نجمی کو سفید داغ ہوگئے تھے۔ حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن ان پر لگا دیا اُن کو شفا ہوگئی۔

اٹھہتر واں معجزہ۔ محمدؐ بن خاطب سے روایت ہے کہ میرے بچپن میں ایک مرتبہ دیگ میں پانی اُبل رہا تھا وُہ میرے بازو پر گر پڑا۔ میری والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مجھے لائیں آپؐ نے منہ میں پانی لے کر میرے دہن میں ڈالا اور میرے بازو پر مل دیا اور یہ دُعا پڑھی: اذھب الباس ربّ النّاس واشف انت الشّافی لا شافی اِلّا انت شفاءً لایغادر سقماً۔ مجھے اسی وقت شفا ہوگئی۔

اُناسیواں معجزہ۔ روایت ہے کہ قتادہ بن ربعی اور دوسری روایت کے مطابق قتادہ بن نعمان کی ایک آنکھ جنگِ اُحد میں حلقۂ چشم سے باہر نکل پڑی تھی۔ حضرتؐ نے اُس کو اُس کی جگہ پر رکھ دیا وُہ دُرست ہوگئی۔ دُوسری آنکھ میں تو کبھی درد و تکلیف بھی ہو جاتی تھی لیکن اس میں کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن انیس کو بھی ایسا ہی حادثہ ہوا تھا۔ حضرتؐ نے ہاتھ پھیر دیا اور وُہ درست ہوگئی۔

اسیواں معجزہ۔ روایت ہے کہ محمدؐ بن مسلمہ کا پیر زانو سے ٹوٹ گیا تھا جس روز کہ کعب الاشرف قتل کیا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اُس مقام پر پھیر دیا وُہ بھی دُوسرے پیر کی طرح صحیح ہوگیا۔

اکیاسیواں معجزہ۔ عروہ بن زبیر سے روایت کی گئی ہے کہ ایک عورت مکہ میں تھی زُہرہ نام کی، وُہ مسلمان ہوگئی، اُس کے بعد نابینا ہوگئی۔ کفارِ مکہ کہنے لگے کہ لات و عزّیٰ نے اس کو اندھا کر دیا۔ حضرتؐ نے اُس کی آنکھوں پر اپنا دستِ اقدس پھیر دیا وُہ بینا ہوگئی، تب کفار کہنے لگے کہ اگر اسلام بہتر دین ہوتا تو زُہرہ ہم سے پہلے مسلمان نہ ہوتی۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ کَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَیْهِ (پ۲۶۔ سورۃ الاحقاف۔ آیت ۱۱)۔

بیاسیواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن عتیک کو ابورافع یہودی کے قتل کے لیئے بھیجا جو اپنے قلعہ میں تھا واپسی میں اُن کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ وُہ جب حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا پیر پھیلاؤ۔ پھر حضرتؐ نے اپنا ہاتھ وہاں پھیر دیا۔ اسُی وقت شفا ہوگئی۔

تراسیواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جنابِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گاؤں میں ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ جب آپؐ بیدار ہوئے پانی طلب کر کے اُسی درخت کی جڑ میں وضو کیا اور کلی کی۔ دُوسرے روز لوگوں نے دیکھا کہ وُہ درخت بڑا ہوگیا اور بار آور ہوگیا ہے بڑے بڑے پھل لگے ہوتے ہیں جنکی خوشبو عنبر کے مانند تھی اور شہد کی طرح شیریں تھا۔ جو بھُوکا اس کو کھاتا سیر ہو جاتا، پیاسا سیراب ہو جاتا، بیمار شفا پاتا، جو حیوان اُس درخت کی پتیاں کھاتا اس کا دُودھ بہت زیادہ ہو جاتا۔ اس گاؤں کے قرب و جوار کے لوگ اس کی پتیاں شفا کے لیئے لے جاتے۔ وُہ درخت اُس قبیلہ کے لیئے آب و غذا کے مانند تھا اور ہمیشہ اس کی برکت سے ان کے مال و اولاد میں ترقی ہوتی رہتی تھی۔ ایک روز اُس کی پتیاں زرد اور چھوٹی ہوگئیں اور وُہ درخت مرجھا گیا۔ چند روز بعد ان کو خبر پہنچی کہ آنحضرتؐ کا انتقال ہوگیا اس کے بعد اُس میں پھل کم ہوگئے اور اُن پھلوں میں شیرینی اور خوشبو بھی کم ہوگئی تیس برس تک وُہ اسی حال پر قائم رہا۔ تیس سال کے بعد ایک روز اُن لوگوں نے دیکھا کہ اس کی طراوت اور کم ہوگئی اور اُس کے پھل بھی گر گئے، چند روز کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ امیر المومنین علیہ السّلام شہید ہو گئے اس کے بعد پھر اُس میں پھل نہیں لگے۔ لیکن لوگ اس کی پتیوں سے شفا اور برکت حاصل کرتے تھے اسی حال پر کچھ عرصہ تک باقی رہا۔ پھر ایک روز دیکھا کہ درخت خشک ہوگیا اور اُس کی جڑ سے تازہ خون جوش مارتا ہے اور اس کی پتیوں سے خون ملا ہوّا پانی ٹپک رہا ہے جیسے گوشت دھونے کے بعد پانی نکلتا ہے اس کے چند روز بعد اُن کو اطلاع ملی کہ اُس روز امام حسین علیہ السّلام شہید ہوتے۔

چوراسیواں معجزہ۔ شیخ طوسی اور ابن شہر آشوب نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ ایک روز صبح کو آنحضرتؐ بھوک سے بے چین تھے اور جناب سیّدہ صلوات اللہ علیہا کے گھر تشریف لاتے وہاں جناب حسن و حسین علیہم السّلام کو دیکھا کہ بھُوک سے رو رہے ہیں۔ حضرتؐ نے اپنا لعابِ دہن اُن کے مُنہ میں دے دیا وُہ سیر ہو کر سو گئے۔ آنحضرتؐ امیر المومنینؑ کے ساتھ ابوالہیثم کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وُہ بولے مرحبا یا رسُولؐ اللہ مجھ پر شاق ہے کہ آپ اور آپکے اصحاب میرے گھر آئیں اور میرے پاس ضیافت کے لیئے کچھ نہ ہو کہ سامنے لا کر حاضر کروں۔ میرے پاس جو کچھ تھا مَیں نے ابھی ہمسایوں پر تقسیم کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ حقوق ہمسائگان کے بارے میں تاکید کیا کرتے تھے یہاں تک کہ مَیں نے گمان کیا کہ اُن کے آپس میں میراث مقرر ہو جاتے گی۔ پھر حضرتؐ نے ان کے گھر کے ایک طرف خرمے کا ایک درخت دیکھا۔ فرمایا کہ اے ابوالہیثم اجازت ہے کہ میں اس درخت کے پاس جاؤں؟ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ یہ درخت نر ہے اس میں کبھی پھل نہیں لگتے آپ چاہیں تو تشریف لے جائیں آنحضرتؐ اُس درخت کے نیچے گئے اور فرمایا یا علیؑ ایک پیالہ میں پانی لاؤ۔ جناب امیرؑ پانی لائے آپ نے دہن اقدس میں لے کر پانی کو چاروں طرف پھرایا اور اُس درخت پر کلی کر دی وُہ اسی وقت بقدرتِ الٰہی خوشوں سے بھر گیا اور رطب اُس میں پیدا ہوگئے۔ حضرتؐ نے فرمایا پہلے ہمسایوں کے لیئے بھیجو۔ پھر ہم لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اُس پر سے ٹھنڈا پانی پیا۔ حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ یہ اُن نعمتوں میں سے ہے جس کے بارے میں

خدا فرماتا ہے کہ روز قیامت سوال کیا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ موجود نہیں ہیں یعنی فاطمہؑ و حسنینؑ علیہم السلام ان کے واسطے بھی اس میں سے رطب لے لو۔ اس کے بعد سے وُہ درخت ہمیشہ پھل لاتا رہا۔ ہم لوگ اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور اس کو نخلۃ الجیران کہتے تھے۔ یہانتک کہ سال حرہ میں یزید پلید علیہ اللعنۃ والعذاب الشدید نے اہل مدینہ کے قتل کا حکم دیا اُسی فتنہ میں وُہ درخت بھی کاٹ ڈالا گیا۔

پچاسیواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عامر بن کریز روز فتح مکہ اپنے لڑکے عبداللہ کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا اس وقت وُہ پانچ مہینے کا تھا۔ حضرتؐ نے آب دہن اُس کے مُنہ میں ڈالا وُہ شوق کے ساتھ پی گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا اس کو پانی روزی کرے۔ حضرتؐ کی دُعا کا یہ اثر ہوا کہ وُہ جس زمین پر پہنچ جاتا تھا وہاں کے کھیتوں کے لیئے پانی کی فراوانی ہو جاتی تھی۔ اُسکی کھیتیاں اور چشمے مشہور ہیں۔

بیسواں باب

وُہ معجزات جو دُشمنوں کے شر سے حفاظت میں ظاہر ہوئے

پہلا معجزہ۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابو لہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپؐ کو ڈرایا دھمکایا۔ آپؐ نے فرمایا تو مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اگر ایسا ہوا تو میں دروغ گو ہونگا۔ یہ بھی آنحضرتؐ کے معجزات میں تھا۔

دُوسرا معجزہ۔ شیخ مفید و راوندی وغیرہ نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حکم بن ابی العاص عثمان کا چچا آنحضرتؐ کا مذاق اُڑایا کرتا تھا۔ اپنا دہن ٹیڑھا کر کے چڑھایا کرتا تھا اور حضرت علیؑ کی نقل کیا کرتا تھا ایک روز آنحضرتؐ نے اُس پر نفرین کی وُہ دُو مہینے تک دیوانہ رہا۔ پھر ایک روز آنحضرتؐ تشریف لیے جا رہے تھے، راستہ میں وُہ پیچھے چل رہا تھا اور اپنا ہاتھ حضرتؐ کو چڑھانے کے لیئے گُھما تا جاتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی رہے گا۔ وُہ کسی عارضہ میں مبتلا ہوا اور اُس کے ہاتھ اُسی طرح ٹیڑھے ہو گئے یہانتک کہ حضرتؐ نے اس کو مدینہ سے نکال دیا۔ اور حکم دیا کہ کوئی اس کو مدینہ میں داخل نہ ہونے دے جب جناب عثمان کی خلافت کا زمانہ آیا انہوں نے اُس ملعون کو مدینہ میں بُلا لیا۔

تیسرا معجزہ۔ علی بن ابراہیم، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز کعبہ کے پاس حضرتؐ نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل نے قسم کھائی تھی کہ جب حضرتؐ کو نماز پڑھتے دیکھے گا ہلاک کر دے گا۔ جب اُس نے حضرتؐ کو دیکھا ایک بڑا پتھر اٹھا کر چلا۔ جب اُس نے ہاتھ بلند کیا وُہ اس کی گردن میں پھنس گیا۔ وُہ اُسی طرح اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور پتھر ہاتھ سے چھُوٹ گیا۔ اور دُوسری روایت کے مطابق حضرتؐ سے فریاد کی، حضرتؐ نے دُعا کی تو پتھر اُس کے ہاتھ سے الگ ہوا پھر دُوسرا شخص اُٹھا

اور کہا کہ مَیں ان کو ہلاک کرتا ہوں۔ جب وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا خوف سے کانپنے لگا اور واپس آ گیا۔ کہا کہ میرے اور حضرتؐ کے درمیان اُونٹ کے برابر ایک اژدہا حائل تھا اور اپنی دُم زمین پر پٹک رہا تھا۔ دُوسری روایت کے مطابق ابوجہل آیا تاکہ اپنا پَیر آنحضرتؐ کی گردن پر رکھے لیکن فوراً ہی واپس چلا گیا لوگوں نے پُوچھا کیوں واپس آ گیا اُس نے کہا میرے اور آنحضرتؐ کے درمیان ایک خندق آگ سے بھری ہوئی حائل تھی اور چند فرشتے دیکھے جنکے پَر تھے۔ حضرتؐ نے سُنا تو فرمایا اگر وُہ میرے قریب آتا تو فرشتے اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے۔

چوتھا معجزہ۔ علی بن ابراہیم، ابن بابویہ، ابن شہر آشوب اور شیخ طبرسی وغیرہم نے آیۃ اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (پ۱۴۔ آیت ۹۵ سورۂ حجر) ہم تمہارا مذاق اُڑانے والوں کے لیئے کافی ہیں، کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے تو سب سے پہلے علیؑ ابن ابی طالبؑ ایمان لائے۔ پھر جناب خدیجہؓ۔ ایک روز جناب ابوطالبؑ اور حضرت جعفر طیار علیہم السّلام آئے، دیکھا کہ آنحضرتؐ نماز پڑھ رہے ہیں اور علیؑ بھی اُن کے ساتھ اُن کے برابر کھڑے نماز میں مشغول ہیں ابوطالبؑ نے جناب جعفر سے فرمایا کہ تم بھی اپنے پسر عم کے دُوسرے پہلو میں جا کر نماز پڑھو جعفرؑ حضرتؐ کے بائیں طرف جا کر کھڑے ہو گئے تو حضرتؐ اُن کے آگے ہو گئے۔ اُس کے بعد زیدؓ بن حارثہ ایمان لائے اور یہ پانچ افراد تین سال تک نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد خدا نے حکم دیا کہ اپنے دین کو ظاہر کرو اور مشرکوں کی پرواہ مت کرو۔ بیشک مَیں نے تم کو مذاق اُڑانے والوں کے شر سے محفوظ کر دیا ہے۔ اور وُہ پانچ اشخاص تھے، ولیدؑ بن مغیرہ۔ عاصؑ بن وائل۔ اسودؑ بن مطلب۔ اسودؑ بن عبدیغوث اور حارثؑ بن طلاطلہ۔ اور بعضوں نے چھ افراد حارثؑ بن قیس کو شامل کر کے کہا ہے۔ حضرتؐ جبریلؑ آئے اور آنحضرتؐ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ولید اُدھر سے گذرا تو جبریلؑ نے کہا یہ ولید پسر مغیرہ ہے اور آپ کا مذاق اُڑانے والوں میں سے ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ جبریلؑ نے اُس کی طرف اشارہ کیا اور وُہ چلا گیا اور ایک مَرد خزاعہ کے پاس پہنچا جو تیر تراش رہا تھا۔ مغیرہ کا پیر ایک تراشے پر پڑ گیا جس کا ریزہ تلوے میں چُبھ گیا اور خُون جاری ہو گیا لیکن اُس نے غرور و نخوت کے سبب پسند نہیں کیا کہ جُھک کر نکالے۔ جبریلؑ نے اُسی جگہ کا اشارہ بھی کیا تھا جہاں تیر بنایا جا رہا تھا جب ولید اپنے گھر گیا ایک کرسی پر لیٹ گیا۔ اُسکی لڑکی زمین پر لیٹی تھی۔ اس کے تلوے سے خون اس قدر جاری ہوا کہ لڑکی کے بستر تک بہہ نکلا۔ لڑکی بیدار ہو گئی اور اپنی کنیز سے بولی کہ تُو نے شاید دہانِ مشک نہیں باندھا تھا پانی یہانتک بہہ کر آ گیا۔ ولید بولا یہ تیرے باپ کا خون ہے مشک کا پانی نہیں ہے۔ میرے لڑکوں اور میرے بھائی کے لڑکوں کو بُلا لے کیونکہ میں اب زندہ نہ بچوں گا۔ میں کچھ وصیت تو کر لُوں۔ وُہ سب بلائے گئے تو اُس نے عبداللہ بن ربیعہ سے کہا کہ عمارہ بن ولید حبشہ میں ہے۔ محمدؐ سے خط لے کر نجاشی کو بھیج دے کہ اس کو مکہ واپس کر دے۔ پھر اپنے سب سے چھوٹے لڑکے سے جس کا نام ہاشم تھا کہا کہ اے فرزند میں تجھ کو پانچ وصیتیں کرتا ہوں انکو یاد رکھنا پہلی وصیت تو یہ ہے کہ ابو دہم دوسی کو قتل کر دینا خواہ اسکے عوض تجھ کو تین دیت دیں چھوڑ نا مت کیونکہ میری

بیوی کو جو اُس کی لڑکی بھی زبردستی لے گیا۔ اگر وُہ میرے پاس رہنے دیتا تو تیرے ایسا لڑکا اس سے پیدا ہوتا۔ دُوسری وصیت یہ کہ خون کا جو بدلا بنی خزاعہ سے مجھے لینا ہے اُس کو مت بھُولنا۔ تیسری وصیت یہ کہ خُون کا جو بدلا خزیمہ بن عامر سے لینا ہے اس کا عوض لے لینا۔ چوتھی وصیت یہ کہ جو چند دیت قبیلۂ ثقیف کے ذمہ ہیں اُن سے وصول کرنا۔ پانچویں وصیت یہ کہ اسقف نجران کا دو سو دینار میرے ذمہ ہے اُس کو واپس دے دینا؛ یہ کہا اور جہنم واصل ہوا۔

اس کے بعد عاص بن وائل حضرتؐ کی طرف سے گزرا۔ جبریلؑ نے اُس کے پیر کی طرف اشارہ کیا تو ایک لکڑی اس کے تلوے میں بھی چبھ گئی اور پُشتِ پا سے باہر نکل آئی جس سے وُہ مرگیا۔ دوسری روایت کے مطابق ایک کانٹا چُبھ گیا اور کھجلی ہوتی رہی۔ اس نے اس قدر کھجایا کہ ہلاک ہوگیا۔

جب اسود بن مطلب حضرتؐ کی طرف سے گزرا تو جبریلؑ نے اُس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور وُہ اندھا ہوگیا۔ اس نے دیوار سے اپنا سر ٹکرایا اور جہنم واصل ہوا۔ دوسری روایت ہے کہ جبریلؑ نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا وُہ پیاس میں مبتلا ہوا اور اس قدر پانی پیا کہ اُس کا پیٹ پھٹ گیا۔

اسود بن عبد یغوث پر خود حضرتؐ نے نفرین کی تھی کہ خدا اس کو اندھا کر دے اور لڑکے کے غم میں مبتلا کرے۔ پھر اُس روز جبریلؑ نے ایک برگِ سبز اُس کے مُنہ پر مارا۔ وُہ آنحضرتؐ کی دُعا کی قبولیت کی وجہ سے زندہ رہا۔ آخر روزِ بدر اُس کا لڑکا مارا گیا، وُہ لڑکے کے غم میں مارا گیا۔

حارث بن طلاطلہ کے سر کی جانب جبریلؑ نے اشارہ کیا اُس میں زخم پیدا ہوگیا اور اُسی میں وُہ مرگیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو سانپ نے کاٹا اور مرگیا۔ بعض کا بیان ہے کہ زہریلی ہوا اُس میں اثرانداز ہوئی جس سے اُس کا رنگ سیاہ ہوگیا اور اُس کی صورت متغیر ہوگئی۔ وُہ اپنے گھر آیا تو گھر والوں نے نہ پہچانا اور اس قدر مارا کہ مرگیا۔ اور حارث بن قیس نے زہریلی مچھلی کھالی اور اس قدر پانی پیا کہ مرگیا[1]۔

پانچواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عورت نے حضرتؐ پر جادو کیا تھا، اور چند گرہیں ایک دھاگے میں باندھ کر کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ جبریلؑ نے حضرتؐ کو خبر دی اور حضرتؐ نے بیان کیا کہ فلاں کنوئیں میں چند گرہ پڑا ہوا دھاگا ہے۔ وُہ نکالا گیا تو اُسی طرح ملا جیسا حضرتؐ نے بیان کیا تھا۔ حضرتؐ پر جادو کا کوئی اثر نہ ہوا۔

چھٹا معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کعبہ کے سامنے سجدہ میں مشغول تھے۔ ابوجہل لعین کا اُونٹ نحر کیا گیا تھا اُس ملعون نے اسکی اُوجھ بھیجی جو آنحضرتؐ کی پُشت پر کسی ملعون نے ڈال دی۔ جناب فاطمہؑ نے آکر اُس کو صاف کیا۔ جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا خداوندا تو ہی ان کافروں سے انتقام لے اور ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید، اُمیّہ،

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مذاق اُڑانے والوں کی تعداد اور ان کے حالات مختلف ہیں۔ میں نے بعض کا ذکر کردیا اور بعض کے حالات مذکور ہوچکے ہیں۔ ۱۲۔

اور ابن ابی معیط اور ایک جماعت کا نام لیا جنکو مَیں نے دیکھا کہ چاہِ بدر میں مقتول پڑے ہیں۔

ساتواں معجزہ۔ خاصہ نے امام جعفر صادقؑ سے اور عامہ نے متعدد طریقہ سے روایت کی ہے کہ عُتبہ پسر ابولہب نے کہا میں تجھ کے پروردگار سے انکار کرتا ہوں اور حضرتؐ کی طرف مُنہ کرکے تھوک دیا حضرتؐ نے فرمایا تو ڈرتا نہیں تجھ کو درندہ پھاڑ ڈالے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ خداوندا اس پر اپنے کتوں میں سے کسی کو مسلط فرما۔ اس کے بعد وُہ ایک قافلہ کے ساتھ یمن کی طرف گیا ایک روایت ہے کہ شام کی جانب گیا۔ وُہ کہا کرتا تھا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بددعا سے ضرور مجھے درندہ پھاڑ ڈالے گا۔ ابولہب نے لوگوں سے کہا کہ اس کی حفاظت کرتے رہیں اور تنہا نہ چھوڑیں کہ محمدؐ کی دُعا مستجاب ہو۔ غرض اپنے اسباب جمع کیے اور سب سے بلند مقام پر اس کو جگہ دی اور سب اُس کے قریب چاروں طرف سوئے۔ رات کے وقت شیر آیا اور سب کو سونگھنے لگا۔ آخر جست کرکے اُس کو پکڑا اور پھاڑ ڈالا۔

آٹھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خداوند عالم انکو کافروں کی نگاہوں سے پوشیدہ کردیا کرتا تھا اور وُہ حضرتؐ کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

نواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن اُمیّہ نے حضرتؐ سے کہا میں آپؐ پر اُس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جبتک خدا اور تمام فرشتے آپ کی صداقت پر گواہی نہ دیں یا آسمان پر جاکر کوئی کتاب لایئے۔ اور اگر یہ سب بھی آپ کر دکھائیں پھر بھی میں نہیں جانتا کہ ایمان لاؤنگا یا نہیں۔ حضرتؐ سُنکر رنجیدہ ہوئے اور گھر واپس چلے گئے۔ ابوجہل نے کہا اگر دُوسرے روز مسجد میں آئیں تو میں ایک بڑا پتھر اُن کے سر پر دے ماروں گا۔ جب دُوسرے روز حضرتؐ مسجد میں داخل ہوکر مشغول نماز ہوئے ابوجہل لعین ایک بڑا پتھر لے کر حضرتؐ کی طرف چلا۔ قریب پہنچا تو کانپنے لگا اور واپس چلا گیا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا میں نے پہاڑوں کے مانند کچھ مردوں کو دیکھا جو حضرتؐ کو گھیرے ہوتے تھے اور لوہے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اگر مَیں ذرا بھی حرکت کرتا تو مجھ کو پکڑ لیتے۔

دسواں معجزہ۔ راوندی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک رات نماز میں سورۂ تبّت یدا ابی لہب کی تلاوت فرمائی تو لوگوں نے ام جمیل سے کہا جو ابوسفیان کی بہن اور ابولہب کی زوجہ تھی کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے نماز میں تجھ پر اور تیرے شوہر پر لعنت کی ہے اور تمہاری مذمت کرتے تھے۔ وُہ ملعونہ غضبناک ہوکر حضرتؐ کی تلاش میں باہر نکلی۔ کہتی تھی کہ اگر مَیں ان کو دیکھوں گی تو گالیاں دوں گی (معاذ اللہ) لوگوں سے حضرتؐ کو دریافت کررہی تھی کہ وُہ کہاں ہیں۔ آخر مسجد میں داخل ہوئی۔ جناب ابوبکرؓ آپؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ چھُپ جایئے کہ اُم جمیل آرہی ہے مجھے خوف ہے کہ وُہ حضرتؐ کو بُرا بھلا کہے گی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے دیکھ نہ سکے گی جب وُہ قریب آئی تو حضرتؐ کو نہ دیکھا۔ تو ابوبکرؓ سے پوچھا کہ تم نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں تو وُہ اپنے گھر واپس چلی گئی۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ خدا نے ایک حجاب زرد حضرتؐ کے اور اُس کے درمیان ڈال دیا۔ وُہ ملعونہ اور تمام کفار حضرتؐ کو مذمّم کہتے تھے یعنی بہت مذمت کیا ہوا۔ حضرتؐ فرماتے تھے کہ خدا نے

میرا نام اُن کے دل سے محو کر دیا ہے اور مُذَمَّم کی مذمت کرتے ہیں جو میرا نام نہیں۔ شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب اور تمام مفسرین خاصہ و عامہ نے اس قصہ کو اسماء بنت ابوبکر وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (پ ۱۵۔ آیت ۴۵۔ سورۂ بنی اسرائیل) جب وہ حضرتؐ کے پاس آئی اور آپؐ کو نہ دیکھا تو ابوبکر سے بولی کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ کے ساتھی نے مجھ کو بُرا کہا ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا ربِّ کعبہ کی قسم حضرتؐ نے تم کو بُرا نہیں کہا ہے۔

گیارھواں معجزہ۔ شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابوجہل لعہ۔ اور ولید بن مغیرہ نے مع ایک جماعت کے بنی مخزوم کے ساتھ مشورہ کیا کہ جب آنحضرتؐ مسجد میں آئیں، اُن کو مار ڈالیں۔ جب دوسرے روز آنحضرتؐ مسجد میں آئے اور نماز میں مشغول ہوئے۔ ان سب نے ولید کو بھیجا کہ آنحضرتؐ کو ہلاک کر دے۔ جب وہ حضرتؐ کے قریب پہنچا تو آپؐ کی آواز سُنتا تھا مگر حضرتؐ کو دیکھتا نہ تھا۔ اُس نے واپس جاکر یہ حال بیان کیا تو اُن لوگوں کو یقین نہ آیا اور سب کے سب حضرتؐ کے پاس آئے۔ آپؐ کی آواز سُنی تو آواز کے پیچھے چلے۔ پھر اپنے پیچھے آواز سُنی تو پلٹے اور آواز کی طرف دوڑے۔ پھر آواز پہلے مقام سے سُنی، اُس طرف آئے۔ اسی طرح دوڑتے رہے اور حیران و پریشان ہوکر واپس چلے گئے تو خدا نے یہ آیت نازل کی وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (پ ۲۲ آیت ۹ سورۂ یٰسین) ہم نے انکے سامنے ایک دیوار کھڑی کر دی اور انکے پیچھے ایک دیوار بنا دی اور ان کی آنکھوں کو ڈھک دیا تو وہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔

بارھواں معجزہ۔ شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب مدینہ کے یہودیوں نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ نہ کرنے کا عہد اور جو دیت مسلمانوں پر لازم ہے اس میں اعانت کرنے کا اقرار کیا تو حضرتؐ بنی نضیر کے پاس گئے اور اُس میں اعانت چاہی۔ انہوں نے کہا بیٹھئے کھانا وغیرہ کھائیے ہم دیت جمع کرکے حاضر کرتے ہیں اور درپردہ حضرتؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش میں مشغول ہوئے۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُن کے ارادہ سے حضرتؐ کو آگاہ کیا۔ حضرتؐ اُن کے گھر سے باہر نکل آئے اور انکی بدعہدی ظاہر ہوگئی۔

تیرھواں معجزہ۔ شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ عرب کے ایک گروہ سے جنگ کے لیے چلے اور ایک موضع میں پہنچے جس کو ذی امر کہتے تھے۔ وہاں کے لوگ لشکر دیکھ کر بھاگ گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر جاکر پناہ گزین ہوئے۔ حضرتؐ اُس مقام پر ٹھہرے جہاں سے اُن کو دیکھ سکیں پھر اپنے لشکر سے قضائے حاجت کے لیے نکلے۔ بارش ہونے لگی جس سے آپؐ بالکل بھیگ گئے اور کپڑے تر ہوگئے۔ آپؐ نے اپنے کپڑے اُتار کر ایک درخت پر لٹکا دیئے اور اُس کے سایہ میں لیٹ گئے۔ وہ دیہاتی حضرتؐ کو دیکھ رہے تھے۔ اُن کا سردار جس کا نام دیثور بن حارث تھا حضرتؐ کے پاس آیا اور تلوار نکال کر بولا اس وقت آپؐ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے نہایت اطمینان سے فرمایا کہ خدا۔ جبرئیلؑ نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اُس کی تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ آنحضرتؐ نے اس کی تلوار اُٹھائی اور اُس کے پاس آکر فرمایا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ اُس نے کہا کوئی نہیں، اور کلمہ پڑھ کر

مُسلمان ہوگیا اور اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ دوسری روایت کے مطابق جب اُس نے چاہا کہ حضرتؐ پر تلوار سے وار کرے کانپنے لگا اور تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور ابوحمزہ ثمالی کی روایت کے مطابق دعثور کا بیان ہے کہ ایک مرد سفید پوش نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ فرشتہ تھا۔

چودھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کفار قریش حجر اسمٰعیل میں جمع ہوئے اور بالاتفاق قسم کھائی کہ اگر محمدؐ کو مسجد میں دیکھ لیں گے تو سب مل کر اُن کو قتل کر دینگے۔ جناب فاطمہؑ کو اس کی اطلاع ہوگئی اور وہ روتی ہوئی آنحضرتؐ کے پاس آئیں اور ان کا ارادہ بیان کیا۔ آپؐ نے وضو کے لیے اُن سے پانی منگوایا اور وضو کرکے مسجد میں تشریف لے گئے۔ جب اُن لوگوں نے دیکھا خدا نے حضرتؐ کا رُعب اُن کے دلوں میں ڈال دیا، اُن سب نے اپنا سر جُھکا لیا اور اُن کی ٹھڈیاں سینہ سے پیوست ہو گئیں۔ حضرتؐ نے ایک مٹھی خاک اُٹھا کر ان کی طرف پھینکا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ۔ وہ خاک جس کے جسم پر پڑی وہ سب روزِ بدر مارے گئے۔

پندرھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ ابطح میں جا رہے تھے ابولہب لعین نے ایک پتھر حضرتؐ کی طرف پھینکا، وہ سات رات دن ہوا میں معلق رہا۔ لوگ کہتے تھے کہ کون اسکو ہوا میں روکے ہوئے ہے حضرتؐ نے فرمایا وہ جس نے آسمان کو بے ستون قائم کر رکھا ہے۔

سولھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور اکثر محدثین و مؤرخین نے روایت کی ہے کہ جنگ حُنین میں شیبہ بن عثمان نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا۔ جب آنحضرتؐ کے پیچھے وار کرنے کی غرض سے آیا تو اپنے اور حضرتؐ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ دیکھا۔ حضرتؐ اُس کے ارادہ سے واقف ہوگئے اور اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اے شیبہ میرے پاس آ۔ وہ آیا تو فرمایا خداوندا اس کے دل سے شیطان کو دُور کر دے۔ شیبہ کہتے ہیں کہ حضرتؐ کی اس دُعا کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو ایسے محبوب ہوگئے کہ میں انکو اپنی آنکھ اور کان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے شیبہ کافروں سے جنگ کر۔ جب جنگ ختم ہوگئی، جو کچھ اس کے دل میں گزرا تھا اور آپؐ نے دیکھا تھا حضرتؐ نے اُس سے بیان کیا اور فرمایا خدا نے تمہارے لیے جو کچھ چاہا وہ اس سے بہتر ہے جو کچھ تم خود اپنے واسطے چاہتے تھے۔

سترھواں معجزہ۔ سیّد ابن طاؤس اور ابن شہر آشوب اور دُوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ عامر بن طفیل اور اربد بن قیس آنحضرتؐ کے قتل کے ارادہ سے آئے۔ جب مسجد میں داخل ہوئے عامر حضرتؐ کے نزدیک آیا اور پُوچھا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ فرمایا جو تمام مسلمانوں کے لیے ہوگا وہ سب تیرے لیے بھی ہوگا۔ اور جو کچھ تمام مسلمانوں کے لیے لازم ہوگا وہ تجھ پر بھی لازم ہوگا۔ اُس نے کہا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے بعد کے لیے مجھے اپنا خلیفہ بنائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ میرے اور تیرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ خدا کے اختیار میں ہے۔ اُس نے کہا اچھا مجھے جنگلوں کا والی بنا دیجئے اور آپ شہر کے امیر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ بھی ممکن نہیں۔ اُس نے کہا تو میرے واسطے کیا مقرر فرماتے ہیں؟ فرمایا گھوڑے پر سوار ہوکر جہاد کر یہی مقرر کرتا ہوں۔ اُس نے کہا میں بردست منظور کرتا ہوں

ذرا میرے ساتھ الگ چلیئے کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آپؐ اٹھ کر اُس کے ساتھ ایک طرف چلے گئے اُسوقت اُس نے اربد اپنے چچا زاد بھائی کو اشارہ کیا کہ شمشیر کھینچ اور حضرتؐ کو مار دے۔ اُس نے غلاف سے تلوار کھینچنا چاہی وُہ ایک بالشت سے زیادہ نہ نکلی۔ ہر چند کوشش کی تلوار باہر نہ کھینچ سکا۔ عامر جس جس طرح اُسکو اشارہ کرتا رہا وُہ اُسی طرح تلوار نکالنے کی کوشش کرتا رہا مگر تلوار نیام سے باہر نہ نکلی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اربد نے کہا کہ ایک دیوار میرے اور آنحضرتؐ کے درمیان حائل ہوگئی اور جب دوسری بار میں نے ارادہ کیا عامر کو اپنے زد پر پایا۔ غرض جب آنحضرتؐ نے اربد پر نگاہ کی دیکھا کہ وُہ نیام سے تلوار نکالنے کی کوشش کر رہا ہے آپؐ نے فرمایا خدا وندا میری حفاظ[illegible]ما۔ اسی اثنا میں لوگوں نے ان کے گرد ہجوم کیا اور وُہ دونوں بھاگ گئے۔ لیکن اپنی منزل پر نہیں [illegible] کہ خدا نے اربد پر بجلی گرادی اور وُہ ہلاک ہو گیا۔ عامر زن سلولیہ کے گھر آیا اس کی انگلی میں طاعون [illegible] نکل آیا۔ اُس عورت نے کہا اے عامر شتر کے مانند غدہ تیرے بھی نکل رہا ہے کیا سلولیہ ہی کے [illegible]ے گا۔ حالانکہ وُہ لوگ اُس قبیلہ کے لوگوں کے یہاں قیام کرنا ننگ و عار سمجھتے تھے۔ یہ سُنتے ہی عامر [illegible]ھوڑے پر سوار ہو کر چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ جہنم داصل ہوا۔

اٹھارھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ غزوۂ حدیبیہ میں اسّی اشخاص مکّہ والوں میں سے آنحضرتؐ کو ہلاک کرنے کی غرض سے کوہ تنعیم سے نیچے آئے حضرتؐ نے اُن پر لعنت کی اور وُہ سب اندھے ہو گئے۔ صحابہ نے ان کو گرفتار کیا۔ آخر حضرتؐ نے اُن پر احسان فرمایا اور چھوڑ دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ (پ۲۶ آیت ۲۴ سورۂ فتح) "وہی خدا وُہ ہے جس نے تم کو کفار پر فتح دینے کے بعد مکّہ کی معد میں اُن کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے روک دیئے"۔

اُنیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور اکثر مورخین نے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش جنگ بدر سے واپس ہوتے، ابولہب نے ابوسفیان سے پُوچھا کہ تمہاری شکست کا کیا سبب ہوا؟ اُس نے کہا یہی کہ جس وقت ہم برسرِ پیکار ہوتے دوسرے راستہ سے ہم بھاگ کھڑے ہوتے اور ہم کو اُن لوگوں نے قتل کیا اور اسیر کر لیا جس طرح انہوں نے چاہا؛ اور ہم نے سفید پوش مردوں کو دیکھا جو ابلق گھوڑوں پر سوار آسمان و زمین کے درمیان معلّق تھے۔ اُن کے سامنے کوئی کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ ابو رافع نے عباس کی دختر اُم الفضل سے کہا وُہ فرشتے تھے۔ ابولہب نے جو یہ سُنا تو ابو رافع کو زمین پر دے پٹکا۔ ام الفضل نے خیمہ کا ستون ابولہب کے سر پر مارا کہ اُس کا سر پھٹ گیا۔ اُس کے بعد وُہ سات روز زندہ رہا۔ خدا نے اس کو مرض عدسہ میں مبتلا کر دیا۔ عدسہ وُہ مرض ہے جس سے اہل عرب بہت ڈرتے اور پرہیز کرتے ہیں کہ کہیں دُوسروں کو نہ عارض ہو جائے۔ اسی سبب سے تین روز وُہ گھر میں مُردہ پڑا رہا کہ اُس کے لڑکے بھی اُس کے قریب دفن کرنے کے واسطے نہیں گئے۔ آخر اُس کو لوگ رسّی باندھ کر کھینچتے ہوئے لے گئے اور مکّہ کے باہر ایک جگہ ڈال دیا، اور بہت سے ڈھیلے پتھر اُس پر ڈال کر چھُپا دیا[1]۔

[1] (یہ حاشیہ صفحہ ۳۹۳ پر دیکھئے ۱۲)

بیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ خندق میں ابوسفیان نے سات ہزار تیر انداز مقرر کیئے تھے کہ یکبارگی آنحضرتؐ کے لشکر پر تیروں کی بارش کریں۔ صحابہ نے جو یہ خبر سُنی خوفزدہ ہوتے اور حضرتؐ سے شکایت کی حضرتؐ نے اپنی آستین کو ہوا میں حرکت دی اور دُعا کی۔ جب اُن لوگوں نے تیر چلانا شروع کیا خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے تیروں کو اُنہی کی طرف پلٹا دیا اور ہر تیر نے اپنے پھینکنے والے کو زخمی کیا۔

اکیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولؐ خدا میسرہ کے ساتھ یہودیوں کے ایک قلعہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ روٹی اور دال وغیرہ اُن سے خریدیں۔ ایک یہودی نے کہا جو آپ چاہتے ہیں میرے پاس ہے۔ اور اپنے گھر جا کر اپنی زوجہ سے کہا کہ قلعہ کی فصیل پر جا اور جب محمدؐ قلعہ میں آنے لگیں وُہ بڑا پتھر اُن کے اُوپر گرا دے۔ جب حضرتؐ داخل قلعہ ہوئے اور عورت نے وُہ پتھر گرانا چاہا جبرئیلؑ نازل ہوتے اور اپنے پروں کو پتھر پر مارا وُہ پتھر دیوار میں سوراخ کر کے بجلی کی طرح آیا اور اُس ملعون یہودی کی گردن میں مثل چکّی کے پھنس گیا اور وُہ بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بیٹھ کر رونے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تُو نے کیا ارادہ کیا تھا کہ ایسی بلا میں مبتلا ہو گیا۔ اُس نے کہا آپؐ کے ہاتھ کچھ بیچنے کا میرا ارادہ نہ تھا بلکہ اس لیئے اپنے مکان میں آپ کو لایا تھا کہ ہلاک کر دُوں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ معدنِ کرم اور سیدؐ عرب و عجم ہیں۔ لہٰذا مجھے معاف کر دیجئے۔ حضرتؐ نے اُس پر رحم فرمایا اور دُعا کی تو اس کی گردن سے وُہ پتھر نکالا گیا۔

بائیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابرؓ اور ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد قریش نے قسم کھائی کہ میں ضرور محمدؐ کو قتل کر دوں گا۔ لیکن اُس کے گھوڑے نے جست کی، وُہ زمین پر گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

تیئسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ معمر بن یزید شجاعت میں مشہور تھا اور قبیلۂ کنانہ میں امیر و سردار تھا۔ قریش نے آنحضرتؐ کے بارے میں اُس سے مدد چاہی۔ اُس نے کہا میں اُن کے شر سے تم کو نجات دلاؤں گا اور اُن کو قتل کروں گا۔ میرے پاس بیس ہزار سپاہی ہیں۔ بنی ہاشم کو مجھ سے جنگ کی تاب نہیں ہے۔ اگر خونبہا مانگیں گے تو میرے پاس مال بھی کافی ہے میں خونبہا بھی دے دوں گا۔ وُہ ایسی تلوار باندھتا تھا جس کی لمبائی دس بالشت اور چوڑائی ایک بالشت تھی۔ ایک روز آنحضرت

حاشیہ صفحہ ۳۹۲ کا [1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اب وُہ عمرہ کی شاہراہ پر ہے۔ جو شخص اُس مقام سے گزرتا ہے چند ڈھیلے اُس پر پھینکتا ہے یہاں تک کہ ایک بڑا ٹیلا ہو گیا ہے۔ غور کرنا چاہیئے کہ خدا و رسُولؐ کی مخالفت کس طرح صاحبانِ نسبہائے شریف کو اپنے شرف و مرتبہ سے محروم کر دیتی ہے اور اطاعتِ خدا و رسُولؐ بے حسب و نسب لوگوں کو کیسے بلند مدارج پر پہنچا دیتی ہے اور اہلبیت عزّت و شرافت میں داخل کر دیتی ہے۔ (یہ اشارہ ہے جناب سلمان فارسی کی جانب جنکو پیغمبرؐ نے اپنے اہلبیت میں داخل فرما لیا تھا۔ مترجم)

حجر اسمٰعیلؑ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ معمر نے اپنی تلوار اُٹھائی اور آنحضرتؐ کی طرف چلا۔ جب قریب پہنچا زمین پر گر پڑا اور زخمی ہوگیا۔ پھر اُٹھ کر بھاگا اور ابطح تک پہنچا۔ خون اُس کے مُنہ سے جاری تھا۔ لوگوں نے اُس کا یہ حال دیکھا تو اُس کے گرد جمع ہوگئے۔ خون اُس کے چہرہ سے دھویا اور پُوچھا تجھ کو کیا ہوا؟ اُس نے کہا تمہارے فریب میں جو آیا اُس نے دھوکا کھایا۔ مَیں نے ہرگز ایسا واقعہ نہ دیکھا تھا۔ جب مَیں اُن کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ دو اژدھے اُن کے سر سے پیدا ہوتے جنکے مُنہ سے آگ نکل رہی تھی، دونوں نے مجھ پر حملہ کیا۔

چوبیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ کلدہ بن اسد نے عقیل وعقال کے مکان کے درمیان آنحضرتؐ پر ایک مزراق پھینکی جو پلٹ کر اُسی کے سینہ پر پڑی اور وُہ ڈر کر بھاگا۔ لوگوں نے پُوچھا کیا ہوا؟ اُس نے کہا تم پروانے ہو شاید اس شتر مست کو نہیں دیکھتے ہو جو میرا پیچھا کیئے ہوتے ہے۔ وُہ بولے ہم کو کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی۔ اُس نے کہا میں تو دیکھ رہا ہوں۔ غرضکہ وُہ بھاگتا ہوا طائف تک چلا گیا۔

پچیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز دوپہر کو جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ سے باہر نکلے اور حجون کی گذرگاہ تک پہنچے اور نضر بن الحارث آنحضرتؐ کے قتل کے ارادہ سے پیچھے آرہا تھا۔ جب حضرتؐ کے قریب پہنچا، بھاگا۔ ابوجہل اُس کے پاس آیا اور پُوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ اُس نے کہا آج جبکہ محمدؐ تنہا جا رہے تھے اس ارادہ سے اُن کے پیچھے گیا کہ اُن کو ہلاک کردوں۔ جب میں اُن کے قریب پہنچا مَیں نے شیروں کو دیکھا جو دھاڑتے ہوئے مجھ پر دوڑ پڑے۔ ابوجہل ملعون نے کہا یہ اُن کے جادُو کا اثر ہے۔

چھبیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرد قریش نے آنحضرتؐ کو سجدہ میں دیکھا، ایک پتھر اُٹھایا کہ حضرتؐ کو مارے۔ جب اُس نے اپنا ہاتھ بلند کیا وُہ پتھر اُس کے ہاتھ سے لپٹ گیا، اور ہاتھ خشک ہوگیا۔

ستائیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ مسجد میں بلند آواز سے تلاوتِ قرآن کر رہے تھے، کفار قریش کو ناگوار گزرا۔ اُٹھے تاکہ آنحضرتؐ کو پکڑ لیں، ناگاہ ان کے ہاتھ انکی گردنوں میں بندھ گئے اور وُہ سب اندھے ہوگئے۔ اور ٹٹولتے ہوتے آنحضرتؐ کے پاس آئے اور آنحضرتؐ سے گڑگڑاتے اور قسم دی۔ تو آپؐ نے دُعا کی اور اُن کے ہاتھ کُھل گئے اور ان کی آنکھیں روشن ہو گیئں۔ اس وقت سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ سجدہ میں تھے ابولہب لعنۃ اللہ علیہ نے ایک پتھر اُٹھا کر چاہا کہ حضرتؐ پر پھینکے، اُس کا ہاتھ اُٹھا رہ گیا اور نیچے لانا ممکن نہ ہوا، تو حضرتؐ سے رویا گڑگڑایا اور قسمیں کھائیں کہ اگر صحیح ہوجاتے گا تو کبھی حضرتؐ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا۔ حضرتؐ نے دُعا کی اور ہاتھ درست ہوگیا تو بولا بیشک تم پکے جادوگر ہو۔ اُس وقت سورۃ تبت یداہ نازل ہوئی۔

اُنتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا ایک مرتبہ بنی شاجعہ کے پاس گئے اور اسلام کی دعوت دی انہوں نے انکار کیا اور آنحضرتؐ سے جنگ کے لیئے پانچ ہزار سوار آپؐ کے تعاقب میں روانہ

کیا۔ جب وُہ سوار حضرتؐ کے قریب پہنچے حضرتؐ نے دُعا کی اور ایک ہوا چلی اور سب ہلاک ہوگئے۔

تیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور دوسروں نے روایت کی ہے کہ روزِ جنگ احد ابن قمیہ نے ایک پتھر آنحضرتؐ کی طرف پھینکا۔ وُہ حضرتؐ کے پیروں پر لگا۔ آپؐ نے فرمایا خدا تجھ کو ذلیل کرے۔ وُہ جب اُحد سے واپس چلا تو ایک مقام پر سو رہا تھا کہ ایک پہاڑی بکرا آیا اور اپنی سینگ اُس کے پیٹ میں گھونپ دی۔ وُہ چلّانے لگا وا ذلاہ بکرے نے سینگ کو پیٹ پھاڑ کر اُس کی گردن کے حلقہ سے نکالا۔

اکتیسواں معجزہ۔ اور یہ معجزہ متواترہ سے ہے کہ روزِ جنگ خندق حضرت نے دُعا کی اور خدا نے ایک تیز اور سخت ہوا بھیجی جس نے سنگریزوں کو اُڑا کر پھینک دیا۔ اور مسلمانوں کی قلت اور اپنی کثرت کے باوجود وُہ بھاگ گئے

بتیسواں معجزہ۔ حضرتؐ نے جنگِ بدر میں ایک مٹھی ریت اُٹھا کر کافروں کے لشکر پر مارا اور فرمایا شاھت الوجوہ۔ ہوا نے ان سنگریزوں کو اُڑا کر اُن کے چہروں تک پہنچا دیا۔ تو جس جس کے مُنہ پر وُہ خاک پڑی وُہ اسی روز یا تو مارا گیا یا اسیر ہوا۔

تینتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جب عرنیوں نے حضرتؐ کے چرواہے کو مار ڈالا اور مویشیوں کو لے گئے تو حضرتؐ نے اُن پر نفرین کی کہ خداوندا ان کو راستہ بھلا دے وُہ راستہ سے بھٹک گئے اور حضرتؐ کے اصحاب اُن کے پاس پہنچ گئے اور ان کو گرفتار کر لیا۔

چونتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے کسی عورت کی خواستگاری کی اُس کے باپ نے کہا کہ اُس کے سفید داغ ہیں لیکن حقیقت میں نہ تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا، تو اسکے داغ پڑ گئے۔

پینتیسواں معجزہ۔ حضرتؐ نے زہیر شاعر کو دیکھا تو دُعا کی خداوندا مجھے اس شیطان کے شر سے پناہ میں رکھ، تو وُہ ایک شعر بھی نہ بنا سکا۔

چھتیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک روز حضرت بلالؓ اذان کہہ رہے تھے۔ جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہا ایک منافق بول اُٹھا "جو جُھوٹا ہو وُہ جل جاتے"۔ تو اُسی رات وُہ چراغ کو دُرست کرنے اُٹھا اُس کی لَو اس کی انگلی میں لگ گئی اور ہرچند اُس نے بجھانے کی کوشش کی، لیکن وُہ آگ نہ بجھی اور اُس کے سارے بدن کو جلا دیا۔

سینتیسواں معجزہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عُقبہ بن معیط اور ابی بن خلف آپس میں بھائی بھائی بن گئے تھے۔ ایک مرتبہ عقبہ ایک سفر سے واپس آیا اور لوگوں کی ضیافت کی اور اشراف قوم کے ساتھ حضرتؐ کو بھی دعوت میں بلایا۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک تو ایمان نہ لاتے گا مَیں تیری دعوت قبول نہ کروں گا۔ اُس نے کلمۂ شہادتین پڑھا تو حضرتؐ نے اُس کے یہاں کھانا کھایا۔ جب اُبی بن خلف سفر سے واپس آیا تو عقبہ کا حال سُنا اور اُس کو ملامت کی تو مُسلمان ہوگیا۔ میں اُس وقت تک تجھ سے باتیں نہ کروں گا جبتک تو محمدؐ کی تکذیب اور اُن کو ذلیل نہ کرے گا۔ یہ سُنکر وُہ ملعون حضرتؐ کے پاس آیا اور حضرتؐ کے اُوپر تھوک دیا۔ لیکن اس کا آب دہان نجس دو حصّہ ہو کر پلٹ گیا، اور اُسی کے دونوں رخساروں کو جلا دیا جس کا نشان پڑ گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک تو مکّہ میں ہے زندہ رہے گا، جب باہر جلتے گا اپنی ہی تلوار سے مارا جائیگا غرض وُہ

روزِ بدر مقتول ہوا اور اُبی روزِ اُحد مارا گیا۔

اڑتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابی بن خلف مکہ میں آنحضرتؐ کو مار ڈالنے کی دھمکی دیا کرتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا انشاء اللہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ غرض جنگِ اُحد میں حضرتؐ نے اس کی طرف ایک لکڑی پھینکی جس سے اُس کی گردن میں خراش ہو گیا۔ وہ میدان سے پلٹا اور گائے کی طرح چلاتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا ایک معمولی خراش سے اس طرح چلاتا ہے۔ اُس نے کہا اگر یہ خراش تمام قبیلہ ربیعہ اور قبیلۂ مضر پر پڑ جاتی تو حسب کے سبب مر جاتے۔ انہوں نے مجھ سے قتل کا وعدہ کیا تھا، اگر وہ مجھ پر تھوک دیتے تو میں اُسی سے مر جاتا۔ پھر ایک روز کے بعد جہنم واصل ہوا۔

اُنتالیسواں معجزہ۔ طب الائمہ اور مجمع البیان اور تفسیر عیاشی بلکہ تمام معتبر کتابوں میں حضرت صادقؑ سے بطریق متعددہ منقول ہے کہ آنحضرتؐ کو ایک مرتبہ کوئی بیماری لاحق ہوئی۔ جبریل و میکائیل علیہم السلام آئے جبریلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ لبید بن اعصم نے آپؐ پر جادو کیا ہے اور اُس کو بنی رزیق کے کنویں میں پوشیدہ کر رکھا ہے لہٰذا آپ جسکو سب سے زیادہ بلند و برتر سمجھتے ہوں جس پر آپؐ کو سب سے زیادہ اعتماد و بھروسہ ہو اور جو کمالات میں مثل آپؐ کے ہو اُس کو بھیجئے تاکہ وہ اُس کنویں سے جادو باہر نکالے۔ آنحضرتؐ نے یہ سُنکر جناب امیرؑ کو بُلایا اور فرمایا چاہ ذر رواں پر جاؤ اُس کے اندر میرے لیئے جادو کر کے خُرمے کے غلاف میں رکھا ہے اور ایک پتھر کے نیچے کنویں کی تہہ میں دبا دیا ہے۔ جناب امیرؑ اُس کنویں پر آئے۔ اُس کنویں کا پانی جادو کے سبب سے مہندی کے پانی کی طرح رنگین ہو گیا تھا۔ امیر المومنینؑ نے کنویں کے پانی کو نکالا اور اُس پتھر کے نیچے سے آنحضرتؐ نے جس کا پتہ بتایا تھا غلافِ خرما نکالا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے جب اُسکو کھولا تو اُس میں سے کنگھی اور اُس کے کچھ دندانے اور ایک رسّی نکلی جس میں گیارہ گرہیں ڈالی گئی تھیں۔ اور اُس میں سُوئیاں چبھی ہوئی تھیں۔ اُسی روز جناب جبریلؑ سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور سورۂ قل اعوذ برب الناس لائے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ ان دونوں سورتوں کو ان گرہوں پر پڑھو۔ جناب امیرؑ نے پڑھنا شروع کیں۔ ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھُل جاتی یہانتک کہ تمام سورتوں کو پڑھا، اور ساری گرہیں کھل گئیں اور دُوسری روایت کے مطابق جبریلؑ نے قل اعوذ برب الفلق اور میکائیلؑ نے سورۂ قل اعوذ برب الناس کو حضرتؐ کی تعویذ کے لیئے پڑھا۔ اور دوسری روایت کے مطابق جناب جبریلؑ نے سورۂ فلق، ناس اور قل ھو اللہ احد" پڑھا، پھر یہ دُعا پڑھی:۔ بسم اللہ ارقیك واللہ یشفیك من کل داۤءٍ یوذیت خذ ھا فلتھنیك [1]۔

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ جادو کا اثر انبیاء و ائمہ علیہم السلام پر نہیں ہوتا اور آنحضرتؐ کی تکلیف اُس جادو کے سبب سے نہ تھی بلکہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کی حقیت کے اظہار کے لیئے ان کافروں کا سحر ظاہر کر دیا اور ان سورتوں کو دُوسروں سے سحر کے دفع کرنے کے لیئے نازل کیا ہے۔ ۱۲

اکیسواں باب ۲۱

آنحضرتؐ کے اُن معجزات کا بیان جو شیاطین اور جنّوں پر غلبہ کے سلسلہ میں ظہور پذیر ہوئے اور اُن میں سے بعض کا ایمان لانا، اور آنحضرتؐ کی نبوّت کی خبر دینا وغیرہ

پہلا معجزہ۔ شیخ طبرسی اور دُوسرے محدثین نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب جناب ابوطالبؑ کا انتقال ہوا آنحضرتؐ پر سختیاں زیادہ ہونے لگیں اور اہلِ مکہ نے حضرتؐ کی ایذا و تکلیف پر اتفاق کیا، تو حضرتؐ طائف کی طرف تشریف لے گئے کہ شاید ان میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئیں۔ جب حضرتؐ طائف پہنچے تین اشخاص سے ملاقات کی جو وہاں کے رؤسا میں سے تھے اور ایک دُوسرے کے بھائی تھے "عبد الیل، مسعود اور حبیب" پسرانِ عمرو۔ حضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا میں نے کعبہ کا لباس چرایا ہو گا اسی لیئے خدا نے تم کو بھیجا ہو گا۔ دُوسرے نے کہا کہ خدا سے ممکن نہ ہوا کہ تم سے بہتر کسی شخص کو پیغمبری کے لیئے بھیجتا۔ تیسرے نے کہا واللہ میں تم سے اس کے بعد گفتگو نہ کروں گا اس لیئے کہ تم پیغمبر خدا ہو اور تمہاری شان بہت بلند ہے اس سے کہ تم سے گفتگو کر سکوں۔ اور اگر تم جھوٹا دعوےٰ کرتے ہو تو اس قابل نہیں ہو کہ تم سے گفتگو کی جائے۔ غرض کہ اُن سب نے آپؐ کا مذاق اُڑانا شروع کیا۔ جب اُن کی قوم نے دیکھا کہ اُنکے سرداروں نے حضرتؐ کے ساتھ یہ سلوک کیا، تو دونوں طرف سے قطار باندھ کر حضرتؐ پر پتھر پھینکنے لگے یہانتک کہ آپؐ کے پائے اقدس زخمی ہو گئے اور خون جاری ہو گیا۔ وہاں سے آپ اُن کے ایک باغ میں چلے گئے تاکہ کسی درخت کے سایہ میں آرام فرمائیں وہاں عتبہ اور شیبہ کو دیکھا اور زیادہ محزون و غمگین ہوئے، کیونکہ حضرتؐ ان کی عداوت سے آگاہ تھے۔ جب حضورؐ کو اُن دونوں نے دیکھا اپنے ایک غلام نصرانی عداس نامی کے ہاتھ جو اہلِ نینویٰ سے تھا کچھ انگور حضرتؐ کے پاس بھیجے۔ غلام حضرتؐ کے پاس پہنچا تو حضرتؐ نے اس سے پُوچھا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اُس نے کہا نینوا سے ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم یُونس بن متیٰ جیسے نیک بندے کے شہر کے رہنے والے ہو۔ اُس نے کہا آپؐ کو کیا معلوم کہ یونسؑ کون تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اور خدا نے مجھے یُونسؑ کے حال سے آگاہ کیا ہے۔ عداس یہ سُنتے ہی سجدہ میں گر پڑا اور حضرتؐ کے پاہائے مبارک کے بوسے لینے لگا حالانکہ حضرتؐ کے پیروں سے خون جاری تھا۔ جب عتبہ اور شیبہ نے اُس غلام کا یہ حال مشاہدہ کیا دم بخود ہو گئے جب غلام اُنکے پاس واپس آیا اُن دونوں نے کہا کہ کیوں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیئے تو نے سجدہ کیا اور اُنکے پیروں کو چُوما۔ تُو نے کبھی ہم لوگوں کے لیئے ایسا

نہیں کیا حالانکہ ہم تیرے آقا ہیں۔ اُس نے کہا یہ مرد شائستہ ہے۔ اور یونسؑ بن متیٰ کا حال مجھ سے بیان کیا تو وُہ دونوں ہنسے اور بولے تو اُس کے فریب میں نہ آنا کیونکہ (معاذ اللہ) وُہ بڑا مکار ہے۔ تو اپنے دین کو ترک مت کر۔ یہ دیکھ کر اُن سے حضرتؐ ناامید ہو گئے اور مکّہ کو واپس آگئے۔ جب نخلہ میں پہنچے رات ہو چکی تھی نماز میں مشغول ہو گئے۔ اُسی مقام سے نصیبین کے جنوں کا ایک قافلہ گذر رہا تھا جو یمن کا ایک موضع ہے۔ وہاں حضرتؐ تمام شب نماز میں مشغول رہے اور صبح کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب اُن جنوں نے قرآن کی آیتیں سُنیں ایمان لے آئے اور اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ مامور ہوئے کہ جنوں پر اپنی رسالت کی تبلیغ فرمائیں اور ان کو اسلام کی دعوت دیں اور قرآن اُن کو سُنائیں۔ تو حق تعالیٰ نے حضرتؐ کے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک گروہ بھیجا حضرتؐ اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ میں آج رات مامور ہوا ہوں کہ جنوں کو قرآن سناؤں تم میں سے کون میرے ساتھ آتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود حضرت کے ساتھ چلے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ جب ہم مکّہ کی پہاڑیوں پر پہنچے حضرت حجون کے درہ میں داخل ہوئے اور ایک خط میرے گرد کھینچ دیا اور فرمایا اسی کے اندر بیٹھو اس کے باہر مت جانا جبتک میں نہ آجاؤں۔ غرض حضرتؐ نماز میں مشغول ہوتے اور قرآن کی تلاوت شروع کی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ بے انتہا سیاہیاں جمع ہونے لگیں اور میرے اور حضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئیں کہ آنحضرتؐ کی آواز میں نہ سُن سکتا تھا۔ پھر وُہ سیاہیاں ابر کے ٹکڑوں کی طرح منتشر ہو گئیں۔ اُن میں سے کچھ حضرت کے پاس باقی رہ گئیں۔ جب حضرت نمازِ صبح سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا تم نے کچھ دیکھا میں نے عرض کی ہاں کالے کالے مردوں کو دیکھا تھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے حضرتؐ نے فرمایا یہ نصیبین کے جن تھے۔ ابن عباس کی روایت کے مطابق وُہ ستر افراد تھے۔ حضرتؐ نے ان کو ان کی قوم پر اپنا رسُول مقرر فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ وُہ نو افراد تھے۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اُن کے سامنے سورۃ رحمٰن کی تلاوت کی اُنہوں نے جو کچھ جواب دیا وُہ تم لوگوں کے جواب سے بہتر تھا یعنی جب میں نے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (سُورۃ رحمٰن) کی تلاوت کی تو وُہ بولے لا ولا بشیءٍ من آلائک ربنا نکذب (نہیں ہمارے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کی تکذیب نہیں کرتے)۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اور فرشتے شیطانوں کو آسمان پر جانے سے مانع ہوئے اور اُن کو شہاب سے مار کر بھگانے لگے تو شیطانوں نے کہا ضرور کوئی غیر معمولی امر زمین پر رونما ہوا ہے پتہ لگانا چاہیئے۔ اسی سبب سے ہم کو آسمانوں پر جانے سے روکا جا رہا ہے۔ وُہ سب تمام زمین پر مشرق و مغرب میں پھیل گئے۔ اُن کا ایک گروہ جو مکّہ میں اُترا آنحضرتؐ کے پاس سے گزرا جبکہ حضرتؐ نخلہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ نمازِ صبح میں مشغول تھے۔ وُہ شیاطین بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے۔ جب آنحضرتؐ کو تلاوت فرماتے ہوئے سُنا، تو بولے کہ یہی سبب ہے جس سے ہم لوگ آسمان پر جانے سے روکے گئے ہیں۔ پھر وُہ اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سُنا ہے جو حق کی جانب ہدایت کرتا ہے۔ تو ہم ایمان لائے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہیں کرتے۔ تو خدا نے سورۂ جن

نازل فرمایا۔ ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ وُہ بنی شیبان (جنوں میں سے) تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ زید بن حارثہ کے ساتھ مکّہ سے باہر نکلے اور بازار عکاظ میں پہنچے تاکہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ وہاں کسی نے آنحضرتؐ کی بات نہ سُنی تو آپؐ مکہ واپس ہوئے۔ جب وادیٔ مجنہ میں پہنچے نماز شب میں مشغول ہوئے اور قرآن کی تلاوت فرمانے لگے۔ اُدھر سے جنوں کا ایک گروہ جا رہا تھا۔ جب اُنہوں نے قرآن کی آیتیں سُنیں تو آپس میں بولے کہ خاموش ہو جاؤ۔ اور غور سے حضرتؐ کی قرات سُننے لگے۔ جب حضرتؐ فارغ ہوتے تو وُہ اجنہ اپنی قوم کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ ہم نے ایسی کتاب سُنی ہے جو حضرت مُوسیٰؑ کے بعد نازل ہوئی ہے اور وُہ گزشتہ امُور کی تصدیق کرتی ہے اور حق اور صراطِ مستقیم کی جانب ہدایت کرتی ہے۔ اے میری قوم کے لوگو خدا کی جانب دعوت دینے والے کی اجابت کرو تاکہ خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے اور عذابِ الیم سے تم کو نجات بخشے۔ پھر حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور ایمان لائے۔ حضرتؐ نے ان کو شریعتِ اسلام کی تعلیم دی؛ اور خدا نے سورۃ جن نازل فرمایا۔ حضرتؐ نے اُن پر ایک والی اور حاکم مقرر کیا۔ وُہ لوگ ہر وقت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو مامور فرمایا کہ ان کو مسائل دین سکھائیں۔ اُن میں مومن، کافر، ناصبی، یہودی، مجوسی اور نصرانی سب ہی ہوتے ہیں۔

دُوسرا معجزہ۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ایک جنّی عورت عفرا نامی تھی وُہ اکثر حضرتؐ کی خدمت میں آیا کرتی اور حضرتؐ کا کلام سُنا کرتی تھی اور جنوں کے نیک لوگوں سے بیان کیا کرتی تھی اور وُہ اس کے ہاتھ پر ایمان لایا کرتے تھے۔ وُہ چند روز حضرتؐ کی خدمت میں نہ آئی۔ حضرتؐ نے جبریلؑ سے اُس کا حال دریافت کیا۔ جبریلؑ نے بیان کیا کہ وُہ اپنی ایمانی بہن سے ملاقات کے لیئے گئی جس کو خدا کی خوشنودی کے لیئے دوست رکھتی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا بہشت ان کے لیئے ہے جو محض خدا کے لیئے ایک دُوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔ بیشک خدا نے بہشت میں ایک ستون یاقوت سرخ کا پیدا کیا ہے۔ اُس ستون پر ستر ہزار قصر بناتے ہیں اور ہر قصر میں ستر ہزار بالاخانے ہیں۔ وُہ ان کیلیئے ہے جو آپس میں خدا کی خوشنودی کے لیئے دوستی کرتے اور اُن کو دیکھنے اور ملاقات کے لیئے جاتے ہیں۔ جب پھر عفرا آنحضرتؐ کی خدمت میں آئی حضرتؐ نے پُوچھا اس سفر میں تم نے کیا عجائب دیکھے اُس نے کہا بہت سے۔ حضرتؐ نے فرمایا سب سے زیادہ عجیب بات جو تم نے دیکھی ہو بیان کرو۔ اُس نے کہا ابلیس کو میں نے دریائے اخضر میں ایک سفید پتھر پر بیٹھے ہوئے دیکھا وُہ اپنے ہاتھ آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے دُعا کر رہا تھا کہ خداوندا جب تُو نے مجھے جہنّم میں ڈالنے کی قسم ہی کھالی ہے تو میں تجھ سے بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو جہنم سے بچالے اور انہی ذواتِ مقدسہ کے ساتھ محشور فرما۔ میں نے اُس سے پوچھا اے حارث یہ کس کے نام ہیں جنکے وسیلہ سے تو خدا سے دُعا کر رہا ہے؟ اُس نے کہا یہ وُہ نام ہیں جنکو میں نے آدمؑ کی خلقت سے ستر ہزار سال پہلے ساق عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ اس سبب سے میں نے سمجھا کہ یہ خدا کے نزدیک اُسکی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب و بلند ہیں اس سبب سے انکے واسطے سے میں نے دُعا کی۔ حضرتؐ نے

فرمایا خدا کی قسم اگر تمام اہل زمین ان ناموں کے ذریعہ سے خدا سے دُعا کریں تو یقیناً خدا ان سب کی دُعا قبول فرمائے گا۔

تیسرا معجزہ۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جنّیاں اولادِ جان سے ہیں اور مختلف دین کے پیرو ہیں۔ اور شیاطین ابلیس کی اولاد سے ہیں۔ اُن میں مومن نہیں ہوتے سوائے ایک ذات کے جس کا نام ادہام بن ہیم ہے جو لاقیس کا بیٹا اور وُہ ابلیس کا فرزند ہے۔ وُہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا وُہ بہت بلند قامت اور ہیبت ناک شکل وصورت کا تھا۔ حضرتؐ نے اس سے پُوچھا تو کون ہے اُس نے اپنا نام ونسب بتایا اور کہا جبکہ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں کمسن لڑکا تھا۔ لیکن میں لوگوں کو گناہوں کے ترک سے منع کرتا تھا اور کھانے کی چیزوں کو خراب کرنے پر آمادہ کیا کرتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو بدکار جوان تھا اور بدکار بُوڑھا ہے۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں نے جناب نوحؑ کے ہاتھوں پر توبہ کرلی ہے اور اُن کے ساتھ کشتی میں تھا اور ان سے قوم کی نفرین پر اپنی ناراضی کا اظہار کیا کرتا تھا اور جناب ابراہیم علیہ السّلام کے ساتھ تھا جبکہ وُہ حضرتؑ آگ میں ڈالے گئے اور خدا نے آگ کو سرد اور باعث سلامتی قرار دے دیا تھا۔ اور میں جناب موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ تھا جبکہ خدا نے فرعونِ لعین کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی۔ اور میں جناب ہود علیہ السّلام کے ساتھ تھا جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم کے لیئے بد دُعا کی اور میں نے کراہت ظاہر کی کہ کیوں بد دُعا کی۔ اور جناب صالحؑ کے ہمراہ تھا جس وقت انہوں نے قوم پر نفرین کی تو میں نے اُن پر اعتراض کیا۔ یا رسُولؐ اللہ میں نے تمام آسمانی کتابوں کو پڑھا ہے جن میں آپؐ کے آنے کی بشارت دی گئی ہے اور انبیاء نے آپؐ کو سلام کہا ہے اور بتایا ہے کہ آپؐ بہترین انبیا اور سب سے بلند مرتبہ ہیں؛ لہٰذا خدا نے جو کچھ آپ پر نازل کیا ہے اس کی مجھے تعلیم فرمایئے۔ تو حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو اس کی تعلیم پر مامور فرمایا۔ ادہام نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں سوائے پیغمبر یا وصی پیغمبر کے کسی دُوسرے کی اطاعت نہیں کرتا۔ یہ کون ہیں آپؐ جنکے حوالے مجھے فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وصی اور میرا وارث ہے۔ اس کا نام علیؑ بن ابی طالب ہے۔ ادہام نے کہا ہاں میں نے اُن کا نام گزشتہ کتابوں میں "ایلیا" دیکھا ہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے اسکو قرآن اور شرائع دین کی تعلیم فرمائی۔ وُہ جنگ صفین میں شب ہریر میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

چوتھا معجزہ۔ شیخ مفید اور شیخ طبرسی اور تمام محدثین نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسالتمآبؐ جنگ بنی المصطلق کے لیئے روانہ ہوتے اور وادیٔ چولی کے نزدیک منزل فرمائی؛ آخر شب کو جناب جبرئیلؑ نازل ہوتے اور آگاہ کیا کہ اس وادی میں کافر جنوں کا ایک گروہ رہتا ہے اور آپؐ کے ہمراہیوں کو گزند پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جناب رسُولِ خدا نے جناب امیرؑ کو بُلا کر فرمایا کہ اس وادی میں خدا کے مُنکر اور دشمن جنوں کا ایک گروہ ہے اُنکو اُس قوت کے ذریعہ دفع کرو اور اُن ناموں کے ذریعہ سے اپنے تئیں محفوظ کرلو جنکے علم سے خدا نے تم کو مخصوص فرمایا ہے۔ پھر ایک سو اشخاص کو آپؑ کے ہمراہ کر دیا اور اُن سے فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ رہو اور جو کچھ وُہ حکم دیں اُنکی اطاعت کرنا۔ جناب امیرؑ اُس وادی کی جانب روانہ ہوتے اور نزدیک پہنچ کر اپنے ہمراہیوں کو روکدیا اور فرمایا تم لوگ یہاں ٹھہرو۔ جب تک میں نہ کہوں یہاں سے حرکت مت کرنا۔ اور خود آگے روانہ ہوتے اور خدا سے

دشمنوں کے شر سے پناہ مانگی اور اُس کے بزرگ ناموں کو زبان پر جاری کیا پھر اُس وادی میں داخل ہوئے۔ آپؑ کے داخل ہوتے ہی ایک نہایت تیز وسخت آندھی اُٹھی اور نزدیک تھا کہ حضرتؑ کے اصحاب مُنہ کے بل گر پڑیں اُن کے پیر ڈگمگانے لگے۔ امیرالمومنینؑ نے نعرہ مارا کہ میں علیؑ بن ابی طالبؑ وصی رسُولِ خدا اور ان کا چچازاد بھائی ہوں۔ اگر تم لوگ بہادر ہو تو میرے مقابلہ پر کھڑے ہو۔ یہ سُنکر وُہ اجنہ متشکل ہوتے وہ زنگیوں کے مانند سیاہ تھے۔ ان کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے دہک رہے تھے۔ وُہ تمام وادی اُن کی کثرت سے بھر گئی امیرالمومنینؑ تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور اپنی تلوار کو داہنے اور بائیں حرکت دے رہے تھے۔ جب حضرتؑ اُنکے قریب پہنچے وُہ مثل دھوئیں کے سیاہ ہو کر غائب ہوگئے۔ جناب امیرؑ نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا، اور وادی سے اُوپر آئے اور اپنے لشکر کے پاس آکر کھڑے ہوگئے۔ جب اُن کے آثار برطرف ہوگئے صحابہ نے پُوچھا یا علیؑ آپ نے کیا دیکھا ؟ ہم تو خوف سے قریب تھا کہ ہلاک ہوجائیں اور آپ کے متعلق بھی ہم کو دھڑکا لگا ہوا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا جب وُہ ظاہر ہوئے میں نے خدا کا نام لے کر ان کو للکارا تو وُہ حقیر اور کمزور ہوگئے میں نے اُن پر حملہ کیا اور کچھ پرواہ نہ کی۔ اگر وُہ اپنی ہیأت پر باقی ہوتے تو میں سب کو ہلاک کر دیتا۔ خدا نے اُن کے شر سے مُسلمانوں کو بچالیا۔ اُن میں سے جو باقی رہ گئے تھے حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اور ایمان لائے اور حضرتؐ سے امان طلب کی۔ جب امیرالمومنینؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے حضرتؐ نے اُن سے بیان فرمایا کہ وُہ اجنہ تم سے پہلے یہاں آئے جنکے دلوں میں خدا نے تمہارا خوف پیدا کر دیا تھا اور مسلمان ہوگئے میں نے اُن کے اسلام کو قبول کیا۔

پانچواں معجزہ۔ بسندِ معتبر سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابطح میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کی ایک جماعت حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھی۔ حضرتؐ مجھ سے ہمکلام تھے ناگاہ ایک گرد نمودار ہوئی اور حرکت کرتی ہوئی حضرتؐ کے پاس پہنچی۔ اُس گرد میں سے ایک شخص ظاہر ہوا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھ کو میری قوم نے آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ ہم آپ سے پناہ مانگیں اور آپ سے امان طلب کریں کیونکہ ایک گروہ نے ہم پر ظلم وستم کیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ کسی کو بھیجئے جو ہمارے اور اُن کے درمیان حکمِ خدا کے مطابق فیصلہ کرے۔ آپ مجھ سے مضبوط عہد وپیمان لے لیجئے کریں آپکے فرستادہ کو کل صبح آپ کے پاس پہنچا جاؤں گا اگر خدا کی جانب سے کوئی حادثہ پیش نہ آیا جس میں میرا قابو نہ ہو حضرتؐ نے پوچھا تم کون ہو اور تمہاری قوم کیسی ہے ؟ اُس نے کہا میں قبیلہ بنی نجاح میں سے شمراخ کا بیٹا عرفطہ ہوں۔ ہم اور ہماری قوم کے کچھ لوگ آسمان پر جایا کرتے تھے اور فرشتوں کی باتیں اور خبریں سُنا کرتے تھے جب آپؐ مبعوث ہوئے تو ہم کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ ہم لوگ تو آپ پر ایمان لاتے ہیں لیکن ہماری قوم کے اکثر لوگ اب بھی کُفر پر باقی ہیں اس لیئے ہمارے اور اُن کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا۔ چونکہ وُہ ہم سے تعداد اور قوت میں زیادہ ہیں اس لیئے ہماری چراگاہ وسامان وغیرہ چھین لیا۔ اور ہم کو اور ہماری مویشیوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ التماس ہے کہ کسی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے جو ہم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرے حضرتؐ نے فرمایا اپنا مُنہ کھولو تاکہ ہم تمہاری اصلی ہیأت میں تم کو دیکھیں۔ اُس نے اپنی صورت ظاہر کی تو حضرت

نے دیکھا کہ وُہ ایک مرد ہے جس کے بہت بال ہیں، اُس کا سر بلند آنکھیں اُونچی جو سر کی لمبائی کے برابر ہیں اُن کے حلقے چھوٹے، اور درندوں کے مانند دانت تھے۔ حضرتؐ نے اُس سے عہد و پیمان لیا کہ جس کو حضرتؐ اُس کے ساتھ بھیجیں گے وُہ اس کو دوسرے روز واپس پہنچا جائے گا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ عرفطہ کے ساتھ چلے جاؤ، اُن کی مدد کرو اور اُن میں حق کے ساتھ حکم کرو۔ انہوں نے پوچھا یا حضرت یہ لوگ کہاں رہتے ہیں فرمایا زمین کے نیچے۔ عرض کی میں زمین کے اندر کس طرح جاؤں گا اور اُن کے درمیان فیصلہ کیا کروں جبکہ ان کی زبان سے ناواقف ہوں۔ پھر حضرتؐ نے جناب عمرؓ کو اُن کے ساتھ جانے کو کہا وہ حضرت ابوبکر کی طرح عذر خواہ ہوتے۔ حضرت عثمانؓ سے کہا، انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ آخر حضرت علیؑ کو بلایا اور فرمایا یا علیؑ تم عرفطہ کے ساتھ جاؤ اور ان کی مدد کرو اور ان کے معاملات کا حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ جناب امیرؑ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اپنی شمشیر ڈاب میں رکھی اور عرفطہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں بھی حضرتؑ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب ہم وادیٔ صفا تک پہنچے امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے سلمان خدا تم کو جزائے خیر دے تم واپس چلے جاؤ۔ اور زمین شگافتہ ہوئی اور وُہ اس کے اندر چلے گئے اور میں واپس چلا آیا اور حضرتؑ کے لیے بے حد غمگین ہوا۔ دُوسرے روز صبح کو آنحضرتؐ نے ہمارے ساتھ نماز جماعت پڑھی اور کوہ صفا پر جا کر بیٹھے۔ صحابہ حضرتؐ کے گرد جمع تھے۔ جناب امیرؑ کے واپس آنے میں دیر ہوئی۔ آفتاب بلند ہوا اور لوگوں میں چہ میگوئیاں ہوتے لگیں۔ منافقین خوش ہو کے کہتے تھے الحمد للہ خدا نے ابوتراب سے ہم کو نجات بخشی اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ناز مٹ گیا جو اُن کو اپنے بھائی کے سبب سے تھا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا حضرتؐ نے نماز ظہر ادا کی اور پھر اُسی جگہ جا کر بیٹھ گئے اور اپنے اصحاب سے گفتگو کرنے لگے۔ لوگوں نے امیرالمومنینؑ کی واپسی سے ناامیدی ظاہر کی، اسی عالم میں عصر کا وقت بھی آ گیا۔ حضرتؐ نے جا کر نماز عصر پڑھی پھر کوہ صفا پر آ کر بیٹھ گئے۔ حضرتؐ کو بھی فکر و پریشانی بڑھنے لگی۔ دشمنوں کے طعن و طنز کی باتیں بھی زیادہ ہونے لگیں اور آفتاب کے غروب ہونے کا وقت آگیا۔ ناگاہ کوہ صفا شگافتہ ہوا اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام مانند خورشید تابان اُفق سے برآمد ہوتے۔ خون آپؑ کی تلوار سے ٹپک رہا تھا۔ عرفطہ حضرتؑ کے ساتھ تھا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوتے اور جناب امیرؑ کو سینہ سے لگا لیا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور پوچھا اس قدر دیر کیوں ہوئی؟ یہاں منافقین اور کفار مذاق اُڑا رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں کافر اور منافق جنوں کی قوم میں گیا جو بہت زیادہ تعداد میں تھے اور عرفطہ اور اس کی قوم پر ظلم ڈھا رہے تھے۔ میں نے ان کو تین باتوں کی دعوت دی۔ پہلی بات یہ کہ خدا پر ایمان لاؤ اور آنحضرتؐ کی پیغمبری کا اقرار کرو۔ انہوں نے قبول نہیں کیا۔ دُوسری بات یہ کہ جزیہ دو۔ انہوں نے یہ بھی منظور نہ کیا؛ تو تیسری بات میں نے یہ کہی کہ عرفطہ اور اس کی قوم سے صلح کر لو اور اُن کے چشمے اور چراگاہ ان کو واپس کر دو۔ اُن میں سے اکثر لوگوں نے یہ بھی منظور نہ کیا تو میں نے خدا کا نام لے کر اُن پر حملہ کر دیا اور اُن میں سے اسّی ہزار شخصوں کو قتل کر دیا۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو صلح پر راضی ہو گئے اور امان مانگنے لگے اور آخر مسلمان ہو گئے۔ پھر عرفطہ نے کہا یا رسولؐ اللہ

خدا آپؐ کو اور امیرالمومنینؑ کو ہم لوگوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔ پھر وُہ حضورؐ سے رخصت ہو کر واپس چلا گیا۔

چھٹا معجزہ۔ محاسن برقی اور دُوسری معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیرالمومنینؑ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک بُوڑھا شخص آیا اور حضرتؐ کو سلام کر کے واپس چلا گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ اس بڈھے کو تم نے پہچانا؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا یہ ابلیس ہے۔ حضرت علیؑ نے عرض کی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وُہ ملعون ہے تو اُسے ایک ضرب لگاتا، اور آپ کی اُمت کو اس کے فریب سے نجات ہو جاتی۔ شیطان لعنؔ نے واپس آ کر کہا اے ابوالحسنؑ آپ نے مجھ پر ظلم کیا کیونکہ میں آپ کے دوستوں کے نطفہ میں ہرگز شریک نہیں ہوتا اور جو آپ کے دشمن ہیں میرا نطفہ زیادہ تر ان کے باپ کے نطفہ کے ساتھ ان کی ماؤں کے رحم میں پہنچتا ہے۔

ساتواں معجزہ۔ حمیری نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خلاّق عالم نے ملک و بادشاہی غلبہ و حکومت جیسی چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھیں جو کسی پیغمبر کو نہیں عطا فرمائی تھیں ایک روز آنحضرتؐ نے ابلیس ملعون کی گردن مسجد کے ایک ستون سے اس طرح دبائی کہ اس کی زبان باہر نکل کر آنحضرتؐ کے ہاتھ تک پہنچ گئی۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر جناب سلیمانؑ نے ایسی دُعا نہ کی ہوتی کہ مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو خلق میں کسی کے لیئے ان کے بعد نہ ہو تو بیشک شیطان لعنؔ کو تم سب کو دکھا دیتا۔

آٹھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا حنین کی جانب روانہ ہوتے اثنائے راہ میں کچھ لوگ علم و رایت لیئے ہوتے واپس آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ ایک بہت بڑا سانپ ہماری راہ میں ایک پہاڑ کے مانند حائل ہے اور ہم اُدھر سے گزر نہیں سکتے۔ جب حضرتؐ اُس کے پاس تشریف لے گئے تو اُس نے سر اُٹھا کر کہا "السلام علیک یا رسولؐ اللہ"، میں ہیثم بن لمباع بن ابلیس ہوں آپؐ پر ایمان لایا ہوں اور اپنے اہلبیت میں سے دس ہزار افراد کو لایا ہوں تاکہ ان کافروں کے خلاف آپ کی مدد کروں حضرتؐ نے فرمایا راستہ سے الگ ہو جا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر ہماری داہنی طرف سے آ۔ یہ سُنکر اُس نے راستہ چھوڑ دیا اور مسلمان اُس طرف سے گزر گئے۔

نواں معجزہ۔ کتاب اختصاص میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن جناب امیرالمومنینؑ نمازِ عصر کے بعد مسجد کوفہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بلند قد و قامت کا شخص بدوؤں کے مانند حضرتؑ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ جناب امیرؑ نے پُوچھا وُہ جن کیا ہوا جو تیرے پاس آیا کرتا تھا اُس نے کہا یا امیرالمومنینؑ اب بھی برابر آتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اس کا قصّہ ان لوگوں کے سامنے بیان کر۔ اُس نے کہنا شروع کیا آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ایک رات میں یمن میں سویا ہوا تھا آدھی رات کو ایک جن آیا اور اپنے پیر سے میرے سر پر مارا اور کہا اُٹھ کر بیٹھو۔ میں ڈر کر اُٹھ بیٹھا۔ اُس نے کہا سُنو اور چند اشعار پڑھے جن کا یہ مطلب تھا مجھے جنوں پر اور اُن کے اُونٹوں پر سوار ہونے پر تعجب ہے جو مکہ کی جانب طلب ہدایت کیلئے روانہ ہیں حالانکہ تو غافل ہے اُٹھ اور تو بھی سامانِ سفر درست کر کے مکہ میں بہترین اولاد ہاشم کے پاس جا

اور اُس کی عظمت و حشمت کو ملاحظہ کر۔ جب یہ آواز ختم ہوئی میں نے دل میں کہا خدا کی قسم بنی ہاشم میں کوئی غیر معمولی واقعہ رُونما ہوا ہے یا ہونے والا ہے۔ غرض پھر تمام رات مجھ کو نیند نہ آئی۔ پھر تمام دن متفکر رہا۔ دوسری شب جب میں سویا تو پھر نصف شب کو ایک شخص نے آکر میرے سر پر ٹھوکر ماری اور کہا اُٹھ۔ جب اُٹھ کر بیٹھا تو اُس نے پھر چند شعر سُنائے جنکا مضمون وہی تھا جو بیان ہو چکا۔ اسی طرح تیسری شب کو بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ تو میں نے پُوچھا جس کے بارے میں تم کہتے ہو وہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا وہ مکہ میں ظاہر ہوا ہے اور لوگوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت کی دعوت دیتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں اُونٹ پر سوار ہوا اور مکہ کی جانب نکلا۔ جب مکہ میں داخل ہوا سب سے پہلے جس شخص سے ملاقات ہوئی وہ ابوسفیان گمراہ بڈھے سے۔ میں نے اس کو سلام کیا اور پُوچھا تمہارا کیا حال ہے اُس نے کہا فارغ البالی اور نعمت کی فراوانی مگر ابوطالبؑ کے یتیم نے ہمارے دین کو فاسد کر رکھا ہے۔ میں نے پوچھا اُس کا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا محمدؐ اور احمدؐ۔ میں نے پُوچھا وہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا خدیجہ دختر خویلد سے اُس نے نکاح کر لیا ہے اور اُسی کے گھر رہتا ہے میں نے یہ سُنکر ناقہ کا رُخ اُسی گھر کی جانب پھیر دیا۔ اور وہاں پہنچ کر ناقہ سے اُترا اور اُس کا پیر باندھ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ خدیجہؓ نے پُوچھا تم کون ہو میں نے کہا محمدؐ کہاں ہیں انہوں نے کہا تم لوگ اپنے کام کے واسطے ان کو ایک دم کیلئے نہیں چھوڑتے ہو کہ گھر میں قرار لیں اور انکو تکلیفیں اور آزار دیتے رہتے ہو یہانتک کہ تمہارے شر سے پریشان ہو کر اپنے گھر سے نکل گئے اور کہیں چلے گئے ہیں پھر بھی تم لوگ باز نہیں آتے۔ میں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے میں یمن سے آیا ہوں اس لیئے کہ شاید خدا اُن کے ذریعہ اور برکت سے مجھ پر احسان کرے اور میری ہدایت کرے۔ مجھ کو اُن کی ملاقات سے محروم نہ کرو۔ تو میں نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوتے سُنا کہ دروازہ کھول دو۔ غرض میں داخل خانہ ہوا میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرۂ اقدس سے نور ساطع ہو رہا تھا۔ جب حضرتؐ کی پُشت کی جانب پہنچا تو مُہر نبوت کو دیکھا میں نے اُس کو بوسہ دیا اور حضرتؐ کی مدح میں چند اشعار پڑھے اُنہی اشعار میں اُس جن کا اپنے پاس آنا اور آنحضرتؐ کی بعثت کی خوشخبری دینا بیان کیا تھا غرض میں مسلمان ہو گیا۔ حضرتؐ نے مجھ پر شفقت فرمائی اور مرحبا کہا پھر میں یمن کی جانب واپس گیا۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ اُس کا نام سواد بن قارب تھا وہ حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہو کر شہید ہوا۔

دسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے مازن بن عصفور سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی زمانہ میں ایک بُت کے نام پر میں نے ایک گوسفند کی قربانی کی تو اُس بُت سے آواز آئی کہ پیغمبر مرسل قبیلہ مضر میں مبعوث ہوا ہے لہٰذا پتھر کے بنائے ہوئے بُتوں کو چھوڑ دو۔ دوسرے روز پھر ایک گوسفند کو قربان کیا، پھر میں نے یہی آواز سُنی کہ ایک پیغمبرؐ مبعوث ہوا ہے اور ایک کتاب بھی لایا ہے۔

گیارہواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ تمیم داری شام کی منزلوں میں سے ایک منزل میں قیام پذیر ہوا۔ رات کو جب سونے لگا تو کہا میں آج رات اس وادی کے رہنے والوں کی پناہ میں ہوں اور یہ جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا کہ لوگ وادی کے جنّوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ ناگاہ میں نے ایک آواز سُنی کہ خدا سے پناہ طلب کر جن کسی کو پناہ نہیں دیتے۔ جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے بیشک تم میں

ایک پیغمبرؐ مبعوث ہوا ہے جس کی اقتدا میں حجون میں ہم نے نماز پڑھی ہے اور شیاطین کے مکر برطرف ہو گئے۔ اور جنوں کو آسمان سے تیر شہاب سے مار کر بھگا دیا گیا۔ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔

بارھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ بنی عذرہ کا ایک بُت تھا جس کو حمام کہتے تھے۔ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے لوگوں نے اُس بُت سے آواز سُنی کہ وہ کچھ اشعار پڑھ رہا تھا جنکا مضمون یہ تھا کہ اے فرزندان ہند بن حرام حق ظاہر ہوا۔ حمام ہلاک ہوا اور شرک کو اسلام نے دفع کر دیا۔ پھر چند روز کے بعد ایک شخص طارق نامی اُس بُت کے پاس آیا تا کہ اُس کو سجدہ کرے تو اُس سے آواز آئی کہ اے طارق پیغمبرؐ صادق وحی ناطق کے ساتھ مبعوث ہوا اور حق ظاہر کرنے والا تہامہ میں آ گیا۔ سلامتی اُس کے دوستوں کے لیئے ہے اور ندامت و پشیمانی اُس کو حقیر سمجھنے والوں کے حصّہ میں ہے۔ اب میں نے تم کو رُخصت کر دیا آئندہ قیامت تک مجھ سے کوئی آواز نہ سُنو گے۔ پھر وہ بُت مُنہ کے بَل گر پڑا اور ٹوٹ گیا۔ زید بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا، حضرتؐ نے فرمایا یہ کلام مومنین جن کا تھا۔ پھر حضرتؐ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں مسلمان ہو گیا۔

تیرہواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے خزیم بن فاتک اسدی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں وادیٔ ابرق تک اپنے اُونٹ چرایا کرتا تھا۔ وہاں میں نے ایک ہاتف کو سُنا جو کہہ رہا تھا کہ پیغمبرؐ خدا صاحب خیر و نیکی آ گئے جو سورۂ یٰسین اور حامیمات لاتے ہیں۔ میں نے پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں مالک بن مالک ہوں مجھے جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ نجد کی طرف بھیجا ہے۔ میں نے کہا اگر میرے اُونٹ کی کوئی حفاظت کرتا تو میں بھی جا کر حضرتؐ پر ایمان لاتا۔ اُس نے کہا میں حفاظت کرتا ہوں میں نے اُونٹوں کو وہیں چھوڑ دیا اور ایک اُونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کی جانب چلا۔ جب مدینہ کے دروازہ پر پہنچا جمعہ کا دن وال کا وقت تھا۔ میں اس انتظار میں ٹھہر گیا کہ انکی نماز ختم ہو جائے پھر اپنے اُونٹ کو بٹھایا۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا کہ تمکو رسُولؐ اللہ بُلاتے ہیں۔ میں مدینہ میں داخل ہوا جب حضرتؐ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ وہ بُوڑھا شخص کہاں گیا جو تیرے اُونٹوں کا ضامن ہوا تھا؟ میں نے عرض کی مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا اُس نے تیرے اُونٹوں کو صحیح و سلامت تیرے گھر والوں کے پاس پہنچا دیا۔ یہ سُنکر میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور آپؐ اُس کے رسُولؐ ہیں۔

چودھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک روز جناب عمر بیٹھے تھے ایک شخص اُن کے سامنے سے گزرا عمر نے کہا یہ کاہن ہے اور جنوں سے ربط ضبط رکھتا ہے۔ اُس نے کہا اے عمر خدا نے اسلام کے ذریعہ ہر جاہل کی ہدایت کی اور حق سے ہر باطل کو دفع کیا اور محمدؐ نے فقیروں کو غنی کر دیا اور قرآن کے ذریعہ ہر کجی کو سیدھا کر دیا۔ عمر نے پُوچھا کتنے عرصہ سے اپنے مصاحب جن سے تیری ملاقات نہیں ہوئی۔ اُس نے کہا میرے مسلمان ہونے سے پہلے وہ آیا تھا اور بیان کیا تھا کہ اے سلام حق ظاہر ہو گیا یہ خواب نہیں ہے اور صدائے اللہ اکبر بلند ہونے لگی اس سبب سے میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر وہ میرے پاس نہیں آیا۔ ایک شخص اور وہاں موجود تھا اُس نے بھی کہا میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ در پیش آیا۔ ایک روز ایک ہموار میدان میں گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ ناگاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ بھی گھوڑے پر سوار بہت تیزی کے ساتھ آ رہا تھا۔ وہ

ارے نزدیک پہنچا اور بولا اے احمدؐ اے احمدؐ خدا بلند تر اور بزرگ تر ہے اے احمدؐ جو کچھ نیکی کا خدا نے
پؐ سے وعدہ کیا تھا وُہ سب دے دیا یہ کہتا ہوا ہمارے پاس سے گزر گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا
ں دُو اشخاص کے ساتھ شام کی طرف جا رہا تھا ہم نے ایک بیابان میں قیام کیا جو نہایت ویران وسنسان
ا ناگاہ ایک سوار اور آگیا، اب ہم چار افراد ہو گئے اور سب بہت بھوکے تھے۔ دفعتہً ایک ہرن چرتا ہوا
اسے قریب آیا۔ میں نے جستت کر کے اُس ہرن کو پکڑ لیا۔ وُہ شخص جو ابھی آیا تھا بولا اس کو چھوڑ دو میں اکثر
ں راہ سے گزرا ہوں اور اس ہرن کو اسی جگہ برابر دیکھا ہے لیکن کوئی اس سے متعرض نہیں ہوتا۔ میں نے اُس
بات نہ مانی اور اُس ہرن کو باندھ دیا۔ جب رات کا وقت آیا اور کچھ حصّہ گزرا میں نے سُنا کہ کوئی کہہ رہا
ے کہ اے چاروں سوارو! اس ہرن کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے بچے یتیم ہیں۔ میں نے یہ سُنکر اُس ہرن کو رہا کر
ا اور شام کی جانب چلے گئے۔ واپس ہوتے تو پھر اسی مقام پر قیام کیا۔ وہاں ہمارے عقب سے ایک آواز
ائی دی جس نے آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دی[1]۔

بائیسواں باب[22]

ںورِ غیب سے آنحضرتؐ کا خبر دینا۔ حضرتؐ کے اس قسم کے معجزے بھی ربیان سے باہر ہیں اکثر ان میں سے اعجازِ قرآن کے باب میں مذکور ہوچکے کچھ تھوڑے سے یہاں بیان کئے جاتے ہیں

پہلا معجزہ - ابن طاؤس نے کتاب دلائل حمیری میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش کے کچھ
ـ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی کام سے آئے تھے۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کل
ش ہوگی۔ دوسرے روز تمام دنوں سے زیادہ ہوا صاف تھی۔ جب آفتاب بلند ہوا تو قریش کے رئیسوں میں
، ایک شخص نے آکر کہا کہ تم کو کیا فائدہ ملا ایسی بات کہنے سے جس سے تمہارا جھوٹ ظاہر ہوا۔ تم ہرگز ایسے
ں ہو کہ ایسی خبریں سُنا دو۔ ناگاہ ایک ابر بلند ہوا اور ایسی بارش ہوئی کہ اہلِ مدینہ فریاد کرنے لگے اور حضرتؐ
، استدعا کی کہ بارش رُک جائے۔ حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا اب ہمارے اطراف میں بارش کر اور مدینہ پر بارش

مؤلف فرماتے ہیں کہ جنوں کا آنحضرتؐ کی حقیقت کی خبر دینے کی روایتیں اور حکایتیں بے انتہا ہیں۔ بعض
ت میں نے بحار الانوار میں لکھے ہیں؛ اور جن وشیاطین کا سردارِ کائنات کے لیے مسخر ہونا انشاءاللہ امیر المومنین
السلام اور تمام آئمۂ اطہار صلوات اللہ علیہم کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

روک دے۔ تو مدینہ سے بارش رُک گئی اور اُس کے گرد بارش ہونے لگی۔

دوسرا معجزہ۔ حمیری نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عباسؓ سے اشرفیاں لے لیں جو اُن کے پاس تھیں اور فرمایا کہ اپنا فدیہ دیجئے۔ جناب عباسؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرے پاس ان اشرفیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جو کچھ آپ نے اپنی زوجہ ام الفضل کے پاس چھپا رکھا تھا وُہ کیا ہوا؟ یہ سُنکر جناب عباسؓ نے کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کیونکہ وُہ اشرفیاں جس وقت میں نے اُن کے حوالے کی تھیں سوائے خدا کے وہاں کوئی اور نہ تھا اُس وقت خدا نے حضرتؐ پر وحی کی کہ اے رسُولؐ ان اسیروں میں جو لوگ تمہارے دست ہیں اُن سے کہو کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی دیکھے گا تو تم کو اس سے بہتر عطا کرے گا جو کچھ فدیہ میں تم سے لے لیا گیا ہے چنانچہ آخر میں جناب عباس اس قدر مال دار ہوئے کہ بیسؔ غلام تجارت کرتے تھے اور اُن میں سے کسی کے پاس بیس ہزار درہم سے کم سرمایہ نہ تھا۔ اور یہ معجزہ متواتر ہے جس کی خاصہ وعامہ نے بطریق متعددہ روایت کی ہے

تیسرا معجزہ۔ راوندی اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کے پاس ایک جماعت آئی حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگ جس کام کے لیئے آئے ہو کہو تو بتا دُوں اور اگر چاہو تو خود ہی بیان کرو۔ انہوں نے کہا یا حضرتؐ آپ ہی بیان فرمایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم لوگ یہ پُوچھنے آئے ہو کہ نیکی کس سے کرنا چاہیئے لہٰذا نیکی کرنا اُسی کے ساتھ مناسب ہے جو صاحب حسب اور دیندار ہو۔ اور یہ پُوچھنا چاہتے ہو کہ عورتوں کے لیئے جہاد جائز ہے یا نہیں تو عورتوں کا جہاد اُن کے اپنے شوہروں سے نیک سلوک کرنا ہے۔ اور تم پُوچھنا چاہتے ہو کہ روزی کہاں سے ملتی ہے، تو خدا مومنوں کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اُن کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ چونکہ بندہ اپنی روزی کی سمت نہیں جانتا اسی لیئے بہت دُعائیں کرتا ہے۔

چوتھا معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے روایت کی ہے کہ ابوعقبہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا بتایئے کہ ہم کس غرض سے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ذوالقرنین کے بارے میں کچھ پُوچھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں سچ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ رُوم کے باشندوں میں سے خدا کے ایک مطیع بندہ تھے۔ خدا نے اُن کو بلندی عطا کی اور روئے زمین کی بادشاہی دے دی۔ اور مشرق سے مغرب آفتاب کے طلوع وغروب ہونے کے مقامات تک پہنچے اور یاجوج ماجوج سے حفاظت کے لیئے ایک دیوار بنائی۔ یہودیوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور توریت میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

پانچواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اگر تو کہے تو میں بتا دوں کہ تو کیا پُوچھنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا فرمایئے۔ آپؐ نے کہا تو میری عمر کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہے کہ کتنی ہوگی۔ اُس نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ آپؐ نے فرمایا تریسٹھ[۶۳] سال زندہ رہوں گا۔ اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے سچ کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو زبان سے تو اقرار کرتا ہے لیکن دل میں

ہمارے نزدیک پہنچا اور بولا اے احمدؐ اے احمدؐ خدا بلند تر اور بزرگ تر ہے اے احمدؐ جو کچھ نیکی کا خدا نے آپؐ سے وعدہ کیا تھا وُہ سب دے دیا یہ کہتا ہوا ہمارے پاس سے گزر گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا میں دو اشخاص کے ساتھ شام کی طرف جا رہا تھا ہم نے ایک بیابان میں قیام کیا جو نہایت ویران و سنسان تھا ناگاہ ایک سوار اور آگیا، اب ہم چار افراد ہو گئے اور سب بہت بھوکے تھے، دفعتہً ایک ہرن چرتا ہوا ہمارے قریب آیا۔ مَیں نے جسُت کر کے اُس ہرن کو پکڑ لیا۔ وُہ شخص جو ابھی آیا تھا بولا اس کو چھوڑ دو مَیں اکثر اس راہ سے گزرا ہوں اور اس ہرن کو اسی جگہ برابر دیکھا ہے لیکن کوئی اس سے متعرض نہیں ہوتا۔ مَیں نے اُس کی بات نہ مانی اور اُس ہرن کو باندھ دیا۔ جب رات کا وقت آیا اور کچھ حصّہ گزرا مَیں نے سُنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اے چاروں سوارو! اس ہرن کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے بچے یتیم ہیں۔ مَیں نے یہ سُنکر اُس ہرن کو رہا کر دیا اور شام کی جانب چلے گئے۔ واپس ہوتے تو پھر اسی مقام پر قیام کیا۔ وہاں ہمارے عقب سے ایک آواز سنائی دی جس نے آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دی[1]۔

بائیسواں[22] باب

امُورِ غیب سے آنحضرتؐ کا خبر دینا۔ حضرتؐ کے اس قسم کے معجزے بھی حدِ بیان سے باہر ہیں اکثر ان میں سے اعجازِ قرآن کے باب میں مذکور ہو چکے کچھ تھوڑے سے یہاں بیان کئے جاتے ہیں

پہلا معجزہ۔ ابن طاؤس نے کتاب دلائل حمیری میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی کام سے آتے تھے۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کل بارش ہوگی۔ دوسرے روز تمام دنوں سے زیادہ ہوا صاف تھی۔ جب آفتاب بلند ہوا تو قریش کے رئیسوں میں سے ایک شخص نے آکر کہا کہ تم کو کیا فائدہ ملا ایسی بات کہنے سے جس سے تمہارا جھوٹ ظاہر ہوا۔ تم ہرگز ایسے نہیں ہو کہ ایسی خبریں سُنا دو۔ ناگاہ ایک ابر بلند ہوا اور ایسی بارش ہوئی کہ اہلِ مدینہ فریاد کرنے لگے اور حضرتؐ سے استدعا کی کہ بارش رُک جائے حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا اب ہمارے اطراف میں بارش کر اور مدینہ پر بارش روک دے۔ تو مدینہ سے بارش رُک گئی اور اُس کے گرد بارش ہونے لگی۔

دوسرا معجزہ۔ حمیری نے لبسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عباسؓ سے اشرفیاں لے لیں جو اُن کے پاس تھیں اور فرمایا کہ اپنا فدیہ دیجئے۔ جناب عباسؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرے پاس ان اشرفیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جو کچھ آپ نے اپنی زوجہ ام الفضل کے پاس چھپا رکھا تھا وُہ کیا ہوا؟ یہ سُنکر جناب عباسؓ نے کہا مَیں خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کیونکہ وُہ اشرفیاں جس وقت مَیں نے اُن کے حوالے کی تھیں سوائے خدا کے وہاں کوئی اور نہ تھا اُس وقت خدا نے حضرتؐ پر وحی کی کہ اے رسُولؐ ان اسیروں میں جو لوگ تمہارے دست ہیں اُن سے کہو کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی دیکھے گا تو تم کو اس سے بہتر عطا کرے گا جو کچھ فدیہ میں تم سے لے لیا گیا ہے چنانچہ آخر میں جناب عباس اس قدر مالدار ہوئے کہ بیس[20] غلام تجارت کرتے تھے اور اُن میں سے کسی کے پاس بیس ہزار درہم سے کم سرمایہ نہ تھا۔ اور یہ معجزہ متواتر ہے جس کی خاصہ و عامہ نے بطرق متعددہ روایت کی ہے

تیسرا معجزہ۔ راوندی اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کے پاس ایک جماعت آئی حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگ جس کام کے لیئے آئے ہو کہو تو بتا دُوں اور اگر چاہو تو خود ہی بیان کرو۔ انہوں نے کہا یا حضرتؐ آپ ہی بیان فرمائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم لوگ یہ پُوچھنے آئے ہو کہ نیکی کس سے کرنا چاہیئے لہٰذا نیکی کرنا اُسی کے ساتھ مناسب ہے جو صاحب حسب اور دیندار ہو۔ اور یہ پُوچھنا چاہتے ہو کہ عورتوں کے لیئے جہاد جائز ہے یا نہیں تو عورتوں کا جہاد اُن کے اپنے شوہروں سے نیک سلوک کرنا ہے۔ اور تم پُوچھنا چاہتے ہو کہ روزی کہاں سے ملتی ہے، تو خدا مومنوں کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اُن کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ چونکہ بندہ اپنی روزی کی سمت نہیں جانتا اسی لیئے بہت دُعائیں کرتا ہے۔

چوتھا معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے روایت کی ہے کہ ابوعقبہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا بتائیے کہ ہم کس غرض سے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ذوالقرنین کے بارے میں کچھ پُوچھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں سچ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ رُوم کے باشندوں میں سے خدا کے ایک مطیع بندہ تھے۔ خدا نے اُن کو بلندی عطا کی اور روئے زمین کی بادشاہی دے دی۔ اور مشرق سے مغرب آفتاب کے طلوع و غروب ہونے کے مقامات تک پہنچے اور یاجوج ماجوج سے حفاظت کے لیئے ایک دیوار بنائی۔ یہودیوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور توریت میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

پانچواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا مَیں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اگر تو کہے تو مَیں بتا دوں کہ تو کیا پُوچھنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا فرمائیے۔ آپؐ نے کہا تو میری عمر کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہے کہ کتنی ہوگی۔ اُس نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ آپؐ نے فرمایا تریسٹھ[63] سال زندہ رہوں گا اُس نے کہا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے سچ کہا حضرتؐ نے فرمایا تو زبان سے تو اقرار کرتا ہے و دل میں

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ جنّوں کا آنحضرتؐ کی حقیقت کی خبر دینے کی روایتیں اور حکایتیں بے انتہا ہیں۔ بعض حالات میں نے بحار الانوار میں لکھے ہیں؛ اور جن و شیاطین کا سرورِ کائنات کے لیئے مسخر ہونا انشاء اللہ امیر المومنین علیہ السلام اور تمام آئمہٴ اطہار صلوات اللہ علیہم کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

ایمان نہیں رکھتا۔ ابن عباس کہتے ہیں خدا کی قسم جیسا حضورؐ نے فرمایا تھا صحیح تھا، وُہ منافق تھا۔ اور اُس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جب آخر عمر میں وُہ نابینا ہوگیا تھا ایک روز ایک مجمع میں ہم لوگ موجود تھے اور امیرالمومنینؑ بھی تھے، اذان ہونے لگی۔ جب مؤذن نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہا ابوسفیان بولا اس مجلس میں کوئی ایسا تو نہیں ہے جس کا لحاظ کیا جائے۔ ایک شخص نے کہا کوئی نہیں ہے۔ یہ سُنکر اُس ملعون نے کہا کہ دیکھو اس مرد ہاشمی کو کہ اپنا نام کہاں رکھا ہے۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا خدا تیری آنکھوں کو رولائے اے ابوسفیان خدا نے حضرتؐ کا نام ایسا بلند قرار دیا ہے کیونکہ وُہ خود ارشاد فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورۃ الم نشراح آیت پ ۳) "اے رسولؐ ہم نے تمہارا نام بلند کیا ہے۔" ابوسفیان نے کہا خدا اس کی آنکھوں کو رولائے جس نے کہا کہ یہاں کوئی نہیں ہے جس کا لحاظ کیا جائے اور میرے ساتھ مذاق کیا۔

چھٹا معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ جس وقت آنحضرتؐ کی رسالت کی خبر ہم کو پہنچی میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور سب میرے مطیع و فرمانبردار تھے میں نے سب کو چھوڑا اور خدا و رسولؐ کی خوشنودی اختیار کی اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب خدمت اقدس میں پہنچا تو اصحاب نے کہا کہ حضورؐ نے تمہارے آنے کی تین روز پہلے خوشخبری دے دی تھی اور فرما دیا تھا کہ عنقریب وائل بن حجر دور و دراز ملک حضرموت سے آنے والا ہے جو اسلام اور اطاعت خدا و رسولؐ کی جانب راغب ہے۔ اور وُہ بادشاہوں کی اولاد میں سے ہے۔ وائل کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسولؐ اللہ آپ کے ظہور کی خبر مجھے اُس وقت ملی جبکہ میں بادشاہ اور حشم و خدم کا مالک تھا۔ خدا نے مجھ پر احسان کیا کہ میں نے سب کو ترک کرکے خدا و رسولؐ کی اطاعت کی اور دینِ خدا اختیار کیا، اور ایمان لانے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو نے سچ کہا۔ خداوندا وائل کو اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو برکت عطا فرما۔

ساتواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کی خدمت میں چند قیدی حاضر کیئے گئے۔ حضرتؐ نے سوائے ایک شخص کے سب کے قتل کا حکم فرمایا۔ اُس شخص نے پوچھا مجھے کیوں آپؐ نے چھوڑ دیا؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی جانب سے جبرئیلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تجھ میں پانچ خصلتیں نیک ہیں۔ اپنے وقار میں سخت غیرت ہے، سخاوت ہے، خوش مزاجی ہے، سچائی اور شجاعت ہے۔ اُس شخص نے کہا واللہ ایسا ہی ہے اور وُہ مسلمان ہوگیا۔

آٹھواں معجزہ۔ ابن بابویہ، طبرسی اور راوندی نے بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کا ناقہ جنگ تبوک میں گم ہوگیا۔ منافقین کہنے لگے کہ ہم کو تو غیب کی باتیں بتاتے ہیں اور خود نہیں جانتے کہ ناقہ کہاں ہے۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور منافقوں کی گفتگو سے حضرتؐ کو آگاہ کیا اور بتایا کہ ناقہ فلاں درّہ میں ہے اور اس کی مہار فلاں درخت میں لپٹ گئی ہے۔ حضرتؐ نے منادی کرائی اور لوگوں کو جمع کیا۔ پھر فرمایا کہ میرا ناقہ فلاں مقام پر ہے۔ لوگ دوڑتے ہوئے گئے اور ناقہ وہاں سے لے آئے۔

نواں معجزہ۔ صفار وغیرہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غارِ ثور میں تشریف لے گئے حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ اور غار میں کفار کے خوف سے مضطرب ہوئے تو حضرتؐ

نے ان کی تسلّی خاطر کے لیئے فرمایا کہ میں جعفر طیار کی کشتی دیکھ رہا ہوں کہ دریا میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ ابوبکر نے پوچھا یارسولؐ اللہ کیا آپ درحقیقت دیکھ رہے ہیں فرمایا ہاں۔ عرض کی کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے بھی دکھا دیں فرمایا میرے پاس آؤ اور ان کی آنکھوں پر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا اور فرمایا اب دیکھو جب انہوں نے دیکھا تو کشتی اُسی طرح دریا میں نظر آئی۔ پھر فرمایا اب مدینہ کی طرف دیکھو۔ جب اُنہوں نے دیکھا تو انصار اپنی مجلس میں بیٹھے نظر آئے جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اُس وقت اُن کے دل میں گزرا کہ اب مجھے یقین ہوگیا کہ یہ جادوگر ہیں۔ حضرتؐ نے بطور استہزا فرمایا تمہارے ایسا صدیق کون ہے۔ یعنی تم زندیق ہو صدیق نہیں ہو۔

دسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی نظیر کے یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ اُن میں سے ایک شخص چپکے سے کوٹھے پر گیا تا کہ حضرتؐ پر ایک بڑا پتھر پھینکے، جبرئیلؑ نے آپؐ کو اطلاع دے دی۔ حضرتؐ اُٹھ کر مدینہ واپس آئے اور لوگوں کو اُن کے ارادہ سے آگاہ فرمایا۔ اور خدا نے اُس شخص پر جس نے ایسا ارادہ کیا تھا اُس کے ایک عزیز کو اُبھارا تو اُس نے اُسکو قتل کر دیا۔

گیارھواں معجزہ۔ خاصہ اور عامہ نے بطریق متواترہ روایت کی ہے کہ حاطب بن بلتعہ نے پیغمبرؐ کے فتح مکّہ کے ارادہ سے روانہ ہونے کی خبر اہلِ مکّہ کو چپکے سے لکھ کر ایک عورت کے ہاتھ روانہ کی جسکی اطلاع کسی کو نہ تھی۔ جناب جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو اس کی اس حرکت سے آگاہ کر دیا۔ رسالتمآبؐ نے جناب امیرؑ اور زبیرؓ اور مقدادؓ کو بھیجا کہ نخلستان خاخ کی طرف جاؤ وہاں ایک عورت ہے جس کے پاس حاطب کا خط ہے جو اُس نے مشرکینِ مکّہ کو لکھا ہے۔ جب یہ حضرات وہاں پہنچے اُس عورت کو دیکھا، مقدادؓ و زبیرؓ نے ہر چند اُس کی تلاشی لی مگر خط نہ ملا اور وُہ عورت انکار کرتی رہی۔ ان لوگوں نے کہا اس کے پاس خط نہیں ہے واپس چلو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا ہے کہ خط اس کے پاس ہے اور تم لوگ کہتے ہو کہ ہم کو اسکے پاس نہیں ملتا۔ پھر اپنی تلوار کھینچ کر اُس کی جانب بڑھے اور فرمایا خط نکال کر دیدے ورنہ قتل کر دُونگا۔ تو اُس عورت نے اپنی کمر یا اپنے گیسوؤں سے خط نکال کر حضرتؑ کو دیا۔ جب وُہ خط لے کر حضرتؐ کے پاس آئے آپؐ نے حاطب سے پُوچھا کہ تُو نے ایسا کیوں کیا تُو نے اپنے واسطے جہنّم میں ایندھن تیار کیا۔ اُس نے کہا یارسولؐ اللہ میں کافر نہیں ہوا ہوں لیکن مجھ پر ان لوگوں کا کچھ حق ہے میں نے چاہا کہ اس طرح اُن کے حق سے سبکدوش ہو جاؤں۔ حضرتؐ نے انتہائی حلم کے سبب اُس کا عذر مان لیا۔

بارھواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب سرورِ کائناتؐ نے کسی سفر میں جناب عمارؓ کو پانی لانے کے واسطے بھیجا لیکن شیطان ملعون ایک سیاہ غلام کی شکل میں مانع ہوا۔ جناب عمارؓ نے تین مرتبہ اُس کو زمین پر پٹکا۔ حضرتؐ نے عمارؓ کے آنے سے پہلے لوگوں سے بیان کر دیا کہ شیطان لعین عمارؓ سے متعرض ہوا اور خدا نے اُن کو اُس ملعون پر فتح عنایت فرمائی۔ جب عمارؓ واپس آئے تو حضرتؐ کے بیان کے مطابق لوگوں سے واقعہ بیان کیا۔

تیرھواں معجزہ۔ راوندی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک جنگ کے لیئے ہم لوگ روانہ ہوئے اور ہم نو اشخاص آپس میں رفیق تھے اور ہم نے کاموں کو باہم تقسیم کرلیا تھا۔ ہم میں سے ایک شخص تین شخصوں کے برابر کام کیا کرتا تھا۔ ہم لوگ اُس سے بہت خوش تھے۔ جب آنحضرتؐ سے اُس کا حال بیان کیا، حضرتؐ نے فرمایا وُہ جہنم والوں میں سے ہے۔ جب ہم لوگ دشمن سے جنگ میں مشغول ہوئے اُس شخص نے تیر نکالا اور اُس سے اپنے کو مار ڈالا۔ جب یہ خبر حضرتؐ کو دی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کا بندہ اور رسُول ہوں اور میری بیان کی ہوئی خبر غلط نہیں ہوسکتی۔

چودھواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ابو دردؓا جاہلیت کے زمانہ میں ایک بُت کی پرستش کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ بغیر اطلاع ان کے گھر میں داخل ہوگئے اور اُن کے بُت کو توڑ ڈالا۔ جب ابو دردؓا گھر میں آئے تو اپنی زوجہ سے پُوچھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ وُہ بولیں کہ مجھے نہیں معلوم۔ میں نے ایک آواز سُنی جب یہاں آئی تو کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر کہنے لگیں کہ اگر اس بُت میں کچھ قوّت ہوتی تو پہلے یہ خود محفوظ رہتا اور دفع ضرر کرتا۔ ابو دردا نے کہا سچ کہا۔ میرے کپڑے لاؤ۔ غرض لباس تبدیل کرکے روانہ ہوئے تاکہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوں لیکن قبل اس کے کہ وُہ حضورؐ کے پاس پہنچیں آنحضرتؐ نے فرمایا ابو دردا ایمان لانے کے ارادہ سے آرہے ہیں۔ اسی اثنا میں وُہ آگئے اور مسلمان ہوئے۔

پندرھواں معجزہ۔ علمائے شیعہ نے بطرق متعددہ روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی اُن تمام آزار کی جو اُن کو عثمان سے پہنچے اور فرمایا کہ اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تم کو تمہارے مقام سے علیحدہ کریں گے۔ عرض کی میں مسجد الحرام میں پناہ لوں گا۔ فرمایا اگر وہاں سے بھی تم کو نکال دیا جائے تو کیا کروگے؟ عرض کی شام کی جانب چلا جاؤں گا۔ فرمایا اگر وہاں سے بھی نکال دیں؟ عرض کی تلوار کھینچ لوں گا یہانتک کہ مارا جاؤں۔ فرمایا ایسا نہ کرنا بلکہ صبر کرنا کیونکہ تم کو تنہائی میں کچھ زندگی گزارنا پڑے گی؛ تنہائی میں تمہاری موت واقع ہوگی، اور اہلِ عراق کا ایک گروہ تم کو غسل وکفن دے گا اور دفن کرے گا۔ جناب ابوذرؓ کے حالات میں انشاءاللہ بہت سی حدیثیں مذکور ہونگی۔

سولھواں معجزہ۔ خاصّہ اور عامہ کے طریقوں سے متواتر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ سب سے پہلے میرے اہلبیتؑ میں سے جو مجھ سے ملحق ہوگا وُہ تم ہوگی۔ (یعنی آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سب سے پہلے اہلبیتؑ میں سے جناب فاطمہؑ کی وفات ہوگی)۔

سترھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن صوحان سے فرمایا کہ تمہارے بہشت میں پہنچنے سے پہلے تمہارا ایک عضو بہشت میں پہنچ جائے گا۔ چنانچہ جنگ نہاوند میں اُن کا ہاتھ قطع ہوگیا تھا۔

اٹھارھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ام ورقہ انصاریہ کو آنحضرتؐ شہیدہ فرمایا کرتے تھے چنانچہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد اُن کی کنیز اور اُن کے غلام نے اُن کو شہید کردیا۔

اُنیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد بن حنفیہ کی پیشینگوئی کی اور فرمایا کہ میں نے اپنا نام اور کنیت اُس کو بخش دیا۔

بیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نے فصد کھلوائی اور خون عبداللہ بن زبیر کو دیا کہ پھینک دو۔ عبداللہ لے کر باہر آئے اور وُہ خُون پی گئے۔ حضرتؐ کے پاس واپس آئے تو آپؐ نے فرمایا مجھے گمان ہے کہ تم خون کو پی گئے۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا تم بادشاہ ہوجاؤ گے اور افسوس ہے تمہارے بارے میں لوگوں پر اور لوگوں کے بارے میں تم پر۔

اکیسواں معجزہ۔ شیعہ وسُنّی ہر ایک کے طریقہ سے متواتر ہے کہ آنحضرتؐ نے پیشینگوئی فرمادی تھی کہ میری ایک زوجہ اُونٹ پر سوار ہوکر نکلے گی اُس اُونٹ کے جسم پر بال بہت ہوں گے۔ وُہ میرے وصی سے جنگ کے ارادہ سے جاتی ہوگی جب منزل حوَاب پر پہنچے گی اُس پر راستہ کے کُتے بھونکیں گے۔ جب جناب عائشہ ویسے ہی اُونٹ پر امیر المومنینؑ سے جنگ کے لیئے روانہ ہوئیں اور مقامِ حوَاب پر پہنچیں تو کتّے بھونکنے لگے۔

بائیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ کے طریقوں سے متواتر ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جناب عمارؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں اینٹیں لگا رہے تھے۔ حضرتؐ نے اُن کے سینہ پر سے مٹی صاف کرکے فرمایا اے عمارؓ تم کو باغی گروہ قتل کرے گا جو اپنے امام زمانہ پر خروج کرے گا اور وُہ سب ظالم ہوں گے؛ اور دُنیا میں تمہاری آخری خوراک دُودھ کا شربت ہوگا اور یہ سب واقع ہوا۔

تیئسواں معجزہ۔ فریقین میں متواتر روایت ہے کہ متعدد موقعوں پر آنحضرتؐ نے شہادت صاحب ذوالفقار وکرار غیر فرار کی خبر دی اور فرمایا کہ تمہاری داڑھی خون سے رنگین ہوگی۔ اسی سبب سے جناب امیرؑ خضاب نہیں کرتے تھے اور اس وعدہ کے منتظر تھے۔

چوبیسواں معجزہ۔ متواتر ہے کہ حضرت سرورِ کائناتؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ عنقریب تم تین گروہ سے جنگ کروگے۔ پہلا وُہ گروہ ہے جو تم سے بیعت کرے گا اور پھر توڑ ڈالے گا یعنی طلحہ و زبیر۔ دُوسرا گروہ جور وظلم کے ساتھ تم پر خروج کرے گا یعنی معاویہ اور اُس کے ساتھی۔ تیسرا گروہ خارجیوں کا ہے جو دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے باہر نکل جاتا ہے۔ اور بار بار فرماتے تھے کہ اے علیؑ تم میرے بعد تاویل قرآن پر اُسی طرح جنگ کروگے جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے۔

پچیسواں معجزہ۔ متواترات سے یہ خبر ہے کہ آنحضرتؐ نے متعدد بار امام حسین علیہ السلام اور اُن کے اصحاب واعزا کی شہادت کی خبر دی ہے۔ اور مقامِ شہادت بھی بتادیا اور خاکِ کربلا اُم سلمہ کو دی تھی یہ کہہ کر کہ حضرتؑ کی شہادت کے وقت یہ مٹی خون ہوجائے گی۔

چھبیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ نے بطریق بسیار روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے جناب امام رضا علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا کہ وُہ خراسان میں دفن ہوں گے۔

ستائیسواں معجزہ۔ متعدد طریقوں سے ابوسعید خدری وغیرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ قبیلۂ تمیم کے ایک شخص نے کہا انصاف کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ ایک صحابی نے کہا یا حضرت اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اُڑا دوں حضرتؐ نے فرمایا جانے دو۔ یقیناً اس کے ساتھی کچھ ایسے ہوں گے جنکی نماز و روزہ کے مقابلہ میں تم اپنے نماز اور روزہ کو حقیر سمجھو گے۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کا سردار ایک بڑی آنکھوں والا شخص ہوگا جس کا مُنہ سیاہ ہوگا اور اُس کے عورتوں کی طرح پستان ہونگے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نہروان میں خوارج سے جنگ کے موقع پر حضرت امیرالمومنینؑ کے ساتھ تھا، ان کے کشتوں میں سے اُس شخص کو نکالا گیا تو اُس میں وُہ تمام علامات دیکھے گئے جو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے تھے۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے بغداد آباد ہونے کی خبر دی تھی۔

انتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی کہ دو روز سے میں بھُوکا ہوں حضرتؐ نے فرمایا بازار میں جاؤ۔ دُوسرے روز پھر اُس نے آکر کہا میں کل بازار گیا تھا وہاں کوئی چیز نہ ملی، رات کو بھی میں بھُوکا سو رہا۔ فرمایا بازار میں جاؤ۔ وُہ شخص بازار میں گیا تو ایک قافلہ کو دیکھا جو بہت سامان لایا ہے۔ اُس میں سے اُس نے کچھ خرید کیا۔ لوگوں نے اس سے اُس سامان کو ایک اشرفی نفع دے کر خرید لیا، وُہ اشرفی لے کر گھر آیا۔ دُوسرے روز پھر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی مجھے کچھ نہ ملا۔ حضرتؐ نے فرمایا فلاں قافلہ سے تُو نے سامان خرید کیا اُس کو فروخت کرکے ایک دینار نفع کمایا۔ اُس نے کہا ہاں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو جھوٹ کیوں بولا؟ اُس نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں۔ میں نے اس لئے انکار کیا تاکہ معلوم کروں کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں آپ کو معلوم ہو جاتا ہے یا نہیں، اور آپؐ کی پیغمبری کے بارے میں میرا یقین زیادہ ہو جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور اُن سے کچھ سوال نہیں کرتا خدا اُس کو غنی کر دیتا ہے اور جو شخص اپنے واسطے سوال کا ایک دروازہ کھولتا ہے خداوند عالم اُس کے لئے فقر کے ستّر دروازے کھول دیتا ہے جنکو کوئی طاقت بند نہیں کر سکتی۔ پھر اس کے بعد اُس شخص نے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا، اور اسکی زندگی بہتر گزری۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی نے بسند معتبر جعفر جعفی سے اُنہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں جا رہے تھے، راستہ میں دیکھا کہ جناب امیرؑ اور زبیر کھڑے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے زبیر علیؑ سے کیا کہتے ہو۔ واللہ اہلِ عرب سے پہلے جو شخص علیؑ سے بیعت کرکے توڑے گا وُہ تم ہوگے۔

اکتیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اکیدر کے گرفتار کرنے کے لئے لشکر بھیجا فرما دیا تھا کہ جب تم لوگ وہاں پہنچو گے تو وُہ پہاڑی گائے کے شکار میں مشغول ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بتیسواں معجزہ۔ جب حضرتؐ نے معاذ بن جبل کو یمن بھیجا فرمایا اب آئندہ مجھ سے ملاقات نہ ہوگی، اور

ایسا ہی ہوا۔

تینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بنی مصطلق کے غزوہ میں سخت آندھی اُٹھی تو حضرتؐ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ مدینہ میں ایک منافق جہنم واصل ہوا ہے۔ جب مدینہ میں لوگ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید کا جو بڑے منافقین میں سے تھا انتقال ہو گیا۔

چونتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیس عُرینہ بجلی کو خط لکھ کر طلب فرمایا۔ وُہ خویلد بن حارث کلبی کے ساتھ آیا۔ جب وُہ مدینہ کے قریب پہنچے، خویلد حضرتؐ کی خدمت میں آنے سے ڈرا۔ قیس نے کہا اگر تجھ کو خوف ہے تو اسی پہاڑ پر میرے آنے تک قیام کر اگر میں دیکھونگا کہ حضرتؐ کا تجھ کو آزار پہنچانے کا ارادہ نہیں ہے تو تجھ کو اطلاع دُونگا۔ غرض وُہ مدینہ میں آیا اور جب مسجد میں پہنچا تو عرض کی یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں امین ہوں؟ فرمایا ہاں میں نے تجھ کو اور تیرے ساتھی کو بھی امان دی جو فلاں پہاڑ پر ٹھہرا ہوا ہے۔ قیس نے یہ سُنتے ہی کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ پھر آنحضرتؐ سے بیعت کی اور کسی کو بھیج کر خویلد کو بُلایا، وُہ بھی آکر مسلمان ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا اگر تمہاری قوم تم سے برگشتہ ہو جائے گی تو خدا و رسُولؐ تمہارے واسطے کافی ہیں۔

پینتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور راوندی اور کلینی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا یا حضرتؐ میں مدینہ سے دل تنگ ہو چکا ہوں اجازت دیجئے کہ میں اپنے برادر زادے کو لے کر غابہ چلا جاؤں جو حجاز میں ایک موضع ہے۔ فرمایا اگر چاہو تو چلے جاؤ لیکن مجھے خوف ہے کہ عرب کا ایک قبیلہ تم کو لُوٹ لے گا اور تمہارے بھتیجے کو قتل کر دے گا اور تم میرے پاس آکر اپنے عصا پر تکیہ کئے ہوئے کہو گے کہ میرے بھتیجے کو مار ڈالا اور میرے گلہ کو لُوٹ لے گئے اور میرے بھتیجے کی گوسفندیں بھی لے گئے۔ غرض جناب ابوذرؓ اُس موضع میں گئے۔ بنی فزارہ نے اُن کو لُوٹ لیا اور اُن کے مویشی لے گئے، اور اُن کے بھتیجے کو قتل کر دیا۔ وُہ حضرتؐ کے پاس واپس آئے، اپنے عصا پر تکیہ کرکے کھڑے ہو گئے اُن کو بھی کچھ زخم آئے تھے اور کہا خدا و رسُولؐ نے سچ کہا تھا اور آپ نے جو کچھ فرمایا تھا سب واقع ہوا۔

چھتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ ذات الرقاع میں ایک شخص کو دیکھا جو قبیلۂ محارب کا تھا اس کا نام عاصم تھا۔ اُس نے پُوچھا کیا آپ غیب بھی جانتے ہیں؟ فرمایا غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اُس ملعون نے کہا میں اس اُونٹ کو تمہارے خدا سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے اپنے علمِ غیب سے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے چہرے کے نیچے کے حصّہ میں ایک زخم پیدا ہو جائے گا جو تیرے دماغ تک پہنچے گا اور اُسی زخم کے سبب تُو جہنم واصل ہوگا۔ جب وُہ اپنے قبیلہ میں واپس آیا اُس کی ٹھوڑی میں ایک زخم پیدا ہوا اور دماغ تک پہنچا۔ وُہ کہتا تھا کہ اُس قریشی نے سچ کہا تھا۔ آخر جہنم واصل ہوا۔

سینتیسواں معجزہ۔ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے

چچا عباسؓ سے فرمایا افسوس ہے میری اولاد پر تمہاری اولاد سے بڑے مظالم ہوں گے۔ عباس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر آپ کہیں تو میں اپنے کو خصی کر لوں تاکہ کوئی فرزند ہی پیدا نہ ہو۔ فرمایا یہ امر مقدر ہو چکا ہے۔

اڑتیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ کے طریقوں سے متواتر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ بنی اُمیہ ہزار مہینے تک بادشاہی کریں گے، اور اُن کے کفر وضلالت اور بدعتوں سے لوگوں کو آگاہ فرما دیا تھا۔

اُنتالیسواں معجزہ۔ خاص وعام کے طریق سے متواتر ہے کہ اُس عہدنامہ کے بارے میں جو قریش نے نبیؐ کی عداوت پر اتفاق کر کے لکھا تھا کہ اُن سے ترک تعلقات کر دیں گے اور کعبہ کے دروازہ پر چسپاں کر دیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُس کو سوائے نامِ خدا کے دیمک نے کھا لیا جیسا کہ اس کے بعد بیان ہوگا۔

چالیسواں معجزہ۔ ابن قولویہ، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور جناب امیرؑ وحضرت فاطمہؑ اور حضرات حسنین علیہم السلام بھی موجود تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم لوگوں کی قبریں مختلف مقامات پر ہوں گی۔ امام حسینؑ نے پوچھا کیا میں اپنی موت سے مروں گا یا مارا جاؤں گا؟ حضرتؐ نے فرمایا اے نورِ نظر تم ظلم وستم سے شہید کیے جاؤ گے اور تمہارے بھائی بھی۔ تمہارے باپ بھی اور تمہاری اولاد دنیا میں ستم رسیدہ ہوگی۔ امام حسینؑ نے عرض کی کیا ہماری ایسی پراگندگی کے سبب کوئی ہماری قبروں کی زیارت بھی کرے گا؟ حضرتؐ نے فرمایا ہاں ہماری اُمت کا ایک گروہ، ہمارے ساتھ نیکی ومحبت کے سبب سے تمہاری زیارت کرتا رہے گا اور قیامت کے روز میں اُن کو ہول ومصیبتوں سے نجات دلاؤں گا۔

اکتالیسواں معجزہ۔ ابن طاؤس نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرتؐ نے فرمایا حضرموت سے نو اشخاص آنے والے ہیں جن میں سے چھ اشخاص مسلمان ہوں گے۔ یہ سُن کر اور لوگ جو موجود تھے شک کرنے لگے۔ میں نے کہا خدا ورسولؐ کا ارشاد سچ ہے اور بلاشبہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ یا رسولؐ اللہ آپ نے فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم صدیق اکبر، مومنوں کے بادشاہ اور پیشوا ہو۔ تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں، وہ سب کچھ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں۔ سب سے پہلے جو مجھ پر ایمان لایا وہ تم ہو۔ خدا نے تم کو ایسا ہی خلق فرمایا ہے اور شک اور گمراہی کو تم سے دُور رکھا ہے۔ تم ہی لوگوں کے ہادی اور میرے سچے وزیر ہو۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ دُوسرے روز آنحضرتؐ بدستور اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے میں آنحضرتؐ کی داہنی جانب بیٹھا تھا کہ نو اشخاص آئے اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ اور کہا اے محمدؐ ہم سے اسلام کے بارے میں بیان کیجئے۔ غرض چھ اشخاص مسلمان ہوئے اور تین افراد اپنے کفر پر باقی رہے حضرتؐ نے اُن تینوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ تو بہت جلد بجلی گرنے سے مرے گا اور دُوسرے سے فرمایا کہ تجھ کو سانپ کاٹے گا اور تو مر جائے گا اور تیسرے سے فرمایا تو اپنے اُونٹوں کے چرانے کیلئے

گھر سے نکلے گا اور فلاں گروہ تجھ کو قتل کرے گا۔ چند دنوں کے بعد وُہ لوگ جو مسلمان ہوئے تھے واپس آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ وُہ تینوں اشخاص اُسی طرح مرے جس طرح آپ نے اُن کو بتایا تھا، اور ہمارے یقین میں اور اضافہ ہو گیا کہ آپ سچے ہیں اور اب ہم اس لیئے آئے ہیں کہ اپنے اسلام کو تازہ کریں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ زندوں اور مُردوں پر امین ہیں۔

بیالیسواں معجزہ۔ طبرسی وغیرہ محدثین نے عائشہ وغیرہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء کے قتل کیئے جانے کی خبر دی تھی کہ وُہ معاویہ کے ظلم وستم سے شہید ہوں گے۔

تینتالیسواں معجزہ۔ طبری وغیرہم محدثین خاصہ وعامہ نے ابوایوب بن بشیر سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ مدینہ کی پہاڑیوں پر جا کر کھڑے ہوتے اور فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ حضرتؐ کے اصحاب کے چہرے فق ہو گئے۔ وُہ سمجھے کہ اُن پر کوئی حادثہ ہونے والا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے نیک اصحاب اس حرہ میں شہید ہوں گے۔ یزید علیہ اللعنۃ نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ تاراج کرنے کے لیئے سنہ ۶۳ھ میں بھیجا اُس نے کئی ہزار اشخاص کو صحابہؓ میں سے اُسی حرہ میں قتل کیا جن میں سات سو قاریانِ قرآن تھے۔

چوالیسواں معجزہ۔ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عباس اور زید بن ارقم کے نابینا ہونے کی خبر دی تھی۔

پینتالیسواں معجزہ۔ طبرسی وغیرہ نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ اُم سلمہ کے بھائی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا، اُنھوں نے اُس کا نام ولید رکھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے لڑکوں کے نام اپنے فرعونوں کے نام پر مت رکھو اس کا نام بدل دو۔ یقیناً میری اُمت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔ وُہ میری اُمت کے لیئے فرعون سے بدتر ہوگا۔ چنانچہ ولید بن یزید پیدا ہوا اور وُہ آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق ثابت ہوا۔

چھیالیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ نے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو خبر دی کہ جب فرزندانِ ابی العاص کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وُہ دینِ خدا میں فساد پیدا کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنائیں گے اور خدا کے مال میں تصرف کریں گے اور مروان کے بارے میں فرمایا کہ وُہ چار ظالموں کا باپ ہوگا۔

سینتالیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو نجاشی بادشاہ کے مرنے کی اطلاع دی اور حضرتؐ نے لوگوں کو بقیع میں جمع کیا اور اُس کی میت کی نماز پڑھی اور اُس کے جنازہ کو دیکھا اُس کے بعد اطلاع آئی کہ اُس کا اُسی روز انتقال ہوا تھا۔

اڑتالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جس روز یمن میں اسود بن عنسی قتل ہوئے حضرتؐ نے اُن کے قتل ہونے اور قتل کرنے والے سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

انچاسواں معجزہ۔ بطریق متعدد منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ نے جناب جعفر طیار کو جنگ تبوک[۱] کے لیے روانہ فرمایا تو اسی درمیان میں ایک روز خبر دی کہ اس وقت زید بن حارثہ شہید ہو گئے اور جعفر نے علم سنبھال لیا۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ اب جعفر کے ہاتھ قطع کیے گئے اور اب وُہ بھی شہید ہو گئے اور خدا نے دو پران کو عنایت فرمائے جن سے وُہ بہشت میں پرواز کریں گے اور اب عبداللہ بن رواحہ نے علم اُٹھایا؛ اور وُہ بھی شہید ہو گئے۔ اور اب علم کو خالد نے لیا اور اب دشمن بھاگ گئے۔ پھر اُسی وقت اُٹھے اور جعفر کے گھر گئے اُن کے بچّوں کو بلایا اور تعزیت ادا فرمائی۔

پچاسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ بن مالک کے ہاتھوں کو دیکھا جو پتلے اور بالوں سے بھرے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ اپنے ہاتھوں میں بادشاہِ عجم کے ہاتھوں کے کڑے پہنو گے۔ چنانچہ عمر کے زمانہ میں مدائن فتح ہوا، عمر نے اس کو بُلا کر بادشاہِ عجم کے کڑے پہنائے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ جب مدائن کو فتح کرنا قبطیوں کو قتل مت کرنا کیونکہ ماریہ ابراہیمؑ کی ماں اُسی قبیلہ سے ہے۔ پھر فرمایا کہ رُوم فتح کرو گے۔ جب فتح کرنا تو اُس کلیسہ کو جو شرقی جانب ہے مسجد بنا دینا۔

اکاونواں معجزہ۔ بطریق خاصہ وعامہ متواتر ہے کہ آنحضرتؐ نے خیبر میں علم ابوبکر کو دے کر جنگ کیلئے بھیجا وُہ ناکام واپس آئے تو علم دے کر عمر کو بھیجا۔ وُہ بھی ناکام واپس آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کل یَں علم اُس کو دُوں گا جو خدا و رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسُولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وُہ بڑھ بڑھ کے حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں۔ خدا اُس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر دوسرے روز امیرالمومنینؑ کو عَلَم دیا اور جناب امیرؑ نے فتح کیا۔

باونواں معجزہ۔ متواتر ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے جس کی رات کو آپؐ معراج میں گئے تھے اپنے معراج میں جانے کی خبر دی اور فرمایا کہ فلاں قافلۂ قریش کو فلاں مقام پر مَیں نے دیکھا۔ اُن کا اُونٹ بھاگ گیا تھا۔ اور چند نشانیاں بیان فرمائیں۔ اور فرمایا کہ وُہ قافلۂ فلاں روز طلوعِ آفتاب کے وقت یہاں پہنچے گا۔ اور وُہ سب واقع ہُوا۔

ترپنواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور دُوسرے محدثین نے رُوایت کی ہے کہ قبیلۂ بنولحیان نے حبیب بن عدی کو اسیر کرکے اہلِ مکّہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب اُن لوگوں نے اُن کو دار پر کھینچا تو وُہ بولے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔ حضرتؐ اُس وقت مدینہ میں اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے، آپؐ نے فرمایا وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ اور گریہ فرمایا۔ اور فرمایا حبیب مجھے مکّہ میں سلام کر رہے ہیں۔ قریش نے اُن کو مار ڈالا۔

چونواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک سائل نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر کچھ سوال کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھو ملتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور اُس نے ایک تھیلی آنحضرتؐ کے سامنے ڈال دی اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ چار سو درہم ہیں ان کو مستحقین کو دے دیجیے۔ حضرتؐ نے سائل

[۱] لفظ تبوک سہواً درج ہو گیا ہے کیونکہ جناب جعفر جنگ موتہ میں شہید ہوئے جو ۸ھ میں ہوئی اور جنگ تبوک ۹ھ میں واقع ہوئی

سے فرمایا ان اشرفیوں کو لے لے۔ صاحب مال نے کہا یا رسُولؐ اللہ یہ اشرفیاں نہیں ہیں بلکہ درہم (چاندی کے سکّے) ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے جھُوٹا مت کہو کیونکہ خدا نے مجھے راست گو فرمایا ہے۔ غرض تھیلی کھولی گئی تو اُس میں سے چار سو اشرفیاں یعنی سونے کے سکّے برآمد ہوئے۔ صاحبِ مال کو تعجب ہُوا اور اُس نے کہا خدا کی قسم مَیں نے اس تھیلی میں چاندی کے سکّے رکھے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے، لیکن چونکہ میری زبان سے دینار نکل گئے تھے، خدا نے اِن کو دینار ہی بنا دیا۔

پچپنواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ ابوایوب انصاری کو لشکرِ اسلام نے خلیج قسطنطنیہ میں دیکھا، پُوچھا کوئی حاجت ہو تو بیان کیجیے۔ اُنہوں نے کہا تمہاری دُنیا سے کوئی حاجت نہیں رکھتا؛ صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جب مَیں مر جاؤں تو مجھے کافروں کے شہر میں لے جانا اگر ممکن ہو۔ کیونکہ مَیں نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ میرے اصحاب میں سے ایک نیک مرد قسطنطنیہ میں دفن ہوگا؛ مجھے اُمید ہے کہ مَیں ہی وُہ شخص ہُوں گا۔ چنانچہ ابوایوبؓ کا انتقال ہو گیا۔ اور اہلِ لشکر جہاد کر رہے تھے اور اُن کے جنازہ کو لشکر کے آگے لیے ہوئے تھے۔ بادشاہ فرنگ نے کسی کو بھیج کر دریافت کرایا کہ یہ جنازہ کیسا ہے جس کو تم لشکر کے آگے لیے ہوئے آ رہے ہو۔ اُنہوں نے کہا یہ صحابۂ پیغمبرؐ میں سے ایک بزرگ ہیں جنہوں نے وصیت کی ہے کہ ہم ان کو تمہارے شہر میں دفن کریں۔ بادشاہ نے کہا جب تم دفن کرکے واپس چلے جاؤ گے تو ہم اس کو باہر نکال کر پھینک دیں گے تاکہ کُتّے کھا جائیں۔ اُنہوں نے کہا اگر تم نے ایسی حرکت کی تو عرب میں جس قدر عیسائی ہیں سب کو ہم قتل کر ڈالیں گے؛ اور جس قدر گرجے ہیں سب کو مسمار کر دیں گے غرض اُنہوں نے ابوایوبؓ کی قبر پر قبہ تعمیر کرایا جو اب تک موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

بیان مؤلف علیہ الرحمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات جس قدر گزشتہ ابواب میں مذکور ہوتے وُہ ہزار میں ایک کے مانند ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اقوال وافعال اور اخلاق واطوار معجزہ ہیں۔ خاص طور سے یہ معجزات جن کا تعلق غیب کی باتوں سے ہے، ہر وقت حضرتؐ کے کلام معجز نظام سے ظاہر تھے۔ منافقین کہتے تھے کہ آنحضرتؐ کی باتیں مت کرو کیونکہ در و دیوار، سنگریزے سب حضورؐ کو اطلاع دے دیتے ہیں۔ بہت سے معجزات سابقہ ابواب میں بیان ہو چکے اور بہت سے آئندہ بیان ہوں گے۔ اگر کوئی عاقل غور وفکر کرے اور اپنی عقل کو منصف قرار دے، آنحضرتؐ اور آپؐ کے اہلبیت اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین کا ہر قول اور ہر کلام اور شریعت مقدسہ کا ہر حکم معجزہ اور خرقِ عادت ہے۔ کیا کسی صاحبِ عقل کی عقل یہ تجویز کرتی ہے کہ ایک انسان بغیر وحی والہامِ جنابِ ایزدی کوئی شریعت قائم کر سکتا ہے جس پر اگر عمل کیا جائے تو تمام اہلِ دُنیا کی دُنیا وآخرت درست ہو جائے اور اُس کے سبب سے فتنہ وفساد کے رخنے بند ہو جائیں۔ دُنیا میں جس قدر فتنہ وفساد ظاہر ہوتے ہیں شریعت حقّہ کے قوانین کے خلاف کرنے سے ہوتے ہیں اور خرید وفروخت، مضاربات ومنازعات، وراثت، باپ اور بیٹے، زوجہ اور شوہر، آقا اور غلام، عزیزوں، اہلِ خانہ، اہلِ شہر اور حاکم ورعایا کے درمیان معاشرت کے قوانین خاص طور سے جو مقرر ہیں ان سے بہتر تکمیل نہیں ہو سکتا۔ اور آدابِ حسنہ اور اخلاقِ کریمہ کے اور ہر حدیث وخطبہ کے بارے میں

جو حکماء نے اتنے ہزار سال غور و فکر کرکے بیان کیا ہے، اس سے زیادہ بیان ہو سکتا ہے۔ اور معارف ربانی اور معانی کی گہرائی جو حضرتؐ نے رسالت کے مختصر چند سال میں بیان فرمایا ہے طالبانِ دُنیا کے خلط ملط اور ضائع کر دینے کے باوجود جو کچھ لوگوں تک پہنچی ہے اگر علماء تا روزِ قیامت اُس میں غور و فکر کرتے رہیں تو اس کے ہزاروں اسرار میں سے ایک تک نہیں پہنچ سکتے۔

آنحضرتؐ کی حقیقت کے دلائل ظاہر میں سے ایک واضح دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشوونما اُس گروہ میں ہوئی تھی جو اخلاق حسنہ سے بالکل کوری تھی اور اُن لوگوں کا دارومدار عصبیت، فساد ونزاع، حسد و عداوت پر تھا وُہ جانوروں کے مانند ننگے کعبہ کے گرد تالیاں اور سیٹیاں بجاتے، اُچھلتے کودتے تھے۔ یہی اُن کی عبادت تھی۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کی عادتیں کیسی ہونگی۔ اس وقت بھی جبکہ آنحضرتؐ کی بعثت کو ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں آنحضرتؐ نے ان کی بہت مشکل سے اصلاح کی ہے۔ آج بھی کوئی شخص انکو صحرائے مکّہ میں دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ چوپایوں سے بدتر ہیں۔ ایسے گروہ میں آنحضرتؐ ایسے علم و حلم، حیا و کرم، عفت و سخاوت، شجاعت و مروّت اور تمام صفات حسنہ اور اطوار پسندیدہ کے ساتھ ظاہر ہوئے جنکے حدو احصا میں فصحائے عرب و عجم اپنے عجز و قصور کے معترف ہیں اور باوجود اس قدر آزار و تکلیف کے جو حضرتؐ کو اہلِ مکّہ سے پہنچے، جب حضورؐ کو اُنپر قابو حاصل ہوا تو آپؐ نے ان پر احسان و کرم زیادہ سے زیادہ فرمایا۔ اور ابوسفیان جس نے حضرتؐ کو بے انتہا اذیتیں پہنچائی تھیں، حضرتؐ پر لشکر کشی کی تھی اور آپؐ کے اعزا اور اصحاب کو قتل کیا تھا، حضرتؐ کو جب اُس پر اختیار حاصل ہوا تو آپؐ نے سب کچھ معاف فرما دیا۔ اور حکم دے دیا کہ جو شخص اس کے گھر میں داخل ہو جائے اُس کو بھی امان ہے۔ اور اُس زن یہودیہ پر بھی جس نے آپؐ کو زہر دیا تھا، عتاب نہ فرمایا۔ اپنے اہلبیتؑ کو دو دو تین تین روز بھوکا رکھتے ہوئے دوسروں کو سیر کیا۔ اپنی اولاد کے قاتلوں کو دیکھتے تھے اور خبر دیتے تھے کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو میرے اہلبیتؑ کو قتل کریں گے اور اُنپر ظلم کریں گے، لیکن اُن کو عزیز رکھتے تھے اور احترام فرماتے تھے اور اُن پر احسان و کرم کرتے تھے اور اُن میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہونے دیتے تھے۔ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ اخلاق سوائے پیغمبر یا پیغمبروں سے افضل ذات کے کسی میں جمع نہیں ہو سکتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعتِ مقدسہ کی حقیت واضحہ کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عام خلق باوجود خواہشات کے دواعی کے تخلیہ میں ترک لذات کرتے ہیں اور باوجود قہرِ سلاطین جبار اُن کی ممانعت کی پروا نہیں کرتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اہلبیت عالی شانؑ کی محبت دلوں میں اس قدر جاگزین ہو گئی ہے کہ اپنے مال و اولاد اور اپنی جان کو ان کے مقدس ناموں پر فدا کرتے ہیں اور اُن کے عتبات عالیات اور مقدس روضوں پر دلی رغبت سے جاتے ہیں اور ادب و احترام سے قدم رکھتے ہیں، اور جس قدر ظلم و جور اُن پر مخالفوں سے زیادہ ہوتے ہیں اسی قدر زیارت کی رغبت کرتے رہتے ہیں۔

تیئسواں[۲۳] باب

آنحضرتؐ کا مبعوث برسالت ہونا اور اُمّت کے جفاکاروں کے مظالم سہنا اور نزولِ وحی کی کیفیت وغیرہ

واضح ہو کہ علمائے شیعہ کا اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستائیس ماہِ رجب کو مبعوث برسالت ہوئے اور ائمۂ ہدیٰ علیہم السّلام کی حدیثیں اس کا ثبوت ہیں۔ لیکن عامہ کے درمیان اختلاف ہے بعضوں نے سترھویں ماہ رمضان المبارک کو بیان کیا ہے، بعضوں نے اٹھارھویں اور بعض نے چوبیسویں ماہِ مذکور بیان کی ہے؛ اور بعض نے بارھویں ماہِ ربیع الاوّل کو بیان کیا ہے۔ اور بھی مختلف اقوال ہیں، لیکن صحیح وہی روایت ہے جو پہلے بیان کی گئی۔ اُس وقت روایات معتبرہ کے مطابق آپ کی عُمر شریف چالیس سال کی تھی۔ اور حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوروز کے دن جبرئیلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے۔ لیکن احادیث معتبرہ سے ثابت ہے کہ حضرتؐ ہمیشہ سے پیغمبر تھے جیساکہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بھی پیغمبر تھا جبکہ آدم علیہ السّلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ اور فقیر مؤلف کا گمان ہے کہ آنحضرتؐ بعثت سے قبل اپنی ہی شریعت پر عمل کرتے تھے اور خدا کی جانب سے الہام اور وحی ان کو ہوتی تھی اور رُوح القدس سے حضرتؐ کی تائید ہوتی تھی۔ چالیس سال کی عمر میں خلائق پر مبعوث ہوئے اور رسالت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ چنانچہ نہج البلاغہ میں حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے لیئے اسی وقت سے جبکہ آپؐ شیر خوار تھے خدا نے ایک فرشتہ کو آپؐ کے ساتھ مقرر کیا تھا جو آپؐ کو شب و روز مکارمِ اخلاق اور محاسن آداب پر قائم رکھتا تھا۔ حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل اس کے کہ جبرئیلؑ آپؐ پر نازل ہوں اسبابِ نبوت ملاحظہ فرماتے تھے اور فرشتوں کی آواز سُنتے تھے یہانتک کہ جبرئیلؑ رسالت کے ساتھ اُن پر نازل ہوئے اور حضرتؐ جبرئیلؑ کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھتے تھے۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے دوسری حدیثِ معتبر میں منقول ہے کہ ایک روح خلق جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے بزرگتر ہے جو ہمیشہ سرورِ کائناتؐ کے ساتھ رہتی تھی اور حضرتؐ کو رشد و ہدایت اور راہِ حق پر قائم رکھتی تھی؛ اور وہی رُوح ائمۂ معصومین علیہم السّلام کے ساتھ بھی رہتی ہے جو ان کو علوم سے فیضیاب رکھتی ہے اور ان کے زمانۂ طفلی میں ان کی مربّی اور مؤید رہتی ہے۔ اس بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو انشاءاللہ کتاب امامت میں بیان ہونگی۔

احادیث معتبرہ میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس آتے تو غلاموں کی طرح خدمتِ اقدس میں بیٹھتے تھے۔ اور جب آتے تو گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوتے اُس مقام پر

جس کو اب مقام جبرئیلؑ کہتے ہیں۔ اور جب تک اجازت نہ ملتی گھر کے اندر داخل نہ ہوتے۔ دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوتے کہ غشی طاری ہوجاتی اور پسینہ جاری ہوجاتا۔ یہ نزولِ وحی کی علامت تھی۔ اس حالت کے بارے میں حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا فرمایا یہ صورت اُس وقت ہوا کرتی تھی جبکہ خداوند عالم براہ راست حضرتؐ پر وحی نازل فرماتا تھا کسی ملک کا درمیان میں واسطہ نہ ہوتا۔ حضرتؐ پر کلامِ الٰہی کی دہشت اور اس کی بے انتہا عظمت و جلالت کے سبب یہ حالت طاری ہوتی تھی۔ جبرئیلؑ کے نازل ہونے کے وقت یہ حالت نہ ہوتی بلکہ جبرئیلؑ بغیر اجازت حضرتؐ کے گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ جب حضرتؐ کی خدمت میں آتے تو غلاموں کے مانند بیٹھتے تھے۔ حدیثِ معتبر میں جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ پیغمبروں پر خدا کی وحی کے نزول کی مختلف قسمیں ہیں۔ ایک خدا کی جانب سے پیغام لے کر فرشتوں کا نازل ہونا؛ ایک براہِ راست خدا کا پیغمبروں سے گفتگو فرمانا، اور ایک یہ کہ درمیان کسی فرشتہ کا ہونا۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ وحی تم کو کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ انہوں نے عرض کی اسرافیلؑ سے۔ پوچھا اسرافیلؑ کو کیونکر ملتی ہے؟ عرض کی اُن کے دل پر نازل ہوتی ہے۔ اور علی بن ابراہیم نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اسرافیلؑ حاجب پروردگار عالم ہیں اور محل صدور وحی سے تمام خلق سے نزدیک تر ہیں۔ اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان یاقوت سُرخ کی ایک لوح ہے۔ جب خدا کا حکم صادر ہوتا ہے وُہ لوح اسرافیلؑ کی پیشانی سے ٹکراتی ہے تو وُہ لوح پر نظر کرتے ہیں اور جو کچھ اُس میں ہوتا ہے ہم کو سپرد کرتے ہیں اور ہم اطراف زمین و آسمان میں اُس کو پہنچا دیتے ہیں۔ اُنہی حضرتؑ سے دوسری روایت ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کے بعد جب اہلِ آسمان نے چونکہ وحی نہیں سُنی تھی اور آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کے وقت قرآن کی وحی کی ایک صدائے عظیم جیسے لوہا پتھر سے ٹکراتا ہے سماعت کی تو بیہوش ہوگئے۔ جب وُہ آواز برطرف ہوتی جناب جبرئیلؑ زمین کی طرف روانہ ہوتے جیسے جیسے نچلے آسمانوں پر پہنچتے جاتے تھے وہاں کے ساکنوں کی دہشت دُور ہوتی جاتی تھی۔ اور عیاشی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرتؐ پر سورۂ مائدہ نازل ہوا حضرتؐ استر شہبا پر سوار تھے وحی کے سبب حضرتؐ اس قدر گراں ہوگئے کہ وہ خچر چلنے سے رُک گیا اور اُس کی پشت خم ہوگئی۔ پیٹ قریب تھا کہ زمین سے لگ جائے۔ آنحضرتؐ بے ہوش ہوگئے اور آپ کا ہاتھ منبہ بن وہب کے سر پر تھا جب وُہ حالت زائل ہوگئی آپؐ نے سُورۂ مائدہ پڑھ کر سُنائی۔ ابن طاؤس نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ عثمان بن مظعون نے بیان کیا کہ ایک روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ سے مکہ میں گزر رہا تھا میں نے آنحضرتؐ کو دروازہ پر بیٹھے ہوتے دیکھا میں بھی بیٹھ کر باتیں کرنے لگا۔ دفعتہً میں نے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھیں آسمان کی جانب اُٹھ گئیں اور کچھ دیر تک حضرتؐ اپنی آنکھوں کو داہنی جانب پھراتے رہے اور سرِ اقدس کو حرکت دیتے رہے جیسے کوئی شخص کسی سے گفتگو کرتا ہے اور کسی کی باتیں سُنتا ہے تھوڑی دیر کے بعد بہت دیر تک آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر بائیں جانب دیکھا بعد میں میری جانب نظر کی اور چہرہ اقدس

سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں نے کبھی آپؐ کی یہ حالت نہیں دیکھی تھی فرمایا اب تو دیکھی میں نے عرض کی ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ پر نازل ہوئے تھے اور یہ آیت لائے تھے :-

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (آیت ۹۰ سورۃ النحل پ۱۴) عثمان کہتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت سے اُٹھ کر حضرت ابوطالبؑ کے پاس آیا اور یہ آیت اُن کو سُنائی۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اے غالب محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو تاکہ ہدایت پاؤ اور رستگار رہو۔ خدا کی قسم وُہ تم کو مکارمِ اخلاق کی دعوت دیتے ہیں۔

اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہر صبح حضرت امیرالمومنینؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضورؐ بھی سب سے زیادہ اُنہی کا آنا پسند کرتے تھے۔ ایک روز وُہ آئے تو دیکھا کہ آنحضرتؐ صحن خانہ میں سوئے ہوئے ہیں اور آپؐ کا سرِ اقدس دحیہ کلبی کی آغوش میں ہے۔ امیرؑ المومنین نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ" سرورِ عالم کا کیسا مزاج ہے؟ دحیہ نے کہا اے برادرِ رسُولؐ وُہ بخیر ہیں جناب امیرؑ نے کہا خدا تم کو جزائے خیر دے۔ دحیہ نے کہا میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ میرے پاس ایک ہدیہ ہے جو میں آپ کے لیئے لایا ہوں۔ آپ مومنوں کے امیر اور اپنے شیعوں کو جنّت میں لے جانے والے ہیں۔ اور بعد سردارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولادِ آدم میں سب سے بہتر ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں روزِ قیامت لوائے حمد ہوگا۔ آپ آنحضرتؐ کے ساتھ اور آپ کے شیعہ سب سے پہلے جنّت میں جائیں گے۔ وُہ شخص نجات یافتہ ہے جو آپ کو دوست رکھتا ہے؛ اور وُہ نجات سے محروم ہے جو آپ کی ولایت کا منکر ہے جس شخص نے آپ کو دوست رکھا اُس نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھا اور جو شخص آپ کو دشمن رکھتا ہے درحقیقت وُہ محمدؐ کی دُشمنی کے سبب دُشمن رکھتا ہے اور حضرتؐ کی شفاعت سے محروم ہے۔ میرے نزدیک آیئے کیونکہ آپ اس کے زیادہ سزاوار ہیں۔ اور آنحضرتؐ کا سرِ مبارک ان کی گود میں دے دیا۔ اور چلے گئے جب حضرت رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا یہ کس کی آواز تھی یا علیؑ تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟ عرض کی دحیہ کلبی تھے۔ فرمایا نہیں۔ وُہ جبرئیلؑ تھے اور تم کو اُس نام سے یاد کیا جو نام تمہارا خدا نے رکھا ہے۔ اُسی نے تمہاری محبّت مومنوں کے دلوں میں ڈال دی ہے اور تمہارا رُعب کافروں کے سینہ میں جاگزین کر دیا ہے۔

حمیری نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ چند روز کے لیئے وحی کا نازل ہونا بند ہوگیا۔ تو لوگوں نے پُوچھا یا حضرت نزولِ وحی کیوں بند ہے؟ فرمایا کیونکر نازل ہو حالانکہ تم لوگ ناخن نہیں کٹواتے اور بدبو سے آلودہ رہتے ہو۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابلیس ملعون نے چار مرتبہ فریاد کی اوّل جس روز کہ راندۂ درگاہِ ایزدی ہوا، دُوسرے جبکہ اُس کو زمین پر بھیجا گیا؛ تیسرے جس وقت آنحضرتؐ مبعوث برسالت ہوئے؛ چوتھے جس روز سورۂ حمد نازل ہوئی۔

[1] اس میں شک نہیں کہ خدا انصاف اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے اور قرابتداروں کو (کچھ) دینے کا حکم دیتا ہے اور بدکاری اور [illegible] تم نصیحت حاصل کرو۔

علی بن ابراہیم نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو مبعوث برسالت فرمایا جبریلؑ کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پروں سے زمین کھودی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے چھوڑ دی تو ایسا ہوا کہ آنحضرتؐ ہر سرزمین کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے کوئی اپنے ہاتھوں کو دیکھتا ہے اور مشرق و مغرب کے ہر شہر کو ملاحظہ فرماتے اور وہاں کے رہنے والوں سے انہی کی زبان میں باتیں کرتے تھے اور اپنے دین کی دعوت دیتے تھے۔ اور خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسا انتظام فرمایا کہ ہر شہر کے لوگ آپؐ کو دیکھتے اور آپ کی آواز سنتے اور آپؐ کی رسالت کو سمجھتے تھے۔

علی بن ابراہیمؒ، ابن شہر آشوب اور شیخ طبرسیؒ بلکہ تمام محدثین و مفسرین نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ قبل بعثت اپنی قوم سے کنارہ کش ہو کر کوہِ حرا پر تنہا عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ خداوند عالم آپؐ کو روح القدس کی تائید، سچے خوابوں، فرشتوں کی آوازوں اور سچے الہامات کے ساتھ ہدایت فرماتا رہتا تھا اور قرب و محبت و معرفت کے مدارج عالیہ پر ترقی دیتا رہا اور آپؐ کو زیورِ علم و فضل اور اخلاقِ حمیدہ اور آدابِ پسندیدہ سے آراستہ فرماتا رہا۔ ان حالات میں سوائے جناب امیرؑ اور جناب خدیجہؓ کے کوئی آپؐ کا مونس و محرم نہ تھا یہاں تک کہ جب آپؐ کی عمر سینتیسؔ سال کی ہوئی آپؐ نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ آپؐ کو ندا دے رہا ہے کہ یارسولؐ اللہ۔ اس کے بعد ایک روز حضرت ابوطالبؑ کی بھیڑیں چراتے ہوئے مکہ کی پہاڑیوں پر حضرتؐ کا گذر ہوا وہاں آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے آپؐ کو یارسولؐ اللہ کہہ کر خطاب کیا۔ آپؐ نے پوچھا تم کون ہو وہ بولے میں جبریلؑ ہوں خدا نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کو رسالت کی خوشخبری دوں۔ جبریلؑ نے اپنا پیر زمین پر مارا تو ایک چشمہ جاری ہوا۔ جبریلؑ نے وضو کیا اور آنحضرتؐ کو وضو کرنا سکھایا تو حضرتؐ نے وضو کیا پھر نماز کی تعلیم دی اور آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو تعلیم دی اور ان کے ساتھ نمازِ ظہر ادا فرمائی۔ بیت الشرف واپس گئے تو نماز عصر جناب خدیجہؓ کے ساتھ پڑھی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت ابوطالبؑ حضرت جعفر کو لیے ہوئے آئے دیکھا کہ آنحضرتؐ حضرت علیؑ اور جناب خدیجہؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ ابوطالبؑ نے حضرت جعفرؑ سے کہا کہ اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ تم بھی نماز پڑھو تو وہ بھی نماز میں شریک ہو گئے۔ اور حدیثِ معتبر میں حضرت جعفر صادق صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ سے منقول ہے کہ جناب رسولِؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ابطح میں میں اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھے ہوئے سو رہا تھا۔ علیؑ میری داہنی جانب اور جعفر طیارؑ بائیں جانب اور جناب حمزہ میرے پائنتی سوئے ہوئے تھے۔ ناگاہ میں نے جبریلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ کے پروں کی آواز سنی اور مجھے دہشت طاری ہوئی۔ تو میں نے سنا کہ جبریلؑ سے اسرافیلؑ پوچھ رہے تھے کہ ان چاروں میں سے ہم کس کے پاس بھیجے گئے ہیں؟ تو جبریلؑ نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا ان کے پاس۔ انہی کا نام محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور یہی بہترین پیغمبران ہیں، اور وہ جو ان کی داہنی جانب سوئے ہیں ان کے بھائی اور وصی اور بہترین اوصیا ہیں، اور جو بائیں جانب ہیں جعفر بن ابی طالبؑ ہیں وہ دو رنگین پروں کے ساتھ بہشت میں پرواز کریں گے، اور وہ دوسرے حمزہؓ ہیں جو قیامت کے روز سید الشہدا ہوں گے۔ اور دوسری روایت کے مطابق جبریلؑ حضرتؐ کے

سر کے پاس اور میکائیلؑ پائنتی بیٹھے اور حضرتؐ کو ادب کے سبب بیدار نہ کیا۔ وہ جب خود بیدار ہوئے تو جبریلؑ نے خدا کا پیغام پہنچایا۔ وہ جب اُٹھے اور جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے دامن سے لپٹ گئے اور پوچھا تم کون ہو؟ عرض کی میں جبریلؑ ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ چالیس سال کے ہو گئے اور خدا نے اُن کے قلب کو نہایت خاشع اور خاضع اور سب سے زیادہ اپنا فرمانبردار پایا تو حضرتؐ کی آنکھوں میں ایک نور پیدا کیا اور حکم دیا تو آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ فرشتے جوق جوق زمین پر آتے تھے اور حضرتؐ کو دیکھتے تھے۔ اور خدا نے اپنی رحمت ساق عرش سے آنحضرتؐ تک متصل کر دی۔ اس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اس طرح کہ آسمان و زمین کو گھیر لیا۔ اور آنحضرتؐ کا بازو پکڑ کے کہا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پڑھو۔ فرمایا کیا پڑھوں؟ کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (پ ۳۰ آیت ۱ و ۲ سورۃ علق) پھر خدا کی وحی ان کو پہنچائی۔ دوسری روایت کے مطابق دوسری مرتبہ جناب جبریلؑ و میکائیلؑ ستر ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور کرسیٔ عزت و کرامت حضرتؐ کے لیے لائے اور تاجِ نبوت حضرتؐ کے سرِ اقدس پر رکھا اور لوائے حمد حضرتؐ کے ہاتھ میں دیا اور کہا اس کرسی پر تشریف رکھیے اور خدا کی حمد کیجیے۔ دوسری روایت کے مطابق وہ کرسی یاقوت سرخ کی تھی؛ اس کے پائے زبرجد اور مروارید کے تھے۔ جب فرشتے واپس گئے تو آپؐ کوہِ حرا سے نیچے تشریف لائے آپؐ کو انوارِ جلال گھیرے ہوئے تھے کہ کسی کو تاب نہ تھی کہ حضرتؐ کو دیکھ سکے۔ حضرتؐ جس درخت، پتی اور پتھر کی طرف سے گزرتے تھے سب حضرتؐ کو سجدہ کرتے اور بزبان فصیح کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جب حضرتؐ خانۂ خدیجہؓ میں داخل ہوتے آپؐ کے خورشید جمال کی شعاعوں سے سارا مکان منور ہو گیا۔ خدیجہؓ نے عرض کی اے محمدؐ یہ نور کیسا ہے جو میں آپ میں دیکھ رہی ہوں؟ فرمایا یہ نورِ رسالت ہے کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ انہوں نے کہا کہ میں برسوں سے آپؐ کی پیغمبری کا حال جانتی ہوں۔ پھر کلمۂ شہادتین پڑھ کر ایمان لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مجھے سردی محسوس ہو رہی ہے مجھے کوئی چادر اُڑھا دو۔ حضرتؐ لیٹے؛ خدا کی جانب سے ندا پہنچی کہ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (پ ۲۹، آیت ۱ تا ۳، سورۃ المدثر) اے چادر اوڑھنے والے اٹھو اور لوگوں کو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈراؤ اور اس کی بزرگی بیان کرو۔ حضرتؐ یہ سن کر اُٹھے اور اپنے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ندا کی اَللّٰهُ اَكْبَرُ حضرتؐ کی آواز موجودات میں جس جس تک پہنچی اُس نے حضرتؐ کی موافقت کی۔ نہج البلاغہ میں امیرالمومنینؑ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ سے منقول ہے کہ اُس وقت سوائے خانۂ رسولؐ کے ایک گھر بھی اسلام میں داخل نہ ہوا تھا۔ میں اور خدیجہؓ نورِ وحی و رسالت کو دیکھتے اور خوشبوئے پیغمبری سونگھتے تھے اور ہم نے شیطانؑ کے فریاد و فغان کی آواز سنی جبکہ آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی۔ میں نے پوچھا یارسولؐ اللہ یہ نالہ و فریاد کیسی ہے فرمایا کہ یہ شیطانؑ کی آواز ہے۔ وہ اب ناامید ہو گیا کہ لوگ اُس کی عبادت کریں گے۔ اے علیؑ جو کچھ تم سنتے ہو میں بھی سنتا ہوں اور جو تم دیکھتے ہو میں بھی دیکھتا ہوں۔ لیکن تم پیغمبر نہیں ہو بلکہ میرے وزیر ہو۔

اور تمہارا انجام بخیر ہے۔

طبرسیؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اُسی زمانہ میں مکہ میں قحط عظیم رونما ہوا تھا، جناب ابوطالب کثیر العیال تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس سے کہا تمہارے بھائی ابوطالب کے عیال زیادہ ہیں اور لوگوں میں اس قدر تنگی ہو رہی ہے آؤ ان کے عیال میں تخفیف کریں۔ پھر آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو لے لیا اور ان کی تربیت فرمائی وُہ ہمیشہ حضرتؐ کے ساتھ رہتے تھے یہاں تک کہ جب آپؐ مبعوث ہوئے سب سے پہلے جناب امیر علیہ السلام آپؐ پر ایمان لائے۔

بسند ہائے بسیار عفیف سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرد تاجر تھا حج کے دنوں منیٰ میں آیا اور عباس کے ہاتھ کچھ مال فروخت کرنے کے لیے اُن کے پاس گیا۔ ناگاہ ایک شخص کو دیکھا کہ خیمہ سے برآمد ہوا اور آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔ اُس نے دیکھا کہ آفتاب کو زوال ہو گیا ہے تو نماز کے لیے کھڑا ہو گیا، پھر ایک لڑکا برآمد ہوا اور وُہ اُس کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی وُہ اُس کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور ان سب نے نماز پڑھی۔ میں نے عباس سے پُوچھا کہ یہ کونسا دین ہے میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا ہے۔ اُنہوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ ہیں اُن کا دعوےٰ ہے کہ خدا نے اُن کو نبوّت عطا کی ہے، اور بیان کرتے ہیں کہ قیصر وکسریٰ کے خزانے ان کے واسطے غنیمت میں حاصل ہوں گے۔ اور وُہ خاتون خدیجہؓ ان کی زوجہ ہیں اور وُہ لڑکا ان کے چچا ابوطالبؑ کا بیٹا ہے جو اُن پر ایمان لایا ہے۔ ان کے علاوہ کوئی اور اُن کے ساتھ ایمان نہیں لایا۔ عفیف آرزو کرتے تھے کہ کیسا خوش نصیب میں ہوتا اگر اُسی روز ایمان لایا ہوتا۔

دُوسری روایت میں منقول ہے کہ جناب خدیجہ نے ورقہ بن نوفل سے جا کر کہا جو اُن کے چچازاد بھائی تھے اور دین عیسےٰؑ پر قائم تھے، کتب آسمانی پڑھے ہوئے تھے، بوڑھے اور نابینا تھے، کہ جبریلؑ کون ہے۔ ورقہ نے کہا قدوس قدوس کس طرح تم کو معلوم ہوا ایسے شہر میں جہاں خدا کی عبادت نہیں کی جاتی۔ خدیجہؓ نے کہا محمدؐ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جبریلؑ اُن کے پاس آتے تھے۔ انہوں نے کہا وُہ سچ کہتے ہیں۔ میں نے اُن کے اوصاف کتابوں میں پڑھے ہیں۔ جبریلؑ ناموس بزرگ ہیں جو جناب موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام پر نازل ہوتے تھے میں نے توریت وانجیل میں پڑھا کہ خداوند عالم ایک پیغمبر مبعوث کرے گا جو یتیم ہوگا، خدا اُس کو پناہ دے گا وُہ فقیر ہوگا خدا اُس کو دُنیا والوں سے بے نیاز کر دے گا۔ وُہ پانی پر چلے گا اور مُردوں سے گفتگو کریگا اور سنگ ودرخت اس کو سلام کریں گے اور اُس کی پیغمبری کی گواہی دیں گے۔ پھر ورقہ نے کہا کہ میں نے تین رات مسلسل خواب دیکھا کہ خدا نے ایک پیغمبر مکہ کی طرف بھیجا ہے۔ میں لوگوں میں اُس سے بہتر سزاوار نبوّت کسی اور کو نہیں پاتا۔ پھر خدیجہؓ عداس راہب کے پاس گئیں جو علمائے نصاریٰ میں سے تھا۔ وُہ اس قدر بوڑھا ہو گیا تھا، کہ اُس کے ابرو اُس کی آنکھوں پر لٹک آئے تھے۔ خدیجہؓ نے کہا مجھے جبریلؑ کے بارے میں خبر دیجئے عداس یہ سُنتے ہی سجدہ میں گر پڑا اور بولا قدوس قدوس جبریلؑ کا نام ایسے شہر میں کس سے سُنا جہاں لوگ خدا کی عبادت نہیں کرتے۔ خدیجہؓ نے اُس کو قسم دی کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ اور کہا محمدؐ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جبریلؑ اُن کے پاس آتے ہیں۔ عداس نے کہا جبریلؑ خدا کے ناموس بزرگ ہیں جو جناب موسیٰؑ وعیسیٰؑ پر نازل ہوا کرتے

تھے۔ عداس نے کہا کبھی شیطان بھی فرشتے کی صورت میں آتا ہے۔ میرا یہ تعویذ ان کے پاس لے جاؤ اگر شیطان یا جن ہوگا تو اُن سے برطرف ہو جائے گا اور اگر واقعی یہ امر خدا کی جانب سے ہے تو ان کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ جناب خدیجہؓ وہاں سے واپس آئیں تو دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں اور جبریلؑ یہ آیتیں حضرتؐ کو سُنا رہے ہیں۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۙ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ پ ۲۹ آیت ۱تا۲ سورۃ قلم) بحق نون وقلم اور جو کچھ لوگ لکھتے ہیں قلم کی قسم تم اپنے پروردگار کی نعمتوں کے سبب دیوانے نہیں ہو اور جو کچھ تم دیکھتے ہو وُہ جن اور شیطان میں سے نہیں ہے۔ خدیجہؓ نے یہ آیتیں سُنیں تو خوش ہو گئیں پھر عداس حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور جو علامتیں کتابوں میں پڑھی تھیں حضرتؐ میں مشاہدہ کیں اور کہا میں چاہتا ہوں کہ آپؐ مہر نبوّت مجھے دکھائیں۔ جب اُس کی نظر مُہر نبوت پر پڑی سجدہ میں گر گیا اور کہا قدوس قدوس خدا کی قسم آپ ہی وُہ پیغمبر ہیں جس کی خوشخبری حضرت موسیٰ وعیسےٰ علیہم السلام نے دی ہے۔ پھر جناب خدیجہؓ سے کہا کہ حضرتؐ سے امر عظیم اور خبر بزرگ ظاہر ہوگی۔ اور حضرتؐ سے پُوچھا کیا آپ جہاد پر بھی مامور ہوئے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا نہیں۔ عداس نے کہا لوگ آپ کو اس شہر سے نکال دیں گے آپ جہاد پر مامور ہوں گے۔ اگر میں اُس وقت تک زندہ رہا تو آپؐ کے ساتھ کافروں سے جنگ کروں گا۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب جبریلؑ نوروز کے دن آنحضرتؐ پر نازل ہوئے تھے۔

شیخ طبرسی، ابن طاؤس، ابن شہر آشوب اور تمام محدثین خاصہ وعامہ نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ جب آیت اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ پ ۱۹ آیت ۲۱۴ سورۃ شعرا نازل ہوئی اور اہلبیتؑ کی قرأت کے مطابق ساتھ ہی وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ بھی۔ یعنی اپنے قرابتداروں اور مخلص لوگوں کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔ تو آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو بلا کر فرمایا کہ ایک صاع گندم کی روٹیاں اور ایک ران گوسفند کا اور ایک پیالہ دُودھ کا انتظام کرو۔ اور عبدالمطلب کی اولاد میں سے لوگوں کو دعوت دو کہ شعب ابیطالب میں حاضر ہوں۔ حضرت علیؑ نے ان کو بلایا۔ وُہ چالیس ۴۰ افراد تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق تیس ۳۰ اور ایک روایت کی بناء پر دس ۱۰ اشخاص تھے۔ ابولہب نے کہا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھتے ہیں کہ اتنی چیز دل سے ہم لوگوں کو سیر کر دیں گے۔ حالانکہ ہم میں سے ہر ایک ایک گوسفند کھا جاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور بڑا قدحہ دُودھ پی جاتا ہے اور سیراب نہیں ہوتا۔ غرض وُہ لوگ خانہ ابوطالب میں جمع ہوئے جن میں آنحضرتؐ کے چچا عباس، حمزہ، ابوطالب اور ابولہب بھی موجود تھے۔ اُنہوں نے رسم جاہلیت کے مطابق سلام کیا۔ حضرتؐ نے اسلام کے طریقہ پر سلام کا جواب دیا جو اِن پر گراں گزرا۔ امیر المومنینؑ نے گوشت کا سالن تیار کیا اور دُودھ کے پیالے کے ساتھ سب کے سامنے رکھا۔ آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک سالن پر رکھا پھر فرمایا بسم اللہ خدا کا نام لے کر کھاؤ۔ یہ جملہ بھی ان کو پسند نہ آیا۔ چونکہ وُہ لوگ بہت بھُوکے تھے بغیر کچھ اعتراض کئے کھانے لگے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور کھانا بدستور باقی رہا۔ جب حضرتؐ نے اُن سے کچھ کہنا چاہا تو ابولہب پہلے بول اُٹھا کہ دیکھا محمدؐ نے کیسا جادُو کیا کہ تم کو اس قدر قلیل طعام سے سیر کر دیا اور کھانا ابھی باقی ہے۔ حضرتؐ کچھ نہ بولے اور وُہ سب لوگ متفرق ہو گئے۔ حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ آج اس شخص نے سبقت

کی اس لیئے میں نے کچھ نہیں کہا۔ کل پھر اسی طرح کھانے کا انتظام کر کے ان کو بلاؤ تاکہ میں اپنی رسالت ان کو پہنچاؤں۔ امیر المومنینؑ کہتے ہیں کہ دوسرے روز اسی طرح میں نے انتظام کیا جب وہ لوگ کھانا کھا چکے تو حضرتؐ نے فرمایا اے فرزندانِ عبدالمطلب میں نہیں سمجھتا کہ عرب میں کوئی شخص اپنی قوم کے لیئے مجھ سے بہتر کوئی چیز لایا ہو۔ میں تمہارے واسطے دنیا و آخرت کی نیکی لایا ہوں۔ بتاؤ اگر میں یہ کہوں کہ عنقریب تمہارا دشمن صبح و شام میں تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم باور کرو گے؟ وہ بولے بیشک! کیونکہ ہم تم کو سچا سمجھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یاد رکھو کسی کا خیر خواہ اُس سے جھوٹ نہیں بولتا۔ بے شک خداوندِ عالم نے مجھ کو تمام عالم کی جانب اپنا رسول مقرر کیا اور مجھے حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور قرابتداروں کو اُس کے دین کی دعوت دوں اور عذابِ آخرت سے ڈراؤں۔ تم میرے قرابت دار ہو اور یہ کھانا جو تم نے کھایا ہے اس میں میرا معجزہ بنی اسرائیل کے مائدہ کے مانند تم نے مشاہدہ کر لیا۔ جو شخص اس کھانے کے بعد مجھ پر ایمان نہ لائے گا خدا اُس کو ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا کہ خلق میں کسی کو نہ کیا ہوگا۔ اے فرزندانِ عبدالمطلب خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُس کے واسطے اُس کے اہل سے اُس کا ایک بھائی، وصی اور وارث مقرر کیا ہے۔ لہٰذا تم میں سب سے پہلے جو شخص مجھ پر ایمان لائے گا وہ میری اُمت میں میرا بھائی، وصی، وزیر، وارث اور خلیفہ ہوگا اور میرے نزدیک اُس کی وہی نسبت ہوگی جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے نزدیک تھی۔ لہٰذا میری بیعت کے لیئے کون سبقت کرتا ہے جو میرا بھائی بنے اور میری مدد کرے اور مخالفوں کے مقابلہ میں میرا معین و یاور رہو۔ میں اُسی کو اپنا وصی، وزیر اور اپنا خلیفہ بناؤں گا تاکہ وہ میری جانب سے تبلیغ کرے میرے بعد میرا قرض ادا کرے اور میرے وعدوں کو پورا کرے۔ اگر تم میں سے کوئی میری بیعت پر سبقت نہیں کرتا تو وہ کرے گا جس کے ساتھ حق ہوگا۔ حضرتؐ نے جب اپنی گفتگو تمام کی تو سب ساکت تھے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر امیر المومنینؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا میں آپ کی بیعت کرتا ہوں ہر اُس شرط پر جو آپ فرمائیں، اور آپ جو حکم دیں میں بجا لاؤں۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تم سے جو لوگ بزرگ ہیں شاید ان میں سے کوئی آمادہ ہو۔ پھر حضرتؐ نے دوسری مرتبہ فرمایا، پھر وہ لوگ خاموش رہے اور حضرت علیؑ اُٹھ کھڑے ہوئے آخر تیسری مرتبہ حضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو اپنے پاس بُلایا۔ آپؑ نے آنحضرتؐ سے بیعت کی۔ حضرتؐ نے اُنکے دہن میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور دونوں شانوں کے درمیان اور سینہ پر بھی مل دیا۔ یہ دیکھ کر ابولہب علیہ اللعنۃ بولا کہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے کو جس نے آپ کی اطاعت قبول کی ہے اچھا انعام دیا کہ اُس کے منہ میں اپنا لعابِ دہن بھر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے اُس کو علم و حلم و فہم و دانش سے بھر دیا۔ یہ سنکر وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہر نکل گئے اور ہنستے ہوئے ابوطالبؑ سے کہا کہ تم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو۔

احادیثِ صحیحہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ پر جب سے وحی نازل ہونے کا سلسلہ شروع ہوا آپؐ تیرہ ۱۳ سال تک مکہ میں رہے اور تین ۳ سال اور ایک روایت کے مطابق پانچ سال تک پوشیدہ اور مشرکین قریش سے خائف رہے اور سوائے علیؑ بن ابی طالب اور جناب خدیجہؑ کے کوئی ایکا رفیق و غمخوار نہ تھا

یہانتک کہ خدا نے آیۂ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ (آیت ۹۴، پ ۱۴، سورۃ الحجر) نازل فرمائی یعنی جس امر پر تم مامور ہوئے اُس کو بالاعلان بیان کرو اور مشرکین سے رُوگردان رہو اور ان کی پرواہ مت کرو۔

حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ اور حضرت خدیجہؓ سے پہلے کسی نے آپؐ کی دعوت قبول نہ کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں سے خوفزدہ تھے اور کشائش کا انتظار کر رہے تھے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے حکم دیا کہ علانیہ دعوتِ دین دو اور تبلیغ کرو۔ پھر تو آنحضرتؐ مسجد میں تشریف لائے اور حجرِ اسمٰعیلؑ کے پاس کھڑے ہو کر باآوازِ بلند ندا کی کہ اے گروہِ قریش اور عرب کے لوگو! میں تم کو خدا کی وحدانیت کے اقرار اور اپنی پیغمبری کی شہادت کی دعوت دیتا ہوں اور بُت پرستی ترک کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ میری بات مانو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو قبول کرو تو عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے اور بہشت میں بھی سلطنت حاصل ہوگی۔ یہ سنکر قریش نے آپؐ کا مذاق اُڑایا۔ اور ابولہب نے کہا تمہارے لیئے ذلت ہو کیا تم نے اسی واسطے ہم کو بلایا تھا۔ اُس وقت سُورۃ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ (پ ۳۰ آیۂ سورۃ لہب) نازل ہوئی۔ کفارِ قریش کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیوانہ ہو گئے ہیں (معاذ اللہ) اور اپنی زبان سے حضرتؐ کو آزار پہنچانے لگے لیکن حضرت ابوطالبؑ کے خوف سے کوئی جسمانی تکلیف نہیں پہنچا سکتے تھے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ آنحضرتؐ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو حضرت ابوطالبؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہم کو احمق کہتا ہے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے جوانوں کو مفسد کہتا ہے اور ہمارے گروہ کو پراگندہ کرتا ہے۔ اگر مالی پریشانی کے سبب وہ یہ سب کچھ کرتا ہے تو ہم اس کیلئے اس قدر مال جمع کر دیں کہ وہ تمام قریش سے زیادہ مالدار ہو جائے، اور قریش کی جس عورت سے وہ چاہے اُس کی شادی کر دیں اور اُس کو اپنا حاکم بنا لیں۔ لیکن وہ ہمارے خداؤں سے ہاتھ اُٹھا لے۔ جناب ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ سے کہا یہ کیسی گفتگو ہے کہ تمہاری قوم فریاد کر رہی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا چچا جان یہ وہ دین ہے جس کو خدا نے اپنے پیغمبروں کے لیئے پسند فرمایا ہے اور مجھ کو دینِ حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ حضرت ابوطالبؑ نے کہا جانِ عم قوم کے لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر وہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب بلکہ ساری دنیا مجھ کو دے دیں، پھر بھی میں اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا۔ میں تو صرف ایک بات اُن سے چاہتا ہوں اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو عرب و عجم کے بادشاہ ہو جائیں اور بہشت میں بھی اُن کو سلطنت حاصل ہوگی۔ پوچھا وہ کیا؟ فرمایا وہ گواہی دیں اور اقرار کریں کہ خدا ایک ہے اور میں اُس کا رسول ہوں۔ وہ لوگ بولے کہ ہم تین سو ساٹھ ۳۶۰ خداؤں کو چھوڑ دیں اور ایک خدا کو پوجیں یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔ غرض چند روز کے بعد پھر وہ لوگ ابوطالبؑ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بزرگ ہیں اور ہمارے سردار ہیں آپ کے بھتیجے نے ہم کو پراگندہ کر دیا ہے۔ ہم اُس کے عوض آپکو عمارہ بن ولید کو دیتے ہیں جو بہت زیادہ خوبصورت اور قریش میں سب سے زیادہ نیک ہے۔ آپ اس کو فرزندی میں لے لیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمارے سپرد کر دیں تاکہ ہم اس کو قتل کر دیں۔ ابوطالبؑ

نے فرمایا تم نے کیا خوب انصاف کیا۔ مَیں اپنے بچّہ کو تمہیں دے دوں کہ تم اس کو مار ڈالو، اور غیر کے لڑکے کو لے کر پرورش کروں۔

عیاشی نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب مشرکین حضرتؐ کی طرف سے گزرتے کپڑے سے اپنا چہرہ چھپا لیتے تھے تاکہ حضرتؐ ان کو نہ دیکھیں، اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اَلَآ اِنَّهُمۡ يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ لِيَسۡتَخۡفُوۡا مِنۡهُ ؕ اَلَا حِيۡنَ يَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِيَابَهُمۡ ۙ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ (پ۱۱ آیت سورۃ ہود)

کلینی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ابوجہل ملعون نے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت ابوطالبؑ کے پاس آکر کہا کہ تمہارے بھتیجے نے ہم کو اور ہمارے خداؤں کو اذیت دی ہے اُس کو بُلا کر کہو کہ ہمارے خداؤں کا ذکر کرنے سے باز رہے۔ حضرت ابوطالبؑ نے پیغمبر خداؐ کو بُلایا وُہ آئے تو مشرکوں کو دیکھ کر فرمایا وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰى (پ۱۶ آیت ۴۷ سوطٰہ) سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کی پیروی کرے" اور بیٹھ گئے۔ ابو طالبؑ نے فرمایا یہ لوگ آئے ہیں اور ایسا کہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا ممکن ہے کہ ایسی بات یہ لوگ کہیں جو اس سے بہتر ہو جس کے سبب سے عرب میں بلند ہوں اور تمام عرب پر مسلّط ہو جائیں۔ ابوجہل لعین نے کہا ہاں ممکن ہے۔ بتاؤ وُہ بات کیا ہے ؟ فرمایا کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ جب انہوں نے یہ سُنا، تو اپنے کانوں میں اُنگلیاں ڈال لیں اور باہر نکل گئے۔ اور بھاگے یہ کہتے ہوئے کہ ہم نے سُنا ہے کہ اس دین میں آخرت کی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ یہ محض افترا ہے۔ اُس وقت خدا نے سُورۃ صٓ کی ابتدائی آیتیں نازل فرمائیں۔

فرات بن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت قرآن تمام لوگوں سے بہتر اور خوش آیند تھی۔ جب حضرتؐ نمازِ شب کے لیے اُٹھتے تھے تو ابوجہل اور تمام مشرکین آکر حضرتؐ کی قرأت سُنتے، لیکن جب حضرتؐ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم فرماتے تو وُہ لوگ اپنے کانوں میں اُنگلیاں دے لیتے اور بھاگ جاتے۔ پھر آکر سُنتے۔ ابوجہل کہا کرتا تھا کہ محمدؐ اپنے خدا کا نام بہت لیتے ہیں کیونکہ وُہ اپنے پروردگار کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے یہ بات سچ کہی۔ حالانکہ وُہ بہت بڑا کذّاب تھا۔ پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :- اِذَا ذَكَرۡتَ رَبَّكَ فِى الۡقُرۡاٰنِ وَحۡدَهٗ وَلَّوۡا عَلٰٓى اَدۡبَارِهِمۡ نُفُوۡرًا (آیت ۴۶ پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل)، جب تم اے رسُولؐ اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہو وُہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں" حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب حضرتؐ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم فرماتے تھے۔ دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مشرکوں نے آنحضرتؐ سے کہا کہ تم ایک سال ہمارے خداؤں کی عبادت کرو اور ہم ایک سال تمہارے خدا کی عبادت کریں تو خدا نے سُورۃ قُل یا ایہا الکافرون (پ۳۰ سورۃ کافرون) نازل فرمائی تو انکی اُمید منقطع ہوگئی یہ کہ حضرتؐ اُن کے خداؤں کی جانب رغبت کرینگے۔

کلینی نے بسند حسن امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نئے کپڑے پہنے ہوئے مسجد الحرام میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مشرکوں نے اُونٹ کی آنتیں لاکر حضرتؐ کی پُشت اقدس پر ڈال دیں۔ حضرتؐ کے کپڑے گندے ہوگئے۔ آپؐ جناب ابوطالبؑ کے پاس آئے اور کہا چچاجان آپکے نزدیک

میرا حسب کیا ہے۔ انہوں نے پُوچھا اے فرزند اس بات کا کیا مطلب ہے ؟ آپؐ نے واقعہ بیان کیا حضرت ابوطالبؑ کو یہ سُنکر غیظ آگیا۔ آپؑ نے جناب حمزہؑ کو بُلایا، اپنی تلوار حمائل کی اور جناب حمزہؑ سے کہا اُونٹ کی آنتیں اُٹھا لو۔ پھر حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر قریش کے پاس آئے جو کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضرت ابوطالبؑ کو اس طرح آتے ہوئے دیکھا اور اُن کے چہرے سے آثارِ غضب مشاہدہ کیئے، خوف کی وجہ سے اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے۔ جناب ابوطالبؑ نے حمزہؑ سے کہا خون گوبر اور آنتوں کی کثافتیں ان کے سبھوں پر مل دو۔ جناب حمزہؑ نے خوب اچھی طرح ان کے بدن پر وُہ کثافتیں ملیں پھر جناب ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ تمہارا حسب ہمارے نزدیک ایسا ہے۔ اور ابن شہر آشوب اور راوندی کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ ابوجہل ملعون کے کہنے سے عقبہ ابن ابی معیط نے اُونٹ کی آنتیں لاکر حضرتؐ کی پُشت اقدس پر ڈال دیں۔ اُس وقت آپؐ نماز میں مشغول تھے۔ حضرتؐ نے وُہ آنتیں اپنی پُشت سے دُور کیں اور رو کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی پالنے والے قریش کا دفع کرنا، ابوجہل شیبہ اور اُمیہ کا دفع کرنا تیرے ہی اختیار میں ہے۔ جناب عباس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جن لوگوں کا نام حضرتؐ نے اُس روز لے کر دُعا کی تھی سب روز بدر قتل ہوئے۔ غرض جب عقبہ کی اس گستاخی کی خبر جناب حمزہؑ کو معلوم ہوئی نہایت غضبناک ہوئے اور مسجد میں آئے۔ ابوجہل کو دیکھا، اُس کی کمان چھین کر اُس کے سر پر ماری اور اُس ملعون کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ لوگ جمع ہوگئے اور جناب حمزہؑ سے اُس ملعون کو چُھڑایا اور کہنے لگے کہ شاید اے حمزہ آپ نے بھی محمدؐ کا دین قبول کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور غصّہ میں کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے آیاتِ قرآنی کی اُن کے سامنے تلاوت فرمائی اور اپنی صداقت اُن پر ظاہر کی۔ تو جناب حمزہؑ نے دوبارہ گواہی دی اور دین اسلام میں مستحکم و مضبوط ہوگئے۔ جناب ابوطالب شاد و مسرور ہوتے اور جناب حمزہ کی مدح میں چند اشعار نظم کیئے۔

عیاشی نے بسند معتبر جناب امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السّلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم سے بہت اذیتیں اُٹھائیں۔ ایک روز سجدہ میں تھے کہ مشرکوں نے آپؐ کے اُوپر بھیڑ کی اوجھڑی ڈال دی۔ جناب فاطمہ علیہا السّلام تشریف لائیں، حضورؐ ابھی سجدہ ہی میں تھے۔ جناب معصومہؑ نے آپؐ کی پُشت سے وُہ نجاست دُور کی۔ آخر خدا نے حضرتؐ جو چاہتے تھے پُورا کردیا۔ جنگ بدر میں ایک گھوڑا بھی حضرتؐ کے ساتھ سواری کے لیئے نہ تھا لیکن فتح مکّہ کے دن بارہ ہزار سوار آنحضرتؐ کے گرد تھے اور ابوسفیان اور تمام مشرکین حضرتؐ سے امان طلب کر رہے تھے۔ پھر آنحضرتؐ کے بعد امیر المومنینؑ کو منافقوں کے ہاتھوں آزار و بلائیں دیکھنا پڑیں کیونکہ قوم میں کوئی ان کا مددگار نہ تھا۔ حمزہؑ اُحد میں اور جعفر جنگِ موتہ میں شہید ہوچکے تھے۔

شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ خبّاب کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ کعبہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں نے قریش کے مظالم کی شکایت کی اور عرض کی یا رسُول اللہ آپ ہمارے واسطے دُعا نہیں کرتے یہ سُنکر حضرتؐ کے چہرہ کا رنگ صدمہ کے سبب متغیر ہوگیا۔ فرمایا وُہ مومنین

جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اُن میں سے بعض کو کلہاڑیوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا بعض کے سروں پر آرہ چلایا گیا۔ ان لوگوں نے صبر کیا اور اپنے دین سے نہیں پھرے۔ لہٰذا تم بھی صبر کرو یقیناً خداوند کریم اس دین کی تکمیل فرمائے گا اور اس دولت کو ایسا پائیدار قرار دے گا کہ اس دین کا ماننے والا تنہا کوہِ صفا سے حضرموت تک سفر کرے گا، اور سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرے گا۔

کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے لوگوں کی خاطر داری اور دلجوئی کا اور نماز واجب ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا خداوند رحیم وکریم آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کرتے رہو۔

بسند موثق حضرت امام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہم السّلام سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی خدا نے چاہا کہ آنحضرتؐ کے انتقام کے لیے تمام اہلِ زمین کو سوائے امیر المومنینؑ کے ہلاک کر دے اُس وقت جبکہ یہ آیت نازل فرمائی، فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ (آیت ۵۴، پ۲۷، سورۃ الذاریات) اے ہمارے حبیبؐ ان سے لاپروا ہو جاؤ بیشک تم کو کوئی ملامت نہیں کر سکتا"۔ پھر خدا نے مومنین پر رحم فرمایا اور آنحضرتؐ سے خطاب فرمایا، وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۲۷ آیت ۵۵ سورۃ الذاریات) اُن کو نصیحت کیے جاؤ بیشک نصیحت مومنین کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا نے اظہارِ اسلام کا حکم دیا اور آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی قلت اور مشرکین کی کثرت مشاہدہ فرمائی تو غمگین ہوئے۔ اُس وقت خدا نے جناب جبرئیلؑ کو درخت سدرۃ المنتہیٰ کی ایک پتی دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ اس پتی سے آنحضرتؐ اپنا سر دھوئیں۔ حضرتؐ نے تعمیلِ حکم کی اور آپؐ کا رنج وغم زائل ہو گیا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھ کو اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ تمام بادشاہانِ باطل کو قتل کر دوں اور اے مسلمانوں ملک وبادشاہی تمہارے لیے قرار دوں۔ تو ابوجہل نے آنحضرتؐ کی حسد وعداوت کے سبب سے کہا کہ خداوندا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو کچھ کہتے ہیں اگر حق ہے اور تیری جانب سے ہے تو ہمارے اُوپر آسمان سے پتھر کی بارش کر یا ہمارے لیے کوئی عذاب دردناک بھیج۔ پھر کہا کہ ہم اور بنی ہاشم دو گھوڑوں کے مانند تھے جو ایک ساتھ برابر برابر دوڑتے تھے اور ایک دوسرے کے برابر کے مقابل تھے۔ اب ہم گوارا نہیں کر سکتے کہ وہ پیغمبری کا دعویٰ کریں اور اُن میں کوئی پیغمبر ہو اور بنی مخزوم میں نہ ہو۔ پھر دُعا کی پالنے والے ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔ (پ۹ آیت ۳۳ سورۃ انفال) یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ ان لوگوں پر عذاب نازل کرے حالانکہ اے رسولؐ تم ان میں موجود ہو اور نہ خدا ایسا ہے کہ اُن پر عذاب کرے جبکہ وہ لوگ استغفار کرتے ہوں"۔ کیونکہ ابوجہل لعنہ نے اس کے بعد آمرزش بھی طلب کی تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذیتیں پہنچانے لگے اور آپؐ کو مکہ سے

نکال دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۚ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (پ۹ آیت ۳۴ سورۃ انفال) ان کو کیا ہو گیا ہے کہ مومنین کو مسجد الحرام میں جانے سے منع کرتے ہیں حالانکہ ان کو مسجد الحرام سے کوئی واسطہ نہیں اور سوائے متقین کے مسجد الحرام میں جانے کا کسی کو حق نہیں"۔ اور وہ رسولؐ اور اُن کے اصحاب ہیں۔ آخر خدا نے اُن پر جنگ بدر میں عذاب نازل کیا اور وہ مارے گئے۔

ابن شہر آشوب نے کثیر بن عامر سے روایت کی ہے کہ ایک روز مکہ میں ابطح کی جانب سے ایک سوار آیا جس کے پیچھے سترہ اُونٹ تھے جن پر ریشمی کپڑے لدے ہوتے تھے اور ہر اُونٹ پر ایک غلام حبشی سوار تھا وہ سوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پوچھ رہا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اُن سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا میرے باپ نے وصیت کی ہے کہ ان اونٹوں اور غلاموں کو اُن کے حوالے کر دوں۔ یہ سُنکر ابوالبختر نے ابوجہل کی جانب اشارہ کیا اور کہا جس کو تم تلاش کر رہے ہو وہ ہیں۔ وہ ابوجہل کے پاس آیا اور آنحضرتؐ کے جو اوصاف اسکو بتائے گئے اُس میں اُس نے نہ پائے تو کہا تم وہ نہیں ہو جس کو میں چاہتا ہوں اور مکہ میں گھومنے لگا یہاں تک کہ حضرتؐ کے پاس پہنچ گیا اور اُن اوصاف کے ذریعہ سے پہچان لیا۔ حضرتؐ کے ہاتھ پیروں کو چوما۔ حضرتؐ نے فرمایا تم ناجی ابن منذر ہو؟ اُس نے کہا ہاں یارسولؐ اللہ فرمایا وہ سترہ اُونٹ کہاں ہیں جن میں سے ہر ایک پر غلام حبشی سوار ہیں اور وہ سب ریشمی کپڑے پہنے اور زریں کمر ہیں پھر حضرتؐ نے ایک ایک کا نام بتایا اُس نے کہا ہاں یارسولؐ اللہ وہ سب حاضر ہیں میں ان کو پیش کرنے کے لیے لایا ہوں۔ فرمایا تمام مال میرے حوالے کرو میں محمدؐ ہوں اُس نے سب اُونٹ اور مال حضورؐ کے سپرد کر دیا۔ تو ابوجہل لعنہ چلایا کہ اے آلِ غالب اگر محمدؐ کے مقابلہ میں میری مدد نہ کرو گے تو میں تلوار سے اپنا پیٹ پھاڑ لوں گا اور مر جاؤں گا۔ یہ تمام مال کعبہ کا ہے اور محمدؐ چاہتے ہیں کہ خود اُن پر تصرف کریں۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور کعبہ کی گلی گلی میں گھومتا رہا یہاں تک کہ اُس کے ساتھ کئی ہزار اشخاص جمع ہو گئے۔ جب بنی ہاشم کو یہ خبر معلوم ہوئی، ابوطالبؑ تمام اولاد عبدالمطلب کو لے کر سوار ہوئے اور آنحضرتؐ کے گرد جمع ہو گئے پھر ابوطالبؑ اُن کے پاس گئے اور پوچھا تم لوگ محمدؐ سے کیا چاہتے ہو؟ ابوجہل لعنہ نے کہا تمہارے برادرزادے نے ہم لوگوں کے ساتھ بڑی خیانت کی ہے۔ اُن میں سے ایک خیانت یہ ہے کہ کچھ مال لوگ کعبہ کے لیے لاتے تھے اس لڑکے نے (محمدؐ نے) ان لوگوں کو فریب دے کر اپنے دین میں شامل کر لیا اور تمام مال اُن سے لے لیا۔ ابوطالبؑ نے فرمایا کہ ٹھہر جائیں جا کر محمدؐ سے حقیقتِ حال معلوم کرتا ہوں۔ پھر حضرتؐ کے پاس آ کر کہا کہ وہ سب مال ابوجہل کو دے دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ایک حبّہ بھی اُس کو نہ دوں گا۔ ابوطالبؑ نے کہا دس اُونٹ تم لے لو اور سات اُس کو دے دو۔ حضرتؐ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں ان ہدیوں کو اُونٹوں سمیت اُس کے پاس لے چلتا ہوں اور میں اور وہ دونوں اُونٹوں سے دریافت کریں جس کے بارے میں وہ اُونٹ کہہ دیں اور گواہی دیدیں یہ مال پھر اُسی کا ہو گا۔ ابوطالبؑ نے ابوجہل لعنہ کے پاس آ کر حضرتؐ کا ارشاد بیان کیا اور کہا محمدؐ نے تمہارے ساتھ انصاف کیا اور کہا ہے کہ کل صبح سورج نکلنے کے وقت تم لوگ مسجد میں جمع ہو اور اونٹوں کو تمام مال سمیت

حاضر کیا جائے گا۔ اُونٹ جس کی گواہی دیں وُہ سب لے لے۔ یہ سُنکر وُہ سب لوگ واپس چلے گئے۔ دوسرے روز ابوجہل ملعون کعبہ کے پاس آیا اور ہُبل کو سجدہ کیا اور سر اُٹھا کر پُورا حال اُس سے بیان کیا اور کہا اے ہُبل ایسا کر دے کہ وُہ اُونٹ مجھ سے ہمکلام ہوں اور میرے واسطے گواہی دیں اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ کو ملامت نہ کریں۔ مَیں تجھ کو چالیس سال سے پُوج رہا ہوں اور اب تک تجھ سے کوئی حاجت مَیں نے طلب نہیں کی ہے۔ اگر آج تو میری یہ حاجت پُوری کر دے گا تو مَیں تیرے لئے سفید موتی کا قبہ بنوا دوں گا۔ اور تیرے دونوں ہاتھوں کے لئے سونے کے کڑے، اور چاندی کے چھڑے، جواہرات کا ایک تاج مہیا کروں گا۔ اسی اثنا میں جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لائے، اور اُونٹ مع سامان لائے گئے۔ ابوجہل سے فرمایا کہ تو اُونٹوں سے سوال کر۔ اُس نے ہر چند کوشش کی مگر کسی اُونٹ نے جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد حضرتؐ نے اُونٹوں سے دریافت کیا وُہ بحکمِ خدا گویا ہوئے اور آپؐ کی پیغمبری کی گواہی دی۔ اور بیان کیا کہ یہ تمام مال حضرتؐ سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرتؐ نے پھر ابوجہل لعین سے کہا اب دوبارہ پھر تو اُن سے دریافت کر۔ اُس نے اُونٹوں سے پُوچھا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ پھر حضرتؐ نے اُونٹوں سے پُوچھا پھر اُن سب نے گواہی دی اسی طرح سات مرتبہ ہوا۔ آخر آنحضرتؐ نے تمام مال اور اُونٹ وغیرہ لے لیا اور ابوجہل ذلیل و رسوا ہو کر چلا گیا۔

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ جب خداوندِ عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مامور فرمایا کہ علانیہ قریش کو حق کی دعوت دیں، حضرتؐ موسمِ حج میں جبکہ اطرافِ عالم سے لوگ مکّہ میں آتے ہیں، کوہِ صفا پر جا کر کھڑے ہو گئے اور اُن کو ندا دی کہ ایہا النّاس! مَیں پروردگارِ عالمین کا رسُولؐ ہوں۔ یہ سُنکر لوگ آپ کی جانب تعجب سے دیکھنے لگے اور آپؐ کی ہلاکت کے درپے ہوئے۔ پھر حضرتؐ کوہِ مروہ پر تشریف لے گئے اور تین مرتبہ یوں ہی ندا کی۔ ابوجہل ملعون نے یہ سُنکر ایک پتھر حضرتؐ کی جانب پھینکا جس سے حضرتؐ کی پیشانی مجروح ہو گئی۔ یہ دیکھ کر سارے مشرکین پتھر ہاتھوں میں لے کر آنحضرتؐ کے پیچھے دوڑے تو آنحضرتؐ کوہِ ابوقبیس پر چڑھ گئے جس مقام کو آج "متکا" کہتے ہیں۔ وہاں تکیہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ ایک شخص امیرالمومنینؑ کے پاس گیا اور کہا کہ محمدؐ قتل کر دیئے گئے۔ جناب امیرؑ روتے ہوئے خدیجہؓ کے مکان پر گئے۔ خدیجہؓ نے گھبرا کر پُوچھا یا علیؑ کیا ہُوا؟ جناب امیرؑ نے فرمایا مجھے کچھ نہیں معلوم مگر لوگ کہتے ہیں کہ مشرکین نے آنحضرتؐ پر پتھر برسائے جس میں وُہ چھُپ گئے مجھے کچھ کھانا اور پانی دو اور ساتھ چلو تاکہ آب و طعام حضرت تک پہنچائیں۔ غرض وُہ دونوں روانہ ہوتے یہ حضرت علیؑ نے کہا تم وادی کی جانب سے چلو اور مَیں پہاڑ پر چڑھتا ہوں۔ غرض امیرالمومنینؑ روتے ہوئے چلے پُکار رہے تھے یا رسولؐ اللہ میری جان آپ پر فدا ہو آپؐ کس جگہ بھُوکے پیاسے بیٹھے ہیں۔ آپ نے اپنے ساتھ مجھ کو نہ لیا۔ جناب خدیجہؓ الگ فریاد کر رہی تھیں کہ مجھے پیغمبرؐ برگزیدہ کا پتہ بتاؤ۔ اسی اثناء میں حضرت جبریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے۔ جب آنحضرتؐ نے اُن کو دیکھا آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ دیکھو میری قوم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔ مجھے جھٹلایا اور مجھ پر سنگِ جفا کی بارش کر کے مجھے زخمی کر دیا۔ جبریلؑ نے کہا اپنا ہاتھ مجھے دیجئے پھر آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور ایک مسندِ بہشت اپنے پروں میں سے نکال کر جو مروارید و یاقوت سے بنی ہوئی تھی ہوا میں حرکت دی جس نے تمام پہاڑ کو ڈھانپ لیا اور کہا اپنے خدا کے نزدیک اپنی قدر و منزلت آپ نے دیکھی؟

28

حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ جبریلؑ نے کہا اس درخت کو بُلائیے۔ حضرتؐ نے بلایا تو وُہ اپنے مقام سے جُدا ہو کر دَوڑتا ہُوا آنحضرتؐ کے پاس آیا اور حضرتؐ کے لیے تعظیماً سجدہ کیا۔ پھر جبریلؑ نے کہا اس سے کہہ دیجئے کہ واپس جائے حضرتؐ نے فرمایا واپس جا وُہ چلا گیا۔ پھر اسمٰعیل فرشتہ جو آسمانِ اوّل پر مؤکل ہے حاضرِ خدمت ہُوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ میرے پروردگار نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں۔ مَیں حاضر ہوں آپ جو حکم دیں بجا لاؤں۔ اگر آپ فرمائیں تو ستاروں کو ان پر گراؤں کہ یہ جل جائیں۔ پھر آفتاب کا مؤکل آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰہ۔ اگر آپ حکم دیں تو ان کے سروں کے قریب آفتاب کر دوں تاکہ یہ سب جل جائیں۔ پھر زمین کا فرشتہ آیا اور کہا السّلام علیك یا رسول اللّٰہ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت پر مامور فرمایا ہے اگر آپ فرمائیں تو زمین کو حکم دے دوں کہ ان کو نگل جائے۔ پھر پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہا السّلام علیك یا رسول اللّٰہ خدا نے مجھے آپ کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو پہاڑوں کو ان پر ٹکرا دوں اور وُہ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ پھر دریاؤں کا فرشتہ آیا اور کہا السّلام علیك یا رسول اللّٰہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو فرمائیں تعمیل کروں۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو دریاؤں کو حکم دوں کہ ان سب کو غرق کر دیں جب تمام فرشتوں نے اظہارِ تقرب کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا میری مدد پر مامور ہوئے ہو انہوں نے عرض کی ہاں۔ تو حضرتؐ نے اپنا روئے مبارک آسمان کی جانب بلند کیا اور ارشاد فرمایا کہ پالنے والے مَیں عذاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ اس لیئے مبعوث ہوا ہوں کہ عالمین کے لیئے رحمت ہوں۔ مجھے میری قوم کے ساتھ چھوڑ دے کہ یہ ناواقف ہیں اور جہالت میں ایسا سلوک کرتے ہیں۔ پھر جبریلؑ نے جنابِ خدیجہؓ کو دیکھا کہ وادی میں رو رہی ہیں اور حضرتؐ کی تلاش میں دَوڑتی پھر رہی ہیں۔ آنحضرتؐ سے کہا خدیجہؓ کو دیکھئے اُن کے رونے سے آسمان کے فرشتے رو رہے ہیں۔ اُن کو اپنے پاس بلا لیجئے۔ اور میرا اسلام ان سے کہہ دیجئے اور فرما دیجئے کہ خداوندِ عالم تم کو سلام کہتا ہے۔ اور ان کو خوشخبری دے دیجئے کہ خدا نے ان کے لیئے بہشت میں موتیوں کا گھر بنایا ہے جس میں سونے کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں اُس میں کوئی آواز وحشتناک نہ ہو گی۔ حضرتؐ نے یہ سُنکر خدیجہؓ اور حضرت علیؑ کو اپنے پاس بلایا۔ خُون آپؐ کے گلے سے ٹپک رہا تھا۔ حضرتؐ خُون کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے بلکہ پُونچھ لیتے تھے۔ خدیجہؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خون گرنے کیوں نہیں دیتے حضرت نے فرمایا ڈرتا ہوں کہ اگر میرا خون زمین پر گرے گا تو خداوندِ عالم اہلِ زمین پر غضبناک ہو گا۔ جب رات ہوئی تو جناب امیرؑ اور جناب خدیجہؓ حضرتؐ کو گھر واپس لائیں اور آپؐ کے بیٹھنے کی جگہ ایک بڑا پتھر نصب کر دیا۔ جب مشرکوں کو حضرتؐ کے واپس آنے کی خبر ہوئی تو پھر گھر پر پتھروں کی بارش کرنے لگے لیکن کوئی پتھر آنحضرتؐ تک نہیں پہنچنے پاتا تھا اُدھر آتا تو وُہ بڑا پتھر روکتا۔ داہنے بائیں سے دیواریں روک لیتی تھیں۔ حضرتؐ کے سامنے جناب خدیجہؓ اور حضرت علیؑ کھڑے ہو گئے اور پتھروں کو اپنے جسموں پر روکتے تھے۔ آخر جناب خدیجہؓ نے کہا اے مشرکین قریش تم کو سنگباری کرتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ایک ایسی عورت کے گھر پر پتھر پھینک رہے ہو جو تم میں سب سے زیادہ نجیب ہے۔ اگر خدا سے نہیں ڈرتے ہو تو اس ننگ سے تو پرہیز کرو۔ یہ سُنکر مشرکوں کو غیرت آئی اور وُہ واپس چلے گئے۔ دُوسرے روز آنحضرتؐ پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ اور خداوند تعالیٰ نے

اُن کے دلوں میں حضرتؐ کا رُعب ڈال دیا کہ پھر حضرتؐ سے نہ بولے۔

بعض کتابوں میں ہے کہ بعثت کے پانچویں سال عمار بن یاسر کی والدہ سمیہ شہید ہوئیں ان کو کافروں نے شکنجہ میں کَس دیا تھا تاکہ اسلام سے توبہ کریں، اسی وقت ابوجہل علیہ اللعنۃ اُن کے پاس سے گزرا اور اُن کے سینہ پر نیزہ مارا اور ان کو شہید کر دیا۔

چوبیسواں ۲۴ باب

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج کا بیان

واضح ہو کہ آیاتِ کریمہ اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ خداوندِ حکیم و خبیر نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شب میں مکہ معظمہ سے مسجد اقصےٰ کی جانب اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور عرشِ اعلیٰ تک سیر کرائی اور سمٰوات کے عجائبات دکھلائے اور پوشیدہ اسرار اور بے انتہا معارف حضرتؐ پر القا کیے اور حبیبؐ خدا نے بیت المعمور میں اور عرشِ اعلےٰ کے نیچے عبادت میں قیام فرمایا اور ارواحِ انبیاءؑ سے ملاقات کی اور بہشت میں جا کر بہشت والوں کے منازل مشاہدہ فرمائے۔ اور احادیثِ متواترہ خاصہ و عامہ دلالت کرتی ہیں کہ حضرتؐ کا عروج جسم کے ساتھ ہوا تھا بے جسم رُوح کے ساتھ نہیں، بیداری میں ہوا تھا خواب میں نہیں، قدیم علمائے شیعہ کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ ابن بابویہ اور شیخ طبرسی رحمۃ اللہ علیہما وغیرہما نے ان مراتب کی تصریح کی ہے۔ اور بعض علماء عامّہ نے معراج کے جسمانی ہونے میں اخبار و آثارِ رسولؐ خدا و ائمۂ ہدیٰ کی عدم پیروی یا ان کے ارشاد پر یقین نہ ہونے کے سبب جو شک کیا ہے وُہ بھی اپنے علمائے کے شبہات پر اعتماد کرنے کے سبب ہے ورنہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص خداؐ و رسولؐ اور آئمۂ ہدیٰ کے ارشادات اور آیاتِ قرآنی پر یقین رکھتا ہو اور مختلف طریقوں سے معراج کے صحیح ہونے اور اُس کی خصوصیات و کیفیات کے بارے میں ہزاروں حدیثیں سُنتا ہو جو معراج جسمانی پر بتصریح دلالت کرتی ہیں محض حکماکے شبہات کی بنا پر انکار کرے اور ان کی تاویلیں کرے اور سُنّی و شیعہ کی حدیث کی کتابوں میں شاذ ہی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں معراج اپنی خصوصیات کے ساتھ مذکور نہ ہو۔ اگر مَیں اس بارے میں حدیثیں جمع کرنا چاہوں تو اس کتاب کے برابر ایک کتاب ہو سکتی ہے۔ لیکن مَیں ہزاروں حدیثوں میں سے بطور نمونہ چند حدیثیں جیسے دانوں کے ڈھیر میں سے ایک دانہ ہو لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ متدین احباب کو ان کے مضامین سے آگاہی ہو جائے۔

واضح ہو کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ معراج ہجرت سے پہلے واقع ہوئی اور ہجرت کے بعد کا احتمال ہے اور قبل ہجرت کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ سترھویں یا اکیسویں ماہِ رمضان المبارک شب شنبہ ہجرت سے چھ مہینے پہلے واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ بعثت کے دو سال بعد ماہِ ربیع الاوّل میں واقع ہوئی پھر ہجرت

کے دو سال بعد بعضوں کا قول ہے کہ ماہِ رجب کی ستائیسویں کو واقع ہوئی۔ اور پہلی معراج کے مکان کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ جناب امیرؑ کی ہمشیرہ ام ہانی کے مکان سے ہوئی اور بعض شعب ابی طالب سے کہتے ہیں اور بعض مسجد الحرام سے بیان کرتے ہیں۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ معراج صرف ایک مرتبہ ہوئی یا کئی مرتبہ۔ احادیثِ معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی بار ہوئی۔ اور معراج کے بارے میں حدیثوں میں جو اختلاف ہے ممکن ہے اسی سبب سے ہو کہ احادیثِ معتبرہ میں کوئی ایک حدیث کسی ایک معراج کی خصوصیات میں واقع ہوئی ہوگی۔

معراج کی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے:۔ سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (پ ۱۵ آیت ۱ سورۃ بنی اسرائیل) یعنی پاک ہے وُہ خدا جس نے اپنے بندہ کو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی جس کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی عظمت و جلال کی نشانیاں دکھائیں بے شک وُہ ہر چیز کو سُنتا اور جانتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مسجد حرام سے مکہ معظمہ مُراد ہے کیونکہ وُہ محلِ نماز اور محترم ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ مسجدِ اقصیٰ سے مُراد وُہ مسجد ہے جو شام میں مشہور و معروف ہے۔ لیکن بہت سی معتبر حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیت المعمور مُراد ہے جو چوتھے آسمان پر ہے اور بہت بلند ہے چنانچہ علی بن ابراہیم نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے ایک شخص سے پُوچھا کہ لوگ اس آیت کی تفسیر کیا بیان کرتے ہیں اُس نے کہا کہ مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک جانا۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ اس مسجد زمین سے بیت المعمورِ آسمان کی جانب حضرتؐ تشریف لے گئے جو کعبہ کے بالکل مقابل ہے اور کعبہ سے اُس جگہ تک تمام فاصلہ و فضا محترم ہے۔ اور عیاشی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے اُن حضرتؑ سے مساجد معظمہ و مشرفہ کے بارے میں دریافت کیا آپؑ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ جو خدا نے فرمایا ہے وُہ آسمان پر ہے اور شام میں جو مسجد ہے اُس سے بہتر مسجد کوفہ ہے[1]

دُوسری جگہ فرماتا ہے:۔ وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی "ستارہ کی قسم جس وقت کہ وُہ طلوع یا غروب ہوتا ہے یا جس وقت نیچے آتا ہے"۔ حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ نجم سے مُراد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی اخترِ درجِ رسالت کی قسم جس وقت کہ وُہ معراج میں گئے یا معراج سے نیچے واپس آئے مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ تمہارے مولا گمراہ نہیں ہوتے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہ اُنہوں نے خطا کی۔ بہت سی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ محمدؐ خلافت علی کے بارے میں گمراہ نہیں ہوتے ہیں اور نہ جھوٹ کہتے ہیں جو کچھ اُن کی فضیلت میں بیان کرتے ہیں وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وُہ اپنی خواہشِ نفسانی

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں مسجد اقصیٰ سے جس کا ذکر قرآن میں ہے بیت المعمور مُراد ہونے میں منافات نہیں ہے ممکن ہے آنحضرتؐ بیت المقدس بھی تشریف لے گئے ہوں۔ چنانچہ بہت سی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعض معراج میں وہاں نہ گئے ہوں۔ ۱۲۔

سے کلام نہیں کرتے۔ جو کچھ کہتے ہیں وُہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى۔ اُن کو اُس فرشتہ نے بتایا ہے جو نہایت قوی ہے یعنی جبریلؑ۔ ذُوْمِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى۔ وُہ صاحبِ قوّت وصاحبِ عقل ومتانت ہے۔ وُہ دُوراتِ اپنی اصلی صورت میں کھڑا ہوا جیسی کہ خدا نے خلق کی تھی نہایت عظمت وجلالت کے ساتھ۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى۔ اور وُہ آسمان کے سب سے بلند مقام پر تھا۔ جبکہ پیغمبرؐ نے اس کی صورت میں اُس کو دیکھا۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى پھر وُہ آنحضرتؐ کے نزدیک ہوا۔ اور اُن سے متصل ہوگیا۔ تاکہ اُن سے رازِ الٰہی بیان کرے۔ تو جبریلؑ اور محمدؐ میں دو کمان کا بلکہ اُس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنابِ مقدس احدیت کے معنوی تقرب کے مرتبہ پر ظاہری قرب کے ساتھ عرش اور اُس مقام تک پہنچے جس سے بلند مقام عالمِ امکان میں نہیں ہوسکتا۔ اُس وقت خداوندِ کریم ورحیم نے اپنی رحمت ورافت کے ساتھ ان کو اپنی خاص عنایتوں اور بخششوں سے قریب تر کر دیا جیسے دو اشخاص ایک کمان کے بقدر ایک دوسرے سے بظاہر قریب ہوتے ہیں بلکہ اُس سے بھی زیادہ نزدیک۔ بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ اُس مقام تک پہنچے جہاں سے وحیٔ الٰہی صادر ہوتی ہے اور وہاں آنحضرتؐ کے کان کمان کی لکڑی سے اُس کی زہ کے فاصلہ کے برابر تھے۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى تو خدا نے اپنے بندہ کی طرف وحی فرمائی جو کچھ فرمائی۔ بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے امیرالمومنین علیہ السلام کی امامت اور آپؑ کی رفعتِ شان وعظمت کے بارے میں وحی کی جو کچھ بھی کی۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى پیغمبرؐ کے دل نے جو کچھ انوارِ جلالِ سُبحانی کو دیکھا، جھوٹ نہ سمجھا۔ یا جو کچھ عجائباتِ مخلوقاتِ خلاقِ عالم کو ان کی آنکھوں نے دیکھا اُن کے دل نے اُس کو جھوٹ نہ جانا بلکہ نورِ یقین کے ساتھ قبول کیا۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى اے لوگو کیا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو کچھ شبِ معراج دیکھا تم اُس میں شک کرتے ہو۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى پھر پیغمبرؐ نے دوبارہ جبریلؑ کو بصورتِ اصلی سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک دیکھا وہ درخت آسمانِ ہفتم کے اُوپر ہے جہاں فرشتوں کی پرواز اور مخلوقات کے اعمال کی انتہا ہوتی ہے۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اور سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک وُہ بہشت ہے جو متقین کی آرامگاہ ہے۔ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى۔ جس وقت کہ سدرہ کو ڈھانپے ہوئے تھا جو ڈھانپے ہوئے تھا یعنی فرشتگانِ روحانیین اور عظمت وجلالِ خداوندِ عالمین سے سدرہ ڈھکا ہوا تھا۔ منقول ہے کہ سدرہ کے ہر پتے پر ایک ملک کھڑا تھا اور خدا کی تسبیح کر رہا تھا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى یعنی آنحضرتؐ کی آنکھیں داہنے اور بائیں نہیں دیکھتی تھیں بلکہ جو دیکھنا چاہیئے تھا اُسی کی طرف آنحضرتؐ کی نگاہیں تھیں یعنی آنحضرتؐ نہایت ادب سے پیشِ پروردگارِ عالم کھڑے تھے اور سوائے خالقِ کائنات کے کسی طرف متوجہ نہ تھے یعنی جو آواز آتی تھی وُہ نہایت توجہ کے ساتھ سُنتے تھے اور جو دکھایا جاتا تھا وہی دیکھتے تھے، کوئی شک وشبہ نہ کرتے تھے۔ کسی بات کو غلط نہ سمجھے اور جو کچھ دیکھا درست دیکھا۔ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (سورۂ نجم پ ۲۷ آیت ۱ تا ۱۸) خداوندِ عالم نے ان لوگوں کو غلطی سے محفوظ رہنے کے لیئے بیان فرمایا ہے جو از خود سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حضرتؐ نے اپنے پروردگار کی بزرگ نشانیوں کو دیکھا تاکہ کسی کو گمان نہ ہو کہ خدا کو

دیکھا اور لوگ سمجھ لیں کہ خدا دیکھے جانے کے قابل نہیں ہے اور اُس کو ان ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا جیسا کہ آنحضرتؐ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اُس رات خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ بیان کرتے ہیں کہ ان تمام نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ تھی کہ آنحضرتؐ نے جبریلؑ کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھا کہ اُن کے چھ سو بازو تھے اور وُہ اپنے پروں سے تمام آسمان کو گھیرے ہوئے تھے[1]

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ وُہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص ان چار چیزوں یعنی معراج، قبر میں سوال منکر ونکیر، بہشت ودوزخ کے وجود اور شفاعت سے انکار کرے وُہ ہمارے شیعوں میں نہیں ہے۔ اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے حدیث موثق میں روایت ہے کہ جو شخص معراج پر ایمان نہ لائے اُس نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ سچا مومن اور ہمارا شیعہ وُہ ہے جو پیغمبرؐ کی معراج، شفاعت، حوضِ کوثر، سوالِ قبر، بہشت ودوزخ، صراط ومیزان، حساب اور روزِ جزا مبعوث ہونے پر ایمان لاتے۔

ابن بابویہ اور صفار وغیرہم نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خداوندِ عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک سو بیس مرتبہ آسمان پر لے گیا اور ہر مرتبہ ولایت وامامتِ امیرالمومنینؑ اور تمام ائمہ اطہار کے بارے میں تمام فرائض سے زیادہ تاکید فرمائی۔

علی بن ابراہیم نے بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک رات جبریلؑ ومیکائیلؑ و اسرافیل علیہم السلام آنحضرتؐ کے واسطے براق لائے۔ ایک فرشتے نے لگام پکڑی، دوسرے نے حضرتؐ کی رکاب اقدس اور تیسرے نے اُس پر کپڑے درست کیئے۔ براق خاموش کھڑا ہوا تھا کہ جبریلؑ نے اُس کے مُنہ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ خاموش کیوں ہے کیونکہ جو بزرگ تجھ پر سوار ہو رہا ہے اوّلین وآخرین میں اُس سے بہتر کوئی نہیں ہے غرض حضرتؐ سوار ہوئے اور بُراق اڑا۔ جبریلؑ حضرتؐ کے ساتھ تھے اور عجائب زمین وآسمان آپ کو دکھلاتے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ میں ایک منادی نے داہنی جانب سے مجھے ندا دی میں ملتفت نہ ہوا۔ پھر دوسرے نے بائیں طرف سے ندا دی میں اُس کی طرف بھی متوجہ نہ ہوا۔ پھر میں نے اپنے سامنے دیکھا کہ ایک عورت اپنے ہاتھ اور بازو کھولے ہوئے دنیاوی آرائشوں سے نہایت آراستہ پیراستہ تھی اُس نے کہا اے محمدؐ ذرا میری جانب بھی دیکھ لیجیئے کہ میں آپ سے کچھ باتیں کروں۔ میں اس کی جانب بھی متوجہ نہ ہوا اور آگے بڑھتا گیا۔ ناگاہ ایک خوفناک آواز میں نے سُنی جس سے مجھ پر خوف طاری ہوگیا۔ تو جبریلؑ نے کہا یہاں زمین پر اُتریئے اور نماز پڑھیئے کہ یہ طیبہ مدینہ کا ٹکڑا ہے اس مقام پر آپؐ ہجرت کر کے آئیں گے۔ میں وہاں سے پھر سوار ہو کے چلا پھر جبریلؑ نے کہا کہ نیچے چلیئے اور نماز پڑھیئے۔ میں نے وہاں نماز پڑھی۔ جبریلؑ نے کہا یہ طورِ سینا ہے جہاں حق تعالیٰ نے جنابِ موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں۔ پھر وہاں سے سوار ہو کر میں چلا تھوڑی دور گیا تھا کہ

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ان تمام آیتوں کی تاویلیں دُوسری آیتوں کے ضمن میں جو معراج کو ثابت کرتی ہیں حدیثوں کے تحت بیان کی جائیں گی۔ ۱۲

جبرئیلؑ نے کہا نیچے اُترئیے اور نماز پڑھیئے۔ مَیں نے نماز پڑھی تو بتایا کہ یہ بیت لحم ہے جہاں حضرت عیسےٰؑ پیدا ہوتے تھے۔ پھر جبرئیلؑ مجھ کو بیت المقدس تک لے گئے۔ بُراق کو وہاں ایک زنجیر سے باندھ دیا جہاں پیغمبروں نے اپنے چوپائے باندھے تھے۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا جبرئیلؑ میرے داہنی طرف تھے وہاں مَیں نے جناب ابراہیم موسیٰ اور عیسےٰ علیہم السّلام کو دیکھا جو اور بہت سے پیغمبروں کے ہمراہ موجود تھے۔ جبرئیلؑ نے اذان و اقامت کہی اور مجھے آگے کھڑا کیا۔ تمام پیغمبروں نے صف باندھی اور میرے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر بیت المقدس کا خازن تین برتن لے کر آیا ایک میں دُودھ، ایک میں پانی اور ایک میں شراب تھی۔ ساتھ ہی مَیں نے سُنا کہ کوئی کہہ رہا ہے اگر محمدؐ نے پانی لے لیا تو ان کی تمام اُمّت ڈوب جائے گی۔ اگر شراب لے لی تو وہ خود اور اُن کی اُمّت سب گمراہ ہو جائیں گے، اگر انہوں نے دُودھ اختیار کیا تو وہ اور اُن کی اُمّت ہدایت پائیں گے۔ یہ سُنکر مَیں نے دُودھ کا پیالہ لے لیا اور پیا۔ جبرئیلؑ نے کہا آپؐ نے ہدایت پائی اور آپ کی اُمّت بھی ہدایت پائے گی پھر مجھ سے پُوچھا کہ راہ میں آپ نے کیا دیکھا؟ مَیں نے کہا داہنی طرف سے مجھے کسی نے پُکارا مَیں نے اُس کا جواب نہ دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا وہ یہودیوں کی جانب دعوت دینے والا تھا۔ اگر آپ اُس کا جواب دیتے تو آپ کی اُمّت یہودی ہو جاتی پھر پُوچھا اُس کے بعد کیا دیکھا مَیں نے کہا پھر بائیں طرف سے کسی نے آواز دی مَیں اُس کی جانب بھی متوجہ نہ ہوا جبرئیلؑ نے کہا وہ نصاریٰ کی جانب بُلا رہا تھا۔ اگر آپ اس کا جواب دیتے تو آپ کی اُمّت نصرانی ہو جاتی۔ پھر پُوچھا اس کے بعد کیا دیکھا مَیں نے اُس عورت کا ذکر کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اگر آپ اُس کی جانب ملتفت ہو جاتے تو آپ کی تمام اُمّت دُنیا پرست ہو جاتی۔ پھر کہا آپ نے وہ آواز جو سُنی تھی وہ ایک پتھر کی آواز تھی جس کو ستر سال پہلے مَیں نے جہنم کے کنارے سے ڈال دیا تھا اس وقت جہنم کی تہہ میں پہنچا ہے اور یہ اُسی کی آواز تھی جس سے آپ خوفزدہ ہو گئے تھے۔ یہ سُنکر اس کے بعد آنحضرتؐ کبھی نہ ہنسے۔ پھر حضرتؐ فرماتے ہیں کہ اُس کے بعد جبرئیلؑ مجھے اُوپر لے گئے یہانتک کہ ہم آسمانِ اوّل پر پہنچے اس پر ایک فرشتہ مؤکل تھا جس کو اسمٰعیل کہتے ہیں۔ وہ صاحب الخطفہ ہے کہ جو شیطان آسمان پر جانا چاہتا ہے وہ اور اس کے ساتھی شہاب ثاقب یعنی دہکتے ہوئے انگارے سے اُس کو جلاتے ہیں جیسا کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے:- اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَةَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ (پ۲۳ سورۃ والصّٰفّٰت آیت۱) اُس فرشتے کے ماتحت ہزار فرشتے ہیں اور ہر ایک ہزار پَر رکھتا ہے۔ اسمٰعیلؑ نے جبرئیلؑ سے پُوچھا یہ کون ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ اس نے پُوچھا کیا وہ مبعوث ہو گئے ہیں؟ کہا ہاں۔ تو اسمٰعیل نے آسمان کا دروازہ کھول دیا۔ میں نے اس کو سلام کیا اور اُس نے مجھ کو سلام کیا۔ مَیں نے اُس کے لیئے مغفرت کی دُعا کی اور اُس نے بھی میرے لیئے مغفرت چاہی اور کہا مرحبا اے برادرِ شائستہ اور بہترین انبیاءؑ۔ فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور آسمانِ اوّل میں داخل ہوا۔ جس فرشتہ نے مجھے دیکھا وہ شاد و مسرور ہوا۔ وہاں مَیں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس سے بڑا کوئی فرشتہ وہاں نظر نہ آیا۔ وہ نہایت کریہہ منظر اور خوفناک تھا اُس کے چہرہ سے غصّہ و غضب ظاہر تھا جس طرح اور فرشتوں نے میرے لیئے دُعا کی تھی اُس نے بھی کی لیکن نہ ہنسا نہ خوش ہوا اور نہ دوسروں کی طرح اُس کے چہرے سے مسرّت ظاہر ہوئی مَیں نے جبرئیلؑ سے پُوچھا یہ کون ہے جس سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے؟ کہا آپ کا خوف درست ہے ہم سب اُس سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ جہنم کا مؤکل ہے

ہم نے کبھی اُس کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ خداوندِ عالم نے جس روز سے جہنّم کو اس کے قبضہ میں دیا ہے ہر وقت اُس کا غضب و غصّہ خدا کے دشمنوں اور نافرمانوں پر زیادہ ہوتا رہتا ہے، خدا اُن سب سے اس کے ذریعہ سے انتقام لے گا۔ اگر آپ سے پہلے یا بعد کسی کے لیئے اس سے مسرّت ظاہر ہوتی تو یقیناً آپ کے لیئے بھی خوشی کا اظہار کرتا لیکن وہ کبھی ہنستا اور خوش ہوتا ہی نہیں۔ غرض مَیں نے اُس کو سلام کیا اور اُس نے مجھ کو سلام کیا اور بہشت کی خوشخبری دی۔ چونکہ جناب جبرئیلؑ ملکوت سمٰوات میں سب کے حاکم اور امین تھے اور تمام فرشتے ان کے فرمانبردار تھے، اس لیئے فرشتوں نے کہا آپ مالک کو حکم دیجیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جہنّم دکھائے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے مالک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جہنّم دکھا دو۔ مالک نے یہ سُنکر جہنم کا ایک پردہ ہٹا دیا اور اُس کا ایک دروازہ کھول دیا۔ ناگاہ جہنم کا ایک شعلہ نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوا۔ اُس کی شدّت سے مَیں خوفزدہ ہوا کہ کہیں مجھ کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ مَیں نے جبرئیلؑ سے کہا کہ کہو اس کو واپس جہنم میں لے جائے اور جہنم کے دروازہ کو بند کر دے۔ مالک نے اُس شعلہ کو حکم دیا کہ واپس جائے وہ فوراً جہنّم میں واپس چلا گیا۔ وہاں سے میں آگے بڑھا تو ایک گندمی رنگ کے بزرگ نظر آئے جبرئیلؑ سے پُوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ کہا یہ آپ کے پدر حضرت آدمؑ ہیں۔ ناگاہ مَیں نے دیکھا کہ اُن کے لڑکے اُن کے سامنے پیش کیئے گئے وہ کہتے تھے کہ یہ بہتر پھول ہے اور یہ خوشبو دار نسیم ہے جو بہتر جسم سے نکلی ہے۔ تو حضرتؐ نے یہ آیت پڑھی:- كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِىۡ عِلِّيِّيۡنَ (پ۳۰ آیت۱۸ سورۃ المطففین) غرض مَیں نے اُن کو سلام کیا، اُنہوں نے مجھے سلام کیا۔ مَیں نے ان کے لیئے اُنہوں نے میرے واسطے استغفار کی اور کہا اے فرزند برگزیدہ اور بہتر زمانہ میں بھیجے ہوئے بہترین انبیاء مبارک ہو۔ پھر مَیں وہاں سے آگے بڑھا اور ایک فرشتہ کو دیکھا جو ایک مقام پر بیٹھا تھا اور ساری دُنیا اُس کے دونوں زانوؤں کے درمیان تھی۔ اُس کے ہاتھ میں ایک لوحِ نور تھی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا اور وہ اُس لوح کی طرف نہایت مغموم صورت میں نظر جمائے ہوتے تھا، کسی اور طرف نہیں دیکھتا تھا۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون ہیں جبرئیلؑ نے کہا یہ ملک الموت ہیں۔ ہر وقت جسموں سے روحیں قبض کرنے میں مشغول ہیں۔ مَیں نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو میں کچھ باتیں کروں گا۔ غرض مَیں اُن کے پاس گیا اور سلام کیا، اُنہوں نے جواب سلام دیا جبرئیلؑ نے اُن سے کہا یہ نبیٔ رحمت ہیں جنکو خدا نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے۔ ملک الموتؑ نے کہا مرحبا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کو خوشخبری ہو کہ میں ہر عملِ خیر آپ کی اُمّت میں دیکھتا ہوں۔ مَیں نے کہا میں خدا کا شکر کرتا ہوں جو اپنے بندوں کو نعمتیں دینے والا ہے اور یہ سب مجھ پر خداوند کریم کی رحمت اور اُس کا فضل ہے جبرئیلؑ نے کہا اس فرشتہ کا کام سب سے زیادہ سخت اور زیادہ ہے۔ مَیں نے پُوچھا کیا تمام شخصوں کی رُوحیں یہ خود قبض کرتے ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ مَیں نے کہا اے ملک الموت لوگ جہاں جہاں ہوتے ہیں تم سب کو دیکھتے اور سب کے پاس پہنچتے ہو؟ کہا ہاں۔ دُنیا کو خدا نے میرا مسخر قرار دیا اور اُس پر تمکین دی ہے وہ میرے ہاتھ میں ایک درہم کے مانند ہے۔ کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ مَیں ہر روز پانچ مرتبہ اُس کے رہنے والوں کو ایک ایک کرکے نہ دیکھتا ہوں اور نہ جانچ کرتا ہوں۔ جب مرنے والے کے اعزا اُس پر روتے ہیں تو مَیں اُن سے کہتا ہوں کہ مت روؤ کیونکہ مجھے تو تمہاری طرف بار بار آنا ہے یہانتک کہ تم میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑوں گا۔ مَیں نے

کہا موت تو رنج واندوہ اور آدمیوں کو فنا کرنے کا سبب ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا موت کے بعد جو حالت ہوگی وُہ موت سے بدتر ہے۔ پھر مَیں وہاں سے گذرا تو ایک جماعت نظر آئی جس کے سامنے بہترین اور پاکیزہ گوشت اور مُردار و گندیدہ گوشت رکھے ہوئے تھے۔ وُہ خراب گوشت تو کھا رہے تھے مگر پاکیزہ گوشت نہیں چھُوتے تھے۔ مَیں نے پُوچھا اے جبرئیلؑ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی اُمت سے وُہ لوگ ہیں جو حرام کھایا کرتے تھے۔ پھر مَیں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس کو خدا نے عجیب الخلقت پیدا کیا تھا۔ جس کا نصف بدن آگ کا اور نصف برف کا تھا۔ نہ آگ برف کو پگھلاتی اور نہ برف آگ کو بجھاتی تھی۔ وُہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ مَیں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جس نے اس آگ کی حرارت کو محفوظ رکھا ہے۔ اے وُہ خدا جو آگ اور برف میں اُنس و محبت قائم کرسکتا ہے مومنین کے دلوں میں ایک دُوسرے کی محبت پیدا کر۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ خدا کے تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ اہلِ زمین اور مومنین کا بہی خیر خواہ ہے۔ جس روز سے خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اب تک یہی دُعا کرتا ہے۔ پھر دو فرشتوں کو دیکھا جو ندا دے رہے تھے۔ ایک کہتا تھا خداوندا جو تیری راہ میں دے اُس کو تو بھی عوض عطا فرما؛ دُوسرا کہتا تھا جو شخص بُخل کرے اور تیری راہ میں خرچ نہ کرے تو اُس کے مال کو ضائع کر دے۔ پھر مَیں چند لوگوں کی طرف گزرا جنکے ہونٹ اُونٹ کے ہونٹوں کے مانند تھے اور فرشتے اُن کے پہلوؤں کے گوشت قینچی سے کاٹ رہے تھے اور اُن کے مُنہ میں ٹھُونس رہے تھے مَیں نے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ مومنین کے عیب ڈھونڈنے اور اُن پر طعن کرنے والے لوگ ہیں۔ پھر میں کچھ ایسے لوگوں کی طرف سے گزرا جنکے سروں کو پتھر سے کُوٹ رہے تھے مَیں نے اُن کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو رات کو بغیر نماز پڑھے سو جایا کرتے تھے۔ پھر ایسے گروہ کی طرف میرا گذر ہوا کہ فرشتے ان کے مُنہ میں آگ بھر رہے تھے جو اُن کے پاخانے کے مقام سے نکلتی رہتی تھی۔ میں نے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے لوگ ہیں جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا (سورۃ النساء پ۴ آیت ۱) "بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم وستم سے کھاتے ہیں وُہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور بہت جلد جہنم میں جائیں گے"۔ پھر مَیں ایک گروہ کی طرف سے گزرا جن میں سے ہر شخص اُٹھنا چاہتا تھا مگر پیٹ کے بڑا ہونے کے سبب نہیں اُٹھ سکتا۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون ہیں کہا یہ سُود کھانے والے لوگ ہیں جنکا حال خدا نے قرآن میں بیان فرمایا ہے اور وُہ لوگ فرعونیوں کے مانند ہر روز صبح وشام آتشِ جہنم میں ڈالے جاتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں کہ خداوندا قیامت کب برپا ہو گی۔ پھر میرا گذر چند عورتوں کی طرف ہوا جن کو اُن کے پستانوں سے لٹکا رکھا تھا۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ وُہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کے گھروں میں بدکاری کرتی تھیں اور حرام زادہ لڑکوں کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کر دیا کرتی تھیں اور شوہر کے مال اُن لڑکوں کو میراث میں دیا کرتی تھیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس عورت پر خدا نہایت غضبناک ہے جو اُس کو اُن لوگوں کے نسب میں داخل کرتی ہیں جو اُن کے غیر سے ہوتا ہے اور زنا سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کی شرمگاہوں پر مطلع ہوتا ہے اور ناحق ان کے مال کھاتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میں اور آگے بڑھا تو خدا کے چند فرشتوں کو دیکھا جنکو خدا نے جس طرح چاہا پیدا کیا اور اُن کی صورتیں جیسی چاہیں بنائیں۔ وُہ اپنے دلوں کی گہرائیوں سے اس طرح تسبیح و تقدیس کرتے تھے کہ ہر طرف سے مختلف آوازیں ظاہر ہو رہی تھیں اور حمد و شکر کی صدائیں بلند تھیں وُہ خوفِ خدا سے رو رہے تھے۔ مَیں نے جبرئیلؑ سے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ اسی روش سے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں پیدا ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے پہلو میں قائم ہیں نہ کسی سے بات کی ہے نہ انہوں نے اپنا سر اُٹھایا ہے اور نہ جنابِ مقدس الہٰی کے خوف سے اپنے پَروں کو اُٹھایا ہے حضرتؐ فرماتے ہیں کہ مَیں نے ان کو سلام کیا اُنہوں نے سر کے اشارہ سے جواب دیا اور انتہائی خشوع و خضوع کے سبب کچھ بول نہ سکے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبرِ رحمت ہیں جنکو خدا نے رسالت ونبوت کے ساتھ اپنے بندوں کی جانب بھیجا ہے اور یہ پیغمبر آخر الزمان اور تمام انبیاء سے برتر و بلند ہیں۔ کیا ان سے باتیں نہ کرو گے۔ یہ سُنکر اُنہوں نے مجھ کو سلام کیا اور میری تعظیم کی اور مجھ کو اور میری اُمت کو نیکی کی خوشخبری دی۔ پھر وہاں سے جبرئیلؑ مجھ کو دُوسرے آسمان پر لے گئے۔ وہاں میں نے دو شخصوں کو دیکھا جو ایک دُوسرے سے مشابہ تھے۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یحیٰی اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ مَیں نے ان کو اور انہوں نے مجھ کو سلام اور استغفار کیا۔ انہوں نے کہا مرحبا اے برادر شائستہ اور پیغمبر برگزیدہ خوش آمدی۔ اُس آسمان پر بھی مَیں نے ملائکۂ خشوع دیکھے جنکے چہرے خوفِ خدا سے آنسوؤں سے تر تھے۔ وُہ بھی کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور مختلف آوازوں سے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے۔ پھر مَیں تیسرے آسمان پر گیا، وہاں ایک ایسے حسین کو دیکھا جنکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند تھا میں نے اُن کو دریافت کیا جبرئیلؑ نے کہا یہ جناب یوسفؑ آپؐ کے بھائی ہیں۔ مَیں نے اور انہوں نے ایک دُوسرے کے لیئے سلام و استغفار کیا۔ جناب یوسفؑ نے کہا مرحبا اے پیغمبر برگزیدہ اور بہتر زمانہ میں مبعوث شدہ آپؐ کا آنا مبارک ہو۔ اس آسمان پر مَیں نے ملائکۂ خشوع دیکھے جس طرح پہلے اور دُوسرے آسمانوں پر دیکھے تھے اور جبرئیلؑ نے اُن سے بھی وہی گفتگو کی جو میرے بارے میں اُن فرشتوں سے کی تھی، اور اُنہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ وہاں سے چوتھے آسمان پر پہنچا تو ایک مردِ بزرگ کو دیکھا۔ مَیں نے پُوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ جناب ادریس علیہ السلام ہیں جنکو خدا مقامِ بلند پر زمین سے لے گیا جیسا کہ فرمایا ہے وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا۔ (پ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵) "ہم نے اُن کو مقامِ بلند پر اٹھا لیا" مَیں نے اُن کو اور اُنہوں نے مجھ کو سلام کیا۔ وہاں بھی مَیں نے ملائکۂ خشوع دیکھے اُنہوں نے بھی میرے اور میری اُمت کے لیئے اچھی خوشخبری دی۔ وہاں مَیں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جو کُرسی پر بیٹھا تھا۔ اور ہزار فرشتے اُس کے ماتحت اور فرمانبردار تھے۔ جبرئیلؑ نے اسکو آواز دی کہ اُٹھ کھڑے ہو۔ وُہ اُٹھ کھڑا ہوا اور قیامت کے روز تک کھڑا رہے گا۔

وہاں سے آسمانِ پنجم پر بلند ہوا وہاں مَیں نے ایک مردِ ضعیف کو دیکھا جنکی آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ مَیں نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ اور اُن کی اُمت کے بہت سے لوگ اُن کے گرد جمع تھے۔ ان کی کثرت دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ جبرئیلؑ سے پُوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ دانیالؑ پیغمبر ہیں جن کی اُمت اُن کو دوست رکھتی تھی پھر ایک

مرد بزرگ کو دیکھا۔ پُوچھا یہ کون ہیں جبرئیلؑ نے کہا یہ ہارون پسر عمران ہیں۔ مَیں نے ان کو بھی سلام کیا۔ وہاں بھی ملائکہ خشوع دیکھے۔ پھر چھٹے آسمان پر گیا وہاں ایک صاحب کو دیکھا جو قد میں بلند اور گندمی رنگ کے تھے جنکے بال بڑے بڑے تھے۔ اور وُہ کہہ رہے تھے کہ بنی اسرائیل گمان کرتے ہیں کہ میں آدمؑ کی اولاد میں سب سے بہتر ہوں حالانکہ یہ بزرگ خدا کے نزدیک سب سے گرامی ہیں۔ مَیں نے جبرئیلؑ سے پُوچھا یہ کون ہیں؟ کہا جناب موسیٰؑ پسر عمران ہیں۔ ہم نے ایک دُوسرے کو سلام کیا۔ وہاں بھی ملائکہ خشوع تھے۔ وہاں سے ساتویں آسمان پر گیا۔ مَیں جس فرشتہ کے پاس سے گزرتا تھا وُہ کہتا تھا کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فصد کراؤ اور اُمت کو بھی اس کا حکم دو۔ وہاں مَیں نے ایک مَرد کو دیکھا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ وُہ ایک کُرسی پر بیٹھے تھے۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون بزرگ ہیں جو جوارِ رحمت الٰہی میں بیت المعمور کے دروازہ پر بیٹھے ہیں؟ جناب جبرئیلؑ نے کہا یارسُولؐ اللہ یہ آپ کے پدر بزرگوار جناب ابراہیم علیہ السّلام ہیں اور یہ آپ کی اُمت کے پرہیزگاروں کا مقام ہے۔ تو مَیں نے یہ آیت پڑھی:- اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۳ آیت ۶۸ سورۃ آل عمران) بیشک ابراہیمؑ کے پیرو ہونے کے سب سے زیادہ مستحق وُہ لوگ ہیں جو ان کی اور اس پیغمبر (محمدؐ) کی پیروی کرتے ہیں اور وُہ لوگ جو خدا اور اُس کے رسُولؐ پر ایمان لائے اور خدا مومنین کا مددگار ہے"۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں نے حضرت ابراہیمؑ کو سلام کیا اور اُنہوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا مرحبا اے پیغمبر شائستہ و فرزند شائستہ اور زمان شائستہ میں مبعوث شدہ۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ اُس آسمان پر بھی مَیں نے صاحب خشوع فرشتے دیکھے جس طرح گزشتہ آسمانوں پر دیکھے تھے۔ سب نے مجھ کو اور میری اُمت کو نیکی اور بھلائی کی خوشخبری دی۔ مَیں نے آسمان ہفتم پر نُور کے دریا دیکھے جو چمک رہے تھے ان کے نُور آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے، اور ظلمت اور برف کے دریا بھی نظر آئے۔ اور اُمور عجیب و غریب دیکھ کر جب مجھ پر خوف طاری ہوتا تھا تو جبرئیلؑ کہتے تھے کہ یارسُولؐ اللہ خدا کا شکر کیجیئے کہ اُس نے آپؐ کو ان کرامتوں اور بزرگیوں سے سرفراز فرمایا۔ غرض خدا نے اپنی مدد و قوت سے مجھے ان عجائبات کے دیکھنے کی طاقت عطا فرمائی جبرئیلؑ نے کہا یارسُولؐ اللہ آپ اپنے پروردگار کی عظمت کی جو کچھ نشانیاں دیکھتے ہیں اُن کو شمار کرتے ہیں حالانکہ اس کی عظمتیں اس سے زیادہ ہیں کہ یہ چیزیں اُن کے مقابلہ میں کچھ بلند معلوم ہوں جو ابھی آپ نے نہیں دیکھیں بےشبہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ اور بندوں کے درمیان نوّے ہزار حجابات ہیں۔ صدورِ وحی کے مقام پر خلق میں سب سے زیادہ نزدیک میں ہوں اور اسرافیلؑ۔ اور میرے اور اُن کے درمیان چار حجابات ہیں۔ نور کا ایک پردہ، ظلمت کا ایک پردہ، پانی کا ایک پردہ اور آگ کا ایک پردہ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ تمام عجیب چیزوں سے زیادہ عجیب جو مَیں نے دیکھیں وُہ ایک مرغ تھا جس کے پَیر زمین کے طبقہ ہفتم میں تھے اور سر عرش کے نزدیک تھا۔ وُہ اپنے پَروں کو جب کھولتا تو مشرق و مغرب کو گھیر لیتا تھا۔ وُہ ایک فرشتہ تھا جس کی تسبیح تھی "میرا پروردگار پاک ہے، اور اس کی شان بہت بلند ہے اس سے کہ ادراک کی جاسکے"۔ وُہ صبح کے وقت اپنے پروں کو کھولتا اور پھڑپھڑاتا اور اپنی تسبیح کی آواز بلند کرتا تھا اور کہتا تھا سبحان الملک

القدّوس سبحان الکبیر المتعال لَآ اِلٰهَ اِلَّا الْحَيُّ الْقَيُّوْم۔ جب اُس کی آواز تسبیح بلند ہوتی ہے تو زمین کے تمام مُرغ اپنے پروں کو پھڑپھڑاتے اور خدا کی تسبیح کی آواز بلند کرتے ہیں۔ اور جب وُہ فرشتہ خاموش ہو جاتا ہے تو تمام مُرغ خاموش ہو جاتے ہیں۔ اُس ملک کے پَر سفید اور گردن کے پَر سبز ہیں۔ اس کی سفیدی اور سبزی اور اُس کی خوبصورتی کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ پھر مَیں جبرئیلؑ کے ساتھ بَیْتُ الْمَعْمُوْر میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ وہاں مَیں نے اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ دیکھا، اُن میں کچھ لوگ تو صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے کچھ پُرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے تھے۔ جو صاف کپڑے پہنے ہوئے تھے وُہ میرے ساتھ بَیْتُ الْمَعْمُوْر میں داخل ہوئے اور جو گندے لباس میں تھے ان کو روک دیا گیا۔ جب ہم وہاں سے واپس آئے، دو نہروں کے پاس سے گزرے ایک کو کوثر اور دوسری کو نہرِ رحمت کہتے تھے۔ مَیں نے کوثر کا پانی پیا اور نہرِ رحمت میں غسل کیا اور بہشت میں داخل ہوا۔ وُہ دونوں نہریں بھی بہشت میں ساتھ ساتھ جاری تھیں۔ ان دونوں نہروں کے کنارے کنارے میرے اہلبیتؑ کے اور طاہر و پاکیزہ عورتوں کے مکانات نظر آئے۔ بہشت کی خاک مُشک تھی۔ مَیں نے وہاں ایک لڑکی کو دیکھا جو بہشت کی نہروں میں غوطے لگا رہی تھی۔ مَیں نے پُوچھا تو کون ہے؟ اُس نے کہا مَیں دُختر زید بن حارثہ ہوں میں جب واپس زمین پر آیا تو زید کو اس کی خوشخبری دی۔ بہشت میں پرندے بڑے اُونٹوں سے بھی بڑے نظر آئے جنکے چونچ بڑے بڑے ڈول کے مانند تھے۔ وہاں مَیں نے ایک اتنا بڑا درخت دیکھا کہ کوئی پرندہ سات سو سال تک اُڑنے کے بعد بھی اُس کے گرد ایک چکر نہیں لگا سکتا۔ بہشت میں کوئی مکان ایسا نہیں جس کے اندر اُس کی شاخ نہ ہو۔ مَیں نے پُوچھا یہ کیسا درخت ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ طوبیٰ ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (پ۱۳ آیت ۲۹ سورۃ الرعد) حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں بہشت میں پہنچا تو میرا وُہ ہول جو آسمان ہفتم کے عجائبات دیکھنے کے سبب دل پر قائم ہو گیا تھا زائل ہو گیا۔ پھر مَیں نے جبرئیلؑ سے پُوچھا کہ وُہ دریا جو مَیں نے دیکھے تھے کیسے ہیں۔ کہا وُہ اوقات حجاب ہیں جو عرش کے انوار کو روکے ہوئے ہیں۔ ورنہ نورِ عرش ہر اُس چیز کو جلا دیتا جو اُس کے نیچے ہے۔ پھر مَیں وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا جس کی ہر پتی ایک عظیم اُمت کو اپنے سایہ میں لے سکتی ہے۔ اُس جگہ سے میں حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے قربِ معنوی کے مرتبہ میں قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (پ۲۷ آیت ۹ سورۃ نجم) کی منزلت تک پہنچا اور اپنے پروردگار کی بارگاہِ اقدس میں مناجات کے قابل ہوا۔ میرے کانوں میں ندا آئی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ یعنی رسُولؐ اُن چیزوں پر ایمان لائے جو کچھ اُن کی طرف اُن کے پروردگار کی طرف سے بھیجی گئی۔ یہ سُنکر میں نے اپنی اور اپنی اُمت کی جانب سے عرض کی:- وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ اور تمام مومنین خدا پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور کہتے ہیں کہ ہم رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے بلکہ ہم سب پر ایمان لائے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں پھر مَیں نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (پ۳ آیت ۲۸۵ سورۃ بقرہ) ہم نے سُنا جو کچھ

خدانے فرمایا اور اطاعت کی۔ اے پروردگارِ عالم ہم تیری طرف سے مغفرت چاہتے ہیں اور سب کی بازگشت تیری طرف ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (پ۳ آیت ۲۸۶ سورۃ بقرہ) یعنی خدا کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور جو نیکیاں وُہ کرتا ہے اُس کے لیئے اور جو بُرائیاں وُہ کرتا ہے اُسی کے لیئے ہیں۔ مَیں نے کہا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا یعنی پروردگارا جو ہم سے سہو ہوجاتے اُس کا یا ہم سے جو گناہ سرزد ہوجائے اس کا مؤاخذہ ہم سے نہ کر۔ ارشادِ ربّ العزّت ہؤا اچھا بلاقصد اور بھول چوک کے سبب سے غلطیوں کا مؤاخذہ نہ کروں گا۔ پھر مَیں نے کہا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ یعنی اے ہمارے پروردگار ہم پر اتنا بار مت ڈال جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں پر تُونے بار ڈالا تھا۔ خدانے فرمایا اچھا یہ بھی منظور ہے۔ پھر مَیں نے کہا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۳ آیت ۲۸۶ سورۃ بقرہ) یعنی اے ہمارے پالنے والے ہم پر ایسا بار بھی مت ڈال جو ہماری طاقت سے باہر ہو اور ہم کو عافیت عطا فرما اور ہم سے درگزر فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک و سرپرست ہے۔ اور کفّار پر ہم کو نصرت و فتح عنایت فرما۔ خدانے فرمایا مَیں نے وُہ سب کچھ تم کو اور تمہاری اُمّت کو عطا فرمایا جو تم نے طلب کیا۔ حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں خدانے کسی پیغمبر کو اس قدر مکرّم و محترم نہیں کیا جیسا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو گرامی و بزرگ مرتبہ فرمایا اور یہ اُمور ان کو عطا فرمائے غرض اُس وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عرض کی پالنے والے جو فضیلتیں تُونے اپنے گزشتہ پیغمبروں کو عطا فرمائی ہیں وُہ مجھے بھی عطا فرما۔ خدانے فرمایا جو چیزیں مَیں نے تم کو عطا کی ہیں اُن میں دو کلمے وُہ ہیں جو میرے عرش کے خزانوں میں سے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ حاملانِ عرشِ الٰہی نے ایک دُعا مجھے تعلیم کی جس کو ہر صبح وشام مَیں پڑھتا ہوں اور وُہ یہ ہے :۔ اللّٰھم ان ظلمتی اصبح مُستجیرا بعفوك و ذنبی اصبح مستجیرا بمغفرتك وذلی اصبح مستجیرا بعزتك وفقری اصبح مستجیرا بغناك ووجھی البالی اصبح مستجیرا بوجھك الباقی الذی لا یفنی" پھر حضرتؐ نے فرمایا مَیں نے ایک فرشتہ کی آواز سُنی جو اذان کہہ رہا تھا اور اس سے پہلے کسی نے اُس فرشتہ کو آسمان پر نہیں دیکھا تھا۔ جب اُس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا خداوندِ عالم نے فرمایا میرے بندہ نے سچ کہا۔ بیشک میں ایسا ہی بلند ہوں کہ عقلِ خلائق مجھ تک نہیں پہنچ سکتی اور تمام چیزوں سے بڑا اور بلند ہوں جب اُس نے اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ۔ کہا حق تعالیٰ نے فرمایا میرے بندہ نے سچ کہا۔ کوئی خدا میرے سوا نہیں ہے۔ جب اُس نے دو مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے۔ محمّد (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) میرے بندہ اور رسُول ہیں مَیں نے ان کو ہدایتِ خلق کے لیئے بھیجا ہے اور برگزیدہ کیا ہے۔ جب اُس نے کہا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ خدانے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے اور لوگوں کو

میرے فریضہ کی ادائیگی کی جانب بُلاتا ہے جو شخص شوق اور دلی خواہش سے نماز کی جانب کوشش کرتا ہے اور اس کی غرض میری خوشنودی کے سوا نہیں ہوتی تو مَیں نماز کو اُس کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتا ہوں۔ جب اُس نے کہا حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ خداوند کریم نے فرمایا نماز نجات و فلاح کا باعث ہے۔ پھر مَیں آگے کھڑا ہؤا، اور ملائکۂ آسمان نے میری اقتدا کی جس طرح بیت المقدس میں تمام پیغمبروں نے میری اقتدا کی تھی۔ جب میں نماز سے فارغ ہؤا انوارِ محبّتِ الٰہی نے مجھ کو گھیر لیا۔ مَیں سجدہ میں گر پڑا تو خداوند رحیم وکریم نے ندا کی کہ ہر پیغمبر اور اُس کی اُمّت پر مَیں نے پچاس نمازیں واجب کیں تھیں وہی مَیں نے تمہارے اور تمہاری اُمّت کے لیئے واجب کیں۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو جناب ابراہیمؑ نے اور ہر اُس پیغمبر نے جس کی طرف سے میں گزرا تھا مجھ سے کچھ نہ پوچھا؛ جب جناب موسیٰؑ کے پاس آیا تو اُنہوں نے پُوچھا کیا ہؤا میں نے کہا مجھ پر اور میری اُمّت پر پچاس نمازیں واجب کی گئی ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے کہا خداوندِ عالم عبادت سے بے نیاز ہے اور آپ کی اُمّت آخر اُمّت ہے۔ وُہ لوگ سب اُمّتوں سے کمزور ہیں اور پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ لہٰذا واپس جاکر اپنے پروردگار سے عرض کیجیئے کہ تخفیف فرمائے۔ مَیں یہ سُنکر واپس گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر سجدہ میں گر پڑا اور کہا پروردگارا مجھ پر اور میری اُمّت پر پچاس نمازیں دشوار ہیں معبود کچھ کم کردے تو دس نمازیں خدانے کم کردیں۔ پھر واپس آیا تو جناب موسیٰؑ نے پھر کہا کہ یہ بھی دُشوار ہے پھر جاکر سفارش کیجیئے کہ حق تعالیٰ اور کمی فرمائے کیونکہ آپ کی اُمّت چالیس نمازوں کی طاقت بھی نہیں رکھتی ہے حضرتؐ فرماتے ہیں میں پھر واپس گیا اور سجدہ میں گر کر الحاح وزاری کی تو خدانے دس نمازیں اور کم کردیں پھر واپس آیا تو موسیٰؑ نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں۔ پھر شفاعت فرمایئے آپؐ کی اُمّت میں اتنی بھی قوت نہیں اسی طرح مَیں برابر واپس جاجاکر خلاقِ عالم سے سفارش کرتا رہا۔ یہانتک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰؑ نے پھر کہا تو مَیں نے کہا یا موسیٰؑ اب تو مجھے اپنے معبود سے شرم آتی ہے؛ تو خدانے مجھے ندا دی کہ چونکہ اے میرے حبیبؐ تم نے ان پانچ نمازوں کو بخوشی منظور کرلیا لہٰذا مَیں نے ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا، ایک نماز کے عوض دس نمازیں قبول کروں گا۔ اور تمہاری اُمّت میں سے جو شخص ایک نیکی کرے گا' دس نیکیاں اُس کے لیئے لکھوں گا؛ اور اگر ارادہ کرلے گا اور عمل میں نہ لائے گا تب بھی ایک نیکی اُس کے لیئے لکھوں گا۔ اور اگر اُن میں سے کوئی کسی گناہ کا ارادہ کرے گا اور عمل میں نہ لائے گا تو اُس کے لیئے نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر کر گزرے گا تو اس کے لیئے ایک ہی گناہ لکھوں گا۔ حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ خدا جناب موسیٰؑ کو اس اُمّت کی جانب سے جزائے خیر دے کہ ان کے بار کو ہلکا کرادیا اور ان کی تکلیف کم کرادی۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ جناب زید بن علی بن الحسین علیہ السّلام نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدینؑ سے سوال کیا کہ جب جدِّ بزرگوار حضرت سرورِ کائنات معراج میں تشریف لے گئے۔ اور خدانے پچاس نمازیں اُن کی اُمّت پر واجب فرمائیں تو حضرتؐ نے خود کیوں نہ خدا سے کمی کی درخواست کی جب جناب موسیٰؑ نے کہا کہ خدا سے سوال کیجیئے اور حضرتؐ واپس گئے اور خدا سے کمی کی التجا کی۔ امام نے فرمایا کہ اے فرزند پیغمبرؐ خدانے یہ خلافِ ادب سمجھا کہ جس چیز کی خدانے ان کو اور ان کی اُمّت کو تکلیف دی آنحضرتؐ

خدا نے فرمایا اور اطاعت کی۔ اے پروردگارِ عالم ہم تیری طرف سے مغفرت چاہتے ہیں اور سب کی بازگشت تیری طرف ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا ط لَہَا مَا کَسَبَتْ وَ عَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ (پ۳ آیت ۲۸۶ سورۃ بقرہ) یعنی خدا کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور جو نیکیاں وُہ کرتا ہے اُس کے لیے اور جو بُرائیاں وُہ کرتا ہے اُسی کے لیئے ہیں۔ مَیں نے کہا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا یعنی پروردگارا جو ہم سے سہو ہو جاتے اُس کا یا ہم سے جو گناہ سرزد ہو جائے اس کا مؤاخذہ ہم سے نہ کر۔ ارشادِ ربّ العزت ہُوا اچھا بلا قصد اور بھول چوک کے سبب سے غلطیوں کا مؤاخذہ نہ کروں گا۔ پھر مَیں نے کہا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ یعنی اے ہمارے پروردگار ہم پر اتنا بار مت ڈال جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں پر تُو نے بار ڈالا تھا۔ خدا نے فرمایا اچھا یہ بھی منظور ہے۔ پھر مَیں نے کہا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ؏ (پ۳ آیت ۲۸۶ سورۃ بقرہ) یعنی اے ہمارے پالنے والے ہم پر ایسا بار بھی مت ڈال جو ہماری طاقت سے باہر ہو اور ہم کو عافیت عطا فرما اور ہم سے درگزر فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک و سرپرست ہے۔ اور کفّار پر ہم کو نصرت و فتح عنایت فرما۔ خدا نے فرمایا مَیں نے وُہ سب کچھ تم کو اور تمہاری اُمّت کو عطا فرمایا جو تم نے طلب کیا۔ حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں خدا نے کسی پیغمبر کو اس قدر مکرّم و محترم نہیں کیا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گرامی و بزرگ مرتبہ فرمایا اور یہ اُمور ان کو عطا فرمائے غرض اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرض کی پالنے والے جو فضیلتیں تُو نے اپنے گزشتہ پیغمبروں کو عطا فرمائی ہیں وُہ مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا جو چیزیں مَیں نے تم کو عطا کی ہیں اُن میں دو کلمے وُہ ہیں جو میرے عرش کے خزانوں میں سے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ وَلَا مَنْجَاَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ حاملانِ عرشِ الٰہی نے ایک دُعا مجھے تعلیم کی جس کو ہر صبح و شام مَیں پڑھتا ہوں اور وُہ یہ ہے:۔ اللّٰھم ان ظلمتی اصبح مستجیرا بعفوک وذنبی اصبح مستجیرا بمغفرتک وذلی اصبح مستجیرا بعزتک وفقری اصبح مستجیرا بغناک ووجھی البالی اصبح مستجیرا بوجھک الباقی الّذی لا یفنی " پھر حضرتؐ نے فرمایا مَیں نے ایک فرشتہ [illegible]

[illegible]

الا اللہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ [illegible] نہیں ہے۔ جب اُس نے دو مرتبہ اشھد ان محمدا رسول اللہ کہا [illegible] لیئے بھیجا ہے اور برگزیدہ کیا ہے۔ جب اس نے حی علی الصلوٰۃ [illegible]

میرے فریضہ کی ادائیگی کی جانب بُلاتا ہے جو شخص شوق اور دلی خواہش سے نماز کی جانب کوشش کرتا ہے اور اس کی غرض میری خوشنودی کے سوا نہیں ہوتی تو مَیں نماز کو اُس کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتا ہوں۔ جب اُس نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ خداوند کریم نے فرمایا نماز نجات و فلاح کا باعث ہے۔ پھر مَیں آگے کھڑا ہُوا اور ملائکۂ آسمان نے میری اقتدا کی جس طرح بیت المقدس میں تمام پیغمبروں نے میری اقتدا کی تھی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا انوارِ محبتِ الٰہی نے مجھ کو گھیر لیا مَیں سجدہ میں گر پڑا تو خداوندِ رحیم و کریم نے ندا کی کہ ہر پیغمبر اور اُس کی اُمّت پر مَیں نے پچاس نمازیں واجب کیں تھیں وہی مَیں نے تمہارے اور تمہاری اُمّت کے لیئے واجب کیں۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو جناب ابراہیمؑ نے اور ہر اُس پیغمبر نے جس کی طرف سے میں گزرا تھا مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ جب جناب موسیٰؑ کے پاس آیا تو اُنہوں نے پُوچھا کیا ہُوا میں نے کہا مجھ پر اور میری اُمّت پر پچاس نمازیں واجب کی گئی ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے کہا خداوندِ عالم عبادت سے بے نیاز ہے اور آپ کی اُمّت آخر اُمّت ہے۔ وُہ لوگ سب اُمّتوں سے کمزور ہیں اور پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ لہٰذا واپس جا کر اپنے پروردگار سے عرض کیجیے کہ تخفیف فرمائے۔ مَیں یہ سُنکر واپس گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر سجدہ میں گر پڑا اور کہا پروردگارا مجھ پر اور میری اُمّت پر پچاس نمازیں دشوار ہیں معبود کچھ کم کر دے تو دس نمازیں خدا نے کم کر دیں۔ پھر واپس آیا تو جناب موسیٰؑ نے پھر کہا کہ یہ بھی دشوار ہے پھر جا کر سفارش کیجیے کہ حق تعالیٰ اور کمی فرمائے کیونکہ آپ کی اُمّت چالیس نمازوں کی طاقت بھی نہیں رکھتی ہے حضرتؐ فرماتے ہیں میں پھر واپس گیا اور سجدہ میں گر کر الحاح و زاری کی تو خدا نے دس نمازیں اور کم کر دیں۔ پھر واپس آیا تو موسیٰ نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں۔ پھر شفاعت فرمائیے آپؐ کی اُمّت میں اتنی بھی قوت نہیں اسی طرح مَیں برابر واپس جا جا کر خلاقِ عالم سے سفارش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰؑ نے پھر کہا تو مَیں نے کہا یا موسیٰؑ اب تو مجھے اپنے معبود سے شرم آتی ہے؛ تو خدا نے مجھے ندا دی کہ چونکہ اے میرے حبیبؐ تم نے ان پانچ نمازوں کو بخوشی منظور کر لیا لہٰذا مَیں نے ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا، ایک نماز کے عوض دس نمازیں قبول کروں گا۔ اور تمہاری اُمّت میں سے جو شخص ایک نیکی کرے گا، دس نیکیاں اُس کے لیئے لکھوں گا، اور اگر ارادہ کر لے گا اور عمل میں نہ لائے گا تب بھی ایک نیکی اُس کے لیئے لکھوں گا۔ اور اگر اُن میں سے کوئی کسی گناہ کا ارادہ کرے گا اور عمل میں نہ لائے گا تو اُس کے لیئے نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر کر گزرے گا تو اس کے لیئے ایک ہی گناہ لکھوں گا۔ حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ خدا جناب موسیٰؑ کو اس اُمّت کی جانب سے جزائے خیر دے کہ ان کے بار کو ہلکا کرا دیا اور ان کی تکلیف کم کرا دی۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ جناب زید بن علی بن الحسین علیہ السّلام نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدینؑ سے سوال کیا کہ جب جدِ بزرگوار حضرت سرورِ کائنات معراج میں تشریف لے گئے۔ [illegible] نمازیں اُن کی اُمّت پر واجب فرمائیں تو حضرتؐ نے خود کیوں نہ خدا سے کمی کی درخواست کی [illegible] سے سوال کیجیے اور حضرتؐ واپس گئے اور خدا سے کمی کی التجا کی۔ امام نے فرمایا [illegible] سمجھا کہ جس چیز کی خدا نے ان کو اور ان کی اُمّت کو تکلیف دی آنحضرتؐ

پہلے ہی رد کر دیتے۔ لیکن جب جناب موسیٰؑ جیسے عظیم الشان پیغمبر نے آنحضرتؐ کی اُمت کی سفارش کی تو آنحضرتؐ نے انکار کرنا جائز نہ سمجھا۔ اس لیئے بار بار واپس گئے اور شفاعت کی یہانتک کہ پانچ نمازیں واجب ہوئیں زید نے کہا پدر بزرگوار جب پانچ نمازوں کے بارے میں بھی موسیٰؑ نے تخفیف کی خواہش کے لیئے حضرتؐ کو واپس جانے کے واسطے کہا تو کیوں نہ حضرتؐ نے منظور کیا۔ امامؑ نے فرمایا اے فرزند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاہتے تھے کہ تخفیف اُمت کے لیئے ہوجائے اور ان کا ثواب بھی کم نہ ہو بلکہ پچاس نمازوں کا ثواب باقی رہے اگر پانچ نمازوں سے بھی کم واجب ہوتیں تو پچاس نمازوں کا ثواب نہ ملتا۔ اس لیئے کہ خدا فرماتا ہے مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا (پ ۸ سورۃ انعام آیت ۱۶۰) جو شخص ایک نیکی عمل میں لائے تو اُس کے لیئے اُس کا دس گنا اجر ہے۔ لہٰذا جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زمین پر تشریف لائے تو جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا حضرتؐ خلاقِ عالم آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہیں۔ میرے قول میں تغیّر نہیں ہوتا ہے اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

بسند معتبر روایت ہے کہ ابوحمزہ ثمالی نے حضرت امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا کہ آیا خدا کی نسبت کسی مکان و مقام سے دی جاسکتی ہے اور اُس کے لیئے کوئی مکان اور جگہ ہوسکتی ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا اس سے بلند تر اور پاک ہے اس سے کہ اُس کے لیئے کوئی مکان ہو۔ تو ابوحمزہ نے کہا پھر خدا آنحضرتؐ کو کیوں آسمان پر لے گیا؟ حضرتؑ نے فرمایا اس لیئے کہ ان کو ملکوت آسمان اور جو کچھ آسمانوں میں عجائبات اور اس کی صنعتیں ہیں دکھلائے۔ تو ابوحمزہ نے کہا پھر ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوۡسَيۡنِ اَوۡ اَدۡنٰى (پ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۹) کے کیا معنی ہیں؟ حضرت نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نورِ حق تعالیٰ کے حجابوں سے نزدیک ہوئے اور ملکوت آسمان کو دیکھا، پھر زمین کی جانب نگاہ کی اور ملکوت زمین پر نظر کی اور ہر شئے کو وہاں سے مشاہدہ فرمایا۔ چنانچہ حضرتؐ نے گمان کیا کہ زمین اُن سے اس قدر قریب ہے کہ جیسے آپس میں کمان کے دو سرے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔

بسندہائے صحیح روایت ہے کہ یُونس نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خداوند عالم کس سبب سے اپنے پیغمبرؐ کو آسمان پر اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گیا پھر وہاں سے حجابہائے نُور تک لے گیا اور اُن سے راز کی باتیں کیں اور اُن سے خطابات کیئے حالانکہ خدا کے لیئے کوئی مکان و مقام مخصوص نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا بیشک خدا کے لیئے مکان اور کوئی جگہ مخصوص نہیں۔ اس کے لیئے تمام جگہ یکساں ہے۔ اور اُس پر زمانہ جاری نہیں ہوتا۔ لیکن خدا نے چاہا کہ ملائکہ اور آسمان کے ساکنین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشاہدۂ جمال سے مشرّف اور معزّز فرمائے اور آنحضرتؐ کو اپنے چند عظیم عجائبات دکھائے تاکہ آنحضرتؐ واپس آکر اہلِ زمین کو اُس سے آگاہ کریں اور اُن کا ایمان زیادہ ہو۔ یہ بات نہ تھی کہ خدا آسمان پر ہے اور اس لیئے حضرتؐ کو بلایا تھا جیساکہ شک کرنے والے کہتے ہیں۔ خدا اس سے پاک و منزّہ ہے جو وُہ لوگ کہتے ہیں۔

ابن بابویہ اور احمد بن ابی طالب طبرسی نے بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام اور ابن عباسؓ

سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے براق کو میرا تابع کیا اور وُہ دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے اور بہشت کے حیوانوں میں سے ہے۔ نہ بہت بلند ہے نہ بہت چھوٹا۔ اُس کا چہرہ آدمیوں کے مانند، سُم گھوڑوں کی طرح اور دُم گائے کی دُم کی سی ہے۔ دراز گوش سے بڑا اور خچر سے چھوٹا۔ اُس کا زین یاقوت کا، رکاب مروارید کی ہے۔ سونے کی ستر ہزار لگام رکھتا ہے۔ اُس کے دو پر ہیں جو موتی یاقوت اور طرح طرح کے جواہرات سے مرصّع ہیں۔ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ تحریر ہے۔ وُہ تمام حیوانوں سے خوش رنگ ہے اگر خدا اس کو اجازت دے دے تو ایک قدم میں دنیا و آخرت کو طے کرلے۔ اور ابن بابویہ سے دُوسری روایت میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں روز قیامت براق پر سوار ہونگا جس کا چہرہ انسان کی صورت کے مانند ہے رنگ گھوڑے کے رنگ کی طرح۔ اُس کے پروں میں مروارید ٹنکے ہوئے ہیں اُس کے کان زبرجد سے بنے ہیں اُس کی آنکھیں زہرہ ستارہ کی طرح چمکتی ہیں۔ اُس کے تارنظر شعاع خورشید کے مثل، اور اُس کے سینہ سے پسینہ کے قطروں کی بجائے مروارید غلطاں جاری ہوتے ہیں۔ اُس کی گردن باہم پیچیدہ ہے۔ اُس کے ہاتھ اور پیر طویل و بلند ہیں۔ وُہ آدمیوں کے مانند بات سُنتا اور سمجھتا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ براق کیا ہے ابو ہلال ہے۔ اور کلینی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے براق لائے جو خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا۔ اُس کے کان ہر وقت ہلتے رہتے تھے۔ اور اپنی نگاہ کی حد تک ایک قدم میں طے کرتا تھا۔ جب پہاڑ پر چلتا تو اُس کے دونوں ہاتھ چھوٹے اور پیر بڑے ہوجاتے تھے۔ جب بلندی سے پستی کی جانب آتا اس کے ہاتھ بڑے اور پیر چھوٹے ہوجاتے اُس کے بال بڑے اور زیادہ تھے جو داہنی جانب لٹکے ہوتے تھے۔ اُس کے دو پر سر کے پیچھے تھے۔

کلینی اور ابن بابویہ نے معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب خلاقِ عالم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سات آسمانوں پر لے گیا آسمانِ اوّل پر ان پر برکت بھیجی، دُوسرے آسمان پر اپنے فرائض کی تعلیم فرمائی، تیسرے آسمان پر نُور کی ایک محمل حضورؐ کے لیئے بھیجی جس میں چالیس قسم کے نور تھے جو عرش کے گرد خلق ہوتے ہیں جنکے دیکھنے کی تاب انسانوں کی آنکھیں نہیں لاسکتیں۔ اُن میں سے ایک نُور زرد ہے جس سے تمام قسم کے زرد رنگ پیدا ہوتے ہیں۔ اُن میں ایک نُور سُرخ ہے جس سے تمام سُرخیاں ہیں۔ اور ایک نُور سفید ہے کہ تمام سفیدیاں اُسی کے سبب سے ہیں۔ اسی طرح اور دُوسرے انوار ہیں۔ اُس محمل میں زنجیریں چاندی کی تھیں۔ حضرتؐ کو اُسی محمل میں بٹھایا اور آسمان پر لے گئے۔ ملائکہ نے جب اُس کو دیکھا تو آنکھیں تاب نہ لاسکیں اور وُہ آسمان کی طرف پرواز کرگئے۔ اور کہا سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوۡحِ۔ کس قدر مشابہ ہیں یہ انوار پروردگار کے عرش کے انوار سے جبریلؑ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ یہ سُنکر فرشتے خاموش ہوگئے اور آسمان کے دروازے کُھل گئے اور تمام فرشتے حضرتؐ کے گرد جمع ہوئے اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ اور پوچھا یا رسُول اللہ آپ کے بھائی علیؑ کیسے ہیں

فرمایا بخیر ہیں۔ فرشتوں نے کہا جب آپؐ اُن سے ملاقات کریں تو ہمارا سلام ان کو پہنچا دیں۔ حضرتؐ نے
پُوچھا تم ان کو پہچانتے ہو؟ کہا ہم کیونکر اُن کو نہ پہچانیں حالانکہ خداوند عالم نے آپؐ کی رسالت اور اُن کی
امامت کا ہم سے عہد و اقرار لیا ہے۔ ہم تو ہمیشہ آپ پر اور اُن پر درُود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ خداوند
عالم نے آسمانِ اوّل پر اُس محمل کو اور طرح طرح کے نوروں سے آراستہ فرمایا جن میں سے کوئی ایک پہلے
نوُروں سے مشابہ نہ تھا۔ اور زنجیریں اور کڑیاں بھی بڑھا دیں۔ وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دُوسرے آسمان پر لے گئے۔ جب اس کے دروازہ کے پاس پہنچے فرشتے وہاں سے پرواز کر گئے اور
سجدہ میں گر پڑے اور کہا سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ۔ کس قدر یہ نورُ
ہمارے پروردگار کے نوُر سے مشابہ ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوُ مرتبہ کہا
فرشتوں نے ان کی آواز سُنی تو آسمان کے دروازے کھول دیئے اور آنحضرتؐ کے پاس جمع ہو گئے اور
جناب جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پُوچھا کیا مبعوث
ہو گئے کہا ہاں۔ یہ سُنکر فرشتوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا اپنے بھائی علیؑ کو بھی ہمارا سلام کہیئے گا۔ مَیں نے
پُوچھا تم اُن کو پہچانتے ہو؟ اُن فرشتوں نے کہا کیونکہ نہ پہچانیں حالانکہ خداوندِ عالم نے آپ کی اور ان حضرتؑ
کی اور اُن کے شیعوں کی محبّت اور ولایت کا قیامت تک کے لیئے ہم سب سے عہد لیا ہے اور ہم سب
ہر روز پانچ مرتبہ اُن کے شیعوں کے حالات معلوم کرتے ہیں اور اُن کے مُنہ کو دیکھتے ہیں یعنی نماز کے وقت۔
پھر خداوندِ عالم نے چالیس قسم کے نوُر سابقہ نوُروں پر اور اضافہ فرمائے جو پہلے انوار سے مشابہ نہ تھے اور
حلقے اور زنجیریں اور بڑھا دیں۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب ہم کو آسمان سوم پر لے گئے تو وہاں کے
فرشتے آسمان ہفتم کی جانب پرواز کر گئے اور کہا سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ
وَالرُّوحِ۔ کس قدر مشابہ ہے یہ نوُر ہمارے پروردگار کے نوُر سے۔ جبرئیلؑ نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ فرشتوں نے جب یہ شہادت سُنی میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور آسمان کے دروازے
کھول دیئے اور کہنے لگے مرحبا اے سب سے پہلے پیغمبرؐ جنکو خدا نے سب سے پہلے خلق فرمایا اور سب سے
افضل قرار دیا اور پیغمبرؐ آخر الزمان جنکو خدا نے سب پیغمبروں کے بعد مبعوث فرمایا اور پیغمبرؐ حاشر جنکے زمانہ
میں قیامت برپا ہوگی اور پیغمبرؐ ناشر جو علوم اور نیکیاں اور کمالات خلق میں پھیلانے والے ہیں۔ یعنی وُہ
خاتم الانبیا ہیں۔ اور مرحبا علیؑ کے لیئے جو بہترین اوصیا ہیں۔ پھر ان فرشتوں نے مجھے سلام کیا اور علیؑ کے
حالات دریافت کیئے۔ مَیں نے کہا مَیں ان کو زمین پر اپنا جانشین بنا کر آیا ہوں۔ کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟ اُنہوں
نے کہا سال میں ایک مرتبہ ہم بیت المعمور کے حج کے لیئے جاتے ہیں اُس میں ایک سفید کاغذ پر آپؐ کا نام
اور علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اُن کی اولاد سے اماموں کے اور قیامت تک کے اُن کے شیعوں کے نام درج
ہیں ہم ہمیشہ اُس نامہ پر برکت حاصل کرنے کے لیئے ہاتھ پھیرتے ہیں۔ پھر خداوند عالم نے چالیس طرح
کے انوار جو پہلے نوروں سے مختلف تھے اور حلقے اور زنجیریں میری محمل میں اور اضافہ کیں اور مجھ کو آسمانِ چہارم
پر لے گئے وہاں فرشتوں کی آواز آہستہ سُنائی دی جیسے کہ اُن کے سینوں میں آواز پھنسی ہوئی تھی آسمان

کے دروازے جلد جلد کھولے گئے اور فرشتے میرے پاس جمع ہوئے۔ جبرئیلؑ نے حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دوُ بار کہا۔ فرشتوں نے کہا دوُ آوازیں ایک ساتھ ملی ہوئی ہیں محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ذریعہ نماز اور علیؑ کے ذریعہ فلاح و رستگاری حاصل ہوگی۔ پھر جبرئیلؑ نے دوُ بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ
کہا۔ فرشتوں نے کہا یہ شیعیان علیؑ کے لیئے ہے کیونکہ وُہ قیامت تک نماز اُسی طرح قائم رکھیں گے جس
طرح قائم رکھنا چاہیئے۔ پھر فرشتوں نے مجھ سے پُوچھا کہ علیؑ کو آپ نے کہاں اور کس حال میں چھوڑا؟ مَیں نے پُوچھا
تم اُن کو پہچانتے ہو؟ اُنہوں نے کہا کیوں نہیں۔ بیت المعمور میں ایک کتاب ہے جس میں نام محمدؐ و علیؑ و حسنؑ
و حسینؑ اور ان کی اولاد میں سے اماموں اور ان کے شیعوں کے نام لکھے ہوئے ہیں جن میں سے کوئی نام نہ کم
ہوگا نہ زیادہ۔ اور وُہ نامہ ایک پیمان ہے جو ہم سے لیا گیا ہے۔ ہر روز جمعہ وُہ ہم کو سُنایا جاتا ہے۔ مَیں نے
یہ سُنکر سجدۂ شکر کیا۔ سجدہ میں خدا کی جانب سے مجھ کو آواز آئی کہ اپنے پیروں کے نیچے دیکھو۔ مَیں نے نظر کی
تو دیکھا کہ خانہ کعبہ بیت المعمور کے نیچے تھا کہ اگر کوئی چیز میں پھینکتا تو کعبہ ہی میں گرتی۔ پھر مجھ کو آواز آئی کہ
اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ حرم ہے اور تم پیغمبر محترم ہو۔ اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے ایک مثال
اور ایک شبیہ رکھتا ہے۔ پھر ندا آئی کہ اپنے ہاتھ کھولو تاکہ وُہ پانی تم کو ملے جو عرش کے نیچے جاری ہے۔ یہ
سُنکر مَیں نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا اور پانی لے لیا۔ اسی وجہ سے یہ سُنّت قائم ہوئی کہ پہلے آب وضو داہنے
ہاتھ پر ڈالتے ہیں۔ پھر آواز آئی کہ اس پانی سے اپنا مُنہ دھوؤ تاکہ جب تم انوار عظمت و جلال کو دیکھو تو پاک و مطہر
رہو۔ پھر اپنے داہنے اور بائیں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ کیونکہ تم چاہتے ہو کہ میرے کلام کو اپنے ہاتھوں میں
لو تو اس تری کے ساتھ لو جو تمہارے ہاتھوں میں ہو اور اپنے سر اور پیروں کا (ٹخنوں تک) مسح کرو۔ سر کا
مسح اس لیے ہے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ رحمت کا ہاتھ تمہارے سر پر اور اپنی برکت تم پر جاری کروں اور پیروں
کا مسح اس لیئے ہے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ تم کو ایسے مقامات پر بلند کروں کہ کسی شخص کے پاؤں وہاں نہیں
پہنچے ہیں اور نہ تمہارے بعد کوئی وہاں تک پہنچے گا۔ یہ تھی علت اور وجہ وضو اور اذان و نماز کی جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کے لیئے مقرر کی گئی۔ پھر خداوند عالم نے ندا کی کہ یا محمدؐ حجر اسود کی جانب دیکھو
جو تمہارے مقابل ہے اور میرے حجابوں کی تعداد کے برابر میری بڑائی اور بزرگی کا اقرار کرو اور اللہ اکبر کہو۔
اسی سبب سے نماز سے پہلے سات مرتبہ تکبیریں کہنا مقرر ہوا کیونکہ حجابات بھی سات ہی تھے۔ اور جب آنحضرتؐ
ایک مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے تو ایک حجاب طے کر لیتے تھے۔ جب تین حجابات طے کیئے تو انوار الٰہی کے دروازوں
میں سے ایک دروازہ پر پہنچے۔ پھر دوُ بار تکبیر کہی تو دوُ حجابات اور طے کیئے اور دُوسرے نور کے دروازہ پر
پہنچے۔ جب دوُ بار پھر تکبیریں کہیں تو چھٹے اور ساتویں حجابات طے فرماتے اور ایک دُوسرے نوُر کے دروازہ پر
پہنچے۔ اس سبب سے مقرر ہو کہ تین بار تکبیر افتتاح پیاپے کہیں اور دُعا پڑھیں پھر اور تکبیریں مسلسل کہیں۔
اور دُعائے توجہ پڑھیں جس طرح رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان و اقامت اور ساتوں آسمانوں
کو کھولنے کے لیئے اور عظمت و جلالت خالق کائنات کے حجابات کو طے کرنے کے وقت سات تکبیریں کہیں
اور مقام قرب و خطاب ذوالجلال و کریم تک پہنچے۔ کیونکہ نماز معراج مومن ہے۔ مومن کامل بھی جب

ایسا عمل بجالاتا ہے اور ساتوں تکبیریں کہتا ہے تو ظلمت و تاریکی کے حجابات جو گناہوں اور دنیاوی تعلقات کے سبب خدا کے اور اس کے درمیان حائل ہوتے ہیں اُٹھ جاتے ہیں اور وُہ بھی خدا کے مقام خطاب و قرب تک پہنچ جاتا ہے۔ غرض جب آنحضرتؐ حجاباتِ نور طے کرکے مقامِ قرب و خطاب تک پہنچے تو خطاب احدیت ہوا کہ ہمارے حبیبؐ اب تم میرے مقامِ قرب و وصال تک پہنچ گئے لہٰذا میرے نام سے ابتدا کرو۔ تو حضرتؐ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہا۔ اسی وجہ سے سورتوں کے شروع میں بسم اللہ مقرر ہوا۔ پھر آواز آئی کہ میری حمد کرو تو حضرتؐ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ زبان پر جاری کیا اور دل میں شُكْرًا لِلّٰهِ کہا تو آواز آئی کہ پھر میرا نام لو چونکہ تم نے خود سے دل میں میرا شکر کیا۔ تو حضرتؐ نے دُوسری مرتبہ کہا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہانتک باالہام ربّ العزّت آنحضرتؐ نے سُورۂ حمد تمام کی۔ اور جب وَ لَا الضَّآلِّيْنَ کہا تو دِل میں فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ بشکر ہے۔ پھر خطابت احدیت ہوا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چونکہ تم نے میری حمد پر قرآن کو قطع کیا لہٰذا دوبارہ مجھ کو یاد کرو تو حضرتؐ نے دوبارہ کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اسی سبب سے دوسرے سورۃ میں بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مقرر ہوا۔ پھر آواز آئی کہ سُورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھو جس طرح میں نے تم پر نازل کیا ہے۔ وُہ سورۃ میری حمد و ثنا اور میری مخلوق کے ساتھ میری نسبت پر شامل ہے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں نے سُورۃ توحید کی تلاوت کی عظمت و جلال حق کے مشاہدہ سے میں مدہوش ہوکر جُھک گیا اور الہامِ الٰہی کے ذریعہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ۔ یعنی پاک ہے میرا عظیم پروردگار اور میں اسکی حمد و ثنا میں مشغول ہوں۔ جب میں نے یہ ذکر کیا تو اپنے ہوش میں آیا اور میرے نفس کو تسکین ہوئی۔ پھر میں نے باالہامِ خدا سات مرتبہ یہی ذکر کیا۔ اسی سبب سے رکوع میں یہ ذکر مقرر ہوا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ رکوع سے سر اُٹھاؤ۔ میں نے سر اُٹھایا تو فرشتوں کی آواز سُنی کہ حق تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل و تحمید کر رہے تھے تو میں نے کہا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ط اور نظر اُوپر کی جانب اُٹھائی تو پہلے نُور سے زیادہ روشن نور میں نے مشاہدہ کیا جس سے میری عقل پرواز کرگئی اور آٹھ گنا دہشت بڑھ گئی۔ اُسی حال میں میں سجدہ میں گر پڑا اور اظہارِ عظمتِ معبود کے لیے اپنا سر عجز و انکساری کی زمین پر رکھ دیا۔ اور خداوندِ اعلےٰ کے الہام سے میں نے سات مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہا تو کچھ میری حیرت و دہشت کم ہوئی اور میں حیرت سے باہر آیا اور معرفت حق کے درجہ کمال پر پہنچا۔ پھر سجدہ سے سر اُٹھایا اور بیٹھا یہانتک کہ انوارِ عظمت کی دہشت و عظمت و گرانی سے راحت حاصل ہوئی پھر با الہام حق تعالیٰ دوبارہ اُوپر کی جانب نگاہ کی اور ایک نُور اُن انوار سے زیادہ جذب کرنے والا مشاہدہ کیا تو دوبارہ اپنے معبود کی بارگاہ میں سجدہ میں گر پڑا اور سات مرتبہ پھر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ کہا تو انوار کے مشاہدہ کی قابلیت مجھ میں زیادہ ہوگئی اور میں نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور اُن نوروں کی طرف دیکھا۔ اسی سبب سے دو سجدے مقرر ہوئے اور دونوں سجدوں کے بعد بیٹھنا سُنّت قرار پایا۔ پھر میں اُٹھا اور دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بندگی کے لیئے کھڑا ہوا۔ پھر خدا نے مجھے ندا دی کہ دوبارہ سورۃ حمد پڑھو۔ جب میں فارغ ہوا تو آواز آئی کہ سُورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ پڑھو جو تمہاری اور تمہارے اہلبیتؑ کی

عظمت و بلندی کے اظہار پر قیامت تک کے لیے مشتمل ہے۔ میں نے وُہ سورۃ پڑھ کر دوبارہ رکوع و سجود کیا جس طرح رکعت اوّل میں بجالایا تھا۔ پھر آواز آئی اے محمدؐ میری نعمتوں کو جو تم کو عطا کی ہیں یاد کرو اور میرا نام لو۔ میں نے اسی کے الہام کرنے سے کہا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى كُلُّهَا لِلّٰهِ ۔ اور جب میں شہادتین سے فارغ ہوا تو خدا کا حکم ہوا کہ اپنی ذات پر اور اپنے اہلبیتؑ پر صلوٰۃ بھیجو تو میں نے کہا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيَّ وَعَلٰٓى اَهْلِبَيْتِيْ پھر خدا نے بھی مجھ پر اور میرے اہلبیتؑ پر صلوٰۃ بھیجی۔ جب میں نے اپنے پیچھے نظر کی تو دیکھا کہ صفوفِ ملائکہ وارواحِ انبیاء صف بستہ ہیں۔ پھر خدا نے ندا کی کہ ان پر سلام کرو تو میں نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تو خدا نے فرمایا اے محمدؐ میں ہی تمہارا اور تمہارے بعد اماموں کا سلام و تحیۃ اور رحمت ہوں۔ پھر مجھ کو حکم دیا کہ بائیں جانب دیکھو اور سُورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے بعد جو سورۃ پہلی مرتبہ میں نے سُنا وُہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ تھی۔ چونکہ نمازِ معراج دو رکعت تھی اس لیئے پہلی دو رکعت میں شک و سہو نہیں ہوتا۔ اور یہ نمازِ ظہر تھی اور یہ پہلی نماز تھی جو حضرتؐ پر واجب ہوئی۔

شیخ کراجلی نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ شبِ معراج خلاّق عالم نے مجھے ندا کی کہ پیغمبران گزشتہ سے دریافت کرو کہ وُہ کس امر پر مبعوث کیے گئے ہیں۔ میں نے اُن سے پُوچھا سب نے کہا ہم آپؐ کی رسالت، علی بن ابی طالب اور ان کی اولاد سے اماموں کی امامت کے اقرار پر مبعوث ہوئے ہیں۔ تو خدا نے مجھ پر وحی کی کہ عرش کی داہنی جانب دیکھو۔ میں نے نگاہ کی تو علیؑ، حسن، حسین، علی بن الحسین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی بن موسیٰ الرضا، محمد تقی، علی نقی، حسن عسکری اور مہدی صاحب الزمان صلوات اللہ علیہم کی صورتیں نظر آئیں جو دریائے نور میں نماز پڑھ رہے تھے۔ خدا نے فرمایا یہ لوگ میری حجت، میرے اولیا اور میرے دوست ہیں اور مہدی جو اُن کے آخری امام ہیں میرے دُشمنوں سے انتقام لیں گے۔

بسند معتبر ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں معراج میں گیا تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرا اُن سب نے علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں دریافت کیا یہانتک کہ میں نے گمان کیا کہ علیؑ کا نام میرے نام سے زیادہ آسمانوں پر مشہور ہے۔ جب میں چوتھے آسمان پر پہنچا تو ملکُ الموت کو دیکھا۔ اُنہوں نے کہا کہ یا رسُولؐ اللہ ہر بندہ کی رُوح قبض کرنے پر میں مامور ہوں مگر آپؐ کی اور علیؑ کی رُوح خود حق سُبحانہٗ و تعالیٰ قبض کرے گا۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے عرش کے نیچے علیؑ کو کھڑے ہوتے دیکھا۔ پُوچھا اے علیؑ تم مجھ سے پہلے یہاں آگئے۔ جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کس سے گفتگو کر رہے ہیں میں نے کہا اپنے بھائی علیؑ سے۔ جبریلؑ نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ علیؑ نہیں ہیں بلکہ خدائے رحمان و رحیم کا ایک فرشتہ ہے جس کو خدا نے علیؑ کی صورت پر خلق فرمایا ہے۔ اور ہم فرشتگانِ مقرب جب علیؑ کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو خدا کے نزدیک علیؑ کی عظمت و کرامت کے اظہار کے لیئے اس فرشتہ کی زیارت کرتے ہیں۔

شیخ حسن بن سلیمان نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب مَیں معراج کو گیا اور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے درجہ تک پہنچا، اُس جگہ علیؑ کی صورت دیکھی۔ خدا نے مجھ کو ندا دی کہ اس صورت کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کی یہ تو علیؑ کی صورت ہے۔ تو خدا نے مجھے وحی فرمائی فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کر دو اور اُس کو اپنا خلیفہ مقرر کرو۔

ابن بابویہ کی کتاب معراج میں بسندِ معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ معراج کے لیے گئے تو حضرتؐ کو یاقوت سُرخ کے ایک تخت پر بٹھایا گیا جو سبز زبرجد سے مرصّع کیا گیا تھا۔ اور فرشتے اُس تخت کو آسمان پر لے گئے وہاں جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اذان کہیے تو حضرتؐ نے تکبیر کہی فرشتوں نے بھی کہی۔ پھر آنحضرتؐ نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ... کہا، ملائکہ نے بھی کہا۔ پھر حضرتؐ نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا فرشتوں نے بھی کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ اور پُوچھا آپ کے وصی علیؑ کہاں ہیں حضرتؐ نے فرمایا ان کو اپنی جگہ اپنی اُمّت میں چھوڑ آیا ہوں فرشتوں نے کہا خدا نے ان کی اطاعت ہم پر واجب کی ہے۔ پھر حضرتؐ کو دُوسرے آسمان پر لے گئے اور وہاں کے فرشتوں نے بھی یہی سوال کیا۔ اسی طرح ہر آسمان پر فرشتوں نے پُوچھا یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر حضرتؐ کو لے گئے وہاں جناب عیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عیسیٰؑ نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور حضرت علیؑ کا حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں ان کو زمین پر اپنی اُمّت میں اپنا نائب بنا کر چھوڑ آیا ہوں۔ جناب عیسٰی علیہ السّلام نے کہا آپ نے اپنا بہتر خلیفہ قرار دیا ہے اور خدا نے ان کی اطاعت فرشتوں پر واجب کی ہے۔ پھر جناب موسٰی علیہ السّلام اور تمام پیغمبروں سے ملاقات کی اور سب نے جناب علیؑ کے بارے میں وہی بات کی جو حضرت عیسٰیؑ نے کی تھی۔ پھر حضرتؐ نے ملائکہ سے پوچھا کہ میرے پدر جناب ابراہیم علیہ السّلام کہاں ہیں؟ کہا شیعیانِ علیؑ کے بچّوں کے ساتھ ہیں۔ جب حضرتؐ بہشت میں داخل ہوئے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السّلام ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ اُس درخت کے پھل لٹک رہے ہیں بچّے اُن کو ماں کے دُودھ کے مانند اپنے مُنہ میں لیتے ہوتے ہیں۔ جب کسی بچّہ کے مُنہ سے وُہ نکل جاتا ہے تو حضرت ابراہیمؑ پھر اُس کے مُنہ میں دے دیتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے حضرتؐ کو دیکھا تو سلام کیا اور حضرت علیؑ کا حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنی اُمّت میں چھوڑ آیا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ نے نہایت بہتر جانشین اختیار فرمایا۔ بیشک حق تعالیٰ نے ان کی اطاعت فرشتوں پر بھی واجب کی ہے اور یہ بچّے اُن کے شیعوں کے ہیں۔ مَیں نے خدا سے خواہش کی تھی کہ مجھے اُن کی تربیت پر مامور فرمائے۔ ان میں سے ہر ایک ان درختوں کے پھلوں کے عرق کا ایک گھونٹ پیتا ہے تو اُس گھونٹ میں بہشت کے تمام میووں اور نہروں کی لذّت ہوتی ہے۔

اسی طرح کتاب مذکور میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب شب معراج مجھ کو آسمان ہفتم پر لے گئے۔ ہر آسمان کے دروازہ پر مَیں نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، علی بن ابی طالب امیرالمؤمنین لکھا ہوا دیکھا۔ جب مَیں نُور کے حجابوں تک پہنچا ہر حجاب پر بھی

یہی کلمہ لکھا ہوا پایا۔ عرش تک پہنچا تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا تھا۔

پھر اُسی کتاب میں اعمش سے روایت ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جب میں شب معراج آسمانِ پنجم پر پہنچا علی بن ابی طالب کی صورت مشاہدہ کی۔ مَیں نے پُوچھا اے میرے حبیب جبریلؑ یہ کیسی صورت ہے؟ کہا یا رسُولؐ اللہ فرشتوں نے خواہش کی کہ علیؑ کے جمال سے بہرہ مند ہوں اور کہا پالنے والے دُنیا والے ہر صبح و شام جمال علیؑ بن ابی طالب سے مشرف ہوتے ہیں جو تیرے دوست اور تیرے حبیب محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبوب ہیں اور اُن کے خلیفہ و جانشین اور وصی ہیں۔ لہٰذا ہم کو بھی اُن کی زیارت سے مشرف فرما۔ تو خداوندِ عالم نے جناب علیؑ کی تصویر اپنے نور اقدس سے خلق فرمائی جس کی فرشتے شب و روز زیارت کرتے ہیں۔ پھر حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب ابن ملجم ملعون نے اُن حضرتؑ کے سر مبارک پر ضربت لگائی۔ وُہ تصویر بھی زخمی ہوگئی۔ اور فرشتے جس وقت اس صورت کو دیکھتے ہیں ابن ملجم ملعون پر لعنت کرتے ہیں۔ اور جب امام حسین علیہ السّلام شہید ہوئے فرشتے زمین پر آئے اور ان حضرتؑ کو آسمان پر لے گئے اور جناب امیرؑ کی تصویر کے برابر آسمانِ پنجم پر رکھ دیا۔ فرشتوں کی فوجیں آسمان سے نیچے آتی ہیں اور زیارتِ امیرالمومنینؑ کے لیے اُوپر جاتی ہیں اور شہیدوں کے اُس سردار کو خون آلودہ مشاہدہ کرتی ہیں تو یزیدؑ، ابن زیادؑ اور تمام قاتلانِ مظلومؑ کربلا پر لعنت کرتی ہیں اور قیامت تک ان کا یہ عمل جاری رہے گا۔ اعمش کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ حدیث پوشیدہ علوم میں سے ہے اس کو کسی سے بیان مت کرنا سوائے اس کے جس کو اس کا اہل سمجھو۔

پھر اُسی کتاب میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مَیں جب معراج میں گیا اپنے پروردگار کے کلام سے زیادہ شیریں اور زیادہ خوشگوار کوئی کلام مَیں نے نہیں سُنا۔ مَیں نے عرض کی پالنے والے تُو نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور اُن سے گفتگو کی، ادریسؑ کو مقام بلند پر اُٹھایا، داؤدؑ کو زبور عطا فرمایا، سلیمانؑ کو ایسی سلطنت عطا فرمائی جو دوسروں کے لیے سزاوار نہیں مجھ کو کیا عطا فرماتا ہے۔ خدا نے فرمایا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں نے تم کو اپنا حبیب قرار دیا جس طرح ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور تم سے کلام کیا جس طرح موسیٰؑ سے کلام کیا تھا اور فاتحۃ الکتاب اور سورۃ بقرہ تم کو عطا کی کہ کسی پیغمبر کو عطا نہیں کی تھی اور تم کو زمین کے ہر کالے گورے پر اور تمام انس و جن پر مبعوث کیا۔ اور زمین کو تمہارے اور تمہاری اُمّت کے واسطے نماز کی جگہ اور پاک قرار دیا۔ اور غنیمت کو تمہارے اور تمہاری اُمّت کے لیے حلال کیا اور ایسے رُعب سے تمہاری مدد کی جو تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے کہ دُو مہینے کی راہ کے فاصلہ سے کانپتے رہتے ہیں اور سب سے بہتر کتاب تم کو عطا کی جو تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور مجموعۂ اوّلین و آخرین ہے۔ اور تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ بلند کیا کہ جس جگہ میرا نام لیا جاتا ہے تمہارا نام بھی مذکور ہوتا ہے۔

کتاب مذکور میں جناب سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب شبِ معراج مجھ کو آسمان پر لے گئے آسمانِ اوّل پر مَیں نے ایک قصر چاندی کا

دیکھا جس میں دو فرشتے کھڑے تھے۔ جبریلؑ سے میں نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ یہ کس کا قصر ہے۔ اُن فرشتوں نے کہا کہ یہ فرزندانِ ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ پھر دوسرے آسمان پر گیا تو وہاں سونے کا ایک قصر دیکھا جو پہلے قصر سے زیادہ بہتر تھا اُس کے دروازہ پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے کہا تو اُنہوں نے پوچھا کہ یہ کس کا قصر ہے اُنہوں نے بھی کہا فرزندان ہاشم میں سے ایک جوان کا ہے۔ پھر آسمانِ سوم پر یاقوت سرخ کا ایک قصر دیکھا اُس کے دروازے پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ جبریلؑ سے میں نے کہا کہ پوچھو کہ یہ کس کا ہے وہاں بھی معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ اسی طرح آسمانِ چہارم پر سفید موتی کا ایک قصر دیکھا جس کے دروازہ پر دو فرشتے کھڑے تھے میں نے پوچھا کہ یہ قصر کس کا ہے معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ آسمانِ پنجم پر اسی طرح زرد موتی کا ایک قصر دیکھا جس کے دروازہ پر دو فرشتے کھڑے تھے معلوم ہوا کہ وُہ بھی بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ چھٹے آسمان پر اسی طرح سبز مروارید کا ایک قصر دیکھا اُس کے دروازہ پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے دریافت سے معلوم ہوا کہ وُہ بھی بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ ساتویں آسمان پر پہنچا تو ایک قصر عرشِ الٰہی کے نُور کا دیکھا اس کے دروازہ پر بھی دو فرشتے کھڑے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے کہا تو اُنہوں نے پوچھا معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ پھر وہاں سے اور اُوپر گیا اور نُور و ظلمت کو طے کرتا ہوا سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا وہاں جبریلؑ مجھ سے الگ ہو گئے میں نے کہا اے جبریلؑ ایسے مقام پر مجھے تنہا چھوڑتے ہو۔ جبریلؑ نے کہا اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا یہ مقام جو آپ نے طے فرمایا کسی پیغمبر و مرسل اور کسی مقرب بارگاہِ الٰہی نے طے نہیں کیا اور کوئی اس مقام تک نہیں پہنچا۔ مجھ میں تاب و طاقت نہیں کہ اس سے اُوپر جاؤں۔ آپؐ کو خدائے کریم و رحیم کے سپرد کرتا ہوں۔ غرض وہاں سے میں آگے بڑھا اور نور کے دریا اور عظمت و جلالِ الٰہی کی موجیں نُور سے ظلمت اور ظلمت سے نور میں مجھے غوطہ دیتی رہیں یہانتک کہ خداوند رحمٰن اپنے ملکوت میں مجھ کو لایا اُس مقام پر جہاں چاہتا تھا۔ پھر مجھے ندا آئی کہ اے احمدؐ میری بارگاہ میں کھڑے ہو جاؤ۔ جب میں نے ندائے خالق سُنی تو کانپ گیا اور بے خود ہو گیا۔ پھر دوبارہ ملکوتِ اعلیٰ سے آواز آئی کہ خداوند عزیز تم کو سلام کہتا ہے۔ میں نے کہا وہی سلام ہے اور اُسی سے سلامتی ہے اور سلامتی اُسی کی جانب پلٹتی ہے۔ پھر دُوسری آواز آئی اے احمدؐ میں نے کہا لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ ۔ اے میرے مولا اور میرے مالک حاضر ہوں۔ ارشاد ہوا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ (یعنی محمدؐ اُن کے پروردگار کی طرف سے جو کچھ اُن پر نازل کیا گیا ہے ایمان لائے) یہ سُنکر میں نے خدا کے الہام سے کہا وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (ترجمہ) اور سب کے سب مومنین بھی خدا اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اے ہمارے پروردگار (ہم سب کو) بخشدے اور ہماری بازگشت تیری ہی طرف ہے۔" پھر خداوند عالم نے فرمایا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ . . . یعنی خدا کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جس نے جیسا (اچھا کام) کیا تو اپنے نفع کے لیے اور (برا کام) کیا تو اُس کا وبال بھی اُسی پر ہے۔" تو میں نے کہا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا اور ہم کو کافروں کی قوم پر فتح و نصرت عطا فرما۔" تو خدا نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے طلب کیا تم کو اور تمہاری اُمت کو عطا کیا۔ جب میں خدا کی بارگاہ میں مناجات سے فارغ ہوا خدا کی جانب سے آواز آئی کہ کس کو زمین پر اپنا نائب بنایا ہے میں نے عرض کی اپنے چچا زاد بھائی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ پھر سات مرتبہ ملکوت اعلےٰ سے آواز آئی کہ اے احمدؐ علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ خوشگوار سلوک کرنا اور ان کی حرمت کی حفاظت کرنا۔ پھر آواز آئی کہ عرش کی داہنی جانب دیکھو۔ میں نے دیکھا تو عرش کے داہنے پایہ پر لکھا تھا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں اور نہ میرا کوئی شریک ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے رسُولؐ ہیں۔ میں نے ان کی مدد علیؑ سے کی۔ اے احمدؐ میں نے تمہارا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ میں خداوند محمود اور حمید ہوں اور تم محمدؐ ہو۔ اور تمہارے پسرِ عم کا نام بھی اپنے ہی نام سے مشتق کیا ہے۔ میں خداوندِ علیؑ اور دوست علیؑ ہوں۔ اے ابوالقاسم ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ واپس جاؤ تمہارا آنا اور جانا مبارک۔ کیا کہنا ہے تمہارا اور اُس کا جو تم پر ایمان لائے اور تمہاری تصدیق کرے۔ پھر میں دریائے نُور میں گر پڑا۔ اس کی موجیں مجھے وہاں سے نیچے لائیں۔ جب میں جبریلؑ کے پاس سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک واپس پہنچا جبریلؑ نے کہا اے میرے خلیلؐ مُبارک ہو آپؐ کا آنا اور جانا۔ کیا آپؐ نے کہا اور کیا سُنا۔ جو کچھ کہنے کے قابل باتیں تھیں میں نے بیان کیں اور چھُپانے کی باتیں چھپا رکھیں۔ جبریلؑ نے پُوچھا آخری آواز جو آپؐ کو دی گئی وُہ کیا تھی۔ میں نے کہا آواز آئی کہ "اے ابوالقاسم ہدایت کرنے والے اور ہدایت پائے ہوتے۔" جبریلؑ نے کہا آپ نے پُوچھا کہ کیوں آپ کو ابوالقاسم کہا؟ فرمایا نہیں اے رُوح اللہ۔ ناگاہ ملکوتِ اعلیٰ سے ندا آئی کہ اے احمدؐ میں نے تمہاری کنیت ابوالقاسم اس لیئے قرار دی کہ تم میرے بندوں میں قیامت کے روز میری رحمت تقسیم کرو گے۔ جبریلؑ نے کہا اے میرے حبیبؐ آپ کے پروردگار کی یہ عطا و بخشش گوارا اور مبارک ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو رسالت کے ساتھ بھیجا ہے کہ یہ کرامت جو آپ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اس سے پہلے کسی کو نہیں عطا کی۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ پھر میں جبریلؑ کے ساتھ ساتویں آسمان پر اُس قصر کے پاس آیا۔ جبریلؑ نے کہا ان دونوں فرشتوں سے پُوچھیے کہ وُہ جوان ہاشمی کون ہے جس کا یہ قصر ہے۔ حضرتؐ نے دریافت کیا تو فرشتوں نے کہا علیؑ بن ابی طالبؑ آپؐ کے چچا زاد بھائی کا ہے۔ اسی طرح ہر قصر کے بارے میں جبریلؑ نے دریافت کرنے کو کہا اور فرشتوں نے یہی جواب دیا۔

کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے بسندِ حسن حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب سرورِ کائناتؐ کو جبریلؑ معراج میں اُس مقام تک لے گئے جہاں خود ٹھہر گئے اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا

---

[1] مذکورہ عربی عبارتیں عبد و معبود، حبیب و محبوب کے درمیان گفتگو کی ہیں۔ اسی کی حکایت ذرا وضاحت سے سورۃ بقرہ پ ۳ آیت ۲۸۵، ۲۸۶ میں مذکور ہے۔ الخ

کہ اُوپر جائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو تنہا ایسے مقام پر چھوڑتے ہو جبرئیلؑ نے کہا آپ تشریف آگے لے جائیے آپ ایسے مقام پر پہنچے ہیں کہ کوئی انسان آپؐ سے پہلے اس مقام تک نہیں پہنچا اور نہ آپؐ کے بعد کوئی پہنچے گا۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے اُن حضرتؑ سے دریافت کیا کہ رسُولؐ اللہ کو کے مرتبہ معراج ہوئی فرمایا دوؔ مرتبہ۔ جبرئیلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس بلند مقام پر لے جاکر کھڑا کیا اور کہا کہ یہ وُہ مقام ہے کہ جہاں کوئی فرشتہ اور کوئی پیغمبر نہ پہنچ سکا۔ اور بیشک آپؐ کا پرور دگار آپؐ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور فرماتا ہے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ اَنَا رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ میں نہایت مقدّس اور نہایت منزّہ ہوں۔ میں فرشتوں کا اور روحوں کا پروردگار ہوں میری رحمت میرے غضب سے آگے ہے۔" تو حضرتؐ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ خداوندا میں تیری بخشش آمرزش اور عفو طلب کرتا ہوں۔ پھر حضرتؐ مقام قاب قوسین تک گئے اور ایک حجاب نور کے قریب پہنچے جو چمک رہا تھا اور وُہ سبز زبرجد کا تھا اور عظمت وجلال معبود کے انوار سے ایک سُوئی کے سُوراخ کے برابر نور جلوہ گر ہوا اور ندا آئی اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرتؐ نے عرض کی بیشک اے میرے پروردگار۔ ارشاد ہوا کس کو اپنی اُمّت پر اپنا نائب اپنے بعد کے لئے اختیار کیا؟ حضرتؐ نے عرض کی خدا بہتر جانتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ علیؑ بن ابی طالبؑ امیرالمومنینؑ، مسلمانوں کے سردار، نُورانی چہرہ والوں کے پیشوا کو مقرر کرو۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ علی بن ابی طالبؑ علیہ السّلام کی امامت کا حکم آسمانی ہے، خود خداوند کائنات نے بغیر کسی ملک کے واسطہ سے اپنے پیغمبرؐ سے فرمایا [1]

بسندِ صحیح حضرت امام محمدؐ باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ شبِ معراج مجھ کو ملکوت اعلیٰ تک لے گئے۔ حجاب کے اندر سے مجھ کو وحی آئی اس طرح کہ کوئی فرشتہ درمیان میں واسطہ نہ تھا۔ منجملہ اُن کے ایک یہ وحی تھی کہ جو شخص میرے ولی اور دوست کو ذلیل کرتا ہے ایسا ہے کہ اُس نے مجھ سے جنگ کی۔ اور جو مجھ سے جنگ کرتا ہے میں بھی اُس سے جنگ کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی پالنے والے تیرا ولی کون ہے؟ فرمایا جو تم پر اور تمہارے وصی اور اُس کے بعد تمہاری اولاد میں سے اماموں پر ایمان لائے اور اُن کو اپنا امام سمجھے۔

بسندِ معتبر روایت ہے کہ نافع نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے کہا کہ میں آپ سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں جس کا جواب سوائے پیغمبرؐ اور وصیِ پیغمبرؐ کے کوئی نہیں دے سکتا۔ حضرت صادقؑ نے پُوچھا کہ وُہ کیا مسئلہ ہے؟ اُس نے کہا مجھے بتائیے کہ جناب عیسیٰؑ اور محمدؐ میں کس قدر فاصلہ تھا؟

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ دوؔ مرتبہ مکہ میں معراج ہوئی ہو اور باقی ایک سو بیس [120] مرتبہ مدینہ میں واقع ہوئی ہو یا عرش پر معراج دوؔ مرتبہ ہوئی ہو باقی صرف آسمانوں تک ہوئی ہو یا دوؔ مرتبہ جسمانی ہوئی ہو باقی روحانی۔ واللہ اعلم۔ الخ

آپ نے فرمایا پانچ سو سال کا اور تمہارے قول کے مطابق تین سو سال کا فاصلہ تھا۔ اُس نے کہا مجھے خدا کے اس قول کی تفسیر سے آگاہ فرمائیے۔ وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ (پ۲۵ آیت ۴۵ سورۃ الزخرف) "یعنی اُن لوگوں سے سوال کرو اے رسولؐ جنکو تم سے پہلے ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا تھا کہ کیا ہم نے سوائے خدائے رحمٰن کے کوئی اور خدا اُن کی پرستش کے لئے قرار دیا تھا" نافع نے کہا کہ جبکہ آپ کہتے ہیں کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیغمبروں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا تو خدا نے کیسے حکم دیا کہ وُہ پیغمبروں سے سوال کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جب خداوندعالم نے اپنے پیغمبرؐ کو معراج میں بلایا، جو نشانیاں اُن کو دکھائیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ بیت المقدّس میں تمام پیغمبروں کی روحیں جمع کیں اور جبرئیلؑ کو حکم دیا تو اُنہوں نے اذان واقامت کہی اور اذان میں حیَّ علٰی خیرِ العمل کہا۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں گر پڑے۔ پھر تمام پیغمبروں نے اُن کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو خدا کے حکم سے اُن سے پُوچھا کہ کس بات کی گواہی دیتے ہیں اور آپ لوگ کس کی پرستش کرتے ہیں۔ پیغمبروںؑ نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ سوائے یکتا خدا کے کوئی خدا نہیں اور اُس کا خلقت اور معبودیت میں کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اُس کے پیغمبرؐ ہیں اور اسی اعتقاد پر ہم سے عہد وپیمان لیا گیا ہے۔ نافع نے کہا اے ابوجعفرؑ آپؑ نے سچ فرمایا۔

بسندِ حسن جناب جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ شبِ معراج جبرئیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لیئے براق لائے حضرتؐ سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لے گئے۔ وہاں اپنے بھائی اور پیغمبروں سے ملاقات کی۔ جب واپس آئے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں آج رات معراج میں گیا تھا اور بیت المقدس میں وارد ہوا میرے اس بیان کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ میں نے اس راستے میں ابوسفیان کے قافلہ کو دیکھا جو شام سے واپس آرہا تھا اور فلاں مقام پر ٹھہرا ہوا تھا۔ اُن کا ایک سُرخ اُونٹ گم ہو گیا تھا اُسی کی تلاش میں وُہ سرگرداں تھے۔ وُہ قافلہ طلوع آفتاب کے قریب یہاں پہنچے گا۔ وُہ گم شُدہ سُرخ اُونٹ اُس قافلہ میں سب کے آگے ہوگا۔ یہ سُنکر قریش کے بعض کافروں نے مذاق کے طور سے کہا کہ عجیب تیز رفتار سواریہ ہے کہ ایک رات میں ملک شام کو گیا اور واپس بھی آگیا۔ تمہارے درمیان ایسے لوگ موجُود ہیں جو شام جا چکے ہیں۔ اگر یہ شخص سچ کہتا ہے تو بتائیے کہ بیت المقدس کیسا ہے۔ اُس کی قندیلیں اور ستونوں اور شام کے بازار کی کیفیت، وغیرہ اس سے دریافت کرو تاکہ اس کا جھُوٹ تم پر ظاہر ہو جائے۔ غرض لوگوں نے پوچھا تو جبرئیلؑ نے شام کی صورت حضرتؐ کے سامنے کر دی۔ جو کچھ وُہ لوگ پُوچھتے تھے حضرتؐ اُس کی جانب نگاہ فرماتے اور اُن کا جواب دے دیتے یہانتک کہ سب کچھ بتا دیا۔ مگر وُہ لوگ ایمان نہ لائے سوائے چند اشخاص کے۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ (پ۱۱ آیت ۱۰۱ سورۃ یُونس) یعنی آیات و معجزات اور ڈرانے سے اُن لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا جو ایمان نہیں لاتے۔

کلینی، طبرسی اور ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شبِ معراج آنحضرتؐ مسجد کُوفہ کے مقابل پہنچے جبرئیلؑ نے کہا یہ آپ کے پدر جناب آدمؑ کی مسجد ہے اور پیغمبروں کا مصلّیٰ۔ تو آنحضرتؐ نے

دو رکعت نماز پڑھی پھر آسمان پر تشریف لے گئے۔

کتاب اختصاص میں امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج جب میں چوتھے آسمان پر پہنچا وہاں ایک قبہ دیکھا جس سے بہتر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جس کے چار کھمبے اور چار دروازے تھے۔ جو سبز استبرق کے تھے۔ میں نے کہا اے جبریلؑ یہ قبہ کیسا ہے؟ جبریلؑ نے کہا کہ ایک شہر کی تصویر ہے جس کو قم کہتے ہیں۔ خدا کے مومن بندے وہاں جمع ہوں گے اور جناب رسولؐ خدا کی شفاعت کے لیئے قیامت کا انتظار کریں گے اور ان کو غم و اندوہ وغیرہ پہنچیں گے۔ راوی نے امامؑ سے پوچھا کہ اُن کو تکلیفوں سے نجات کب ہوگی؟ فرمایا جبکہ پانی زمین سے اُن کے لیئے ظاہر ہوگا۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات ہم کو معراج ہوئی جبریلؑ نے مجھ کو اپنے داہنے کاندھے پر بٹھایا اور مجھ کو اثنائے راہ میں ایک زمین سرخ پر لے گئے جو زعفران سے زیادہ خوشرنگ اور مُشک سے زیادہ خوشبودار تھی۔ وہاں میں نے ایک بُوڑھے شخص کو دیکھا کہ ایک لمبی ٹوپی پہنے ہوتے تھا۔ میں نے جبریلؑ سے پُوچھا کہ یہ کون سی زمین ہے۔ کہا یہ وُہ زمین ہے جہاں آپؐ کے اور آپؐ کے وصی امیرالمومنینؑ کے دوست یہاں جمع ہوں گے۔ میں نے پُوچھا یہ کون شخص ہے؟ کہا یہ ابلیس ملعون ہے۔ چاہتا ہے کہ ان کو امیرالمومنینؑ کی محبت و ولایت سے روکے اور فسق و فجور پر آمادہ کرے۔ میں نے کہا مجھے یہاں اُتار دو۔ تو جبریلؑ نے بجلی کے مانند وہاں پہنچایا میں نے اُس شخص سے کہا قُمْ یعنی اُٹھ اے ملعون۔ اور اُن کے دشمنوں کی عورتوں، لڑکوں اور مال میں جاکر شریک ہو۔ تجھ کو شیعیان علیؑ پر غلبہ نہیں ہے۔ اُسی روز سے اُس شہر کا نام قُمْ ہوگیا۔

سیّد ابن طاوٗس نے بسند معتبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک رات میں حجر اسمٰعیلؑ میں سویا ہوا تھا ناگاہ جبریلؑ نے میرے پَیروں کو دبایا۔ میں بیدار ہوا لیکن کسی کو نہ دیکھا تو دوبارہ میرے پیروں کو دبایا میں نے پھر کسی کو نہ دیکھا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کے ایک کُرسی پر بٹھایا۔ اور طائروں کی رفتار سے زیادہ تیز یک چشم زدن میں میں دُوسرے مقام پر تھا۔ جبریلؑ نے پُوچھا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کہاں ہیں میں نے کہا نہیں۔ تو جبریلؑ نے کہا آپ بیت المقدس میں ہیں جہاں تمام مخلوق محشور ہوگی۔ پھر داہنی انگلی اپنے کانوں تک اُٹھا کر اذان کہی اور اذان میں حی علےٰ خیر العمل کہا پھر اسی طرح اقامت کہی اور آخر میں قد قامت الصّلوٰۃ کہا۔ فارغ ہوتے تو ایک نُور آسمان سے چمکا جس سے پیغمبروں کی قبریں شگافتہ ہوئیں اور ہر طرف سے لبیک کہتے ہوئے وُہ لوگ بیت المقدس میں جمع ہوتے جو تعداد میں چار ہزار چار سو چودہ تھے اور صف باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ جبریلؑ نے میرا بازو پکڑ کر آگے بڑھایا اور کہا اے محمّدؐ پیغمبروں کے ساتھ نماز پڑھیئے یہ آپ کے بھائی ہیں اور آپ ان کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ پھر میں نے داہنی جانب دیکھا تو اپنے پدر جناب ابراہیمؑ کو دیکھا کہ دُو حُلّے سبز پہنے ہوئے تھے اُن کے داہنے اور بائیں دُو دو فرشتے کھڑے تھے۔ میں نے بائیں جانب نظر کی تو اپنے بھائی اور وصی علیؑ بن ابی طالب کو کھڑے ہوئے دیکھا جو دُو سفید حلّے پہنے ہوئے تھے اور اُن کے دونوں طرف بھی دُو فرشتے کھڑے تھے۔ جب میں نے علیؑ کو دیکھا تو

بہت مسرُور ہوا۔ پھر نماز سے فارغ ہوکر جناب ابراہیمؑ کے پاس گیا اُنہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ رکھا اور فرمایا مرحبا اے فرزند شائستہ اور پیغمبر شائستہ اور زمانۂ شائستہ میں مبعوث شُدہ۔ پھر علیؑ بن ابی طالب آئے۔ جناب ابراہیمؑ نے ان کے داہنے ہاتھ کو بھی دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر مصافحہ کیا اور کہا اے فرزند شائستہ اور پیغمبر شائستہ کے وصی۔ جب صبح ہوتی میں اور علیؑ دونوں بطحا میں تھے اور ہم کو کوئی تکان نہیں تھی۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب مجھ کو جبریلؑ آسمان پر لے گئے تو میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل کیا اور ایک مسند پر بٹھایا اور ایک بہی انار میرے ہاتھ میں دیا۔ ناگاہ وُہ بہی شگافتہ ہوا اور اُس سے ایک نُور باہر آیا جس کی مژگاں سیاہ گدھ کے مانند تھی اور اُس نے کہا السّلام علیك یا احمد السّلام علیك یارسول الله السّلام علیك یا محمّد میں نے پُوچھا تُو کون ہے خدا کی رحمت تجھ پر ہو۔ اُس نے کہا میں راضیہ مرضیہ ہوں خداوند جبّار نے مجھ کو تین چیزوں سے پیدا کیا ہے۔ میرا نیچے کا حِصّہ مشک کا ہے، اُوپر کا حِصّہ کافور کا ہے اور درمیانی حِصّہ عنبر کا ہے۔ اور موتیوں کو آبِ حیات سے گوندھا گیا تو خداوندِ جلیل نے مجھ سے خطاب فرمایا ہوجا۔ تو میں آپ کے بھائی، وصی اور وزیر علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیئے پیدا ہوگئی۔

بسندِ معتبر روایت ہے کہ جبریلؑ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے ایک چوپایہ لائے جو خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا۔ اُس کے پیر اُس کے ہاتھوں سے بڑے تھے اور تا حدِ نظر وُہ ایک قدم میں طے کرتا تھا۔ جب حضرتؐ نے اُس پر سوار ہونا چاہا وُہ مانع ہوا۔ جبریلؑ نے کہا یہ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب اُس نے آنحضرتؐ کا نام سُنا اس طرح انکساری کی کہ زمین پر لیٹ گیا۔ تو آنحضرتؐ اُس پر سوار ہوتے۔ جب وُہ بلندی پر چلتا تو اُس کے ہاتھ چھوٹے اور پیر لمبے ہوجاتے اور نشیب پر چلتا، تو پیر چھوٹے اور ہاتھ بڑے ہوجاتے۔ اسی طرح شب کی تاریکی میں ایک قافلہ کی طرف سے آنحضرتؐ گزرے جو ابوسفیان کی تجارت کا سامان لیئے جارہے تھے۔ براق کے پروں کی آواز سے اُس کے اُونٹ بھاگے، کوئی اُونٹ گر پڑا اور اُس کا سامان بکھر گیا اُونٹ کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ حضرتؐ وہاں سے آگے بڑھے اور بلقاء میں پہنچے حضرتؐ نے فرمایا اے جبریلؑ مجھے پیاس معلوم ہوتی ہے۔ اُنہوں نے ایک پیالہ میں پانی دیا۔ حضرتؐ نے نوش فرمایا۔ وہاں سے آگے بڑھے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جنکے پیر آگ سے جلائے جارہے تھے وُہ اُلٹے لٹکے ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ ایسے لوگ ہیں جنکو خدا نے روزی حلال عطا فرمائی تھی پھر بھی یہ حرام کے ذریعہ طلب کرتے تھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوتے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے دہن آگ کی سوئی اور رسّی سے سیئے جاتے تھے۔ پُوچھا یہ کون لوگ ہیں جبریلؑ نے کہا یہ عورتوں کی بکارت زنا کے ذریعہ زائل کرتے تھے۔ اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص لکڑی کا گٹھا اُٹھا رہا ہے لیکن نہیں اُٹھتا۔ ایک شخص پھر اور لکڑیاں اُس پر لاد دیتا ہے۔ پُوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ قرضدار ہے جو قرض ادا نہیں کرتا تھا۔ اور پھر قرض لیتا رہتا تھا۔ وہاں سے چلے تو بیت المقدس کے شرقی پہاڑ پر پہنچے۔ وہاں حضرتؐ کو

ہوا بہت گرم محسوس ہوئی اور ایک خوفناک آواز سُنی۔ پُوچھا یہ کیسی ہوا تھی اور وُہ آواز کیسی تھی کہا وُہ ہوا اور آواز جہنم کی تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں جہنم سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر آپؐ کی داہنی جانب سے خوشبو دار ہوا آئی اور ایک خوشگوار آواز سُنائی دی۔ اُس کے بارے میں دریافت کیا جبریلؑ نے کہا یہ خوشبو اور آواز بہشت کی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں خدا سے بہشت کی آرزو کرتا ہوں۔ وہاں سے روانہ ہوئے اور بیت المقدس کے شہر کے دروازہ پر پہنچے۔ وہاں ایک نصرانی تھا جس کے سرہانے دروازہ بند کر کے اُس کی کنجی رکھ دی جاتی تھی اُس رات ہرچند کوشش کی گئی، دروازہ بند نہیں ہوا۔ لوگ اُس کے پاس آکر بولے کہ دروازہ بند نہیں ہوتا ہے اُس نے کہا اچھا کوئی پاسبان مقرر کرو۔ غرض حضرتؐ جب داخل ہوتے تو جبریلؑ نے بیت المقدس کا بڑا پتھر اُٹھایا اور اُس کے نیچے سے تین بڑے پیالے نکالے۔ ایک دُودھ کا ایک شہد کا اور ایک شراب کا۔ دُودھ اور شہد کا پیالہ آنحضرتؐ کو دیا تو آپؐ نے نوش فرمایا۔ جب شراب کا پیالہ دیا آپؐ نے فرمایا مَیں تو سیر ہو چکا جبریلؑ نے کہا اگر آپ پی لیتے تو آپؐ کی ساری اُمّت گمراہ ہو جاتی اور آپ سے جُدا ہو جاتی۔ پھر بیت المقدس میں حضرتؐ نے نماز پڑھی اور پیغمبروں کی ایک جماعت نے آپؐ کی اقتدا کی۔ اُس رات جبریلؑ کے ساتھ ایک فرشتہ بھی آیا تھا جو کبھی نہیں نازل ہوا تھا۔ وُہ حضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ کو پروردگارِ عالم سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ زمین کے خزانوں کی کُنجیاں ہیں۔ اگر آپ پسند کریں تو پیغمبر رہیں اگر چاہیں تو یہ کُنجیاں لے لیں۔ جبریلؑ نے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار فرمائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ پیغمبر اور خدا کا بندہ ہونا ہی پسند کرتا ہوں۔ دُنیا کی بادشاہی نہیں چاہتا۔ پھر وہاں سے آسمان کی جانب گئے۔ جب آسمان کے دروازہ پر پہنچے جبریلؑ نے کہا دروازہ کھولو۔ فرشتوں نے پُوچھا آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، فرشتوں نے کہا مرحبا اور دروازہ کھول دیا۔ حضرتؐ فرماتے ہیں مَیں فرشتوں کے جس گروہ کی جانب گزرتا تھا وُہ سلام کرتے اور میرے لیئے دُعا کرتے اور میرا استقبال کرتے۔ پھر ہم ایک مردِ پیر کی طرف گزرے جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور بہت سے بچّے اُس کے گرد جمع تھے۔ حضرتؐ نے پُوچھا یہ کون ہیں اور یہ لڑکے کس کے ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ آپ کے پدر جناب ابراہیمؑ ہیں اور یہ مومنوں کے لڑکے ہیں۔ حضرتؑ ان کو کھلاتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے ہیں۔ وہاں سے آگے بڑھے تو ایک دُوسرے مردِ پیر کے پاس پہنچے جو ایک کرُسی پر بیٹھا تھا۔ جب وُہ اپنی داہنی جانب دیکھتا ہے شاد و مسرور ہوتا ہے اور جب بائیں جانب دیکھتا ہے غمگین و محزون ہوتا اور روتا ہے۔ پُوچھا یہ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا یہ آپؐ کے پدرِ بزرگوار حضرت آدمؑ ہیں۔ جب وُہ یہ دیکھتے ہیں کہ اُن کی اولاد بہشت میں جا رہی ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ وُہ جہنم میں جا رہے ہیں تو مغموم و گریاں ہوتے ہیں۔ اُس جگہ سے آگے بڑھے تو دیکھا ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہے اُس فرشتے نے حضرتؐ کو سلام کیا۔ لیکن اُس کے چہرے سے قطعی خوشی کا اظہار نہیں ہوا جیسا کہ دوسروں سے ظاہر ہوا تھا۔ حضرتؐ نے جبریلؑ سے اس کا سبب پُوچھا۔ اُنہوں نے کہا یہ فرشتہ مالکؑ جہنّم کا خزینہ دار ہے۔ یہ تمام فرشتوں سے زیادہ خوش مزاج تھا۔ خداوندِ عالم نے دوزخ اس کے سپُرد فرمایا اور اس نے اُن تکلیفوں اور عذابوں کو دیکھا جو خدا نے اپنے نافرمانوں کے لیئے مہیّا کیا ہے، اس وجہ سے ہر وقت خائف رہتا ہے۔ پھر حضرتؐ وہاں سے

گذرے یہانتک کہ مقامِ مناجات ربّ العزّت تک پہنچے۔ خدا نے آپؐ کی اُمّت پر پچاس نمازیں واجب قرار دیں اور جناب موسیٰ علیہ السّلام کی سفارش سے تخفیف ہو کر پانچ نمازیں رہ گئیں۔ واپسی میں جناب ابراہیمؑ کے پاس سے گزرے تو حضرتؐ نے کہا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی اُمّت کو میرا سلام کہنا اور ان کو جنّت کی خوشخبری دینا جس کا پانی شیریں ہے، خاک خوشبو دار اور زمین سادہ ہے۔ اُس کے درختوں کی خلقت سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط سے ہے۔ لہٰذا اپنی اُمّت کو حکم دو کہ یہ ذکر بہت کیا کریں تاکہ اُن کے لیئے بہشت میں زیادہ درخت ہوں۔ حضرتؐ وہاں سے واپس چلے تو راستہ میں قافلۂ قریش تک پہنچے۔ اور جب زمین پر اُترے تو اہلِ مکّہ کو معراج سے آگاہ کیا۔ اور قافلہ کے بارے میں اور اُن کے اُونٹوں کا بھاگنا اور ان کے اُونٹوں کے پیروں کا شکستہ ہونا وغیرہ بیان کیا۔ اور فرمایا کہ وُہ قافلہ طلوعِ آفتاب کے قریب مکّہ میں داخل ہوگا۔ جب آفتاب طالع ہوا تو وُہ قافلہ پہنچا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی جس کی سب نے تصدیق کی۔

ابن بابویہ اور علی بن ابراہیم نے حدیث موثق میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ ایک رات میں ابطح میں سویا ہوا تھا۔ علیؑ میرے داہنے جانب اور جعفرؑ بائیں جانب اور جناب حمزہؓ میرے نزدیک تھے ناگاہ مَیں نے فرشتوں کے پَروں کی آواز سُنی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا اے جبریلؑ کس کے پاس ہم لوگ آئے ہیں جبریلؑ نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا یہ ہیں جو بہترین فرزندانِ آدمؑ ہیں اور ان کی داہنی جانب ان کے وصی، خلیفہ اور داماد ہیں۔ اور وُہ دُوسرے ان کے چچا سیّد الشہدا ہیں اور وُہ دُوسرے جعفرؑ ان کے چچا زاد بھائی ہیں جنکو خدا دو رنگین پر عطا فرمائے گا جن سے وُہ بہشت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کریں گے۔ خاموش رہو کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے کان اور دل خبردار رہتے ہیں۔ ان کی مثال بادشاہ کی سی ہے جو ایک مکان بناتا ہے اور اُس میں طرح طرح کے کھانے چُن دیتا ہے اور اپنے غلام کو اپنے دسترخوان پر بلاتا ہے۔ حقیقت میں بادشاہ خداوند عالمین ہے اور وُہ مکان دُنیا ہے اور خوانِ نعمتِ خداوندِ عالم بہشت بے انتہا ہے اور خدا کی جانب سے دعوت دینے والے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو براق پر سوار کیا اور بیت المقدس کی جانب لے گئے اور پیغمبروں کے محرابوں میں آنحضرتؐ کو ٹھہرایا حضرتؐ نے وہاں نماز پڑھی اور واپس آئے۔ راستہ میں قافلۂ قریش کے پاس سے گزرے جو ٹھہرے ہوئے تھے اور ان کا ایک اُونٹ گم ہو گیا تھا جس کی تلاش میں وُہ سرگرداں تھے۔ اُن کے قافلہ میں پانی سے بھرا ہوا برتن رکھا ہوا تھا۔ حضرتؐ نے اُس میں سے پانی پیا اور باقی ماندہ بہا دیا۔ جب حضرتؐ مکّہ واپس آئے تو بیان کیا کہ آج رات میں بیت المقدس گیا تھا وہاں مَیں نے پیغمبروں کے آثار اور منزلیں دیکھیں۔ واپسی میں قافلۂ قریش کو دیکھا جو فلاں مقام پر منزل گزیں تھے۔ اُن کا ایک اُونٹ گم ہو گیا تھا۔ مَیں نے اُن کے ظرف کا پانی پیا اور باقی سب گرا دیا۔ ابوجہل لعین نے لوگوں سے کہا پوچھو کہ بیت المقدس میں کتنے ستون ہیں کتنی قندیلیں ہیں تو خدا نے بیت المقدس آنحضرتؐ کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیا کہ جو کچھ وُہ پُوچھتے تھے حضورؐ بتا دیتے تھے پھر لوگوں نے کہا کہ قافلہ آجائے تو معلوم ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا قافلہ طلوعِ آفتاب تک آئے گا اور سُرخ بالوں

والا اُونٹ آگے ہوگا۔ دُوسرے روز صبح کو اہلِ مکہ عقبہ کے پاس جمع ہوئے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی صداقت معلوم ہو۔ سورج نکلا تو قافلہ اُسی نشان کے مطابق ظاہر ہُوا جیساکہ حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ قافلہ والوں نے جیساکہ حضرتؐ نے اُن کے متعلق فرمایا تھا بیان کیا لیکن اس معجزہ کے دیکھنے کے بعد اُن کی سرکشی اور ضلالت اور زیادہ ہوگئی۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السّلام سے فرمایا کہ اے علیؑ جب مجھ کو آسمانِ ہفتم پر اور اُس جگہ سے سدرۃ المنتہٰی اور وہاں سے حجابہائے قدس تک لے گئے تو خداوندِ عالمین نے اپنی مناجات سے میری عزت افزائی فرمائی اور بہت سے پوشیدہ راز مجھ سے بیان فرمائے۔ اسی درمیان میں فرمایا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے کہا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ تُو ہی برکت والا اور بلند مرتبہ ہے۔ فرمایا جان لو کہ علیؑ میرے دوستوں کے امام اور پیشوا ہیں اور وُہ ایک نُور ہیں اُس کے لیئے جو میری اطاعت کرے اور وہی وُہ کلمہ ہیں جس کو میں نے متقین کے لیئے لازم قرار دیا ہے۔ جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے اُن کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی لہٰذا علیؑ کو یہ خوشخبری پہنچا دو۔ جب حضرتؐ زمین پر تشریف لائے امیر المومنینؑ کو وُہ خوشخبری دی جو خدا نے اُن کے حق میں فرمائی تھی۔ جناب امیرؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیا میری عزت اس درجہ پر پہنچی ہے کہ ایسے مقام بلند پر میرا ذکر ہُوا؟ حضرت نے فرمایا ہاں اے علیؑ اپنے پروردگار کا شکر کرو۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ اپنے پروردگار کی اس نعمت کے شکر کے لیئے سجدہ میں گر پڑے۔ آخر آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ سر اُٹھاؤ کہ حق تعالیٰ تم پر اپنے ملائکہ سے فخر و مباہات کرتا ہے۔

دوسری سند سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے۔ جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو ایک نہر تک پہنچایا جس کو نُور کہتے ہیں جیساکہ قرآن میں فرمایا ہے۔۔۔ جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ (پ۷ آیت۱ سورۃ الانعام) اور کہا اس کو خدا کی برکت سے عبور کیجئے کیونکہ خدا نے آپ کی آنکھوں کو منور فرمایا اور آپ کے لیئے راستہ کو کھول دیا ہے۔ یہ وُہ نہر ہے جس سے کوئی نہیں گذرا نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی پیغمبر مرسل۔ البتہ میں اس نہر میں ایک مرتبہ ہر روز غوطہ لگاتا ہوں اور باہر آتا ہوں اور اپنے پروں کو جھاڑتا ہوں تو ہر قطرہ سے جو میرے پروں سے گرتا ہے خداوند عالم ایک ملک مقرب خلق فرماتا ہے جس کے بیس ہزار مُنہ اور چار ہزار زبانیں ہوتی ہیں۔ وُہ ہر زبان سے ایک لغت میں گفتگو کرتا ہے۔ جس کو سوائے اُس زبان کے جاننے والے کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ پیغمبرؐ خدا اُس نہر سے گزرے یہاں تک کہ حجابوں تک پہنچے جن کی تعداد پانچ سو تھی اور ہر حجاب سے دُوسرے حجاب تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ پھر جبریلؑ نے کہا یا حضرتؐ آگے تشریف لے جایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جبریلؑ تم میرے ساتھ کیوں نہیں آتے؟ کہا میں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا بروایتِ دیگر کہا کہ اگر ایک انگلی کی گرہ کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا۔ یہ سُنکر حضرتؐ آگے روانہ ہوئے جہاں تک خدا کی مشیت تھی وہاں پہنچے تو خدا نے اُن کو ندا دی کہ میں محمود ہوں اور تم محمدؐ ہو۔ میں نے تمہارا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ میرا

جو بندہ تم سے ملحق ہوگا اور محبت کرے گا اور تمہارا تابع ہوگا میں اُس کو دوست رکھوں گا اور اپنے لطف و کرم سے اُس کو سرفراز کروں گا۔ اور جو تم سے قطع تعلق کرے گا میں اُس سے اپنی رحمت قطع کروں گا۔ جاؤ میرے بندوں کے پاس اور میری بخشش و کرامت کی اُن کو خبر دو۔ اور میں نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا مگر اُس کے لیئے ایک وزیر مقرر کیا ہے۔ اسی طرح تم میرے رسُولؐ ہو اور علیؑ تمہارے وزیر ہیں۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ شبِ معراج خداوند کریم نے آنحضرتؐ کو ندا دی کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری پیغمبری کی مدت قریب اختتام ہے اور تمہاری عمر آخر ہے تم نے کسی کو اپنا جانشین اپنے بعد اپنی اُمت کی ہدایت کے لیئے مقرر کیا؟ حضرتؐ نے عرض کی پالنے والے میں نے تیری مخلوق کا امتحان لیا اور کسی بندہ کو تیری اطاعت کے بعد علیؑ سے زیادہ اپنا مطیع نہیں پایا۔ خدا نے فرمایا کہ وُہ میرا بھی ایسا ہی مطیع ہے۔ اُس کو آگاہ کر دو کہ وُہ میری راہِ ہدایت کا نشان ہے اور میرے دوستوں کا پیشوا ہے، اور وُہ ایک نُور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہاں سے میں واپس آیا اور ایک فرشتہ کے بازو پر بیٹھ کر سدرۃ المنتہٰی سے ہوتا ہُوا عرش تک آیا اور عرش کے پایہ سے پسٹ گیا۔ وہاں ایک ندا آئی کہ میں ہوں خدا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں اور کوئی معبود نہیں۔ میں ہر کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہوں۔ مومنوں کو اپنے عذاب سے امان دینے والا ہوں۔ میں احوالِ خلق کا نگراں اور شاہد ہوں۔ میں عزیز و غالب اور جبار ہوں۔ بزرگی اور بڑائی میرے لیئے مخصوص ہے۔ میں اپنی خلق پر مہربان اور رحم کرنے والا ہوں۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا ظاہری آنکھوں سے نہیں۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے اور میں داخل بہشت ہُوا وہاں میں نے ایک قصر دیکھا جو یاقوت سُرخ کا تھا۔ اور اس قدر صاف و شفاف کہ باہر سے اندر کی روشنی، نور اور صفائی نظر آتی تھی۔ اُس کے مروارید اور زبرجد کے دس قبّے تھے۔ میں نے پُوچھا اے جبریلؑ یہ قصر کس کے ہیں؟ کہا اُس کے لیئے ہیں جو نیک بات کہے اور ہمیشہ روزہ سے رہے اور بہت کھانا کھلائے اور راتوں کو عبادت میں مشغول رہے جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ جناب امیر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میں نے رسُولؐ خدا سے کہا کہ آپ کی اُمت میں کون ہے جو ایسی طاقت رکھتا ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا نیک بات سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہے اور ہمیشہ روزہ رکھنے سے یہ مُراد ہے کہ ماہِ رمضان کے تمام روزے رکھے اور کھانا بہت کھلانے کا یہ مطلب ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لیئے روزی کماتے تاکہ وُہ دُوسروں کے محتاج نہ ہوں۔ اور راتوں کو نماز میں مشغول رہنا یہ ہے کہ نمازِ شب بجالاتے جبکہ یہود و نصاریٰ اور تمام کفار سوتے رہتے ہیں۔

ابن بابویہ نے بہت سی سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالےٰ نے شبِ معراج مجھ کو ندا کی اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے کہا لبیک اے میرے پروردگار پھر ندا کی

کہ یہ جان لو کہ علیؑ متقیوں کے پیشوا، مومنوں کے بادشاہ اور نُورانی ہاتھ مُنہ والوں یعنی شیعوں کو بہشت میں لے جانے والے ہیں۔ اور دُوسری معتبر سند کے ساتھ اُنہی حضرتؐ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے شبِ معراج مجھ سے گفتگو کی اور مجھ کو آواز دی کہ اے محمدؐ تمہارے بعد خلق پر علیؑ میری حجّت ہیں اور میرے فرمانبرداروں کے پیشوا ہیں جس نے اُن کے حکم کو مانا اُس نے میرا حکم مانا جس نے اُن کی نافرمانی کی میری نافرمانی کی۔ لہٰذا ان کو اپنی اُمّت پر حاکم اور امیر مقرر کرو تاکہ میرے بندے تمہارے بعد اُن سے ہدایت پائیں۔ اور دُوسری معتبر سندوں سے روایت ہے کہ خداوند عالم نے شبِ معراج جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دی کہ اے محمدؐ کس کو اپنے بعد اپنی اُمّت پر اپنا جانشین قرار دیا حضرتؐ نے عرض کی پالنے والے تُو ہی مقرر فرما دے۔ ارشاد ہوا کہ مَیں نے تمہارے بعد تمہارے محبوب علیؑ کو مقرر کیا۔ اور بسند معتبر دیگر ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمانِ ہفتم سے سدرۃ المنتہٰی پر لے گئے۔ پھر وہاں سے مَیں حجابہائے نُور کے پاس پہنچا تو خدا نے مجھ کو آواز دی، کہ اے محمدؐ تم میرے بندے ہو میں تمہارا پروردگار ہوں۔ لہٰذا میرے لیئے خضوع کرو، میری عبادت کرو، مجھ پر بھروسہ کرو، میرے غیر پر اعتماد مت کرو۔ کیونکہ مَیں نے تم کو پسند کیا کہ تم میرے حبیبؐ، رسُولؐ اور پیغمبرؐ ہو اور تمہارے بھائی علیؑ کو پسند کیا کہ وُہ میرے خلیفہ اور میرے بارگاہ کے مقرب ہوں لہٰذا وہی میرے بندوں پر میری حجّت ہیں اور میری خلق کے پیشوا ہیں اُنہی کے ذریعہ سے میرے دوست اور دشمن پہچانے جائیں گے، اُنہی کے ذریعہ سے شیطان کا لشکر میرے لشکر سے جُدا ہوگا، اُنہی کے ذریعہ سے میرا دین قائم رہے گا اور میرے حدُود محفوظ رہیں گے اور میرے احکام جاری ہوں گے۔ اور اے میرے حبیبؐ میں اپنے بندوں اور کنیزوں پر تمہارے اور اُن کے امام فرزندوں کے سبب سے رحم کروں گا۔ اور تمہارے قائمؑ کے سبب سے زمین کو اپنی تقدیس و تسبیح و تہلیل و تکبیر کے ساتھ آباد کروں گا اور اُس کے سبب سے زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور اپنے دوستوں کو میراث میں دُوں گا؛ اور اُس کے ذریعہ سے کافروں کے کلمہ کو پست اور اپنے کلمہ کو بلند کروں گا اور اُسی کے سبب سے اپنے بندوں کو زندہ کروں گا اور شہروں کو آباد کروں گا۔ اور اپنی مشیت کے ساتھ اپنے خزانوں اور ذخیروں کو ظاہر کروں گا اور اپنے رازوں سے اُس کو آگاہ کروں گا اور اپنے فرشتوں سے اس کی مدد کروں گا جو اس کو میرے امر کے جاری کرنے میں اور میرے احکام کے بلند کرنے میں قوّت دیں گے۔ وُہی میرا ولی برحق اور سچائی کے ساتھ میرے بندوں کی ہدایت کرنے والا ہے۔

بسند معتبر امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ کا بیان ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خالق کون و مکان نے مجھ سے افضل کسی کو نہیں پیدا کیا جو اُس کے نزدیک مجھ سے زیادہ بلند مرتبہ ہو۔ مَیں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ بہتر ہیں یا جبریلؑ؟ حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ یقیناً خدا نے پیغمبرانِ مرسل کو مقرب فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور مجھے تمام پیغمبروں پر فضیلت دی ہے پھر تم کو اور تمہارے بعد اماموں کو فرشتوں اور تمام خلائق پر فضیلت بخشی ہے۔ بیشک فرشتے ہمارے خادم ہیں۔ اے علیؑ حاملانِ عرش اور اُس کے گرد جو فرشتے ہیں اپنے پروردگار کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اُن لوگوں کے لیئے آمرزش طلب کرتے ہیں جو تمہاری

ولایت پر ایمان لائے ہیں۔ اے علیؑ اگر ہم لوگ نہ ہوتے تو خدا آدمؑ کو نہ پیدا کرتا نہ حوّاؑ کو، نہ بہشت کو نہ دوزخ کو نہ آسمان و زمین کو۔ اور ہم فرشتوں سے کیونکر نہ بہتر ہوتے حالانکہ ہم نے اپنے پروردگار کی تسبیح و تقدیس و تہلیل میں اُن پر سبقت حاصل کی ہے۔ اس لیئے کہ سب سے پہلے خدا نے جو خلق فرمایا وُہ ہماری روحیں تھیں۔ اور اُس نے اپنی توحید و تحمید کے ساتھ ہم کو گویا کیا پھر فرشتوں کو پیدا کیا۔ جب اُنہوں نے روحوں کو ایک نُور کے ساتھ دیکھا اور ہمارے نور کی عظمت کو مشاہدہ کیا تو ہمارے انوار کو بہت عظیم سمجھا۔ ہم نے سُبحان اللہ کہا تاکہ فرشتے سمجھیں ہم مخلوق، خدا کے بندے اور پروردہ ہیں اور خداوند عالم صفات اور تمام مخلوق سے بلند و پاک ہے۔ تو فرشتوں نے ہماری تسبیح سے تسبیح سیکھی اور خدا کو صفات سے پاک و منزّہ سمجھا۔ اور جب ہماری عظمت اور شان کو دیکھا تو ہم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا تاکہ فرشتے سمجھیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں۔ اور ہم کو اس کی خدائی میں شرکت نہیں ہے اور سوائے اس کے کوئی عبادت و پرستش کے قابل نہیں ہے۔ جب فرشتوں کو ہماری بڑائی اور بزُرگی کا احساس ہوا تو ہم نے اللہ اکبر کہا تاکہ وُہ سمجھیں کہ خدا اس سے بھی بہت بڑا ہے جو دُنیا میں بڑے سے بڑا ہوسکتا ہے اور تمام بڑائی اور طاقت و قدرت خدا ہی کے لیئے مخصوص ہے۔ پھر ہم نے کہا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو فرشتوں نے سمجھا کہ خدا نے ہماری اطاعت تمام مخلوق پر واجب کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا۔ غرض کہ فرشتوں نے ہماری برکت سے ہدایت پائی اور خدا کی توحید و تسبیح و تہلیل و تمجید کو سمجھا۔ پھر خدا نے آدمؑ کو خلق کیا اور ہمارے نور کو ان کے صلب میں سُپرد کیا اور فرشتوں کو ہماری تعظیم و تکریم کے لیئے سجدہ کا حکم دیا۔ ان کا سجدہ خدا کی بندگی تھا اور آدمؑ کے احترام و اکرام کے سبب سے تھا اس لیئے کہ ہم ان کے صلب میں تھے۔ پھر ہم فرشتوں سے کیونکر افضل نہ ہوں حالانکہ انہوں نے آدمؑ کے سامنے سجدہ کیا۔ اور جب مجھ کو آسمان پر لے گئے۔ جبریلؑ نے اذان و اقامت کہی اور مجھ سے دُو مرتبہ کہا کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آگے بڑھ کے امامت کیجئے۔ مَیں نے کہا اے جبریلؑ کیا میں تم پر سبقت کروں۔ وُہ بولے ہاں اس لیئے کہ خداوندِ عالم نے تمام پیغمبروں کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت بخشی ہے۔ غرض میں آگے کھڑا ہوا اور اُن کے ساتھ نماز پڑھی لیکن یہ بات فخر کے سبب سے نہیں کہتا ہوں۔ پھر وہاں سے حجابہائے نور تک پہنچا تو جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اب آپ آگے جائیے اور وُہ خود وہیں ٹھہر گئے۔ مَیں نے کہا ایسے مقام پر مجھ سے علیحدہ ہوتے ہو۔ وُہ بولے یا رسُولؐ اللہ یہ وُہ مقام ہے جہاں تک خدا نے میرے لیئے مقرر کیا ہے۔ اگر یہاں سے ذرا بھی آگے بڑھوں تو میرے بال و پَر جل جائیں گے۔ غرض میں دریائے نور میں ڈال دیا گیا اور مَیں انوارِ الٰہی کے سمندروں میں تیرنے لگا یہانتک کہ اُس مقام پر پہنچا جہانتک کہ خدا چاہتا تھا۔ پھر جانبِ اعلیٰ سے مجھے ندا آئی یا محمدؐ مَیں نے عرض کی لبّیك وسعدیك اے میرے پروردگار۔ پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ تم میرے بندہ ہو اور مَیں تمہارا پروردگار ہوں۔ میری عبادت کرو، مجھ پر بھروسہ کرو۔ بیشک تم میرے بندوں میں میرے نور ہو، میری مخلوق میں میرے رسُولؐ ہو، میرے بندوں پر میری حجت ہو۔ اور ہر اُس شخص کے لیئے مَیں نے بہشت خلق کی ہے جو تمہاری فرمانبرداری کرے اور جو تمہاری مخالفت کرے گا اُس کے واسطے جہنّم کی آگ تیار کی ہے اور تمہارے اوصیا کے لیئے اپنی بخشش و کرامت واجب

قرار دی ہے اور ان کے شیعوں کے واسطے ثوابات واجب قرار دیئے ہیں۔ مَیں نے عرض کی پالنے والے میرے اوصیا کو مجھے پہنچوا دے فرمایا کہ تمہارے اوصیا وُہ لوگ ہیں جن کے نام میرے ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں۔ مَیں نے نظر کی تو ساق عرش پر بارہ نورُ دیکھے ہر نور میں ایک سبز سطر دیکھی جن میں میرے ہر ایک وصی کا نام لکھا تھا۔ جن میں سب سے پہلے علی بن ابی طالب اور سب سے آخر مہدیؑ ہیں۔ مَیں نے پُوچھا پالنے والے کیا یہی میرے بعد میرے وصی ہوں گے۔ ارشاد ربّ العزت ہوُا ہاں اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے بعد میرے بندوں پر یہ لوگ میرے دوست، اوصیا، برگزیدہ اور میری حجّت ہیں اور یہی لوگ تمہارے وصی اور خلیفہ ہیں اور تمہارے بعد بہترین خلق ہیں۔ مجھے اپنے عزّت وجلال کی قسم ہے کہ اپنے دین کو ان کے ذریعہ سے ظاہر کروں گا۔ اور اپنی باتیں اُن کے ذریعہ سے بلند کروں گا اور اُن کے آخر کے ذریعہ زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور تمام رُوئے زمین کو اُس کے قبضہ اور تصرّف میں دے دوں گا۔ ہوا کو اُس کا مسخر قرار دوں گا۔ اور سخت بادل کو اُس کا مطیع بناؤں گا تاکہ وہ اُس پر سوار ہو کر آسمان وزمین میں جہاں چاہے آئے جائے اور اپنے لشکروں سے اُس کی مدد کروں گا اور اپنے فرشتوں سے اُس کو تقویت پہنچاؤں گا یہاں تک کہ میری دعوت بلند ہو اور تمام خلق میری یگانہ پرستی پر جمع ہو۔ اور اپنے دوستوں میں سے ایک کے بعد دوسرے کو قیامت تک اپنے دین کا پیشوا بناؤں گا۔ غرض اس کی بادشاہی دائم اور جاری رہے گی۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ علیہ السّلام اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز جبکہ آنحضرتؐ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو گود میں بٹھائے ہوئے پیار کر رہے تھے کہ جناب عائشہ آگئیں اور بولیں کیوں اتنی بڑی لڑکی کو چُومتے ہو اور اس قدر زیادتی محبّت کا کیا سبب ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ جب میں شبِ معراج چوتھے آسمان پر پہنچا جبریلؑ نے اذان واقامت کہی۔ پھر میری اقتدا میں تمام اہلِ آسمان نے نماز پڑھی۔ پھر مَیں نے اپنی داہنی جانب نظر کی تو جناب ابراہیمؑ کو بہشت کے ایک باغ میں دیکھا جن کو فرشتے اپنے حلقہ میں لیئے ہوتے تھے۔ اور جب میں چھٹے آسمان پر پہنچا تو مجھے ندا آئی کہ اے محمدؐ کیا اچھے تمہارے باپ ہیں ابراہیمؑ اور کیا اچھے بھائی ہیں تمہارے علیؑ بن ابی طالبؑ پھر حجابہائے عظمت وجلال تک پہنچا۔ جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل کر دیا۔ وہاں مَیں نے نور کا ایک درخت دیکھا جس کے نیچے دوُ فرشتے حلّے اور زیور ایک دوسرے پر تہہ کر رہے تھے۔ مَیں نے پُوچھا یہ کس کا درخت ہے انہوں نے کہا آپ کے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ کا اور یہ دونوں فرشتے ان کے واسطے حلّے اور زیورات تہہ کر رہے ہیں اور قیامت تک اسی طرح جمع کرتے رہیں گے۔ مَیں اور آگے بڑھا تو کچھ رطب میرے لیئے لائے گئے جو مسکہ سے زیادہ نرم، مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ شیریں تھے۔ مَیں نے اُن میں سے ایک رطب لے کر کھایا وُہ میری پُشت میں نطفہ بنا۔ جب میں زمین پر واپس آیا خدیجہ سے مقاربت کی اور وُہ فاطمہؑ سے حاملہ ہوئیں۔ تو فاطمہؑ بصورتِ انسان حوریہ ہے۔ جب میں بہشت کا مشتاق ہوتا ہوں تو اس کو چُومتا اور سُونگھتا ہوں کیونکہ وُہ بہشت کی خوشبُو ہے اور دُوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ جس وقت مَیں اُس کو سُونگھتا ہوں، درختِ طُوبیٰ کی خوشبُو اُس سے آتی ہے۔

اسی طرح بسند معتبر امام زادہ عبدالعظیم نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ایک روز میں اور فاطمہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرتؐ اُس وقت رو رہے تھے۔ مَیں نے عرض کی آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ کے رونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا اے علیؑ جس رات مجھے آسمان پر لے گئے مَیں نے اپنی اُمت میں چند عورتوں کو نہایت سخت عذاب میں مبتلا دیکھا۔ یہی سبب ہے کہ مَیں رو رہا ہوں۔ مَیں نے ایک عورت کو دیکھا جس کو اُس کے بالوں سے لٹکایا ہے۔ ایک عورت اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی، ایک عورت اپنا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹ رہی تھی اور آگ اُس کے نیچے بھڑک رہی تھی۔ ایک عورت کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور سانپ بچھو اُس کو لپٹے ہوتے تھے۔ ایک عورت آگ کے صندوق میں اندھی بہری آگ سے لال ہو رہی تھی اس کے سر کا مغز پگھل پگھل کر باہر نکل رہا تھا اور اس کا بدن کٹ کٹ کر گر رہا تھا۔ ایک عورت پیروں سے آگ کے تنور میں اُلٹی لٹکی ہوئی تھی جس کے جسم کو آگے اور پیچھے سے آگ کی قینچیوں سے کاٹ رہے تھے۔ ایک عورت کے ہاتھ اور مُنہ جلائے جا رہے تھے وُہ اپنی آنتیں کھا رہی تھی۔ ایک عورت کو دیکھا جس کا چہرہ سُور کے مانند اور جسم گدھے کی طرح ہو گیا تھا۔ اُس پر ہزاروں طرح کے عذاب ہو رہے تھے۔ ایک عورت کی صُورت کُتے کے مانند تھی اور آگ اُس کے پاخانے کے راستہ داخل کی جا رہی تھی جو اُس کے مُنہ سے باہر نکل رہی تھی اور فرشتے اُس کے سر اور جسم کو لوہے کے گرز سے کوٹ رہے تھے۔ یہ سُنکر جناب فاطمہؑ نے عرض کی بابا جان اُن عورتوں کے اعمال اور اُن کے کردار کیا تھے کہ حق تعالیٰ نے اُن پر ایسے ایسے عذاب مسلط فرمائے۔ حضرتؐ نے فرمایا پارۂ جگر وُہ عورت جو اپنے سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی تھی وُہ اپنے بال مردوں سے نہیں چھپاتی تھی اور وُہ جو اپنی زبان سے لٹکی ہوئی تھی وُہ اپنے شوہر سے بد زبانی کیا کرتی تھی اور اس کو آزار پہنچاتی تھی۔ اور جو اپنے پستانوں سے لٹکی ہوتی تھی وُہ اپنے شوہر کو مقاربت سے مانع ہوتی تھی۔ جو عورت پیروں سے اُلٹی لٹکی ہوئی تھی وُہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی تھی۔ اور جو عورت اپنا گوشت کھا رہی تھی وُہ نامحرموں کے لیئے آراستہ ہوا کرتی تھی اور اپنے جسم کو نجاست سے پاک نہیں رکھتی تھی اور نماز کو معمولی اور سبک سمجھتی تھی۔ اور وُہ اندھی اور بہری اور آگ سے لال عورت زنا کے ذریعہ لڑکا جنتی اور اپنے شوہر کے سر تھوپ دیتی تھی۔ جس عورت کے جسم قینچی سے کاٹے جا رہے تھے اپنے کو غیر مردوں کو دکھاتی تھی تاکہ وُہ اُس کی طرف رغبت کریں اور جس عورت کا جسم اور مُنہ جلایا جا رہا تھا اور وُہ اپنے پاخانے پیشاب کو کھا رہی تھی وُہ دلالہ تھی کہ مردوں اور عورتوں کو حرام کے لیئے ایک دُوسرے کے پاس اکٹھا کرتی تھی۔ جس عورت کا سر سُور اور بدن گدھے کا ہو گیا تھا وُہ لوگوں کی بات گرفت کرتی اور جھُوٹ بولتی تھی۔ جو کُتے کی صورت کی تھی اور آگ اُس کے پاخانے کے راستہ داخل کی جاتی تھی وُہ بہت سونے والی اور بات بات پر آنسُو بہانے والی اور حسد کرنے والی تھی۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا تُف ہے اُس عورت پر جو اپنے شوہر کو غصّہ دلائے اور رحمت نازل ہو اُس عورت پر جو اپنے شوہر کو راضی رکھے۔

بسند معتبر حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت صادقؑ نے اپنے اصحاب سے اپنے کسی دوست کا حال پُوچھا معلوم ہوا کہ وُہ بیمار ہے۔ حضرتؑ اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے وُہ مرنے کے



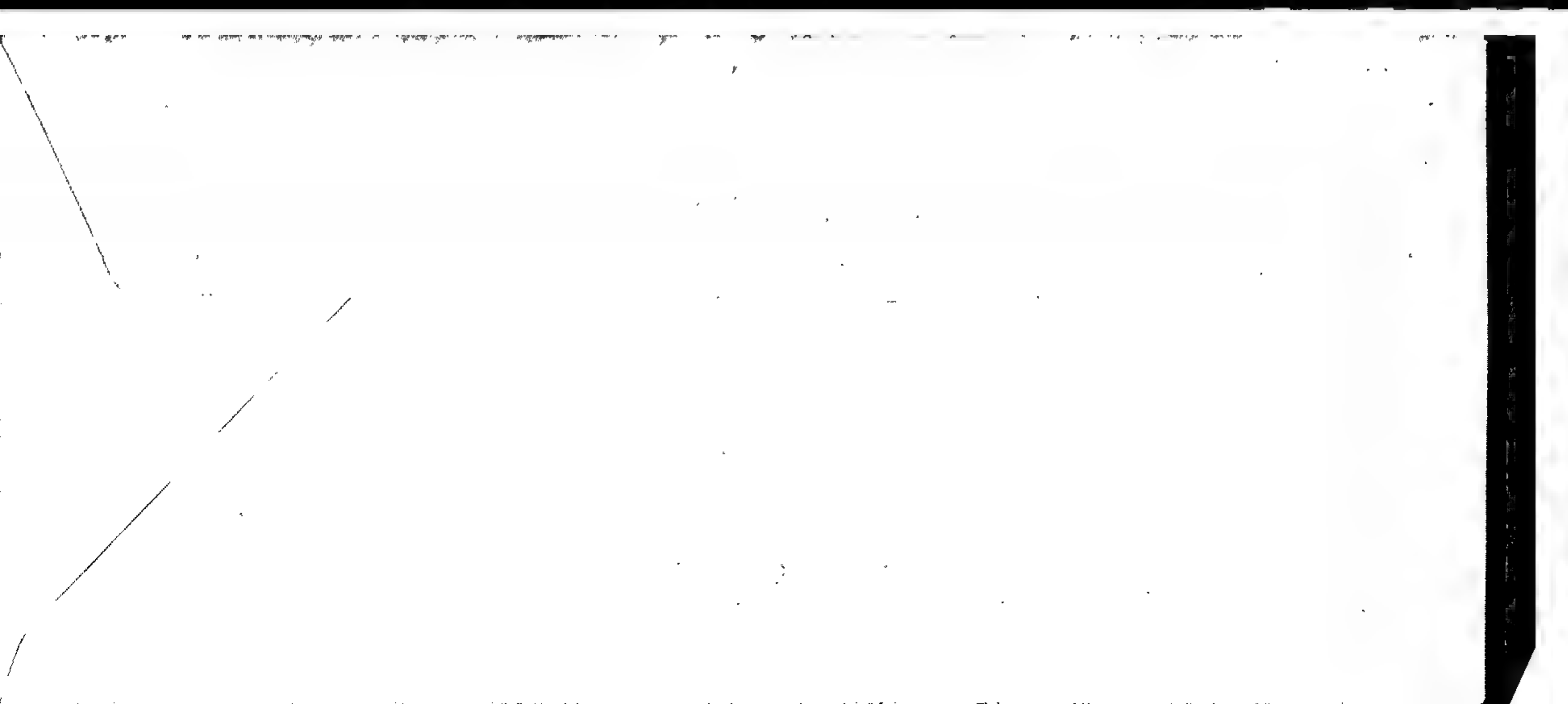


S. NAZAR ABBAS.
Senior Engineer,
Abdul Gani AL-AJU Corp,
Post Box No. 78
11411 RIYADH.
SAUDI ARABIA.

مهندس نزار عباس
ص ب ٧٨
الرياض ١١٤١١
المملكة العربية السعودية

ABBAS TEXTILES
Plot No. ~~77/78~~, Sector 27,
Korangi Industrial Area, Karachi-Pakistan.

14/



قریب تھا۔ آپؐ نے فرمایا اپنے پروردگار کے بارے میں اپنا گمان نیک رکھ۔ اُس نے کہا نیک گمان رکھتا ہوں مگر مجھے لڑکیوں کا غم ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جس سے تو اپنی نیکیوں کے اضافہ اور اپنے گناہوں کے محو کرنے کی اُمید رکھتا ہے اپنی لڑکیوں کے اصلاحِ حال کی اُمید بھی رکھ۔ شائد تُو نے نہیں سُنا ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مَیں شبِ معراج سدرۃ المنتہٰی تک پہنچا اُس کی بعض شاخوں کو پستانوں کے مانند لٹکی ہوئی دیکھا جن میں سے بعض میں سے دُودھ بعض مَیں سے شہد اور بعض میں سے روغن بہہ رہا تھا اور بعض سے سفید گیہوں کے آٹے کے مانند۔ بعض سے کپڑے اور بعض سے بیر کے مانند پھل نکل رہے تھے۔ مَیں نے اپنے دِل میں کہا کہ یہ چیزیں کس کے استعمال کے لیئے ہیں۔ چونکہ جبرئیلؑ میرے ساتھ نہ تھے کہ مَیں اُن سے پُوچھتا وُہ اپنے درجہ پر ٹھہر گئے تھے اور مَیں اُن سے بلند ہو گیا تھا لہٰذا خدا کی جانب سے مجھے آواز آئی کہ اے محمدؐ یہ سب تمہاری اُمّت کے لڑکوں اور لڑکیوں کی غذائیں ہیں۔ لہٰذا لڑکیوں کے اُن پدروں کو آگاہ کر دو جو اپنی لڑکیوں کی پریشانی کے لیئے دِل تنگ ہیں کہ جس طرح ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اُسی طرح ان کی روزی دینے والا بھی ہوں۔

معتبر سندوں کے ساتھ امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں نے تیسرے آسمان پر شبِ معراج ایک شخص کو دیکھا جو بیٹھا ہوا ہے اور اُس کا ایک پَیر مشرق اور دُوسرا مغرب میں ہے۔ ایک لوح اُس کے ہاتھ میں ہے جس کو دیکھ رہا ہے اور سر ہلاتا جاتا ہے۔ مَیں نے پُوچھا، اے جبرئیلؑ یہ کون ہے ؟ کہا یہ ملکُ الموت ہیں۔

بسند معتبر حضرت امام حسینؑ سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے نانا جناب رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا انھوں نے فرمایا کہ مَیں نے شبِ معراج ایک فرشتہ کو دیکھا جس کے ہاتھ میں نُور کی ایک تلوار تھی جس کو وُہ گھما پھرا رہا تھا جس طرح امیر المومنینؑ جنگ میں ذوالفقار کو حرکت دیا کرتے تھے۔ مَیں نے کہا پالنے والے کیا یہ میرے بھائی علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ خداوندِ عالم کی جانب سے آواز آئی اے محمدؐ یہ ایک فرشتہ ہے جس کو مَیں نے علیؑ کی صورت پر پیدا کیا ہے تاکہ وُہ عرش کے درمیان میری عبادت کرے جس کا ثواب قیامت تک علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیئے ہے۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ حبیب سجستانی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پ۲۷ آیت ۸، ۹ سُورۃ النجم) حضرتؑ نے فرمایا اے حبیب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قربِ معنوی کے ساتھ بارگاہِ ربّ العزت سے نزدیک ہوئے تو بہت نزدیک ہوتے یہانتک کہ دو نصف کمان کا فاصلہ تھا یا اس سے بھی کم۔ اُس وقت خدا نے اُس مکان بلند میں حضرتؐ کو جو چاہتا تھا وحی فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ عبادت میں اس نعمت کے شکریہ کے لیئے بہت مشغول رہا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت علیؑ آپؐ کے ساتھ تھے، حضرتؐ نے کعبہ کا بہت طواف کیا۔ جب رات کی تاریکی پھیل گئی تو دونوں بزرگوار سعی کے لیئے صفا کی جانب گئے پھر کوہِ صفا سے نیچے آکر مروہ کی جانب متوجہ ہوتے اُس وقت آسمان سے ایک نُور نیچے آیا جس نے

اُن حضراتؑ کو ڈھانک لیا۔ تمام پہاڑ اُس سے روشن ہو گئے اور ان کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور اُن پر عظیم دہشت طاری ہوئی۔ جب وُہ دونوں بزرگوار کوہِ مروہ کے اُوپر گئے۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سرِ اقدس آسمان کی جانب بلند کیا تو اپنے سر کے قریب دو انار دیکھے۔ حضرتؐ نے ہاتھ بڑھا کر ان کو لے لیا۔ تو ندا آئی کہ اے محمدؐ یہ بہشت کے میوے ہیں ان کو سوائے تمہارے اور تمہارے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کے کوئی اور نہیں کھا سکتا۔ پھر وہاں سے جناب رسُولؐ خدا کو آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک پہنچایا۔ وہاں جبرئیلؑ ٹھہر گئے اور کہا آگے تشریف لے جایئے کیونکہ یہاں سے بڑھنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں اُس درخت کو اس لیئے سدرۃ المنتہٰی کہتے ہیں کہ اہل زمین کے اعمال فرشتے وہاں تک پہنچاتے ہیں اور الواحِ سماویہ میں ثبت کرتے ہیں آنحضرتؐ نے سدرۃ المنتہٰی کی ہر شاخ کو دیکھا کہ عرش کے نیچے پہنچی ہوئی ہیں اور اس کے گرد پھیلی ہوئی ہیں۔ پھر وہاں عظمت وجلالِ الٰہی کے انوار میں سے ایک نور کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھوٹ پڑی۔ جس کی دہشت سے حضرتؐ کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اعضائے بدن کانپنے لگے تو حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کے دِل کو مضبوط کر دیا اور آنکھوں میں قوت بخشی اور دُوسرا نُور عطا کیا جس سے آپؐ نے اپنے پروردگار کی نشانیاں دیکھیں جو کچھ دیکھیں اور اپنے معبود کے خطابات سُنے جو کچھ سُنے جب واپس آئے اور سدرۃ المنتہٰی کے برابر پہنچے۔ وہاں آپ نے دوبارہ جبرئیلؑ کو دیکھا جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى (پ۲۷ آیت ۱۳، ۱۴ سورۃ النجم) جس کا یہ مطلب ہے کہ دوبارہ جبرئیلؑ کو اُس ہیئت سے دیکھا جیسا کہ اہل سُنّت کہتے ہیں اور خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا اور ظاہری آنکھوں سے اُس کی عظیم نشانیاں مشاہدہ کیں جنکو کسی مخلوق نے نہیں دیکھا تھا اور نہ کبھی دیکھ سکتی ہے امامؑ فرماتے ہیں اُس درخت کی موٹائی دنیا کے دنوں سے سو سال کی راہ ہے اور اُس کی ہر پتی تمام اہل دُنیا کو چھپا سکتی ہے۔ اور خدا نے رُوئے زمین کے درختوں پر چند فرشتوں کو موکل فرمایا ہے۔ درختِ خرما یا اُس کے علاوہ کوئی درخت ایسا نہیں ہے کہ جس پر ایک فرشتہ موکل نہ ہو جو اُس کی اور اُس کے پھلوں کی حفاظت کرتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو زمین کے جانور اور درندے میوے کی فصل کے وقت ان کو برباد وضائع کر دیں۔ اسی سبب سے جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو میوہ دار درخت کے نیچے پاخانہ و پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے اور اسی وجہ سے آدمی کو میوہ دار درخت سے اُنس ہوتا ہے کیونکہ فرشتے اُس کے گرد حاضر رہتے ہیں۔

بسندِ معتبر روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ کس سبب سے نماز مغربین اور نماز صبح بلند آواز سے اور دُوسری تمام نمازیں آہستہ پڑھی جاتی ہیں ؟ امامؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے سب سے پہلی نماز جو خدا نے آنحضرتؐ پر واجب کی وُہ روزِ جمعہ نماز ظہر تھی۔ ملائکہ کو حکم ہُوا کہ آنحضرتؐ کی اقتدا کریں۔ اور حضرتؐ سے خدا نے فرمایا کہ نماز بلند آواز سے پڑھیں تاکہ آپؐ کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر ہو۔ پھر نمازِ عصر واجب فرمائی اور فرشتوں میں سے کسی کو ان کی اقتدا کے لیئے حکم نہ دیا۔ اور حضرتؐ سے فرمایا کہ نماز آہستہ پڑھیں کیونکہ کوئی اُن کے پیچھے نہ تھا کہ سُنے۔ پھر نماز مغرب وعشا واجب کی اور فرشتوں کو آپ کی اقتدا کا حکم دیا اور فرمایا کہ بلند آواز سے قرآت کریں تاکہ فرشتے سُنیں۔

جب صبح کے قریب آپؐ زمین پر واپس آئے تو نماز صبح واجب فرمائی اور حکم دیا کہ لوگوں کے ساتھ اور بلند آواز سے قرأت کریں تاکہ آپؐ کی فضیلت لوگوں پر ظاہر ہو جس طرح فرشتوں پر ظاہر ہوئی۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے آخری دو رکعت میں سورۂ حمد کی قرأت سے تسبیحات اربعہ پڑھنا افضل ہے؟ فرمایا کہ آنحضرتؐ پر آخر کی دو رکعتوں میں انوار عظمت کا ایک نور جلوہ افروز ہوا جس سے حضرتؐ پر دہشت طاری ہوئی تو آپؐ نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا۔ اسی سبب سے ان تسبیحوں کا پڑھنا سورۂ حمد سے بہتر ہے۔

ایضاً بسند معتبر روایت ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے نماز میں ایک رکوع اور دو سجدے مقرر ہوتے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ سب سے پہلی نماز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کی وہ عرشِ الٰہی کے سامنے تھی کیونکہ آنحضرتؐ کو شبِ معراج آسمانوں پر لے گئے، اور آپؐ عرش کے نیچے پہنچے تو خدا نے آواز دی کہ اے محمدؐ چشمۂ صاد کے پاس آکر اپنے اعضائے وضو کو دھوؤ، اپنے پروردگار کے لیئے نماز پڑھو۔ آنحضرتؐ اُس چشمہ کے پاس گئے اور کامل طور سے وضو بجالائے اور بارگاہِ رب العزت میں کھڑے ہوتے خدا نے ان کو حکم دیا کہ نماز کی افتتاح کرو۔ حضرتؐ نے تکبیر کہی۔ ارشاد ہوا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے آخر سورۂ حمد تک پڑھو پھر سورۂ توحید پڑھو۔ حضرتؐ نے تمام کرنے کے بعد تین مرتبہ كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّيْ کہا۔ حکم ہوا اپنے معبود کے لیئے رکوع کرو۔ حضرتؐ رکوع میں گئے تو خدا نے فرمایا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ کہو حضرتؐ نے تین مرتبہ کہا تو ارشاد ہوا سر اُٹھاؤ۔ حضرت سیدھے کھڑے ہوتے۔ فرمایا اپنے پالنے والے کے لیئے سجدہ کرو۔ حضرتؐ سجدہ میں گئے حکم ہوا کہو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ حضرتؐ نے تین مرتبہ یہ ذکر کیا۔ خدا نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب درست ہو کر بیٹھ جاؤ۔ حضرتؐ نے بیٹھ کر اپنے پروردگار کی عظمت وجلالت کو یاد کیا اور پھر بحکم رب الارباب سجدہ میں گئے اور تین مرتبہ تسبیح پڑھی۔ پھر ندا آئی کہ کھڑے ہوجاؤ اور قرأت کرو۔ پھر رکوع وسجدہ کے لیئے حکم ہوا۔ سجدہ اوّل بجالائے تو پھر بیٹھ کر اپنے معبود کی جلالت کا ذکر کیا اور دوبارہ سجدہ کیا۔ خدا نے فرمایا سجدہ سے سر اٹھاؤ خدا تم کو سرفراز کرے گا۔ اب تشہد پڑھو۔ حضرتؐ نے تشہد ختم کیا تو ندا آئی کہ سلام کرو تو حضرتؐ نے اپنے پروردگار کے لیئے سلام کیا تو خداوندِ جبّار نے جواب میں فرمایا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری نعمتوں کے ساتھ تم نے میری عبادت کی قوت پائی۔ میں نے اپنی عصمت کے ساتھ تم کو پیغمبری عطا کی اور اپنا حبیبؐ قرار دیا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ خدا نے ہر رکعت میں ایک رکوع اور ایک سجدہ کا حکم دیا حضرتؐ نے عظمتِ الٰہی کے تصوّر سے دُوسرے سجدہ کا اضافہ کیا تو خدا نے وُہ بھی واجب قرار دے دیا۔ امامؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ صاد کیا ہے؟ فرمایا وُہ ایک چشمہ ہے جو عرشِ الٰہی کے ایک رُکن سے جاری ہوتا ہے جس کو مَآءُ الْحَيٰوةِ (زندگی کا پانی) کہتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ (پ۲۳ آیت۱ سورۂ صٓ)۔

بسندِ معتبر روایت ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے لوگوں نے پوچھا کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کس سبب سے سات مرتبہ تکبیر کہنا قرار پایا اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ

الْاَعْلٰى کیوں کہتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا خداوندِ عالم نے سات آسمان اور سات طبقے زمین اور سات حجابات خلق فرمائے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے تین مرتبہ قاب قوسین تک پہنچے اور بہشت کے سات حجابوں میں سے ایک حجاب حضرتؐ کے لیئے ہٹایا گیا تو آپؐ نے اللہ اکبر فرمایا۔ اسی طرح ہر حجاب کے ہٹاتے جاتے پر آپؐ نے اللہ اکبر کہا۔ چونکہ نماز معراجِ مومن ہے اس سبب سے نماز کے شروع میں سات مرتبہ تکبیر کہنا سُنّت قرار پایا تاکہ پردے جو اس کی دُوری کے سبب سے پیش پروردگار عالم پڑے ہیں اس کے سامنے سے اُٹھا دیئے جائیں۔ چونکہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر انوار عظمت وجلال الٰہی پردوں کے اُٹھ جانے کے بعد روشن وجلوہ گر ہوگئے تو حضرتؐ کے اعضا کانپنے لگے۔ اور آپ رکوع میں جُھک گئے اور تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ کہا۔ جب سیدھے کھڑے ہوتے تو اُس عظمت کا ایک نور حضرتؐ پر جلوہ فگن ہوا تو آپؐ سجدہ میں گر پڑے اور سات مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ کہا تو آپؐ کے اُوپر جو ہیبت طاری تھی برطرف ہوگئی۔ اسی سبب سے یہ ذکر رکوع وسجود میں کہنا مقرر ہُوا۔

بسندِ معتبر دیگر روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت صادق علیہ السّلام سے پُوچھا کہ کس سبب سے آنحضرتؐ نے مسجد شجرہ میں حج کے لیئے احرام باندھا، دُوسرے مقام پر کیوں نہ باندھا؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ جس رات جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے جب آپؐ مسجد شجرہ کے مقابل بلندی پر پہنچے حق سُبحانہٗ وتعالےٰ نے اُن کو آواز دی یا محمدؐ۔ آنحضرتؐ نے عرض کی لبّیک۔ خدا نے فرمایا کیا میں نے تم کو رنج وصدمہ میں مُبتلا نہیں پایا اور تم کو جگہ دی۔ اور تم کو کیا گم شدہ نہیں پایا اور راستہ دکھا دیا۔ حضرتؐ نے عرض کی :- اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ۔ اسی سبب سے حضرتؐ مسجد شجرہ میں احرام باندھتے تھے۔

شیخ طوسی نے بسندِ معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو پانچ فضیلتیں اور علیؑ کو پانچ فضیلتیں عطا کیں۔ مجھ کو کلمات جامعہ بخشا اور علیؑ کو علوم جامعہ عطا کیا۔ مجھ کو پیغمبری دی اور اُن کو میرا وصی قرار دیا۔ مجھے کوثر بخشا اور ان کو سلسبیل کرامت فرمایا۔ مجھے وحی سے سرفراز کیا اور ان کو الہام سے۔ مجھ کو آسمان پر لے گیا اور ان کے لیئے آسمانوں کے دروازے اور حجابات کھول دیئے کہ وُہ مجھے دیکھ رہے تھے اور میں ان کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گریہ طاری ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں آپؐ روتے کیوں ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابن عباس سب سے پہلی بات جو خدا نے مجھ سے کی یہ تھی کہ اے محمدؐ! میں نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ حجابات ہٹا دیئے گئے ہیں اور آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے اور علیؑ آسمان کی جانب سر اُٹھائے ہوئے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ پھر علیؑ نے مجھ سے اور میں نے علیؑ سے گفتگو کی اور خدا نے مجھ سے کلام کیا۔ میں نے پوچھا خدا نے کیا گفتگو کی؟ فرمایا خدا نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے علیؑ کو تمہارا وصی، وزیر اور تمہارے بعد تمہارا خلیفہ قرار دیا۔ ان کو آگاہ کر دو کہ تمہاری باتیں اچھی طرح سُنیں۔ میں نے اُسی مقام سے علیؑ کو پیغامِ خدا پہنچایا اور علیؑ نے مجھ کو جواب دیا کہ میں نے سُنا اور اطاعت کی۔ تو خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ علیؑ پر سلام بھیجیں سب فرشتوں نے سلام کیا اور علیؑ نے جواب سلام دیا۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ علیؑ کے جواب سلام سے بہت

مسرور ہوئے۔ پھر کسی گروہِ ملائکہ کی طرف سے میں نہیں گزرا مگر یہ کہ ہر ایک نے مجھ کو علیؑ کی خلافت پر مبارکباد دی اور کہا یا رسولؐ اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے فرشتوں کے دلوں میں مسرت جاگزیں ہوگئی اس لیئے کہ خدا نے آپؐ کے بھائی علیؑ کو آپؐ کا خلیفہ قرار دیا۔ اور میں نے حاملانِ عرشِ الٰہی کو دیکھا کہ وہ زمین کی جانب دیکھ رہے تھے۔ میں نے پُوچھا اے جبریلؑ حاملانِ عرش اپنے سر اس مقام بلند و اصطفا سے نکال کر زمین کی جانب کیوں دیکھ رہے ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ اس وقت کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جو علیؑ کی جانب مسرت اور شادمانی کے ساتھ نہ دیکھ رہا ہو سوائے حاملانِ عرش کے جنکو ابھی اجازت ملی ہے کہ وُہ آپؐ کی جانب دیکھیں۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں زمین پر آیا میں نے جو کچھ دیکھا تھا وُہ سب علیؑ نے مجھ سے بیان کیا۔ اُس وقت میں نے سمجھا کہ جس جس مقام پر میں گیا تھا علیؑ کے لیئے بھی حجابات ہٹا دیئے گئے تھے اور وُہ مجھے دیکھ رہے تھے۔

عیاشی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ عشا زمین پر پڑھی اور معراج کو تشریف لے گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے اور نمازِ صبح زمین پر ادا کی۔ (دوسری روایت بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے بھی انہی الفاظ میں منقول ہے)۔

بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج جب میں زمین پر واپس آیا تو میں نے جبریلؑ سے پُوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے؟ کہا میری حاجت یہ ہے کہ خدیجہؓ کو خدا کی جانب سے اور میری جانب سے سلام کہہ دیجیئے۔ حضرتؐ نے جب خدیجہؓ سے کہا تو انہوں نے عرض کی کہ میرا خدا سلامت ہے، اور تمام سلامتی اُسی کی طرف سے ہے، اور سلامتیاں اُسی کی طرف پلٹتی ہیں۔

اہلسنت کی معتبر کتابوں میں روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات میں آسمان پر گیا، چوتھے آسمان پر دیکھا ایک فرشتہ نور کے ایک منبر پر بیٹھا ہے اور بہت سے فرشتے اُس کے گرد جمع ہیں۔ میں نے پُوچھا اے جبریلؑ یہ کون فرشتہ ہے۔ جبریلؑ نے کہا آپ اُس کے پاس جایئے اور اس کو سلام کیجیئے۔ میں اُس کے قریب گیا اور سلام کیا تو دیکھا کہ وُہ میرے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔ میں نے کہا اے جبریلؑ علیؑ مجھ سے پہلے آسمان پر آگئے۔ انہوں نے کہا یا رسُول اللہ فرشتوں نے خدا سے علیؑ کی زیارت کا اشتیاق ظاہر کیا تو خداوندِ عالم نے اس فرشتہ کو علیؑ کی صورت پر نور سے خلق فرمایا۔ فرشتے ہر شبِ جمعہ اُن کی ہزار مرتبہ زیارت کرتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اُن کا ثواب علیؑ کے دوستوں کو ہدیہ کرتے ہیں۔

مناقب خوارزمی میں معتبر کتابوں سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ شبِ معراج خداوندِ عالم نے آپؐ سے کس زبان میں باتیں کیں۔ فرمایا علیؑ کے لہجہ میں مجھ سے خطاب فرمایا اور مجھ کو الہام کیا۔ میں نے کہا پالنے والے تُو مجھ سے ہمکلام ہے یا علیؑ باتیں کر رہے ہیں۔ آواز آئی کہ میں اشیاء کی شبیہ نہیں ہوں اور نہ کوئی مثل و مانند رکھتا ہوں۔ مجھ کو دوسروں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ میں علیؑ کی زبان اور لہجہ میں اس لیئے تم سے گفتگو کرتا ہوں تاکہ تمہارا دل مطمئن رہے۔

علی بن ابراہیم نے بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج میں جب بہشت میں داخل ہوا وہاں زمینوں کو سفید اور سادہ دیکھا، اور چند فرشتے محل کی تعمیر میں مشغول تھے۔ کبھی سونے کی اینٹیں اس میں لگاتے تھے کبھی چاندی کی اور کبھی رُک جاتے تھے۔ میں نے پُوچھا کیوں کبھی تعمیر سے ہاتھ روک لیتے ہو؟ وُہ بولے خرچ کا انتظار کرتے ہیں۔ میں نے پُوچھا تمہارا خرچ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا دُنیا میں مومن کا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ پڑھنا۔ جب وُہ یہ تسبیحیں پڑھتے ہیں ہم اس کی تعمیر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جب وُہ رُک جاتے ہیں تو ہم بھی ہاتھ روک لیتے ہیں۔

شیخ طوسی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ جس رات مجھ کو آسمان پر لے گئے ہر آسمان پر فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور بہت سی خوشخبریاں دیں یہانتک کہ جبریلؑ نے بہت سے فرشتوں کی جماعت سے میری ملاقات کرائی۔ سب نے کہا کہ اگر آپؐ کی اُمت کے لوگ محبتِ علیؑ پر جمع ہو جاتے تو خدا جہنم کو نہ پیدا کرتا۔ اے علیؑ خدا نے تم کو میرے لیئے سات مقامات پر حاضر کیا تو مجھے تم سے انس و اطمینان حاصل ہوا۔ **اوّل** جبکہ میں آسمان پر پہنچا تو جبریلؑ نے مجھ سے کہا آپ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں میں نے کہا میں تو ان کو زمین پر چھوڑ آیا ہوں۔ جبریلؑ نے کہا دُعا کیجیئے تاکہ خدا ان کو آپ کے لیئے یہاں لے آئے۔ میں نے دُعا کی تو تمہاری شبیہہ اپنے پاس دیکھی۔ پھر کچھ فرشتوں کو دیکھا جو صف بستہ کھڑے تھے۔ میں نے پُوچھا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ چند گروہ ہیں جن سے آپؐ کے ذریعہ خدا قیامت میں فخر کرے گا۔ میں اُن کے پاس گیا اور گزشتہ اور آئندہ قیامت تک کے حالات کے بارے میں گفتگو کی۔۔۔ **دُوسرے** جب دوسری بار مجھ کو عرش تک لے گئے جبریلؑ نے کہا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، آپؐ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں میں نے کہا ان کو زمین پر چھوڑ آیا ہوں۔ کہا خدا سے دُعا کیجیئے کہ وُہ ان کو آپ کے پاس لے آئے جب میں نے دُعا کی تو تمہاری تصویر اپنے پاس دیکھی۔ اور ساتوں آسمانوں کے پردے میری آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیئے گئے۔ میں نے تمام ملکوت سماوات کے ساکنین کو دیکھا اور ہر فرد جو آسمان پر کسی مقام پر تھا میں نے دیکھا اور سب کو تم نے بھی دیکھا۔ **تیسرے** جس وقت کہ مجھ کو جنوں پر مبعوث فرمایا جبریلؑ نے کہا آپ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں میں نے کہا ان کو اپنی جگہ پر چھوڑ آیا ہوں۔ لیکن جو کچھ میں نے جنوں سے کہا اور جو کچھ ان لوگوں نے مجھ سے باتیں کیں وُہ سب تم نے سُنا اور حفظ کر لیا۔ **چوتھے** خدا نے مجھ کو لیلۃ القدر سے مخصوص فرمایا لیکن تم اس میں میرے شریک ہو۔ **پانچویں** جب میں نے ملاءِ اعلیٰ پر خدا سے مناجات کی تو تم میرے ساتھ تھے۔ میں نے جس جس مرتبہ کی تمہارے لیئے خدا سے دُعا کی خدا نے سوائے پیغمبری کے وہ سب تم کو عطا فرمایا کیونکہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ **چھٹے** جب میں نے بیت المعمور کا طواف کیا تو تم کو اپنے پاس دیکھا اور جب پیغمبروں نے میری اقتدا میں نماز پڑھی تمہاری شبیہہ میرے پیچھے تھی۔ **ساتویں** رجعت کے زمانہ میں جبکہ میں کافروں کے گروہ کو ہلاک کروں گا تو تم میرے ساتھ ہو گے۔ اے علیؑ خداوندِ عالم نے مجھ کو تمام مردانِ عالم پر فضیلت بخشی ہے اور تم کو میرے بعد ان پر فضیلت دی ہے اور فاطمہؑ کو تمام عالمین کی عورتوں پر فضیلت عطا کی ہے اور حسنؑ و حسینؑ کو

اور حسینؑ کی ذریّت سے اماموں کو میرے اور تمہارے بعد تمام مردانِ عالم پر فضیلت دی ہے۔ اے علیؑ تمہارے نام کو مَیں نے اپنے نام کے ساتھ متصل پایا اور چند مقامات پر میرے لیئے باعثِ اُنس و اطمینان ہوا۔ اوّل شبِ معراج جب مَیں بیت المقدس میں پہنچا بیت المقدس کے محراب پر لکھا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَیَّدْتُّهٗ بِوَزِیْرِهٖ وَ نَصَرْتُهٗ بِهٖ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مَیں نے اُن کے وزیر سے تقویت دی اور اُن کے ذریعہ سے ان کی مدد کی"۔ مَیں نے جبریلؑ سے پُوچھا میرا وزیر کون ہے؟ کہا علیؑ ابن ابی طالبؑ۔ دوسرے: جب میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا وہاں لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَ مُحَمَّدٌ صَفْوَتِیْ مِنْ خَلْقِیْ اَیَّدْتُّهٗ بِوَزِیْرِهٖ وَ اَخِیْهِ وَ نَصَرْتُهٗ بِهٖ۔ تیسرے جب میں سدرۃ المنتہیٰ سے گزرا اور عرشِ الٰہی تک پہنچا، قائمۂ عرش پر لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَا اللّٰهُ وَحْدِیْ وَ مُحَمَّدٌ حَبِیْبِیْ وَ صَفْوَتِیْ مِنْ خَلْقِیْ اَیَّدْتُّهٗ بِوَزِیْرِهٖ وَ اَخِیْهِ وَ نَصَرْتُهٗ بِهٖ۔ مَیں نے جبریلؑ سے پُوچھا میرا وزیر کون ہے؟ کہا علیؑ بن ابی طالبؑ۔

سیّد ابن طاؤس نے بسندِ معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رات میں حجرۂ اسمٰعیلؑ میں سویا ہوا تھا ناگاہ میرے پاس جبریلؑ نازل ہوتے اور نہایت نرمی سے مجھے اُٹھایا اور کہا اے محمدؐ چلیئے سوار ہوجیئے کہ آپؐ کے پروردگار نے بلایا ہے۔ اور ایک چوپایہ لائے تھے جو ٹٹو سے چھوٹا اور خچر سے بڑا تھا۔ اُس کے قدم اُس کے جسم کے مطابق تھے۔ اُس کے جواہرات کے پَر تھے۔ اُس کا نام براق تھا۔ مَیں اُس پر سوار ہوا۔ جب میں عقبہ تک پہنچا وہاں ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا اُس کے سر کے بال اُس کے ہاتھوں پر پڑے ہوتے تھے۔ جب اُس نے مجھ کو دیکھا تو کہا اَلسّلام علیك یا اوّل السّلام علیك یا آخر السّلام علیك یا حاشر جبریلؑ نے کہا اس کے سلام کا جواب دیجیئے تو مَیں نے کہا علیك السّلام و رحمة الله و برکاته جب مَیں عقبہ کے درمیان میں پہنچا ایک سفید بالوں والے شخص کو دیکھا اُس نے بھی پہلے شخص کے مانند مجھ کو سلام کیا۔ مَیں نے جبریلؑ کے بغیر کہے اُس کو جواب دیا۔ اُس نے تین مرتبہ کہا اپنے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کے وقار کی حفاظت کیجیئے کیونکہ وُہ خالق کا مقرب بندہ ہے۔ جب میں بیت المقدس پہنچا وہاں مَیں نے ایک بہت خوبصورت شخص کو دیکھا جس نے اُسی طرح سلام کیا اور مَیں نے جبریلؑ کے اشارہ سے اُس کو جواب سلام دیا۔ اُس نے تینؔ مرتبہ کہا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کی حُرمت کی حفاظت کیجیئے کیونکہ وُہ مقربِ الٰہی ہیں اور حوضِ کوثر کے امین اور بہشت کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ پھر مَیں براق سے اُترا اور جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر داخل بیت المقدس کیا۔ مسجد ایسے لوگوں سے بھری ہوئی تھی جنکو میں نہیں پہچانتا تھا۔ جبریلؑ مجھ کو صفوں سے بڑھاتے ہوئے آگے لے گئے۔ ناگاہ آسمان سے آواز آئی کہ امامت کے لیئے اے محمّدؐ آگے بڑھو۔ تو جبریلؑ نے مجھے آگے کھڑا کیا اور مَیں نے اُن سب کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر وہاں مروارید کا زینہ آسمانِ اوّل تک نصب کیا گیا۔ جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر لے گئے۔ جب ہم آسمان کے قریب پہنچے مَیں نے وہاں محافظوں اور آگ کے تیر دیکھے۔ جبریلؑ نے آسمانِ اوّل کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ فرشتوں نے پُوچھا

کون ہے؟ کہا مَیں جبریلؑ ہوں۔ پُوچھا آپ کے ہمراہ کون ہے؟ کہا محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے پُوچھا کیا مبعوث ہوگئے؟ کہا ہاں۔ پھر دروازہ کھولا اور کہا مرحبا اے بلند مرتبہ برادر اور خلیفۂ ربّ الارباب اور اے خداوندِ جبّار کے برگزیدہ۔ آپؐ ہی پیغمبروں کے سلسلہ کے ختم کرنے والے ہیں آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر وہاں سے ایک سیڑھی یاقوت کی لگائی گئی جو سبز زبرجد سے مرصع تھی اُس کے ذریعہ میں دُوسرے آسمان تک پہنچا۔ جبریلؑ نے دروازہ کھٹکھٹایا، فرشتوں نے اُسی طرح سوال کیا جس طرح آسمانِ اوّل کے فرشتوں نے پُوچھا تھا۔ پھر دروازہ کھولا تو مجھ سے کہا مرحبا! اور مجھ کو خوشخبریاں دیں۔ پھر وہاں سے آسمان سوم تک نور کی ایک سیڑھی لگائی گئی جس کو طرح طرح کے نور گھیرے ہوتے تھے۔ وہاں جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ ثابت قدم رہیئے گا خدا آپ کی ہدایت کرے گا۔ اسی طرح میں سب آسمانوں سے گزرتا ہوا ساتوں آسمان پر پہنچا۔ وہاں مَیں نے ایک عظیم آواز سُنی۔ پُوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ کہا یہ درخت طوبےٰ کی آواز ہے جو آپ کے شوق میں ایسی آواز بلند کررہا ہے۔ وہاں مجھے سخت دہشت ہوئی۔ جبریلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ ایسے مقام تک پہنچے ہیں کہ کوئی مخلوق نہیں پہنچ سکی۔ اپنے پروردگار کے قریب جائیئے۔ اگر آپ کی ہمراہی کی برکت نہ ہوتی تو میں بھی یہاں تک نہ پہنچ سکتا اور انوارِ جلالِ الٰہی سے میرے بال و پَر جل جاتے۔ پھر مَیں نے توفیق ربّ العزّت کے سبب عزّت و جلال احدیت کی منزلوں کو طے کیا اور ستّر پردے میرے سامنے سے ہٹائے گئے۔ پھر مجھ کو خداوند تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی یا محمّدؐ! جب مَیں نے یہ آواز سُنی تو سجدہ میں گر پڑا اور کہا لَبَّیْكَ رَبُّ الْعِزَّتِ لَبَّیْكَ۔ آواز آئی اے محمّدؐ سر اُٹھاؤ جو کچھ تم چاہتے ہو مانگو میں عطا کروں گا اور جو سفارش چاہتے ہو کرو میں قبول کروں گا۔ بیشک تم میرے حبیبؐ ہو میرے برگزیدہ ہو میری مخلوق پر میرے رسُولؐ ہو اور میرے بندوں کے درمیان میرے امین ہو۔ جبکہ میرے ساحتِ قرب میں آگئے ہو تو اپنا جانشین کس کو بنایا ہے؟ مَیں نے عرض کی پالنے والے اس کو بنایا ہے جس کو تو مجھ سے بہتر پہچانتا ہے۔ وُہ میرا بھائی ہے چچا کا بیٹا ہے۔ اُس وقت خدا نے ندا کی کہ مجھے اپنے عزّت و جلال کی قسم ہے کہ مَیں اپنی ذات پر اور تمہاری رسالت پر کسی کے ایمان کو قبول نہ کروں گا مگر اُس کی امامت اور ولایت کے ساتھ۔ اے محمّدؐ کیا چاہتے ہو کہ اسکو ملکوتِ آسمان میں دیکھو۔ مَیں نے عرض کی ہاں پالنے والے۔ تو ندا آئی سر اُوپر اُٹھاؤ۔ مَیں نے سر اُٹھایا تو ملائکۂ مقربین کے ساتھ ملاءِ اعلےٰ میں علیؑ کو دیکھا، اور بہت خوش و مسرور ہوا۔ اور عرض کی پالنے والے میری آنکھیں روشن ہوگئیں۔ ندا آئی اے محمّدؐ مَیں نے عرض کی لَبَّیْكَ ذُوالْعِزَّةِ لَبَّیْكَ۔ فرمایا مَیں تم سے علیؑ کے بارے میں ایک عہد کرتا ہوں اُس کو سُنو۔ مَیں نے عرض کی وُہ کیا عہد ہے؟ فرمایا علیؑ میری راہِ ہدایت کے نشان، نیکوں کے ابرار، کافروں کے قتل کرنے والے اطاعت گزاروں کے پیشوا ہیں۔ وُہ ایسا کلمہ ہیں جس کو پرہیزگاروں کے لیئے مَیں نے لازم قرار دے دیا ہے اور اپنا علم و فہم ان کو میراث میں عطا کیا ہے۔ لہٰذا جس نے ان کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا جس نے اُن کو دشمن رکھا اُس نے مجھ کو دشمن رکھا۔ مَیں بندوں کا اُس کے ذریعہ سے امتحان لوں گا۔ تو اے محمّدؐ ان کو یہ خوشخبریاں پہنچا دو۔ پھر جبریلؑ میرے پاس آئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ اور آگے جائیئے۔ مَیں آگے بڑھا تو ایک نہر کے پاس پہنچا جس کے کنارے گوہر و یاقوت کے قبے بنے ہوئے تھے اور اُس

نہر کا پانی چاندی سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر جبریلؑ میرے پاس آئے۔ میں نے اُن سے پُوچھا کہ یہ نہر کیسی ہے؟ کہا یہ کوثر ہے جسے خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے جیسا کہ اُس کا ارشاد ہے۔ اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ (پ۳۰ آیت۱ سورۃ کوثر) میں نے وہاں دیکھا کہ کچھ لوگوں کو جہنّم میں لیئے جاتے ہیں۔ میں نے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ خارجی اور ناصبی اور بنی اُمیہ ہیں جو آپ کے فرزندوں میں اماموں کے دُشمن ہیں اور ان پانچوں شخصوں کو اسلام سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ کیا آپ راضی ہوئے؟ میں نے کہا میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ابراہیم علیہ السّلام کو اپنا خلیل بنایا، موسیٰ علیہ السّلام سے کلام کیا، سلیمان علیہ السّلام کو ملک عظیم بخشا اور مجھ سے باتیں کیں اور مجھے اپنا حبیبؐ قرار دیا اور علیؑ کے بارے میں مجھ کو امر بزرگ عطا فرمایا۔ اے جبریلؑ یہ تو بتاؤ کہ عقبۂ اوّل میں جنکو میں نے دیکھا اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا وُہ کون تھے؟ کہا وُہ آپ کے بھائی جناب موسےٰؑ تھے جنہوں نے کہا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا اٰخِرُ اس لیئے کہ آپ آخری پیغمبر ہیں اور یہ جو کہا اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا حَاشِرُ اس لیئے کہ تمام اُمتوں کا حشر آپ کے زمانہ سے نزدیک ہوگا۔ پھر میں نے پُوچھا کہ وُہ جو عقبہ کے درمیان میں نظر آئے تھے وُہ کون تھے۔ جبریلؑ نے کہا وُہ آپ کے بھائی عیسیٰؑ تھے جنہوں نے آپ سے علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں سفارش کی تھی۔ میں نے پُوچھا وُہ کون تھے جو بیت المقدس میں تھے؟ کہا وُہ آپ کے پدر بزرگ جناب آدمؑ تھے اُنہوں نے آپ کو علیؑ بن ابی طالب کے بارے میں خبر دی تھی کہ وُہ مومنوں کے بادشاہ ہیں۔ میں نے پُوچھا وُہ کون لوگ تھے جنہوں نے بیت المقدس میں میری اقتدا میں نماز پڑھی؟ کہا وُہ انبیا اور فرشتے تھے جنکو خداوندعالم نے آپ کے وقار کے لیئے حاضر کیا تھا تاکہ وُہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں۔ غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس رات معراج سے واپس زمین پر آئے اور صبح ہوئی تو آپؐ نے علیؑ کو طلب کیا اور کہا اے علیؑ میں تم کو سُناتا ہوں کہ موسیٰ و عیسیٰ اور تمہارے پدر آدم علیہم السّلام نے تم کو سلام کہا ہے اور سب نے مجھ سے تمہارے بارے میں سفارش کی ہے۔ یہ سُنکر علی علیہ السّلام کے مسرّت سے آنسو نکل آئے اور کہا میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھ کو اپنے پیغمبروں میں معروف کیا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ میں تم کو دُوسری یہ خوشخبری سُناتا ہوں کہ میں جب اپنے خالق کے عرش تک پہنچا تو اُس جگہ تمہاری شبیہہ دیکھی اور خدا نے تمہارے بارے میں مجھ سے عہد لیا۔ اے علیؑ تمام ملاءِ اعلےٰ کے ساکنین تمہارے واسطے دُعا کرتے ہیں اور عالم بالا کے برگزیدہ افراد خدا سے التجا کرتے ہیں کہ وُہ ان کو تمہاری زیارت کی اجازت عطا فرمائے اور تم اُمتوں کی قیامت میں شفاعت کروگے جبکہ وُہ جہنم کے کنارے کھڑی ہونگی۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص مسجد کوفہ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس آیت کے معنی دریافت کیئے وَسۡئَلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ (پ۲۵ آیت۴۵ سورۃ الزخرف) کہ خداوندعالم نے اپنے حبیبؐ سے فرمایا کہ "پیغمبرانِ گزشتہ سے پُوچھو" فرمایا جب پروردگار عالم اپنے حبیبؐ کو شبِ معراج مسجد الحرام سے مسجدِ اقصیٰ کی طرف لے گیا (اور مسجد اقصےٰ سے مراد بیت المعمور ہے جو آسمان پر ہے) وہاں جبریلؑ آپ کو ایک چشمہ کے پاس لے گئے اور کہا یا حضرتؐ اس چشمہ سے وضو کیجئے۔ پھر جبریلؑ نے اذان و اقامت کہی اور حضورؐ کو امامت کے لیئے آگے کیا اور کہا نماز پڑھیئے اور قرأت کیجئے کیونکہ

آپؐ کے پیچھے انبیاؑ اور فرشتوں کی جماعت نماز پڑھے گی جنکی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ صفِ اوّل میں جناب آدمؑ، نوحؑ، ہودؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسےٰ علیہم السّلام ہیں اور وُہ تمام پیغمبر ہیں جو آدمؑ سے خاتمؐ تک خلق پر مبعوث ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے امامت کی اور سب نے آپؐ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے خداوندعالم نے وحی فرمائی کہ اے محمدّ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سوال کرو ان پیغمبروں سے جو تم سے پہلے مبعوث ہوچکے ہیں کہ کیا سوائے خدائے واحد و یکتا کے کسی اور کی پرستش کرتے تھے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُن کی جانب رُخ کرکے فرمایا کہ کس چیز کی شہادت دیتے ہو انہوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اُس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ خدا کے رسُولؐ اور بہترین انبیا ہیں اور علیؑ بہترین اوصیا ہیں۔ اور خدا نے ان سب سے آپ کے اور علیؑ کے بارے میں اقرار لیا ہے اور سب نے آپ کو اور علیؑ کو تمام عالم میں اختیار کیا ہے۔

دُوسری معتبر سند سے حضرت موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج جبریلؑ مجھ کو ایک درخت کے پاس لے گئے جس کے مانند بلند اور خوش منظر میں نے کوئی درخت نہیں دیکھا تھا۔ جس کی ہر شاخ اور ہر پھل پر ایک فرشتہ موکل تھا۔ اور خدا کے نُور سے وُہ درخت گھرا ہوا تھا۔ جبریلؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ آپؐ سے پہلے کے تمام پیغمبر اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ خداوندعالم آپ کو اس مقام سے بہشت میں لے جائے گا تاکہ آپ کو بزرگ و عظیم نشانیاں دکھائے۔ لہٰذا خدا کی تائید کے ساتھ مطمئن اور ثابت رہیئے تاکہ آپ کے لیئے نور کرامت خدا کامل ہو جائے۔ آپ قرب جوارِ الٰہی کی جانب بڑھیئے۔ غرض میں بتائید پروردگار اُوپر کی طرف روانہ ہوا یہانتک کہ عرش کے پاس پہنچا۔ وہاں ایک سبز پردہ میرے سامنے کھینچا گیا جس کے نور و ضیا اور حُسن کی میں تعریف نہیں کرسکتا میں اُس پردہ سے لپٹ گیا تو وُہ اُوپر کھینچ لیا گیا یہانتک کہ میں پردہ دار خلوت خانۂ قدس ہوا اور حرم سرائے عزّت و عظمت میں اپنے بازوئے رفعت سے میں نے پرواز کی اور اُس مقام پر پہنچا جہاں کسی فرشتے کی آواز بھی نہیں پہنچتی تھی۔ میں آپ سے بیگانہ ہوگیا اور تمام ڈر اور خوف میرے دل سے دُور ہوگیا۔ میں نے گمان کیا کہ تمام خلائق مُردہ ہوگئی۔ پھر خدا نے مجھے کچھ مہلت دی یہانتک کہ میں اپنے ہوش میں آیا، اور دہشت و خوف سے رہا ہوا۔ اور بتوفیق حق تعالیٰ آنکھیں بند کرلیں اور دل کی آنکھیں کھول کر ملکوتِ آسمان و زمین کو میں نے دیکھا جیسا کہ خداوندِعالم نے ارشاد فرمایا ہے: مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰی لَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّهِ الۡكُبۡرٰی (پ۲۷ سورۃ النجم آیت۱۷، ۱۸) دل کی آنکھوں سے میں نے قوت کے ساتھ انوارِ جلالِ الٰہی میں سے ایک نور مشاہدہ کیا جس کے دیکھنے کی کسی دل میں تاب نہیں اور نہ کسی عقل میں اُس کے سمجھنے کی طاقت ہے۔ پھر خدا نے مجھ کو ندا کی اے محمدّ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے عرض کی لَبَّیۡكَ رَبِّیۡ وَسَیِّدِیۡ وَاِلٰهِیۡ لَبَّیۡكَ فرمایا تم نے اپنی قدر و منزلت اور اپنی بلندی و عظمت میرے نزدیک دیکھی میں نے عرض کی ہاں اے میرے مولا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا تم نے اپنے اوصیا کے مقام و منزلت کو جو میرے نزدیک ہے پہچانا۔ میں نے عرض کی ہاں اے میرے مالک۔ اُس نے فرمایا اے محمدؐ میرے ملاءِ اعلیٰ کے ساکنین درجات و حسنات

کے بارے میں کیا گفتگو کرتے اور وُہ درجات وحسنات کیا ہیں تم جانتے ہو۔ مَیں نے عرض کی اے میرے آقا تُو ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا کہ وُہ سردیوں میں کامل وضو کرنا اور تمہارے اور تمہارے فرزندوں میں سے اماموں کے ساتھ نماز کے درجات میں اپنے پیروں سے سعی کرنا اور نماز کے بعد پھر نماز کا انتظار کرنا اور سلام کا اظہار لوگوں کو کھانا کھلانا اور راتوں کو نمازیں پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ پھر مجھ پر میرے معبود نے نوازشیں کیں اور میری اُمّت کو عطیات بخشے۔ پھر فرمایا کہ مَیں تم سے دریافت کرتا ہوں حالانکہ خود بہتر جانتا ہوں؛ بتاؤ کہ زمین پر کِس کو اپنا جانشین وخلیفہ بنایا ہے۔ مَیں نے عرض کی اپنے پسرِ عم علیؑ بن ابی طالبؑ کو جس نے تیرے دین کی مدد کی ہے۔ خدا نے فرمایا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم نے سچ کہا۔ مَیں نے تم کو پیغمبری کے ساتھ برگزیدہ کیا اور رسالت کے ساتھ مبعوث کیا، اور تمہاری اُمّت تک تمہارے پیغامات پہنچانے سے علیؑ کا امتحان لیا اور ان کو زمین پر تمہارے ساتھ اور تمہارے بعد اپنی حجّت قرار دیا۔ وُہ میرے دوستوں کے نُور اور میرے فرمانبرداروں کے ولی ہیں۔ مَیں نے ان کی زوجیت میں فاطمہؑ کو دیا اور ان کو تمہارا وصی اور تمہارے علم کا وارث اور تمہارے دین کا مددگار بنایا۔ وُہ تمہارے دین سے تعلق رکھنے اور مجھ سے اور تم سے وابستہ ہونے کے سبب قتل کیئے جائیں گے۔ ان کو اس اُمّت کا شقی قتل کرے گا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میرے پروردگار نے مجھے چند اُمُور پر مامور فرمایا جس کے اظہار کی اجازت نہیں دی ہے۔ پھر پردۂ عزّت سے مجھے نیچے کی طرف پہنچایا یہانتک کہ مَیں جبرئیلؑ کے پاس آیا۔ اور جب وُہ سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے مجھے لے گئے تو اپنے اور علیؑ کے مکانات دیکھے۔ جبرئیلؑ مجھ سے گفتگو کر رہے تھے ناگاہ انوارِ جبّار میں سے ایک نُور میرے لیئے جلوہ گر ہوا۔ اس کی جانب مَیں نے سُوئی کے سوراخ کے بقدر نظر کی۔ وُہ بھی اس نور کے مانند تھا جیسا کہ عرشِ الٰہی کے پاس نظر آیا تھا۔ پھر میرے کانوں میں ندائے حق پہنچی یا محمدؐ مَیں نے عرض کی لَبَّیْکَ رَبِّیْ وَسَیِّدِیْ وَاِلٰہِیْ۔ تو خدا نے فرمایا تمہارے اور تمہاری ذرّیت کے واسطے میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے۔ تم میری خلق میں میرے مقرب ہو تم ہی میرے حبیبؐ، میرے امینؐ اور میرے رسُولؐ ہو۔ مجھے اپنے عزّت وجلال کی قسم ہے کہ میری مخلوق تمام اقسامِ عبادت کے ساتھ میرے پاس آئے اور تمہاری پیغمبری میں شک رکھتی ہو یا میرے برگزیدہ اماموں سے جو تمہاری ذریت سے ہیں دُشمنی رکھتی ہو تو یقیناً ان سب کو جہنم میں ڈال دوں گا اور پروا نہ کروں گا۔ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علیؑ امیرالمومنین ہیں مسلمانوں کے سردار اور بہشت کی جانب شیعوں کے قائد ہیں جو ظلم سے شہید کیئے جائیں گے۔ پھر مجھ کو نماز اور تمام باتوں کی ترغیب دی جو وُہ چاہتا تھا۔

بسندِ معتبر ابن عباس سے روایت ہے کہ جنابِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے مجھ سے ہر آسمان پر فرشتوں نے علیؑ بن ابی طالب کا حال پوچھا اور کہا یا رسُولؐ اللہ جب آپ دُنیا میں واپس جایئے گا تو علیؑ اور ان کے شیعوں کو ہمارا سلام کہہ دیجیئے گا۔ جب مَیں ساتویں آسمان پر پہنچا اور وہاں سے آگے بڑھا، تمام فرشتے اور جبرئیلؑ مجھ سے جُدا ہو گئے۔ مَیں تنہا خدا کی توفیق سے حجابوں تک پہنچا اور سراپردہائے عزّت میں داخل ہوا۔ میں ایک حجاب سے دُوسرے حجاب میں داخل ہوتا رہا۔

حجابِ عزّت، حجابِ قدرت، حجابِ بہایا، حجابِ کرامت، حجابِ کبریا، حجابِ عظمت، حجابِ نُور، حجابِ وقار اور حجابِ کمال یہانتک کہ خدا کی تائید وتوفیق اور اس کی قدرت سے ستّر ہزار حجاب طے کیئے۔ پھر مَیں نے اقبال کے پروں سے حریمِ قدس میں پرواز کی اور حجابِ جلال تک پہنچا اور اُس خلوت خانۂ خاص میں بندگی کے قدموں سے کھڑا ہوا اور اپنے پروردگار سے مناجات کی۔ خدا نے جو چاہا مجھ کو وحی فرمائی اور مَیں نے اپنے اور علیؑ کے واسطے جو کچھ طلب کیا خدا نے سب عطا فرمایا اور علیؑ کے شیعوں اور دوستوں کے حق میں مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا۔ پھر خداوند جلیل نے مجھ کو ندا دی کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری خلق میں سب سے زیادہ کِس کو دوست رکھتے ہو؟ مَیں نے عرض کی پالنے والے اُس کو دوست رکھتا ہوں جس کو تُو خود دوست رکھتا ہے۔ تو آواز آئی کہ علیؑ کو دوست رکھو کہ مَیں اُن کو دوست رکھتا ہوں؛ جو شخص اُن کو دوست رکھتا ہے اُس کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ یہ سُنکر مَیں سجدہ میں گر پڑا اور خدا کی تسبیح اور اُس کا شکر ادا کیا۔ پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ علیؑ میرے ولی ہیں، خلق میں میرے برگزیدہ ہیں۔ تمہارے بعد مَیں نے ان کو اختیار کیا ہے تاکہ وُہ تمہارے بھائی، وصی، وزیر، برگزیدہ اور تمہارے جانشین ہوں اور آسمان پر تمہارے مددگار رہیں۔ اے محمدؐ اپنے عزّت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو جبّار علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھے گا بے شبہ اُس کو برباد کر دُوں گا اور جو دشمن علیؑ سے مقابلہ کرے گا بے شبہ اُس کو شکست دُوں گا، اور ہلاک کروں گا۔ اے محمدؐ میں اپنے بندوں کے دلوں پر مطلع ہوا اور علیؑ کو تمہارا خیرخواہ اور سب سے زیادہ تمہارا مطیع پایا۔ لہٰذا اُن کو اپنا بھائی، وصی اور خلیفہ بناؤ اور اپنی بیٹی فاطمہ زہرا (صلوٰۃ اللہ علیہا) کو اُن کے ساتھ تزویج کر دو۔ مَیں اُن کو دو فرزند عطا کروں گا پاک وطاہر، پرہیزگار اور نیکوکار۔ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ مَیں نے لازم قرار دے لیا ہے کہ جو شخص میری مخلوق سے علیؑ کو اور ان کی زوجہ کو اور اُن کے فرزندوں میں سے اماموں کو دوست رکھے گا بلاشبہ اس کو اپنے قائمۂ عرش کی جانب بلند کروں گا اور اپنی بہشت میں اس کو داخل کروں گا اور اُس کو اپنے حظیرۂ قدس کا پانی پلاؤں گا؛ اور ان کے دشمنوں سے یہ تمام نعمتیں سلب کر دوں گا اور ان کو اپنے ساحتِ قدس سے دُور کر دُوں گا اور اپنے عذاب ولعنت ان کے لیئے بڑھاتا رہوں گا۔ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیشک تم میری تمام خلق کی جانب میرے رسُولؐ ہو اور علیؑ میرے ولی اور مومنوں کے امیرؑ ہیں۔ اسی اعتقاد پر مَیں نے تمام فرشتوں اور پیغمبروں اور اپنی تمام مخلوق سے عہد وپیمان لیا ہے جبکہ وُہ روحیں تھے قبل اس کے کہ زمین وآسمان اور خلق کو پیدا کروں اس محبت کے سبب سے جو تم سے اور علیؑ سے اور تمہارے دوستوں اور شیعوں سے رکھتا ہوں۔ اور مَیں نے تمہارے شیعوں کو تمہاری طینت سے پیدا کیا ہے۔ اُس وقت مَیں نے کہا اے میرے معبُود اور میرے مولا ایسا کر کہ میری تمام اُمّت اُن کی امامت کے اعتقاد پر متفق ہو جاتے۔ ارشاد ہوا اے محمدؐ وُہ مُمْتَحَن ہیں دُوسرے اُن کے ساتھ مُمْتَحَن ہیں اور اُن کے ذریعہ سے مَیں اپنے تمام بندوں کا آسمان وزمین میں امتحان لوں گا تاکہ اُن کے ثواب کو کامل کروں جو تمہارے بارے میں میری اطاعت کریں؛ اور لعنت اور عذاب بھیجوں اُن کے لیئے جو تم لوگوں کے حق میں میری نافرمانی اور مخالفت کریں۔ اور تمہارے ذریعہ خبیث کو نیکوکاروں سے جُدا کروں گا۔ اے محمدؐ مجھ کو

اپنے عزّت وجلال کی قسم ہے اگر میں تم کو نہ پیدا کرتا تو آدمؑ کو نہ پیدا کرتا اور اگر علیؑ کو خلق نہ کرتا تو بہشت بھی پیدا نہ کرتا۔ کیونکہ تمہارے ذریعہ سے اپنے بندوں کو قیامت کے روز ثواب وعقاب کی خبر دوں گا۔ اور علیؑ اور ان کے فرزندوں میں سے اماموں کے ذریعہ اپنے دشمنوں سے دنیا میں انتقام لوں گا۔ لہٰذا ان سب کی بازگشت قیامت کے روز بہشت ہے۔ پھر میں تم کو اور علیؑ کو بہشت ودوزخ پر حاکم قرار دوں گا۔ تمہارے دشمن بہشت میں نہیں جائیں گے اور تمہارے دوست دوزخ میں داخل نہ ہوں گے اور میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے کہ ایسا ہی کروں گا۔ غرض میں وہاں سے واپس ہوا اور حجاب سے باہر نکلا تو اپنے پیچھے سے آواز سُنی کہ اے محمدؐ علیؑ کو دوست رکھو، اے محمدؐ گرامی رکھو علیؑ کو اے محمدؐ مقدم رکھو علیؑ کو، اے محمدؐ اپنا بھائی، وصی اور خلیفہ قرار دو علیؑ کو؛ اے محمدؐ دوست رکھو اُس کو جو دوست رکھے علیؑ کو۔ اے محمدؐ میں تم کو علیؑ اور ان کے شیعوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ جب میں فرشتوں کے پاس پہنچا تو مجھ کو آسمانوں پر مبارکباد دی گئی کہ یا رسُولؐ اللہ آپ کو اپنے اور علیؑ کے بارے میں یہ کرامتیں گوارا ہوں۔

بسند معتبر امام رضا صلوات اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں بہشت میں داخل ہوا اُس میں ایک درخت دیکھا جس میں پھل کے بجائے حلے اور زیورات تھے۔ اس کے درمیان حوریں تھیں اور اس کے نیچے ابلق گھوڑے تھے اور اُس درخت کے اوپر خدا کی رضا وخوشنودی سایہ فگن تھی۔ میں نے پُوچھا اے جبریلؑ یہ درخت کس کے لیئے ہے؟ کہا یہ آپ کے پسرِ عم علی بن ابی طالبؑ کے لیئے ہے جب خدا حکم دے گا کہ لوگوں کو بہشت میں داخل کریں، شیعیانِ علیؑ اس درخت کے نیچے لائے جائیں گے، اور یہ حُلّے اور زیورات پہنیں گے اور ان گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ پھر منادی ندا کرے گا کہ یہ شیعیانِ علیؑ ہیں جنہوں نے دارِ دُنیا میں تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کیا تھا۔ آج ان نعمتوں سے سرفراز کیئے گئے ہیں۔

بسند معتبر جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے میں مروارید کے ایک قصر میں پہنچا جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اور چمک رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ خدا نے وُہ قصر علیؑ اور عباس کے لیئے تیار کیا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ایک رات جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابطح میں تھے ناگاہ جبریلؑ براق لائے جس پر نور کے ہزار محافے بندھے ہوئے تھے۔ براق مجھ کو سوار کرنے سے مانع ہوا تو جبریلؑ نے اس کو طمانچہ مارا کہ اُس کے پسینہ جاری ہوگیا اور کہا سیدھا رہ یہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ غرض میں سوار ہوا اور براق سدرۃ المنتہٰی کی جانب اُڑا۔ جب ہم پہلے آسمان پر پہنچے براق کے پروں کی آواز اور اُس کے نُور کی زیادتی کے سبب آسمان کے دروازے کے فرشتے ڈر کر اطراف وجوانب میں اُڑ گئے۔ تو جبریلؑ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ تب فرشتے سمجھے کہ کوئی خدا کا بندہ ہے اور جبریلؑ کے پاس آئے اور پُوچھا یہ کون ہیں اُنہوں نے کہا محمدؐ ہیں تو فرشتوں نے ان کو سلام کیا۔ پھر براق نے دُوسرے آسمان کی طرف پرواز کی۔ وہاں کے فرشتوں نے بھی خوف سے پرواز کی اور منتشر ہوگئے تو جبریلؑ

نے کہا اشہد ان لا الٰہ الاّ اللہ۔ یہ سُنکر فرشتوں نے کہا کوئی بندۂ خدا ہے۔ اور جبریلؑ کے پاس آئے اور حال پُوچھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا تو سلام کیا۔ اسی طرح ہر آسمان پر پہنچے۔ اور جبریلؑ نے اذان کی ایک فصل زبان پر جاری کی۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچے تو اذان پُوری کی۔ وہاں آنحضرتؐ نے انبیا اور فرشتوں کی پیش نمازی کی۔ پھر جبریلؑ وہاں سے آنحضرتؐ کو اُس مقام تک لے گئے جہاں کھڑے ہوکر بولے کہ اب آپؐ آگے جایئے میں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ وہاں سے خداوندِ عالم اپنی قدرتِ بے انتہا سے اُوپر لے گیا جہانتک چاہتا تھا اور علم ومعرفت اور فیض کے دروازے اُن کے لیئے کھول دیئے جس قدر اُس نے چاہا۔ پھر خطاب فرمایا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی اُمّت کے لیئے کس کو ہدایت کے لیئے قرار دیا ہے۔ عرض کی خدا بہتر جانتا ہے۔ خدا نے فرمایا علیؑ امیر المومنین ہیں۔

بسندِ معتبر علی بن ابراہیم نے حضرت رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب میں بہشت میں داخل ہوا وہاں درخت طوبیٰ کو دیکھا جس کی جڑ علیؑ کے مکان میں تھی اور بہشت کے ہر مکان میں اس کی شاخیں سایہ فگن تھیں۔ اُس درخت کے اُوپر تھالے تھے جن میں ریشم واستبرق کے حُلّے تھے۔ ہر مومن کے لیئے لاکھ تھالے تھے اور ہر تھالے میں مختلف رنگ کے حُلّے تھے جن میں سے کوئی کسی سے ملتا جلتا نہ تھا۔ یہ سب اہل بہشت کے لباس تھے۔ اُس درخت کا سایہ جو ظلِ ممدود ہے اس قدر طولانی تھا کہ اگر کوئی سوار سو سال تک دوڑتا رہے تو اس سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اُس درخت کے نیچے اہل بہشت کے واسطے کھانے پھل اور میوے وغیرہ تھے جو اُن کے مکانوں اور منزلوں میں لٹکے ہوئے تھے اور ہر شاخ میں لاکھوں قسم کے میوے تھے جو دُنیا میں کسی نے کبھی نہیں دیکھے اور جب اُس میں کوئی پھل توڑ لیا جاتا ہے تو اُس کے مثل دوسرا پیدا ہوجاتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ (سورۃ واقعہ پ۲۷ آیت۳۳) اُس درخت کے نیچے ایک نہر ہے جس کی شاخیں چار طرف نکلی ہیں۔ ایک صاف پانی کی، ایک دُودھ کی، ایک شراب کی اور ایک شہد کی۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں شبِ معراج ساتویں آسمان پر پہنچا میرا پسینہ وہاں کی زمین پر گرا جس سے سُرخ پھُول اُگ آیا۔ وُہ پھُول دریا میں گرا۔ ایک مچھلی نے اس کو پکڑنا چاہا اور ایک عموص نے بھی لینا چاہا (عموص ایک کیڑا ہے جس کا سَر چوڑا اور دُم پتلی ہوتی ہے جو کیچڑ میں پیدا ہوتا ہے)۔ خدا نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے دونوں میں آدھا آدھا پھُول تقسیم کر دیا۔ اس سبب سے سبز پتیاں جو پھُول کی شاخوں میں ہوتی ہیں آدھی عموص کی دُم کے مانند باریک ہوتی ہیں اور کسی طرف پنکھڑیاں نہیں رکھتیں اور آدھی میں ایک طرف پنکھڑی ہوتی ہے اور ایک طرف نہیں ہوتی۔ غرض وُہ پھُول آدھا مچھلی کے مانند اور آدھا عموص کی طرح ہوتا ہے۔ اہلِ عجم نے اشعار میں اس مضمون کو بھی باندھا ہے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جس رات جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوطالبؑ نے آپؐ کو بستر پر نہ دیکھا تو بہت گھبرائے اور پریشان ہوتے۔ اور

بنی ہاشم کو جمع کر کے فرمایا کہ تیار رہو اگر صبح تک محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم کو نہ ملے تو تلوار اُٹھاؤں گا، اور آنحضرتؐ کے دُشمنوں میں سے جو ملے گا اس کو قتل کروں گا۔ اسی تردّد و تشویش میں تھے کہ آنحضرتؐ آسمان سے نیچے امیر المومنینؑ کی ہمشیرہ ام ہانی کے گھر میں اُترے۔ ابوطالبؑ نے جو آپؐ کو دیکھا بہت خوش ہوئے آنحضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر مسجد الحرام کی طرف لائے اور بنی ہاشم سے کہا اپنی تلواریں نکالو اور کفار قریش سے خطاب فرمایا کہ اگر آج رات وُہ واپس نہ آتے تو خدا کی قسم تم میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑتا۔

اسی طرح دوسری روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت سے چھ ماہ پہلے ماہ مبارک رمضان کی سترھویں تاریخ شب شنبہ روایتوں کے اختلاف کی بنا پر ام ہانی کے مکان میں تھے یا جناب خدیجہؓ کے گھر میں یا شعب ابوطالب یا مسجد الحرام میں تھے اور دُوسری روایت کے مطابق بعثت کے دو سال بعد ربیع الاوّل کا مہینہ تھا کہ جبریلؑ و میکائیلؑ نازل ہوئے، ہر ایک کے ساتھ ہزار فرشتے تھے۔ سب نے حضرتؐ کو سلام کیا اور مژدے سُناتے۔ ان کے ساتھ ایک چوپایہ تھا جس کا مُنہ آدمی کے مانند، پیر اُونٹ کی طرح اُس کے بازو گھوڑے کے بازو کی طرح، اور دُم گائے کی دم کے مانند تھی اور دو پر ران میں تھے۔ اُس کی لگام اُس کے سر پر یاقوت سُرخ کی تھی۔ جب حضرتؐ اس پر سوار ہوئے تو اس نے آسمان کی جانب پرواز کی۔ ایک آسمان سے دُوسرے آسمان تک اُڑ رہا تھا اور فرشتے حضرتؐ کو سلام کر رہے تھے اور خوشخبریاں دے رہے تھے۔ حضرتؐ انبیا کو آسمان پر دیکھ رہے تھے اُن سے بھی آنحضرتؐ بشارتیں سُن رہے تھے یہانتک کہ آسمانوں سے گزر کر حجابہائے نور تک پہنچے۔ وہاں حضرتؐ نے سُنا کہ حجابات کے فرشتے سُورۂ نور کی تلاوت کر رہے ہیں۔ اور جب کرسی تک پہنچے تو وہاں کے فرشتوں کو آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتے ہوئے سُنا۔ جب عرش تک پہنچے تو حاملانِ عرش حٰمٓ مومن کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہاں ہزار مرتبہ آواز آئی کہ قریب آؤ اور ہر مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بڑی حاجت پوری ہوتی رہی یہانتک کہ مرتبۂ قاب قوسین تک پہنچے۔ وہاں آواز آئی کہ تمہاری جو حاجت ہو بیان کرو۔ حضرتؐ نے عرض کی پالنے والے ابراہیمؑ کو تُو نے اپنا خلیل بنایا، مُوسےٰؑ کو کلیم قرار دیا، سلیمانؑ کو ملکِ عظیم بخشا۔ مجھے کیا عطا فرماتا ہے؟ خداوندِ عالم کی جانب سے آواز آئی کہ اگر ابراہیمؑ کو مَیں نے اپنا خلیل بنایا تو تم کو اپنا حبیبؐ قرار دیا۔ اگر موسیٰؑ سے کوہِ طُور پر کلام کیا تو تمؐ سے بساطِ نور پر گفتگو کی۔ اگر سلیمانؑ کو دُنیا کا فانی ملک دیا تو تمؐ کو آخرت کا باقی ملک عطا کیا اور بہشت کو تمؐ سے وابستہ کر دیا، اور تمؐ کو شفاعت عطا فرمایا[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں معراج کی اور حدیثیں آیندہ ابواب میں مذکور ہوں گی انشاء اللہ العزیز۔

پچیسواں باب ۲۵

ہجرتِ حبشہ کا بیان

شیخ طوسی، علی ابن ابراہیم اور دُوسرے محدثین نے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ تبلیغ کو قوت حاصل ہوئی اور کچھ لوگ آنحضورؐ کے دین میں شامل ہو گئے، کفار قریش نے آپس میں اتفاق کیا کہ جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں ان کو آزار و تکلیفیں پہنچائیں شائد وہ آنحضرتؐ کے دین سے پلٹ آئیں یہ مشورہ کر کے ہر قبیلہ کے لوگ اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کو اذیتیں دینے پر آمادہ ہوئے جو مسلمان ہو گئے تھے، اور چونکہ آنحضرتؐ ابھی خدا کی جانب سے کافروں کے ساتھ جہاد پر مامور نہ ہوئے تھے بعثت کے پانچویں سال خدا کے حکم سے مسلمانوں کے ایک گروہ کو حبشہ کی جانب ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا کہ بادشاہِ حبشہ جس کو نجاشی کہتے ہیں اور اُس کا نام اصحمہ ہے وُہ نیک بادشاہ ہے وُہ نہ ظلم کرتا اور نہ ظلم پر راضی ہوتا ہے اُس کے پاس چلے جاؤ اور اُس کی پناہ میں رہو یہانتک کہ خداوندکریم مسلمانوں کو کشائش بخشے۔ ان کی ہجرت میں مصلحتیں تھیں وُہ نجاشی اور اہلِ حبشہ کے اسلام کا سبب ہوئیں اور اُس کا اسلام لانا مسلمانوں کی قوت کا باعث ہوا۔ غرض گیارہ مرد اور چار عورتیں پوشیدہ طور سے مکہ سے نکل کر حبشہ روانہ ہوتے۔ اُن میں عثمان بھی تھے اور آنحضرتؐ کی ربیبہ دختر بھی تھیں جو ان کی زوجہ تھیں اور زبیر، عبداللہ بن مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوحذیفہ، ان کی زوجہ سہلہ، مصعب بن عمیر، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ان کی زوجہ، ام سلمہ دختر ابوامیہ، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ اور ان کی زوجہ لیلےٰ بنت ابوخثیمہ، حاطب بن عمر اور سہیل بن بیضا تھے۔ یہ سب لوگ اکیلے اکیلے خفیہ طور پر روانہ ہوتے۔ جب دریا کے کنارے پہنچے تجار کی ایک کشتی وہاں موجود تھی اُس پر سوار ہو کر حبشہ کی طرف چلے۔ کفار قریش کو معلوم ہوا تو اُن کے پیچھے دوڑے لیکن ان کو نہ پا سکے۔ وہ لوگ ماہِ شعبان اور ماہِ رمضان میں نجاشی کے ملک میں رہے اور ماہ شوال میں واپس آ گئے اور ہر ایک اہل مکہ میں سے ایک شخص کی امان میں داخل ہوئے سوائے ابن مسعود کے کہ وُہ حبشہ کی طرف واپس چلے گئے۔ اِس ہجرت کے سبب مسلمانوں پر اہل مکہ کی جانب سے زیادہ سختی ہونے لگی اور ان پر ظلم و ستم زیادہ ہونے لگا، پھر دُوسری مرتبہ حضرتؐ نے بحکم خدا اُن کو اجازت دی تو وُہ لوگ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ اور علیؑ بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس مرتبہ حضرت جعفرؑ بن ابی طالب بہتّر مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دُوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ جو لوگ حبشہ گئے تھے ان کی مجموعی تعداد بیاسی ۸۲ تھی جو بچوں اور عورتوں کے سوا صرف مرد ہی مرد تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ گیارہ عورتیں اُن کے ساتھ گئی تھیں۔ اس مرتبہ کفار قریش نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن الولید کو ہدیئے اور تحفے دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تاکہ ان لوگوں کو واپس لائیں عمرو بن عاص اور عمارہ میں دشمنی تھی، قریش نے صلح کرا دی تھی۔ عمارہ بہت خوبصورت جوان تھا۔ عمرو عاص

اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لے گیا تھا۔ جب وُہ کشتی میں سوار ہوئے تو دونوں نے شراب پی اور عمارہ نے عمرو سے کہا کہ اپنی زوجہ سے کہے کہ میرا بوسہ لے۔ عمرو نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میری زوجہ تیرا بوسہ لے۔ جب عمرو بھی مست ہوگیا اور وُہ کشتی کے کنارہ پر بیٹھا تھا عمارہ نے ایک ہاتھ اُس کو مارا اور دریا میں پھینک دیا۔ عمرو کشتی سے لپٹ گیا اور لوگ اُس کو دریا سے باہر لائے۔ اس سبب سے اُن میں عداوت مضبوط ہوگئی۔ جب وُہ نجاشی کی خدمت میں پہنچے اُس کو سجدہ کیا اور ہدیئے پیش کئے۔ اور عرض کی کہ ہم میں سے ایک گروہ نے دین میں ہماری مخالفت کی ہے اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے پاس سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اُن کو ہمارے ساتھ واپس بھیج دیجئے۔ یہ سُنکر نجاشی نے جناب جعفرؓ کو بلایا۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب نجاشی کے پاس چلے تو جعفرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ خاموش رہنا بادشاہ سے گفتگو میں کروں گا۔ غرض جب ہم نجاشی کے دربار میں پہنچے وہاں کے امرا نے کہا بادشاہ کو سجدہ کرو۔ جناب جعفرؓ نے فرمایا ہم سوائے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے قریش کی گفتگو سے اُن کو آگاہ کیا تو حضرت جعفرؓ نے فرمایا اے بادشاہ ان سے پُوچھیئے کیا ہم ان کے غلام ہیں۔ عمرو عاص نے کہا نہیں بلکہ آزاد اور قوم کے بزرگ لوگ ہیں۔ حضرت جعفرؓ نے کہا ان سے پُوچھیئے کیا ہم ان کے قرضدار ہیں۔ عمرو نے کہا نہیں ہمارا کوئی مطالبہ ان پر نہیں۔ پھر حضرت جعفرؓ نے کہا ان سے پُوچھیئے کیا ہم نے کسی کا خُون کیا ہے جس کے یہ دعوے دار ہیں اُس نے کہا نہیں۔ تو حضرت جعفرؓ نے فرمایا پھر تم ہم سے کیا چاہتے ہو تم نے ہم کو حد سے زیادہ ستایا ہم تمہارے شہر سے نکل آئے۔ اُس نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ ہمارے دین میں ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے جوانوں کو ہمارے دین سے گمراہ کرتے اور ہماری جماعت کو پراگندہ کرتے ہیں۔ ان کو ہمیں واپس دے دیجئے تاکہ ہمارا معاملہ دُرست ہوجائے۔ حضرت جعفرؓ نے کہا اے بادشاہ ان سے ہماری مخالفت یہ ہے کہ خداوند عالم نے ہمارے درمیان ایک پیغمبرؐ مبعوث کیا ہے وُہ ہم کو حکم دیتے ہیں کہ ہم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور خدائے یکتا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، جُوا نہ کھیلیں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں، انصاف اور احسان کریں، عزیزوں کے ساتھ نیکی کریں؛ اور وُہ بُرائیوں سے، ظلم وجور سے، لوگوں کا ناحق خون بہانے سے، زنا کرنے سے، سُود اور مُردار اور خوُن کھانے سے منع کرتے ہیں۔ اور وُہ پیغمبرؐ وہی ہیں جن کے آنے کی بشارت جناب عیسیٰؑ نے دی تھی۔ اُن کا نام اَحْمَدْ ہے۔ نجاشی نے کہا حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بھی انہی اُمور کے ساتھ بھیجا تھا۔ نجاشی کو حضرت جعفرؓ کی گفتگو بہت پسند آئی۔ پھر عمرو عاص نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ جناب عیسےٰؑ کے بارے میں آپ کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔ نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے کہا آپ کے پیغمبرؐ جناب عیسےٰؑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت جعفرؓ نے کہا وُہ وہی فرماتے ہیں جو خدا اُنکے حق میں فرماتا ہے کہ وُہ رُوح اللہ اور اُس کے کلمہ ہیں جنکو اُس نے ایسی خاتون سے پیدا کیا ہے جنکو کسی مَرد نے چھُوا تک نہیں تھا۔ یہ سُنکر نجاشی نے اپنے علماء کی طرف رُخ کر کے کہا کہ اس سے زیادہ حضرت عیسےٰؑ کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا۔ پھر حضرت جعفرؓ سے کہا کہ آپ کو کچھ اُن اُمور سے یاد ہے جو خدا کی جانب سے آپ کے پیغمبرؐ لائے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ اور سُورۃ مریم پڑھنا شروع کی۔ اور جب اس آیت تک پہنچے وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ

بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا (پ۱۶ سورۃ مریم آیت ۲۵،۲۶) جس کو سُنکر نجاشی اور تمام علمائے نصاریٰ جو اُس کے دربار میں حاضر تھے سجدہ میں گر پڑے اور بہت روئے۔ نجاشی نے کہا مرحبا آپ لوگوں کو اور اُس ذات بابرکات کو جس کے پاس سے آپ لوگ آئے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وُہ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ اور وُہ وہی ہیں جنکی بشارت عیسےٰؑ بن مریمؑ نے دی تھی۔ اگر میری بادشاہی کے اُمور و فرائض مانع نہ ہوتے تو بیشک میں چلتا اور ان کی نعلین اُٹھاتا۔ آپ لوگ اپنے مقام پر جائیے کہ آپ ایمن و بے خوف ہیں اور کسی کو آپ پر دسترس نہیں ہوسکتا۔ اور حکم دیا کہ ان کے لیئے کھانا اور لباس حاضر کریں۔ پھر عمرو عاص نے کہا اے بادشاہ یہ ہمارے دین کی مخالفت ہے لہٰذا ان کو ہمیں واپس دے دیجئے۔ نجاشی نے اُس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا خاموش ہو۔ خدا کی قسم اگر اب تُو نے ان کو بُرا کہا تو تجھ کو قتل کر دوں گا۔ اور حکم دیا کہ اس کے ہدیئے اس کو واپس کر دیں۔ غرض وُہ ملعون نجاشی کے دربار سے واپس آیا۔ اُس کے چہرے سے خُون ٹپک رہا تھا۔ کہتا جاتا تھا کہ اے بادشاہ اگر آپ ایسا کہتے ہیں تو ہم پھر ان کو بُرا نہ کہیں گے۔ نجاشی کے عقب میں ایک لونڈی کھڑی ہوئی پنکھا جھل رہی تھی وُہ عمارہ کو دیکھ کر عاشق ہوگئی۔ عمرو عاص سمجھ گیا۔ چونکہ عمارہ کی طرف سے اُس کے دل میں کینہ تھا اس لیئے اُس نے کہا کہ نجاشی کی کنیز تیری دلدادہ معلوم ہوتی ہے کسی کو اُس کے پاس بھیج کر اُس کو اپنی طرف راغب کر۔ عمارہ اپنی حماقت سے اُس کے فریب میں آگیا اور کسی کو اُس کے پاس بھیجا، کنیز نے بھی منظور کر لیا۔ تب عمرو عاص نے کہا کہ کنیز کے ذریعہ بادشاہ کی خوشبوؤں میں سے کچھ طلب کر۔ کنیز نے اُس کی خاطر کچھ خوشبو بھیج دیا عمرو اپنی دیرینہ عداوت کے سبب وُہ خوشبو اُس احمق سے لے کر بادشاہ کے پاس لے گیا اور کہا بادشاہ کی حرمت کی رعایت اور اس کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ جب ہم اُس کے مُلک میں آتے ہیں تو اُس کی امان میں داخل ہوگئے ہیں لہٰذا اُس کے ساتھ فریب و مکاری اور خیانت نہ کریں۔ اس میرے ساتھی نے بادشاہ کی کنیز کے ساتھ سلسلۂ عشق و محبت شروع کیا اور اس کو فریب دے کر اُس سے بادشاہ کی خاص خوشبو حاصل کر لی لہٰذا مجھ پر لازم تھا کہ بادشاہ کے گوش گزار کر دوں۔ یہ کہا اور وُہ خوشبو نکال کر بادشاہ کے سامنے رکھ دی۔ نجاشی نے وُہ خوشبو دیکھی اور یہ قصہ سُنا تو بہت غضبناک ہوا۔ پہلے تو یہ ارادہ کیا کہ عمارہ کو قتل کر دے۔ پھر سوچا کہ وُہ میری امان میں میرے شہر میں آیا ہے اس کا قتل مناسب نہیں ہے۔ اس لیئے اپنے جادوگروں سے کہا کہ اُس کو کسی بلا میں مُبتلا کر دو جو قتل سے بدتر ہو۔ ساحروں نے اُس کو پکڑ کے پارہ اُس کے عضوِ تناسل میں چڑھا دیا جس سے وُہ دیوانہ ہوگیا اور صحرا میں بھاگ گیا اور وحشیوں کے ساتھ رہنے لگا۔ قریش کو معلوم ہوا تو اُس کی تلاش میں لوگوں کو بھیجا جو ایک چشمہ پر اُسکی تاک میں بیٹھے۔ جب وُہ وحشیوں کے ساتھ اُس چشمہ پر آیا لوگوں نے اُس کو پکڑ لیا جس سے وُہ بہت بے قرار ہوا اور تڑپنے لگا یہاں تک کہ مر گیا۔ عمرو عاص بھی مہاجرین کی واپسی سے نااُمید ہو کر قریش کے پاس واپس آیا اور پُوری سرگزشت بیان کی۔ حضرت جعفرؓ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نہایت عزت و کرامت کے ساتھ نجاشی کے پاس رہتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور قریش سے صُلح ہوگئی تو جناب جعفرؓ اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ کی

جانب روانہ ہوئے اور فتح خیبر کے وقت حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے ۔ حبشہ ہی میں حضرت عبداللہ بن جعفرؑ اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوئے ۔ اُسی زمانہ میں جبکہ حضرت جعفرؑ حبشہ میں تھے نجاشی کے یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اُس نے محمدؐ رکھا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُم حبیبہ دُختر ابی سفیان عبداللہ بن جحش کی زوجہ تھیں ۔ عبداللہ کا انتقال حبشہ ہی میں ہوگیا تو آنحضرتؐ نے نجاشی کے پاس پیغام بھیجا کہ ان کو آنحضرتؐ کے ساتھ تزویج کردیں ۔ نجاشی نے تزویج کیا اور چار سو اشرفی مہر مقرر کرکے آنحضرتؐ کی طرف سے ان کو دے دیا ۔ اور عُمدہ لباس اور بہترین خوشبو اُن کے لیئے بھیجی ۔ پھر اُن کے سفر کا سامان درست کرکے آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیج دیا ۔ ان کے ساتھ ماریہ قبطیہ مادرِ جناب ابراہیمؑ کو بھی بہت سے لباس اور بہت سی خوشبو اور گھوڑے دے کر آنحضرتؐ کے لیئے روانہ کیا اور تیس علمائے نصاریٰ کو بھی حضرتؐ کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ وہاں رہ کر حضرتؐ کے عادات و خصائل، گفتگو، اُٹھنا بیٹھنا ، کھانا پینا ، نماز وغیرہ تمام حالات مشاہدہ کریں ۔ جب وُہ لوگ مدینہ پہنچے آنحضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اُن کے سامنے یہ آیت پڑھی :۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا (پ۷ آیت ۱۱۰ سورۃ المائدہ) آخر آیت تک ۔ جب اُن علماء نے یہ آیت سُنی تو بہت روئے اور ایمان لائے ۔ پھر نجاشی کے پاس واپس آئے اور آنحضرتؐ کے پسندیدہ اطوار و حالات بیان کیئے اور قرآن کی آیتیں اُن کو سُنائیں جنکو سُنکر نجاشی اور علماء نصاریٰ جو دربار میں حاضر تھے سب رونے لگے ۔ اور نجاشی مسلمان ہوگیا اور اپنا اسلام اہل حبشہ پر ظاہر کیا ۔ پھر اُس کو خوف ہوا کہ وُہ لوگ مار ڈالیں گے تو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کے ارادہ سے حبشہ سے روانہ ہُوا ۔ ایک دریا کے کنارہ پہنچا تھا کہ اُس کا انتقال ہوگیا ۔ خداوندِ عالم نے یہ آیتیں اُس کے تذکرہ میں نازل فرمائی ہیں لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اے رسولؐ تم یہود و مشرکین کو مومنین کے ساتھ دُشمنی میں یقیناً سب سے زیادہ سخت پاؤ گے ۔ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۔ اور بیشک تم ان لوگوں کو مومنین کے ساتھ دوستی و محبت میں زیادہ قریب پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم انصار ہیں ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (آیت ۸۲ پ۷ سورۃ المائدہ) یعنی ان کی محبت کا سبب یہ ہے کہ وُہ صاحبانِ عقل، عبادتگزار اور عبادتخانوں میں بیٹھنے والے ہیں اور حق کو قبول کرنے سے غرور سرکشی نہیں کرتے ۔ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (اور اے مخاطب) جب یہ لوگ اس کو سُنتے ہیں جو رسولؐ پر نازل کیا گیا ہے تو بے ساختہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتا ہے اس لیئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ۔ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (پ۷ آیت ۸۳ سورۃ المائدہ) اور کہتے ہیں کہ ہمارے پالنے والے ہم اس پر ایمان لائے جو رسولؐ پر نازل کیا گیا ہے ، تو ہم کو بھی رسولؐ کی تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے "آخر آیتوں تک جو اُن کی مدح و ثواب میں نازل ہوئی ہیں

شیخ طبرسی وغیرہم نے بسند ہائے معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز نجاشی نے حضرت جعفر طیار کو مع ان کے ہمراہیوں کے بُلایا وُہ لوگ پہنچے تو دیکھا بادشاہ تخت سے نیچے خاک پر بیٹھا ہوا ہے اور پُرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے ۔ جناب جعفرؑ کہتے ہیں ہم نے یہ حال دیکھا تو ہم خوفزدہ ہوئے اس نے ہمارے چہروں پر تغیر دیکھا تو کہا میں اُس خدا کی حمد اور اُس کا شکر کرتا ہوں جس نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی اور میری آنکھیں اُن کی نصرت سے روشن کیں ۔ کیا آپ لوگ خوشخبری سُننا چاہتے ہیں میں نے کہا ضرور بیان کیجیئے ۔ اُس نے کہا ابھی ابھی میرے ایک جاسُوس نے آکر بیان کیا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کی مدد کی اور اُن کے بہت سے دُشمنوں کو ہلاک کیا ۔ فلاں فلاں مارے گئے اور فلاں فلاں قید ہوئے ۔ ان کی جنگ ایک وادی میں ہوئی جس کو 'بدر' کہتے ہیں ۔ گویا میں اُس وادی کو دیکھ رہا ہوں جس میں اپنے آقاؑ کی گوسفندیں چرایا کرتا تھا جو بنی ضمرہ میں تھا ۔ جعفرؑ نے کہا اے نیک بادشاہ آپ زمین پر کیوں بیٹھے ہیں اور پُرانے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں ؟ اُس نے کہا اے جعفرؑ ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ جب خداوندِ جواد بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو بندہ پر لازم ہے کہ اُسی وقت اُس کا شکر ادا کرے ۔ اور اُسی انجیل میں یہ بھی ہے کہ خدا کے نزدیک کوئی شکر تواضع اور فروتنی سے بہتر نہیں ہے ۔ لہٰذا پیغمبرؐ خدا کی نعمتِ فتح کے شکر میں میں نے یہ تواضع و فروتنی اختیار کی ہے ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واقعہ سُنا اپنے اصحاب سے فرمایا کہ صدقہ صاحبِ مال کے مال کو زیادہ کرتا ہے ۔ لہٰذا تم لوگ بھی صدقہ دیا کرو تاکہ حضرت احدیت تم پر رحمت زیادہ کرے ۔ اور فروتنی مرتبہ اور وقعت کی بلندی اور زیادتی کا سبب ہوتی ہے لہٰذا تم بھی فروتنی اختیار کرو تاکہ خداوندکریم تمہارے درجے بلند کرے ۔ اور معاف کرنا عزت کی زیادتی کا سبب ہے لہٰذا لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرو تاکہ خدا تم کو عزیز رکھے ۔

شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کو حضرت جعفرؑ اور ان کے اصحاب کے بارے میں ایک خط لکھا اور عمرو بن اُمیہ ضمری کے ہاتھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط ہے خدا کے رسُول محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے نجاشی بادشاہِ حبشہ کے نام ہے ۔ خدا کی تم پر سلامتی ہو ۔ میں خدائے قدوس مومن مہیمن کی حمد کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ عیسےٰؑ پسرِ مریمؑ اور رُوحِ خدا ہیں اور وُہ کلمہ خدا ہیں ۔ خدا نے اپنی برگزیدہ اور خلق کی ہوئی رُوح کو مریمؑ کی جانب القا فرمایا جو ایسی لڑکی تھیں جو مَردوں سے کنارہ کش تھیں، پاک و طاہر تھیں ۔ خدا نے ان کی مَردوں کی قربت اور بُرائی سے حفاظت کی تھی تو وُہ جناب عیسےٰؑ سے حاملہ ہوئیں جو رُوح پھُونکنے سے پیدا ہوئے ۔ خدا نے اپنی برگزیدہ رُوح اُن میں پھُونک دی تھی جس طرح حضرت آدمؑ کو اپنی قدرت سے مٹی سے پیدا کیا اور برگزیدہ رُوح اُن میں ڈالی تھی اے بادشاہ میں تم کو خداوندیگانہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ لوگوں سے خدا کی فرمانبرداری کے ساتھ دوستی کرو اور میری متابعت کرو اور مجھ پر اور اُن اُمُور پر جو مجھ پر نازل ہوئے ہیں ایمان لاؤ ۔ بیشک میں پیغمبرؐ اور خدا کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں ۔ میں نے اپنے چچا زاد بھائی جعفرؑ بن ابی طالب کو چند مسلمانوں کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے جب

وُہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں ان کی مہمانداری کرنا سختی و جبر ترک کر دو۔ مَیں تم کو اور تمہارے لشکر کو خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ مَیں نے خدا کی رسالت کی تبلیغ کر دی اور خیر خواہی کی جو شرط تھی بجالایا۔ لہٰذا میری نصیحت قبول کرو خدا کی سلامتی اُس پر ہو جو راہِ ہدایت قبول کرے۔" نجاشی نے اس خط کا یہ جواب لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسولؐ کی جانب ہے نجاشی پسر اصحم کی جانب سے۔ اے پیغمبرؐ خدا آپ پر اس خدا کی جانب سے سلام اور رحمتیں اور برکتیں ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں اور جس نے مجھ کو اسلام کی جانب ہدایت فرمائی۔ یا رسُولؐ اللہ آپؐ کا خط مجھ کو مِلا۔ جو کچھ آپؐ نے جناب عیسٰیؑ کے بارے میں ذکر فرمایا ہے مَیں خدائے آسمان و زمین کی قسم کھاتا ہوں کہ وُہ اس سے زیادہ نہیں جس قدر آپؐ نے لکھا ہے؛ اور مَیں نے آپؐ کے نامۂ کریم کے تمام مضامین کو سمجھا۔ اور آپ کے پسرِ عم اور ان کے ساتھیوں کو نہایت عزت واحترام کے ساتھ اپنے پاس ٹھہرایا ہے۔ اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسُولؐ، راستگو اور تصدیق شدہ ہیں۔ مَیں آپؐ پر ایمان لایا، اور آپؐ کے پسرِ عم کے ہاتھ پر آپؐ کی بیعت کر لی اور مسلمان ہو گیا ہوں۔ یا رسُولؐ اللہ مَیں اپنے لڑکے کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں اور صرف اپنی ذات پر مجھے اختیار ہے۔ اگر آپؐ کا حکم ہو تو مَیں خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ کا تمام فرمان حق ہے۔ عرض نجاشی نے حضرتؐ کی خدمت میں ہدیئے بھیجے اور ماریہ قبطیہ جناب ابراہیمؑ کی والدہ ماجدہ کو آپؐ کے لیئے روانہ کیا۔ اور ایک گروہ کو ان کے ساتھ کیا جو آپؐ کے پاس آکر مسلمان ہوئے اور واپس گئے۔

روایت ہے کہ جناب ابو طالبؓ نے نجاشی کو ایک خط لکھا جس میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی ترغیب و تحریص کی تھی اور چند اشعار لکھے تھے جن کا مضمون یہ ہے:۔ اے بادشاہِ حبشہ تجھ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب موسٰیؑ و مسیحؑ بن مریمؑ کے مانند پیغمبرؐ ہیں اور خدا کی جانب سے ہدایت لائے ہیں جس طرح وُہ انبیا لائے تھے۔ اور تم حضرتؐ کے اوصافِ صداقت و راستی اپنی کتابوں میں پڑھتے ہو۔ لہٰذا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور اسلام قبول کرو جو راہِ حق ہے اور روشن و ظاہر ہے تاریک و پوشیدہ نہیں ہے۔

بسندِ معتبر ابن بابویہ نے حضرت امام حسنؑ عسکری سے روایت کی ہے کہ جب جناب جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو نجاشی بادشاہ کی وفات کی خبر پہنچائی تو آنحضرتؐ نے رنج و اندوہ کے سبب گریہ فرمایا اور کہا تمہارے بھائی اصحمہ آج رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے۔ پھر آنحضرتؐ بقیع کے قبرستان سے باہر آئے اور خدا نے تمام بلند زمینوں کو پست کیا یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے حبشہ میں اُن کے جنازہ کو دیکھا اور ان پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں کہیں۔ یہی روایت شیخ طبرسی نے بھی جابرؓ انصاری اور ابن عباس وغیرہ سے کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے نجاشی کی میت پر نماز پڑھی تو منافقوں نے کہا حبش کے ایک عیسائی پر نماز پڑھتے ہیں جس کو کبھی دیکھا بھی نہیں۔ اُس وقت خدا نے ان کی تکذیب میں یہ آیت نازل فرمائی وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ (آیت ۱۹۹ پ۴ سورۃ آلعمران) آخر تک۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بیشک اہلِ کتاب میں سے کچھ ایسے ہیں جو خدا پر اور جو

(کتاب)، تم پر نازل ہوئی ہے اور جو (کتاب) اُن پر نازل ہوئی ہے (سب پر) ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں اور خدا کی آیتوں کو دُنیاوی تھوڑی قیمت پر نہیں فروخت کرتے ایسے ہی لوگوں کے لیئے ان کے پروردگار کے پاس بہتر اجر ہے۔ بیشک خدا بہت جلد قیامت کے روز خلائق کا حساب کرنے والا ہے۔[1]

کلینی، ابن بابویہ اور شیخ طبرسی وغیرہم نے بطریق معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب جعفرؓ فتح خیبر کے روز حبشہ سے روانہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس پہنچے؛ حضرتؐ بہت مسرور ہوئے۔ اور فرمایا کہ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ کس امر پر زیادہ خوشی کا اظہار کروں۔ خیبر کی فتح پر یا جعفر کی واپسی پر۔ جب حضرت جعفرؓ آئے تو حضورؐ نے ان کو گلے سے لگایا اور ان کی بڑی عزت کی اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو کچھ عطا کروں کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں کچھ بخشوں کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر کچھ نوازش کروں؟ عرض کی ضرور یا رسُولؐ اللہ۔ یہ سُنکر لوگوں نے سمجھا کہ شائد خیبر کی غنیمت سے سونا اور چاندی زیادہ سے زیادہ حضرتؐ عطا فرمائیں گے اور گردنیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگے کہ اُن کو کیا عطا فرماتے ہیں حضرتؐ نے جعفرؓ سے فرمایا کہ مَیں ایسی چیز تم کو دیتا ہوں اور ایسا عمل تم کو تعلیم کرتا ہوں کہ اگر ہر روز کرتے رہوگے تو تمہاری دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب سے بہتر ہوگا۔ یا مہینے میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ بھی بجالاؤ گے تو جس قدر گناہ اس درمیان میں ہو گئے ہوں گے سب بخش دیئے جائیں گے۔ پھر نماز تعلیم فرمائی جو نماز جعفر طیارؓ کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرت جعفرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ جو حبشہ میں تھے مع باسٹھ ۶۲ افراد اہلِ حبشہ اور اسّی ۸۰ اشخاص اہل شام کے جن میں بحیرا راہب بھی تھا، روزِ فتح خیبر حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ حضرتؐ نے ان کے سامنے سورۃ لیٰسین کی تلاوت فرمائی۔ وُہ بہت روئے اور بولے کس قدر یہ کلام ملتا ہوا ہے اُس سے جو حضرت عیسٰےؑ پر نازل ہوا تھا۔ اور سب کے سب ایمان لائے اور واپس گئے۔

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ روایت جو نجاشی کے حبشہ میں انتقال پر دلالت کرتی ہے زیادہ مشہور اور زیادہ واضح ہے۔ ۱۲

۲۶ چھبیسواں باب

آنحضرتؐ کا شعب ابیطالب میں محصور رہنا؛ وہاں سے واپس آنا؛ انصار کا بیعت کرنا؛ حضرت ابوطالب اور جناب خدیجہؓ کی وفات اور ہجرت مدینہ سے پہلے تک کے آنحضرتؐ کے تمام حالات

شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نبوت کے آٹھویں سال جب کفارِ قریش و مشرکین مکہ نے دیکھا کہ حضرت حمزہؓ بھی مسلمان ہوگئے اور یہ کہ نجاشی نے مہاجرین کی حمایت کی اور وُہ خود بھی ایمان لے آیا اور حضرت ابوطالبؑ اور اکثر بنی ہاشم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں پُوری کوشش کی اور عرب کے اکثر قبیلوں میں اسلام پھیلنے لگا اور آنحضرتؐ کی حقیقت اکثر و بیشتر لوگوں پر واضح ہوگئی تو وُہ لوگ بہت مضطرب ہوئے اور شرک و حسد کی آگ ان کے سینوں میں بھڑک اُٹھی۔ دارالندوہ میں جو ان کے مشورہ کی جگہ تھی جمع ہوئے اور آنحضرتؐ کی عداوت و ایذا رسانی پر سب نے اتفاق کیا اور قسم کھائی اور ایک عہد نامہ لکھا کہ بنی ہاشم کے ساتھ نہ کھائیں گے نہ کلام کریں گے نہ خرید و فروخت کریں گے نہ ان کو اپنی بیٹی دیں گے نہ ان کی بیٹی لیں گے تاکہ وُہ لوگ مجبور و پریشان ہوکر آنحضرتؐ کو ان کے حوالے کردیں اور وُہ حضرتؐ کو قتل کردیں۔ اور اتفاق رائے سے یہ بھی طے کیا کہ جس وقت آنحضرتؐ پر قابو حاصل ہو ان کو قتل کردیں جب اُن کے اس عہد و پیمان کی اطلاع حضرت ابوطالبؑ کو ہوئی تو آپ نے بنی ہاشم کو جمع کیا جو چالیس[۴۰] اشخاص تھے۔ اور فرمایا کہ اگر دُشمن کی جانب سے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھا تو کعبہ و حرم کی قسم تم سب کو قتل کردوں گا۔ اور آنحضرتؐ اور تمام بنی ہاشم کو لے کر اُس درّہ میں جس کو شعب ابیطالب کہتے ہیں جا ٹھہرے۔ اور درّہ کے دونوں اطراف کو بند کردیا اور شب و روز آنحضرتؐ کی حفاظت کرنے لگے۔ رات کے وقت اپنی تلوار کھینچے ہوئے جبکہ آنحضرتؐ آرام میں ہوتے پروانہ کے مانند اُس شمع نبوت کے گرد گھومتے۔ رات کے شروع حصہ میں حضرتؐ کو ایک جگہ سُلاتے۔ ایک گھڑی کے بعد اپنے عزیزترین فرزند علیؑ بن ابی طالبؑ کو ان کی جگہ لِٹا دیتے اور حضرتؐ کو دُوسری جگہ سُلاتے تاکہ اگر ابتدائے شب میں کسی نے حضرتؐ کو دیکھا ہو اور ایذا پہنچانا چاہتا ہو تو حضرتؐ کو کوئی ضرر نہ پہنچے بلکہ ان کی اولاد قربان ہوجائے۔ اور امیرالمومنینؑ بھی ہر رات نہایت خوشی سے اپنی جان آنحضرتؐ پر فدا کرتے تھے؛ اسی طرح جناب ابوطالبؑ آنحضرتؐ کی پاسبانی کیا کرتے تھے اور دن کے وقت اپنے لڑکوں کو اور اپنے بھائیوں کے فرزندوں کو آنحضرتؐ کی حفاظت پر تعینات رکھتے یہانتک کہ یہ لوگ بہت تنگ و پریشان ہوئے۔ اور جو شخص اہل عرب میں سے مکہ میں آتا اس کی مجال نہ تھی کہ بنی ہاشم کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرسکتا۔ اور جو شخص کچھ فروخت کردیتا تو مشرکین مکہ اس کا تمام مال و سامان

لُوٹ لیتے۔ ابوجہل، عاص بن وائل، نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط قافلوں کے راستہ پر بیٹھے رہتے تھے اور تاجروں کو منع کرتے کہ کوئی چیز بنی ہاشم کے ہاتھ فروخت نہ کریں اور ان کو دھمکاتے تھے کہ اگر وُہ کچھ انکے ہاتھ بیچیں گے تو ان کا مال لُوٹ لیا جائے گا۔ حضرت خدیجہؓ بہت مالدار تھیں وُہ شعب میں آنحضرتؐ کیلئے صَرف کیا کرتی تھیں۔ اور مشرکین نے جو عہد نامہ لکھا تھا اُس پر سب نے اتفاق کیا تھا سوائے مطعم بن عدی کے اُس نے کہا یہ ظلم ہے اور مَیں اس میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اس عہد نامہ پر چالیس رؤسائے قریش نے دستخط کیئے اور اس کو لپیٹ کر کعبہ میں لٹکا دیا۔ ابولہب نے بھی ان کی متابعت کی۔ آنحضرتؐ ہر حج و عمرہ کے زمانہ میں شعب سے باہر آتے اور اُن قبائل عرب کے درمیان گھومتے جو حج کے لیئے آتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں حق تعالےٰ کی جانب سے مبعوث ہُوا ہوں اور تم سب کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہوں۔ میرے دین کو قبول کرو اور دُشمنوں کے شر سے میری حفاظت کرو میں تمہارے لیئے بہشت کی ضمانت کرتا ہوں۔ اور ابولہب آنحضرتؐ کے پیچھے پیچھے گھومتا اور کہتا اس کی بات مت ماننا۔ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے بڑا کذاب اور جادُوگر ہے۔ غرض اسی صورت سے چار سال گزرے اور وُہ لوگ درّہ میں محصور رہے اور سوائے موسم حج کے باہر نہیں نکل سکتے تھے سال میں دُو مرتبہ اجتماع ہوتا تھا ایک مرتبہ ماہِ رجب میں عمرہ کے موقع پر دُوسرے ماہ ذی الحجہ میں حج کے موقع پر۔ بنی ہاشم ان دونوں موسموں میں درّہ سے باہر آتے اور خرید و فروخت کرکے پھر درّہ میں چلے جاتے تھے۔ درمیان میں خواہ کتنی ہی ضرورت ہوتی، بھُوکے ہوتے، سامان ختم ہوجاتا مگر قریش کے خوف سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ ایک مرتبہ قریش نے جناب ابوطالبؑ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمارے سپرد کردیں ہم اس کو قتل کردیں۔ پھر آپ کو اپنا بادشاہ بنالیں گے۔ جناب ابوطالبؓ نے قصیدۂ لامیہ اُن کے جواب میں کہا جس میں آنحضرتؐ کی بہت مدح و ثنا کی ہے اور آنحضرتؐ کی نبوت پر اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں آپ کی مدد و نصرت سے ہاتھ نہ اُٹھاوں گا۔ جب قریش نے یہ قصیدہ سُنا ابوطالبؑ کی طرف سے نااُمید ہوگئے۔ ابوالعاص بن ربیع جو حضرت کا داماد[۱] تھا گندم اور خرما اُونٹوں پر بار کرکے لاتا اور درّہ کے باہر سے اُونٹوں کو ہنکاتا تو وُہ درّہ کے اندر داخل ہوجاتے تھے۔ سامان اُن پر سے اُتار لیا جاتا اور پھر وُہ اُونٹ باہر آجاتے تھے۔ اسی لیئے آنحضرتؐ نے ابوالعاص کے بارے میں فرمایا کہ اُس نے حق دامادی کی رعایت کی۔ مختصر یہ کہ بنی ہاشم پر شدت و تکلیف کی انتہا ہوگئی اور حالت یہانتک پہنچی کہ اُن کے بچوں کے رونے اور چلانے کے سبب اکثر راتیں اہل مکہ پر جاگتے گزرتیں اور وُہ سو نہ سکتے تھے۔ ان میں سے اکثر اپنے اس عہد پر پشیمان ہوتے اور چونکہ عہد نامہ لکھ چکے تھے اُس کے خلاف نہیں کرسکتے تھے۔ جب وُہ صبح کو کعبہ کے پاس جمع ہوتے اور ایک دُوسرے کے حالات پُوچھتے تو بعض اُن میں سے کہتے کہ رات بھُوک کے سبب بنی ہاشم کے بچوں کے رونے سے ہم کو نیند نہیں آئی۔ یہ امر بعض دشمنوں کے طعن و طنز کا باعث ہوتا اور بعض متاثر اور نادم ہوتے۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ جب کفار قریش نے آنحضرتؐ پر شدت کی اور آپ نے شعب ابیطالب

[۱] جناب خدیجہؓ کے پہلے شوہر کی لڑکی جس کو بیاہی ہوئی تھی۔ (مترجم)

میں پناہ لی تو قریش نے کچھ لوگوں کو شعب کے دروازہ پر پاسبانی کے لیئے مقرر کیا تاکہ وُہ لوگوں کو کچھ کھانے پینے کا سامان ان لوگوں تک پہنچانے سے روکیں۔ حضرتؐ کے اصحاب بہت تنگ اور پریشان ہوکر حضرتؐ سے آزوقہ کی کمی کی شکایت کرتے تو حضرتؐ دُعا فرماتے تو خداوندکریم بنی اسرائیل کے من وسلویٰ سے بہتر نعمت ان کے لیئے بھیجتا اور اُن لوگوں میں سے جو شخص جس چیز کی آرزو اور خواہش کرتا میوے، حلوے، عمدہ کھانے اور لباس وغیرہ اُن کے لیئے آجاتا۔ ان لوگوں نے درّہ کی تنگی کی شکایت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے پہاڑوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ دُور دُور ہوجاؤ۔ وُہ دُور دُور ہوگئے یہانتک کہ اُس درہ میں صحرا کے مانند میدان ایسا ہوگیا کہ نگاہیں اُس کے کناروں تک نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ پھر حضرتؐ نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ خدا نے جو کچھ درخت، میوے، پھل، پھول اور سبزے وغیرہ تمہارے اندر پوشیدہ کر رکھا ہے محمدؐ اور ان کے اصحاب کے لیئے باہر نکالو۔ تو وُہ صحرا آنحضرتؐ کے اعجاز سے گلزار بن گیا جس میں بہت سی نہریں، پھل دار درخت جن میں طرح طرح کے میوے لٹکے ہوتے تھے تر و شاداب سبزے مختلف قسم کے دلکش وخوبصورت گل وریاحین پیدا ہوگئے کہ بادشاہان روئے زمین میں سے کسی کو میّسر نہ ہوئے تھے۔ بغرض اصحاب آنحضرتؐ وُہ پھل اور میوے کھاتے اور ان نہروں کے پانی پیتے اور شکرِ خدا بجا لاتے۔ جب ان کے جسم کے کپڑے میلے ہوجاتے حضرتؐ سے عرض کرتے حضورؐ فرماتے محمدؐ اور آل طاہرہ پر درُود بھیجو اور کپڑوں پر پھونکو اور ہاتھ پھیرو جیسے پہنے ہوتے ہو۔ تو سفید اور پاکیزہ ہوجائیں گے اور تمہارے دلوں سے غم اور کدورتیں زائل ہوجائیں گی۔ وُہ لوگ ایسا ہی کرتے اور ان کے کپڑے نئے اور پاکیزہ ہوجاتے اور ان کے بدنوں سے مَیل اور کثافت دُور ہوجاتی اور ان کے دل اندوہ والم سے رہا ہوجاتے۔ وُہ لوگ کہتے کہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ہم نے آپؐ پر اور آپؐ کی آلؑ پر درود بھیجا تو کیونکر ہم اور ہمارے لباس بُرائیوں اور کثافتوں سے پاک ہوگئے حضرتؐ فرماتے ہیں کہ محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درُود بھیجنا تمہارے دلوں کو کینہ اور صفات ذمیمہ سے اور تمہارے بدنوں کو گناہوں کے لوث سے اُس سے زیادہ پاک کردیتا ہے جیسے تمہارے کپڑے صاف وپاک ہوجاتے ہیں۔ بلکہ تمہارے کپڑوں سے زیادہ تمہارے نامۂ عمل کو گناہوں سے صاف وپاک کردیتا ہے اور نیکیوں سے زیادہ نورانی کردیتا ہے۔

سابقہ مشہور روایتوں میں مذکور ہے کہ چار سال اور ایک روایت کے مطابق تین سال اور بروایتے دو سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے ہمراہیوں پر اسی تکلیف وشدّت میں گزرے اس کے بعد حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُن کے صحیفۂ ملعونہ پر جسے کعبہ میں پوشیدہ کر رکھا تھا دیمک مسلط کردی جس نے سوائے خدا کے نام کے جو کچھ اُس کاغذ میں تھا چاٹ ڈالا۔ جبریلؑ نے اس کی اطلاع آنحضرتؐ کو پہنچائی، حضرتؐ نے ابوطالبؑ سے کہا۔ حضرت ابوطالبؑ نے یہ سُنکر اپنے لباس پہنے اور مسجد الحرام کی جانب چلے۔ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے وہاں اکابر قریش موجود تھے۔ ان لوگوں نے حضرت ابوطالبؑ کو دیکھ کر آپس میں کہا کہ ابوطالب محمدؐ کی حمایت سے عاجز آگئے اور اب اس لیئے آئے ہیں کہ محمدؐ کو ہمارے سپُرد کردیں۔ جب حضرتؑ ان کے قریب پہنچے تو وُہ لوگ تعظیم کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ ہم سمجھ گئے کہ آپ ہم سے اتحاد وصلح کرنے

آئے ہیں اور اپنے بھتیجے کو اب ہمارے سپُرد کردیں گے۔ ابوطالبؑ نے فرمایا خدا کی قسم اس واسطے نہیں آیا ہوں لیکن میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور مَیں جانتا ہوں کہ اُس نے جھوٹ نہیں کہا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ خداوندکریم نے تمہارے ملعونہ صحیفہ پر جس میں تم نے ہرطرح کے ظلم وستم پر عہد کیا ہے دیمک مسلط کردیا جس نے نامِ خدا کے سوا جو کچھ اُس میں تھا صاف کردیا اور کچھ نہیں چھوڑا ہے۔ لہٰذا اُس صحیفہ کو منگاؤ اور دیکھو اگر اُس کا بیان سچ ہو تو خدا سے ڈرو اور ظلم وجور اور قطع رحم سے باز آجاؤ اور اگر اُس کی یہ خبر غلط ثابت ہو تو مَیں اُس کو تمہارے حوالے کردُوں گا۔ تم چاہے اُس کو مار ڈالنا چاہے زندہ چھوڑ دینا۔ انہوں نے کہا آپ نے ہمارے ساتھ انصاف کیا اور کسی کو بھیج کر وُہ عہد نامہ منگایا۔ اپنی مہریں بدستور موجود پائیں جب اُس کو کھولا اُسی طرح پایا جیسے حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ قریش نے اپنے سروں کو جُھکا لیا۔ جناب ابوطالبؓ نے فرمایا اے قوم خدا سے ڈرو اور اس ظلم سے ہاتھ اُٹھالو اور شعب میں واپس آگئے۔ قریش کے کچھ لوگ جو پہلے سے نادم تھے جیسے مطعم بن عدی ابوالبختری بن ہشام اور زبیر بن اُمیّہ اُٹھے اور بولے کہ ہم اس نامہ کے عہد وپیمان سے بیزار ہیں۔ قریش کے اکثر لوگ ان کے موافق ہوگئے اور عہد نامہ کو پھاڑ ڈالا ابوجہل لعنہ نے ہرچند چاہا کہ وُہ باقی رہے مگر بچا نہ سکا۔ پھر بنی ہاشم شعب سے واپس آکر اپنے اپنے مکانوں میں قیام پذیر ہوئے۔ دو ماہ کے بعد ابوطالبؑ بیمار ہوتے اور آپ کے انتقال کا وقت قریب آگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ چچا جان آپ نے بچپن میں میری تربیت فرمائی اور عالمِ یتیمی میں میری کفالت کی میری جوانی میں مدد کی۔ خدا آپ کو میری جانب سے بہترین جزا دے۔ مَیں اس وقت آپ سے ایک آرزو رکھتا ہوں اگر آپ قبول فرمالیں تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہو اور آپ کی غرض یہ تھی کہ لوگ جان لیں کہ وُہ مسلمان ہوچکے ہیں اور صرف آنحضرتؐ کی محبت میں مسلمان نہیں ہوئے ہیں۔ یہ سُنکر جناب ابوطالبؑ نے کلمہ پڑھا اور اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور پیغمبروں کی امانتیں[1] اور ابراہیمؑ کی وصیتیں ان کے سپُرد کیں اور برحمتِ الٰہی داصل ہوئے۔ آنحضرتؐ اُن کے جنازہ کے ساتھ روتے ہوتے ساتھ تھے۔ فرماتے تھے اے چچا آپ نے صلۂ رحم کیا خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت ابوطالبؓ کی وفات نبوّت کے دسویں سال واقع ہوئی۔ آپ کی وفات کے ایک مہینہ پانچ روز یا تین روز بعد جناب خدیجہؓ نے عالم قدس کی جانب رحلت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے یہ سخت مصیبتیں تھیں اور آپؐ کو سخت صدمہ پہنچا۔ کیونکہ وہ دونوں ذواتِ مقدسہ اسلام کی اشاعت میں آپؐ کے وزیر، معین اور مددگار تھے اور شدتوں اور تکلیفوں میں حضرتؐ کے مونس وغمگسار تھے۔

شیخ طبرسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوطالبؑ کی وفات بعثت کے دسویں سال ہوئی اور تین روز کے بعد جناب خدیجہؓ نے وفات پائی۔ حضرتؐ نے اُس سال کا نام 'عام الحزن' رکھا یعنی غم واندوہ کا سال۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جناب خدیجہؓ کی وفات کے وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] معلوم ہُوا کہ جناب ابوطالبؑ حجتِ خدا اور اوصیائے انبیاء میں سے تھے ۱۲ (مترجم)

نے اُن سے فرمایا کہ مجھ پر تمہارا یہ حال بہت تکلیف دِہ ہے۔ جب تم اپنے مکانِ بہشت میں پہنچنا تو وہاں کے لوگوں کو میرا سلام کہہ دینا۔ جناب خدیجہؓ نے پُوچھا وہاں کون لوگ ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا وہ مریمؑ بنتِ عمران جناب موسیٰؑ کی بہن کلثومؑ اور فرعون کی زوجہ آسیہؑ ہیں کہ یہ بہشت میں میری زوجہ ہوں گی۔ جو تمہارے ساتھ رہیں گی۔ جناب خدیجہؓ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ کو مبارک ہو۔ اور مشہور ہے کہ وفات کے وقت جناب خدیجہؓ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ حضرتؐ نے ان کو حجون میں دفن کیا۔ پہلے ان کی قبر میں خود لیٹے پھر ان کو دفن کیا۔

کلینی نے بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوطالبؓ کی وفات ہوئی جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب مکّہ سے ہجرت کیجیے کیونکہ اب مکّہ میں آپؐ کا کوئی ناصر و مددگار نہیں رہا۔ قریش نے آنحضرتؐ پر یورش کی اور آپ اُن سے علیحدہ ہوکر مکّہ کی ایک پہاڑی پر چلے گئے جس کو حجون کہتے ہیں۔

عیاشی نے اُنہی حضرت سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے بعد تین سال تک مکّہ میں کفار قریش سے پوشیدہ رہے اور ان کے ساتھ سوائے امیرالمومنینؑ اور خدیجہؓ کے کوئی نہ تھا یہانتک کہ خدا نے ان کو حکم دیا کہ اپنے دین کو ظاہر کریں اور مشرکین کی پروا نہ کریں۔ اُس وقت آنحضرتؐ قبائل عرب پر ظاہر ہوکر ان سے مدد کے طالب ہوتے۔ لیکن وُہ کہتے تھے کہ تم جھوٹے ہو ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوطالبؑ کی وفات کے بعد آنحضرتؐ پر قریش کی سختیاں زیادہ ہونے لگیں تو آپ طائف کی طرف چلے گئے تاکہ ان کو دینِ حق کی دعوت دیں، وہاں قبیلہ ثقیف کے تین رئیسوں سے ملاقات ہوئی جو ایک دُوسرے کے بھائی تھے یعنی عبد یالیل، حبیب اور مسعود بن عمرو۔ حضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اپنی قوم کی ایذا رسانیوں کی اُن سے شکایت کی اور مدد کی خواہش فرمائی۔ ان لوگوں نے سختی سے جواب دیا اور اپنی قوم کو آنحضرتؐ کی اذیت پر اُبھارا اور وُہ بدبخت آپؐ کے راستہ میں کھڑے ہو گئے۔ حضرتؐ جس طرف جاتے وُہ آپ پر پتھر پھینکتے یہاں تک کہ آپؐ کے پائے اقدس زخمی ہو گئے اور خون جاری ہوگیا۔ آخر ایک باغ میں ایک درخت کے نیچے آپؐ نے پناہ لی۔ وہاں آپؐ نے عُتبہ اور شیبہ کو دیکھا۔ انکی عداوت سے چونکہ واقف تھے لہٰذا ان کو دیکھ کر اور رنجیدہ ہوتے۔ ان کا ایک غلام عداس اہل نینوا میں سے تھا۔ ان دونوں نے اس کو ایک طبق میں انگور دے کر حضرتؐ کے پاس بھیجا۔ عداس حضرتؐ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو۔ عداس نے کہا شہر نینوا کا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا خدا کے نیک بندے یُونس بن متیٰ کے شہر کے ہو؛ پھر حضرت یُونسؑ کا قصّہ اُس سے بیان کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ حضرتؐ کسی کو دعوتِ اسلام دینے میں حقیر نہیں سمجھتے تھے بلکہ شریف، وضیع، بندہ اور آزاد ہر ایک کو تبلیغِ رسالت میں یکساں قرار دیتے تھے۔ چونکہ عداس عالم تھا اور سابقہ کتابیں پڑھے ہوئے تھا حضرت کے علم و کمال اور نیک خصلتوں سے آگاہ ہوا تو ایمان لایا اور حضرتؐ کے خون آلود پائے اقدس پر گر پڑا۔ حضرتؐ کے قدموں کو چُومتا اور آنکھیں ملتا تھا۔ پھر اُن ملعونوں کے پاس واپس آیا تو وُہ بولے کہ کس لیئے محمدؐ کو

تُو نے سجدہ کیا حالانکہ ہم تیرے آقا ہیں مگر تُو نے ہم کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ اُس نے کہا ان کی عظمت و جلالت سے مَیں واقف ہوا۔ مجھ کو ان کی معرفت حاصل ہوگئی اپنے دل کو ان کی محبت سے لبریز پایا۔ وُہ دونوں ہنسے اور بولے اُس کے فریب میں مت آنا کیونکہ وُہ جادُوگر ہے۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ طائف میں پہنچے دیکھا کہ وُہ دونوں ملعون کُرسی پر بیٹھے ہیں۔ حضرتؐ کو دیکھ کر بولے وُہ آ رہے ہیں اب ہمارے سامنے کھڑے رہیں گے۔ لیکن جب حضرتؐ نزدیک پہنچے اُن کی کُرسی تعظیم کے لیئے جُھکی اور وُہ دونوں گر پڑے تو بولے کہ تمہارا جادُو اہلِ مکّہ پر نہ چلا تو اب طائف میں آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ زید بن حارثہ کے ساتھ نبوت کے دسویں سال ماہِ شوال کے آخر میں طائف گئے۔ دس روز یا پچاس روز وہاں قیام کیا۔ پھر وہاں سے واپس مکّہ کی جانب چلے تو راستہ میں انگور کے ایک درخت کے نیچے ٹھہرے اور مناجات کی اللّٰھم انی اشکو الیك ضعف قوتی و قلّة حیلتی وھوانی علے الناس انت ارحم الرّاحمین انت ربُّ المستضعفین وانت ربی الی من تکلنی الی بعید یتجھمنی او الی عدو ملّکته امری ان لم یکن علےّ غضب فلا ابالی ولٰکن عافیتك ھی اوسع لی اعوذ بنور وجھك الذی اشرقت له الظلمات وصلح علیه امر الدنیا والاخرة ان ینزل بی غضبك او یحل علےّ سخطك لك العتبٰی حتی ترضٰی ولا حول ولا قوة الّا بك۔ یہ دُعا سختیوں کے دُور کرنے میں مجرب ہے۔ جب آنحضرتؐ نخلہ میں پہنچے خداوندِ عالم نے جنوں کا ایک گروہ حضرتؐ کے پاس بھیجا جو ایمان لایا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ طائف سے واپس ہوتے تو عمرہ کے لیئے احرام باندھا اور چاہا کہ مکّہ میں داخل ہوں قریش میں سے ایک شخص کو جو حضرت پر پوشیدہ ایمان لایا تھا آپؐ نے اخنس بن شریک کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری امان میں مکّہ آکر عمرہ کا طواف اور سعی کرنا چاہتے ہیں۔ اور خود زید کے ساتھ غارِ حرا میں پوشیدہ ہوگئے۔ جب اُس کے پاس یہ پیغام پہنچا اُس نے کہا کہ میں قریش میں سے نہیں ہوں بلکہ اُن کا خلیفہ ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ وُہ میری امان قبول نہ کریں گے۔ اور یہ میرے لیئے ننگ و عار کا سبب ہوگا۔ پھر حضرتؐ نے سہیل بن عمر کے پاس بھیجا اور اُس سے امان طلب کی اُس نے بھی منظور نہیں کیا۔ پھر مطعم بن عدی کے پاس بھیجا۔ مطعم نے کہلایا کہ مَیں نے آپؐ کو امان دی مکّہ میں آیئے اور جو کام چاہیئے کیجیئے۔ اور اپنے لڑکوں اور داماد وں اور اپنے بھائی طعیمہ کو مقرر کیا کہ اپنے اسلحے جسم پر آراستہ کرو۔ اور لوگوں سے کہا کہ مَیں نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان دی ہے کعبہ کے گرد گھومتے رہو اور ان کی حفاظت کرو تاکہ طواف اور سعی کریں۔ وُہ لوگ دس اشخاص تھے جب آنحضرتؐ مکّہ میں داخل ہوتے ابوجہل ملعون نے کہا اے گروہِ قریش اس وقت محمدؐ تنہا آئے ہیں اُن کے حامی و مددگار مرگئے اب جو چاہو ان کے ساتھ کرو۔ طعیمہ نے اس کی یہ گفتگو سُنی تو کہا خاموش میرے بھائی نے ان کو امان دی ہے۔ یہ سُنکر ابوجہل ملعون مطعم کے پاس آیا کہا کیا محمدؐ کے دین میں تم بھی داخل ہوگئے ہو؟ اُس نے کہا نہیں۔ مگر میں نے ان کو امان دی ہے۔ جب حضرتؐ طواف اور سعی سے فارغ ہوتے مطعم کے

پاس آئے اور فرمایا اے ابو وہب تم نے مجھ کو امان دی اور مجھ پر احسان کیا اب میں تمہاری امان سے باہر ہوتا ہوں۔ اُس نے کہا کیوں میری امان میں نہیں رہتے کہ قریش آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچا ئیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں کسی مشرک کی امان میں ایک روز سے زیادہ نہیں رہنا چاہتا۔ یہ سُنکر مطعم نے ندا کی کہ محمدؐ میری امان سے باہر ہو گئے ہیں۔ حضرتؐ ہر موسم میں قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے، اور اُن کے گھروں پر جاکر تبلیغ فرماتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال عائشہ اور سودہ ربیعہ کی بیٹی کو آنحضرتؐ اپنے عقد میں لائے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبدقیس جو قبیلہ خزرج سے تھے عمرۂ رجب کے موسم میں مکہ آئے۔ اوس وخزرج دونوں قبیلوں کے درمیان برسوں سے جدال وقتال کی آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ اسی درمیان میں بعاث کی لڑائی اُن میں ہو چکی تھی۔ اوس خزرج پر غالب آ چکے تھے۔ وہ دونوں مکہ اس لیئے آئے تھے کہ قریش کے ہم سوگند ہو کر ان کو اوس کے خلاف اپنا مددگار بنائیں۔ اسعد، عُتبہ بن ربیعہ کا دوست تھا اُسی کے گھر میں مقیم ہوا۔ اُس سے کہا کہ ہمارے اور اوس کے درمیان بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ وہ ہم پر غالب آ گئے ہیں ہم تم ان کے مقابلہ پر ہم سوگند ہو جائیں۔ عُتبہ نے کہا تمہارا ملک ہمارے ملک سے دُور ہے اور سر دست ہم خود ایسے خلفشار میں مبتلا ہیں کہ کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔ اُس نے پُوچھا وہ کیا ہے حالانکہ تم حرم خدا میں ہو اور وہ امن وامان کی جگہ ہے۔ عتبہ نے کہا ایک شخص ہم میں سے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور ہماری عقلوں کو جہالت وحماقت سے نسبت قرار دیتا ہے، ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے جوانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اسعد نے پُوچھا وہ تمہیں میں سے ہے یا غیروں میں سے۔ عتبہ نے کہا وہ ہم میں سے ہے بلکہ ہم میں سب سے بہتر ہے وہ عبدالمطلب کا فرزند ہے ہم میں سب سے زیادہ شریف نجیب اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہے۔ چونکہ اوس وخزرج نے بنی قریظہ اور بنی النضیر اور بنی قینقاع کے یہودیوں سے جو اُن کے درمیان تھے سُنا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبرؐ مکہ میں ظاہر ہوگا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرے گا اور بہت سے عربوں کو اپنے دین میں شامل کرے گا۔ عُتبہ سے یہ سُنکر اسعد کے دل میں گزرا کہ یہ وہی پیغمبرؐ ہو گا جس کا وہ یہودی تذکرہ کیا کرتے تھے۔ اُس نے پوچھا وہ کہاں ہے۔ عتبہ نے کہا حجر اسمٰعیل میں بیٹھا ہے۔ وہ اور اُس کے ساتھی درّہ میں رہتے ہیں اور موسم حج وعمرہ میں باہر آتے ہیں۔ اُس کی باتیں مت سُننا اور نہ اُس سے گفتگو کرنا کیونکہ وہ جادوگر ہے، اور اپنی جادو بیانی سے لوگوں کو مسخر کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جبکہ بنی ہاشم شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ اسعد نے کہا میں تو عمرہ کی غرض سے آیا ہوں اور مجھے مسجد میں طواف کے لیئے جانا ضروری ہے۔ عُتبہ نے کہا اپنے کانوں میں رُوئی بھر لینا تاکہ اس کی باتیں نہ سُنو۔ یہ سُنکر اسعد نے اپنے کانوں میں روئی بھر لی اور مسجد میں داخل ہوا۔ حضرتؐ چند بنی ہاشم کے ساتھ حجر اسمٰعیل میں بیٹھے تھے۔ وہ طواف میں مشغول ہوا۔ اور آنحضرتؐ کی طرف سے گزرا۔ حضرتؐ نے اس کی طرف نگاہ کی اور تبسم فرمایا۔ اُس نے ایک مرتبہ طواف کیا دوسری مرتبہ اُس کے دل میں گذرا کہ مجھ سے زیادہ جاہل کوئی نہ ہوگا۔ ایسا معاملہ

مکہ میں ہو رہا ہے اور میں اُس کی حقیقت معلوم نہ کروں اور مدینہ واپس چلا جاؤں۔ یہ سوچ کر کانوں سے رُوئی نکال پھینکی۔ پھر حضرتؐ کے قریب آیا تو کہا نعم صباحًا۔ یہی ان کا سلام تھا۔ حضورؐ نے اس کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا خدا نے ہم کو اس سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے اور وہ اہلِ بہشت کا سلام ہے یعنی السّلام علیکم۔ اسعد نے کہا ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا خدا کی وحدانیت کی اور اپنی پیغمبری کی دعوت دیتا ہوں۔ اور یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو، اپنی اولاد کو فاقہ اور پریشانی کے خیال سے مت مار ڈالو، ظاہری اور باطنی گناہوں کو ترک کرو، کسی کو ناحق قتل مت کرو، یتیموں کا مال مت کھاجاؤ لیکن جس قدر مباح ہو جبتک کہ وہ حدِ بلوغ کو نہ پہنچیں۔ ناپ تول پوری پوری کرو، جب بات کرو انصاف اور حق سے کرو، کسی کی رعایت نہ کرو اگرچہ وہ تمہارے عزیز و رشتہ دار ہوں، خدا کے عہد و پیمان کو پُورا کرو۔ یہ باتیں ہیں جن کی خدا تم کو تعلیم دیتا ہے شاید تم نصیحت حاصل کرو۔ جب اسعد نے یہ کلام سُنا اُس کے دِل میں نورِ ایمان جلوہ گر ہوا اور سعادتِ ازلی نے اس کو گھیر لیا اور وہ بُول اُٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ یا رسُولؐ اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں قبیلہ خزرج سے ہوں مدینہ کا رہنے والا ہوں ہمارے اور قبیلۂ اوس کے درمیان عداوت ونزاع قائم ہے اگر خدا آپؐ کے سبب سے ہمارے اور ان کے درمیان میل وصلح کرا دے تو ہمارے نزدیک آپ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں ہو سکتا۔ میرے ساتھ میری قوم کے کچھ لوگ آتے ہیں اگر وہ بھی یہ پیغام قبول کرلیں تو اُمید ہے کہ خدا اِس معاملہ کو آپ کے بارے میں مکمل کر دے گا۔ خدا کی قسم ہم آپ کے خیر خواہ پہلے ہی سے ہیں۔ ہم یہودیوں سے سُنا کرتے تھے۔ وہ آپؐ کے آنے کی خوشخبری ہم کو دیا کرتے تھے اور آپؐ کی بعثت کی خبریں ہم کو سُنایا کرتے تھے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارا شہر آپؐ کی ہجرت کا مقام ہوگا کیونکہ یہودیوں نے ہم سے ایسا ہی بیان کیا ہے میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے توفیق دی کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ خدا کی قسم میں اس لیئے آیا تھا کہ قریش کو اپنا ہم سوگند بناؤں خدا نے اُس سے بہتر مجھے ذریعہ عطا فرمایا۔ پھر ذکوان آیا۔ اسعد نے اُس سے کہا یہ ہیں وہ پیغمبرؐ یہودیوں نے جن کی بشارت دی تھی اور اُن کے اوصاف سے ہم کو آگاہ کیا تھا۔ یہ سُنکر وہ بھی ایمان لایا اور کہا یا رسُولؐ اللہ کسی کو ہمارے ساتھ بھیجیئے جو ہم کو قرآن کی تعلیم دے اور لوگوں کو دینِ اسلام کی دعوت دے حضرتؐ نے مصعب بن زبیر کو اُن کے ساتھ بھیج دیا۔ وہ نوجوان آدمی تھے، ناز ونعمت سے پلے تھے اُن کے ماں باپ اُن کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ وہ کبھی مکہ سے باہر نہیں گئے تھے۔ وہ جب مُسلمان ہو گئے تو اُن کے والدین اُن پر سختیاں کرنے لگے۔ پھر اُن کو گھر سے نکال دیا تھا۔ وہ حضرتؐ کے ساتھ شعب ابی طالبؑ میں پناہ گزین تھے اُن کا حال بہت خراب ہو گیا تھا اور سختیاں برداشت کرنا اُن کے لیئے دُشوار تھا۔ ان کو قرآن کی آیتیں اور احکامِ خدا بہت کچھ معلوم تھے۔ غرض اسعد و ذکوان اور مصعب مدینہ آئے اور اپنی قوم سے آنحضرتؐ کا تذکرہ کیا اور حضرتؐ کے اوصاف بیان کیئے۔ وہاں ہر قبیلہ کے ایک ایک دو دو اشخاص مسلمان ہونے لگے مصعب اسعد کے گھر میں مقیم تھے ہر روز قبیلۂ خزرج کی مجلسوں میں جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے

تھے اور ان کے جوان قبول کرتے رہے۔ عبداللہ ابن اُبیّ اُس وقت قبیلۂ خزرج میں سب سے نمودار اور سربرآوردہ شخص تھا۔ اوس وخزرج دونوں نے سخاوت وشرافت کے باعث اتفاق کرلیا تھا کہ اس کو اپنا امیر بنالیں اور ایک تاج اُس کے لیئے تیار کیا تھا ایک موتی کی تلاش تھی تاکہ اُس تاج میں ٹانکیں۔ اوس کے قبیلے کے لوگ اس کی امارت پر اس لیئے راضی ہوگئے تھے کہ وُہ سخی اور نہایت شریف طبیعت تھا حالانکہ ان کے قبیلہ کا نہ تھا یا اس لیئے کہ وُہ بعاث میں خزرج کے ساتھ شریک نہ ہُوا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ اوس پر تمہارا ظلم ہے۔ جب اسعد مدینہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی خبر شائع ہوئی عبداللہ کی بادشاہی اور امارت خطرہ میں پڑگئی اس سبب سے وُہ اس کے خلاف کوشش کرنے لگا۔ اسعد نے مصعب سے کہا کہ میرے خالو سعد بن معاذ رؤسائے اوس میں سے ہیں اور نہایت شریف وعاقل شخص ہیں اور عمرو بن عوف کا قبیلہ ان کا مطیع ہے۔ اگر وُہ مُسلمان ہوگئے تو ہمارا مقصد پُورا ہوجائے گا۔ غرض مصعب اسعد کے ساتھ سعد بن معاذ کے محلّہ میں آتے اور ایک کنوئیں پر بیٹھے۔ جوانوں کی ایک جماعت ان کے گرد جمع ہوگئی۔ مصعب نے اُن کو قرآن کی آیتیں سُنائیں۔ جب یہ خبر سعد بن معاذ کو پہنچی اُس نے اسید ابن حضیر سے کہا جو اُن کے شرفا میں سے تھا کہ میں نے سُنا ہے کہ اسعد اُس مردِ قرشی کے ساتھ ہمارے محلّہ میں آیا ہے اور ہمارے جوانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ اس حرکت سے باز رہے جب اسید ان کو دکھائی دیا تو اسعد نے مصعب سے کہا کہ یہ مرد شریف و بزرگ ہے اگر یہ ہمارا ساتھی ہوجائے پھر ہم کامیاب ہیں۔ اسید قریب آیا تو بولا تیرے خالو نے کہا ہے کہ ہماری مجلسوں میں مت آیا کر اور ہمارے جوانوں کو گمراہ مت کر اور اپنے لیئے اوس سے خوف کر۔ مصعب نے کہا ذرا بیٹھو تو کہ میں اپنا معاملہ تم سے بیان کروں۔ اگر مناسب ہو مان لینا نہیں تو ہم تمہارے محلّہ سے چلے جائیں گے۔ اسید بیٹھ گیا۔ مصعب نے قرآن کی ایک سورۃ ان کو سُنائی جس سے اُن کے دِل میں ایمان کا نور جلوہ گر ہُوا۔ اسید نے پوچھا جو شخص اس دین میں داخل ہوتا ہے اُس کو کیا کرنا چاہیئے؟ مصعب نے کہا پہلے وُہ غُسل کرتا ہے اور پاک کپڑے پہنتا ہے اور کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ یہ سُنکر اسید کنوئیں میں لباس پہنے ہوئے اُترا اور غسل کیا۔ پھر آیا اور اپنے کپڑوں کو نچوڑا، اور کہا کلمۂ شہادتین مجھے سکھاؤ۔ اُس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اسعد سے کہا میں جاتا ہوں اور تمہارے خالو کو جس طرح ممکن ہوگا تدبیر وکوشش کرکے تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ جب اسید نیک اختر اُس سعد اکبر کے پاس پہنچے سعد دُور سے دیکھتے ہی بولے کہ اسید کی وُہ صورت نہیں معلوم ہوتی جو یہاں سے جاتے وقت تھی۔ غرض سعد کو اُسید نے جس تدبیر سے ممکن ہُوا اُٹھایا اور مصعب کے پاس لاتے۔ مصعب نے سورۃ حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (پ۲۴ آیت ۱و۲ سورۃ سجدہ) کی تلاوت کی ادھر مصعب سورۃ کی تلاوت سے فارغ ہوتے تو نورِ ایمان سعد سعادت مند کی پیشانی سے چمکنے لگا۔ سعد نے کسی کو اپنے مکان بھیج کر دو لباس منگواتے اور غسل کرکے پہنا اور کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا پھر دو رکعت نماز ادا کی اور مصعب کا ہاتھ پکڑ کے اپنے گھر لاتے اور کہا علانیہ

تبلیغ دین کیجیئے اور کسی کی پرواہ مت کیجیئے۔ پھر سعد قبیلۂ بنی عمرو بن عوف کے درمیان آکر کھڑے ہوتے، اور بلند آواز سے ندا دی کہ اے فرزندانِ عمرو بن عوف تم میں سے ہر ایک مرد و زن باکرہ اور شوہردار، بوڑھے اور جوان اور بچے میرے پاس آؤ کیونکہ آج کا وُہ دن نہیں ہے کہ کوئی پردہ میں پوشیدہ رہے جب وُہ سب جمع ہوئے تو کہا تم لوگ اپنے واسطے مجھ کو کیا سمجھتے ہو؟ سب نے یک زبان ہوکر کہا آپ ہمارے بزرگ اور سردار ہیں آپ کا جو حکم ہو ہم سب اطاعت کے لیئے حاضر ہیں اور آپ کے کسی حکم سے انحراف نہیں کریں گے۔ آپ جو کچھ چاہتے ہیں بیان کیجیئے۔ سعد نے کہا آج سے تم مردوں، عورتوں اور بچّوں سے گفتگو کرنا مجھ پر حرام ہے جبتک کہ تم اس امر کا اقرار نہ کرو کہ خدا واحد ویکتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسُولؐ ہیں۔ میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھ کو ایمان کی نعمت سے سرفراز فرمایا یہ وُہی پیغمبرؐ ہیں جن کی پیشنگوئی ہم سے یہودی کیا کرتے تھے۔ یہ سُنکر وُہ تمام قبیلہ مُسلمان ہوگیا۔ غرض اسلام اوس وخزرج دونوں قبیلوں میں شائع اور رائج ہُوا اور دونوں قبیلوں کے سردار وبزرگ مُسلمان ہوگئے کیونکہ اُن سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف یہودیوں سے سُنے تھے۔ مصعب نے ان تمام حالات سے آنحضرتؐ کو اطلاع دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جو مُسلمان ہوتے تھے اجازت دے دی کہ جس کے اعزا تکلیف وآزار پہنچاتے ہوں وُہ مدینہ چلے جائیں۔ پھر تو ایک ایک کرکے مسلمان مدینہ آتے رہے۔ اور جو شخص مدینہ آتا اوس و خزرج کے لوگ اس کو اپنے گھر لے جاتے اور اس کی خاطر ومدارات میں کوئی کمی نہ کرتے۔ اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ نبوّت کے گیارھویں سال شعب ابی طالب سے باہر آنے کے بعد قبیلۂ خزرج کے چھ آدمیوں سے حضرتؐ کی ملاقات ہوئی۔ وُہ چھ اشخاص اسعد بن زرارہ، عون بن الحرث، رافع بن مالک، قطبہ بن عامر، عقبہ بن عامر اور جابر بن عبداللہ تھے۔ حضرتؐ نے اُن سے پُوچھا تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم خزرج کے قبیلہ سے ہیں۔ فرمایا کچھ دیر بیٹھتے نہیں کہ تم سے کچھ باتیں کروں۔ وُہ لوگ بیٹھ گئے۔ حضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن کی آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ انہوں نے حضرتؐ کے بیان کی سچائی مشاہدہ کی تو آپس میں کہنے لگے یہ وہی پیغمبرؐ ہے یہودی جن کی خبر دیتے رہتے تھے۔ لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ ہم سبقت کریں اور تمام قوموں سے پہلے ایمان لائیں۔ غرض وُہ لوگ مسلمان ہوگئے اور مدینہ واپس گئے؛ اور آنحضرتؐ کا تذکرہ مدینہ میں ہونے لگا۔ نبوّت کے بارھویں سال بارہ اشخاص انصار میں سے حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور عقبہ کے نزدیک بیعت کی۔ یہی بیعت عقبۂ اولیٰ ہے۔ اس روایت کے مطابق اسی سال حضرتؐ نے مصعب ابن عمیر کو ان کے ساتھ بھیجا تاکہ ان کو مسائلِ دین سکھائیں اور قرآن اور اسلام کی دعوت دیں۔ دُوسرے موسم میں نبوّت کے تیرھویں سال اوس وخزرج کے بہت سے لوگ مسلمانوں اور کافروں میں سے حضرتؐ کی اطاعت کے لیئے حاجیوں کے ساتھ مکہ آئے۔ حضرتؐ نے اُن کے پاس جاکر دریافت فرمایا کہ آیا میری حمایت کروگے؟ میں خدا کی کتاب تمہارے سامنے پڑھتا ہوں۔ تم مسلمان ہوجاؤ تاکہ تم کو اس کے عوض بہشت میں جگہ ملے انہوں نے عرض کی بیشک یا رسُولؐ اللہ جو پیمان چاہیئے اپنے اور خدا کے لیئے ہم سے لیجیئے۔ حضرتؐ نے


هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم
اردو ترجمہ
حیات القلوب
جلد دوم
مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ
ترجمہ
مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزا پوری

فرمایا بارھویں شب مِنیٰ میں جمع ہو۔ غرض جب وُہ لوگ حج سے فارغ ہوئے مِنیٰ میں جمع ہوئے۔ اُن میں بہت سے مُسلمان بھی تھے اور اکثر ابھی مُشرک ہی تھے۔ عبداللہ بن اُبی بھی ان میں موجود تھا۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا خانۂ عبدالمطلب میں سب لوگ چلو جو عقبہ پر واقع ہے لیکن ایک ایک کرکے آؤ۔ حضرتؐ کے ساتھ امیرالمومنینؑ جناب حمزہؓ اور جناب عباسؓ تھے۔ غرض شب کے وقت ستّر اشخاص اوس و خزرج کے قبیلہ والے جمع ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تہتّر مرد و زن تھے۔ جب حضرتؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی اور اُن سے بہشت کا وعدہ فرمایا' اسعد بن زرارہ' براء بن معرور اور عبداللہ بن خرام نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ ہم سے اپنے اور اپنے خدا کے لیئے جو چاہیئے عہد و پیمان لیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم سے یہ اقرار لیتا ہوں کہ تم میری حفاظت اُسیطرح کروگے جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور میرے اہلبیتؑ کی حفاظت اُسی طرح کروگے جس طرح اپنے اہلبیت اور اولاد کی کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہمارے لیئے کیا اجر ہوگا۔ فرمایا تمہارے واسطے جنت ہوگی اور دنیا میں عرب کے مالک ہو جاؤگے اور اہلِ عجم تمہاری اطاعت کریں گے' تم بادشاہ اور حاکم بن جاؤگے۔ انہوں نے کہا ہم کو منظور ہے۔ پھر عباس بن نضلہ جو قبیلۂ اوس سے تھا کھڑا ہوا اور کہا اے گروہِ اوس و خزرج جانتے ہو کہ کس عہد پر آمادگی ظاہر کر رہے ہو۔ عرب و عجم کے ساتھ قتال اور بادشاہانِ روئے زمین کے ساتھ جنگ پر! اگر یہ سمجھتے ہو کہ حضرت پر مصیبت اور سختی پڑے گی تو ان کو چھوڑ دوگے اور ان کی مدد نہ کروگے تو ہرگز ان کو دھوکے میں نہ رکھو اور ان کو اپنے شہر میں رہنے دو اگرچہ حضرتؐ کی قوم نے مخالفت کی ہے لیکن پھر بھی وُہ ان میں صاحبِ عزت اور مصدرِ فضل و کرم ہیں۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے کہ آپؐ کو تکلیف پہنچا سکے۔ یہ سُنکر عبداللہ بن خرام' اسعد بن زرارہ اور ابوالہیثم ابن تیہان نے کہا تجھ کو ہمارے عہد و اقرار سے کیا واسطہ۔ یا رسُولؐ اللہ ہمارے خون آپ کے خون پر اور ہماری جانیں آپ کی جان پر قربان ہیں۔ آپ جو عہد اور شرط چاہیئے کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے سرداروں اور سرپرستوں میں سے بارہ اشخاص کا انتخاب کرو جس طرح جناب موسٰیؑ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب مقرر کیئے تھے۔ انہوں نے عرض کی جنکو آپ چاہیں انتخاب کرلیں۔ تو جبریل علیہ السّلام نے تعیین کی اور حضرتؐ نے جبریلؑ کے انتخاب کے مطابق خزرج سے نو اشخاص اسعد بن زرارہ' براء بن معرور' عبداللہ بن خرام پدرِ جابرؓ' رافع بن مالک' سعد بن عبادہ' منذر بن عمرو' عبداللہ بن رواحہ' سعد بن ربیع اور عبادہ بن صامت کا انتخاب فرمایا اور قبیلہ اوس سے ابوالہیثم بن تیہان' اُسید بن حضیر اور سعد بن خثیمہ کو اختیار فرمایا۔ ان لوگوں نے حضرتؐ سے بیعت کی۔ اُس وقت ابلیس ملعون نے عقبہ کے نزدیک ندا کی اے گروہِ قریش اور اے عرب کے تمام لوگو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اوس و خزرج کے ساتھ عقبہ میں ہیں وُہ لوگ بیعت کر رہے ہیں کہ تم سے جنگ کریں۔ جب قریش نے یہ آواز سُنی غضبناک ہوئے اور اسلحے لیکر عقبہ کی طرف چلے اُدھر حضرتؐ نے انصار سے فرمایا کہ اب منتشر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ اجازت ہو تو ہم ابھی ان سے جنگ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے ابھی اجازتِ جنگ نہیں دی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا ہمارے ساتھ نکل چلیئے۔ فرمایا میں خدا کے حکم کا منتظر ہوں۔ جب قریش اپنی تمام جمعیت کیساتھ

آئے۔ جناب حمزہؓ اور جناب امیرؑ اپنی اپنی تلواریں نکال کر عقبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوگئے۔ قریش نے جناب حمزہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہاں کس کام کے لیئے تم لوگ جمع ہوئے ہو۔ حمزہؓ نے کہا کوئی اجتماع نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر کوئی بھی آگے بڑھا اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ قریش واپس گئے اور عبداللہ بن ابی سے ملاقات ہوگئی تو کہا کہ تمہاری قوم نے ہم سے جدال و قتال کے لیئے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے بیعت کی ہے۔ چونکہ عبداللہ کو علم نہ تھا اور اُس سے کسی نے کچھ بتایا بھی نہ تھا۔ اس لیئے اُس نے قسم کھا کر کہا ایسا نہیں ہے۔ اُن لوگوں نے اُس کا اعتبار کیا۔ انصار مدینہ کی طرف واپس گئے' اور آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے [۱]

۲۷

ستائیسواں باب

مدینہ کی جانب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت اور اسکے اسباب

علی بن ابراہیم' شیخ طوسی' شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے بسند ہائے معتبر آنحضرتؐ کی ہجرت کے اسباب کے بارے میں روایت کی ہے کہ جب کفارِ قریش نے دیکھا کہ حضرتؐ کی نبوت کا معاملہ روز بروز طاقت پکڑتا جا رہا ہے اور ہر آن ترقی پر ہے اور اس کے خلاف ان کی تدبیریں بیکار ہوگئیں اور انصار کی بیعت کی خبر بھی ان کو معلوم ہوگئی تو دارالندوہ میں مشورہ کے لیئے جمع ہوئے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب اُن پر کوئی سخت مشکل پڑتی تو وُہ وہاں جمع ہوکر باہم مشورہ کرتے اور چالیس برس سے کم عمر والے کو آنے نہ دیتے۔ غرض قریش کے چالیس بوڑھے لوگ وہاں اکٹھے ہوئے۔ شیطان ملعون بھی ایک مردِ پیر کی صورت میں آیا کہ وہاں داخل ہو۔ دربان نے روکا اور پُوچھا کہ تُو کون ہے۔ اُس نے کہا میں اہلِ نجد میں سے ایک بوڑھا شخص ہوں تم لوگوں کو میری مناسب رائے کی ضرورت ہے۔ میں نے سُنا کہ تم اس مرد کے دفعیہ کے لیئے یہاں جمع ہوئے ہو تو میں بھی آیا ہوں کہ اس معاملہ میں تمہیں مناسب مشورہ دوں۔ دربان نے یہ سُنکر اُس کو اندر جانے دیا۔ اور عیاشی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش نے ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی کو بلایا اور دارالندوہ کی طرف چلے تاکہ حضرت رسالتمآبؐ کے دفعیہ میں وہاں

---

[۱] مؤلف فرماتے ہیں یہ جو کچھ بیان کیا گیا' علی بن ابراہیم' شیخ طبرسی' قطب راوندی' ابن شہر آشوب اور دُوسرے معتمد اصحاب کی روایتوں کے مطابق ہے۔ اور بعض کی روایت بعض کی روایت میں داخل و شامل ہے۔ ۱۲

فرمایا بارھویں شب منیٰ میں جمع ہو۔ غرض جب وُہ لوگ حج سے فارغ ہوئے منیٰ میں جمع ہوئے۔ اُ
مسلمان بھی تھے اور اکثر ابھی مُشرک ہی تھے۔ عبداللہ بن اُبی بھی ان میں موجود تھا۔ حضرتؐ نے
خانۂ عبدالمطلب میں سب لوگ چلو جو عقبہ پر واقع ہے لیکن ایک ایک کرکے آؤ۔ حضرتؐ کے ساتھ
جناب حمزہؓ اور جناب عباسؓ تھے۔ غرض شب کے وقت سترؔ اشخاص اوس و خزرج کے ق
ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تہترؔ مرد وزن تھے۔ جب حضرتؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی
بہشت کا وعدہ فرمایا، اسعد بن زرارہ، براء بن معرور اور عبداللہ بن خرام نے کہا یا رسُولؐ اللہ آ
اور اپنے خدا کے لیئے جو چاہیئے عہد و پیمان لیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم سے یہ اقرار لیتا ہوں
حفاظت اُسی طرح کروگے جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور میرے اہلبیتؑ کی حف
طرح کروگے جس طرح اپنے اہلبیت اور اولاد کی کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہما
اجر ہوگا۔ فرمایا تمہارے واسطے جنت ہوگی اور دنیا میں عرب کے مالک ہو جاؤگے اور اہل عجم ت
کریں گے، تم بادشاہ اور حاکم بن جاؤگے۔ انہوں نے کہا ہم کو منظور ہے۔ پھر عباس بن نضلہ
سے تھا کھڑا ہوا اور کہا اے گروہ اوس و خزرج جانتے ہو کس عہد پر آمادگی ظاہر کر رہے ہو۔ عر
قتال اور بادشاہان روئے زمین کے ساتھ جنگ پر؟ اگر یہ سمجھتے ہو کہ حضرتؐ پر مصیبت اور سختی
ان کو چھوڑ دوگے اور ان کی مدد نہ کروگے تو ہرگز ان کو دھوکے میں نہ رکھو اور ان کو اپنے شہر
اگرچہ حضرتؐ کی قوم نے مخالفت کی ہے لیکن پھر بھی وُہ ان میں صاحب عزت اور معدن فضل و
کسی میں طاقت نہیں ہے کہ آپؐ کو تکلیف پہنچا سکے۔ یہ سُنکر عبداللہ بن خرام، اسعد بن زرارہ
ابن تیہان نے کہا تجھ کو ہمارے عہد و اقرار سے کیا واسطہ۔ یا رسُولؐ اللہ ہمارے خون آپ
ہماری جانیں آپ کی جان پر قربان ہیں۔ آپ جو عہد اور شرط چاہیئے کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا
اور ہر پرستوں میں سے بارہ اشخاص کا انتخاب کرو جس طرح جناب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل
نقیب مقرر کیئے تھے۔ انہوں نے عرض کی جنکو آپ چاہیں انتخاب کر لیں۔ تو جبریل علیہ السلام
اور حضرتؐ نے جبریلؑ کے انتخاب کے مطابق خزرج سے نوؔ اشخاص اسعدؓ بن زرارہ، براءؓ بن م
بن خرام پدر جابرؓ، رافعؓ بن مالک، سعدؓ بن عبادہ، منذرؓ بن عمرو، عبداللہؓ بن رواحہ، سعدؓ بن
بن صامت کا انتخاب فرمایا اور قبیلہ اوس سے ابوالہیثم بن تیہان، اُسید بن حضیر اور سـ
اختیار فرمایا۔ ان لوگوں نے حضرتؐ سے بیعت کی۔ اُس وقت ابلیس ملعون نے عقبہ کے نزدیک
قریش اور اے عرب کے تمام لوگو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اوس و خزرج کے ساتھ عقبہ
بیعت کر رہے ہیں کہ تم سے جنگ کریں۔ جب قریش نے یہ آواز سُنی غضبناک ہوئے اور
عقبہ کی طرف چلے اُدھر حضرتؐ نے انصار سے فرمایا کہ اب منتشر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی یا
اجازت ہو تو ہم ابھی ان سے جنگ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے ابھی اجازت جنگ نہیں د
نے کہا اچھا ہمارے ساتھ نکل چلیئے۔ فرمایا میں خدا کے حکم کا منتظر ہوں۔ جب قریش اپنی تمام

حکم ہے۔ میری جان آپؐ پر فدا ہو آپ جو حکم دیں میں جان و دل سے قبول کرنے کو حاضر ہوں۔ اور جس طرح ہے
آپ پسند کریں عمل کرنے کو موجود ہوں۔ اس بارہ میں اور ہر امر کے متعلق اپنے پروردگار سے توفیق کا خواستگار
ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم میری حضرمی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو خداوند عالم تم کو میرا شبیہ بنادے گا
اے علیؑ سمجھ لو کہ خدا اپنے دوستوں کا ایمان اور مراتب کے مطابق امتحان لیتا ہے اور پیغمبروں کا امتحان
اور انپر بلائیں تمام لوگوں سے زیادہ اور سخت ہوتی ہیں۔ اُس کے بعد جو شخص سب سے زیادہ نیک ہے
اُس کا امتحان بھی بڑا سخت ہوتا ہے۔ میرے بھائی خدا نے تیرا امتحان لیا اور میرا امتحان تیرے بارے میں لیا ہے
ویسا ہی امتحان جیسا ابراہیمؑ خلیل اور اسمٰعیلؑ ذبیح کا لیا تھا۔ اور دُشمنوں کی تلواروں کے نیچے تجھ کو سُلانا
مجھ پر ابراہیمؑ کے اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیئے لٹانے سے زیادہ شاق ہے اس لیئے کہ تو میری جان سے زیادہ
مجھ کو عزیز ہے اور تیرا دشمنوں کی تلواروں کے نیچے بخوشی خاطر سونا مہربان باپ کی تلوار کے نیچے اسمٰعیلؑ کے
لیٹنے سے زیادہ عظیم ہے۔ لہٰذا میرے بھائی صبر کرنا کیونکہ نیک عمل والوں سے خدا کی رحمت قریب ہوتی ہے
یہ فرما کر حضرتؐ نے ان کو سینہ سے لگا لیا اور بہت روئے، امیرالمؤمنینؑ بھی حضرتؐ کی جدائی میں روئے
آخر حضرتؐ نے ان کو خدا کے سپرد کیا۔ جبریلؑ آئے اور حضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکال لے گئے حالانکہ
اُس وقت قریش کے تمام لوگ حضرتؐ کے مکان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے
اُس وقت یہ آیت تلاوت فرمائی:- وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا
فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (سورۂ یٰسین پ۲۲ آیت ۹) اور ہم نے اُن کے سامنے ایک دیوار اور
اُن کے پیچھے ایک دیوار کھڑی کردی اور اُوپر سے اُن کو ڈھانک دیا تو وُہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔"
خدا نے اُنپر نیند غالب کردی جس سے اُن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے کی خبر نہ ہو سکی۔
حضرتؐ نے ایک مٹھی خاک لے کر ان کی طرف پھینکا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ تمہاری صورتیں قبیح ہو جائیں
کہ اپنے پیغمبرؐ کے ساتھ ایسا ظلم کرتے ہو۔ اور دوسری روایت کے مطابق وُہ سب جاگ رہے تھے خدا
نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں کہ وُہ آنحضرتؐ کو نہ دیکھ سکے۔ جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ غارِ ثور میں
چلے جائیے اور وہاں چھپ جائیے۔ اِدھر جناب امیرؑ آنحضرتؐ کی جگہ پر سوئے حضرتؐ کی چادر اوڑھ لی۔
اُس زمانہ میں مکہ کے مکانوں میں دروازے نہیں ہوتے تھے اور دیواریں چھوٹی ہوتی تھیں۔ کفارِ قریش
امیرالمؤمنین علیہ السلام کو آنحضرتؐ کے بستر پر سویا ہوا دیکھ رہے تھے اور سمجھتے کہ رسُولؐ خدا سوئے ہوئے
ہیں اور حضرتؑ پر پتھر پھینک رہے تھے۔ خاصہ اور عامہ کی متواترہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ آیۂ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (آیت ۲۰۷، سورۂ بقرہ، پ۲) جناب امیرؑ کی شان
میں نازل ہوا کیونکہ آنجنابؑ نے اپنی جان پیغمبرِ خدا پر فدا کردی تھی۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں ایک
ایسا شخص بھی ہے جو خدا کی خوشنودی کے عوض اپنی جان فروخت کرتا ہے۔ ثعلبی اور احمد بن حنبل نے
اور غزالی نے احیا میں ان کے علاوہ دوسرے محدثین و مفسرین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ اُس رات
امیرالمؤمنینؑ حضرت سیّد المرسلینؐ کی جگہ پر سوئے تو خدا نے جبریلؑ و میکائیلؑ کو وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو

فرمایا بارھویں شب مِنیٰ میں جمع ہو۔ غرض جب وُہ لوگ حج سے فارغ ہوئے مِنیٰ میں جمع ہوئے۔ اُن میں بہت سے مسلمان بھی تھے اور اکثر ابھی مُشرک ہی تھے۔ عبداللہ بن اُبی بھی ان میں موجود تھا۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا خانۂ عبدالمطلب میں سب لوگ چلو جو عقبہ پر واقع ہے لیکن ایک ایک کرکے آؤ۔ حضرتؐ کے ساتھ امیرالمومنینؑ جناب حمزہؓ اور جناب عباسؓ تھے۔ غرض شب کے وقت ستّر اشخاص اوس و خزرج کے قبیلہ والے جمع ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تہتّر مرد و زن تھے۔ جب حضرتؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی اور اُن سے بہشت کا وعدہ فرمایا، اسعد بن زرارہ، براء بن معرور اور عبداللہ بن خرام نے کہا یارسُول اللہ آپ ہم سے اپنے اور اپنے خدا کے لیئے جو چاہیئے عہد و پیمان لیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم سے یہ اقرار لیتا ہوں کہ تم میری حفاظت اُسیطرح کروگے جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور میرے اہلبیتؑ کی حفاظت اُسی طرح کروگے جس طرح اپنے اہلبیت اور اولاد کی کرتے ہو۔ انہوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہمارے لیئے کیا اجر ہوگا۔ فرمایا تمہارے واسطے جنت ہوگی اور دنیا میں عرب کے مالک ہو جاؤگے اور اہلِ عجم تمہاری اطاعت کریں گے، تم بادشاہ اور حاکم بن جاؤگے۔ انہوں نے کہا ہم کو منظور ہے۔ پھر عباس بن نضلہ جو قبیلۂ اوس سے تھا کھڑا ہوا اور کہا اے گروہِ اوس و خزرج جانتے ہو کہ کس عہد پر آمادگی ظاہر کر رہے ہو۔ عرب و عجم کے ساتھ قتال اور بادشاہانِ روئے زمین کے ساتھ جنگ پر! اگر یہ سمجھتے ہو کہ حضرتؐ پر مصیبت اور سختی پڑے گی تو ان کو چھوڑ دوگے اور ان کی مدد نہ کروگے تو ہرگز ان کو دھوکے میں نہ رکھو اور ان کو اپنے شہر میں رہنے دو اگرچہ حضرتؐ کی قوم نے مخالفت کی ہے لیکن پھر بھی وُہ ان میں صاحبِ عزت اور مصدرِ فضل و کرم ہیں۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے کہ آپؐ کو تکلیف پہنچا سکے۔ یہ سُنکر عبداللہ بن خرام، اسعد بن زرارہ اور ابوالہیثم ابن تیہان نے کہا تجھ کو ہمارے عہد و اقرار سے کیا واسطہ۔ یارسُول اللہ ہمارے خون آپ کے خون پر اور ہماری جانیں آپ کی جان پر قربان ہیں۔ آپ جو عہد اور شرط چاہیئے کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے سرداروں اور سرپرستوں میں سے بارہ اشخاص کا انتخاب کرو جس طرح جناب موسےٰؑ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب مقرر کیئے تھے۔ انہوں نے عرض کی جنکو آپ چاہیں انتخاب کر لیں۔ تو جبرئیل علیہ السّلام نے تعیین کی اور حضرتؐ نے جبرئیلؑ کے انتخاب کے مطابق خزرج سے نَو اشخاص اسعدؓ بن زرارہ، براءؓ بن معرور، عبداللہ بن خرام پدرِ جابرؓ، رافعؓ بن مالک، سعدؓ بن عبادہ، منذرؓ بن عمرو، عبداللہؓ بن رواحہ، سعدؓ بن ربیع اور عبادہ بن صامت کا انتخاب فرمایا اور قبیلہ اوس سے ابوالہیثم بن تیہان، اُسید بن حضیر اور سعد بن خیثمہ کو اختیار فرمایا۔ ان لوگوں نے حضرتؐ سے بیعت کی۔ اُس وقت ابلیس ملعون نے عقبہ کے نزدیک ندا کی اے گروہِ قریش اور اے عرب کے تمام لوگو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اوس و خزرج کے ساتھ عقبہ میں ہیں وُہ لوگ بیعت کر رہے ہیں کہ تم سے جنگ کریں۔ جب قریش نے یہ آواز سُنی غضبناک ہوئے اور اسلحے لیکر عقبہ کی طرف چلے اُدھر حضرتؐ نے انصار سے فرمایا کہ اب منتشر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی یارسُول اللہ اگر اجازت ہو تو ہم ابھی ان سے جنگ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے ابھی اجازتِ جنگ نہیں دی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا ہمارے ساتھ نکل چلیئے۔ فرمایا میں خدا کے حکم کا منتظر ہوں۔ جب قریش اپنی تمام جمعیت لیکر

آئے۔ جناب حمزہؓ اور جناب امیرؑ اپنی اپنی تلواریں نکال کر عقبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوگئے۔ قریش نے جناب حمزہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہاں کس کام کے لیئے تم لوگ جمع ہوئے ہو۔ حمزہؓ نے کہا کوئی اجتماع نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر کوئی بھی آگے بڑھا اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ قریش واپس گئے اور عبداللہ بن ابی سے ملاقات ہوگئی تو کہا کہ تمہاری قوم نے ہم سے جدال و قتال کے لیئے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بیعت کی ہے۔ چونکہ عبداللہ کو علم نہ تھا اور اُس سے کسی نے کچھ بتایا بھی نہ تھا۔ اس لیئے اُس نے قسم کھا کر کہا ایسا نہیں ہے۔ اُن لوگوں نے اُس کا اعتبار کیا۔ انصار مدینہ کی طرف واپس گئے، اور آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ [له]

۲۷

ستائیسواں باب

مدینہ کی جانب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اور اسکے اسباب

علی بن ابراہیم، شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے بسند ہائے معتبر آنحضرتؐ کی ہجرت کے اسباب کے بارے میں روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے دیکھا کہ حضرتؐ کی نبوت کا معاملہ روز بروز طاقت پکڑتا جارہا ہے اور ہر آن ترقی پر ہے اور اس کے خلاف ان کی تدبیریں بے کار ہوگئیں اور انصار کی بیعت کی خبر بھی ان کو معلوم ہوگئی تو دارالندوہ میں مشورہ کے لیئے جمع ہوئے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب اُن پر کوئی سخت مشکل پڑتی تو وُہ وہاں جمع ہو کر باہم مشورہ کرتے اور چالیس برس سے کم عمر والے کو آنے نہ دیتے۔ غرض قریش کے چالیس بوڑھے لوگ وہاں اکٹھا ہوئے۔ شیطان ملعون بھی ایک مردِ پیر کی صورت میں آیا کہ وہاں داخل ہو۔ دربان نے روکا اور پُوچھا کہ تُو کون ہے۔ اُس نے کہا میں اہلِ نجد میں سے ایک بوڑھا شخص ہوں تم لوگوں کو میری مناسب رائے کی ضرورت ہے۔ مَیں نے سُنا کہ تم اس مرد کے دفعیہ کے لیئے یہاں جمع ہوئے ہو تو میں بھی آیا ہوں کہ اس معاملہ میں تمہیں مناسب مشورہ دوں۔ دربان نے یہ سُنکر اُس کو اندر جانے دیا۔ اور عیاشی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش نے ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی کو بلایا اور دارالندوہ کی طرف چلے تاکہ حضرت رسالتمآبؐ کے دفعیہ میں وہاں

له مؤلف فرماتے ہیں یہ جو کچھ بیان کیا گیا علی بن ابراہیم، شیخ طبرسی، قطب راوندی، ابن شہر آشوب اور دوسرے معتمد اصحاب کی روایتوں کے مطابق ہے۔ اور بعض کی روایت بعض کی روایت میں داخل و شامل ہے۔ ۱۲

فرمایا بارھویں شب مِنیٰ میں جمع ہو۔ غرض جب وُہ لوگ حج سے فارغ ہوئے مِنیٰ میں جمع ہوئے۔ اُن میں بہت سے مسلمان بھی تھے اور اکثر ابھی مُشرک ہی تھے۔ عبداللہ بن اُبَی بھی ان میں موجود تھا۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا خانۂ عبدالمطلب میں سب لوگ چلو جو عقبہ پر واقع ہے لیکن ایک ایک کرکے آؤ۔ حضرتؐ کے ساتھ امیرالمومنینؑ جناب حمزہؓ اور جناب عباسؓ تھے۔ غرض شب کے وقت سترؓ اشخاص اوس و خزرج کے قبیلہ والے جمع ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تہترؓ مرد و زن تھے۔ جب حضرتؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے بہشت کا وعدہ فرمایا' اسعد بن زرارہ' براء بن معرور اور عبداللہ بن خرام نے کہا یارسُولؐ اللہ آپ ہم سے اپنے اور اپنے خدا کے لیئے جو چاہیئے عہد و پیمان لیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم سے یہ اقرار لیتا ہوں کہ تم میری حفاظت اُسیطرح کرو گے جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور میرے اہلبیتؑ کی حفاظت اُسی طرح کرو گے جس طرح اپنے اہلبیت اور اولاد کی کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہمارے لیئے کیا اجر ہو گا۔ فرمایا تمہارے واسطے جنت ہوگی اور دنیا میں عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور اہل عجم تمہاری اطاعت کریں گے' تم بادشاہ اور حاکم بن جاؤ گے۔ انہوں نے کہا ہم کو منظور ہے۔ پھر عباس بن نضلہ جو قبیلۂ اوس سے تھا کھڑا ہوُا اور کہا اے گروہ اوس و خزرج جانتے ہو کس عہد پر آمادگی ظاہر کر رہے ہو۔ عرب و عجم کے ساتھ قتال اور بادشاہان روئے زمین کے ساتھ جنگ پر؟ اگر یہ سمجھتے ہو کہ حضرتؐ پر مصیبت اور سختی پڑے گی تو ان کو چھوڑ دو گے اور ان کی مدد نہ کرو گے تو ہرگز ان کو دھوکے میں نہ رکھو اور ان کو اپنے شہر میں رہنے دو اگرچہ حضرتؐ کی قوم نے مخالفت کی ہے لیکن پھر بھی وُہ ان میں صاحب عزت اور مصدر فضل و کرم ہیں۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے کہ آپؐ کو تکلیف پہنچا سکے۔ یہ سُنکر عبداللہ بن خرام' اسعد بن زرارہ اور ابوالہثیم ابن تیہان نے کہا تجھ کو ہمارے عہد و اقرار سے کیا واسطہ۔ یا رسُولؐ اللہ ہمارے خون آپ کے خون پر اور ہماری جانیں آپ کی جان پر قربان ہیں۔ آپ جو عہد اور شرط چاہیئے کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے سرداروں اور رہبر پرستوں میں سے بارہ اشخاص کا انتخاب کرو جس طرح جناب موسٰےؑ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب مقرر کیئے تھے۔ انہوں نے عرض کی جنکو آپ چاہیں انتخاب کر لیں۔ تو جبریل علیہ السلام نے تعیین کی اور حضرتؐ نے جبریلؑ کے انتخاب کے مطابق خزرج سے نوؓ اشخاص اسعدؓ بن زرارہ' براءؓ بن معرور' عبداللہؓ بن خرام پدر جابرؓ' رافعؓ بن مالک' سعدؓ بن عبادہ' منذرؓ بن عمرو' عبداللہؓ بن رواحہ' سعدؓ بن ربیع اور عبادہؓ بن صامت کا انتخاب فرمایا اور قبیلہ اوس سے ابوالہثیم بن تیہان' اُسید بن حضیر اور سعد بن خیثمہ اختیار فرمایا۔ ان لوگوں نے حضرتؐ سے بیعت کی۔ اُس وقت ابلیس ملعون نے عقبہ کے نزدیک ندا کی اے گروہ قریش اور اے عرب کے تمام لوگو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اوس و خزرج کے ساتھ عقبہ میں ہیں وُہ لوگ بیعت کر رہے ہیں کہ تم سے جنگ کریں۔ جب قریش نے یہ آواز سُنی غضبناک ہوئے اور اسلحے لیکر عقبہ کی طرف چلے اُدھر حضرتؐ نے انصار سے فرمایا کہ اب منتشر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی یارسُولؐ اللہ اجازت ہو تو ہم ابھی ان سے جنگ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے ابھی اجازت جنگ نہیں دی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا ہمارے ساتھ نکل چلیئے۔ فرمایا میں خدا کے حکم کا منتظر ہوں۔ جب قریش اپنی تمام جمیعت کیساتھ

آئے۔ جناب حمزہؓ اور جناب امیرؑ اپنی اپنی تلواریں نکال کر عقبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ قریش نے جناب حمزہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہاں کس کام کے لیئے تم لوگ جمع ہوئے ہو۔ حمزہؓ نے کہا کوئی اجتماع نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر کوئی بھی آگے بڑھا اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ قریش واپس گئے اور عبداللہ بن ابی سے ملاقات ہو گئی تو کہا کہ تمہاری قوم نے ہم سے جدال و قتال کے لیئے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بیعت کی ہے۔ چونکہ عبداللہ کو علم نہ تھا اور اُس سے کسی نے کچھ بتایا بھی نہ تھا۔ اس لیئے اُس نے قسم کھا کر کہا ایسا نہیں ہے۔ اُن لوگوں نے اُس کا اعتبار کیا۔ انصار مدینہ کی طرف واپس گئے؛ اور آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے لہ

۲۷

ستائیسواں باب

مدینہ کی جانب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اور اسکے اسباب

علی بن ابراہیم' شیخ طوسی' شیخ طبرسی اور ابن شہرآشوب وغیرہم نے بسندہائے معتبر آنحضرتؐ کی ہجرت کے اسباب کے بارے میں روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے دیکھا کہ حضرتؐ کی نبوت کا معاملہ روز بروز طاقت پکڑتا جا رہا ہے اور ہر آن ترقی پر ہے اور اس کے خلاف ان کی تدبیریں بے کار ہو گئیں اور انصار کی بیعت کی خبر بھی ان کو معلوم ہو گئی تو دارالندوہ میں مشورہ کے لیئے جمع ہوئے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب اُنپر کوئی سخت مشکل پڑتی تو وُہ وہاں جمع ہو کر باہم مشورہ کرتے اور چالیس برس سے کم عمر والے کو آنے نہ دیتے۔ غرض قریش کے چالیس بوڑھے لوگ وہاں اکٹھے ہوئے۔ شیطان ملعون بھی ایک مرد پیر کی صورت میں آیا کہ وہاں داخل ہو۔ دربان نے روکا اور پُوچھا کہ تُو کون ہے۔ اُس نے کہا میں اہل نجد میں سے ایک بوڑھا شخص ہوں تم لوگوں کو میری مناسب رائے کی ضرورت ہے۔ میں نے سُنا کہ تم اس مرد کے دفعیہ کے لیئے یہاں جمع ہوئے ہو تو میں بھی آیا ہوں کہ اس معاملہ میں تمہیں مناسب مشورہ دوں۔ دربان نے یہ سُنکر اُس کو اندر جانے دیا۔ اور عیاشی وغیرہ نے بسندہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش نے ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی کو بلایا اور دارالندوہ کی طرف چلے تاکہ حضرت رسالتمآبؐ کے دفعیہ میں وہاں

لہ مؤلف فرماتے ہیں یہ جو کچھ بیان کیا گیا' علی بن ابراہیم' شیخ طبرسی' قطب راوندی' ابن شہرآشوب اور دوسرے معتمد اصحاب کی روایتوں کے مطابق ہے۔ اور بعض کی روایت بعض کی روایت میں داخل و شامل ہے۔ ۱۲-

مشورہ کریں۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک مرد پیر وہاں کھڑا ہے۔ اُس نے بھی کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ لوگوں نے پُوچھا تم کون ہو اُس نے کہا مَیں قبیلۂ مضر کا ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جس بارے میں تم مشورہ کرنے آئے ہو میری بھی ایک بہتر رائے ہے۔ یہ سُنکر ان لوگوں نے اس کو بھی ساتھ لے لیا۔ احادیث معتبرہ میں مذکور ہے کہ شیطان لعنہ چار مرتبہ مردوں کی صورت میں متشکل ہوُا کہ ہر شخص نے اس کو دیکھا ان میں ایک یہی دارالندوہ کے مشورہ کا روز تھا۔ غرض وُہ لوگ دارالندوہ میں جمع ہوئے اور غور کرنے لگے۔ ابوجہل لعنتی نے کہا اے گروہِ قریش عرب میں ہم سے زیادہ صاحب عزت کوئی نہیں۔ ہم خانہ خدا والے ہیں کسی نے ہماری برابری کی طمع نہیں کی۔ ہم ہمیشہ سے اسی عزت و احترام کے ساتھ بسر کرتے چلے آرہے ہیں یہانتک کہ ہم میں محمدؐ بن عبداللہ پیدا ہوُا اور نشوونما حاصل کی، ہم نے اُس کی صلاح و نجابت و راستگوئی کے سبب اس کو امین قرار دے دیا جب وُہ اپنے سن میں کامل اور ہمارے درمیان بلند مرتبہ ہوُا تو دعوٰی کرنے لگا کہ مَیں خدا کا رسُول ہوں اور آسمانی خبریں مجھ پر نازل ہوتی ہیں۔ ہماری عقلوں کو حماقت سے نسبت دیتا ہے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے جوانوں کو گمراہ اور ہماری جماعت کو پراگندہ کرتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کو جہنم میں بتاتا ہے۔ یہ باتیں ہمارے واسطے بہت سخت ہیں۔ میری ایک رائے ہے۔ پُوچھا وُہ کیا؟ اُس نے کہا کہ کسیکو بھیجتا ہوں تاکہ اس کو پوشیدہ طور سے قتل کر دے۔ اگر بنی ہاشم اس کا خونبہا طلب کریں گے تو ہم اس کے عوض دس خونبہا دے دیں گے۔ شیطان لعنہ نے کہا یہ رائے نہایت ناقص ہے۔ پُوچھا کیوں اُس نے کہا اس واسطے کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کرنے والا ضرور قتل کیا جائے گا تم میں سے کون ہے جو اس معاملہ میں قتل ہونا گوارا کرے۔ جب محمدؐ قتل ہو جائیں گے تو بنی ہاشم اور ان کے حلیف بنی خزاعہ طرفداری کریں گے، اور ہرگز راضی نہ ہوں گے کہ محمدؐ کا قاتل رُوئے زمین پر گھومتا پھرے آخر حرم میں لڑائیاں ہونگی اور تم سب ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔ پھر عاص بن وائل، اُمیہ بن خلف اور اُبی بن خلف نے کہا کہ ہم ایک نہایت مضبوط مکان بنواتے ہیں جس میں جھروکے ہوں اور اس کو اسی میں ڈالدیں اور راستے بند کر دیں کہ کوئی اُس کے پاس نہ جاسکے۔ اُس کے کھانے کے لئے اُنہی سُوراخوں میں سے چیزیں ڈال دیا کریں گے یہانتک کہ وُہ مرجائے جس طرح زہیر، نابغا اور امراء القیس ہلاک ہوئے۔ شیطان نے کہا یہ رائے تو پہلی رائے سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ بنی ہاشم راضی نہ ہوں گے اور موسم حج میں قبائل عرب سے فریاد کریں گے اور اس کو چھڑا لے جائیں گے۔ کوئی دوسری رائے ہو تو بیان کرو۔ یہ سُنکر عتبہ، شیبہ اور ابوسفیان بولے کہ ہم اس کو اپنے ملک سے نکال دیں گے اور اطمینان سے اپنے خداؤں کی عبادت کریں گے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق کہا کہ ایک دیوانہ اُونٹ پر محمدؐ کو باندھ دیں اور اس اونٹ کو نیزہ سے ماریں تاکہ وُہ انہی پہاڑوں میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ شیطان نے کہا یہ رائے سب سے بدتر ہے اگر وُہ زندہ بچ گیا تو چونکہ وُہ تمام لوگوں سے زیادہ خوش شرو اور شیریں بیان ہے اپنی فصاحت سے تمام عرب کو فریفتہ کر لے گا اور سوار و پیادوں کے لشکر تمہارے سر پر لا کھڑا کرے گا جنکے مقابلہ کی تم میں تاب و طاقت نہ ہوگی۔ اور تم کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دے گا۔ یہ سُنکر وُہ لوگ حیران ہو گئے۔ آخر بولے کہ

اے شیخ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ اُس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ قریش کے ہر قبیلہ سے اور عرب کے تمام قبیلوں سے جو تمہارے موافق ہوں ایک ایک یا زیادہ اشخاص جمع کرو اور بنی ہاشم میں سے بھی ایک شخص کو اپنا موافق بناؤ، اور سب اپنے اپنے حربے لے کر یکبارگی اُس پر حملہ کرو اور اس کو قتل کر دو چونکہ یہ معاملہ قریش کے تمام قبیلوں سے متعلق ہو جائے گا تو بنی ہاشم اُس کے خون کا دعوٰے نہ کریں گے کیونکہ تمام قبیلوں کا مقابلہ نہ کریں گے۔ اور اگر وُہ تم سے خونبہا طلب کریں تو تین خونبہا دے دینا۔ اُنہوں نے کہا ہم خونبہا دے دیں گے اور بولے کہ شیخ نجدی کی رائے سب سے زیادہ مناسب ہے۔ اور شیخ طوسی کی روایت کی بنا پر یہ رائے ابوجہل لعنتی نے دی تھی اور شیطان ملعون نے پسند کی اور پھر سب نے اس پر اتفاق کیا اور وہاں سے واپس آئے۔ بنی ہاشم میں سے ابولہب کو اپنا موافق بنایا۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی اور اُن کی تدبیر سے حضرتؐ کو مطلع فرمایا۔ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ (پ۹ آیت ۳۰ سورۃ الانفال)۔ (اے رسُولؐ یاد کرو اُس وقت کو) جبکہ کافروں نے تمہارے متعلق یہ مشورہ کیا کہ تم کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا مکہ سے تم کو باہر نکال دیں۔ وُہ یہ مکر و فریب کرتے ہیں اور خدا ان کو اس کا بدلا دیتا ہے اور وُہ مکاروں کو ان کے مکر کا بہترین بدلا دینے والا ہے۔" غرض ان لوگوں نے اتفاق کیا کہ رات کو آنحضرتؐ کے گھر پر حملہ کریں اور آپ کو قتل کر دیں اور مسجد الحرام میں آئے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور کعبہ کے گرد ناچتے، اُچھلتے، کودتے تھے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا کَانَ صَلَاتُھُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَآءً وَّتَصْدِیَۃً (پ۹ آیت ۳۵ سورۃ الانفال) یعنی خانہ کعبہ کے نزدیک ان کی نماز و عبادت سوائے مُنہ سے سیٹیاں اور ہاتھ سے تالیاں بجانے کے اور کچھ نہ تھی۔ جب رات ہوئی اور قریش مشورہ کے مطابق جمع ہوئے تاکہ حضرتؐ کے گھر میں داخل ہوں۔ ابولہب نے کہا رات کو گھر میں جانے نہ دوں گا کیونکہ اس میں بچے اور عورتیں بھی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کو کوئی گزند پہنچے۔ رات بھر محمدؐ کی نگرانی کرو صبح کو ہم گھر میں داخل ہوں گے۔

شیخ طبرسی نے بسندہائے معتبر ہند ابن ابی ہالہ اور عمار یاسر وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب جبرئیلؑ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر آپؐ کے قتل کے بارے میں قریش کی تدبیریں بیان کیں تو ساتھ ہی ساتھ خدا کا یہ حکم بھی پہنچایا کہ آپ مدینہ کو ہجرت فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو بلاکر قریش کے مشورہ کا حال بیان کیا اور فرمایا کہ خدا نے مجھ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ہے مَیں آج رات غار ثور میں جاکر قیام کروں گا اور تم میری جگہ میرے بستر پر سو رہو تاکہ مشرکین یہ نہ سمجھیں کہ مَیں کہیں گیا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کی یا نبیؐ اللہ میرے سو رہنے سے آپؐ تو سلامت رہیں گے فرمایا ہاں۔ یہ سُنکر امیرالمومنینؑ خوش ہو گئے اور آنحضرتؐ پر اپنی جان فدا کرنے کے سبب حضرتؐ کی سلامتی کے لئے شکر کے سجدہ میں گر پڑے۔ یہ اس اُمت میں پہلا سجدۂ شکر تھا۔ اور حضرت علیؑ نے اپنے رُخساروں کو بھی بدل بدل کر سجدہ میں خاک پر رکھا۔ پھر سجدہ سے سر اُٹھایا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ تشریف لے جائیں جس طرف خدا کا

حکم ہے۔ میری جان آپؐ پر فدا ہو آپ جو حکم دیں میں جان و دل سے قبول کرنے کو حاضر ہوں۔ اور جس طرح سے آپ پسند کریں عمل کرنے کو موجود ہوں۔ اس بارہ میں اور ہر امر کے متعلق اپنے پروردگار سے توفیق کا خواستگار ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم میری حضرمی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو خداوند عالم تم کو میرا شبیہ بنا دے گا اے علیؑ سمجھ لو کہ خدا اپنے دوستوں کا ایمان اور مراتب کے مطابق امتحان لیتا ہے اور پیغمبروں کا امتحان اور انپر بلائیں تمام لوگوں سے زیادہ اور سخت ہوتی ہیں۔ اُس کے بعد جو شخص سب سے زیادہ نیک ہے اُس کا امتحان بھی بڑا سخت ہوتا ہے۔ میرے بھائی خدا نے تیرا امتحان لیا اور میرا امتحان تیرے بارے میں لیا ہے ویسا ہی امتحان جیسا ابراہیمؑ خلیل اور اسمٰعیلؑ ذبیح کا لیا تھا۔ اور دشمنوں کی تلواروں کے نیچے تجھ کو سُلانا مجھ پر ابراہیمؑ کے اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیئے لٹانے سے زیادہ شاق ہے اس لیئے کہ تو میری جان سے زیادہ مجھ کو عزیز ہے اور تیرا دشمنوں کی تلواروں کے نیچے بخوشی خاطر سونا مہربان باپ کی تلوار کے نیچے اسمٰعیلؑ کے لیٹنے سے زیادہ عظیم ہے۔ لہٰذا میرے بھائی صبر کرنا کیونکہ نیک عمل والوں سے خدا کی رحمت قریب ہوتی ہے یہ فرما کر حضرتؐ نے ان کو سینہ سے لگا لیا اور بہت روئے، امیرالمؤمنینؑ بھی حضرتؐ کی جُدائی میں روئے آخر حضرتؐ نے ان کو خدا کے سپُرد کیا۔ جبریلؑ آئے اور حضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکال لے گئے حالانکہ اُس وقت قریش کے تمام لوگ حضرتؐ کے مکان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے اُس وقت یہ آیت تلاوت فرمائی:۔ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (سورۂ یٰسین پ۲۲ آیت ۹) اور ہم نے اُن کے سامنے ایک دیوار اور اُن کے پیچھے ایک دیوار کھڑی کر دی اور اُوپر سے اُن کو ڈھانک دیا تو وُہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔" خدا نے اُنپر نیند غالب کر دی جس سے اُن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے کی خبر نہ ہو سکی۔ حضرتؐ نے ایک مٹھی خاک لے کر ان کی طرف پھینکا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوهُ تمہاری صورتیں قبیح ہو جائیں کہ اپنے پیغمبرؐ کے ساتھ ایسا ظلم کرتے ہو۔ اور دوسری روایت کے مطابق وُہ سب جاگ رہے تھے خدا نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں کہ وُہ آنحضرتؐ کو نہ دیکھ سکے۔ جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ غارِ ثور میں چلے جائیے اور وُہیں چھپ جائیے۔ اِدھر جناب امیرؑ آنحضرتؐ کی جگہ پر سوئے حضرتؐ کی چادر اوڑھ لی۔ اُس زمانہ میں مکہ کے مکانوں میں دروازے نہیں ہوتے تھے اور دیواریں چھوٹی ہوتی تھیں۔ کفارِ قریش امیرالمؤمنین علیہ السلام کو آنحضرتؐ کے بستر پر سویا ہُوا دیکھ رہے تھے اور سمجھتے کہ رسُولؐ خدا سوئے ہوئے ہیں اور حضرتؐ پر پتھر پھینک رہے تھے۔ خاصہ اور عامہ کی متواترہ حدیثوں میں وارد ہُوا ہے کہ آیۂ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ (آیت ۲۰۷، سورۂ بقرہ، پ۲) جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہُوا کیونکہ آنجنابؑ نے اپنی جان پیغمبرِ خداؐ پر فدا کر دی تھی۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو خدا کی خوشنودی کے عوض اپنی جان فروخت کرتا ہے۔ ثعلبی اور احمد بن حنبل نے اور غزالی نے احیا میں ان کے علاوہ دوسرے محدثین و مفسرین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ اُس رات امیرالمؤمنینؑ حضرت سید المرسلین کی جگہ پر سوئے تو خدا نے جبریلؑ و میکائیلؑ کو وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو

شب ہجرت آنحضرتؐ کی جگہ بستر پر علیؑ کا سونا

جناب امیرؑ کا بے نظیر ایثار

ایک دُوسرے کا بھائی قرار دیا اور تمہاری عمر میں ایک دوسرے سے زیادہ مقرر کیں۔ تم میں کون اپنے بھائی کو اپنی جان کے عوض میں اختیار کرتا ہے کہ اُس کی عمر بڑھ جائے۔ دونوں میں سے کسی نے منظور نہ کیا تو حق تعالےٰ نے اُنپر وحی نازل کی کہ کیوں علیؑ بن ابی طالب کے مانند نہیں ہوتے ہو کہ میں نے اس کو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بھائی بنایا ہے وُہ محمدؐ کی جگہ پر اپنی جان اُنپر نثار کر کے سو رہا ہے لہٰذا جاؤ زمین پر اور اس کی دُشمنوں کے شر سے حفاظت کرو۔ یہ سُنتے ہی وُہ دونوں فرشتے آئے اور جبریلؑ علیؑ کے سرہانے اور میکائیلؑ پائنتی بیٹھے اور بولے مبارک ہو مبارک ہو اے پسر ابو طالبؑ آپؑ کو۔ آپؑ کا مثل کون ہو سکتا ہے کہ خدا آپ کے بارے میں فرشتوں پر مباہات کرتا ہے۔ پھر خدا نے آیتِ مذکورہ اُن حضرتؑ کی شان میں نازل کی۔ اور اخطب خوارزم نے جو محدثینِ اہل سنت سے ہیں روایت کی ہے، کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس رات میں غار میں تھا اُس کی صبح کو جبریلؑ شاد و خنداں میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا تمہاری خوشی کا کیا سبب ہے؟ کہا کیونکر نہ خوش ہوں جبکہ میری آنکھیں روشن ہوئیں اس لیئے کہ خدا نے آپؐ کے بھائی، وصی اور آپؐ کی اُمت کے امامؑ کو کل رات عبادت میں فرشتوں سے زیادہ معزز فرمایا اور اُن کی ذات پر فخر فرما رہا تھا۔ اور فرماتا تھا کہ اے فرشتو زمین پر میرے پیغمبرؐ کے بعد میری حجت کو دیکھو کہ کس طرح میرے پیغمبرؐ پر اپنی جان قربان کیئے ہوئے ہے۔ پھر جبریلؑ کہتے ہیں کہ میں نے شکر کا سجدہ کیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اے معبود وُہ تیری خلق کے پیشوا، اور تیری تمام مخلوق کے مولا ہیں۔ الغرض جب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غار کی جانب چلے، حضرت ابو بکرؓ راستہ میں ملے حضرتؐ نے ان کو اس خوف سے کہ کہیں راز فاش نہ ہو جائے یا اور کسی مصلحت سے اپنے ساتھ لے لیا۔ ہند ابی ہالہ بھی آپ کے ساتھ چلے۔ جب حضرتؐ غارِ ثور تک پہنچے ہند کو بعض ضرورتوں کے لیئے جو اُن کو سپُرد کی تھیں واپس بھیج دیا اور حضرت ابو بکرؓ کو اپنے ساتھ غار میں لے گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرتؐ کو راستہ میں جاتے ہوئے دیکھا تو آپ کے پیچھے ہولیئے۔ حضرتؐ یہ سمجھ کر کہ شائد کوئی کفار قریش میں سے ہے تیز چلنے لگے اور آنحضرتؐ کا پیر ایک پتھر سے ٹکرایا اور زخمی ہو گیا جس سے آپؐ کو سخت تکلیف ہوئی۔ حضرت ابو بکرؓ اسی اثنا میں آپؐ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرتؐ نے مصلحتاً ان کو اپنے ساتھ لے لیا۔

شیخ طوسی نے جناب امیرؑ کی ہمشیرہ حضرت ام ہانی سے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو ہجرت کا حکم دیا حضرتؐ نے امیرالمؤمنینؑ کو اپنے بستر پر سُلایا اور خود سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیتیں فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ تک پڑھتے ہوئے گھر سے روانہ ہوئے اور ایک مٹھی خاک کافروں کی طرف پھینکی کہ وُہ دیکھ نہ سکے۔ حضرتؐ میرے گھر آئے۔ صبح کو مجھ سے فرمایا اے اُم ہانی تم کو خوشخبری ہو کہ جبریلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ حق تعالےٰ نے علیؑ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔ حضرتؐ صبح اندھیرے ہی غارِ ثور میں تشریف لے گئے۔ تین روز وہاں رہے، چوتھے روز مدینہ روانہ ہوئے۔

سابقہ روایتوں میں مذکور ہے کہ جب صبح ہوئی کفار قریش اپنی تلواریں کھینچ کر جناب رسُولِ خداؐ کے گھر میں

داخل ہوئے اور امیرالمومنینؑ کی طرف دوڑے۔ سب کے آگے خالد بن ولید تھا۔ شیر خدا نے اپنی جگہ سے اٹھ
کر اس کی طرف جھپٹے۔ خالد کو پکڑ لیا اور اس کا ہاتھ مروڑا۔ وہ اونٹ کی طرح چلانے لگا۔ حضرتؑ نے اس کی
تلوار چھین لی اور کفار کی جانب متوجہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب وہ سب مکان سے
باہر نکل گئے تو سمجھے کہ یہ علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ کہنے لگے ہمیں تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ بتاؤ محمدؐ کہاں
ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کیا تم نے ان کو مجھے سپرد کیا تھا۔ تم ان کو یہاں سے باہر نکالنا چاہتے تھے [illegible]
چلے گئے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ ابن کوا نے خارجی نے امیرالمومنینؑ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ
جس وقت ابوبکر حضرتؐ کے ساتھ غارِ ثور میں تھے اے علیؑ تم کہاں تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ
کے بستر پر سویا ہوا تھا اور حضرتؐ پر اپنی جان نثار کئے ہوئے تھا۔ جب قریش ہتھیار لیے ہوئے آئے
اور آنحضرتؐ کو نہ دیکھا تو غضبناک ہوئے اور مجھ پر ظلم و سختی کی۔ مجھے زنجیروں سے باندھ کر گھر میں ڈال دیا
اور مکان کو مقفل کر دیا اور ایک عورت کو میری نگرانی پر مقرر کر کے آنحضرتؐ کی تلاش میں چلے گئے۔ اس وقت
میں نے ایک آواز سنی کہ کسی نے کہا یا علیؑ! ساتھ ہی میری تمام درد و تکلیفیں دور ہو گئیں۔ پھر کسی نے کہا
یا علیؑ۔ اس آواز کے ساتھ تمام زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ پھر دوسری آواز سنی یا علیؑ تو تمام دروازے کھل گئے
اور میں باہر نکل آیا۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل
کی کہ خداوند علی الاعلیٰ تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابوجہل اور اکابر قریش نے تمہارے قتل کی
تدبیر کی ہے۔ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ علیؑ کو اپنی جگہ پر سلا دو کیونکہ ان کی منزلت وہ ہے جو ابراہیمؑ
کے نزدیک اسمٰعیلؑ کی تھی۔ وہ اپنی جان تمہاری جان پر اور اپنی روح تمہاری روح کے عوض قربان کریں گے
اور خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ابوبکر کو ساتھ لے جاؤ کیونکہ [illegible] درک اسفل جہنم کے بارے میں حجت تمام ہو
یہ حکم ملتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ کیا تم راضی ہو کہ جب مجھے لوگ
نہ پائیں اور میری جگہ تم کو دیکھیں تو ممکن ہے کہ تم کو قتل کر دیں۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ میں راضی ہوں
میری روح آپ کی روح کا فدیہ ہو جائے بلکہ میں تو اس پر بھی خوش ہوں کہ آپ کے رشتہ کے بھائی
کسی عزیز یا کسی ایسے جوان کے عوض فدا اور قربان ہو جاؤں جس کی آپ کو ضرورت ہو۔ میں زندگی تو فقط
آپؐ کی خدمت کے لیے چاہتا ہوں تاکہ آپؐ کے حکم و اطاعت میں صرف کروں اور آپؐ کے دوستوں کی
محبت میں آپؐ کے پسندیدہ لوگوں کی مدد میں اور آپؐ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ میں بسر کروں۔ اگر یہ
نہ ہو تو ایک آن دنیا میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسن یہ باتیں جو تم نے کہیں
اس کے قبل کہ تم کہو وہ فرشتے جو لوح محفوظ پر موکل ہیں مجھ سے بیان کر چکے ہیں کہ تم ایسا کہو گے اور انہوں نے
مجھے آگاہ کیا ہے کہ خدا نے اسی سبب سے تمہارے لیے آخرت میں کچھ ایسے مراتب مقرر کیے ہیں کہ [illegible]
والوں نے جنکو نہ کبھی سنا ہے اور نہ دیکھنے والوں نے دیکھا ہے اور نہ کسی کا تصور وہاں تک پہنچ سکتا ہے

حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ اگر تمہارا دل تمہاری زبان کے موافق ہو گا اور خدا کی خوشنودی کے لیے میری مدد
کرو گے اور میرے بعد میرے عہد و پیمان کو نہ توڑو گے اور میرے وصی اور خلیفہ کی مخالفت نہ کرو گے تو
تمہارے لیے بھی ایسے ہی ثواب ہوں گے۔ پھر بغرض اتمام حجت فرمایا اے ابوبکر آنکھ آسمان کی جانب
کرو۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آگ کے چند فرشتے آتشیں گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کے نیزے لیے ہوئے
کہہ رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ہم کو اپنے مخالفوں پر مامور فرمائیے تاکہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں
پھر فرمایا اے ابوبکر زمین کی جانب کان لگا کر سنو۔ زمین سے آواز آئی یا رسول اللہ اپنے دشمنوں کے بارے
میں مجھے حکم دیجیے آپ جو فرمائیں گے عمل میں لاؤں گی۔ پھر فرمایا پہاڑوں کی طرف کان لگاؤ۔ پہاڑوں سے
آواز آئی یا نبی اللہ مجھ کو اپنے دشمنوں پر مامور فرمائیے کہ میں ان کو ہلاک کر دوں۔ پھر فرمایا دریاؤں کی جانب
کان لگاؤ۔ حضرتؐ کا یہ کہنا تھا کہ دریا حضرتؐ کے قریب ظاہر ہو گئے۔ ان کی موجوں سے آواز آئی کہ آپ اپنے
دشمنوں کے بارے میں جو حکم دیں ہم تعمیل کو حاضر ہیں۔ پھر آسمان و زمین و پہاڑ و دریا ہر ایک سے صدا
بلند ہوئی کہ اے خدا کے حبیب خدا نے آپ کو غار میں جانے کا اس لیے حکم نہیں دیا ہے کہ آپ کفار سے عاجز
ہیں بلکہ خدا چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کا امتحان کرے اور ان میں خبیث اور پاک لوگوں کو ایک دوسرے سے
جدا کر کے دکھلائے۔ یا رسول اللہ جو شخص آپ کے عہد و پیمان کو پورا کرے گا وہ آپ کا بہشت میں رفیق ہو گا
اور جو شخص ان کو توڑے گا وہ شیطان کا مصاحب جہنم میں ہمنشین ہو گا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ تم میری
آنکھ اور کان کے مانند ہو اور تم میری جان ہو۔ میں تم کو اس طرح عزیز و دوست رکھتا ہوں کہ جیسے بہت
زیادہ پیاسا پانی کو دوست رکھتا ہے۔ پھر فرمایا اے ابوالحسنؑ میری چادر اوڑھ لو جب کفار تمہارے پاس آئیں
اور تم سے گفتگو کریں تو خدا کی توفیق سے ان کو جواب دینا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو غار ثور کی
جانب تشریف لے گئے ادھر ابوجہل اور تمام مشرکین نے خانۂ رسولؐ کو گھیر لیا۔ ننگی تلواریں لیے ہوئے۔ ابوجہل
نے کہا اس کے سوتے ہوئے تلواریں مت مارو یہ مناسب نہیں ہے بلکہ پتھروں سے مارو تاکہ وہ بیدار ہو جائے پھر
اس کو قتل کر دو۔ ان لوگوں نے پتھر پھینکنے شروع کیے۔ جب کچھ پتھر امیرالمومنینؑ کی طرف پھینکے حضرتؑ نے
اپنے سر سے چادر ہٹائی اور فرمایا یہ کیا حرکت ہے۔ ان لوگوں نے جب امیرالمومنین علیہ السلام کو دیکھا تو
سمجھے کہ جناب رسولؐ باہر چلے گئے۔ ابوجہل نے کہا اس بیچارہ سے غفلت ہوئی یہ محمدؐ کے فریب میں آ گیا ہے محمدؐ
نے اپنی جگہ پر اس کو سلا دیا ہے تاکہ خود بچ جائے اور یہ ہلاک ہو جائے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اے ابوجہل کیا
[illegible] کرتا ہے؟ خدا نے مجھ کو اتنی عقل عطا فرمائی ہے کہ اگر دنیا کے تمام احمقوں اور دیوانوں پر تقسیم
کر دی جائے تو یقیناً سب کے سب دانا اور عاقل ہو جائیں۔ اور مجھے اس نے اتنی قوت عطا فرمائی ہے کہ
اگر عالم کے تمام کمزوروں پر تقسیم کی جائے تو بیشک سب شجاع اور قوی ہو جائیں۔ اور ایسا علم کامل بخشا
ہے کہ اگر تمام بے عقلوں پر تقسیم کر دیا جائے تو بے شبہ سب کے سب ہوشیار ہو جائیں۔ اگر جناب رسول خدا
نے منع نہ کیا ہوتا کہ تمہارے ساتھ کوئی منازعہ کروں جب تک آنحضرتؐ کے پاس نہ پہنچ جاؤں تو بیشک تم
سب کو قتل کر دیتا۔ اے ابوجہل! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راہ حق میں جس پر کہ وہ گامزن ہیں

آسمان و زمین اور پہاڑ و دریا ہر ایک نے اجازت چاہی کہ تم سب کو ہلاک کر دیں لیکن حضرتؐ نے قبول نہ کیا اس لیئے کہ خدا کے علم میں جس کا مسلمان ہونا گزر چکا ہے وُہ مسلمان ہو گا اور جو لوگ مسلمان نہ ہوں گے اُن کی صلبوں سے مسلمان پیدا ہونے والے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا تم سب کو ہلاک کر دیتا۔ بیشک خدا تمہارے عبادت کرنے اور مطیع ہونے سے بے نیاز ہے لیکن چاہتا ہے کہ حجت تم پر پوری کر دے۔ یہ سُنکر ابوالبختری کو غصہ آیا اور اپنی تلوار لے کر جناب امیرؑ پر حملہ کیا ناگاہ اُس نے دیکھا کہ پہاڑوں نے اُس کی طرف رُخ کیا کہ اُس پر گر پڑیں اور زمین شگافتہ ہوئی تاکہ اُس کو نگل لے اور دریا کی موجیں اُس کی طرف بڑھیں کہ اس کو غرق کر دیں اور آسمان نزدیک ہُوا کہ اُس پر پھٹ پڑے۔ جب اُس نے یہ حالات دیکھے تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی اور وُہ بے ہوش ہو گیا۔ ابوجہل لعنہ نے کہا اُس پر صفرا غالب ہو گیا ہے اُس کا سر گھوم گیا ہے۔ غرض یہ سب اُسی کے خیال میں لگ گئے۔ جب امیرالمومنینؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ جب تم ابوجہل ملعون سے گفتگو کر رہے تھے تو خدا نے تمہاری آواز اس قدر بلند کر دی کہ ملکوت سموات اور جنت کے باغوں تک پہنچی۔ خزینہ داران بہشت اور حوریں کہنے لگیں کہ یہ کون ہے جو رسُولؐ خدا کی طرف داری میں کلام کر رہا ہے ایسے وقت میں جبکہ آپ کی قوم نے آپ کو وطن سے دُور کر دیا اور آپ کی تکذیب کی۔ اُس وقت خدا نے اُن سے خطاب فرمایا کہ یہ نائب محمدؐ ہے جس نے اُن کے بستر پر سو کر اپنی جان اُنپر نثار کر دی۔ یہ سُنکر خازنان جنت نے اشتیاق ظاہر کیا کہ پروردگا ہم کو ان کا خزینہ دار بنا دے۔ حوریں چلائیں کہ خداوندا ہم کو ان کی زوجہ قرار دے۔ حق تعالے نے اُن کے جواب میں فرمایا کہ میں نے تم کو اُس کے لیئے اور اُس کے دوستوں اور فرمانبرداروں کے لیئے پیدا کیا ہے وُہ خود تم کو اُنپر تقسیم کرے گا۔ اب تم راضی ہوئے؟ اُنہوں نے کہا ہاں اے پروردگار ہمارے ہم راضی ہیں۔

معتبر سندوں سے منقول ہے کہ جب کفار قریش کو معلوم ہُوا کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے چھُپ کر چلے گئے تو ان کی تلاش میں ہر طرف لوگوں کو بھیجا اور ابوجہل ملعون نے حکم دیا کہ مکہ کے اطراف میں منادی کرا دو کہ جو شخص محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے پاس پکڑ لائے یا ان کا پتہ ہم کو بتائے کہ وُہ کہاں ہیں اُس کو سَو اُونٹ دُوں گا۔ پھر ابوبکر ز خزاعی کو بلایا جو ہر شخص کے نقش قدم کو پہچان لیتا تھا اور کہا اے ابوبکر ز آج کا دن تیرے کمال کے ظاہر ہونے کا ہے۔ اگر آج تُو نے یہ کام کیا تو ہم ہمیشہ تیرے ممنون رہیں گے۔ تو آنحضرتؐ کے قدموں کے نشانات پہچان کر بتاتا جا ہم اُن کے تعاقب میں چلیں تاکہ معلوم ہو کہ وُہ کہاں گئے ہیں۔ ابوبکر ز نے جب آنحضرتؐ کے نقش قدم کو دیکھا تو کہا یہ محمدؐ کے قدموں کے نشانات ہیں۔ یہ اُس پیر کے نقش کی شبیہ ہیں جو مقام ابراہیمؑ میں ہے یعنی آنحضرتؐ کے پیر حضرت ابراہیمؑ کے پیر سے مشابہ ہیں اور دوسرے نشانات یا تو ابوقحافہ کے پیروں کے ہیں یا اُس کے بیٹے کے پیروں کے ہیں۔ غرض ان لوگوں کو انہی نشانات کے ساتھ ساتھ غار کے دروازہ تک لایا۔ جب وُہ غار کے دروازہ پر پہنچے دیکھا کہ بحکم خدا اور باعجاز آنحضرتؐ مکڑی نے جالا تن رکھا ہے اور ایک جوڑہ کبوتر بیٹھا ہُوا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق کبک نے گھونسلہ بنا رکھا ہے اور انڈے دیئے ہیں۔ یہ دیکھ کر وُہ بولے یہاں تک تو وُہ آئے ہیں لیکن اس غار کے اندر داخل نہیں ہوئے ہیں۔

اگر غار میں داخل ہوتے تو جالا ٹوٹ جاتا اور طیور اُڑ جاتے۔ یا آسمان پر چلے گئے یا زمین کے اندر سما گئے خدا نے ایک فرشتے کو بھیجا جو غار کے دروازہ پر آکر کھڑا تھا اُس نے کہا اس غار میں کوئی نہیں ہے ان دروں میں تلاش کرو۔ دوسری روایت کے مطابق جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے آپؐ نے ایک درخت کو طلب فرمایا۔ وُہ غار کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور خداوند عالم نے کبوتر اور مکڑی کو بھیجا کہ اپنے اپنے گھر بنا لیں۔ ابن شہر آشوب کی روایت کے مطابق یہ کہ جب آنحضرتؐ اُس غار پر پہنچے اُس کا دروازہ بہت تنگ تھا کہ اُس میں داخل ہونا دشوار تھا۔ لیکن خدا کی قدرت سے وُہ اس قدر کشادہ ہو گیا کہ آپؐ اُونٹ پر سوار اُس میں چلے گئے پھر وُہ اسیطرح تنگ ہو گیا اور اُسی وقت بحکم خدا ایک درخت در غار پر اُگ آیا۔ عامہ نے روایت کی ہے کہ قریش کے خوف سے حضرت ابوبکرؓ بہت مضطرب ہوئے۔ آنحضرتؐ ان کو تسلی دیتے رہے جیسا کہ خدا نے قرآن میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (آیت سورۃ توبہ پ) اگر تم پیغمبرؐ کی مدد نہیں کرتے ہو تو (مت کرو) خدا نے اس کی مدد کی اُس وقت جبکہ مکہ کے کفار نے اس کو مکہ سے نکالا اور وُہ دو اشخاص تھے جبکہ دونوں غار میں تھے۔ تو آنحضرتؐ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ رو مت یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا تو خدا نے اپنی تسکین پیغمبرؐ پر نازل کی اور ایسے لشکر سے اُس کی مدد کی جس کو تم لوگوں نے دیکھا نہیں وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا (آیت سورۃ توبہ پ) اور خدا نے کافروں کی بات نیچی کر دکھائی اور خدا ہی کا بول بالا ہے اور وُہ بلند اور غالب ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کلمۂ کافران سے مراد ایمان سے بری شخص کا غار میں کفر آمیز کلام ہے۔ خدا نے تسکین صرف پیغمبرؐ پر نازل فرمائی حالانکہ قرآن میں جس جس جگہ تسکین کے نزول کا ذکر آیا ہے خدا نے اس ذکر میں مومنوں کو بھی شامل کیا ہے لیکن یہاں چونکہ حضرتؐ کے ساتھ کوئی مومن نہ تھا اس لیئے تسکین صرف حضرتؐ کے لیئے مخصوص فرمائی[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہی آیت اُس کے عدم ایمان پر کافی ہے جو رسُولؐ خدا کے ساتھ رہتے ہوئے خوفزدہ تھا۔ اور امیرالمومنینؑ جو تلواروں کے سایہ میں سوئے اور پروانہ کی اور وُہ اس قدر آنحضرتؐ کے لیئے باعث تکلیف و آزار ثابت ہوئے کہ خدا نے سکینہ سے اُن کو محروم کر دیا جو لازمۂ ایمان و یقین ہے جیسا کہ بصائر الدرجات وغیرہ کتب میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر غار میں بہت بے چین و بیقرار ہوئے جناب رسُولؐ خدا نے ان کی تسکین و تشفی کے لیئے فرمایا کہ میں اس وقت جعفرؑ اور ان کے ہمراہیوں کو کشتی میں دیکھ رہا ہوں جو دریا میں چلی جا رہی ہے اور انصار کی جماعت کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں وہ بولے اگر آپ دیکھ رہے ہیں تو مجھے بھی دکھا دیجئے۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک ان کی آنکھوں پر پھیرا۔ اب جو انہوں نے دیکھا تو حضرتؐ نے جو فرمایا تھا سچ پایا اور دل میں کہا کہ (باقی برصفحہ)

... بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ جب قریش کے لوگ سید المرسلین کی تلاش میں
نکلے تو حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اس خوف سے کہ کوئی آنحضرت کو ضرر پہنچائے کوہ ثبیر پر چڑھ گئے
اور آنحضرت کو آواز دی حضرت نے ان کو دیکھا اور فرمایا یا علی کیا حالت ہے عرض کی میرے ماں باپ آپ
پر فدا ہوں مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں کوئی آپ کو کوئی ایذا نہ پہنچائے اس لیے میں بھی آپ کے پیچھے آ گیا حضرت
نے فرمایا اپنا ہاتھ مجھے پکڑا دو۔ وہ کوہ ثبیر بقدرت خدا اور باعجاز سید الانبیاء حرکت میں آیا اور کوہ حرا سے
متصل ہو گیا حضرت سید الاوصیاء نے کوہ حرا پر اپنا پیر رکھا اور کوہ ثبیر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

عیاشی نے حضرت امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے ہجرت سے ایک سال پہلے
وفات پائی اور حضرت ابوطالبؑ نے خدیجہؓ کے ایک سال بعد ریاض جنت کی جانب انتقال فرمایا جب یہ دونوں
حامی و مددگار سید المرسلین سے جدا ہو گئے مکہ کی زمین آنحضرت پر تنگ ہو گئی اور بہت اندوہناک اور قریش
کے مظالم سے دلتنگ ہوئے اور جبرئیل سے اپنے حال کی شکایت کی۔ حق تعالیٰ نے حضرت کو وحی کی کہ اس شہر
سے نکل جاؤ کیونکہ اس مقام کے لوگ ظالم ہیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کرو کیونکہ مکہ میں اب تمہارا کوئی مددگار
نہیں رہ گیا اور مشرکین سے جہاد کرو۔ اسوقت آنحضرتؐ نے مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ اور شیخ طوسی و شیخ طبرسی
نے معتبر سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ تین روز غار میں ٹھہرے اور جناب امیرؑ حضرتؐ کی
خدمت میں آمد و رفت اور طعام پہنچاتے رہے اور تین سواریاں آنحضرتؐ کے لیے اور حضرت ابوبکر اور ساجیر کے لیے جو را
جانتے تھے انتظام کیا لیکن آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو مکہ میں چھوڑا تاکہ لوگوں کی امانتیں ادا کریں کیونکہ قریش ایام
جاہلیت میں ہمیشہ آنحضرتؐ کو امانت و دیانت کے ساتھ پہچانتے تھے اور آپ کو محمد امین (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)
کہتے تھے اور حضرتؐ کے پاس امانتیں بہت رکھتے تھے اسیطرح جو شخص موسم حج میں مکہ آتا اپنی چیزیں امانت
کے طور پر حضرتؐ کے پاس رکھ دیتا اور بعثت کے بعد بھی وہ سب آنحضرتؐ کو ایسا ہی سمجھتے تھے۔ حضرتؐ نے
امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ ہر صبح و شام باواز بلند ندا کرتے رہو کہ جس شخص کی کوئی امانت آنحضرتؐ کے پاس ہو
وہ آکر مجھ سے واپس لے لے۔ اور امانتیں علانیہ لوگوں کو واپس کرنا۔ اور اے علیؑ تم کو اپنی بیٹی پر اپنا نائب و

بقیہ از صفحہ .... اب میں تصدیق کرتا ہوں کہ تو جادوگر ہے۔ اور قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب کفار
قریش غار کے نزدیک پہنچے ابوبکر کا اضطراب حد سے بڑھ گیا اور چاہا کہ باہر نکل آئیں اور ان سے مل جائیں جیسا کہ
باطن میں ان کے ساتھ تھے اسی اثناء میں ایک قریشی غار کی طرف رخ کرکے پیشاب کرنے بیٹھ گیا ابوبکر نے کہا اس شخص
نے ہم کو دیکھ لیا حضرتؐ نے فرمایا خدا ہرگز دیکھنے نہ دیگا اگر وہ ہم کو دیکھتا تو ہمارے سامنے اپنی ستر نہ کھولتا۔
ورنگھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے؛ وہ لوگ ہم کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن جب ان باتوں سے بھی ان کی
تسکین نہ ہوئی اور چاہا کہ باہر نکل آئیں حضرتؐ نے اپنے پائے اقدس کو غار کی دوسری جانب مارا اس طرف ایک
دروازہ کھل گیا دیکھا کہ دریا ہے اس میں کشتی تیار ہے حضرتؐ نے فرمایا اب خاموش ہو جاؤ اگر وہ لوگ اس دروازے
سے غار میں داخل ہونگے ہم دوسرے اس دروازے سے نکل جائیں گے اور کشتی میں سوار ہو جائیں گے۔ ناچار وہ چپ ہوئے

خلیفہ مقرر کرتا ہوں اور تم دونوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں پس اپنی حفاظت و خاطر ... اور اپنی آل واعزہ
... کے لیے اور بنی ہاشم میں سے ان لوگوں کے لیے جو ہجرت کرنا چاہیں سواریاں فراہم کرلینا اس کے
علاوہ اور بہت سی باتیں فرمائیں اور کہا جب ان تمام امور سے فارغ ہو تو خدا و رسولؐ کی جانب ہجرت
کے لیے تیار ہو جانا۔ اور جب میرا خط تمہارے پاس پہنچے بلاتوقف روانہ ہو جانا۔ یہ تمام باتیں فرما کر
حضرتؐ مدینہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور عبداللہ بن اریقط جب کہ مقصد جانے غار کی طرف آیا حضرتؐ نے
اس سے فرمایا کہ اگر میں اپنی جان تیرے سپرد کردوں تو کیا تو اس کی حفاظت کرے گا اور ہم کو بخیر و عافیت
مدینہ پہنچا دے گا؟ ابن اریقط نے کہا غار کے دروازہ پر مکڑی کے جالا تنے اور کبوتر کے گھونسلا بنا لینے
سے میں نے جانا کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں اور آپ پر ایمان لایا، آپؐ کی حفاظت کروں گا اور جدھر آپ جائیں
گے میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں مدینہ جانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا جاں معلی سے
منورہے۔ آپ کو ایسے راستہ سے مدینے لے چلوں گا کہ کوئی آپ کو دیکھنے نہ پائے گا۔ غرض وہ مدینہ روانہ
ہوئے۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ سال بعثت کے پہلے مہینہ ربیع الاول کی تیرہویں تاریخ
شب پنجشنبہ غار کی طرف روانہ ہوئے اسی رات امیر المومنینؑ آپؐ کے بستر پر سوئے۔ اور چوتھی شب کو
غار سے مدینہ کی طرف چلے۔ راستہ میں بہت سے معجزات آنحضرتؐ سے ظاہر ہوئے جو معجزات کے
ابواب میں مذکور ہو چکے۔ اور کلینی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غار سے
مدینہ کی جانب متوجہ ہوئے قریش نے اعلان کیا کہ جو آنحضرتؐ کو ڈھونڈ لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دیا جائے گا
یہ سنکر سراقہ بن مالک بن جعشم آپؐ کی تلاش میں روانہ ہوا۔ وہ جب حضرتؐ کے قریب پہنچا حضرتؐ نے دعا
کی کہ خداوندا مجھے سراقہ کے شر سے جس طرح تو چاہے محفوظ رکھ۔ تو سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں
دھنس گئے۔ یہ دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے کود پڑا اور دوڑتا ہوا حضورؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ میں نے
سمجھ لیا کہ یہ بلا آپ کی طرف سے آئی ہے۔ دعا فرمائیے کہ خدا میرے گھوڑے کو نجات دے میں اپنی جان کی
قسم کھاتا ہوں کہ اگر آپ کو مجھ سے کوئی بھلائی نہ ہوئی تو کوئی برائی بھی نہ ہوگی۔ یہ سنکر حضرتؐ نے دعا کی تو
خدا نے اس کے گھوڑے کو نجات دی۔ پھر اس نے آنحضرتؐ کے خلاف ارادہ کیا تو پھر اس کے گھوڑے کے
پاؤں زمین میں گڑ گئے۔ اسیطرح تین مرتبہ ہوا اور حضرتؐ نے دعا کی اور وہ رہا ہوا تیسری مرتبہ اس نے
کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ میرے اونٹ میرے غلام کے ساتھ موجود ہیں۔ اگر آپ کو ضرورت
ہو تو جو چاہیں لے لیں۔ میرا تیر اب نشانہ پر بیٹھ گیا۔ اب میں واپس جاتا ہوں اور آپ کی تلاش میں کسی کو
نہ آنے دوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو تیرے مال کی ضرورت نہیں ہے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی راستہ میں
ام معبد کے خیمہ میں پہنچے اور اس سے کچھ کھانے کو طلب فرمایا۔ اس نے کہا اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے
حضرتؐ نے اس کے خیمہ کے ایک طرف ایک گوسفند دیکھا جسکو لاغری اور کمزوری کے سبب چرانے نہیں بھیجا تھا۔
حضرتؐ نے فرمایا کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہوں۔ اس نے کہا اس کے دودھ نہیں ہوتا

اگر آپ چاہیں دوہیں۔ حضرتؐ نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا وُہ اُسیوقت حضرتؐ کے اعجاز سے موٹی ہو گئی۔ پھر دوبارہ ہاتھ پھیرا تو اس کے تھن لٹک گئے اور دُودھ سے بھر گئے بلکہ دُودھ ٹپکنے لگا۔ آپؐ نے ایک پیالہ مانگا اور دُودھ دوہنا شروع کیا یہانتک کہ سب سیراب ہو گئے۔ ام معبد نے یہ معجزہ دیکھا تو عرض کی یا حضرتؐ میرا ایک لڑکا ہے جو سات برس کا ہو گیا مگر ایک گوشت کے لوتھڑے کے مانند ہے نہ چلتا ہے نہ بولتا ہے آپؐ اُس کے لیئے دُعا فرمائیے۔ اور حضرتؐ کے پاس اس کو لائی۔ حضرتؐ نے ایک خرمہ اپنے دہن اقدس میں چبا کر اُس کے مُنہ میں دے دیا وُہ اُسیوقت حضرتؐ کے اعجاز سے اُٹھ کھڑا ہوُا چلنے اور بات کرنے لگا۔ پھر آپؐ نے خرمہ کا بیج زمین میں بو دیا وُہ اُسی وقت اُگا، بڑھا، اور ایک بڑا درخت ہو گیا، اور اُس میں پھل لٹکنے لگے۔ اس میں جاڑا گرمی ہر موسم میں پھل لگتے تھے۔ پھر حضرتؐ نے اپنے ہاتھوں سے مکا کے چاروں طرف اشارہ کیا تو ہر طرف سبزہ اُگ آیا۔ پھر حضرتؐ وہاں سے روانہ ہوئے۔ اُس درخت میں ہمیشہ رطب موجود رہتے تھے یہانتک کہ حضرتؐ نے رحلت فرمائی تو پھل نکلنا بند ہو گیا۔ لیکن وُہ درخت ہمیشہ سر سبز رہا۔ جب امیرالمومنین علیہ السلام شہید ہوئے اُس کی شادابی بھی جاتی رہی وُہ خشک ہو گیا۔ اور جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو اُس درخت سے خوُن جاری ہو گیا۔ غرض جب اُم معبد کا شوہر جنگل سے واپس آیا اور یہ تمام عجیب وغریب حالات مشاہدہ کیئے تو دریافت کیا۔ اُس کی عورت نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا یہ اُسی مردِ قریشی کی برکت سے ہے۔ اُس کے شوہر نے کہا یہ وُہی بزرگ ہیں جنکا اہلِ مدینہ انتظار کر رہے ہیں۔ اور اب مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ وُہ سچے ہیں۔ اور اپنے اہل وعیال کو لے کر مدینہ آیا اور مسلمان ہوُا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے پہلے مقام قُبا میں قبیلۂ عمرو بن عوف کے پاس قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکر نے کہا یا حضرت مدینہ میں چلیئے کہ لوگ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تک میرا بھائی علیؑ اور میری بیٹی فاطمہؑ نہ آجائیں کیں داخل مدینہ نہ ہوُں گا۔ وُہ جس قدر اصرار کرتے تھے آنحضرتؐ اُسیقدر انکار فرماتے تھے۔ آخر حضرت ابوبکر آنحضرتؐ کو قُبا میں چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔ اُدھر حضرتؐ نے ابو واقد لیثی کے ہاتھ امیرالمومنینؑ کے پاس نامہ بھیجا کہ جلد از جلد میرے پاس آجائیں۔ جب حضورؐ کا یہ خط امیرالمؤمنینؑ کے پاس پہنچا آپ ہجرت کے لیئے تیار ہو گئے اور کمزور مومنین سے فرمایا کہ رات کے وقت ہلکے پھُلکے پوشیدہ طور سے نکل چلیں اور ذی طوی میں جمع ہوں۔ اور فاطمہ زہراؑ اور اپنی والدہ معظمہ فاطمہؑ بنت اسد اور فاطمہؑ بنت زبیر بن عبدالمطلب کو ہمراہ لے کر مکہ سے روانہ ہوئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دختر زبیر جس کا نام ضباعہ تھا اور ایمن اُم ایمن کا لڑکا رسُولؐ خدا کا آزاد کردہ ابو واقد کے ہمراہ جو حضرتؐ کا نامہ لایا تھا امیرالمومنینؑ کے ساتھ چلے ابو واقد عورتوں کے اُونٹوں کو تیز ہنکانے لگے حضرتؑ نے فرمایا اے ابو واقد عورتوں کے ساتھ نرمی کرو اور ان کے اُونٹوں کو آہستہ چلاؤ۔ کیونکہ عورتیں نازک اور کمزور ہوتی ہیں۔ ابو واقد نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ مکہ سے مشرکین ہمارے تعاقب میں نہ آتے ہوں۔ آپؑ نے فرمایا خاطر جمع رکھو اور کوئی پروا نہ کرو۔ کیونکہ

جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے علیؑ اُن سے تم کو ضرر نہیں پہنچے گا۔ غرض عورتوں کے اُونٹ آہستہ چلانے لگے۔ اور حضرتؑ ایک رجز پڑھ رہے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی خدا اور مددگار نہیں لہذا کسی دُوسرے کی پروا مت کر کیونکہ خداوند عالم تیرے تمام امور کا کارساز ہے۔ جب حضرتؑ ضجنان پہنچے تو قریش کے دس سوار مسلح آپ کے پاس آئے جنکو کفار قریش نے تعاقب میں بھیجا تھا ان میں سے ایک حارث بن اُمیہ کا غلام تھا جس کو جناح کہتے تھے وُہ نہایت دلیر وبہادر تھا۔ امیرالمومنینؑ کی نگاہ اُن پر پڑی تو آپ نے ایمن اور ابو واقد سے فرمایا کہ اونٹوں کو بٹھا دو اور عورتوں کو ان پر سے اُتار لو اور تلوار کھینچ کر ان سواروں کی جانب متوجہ ہوئے۔ ان کافروں نے حضرتؑ پر حملہ کیا اور کہا کہ تم سمجھتے ہو کہ ان عورتوں کو تم لے جاسکو گے۔ واپس لے چلو۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر واپس نہ چلوں تو کیا کروگے؟ وُہ بولے تمہارا سر توڑ ڈالیں گے۔ یہ کہہ کر عورتوں کے اونٹوں کی طرف بڑھے تاکہ ان کو اٹھائیں۔ حضرتؑ نے ان کو ڈانٹا۔ جناح نے حضرتؑ پر تلوار ماری آپ نے اُس کا وار رد کر کے اُس کے شانہ پر وار کیا کہ وُہ کٹ کر گر پڑا۔ پھر حضرتؑ گھوڑے کی یال پر بیٹھ گئے اور بھوکے شیر کے مانند اُس گروہ پر جھپٹے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے کہ راہِ خدا میں کوشش اور جہاد کرنے والے کا راستہ چھوڑ دو۔ بخدا سوائے خدائے یکتا کے کسی سے نہیں ڈرتا ہوں۔ آخر وُہ کفار یہ کہہ کر پلٹ گئے کہ اے فرزند ابو طالب ہم سے ہاتھ اُٹھا لو ہم کو تم سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اب تو مدینہ کی جانب اپنے برادر محترم رسُولِ خداؐ کی خدمت میں علانیہ جاتا ہوں۔ جو یہ چاہتا ہو کہ اُس کے خوُن سے زمین سیراب ہو وُہ میرے نزدیک آئے۔ پھر ایمن اور ابو واقد سے فرمایا کہ اُونٹوں کو کھڑا کرو اور چلو اور نہایت شکوہ و دبدبہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور ضجنان میں قیام فرمایا۔ ایک رات اور ایک دن وہاں ٹھہرے۔ تمام رات حضرتؑ مع آن طاہرہ خواتین کے ساتھ نماز میں مشغول رہے اور خدا کو یاد کرتے رہے کبھی کھڑے ہوکر، کبھی بیٹھے ہوئے اور کبھی لیٹے ہوئے۔ اسی حال میں رات بسر کی۔ صبح ہوئی تو نماز صبح سے فارغ ہو کر اُونٹوں کو تیار کیا اور دوسری منزل کو چلے۔ اسیطرح تمام راہ اور منزلوں پر عبادت وذکر خدا کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے اور اُن کے پہنچنے سے پہلے خداوند عالم نے ان کی شان میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ بیشک زمین وآسمان کی خلقت میں اور رات ودن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیئے نشانیاں ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رب، سورۃ آل عمران آیت ۱۹۰ و ۱۹۱) (وُہ صاحبانِ عقل وُہ ہیں) جو اُٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے آسمان وزمین کی خلقت میں غور وفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پالنے والے ان سب کو تُو نے عبث اور بیکار نہیں پیدا کیا ہے۔ اور تُو پاک ہے اس سے کہ کوئی شے عبث وبیکار پیدا کرے تو ہم کو جہنم کی آگ سے بچا۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (رب، سورۃ آل عمران آیت ۱۹۲) پالنے والے جسکو تُو نے جہنم میں داخل کر دیا تو اس کو رسوا کر دیا

اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۳) پالنے والے بیشک ہم نے ندا دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف دنیا والوں کو پکار رہا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیوں کو مٹا دے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ محشور فرما۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (آیت ۱۹۴ سورۃ مذکور) خداوندا ہم کو وہ بہشت اور ابدی نعمتیں عطا فرما جس کا تو نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے وعدہ فرمایا ہے اور روز قیامت ہم کو ذلیل و رسوا مت کرنا بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ تو خدا نے ان کی دعائیں قبول کیں اور فرمایا کہ میں تم مردوں اور عورتوں میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا۔ فرمایا کہ مرد سے مراد امیر المومنینؑ اور عورت سے مراد جناب فاطمہؑ زہرا (صلوات اللہ علیہم) ہیں۔ اور دوسری روایت کے مطابق دونوں فاطمہ ہیں۔ اور بعض تم میں سے دوسرے بعض کے بارے میں فرمایا کہ بعض سے مراد علیؑ دوسرے بعض سے مراد فاطمہؑ یا بعض سے فاطمہؑ دوسرے بعض سے علیؑ یا بعض سے علیؑ دوسرے بعض سے تینوں فاطمہ یا تینوں فاطمہ اور دوسرے بعض سے علیؑ مراد ہیں۔ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (پ۴ آیت ۱۹۵ سورۃ مذکور) جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے شہر سے نکالے گئے اور میری راہ اور فرمانبرداری میں ستائے گئے اور کافروں سے جنگ کی اور مارے گئے بیشک ہم ان کے گناہوں کو مٹا دیں گے اور یقیناً ہم بہشت کے باغوں میں ان کو داخل کریں گے جنکے درختوں یا قصروں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ ہے اجر خدا کی طرف سے ان کے لئے اور خدا کے پاس بہترین اجر ہے۔ روایات معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب مدینہ کو ہجرت کی غریب مسلمان جو مکہ میں مشرکین کے ظلم و ستم میں گرفتار تھے ایک ایک کر کے بھاگ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچتے رہے اور جس پر مشرکوں کو قابو حاصل ہو جاتا اُس کو اذیتیں پہنچاتے مار ڈالتے اور کلمۂ کفر اور آنحضرتؐ کو برا کہنے پر مجبور کرتے۔ ان میں سے عمارؓ، ان کے والد بزرگوار یاسرؓ اور ان کی مادر گرامی سمیہؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ اور خبابؓ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو مشرکین نے ان کو پکڑ لیا اور کلمۂ کفر و ناسزا کہنے پر مجبور کیا۔ عمارؓ نے جب یہ سمجھ لیا کہ اگر ان کی خواہش کے مطابق وہ کلمات نہیں کہتے تو مار ڈالے جاتے ہیں تو جو کچھ وہ کہلانا چاہتے تھے تقیہ کے طور پر کہہ دیا لیکن ایمان ان کے دل میں مضبوط تھا اور ان کے باپ ماں نے نہیں کہا تو ان کو انتہائی تکلیفوں سے شہید کر دیا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جو اسلام میں شہید ہوا وہ عمارؓ کے والدین تھے۔ جب عمارؓ کا حال مدینہ میں لوگوں نے سنا کچھ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ عمار کافر ہو گئے۔ آنحضرتؐ

نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ عمارؓ کے رگ و ریشہ میں ایمان پیوست ہے ان کے خون اور گوشت میں ایمان ملا ہوا ہے جب عمارؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچے بہت روئے۔ حضرتؐ نے پوچھا تم پر کیا حادثہ گزرا عرض کی یا رسولؐ اللہ میرا حال ناگفتہ ہے۔ مجھ سے وہ لوگ دست بردار نہیں ہوئے جب تک میں نے آپؐ کو ناسزا نہیں کہا اور ان کے بتوں کی تعریف نہیں کی۔ حضرتؐ نے ان کے آنسو اپنے ہاتھوں سے پونچھے اور فرمایا تم پر کوئی الزام نہیں اگر پھر ایسا واقعہ در پیش آئے تو پھر ایسے ہی کہنا۔ اور کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے عمارؓ بن یاسر کو مکہ والوں نے کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا۔ اُن کا دل ایمان سے بھرپور تھا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (پ۱۴ آیت ۱۰۶ سورۃ النحل) (لیکن جو لوگ مجبور کئے جائیں اور ان کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے عمارؓ اگر کفار پھر تم سے ایسا کہلائیں تو پھر کہہ دینا کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے لئے عذر نازل فرما دیا ہے۔

۲۸

اٹھائیسواں باب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے آنا، مسجدیں تعمیر کرنا، ہجرت کے سالِ اوّل کے تمام حالات

شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بیعت عقبہ کے تین مہینے بعد آنحضرتؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور روز دوشنبہ بارھویں ربیع الاوّل کو داخلِ مدینہ ہوئے۔ انصار ہر روز مدینہ سے باہر نکل کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتظار کیا کرتے تھے۔ اس روز بھی اپنی عادت کے مطابق آئے اور انتظار کر کے نا اُمید ہو گئے تو واپس چلے گئے۔ جب وہ لوگ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے تو آنحضرتؐ مسجد شجرہ کے مقام پر پہنچے اور قبیلہ بنی عمرو بن عوف سے دریافت کیا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تو یہودیوں میں سے ایک شخص نے اپنے قلعہ کے اوپر سے دیکھا کہ تین سوار اُن کی طرف آ رہے ہیں مسلمانوں کو پکار کے کہا کہ تم لوگ جنکا انتظار کرتے تھے وہ آ گئے۔ تمہارے بخت بلند اور طالع ارجمند نے تمہاری طرف رُخ کیا۔ جب یہ خبر مدینہ میں شائع ہوئی مرد عورتیں اور بچے شاد و خرم مدینہ کے باہر دوڑتے ہوئے آئے۔ ادھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بموجب حکم خدا قبا کی جانب متوجہ ہوئے اور وہیں قیام فرمایا۔ عمرو بن عوف کے قبیلہ کے لوگ آنحضرتؐ کے گرد جمع ہوئے اور بہت اظہار مسرت کیا۔ آنحضرتؐ ایک مرد صالح نابینا کے گھر میں مقیم ہوئے جن کا نام کلثوم تھا۔ اوس کے قبیلہ والے بھی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دوڑتے ہوئے پہنچے۔ چونکہ اوس وخزرج کے درمیان مدتوں سے جنگ کا سلسلہ رہا اس لیئے خزرج کے قبیلہ والوں میں سے کوئی خوف کے سبب باہر نہ نکلا۔ جب حضرتؐ نے حاضرین کو دیکھا اُن میں کوئی خزرج کا نظر نہ آیا۔ رات ہوئی تو حضرت ابوبکر آنحضرتؐ سے جُدا ہوکر مدینہ چلے آئے۔ حضرتؐ کلثوم کے گھر میں قُبا ہی میں مقیم رہے۔ جب آنحضرتؐ نماز مغرب وعشائے فارغ ہوئے تو اسعد بن زرارہ ہتھیار لگائے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام کیا اور عذر خواہی کی اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ سنوں گا کہ حضورؐ اس مقام پر آگئے ہیں اور میں حاضر نہ ہوں گا۔ لیکن ہمارے اور ہمارے بھائیوں یعنی قبیلہ اوس کے درمیان عداوت چلی آرہی ہے۔ اسی سبب سے مجھے خوف ہوا کہ کوئی ناگوار بات نہ ہو جائے اس واسطے میں حاضر خدمت نہیں ہوا۔ لیکن ضبط نہ ہوسکا آخر اس وقت بیتاب ہوکر حاضر خدمت ہوا ہوں۔ حضرتؐ نے یہ سُنکر قبیلہ اوس سے خطاب فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جو اس کو امان دے ان لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ہماری امان حضورؐ کی امان میں ہے آپ خود ان کو امان دے دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں تم میں سے کوئی شخص امان دے۔ یہ سُنکر عویم بن ساعدہ اور سعد بن خثیمہ نے کہا ہم امان دیتے ہیں۔ غرض وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنے لگے۔ حضرتؐ کے پاس بیٹھتے تھے، حضرتؐ کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے یہانتک کہ آنحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آپؐ نے جب ہجرت کی آپ کی عمر ترپن ۵۳ سال کی تھی۔ تین روز آپ غار میں مقیم رہے۔ ایک روایت ہے کہ چھ روز وہاں ٹھہرے۔ اور بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن۔ ایک روایت کے مطابق گیارہ ربیع الاول کو مدینہ میں پہنچے اور یہ ہجرت کا پہلا سال تھا لیکن ہجرت کے سال کی ابتدا محرم سے قرار دی گئی ہے۔ پہلے حضرتؐ قبا میں ٹھہرے اور کلثوم بن ہدم کے مکان میں قیام فرمایا۔ اُس کے بعد خثیمہ اوسی کے مکان میں منتقل ہوگئے۔ تین روز یا بارہ روز کے بعد جبکہ امیرالمومنینؑ آگئے تو مدینہ میں تشریف لائے۔ قُبا میں آپ نے ایک مسجد تعمیر کی جبکہ آپ وہاں مقیم تھے۔ مدینہ کے مسلمان آپ کے استقبال کے لیئے جایا کرتے تھے۔ ہجرت کے ایک ماہ چند روز کے بعد نمازیں زیادہ ہونے لگیں۔ آٹھ مہینے کے بعد آپ نے مسلمانوں کے درمیان مواخاۃ قائم کی اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنادیا۔ اسی سال اذان مقرر ہوئی۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سعد بن مسیب نے امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا کہ امیرالمؤمنین جس روز مسلمان ہوئے اُن کی عمر کیا تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش وہ کبھی کافر نہ تھے جس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت پر مبعوث ہوئے جناب امیرؑ دس سال کے تھے وہ اُس روز بھی کافر نہ تھے۔ لیکن بظاہر خدا و رسولؐ پر ایمان لانے میں اور نماز پڑھنے میں تمام اشخاص پر تین سال پہلے سبقت کی تین سال بعد دوسرے لوگ ایمان لائے اور سب سے پہلے آنحضرتؐ کے ساتھ جو نماز پڑھی وہ ظہر کی دو رکعت تھی۔ ابتداء میں دو ہی رکعت واجب ہوئی تھی اور دس سال تک مسلمان مکہ میں دو ہی رکعت پڑھا کرتے تھے۔ یہانتک کہ ہجرت کرکے مدینہ آئے۔ آنحضرتؐ نے جناب علی مرتضےٰ کو چند امور کے

انجام دینے کے واسطے مکہ ہی میں چھوڑ دیا تھا جنکو سوائے اُن کے کوئی انجام نہیں دے سکتا تھا۔ حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے تیرھویں سال پہلی ماہِ ربیع الاوّل روز دو پنجشنبہ کو مکہ سے روانہ ہوئے اور روز دوشنبہ بارھویں ربیع الاول زوال آفتاب کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور قُبا میں قیام فرمایا اور نمازِ ظہر وعصر دو دو رکعت بجالائے۔ آپ نے قبیلۂ بنی عمرو بن عوف کے پاس قیام فرمایا اور دس روز سے زیادہ مقیم رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ پندرہ روز ٹھہرے تھے۔ ان لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر آپ ہمارے ساتھ رہنے کا قصد رکھتے ہوں تو ہم آپ کے لیے ایک مسجد تعمیر کریں۔ آپ نے فرمایا میں یہاں ہمیشہ قیام نہیں کروں گا میں علیؑ بن ابی طالبؑ کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں نے اُن کو ہدایت کی ہے کہ مجھ سے آکر جلد ملیں۔ میں کسی منزل پر مستقل قیام نہ کروں گا اور نہ کسی مقام کو اپنا وطن بناؤں گا جبتک وہ میرے پاس نہ آجائیں اور انشاء اللہ جلد آتے ہونگے۔ جب امیرالمومنین آئے اُس وقت آپؐ عمرو بن عوف کے مکان میں مقیم تھے۔ پھر آنحضرتؐ اُسی وقت امیرالمومنینؑ کو ساتھ لے کر بنی عوف کے پاس آگئے۔ وہ دن جمعہ کا تھا، آفتاب طلوع ہو رہا تھا۔ آپ نے اُن لوگوں کے لیئے ایک مسجد کی تعمیر کے لیئے خطوط ونشانات قائم کئے اور قبلہ کی تعیین فرمائی۔ اُسی مسجد میں دو رکعت نماز جمعہ ادا کی اور خطبہ پڑھا اور اُسی روز مدینہ میں داخل ہوئے۔ حضرتؐ اُسی ناقہ پر سوار تھے حضرت علیؑ ہر مقام پر آپؐ کے ساتھ ساتھ تھے حضرتؐ سے ایک آن کے لیئے بھی جُدا نہ ہوتے تھے۔ حضرتؐ انصار کے جس قبیلہ کی طرف سے گزرتے تھے وہ لوگ استقبال کرتے اور التجا کرتے کہ حضورؐ اُنہی کے پاس قیام فرمائیں۔ حضرتؐ فرماتے تھے کہ میرے ناقہ کی راہ چھوڑ دو وہ پروردگارِ عالم کی طرف سے مامور ہے وہ جس طرف چاہے گا ناقہ جائے گا۔ حضرتؐ نے اس کی مہار چھوڑ دی تھی۔ آخر وہ اس مقام پر پہنچا۔ امامؑ نے مسجدِ رسولؐ کے دروازہ کی طرف اشارہ کیا کہ جہاں میتوں کی نمازیں لوگ پڑھتے ہیں، وہاں ناقہ ٹھہرا اور بیٹھ گیا۔ اپنے سینہ کو زمین سے ملا دیا۔ حضرتؐ ناقہ سے اُترے۔ ابو ایوب انصاریؓ سب سے پہلے بڑھ کر حضرتؐ کے اسباب وسامان اپنے گھر اُٹھا لے گئے۔ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مکان میں قیام فرمایا یہانتک کہ مسجد کی تعمیر ہوئی۔ آنحضرتؐ اور امیرالمومنینؑ کے مکانات تیار ہوئے اور آپ حضرات اپنے اپنے مکانوں میں مقیم ہوئے۔ ان تمام حالات میں حضرت علیؑ آپؐ کے ساتھ رہے اور کبھی جُدا نہ ہوئے۔ راوی نے امامؑ سے پوچھا کہ آپ پر فدا ہوں ابوبکرؓ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھے جبکہ آپ مدینہ میں وارد ہوئے تو وہ کس مقام پر آپ سے جُدا ہوگئے تھے۔ امامؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ نے قُبا میں قیام فرمایا تھا اور جناب امیرؑ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے ابوبکر نے اصرار کیا کہ مدینہ چلیئے اہل مدینہ آپ کے آنے سے بہت خوش ہیں اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ علیؑ کا انتظار نہ کیجئے وہ ایک مہینہ تک نہ آئیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہے وہ بہت جلد آئیں گے میں ہرگز اس مقام سے حرکت نہ کروں گا جبتک کہ میرا بھائی میرا فدائی، میرے اہلبیتؑ میں میرا سب سے زیادہ محبوب نہ آجائے۔ اس نے مجھ پر اپنی جان فدا کی ہے میرے بستر پر سویا ہے۔ یہ سنکر ابوبکر کو

غصہ آگیا۔ وُہ کبیدہ خاطر ہوئے اور علیؑ کی جانب سے ان کے دل میں بڑا سخت حسد پیدا ہوگیا اور یہلی عداوت تھی جو علیؑ کے حق میں پیغمبرؐ خدا کے لیئے ظاہر ہوئی اور یہ آنحضرتؐ کی پہلی مخالفت تھی جو اُن سے ظاہر ہوئی۔ اسی سبب سے غصہ ہوکر حضرتؐ سے جُدا ہوئے اور مدینہ میں چلے آئے۔ حضرتؐ قبا میں مقیم رہے اور امیرالمؤمنینؑ کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ راوی نے پُوچھا کس وقت جناب رسُولِؐ خدا نے حضرت فاطمہؑ کو حضرت علیؑ سے تزویج کیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ ہجرت کے ایک سال بعد مدینہ میں۔ اُس وقت جناب فاطمہؑ نو سال کی تھیں۔ اور فرمایا کہ بعثت کے بعد جناب خدیجہؑ کے بطن سے جناب رسُولِؐ خدا کی کوئی اولاد سوائے جناب فاطمہؑ کے نہ ہوئی۔ اور جناب خدیجہؑ نے ہجرت سے ایک سال پہلے دُنیا سے رحلت فرمائی اور جناب ابوطالبؑ نے اُن کے ایک سال بعد دار فانی کو رُخصت کیا۔ جب یہ دونوں ہستیاں دُنیا سے رخصت ہوگئیں تو آنحضرتؐ دل تنگ ہوئے اور آپ پر سخت خوف غالب ہوا اور اپنے متعلق مشرکین قریش سے خطرہ زیادہ محسوس ہوا۔ جناب جبرئیلؑ سے اس کی شکایت کی تو خداوند عالم نے آپؐ کو ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس شہر سے نکل جاؤ کیونکہ یہاں کے رہنے والے ظالم ہیں۔ مدینہ کو ہجرت کرو کیونکہ اب مکہ میں تمہارا کوئی مددگار نہیں رہا۔ پھر مشرکوں سے جہاد کرو۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے ہجرت کی۔ راوی نے پوچھا کس وقت لوگوں پر اس طرح نمازیں واجب ہوئیں جس طرح اب وقت پڑھی جاتی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مدینہ میں جس وقت کہ آپؐ کی تبلیغ ظاہر ہوئی اور اسلام کو تقویت حاصل ہوئی۔ خداوند عالم نے مسلمانوں پر جہاد واجب کیا اور حضرتؐ نے بحکم خدا نمازوں میں سات رکعتوں کا اضافہ کیا۔ نمازِ ظہر و عصر و عشا میں دو دو رکعتیں اور نمازِ مغرب میں ایک رکعت کا۔ اور نمازِ صبح بدستور قائم رہی جس طرح شروع میں واجب ہوئی تھی۔ کیونکہ دن کے فرشتے آسمان سے زمین پر جلد آتے ہیں اور رات کے فرشتے جلد آسمان پر زمین سے جاتے ہیں۔ غرضکہ شب و روز دونوں کے فرشتے جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نمازِ صبح میں حاضر ہوتے تھے۔ اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے کہ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (پ۱۵ آیۃ۷۸ سورۃ بنی اسرائیل) حضرتؐ نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ نمازِ صبح کے وقت مسلمانوں کے نزدیک اعمال شب کے لکھنے والے فرشتے اور دن کے اعمال لکھنے والے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ مسجد قبا میں نمازیں بہت پڑھو کیونکہ وُہ سب سے پہلی مسجد ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ آتے وقت نماز پڑھی تھی اور دُوسری حدیث حسن میں فرمایا کہ جس مسجد کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ پہلے ہی روز جس کی بنیاد تقوے اور پرہیزگاری پر رکھی گئی وُہ مسجد قبا ہے۔ اور دُوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ جب جناب رسُولِؐ خدا مدینہ میں پہنچے مدینہ کے گرد اپنے پائے اقدس سے خط کھینچا یا قدم سے نشان بنایا اور فرمایا کہ خداوندا جو شخص مدینہ کے مکانات فروخت کرے تو اُس کو برکت مت عطا فرما۔

شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ قبیلۂ اوس اور قبیلۂ خزرج اسلام لانے سے پہلے بہت

بُت رکھتے تھے۔ ان کی پرستش کرتے تھے ان کے ہر بڑے شخص کے گھر میں ایک بُت ہوتا جس کو خوشبو لگاتے اور اُس کے لیئے جانوروں کو قربان کرتے اور اُس کے سامنے سجدہ کرتے۔ جب انصار میں سے بارہ اشخاص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور مدینہ واپس آئے تو بتوں کو اپنے اپنے گھروں سے نکال پھینکا اور جو لوگ ان کی اطاعت کرتے تھے انہوں نے بھی اپنے گھروں سے بتوں کو پھینک دیا۔ اور جب ستّر اشخاص نے بیعت کی اور مدینہ آئے اور اسلام کی اشاعت ہوئی تو لوگوں نے بتوں کو توڑ ڈالا۔ اور آنحضرتؐ کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد سعد بن ربیع اور عبداللہ بن رواحہ اہل خزرج کے درمیان گشت کرتے اور جہاں جو بُت دیکھتے توڑ ڈالتے اور امیرالمومنینؑ کے آنے کے ایک روز یا دو روز بعد جناب رسُولِؐ خدا ناقہ پر سوار ہوکر مدینہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ وُہ جمعہ کا دن تھا۔ قبیلہ بنی عمرو بن عوف نے اکٹھا ہوکر عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہمارے یہاں قیام فرمایئے ہم صاحبان قوت و جلالت اور شوکت و شان والے ہیں اپنی جان و مال سے آپ کی حمایت کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے ناقہ کو چھوڑ دو کہ وُہ خود وہاں ٹھہر جائے گا جہاں خدا نے اس کو حکم دیا ہے۔ جب اوس و خزرج کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ آنے کی خبر ہوئی مسلح ہوکر سب کے سب آنحضرتؐ کے استقبال کو دوڑے اور آنحضرتؐ کے ناقہ کے گرد جمع ہوئے۔ حضرتؐ جس قبیلہ کے پاس پہنچتے تھے وُہ لوگ حضرتؐ کا استقبال کرتے اور آپؐ کے ناقہ کی مہار پکڑ کر التجا کرتے کہ حضرتؐ اُنہی کے یہاں قیام فرمائیں۔ اور حضرتؐ اُن سے یہی فرماتے کہ ناقہ خدا کی طرف سے مامور ہے۔ جب آنحضرتؐ قبیلۂ بنی سالم کے پاس پہنچے زوال کا وقت شروع تھا۔ ان لوگوں نے حضرتؐ کے آنے سے پہلے ایک مسجد تعمیر کرلی تھی۔ انہوں نے بھی حضرتؐ سے قیام کی خواہش کی مگر ناقہ مسجد کے دروازہ پر رُکا تو آنحضرتؐ اُترے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ خطبہ پڑھا اور سو اشخاص کے ساتھ نمازِ جمعہ پڑھی۔ پھر باہر آئے اور ناقہ پر سوار ہوئے اور ناقہ کی مہار چھوڑ دی۔ ناقہ بحکم خدا چل رہا تھا۔ جب آنحضرتؐ عبداللہ بن ابی کے پاس سے گزرے اُس نے حضرتؐ سے قیام کی خواہش نہ کی اور اپنے ناک پر کپڑا رکھ لیا کیونکہ انصار کے ہجوم کے سبب غبار کثرت سے اُڑ رہا تھا اور کہا آپ یہاں مت ٹھہریں بلکہ اُنہی لوگوں کی طرف جائیں جو آپؐ کی مدد و نصرت میں مشغول ہیں اور اس شہر میں آپ کو بُلایا ہے اُنہی کے یہاں قیام فرمائیں۔ تو خدا نے آنحضرتؐ کے اعجاز کے لیئے اُس کے قبیلہ کے لوگوں پر چیونٹیوں کو مسلط فرمایا جنہوں نے ان کے گھروں کو خراب و بیکار کر دیا وُہ لوگ دوسرے محلہ میں بھاگ گئے۔ غرض اُس ملعون کی یہ بات سُنکر سعد بن عبادہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ اس خبیث کی باتوں کا کچھ خیال نہ کیجیئے کیونکہ آپ کے آنے سے پہلے ہم لوگوں نے اتفاق کرلیا تھا کہ اس کو اپنا بادشاہ بنائیں گے۔ چونکہ آپؐ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے یہ ارادہ ختم کر دیا، اس لیئے وُہ حسد کے سبب سے ایسی باتیں کر رہا ہے۔ یا رسُولؐ اللہ آپ ہمارے پاس قیام فرمائیں آپؐ کو لشکر، مال، قوت اور شوکت جس شے کی ضرورت ہو سب کچھ آپؐ کے لیئے حاضر ہے۔ حضرتؐ نے کسی کی بات کی طرف التفات نہ فرمایا۔ حضرتؐ کا ناقہ روانہ تھا چلتے چلتے اُس مقام پر ٹھہرا جہاں اب حضرتؐ کی مسجد ہے۔ اُس وقت صرف چہار دیواری گھری ہوئی تھی جو خزرج کے قبیلہ کے دو یتیموں کی زمین تھی جن کی

کفالت اسعد بن زرارہ کرتے تھے۔ ناقہ ابوایوبؓ کے دروازہ پر بیٹھ گیا جن کا نام خالد بن زید تھا۔ حضرتؐ ناقہ سے اُترے اُس محلہ کے لوگ حضرتؐ کے گرد جمع ہوئے اور ہر ایک چاہتا تھا کہ حضرتؐ اُسی کے گھر میں قیام فرمائیں لیکن ابوایوبؓ کی ماں نے سبقت کرکے حضرتؐ کا سامان و اسباب اپنے گھر پہنچا دیا۔ جب لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ آدمی اپنے سامان کے ساتھ ہوتا ہے اور ابوایوبؓ کے گھر میں داخل ہوگئے اور اسعد بن زرارہؓ حضورؐ کے ناقہ کو اپنے گھر لے گئے۔ اور ابن شہر آشوب نے جناب سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں پہنچے تو لوگ آنحضرتؐ کے ناقہ کی مہار سے لپٹ گئے تاکہ حضرتؐ کو اپنے گھر لے جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ناقہ کو چھوڑ دو کہ وُہ مامور ہے جس کے گھر کے دروازہ پر ٹھہرے گا میں اُسی کے گھر قیام کروں گا۔ چونکہ وُہ ابوایوبؓ انصاری کے دروازہ پر ٹھہرا۔ ابوایوبؓ نے اپنی ماں کو پکارا مادر گرامی دروازہ کھولو کہ سیدؐ بشیرؐ اور ربیعہ اور مضر میں سب سے بلند مرتبہ رسولؐ مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ہیں۔ ان کی ماں نابینا تھیں۔ دروازہ کھولا اور بولیں اے کاش میری آنکھیں ہوتیں کہ میں اپنے مولا کی زیارت کرتی۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اپنے دستِ مبارک کو اُن کے چہرہ پر پھیرا وُہ اُسی وقت بینا ہوگئیں۔ یہ پہلا معجزہ تھا جو مدینہ میں آنحضرتؐ سے ظاہر ہُوا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے تین خاندان آباد تھے بنو قریضہ، بنو نظیر اور بنی قیقاع۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے یہ تینوں ملعون گروہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور پُوچھا اے محمدؐ، ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہو۔ فرمایا یہ کہ خدا کی وحدانیت کی گواہی دو اور میرے رسولؐ ہونے کا اقرار کرو۔ میں وُہ ہوں جس کا وصف توریت میں ہے اور علماء نے تم کو اس کی خبر دی ہے کہ مکہ سے اس سنگستانِ مدینہ کی طرف ہجرت کروں گا۔ اور تمہارے ایک عالم نے جو شام سے آیا تھا تم کو آگاہ کیا تھا اور کہا تھا کہ میں نے شراب اور لذتیں ترک کردی ہیں اور عیش و نشاط زائل ہوگیا ہے اس سبب سے کہ ایک پیغمبرؐ اس سنگستان میں مبعوث ہوگا۔ وُہ مکہ سے نکلے گا اور اس شہر کی جانب ہجرت کرکے آئے گا۔ وُہ آخری پیغمبرؐ ہوگا اور سب سے بہتر ہوگا۔ خچر پر سوار ہوگا، پُرانے لباس پہنے گا اور سُوکھی روٹیوں پر قناعت کرے گا۔ اُس کی آنکھوں میں سُرخی ہوگی دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت ہوگی وُہ اپنی تلوار کاندھے پر رکھے گا اور جہاد کرے گا اور کسی کی پروانہ کرے گا۔ وُہ بہت خوش مزاج ہوگا اُس کی بادشاہی وہاں تک ہوگی جہانتک گھوڑوں کے پیر پہنچ سکتے ہیں۔ یہودیوں نے کہا ہم نے یہ سب سُنا ہے اور اس لیئے آئے ہیں کہ آپؐ سے صلح کریں اس بات پر کہ نہ ہم آپؐ کے ساتھ ہوں گے، نہ آپ کے دُشمنوں کے ساتھ ہوں گے۔ اور یہ شرط کرتے ہیں کہ آپ کے دشمنوں کی مدد نہ کریں گے اور آپ کے اصحاب کو اذیت نہ پہنچائیں گے اور آپ ہمارے ساتھیوں سے کوئی تعرض نہ کرینگے یہانتک کہ ہم دیکھیں کہ آپؐ کا اور آپ کی قوم کا معاملہ کہانتک پہنچتا ہے۔ آنحضرتؐ نے اُن لوگوں کی یہ شرطیں منظور فرمالیں اور ایک عہدنامہ آنحضرتؐ اور اُن لوگوں میں سے ہر ایک کے درمیان لکھا گیا کہ حضرتؐ کے دشمنوں کی مدد نہ کریں گے اور کسیطرح آنحضرتؐ کو تکلیف نہ پہنچائیں گے نہ زبان سے نہ ہاتھوں سے، نہ

ہتھیاروں سے نہ ظاہر بظاہر نہ پوشیدہ طور سے نہ رات میں نہ دن کو۔ اور خدا کو اس پر گواہ بھی کیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ اگر مذکورہ اُمور میں سے ایک بھی عمل میں لائیں گے تو ان کا خون، ان کی عورتوں اور فرزندوں کا قید کرنا اور ان کے اموال غنیمت میں لے لینا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حلال ہوگا۔ بنی نظیر کی جانب سے جس نے یہ سب اقرار کیا حی بن اخطب تھا۔ جب وُہ اپنے گھر واپس آیا تو اُس کے بھائیوں نے پوچھا کہ محمدؐ کو کیسا پایا اُس نے کہا وُہ وہی ہیں جنکے اوصاف ہم نے کتابوں میں پڑھے ہیں اور علماء سے سُنے ہیں لیکن ہمیشہ میں اُن کا دشمن ہی رہوں گا اس لیئے کہ اُن کے سبب سے پیغمبری فرزندانِ اسحاق میں سے فرزندانِ اسمٰعیلؑ میں منتقل ہوگئی اور ہم کبھی فرزندانِ اسمٰعیلؑ کی اطاعت نہیں کرسکتے۔ اور جس نے بنی قریظہ کی طرف سے عہدنامہ لکھا وُہ کعب بن اسد تھا اور جس نے بنی قیقاع کی طرف سے لکھا وُہ مخیرلق تھا جس کے پاس مال و دولت اور باغات سب سے زیادہ تھے۔ اس نے اپنی قوم سے کہا تم جانتے ہو کہ یہ وُہی پیغمبرؐ ہیں۔ آؤ چل کر اُن پر ایمان لائیں اور توریت و قرآن دونوں سے فیض حاصل کریں۔ لیکن اُس کی قوم راضی نہیں ہوئی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عرصہ میں ابوایوبؓ انصاری کے مکان ہی میں اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ پھر اسعد بن زرارہ سے فرمایا کہ اس زمین کو میرے واسطے خرید لو۔ اسعد نے یتیموں سے جنکی زمین تھی یہ خواہش کی تو انہوں نے کہا کہ یہ زمین حضرتؐ کی نذر ہے قیمت کی ضرورت نہیں ہے لیکن حضرتؐ نے فرمایا میں بغیر قیمت نہیں لینا چاہتا۔ آخر دس اشرفیوں کے عوض اس کو خرید فرمایا اور اُس میں اینٹیں تیار کرائیں اور اس کی بنیاد نیچے گہری کھُدوا کر پتھر سے بھروادی اور صحابہ سے فرمایا کہ مدینہ کے ٹیلوں سے پتھر لائیں خود بھی حضرتؐ اُن کے ساتھ شریک ہوئے۔ اسید خضیرؓ نے دیکھا کہ حضرتؐ ایک بھاری پتھر اُٹھائے ہوئے ہیں عرض کی یارسُولؐ اللہ مجھے دے دیجئے کہ میں لے چلوں۔ فرمایا دوسرا پتھر اُٹھا لاؤ۔ غرض نیو زمین کے برابر بھری گئی۔ پھر اُس پر سے اینٹوں کی دیوار تعمیر کی گئی۔ کلینی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد کی دیوار پہلے ایک اینٹ کی اُٹھائی۔ جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور لوگوں نے مسجد کی توسیع کی خواہش کی تو پھر دیواریں ڈیڑھ اینٹ چوڑی تعمیر کی گئیں۔ جب مسلمانوں کی تعداد اور بڑھی اور حضرتؐ سے توسیع کی استدعا کی گئی تو پھر دو اینٹ چوڑی دیواریں اُٹھائی گئیں۔ گرمی کے زمانہ میں جب اُس کی شدت ہونے لگی لوگوں نے عرض کی یارسُولؐ اللہ اگر اجازت ہو تو ہم مسجد پر چھت بنائیں تاکہ گرمی سے محفوظ ہوسکیں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی تو اس کے کھمبے خرما کے ٹکڑے کیئے گئے اور اس کی چھت لکڑیوں، پتیوں اور اذخر گھاس سے تیار کی گئی اور اُس کے سایہ میں بسر کرتے رہے یہانتک کہ بارش کا موسم آیا اور پانی چھت سے ٹپکنے لگا تو لوگوں نے حضرتؐ سے خواہش کی کہ اس پر مٹی ڈالدیں تاکہ پانی نہ ٹپکے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ لکڑی پر لکڑی رکھ کر میں نے باندھ دیا ہے اس سے زیادہ نہیں کرسکتا۔ غرض آنحضرتؐ کی مسجد آپؐ کی رحلت کے وقت تک اسی طرح قائم رہی۔ جبتک مسجد میں چھت نہیں پڑی تھی اس کی دیواریں قدِ آدم تک تھیں۔ جب دیوار کا سایا

ایک ہاتھ ہوتا تو نمازِ ظہر بجالاتے تھے ؛ جب دو ہاتھ سایا ہو جاتا تو نمازِ عصر ادا فرماتے تھے۔

شیخ طبرسی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوگئے تو آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیتؑ اور تمام مہاجرین کے لیئے مسجد کے گرد مکانات بنائے گئے۔ ہر ایک نے اپنے مکانات کے ایک ایک دروازے مسجد کی طرف قائم کر دیئے۔ اور جناب حمزہؓ کے لیئے بھی ایک مکان کا خط کھینچ دیا گیا۔ اور اُس کا دروازہ بھی مسجد کی طرف کھولا گیا۔ حضرتؐ نے اپنے مکان کے برابر امیرالمومنینؑ کا ایک مکان بنایا اس کا دروازہ بھی مسجد کی طرف قائم فرمایا۔ لوگ اپنے گھروں سے نکل کر مسجد میں آجاتے تھے۔ آخر جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ خدا نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جن لوگوں نے مسجد میں دروازہ قائم کیا ہے آپ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے دروازے بند کر دیں کسی ایک کا دروازہ مسجد کی طرف باقی نہ رہے سوائے آپؐ کے اور علی مرتضےٰؑ کے دروازوں کے۔ کیونکہ علیؑ کے لیئے وہ حلال ہے جو آپ کے لیئے حلال ہے۔ صحابہ اس حکم سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ جناب حمزہؓ کے دل میں بھی ایک طرح کا ملال پیدا ہوگیا کہ کس سبب سے علیؑ کا دروازہ قائم رکھا اور میرا دروازہ بند کر دیا حالانکہ وہ مجھ سے کمسن ہیں اور میرے بھائی کے لڑکے ہیں۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ اے چچا اس واقعہ سے غمگین نہ ہوجیئے میں نے خود ایسا نہیں کیا ہے بلکہ خدا کے حکم سے کیا ہے۔ اور علیؑ کے دروازہ کو کھلا رکھا۔ یہ سُنکر جناب حمزہؓ نے کہا میں خدا اور رسولؐ کے لیئے اس امر پر راضی ہوں اور مجھے منظور ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں روایت ہے کہ جب اسلام مدینہ میں شائع ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ کی طرف ہجرت سے پہلے انصار نے کہا کہ یہودیوں کا ہفتہ میں ایک دن مقرر ہے جس میں وہ جمع ہوتے ہیں اور وہ روز شنبہ ہے۔ اور نصاریٰ کا بھی ہفتہ میں ایک دن مقرر ہے۔ جس میں وہ جمع ہوتے ہیں اور ان کا وہ دن یکشنبہ ہے۔ ہمارے لیئے بھی ایک دن ہونا چاہیئے جس میں عبادت کے لیئے اکٹھے ہوں اور خدا کا شکر کریں۔ لہذا حضرتؐ نے مسلمانوں کے واسطے روز جمعہ کو مقرر کیا جس کو اُس زمانہ میں عروبہ کہتے تھے۔ اُس روز اسعدؓ بن زرارہ کے پاس سب مسلمان جمع ہوتے تھے وہ ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور وعظ و نصیحت کرتے۔ اور چونکہ اُس روز جمع ہوتے تھے اس لیئے اس کا نام جمعہ رکھا۔ اسعدؓ اس روز گوسفند ذبح کرتے اور دو پہر اور شام کا کھانا کھلاتے تھے چونکہ اُس وقت تعداد کم تھی۔ اس کے بعد آیۂ جمعہ نازل فرمائی۔ اور وہ پہلا جمعہ تھا جو اسلام میں مقرر ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے سب سے پہلے جمعہ جو منعقد کیا وہ تھا کہ جب مدینہ کی طرف ہجرت کی اور قُبا میں قیام فرمایا تو وہ دوشنبہ کا دن تھا اور سہ شنبہ و چہارشنبہ اور پنجشنبہ تک وہاں ٹھہرے اور جمعہ کے دن مدینہ میں آئے اور مسجد بنی سالم میں نماز جمعہ ادا فرمائی جو وادی کے بیچ میں ہے۔

کتب معتبرہ میں مذکور ہے کہ ہجرت کے پہلے سال کے واقعات میں ایک واقعہ بھیڑیئے کا آنحضرتؐ کی نبوت کی شہادت دینا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا۔ اسی سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارث اور ابو رافع کو مکہ بھیجا تاکہ سودہ بنت زمعہ آنحضرتؐ کی زوجہ اور آنحضرتؐ کی لڑکیوں کو

لائیں۔ اسی سال حضرت عائشہؓ کو آپؐ نے تزویج کیا، اسی سال نمازوں میں اضافہ ہوا، اسی سال حضرتؐ نے مسلمانوں کے درمیان برادری قائم کی اور خود علیؑ ابن ابی طالب کے بھائی بنے۔ حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنوں اور مہاجروں کے درمیان بھائی چارہ قرار دیا تو لوگ نسب اور رشتہ کے سبب سے نہیں بلکہ اپنے ایمانی بھائیوں کا ترکہ پاتے تھے۔ جب اسلام کو تقویت حاصل ہوئی تو خدا نے آیتِ میراث نازل فرمائی اور وہ حکم منسوخ ہوگیا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اُس زمانہ میں عاشور محرم کا روزہ واجب ہوا۔ اسی سال جناب سلمانؓ مسلمان ہوئے جیسا کہ اس کے بعد ذکر آئے گا۔ اسی سال عبداللہ بن سلام جو علمائے یہود میں سے تھے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند سوالات کیئے۔ اور واقع کے مطابق جوابات سُنکر مسلمان ہوئے۔ اور کہا یا رسولؐ اللہ یہودی جھوٹے اور بہتان بکنے والے ہیں اگر میرا مسلمان ہونا سُنیں گے تو مجھ پر بھی بہتان لگائیں گے لہذا مجھ کو اُن سے پوشیدہ رکھیئے۔ اور میرے بارے میں اُن سے پوچھیئے قبل اس کے کہ میرا اسلام لانا اُن پر ظاہر ہو۔ حضرتؐ نے اُن کو چھپا دیا اور یہودیوں کو طلب فرمایا اور پوچھا عبداللہ بن سلام تم میں کیسا شخص ہے۔ وہ بولے ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کا فرزند ہے، اور ہم میں سب سے بلند تر اور سب سے بلند مرتبہ کا فرزند ہے، اور ہمارا عالم ہے اور ہمارے عالم کا بیٹا ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو تم لوگ بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟ وہ کہنے لگے کہ خدا اس کو اس امر سے اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ باہر آجاؤ۔ عبداللہ اُن کے سامنے آگئے اور کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ دیکھ کر یہودیوں نے کہا کہ وہ ہم میں سب سے بدتر اور سب سے بدتر کا فرزند، ہم میں سے سب سے زیادہ جاہل اور جاہل ترین شخص کا بیٹا ہے۔ اسی سال اذان مقرر ہوئی۔ اسی سال براء ابن معرور جو نقیبوں میں سے ایک نقیب تھے برحمتِ الٰہی واصل ہوئے۔ اور اسعد بن زُرارہ نے بھی جو ایک نقیب تھے وفات پائی۔ کلثوم بن ہدم کی بھی وفات اسی سال ہوئی۔ اور مشرکین مکہ میں سے عاص بن وائل اور ولید بن مغیرہ بھی اسی سال جہنم واصل ہوئے۔

---

۲۹ انتیسواں باب

غزوات کے نادر حالات اور بدر کبریٰ تک کے غزوات کا ذکر

بسندہائے صحیح و حسن و معتبر حضرت امام جعفر صادق اور امام علی نقی علیہما السلام سے منقول ہے،

کہ اگر کوئی کسی اہم کام کے لئے منت مانے کہ کثیر رقم صدقہ کروں گا تو اس کو چاہیئے کہ اسّی درہم تصدق کرے اس لیئے کہ خداوند عالم نے قرآن میں جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں سے خطاب فرمایا ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ یعنی خدا نے تمہاری کثیر موقعوں پر مدد کی ہے حضرت نے فرمایا کہ ہم نے اُن مواقع کو شمار کیا جن میں آنحضرتؐ نے مشرکوں سے جہاد کیا تھا اور خدا نے حضرتؐ کی مدد کی تھی تو وُہ اسّی موقعے تھے۔ اور شیخ طبرسیؒ نے مجمع البیان میں روایت کی ہے کہ جن غزوات میں آنحضرتؐ بنفس نفیس موجود تھے وُہ چھبیس غزوے ہیں۔ سب سے پہلا غزوۂ ابوا تھا پھر غزوۂ بواطہ، غزوۂ عشیرہ، غزوۂ بدر اولیٰ، غزوہ بدر کبرےٰ، غزوۂ بنی سُلیم، غزوہ سُویق، غزوۂ ذی اَمر، غزوۂ اُحد، غزوہ بحران، غزوہ اسد، غزوہ بنی نضیر، غزوہ ذات الرقاع، غزوہ بدر اخیرہ، غزوہ دومۃ الجندل، غزوۂ خندق، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ بنی لحیان، غزوہ بنی قرد، غزوۂ بنی مصطلق، غزوہ حدیبیہ، غزوۂ خیبر، فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوۂ طائف اور غزوہ تبوک تھے۔ ان میں سے نو غزوات میں حضرتؐ نے خود جہاد کیا۔ پہلا غزوہ بدر کبریٰ جو ہجرت کے دُوسرے سال ۱۷ ماہ رمضان روز جمعہ کو واقع ہوا۔ دوسرا غزوۂ اُحد ہے جو ہجرت کے تیسرے سال ماہِ شوال میں ہوا۔ تیسرا و چوتھا غزوۂ خندق و بنی قریظہ۔ جو چوتھے سال ماہ شوال میں ہوئے پانچواں غزوہ بنی المصطلق ہے جو سال پنجم ماہِ شعبان میں ہوا۔ چھٹا غزوہ خیبر ہے جو ہجرت کے چھٹے سال ہوا ساتواں غزوہ فتح مکہ ہے جو آٹھویں سال ماہِ رمضان میں ہوا۔ آٹھواں اور نواں غزوہ حنین و طائف جو ہجرت کے آٹھویں سال ماہ شوال میں ہوئے اور جن لڑائیوں میں حضرتؐ نے لشکر بھیجے اور خود تشریف نہیں لے گئے وُہ چھتیس ہیں۔[1]

کلینی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب ہم جنگ کرتے ہیں تو ہمارا شعار[2] جنگ کے درمیان یا محمد یا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوتا ہے اور جنگ بدر و اُحد میں صحابہ کا شعار یَا نَصْرَ اللّٰهِ اِقْتَرِبْ تھا یعنی اے خدا کی مدد قریب ہو۔ جنگ بنی النضیر میں یَا رُوْحَ الْقُدُسِ اَرِحْ تھا اے رُوح القدس راحت دے۔ جنگ بنی قینقاع میں یَا رَبِّ لَا يَغْلِبَنَّكَ تھا پروردگار! کفار تیرے لشکر پر غالب نہ ہونے پائیں۔ جنگ طائف میں یَا رِضْوَانُ تھا۔ حنین کی جنگ میں یا بنی عبد اللہ تھا۔ جنگ احزاب میں حٰمٓ لَا يُبْصِرُوْنَ تھا۔ جنگ بنی قریظہ میں یَا سَلَامُ اَسْلِمْهُمْ تھا۔ جنگ مریسیع میں جس کو جنگ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں اَلَا اِلَى اللّٰهِ الْاَمْرُ تھا۔ جنگ حُدیبیہ میں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ تھا۔ جنگِ خیبر میں یَا عَلِيُّ اٰتِهِمْ مِنْ عَلٍ تھا۔ فتح مکہ میں نَحْنُ عِبَادُ اللّٰهِ حَقًّا تھا۔ جنگ تبوک میں یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ تھا۔ جنگ بنی الملوح میں اَمِتْ اَمِتْ تھا اور جنگ صفین میں یَا نَصْرَ اللّٰهِ تھا

[1] قول مؤلف حدیث میں بعض معمولی واقعات بھی محسوب ہوئے ہیں جنکو میں نے شمار میں نہیں لیا ہے جیسا کہ بعض متفرق حدیثوں کے تذکرہ میں انشاء اللہ مذکور ہوگا۔ [2] مولف فرماتے ہیں کہ شعار وُہ الفاظ ہیں جو لڑائی میں بار بار زبان پر جاری کیئے جاتے ہیں تاکہ گرد و غبار کی تاریکی میں ایک دُوسرے کو پہچانیں اور دشمن کے لشکر والے اور اپنی فوج والے شناخت ہو سکیں۔

اور امام حسین علیہ السلام کا شعار یَا مُحَمَّدُ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھا وہی شعار ہمارا ابھی ہے۔ اور کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اُن سے پُوچھا کہ جنگ میں تمہارا شعار کیا ہے انہوں نے کہا حرام ہے۔ فرمایا کہ اپنا شعار حلال کو قرار دو۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کا شعار یا منصور اَمِت تھا۔ اُحد کی لڑائی میں مہاجرین یَا بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ یَا عَبْدَ اللّٰهِ یَا بَنِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ کہتے تھے اور قبیلۂ اوس والے یَا بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ کہتے تھے۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی لشکر کسی دشمن کی طرف بھیجتے تھے تو ان کے لیئے دعا کرتے تھے اور لشکر کے سرداروں کو ان کے ماتحتوں کے ساتھ طلب فرما کر اپنے پاس بٹھاتے اور سردار کو خود اس کے اور اس کے لشکر کے بارے میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی ہدایت فرماتے۔ پھر ہر ایک سے تاکید فرماتے کہ خدا کا نام لے کر اور اس سے مدد طلب کرتے ہوئے جاؤ اور خدا و رسُولؐ کی خوشنودی کے لیئے جہاد کرو ہر اُس شخص کے ساتھ جو خدا کا منکر ہے، اور مکر و فریب مت کرو۔ غنیمت سے کچھ مت چھپاؤ اور کافروں کو قتل کرنے کے بعد اُن کے ہاتھ، پیر اور آنکھ، ناک اور دوسرے اعضا مت قطع کرو۔ اور بُوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو مت قتل کرو اور نہ راہبوں کو جو عبادتخانوں میں بیٹھے ہوں یا غاروں اور پہاڑوں میں خلوت گزین ہوں اور نہ درختوں کو کاٹو سوائے ان کے جن سے تم کو دُشواری اور زحمت ہو۔ اور مسلمانوں میں کوئی کسی کافر کو امان دیدے تو وُہ تمام مسلمانوں کی طرف سے امان میں ہوگیا اُس کو چھوڑ دو تاکہ خدا کے کلام کو سُنے۔ اگر وُہ تمہارے دین کا تابع ہو جائے تو وُہ دین میں تمہارا بھائی ہے اور اگر انکار کرے تو اُس کے جائے پناہ میں اُس کو پہنچا دو اور اُس کے قتل پر خدا سے مدد کے طلبگار رہو۔ اور دُوسری روایت میں فرمایا خرمے کے درختوں کو مت جلاؤ اور پانی میں غرق مت کرو، پھل دار درختوں کو مت کاٹو، زراعت کو آگ مت لگاؤ۔ ممکن ہے کہ تم اُس کے محتاج و ضرورتمند ہو۔ حلال جانوروں کے پیروں کو مت کاٹو جبتک کہ ان کے کھانے کی ضرورت نہ ہو۔ جب مسلمانوں کے دُشمنوں کا مقابلہ ہو تو پہلے ان کو تین امور کی دعوت دو۔ اگر ایک بات بھی مان لیں تو قبول کرو اور اُن کو چھوڑ دو۔ سب سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وُہ مسلمان ہو جائیں تو ان کو دارالسلام کی جانب ہجرت کا مشورہ دو۔ اگر وُہ ہجرت نہ کرنا چاہیں اور اپنے شہر میں رہنا ہی پسند کریں تو اعراب کے مانند ہوں گے جنکو غنیمت سے حصہ نہ ملے گا جب تک کہ وُہ ہجرت نہ کریں۔ اگر وُہ دعوتِ اسلام قبول نہ کریں تو اُن کو جزیہ دینے کی شرط پیش کرو۔ اگر وُہ اہل کتاب سے ہوں کہ وُہ اپنے ہاتھ سے ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ دیں۔ اگر وُہ یہ شرط قبول کریں تو اُن سے دست بردار ہو جاؤ۔ اگر اُن میں سے کوئی بات نہ مانیں تو خدا سے مدد طلب کرو اور اُن سے جہاد کرو۔ اگر کبھی اہلِ قلعہ کا محاصرہ کرو اور وُہ تم سے خواہش کریں کہ خدا کے احکام پر قلعہ سے باہر آئیں تو قبول کرو بلکہ اپنے میں کسی کو حاکم بنالو شاید تم کو ان کے بارے میں حکم خدا کا علم نہ ہو۔ اور اگر تم ان کو امان دو تو اپنی امان کے ساتھ امان دو خدا و

رسُولؐ کی امان کے ساتھ امان مت دو۔ اور جناب امیرؑ سے بسند معتبر روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں کے پانی میں زہر مت ملاؤ۔ بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے کبھی کسی دُشمن پر شبخون نہیں مارا۔ جناب صادقؑ سے بسند موثق روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا کے لشکر کی تعداد جنگ بدر میں تین سو تیرہ اور جنگِ خندق میں نو سو تھی۔

حدیث معتبر میں حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے ذریعہ سے جب خیبر کو حاصل کیا، زمین و باغ اور کھیتوں کو شراکت میں اہلِ خیبر کو دے دیا کہ اُن سے جو کچھ حاصل ہو نصف مسلمانوں کا حصّہ ہوگا اور نصف کے حقدار وُہ خود ہوں گے۔ اُس اپنے نصف میں سے زکوٰۃ عشر اور نصف عشر دیں۔ اور جب اہلِ طائف مسلمان ہوئے تو اُنپر زکوٰۃ عشر اور نصف عشر کے سوا اور کچھ مقرر نہ فرمایا۔ اور مکہ معظمہ میں جب قوت کے ساتھ داخل ہوئے تو وہاں کے سب باشندے اسیر ہوئے حضرتؐ نے سب کو آزاد کردیا اور فرمایا جاؤ میں نے تم سب کو رہا کردیا اور معاف کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کا لشکر کافروں سے جنگ کے لیئے روانہ فرمایا۔ جب وُہ لشکر واپس آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ مرحبا۔ معمولی جہاد سے تو تم فارغ ہو گئے لیکن تم پر جہادِ اکبر ابھی باقی ہے۔ پُوچھا جہادِ بزرگ کیا ہے؟ فرمایا نفسِ امّارہ کے ساتھ جہاد کہ اس کو اس کی خواہشات سے روکو؛ وُہ تمام جہادوں سے دشوار ہے۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیہاتی عربوں کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ وُہ اپنے مکانوں میں رہیں ہجرت نہ کریں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اگر کوئی جہاد کا موقع آئے تو اُس میں شریک تو ہوں گے مگر ان کو مالِ غنیمت سے حصّہ نہ ملے گا۔ اور بسند موثق اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ عورتوں کو اپنے ساتھ جنگ میں لے جاتے تھے کہ مردوں کی مرہم پٹی کریں گی لیکن ان کو غنیمت میں حصّہ نہ ملے گا مگر تھوڑی سی عطا بخشش کے طور پر دے دیا کرتے تھے۔

دُوسری معتبر حدیث میں روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے قولِ حق تعالےٰ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (پ آیۃ سورۃ انفال) کی تفسیر دریافت کی یعنی کافروں کے لیئے مہیا کرو طاقت جو تم سے ہو سکے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس سے مراد تیراندازی ہے۔ دوسری معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسُولِ خدا گھوڑے اور اونٹ اس شرط پر دوڑاتے تھے کہ جو کچھ اُس سے حاصل ہو جہاد پر صرف کریں۔ اور آیۂ کریمہ اور احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ابتدا میں جہاد کے لیئے مقرر تھا کہ سو مسلمان ہزار کافروں کے مقابلہ میں کھڑے ہوں اور میدان سے بھاگیں نہیں پھر خدا نے اُنپر فضل کیا اور اُس حکم کو منسوخ فرما دیا اور سو مسلمانوں کو دو سو سے مقابلہ کرنا مقرر فرمایا، اور بھاگنے کی ممانعت فرمائی۔ لیکن اگر دُشمن زیادہ ہوں تو اختیار دیا کہ مقابلہ کریں یا بھاگ جائیں۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر جبہ عرنی سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیبہ کو نامہ لکھا جو عرب کے رئیسوں میں سے تھا اُس نے اپنے ڈول کی تہہ میں اُس خط کو سی دیا۔ اُس

کی لڑکی نے کہا کہ عرب کے سب سے بہتر اور سردار کے نامہ کی تم نے یہ قدر کی بہت جلد کسی سخت بلا میں مبتلا ہو گے۔ ناگاہ حضرتؐ کا لشکر اُس پر حملہ آور ہوا۔ وُہ بھاگا۔ اُس کا قلیل وکثیر تمام سامان لشکر والوں نے لُوٹ لیا۔ آخر وُہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا دیکھ یہ ہے جو کچھ تیرا مال و سامان تھا مسلمانوں نے آپس میں تقسیم نہیں کیا؛ لے جا۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلۂ خثعم کی طرف لشکر بھیجا۔ جب وُہ اُن کے قریب پہنچا انہوں نے نماز کے ذریعہ پناہ حاصل کی۔ مسلمانوں نے اس کی کوئی پروانہ کی اور اُن میں سے بعضوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی آپؐ نے حکم دیا کہ قتل ہونے والوں کی نصف دیت اُن کی نماز کے سبب سے ادا کریں۔ اور فرمایا کہ میں بیزار ہوں ہر اُس مسلمان سے جو دارالحرب میں مشرکوں کے ساتھ رہے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلا لشکر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی طرف بھیجا وُہ تھا جس میں حمزہؓ بن عبدالمطلب کو تیس سواروں کے ساتھ مقام جہنیہ کے دریا کے کنارے بھیجا تھا۔ آپ ابو جہل لعین کے مقابلہ پر پہنچے جس کے ساتھ ایک سو تیس مشرکین تھے۔ مجدی بن عمرو درمیان میں پڑ گیا اور معاملہ رفع دفع کر دیا اور بغیر جنگ کے جناب حمزہؓ واپس آئے۔ پھر جناب رسُولؐ خدا ماہِ صفر میں جو ہجرت کا بارھواں مہینہ تھا قریش اور بنی ضمرہ کے ساتھ جنگ کے لیئے متوجہ ہوئے بواط تک پہنچے اور بغیر جنگ کے واپس آئے۔ یہ سب سے پہلا جہاد تھا جس میں آنحضرتؐ خود گئے تھے۔ اور ماہ ربیع الاوّل میں عبیدہ بن الحرث کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ جس میں انصار میں سے ایک شخص بھی نہ تھا مشرکین سے جنگ کے لیئے روانہ کیا اور سب سے پہلا عَلَم جو حضرتؐ نے تیار کیا اسی جہاد میں کیا۔ ابو عبیدہ سے مشرکین کے ساتھ احیا کے مقام پر مقابلہ ہوا جن کا سرغنہ ابوسفیان تھا۔ ایک نے دوسرے پر چند تیر پھینکے اور بس۔ پھر ماہ ربیع الثانی میں حضرتؐ خود قریش کے ساتھ جہاد کے لیئے تیار ہوئے اور بواط کے مقام تک پہنچے اور بغیر جنگ کے واپس آئے۔ پھر حضرتؐ غزوہ عشیرہ کے لیئے نکلے قافلۂ قریش سے مقابلہ کے ارادہ سے عشیرہ تک پہنچے جو ینبع میں ایک موضع ہے اور تمام ماہ جمادی الاوّل اور جمادی الثانی کے چند ایام وہاں ٹھہرے اور بنی مدلج اور قبیلہ ضمرہ کی اولاد سے صلح کر کے واپس آئے۔ عمار یاسرؓ سے روایت کی گئی ہے وُہ کہتے ہیں میں حضرت امیرالمومنینؑ کے ہمراہ غزوۂ عشیرہ میں تھا۔ حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوالیقظان آؤ بنی مدلج کے حالات چل کر دیکھیں کہ وُہ اپنے چشمہ پر کس طرح کام کرتے ہیں۔ میں حضرت کے ساتھ اُن کے قریب گیا اور کچھ دیر دیکھتا رہا کہ ہم پر نیند غالب آگئی اور ہم نخلستان میں جا کر خاک پر سو رہے۔ ناگاہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بیدار کیا۔ جناب امیرؑ کے جسم سے خاک جھاڑ رہے تھے اور فرماتے تھے ابو تراب اُٹھو اور فرمایا کہ اے ابو تراب میں تم کو شقی ترین مردم سے آگاہ کروں۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا شقی ترین مردم سرخک ثمود تھا جس نے ناقۂ صالحؑ کو پے کیا اور اس اُمّت کا شقی ترین وُہ شخص ہے جو تم کو اس جگہ ضربت لگائے گا۔ اور اپنے دستِ اقدس کو آنحضرتؐ کے

فرقِ مبارک پر رکھا اور فرمایا کہ اس کے خون سے اس کو تر کر دے گا اور حضرتؑ کی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرا پھر غزوۂ عشیرہ سے مدینہ کی جانب واپس آئے۔ اور دس روز نہ گذرے تھے کہ کرز بن حارث فہری اہلِ مدینہ کے چوپائیوں اور مویشیوں کو حملہ کر کے ہنکا لے گیا۔ حضرت اُس کی تلاش و تعاقب میں نکلے اور صفوان کی وادی تک پہنچے جو بدر کے قرب و جوار میں ہے۔ اسی غزوۂ کو غزوۂ بدر اولیٰ کہتے ہیں۔ اس میں حضرتؐ کے علمدار جناب امیرؑ تھے۔ اور حضرتؐ نے مدینہ میں زید بن حارثہ کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ غرض کرز کو نہ پایا اور مدینہ واپس آئے اور جمادی الثانی کے باقی ایام اور رجب و شعبان کے پورے مہینے حضرتؐ مدینہ میں اقامت پذیر رہے۔ اسی اثناء میں حضرتؐ نے سعد بن وقاص کو آٹھ اشخاص کے ساتھ بھیجا۔ وُہ بھی بغیر جنگ کے واپس آئے۔ پھر مدینہ والوں کے ایک گروہ کے ساتھ عبداللہ بن جحش کو مدینہ سے باہر بھیجا۔ ان کو جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ یہ ماہِ حرام تھا۔ اور ایک خط لکھ کر دیا اور فرمایا کہ جب دُو روز راستہ طے کر لینا تو اس خط کو پڑھنا جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہو اس پر عمل کرنا۔ انہوں نے بموجب تاکید کے دُو روز کے بعد اُس خط کو کھولا اور پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا کہ نخلہ میں جا کر قیام کرو اور قریش کے حالات سے جن کا تم کو علم ہوتا رہے مجھ کو اطلاع دیتے رہو۔ یہ پڑھ کر کہا جان و دل سے منظور ہے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جس کو شہادت پسند ہو وُہ میرے ساتھ آئے۔ یہ سُنکر ہمراہی اُن کے ساتھ چلے اور نخلہ میں پہنچے۔ وہاں عمرو بن الحضرمی، الحکم بن کیسان، عثمان اور مغیرہ پسران عبداللہ بھی منقہ اور چھال اور کھانے کی چیزیں برائے تجارت طائف سے خرید کر لیئے ہوئے آئے۔ وُہ مکہ جا رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے لشکر اسلام کو وہاں دیکھا اور خوفزدہ ہوئے مسلمانوں میں سے واقد بن عبداللہ نے اپنا سر مونڈوا لیا اور اُنپر ظاہر کیا کہ گویا ہم لوگ عُمرہ کے لیئے آئے ہیں جنگ کا ارادہ نہیں ہے۔ وُہ ماہِ رجب کا آخری دن تھا یہ سُنکر مشرکین مطمئن ہو گئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے مشورہ کیا کہ اگر ہم ان سے جنگ کرتے ہیں تو ماہِ حرام میں جنگ قرار پائے گی اور اگر چھوڑے دیتے ہیں تو یہ کل مکہ میں پہنچ جائیں گے۔ اور مجمع البیان کی روایت کے مطابق اُنپر مشتبہ تھا کہ آیا ماہِ رجب شروع ہو گیا یا نہیں۔ آخر اُن کی یہ رائے قرار پائی کہ ان کو قتل کر دو۔ چنانچہ واقد بن عبداللہ نے ایک تیر عمرو بن الحضرمی کو مارا اور اس کو قتل کر دیا۔ اُس کے ساتھی یہ دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے اُن کا مال و سامان غنیمت میں لے لیا اور مدینہ لائے اور مشرکین میں سے دُو شخصوں کو اسیر بھی کر لیا تھا۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق یہ واقعہ ماہ رجب کی پہلی تاریخ کو ہوا۔ جب مالِ غنیمت آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا کیا میں نے ماہِ حرام میں جنگ کرنے کی ممانعت نہیں کی تھی۔ اور آپؐ نے مالِ غنیمت اور اسیروں پر تصرف نہ کیا۔ وُہ لوگ اپنی اس حرکت پر نادم و پشیمان ہوئے۔ اُدھر کفار قریش نے حضرتؐ کی خدمت میں خط لکھا کہ آپؐ نے ماہِ حرام کو حلال کر دیا اور خونریزی کی اور مال لُوٹ لیا اشہر حرم میں جبکہ لوگ امن میں رہتے ہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ط اے رسُولؐ تم سے لوگ ماہِ حرام میں جنگ کے متعلق سوال کرتے ہیں قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (پ ۲ آیۃ ۲۱۷ سورۃ بقرہ) (اے رسُولؐ) ان سے کہدو کہ جنگ ماہِ حرام میں بہت سخت ہے لیکن کفار جو لوگوں کو راہِ خدا سے روکتے ہیں اور خدا کا انکار کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے منع کرتے ہیں اور مسجد سے نکالتے ہیں یہ باتیں تو خدا کے نزدیک ماہِ حرام میں قتال کرنے سے زیادہ سخت اور بدتر ہیں اور دین میں فتنہ و فساد مارڈالنے سے زیادہ شدید ہے۔" جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو حضرتؐ نے غنیمت کو لے لیا اور اسیروں کو رہا کر دیا۔ یہ واقعہ جنگِ بدر سے دُو مہینے پہلے واقع ہوا۔

بعض معتبر کتابوں میں ہجرت کے سال دوم کے واقعات میں مذکور ہے کہ اس سال آخر ماہِ صفر میں جناب امیر المومنینؑ کا نکاح جناب سیدہؑ کے ساتھ ہوا اور ماہِ ذی الحجہ میں زفاف واقع ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ہجرت کے پانچویں مہینے ماہِ رجب میں نکاح ہوا اور جنگِ بدر سے واپسی کے بعد زفاف واقع ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ تزویج ماہِ ربیع الاوّل میں ہجرت کے دوسرے سال واقع ہوئی اور زفاف بھی اسی مہینے میں ہوا۔ اور امام حسنؑ کی ولادت دوسرے سال ہوئی۔ اور بعض کا قول ہے کہ ہجرت کے تیسرے سال ماہِ رمضان کی پندرھویں کو ہوئی اور چوتھے سال امام حسینؑ کی ولادت ہوئی۔ ان تاریخوں کے بارے میں حقیقت اپنے اپنے مقام پر بیان ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور ہجرت کے دُوسرے سال قبلہ بیت المقدس کی بجائے کعبہ قرار پایا۔ اُس کا سبب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکۂ معظمہ میں تھے تو کعبہ اور بیت المقدس دونوں طرف نماز میں رُخ کرتے تھے۔ جب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے دونوں کی طرف ایک ساتھ رُخ کرنا ممکن نہ تھا لہٰذا خدا نے ان کو حکم دیا کہ بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں تاکہ لوگوں کی تالیفِ قلوب ہوتی رہے اور آپ کی تکذیب نہ کریں۔ کیونکہ اپنی کتابوں میں وُہ پڑھ چکے تھے کہ آنحضرتؐ دُو قبلہ والے ہوں گے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کو قبلہ قرار دینا زیادہ پسند کرتے تھے کیونکہ وُہ آپؐ کے اجداد کرام اور جناب ابراہیمؑ کا قبلہ تھا اور سات ماہ کے بعد یا ۱۶ یا ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ مہینے کے بعد علی الاختلاف وُہ قبلہ منسوخ ہوا اور حضرتؐ کعبہ کی جانب مامور ہوئے اور رُخ کیا جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ اور شیخ طوسیؒ نے تہذیب میں بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کس وقت آنحضرتؐ نے کعبہ کی جانب نماز میں رُخ کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جنگ بدر سے واپسی کے بعد۔ اور کلینی نے بسند حسن روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا جناب رسُولِ خدا بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے فرمایا ہاں۔ پوچھا کیا کعبہ کی طرف پیٹھ کرتے تھے فرمایا جبتک مکہ میں تھے پُشت بھی نہ کرتے تھے۔ لیکن جب مدینہ تشریف لائے تو کعبہ کی جانب پیٹھ اور بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ خدا نے ان کو کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا۔ اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے مکہ میں مبعوث برسالت ہونے کے تیرہ سال تک اور اُنیس ماہ تک مدینہ میں بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی۔ تو یہودیوں نے کہا کہ تم ہمارے

تابع ہو اور حضرتؐ رنجیدہ ہوئے اور رات کے وقت باہر نکل کر آسمان کی جانب نظر کی یعنی وحی کے انتظار میں تھے۔ صبح ہوئی اور آپؐ نے نماز ادا کی اور وحی کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آیا اور آپؐ نے دو رکعت نماز ادا کی تھی کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور یہ آیت لائے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (پ۲ آیت ۱۴۴ سورۃ البقرہ) بیشک ہم تمہارا آسمان کی طرف بار بار نظر کرنا دیکھتے تھے۔ لہٰذا ہم تم کو اُس قبلہ کی طرف پھیرے دیتے ہیں جس کو تم پسند کرتے ہو۔ اور جبرئیلؑ نے نماز ہی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کے آپ کو قبلہ کی طرف پھیر دیا۔ وہ لوگ جو آپؐ کے پیچھے تھے سب نے کعبہ کی جانب رُخ کر لیا۔ مرد عورتوں کی جگہ پر اور عورتیں مردوں کی جگہ پر ہو گئے۔ تو پہلی دو رکعت بیت المقدس کی طرف ہوئی اور آخری دو رکعت کعبہ کی طرف ادا کی گئی۔ یہ خبر مدینہ کی دوسری مسجدوں میں بھی پہنچی تو وہاں کے لوگوں نے بھی جو دو رکعت ادا کر چکے تھے اثنائے نماز ہی میں کعبہ کی جانب رُخ کر لیا اسی سبب سے وہ مسجد دو قبلہ والی مسجد مشہور ہو گئی۔ اُس وقت مسلمانوں نے کہا کہ جو نمازیں ہم نے بیت المقدس کی جانب پڑھی ہیں وہ ضائع ہوئیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (پ۲ آیت ۱۴۳ سورۃ بقرہ) یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ خدا تمہارے ایمان کو ضایع کر دیگا" یعنی تمہاری نمازوں کو جو بیت المقدس کی جانب تم نے پڑھی ہیں۔ اور حدیث موثق میں منقول ہے کہ جن لوگوں نے مسجد قبلتین کی جانب نماز پڑھی تھی وہ عبد الاشہل تھے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ قبلہ کے مُنقلب ہونے کے بعد مسجد قبا کی تعمیر ہوئی اور حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے اُس کی تعمیر کی۔ اور کہتے ہیں کہ ہجرت کے دوسرے سال ماہِ شعبان میں تعمیر ہوئی۔ اور اسی سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے اور اسی سال زکوٰۃ فطرہ واجب ہوئی اور اسی سال جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر کی نماز صحرا میں جا کر ادا کی۔

تیسواں (۳۰) باب

جنگِ بدر کے حالات یعنی غزوۂ بدر کبریٰ جو اسلام کی سب سے بڑی فتح ہے

اس جنگ کا مفصل حال تمام تاریخوں میں مذکور ہے۔ مجمل یہ ہے کہ علی بن ابراہیم، شیخ طبرسی، ابو حمزہ ثمالی اور ابن شہر آشوب کی روایت کے بموجب یہ ہے کہ قافلۂ قریش ابو سفیان کے ساتھ تجارت کی غرض سے شام گیا تھا وہ لوگ چالیس اشخاص تھے۔ اُن کے پاس مال کثیر تھا۔ اور قریش میں سے کوئی ایسا نہ تھا

کہ جس کے پاس مالِ تجارت نہ ہو۔ جب یہ خبر آئی کہ وہ شام سے مکہ کی جانب واپس آرہے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اُس قافلہ کے راستہ پر جائیں اور اُن سے وعدہ فرمایا کہ یا تو پورا قافلہ تمہارے قبضہ میں آجائے گا یا تم قریش پر غالب ہو گے۔ اور حق تعالیٰ نے قافلہ کی طمع کو اُن کے خروج کا ذریعہ قرار دیا جس کی اصل غرض کافروں کا مغلوب ہونا، اسلام کی رفعت اور مسلمانوں کی قوت تھی۔ غرض آنحضرتؐ تین سو تیرہ (۳۱۳) افراد کو طالوت کے لشکر کی تعداد کے مطابق لے کر نکلے جو جالوت پر غالب آئے تھے جن میں ستانوے مہاجرین تھے اور دو سو سولہ (۲۱۶) انصار تھے۔ جناب رسولؐ خدا اعلم مہاجرین کا عَلَم حضرت علیؑ کے ہاتھ میں تھا اور انصار کا عَلَم سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں۔ حضرتؐ کے لشکر میں ستّر اونٹ اور دو گھوڑے تھے اور چھ زرہیں اور سات تلواریں تھیں۔ اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ لشکرِ اسلام میں صرف ایک گھوڑا تھا۔ بہت سی روایتوں کے مطابق ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان کا یہ واقعہ ہے اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ ماہ مذکور کی بارھویں تاریخ کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ لوگوں کو جنگ ہونے کا گمان نہ تھا بلکہ وہ تو قافلہ اس کے مال کی طمع میں چلے تھے۔ جب یہ خبر ابو سفیان کو ملی کہ حضرتؐ اس طرف متوجہ ہوئے ہیں تو وہ خوف زدہ ہو کر شام کو واپس گیا اور نقرہ تک پہنچا۔ وہاں سے ضمضم بن عمرو خزاعی کو دس دینار اُجرت دے کر ایک اُونٹ پر مکہ روانہ کیا کہ قریش کو یہ خبر پہنچا دے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ لوگوں کو لے کر قافلہ کے لُوٹنے کے ارادہ سے آرہے ہیں جلد قافلہ کی مدد کو پہنچو۔ اور ضمضم کو یہ تاکید کر دی کہ جب مکے میں پہنچنا اپنے ناقہ کا کان کاٹ دینا تاکہ خون اس کے سر اور چہرہ پر جاری ہو جائے۔ اور اپنے کپڑے آگے اور پیچھے سے پھاڑ دینا اور اس وحشتناک صورت سے مکہ میں داخل ہونا۔ اپنی پیٹھ اُونٹ کی گردن اور مُنہ اُس کی دُم کی طرف کر کے بآواز بلند فریاد کرنا کہ اے آل غالب دَوڑو اور اپنے مال و متاع اور اُونٹوں کے بچانے کو پہنچو اور مجھے اُمید نہیں کہ پہنچ سکو گے کیونکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب کے ساتھ تمہارے قافلہ کو لُوٹنے کے لئے مدینہ سے آرہے ہیں۔ غرض ضمضم مکہ روانہ ہوا اور اس کے پہنچنے سے تین روز پہلے عاتکہ دختر عبد المطلب نے خواب دیکھا کہ ایک سوار مکہ میں آیا ہے اور چلّا چلّا کر کہہ رہا ہے کہ اے آل عدی اور آل فہر صبح ہوتے ہی دَوڑو اس مقام پر جہاں تین روز بعد مار ڈالے جاؤ گے۔ پھر وہ سوار کوہ ابو قبیس پر چڑھ گیا اور ایک پتھر پہاڑ سے اُٹھا کر گھمایا۔ وہ پتھر چور چور ہو گیا اور قریش کا کوئی نہیں بچا جہاں اُس کے ریزے نہ پہنچے ہوں اور مکہ کے دو دو خانے خون سے بھر گئے ہیں۔ وہ یہ خواب دیکھ کر نہایت خوف زدہ اور وحشتناک بیدار ہوئیں اور اپنے بھائی عباس سے بیان کیا۔ عباس نے عُتبہ پسر ربیعہ سے کہا۔ عُتبہ نے جواب دیا کہ یہ خواب اس بات کی دلیل ہے کہ قریش پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ پھر یہ خواب تمام اہل مکہ کے کانوں تک پہنچا۔ جب ابو جہل ملعون نے سُنا تو کہا عاتکہ جھوٹ بولتی ہے ہرگز اُس نے یہ خواب نہیں دیکھا۔ یہ دوسری پیغمبر ہے جو عبد المطلب کی اولاد میں پیدا ہوئی ہے۔ لات و عُزّیٰ کی قسم تین روز انتظار کروں گا۔ اگر یہ خواب سچ ثابت ہوا تو اُس سے کوئی تعرض نہ کروں گا۔ ورنہ آپس میں ایک عہد نامہ

تیار کیوں گا کہ عرب میں کوئی خاندان سوائے بنی ہاشم کے ایسا نہیں جس کے مرد اور عورتیں سب سے زیادہ جھوٹے ہوں۔ آخر تیسرے روز ضمضم نے مکہ کی وادی میں آواز بلند کی جیسا کہ عاتکہ نے خواب میں واقعہ کے مطابق دیکھا تھا جس کو سُنکر اہل مکہ مضطرب و بے چین ہوئے اور ابوسفیان کی مدد کی تیاری میں مشغول ہوئے۔ سہیل بن عمرو، صفوان بن اُمیہ، ابوالبختری بن ہشام، مبنہ پسر حجاج، بنیہ اُس کا بھائی اور نوفل پسر خویلد نے کہا اے قریش ہرگز اس سے سخت کوئی مصیبت تم پر نہیں آئی کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُس کے پیرو تمہارے قافلہ کے لوٹنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اُسی قافلہ میں تمہارے اموال اور خزانے ہیں۔ وُہ لوگ تمہاری تجارت بند کرنا چاہتے ہیں کہ آیندہ تم تجارت کے قابل نہ رہو۔ خدا کی قسم قریش کے مرد و عورتوں میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا تھوڑا بہت مال اس قافلہ کے ساتھ نہ ہو۔ پھر صفوان نے ابتدا کی اور پانچ سَو اشرفیاں سفر کے اخراجات کے لیئے دیں۔ اس کے بعد سہیل نے کافی رقم حاضر کی۔ پھر تو کوئی شخص باقی نہ رہا جس نے اس سفر کے خرچ کے لیئے کچھ نہ کچھ نہ دیا ہو۔ غرض سفر کے سامان درست کرکے چھوٹے بڑے اونٹوں پر سوار ہوئے اور نہایت بغض و عداوت، غیرت اور تعصب میں بھرے ہوئے روانہ ہوئے جیسا کہ خداوند عالم نے اُنکے بارے میں فرمایا ہے کہ اپنے شہر اور مکانوں سے سرکشی و عداوت کے ساتھ لوگوں کو دکھانے کے لیئے نکلے اور کہتے تھے کہ جو شخص ہمارے ساتھ نہیں چلے گا اُس کا گھر برباد کر دیں گے اور جبراً عباس ابن عبدالمطلب، نوفل پسر حارث اور عقیل بن ابی طالب کو بھی ساتھ لیا، اور گانے بجانے والی عورتوں کو بھی لے گئے۔ راستہ میں شراب پیتے، دف بجاتے اور گاتے ہوئے چلے۔ اُدھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سَو تیرہ اشخاص کے ساتھ آئے تھے۔ جب حضرتؐ نے بدر کی ایک منزل طے کی بشیر بن ابی الرعبا اور محمد بن عمرو کو قافلہ کی خبر لانے کو بھیجا کہ وُہ کہاں تک پہنچے ہیں۔ جب وُہ لوگ چاہِ بدر کے پاس پہنچے اپنے اونٹوں کو بٹھایا اور کنوئیں سے پانی نکال کر پیا۔ وہاں انہوں نے دو عورتوں کو آپس میں لڑتے دیکھا ایک دوسری عورت سے لپٹی ہوئی ہے اور ایک درم اُس سے مانگتی ہے جو اُس نے قرض دیا تھا دوسری کہتی ہے کہ قافلۂ قریش کل فلاں مقام تک پہنچ چکا ہے۔ کل یہاں آجائے گا میں اُن لوگوں کا کام اُجرت پر کروں گی اور تمہارا قرض ادا کر دوں گی۔ وہ لوگ یہ سُنکر حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور اُن عورتوں کی گفتگو حضرتؐ سے بیان کی۔ اُدھر تو حضرتؐ کے جاسوس حضرتؐ کے پاس واپس گئے اِدھر ابوسفیان قافلہ کے ساتھ بدر کے نزدیک پہنچا اور خود چاہِ بدر پر آیا۔ وہاں قبیلۂ جہنیہ کے ایک شخص کو دیکھا جس کو کسب جہنی کہتے تھے اُس سے آنحضرتؐ کی خبر معلوم کی کہ حضرتؐ مع اپنے اصحاب کے کہاں تک پہنچے ہیں۔ اُس نے کہا میں نہیں جانتا۔ ابوسفیان نے کہا لات و عزّیٰ کی قسم اگر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حال تو جانتا ہے اور ہم سے چھپاتا ہے تو قریش تجھ کو ہمیشہ دشمن رکھیں گے کیونکہ قریش میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس تجارت میں شرکت نہ رکھتا ہو۔ کسب نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے محمدؐ اور اُن کے ہمراہیوں کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ لیکن آج دو سواروں کو دیکھا جو اس کنوئیں تک آئے اور اپنے اونٹوں کو بٹھا کر کنوئیں سے پانی کھینچ کر پیا اور واپس چلے گئے میں نہیں جانتا کہ وُہ کون تھے۔ ابوسفیان اس مقام پر آیا

جہاں ان سواروں نے اونٹوں کو بٹھایا تھا وہاں مینگنیاں پڑی ہوئی تھیں ان کو توڑا اُن میں سے خرمے کے بیج نکلے اُس نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو مدینے کے اُونٹ معلوم ہوتے ہیں جنکو وُہ لوگ خرما کھلاتے ہیں۔ بخدا وُہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جاسوس تھے۔ یہ دیکھ کر نہایت عجلت کے ساتھ چلا اور قافلہ کا راستہ بدل کر دریا کے کنارے کنارے مکہ پہنچا۔ اِدھر حضرتؐ کی خدمت میں جبریلؑ نازل ہوئے اور حضرتؐ کو خبر دی کہ قافلہ آپؐ کے ہاتھ سے نکل گیا لیکن کفارِ قریش جو اس قافلہ کی حمایت کے لیئے مکہ سے نکلے تھے آپ کی طرف متوجہ ہیں لہٰذا ان سے جنگ کیجیئے خدا آپؐ کی مدد کرے گا۔ اُس وقت حضرتؐ بدر سے ایک منزل پہلے قیام پذیر تھے۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو جبریلؑ کے پیغام سے مطلع کیا۔ اصحاب یہ سُنکر بہت ڈرے اور رنجیدہ ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس بارے میں جو کچھ تمہاری رائے ہو ظاہر کرو۔ یہ سُنکر جناب ابوبکرؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یہ قریش ہیں ایسے مغرور کہ جب سے کافر ہوئے ہرگز ایمان نہ لائے اور جب سے غلبہ حاصل کیا ہے کبھی ذلیل و حقیر نہیں ہوئے۔ اور ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں نکلے ہیں اور نہ اُس کے لیئے سامان رکھتے ہیں۔ حضرتؐ کو ان کی رائے پسند نہ آئی اور فرمایا بیٹھ جاؤ اور پھر پوچھا بتاؤ کیا کرنا چاہیئے۔ تو حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور وہی گفتگو کی جو حضرت ابوبکرؓ کہہ چکے تھے حضورؐ نے فرمایا تم بھی بیٹھ جاؤ۔ اس کے بعد مقدادؓ اُٹھے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ یہ قریش ہیں بیشک صاحب قوت ہیں، مغرور ہیں، لشکر کے ساتھ آ رہے ہیں لیکن ہم آپؐ پر ایمان لائے ہیں آپؐ کی تصدیق کی ہے اور اور گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپؐ خدا کی طرف سے لائے ہیں حق ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو ہم آگ میں کود پڑیں اگر ارشاد ہو تو ہم کانٹوں میں اپنے تئیں ڈال دیں۔ ہم مقابلہ کے لیئے تیار ہیں اور کچھ پروا نہیں کرتے اور وُہ بات نہیں کہنا پسند کرتے جو بنی اسرائیل نے جناب موسیٰؑ سے کہی تھی کہ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ (پ ۶ آیت ۲۴ سورۃ المائدہ) "اے موسیٰؑ تم اور تمہارا پروردگار دونوں جاؤ اور جنگ کرو ہم اسی جگہ بیٹھے ہیں"۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ چلیئے اور آپ کا خدا اور ہم بھی آپ کی معیت میں لڑیں گے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُن کے لیئے دُعا کی اور فرمایا خدا تم کو جزائے خیر دے۔ پھر حاضرین سے فرمایا کہ بتاؤ تم لوگوں کی کیا رائے ہے اور غرض یہ تھی کہ انصار بھی کچھ کہیں کیونکہ اُس لشکر میں اکثریت انصار کی تھی اور اُن لوگوں نے جب بیعت عقبہ میں کہا تھا کہ جبتک آپ مدینہ میں نہ آئیں گے ہم آپ کی حمایت نہیں کر سکتے۔ اور جب آپ مدینہ میں آجائیں گے تو ہماری امان میں ہوں گے اس وقت ہم آپ کی مدد اسیطرح کریں گے جس طرح اپنے باپ ماں اور اپنی عورتوں کی مدد و حمایت کرتے ہیں اور حضرتؐ کو یہ خدشہ تھا کہ کہیں انصار کو یہ گمان نہ ہو کہ آنحضرتؐ کی حمایت اُس وقت لازم ہے جبکہ دشمن مدینہ میں آکر اُنپر حملہ کریں مدینہ کے باہر مدد نہیں کریں گے۔ غرض سعد بن معاذ انصاری اُٹھے اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسولؐ اللہ شائد بار بار معلوم کرنے سے آپ کی یہ غرض ہے کہ ہم اپنی رائے کا اظہار کریں۔ فرمایا ہاں سعد نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ پہلے کسی اور غرض سے مدینہ سے باہر نکلے تھے، اور اب کسی اور کام پر مامور ہوئے ہیں فرمایا ہاں۔ پہلے قافلہ کے تعاقب میں ہم آئے اور اب مشرکوں سے

جنگ کا حکم ہے۔ سعد نے کہا میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپؐ خدا کی جانب سے لائے ہیں سچ اور حق ہے۔ آپؐ جو حکم دیں گے ہم اس کی اطاعت کے لیئے حاضر ہیں۔ ہمارے مالوں میں سے جو چاہیں آپؐ لے لیں اور جس قدر چاہیں چھوڑ دیں اور جو کچھ آپؐ لیں گے ہم کو اُس سے زیادہ پسند ہے جس قدر چھوڑ دیں گے۔ خدا کی قسم اگر آپ ہم کو حکم دیں تو ہم اس دریا میں ڈوب جائیں گے اور پروانہ کریں گے۔ پھر کہا یا رسُولؐ اللہ آپؐ پر ہمارے باپ ماں فدا ہوں ہم کبھی اس راستہ سے نہیں گزرے اور نہ اس سے واقف ہیں۔ مدینہ میں ہمارے چند گروہ ایسے ہیں کہ ہمارا جہاد آپؐ کی خدمت میں اُن کے جہاد سے زیادہ نہیں اور آپؐ کی نسبت اُن کا اعتقاد ہم سے کسیطرح کم نہیں۔ اگر وُہ لوگ جانتے کہ جنگ کا موقع آجائے گا وُہ پیچھے نہ رہ جاتے۔ اب ہم سواری کے لیئے اونٹوں کا انتظام کرتے ہیں تاکہ دُشمنوں کے مقابلہ پر چلیں، اور اُن کے شجاعوں اور بہادروں سے جنگ پر صبر کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والوں میں سے ہوں۔ اُمید ہے کہ خدا ہماری خدمتوں سے آپ کو راضی اور خوشنود فرمائے گا۔ اگر فتح و نصرت جو آپؐ چاہتے ہیں میسّر ہوئی تو کیا کہنا اور اگر ہم مغلوب ہوئے اور مارے گئے تو حضورؐ اُن اُونٹوں پر سوار ہوں جو آپ کے لیئے ہم مہیا کرتے ہیں اور ہماری قوم کے پاس چلے جائیں وُہ آپ کی مدد کریں گے۔ حضرتؐ اُن کی باتوں سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور وُہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ خدا کی برکت کے ساتھ روانہ ہو گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ فلاں شخص فلاں مقام پر قتل کیا گیا اور فلاں مشرک فلاں جگہ ذلت کے ساتھ خاک پر پڑا ہوُا ہے۔ پھر ابوجہل، عتبہ، شیبہ، منبہ و بنیہ اور تمام رؤسائے مشرکین کے قتل ہونے کا ذکر فرمایا اور اسیطرح واقع ہوُا۔ پھر حضرت جبریلؑ خدا کی جانب سے یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ (پ۹ آیت ۵ سورۃ انفال جس طرح خدا نے تم کو حق و راستی کے ساتھ نکالا تو مومنین کا ایک گروہ بیشک (جنگ کے لیئے) نکلنے سے کراہت کرتا تھا) يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ (پ۹ آیت سورۃ الانفال) لوگ تمہارے ساتھ حق کے اختیار کرنے میں یعنی جہاد کرنے میں جھگڑا کرتے ہیں، حالانکہ اُنپر واضح ہو چکا ہے کہ جہاد کرنا چاہیئے اور خدا کے وعدہ کے بموجب وُہ دشمن پر فتح پائیں گے گویا وُہ موت کی طرف کھینچے جاتے ہیں اور موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور روایت سابق کے مطابق ظاہر ہے کہ یہ کنایہ حضرت ابوبکر و عمر کی جانب ہے کہ وُہ جہاد سے بچنا چاہتے تھے۔ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (پ۹ آیت سورۃ الانفال) یاد کرو وُہ وقت جبکہ دُو گروہوں میں سے ایک گروہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ قافلۂ قریش کے مقابلہ میں اور اُن کے مال کے حصول میں اور

اُنپر فتح حاصل کرنے میں تمہارے ساتھ رہیں گے حالانکہ تم صرف اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ان کے قافلہ پر تم کو قابو حاصل ہو جائے کہ تم کو جنگ نہ کرنا پڑے اور مال مل جائے۔ اور خدا یہ چاہتا ہے کہ لشکر کا مقابلہ کرو اور اُنپر فتح حاصل کرو تاکہ خدا اپنے وعدہ کے مطابق دین حق کو قائم فرمائے اور کافروں کی جڑ اور بنیاد اُکھاڑ پھینکے اور دین اسلام کو مستحکم بنا دے اور کفر و ضلالت کو زائل کر دے اگرچہ مشرکین نہ چاہتے ہوں۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا تو پھر تیار ہو کر روانہ ہوئے اور چاہِ بدر پر پہنچے جس کو عدویہ شامیہ کہتے تھے وہاں قیام کیا اور کفار قریش آکر عدویہ یمانیہ پر ٹھہرے اور اپنے غلاموں کو پانی لانے کے لیئے بھیجا۔ حضرتؐ کے اصحاب نے ان کو پکڑ کر حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرتؐ نماز میں مشغول تھے۔ لوگوں نے اُن غلاموں سے پوچھا کہ قریش کا تجارتی قافلہ کہاں ہے غلاموں نے کہا ہم کو خبر نہیں۔ اصحاب کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی اور اُن کو بہت مارا۔ حضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اگر وُہ سچ کہتے ہیں تو تم ان کو مارتے ہو اگر وُہ جھوٹ بولتے ہیں تب بھی مارتے ہو۔ ان کو مارو نہیں، میرے پاس لاؤ۔ وُہ حضرتؐ کی خدمت میں لائے گئے وہاں لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ وُہ بولے ہم قریش کے غلام ہیں۔ حضرتؐ نے پوچھا کہ یہ گروہ قریش جو آئے ہیں کتنے آدمی ہیں انھوں نے کہا ہم کو علم نہیں۔ پوچھا ہر روز کتنے اُونٹ ذبح کرتے ہیں کہا کبھی نو کبھی دس اونٹ حضرتؐ نے فرمایا تو نو سو سے ہزار تک افراد ہیں۔ پھر پوچھا کہ بنی ہاشم میں سے کون کون لوگ تمہارے ساتھ آئے ہیں انہوں نے کہا عباس، نوفل اور عقیل ہیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کو قید رکھو۔ اور شیخ مفید نے جناب امیرؑ سے روایت کی ہے وُہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جب ہم جنگ بدر کے لیئے گئے تو سوائے مقداد بن اسود کے ہم میں سے کسی کے پاس سواری کے لیئے گھوڑے نہ تھے۔ اور جس روز جنگ ہوئی اس کی رات کو سوائے جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب کے سب سو گئے۔ حضرتؐ ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے صبح تک نماز پڑھتے رہے اور دُعا و مناجات کرتے رہے۔ اور علی بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب قریش کو حضرتؐ کے آنے کی خبر ہوئی وُہ بہت ڈرے۔ عتبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام کے پاس گیا اور کہا ہماری بغاوت کے درخت کا ثمر دیکھا۔ قسم خدا کی ہم اپنے پیروں کی جگہ نہیں دیکھتے ہم گھروں سے اس لیئے نکلے تھے کہ اپنے قافلہ کی اُن سے حفاظت کریں جبکہ قافلہ اُن سے بچ کر نکل آیا تو اب ان کے مقابلہ کے لیئے ہمارا آنا محض سرکشی و بغاوت ہے اور قسم خدا کی جو گروہ سرکشی اور زیادتی کرتا ہے کبھی غالب اور کامیاب نہیں ہوتا۔ کاش فرزندانِ عبد مناف کے مال و متاع جو اس قافلہ کے ساتھ تھے سب ہاتھ سے نکل جاتے اور یہ سفر نہ کیئے ہوتے۔ ابوالبختری نے کہا آپ بزرگان قریش میں سے ہیں اُس قافلہ کا نقصان اور تاوان جو اصحابِ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے نخلہ میں لُوٹا ہے اپنے ذمہ لے لیجئے اور اُن کے مالکوں کو دیجئے اور ابن الحضرمی کا خونبہا جو اس قافلہ میں مارا گیا ہے ادا کیجئے کیونکہ وُہ آپ کا ہم سوگند تھا۔ تاکہ قریش راضی ہوں اور واپس جائیں۔ عتبہ نے کہا تم گواہ رہنا کہ میں نے یہ سب اپنے ذمہ لیا اور سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں سوائے ابوجہل لعنہ کے کوئی ہماری مخالفت نہ کرے گا تم ابوجہل لعنہ کے پاس

جاؤ اور اس معاملہ میں اُس سے گفتگو کرو شائد وُہ اپنے فاسد ارادہ سے باز آجائے ابوالبختری کہتا ہے کہ میں ابوجہل لعین کے خیمہ کی طرف گیا دیکھا کہ وُہ اپنی زرہ نکال کر درست کر رہا ہے میں نے کہا کہ ابوالولید نے مجھ کو تمہارے پاس ایک پیغام دے کر بھیجا ہے یہ سنتے ہی ابوجہل لعین غضبناک ہو کر بولا ابوالبختری کو تمہارے سوا اور کوئی نہ ملا کہ میرے پاس بھیجتا۔ میں نے کہا واللہ اگر کوئی دوسرا مجھ کو تمہارے پاس بھیجنا چاہتا تو میں ہرگز نہ آتا لیکن وُہ بزرگ قبیلہ ہے اور اس کی اطاعت لازم ہے اس سبب سے آیا ہوں۔ یہ سُنکر اُس کا غصہ اور زیادہ ہُوا اور بولا کہ عُتبہ کو سید و بزرگِ قبیلہ کہتے ہو۔ میں کہتا تھا میں ہی اُس کو بزرگ نہیں کہتا ہوں بلکہ تمام قریش کہتے ہیں۔ وُہ نخلہ میں قافلہ کے سامان کا نقصان اور ابن الحضرمی کا خونبہا دینے کو تیار ہیں۔ ابوجہل نے کہا عُتبہ کی زبان سب سے زیادہ دراز، اور اس کی گفتگو سب سے زیادہ بلیغ ہے۔ وُہ محمدؐ کی طرف داری کرتا ہے کیونکہ وُہ عبدمناف کی اولاد سے ہے اور اُس کا لڑکا بھی محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہے وُہ چاہتا ہے کہ لوگوں کو بددل کر دے تاکہ محمدؐ سے جنگ نہ کریں۔ خدا کی قسم ہم اُس کا تعاقب مدینہ تک کریں گے اور ان لوگوں کو قید کر کے مکہ لے جائیں گے تاکہ تمام اہلِ عرب سُنیں کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا، اور آیندہ کوئی ہماری تجارت میں سدِ راہ نہ ہو۔ ابوجہل لعین نے عتبہ کے لڑکے ابوحذیفہ کا نام اس واسطے لیا کہ وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں تھے۔ اُدھر ابوسفیان اپنے قافلہ کو حفاظت کے ساتھ مکہ لے کر پہنچا تو قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارا قافلہ سلامتی کے ساتھ یہاں پہنچ گیا تم لوگ واپس آجاؤ اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اہلِ عرب کے ساتھ چھوڑ دو۔ اگر خود واپس نہ آؤ تو گانے بجانے والی عورتوں اور کنیزوں کو واپس بھیج دو تاکہ وُہ قید نہ ہوں۔ ابوسفیان کا قاصد جحفہ میں اُن سے ملا۔ اور عُتبہ نے چاہا کہ واپس چلیں لیکن ابوجہل ملعون اور اُس کے خاندان کے لوگ راضی نہیں ہوئے۔ اور نہ عورتوں اور کنیزوں کو واپس بھیجنا منظور کیا۔ اِدھر قریش کے لشکر کی تعداد کی زیادتی کی اطلاع جب آنحضرتؐ کے اصحاب کو ملی تو وُہ بہت ڈرے اور مضطرب ہوئے۔ اور خدا کی بارگاہ میں الحاح وزاری کی تو خدا نے ان کی تسلی و تشفی کے لئے یہ آیتیں بھیں اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰۤـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ (پ۹ آیۃ۹ سورۃ الانفال) جس وقت تم اپنے پروردگار سے استغاثہ اور فریاد کر رہے تھے تو خدا نے تمہاری دُعا قبول کی (اور وعدہ کیا کہ) میں ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو ایک کے پیچھے دوسرے آئیں گے۔ طبرسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مشرکوں کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت کو دیکھا تو رو بقبلہ ہو کر ہاتھ دُعا کے لیئے اُٹھائے اور کہا پروردگارا اپنے وعدہ کو جو تُو نے مجھ سے کیا ہے پورا فرما۔ خداوندا اگر یہ مسلمانوں کا گروہ ہلاک ہو گیا تو کوئی زمین پر تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ اسیطرح ہاتھ آسمان کی جانب اُٹھائے ہوئے دُعا و تضرع کرتے تھے، یہانتک کہ آپ کے دوش مبارک سے چادر گر گئی اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى وَلِتَطۡمَـئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ‌ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ

حَكِيۡمٌ (پ۹ آیۃ۱۰ سورۃ مذکور) خدا نے فرشتوں کے ذریعہ تمہاری مدد کرنا اس لیئے مقرر کیا ہے تاکہ تم کو خوشخبری ہو اور تمہارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو۔ اور دشمنوں پر فتح پانا فرشتوں کی مدد سے نہیں خدا کی مدد سے ہے بیشک خدا غالب حکمت والا ہے"۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ رات آئی تو خدا نے اصحابِ آنحضرتؐ پر نیند غالب کر دی اور اُن میں سے بعض محتلم ہو گئے۔ اور جہاں وُہ لوگ ٹھہرے تھے وُہ زمین ریتیلی تھی جس پر پَیر جمتے نہیں تھے۔ اور کافروں نے سبقت کر کے پانی پر قبضہ کر لیا تھا مسلمانوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ جب وُہ بیدار ہوئے تو بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرتؐ سے عرض کی کہ ہم نرم زمین پر ہیں اور کفار سخت زمین پر ٹھہرے ہیں۔ ہم محتلم ہو گئے ہیں۔ پانی نہیں ہے کہ غسل کریں۔ اور حالتِ جنابت میں مقتول ہوں گے۔ اسی اثناء میں خدا نے بارش نازل فرمائی اور نہایت نرم و آہستہ بارش ہوئی جس سے زمین سخت ہو گئی۔ اور کافروں کی طرف موسلا دھار پانی برسا جس سے زمین میں کیچڑ پھیل گیا اور پَیروں کا ٹکنا دشوار ہُوا مسلمانوں نے اُسی بارش کے پانی سے غسل کیا۔ خدا نے کافروں کے دلوں میں سخت خوف طاری کر دیا جس سے وُہ ڈرے کہ مسلمان شبخون نہ ماریں ان وجہوں سے مسلمانوں کے دل قوی ہو گئے اور خدا کی رحمت کے اُمیدوار ہوئے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے اِذۡ يُغَشِّيۡكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنۡهُ یاد کرو وُہ وقت جبکہ تم پر نیند غالب ہو گئی تاکہ خدا تمہارے دلوں کو بے خوف کر دے وَيُنَزِّلُ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ وَيُذۡهِبَ عَنۡكُمۡ رِجۡزَ الشَّيۡطٰنِ وَلِيَرۡبِطَ عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ وَيُثَبِّتَ بِهِ الۡاَقۡدَامَ (پ۹ آیۃ۱۱ سورۃ الانفال) اور تمہارے لیئے آسمان سے پانی برسایا تاکہ اُس سے تم کو پاک کرے اور تم سے شیطانی وسوسے دُور کر دے یا شیطانی جنابت کو، اور تاکہ خدا کی رحمت کا تمہارے دلوں کو یقین ہو جائے اور تمہارے قدم کو زمین کے سخت کر دینے سے ثابت قرار دے یا جہاد میں تم کو ثابت قدم رکھے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُس رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار یاسر اور عبداللہ ابن مسعود کو کافروں کے لشکر کی طرف بھیجا تاکہ ان کا حال معلوم کریں۔ وہاں اُنہوں نے کافروں کو بہت خوفزدہ اور ہراساں دیکھا۔ جب ان کے گھوڑے ہنہنانا چاہتے تھے تو اُن کے دہنوں سے لپٹ جاتے تاکہ ان کی آوازیں نہ بلند ہونے پائیں۔ ناگاہ منبہ بن حجاج کو کہتے ہوئے سُنا کہ بھوک سے ہم بیتاب ہیں ایک رات کی روٹی بھی نہیں۔ مجبوراً یا تو ہم مر جائیں گے یا مار ڈالے جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ واللہ وُہ سب سیر تھے لیکن انتہائی خوف وہراس میں یہ کلام کر رہے تھے کیونکہ خداوند عالم نے اُن کے دلوں میں سخت رُعب بٹھا دیا تھا جیسا کہ وُہ خود ارشاد فرماتا ہے اِذۡ يُوۡحِىۡ رَبُّكَ اِلَى الۡمَلٰۤـئِكَةِ اَنِّىۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا (پ۹ آیۃ۱۲ سورۃ مذکور) اے رسولؐ یاد کرو وُہ وقت جبکہ تمہارے پروردگار نے ملائکہ کو وحی فرمائی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں لہٰذا مومنوں کو کافروں کی جنگ پر مضبوط رکھو سَاُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں خوف و رُعب ڈال دوں گا۔ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ تو اے فرشتو ان کی گردنیں کاٹ ڈالو وَاضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ كُلَّ بَنَانٍ (پ۹

آیت ۱۲ سورۃ مذکور) اور ان کے جوڑ جوڑ توڑ ڈالو۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب صبح ہوئی تو
جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے لشکر کی ترتیب دی۔ حضرتؐ کے لشکر میں دو گھوڑے تھے
ایک زبیر کے پاس اور ایک مقداد کے پاس اور ستّر اُونٹ جن پر باری باری سے لوگ سوار ہوتے تھے
ایک اُونٹ پر باری باری جناب رسُولِؐ خدا، علیؑ مرتضےٰ اور مرثد بن ابی مرثد غنوی سوار ہوتے تھے۔
وہ اُونٹ بھی مرثد کا تھا۔ کفّارِ قریش کے لشکر میں چار سَو اونٹ تھے اور روایت معتبرہ کے مطابق
اصحاب آنحضرتؐ کی تعداد تین سَو تیرہ ۳۱۳ تھی۔ اور کفار کے لشکر کی تعداد بعضوں نے ہزار بیان کی ہے۔ اور
بعضوں نے نو سَو سے ہزار تک کہی ہے۔ اور روایت معتبرہ اور آیات کریمہ کے مطابق خداوند عالم نے
جنگ پر آمادہ کرنے اور مسلمانوں کو فتح حاصل کرنے اور کافروں کو پست وحقیر کرنے کے لیئے مومنین کی
نگاہوں میں کفار کو تھوڑا دکھایا تاکہ وُہ کفار سے جنگ کی ہمت کریں۔ اسیطرح کافروں کو مسلمانوں کی
تعداد ابتداء میں بہت کم دکھائی تاکہ وُہ مسلمانوں سے جنگ کریں اور لڑائی شروع ہونے کے بعد مسلمانوں
کی تعداد کافروں کو زیادہ دکھائی کہ وُہ اپنے برابر سمجھنے لگے اور بہت خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے
اور بہت سی معتبر روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ جنگ بدر ہجرت کے دُوسرے سال سترھویں ماہِ رمضان
روز جمعہ کو واقع ہوئی۔ اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ نوّیں ماہِ مذکور میں ہوئی لیکن قول اوّل
زیادہ قوی ہے۔ غرض آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو اپنے سامنے ترتیب سے کھڑا کیا اور فرمایا اپنی آنکھوں
کو چھپالو اور خود جنگ کی ابتداء مت کرنا اور نہ کچھ بولنا جب قریش نے آنحضرتؐ کے اصحاب کو بہت کم
دیکھا ابوجہل لعنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ سب مل کر بھی ایک نوالہ سے زیادہ نہیں اگر ہم اپنے غلاموں کو
بھی بھیج دیں تو وُہ ان کو باندھ لائیں۔ عُتبہ نے کہا شائد ان کی قوت اور مدد کچھ اور بھی ہو۔ پھر عمرو بن
وہب جمحی کو مقابلہ کے لیئے بھیجا جو ان میں سب سے بڑا دلیر و بہادر تھا وُہ حضرتؐ کے لشکر کے قریب آیا
اور چاروں طرف گھوما اور ایک بلندی پر چڑھ کر حضرتؐ کے لشکر کو ہر طرف سے دیکھا اور واپس جاکر قریش
سے کہا کوئی مدد و کمک اور کہیں سے نظر نہیں آتی۔ لیکن پانی کھینچنے والے اُونٹ مرگ یعنی موت سامان
لاد کر لائے ہیں تہیں دیکھتے ہو کہ مُنہ بند کر رکھا ہے اور بات نہیں کرتے ہیں اور سانپ کے مانند زبانیں
دہن کے اندر پھیرتے ہیں اور کوئی شے سوائے تلواروں کے پناہ دینے والی نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن ایسا
ہے کہ وُہ بھاگنے والے نہیں معلوم ہوتے مرجائیں گے قتل ہوجائیں گے اور مار ڈالیں گے۔ لہٰذا
ان سے مکر و تدبیر کرو اور جنگ میں دلوں کو سخت رکھو۔ ابوجہل لعنہ نے کہا تُو جھُوٹ کہتا ہے تُو رعب میں
آگیا ہے اور ان کی آبدار تلواروں کے خوف سے تیرا پِتّہ پانی ہورہا ہے۔ چونکہ اصحاب رسولؐ بھی کافروں
کی کثرت اور ان کے حشم وخدم سے بہت ڈرے ہوئے تھے لہٰذا خدا نے ان کی تسکین کے لیئے یہ
آیت بھیجی وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ رب آیت ۶۱ سورۃ انفال) اگر وُہ صلح
کی پیشکش کریں تو اُن سے صلح کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ خدا جانتا تھا کہ وُہ کفار صلح نہیں کریں گے
اور بغیر جنگ کیئے نہ مانیں گے۔ لیکن اُس نے چاہا کہ مومنین کے دلوں کو خوش کردے۔ پھر آنحضرتؐ نے

قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ اے گروہِ قریش میں تم سے جنگ کی ابتدا نہیں کرنا چاہتا مجھے عرب والوں
کے ساتھ چھوڑ دو اگر میں سچا رسُولؐ ہوں تو آپ پر غالب آجاؤں گا۔ تم اور تمام لوگوں سے میرے نزدیکی
ہو میرے قوم و قبیلہ کے ہو اگر میں جھُوٹا ہوں تو اہل عرب میرے لیئے کافی ہیں لہٰذا واپس جاؤ مجھے
تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ پیغام سُنکر عُتبہ نے کہا خدا کی قسم جو شخص یہ پیغام قبول نہ کرے گا
سلامت نہ رہے گا۔ پھر وُہ سُرخ اُونٹ پر سوار ہوگیا۔ حضرتؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ جو کچھ ہے یہی سُرخ
اُونٹ والا ہے۔ اگر وُہ لوگ اس کی اطاعت کریں گے عافیت پائیں گے۔ پھر عُتبہ نے قریش کو جمع کیا اور
کہا میری بات سُنو اور آج میری اطاعت کرو آیندہ کبھی مت کرنا آج مکہ کو واپس چلو۔ شراب مت پیو
ان کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھاؤ۔ ان سے عہد وپیمان کرو اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی قرابت کی
رعایت کرو۔ کیونکہ وُہ تمہارے چچا کا بیٹا ہے اور تم میں سب سے بہتر اور بلند مرتبہ ہے۔ لہٰذا واپس
چلو اور میری رائے منظور کرو۔ اگر اس جنگ سے تمہاری غرض قافلہ تجارت کے نقصان اور ابن حضرمی
خونبہا ہے تو میں وُہ نقصان ادا کرتا ہوں اور ابن حضرمی کا خونبہا میں دیتا ہوں کیونکہ وُہ میرا ہم سوگند
تھا۔ یہ سُنا تو ابوجہل نے غضبناک ہو کر کہا عتبہ فصیح وبلیغ شخص ہے اگر آج لوگ اس کے کہنے سے
واپس چلے گئے تو وُہ قریش کا سردار بن جائے گا۔ پھر عُتبہ سے کہا کہ تُو فرزندانِ عبدالمطلب کی تلواروں
کو دیکھ کر ڈر گیا ہے اور لوگوں کو واپس چلنے کی ترغیب دے رہا ہے ایسے وقت میں جبکہ ہم ان دشمنوں
پر فتح پا چکے ہیں اور اپنی دشمنی کا انتقام لے سکتے ہیں۔ عُتبہ یہ سُنتے ہی اپنے اُونٹ سے اُتر پڑا۔ اور
ابوجہل پر حملہ کیا اور اس کو گھوڑے سے اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ لوگوں نے سمجھا کہ وُہ اُس کو مار ڈالے گا،
لیکن اُس نے اُس کو چھوڑ دیا اور اپنے گھوڑے کو پے کر ڈالا اور کہا تو مجھ کو بزدل سمجھتا ہے آج قریش
کو معلوم ہوجائے گا کہ تُو یا میں کون بزدل اور مرعوب ہے اور قوم کو کون زیادہ تباہ کرنے والا ہے
اگر تُو سچا ہے تو آ۔ میں اور تُو دونوں میدان میں تنہا چلیں تاکہ معلوم ہو کہ میں زیادہ بہادر ہوں یا تُو۔
یہ دیکھ کر قریش کے سربرآوردہ لوگ عتبہ کے پاس آکر کہنے لگے اس کو چھوڑ دو تاکہ اس لشکر کی شکست
تمہاری طرف سے نہ ہو۔ عتبہ نے ابوجہل کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور اپنے بھائی شیبہ اور اس کے لڑکے
ولید سے کہا کہ اُٹھو اور جنگ کے لیئے میدان میں چلو اور خود زرہ پہنو۔ پھر اپنے لیئے خود طلب کیا۔ لیکن
اُس کا سر بڑا ہونے کی وجہ سے کوئی خود اُس کے لائق نہ ملا تو دو عمامہ سر پر باندھا اور اپنی تلوار
لے کر جاہلیت کی اکڑ میں دو سروں سے پہلے اپنے بھائی بھتیجے کے ساتھ میدان میں آیا اور للکار کر کہا کہ
اے محمدؐ قریش میں سے ہمارے ہمسر لوگوں کو بھیجو تاکہ ہم اُن سے مقابلہ کریں۔ اِدھر انصار میں سے
تین اشخاص عوذ، معوذ اور عوف عفرا کے لڑکے نکلے۔ عُتبہ نے اُن سے پُوچھا تم کون ہو اپنا نسب بیان
کرو تاکہ پہچانیں۔ انہوں نے کہا ہم عفرا کے فرزند اور رسُولِؐ خدا کے ناصر ومددگار ہیں۔ عتبہ نے کہا تم
واپس جاؤ ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے۔ تم ہمارے برابر کے نہیں ہو۔ ہم تو اپنا ہمسر چاہتے ہیں
جو قریش میں سے ہو۔ جناب رسُولِؐ خدا بھی نہیں چاہتے تھے کہ پہلے پہل انصار ہی میدانِ کارزار میں

جائیں اور لڑیں۔ لہذا حضرتؐ نے اُن کو واپس بُلا لیا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے چچا زاد بھائی عُبیدہ بن الحرث کی طرف دیکھا جنکی عمر ستر سال کی ہو چکی تھی اور فرمایا اے عُبیدہ تم بڑھو۔ یہ سُنتے ہی وُہ مردانہ وار اُٹھے اور ہاتھ میں تلوار لی۔ پھر حضرتؐ نے اپنے چچا حمزہؓ کی طرف نگاہ کی اور فرمایا اے چچا آپ بھی جنگ کے لیئے نکلئے۔ پھر امیرالمومنینؑ کی جانب رُخ کر کے فرمایا اے علیؑ تم بھی چلو۔ حضرت علیؑ سب سے کمسن تھے۔ غرض یہ تینوں بزرگوار اپنی اپنی تلواریں کھینچ کر آنحضرتؐ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنا حق طلب کرو جو خداوند عالم نے تمہارے لیئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ قریش نخوت و غرور میں آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نورِ خدا کو بجھا دیں لیکن خدا نہیں چاہتا کہ اُس کا نُور زائل ہو۔ وُہ بیشک اپنے نورِ دین کو کامل اور تمام کر کے رہے گا۔ پھر فرمایا اے عبیدہ تم عُتبہ سے اور اے حمزہ تم شیبہ اور اے علیؑ تم ولید بن عتبہ سے جنگ کرو۔ غرض یہ تینوں بزرگوار پیغمبرؐ خدا سے ہمت کی امداد چاہتے ہوئے مردانہ وار اُن کفار کے پاس پہنچے۔ عتبہ نے ان کو دیکھا اور اپنے دل میں جو بغض و عداوت اُن کی طرف سے رکھتا تھا اس کے سبب ان کو نہیں پہچانا۔ اور پوچھا کہ تم کون ہو اپنا نسب ظاہر کرو تاکہ ہم تم کو پہچانیں۔ عبیدہ نے کہا میں حارث بن عبدالمطلب کا فرزند عبیدہ ہوں۔ عتبہ نے کہا بیشک تم ہمارے ہمسر ہو۔ اور یہ دونوں کون ہیں؟ عبیدہ نے کہا ایک حمزہؓ عبدالمطلب کے صاحبزادے ہیں اور دوسرے علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ عتبہ نے کہا دُو بزرگ و بلند گھر کے لوگ ہیں۔ خدا اُس پر لعنت کرے جس نے ہم کو اور تم کو اس مقام پر ایک دوسرے کے مقابلہ پر کھڑا کیا ہے یعنی ابوجہل لعین پر۔ پھر شیبہ نے حمزہؓ سے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں حمزہ بن عبدالمطلب خدا کا شیر اور رسولؐ اللہ کا شیر ہوں۔ شیبہ نے کہا اپنے حلیفوں کے شیروں کے مقابلہ پر آئے ہو اے خدا کے شیر اپنے حملہ اور دبدبہ کو عنقریب دیکھو گے۔ اُدھر عبیدہ نے عتبہ پر حملہ کیا اور اُس کے سر پر تلوار کی ضربت لگائی جس سے اُس کا سر دُو ٹکڑے ہو گیا۔ اور عتبہ نے عبیدہ کے پیروں پر مارا جس سے دونوں پیر کٹ کر الگ ہو گئے۔ اور دونوں زمین پر گر پڑے۔ اور حمزہ اور شیبہ نے ایک دوسرے کے وار کو اس قدر رد کیا اور اپنی سپر و نیپر روکا کہ دونوں کی تلواریں کُند ہو گئیں۔ جناب امیرؑ نے ولید کے داہنے کاندھے پر ایک تلوار ماری کہ اُس کی بغل کے نیچے سے نکل گئی۔ اُس نے وُہ کٹا ہوا ہاتھ بائیں ہاتھ سے اُٹھا کر حضرت علیؑ کی طرف اس زور سے پھینکا کہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ مجھ پر آسمان گر پڑا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی سونے کی تھی۔ جب وُہ ہاتھ کو حرکت دیتا تھا تو اس کی چمک سے میدان جنگ جگمگا اُٹھتا تھا پھر وُہ ایک نعرہ مار کر اپنے باپ کے پاس بھاگا۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس کا تعاقب کیا اور دوسری ضربت اس کی ران پر ماری اور اس کو زمین پر گرا دیا اور یہ رجز پڑھی۔ مَیں اُس کا فرزند ہوں جس نے حاجیوں کیلیئے دُو حوض بنوائے تھے۔ مَیں ہاشم کا نورِ نظر ہوں جو قحط و خشک سالی میں لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ مَیں اپنا وعدہ وفا کرتا ہوں اور صاحب حسب پیغمبرؐ کی حمایت کر رہا ہوں۔ اُدھر حمزہ و شیبہ کثرت سے حملہ کرنے کے بعد ایک دُوسرے سے لپٹ گئے۔ مُسلمانوں نے یہ دیکھ کر امیرالمومنینؑ کو پُکارا کہ اے علیؑ اس کُتے کو دیکھو جو تمہارے چچا سے لپٹا ہوا ہے۔ جناب امیرؑ یہ سُنتے ہی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور چونکہ جناب حمزہؓ شیبہ سے

قد میں لانبے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے کہا اے چچا آپ سر نیچے کر لیجیئے۔ جناب حمزہؓ نے اپنا سر شیبہ کے سینہ میں ڈال دیا۔ امیرالمومنینؑ نے ایک وار کیا اور شیبہ کا نصف سر اُڑا دیا۔ پھر آپ عتبہ کے پاس آئے جس میں ابھی کچھ جان باقی تھی حضرتؑ نے اس کو بھی تمام کیا۔ اور عبیدہ کو آپ نے اور جناب حمزہ نے اُٹھایا، اور خدمتِ رسالتمآبؐ میں لائے۔ حضرتؐ نے ان کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عبیدہؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ حضورؐ پر نثار ہوں میں تو شہید ہوں فرمایا ہاں تم میرے اہلبیتؑ میں سب سے پہلے شہید ہو۔ عبیدہؓ نے کہا اگر آپ کے چچا زندہ ہوتے تو وُہ دیکھتے کہ مَیں اُن کے کہنے کے مطابق پہلا جاں نثار ہوں۔ حضرتؐ نے پوچھا کون سے چچا؟ عرض کی ابو طالبؑ جنہوں نے کافرانِ قریش کے جواب میں دو بیت کہی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اے کفارِ مکہ! تم خانۂ خدا میں جھوٹ بولتے ہو کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تم غالب آجاؤ گے قبل اس کے ہم اس کے سامنے تم کو نیزہ لگائیں اور تیر ماریں۔ ہم اس کو تمہارے حوالہ نہیں کریں گے جبتک کہ قتل نہ ہو جائیں ہم اس کی نصرت میں اپنے زن و فرزند کو بھول جائیں گے حضرتؐ نے فرمایا ابوطالبؑ کے بارے میں ایسا نہ کہو۔ دیکھو ان کا لڑکا علیؑ شیر کے مانند خدا و رسولؐ کے سامنے شمشیر زنی کر رہا ہے اور دوسرے لڑکے نے خدا کی راہ میں حبشہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ عبیدہؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا آپ ایسے وقت میں مجھ سے ناراض ہو گئے۔ فرمایا نہیں لیکن میں نے نہیں چاہا کہ میرے چچا کا ذکر اس طرح کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ عتبہ کے مقابلہ پر جناب حمزہؓ اور شیبہ کے مقابلہ پر جناب عبیدہؓ کھڑے ہوئے جیسا کہ شیخ مفید نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ مجھے بدر کی جنگ میں قریش کی جرأت پر حیرت ہوئی کہ انہوں نے دیکھا کہ مَیں نے ولید پسر عتبہ کو قتل کر دیا اور جناب حمزہؓ نے عتبہ کو قتل کر دیا اور شیبہ کے قتل میں مَیں جناب حمزہؓ کا شریک ہو گیا تو حنظلہ ابن ابی سفیان میرے مقابلہ پر آیا۔ مَیں نے اُس کے سر پر ایک تلوار لگائی کہ اُس کی آنکھیں اُس کے رخساروں پر نکل کر لٹک آئیں اور وُہ زمین پر گر پڑا۔

علی بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب عتبہ شیبہ اور ولید یہ تینوں قتل ہو چکے ابوجہل نے قریش سے کہا جلدی مت کرو۔ وحشت و ہراس مت ظاہر ہونے دو جیسا کہ ربیعہ کی اولاد نے کیا کہ تمہارے ساتھ اہل مدینہ کی جنگ پسند نہیں کرتے تھے۔ تم مدینہ کے رہنے والے انصار کو قتل کرو اور قریش کو مت قتل کرو بلکہ ان کو زندہ اسیر کر لو تاکہ ہم ان کو مکہ لے جا کر ان کی گمراہی ان پر ظاہر کریں۔ مکہ کے چند جوان تھے جو مسلمان ہو گئے مگر ہر ایک کے باپ نے ان کو قید کر رکھا تھا اور ہجرت کرنے سے روکے ہوئے تھے وُہ دین اسلام میں پختہ نہ تھے جیسے قیس بن الولید بن مغیرہ، ابو قیس بن فاکہ، حارث بن ربیعہ، علی بن امیہ اور عاص بن منبہ۔ قریش ان کو اپنے ہمراہ جنگ بدر میں لائے تھے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کی تعداد بہت کم دیکھی تو اپنے ایمان میں متزلزل ہو گئے اور کہنے لگے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکا دیا اور عنقریب یہ سب قتل ہو جائیں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (پ ۱۰ آیت ۴۹ سورۃ الانفال) اُس وقت جبکہ منافقین اور وُہ لوگ جنکے دلوں میں مرض کفر تھا کہہ رہے تھے کہ ان کے دین نے ان کو فریب دیا ہے۔ اور جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو خدا جو چاہتا ہے اُس پر قادر و غالب ہے اور دانا اور حکیم ہے۔ اُسوقت ابلیس لعین سراقہ بن مالک کی شکل میں نمودار ہوا اور قریش کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنے قبیلہ کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا اپنا علم مجھ کو دو۔ غرضکہ علم لے کر بہت سے شیاطین کا لشکر ان کو دکھایا۔ وُہ سب سراقہ کے اہل قبیلہ کافروں اور مسلمانوں کو دکھائی دینے لگے اس سبب سے قریش کی ہمت بڑھ گئی۔ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرو اور جبتک میں نہ کہوں کافروں کی طرف مت دیکھنا اور نہ نیاموں سے تلواریں نکالنا۔ پھر بارگاہِ احدیت میں ہاتھ اٹھا دیئے اور دعا و مناجات میں مشغول ہوئے اور عرض کی پالنے والے یہ گروہ تیرے دین کے مددگار ہیں اگر یہ لوگ قتل ہو گئے تو زمین پر تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ اسی اثناء میں حضرتؐ پر غشی طاری ہو گئی جو وحی کی علامت ہے۔ جب افاقہ ہوا تو آپ کی جبین انور سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا مسلمانو تمہاری مدد کے لیئے جبریلؑ خدا تعالیٰ کی جانب سے ہزاروں فرشتوں کے ساتھ آ رہے ہیں۔ اُسیوقت بہت سی بجلیوں کے ساتھ ایک سیاہ ابر نظر آیا اور حضرتؐ کے لشکر کے اُوپر کھڑا ہو گیا جس میں سے مسلمانوں کے کانوں میں ہتھیاروں کی آوازیں آ رہی تھیں اور کوئی کہہ رہا تھا کہ اے خیر وم آگے بڑھ۔ خیر وم جناب جبریلؑ کے گھوڑے کا نام ہے جس پر اُس روز وُہ سوار تھے۔ جب ابلیس ملعون نے حضرت جبریلؑ کو دیکھا علم ہاتھ سے پھینک کر بھاگنے لگا منبہ بن حجاج نے اُس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا اے سراقہ کہاں جاتا ہے تو چاہتا ہے کہ اپنے لشکر کو بھگا دے ابلیس لعین نے اُس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا دُور ہو جو کچھ میں دیکھتا ہوں تو نہیں دیکھتا۔ مَیں پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں۔ چنانچہ خدا نے اس قصہ کی طرف قرآن مجید میں اشارہ فرمایا ہے وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (پ ۱۰ آیت ۴۸ سورۃ الانفال) یاد کرو وُہ وقت جبکہ شیطان نے کافروں کو ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ (پ ۱۰ آیت ۴۸ سورۃ مذکور) اور ابلیس نے کہا آج تم پر کوئی غالب نہیں میں تم کو امان دینے والا ہوں۔ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ قریش اور قبیلۂ کنانہ کے درمیان عداوت چلی آ رہی تھی۔ جب قریش اُس قبیلہ کے پاس پہنچے تو دل میں اُس کی عداوت کی یاد تازہ ہو گئی تو اس خیال سے واپس ہونا چاہا کہ ایسا نہ ہو کہ کنانہ اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اُن پر دوڑ پڑیں۔ اسی حال میں ابلیس سراقہ ابن مالک کی صورت میں جو اُس قبیلہ کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا اپنے ساتھ شیطان کا بڑا لشکر لیئے ہوئے ظاہر ہوا اور کہا میں ضامن ہوں اور تم کو امان دیتا ہوں کہ قبیلۂ کنانہ سے تم کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (پ ۱۰ آیت ۴۸ سورۃ الانفال) تو

جب دونوں لشکروں نے ایک دُوسرے کو دیکھا یا شیاطین نے فرشتوں کو دیکھا تو شیطان پیچھے بھاگا اور بولا میں تم سے بیزار ہوں بیشک جو کچھ مَیں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے یعنی فرشتوں کو یقیناً مَیں خدا سے ڈرتا ہوں اُس کا عذاب بڑا سخت ہے۔ امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ شیطان ملعون کافروں کے لشکر میں حارث بن ہشام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے ہوئے تھا کہ فرشتوں پر اُس کی نگاہ پڑی ان کو دیکھتے ہی وُہ پیچھے بھاگا۔ حارث نے کہا اے سراقہ تو ایسے حال میں ہم کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے؟ ابلیس نے کہا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ حارث سمجھتا تھا کہ وُہ سراقہ ہے، اس لیئے اُس نے کہا تو جھوٹا ہے تو مدینہ کے ذلیلوں کو دیکھ رہا ہے۔ لیکن ابلیس نے حارث کے سینہ پر ہاتھ مارا اور بھاگ گیا۔ اس کے بھاگنے سے کفار بھی بھاگے۔ اور جب مکہ پہنچے تو کہنے لگے کہ سراقہ نے ہم کو بھگایا۔ جب سراقہ نے یہ خبر سُنی قریش کے پاس آیا اور قسم کھائی کہ مجھے تمہاری اس جنگ کی تو اطلاع بھی نہ تھی مگر بعد میں تمہارے بھاگنے کا حال معلوم ہوا۔ جب وُہ مسلمان ہوئے تب اُنہوں نے جانا کہ وُہ ابلیس ملعون تھا۔ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے شیطان پر حملہ کیا اور وُہ بھاگا۔ جبریلؑ نے اُس کا تعاقب کیا۔ وُہ جا کر دریا میں ڈوب گیا۔ اور کہتا تھا خداوندا تُو نے مجھے روز موعود تک کی مہلت دی ہے کہ زندہ رہوں گا لہذا اپنے وعدہ کو پورا کر۔ اور دُوسری سند سے روایت ہے کہ ابلیس لعین بھاگتا ہوا حضرت جبریلؑ سے کہہ رہا تھا کہ شائد تم نادم نہیں ہوتے ہو کہ مجھ کو مہلت دی گئی ہے۔ روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ اگر جبریلؑ شیطان کو پا لیتے تو کیا قتل کر دیتے؟ حضرتؑ نے فرمایا نہیں بلکہ اُس کو ایک ضربت لگاتے جس سے قیامت تک کے لیئے وُہ زخمی ہو جاتا۔

الحتصر عتبہ وغیرہ کے قتل ہونے کے بعد ابو جہل لعین دونوں لشکروں کے درمیان نکل کر کھڑا ہوا اور کہا خداوندا ہم میں اور ان مخالفین میں سے جس نے زیادہ قطع رحم کیا ہے اور ایسی چیز لایا ہے جس کو ہم نہیں جانتے تو اس کو تو آج ہی ہلاک کر دے اور بروایت ابو حمزہ ثمالی اُس نے کہا خداوندا ہمارا دین قدیم ہے اور محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا دین نیا ہے۔ ان میں جس دین کو تُو دوست رکھتا ہے اور زیادہ پسند کرتا ہے اس کی مدد کر۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ (پ ۹ آیت ۱۹ سورۃ الانفال) اگر تم فتح کے طالب ہو تو فتح تمہاری طرف آئی جیسا کہ تم نے دُعا کی۔ پھر حضرت علیؑ نے ایک مٹھی ریت اُٹھا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دی اور آپؐ نے جبریلؑ کے کہنے سے کافروں کی طرف پھینکا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ یعنی چہرے قبیح ہو جائیں۔ خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے اُس ریت کو کافروں کے چہروں پر مارا اور وُہ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور اُن سنگریزوں میں سے کچھ بھی جس کو مس ہو گیا وُہ اُس روز مارا گیا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (پ ۹ آیت ۱۷ سورۃ مذکور) اے رسولؐ یہ سنگریزے تم نے نہیں پھینکے بلکہ خدا نے پھینکے۔ اُس روز ستّر مشرکین مارے گئے اور ستّر قید ہوئے۔ حضرتؐ نے

فرمایا ابو جہل لعین کو زندہ نہ جانے دو۔ عمرو بن جموع نے ابو جہل لعین کو دیکھا تو ایک ضربت اُس کی ران پر ماری۔ اُس ملعون نے بھی ایک تلوار عمرو کو ماری جس سے اُن کا ہاتھ کٹ کر لٹک گیا۔ عمرو نے اُس ہاتھ کو پیر سے دبا کر زور کیا اور علیحدہ کر دیا اور جنگ میں مشغول ہوئے۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ مَیں اُس وقت پہنچا جبکہ ابو جہل ملعون اُونٹ سے گر چکا تھا اور اپنے خون میں لوٹ رہا تھا۔ مَیں نے کہا اُس خدا کا شکر ہے جس نے تجھ کو اس قدر ذلیل کیا۔ اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا خدا تجھ کو ذلیل کرے دین سچا کس کا ہے۔ عمرو نے کہا خدا و رسولؐ کا دین حق ہے۔ میں اب تجھ کو قتل کرتا ہوں اور اپنا پَیر میں نے اُس کی گردن پر رکھا۔ اُس ملعون نے کہا اے گوسفند چرانے والے تُو نے بڑی سخت گردن پر پَیر رکھا ہے اس سے زیادہ کوئی امر مجھ پر دُشوار نہیں ہے کہ تجھ ایسا شخص مجھے قتل کرے کاش عبدالمطلب کی اولاد میں سے کوئی مجھ کو قتل کرتا یا قریش میں سے کوئی قتل کرتا۔ میں نے اُس کے سر سے خود اُتارا اور اُس کا سر جُدا کر دیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر لا کر ڈال دیا اور کہا یا رسولؐ اللہ خوشخبری ہو آپ کو یہ ابو جہلؐ کا سر ہے۔ حضرتؐ نے جب اُس کا سر دیکھا سجدہ میں گر پڑے۔ اور شکرِ خدا بجا لائے۔ اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کشتگانِ بدر کے پاس جا کر کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ اے گروہ ! خدا تم کو بُرا بدلا دے ' تم نے مجھے جھوٹا کہا حالانکہ میں صادق ہوں۔ تم نے مجھے خیانت سے نسبت دی حالانکہ مَیں امانتدار ہوں پھر ابو جہل ملعون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ شخص فرعون لعین سے زیادہ سرکش تھا۔ جب فرعون کو ہلاکت کا یقین ہوُا تو خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور جب اس ملعون کو ہلاکت کا یقین ہوُا تو اس نے لات وعزٰے کو پکارا۔ حدیث و سیر کی کتابوں میں سہل بن عمر سے روایت ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ مَیں نے روزِ بدر سفید مَردوں کو آسمان و زمین کے درمیان دیکھا۔ ہرایک کے پاس ایک نشان تھا وُہ کافروں کو قتل کر رہے تھے اور قید کر رہے تھے۔ اور ابو رہم غفاری سے روایت کی ہے کہ میں اور میرا چچازاد بھائی چاہِ بدر پر تھے اور جب ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی قلت اور قریش کے لشکر کی کثرت دیکھی ہم نے کہا جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے ہم لشکرِ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فنا کر دیں گے۔ ہمارا اندازہ تھا کہ قریش کے مقابلہ میں لشکرِ آنحضرتؐ کی تعداد چوتھائی حصّہ ہے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ہم نے دیکھا کہ ایک ابر لشکر کے اُوپر ظاہر ہوُا اور ہتھیاروں کی جھنکار ہمارے کانوں میں پہنچی اسی اثناء میں اصحابِ محمدؐ لشکرِ قریش کے سامنے آ گئے۔ میرا چچازاد بھائی یہ دیکھتے ہی ڈرا اور ہلاک ہو گیا اور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

صہیب سے روایت ہے کہ روزِ بدر کثرت سے ہاتھ قطع ہوئے اور زخم ظاہر ہوئے جن سے خون جاری نہ تھے اور وُہ فرشتوں کی ضربت کی علامت تھی۔ ابو بردہ کہتے ہیں کہ میں روزِ بدر حضرتؐ کی خدمت میں تین سر لایا جن میں دُو تو مَیں نے کاٹے تھے اور تیسرے کے بارے میں مَیں نے دیکھا کہ ایک سفید رنگ بلند قامت شخص نے اس کو ایک ضربت لگائی تھی اور وُہ سر کٹ کر گر پڑا تھا۔ میں نے اُٹھا لیا۔ حضرتؐ نے یہ سُن کر فرمایا کہ وُہ بلند قامت شخص فرشتہ تھا۔ سائب کہتے ہیں کہ روزِ بدر کسی نے مجھ کو اسیر نہ کیا۔ جب

روزِ بدر قریش بھاگے تو مَیں بھی اُن کے ساتھ بھاگا۔ ناگاہ مَیں نے دیکھا کہ ایک سفید رُو بالا قد انسان جو ایک ابلق گھوڑے پر سوار آسمان سے نیچے آیا اُس نے مجھے باندھ کر ڈال دیا۔ عبدالرحمٰن ابن عوف اُدھر سے گزرے مجھ کو بندھا ہوُا دیکھا تو اُٹھا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے۔ اور ابو رافع آنحضرتؐ کے غلام سے مروی ہے وُہ کہتے ہیں کہ مَیں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ ہمارے گھر میں اسلام پہنچ چکا تھا اور مَیں بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ جناب عباسؓ کی زوجہ محترمہ ام الفضل بھی مسلمان ہو گئی تھیں۔ لیکن جناب عباسؓ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور اپنے اسلام کا اظہار نہ کرتے تھے بلکہ اپنے اسلام لانے کو چھپائے رکھتے تھے کیونکہ وہ بہت مالدار تھے اور لوگوں کے ذمّہ ان کا بہت سا مال باقی تھا۔ اور دشمنِ خدا ابو لہب جنگ بدر میں خود حاضر نہیں ہوُا تھا بلکہ اپنے بجائے اُس نے عاص بن ہشام کو بھیج دیا تھا۔ جب قریش کی زبوں حالی کی اطلاع اس کو ہوئی تو وُہ بھی بہت ذلیل ہوُا اور ہم لوگوں کی قوت و ہمت بڑھ گئی۔ مَیں چونکہ بُوڑھا تھا زمزم کے حجرے میں تیر بنایا کرتا تھا۔ ایک روز بیٹھا ہوُا تیروں کو تراش رہا تھا ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھیں اور ہم آپس میں مسلمانوں کی فتح پر خوش ہو رہے تھے ناگاہ ابو لہب کو ہم نے دیکھا کہ اپنا پَیر گھسیٹتا ہوُا آ رہا ہے۔ وُہ آ کر حجرے کے ایک طرف ہماری طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ ابو سفیان بھی آ گیا۔ ابو لہب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے میرے پاس آ تجھ کو صحیح حالات معلوم ہوں گے۔ غرض ابو سفیان کو اُس نے اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور بہت سے لوگ ان کے گرد آ آ کر کھڑے ہو گئے۔ ابو لہب نے پوچھا اے پسرِ برادر بتاؤ کہ تمہارے لشکر پر کیا گزری اُس نے کہا خدا کی قسم اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم ان کے لشکر کے مقابلہ پر آئے اور وُہ جب ہماری طرف بڑھے ہم شکست کھا کر بھاگے اُنہوں نے ہمارے سپاہیوں کو قتل و اسیر کیا اور جو چاہا کیا۔ تاہم میں اپنے لشکر کو ملامت نہیں کرتا اس لیئے کہ مردانِ سفید کو ابلق گھوڑوں پر ہم نے سوار آسمان و زمین کے درمیان دیکھا جن کے مقابلہ پر کوئی شخص ٹھہر نہیں ہو سکتا۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے یہ سُن کر کہا کہ وُہ فرشتے تھے۔ ابو لہب نے یہ سُنتے ہی میرے مُنہ پر ہاتھ مارا اور چاہتا تھا کہ مجھ کو مار ڈالے ناگاہ اُم الفضل اُٹھیں اور ستونِ خیمہ لے کر اُس کے سر پر مارا کہ اُس کا سر پھٹ گیا اور کہا اُس کا آقا موجود نہیں ہے اور تو اُس کو لاوارث اور کمزور سمجھتا ہے۔ غرض وُہ وہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر گیا اور سات روز نہیں گزرے تھے کہ مرض تجمہ میں مبتلا ہو کر جہنم واصل ہوُا۔ چونکہ وُہ مرض متعدی ہے اور لوگ اُس سے پرہیز کرتے ہیں اس لیئے تین روز تک وُہ اپنے گھر ہی میں پڑا رہا کوئی اس کے قریب نہ جاتا تھا کہ اُس کو دفن کرے اُس کے لڑکے بھی اُس کے پاس نہیں جاتے تھے۔ آخر لوگوں نے ان کو ملامت کی تو مجبوراً اُس کو گھسیٹ کر مکہ کی ایک پہاڑی کی طرف لے گئے اور اُس پر کنکر و پتھر پھینکے جس میں وُہ چھپ گیا۔ اب وُہ عمرہ کے راستہ پر واقع ہے کہ جو شخص اُدھر سے گزرتا ہے اُس پر پتھر مارتا ہے اور وُہ ایک پہاڑ کے مانند بلند ٹیلہ ہو گیا ہے۔

ابوالیسر نے چاہا کہ عباس کو گرفتار کرے لیکن نہ کر سکا تو ایک فرشتہ نے اس کی مدد کی اور وُہ
اسیر ہوئے۔ شیخ مفید نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
سُنا کہ نوفل بن خویلد بھی جنگ میں آیا ہے تو دُعا کی کہ یا لنے والے نوفل سے پناہ میں رکھ۔ جب قریش
بھاگ گئے جناب امیرؑ نے اُس کو دیکھا کہ میدان میں حیران و سرگردان ہے اور نہیں سمجھتا کہ کیا کرے۔ حضرتؑ
نے اُس کو ایک ضربت لگائی جس سے اُس کا خود گر پڑا۔ پھر آپ نے تلوار ماری اور اس کے پیروں کو
قطع کر دیا۔ وُہ زمین پر گرا اور آپ نے اُس کا سر کاٹ لیا اور حضورؐ کی خدمت میں لائے۔ آپ اُس وقت
فرما رہے تھے کہ نوفل کی بھی کسی کو خبر ہے؟ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا میں نے اُس کو قتل کر دیا۔ یہ
سُنکر حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر! میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے میری دعا قبول فرمائی۔ ابن شہر آشوب
نے روایت کی ہے کہ جب ابو بصیر انصاری نے حضرت عباس کو اسیر کیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے
عباس نے کہا اس نے مجھے اسیر نہیں کیا ہے بلکہ میرے بھتیجے علیؑ نے اسیر کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا
میرے چچا سچ کہتے ہیں۔ وُہ ایک بڑا فرشتہ تھا جو علیؑ کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ اور خدا نے جس قدر فرشتے
میری مدد کے لیئے بھیجے تھے سب کو علیؑ کی شکل و صورت میں بھیجے تھے۔ تاکہ ان کی ہیبت دشمنوں کے
دلوں میں زیادہ ہو۔ بسندِ دیگر ابو یسیر سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ عباس اور عقیل کو میں نے دیکھا
کہ ایک مرد جو ابلق گھوڑے پر سوار تھا ان کو کھینچتا ہوا علیؑ بن ابی طالب کے پاس لایا اور اُن کے سپُرد کر
دیا اور کہا اپنے چچا اور بھائی کو لو کیونکہ تم زیادہ ان کے مستحق ہو۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ وُہ جبریلؑ تھے۔
حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ روز بدر جس زخمی مشرک سے پُوچھا جاتا کہ تم کو کس نے
مارا وُہ کہتا تھا کہ علیؑ بن ابی طالب نے! اور یہ کہتے ہی مر جاتا۔

خاصہ و عامہ کی اکثر کتب معتبرہ میں امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ اور ابن عباس وغیرہم سے
روایت ہے کہ جنگ بدر کی رات آنحضرتؐ کے لشکر میں پانی کم تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کون ہے جو مشک لیجا
کر پانی بھر لائے۔ کوئی تیار نہ ہوا کیونکہ رات بہت اندھیری تھی اور ہوا بہت سرد اور تیز چل رہی تھی۔
امیرالمومنینؑ نے ایک مشک اُٹھائی اور چاہ بدر پر پہنچے۔ چونکہ کوئی ڈول موجود نہ تھا اس لیئے خود کنوئیں
میں اُترے۔ مشک بھری اور واپس روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک بہت سخت ہوا سامنے سے آئی
جس سے راستہ چلنا دُشوار ہو گیا۔ آپ بیٹھ گئے یہاں تک کہ ہوا گذر گئی پھر اُٹھ کر چلے تو دوبارہ اُسی شدت
کی ہوا چلی۔ آپ پھر بیٹھ گئے اور وُہ بھی گذر گئی۔ اسیطرح تین مرتبہ ہوُا۔ اور دوسری روایت کے
مطابق ہر مرتبہ پانی مشک سے بہہ جاتا تھا اور آپ پھر اُس کو بھر کر چلتے تھے۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں
پہنچے آپ نے پوچھا یا علیؑ اس قدر دیر کیوں ہوئی عرض کی یا رسُول اللہ تین مرتبہ نہایت سخت ہوا چلی
جس کے ہول سے میرا بدن لرز گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا جانتے ہو کہ وُہ کیا تھا عرض کی نہیں۔ فرمایا پہلی یا جبریلؑ
ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور تم کو سلام کرتے ہوئے گذر گئے دوسری مرتبہ میکائیلؑ ہزار فرشتوں
کے ساتھ آئے اور ہر ایک نے تم کو سلام کیا اور تیسری مرتبہ اسرافیلؑ تھے ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور

سب نے تم کو سلام کیا۔ اور وُہ سب ہماری مدد کو آئے ہیں۔ احادیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقرؑ اور
امام موسےٰ رضا علیہم السّلام سے منقول ہے کہ فرشتے روز بدر سفید عمامے باندھے ہوئے تھے؛ ان کے
عمامے نشان والے تھے جنکا ایک گوشہ آگے اور ایک گوشہ پیچھے لٹک رہا تھا۔ دوسری روایت ہے کہ
جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ سر پر باندھا اور دو گوشے ایک آگے اور ایک پیچھے لٹکا
دیئے؛ جبریلؑ نے بھی ایسا ہی کیا اور حضرت رسُولؐ اللہ نے امیرالمومنینؑ کے سر پر بھی اسیطرح عمامہ باندھا
اور فرمایا خدا کی قسم فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہیں۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ فرشتوں نے روز بدر آنحضرتؐ کی جنگ میں مدد کی
وُہ پانچ ہزار فرشتے ہیں وُہ زمین پر ہیں اور جبتک حضرت صاحب الامر کی مدد نہ کر لیں گے آسمان پر
نہ جائیں گے۔ جاننا چاہیئے کہ وُہ مشرکین جو حضرت شیرِ خدا حیدر کرّار کی نصرت آثار تلوار سے جنگ بدر میں
کشتہ ہوئے ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ مخالفوں نے بیان کیا ہے کہ کفار کے مقتولین انچاس تھے۔
ان میں بائیس امیرالمومنینؑ نے قتل کیئے۔ اور اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ ستائیس قتل کیئے۔ اور محمد ابن
اسحاق نے مخالفوں سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے تمام صحابہ سے زیادہ خود قتل کیئے۔ اور روایت
سیر معتبرہ شیعہ کے موافق ستر کفار جنگ بدر میں مارے گئے ان میں سے پینتیس مشرکین تمام صحابہ اور
فرشتوں کی تلوار سے واصل جہنم ہوئے اور بروایتِ شیخ مفید نصف سے زیادہ مولائے مومنینؑ کی شمشیر
آبدار سے درک اسفل میں پہنچے۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ روزِ بدر جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ فرزندان عبدالمطلبؑ میں سے کسی کو نہ قتل کرو نہ اسیر کرو کیونکہ وُہ اپنے اختیار سے جنگ میں شریک
نہیں ہوئے ہیں۔ اور کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب قریش فرزندانِ
عبدالمطلب کو جنگِ بدر میں لائے اور قریش کے رجز پڑھنے والوں نے رجز شروع کیا تو طالب حضرتِ
ابوطالبؑ کے بیٹے نے بھی رجز پڑھنا شروع کیا وُہ رجز میں اپنے لشکر والوں پر نفرین کر رہے تھے کہ
لشکرِ اسلام سے کشتہ اور مغلوب ہوں۔ اور دُعا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا لشکر غالب ہو۔ جب قریش نے
ان کا رجز سُنا، کہا یہ ہم کو شکست دلوا دے گا۔ پھر ان کو واپس بھیج دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ باطن میں
مسلمان تھے۔ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ابو لبشر انصاری نے حضرت عباسؓ اور عقیلؓ کو
اسیر کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرتؐ نے اُن سے پوچھا کیا کسی نے ان کی گرفتاری میں تمہاری
مدد کی ہے؟ کہا ہاں۔ ایک شخص نے میری اعانت کی جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ میں اس کو نہیں پہچانتا
تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ فرشتوں میں سے تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے عباسؓ سے کہا کہ اپنے اور اپنے برادر زادہ
عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے لیئے فدیہ دیجیئے۔ عباسؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں مسلمان تھا
مگر قوم مجھ کو جبراً جنگ میں لائی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا آپ کے اسلام کو بہتر جانتا ہے اگر یہ سچ ہے تو
خدا آپ کو اس کا اجر دے گا۔ لیکن بظاہر تو آپ ہمارے دشمنوں کی مدد کے لیئے آئے تھے۔ اے چچا آپ نے

چاہا کہ خدا کے ساتھ مقابلہ کریں لیکن خدا نے ہم کو آپ پر غالب کیا۔ آپ اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ دیجئے چونکہ عباسؓ چالیس اوقیہ سونا اپنے ہمراہ لائے تھے اور مسلمانوں نے اس کو لوٹ کر غنیمت میں شامل کر لیا تھا لہٰذا عباسؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ اُس سونے کو میرے فدیہ میں محسوب کر لیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں جو چیز خدا نے مجھے دے دی ہے وہ خدا کے حساب میں محسوب نہیں ہو سکتی۔ عباسؓ نے کہا اس کے علاوہ میرے پاس اور کچھ مال نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا آپ غلط کہتے ہیں۔ وہ مال کیا ہوا جو آپ نے مکہ میں اُم الفضل کے سپرد کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو تو یہ مال تم آپس میں تقسیم کر لینا۔ عباسؓ نے کہا آپؐ کو اس کی اطلاع کس نے دی۔ فرمایا میرے خدا نے۔ عباسؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ بیشک اس معاملہ کی سوائے خدا کے کسی کو خبر نہیں۔ پھر کہا آپ وہ تمام مال لے لیجئے جو میں لوگوں سے سوال کر کے حاصل کرتا ہوں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤی اے رسولؐ ان لوگوں سے کہو جو تمہارے ہاتھوں میں اسیر ہیں اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ اگر تمہارے دلوں میں خدا نیکی دیکھتا تو اس سے بہتر عطا فرماتا جو کچھ تم سے فدیہ میں لیا گیا ہے وَ یَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پ آیۃ سورۃ الانفال) اور خدا تم کو معاف کرتا ہے اور وہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔" بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے اسی قصہ کے آخر میں منقول ہے کہ جب جناب عباس نے اسلام لانے کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت کی اور آنحضرتؐ کو مالِ غنیمت حاصل ہوا تو آپؐ نے حضرت عباس سے کہا اے چچا اپنی چادر بچھائیے اور اس مال سے اپنا حصہ لیجئے۔ عباس نے چادر بچھادی، آنحضرتؐ نے بہت سا مال اُس میں دے دیا اور فرمایا یہ منجملہ اس کے ہے جو خدا نے فرمایا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم تم کو اس سے بہتر عطا کرتا ہے جو تم سے لیا گیا ہے۔ اور کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آیتِ مذکور حضرت عباس، عقیل اور نوفل کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور آنحضرتؐ نے روزِ بدر بنی ہاشم میں سے کسی کے قتل کی اور ابو البختری کے قتل کی ممانعت کر دی تھی لیکن ابو البختری نے اسیر ہونا پسند نہ کیا اور قتل ہو گیا۔ اور بنی ہاشم میں سے یہ تینوں اشخاص گرفتار ہوئے۔ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو بھیجا کہ معلوم کریں کہ یہاں بنی ہاشم میں سے کون کون اشخاص ہیں۔ جناب امیرؑ گئے اور جب عقیل کی طرف سے گزرے تو محض خدا کے لیے اُن کی طرف نظر نہ کی اور آگے بڑھ گئے۔ عقیل نے کہا اے بھائی میرے پاس آؤ میرا حال نہیں دیکھتے ہو حضرتؑ نے پھر بھی توجہ نہ فرمائی اور آنحضرتؐ کے پاس آئے اور عرض کی عقیل کو فلاں شخص نے اسیر کیا ہے عباس کو فلاں نے اور نوفل کو فلاں نے۔ یہ سُنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے جب عقیل کے قریب پہنچے فرمایا ابو جہل مارا گیا عقیل نے عرض کی اب آپ کا ایسا مخالف اور دشمن کوئی دوسرا مکہ میں نہیں ہے۔ اگر آپ نے ان سبھوں کو ختم کر دیا ہے تو آپ مکہ میں جائیے۔ پھر عباس حضرتؐ کے پاس لائے گئے۔ آپ نے فرمایا اے چچا اپنا اور اپنے برادر زادوں کا فدیہ دیجئے۔ عباس نے کہا میں جانتا ہوں اور

قریش سے بھیک مانگتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس مال میں سے فدیہ دیجئے جو ام الفضل کے پاس مکہ آئے ہیں اور یہ کہا ہے کہ اگر مجھ پر اس سفر میں کوئی حادثہ پڑ جائے تو اس کو اپنے اور اپنے بچوں پر صرف کرنا۔ عباس نے کہا اے بھتیجے کس نے آپ کو یہ اطلاع دی؟ فرمایا خدا کی جانب سے جبرئیلؑ نے مجھے آگاہ کیا۔ عباس نے کہا خدا کی قسم اس امر کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ غرض اسیروں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا، وہ مکہ واپس چلے گئے اور عقیل، عباس اور نوفل مسلمان ہو گئے اور مدینہ میں رہ گئے۔ خدا نے آیتِ مذکورہ ان کے بارے میں نازل فرمائی۔

الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقیل سے فرمایا کہ خدا نے ابو جہل، عقبہ، شیبہ، منبہ اور نوفل کو قتل کر دیا اور سہیل بن عمرو، نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط اور فلاں فلاں قید ہو گئے۔ عقیل نے کہا اب مکہ میں کوئی آپ کی مخالفت نہیں کر سکتا اگر ان سبھوں کو آپ نے اچھی طرح زخمی کر دیا ہے یا مار ڈالا ہے۔ اور اگر ان میں کچھ بھی سکت باقی ہو تو ان کا تعاقب کیجئے۔ حضرتؐ یہ سُنکر مسکرائے۔ کشتگانِ بدر ستر اور اسیر ستر اشخاص تھے۔ ان میں سے صرف جناب امیرؑ نے ستائیس آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ مسلمانوں میں سے کوئی کافروں کے ہاتھ قید نہیں ہوا۔ اسیروں کو رسیوں سے باندھ کر مسلمان کھینچ لائے۔ آنحضرتؐ کے اصحاب میں نو اشخاص شہید ہوئے۔ ان میں سے ایک سعد بن خثیمہ تھے جو ایک نقیب تھے۔ پھر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے اور غروب آفتاب کے قریب اُثیل میں پہنچے جو بدر سے دو فرسخ ہے۔ راستہ میں آنحضرتؐ نے عقبہ بن معیط اور نضر بن حارث پر نگاہ کی جو ایک رسی میں بندھے تھے۔ نضر نے عقبہ سے کہا کہ میں اور تو دونوں قتل کر دیئے جائیں گے۔ عقبہ نے کہا تمام قریش کے سامنے میں اور تو دونوں قتل ہوں گے۔ اُس نے کہا ہاں اس لیئے کہ محمدؐ نے ہم کو ایسی نگاہ سے دیکھا ہے جس میں موت نظر آتی ہے۔ حضرتؐ نے منزل پر پہنچ کر فرمایا اے علیؑ نضر و عقبہ کو میرے سامنے لاؤ۔ عقبہ ایک خوبصورت مرد تھا جس کے سر کے بال لانبے تھے۔ حضرتؑ نے اس کو بالوں سے پکڑا اور کھینچتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ نضر نے کہا اے محمدؐ میں آپ سے قرابت و رحم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو بھی مثل ایک قریش کے سمجھئے اگر ان کو قتل کیجئے تو مجھے بھی کیجئے اور اگر ان سے فدیہ لیجئے تو مجھ سے بھی لیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان قرابت نہیں ہے اور خدا نے رحم کو اسلام کے سبب منقطع کر دیا ہے اے علیؑ آگے لا کر اس کی گردن مار دو۔ عقبہ نے کہا اے محمدؐ کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ قریش کو قید کر کے قتل نہ کرنا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو قریش میں سے نہیں ہے تو صفوریہ والوں میں سے گبر ہے۔ جس شخص کو لوگوں نے تیرا باپ قرار دیا ہے تو اس سے عمر میں بڑا ہے۔ پھر فرمایا اے علیؑ عقبہ کو بھی قتل کر دو۔ غرض وہ دونوں مارے گئے۔ یہ دیکھ کر انصار کو خوف ہوا کہ شاید آنحضرتؐ تمام اسیروں کو قتل کر دیں گے تو وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم نے قریش کے ستر افراد کو قتل کیا اور ستر اشخاص کو گرفتار کیا جو آپ کی قوم و قبیلہ کے ہیں یا رسولؐ اللہ ان کو ہماری خاطر سے بخشدیجئے اور ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے۔ اُس وقت خداوندِ عالم نے یہ آیت

نازل فرمائی۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ (پ۱۰ آیت ۶۷ سورۃ الانفال) یعنی کسی پیغمبر کے لیئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اُس کے قبضہ میں کچھ اسیر ہوں اگر وُہ چاہے اُن کا فدیہ لے اور اگر چاہے تو اُن کو چھوڑ دے جبتک بہت سے کافروں کو قتل نہ کرے۔ اور ان کو ذلیل و مغلوب نہ کرلے۔ اس کے بعد کی آیتوں میں مومنین پر غنیمت و فدیہ کی لالچ کے سبب عتاب فرمایا ہے۔ پھر فرمایا ہے فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا (پ۱۰ آیت ۶۹ سورۃ مذکور) حلال و پاکیزہ جو کچھ غنیمت میں تم نے حاصل کیا ہے کھاؤ۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ خدا نے اس آیت میں اسیروں کو فدیہ لے کر رہا کر دینے کی اجازت دی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر ان سے فدیہ لیتے ہو تو سال آیندہ ان کے ہاتھوں سے تم قتل ہو گے۔ مسلمان اسپر راضی ہو گئے یہ کہہ کر کہ اس سال فدیہ لے کر دنیوی نفع حاصل کر لیں گے، آیندہ سال شہید ہو کر بہشت میں پہنچیں گے۔ لہٰذا جنگ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے تو باقی اصحاب نے کہا ایسا کیوں ہوا جبکہ آپ نے یا رسُولؐ اللہ نصرت کا وعدہ فرمایا تھا۔ تو خدا نے فرمایا تم نے خود ایسا کیا اور بدر میں اس شرط پر راضی ہو گئے تھے کہ فدیہ لے لیں۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ اکثر مشرکین سے چار ہزار درہم اور بہت کم لوگوں سے ایک ہزار درہم فدیہ لیا گیا۔ قریش رفتہ رفتہ فدیہ بھیجتے اور اپنے اسیروں کو چھڑاتے رہے یہانتک کہ زینب ربیبۂ رسُولؐ اللہ نے اپنے شوہر ابوالعاص کے فدیہ کے لیئے اپنا گردن بند بھیجا جو جناب خدیجہؓ نے اُن کو دیا تھا۔ حضرتؐ نے اُس گردن بند کو دیکھا تو جناب خدیجہؓ یاد آگئیں۔ حضرتؐ بہت غمگین ہوئے۔ اصحاب نے یہ حال دیکھ زینب کا گردن بند واپس کر دیا اور فدیہ معاف کر دیا۔ اور دوسری روایت کے بموجب خود حضرتؐ نے اُن سے خواہش کی اور ان لوگوں نے بخش دیا۔ اور حضرتؐ نے ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے رہا فرما دیا لیکن یہ شرط فرمائی کہ زینب کو حضرتؐ کے پاس آنے سے مانع نہ ہوگا" اور اُس نے اس شرط کو پورا کیا۔

ابن ابی الحدید نے جو اہل سُنّت کے مشہور عالم ہیں شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ میں نے جب اس واقعہ کو اپنے استاد سید نقیب کے سامنے پڑھا تو اُنہوں نے فرمایا کیا اُس وقت وہاں ابوبکر و عمر موجود نہ تھے اور کیا نہیں دیکھا تھا کہ آنحضرتؐ گردن بند دیکھ کر اسقدر متاثر ہوئے اور مسلمانوں سے استدعا کی کہ فدیہ واپس بخش دیں۔ کیا فاطمہ زہراؑ جو زنان عالمین سے بہتر تھیں زینب سے کم رتبہ تھیں جنکے مقابلہ میں وُہ جھوٹی حدیث جو پیغمبر پر افترا کی گئی سچ ہو گئی۔ کیا فاطمہؑ کا فدک میں کوئی حق نہ تھا" اور کیا وُہ فاطمہؑ کی خاطر اور دلجوئی کے لیئے مسلمانوں سے طلب نہیں کر سکتے تھے کہ فدک فاطمہؑ کے لیئے چھوڑ دیں کیا مسلمان اس بارے میں پس و پیش کرتے۔

مختصر یہ کہ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اُن سے فدیہ لینا پسند نہیں کرتے ہیں تو سعد بن معاذ نے کہا کہ یا رسُولؐ اللہ یہ پہلی جنگ ہے جو ہم نے کافروں سے لڑی ہے اگر ان اسیروں کو قتل کر دیں تو بہتر ہے اس سے کہ فدیہ لے کر رہا کر دیں۔ جناب عمر نے بھی کہا یا رسُولؐ اللہ ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی ہے اور مکہ سے آپ کو باہر نکالا۔ ان کی گردن مار دیجیئے۔ علیؑ سے کہیئے کہ عقیل کو قتل کریں اور مجھے

حکم دیجیئے کہ فلاں کی گردن اُڑا دوں[۱]۔ باتفاق راویان خاصہ و عامہ مجملاً یہ کہ اس بارے میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا یہانتک کہ فدیہ لینا قرار پایا جیسا کہ مذکور ہوا۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ روز بدر مشرکین میں ہر قیدی کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا تھا کہ ہر اوقیہ میں چالیس مثقال ہوتا ہے سوائے عباس کے جن سے سو اوقیہ لیا گیا جیسا کہ بیان ہو چکا۔ اور جناب عباسؓ سے مروی ہے وُہ کہتے ہیں کہ مجھ سے جس قدر فدیہ لیا گیا خدا نے اُس کے عوض مجھے اس قدر مال عطا فرمایا کہ اس وقت میرے بیسؓ غلام میرے واسطے تجارت کر رہے ہیں جن میں سے سب سے کم سرمایہ کسی کے پاس ہے تو وُہ بھی بیس ہزار درم ہے۔ اور خدا نے سقایۂ زمزم (حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت) میرے سپرد فرمائی جس کے برابر مکہ کے تمام مال و متاع نہیں ہو سکتے اور پھر خدا سے آمرزش کی اُمید بھی ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السّلام میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ کی جانب مکہ سے ہجرت کی تو ابوجہل لعنہ نے حضرتؐ کے پاس کہلا بھیجا کہ تمہارے سر میں جو نخوت کا سودا تھا اُس نے آخر تم کو مکہ سے نکال کر مدینہ میں پھینک دیا پھر بھی تم اپنے غرور کو ترک نہیں کرتے ہو کہ یہانتک نوبت پہنچی ہے کہ تمام قریش اس بات پر متفق ہو رہے ہیں کہ تم کو تمہارے مددگاروں سمیت نیست و نابود کر دیں۔ اسی قسم کی بہت سی بیہودہ باتیں تھیں۔ حضرتؐ اُس وقت اصحاب کے ساتھ مدینہ سے باہر تشریف فرما تھے۔ جب قاصد سب کچھ کہہ چکا تو حضرتؐ نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ ابوجہل لعنہ مجھ کو سب سے زیادہ مکر و غرور سے نسبت دیتا ہے اور پروردگار عالمین مجھ سے فتح و ظفر کا وعدہ فرماتا ہے۔ خدا کا وعدہ سچ ہے اور اُس کا ارشاد قبول و منظور کرنا زیادہ سزاوار ہے۔ وُہ محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا جبکہ خدا کی مدد اور اُس کا فضل اُس کے شامل حال ہے۔ وُہ اُس کو ذلیل و خوار کرتا ہے یا اُسپر اپنا غضب ڈھاتا ہے جو اُس کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتا ہے۔ اُس سے کہہ دینا کہ اے ابوجہل تُو نے میرے پاس وُہ چند باتیں کہلا بھیجی ہیں جنکو تیرے دل میں شیطان نے ڈالا ہے اور میں تجھ کو وُہ جواب دیتا ہوں جو خداوند رحمٰن نے مجھے القا فرمایا ہے۔ انتیس۲۹ روز کے بعد میرے اور تیرے درمیان جنگ ہوگی اور خدا تجھ کو میرے سب سے کمزور صحابی کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور عنقریب عتبہ، شیبہ، ولید، تُو اور فلاں فلاں جنگ میں مارے جائیں گے۔ تم میں سے ستر۷۰ اشخاص کو قتل کروں گا اور ستر کو گرفتار و اسیر کر دوں گا پھر اُن سے گراں فدیئے لوں گا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے جو موجود تھے خطاب فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ ان میں سے ہر ایک کے قتل ہونے کی جگہ دکھا دوں؟

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس بات سے عمر بن خطاب کی غرض اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ شاید امیرالمومنینؑ کے بھائی قتل ہو جائیں حالانکہ ابتدائے جنگ میں آنحضرتؐ نے فرما دیا تھا کہ کوئی بنی ہاشم میں سے کسی کو قتل نہ کرے کیونکہ وُہ اپنی خواہش سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے ہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ یہ شجاعت آپ میں اسیروں کے لیئے جبکہ وُہ بندھے ہوئے تھے کیونکر پیدا ہو گئی اور اثنائے جنگ میں کسی ایک کافر کو نہ قتل کیا۔ ۱۲

سب نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا تو میرے ساتھ چاہِ بدر پر چلو۔ جب صحابہ نے بدر کا نام سُنا تو سوائے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے کوئی تیار نہ ہوا اور سب نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اس سفر کے لئے سواری اور سامان کی ضرورت ہے اور ان کا مہیّا کرنا ہمارے لیئے دُشوار ہے۔ حضرتؐ نے اُن یہودیوں سے فرمایا جو موجود تھے کہ تم کیا کہتے ہو وُہ بولے کہ ہم کو ضرورت نہیں کہ جو کچھ تم جھوٹ دعوے کرتے ہو اُس کو دیکھنے چلیں۔ حضرتؐ نے فرمایا بدر تک پہنچنے میں تمہارے لیئے کوئی دشواری نہیں ہے۔ ایک قدم بڑھا کر وہاں پہنچنا ممکن ہے۔ مومنین نے کہا حضرتؐ کا ارشاد صحیح ہے ہم تو چلیں گے اور اس معجزہ کے دیکھنے کا شرف حاصل کریں گے۔ منافقوں نے کہا ہم امتحان کریں گے تاکہ ان کا جھوٹ ظاہر ہو جائے اور یہ رُسوا ہوں غرض حضرتؐ نے فرمایا قدم اُٹھاؤ، اور دوسرے ہی قدم میں سب نے اپنے تئیں چاہِ بدر پر پایا اور نہایت متعجب ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ کنوئیں پر کچھ نشانی مقرر کرو۔ اس کو ہر طرف سے پیمائش کرو۔ جب تھوڑی پیمائش کی تو فرمایا یہ ابوجہل کے قتل ہونے کا مقام ہے۔ فلاں انصاری اُس کو قتل کرے گا اور اُس کا سر ابن مسعود جدا کریں گے۔ پھر فرمایا کہ دوسری جانب ناپو کہ یہ عتبہ کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ اس جگہ شیبہ مارا جائے گا، یہاں ولید کشتہ ہوگا اسیطرح ستر مشرکین کے قتل ہونے کی جگہ بتائی اور فرمایا کہ آج سے انتیسویں روز بعد یہ واقعہ ہوگا۔

علی بن ابراہیم نے بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ بدر جب مشرکین بھاگے، اصحابِ رسولؐ تین گروہ میں منقسم ہوگئے۔ ایک گروہ آنحضرتؐ کے خیمہ کے پاس تھا، ایک جماعت مالِ غنیمت لُوٹ رہی تھی، اور ایک گروہ دُشمنوں کا تعاقب کرکے ان کو گرفتار کر رہا تھا اور ان کا مال لُوٹ رہا تھا۔ جب مالِ غنیمت اور قیدیوں کو جمع کیا انصار نے اسیروں کے متعلق باتیں شروع کیں۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ (پ۱۰ آیت ۶۷ سورۃ الانفال) یعنی خدا نے مالِ غنیمت اور اسیروں کو ان کے لیئے مباح فرما دیا۔ سعد بن معاذ انصاری ان لوگوں میں تھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خیمہ کے نزدیک تھے۔ انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ دشمنوں سے لڑتے ہیں اور نہ یہی کہ جہاد کرنا نہیں چاہتے تھے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ دشمن سے ڈرتے تھے لیکن صرف اس لیئے حضورؐ کے خیمۂ اقدس کے پاس تھے کہ ایسا نہ ہو کہ مشرکین دُوسری طرف سے آپ پر حملہ آور ہوں اور آپ تنہا رہیں۔ بہت سے مہاجرین واشراف وانصار خیمہ کے نزدیک تھے۔ لوگ زیادہ ہیں اور مالِ غنیمت کم ہے۔ اگر آپ غنیمت میں سے صرف ان لوگوں کو دیں گے جنہوں نے جنگ کیا ہے تو آپ کے اور اصحاب کے لیئے کچھ نہ بچے گا۔ وُہ اس فکر میں تھے کہ حضرتؐ مشرکین کے کشتوں کے مال، لباس، ہتھیار اور گھوڑے سب جہاد کرنے والوں پر تقسیم کریں گے اور ان لوگوں کو جو حضرتؐ کے خیمہ کے پاس تھے کچھ نہ دیں گے۔ غرض اس معاملہ میں صحابہ کے درمیان نزاع ہوئی اور آنحضرتؐ تک یہ بات پہنچی اور پوچھا کہ یہ غنیمت کن لوگوں کے لیئے ہے اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ (پ۹ آیہ۱ سورۃ انفال) اے رسولؐ تم سے لوگ مالِ غنیمت

کے بارے میں دریافت کرتے ہیں اُن سے کہہ دو غنیمت خدا اور اُس کے رسولؐ سے تعلق رکھتی ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اُن کو غنیمت سے کچھ نہ ملا۔ اور وُہ نا اُمید ہو کر واپس ہوئے۔ پھر خدا نے آیۂ خمس نازل فرمائی۔ حضرتؐ نے اپنا خمس بھی ان کو بخشدیا اور سب اُنہی لوگوں پر تقسیم کر دیا۔ اُسوقت سعد بن ابی وقاص نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا جہاد کرنے والے ایک سوار کو ان کمزوروں کے برابر جنہوں نے جنگ نہیں کی ہے حصہ دیجئے گا؟ حضرتؐ نے فرمایا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے خدا نے کمزوروں کی برکت سے تم کو دشمنوں پر فتح عنایت کی ہے۔

قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اُس رات حضرتؐ کو نیند نہیں آتی تھی۔ لوگوں نے سبب پُوچھا تو فرمایا کہ رسّیوں کی بندش کے سبب عباس کے کراہنے کی آواز مجھ کو سونے نہیں دیتی۔ یہ سُنکر لوگوں نے ان کی رسّیاں کھولدیں تو حضرتؐ کو نیند آئی۔

ابن بابویہ نے حضرت امیر المؤمنینؑ سے روایت کی ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ بدر سے پہلے ایک رات جناب خضرؑ کو خواب میں دیکھا اور کہا مجھے کوئی دُعا تعلیم کیجئے کہ جس سے دشمنوں پر فتح حاصل ہو۔ انہوں نے کہا پڑھو يَا هُوَ يَا مَنْ لَا هُوَ إِلَّا هُوَ صبح کو یہ خواب میں نے جناب رسولِ خدا سے بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ خضرؑ نے تم کو اسمِ اعظم بتایا ہے۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ یہ اسمائے بزرگ روزِ بدر میری زبان پر جاری تھے۔

کتاب اختصاص میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ عباس بدر کے اسیروں میں سے تھے انہوں نے کہا میرے پاس فدیہ دینے کے لیئے کچھ نہیں ہے۔ تو جبریلؑ نازل ہوئے اور حضرتؐ سے بتایا کہ وُہ اپنے گھر میں سونا دفن کر آئے ہیں اور اُم الفضل کو بتا دیا ہے امیر المؤمنینؑ کو بھیجئے کہ اُم الفضل سے مانگ لائیں۔ حضرتؐ نے یہ حال عباس سے بیان کیا اور دفینہ کا پتہ دیا۔ پھر عباس اور حضرت علیؑ کو بھیجا کہ ام الفضل سے وُہ سونا حاصل کریں۔ غرض وُہ سونا جناب امیرؑ لائے تو عباس نے کہا اے فرزند برادر تم نے مجھ کو فقیر بنا دیا۔ اس وقت خدا نے آیت بھیجی کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی اور بھلائی دیکھے گا تو اس سے بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے لے لیا گیا ہے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے شہدائے بدر پر نماز میں سات تکبیریں کہیں۔

نعمانی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ روزِ بدر آنحضرتؐ کے لیئے ایک علم لائے جو نہ رُوئی سے بنا تھا اور نہ کتان سے۔ نہ ریشم کا تھا نہ اُون کا۔ بلکہ بہشت کے درختوں کی پتیوں سے بنا تھا۔ حضرتؐ نے اُس کو اُس روز کھولا اور فتح پائی، پھر اس کو لپیٹ کر امیر المؤمنینؑ کو دے دیا۔ اُن حضرتؑ نے اُس کو جنگ بصرہ میں کھولا اور فتح حاصل کی، پھر حضرتؑ نے اس کو لپیٹ کر رکھ دیا وُہ اب ہمارے پاس ہے اور اس کو قائمِ آلِ محمدؑ کے سوا کوئی نہ کھولے گا۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جنگ بدر میں حبیب بن یساف کے ہاتھ پر تلوار کی ایک ضربت

لگی وہ شانہ سے جُدا ہو گیا۔ وُہ اپنا ہاتھ لیئے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے حضرتؐ نے اس کی جگہ پر رکھ کر دُعا کی وُہ اِسی طرح درُست ہو گیا کہ کٹنے کا نشان تک ظاہر نہ رہا۔ نیز عکاسہ بن محصن کی تلوار جنگِ بدر میں ٹوٹ گئی تھی۔ آنحضرتؐ نے ایک لکڑی اُن کے ہاتھ میں دے دی، وُہ حضرتؐ کے اعجاز سے نہایت تیز تلوار بن گئی اُسی سے اُنہوں نے جنگ کی یہانتک کہ کفار بھاگ گئے۔ وُہ اس تلوار کو حفاظت سے اپنی وفات کے وقت تک رکھے ہوئے تھے۔ اسیطرح سلمہ بن اشہل کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرتؐ نے ایک چھڑی ان کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا اس سے جہاد کرو۔ وُہ ایک عمدہ تلوار ہو گئی، اور وُہ ہمیشہ اُس سے جہاد کیا کرتے تھے۔

روایت ہے کہ مشرکین روزِ جنگ بدر زوالِ آفتاب کے وقت بھاگ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ چاہِ بدر کو پاٹ دو اور مشرکین کے کشتوں کو اسی میں ڈال دو۔ اس کے بعد حضرتؐ چاہِ بدر پر آ کر کھڑے ہوئے اور ایک ایک مشرک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ آیا اپنے پروردگار کا وعدہ تم نے سچا پایا؟ تم اپنے پیغمبرؐ کے لیئے بُری قوم تھے۔ غیروں نے میری تصدیق کی اور تم نے مجھے جھٹلایا۔ تم نے مجھے گھر سے نکالا اور دوسروں نے پناہ دی۔ تم نے مجھ سے جنگ کی اور غیروں نے مجھے پناہ دی۔ تم مجھ سے لڑے اور دوسروں نے میری مدد کی۔ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا یا حضرت مُردوں سے کلام کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ میری باتیں اُسیطرح سُنتے ہیں جس طرح تم سُنتے ہو لیکن جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اب انہوں نے سمجھا کہ جو کچھ میں کہتا تھا وُہ سچ اور حق تھا۔ پھر حضرتؐ نے نمازِ عصر میدانِ بدر میں پڑھی اور وہاں سے کوُچ کر کے آفتاب غروب ہونے سے پہلے اثیل میں جا کر قیام فرمایا؛ دوسری روایت کے مطابق نماز عصر اثیل میں پڑھی۔ جب حضرتؐ نے ایک رکعت نماز عصر پڑھی تو مسکرائے۔ اور جب سلام پھیرا تو لوگوں نے مسکرانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا میکائیلؑ میرے پاس سے گزرے اُن کے پَروں پر گرد پڑی ہوئی تھی وُہ مسکراتے ہوئے بولے کہ میں کافروں کا تعاقب کر رہا تھا۔ پھر جبریلؑ آئے اور وُہ اسپ مادہ پر سوار تھے جس کے بالوں پر بہت سی خاک پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ جس وقت خدا نے مجھے آپ کی مدد کے لیئے بھیجا مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں جبتک آپ راضی نہ ہوں۔ تو کیا اب آپ راضی ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں راضی ہوں۔

واضح ہو کہ مسلمانوں میں سے بدر کے شہدا کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ چودہ ۱۴ افراد تھے، چھ مہاجرین اور آٹھ انصار۔ بعضوں نے کہا کہ گیارہ افراد تھے مہاجرین میں سے چار اور انصار میں سے سات اشخاص؛ بعضوں نے بارہ کی تعداد بیان کی ہے جن میں انصار میں سے آٹھ تھے؛ اور بعض کا قول ہے کہ کل تعداد شہدائے بدر کی نو ہے۔ لیکن قول اول زیادہ مشہور ہے۔ شہدائے مہاجرین کے نام یہ ہیں اوّل عُبیدہ بن حارث آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی تھے جنکو روز بدر ضربت لگی تھی اور وُہ صفرا میں جاں بحق ہوئے اور اُسیجگہ دفن ہوئے۔ دُوسرے عمرو بن ابی وقاص، تیسرے عمیر بن عبدود جن کو ذوالشمالین کہتے ہیں۔ چوتھے عاقل بن ابی بکیر، پانچویں مہجع آزاد کردہ عمرؓ، چھٹے صفوان بن بیضا۔

اور انصار میں سے پہلے مبشر بن عبدالمنذر، دوسرے سعد بن خثیمہ جو نقیبوں میں تھے، تیسرے حارثہ بن سُراقہ، چوتھے عوف پانچویں معوذ پسران عفرا، چھٹے عمیر بن حمام، ساتویں رافع بن معلی، آٹھویں یزید بن حارث۔ بعض کا قول ہے کہ وُہ تین افراد جو رسولؐ اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ تھے۔ روزِ بدر شہید ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ معاذ بن اعص اور عبید بن مسکن بدر میں زخمی ہوئے اور اُسی زخم سے اُن کی موت واقع ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

اکتیسواں ۳۱ باب

وُہ غزوات اور واقعات جو جنگِ بدر کے بعد سے غزوۂ اُحد تک واقع ہوئے

شیخ طبرسی اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف واپس ہوئے حضرتؐ نے بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کو جمع کر کے فرمایا اے گروہِ یہود خدا سے اس امر سے ڈرو جو اُس نے قریش پر جنگِ بدر میں نازل کیا؛ اور مسلمان ہو جاؤ قبل اس کے کہ خدا کا غضب تم پر نازل ہو؛ اور یقین کرو کہ میں پیغمبرؐ مرسل ہوں۔ تم نے اپنی کتابوں میں میرے اوصاف پڑھے ہیں۔ یہودیوں نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو دھوکا نہ ہو اس بات سے کہ تم کو ان لوگوں سے سابقہ پڑا تھا جو جنگ کے طریقہ سے ناواقف تھے۔ تم نے انپر فتح حاصل کر لی۔ خدا کی قسم اگر ہم سے تم نے مقابلہ کیا تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم مردِ میدان ہیں۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی قُلۡ لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَتُغۡلَبُوۡنَ وَتُحۡشَرُوۡنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ۞ (پ ۳ آیت ۱۲ سورۂ آلعمران) اے رسولؐ ان کافروں سے کہہ دو کہ عنقریب تم مسلمانوں سے مغلوب ہو گے اور جہنم میں جمع کر دیئے جاؤ گے اور وُہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔" پھر حضرتؐ نے چھ روز بنی قینقاع کا محاصرہ کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ ماہِ شوال کی پندرھویں تاریخ ہجرت کے بیسویں مہینے روز شنبہ کو محاصرہ کی ابتدا کی؛ چھ روز کے بعد یہودیوں نے امان طلب کی اور حضرتؐ کے پاس آئے اور یہ شرط کی کہ حضرتؐ جو حکم چاہیں ان کے بارے میں صادر فرمائیں۔ اسوقت عبداللہ ابن اُبی کھڑا ہوا اور بولا یا رسولؐ اللہ یہ لوگ ہمارے دوست اور ہم سوگند ہیں اور ہمیشہ ہماری حمایت کرتے رہے ہیں۔ ان میں تین سو زرہ پوش ہیں اور چار سو بغیر ہتھیار۔ کیا آپ ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ قبیلہ خزرج کے ہم سوگند ہیں اور قبیلۂ اوس سے کوئی عہد و اقرار نہیں رکھتے

غرض ان کی سفارش میں اس قدر مبالغہ اور التجا کی کہ آنحضرتؐ نے ان کو معاف کر دیا اور ان کے قتل کے خیال سے در گزر رہے۔ وُہ لوگ مدینہ کی سکونت ترک کر کے اذرعات میں جو شام کے قریب ہے جا بسے۔ خداوندِ عالم نے عبداللہ بن ابی اور خزرج کے بعض لوگوں کے بارے میں جنہوں نے یہودیوں کی حمایت میں عبداللہ کی موافقت کی تھی یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ (پ۶۔ آیت۵۱ سورہ مائدہ۔) اے ایمان والو یہودیوں اور نصرانیوں کو اپنا دوست مت بناؤ۔ آخر آیت تک۔

شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں جنگ بدر سے مراجعت فرمائی سات روز کے بعد قبیلۂ بنی سلیم کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ آپکو خبر پہنچی تھی کہ وُہ لوگ چاہ کدر کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے تین شب وہاں قیام فرمایا جنگ واقع نہ ہوئی مگر حضرتؐ کو بہت سی مویشیاں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ پھر ماہِ شوال کے باقی ایام اور ذی القعدہ کا پورا مہینہ مدینہ میں گزارا۔ اس درمیان میں اسیروں سے فدیہ لے لے کر ان کو رہا کرتے رہے۔ پھر غزوۂ سویق کے لیئے روانہ ہوئے اس لیئے کہ ابو سفیان ملعون نے نذر کی تھی کہ جب تک محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جنگ نہ کر لے گا نہ غسل جنابت کرے گا نہ سر پر پانی ڈالے گا۔ اور ۲۰۰ سواروں کے ساتھ مکہ سے چلا اور مدینہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر بنی النضیر کے پاس آکر ٹھہرا جو مدینہ میں یہودیوں کا ایک گروہ تھا۔ حی بن اخطب کے دروازہ کو کھٹکھٹایا جو ان کا رئیس و سردار تھا اُس نے دروازہ نہیں کھولا۔ وہاں سے سلام بن مشکم کے پاس گیا جو بنی نضیر کا رئیس تھا اور چند بار اُس کو بلایا اور اپنے ہمراہیوں کے پاس واپس آیا اور قریش کی ایک جماعت کو مدینہ بھیجا۔ جو عریض کے ناحیہ تک آئے اور انصار میں سے دو شخصوں کو قتل کر کے واپس چلے گئے۔ جب حضرتؐ کو یہ اطلاع ہوئی اُن کے تعاقب میں نکلے اور قرقرۃ الکدر تک پہنچے ابو سفیان کو معلوم ہوا تو وُہ بھاگا۔ چونکہ جلدی میں وُہ سب واپس ہوئے تھے بعضوں نے اپنا توشہ چھوڑ دیا جس میں ستو تھا۔ مسلمانوں نے وُہ سب لے لیا۔ اسی سبب سے اس کو غزوۂ بنی السویق کہتے ہیں۔ اسی سفر میں اصحاب آنحضرتؐ عرب کے بازار سے گزرے اور نفع خیز تجارت کی۔ جب واپس آئے تو حضرتؐ سے عرض کی یارسولؐ اللہ ہم کو اس سفر میں نفع ہی نفع رہا کوئی تکلیف نہ ہوئی کیا جہاد کا ثواب ہم کو ملا؟ حضرتؐ نے فرمایا ہاں جہاد کا ثواب بھی حاصل ہوا۔ مروی ہے کہ اسی سال ماہِ ذی الحجہ میں عثمان بن مظعون جو صحابہ میں سب سے زاہد تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب تھے برحمتِ الٰہی داصل ہوئے اور بقیع میں دفن ہوئے ان کا حال اس کے بعد انشاء اللہ مذکور ہوگا۔

جب آنحضرتؐ غزوۃ السویق سے فارغ ہو کر مدینہ تشریف لائے اور ذی الحجہ کے باقی ایام اور ماہِ محرم کے پورے مہینے مدینہ میں گذارے۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ بنی غطفان اکٹھے ہو کر مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں ان کا رئیس و امیر ایک شخص دعثور بن حارث ہے۔ یہ معلوم کر کے آنحضرتؐ چار سو پچاس صحابہ کے ہمراہ مدینہ سے

نکلے اور ان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو وُہ بھاگ کر پہاڑوں پر چلے گئے۔ حضرتؐ وادیٔ ذو امر میں قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت سخت بارش ہو رہی تھی۔ حضرتؐ اپنے لشکر سے جدا ہو کر تنہا وادی سے گذر کر دوسری طرف تشریف لے گئے اور اپنے کپڑے جو بارش کے سبب بھیگ گئے تھے اُتار کر ایک درخت پر خشک ہونے کے لیئے لٹکا دیا اور خود اُسی درخت کے سایہ میں لیٹ گئے۔ دشمنوں نے پہاڑ پر سے حضرتؐ کو دیکھا اور اپنے سردار دعثور سے جو اُن میں سب سے زیادہ شجاع و بہادر تھا کہا کہ اس وقت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب سے علیحدہ ہیں اور موقع غنیمت ہے۔ جا اور اُن کو قتل کر دے۔ اگر وُہ اپنے اصحاب کو مدد کے لیئے پکاریں گے تو جب تک وُہ آئیں تُو اپنا کام کر چکے گا۔ اور بروایتے سیلاب آگیا تھا جس سے وادی میں پانی بھر گیا تھا۔ اور اصحاب اُس وادی کو عبور نہ کر سکتے تھے۔ غرض دعثور نے اپنی تلوار اُٹھائی اور آنحضرتؐ کے پاس پہنچا اور کہا اے محمدؐ آج تم کو کون مجھ سے بچائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا بچانے والا ہے۔ جبرئیلؑ نے ایک ہاتھ اُس کے سینہ پر مارا کہ تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضرتؐ نے اُس کی تلوار اُٹھا کر فرمایا اب تُو بتا کہ تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اُس نے کہا کوئی نہیں۔ بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور آپؐ اُس کے پیغمبرؐ ہیں۔ اور میں قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ آپؐ کے خلاف لشکر جمع نہ کروں گا۔ حضرتؐ نے اس کی تلوار اس کو واپس دے دی اور اس کو چھوڑ دیا۔ دعثور نے کہا واللہ آپؐ نے مجھ پر کرم فرمایا اور بیشک آپؐ مجھ سے بہتر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھ سے زیادہ کرم کرنے کا اور کون سزاوار ہے جب دعثور اپنے ہمراہیوں کے پاس واپس گیا تو لوگوں نے پوچھا کہ تجھ کو کیا ہوا کہ تُو ننگی تلوار لیئے ہوئے اُن کے سر پر پہنچا۔ وُہ سو رہے تھے اور تُو نے ان کو قتل نہ کیا۔ اُس نے کہا میں نے اُس وقت ایک بلند قامت سفید مرد کو دیکھا جس نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا کہ میں چت گر پڑا میں نے سمجھ لیا کہ وُہ فرشتہ تھا۔ لہٰذا میں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اور قسم کھائی کہ آئندہ حضرتؐ سے جنگ نہ کروں گا۔ پھر اُس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ فَكَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ (پ۶ سورۃ المائدہ آیت۱۱) اے ایمان والو خدا کی نعمت کو یاد کرو جو اُس نے تم کو عطا کی جبکہ ایک گروہ نے تمہاری طرف ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تو خدا نے اُن کے ہاتھوں کو روک دیا۔

اس کے بعد غزوۂ قردہ واقع ہوا اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ جنگ بدر کے چھ مہینے بعد حضرتؐ نے سُنا کہ قافلۂ قریش ابو سفیان کے ساتھ ایک روایت کے موافق صفوان بن اُمیہ کی سرکردگی میں عراق کے راستہ سے شام جا رہا ہے اس لیئے کہ بدر کے واقعہ کے بعد سے آنحضرتؐ کے اصحاب کے خوف سے راہِ حجاز سے شام کی جانب سفر نہیں کرتے تھے اور معلوم ہوا کہ چاندی کے قسم سی بہت سا مالِ تجارت اُس قافلہ کے ساتھ ہے۔ حضرتؐ نے ۱۰۰ سواروں کو زید بن حارثہ کی سرکردگی میں اُن کے راستہ پر روانہ کیا۔ جب یہ لوگ اُس قافلہ کے قریب پہنچے رؤسا و اُمرائے قافلہ سب بھاگ گئے۔

مسلمان قافلہ کے باقی ماندہ لوگوں کو اپنے آگے کرکے مدینہ لائے۔ حضرتؐ نے اُس میں سے خمس جو ایک روایت کے مطابق بیس ہزار درم ہوتا تھا جدا کیا اور باقی کو اہل سریہ پر تقسیم کر دیا۔ اُس قافلہ کے دو سرداروں کو اہل لشکر نے گرفتار کیا تھا ایک فرات بن حیان تھا جس نے اسلام قبول کیا اس کو چھوڑ دیا گیا اور دُوسرے کو قتل کر دیا۔

کُتب معتبرہ میں وارد ہوُا ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال سریہ عمیر بن عدی واقع ہوُا۔ اس کا قصہ یُوں ہے کہ یہودیوں میں ایک عورت تھی عصماء بنت مروان۔ وُہ مسلمانوں کی بہت مذمت کیا کرتی تھی اور آنحضرتؐ کی ہجو کرتی تھی۔ حضرتؐ نے عمیر کو بھیجا وُہ رات کے وقت اُس کے گھر میں داخل ہوئے اور تلوار اُس کے سینہ پر رکھ کر دو ٹکڑے کر دیا اور واپس آ گئے اور صبح کی نماز حضرتؐ کے ساتھ پڑھی۔ بعضوں نے اس واقعہ کو ہجرت کے تیسرے سال بیان کیا ہے چنانچہ اس کے بعد مذکور ہو گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

اسی سال کعب بن اشرف قتل کیا گیا۔ وُہ یہودیوں میں بڑا آدمی اور شاعر تھا اور ہمیشہ آنحضرتؐ کی اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا اور ان کو اذیت پہنچاتا تھا۔ جب اس کو فتح بدر کی اطلاع ہوئی بہت رنجیدہ ہوُا اور مکہ پہنچا اور کفار قریش سے حال پوچھا۔ اور بہت رویا؛ اور اُن کو آنحضرتؐ سے جنگ پر اُبھارا۔ جب وُہ واپس آیا اور حضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے اُس پر نفرین کی اور دُعا کی اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ ابْنَ الْاَشْرَفِ بِمَا شِئْتَ۔ محمد بن مسلمہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اگر آپ اجازت دیں تو اُس کا قصہ پاک کر دوں۔ حضرتؐ نے اس کو اجازت دے دی۔ اُس نے سعد بن معاذ سے اس بارے میں مشورہ کیا اور ابو نائلہ کو کعب کے پاس گندم قرض لانے کے بہانے سے بھیجا جو کعب کا رضاعی بھائی تھا چونکہ ابو نائلہ کا کعب کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور میل جول زیادہ تھا اُس نے کہا کہ مَیں تمہارے پاس ایک حاجت لے کر آیا ہوں اُمید ہے کہ اس راز کو افشا نہ کرو گے اے کعب اس شخص (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مدینہ میں آنا ہمارے واسطے ایک مصیبت ہو گیا ہے کیونکہ سارے عرب والے ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور ہم سے جنگ پر آمادہ ہیں۔ ان سے تجارت اور میل جول ختم ہو گیا۔ کعب نے کہا کہ مَیں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ ایسا ہو گا۔ ابو نائلہ نے کہا ہماری قوم کے چند افراد میری رائے سے متفق ہیں اس وقت ہمکو تھوڑی گندم قرض چاہیئے تم جو چیز کہو اُس کے عوض میں گرو کر دوں۔ کعب نے کہا اپنی عورتوں کو رہن کر دو اُس نے کہا ایسا ہی کر دوں گا۔ لیکن تم ایک عربی خوبصورت جوان ہو ہماری عورتیں بھی تم پر مائل ہو جائیں گی؟ اُس نے کہا تو پھر اپنے لڑکوں کو رہن کر دو۔ ابو نائلہ نے عذر کیا کہ یہ میرے لڑکوں کے لیئے ننگ و عار کا باعث ہو گا۔ ہاں اپنے اسلحے تمہارے پاس گرو کر دوں گا۔ آج رات کو لے آؤں گا اس طرح کہ کوئی آگاہ نہ ہونے پائے۔ غرض ابو نائلہ نے واپس آکر آنحضرتؐ سے اپنی گفتگو بیان کی۔ اور رات کے وقت محمد بن مسلمہ سلکان بن سلامہ، حارث بن اوس اور ابو عیس بن جبیر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آنحضرتؐ ان کو بقیع تک پہنچانے گئے اور ان کے حق میں دُعا کی۔ وُہ رات مہینے کی چودھویں رات تھی۔ وُہ لوگ اس کے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اور اس کو آواز دی۔ وُہ اس وقت اپنی زوجہ کے پاس بیٹھا ہوُا تھا۔ حال ہی میں

سریہ عمیر بن عدی

اس کی شادی ہوئی تھی۔ ان لوگوں کی آواز سُنکر وُہ اُٹھا۔ زوجہ نے کہا رات کے وقت کہاں جاتے ہو اُس نے کہا میرا بھائی ابو نائلہ آیا ہے اُس سے ملنے جاتا ہوں۔ عورت نے کہا مت جاؤ کیونکہ مَیں ایسی آواز سُن رہی ہوں جس سے خون ٹپکتا ہوُا معلوم ہوتا ہے۔ غرضکہ عورت نے بہت منع کیا مگر وُہ باز نہ آیا اور نیچے اُتر کر اُن کے پاس آیا۔ محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب وُہ آئے تو مَیں اُس کا سر پکڑ کر سونگھوں گا۔ جب تم دیکھنا کہ مَیں نے اُس کے بال مضبوطی سے پکڑ لیئے ہیں تو اس کی گردن مار دینا۔ جب کعب اپنے احاطہ سے باہر آیا اُس کو چاندنی کی سیر کے بہانے باتوں میں مشغول کرکے دُور لے گئے۔ پھر محمد بن مسلمہ نے اور بروایتے ابو نائلہ نے اُس سے کہا کہ کس قدر بہتر خوشبو تمہارے بدن سے آ رہی ہے۔ کیا اجازت دیتے ہو کہ تمہارے سر کے بالوں کو سونگھوں۔ یہ کہہ کر اُس کو سونگھنا شروع کیا اور اُس کے سر کے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے لپیٹ لیا اور کہا دشمن خدا کو قتل کر دو۔ لوگوں نے تلواریں ماریں مگر کوئی وار کارگر نہ ہوُا۔ تو محمد بن مسلمہ نے خنجر اُس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور زیر ناف تک چاک کر دیا۔ وُہ بہت زور سے چلایا کہ تمام اہل قلعہ نے سُنا اور آگ جلائی۔ حارث بن اوس اپنے ہمراہیوں کی تلواروں سے غفلت میں زخمی ہو گیا۔ اُس کو لوگوں نے کاندھے پر اُٹھا لیا اور کعب کا سر جُدا کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ حضرتؐ نے ان کے لیئے دُعا کی اور حارث کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا وُہ اُسی وقت شفایاب ہو گئے۔ اور فرمایا یہودیوں میں سے جس پر قابو پاؤ قتل کر دو یہ واقعہ ماہ ربیع الاوّل کی چودھویں تاریخ کا ہے۔

قبیلۂ خزرج نے کہا کہ ہم کو بھی ایسا ہی کام کرنا چاہیئے اور جو شخص مثل کعب کے ہو اُسے قتل کرنا چاہیئے تاکہ یہ شرف انہی لوگوں سے مخصوص نہ رہے۔ آخر اس امر پر ان کی رائے قرار پائی کہ ابو رافع کو جسکو سلام بن ابی الحقیق کہتے تھے قتل کریں کیونکہ مسلمانوں کو اُس سے بھی بہت اذیت پہنچ رہی تھی اور وُہ مشرکین کی مدد کیا کرتا تھا۔ وُہ صفیہ کے شوہر کنانہ کا بھائی تھا خیبر کے اطراف میں اُس کا ایک قلعہ تھا۔ غرض عبد اللہ بن عتیک، عبد اللہ بن انیس، عبد اللہ بن عتبہ، قتادہ اور ایک دوسرا شخص اور ان لوگوں نے حضرتؐ سے اجازت لی اور خیبر کی طرف چلے۔ حضرتؐ نے عبد اللہ عتیک کو ان پر امیر قرار دیا۔ وُہ لوگ جب ابو رافع کے قلعہ کے پاس پہنچے آفتاب غروب ہو رہا تھا اور ان کے چوپائے اور مویشیان چراگاہ سے واپس آ چکی تھیں اور قلعہ میں داخل ہو رہی تھیں۔ عبد اللہ بن عتیک نے اپنے ہمراہیوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں جاتا ہوں شائد کسی تدبیر سے قلعہ میں پہنچ سکوں۔ غرض وُہ قلعہ کے دروازہ پر آئے اور ایک آدمی کے ساتھ اندر داخل ہو گئے کسی نے ان کو نہ پہچانا۔ وُہ ایک گوشہ میں چھُپ گئے۔ دربانوں نے دروازہ کو بند کر دیا اور کنجیاں ایک کیل پر لٹکا دیں۔ جب وُہ سب سو گئے عتیک نے کنجیاں لے کر قلعہ کا دروازہ کھولا اور سیڑھیوں سے اُس کوٹھے پر پہنچے جہاں ابو رافع رہتا تھا۔ وہاں بالکل اندھیرا تھا۔ وُہ ابو رافع کو نہیں دیکھ سکے کہ کہاں سویا ہے۔ اُس کو پکارا اُس نے جواب دیا انہوں نے آواز کی جانب تلوار ماری، اور بالاخانہ سے باہر آئے۔ کچھ دیر انتظار کیا، پھر اندر گئے اور اپنی آواز بدل کر کہا یہ کیسی صدا تھی؟ ابو رافع

نے کہا کسی نے مجھ پر تلوار سے حملہ کیا۔ یہ سُنتے ہی وُہ آواز کے سہارے اُس کے قریب گئے اور تلوار اُس کے شکم پر رکھ کر زور کیا کہ اُس کی پُشت سے پار ہو گئی۔ پھر وُہ باہر آئے اور سیڑھی سے نیچے اُترے۔ چونکہ بہت تیزی سے اُتر رہے تھے، چند درجے باقی تھے کہ گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ تو اس کو اپنی پگڑی سے باندھا اور ایک پیر سے کُودتے ہوئے قلعہ سے باہر آئے اور اپنے ہمراہیوں کے پاس پہنچے جب حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے، آپؐ نے اپنا دستِ مبارک ان کی پنڈلی پر پھیرا، وُہ اُسی وقت درست ہو گئی۔

بیان کرتے ہیں کہ تیسرے سال ماہِ شعبان میں جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ بنت عمر خطاب سے عقد کیا اور اسی سال ماہِ رمضان میں زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا، اسی سال پندرھویں ماہِ رمضان کو امام حسن علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

۳۲
بتیسواں باب
جنگِ اُحد کے حالات

علی بن ابراہیم نے بسندِ حسن حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کفارِ قریش جنگ بدر سے مکہ سے واپس گئے چونکہ ان کے ستّر اشخاص جو سربرآوردہ تھے قتل ہو گئے اور ستّر افراد گرفتار کر لیئے گئے تھے اس لیئے ابوسفیان نے لوگوں سے کہا کہ اپنی عورتوں کو اپنے کشتوں پر رونے مت دو ورنہ آنسو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عداوت وحسد اور غم وغصہ کی آگ کو بجھا دیں گے، اور محمدؐ اور ان کے اصحاب ہم کو طعنہ دیں گے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہانتک کہ جنگِ اُحد واقع ہوئی اُس کے بعد اُن لوگوں نے اپنی عورتوں کو اپنے کشتوں پر نوحہ وماتم کی اجازت دی۔ غرض دوسرے سال اُنہوں نے اُحد کی جنگ کا ارادہ کیا اور اپنے ہم سوگند بنی کنانہ وغیرہ قبیلوں کو جمع کیا اور بہت کافی ہتھیار وغیرہ سے آراستہ ہو کر تین ہزار سواروں اور دو ہزار پیادوں کو لے کر نکلے اور عورتوں کو بھی ساتھ لیا تاکہ مردوں کو بدر کی مصیبت یاد دلاتی رہیں اور ان کو جنگ کی ترغیب دیتی رہیں۔ اور ابوسفیان نے اپنی زوجہ ہند بنت عتبہ کو بھی ساتھ لیا اور علقمہ کی بیٹی حارثیہ بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوئی۔

کلینی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ان تمام نعمتوں میں سے جو خلاقِ عالمؑ نے اپنے رسُولؐ کو عطا فرمائی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ آپؐ پڑھ سکتے تھے لکھتے نہ تھے۔ جب ابوسفیان احد کی طرف متوجہ ہوا عباس نے آنحضرتؐ کو خط لکھ کر مطلع کیا وُہ خط اس وقت پہنچا جبکہ آنحضرتؐ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرتؐ نے وُہ خط پڑھا لیکن اصحاب کو مطلع نہ فرمایا اور اُن کو

مدینہ لے کر آئے اور وہاں اُس خط کے مضمون سے آگاہ فرمایا۔ علی بن ابراہیم کی سابقہ روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور اُن سے فرمایا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ قریش جمع ہو کر مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے ان کو جہاد کی ترغیب دی۔ عبداللہ بن ابی اور صحابہ کی ایک جماعت نے کہا کہ یا رسُولؐ اللہ مدینہ سے باہر نہ نکلئے ہم ان سے مدینہ کی گلیوں میں جنگ کریں گے۔ بوڑھے، مرد، عورتیں، کنیز وغلام سب گلیوں کے سرے بند کر لیں گے اور کوٹھوں پر سے اُن پر پتھر برسائیں گے اس طرح ہم سب ان کو دفع کرنے کی کوشش کریں گے۔ بیشک کبھی کوئی گروہ مدینہ پر نہیں حملہ آور ہوا جو ہم پر فتحیاب ہوا ہو۔ اور جب بھی ہم اپنے قلعوں اور مکانوں سے نکل کر مدینہ سے باہر گئے ہیں دُشمن ہم پر غالب ہوئے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرتؐ اس رائے پر مائل تھے، لیکن سعد بن معاذ اور اوس کے قبیلہ کے لوگ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ جس وقت ہم مشرک تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے عرب میں کسی کو ہماری طرف جرأت نہ ہوئی، آج کیسے ان کی ہمت پڑی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب ہم مسلمان ہو گئے اور حضورؐ ہمارے درمیان ہیں۔ یقیناً ہم مدینہ سے باہر نکل کر اُن سے جنگ کریں گے ہم میں سے جو مارا جائے گا وُہ شہید ہوگا اور جو باقی رہے گا اُس کو جہاد کا ثواب حاصل ہوگا۔ آنحضرتؐ نے ان کی رائے منظور فرمائی اور اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے تاکہ مقامِ جنگ کی تعیین فرمائیں جیسا کہ حق تعالے فرماتا ہے۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ رپ آیۃ ۱۲۱ سورۃ آل عمران) اے رسُولؐ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ صبح کو تم اپنے اہل وعیال سے رخصت ہو کر باہر نکلے تاکہ مومنوں کے واسطے جہاد کا مقام تجویز کرو اور خدا تمہاری باتوں کا سُننے والا اور تمہاری نیتوں کا جاننے والا ہے"۔ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ رپ آیۃ ۱۲۲ سورۃ آلعمران) جب تم میں سے دو گروہ نے جنگ میں سُستی کی اور واپس جانے کا ارادہ کیا حالانکہ خدا ان کا محافظ ومددگار تھا اور مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ بروایت علی بن ابراہیم حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ آیتیں جنگِ اُحد کے دن نازل ہوئیں جبکہ قریش آنحضرتؐ سے جنگ کے لیئے مکہ سے روانہ ہوئے اور حضرتؐ مدینہ سے نکلے تاکہ ان سے جنگ کے لیئے مقام کا تعین فرمائیں۔ اور دو گروہ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے اور ایک گروہ وُہ جس نے آنحضرتؐ کی مدد نہ کرنے میں اس کی پیروی کی۔ اور شیخ طبرسی نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ اُن دونوں گروہوں سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں جو انصار میں سے دو گروہ تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ایک گروہ مہاجروں کا تھا اور ایک انصار کا جو عبداللہ بن ابی کے واپس ہو جانے کی وجہ سے بددل ہو گئے تھے مگر واپس نہیں گئے تھے۔ غرض سابقہ روایت علی بن ابراہیم کی اُس کے بعد یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنے لشکر کو عراق کی جانب سے روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی اور خزرج کی ایک جماعت نے جو اس کی قوم سے تھی اس کی رائے کی موافقت کی۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو شمار کیا وُہ سات سو افراد تھے۔ حضرتؐ نے عبداللہ بن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ ایک درہ پر تعینات کیا کیونکہ اُس درہ

کے حملہ کا خطرہ تھا۔ حضرتؐ نے ان لوگوں کو تاکید فرمائی کہ اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم کفار کو بھگا رہے ہیں کہ وہ مکہ تک پہنچ جائیں تب بھی تم اپنی جگہ سے مت حرکت کرنا اگر یہ دیکھو کہ وہ ہم کو بھگا رہے ہم بھاگتے ہوئے مدینہ میں داخل ہو جائیں تب بھی تم اس مقام سے مت ٹلنا۔ اُدھر خالد بن ولید بیان نے دو سو سواروں کے ساتھ اُسی درّہ کی تاک میں مقرر کیا اور کہا کہ جب ہم مسلمانوں پر ٹوٹ تو اسی درّہ سے داخل ہو کر مسلمانوں کے عقب سے اُن پر حملہ کرنا۔ پھر ان مشرکین نے مسلمانوں بلہ پر صف باندھی۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو ترتیب سے اُن کے مقابل کھڑا کیا اور علم لشکر امیرالمومنینؑ نصار نے اکبارگی مشرکو نپر حملہ کیا اور وہ بری طرح بھاگے۔ آنحضرتؐ کے اصحاب نے ان کے مال لُٹنا شروع کیئے اور جنگ سے غافل ہو گئے۔ اُدھر خالد نے چاہا کہ درّہ سے آکر حملہ کرے عبداللہ ور اُن کے ساتھیوں نے اُس پر تیروں کی بارش کی اور بھگا دیا۔ پھر عبداللہ ابن جبیر کے ہمراہیوں کہ مسلمان لُوٹ میں مشغول ہیں عبداللہ سے کہا کہ ہم کیوں یہاں کھڑے رہیں مسلمان لُوٹ رہے ہیں۔ لِ غنیمت سے محروم رہیں۔ عبداللہ نے کہا خدا سے ڈرو آنحضرتؐ نے ہم سے تاکید فرمائی ہے کہ بلہ سے نہ ہٹیں۔ عبداللہ نے ان کو ہر چند رد کا مگر وہ نہ مانے ایک ایک کر کے چلے گئے۔ عبداللہ کے رف بارہ اشخاص رہ گئے۔ قریش کا علمدار بنی عبدالدار میں سے طلحہ بن ابی طلحہ عبدری تھا۔ اُس نے ا سے پکار کر کہا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو گمان ہے کہ تم اپنی تلواروں سے ہم کو جہنم میں گے لیکن ہم تم کو اپنی تلواروں سے بہشت کو روانہ کر دیں گے۔ لہٰذا تم میں سے جو بہشت میں جانا تے۔ یہ سُنکر کسی کو اُس کے مقابلہ پر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ آخر امیرالمومنینؑ اُس کی طرف بڑھے، پڑھا جس کا مضمون یہ تھا:- اے طلحہ اگر تم سب ایسے ہی ہو جیسا کہ بیان کرتے ہو تمہارے پاس ے ہیں اور ہمارے پاس تلواریں ہیں لہٰذا مقابلہ پر آکر کھڑا ہو تاکہ میں دیکھوں کہ ہم میں سے کون ا ہے اور ہم میں سے کون اپنی بات کا دھنی ہے۔ بیشک تیرے مقابلہ پر حملہ کرنے والا شیر کاٹنے ر کے ساتھ آیا ہے جس کی باڑھ کند نہیں ہوتی اور اُس کے مددگار خدا و رسولؐ ہیں۔ طلحہ نے کہا اے ذ کون ہے آپؑ نے فرمایا میں علیؑ بن ابی طالبؑ ہوں۔ اُس نے کہا اے قصم (یعنی بہادروں کو مارنے والے) مان لیا کہ تیرے سوا کوئی مجھ سے مقابلہ کی جرأت نہیں رکھتا۔ پھر اُس نے حضرتؑ پر ایک وار کیا، جناب امیرؑ پر رد کا اور ایک تلوار ماری کہ اُس کی دونوں رانیں کٹ گئیں اور وہ پیٹھ کے بل گر پڑا اور علم اُس کے چھُوٹ گیا۔ جب حضرتؑ اُس کے پاس سر کاٹنے کے لیئے پہنچے اُس نے رحم کی التجا کی، آپؑ واپس ے مسلمانوں نے پُوچھا اُس کا کام تمام کیوں نہ کر دیا۔ فرمایا جو ضربت میں نے اُس کو لگائی ہے اُس سے نہیں رہ سکتا۔ پھر علم ابو طلحہ کے بیٹے ابو سعید نے اُٹھایا۔ حضرت علیؑ نے اُس کو بھی قتل کر دیا اور علم گر پڑا۔ پھر ابو طلحہ کے دوسرے بیٹے عثمان نے علم اُٹھایا، امیرالمومنینؑ نے اُسے بھی داخل جہنم کیا مین پر گر پڑا۔ پھر ابو طلحہ کے تیسرے بیٹے منافع نے علم اُٹھایا وہ بھی حضرتؑ کی تلوار سے مع علم زمین بو طلحہ کے چوتھے لڑکے حارث نے علم اُٹھایا اور شاہِ ولایت کی ضربت سے وہ بھی خاک مذلت پر گرا۔

پھر عزیز بن عثمان نے علم اُٹھایا اور تیغ اسداللہ سے وہ بھی جہنم میں پہنچا۔ پھر عبداللہ بن جمیلہ نے علم کو بلند کیا وہ بھی جہنم واصل ہوا پھر علم کو عبدالدار کے غلام صواب نے اُٹھایا حضرتؑ نے اس کو ایک ضربت لگائی کہ اُس کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا۔ اُس ملعون نے بائیں ہاتھ میں علم لیا آپ نے وہ ہاتھ بھی کاٹ دیا لیکن اُس نے علم کو اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے سنبھالا اور کہا اے بنی عبدالدار کیا جو شرطِ نصرت تھی میں نہیں بجا لایا۔ حضرت علیؑ نے اُس کے سر پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور اس کو جہنم واصل کیا۔ پھر علم کو علقمہ حارثیہ کی بیٹی عمرہ نے اُٹھایا۔ اُدھر خالد بن ولید درّہ کی طرف حملہ آور ہوا۔ چونکہ ابن جبیر کے ساتھ صرف چند آدمی رہ گئے تھے اُس نے سب کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کے پیچھے سے اُنپر ٹوٹ پڑا۔ جب قریش نے بھاگتے ہوئے دیکھا کہ ان کا علم ابھی بلند ہے وہ پلٹ پڑے اور علم کے پاس جمع ہو گئے اور مسلمانوں کو دونوں طرف سے بیچ میں لے لیا۔ اب مسلمان خود بھاگنے لگے اور ہر طرف منتشر ہو گئے۔ کچھ لوگ پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیا۔ جب حضرتؐ نے ان کی شکست ملاحظہ فرمائی اپنا سر بلند کر کے ان کو پکارنا شروع کیا مسلمانو! اِدھر آؤ میں خدا کا رسولؐ ہوں خدا کے رسولؐ سے کہاں بھاگتے ہو۔

علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ جب امیرالمومنینؑ نے طلحہ بن ابی طلحہ کا مقابلہ کیا اپنے کو قصم کیوں کہا حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ مکہ میں تھے کوئی ابو طالبؑ کے خوف سے حضرتؐ کو آنکھ نہیں دکھا سکتا تھا لیکن لڑکوں کو حضرتؐ کی اذیت رسانی پہ آمادہ کر دیا تھا جب حضرتؐ گھر سے باہر نکلتے تھے لڑکے حضرتؐ پر پتھر برساتے اور کوڑے کرکٹ پھینکتے تھے۔ جناب امیرؑ کو یہ حال معلوم ہوا تو آپؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ جب باہر تشریف لے جائیں مجھے اپنے ساتھ لے لیا کریں تاکہ لڑکوں کو آپؐ کی اذیت سے باز رکھوں۔ پھر جب آنحضرتؐ گھر سے نکلتے امیرالمومنینؑ کو ساتھ لیجاتے جب لڑکے حضرتؐ کی طرف متوجہ ہوتے تو امیرالمومنینؑ ان کے منہ، ناک اور کان زخمی کر دیا کرتے۔ لڑکے اپنے اپنے باپ کے پاس واپس جا کر کہتے قَصَمَنَا عَلِیٌّ۔ علیؑ نے مجھے مجروح کیا ہے۔ اسی سبب سے اُن حضرتؑ کو قَصَم کہتے تھے۔

وائلہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز عمر بن خطاب کے ہمراہ میں جا رہا تھا ناگاہ وہ مضطرب و بیقرار ہوئے یہانتک کہ اُن کے دل کی دھڑکن کی آواز سُنائی دینے لگی جیسے کسی پر غشی طاری ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا تم کو کیا ہوا؟ وہ بولے شائد تم شیر بیشہ شجاعت، معدن کرم و فتوت، باغیوں اور سرکشوں کو قتل کرنے والے، دو تلواروں سے لڑنے والے اور صاحب تدبیر علمدار کو نہیں دیکھتے ہو جو اس طرف آرہا ہے۔ میں نے نگاہ کی تو علیؑ بن ابی طالبؑ کو دیکھا۔ میں نے کہا اے عمر یہ تو علیؑ ہیں۔ انہوں نے کہا میرے پاس آؤ تو میں تم سے اُن کی شجاعت و بہادری کا ایک شمہ بیان کروں۔ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزِ اُحد ہم سے اس بات پر بیعت لی کہ جہاد سے نہ بھاگیں گے اور ہم میں سے جو بھاگ جائے وہ گمراہ ہے اور جو مارا جائے گا شہید ہو گا اور پیغمبرؐ اس کے لیئے بہشت کے

من ہوں گے۔ جب ہم لوگ میدان میں جنگ کے لیئے کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ قریش کے سو بہادر
شجاع ہماری طرف بڑھے جنکے ساتھ سو سو بہادر سپاہی تھے۔ انہوں نے حملہ کیا اور ہم کو شکست
ے دی۔ ہم سب کے سب میدان سے بھاگے۔ اُس وقت ہم نے علیؑ کو دیکھا کہ جس طرح شیر ڈیاں چیونٹیوں
ملہ کرتا ہے وُہ اسیطرح مشرکین پر حملہ کر رہے تھے اور ان کی کثرت و شجاعت کی مطلق ان کو پروا نہ
ں۔ جب اُنہوں نے ہم کو بھاگتے ہوئے دیکھا کہا تمہارے چہرے قبیح ہو جائیں اور تمہارے مُنہ
ڑے مکڑے اور خاک آلود ہوں کہاں بھاگے جاتے ہو جہنم کی طرف دوڑ رہے ہو۔ جب اُنہوں نے
ھا کہ ہم واپس نہیں آتے ہیں تو ہم پر حملہ کیا ایک لمبی تلوار ان کے ہاتھ میں تھی جس سے موت ٹپک
ہی تھی۔ پھر اُنہوں نے کہا کہ تم نے آنحضرتؐ سے نہ بھاگنے پر بیعت کی اور اس کو توڑ ڈالا۔ لہذا تم
بیعت مشرکین کے قتل کیئے جانے کے زیادہ مستحق ہو۔ جب ہم نے ان کی آنکھوں کی طرف نظر کی
دیکھا کہ وُہ روغن زیت کے دو پیالوں کے مانند جن میں آگ روشن ہو چمک رہی تھیں اور خون سے
ے ہوئے دو قدحوں کی طرح شدّتِ غضب سے سُرخ تھیں۔ ہم کو یقین ہو گیا تھا کہ وُہ ایک ہی حملہ
، ہم کو ہلاک کر دیں گے۔ آخر بھاگنے والوں میں سے میں اُن کے پاس گیا اور کہا اے ابوالحسنؑ آپکو
ا کی قسم دیتا ہوں کہ ہم کو چھوڑ دیجیئے کیونکہ اہلِ عرب کا یہ دستور ہے کہ کبھی بھاگتے ہیں اور کبھی حملہ
تے ہیں۔ اور جب حملہ کرتے ہیں بھاگنے کی ذلّت کو مٹا دیتے ہیں۔ تو گویا علیؑ نے ہماری عاجزی پر
م کیا اور ہم کو چھوڑ دیا اور کافروں پر حملہ کیا۔ آجتک وُہ خوف میرے دل سے دُور نہیں ہوا۔ میں
ب کبھی ان کو دیکھتا ہوں یونہی خوفزدہ ہو جاتا ہوں۔

اُسی سابقہ روایت میں ہے کہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ب ابودجانہ جسکا نام سماک بن خرشہ تھا اور امیرالمومنینؑ کے سوا کوئی نہ ٹھہرا۔ مشرکوں کا جو گروہ حضرتؐ
ملہ کرنا چاہتا امیرالمومنینؑ ان کے حملہ کو رد کرتے تھے۔ اُن میں سے بہتوں کو قتل کر دیتے اور ان کو
ع کرتے تھے یہانتک کہ ان کی تلوار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ عورتوں میں نسیبہ بنت کعب مازنیہ
ضرتؐ کی خدمت میں موجود تھیں۔ حضرتؐ ان کو اپنے ساتھ جنگ میں لایا کرتے تھے تاکہ زخمیوں کی
م پٹی کریں۔ ان کا لڑکا بھی اُس جنگ میں ہمراہ تھا۔ جب اُس لڑکے نے چاہا کہ بھاگے نسیبہ نے خود
ں کو ڈانٹا اور کہا اے فرزند خداؐ و رسُولؐ سے کہاں بھاگتا ہے اور اُس کو واپس بُلا لیا۔ مشرکین
ں سے ایک شخص نے اُسپر حملہ کر کے شہید کر دیا۔ نسیبہ نے اپنے لڑکے کی تلوار اُٹھا کر اُس کے قاتل
ران پر وار کیا اور اُس کو مار ڈالا۔ حضرتؐ نے یہ دیکھ کر اُس کی تعریف کی اور فرمایا اے نسیبہ خدا تجھ کو
ت عطا فرمائے۔ وُہ حضرتؐ کے سامنے کھڑی اپنا سینہ سپر کیئے ہوئے تھی اور کوئی زخم حضرتؐ کو نہ
نے دیتی تھی یہانتک کہ وُہ بہت زخمی ہو گئی۔ اسی اثناء میں ابن قمیہ نے حضرتؐ پر حملہ کیا۔ وُہ کہتا تھا
محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمیں دکھا دو اگر وُہ میرے ہاتھ سے نجات پا جائیں تو میری نجات نہ ہو۔
ب اُس نے حضرتؐ کے دوشِ اقدس پر وار کیا اور چلّایا کہ لات و عُزّیٰ کی قسم میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا

اسی حال میں حضرتؐ نے مہاجروں میں سے ایک نامرد کو دیکھا کہ بھاگا جا رہا ہے اور اپنی سپر اپنی پیٹھ اور
سر سے لٹکائے ہوئے ہے۔ حضرتؐ نے اس کو آواز دی کہ اپنی سپر ادھر پھینکتا جا اور جہنم کو روانہ ہو
اُس نے سپر پھینک دی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے نسیبہ سپر لے لو۔ نسیبہ سپر لے کر مشرکین سے جنگ
کرنے لگی۔ حضرتؐ نے فرمایا نسیبہ اور اس کی وقا آج تو ابوبکر و عمر و عثمان سے بہتر ہو گئی۔ غرض
جب امیرالمومنینؑ کی تلوار ٹوٹ گئی آپؑ نے جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی
کہ بہادر اپنے ہتھیار سے جنگ کرتا ہے میری تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرتؐ نے اپنی تلوار ذوالفقار ان کو
عطا کی اور فرمایا کہ اس سے جنگ کرو۔ امیرالمومنینؑ نے وُہ تلوار لے لی اور جو شخص بھی حضرتؐ کی طرف
بڑھتا آپ اس کو ذوالفقار سے جہنم واصل فرماتے۔ پھر حضرتؐ کوہِ اُحد کی طرف بڑھے اور اُس پہاڑ کی
جانب پشت کر لی تاکہ جنگ ایک ہی طرف سے ہو کیونکہ سوائے امیرالمومنینؑ کے صحابہ میں کوئی
حضرتؐ کے پاس نہ تھا۔ آپ برابر حضرتؐ کے آگے لڑ رہے تھے یہانتک کہ آپ کے سر و سینہ، ہاتھ
پاؤں اور شکم پر نوّے زخم لگے۔ اور ایسی جنگ کی کہ مشرکین باوجود اپنی کثرت کے بھاگ کھڑے ہوئے
اور مسلمانوں نے سُنا کہ کوئی آسمان سے کہہ رہا تھا لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ۔
یعنی سوائے ذوالفقار کے کوئی تلوار نہیں اور بجز علیؑ کے کوئی جوانمرد نہیں۔ اُس وقت جبریلؑ آنحضرتؐ
پر نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ خدا کی قسم برادری، برابری اور نصرت وُہ ہے جو علیؑ کر رہے ہیں
حضرتؐ نے فرمایا وُہ کیسے نہ کریں کیونکہ وُہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں جبریلؑ نے کہا میں بھی آپ
دونوں سے ہوں۔ اُس لشکر میں ہندہ بنت عتبہ مشرکین کے لشکر کے ساتھ کھڑی تھی اور قریش میں سے
جو شخص بھاگتا تھا اس کو سلائی اور سرمہ دانی دے کر کہتی تھی کہ تو عورت ہے یہ عورتوں کے آرائش کی
چیزیں لیتا جا اور آیندہ کبھی مردانگی کا دعوےٰ مت کرنا۔ اور شیرِ خدا حمزہؑ ابن عبدالمطلب نے بہت سے
مشرکوں کو قتل کیا۔ آپ جس طرف حملہ کرتے تھے مشرکین بھاگتے تھے کوئی اُن کے مقابلہ پر نہیں
ٹھہرتا تھا۔ ہندہ ملعونہ نے ایک حبشی غلام وحشی نامی کو جو پہلے جبیر بن مطعم کا غلام تھا لالچ دی تھی کہ اگر
محمدؐ یا علیؑ یا حمزہؑ کو تو قتل کر دے گا تو میں تجھے اس قدر مال بخشوں گی کہ تو راضی ہو جائے گا۔ اُس نے
کہا محمدؐ کا قتل تو میرے بس میں نہیں۔ علیؑ ایسے مرد ہوشیار ہیں جو کبھی غافل نہیں ہوتے اُن پر بھی
میرا قابو نہیں چل سکتا۔ وُہ حمزہؑ کی تاک میں بیٹھا جبکہ وُہ حضرت جنگ میں مشغول تھے ایک مقام سے
گزرے جہاں پانی کے سبب سے گڑھا ہو گیا تھا اُس میں گھوڑے کا پیر چلا پڑا اور جناب حمزہؑ زمین
پر گر پڑے۔ حبشی ملعون ایک نیزہ لیئے ہوئے تھا اُس سے حضرت پر وار کیا جو آپ کے زیرِ ناف سے
پھاڑتا ہوا شانے سے نکل آیا۔ دوسری روایت کے مطابق جو حضرت صادقؑ سے ہے وُہ نیزہ آپ
کے سینہ پر پڑا اور اُس غلام ملعون نے نزدیک پہنچ کر حضرت کو شہید کر دیا اور آپ کے شکم مبارک کو
چاک کر کے کلیجہ نکال لیا۔ اور ہندہ ملعونہ کے پاس لایا۔ اُس نے اپنے دہن نجس میں چبانے کی غرض سے
رکھا لیکن خداوند عالم چونکہ نہیں چاہتا تھا کہ وُہ عضو شریف اُس ملعونہ کا جزو بدن ہو اس لئے اُس نے

ہڈی کے مانند سخت کر دیا۔ وُہ چبا نہ سکی اور زمین پر پھینک دیا۔ خداوندِ عالم نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے اُس کو پھر اُن کے سینہ میں پہنچا دیا۔ حضرت صادق ؑ نے فرمایا کہ خدا نے نہیں گوارا کیا کہ جناب حمزہؓ کے بدن کا ایک جزو جہنّم میں داخل ہو۔ پھر ہندہ علیہا اللعنۃ حضرت حمزہؓ کی لاش پر آئی اور آپؑ کے دونوں ہاتھ وغیرہ کاٹ کر گردن بند کی طرح اپنے گلے میں شماتت کی غرض سے لٹکا لیا۔ کفارِ قریش پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ابوسفیان پہاڑ کے اُوپر سے چلّا رہا تھا اَعْلُ هُبَل اے ہبل بلند رہ۔ جنابِ رسولِ خدا نے امیرالمومنین ؑ سے فرمایا کہ اس کے جواب میں کہیں اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ خدا سب سے بلند اور جلیل تر ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہُبل نے ہم کو حکم دیا تھا کہ تم سے جنگ کریں اور اسی کی برکت سے ہم نے فتح پائی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا بلکہ خدا نے ہم کو حکم دیا اور تم سے جنگ کے لیئے آئے، وُہ ہماری مدد کرے گا۔ ابوسفیان نے کہا یا علیؑ لات وعزّیٰ کی قسم سچ کہیئے محمدؐ قتل ہو گئے؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا خدا تجھ پر اور لات وعزّیٰ پر لعنت کرے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہرگز قتل نہیں ہوئے ہیں۔ وُہ حضرتؐ تیری باتیں سُن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ تم زیادہ سچے ہو خدا فرزندِ قمیہ پر لعنت کرے جس نے دعوےٰ کیا تھا کہ محمدؐ کو قتل کر دیا۔ عمرو بن ثابت ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ جب اُنہوں نے سنا کہ آنحضرتؐ جنگ کے لیئے گئے ہیں اپنی تلوار و سپر اُٹھائی اور شیرِ گرسنہ کے مانند اُحد کی طرف متوجہ ہوئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور لشکرِ کفار پر ٹوٹ پڑے اور جہاد کر کے شہید ہو گئے۔ انصار میں سے ایک شخص ان کی لاش کی طرف سے گزرا وُہ کشتوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے۔ ابھی کچھ جان باقی تھی مردِ انصاری نے اُن سے پوچھا اے عمرو کیا اپنے پہلے دین پر ہو۔ کہا خدا کی قسم نہیں بلکہ خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ یہ کہا اور رحمتِ الٰہی داخل ہو گئے۔ ایک صحابی نے آنحضرتؐ سے کہا یا رسولؐ اللہ عمرو بن ثابت مسلمان ہوئے اور مارے گئے، کیا وُہ شہید ہوئے؟ حضرتؐ نے فرمایا واللہ وُہ شہید ہے اور وُہ ہے جس نے ایک رکعت بھی نماز نہیں پڑھی اور جنّت میں جا پہونچا۔ اور حنظلہ ابن ابوعامر راہب قبیلہ خزرج کا ایک شخص تھا جس کی شادی شبِ جنگِ اُحد کو ہوئی وُہ مدینہ میں رہ گیا تھا اور اپنی زوجہ سے مباشرت کی اُس کی معذرت میں یہ آیت نازل ہوئی :- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پ ۱۸ آیت ۶۲ سورہ نور) بیشک مومنین وُہ لوگ ہیں جو خدا و رسولؐ پر ایمان لائے ہیں اور جب وُہ رسولؐ کے ساتھ کسی امرِ ضروری پر متفق ہوتے ہیں تو جب تک حضرتؐ سے اجازت نہیں لے لیتے حضرتؐ کے پاس سے نہیں جاتے۔ اور اے رسولؐ جو لوگ تم سے اجازت لے لیتے ہیں وُہ ہیں جو خدا و رسولؐ پر صدقِ دل سے ایمان لائے ہیں۔ لہٰذا مومنین میں سے جو لوگ تم سے کسی اپنے مناسب کام کے لیئے اجازت طلب کریں تو اُن کو اجازت دے دیا کرو جس کو چاہو۔

خدا سے ان کے لیئے مغفرت کی دُعا کرتے رہو بیشک خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے"۔ غرض پیغمبرِ خدا نے حنظلہ کو گھر پر ٹھہر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ صبح کو اُنہیں یاد آیا کہ آنحضرتؐ جنگ میں مشغول ہیں اور وُہ خود عیش میں لگے ہوئے ہیں لہٰذا اُسی حالتِ جنابت میں تلوار اُٹھائی اور اُحد کی جانب روانہ ہوئے جب وُہ گھر سے جانے لگے تو ان کی زوجہ نے انصار میں سے چار آدمیوں کو بُلایا اور کہا گواہ رہنا کہ حنظلہ نے میرے ساتھ مقاربت کی ہے۔ حنظلہ نے بھی اقرار کیا۔ لوگوں نے عورت سے پوچھا تیرا اس سے کیا مطلب ہے؟ اُس نے کہا کہ آج رات جب میں سوئی تو خواب میں دیکھا کہ آسمان شگافتہ ہوا اور حنظلہ اُس میں داخل ہو گئے پھر آسمان اُسی طرح پیوست ہو گیا۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ حنظلہ ضرور شہید ہوں گے۔ اس لیئے آپ لوگوں کو گواہ بنایا ہے کہ اگر کوئی لڑکا پیدا ہوا تو لوگ یقین کریں کہ وُہ حنظلہ کا ہے۔ غرض جب حنظلہ معرکہ جنگ میں پہنچے ابوسفیان کو دیکھا کہ ایک گھوڑے پر سوار ہے اور میدانِ قتال میں گھوڑے کو دوڑا رہا ہے۔ انہوں نے تلوار نکالی اور ابوسفیان کی طرف بڑھے اور اس کے گھوڑے کو پے کر دیا۔ ابوسفیان زمین پر گر پڑا اور چلّایا کہ اے گروہِ قریش میں ابوسفیان ہوں اور حنظلہ مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ پھر ابوسفیان بھاگا اور حنظلہ نے اس کا تعاقب کیا۔ ایک مشرک نے نیزہ مارا حنظلہ اس کے نیزہ کے ساتھ اُس کی طرف جھپٹے اور ایک ضربت لگائی کہ وُہ ملعون جہنّم واصل ہوا۔ اور حنظلہ وہیں حمزہ، عمرو بن الجموع، عبداللہ بن الحرام اور انصار کی ایک جماعت کے درمیان زمین پر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ فرشتوں نے آسمان و زمین کے درمیان بارش کا پانی سونے کے برتنوں میں لیئے ہوئے حنظلہ کو غسل دیا اسی سبب سے ان کو غسیل الملائکہ کہتے ہیں یعنی فرشتوں کا غسل دیا ہوا۔ اور روایت ہے کہ مغیرہ پسرِ عاص ایک تیرانداز تھا اور جب وُہ کوئی پتھر پھینکتا تھا نشانہ سے خطا نہیں کرتا تھا۔ وُہ جس راستہ سے اُحد تک آیا تھا پتھر اُٹھاتا لایا تھا اور کہتا تھا کہ انہی پتھروں سے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو قتل کروں گا۔ جب وُہ میدانِ جنگ میں پہنچا دیکھا کہ آنحضرتؐ کھڑے ہوئے ہیں اور تلوار ہاتھ میں لیئے ہیں۔ اُس نے ایک پتھر مارا جو حضرتؐ کے ہاتھ پر لگا اور تلوار گر گئی یہ دیکھ کر وُہ چلّایا کہ لات وعزّیٰ کی قسم میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔ جناب امیرؑ نے پکار کر فرمایا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو اُس لعین نے دوسرا پتھر مارا جو حضرتؐ کی نورانی پیشانی پر لگا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خداوندا تو اس کو حیران و سرگردان کر دے۔ جب مشرکین اُحد سے واپس گئے وُہ ملعون میدان میں حیران و سرگشتہ کھڑا رہ گیا بھاگ نہ سکا۔ عمار یاسر اُس کے پاس پہنچے اور اس کو قتل کر دیا۔ اور خداوندِ عالم نے ابن قمیہ پر درختوں کو مسلط فرمایا۔ ایک چوپایہ اس کو کھینچ کر اُن درختوں کے درمیان لے گیا۔ اُن کی تاثیر تھی کہ جسم کا گوشت سمٹ جاتا۔ آخر تمام گوشت اُس ملعون کا گر گیا اور وُہ جہنّم واصل ہوا۔

پھر بھاگے ہوئے صحابہ واپس آئے جنگ کے بارے میں خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں :- اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ (پ ۴،

آیت ۱۴۲ سورۂ آل عمران) کیا تم سمجھتے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے قبل اس کے کہ خدا تمہارا امتحان کرے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم میں کون جہاد کرتا ہے اور کون صبر کے ساتھ میدان میں ثابت قدم رہتا ہے اور بھاگتا نہیں"۔ اس سے مراد فعل کا واقع ہونا ہے ورنہ خدا تو جانتا ہی تھا کہ کون جہاد کرے گا اور کون بھاگ جائے گا۔ لیکن خدا اپنے علم کے سبب سے نہیں بلکہ لوگوں کے کردار سے ثواب عطا فرماتا ہے اور عذاب کرتا ہے۔ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ (پ۴ آیت ۱۴۳ سورۂ آل عمران) اور تم تو موت کی تمنا کرتے تھے قبل اس کے کہ موت کو (یعنی اس کے اسباب کو جو جنگ ہے) دیکھو بیشک تم نے دیکھا اس کو جس کی تمنا کرتے تھے اور تم پیغمبرؐ کو دیکھ رہے تھے اور صحابہؓ کو بھی جو شہید ہو رہے تھے اور ان کو بھی جو بھاگ رہے تھے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مومنین سے اُن ثوابات کا تذکرہ فرمایا جو خدا نے شہیدانِ بدر کو عطا فرمایا اور بہشت میں ان کے درجوں کا ذکر کیا تو صحابہ نے شہادت کی خود بھی تمنا کی اور کہا خداوندا ہم کو پھر جنگ کا موقع ملے تو ہم شہید ہوں تو خدا نے جنگِ اُحد کا موقع دیا۔۔۔ جس میں وہ لوگ بھاگے سوائے چند افراد کے جو خدا کی توفیق کے سبب ثابت قدم رہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ (پ۴ آیت ۱۴۴ سورۂ مذکور) محمدؐ تو بس ہمارے ایک رسولؐ ہیں جس طرح اور مرسلین اُن سے پہلے آچکے ہیں۔ اگر وہ مرجائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنے پچھلے دین پر پلٹ جاؤ گے یا جنگ سے بھاگ جاؤ گے اور جو شخص دین سے پلٹ جائے یا جہاد سے بھاگ جائے تو وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ عنقریب خدا شکر کرنے والوں کو جزا دے گا"۔ روایت ہے کہ جو لوگ بھاگے تھے وہ دوسروں سے یہ عذر کر رہے تھے کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) قتل ہو گئے اب بھاگو۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ شیطان نے ندا کی تھی کہ محمدؐ قتل ہو گئے اسی سبب سے لوگ بھاگے۔ جب واپس آئے تو آنحضرتؐ سے معذرت کرنے لگے کہ ہمارے بھاگنے کا یہ سبب تھا۔ تو خدا نے یہ آیت نازل کی۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ (پ۴ آیت ۱۴۵ سورۂ مذکور) کوئی بغیر حکم خدا کے نہیں مرتا اور خدا کا حکم لکھا ہوا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے اور جو شخص دنیا میں اجر چاہتا ہے ہم اس کو اسی میں دے دیتے ہیں اور جو آخرت کا ثواب چاہتا ہے ہم اس کو آخرت میں عطا کرتے ہیں۔ اور ہم جلد شکر کرنے والوں کو اجر دیں گے"۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ (پ۴ آیت ۱۴۶ سورۂ مذکور) اور بہت سے پیغمبر جنہوں نے جنگ کی اُن کے ساتھ بہت سے علماء اور پرہیزگاروں کا لشکر تھا لیکن انہوں نے ان تکلیفوں سے جو اُن پر پڑیں سستی ظاہر کی

اور جنگ میں زیادہ کوشش کے سبب کمزور نہ ہوئے اور نہ دشمنوں سے عاجزی کی۔ اور خدا صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (پ۴ آیت ۱۴۷ سورۂ آل عمران) اور ان کا قول اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور حد سے گزر جانے کو معاف کر اور ہمارے قدموں کو جنگ میں ثابت رکھ اور کافروں پر ہم کو فتح عنایت فرما۔ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (پ۴ آیت ۱۴۸ سورۂ مذکور) تو خدا نے ان کو دنیا میں بھی اچھا بدلا دیا اور آخرت میں بھی ثواب عطا فرمایا اور خدا تو نیک عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ (پ۴ آیت ۱۴۹ سورۂ آل عمران) اے ایمان والو اگر اُن لوگوں کی اطاعت کرو گے جو کافر ہو گئے ہیں تو وہ تم کو ایمان سے پھیر کر کفر کی جانب لے جائیں گے۔ تو نقصان اُٹھاتے ہوئے پلٹو گے"۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس آیت میں کافروں سے مراد عبداللہ بن ابی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مدینہ سے اُحد کی جانب چلا اور راستے سے واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو قتل ہونے سے ڈرایا۔ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ (پ۴ آیت ۱۵۰ سورۂ مذکور) بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر نصرت کرنے والا ہے۔ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ (پ۴ آیت ۱۵۱ سورۂ مذکور) عنقریب ہم کافروں کے اور اُن لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے اللہ کے ساتھ اس کو شریک کیا ہے جنکے بارے میں خدا نے کوئی دلیل اور حجت نہیں نازل کی ہے مسلمانو تمہارا رعب ڈال دیں گے۔ ان کی بازگشت جہنم ہے اور وہ کیا برا ٹھکانا ہے"۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس سے مراد کافرانِ قریش ہیں جو حضرتؐ سے جنگ کے واسطے آئے تھے۔ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ (پ۴ آیت ۱۵۲ سورۂ آل عمران) علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ بیشک خدا نے تم کو مشرکوں پر فتح دینے کا اپنا وعدہ پورا کر دیا جس وقت کہ تم خدا کے حکم اور نصرت سے کافروں کو قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تم پر خوف طاری ہوا اور تم بددل ہو کر جنگ کے بارے میں آپس میں نزاع کرنے لگے اور پیغمبرؐ کے حکم سے تم نے انحراف کیا کہ کمین گاہ سے ہٹ گئے آخر خدا نے تم کو نصرت و فتح اور غنیمت عطا کی جیسا کہ تم چاہتے تھے۔ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (پ۴ آیت ۱۵۲ سورۂ مذکور) تم میں سے بعضوں نے دنیا کا رُخ کیا یعنی اصحاب عبداللہ بن جبیر جو درہ کو چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے اور بعضوں نے آخرت کو اختیار کیا یعنی عبداللہ بن جبیر اور ان کے چند ساتھی جو ثابت قدم رہے اور شہید ہو گئے تو

دشمنوں کو شکست نہ دے سکے اور خدا نے تمہاری مدد کی تاکہ تم کو آزمائے۔ آخر اُس نے تم کو معاف کیا اور خدا مومنین پر فضل و احسان کرنے والا ہے۔" إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (پ۴ آیت ۱۵۳ سورۃ آل عمران) جس وقت کہ تم بھاگ کر پہاڑ پر چڑھے جا رہے تھے رکتے نہیں تھے نہ کسی کی طرف مُڑ کر دیکھتے تھے حالانکہ تم کو پیغمبرؐ پکار کر بُلا رہے تھے تو تم پر غم کے بعد غم لادیا تاکہ تم اندوہ گیں نہ ہو اُس پر کہ جو فتح و غنیمت تم سے زائل ہوئی اور قتل و زخم اور شکست تم کو حاصل ہوئی اور خدا تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔" حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غم اوّل بھاگنا اور مارا جانا ہے اور دوسرا غم خالد بن ولید کا مسلط ہونا اور جو کچھ اُن سے زائل ہوا وہ مال غنیمت تھا اور جو اُن کو حاصل ہوا وہ ان کے بھائیوں کا مارا جانا تھا۔ ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ (پ۴ آیت ۱۵۴ سورۃ مذکورہ) پھر خدا نے غم و اندوہ کے بعد تم کو امان و آرام عطا کیا جو تمہارے خواب کا سبب ہوا جو تم میں سے ایک گروہ پر غالب ہوا اور دوسرا گروہ جس پر غم طاری تھا۔" علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بھاگ گئے اور زخمی ہونے کے بعد واپس آئے اور حضرتؐ سے معذرت کی تو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو سچے اور جھوٹوں کو پہچنوانا چاہا اُس وقت اُن پر نیند غالب ہوئی قریب تھا کہ وہ زمین پر گر جائیں اور منافقین کو جو آنحضرتؐ کی تکذیب کیا کرتے تھے قرار نہ تھا۔ ان کی عقلیں زائل ہو گئی تھیں وہ بے سروپا باتیں کر رہے تھے اور جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا بے اختیار ظاہر کر رہے تھے تو خدا نے گروہ اول جو فرمایا وہ مومنین کا گروہ ہے اور دوسرا منافقوں کا گروہ ہے جنکے بارے میں فرماتا ہے يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ (حوالہ مذکورہ) یعنی وہ خدا کے بارے میں نامناسب کا قرانِ جاہلیت کے مانند گمان کرتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ محمدؐ کا معاملہ پورا نہ ہوگا اور انکار کے طور پر پوچھتے ہیں کہ ہمارے لیئے بھی فتح و نصرت میں کچھ ہے؟ اے رسولؐ کہدو تمام حکم خدا ہی کا ہے اور اُسی کی مشیت پر سب کچھ ہے۔ وہ اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں جو کچھ تم سے ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ (پ۴ آیت ۱۵۴ سورۃ آل عمران) منافقین خلوت میں آپس میں کہتے ہیں کہ اگر ہم کو اختیار ہوتا تو نہ ہم اپنے شہر سے باہر نکلتے اور نہ یہاں قتل ہوتے اے رسولؐ کہدو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تب بھی وہ لوگ نکلتے جنکے لیئے روز اول قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ اپنی قتلگاہ میں پہنچ جاتے۔

کلینی نے بسندِ حسن امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب اصحاب روزِ احد آنحضرتؐ کو معرکۂ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے حضرتؐ نے ان کی جانب رُخ کرکے پکارنا شروع کیا کہ

میں محمدؐ ہوں میں خدا کا رسولؐ ہوں قتل نہیں ہوا ہوں مجھ کو موت نہیں آئی زندہ ہوں۔ یہ سُنکر حضرت ابوبکر و عمر بھاگتے ہوئے آنحضرتؐ کی طرف رُخ کرکے بولے اس وقت بھی جبکہ تمام لشکر بھاگ گیا ہے وہ ہم کو بیوقوف بناتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے پاس سوائے امیر المومنینؑ اور ابودجانہؓ انصاری کے اور کوئی باقی نہ تھا۔ حضرتؐ نے ابودجانہؓ کو دکھا دی اور فرمایا تم بھی چلے جاؤ میں نے تم کو اپنی بیعت سے رہا کر دیا۔ لیکن علیؑ! تو وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ یہ سُنکر ابودجانہ رونے لگے اور سر آسمان کیطرف اٹھا کر بولے نہیں خدا کی قسم میں خود اپنے تئیں آپؐ کی بیعت سے رہا نہیں ہوں گا۔ یا رسولؐ اللہ میں کہاں جاؤں۔ کیا اپنی زوجہ کے پاس جاؤں جو مر جائے گی۔ اپنے لڑکے کے پاس جاؤں جو موت سے ہمکنار ہو جائے گا اور گھر جاؤں جو ایک دن کھنڈر ہو جائے گا اور مال و متاع کی حفاظت کروں جو آخر فنا ہو جائے گا، یا موت کی طرف رُخ کروں جو آدمی سے نزدیک ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُسپر لطف و کرم فرمایا اور اُن کو جنگ کی اجازت دی۔ ایک طرف وہ لڑ رہے تھے دوسری طرف امیر المومنینؑ۔ ابودجانہ زخموں سے بہت کمزور ہو گئے تھے جناب امیرؑ اُن کو اٹھا کر آنحضرتؐ کے پاس لائے اور زمین پر لٹا دیا۔ ابودجانہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا میں نے اپنی بیعت کو پورا کیا؟ حضرتؐ نے فرمایا ہاں پورا کیا! اور اُن کے لیئے دعائے خیر کی۔ اب صرف حضرت علیؑ جنگ کر رہے تھے جب مشرکین داہنی جانب سے حملہ کرتے تھے جناب امیرؑ جھپٹ کر ان کو پسپا کر دیتے۔ تو وہ لوگ بائیں طرف سے حملہ کرتے امیر المومنینؑ تلواریں مار کر ان کو بھگا دیتے تھے امیر المومنینؑ یوں ہی مشغولِ قتال تھے کہ آپ کی تلوار ٹوٹ کر تین ٹکڑے ہو گئی۔ حضرتؑ نے وہ ٹکڑے لا کر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائے اُس وقت آنحضرتؐ نے ان کو ذوالفقار عطا کی اور آپؑ کے پیروں کو دیکھا کہ شدت سے جنگ کرنے کی وجہ سے لرز رہے تھے تو حضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دعا کی کہ پالنے والے تُو نے وعدہ فرمایا ہے کہ اپنے دین کو غالب کرے گا اگر تُو چاہے تو یہ امر تجھ پر دشوار نہیں ہے۔ امیر المومنینؑ نے اُس وقت عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے کانوں میں شدید آوازیں آرہی ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ أَقْدِمْ حَيْزُومُ اے حیزوم آگے بڑھ۔ حیزوم جبرئیلؑ کے گھوڑے کا نام ہے۔ امیر المومنینؑ پھر عرض کرتے ہیں کہ یا رسولؐ اللہ جس شخص پر میں تلوار اٹھاتا ہوں وہ گر پڑتا ہے اور مر جاتا ہے قبل اس کے کہ تلوار اُس کو لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام ہیں جو گروہ ملائکہ کے ساتھ ہماری مدد کو آئے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ آئے اور آنحضرتؐ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور بولے :- یا رسولؐ اللہ مواسات و جاں نثاری یہ ہے جو علیؑ آپؐ کے لیئے کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں تو جبرئیلؑ نے کہا میں آپ دونوں سے ہوں۔ غرض امیر المومنینؑ کی تلوار نے مشرکین کو میدان میں ٹھہرنے نہ دیا۔ آخر وہ بھاگ گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ اپنی تلوار لیئے ہوئے ان کے پیچھے جاؤ اور دیکھو۔ اگر وہ لوگ اونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی ہیں تو سمجھ لو کہ مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور اگر گھوڑوں پر سوار ہیں اور اونٹوں کو کھینچتے لے جا رہے ہیں تو سمجھنا کہ وہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت علیؑ گئے اور دیکھا کہ وہ اونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑوں کو خالی کھینچ رہے ہیں۔ ابوسفیان نے امیر المومنینؑ کو دیکھ لیا

اور کہا اے علیؑ ہم سے کیا چاہتے ہو ہم اب مکہ جا رہے ہیں تم بھی واپس جاؤ۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے اُن کافروں کا تعاقب کیا۔ وُہ جس قدر اُن کے گھوڑے کی آواز سُنتے تھے زیادہ تیزی سے بھاگتے تھے۔ جبرئیلؑ اُن کے پیچھے گرد و ملائکہ کے ساتھ برابر چلے جا رہے تھے۔ ابوسفیان کہتا تھا اب محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا لشکر ہمارے قریب آ پہنچا اسیطرح وُہ مکہ میں داخل ہو گیا اور لوگوں سے کہا محمدؐ کا لشکر یہانتک ہمارا تعاقب کر رہا تھا۔ جب چوکیدار اور مزدور مکہ پہنچے تو اُنہوں نے بیان کیا کہ جب تم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو ہم نے محمدؐ کے لشکر کو دیکھا کہ وُہ تمہاری جگہ آ کر ٹھہرے ان کے آگے آگے ایک شخص سُرخ گھوڑے پر سوار تھا جو تمہارے تعاقب میں آ رہا تھا۔ کیونکہ فرشتے مسلمانوں کے شکل و لباس میں اُن پر ظاہر ہوئے تھے۔ اہل مکہ نے ابوسفیان پر بھاگنے کی وجہ سے لعنت ملامت کی پھر آنحضرتؐ بھی اُحد سے روانہ ہوئے۔ امیرالمؤمنینؑ عَلم لیئے ہوئے آپ کے آگے آگے تھے اور عقبہ سے چڑھ کر مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے عَلم کو دیکھا اور جناب امیرؑ نے آواز دی کہ اے لوگو رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں وُہ نہ قتل ہوئے ہیں نہ مرے ہیں۔ ابوبکر و عمر نے کہا علیؑ عَلم لے کر آ گئے۔ زنانِ انصار گھروں کے دروازوں پر آنحضرتؐ کے انتظار میں کھڑی ہو گئیں۔ حضرتؐ کے مارے جانے کی خبر سے اُنہوں نے اپنے بالوں کو پریشان کر دیا تھا، اپنے چہروں کو نوچ نوچ کر زخمی کر لیا تھا گریبان چاک کر کے اپنے سینوں کو مجروح کر لیا تھا۔ انصار نے جب یہ خوشخبری سُنی اور خورشید جمالِ نبویؐ عقبہ سے طالع ہوا تو ان کی جان میں جان آئی اور عقبہ کی طرف دوڑے اور آنحضرتؐ کو سلامتی کے ساتھ واپسی پر مبارکباد دی۔ جب حضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے اور مدینہ کی عورتوں کا حال پریشان دیکھا تو آپؐ نے ان کے لیئے دُعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ اپنے گھروں میں جاؤ اور اپنے بدنوں کو چھپاؤ۔ اور فرمایا کہ خدا نے مجھ سے میرے دین کو تمام دینوں پر غالب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور وُہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا۔ اس وقت خدا نے یہ آیۃ نازل فرمائی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ جیساکہ گزر چکی۔

کلینی نے بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب مسلمان جنگِ اُحد سے بھاگے آنحضرتؐ کو شدید غصہ آیا۔ اور جب حضرتؐ کو غصہ آتا تھا تو آپؐ کی جبینِ اقدس سے پسینہ مروارید کے مانند ٹپکنے لگتا تھا۔ غرض حضرتؐ نے اُس وقت دیکھا تو علیؑ کو اپنے پہلو میں پایا اور غصہ میں فرمایا کہ کیوں تم بھی اُنہی لوگوں کے ساتھ نہ بھاگ گئے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں آپ سے جدا نہیں ہو سکتا ہر امر میں آپ کی پیروی کرنا لازم سمجھتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا ان لوگوں کو مجھ سے دُور کرو۔ امیرالمؤمنینؑ نے تلوار کھینچی اور شیر کے مانند کافروں کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور اُن کو قتل کرنے لگے اُس وقت حضرتؐ نے جبرئیلؑ کو دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان سونے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ندا دے رہے تھے لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارُ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ابن بابویہ کی روایت میں حدیث میں پہلی بات ابودُجانہ کے ساتھ ہوئی امیرالمؤمنینؑ سے نہیں اور وہی زیادہ مناسب ہے۔ ۱۲

شیخ مفید نے بطریق عامہ روایت کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ امیرالمؤمنینؑ کے لیئے چار فضیلتیں ایسی ہیں جن میں کوئی ان کا شریک نہیں ہو سکا۔ پہلی یہ کہ عرب و عجم میں سب سے پہلے آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، دوسری یہ کہ آپ ہی ہر جنگ میں حضرتؐ کے عَلمدار رہے، تیسری یہ کہ جنگ میں سب بھاگے اور آپ ہی ثابت قدم رہے، چوتھی یہ کہ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین کی اور قبر میں لٹایا۔ پھر بطریق عامہ روایت کی ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب ہم جنگِ اُحد میں دشمن کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پچاس انصار کو اُحد کے ایک درّہ پر تعینات فرمایا اور ایک انصاری کو ان کا سردار بنایا اور اس قدر تاکید فرمائی کہ ہم سب کے سب اگر مار ڈالے جائیں تب بھی تم اس جگہ سے مت حرکت کرنا کیونکہ اگر ہم کو کچھ نقصان پہنچے گا اسی جگہ سے پہنچے گا۔ مشرکین کا عَلم طلحہ بن طلحہ کے ہاتھ میں تھا جو شجاعت میں مشہور تھا اس کو میدانِ کارزار کا لشکر کہتے تھے۔ اور حضرتؐ نے مہاجرین کا عَلم امیرالمؤمنینؑ کو دیا اور خود انصار کے عَلم کے نیچے کھڑے ہوئے۔ ابوسفیان نے اپنے علمداروں سے کہا کہ تساہلی اور سُستی جو لشکر کو لاحق ہوتی ہے وُہ ان کے علمدار کے سبب سے ہوتی ہے تم ہی جنگِ بدر میں شکست کا سبب ہوئے۔ اگر تم سے عَلم کی حفاظت نہیں ہو سکتی تو مجھ کو دے دو۔ یہ سُنکر طلحہ غضبناک ہوا اور کہا تو ہی ایسی بات کہتا ہے واللہ آج میں ان لوگوں کو موت کے غاروں میں پھینک دوں گا اور دوڑتا ہوا لشکرِ اسلام کے سامنے آیا اور للکارا کہ میں طلحہ ہوں۔ جناب امیرؑ اُس کے مقابلہ پر گئے اور دو دو ہاتھ رد ہونے کے بعد حضرتؑ نے اُس کے سر پر سامنے ایک ایسا وار کیا کہ اس کی آنکھیں اُس کے رخساروں پر لٹک آئیں وُہ اس نے اس طرح سخت اور مہیب آواز میں نعرہ کیا کہ لوگوں نے کبھی نہ سُنا تھا۔ اور اُس کے ہاتھ سے عَلم گر پڑا جس کو دوسرے نے اُٹھا لیا یہانتک کہ ان کے غلام صواب نے عَلم لیا جو قوت و شجاعت میں مشہور تھا امیرالمؤمنینؑ نے اُس کے داہنے ہاتھ پر وار کیا وُہ جُدا ہو گیا۔ اُس نے بائیں ہاتھ میں عَلم لیا۔ حضرتؑ نے اس کو بھی قطع کر دیا اُس نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں اور عَلم کو سینہ پر سنبھالا پھر حضرتؑ نے ایک ضربت اُس کے سر پر لگائی اور وُہ زمین پر گر پڑا۔ پھر تو مشرکین بھاگے اور مسلمان مالِ غنیمت لوٹنے میں لگ گئے اور جنگ کو فراموش کر دیا۔ یہ دیکھ کر اکثر ان میں سے بھی جو درّہ پر مقرر تھے اپنی جگہ کو چھوڑ کر اور اپنے سردار عبداللہ بن عمرو بن خرام کے روکنے اور باز رکھنے کے باوجود لوٹ میں مشغول ہو گئے۔ اُدھر خالد ابن ولید نے موقع کو غنیمت سمجھا اور درّہ سے چڑھ آیا۔ عبداللہ مذکور کو قتل کر کے لشکرِ اسلام کے پیچھے سے آنحضرتؐ کے قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوا۔ چونکہ حضرتؐ کے پاس چند لوگ تھے ان کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے بولا کہ جس کو تم چاہتے ہو وُہ یہ ہے۔ کوشش کر کے اس کو ہلاک کر دو۔ یہ سُنتے ہی اُن سب نے آنحضرتؐ پر اکبار تلوار و تیر و نیزہ اور پتھر سے حملہ کیا حضرتؐ کے اصحاب نے اُن کا مقابلہ کیا۔ یہانتک کہ ستّر افراد مارے گئے اور باقی اصحاب سوائے امیرالمؤمنینؑ کے بھاگ گئے اور ابودجانہ اور سہل بن حنیفؓ بھی نہ تھے۔ وُہ حضرتؐ سے مشرکین کو دفع کر رہے تھے۔ حضرتؐ زخمی ہو گئے اور آپ پر غشی طاری

ہوئی۔ جب افاقہ ہوا تو امیرالمومنینؑ کو دیکھا اور پوچھا کہ اور لوگ کہاں ہیں عرض کی وہ سب عہد و پیمان توڑ کر بھاگ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو مجھ سے دفع کرو۔ امیرالمومنینؑ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ہٹا دیا۔ جو فوج جس طرف سے بھی آتی تھی حضرت علیؑ ان کو پسپا کر دیتے تھے۔ پھر ابودجانہؓ اور سہل بن حنیف حضرتؐ کے پیچھے تلواریں لیے ہوئے آکر کھڑے ہو گئے اور کسی کو حضرتؐ کے پاس نہیں آنے دیتے تھے۔ پھر بھاگنے والوں میں چودہ اصحاب واپس آئے باقی پہاڑ پر چڑھ گئے۔ مدینہ میں کسی نے جا کر شور مچا دیا کہ رسولؐ اللہ شہید ہو گئے یہ سنتے ہی لوگوں کی جان لبوں پر آ گئی اور بھاگنے والے اُدھر حیران و پریشان تھے اور وحشی ملعون ہندہ کے کہنے سے حضرت حمزہؓ کی تاک میں ایک درخت کی آڑ میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت حمزہؓ نے اس کو دیکھا تو اُس پر تلوار لگائی وہ خالی گئی۔ وحشی نے وار کیا جو حضرت حمزہؓ کی ران پر لگا اور حضرت گھوڑے سے گر پڑے۔ طبرسی کی روایت کے مطابق حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ حمزہؓ مشرکین کو قتل کرتے اور پھر اپنی جگہ پر آکر کھڑے ہو جاتے تھے۔ وحشی نے غفلت میں اُن حضرتؓ کے سینہ پر نیزہ مارا وہ گھوڑے سے گر پڑے اور کفار حضرت پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو شہید کر دیا۔ وحشی نے اُن حضرت کا جگر نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا۔ اُس نے چبانے کے لیے منہ میں رکھا خداوند عالم نے جگر کو سخت مثل ہڈی کے کر دیا کہ وہ نہ چبا سکی اور تھوک دیا۔ جلیس بن علقمہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابوسفیان گھوڑے پر سوار حضرت حمزہؓ کے سرہانے کھڑا تھا اور اپنے نیزہ سے حضرت کے دہن اقدس پر مار رہا تھا اور کہتا جاتا تھا اے سرکش اب مزہ چکھ۔ میں نے کہا اے گروہِ کنانہ اس شخص کو دیکھو کہ یہ بزرگِ قریش ہونے کا دعوے کرتا ہے اپنے مردہ پسر کو کیا کہہ رہا ہے۔ یہ سُنکر وہ ملعون نادم ہوا اور بولا تُو نے سچ کہا یہ میری غلطی تھی لوگوں پر ظاہر نہ کرنا۔ مختصر یہ کہ شیخ مفید کی سابقہ روایت میں ہے کہ پھر ہندہ حضرت حمزہؓ کی لاش پر آئی اور آپ کا پیٹ چاک کیا اور آپ کا جگر نکالا اور کان و ناک اور آپ کے دوسرے اعضا کاٹے۔ زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود سے کہا کہ علیؑ بن ابیطالب اور ابودجانہ اور سہلؓ بن مسعود کے سوا تمام صحابہ بھاگ گئے تھے ابومسعودؓ نے کہا نہیں پہلے تو ابودجانہ اور سہلؓ بھی بھاگ گئے تھے بعد میں واپس آئے تھے راوی نے پوچھا ابوبکر و عمر کہاں تھے۔ ابن مسعودؓ نے کہا وہ بھی بھاگنے والوں میں شامل تھے۔ اُس نے کہا علیؑ کا ثابت قدم رہنا ایسے موقع پر حیرت کی بات ہے۔ ابومسعودؓ نے کہا فرشتے بھی حضرتؑ کی مردانگی اور شجاعت پر تعجب کرتے تھے شائد تم کو نہیں معلوم کہ جبریلؑ اُس روز ندا دے رہے تھے کہ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ۔ لوگ اس آواز کو سُنتے تھے اور کسی کو دیکھتے نہ تھے۔ جب آنحضرتؐ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا وہ جبریلؑ تھے۔ دوسری حدیث میں عامہ کے طریقہ سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے حضرتؐ سے کہا کہ ہم گروہِ ملائکہ کو آپ کی حمایت میں علیؑ کی جانفشانی پر تعجب تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ کیونکر نہ کرتے حالانکہ وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں جبریلؑ نے کہا میں بھی آپ دونوں سے ہوں۔ پھر دوسری حدیث میں مخالفوں کے طریق سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ جب لشکرِ اسلام روزِ احد بھاگا اور صحابہ نے آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑ دیا تو حضرتؐ بہت پریشان ہوگئے

اور میں حضرتؐ کے آگے تھا اور مشرکین سے جنگ کر رہا تھا۔ واپس آیا تو حضرتؐ کو نہ دیکھا اور تلاش کے باوجود نہ پایا تو دل میں کہا کہ مجھے یہ تو یقین ہے کہ حضرتؐ بھاگ نہیں سکتے اور کشتوں کے درمیان بھی نہیں ہیں شائد خدا نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔ پس میں نے اپنی نیام شمشیر توڑ کر پھینک دی اور ٹھان لی کہ جنگ کروں گا یہاں تک کہ میں بھی مارا جاؤں۔ یہ سوچ کر میں نے کافروں پر حملہ کیا اور ان کو سامنے سے بھگا دیا تو دیکھا کہ حضرتؐ زمین پر بے ہوش پڑے ہیں۔ میں حضرتؐ کے سرہانے کھڑا ہو گیا حضرتؐ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا یا علیؑ میرے ساتھیوں نے یہ کیا کیا میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ وہ کافر ہو گئے کہ آپ کو تنہا چھوڑ گئے۔ اسی اثناء میں ایک گروہ نے حضرتؐ کی طرف رُخ کیا۔ فرمایا کہ اے علیؑ اس جماعت کو مجھ سے دفع کرو۔ میں تلوار کھینچ کر اُن کی طرف بڑھا اور داہنے بائیں حملے کرنے لگا یہاں تک کہ ان کو بھگا دیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ اپنی مدح نہیں سُن رہے ہو کہ آسمان پر ایک فرشتہ جس کو رضوان کہتے ہیں ندا دے رہا ہے لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ یہ سُنکر خوشی کے سبب میرے آنسو نکل آئے اور میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔[1]

پھر شیخ مفید نے حضرت صادقؑ سے بسندِ صحیح روایت کی ہے کہ روزِ اُحد قریش کے نو علمدار تھے اور علی علیہ السلام نے ان سب کو واصلِ جہنم کیا۔ اسی سبب سے کفار بھاگے اور آپ نے بنو مخزوم کو بہت ذلیل کیا اور شکست دے کر بھگا دیا اور حکم بن اخنس کو جو مشہور بہادروں میں سے تھا ایسی تلوار ماری کہ اُس کے پیر قطع ہو گئے اور اُسی ضربت کے سبب دوزخ میں گیا۔ جب مسلمان بھاگ گئے اُمیّہ بن ابی حذیفہ زرہ پہنے ہوئے میدان میں چلانے لگا کہ آج روزِ بدر کا بدلا لیا ہے۔ ایک مسلمان اُس پر حملہ آور ہوا جو خود مسلمانوں کے ہاتھ سے گھبراہٹ میں مارا گیا۔ امیرالمومنینؑ نے اُس پر وار کیا آپ کی تلوار اُس کے خود میں پھنس گئی۔ اُمیّہ نے بھی حضرتؑ پر وار کیا امیرالمومنینؑ نے اُس کو سپر پر روکا اُس کی تلوار سپر میں پھنس گئی۔ حضرتؑ نے اپنی تلوار اُس کے خود سے کھینچ لی اور اُس نے سپر سے اپنی تلوار جدا کی۔ پھر حضرتؑ نے ایک وار اُس کی بغل کے نیچے کیا جس سے وہ واصلِ جہنم ہوا۔ پھر جناب امیرؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے حضرتؐ نے فرمایا تم بھاگنے والوں کے ساتھ کیوں نہ چلے گئے جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم اس مقام سے حرکت نہ کروں گا یہاں تک کہ مارا جاؤں یا خداوند عالم فتح و نصرت عطا فرمائے جس کا اُس نے آپؐ سے وعدہ فرمایا ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم کو خوشخبری ہو کہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا اور پھر کبھی کافروں کو میرے ساتھ ایسا موقع نصیب نہ ہو گا۔ اسی اثناء میں کچھ مشرکین حملہ آور ہوئے حضرتؐ نے فرمایا ان پر حملہ کرو۔ جناب امیرؑ نے حملہ کیا اور ہشام بن اُمیہ مخزومی کو قتل کر دیا اور وہ گروہ بھاگ گیا۔ پھر دوسرے لشکر نے حملہ کیا۔ اس حملہ میں آپؑ نے عمرو بن عبداللہ جمحی کو قتل کیا وہ سب بھی بھاگے۔ پھر

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ لافتیٰ کی ندا خاصہ و عامہ کے طریقہ سے متواتر ہے۔ ابن ابی الحدید اور انکے مشہور علماء نے کہا ہے کہ یہ تمام مشہور حدیثوں میں ایک حدیث ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ۱۲

واپس نہیں آئے۔ آخر بھاگے ہوئے مسلمان واپس آئے۔ اور جب مسلمان مدینہ میں پہنچے جناب فاطمہؑ گریہ وزاری کرتی ہوئی حضرتؐ کے استقبال کو آئیں۔ اپنے ہمراہ ایک برتن میں پانی لیئے ہوئے تھیں جس سے حضرتؐ نے اپنا روئے مبارک دھویا۔ پھر امیر المؤمنینؑ آئے ان کے ہاتھ میں تلوار تھی جس سے خون ٹپک رہا تھا۔ جناب فاطمہؑ کو دے کر فرمایا کہ اس کو لو کہ اس تلوار نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا اور اپنی شجاعت کے اظہار میں ایک رجز پڑھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے پارہ جگر فاطمہؑ تلوار لے لو کیونکہ تمہارے شوہر نے جو حق تھا آج اُس کو ادا کیا۔ حق تعالیٰ نے آج ان کی تلوار سے قریش کے خاندان کو قتل کرایا ہے۔ عامہ کے اکثر مؤرخین نے اقرار کیا ہے کہ مشرکین کے سر برآوردہ اور سب سے زیادہ شجاعوں کو روز احد امیر المؤمنینؑ نے جہنم واصل فرمایا۔ چنانچہ محمد بن اسحاق جو عامہ کے معتبر ترین مؤرخوں میں سے ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن طلحہ علمدار قریش کو اور اُس کے فرزند ابوسعید اُس کے بھائی خالد بن طلحہ، عبداللہ حمید، حکم بن اخنس، ولید بن ابی خدیفہ، امیہ بن حنیفہ ارطاۃ بن شرجیل، ہشام بن اُمیہ، عمرو بن عبداللہ جمحی، بشر ابن مالک بنی عبدالدار کے غلام صواب کو امیر المؤمنین نے قتل کیا اور فتح کا سہرا آپؑ ہی کے سر رہا۔ خداوند عالم نے تمام صحابہ پر ان کے بھاگنے کے سبب سے عتاب فرمایا اور حضرت امیرؑ کی اہل آسمان نے مدح کی۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب لڑائی ختم ہوگئی اور مشرکین واپس چلے گئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سعد بن ربیع کی بھی کسیکو خبر ہے ایک شخص نے کہا میں ان کی تلاش میں جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس مقام پر دیکھو کیونکہ میں نے ان کو وہیں دیکھا تھا اور بارہ نیزے ان کے جسم میں پیوست تھے۔ وُہ شخص کہتا ہے کہ جب میں اُس جگہ پہنچا ان کو کشتوں کے درمیان پڑا ہوا پایا۔ میں نے اُن کو آواز دی اے سعد! کوئی جواب نہ ملا۔ پھر میں نے کہا اے سعد رسُولؐ اللہ تمہارا حال دریافت کر رہے ہیں۔ جب سعد نے حضرتؐ کا نام سُنا سر اُٹھایا اور کانپتے ہوئے پُوچھا کہ رسُولِؐ خدا زندہ ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ واللہ وُہ زندہ ہیں اور مجھے اس مقام پر تمہاری تلاش کے لئے بھیجا ہے اور فرمایا کہ بارہ نیزوں کے درمیان میں نے ان کو دیکھا تھا۔ سعد نے کہا حضورؐ نے سچ فرمایا۔ بارہ نیزوں کی انیاں میرے بدن میں چُبھی ہوئی ہیں۔ میری قوم کے لوگوں کو یعنی انصار کو میرا اسلام کہنا اور کہدینا کہ اگر تم میں ایک شخص بھی زندہ ہو اور اُس کی موجودگی میں آنحضرتؐ کے پَیر میں کانٹا بھی چُبھ گیا تو تم سب خدا کے معذور نہ ہوگے۔ یہ کہا اور ایک سانس لی اور خون اُن کے جسم سے اس طرح جاری ہُوا جیسے اُونٹ کے جسم سے ذبح کے وقت جاری ہوتا ہے کیونکہ سانس رہنے کے ساتھ خون بھی جسم میں رُکا ہُوا تھا۔ اور برحمت الٰہی واصل ہوگئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے واپس آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی گفتگو بیان کی حضرتؐ نے فرمایا خدا سعد پر رحمت کرے کہ زندگی میں بھی اُنہوں نے میری مدد کی ہے اور مرتے وقت بھی میری حمایت کی وصیت کر گئے۔ پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے چچا حمزہؓ کی خبر لائے۔ حارث بن صمہ اُٹھے اور کہا میں جانتا ہوں جہاں وُہ پڑے ہوئے ہیں۔ پھر اُن کے پاس گئے اور اُن کی حالت دیکھی اور حضرتؐ سے کہنا گوارا نہیں کیا تو حضرتؐ نے

امیر المؤمنینؑ کو بھیجا آپ نے بھی اُن کی دہشت اثر کیفیت حضرتؐ سے بیان کرنا پسند نہ کیا آخر آنحضرتؐ خود جناب حمزہؓ کی لاش کے پاس آئے اور ان کو دیکھ کر روئے اور فرمایا خدا کی قسم کبھی ایسے مقام پر مجھے کھڑے ہونے کا اتفاق نہیں ہُوا جہاں اس سے زیادہ مجھے غم و غصہ لاحق ہُوا ہو اگر خدا نے مجھے قریش پر اختیار اور قابو دیا تو ان کے ستر اشخاص کو اسیطرح حمزہؓ کے عوض قتل کر کے ان کے اعضا جدا کروں گا۔ اس وقت حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور یہ آیت لائے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (پ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۲۶) اگر زخم پہنچا تو اُتنا ہی جس قدر تم کو زخم پہنچا ہے۔ اور اگر صبر کرو تو وُہ بیشک صبر کرنے والوں کے لیئے بہتر ہے تو حضرتؐ نے فرمایا میں صبر ہی کروں گا اور انتقام نہ لوں گا۔ پھر حضرتؐ نے بُردِ یمنی کی چادر سے جو حضرتؐ کے دوش مبارک پر تھی جناب حمزہؓ کے جسم پر ڈالدیا جو اُن کے تمام جسم کو نہ ڈھانپ سکی اگر سر تک کھینچ کر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے تھے اگر پاؤں تک کھینچ کر لے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ آخر حضرتؐ نے سر تا تمام جسم کو چھپا دیا اور پَیروں کو گھاس سے پوشیدہ کیا۔ اور فرمایا اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ زنان عبدالمطلب روئیں پیٹیں گی، تو بیشک میں ان کی لاش کو برہنہ ہی چھوڑ دیتا تاکہ جنگل کے جانور اور طیور ان کے گوشت کو کھاتے اور قیامت کے دن وُہ اُن کے پیٹ سے محشور ہوتے کیونکہ اگرچہ یہ حادثہ بہت سخت ہے تاہم اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے شہیدوں کی لاشیں جمع کی گئیں۔ حضرتؐ نے اُنپر نماز پڑھی اور ان کو دفن کیا اور حمزہؓ پر نماز میں ستر تکبیریں کہیں۔

عیاشی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہؓ کو اس حال سے دیکھا فرمایا اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا اَرٰى۔ پھر فرمایا اگر مشرکین پر قابو پاؤں گا تو ان کے اعضا بھی قطع کروں گا اور ضرور قطع کروں گا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ عَاقَبْتُمْ الخ تو حضرتؐ نے فرمایا میں صبر کرتا ہوں میں صبر کرتا ہوں۔

کلینی اور شیخ طوسی نے بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہؓ کو اُنہی کے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا اور ایک چادر کا اضافہ فرما دیا تھا۔ وُہ چھوٹی تھی تو پیروں کو گھاس سے چھپا دیا تھا۔ اور نماز میں اُنپر ستر تکبیریں کہیں اور ستر دعائیں پڑھیں۔ اور حدیث صحیح میں وارد ہُوا ہے کہ حمزہؓ کو آنحضرتؐ نے کفن دیا کیونکہ دشمنوں نے ان کو برہنہ کر دیا تھا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ شیطان نے مدینہ میں شور مچا دیا تھا کہ محمدؐ قتل ہوگئے۔ یہ سُنکر مہاجرین و انصار کی عورتیں سر پیٹتی اور گریہ و زاری کرتی ہوئی گھروں سے نکل پڑیں اور جناب فاطمہ زہراؑ ننگے پیر اُحد کی جانب چلیں۔ جب حضرتؐ کے پاس پہنچیں آنحضرتؐ بھی ان کو روتے ہوئے دیکھ کر گریاں ہوئے۔ ابوسفیان نے کہا آیندہ سال ہم پھر تم سے چاہ بدر پر جنگ کریں گے۔ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ کہدو کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ پھر حضرتؐ نے کوچ کیا اور مدینہ میں آئے۔ عورتیں حضرتؐ کے استقبال کے لیئے نکل پڑیں۔ نوحہ کرتی تھیں اور روتی تھیں اور اپنے کشتوں کے حالات پوچھتی تھیں

پھر زینب بنت جحش آنحضرتؐ کے استقبال کے لیئے آئیں اور کشتوں کے حالات دریافت کیئے آپؐ نے فرمایا خدا کی خوشنودی کے لیئے صبر کرو۔ پوچھا کس کی جدائی میں؟ فرمایا اپنے بھائی کی شہادت پر زینبؓ نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ان کو شہادت مبارک ہو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی رضامندی کے لیئے صبر کرو پوچھا کس پر فرمایا حمزہؓ بن عبدالمطلب پر کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ان کو بھی شہادت گوارا ہو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا خدا کے لیئے صبر کرو پوچھا کس پر فرمایا اپنے شوہر مصعب بن عمیر کی شہادت پر زینب نے کہا وَاحُزْنَاہُ (ہائے یہ مصیبت) تب حضرتؐ نے فرمایا عورت کے لیئے شوہر کا وُہ مرتبہ ہے جو کسی کے لیے کیسا نہیں ہے۔ تو زینب نے کہا بچوں کے یتیم ہونے کا خیال آگیا۔ علی بن ابراہیم کی روایت تمام ہوئی۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ بنی نجار کی ایک عورت کے شوہر، بھائی اور فرزند جنگ میں شہید ہوگئے تھے۔ وُہ جب اُحد میں پہنچی تو اُس نے اُن میں سے کسی کا حال نہیں پوچھا اور سب سے پہلے یہ دریافت کیا کہ آیا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں لوگوں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں حضرتؐ کی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔ لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا اور بیچ سے ہٹ گئے وُہ مومنہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچی، اور آپؐ کو دیکھ کر کہا یا رسولؐ اللہ آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت آسان ہے۔ یہ کہا اور واپس چلی آئی۔ جب آنحضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے بنو اشہل اور بنو ظفر کے گھروں سے رونے کی آوازیں سنیں۔ آپؐ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور آنسو رُخسار مبارک پر بہنے لگے۔ اور فرمایا افسوس آج کوئی نہیں ہے کہ حمزہؓ پر روئے سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر نے یہ سُنا تو کہا کہ انصار کی کوئی عورت اپنے کشتوں پر گریہ نہ کرے جبتک حضرت فاطمہؑ کے ساتھ جناب حمزہؓ کا ماتم نہ کرلے غرض ان کی عورتیں جناب فاطمہؑ کے پاس آکر جناب حمزہؓ کا پُرسا دینے لگیں اور گریہ وزاری کرنے لگیں۔ آنحضرتؐ نے جب ان کی آوازیں سُنیں تو اُن سے فرمایا کہ اب اپنے گھروں کو واپس جاؤ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ یہ رسم آجتک مدینہ میں قائم ہے کہ جب کسی کا عزیز مرجاتا ہے تو عورتیں پہلے جناب حمزہؓ پر روتی ہیں۔

واضح ہو کہ مؤرخین ومفسرین میں مشہور یہ ہے کہ جنگ اُحد ہجرت کے تیسرے سال ماہِ شوال میں واقع ہوئی اور شیخ طبرسیؒ اور ابن شہر آشوب اور شیعوں کے اکثر مورخین کی روایت کے مطابق ۱۲ر شوال روز چہار شنبہ کو قریش اُحد پر پہنچے اور حضرتؐ نے ۱۴ر شوال روز جمعہ وہاں نزول فرمایا اور ۱۵ر شوال روز شنبہ کو جنگ ہوئی۔ اور شہرت کے مطابق کفار کا لشکر تین ہزار تھا بعضوں نے اور زیادہ بیان کیا ہے بعض نے دو ہزار کہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اُن میں دو ہزار گھوڑے سوار تھے اور سات سو زرہ پوش ان کے ساتھ تین ہزار اُونٹ تھے؛ اور آنحضرتؐ کے اصحاب ایک روایت کے مطابق ہزار اشخاص تھے، اور ایک روایت کے مطابق سات سو۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ صرف چھ سو افراد تھے اور علی بن ابراہیم کی روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی تین سو منافقین کے ساتھ حضرتؐ سے جدا ہو کر مدینہ واپس چلا گیا تھا۔[1]

[1] اس کا مضمون اگلے صفحہ پر دیکھئے ۱۲۔

فصل } اُن زخموں کا بیان جو آنحضرتؐ کے جسدِ اقدس کو پہنچے۔ اس میں علمائے شیعہ وسُنّی کے درمیان اختلاف ہے۔ اکثر لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک زخم آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک پر لگا تھا اور آپؐ کا لبِ اقدس زخمی ہوگیا تھا اور آگے کے دانتوں میں سے ایک دانت ٹوٹ گیا تھا۔ اور بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرتؐ کے دانت نہیں ٹوٹے تھے اور یہ شیعوں کی روایت سے زیادہ قریب ہے۔ اور شیخ طوسیؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ روزِ اُحد عُتبہ بن ابی وقاص نے آپؐ کے چار دانت سامنے کے توڑ دیئے تھے اور حضرتؐ کے چہرۂ اقدس کو زخمی کر دیا تھا کہ خون جاری ہوگیا تھا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا وُہ گروہ کیونکر نجات پائے گا جو اپنے پیغمبرؐ کو ایسی اذیت دیتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرتؐ خون چہرۂ اقدس سے پاک کرتے اور فرماتے جاتے تھے کہ خداوندا میری قوم کی ہدایت فرما کیونکہ یہ ناواقف ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ہذیل کے ایک شخص نے جس کو عبداللہ بن قمیہ کہتے تھے حضرتؐ کے چہرۂ اقدس کو زخمی کر دیا اور خون جاری ہوگیا۔ حضرتؐ نے عتبہ پر نفرین کی کہ سال اُس پر سے نہ گزرے کہ وُہ جہنم واصل ہوجائے ایسا ہی ہوا۔ اور عبداللہ پر نفرین کی تو خدا نے ایک بکرے کو اُس پر مسلط کر دیا جس نے اُس کے پیٹ میں سینگ مار کر اُس کو ہلاک کر دیا۔ شیخ طوسیؒ نے ابوسعید خُدری سے روایت کی ہے کہ اُحد کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا اور دندان رباعیہ ٹوٹ گئے تھے۔ حضرتؐ نے دستِ مبارک آسمان کی جانب بلند کر کے فرمایا کہ خدا کا غضب یہودیوں پر آیا اس لیئے کہ اُنہوں نے عُزیر کو خدا کا بیٹا کہا۔ اور اس کا غضب زیادہ سخت عیسائیوں پر ہوا جب اُنہوں نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ اور اب اُس کا غضب اور زیادہ سخت ہے کہ لوگ میرا خون بہاتے ہیں اور میری عترتؑ اور اہلبیتؑ کو آزار پہنچاتے ہیں۔

عیاشیؒ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ اُحد آنحضرتؐ کے تمام اصحاب بھاگ گئے۔ ہر چند آپ اُن کو پکارتے رہے وُہ واپس نہ آئے تو خدا نے ان کو اس کے عوض غم پر غم لاحق کر دیا اور وُہ اُسی حالت میں سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو بولے کہ ہم تو کافر ہوگئے۔ ابوسفیان پہاڑ پر چڑھ گیا اور اپنے بُت ہُبل پر فخر کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہُبل بلند ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا بلند تر اور جلیل تر ہے۔ آنحضرتؐ کے دندان رباعیہ ٹوٹ گئے تھے۔ حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ تُو نے جو وعدۂ فتح وظفر کیا ہے اُسے پورا کر اگر تُو میری مدد نہ کرے گا تو کوئی تیری عبادت نہ کریگا اسی حالت میں آپؐ کی نگاہ امیر المومنینؑ پر پڑی پوچھا تم کہاں تھے عرض کی میں جنگ میں مشغول تھا اور میدان سے نہیں ہٹا۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو تم سے ایسی ہی اُمید تھی۔ پھر فرمایا پانی لاؤ تاکہ میں اپنے چہرے سے خون پاک کروں۔ جناب امیرؑ اپنی سپر میں پانی لائے حضرتؐ کو اُس پانی سے کراہت ہوئی۔ فرمایا کہ یا علیؑ اپنے ہاتھوں میں پانی لاؤ۔ تو امیر المومنینؑ اپنے چلّو میں پانی لائے اور حضرتؐ نے اپنا چہرہ پاک کیا۔

[1] حاشیہ صفحہ ۵۷۸ کا۔ مولف فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ اُس ملعون کے واپس جانے کے بعد چھ یا سات سو افراد باقی رہ گئے ہوں لہذا روایتیں ایک دُوسرے کے موافق ہو جاتی ہیں ۱۲۔

ابن بابویہ نے امیرالمؤمنینؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ چہار شنبہ آنحضرتؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔

شیخ طبرسیؒ نے کتاب اعلام الوریٰ میں ابان بن عثمان کی کتاب سے صباح بن سیابہ کے واسطے سے حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کے قتل ہونے کی خبر مدینہ میں مشہور ہوئی۔ جناب فاطمہ زہرؑا اور صفیہ حضرتؐ کی پھوپھی اُحد کی جانب روانہ ہوئیں۔ حضرتؐ نے جب ان کو دیکھا جناب امیرؑ سے فرمایا کہ پھوپھی کو روک لو کہ میرے پاس نہ آئیں اور فاطمہؑ کو آنے دو۔ جب جناب معصومہؑ آنحضرتؐ کے پاس پہنچیں دیکھا کہ چہرۂ اقدس مجروح ہے اور دہن مبارک زخمی ہے اور خون جاری ہے بے اختیار رونے لگیں۔ حضرتؐ کے چہرہ سے خون پاک کرتی جاتیں اور کہتی جاتی تھیں کہ خدا کا غضب اس پر نہایت شدید ہے جس نے حضرتؐ کے روئے اقدس سے خون جاری کیا۔ حضرتؐ خون کے قطروں کو ہوا میں پھینک دیتے تھے اور کوئی قطرہ زمین پر واپس نہیں آتا تھا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اگر خون کا کوئی قطرہ زمین پر گر جاتا تو خدا کی قسم اہلِ زمین پر عذاب نازل ہو جاتا۔ راوی نے حضرتؑ سے پوچھا کہ اہلِ سُنّت کہتے ہیں کہ حضرتؐ کے دندانِ مبارک ٹوٹ گئے تھے امامؑ نے فرمایا نہیں واللہ آنحضرتؐ کا کوئی عضو ناقص نہیں ہوا تھا یہاں تک کہ آپؐ دنیا سے تشریف لے گئے لیکن مشرکین نے آنحضرتؐ کے روئے اقدس کو زخمی کر دیا تھا[1]

فصل} واضح ہو کہ اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا آنحضرتؐ روزِ اُحد اپنی جگہ سے کسی دوسری جگہ گئے یا نہیں۔ اکثر مؤرخین کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرتؐ پہاڑ کی طرف چلے گئے تھے۔ بھاگنے کی نیت سے نہیں بلکہ اس لیئے کہ جنگ ایک طرف سے ہو۔ اور شیعوں کی بعض روایت معتبرہ سے ظاہر ہے کہ حضرتؐ نے اپنے مقام سے بالکل حرکت نہیں کی۔ چنانچہ شیخ طبرسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ اُحد میں جو غار ہے لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا وقت جنگ اُس میں چلے گئے تھے کیا صحیح ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا خدا کی قسم حضرتؐ نے اپنی جگہ سے قطعی حرکت نہ فرمائی۔ اور لوگوں نے کہا انپر بددعا کیجئے فرمایا خداوندا میری قوم کی ہدایت فرما۔

ابن بابویہ بسند موثق زرارہ سے روایت کرتے ہیں وُہ کہتے ہیں کہ میں ایک سید کے ساتھ اُحد کی زیارت کو گیا انہوں نے مجھے مشاہد کو دکھلایا اور ہم نے زیارت کی اور نماز ادا کی۔ پھر پہاڑ کے اُوپر ایک مقام دکھایا اور کہا جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ کے وقت وہاں گئے تھے اور اپنا روئے اقدس دھویا تھا۔ زرارہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین نہ آیا۔ میں اُس مقام پر گیا۔ پھر دوسرے روز حضرت صادقؑ کی خدمت میں جاکر عرض کی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ اپنے مقام سے ہرگز وہاں نہیں گئے۔ پھر میں نے پوچھا کہ

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ دندان مبارک کے ٹوٹنے کی حدیثیں تقیہ پر محمول ہوں اور ممکن ہے کہ اس پر محمول ہوں کہ دندان مبارک گرے نہ ہوں صرف ہل گئے ہوں۔ واضح ہو کہ سامنے کے نیچے اُوپر کے چار دانتوں کو ثنیہ اور ان کے بعد چار دوسرے دانتوں کو جو اُن سے متصل ہوتے ہیں رباعیہ کہتے ہیں۔ ۱۲

لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے دندان رباعیہ ٹوٹ گئے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا لوگ جھوٹ کہتے ہیں حضرتؐ صحیح وسالم دُنیا سے رُخصت ہوئے لیکن چہرۂ اقدس زخمی ہوا تھا۔ آپؐ نے امیرالمؤمنینؑ کو پانی کے لیئے بھیجا جناب امیرؑ سپر میں پانی لائے۔ حضرتؐ کو اُس سے کراہت معلوم ہوئی کہ نوش فرمائیں اپنے چہرہ پاک کو اُس سے دھویا۔

فصل} اُن معجزات کا تذکرہ جو آنحضرتؐ سے اُس جنگ میں ظاہر ہوئے۔ قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں ستر کفار قتل ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے تھے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ قیدیوں کو قتل کر دو اور مالِ غنیمت جلا دو۔ مہاجرین کے ایک گروہ نے کہا قیدی آپ کی قوم میں سے ہیں اُن کے ستر آدمی تو قتل ہو چکے ہیں ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم اُن سے فدیہ لے کر چھوڑ دیں اور مالِ غنیمت کام میں لائیں اور ان سے کافروں کے ساتھ جنگ کے لیئے سامان حاصل کریں۔ تو خدا نے آنحضرتؐ پر وحی نازل فرمائی کہ ان سے کہدو کہ اگر قیدیوں کو قتل نہیں کرتے ہیں تو سال آئندہ اتنے ہی آدمی تمہارے قتل ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے یہ شرط منظور کر لی اور راضی ہو گئے۔ جب جنگ اُحد میں ستر آدمی قتل ہو گئے تو صحابہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ نے تو ہم سے نصرت کا وعدہ کیا تھا یہ کیا ہوا؟ وُہ اپنی شرط بھول گئے تھے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ (پ ۴ آیت ۱۶۵ سورۂ آل عمران) یعنی جب تم پر کوئی مصیبت آپڑی جس کے برابر تم جنگ بدر میں مشرکین پر ڈال چکے تھے تو تم کہنے لگے یہ کہاں سے آن پڑی اے رسُولؐ ان سے کہہ دو کہ یہ تمہارے ہی ہاتھوں کی لائی ہوئی ہے جنکو تم نے اختیار اور قبول شرط کیا تھا۔ عیاشی نے بھی ایک حدیث اسی مضمون کی تفسیر آیت کے ضمن میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔

دوسرا معجزہ:۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب اُحد کی جنگ کا دن تمام ہوا شہیدوں کے عزیزوں نے اپنے کشتوں کو اونٹوں پر بار کیا تا کہ مدینہ لے آئیں۔ جب وُہ اُونٹوں کو مدینہ کی طرف ہنکاتے وُہ بیٹھ جاتے اور جب میدانِ جنگ کی طرف ان کا رُخ کرتے تو وُہ دوڑ جاتے تھے۔ آخر آنحضرتؐ سے یہ حالی بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کی آرامگاہ خدا نے اسی جگہ کو قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ (پ ۴ آیت ۱۵۴ سورۂ آل عمران) غرض دو دو اشخاص کو ایک ایک قبر میں دفن کیا اور حضرت حمزہؑ کو تنہا ایک قبر میں دفن کیا۔

تیسرا معجزہ۔ روایت ہے کہ اس جنگ میں امیرالمومنینؑ کو چالیس زخم آئے تھے آنحضرتؐ نے اپنے دہن اقدس میں پانی لے کر اُن پر چھڑک دیا وُہ اس طرح مٹ گئے کہ ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ چوتھا معجزہ یہ کہ ایک تیر قتادہؓ کی آنکھ میں آکر لگا تھا جس سے اُنکی آنکھیں نکل پڑی تھیں۔ حضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک پھیرا وُہ آنکھیں اپنے مقام پر قائم ہو کر پہلے سے بہتر ہو گئیں۔

پانچواں معجزہ:۔ جب امیرالمومنینؑ کی تلوار جنگ میں ٹوٹ گئی حضرتؐ نے ایک سُوکھی لکڑی درختِ خرما

سے توڑ کر اُس کو گھمایا وُہ ذوالفقار بن گئی امیرالمومنینؑ کو اُسے عطا فرمایا آپؑ جس کو اُس سے ضربت لگاتے تھے وُہ برابر کے دو ٹکڑے ہو جاتا تھا۔[1]

چھٹا معجزہ جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مکّہ میں ایک گھوڑا پال رکھا تھا اور جب آنحضرتؐ اُس کی طرف سے گزرتے تو وُہ کہتا کہ اے محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) مَیں تم کو اسی پر سوار ہو کر قتل کروں گا اُس نے جنگِ اُحد میں آنحضرتؐ پر حملہ کا ارادہ کیا، حضرتؐ نے اُس پر وار کیا جو بظاہر اُس پر لوہے طور سے کارگر نہ ہوا لیکن النّار النّار چلانے لگا اور وُہ اُسی گھوڑے سے گر کر جہنم واصل ہوا۔ شیخ طبرسیؒ روایت کرتے ہیں کہ وُہ ملعون ابی بن خلف تھا۔ وُہی اُس گھوڑے پر سوار ہو کر حضورؐ کی طرف بڑھا اور کہتا تھا کہ اگر میرے ہاتھ سے آپ کو نجات مل جائے تو مجھے نجات نہ ملے۔ اُس سے مقابلہ کے لیے جو بھی جانا چاہتا حضرتؐ اس کو روک دیتے یہاں تک کہ مصعبؓ بن زبیر کے قریب آیا اور ایک نیزہ مار کر ان کو شہید کر دیا تو حضرتؐ نے سہلؓ بن حنیف کا عصا لے کر اُس کی طرف پھینکا وُہ اُس کے گلے کے قریب زرہ پر لگا اور ذرا سی خراش اُس کے گلے پر بھی آگئی وُہ ملعون اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ گیا اور اپنے لشکر میں بھاگا۔ گائے کی طرح چلاتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا یہ جزع فزع کیسی یہ تو ایک ذرا سی خراش ہے۔ وُہ بولا وائے ہو تجھ پر تُو نہیں جانتا ہے کہ کس نے مارا ہے۔ یہ حربہ محمّدؐ نے مجھ کو مارا ہے۔ وُہ مکہ میں ہمیشہ مجھ سے کہتے تھے کہ میں تجھ کو قتل کروں گا اور مَیں جانتا تھا کہ یقیناً اُن کا کہنا سچ ہو کر رہے گا۔ اگر اُن کی لگائی ہوئی یہ ذرا سی خراش تمام اہل مکہ کو لگ جاتی تو سب مر جاتے۔ دوسری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ اگر وُہ مجھ پر تھوک دیتے تب بھی میں مر جاتا۔ غرض وُہ ملعون چلاتے چلاتے جہنم واصل ہوا۔

ساتواں معجزہ۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ مسلمانوں کے ایک شخص کے پاس گزرے جو کمان میں تیر جوڑ چکا تھا اور چاہتا تھا کہ ایک مشرک کو نشانہ کرے۔ حضرتؐ نے تیر کو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور فرمایا اب اس کو رہا کر۔ اس نے تیر چھوڑا اور وُہ کافر گھوم کر دوسری طرف چلا گیا وُہ تیر بھی اُسی کی طرف گھوم گیا۔ وُہ ملعون جدھر جدھر گھومتا رہا تیر اُس کا پیچھا کرتا رہا، آخر اُس کے سر پر لگا اور وُہ جہنم واصل ہوا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پ۹ سورۃ الانفال آیت ۱۷) تم نے ان لوگوں کو قتل نہیں کیا لیکن خدا نے قتل کیا اور تم نے جب تیر انکی طرف پھینکا تھا تو تم نے نہیں بلکہ خدا نے پھینکا تھا۔

آٹھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ابوعزہ شاعر جنگِ بدر میں گرفتار ہوا اور حضرتؐ سے فریاد کی کہ آپؐ جانتے ہیں کہ مَیں مردِ فقیر ہوں میری لڑکیوں پر احسان کیجئے اور مجھے چھوڑ دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھے بغیر فدیہ لیے چھوڑے دیتا ہوں مگر آیندہ کبھی میرے ساتھ جنگ کے لیے مت آنا۔ اُس ملعون نے قسم

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ روایت بہت سی حدیثوں کے خلاف ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ذوالفقار آسمان سے نازل ہوئی ممکن ہے کہ اسی موقع پر نازل ہوئی ہو اور لوگوں کو ایسا ہی نظر آیا۔ ۱۲

کھائی کہ آیندہ میں کبھی آپؐ سے جنگ نہ کروں گا۔ لیکن اُحد کی جنگ میں کفار نے اُس کو ساتھ چلنے کے
کہا تاکہ لوگوں کو اپنے اشعار میں جنگ کی ترغیب دے۔ اُس نے کہا مَیں نے محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہ و
سے عہد کیا ہے کہ کبھی آپؐ سے جنگ کے لیے نہ آؤں گا۔ لوگوں نے کہا یہ گذشتہ جنگ کی طرح نہیں
اس مرتبہ محمّدؐ ہمارے ہاتھ سے بچ نہیں سکتے۔ غرض وُہ جنگِ اُحد میں کفار کے ساتھ آیا اور سوائے
کوئی گرفتار نہیں ہوا۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں اُس کو لائے حضرتؐ نے اُس سے پوچھا کیا تو نے ہم
جنگ نہ کرنے کا عہد نہیں کیا تھا اُس نے کہا لوگوں نے مجھے فریب دیا۔ آپ مجھ پر رحم کیجئے آپ نے ف
ہرگز نہیں کہ تو مکہ میں جا کر اپنے شانے ہلائے اور کہے کہ مَیں نے محمّدؐ کو (معاذ اللہ) بیوقوف بنایا۔ آ
لَا يُلْسَعُ مِنْ جُحْرٍ مَّرَّتَيْنِ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ پھر امیرالمومنینؑ کو حکم د
آپ نے اُس کی گردن مار دی۔

نواں معجزہ۔ شیخ طبرسی نے بسند موثق امام محمّدؑ باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسولؐ میں
شخص قربان نامی تھا ایک روز لوگوں نے اس کی تعریف کی کہ وُہ مومنین کی مدد بہت کیا کرتا ہے۔ حض
نے فرمایا وُہ اہل جہنم سے ہے۔ روز اُحد اُس کے بارے میں لوگوں نے کہا وُہ شہید ہو گیا۔ حضرتؐ نے
خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ پھر لوگوں نے آکر عرض کی یارسولؐ اللہ اُس نے خود اپنے تئیں مار ڈالا
نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ مَیں خدا کا رسولؐ ہوں۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ قربان نے سخت جہاد ک
چھ یا سات مشرکوں کو قتل کیا جب وُہ بہت زخمی ہو گیا لوگ اُس کو بنی ظفر کے گھر اُٹھا لے لوگوں
اس کی تعریف کی کہ تم نے خوب جہاد کیا۔ اُس نے کہا کیا تعریف کرتے ہو اور کیا خوشخبری دیتے ہو مَیں
جنگ کی تو اپنی قوم کی طرفداری اور حمیت کے سبب کی اسلام کے لیے نہیں کی۔ اگر قومی حمیت نہ
تو جنگ نہ کرتا۔ جب اُس کے زخم زیادہ تکلیف دہ ہوئے ایک تیر کمان سے نکال کر اپنے کو مار ڈالا۔

دسواں معجزہ۔ قطب راوندی نے حضرت امام موسٰی کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ جنگ اُحد میں
بن عتیک کا ہاتھ جدا ہو گیا وُہ بعدِ جنگ رات کے وقت حضرتؐ کے پاس کٹا ہوا ہاتھ لائے حضرتؐ نے
اُس کے مقام پر رکھ کر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا وُہ پھر اُسیطرح درست و صحیح ہو گیا۔

گیارھواں معجزہ۔ ربیعہ بن حارث سے روایت ہے کہ جب مصعب بن عمیر جو انصار کے علمدار
ہوئے خدا نے اُن کی صورت پر ایک فرشتے کو بھیجا جس نے عَلَم کو اُٹھایا اور اُس کی حفاظت کی۔ آخر ر
نے فرمایا اے مصعب آگے بڑھو۔ اُس فرشتے نے عرض کی میں مصعب نہیں بلکہ ملک ہوں۔ تو حضرتؐ نے
وُہ فرشتہ ہے اور خدا نے اس کو حضرتؐ کی مدد کے لیے بھیجا ہے۔

فصل } مزید تائید اُس شجاعت و دلیری اور جان نثاری کی جو اُس جنگ میں امیرالمومنینؑ نے
کی اور اُن اذیتوں کا تذکرہ جو اُن حضرتؐ کو پہنچیں، اور اُن بُزدلوں کی نامردی اور ذلت کا بیان جنگو
امیرالمومنینؑ کا مثل بیان کرتے ہیں۔

ابن بابویہ نے مخالفین کے طریقے سے عامر بن واثلہ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے ر

لوگوں سے فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا تم میں کوئی ہے جس کے بارے میں جبرئیلؑ نے کہا ہو جو کچھ روزِ اُحد میرے حق میں کہا کہ اے رسولؐ علیؑ کے مواسات و خدمات آپ دیکھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا وُہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں تو جبرئیلؑ نے کہا میں تم دونوں سے ہوں۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں بتاؤ تم میں کوئی ہے جس نے روز احد بنی عبدالدار کے نو بہادروں کو قتل کیا ہو۔ پھر ان کے غلام صواب نے آکر کہا تھا کہ خدا کی قسم اپنے آقاؤں کے عوض محمدؐ ہی کو قتل کرکے دم لُوں گا۔ اُس کے مُنہ سے کف جاری تھا اس کی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں۔ سب مسلمان اُس سے ڈر کر کانپنے لگے اور کسی میں جرأت نہ ہوئی کہ اُس کے مقابلہ پر جاتا اور میں اُس کے بلند و عظیم جسم کے سامنے ایک بزرگ گنبد کے مقابلہ پر مثل گیند کے تھا۔ میں نے اُس کا مقابلہ کیا اور دو وار آپس میں رد ہوگئے آخر اُس کو میں نے دو ٹکڑے کیا اُس کے پیر اور رانیں زمین پر استادہ تھیں میں نے اُس کے نصف بالائی جسم کو جُدا کر دیا۔ مسلمان اُس کے عظیم جسم کو دیکھنے اور تعجب سے ہنسنے لگے تھے۔ لوگوں نے کہا نہیں آپ کے سوا کسی نے یہ بہادری نہیں کی۔ اور شیخ طبرسی نے کتاب احتجاج میں امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ امیرالمؤمنینؑ نے روزِ شوریٰ فرمایا کہ میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں بتاؤ کہ آیا تم میں کوئی ہے جس کی موافقت فرشتوں نے ہو اُس وقت جبکہ لوگ میدانِ اُحد سے بھاگے میں تنہا ثابت قدم رہا۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں ہے۔ پھر فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں بتاؤ تم میں کوئی ہے سوائے میرے جس نے آنحضرتؐ کو روزِ اُحد پانی دیا ہو لوگوں نے کہا نہیں۔

خصال میں بسندِ معتبر مروی ہے کہ امیرالمؤمنینؑ نے اپنی دینی خدمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام اہل مکہ آئے تھے اور اپنی مدد کے لئے قبائل عرب کو بھی لائے تھے تاکہ اپنے بدر کے کشتوں کا بدلا لیں۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو اُن کے ارادہ کی اطلاع دی۔ حضرتؐ نے اپنا لشکر اُحد کے پہاڑ پر آراستہ کیا۔ قریش نے حملہ کیا اور بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا باقی تمام مسلمان بھاگ گئے۔ میں تن تنہا حضرتؐ کی خدمت میں رہ گیا۔ مہاجرین و انصار مدینہ میں اپنے گھر جا بیٹھے اُن میں سے کہتا تھا کہ محمدؐ قتل ہو گئے۔ آخر خداوند عالم نے میرے ذریعہ سے مشرکین کو ہٹایا ستر سے زیادہ زخم لگے تھے۔ پھر جناب امیرؑ نے اپنی ردائے مبارک ہٹا کر وُہ تمام زخم دکھلائے اور فرمایا کہ اُس روز مجھ سے چند امور آنحضرتؐ کی نصرت میں صادر ہوئے جن کے ثواب کی خدا سے مجھے امید ہے انشاء اللہ العزیز۔

شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ روزِ اُحد جب آنحضرتؐ کے اصحاب بھاگ گئے ایک سخت ہوا چلی اور ہاتف کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا لاسیف الاّ ذوالفقار ولافتیٰ الاّ علیؑ فاذا ندبتم ھلاکا فابکوا الوفی یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی شجاع و بہادر نہیں تو جب مرنے والوں پر روؤ اور نوحہ کرو تو عہدِ خدا و رسولؐ کو پورا کرنے والے یعنی حمزہؑ پر روؤ جو عہدِ خدا و رسولؐ کو پورا کرنے والے ابوطالبؑ کے بھائی تھے۔ اور دیوان امیرالمؤمنینؑ کے شارح نے بسند

بسیار بیان کیا ہے کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ ندائے لافتیٰ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آواز سُنی نَادِ عَلِیًّا مَظْھَرَ الْعَجَائِبِ۔ تَجِدْہُ عَوْنًا لَکَ فِی النَّوَائِبِ۔ کُلُّ غَمٍّ وَّھَمٍّ سَیَنْجَلِیْ بِنُبُوَّتِکَ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ بِوِلَایَتِکَ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ[1]

عیاشی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کا لشکر روزِ احد بھاگا تو حضرتؐ نے ان کو پکارا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمام دینوں پر مجھ کو غالب کرے گا تو اوّل و دوم نے کہا ہم کو تو بھگا دیا اب پھر ہم کو بیوقوف بناتے ہیں۔

ابن شہر آشوب نے عامہ کی معتبر کتابوں سے روایت کی ہے کہ روزِ اُحد امیرالمؤمنینؑ کے جسم اقدس پر سولہ کاری زخم لگے تھے جبکہ آنحضرتؐ کے آگے آگے آپ جنگ کر رہے تھے اور کفار کو دفع کر رہے تھے۔ ہر ضربت پر زمین پر گر پڑتے تھے اور جبرئیلؑ آپؑ کو کھڑا کر دیتے تھے۔ اور دوسری سند سے مخالفین کے طریقہ پر امیرالمؤمنینؑ سے روایت ہے کہ حضرتؑ بیان کرتے ہیں کہ روزِ اُحد چار ضربتیں مجھ کو ایسی لگیں کہ ہر ضربت پر میں زمین پر گر پڑا اور ہر مرتبہ ایک مرد خوشرو و خوشبو میرا بازو پکڑ کے کھڑا کر دیتا اور کہتا کہ ان پر حملہ کرو کہ تم خدا و رسولؐ کی اطاعت میں ہو اور وُہ تم سے راضی ہیں۔ جب میں نے جنگ ختم ہونے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ حال بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ خدا تمہاری آنکھوں کو روشن کرے وُہ جبرئیلؑ تھے۔

کتب معتبرہ میں حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جب جنگِ اُحد میں مسلمانوں کو آنحضرتؐ نے جہاد کا حکم دیا وُہ سب نہایت تیزی سے میدان میں آئے اور دشمنوں سے لڑنے کی تمنّا کرنے لگے اور لاف و گزاف اور تعلّی کے ساتھ کہتے تھے کہ اگر دشمنوں سے مقابلہ ہؤا تو خدا کی قسم ہم میدان سے ہٹیں گے نہیں۔ یا قتل ہو جائیں گے یا خدا ہم کو فتح عنایت فرمائے۔ جب دشمنوں کے سامنے آئے تو خدا نے ان کو مبتلا کیا اور انہوں نے دیکھا اور بہت جلد اپنی تعلّیوں کا مزہ چکھا آخر میدان سے چند لمحہ ہی میں بھاگ کھڑے ہوئے سوائے علی علیہ السلام اور ابودجانہؓ کے کوئی باقی نہ رہا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ حال دیکھا تو سر بلند کرکے ندا دی کہ ایھا النّاس میں نہ مرا ہوں نہ قتل ہؤا ہوں۔ لیکن آنحضرتؐ کی آواز پر کسی نے دھیان نہ دیا اور بھاگے چلے گئے یہاں تک کہ مدینہ میں جا پہنچے۔ اور اسی پر بس نہ کی بلکہ جو شخص مدینہ میں داخل ہوتا کہتا جاتا تھا کہ محمدؐ قتل ہو گئے۔ جب آنحضرتؐ اُن سے ناامید ہو گئے تو اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ علیؑ اور ابودجانہؓ حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ابودجانہؓ سے فرمایا تم بھی چلے جاؤ اور اپنی قوم سے جا کر مل جاؤ۔ ابودجانہؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں نے آپؐ سے ایسی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہم بھاگنے کے ارادہ سے مدینہ سے آئے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے اپنی بیعت تم سے اُٹھا لی۔ ابودجانہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ عورتیں اپنے گھروں میں طعنہ دیں گی کہ میں نے اپنی جان کو عزیز رکھا

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ زیادہ مشہور یہ ہے کہ ندائے نادِ علیؑ جنگ خیبر میں آئی تھی جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ ذکر آئیگا

ور آنحضرتؐ کو ہلاکت میں چھوڑ دیا اور بھاگ آیا۔ یا رسولؐ اللہ آپ کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں۔
جب حضرتؐ نے جہاد میں ان کی رغبت ملاحظہ فرمائی تو ان کو جنگ کی اجازت دی وہ تھوڑی ہی دیر میں
زخموں سے چُور اور ناتوان ہو گئے اور اپنے کو کھینچتے ہوئے حضرتؐ کے پاس پہنچا دیا اور حضرتؐ کے
پہلو میں بیٹھ گئے اور حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اور علیؑ بن ابی طالبؑ برابر جہاد میں مشغول تھے اور جو سوار
ور پیادہ آگے بڑھتا تھا البتہ خدا آں حضرت علیہ السّلام کے ہاتھ سے قتل کرا دیتا یہانتک کہ آپؑ کی تلوار
ٹوٹ گئی۔ آنحضرتؐ نے اُن کو ذوالفقار عطا فرمائی۔ آپؑ نے پھر حملہ کیا اور جو مشرک حضرتؑ کے سامنے آتا قتل
ہوتا اسی حال میں ان کو آنحضرتؐ نے دیکھا اور نہایت ضعف مشاہدہ فرمایا تو حضرتؐ نے آسمان کی طرف
نگاہ کی اور مناجات کی کہ خداوندا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرا بندہ اور رسولؐ ہے تو نے ہر پیغمبرؑ کے لئے
س کے اہل سے اُس کا ایک وزیر قرار دیا ہے تاکہ اُس کے ذریعہ سے بازوئے رسولؐ کو مضبوط فرمائے
ور اُس پیغمبرؑ کے اُمور میں اُس کو شریک قرار دے اور میرے لئے بھی تو نے ایک وزیر مقرر فرمایا ہے اور
وہ میرا بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ تو وہ کیا اچھا بھائی اور کیا اچھا وزیر ہے۔ خداوندا تو نے مجھ سے چار ہزار
فرشتوں سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ میرے معبود اپنے وعدہ کو پورا کر یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور
تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا اگرچہ مشرکین نہ چاہیں۔
حضرتؐ دُعا و مناجات میں مشغول تھے ناگہاں فضا میں بہت سی آوازیں سُنیں۔ جب سر اُٹھایا تو جبریلؑ کو
دیکھا جو سونے کی کُرسی پر بیٹھے تھے اور چار ہزار فرشتے اُن کے ساتھ تھے اور کہہ رہے تھے لَا فَتٰی
اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار۔ غرض جبریلؑ نازل ہوئے اور فرشتے آنحضرتؐ کے گرد جمع ہوئے
اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ جبریلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو پیغمبری کے ساتھ سرفراز
فرمایا ہے ملائکۂ مقربین کو آپؐ کی نصرت میں علیؑ کی جانفشانی پر تعجب ہے۔ پھر جبریلؑ اور فرشتوں نے
مشرکین پر حملہ کیا اور اُن کو بھگا دیا۔ جب مدینہ واپس روانہ ہوئے تو حضرت امیرالمومنینؑ مشرکین کے خون
سے عَلَم کو رنگین کیئے ہوئے سیّدِ عرب و عجم کے آگے آگے چلے اور ابو دجانہؓ ان کے پیچھے تھے۔ جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیّبہ میں پہنچے عورتوں کی آوازیں سنیں جو آنحضرتؐ کی مصیبت پر
رو رہی تھیں۔ لوگوں نے جب عَلَم نصرت شیم کو مشاہدہ کیا مرد و زن سیّدؐ الانبیاء کے استقبال کے لئے دوڑے
اور بھاگنے والے مجرمین معذرت کرنے لگے۔ خداوند عالم نے عتاب آمیز آیتیں ملامت کے لئے نازل فرمائیں
جیسا کہ پہلے بیان ہوئیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا لوگو تم نے مجھ کو تنہا چھوڑ دیا اور اپنی جانوں کی حفاظت کی اور
علیؑ نے میری مدد و نصرت کی۔ لہٰذا جس نے اُس کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے اُس کی
نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی اور دُنیا و آخرت میں مجھ سے جُدا ہو گیا۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ کسی عقل والے
کے لئے زیبا نہیں کہ اس میں شک کرے کہ جس شخص نے کبھی خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا یقیناً اُس سے
بہتر ہے جس نے سالہا سال بُت پرستی کی ہے۔ اور جو شخص جہاد سے کبھی نہیں بھاگا بیشک اُس سے
افضل ہے جو ہر موقع پر جہاد سے بھاگا اور جو شخص سب سے پہلے ایمان لایا وہ ضرور اپنے غیر سے بہتر ہے۔"

کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابو دجانہؓ انصاری نے روزِ اُحد عمامہ سر پر باندھا اور
اُس کا ایک سرا پُشت پر لٹکا لیا اور میدان قتال میں اکڑتے ہوئے آئے اور اپنا مقابل طلب کیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میدان قتال میں اُس کی راہ میں جنگ کے سوا اس طرح چلنا خداوند عالم
پسند نہیں کرتا۔[۱]

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ زیادہ تر حدیثیں جو ہم نے امیرالمومنینؑ کے ثبات قدم اور آنحضرتؐ کی نصرت کے بارے
میں اور شجاعانِ قریش اور ان کے علمداروں کے قتل کرنے کے سلسلہ میں بیان کی ہیں ابن ابی الحدید،
ابن اثیر اور عامہ کے تمام مؤرخین اور مفسرین نے بھی ان حدیثوں کو ذکر کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ نصف
کشتگانِ مشرکین اُس جنگ میں امیرالمؤمنینؑ کی تلوار سے مارے گئے اور کسی نے اس میں اختلاف نہیں
کیا ہے کہ جناب امیرؑ نہیں بھاگے تھے۔ اور اس پر اتفاق کیا ہے کہ جناب عثمان بھاگے اور اعوص تک چلے گئے
اور تین روز کے بعد واپس آئے۔ تو حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ کس قدر طویل گریز تم نے کیا۔ اور واقدی اور انکی
کثیر جماعت نے حضرت عمر کے بھاگنے پر شیعوں کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور نقل کیا ہے کہ ضرارہ بن
الخطاب نے نیزہ کی نوک اُن کی پیٹھ میں چبھو کر کہا یہ وہ نعمت ہے جس کا تم کو شکر ادا کرنا چاہیئے کہ میں نے تمکو
قتل نہیں کیا۔ اُن کے اکثر مؤرخین نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر نہیں بھاگے تھے ساتھ ہی سب نے اس امر پر
بھی اتفاق کیا ہے کہ موصوف کے بارے میں کسی جنگ میں کوئی زخم کھانا یا کسی کو کوئی زخم پہنچانا بیان نہیں
کیا گیا۔ اس سے زیادہ حیرت اور کیا ہو سکتی ہے کہ دعوٰے تو کرتے ہیں کہ وہ جنگ میں ثابت قدم رہے
لیکن نہ کسی کو ایک زخم پہنچایا اور نہ خود کوئی زخم کھایا۔ وہ غور نہیں کرتے کہ ایسے معرکہ میں جہاں
سب کے سب بھاگے اور حضرت سرورِ عالم کو تنہا چھوڑ گئے اور کوئی حضرتؐ کے پاس نہ رہ گیا تو کیسے ممکن
ہے کہ وہ ایک شخص کو کوئی زخم دشمن نہ پہنچاتے اور اگر اپنی دل کی کمزوری کے سبب وہ جنگ نہیں کرتے ہیں
اور کسی کو زخمی نہیں کرتے تو مشرکین میں سے کوئی کیوں ان کی طرف رُخ نہیں کرتا ہے۔ یہی کہا جا سکتا
ہے کہ کفار جانتے تھے کہ وہ باطن میں اُن کے موافق ہیں۔ اس سبب سے ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے
اگر ایسا نہیں ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ابو دجانہ انصاری اور نسیبہ جراحہؓ کو تو کفار زخمی کریں اور جس کو
رسولؐ کا یارِ غار اور انیس و غمخوار سمجھتے ہیں چھوڑ دیں اور اس کی ایسی دلجوئی اور رعایت کریں۔ ممکن ہے
یہ کہا جائے کہ موصوف نے ان کی نظر بندی کر دی تھی اور ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے باوجود
اس کے کہ ابن ابی الحدید نے نسیبہ کی اُسی طرح نقل کی ہے جس طرح ہم بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا
ہمارا مقام فلاں اور فلاں کے مقام سے بہتر ہے۔ اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ کیا اچھا ہوتا
اگر راوی یہ بھی بتا دیتا کہ فلاں فلاں کون ہیں۔ پھر وہ نقل کرتے ہیں کہ میں محمد بن معد علوی کے پاس تھا،
اور کوئی شخص کتاب مغازی واقدی اُن کے سامنے پڑھ رہا تھا اور اس ذکر تک پہنچا کہ جب اُحد میں آنحضرتؐ
کا لشکر بھاگا اور لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے آنحضرتؐ اُن کو ہر چند پکارتے رہے مگر وہ متوجہ (باقی بر صفحہ ۵۸۸)

اور آنحضرتؐ کو ہلاکت میں چھوڑ دیا اور بھاگ آیا۔ یا رسُولؐ اللہ آپ کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں۔
جب حضرتؐ نے جہاد میں ان کی رغبت ملاحظہ فرمائی تو ان کو جنگ کی اجازت دی وُہ تھوڑی ہی دیر میں
زخموں سے مجبور اور ناتوان ہو گئے اور اپنے کو کھینچتے ہوئے حضرتؐ کے پاس پہنچا دیا اور حضرتؐ کے
پہلو میں بیٹھ گئے اور حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اور علیؑ ابن ابی طالبؑ برابر جہاد میں مشغول تھے اور جو سوار
اور پیادہ آگے بڑھتا تھا البتہ خدا اُن حضرت علیہ السّلام کے ہاتھ سے قتل کرا دیتا یہاں تک کہ آپؑ کی تلوار
ٹوٹ گئی۔ آنحضرتؐ نے اُن کو ذوالفقار عطا فرمائی۔ آپؑ نے پھر حملہ کیا اور جو مشرک حضرتؐ کے سامنے آتا قتل
ہوتا۔ اسی حال میں ان کو آنحضرتؐ نے دیکھا اور نہایت ضعف مشاہدہ فرمایا تو حضرتؐ نے آسمان کی طرف
نگاہ کی اور مناجات کی کہ خداوندا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تیرا بندہ اور رسُول ہے تو نے ہر پیغمبرؑ کے لئے
اُس کے اہل سے اُس کا ایک وزیر قرار دیا ہے تاکہ اُس کے ذریعہ سے بازوئے رسُولؐ کو مضبوط فرمائے
اور اُس پیغمبرؑ کے اُمور میں اُس کو شریک قرار دے اور میرے لئے بھی تو نے ایک وزیر مقرر فرمایا ہے اور
وُہ میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے۔ تو وُہ کیا اچھا بھائی اور کیا اچھا وزیر ہے۔ خداوندا تو نے مجھ سے چار ہزار
فرشتوں سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ میرے معبود اپنے وعدہ کو پُورا کر یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور
تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا اگرچہ مشرکین نہ چاہیں۔
حضرتؐ دُعا و مناجات میں مشغول تھے ناگہاں فضا میں بہت سی آوازیں سُنیں۔ جب سر اُٹھایا تو جبرئیلؑ کو
دیکھا جو سونے کی کُرسی پر بیٹھے تھے اور چار ہزار فرشتے اُن کے ساتھ تھے اور کہہ رہے تھے لَا فَتٰی
اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار۔ غرض جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرشتے آنحضرتؐ کے گرد جمع ہوئے
اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو پیغمبری کے ساتھ سرفراز
فرمایا ہے ملائکۂ مقربین کو آپؐ کی نصرت میں علیؑ کی جانفشانی پر تعجب ہے۔ پھر جبرئیلؑ اور فرشتوں نے
مشرکین پر حملہ کیا اور اُن کو بھگا دیا۔ جب مدینہ واپس روانہ ہوئے تو حضرت امیر المومنینؑ مشرکین کے خون
سے عَلَم کو رنگین کیے ہوئے سیّد عرب و عجم کے آگے آگے چلے اور ابو دجانہؓ ان کے پیچھے تھے۔ جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ میں پہنچے عورتوں کی آوازیں سُنیں جو آنحضرتؐ کی مصیبت پر
رو رہی تھیں۔ لوگوں نے جب عَلَم نصرت شیم کو مشاہدہ کیا مرد و زن سیّد الانبیاء کے استقبال کے لئے دوڑے
اور بھاگنے والے مجرمین معذرت کرنے لگے۔ خداوند عالم نے عتاب آمیز آیتیں ملامت کے لئے نازل فرمائیں
جیسا کہ پہلے بیان ہوئیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا لوگو تم نے مجھ کو تنہا چھوڑ دیا اور اپنی جانوں کی حفاظت کی اور
علیؑ نے میری مدد و نصرت کی۔ لہٰذا جس نے اُس کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے اُس کی
نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی اور دُنیا و آخرت میں مجھ سے جُدا ہو گیا۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ کسی عقل والے
کے لئے زیبا نہیں کہ اس میں شک کرے کہ جس شخص نے کبھی خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا یقیناً اُس سے
بہتر ہے جس نے سالہا سال بُت پرستی کی ہے۔ اور جو شخص جہاد سے کبھی نہیں بھاگا بیشک اُس سے
افضل ہے جو ہر موقع پر جہاد سے بھاگا اور جو شخص سب سے پہلے ایمان لایا وُہ ضرور اپنے غیر سے بہتر ہے۔

کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابو دجانہؓ انصاری نے روز اُحد عمامہ سر پر باند
اُس کا ایک سرا پُشت پر لٹکا لیا اور میدان قتال میں اکڑتے ہوئے آئے اور اپنا مقابل طلب کی
صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میدان قتال میں اُس کی راہ میں جنگ کے سوا اس طرح چلنا خ
پسند نہیں کرتا۔[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ زیادہ تر حدیثیں جو ہم نے امیر المومنینؑ کے ثبات قدم اور آنحضرتؐ کی نصرت
میں اور شجاعان قریش اور ان کے علمداروں کے قتل کرنے کے سلسلہ میں بیان کی ہیں ابن ابی ا
ابن اثیر اور عامہ کے تمام مؤرخین اور مفسرین نے بھی ان حدیثوں کو ذکر کیا ہے اور اقرار کیا
کشتگان مشرکین اُس جنگ میں امیر المومنینؑ کی تلوار سے مارے گئے اور کسی نے اس میں اختلا
کیا ہے کہ جناب امیرؑ نہیں بھاگے تھے۔ اور اس پر اتفاق کیا ہے کہ جناب عثمان بھاگے اور اعوص
اور تین روز کے بعد واپس آئے۔ تو حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ کس قدر طویل گریز تم نے کیا۔ اور واقد
کثیر جماعت نے حضرت عمر کے بھاگنے پر شیعوں کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور نقل کیا ہے کہ ضر
الخطاب نے نیزہ کی نوک اُن کی پیٹھ میں چھو کر کہا یہ وُہ نعمت ہے جس کا تم کو شکر ادا کرنا چاہیئے کہ
قتل نہیں کیا۔ اُن کے اکثر مؤرخین نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر نہیں بھاگے تھے ساتھ ہی
بھی اتفاق کیا ہے کہ موصوف کے بارے میں کسی جنگ میں کوئی زخم کھانا یا کسی کو کوئی زخم پہنچانا
کیا گیا۔ اس سے زیادہ حیرت اور کیا ہو سکتی ہے کہ دعوٰے تو کرتے ہیں کہ وُہ جنگ میں ثابت
لیکن نہ کسی کو ایک زخم پہنچایا اور نہ خود کوئی زخم کھایا۔ وُہ غور نہیں کرتے کہ ایسے معرکہ میں
سب کے سب بھاگے اور حضرت سرورِ عالم کو تنہا چھوڑ گئے اور کوئی حضرتؐ کے پاس نہ رہ گیا تو
ہے کہ وُہ ایک شخص کو کوئی زخم دشمن نہ پہنچاتے اور اگر اپنی دل کی کمزوری کے سبب وُہ جنگ نہیں
اور کسی کو زخمی نہیں کرتے تو مشرکین میں سے کوئی کیوں ان کی طرف رُخ نہیں کرتا ہے۔ یہ
ہے کہ کفار جانتے تھے کہ وُہ باطن میں اُن کے موافق ہیں۔ اس سبب سے ان کی طرف متوجہ نہی
اگر ایسا نہیں ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ابو دجانہ انصاری اور نسیبہ جراحۃؓ کو تو کفار زخمی کریں
رسُولؐ کا یار غار اور انیس و غمخوار سمجھتے ہیں چھوڑ دیں اور اس کی ایسی دلجوئی اور رعایت کریں۔
یہ کہا جائے کہ موصوف نے ان کی نظر بندی کر دی تھی اور ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے
اس کے کہ ابن ابی الحدید نے نسیبہ کی اُسی طرح نقل کی ہے جس طرح ہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت
ہمارا مقام فلاں اور فلاں کے مقام سے بہتر ہے۔ اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ کی
اگر راوی یہ بھی بتا دیتا کہ فلاں فلاں کون ہیں۔ پھر وُہ نقل کرتے ہیں کہ میں محمد بن معد علوی کے
اور کوئی شخص کتاب مغازی واقدی اُن کے سامنے پڑھ رہا تھا اور اس ذکر تک پہنچا کہ جب اُحد
کا لشکر بھاگا اور لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے آنحضرتؐ اُن کو ہر چند پکارتے رہے مگر وُہ متوجہ نہ ہوئے

جب اس کو مدینہ کی جانب لے جانے کی کوشش کرتے تھے وُہ بیٹھ جاتا تھا اور جب اُحد کی طرف لے جاتے تو دوڑ جاتا تھا۔ آخر اس کی زوجہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور واقعہ عرض کیا حضرتؐ نے فرمایا یہ اُونٹ خدا کی جانب سے مامور ہے کہ ایسا کرے۔ کیا اس نے گھر سے آتے وقت کچھ کہا تھا؟ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ جب وُہ اُحد کی جانب روانہ ہوئے قبلہ کی طرف رُخ کرکے کہا کہ خداوندا مجھے میرے اہل و عیال کی جانب واپس نہ کرنا اور مجھے شہادت نصیب کر۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی سبب سے اُونٹ اُدھر نہیں جاتا ہے۔ اے گروہِ انصار خدا کے نزدیک تم میں سے ایک گروہ وُہ ہے کہ خدا کو جس بارے میں قسم دیتا ہے وُہ اس کو پُورا کرتا ہے اور عمرو بن الجموعؓ بھی اُسی گروہ میں سے ہے۔ اے بی بی فرشتے تیرے بھائی عبداللہ بن عمر کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہیں جب سے وُہ شہید ہُوا ہے اور منتظر ہیں کہ وُہ کہاں دفن ہوتا ہے۔ پھر حضرتؐ خود متوجہ ہوئے اور لوگوں نے اس کو دفن کیا۔ پھر فرمایا اے ہند تیرا شوہر، بھائی، اور لڑکے بہشت میں ایک ساتھ ہیں۔ اُس نے عرض کی یا رسُول اللہ دُعا فرمائیے کہ میں بھی اُن کے ساتھ رہوں۔ اور عبداللہؓ نے جو جابر انصاریؓ کے والد تھے جنگ اُحد سے پہلے مبشر بن عبد المنذر کو خواب میں دیکھا جو جنگِ بدر میں شہید ہو چکے تھے وُہ عبداللہ سے کہہ رہے تھے کہ عنقریب تم بھی ہمارے پاس آؤ گے۔ عبداللہ نے پوچھا تم کہاں رہتے ہو؟ کہا بہشت میں اور بہشت میں جہاں چاہتا ہوں گھومتا پھرتا ہوں۔ عبداللہ نے پوچھا تم کو بدر میں مارے گئے کہا ہاں مگر خدا نے مجھے زندہ کر دیا۔ جب عبداللہ نے یہ خواب حضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے پدرِ جابرؓ تم بھی شہید ہو گے۔ غرض حضرتؐ نے روزِ اُحد عبداللہ مذکور اور عمرو بن الجموعؓ کو ایک قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ اور چونکہ ان کی قبر سیلاب کی زد پر واقع تھی لہٰذا سیلاب کی وجہ سے وُہ منہدم ہو گئی اور ان کے جسم نمایاں ہو گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہ کے چہرے پر ایک زخم تھا وُہ اُس پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ہاتھ زخم پر سے ہٹایا تو خون جاری ہو گیا تو پھر ہاتھ کو اُسی زخم پر رکھ دیا اور خون بند ہو گیا۔ جابر کہتے ہیں کہ چھیالیس سال کے بعد میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا کہ اُن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ گویا وہ سو رہے تھے اور ان کا کفن میلا نہ ہُوا تھا۔ اور جو گھاس ان کے پیروں پر رکھ دی گئی تھی تر و تازہ تھی۔ جابر نے چاہا کہ اُن پر عطر چھڑک دیں صحابہ نے کہا وُہ جس طرح ہیں رہنے دو اور کوئی تصرف نہ کرو۔

پھر ابن ابی الحدید اور دُوسرے لوگوں نے روایت کی ہے کہ معاویہ نے اُحد پر ایک نہر جاری کی تاکہ شہدائے اُحد کی قبریں مٹ جائیں۔ اور مدینہ میں منادی کرادی کہ جس کے عزیز اُحد میں دفن ہوں وُہ آئیں اور دیکھیں۔ اہلِ مدینہ اُحد پر شہدا کی قبروں کے پاس پہنچے ان کی قبروں کو کھولا اُن کے اجسام تر و تازہ تھے اور زندہ لوگوں کے مانند ان کے اعضا سمٹتے اور پھیلتے تھے ان میں سے ایک کے پیر پر بیلچہ لگ گیا اُسی وقت خون جاری ہو گیا۔ جیسے جیسے ان کی قبروں کو لوگ کھودتے تھے مشک کی خوشبو مٹی سے پھیلتی جاتی تھی۔ عبداللہ انصاریؓ اور عمر بن الجموعؓ ایک قبر میں اور سعد بن ربیع اور خارجہ بن زید ایک قبر میں تھے عبداللہ انصاریؓ اور عمرو کو قبر سے نکالا کیونکہ اُن پر دُھوپ پڑتی تھی۔ اور خارجہ اور سعد کو

اُن کی قبر سے نہیں نکالا۔ جب معاویہ یہ امرِ قبیح عمل میں لایا اور کوئی مانع نہ ہُوا تو ابو سعید خُدری نے کہا اب اس کے بعد کسی بُرائی سے لوگ انکار نہ کریں گے۔

تینتیسواں باب ۳۳

غزوۂ حمراء الاسد کے بیان میں

شیخ طبرسی نے ابان بن عثمان سے اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں اور نعمانی نے اپنی تفسیر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب کفارِ قریش واپس ہوئے تو اپنی ناکام واپسی پر پشیمان ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ واپس چلو اور مدینہ کو غارت کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو ان کے حال سے مجھے مطلع کرے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو امیر المومنین علیہ السّلام نے باوجود اُن زخموں کے جو آپؑ کے جسمِ اطہر میں تھے عرض کی میں جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور دیکھو اگر وُہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اُونٹوں کو خالی کھینچے ہوں تو سمجھنا کہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر ایسا ہو تو بخدا میں اُن کے لئے بددُعا کروں گا کہ بہت جلد اُن پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اور اگر وُہ اُونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑے خالی ہوں تو وُہ مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ غرض جناب امیرؑ اُن کے تعاقب میں گئے اور دیکھ کر خبر لائے کہ وُہ اُونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی کھینچے جا رہے ہیں۔ تو حضرتؐ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مدینہ پہنچے تو جبریلؑ نے آکر کہا یا رسُولؐ اللہ خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ ان کا تعاقب کیجئے اور آپ کے ساتھ وہی لوگ ہوں جو زخمی ہوں۔ یہ حکم ملتے ہی آنحضرتؐ نے منادی کرائی کہ اے گروہِ مہاجرین و انصار تم میں جو لوگ زخمی ہیں وُہ میرے ساتھ آئیں اور وُہ لوگ جنکو کوئی زخم نہیں لگا ہے وُہ مدینہ میں رہیں۔ اُدھر زخمی صحابہ اپنی مرہم پٹی میں مشغول تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ (پ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۴) ترجمہ:۔ کافروں کی تلاش اور اُن کے ساتھ جنگ میں سُستی مت کرو اور کمزوری مت ظاہر کرو اگرچہ تم زخم کھائے ہوئے اور تھکے ہوئے ہو۔ تم کو زخم آئے ہیں اور غم میں مبتلا ہو تو کفارِ قریش بھی زخمی اور غم سے بھرے ہوئے ہیں جیسا کہ تم مبتلائے رنج و غم ہو۔ لیکن تم کو خدا سے ثواب کی اُمید ہے اور اُنکو کوئی اُمید نہیں۔ خدا کا یہ فرمان سُنکر صحابہ باوجود تکلیف اور زخم کے مشرکین کے تعاقب میں مدینہ سے نکلے امیر المومنینؑ نے علم بلند کیا اور اُن کے آگے آگے چلے۔ جب آنحضرتؐ صحابہ کے ساتھ حمراء الاسد تک پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل دُور تھا قریش روحا میں ٹھہرے تھے۔ عکرمہ پسر ابوجہلِ لعین، حارث بن ہشام، عمرو بن عاص

جب اس کو مدینہ کی جانب لے جانے کی کوشش کرتے تھے وُہ بیٹھ جاتا تھا اور جب اُحد کی طرف لے جاتے تو دوڑ جاتا تھا۔ آخر اس کی زوجہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور واقعہ عرض کیا حضرتؐ نے فرمایا یہ اُونٹ خدا کی جانب سے مامور ہے کہ ایسا کرے۔ کیا اس نے گھر سے آتے وقت کچھ کہا تھا؟ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ جب وُہ اُحد کی جانب روانہ ہوئے قبلہ کی طرف رُخ کرکے کہا کہ خداوندا مجھے میرے اہل و عیال کی جانب واپس نہ کرنا اور مجھے شہادت نصیب کر۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی سبب سے اُونٹ اُدھر نہیں جاتا ہے۔ اے گروہِ انصار خدا کے نزدیک تم میں سے ایک گروہ وُہ ہے کہ خدا کو جس بارے میں قسم دیتا ہے وُہ اس کو پُورا کرتا ہے اور عمرو بن الجموع بھی اُسی گروہ میں سے ہے۔ اے بی بی فرشتے تیرے بھائی عبداللہ بن عمر کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہیں جب سے وُہ شہید ہوا ہے اور منتظر ہیں کہ وُہ کہاں دفن ہوتا ہے۔ پھر حضرتؐ خود متوجّہ ہوئے اور لوگوں نے اس کو دفن کیا۔ پھر فرمایا اے ہند تیرا شوہر، بھائی، اور لڑکے بہشت میں ایک ساتھ ہیں۔ اُس نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ دُعا فرمائیے کہ میں بھی اُن کے ساتھ رہوں۔ اور عبداللہ نے جو جابر انصاریؓ کے والد تھے جنگ اُحد سے پہلے مبشر بن عبد المنذر کو خواب میں دیکھا جو جنگ بدر میں شہید ہو چکے تھے وُہ عبداللہ سے کہہ رہے تھے کہ عنقریب تم بھی ہمارے پاس آؤ گے۔ عبداللہ نے پوچھا تم کہاں رہتے ہو؟ کہا بہشت میں اور بہشت میں جہاں چاہتا ہوں گھومتا پھرتا ہوں۔ عبداللہ نے پوچھا تم تو بدر میں مارے گئے کہا ہاں مگر خدا نے مجھے زندہ کر دیا۔ جب عبداللہ نے یہ خواب حضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے پدرِ جابرؓ تم بھی شہید ہو گے۔ غرض حضرتؐ نے روزِ اُحد عبداللہ مذکور اور عمرو بن الجموع کو ایک قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ اور چونکہ ان کی قبر سیلاب کی زد پر واقع تھی لہٰذا سیلاب کی وجہ سے وُہ منہدم ہو گئی اور ان کے جسم نمایاں ہو گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہ کے چہرے پر ایک زخم تھا وُہ اُس پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ہاتھ زخم پر سے ہٹایا تو خون جاری ہو گیا تو پھر ہاتھ کو اُسی زخم پر رکھ دیا اور خون بند ہو گیا۔ جابر کہتے ہیں کہ چھیالیس سال کے بعد میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا کہ اُن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ گویا وہ سو رہے تھے اور ان کا کفن میلا نہ ہُوا تھا، اور جو گھاس ان کے پیروں پر رکھ دی گئی تھی تر و تازہ تھی۔ جابر نے چاہا کہ اُن پر عطر چھڑک دیں صحابہ نے کہا وُہ جس طرح ہیں رہنے دو اور کوئی تصرّف نہ کرو۔

پھر ابن ابی الحدید اور دُوسرے لوگوں نے روایت کی ہے کہ معاویہ نے اُحد پر ایک نہر جاری کی تاکہ شہدائے اُحد کی قبریں مٹ جائیں۔ اور مدینہ میں منادی کرا دی کہ جس کے عزیز اُحد میں دفن ہوں وُہ آئیں اور دیکھیں۔ اہل مدینہ اُحد پر شہدا کی قبروں کے پاس پہنچے ان کی قبروں کو کھولا اُن کے اجسام تر و تازہ تھے اور زندہ لوگوں کے مانند ان کے اعضا سمٹتے اور پھیلتے تھے ان میں سے ایک کے پیر پر بیلچہ لگ گیا اُسی وقت خون جاری ہو گیا۔ جیسے جیسے ان کی قبروں کو لوگ کھودتے تھے مشک کی خوشبو مٹی سے پھیلتی جاتی تھی۔ عبداللہ انصاریؓ اور عمر بن الجموع ایک قبر میں اور سعد بن ربیع اور خارجہ بن زید ایک قبر میں تھے۔ عبداللہ انصاریؓ اور عمرو کو قبر سے نکالا کیونکہ اُن پر دُھوپ پڑتی تھی۔ اور خارجہ اور سعد کو

اُن کی قبر سے نہیں نکالا۔ جب معاویہ یہ امرِ قبیح عمل میں لایا اور کوئی مانع نہ ہُوا تو ابو سعید خُدری نے کہا اب اس کے بعد کسی بُرائی سے لوگ انکار نہ کریں گے۔

۳۳ تینتیسواں باب

غزوۂ حمراء الاسد کے بیان میں

شیخ طبرسی نے ابان بن عثمان سے اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں اور نعمانی نے اپنی تفسیر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب کفارِ قریش واپس ہوئے تو اپنی ناکام واپسی پر پشیمان ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ واپس چلو اور مدینہ کو غارت کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو ان کے حال سے مجھے مطلع کرے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو امیر المومنین علیہ السّلام نے باوجود اُن زخموں کے جو آپؑ کے جسمِ اطہر میں تھے عرض کی میں جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور دیکھو اگر وُہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اُونٹوں کو خالی کھینچتے ہوں تو سمجھنا کہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر ایسا ہو تو بخدا میں اُن کے لئے بددُعا کروں گا کہ بہت جلد اُن پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اور اگر وُہ اُونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑے خالی ہوں تو وُہ مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ غرض جناب امیرؑ اُن کے تعاقب میں گئے اور دیکھ کر خبر لائے کہ وُہ اُونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی کھینچتے جا رہے ہیں۔ تو حضرتؐ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مدینہ پہنچے تو جبریلؑ نے آکر کہا یا رسُولؐ اللہ خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ ان کا تعاقب کیجئے اور آپ کے ساتھ وہی لوگ ہوں جو زخمی ہوں۔ یہ حکم سنتے ہی آنحضرتؐ نے منادی کرائی کہ اے گروہِ مہاجرین و انصار تم میں جو لوگ زخمی ہیں وُہ میرے ساتھ آئیں اور وُہ لوگ جنکو کوئی زخم نہیں لگا ہے وُہ مدینہ میں رہیں۔ اُدھر زخمی صحابہ اپنی مرہم پٹی میں مشغول تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ (پ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۴) ترجمہ۔ کافروں کی تلاش اور اُن کے ساتھ جنگ میں سُستی مت کرو اور کمزوری مت ظاہر کرو اگرچہ تم زخم کھائے ہوئے اور تھکے ہوئے ہو۔ تم کو زخم آئے ہیں اور غم میں مبتلا ہو تو کفارِ قریش بھی زخمی اور غم سے بھرے ہوئے ہیں جیسا کہ تم مبتلائے رنج و غم ہو۔ لیکن تم کو خدا سے ثواب کی اُمید ہے اور انکو کوئی اُمید نہیں۔ خدا کا یہ فرمان سُنکر صحابہ باوجود تکلیف اور زخم کے مشرکین کے تعاقب میں مدینہ سے نکلے امیر المومنینؑ نے عَلم بلند کیا اور اُن کے آگے آگے چلے۔ جب آنحضرتؐ صحابہ کے ساتھ حمراء الاسد تک پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل دُور تھا قریش روحا میں ٹھہرے تھے۔ عکرمہ پسر ابو جہل لعنہ اللہ، حارث بن ہشام، عمرو بن عاص

اور خالد بن ولید کی رائے تھی کہ مدینہ پر حملہ کر دیں کیونکہ ان کے سر برآوردہ لوگوں کو ہم قتل کر چکے ہیں اور سب سے زیادہ بہادر حمزہؓ کو ہلاک کر چکے ہیں۔ اب چل کر ان کے مال و متاع کو لوٹ لیں اور ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو اپنی آغوش میں لیں۔ اسی اثناء میں ایک شخص اُن کی طرف سے گزرا جو مدینہ سے مکہ جا رہا تھا۔ اُن لوگوں نے اُس سے آنحضرتؐ کا حال دریافت کیا اُس نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے اصحاب کو مَیں نے حمراء الاسد میں چھوڑا ہے جو تمہارے تعاقب میں آرہے ہیں اور نہایت سختی اور تیزی سے چل رہے ہیں اور عنقریب علیؑ بن ابی طالب مقدمہ لشکر کے ساتھ پہنچنے والے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا یہ واپس ہونا نامردی اور بغاوت ہے اور جو گروہ کہ بغاوت کرتا ہے رستگاری اور نجات نہیں پاتا۔ اب جبکہ ہم کو فتح حاصل ہوئی ہے اگر ہم واپس چلے جائیں گے تو مغلوب ہو جائیں گے۔ پھر نعیم بن مسعود اشجعی اُن کی طرف سے گذرا۔ ابوسفیان نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو؟ کہا اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ وغیرہ خریدنے مدینہ جا رہا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا اگر حمراء الاسد کے راستہ سے جاؤ اور محمدؐ اور اُن کے اصحاب سے ملاقات ہو تو اُن کو بتا دینا کہ قبائل عرب کے سردار اور اُن کے ہمراہی ہماری مدد کے لئے جمع ہو گئے ہیں۔ اور اُن کو خوب ڈرا دینا تاکہ وہ مدینہ واپس چلے جائیں۔ مَیں تم کو دس اُونٹ خرما اور منقہ دیتا ہوں۔ نعیم نے منظور کر لیا اور دوسرے روز حمراء الاسد پہنچا۔ آنحضرتؐ کے اصحاب سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا قریش کے تعاقب میں۔ اُس نے کہا واپس جاؤ کیونکہ قریش کے ہم سوگند تمام قبیلے جو جنگِ اُحد میں نہیں آئے تھے اُن کے ساتھ آکر جمع ہو گئے ہیں اور عنقریب اُن کا مقدمہ جیش آیا چاہتا ہے۔ تم لوگوں کو اُن سے مقابلہ کی تاب و طاقت نہیں ہے۔ مسلمانوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ہم ان کی پروا نہیں کرتے۔ پھر جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے رسولؐ اللہ اب آپ واپس جائیے کیونکہ خدا نے کفار قریش کے دلوں میں آپ کا رُعب اور خوف ڈال دیا ہے اور وہ مکہ واپس چلے گئے تو آنحضرتؐ جمعہ کو مدینہ واپس آئے اور خدا نے یہ آیتیں نازل کیں اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ (پ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۲) جن لوگوں نے خدا اور رسولؐ کے حکم کو قبول کیا بعد اس کے کہ ان کو جنگ میں زخم آئے تھے اور اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اجرِ عظیم ہے۔ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (پ ۴ سورۃ مذکور آیت ۱۷۳) وہ لوگ یعنی نعیم بن مسعود جن سے لوگوں نے یعنی ابوسفیان نے کہا کہ تمہارے ساتھ جنگ کے لئے لشکر جمع ہوا ہے تو اُن سے ڈرو تو یہ بات ان کے ایمان کی زیادتی کا سبب ہوئی اور وہ بولے کہ ہمارے لئے خدا کافی ہے اور وہ ہمارا کیا اچھا مددگار ہے۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ (پ ۴ آیت ۱۷۴ سورۃ مذکور) تو وہ لوگ خدا کی نعمت اور اُس کے فضل کے ساتھ واپس ہوئے اور اُن کو کوئی تکلیف اور اذیت نہیں پہنچی انہوں نے خدا کی

خوشنودی پیشِ نظر رکھی اور خدا بڑا فضل والا ہے۔ احادیث معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص کسی دشمن سے کہے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تو اُس کو دشمن سے کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ جب اُن لوگوں نے یہ بات کہی تو خدا کی نعمت اور اُس کے فضل کے ساتھ امن و امان سے واپس ہو گئے۔

شیخ طبرسی نے ابان بن عثمان سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگ حمراء الاسد کو گئے، ایک فاسقہ عورت جس کو عصما کہتے تھے جو بنی حطمہ سے تھی اور وہ اوس و خزرج کی مجلسوں میں جایا کرتی تھی ان جلسوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذمت میں اشعار پڑھا کرتی تھی اور لوگوں کو آنحضرتؐ سے جنگ کی ترغیب دیا کرتی تھی۔ اُس وقت بنی حطمہ میں ایک شخص عمیر بن عدی کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ جب حضرتؐ واپس مدینہ چلے گئے تو عمیر نے دوسرے روز صبح کو اُس عورت کو قتل کر دیا اور حضرتؐ کی خدمت میں واپس چلے آئے۔ اور عرض کی میں نے عصما کو قتل کر دیا اس لئے کہ آپ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ حضرتؐ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ وہ مرد ہے جو غائبانہ خدا اور رسولؐ کی نصرت کیا کرتا ہے اُس عورت کا خون پامال ہے کسی کو اُس کا دعوٰے نہ ہوگا۔ عمیر کہتے ہیں کہ جب میں نے واپس جا کر دیکھا تو اُس کے لڑکے اُس کو دفن کر رہے تھے اور کسی نے مجھ سے اُس کے قتل پر کوئی بات نہیں کہی۔

ابن ابی الحدید اور ابن اثیر نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ حمراء الاسد سے واپس ہوئے راستے میں معاویہ بن مغیرہ ابن ابی العاص اور ابو عزہ جمحی کو گرفتار کیا جو لشکر کفار سے جاسوسی کے لئے آئے تھے حضرتؐ کے حکم سے ابو عزہ کی گردن مار دی گئی جیسا کہ گذر چکا۔ معاویہ مذکور نے جناب حمزہؓ کی ناک اور بعض اعضائے جسم کاٹے تھے وہ راستہ بھول گیا تھا جناب عثمان کے گھر صبح کو پناہ لینے پہنچا۔ انہوں نے دیکھا تو کہا تُو نے تو مجھے بھی اور اپنے تئیں بھی ہلاک کیا اُس نے کہا تم میرے خاندان میں میرے سب سے قریب کے رشتہ دار ہو اس لئے آیا ہوں کہ تم میرے واسطے امان طلب کرو۔ جناب عثمان نے اس کو اپنے گھر میں چھپا دیا اور حضرتؐ کے پاس آئے تاکہ معلوم کریں کہ اُس کے بارے میں کیا تذکرہ ہو رہا ہے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرتؐ کو کہتے ہوئے سُنا کہ معاویہ مدینہ میں ہے اُس کو تلاش کرو۔ ایک صحابی نے کہا وہ تو عثمان کے گھر میں ہے۔ لوگ اُن کے گھر پہنچے، اُمِ کلثوم ربیبۂ سرورِ کائنات نے بتا دیا کہ وہ فلاں مقام پر چھپا ہوا ہے۔ لوگوں نے اُس کو باہر نکالا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ جب عثمان نے دیکھا کہ اُس کو لوگ پکڑ لائے تو حضرتؐ سے عرض کی خدا کی قسم مَیں اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ حضرتؐ سے اُس کے واسطے امان طلب کروں۔ یا حضرتؐ اُسے مجھ کو بخش دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا مَیں نے اُسے تم کو بخش تو دیا مگر تین دن کے بعد وہ مدینہ یا اُس کے قرب و جوار میں کہیں نہ دکھائی دے۔ اگر کوئی اس کو دیکھے تو قتل کر دے۔ عثمان نے جلد جلد اُس کیلئے سفر کا انتظام کیا اور ایک اُونٹ خرید کر اُس کو دیا اور روانہ کر دیا اور آنحضرتؐ غزوۂ حمراء الاسد کی طرف

متوجہ ہوئے۔ اور معاویہ تین روز تک مدینہ میں مقیم رہا تاکہ حضرتؐ کے حالات سے مشرکین کو آگاہ کرے چوتھے روز حضرتؐ نے فرمایا کون ہے جو معاویہ کو تلاش کرکے میرے پاس حاضر کرے۔ یہ سُنکر زید بن حارثہ اور عمار یاسر نے اس کو تلاش کرنا شروع کیا۔ چونکہ وُہ راستہ بُھول گیا تھا اور ابھی مدینہ کے قریب ہی تھا، اس لیئے زید نے اس کو ایک تلوار ماری۔ عمار نے کہا میرا بھی حق ہے اور ایک تیر اُس کو مارا اور اُس کو قتل کر دیا اور اُس کی اطلاع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی [1]

سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنینؑ جنگ اُحد سے واپس ہوئے آپؑ کے جسم اقدس پر اسّی زخم آئے تھے جس میں بتیاں رکھی جاتی تھیں۔ آنحضرتؐ آپ کی عیادت کو آئے جناب امیرؑ ایک کھال پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے اُن کو دیکھا تو رونے لگے اور فرمایا جو شخص راہِ خدا میں ایسی تکلیف اُٹھاتا ہے خدا پر لازم ہے کہ اُس کو بے انتہا ثواب کرامت فرمائے۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ بھی روئے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے آپؐ کی طرف سے منہ نہیں موڑا اور نہ بھاگا لیکن غم یہ ہے کہ کاش شہادت حاصل ہوتی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا انشاء اللہ تم کو شہادت بھی نصیب ہوگی۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ ابوسفیان نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے اور دھمکی دی ہے اور کہلایا ہے کہ ہمارا اور تمہارا مقابلہ حمراء الاسد میں ہوگا جناب امیرؑ نے عرض کی یارسولؐ اللہ میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں میں حاضر ہوں اور سب سے پہلے اس جنگ کے لیئے تیار ہوں اگرچہ (تکلیف و ناتوانی کے سبب) لوگ میرا ہاتھ پکڑ کے لے چلیں۔ اُس وقت خداوند عالم نے امیر المومنینؑ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ (پ۴ سورۂ آل عمران آیت ۱۴۶) یعنی (مسلمانو) ایسے بہت سے پیغمبرؑ گزرے ہیں جنکے ساتھ بہتیرے اللہ والوں نے جہاد کیا اور انپر خدا کی راہ میں جو مصیبت پڑی تو نہ اُنہوں نے ہمت ہاری اور نہ بزدلی دکھائی اور نہ (دشمن کے سامنے) گڑ گڑائے۔ اور خدا تو ثابت قدم رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں یہی سبب تھا کہ عثمان نے کلثوم ربیبۂ پیغمبرؐ کو شہید کر دیا کیونکہ اُنہوں نے معاویہ کا پتہ لوگوں کو بتا دیا تھا چنانچہ آیندہ مفصل ذکر آئے گا۔

چونتیسواں باب ۳۴

اُن غزوات اور واقعات کا بیان جو جنگِ اُحد اور جنگِ احزاب کے درمیان واقع ہوئے اور اس میں چند فصلیں ہیں

فصل اوّل } غزوۂ رجیع کا بیان:۔ شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عضل اور دیش کے قبیلہ کے ایک گروہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ کچھ لوگوں کو ہمارے ساتھ بھیجئے جو ہم کو قرآن و معالم دین کی تعلیم دیں۔ آنحضرتؐ نے مرثد بن ابی مرثد غنوی، خالد بن بکیر، عاصم بن ثابت، خبیب بن عدی، زید بن ثنہ اور عبداللہ بن طارق کو ان کے ساتھ بھیجا اور مرثد کو ان کا سردار بنایا۔ جب وُہ لوگ رجیع میں پہنچے جو قبیلہ ہذیل کا ایک چشمہ تھا۔ ان کا ایک گروہ جسکو بنی لحیان کہتے تھے آیا اور تمام مسلمانوں کو شہید کر گیا۔ چونکہ سلافہ دختر سعد کے دو لڑکوں کو عاصم نے جنگ اُحد میں قتل کیا تھا اس لیئے اُس ملعونہ نے نذر کیا تھا کہ عاصم کے کاسۂ سر میں شراب پیئے گی۔ جب عاصم کو اُن لوگوں نے شہید کر دیا تو چاہا کہ اُن کے سر کو اُس ملعونہ کے ہاتھ بیچ دیں تو بحکم خدا بے شمار بھڑیں اُن کے سر کے گرد جمع ہوگئیں اور جو شخص اُن کے سر کے قریب آتا اُس کو ڈنک مارتیں اس لیئے وُہ لوگ اُن کا سر جُدا نہ کر سکے۔ لوگوں نے کہا چھوڑ دو رات کے وقت جب بھڑیں دُور ہو جائیں گی تو سر کاٹ لینگے جب رات آئی تو بحکم خدا ایک سیل آئی اور عاصم کو بہا لے گئی کہ اُن کا لوگوں کو پتہ بھی نہ چلا۔ بیان کرتے ہیں کہ عاصم نے قسم کھائی تھی کہ اُن کا جسم ہرگز کسی کافر کے جسم سے مس نہ ہونے پائے گا لہذا خدا نے مرنے کے بعد بھی اُن کے بدن کو کسی کافر سے مس نہ ہونے دیا۔ بعض معتبر روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے خبیب اور زید کو قید کر لیا اور اُن کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا اور اُن کو مکہ لے جاکر قریش کے کافروں کے ہاتھ فروخت کر دیا روایت ہے کہ خبیب کو حارث کی ایک لڑکی کے سپرد کر دیا تھا۔ وُہ کہتی ہے کہ میں نے خبیب سے بہتر کسی مرد کو نہیں دیکھا تھا۔ ایک دن میرا ایک لڑکا جو گھٹنیوں چلنے لگا تھا اُن کی گود میں بیٹھا تھا اور خبیب چاقو ہاتھ میں لیئے ہوئے تھے۔ مَیں ڈری۔ خبیب نے کہا تم کو یہ خوف ہے کہ مَیں اس بچہ کو مار ڈالوں گا۔ خدا کی قسم ہرگز نہیں مکر و فریب ہمارا طریقہ نہیں ہے۔ دوسرے روز مَیں نے دیکھا کہ لوگوں نے ان کو زنجیر میں اس طرح کس دیا تھا کہ وُہ حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اور اُن کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ تھا حالانکہ وُہ انگور کی فصل نہ تھی۔ میں نے پوچھا یہ کہاں سے تم کو ملا؟ وُہ بولے میرے خدا نے بھیجا ہے۔ غرض اُن کو حرم سے باہر لائے تاکہ قتل کریں۔ انہوں نے کہا مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ نماز کے بعد انہوں نے دُعا کے لیئے ہاتھ اُٹھائے اور قریش پر نفرین کی اور چند شعر خدا کی خوشنودی اور راہِ خدا میں رضا و رغبت کے ساتھ قتل ہونے کے

اظہار میں پڑھے۔ لوگوں نے ان کو زندہ دار پر کھینچ دیا اُس وقت وُہ بولے خداوندا کوئی میرے قریب نہیں جس سے کہوں کہ میرا اسلام تیرے رسُولؐ کو پہنچائے خداوندا تُو ان کو میرا اسلام پہنچا دینا۔ غرض ابوعقبہ ابن حارث نے ان کو شہید کر دیا۔ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا تو آپؐ نے زبیر اور مقداد کو بھیجا کہ اُن کو دار سے اُتار لائیں۔ جب وُہ لوگ مکہ پہنچے دیکھا چالیس مشرکین ان کے گرد خوب شراب پی کر سوئے ہوئے ہیں۔ اُن لوگوں نے اُن کو دار پر سے اُتارا۔ اُن کا جسم خشک نہ ہوا تھا۔ وُہ اپنے زخم پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب اُنہوں نے ہاتھ ہٹایا تو زخم سے خُون جاری ہو گیا جس کا رنگ تو خون کا تھا اور اُس کی بُو مشک کی تھی۔ کفار قریش کو معلوم ہوا تو وُہ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ ان لوگوں نے ان کی لاش زمین پہ رکھ دی تاکہ مشرکین سے جنگ کریں۔ زمین نے ان کی لاش اپنے اندر چھپالی اور زبیر و مقداد واپس آئے۔

فصل دوسری } غزوہ معونہ کا تذکرہ:۔ شیخ طبرسی، ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ ابو براء عامر بن مالک جو بنی عامر بن صعصعہ کا بزرگ تھا آنحضرتؐ کی خدمت میں کچھ ہدیئے لے کر مدینہ آیا حضرتؐ نے قبول نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں مشرکین کے ہدیئے قبول نہیں کرتا۔ تو مسلمان ہو جا تو تیرے ہدیئے قبول کروں گا۔ وُہ مسلمان تو نہیں ہوا لیکن قطعی انکار بھی نہ کیا، اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، یہ امر جس کی آپ دعوت دیتے ہیں نیک ہے۔ اگر اہلِ نجد کی طرف اپنے کسی صحابی کو بھیجئے جو اُن کو اسلام کی دعوت دے تو مجھے اُمید ہے کہ وُہ قبول کریں گے۔ ابو براء نے کہا کہ وُہ لوگ میری امان میں ہوں گے اور کسی کی مجال نہیں کہ ان کو کوئی ایذا پہنچا سکے۔ آنحضرتؐ نے ستّر اشخاص اور بروایتے چالیس افراد، ایک روایت کے مطابق کچھ کم جو سب سے بہتر لوگ تھے منذر بن عمرو کے ہمراہ کیا۔ وُہ لوگ ہجرت کے چوتھے سال ماہِ صفر میں جبکہ جنگ اُحد کو چار مہینے ہوئے تھے روانہ ہوئے اور چاہ معونہ پر پہنچے۔ حرام بن ملحان حضرتؐ کا خط لے کر عامر بن طفیل کے پاس گئے۔ عامر نے حضرتؐ کا خط نہ لیا تو حرام نے باوازِ بلند کہا اے اہلِ چاہ معونہ میں رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہوں میں خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفےٰ امام سیدالانبیا کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں لہٰذا خدا اور رسُولؐ پر ایمان لاؤ۔ جب یہ ندا دے چکے تو ایک ملعون اپنے خیمہ سے نکلا اور حرام کے پہلو پر نیزہ مارا جو دُوسری طرف سے نکل آیا۔ حرام نے کہا اللہ اکبر پروردگارِ کعبہ کی قسم میں سعادتِ ابدی پر فائز ہوا۔ پھر عامر بن طفیل نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو آواز دی کہ مسلمانوں کو قتل کر دو۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور کہا ہم ابو براء کے امان کو نہ توڑیں گے۔ پھر بنی سلیم کے چند لوگوں عصیہ، رعل اور ذکوان کو اپنی مدد کے لیئے بلایا۔ اُن لوگوں نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مسلمانوں نے تلواریں نکال کر ان سے جنگ کی اور تمام مسلمان مارے گئے۔ کعب بن زید نہایت زخمی ہو گئے تھے اور کشتوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے ان کو مُردہ سمجھ کر چھوڑ دیا اس لیئے وُہ بچ گئے۔ وُہ جنگِ خندق میں شہید ہوئے۔ اور عمرو بن امیہ ضمری اور ایک انصاری مسلمانوں کے تمام اُونٹ صحرا میں چرانے لے گئے تھے اس واقعہ کی ان کو اطلاع نہ تھی۔ جب وُہ لوگ واپس آئے تو مسلمانوں کو خاک و خون میں

آلودہ زمین پر پڑا دیکھا۔ انصاری نے عمرو سے کہا کیا ارادہ ہے؟ اُس نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاتا ہوں۔ انصاری نے کہا جس مقام پر منذر بن عمرو شہید ہوئے وہاں سے میں نہیں جاؤں گا اور تلوار کھینچ کر جہاد کیا آخر شہید ہو گیا۔ اور عمرو کو کفار نے قید کر لیا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ وُہ قبیلۂ مضر سے ہے اس کو قتل نہیں کیا۔ اور کہا میری ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا تھا لہٰذا اس کے عوض اس کو آزاد کرتا ہوں۔ غرض عمرو آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آنحضرتؐ سُنکر بہت روئے اور غمگین ہوئے اور فرمایا کہ یہ سب ابو براء نے کیا مجھے اُسی کا خوف تھا۔ حسّان بن ثابت اور کعب بن مالک نے ابو براء اور اُس کی عہد شکنی کی مذمت میں اشعار کہے۔ جب یہ خبر ابو براء کو معلوم ہوئی تو لوگ کہتے ہیں کہ وُہ غصّہ کے سبب ہلاک ہو گیا۔ اور ربیعہ پسرِ ابو براء نے اپنے باپ کی عہد شکنی کی تلافی میں عامر کو نیزہ مارا وُہ گھوڑے سے گھوم پڑا اور نہ مرا۔ حضرتؐ نے اُس پر لعنت کی اور اُس سے طاعون کا وعدہ کیا اُسی میں وُہ جہنم واصل ہوا جیسا کہ معجزات کے ابواب میں گزر چکا۔ بعض روایتوں کے مطابق یہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا الخ (پ ۴ آیت ۱۶۹ سورۃ آلعمران) (خدا کی راہ میں جو لوگ مارے گئے ان کو مُردہ مت سمجھو وُہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے روزی پاتے ہیں) شہدائے چاہِ معونہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ایک روایت ہے کہ دُوسری یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ جو قرآن میں داخل نہیں کی گئی۔ بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِىَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ یعنی ہماری قوم کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی اس حال میں کہ وُہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اُس سے راضی ہیں۔"

فصل تیسری } غزوۂ بنی نضیر کا بیان:۔ شیخ طبرسی اور علی بن ابراہیم اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو بنو نضیر نے جو مدینہ کے سب سے بہتر لوگ تھے آنحضرتؐ سے اس بات پر صلح کر لی کہ مسلمانوں سے نہ جنگ کریں گے نہ کسی کی اس معاملہ میں مدد کریں گے۔ حضرتؐ نے اس شرط پر امان دے دی لہٰذا جب جنگ بدر واقع ہوئی اور آنحضرتؐ مشرکین پر غالب ہوئے تو ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی پیشگوئی ہم نے توریت میں دیکھی ہے جس کا دین کبھی زائل نہ ہو گا۔ جب اُحد کی جنگ ہوئی اور مسلمان میدان سے بھاگے تو وُہ شک و شبہہ میں گرفتار ہو گئے اور اپنے عہد کو توڑ ڈالا۔ اور کعب بن اشرف چالیس یہودیوں کے ساتھ مکہ میں آیا اور اُن لوگوں نے ان کی مدد و اعانت پر قسم کھائی اور آنحضرتؐ کے دفع پر اتفاق کیا اور ان کے ہم سوگند ہو گئے۔ ابوسفیان چالیس قریش کو لے کر اور کعب اپنے چالیس یہودیوں کے ساتھ کعبہ کے سامنے حاضر ہوئے اور ایک دُوسرے سے عہد و پیمان کیا۔ پھر کعب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ واپس آیا۔ اُدھر جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور آنحضرتؐ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور آنحضرتؐ کو خدا کی جانب سے حکم دیا کہ کعب بن اشرف کو قتل کر دیں۔ حضرتؐ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا انہوں نے اس کو قتل کر دیا جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا۔

سب سے پہلی نزاع جو بنی نضیر نے علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق آنحضرتؐ سے کی یہ تھی کہ مدینہ میں یہودیوں کے دو گروہ اولادِ جناب ہارونؑ میں سے تھے۔ بنی نظیر اور بنی قریظہ۔ بنی قریظہ سات سو افراد تھے اور بنی نظیر ایک ہزار اور یہ مال و دولت میں بنی قریظہ سے زیادہ تھے۔ اور بنی نظیر عبداللہ بن ابی کے ہم سوگند تھے۔ جب ان دونوں قبیلوں میں سے کوئی قتل کر دیا جاتا۔ اگر وُہ بنی نظیر میں ہوتا تو وُہ کہتے کہ ہم راضی نہیں ہو سکتے کہ ہمارے ایک آدمی کے عوض میں تمہارا ایک آدمی قتل کیا جائے۔ اس معاملہ میں اُن کی نزاع بہت بڑھ گئی۔ آخر آنحضرتؐ کی خدمت میں بالاتفاق نامہ لکھا کہ اگر بنی نظیر کا کوئی شخص بنو قریظہ کے کسی آدمی کو مار ڈالتا ہے تو وُہ لوگ اس کو بُرے حال سے گدھے پر سوار کر کے اُس کا مُنہ کالا کر دیتے ہیں اور آدھا خونبہا لیتے ہیں۔ اور بنی قریظہ کا کوئی شخص بنی نضیر کے کسی آدمی کو مار ڈالتا ہے تو وُہ پُوری دیت لیتے ہیں اور اُس کے عوض اُس کو قتل بھی کر دیتے ہیں۔ جب آنحضرتؐ مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے اور اوس و خزرج مسلمان ہوئے یہودی کمزور ہو گئے اُسی اثناء میں قریظہ کے ایک شخص نے بنی نظیر کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ انہوں نے بنی قریظہ کے پاس پیغام بھیجا کہ خونبہا اور قاتل کو ہمارے سپرد کرو تاکہ ہم اس کو قتل کریں۔ قریظہ والوں نے کہا یہ توریت کا حکم نہیں ہے تم جبراً ایسا چاہتے ہو۔ ہم تو اس امر پر راضی نہیں ہو سکتے۔ یا دیت لے لو یا قاتل کو قتل کر دو۔ اگر اس فیصلہ کو قبول نہیں کرتے ہو تو ہم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثالث قرار دیتے ہیں۔ بنی نظیر عبداللہ بن ابی کے پاس گئے اور کہا جاؤ محمدؐ سے اس معاملہ میں گفتگو کرو کہ ہمارے اور اُن کے درمیان جو عہد ہوا ہے اسکو نہ توڑیں۔ عبداللہ نے کہا تم کسی اور کو میرے ساتھ ان کے پاس بھیجو تاکہ وُہ میری اور ان کی باتیں سُنے۔ اگر تمہاری خواہش کے مطابق وُہ فیصلہ کریں منظور کر لینا ورنہ مت راضی ہونا۔ غرض کسی کو اُس کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس بھیجا۔ عبداللہ نے حضرتؐ سے کہا کہ یہ دونوں فریق قریظہ اور بنی نظیر نے آپس میں ایسا عہد و پیمان مضبوط کر رکھا ہے اور اب بنی قریظہ عہد کو توڑ رہے ہیں اور آپؐ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپؐ ان کے خط اور عہد کو مت ضائع کریں کیونکہ بنی نضیر قوت و شوکت میں زیادہ ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں فتنہ نہ برپا ہو جس کا پھر تدارک نہ ہو سکے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی اس تہدید آمیز گفتگو سے آزردہ ہوئے تو جبرئیلؑ یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے:- يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ (پ۶ سورۃ مائدہ آیت۴۱) اے بلند مرتبہ رسُولؐ تم کو ان لوگوں کی باتیں رنجیدہ نہ کریں جو کفر کی طرف دوڑ گئے ہیں جو زبان سے کہتے تو ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن اُن کے دل ایمان سے بے بہرہ ہیں یعنی عبداللہ بن ابی جو منافق تھا۔" وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ (پ۶ آیت۴۱ سورۃ مائدہ) اور یہودیوں میں کچھ لوگ تمہاری باتیں سُننا چاہتے ہیں تاکہ تم کو ابن ابی کے سامنے اور اُن لوگوں کے سامنے جھٹلائیں جو تمہارے پاس بنی نضیر کی جانب سے ابن ابی کے ساتھ نہیں آئے ہیں۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ

تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا (پ۶ آیت۴۱ سورۃ مائدہ) وُہ لوگ ان کلمات کو ان کے مقام سے بدل دیتے ہیں جہاں خدا نے ان کو قرار دیا ہے اور کہتے ہیں کہ اگر وُہ تم کو دیں جو کچھ تم چاہتے ہو تب تو مان لو اگر وُہ نہ دیں تو مت مانو۔ یہ اشارہ ہے ابن ابی کی باتوں کی طرف جو اُس نے بنی نضیر سے کہا تھا آخر آیت تک جو خداوند عالم نے اس واقعہ میں ظاہر کیا ہے اور آنحضرتؐ نے بنی نضیر کی خواہش کو جو حکمِ توریت کے خلاف تھی رد کر دیا اور بنی قریظہ کے بارے میں فیصلہ کیا۔

بنی نضیر کی امان شکنی کا دُوسرا سبب یہ ہُوا کہ جب عمرو بن عمید چاہ معونہ سے واپس ہوئے راستہ میں بنی عامر کے دو کافروں سے جو آنحضرتؐ کی امان میں تھے ملاقات ہوئی۔ عمرو کو آنحضرتؐ کی امان دہی کی اطلاع نہ تھی۔ وُہ دونوں سو گئے تو عمرو نے دونوں کو قتل کر دیا۔ مدینہ میں پہنچے تو آنحضرتؐ کو ان کے قتل کی اطلاع دی۔ حضرتؐ نے فرمایا تم نے بُرا کیا دو شخصوں کو جو ہماری امان میں تھے قتل کیا۔ پھر حضرتؐ نے چاہا کہ اُن کا خونبہا دے دیں اس غرض سے قلاع بنی قریظہ کی طرف صحابہ کی ایک جماعت کے ہمراہ گئے تاکہ اُن سے قرض لے کر دیت ادا کر دیں اور علی ابن ابراہیم، شیخ طبرسی اور بعض مفسروں کی روایت کے مطابق کعب بن الاشرف کے پاس گئے ابھی کعب مارا نہیں گیا تھا۔ اُس نے حضرتؐ کو دیکھا تو بہت خوش ہُوا اور بڑی تعظیم و تکریم کی اور کھانا لانے کے بہانے اُٹھا اور دل میں یہ ارادہ تھا کہ آنحضرتؐ کے قتل کی تدبیر کرے۔ اور دوسری روایت کے مطابق آنحضرتؐ حی بن اخطب اور بنی نضیر کے چند رئیسوں کے پاس گئے اور اُن سے قرض طلب کیا۔ انہوں نے بظاہر منظور کر لیا اور حضرتؐ کو ایک دیوار کے سایہ میں بٹھایا اور خود باہر نکلے۔ حی بن اخطب نے کہا کہ کوئی کوٹھے پر جا کر حضرتؐ پر ایک بڑا پتھر پھینک دو تاکہ وُہ ہلاک ہو جائیں (معاذ اللہ)۔ عمرو بن جحاش نے کہا میں یہ کام کرتا ہوں۔ سلام بن مشکم نے کہا نہیں ایسا مت کرو خدا آنؐ کو تمہارے ارادہ سے آگاہ کر دے گا۔ اسی اثناء میں جبرئیلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو اُن کے قصد سے مطلع کیا۔ حضرتؐ اُن کے گھر سے نکل کر مدینہ واپس چلے آئے۔ عبداللہ بن صوریا نے اُن سے کہا یقیناً خدا نے تمہارے ارادہ سے اُن کو آگاہ کر دیا اور اب سب سے پہلے جو شخص تمہارے پاس آئے گا وُہ تمہارے لیے اس شہر سے نکل جانے کا حکم آنحضرتؐ کی طرف سے لے کر آئے گا۔ لہٰذا میری دو باتوں میں سے ایک بات مان لو۔ اوّل یہ کہ سب مسلمان ہو جاؤ تاکہ تمہارے گھر، مال و اسباب محفوظ ہو جائیں یا جس وقت وُہ چلے جانے کا حکم دیں تو بے تامل یہاں سے چلے جاؤ۔ لیکن میری پہلی بات تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہونا تو ہرگز قبول نہیں کرتے۔

غرض آنحضرتؐ نے محمد بن مسلمہ کو یہ پیغام دے کر بنی نضیر کے پاس بھیجا کہ خدا نے مجھ کو تمہارے ارادہ سے جو میرے متعلق تم نے کیا آگاہ کر دیا لہٰذا اب یا تو ہمارے شہر سے نکل جاؤ یا جنگ کے لیے تیار رہو۔ میں تین روز کی تم کو مہلت دیتا ہوں۔ انہوں نے پہلے تو کہہ دیا کہ ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔ اُس کے بعد عبداللہ بن ابی نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ ہرگز مدینہ سے مت جاؤ بلکہ اُن سے جنگ کرو۔ میں اپنے عزیزوں اور اپنی قوم کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا اور بنی قریظہ اور اُن کے جانشین بنی غطفان تمہاری اعانت کریں گے اگر تم مدینہ سے نکلے جاتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے اور اگر جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ

شریک ہو کر جنگ کریں گے۔ یہ سُنکر اُن لوگوں نے اپنی جگہ رہنے کا ارادہ کیا اور جنگ کے لیئے تیار ہوئے اور اپنے
قلعے تعمیر کیئے اور حضرتؐ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم تو باہر نہیں جائیں گے آپ جو چاہیں کریں۔ یہ سُنکر حضرتؐ
اُٹھے اور فرمایا اللہ اکبر۔ آپؐ کے اصحاب نے بھی اللہ اکبر کہا۔ حضرتؐ نے امیرالمؤمنینؑ سے فرمایا کہ عَلم سنبھالو
اور بنی نضیر کے قلعوں کی طرف جاؤ۔ امیرالمومنینؑ اُس طرف روانہ ہوئے اور حضرتؐ اُن کے پیچھے چلے اور اُن
کفار کا جا کر محاصرہ کر لیا۔ لیکن عبداللہ بن ابی اور بنو قریظہ نے اُن کا ساتھ نہ دیا۔ حضرتؐ نے پندرہ یا اکیس
روز تک محاصرہ کیا۔ شیخ مفید اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ بنو نضیر کی طرف متوجہ
ہوئے تو فرمایا کہ میرا خیمہ بنی حطمہ کے قبیلہ سے بہت دُور نصب کیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔ رات
کے وقت بنی نضیر کے ایک شخص نے ایک تیر آنحضرتؐ کے خیمہ پر مارا، تو حضرتؐ کے حکم سے خیمہ دامنِ کوہ میں
برپا کیا گیا اور مہاجرین و انصار آپؐ کے خیمہ کے گرد جمع ہو گئے۔ رات کے وقت حیدرِ کرار وہاں سے کہیں
پوشیدہ طور سے چلے گئے۔ لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ نہیں دکھائی دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کسی
ایسے کام میں مشغول ہوں گے جس میں تمہارے امور کی بہتری ہو گی۔ تھوڑی ہی دیر میں امیرالمومنینؑ اُس
مرد یہودی کا سر لیئے ہوئے حاضر ہوئے جس نے حضرتؐ کے خیمہ پر تیر مارا تھا۔ اُس کو عزورا کہتے تھے حضرتؑ
نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں سر ڈالدیا۔ حضرتؐ نے پوچھا اس کو کس طرح مارا؟
عرض کی میں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ مرد خبیث بہت جری و شجاع ہے کہ اس نے ایسی حرکت کی اور میں سمجھتا تھا کہ
یہ رات کے وقت ضرور نکلے گا اور کوئی ایسی ہی حرکت پھر کرے گا۔ لہذا میں گیا اور اُس کی تاک میں بیٹھا۔ جب
رات اندھیری ہو گئی تو وُہ نو آدمیوں کے ساتھ قلعے سے نکلا۔ سب تلواریں ہاتھ میں لیئے ہوئے تھے۔ مَیں نے
اُس پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اُس کے ہمراہی بھاگ گئے اُن کا پتہ نہ چلا۔ اب پھر جاتا ہوں اور اُن کو بھی
قتل کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے ان کے ساتھ دس اصحاب کو روانہ کیا ان میں ابو دجانہؓ اور سہل بن حنیفؓ بھی تھے
یہ لوگ ان کے پاس پہنچے اور وُہ قبل اس کے کہ قلعہ میں داخل ہوں ان لوگوں نے اُن سب کو قتل کر دیا اور
اُن کے سر حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ حضرتؐ نے حکم دیا تو اُن سروں کو بنی حطمہ کے کسی کنوئیں میں ڈالدیا
اس سبب سے بنی نضیر کے قلعے فتح ہو گئے۔ انہی لوگوں نے روایت کی ہے کہ کعب بن الاشرف بھی اُسی
رات کو مارا گیا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ ان کے مکانات تباہ و منہدم کرنے پر متوجہ
ہوئے۔ ان لوگوں نے یہ دیکھا تو اپنے ہاتھوں سے اچھے اور بہتر مکانات گرا دیئے۔ حضرتؐ نے حکم دیا کہ
ان کے درختہائے خرما بھی کاٹ ڈالے جائیں جو ان کی قطع اُمید و طمع کا باعث ہو۔ یہودیوں نے کہا اے محمدؐ
خدا نے آپ کو خرابی و بربادی کے لیئے نہیں مبعوث فرمایا ہے آپ درختوں کو کیوں کاٹتے ہیں اگر وُہ آپ کے
ہیں تو آپ کو مبارک، اگر وُہ ہمارے ہیں تو ہمارے واسطے چھوڑ دیجئے۔ غرض اُن کی حالت بہت خراب
ہوئی تو اُنہوں نے درخواست کی کہ ہمارے مال ہم کو دے دیجئے تاکہ ہم آپ کے شہر سے نکل جائیں حضرتؐ
نے فرمایا تمہارے تمام اموال نہیں دُوں گا جس قدر تمہارے اُونٹوں پر بار ہو سکیں اُسیقدر تم لے جا
سکتے ہو۔ یہودیوں نے منظور نہ کیا۔ پھر چند روز کے بعد عاجز ہو کر خواہش کی کہ اچھا جو آپ کہتے ہیں ہم اُسی پر

راضی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا چونکہ تم پہلے راضی نہیں ہوئے اب اس شرط پر امان دیتا ہوں کہ تم سب بغیر
کچھ لیئے چلے جاؤ۔ اگر کسی نے کوئی چیز لی تو اس کو قتل کر دوں گا۔ آخر وُہ اسی شرط پر راضی ہوئے اور
صرف اپنی جان سلامت لے کر چلے گئے۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے تین اشخاص پر ایک
اُونٹ اور ایک مشک دی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ حضرتؐ نے صرف اُن کے اسلحے لے لیئے اور فرمایا کہ جس قدر
سامان اونٹوں پر بار ہو سکے لے جاؤ۔ بیان کرتے ہیں کہ وُہ لوگ چھ سو اُونٹوں پر اپنے سامان لے گئے۔ اُن
کے ہتھیاروں میں پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں حضورؐ کو ملیں۔ چونکہ اُن کے تمام
مال بغیر جنگ کے حاصل ہوئے تھے اس لیئے وُہ سب حضرتؐ کی ملک قرار پائے۔ لیکن حضرتؐ نے تمام سامان و
اسباب تو مہاجرین کو تقسیم کر دیا اور ان کے مکانات، کھیت اور چشمے امیرالمومنینؑ کو دے دیئے۔ جنابِ امیرؑ
نے ان سب کو اولادِ جناب فاطمہؑ کے نام وقف کر دیا۔ بنی نضیر کے کچھ لوگ تو فدک اور وادی القریٰ کی طرف گئے
اور کچھ لوگ شام کے اطراف میں جا بسے۔ اور ایک روایت کے مطابق اُن میں سے کچھ لوگ خیبر میں جا کر آباد
ہو گئے۔ خدا نے سورۂ حشر میں یہ آیتیں اُن کے ذکر میں نازل فرمائیں:۔ هُوَ الَّذِيٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ
مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ (پ ۲۸ سورۃ حشر آیت ۲ تا ۴) وہ خدا وہ ہے جس نے اہل کتاب میں سے
جو کافر ہو گئے تھے ان کو ان کے مکانوں اور منزلوں سے پہلے ہی ہلے میں نکال باہر کیا یعنی بنی نضیر کو۔ اور
اے مومنین تم کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ وُہ نکل جائیں گے اور وُہ لوگ بھی یہ سمجھتے تھے کہ اُن کے قلعے اُن کو
عذابِ خدا سے بچا لیں گے۔ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ
يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝
اُن پر خدا کا عذاب آیا اُس جگہ سے جہاں سے ان کو اُمید نہ تھی اور خدا نے ان کے دلوں میں خوف و ہراس
پیدا کر دیا جبکہ وُہ اپنے ہاتھوں سے اپنے مکانات خراب و برباد کر رہے تھے اور مومنین بھی۔ لہٰذا اے
آنکھ والو اور سمجھنے والو عبرت حاصل کرو۔ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا
وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ (پ ۲۸ آیت ۳ سورۃ حشر) اور اگر خدا نے ان کے لیئے یہی لکھ دیا تھا
کہ وُہ گھروں سے نکالے جائیں اور آوارہ و سرگرداں ہوں تو یقیناً وُہ دُنیا میں اُن پر قتل اور اسیری کا
عذاب کرتا اور آخرت کا عذاب تو اُن کے لیئے تیار ہی ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ یہ عذاب اُن پر اس لیئے ہے کہ انہوں نے خدا و
رسولؐ کی دشمنی اور مخالفت کی اور جو شخص خدا سے دشمنی کرتا ہے تو خدا بڑا سخت عذاب کرنے والا ہے۔
مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝
(پ ۲۸ آیت ۵ سورۃ حشر) اے رسولؐ تم نے درختہائے خرما جو کاٹ ڈالے یا جو کچھ باقی رکھا وُہ سب خدا کے
حکم سے تھا تاکہ فاسقانِ یہود کو ذلیل و رسوا کرے۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ عتاب آمیز جواب یہودیوں
کی اُن باتوں کا تھا جو اُنہوں نے درختوں کے کاٹنے پر مسلمانوں سے کی تھیں۔ پھر خدا نے عبداللہ بن ابی اور

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ ... لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا ... لَكَاذِبُونَ ۝ رپ ۲۸ آیت ۱۱ سورۂ حشر ...ں سے کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ اپنے ... و محبت تمہارے ساتھ نکل چلیں ... لڑیں گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ... دیتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اس دعوے ... لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ ... يُنْصَرُونَ ۝ اگر یہودی مدینہ سے نکال دیئے جائیں تو ... اور اگر یہودیوں سے جنگ ہوگی تو وہ ان کی مدد نہ کریں گے۔ اور اگر ... ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے اور یہودیوں کو مدد سے محروم کر دیں گے۔ ... رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝ ایمان والو تمہارا خوف ان کے دلوں میں خدا سے بھی زیادہ ہے اس لئے کہ یہ لوگ خدا کی عظمت و جلالت سے بےخبر ہیں یہ سب مل کر بھی تم سے مقابل ہو کر نہیں لڑ سکتے مگر ہر طرف سے محفوظ آبادی یا کسی مضبوط دیوار ودل کی آڑ میں رہ کر۔ ان کی دھاک آپس میں ایک دوسرے پر تو بہت سخت ہے لیکن خدا نے ان کو تم سے خوفزدہ کر دیا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ سب کے سب منافقین و یہودی آپس میں متحد و متفق ہیں حالانکہ اُن کے قلوب ایک دوسرے سے پھٹے ہوتے ہیں اس لئے کہ یہ لوگ عقل سے بے بہرہ ہیں۔ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ یہ لوگ اُن لوگوں سے رجحالت میں قریب ہیں جو اُن سے پہلے گذر چکے جنہوں نے اپنی بداعمالیوں کا مزہ چکھا اور اُن کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ ان لوگوں سے مراد بنی قینقاع ہیں جو بہت جلد خدا و رسولؐ کے غضب میں گرفتار ہوئے تھے۔ خدا نے انہی سے عبداللہ بن ابی اور بنی نضیر کی مثال دی ہے۔ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ رپ سورۂ حشر آیت ۱۶) منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے کہ اُس نے انسان سے کہا کہ کافر ہو جا۔ جب وہ کافر ہو گیا تو بولا میں تو تم سے بیزار ہوں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ علی بن ابراہیم نے اس قصہ کے آخر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے اور چاہا کہ مال غنیمت صحابہ کے درمیان تقسیم کریں ہر چند وہ تمام مال آنحضرتؐ ہی کا تھا۔ چونکہ آنحضرتؐ نے جبکہ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے مقرر کر دیا تھا کہ انصار مہاجرین کو اپنے

مکانوں میں رکھیں اور ان کے اخراجات برداشت کریں اس لئے اب انصار کو اختیار دیا کہ دو باتوں میں جو چاہیں اپنے لئے پسند کریں۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ اگر تم کو منظور ہو تو یہ مال غنیمت مہاجرین کو تقسیم کر دوں اور ان کو تمہارے مکانوں سے علیحدہ کر دوں تاکہ وہ خود اپنے بار و اخراجات کے متحمل ہوں اور اگر تم کو یہ منظور نہ ہو کہ مال سب انصار و مہاجرین پر تقسیم کیا جائے تو پھر مہاجرین اُسی طرح تمہارے مکانوں میں تمہارے ساتھ رہیں گے اور اُن کے اخراجات کے متکفل بدستور سابق تم کو رہنا پڑے گا۔ انصار نے کہا آپؐ مہاجرین کو تقسیم کر دیں۔ حضرتؐ نے انصار کو اُس مال میں سے کچھ نہ دیا۔ سب مہاجرین پر تقسیم کر دیا۔ اور ان کو انصار کے مکانوں سے علیحدہ کر دیا۔ مگر سہل بن حنیفؓ اور ابودجانہؓ نے اپنی پریشانی کا اظہار کیا، تو آپؐ نے ان کو بھی کچھ دے دیا۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ انصار نے کہا کہ ہم مال غنیمت بھی مہاجرین کے لئے مخصوص کرتے ہیں پھر بھی ہمارے مکانات اور سامان اُن کے لئے حاضر ہیں۔ اُس وقت خدا نے ان کی مدح میں فرمایا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ رپ ۲۸ آیت ۹ سورۂ حشر یعنی وہ مہاجروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود اُن چیزوں کی حاجت رکھتے ہیں جو ایثار کرتے ہیں۔

چوتھی فصل
غزوۂ ذات الرقاع اور غزوۂ عسفان کا تذکرہ۔ شیخ طبرسی نے قول حق تعالےٰ وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ رپ ۵ آیت ۱۰۲ سورۃ النساء ۔) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ آیت نمازِ خوف کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ آنحضرتؐ عسفان میں، اور مشرکین ضجنان میں تھے اُسوقت حضرتؐ نے نمازِ خوف پڑھی اور بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید کا ظاہری اسلام بھی اسی سبب سے ہوا۔ اور ابوحمزہ ثمالی کی تفسیر سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگ بنی محارب و بنی انمار کے لئے گئے، خداوند عالم نے ان کو ہزیمت دی وہ اپنے مال و اولاد کو بچا لے گئے۔ حضرتؐ نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں قیام فرمایا۔ چونکہ کوئی دشمن نظر نہ آیا لہٰذا لشکر نے اپنے ہتھیار کھول دیئے اور آنحضرتؐ قضائے حاجت کے لئے بغیر کسی ہتھیار کے باہر دُور چلے گئے۔ آپؐ کے اور آپؐ کے اصحاب کے درمیان ایک وادی حائل تھی۔ اسی اثناء میں قبل اس کے کہ حضرتؐ فارغ ہوں ایک سیلاب آیا اور وادی پانی سے بھر گئی اور بارش بھی ہونے لگی۔ جب آنحضرتؐ فارغ ہوئے تو ایک کانٹے دار درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ غورث بن حارث محاربی اور اُس کی قوم نے پہاڑ پر سے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے ہیں۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اس وقت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب سے الگ ہیں اب اُن کو قتل کر دے اُس نے کہا اب بھی اگر میں اُن کو قتل نہ کروں تو خدا مجھے برباد کر دے۔ وہ اپنی تلوار لے کر پہاڑ سے اُترا حضرتؐ نے اُس وقت اُس کو دیکھا جبکہ وہ ننگی تلوار لئے سر پر آپہنچا۔ اُس نے کہا اے محمدؐ اس وقت تم کو مجھ سے کون بچائے گا حضرتؐ نے فرمایا میرا خدا۔ یہ سُنتے ہی وہ مُنہ کے بل گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ حضرتؐ نے اس کی تلوار اُٹھا لی اور فرمایا اب تُو بتا تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اُس نے عاجزی سے کہا کوئی نہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خدا کی وحدانیت اور میری پیغمبری کا اقرار کرتا ہے اُس نے کہا نہیں لیکن

عہد کرتا ہوں کہ آپؐ سے کبھی جنگ نہ کروں گا اور نہ آپؐ کے دُشمن کی مدد کروں گا۔ حضرتؐ نے اُس کی تلوار اُس کو واپس دے دی تو وُہ بولا آپؐ مجھ سے بہت بہتر ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ سے کرم کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں۔ جب غورث اپنے اصحاب کے پاس واپس گیا تو اُن لوگوں نے پوچھا کیوں تُو نے اُن کو تلوار نہ ماری جبکہ اُن کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اُس نے کہا جب میں نے تلوار کا وار کرنا چاہا کسی نے میری پیٹھ پر مارا کہ میں گر گیا۔ مجھے نہیں معلوم وُہ کون تھا۔ آخر جلد ہی سیلاب دُور ہو گیا۔ اور آنحضرتؐ اپنے لشکر میں آ گئے۔ کلینی نے یہ حضرت صادقؑ سے روایت کیا ہے کہ یہ واقعہ جنگ ذات الرقاع میں پیش آیا۔

اور اعلام الورٰی میں روایت کی ہے کہ حضرتؐ غزوۂ بنی نضیر کے بعد غزوۂ بنی لحیان کی جانب متوجہ ہوئے اُسی غزوہ میں عسفان میں بحکم خدا نمازِ خوف پڑھی اُس کے بعد جنگِ ذات الرقاع کے لئے تشریف لے گئے اور تمام مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرتؐ شہدائے معونہ کے قصاص کے لئے بنی لحیان کی طرف گئے تھے اور جب وُہ لوگ بھاگ گئے تو آپؐ عسفان کی طرف اہل مکہ کو ڈرانے دھمکانے کے لئے متوجہ ہوئے اور واپس آ گئے اور بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ قبیلۂ غطفان کی شاخیں بنی محارب و بنی ثعلبہ سے جنگ کے لئے نکلے تھے وہی جنگ ذات الرقاع تھی۔ جنگ نہیں ہوئی اور مسلمان اُن کی ایک عورت کو قید کر لائے جس کا شوہر موجود نہ تھا جب وُہ آیا تو آنحضرتؐ کے لشکر کے پیچھے آیا۔ جب آنحضرتؐ نے قیام فرمایا تو ارشاد کیا کہ آج رات ہماری نگہبانی کی جائے۔ تو ایک مہاجر اور ایک انصار تعینات ہو گئے اور درّہ کے دہانے پر ٹہلنے لگے۔ مہاجر انصاری سے یہ کہہ کر سو گیا کہ تم ابتدائی شب میں پاسبانی کرو آخر شب میں میں پاسبانی کروں گا۔ انصاری نماز میں مشغول ہو گیا۔ جب اُس عورت کا شوہر آیا اُس نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے۔ اُس نے ایک تیر اُس کو مارا جو اُس انصار کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ انصاری نے تیر کھینچ لیا لیکن نماز نہیں توڑی اُس شخص نے دُوسرا تیر مارا انصاری نے وُہ بھی کھینچ کر پھینک دیا مگر نماز قطع نہیں کی۔ اسی طرح تیسرا تیر بھی کھینچ کر پھینکا اور رکوع و سجود سے فارغ ہو کر نماز تمام کی اور اپنے ساتھی کو بیدار کیا اور اُس کو آگاہ کیا کہ دشمن آ گیا ہے۔ جب اُس عورت کے شوہر نے دیکھا کہ وُہ لوگ مطلع ہو گئے تو بھاگ گیا۔ مہاجر نے انصاری کا حال دیکھا تو کہا کہ تم نے پہلے ہی تیر پر مجھ کو کیوں نہ جگایا۔ اُس نے کہا میں سورہ پڑھ رہا تھا اور اُس کو قطع کرنا پسند نہ کیا۔ جب پیاپے تیر آنے لگے تو نماز پوری کی اور تم کو جگایا۔ اور خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ آنحضرتؐ کی مخالفت ہو جائے گی اور پاسبانی میں کمی ہو گی تو میری جان چلی جاتی قبل اس کے کہ سُورۃ قطع کرتا۔

پانچویں فصل

{ بدرِ صغریٰ کا ذکر اور اُس کے بعد غزوۂ خندق تک کے تمام حالات :۔ شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب ابوسفیان نے مسلمانوں کو دھمکی دی کہ سال آیندہ بدر کے موقع پر پھر ہمارا تمہارا مقابلہ ہو گا' اور حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے جواب میں کہہ دو انشاءاللہ تعالیٰ'۔ اہل عرب ماہِ ذیقعدہ میں بدر میں بازار قائم کیا کرتے تھے اور وہاں جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے تھے۔ جب اُس وعدہ کا وقت آیا' حضرتؐ نے صحابہ سے کہا کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے کاہلی برتی اور ناگواری ظاہر کی۔ اُدھر ابوسفیان بھی اپنی دھمکی دینے پر پشیمان ہوا اور سہیل بن عمرو کو مدینہ بھیجا کہ مسلمانوں کو قریش کے لشکر کی

زیادتی اور اسلحے اور ارادہ سے ڈرائے شائد اُن پر خوف طاری ہو جائے۔ اُس وقت خداوندِ عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا (پ۵ سورۃ النسأ آیۃ ۸۴) یعنی راہِ خدا میں جنگ کرو اے رسُولؐ سوائے تمہاری اپنی ذات کے تم پر کسی کی ذمہ داری نہیں۔ مومنین کو ترغیب و تحریص جنگ پر کرو تاکہ خدا کافروں کے ظلم و ضرر کو تم سے روک دے اور خدا کا خوف و رعب سخت اور اُس کا عذاب بہت شدید ہے"۔ جب یہ آیت نازل ہوئی حضرتؐ جنگ کے لئے نکلنے پر تیار ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں جاؤں گا خواہ میں تنہا ہوں اور میرے ساتھ کوئی نہ ہو۔ عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں چھوڑا اور امیرالمومنینؑ کو علم دیا اور بدر کی طرف ۱۵۰۰ سواروں کے ساتھ متوجہ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ پندرہ سو افراد تھے اور دس گھوڑے اور تجارت کا بہت سامان ساتھ لے لیا اور ماہ ذیقعدہ کی شب اوّل ۴ھ کو بدر پر وارد ہوئے اور وہاں آٹھ روز تک مقیم رہے اور اپنے سامانِ تجارت میں سے ایک ایک دو دو درہم کا مال بیچتے رہے جس سے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رُعب بیٹھ گیا۔ ابوسفیان لعین دو ہزار سواروں کے ساتھ مکہ سے باہر نکلا۔ پچاس گھوڑے ساتھ تھے۔ وُہ مرالظہران تک پہنچا تھا کہ اپنے آنے پر پشیمان ہوا اور کہا یہ خشک سالی کا زمانہ ہے چارہ اور گھاس کم ہے دُوسرے سال چلیں گے جبکہ دانہ و گھاس چوپایوں کے لئے کافی ہو گی۔ یہ سُن کر صفوان بن اُمیہ نے ابُوسفیان کو ملامت کی کہ میں کہتا تھا کہ اُن سے جنگ کا وعدہ مت کر اب اگر ہماری طرف سے وعدہ خلافی ہو گی تو ان کی جرأت کا باعث ہو گی۔ آخر وُہ لوگ واپس چلے گئے اور جنگ خندق کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آیت حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (آیۃ ۱۷۳ پ۴ سورۃ آل عمران) جو غزوۂ حمراء الاسد کے بیان میں ذکر ہوئی اسی غزوہ میں نازل ہوئی۔

۴ھ کے واقعات میں سے ایک واقعہ بنی ابیرق کا ہے۔ چنانچہ علی بن ابراہیم اور شیخ طبرسیؒ وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بنی ابیرق کے خاندان سے تین بھائی بشر، بشیر اور مبشر منافق تھے جو آنحضرتؐ کی اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتے تھے اور کفار کے ذریعہ سے ان کو مشہور کیا کرتے تھے اور قتادہ بن نعمان کے چچا کے مکان میں جو مجاہدانِ بدر سے تھے نقب لگا کر اُن کا غلّہ وغیرہ جو اُنھوں نے اپنے اہل و عیال کے لئے جمع کر رکھا تھا اور ان کی زرہ اور تلوار چُرا لے گئے۔ قتادہؓ نے آنحضرتؐ سے اس کی شکایت کی بنو ابیرق نے سُنا تو کہا یہ لبید بن جہل کا کام ہے۔ لبید نے سُنا تو تلوار کھینچ کر بنی ابیرق کے مکان پر پہنچا اور کہا تم نے مجھ پر چوری کا الزام لگایا ہے حالانکہ تم ہی نے چوری کی ہے اور آنحضرتؐ کی ہجو کرتے رہتے ہو اور قریش کی طرف منسوب کرتے ہو۔ واللہ تلوار سے تمہارا کام تمام کر دُوں گا۔ ان لوگوں نے لبید کو نرمی کے ساتھ منت و سماجت کر کے واپس کر دیا اور اُسید بن عروہ کے پاس گئے جو اُن کے قبیلہ سے تھا اور نہایت گویا اور زبان دراز تھا اُس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں اس معاملہ میں گفتگو کے لئے بھیجا اُس نے حضرتؐ سے کہا یا رسولؐ اللہ قتادہ نے ہمارے خاندان کے لوگوں پر جو صاحب حسب و نسب

عہد کرتا ہوں کہ آپؐ سے کبھی جنگ نہ کروں گا اور نہ آپؐ کے دشمن کی مدد کروں گا۔ حضرتؐ نے اُس کی تلوار اُس کو واپس دے دی تو وُہ بولا آپؐ مجھ سے بہت بہتر ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ سے کرم کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں۔ جب عورث اپنے اصحاب کے پاس واپس گیا تو اُن لوگوں نے پوچھا کیوں تو نے اُن کو تلوار نہ ماری جبکہ اُن کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اُس نے کہا جب میں نے تلوار کا وار کرنا چاہا کسی نے میری پیٹھ پر مارا کہ میں گر گیا۔ مجھے نہیں معلوم وُہ کون تھا۔ آخر جلد ہی سیلاب دُور ہو گیا۔ اور آنحضرتؐ اپنے لشکر میں آ گئے۔ کلینی نے بہ حضرت صادقؑ سے روایت کیا ہے کہ یہ واقعہ جنگ ذات الرقاع میں پیش آیا۔ اور اعلام الورٰے میں روایت کی ہے کہ حضرتؐ غزوۂ بنی نضیر کے بعد غزوۂ بنی لحیان کی جانب متوجہ ہوئے اُسی غزوہ میں عسفان میں بحکم خدا نمازِ خوف پڑھی اُس کے بعد جنگِ ذات الرقاع کے لیئے تشریف لے گئے اور تمام مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرتؐ شہدائے معونہ کے قصاص کے لیئے بنی لحیان کی طرف گئے تھے اور جب وُہ لوگ بھاگ گئے تو آپؐ عسفان کی طرف اہل مکہ کو ڈرانے دھمکانے کے لیئے متوجہ ہوئے اور واپس آ گئے اور بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ قبیلۂ غطفان کی شاخیں بنی محارب و بنی ثعلبہ سے جنگ کے لیئے نکلے تھے وہی جنگ ذات الرقاع تھی۔ جنگ نہیں ہوئی اور مسلمان اُن کی ایک عورت کو قید کر لائے جس کا شوہر موجود نہ تھا جب وُہ آیا تو آنحضرتؐ کے لشکر کے پیچھے آیا۔ جب آنحضرتؐ نے قیام فرمایا تو ارشاد کیا کہ آج مات ہماری نگہبانی کی جائے۔ تو ایک مہاجر اور ایک انصار تعینات ہو گئے اور درّہ کے دہانے پر ٹہلنے لگے۔ مہاجر انصاری سے یہ کہہ کر سو گیا کہ تم ابتدائی شب میں پاسبانی کرو آخر شب میں میں پاسبانی کروں گا۔ انصاری نماز میں مشغول ہو گیا۔ جب اُس عورت کا شوہر آیا اُس نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے۔ اُس نے ایک تیر س کو مارا جو اُس انصار کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ انصاری نے تیر کھینچ لیا لیکن نماز نہیں توڑی اُس شخص نے دوسرا تیر مارا انصاری نے وُہ بھی کھینچ کر پھینک دیا مگر نماز قطع نہیں کی۔ اسیطرح تیسرا تیر بھی کھینچ کر پھینکا بعد رکوع و سجود سے خارغ ہو کر نماز تمام کی اور اپنے ساتھی کو بیدار کیا اور اُس کو آگاہ کیا کہ دشمن آ گیا ہے۔ جب اُس عورت کے شوہر نے دیکھا کہ وُہ لوگ مطلع ہو گئے تو بھاگ گیا۔ مہاجر نے انصاری کا حال دیکھا کہا کہ تم نے پہلے ہی تیر پر مجھ کو کیوں نہ جگایا۔ اُس نے کہا میں سورۃ پڑھ رہا تھا اور اُس کو قطع کرنا پسند نہ تھا۔ جب پیاپے تیر آنے لگے تو نماز پوری کی اور تم کو جگایا۔ اور خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ آنحضرتؐ کی مخالفت ہو جائے گی اور پاسبانی میں کمی ہو گی تو میری جان چلی جاتی قبل اس کے کہ سُورۃ قطع کرتا۔

پانچویں فصل

بدرِ صغریٰ کا ذکر اور اُس کے بعد غزوۂ خندق تک کے تمام حالات:۔ شیخ طبرسیؒ وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب ابوسفیان نے مسلمانوں کو دھمکی دی کہ سال آیندہ بدر کے موقع پر پھر تمہارا مقابلہ ہو گا، اور حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے جواب میں کہہ دو انشاءاللہ تعالیٰ۔ اہل عرب ماہِ ذیقعدہ میں بدر میں بازار قائم کیا کرتے تھے اور وہاں جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے تھے۔ جب اُس وعدہ کا وقت آیا حضرتؐ نے صحابہ سے کہا کہ جنگ کے لیئے تیار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے کاہلی برتی اور ناگواری ظاہر کی۔ ابوسفیان بھی اپنی دھمکی دینے پر پشیمان ہوا اور سہل بن عمرو کو مدینہ بھیجا کہ مسلمانوں کو قریش کے لشکر کی

زیادتی اور اسلحے اور ارادہ سے ڈرائے شائد انپر خوف طاری ہو جائے۔ اُس وقت خداوندِ عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا (پ۵ سورۃ النساء آیت ۸۴) یعنی راہِ خدا میں جنگ کرو اے رسولؐ سوائے تمہاری اپنی ذات کے تم پر کسی کی ذمہ داری نہیں۔ مومنین کو ترغیب و تحریص جنگ پر کرو تاکہ خدا کافروں کے ظلم و ضرر کو تم سے روک دے اور خدا کا خوف و رعب سخت اور اُس کا عذاب بہت شدید ہے۔" جب یہ آیت نازل ہوئی حضرتؐ جنگ کے لیئے نکلنے پر تیار ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں جاؤں گا خواہ میں تنہا ہوں اور میرے ساتھ کوئی نہ ہو۔ عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں چھوڑا اور امیر المومنینؑ کو علم دیا اور بدر کی طرف ستر سواروں کے ساتھ متوجہ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ پندرہ سو افراد تھے اور دس گھوڑے اور تجارت کا بہت سامان ساتھ لے لیا اور ماہِ ذیقعدہ کی شب اوّل ۴ھ کو بدر پر وارد ہوئے اور وہاں آٹھ روز تک مقیم رہے اور اپنے سامانِ تجارت میں سے ایک ایک دو دو درہم کا مال بیچتے رہے جس سے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا۔ ابوسفیان لعین دو ہزار سواروں کے ساتھ مکہ سے باہر نکلا۔ پچاس گھوڑے ساتھ تھے۔ وُہ مرالظہران تک پہنچا تھا کہ اپنے آنے پر پشیمان ہوا اور کہا یہ خشک سالی کا زمانہ ہے چارہ اور گھاس کم ہے دُوسرے سال چلیں گے جبکہ دانہ و گھاس چوپایوں کے لیئے کافی ہو گی۔ یہ سُنکر صفوان بن اُمیہ نے ابُوسفیان کو ملامت کی کہ میں کہتا تھا کہ اُن سے جنگ کا وعدہ مت کر اب اگر ہماری طرف سے وعدہ خلافی ہو گی تو ان کی جرأت کا باعث ہو گی۔ آخر وُہ لوگ واپس چلے گئے اور جنگ خندق کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آیت حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (آیت ۱۷۳ پ۴ سورۃ آلعمران) جو غزوۂ حمراء الاسد کے بیان میں ذکر ہوئی اسی غزوہ میں نازل ہوئی۔

۴ھ کے واقعات میں سے ایک واقعہ بنی ابیرق کا ہے۔ چنانچہ علی بن ابراہیم اور شیخ طبرسیؒ وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بنی ابیرق کے خاندان سے تین بھائی بشر، بشیر اور مبشر منافق تھے جو آنحضرتؐ کی اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتے تھے اور کفار کے ذریعہ سے ان کو مشہور کیا کرتے تھے اور قتادہ بن نعمان کے چچا کے مکان میں جو مجاہدانِ بدر سے تھے نقب لگا کر اُن کا غلہ وغیرہ جو اُنہوں نے اپنے اہل و عیال کے لیئے جمع کر رکھا تھا اور ان کی زرہ اور تلوار چُرا لے گئے۔ قتادہؓ نے آنحضرتؐ سے اس کی شکایت کی بنو ابیرق نے سُنا تو کہا یہ لبید بن جہل کا کام ہے۔ لبید نے سُنا تو تلوار کھینچ کر بنی ابیرق کے مکان پر پہنچا اور کہا تم نے مجھ پر چوری کا الزام لگایا ہے حالانکہ تم ہی نے چوری کی ہے اور آنحضرتؐ کی ہجو کہتے رہتے ہو اور قریش کی طرف منسوب کرتے ہو۔ واللہ تلوار سے تمہارا کام تمام کر دُوں گا۔ ان لوگوں نے لبید کو نرمی کے ساتھ منت و سماجت کر کے واپس کر دیا اور اُسید بن عروہ کے پاس گئے جو اُن کے قبیلہ سے تھا اور نہایت گویا اور زبان دراز تھا اُس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں اس معاملہ میں گفتگو کے لیئے بھیجا اُس نے حضرتؐ سے کہا یا رسولؐ اللہ قتادہ نے ہمارے خاندان کے لوگوں پر جو صاحب حسب و نسب

اور شرف و عزت والے ہیں چوری کی تہمت لگائی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور قتادہ حضرت کے پاس آئے تو آپؐ نے اُن سے اظہارِ ناراضی فرمایا۔ قتادہ محزون و مغموم اپنے چچا کے پاس آئے اور کہا کیا اچھا ہوتا اگر میں مرگیا ہوتا اور اس معاملہ میں آنحضرتؐ سے گفتگو نہ کرتا۔ اور حضرتؐ کا عتاب مجھ پر نہ آتا۔ اُن کے چچا نے کہا میں خدا سے اس معاملہ میں مدد چاہتا ہوں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ (پ۵ آیت ۱۰۵ تا ۱۰۸ سورۃ النسآء) یقیناً ہم نے تمہارے پاس حق کے ساتھ ایسا قرآن بھیجا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان تم فیصلہ کرو جس کا خدا نے تم کو وحی کے ذریعہ علم عطا فرمایا ہے اور خیانت کرنے والوں کی حمایت میں گفتگو کرنے والے مت بنو اور خدا سے مغفرت طلب کرو بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور پہلے ہی (بغیر تحقیق) خیانت کرنے والوں کی طرفداری مت کرنے لگو کیونکہ خدا بڑے خائن اور گنہگار کو دوست نہیں رکھتا جو انسانوں سے تو اپنی بداعمالیاں چھپاتے ہیں لیکن خدا سے نہیں چھپاتے حالانکہ خدا اُن کے ساتھ ہے جبکہ وُہ رات کے وقت ایسے مکر و فریب کی سازش کرتے ہیں جنکو وُہ پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ وُہ کرتے ہیں خدا اُس سے آگاہ ہے۔" اس کے بعد اور آیتیں بھی اُن کے عتاب اور تہدید میں نازل فرمائیں۔

پھر علی بن ابراہیم امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ بشیر کے نزدیکی رشتہ داروں کے ایک گروہ نے مشورہ کیا کہ آؤ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بشیر کے بارے میں گفتگو کریں اور کہیں کہ وُہ اس الزام سے بری ہے۔ جب وُہ لوگ آئے تو آنحضرتؐ نے یہ آیتیں اُن کو سنائیں تو وُہ لوگ بشیر کے پاس واپس گئے اور اُس سے کہا کہ اپنے قبیح افعال سے توبہ کر اور خدا سے طلب مغفرت کر۔ اُس نے کہا خدا کی قسم لبید نے چرایا ہے میں اس سے بری ہوں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (پ۵ آیت ۱۱۲ سورۃ النسآء) جو شخص چھوٹا یا بڑا گناہ کرے اور کسی بے گناہ کے سر اُس کو تھوپ دے تو اُس نے اپنے اُوپر گناہ سخت اور بہتان عظیم لاد لیا۔" امامؑ نے فرمایا کہ بشیر کے رشتہ داروں کے حق میں جو اس کی طرف سے حضرتؐ کی خدمت میں عذر خواہی کے لیے آئے تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (پ۵ آیت ۱۱۳ سورۃ النسآء) اے رسولؐ اگر خدا کا فضل اور اُس کی رحمت تمہارے ساتھ نہ ہوتی تو بیشک اُن میں سے ایک گروہ نے تم کو تو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور وُہ گمراہ نہیں کر سکتے مگر اپنے نفسوں کو

اور تم کو قطعی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور خدا نے تم کو قرآن و حکمت عطا کی ہے اور وُہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر تو خدا کا بڑا فضل و کرم ہے۔" جب یہ آیتیں ابیرق کے بارے میں نازل ہوئیں تو وُہ لوگ رُسوا ہوگئے اور بشیر بھاگ کر مکہ چلا گیا اور اپنے کفر کا اظہار کیا اور مرتد ہوگیا۔ وہاں بھی وُہ ایک جگہ چوری کرنے گیا تو اُس پر دیوار گر پڑی اور وُہ واصلِ جہنم ہوا۔ تو خدا نے اُس کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (پ۵ سورۃ النسآ آیت ۱۱۵) جو شخص رسولؐ سے عداوت یا اُن کی مخالفت کرے اُس کے بعد جبکہ اُس پر راہِ حق و ہدایت واضح ہوجائے اور مومنین کے طریقہ کے سوا دوسرے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اُس کو اُسی طرف پھیر دیتے ہیں جس طریقہ کو اُس نے اپنے لیئے پسند کیا ہے اور ہم اُس کو پھر جہنم میں جھونک دیتے ہیں اور وُہ بُری بازگشت ہے۔

اُس سال کا ایک واقعہ یہودیوں پر سنگساری کا حکم جاری کرنے کا ہے۔ شیخ طبرسی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ خیبر کے یہودیوں کی ایک عورت نے جو بہت شریف و نجیب سمجھی جاتی تھی اُنہی کے ایک رئیس سے زنا کی۔ اُس عورت کا شوہر تھا اور اُس مرد کی بھی زوجہ موجود تھی۔ یہودیوں نے گوارا نہ کیا کہ وہ سنگسار کیئے جائیں کیونکہ وُہ ان میں رئیس و سربرآوردہ تھے۔ یہودیوں نے مدینہ کے یہودیوں کو خط لکھا کہ اس مسئلہ کا جواب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حاصل کریں اس طمع کے ساتھ کہ شائد حضرتؐ اُن کی سنگساری کا حکم نہ دیں۔ لہٰذا کعب بن اشرف، کعب بن اسید، شعبہ بن عمرو، مالک بن الصیف اور کنانہ بن ابوالحقیق اور یہودیوں کے تمام رؤسا آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ مردِ محصن[1] و زنِ محصنہ[1] کی زنا کا حکم بیان فرمائیے حضرتؐ نے پوچھا میرے فیصلہ پر تم لوگ راضی ہوگے؟ اُنہوں نے کہا ضرور راضی ہوں گے۔ اُس وقت جبرئیلؑ حکم سنگساری لے کر آئے اور حضرتؐ نے اُن سے بیان فرمایا، لیکن اُنہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کیا۔ جبرئیلؑ نے حضرتؐ سے کہا عبداللہ بن صوریا کو آپ کے درمیان ثالث مقرر فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا تم لوگ اُس یک چشم سادہ اور سُرخ و سفید جوان کو جو فدک میں رہتا ہے جانتے ہو جسکو ابن صوریا کہتے ہیں؟ اُنہوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ حضرتؐ نے پوچھا تم لوگ اس کو کیسا سمجھتے ہو؟ اُنہوں نے کہا دُنیا پر یہودیوں میں اُس سے زیادہ عقلمند اور صاحبِ علم نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس کو بُلاؤ۔ غرض عبداللہ بن صوریا حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں اُس خدا کی جس نے جناب موسیٰؑ پر توریت نازل فرمائی اور تمہارے واسطے دریا کو شگافتہ کیا اور تم کو ڈوبنے سے نجات دی اور فرعون کو غرق کیا اور تم پر ابر کا سایا کیا اور تمہارے لیئے من و سلویٰ بھیجا، بتا و سنگسار کا حکم توریت میں ہے یا نہیں اُس نے کہا ہاں ہے اُسی خدا کی قسم جس کا آپؐ نے ذکر فرمایا یہ حکم توریت میں موجود ہے۔ اور اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ اگر میں جھوٹ بولوں گا اور حکمِ توریت کو تبدیل کر دوں گا تو خداوندِ توریت مجھ کو جلا دے گا تو یقیناً لے محمدؐ

[1] محصن، محصنہ آزاد شادی شدہ مرد و عورتیں ۱۲۔

اور شرف و عزت والے ہیں چوری کی تہمت لگائی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور قتادہ حضرت کے پاس آئے تو آپؐ نے اُن سے اظہارِ ناراضی فرمایا۔ قتادہ محزون و مغموم اپنے چچا کے پاس آئے اور کہا کیا اچھا ہوتا اگر میں مرگیا ہوتا اور اس معاملہ میں آنحضرتؐ سے گفتگو نہ کرتا۔ اور حضرتؐ کا عتاب مجھ پر نہ آتا۔ اُن کے چچا نے کہا میں خدا سے اس معاملہ میں مدد چاہتا ہوں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ (پ۵ آیت ۱۰۵ تا ۱۰۸ سورۃ النسآء) یقیناً ہم نے تمہارے پاس حق کے ساتھ ایسا قرآن بھیجا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان تم فیصلہ کرو جس کا خدا نے تم کو وحی کے ذریعہ علم عطا فرمایا ہے اور خیانت کرنے والوں کی حمایت میں گفتگو کرنے والے مت بنو اور خدا سے مغفرت طلب کرو بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور پہلے ہی (بغیر تحقیق) خیانت کرنے والوں کی طرفداری مت کرنے لگو کیونکہ خدا بڑے خائن اور گنہگار کو دوست نہیں رکھتا جو انسانوں سے تو اپنی بداعمالیاں چھپاتے ہیں لیکن خدا سے نہیں چھپاتے حالانکہ خدا اُن کے ساتھ ہے جبکہ وُہ رات کے وقت ایسے مکر و فریب کی سازش کرتے ہیں جنکو وُہ پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ وُہ کرتے ہیں خدا اُس سے آگاہ ہے۔" اس کے بعد اور آیتیں بھی اُن کے عتاب اور تہدید میں نازل فرمائیں۔

پھر علی بن ابراہیم امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ بشیر کے نزدیکی رشتہ داروں کے ایک گروہ نے مشورہ کیا کہ آؤ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر بشیر کے بارے میں گفتگو کریں اور کہیں کہ وُہ اس الزام سے بری ہے۔ جب وُہ لوگ آئے تو آنحضرتؐ نے یہ آیتیں اُن کو سنائیں تو وُہ لوگ بشیر کے پاس واپس گئے اور اُس سے کہا کہ اپنے قبیح افعال سے توبہ کر اور خدا سے طلبِ مغفرت کر۔ اُس نے کہا خدا کی قسم لبید نے چرایا ہے میں اس سے بری ہوں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (پ۵ آیت ۱۱۲ سورۃ النسآء) جو شخص چھوٹا یا بڑا گناہ کرے اور کسی بے گناہ کے سر اُس کو تھوپ دے تو اُس نے اپنے اُوپر گناہ سخت اور بہتان عظیم لاد لیا۔" امامؑ نے فرمایا کہ بشیر کے رشتہ داروں کے حق میں جو اس کی طرف سے حضرتؐ کی خدمت میں عذر خواہی کے لئے آئے تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (پ۵ آیت ۱۱۳ سورۃ النسآء) اے رسولؐ اگر خدا کا فضل اور اُس کی رحمت تمہارے ساتھ نہ ہوتی تو بیشک اُن میں سے ایک گروہ نے تم کو تو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور وُہ گمراہ نہیں کر سکتے مگر اپنے نفسوں کو

اور تم کو قطعی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور خدا نے تم کو قرآن و حکمت عطا کی ہے اور وُہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر تو خدا کا بڑا فضل و کرم ہے۔" جب یہ آیتیں ابیرق کے بارے میں نازل ہوئیں تو وُہ لوگ رسوا ہوگئے اور بشیر بھاگ کر مکہ چلا گیا اور اپنے کفر کا اظہار کیا اور مرتد ہوگیا۔ وہاں بھی وُہ ایک جگہ چوری کرنے گیا تو اُس پر دیوار گر پڑی اور وُہ داخلِ جہنم ہوا۔ تو خدا نے اُس کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (پ۵ سورۃ النسآ آیت ۱۱۵) جو شخص رسولؐ سے عداوت یا اُن کی مخالفت کرے اُس کے بعد جبکہ اُس پر راہِ حق و ہدایت واضح ہوجائے اور مومنین کے طریقہ کے سوا دوسرے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اُس کو اُسی طرف پھیر دیتے ہیں جس طریقہ کو اُس نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور ہم اُس کو پھر جہنم میں جھونک دیتے ہیں اور وُہ بُری بازگشت ہے۔

اُس سال کا ایک واقعہ یہودیوں پر سنگساری کا حکم جاری کرنے کا ہے۔ شیخ طبرسی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ خیبر کے یہودیوں کی ایک عورت نے جو بہت شریف و نجیب سمجھی جاتی تھی اُنہی کے ایک رئیس سے زنا کی۔ اُس عورت کا شوہر تھا اور اُس مرد کی بھی زوجہ موجود تھی۔ یہودیوں نے گوارا نہ کیا کہ وہ سنگسار کیئے جائیں کیونکہ وُہ ان میں رئیس و سربرآوردہ تھے۔ یہودیوں نے مدینہ کے یہودیوں کو خط لکھا کہ اس مسئلہ کا جواب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حاصل کریں اس طرح کے ساتھ کہ شائد حضرتؐ اُن کی سنگساری کا حکم نہ دیں۔ لہٰذا کعب بن اشرف، کعب بن اسید، شعبہ بن عمرو، مالک بن الصیف اور کنانہ بن ابوالحقیق اور یہودیوں کے تمام رؤسا آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ مردِ محصنؑ و زنِ محصنہؑ کی زنا کا حکم بیان فرمائیے حضرتؐ نے پوچھا میرے فیصلہ پر تم لوگ راضی ہوگے؟ اُنہوں نے کہا ضرور راضی ہوں گے۔ اُس وقت جبرئیلؑ حکم سنگساری لے کر آئے اور حضرتؐ نے اُن سے بیان فرمایا، لیکن اُنہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کیا۔ جبرئیلؑ نے حضرتؐ سے کہا عبداللہ بن صوریا کو اُن کے درمیان ثالث مقرر فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا تم لوگ اُس یک چشم سادہ اور سُرخ و سفید جوان کو جو فدک میں رہتا ہے جانتے ہو جسکو ابن صوریا کہتے ہیں؟ اُنہوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ حضرتؐ نے پوچھا تم لوگ اس کو کیسا سمجھتے ہو اُنہوں نے کہا دُنیا میں یہودیوں میں اُس سے زیادہ عقلمند اور صاحبِ علم نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس کو بُلاؤ۔ غرض عبداللہ بن صوریا حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں اُس خدا کی جس نے جناب موسٰیؑ پر توریت نازل فرمائی اور تمہارے واسطے دریا کو شگافتہ کیا، اور تم کو ڈوبنے سے نجات دی، اور فرعون کو غرق کیا، اور تم پر ابر کا سایہ کیا، اور تمہارے لیئے من و سلوٰی بھیجا، بتاؤ سنگسار کا حکم توریت میں ہے یا نہیں اُس نے کہا ہاں ہے اُسی خدا کی قسم جس کا آپؐ نے ذکر فرمایا یہ حکم توریت میں موجود ہے۔ اور اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ اگر میں جھوٹ بولوں گا اور حکم توریت کو تبدیل کردوں گا تو خداوندِ توریت مجھ کو جلا دے گا تو یقیناً اے محمدؐ

ؑ، ؑ آزاد شادی شدہ مرد و عورتیں ۱۲

رسے لیئے میں اس حکم کا اقرار نہ کرتا۔ آپ بتائیے کہ آپ کی کتاب ں کا کیا حکم ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ
عادل گواہ یہ گواہی دیں کہ اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھا ہے جس طرح سلائی سُرمہ دان میں
ا ہے اور اُن میں سے دونوں محصن ہوں تو اُن کا سنگسار کرنا واجب ہے۔ ابن صوریا نے کہا خدا نے
یت میں بھی ایسا ہی حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا بتاؤ اس حکم میں تم نے تغیر کیوں یا ہے؟
وریا نے کہا جب ہمارے امیر اور رئیس لوگ زنا کرتے ہیں تو ہم اُن کو سنگسار نہیں کرتے اور جب کمزور
یب لوگ کرتے ہیں تو ہم ان کو سنگسار کر دیتے ہیں۔ اسی سبب سے ہمارے بڑے اور امیر لوگوں میں زنا بڑھ
ا ہے یہاں تک کہ ہمارے بادشاہ کے چچازاد بھائی نے زنا کی اور ہم نے اس کو سنگسار نہیں کیا۔ اور
یک دوسرے غریب سے زنا سرزد ہوئی تو بادشاہ نے اُس کو سنگسار کرنا چاہا تو اُس کے عزیزوں نے کہا
لک اپنے چچازاد بھائی کو سنگسار نہ کرو گے ہم اس کو بھی سنگسار نہ کرنے دیں گے۔ اُس وقت علماء نے
کیا کہ ہم کو حکم زنا دوسرا مقرر کرنا چاہیئے جو شریف و وضیع کے لیئے ہو۔ اُس وقت سے یہ طے پایا کہ جب
میں سے کوئی زنا کرے تو ہم اس کو چالیس تازیانے مارتے ہیں اور اُس کا مُنہ کالا کر کے اُلٹی طرف سے
ھے پر سوار کر کے گلی کوچوں میں پھراتے ہیں اور اب تک یہی حکم ہمارے یہاں جاری ہے۔ اُس وقت
وں نے کہا تُو نے اس قدر اقرار کر لیا اور ہم نے جو کچھ تیرے حق میں بیان کیا تھا در حقیقت جھوٹ کہا
لیئے کہ نہیں چاہتے تھے کہ تیری غیبت کریں۔ ابن صوریا نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
م دی اس وجہ سے میں جھوٹ نہ بیان کر سکا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے ان دونوں کو مسجد میں سنگسار کیا گیا
تؐ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جو خدا کے حکم کو زندہ کرتا ہے اگرچہ لوگ اس کو پوشیدہ کرنا چاہتے
وقت یہ آیت نازل ہوئی یَا اَھْلَ الْکِتَابِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا
نْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتَابِ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ (پ سورۃ مائدہ آیت) اے اہل توریت
ارا رسولؐ تمہاری طرف آیا ہے جو تمہاری بہت سی باتیں جو کتاب خدا کی تم چھپاتے ہو تم سے بیان
اور بہت سی معاف کر دیتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا۔ یہ سُنتے ہی ابن صوریا اُچھل پڑا اور حضرتؐ کے
تھ رکھ کر بولا میں خدا سے اور آپ سے چاہتا ہوں اس سے کہ اُن بہت سی باتوں کو جن کے
ں خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا رسولؐ معاف کر دیتا ہے آپؐ ظاہر نہ فرمائیے اور ہم کو رُسوا نہ کیجئے۔ پھر
پ کا خواب کیسا ہے حضرتؐ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ پھر اُس نے پوچھا
کیجئے کہ کیوں لڑکا کبھی باپ کے ہم شبیہ ہو کبھی ماں کا۔ فرمایا کہ جس کا جوہر انسانی زیادہ ہوجاتا
سی سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ اُس نے کہا سچ ہے۔ پھر پُوچھا کہ بچّے کا کون سا عضو مرد کی آب منی سے
ور کون سا عضو عورت کی آب منی سے بنتا ہے؟ یہ سُنتے ہی حضرتؐ پر غشی طاری ہوگئی جب افاقہ
کا چہرۂ اقدس سُرخ تھا اور پیشانی انور سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے اور یہ وہ حالت تھی
حی کے وقت حضرتؐ پر طاری ہوتی تھی۔ پھر حضرتؐ نے ابن صوریا سے فرمایا کہ ہڈی، پٹھے اور رگیں
ی سے بنتے ہیں اور گوشت، خُون، ناخن اور بال عورت کی منی سے تیار ہوتے ہیں۔ اُس نے کہا سچ ہے

یہی پیغمبروں کا کلام اور کردار ہے' اور مسلمان ہوگیا۔ جب اُن سب لوگوں نے واپس جانا چاہا بنی قریظہ نے
بنی نضیر کو پکڑ لیا اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ ہمارے بھائی بنو نضیر ہیں ان کے اور ہمارے
آباؤ اجداد ایک ہیں اور ان کا اور ہمارا دین بھی ایک ہے۔ لیکن یہ لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں جب ہم میں کوئی
ان کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا ہے تو اُس کے عوض یہ قاتل کو بھی قتل کر دیتے ہیں اور ایک سو چالیس وسق خرما
بھی لیتے ہیں۔ اگر وُہ مقتول عورت ہوتی ہے تب بھی یہ ہمارے مرد کو اُس کے عوض قتل کرتے ہیں اور اگر وُہ
مقتول مرد ہوتا ہے تو یہ ہمارے دو مردوں کو اُس کے عوض قتل کرتے ہیں۔ اگر وُہ مقتول غلام ہوتا ہے تو
یہ ہمارے آزاد شخص کو قتل کرتے ہیں اور ہمارے زخموں کو اپنے زخموں کے نصف کے برابر شمار کرتے ہیں
اُس وقت خدا نے آیتِ رجم و قصاص نازل فرمائی۔

سنہ ۴ھ میں شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوُا۔ اسی سال حضرتؐ نے ام سلمہ سے تزویج فرمائی جو
آپؐ کی بیویوں میں سب سے زیادہ پاک نفس تھیں۔ اسی سال زینبؓ دختر خزیمہ کا انتقال ہوُا جو آنحضرتؐ
کی زوجہ تھیں اور عبداللہ بن عثمان کا انتقال ہوُا جو رقیہ کے بطن سے تھے۔ اسی سال فاطمہؓ بنت اسد مادر
جناب امیر علیہ السلام رحمتِ رب العالمین سے واصل ہوئیں۔ آپ کی تجہیز و تکفین اور نماز وغیرہ کے تمام حالات
اور آپ کے فضائل انشاء اللہ اس کے بعد بیان کیئے جائیں گے۔ اور مروی ہے کہ اسی سال تیسری ماہ شعبان
کو حضرت سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

۳۵ پینتیسواں باب

جنگِ خندق کا بیان جس کو جنگِ احزاب بھی کہتے ہیں

علی بن ابراہیم اور شیخ مفید اور شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ غزوۂ احزاب ماہ رمضان
سنہ ۵ھ میں واقع ہوُا اور اُس کا سبب یہ تھا کہ جب آنحضرتؐ نے بنو نضیر کو مدینہ سے نکالا۔ وُہ فرزندانِ
ہارونؑ میں سے یہودیوں کی ایک جماعت تھی۔ اُن میں سے بہت سے خیبر میں جا کر آباد ہوگئے۔ ان کا
رئیس حی بن اخطب مکہ جا کر ابو سفیان اور سرداران قریش سے ملا اور کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
ہمارے اور تمہارے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اور ان کی دشمنی ہمارے اور تمہارے ساتھ
بہت سخت ہوگئی ہے۔ انہوں نے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال باہر کر دیا۔ ہمارے مال و متاع کھیت
وغیرہ چھین لیئے ہمارے چچا کی اولادوں بنی قینقاع کو بھی جلا وطن کر دیا۔ لہذا کوشش کرو دوڑ دھوپ
کر کے اپنے حلیفوں اور ان کے علاوہ قبائلِ عرب کو جمع کرو تو ہم اُن پر حملہ کریں۔ مدینہ میں بھی ہمارے

تمہارے لئے میں اس حکم کا اقرار نہ کرتا۔ آپ بتائیے کہ آپ کی کتاب میں اس کا کیا حکم ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ چار عادل گواہ یہ گواہی دیں کہ اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھا ہے جس طرح سلائی سُرمہ دان میں ہوتی ہے اور اُن میں سے دونوں محصن ہوں تو اُن کا سنگسار کرنا واجب ہے۔ ابن صوریا نے کہا خدا نے توریت میں بھی ایسا ہی حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا بتاؤ اس حکم میں تم نے تغیر کیوں کر دیا ہے؟ ابن صوریا نے کہا جب ہمارے امیر اور رئیس لوگ زنا کرتے ہیں تو ہم اُن کو سنگسار نہیں کرتے اور جب کمزور اور غریب لوگ کرتے ہیں تو ہم ان کو سنگسار کر دیتے ہیں۔ اسی سبب سے ہمارے بڑے اور امیر لوگوں میں زنا زیادہ ہو گئی ہے یہانتک کہ ہمارے بادشاہ کے چچازاد بھائی نے زنا کی اور ہم نے اس کو سنگسار نہیں کیا۔ اور جب ایک دوسرے غریب سے زنا سرزد ہوئی تو بادشاہ نے اُس کو سنگسار کرنا چاہا تو اُس کے عزیزوں نے کہا جب تک اپنے چچازاد بھائی کو سنگسار نہ کرو گے ہم اس کو بھی سنگسار نہ کرنے دیں گے۔ اُس وقت علماء نے مشورہ کیا کہ ہم کو حکمِ زنا دوسرا مقرر کرنا چاہیئے جو شریف و وضیع کے لئے ہو۔ اُس وقت سے یہ طے پایا کہ جب امیروں میں سے کوئی زنا کرے تو ہم اس کو چالیس تازیانے مارتے ہیں اور اُس کا مُنہ کالا کر کے اُلٹی طرف سے گدھے پر سوار کر کے گلی کوچوں میں پھراتے ہیں اور اب تک یہی حکم ہمارے یہاں جاری ہے۔ اُس وقت یہودیوں نے کہا تُو نے اس قدر اقرار کر لیا اور ہم نے جو کچھ تیرے حق میں بیان کیا تھا درحقیقت جھوٹ کہا تھا اس لیئے کہ نہیں چاہتے تھے کہ تیری غیبت کریں۔ ابن صوریا نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے قسم دی اس وجہ سے میں جھوٹ نہ بیان کر سکا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے ان دونوں کو مسجد میں سنگسار کیا گیا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جو خدا کے حکم کو زندہ کرتا ہے اگرچہ لوگ اس کو پوشیدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی یَا اَھْلَ الْکِتَابِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتَابِ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ (پ۶ سورۃ مائدہ آیت۱۵) اے اہلِ توریت بیشک ہمارا رسولؐ تمہاری طرف آیا ہے جو تمہاری بہت سی باتیں جو کتابِ خدا کی تم چھپاتے ہو تم سے بیان کرتا ہے اور بہت سی معاف کر دیتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا۔ یہ سُنتے ہی ابن صوریا اُچھل پڑا اور حضرتؐ کے زانو پر ہاتھ رکھ کر بولا میں خدا سے اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ اُن بہت سی باتوں کو جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا رسولؐ معاف کر دیتا ہے آپؐ ظاہر نہ فرمائیے اور ہم کو رُسوا نہ کیجئے۔ پھر پوچھا کہ آپ کا خواب کیسا ہے حضرتؐ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ پھر اُس نے پوچھا مجھے آگاہ کیجئے کہ کیوں لڑکا کبھی باپ کے ہم شبیہ ہوتا ہے کبھی ماں کا۔ فرمایا کہ جس کا جوہرِ انسانی زیادہ ہوتا ہے لڑکا اُسی سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ اُس نے کہا سچ ہے۔ پھر پوچھا کہ بچہ کا کون سا عضو مرد کی آبِ منی سے بنتا ہے اور کون سا عضو عورت کے آبِ منی سے بنتا ہے؟ یہ سُنتے ہی حضرتؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپ کا چہرۂ اقدس سُرخ تھا اور پیشانی انور سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے اور یہ وُہ حالت تھی جو نزولِ وحی کے وقت حضرتؐ پر طاری ہوتی تھی۔ پھر حضرتؐ نے ابن صوریا سے فرمایا کہ ہڈی، پٹھے اور رگیں تو مرد کی منی سے بنتے ہیں اور گوشت، خون، ناخن اور بال عورت کی منی سے تیار ہوتے ہیں۔ اُس نے کہا سچ ہے

یہی پیغمبروں کا کلام اور کردار ہے' اور مسلمان ہو گیا۔ جب اُن سب لوگوں نے واپس جانا چاہا بنی قریظہ نے بنی نضیر کو پکڑ لیا اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ ہمارے بھائی بنو نضیر ہیں ان کے اور ہمارے آباؤ اجداد ایک ہیں اور ان کا اور ہمارا دین بھی ایک ہے۔ لیکن یہ لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں جب ہم میں کو ان کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا ہے تو اُس کے عوض یہ قاتل کو بھی قتل کر دیتے ہیں اور ایک سو چالیس وسق خر بھی لیتے ہیں۔ اگر وُہ مقتول عورت ہوتی ہے تب بھی یہ ہمارے مرد کو اُس کے عوض قتل کرتے ہیں اور اگر وُ مقتول مرد ہوتا ہے تو یہ ہمارے دو مردوں کو اُس کے عوض قتل کرتے ہیں۔ اگر وُہ مقتول غلام ہوتا ہے یہ ہمارے آزاد شخص کو قتل کرتے ہیں اور ہمارے زخموں کو اپنے زخموں کے نصف کے برابر شمار کرتے اُس وقت خدا نے آیت رجم و قصاص نازل فرمائی۔

سنہ ۴ھ میں شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔ اسی سال حضرتؐ نے ام سلمہ سے تزویج فرما آپ کی بیویوں میں سب سے زیادہ پاک نفس تھیں۔ اسی سال زینبؓ دختر خزیمہ کا انتقال ہوا جو آنحضر کی زوجہ تھیں اور عبداللہ بن عثمان کا انتقال ہوا جو رقیہ کے بطن سے تھے۔ اسی سال فاطمہؓ بنت اسد جناب امیر علیہ السلام رحمت رب العالمین سے واصل ہوئیں۔ آپ کی تجہیز و تکفین اور نماز وغیرہ کے تمام اور آپ کے فضائل انشاء اللہ اس کے بعد بیان کیئے جائیں گے۔ اور مروی ہے کہ اسی سال تیسری ماہ شعب کو حضرت سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

---

۳۵ پینتیسواں باب

جنگِ خندق کا بیان جس کو جنگِ احزاب بھی کہتے ہیں

علی بن ابراہیم اور شیخ مفید اور شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ غزوۂ احزاب ماہ رمضا سنہ ۵ھ میں واقع ہوا اور اُس کا سبب یہ تھا کہ جب آنحضرتؐ نے بنو نضیر کو مدینہ سے نکالا۔ وُہ فرزند ہارونؑ میں سے یہودیوں کی ایک جماعت تھی۔ اُن میں سے بہت سے خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ ا رئیس حیی بن اخطب مکہ جا کر ابوسفیان اور سردارانِ قریش سے ملا اور کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اور تمہارے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اور ان کی دشمنی ہمارے اور تمہارے سا بہت سخت ہو گئی ہے۔ انہوں نے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال باہر کر دیا۔ ہمارے مال و متاع کھیت وغیرہ چھین لیئے ہمارے چچا کی اولادوں بنی قینقاع کو بھی جلا وطن کر دیا۔ لہذا کوشش کرو دوڑ دھو کر کے اپنے حلیفوں اور ان کے علاوہ قبائلِ عرب کو جمع کرو تو ہم اُن پر حملہ کریں۔ مدینہ میں بھی ہما

سات سو افراد بنو قریظہ میں سے ہیں اور سب کے سب شجاع لڑنے والے ہیں۔ ان کے اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے درمیان عہد و پیمان اگرچہ ہو چکا ہے تاہم میں اُن کو پیمان شکنی پر راضی کر لوں گا تاکہ وُہ محمدؐ کے دفع کرنے میں ہماری مدد کریں۔ تم مدینہ کی ایک طرف سے حملہ کرو۔ وُہ لوگ دُوسری طرف سے محمدؐ اور اُن کے اصحاب کو درمیان میں لے کر ختم کر دیں۔ بنو قریظہ کی آبادی سے مدینہ کا فاصلہ دو میل کا تھا۔ ان کی بستی کو بیرِ عبدالمطلب کہتے تھے۔ ابن اخطب اسیطرح قبائل عرب کے پاس کفار مکہ کے ساتھ جاجا کر کوشش کرتا رہا یہانتک کہ دو ہزار افراد قریش و کنانہ و اقرع بن حابس اپنی قوم کے ساتھ اور عباس بن مرداس بنی سلیم کے ساتھ اور شیخ مفید اور طبرسی کی روایت کے مطابق سلام بن ابی الحقیق، حیّ بن اخطب، کنانہ بن ربیع، ہودہ ابن قیس اور ابو عمارہ والبی بنی نضیر کی جماعت کے ساتھ اور بنی والبہ مکہ میں جمع ہوئے اور ابو سفیان سے گفتگو کی ابتدا کی کیونکہ جناب سُوئے خدا سے اس کی عداوت اور جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ پیش قدمی سب سے زیادہ جانتے تھے اس لیئے اس سے مدد کے طالب ہوئے۔ ابو سفیان نے کہا میں تمہارے ساتھ متفق ہوں۔ چلو اور تمام قریش کو آمادہ کرو۔ غرض وُہ سب کے سب بڑے سالے قریش کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم سب تم لوگوں کے تابع ہیں اور تم سے اس امر پر اتفاق کرتے ہیں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں۔ قریش نے ان سے کہا تم سابق اہل کتاب ہو اور محمدؐ کے دین اور ہمارے دین کو جانتے ہو۔ بتاؤ ہمارا دین بہتر ہے یا اُن کا؟ اور حق کے سزاوار ہم ہیں یا وُہ ہیں۔ یہودیوں نے کہا نہیں ان کے دین سے تمہارا دین بہتر ہے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی:۔ اَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا (آیت ۵۲ سورۃ النساء پ۵) اے رسولؐ کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے ہو جنکو کتاب کا کچھ علم حاصل ہے مسلمانوں سے عداوت کے سبب قریش کے بتوں پر ایمان لاتے ہیں جو جبت و طاغوت ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ وُہ اُن لوگوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں جو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر ایمان لائے ہیں اور اُن کا طریقہ اور راستہ ان لوگوں سے زیادہ سیدھا اور درست ہے۔ یہی لوگ ہیں جنپر خدا نے لعنت کی ہے۔ اور جس پر خدا نے لعنت کی تم اُس کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ غرض قریش بہت خوش ہو گئے کہ یہودیوں نے ان کے دین کے حق ہونے کی تصدیق کر دی اور ابو سفیان نے کہا اب خدا نے تم کو دشمن پر قابو دے دیا ہے۔ یہ یہودی آگئے ہیں اور تم سے متفق ہو گئے ہیں اس پر کہا تو مار ڈالے جائیں گے یا محمدؐ اور ان کے اصحاب کو فنا کر دیں گے۔ پھر تو قریش نے یہودیوں سے اتفاق کیا۔ پھر یہودی وہاں سے قبیلۂ غطفان کے پاس گئے اور کہا قریش ہم سے متفق ہو گئے ہیں تو اُنہوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ غرض قریش ابو سفیان کی سرکردگی میں نکلے اور بنی غطفان عیینہ بن حصن فزاری کے ساتھ، حارث بن عوف بنی مُرہ کے ساتھ، مشعر بن جبلہ اپنے تابعین قبیلۂ اشجع کے ساتھ اکٹھے ہوئے۔ پھر اپنے حلیفوں کے پاس جو بنی اسد سے تھے خطوط لکھے تو طلحہ اپنے تابعین کو بنی اسد سے لے کر آیا۔ قریش نے بنی سلیم کو لکھا تو ابوالاعور سلمی اپنے پیروؤں کو لے کر آیا۔ جب یہ خبر آنحضرتؐ کو ملی تو آپؐ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ وُہ سات سو

افراد تھے۔ جناب سلمانؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ مختصر جماعت کثیر لشکر کے مقابلہ پر جنگ کے لیئے نہیں ٹھہر سکتی۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔ سلمانؓ نے کہا ہم اپنے شہر کے گرد خندق کھودتے ہیں جو ہمارے اور ان کے درمیان حائل ہو اور وُہ ہر طرف سے ہم پر حملہ نہ کر سکیں اور جنگ صرف ایک طرف سے ہو۔ ہم بلادِ عجم میں جب لشکرِ گراں ہم پر حملہ آور ہوتا تھا تو ایسا ہی کرتے تھے کہ جنگ ایک مقام معین سے ہو۔ اُس وقت حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا سلمانؓ کی رائے بہتر ہے اُسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے اُحد کے اطراف سے راتج تک زمین کی پیمائش کی گئی اور ہر بیسؔ یا چالیسؔ قدم تک زمین مہاجرین و انصار میں کھودنے کے لیئے تقسیم کی گئی۔ کدال اور بیلچے لائے گئے اور حضرتؐ نے ابتدا مہاجرین کی طرف سے خود فرمائی۔ کدال لے کر کھودنے لگے۔ جناب امیرؑ مٹی پھینکتے تھے یہانتک کہ حضرتؐ پسینہ میں غرق ہو گئے اور تھک گئے۔ اور فرمایا دنیاوی زندگی کچھ نہیں حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے۔ خداوندا مہاجرین و انصار کو بخش دے۔ جب مسلمانوں نے حضرتؐ کو زمین کھودتے دیکھا تو خود بھی نہایت محنت و کوشش سے زمین کھودنے اور مٹی ہٹانے میں مشغول ہو گئے۔ دُوسرے روز صبح ہی سے خندق پر آگئے اور آنحضرتؐ مسجد فتح میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ خندق کھودنے لگے ناگاہ ایک پتھر ظاہر ہوا جس پر کدال کام نہیں کرتا تھا آخر جابر بن عبداللہ انصاری کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا۔ جابر کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرتؐ پیٹھ کے بل لیٹے ہیں اور چادر سرِ اقدس کے نیچے ہے اور بھوک کے سبب شکم پر پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ زمین میں ایک پتھر ظاہر ہوا ہے جس پر کدال کام نہیں کرتا۔ حضرتؐ یہ سُنکر اُٹھے اور بہت جلد وہاں پہنچے۔ پانی منگا کر وضو کیا اور ایک چلو دہانِ اقدس میں لے کر غرارہ کیا اور اُس پتھر پر کلی کی پھر کدال لے کر اُس پتھر پر ایک ضربت لگائی جس سے ایک بجلی سی چمکی۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ اس کی روشنی میں ہم نے قصرہائے شام دیکھے دُوسری ضربت پر پھر روشنی ہوئی جس میں قصرہائے مدائن نظر آئے۔ تیسری بار ضربت لگائی تو یمن کے قصور دکھائی دیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ مقامات جن پر بجلی چمکی ہے تم فتح کرو گے۔ یہ سُنکر مُسلمان خوش و مسرور ہوئے منافقوں نے آپس میں کہا قیصر و کسرٰے کے ملکوں کا وعدہ کرتے ہیں اور خوف و ہیبت کے سبب خود خندق کھود رہے ہیں۔ اُس وقت خدا نے آیت قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ الخ (آیت ۲۶ سورۃ آل عمران پ۳) منافقین کی تکذیب و تادیب میں نازل فرمائی۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جب پہلی مرتبہ کدال حضرتؐ نے مارا اور پتھر کچھ ٹوٹا تو حضرتؐ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا خدا نے شام کی کنجیاں مجھ کو عطا فرمائیں۔ اور خدا کی قسم وہاں کے قصرہائے سُرخ میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر دُوسرا کدال مارا تو دُوسرا تہائی حصہ پتھر ٹوٹا۔ حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر خدا نے ملکِ فارس کی کنجیاں مجھ کو عطا فرمائیں اور بخدا میں اس وقت مدائن کا قصر سفید دیکھ رہا ہوں۔ جب تیسرا کدال مارا تو پورا پتھر ٹوٹ گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر خدا نے یمن کی کنجیاں مجھے دیں اور خدا کی قسم میں صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ کلینی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کدال امیرالمومنینؑ یا جناب سلمانؓ کے ہاتھ سے لے کر ایک ضربت ماری جس سے پتھر تین ٹکڑے ہو گیا تو فرمایا کہ اسی ضربت سے قیصر و کسرٰے کے خزانے مجھ پر کھل گئے۔ یہ سُنکر اوّل نے دوم سے کہا ہم خوف و خطرے

سبب قضائے حاجت کو تو جا نہیں سکتے اور یہ بادشاہ عجم و بادشاہ روم کے ملکوں کا ہم سے وعدہ کرتے ہیں اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کے لیئے خط کھینچا چار چار ہاتھ ہر ایک شخص کو کھودنے کا حکم فرمایا۔ اُس وقت مہاجرین و انصار میں جناب سلمانؓ کے متعلق بحث ہونے لگی۔ چونکہ وُہ ایک قوی آدمی تھے مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں اور انصار کہتے تھے کہ وُہ ہم میں سے ہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں سلمانؓ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ غرض علی بن ابراہیم اس کے آگے بیان کرتے ہیں کہ جابرؓ کہتے ہیں کہ وُہ پتھر آنحضرتؐ کے اعجاز سے مثل ریت کے چُور چُور ہو گیا اور مجھے محسوس ہوا کہ آنحضرتؐ بھوکے ہیں۔ میں نے عرض کی یا حضرت کیا ممکن ہے کہ آپ میرے یہاں ناشتہ کر لیں۔ حضرتؐ نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے۔ میں نے عرض کی ایک بکری کا بچہ اور ایک صاع جَو۔ فرمایا اچھا جاؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے اُس کو تیار کرو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں گھر گیا اور اپنی زوجہ سے ماجرا بیان کیا اُس نے جَو کو پیسا اور میں نے بزغالہ کا گوشت ذبح کر کے بنایا۔ جب روٹیاں اور سالن تیار ہو گیا تو حضرتؐ کی خدمت میں جا کر عرض کیا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ کھانا تیار ہے تشریف لے چلیئے اور اپنے ہمراہ جس کو چاہیں لے لیں۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر خندق کے کنارے کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا اے گروہِ مہاجرین و انصار جابرؓ نے تم لوگوں کی دعوت کی ہے قبول کرو۔ اُس وقت سات سو اشخاص خندق میں موجود تھے۔ یہ سُنکر سب کے سب باہر نکل آئے اور میرے گھر کو روانہ ہوئے۔ آنحضرتؐ سے راستہ میں جو مہاجر یا انصار مل جاتا حضرتؐ اُس سے فرماتے کہ چلو جابرؓ نے دعوت کی ہے قبول کرو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں سب سے پہلے گھر پہنچا اور اپنی زوجہ سے صُورتِ حال بیان کی اور کہا حضرتؐ تو مع تمام مہاجرین و انصار کے آرہے ہیں کہ کسی کو ان کی دعوت کی طاقت نہیں ہے۔ زوجہ نے پُوچھا کہ تم نے حضرتؐ کو بتا دیا تھا کہ کھانے کا کیا سامان ہے؟ جابرؓ نے کہا ہاں بتا دیا ہے تو زوجہ نے کہا پھر کیا فکر ہے آنحضرتؐ خود بہتر سمجھتے ہیں۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرتؐ اسی اثناء میں داخلِ خانہ ہوئے اور دیگ میں دیکھا اور فرمایا کہ کفگیر سے سالن نکال کر لاؤ اور تھوڑا سا تہہ میں رہنے دو۔ پھر تنور کے پاس آئے اور روٹیاں دیکھیں۔ فرمایا روٹیاں نکالو اور کچھ تنور میں رہنے دو۔ پھر پیالہ طلب کیا اور اپنے دستِ مبارک سے اُس میں روٹیاں توڑ توڑ کر رکھیں اور کفگیر سے شوربا اُس میں ڈالا اور فرمایا کہ دس اشخاص آئیں اور کھائیں دس آدمی کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر حضرتؐ نے بزغالہ کا ایک دست منگایا اور اُن دس اشخاص کو کھلایا۔ پھر دُوسرے دس اشخاص کو بُلایا وُہ بھی کھا کر سیر ہوئے لیکن پیالے میں اُن کے کھانے سے کوئی کمی نہیں ہوئی بجز اس کے کہ اُن کی اُنگلیوں کا نشان پڑ گیا۔ پھر حضرتؐ نے دوسرا دستِ بزغالہ طلب فرمایا میں نے لا کر دیا وُہ بھی ان کو کھلا دیا۔ پھر دُوسرے دس افراد آئے ان کو بھی کھلایا اور حضرتؐ نے پھر ایک دست طلب فرمایا میں لے آیا وُہ بھی کھلایا گیا۔ آخر میں نے حضرتؐ سے عرض کی یا رسُولؐ اللہ بکریوں کے کتنے دست ہوتے ہیں فرمایا دو۔ میں نے عرض کی اُسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تین دست لا چکا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم نہ بولتے تو البتہ تمام اشخاص دست ہی کھاتے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ اسیطرح دس دس آدمی آتے اور کھاتے رہے یہانتک کہ تمام لوگ کھا کر سیر ہو گئے اور اس قدر کھانا بچ رہا کہ ہم لوگ کئی روز تک کھاتے رہے

غرض علی بن ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ عمار یاسر خندق کھودنے میں مشغول تھے کہ جناب عثمان اُدھر سے گزرے غبار بلند تھا حضرت عثمان آستین اپنے ناک پر رکھ کر وہاں سے ہٹ گئے۔ عمار نے ان کی کراہت و کنارہ کشی مشاہدہ کی تو ایک رجز پڑھا جس کا یہ مضمون تھا کہ وُہ جس نے مسجد تعمیر کی اور اُس میں رکوع و سجود کے ساتھ بسر کی اور وُہ جو غبار کے پاس سے گزرا اور وہاں سے کراہت کے ساتھ ہٹ گیا اور نفرت ظاہر کی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ عثمان نے یہ سُنا تو پلٹ پڑے اور عمار کو گالی دی اور کہا اے سیاہ عورت کے بیٹے تُو یہ میرے حق میں کہتا ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس پہنچے اور کہا ہم اسلام میں اس لیئے داخل نہیں ہوتے ہیں کہ لوگوں کی گالیاں سُنیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر اسلام نہیں چاہتے ہو تو میں تمہارے کافر ہو جانے کی پروا نہیں کرتا جہاں جا ہو چلے جاؤ۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی یَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۸) یعنی اے رسُولؐ تم پر لوگ اپنے اسلام کا احسان جتاتے ہیں اُن سے کہہ دو کہ مجھ پر احسان نہ جتاؤ بلکہ خدا نے تم پر احسان کیا ہے کہ ایمان کی طرف تمہاری ہدایت کی۔ اگر تم سچے ہو کہ ایمان والے ہو تو بیشک خدا آسمان و زمین کی پنہاں چیزوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وُہ سب جانتا ہے۔ ان آیات کے نازل ہونے کا سبب جیسا کہ علی بن ابراہیم نے آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے ظاہر ہے کہ مراد الٰہی یہ ہے کہ تمہارا اسلام کا دعوےٰ جھُوٹ ہے تم ایمان ہی نہیں لائے ہو۔

کلینی اور علی بن ابراہیم نے بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ جو شخص ماہِ مبارک رمضان میں رات کو سو جائے تو اُس پر پھر بیدار ہونے کے بعد کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا۔ چونکہ آنحضرتؐ نے ماہِ رمضان میں خندق کھودنے کا حکم دیا تھا، عبداللہ بن جبیر جو جنگِ اُحد میں شہید ہو چکے تھے ان کے بھائی خوات بن جبیر خندق میں کام کرتے تھے۔ بوڑھے اور کمزور آدمی تھے۔ رات اپنے گھر گئے اور زوجہ سے کہا کہ کچھ کھانا ہو تو لاؤ تاکہ افطار کر دوں۔ انکی زوجہ نے کہا کھانا تیار تو نہیں ہے لیکن سو نا مت میں ابھی بہت جلد تیار کر کے لاتی ہوں۔ وُہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور بے اختیار نیند آ گئی۔ زوجہ نے کھانا لا کر رکھا تو پکارا۔ وُہ بولے میں تو سو گیا تھا، اس لیئے کھانا نہ کھایا۔ صبح کو پھر آئے اور خندق کھودنے میں مشغول ہو گئے اسی اثناء میں ان پر غشی طاری ہو گئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف سے گزرے اور ان کا یہ حال دیکھ کر سبب دریافت فرمایا۔ خوات نے رات کا واقعہ بیان کیا۔ اُس وقت خدا نے لُطف و کرم فرمایا اور مسلمانوں پر احسان کر کے یہ حکم نازل فرمایا: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ○ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷) یعنی کھاؤ پیو یہانتک کہ صبح کا سپید تار رات کی سیاہی سے الگ نمایاں ہو جائے۔ الغرض علی بن ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ قریش کا لشکر آنے سے تین روز پہلے خندق کنی سے فارغ ہو گئے اور خندق میں آٹھ دروازے مقرر کیئے اور ہر دروازے پر ایک مہاجر اور ایک انصار کو ایک ایک جماعت کے ساتھ مقرر فرمایا کہ اس کی حفاظت کریں۔ قبائلِ قریش و کنانہ و سلیم و ہلال حیی بن اخطب

کے ساتھ آئے اور قریش مکہ اپنے گروہ کو لے کر پہنچے جو دس ہزار افراد تھے۔ وہ سب جرف رغانیہ میں ٹھہرے اور غطفان اور اُن کے ساتھی نجد والے اُحد کی طرف مقیم ہوئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مشرکین کا لشکر اٹھارہ ہزار تھا؛ اکثر لوگوں نے دس ہزار بیان کیا ہے۔ جب قریش وادی عقیق میں پہنچے رات کے درمیانی حصہ میں حیی بن اخطب بنی قریظہ کے پاس آیا۔ وہ اپنے قلعہ میں تھے اور آنحضرتؐ سے جو عہد و پیمان کر چکے تھے اس کے سبب امان میں تھے۔ اُس نے قلعہ کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ کعب ابن اسید نے اس کی آواز سُنی تو اپنے قلعہ والوں سے کہا یہ تمہارا بھائی ہے اپنے قبیلہ والوں کو بلا و مصیبت میں مبتلا کر کے آیا ہے کہ ہم کو بھی اُسی مصیبت میں گرفتار کر دے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو ہم نے عہد کیا ہے اُسے تڑوا دے۔ حالانکہ محمدؐ نے ہمارے ساتھ بھلائی کی ہے اور اپنے عہد میں مستحکم رہے ہیں اور ہمارے ساتھ ہمسائگی کے حق کی برابر رعایت کرتے چلے آئے ہیں۔ ہمارے لیئے مناسب نہیں ہے کہ ہم اُن سے خیانت کریں۔ پھر بالاخانے سے نیچے آیا، اور پوچھا تم کون ہو؟ اُس نے کہا میں حیی بن اخطب ہوں تمہارے واسطے زمانہ کی عزت لایا ہوں۔ کعب نے کہا بلکہ یُوں کہو کہ ہمارے واسطے ابدی ذلت و خواری لائے ہو۔ اُس نے کہا اے کعب یہ قریش اپنے پیشواؤں بزرگوں اور کنانہ کے ہم سوگندوں کے ساتھ آئے ہیں اور عقیق میں ٹھہرے ہیں۔ اور قبیلہ فزارہ والے اپنے سرداروں اور بزرگوں کے ساتھ آکر رغابہ میں مقیم ہیں اور قبیلہ سلیم اور دُوسرے لوگ قلعہ بنی ذبیان میں ٹھہرے ہیں۔ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے اصحاب ہرگز اس گروہ کثیر سے بچ نہیں سکتے۔ تم بھی دروازہ کھولو اور محمدؐ سے جو عہد کیا ہے اُس کو توڑ ڈالو۔ کعب نے کہا ہرگز دروازہ نہ کھولوں گا تم پلٹ جاؤ۔ ابن اخطب نے کہا کوئی امر دروازہ کھولنے سے تم کو مانع نہیں سوائے اُس آہو بچہ کے جس کو تم نے تنور میں رکھ چھوڑا ہے۔ تم ڈرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ اُس میں شریک ہوں۔ دروازہ کھولو اور مت ڈرو کہ میں اُس میں شریک ہوں گا۔ کعب نے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے تو ایسی کم ظرفی پر آمادہ ہو گیا ہے جس کا جواب نہیں دینا چاہتا۔ آخر اُس نے حکم دیا تو دروازہ کھول دیا گیا۔ وہ قلعہ میں داخل ہُوا۔ بیٹھا اور کہا وائے ہو تجھ پر اے کعب اپنے عہد کو توڑ دے جو محمدؐ سے کیا ہے اور میری رائے کو مت رد کر۔ محمدؐ اس گروہ سے ہرگز جان نہیں بچا سکتے۔ اگر اس موقع سے تُو نے فائدہ نہ اُٹھایا تو آیندہ پھر ایسا موقع نہ آئے گا۔ پھر جو لوگ قلعہ میں رؤسائے یہود سے تھے جیسے غزال بن شمول، یاسر بن قیس، رفاعہ ابن زید اور زبیر بن ناطا جمع ہوئے۔ کعب نے اُن سے کہا تم لوگ کیا کہتے ہو۔ سب نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہیں اور مخدوم عہد و پیمان جو کچھ کیا ہے آپ نے کیا ہے۔ اگر عہد کو توڑیئے گا تو ہم بھی توڑیں گے۔ اگر قلعہ میں رہیئے گا ہم بھی رہیں گے۔ اور اگر باہر جنگ کے لیئے نکلیئے گا، ہم بھی نکلیں گے۔ لیکن زبیر بن ناطا جو ایک بوڑھا اور تجربہ والا شخص تھا اُس نے کہا میں نے توریت میں جس کو خدا نے بھیجا ہے پڑھا ہے کہ آخر زمانہ میں خدا ایک پیغمبرؐ کو مبعوث کرے گا جو مکہ سے خروج کرے گا اور اُس کا محل ہجرت یہ بحیرہ ہوگا یعنی مدینہ۔ وہ برہنہ دراز گوش پر سوار ہوگا۔ پرانے لباس پہنے گا، سُوکھی روٹی اور خرما پر زندگی بسر کرے گا۔ نہایت خوش مزاج ہوگا، کافروں کو بہت قتل کرے گا۔

اُس کی دونوں آنکھوں میں سُرخی ہوگی اور اُس کے دونوں شانوں کے درمیان مُہر نبوت ہوگی۔ اپنی تلوار کاندھے پر رکھے گا اور کسی کی جو اُس کے مقابل ہوگا پرواہ نہ کرے گا۔ اُس کی حکومت روئے زمین کے آخر تک ہوگی۔ اگر یہ وہی پیغمبرؐ ہے تو اس گروہ کی کثرت کی پرواہ نہ کرے گا۔ اگر پہاڑ بھی اُس سے سرکشی اور دشمنی پر آمادہ ہو جائیں تو وہ اُن پر بھی غالب ہوگا۔ ابن اخطب ملعون نے کہا یہ وہ پیغمبر نہیں ہے وہ تو بنی اسرائیل سے ہوگا اور یہ بنی اسمٰعیلؑ سے ہیں۔ اور بنی اسرائیل کبھی فرزندان اسمٰعیلؑ کے تابع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا نے ان کو تمام بنی نوع انسان پر فضیلت بخشی ہے اور پیغمبری اور بادشاہی اُنہی لوگوں میں قرار دی ہے اور مُوسٰےؑ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کرے جس کو آگ نہ جلائے اور محمدؐ کے پاس ایسی کوئی علامت نہیں ہے۔ انہوں نے لوگوں کو جمع کر لیا ہے اور جادُو کے ذریعہ سے فریب دے رکھا ہے اور جادو ہی کے ذریعہ سے تمام لوگوں پر غالب آنا چاہتا ہے۔ غرضکہ ایسی بیہودہ اور باطل گفتگو سے ان لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور سب کو اپنا موافق بنا لیا اور کہا وہ عہد نامہ نکالو جو تمہارے اور محمدؐ کے درمیان لکھا گیا ہے۔ وہ نکالا گیا تو اُس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہا اب تو جو ہونا تھا ہو گیا اور اب سوائے جنگ کے اور کوئی صُورت تمہارے لیئے نہیں ہے۔ لہٰذا جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔ جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی آپؐ بہت محزون ہوئے اور صحابہ بھی بہت افسردہ ہوئے۔ پھر آنحضرتؐ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر کو جو قبیلہ اوس سے تھے اور وہ بھی قریظہ کے ہم سوگند تھے فرمایا کہ بنی قریظہ کے پاس جا کر معلوم کریں کہ ہمارے متعلق ان کا کیا خیال و ارادہ ہے اگر انہوں نے عہد شکنی کر لی ہے تو اس کی خبر کسی کو نہ ہونے دیں اور صرف مجھ سے آکر بیان کریں اور کہیں عضل والقارہ۔ اور یہ راز کا کلمہ تھا جو آنحضرتؐ اور ان کے درمیان طے تھا کہ صرف حضرتؐ سمجھیں اور کوئی نہ سمجھ سکے۔ اور عضل اور قارہ قریش کے دو قبیلے تھے جو بظاہر مسلمان تھے اور مکر و فریب کے ساتھ مرتد ہو گئے تھے تو جو لوگ مکر و فریب کرتے تھے ان کی مثال انہی مرتدین سے دی جاتی تھی۔ جب سعد اور اسید بنی قریظہ کے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے کعب نے بالائے قلعہ سے اُن سے سخت کلامی کی اور اُن کو گالیاں دیں اور آنحضرتؐ کی شان میں بھی گستاخی کی۔ سعد نے کہا تُو اس لومڑی کے مانند ہے جو اپنے سُوراخ میں بھاگ گئی ہو۔ بہت جلد قریش تجھ سے برگشتہ ہو جائیں گے اور آنحضرتؐ تیرا محاصرہ کریں گے اور تجھ کو ذلت و خواری کے ساتھ قلعہ سے باہر نکالیں گے، اور تیری گردن مار دیں گے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے اور آنحضرتؐ سے کہا عضل والقارہ۔ حضرتؐ نے مصلحتہً فرمایا کہ اُن پر خدا کی لعنت ہو میں نے ان کے لیئے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اور یہ اس غرض سے فرمایا کہ قریش کے اکثر جاسوس آنحضرتؐ کے لشکر میں برابر موجود رہا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر وہ سُنیں تو شک میں مبتلا ہو جائیں کہ وہ لوگ (بنی قریظہ) حقیقت میں آنحضرتؐ کے موافق ہیں اور بظاہر قریش سے مل گئے ہیں تاکہ ان کو فریب دیں۔ اُدھر ابن اخطب ملعون ابوسفیان اور قریش کے پاس واپس گیا۔ اور اُن کو اطلاع دی کہ بنی قریظہ نے اپنا پیمان جو حضرتؐ سے کیا تھا توڑ ڈالا۔ قریش یہ سُنکر خوش ہوئے۔ رات کے وقت نعیم بن مسعود اشجعی آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا وہ تین روز پہلے مُسلمان ہوا تھا۔ قریش اس سے بے خبر تھے۔ اُس نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ

خدا پر ایمان لایا ہوں اور آپ کی تصدیق کی ہے۔ مگر قریش سے اپنا ایمان چھپائے ہو[illegible]ما۔ اگر آپؐ ارشاد فرمائیں تو میں آپؐ کی خدمت میں رہ کر جان و دل سے آپ کی مدد کروں اور اگر اجازت دیں تو جاکر ن اور بنی قریظہ کے درمیان جدائی ڈال دوں اور اُن کے باہمی اتفاق کو درہم و برہم کر دوں تاکہ بنی قریظہ سے باہر نہ نکلیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور ان میں اختلاف پیدا کر دو۔ یہی میرے نزدیک بہتر ہے۔ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ آپؐ کے حق میں جو موقع و مصلحت کے مطابق ہو کہہ سکوں ہاں اجازت ہے جو چاہو کہہ دینا۔ تو وہ پہلے ابوسفیان کے پاس گیا۔ اُس کو اس کے اسلام لانے کی تھی۔ اُس نے کہا اے ابوسفیان تم اپنے ساتھ میری محبت و خیر خواہی کو خوب جانتے ہو اور یہ کہ کس قدر خواہش ہے کہ خدا تم کو دشمن پر فتح عطا فرمائے۔ میں نے سُنا ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یوں سے اس پر اتفاق کیا ہے کہ جب وہ تمہارے لشکر میں داخل ہوں اور تم ان کے ساتھ مل کر جنگ ول ہو تو وہ بھی پر تلواریں مارنے لگیں تاکہ محمدؐ کو غلبہ حاصل ہو اور اُن سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جب ریں گے تو محمدؐ بنی نضیر اور بنی قینقاع کے مکانات اور کھیت وغیرہ جو اُن سے چھین لیے ہیں ان کو واپس ا گے۔ میں تمہارے لیئے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ اُن کو اپنے لشکر میں اُس وقت تک شامل نہ ہونے دو وہ اپنے سرداروں کا ایک گروہ تمہارے ہاتھ رہن نہ کر دیں اور تم ان کو مکہ بھیج دو تاکہ اُن کے مکر و داری سے محفوظ رہو۔ ابوسفیان نے یہ سُنکر کہا خدا تجھ کو توفیق اور جزائے نیک عطا فرمائے کہ نے نصیحت کی اور عافیت کی طرف رہنمائی کی۔ پھر وہاں سے وہ جلد واپس آیا اور بنی قریظہ کے پاس گیا ن کے مسلمان ہونے سے بے خبر تھے۔ اور کہا اے کعب اپنے ساتھ تم میری دوستی و محبت کو ۔ ابوسفیان نے یہ طے کیا ہے کہ ان یہودیوں کو قلعہ سے باہر نکال کر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ٹکرا کر دوں گا۔ اگر ان کو فتح ہوئی تو وہ فتح ہمارے نام پر ہوگی اور اگر محمدؐ کو غلبہ ہوا تو یہی ہمارے گے ہوں گے یہی مارے جائیں گے اور ہم بھاگ جائیں گے۔ اور تم ان کے لشکر میں شامل نہ ہونا کے شرفا میں سے دس اشخاص کو رہن نہ کر لینا تاکہ وہ قلعہ میں رہیں تاکہ اگر محمدؐ پر فتح حاصل نہ ہو نہ پائیں جب تک اُس عہد و پیمان کو جو محمدؐ اور تمہارے درمیان ہوا تھا از سر نو مکمل نہ کرا دیں یش بھاگ گئے اور محمدؐ پر فتح حاصل نہ کر سکے تو ضرور محمدؐ تم سب کو قتل کر دیں گے۔ کعب نے کہا ساتھ نیکی اور بھلائی کی۔ ہم تو قلعہ سے باہر نہ نکلیں گے جب تک اُن کے دس رؤسا کو گرو نہ کر لیں طبرسی کی روایت کے مطابق ابوسفیان سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ بنو قریظہ اپنی عہد شکنی اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیام بھیجا ہے کہ ہم اشراف قریش میں دس آدمیوں لے کر آپ کے پاس بھیجے دیتے ہیں کہ آپ ان کو قتل کر دیں اور ہم جنگ میں آپ کی موافقت ائد آپ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اور قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ نینؑ فرماتے تھے کہ میں جو کچھ آنحضرتؐ سے روایت کرتا ہوں وہ یقیناً بالکل صحیح ہے۔ اور اگر نیچے گر پڑوں یا کوئی طائر مجھے اُچک لے جائے تو مجھے پسند اور گوارا ہے اس سے کہ آنحضرتؐ

پر بہتان کروں۔ اور اگر جنگ کے درمیان کچھ کہوں تو ممکن ہے کہ مصلحتہً خلاف واقع کہوں کیونکہ جنگ کا دارومدار مکر و فریب پر ہے۔ بیشک جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی کہ بنو قریظہ نے ابوسفیان سے یہ طے کیا ہے کہ جسوقت تم محمدؐ سے مقابلہ کرو گے ہم تمہاری مدد کریں گے تو حضورؐ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا بنو قریظہ نے ہم سے کہا ہے کہ جب ہم ابوسفیان سے جنگ میں مشغول ہوں گے تو وہ ہماری مدد کریں گے۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو اُس نے کہا یہودی ہم سے مکر و فریب کر رہے ہیں۔ اور ان کے بھاگنے کا ایک سبب یہ بھی تھا۔

شیخ مفید اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ لشکر قریش خندق کے قریب آکر ٹھہرا اور بیس روز سے زیادہ مقیم رہا سوائے تیر اور پتھر پھینکنے کے جنگ نہ ہوئی۔ جب آنحضرتؐ نے مسلمانوں کے دلوں کا ضعف اور منافقوں کے نفاق کا اظہار مشاہدہ فرمایا عتبہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس جو سرداران غطفان تھے، صلح کی خواہش کی کہ مدینہ کے میووں کا تیسرا حصہ ان کو دیا جائے گا اگر وہ واپس چلے جائیں۔ اور اس بارے میں سعد بن عبادہ انصاری سے مشورہ کیا۔ سعد نے کہا یا رسولؐ اللہ اگر یہ صلح خدا کی جانب سے ہے تو ہم کو اس کے قبول کرنے میں کوئی چارہ نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس بارے میں وحی نازل نہیں ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ تمام عرب ہر طرف سے تیر عداوت کمان میں رکھے ہوئے تمہارے سر پر جمع ہو گئے ہیں چاہتا ہوں کہ اُن کا رعب تمہارے دلوں سے زائل کر دوں تاکہ تم میں ہمت و قوت پیدا ہو۔ سعد بن معاذ نے عرض کی جس وقت ہم مشرک و کافر تھے اور خدا کو نہیں پہچانتے تھے ان لوگوں نے ہمارے اموال کی طمع نہ کی اب جبکہ خدا نے ہم کو اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور آپؐ کے ذریعہ سے عزت و شرف بخشا ہے ہم اپنے مال ان کو دے دیں گے۔ خدا کی قسم سوائے تلوار کے ان کو کچھ نہ دیں گے یہانتک کہ خدا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تمہارے استقلال کو دیکھوں اور سمجھوں۔ تو اسی بات پر ثابت قدم رہو بیشک خدا تعالیٰ اپنے پیغمبرؐ کو یوں ہی نہ چھوڑ دے گا ضرور مدد کرے گا اور میرے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا جیسا کہ اُس نے وعدہ کیا ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت اہتمام و استقلال کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اُن کو دشمنوں سے جنگ پر آمادہ کیا اور خدا کی جانب سے نصرت و مدد کا وعدہ فرمایا۔ اُدھر کچھ اشقیائے قریش قتال کے لیئے میدان میں آئے جن میں عمرو بن عبدود، عکرمہ ابن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی وہب، ضرار بن الخطاب اور مرداس فہری تھے۔ انہوں نے اپنے اسلحے سجے اور عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر بنی کنانہ کی طرف آئے اور ان کو جنگ کے لیئے آمادہ کیا اور کہا کہ میدان میں چلو تاکہ آج معلوم ہو کہ مرد کون ہے۔ جب خندق کے کنارے پر پہنچے تو بولے یہ وہ مکر ہے جس کو اہل عرب نہیں جانتے بلکہ یہ تدبیر اُس فارس والے کی ہے جو ان کے ساتھ ہے۔ پھر اُس کے گرد گھومتے رہے یہانتک کہ خندق میں ایک تنگ مقام نظر آیا وہیں سے گھوڑے کو کُدایا اور عمرو بن عبدوُد جو شجاعت میں عرب میں مشہور تھا اور لوگ اس کو ہزار سواروں کے برابر سمجھتے تھے اور اُس کو شہسوار یلیل کہتے تھے۔ اس لیئے کہ اُس مقام سے جس کو یلیل کہتے ہیں شام کی طرف قافلہ جا رہا تھا جس میں عمرو بن عبدود بھی تھا۔ جب قافلہ مقام یلیل پر پہنچا ایک ہزار ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا [illegible]

میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور آپ کی تصدیق کی ہے۔ مگر قریش سے اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا۔ اگر آپؐ ارشاد فرمائیں تو میں آپؐ کی خدمت میں رہ کر جان و دل سے آپ کی مدد کروں اور اگر اجازت دیں تو جاکر قریش اور بنی قریظہ کے درمیان جدائی ڈال دوں اور اُن کے باہمی اتفاق کو درہم و برہم کر دوں تاکہ بنی قریظہ قلعہ سے باہر نہ نکلیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور ان میں اختلاف پیدا کر دو یہی میرے نزدیک بہتر ہے۔ اُس نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ آپؐ کے حق میں جو موقع و مصلحت کے مطابق ہو کہہ سکوں فرمایا ہاں اجازت ہے جو چاہو کہہ دینا۔ تو وُہ پہلے ابوسفیان کے پاس گیا۔ اُس کو اس کے اسلام لانے کی خبر نہ تھی۔ اُس نے کہا اے ابوسفیان تم اپنے ساتھ میری محبت و خیر خواہی کو خوب جانتے ہو اور یہ کہ کس قدر میری خواہش ہے کہ خدا تم کو دشمن پر فتح عطا فرمائے۔ مَیں نے سُنا ہے کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہودیوں سے اس پر اتفاق کیا ہے کہ جب وُہ تمہارے لشکر میں داخل ہوں اور تم ان کے ساتھ مل کر جنگ میں مشغول ہو تو وُہ تمہی پر تلواریں مارنے لگیں تاکہ محمدؐ کو غلبہ حاصل ہو اور اُن سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جب وُہ ایسا کریں گے تو محمدؐ بنی نضیر اور بنی قینقاع کے مکانات اور کھیت وغیرہ جو اُن سے چھین لیے ہیں ان کو واپس دے دیں گے۔ میں تمہارے لیئے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ اُن کو اپنے لشکر میں اُس وقت تک شامل نہ ہونے دو جب تک وُہ اپنے سرداروں کا ایک گروہ تمہارے ہاتھ رہن نہ کر دیں اور تم ان کو مکّہ بھیج دو تاکہ اُن کے مکر و فریب اور غدّاری سے محفوظ رہو۔ ابوسفیان نے یہ سُنکر کہا خدا تجھ کو توفیق اور جزائے نیک عطا فرمائے کہ مجھ کو تُو نے نصیحت کی اور عافیت کی طرف رہنمائی کی۔ پھر وہاں سے وُہ جلد واپس آیا اور بنی قریظہ کے پاس گیا وُہ بھی اُس کے مسلمان ہونے سے بے خبر تھے؛ اور کہا اے کعب اپنے ساتھ تم میری دوستی و محبت کو جانتے ہو۔ ابوسفیان نے یہ طے کیا ہے کہ ان یہودیوں کو قلعہ سے باہر نکال کر محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مقابلہ پر کھڑا کر دوں گا۔ اگر ان کو فتح ہوئی تو وُہ فتح ہمارے نام پر ہوگی اور اگر محمدؐ کو غلبہ ہوا تو یہی ہمارے لشکر کے آگے ہوں گے یہی مارے جائیں گے اور ہم بھاگ جائیں گے۔ اور تم ان کے لشکر میں شامل نہ ہونا جبتک اُن کے شرفا میں سے دس اشخاص کو رہن نہ کر لینا تاکہ وُہ قلعہ میں رہیں تاکہ اگر محمدؐ پر فتح حاصل نہ ہو تو وُہ جانے نہ پائیں جب تک اُس عہد و پیمان کو جو محمدؐ اور تمہارے درمیان ہوا تھا از سر نو مکمل نہ کرا دیں کیونکہ اگر قریش بھاگ گئے اور محمدؐ پر فتح حاصل نہ کر سکے تو ضرور محمدؐ تم سب کو قتل کر دیں گے۔ کعب نے کہا تم نے میرے ساتھ نیکی اور بھلائی کی۔ ہم تو قلعہ سے باہر نہ نکلیں گے جب تک اُن کے دس رؤسا کو گرو نہ کر لیں گے۔ اور شیخ طبرسی کی روایت کے مطابق ابوسفیان سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ بنو قریظہ اپنی عہد شکنی سے نادم ہیں اور محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس پیغام بھیجا ہے کہ ہم اشراف قریش میں دس آدمیوں کو رہن میں لے کر آپ کے پاس بھیجے دیتے ہیں کہ آپ ان کو قتل کر دیں اور ہم جنگ میں آپ کی موافقت کریں گے شائد آپ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اور قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ فرماتے تھے کہ مَیں جو کچھ آنحضرتؐ سے روایت کرتا ہوں وُہ یقیناً بالکل صحیح ہے۔ اور اگر آسمان سے نیچے گر پڑوں یا کوئی طائر مجھے اُچک لے جائے تو مجھے پسند اور گوارا ہے اس سے کہ آنحضرتؐ

پر بہتان کروں۔ اور اگر جنگ کے درمیان کچھ کہوں تو ممکن ہے کہ مصلحتہً خلاف واقع کہوں کیونکہ جنگ کا دار و مدار مکر و فریب پر ہے۔ بیشک جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی کہ بنو قریظہ نے ابوسفیان سے یہ طے کیا ہے کہ جسوقت تم محمدؐ سے مقابلہ کرو گے ہم تمہاری مدد کریں گے تو حضورؐ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا بنو قریظہ نے ہم سے کہا ہے کہ جب ہم ابوسفیان سے جنگ میں مشغول ہوں گے تو وُہ ہماری مدد کریں گے۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو اُس نے کہا یہودی ہم سے مکر و فریب کر رہے ہیں۔ اور ان کے بھاگنے کا ایک سبب یہ بھی تھا۔

شیخ مفید اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ لشکر قریش خندق کے قریب آکر ٹھہرا اور بیس روز سے زیادہ مقیم رہا سوائے تیر اور پتھر پھینکنے کے جنگ نہ ہوئی۔ جب آنحضرتؐ نے مسلمانوں کے دلوں کا ضعف اور منافقوں کے نفاق کا اظہار مشاہدہ فرمایا عتبہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس جو سرداران غطفان تھے صلح کی خواہش کی کہ مدینہ کے میووں کا تیسرا حصّہ ان کو دیا جائے گا اگر وُہ واپس چلے جائیں۔ اور اس بارے میں سعد بن عبادہؓ انصاری سے مشورہ کیا۔ سعد نے کہا یا رسُولؐ اللہ اگر یہ صلح خدا کی جانب سے ہے تو ہم کو اس کے قبول کرنے میں کوئی چارہ نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس بارے میں وحی نازل ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ تمام عرب ہر طرف سے تیر عداوت کمان میں رکھے ہوئے تمہارے سر پر جمع ہو گئے ہیں چاہتا ہوں کہ اُن کا رُعب تمہارے دلوں سے زائل کر دوں تاکہ تم میں ہمّت و قوت پیدا ہو۔ سعد بن معاذ نے عرض کی جس وقت ہم مشرک و کافر تھے اور خدا کو نہیں پہچانتے تھے ان لوگوں نے ہمارے اموال کی طمع نہ کی اب جبکہ خدا نے ہم کو اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور آپؐ کے ذریعہ سے عزت و شرف بخشا ہے ہم اپنے مال ان کو دے دیں گے۔ خدا کی قسم سوائے تلوار کے ان کو کچھ نہ دیں گے یہانتک کہ خدا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تمہارے استقلال کو دیکھوں اور سمجھوں۔ تو اسی بات پر ثابت قدم رہو بیشک خدا اپنے پیغمبرؐ کو یوں ہی نہ چھوڑ دے گا ضرور مدد کرے گا اور میرے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا جیسا اُس نے وعدہ کیا ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت اہتمام و استقلال کے ساتھ کھڑے ہو اور اُن کو دشمنوں سے جنگ پر آمادہ کیا اور خدا کی جانب سے نصرت و مدد کا وعدہ فرمایا۔ اُدھر کچھ اشقیائے قتال کے لیئے میدان میں آئے جن میں عمرو بن عبدود، عکرمہ ابن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی وہب، ضرار بن الخطاب اور مرداس فہری تھے۔ انہوں نے اپنے اسلحے سجے اور عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر بنی کنانہ کی طرف آئے ان کو جنگ کے لیئے آمادہ کیا اور کہا کہ میدان میں چلو تاکہ آج معلوم ہو کہ مرد کون ہے۔ جب خندق کے پاس پہنچے تو بولے یہ وُہ مکر ہے جس کو اہل عرب نہیں جانتے بلکہ یہ تدبیر اُس فارس والے کی ہے جو ان کے ساتھ ہے۔ پھر اُس کے گرد گھومتے رہے یہانتک کہ خندق میں ایک تنگ مقام نظر آیا وہیں سے گھوڑے کو کُودا عمرو بن عبدوُد جو شجاعت میں عرب میں مشہور تھا اور لوگ اس کو ہزار سواروں کے برابر سمجھتے تھے اور اُس کو شہسوار یلیل کہتے تھے۔ اس لیئے کہ اُس مقام سے جس کو یلیل کہتے ہیں شام کی طرف قافلہ جا رہا تھا جس میں عمرو بن عبدود بھی تھا۔ جب قافلہ مقام یلیل پر پہنچا ایک ہزار ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا۔ قافلہ کے

لوگ بھاگ گئے لیکن عمرو بن عبدوُد نے تلوار کھینچ لی اور بجائے سپر اُونٹ کا بچہ ہاتھ میں لے لیا اور اُن ڈاکوؤں کے مقابلہ پر ڈٹ گیا اور سب کو مار کر بھگا دیا اور قافلہ کو صحیح و سلامت نکال لے گیا اس سبب سے اُسکو فارس یلیل کہتے تھے۔ غرض وُہ میدانِ جنگ میں گھوڑا اُچھالتا ہوا آیا اور رجز پڑھنے لگا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ جب مسلمانوں نے اُس کو دیکھا آنحضرتؐ کے پیچھے بھاگ کر کھڑے ہو گئے اور حضرتؐ کو اپنے آگے کر لیا۔ اُس وقت دوم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ اس شیطان عمرو بن عبدود کو دیکھتے ہو کوئی اُس کے ہاتھ جان سلامت نہ لے جائے گا۔ چلو محمدؐ کو اُسے دے دیں تاکہ قتل کر دے اور ہم اپنی قوم سے مل جائیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (پ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۱۹) یعنی خدا تم میں ان لوگوں کو جو رسولؐ کی نصرت سے روکنے والے ہیں اور اُن لوگوں کو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آؤ اور جنگ مت کرو اور نہ وُہ خود میدان میں نکلتے ہیں سوائے چند لوگوں کے جن کا کوئی اثر نہیں کیونکہ وُہ بھی تم سے جان چراتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ تم کو فتح ہو یا راہ خدا میں اپنے مال نہیں صرف کرتے تو جب اُن پر دشمن کا خوف غالب ہو جاتا ہے تو تم اُن کو دیکھو گے کہ اُن کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں جیسے کسی پر جان کنی کے وقت غش طاری ہوتا ہے۔ پھر جب اُن کا خوف دُور ہو جاتا ہے تو اپنی تیز زبانوں سے تم کو اذیت پہنچاتے ہیں حالانکہ غلیمت کے بڑے حریص ہیں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے ہیں اس لیئے خدا نے ان کے اعمال کو باطل کر دیا ہے اور یہ خدا پر آسان ہے۔ یا خدا کو ان کے نفاق کی پروا نہیں۔ غرض عمرو بن عبدود نے اپنے نیزہ کو زمین پر گاڑا اور ٹہلنے لگا۔ اور ایک رجز پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ چلاتے چلاتے میری آواز بیٹھ گئی کہ تم میں کوئی میرے مقابلہ پر آئے اور مَیں کھڑا ہوں جس وقت کہ بہادرانِ جنگ خوف کھاتے ہیں۔ ایسے ہیبتناک موقع سے جو ٹلتا نہیں تو مَیں ہمیشہ جنگ میں آگے بڑھنے والا ہوتا ہوں۔ بیشک شجاعت اور بخشش جوانمرد کی بہترین خصلتیں ہیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی طرف رُخ کر کے فرمایا کون ہے تم میں جو اس کے مقابلہ پر جائے اور اس سگ کو دفع کرے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو امیر المومنینؑ آگے بڑھے اور عرض کی مَیں جاتا ہوں اور اس کو دفع کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ یہ عمرو بن عبدوُد ہے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی مَیں علیؑ بن ابی طالب ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا میرے پاس آؤ پھر حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور ذوالفقار ہاتھ میں دی اور فرمایا جاؤ اور اس تلوار سے جنگ کرو اور دعا کی کہ پالنے والے اس کی سامنے سے، پیچھے سے، داہنے سے، بائیں سے، سر کے اُوپر اور پَیروں کے نیچے سے حفاظت فرما۔ حضرت اسد اللہ الغالبؑ شیر ژیاں کے مانند نہایت سرعت کے ساتھ میدان میں آئے اور رجز پڑھا جس کا مضمون یہ تھا۔ جلدی مت کر کیونکہ تیرے مقابلہ پر وُہ آگیا جو تیرے ساتھ جنگ میں عاجز نہیں ہے جو بھلائی کا مالک ہے راہِ حق کا دیکھنے والا

ہے۔ سچا اور ہر نجات پانے والے کا نجات دینے والا ہے اور بیشک اُمید وار ہوں کہ بہت جلد تیرے لیئے لوگوں کی وُہ توجہ قائم کر دوں گا جو جنازوں پر کی جاتی ہے اُس پھاڑنے والی ضرب سے جس کی شہرت لڑائیوں کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ عمرو نے کہا تم کون ہو کہ میرے مقابلہ پر آنے کی جرأت کی حضرتؑ نے فرمایا مَیں علیؑ بن ابی طالبؑ رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا کا بیٹا اور داماد ہوں۔ اُس نے کہا خدا کی قسم تمہارے باپ ہمارے دوست اور محب تھے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ تم کو اپنے نیزہ پر اُٹھا لوں اور آسمان و زمین کے درمیان معلق کر دوں کہ زندہ رہو گے نہ مُردہ۔ حضرتؑ نے فرمایا میرے چچا زاد بھائی رسُولؐ نے خبر دی ہے کہ اگر تُو مجھے قتل کرے گا تو مَیں بہشت میں جاؤں گا اور تُو جہنم میں جائے گا۔ اور اگر میں تجھ کو قتل کر دوں گا تو مَیں جنت میں جاؤں گا اور تُو دوزخ میں جائے گا۔ عمرو نے طنز کے طور پر کہا کہ ہر طرح دونوں تیرے ہی حصّہ میں آئے گی یہ تیری بدقسمتی ہے جس پر تُو آمادہ ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اِس بکواس کو چھوڑ میں نے سُنا ہے کہ ایک مرتبہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر تُو نے عہد کیا ہے کہ جو شخص جنگ میں تین شرطیں میرے سامنے پیش کرے گا میں ایک شرط اس کی ضرور قبول کر لوں گا۔ لہٰذا مَیں تین باتیں پیش کرتا ہوں اُن میں ایک منظور کر۔ اُس نے کہا بیان کرو فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ تُو خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی دے اور مسلمان ہو جا۔ اُس نے کہا یہ تو میرے بس کی بات نہیں۔ سمجھ لو کہ میں نے سُنا ہی نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ واپس جا اور اس لشکر کو رسُولؐ کے مقابلہ سے پھیر لے جا۔ اگر آنحضرتؐ سچے ہیں اور ان کا دین قائم ہو جائے تو تم سب کی عزت کا سبب ہو گا اور تم ان کو خوب پہچانتے ہو۔ اور اگر وُہ معاذ اللہ جھوٹے ہیں اور پیغمبر نہ ہوئے تو عرب کے لٹیرے اور چور اُن کے شر سے تم کو بچا لیں گے۔ اُس بدبخت نے کہا یہ بھی نہیں منظور ہے کیونکہ قریش کی عورتیں اپنے گھروں میں بیٹھ کر طعنہ دیں گی اور لوگ اس کو اپنے اشعار میں نظم کریں گے کہ مَیں جنگ سے ڈر گیا اور واپس چلا گیا اور اُن لوگوں کی مدد نہ کی جنہوں نے مجھے اپنا رئیس و سردار بنایا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اچھا تیسری شرط یہ ہے کہ مَیں پیدل ہوں اور تُو گھوڑے پر ہے۔ تُو بھی نیچے آ تاکہ ہم دونوں پیادہ جنگ کریں۔ یہ سُنتے ہی وُہ اپنے گھوڑے سے کُود پڑا اور گھوڑے کو پے کر دیا اور کہا یہ وُہ شرط ہے کہ اہل عرب میں سے کسی کے متعلق مجھے گمان بھی نہ تھا کہ ایسی جرأت کرے گا اور مجھ سے ایسی خواہش کرے گا۔ پھر اُس نے جنگ شروع کر دی اور شیرِ خدا کے سر پر ایک وار کیا حضرتؑ نے سپر پر روکا اُس ملعون کی تلوار نے سپر کے دو ٹکڑے کر کے سرِ اقدس پر اثر کیا۔ چونکہ دھوکا دینا جنگ میں جائز ہے جناب امیرؑ نے اُس سے فرمایا تُو اپنے تئیں فارس عرب جانتا ہے یہ تیرے لیئے کافی نہ تھا کہ مَیں اس کم سنی میں تجھ سے مقابل ہوں اور تُو اپنا ایک مددگار بھی اپنے ہمراہ لایا ہے۔ اُس نے یہ سُنتے ہی مُڑ کر دیکھا تو حضرتؑ نے اُس کے پَیروں پر وار کر کے دونوں پیر قطع کر دیئے اور وُہ زمین پر گر پڑا۔ اور غبار اِس قدر بلند ہوا کہ دونوں چھپ گئے اور لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ ان میں سے کس نے کس کو قتل کیا۔ اُدھر منافقوں نے کہا علیؑ مارے گئے۔ جب غبار زائل ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ امیر المومنین علیہ السلام اُس کے سینہ پر سوار ہیں اور اُس کی داڑھی پکڑے ہوئے اُس کا سر کاٹ رہے ہیں سر لے کر امیر المومنینؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؑ کے سرِ اقدس سے بھی اُس ملعون کی ضربت

کے سبب خون جاری تھا۔ اور آپؑ کی تلوار سے بھی خون ٹپک رہا تھا۔ آپؑ فرما رہے تھے میں فرزند عبدالمطلب ہوں۔ موت جوانمرد کے لیئے بھاگنے سے بہتر ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا یا علیؑ تم نے اس کو دھوکا دیا؟ عرض کی ہاں یا رسول اللہ جنگ کا دارومدار مکر ہی پر ہے۔ پھر حضرتؑ نے ہبیرہ کی طرف زبیر کو بھیجا۔ زبیر نے اس کو ایک تلوار ماری اور ہلاک کر دیا۔ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جاؤ ضرار سے جنگ کرو۔ ضرار جب اُن کے سامنے آیا، عمر نے ایک تیر نکالا کہ اس کو ماریں ضرار نے کہا ابن خطاب یہ کہاں کا قاعدہ ہے کہ مقابلہ پر تیر چلاتا ہے۔ اگر تو مرد ہے تو تلوار کھینچ کر نزدیک آتا کہ ہم دونوں جنگ کریں۔ اگر تیر چلائے گا تو میں ایک دشمن کو بھی مکہ میں نہیں چھوڑوں گا کہ نہ قتل کروں۔ یہ سُنکر آپ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ ضرار نے نیزہ سنبھالا اور اُن کے پیچھے دوڑا اور قریب پہنچ کر اُس کی نوک اُن کی پُشت میں ذرا سی چبھا دی اور کہا یاد رکھنا کہ میں نے تم کو پکڑ لیا لیکن قتل نہیں کیا۔ اور میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک ہو سکے گا قریش کو قتل نہ کرونگا۔ اسی لئے ہمیشہ جناب عمرؓ اس کے شکریہ میں اس کی رعایت کیا کرتے تھے اور جب خلیفہ ہوئے تو اس کو والی اور حاکم بنا دیا تھا[1]

ابن بابویہ نے خصال میں امیرؑ المومنین کی سند سے روایت کی ہے کہ اُن حضرتؑ نے اپنے مصائب کے تذکرہ میں فرمایا کہ قریش قبائل عرب کو لے کر جمع ہو گئے اور آپس میں مضبوط عہد و پیمان کیا کہ جب تک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تمام فرزندان عبدالمطلب کے ساتھ قتل نہ کر دیں واپس نہ آئیں گے۔ یہ عہد کر کے نہایت غیظ و غضب میں کثرت کے ساتھ اسلحے اور گھوڑے وغیرہ لیئے ہوئے آئے اور مدینہ کے گرد ٹھہرے۔ اُن کو اپنی کثرت پر نہایت بھروسہ و اعتماد تھا۔ ان کے آنے سے پہلے حضرت جبرئیلؑ نے ان کے ارادہ سے آنحضرتؐ کو آگاہ کر دیا تھا۔ آنحضرتؐ اور مہاجرین و انصار نے اپنے گرد خندق کھود دی۔ اُدھر قریش نے آکر خندق کے گرد پڑاؤ ڈال دیا اور ہم کو محصور کر لیا۔ وُہ اپنی طاقت و قوت کو بہت زیادہ اور ہم کو نہایت کمزور پاتے تھے اور مسلمانوں کو ڈراتے دھمکاتے تھے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو خدا کی جانب دعوت دیتے اور اپنے قرابت و رحم کی قسم دیتے تھے یہ اور اُن کی سرکشی اور بغاوت کا سبب ہوُا۔ اُنھوں نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ بغیر جنگ کیئے واپس ہونا منظور کیا۔ اُس وقت اُن کا سب سے بڑا شہسوار اور شجاع عمرو بن عبدود تھا جو مست اُونٹ کی طرح ڈکارتا اور اپنا مقابل طلب کر رہا تھا۔ کبھی رجز کے اشعار پڑھتا کبھی نیزہ ہلاتا کبھی تلوار چمکاتا۔ لشکر اسلام میں سے کسی کی جرأت اُسکے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ کسی دوسری روایت میں جناب امیرؑ کا عمرو بن عبدوُد سے مکر کرنا اور اس کو فریب دینا وارد نہیں ہوُا اور اکثر مؤرخین عامہ نے بھی نقل نہیں کیا ہے۔ چونکہ علی بن ابراہیم نے ذکر کیا تھا میں نے بھی لکھ دیا۔ اور اکثر مؤرخین کا بیان ہے کہ جناب امیرؑ نے ہبیرہ کو بھی قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرتؑ نے عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کے بعد ہبیرہ اور ضرار پر حملہ کیا وُہ دونوں بھاگ گئے۔ چونکہ عمرو کے قتل کی روایتوں میں کچھ اختلاف ہے لہذا مناسب ہے کہ دوسری بعض روایتیں بھی ذکر کر دی جائیں (اس کے بعد کی روایت ملاحظہ ہو جو ابن بابویہ کی سند سے درج کی جاتی ہے) ۱۲

مقابلہ کی نہ ہوتی تھی اور کسی کے دل میں اُس سے جنگ کی ہمت نہ تھی اور نہ اصحاب میں سے کسی ایک کو حمیت آئی اور نہ دین کی بصیرت اُن کو اُس کے مقابلہ کی داعی ہوئی۔ آخر آنحضرتؐ نے اُس سے جنگ کے لیئے مجھ کو بھیجا۔ میرے سر پر اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور ذوالفقار کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ اس تلوار کو میرے ہاتھ میں دیا۔ جب میں نے میدان میں قدم رکھا عورتوں نے نالہ و فریاد کی آواز بلند کی کیونکہ عمرو بن عبدود سے میرے متعلق ان کو خوف ہوُا آخر خدا نے اُس کو میرے ہاتھ سے قتل کرا دیا۔ حالانکہ عرب کسی شہسوار اور بہادر کو اُس کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اپنے سر اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اُس نے مجھے یہاں تلوار کی ضربت لگائی آخر میں نے اُس پر وار کیا اور اُسی ضربت سے اور اُن تمام ضربتوں سے جو میں نے اُس جنگ میں لگائیں کفار قریش بھاگے۔ یہ فرما کر اصحاب کی جانب رُخ کیا اور فرمایا کیا ایسا نہیں ہے؟ سب نے کہا درست ہے اور لے امیرؑ المومنین صحیح ہے۔

شیخ مفید، شیخ طبرسی، ابن شہر آشوب اور ابن ابی الحدید اور تمام مؤرخین عامہ و خاصہ نے روایت کی ہے کہ جب عمرو بن عبدود لعنۃ اللہ علیہ معرکۂ جنگ میں جست کرتا ہوُا اپنا مقابل طلب کر رہا تھا حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا تم میں کون ہے جو اس کے مقابلہ کے لیئے جائے؟ کسی نے جواب نہ دیا جناب امیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا نبیؐ اللہ میں جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ عمرو بن عبدود ہے بیٹھ جاؤ شائد کوئی دُوسرا تیار ہو۔ پھر عمرو ڈکارتا اور غرور و تکبر سے چلاتا ہوُا بولا کیا تم میں کوئی نہیں ہے جو میرے مقابلہ کے لیئے آئے۔ وُہ تمہاری بہشت کہاں ہے جس کے بارے میں تم کہتے تھے کہ تم میں سے جو قتل ہوتا ہے اُس میں داخل ہوتا ہے۔ یہ سُنکر پھر جناب امیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میں جاتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آخر تیسری مرتبہ اُن کو اجازت ملی۔ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زرہ اُنکو پہنائی اور اپنے سحاب عمامہ کو ان کے سر پر باندھا اور اپنی تلوار ذوالفقار اُن کے ہاتھ میں دی اور کہا جاؤ۔ اور بارگاہِ احدیت میں دعا کی "خداوندا اس کی مدد کر"۔ اور ابن ابی الحدید کی روایت کے مطابق جب شیرِ خدا معرکۂ ہیجا کی طرف متوجہ ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کُل ایمان کُل شرک کے مقابلہ پر جا رہا ہے۔ جب امیرؑ المومنین اُس کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے اُس نے آپؑ کو پہچان لیا اور کہا واپس جاؤ اور کسی دوسرے کو بھیجو میں نہیں چاہتا کہ تمہارے ایسے کریم شخص کو قتل کروں۔ اور میرے اور تمہارے باپ کے درمیان دوستی تھی مجھے نہیں منظور ہے کہ اپنے دوست کے لڑکے کو قتل کروں۔ حضرتؑ نے فرمایا، لیکن میں تو چاہتا ہوں کہ تجھ کو قتل کروں جبتک تُو کفر پر باقی ہے۔ ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث جب اپنے اُستاد سے بیان کی اُنہوں نے فرمایا کہ اُس ملعون نے جھوٹ کہا۔ جب اُس نے جناب امیرؑ کو دیکھا اور اُس کو آپؑ کی بدر و اُحد کی ضربتیں یاد آئیں تو ڈرا اور چاہا کہ اس بہانہ سے آپؑ کی تلوار سے بچ جائے۔ لیکن آپؑ کی اس گفتگو سے اس ملعون کو غصہ آگیا اور گھوڑے سے کُود پڑا اور اُن حضرتؑ پر تلوار چلائی جس سے سپر کٹ کر سر اقدس مجروح ہو گیا۔ حضرتؑ نے فوراً اُس کی گردن پر وار کیا جس سے اُس کا سر کٹ کر دُور جا پڑا۔ آپؑ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ لوگوں نے آپؑ کی صدائے تکبیر سے سمجھا کہ آپؑ نے اُس کو

قتل کر دیا۔ جب اُس کا سر لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اے علیؑ خوش ہو کہ اگر آج کے تمہارے اس عمل کو میری تمام اُمت کے اعمال سے وزن کیا جائے تو سب کے اعمال سے تمہارا یہ عمل گراں ہوگا۔ کیونکہ کوئی گھر مشرکین میں سے ایسا نہیں ہے جس میں اُس کے قتل سے ضعف نہ پیدا ہوا ہو اور مسلمانوں کے مکانوں میں سے کوئی مکان ایسا نہیں کہ اُس کے قتل سے قوت و عزت نہ پیدا ہوئی ہو۔ اور روایت معتبرہ میں مذکور ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ روزِ خندق علیؑ کی ضربت قیامت تک کے جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور ابوبکر بن عیاش سے روایت ہے کہ علیؑ نے ایک ایسی ضربت لگائی جس سے زیادہ قوی اور غالب تر ضربت نہیں ہو سکتی۔ اور وُہ ضربت عمرو کے سر پر کی تھی۔ اور ایسی ضربت کھائی جس سے نحس ترین ضربت نہیں ہو سکتی اور وُہ ضربتِ ابن ملجم علیہ اللعن تھی۔ اور روایت ہے کہ لوگوں نے پوچھا اے علیؑ آپ نے عمرو کی زرہ کیوں نہ اُتار لی کیونکہ عرب میں اُس سے بہتر زرہ نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا میں نے گوارا نہ کیا کہ اس کو برہنہ کروں اور جب عمرو کی بہن نے دیکھا کہ وُہ برہنہ نہیں کیا گیا اور اُس کی زرہ نہیں اُتاری گئی ہے تو اُس نے کہا اُس کو کسی کفو کریم نے قتل کیا ہے۔ جب اُس نے سُنا کہ امیرؑ المومنین نے اُس کو قتل کیا ہے تو خوش ہو گئی اور بولی کہ اگر علیؑ کے سوا کسی اور نے قتل کیا ہوتا تو اس پر ابد تک روتی۔

جابرؓ سے روایت ہے کہ جب عمرو زمین پر قتل ہو کر گرا اُس کے ساتھی بھاگ کر خندق کے پار چلے گئے اور نوفل بن عبد اللہ خندق میں گر پڑا۔ مسلمانوں نے اُس کو پتھر مارنا شروع کیا اُس نے کہا مجھے اس ذلت کے ساتھ مت مارو کوئی آئے اور میرا مقابلہ کرے یہ سُنکر جناب امیرؑ خندق میں اُتر گئے اور ایک ہی ضرب میں اُس کو واصل جہنم کر دیا اور ہبیرہ کو زین کے قربوس پر ایک ضرب لگائی جس سے اُس کی زرہ گر گئی اور وُہ بھاگا تو جابر نے کہا داؤدؑ کا جالوت کو قتل کرنے کے واقعہ سے عمرو کا قتل کیا جانا کس قدر مشابہ ہے شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب نوفل قتل ہوا مشرکین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ نوفل کی لاش دس ہزار درہم میں ہم کو دے دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم مُردوں کی قیمت نہیں کھاتے اُس مردار کو لے جاؤ۔

مخالفین نے ربیعۂ سعدی سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ میں نے حُذیفہ بن الیمان سے کہا کہ جب ہم علیؑ کے فضائل بیان کرتے ہیں اہلِ بصرہ کہتے ہیں کہ تم علیؑ کے حق میں غلو کرتے ہو۔ کیا آپ اُن کے بارے میں کوئی حدیث روایت کرتے ہیں؟ حذیفہ نے کہا اے ربیعہ علیؑ کے متعلق یہ کیا سوال کرتے ہو؟ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس روز سے خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اُس روز سے اصحابِ رسُولؐ کے قیامت تک کے تمام اعمال ترازو کے ایک پلڑے میں رکھیں اور علیؑ کے اعمال ایک پلڑے میں رکھیں پھر بھی علیؑ کے اعمال اُن کے کل اعمال سے وزنی ثابت ہونگے ربیعہ نے کہا اس حدیث کا تحمل نہیں کیا جا سکتا۔ حذیفہ نے کہا اے احمق کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ کہاں تھے ابوبکرؓ عمرؓ حذیفہ اور تمام اصحاب محمدؐ اُس روز جبکہ عمرو بن عبدوُد مبارز طلب کر رہا تھا۔ اُس سے مقابلہ کے لیئے کوئی تیار نہ ہوا؛ سوائے علیؑ کے سب نے انکار کیا۔ علیؑ اُس کے مقابلہ کے لیئے گئے اور خدا نے

اُن کے ہاتھ سے اُس کو قتل کرایا۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں حُذیفہ کی جان ہے اُس کے قتل کا اجر اُمتِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قیامت تک کے اعمال سے بہت زیادہ عظیم و بلند ہے۔ اور عامہ نے بطریق متعددہ بیان کیا ہے کہ یہ آیت ابن مسعود اس طرح پڑھتے تھے:۔ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ بِعَلِيٍّ[2] وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا (پ۲۱ آیۂ۲ سورۃ الاحزاب) یعنی خدا نے علیؑ کے سبب سے مومنین کی جنگ میں کفایت کی اور اللہ قوی اور غالب ہے۔

ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ جناب عمرؓ ضرار کے مقابلہ پہ گئے اور پھر بھاگے تو ضرار نے نیزہ کی انی ذرا سی ان کے پیٹھ میں چُبھا دی اور کہا یہ احسان ہے تم کو چاہیئے کہ اس کا شکر بجا لاؤ اور ہمیشہ یاد رکھو اے خطاب کے بیٹے کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب قریش پر غالب آجاؤں گا تو اُن کو قتل نہ کروں گا۔ ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ اُحد میں بھی اُن کے ساتھ ضرار نے ایسا ہی کیا تھا۔ ان دونوں واقعات کو واقدی نے بھی کتاب مغازی میں لکھا ہے۔

قطب الدین راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب امیرؑ المومنین نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو اپنی تلوار امام حسنؑ کو دے کر فرمایا کہ اس کو اپنی والدہ کو دے دو کہ دھو دیں۔ جب خود بیت الشرف میں تشریف لائے اور چاہا کہ تلوار کو نیام میں رکھیں خون کا ایک نقطہ اُس میں باقی دیکھا تو کہا شائد فاطمہؑ نے اس کو دھویا نہیں۔ کہا گیا دھویا تو ہے۔ تو فرمایا پھر یہ خون کا نقطہ کیوں ہے۔ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ذوالفقار ہی سے پوچھو وُہ خود بتائے گی۔ جناب امیرالمؤمنینؑ نے ذوالفقار کو حرکت دی اور فرمایا شائد فاطمہ طاہرہؑ نے اس نحس و ناپاک خون کو تجھ سے نہیں دھویا۔ ذوالفقار بقدرتِ خداوند جبّار گویا ہوئی کہ ہاں معصومۂ عالم نے دھویا ہے لیکن چونکہ آپ نے مجھ سے کسیکو قتل نہیں کیا کہ عمرو بن عبدود سے زیادہ اسکو فرشتے دشمن رکھتے ہوں لہٰذا خداوند عالم نے مجھے حکم دیا کہ اُس کے اس نقطۂ خون کو میں پی لوں کیونکہ یہ میرا حصہ ہے۔ تو جب کبھی آپ مجھ کو نیام سے نکالیں گے اور فرشتوں کی نظرہ اس قطرہ پر پڑے گی تو وُہ آپ پر صلوٰۃ بھیجیں گے۔[1]

جاننا چاہیئے کہ مؤرخین عامہ کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ جب عمرو مارا گیا اور اُس کے قتل کی خبر ابوسفیان کو پہنچی بے تامل کوچ کر کے مکہ کی طرف چلا گیا۔ اور علی بن ابراہیم شیخ طبرسی اور قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ اُس کے قتل کے بعد پندرہ روز یا زیادہ دنوں تک مشرکین ٹھہرے تھے اور مسلمانوں کا محاصرہ کیئے ہوئے تھے اور سردی اور کمی آذوقہ کے سبب مسلمانوں کی حالت نہایت خستہ ہو گئی تھی۔ اُن دنوں میں آنحضرتؐ سے طعام میں برکت جیسے معجزات ظاہر ہوئے جو ابواب معجزات میں بیان کیئے جا چکے۔ ابن بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمؤمنینؑ نے فرمایا کہ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ حضرت امام حسنؑ نے رُتبۂ امامت کے اعتبار سے دُو سال یا تین سال کی عمر میں تلوار نکالی اور اس کو پیغام پہنچایا ۱۲۔ [2] موجودہ قرآن میں اس آیت میں لفظ علی موجود نہیں ہے ۱۲

خندق کھودنے میں مشغول تھے کہ جناب فاطمہ زہراؑ ایک ٹکڑا روٹی کا آنحضرتؐ کے واسطے لائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ یہ کہاں سے لائیں؟ عرض کی میں نے حسنؑ اور حسینؑ کے لیئے پکایا تھا اُسی میں سے ایک ٹکڑا آپ کے واسطے بھی لائی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ پہلی غذا ہے جو تین روز کے بعد تمہارے پدر کو میسّر ہوئی ہے۔ تین روز سے آنحضرتؐ نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب خندق کھودنے کے زمانہ میں مسلمانوں پر بھوک کا غلبہ ہوا تو آنحضرتؐ نے ایک مٹھی خرما طلب کیا اور ایک کپڑا بچھادیا اُس پر وُہ خرمے رکھ دیئے۔ پھر حضرتؐ نے منادی کرادی کہ آؤ اور ناشتہ کرلو۔ یہ سُنکر تمام اہل مدینہ جمع ہو گئے اور اُس میں سے خرما کھا کھا کر سیر ہوگئے۔ پھر خرمے اُس کپڑے سے گر پڑتے تھے۔ پھر علی بن ابراہیم اور دُوسرے لوگوں نے روایت کی ہے کہ جب قریش کے قیام کی مدت طویل ہوئی تو ابوسفیان نے حیی بن اخطب سے کہا کہ اے یہودی تیری تیری قوم کہاں ہے؟ حیی بن اخطب بنی قریظہ کے پاس آیا اور کہا تم پر وائے ہو قلعہ سے باہر نکلو اب بھی جبکہ محمدؐ سے عہد و پیمان توڑ چکے ہو قلعہ میں بیٹھے ہو نہ محمدؐ کے ساتھ رہے نہ قریش کے ساتھ ہوئے۔ کعب نے کہا ہم قلعہ سے نہیں نکلیں گے جب تک قریش اپنے دس رؤسا کو ہمارے پاس رہن نہ کردیں جنکو ہم قلعہ میں رکھیں گے تاکہ اگر محمدؐ پران کو فتح نہ حاصل ہو تو اُس وقت تک یہاں سے حرکت نہ کریں جب تک ہمارے عہد و پیمان کو اسیطرح مضبوط نہ کردیں جس طرح پہلے تھا کیونکہ ہم مطمئن نہیں ہیں کہ قریش چلے جائیں اور ہم اپنے گھروں میں بند رہیں اور پھر ہم سے محمدؐ جنگ کریں ہمارے مردوں کو قتل کریں ہماری عورتوں اور بچوں کو قید کریں۔ اور اگر ہم قلعہ سے نکل کر تمہارا ساتھ نہ دیں تو ممکن ہے محمدؐ ہم پر رحم کریں اور ہمارے عہد کو از سر نو مان لیں۔ ابن اخطب نے کہا تُو نے نہایت بیہودہ اور باطل گفتگو کی قریش کبھی اس پر راضی نہیں ہو سکتے اور نہ محمدؐ ہی تجھ سے عہد کریں گے۔ اور تم اب نہ محمدؐ کے ساتھی رہے نہ قریش کے۔ کعب نے کہا یہ تیری رائے کی نحوست ہے تُو قریش کے ساتھ آرہتا اور بھاگتا ہے اور ہم کو ہمارے شہر میں چھوڑے جاتا ہے کہ محمدؐ جو چاہیں ہمارے ساتھ کریں۔ ابن اخطب نے کہا خدا اور موسیٰؑ کا عہد اپنے اُوپر لازم قرار دیتا ہوں کہ اگر قریش نے محمدؐ پر فتح نہ پائی تو میں تیرے ساتھ قلعہ میں رہوں گا اور جو کچھ تم لوگوں پر گزرے گی مجھ پر بھی گزرے گی۔ کعب نے کہا میرا قول تو وُہی ہے جو میں نے کہا۔ اگر قریش ہمارے ہاتھ اپنے آدمیوں کو رہن کردیں تو ہم اُن کے ساتھ ہیں ورنہ قلعہ سے باہر نہیں نکلیں گے۔ آخر ابن اخطب واپس آیا اور قریش کو اس کا پیغام پہنچایا۔ جب ابوسفیان نے یہ بات سُنی تو بولا کہ واللہ یہ پہلا فریب ہے۔ نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا مجھے ان بندروں اور سوروں کی ضرورت نہیں ہے۔ غرض جب مسلمانوں پر محاصرہ کی شدت ہوئی اور سردی کی زیادتی اور بھوک کے سبب وُہ یہودیوں سے بہت خائف ہوئے اور منافقین طعن وطنز کے ساتھ نامناسب باتیں کرنے اور مسلمانوں کو ڈرانے لگے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اور آنحضرتؐ کے اصحاب میں سوائے چند سب کے سب منافق ہوگئے اور حضرتؐ نے یہ خبر پہلے ہی دے دی تھی کہ عرب کے گروہ اتفاق کرکے آئیں گے اور یہود ہمارے ساتھ فریب کریں گے اُس وقت ہم پر نہایت سختی اور دشواری ہوگی اور انجام کار ہم اُن پر غالب آئیں گے جب قریش آئے اور یہودیوں نے اپنا عہد توڑا تو منافقوں نے کہا کہ خدا و رسولؐ نے ہم سے مکر و فریب کا وعدہ نہیں کیا تھا انمیں سے

اکثر منافقوں کے مکانات مدینہ کے اطراف میں تھے۔ انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم کو اپنے اپنے گھروں میں جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے مکانات مدینہ کے کناروں پر ہیں، ہم ڈرتے ہیں کہ دشمنوں کی کوئی جماعت لوٹ نہ لے۔ ان میں سے ایک گروہ نے کہا آؤ ہم بھاگ چلیں اور قریوں میں دیہاتیوں کے پاس پناہ لیں کیونکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تمام وعدے باطل ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے صحابہ کی ایک جماعت مقرر فرمائی کہ رات کو مدینہ کی پاسبانی کیا کریں اور حضرت امیرؑ المومنین تمام شب لشکر کے گرد پھرتے اور سب کی حفاظت کرتے تھے۔ اگر قریش میں سے کوئی شخص دکھائی دیتا تو اُس سے مقابلہ کرتے۔ آپ خندق کو پار کرکے قریش کے پاس پہنچ جاتے تھے۔ وُہ لوگ آپ کو دیکھتے تھے مگر آپ کچھ پروا نہ کرتے۔ اور اکثر تمام رات تنہا کھڑے ہوئے نماز میں مشغول رہتے اور جب صبح ہوتی تو اپنے مقام پر آجاتے تھے۔ اُس مقام پر امیر المومنینؑ کی مسجد مشہور و معروف ہے۔ جو شخص وہاں جاتا ہے اُس کو معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؑ اُس جگہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور وُہ مسجد ایک تیر کی مسافت کے برابر مسجد فتح سے دُور عقیق کی جانب ہے۔ غرضکہ جب آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کی پریشانی محاصرہ کے طول ہونے کے سبب مشاہدہ فرمائی مسجد فتح کی طرف پہاڑ پر چلے گئے جس پر آج مسجد فتح واقع ہے اور بارگاہِ عزت و جلال میں دستِ مناجات بلند کرکے گریۂ و زاری کے ساتھ عرض کی یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ وَیَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ وَیَا کَاشِفَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ اَنْتَ مَوْلَایَ وَوَلِیُّ اٰبَآئِیَ الْاَوَّلِیْنَ اِکْشِفْ عَنَّا غَمَّنَا وَهَمَّنَا وَکَرْبَنَا وَاکْشِفْ عَنَّا کَرْبَ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ بِقُوَّتِكَ وَحَوْلِكَ وَقُدْرَتِكَ۔ (یعنی اے مصیبت زدوں کے فریادرس اور اے غمگین کی دُعائیں قبول کرنے والے اور اے شدت تکلیف کو رفع کرنے والے تو میرا اور میرے آباؤ اجداد کا مولا ہے ہم سے ہمارے رنج و غم و اذیت کو دُور کردے اور اپنی طاقت و قوت و قدرت سے اس قوم کی تکلیف اور شدت کو رفع فرمادے) اُسیوقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ خدا نے آپؐ کی مناجات سُنی اور آپ کی دُعا قبول فرمائی اور ہوا اور آندھی کو فرشتوں کے ساتھ حکم دیا ہے کہ قریش اور اُن کے لشکر کو بھگا دیں۔ تو ہوا اور آندھی نے مشرکین کے خیموں کو اُکھاڑ ڈالا۔ آخر وُہ سب بھاگنے پر آمادہ ہوئے۔ جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے حذیفہ کو آواز دی۔ وُہ حضرتؐ کے پاس سوئے ہوئے تھے اس لیئے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرتؐ نے دوبارہ آن آواز دی کوئی جواب نہ ملا۔ تیسری مرتبہ حذیفہ بولے لَبَّیْكَ یا رسولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم کو پکار رہا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں سردی اور بھوک کی شدت سے میں نہ بول سکا۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور قریش کا حال دریافت کرو اور میرے پاس واپس آنے سے پہلے کوئی اور کام نہ کرنا۔ بیشک مجھے خدا کی جانب سے خبر آئی ہے کہ خدا نے اُن پر ہوا کو مسلط فرمایا ہے اور وُہ بھاگنے میں مشغول ہیں۔ حذیفہ نے کہا میں سردی سے کانپ رہا ہوں خندق کو کیونکر عبور کروں۔ آخر میں روانہ ہوا اور حضرتؐ کے اعجاز سے جب خندق سے گزرا تو ایسا گرم ہوا کہ گویا حمام میں ہوں۔ جب قریش کے لشکر میں داخل ہوا تو ایک بڑا خیمہ نظر آیا۔ میں اُس کی طرف چلا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے آگ روشن کر رکھی ہے جو کبھی بُجھ جاتی ہے کبھی جلتی ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو وُہ ابوسفیان ملعون کا خیمہ تھا۔

وُہ لعین آگ کے پاس بیٹھا تھا اور سردی سے کانپ رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے گروہِ قریش اگر محمدؐ کے خیال کے مطابق ہم اہلِ آسمان سے جنگ کر رہے ہیں تو یقیناً ہم اہلِ آسمان سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے اگر اہلِ زمین سے مقابلہ ہو تو کر سکتے ہیں۔ پھر بولا کہ اپنے اپنے ساتھیوں کے حالات معلوم کرو اس طرح کہ محمدؐ کا کوئی جاسوس ہمارے درمیان نہ ہو۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں عمرو بن عاص اور معاویہ کے بیچ میں تھا۔ مَیں نے داہنی طرف سبقت کرکے پُوچھا کہ تم کون ہو اُس نے کہا مَیں عمرو عاص ہوں۔ پھر بائیں طرف مڑ کر پُوچھا تم کون ہو اُس نے کہا مَیں معاویہ ہوں۔ اور میں نے اس وجہ سے سبقت کی کہ کوئی مجھ سے نہ پُوچھے کہ تم کون ہو۔ پھر ابوسفیان اپنے اُونٹ پر سوار ہوُا اُونٹ کا پَیر بندھا ہوُا تھا۔ اگر حضرتؐ نے یہ تاکید نہ کر دی ہوتی کہ میرے پاس واپس آنے سے پہلے کوئی کام نہ کرنا تو مَیں اُس ملعون کو قتل کر دیتا۔ پھر ابوسفیان سے خالد بن ولید نے کہا کہ مناسب ہے کہ میں تمہارے کمزوروں کی حفاظت کے لیئے موجود رہوں۔ اُس نے کہا تیار ہو جاؤ اور سامان بار کرو۔ غرض سب نے سامان اونٹوں پر بار کیا اور بھاگ گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؐ نے مسلمانوں سے کہا ابھی اپنے مقام سے حرکت نہ کرنا مگر لوگوں نے نہ مانا اور طلوعِ آفتاب تک سب مدینہ چلے گئے۔ بہت تھوڑے اصحاب حضرتؐ کے ساتھ رہ گئے۔ اور کلینی نے بسندِ حسن روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احزاب میں ایک ٹیلے پر کھڑے تھے جس پر مسجد فتح واقع ہے۔ رات بہت اندھیری اور شدید سردی کا عالم تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ کون ہے جو قریش کی خبر لائے اُس پر بہشت واجب ہو گی۔ کوئی شخص نہ اُٹھا۔ حضرت صادق علیہ السّلام نے اپنے ہاتھوں کو ہلا کر فرمایا کہ بہشت سے بہتر لوگ اور کیا چاہتے تھے۔ آخر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کون ہے جو اس جگہ سو رہا ہے۔ حذیفہ نے کہا میں ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس پوری رات میں تم میری آواز سُنتے رہے اور جواب نہ دیا۔ میرے پاس آؤ۔ حذیفہ اُٹھے اور معذرت کی کہ حضورؐ پر مَیں فدا ہوں سردی اور تکان کے سبب جواب نہ دے سکا۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور قریش کی باتیں سُنو اور اُن کے حالات سے مجھے آگاہ کرو۔ جب حذیفہ روانہ ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا کی اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ حَتّٰى تَرُدَّهٗ (خداوندا اس کی حفاظت فرما آگے، پیچھے داہنے اور بائیں سے یہانتک کہ اس کو میرے پاس واپس پہنچا دے) حضرتؐ نے حذیفہ کو تاکید کر دی کہ جبتک میرے پاس واپس نہ آئیں کوئی دوسرا کام نہ کریں۔ غرض حذیفہ اپنی تلوار سپر اور تیر و کمان لے کر روانہ ہوئے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوُا تو مطلق سردی اور بھوک کا اثر مجھ میں نہ تھا یہانتک کہ خندق کو پار کر لیا اور مسلمان اور مشرکین اُسی مقام پر جمع تھے۔ اُدھر حضرتؐ دُعا کر رہے تھے کہ اے فریاد کرنے والوں کے فریادرس اور اے مصیبت زدوں کی دُعاؤں کے قبول کرنے والے میرے رنج و غم کو دُور کر دے بیشک تُو میرا اور میرے اصحاب کا حال دیکھ رہا ہے۔ اُسی اثنا میں جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ خدا نے آپکی دُعا قبول فرمائی اور دشمنوں کے دھڑکے سے آپ کو بچا لیا۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ دوزانو بیٹھ گئے اور اپنا عمامہ کھولا اور آنکھوں سے آنسُو جاری کیئے اور کہا مَیں تیرا شکر کرتا ہوں جیسا کہ تُو نے مجھ پر اور میرے اصحاب پر رحم فرمایا ہے۔ پھر حضرتؐ نے بیان فرمایا کہ خدا نے اُن پر آسمان اوّل سے ایک ہوا بھیجی جس میں کنکر تھے، اور

آسمان چہارم سے ایک ہوا بھیجی جس میں بڑے پتھر تھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں خندق کے پار آیا قریش کے لشکر میں آگ روشن دیکھی اور دیکھا پہلے لشکر پر آندھی کا طوفان آیا جس میں سنگریزے تھے۔ تمام آگ اُڑ گئی اور خیمے اُکھڑ گئے اور اُن کے نیزوں کو زمین پر گرا دیئے۔ اُن سب نے سنگریزوں سے بچنے کے لیئے سپرِ سے چہروں کو ڈھانک لیا اور ہم اُن کے سروں پر پتھروں کے ٹکرانے کی آواز سُنتے تھے۔ حذیفہ وُہ مشرکوں کے درمیان بیٹھ گئے ناگاہ مشرکوں کے بیچ میں شیطان ایک سردار کی صورت میں کھڑا ہوُا اور بولا اے لوگو تم اس ساحر کذاب (معاذ اللہ) کے قریب آ کر ٹھہرے ہو یہ سال ٹھہرنے کا نہیں ہے۔ چوپائے سب ہلاک ہو گئے۔ وُہ تمہارے ہاتھ سے بچ کر نکل نہیں سکتا اس سال نہ سہی آیندہ سال۔ لہٰذا ہر شخص اپنے پاس کے آدمی کا نام پُوچھ لے۔ یہ سُنتے ہی حذیفہ نے جلدی کرکے پہلے ہی اپنے داہنے بائیں شخصوں سے ان کے نام پُوچھے۔ ایک نے کہا میں معاویہ ہوں اور دُوسرے نے کہا میں سہیل بن عمرو ہوں۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ اسی اثنا میں خدا کا ایک بڑا لشکر آیا اور اُن پر بڑے بڑے پتھر برسانے لگا۔ ابوسفیان کُود کر سوار ہو گیا اور قریش کو چلایا کہ جلدی سامان لاد دو۔ طلحہ نے اُس سے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھ پر ایک بلائے سخت مسلط کر دی وُہ کود کر اپنے اُونٹ پر سوار ہو گیا اور قبیلہ اشجع کے درمیان ندا کی کہ جلد بار کرو۔ عیینہ بن حصن، حارث بن عوف مزنی اور اقرع بن حابس وغیرہ ہر ایک نے اپنے اپنے قبیلہ والوں کو بھاگنے کا حکم دیا اور اُن کا حال قیامت کے حال کے مانند ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حذیفہ واپس آئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں تمام حالات بیان کیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ مشرکین کے بھاگنے کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب وُہ ہم سے جنگ کی غرض سے کبھی نہ آئیں گے بلکہ ہم ان سے جنگ کے واسطے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا۔

علی بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ غزوہ خندق میں حیان بن قیس بن عرقہ نے ایک تیر سعد بن معاذ کی جانب پھینکا وہ اُن کے ہاتھ میں پیوست ہو گیا اور رگ اکحل[1] کو قطع کر دیا۔ اور بولا یہ تیر لے میں ابن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا خدا تیرے چہرے کو آگ میں جلائے۔ اُس رگ سے بہت خون نکل گیا اور سعد بہت کمزور ہو گئے۔ تو اُس رگ کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر دُعا کی کہ اے معبود اگر قریش کی اس جنگ میں ابھی جان باقی ہے تو مجھے بھی باقی رکھ تاکہ اُن سے جنگ کروں کیونکہ میں کسی سے لڑنا زیادہ پسند نہیں کرتا بہ نسبت اُس گروہ کے ساتھ لڑنے کے جو خدا اور رسُولؐ سے لڑتے ہیں۔ اگر قریش کی لڑائیاں آنحضرتؐ سے ختم ہو گئی ہیں تو اس زخم کو میری شہادت کا سبب قرار دے اور مجھ کو موت دے دے تاکہ میری آنکھیں بنی قریظہ کے قتل ہونے سے روشن ہو جائیں۔ بس خون بند ہو گیا اور اُن کے ہاتھ پر ورم آ گیا۔ حضرتؐ نے اُن کے لیئے ایک خیمہ نصب کرا دیا اور خود ان کی پرستاری اور اُن کے حالات کی نگرانی میں مشغول ہوئے۔ اُس وقت خداوند عالم نے یہ آیتیں بھیجیں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا[2] (سورۃ احزاب آیۃ ۹ تا ۱۱) اے ایمان والو اپنے اوپر خدا کی نعمتوں کو یاد کرو جب تمہارے سامنے دشمنوں کے لشکر آئے

تو ہم نے اُنپر ایک ہوا بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جنکو تم نہیں دیکھتے تھے یعنی فرشتوں کا لشکر اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس کو خوب جانتا ہے۔ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۝ جس وقت کہ وادی کے اُوپر اور اُس کے نیچے سے تمہاری طرف فوجیں آئیں اور تمہاری آنکھیں اپنے حلقوں میں خوف کے سبب خیرہ ہو گئیں اور تمہارے کلیجے مُنہ کو آگئے تھے اور تم خدا کی طرف بدگمانیاں کرنے لگے ھُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا۝ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا۝ اس وقت مومنین امتحان میں ڈالے گئے اور وہ خوب جھنجوڑے گئے جبکہ منافقوں نے اور ان لوگوں نے کہا جنکے دل میں کفر و شرک کا مرض تھا کہ خدا و رسولؐ کا وعدہ صرف فریب و دھوکا ہے۔ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا۝ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ منافقوں کے ایک گروہ نے کہا اے اہل مدینہ لشکر میں ٹھہرنے کا یہ وقت نہیں ہے واپس چلو اور اُن میں سے ایک گروہ پیغمبرؐ سے واپس جانے کی اجازت مانگنے لگا کہ مدینہ میں ہمارے مکانات خالی ہیں اور وہ کچھ مضبوط و مستحکم نہیں ہیں یا وہ مکانات شہر کے کناروں پر ہیں اور دُشمنوں سے قریب ہیں حالانکہ وہ خالی اور غیر محفوظ نہ تھے اُن کا ارادہ صرف جنگ سے بھاگنے کا تھا۔

علی بن ابراہیم کی روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے مکانات مدینہ کے کناروں پر ہیں اور ہم یہودیوں سے ڈرتے ہیں وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا۝ اگر مشرکوں کا لشکر مدینہ کے چاروں طرف سے منافقوں پر اکبارگی حملہ کر بیٹھے اور وہ اُن سے کافر ہو جانے کو کہیں تو یہ منافقین ظاہر بظاہر کافر ہو جائیں گے اور کافر ہونے کے بعد زیادہ دنوں محفوظ نہ رہیں گے بلکہ بہت جلد عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں گے۔" اس کے بعد خداوند عالم نے منافقوں کے تغیر اور ڈانٹ پھٹکار میں بہت سی آیتیں نازل فرمائیں جن میں سے بعض اس سے قبل مذکور ہو چکیں۔ اُس کے بعد فرمایا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۝ (سورۂ احزاب) مومنین میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے عہد کو جو خدا سے کیا تھا پورا کر دیا یعنی جنگ میں ثابت قدم رہے اور ہر حال میں خدا کی رضا پیش نظر رکھی ان میں سے بعض نے اپنے عہد کو وفا کیا اور شہید ہو گئے اور بعض ان میں سے انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عہد میں مطلق تغیر نہیں ہونے دیا۔" بسند ہائے معتبر حضرت امام جعفر صادق اور امام محمد باقر علیہم السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب حمزہؓ اور امیرالمومنینؑ کی شان میں نازل ہوئی اور یہ کہ خدا کا عہد پورا ہو گیا یعنی ان کی اجل آگئی اور وہ شہید ہو گئے۔ اس سے مراد جناب حمزہؓ و جعفرؓ ہیں اور جو انتظار کر رہے ہیں وہ امیرالمومنینؑ ہیں۔ پھر علی بن ابراہیم نے کہا کہ خدا نے اس آیت کو اس طرح نازل فرمایا ہے کہ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا۝

(آیت ۲۵ سورۂ احزاب پ ۲۱) یعنی خدا نے کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے ساتھ مدینہ سے دُور کر دیا نہ اُن کو مدد ملی اور نہ غنیمت ہی حاصل ہوئی۔ اور خدا نے مومنین کی علیؑ کے ذریعہ سے مدد کی کہ انہوں نے عمرو بن عبدوُد وغیرہ کو قتل کیا اور خدا صاحب قوت اور سب پر غالب ہے۔" واضح ہو کہ خندق کا کھودنا حدیثوں سے ماہ رمضان میں ظاہر ہوتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ جنگ ماہ شوال میں ہوئی۔ مسلمانوں کے گروہ کا فروں کا محاصرہ بعض کہتے ہیں کہ بیس روز تک قائم رہا اور بعض چوبیس اور ستائیس روز کہتے ہیں واللہ اعلم۔

۳۶ چھتیسواں باب

ذکر غزوۂ بنی قریظہ، شہادت سعد بن معاذ اور ابولبابہ کی توبہ کا قبول ہ

علی بن ابراہیم شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احزاب سے فرصت کر کے مدینہ واپس آئے۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے پانی لا کر رکھا کہ حضرتؐ اُس سے غسل فرمائیں ا غبار سفر دُور ہو۔ حضرتؐ غسل کرنا چاہتے ہی تھے اور ابھی علم نصرت شیم کو لپیٹا نہیں تھا کہ جبرئیلؑ نازل ہو اور طبرسی کی روایت کے مطابق ابھی ناقہ پر سوار تھے۔ سفید عمامہ باندھے ہوئے تھے جس کے گوشے کا ندھ پر لٹکے تھے جو بہشت کے استبرق کا گوہر و یاقوت سے مکلل تھا جس پر غبار نمایاں ہو رہا تھا۔ غرض حضرتؐ نے عمامہ سے غبار کو صاف کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا خدا آپؐ پر رحمت نازل کرے آپؐ نے اسلحے کھول دیئے لیکن ابھی اہل آسمان (فرشتوں) نے نہیں کھولے ہیں۔ ہم فرشتے کفار قریش کے تعاقب میں تھے اور اُنپر سختی کرتے او بھگاتے رہے ہیں یہانتک کہ اُن کو روحا میں پہنچا دیا اور علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق حمراء الاسد تک پہنچا دیا۔ جناب جبرئیلؑ عرض کرتے ہیں کہ یا رسولؐ اللہ خلاق ارض و سما آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ نماز عصر یہاں نہیں بلکہ بنی قریظہ کی بستی میں پڑھیئے۔ اور میں آپ سے پہلے جاتا ہوں اور اُن کے قلعہ کو ہلاتا ہوں۔ بروا طبرسی اُن کو اس طرح کوٹتا ہوں جیسے تخم پتھر پر کوٹا جاتا ہے یہ سنتے ہی آنحضرتؐ روانہ ہوئے۔ حارث ابن نعمان سے ملاقات ہوئی آپؐ نے حالات دریافت کیئے۔ انہوں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فد ہوں دحیہ کلبی یہاں لوگوں کو ندا دے رہے ہیں کہ کوئی یہاں نماز عصر نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ کی آبادی میں چل کر ادا کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا دحیہ نہیں بلکہ جبرئیلؑ ہیں۔ پھر جناب امیرؑ کو بلوایا اور فرمایا کہ لوگو میں ندا کریں کہ کوئی نماز عصر یہاں نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ کے پاس چل کر پڑھے۔ جناب امیرؑ نے لوگوں سے پکار کر کہا۔ اور سب مدینہ سے باہر چل کھڑے ہوئے۔ جناب امیرؑ نے بڑا علم اُٹھا لیا اور آنحضرتؐ کے آگے چلے۔ حضرتؐ بنی قریظہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اُس آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو سیاہ علم دے کر لوائے سفید کے ساتھ بھیجا جس کو عقاب کہتے تھے۔

اور فرات ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احزاب سے مراجعت فرمائی جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا ابھی ہتھیار نہ کھولیئے کیونکہ میں فرشتوں کے ساتھ کفار قریش کا حمراء الاسد تک تعاقب کر رہا تھا۔ اب خدا کا آپ کو یہ حکم ہے کہ بنی قریظہ سے جنگ کے لیئے چلیئے اور میں فرشتوں کے ساتھ جاتا ہوں تاکہ ان کے قلعہ کو ہلا دوں جب تک آپ میرے پاس پہنچیں۔ تو حضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو علم دیا اور جبرئیلؑ کے پیچھے روانہ کیا اور خود تھوڑی دیر توقف فرمانے کے بعد جا کر اُن سے ملحق ہو گئے راستہ میں جو شخص آپؐ سے ملتا اُس سے پوچھتے کہ اس سوار کو تم نے دیکھا تھا وہ کہتا تھا کہ ہاں دحیہ کلبی گئے ہیں کیونکہ جبرئیلؑ اُس روز اُنہی کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے اور اپنے گھوڑے پر ارغوانی کپڑا ڈالے ہوئے تھے جب آنحضرتؐ کا لشکر قلعۂ بنی قریظہ کے پاس پہنچا ان کے منادی نے ندا دی کہ ابو لبابہ بن عبدالمنذر کہاں ہو جناب رسولؐ خدا نے لبابہ سے فرمایا کہ تم کو بنی قریظہ بلاتے ہیں۔ ابو لبابہ اُن کے پاس گئے تو وہ سب رونے لگے اور کہا کہ ہم اس لشکر سے جو تمہارے پیچھے آرہا ہے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ ابو لبابہ کا قصہ اس کے بعد مذکور ہوگا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ قریش کے پسپا ہونے اور شکست کھانے کے بعد حیی بن اخطب بنی قریظہ کے قلعہ میں داخل ہوا۔ اور جب امیرالمومنینؑ نے علم اُٹھایا اور قلعہ کے نیچے نصب کیا کعب بن اسید نے قلعہ سے دیکھا وہ مسلمانوں کو گالیاں دے رہا تھا اور آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ آنحضرتؐ اُس کا کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ بروایت شیخ مفید جب حضرتؐ کو ان لوگوں نے دیکھا ان کو یاد آیا کہ عمرو بن عبدود کے قتل کرنے والا آگیا تو ان کے دلوں میں بے پناہ رعب پیدا ہو گیا یہانتک کہ آنحضرتؐ قریب آئے ایک دراز گوش پر سوار تھے۔ امیرالمومنینؑ آپؐ کے استقبال کو بڑھے۔ اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں، قلعہ کے نزدیک مت جائیے۔ حضرتؐ نے یہ سمجھا کہ شائد وہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ کوئی کلمۂ توہین ان لوگوں کا حضرتؐ نہ سن لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جب وہ مجھ کو دیکھیں گے تو خدا اُن کو اور ذلیل کر دے گا اور جو کچھ کہہ رہے ہیں پھر نہ کہیں گے۔ اور جس طرح خدا نے تم کو عمرو بن عبدود کے قتل پر قدرت عطا کی ان کے قتل پر بھی قوت بخشے گا۔ اور تم کو خدا کی جانب سے مدد و نصرت کی خوشخبری ہو۔ حق تعالےٰ نے مجھ کو رعب و ہیبت کے ساتھ نصرت عطا فرمائی ہے کہ میرا خوف ایک مہینے کی راہ کی دُوری سے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ غرض جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنوں کے قلعہ کے نزدیک پہنچے فرمایا اے بندروں اور سوروں کے بھائیو، اے شیطان کی عبادت کرنے والو مجھے گالیاں دیتے ہو ہم جس گروہ کے قریب انتقام کے لیئے پہنچتے ہیں وہ دن اُن کے لیئے نہایت بد ہوتا ہے۔ یہ سُنکر کعب نے قلعہ کے اُوپر سے دیکھا اور کہا اے ابوالقاسم خدا کی قسم آپ تو کبھی جاہلوں کی طرح گالیاں دینے والے نہ تھے۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے اُس کی یہ بات سُنی بے انتہا شرم و حیا کے سبب سے عصا آپ کے ہاتھ سے اور ردا دوش مبارک سے گر گئی اور چند قدم پیچھے ہٹے۔ قلعہ کے گرد خرما کے درخت بہت تھے کہ لشکر کے قیام کی جگہ نہ تھی۔ حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے درختوں کو اشارہ کیا اور وہ جنگل میں منتشر ہو گئے اور قلعہ کے پاس میدان کشادہ ظاہر ہو گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور تین روز تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس عرصہ میں

ایک شخص بھی اُن میں سے باہر نہ آیا نہ اس محاصرہ کا اُنپر کوئی اثر ظاہر ہوا۔ تین روز کے بعد غزال ابن شم[illegible] باہر نکلا اور عرض کی یا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے ساتھ بھی وہی طریقہ اختیار کیجیئے جو بنی نضیر کے[illegible] آپ عمل میں لائے ہیں یعنی ہم کو امان دیجیئے تاکہ ہماری جانیں محفوظ رہیں اور ہمارے تمام مال و اس[illegible] آپ لے لیں۔ ہم آپ کے شہر سے نکل جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا جب تک تم میرے حکم [illegible] قلعہ سے باہر نہ نکلو گے تاکہ میں جو کچھ چاہوں کروں۔ یہ سنکر وہ واپس چلا گیا۔ پھر چند روز تک اور وہ لوگ [illegible] میں محصور رہے یہانتک کہ ان کی عورتیں اور لڑکے بچے تنگی رسد سے بیتاب ہوئے اور رونے چلانے لگے وہ لوگ حضرتؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلے۔ شیخ طبرسی کی روایت کے مطابق محاصرہ پچیسؐ روز تک قائم [illegible] حضرتؐ نے حکم دیا تو ان کے مردوں کے ہاتھ باندھ دیئے گئے جو سات سَو افراد تھے اور عورتوں کو الگ کر د[illegible] یہ دیکھ کر قبیلۂ اوس کے اشخاص حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ یہ لوگ ہمارے ہم [illegible] اور دوست تھے اور ہمیشہ خزرج کے ساتھ لڑائیوں میں ہماری مدد کرتے رہے۔ آپؐ نے عبداللہ بن ا[illegible] خاطر سے سات سَو زرہ پوشوں اور تین سَو بے زرہ لوگوں کو ایک روز میں معاف کر دیا ہم ابن ابی سے کم[illegible] اسیطرح جب بہت زیادہ سفارش کی تو حضرتؐ نے فرمایا اچھا اس پر راضی ہو کہ میں تمہارے قبیلہ کے ایک شخ[illegible] کو ثالث مقرر کروں اور وہ جو فیصلہ کرے اُس کو منظور کرو گے؟ عرض کی ہاں۔ وہ کون ہے؟ حضرتؐ نے فرما[illegible] سعد بن معاذ ہیں۔ وہ بولے ہم راضی ہیں۔ پھر ان کو ڈولی میں لٹا کر لائے اور اوس کے قبیلہ کے لوگ ان کے گ[illegible] جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابو عمرو اپنے ہم سوگندوں، مددگاروں اور دوستوں پر احسان کرو ان لوگوں [illegible] بہت سی لڑائیوں میں ہماری مدد کی ہے۔ جب بہت کچھ کہا تو اُس سعادتمند نے جواب دیا کہ وقت اور موقع [illegible] ہے کہ راہ خدا میں سعد کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کرے۔ یہ سُنتے ہی قبیلہ اوس کے لوگوں [illegible] افسوس کے ساتھ شور مچایا کہ وَاقَوْمَاہُ خدا کی قسم بنی قریظہ گئے۔ عورتیں اور بچے بھی سعد کے نزدیک گریہ و زا[illegible] اور نالہ و فریاد میں مشغول ہوئے۔ آخر جب وہ سب خاموش ہوئے تو سعد نے اُن سے کہا اے گروہ یہود کیا [illegible] فیصلہ پر راضی ہو؟ اُنہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم راضی ہیں اور تم سے احسان و نیکی اور حسن رعایت کی ا[illegible] رکھتے ہیں۔ پھر سعدؓ نے دوبارہ پوچھا کہ میں جو کچھ فیصلہ کروں اُس کو منظور کر لو گے؟ وہ بولے ہاں۔ یہ سُنکر وہ نہا[illegible] ادب و احترام کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی میرے باپ ماں آپ [illegible] فدا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے سعد جو کچھ تم اُن کے بارے میں فیصلہ کرو گے مجھے منظور ہے[illegible] سعد نے کہا یا رسولؐ اللہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ اُن کے مردوں کو قتل کر دیجیئے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قی[illegible] کر لیجیئے۔ اور ان کے بھیڑ بکریوں اور چوپایوں کو مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دیجیئے۔ اور بروایت طبرسی[illegible] کہا کہ ان کے مکانات اور کھیت مہاجروں کے لیئے مخصوص فرما دیجیئے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ اُٹھ کھڑے ہوئے او[illegible] کہ اے سعد تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو خدا نے آسمان ہفتم پر کیا تھا۔ اس کے بعد سعد کا وہ زخم پھٹ گیا او[illegible] ان کی آرزو اور استدعا کے مطابق جو انہوں نے حق تعالےٰ سے کی تھی ان کی رُوح مقدس ارواح انبیاء [illegible] اوصیاء و شہدا سے جا کر مل گئی۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے اُن قیدیوں کو مدینہ میں لا کر قید کر دیا اور بقیع میں گڑھ[illegible]

اور فرات ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احزاب سے
مراجعت فرمائی جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا ابھی ہتھیار نہ کھولیئے کیونکہ میں فرشتوں کے ساتھ کفار قریش
کا حمراء الاسد تک تعاقب کر رہا تھا۔ اب خدا کا آپ کو یہ حکم ہے کہ بنی قریظہ سے جنگ کے لیئے چلیئے اور میں
فرشتوں کے ساتھ جاتا ہوں تاکہ ان کے قلعہ کو ہلا دوں جب تک آپ میرے پاس پہنچیں۔ تو حضرتؐ نے
امیرالمومنینؑ کو علم دیا اور جبریلؑ کے پیچھے روانہ کیا اور خود تھوڑی دیر توقف فرمانے کے بعد جا کر اُن سے ملحق ہو گئے
راستہ میں جو شخص آپؐ سے ملتا اُس سے پُوچھتے کہ اس سوار کو تم نے دیکھا تھا وہ کہتا تھا کہ ہاں دحیہ کلبی گئے
ہیں کیونکہ جبریلؑ اُس روز اُنہی کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے اور اپنے گھوڑے پر ارغوانی کپڑا ڈالے ہوئے تھے
جب آنحضرتؐ کا لشکر قلعۂ بنی قریظہ کے پاس پہنچا ان کے منادی نے ندا دی کہ ابو لبابہ بن عبدالمنذر کہاں ہو
جناب رسولؐ خدا نے لبابہ سے فرمایا کہ تم کو بنی قریظہ بلاتے ہیں۔ ابو لبابہ اُن کے پاس گئے تو وہ سب رونے
لگے اور کہا کہ ہم اس لشکر سے جو تمہارے پیچھے آرہا ہے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ ابو لبابہ کا قصہ اس کے
بعد مذکور ہوگا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ قریش کے پسپا ہونے اور شکست کھانے کے بعد حیی بن اخطب
بنی قریظہ کے قلعہ میں داخل ہوا۔ اور جب امیرالمومنینؑ نے علم اُٹھایا اور قلعہ کے نیچے نصب کیا۔ کعب بن اسید
نے قلعہ سے دیکھا وہ مسلمانوں کو گالیاں دے رہا تھا اور آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ آنحضرتؐ اُس کا
کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ بروایت شیخ مفید جب حضرتؑ کو ان لوگوں نے دیکھا ان کو یاد آیا کہ عمرو بن عبدود
کا قتل کرنے والا آگیا تو ان کے دلوں میں بے پناہ رعب پیدا ہو گیا یہاں تک کہ آنحضرتؐ قریب آئے ایک دراز گوش پر
سوار تھے۔ امیرالمومنینؑ آپؐ کے استقبال کو بڑھے۔ اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں،
ان کے نزدیک مت جائیے۔ حضرتؐ نے یہ سمجھا کہ شائد وہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ کوئی کلمۂ توہین ان لوگوں کا
آپؐ نہ سُن لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جب وہ مجھ کو دیکھیں گے تو خدا اُن کو اور ذلیل کر دے گا اور جو کچھ کہہ رہے
ہیں پھر نہ کہیں گے۔ اور جس طرح خدا نے تم کو عمرو بن عبدود کے قتل پر قدرت عطا کی ان کے قتل پر بھی قوت
دے گا۔ اور تم کو خدا کی جانب سے مدد و نصرت کی خوشخبری ہو۔ حق تعالےٰ نے مجھ کو رعب و ہیبت کے ساتھ
عطا فرمائی ہے کہ میرا خوف ایک مہینے کی راہ کی دُوری سے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ غرض جب
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنوں کے قلعہ کے نزدیک پہنچے فرمایا اے بندروں اور سوروں کے بھائیو،
شیطان کی عبادت کرنے والو مجھے گالیاں دیتے ہو ہم جس گروہ کے قریب انتقام کے لیئے پہنچتے ہیں وہ دن
ان کے لیئے نہایت بد ہوتا ہے۔ یہ سُنکر کعب نے قلعہ کے اُوپر سے دیکھا اور کہا اے ابوالقاسم خدا کی قسم
آپ کبھی جاہلوں کی طرح گالیاں دینے والے نہ تھے۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے اُس کی
یہ بات سُنی بے انتہا شرم و حیا کے سبب سے عصا آپ کے ہاتھ سے اور ردا دوشِ مبارک سے گر گئی اور
آپ پیچھے ہٹے۔ قلعہ کے گرد خرما کے درخت بہت تھے کہ لشکر کے قیام کی جگہ نہ تھی۔ حضرتؐ نے اپنے
دست مبارک سے درختوں کو اشارہ کیا اور وہ جنگل میں منتشر ہو گئے اور قلعہ کے پاس میدان کشادہ ظاہر ہو گیا
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور تین روز تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس عرصہ میں

ایک شخص بھی اُن میں سے باہر نہ آیا نہ اس محاصرہ کا اُنپر کوئی اثر ظاہر ہوا۔ تین روز کے بعد غزال ابن شمول
باہر نکلا اور عرض کی یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ بھی وہی طریقہ اختیار کیجئے جو بنی نضیر کیساتھ
آپ عمل میں لائے ہیں یعنی ہم کو امان دیجئے تاکہ ہماری جانیں محفوظ رہیں اور ہمارے تمام مال واسباب
آپ لے لیں ہم آپ کے شہر سے نکل جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا جب تک تم میرے حکم سے
قلعہ سے باہر نہ نکلو گے تاکہ میں جو کچھ چاہوں کروں۔ یہ سنکر وہ واپس چلا گیا۔ پھر چند روز تک اور وہ لوگ قلعہ
میں محصور رہے یہانتک کہ ان کی عورتیں اور لڑکے نیچے تنگی رسد سے بیتاب ہوئے اور رونے چلانے لگے۔ آخر
وہ لوگ حضرتؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلے۔ شیخ طبرسی کی روایت کے مطابق محاصرہ پچیس روز تک قائم رہا۔
حضرتؐ نے حکم دیا تو ان کے مردوں کے ہاتھ باندھ دیئے گئے جو سات سو افراد تھے اور عورتوں کو الگ کر لیا گیا۔
یہ دیکھ کر قبیلۂ اوس کے اشخاص حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ یہ لوگ ہمارے ہم سوگند
اور دوست تھے اور ہمیشہ خزرج کے ساتھ لڑائیوں میں ہماری مدد کرتے رہے۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی کی
خاطر سے سات سو زرہ پوشوں اور تین سو بے زرہ لوگوں کو ایک روز میں معاف کر دیا ہم ابن ابی سے کمتر نہیں ہیں
اسیطرح جب بہت زیادہ سفارش کی تو حضرتؐ نے فرمایا اچھا اس پر راضی ہو کہ میں تمہارے قبیلہ کے ایک شخص
کو ثالث مقرر کروں اور وہ جو فیصلہ کرے اُس کو منظور کرو گے؟ عرض کی ہاں۔ وہ کون ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہ
سعد بن معاذ ہیں۔ وہ بولے ہم راضی ہیں۔ پھر ان کو ڈولی میں لٹا کر لائے اور اوس کے قبیلہ کے لوگ ان کے گرد
جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابو عمرو اپنے ہم سوگندوں، مددگاروں اور دوستوں پر احسان کرو ان لوگوں نے
بہت سی لڑائیوں میں ہماری مدد کی ہے۔ جب بہت کچھ کہا تو اُس سعادتمند نے جواب دیا کہ وقت اور موقع یہ
ہے کہ راہ خدا میں سعد کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرے۔ یہ سُنتے ہی قبیلہ اوس کے لوگوں نے
افسوس کے ساتھ شور مچایا کہ وَاقَوْمَاهُ خدا کی قسم بنی قریظہ گئے۔ عورتیں اور بچے بھی سعد کے نزدیک گریہ وزاری
اور نالہ و فریاد میں مشغول ہوئے۔ آخر جب وہ سب خاموش ہوئے تو سعد نے اُن سے کہا اے گروہ یہود کیا میرے
فیصلہ پر راضی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم راضی ہیں اور تم سے احسان و نیکی اور حسن رعایت کی اُمید
رکھتے ہیں۔ پھر سعدؓ نے دوبارہ پوچھا کہ میں جو کچھ فیصلہ کروں اُس کو منظور کر لو گے؟ وہ بولے ہاں۔ یہ سُنکر وہ نہایت
ادب و احترام کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی میرے باپ ماں آپ پر
فدا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے سعد جو کچھ تم اُن کے بارے میں فیصلہ کرو گے مجھے منظور ہے
سعد نے کہا یا رسولؐ اللہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ اُن کے مردوں کو قتل کر دیجیئے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قید
کر لیجیئے۔ اور ان کے بھیڑ بکریوں اور چوپائیوں کو مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دیجیئے۔ اور بروایت طبرسی یہ
کہا کہ ان کے مکانات اور کھیت مہاجروں کے لیئے مخصوص فرما دیجیئے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا
کہ اے سعد تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو خدا نے آسمان ہفتم پر کیا تھا۔ اس کے بعد سعد کا وہ زخم پھٹ گیا اور
ان کی آرزو اور استدعا کے مطابق جو انہوں نے حق تعالےٰ سے کی تھی ان کی رُوح مقدس ارواح انبیاء و
اوصیاء و شہداء سے جا کر مل گئی۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے اُن قیدیوں کو مدینہ میں لا کر قید کر دیا اور بقیع میں گڑھے

کھودے گئے ایک ایک یہودی کو لاتے تھے اور گردن مار کر انہی گڑھوں میں ڈال دیتے تھے۔ حیی بن اخطب نے کعب بن اسید سے پوچھا کہ ان لوگوں کے ساتھ تمہارے خیال میں کیا کرتے ہیں اُس نے کہا تو نہیں جانتا کہ کیا کرتے ہیں۔ قتل کرتے ہیں۔ شائد تو نہیں سمجھتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے کو لے جاتے ہیں اور جو باہر جاتا ہے واپس نہیں آتا۔ لہٰذا صبر اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہو۔ آخر کعب بن اسید کی باری آئی۔ اُس کو باہر نکالا۔ ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے اور وُہ ایک خوبصورت شخص تھا۔ جب حضرتؐ کی نگاہ اُس پر پڑی حضرتؐ نے فرمایا کیا تجھ کو اُس عالم دانا ابن حراش کی وصیت سے کچھ فائدہ نہ ہوا جو شام سے آیا تھا۔ اور بیان کیا تھا کہ میں نے شراب پینا اور لذتیں دُنیا کی ترک کر دیں اور تنگدستی اور صرف خرما پر بسر کرنا منظور کر لیا اس پیغمبرؐ کی خاطر جو مبعوث ہونے والا ہے جس کا محل خروج مکہ اور محل ہجرت مدینہ ہے اور وُہ سوکھی روٹی اور خرمے کے چند دانوں پر اکتفا کرتا ہے۔ دراز گوش پر سوار ہوتا ہے۔ اُس کی دونوں آنکھوں میں سُرخی ہے۔ دونوں شانوں کے درمیان پُشت پر مُہرِ نبوت ہے۔ وُہ کاندھے پر تلوار رکھتا ہے اور جس کے پاس پہنچتا ہے جہاد کرتا ہے۔ اُس کی سلطنت تمام رُوئے زمین تک پہنچے گی۔ کعب نے کہا ایسا ہی اُس نے بیان کیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا کہ یہودی کہیں گے کہ میں قتل ہونے سے ڈر گیا تو ضرور آپ پر ایمان لاتا، اور آپ کی تصدیق کرتا۔ لیکن میں دینِ یہود پر زندہ ہوں اور اُسی پر مروں گا۔ غرض حضرتؐ کے حکم سے اُس کی گردن ماردی گئی۔ پھر حیی بن اخطب لایا گیا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے فاسق خدا کی قدرت تو نے اپنے بارے میں مشاہدہ کی اُس نے کہا خدا کی قسم میں اپنے تئیں ملامت نہیں کرتا اور آپ کی عداوت نے مجھے پھرایا میں پھرتا رہا اور جو کچھ کوشش سمجھ میں آتی رہی کرتا رہا۔ لیکن جس کی خدا مدد نہ کرے وُہ ذلیل و رُسوا ہوتا ہے۔ پھر شیخ مفید کی روایت کے مطابق لوگوں کی طرف رُخ کر کے کہا یاایہا الناس جو کچھ خدا مقدر کرتا ہے وہی ہوتا ہے۔ یہ وُہ زراعت ہے جس کو خدا نے بنی اسرائیل کے لیئے لکھ دیا ہے۔ جب اُس کو امیر المؤمنینؑ کے قریب لائے کہ آپؑ اس کی گردن ماریں تو اُس نے کہا ایک شریف ایک شریف کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا لوگوں کے نیک ان کے بدوں کو قتل کرتے ہیں اور بُرے لوگ نیکوں کو مارتے ہیں تو ولئے ہو اُس پر اُس کے نیک لوگ اُس کو قتل کریں اور سعادت مند ہے وُہ جس کو رذیل اور کفار قتل کریں اُس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ جب آپ مجھے قتل کر دیں تو میرا لباس نہ اُتاریں۔ حضرتؑ نے فرمایا تیرا لباس میرے نزدیک اُس سے زیادہ ذلیل و حقیر ہے کہ اس کی طرف توجہ کروں اُس نے کہا آپ نے مجھ کو لباس پہنائے رکھا خدا آپ کو بھی ایسا ہی رکھے اور اپنی گردن بڑھادی۔ حضرتؑ نے اُس کو قتل کر دیا اور وُہ کُشتوں کے درمیان اپنے کپڑوں سمیت ڈال دیا گیا۔

شیخ مفید کی روایت کے مطابق تمام بنی قریظہ قتل کر دیئے گئے تھے لیکن بعض روایتوں کے مطابق حضرتؐ نے دس آدمیوں کو قتل کیا اور باقی یہودیوں کو تمام صحابہ پر تقسیم کر دیا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُن تین دنوں کے درمیان جبکہ اول و آخر روز ہوا ٹھنڈی تھی ان یہودیوں کی گردنیں ماری گئیں اور حضرتؐ کی بیحد تاکید تھی کہ ان تینوں دنوں ان کو عمدہ کھانا اور آب شیریں دیتے رہیں۔ فرماتے تھے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ غرض وُہ سب قتل کیئے گئے۔ تو خدا نے اس مہم کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں وَاَنْزَلَ

بنی قریظہ کا قتل عام، کعب بن اسید اور حیی بن اخطب کا قتل۔

الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب پ ۲۱ آیت ۲۶، ۲۷) یعنی خدا نے اہلِ کتاب میں سے ان لوگوں کو ان کے قلعوں سے نیچے نکالا جنہوں نے قریش کے لشکر کی مدد کی تھی اور ان کے دلوں میں پیغمبرؐ کا اور پیغمبرؐ کے لشکر کا خوف ڈال دیا اور ان میں سے ایک گروہ کو تم کشاں کشاں اسیر کر کے لاتے ہو اور اپنی غلامی میں لیتے ہو اور خدا نے ان کی زمینیں تم کو میراث میں دے دیں اور ان کے مکانات اور مال بھی دے دیئے۔ اور وُہ زمین بھی دے دی جن پر ابھی تمہارا گزر نہیں ہوا اور تمہارے تصرّف میں نہیں آئی ہے، یعنی خیبر اور ملک بادشاہان عجم و روم اور وُہ تمام ممالک جو بعد میں فتح ہوئے اور خدا ہر شے پر قادر ہے''۔

قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگِ بنی قریظہ میں بالغ و نابالغ کی شناخت کے لیئے فرمایا کہ ان کی پُشت کے بال دیکھیں جنکے بال سخت نکلے ہوں وُہ بالغ ہیں اور وُہ مار ڈالے جائیں اور جنکے بال نہ اُگے ہوں وُہ نابالغ قرار دے کر اطفال میں شمار و شامل کیئے جائیں اور ان کو غلام بنا لیا جائے۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کچھ قیدیوں کو سعد بن زید کے ساتھ نجد میں بھیجا ان کے عوض وُہ گھوڑے اور اسلحے مسلمانوں کے لیئے خرید کر لائے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی عورتوں میں سے مرہ دختر حنافہ کو حضرتؐ نے خود لے لیا اور بعض ریحانہ کو کہتے ہیں کہ لے لیا۔

ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کو سعد بن معاذ کی وفات کی اطلاع ہوئی تو حضرتؐ صحابہ کو لے کر ان کے گھر آئے اور ان کو غسل دینے کا حکم فرمایا اور خود دروازہ کے دونوں بازوؤں کے درمیان کھڑے تھے یہاں تک کہ ان کو غسل اور حنوط و کفن دیا گیا اور لوگوں نے جنازہ اُٹھایا اور حضرتؐ غمگساروں کی طرح ننگے پیر بغیر چادر کے جنازہ کے ساتھ چلے کبھی داہنے اور کبھی بائیں سے جنازہ کو کاندھا دیتے تھے یہاں تک کہ ان کو قبر تک پہنچایا اور خود حضرتؐ قبر میں اُترے اور اپنے ہاتھوں سے اُن کو لحد میں رکھا۔ اُن کی قبر کو اینٹوں سے چُنا اور خالی جگہوں کو گیلی مٹی سے بھر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر مٹی سے قبر کو پاٹا اور قبر کو درست کیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ اُن کا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے گا لیکن خدا اُس بندہ کو دوست رکھتا ہے جو کوئی کام درست اور مستحکم کرتا ہے۔ یہ دیکھ کر سعدؓ کی ماں نے ایک طرف سے پکار کر کہا اے سعدؓ تم کو بہشت گوارا اور مبارک ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا اے مادرِ سعد خاموش رہو اور اپنے پروردگار کو تاکید مت کرو۔ بیشک سعد کو قبر میں فشار کیا گیا۔ پھر حضرتؐ وہاں سے واپس ہوئے تو لوگوں نے پوچھا یا حضرتؐ آپ نے سعد کے جنازہ کا وُہ احترام فرمایا جو کسی کے لیئے نہیں فرمایا تھا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ بغیر چادر اور ننگے چلنے کا یہ سبب تھا کہ میں نے فرشتوں کو ان کے جنازہ کے ساتھ اسیطرح چلتے ہوئے دیکھا میں نے بھی ان کی تاسی کی اور کبھی ان کے جنازہ کو داہنے اور کبھی بائیں سے اُٹھانے کی یہ وجہ تھی کہ میرا ہاتھ جبرئیلؑ کے ہاتھ میں تھا۔ جس جگہ سے وُہ تابوت کو پکڑتے تھے میں بھی پکڑتا تھا۔ لوگوں نے کہا آپؐ نے اُن پر نماز پڑھی اور اپنے ہاتھوں سے ان کو دفن کیا۔ پھر بھی فرماتے ہیں

کر اُن پر فشار ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں اس لئے کہ وُہ اپنی زوجہ کے ساتھ کج خلق تھے اس سبب سے اُن پر فشار ہُوا۔ دوسری حدیث میں روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ سعدؓ کے مرنے سے عرش کانپ گیا۔ حضرت نے فرمایا وُہ تخت جس پر سعد کو لٹایا گیا تھا وُہ کانپ رہا تھا۔ اور کلینی اور ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کے جنازہ کی نماز پڑھی تو فرمایا ستر ہزار فرشتے اُن کی نماز میں حاضر تھے" اُنہی میں جبریلؑ بھی تھے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کس عمل سے وُہ اس مرتبہ کے مستحق ہوئے کہ اے فرشتو تم لوگ ان کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہو؟ جبریلؑ نے کہا وُہ ہمیشہ ہر حالت میں کھڑے، بیٹھے، سوار، پیادہ، چلتے، پھرتے سُورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتے رہتے تھے۔ اور تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کے معاملہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے بندگانِ خدا یہ بندۂ سعادتمند خدا کے نیک بندوں میں سے تھا جس نے خدا کی خوشنودی کو اپنے عزیزوں اور یہودی دامادوں کے غصہ اور ناراضی پر ترجیح دی اور معروف کا حکم دیا اور نہی سے منع کیا اور لوگوں پر غضب و غصہ کیا خدا کے رسُول محمدؐ اور حقتعالیٰ کے ولی علیؑ ابن ابی طالبؑ کے لئے غرض جب سعد برحمتِ الٰہی داصل ہوئے اور آپ کا دل بنی قریظہ کی مہم سے مطمئن ہوا اور وُہ سب قتل کر دیئے گئے تو فرمایا کہ اے سعدؓ بیشک تم کافروں کے گلے میں اُس ہڈی کے مانند تھے کہ اگر زندہ رہتے تو گوسالہ اول کو مدینہ میں جو بیضۂ اسلام ہے خلافت کے ساتھ نصب نہ ہونے دیتے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا اور اُنہوں نے پیغمبرؐ سے کہا کہ ابو لبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجیئے تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں۔ حضرتؐ نے ابو لبابہ سے کہا کہ اپنے جانشینوں اور دوستوں کے پاس جاؤ۔ وُہ جب وہاں پہنچے تو مرد دَوڑ کر ان کے پاس آگئے۔ عورتوں اور بچوں نے ان کو گھیر لیا اور سب رونے لگے وُہ ان کے لئے مغموم ہوئے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابو لبابہ تمہارے نزدیک کیا مناسب ہے کیا ہم حضرتؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلیں وُہ بولے ہاں۔ اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا یعنی قتل کیئے جاؤ گے۔ پھر اپنی اس حرکت سے بہت پشیمان ہوئے کہ میں نے خدا اور رسُولؐ سے خیانت کی۔ اور قلعہ سے واپس آئے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں نہیں حاضر ہوئے بلکہ مسجدِ رسُولؐ میں چلے گئے اور اپنی گردن میں ایک رسّی باندھ کر ایک ستون سے باندھ دیا جس کو اسطوانۂ توبہ کہتے ہیں اور عہد کیا کہ میں اس رسّی کو نہ کھولوں گا یہانتک کہ مر جاؤں یا خدا میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرتؐ کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا اگر وُہ میرے پاس آتے تو میں اُن کے لئے خدا سے طلب آمرزش کرتا۔ اب جبکہ وُہ خود خدا کی بارگاہ میں جا پہنچے ہیں تو خدا اُن کا فیصلہ کرنے کا زیادہ سزاوار ہے۔ اُدھر ابو لبابہ دنوں کو روزہ سے رہتے اور رات کو ایک دانہ کے برابر غذا سے افطار کر لیتے۔ اُن کی بیٹی شام کو آتی اور قضائے حاجت کے لئے ان کی رسّی کھول دیا کرتی تھی۔ جب حضرتؐ وہاں سے واپس آئے ایک رات ام سلمہؓ کے حجرہ میں تھے کہ خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور حضرتؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ خدا نے ابو لبابہ کی توبہ قبول فرمالی۔ عرض کی یا رسُول اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ اُن کو خوشخبری دوں۔ فرمایا ہاں۔ تو جناب ام سلمہؓ نے حجرہ سے مسجد کی جانب

سر نکال کر فرمایا کہ اے ابو لبابہ تم کو بشارت ہو کہ خدا نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ ابو لبابہ نے کہا الحمد للہ یہ سُنکر مسلمان ان کی رسّی کھولنے کے لئے دَوڑے۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم کسی کو کھولنے نہ دوں بلکہ خُود رسُول اللہ میری گردن کو کھولیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرمایا اے ابو لبابہ خدا نے تمہاری توبہ اس طرح قبول فرمائی گویا تم اس وقت اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ ابو لبابہؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیا میں اپنا تمام مال صدقہ نہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی دو تہائی؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی آدھا مال تصدق کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ تو بولے اچھا ایک تہائی؟ تو حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

(پ ۱۱ آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴ سورۂ توبہ) اور دُوسرے جن لوگوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اس لیئے کہ انہوں نے اچھے عمل کو بُرے عمل سے مخلوط کر دیا ممکن ہے خدا ان کی توبہ قبول کرلے بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اے رسُولؐ ان کے مالوں سے صدقہ وصول کرو تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کرو اور اُن کے لیئے دُعائے خیر کرو کیونکہ تمہاری دُعا ان کے لیئے سکون کا باعث ہے اور خدا سُننے والا دیکھنے والا ہے۔ کیا وُہ نہیں جانتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اُن کا صدقہ لیتا ہے اور کیا نہیں جانتے کہ خدا بہت توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے"۔

---

۳۷ سینتیسواں باب

وُہ غزوات اور واقعات جو غزوۂ احزاب اور غزوۂ حُدیبیہ کے درمیان واقع ہوئے اور اس میں چند فصلیں ہیں :-

فصل اوّل

غزوۂ مریسیع۔ جس کو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں:-

شیخ طبرسی اور شیخ مفید وغیرہم نے روایت کی ہے کہ قبیلۂ بنی المصطلق کے لوگ ایک کنوئیں کے قریب رہتے تھے جس کو مریسیع کہتے تھے۔ اُن کا سردار حارث بن ضرار تھا۔ اُس نے اپنی قوم کے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی جمع کر لیا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے۔ جب آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُس وقت حضرتؐ کے لشکر میں تیسؔ گھوڑے تھے اور اس سفر میں منافقین

کہ اُنپر فشار ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں اس لیئے کہ وہ اپنی زوجہ کے ساتھ کج خلق تھے اس سبب سے اُن پر فشار ہوا۔ دوسری حدیث میں روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ سعدؓ کے مرنے سے عرش کانپ گیا۔ حضرت نے فرمایا وہ تخت جس پر سعد کو لٹایا گیا تھا وہ کانپ رہا تھا۔ اور کلینی اور ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کے جنازہ کی نماز پڑھی تو فرمایا ستر ہزار فرشتے اُن کی نماز میں حاضر تھے' انہی میں جبریلؑ بھی تھے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ مَیں نے پوچھا کس عمل سے وُہ اس مرتبہ کے مستحق ہوئے کہ اے فرشتو تم لوگ ان کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہو؟ جبریلؑ نے کہا وُہ ہمیشہ ہر حالت میں کھڑے' بیٹھے' سوار' پیادہ' چلتے' پھرتے سُورۂ قل ہو اللہ احد پڑھتے رہتے تھے۔ اور تفسیر امام حسن عسکری میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کے معاملہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے بندگانِ خدا یہ بندۂ سعادتمند خدا کے نیک بندوں میں سے تھا جس نے خدا کی خوشنودی کو اپنے عزیزوں اور یہودی دامادوں کے غصہ اور ناراضی پر ترجیح دی اور معروف کا حکم دیا اور نہی سے منع کیا اور لوگوں پر غضب وغصہ کیا خدا کے رسُول محمدؐ اور حقتعالیٰ کے ولی علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیئے غرض جب سعد برحمتِ الٰہی واصل ہوئے اور آپ کا دل بنی قریظہ کی مہم سے مطمئن ہوا اور وُہ سب قتل کر دیئے گئے تو فرمایا کہ اے سعدؓ بیشک تم کافروں کے گلے میں اُس ہڈی کے مانند تھے کہ اگر زندہ رہتے تو گوسالہ اول کو مدینہ میں جو بیضۂ اسلام ہے خلافت کے ساتھ نصب نہ ہونے دیتے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا اور اُنھوں نے پیغمبرؐ سے کہا کہ ابو لبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجیئے تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں۔ حضرتؐ نے ابو لبابہ سے کہا کہ اپنے جانشینوں اور دوستوں کے پاس جاؤ۔ وُہ جب وہاں پہنچے تو مرد دوڑ کر ان کے پاس آگئے۔ عورتوں اور بچوں نے اُن کو گھیر لیا اور سب رونے لگے وُہ ان کے لیئے مغموم ہوئے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابو لبابہ تمہارے نزدیک کیا مناسب ہے کیا ہم حضرتؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلیں وُہ بولے ہاں۔ اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا یعنی قتل کیئے جاؤ گے۔ پھر اپنی اس حرکت سے بہت پشیمان ہوئے کہ مَیں نے خدا و رسُولؐ سے خیانت کی۔ اور قلعہ سے واپس آئے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں نہیں حاضر ہوئے بلکہ مسجدِ رسُولؐ میں چلے گئے اور اپنی گردن میں ایک رسّی باندھ کر ایک ستون سے باندھ دیا جس کو اسطوانۂ توبہ کہتے ہیں اور عہد کیا کہ میں اس رسّی کو نہ کھولوں گا یہانتک کہ مر جاؤں یا خدا میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرتؐ کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا اگر وُہ میرے پاس آتے تو مَیں اُن کے لیئے خدا سے طلب آمرزش کرتا۔ اب جبکہ وُہ خود خدا کی بارگاہ میں جا پہنچے ہیں تو خدا اُن کا فیصلہ کرنے کا زیادہ سزاوار ہے۔ اُدھر ابو لبابہ دِنوں کو روزہ سے رہتے اور رات کو ایک دانہ کے برابر غذا سے افطار کر لیتے۔ اُن کی بیٹی شام کو آتی اور قضائے حاجت کے لیئے ان کی رسّی کھول دیا کرتی تھی۔ جب حضرتؐ وہاں سے واپس گئے ایک رات اُم سلمہؓ کے حجرہ میں تھے کہ خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور حضرتؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا اے اُم سلمہؓ خدا نے ابو لبابہ کی توبہ قبول فرمالی۔ عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ اُن کو خوشخبری دوں۔ فرمایا ہاں۔ تو جناب اُم سلمہؓ نے حجرہ سے مسجد کی جانب

سر نکال کر فرمایا کہ اے ابو لبابہ تم کو بشارت ہو کہ خدا نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ ابو لبابہ نے کہا الحمد للہ۔ یہ سُنکر مسلمان ان کی رسّی کھولنے کے لیئے دَوڑے۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم کسی کو کھولنے نہ دوں گا بلکہ خود رسُولؐ اللہ میری گردن کو کھولیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرمایا اے ابو لبابہ خدا نے تمہاری توبہ اس طرح قبول فرمائی گویا تم اس وقت اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ ابو لبابہؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیا میں اپنا تمام مال صدقہ نہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی دو تہائی؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی آدھا مال تصدق کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ تو بولے اچھا ایک تہائی؟ تو حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ ۱۱ آیات تا ۱۰۴ سورۂ توبہ) اور دُوسرے جن لوگوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اس لیئے کہ انہوں نے اپنے اچھے عمل کو بُرے عمل سے مخلوط کر دیا ممکن ہے خدا ان کی توبہ قبول کر لے بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اے رسُولؐ ان کے مالوں سے صدقہ وصول کرو تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کرو اور اُن کے لیئے دُعائے خیر کرو۔ کیونکہ تمہاری دُعا ان کے لیئے سکون کا باعث ہے اور خدا سُننے والا دیکھنے والا ہے۔ کیا وُہ نہیں جانتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اُن کا صدقہ لیتا ہے اور کیا نہیں جانتے کہ خدا بہت توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔"

سینتیسواں باب (۳۷)

وُہ غزوات اور واقعات جو غزوۂ احزاب اور غزوۂ حُدیبیہ کے درمیان واقع ہوئے اور اس میں چند فصلیں ہیں

فصل اوّل — غزوۂ مریسیع۔ جس کو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں:-

شیخ طبرسی اور شیخ مفید وغیرہم نے روایت کی ہے کہ قبیلۂ بنی المصطلق کے لوگ ایک کنوئیں کے قریب رہتے تھے جس کو مریسیع کہتے تھے۔ اُن کا سردار حارث بن ضرار تھا۔ اُس نے اپنی قوم کے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی جمع کر لیا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے۔ جب آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُس وقت حضرتؐ کے لشکر میں تیس ۳۰ گھوڑے تھے اور اس سفر میں منافقین کا

ایک گروہ مثل عبداللہ بن ابی وغیرہ کے حضرتؐ کے ساتھ تھا۔ حضرتؐ اپنے ساتھ جناب عائشہ کو بھی لے گئے تھے ۲ر شعبان سنہ ۵ھ کو روانہ ہوئے بعضوں نے سنہ ۶ھ بیان کیا ہے۔ جب ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی حارث کے ساتھ اکثر قبیلۂ عرب موجود تھے۔ وُہ سب ڈر کر بھاگ گئے اور حضرتؐ نے مریسیع میں ان سے مقابلہ کیا۔ کچھ دیر دونوں طرف سے تیر چلتے رہے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے یکبارگی پورے لشکر نے اُن پر حملہ کیا اور ان کے دس آدمیوں کو قتل کر دیا اور اولادِ عبدالمطلب میں سے بھی کچھ لوگ اُس روز شہید ہوئے۔ جناب امیرؑ نے مالک کو اور اُس کے لڑکے کو قتل کیا اس سبب سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور اُن کے قبیلہ کے دو سو زن و فرزند گرفتار ہوئے۔ دو ہزار اُونٹ اور پانچ ہزار بھیڑیں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ حضرتؐ نے خمس نکالنے کے بعد اُونٹ اور بھیڑوں کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور جویریہ دختر حارث ابن ابی ضرار کو امیرالمومنینؑ نے گرفتار کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنے لیے مخصوص فرما لیا۔ اُس کا باپ مسلمان ہونے کے بعد اپنی قوم کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ میری بیٹی زن کریمہ ہے مناسب نہیں ہے کہ اس کو قید کریں۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ اسکو اختیار دے دو جو وُہ پسند کرے مَیں اُسی پر عمل کروں گا۔ اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ کا احسان ہے۔ پھر لڑکی کے پاس آیا اور کہا بیٹی اپنی قوم کو رسوا مت کر۔ اُس نے کہا میں نے خدا و رسولؐ کو اختیار کیا۔ یہ سُنکر اُس کے باپ نے اُس کو گالیاں دیں اور واپس چلا گیا۔ حضرتؐ نے اُس کو آزاد کرکے اُس سے نکاح کر لیا۔ جویریہ کہتی ہیں کہ جب حضرتؐ کا لشکر مریسیع میں، ہم پر حملہ آور ہوا تو مَیں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سُنا کہ ہمارے سروں پر وُہ لشکر آیا ہے جس سے مقابلہ کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور مَیں نے دیکھا کہ اس قدر آدمی اور گھوڑے اور اسلحے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا جب میں مسلمان ہوگئی اور آنحضرتؐ نے مجھ سے نکاح کیا تو مَیں واپس گئی اور دیکھا تو اس قدر مسلمانوں کی تعداد نہ تھی جس قدر میں نے دیکھی تھی۔ اُسوقت میں نے سمجھا کہ وُہ رُعب تھا جو خدا نے مشرکوں کے دلوں میں ڈال دیا تھا۔ وُہ کہتی ہیں کہ حضرتؐ کے آنے سے تین روز پہلے میں نے خواب دیکھا کہ گویا چاند مدینہ کی طرف سے حرکت کر رہا ہے اور میرے پاس پہنچ کر میرے دامن میں آگیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے بیان نہیں کیا۔ جب میں قید ہوئی تو اس خواب کی وجہ سے مجھ کو اچھی اُمید تھی۔ آخر اُس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ ماہِ فلکِ نبوت میری آغوش میں آیا۔ غرض جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جویریہ سے نکاح کر لیا تو کہنے لگے کہ اس قبیلہ نے آنحضرتؐ کے ساتھ رشتۂ دامادی قائم کر لیا ہے لہٰذا اُن کی جس قدر عورتیں غنیمت میں ان کو ملی تھیں جو تقریباً سو کے تھیں سب کو آزاد کر دیا۔ یعنی کوئی عورت مثل جویریہ کے اپنی قوم کے لیے مبارک نہ ہوئی۔ اور اُس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ کلمہ تھا: یا منصور اُمت

شیخ مفید اور طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوۂ بنی المصطلق کے لیے تشریف لیگئے تو ایک خوفناک وادی میں قیام فرمایا جب رات آخر ہوئی جبریلؑ نازل ہوئے اور بیان کیا کہ اس وادی میں کافران جنّ کا ایک گروہ چھپا ہوا ہے اور آپکے اصحاب کے ساتھ شر و فساد کا ارادہ رکھتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنینؑ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اُس وادی میں جا کر خدا کے دشمن جنّوں کو دفع کریں اُس قوت سے جو خدا نے

اُن کے ساتھ مخصوص فرمائی ہے، اور سو افراد کو آپؑ کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ رہو اور وُہ جو حکم دیں اُنکی اطاعت کرنا۔ غرض حضرت امیرالمومنینؑ روانہ ہوئے اور جب اُس وادی کے نزدیک پہنچے اُن سو آدمیوں سے فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرو میں جب تک نہ کہوں یہاں سے حرکت نہ کرنا، اور خود تنہا اُس وادی کی طرف چلے اور اُس کے کنارہ پر پہنچ کر خدا سے پناہ طلب کی اور اسمائے اعظمِ خدا زبان پر جاری کیئے۔ پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ سے بلایا اور ایک تیر کی مسافت پر اشارہ سے کھڑے ہونے کے لیئے فرمایا اور خود وادی میں داخل ہوئے۔ پھر تو ایک آندھی آئی جس سے قریب تھا کہ خوف کے سبب سے وُہ سب اشخاص مُنہ کے بل گر پڑیں۔ اُن کے قدم لرز رہے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے نعرہ مارا کہ مَیں ہوں علیؑ بن ابی طالبؑ رسولِؐ خدا کا وصی اور اُنکا چچازاد بھائی۔ اگر چاہتے ہو تو مقابلہ کے لیئے کھڑے ہو تاکہ خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو۔ ساتھ ہی ایک سیاہ فام گروہ ظاہر ہوا زنگیوں کے مانند۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے، اور تمام وادی اُن سے بھر گئی حضرتؑ نے کوئی پرواہ نہ کی اور آیاتِ قرآنی تلاوت فرما رہے تھے اور اپنی تلوار داہنے اور بائیں چلا رہے تھے۔ آخر وُہ گروہ آہستہ آہستہ کالے دھوئیں کے مانند ہو کر زائل ہونے لگا۔ پھر حضرتؑ نے تکبیر کہی اور وادی سے اُوپر آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑے ہوگئے۔ ان لوگوں نے کہا یا علیؑ آپ نے کیا کیا۔ خوف کی وجہ سے نزدیک تھا کہ ہم ہلاک ہوگئے ہوتے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا کے بزرگ ناموں کے ذریعہ میں نے اُن کو شکست دی اور وُہ سب بھاگ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پناہ لے گئے۔ اگر وُہ کھڑے رہتے تو سب کو ہلاک کر دیتا۔ جب وہاں سے واپس آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ تمہاری شمشیر سے جو جنّ بچ گئے تھے میرے پاس آئے اور تمہاری تلوار کے خوف سے مسلمان ہوگئے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ سورۂ منافقین غزوۂ بنی المصطلق میں نازل ہوا جو سنہ ۵ھ میں واقع ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرتؐ اُس غزوہ سے واپسی کے بعد ایک کنوئیں کے قریب آکر ٹھہرے تھے جس میں پانی کم تھا اور انس بن سیار جو انصار کے ہم سوگندوں میں سے تھے اور جہجاہ بن سعید غفاری جو جناب عمر کے اجیر تھے کنوئیں پر آئے دونوں نے اپنے اپنے ڈول کنوئیں میں ڈالے اتفاق سے دونوں کے ڈول ٹکرا گئے، اسی پر دونوں میں بات بڑھ گئی۔ جہجاہ نے ایک ہاتھ سیار کے مُنہ پر مار دیا کہ خون جاری ہوگیا۔ سیار نے خزرج کو آواز دی اور جہجاہ نے قریش کو پکارا۔ اور قریب تھا کہ فتنۂ عظیم برپا ہو جائے۔ عبداللہ ابن ابی نے یہ شور سُنا تو پوچھا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے روئیداد بیان کی تو وُہ ملعون بہت غضبناک ہوا اور کہا میں تو اس سفر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اب تو ہم عرب میں سب سے زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں زندہ رہنے کا گمان نہیں رکھتا ہوں کہ ایسی خبریں سنوں اور تدارک نہ کر سکوں۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف رُخ کر کے بولا کہ یہ تمہارے اقبال و عروج کا پھل ہے تم نے اُن لوگوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی اپنے مالوں سے اُن کی مدد کی اور اپنی جان سے اُن کی حفاظت کی اپنے سینوں کو ان کے لیئے سپر بنایا۔ تمہاری عورتیں ان کی حفاظت میں بیوہ ہوئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوئے۔ اگر تم ان کو مدینہ سے نکال دیئے ہوئے تو وُہ دوسروں کے دست نگر ہوتے۔ اگر ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہمارے عزت دار لوگ ہمارے ذلیل ترین لوگوں کو

ایک گروہ مثل عبداللہ بن ابی وغیرہ کے حضرتؐ کے ساتھ تھا۔ حضرتؐ اپنے ساتھ جناب عائشہؓ کو بھی لے گئے تھے ۲؍ شعبان ۵ھ کو روانہ ہوئے بعضوں نے ۶ھ بیان کیا ہے۔ جب ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی حارث کے ساتھ اکثر قبیلۂ عرب موجود تھے۔ وُہ سب ڈر کر بھاگ گئے اور حضرتؐ نے مریسیع میں ان سے مقابلہ کیا۔ کچھ دیر دونوں طرف سے تیر چلتے رہے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے یکبارگی پورے لشکر نے اُن پر حملہ کیا اور ان کے دس آدمیوں کو قتل کر دیا اور اولاد عبدالمطلب میں سے بھی کچھ لوگ اُس روز شہید ہوئے۔ جناب امیرؑ نے مالک کو اور اُس کے لڑکے کو قتل کیا اس سبب سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور اُن کے قبیلہ کے دو سو زن و فرزند گرفتار ہوئے۔ دو ہزار اُونٹ اور پانچ ہزار بھیڑیں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ حضرتؐ نے خمس نکالنے کے بعد اُونٹ اور بھیڑوں کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور جویریہ دختر حارث ابن ابی ضرار کو امیرالمومنینؑ نے گرفتار کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنے لئے مخصوص فرمالیا۔ اُس کا باپ مسلمان ہونے کے بعد اپنی قوم کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ میری بیٹی زن کریمہ ہے مناسب نہیں ہے کہ اُس کو قید کریں۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ اسکو اختیار دے دو جو وُہ پسند کرے مَیں اُسی پر عمل کروں گا۔ اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ کا احسان ہے۔ پھر لڑکی کے پاس آیا اور کہا بیٹی اپنی قوم کو رسوا مت کر۔ اُس نے کہا میں نے خدا و رسولؐ کو اختیار کیا۔ یہ سُنکر اُس کے باپ نے اُس کو گالیاں دیں اور واپس چلا گیا۔ حضرتؐ نے اُس کو آزاد کر کے اُس سے نکاح کر لیا۔ جویریہ کہتی ہیں کہ جب حضرتؐ کا لشکر مریسیع میں، ہم پر حملہ آور ہوا تو میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سُنا کہ ہمارے سروں پر وُہ لشکر آیا ہے جس سے مقابلہ کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور مَیں نے دیکھا کہ اس قدر آدمی اور گھوڑے اور اسلحے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا جب میں مسلمان ہو گئی اور آنحضرتؐ نے مجھ سے نکاح کیا تو مَیں واپس گئی اور دیکھا تو اس قدر مسلمانوں کی تعداد نہ تھی جس قدر میں نے دیکھی تھی۔ اُسوقت میں نے سمجھا کہ وُہ رُعب تھا جو خدا نے مشرکوں کے دلوں میں ڈال دیا تھا۔ وُہ کہتی ہیں کہ حضرتؐ کے آنے سے تین روز پہلے میں نے خواب دیکھا کہ گویا چاند مدینہ کی طرف سے حرکت کر رہا ہے اور میرے پاس پہنچ کر میرے دامن میں آگیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے بیان نہیں کیا۔ جب میں قید ہوئی تو اُس خواب کی وجہ سے مجھ کو اچھی اُمید تھی۔ آخر اُس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ ماہِ فلک نبوت میری آغوش میں آیا۔ غرض جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جویریہ سے نکاح کر لیا تو کہنے لگے کہ اس قبیلہ نے آنحضرتؐ کے ساتھ رشتۂ دامادی قائم کر لیا ہے لہٰذا اُن کی جس قدر عورتیں غنیمت میں ان کو ملی تھیں جو تقریباً سو کے تھیں سب کو آزاد کر دیا۔ یعنی کوئی عورت مثل جویریہ کے اپنی قوم کے لیئے مبارک نہ ہوئی۔ اور اُس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ کلمہ تھا: یا منصور اُمت۔

شیخ مفید اور طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوۂ بنی المصطلق کے لیئے تشریف لے گئے تو ایک خوفناک وادی میں قیام فرمایا۔ جب رات آخر ہوئی جبرئیلؑ نازل ہوئے اور بیان کیا کہ اس وادی میں کافران جن کا ایک گروہ چھپا ہوا ہے اور آپؐ کے اصحاب کے ساتھ شر و فساد کا ارادہ رکھتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امیرالمومنینؑ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اُس وادی میں جاکر خدا کے دشمن جنّوں کو دفع کریں اُس قوت سے جو خدا نے

اُن کے ساتھ مخصوص فرمائی ہے' اور سو افراد کو آپؐ کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ رہو اور وُہ جو حکم دیں اُ[ن کی]
اطاعت کرنا۔ غرض حضرت امیرالمومنینؑ روانہ ہوئے اور جب اُس وادی کے نزدیک پہنچے اُن سو آدمیوں ...
فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرو میں جب تک نہ کہوں یہاں سے حرکت نہ کرنا' اور خود تنہا اُس وادی کی طرف چلے او[ر]
اُس کے کنارہ پر پہنچ کر خدا سے پناہ طلب کی اور اسمائے اعظم خدا زبان پر جاری کیئے۔ پھر اپنے ساتھیوں [کو]
اشارہ سے بلایا اور ایک تیر کی مسافت پر اشارہ سے کھڑے ہونے کے لیئے فرمایا اور خود وادی میں داخ[ل]
ہوئے۔ پھر تو ایک آندھی آئی جس سے قریب تھا کہ خوف کے سبب سے وُہ سب اشخاص مُنہ کے بل گر پڑ[یں]
اُن کے قدم لرز رہے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے نعرہ مارا کہ مَیں ہوں علیؑ بن ابی طالبؑ رسولِؐ خدا کا وصی اور ا[ن کا]
چچازاد بھائی۔ اگر چاہتے ہو تو مقابلہ کے لیئے کھڑے ہو تاکہ خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو۔ ساتھ ہی ایک سیا[ہ]
گروہ ظاہر ہوا زنگیوں کے مانند۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے' اور تمام وادی اُن سے بھر گئی۔ حضر[تؑ]
نے کوئی پرواہ نہ کی اور آیاتِ قرآنی تلاوت فرما رہے تھے اور اپنی تلوار داہنے اور بائیں چلا رہے تھے۔ آخ[ر]
وُہ گروہ آہستہ آہستہ کالے دھوئیں کے مانند ہو کر زائل ہونے لگا۔ پھر حضرتؑ نے تکبیر کہی اور وادی ...
اُوپر آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا یا علیؑ آپ نے کیا کیا۔ خوف ...
وجہ سے نزدیک تھا کہ ہم ہلاک ہو گئے ہوتے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا کے بزرگ ناموں کے ذریعہ میں نے اُن[کو]
شکست دی اور وُہ سب بھاگ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پناہ لے گئے۔ اگر وُہ کھڑے ر[ہتے]
تو سب کو ہلاک کر دیتا۔ جب وہاں سے واپس آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ تمہاری شمشیر سے جو جا[ن]
بچ گئے تھے میرے پاس آئے اور تمہاری تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ سورۂ منافقین غزوۂ بنی المصطلق میں نازل ہوا جو ۵ھ میں
واقع ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت اُس غزوہ سے واپسی کے بعد ایک کنوئیں کے قریب آکر ٹھہرے ت[ھے]
جس میں پانی کم تھا اور انس بن سیار جو انصار کے ہم سوگندوں میں سے تھے اور جہجاہ بن سعید غفاری ج[و]
جناب عمر کے اجیر تھے کنوئیں پر آئے دونوں نے اپنے اپنے ڈول کنوئیں میں ڈالے اتفاق سے دونوں کے
ڈول ٹکرا گئے' اسی پر دونوں میں بات بڑھ گئی۔ جہجاہ نے ایک ہاتھ سیار کے مُنہ پر مار دیا کہ خون جاری ...
ہو گیا۔ سیار نے خزرج کو آواز دی اور جہجاہ نے قریش کو پکارا۔ اور قریب تھا کہ فتنہ عظیم برپا ہو جائے ...
عبداللہ ابن ابی نے یہ شور سُنا تو پوچھا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے روئیداد بیان کی تو وُہ ملعون بہت غضب[ناک]
ہوا اور کہا میں تو اس سفر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اب تو ہم عرب میں سب سے زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں ...
زندہ رہنے کا گمان نہیں رکھتا ہوں کہ ایسی خبریں سنوں اور تدارک نہ کر سکوں۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف
رُخ کر کے بولا کہ یہ تمہارے اقبال و عروج کا پھل ہے تم نے اُن لوگوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی اپنے مالو[ں]
سے اُن کی مدد کی اور اپنی جان سے اُن کی حفاظت کی اپنے سینوں کو ان کے لیئے سپر بنایا۔ تمہاری عورتیں
ان کی حفاظت میں بیوہ ہوئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوئے۔ اگر تم ان کو مدینہ سے نکال دیئے ہوئے تو وُ[ہ]
دوسروں کے دست نگر ہوتے۔ اگر ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہمارے عزّت دار لوگ ہمارے ذلیل ترین لوگوں کو

ایک گروہ مثل عبداللہ بن ابی وغیرہ کے حضرتؐ کے ساتھ تھا۔ حضرتؐ اپنے ساتھ جناب عائشہؓ کو بھی لے گئے تھے اور شعبان ۵ھ کو روانہ ہوئے بعضوں نے ۶ھ بیان کیا ہے۔ جب ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی حارث کے ساتھ اکثر قبیلۂ عرب موجود تھے۔ وُہ سب ڈر کر بھاگ گئے اور حضرتؐ نے مریسیع میں ان سے مقابلہ کیا۔ کچھ دیر دونوں طرف سے تیر چلتے رہے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے یکبارگی پورے لشکر نے اُن پر حملہ کیا اور ان کے دس آدمیوں کو قتل کر دیا اور اولادِ عبدالمطلب میں سے بھی کچھ لوگ اُس روز شہید ہوئے۔ جناب امیرؑ نے مالک کو اور اُس کے لڑکے کو قتل کیا اس سبب سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور اُن کے قبیلہ کے دو سَو زن و فرزند گرفتار ہوئے۔ دو ہزار اُونٹ اور پانچ ہزار بھیڑیں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ حضرتؐ نے خمس نکالنے کے بعد اُونٹ اور بھیڑوں کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور جویریہ دختر حارث ابن ابی ضرار کو امیرالمومنینؑ نے گرفتار کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنے لیئے مخصوص فرمالیا۔ اُس کا باپ مسلمان ہونے کے بعد اپنی قوم کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ میری بیٹی زن کریمہ ہے مناسب نہیں ہے کہ اُس کو قید کریں۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ اسکو اختیار دے دو جو وُہ پسند کرے میں اُسی پر عمل کروں گا۔ اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ کا احسان ہے۔ پھر لڑکی کے پاس آیا اور کہا بیٹی اپنی قوم کو رسوا مت کر۔ اُس نے کہا میں نے خدا اور رسولؐ کو اختیار کیا۔ یہ سُنکر اُس کے باپ نے اُس کو گالیاں دیں اور واپس چلا گیا۔ حضرتؐ نے اُس کو آزاد کر کے اُس سے نکاح کر لیا۔ جویریہ کہتی ہیں کہ جب حضرتؐ کا لشکر مریسیع میں ہم پر حملہ آور ہوا تو میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سُنا کہ ہمارے سروں پر وُہ لشکر آیا ہے جس سے مقابلہ کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ اس قدر آدمی اور گھوڑے اور اسلحے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا جب میں مسلمان ہو گئی اور آنحضرتؐ نے مجھ سے نکاح کیا تو میں واپس گئی اور دیکھا تو اس قدر مسلمانوں کی تعداد نہ تھی جس قدر میں نے دیکھی تھی۔ اُس وقت میں نے سمجھا کہ وُہ رُعب تھا جو خدا نے مشرکوں کے دلوں میں ڈال دیا تھا۔ وُہ کہتی ہیں کہ حضرتؐ کے آنے سے تین روز پہلے میں نے خواب دیکھا کہ گویا چاند مدینہ کی طرف سے حرکت کر رہا ہے اور میرے پاس پہنچ کر میرے دامن میں آ گیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے بیان نہیں کیا۔ جب میں قید ہوئی تو اُس خواب کی وجہ سے مجھ کو اچھی اُمید تھی۔ آخر اُس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ ماہِ فلک نبوت میری آغوش میں آیا۔ غرض جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جویریہ سے نکاح کر لیا تو کہنے لگے کہ اس قبیلہ نے آنحضرتؐ کے ساتھ رشتۂ دامادی قائم کر لیا ہے لہٰذا اُن کی جس قدر عورتیں غنیمت میں ان کو ملی تھیں جو تقریباً سو کے تھیں سب کو آزاد کر دیا۔ یعنی کوئی عورت مثل جویریہ کے اپنی قوم کے لیئے مبارک نہ ہوئی۔ اور اُس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ کلمہ تھا: یا منصور اُمت

شیخ مفید اور طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوۂ بنی المصطلق کے لیئے تشریف لیگئے تو ایک خوفناک وادی میں قیام فرمایا۔ جب رات آخر ہوئی جبریلؑ نازل ہوئے اور بیان کیا کہ اس وادی میں کافران جن کا ایک گروہ چھپا ہوا ہے اور آپ کے اصحاب کے ساتھ شر و فساد کا ارادہ رکھتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنینؑ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اُس وادی میں جا کر خدا کے دشمن جنوں کو دفع کریں اُس قوت سے جو خدا نے

اُن کے ساتھ مخصوص فرمائی ہے، اور سَو افراد کو آپؑ کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ رہو اور وُہ جو حکم دیں اُس کی اطاعت کرنا۔ غرض حضرت امیرالمومنینؑ روانہ ہوئے اور جب اُس وادی کے نزدیک پہنچے اُن سَو آدمیوں سے فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرو میں جب تک نہ کہوں یہاں سے حرکت نہ کرنا، اور خود تنہا اُس وادی کی طرف چلے اور اُس کے کنارہ پر پہنچ کر خدا سے پناہ طلب کی اور اسمائے اعظم خدا زبان پر جاری کیئے۔ پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ سے بلایا اور ایک تیر کی مسافت پر اشارہ سے کھڑے ہونے کے لیئے فرمایا اور خود وادی میں داخل ہوئے۔ پھر تو ایک آندھی آئی جس سے قریب تھا کہ خوف کے سبب سے وُہ سب اشخاص مُنہ کے بل گر پڑیں اُن کے قدم لرز رہے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے نعرہ مارا کہ میں ہوں علیؑ بن ابی طالبؑ رسولِ خدا کا وصی اور اُن کا چچازاد بھائی۔ اگر چاہتے ہو تو مقابلہ کے لیئے کھڑے ہو تاکہ خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو۔ ساتھ ہی ایک سیاہ گروہ ظاہر ہوا زنگیوں کے مانند۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے، اور تمام وادی اُن سے بھر گئی حضرتؑ نے کوئی پرواہ نہ کی اور آیاتِ قرآنی تلاوت فرما رہے تھے اور اپنی تلوار داہنے اور بائیں چلا رہے تھے۔ آخر وُہ گروہ آہستہ آہستہ کالے دھوئیں کے مانند ہو کر زائل ہونے لگا۔ پھر حضرتؑ نے تکبیر کہی اور وادی سے اُوپر آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا یا علیؑ آپ نے کیا کیا خوف کی وجہ سے نزدیک تھا کہ ہم ہلاک ہو گئے ہوتے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا کے بزرگ ناموں کے ذریعہ میں نے اُن کو شکست دی اور وُہ سب بھاگ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پناہ لے گئے۔ اگر وُہ کھڑے رہتے تو سب کو ہلاک کر دیتا۔ جب وہاں سے واپس آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ تمہاری شمشیر سے جو بچ گئے تھے میرے پاس آئے اور تمہاری تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ سورۂ منافقین غزوۂ بنی المصطلق میں نازل ہوا جو ۵ھ میں واقع ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرتؐ اُس غزوہ سے واپسی کے بعد ایک کنوئیں کے قریب آکر ٹھہرے جس میں پانی کم تھا اور انس بن سیار جو انصار کے ہم سوگندوں میں سے تھے اور جہجاہ بن سعید غفاری جناب عمر کے اجیر تھے کنوئیں پر آئے دونوں نے اپنے اپنے ڈول کنوئیں میں ڈالے اتفاق سے دونوں کے ڈول ٹکرا گئے، اسی پر دونوں میں بات بڑھ گئی۔ جہجاہ نے ایک ہاتھ سیار کے مُنہ پر مار دیا کہ خون جاری ہو گیا۔ سیار نے خزرج کو آواز دی، اور جہجاہ نے قریش کو پکارا۔ اور قریب تھا کہ فتنہ عظیم برپا ہو جائے عبداللہ ابن ابی نے یہ شور سُنا تو پوچھا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے روئیداد بیان کی تو وُہ ملعون بہت غصہ ہوا اور کہا میں تو اس سفر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اب تو ہم عرب میں سب سے زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں زندہ رہنے کا گمان نہیں رکھتا ہوں کہ ایسی خبریں سنوں اور تدارک نہ کر سکوں۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف رُخ کر کے بولا کہ یہ تمہارے اقبال و عروج کا پھل ہے تم نے اُن لوگوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی اپنے مالوں سے اُن کی مدد کی اور اپنی جان سے اُن کی حفاظت کی اپنے سینوں کو ان کے لیئے سپر بنایا۔ تمہاری عورتیں ان کی حفاظت میں بیوہ ہوئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوئے۔ اگر تم ان کو مدینہ سے نکال دیئے ہوئے تو دوسروں کے دست نگر ہوتے۔ اگر ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہمارے عزت دار لوگ ہمارے ذلیل ترین لوگوں

نکال دیں گے۔ زید بن ارقم اُس وقت جوانی کے قریب پہنچ رہے تھے وہاں موجود تھے۔ اُس وقت گرمی کی نہایت شدت تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور مہاجرین و انصار آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ زید نے آکر ابن ابی کی باتیں بیان کیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے فرزند شاید تم نے غلط سُنا ہو گا۔ وُہ بولے نہیں واللہ میں نے غلط نہیں سُنا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا شاید تم کو اُس پر غصہ رہا ہو گا اور یہ باتیں غصہ میں کہہ رہے ہو۔ عرض کی واللہ ایسا بھی نہیں ہے۔ فرمایا شائد اُس نے تم کو بیوقوف بنانا چاہا ہو اس لیئے ایسا کہتے ہو۔ عرض کی بخدا ایسا بھی نہیں ہے۔ آخر آنحضرتؐ نے اپنے غلام شقران سے فرمایا کہ اُونٹ پر حودج باندھے۔ پھر حضرتؐ سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ صحابہ نے سُنا کہ حضرتؐ سوار ہو گئے ہیں تو کہا یہ وقت تو حضرتؐ کی روانگی کا نہیں تھا، لیکن وُہ لوگ بھی سوار ہو کر حضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ سعد بن عبادہؓ حضرتؐ کے قریب پہنچے اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ حضرتؐ نے فرمایا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ۔ سعد نے کہا کبھی حضورؐ نے ایسے وقت میں سفر نہیں کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا شائد تم نے اپنے سردار کا کلام نہیں سُنا جو اُس نے کہا ہے۔ عرض کی حضورؐ کے سوا ہمارا کوئی آقا اور سردار نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ابن ابی نے کہا ہے کہ جب مدینہ پہنچے گا تو عزت والے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ سعد نے کہا سب سے زیادہ عزت والے آپ اور آپ کے اصحاب ہیں اور سب سے زیادہ ذلیل وُہ اور اُس کے ساتھی ہیں۔ آنحضرتؐ اُس تمام دن چلتے رہے اور کسی کو جرأت نہ تھی کہ حضرتؐ سے گفتگو کر سکے خزرج کے قبیلہ والوں نے جب آنحضرتؐ کا بے پناہ غصہ مشاہدہ کیا تو ابن ابی سے باز پرس کی اور اس کو بہت ملامت کی۔ اُس ملعون منافق نے قسمیں کھائیں کہ میں نے یہ سب بالکل نہیں کہا۔ تو لوگوں نے کہا چل کر آنحضرتؐ سے بیان کر تاکہ ہم حضرتؐ سے عذر خواہ ہوں۔ اُس بدبخت نے مُنہ پھیر لیا اور منظور نہ کیا۔ رات ہوئی تب بھی حضرتؐ برابر راستہ طے کرتے رہے اور سوائے نماز کے وقفہ کے قیام نہ فرمایا۔ دوسرے روز ایک مقام پہ منزل کی۔ صحابہ تمام رات جاگتے اور سفر کی تکان کے سبب سب کے سب سو گئے۔ اُس وقت عبداللہ ابن ابی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور قسم کھائی کہ میں نے یہ باتیں نہیں کہی تھیں۔ زید نے غلط بیانی کی ہیں۔ اور دوبارہ کلمہ شہادتین پڑھا۔ حضرتؐ نے بظاہر اُس کا عذر قبول کر لیا اور قبیلۂ خزرج نے زید کو ملامت کرنا شروع کی اور کہا تم نے عبداللہ پر بہتان لگایا جو ہمارا رئیس و بزرگ ہے۔ جب حضرتؐ وہاں سے روانہ ہوئے زید حضرتؐ کی خدمت میں ساتھ تھے اور کہتے تھے خداوندا تو جانتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی پر جھوٹ نہیں باندھا ہے۔ غرض تھوڑی راہ طے کی تھی کہ حضرتؐ پر وحی کے آثار نمودار ہوئے اور اس قدر گرانی ہوئی کہ نزدیک تھا کہ اُونٹ کا شکم زمین سے لگ جائے۔ جب وُہ حالت زائل ہوئی حضرتؐ کی پیشانی سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضرتؐ نے پیار سے زید کا کان پکڑ کر اُٹھایا اور فرمایا اے فرزند تمہاری بات سچ ہے جو کچھ تم نے سُنا تھا صحیح یاد رکھا تھا۔ خداوند عالم نے تمہاری بات کی تصدیق میں آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ پھر جب حضرتؐ نے قیام فرمایا تو صحابہ کو جمع کیا اور سُورۂ منافقون اُن کے سامنے پڑھی جس میں اُس منافق کے اقوال شامل تھے اور اُس کی باتوں کا جواب دیا گیا ہے اور تمام منافقوں کی تکذیب اور تنبیہ شامل ہے۔ آخر

خدا نے عبداللہ بن ابی کو رُسوا کیا۔

بسند معتبر ابان ابن عثمان نے روایت کی ہے کہ ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے روز دن چڑھے تک سفر میں راہ طے فرماتے رہے اُس کے بعد منزل کی اور تمام ہمراہی تکان کے سبب سو گئے حضرتؐ کی یہ غرض تھی کہ لوگ چلتے رہیں لیکن بولیں نہیں اور آپس میں بحث و تکرار نہ کریں تاکہ فتنہ و فساد رفع ہو جائے۔ اسی اثناء میں عبیداللہ پسر عبداللہ بن ابی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ اگر آپ کا میرے باپ کے قتل کا ارادہ ہو تو مجھے حکم دیجئے میں اُس کا سر آپ کی خدمت میں لاتا ہوں کیونکہ قبیلۂ اوس و خزرج جانتے ہیں کہ کوئی لڑکا اپنے باپ کے لیئے مجھ سے زیادہ نیکوکار نہیں ہو سکتا جیسا میں اپنے باپ کے لیئے نیک ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر آپ کسی دُوسرے کو اُس کے قتل کا حکم دیں اور وُہ قتل کرے تو کہیں میں اپنے باپ کے قاتل کو نہ دیکھ سکوں اور بیتاب ہو کر ایک مومن کو ایک کافر کے عوض قتل کر دُوں۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں میں اس کو قتل نہ کروں گا۔ اور تو اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کرتا رہ۔ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے اور اُس کی عداوت نمایاں نہ ہو جائے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب وُہ ملاعین رسوا ہوئے ان کے عزیزوں نے اُن کے پاس آکر کہا وائے ہو تم پر تم رُسوا و ذلیل ہو گئے چلو خدا کے رسُولؐ کے پاس تاکہ وُہ تمہارے لیئے استغفار کریں۔ تو اُن لوگوں نے مُنہ پھیر لیا اور انکار کیا۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ (سورۂ منافقون آیت ۵ پ۲۸) "اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسُولؐ اللہ تمہارے لیئے مغفرت کی دُعا کریں تو وُہ لوگ اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔ تم ان کو دیکھو گے کہ غرور میں بھرے ہوئے مُنہ پھیر لیتے ہیں"۔ شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ اس سفر میں آنحضرتؐ ایک چشمہ کے قریب بقیع کے نزدیک ٹھہرے جس کو بقعا کہتے تھے۔ اثنائے قیام میں ایک آندھی آئی جس سے لوگوں کو بہت اذیت پہنچی۔ اُس رات حضرتؐ کا ناقہ گم ہو گیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اس آندھی کا سبب یہ تھا کہ ایک سخت نفاق رکھنے والا مدینہ میں مر گیا ہے۔ لوگوں نے پُوچھا وُہ کون؟ فرمایا رفاعہ۔ یہ سُنکر ایک مردِ منافق نے کہا جو حضرتؐ کے ساتھ تھا کہ غیب کے جاننے کا دعوٰے کیونکر کرتے ہیں حالانکہ نہیں جانتے کہ ناقہ کہاں ہے۔ اُسیوقت جبریلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو اس منافق کی گفتگو سے آگاہ کیا اور ناقہ کا پتہ بتایا۔ تو حضرتؐ نے صحابہ کو جمع کر کے فرمایا کہ میں کب دعوٰے کرتا ہوں کہ غیب جانتا ہوں لیکن خدا مجھ پر وحی بھیجتا ہے۔ اس وقت خدا نے مجھ کو بذریعہ وحی آگاہ فرمایا ہے کہ فلاں منافق نے ایسی بات کہی ہے اور ناقہ فلاں مقام پر ہے اور اُس کی مہار ایک درخت سے اُلجھ گئی ہے۔ جب لوگ اُس مقام پر گئے تو ناقہ کو اُسی حال میں پایا جیسا حضرتؐ نے بیان فرمایا تھا۔ یہ دیکھ کر وُہ منافق دل سے مسلمان ہو گیا۔ اور جب مدینہ میں پہنچے تو رفاعہ بن زید کا جنازہ لوگوں نے دیکھا جو بنی قینقاع کے یہودیوں کا بڑا سرغنہ تھا۔ جس وقت وُہ مرا تھا حضرتؐ نے اُسیوقت لوگوں کو بتا دیا تھا۔ جب حضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے اور عبداللہ بن ابی نے بھی داخل ہونا چاہا تو اس کے لڑکے

نے کہا خدا کی قسم میں تم کو مدینہ میں آنے نہ دوں گا جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت نہ دیں گے۔ اور تم کو آج معلوم ہوگا کہ زیادہ عزت والا کون ہے اور ذلیل ترین کون ہے۔ آخر ابن ابی نے کسی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اور اپنے لڑکے کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے اُس کے لڑکے کو پیغام بھیجا کہ اپنے باپ کو چھوڑ دے کہ وُہ مدینہ میں آجائے۔ لڑکے نے سُنکر کہا چونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اور حکم اُنہی کا حکم ہے پھر چھوڑ دیا۔ آخر وُہ ملعون چند روز کے بعد بیمار ہوُا اور جہنم واصل ہوُا۔

کلینی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ ابن ابی مر گیا آنحضرتؐ اُس کے لڑکے کی خاطر سے اُس کے جنازہ پر تشریف لے گئے تو جناب عمر نے اعتراض کیا کہ اس منافق کے جنازہ پر کیوں آئے حالانکہ خدا نے آپ کو منع فرمایا ہے کہ کسی منافق کی قبر پر کھڑے ہوں۔ حضرتؐ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو دوبارہ اعتراض کیا تو حضرتؐ نے فرمایا تجھ پروائے ہو تو کیا جانے کہ میں نماز میں اُس کے لئے کیا کہتا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ خداوندا اس کے شکم کو آگ سے بھر دے اور اُس کی قبر کو بھی اور اُس کو آتش جہنم میں پہنچا دے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ عمر نے ان کو اس قدر مضطرب کر دیا کہ حضرتؐ جو بات ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے ظاہر فرما دیا۔

دُوسری فصل　حضرت عائشہ کے بارے میں لوگوں کا کلمات فحش کہنا۔

شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جنگ میں تشریف لے جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس بیوی کے نام قرعہ نکلتا، آپ اُنہی کو ہمراہ لے جاتے۔ غزوۂ بنی المصطلق میں حضرت عائشہؓ کے نام قرعہ نکلا۔ آپؐ ان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ ایک منزل میں روانگی کے وقت وُہ قضائے حاجت کے لئے گئی تھیں جب واپس آئیں تو اپنے گلے کا ہار جو جزع یمانی کا تھا گلے میں نہ پایا وُہ ٹوٹ کر کہیں گر گیا تھا اس لئے اس کو ڈھونڈنے واپس چلی گئیں۔ جب واپس آئیں تو لشکر کُوچ کر چکا تھا اُن کا ہودج بھی یہ سمجھ کر کہ وُہ اُس میں ہیں اُونٹ پر بار کر دیا گیا تھا غرض وہاں کوئی نہ تھا۔ وُہ وہیں ٹھہر گئیں اس خیال سے کہ کوئی ان کی تلاش میں آتا ہوگا۔ اور وہیں سو گئیں جب بیدار ہوئیں تو صفوان بن معطل اسلمی جو قافلہ کے پیچھے رہا کرتا تھا پہنچا۔ اُس نے جناب عائشہ کو دیکھ کر پہچان لیا۔ اپنے اونٹ کو بٹھایا اور ایک طرف ہٹ گیا تو حضرت عائشہ اُس پر سوار ہو گئیں۔ اُس نے مہار پکڑلی اور لشکر میں ان کو پہنچا دیا جبکہ آنحضرتؐ نے قیلولہ کے لئے آرام فرمایا تھا۔ منافقوں کو معلوم ہوُا تو عبداللہ بن ابی سلول اور منافقوں کے ایک گروہ نے بدگمانیاں اور نامناسب باتیں پھیلانا شروع کیں۔ جب حضرت عائشہ مدینہ پہنچیں تو بیمار ہو گئیں اور آنحضرتؐ کو بھی اپنی طرف سے بے لطف پایا۔ جب ان کی بیماری رفع ہو گئی تو حضرتؐ سے اجازت لے کر اپنے والدین سے ملاقات کی غرض سے گئیں اور اپنی والدہ سے منافقوں کی باتیں اپنے بارے میں سُنیں۔ اور آنحضرتؐ کی اپنی جانب سے بے توجہی کا سبب سمجھیں تو اپنے مکان پر واپس آگئیں اور تمام رات روتی رہیں۔ حضرتؐ نے اسامہ بن زید اور امیرؑ المومنین کو بلایا اور اُن سے عائشہ سے علیحدگی کے بارے میں مشورہ کیا اور جو کچھ لوگ ان کے بارے میں مشہور کر رہے تھے بیان کیا۔ اسامہ

حضرت عائشہ پر الزام کا واقعہ اور ان کی برأت۔

چونکہ یہ سمجھتے تھے کہ حضرتؐ کو ان کے حسن وجمال اور کم سنی کے سبب اُن سے محبت ہے اس لئے کہا کہ وُہ آپ کی زوجہ ہیں اور اُن کی بدی معلوم نہیں ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ خدا نے آپ کو پابند نہیں کیا ہے، بہت سی عورتیں ہیں اگر آپ کو اُن سے کراہت ہے تو علیحدہ کر دیجیئے اور کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیجئے۔ اور اگر مناسب ہو تو اُن کا حال اُن کی کنیز سے معلوم کیجیئے۔ حضرت نے ان کی کنیز کو بلایا اُس نے ان کی برأت کی گواہی دی۔ اسی اثناء میں خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل فرمائی اور آنحضرتؐ پر اس منقصت کے دفعیہ اور عائشہؓ کے بارے میں جو لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے ان کی برأت میں آیتیں نازل فرمائیں تاکہ آیندہ آنحضرتؐ کی بیویوں کے بارے میں مسلمان ایسی نسبت نہ دیں اور نہ ثبوت شرعی کے بغیر کسی کو زنا سے متہم کریں۔ اور تفسیر نعمانی میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ یہ آیتیں عبداللہ بن ابی سلول، حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ کے حق میں کہ انہوں نے عائشہؓ کی طرف جو نسبت دے رکھی تھی، نازل ہوئی ہیں۔ اور علی بن ابراہیم نے ان آیتوں کی تفسیر میں کہا ہے کہ عامہ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں جناب عائشہؓ کے حق میں اور اُس نسبت کے بارے میں جو غزوۂ بنی المصطلق میں لوگوں نے اُن سے قائم کر دی تھیں نازل ہوئیں اور شیعہ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں حضرت عائشہؓ کی تکذیب ومذمت اور توبہ کرنے کی تاکید میں نازل ہوئیں اس سبب سے کہ انہوں نے ماریہ قبطیہ مادرِ ابراہیمؑ کو متہم کیا تھا جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تیسری فصل　بعد کے تمام حالات۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ بدر صغریٰ کے غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے اشجاع اور بنی ضمرہ کے محلوں سے عبور کر رہے تھے۔ حضرتؐ نے پہلے بنی ضمرہ سے صلح کر لی تھی۔ صحابہ نے کہا یا رسولؐ اللہ بنی ضمرہ ہمارے قریب رہتے ہیں ہم کو خوف ہے کہ وُہ مدینہ پر حملہ نہ کریں یا قریش کی جنگ میں ہمارے خلاف مدد نہ کریں لہذا پہلے انہی سے جنگ کر لینا چاہیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے وُہ لوگ تمام عرب سے زیادہ اپنے باپ ماں کے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور صلۂ رحم کرتے ہیں اور سب سے زیادہ اپنے عہد کو وفا کرتے ہیں اور اشجع جو بنی کنانہ سے تھے ان کی آبادی بنی ضمرہ کی آبادی سے قریب تھی جو اُن کے ہم سوگند تھے۔ اشجع کے کھیت وچراگاہیں خشک ہو گئی تھیں اور بنی ضمرہ کے یہاں پانی اور گھاس اور چارہ کافی تھا۔ اس سبب سے اشجع نے بنی ضمرہ کی طرف قیام کی غرض سے رُخ کیا۔ آنحضرتؐ کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ضمرہ کے پاس وُہ لوگ جا رہے ہیں تو حضرت جنگ کے لئے آمادہ ہوئے اُسوقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ (آیت ۹ سورۃ النسآء پ۵) یعنی اگر کفار

اپنے گھروں کو چھوڑنے اور ایمان لانے سے روگردانی کریں تو ان کو پکڑ کر قتل کر ڈالو جہاں بھی پاؤ اور اُن سے دوستی و محبت مت کرو سوائے ان لوگوں کے جو اُس گروہ سے اپنے تعلقات دوستی قائم کریں جن سے تمہارے درمیان عہد و پیمان ہو چکے ہیں یا وُہ تمہارے پاس آئیں اُس حال میں کہ اُن کے دلوں میں تم سے جنگ کا ارادہ نہ ہو یا اپنی قوم سے جنگ کریں اور اگر خدا چاہتا تو بیشک ان کو تم پر مسلط کر دیتا اور وُہ یقیناً تم سے جنگ کرتے تو اگر وُہ تم سے کنارہ کریں اور لڑائی نہ کریں اور تمہارے سامنے اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کریں اور سلامتی چاہیں تو خدا نے تم کو ان پر زیادتی کی راہ نہیں کھولی ہے۔" علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ اشجع کے محلے بیضا، حل اور مستباہ تھے اور وُہ آنحضرتؐ سے قریب تھے اور نزدیک ہونے کے سبب ڈرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ حضرتؐ اُن پر لشکر بھیج دیں اور وُہ اُن سے جنگ کریں اور آنحضرتؐ کو بھی اُن سے خطرہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ مدینہ کے اطراف میں لُوٹ مار کریں اس لیئے اُن پر چڑھائی کرنے کا خیال تھا۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ اشجع جو سات سَو افراد تھے اپنے رئیس مسعود بن رحیلہ کے ساتھ آئے ہیں اور درہ سلع میں مقیم ہیں۔ یہ واقعہ ربیع الآخر ۶ھ کا ہے۔ حضرتؐ نے اُسید بن حضیر کو طلب کیا اور فرمایا ان کے پاس چند اشخاص کو لے کر جاؤ اور معلوم کرو کہ وُہ کس واسطے آئے ہیں۔ اُسید تین اشخاص کے ساتھ اُن کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ کس واسطے آئے ہیں مسعود بن رحیلہ نے کھڑے ہو کر اُسید اور اُن کے اصحاب کو سلام کیا اور کہا کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کرنے آئے ہیں اور اُن سے امان چاہتے ہیں۔ یہ سُنکر اُسید آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے۔ اور اُن کی گفتگو بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ خوفزدہ ہو گئے ہیں کہ میں اُن سے جنگ کے لیئے آیا ہوں اور اسی سبب سے وُہ آئے ہیں کہ میرے اور اُن کے درمیان صلح ہو جائے۔ پھر دس خروار خرما حضرتؐ نے اُن کے لیئے بھیجا اور فرمایا کہ ہدیہ بھیجنا اپنی حاجت بیان کرنے سے پہلے بہتر ہے۔ پھر خود بھی اُن کے پاس گئے اور پُوچھا کہ اے گروہ اشجع کس کام کے لیئے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی ہمارے مکانات آپ سے نزدیک ہیں اور ہماری قوم میں کوئی گروہ ایسا نہیں ہے جس کی تعداد ہم سے کم ہو۔ اس لیئے آپ سے جنگ کرنے سے ڈرتے ہیں اور اپنی قوم کی جنگ سے بھی ڈرتے ہیں۔ چونکہ ہم تعداد میں کم ہیں اسی لیئے آئے ہیں کہ ہم آپ سے صلح کریں۔ حضرتؐ نے اُن کی التجا قبول فرمائی اور اُن سے صلح کر لی۔ وُہ لوگ دوسرے روز اپنی آبادی میں پلٹ گئے تو خدا نے مذکورہ آیتیں ان کے بارے میں نازل فرمائیں۔ اور روایت ہے کہ ہجرت کے پانچویں سال حضرتؐ نے زینب بنت جحش سے جو زید کی زوجہ تھیں نکاح کیا (چونکہ زید نے طلاق دے دیا تھا) اور کہا جاتا ہے کہ اسی سال حج واجب ہوا۔

شیخ طبرسی نے بیان کیا ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال ماہ ربیع الاوّل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکاشہ بن محصن کو چالیس سواروں کے ساتھ غمرہ کو بھیجا وُہ لوگ صبح کے وقت کفار مکہ کے پاس پہنچے ان کو دیکھ کر وُہ بھاگ گئے اُن کے دو سَو اُونٹ پکڑ کر عکاشہ آنحضرتؐ کی خدمت میں مدینہ لائے۔ اسی سال عبیدہ ابن جراح کو ایک قصبہ کی طرف بھیجا کہ ان کو غارت کر دیں۔ وُہ لوگ بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک شخص گرفتار ہوا اور وُہ مسلمان ہو گیا۔ اسی سال زید بن حارثہ کو ایک لشکر کے ساتھ جموم کی طرف بھیجا جو بنی سلیم کے شہر میں

ایک شہر تھا۔ وُہ وہاں سے بہت سی مویشیاں اور قیدی لائے۔ اسی سال ماہ جمادی الثانی میں زید کو عیص روانہ کیا اور اسی سال ان کو پندرہ اشخاص کے ساتھ ثعلبہ سے جنگ کو بھیجا، وُہ سب بھاگ گئے، چالیس اُونٹ غنیمت میں ملے۔ اسی سال جناب امیرؑ کو عبداللہ ابن سعد کی سرکوبی کو فدک روانہ کیا۔ چونکہ آنحضرتؐ کو خبر ملی تھی کہ وُہ لوگ خیبر کے یہودیوں کی مدد کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسی سال عبدالرحمٰن بن عوف کو ماہِ شعبان میں دومۃ الجندل روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر وُہ لوگ اطاعت قبول کریں تو ان کے بادشاہ کی لڑکی سے تزویج کر لینا وُہ لوگ مسلمان ہو گئے اور عبدالرحمٰن نے تماضر دختر اصبغ سے نکاح کیا جو وہاں کا بادشاہ تھا۔ اسی سال غزوۂ عرنیان واقع ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قبیلۂ عرنیہ کے آٹھ اشخاص حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے اور عرض کی کہ مدینہ کی ہوا ہمارے موافق نہیں اس لیئے ہم لوگ بیمار ہو گئے۔ حضرتؐ نے ان کو اپنے اُونٹوں کی چراگاہ پر صحرا میں بھیج دیا کہ وہاں اُونٹوں کے دُودھ پئیں تاکہ اُن کے مزاج کی اصلاح ہو۔ جب وہاں وُہ لوگ تندرست و توانا ہو گئے تو ایک روز حضرتؐ کے چرواہے کا ہاتھ پیر کاٹ ڈالا اور اُس کی آنکھوں اور زبان میں کانٹے چبھوئے آخر وُہ مر گیا اور اُونٹ اپنے ساتھ بھگا لے گئے۔ جب آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع پہنچی آپ نے جابر فہری کو بیس سواروں کے ساتھ بھیجا وُہ اُن سب کو گرفتار کر لائے۔ حضرتؐ نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ ڈالے جائیں اور ان کو دار پر کھینچا جائے۔ اور سوائے ایک اُونٹ کے جس کو ان لوگوں نے مار ڈالا تھا تمام اُونٹ واپس لے لیئے گئے۔ جابر سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے دُعا کی تھی کہ خداوندا اُن کا راستہ گم کر دے۔ آنحضرتؐ کی دُعا قبول ہوئی اور وُہ راستہ بھول گئے اس لیئے گرفتار ہو گئے۔ اسی سال حضرتؐ کے لشکر نے ابی العاص کا مال تجارت لُوٹ لیا جو شام کو تجارت کی غرض سے جا رہا تھا۔ وُہ تو بھاگ گیا۔ اُس کا تمام مال حضرتؐ کی خدمت میں لایا گیا جو حضرتؐ نے تقسیم کر دیا۔ ابوالعاص نے اپنی زوجہ زینب کی پناہ لی۔ حضرتؐ نے لشکر کو بُلایا اور فرمایا کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ ابوالعاص بہر حال میرا داماد ہے۔ اگر مناسب سمجھو تو اس کا مال واپس دے دو۔ لوگوں نے واپس دے دیا۔ وُہ مکہ گیا اور لوگوں کا مال واپس دے کر کہا کہ خدا کی قسم مجھے مسلمان ہونے سے کسی امر نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ تم کہو گے کہ میں اس لیئے مسلمان ہو گیا کہ تمہارے مال تم کو واپس نہ کروں۔ پھر کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال آنحضرتؐ نے نماز استسقاء پڑھی اور پانی برسا اور اس خشک سالی میں حضرتؐ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا جیسا کہ معجزات کے ابواب میں ذکر ہو چکا۔ بعض نے کہا ہے کہ اسی سال عبداللہ بن عتیک سلام بن ابی الحقیق کو قتل کیا جیسا کہ بیان کیا جا چکا۔ ابن شہر آشوب نے بیان کیا ہے کہ حضرتؐ نے اسی سال محمد بن مسلمہ کو ایک جماعت کے ساتھ ہوازن کے ایک گروہ کی طرف بھیجا۔ وُہ لوگ ان کی تاک میں بیٹھے تھے۔ محمد بن مسلمہ بے خبران کے سر پر پہنچے ان سب نے ان کے تمام آدمیوں کو قتل کر دیا۔ ابن مسلمہ بھاگ کر واپس آئے۔ اور بیان کیا ہے کہ اسی سال حضرتؐ جنگ غابہ کو روانہ ہوئے۔

۳۸ اڑتیسواں باب

غزوۂ حدیبیہ اور بیعتِ رضوان کا بیان

زیادہ مشہور یہ ہے کہ غزوۂ حدیبیہ سنہ ۶ھ میں اور بعض کہتے ہیں سنہ ۵ھ میں واقع ہوا۔ علی بن ابراہیم نے بسند حسن بلکہ بسند صحیح حضرت صادقؑ سے قول خدا اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۙ (پ۲۶ آیت ۱ سورۂ فتح) کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب اور فتح عظیم یہ ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو خواب میں حکم دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہوں اور طواف کریں اور سر مونڈوائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے اپنا خواب بیان کیا اور ان کو چلنے کا حکم دیا جب وہ لوگ روانہ ہو کر ذوالحلیفہ تک پہنچے اور اونٹوں کو ہنکایا۔ حضرتؐ نے ترسٹھ اونٹ ساتھ لیے اور اپنے احرام کے نزدیک ان کو اشعار کیا یعنی اُن کے کوہان کے ایک طرف شگاف کر کے خون آلود کر دیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ ہدی ہیں۔ اور سب لوگوں نے مسجد شجرہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور تلبیہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور جو شخص ہدی لایا تھا اپنے ساتھ لے کر چلا۔ بعض برہنہ بعض پر جُل ڈالے ہوئے۔ جب قریش کو اس کی اطلاع ہوئی تو پوشیدہ طور سے خالد بن ولید کو دو سَو سواروں کے ساتھ آنحضرتؐ کو روکنے کے لیے بھیجا۔ کہ وہ حضرتؐ کے لیے کمین گاہ میں رہے اور جہاں موقع ملے حضرتؐ کے لشکر پر حملہ کرے۔ وہ پہاڑوں پر حضرتؐ کے لشکر کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ راستہ میں نمازِ ظہر کا وقت آیا تو بلالؓ نے اذان دی اور آنحضرتؐ نماز میں مشغول ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ خالد نے سوچا کہ اثنائے نماز میں اُن پر حملہ کروں کیونکہ وہ اپنی نماز نہیں قطع نہیں کرتے۔ لیکن دوسری نماز میں جب وہ مشغول ہوں گے جس کو اپنی آنکھوں سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں تب اُن پر حملہ کروں گا۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور نمازِ خوف کا یہ حکم لائے:۔ وَاِذَا كُنۡتَ فِيۡهِمۡ فَاَقَمۡتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ الخ (آیت ۱۰۲ سورۃ النساء پ۵) (ترجمہ) اے رسولؐ جب تم مسلمانوں کے درمیان ہو تو تم ان کو نماز پڑھاؤ۔ تو حضرتؐ نے بموجب حکم نماز ادا کی اور مشرکین حملہ نہ کر سکے غرض دوسرے روز حضرتؐ نے حُدَیبیہ میں قیام فرمایا وہ حرم سے متصل ہے۔ اور حضرتؐ اثنائے راہ میں گاؤں والوں کو جہاد کی دعوت دیتے اور وہ انکار کرتے رہے۔ اور کہتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب حرم میں داخل ہونا چاہتے ہیں حالانکہ قریش نے ان کے شہر میں جا کر اُن سے جنگ کی اور اُن کو قتل کیا۔ اب محمدؐ اور ان کے ہمراہی اس سفر سے مدینہ واپس نہ جا سکیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حُدَیبیہ میں قیام پذیر ہوئے تو قریش مکہ سے چلے اور لات و عُزّیٰ کی قسم کھا کر چلے کہ محمدؐ اور اُن کے اصحاب کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے جب تک اُن کی جانیں ہیں۔ آنحضرتؐ نے اُن کے پاس کہلایا کہ میں جنگ کی غرض سے نہیں آیا ہوں بلکہ صرف عمرہ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی قربانیاں (اونٹ) ذبح کرنا چاہتا ہوں اور اُن کے گوشت

تمہارے واسطے چھوڑ دوں گا اور واپس چلا جاؤں گا۔ ان لوگوں نے عروہ بن مسعود کو جو ایک عقلمند اور سنجیدہ شخص تھا آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اُس نے آنحضرتؐ کا حرم میں داخل ہونا نہایت دشوار و ناممکن ظاہر کیا اور کہا یا محمدؐ آپ کی قوم کے تمام مرد عورتیں بچے اور چھوٹے بڑے مکہ سے باہر خیمے لگائے ہوئے پڑے ہیں اور یہ قسم کھائی ہے کہ جب تک وہ زندہ ہیں آپ کو حرم میں نہ داخل ہونے دیں گے۔ کیا آپ اپنی قوم کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں اُن سے جنگ کرنے نہیں آیا ہوں بلکہ طواف اور سعی کرنا چاہتا ہوں اور اپنے اونٹوں کو ذبح کروں گا اور اُن کے گوشت تم کو دے دوں گا اور واپس چلا جاؤں گا۔ عروہ نے کہا خدا کی قسم آج کے دن کے مانند کوئی دن میں نے نہیں دیکھا کہ ایسے ارادہ سے جو آپ کا ہے کسی کو روکا گیا ہو۔ پھر وہ قریش کے پاس گیا اور حضرتؐ کا پیغام پہنچایا۔ ان لوگوں نے کہا بخدا اگر محمدؐ مکہ میں داخل ہو گئے اور عرب کو معلوم ہو گا تو ہم ذلیل ہو جائیں گے اور عرب ہم پر دلیر ہو جائیں گے۔ پھر ان لوگوں نے حفص ابن احنف اور سہیل بن عمرو کو بھیجا حضرتؐ نے ان کو دیکھا تو فرمایا افسوس ہے قریش پر جنگ نے ان کو کسی کام کا نہ رکھا اور کمزور کر دیا۔ مجھ کو اہل عرب کے درمیان کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ اگر میں سچا ہوں تو میں غالب ہوں گا اور عزت و شرف پیغمبری کے ساتھ ان (قریش) کی بادشاہی عرب پر ہو گی اور اگر میں جھوٹا ہوں (معاذ اللہ) تو عرب کے بھیڑیے اور ڈاکو قریش سے میرے شر کو دُور کر دیں گے۔ قریش میں سے جو شخص بھی مجھ سے ایسی بات چاہے جس میں خدا کی ناراضی نہ ہو تو بیشک میں قبول کر لوں گا۔ غرض جب وہ دونوں حضرتؐ کے پاس پہنچے تو کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس سال تو آپ واپس جائیں تاکہ ہم دیکھیں کہ آپ کا معاملہ کس حد تک پہنچا کیونکہ عرب کو معلوم ہو چکا ہے کہ آپ مکہ کی طرف متوجہ ہیں اگر جبراً داخل ہوں گے تو وہ ہم کو ذلیل سمجھیں گے اور ہم پر جری ہو جائیں گے۔ آئندہ سال اسی مہینے میں تین روز کے لیے خانہ کعبہ کو ہم آپ کے لیے خالی کر دیں گے تاکہ آپ اپنی قربانیاں پیش کریں اور واپس جائیں حضرتؐ نے اُن کی یہ خواہش منظور فرمالی۔ وہ بولے کہ یہ شرط بھی ہے کہ ہم میں کا جو شخص آپ کے پاس چلا جائے آپ اُسے واپس کر دیں اور آپ میں سے جو شخص ہم سے آکر مل جائے تو اس کو ہم واپس نہ دیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا مردوں میں سے جو بھی ہمارے پاس سے تمہارے پاس چلا جائے میں اُس سے بیزار ہوں مجھ کو اُس کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مکہ میں مسلمان آزاد رہیں، اظہارِ اسلام میں کوئی ان کو اذیت نہ پہنچائے اور اُن کو کفر پر مجبور نہ کیا جائے اور اسلامی احکام بجالانے میں اُن کو روکا نہ جائے۔ یہ شرط ان دونوں نے منظور کر لی۔ حالانکہ حضرتؐ کے اکثر اصحاب اس صلح پر راضی نہ تھے اور سب سے زیادہ حضرت عمر خلاف تھے۔ وہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ کیا ایسا نہیں ہے کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ تو وہ بولے پھر ہم دین میں ایسی ذلت کیوں گوارا کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ تو جناب عمر نے کہا اگر چالیس اشخاص میرے موافق ہو جائیں تو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت کروں گا۔ سہیل اور حفص واپس گئے اور قریش کو خوشخبری سنائی۔ ادھر جناب عمر نے رسولؐ اللہ سے بحث شروع کی کہ یا رسولؐ اللہ کیا آپؐ نے نہیں کہا تھا کہ ہم مسجد الحرام میں داخل ہوں گے اور سر مونڈوائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ

اسی سال ایسا ہوگا۔ میں نے تو کہا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ مکہ کو فتح کروں گا طواف وسعی کروں گا اور سر مونڈواؤں گا۔ جب اور منافقین نے اس صلح کے بارے میں بہت چہ میگوئیاں کیں تو حضرتؐ نے فرمایا اگر صلح تم کو منظور نہیں ہے تو اُن سے جنگ کرو۔ تو وہ لوگ قریش کے پاس گئے۔ وہ لوگ جنگ کے لئے تیار تھے اُنپر حملہ کر دیا۔ اصحاب ذلت کے ساتھ بھاگ آئے اور حضرتؐ کے سامنے سے گزرے تو حضرتؐ مسکرائے اور جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا اے علیؑ تلوار کھینچو اور قریش کا استقبال کرو۔ جب شیرِ خدا تلوار نکال کر قریش کی طرف بڑھے۔ قریش واپس چلے گئے اور کہا اے علیؑ کیا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے عہد و پیمان پر جو ہم سے کیا ہے پشیمان ہو رہے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا نہیں آنحضرتؐ اپنے عہد پر باقی ہیں۔ آخر آنحضرتؐ کے اصحاب شرمندہ ہو کر حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور معذرت کرنے لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا شاید تم سمجھتے ہو کہ میں تم لوگوں کو نہیں پہچانتا تھا۔ تم ہی لوگ تو میرے وہ اصحاب ہو جو بدر کے روز ڈر گئے اور اضطراب ظاہر کرنے لگے۔ آخر خدا نے فرشتوں سے تمہاری مدد کی۔ آیا تم ہی میرے وہ اصحاب نہیں ہو جو روزِ اُحد بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میں ہر چند تم کو پکارتا رہا تم نے پلٹ کر نہ دیکھا۔ اسیطرح بہت سے موقعوں پر اُن کی سستی بیان فرمائی۔ وہ لوگ معذرت چاہتے اور ندامت ظاہر کر رہے تھے اور کہا کہ خدا و رسولؐ مصلحت کو بہتر جانتے ہیں۔ جو مناسب سمجھئے کیجئے۔[1]

بقیہ روایت علی بن ابراہیم یہ ہے کہ اُس کے بعد حفص اور سُہیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے اور کہا کہ قریش نے وہ شرطیں جو آپ نے پیش کی تھیں منظور کر لیں کہ مسلمان مکہ میں رہتے ہوئے اپنے اسلام کا اظہار کریں اُن کو اپنے دین سے پھرنے پر کوئی مجبور نہ کرے گا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنینؑ کو صلحنامہ لکھنے کے لئے بُلایا آپ نے لکھنا شروع کیا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سہیل بن عمرو نے کہا ہم رحمٰن کو نہیں جانتے جس طرح آپ کے آباؤ اجداد لکھا کرتے تھے بِاسۡمِکَ اللّٰھُمَّ آپ بھی لکھئے۔ جناب رسولِ خدا نے فرمایا اسیطرح لکھدو کیونکہ یہ بھی خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اس کے بعد امیر المومنینؑ نے لکھا یہ فیصلہ اور صلح ہے جس پر خدا کے رسول محمدؐ اور قریش کے بزرگوں نے اتفاق کیا ہے۔ سہیل نے کہا اگر ہم یہ جانتے کہ آپ رسولِ خدا ہیں تو آپ سے جنگ نہ کرتے۔ اس طرح لکھو کہ یہ فیصلہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے اتفاق کیا ہے۔ اے محمدؐ کیا آپ کی بےعزتی ہے کہ اپنا نسب ظاہر کریں اور اس طرح لکھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں خدا کا رسولؐ ہوں اگرچہ تم اقرار نہ کرو۔ پھر فرمایا اے علیؑ اس کو مٹا دو اور محمدؐ بن عبداللہ لکھدو جیسا کہ وہ کہتا ہے حضرت علیؑ نے فرمایا میں آپ کا اسم مبارک پیغمبری سے ہرگز محو نہ کروں گا تو آنحضرتؐ نے اپنے دستِ مبارک سے مٹا دیا۔ پھر حضرت علیؑ نے لکھا کہ یہ صلحنامہ ہے جس پر محمدؐ بن عبداللہ اور اشراف قریش اور سہیل بن عمرو نے صلح کی کہ دس سال تک اُن کے درمیان آپس میں جنگ نہ ہوگی، ایک دوسرے کی دستگیری کریں گے اور

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرتؐ نے یہ عتاب آمیز گفتگو جناب عمر سے کی جبکہ انہوں نے حضرتؐ کے وعدہ کی تکذیب کی۔ اور ابن ابی الحدید نے حضرتؐ کی اس یاددہانی سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر روزِ اُحد بھاگے ہوں گے جس کا ذکر آنحضرتؐ نے اپنے عتاب میں فرمایا ہے۔ ۱۲

آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لوٹ مار اور خیانت نہ کریں گے؛ اور اپنے دیرینہ کینہ کو سربمہر صندوق میں رکھ دیں گے اور پھر نہ کھولیں گے؛ اور یہ شرط بھی ہے کہ جو شخص چاہے محمدؐ کے عہد و پیمان اور امان میں آجائے اور جو چاہے قریش کے عہد و پیمان و امان میں رہے؛ اور یہ کہ اگر کوئی شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے محمدؐ کے پاس آجائے گا تو وہ اُس کو واپس کر دیں گے اور آنحضرتؐ کے ہمراہیوں میں سے کوئی قریش کے پاس چلا جائے تو وہ اُس کو واپس نہ کریں گے؛ اور یہ کہ اسلام مکہ میں ظاہر بظاہر رہے گا کسی کو اُس کے دین پر مجبور نہ کریں گے اور نہ کسیکو کسی دین کے بارے میں ایذا دیں گے اور ملامت کریں گے۔ اور یہ کہ محمدؐ اس سال واپس جائیں آئندہ سال آئیں، اور تین روز مکہ میں رہیں گے۔ اپنے ساتھ ہتھیار نہ لائیں سوائے ان حربوں کے جن کی مسافروں کو ضرورت ہوتی ہے اور تلواریں نیام میں رکھیں گے۔ علیؑ بن ابی طالب نے اس صلحنامے کو لکھا، اور اس پر مہاجرین و انصار گواہ ہوئے۔ جب حضرتؑ صلحنامے کی تحریر سے فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم نے انکار کیا اس سے کہ میرے نام سے لفظ رسول خارج کرو اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ایک دن تم کو بھی ان کی اولاد سے ایسا ہی معاملہ درپیش ہوگا ایسی حالت میں کہ تم محزون و مجبور و مظلوم ہوگے۔ آخر روزِ صفین جب دو حَکَم پر لوگ راضی ہوئے تو حضرت علیؑ نے لکھا کہ یہ صلحنامہ ہے امیر المومنینؑ علیؑ بن ابی طالبؑ اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان۔ تو عمرو بن عاص نے کہا اگر ہم آپ کو امیر المومنین جانتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے لہٰذا لکھیے کہ یہ صلحنامہ ہے جس پر علیؑ بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے صلح کی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اس واقعہ کی خبر دی تھی۔ اُس کے بعد جس طرح عمرو عاص نے کہا آپ نے لکھا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب صلحنامہ آنحضرتؐ اور قریش کے درمیان لکھا جا چکا قبیلۂ خزاعہ کے لوگ اُٹھے اور بولے کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد و امان میں ہیں اور بنو بکر نے اُٹھ کر ظاہر کیا کہ ہم قریش کے عہد و امان میں ہیں۔ دو صلحنامے لکھے گئے ایک حضرتؐ نے رکھ لیا اور دوسرا سہیل بن عمرو کو دے دیا۔ سہیل صلحنامہ کو لے کر حفص کے ساتھ قریش کے پاس واپس گیا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ اونٹوں کو نحر کریں اور اپنے سروں کو مونڈوائیں۔ صحابہ نے انکار کیا اور کہا کیونکر سر مونڈوائیں اور نحر کریں حالانکہ ابھی ہم نے خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی ہے۔ حضرتؐ اُن کے انکار سے غمگین ہوئے اور اس واقعہ کا تذکرہ ام سلمہؓ سے کیا۔ وہ بولیں یا رسولؐ اللہ آپ اپنے اونٹوں کو نحر کریں اور اپنا سر مونڈوائیں جب آپ ایسا کریں گے تو وہ لوگ بھی کریں گے۔ حضرتؐ نے جناب ام سلمہؓ کی رائے بہتر سمجھی اور اونٹوں کو نحر کیا اور سر مونڈوایا پھر صحابہ نے بھی ایسا ہی کیا لیکن شک و شبہ اور کراہت کے ساتھ۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خدا سر مونڈوانے والوں پر رحمت نازل فرمائے اُن لوگوں نے جو اپنے ساتھ ہدیے نہیں لائے تھے آنحضرتؐ سے عرض کی یا رسولؐ اللہ مقصّروں کے بارے میں بھی ارشاد ہو تو حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ جو شخص اپنے گمان پر اونٹ نہیں لایا ہے اُس کو چاہیئے کہ سر اور ریش کے بال ترشوالے یا ناخن کٹوالے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے اُن پر جو ہدیئے نہیں لائے ہیں اور سر مونڈوالتے ہیں۔ پھر صحابہ نے کہا یا رسولؐ اللہ مقصّروں کے لئے بھی دعا کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا رحمت کرے

اُنہوں جو سر منڈواتے ہیں اور تقصیر (کمی) کرتے ہیں پھر حضرتؐ نے اونٹوں پر سامان بار کیا اور مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب تنعیم تک پہنچے وہاں ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ وہ لوگ جنہوں نے قریش سے صلح کی مخالفت کی تھی حاضرِ خدمت ہوئے اور معذرت کرنے لگے اور پشیمانی و ندامت کا اظہار کیا اور التجا کی کہ خدا سے حضرتؐ کی مغفرت چاہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۙ‏ لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكَ وَيَهۡدِيَكَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ۙ‏ وَّيَنۡصُرَكَ اللّٰهُ نَصۡرًا عَزِيۡزًا‏ (پ ۲۶ آیت ۱ تا ۳ سورۂ فتح) بیشک ہم نے اے رسولؐ تم کو کھلی ہوئی فتح عطا کی یعنی صلح حدیبیہ یا فتح مکہ تاکہ خدا تمہارے گناہ کو جو گزر چکے یعنی تمہاری اُمت کے گناہ یا کافروں کا تم کو گناہگار سمجھنا معاف کر دیا تاکہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دے اور ہر امر میں تم کو صحیح راستہ پر قائم رکھے اور تمہاری مدد کرے جو مدد کرنے کا حق ہے اللہ غلبہ دینے والا ہے۔ هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ فِىۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لِيَزۡدَادُوۡۤا اِيۡمَانًا مَّعَ اِيۡمَانِهِمۡ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۙ‏ (پ ۲۶ آیت ۴ سورۂ فتح) وہ خدا وہ ہے جس نے مومنین کے دلوں کو آرام و تسکین دی تاکہ وہ اپنے ایمان میں ایمان کے ساتھ اضافہ کریں اور خدا ہی کے لیئے زمین و آسمان کا لشکر ہے اور خدا غالب حکمت والا ہے۔ علی ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشرکین سے صلح کے بارے میں مخالفت نہیں کی تھی۔ لِّيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَيُكَفِّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ۙ‏ تاکہ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ خدا ان کے گناہوں کو محو کر دیگا اور خدا کے نزدیک یہی بڑی کامیابی ہے۔ وَّيُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ وَالۡمُشۡرِكٰتِ الظَّآنِّيۡنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوۡءِ ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا‏ (سورۂ فتح آیت ۵ تا ۶ پ ۲۶) اور تاکہ خدا مدینہ کے منافقین مردوں اور منافقہ عورتوں اور مکہ کے مشرک مردوں اور مشرک عورتوں پر عذاب کرے جو خدا کی طرف سے گمان بد رکھتے ہیں انہی کے لیئے خرابی کا دائرہ ہے یعنی وہ لوگ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ خدا کا اُن پر غضب اور لعنت ہے اور اُس نے ان کے لیئے جہنم تیار کر رکھا ہے۔ اور اُن کی بازگشت کیا بُری جگہ ہے۔ علی ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے صلح کی مخالفت کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بارے میں متہم کیا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیتیں اُس گروہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں جن سے حضرتؐ نے مکہ جاتے وقت مدد طلب کی تھی اور اُنہوں نے کہا تھا کہ حضرتؐ اس سفر سے واپس نہ آسکیں گے جیسا کہ گزر چکا اور علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ آیت بیعت رضوان میں نازل ہوئی:۔ لَقَدۡ رَضِىَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ يُبَايِعُوۡنَكَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ (پ ۲۶ سورۂ فتح آیت ۱۸) بیشک خدا اُن مومنین سے راضی و خوش ہوا جنہوں نے اے رسولؐ درخت کے نیچے تم سے بیعت کی اس بات پر کہ اس کے بعد حضرتؐ جو کچھ فرمائیں گے اور جو کام

کریں گے اُس کی مخالفت نہ کریں گے۔ پھر آیتِ رضوان نازل کرنے کے بعد یہ آیتیں خدا نے بھیجیں:۔ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُبَايِعُوۡنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ ۚ فَمَنۡ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنۡكُثُ عَلٰى نَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ اَوۡفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيۡهُ اللّٰهَ فَسَيُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا (سورۂ فتح آیت ۱۰ پ ۲۶) یعنی اے رسولؐ جنہوں نے تم سے حدیبیہ میں بیعت کی اُنہوں نے تم سے نہیں بلکہ خدا سے کی خدا کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں کے اُوپر ہے مُراد یہ ہے کہ طاقت و قدرت خدا ہی کے لیئے ہے یا اُس کی نعمت ہے تو جو شخص بیعت توڑے گا تو اُس نے بیعت نہیں توڑی بلکہ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالا اور جس نے اپنے عہد کو پُورا کیا تو خداوند عالم جلد آخرت میں اُس کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ خدا اُن سے راضی نہیں ہُوا مگر اس شرط پر کہ اس کے بعد خدا کے عہد و پیمان کو پورا کریں اور آیندہ کبھی نہ توڑیں۔ چونکہ قرآن کی ترتیب آگے اور پیچھے کر دی گئی ہے اس لیئے مطلب یہی ہے کہ خدا ان سے اسی شرط پر راضی ہوگا۔ اُس کے بعد خداوند عالم نے اُن اہل عرب کو تنبیہ فرمائی ہے جنہوں نے غزوۂ حدیبیہ سے روگردانی کی اور حضرتؐ کے ساتھ نہیں گئے جس وقت کہ اُن سے کہا گیا کہ حضرتؐ کی مدد کے لیئے چلیں۔ جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:۔ سَيَقُوۡلُ لَكَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ شَغَلَتۡنَاۤ اَمۡوَالُـنَا وَاَهۡلُوۡنَا فَاسۡتَغۡفِرۡ لَنَا ۚ يَقُوۡلُوۡنَ بِاَلۡسِنَتِهِمۡ مَّا لَـيۡسَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ قُلۡ فَمَنۡ يَّمۡلِكُ لَـكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـئًـا اِنۡ اَرَادَ بِكُمۡ ضَرًّا اَوۡ اَرَادَ بِكُمۡ نَفۡعًا ؕ بَلۡ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا‏ (سورۂ فتح آیت ۱۱ پ ۲۶) اے رسولؐ عنقریب تم سے یہ لوگ کہیں گے جنہوں نے تمہارے ساتھ جانے سے روگردانی کی کہ ہم کو ہمارے اموال اور زن و فرزند کی محبت نے روک لیا تھا تو یا رسولؐ اللہ آپ ہمارے واسطے آمرزش طلب کریں۔ ایسی باتیں یہ اپنی زبانوں سے بظاہر کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں۔ اے رسولؐ اُن سے کہہ دو کہ کون ہے تمہارے ضروریاتِ زندگی کا مالک سوائے خدا کے اگر وہ چاہے تو تم کو ضرر پہنچائے یا چاہے تو نفع پہنچائے بلکہ خدا تمہارے کرتوت سے خوب واقف ہے۔ بَلۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ يَّنۡقَلِبَ الرَّسُوۡلُ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِلٰٓى اَهۡلِيۡهِمۡ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰ لِكَ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ وَظَنَنۡتُمۡ ظَنَّ السَّوۡءِ ۖۚ وَكُنۡتُمۡ قَوۡمًاۢ بُوۡرًا‏ (سورۂ مذکور آیت ۱۲) بلکہ تمہارا گمان تھا کہ اپنے شہر مدینہ میں نہ پیغمبر سلامت واپس آئیں گے نہ مومنین۔ یہ گمان تمہارے دلوں میں پختہ ہوگیا اور تم نے بُرا گمان کیا اور تم لوگ تو ہلاک ہونے والے ہو ہی۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ سے مدینہ کی جانب مراجعت فرمائی اور خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو جو لوگ غزوۂ حدیبیہ میں نہیں گئے تھے اُنہوں نے اس جنگ میں چلنے کی اجازت چاہی تو خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ سَيَقُوۡلُ الۡمُخَلَّفُوۡنَ اِذَا انْطَلَقۡتُمۡ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاۡخُذُوۡهَا ذَرُوۡنَا نَـتَّبِعۡكُمۡ ۚ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّبَدِّلُوۡا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنۡ تَتَّبِعُوۡنَا كَذٰلِكُمۡ قَالَ اللّٰهُ مِنۡ قَبۡلُ ۚ فَسَيَـقُوۡلُوۡنَ بَلۡ تَحۡسُدُوۡنَـنَا ؕ بَلۡ كَانُوۡا لَا يَفۡقَهُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا‏ (سورۂ فتح آیت ۱۵ پ ۲۶) اے رسولؐ عنقریب حدیبیہ سے رہ جانے والے لوگ کہیں گے کہ غنیمت حاصل کرنے خیبر کی طرف آپ لوگ جائیے اور ہم کو چھوڑ دیجئے ہم آپ کی پیروی کریں گے یعنی آپ کے پیچھے آئیں گے

وُہ خدا کے کلام کو بدلنا چاہتے ہیں جیسا کہ اُس نے فرمایا ہے کہ اہلِ حُدیبیہ کے علاوہ اور لوگ اس جنگ میں نہ جائیں گے اے رسُولؐ تم اُن سے کہہ دو کہ تم ہرگز بعد میں نہیں آؤ گے خدا نے ہم کو پہلے ہی خبر دے دی ہے۔ تو وُہ کہیں گے کہ خدا نے ایسا نہیں کہا ہے بلکہ تم ہم سے حسد کا اظہار کرتے ہو۔ لیکن منافقین بہت کم سمجھتے ہیں۔" پھر خدا فرماتا ہے کہ:۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ (سورۂ فتح آیت ۲۰ پ ۲۶) یعنی خدا نے تم سے کثیر غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے کہ تم کو حاصل ہوں گی مانند فارس و روم وغیرہ کی غنیمتوں کے جو مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھ آئیں۔ اور یہ غنیمتیں تو بہت جلد تم کو ملیں یعنی خیبر کی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے تاکہ وُہ غنیمتیں مومنین کے لیئے پیغمبرؐ کی سچائی پر نشانی قرار پائے تاکہ وُہ تم کو سیدھی راہ کی ہدایت کریں۔" وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا (سورۂ مذکور آیت ۲۴) وُہ خدا وُہ ہے جس نے صرف اپنے لطف و کرم سے کفارِ مکہ کا ہاتھ تم سے روک دیا تو انہوں نے صلح کر لی اور تمہارے ہاتھ اُن کی طرف بڑھنے سے وادیٔ مکہ یعنی حدیبیہ میں باز رکھا جبکہ خدا نے تم کو اُنپر فتح عنایت کی اور غالب کر دیا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس کو دیکھ رہا ہے۔" علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے مسلمانوں پر احسان جتایا ہے کہ تم نے کافروں سے جنگ کا ارادہ کیا اور حرمِ خدا کی طرف گئے اور خدا نے ایسا کیا کہ کافروں نے تم سے صلح کر لی اُس کے بعد جبکہ وُہ مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور تم سے جنگ کی تھی اور خود تم اُن سے صلح کرنا چاہتے تھے اور اُنہوں نے قبول نہ کیا تھا۔ شیخ طبرسی کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی فتح کے بعد اُن کا ہاتھ کافروں سے باز رکھنے سے یہ اشارہ ہے کہ باوجودیکہ مشرکین نے سالِ حدیبیہ میں چالیس اشخاص بھیجے تھے کہ وُہ مسلمانوں کو اذیت پہنچائیں اور وُہ سب اسیر ہو گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو رہا کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وُہ اسّی افراد تھے جو حدیبیہ میں نمازِ صبح کے وقت کوہِ تنعیم سے اُتر کر مکہ سے آئے تھے تاکہ مسلمانوں کو قتل کریں۔ تو حضرتؐ نے اُن کو گرفتار کر لیا پھر آزاد کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے تھے اور امیرالمومنینؑ خدمتِ اقدس میں حاضر تھے اور صلحنامہ لکھ رہے تھے۔ ناگاہ تیس جوان مکمل طور پر مسلح پہنچے اور آنحضرتؐ کی بددُعا سے اندھے ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا، پھر حضرتؐ نے اُن کو آزاد کر دیا۔ پھر علی بن ابراہیم کے بیان کا بقیہ مضمون یہ ہے کہ اس کے بعد خدا نے صلح کے فوائد و حقیقت کی خبر دی اور اس آیتِ کریمہ میں فرمایا ہے کہ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (پ ۲۶ سورۂ فتح آیت ۲۵) وہی کافر لوگ ہیں جنہوں نے تم کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے روک دیا اور ہدیوں کو قربانی کرنے سے باز رکھا کہ وُہ اپنے قربانگاہ پر پہنچیں۔ تو اگر وُہ مومن مرد و مومنہ عورتیں نہ ہوتیں جنکو تم جان سکتے۔ اور ان کو (لاعلمی میں) ہلاک کر دیتے تو تم کو ان کے ہلاک کرنے کا گناہ ہوتا یا ننگ و عار یا نادانی کے

سبب خونبہا دینا پڑتا اس سبب سے اہلِ مکہ کو قتل کرنے سے تم کو منع کیا گیا اور اس لیئے کہ خدا اپنی رحمت یعنی اسلام میں جس کو چاہے صلح کے بعد داخل کرے۔ اگر وُہ مومنین کافروں سے جُدا ہو جائیں تو بیشک ہم کافرانِ اہلِ مکہ پر دردناک عذاب کریں گے۔" علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ خدا نے یہ آگاہ کیا ہے کہ یہ صلح صرف اس لیئے ہوئی ہے کہ جو مسلمان مرد اور عورتیں مکہ میں تھیں اگر صلح نہ ہوتی اور معاملہ جنگ تک پہنچتا تو وُہ لوگ بھی قتل ہو جاتے۔ جب صلح ہو گئی تو اُنہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا اور پہچان لیئے گئے اور اس صلح کا فائدہ مسلمانوں کو اُس سے زیادہ ہوا جس قدر جنگ کر کے مشرکوں پر غالب ہونے کے بعد ہوتا۔

کلینی نے بسندِ حسن جو مثل صحیح کے ہے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ ماہِ ذیقعدہ میں غزوۂ حدیبیہ تشریف لے گئے احرام گاہ پر پہنچے تو آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے احرام باندھا اور اسلحے بھی آراستہ کر لیئے۔ آنحضرتؐ کو اطلاع پہنچی کہ مشرکین نے خالد بن ولید کو اس لیئے بھیجا ہے کہ حضرتؐ کو واپس کر دے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک شخص کو میرے پاس بلاؤ جو ہم کو دوسرے راستہ سے لے چلے تو قبیلۂ مزنیہ یا قبیلۂ جہنیہ کا ایک شخص لایا گیا۔ حضرتؐ نے اس کے بارے میں اُس سے معلومات کیئے اور واپس کر دیا۔ پھر دوسرے شخص کو طلب کیا۔ لوگوں نے اسی دونوں قبیلوں سے ایک شخص کو حاضر کیا۔ حضرتؐ نے اس کو ساتھ لیا اور روانہ ہوئے یہانتک کہ عقبۂ حدیبیہ میں پہنچے۔ وہاں خطرہ تھا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا جو شخص اس وادی سے اُوپر چڑھ جائے خدا اُس کے گناہوں کو بخش دیگا۔ جس طرح دروازۂ اریحا بنی اسرائیل کے واسطے مقرر فرمایا تھا۔ کہ جو شخص اُس میں داخل ہو سجدہ اور طلبِ آمرزش کرے تو خدا اُس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ یہ سُنکر قبیلۂ اوس و خزرج کے انصار جو اٹھارہ سو اشخاص تھے آگے بڑھے اور عقبہ سے اُوپر چڑھ گئے اور جب اُس کو عبور کر کے دوسری طرف آترے تو ایک عورت کو دیکھا جو اپنے لڑکے کے ساتھ کنوئیں پر کھڑی تھی۔ جب لڑکے کی نگاہ اس ظفر پیکر سپاہ پر پڑی بھاگا۔ اس کی ماں نے جو غور سے دیکھا تو اپنے لڑکے کو پکارا کہ واپس آ۔ یہ تو مسلمان ہیں ان سے تجھ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ حضرتؐ اُس عورت کے پاس آئے اور فرمایا کہ پانی کنوئیں سے نکالو۔ اُس نے پانی حضرتؐ کو دیا آپ نے نوش فرمایا اور اپنے چہرۂ اقدس کو دھویا۔ باقی پانی اُسی کنوئیں میں ڈالدیا تو حضرتؐ کی برکت سے وُہ کنواں آجتک پانی سے لبریز ہے۔ اور اپنے لشکر کیساتھ حضرتؐ واپس آ گئے۔ پھر ابان بن سعید کو مشرکین نے لشکرِ گراں کے ساتھ بھیجا جن میں سب سوار تھے جو حضرتؐ کے پیچھے صف جمائے ہوئے تعاقب کر رہے تھے۔ جب ابان بن سعید نے ہدیئے کے اُونٹ دیکھے قبل اس کے کہ حضرتؐ سے کچھ بات کرے واپس آیا اور کہا اے ابوسفیان خدا کی قسم کیا میں نے تجھ سے اسی طور پر قسم کھا کر نہیں کہا تھا کہ کعبہ کے ہدی (قربانیاں) اُن کے مقام پر جانے دے۔ ابوسفیان نے کہا چُپ رہ تو دیہاتی ہے تو سوجھ بوجھ نہیں رکھتا۔ ابان نے کہا اگر تو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو آنے دیتا ہے تاکہ وُہ مکہ میں آ کر اپنی قربانیاں نحر کریں تو بہتر ہے ورنہ میں تمام قبائلِ عرب کو جو تمہارے ہم سوگند ہیں روک لیتا ہوں اور سبکو علیحدہ ایک کنارہ کیئے دیتا ہوں تاکہ وُہ تیری مدد نہ کریں۔ ابوسفیان نے کہا خاموش رہ۔ ہم تو محمدؐ سے عہد و پیمان لیں گے پھر عروہ بن مسعود کو بھیجا جو قریش کے پاس ایک جماعت کے معاملہ میں گیا تھا جس کو مغیرہ بن شعبہ نے قتل کیا تھا۔ اور اُس کا قصہ یہ ہے کہ بنی مالک کے تیرہ افراد کے ساتھ مغیرہ مقوقس بادشاہِ اسکندریہ کے پاس تجارت

کے لئے گیا تھا۔ مقوقس نے بنی مالک کو اکرام و انعام میں مغیرہ پر ترجیح دی۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں ایک رات بنو مالک نے خوب شراب پی اور مست ہوئے۔ مغیرہ نے حسد کی وجہ سے سب کو قتل کر دیا اور اُن کا مال لوٹ لیا اور حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا۔ حضرتؐ نے اُس کو مسلمان تو کر لیا لیکن اُس کے مال میں سے کوئی چیز قبول نہ فرمائی اور نہ اُس کے مال کا خمس ہی لیا اس لئے کہ اُس نے دھوکے اور فریب سے حاصل کیا تھا۔ جب ابوسفیان کو یہ حال معلوم ہوا تو عروہ کو آگاہ کیا کہ مغیرہ نے ایسی حرکت کی ہے تو عروہ بنی مالک کے سردار مسعود بن عمرو کے پاس گیا اور اُس سے گفتگو کی کہ وہ خونبہا لینے پر راضی ہو جائے۔ وہ راضی نہ ہوئے بلکہ مغیرہ کے عزیزوں سے قصاص طلب کیا اور اُن کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اُٹھی۔ آخر عروہ نے بڑی کوششوں اور ترکیبوں سے اس فتنہ کی آگ کو بجھایا اور اُس جماعت کے خونبہا کا اپنے مال سے ضامن ہوا۔ غرض جب عروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص شترانِ ہدیہ کی تعظیم کرتا ہے قربانی کے اونٹوں کو لشکر کے آگے کھڑا کر دو۔ جب وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا تو پوچھا آپ کس غرض سے آئے ہیں فرمایا اس لئے کہ کعبہ کا طواف کروں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کروں اور ان اونٹوں کو نحر کروں اور ان کے گوشت تمہارے واسطے چھوڑ جاؤں۔ عروہ نے کہا لات و عزیٰ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ایسے بزرگ کو ایسے ارادے سے کوئی مانع ہو۔ پھر بولا کہ آپ کی قوم آپ کو قسم دیتی ہے کہ خدا کے واسطے اور رحم اور قرابتمندی کے واسطے آپ اُن کے شہر میں بغیر ان کی اجازت کے داخل نہ ہوں اور اُن سے قطع رحم نہ کریں اور اُن کے دشمنوں کو اُنپر دلیر نہ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک داخل ہو کر اپنا فرض پورا نہ کروں گا واپس نہ جاؤں گا۔ عروہ جس وقت حضرتؐ سے گفتگو کر رہا تھا اپنا ہاتھ حضرتؐ کی ریش پر خوشامد سے پھیرتا جاتا تھا۔ مغیرہ حضرتؐ کے پیچھے کھڑا تھا اُس نے عروہ کے زبردست ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اور بولا کہ اپنے ہاتھ کو روک اور بے ادبی مت کر۔ عروہ نے پوچھا اے محمدؐ یہ کون ہے فرمایا یہ تیرے بھائی کا لڑکا ہے مغیرہ۔ عروہ نے کہا اے مکّار خدا کی قسم میں مکہ اس لئے آیا ہوں کہ تیرے عمل قبیح کی اصلاح کروں۔ پھر عروہ قریش کے پاس واپس گیا اور کہا خدا کی قسم میں نے محمدؐ کے مثل شریف کسی کو نہیں دیکھا کہ ایسے بہتر مقصد اور کام سے اُن کو روکا اور واپس کر دیا جائے۔ ان لوگوں نے سہیل بن عمرو اور خویطب بن عبدالعزّیٰ کو حضرتؐ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرتؐ نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا کہ قربانی کے اونٹ ان کے سامنے کر دو۔ جب وہ لوگ حضرتؐ کے پاس پہنچے تو پوچھا کہ آپ کس مقصد سے آئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمرہ بجا لاؤں گا اور اونٹوں کو نحر کروں گا اور ان کا گوشت تمہارے واسطے چھوڑ جاؤں گا۔ اُن دونوں نے کہا آپ کی قوم آپ کو خدا کی اور رحم و کرم کی قسم دیتی ہے کہ بغیر اُن کی رضامندی کے ان کے شہر میں داخل نہ ہوں اور اُن کے دشمنوں کو اُنپر دلیر نہ کریں۔ حضرتؐ نے منظور نہ کیا اور فرمایا ضرور مکہ میں داخل ہوں گا۔ پھر حضرتؐ نے جناب عمر کو پیغام دے کر قریش کے پاس بھیجنا چاہا۔ وہ بولے یا رسولؐ اللہ میرے رشتہ دار اور اہلِ قبیلہ میں سے اب مکہ میں بہت کم لوگ ہیں اور ان کو مجھ پر کچھ اعتبار بھی نہیں ہے۔ آپ عثمان بن عفان کو بھیجدیجئے۔ حضرتؐ نے جناب عثمان کو حکم دیا کہ مکہ میں اپنی قوم کے مومنین کے پاس جاؤ اور ان کو خوشخبری دو اُس امرِ فتح کی جس کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے۔ عثمان روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید سے راستہ میں ملاقات ہوئی۔

ابان اپنے گھوڑے سے اُتر گئے اور اُن کو آگے بٹھایا اور خود پیچھے زین پر بیٹھ گئے اور عثمان مکہ میں داخل ہوئے اور آنحضرتؐ کا پیغام ان لوگوں کو پہنچایا۔ وہ لوگ جنگ کے لئے تیار تھے۔ سہیل حضرتؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور عثمان قریش کے پاس تھے۔ اُس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے بیعت رضوان لی۔ اور شیخ طبرسی کی روایت ہے کہ مشرکین نے جناب عثمان کو قید کر لیا اور آنحضرتؐ کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو قتل کر دیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اس جگہ سے حرکت نہ کروں گا جب تک اُن سے جنگ نہ کر لوں۔ لوگوں کو بیعت کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ فرما کر اُٹھے اور ایک درخت کے سہارے پشت لگا کر بیٹھ گئے۔ صحابہ نے آنحضرتؐ سے بیعت کی کہ مشرکین سے جہاد کریں گے اور نہ بھاگیں گے کلینی کی روایت ہے کہ حضرتؐ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر عثمان کی طرف سے بیعت لی کہ اگر وہ اس بیعت کو توڑیں گے تو اُنپر گناہِ عظیم اور شدید تر عذاب ہو گا۔ اُس وقت مسلمانوں نے کہا کہ عثمان کا کیا کہنا کعبہ کا طواف بھی کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی کی اور محل ہو گئے (احرام سے باہر ہو گئے)۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ ایسا نہیں کریں گے۔ جب عثمان واپس آئے حضرتؐ نے پوچھا کہ تم نے طواف کیا عرض کی آپ نے چونکہ نہیں کیا تھا اس لئے میں نے بھی طواف نہیں کیا۔ غرض جو سابق روایت میں گزر چکا وہ سب واقع ہوا یہانتک کہ صلح کے معاملات طے ہو گئے تو آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ لکھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سہیل نے کہا میں نہیں جانتا کہ رحمٰن و رحیم کون ہیں۔ ہم تو رحمٰن مسیلمہ کو جانتے ہیں جو یمن میں ہے۔ ہم جس طرح لکھا کرتے ہیں باسمک اللّٰھم لکھو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا لکھو یہ وہ معاملہ ہے جو رسولؐ خدا نے سہیل بن عمرو کے ساتھ طے کیا ہے۔ سہیل نے کہا اگر آپ کو ہم رسولؐ خدا ہی جانتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں خدا کا رسول بھی ہوں اور محمدؐ بن عبداللہ بھی ہوں۔ مسلمانوں نے کہا کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ لکھو محمدؐ بن عبداللہ۔ پھر اُس صلحنامہ میں لکھا کہ جو شخص ہم میں سے آپ کے پاس آجائے گا آپ اُسے واپس کر دیں گے اور اُس کو اپنا دین بدلنے پر مجبور نہ کریں گے، اور جو شخص آپ کی طرف سے ہمارے پاس آجائے گا ہم اُس کو واپس نہ دیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے پاس سے بھاگ جائے اور تم سے پناہ طلب کرے مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں۔ دوسری شرط یہ لکھی گئی کہ مکہ میں مسلمان آزادانہ خدا کی عبادت کریں اُن سے کوئی مزاحمت نہ کرے۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ اس صلح کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل مکہ و اہل مدینہ کے درمیان ربط و ضبط اور میل جول اس درجہ بڑھا کہ لوگ کپڑے اور چادریں مدینہ سے مکہ کو ہدیہ بھیجتے تھے۔ اور کوئی معاملہ مسلمانوں کے لئے اس صلح سے زیادہ بابرکت و نفع بخش نہیں ہوا۔ مکہ میں اسلام کی ایسی اشاعت ہوئی کہ قریب تھا کہ اہل مکہ پر اسلام غالب آجائے۔ بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ بعد تحریر صلحنامہ سہیل نے اپنے لڑکے ابوجندل کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ پہلا شخص ہے جس پر اپنی صلح کا حکم جاری کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ اُس وقت آیا تھا جبکہ صلح منعقد نہیں ہوئی تھی۔ سہیل نے کہا اے محمدؐ آپ تو کبھی غدار و مکار نہیں رہے ہیں اور ابوجندل کو کھینچ لیا۔ ابوجندل نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھے آپ ان کے حوالے کئے دیتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا میں نے تنہا تمہارے واسطے یہ شرط نہیں کی تھی باوجودیکہ تم شرط میں داخل نہ تھے۔ پھر دُعا کی کہ پروردگارا تو ابوجندل

کے لیئے خیر و نیکی قرار دے۔

شیخ طبرسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت چودہ سو اشخاص کے ساتھ عمرہ کے لیئے روانہ ہوئے۔ جب حضرتؐ کا ناقہ حدیبیہ تک پہنچا کھڑا ہو گیا۔ ہر چند اُس کو بڑھانے کی کوشش کی گئی مگر وہ آگے نہ بڑھا تو حضرتؐ نے فرمایا جس خدا نے ہاتھی کو روک دیا تھا اُسی نے میرے اُونٹ کو بھی روک دیا تاکہ حرم میں جبراً داخل نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم قریش جس امر کا بھی مجھ سے سوال کریں گے جو خدا کی حرمتوں کی تعظیم سے متعلق ہو گا میں قبول کروں گا۔ پھر ایک کنوئیں کے قریب اُترے جس میں تھوڑا سا پانی تھا اور ذرا ذرا سا پانی نکلتا تھا۔ صحابہ نے پیاس کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے اپنا ایک تیر نکالا اور فرمایا کہ کنوئیں کی تہہ میں پہنچا دو۔ پھر تو حضرتؐ کے اعجاز سے پانی کنوئیں کی تہہ میں جوش مارنے لگا اس قدر کہ سب سیراب ہو گئے۔ بدیل بن ورقاء خزاعی جو مکہ والوں کا سب سے زیادہ خیر خواہ تھا حضرتؐ کے پاس آیا اور بولا کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے مکہ کے تمام چھوٹے بڑے لوگوں سے اتفاق کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں اُن سے جنگ کے لیئے نہیں آیا ہوں عمرہ کرنے آیا ہوں اور اگر کوئی مانع ہو گا تو جب تک میری جان باقی ہے جنگ کروں گا۔ بدیل نے یہ خبر قریش کو دی تو عروہ بن مسعود اُٹھا اور بولا کہ جو کچھ وُہ کہتے ہیں منظور کر لو اور اُن کو آنے سے مت روکو۔ میں جاتا ہوں اُن سے گفتگو کروں گا۔ جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا دیکھا کہ صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و تعظیم کس درجہ کرتے ہیں یعنی جب کسی کام کو کہتے ہیں تو سب ایک دُوسرے پر سبقت کرنے لگتے ہیں۔ جب حضرتؐ ہاتھ دھوتے ہیں یا وضو کرتے ہیں اُس پانی کو جو حضرتؐ کے ہاتھ یا دہن مبارک سے ٹپکتا اور گرتا ہے لوگ حاصل کرنے کے لیئے آپس میں لڑنے لگتے ہیں۔ جب وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں ادب کے سبب آواز بلند نہیں ہونے دیتے بلکہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ اور حضرتؐ کی جانب تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ تو جب وہ باتیں آنحضرتؐ کے اور اُس کے درمیان ہوئیں جو بیان ہو چکیں۔ تو وُہ اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور کہا میں بہت مرتبہ بادشاہان عجم و روم و حبشہ - - - - - - - - کے پاس جا چکا ہوں بخدا میں نے ان میں سے کسی بادشاہ کی ایسی اطاعت اور اس کی تعظیم کرتے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھا جیسی محمدؐ "صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے اصحاب محمدؐ کی تعظیم و اطاعت کرتے ہیں۔ بیشک تم کو ان کی بات مان لینا چاہیئے اور ان سے جنگ مت کرو۔ اُس کے بعد کنانہ کے ایک شخص نے کہا میں جاتا ہوں اور اُن سے گفتگو کرتا ہوں۔ غرض وُہ آیا اور جب اُس نے حضرتؐ کی تلبیہ کی صدا سُنی اور قربانی کے اُونٹوں کو دیکھا واپس گیا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ان کو کعبہ کے طواف سے روکنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سُنکر مکرز بن حفص آیا اور بیہودہ باتیں کرنے لگا۔ اُس کے بعد سہیل بن عمرو آیا اور صلح کی باتیں طے ہوئیں۔ اور جب یہ شرط کی کہ جو شخص حضرتؐ کے پاس آ جائے گا خواہ وُہ مسلمان ہو حضرتؐ اس کو واپس کر دیں گے، اور جو شخص مشرکین کے پاس چلا جائے گا وُہ اُس کو واپس نہ دیں گے تو مسلمانوں نے کہا سُبحان اللہ یا رسُولؐ اللہ آپ مسلمانوں کو کیسے واپس دے دیں گے حضرتؐ نے فرمایا جو شخص ہم میں سے اُن کے پاس چلا جائے گا تو اُس سے خدا و رسُولؐ بیزار ہیں۔ اور جو شخص اُن میں سے ہمارے پاس آئے گا ہم اُن کو دے دیں گے۔ اگر خدا اُس کے دل میں اسلام دیکھے گا تو اس کو نجات دے گا۔ اسی اثنا میں

ابوجندل پسر سہیل بن عمرو جس کو سہیل نے مسلمان ہونے کے سبب زنجیروں میں جکڑ دیا تھا آیا اور مسلمانوں کے درمیان گر پڑا۔ اُس وقت سہیل نے کہا صلح کا حکم میں اسی پر سب سے پہلے جاری کرتا ہوں، اس کو مجھے واپس دے دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ابھی صلحنامہ مکمل نہیں ہوا ہے۔ تو اُس نے کہا پھر میں صلح نہیں کرتا۔ حضرتؐ نے فرمایا اس کو میری خاطر سے امان دیدے اُس نے کہا ہرگز نہیں۔ پھر فرمایا کہ میری بات مان لے۔ اُس نے کہا مجھے منظور نہیں۔ آخر سہیل نے اس کو پکڑ لیا تاکہ لے جائے تو حضرتؐ نے دُعا کی خداوندا اگر تو جانتا ہے کہ ابوجندل سچ کہتا ہے تو اس کو جلد کشائش و نجات دے۔ جب مسلمانوں نے اس بارے میں باتیں شروع کیں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ اپنے باپ ماں کے پاس جا رہا ہے اُس کے لیئے کوئی خطرہ نہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ صلح ہو جائے کیونکہ تمام مسلمانوں کے لیئے یہی بہتر ہے۔ اور عامہ اور خاصہ نے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا میں نے حضرتؐ کی نبوت میں کبھی شک نہیں کیا مگر اُسی روز۔ حالانکہ یہ غلط کہا بلکہ وُہ ہمیشہ شک کرتے رہے پھر حضرتؐ پر اعتراض کیا اور کہا کیا آپ پیغمبر نہیں ہیں فرمایا کیوں نہیں۔ کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں فرمایا ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ تو بولے پھر ایسی ذلت ہمارے لیئے کیوں قرار دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں پیغمبر ہوں جو کچھ خدا فرماتا ہے عمل میں لاتا ہوں اور وہی میرا مددگار ہے۔ عمر نے کہا کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے اور سر مونڈوائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے انشاء اللہ اس کے بعد طواف وغیرہ سب کریں گے۔ غرض جب صلحنامہ لکھا گیا تو حضرتؐ نے اونٹوں کو نحر کیا احرام سے باہر ہوئے اور واپس چلے۔ قریش میں ایک شخص ابوبصیر مسلمان ہو کر مکہ سے بھاگ آیا اور حضرتؐ کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔ کفار قریش نے دو شخصوں کو اُس کی طلب میں بھیجا اور شرط یاد دلائی۔ حضرتؐ نے ابوبصیر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ جب وُہ دونوں اس کو مدینہ سے دو فرسخ تک لے گئے تو ایک مقام پہ ناشتہ کے لیئے ٹھہرے۔ ابوبصیر نے اُن میں سے ایک شخص سے کہا کہ تمہاری تلوار کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر کہا ہاں بڑی عمدہ تلوار ہے بہت مرتبہ تجربہ کر چکا ہوں۔ ابوبصیر نے کہا لاؤ دیکھوں۔ اُس نے دے دیا ابوبصیر نے اسی تلوار سے اُس کی گردن اُڑا دی اور چاہا کہ دوسرے کو بھی قتل کر دے مگر وُہ مدینہ کی طرف بھاگا اور دوڑتا ہوا مسجد تک پہنچا۔ حضرتؐ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص خوف زدہ ہے۔ اُس نے حضرتؐ کی خدمت میں آن کر شکایت کی کہ ابوبصیر نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور مجھے بھی مار ڈالنا چاہتا ہے۔ اسی اثنا میں ابوبصیر بھی پہنچ گیا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ نے اپنا عہد پُورا کر دیا اور خدا نے مجھے اُن کے شر سے نجات بخشی۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ آتش جنگ خوب بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اس کا ساتھی ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ جس کو اس نے قتل کیا ہے اُس کا لباس و گھوڑا وغیرہ لے لے اور جہاں چاہے لے جائے۔ آخر ابوبصیر اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ جو مکہ سے مسلمان ہو کر آئے تھے، جہنیہ کی سرزمین کے دو شہروں عیص اور ذی المروہ کے درمیان دریا کے کنارے سر راہ قریش کے قافلوں کو لُوٹنے اور پریشان کرنے لگے۔ پھر ابوجندل بھی مکہ سے بھاگ کر ستر مسلمانوں کے ساتھ آیا اور اُنہی لوگوں سے مل گیا۔ پھر تو اسلم و غفار و جہنیہ کے قبیلوں کا ایک گروہ بھی اُن میں شامل ہو گیا اور اُن کی تعداد تین سو تک

کے لیئے خیر و نیکی قرار دے۔

شیخ طبرسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ چودہ سو اشخاص کے ساتھ عمرہ کے لیئے روانہ ہوئے۔ جب حضرتؐ کا ناقہ حدیبیہ تک پہنچا کھڑا ہو گیا۔ ہر چند اُس کو بڑھانے کی کوشش کی گئی مگر وُہ آگے نہ بڑھا تو حضرتؐ نے فرمایا جس خدا نے ہاتھی کو روک دیا تھا اُسی نے میرے اُونٹ کو بھی روک دیا تاکہ حرم میں جبراً داخل نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم قریش جس امر کا بھی مجھ سے سوال کریں گے جو خدا کی حرمتوں کی تعظیم سے متعلق ہو گا میں قبول کروں گا۔ پھر ایک کنوئیں کے قریب اُترے جس میں تھوڑا سا پانی تھا اور ذرا ذرا سا پانی نکلتا تھا۔ صحابہ نے پیاس کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے اپنا ایک تیر نکالا اور فرمایا کہ کنوئیں کی تہہ میں پہنچا دو۔ پھر تو حضرتؐ کے اعجاز سے پانی کنوئیں کی تہہ میں جوش مارنے لگا اس قدر کہ سب سیراب ہو گئے۔ بدیل بن ورقا خزاعی جو مکہ والوں کا سب سے زیادہ خیر خواہ تھا حضرتؐ کے پاس آیا اور بولا کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے مکہ کے تمام چھوٹے بڑے لوگوں سے اتفاق کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں اُن سے جنگ کے لیئے نہیں آیا ہوں عمرہ کرنے آیا ہوں اور اگر کوئی مانع ہو گا تو جب تک میری جان باقی ہے جنگ کروں گا۔ بدیل نے یہ خبر قریش کو دی تو عروہ بن مسعود اُٹھا اور بولا کہ جو کچھ وُہ کہتے ہیں منظور کر لو اور اُن کو آنے سے مت روکو۔ میں جاتا ہوں اُن سے گفتگو کروں گا۔ جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا دیکھا کہ صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و تعظیم کس درجہ کرتے ہیں یعنی جب کسی کام کو کہتے ہیں تو سب ایک دُوسرے پر سبقت کرنے لگتے ہیں۔ جب حضرتؐ ہاتھ دھوتے ہیں یا وضو کرتے ہیں اُس پانی کو جو حضرتؐ کے ہاتھ یا دہن مبارک سے ٹپکتا اور گرتا ہے لوگ حاصل کرنے کے لیئے آپس میں لڑنے لگتے ہیں۔ جب وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں ادب کے سبب آواز بلند نہیں ہونے دیتے بلکہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ اور حضرتؐ کی جانب تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ تو جب وُہ باتیں آنحضرتؐ کے اور اُس کے درمیان ہوئیں جو بیان ہو چکیں۔ تو وُہ اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور کہا میں بہت مرتبہ بادشاہان عجم و روم و حبشہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے پاس جا چکا ہوں بخدا میں نے ان میں سے کسی بادشاہ کی ایسی اطاعت اور اس کی تعظیم کرتے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھا جیسی محمد "صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے اصحاب محمدؐ کی تعظیم و اطاعت کرتے ہیں۔ بیشک تم کو ان کی بات مان لینا چاہیئے اور ان سے جنگ مت کرو۔ اُس کے بعد کنانہ کے ایک شخص نے کہا میں جاتا ہوں اور اُن سے گفتگو کرتا ہوں۔ غرض وُہ آیا اور جب اُس نے حضرتؐ کی تلبیہ کی صدا سُنی اور قربانی کے اُونٹوں کو دیکھا واپس گیا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ان کو کعبہ کے طواف سے روکنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سُنکر مکرز بن حفص آیا اور بیہودہ باتیں کرنے لگا۔ اُس کے بعد سہیل بن عمرو آیا اور صلح کی باتیں طے ہوئیں۔ اور جب یہ شرط کی کہ جو شخص حضرتؐ کے پاس آجائے گا خواہ وُہ مسلمان ہو حضرتؐ اس کو واپس کر دیں گے، اور جو شخص مشرکین کے پاس چلا جائے گا وُہ اُس کو واپس نہ دیں گے تو مسلمانوں نے کہا سُبحان اللہ یا رسُولؐ اللہ آپ مسلمانوں کو کیسے واپس دے دیں گے حضرتؐ نے فرمایا جو شخص ہم میں سے اُن کے پاس چلا جائے گا تو اُس سے خدا و رسُولؐ بیزار ہیں۔ اور جو شخص اُن میں سے ہمارے پاس آئے گا ہم اُن کو دے دیں گے۔ اگر خدا اُس کے دل میں اسلام دیکھے گا تو اس کو نجات دے گا۔ اسی اثنا میں

ابو جندل پسر سہیل بن عمرو جس کو سہیل نے مسلمان ہونے کے سبب زنجیروں میں جکڑ دیا تھا آیا اور مسلما
کے درمیان گر پڑا۔ اُس وقت سہیل نے کہا صلح کا حکم میں اسی پر سب سے پہلے جاری کرتا ہوں، اس کو
واپس دے دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ابھی صلحنامہ مکمل نہیں ہوا ہے۔ تو اُس نے کہا پھر میں صلح نہیں کرتا۔ ح
نے فرمایا اس کو میری خاطر سے امان دیدے اُس نے کہا ہرگز نہیں۔ پھر فرمایا کہ میری بات مان لے۔ اُس نے
مجھے منظور نہیں۔ آخر سہیل نے اس کو پکڑ لیا تاکہ لے جائے تو حضرتؐ نے دُعا کی خداوندا اگر تو جانتا ہے کہ ابو جن
سچ کہتا ہے تو اس کو جلد کشائش و نجات دے۔ جب مسلمانوں نے اس بارے میں باتیں شروع کیں
حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ اپنے باپ ماں کے پاس جا رہا ہے اُس کے لیئے کوئی خطرہ نہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ص
ہو جائے کیونکہ تمام مسلمانوں کے لیئے یہی بہتر ہے۔ اور عامہ اور خاصہ نے روایت کی ہے کہ عمر بن خطا
کہا میں نے حضرتؐ کی نبوت میں کبھی شک نہیں کیا مگر اُسی روز۔ حالانکہ یہ غلط کہا بلکہ وُہ ہمیشہ شک کرتے
پھر حضرتؐ پر اعتراض کیا اور کہا کیا آپ پیغمبر نہیں ہیں فرمایا کیوں نہیں۔ کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں فرمایا ہاں
حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ تو بولے پھر ایسی ذلت ہمارے لئے کیوں قرار دیتے ہ
حضرتؐ نے فرمایا میں پیغمبر ہوں جو کچھ خدا فرماتا ہے عمل میں لاتا ہوں اور وہی میرا مددگار ہے۔ عمر نے کہ
آپ نے نہیں کہا تھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے اور سر مونڈوائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ نہیں
تھا کہ اسی سال کریں گے انشاء اللہ اس کے بعد طواف وغیرہ سب کریں گے۔ غرض جب صلحنامہ لکھا گیا تو حض
نے اُونٹوں کو نحر کیا احرام سے باہر ہوئے اور واپس چلے۔ قریش میں ایک شخص ابو بصیر مسلمان ہو کر
سے بھاگ آیا اور حضرتؐ کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔ کفار قریش نے دو شخصوں کو اُس کی طلب میں بھیجا اور
یاد دلائی۔ حضرتؐ نے ابو بصیر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ جب وُہ دونوں اس کو مدینہ سے دو فرسخ تک لے گئے
ایک مقام پر ناشتہ کے لیئے ٹھہرے۔ ابو بصیر نے اُن میں سے ایک شخص سے کہا کہ تمہاری تلوار کتنی اچھی
ہوتی ہے۔ اُس نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر کہا ہاں بڑی عمدہ تلوار ہے بہت مرتبہ تجربہ کر چکا ہوں
ابو بصیر نے کہا لاؤ دیکھوں۔ اُس نے دے دیا ابو بصیر نے اُسی تلوار سے اُس کی گردن اُڑا دی اور چاہا کہ
کو بھی قتل کر دے مگر وُہ مدینہ کی طرف بھاگا اور دوڑتا ہوا مسجد تک پہنچا۔ حضرتؐ نے اس کو دیکھ کر فرمایا
یہ شخص خوفزدہ ہے۔ اُس نے حضرتؐ کی خدمت میں آن کر شکایت کی کہ ابو بصیر نے میرے ساتھی کو قتل
دیا اور مجھے بھی مار ڈالنا چاہتا ہے۔ اسی اثنا میں ابو بصیر بھی پہنچ گیا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ نے اپنا
پُورا کر دیا اور خدا نے مجھے اُن کے شر سے نجات بخشی۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ آتش جنگ خُوب بھڑکانے والا
اگر کوئی اس کا ساتھی ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ جس کو اُس نے قتل کیا ہے اُس کا لباس و گھوڑا وغیرہ لے
جہاں چاہے لے جائے۔ آخر ابو بصیر اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ جو مکہ سے مسلمان ہو کر آئے
جہنیہ کی سرزمین کے دو شہروں عیص اور ذی المروہ کے درمیان دریا کے کنارے سر راہ قریش کے قافلو
لُوٹنے اور پریشان کرنے لگے۔ پھر ابو جندل بھی مکہ سے بھاگ کر ستر مسلمانوں کے ساتھ آیا اور انہی لوگو
مل گیا۔ پھر تو اسلم و غفار و جہنیہ کے قبیلوں کا ایک گروہ بھی اُن میں شامل ہو گیا اور اُن کی تعداد تین سو

پہنچ گئی اور وُہ سب مسلمان ہو گئے تھے اور قریش کے جس قافلہ کو پاتے سبکو قتل کر دیتے اور اُن کا تمام مال و اسباب لُوٹ لیتے۔ آخر قریش نے ابوسفیان کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور التجا و خوشامد کی کہ آپ کسی کو بھیج کر ان مسلمانوں کو بُلالیں اور ہم اُس واپسی کی شرط سے باز آئے۔ اب ہم میں سے جو شخص بھی آپ کے پاس آئے آپ اُسے واپس نہ دیں۔ اُس وقت اُن لوگوں نے سمجھا جو حضرتؐ پر اس شرط کے لکھنے اور ابوجندل کو واپس دینے پر اعتراض کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ بھی کرتے ہیں سب حکمت و مصلحت کے موافق ہے۔ اسی جماعت نے ابوالعاص بن ربیع کا مال بھی لُوٹا تھا جو جناب خدیجہؓ کی بہن کے لڑکے تھے اور وُہ زینبؑ کے پاس پناہ کے طالب ہوئے۔ پھر مسلمانوں نے اُن کا مال واپس کر دیا اور وُہ مسلمان ہو گئے جیسا اس سے قبل مذکور ہوا۔

پھر شیخ طبرسی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جسوقت حدیبیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کر لی اور صلحنامہ لکھا گیا اور حضرتؐ نے اُس پر مُہر کر دی سبیعہ دختر حارث اسلمیہ مسلمان ہوئی اور حضرتؐ کی خدمت میں آئی قبل اس کے کہ حدیبیہ سے روانہ ہوں اور اُس کا شوہر مُسافر نامی جو بنی مخزوم سے تھا اور کافر تھا اُس کو لینے آیا اور کہا اے محمدؐ میری زوجہ کو مجھے واپس دے دیجئے اُس شرط کے بموجب جو آپنے صلح میں کی ہے اور ابھی صلحنامہ کی مُہر بھی خشک نہیں ہوئی ہے۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (آیت ۱۰ سورۃ ممتحنہ) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو جب تمہارے پاس ہجرت کر کے مومنہ عورتیں آئیں تو اُن کے ایمان کی تحقیق کر لو خدا تو اُن کے ایمان سے واقف ہی ہے تو اگر تم سمجھ لو کہ وُہ درحقیقت ایمان لائی ہیں تو ان کو کافروں کے پاس واپس مت کرو۔ نہ وُہ عورتیں کافروں پر حلال ہیں اور نہ وُہ کفار اُن مومنات کے لیئے حلال ہیں اور ان کافروں نے جو کچھ ان مومنہ عورتوں کے مہر میں خرچ کیا ہے تم ان کو واپس کر دو۔ اگر تم اُن مہاجرہ مومنہ عورتوں سے نکاح کر لو تو تم پر کوئی الزام نہیں۔ پھر اُن کا مہر اُن کو دے دو اور کافرہ عورتوں سے مت نکاح کرو۔ اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی مرتد ہو جائے، اور کافروں کے پاس چلی جائے تو اُن سے وُہ مہر جو اُن کو دے چکے ہو واپس لے لو اور اگر اُن میں سے کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور تمہارے پاس آجائے تو اُس کا مہر کافروں کو واپس دے دو۔ یہ خدا کا حکم ہے جو تم پر لازم کرتا ہے اور وُہ حکیم و دانا ہے"۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے سبیعہ کو قسم دے کر پوچھا کہ تُو نے خدا کی خوشنودی کے لیئے ہجرت کی ہے یا اپنے شوہر سے کراہت کے باعث یا دوسرے شہر اور دوسرے شوہر یا دُنیا طلب کرنے آئی ہے۔ اُس عورت نے قسم کھائی کہ میں نے خدا کی خوشنودی کے لیئے ہجرت کی ہے اور مسلمان ہوئی ہوں تو حضرتؐ نے اُس کا مہر اُس کے شوہر کو واپس دے دیا،

اور اُس عورت کو روک لیا اور فرمایا میں نے مردوں کے لیئے شرط کی ہے عورتوں کے لیئے نہیں کی ہے۔ اس کے بعد سے مردوں میں اگر کوئی آجاتا تو آپ اُس کو واپس کر دیتے اور عورتوں میں جو آتی اُس کے ایمان کی جانچ کرنے کے بعد اُس کا مہر اُس کے سابقہ کافر شوہر کو واپس دے دیتے اور عورت کو نہ جانے دیتے۔

شیخ طبرسی، قطب راوندی اور شیخ مفید وغیرہم علمائے شیعہ اور صاحب جامع الاصول اور اکثر محدثین عامہ نے روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ میں سہیل بن عمر مشرکین کے ایک گروہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ ہمارے لڑکوں، بھائیوں اور غلاموں کی ایک جماعت آپ کے پاس آگئی ہے جنکو دین کی کوئی خبر نہیں اور وُہ ہماری خدمت اور مال و کھیتیوں کی نگرانی و حفاظت سے جان چرا کر بھاگ گئے ہیں ان کو ہمیں واپس دے دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو ایسی باتوں سے باز آجاؤ ورنہ میں تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تمہاری گردنیں اُڑا دے گا جس کے دل کے ایمان کا خدا امتحان کر چکا ہے۔ یہ سنکر صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا وُہ شخص ابوبکر ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اُس نے کہا کیا وہ عمر ہیں؟ فرمایا نہیں۔ تو اُس نے پوچھا پھر وُہ کون ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وُہ ہے جو میری نعلین درست کر رہا ہے۔ وُہ سب دوڑے یہ دیکھنے کے لیئے کہ وُہ کون صاحب ہیں تو جا کر دیکھا کہ وُہ علیؑ بن ابی طالبؑ تھے جو حضرتؐ کی نعلین میں پیوند لگا رہے تھے جس کا بند ٹوٹ گیا تھا۔ جامع الاصول کی روایت ہے کہ خود ابوبکر و عمر نے پوچھا کہ وُہ کون ہے یا رسولؐ اللہ؟ آپؐ نے فرمایا وُہ ہے جو میری نعلین سی رہا ہے۔

محدثان خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے منزل جحفہ میں قیام فرمایا وہاں پانی نہ تھا حضرتؐ نے مشکیں سعد بن مالک کو دیں تاکہ جا کر پانی لائیں۔ وُہ تھوڑی دور جا کر واپس چلے آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ تھوڑی دُور جانے کے بعد خوف کے باعث میرے قدم آگے نہ بڑھ سکے، اس لیئے واپس چلا آیا۔ حضرتؐ نے دوسرے شخص کو بھیجا وُہ بھی واپس آیا۔ آخر آپؐ نے امیرؑ المومنین کو بُلا کر مشکیں دیں اور وُہ تشریف لے گئے اور بہت تھوڑے عرصہ میں مشکیں پانی سے بھر لائے۔ حضرتؐ نے خوش ہو کر ان کے حق میں دعائیں کیں۔

منجملہ اور معجزات کے جو اس جنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوئے ایک معجزہ یہ بھی ہے جس کی عامہ و خاصہ سب نے براء بن عازب سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ تم سمجھتے ہو سب سے بڑی فتح فتح مکہ ہے۔ لیکن ہم بڑی فتح بیعت رضوان اور جنگ حدیبیہ کو سمجھتے ہیں۔ اُس غزوہ میں ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا جس میں سے تھوڑا سا پانی کھینچنے کے بعد پانی ختم ہو گیا۔ آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ کنویں پر آئے اور پانی طلب فرمایا۔ وضو کیا، کلی کرنے کے لیئے پانی مُنہ میں لیا، کنویں میں کلی کی پھر تو اُس کنویں سے پانی جوش مارتا ہوا بلند ہوا جس سے ہم اور ہمارے تمام جانور سیراب ہو گئے۔ دوسری روایت ہے کہ حضرتؐ نے اپنا آب دہن اُس کنویں میں ڈال دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ حضرتؐ نے ترکش سے ایک تیر نکالکر کنویں میں ڈال دیا۔

سالم بن ابی الجعد وغیرہ سے خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ بیعت شجرہ کے دن ہم

پندرہ سو[۱۵۰۰] اشخاص تھے اور بہت پیاسے ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن میں پانی طلب فرمایا اور اپنے دستِ مبارک کو اُس برتن میں ڈال دیا تو آپؐ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل پڑے اور اس قدر پانی پیدا ہوا جو ہم سب کے لئے کافی ہوگیا۔ اگر ہم لاکھ آدمی بھی ہوتے تو وُہ سب کے واسطے کافی ہوجاتا۔

کلینی نے بسندہائے حسن حضرت صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے لَیَبْلُوَنَّکُمُ اللّٰہُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُہٗۤ اَیْدِیْکُمْ وَرِمَاحُکُمْ الخ (پ سورۃ مائدہ آیت ۹۴) یعنی یقیناً شکار کے ذریعہ سے بھی خدا تمہارا امتحان لیتا ہے جس کو تم ہاتھوں سے پکڑتے ہو یا نیزہ سے مارتے ہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ امتحان عمرۂ حدیبیہ میں ہوا۔ خدا نے وحشیانِ صحرا کے ذریعہ مسلمانوں کا امتحان لیا کہ وُہ ان کے خیموں میں آجاتے تھے اور اس قدر نزدیک کہ ہاتھ بڑھا کر پکڑ لیئے جاسکتے اور نیزہ سے شکار کر لیئے جاسکتے تھے۔ جس طرح بنی اسرائیل کا امتحان مچھلیوں کی افراط کے ساتھ روزِ شنبہ کو لیا تھا۔

قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جنگِ حدیبیہ میں مسلمانوں پر بھوک کی شدت ہوئی اور ان کے غلے وغیرہ کم ہوگئے کیونکہ وہاں دس روز سے زیادہ رُکنا پڑا تھا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی آنحضرتؐ نے ایک چادر بچھوا دی اور فرمایا جس کے پاس جو کچھ کھانے کی چیز ہو لے آئے اور اس چادر پر ڈال دے۔ لوگوں نے تھوڑا سا آٹا اور خرمے کے چند دانے جو بچے تھے لا کر اُس پر رکھ دیا۔ حضرتؐ کھڑے ہوگئے اور برکت کی دُعا کی اور حکم دیا کہ اپنے اپنے ظروف لاؤ۔ یہ سُنکر سب برتن لائے اور بھر لے گئے۔

اُنتالیسواں[۳۹] باب

فتح خیبر کا بیان اور حضرت جعفر طیار کا حبشہ سے واپس آنا۔

شیخ مفید، شیخ طبرسی، قطب راوندی، ابن شہر آشوب اور تمام راویان و محدثانِ خاصہ وعامہ نے مختلف سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ حدیبیہ سے واپس آکر بیس[۲۰] روز مدینہ میں قیام فرمایا اُس کے بعد خیبر کے قلعوں کو فتح کرنے کے لیئے روانہ ہوئے۔ جب خیبر کے قریب پہنچے فرمایا کھڑے ہوجاؤ۔ تمام ہمراہی کھڑے ہوگئے تو حضرتؐ نے یہ دُعا پڑھی:- اللّٰھم ربَّ السمٰوات السبع وما اظللن وربَّ الارضین السبع وما اقللن وربَّ الشیاطین وما اضللن اتا نسئلک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا ونعوذ بک من شر ھذہ القریۃ وشر اھلھا وشر ما فیھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ خداوند رحمٰن ورحیم کے نام کے ساتھ آگے بڑھو۔ پھر حضرتؐ نے اُن اہلِ خیبر کا محاصرہ کیا اور خود ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ باقی اُس تمام روز اور دُوسرے روز ظہر تک گذارا۔ پھر منادی کرادی تو لوگ حضرتؐ کے پاس جمع ہوئے وہاں حضرتؐ کے پاس ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ حضرتؐ نے

لوگوں سے بیان فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ یہ شخص آیا اور میری تلوار نیام سے نکال لی جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ وُہ میرے سرہانے کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ بتاؤ اس وقت تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ میں نے کہا خدا بچا سکتا ہے تو اُس نے تلوار پھینک دی اور اسیطرح بیٹھا ہے اور بقدرتِ خدا حرکت نہیں کرسکتا۔ پھر حضرتؐ نے اُس کو معاف کردیا اور چھوڑ دیا۔ غرض بیس روز سے زیادہ محاصرۂ خیبر کو گذر گئے۔ حضرتؐ کا عَلم امیر المومنینؑ کے ہاتھ میں تھا۔ پھر جناب امیرؑ کی آنکھیں آشوب کر آئیں اور ان میں نہایت شدّت کا درد پیدا ہوا۔ اہلِ خیبر سے مسلمان قلعہ کے باہر ہی جنگ کرتے رہے۔ یہودیوں نے قلعہ کے گرد خندق کھود رکھی تھی۔ ایک روز مرحب یہودی جو شجاعت میں مشہور تھا لشکرِ گراں لے کر خیبر سے باہر نکلا اور جنگ کے لیئے آمادہ ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عَلمِ لشکر ابوبکر کو دیا اور گروہِ مہاجرین وانصار کے ساتھ ان کو مقابلہ کے لیئے بھیجا۔ وُہ گئے اور شکست کھا کر چلے آئے وُہ اپنے ساتھیوں کو ملامت کر رہے تھے اور لشکر اُن کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ دُوسرے روز حضرتؐ نے عَلمِ لشکر عمر کو دیا اور مقابلہ کے لیئے بھیجا۔ وُہ تھوڑی دُور گئے تھے کہ بھاگ آئے۔ اور لشکر اُن کو بُزدل کہہ رہا تھا اور وُہ لشکر کو۔ آخر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس عَلم کے سزاوار نہیں ہیں۔ کل میں عَلم اُس کے ہاتھ میں دوں گا جو خدا اور رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ وُہ جنگ میں بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والا ہے، وُہ بھاگنے اور پیٹھ پھیرنے والا نہیں ہے۔ خدا اُسی کے ہاتھ پر فتح عنایت کرے گا۔ یہ سُنکر اُس رات تمام صحابہ اس عَلم کی تمنا میں سوئے کہ شائد کل عَلم اس کو مل جائے۔ صبح کو سب اسی کی آرزو میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے۔ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ ابن ابی طالبؑ کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ اُن کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو حاضر کرو۔ جب لوگ ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرتؐ کے پاس لائے آپؐ نے فرمایا اے علیؑ کیسا درد ہے؟ عرض کی یا رسُولؐ اللہ ایسا درد ہے کہ کوئی چیز نہیں دیکھ سکتا ہوں اور سر پھٹا جاتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور اپنا سر میری گود میں لاؤ۔ پھر اپنا بابرکت لعابِ دہن اپنے دستِ مبارک سے حضرت علیؑ کی آنکھوں اور سر پہ ملا اور فرمایا اللّٰھم قہ الحر والبرد خداوندا اُس کو گرمی و سردی سے محفوظ رکھ۔ اس کے ساتھ ہی حضرتؑ کی حق بین آنکھیں روشن ہوگئیں اور دردِ سر وچشم زائل ہوگیا۔ پھر حضرتؐ نے اپنا سفید رایت ان کو عطا فرمایا اور فرمایا جاؤ جبریلؑ تمہارے ساتھ ہیں اور نصرت تمہارے آگے چل رہی ہے اور خوف و رُعب اُن مشرکین کے دلوں میں طاری ہوگیا۔ اے علیؑ یاد رکھو کہ اُنھوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص کہ اُن کو ہلاک کرے گا اُس کا نام ایلیا ہے۔ تو تم اُن سے کہنا کہ میں ہوں علیؑ۔ انشاءاللہ وُہ ذلیل ہوں گے۔ امیر المومنینؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں اُن سے یہانتک جنگ کروں کہ وُہ ہمارے مثل ہوجائیں یعنی مسلمان ہوجائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا آہستہ آہستہ اُن کے میدان میں پہنچو اور اُن کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو حقوقِ خدا سے جو اُن پر واجب ہے آگاہ کرو۔ خدا کی قسم اگر خدا ایک شخص کی بھی تمہارے ذریعہ سے ہدایت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ شترانِ سُرخ تمام کے تمام تم کو مل جائیں۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ یہ سُنکر میں روانہ ہوا اور اُن کے قلعوں کے قریب پہنچا۔ مرحب قلعہ سے باہر نکلا۔ زرہ پہنے ہوئے، خود سر پر رکھے ہوئے اور ایک گران پتھر سُوراخ کر کے اپنے سر پہ بالائے خود رکھے ہوئے تھا اور رجز پڑھنے لگا کہ خیبر کے یہودی جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں، اپنے

ہتھیاروں میں غوطہ لگانے والا ہوں اور دلیری کا تجربہ رکھتا ہوں۔ اُس کے جواب میں مَیں نے کہا میں وُہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا ہے، شیر ژیاں کے مانند میدان میں قدم رکھتا ہوں، تم کو دانہ کے مانند زمین سے اُٹھا کر پھینک دُوں گا۔ جب دُو وار دونوں طرف سے رد ہوئے میں نے ایک ضربت اُس کے سر پر لگائی، جس سے وُہ پتھر اور خود اور اُس ملعون کا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور میری تلوار نے اُس کے دانتوں کو توڑ ڈالا اور وُہ گھوڑے سے جُھک کر زمین پر گر پڑا۔ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ میں ہُوں علیؑ بن ابی طالبؑ، اُن کے عالموں میں سے ایک شخص نے کہا تم اب مغلوب ہو گئے اُس کتاب کی قسم جو خدا تعالیٰ نے مُوسٰیؑ کے لیئے بھیجی تھی۔ پھر تو رُعب عظیم اُن کے دلوں میں پیدا ہو گیا۔ جب حضرتؑ نے مرحب کو قتل کیا تو جو لشکر اُس کے ساتھ تھا قلعہ میں بھاگ کر اُس نے دروازۂ قلعہ کو بند کر لیا۔ وُہ بہت بڑا دروازہ نہایت مضبوط تھا کہ بیس آدمی اور ایک روایت کے مطابق چالیس افراد اس کو بند کرتے اور کھولتے تھے۔ امیر المومنینؑ نے قوتِ ربانی کے ساتھ اُس دروازہ کو پکڑ کر اس طرح ہلایا کہ تمام قلعہ لرز گیا اور دروازہ کو اُکھاڑ لیا اور ہاتھ میں لے کر جنگ کرتے بڑھے یہانتک کہ فتح کر لی تب دروازہ کو پھینک دیا۔ ابورافع کہتے ہیں کہ مَیں چھ افراد کے ساتھ گیا تاکہ ہم سب مل کر اُس کو حرکت دیں لیکن نہ ہلا نہ سکے۔ عامہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جابرؓ بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے روزِ خیبر دروازہ کو ہاتھ میں پکڑ لیا اور خندق پر پُل بنا دیا جس پر سے تمام مُسلمان گذر کر قلعہ میں پہنچے۔ اس کے بعد جو دروازہ کو پھینکا تو چالیسؓ افراد اور بروایتے ستّرؓ اشخاص نے مل کر چاہا کہ اُس دروازہ کو اُٹھائیں لیکن نہ اُٹھا سکے۔ اور ابو عبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ امیر المومنین نے مجھ سے فرمایا کہ مَیں نے درِ خیبر کو توڑ کر سپر بنا لیا اور اُن سے جنگ کر کے خدا کے فضل سے اُن کو بھگا دیا۔ پھر اُس دروازہ کا خندق پر پُل بنا دیا جس پر سے مسلمان گزرے۔ پھر چالیسؓ ہاتھ دُور پھینک دیا۔ ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین آپ نے کتنا زبردست وزن اُٹھا رکھا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اس کی گرانی میرے لیئے اس سپر کے برابر معلوم ہوتی تھی۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ روزِ خیبر ایک بلند قامت بڑے سر والا مرد قلعہ سے نکلا جس کو مرحب کہتے تھے اور یہودی اس کی شجاعت اور سال کی زیادتی کے سبب سے اس کو اپنا امیر مانتے تھے۔ صحابہ میں سے جو شخص اُس کے مقابلہ پر جاتا تھا تو وُہ کہتا تھا کہ میں مرحب ہوں اور اُس پر حملہ کرتا تو وُہ صحابی بھاگ جاتا تھا مرحب کی ایک دایہ تھی جو کاہنہ تھی اور مرحب کو اُس کی جوانمردی تنومندی اور عظیم الخلقت ہونے کے سبب بہت دوست رکھتی تھی۔ اور اکثر اس سے کہا کرتی تھی تُو جس سے چاہے جنگ کرنا لیکن وُہ شخص تجھ پر غالب رہے گا جو یہ کہے گا کہ میرا نام حیدرؑ ہے۔ اگر تو اُس کے مقابل کھڑا ہو گا تو قتل ہو گا۔ اُس نے بہت سے مسلمانوں سے جنگ کی اور سب کو شکست دے دی۔ آخر لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شکایت اور التجا کی کہ امیر المومنینؑ کو اُس کے مقابلہ کے لیئے بھیجیں۔ تو حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو بُلایا اور فرمایا اے علیؑ جاؤ اور مرحب کے شر سے ہم کو نجات دلاؤ جب امیر المومنینؑ نے یہودیوں کے قلعہ کی طرف رُخ کیا خدا کا نام لیا اور مردانہ وار مرحب کے مقابلہ پر آئے مرحب خوفزدہ ہو کر واپس چلا گیا۔ پھر پلٹ کر آیا اور کہا میں وُہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام مرحب رکھا ہے۔ حضرتؑ اُس کی طرف جھپٹے اور فرمایا میں وُہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا ہے۔ مرحب نے جو یہ نام سُنا

دایہ کی نصیحت یاد آئی اور بھاگا۔ اسی وقت شیطان علمائے یہود میں سے ایک عالم کی شکل میں سرِ راہ ظاہر ہو کر بولا تو کہاں بھاگتا ہے اُس نے کہا یہ جوان کہتا ہے کہ میرا نام حیدرؑ ہے۔ شیطان نے کہا تو پھر کیا ہوا اگر حیدر نام رکھتا ہے۔ اُس نے کہا میں نے بارہا اپنی دایہ سے سُنا ہے کہ اُس سے مت لڑنا جس کا نام حیدرؑ ہو وُہ تجھے قتل کر دے گا۔ شیطان نے کہا تیرا منہ کالا ہو حیدر کیا دنیا میں ایک ہی شخص کا نام ہے۔ تُو باوجود اس عظیم جسم اور بلند شوکت کے ایک عورت کے کہنے سے اس جوان سے بھاگتا ہے حالانکہ عورتوں کی اکثر باتیں غلط ہوتی ہیں۔ اگر اُس نے سچ بھی کہا ہو تو حیدر نام کے دُنیا میں بہتیرے ہیں۔ واپس جا۔ شائد تُو اُس کو قتل کرے تو اپنی قوم میں سب سے بلند ہو جائے۔ اور میں تیرے پیچھے یہودیوں کی ہمت بڑھاتا اور ترغیب دیتا ہوں کہ وُہ تیری مدد کریں۔ غرض وُہ ذلیل اُس ملعون کے فریب میں آ گیا اور پلٹ پڑا یہانتک کہ حضرتؑ کے قریب پہنچا۔ امیر المومنینؑ نے ایک ضربت اُس کے سر پر لگائی اور وُہ مُنہ کے بل گر پڑا۔ یہ دیکھتے ہی سب یہودی بھاگ کھڑے ہوئے اور شور کرنے لگے کہ مرحب قتل ہو گیا۔

عامہ نے متعدد طرق سے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ وُہ کہتے تھے کہ علیؑ کی تین فضیلتیں ایسی ہیں کہ اگر اُن میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک شتران سُرخ سے بہتر تھی۔ اوّل یہ کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو جنگ تبوک میں مدینہ میں اپنی نیابت میں چھوڑا۔ وُہ کہتے تھے یا رسُول اللہ مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری نسبت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارونؑ کی موسٰیؑ سے تھی مگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہو گا کہ تم بھی پیغمبر ہو سکتے۔ دوّم یہ کہ سعد کہتے تھے کہ مَیں نے سُنا کہ آنحضرتؐ نے روزِ خیبر ان کے حق میں فرمایا کہ میں علم اُس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ تو ہم سب نے گردنیں بلند کر دیں کہ شائد ہم کو دے دیں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ علیؑ کو بلاؤ۔ جب وُہ لائے گئے تو ان کی آنکھیں پُر آشوب تھیں۔ حضرتؐ نے آب دہان مبارک اُن کی آنکھوں میں ڈالا اور علم ان کو عطا فرمایا اور خدا نے خیبر انہی کے ہاتھ پر فتح کیا۔ سوّم یہ کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوا۔ حضرتؐ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا خداوندا یہی میرے اہلبیتؑ ہیں۔

احتجاج میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روزِ خیبر انصار کا علم سعد ابنِ عبادہ کو دیا وُہ یہودیوں کے مقابلہ پر گئے اور بھاگ آئے اور زخمی ہو گئے تھے۔ پھر مہاجرین کا علم عُمر کو دیا۔ اُنہوں نے مقابلہ نہ کیا اور اپنے ساتھیوں کو ڈرا کر بھاگ گئے۔ تو حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ کیا مہاجرین و انصار ایسا ہی کرتے ہیں۔ آخر فرمایا کہ اب میں اُس کو علم دُوں گا جو بھاگنے والا نہ ہو گا۔ وُہ خدا و رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ روزِ خیبر آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ باندھا اور اپنے کپڑے ان کو پہنائے اور ان کو اپنے ٹٹو پر سوار کیا۔ اور فرمایا اے علیؑ جاؤ کہ جبرئیلؑ تمہارے داہنے طرف ہیں، میکائیلؑ بائیں جانب، عزرائیلؑ تمہارے آگے اور اسرافیلؑ تمہارے پیچھے ہیں اور میری دُعا

ے ساتھ ہے۔ تو امیرالمومنینؑ نے قلعہ کو فتح کیا اور قلعہ کے دروازہ کو توڑ کر چالیس ہاتھ دُور پھینک دیا۔
عامّہ و خاصّہ نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ امیرؑ المومنین نے اہلِ شوریٰ پر اپنی افضلیت کی
ین قائم کیں اور فرمایا کہ تم میں کون ہے؟ جس وقت کہ روزِ خیبر عمر ناکام واپس آئے اور حضرتؐ کا عَلَم بھی
س لائے اور وُہ اپنے ہمراہیوں کو بزدل کہتے تھے اور ہمراہی اُن کو نامرد کہتے تھے۔ وُہ بھاگتے ہوئے
رتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک عَلَم کل مَیں اُس کو دوں گا جو مرد ہے بھاگنے وا
یں ہے خدا اور رسُولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وُہ واپس نہ ہوگا جب تک خداوندِ عالم اس کو فتح عنایت
ے گا۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؐ نے مجھ کو طلب فرمایا۔ لوگوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ وُہ تو درد چشم کی وجہ سے
کھیں نہیں کھول سکتے۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ۔ جب میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرتؐ
اپنے لعابِ دہن کو میری آنکھوں میں لگایا اور فرمایا خداوندا گرمی و سردی سے اس کو محفوظ رکھ۔ اور میں نے
ج تک گرمی و سردی سے اذیت نہ پائی۔ مَیں نے علم کو لیا اور کافروں کو مار بھگایا۔ تم میں میرے سوا کون ہے
جسکو یہ فضیلتیں حاصل ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ مَیں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے علاوہ
ہارے درمیان کون ہے جو مرحب کے مقابلہ پر گیا اور رجز پڑھا جس کا سر اتنا بڑا تھا کہ بجائے خود کے اُس نے
بڑا پتھر مانند پہاڑ کے سر پر رکھ لیا تھا۔ میں نے اُس کے سر پر ایک ضرب لگائی جو پتھر کو توڑتی ہوئی اس کے
سر پر پہنچی اور اس کو ہلاک کر دیا۔ میرے سوا تمہارے درمیان کس نے ایسی جوانمردی کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا
سی نے نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں میرے علاوہ کون ہے جس نے درِ خیبر کو اُکھاڑا اور ہاتھوں
پر... سو قدم لے گیا اُس کے بعد چالیس اشخاص اس کو حرکت نہ دے سکے۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے جو خط سہل بن حنیف انصاری
کو لکھا تھا اُس میں ذکر کیا تھا کہ خدا کی قسم جسوقت میں نے درِ خیبر کو اُکھاڑا اور اپنے پیچھے چالیسؑ ہاتھ دُور پھینک دیا
وُہ اپنی جسمانی قوت اور غذائی طاقت نہ تھی بلکہ ملکوتی طاقت سے مجھے مدد دی گئی تھی۔ اور میرے پروردگار کے
نُور سے میرا نفس منور ہوا تھا۔ اور میں احمدؐ سے ایک چراغ کے طور پر تھا جو چراغ سے جلایا گیا ہو۔ خدا کی قسم
اگر تمام عرب ایک دوسرے کے مددگار ہو جاتے اور مجھ سے جنگ کرتے تب بھی میں یقیناً رُخ نہ پھیرتا اور نہ
بھاگتا۔ اگر مجھے فرصت ملے گی تو منافقوں کے سر اُن کے جسموں سے جُدا کروں گا اور جس کو موت کی پروا نہیں ہوتی
وُہ ہمیشہ موت کی آرزو کرتا رہتا ہے وُہ جنگ سے کیا ڈر سکتا ہے۔

ایضاً بسندِ معتبر روایت ہے کہ امیرالمومنینؑ نے ایک یہودی کے جواب میں فرمایا جبکہ اُس نے اُن امتحانوں
کے بارے میں پوچھا جو خدا نے پیغمبروں کے اوصیاء سے کیا ہے کہ آپ کے اُوپر کیا واقع ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا ہجرت
کے چھٹے سال تیرے ہمخیالوں کے شہر خیبر میں یہودیوں اور اُن کے بہادروں اور سوارانِ قریش اور ان کے
جنگجو لوگوں کے شہروں میں جب ہم وارد ہوئے تو اُنہوں نے پہاڑوں کے مانند گھوڑوں اور سواروں اور
بے انتہا اسلحوں کے ساتھ ہماری طرف رُخ کیا اور وُہ لوگ نہایت مضبوط قلعوں میں تھے اور ان کی تعداد حساب
شمار سے زیادہ تھی۔ اور وُہ نہایت تکبر و رعونت کے ساتھ اپنا مبارز طلب کرتے تھے اور ہمارے ساتھیوں

میں سے جو ان کے مقابلہ پر جاتا تھا وُہ اس کو قتل کر دیتے تھے یہانتک کہ صحابہ کی آنکھوں میں خُون اُتر آیا اور
وُہ سب کے سب خوفزدہ اور ہراساں ہو کر اپنی جانوں کے بچانے کی فکر میں پڑ گئے اور کوئی اُن کے مقابلہ پر جانے
کے لیئے راضی نہیں ہوتا تھا۔ سب یہی کہتے تھے کہ ابوالحسنؑ کو جانا چاہیئے۔ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے مجھ کو ان کی طرف بھیجا۔ جب میں نے میدان میں قدم رکھا جو شخص بھی میرے مقابلہ پر آیا میں نے اس کو خاکِ مذلت
پر ڈال دیا اور جو سوار میرے قریب آیا اس کی ہڈیاں میں نے اپنے گھوڑے کے سُموں سے چُور کر دیں یہانتک
کہ کسی کو میرے مقابلہ کی جرأت نہیں رہی۔ پھر میں بھوکے شیر کے مانند جو اپنی خوراک پر جھپٹتا ہے تلوار
کھینچ کر اُن پر جا پڑا یہانتک کہ سب کو بھگا دیا۔ وُہ لوگ اپنے قلعہ میں چھُپ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو بند کر لیا تو
میں نے تقویتِ ربانی دروازہ کو توڑا اور تنہا اُن کے قلعہ میں داخل ہوا اور جو مرد اُن کا نظر آتا اُس کو قتل کرتا اور
ان کی عورتوں کو اسیر کرتا یہانتک کہ اس قلعہ کو مَیں نے تن تنہا فتح کیا اور خدا کے سوا کسی نے میری مدد نہیں کی۔

قطب راوندی اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جنگِ خیبر ماہ ذی الحجہ سنہ ۶ھ میں اور بعض کا قول
ہے کہ سنہ ۷ھ کے شروع میں واقع ہوئی۔ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیس روز سے زیادہ اُن کا
محاصرہ فرمایا۔ خیبر کے قلعوں میں چودہ ہزار یہودی تھے۔ حضرتؐ ہر ایک قلعہ کو فتح کرتے چلے گئے۔ اُن کا سب سے
زیادہ مستحکم قلعہ قموص تھا۔ اس کے لیئے حضرتؐ نے ابوبکر کو علم دیا۔ وُہ بھاگ کر واپس آگئے۔ پھر عُمر کو دیا، وُہ
بھاگ کر چلے آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کل میں عَلَم اُس کو دوں گا جو خدا و رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسُولؐ
اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ وُہ بھاگنے والا نہیں ہے بلکہ حملہ کرنے والا ہے۔ صحابہ میں سے جو منافقین تھے
کہنے لگے کہ پیغمبرؐ کے اس قول سے علیؑ تو مراد ہو نہیں سکتے، ہم تو ان کی طرف سے مطمئن ہیں کیونکہ وُہ درد چشم
کی وجہ سے اپنے پیروں کو تو دیکھ نہیں سکتے۔ امیرالمومنین علیہ السّلام نے ان کی یہ باتیں سُنیں تو کہا اَللّٰھُمَّ
لَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ یعنی خداوندا کسی چیز کو جس سے تُو روک دے اس کو کوئی عطا
کرنے والا نہیں اور جسکو تُو عطا فرمائے اُس سے کوئی روکنے والا نہیں۔ جب دُوسرے روز صبح ہوئی آنحضرتؐ
اپنے خیمہ اقدس سے برآمد ہوئے عَلَم کو خیمہ کے سامنے رکھ دیا۔ سب کی یہی تمنا تھی کہ عَلَم اُسی کو مل جائے حتّٰی کہ جناب
عمر باوجود اس کے کہ اپنے کو آزما چکے تھے کہتے تھے کہ مجھے کبھی علم کی تمنا نہیں ہوئی سوائے اُس روز کے۔ لیکن
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا علی (علیہ السّلام) کو بلاؤ۔ لوگ یہ سُنکر ہر طرف سے شور کرنے لگے کہ اُن کی
آنکھیں اس طرح پُر آشوب ہیں کہ اپنے سامنے دیکھ نہیں سکتے۔ حضرتؐ نے پھر فرمایا کہ ان کو بُلاؤ۔ جب امیرالمومنینؑ
آئے اُنکی آنکھیں حضرتؐ کے لعابِ دہن مبارک سے اور آفتابِ نبوت کی ضیائیت سے روشن و منور ہو گئیں۔
آنحضرتؐ نے عَلَم ان کو عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ پہلے ان کو تین امور کی دعوت دو۔ اوّل یہ کہ مسلمان ہو جائیں
اور مسلمانوں کے احکام کو قبول کریں وُہ اپنے مال و دولت کے مالک رہیں گے۔ دُوسرے یہ کہ جزیہ دینا منظور کریں
اس صورت میں بھی اُن کی جان و مال محفوظ رہے؛ تیسرے یہ کہ جنگ کریں۔ جب امیرالمومنینؑ ان کے قلعہ کے نیچے
آئے وُہ بغیر جنگ کے کسی امر پر راضی نہ ہوئے۔ اور مرحب حضرتؑ کے مقابلہ پر آیا۔ آپؑ نے اُس کے پیروں پر تلوار
کا ایک وار کیا اور پیروں کو قطع کر دیا۔ وُہ گر پڑا اور باقی لشکر بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ قطب

تمہارے ساتھ ہے۔ تو امیر المومنینؑ نے قلعہ کو فتح کیا اور قلعہ کے دروازہ کو توڑ کر چالیس ہاتھ دُور پھینک دیا۔

عامّہ و خاصّہ نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ امیرؑ المومنین نے اہلِ شوریٰ پر اپنی افضلیت کی دلیلیں قائم کیں اور فرمایا کہ تم میں کون ہے؟ جس وقت کہ روزِ خیبر عمر ناکام واپس آئے اور حضرتؐ کا عَلم بھی واپس لائے اور وُہ اپنے ہمراہیوں کو بزدل کہتے تھے اور ہمراہی اُن کو نامرد کہتے تھے۔ وُہ بھاگتے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک عَلم کل مَیں اُس کو دوں گا جو مرد ہے بھاگنے والا نہیں ہے خدا اور رسُولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وُہ واپس نہ ہوگا جب تک خداوندِ عالم اس کو فتح عنایت نہ کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؐ نے مجھ کو طلب فرمایا۔ لوگوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ وُہ تو دردِ چشم کی وجہ سے آنکھیں نہیں کھول سکتے۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ۔ جب میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے اپنے لعابِ دہن کو میری آنکھوں میں لگایا اور فرمایا خداوندا گرمی و سردی سے اس کو محفوظ رکھ۔ اور میں نے آج تک گرمی و سردی سے اذیت نہ پائی۔ مَیں نے عَلم کو لیا اور کافروں کو مار بھگایا۔ تم میں میرے سوا کون ہے کہ جسکو یہ فضیلتیں حاصل ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ مَیں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے علاوہ تمہارے درمیان کون ہے جو مرحب کے مقابلہ پر گیا اور رجز پڑھی جس کا سر اتنا بڑا تھا کہ بجائے خود کے اُس نے ایک بڑا پتھر مانند پہاڑ کے سر پر رکھ لیا تھا۔ میں نے اُس کے سر پر ایک ضربت لگائی جو پتھر کو توڑتی ہوئی اس کے سر پر پہنچی اور اس کو ہلاک کر دیا۔ میرے سوا تمہارے درمیان کس نے ایسی جوانمردی کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کسی نے نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں میرے علاوہ کون ہے جس نے درِ خیبر کو اُکھاڑا اور ہاتھوں پر.... سو قدم لے گیا اُس کے بعد چالیس اشخاص اس کو حرکت نہ دے سکے۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے جو خط سہل بن حنیف انصاری کو لکھا تھا اُس میں ذکر کیا تھا کہ خدا کی قسم جس وقت میں نے درِ خیبر کو اُکھاڑا اور اپنے پیچھے چالیسؓ ہاتھ دُور پھینک دیا وُہ اپنی جسمانی قوت اور غذائی طاقت نہ تھی بلکہ ملکوتی طاقت سے مجھے مدد دی گئی تھی۔ اور میرے پروردگار کے نُور سے میرا نفس منوّر ہوا تھا۔ اور میں احمدؐ سے ایک چراغ کے طور پر تھا جو چراغ سے جلایا گیا ہو۔ خدا کی قسم اگر تمام عرب ایک دوسرے کے مددگار ہو جاتے اور مجھ سے جنگ کرتے تب بھی میں یقیناً رُخ نہ پھیرتا اور نہ بھاگتا۔ اگر مجھے فرصت ملے گی تو منافقوں کے سر اُن کے جسموں سے جُدا کروں گا اور جس کو موت کی پروا نہیں ہوتی وُہ ہمیشہ موت کی آرزو کرتا رہتا ہے وُہ جنگ سے کیا ڈر سکتا ہے۔

ایضاً بسندِ معتبر روایت ہے کہ امیر المومنینؑ نے ایک یہودی کے جواب میں فرمایا جبکہ اُس نے اُن امتحانوں کے بارے میں پوچھا جو خدا نے پیغمبروں کے اوصیائے سے کیا ہے کہ آپ کے اُوپر کیا واقع ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا ہجرت کے چھٹے سال تیرے ہمخیالوں کے شہر خیبر میں یہودیوں اور اُن کے بہادروں اور سوارانِ قریش اور ان کے جنگجو لوگوں کے شہروں میں جب ہم وارد ہوئے تو اُنہوں نے پہاڑوں کے مانند گھوڑوں اور سواروں اور بے انتہا اسلحوں کے ساتھ ہماری طرف رُخ کیا اور وُہ لوگ نہایت مضبوط قلعوں میں تھے اور ان کی تعداد حساب و شمار سے زیادہ تھی۔ اور وُہ نہایت زعم و رعونت کے ساتھ اپنا مبارز طلب کرتے تھے اور ہمارے ساتھیوں

میں سے جو ان کے مقابلہ پر جاتا تھا وُہ اس کو قتل کر دیتے تھے یہانتک کہ صحابہ کی آنکھوں میں خون اُتر آیا او وُہ سب کے سب خوفزدہ اور ہراساں ہو کر اپنی جانوں کے بچانے کی فکر میں پڑ گئے اور کوئی اُن کے مقابلہ پر جا کے لیئے راضی نہیں ہوتا تھا۔ سب یہی کہتے تھے کہ ابو الحسنؑ کو جانا چاہیئے۔ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآل نے مجھ کو ان کی طرف بھیجا۔ جب میں نے میدان میں قدم رکھا جو شخص بھی میرے مقابلہ پر آیا میں نے اس کو خاک سر ڈال دیا اور جو سوار میرے قریب آیا اس کی ہڈیاں میں نے اپنے گھوڑے کے سُموں سے چُور کر دیں یہانتک کہ کسی کو میرے مقابلہ کی جرأت نہیں رہی۔ پھر میں بھُوکے شیر کے مانند جو اپنی خوراک پر جھپٹتا ہے تلوار کھینچ کر اُن پر حملہ آور ہوا یہانتک کہ سب کو بھگا دیا۔ وُہ لوگ اپنے قلعہ میں چُھپ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو بند کر لیا میں نے بقدرتِ ربّانی دروازہ کو توڑا اور تنہا اُن کے قلعہ میں داخل ہوا اور جو مرد اُن کا نظر آتا اُس کو قتل کرتا ا ان کی عورتوں کو اسیر کرتا یہانتک کہ اُس قلعہ کو میں نے تنِ تنہا فتح کیا اور خدا کے سوا کسی نے میری مدد نہیں

قطب راوندی اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جنگِ خیبر ماہ ذی الحجہ سنہ ۶ھ میں اور بعض کا ق ہے کہ سنہ ۷ھ کے شروع میں واقع ہوئی۔ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیسؓ روز سے زیادہ اُ محاصرہ فرمایا خیبر کے قلعوں میں چودہ ہزار یہودی تھے۔ حضرتؐ ہر ایک قلعہ کو فتح کرتے چلے گئے۔ اُن کا سب زیادہ مستحکم قلعہ قموص تھا۔ اُس کے لیئے حضرتؐ نے ابوبکر کو عَلم دیا۔ وُہ بھاگ کر واپس آ گئے۔ پھر عُمر کو دیا بھاگ کر چلے آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کل میں عَلم اُس کو دوں گا جو خدا و رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ وُہ بھاگنے والا نہیں ہے بلکہ حملہ کرنے والا ہے۔ صحابہ میں سے جو منافقین کہنے لگے کہ پیغمبر کے اس قول سے علیؑ تو مراد ہو نہیں سکتے، ہم تو ان کی طرف سے مطمئن ہیں کیونکہ وُہ درد کی وجہ سے اپنے پَیروں کو تو دیکھ نہیں سکتے۔ امیر المومنین علیہ السّلام نے ان کی یہ باتیں سُنیں تو کہا اَللّٰ لَامُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ یعنی خداوندا کسی چیز کو جس سے تُو روک دے اس کو کو کرنے والا نہیں اور جسکو تُو عطا فرمائے اُس سے کوئی روکنے والا نہیں۔ جب دُوسرے روز صبح ہوئی آنحضرت اپنے خیمہ اقدس سے برآمد ہوئے عَلم کو خیمہ کے سامنے رکھ دیا۔ سب کی یہی تمنا تھی کہ عَلم اُسی کو مل جائے حتّٰی کہ عمر باوجود اس کے کہ اپنے کو آزما چکے تھے کہتے تھے کہ مجھے کبھی عَلم کی تمنا نہیں ہوئی سوائے اُس روز کے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علیؑ (علیہ السّلام) کو بلاؤ۔ لوگ یہ سُنکر ہر طرف سے شور کرنے لگے آنکھیں اس طرح پُر آشوب ہیں کہ اپنے سامنے دیکھ نہیں سکتے۔ حضرتؐ نے پھر فرمایا کہ ان کو بُلاؤ۔ جب امیر المو آئے انکی آنکھیں حضرتؐ کے لعابِ دہن مبارک سے اور آفتابِ نبوت کی زیارت سے روشن و منوّر ہو گئیں آنحضرتؐ نے عَلم ان کو عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ پہلے ان کو تین امُور کی دعوت دو۔ اوّل یہ کہ مسلمان ہو اور مسلمانوں کے احکام کو قبول کریں وُہ اپنے مال و دولت کے مالک رہیں گے۔ دُوسرے یہ کہ جزیہ دینا منظور اس صورت میں بھی اُن کی جان و مال محفوظ ہے۔ تیسرے یہ کہ جنگ کریں۔ جب امیر المومنینؑ ان کے قلعہ آئے وُہ بغیر جنگ کے کسی امر پر راضی نہ ہوئے۔ اور مرحب حضرتؑ کے مقابلہ پر آیا۔ آپؑ نے اُس کے پیر دل کا ایک وار کیا اور پَیروں کو قطع کر دیا۔ وُہ گر پڑا اور باقی لشکر بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا۔

قطب راوندی کی روایت کے مطابق اُن کے قلعہ میں ایک پتھر بہت بڑا تھا جس کے درمیان سُوراخ کر دیا تھا امیرالمومنینؑ نے اپنے بائیں ہاتھ سے کمان پھینک دی چونکہ داہنے ہاتھ میں تلوار لیئے ہوئے تھے۔ اپنے اُسی بائیں ہاتھ کو اُس پتھر کے سُوراخ میں ڈال کر ولایت کی قوت سے اُس دروازہ کو اپنی طرف کھینچا اور اُکھاڑ لیا۔ اور ہاتھ میں سپر کے مانند لیئے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گئے اور اُن سے جنگ کرنے لگے جب یہودی بھاگ گئے دروازہ کو اپنے پیچھے اس طرح پھینکا کہ لشکر کے آخر میں جا کر گرا۔ جب لوگوں نے اُس فاصلہ کو ناپا تو چالیسؔ ہاتھ دُور جا کر گرا تھا۔ پھر چالیس اشخاص جمع ہوئے اور اُس پتھر کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے[1]

شیخ طبرسی نے بسند موثق امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب امیر علیہ السلام یہودیوں کے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اُن سب نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حضرتؑ نے دروازہ کو اُکھاڑ کر سپر بنا لیا پھر اُس کو اپنی پُشت پر رکھ کر خندق کا پُل بنا دیا۔ اور لوگ تمام اُس پر سے گزرے لیکن حضرتؑ کو لوگوں کی گرانی مطلق محسوس نہ ہوئی۔ پھر دروازہ کو پھینک دیا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خوشخبری دی گئی کہ امیرالمومنینؑ نے قلعہ کو فتح کر لیا آنحضرتؐ خود قلعہ کی جانب روانہ ہوئے۔ امیرالمومنین حضرتؐ کے استقبال کے لیئے باہر آئے جب آنحضرتؐ کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی فرمایا کہ تمہاری لائق شکریہ کوشش اور مردانگی کی اطلاع مجھ کو ملی۔ خدا تم سے راضی ہے اور میں تم سے خوشنود ہوں۔ یہ سُن کر امیرالمومنینؑ کے آنسو نکل آئے۔ پیغمبرؐ نے پوچھا یا علیؑ روتے کیوں ہو؟ عرض کی خوشی کے آنسو ہیں کیونکہ آپ نے بشارت دی کہ خدا و رسُولؐ مجھ سے راضی ہیں۔

جناب امیرؑ نے جو عورتیں گرفتار کی تھیں اُن میں صفیہ دُختر حیی بھی تھیں۔ امیرالمومنینؑ نے بلالؓ کو بُلا کر سپرد کیا اور فرمایا کہ رسُولؐ اللہ کے سوا کسی کو نہ سپرد کرنا۔ وہ ان کے بارے میں جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے۔ بلالؓ ان کو قتلگاہ سے لے کر آئے۔ جب اُن کی نظر کُشتوں پر پڑی ایسی حالت طاری ہوئی کہ غم سے نزدیک تھا کہ ان کی جان نکل جائے۔ جب ان کو حضرتؐ کی خدمت میں لائے اور سرورِ کائنات نے جناب صفیہؓ کی ایسی کیفیت مشاہدہ فرمائی بلالؓ پر عتاب فرمایا اور فرمایا کہ شاید تیرے دل سے رحم زائل ہو چکا ہے کہ ایک کمزور دل عورت کو اُس کے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر کا بھاگنا اور آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ عَلم اُس کو دوں گا جو خدا اور رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں متواترات سے ہے جس کی بخاری و مسلم اور سارے محدثین عامّہ نے اپنی اپنی صحاح میں روایت کی ہے اور اکثر فضائل و مناقب جو امیرالمومنینؑ کے مذکور ہوئے عامّہ کی معتبر کتابوں میں درج ہیں۔ اور یہی واقعہ اس کے لیئے جس کو تھوڑی سی بھی سمجھ ہو گی اُن حضرتؑ کی خلافت کے حق ہونے اور ابوبکر و عمر کے عدم استحقاق پر کافی ہے اس لیئے کہ ہر عاقل سمجھتا ہے کہ جب اُن کے بھاگ آنے کے بعد آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ عَلم کل اُس کو دُوں گا جو ان اوصاف سے متصف ہے تو یہ واضح ہو گیا کہ آنحضرتؐ کی مراد یہ ہے کہ جو لوگ بھاگ چکے ہیں اُن میں یہ اوصاف نہیں ہیں۔ اور جو شخص خدا و رسُولؐ کو دوست نہیں رکھتا اور خدا و رسُولؐ اُس کو دوست نہیں رکھتے وہ کیونکر یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ خلیفۂ خدا اور دین و دُنیا کے پیشوا ہوں ۱۲

عزیزوں کے لاشوں کی طرف سے گزارتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے جناب صفیہؓ کو آزاد کر دیا اور خود اُن سے نکاح کر اُسی زمانہ میں چند روز پہلے صفیہ سے کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کی شادی ہوئی تھی۔ صفیہؓ نے ایک رات خواب دیکھا تھا کہ چاند اُن کی گود میں آگیا ہے۔ انہوں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا۔ اُس نے ان کے مُنہ پر طمانچہ مارا جس سے اُن کے رخسار سیاہ ہو گئے اور کہا یہ تمنا رکھتی ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بادشاہِ حجاز تجھ کو لے لے۔ آنحضرتؐ نے جب اُن کے چہرہ پر اُس طمانچہ کا اثر دیکھا تو پوچھا کہ تمہارا مُنہ کیوں سیاہ ہے۔ انہوں نے واقعہ بیان کیا۔ اور کتاب مشارق الانوار میں روایت ہے کہ جب صفیہؓ خدمتِ آنحضرتؐ میں لائی گئیں وہ نہایت حسین جمیل تھیں۔ حضرتؐ نے اُن کے چہرہ پر ایک خراش مشاہدہ فرمایا۔ اُس کا سبب پوچھا تو صفیہ نے کہا جب علیؑ نے قلعہ کے دروازہ کو ہلایا تو تمام قلعہ ہل گیا اور عورتیں جو قلعہ کے اُوپر سے دیکھنے میں مشغول تھیں سب گر پڑیں اور میں اپنے تخت پر سے گری۔ میرا مُنہ تخت کے پائے سے ٹکرایا اور زخمی ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے صفیہؓ علیؑ کا مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے۔ علیؑ نے جب دروازۂ قلعہ کو حرکت دی تو نہ صرف قلعہ کو زلزلہ ہوا بلکہ تمام آسمان اور تمام زمین کو زلزلہ ہوا حتی کہ عرشِ اعلےٰ اُس برگزیدۂ خدا کے غضب سے کانپ گیا۔ اور جب اُس شیرِ حق نے مرحب کو دو ٹکڑے کیا جبریلؑ حیرت میں غرق آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ حضرتؐ نے پوچھا اے جبریلؑ کس بات سے تعجب ہے؟ جبریلؑ نے کہا فرشتے ملکوتِ اعلا میں ندا کر رہے ہیں لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار۔ مجھے تعجب یہ ہے کہ جب میں قومِ لوط کی ہلاکت پر مامور ہوا اُن کے سات شہروں کو زمین کے نیچے ساتویں طبقے سے جُدا کر کے اپنے بازو کے ایک پر کے اُوپر اُٹھا لیا اور بلند کیا اور اس قدر اُونچا اُٹھایا کہ اہلِ آسمان اُن کے مرغ کے بانگ دینے کی آواز اور اُن کے بچوں کے رونے کی صدائیں سُننے لگے اور میں یوں ہی صبح تک خدا کے حکم کا منتظر رہا۔ ان کی گرانی مجھ کو مطلق محسوس نہ ہوئی۔ اور آج جب علیؑ نے اللہ اکبر کہہ کر اور غضبناک ہو کر جو ضربتِ ہاشمی مرحب کے سر پر لگائی تو مجھے خدا کا حکم ہوا کہ اُن کی ضربت کی زائد از ضرورت شدت کو روک لوں تاکہ زمین کو نہ اُس کی گاؤ ماہی کے دو ٹکڑے نہ کر دے (میں نے زمین پر اپنے پر بچھا دیئے اور اُس ضربت کو روک لیا) لیکن اُس ضربت کی گرانی میرے پروں پر اُن ساتوں شہروں کی گرانی سے زیادہ تھی باوجودیکہ میکائیلؑ و اسرافیلؑ ہوا میں علیؑ کے بازو کو پکڑے ہوئے تھے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ ابن ابی الحقیق نے آنحضرتؐ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں امان چاہتا ہوں اور قلعہ سے آپ کی خدمت میں آنا اور گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ حضرتؐ نے منظور فرمایا۔ اُس نے خدمت میں حاضر ہو کر صلح کر لی۔ کہ اُس کی قوم کی جان کو امان دی جائے اُن کے لڑکے بچے عورتیں اُن کے ساتھ رہنے دی جائیں ان کے تمام مکانات، کھیت اور مال و اسباب حضرتؐ لے لیں سوائے اُن کپڑوں کے جو پہنے ہوئے ہوں تو حضرتؐ نے اُن شرائط پر صلح کر لی۔ جب اہلِ فدک نے یہ حال سُنا تو انہوں نے بھی امان طلب کی اور اسی طرح حضرتؐ سے صلح کر لی۔ پھر اہلِ خیبر نے کہا ہم دوسروں کی بہ نسبت اس زمین کو زیادہ بہتر آباد رکھ سکتے ہیں۔ ہمارے ہی پاس رہنے دیجیئے اس کی نصف پیداوار ہم آپ کو دیا کریں گے۔ حضرتؐ نے منظور فرمایا اور اس طرح اُن سے معاملہ طے کر لیا اور یہ شرط بھی کی کہ جب حضرتؐ چاہیں گے ان کو ان کی زمینوں اور مکانوں سے نکال دیں گے

اور اہل فدک نے انہی شرطوں پر اقرار کیا۔ لہٰذا خیبر تو تمام مسلمانوں کا مال قرار پایا چونکہ جنگ کر کے حاصل ہوا تھا؛ اور فدک آنحضرتؐ کے لیئے مخصوص ہوا اس لیئے کہ بغیر جنگ کے حاصل ہوا تھا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی مہم سے فارغ ہوئے تو چاہا کہ خیبر کے قلعوں پر کسی کو بھیجیں لہٰذا علم ظفر شیم کو لے کر فرمایا کہ کون ہے جو اس کو اپنے حق سے اُٹھائے۔ زبیر کھڑے ہوئے اور کہا میں لیتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا دُور ہو۔ پھر سعد اُٹھے اور حضرتؐ نے اُن سے بھی یہی فرمایا۔ پھر فرمایا اے علیؑ تم اُٹھو کہ یہ تمہارا حق ہے جضرت علیؑ نے علم کو لے لیا اور فدک کی طرف روانہ ہوئے ' اور اُن سے صلح کی اس شرط کے ساتھ کہ اُن کی جانیں محفوظ رہیں گی اور اُن کے مال حضرتؐ کے ہوں گے اس لیئے فدک کے تمام قلعے اور سارے شہر اور باغات وکھیت وغیرہ آنحضرتؐ سے مخصوص ہوئے جن میں مسلمانوں کا کوئی حق نہ تھا۔ اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنے قرابتداروں کو اُن کا حق دے دو۔ حضرتؐ نے پوچھا وُہ کون ہے اور وُہ حق کیا ہے؟ جبریلؑ نے کہا تمہاری قرابتدار فاطمہؑ ہیں اور تمام فدک اُن کا حق ہے۔ یہ سُنکر جناب رسُولؐ خدا نے جناب فاطمہؑ کو بلایا اور ہبہ نامہ لکھ کر فدک جناب فاطمہؑ کی ملکیت میں دے دیا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی ابو بکر وعمر نے فدک کو اُن معظمہ سے چھین لیا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک کا رُخ کیا۔ اہل فدک اپنے قلعوں میں سے ایک بہت مضبوط قلعہ میں محفوظ ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے اُن کو بلا کر فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس قلعہ کو جس میں تم بند ہو گئے ہو چھوڑ کر تمہارے تمام قلعوں کو کھول کر تمہارے سب اموال پر قبضہ کر لوں تو تم کیا کرو گے۔ انہوں نے کہا ہم نے اُن قلعوں پر نگہبان مقرر کر رکھے ہیں اور اُن کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اُن کی کنجیاں خدا نے ہم کو دے دی ہیں وُہ میرے قبضہ میں ہیں۔ پھر اُن کنجیوں کو لا کر دکھایا۔ اُن لوگوں نے اُس پر عتاب کیا جسکو کنجیاں سپرد کی تھیں کہ اُس نے حضرتؐ کو کیوں دے دیں۔ اُس نے قسم کھائی کہ کنجیاں میرے پاس ہیں اُن کو میں نے ایک تھیلے میں رکھ کر صندوق میں بند کر دیا اور صندوق کو ایک مضبوط مکان میں چھپا دیا ہے اور اُس کے دروازہ میں تالا ڈال دیا ہے۔ پھر وُہ شخص اُس مکان میں گیا اور دیکھا تو قفل اپنی جگہ پر موجود تھے لیکن کنجیاں نہ تھیں۔ وہاں سے واپس آ کر کہا اب میں نے سمجھا کہ وُہ پیغمبرؐ ہیں کیونکہ میں نے کنجیاں بہت محفوظ کر رکھی تھیں۔ اور چونکہ میں اُن کو ساحر سمجھتا تھا توریت کی چند آیتیں دفع سحر کے لیئے اُن تالوں پر پڑھ دی تھیں۔ اب میں نے دیکھا تو سب تالے اپنی جگہ پر صحیح و درست ہیں مگر کنجیاں نہیں ہیں۔ اس لیئے سمجھ لیا کہ وُہ ساحر نہیں ہیں۔ پھر وُہ سب حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور پُوچھا آپؐ کو کس نے یہ کنجیاں دیں۔ فرمایا جس نے جناب مُوسیٰؑ کو الواح عطا فرمائیں؛ اور مجھے جبریلؑ نے لا کر دیں۔ غرض وُہ لوگ قلعہ کے دروازہ کو کھول کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُن میں سے بعض مسلمان ہوئے۔ آنحضرتؐ نے اُن کے مال سے خمس لیا اور باقی اُن کے لیئے چھوڑ دیا۔ اور جو شخص مسلمان نہ ہوا اُس کے تمام مال پر حضرتؐ نے قبضہ کر لیا۔ اُس وقت آیت وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۶) نازل ہوئی۔ حضرتؐ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ ذی القربیٰ کون ہے اور اُس کا حق کیا ہے کہا فدک فاطمہؑ کو دے دیجیئے جو اُن کی والدہ خدیجہؑ اور اُن کی بہن ہند ابی ہالہ کی طرف سے میراث ہے۔ جب آنحضرتؐ مدینہ واپس تشریف لائے جناب فاطمہؑ کو طلب فرمایا اور فدک اُن کے حوالے فرما دیا اور آیت مذکور کی

تلاوت فرمائی۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ جو کچھ میرا مال ہے وُہ سب آپ ہی کے پاس میں چھوڑتی ہوں۔ فرمایا کہ میرے بعد تم سے لوگ نزاع کریں گے۔ پھر صحابہ کو بُلایا اور اُن کے سامنے تمام مال وسامان مع املاک فدک کے حضرت فاطمہؑ کے سپرد فرمایا۔ جناب فاطمہؑ نے مال تمام مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور اس کی آمدنی سے ہر سال اپنے کھانے بھر کے لیئے رکھ لیتی تھیں باقی جو کچھ بچتا تھا مسلمانوں کو دے دیتی تھیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ابو بکر وعمر نے فدک حضرت فاطمہؑ سے غصب کر لیا [۱]

کتاب اختصاص میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ام ایمن نے ابو بکر وعمر کے سامنے گواہی دی کہ میں ایک روز جناب سیدہؑ کے گھر میں بیٹھی تھی کہ جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُٹھیئے کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ فدک کے حدود پر آپؐ کے لیئے خط کھینچ دوں۔ حضرتؐ اُٹھے اور اُن کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں واپس آ گئے۔ جناب فاطمہؑ نے پُوچھا کہاں تشریف لے گئے فرمایا کہ جبریلؑ نے میرے واسطے اپنے پروں سے فدک کے حدود پر خطوط کھینچے اور مجھے دکھایا اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں فدک تمہیں دے دوں۔ پھر حضرتؐ نے فدک اُن کو دے دیا اور مجھ کو اور علیؑ کو گواہ قرار دیا [۲]

کلینی اور شیخ مفید نے بسندہائے حسن ومعتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے خیبر فتح کیا تو انہی کو دے دیا اس شرط پر کہ باغات کے میوے اور کھیتی کا غلہ جس قدر پیدا ہوگا اُس میں نصف کے مالک آنحضرتؐ ہوں گے۔ جب پھلوں کے توڑنے کا وقت آیا حضرتؐ نے عبد اللہ بن رواحہ کو بھیجا۔ اُنہوں نے غلہ اور میوہ جات وغیرہ کا تخمینہ کر کے دو حصے کیئے اور اُن سے کہا اگر ہمارا تخمینہ اور اندازہ تم کو منظور ہو تو ہمارا حصہ دے دو اور اگر منظور نہ ہو تو ہم ہٹ جاتے ہیں۔ تم خود تخمینہ کرو ہم تمہارا حصہ دے دیں۔ وُہ بولے کہ اس انصاف کے سبب آسمان وزمین قائم ہیں۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر والوں کا محاصرہ کیا یہودی نے قبیلۂ غطفان کے چودہ ہزار سواروں کو جو ان کے ہم سوگند تھے مدد کے لیئے بلا لیا تھا۔ حضرتؐ کے پہنچتے ہی کسی نے اُن کے درمیان ندا کی کہ اے قبیلۂ غطفان والو اپنے قبیلہ میں واپس چلے جاؤ کہ وہاں کے لوگوں پر دشمنوں نے حملہ کر دیا ہے۔ وُہ سب یہ سُنکر واپس گئے اور وہاں جا کر دیکھا تو کوئی دشمن نہ تھا۔ تو ان لوگوں نے جانا کہ یہ خدا کی جانب سے تنبیہ کی گئی ہے۔ اُدھر آنحضرتؐ نے یہودیوں پر فتح پائی اور جناب امیرؑ نے ان کے سب سے مستحکم قلعہ کو سر کیا۔ بس ایک قلعہ رہ گیا تھا جس میں انہوں نے اپنے تمام مال اور کھانے کی چیزیں جمع کر رکھی تھیں اُس میں کوئی ایسا راستہ نہ تھا جس سے اُس پر حملہ کیا جا سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس قلعہ کا محاصرہ فرمایا۔ چند روز کے بعد ایک یہودی اُن میں سے حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ کو اور میرے بچوں اور عورتوں کو امان دیجیئے' میرا مال

---

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس روایت کی تائید میں دوسری روایت فتح فدک کے متعلق ابواب معجزات میں گذر چکی ۱۲۔

[۲] مؤلف فرماتے ہیں کہ قصۂ فدک اور اس کا غصب کیا جانا عنقریب مفصل بیان کیا جائے گا ۱۲۔

مجھ کو بخش دیجیے تو میں آپ کو بتاؤں کہ کس راہ سے اُس قلعہ کو فتح کیا جا سکتا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں نے تم کو امان دی بتاؤ۔
یہودی نے ایک مقام پر نشان لگا دیا اور کہا حکم دیجیے کہ یہاں نقب لگائی جائے۔ وہ نقب اُن کے ذخیرۂ آب تک پہنچی ہے
آپ اُن کے پانی پر قبضہ کر لیجیے گا تو وہ بہت جلد قلعہ کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ حضرتؑ نے فرمایا ممکن ہے کہ خدا اس سے
بہتر کوئی ذریعہ اس کی فتح کا پیدا کر دے۔ لیکن تیری امان برقرار ہے۔ دوسرے روز حضرتؑ سوار ہوئے اور مسلمانوں سے
فرمایا کہ میرے پیچھے آؤ اور قلعہ کی جانب روانہ ہوئے۔ وہ کفار قلعہ کے اُوپر سے تیر اور پتھر برابر پھینک رہے تھے جو حضرتؑ
کے داہنے اور بائیں سے نکل جاتے تھے اور حضرتؑ کے اعجاز سے نہ آنحضرتؐ کو اور نہ کسی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچتی تھی۔
یہاں تک کہ حضرتؑ ان کے قلعہ کے دروازہ تک پہنچے اور اپنے دستِ مبارک سے قلعہ کی دیواروں کی طرف اشارہ کیا۔ دیواریں
زمین میں دھنس گئیں اور اُن کے سرے زمین سے برابر ہو گئے۔ حضرتؑ نے حکم دیا تو مسلمان بے مشقت و تکلیف قلعہ میں
داخل ہو گئے اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

قطب راوندی نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جب ہم آنحضرتؐ
کے ساتھ خیبر سے واپس آئے ایک نہر کے پاس پہنچے جو پانی سے بھری ہوئی تھی اُس کی گہرائی چودہ آدمیوں کے قد
کے برابر اندازہ کی گئی۔ لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ دشمن ہمارے پیچھے ہیں اور یہ نہر ہمارے سامنے ہے جیسا کہ
حضرت موسیٰؑ کے ہمراہیوں نے کہا تھا إِنَّا لَمُدْرَكُونَ یہ سُن کر حضرتؐ پیادہ ہوئے اور دعا کی پالنے والے ہر پیغمبر
کے لیے تو نے ایک علامت قرار دی لہٰذا ہمارے لیے بھی اپنی قدرت کا اظہار فرما۔ پھر حضرتؐ نے پانی پر تازیانہ مارا اور
سوار ہو کر فرمایا میرے پیچھے آؤ۔ بسم اللہ کہا اور پانی پر روانہ ہوئے اور صحابہ حضرتؐ کے پیچھے چلے گھوڑوں کے سُم
اور اونٹوں کے پیر تک تر نہ ہوئے اور سب پانی سے گذر گئے۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فتح خیبر سے فارغ ہوئے تو آپؐ کو
اطمینان ہوا اور آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ حارث بن سلام کی بیٹی زینب نے جو مرحب کے بھائی کی لڑکی تھی ایک
گوسفند کو بریاں کیا اور حضرتؐ کے لیے ہدیہ لائی اُس نے پہلے معلوم کر لیا تھا کہ حضرتؐ کو کون سا حصہ زیادہ مرغوب
ہے لوگوں نے بتا دیا تھا کہ حضرتؐ دستِ گوسفند زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ اُس نے دست میں بہت زیادہ زہر ملا دیا
اور اُس کے اور تمام اعضا میں بھی زہر ملایا اور حضرتؐ کے پاس لائی۔ حضرتؐ نے دست میں سے ایک لقمہ اُٹھا کر دہن میں
رکھا۔ بشر بن براء بن معرور بھی حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے بھی ایک لقمہ لے کر دانتوں سے توڑا۔ حضرتؐ
نے ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ اس کو مت کھاؤ۔ اس لقمہ نے مجھے آگاہ کیا کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ پھر حضرتؐ نے اُس
عورت کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا اُس نے کہا آپ نے میری قوم کو کس طرح تباہ کیا ہے وہ آپ جانتے ہیں
میں نے سوچا کہ اگر یہ شخص پیغمبر ہے تو جان لے گا کہ یہ زہر آلود ہے۔ اور اگر بادشاہ ہے تو ہم اُس سے نجات پا جائیں گے
مگر اُس خلقِ مجسّم نے اُس کو معاف کر دیا اور بشر بن براء اُسی لقمہ سے شہید ہو گئے۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت آیا بشر کی ماں حضرتؐ کی عیادت کو آئیں آپ نے فرمایا
مادرِ بشر میں نے جس روز سے وہ لقمہ خیبر میں تمہارے فرزند کے ساتھ کھایا ہے ہر سال اُس کا زہر جوش میں آیا کرتا
تھا مجھے بیمار و رنجور کر دیا کرتا تھا۔ لیکن اس مرتبہ اُس نے میری پُشت کی رگیں توڑ ڈالیں۔ مسلمانوں کا بیان ہے کہ پیغمبرؐ

بھی اُسی زہر سے شہید ہوئے۔

شیخ طبرسی نے بسند موثق حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے خیبر جانے سے پہلے عمرو
بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس پیغام دے کر بھیجا اور اُس کو اسلام کی دعوت دی اور جناب جعفرؑ
اور اُن کے ہمراہیوں کو طلب فرمایا جب حضرتؐ کا نامہ اس کو ملا وہ مسلمان ہو گیا اور جناب جعفرؑ اور آپ کے ساتھیوں
کو خلعتہائے فاخرہ پہنائے اور اُن کے لیے سامانِ سفر بہت عمدہ اور بہتر مہیا کیے اور دو کشتیوں میں سوار
کر کے مدینہ کی جانب روانہ کیا۔ جناب جعفرؑ فتح خیبر کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے
کلینی، شیخ طبرسی اور ابن بابویہ وغیرہ نے حسن، صحیح اور معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی
ہے اور امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں بعض روایت مذکور ہے کہ روزِ فتح خیبر آنحضرتؐ کو جناب جعفرؑ کے واپس
آنے کی خبر پہنچی تو حضرتؐ نے فرمایا میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان دونوں نعمتوں میں سے کس پر زیادہ خوش و مسرور
ہوں۔ خیبر کی فتح پر یا جعفرؑ کی واپسی پر۔ اسی اثناء میں حضرت جعفرؑ نمودار ہوئے۔ جب اُن پر حضرتؐ کی نظر پڑی آپؐ
اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت امام حسن عسکریؑ کی روایت کے مطابق بارہ قدم بڑھ کر پیشوائی کی اور ان کو سینہ
سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور فرمایا اے جعفر کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کچھ دوں
کیا چاہتے ہو کہ کوئی بہتر چیز تم کو عطا کروں۔ اسیطرح کئی بار فرمایا۔ دُنیا طلب لوگوں نے سمجھا کہ حضرتؐ ان کو بہت سا
مال یا کوئی ولایت اور سلطنت عطا فرمائیں گے۔ لہٰذا سبھوں نے گردنیں بلند کر کے دیکھنا شروع کیا کہ دیکھیں کہ حضرتؐ
ان کو کیا عطا فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ میں تم کو ایک نماز تعلیم کرتا ہوں کہ جب اس کو بجا لاؤ گے تمہارے
تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور ہر روز پڑھ لیا کرو تو تمہارے واسطے دُنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اُن سب
سے بہتر ہے۔ اور جو شخص اس نماز کو بجا لائے گا اُس کے ثواب میں سے بھی تم کو حصہ ملے گا۔ پھر وہ طریق تعلیم
فرمایا جو نمازِ جعفر طیارؑ کے نام سے کتابوں میں درج ہے۔

شیخ طوسیؒ نے امالی میں حُذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ جب حضرت جعفرؑ مدینہ میں آئے آنحضرتؐ
خیبر میں مقیم تھے جناب جعفرؑ آنؐ کے لیے ہدیئے لائے تھے جس میں خوشبو اور کپڑے وغیرہ تھے وہ سب حضرتؐ
کی خدمت میں لے گئے۔ حضرتؐ نے اُس لباس میں سے ایک چادر اُٹھا کر فرمایا کہ یہ اُس کو دُوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست
رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ صحابہ نے گردنیں اس کے لیے بلند کیں۔ آپؐ نے فرمایا علیؑ کہاں
ہیں۔ عمار یاسر یہ سنتے ہی دوڑے اور جناب امیرؑ کو بُلا لائے۔ حضرتؐ نے وہ چادر اُن کو عطا فرمائی۔ چونکہ سونے کے
تاروں سے تیار کی گئی تھی، حضرت علیؑ نے مدینہ پہنچ کر بازار بقیع میں ایک زرگر کو دیا کہ اس کے تاروں کو علیحدہ
نکال دے۔ اُس نے الگ کیا تو ہزار مثقال سونا نکلا۔ حضرتؑ نے اُس کو فروخت کیا اور تمام قیمت فقیروں اور مہاجرین و
انصار کے مسکینوں پر تقسیم کر دی اور گھر آئے تو آپؑ کے پاس اُس سونے میں سے ایک فتہ بھی باقی نہیں رہا تھا۔
دوسرے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے ملاقات کی صحابہ کی ایک جماعت حضرتؐ کے ساتھ تھی جس میں
جناب عمارؓ اور حذیفہ بھی تھے۔ حضرتؐ نے امیرالمؤمنین سے فرمایا کہ تم کو کل ہزار مثقال سونا ملا ہے آج ہم اس گروہ
صحابہ کے ساتھ تمہارے گھر دوپہر کو کھانا کھائیں گے۔ امیرالمؤمنین کے گھر میں اُس روز تھوڑی بہت کوئی چیز نہ تھی آپکو

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عذر کرتے ہوئے شرم آئی اور کہا ہاں یا رسولؐ اللہ آئیے اور جو شخص چاہے آئے غرض جناب رسولؐ خدا امیرالمومنین کے خانۂ اقدس میں داخل ہوئے اور اپنے رفیقوں کو بھی لے گئے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ ہم پانچ افراد تھے۔ میں تھا، عمار، سلمان، ابوذر اور مقداد تھے۔ جناب امیرؑ نے جناب سیدہؑ سے چاہا کہ کچھ کھانا ماحضر لا کے لیئے طلب کریں۔ جب گھر میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک پیالہ ثرید گھر کے درمیان میں رکھا ہے جس میں سے بھاپ نکل رہی ہے اور بہت سا گوشت اُس کے اُوپر رکھا ہوا ہے اور مشک کی خوشبو اُس میں سے نکل رہی ہے۔ امیرالمومنینؑ وُہ کاسہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ ہم سب نے اُس میں سے کھایا اور سیر ہو گئے مگر اُس میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ پھر آنحضرتؐ اُٹھے اور جناب سیدہؑ کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا اے فاطمہؑ یہ کھانا کہاں سے آیا۔ معصومہؑ نے عرض کی کہ یہ کھانا خدا کی جانب سے آیا تھا بیشک وُہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ آبدیدہ ہم لوگوں کے پاس واپس آئے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں اپنی بیٹی کے بارے میں وُہ شرف دیکھ لیا جو جناب زکریاؑ نے مریمؑ کے لیئے مشاہدہ کیا تھا کہ وُہ جب اُن کے محراب عبادت میں جاتے تو میوے وغیرہ دیکھتے تو دریافت کرتے کہ اے مریم یہ کہاں سے آئے تو وُہ کہتی تھیں کہ خدا کی طرف سے بیشک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

شیخ طبرسیؒ عبدالرحمٰن بن ابی لیلے سے روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنین شدت کی گرمیوں میں کبھی اُون کے دُو کپڑے پہنتے اور کبھی جاڑوں میں باریک دو کپڑے پہنکر نکلتے اور آپ کو پروا نہ ہوتی تھی۔ میرے احباب نے میرے پاس آ کر اس کا سبب دریافت کیا۔ میں نے لاعلمی ظاہر کی تو انہوں نے کہا اپنے والد سے کہنا کہ وُہ اکثر امیرالمومنینؑ کی خدمت میں راتوں کو حاضر رہتے ہیں شاید اس کی وجہ وُہ معلوم کریں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے جب اپنے والد سے دریافت کیا تو انھوں نے ایک رات خود جناب امیرؑ سے پوچھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا خیبر میں ہمارے ساتھ تم نہیں تھے عرض کی ہاں تھا۔ تو فرمایا کہ کیا تم نے نہیں سُنا تھا اُس وقت جبکہ ابوبکر و عمر حضرتؐ کے عَلَم کو میدان سے واپس لائے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ آج میں علم اُس مرد کو دُوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ خدا اُسی کے ہاتھ پر قلعہ کی فتح عطا فرمائے گا۔ وُہ بہت حملے کرنے والا ہے، بھاگنے والا نہیں ہے۔ پھر مجھ کو طلب کیا اور عَلَم میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا خداوندا اس کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھ۔ پھر اُس کے بعد سے نہ مجھ کو گرمی کا کبھی احساس ہوا نہ سردی معلوم ہوئی۔ اس حدیث کو بیہقی نے جو علمائے عامہ میں بہت مشہور ہیں کتاب دلائل النبوۃ میں بہت سی احادیث خیبر اور امیرالمومنین کے مناقب کے ساتھ درج کیا ہے جو سابقاً مذکور ہو چکیں۔

چالیسواں باب

غزوۂ عمرۂ قضا اور آنحضرتؐ کا بادشاہوں کو دعوتِ اسلام دینا اور غزوۂ موتہ تک کے تمام واقعات

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ خیبر سے واپس آئے اُسامہ ابن زید کو ایک لشکر کے ساتھ فدک کے اطراف میں یہودیوں کے ایک شہر پر بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت دیں انہی شہروں میں سے کسی شہر میں ایک مرد یہودی رہتا تھا جس کو مرداس بن نہیک فدکی کہتے تھے۔ جب اُس نے حضرتؐ کے لشکر کو مشاہدہ کیا اُس نے اپنا تمام مال و اسباب اور اہل و عیال کو جمع کیا اور سب کو لے کر پہاڑ پر چلا گیا اور وہاں سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نعرہ لگاتا رہا۔ اُسامہ نے اُس کے اسلام کو باور نہ کیا اور نیزہ مار کر اُس کو مار ڈالا۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور واقعہ بیان کیا حضرتؐ نے فرمایا جب اُس نے کلمۂ اسلام زبان پر جاری کیا تو تم نے اُسے کیوں قتل کیا۔ اُسامہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ اُس نے قتل کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تُو نے اُس کے دِل کو چیر کر دیکھا تھا کہ وُہ خوف سے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ تجھ کو اُس کے دل سے کیا واسطہ تھا۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (پ ۵ آیت ۹۴ سورۃ النساء) یہ سُنکر اُسامہ نے عہد کیا کہ آیندہ کبھی اُس سے جنگ نہ کروں گا جو کلمہ پڑھ لے گا اور اسی عذر کو بہانہ قرار دیا۔ اور امیرالمومنینؑ کے ساتھ جنگوں میں شریک نہ ہوا۔ اُس کا یہ عذرِ آخر گناہ اول سے بدتر تھا۔

شیخ طبرسی اور دُوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ حدیبیہ کی واپسی کے بعد دوسرے سال ماہ ذیقعدہ ۷ھ میں آنحضرتؐ اصحاب کے ساتھ قضائے عمرۂ حدیبیہ کے لیئے پھر مکہ کی جانب متوجّہ ہوئے اور عمرہ بجا لائے اور مکہ معظمہ میں تین روز قیام فرمایا اُس کے بعد مدینہ واپس آئے۔ اور زہری سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے جعفر بن ابی طالبؑ کو پہلے مکہ بھیج دیا تھا کہ میمونہؓ دختر حارث کی آنحضرتؐ کے لیئے خواستگاری کریں۔ میمونہؓ نے جناب عباسؓ کو اپنا وکیل بنایا کیونکہ ان کی بہن ام الفضل جناب عباسؓ سے منسوب تھیں۔ جناب عباسؓ نے میمونہؓ کا نکاح حضرتؐ سے کر دیا۔ جب آنحضرتؐ مکہ میں داخل ہوئے تمام مشرکین پہاڑوں پر چلے گئے اور مکہ کو آنحضرتؐ کے لیئے خالی کر دیا اور پہاڑوں پر سے حضرتؐ کے اصحاب کو دیکھتے تھے۔ حضرتؐ نے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنے کندھوں کو پھیلا کر طواف دسعی میں دوڑیں تاکہ کفار ان کی طاقت اور جسم کی فراخی مشاہدہ کریں اور اُن پر رعب طاری ہو۔ غرض وُہ لوگ طواف میں مشغول تھے۔ عبداللہ بن رواحہ حضرتؐ کے آگے آگے رجز پڑھ رہے تھے اور تلوار حمائل کیئے ہوئے تھے۔

کلینی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرۂ قضا میں کفار سے شرط کی تھی کہ اپنے بتوں کو صفا سے ہٹا لیں گے تب مسلمان طواف کیا کریں گے۔ مسلمانوں میں سے

ایک شخص کسی کام میں مشغول تھا اُس نے تین روز تک طواف نہیں کیا تو قریش اپنے بتوں کو واپس لائے۔ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ فلاں شخص نے سعی نہیں کی ہے اور قریش بتوں کو اپنی جگہ پہلے آئے ہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا (پ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۸) بیشک صفا و مروہ شعائر خدا اور اس کی عبادت کے مقام ہیں لہٰذا جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرے یا عمرہ بجا لائے تو اُس کے لیئے کوئی حرج نہیں ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان طواف کرے ایسی حالت میں کہ وہاں بُت موجود ہوں۔ پھر روایت کی ہے کہ جب تین روز گزر گئے اور حضرتؐ نے مکہ سے واپسی کا قصد کیا تو جناب حمزہؓ کی بیٹی نے حضرتؐ کو پیچھے سے ندا دی کہ چچا جان مجھے مکہ میں مت چھوڑیئے۔ امیر المؤمنینؑ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو ساتھ لے لو۔

کتب معتبرہ میں مذکور ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال آنحضرتؐ نے بادشاہوں کو خط بھیجا اور اُن کو اسلام کی دعوت دی۔ اُسی سال آپ نے اپنے واسطے ایک نگینہ پر کندہ کرایا اور اُسی سال ماہ ذی الحجہ میں چھ اشخاص کو بادشاہوں کی طرف روانہ کیا۔ حاطب ابن بلتعہ کو مقوقس کے پاس بھیجا، دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس، عبداللہ ابن حذافہ کو کسریٰ بادشاہِ عجم کے پاس، عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی بادشاہِ حبشہ کے پاس، شجاع بن وہب کو حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس اور سلیط بن عمرو عامری کو ہودہ بن علی حنفی کے پاس بھیجا۔ مقوقس کے پاس جب حضرتؐ کا خط پہنچا اُس نے بہت احترام کیا اُس کو بوسہ دیا اور جواب میں لکھا کہ میں جانتا ہوں کہ ایک پیغمبر ہونے والا ہے چاہیئے کہ وُہ مبعوث ہو۔ میں نے آپؐ کے قاصد کا احترام کیا اور آنجنابؐ کے واسطے چار کنیزیں بھیجتا ہوں جن میں سے ایک جناب ابراہیمؑ کی ماں اور اُن کی بہن سیرین تھیں۔ اور ایک خچر بھیجا جس کو عفیر کہتے تھے بعض نے عفور بیان کیا ہے۔ اور ایک ٹٹو جس کو دُلدُل کہتے تھے۔ لیکن مسلمان نہیں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کا ہدیہ قبول فرمایا اور فرمایا کہ اُس نے بادشاہی کے سبب نخوت کی حالانکہ اُس کی بادشاہی کو بقا نہ ہوگی۔ ماریہ کو اپنے واسطے مخصوص فرمایا اور سیرین کو حسان بن وہب کو بخش دیا۔

قیصر یعنی ہرقل بادشاہ روم ایک روز صبح بہت غمگین تھا۔ علما نے اُس سے وجہ دریافت کی اُس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ختنہ کرنے والا بادشاہ ظاہر ہوا ہے۔ علما نے کہا یہودیوں کے سوا کوئی قوم ختنہ نہیں کرتی۔ اور وُہ آپ کی حکومت اور سلطنت میں رہتے ہیں حکم ہو تو سب کو مار ڈالیں تاکہ اُن کی طرف سے آپؐ کو اطمینان ہو جائے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حاکم بصرہ کی جانب سے ایک قاصد پہنچا اپنے ساتھ ایک مردِ عرب کو لایا اور کہا اے بادشاہ یہ شخص عرب کا رہنے والا ہے اور چند عجیب امور جو اس کے ملک میں رونما ہوئے ہیں بیان کرتا ہے۔ ہرقل نے اپنے ترجمان کے ذریعہ دریافت کیا۔ مردِ عرب نے کہا ہمارے درمیان ایک شخص پیدا ہوا ہے جس نے پیغمبری کا دعوٰے کیا ہے اور ایک گروہ نے اُس کی اطاعت کر لی ہے اور دوسرے لوگ مخالفت کرتے ہیں اور ان کے درمیان جدال و قتال کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو برہنہ کرو۔ لوگوں نے برہنہ کیا تو دیکھا کہ وُہ ختنہ شدہ ہے تو ہرقل نے کہا اب میرے خواب کا اثر ظاہر ہوا۔ پھر اپنے سپہ سالار کو طلب کیا اور کہا ملک شام میں تلاش کرو شاید کوئی شخص مل جائے جو اس مرد سے رشتہ رکھتا ہو جو پیغمبری کا دعوٰی

کرتا ہے۔ اگر کوئی مل جائے تو میرے پاس لاؤ۔ اُس نے تلاش کیا تو ابو سفیان کو پایا اور ہرقل کے پاس لے گیا۔ ابن عباس سے مروی ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سفیان کو بیان کرتے ہوئے سُنا ہے وُہ کہتا تھا کہ جب ہم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کر لی قریش کے ایک گروہ کے ساتھ تجارت کے لیئے شام گیا۔ ہرقل کی طرف سے سواروں کے ایک گروہ کے ساتھ ایک قاصد آیا اور ہم کو اُٹھا کر اُس کے پاس لے گیا۔ ہم اُس کے دربار میں اُس وقت پہنچے جبکہ اُس نے ایک عظیم الشان مجلس ترتیب دی تھی۔ اور رُوم کے تمام رؤسا و امرا سب اُس میں موجود تھے۔ اُس نے ایک مترجم بلا کر اُس کے ذریعہ سے پوچھا کہ تم میں کون شخص اُس سے قرابت میں زیادہ نزدیک ہے جس نے پیغمبری کا دعوٰے کیا ہے۔ ابو سفیان نے کہا میں ہوں۔ ہرقل نے کہا کہ اس کو میرے نزدیک لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے رکھو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ میں اس شخص سے سوال کرتا ہوں اُس مرد کے بارے میں جس نے پیغمبری کا دعوٰے کیا ہے۔ اگر یہ شخص سچ بیان کرے تو ہم کو بتا دینا کہ سچ کہتا ہے اور اگر جھوٹ باتیں کرے تو آگاہ کر دینا۔ ابو سفیان نے کہا اگر ایسا نہ ہوتا کہ مجھے اُس وقت اس خوف سے جھوٹ بولنے سے شرم آتی کہ میرا جھوٹ اس پر ظاہر ہو جائے گا تو تمام باتیں جھوٹ ہی کہتا۔ غرض اُس نے پہلا سوال جو کیا وُہ یہ تھا کہ اُس شخص کا نسب تم میں کیسا ہے۔ ابو سفیان کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ سب سے بلند نسب والا اور عرب میں سب سے نجیب ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اُس سے پہلے تمہارے درمیان کسی دوسرے شخص نے دعوٰے کیا تھا میں نے کہا نہیں۔ اُس نے پوچھا کہ اُس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے پوچھا کیا قوم کے بڑے لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کمزوروں اور غریبوں نے۔ میں نے کہا غریبوں نے۔ اُس نے پوچھا کیا روز بروز اُس کے پیروی کرنے والے زیادہ ہوتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اُس نے پوچھا جو شخص اُس کے دین میں داخل ہوتا ہے کیا بعد میں کبھی پشیمان ہوتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے پوچھا کیا پہلے کبھی اُس سے کوئی جھوٹ ظاہر ہوا ہے میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا کبھی کوئی مکر و فریب اُس نے کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ہم نے اس درمیان میں اُس سے کچھ عہد و پیمان کیئے ہیں اور ایک مدت کے لیئے صلح کر لی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وُہ اس صلح میں ہمارے ساتھ مکر و فریب کرے گا یا نہ کرے گا۔ ابو سفیان کہتا ہے کہ سوائے اس کلمہ کے میں اور کوئی بات داخل نہ کر سکا۔ پھر بادشاہ نے پوچھا اس وقت تک تم نے اُس سے کبھی جنگ بھی کی ہے میں نے کہا ہاں۔ اُس نے پوچھا جنگ میں کیا صورت رہی؟ میں نے کہا کبھی ہم غالب ہوتے ہیں کبھی وُہ غالب ہوتا ہے۔ اُس نے پوچھا وُہ تم لوگوں کو کس بات کی تکلیف دیتا ہے۔ میں نے کہا وُہ نماز، صدقہ اور پرہیزگاری اور صلۂ رحم کا حکم دیتا ہے۔ پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ ابو سفیان کو بتائے کہ میں نے اُس کے نسب کے بارے میں اس لیئے پوچھا کہ پیغمبر کو چاہیئے کہ اپنی قوم میں نسب شریف رکھتا ہو اور اُس کی قوم میں کسی نے اُس سے پہلے ایسا دعوٰے کیا ہے یہ سوال اس لیئے کیا کہ اگر کسی نے دعوٰے کیا ہوتا تو میں کہتا کہ اس نے بھی اُسی کی پیروی کی ہے۔ اُس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا تھا یہ اس لیئے پوچھا کہ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ وُہ اپنے باپ دادا کی بادشاہی چاہتا ہے۔ کبھی وُہ جھوٹ بولا ہے یہ میں نے اس سبب سے پُوچھا کہ جب وُہ لوگوں پر جھوٹ نہیں باندھتا تو خدا پر کیونکر جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ اور یہ سوال کہ رئیسوں اور امیروں نے اس کی متابعت کی یا کمزوروں اور غریبوں نے اس وجہ سے کیا کہ جانتا ہوں کہ ہمیشہ کمزوروں اور فقیروں نے انبیاء کی

پیروی کی ہے۔ اور یہ جو پوچھا کہ اُس کے تابع زیادہ ہوتے رہتے ہیں یا کم تو ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ روز بروز اُس کے انصار و مددگار بڑھتے جاتے ہیں یہاںتک کہ وُہ مستقر اور تمام ہو جائے۔ اور یہ کہ اُس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی پھر پلٹتا ہے یا نہیں اس لیئے پُوچھا کہ دینِ حق جس دل میں قرار پکڑتا ہے پھر زائل نہیں ہوتا اور یہ کہ وُہ مکر و فریب کرتا ہے اس لیئے پوچھا کہ پیغمبرانِ خدا کبھی مکر و فریب نہیں کرتے۔ اور یہ کہ کن باتوں کا حکم دیتا ہے اس لیئے پُوچھا کہ پیغمبر ہمیشہ نیکی کا حکم دیتا ہے اور بُرائیوں سے منع کرتا ہے۔ اے ابوسفیان تُونے جو کچھ میرے جوابات میں بیان کیا اگر سچ ہے تو وُہ بہت تھوڑی مدت میں اس مقام کا مالک ہو جائے گا جہاں میں کھڑا ہوں۔ اور میں جانتا تھا کہ وُہ ظاہر ہو گا لیکن یہ گمان نہ تھا کہ تم میں ظاہر ہو گا۔ اگر میں جانتا کہ اُس کی خدمت میں پہنچ سکوں گا تو جس طرح ممکن ہوتا میں پہنچنے کی کوشش کرتا۔ اگر میں اُس کے نزدیک ہوتا تو اُس کے قدموں کو دھوتا۔ پھر اُس خط کو طلب کیا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاکم بصرہ کو دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا تھا۔ اُس خط کو لے کر پڑھا۔ آنحضرتؐ نے لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط محمد بن عبداللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے ہرقل کی جانب ہے جو روم کا بادشاہ ہے۔ خدا کی جانب سے سلامتی اُس کے لیئے ہے جو اُس کی ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ تم مسلمان ہو جاؤ تاکہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بے خوف و محفوظ ہو جاؤ۔ اور فرمانبرداری کرو، تاکہ خدا تمہارے اجر کو دُو مرتبہ عطا کرے۔ اگر تم اسلام کو قبول نہ کرو گے تو تم پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہو گا جو تمہاری رعایا میں سے ایمان نہ لائیں گے۔ اُس کے بعد یہ آیت تحریر فرمائی تھی یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (پ آیت ۶۴ سورۃ آلعمران) (ترجمہ) اے رسولؐ کہہ دو کہ اے اہل کتاب تم اُس بات کو تو مانو جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اُس کا شریک قرار دیں اور ہم میں سے کوئی خدا کے سوا کسی کو اپنا پروردگار نہ بنائے پھر اگر وُہ اس سے بھی انحراف کریں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہنا ہم (خدا کے) ماننے والے ہیں۔" ابوسفیان کہتا ہے کہ جب خط پڑھا تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں اور آپس میں نزاع ہونے لگی اور مجھ کو باہر نکال دیا۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ دحیہ کلبی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر روم کے پاس مجھ کو اپنی رسالت کے ساتھ بھیجا اور اُس نے خط کو پڑھا اور اپنے ایک بڑے عالم کو بُلایا جس کو اسقف کہتے تھے اور اُس سے آنحضرتؐ کا ذکر کیا اور حضرتؐ کا خط دکھایا۔ اسقف نے کہا یہ وہی پیغمبرؐ ہے جس کی جناب عیسےٰؑ نے خوشخبری دی ہے اور ہم اُس کا انتظار کر رہے تھے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کی پیروی و اطاعت کروں گا۔ قیصر نے کہا اگر میں اس کی اطاعت کر لوں تو میری بادشاہی برطرف ہو جائے گی۔ اُس کے بعد قیصر نے ایک شخص کو بھیج کر ابوسفیان اور مکہ کے تمام تاجروں کو بُلایا اور بہت سے سوالات کیئے جیسا کہ بیان ہو چکا اور قیصر نے اسلام قبول کرنا چاہا تو نصارٰے جمع ہوئے تاکہ اسقف کو قتل کر دیں۔ اسقف نے دحیہ سے کہا جب حضرتؐ کی خدمت میں پہنچو تو میرا سلام کہہ دینا اور عرض کرنا کہ میں نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی۔ لیکن نصارٰے نے میری بات نہ مانی۔ یہ کہہ کر وُہ باہر نکلا اور نصرانیوں نے اس کو شہید کر دیا۔

ایضاً راوندی نے روایت کی ہے کہ ہرقل نے غسّان کے قبیلہ کے ایک شخص کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرتؐ کے عادات و خصائل کو مشاہدہ کرے اور تین باتوں کا خاص طور سے خیال رکھے اوّل یہ کہ کس چیز پر بیٹھتے ہیں دُوسرے یہ کہ آپؐ کی داہنی جانب کون بیٹھتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ممکن ہو تو مہرِ نبوت دیکھ لے۔ جب وُہ غسّانی حضرتؐ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ زمین پر تشریف فرما ہیں اور آپ کی داہنی طرف علیؑ بن ابی طالبؑ بیٹھے ہیں۔ آنحضرتؐ کے پائے مبارک پانی میں ہیں اور پانی آپ کے پیروں کے نیچے سے جوش مار رہا ہے۔ پُوچھا وُہ کون ہے جو داہنی جانب بیٹھا ہے؟ معلوم ہوا کہ وُہ حضرتؐ کے چچازاد بھائی ہیں۔ غسّانی تیسری بات بھُول گیا تو حضرتؐ نے اُس سے باعجاز فرمایا کہ آ اور دیکھ جس کا تیرے بادشاہ نے حکم دیا تھا۔ یہ سُنکر وُہ اُٹھا اور حضرتؐ کی پُشت پر مُہرِ نبوت مشاہدہ کی۔ جب وُہ ہرقل کے پاس واپس گیا تو یہ تمام حالات بیان کیئے۔ ہرقل نے کہا یہ وہی پیغمبرؐ ہے جس کی حضرت عیسےٰؑ نے بشارت دی ہے کہ وُہ اُونٹ پر سوار ہو گا۔ لہٰذا اُس کی متابعت کرنا اور اُس کی تصدیق کرنا۔ پھر ہرقل نے آنحضرتؐ کے قاصد سے کہا کہ میرے بھائی کے پاس یعنی آنحضرتؐ کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے کہو کہ وُہ میرے ساتھ بادشاہی میں شریک ہو جائیں میں اپنی بادشاہی کو نہیں ترک کر سکتا۔

کسرٰے بادشاہِ عجم کے پاس حضرتؐ کا قاصد پہنچا تو اُس نے حضرتؐ کا خط پڑھا اور پھاڑ ڈالا۔ حضرتؐ نے اُس کے بارے میں نفرین فرمائی کہ اس کی بادشاہی جلد زائل ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کو اُس کے پاس بھیجا اور خط لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ خط ہے خدا کے رسول محمدؐ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسرٰے کی طرف۔ سلامتی اُس کے لیئے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے اور خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے اور شہادت دے کہ خدا واحد و یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ محمدؐ اُس کے بندہ اور رسولؐ ہیں۔ اے کسرٰے میں تجھ کو خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اس لیئے کہ میں تمام لوگوں کی طرف اُس کا رسولؐ ہوں تاکہ میں ہر زندہ انسان کو اُس کے عذاب سے ڈراؤں اور کافروں پر حجت خدا تمام ہو لہٰذا تُو مسلمان ہو جا تاکہ عذابِ خدا سے تُو امن میں رہے اور اگر تُو انکار کرے گا تو تمام مجوسیوں کا گناہ تیرے سر ہو گا۔ جب اُس ملعون نے حضرتؐ کا خط پڑھا غضبناک ہوا اور خط کو چاک کر دیا اور کہا میرا غلام مجھ کو ایسا خط لکھتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے جب حضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا خدا اُس کی بادشاہی کو بھی اسیطرح منتشر کر دے گا جس طرح اُس نے میرا خط چاک کر کے منتشر کیا ہے۔ دُوسری روایت کے مطابق اُس نے ایک مٹھی خاک حضرتؐ کے لیئے بھیجی۔ حضرتؐ نے فرمایا میری اُمت بہت جلد اُس کی سرزمین کی مالک ہو گی جیسا کہ اُس نے مٹی میرے لیئے بھیجی ہے۔ پھر کسرٰی نے باذان کو خط لکھا جو یمن میں اُس کی طرف سے عامل تھا کہ دو شخصوں کو جو قوی اور تنومند ہوں حجاز میں اُس کے پاس بھیجے جو پیغمبری کا دعوےٰ کرتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے اور مجھ کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ اُس کو گرفتار کر کے میرے پاس لائیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ کہ تُو اس سے کہہ دے کہ اس دعوے سے باز آجائے ورنہ لشکر بھیجکر اُس کے ملک کو خراب و برباد کر دوں گا اور اُس کو گرفتار کر لوں گا۔ یہ حکم پاکر باذان نے دو شخص بانو یہ اور خرخسک کو حضرتؐ کے پاس بھیجا۔ اور ایک روایت کے مطابق فیروز دیلمی کو بھیجا اور خط لکھا کہ بادشاہِ عجم کا فرمان آیا ہے کہ تم ان کے ساتھ اُس کے پاس چلے جاؤ

ایضاً راوندی نے روایت کی ہے کہ ہرقل نے غستان کے قبیلہ کے ایک شخص کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرتؐ
کے عادات و خصائل کو مشاہدہ کرے اور تین باتوں کا خاص طور سے خیال رکھے اوّل یہ کہ کس چیز پر بیٹھتے ہیں دُوسرے
یہ کہ آپؐ کی داہنی جانب کون بیٹھتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ممکن ہو تو مہرِ نبوت دیکھ لے جب وُہ غستانی حضرتؐ کی خدمت
میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ زمین پر تشریف فرما ہیں اور آپ کی داہنی طرف علیؑ ابن ابی طالبؑ بیٹھے ہیں۔ آنحضرتؐ کے پائے مبارک
پانی میں ہیں اور پانی آپ کے پیروں کے نیچے سے جوش مار رہا ہے۔ پُوچھا وُہ کون ہے جو داہنی جانب بیٹھا ہے
معلوم ہُوا کہ وُہ حضرتؐ کے چچازاد بھائی ہیں۔ غستانی تیسری بات بھُول گیا تو حضرتؐ نے اُس سے باعجاز فرمایا کہ آ اور دیکھ
جس کا تیرے بادشاہ نے حکم دیا تھا۔ یہ سُنکر وُہ اُٹھا اور حضرتؐ کی پُشت پر مُہرِ نبوت مشاہدہ کی۔ جب وُہ ہرقل کے پاس
واپس گیا تو یہ تمام حالات بیان کیئے۔ ہرقل نے کہا یہ وُہی پیغمبرؐ ہے جس کی حضرت عیلےؑ نے بشارت دی ہے کہ وُہ
اُونٹ پر سوار ہوگا۔ لہذا اُس کی متابعت کرنا اور اُس کی تصدیق کرنا۔ پھر ہرقل نے آنحضرتؐ کے قاصد سے کہا کہ میرے
بھائی کے پاس یعنی آنحضرتؐ کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے کہو کہ وُہ میرے ساتھ بادشاہی میں شریک ہو جائیں میں
اپنی بادشاہی کو نہیں ترک کر سکتا۔

کسرٰے بادشاہِ عجم کے پاس حضرتؐ کا قاصد پہنچا تو اس نے حضرتؐ کا خط پڑھا اور پھاڑ ڈالا۔ حضرتؐ نے
کسرٰی کے بارے میں نفرین فرمائی کہ اس کی بادشاہی جلد زائل ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ روایت میں ہے کہ
سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کو اُس کے پاس بھیجا اور خط لکھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
یہ خط ہے خدا کے رسول محمدؐ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسرٰے کی طرف۔ سلامتی اُس کے لیے ہے جو ہدایت کی
پیروی کرے اور خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے اور شہادت دے کہ خدا واحد و یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔
محمدؐ اُس کے بندہ اور رسولؐ ہیں۔ اے کسرٰے میں تجھ کو خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اس لیئے کہ میں تمام لوگوں
کی طرف اُس کا رسُولؐ ہوں تاکہ میں ہر زندہ انسان کو اُس کے عذاب سے ڈراؤں اور کافروں پر حجت خدا تمام ہو لہٰذا
تو مسلمان ہو جا تاکہ عذابِ خدا سے تُو امن میں رہے اور اگر تُو انکار کرے گا تو تمام مجوسیوں کا گناہ تیرے سر ہوگا
جب اُس ملعون نے حضرتؐ کا خط پڑھا غضبناک ہُوا اور خط کو چاک کر دیا اور کہا میرا غلام مجھ کو ایسا خط لکھتا ہے اور اپنا
نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے جب حضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا خدا اُس کی بادشاہی کو بھی اسی طرح
منتشر کر دے گا جس طرح اُس نے میرا خط چاک کر کے منتشر کیا ہے۔ دُوسری روایت کے مطابق اُس نے ایک مشت
خاک حضرتؐ کے لیئے بھیجی۔ حضرتؐ نے فرمایا میری اُمّت بہت جلد اُس کی سرزمین کی مالک ہوگی جیسا کہ اُس نے
مٹی میرے لیئے بھیجی ہے۔ پھر کسرٰی نے باذان کو خط لکھا جو یمن میں اُس کی طرف سے عامل تھا کہ دو شخصوں کو
قوی اور تنومند ہوں حجاز میں اُس کے پاس بھیجے جو پیغمبری کا دعوٰے کرتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے
لکھتا ہے اور مجھ کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ اُس کو گرفتار کر کے میرے پاس لائیں۔ ایک روایت کے مطابق
یہ کہ تُو اس سے کہہ دے کہ اس دعوٰے سے باز آ جائے ورنہ لشکر بھیجکر اُس کے ملک کو خراب و برباد کر دوں گا
اُس کو گرفتار کر لوں گا۔ یہ حکم پا کر باذان نے دو شخص بانو بہ اور خرخسک کو حضرتؐ کے پاس بھیجا۔ اور ایک روایت
کے مطابق فیروز دیلمی کو بھیجا اور خط لکھا کہ بادشاہِ عجم کا فرمان آیا ہے کہ تم ان کے ساتھ اُن کے پاس چلے جاؤ

پیروی کی ہے۔ اور یہ جو پوچھا کہ اُس کے تابع زیادہ ہوتے رہتے ہیں یا کم تو ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ روز
بروز اُس کے انصار و مددگار بڑھتے جاتے ہیں یہانتک کہ وُہ مستقر اور تمام ہو جائے۔ اور یہ کہ اُس کے دین میں
داخل ہونے کے بعد کوئی پھر پلٹتا ہے یا نہیں اس لیئے پُوچھا کہ دینِ حق جس دل میں قرار پکڑتا ہے پھر زائل نہیں ہوتا
اور یہ کہ وُہ مکر و فریب کرتا ہے اس لیئے پوچھا کہ پیغمبرانِ خدا کبھی مکر و فریب نہیں کرتے۔ اور یہ کہ کن باتوں کا حکم دیتا ہے
اس لیئے پوچھا کہ پیغمبر ہمیشہ نیکی کا حکم دیتا ہے اور بُرائیوں سے منع کرتا ہے۔ اے ابوسفیان تُو نے جو کچھ میرے جوابات
میں بیان کیا اگر سچ ہے تو وُہ بہت تھوڑی مدت میں اِس مقام کا مالک ہو جائے گا جہاں میں کھڑا ہوں۔ اور میں جانتا تھا
کہ وُہ ظاہر ہوگا لیکن یہ گمان نہ تھا کہ تم میں ظاہر ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ اُس کی خدمت میں پہنچ سکوں گا تو جس طرح ممکن
ہوتا میں پہنچنے کی کوشش کرتا۔ اگر میں اُس کے نزدیک ہوتا تو اُس کے قدموں کو دھوتا۔ پھر اُس خط کو طلب کیا جو
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حاکمِ بصرہ کو دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا تھا۔ اُس خط کو لے کر پڑھا۔ آنحضرتؐ نے لکھا
تھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یہ خط محمد بن عبداللہ (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی طرف سے ہرقل کی جانب ہے جو روم کا بادشاہ
ہے۔ خدا کی جانب سے سلامتی اُس کے لیئے ہے جو اُس کی ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی
دعوت دیتا ہوں۔ تم مسلمان ہو جاؤ تاکہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بے خوف و محفوظ ہو جاؤ۔ اور فرمانبرداری کرو،
تاکہ خدا تمہارے اجر کو دو مرتبہ عطا کرے۔ اگر تم اسلام کو قبول نہ کرو گے تو تم پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہوگا جو تمہاری رعایا
میں سے ایمان نہ لائیں گے۔ اُس کے بعد یہ آیت تحریر فرمائی تھی یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ
بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَ لَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا
مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡہَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿پ ۳ آیۃ ۶۴ سورۃ آلعمران﴾ (ترجمہ)
اے رسولؐ کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب تم اُس بات کو تو مانو جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ خدا کے سوا کسی کی
عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اُس کا شریک قرار دیں اور ہم میں سے کوئی خدا کے سوا کسی کو اپنا پروردگار نہ بنائے پھر
اگر وُہ اس سے بھی انحراف کریں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہنا ہم (خدا کے) ماننے والے ہیں" ابوسفیان کہتا ہے کہ جب خط پڑھا
تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں اور آپس میں نزاع ہونے لگی اور مجھ کو باہر نکال دیا۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ دحیہ کلبی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قیصرِ روم کے پاس
مجھ کو اپنی رسالت کے ساتھ بھیجا اور اُس نے خط کو پڑھا اور اپنے ایک بڑے عالم کو بُلایا جس کو اسقف کہتے تھے اور اُس
سے آنحضرتؐ کا ذکر کیا اور حضرتؐ کا خط دکھایا۔ اسقف نے کہا یہ وہی پیغمبرؐ ہے جس کی جناب عیلےؑ نے خوشخبری دی ہے،
اور ہم اُس کا انتظار کر رہے تھے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کی پیروی و اطاعت کروں گا۔ قیصر نے کہا
اگر میں اس کی اطاعت کروں تو میری بادشاہی برطرف ہو جائے گی۔ اُس کے بعد قیصر نے ایک شخص کو بھیج کر ابوسفیان
اور مکہ کے تمام تاجروں کو بُلایا اور بہت سے سوالات کیئے جیسا کہ بیان ہو چکا اور قیصر نے اسلام قبول کرنا چاہا تو
نصارٰے جمع ہوئے تاکہ اسقف کو قتل کر دیں۔ اسقف نے دحیہ سے کہا جب حضرتؐ کی خدمت میں پہنچو تو میرا اسلام
کہہ دینا اور عرض کرنا کہ میں نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی۔ لیکن نصارٰے نے میری
بات نہ مانی۔ یہ کہہ کر وُہ باہر نکلا اور نصرانیوں نے اس کو شہید کر دیا۔

اور بانویہ کو ہدایت کردی کہ حضرتؐ کے حالات معلوم کرکے مجھے آگاہ کرے۔ جب وُہ دونوں مدینہ میں آئے اور حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے بانویہ نے کہا کہ شاہنشاہ اور بادشاہوں کے بادشاہ کسریٰ نے باذان کو لکھا ہے کہ کسی کو بھیجے جو تم کو اُس کے پاس لے جائے اور باذان نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے اگر تم میرے ساتھ چلتے ہو تو میں شہنشاہ سے تمہاری سفارش کردوں گا تاکہ وُہ تم کو کوئی گزند نہ پہنچائے۔ اور اگر تم انکار کرتے ہو تو تم اُس کو جانتے ہو وُہ تم کو اور تمہاری قوم کو ہلاک کردے گا اور تمہارے شہر کو خراب و برباد کردے گا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جب وُہ دونوں حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اپنی داڑھیوں کو مونڈے ہوئے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کو اُن کی جانب دیکھنا بہت ناگوار ہوا۔ فرمایا کس نے تم کو اس ہیئت کا حکم دیا ہے وُہ بولے ہمارے پروردگار نے یعنی کسریٰ نے۔ حضرتؐ نے فرمایا مگر ہمارے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں مونڈواؤں۔ پھر اُن سے فرمایا کہ میرے پاس کل آنا۔ جب وُہ دونوں دُوسرے روز آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے خبر دی ہے کہ کل رات کسریٰ قتل کردیا گیا اور خدا نے اُس کے لڑکے شیرویہ کو اُس پر مسلط فرمایا جس نے اُس کا شکم چاک کرکے اُس کو مار ڈالا۔ دُوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے فرمایا کہ کسریٰ اور قیصر دونوں مر گئے۔ جاؤ اپنے بادشاہ باذان سے کہو کہ میری بادشاہی زمین کے آخری کنارہ تک پہنچے گی۔ اور قیصر و کسریٰ کا ملک میری اُمت کے تصرف میں آئے گا۔ اور اُس سے کہہ دینا کہ اگر تُو مسلمان ہوجائے گا تو تیرا ملک تیرے لیے چھوڑ دُوں گا۔ جب وُہ باذان کے پاس واپس گئے حضرتؐ کے حالات بیان کیے اور کہا کہ ہم نے وُہ رُعب اور وُہ ہیبت حضرتؐ میں مشاہدہ کیا جو کسی بادشاہ میں نہیں دیکھا تھا باوجودیکہ فقرا و مساکین کی قوم تک ہیں۔ باذان نے کہا یہ بادشاہ کا کلام نہیں بلکہ یہ شخص پیغمبر ہے۔ میں اس قدر انتظار کروں گا کہ اُس کے کلام کی صداقت مجھ پر ظاہر ہوجائے۔ چند روز بعد شیرویہ کا خط اس کے پاس پہنچا کہ میں نے کسریٰ کو مار ڈالا اور اُس بزرگ کو جس کے بارے میں کسریٰ نے تجھ کو لکھا تھا کہ اسیر کرلے اب اُس سے تعرض نہ کرنا جب تک کوئی حکم میرا تجھ کو نہ ملے۔ پھر تو باذان تمام فارس کی جماعت کے ساتھ جو اس کی تابع تھی مسلمان ہوگیا۔ دوسری روایت کے مطابق فیروز مسلمان ہوگیا۔ اور جب عیشیٰ کذاب نے خروج کیا اور پیغمبری کا دعوےٰ کیا، حضرتؐ کے حکم سے فیروز نے اس کو قتل کردیا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حق تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو کسریٰ کے پاس بھیجا جبکہ ہوا گرم ہوچکی تھی اور خلوت میں آرام کر رہا تھا فرشتہ نے کہا اے کسریٰ مسلمان ہو ورنہ اسی عصا سے تجھ کو مار ڈالوں گا اُس نے کہا ٹھہر جاؤ ٹھہر جاؤ۔ یہ سُنکر وُہ فرشتہ واپس گیا اور کسریٰ نے اپنے پاسبانوں کو بلایا اور کہا تم نے اس مرد کو میرے پاس کیوں آنے دیا۔ وُہ بولے ہم نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک سال بعد پھر اُسی وقت وُہ فرشتہ آیا اور وُہی بات کہی پھر کسریٰ نے وُہی جواب دیا۔ دُوسرے سال پھر وُہ فرشتہ آیا اور اسی طرح گفتگو کی اور کسریٰ نے اسیطرح جواب دیا تو فرشتہ نے عصا توڑ ڈالا اور باہر چلا گیا اور اُسی وقت اُس کے بیٹے نے اُس کو مار ڈالا۔

نجاشی بادشاہ حبشہ کا یہ حال ہوا کہ حضرتؐ نے عمرو بن اُمیہ کو اُس کے پاس بھیجا اور حضرت جعفر طیارؓ اور ان کے ہمراہیوں کے بارے میں خط لکھا۔ نجاشی نے حضرتؐ کے خط کی تعظیم کی، تخت سے نیچے اُتر آیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا اور مسلمان ہوگیا اور کہا جاتا ہے کہ اپنے لڑکے کو حبشہ کے ساٹھ اشخاص

کے ساتھ کشتی پر سوار کرکے حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا۔ جب وُہ لوگ دریا کے بیچ میں پہنچے غرق ہوگئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ نجاشی جس کو آخر میں حضرتؐ نے خط لکھا تھا اُس نجاشی کے علاوہ تھا جس کے پاس حضرت جعفرؓ ہجرت کرکے گئے تھے جس کے بہت سے حالات اس سے پہلے بیان ہوچکے ہیں۔

حارث بن شمر غسانی کا حال یہ کہ وُہ ایمان نہیں لایا اور بہت جلد اُس کا ملک زائل ہوگیا اور وُہ فتح مکہ کے سال مرگیا۔

ہوذت بن علی کا یہ حال ہے کہ اُس نے حضرتؐ کے خط کی تعظیم کی اور حضرتؐ کو اپنی بادشاہی میں شرکت کی پیشکش کی۔ حضرتؐ نے اُس کی بادشاہی زائل ہونے کی خبر دی اور وُہ فتح مکہ کے سال جہنم واصل ہوا۔

قطب راوندی نے جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے مجھ کو خط دے کر ذی الکلاع حمیری کے پاس بھیجا تاکہ اس کو اسلام کی دعوت دُوں۔ اُس نے حضرتؐ کے خط کا احترام کیا اور اطاعت کی اور ایک عظیم لشکر جرار کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں چلا۔ میں اُس کے ساتھ تھا۔ راستہ میں ایک راہب کے دیر کے پاس ہم پہنچے اور اُس کے دیر میں داخل ہوئے تو اُس نے پوچھا کہاں جاتے ہو ذوالکلاع نے کہا اُس پیغمبر کی خدمت میں جو مبعوث ہوا ہے اور میری طرف اشارہ کیا کہ یہ اُن کا قاصد ہے۔ اُس راہب نے کہا کہ وُہ پیغمبر اب دُنیا سے رحلت کر گیا ہوگا۔ پوچھا تم نے کیسے جانا؟ راہب نے کہا قبل اس کے کہ تم میرے دیر میں آؤ میں کتاب دانیال پڑھ رہا تھا کہ آنحضرتؐ کے اوصاف اور آپؐ کے فضائل پر نظر پڑی اور آپ کی عمر کی مدت لکھی ہوئی دیکھی۔ حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت وُہ دُنیا سے رحلت کر گیا ہوگا۔ جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ذوالکلاع یہ سُنکر واپس چلا گیا اور میں مدینہ آیا۔ معلوم ہوا کہ حضرتؐ اُسی روز جو اُس نے بیان کیا تھا عالم قدس طرف رحلت کرچکے تھے۔

کہتے ہیں کہ ہجرت کے چھٹے سال خولہ دختر ثعلبہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور اپنے شوہر اوس بن ثابت کی شکایت کی کہ اُس نے اس کے ساتھ ظہار کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال علاء بن حضرمی کو حضرتؐ نے منذر بن شاوی کے پاس بحرین کی طرف بھیجا کہ اُس کو اسلام کی دعوت دیں اگر اسلام قبول نہ کرے تو جزیہ دے۔ اُس وقت بحرین بادشاہِ عجم کی حکومت میں تھا۔ منذر اور اُس کے ساتھ عرب کی ایک جماعت مسلمان ہوگئی اور ملک کے یہودی و نصاریٰ نے منذر کو جزیہ دینا منظور کرلیا اور بحرین بے جنگ کئے فتح ہوگیا۔

شیخ طبرسی نے زہری سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے بعد عبداللہ بن رواحہ کو تیس سواروں کے ساتھ جس میں عبداللہ بن انیس بھی شامل تھے بشیر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا اس لیے کہ یہ معلوم ہوا تھا کہ وُہ قبیلہ غطفان کو جمع کر رہا ہے تاکہ حضرتؐ سے جنگ کرے۔ جب وُہ لوگ اُس کے پاس پہنچے اُس سے کہا کہ حضرت رسُولؐ تم کو بُلاتے ہیں کہ خیبر میں اپنا عامل بنائیں۔ بہت بحث و تمحیص کے بعد وُہ راضی ہوا اور تیس اشخاص کے ساتھ ان کے ہمراہ چلا۔ مسلمانوں میں سے ہر ایک اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ ہولیا۔ جب دو فرسخ راستہ طے ہوا بشیر پشیمان ہوا اور اُس نے چاہا کہ عبداللہ بن انیس کو قتل کردے عبداللہ ہوشیار تھے اور سمجھ گئے اور ایک ضربت اُس کے پیر پر لگائی اُس کا پیر قطع ہوگیا۔ اُس نے ایک لکڑی سے عبداللہ کے سر پر ما

جس سے سر پھٹ گیا یہ دیکھتے ہی مسلمانوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی یہودیوں کو قتل کر ڈالا سوائے ایک یہودی کے جو بھاگ گیا۔ مسلمانوں میں سے کوئی مارا نہیں گیا۔ جب وہ لوگ حضرتؐ کے پاس واپس آئے حضرتؐ نے عبداللہ کے زخم پر لعاب دہن اقدس لگایا وہ اُسی وقت شفایاب ہو گیا۔

پھر حضرتؐ نے عبداللہ کلبی کو بنی مرہ پر تعینات کیا۔ اُنہوں نے اُن میں سے بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو گرفتار کر کے حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور حضرتؐ نے عیینہ بن حصن کو بنی عنبر پر مقرر کیا انہوں نے بھی بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو اسیر کیا۔

غیروں کی بعض معتبر کتابوں میں سال ہفتم کے واقعات میں درج ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ خیبر سے واپس آئے ایک رات کے آخر وقت مسجد شجرہ کے قریب قیام فرمایا اور بلالؓ سے فرمایا کہ جاگتے رہیں بلالؓ بھی سو گئے اور سب کے سب طلوع آفتاب کے بعد بیدار ہوئے حضرتؐ نے صحابہ کے ساتھ نماز قضا پڑھی، اور اس بارے میں عصمت سے متعلق سہو و نسیان کے بارے میں بحث گزر چکی۔

کہتے ہیں کہ اسی سال حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیئے آفتاب مغرب سے واپس ہوا۔ اور طحاوی نے جو عامہ کے مشہور عالموں میں سے ہیں کتاب مشکل الحدیث میں اسماء بنت عمیس سے دو سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک امیر المومنینؑ کی گود میں تھا کہ وحی نازل ہونا شروع ہوئی۔ جناب امیرؑ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ آفتاب غروب ہو گیا جب وحی برطرف ہوئی حضرتؐ نے پوچھا یا علیؑ نماز پڑھ چکے ہو؟ عرض کی نہیں۔ تو حضرتؐ نے ہاتھ دُعا کے لیئے اُٹھائے اور مناجات کی پالنے والے علیؑ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں مشغول تھے لہٰذا آفتاب کو ان کے لیئے واپس کر دے۔ اسماء کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آفتاب ڈوب جانے کے بعد پھر مغرب سے طلوع ہوا اور زمینوں اور پہاڑوں پر چمکنے لگا۔ اور یہ واقعہ صہبا میں خیبر کے قریب واقع ہوا۔ طحاوی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت ہے اور ثقہ لوگوں نے اس کی روایت کی ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ اسی سال نجاشی نے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ کی حضرتؐ کے لیئے خواستگاری کی اور اُن کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور اُسی سال شیرویہ نے اپنے باپ کو سہ شنبہ ۱۰ ماہ جمادی الثانی رات کی سات گھڑی گذرنے کے بعد قتل کیا۔ اسی سال مقوقس نے ماریہ اور اس کی بہن شیریں کو مع یعفور اور دلدل کے حضرتؐ کیلئے بھیجا۔ اسی سال حضرتؐ نے میمونہ دختر حارث سے نکاح کیا۔

سال ہشتم کے واقعات میں بیان کیا ہے کہ اس سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ دختر ضحاک سے نکاح کیا۔ اُس نے عائشہ و حفصہ کے بہکانے سے حضرتؐ سے کراہت ظاہر کی، حضرتؐ نے اُس کو اُس کے گھر واپس بھیج دیا اور اُسی سال حضرتؐ کے واسطے منبر بنایا گیا۔ بعضوں نے ساتویں سال بیان کیا ہے۔ جابرؓ سے منقول ہے کہ حضرتؐ ایک چوب خرما سے پُشت لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ انصار کی ایک عورت کا لڑکا نجاری کرتا تھا۔ اُس عورت نے کہا یا رسولؐ اللہ اگر آپؐ اجازت دیں تو میرا لڑکا آپؐ کے لیئے ایک منبر تیار کرے جس پر آپ خطبہ فرمایا کریں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی اُس کے لڑکے نے منبر بنایا جس کے تین پائے تھے۔ آنحضرتؐ روز جمعہ جب اُس منبر پر تشریف لے گئے وہ چوب خرما ایک بچے کی طرح حضرتؐ کی مفارقت سے رونے لگا یہانتک کہ پھٹ گیا۔

حضرتؐ منبر سے اُترے اور دست مبارک اُس پر پھیرا اور تسکین دی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ کو تمام فرمایا۔

اکتالیسواں باب

غزوۂ موتہ کا بیان!

شیخ طبرسی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ غزوۂ موتہ ماہ جمادی الاول ۸ھ میں واقع ہوا۔ ابن الحدید نے اُس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۷ھ میں عمیر ازدی کو خط دیکر بادشاہ بصرہ کے پاس بھیجا۔ جب وہ موتہ میں پہنچے شرجیل بن عمرو غسانی سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ عمیر نے کہا شام کی طرف۔ پوچھا کیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد ہو؟ کہا ہاں۔ یہ معلوم کر کے اُس ملعون نے حکم دیا تو اُس کے ساتھیوں نے عمیر ازدی کے ہمراہیوں کو باندھ دیا اور اُن کی گردن مار دی۔ آنحضرتؐ کو یہ حال معلوم ہوا تو آپؐ بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اُس طرف روانہ کیا۔ عامہ میں یہ مشہور ہے کہ حضرتؐ نے پہلے زید بن حارثہ کو اُس لشکر پر سردار مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زید مارے جائیں تو جعفرؓ لشکر کے امیر ہوں اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں۔ اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جسکو مناسب سمجھیں اپنا سردار بنا لیں۔ اور شیخ طبرسی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے پہلے حضرت جعفرؓ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اُس کے بعد زید کو پھر عبداللہ بن رواحہ کو جب وہ لوگ معان تک پہنچے ان کو اطلاع ملی کہ ہرقل بادشاہ روم ایک لاکھ رومیوں اور ایک لاکھ قبائل عرب کا لشکر لیئے ہوئے مارب میں مقیم ہے۔ اور ابان بن عثمان کی روایت ہے کہ ان کو خبر پہنچی کہ عرب و عجم کے کافروں کے قبائل لخم و جذام و بلی و قضاعہ وغیرہ کے گروہ کثیر جمع ہوئے ہیں اور مشرکین زمین مشارق میں ٹھہرے ہیں۔ غرض مسلمان معان میں دو روز ٹھہرے اور مشورہ کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیں کہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے آپ جو کچھ حکم دیں ہم اُسی پر عمل کریں۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ ہم نے کبھی لشکر کی طاقت سے دُشمنوں کے ساتھ جنگ نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہم دین حق کی قوت کے ساتھ لڑتے ہیں جس کے ذریعہ سے خدا نے ہم کو برکت عطا فرمائی ہے۔ مسلمانوں نے کہا سچ ہے۔ پھر وہ لوگ جنگ پر آمادہ ہو کر تین ہزار افراد کے ساتھ روانہ ہوئے اور بلقا کے ایک گاؤں میں جس کو شرف کہتے تھے لشکر روم کے مقابل پہنچے۔ مسلمان قریۂ موتہ میں ٹھہرے اور وہیں جنگ ہوئی۔

شیخ طوسی نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالبؑ حبشہ سے مدینہ آئے آنحضرتؐ نے اُن کو جنگِ موتہ کے لیئے روانہ فرمایا اور اُن کو اور زید بن حارثہ اور عبداللہ کو یکے بعد دیگرے ترتیب وار امیر لشکر مقرر کیا۔ جب وہ بلقا تک پہنچے روم و عرب کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ مسلمان قریۂ موتہ میں ٹھہرے اور وہیں جنگ ہوئی۔ پہلے زید بن حارثہ نے علم لیا اور سخت جنگ کی یہانتک کہ ان کے نیزے ٹوٹ گئے اور زیدؓ مارے گئے۔ پھر علم حضرت

جعفرؓ نے لیا اور بے پناہ حملے کیئے۔ وُہ اشقر گھوڑے پر سوار تھے۔ جب بہت زخمی ہو گئے تو گھوڑے سے کود پڑے اور اُس کو پے کر دیا۔ اور لڑنا شروع کیا یہانتک کہ وُہ شہید ہو گئے۔ حضرت جعفرؓ مسلمانوں میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے گھوڑے کو پے کیا۔ اُن کے بعد عَلم عبداللہ نے اُٹھایا اور شہید ہوئے۔ پھر خالد بن ولید نے عَلم لیا اور تھوڑی دیر جنگ کر کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور عبدالرحمٰن بن سمرہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ وُہ حضرتؐ سے حالات بیان کرے۔ جب وُہ مسجد میں پہنچا حضرتؐ نے فرمایا ٹھہر جا میں خود بیان کیئے دیتا ہوں۔ پہلے زیدؓ نے عَلم لیا اور جنگ کی اور مارے گئے خدا اُس پر رحمت فرمائے۔ پھر عَلم جعفرؓ نے لیا اور جنگ کی وُہ بھی مارے گئے خدا اُن پر بھی رحمت نازل فرمائے۔ پھر عَلم عبداللہ بن رواحہ نے اُٹھایا اور جنگ کی اور وُہ بھی مارے گئے خدا اُن پر بھی رحمت فرمائے یہ سُنکر آنحضرتؐ کے اصحاب رونے لگے۔ حضرتؐ نے پوچھا کیوں روتے ہو اصحاب نے عرض کی کیوں نہ روئیں ہمارے نیک اور صالح اور بہترین لوگ ہم سے جُدا ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا گریہ مت کرو میری اُمت کی مثال اُس باغ کی سی ہے جس کا مالک اُس کو آراستہ کرتا رہتا ہے تفریح کے لیئے جگہیں بناتا ہے درختوں کو لگاتا ہے اور اُن کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتا ہے تاکہ وُہ خوب پھلیں اور ہر سال میوے دیں اور اکثر سال آخر کے پھل ابتدائی سال کے پھلوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ اُسی خدا کی قسم جس نے حق کے ساتھ مجھ کو مبعوث فرمایا ہے جب عیسےٰ علیہ السّلام نازل ہوں گے تو اپنے حواریوں میں سے میری اُمت کے لوگوں میں ایک جماعت پائیں گے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر موتہ کی روانہ فرمایا تین سردار مقرر کیئے اور ہر ایک سے فرمایا کہ تم میں سے جو قتل ہو جائے اس کے بعد دوسرا امیر لشکر ہو۔ اُس وقت یہودیوں کا ایک عالم موجود تھا اُس نے کہا اگر یہ شخص پیغمبر ہے تو یہ تینوں اشخاص شہید ہو جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا کیوں؟ اُس نے کہا کہ جو بنی اسرائیل کا ہر پیغمبر جب کوئی لشکر کہیں بھیجتا تھا تو اگر وُہ یہ کہہ دیتا کہ فلاں قتل ہو جائے تو فلاں امیر لشکر ہو تو اگر وُہ سو آدمیوں کا نام لیتا تو سب قتل ہو جاتے تھے۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ روز جنگ موتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز صبح منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس وقت تمہارے برادران ایمانی مشرکوں سے جنگ میں مشغول ہو گئے اور ہر ایک کے حملہ کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ اب زید بن حارثہ شہید ہو گئے اور عَلم سرنگوں ہو گیا۔ پھر فرمایا عَلم کو جعفرؓ نے اُٹھایا اور آگے بڑھے اور جنگ میں مشغول ہوئے پھر فرمایا اب اُن کا ایک ہاتھ قطع ہو گیا اور دوسرے ہاتھ میں عَلم لیا۔ پھر فرمایا کہ اب اُن کا دوسرا ہاتھ بھی مشرکوں نے جُدا کر دیا اور عَلم کو اُنہوں نے سینہ سے لگا کر سنبھالا ہے پھر فرمایا کہ اب جعفرؓ بھی شہید ہو گئے اور عَلم گر پڑا۔ پھر فرمایا کہ اب عَلم کو عبداللہ بن رواحہ نے اُٹھایا اور مسلمانوں میں سے فلاں اور فلاں شہید ہو گئے اور کفار میں سے فلاں اور فلاں قتل ہوئے۔ پھر فرمایا کہ عبداللہ بھی شہید ہو گئے اور اب عَلم کو خالد نے اُٹھایا اور بھاگے۔ مسلمانوں نے بھی میدان سے فرار کیا۔ حضرتؐ یہ حالات بیان کر کے منبر سے اُتر آئے۔ اور حضرت جعفرؓ کے گھر گئے۔ عبداللہ بن جعفرؓ کو بُلایا اور اپنی گود میں بٹھایا اور ہاتھ اُن کے سر پر پھیرا۔ اُن کی والدہ اسماء بنت عمیس نے کہا کہ حضورؐ اس طرح ہاتھ پھیر رہے ہیں کہ گویا عبداللہ یتیم ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں جعفرؓ آج شہید ہو گئے یہ فرمایا تھا کہ آنسو آنکھوں سے جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ شہید ہونے سے پہلے اُن کے ہاتھ قطع ہو گئے اُن کے عوض خدا نے زمرد کے دو پر عنایت فرمائے ہیں جن سے اب وُہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کر رہے ہیں۔

شیخ طوسی نے بسندِ موثق حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جعفر طیار شہید ہو گئے پچاس

زخم ان کے جسم پر لگے تھے اُن میں سے پچیس زخم صرف اُن کے چہرہ پر آئے تھے۔

برقی اور کلینی وغیرہ نے بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ موتہ اثنائے جنگ میں حضرت جعفرؓ نے گھوڑے سے اُتر کر اُس کے پیروں کو قطع کر دیا تاکہ لوگ جنگ سے آپؓ کے بھاگنے کا خیال بھی نہ کریں یہانتک کہ شہید ہو گئے اور وُہ اسلام میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے گھوڑے کو پے کیا۔

برقی نے روایت کی ہے کہ جس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر ملی اُن کی زوجہ اسماء بنت عمیس کے گھر تشریف لائے اور جعفرؓ کے لڑکوں عبداللہ، عون اور محمد کو بُلا کر اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ یہ دیکھ کر اسماء نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ ان کے سروں پر اس طرح دستِ مبارک پھیرتے ہیں گویا یہ یتیم ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ کو ان کی عقل کی تیزی پر تعجب ہوا اور فرمایا اے اسماء شائد تم کو نہیں معلوم کہ جعفر رضوان اللہ علیہ شہید ہو گئے۔ اسماء نے جب یہ خبر سُنی رونے لگیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اسماء روؤ مت۔ کیونکہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ جعفرؓ کو دو پر یاقوت سُرخ کے عطا فرمائے ہیں جن سے وُہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ اسماء نے کہا یا رسُولؐ اللہ لوگوں کو جمع کر کے اگر آپ اُن کے فضائل بیان فرمائیں تو ہمیشہ ان کے فضائل بیان ہوتے رہیں گے۔ حضرتؐ کو پھر ان کی عقل پر تعجب ہوا۔ اور اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ جعفرؓ کے اہل وعیال کیلئے کھانا بھیجیں۔ اُسی روز سے یہ سُنّت جاری ہوئی کہ اہل مصیبت کے لیئے لوگ کھانا بھیجا کرتے ہیں۔

برقی اور کلینی نے بسندہائے صحیح اور شیخ طوسی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جعفر بن ابی طالبؑ شہید ہوئے جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کو حکم دیا کہ اسماء بنت عمیس کے لیئے تین روز تک کھانا تیار کر کے لے جائیں اور ان کو تسکین وتسلّی دیں۔ اسی وقت سے یہ سُنّت جاری ہوئی کہ اہلِ مصیبت کے لیئے لوگ کھانا بھیجتے ہیں۔

کلینی نے بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے ناگاہ پروردگارِ عالم نے ہر بلندی کو پست کیا یہانتک کہ آنحضرتؐ کی نگاہ حضرت جعفرؓ پر پڑی۔ آپؐ نے دیکھا کہ وُہ کفار سے جنگ کر رہے ہیں۔ آخر وُہ شہید ہو گئے تو حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ جعفرؓ مارے گئے۔ اور اندوہ وغم کے سبب آپؐ کے شکم میں درد پیدا ہو گیا۔ اور کتاب جامع الاصُول میں روایت ہے کہ عبداللہؓ نے بیان کیا کہ میں جنگ موتہ میں شریک تھا۔ جب حضرت جعفرؓ کو کشتوں میں تلاش کیا تو دیکھا کہ اُن کے جسم پر نیزے اور تیروں کے نوّے سے زیادہ زخم تھے اور سب جسم کے سامنے حصّوں میں تھے کیونکہ جنگ میں دشمن کی طرف سے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ اور دُوسری روایت کے مطابق پچاس زخم نیزہ وتلوار کے لگے تھے اور سب کے سب چہرے کی طرف سامنے تھے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن جعفر کہتے تھے کہ مجھے وُہ دن یاد ہے کہ جس روز آنحضرتؐ میری والدہ کے پاس آئے اور میرے والد کی شہادت کی خبر بیان فرمائی میں دیکھ رہا تھا کہ حضرتؐ میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر رہے تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جو آپؐ کی ریش مبارک پر بہہ رہے تھے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا پالنے والے جعفرؓ نے تیری خوشنودی کی راہ میں شہادت کی طرف سبقت کی لہٰذا بہترین جانشینی کے ساتھ

ان کے فرزندوں کو ان کا جانشین و قائم مقام قرار دے۔ پھر فرمایا اے اسماکیا تم چاہتی ہو کہ تم کو خوشخبری سناؤں میری والدہ نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے جعفرؓ کو دو پر عنایت فرمائے ہیں جن سے وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ عرض کی تو لوگوں کو بھی آگاہ فرمایئے کہ خدا نے ان کو ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ اُٹھے، میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں لے گئے اور منبر پر جاکر مجھے اپنے آگے منبر کے نیچے کے زینہ پر بٹھایا اور آثارِ غم و اندوہ آپ کے چہرے سے ظاہر تھے۔ پھر فرمایا کہ انسان کی پیروی اُس کے عزیزوں اور مددگاروں میں اُس کے بھائیوں اور چچا کے لڑکوں کے ذریعہ زیادہ ہوتی ہے۔ جعفرؓ شہید ہوگئے اور خدا نے اُن کو دو پر عطا فرمائے جن سے بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ پھر منبر سے اُتر کر مجھ کو اپنے گھر لے گئے اور مجھے کھانا کھلانے کے لئے فرمایا اور میرے بھائی کو بھی بلایا اور کھانا کھلایا۔ ہم تین روز تک آپ کے گھر مقیم رہے۔ حضرتؐ ہم کو اپنے ساتھ اپنی ازواجؓ کے حجروں میں گھماتے پھراتے تھے۔ تین روز کے بعد ہم کو رخصت کیا اور ہم اپنے مکان واپس آئے۔ پھر ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے میں اپنے بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا یعنی اُن سے گوسفند خرید رہا تھا۔ حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا اس کی خرید و فروخت میں برکت دے۔ پھر تو حضورؐ کی دُعا کی برکت سے اب تک میں جو کچھ خریدتا یا فروخت کرتا ہوں مجھے فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ جاؤ اور اپنے پسرِ عم جعفرؓ پر گریہ کرو مگر واثکلاہ مت کہنا۔ اور جو کچھ اُن کے بارے میں سچ ہو ان کا وصف بیان کرنا۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ جعفرؓ ایسے شخص پر رونے والوں کو رونا ہی چاہیئے۔

اور عروہ سے روایت ہے کہ جب مسلمان جنگ موتہ سے واپس آئے آنحضرتؐ ان کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے جب ان کے قریب پہنچے دیکھا کہ مسلمان اپنے چہروں پر خاک ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بھاگنے والو تم جہادِ راہِ خدا سے بھاگے ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُن سے بھاگنے والے نہیں ہیں انشاء اللہ حملہ کرنے والے اور جنگ سے انکو بھگانے والے ہوں گے

ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ مدینہ کے لوگوں میں سے موتہ کے لشکر نے جو اپنی اہانت اور بے عزتی دیکھی کسی لشکر پر نہیں گزری۔ جب وہ لوگ بھاگ کر مدینہ آئے اور اپنے گھروں کے دروازوں کو کھٹکھٹایا ان کے گھر والوں نے دروازوں کو نہیں کھولا اور کہا کیوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قتل نہ ہوگئے۔ اور ان کے بزرگ شرم سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تسلی و دلاسا دیا اور ان کے عذر کو پسند فرمایا۔

کتاب استیعاب میں مرقوم ہے کہ حضرت جعفرؓ جب شہید ہوئے اُس وقت اُن کی عمر اکتالیس سال کی تھی۔ اور ابن ابی الحدید نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے خلق ہوئے ہیں اور جعفرؓ درختِ واحد سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ایک مرتبہ خود حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ تم خلقت اور سیرت میں میری شبیہ ہو۔ اور سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جعفر و زید اور عبداللہ بن رواحہ کی صورتیں دکھائی گئیں وہ لوگ ایک خیمہ میں مروارید کے تخت پر بیٹھے تھے۔ زید و عبداللہ کی گردنیں کچھ کج تھیں لیکن جعفر کی گردن بالکل سیدھی اور کوئی عیب پیدا نہ ہوا تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ اُن دونوں نے جب آثارِ مرگ ظاہر ہوئے تو جنگ سے ذرا سا مُنہ پھیرنا چاہا لیکن جعفرؓ نے

ایسا بھی نہ کیا۔ اور ابن بابویہ نے بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم نے سرورِ کائنات پر وحی کی کہ مجھے جعفرؓ بن ابی طالب کی چار خصلتیں بہت پسند ہیں۔ حضرتؐ نے جعفرؓ سے دریافت فرمایا۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر خدا نے آپ کو خبر نہ دی ہوتی تو ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ پہلی صفت تو یہ ہے کہ کبھی میں نے شراب نہیں پی اس لیئے کہ وہ عقل کو زائل کر دیتی ہے۔ اور کبھی جھوٹ بولنا گوارا نہ کیا کیونکہ جھوٹ جوانمردی اور مروّت کو زائل کر دیتا ہے۔ اور کبھی کسی کے ناموس سے زنا نہیں کی کیونکہ جانتا ہوں کہ اگر میں کروں گا تو دوسرے لوگ بھی میرے ناموس سے زنا کریں گے اور کبھی میں نے بُتوں کی پرستش نہیں کی۔ اس لیئے کہ جانتا ہوں کہ اُس سے کوئی فائدہ اور نقصان نہیں ممکن ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُن کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ سزاوار ہے کہ خدا تم کو دو پر عطا فرمائے جن سے تم ملائکہ کے ساتھ پرواز کرو۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ ہمارا شہید تمام شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ تمہارے چچا جعفرؓ ہیں جو ہم میں سے ہیں۔ خدا نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ اور بسندِ معتبر ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ ایک روز جناب امام زین العابدینؑ نے حضرت عباسؑ علمدار امام حسینؑ کے صاحبزادے جناب عبیداللہ کو دیکھا تو گریہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اُحد کے دن سے بدتر آنحضرتؐ پر کوئی دن نہ گزرا جس روز حضرت حمزہؓ شیرِ خدا شہید ہوئے اُس کے بعد جنگِ موتہ کا وہ دن تھا جبکہ اُن کے چچازاد بھائی جعفرؓ بن ابی طالبؑ شہید ہوئے۔ اُس کے بعد فرمایا کہ کوئی دن امام حسین علیہ السّلام کے مانند نہیں آیا جس روز تیس ہزار اشخاص حضرتؑ کے مقابلہ پر آئے جو سب کے سب دعوےٰ کرتے تھے کہ اس اُمّت سے ہیں اور اُن کے قتل سے خدا کا تقرب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ امامؑ نے ہر چند اُن کو نصیحت کی اور خدا کا خوف دلایا کچھ فائدہ نہ ہوا یہانتک کہ حضرتؑ کو ظلم و ستم سے شہید کیا۔ پھر فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے چچا عباسؑ پر جنہوں نے اپنی جان اپنے بھائی پر فدا کی۔ ظالموں نے ان کے ہاتھ قطع کر دیئے تو خدا نے اس کے عوض ان کو دو پر عطا فرمائے جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں جس طرح حضرت جعفرؓ ابن ابی طالبؑ کو دو پر عنایت کیئے اور چچا عباسؑ کا مرتبہ پیشِ خدا وہ ہے کہ تمام شہدا قیامت کے روز اُس کی آرزو کریں گے۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جنگِ موتہ کے وقت آنحضرتؐ مدینہ میں منبر پر تشریف فرما تھے، آپؐ کی آنکھوں سے حجابات اُٹھا دیئے گئے تھے اور آپؐ جنگ کا منظر مشاہدہ فرما رہے تھے آپؐ نے دیکھا کہ جعفرؓ کو دشمنوں نے نیزہ پر زمین سے اُٹھایا۔ تو حضرتؐ نے آسمان کی طرف مُنہ کرکے فرمایا پالنے والے میرے پسرِ عم کو رُسوا نہ کرنا۔ خدا نے اُسی حال میں اُن کو دو پر عطا کیئے جن سے وہ کافروں کے نیزہ سے بہشت کی جانب پرواز کر گئے۔ اسی سبب سے ان کو ذوالجناحین (دو پر والے) کہتے ہیں۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت آپ کی عمر اکتالیس سال تھی[1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت جعفرؓ کے فضائل میں حدیثیں اس کے بعد مذکور ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲

۴۲ بیالیسواں باب

غزوۂ ذات السلاسل کا حال

علی بن ابراہیم، شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہ تمام مفسرین و محدثین عامہ اور خاصہ نے حضرت صادقؑ اور ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اہل یابس کے بارہ ہزار سوار یابس کی وادی میں جمع ہوئے اور آپس میں عہد و پیمان کیا اور قسمیں کھائیں کہ ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے اور آپس سے جُدا نہ ہوں گے جبتک محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور علی (علیہ السلام) کو قتل نہ کرلیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبریلؑ نازل ہوئے اور اُن کے ارادہ سے آگاہ کیا اور خدا کا حکم پہنچایا کہ ابوبکر کو چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ اُن سے جنگ کے لیئے روانہ کیجئے۔ یہ پیغام سُنکر حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار! جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ بارہ ہزار اشخاص میرے اور میرے بھائی علیؑ کے قتل کرنے کے ارادے سے جمع ہوئے ہیں اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ اُن سے مقابلہ کے لیئے بھیجوں، لہٰذا اس حکم کی تعمیل میں کوشش کرو اور اپنے سامان و رسد لے کر دشمن کی طرف خدا کا نام لے کر اُس کی برکت کے ساتھ دو شنبہ کو متوجہ ہو جاؤ۔ غرض حضرتؐ کے حکم سے مسلمانوں نے تیاری کی اور آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر کو ان پر امیر مقرر فرمایا اور تاکید فرمائی کہ جب اُن کے مقابل پہنچو تو پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ قبول نہ کریں تو ان کے لڑنے والوں کو قتل کرنا، اور ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کرنا اور اُن کے مال و اسباب لُوٹ لینا اور ان کے مکانات اور زراعت کو تباہ و برباد کر دینا۔ غرض جناب ابوبکر مہاجرین و انصار کے اُس گروہ کثیر کے ساتھ روانہ ہوئے اور جلد جلد مسافت طے کرتے ہوئے وادیٔ یابس میں پہنچے اور دشمن کے نزدیک پڑاؤ ڈال دیا۔ جب اُن کافروں کو لشکرِ اسلام کے آنے کی خبر ملی دو سَو جنگی جوان اسلحے سے آراستہ اُن کے سامنے آئے اور کہا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا ارادہ رکھتے ہو۔ اپنے لشکر کے سردار سے کہو کہ سامنے آئے تاکہ ہم گفتگو کریں۔ حضرت ابوبکر مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر لشکر سے باہر نکلے اور کہا ہم رسُولؐ خدا کے صحابہ ہیں۔ پُوچھا کس غرض سے آئے ہو؟ کہا رسُولؐ خدا نے ہم کو حکم دیا ہے کہ تم کو اسلام کی دعوت دیں۔ اگر تم لوگ قبول کرو تو جو مراعات اور بہتری مُسلمانوں کے لیئے ہے تمہارے واسطے بھی ہوگی ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔ وہ بولے کہ لات و عُزّیٰ کی قسم اگر ہمارے اور تمہارے درمیان قرابت و عزیزداری نہ ہوتی تو تم کو تمہارے تمام ہمراہیوں کے ساتھ ہم اس طرح قتل کرتے کہ لوگ مدتوں یاد رکھتے۔ لہٰذا واپس جاؤ اور اپنی سلامتی کو غنیمت سمجھو۔ کیونکہ ہم کو تم سے کوئی عداوت نہیں۔ ہم تو محمدؐ اور اُن کے بھائی علیؑ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سُنکر حضرت ابوبکر نے اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر کہا اسلام! یہ گروہ تم سے تعداد میں بہت زیادہ ہے اور ان کا حوصلہ تم سے کہیں زیادہ ہے اور تم اپنے وطن اور بھائیوں سے بہت دُور ہو کہ وہ تمہاری مدد کر سکیں۔ لہٰذا واپس چلو تاکہ ان لوگوں کا حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کریں۔

تمام مسلمانوں نے بیک زبان ہو کر کہا اے ابوبکر تم نے رسُولؐ اللہ کی مخالفت کی اور اُن کے حکم کی اطاعت نہ کی۔ خدا سے ڈرو اور ان سے جنگ کرو اور خدا کے رسُولؐ کی مخالفت روا مت رکھو۔ ابوبکر نے کہا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے تم ظاہری حالات کو دیکھتے ہو اور ان امور کو نہیں سمجھتے جو تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ غرض سب ناکام واپس آئے اور جو کچھ گزرا تھا آنحضرتؐ سے بیان کیا۔ حضرتؐ نے بھی فرمایا کہ اے ابوبکر تم نے میری مخالفت کی اور جو کچھ میں نے حکم دیا تھا وہ عمل میں نہ لائے۔ خدا کی قسم تم گنہگار ہوئے۔ پھر حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا "اے مسلمانو"! میں نے ابوبکر کو حکم دیا تھا کہ وادیٔ یابس والوں کے پاس جاؤ اور اُن کو اسلام سے آگاہ کرو۔ اور خدا کی طرف دعوت دو۔ اگر وہ لوگ نہ مانیں تو اُن سے جنگ کرو۔ وہ اُن کے پاس گئے۔ دو سَو اُن میں سے نکلے اور ابوبکر کو ڈرایا دھمکایا۔ اُن کی دھمکیوں سے وہ ڈر کر واپس چلے آئے اور میرے حکم کو ترک کر دیا اور میری اطاعت نہ کی۔ یہ جبریلؑ آئے ہیں اور مجھے خدا کی جانب سے حکم دیتے ہیں کہ اب اُن کی بجائے عمر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کروں۔ لہٰذا اے عمر خدا کا نام لے کر جاؤ اور ایسا مت کرنا جیسا تمہارے بھائی ابوبکر نے کیا کیونکہ اُس نے خدا کی معصیت اور میری نافرمانی کی ہے۔ پھر جو کچھ ابوبکر کو ہدایتیں کی تھیں ان کو بھی کیں۔ عمر مہاجرین و انصار میں سے چار ہزار اُن اشخاص کے ساتھ جو ابوبکر کے ساتھ گئے تھے روانہ ہوئے اور تیزی کے ساتھ چل کر اہل یابس کے پاس پہنچے۔ کفار یابس میں سے پھر دو سَو اشخاص سامنے آئے اور جو کچھ ابوبکر سے کہا تھا اُن سے بھی کہا اور وہ بھی اُن کی دھمکیاں سُنکر بھاگتے ہوئے واپس آئے۔ اور نزدیک تھا کہ جو کچھ ان کی کثرت اور اُن کے ارادے اور حوصلے جو اُنہوں نے دیکھے تھے اس کے خوف سے اُن کی عقل زائل ہو جائے۔ اِدھر آنحضرتؐ کو جبریلؑ نے اُن کے حال سے آگاہ کر دیا کہ وہ بھی بھاگ کر آ رہے ہیں۔ آنحضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی ادا کرنے کے بعد مسلمانوں کو خبر دی کہ عمر بھی اپنے لشکر کے ساتھ واپس آ رہے ہیں اور اُس نے بھی میری نافرمانی کی۔ جب عمر آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو اُن کفار کی باتیں بیان کیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمر خداوند رحمٰن کی تم نے نافرمانی کی اور میرے کہنے کے خلاف کیا اور اپنے لیئے بُرا عمل کیا خدا تمہارے مُنہ کو قبیح کرے۔ اب جبریلؑ خدا کی جانب سے مجھے حکم دیتے ہیں کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کو اس مہم پر مسلمانوں کے ہمراہ بھیجوں اور خدا اُن کو فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر امیر المومنینؑ کو بُلا کر ویسی ہدایتیں فرمائیں جو ابوبکر و عمر کو فرمائی تھیں۔ اور اُن حضرتؑ کو خبر دی کہ خدا اُن کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔ غرض جناب امیرؑ گروہِ مہاجرین و انصار کو ہمراہ لے کر اُس وادی کی جانب ابوبکر و عمر کے برخلاف غیر معروف راستہ سے روانہ ہوئے اور اس تیزی کے ساتھ چل رہے تھے کہ لوگوں کو خوف ہوا کہ گھوڑے کہیں تھک کر گر نہ جائیں۔ اور وہ لوگ بھی نہایت تھک گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا خوف مت کرو کیونکہ حضرتؐ نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے لہٰذا خوش رہو کہ انجام کار بخیر ہے۔ یہ سُنکر مسلمان خوش ہوئے اور جو کچھ حضرتؑ ارشاد فرماتے تھے اُس کی اطاعت کرتے تھے۔ آخر لشکرِ کفار کے مقابل پہنچ گئے اور حضرتؑ نے اُن سے فرمایا کہ پہاڑی سے نیچے آؤ۔ وہ اُسی طرح دو سَو اشخاص مسلح ہو کر آئے۔ جناب امیرؑ چند اشخاص کے ساتھ لشکر سے باہر نکلے۔ ان کافروں نے پُوچھا تم کون ہو اور کہاں سے اور کس غرض سے آئے ہو۔ فرمایا میں علیؑ بن ابی طالب ہوں رسُولؐ خدا کا چچا زاد بھائی۔ اُن کی طرف سے تمہاری جانب پیغام لے کر آیا ہوں کہ خدا کی وحدانیت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی کی تم کو

دعوت دوں۔ اسلام قبول کرو اور مسلمانوں کے رنج و راحت میں شریک ہوجاؤ۔ اُن کافروں نے کہا کہ ہم تمہاری ہی تلاش میں تھے۔ اب تم جنگ کے لیئے تیار ہوجاؤ ہم کل صبح سے جنگ کریں گے۔ ہم نے اپنے اور تمہارے درمیان عذر تمام کر دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا وائے ہو تم پر تم مجھے اپنے لشکر کی کثرت سے ڈراتے ہو میرے ساتھ خدا اور ملائکہ اور مسلمانوں کی نصرت و مدد ہے اور طاقت و قوت اللہ علی العظیم کے ساتھ ہے۔ غرض وُہ لوگ اپنی جگہ واپس گئے اور حضرتؑ اپنے لشکر میں آئے۔ رات آئی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ گھوڑوں کو لگام و زین کے ساتھ تیار کرو اور مستعد رہو۔ جب صبح ہوئی تو پہلے نماز ادا کی اور ابھی فضا دھندلی تھی کہ حضرتؑ نے اُن پر حملہ کر دیا اور ابھی حضرتؑ کے لشکر کے تمام لوگ نہیں پہنچے تھے کہ کفار کے شجاع و بہادر لوگ قتل ہو گئے۔ حضرتؑ نے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کیا اور ان کے مال غنیمت میں لے لیئے اور ان کے گھروں کو خراب و برباد کر دیا اور مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے۔ اُسی صبح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبریلؑ نازل ہوئے اور امیرؑ المومنین کی فتح کی خبر دی۔ آنحضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی مسلمانوں کو امیر المومنینؑ کی فتح کی خوشخبری سُنائی کہ مسلمانوں میں سے صرف دو اشخاص شہید ہوئے پھر منبر سے اُترے اور تمام اہل مدینہ کو لے کر امیر المومنینؑ کے استقبال کے لیئے روانہ ہوئے مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر پہنچے تھے کہ لشکر اسلام نظر آیا۔ امیرؑ المومنین نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو گھوڑے سے کود پڑے۔ حضرتؐ بھی گھوڑے سے اُترے اور امیرؑ المومنین کو سینہ سے لگا لیا اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ جناب امیرؑ نے قیدیوں کو اور مال غنیمت حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مسلمانوں کو کبھی اس قدر غنیمت کافروں سے نہیں ملی تھی سوائے خیبر کے کہ وُہ جنگ بھی اسی جنگ کے مانند تھی۔ غرض خداوند عالم نے سورۂ عادیات نازل فرمائی: وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا۔ سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو نتھنوں سے فراٹے بھرتے ہیں فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا پھر پتھروں پر ٹاپ مار کر چنگاریاں نکالتے ہیں فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا پھر صبح کو چھاپا مارتے ہیں فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا تو دوڑنے کے وقت غبار بلند کر دیتے ہیں پھر دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ بیشک انسان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ وُہ خود بھی اس سے واقف ہے وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ بیشک وُہ مال کا بیحد حریص ہے أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ تو کیا وُہ نہیں جانتا کہ جب مُردے قبروں سے نکالے جائیں گے وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ اور دلوں کے بھید ظاہر کر دیئے جائیں گے۔ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۝ (پورا سورہ عادیات پ۳۰) بیشک اُس دن اُن کا پروردگار ان کے گروہ سے بخوبی واقف ہوگا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ آیتیں نفاق اوّل و دوم کے اظہار میں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے خدا کی نعمتوں کا کفران کیا اور جب وادیٔ یابس میں پہنچے تو محبت زندگانیٔ دُنیا میں خدا اور رسولؐ کے حکم کی مخالفت کی۔ لہذا سورۃ کے آخر میں خدا نے اُن کے نفاق کی خبر دی ہے کہ کفر و نفاق جو اُن کے سینوں میں ہے خدا اُس سے خوب واقف ہے اور قیامت میں اُن کو رُسوا کرے گا اور اُس کا بدلا دے گا۔

شیخ مفید نے ذات سلاسل کے غزوہ کے بیان میں روایت کی ہے کہ ایک روز ایک اعرابی نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ عرب کا ایک گروہ وادی الرمل میں جمع ہوا ہے اور اُن سب نے آپس میں قسم کھائی ہے

کہ مدینہ پر چڑھائی کریں گے۔ حضرتؐ نے یہ سُنکر منادی کرا دی کہ مسلمان جمع ہوں۔ وُہ مسجد میں جمع ہوئے۔ حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے پروردگار عالمین فرمایا کہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے عہد کیا ہے کہ ہم پر حملہ کرے لہذا کون اُن کے دفعیہ کے لیئے تیار ہوتا ہے۔ یہ سُنکر اصحاب صفہ خلوص و سچائی کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ہم جاتے ہیں آپ جس کو مناسب سمجھیں ہمارا امیر مقرر فرمائیں۔ حضرتؐ نے اُن اسّی آدمیوں پر قرعہ ڈالا اور ابوبکر کو اُن کا امیر مقرر فرمایا۔ اور نشانِ لشکر اُن کو عطا کیا اور فرمایا بنی سلیم کے قبیلہ کی سرکوبی کرو۔ مشرکین نے پہاڑوں پر اپنے دیدبانوں کو مقرر کر رکھا تھا۔ چونکہ ابوبکر شاہراہ سے جا رہے تھے ان لوگوں نے ان کو دیکھ لیا اور جنگ کے لیئے مسلح ہو کر تیار ہو گئے۔ جب ابوبکر نزدیک پہنچے وہاں کی زمین پتھریلی تھی اور پتھر اور درخت بہت تھے اور مشرکین وادی کے اندر رہتے تھے جس میں داخل ہونا دشوار تھا۔ ابوبکر نے جب اُس وادی میں داخل ہونا چاہا مشرکین نکل پڑے اور بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا۔ آخر ابوبکر ناکام واپس آئے۔ پھر حضرتؐ نے علم عمر کو دے کر ان کی طرف روانہ کیا۔ وُہ سیدھے راستے سے چلے اور مشرکوں نے دیکھ لیا۔ اور درختوں اور چٹانوں کے پیچھے چھپ گئے جب عمر اُن کی وادی میں داخل ہوئے وُہ لوگ نکل پڑے اور ان کو بھگا دیا۔ جب وُہ بھی ناکام واپس آئے تو حضرتؐ بہت رنجیدہ ہوئے۔ عمرو عاص نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھ کو بھیجیئے کیونکہ جنگ کا دار و مدار مکر پر ہے شائد اپنے مکر و فریب سے اُن پر غالب ہو جاؤں۔ وُہ بھی روانہ کیئے گئے اور سیدھے راستہ سے چلے اور آخر شکست کھا کر واپس آئے۔ دُوسری روایت کے مطابق عمر کے بجائے خالد بن ولید کو روانہ کیا۔ غرض حضرتؐ چند روز غمگین رہے اور اُن پر نفرین کرتے رہے۔ پھر امیر المومنینؑ کو بُلا کر علم عنایت فرمایا اور کہا خداوندا اب میں نے اُس کو مقرر کیا ہے جو کرار ہے اور کبھی دشمنوں کے مقابلہ سے نہیں بھاگا ہے۔ پھر دُعا کے لیئے ہاتھ اُٹھا کر کہا پالنے والے تو جانتا ہے کہ میں تیرا پیغمبرؐ ہوں لہذا میری حرمت کی اُس کے حق میں رعایت فرما اور اُس کی مدد کر اور دشمنوں پر فتح عنایت فرما۔ دُوسری روایت کے مطابق امیر المومنینؑ کے پاس ایک عصابہ تھا جس سے سر کو باندھا جاتا ہے۔ جب حضرتؑ کسی سخت معرکہ میں جاتے تو اس کو سر سے باندھ لیتے تھے امیر المومنینؑ جناب فاطمہ زہراؑ کے پاس آئے اور وُہ عصابہ طلب کیا۔ جناب فاطمہؑ نے پُوچھا میرے والد بزرگوار آپ کو کہاں بھیج رہے ہیں؟ فرمایا وادی الرمل کو۔ جناب فاطمہؑ اُس خطرناک سفر کے خیال سے گریاں ہوئیں اسی اثناء میں حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے اور جناب فاطمہؑ سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا تو فرمایا آیا تم سمجھتی ہو کہ تمہارا شوہر قتل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ ایسا نہ ہوگا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ کیا آپ نہیں چاہتے کہ میں مارا جاؤں اور بہشت میں پہنچوں۔ غرض جناب امیرؑ روانہ ہوئے۔ آنحضرتؐ مسجد احزاب تک ان کو رُخصت کرنے گئے۔ امیر المومنینؑ سُرخ گھوڑے پر سوار تھے اور یمنی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور نیزہ خطّی ہاتھ میں تھا۔ جناب رسُولؐ خدا نے دُعا دی اور واپس آئے۔ اور ابوبکر و عمر اور عمر عاص یا خالد بن ولید کو ہمراہ کیا۔ جناب امیرؑ عراق کے راستہ سے روانہ ہوئے اور سیدھی راہ چھوڑ دی۔ صحابہ یہ سمجھے کہ کسی دوسری طرف جا رہے ہیں۔ غرض امیر المومنینؑ ان کو ایک مخفی راہ سے لے گئے۔ راتوں کو چلتے تھے دنوں کو دروں میں چھپ رہتے تھے۔ عمر عاص نے دیکھا کہ حضرتؑ کی یہ تدبیر مناسب ہے اور اس طرح دشمن پر فتح پائیں گے اُس پر حسد غالب ہوا۔ عمر، ابوبکر اور لشکر کے سربرآوردہ لوگوں سے کہا کہ علی ایک بے خبر آدمی ہیں ان راستوں سے واقف نہیں ہیں۔ ہم بخوبی جانتے ہیں اس راستے میں درندے بہت ہیں اور اُن سے

لشکر کو بہ نسبت دشمنوں کے زیادہ نقصان پہنچے گا لہٰذا ان کو اس راہ سے روکو۔ لوگوں نے اُس کی گفتگو امیرالمومنینؑ سے بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص خدا و رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے اُس کو چاہیئے کہ میرے ساتھ چلے اور جو شخص خدا و رسولؐ کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے وہ جس راستہ سے چاہے جائے۔ یہ سُنکر سب چُپ ہو گئے اور حضرتؑ کے پیچھے پیچھے چلے۔ راتوں کو پہاڑوں کے دروں سے گذرتے تھے اور دنوں کو گھاٹیوں میں چُھپ رہتے تھے۔ حق تعالیٰ نے درندوں کو بلیوں کے مانند حضرتؑ کا ذلیل و مطیع کر دیا تھا کہ کسی مسلمان کو کوئی گزند نہ پہنچاتے تھے۔ یہانتک کہ حضرتؑ مشرکین کے قریب پہنچ گئے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ گھوڑوں کے منہ باندھ دو کہ ان کی آواز نہ نکلنے پائے۔ غرض مسلمانوں کو روک کر آپ خود نزدیک گئے۔ عمر نے دیکھا کہ فتح قریب ہے تو کہنے لگے کہ اس درہ میں بھیڑیئے اور چیتے اور درندے بہت زیادہ ہیں۔ علیؑ سے کہو کہ ہم کو اجازت دیں کہ ہم اس گھاٹی سے اُوپر چڑھ جائیں۔ ابوبکر نے جا کر حضرتؑ سے گفتگو کرنا چاہی حضرتؑ نے ان کے جواب کی طرف توجہ نہ کی۔ عمر نے کہا ہم اپنے کو کیوں ہلاک کریں آؤ وادی سے اُوپر چڑھ چلیں۔ مسلمانوں نے کہا پیغمبرؐ نے علیؑ کی اطاعت کا حکم دیا ہے ہم ان کی مخالفت نہ کریں گے اور نہ تمہاری بات مانیں گے غرض انہی باتوں میں صبح ہو گئی۔ امیرالمومنینؑ نے اُن پر ان کی غفلت میں حملہ کر دیا اور فتح پائی۔ اُن کے بہت سے جوانمردوں کو قتل کیا اور عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کیا اور ان کے باقی مردوں کو زنجیروں اور رسیوں سے باندھ دیا۔ اسی سبب سے اس جنگ کو غزوۂ ذات السلاسل کہتے ہیں۔ اُس مقام جنگ سے مدینہ تک پانچ منزلوں کا فاصلہ تھا۔ اُدھر اسی صبح کو سرورِ کائنات بیت الشرف سے نکلے اور آپؐ نے لوگوں کے ساتھ نمازِ صبح ادا کی اور رکعتِ اوّل میں سورۃ والعادیات کی تلاوت فرمائی۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ یہ وہ سُورۃ ہے جس کو خدا نے مجھ پر ابھی نازل فرمایا ہے۔ اور مجھے خبر دی ہے کہ علیؑ دشمن پر غالب آئے اور عمر عاص کے حسد کو اپنی ذات پر حسد قرار دیا۔ کنود یعنی حسود اور وہی ہے کہ حب خیر یعنی اس کو دنیاوی زندگی کی محبت بہت شدید تھی جس کو درندوں کا خوف تھا اور دُوسری روایت میں ہر جگہ بجائے عمرو خالد بن ولید مذکور ہے۔ اور علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق کنود یعنی کفرانِ نعمت کرنے والا ہے اور انسان جس کو کفران سے نسبت دی گئی ہے ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص ہیں جو کہتے تھے کہ اس راستے میں شیر درندہ بہت ہیں واپس چلو اور سیدھے راستہ سے چلو۔ غرض شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب امیرؑ کی فتح و ظفر کی خبر صحابہ کو دی اور ان کو ہمراہ لے کر پیشوائی کو مدینہ سے باہر نکلے۔ صحابہ دونوں طرف صف باندھ کر کھڑے ہو گئے جس وقت شاہِ ولایت کی نظر جمالِ خورشید آسمانِ نبوت پر پڑی گھوڑے سے کُود کر حضرتؐ کی خدمت میں دوڑے اور آنحضرتؐ کے مبارک قدم اور رکاب کے بوسے لیئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ سوار ہو کہ خدا و رسولؐ تم سے راضی ہیں۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ کے فرطِ خوشی سے آنسو نکل آئے۔ غرض امیرالمومنینؑ خوش و خرم واپس آئے۔ مسلمانوں میں مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لشکر کے بعض آدمیوں سے پوچھا کہ اس سفر میں اپنے امیر کو کیسا پایا؟ لوگوں نے کہا ہم نے کوئی برائی اُن میں نہیں دیکھی۔ لیکن ایک عجیب بات یہ تھی کہ نماز میں جبکہ ہم نے ان کی اقتدا کی تو انہوں نے سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھی۔ آنحضرتؐ نے پوچھا یا علیؑ ہر نماز میں تم نے سورۃ "قل ھو اللہ احد" ہی کیوں پڑھی؟ عرض کی اس لیئے کہ اس سُورۃ کو بہت پسند کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا بھی تم کو دوست رکھتا ہے جس طرح تم اس سورۃ کو دوست رکھتے ہو۔ پھر فرمایا اے علیؑ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تمہارے حق میں بھی میری اُمت وہ کچھ

نہ کہنے لگے جو نصاریٰ جناب عیسےٰؑ کے حق میں کہتے ہیں تو بیشک آج چند باتیں تمہاری مدح میں ایسی بیان کرتا کہ تم جس گروہ کی طرف سے گذرتے وہ تمہارے پیروں تلے کی خاک برکت کے لیئے لے جاتا۔

فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز اکابر صحابہ سوائے علی بن ابیطالبؑ کے حضرت سرورِ کائنات کے درِ اقدس پر جمع تھے ناگاہ ایک اعرابی آیا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میں قبیلہ بنی لخم کا ایک آدمی ہوں اور قبیلہ خثعم کے لوگوں نے جمع ہو کر لشکروں کو ترتیب دیا ہے اُن کا امیر حارث بن مکیدہ ہے۔ اُن سب نے پانچسو شجاعوں کے ساتھ لات و عزّیٰ کی قسم کھائی ہے کہ مدینہ پر چڑھائی کریں گے اور آپ کو آپ کے اصحاب کے ساتھ قتل کریں گے۔ آنحضرتؐ یہ خبر وحشت اثر سُنکر بہت محزون و رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار تم نے سُنا جو کچھ اعرابی نے کہا۔ ان لوگوں نے عرض کی ہاں سُنا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم میں کون ہے جو جا کر اُن کے شر کو ہم سے دفع کرے میں اُس کے لیئے بہشت کا ضامن ہوں۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ حضرتؐ نے دوبارہ ارشاد کیا کہ جو اُن کے دفع کرنے کے لیئے جائے گا میں اُس کے لیئے بہشت کے بارہ قصر کا ضامن ہوں۔ پھر کسی نے جواب نہ دیا اسی اثناء میں جناب امیرؑ آ گئے اور حضرتؐ کو آزردہ دیکھا تو عرض کی خدا کے حبیبؐ آپ کے آزردہ و محزون ہونے کا کیا سبب ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا یہ اعرابی ایسی خبر بیان کرتا ہے اور میں نے اُس کے لیئے بہشت میں بارہ قصروں کا وعدہ کیا ہے جو اُن کی سرکوبی کے لیئے جائے۔ مگر کوئی جواب نہیں دیتا۔ حضرت علیؑ نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں اُن قصروں کی صفت مجھ سے بیان فرمایئے۔ آنحضرتؐ نے بیان کرنا شروع کیا کہ اے علیؑ اُن کی بنیادیں چاندی سونے کی اینٹوں سے تیار کی گئی ہیں اور مٹی کے گارے کے بجائے مشک و عنبر کام میں لایا گیا ہے۔ ہر قصر کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں ان کی خاک زعفران ہے۔ ان میں ٹیلے کافور کے ہیں اور ہر قصر میں شہد کی ایک نہر، شراب کی ایک نہر، دودھ کی ایک اور پانی کی ایک نہر جاری ہے جن کے گرد طرح طرح کے گوہر و مرجان کے درخت ہیں۔ اور نہروں کے دونوں طرف مروارید سفید کے خیمے ہیں جن میں کوئی جوڑ و پیوند نہیں ہے۔ خدا نے اُن کو ایک موتی سے پیدا کیا ہے۔ اور اس قدر صاف و شفاف کہ باہر سے اندر اور اندر سے باہر کا حال نمایاں ہے۔ ہر خیمہ میں یاقوت سُرخ سے مرصع ایک تخت ہے جس کے پائے سبز زبرجد کے اور ہر تخت پر ایک حوریہ ستّر سبز حُلّے اور ستّر زرد حُلّے پہنے ہوئے بیٹھی ہے اور انتہائی لطافت کے باعث اُس کی پنڈلی کا مغز ہڈیوں اور جلد حُلّوں اور زیوروں کے اُوپر سے نظر آتا ہے جیسے کہ شیشہ کے اندر شعلہ نمایاں ہوتا ہے۔ ہر حوریہ کے ستّر گیسو ہیں۔ ہر گیسو ایک کنیز کے ہاتھ میں ہے اور ہر کنیز کے پاس ایک انگیٹھی ہے جس میں سے خوشبو نکل رہی ہے۔ اور وہ اُس گیسو کو معطر کر رہی ہے اور اُس انگیٹھی میں سے بقدرتِ خالق ایک تار آگ کا اور چنگاریاں خوشبودار چمک رہی ہیں کہ ویسی خوشبو کسی دماغ میں نہیں پہنچی ہے۔ یہ سُنکر امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں میں اُن مشرکین کی سرکوبی کے لیئے جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ یہ نعمتیں تمہارے واسطے مخصوص ہیں اور تم ان کے لیئے پیدا کیئے گئے ہو۔ اُٹھو اور خدا کے نام سے اُن اشقیا کے دفعیہ کے لیئے جاؤ۔ پھر حضرتؐ نے ڈیڑھ سو صحابہ کو ان کے ہمراہ کیا۔ اُس وقت جناب عباسؓ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ میرے برادر زادہ کے ہمراہ صرف ڈیڑھ سو افراد اُس جماعت سے جنگ کے لیئے بھیج رہے ہیں جس کی تعداد پانچ سو ہے اور اُن میں سے ایک

حارث بن مکیدہ ہے جو پانچ سو سواروں کے برابر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر وہ لوگ ذروں کی تعداد کے برابر ہوتے تو علیؑ تن تنہا اُن سے جنگ کے لیئے جاتے اور بلاشک وشبہ اُن پر غالب ہوتے اور اُن کے قیدیوں کو میرے پاس لاتے۔ پھر آنحضرتؐ نے لشکر کو تیار کیا اور فرمایا اے میرے حبیب جاؤ خدا تمہارے آگے پیچھے داہنے بائیں اُوپر نیچے ہر طرف سے تمہارا محافظ ہے اور تم پر میرا خلیفہ ہے (یعنی میرے عوض وُہ تمہارے ساتھ ہے)۔ غرض جناب امیرؑ روانہ ہوئے اور جب وُہ لوگ ذخشب تک پہنچے جو مدینہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر ہے رات ہو گئی اور راستہ بھُول گئے۔ امیرالمومنینؑ نے آسمان کی جانب رُخ کیا اور یہ دُعا پڑھی:- یا هادی كل ضال ویا منفذ كل غريق ويا مفرج كل مهموم لا تقوعلينا ظالما ولا تظفر بنا عدوا واهدنا الى سبيل الرشاد۔ تو خدا نے ایسا کیا کہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے پتھر پر جو گرد لگتی تو اُس سے آگ روشن ہو جاتی جس سے راستہ ظاہر ہو گیا۔ اس وقت خداوند عالم نے والعادیات کی سورۃ پیغمبر پر نازل فرمائی۔ صبح ہوئی تو امیرالمومنین کا فروں کے قریب پہنچ گئے اور وُہ لوگ اُن کے آنے سے باخبر نہ تھے۔ جب حضرتؑ نے اذان دی اور اُن اشقیاء نے آوازِ اذان سُنی تو کہنے لگے شائد کوئی چرواہا پہاڑ پر خدا کو یاد کر رہا ہے۔ جب اُنہوں نے اشهد ان محمدا رسول الله سُنا تو بولے کہ یہ چیلا اُس ساحر کذاب (معاذ اللہ) کے اصحاب میں سے معلوم ہوتا ہے۔ جناب امیرؑ کے اصول میں سے یہ تھا کہ جب تک صبح نہ ہو جاتی اور دن کے فرشتے نازل نہ ہو لیتے حضرتؑ جنگ شروع نہ کرتے تھے۔ غرض آنحضرتؐ جب نماز سے فارغ ہوئے اور دن ظاہر و نمایاں ہو گیا تو آپ کے حکم سے علمِ حضرت نشان بلند کیا گیا۔ مشرکین نے آنحضرتؐ کے علم کو پہچانا اور آپس میں کہا کہ جس دشمن کی تم کو خواہش تھی وُہ آگیا۔ یہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جو اپنے اصحاب کے ساتھ آئے ہیں۔ غرض ایک جوان اُن میں سے باہر نکلا جو سب سے زیادہ دلیر اور کفر و عناد میں سب سے بڑھ کر تھا۔ اور للکارا کہ اے اصحاب ساحر و کذاب (معاذ اللہ) تم میں کون محمدؐ ہے باہر نکلے کہ میں اُس سے جنگ کروں۔ یہ سُن کر حیدرِ کرار اُس کے مقابلہ پر آئے اور فرمایا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تُو ہی ساحر و کذاب ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ خدا کی جانب سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اُس کافر بے حیا نے کہا تم کون ہو فرمایا میں علیؑ بن ابی طالب ہوں رسولؐ خدا کا چچازاد بھائی اور اُن کی دُختر کا شوہر۔ اُس ملعون نے کہا چونکہ تم ان کے قریبی رشتہ دار ہو لہٰذا تم کو یا ان کو قتل کرنا میرے نزدیک یکساں ہے اور رجز پڑھ کر حضرتؑ پر حملہ کیا۔ حضرتؑ نے بھی رجز پڑھا اور اُس پر حملہ کیا۔ دو وار اُن میں چلے تھے کہ حضرتؑ نے تیسرے وار میں اس کو جہنم واصل کیا۔ پھر حضرتؑ نے اپنا مقابل طلب کیا۔ اُس ملعون کا بھائی نکلا حضرتؑ نے ایک وار میں اُس کو بھی قتل کر دیا اور مبارز طلب کیا۔ اُس وقت حارث بن مکیدہ جو پانچ سو سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا اور اُس لشکر کا امیر تھا باہر آیا۔ حق تعالےٰ نے اُسی کے بارے میں فرمایا ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ (سورۃ عادیات پ۳۰)۔ اُس نے رجز پڑھا اور حضرتؑ پر حملہ کیا۔ حضرتؑ نے اُس کے حملہ کو رد کر کے ایک ضرب لگائی جس سے دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر مبارز طلب کیا۔ اُس کا چچازاد بھائی عمرو بن فناک نکلا اور رجز پڑھتا ہوا حضرتؑ پر حملہ آور ہوا۔ حضرتؑ نے پہلے ہی وار میں اُس کو بھی اُس کے بھائی کے پاس پہنچا دیا۔ پھر ہر چند اپنا مقابل طلب کیا لیکن کوئی آپؑ کے مقابلہ کے لیئے نہ آیا تو اُس شیر بیشۂ شجاعت نے اُن گمراہ بھیڑیوں پر حملہ کیا اور اُن کے بہادروں کو مار کر گرا دیا اُن کے

جناب امیرؑ کا حارث بن مکیدہ اور دوسرے ساتھیوں کو قتل کرنا

لڑکوں کو اسیر کیا اور اُن کے اموال پر تصرف کیا اور سب کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح کی خوشخبری ملی حضرتؐ صحابہ کے ساتھ استقبال کے لیئے مدینہ سے نکلے اور ایک فرسخ کے فاصلہ پر خورشید فلکِ رسالت اور ماہ آسمانِ امامت و ولایت یکجا ہوئے۔ آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کے چہرے پر سے اپنی چادر سے غبار پاک کیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور رو دئیے اور فرمایا اے علیؑ میں خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے میرے بازو تم سے قوی کیئے اور میری پیٹھ مضبوط کی۔ اے علیؑ جس طرح موسیٰؑ نے خدا سے دُعا کی تھی کہ اُن کے بازو کو اُن کے بھائی ہارون سے قوی کر دے اور اُن کو ان کی رسالت میں شریک کر دے میں نے بھی تمہارے متعلق خدا سے یہی سوال کیا تھا اور اُس نے مجھے عطا فرمایا۔ پھر صحابہ کی جانب رُخ کر کے فرمایا کہ اے گروہ صحابہ محبتِ علیؑ کے بارے میں مجھ پر طعن مت کرنا کیونکہ میں خدا کے حکم سے اُس کو دوست رکھتا ہوں۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ اُس کو دوست رکھوں اور اُس کو اپنا مقرب بناؤں۔ اے علیؑ جس نے تم کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا اُس نے خدا کو دوست رکھا۔ اور جو خدا کو دوست رکھتا ہے خدا اُس کو دوست رکھتا ہے۔ اور حق ہے کہ خدا اپنے دوستوں کو بہشت میں جگہ دے۔ اے علیؑ جس نے تم کو دشمن رکھا اُس نے مجھ کو دشمن رکھا اور جو مجھ کو دشمن رکھتا ہے وُہ خدا کو دشمن رکھتا ہے اور جو خدا کو دشمن رکھتا ہے خدا بھی اُس کو دشمن رکھتا ہے اور اُس پر لعنت کرتا ہے۔ اور خدا پر لازم ہے کہ قیامت کے روز دشمنانِ علیؑ کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے۔ دُوسری روایت میں منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السّلام نے ان کے ایک سو بیس آدمیوں کو قتل کیا فرمایا تھا۔

جناب امیرؑ کی مدح

تینتالیسواں باب [۴۳]

فتح مکہ معظمہ کا بیان!

شیخ مفید، شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ فتح مکہ ماہ رمضان ۸ھ میں واقع ہوا اور معتبر حدیثیں اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ ۱۳ر تاریخ چاند کی تھی۔ بعض نے بیسویں تاریخ کہا ہے۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ جس سال حدیبیہ میں جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قریش سے صلح کی۔ خزاعہ کا قبیلہ حضرتؐ کے امان میں داخل ہوگیا اور قبیلہ کنانہ قریش کے امان میں رہے۔ اس عہد پر دو سال گزرے تھے کہ ایک روز ایک ملعون قبیلہ کنانہ کا آنحضرتؐ کی ہجو بیٹھا ہوا کر رہا تھا۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے اس کو منع کیا کہ تجھ کو کیا حق ہے کہ ایسی چیزیں پڑھ رہا ہے۔ اگر دوبارہ سُنا تو تیرا مُنہ توڑ دوں گا کنانہ ملعون نے نہ مانا اور دوبارہ ہجو کی مرد خزاعی نے ایک گھونسا اُس کے مُنہ پر مارا۔ پھر دونوں نے اپنے اپنے قبیلوں کو

مدد کے لیئے پکارا۔ چونکہ خزاعہ کی تعداد زیادہ تھی انہوں نے اُن سب کو مار کر حرم میں داخل کر دیا۔ اور اُن کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ قریش نے گھوڑوں اور اسلحوں سے کنانہ کی مدد کی۔ یہ حال دیکھ کر عمرو بن سالم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور واقعہ بیان کیا اور اشعار پڑھے جن میں چند اشعار آنحضرتؐ سے نصرت کے بارے میں تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمرو بس اتنا ہی کافی ہے اور اُٹھ کر خانۂ میمونہ میں تشریف لے گئے اور پانی طلب کر کے غسل کیا۔ اثنائے غسل میں کہتے جاتے تھے کہ اگر مدد نہ کروں گا تو میری بھی مدد نہ کی جائے گی۔ پھر فارغ ہو کر باہر نکلے اور مکہ کا ارادہ کیا اور دُعا کی پالنے والے قریش کے جاسوسوں کو روک دے تاکہ ہم ان کی بے خبری میں مکہ میں داخل ہو جائیں۔ پھر علی بن ابراہیم، شیخ طبرسی اور شیخ مفید وغیرہ نے متعدد سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ حاطب بن بلتعہ مسلمان ہوگیا تھا اور ہجرت کر کے مدینہ میں آگیا تھا اُس کے اہل وعیال مکہ میں تھے۔ چونکہ آنحضرتؐ کے مکہ جانے سے قریش خائف تھے وہ لوگ حاطب کے عیال کے پاس آئے اور کہا کہ حاطب کے پاس خط لکھو اور دریافت کرو کہ آیا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں۔ خط کے جواب میں حاطب نے لکھ دیا کہ حضرتؐ مکہ پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور ایک صفیہ نامی عورت کو اور دوسری روایت کے مطابق سارہ نامی کو جو ابولہب کی آزاد کردہ کنیز تھی یہ خط دے کر مکہ روانہ کیا۔ اُس عورت نے وہ خط اپنے بالوں میں چھپا لیا۔ اُسیوقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچا دی۔ آنحضرتؐ نے زبیر اور علی علیہ السّلام کو اُس عورت کے تعاقب میں بھیجا۔ جب وہ اُس کے پاس پہنچے وہ خط اُس سے مانگا۔ وہ عورت رونے لگی اور قسم کھا کر کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ اور اُس کی تلاشی بھی لی گئی مگر خط نہ ملا۔ زبیر نے کہا یا علیؑ یہ قسم کھاتی ہے اور تلاشی کے باوجود خط نہیں ملا آؤ واپس چلیں اور حضرتؐ کو اطلاع دیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ خدا کے رسُولؐ نے خبر دی ہے کہ خط اُس کے پاس ہے اور آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ سے سُننے کی خبر جھوٹ نہیں بیان کی ہے اور نہ جبرئیلؑ نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے۔ یہ فرما کر تلوار نکالی اور فرمایا کہ اگر تو خط نہیں دے گی، تو تجھ کو قتل کر دوں گا۔ تب اُس نے کہا اچھا دُور ہٹ جائیے تو میں خط دوں۔ پھر اُس نے اپنا مقنع کھولا اور اپنے گیسوؤں میں سے خط نکال کر دیا۔ جناب امیرؑ وہ خط لے کر پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے منادی کرا دی کہ مسلمان مسجد میں جمع ہوں۔ سب جمع ہوئے تو حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ وہ خط آپؐ کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا کہ میں نے دُعا کی تھی کہ خدا ہمارے عزم و ارادہ کو قریش سے پوشیدہ رکھے اور تم میں سے ایک شخص نے ہمارے ارادے سے اہل مکہ کو بذریعہ خط اطلاع دینا چاہی۔ لہٰذا یہ خط لکھنے والا کھڑا ہو جائے، ورنہ وحیٔ خدا اُس کو رُسوا کرے گی۔ یہ سُنکر کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا۔ پھر حضرتؐ نے دوبارہ یہی بات کہی۔ اس مرتبہ حاطب اُٹھ کھڑا ہوا اور اس طرح کانپنے لگا جیسے تیز و تند ہوا میں خرما کی شاخ ہلتی ہے۔ اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ خط لکھنے والا میں ہوں لیکن نہ منافق ہوا ہوں اور نہ حضورؐ کی رسالت و نبوت میں شک کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر کیوں ایسا کیا۔ عرض کی چونکہ میرے بال بچے مکہ میں ہیں اور وہاں میرے اور خاندان اور قبیلے والے نہیں ہیں مجھے خوف ہوا کہ مشرکین اُن پر غالب ہوں گے اور مار ڈالیں گے۔ میں نے چاہا کہ اُن پر احسان کروں تاکہ میرے اہل وعیال کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اور یہ امر مجھ سے دین میں شک و شبہ کی بنا پر نہیں سرزد ہوا۔

یہ سُنکر عمر نے کھڑے ہو کر کہا یا رسولؐ اللہ اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ اہلِ بدر سے ہے شاید توبہ کرے اور خدا اُس کو بخش دے۔ اُس کو مسجد سے باہر نکال دو۔ یہ سُنکر لوگوں نے اُس کو پیٹھ پر مارتے ہوئے مسجد سے نکال دیا اور اُمید کی نگاہوں سے حضرتؐ کو دیکھنے لگے کہ شاید حضرتؐ اس کو معاف کر دیں۔ پھر حضرتؐ نے حکم دیا تو لوگ اس کو واپس لائے۔ حضرتؐ نے اس کو معاف فرمایا اور اُس کے لیے استغفار کیا اور فرمایا کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔ خدا نے یہ آیتیں اُس کے بارے میں نازل فرمائیں۔ یَآ اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَعَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ الخ (پ آیۂ ا سورہ ممتحنہ ۲۸) اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم تو ان کے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور جو پیغام حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس سے انکار کرتے ہیں۔

شیخ طبرسی نے بسندِ موثق حضرت جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب شام میں ابوسفیان کو خبر پہنچی کہ قریش نے خزاعہ کے ساتھ جھگڑا کیا اور عہد و پیمان کو توڑ دیا تو مدینہ آیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی قوم کے خون بہانے سے پرہیز کرو اور قریش کو امان دو اور اپنے اور ہمارے درمیان عہد و پیمان کی مدت کو بڑھا دو۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوسفیان تم لوگوں نے میرے ساتھ مکر و فریب کیا ہے اُس نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر تم نے مکر و فریب نہیں کیا اور اپنے پیمان کو نہیں توڑا ہے تو میں بھی اپنے عہد پر باقی ہوں وہاں سے وہ پھر حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور کہا تم قریش کو امان دو۔ ابوبکر نے کہا تم پروائے ہو بغیر حضرتؐ کی اجازت کے کون امان دے سکتا ہے۔ پھر وہ عمر کے پاس گیا وہاں بھی ایسا ہی جواب ملا۔ آخر میں اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس گیا جو رسولِ خدا کی زوجہ تھیں اور بستر پر بیٹھنا چاہتا تھا۔ ام حبیبہ نے فرش کو اُٹھا دیا اور نہ چاہا کہ وہ حضرتؐ کے فرش پر بیٹھے۔ ابوسفیان نے کہا بیٹی اس فرش کو مجھ سے بہتر سمجھتی ہو؟ اُس نے کہا ہاں یہ وہ فرش ہے جس پر رسولؐ خدا بیٹھتے ہیں میں پسند نہیں کر سکتی کہ تم اُس پر بیٹھو جبکہ تم مشرک اور نجس ہو۔ وہاں سے ابوسفیان چلا آیا اور جناب سیدہؑ کے در دولت پر آیا اور کہا اے سیدۂ عرب کی بیٹی قریش کو امان دیجئے۔ اور عہد و پیمان کی مدت بڑھا دیجئے تاکہ سب سے کریم ترین برگزیدہ عورتوں میں آپ کا شمار ہو۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا جس کو خدا کے رسولؐ امان دیں گے میں بھی دوں گی۔ اُس نے کہا پھر حضرت حسن و حسین علیہم السلام کو اجازت دیجئے کہ وہ قریش کو امان دیں۔ فرمایا وہ بھی اپنے نانا کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ پھر وہاں سے امیرالمومنینؑ کی خدمت میں پہنچا اور کہا آپ کی مجھ سے قرابت تمام قوم سے قریب تر ہے۔ میرے لیئے ہر طرف دروازے بند ہو چکے ہیں اور میں اپنے معاملہ میں حیران ہوں میرے لیئے جو مناسب امر ہو پیدا کیجئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا تو قریش کا سردار ہے جا مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو جا۔ اور کہہ میں قریش میں امان رکھتا ہوں اور سوار ہو کر اپنی قوم کے پاس چلا جا۔ ابوسفیان نے کہا اگر ایسا کروں گا تو مجھے کچھ فائدہ ہوگا؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس سے تجھ کو کچھ فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا لیکن اس کے سوا کوئی چارہ تیرے لیئے نہیں سمجھتا ہوں۔ غرض وہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے دروازہ پر آیا اور چلا کر بولا کہ میں قریش کے درمیان امان و پیمان قرار دیتا ہوں اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ چلا گیا۔ قریش نے اُس سے پوچھا کہ تو نے ... گیا اُن سے بھی کوئی بات نہ بن سکی۔ پھر فاطمہؑ

کے پاس حاضر ہوا۔ اُن سے بھی کوئی صورت معلوم نہ ہوئی۔ آخر علیؑ کے پاس پہنچا۔ اُنہوں نے میرے لیئے یہ مناسب سمجھا میں نے اُن کے کہنے پر عمل کیا اور واپس آگیا۔ قریش نے کہا علیؑ نے تجھ کو بیوقوف بنایا۔ تو خود قریش کو امان دیتا ہے۔

غرض جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری ماہِ رمضان المبارک روز جمعہ نمازِ عصر کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ میں خلیفہ مقرر فرمایا اور ہر قوم کے بزرگوں کو طلب فرما کر مکہ بھیجا کہ اپنی اپنی قوم کو لے کر آویں اور حضرتؐ کے ساتھ ہو جائیں۔ اور حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرتؐ مکہ کی جانب متوجہ ہوئے روزہ سے تھے۔ جب کراع النعیم تک پہنچے تو فرمایا کہ سب لوگ روزے افطار کر لیں اور خود بھی افطار کر لیا۔ اور بعض نے نہ کیا۔ جن لوگوں نے افطار نہیں کیا اُن کا نام عاصی رکھا۔ وہ اور اُن کی تمام اولاد کا قیامت تک عاصی ہی نام پڑ گیا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا میں اُن کے فرزندوں کو پہچانتا ہوں۔ غرض آنحضرتؐ روانہ ہوئے اور مرالظہران تک پہنچے اُس وقت دس ہزار اشخاص حضرتؐ کے ہمرکاب تھے چار سو گھوڑے سوار تھے خداوند عالم نے آنحضرتؐ کے آنے کی خبر قریش سے پوشیدہ رکھی تھی۔ اسی رات ابوسفیان اور حکیم بن خزام اور بدیل بن ورقہ مکہ سے نکلے اور جناب عباسؓ اُس سے پہلے ابوسفیان بن الحارثؓ اور عبداللہ بن اُمیہ کو لے کر آنحضرتؐ کے استقبال کے لیئے نکل چکے تھے اور وہ ثنیۃ العقاب میں حضرتؐ کے پاس پہنچ گئے تھے۔ آنحضرتؐ اپنے خیمہ میں تھے۔ اس روز حضرتؐ کے پاسبان و محافظ زیاد بن اُسید تھے۔ انہوں نے عباسؓ کو دیکھا تو حضرتؐ کی خدمت میں جانے کی اجازت دے دی اور دُوسروں کو واپس کر دیا۔ عباس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سلام کیا اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یہ آپ کے چچا اور پھوپھی کے لڑکے توبہ کرتے ہوئے آپ کے پاس آئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے چچازاد بھائی نے میری ہتکِ حرمت کی ہے اور میرا پھوپھی زاد بھائی وہ ہے جو مکہ میں کہتا پھرتا تھا کہ جب تک میرے لیئے زمین سے ایک چشمہ یا ایک سونے کا مکان نہ نکالو گے یا آسمان پر جا کر نہ دکھاؤ گے ایمان نہ لاؤں گا۔ عباس یہ سُنکر باہر چلے گئے تو ام سلمہ نے ان کی سفارش کی اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسولؐ اللہ آپ کے چچا کا لڑکا توبہ کر کے آیا ہے اور وہ آپ کے احسان سے لوگوں میں سب سے زیادہ محروم نہیں ہو سکتا۔ اور میرا بھائی جو آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور آپ کا داماد ہے اس کو محروم نہ کیجیئے۔ اسی اثناء میں باہر سے ابوسفیان نے پکار کر کہا کہ یا رسولؐ اللہ ہمارے لیئے یوسفؑ کے مانند ہو جائیے جیسا انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ غرض آنحضرتؐ نے ان دونوں کو بلایا اور اُن کی توبہ قبول فرمائی۔ پھر عباسؓ نے کہا کہ اگر حضرتؐ جبر و قہر کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں گے تمام قریش بے امان ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر حضرت عباسؓ خچر پر سوار ہوئے اور اِدھر اُدھر گھومنے لگے کہ شائد کوئی لکڑہارا یا دُودھ فروش نظر آجائے تو اُس کے ذریعہ مکہ والوں کو آگاہ کر دیں تاکہ اُن کے سردار حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اہلِ مکہ کے لیئے امان طلب کر لیں۔ اسی خیال میں تیزی سے چلے جا رہے تھے کہ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن خزام اور بدیل بن ورقا کے نزدیک پہنچے ابوسفیان بدیل سے پوچھ رہا تھا کہ یہ دور دُور تک آگ کیسی روشن ہے بدیل کہہ رہا تھا کہ قبیلہ خزاعہ کے لوگ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا قبیلہ خزاعہ کے لوگ تو تھوڑے سے ہیں اس قدر آگ اُن کے یہاں نہیں ہو سکتی

فرمائیں:۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿پ ۲۸ آیت ۱۲ سورۂ ممتحنہ﴾ یعنی اے پیغمبر جب تمہارے پاس مومنہ عورتیں آئیں تاکہ بیعت کریں ان باتوں پر کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہ دیں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور کسی پر بہتان اپنے ہاتھوں اور پیروں سے نہ باندھیں گی یعنی دوسروں کی اولاد کو اپنے شوہر سے منسوب نہ کریں گی اور تمہاری نافرمانی نہ کریں گی اور ہر امر نیک کو جس کا تم ان کو حکم دوگے عمل میں لاویں گی تو اُن سے بیعت لے لو اور خدا سے اُن کے واسطے آمرزش طلب کرو بیشک خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ جب حضرتؐ نے یہ آیتیں پڑھ کر اُن کو سُنائیں تو ہند نے کہا ہم نے لڑکوں کو پال کر بڑا کیا اور تم نے اُن کو قتل کیا۔ ام حکیم بنت حارث بن ہشام نے جو عکرمہ پسر ابوجہل کی زوجہ تھی کہا یا رسولؐ اللہ وہ کون سا معروف حکم ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ آپ کی مخالفت نہ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا مصیبتوں میں اپنے مُنہ پر طمانچے مت مارو، اپنے رخساروں کو زخمی مت کرو، اپنے بال مت نوچو اور گریبان نہ پھاڑو، اپنے لباس کو سیاہ مت کرو اور واویلا مت کرو۔ غرض انہی شرطوں پر اُن سے بیعت لی۔ پھر عورتوں نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ سے ہم کس طرح بیعت کریں؟ حضرتؐ نے فرمایا میں عورتوں کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتا۔ پھر ایک پیالے میں پانی منگوایا اور اپنا دست مبارک اُس میں ڈال دیا اور نکال لیا اور فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کو قدح میں داخل کرو، یہی تمہاری بیعت ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست طاہر اس سے پاکیزہ تھا کہ نامحرم عورتوں کے ہاتھوں میں پہنچتا۔ شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے کوہ صفا پر عورتوں سے بیعت لی۔ ہند جگر خوارہ ملعونہ چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے عورتوں کے درمیان بیٹھی تھی اور حضرتؐ کی جانب سے خوفزدہ تھی۔ جب حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تم سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ شرک مت کرنا ہند نے کہا ہم سے شرطیں لیتے ہیں اور مردوں سے نہیں لیں۔ جب حضرتؐ نے فرمایا کہ چوری نہ کرنا تو ہند بولی کہ ابوسفیان ایک مرد بخیل ہے اُس کے مال میں سے میں نے کچھ لے لیا ہے نہیں معلوم اُس نے وہ میرے لیے حلال کیا یا نہیں۔ یہ سُنکر ابوسفیان نے کہا جو کچھ تُو نے چکی وہ بھی اور آیندہ جو لے گی وہ سب میں نے تیرے لیے حلال کیا۔ حضرتؐ یہ سُنکر مسکرائے اور اُس کو پہچان کر فرمایا کہ تُو ہی ہند ہے عتبہ کی لڑکی۔ اُس نے کہا ہاں۔ جو کچھ گذر چکا اُسے معاف فرما دیجئے تاکہ خدا آپ کو معاف کرے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ زنا مت کرنا۔ ہند نے کہا کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے۔ یہ سُنکر عمر ہنسے اس لیے کہ ایام جاہلیت میں اُس سے زنا کر چکے تھے اور ہند مشہور زناکار تھی اور معاویہ زنا ہی سے پیدا ہوا تھا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اپنی اولاد کو مت مار ڈالنا۔ ہند نے کہا ہم نے اپنی اولاد کو چھوٹے سے بڑا کیا اور آپؐ نے اُن کو قتل کیا۔ اور یہ اس سبب سے کہا تھا کہ بدر کی جنگ میں اُس کے بیٹے حنظلہ کو امیرالمومنینؑ نے قتل کیا تھا۔ پھر حضرتؐ نے یہ سُنکر تبسم فرمایا۔ پھر جب حضرتؐ نے فرمایا کہ کسی پر بہتان نہ لگانا ہند نے کہا بہتان ... پسندیدہ کا حکم دیتے ہیں۔ جب حضرتؐ نے فرمایا کہ امر معروف ...

میں نافرمانی مت کرنا۔ ہند نے کہا ہم جب یہاں بیٹھے ہیں اُمید نہیں کہ آپ کی نافرمانی کریں گے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ روز فتح مکہ عثمان بن ابی طلحہ عبدی کعبہ کا دروازہ بند کرکے کوٹھے پر چلا گیا لوگوں نے اُس سے کہا کہ کنجی دے دے رسُولِ خدا مانگ رہے ہیں۔ اُس نے کہا اگر میں جانتا کہ وہ خدا کے رسولؐ ہیں تو کنجی اُن سے نہ روکتا۔ یہ سُنکر امیرالمومنینؑ کعبہ کی چھت پر گئے اور اُس کا ہاتھ مروڑ کر چابی چھین لی اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر کی۔ حضرتؐ نے دروازہ کھولا اور کعبہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب باہر نکلے تو عباسؓ نے اُن سے پوچھا کہ چابی اس کو واپس دیں گے؟ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ﴿پ ۵ آیت ۵۸ سورۃ النساء﴾ (ترجمہ) اے ایمان والو خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں ان کے حوالے کردو۔" تو حضرتؐ نے عثمان کو بُلا کر کنجی اُس کو دے دی۔ جب اُس نے سنا کہ خدا نے یہ حکم دیا ہے تو وہ مسلمان ہو گیا۔

عیاشی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روز فتح مکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کے بُتوں کو مسجد سے باہر کردیں اور توڑ ڈالیں۔ قریش کا ایک بُت کوہِ مروہ پر رکھا ہوا تھا اُنہوں نے حضرتؐ سے التجا کی کہ اُس کو نہ توڑیں۔ حضرتؐ نے تھوڑا تامل کیا پھر فرمایا کہ اُس کو بھی توڑ ڈالو۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿پ ۱۵ آیت ۷۴ سورۃ بنی اسرائیل﴾ اگر ایسا نہ ہوتا کہ ہم تم کو ثابت رکھتے بیشک نزدیک تھا کہ تم اُن کی جانب جُھک جاتے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالےٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں مبعوث فرمایا اور آپؐ نے اپنی دعوت علانیہ شروع کی اور اپنی دلیلیں ظاہر بظاہر بیان کرنا شروع کیں اور اُن کے بزرگوں کو بتوں کی پرستش میں ملامتیں کیں تو سب کے سب دشمنی پر تیار ہو گئے اور آنحضرتؐ کے ساتھ بُرے برتاؤ کرنے لگے اور مسجدوں اور مکانوں کو برباد و ضائع کرنے پر تُل گئے جن کو محمدؐ و علی علیہم السلام اور اُن کے دوستوں نے کعبہ کے گرد خدا کی عبادت اور اُس کے دین کی طرف دعوت دینے کے لیے تعمیر کیا تھا۔ اور مشرکین نے ان کی ایذادہی اور نقصان رسانی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور آنحضرتؐ کو اس قدر ستایا کہ آپ کو مجبوراً مکہ معظمہ ترک کرکے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ اور مکہ سے روانگی کے وقت مکہ کی طرف مُنہ کرکے فرمایا کہ خدا جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں۔ اگر تیرے ساکنین مجھ کو نہ نکالتے تو کسی شہر کو تجھ پر ترجیح نہ دیتا، اور دل سے کسی مقام کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ تیری مفارقت مجھ پر بہت شاق ہے۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے، کہ خداوند بلند و برتر آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ بہت جلد آپؐ کو اس شہر میں واپس لائے گا آپ مظفر و منصور، عافیت و سلامتی کے ساتھ اور غالب ہو کر آئیں گے جیسا کہ فرمایا ہے إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ﴿پ ۲۰ آیت ۸۵ سورۃ القصص﴾ بیشک جس نے تم پر قرآن کا پہنچانا واجب کیا ہے یقیناً وہ تمہارے وطن میں تم کو واپس لائے گا۔ جب حضرتؐ نے خدا کے اس وعدہ کی خبر اپنے اصحاب کو دی اور اہل مکہ نے بھی سُنا، تو اُنہوں نے مذاق اُڑایا اور یہ بات یقین نہ کی کہ کبھی آنحضرتؐ مکہ کی طرف واپس آئیں گے۔ پھر خداوند عالم نے یہ اطلاع بھیجی کہ بہت جلد میں اہل مکہ پر تم کو فتحیاب کروں گا اور اُس شہر میں میرا حکم نافذ ہوگا۔ اور جلد مشرکین کو کعبہ

میں داخل ہونے سے روک دوں گا کہ اُن میں سے ایک بھی داخل نہ ہو گا لیکن پوشیدہ طور سے خوفزدہ اور قتل سے ڈرتا ہوا۔ تو خدا کا یہ وعدہ پورا ہوا، اور حضرتؐ نے مکہ فتح کیا تو غالب ہو کر داخل مکہ ہوئے اور آپؐ کا حکم وہاں جاری ہوا اور عتاب بن اسید کو اُنپر امیر مقرر فرمایا۔ جب اہل مکہ کو اُس کا امیر ہونا معلوم ہوا تو کہنے لگے کہ محمدؐ ہمیشہ ہمارے حقوق پامال کرتے اور ہم کو ذلیل کرتے ہیں یہانتک کہ اٹھارہ سالہ لڑکے کو ہمارا حاکم بنا دیا۔ حالانکہ ہم میں صاحبان عقل و تدبیر بزرگ موجود ہیں اور ہم حرم خدا کے ہمسایہ ہیں اور ہمارا شہر زمین پر سب سے بہتر خطہ ہے۔ حضرتؐ نے عتاب کی امارت کے لیئے جو تحریر لکھی اُس کا سرنامہ یوں مرقوم فرمایا کہ یہ نامہ ہے محمد رسولِ خدا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے خانۂ خدا کے ہمسایوں اور مجاوروں کے نام۔ اما بعد تم میں سے جو بھی خدا اور خدا کے رسول محمدؐ پر ایمان لایا ہے اور ان کے اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور اُن کے کردار کو صحیح سمجھتا ہے اور محمدؐ کے بعد علیؑ سے جو اُن کے بھائی اور وصی اور بہترین خلق ہیں دوستی و محبت رکھتا ہے تو وہ ہم میں سے ہے اور اُس کی بازگشت ہماری طرف ہے اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کی مخالفت کرتا ہے تو وہ دُور ہی رہے کیونکہ وہ اہلِ جہنم سے ہے، اور خدا اُس کے کسی اعمال کو قبول نہ کرے گا اگرچہ بہت بلند و عظیم ہو وہ ہمیشہ جہنم میں عذاب الٰہی میں مُبتلا رہے گا۔ بیشک محمدؐ خدا کے رسولؐ نے عتاب بن اسید پر لازم قرار دیا ہے اور تمہارے احکام اور امور صلاح اُس کے سپرد کیا ہے تاکہ وہ تمہارے غافل لوگوں کو تنبیہ کرے اور جاہلوں کو تعلیم دے اور تمہارے پریشانی کے معاملات کی اصلاح کرے۔ اور جو شخص احکام الٰہی سے انحراف کرے اُس کو سزا دے۔ اور اُس کو اس لیئے تمہارا حاکم قرار دیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ تم سے فضل و شرف میں زیادہ ہے اور محمدؐ رسول خدا کی محبت اور علیؑ ولیٔ خدا کی دوستی رکھتا ہے لہٰذا وہ ہمارا خادم اور دین میں ہمارا بھائی ہے۔ ہمارے دوستوں کا دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے اور تمہارے واسطے سایہ دار آسمان اور راحت رساں زمین اور چمکنے والا آفتاب ہے۔ خدا نے اس کو تم سب پر محمدؐ اور علیؑ اور اُن کی آل طاہرہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور دوستی میں فضیلت دی ہے۔ وہ تمہارا حاکم ہے کہ خدا کا حکم تمہارے درمیان جاری کرے خدا اُس سے اپنی توفیق برطرف نہ کرے جس طرح اُس کے دل کو محبتِ محمدؐ و علی علیہم السّلام سے معمور فرمایا ہے۔ اُس کو کسی معاملہ میں مجھ سے خط و کتابت کے ذریعہ صلاح و مشورہ کی ضرورت نہ ہو گی۔ جو کچھ تمہارے اور اُس کے درمیان اُمور ہوں گے خدا اُن کے بارے میں اُس پر صحیح صورت الہام فرمائے گا۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اُس کی اطاعت کرے گا خدا سے بہتر بدلہ اور عمدہ اجر کا اُمیدوار ہو گا، اور جو شخص اُس کی مخالفت کرے گا تو خدا کے عذابِ سخت میں مبتلا ہو گا۔ اور اس کی کمسنی کو تم میں سے کوئی اُس کی مخالفت کا بہانہ قرار نہ دے۔ کیونکہ عمر کی زیادتی کے سبب کوئی افضل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ جو افضل ہوتا ہے وہی بزرگ تر ہوتا ہے، اور وہ ہمارے دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کے ساتھ دشمنی میں تم سے بہت زیادہ ہے اسی سبب سے ہم نے اُس کو تم پر امیر مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جو اس کی اطاعت کرے کیا کہنا ہے اس کی سعادت مندی کا۔ اور جو شخص اس کی مخالفت کرے گا اُس کا عذاب دوسروں کی گردن پر نہ ہو گا۔ عتاب اس پروانۂ سرورِ کائنات کو لے کر واردِ مکہ ہوا اور اُن کے مجمع میں کھڑا ہوا اور کہا اے گروہ اہلِ مکہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو

تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تمہارے منافقوں کے واسطے جلادینے والا انگارہ ہوں اور تمہارے مومنین کے لیئے رحمت و برکت ثابت ہوں اور میں مومن و منافق کو بخوبی پہچانتا ہوں اور بہت جلد نماز کے لیئے منادی کراؤں گا جس میں تم لوگ حاضر ہو۔ اُس وقت میں دیکھوں گا جو تم میں سے مسلمانوں کی جماعت میں حاضر ہو گا اُس پر مومنین کے احکام کروں گا اور جو حاضر نہ ہو گا اگر اُس کا کوئی معقول عذر ہو گا تو اس کو معذور سمجھوں گا ورنہ خدا اور رسُولؐ کے حکم کے مطابق اُس کی گردن اُڑا دوں گا تاکہ حرمِ خدا کو منافقوں کے ناپاک و نجس وجود سے پاک کر دوں۔ یاد رکھو کہ صدق و سچائی امانت ہے اور ہر جھوٹ اور فجور خیانت ہے۔ اور گناہ و بدکاری کسی جماعت میں رائج نہیں ہوتی مگر یہ کہ خدا اُنپر ذلت و خواری مسلط فرماتا ہے۔ اور جان لو کہ تمہارے قوی لوگ میرے نزدیک کمزور ہیں جبتک کہ کمزوروں کا حق اُن سے نہ دلا دوں گا، اور تمہارے کمزور لوگ میرے نزدیک قوی ہیں جب تک اُن کا حق سرکشوں سے نہ لے لوں۔ لہٰذا خدا سے ڈرو اور اپنی جانوں کو اُس کی اطاعت میں شریف بناؤ اور اپنے نفسوں کو اپنے پروردگار کی مخالفت میں ذلیل مت کرو۔ غرض حکم الٰہی حق و عدالت کے ساتھ ان میں جاری کیا، اور مومنوں کو عزیز اور منافقوں کو ذلیل کیا۔

چوالیسواںؑ باب

غزوۂ حنین اور اُس کے قبل و بعد غزوۂ تبوک تک کے تمام حالات:

شیخ مفید، شیخ طبرسی اور دُوسرے مؤرخین و محدثین نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فتح مکہ کے بعد مکہ کے اطراف میں لشکر بھیجے تاکہ قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دیں ان کو جنگ کا حکم نہیں دیا تھا۔ اسی سلسلہ میں غالب بن عبداللہ کو بنی مدلج کی طرف روانہ کیا انہوں نے کہا نہ ہم تمہارے بھروسے پہ زندگی گزارتے ہیں نہ تمہارے ساتھ رہتے بستے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لوگوں نے کہا ان سے جنگ کیجیے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کا سردار ایک سمجھدار اور عقلمند آدمی ہے اور اس قبیلہ کے بہت سے لوگ راہِ خدا میں شہید ہوں گے۔ عمرو بن اُمیہ کو بنی الدئل کے قبیلہ کے پاس بھیجا تھا کہ ان کو بھی اسلام کی دعوت دیں۔ ان لوگوں نے بھی قطعی انکار کیا۔ صحابہ نے ان سے بھی قتال کرنے کا مشورہ دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ان کا سردار آتا ہے اور مسلمان ہو جائے گا۔ پھر اُس کی تمام قوم اسلام قبول کرلے گی۔ عبداللہ بن سہیل کو قبیلہ محارب کی طرف بھیجا اور وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ اُن میں ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر بھی ہوا۔ حضرتؐ نے خالد بن ولید کو بنی خذیمہ کی طرف روانہ کیا تھا جس کا قصہ عامہ و خاصہ نے متعدد طریق سے اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن ابن بابویہ شیخ طوسی نے بسند صحیح و معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے خالد بن ولید کو ایک قبیلہ کی طرف بھیجا جن کو بنی مصطلق کہتے تھے جو قبیلہ بنی خذیمہ سے تھے۔ ان میں اور قبیلہ بنی مخذوم میں جو

خالد کا قبیلہ تھا ایامِ جاہلیت سے عداوت تھی۔ اُن میں سے اکثر لوگ حضرتؐ کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گئے تھے اور حضرتؐ سے امان نامہ حاصل کر چکے تھے۔ جب خالد بن ولید وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور ان کی اطاعت کی۔ خالد نے منادی کو حکم دیا کہ نماز کے لیئے اذان کہے۔ جب وہ لوگ امان کے بھروسہ پر بے حربہ اور سلاح کے نماز کے لیئے حاضر ہوئے نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہوئے تو خالد کے حکم سے اُس کے لشکر نے حملہ کر دیا اور اُن کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اُن کے مال و متاع کو لُوٹ لیا۔ ان میں سے جو لوگ باقی تھے وہ حضرتؐ کا امان نامہ لیئے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خالد کے مظالم بیان کیئے۔ حضرتؐ یہ داستانِ ظلم سُن کر رُو بقبلہ ہوئے اور عرض کی خداوندا تجھ سے خالد کے مظالم سے پناہ مانگتا ہوں جو کچھ اُس نے کیا ہے۔ اُسی وقت خالد حضرتؐ کے لیئے مالِ غنیمت میں سونا اور بہت سے سامان لیئے ہوئے حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے وہ سب امیرالمؤمنینؑ کے حوالے کر کے فرمایا کہ اے علیؑ یہ بنی مصطلق کے پاس لے جاؤ اور ان کو راضی کرو۔ اور اپنا پیر اُٹھا کر فرمایا کہ طریقۂ جاہلیت کو اپنے پیروں کے نیچے اس طرح کچل دو یعنی خدا کے حکم کے مطابق ان کے درمیان حکم کرو۔ جب امیرالمؤمنینؑ اُس قبیلہ میں پہنچے اُن میں حکمِ خدا کے موافق حکم کیا اور اُن کو راضی کر کے واپس آئے۔ حضرتؐ نے پوچھا اے علیؑ کیا کر آئے؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ ہر ایک کا پہلے خونبہا دیا اور ہر بچہ کے عوض جو شکم ہی میں ضایع ہوا تھا ایک غلام یا کنیز اُن کو دیا اور اُن کے ہر مال کا نقصان ادا کیا پھر وہ مال جو میرے پاس باقی بچ گیا تھا اُن کے اُن ظروف کے عوض دے دیا جن میں اُن کے کُتّے پانی پیتے تھے۔ اور اُن رسیوں کے بدلے میں دیا جو چرواہے استعمال کرتے تھے۔ پھر کچھ اور مال بچ رہا تو اُن کے بچوں اور عورتوں کے ڈرنے اور خوفزدہ ہونے کے عوض دے دیا اور کچھ اُن چیزوں کے عوض دیا جن کو وہ نہیں جانتے تھے۔ اس کے بعد میرے پاس جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ اُن پر تقسیم کر دیا تاکہ خلوصِ دل سے وہ آپ سے راضی ہو جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم نے دے دیا اس لیئے کہ وہ مجھ سے خوش و راضی ہو جائیں لہٰذا خدا تم سے راضی اور خوشنود ہو۔ تم میرے نزدیک مثل ہارونؑ کے ہو جو موسٰیؑ کے نزدیک تھے، لیکن میرے بعد پیغمبر نہ ہوگا۔ دُوسری روایت کے مطابق یہ کہ فرمایا اے علیؑ تم نے مجھ کو راضی کیا خدا تم سے راضی ہو۔ اے علیؑ تم میری اُمّت کے ہادی ہو۔ اے علیؑ سعادتمند اور سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جو تم کو دوست رکھے اور تمہارے طریقہ کی متابعت کرے اور شقی بلکہ بدترین اشقیا قیامت تک ہر وہ شخص ہے جو تمہاری مخالفت کرے اور تمہارے طریقہ سے کراہت رکھے۔

سنہ ۸ھ کے واقعات میں معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ اس سال عکرمہ ابوجہل کا لڑکا مسلمان ہوا اور بعد فتح مکہ حضرتؐ سے منحرف ہو کر بھاگا اور یمن چلا گیا اُس کی زوجہ نے حضرتؐ سے اُس کے لیئے امان لے لی تو وہ واپس آیا اور پھر مسلمان ہوا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اس سال حضرتؐ نے خالد کو بھیجا اُس نے عُزّیٰ کو توڑا جو قریش کے بہت بڑے بتوں میں سے تھا اور عمرو بن عاص کو تعینات کیا جس نے سواع کو توڑا وہ ہذیل کا بُت تھا اور سعد بن زید کو مقرر فرمایا جس نے منات کو توڑا۔

غزوۂ حنین: شیخ مفید و شیخ طبرسی اور علی بن ابراہیم وغیرہم نے روایت کی ہے کہ

غزوۂ حنین کے وقوع کا سبب یہ تھا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی جانب متوجہ ہوئے مصلحتاً فرمایا تھا کہ جنگ ہوازن کو چل رہا ہوں جب ہوازن کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے جنگ کی تیاری کی اور لشکر اور اسلحہ کافی جمع کر لیا اور رؤسائے ہوازن مالک بن عوف نظری کے پاس گئے اور اُس کو اپنا سردار بنالیا اور بڑے ساز و سامان سے اپنے تمام مال مویشی، چوپائیوں، عورتوں اور بچوں کو لے کر نکلے اور وادی اوطاس میں قیام کیا۔ ان کے ساتھ درید بن الصمۃ جشمی بھی تھا جو جشم کا سردار و رئیس تھا۔ وُہ بوڑھا اور نابینا ہوگیا تھا جب وُہ لوگ وادی اوطاس میں پہنچے تو اُس نے زمین پر ہاتھ رکھ کر پوچھا کہ یہ کونسی وادی ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ وادئ اوطاس ہے۔ اُس نے کہا گھوڑوں کو دوڑانے کے لیے اچھی جگہ ہے نہ پست و بلند ہے نہ دندانہ دار ہے اور نہ نرم دھنسنے والی ہے۔ پھر پوچھا کہ میرے کانوں میں گھوڑوں، اُونٹوں، گوسفندوں، اور گائیوں کے بولنے کی آوازیں آرہی ہیں۔ اور بچوں کے رونے کی آوازیں سن رہا ہوں۔ اس کو بتایا گیا کہ مالک بن عوف اموال، مویشی اور عورتوں، بچوں کو لے کر آیا ہے تاکہ لوگ اپنے بچوں، عورتوں اور مال کے لیئے لڑیں اور بھاگیں نہیں۔ اُس نے کہا کعبہ کے خدا کی قسم وُہ ایک چرواہا ہے اور جنگ کے اصولوں سے ناواقف ہے۔ پھر مالک کو طلب کیا۔ وُہ آیا تو کہا اے مالک تُو نے کیا تدبیر کی ہے؟ اُس نے کہا لوگوں کو ان کے مال و متاع اور زن و فرزند سمیت لے آیا ہوں تاکہ مردانہ وار لڑیں۔ درید نے کہا آج تجھ کو لوگوں نے اپنا سردار بنالیا ہے اور جس سردار و بزرگ سے تُو جنگ کرنے آیا ہے آج کا دن ہے اور تُو نے یہ اچھا نہیں کیا کہ ہوازن کے بچوں اور اُن کی جماعت کو سب کو لا کر لشکر کے سامنے کر دیا ہے کیا تُو نے کبھی دیکھا ہے کہ بھاگتا ہوا لشکر اپنے زن و فرزند اور مال کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ان کو واپس لے جاؤ اور اُن کو مضبوط قلعوں میں پہنچا دو اور صرف لڑنے والے مردوں کو میدانِ قتال میں رکھو کیونکہ تجھ کو سوائے مردانِ جنگی اور گھوڑوں اور تلواروں کے اور کوئی فائدہ نہ بخشے گا۔ اگر تجھ کو فتح ہوئی تو ان لوگوں سے جنکو تُو چھوڑ آیا ہے ملاقات ہوگی، اور اگر شکست ہوئی اور تم لوگ بھاگے تو اہل و عیال کے سبب سے کوئی رسوائی نہ ہوگی۔ مالک نے کہا تُو بوڑھا ہوگیا ہے اور تیری عقل خراب ہوگئی ہے۔ غرض اُس کی مشفقانہ نصیحتوں کو اُس نے نہ مانا۔ پھر درید نے کہا کہ قبیلۂ کعب اور قبیلۂ کلاب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا اُن میں سے کوئی نہیں آیا ہے۔ تو اُس نے کہا کہ خوش نصیبی اور عقلمندی اس لشکر سے دُور ہو چکی ہے۔ اگر سعادت و سانگی ہوتی تو یہ دونوں قبیلے ان سے علیحدہ نہ رہتے۔ پھر اُس نے پُوچھا کہ قبیلہ ہوازن میں سے کون آیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عمرو بن عامر اور عوف عامر۔ اُس نے کہا ان دونوں جوانوں سے نہ کوئی نفع ہو سکتا ہے نہ نقصان۔ پھر ایک آہ کی اور کہا کاش میں اس جنگ میں جوان ہوتا تو مردانگی کی داد دیتا۔

جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سُنا کہ قبائل ہوازن و اوطاس جنگ پر آمادہ ہیں۔ اہلِ اسلام کو جمع کر کے ان کو جہاد کی ترغیب دی اور خدا کی جانب سے مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا کہ خداوند عالم تم کو اُن پر غالب فرمائے گا اور اُن کے مال، لڑکے اور عورتیں غنیمت میں عطا فرمائے گا! تو لوگ جہاد کے لیئے تیار ہوئے اور اپنے علم لے کر چلے۔ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑا عَلم تیار کر کے امیر المومنینؑ کو دیا اور جو لوگ اپنے عَلم لیئے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تھے اُن سے فرمایا کہ اپنے اپنے عَلم بلند کرو اور بارہ ہزار

اشخاص کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے۔ دس ہزار افراد تو حضرتؐ کے ساتھ مکہ آئے تھے اور دو ہزار اشخاص مکہ میں آکر حضرتؐ سے ملحق ہوگئے تھے۔ ابی الجارود کی روایت کے مطابق جو امام محمد باقرؑ سے منقول ہے ہزار مرد بنی سلیم کے تھے۔ اُن کا سردار عباس بن مرداس بن سلمیٰ تھا۔ ہزار اشخاص قبیلہ مزنیہ کے تھے۔ غرض روانہ ہوئے اور لشکر ہوازن کے مقابلہ پر پہنچے اور قیام کیا۔ مالک بن عوف کو آنحضرتؐ کے آنے کی خبر ہوئی تو اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم میں سے ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنے اپنے مال و زن و فرزند کو اپنے پیچھے رکھے اور اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور درّوں اور درختوں کے پیچھے چھُپ جائے اور دشمن کی تاک میں رہے اور صبح اندھیرے منہ یکبارگی سب اُن پر ٹوٹ پڑو اور اُن کو مار بھگاؤ۔ کیونکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اب تک ایسے لوگوں سے مقابلہ نہیں ہوا ہے جو جنگ کے اصول سے واقف رہے ہوں۔

اُدھر جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح سے فارغ ہو کر سوار ہوئے۔ وادئ حنین میں پستی و بلندی بہت تھی۔ بنو سلیم حضرتؐ کے لشکر کا مقدمہ تھے۔ غرض لشکرِ ہوازن نے یکبارگی ہر طرف سے حملہ کیا۔ بنی سلیم بھاگے اور اُن کے پیچھے جو لوگ تھے وُہ بھی بھاگے سوائے امیر المومنین علیہ السّلام کے جو تھوڑے صحابہ کے ساتھ تھے۔ بھاگنے والے آنحضرتؐ کے سامنے سے بھاگ رہے تھے اور مطلق پروانہ کرتے تھے۔ جناب عباسؓ سرورِ عالم کے خچر کی لگام داہنی طرف سے پکڑے ہوئے تھے اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب بائیں طرف سے۔ حضرتؐ ندا دے رہے تھے کہ اے گروہِ انصار کہاں بھاگے جاتے ہو میں خدا کا رسولؐ ہوں، میری طرف آؤ مگر کوئی نہیں سُنتا تھا نہ واپس آتا تھا۔ اور نسیبہ نارینہ کی بیٹی بھاگنے والوں کے مُنہ پر خاک پھینکتی اور کہتی تھی کہ خدا و رسولؐ سے کہاں بھاگتے ہو۔ یہانتک کہ عمر نسیبہ کے سامنے سے گذرے۔ نسیبہ نے کہا یہ کیا بزدلی ہے۔ وُہ بولے خدا کا حکم یہی ہے۔ پھر حضرتؐ اپنے خچر کو دوڑا کر امیر المومنینؑ کے قریب آئے دیکھا کہ آپ تلوار کھینچے ہوئے مشغولِ جنگ ہیں اور عَلم آپؑ کے ہاتھ میں ہے۔ جناب عباسؓ چونکہ بلند قامت اور بلند آواز تھے حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ اس ٹیلے پر چڑھ کر بھاگنے والوں کو پکارو کہ واپس آجائیں۔ یہ سُنکر جناب عباسؓ اُوپر گئے اور بلند آواز سے ندا دی کہ اے اصحاب سورۃ بقرہ اور اے اصحاب بیعت شجرہ کہاں بھاگے جا رہے ہو رسولِ خدا یہاں ہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکیٰ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ [1]۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ آپؐ نے وُہ دُعا کی ہے جس کے ذریعہ سے موسٰےؑ کے واسطے دریا پھٹ گیا تھا اور اُن کو فرعون سے نجات ملی تھی۔ پھر حضرتؐ نے ابو سفیان سے فرمایا کہ ایک مٹھی خاک مجھے دو۔ حضرتؐ نے وُہ خاک مشرکین کی طرف پھینکا اور فرمایا شاھتِ الوجوہ [2]۔ پھر سر آسمان کی طرف اُٹھا کر دُعا کی کہ پالنے والے اگر یہ گروہ ہلاک ہو جائے گا تو تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ اُدھر انصار نے عباسؓ کی آواز سُنی تو واپس پلٹے اور اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور لَبَّیْک کہتے ہوئے حضرتؐ کی طرف

[1] ترجمہ: خداوندا تمام تعریفیں تیرے ہی لیئے ہیں اور تکلیفوں کی شکایتیں تجھ سے ہی کی جاتی ہیں اور تُو ہی مدد کرنے والا ہے۔ ۱۲۔ [2] چہرے قبیح ہو جائیں۔ ۱۲۔

آئے مگر نجات کے سبب حضرتؐ کے پاس نہ آئے اور امیرالمومنینؑ سے ملحق ہو گئے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کہاں لوگ ہیں عباسؓ نے کہا یا انصار ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس وقت جنگ کی بھٹی روشن ہے فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے نازل ہوئے اور ہوازن بھاگنے لگے وہ ہر طرف دوڑ رہے تھے لوگ فرشتوں کے ہتھیاروں کی آوازیں ہوا میں سُن رہے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے۔ مختصر یہ کہ آنحضرتؐ مشرکین پر غالب ہوئے اور اُن کے اموال اور زن و فرزند غنیمت میں حاصل ہوئے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (پ آیت ۲۵ سورۂ توبہ) یعنی بیشک خدا نے بہت موقعوں پر تمہاری مدد کی حدیث کے مطابق اسّی موقعوں پر۔ اور روز حنین بھی مدد کی جبکہ کشادہ زمین تم پر تنگ ہو گئی تھی اور تم بھاگ رہے تھے۔ "ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ۔ (آیت ۲۶ سورۂ مذکور) پھر خدا نے اپنی تسکین اپنے پیغمبرؐ پر اور مومنوں پر نازل کی اور فرشتوں کے لشکر بھیجے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور کافروں پر ان کو قتل اور قید کرا کے اور اُن کے اموال غنیمت میں مسلمانوں کو دلوا کر عذاب کیا اور کافروں کی یہی جزا ہے"۔

احادیث معتبرہ میں امام رضاؑ سے منقول ہے کہ سکینہ ایک خوشبودار ہوا ہے اور جنت سے چلتی ہے اور اُس کی صورت آدمی کی سی ہے اور وہ پیغمبروں کے ساتھ ہوتی ہے۔

علی بن ابراہیمؒ نے روایت کی ہے کہ بنی نضر بن معاویہ کا ایک شخص جس کا نام شجرہ بن ربیعہ تھا جبکہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوا تو پوچھتا تھا کہ وہ سفید پوش جوان جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے کہاں گئے اُن کے مقابلہ میں تم لوگ ایک خال کے مانند نظر آتے تھے۔ یعنی وہ اس کثرت سے تھے وہ ہم کو قتل کر رہے تھے اب وہ تمہارے درمیان نظر نہیں آتے۔ مسلمانوں نے کہا وہ فرشتے تھے جنکو خدا نے ہماری مدد کے لیے بھیجا تھا۔ یہ جو کچھ بیان کیا گیا علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق تھا۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین کی طرف متوجہ ہونے لگے تو صفوان بن اُمیہ کے پاس بہت سی زرہیں تھیں۔ حضرتؐ نے اُس سے طلب کیا۔ اُس نے کہا اے محمدؐ کیا آپ ان کو غصب کرنا چاہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا نہیں عاریۃً چاہتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اگر کوئی ضائع ہو گی تو میں اُس کا تاوان دُوں گا۔ احادیث میں وارد ہے کہ اُسی روز سے یہ مقرر ہوا کہ اگر عاریت کے مال میں تاوان کی شرط کی جائے تو اس کی ادائیگی لازم ہے۔ غرض اُس نے حضرتؐ کو زرہیں دے دیں۔ حضرتؐ نے ان کو اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا اور دو ہزار مکہ کا لشکر اور ساتھ جو دس ہزار افراد آئے تھے ان کو لے کر آخر ماہ رمضان یا اوّل ماہِ شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے۔

شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ دس ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جنگ حنین کے لیے روانہ ہوئے تو اکثر مسلمانوں کو گمان ہوا کہ اب مغلوب نہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکر نے اُس روز کہا کہ کس قدر لشکر جمع ہوا ہے

آج ہم کو شکست نہ ہو گی حضرتؐ نے فرمایا ہمارے لشکر کو لوگوں نے نظر لگا دی۔ اور جو مدد اُن سے اُس روز مسلمانوں کو پہنچی یہی تھی۔ اور خدا نے چاہا کہ اُنپر واضح کر دے کہ فتح لشکر اور اسلحہ کی زیادتی کے سبب نہیں بلکہ میری مدد اور اعانت کے سبب سے ہے۔ اور خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ پھر جب کافروں کے لشکر کے مقابلہ پر آئے تو مُنہ کالا کر کے بھاگے اور سوائے دس اشخاص کے کوئی حضرتؐ کے ساتھ ثابت قدم نہ رہا۔ جن میں سے نو افراد بنی ہاشم کے دسواں شخص ایمن ام ایمن کا لڑکا تھا اور وہ شہید ہو گیا۔ اور وہ نو اشخاص بدستور ثابت قدم رہے یہانتک کہ بھاگنے والے رفتہ رفتہ واپس آ کر ان سے مل گئے۔ خداوند عالم نے ابوبکر کو نظر لگنے کے بارے میں فرمایا کہ "اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ" اور مومنین جنکو خدا نے پیغمبرؐ کے ساتھ یاد فرمایا کہ اُنپر تسکین نازل فرمائی وہ امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالب ہیں مع آٹھ اشخاص کے جو بنی ہاشم میں سے تھے۔ اُن میں سے ایک جناب عباسؓ تھے جو حضرتؐ کی داہنی جانب تھے اور فضل بن عباسؓ جو بائیں طرف تھے اور ابوسفیان پسر حارث جو حضرت کے چچا کے بیٹے تھے۔ وہ معاویہ کا باپ ابوسفیان نہیں تھا وہ حضرتؐ کے خچر کی زین پکڑے ہوئے تھے جس وقت کہ خچر بھڑک رہا تھا اور قرار نہیں لیتا تھا۔ اور جناب امیرؑ حضرتؐ کے آگے مشرکین کو تلواریں مار رہے تھے اور اُن کو حضرت کے پاس سے دفع کر رہے تھے اور ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہؓ پسر زبیر بن عبدالمطلب اور عتبہؓ اور معتبؓ پسران ابولہب حضرت کے گرد تھے۔ دوسرے تمام مہاجر و انصار بھاگ گئے تھے۔

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ روز حنین فرزندان عبدالمطلب میں سے سات آدمیوں کے سوا تمام صحابہ بھاگ گئے تھے اور وہ سات اشخاص عباسؓ اور اُن کے صاحبزادے اور علیؑ اور اُن کے بھائی عقیلؓ، ابوسفیانؓ، ربیعہؓ اور نوفلؓ پسران حارث بن عبدالمطلب تھے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تلوار کھینچے ہوئے دُلدُل پر سوار کافروں پر حملہ کر رہے تھے اور اس مضمون کا رجز پڑھ رہے تھے:۔ میں رسولؐ خدا ہوں جس میں ذرا بھی جھُوٹ نہیں۔ میں ہوں عبدالمطلب کا فرزند۔ حارثؓ بن نوفل نے کہا میں نے فضلؓ بن عباسؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب میرے پدر بزرگوار حضرت عباسؓ نے اُس روز دیکھا کہ سب بھاگ گئے۔ اِدھر اُدھر دیکھا امیرالمومنینؑ نظر نہ آئے۔ تو کہنے لگے ایسے وقت میں ابوطالبؑ کے بیٹے نے پیغمبرؐ کو چھوڑ دیا اور باوجود اُن مردانگیوں کے جو دُوسری لڑائیوں میں دکھائیں بھاگ گئے۔ یہ سُنکر میں نے کہا اے پدر بزرگوار اپنے برادر زادے کے حق میں ایسا کہنے سے اپنی زبان روکئے اُنھوں نے کہا کہ کیوں کیا علیؑ موجود ہیں؟ میں نے کہا صف کے سامنے لشکر مخالف کے درمیان دیکھئے تلواریں چلا رہے ہیں۔ فرمایا ان کا پتہ و نشان دکھاؤ۔ میں نے کہا اُس غبار کے درمیان جو بلند ہو رہا ہے دیکھئے۔ جب اُنہوں نے دیکھا تو پوچھا وہ بجلی کیسی ہے جو نظر آتی ہے؟ میں نے کہا وہ اُن کی برق شمشیر ہے جو مشرکین کی جانوں کو آگ لگا رہی ہے اور ان کی روحوں کو دوزخ کی آگ میں پہنچا رہی ہے اور معرکۂ قتال کے بہادروں کو وہ اپنی تیغ کے سیلاب سے بحرِ عدم میں بھیج رہے ہیں۔ اور وہ حیدر کرّار ہیں کہ جنکی آگ برسانے والی ذوالفقار مخالف کے سروں سے نخوت و غرور کی ہوا باہر کر رہی ہے، اور ان کو ہلاکت کی خاک میں ملا رہی ہے۔ جب میرے والد

نے غور سے دیکھا اور ضربت حیدری مشاہدہ کیا تو کہا کہ وہ نیکو کار اور نیک کردار کا فرزند ہے اُس کے چچا اور ماموں اُس پر فدا ہوں۔ فضل کا بیان ہے کہ اُس روز حضرت امیر المومنین نے مشرکوں کے چالیس بہادروں اور جنگ آزماؤں کے برابر برابر دو ٹکڑے کیئے یہاں تک کہ اُن کی ناک سے عضوِ تناسل تک نصف ایک ٹکڑے میں اور نصف دوسرے حصّہ میں ہوتے تھے۔ فضل کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی ضربت ہمیشہ پہلے ہی وار میں دو برابر حصّے کاٹتی تھی دوسرے وار کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔ اور کلینیؒ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ حنین امیر المومنینؑ نے مشرکین کے چالیس دلیروں اور جوانمردوں کو اپنے دستِ حق پرست سے جہنم واصل کیا۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ روزِ حنین جب مسلمان بھاگے اور صرف نو آدمی فرزندانِ عبدالمطلبؑ میں سے باقی رہ گئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خچر کے گرد تھے۔ مالک بن عوف سامنے دوڑ کر آیا اور بولا محمدؐ کو مجھے دکھاؤ۔ جب حضرتؐ کو دیکھا تو آپ پر حملہ کردیا۔ ایمن ابن ام ایمن نے راستہ میں اُس کو روکا اُس نے اُن کو شہید کردیا۔ پھر اُس نے ہرچند کوشش کی کہ اپنے گھوڑے کو حضرتؐ کے پاس تک لے جائے مگر اُس کا گھوڑا نہ بڑھا۔ اُسی وقت صفوان بن اُمیہ کے بھائی کلاوہ نے چلا کر کہا کہ آج محمدؐ کا جادو باطل ہوگیا۔ اُس وقت تک صفوان مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اُس نے اپنے بھائی سے کہا خاموش خدا تیرا مُنہ توڑے خدا کی قسم اگر قریش کا کوئی شخص ہمارا بادشاہ ہوجائے تو اس سے بہتر ہے کہ ہوازن کے قبیلہ کا کوئی شخص بادشاہ ہو۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کا لشکر بھاگا اُس وقت اندھیری رات تھی۔ مشرکین درّوں اور جھاڑیوں سے تلواریں، نیزے اور تیر لیئے ہوئے نکلے۔ آنحضرتؐ نے اُس وقت بھاگنے والوں کی طرف اپنا رُخ کیا جس سے چودھویں کے رات کے چاند کے مانند روشنی ظاہر ہوئی اور ہر شخص نے حضرتؐ کو دیکھا۔ حضرتؐ نے مسلمانوں کو آواز دی کہ وہ پیمان اور عہد کہاں گئے جو تم نے خدا سے کیئے تھے۔ خداوندِ عالم نے آپ کی آواز ہر ایک تک پہنچا دی اور جس نے آنحضرتؐ کی آواز سُنی واپس آگیا اور مُشرکین کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ اُس وقت ہوازن کا ایک شخص جو سیاہ علم اور ایک طویل نیزہ لیئے ہوئے تھا لشکرِ کفار کے سامنے سے آیا جو سُرخ اُونٹ پر سوار تھا۔ جب وہ کسی مسلمان پر قابو پاتا اور اُس کو قتل کر کے فارغ ہوتا علم کو بلند کرتا جس کو کفار دیکھتے اور اُس کے پیچھے دوڑ آتے۔ وہ رجز پڑھتا ہوا نہایت دلیری کے ساتھ بڑھتا چلا آتا تھا۔ اُس کا نام ابو جرول تھا۔ آخر حضرت علیؑ اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔ پہلے اُس کے اُونٹ کو ایک ہاتھ مارا جس سے اُس کا اُونٹ گر پڑا۔ پھر اُس ملعون کو ایک ضربت لگائی اور دو ٹکڑے کر دیا۔ وہ ملعون مارا گیا تو کفار بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دُعا کی کہ خداوندا جس طرح قریش کو شروع میں زہرِ عذاب و وبال کا مزہ تُو نے چکھایا اُسی طرح آخر میں شہدِ عطا و بخشش کی لذّت بھی چکھا۔ غرض مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ وہ تلواریں کافروں کو مار رہے تھے اور قتل اور گرفتار کر رہے تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام لشکر کے آگے تھے۔ کافروں کو مار مار کر گراتے تھے یہاں تک کہ چالیس مشرکین کو قتل کیا۔ جب سُورج بلند ہوا تو حضرتؐ نے منادی کرادی کہ مسلمان قتل کرنے سے باز آجائیں اور جس کے ہاتھ میں کوئی گرفتار ہوچکا ہو اُس کو وہ قتل نہ کرے۔ اُس روز ابن الاکوع گرفتار ہوا جو قبیلۂ ہذیل کا جاسوس تھا اور روزِ فتح مکہ جاسوسی کے لیئے حضرت کے پاس آیا تھا۔ عمر نے اس کو گرفتار دیکھا تو جیسا کہ ان کی

عادت تھی کہ وقتِ جنگ گریز کر جاتے اور جب کسی قیدی کو دیکھتے جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوتے تو بہادری اور جوانمردی کا اظہار فرماتے۔ غرض ایک انصاری سے بولے کہ یہ وہ دُشمنِ خدا ہے جو جاسوسی کی غرض سے ہمارے پاس آیا تھا اب قید ہوا ہے اس کو قتل کردو۔ اُس انصاری نے اُن کی باتوں میں آکر اُس کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر حضرتؐ کو پہنچی بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور فرمایا کیا میں نے قیدیوں کو قتل کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔ اُس کے بعد جمیل بن معمر کو بھی جبکہ وہ اسیر ہوا قتل کر دیا۔ یہ معلوم کر کے حضرتؐ غضبناک ہوئے اور انصار کے پاس کہلا بھیجا کہ میں کیا بار بار تمہیں کہہ رہا ہوں کہ اسیروں کو قتل مت کرو۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے تو عمر کے کہنے سے قتل کیا ہے۔ حضرتؐ نے ان کی طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ اور زیادہ غصہ آیا۔ آخر عمیر بن وہب آیا اور انصار کی جانب سے معذرت چاہی اور حضرتؐ نے معاف فرمایا۔ ابتدائے جنگ میں ابوبکر نے حضرتؐ کو رنجیدہ کیا اور آخر میں عمر نے ملول کیا۔

شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہم نے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ عبدری سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں دل میں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف سے سخت کینہ رکھتا تھا اس سبب سے کہ میرے عزیزوں میں قبیلہ عبدالدار کے آٹھ نامور علمدار جنگِ اُحد میں حیدرؑ کرار کی تلوار سے مارے گئے تھے میں ہمیشہ تاک میں رہتا تھا کہ موقع ملے تو اپنا کینہ نکالوں۔ لیکن فتحِ مکہ کے روز نا اُمید ہوگیا۔ جب جنگِ حنین کا موقع آیا میں بھی اُس جنگ میں گیا کہ شاید موقع ملے۔ مسلمانوں کے بھاگتے وقت موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرتؐ کی داہنی جانب آیا۔ عباسؓ کو دیکھا تو میں نے کہا کہ وہ حضرتؐ کے چچا ہیں اُن کی مدد میں کمی نہ کریں گے۔ پھر بائیں جانب آیا تو ابو سفیان پسر حارث کو دیکھا میں نے کہا کہ یہ اُن کے چچا کے بیٹے ہیں یہ بھی اُن کی نصرت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھیں گے۔ میں حضرتؐ کے پیچھے آیا وہاں کوئی نہ تھا۔ میں نے تلوار کھینچی ناگاہ آگ کا ایک شعلہ میرے اور حضرتؐ کے درمیان حائل ہوگیا اور نزدیک تھا کہ مجھے جلا دے میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ اور پیچھے چلا تو حضرتؐ نے میری طرف رُخ کیا اور فرمایا اے شیبہ یہاں آ۔ جب میں حضرتؐ کے پاس گیا تو آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا خداوندا شیطان کو اس سے دُور کر دے۔ پھر میں نے اُن کو دیکھا تو ایسی محبت حضرتؐ کی پیدا ہوگئی کہ اپنی آنکھ اور کان سے زیادہ دوست رکھنے لگا۔ پھر حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے شیبہ جا۔ کافروں سے جنگ کر۔ پھر تو میں جنگ میں اس طرح مشغول ہوا کہ اگر میرا باپ بھی میرے مقابل آجاتا تو اُس کو بھی حضرتؐ کی نصرت میں قتل کر دیتا جب لڑائی ختم ہوئی میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا جو کچھ خدا نے تیرے لیئے چاہا بہتر تھا اس سے جو خود تو اپنے لیئے چاہتا تھا۔ اور جو کچھ میرے دل میں گذرا تھا خدا کے سوا کوئی اُس سے آگاہ نہ تھا۔ حضرتؐ نے وہ سب مجھ سے بیان فرمایا میں اس سبب سے مسلمان ہوگیا۔

شیخ طبرسیؒ نے سعد بن مسیب سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جو جنگِ حنین میں مشرکین کے لشکر میں تھا بیان کیا کہ جب ہم حضرتؐ کے لشکر کے مقابل ہوئے تو مسلمان ہمارے مقابلہ پر ایک بھیڑ کے دوہنے کے وقت کے برابر بھی نہ ٹھہرے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور ہم نے اُن کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم رسولِ خدا کے قریب پہنچ گئے۔ آپؐ اشہب خچر پر سوار تھے اور کھڑے تھے۔ جب ہم حضرتؐ کے پاس پہنچے کچھ سفید چہرہ مردوں نے ہماری طرف رُخ کیا اور کہا شاھت الوجوہ تمہارے چہرے قبیح ہوں بھاگ جاؤ۔ یہ سُنتے ہی

ہم لوگ پلٹے اور مسلمان ہمارے پیچھے چلے۔ ہم نے سمجھا کہ وُہ فرشتے تھے۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ روزِ حنین چار ہزار قیدی بارہ ہزار اُونٹ مسلمانوں کو غنیمت میں ملے۔ اُن تمام مال و سامان کے علاوہ جو اُن کو حاصل ہوئے تھے جن کا حساب خدا جانتا ہے حضرتؐ نے تمام مال اور قیدیوں کو بدیل بن ورقا کے ہمراہ جعرانہ بھیج دیا اور خود مع لشکر کے کافروں کا تعاقب کیا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اُس جنگ میں مشرکین کے ستّر آدمی مارے گئے۔ اور زہری سے روایت ہے کہ اُس جنگ میں چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور مال اور مویشیوں کی تعداد کا علم تو بس خدا کو ہے۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے جنگِ حنین میں مشرکین کی جمعیت کو پراگندہ کیا جو قتل ہونے سے بچ گئے تھے ان کے دو گروہ ہو گئے۔ عرب اور جو اُن کے تابع ہوئے اوطاس چلے گئے اور قبیلۂ ثقیف اور جو ان کے تابع ہوئے وُہ طائف چلے گئے۔ مالک بن عوف بھی اُنہی کے ساتھ چلا گیا اور طائف کے قلعہ میں اُن سب نے پناہ لی۔ حضرتؐ نے ابو عامر اشعری کو ابو موسیٰ اشعری اور ایک جماعت کے ساتھ اوطاس بھیجا اور ابوسفیان بن حرب ملعون کو طائف روانہ کیا۔ ابو عامر علم لے کر آگے بڑھے اور جہاد کیا اور شہید ہوئے۔ مسلمانوں نے ابو موسیٰ اشعری سے کہا کہ تم ہمارے امیر کے چچازاد بھائی ہو۔ وُہ مارے گئے اب تم علم بلند کرو اور جنگ کرو۔ ابو موسیٰ نے علم لیا اور مسلمانوں نے جنگ کی اور فتح پائی۔ ابوسفیان کے ساتھ ثقیف کے لوگوں نے جنگ کی اور وُہ بھاگ کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور شکایت کی کہ مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ آپ نے بھیجا جن کی مدد سے ایک ڈول پانی کنویں سے نہیں کھینچا جا سکتا۔ اس سبب سے میں بھاگ آیا۔ حضرتؐ نے اُس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خود لشکرِ نصرت اثر کو لے کر ماہِ شوال میں طائف کی طرف روانہ ہوئے اور دس روز سے کچھ زیادہ اُن کا محاصرہ کیا۔ اور امیر المومنین علیہ السلام کو ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا کہ جو کچھ مل جائے اُسے پامال کر دیں اور جس بُت کو پائیں توڑ ڈالیں۔ جب حضرتؑ روانہ ہوئے تو قبیلۂ خثعم ایک لشکرِ گراں لے کر مقابل ہوا اور صبح اندھیرے ہی مقابلہ ہوا اور اُن کا ایک شجاع و بہادر جس کو شہاب کہتے تھے میدان میں آیا اور مقابل طلب کیا۔ حضرت علیؑ نے لشکر سے فرمایا کون ہے تم میں جو اُس کے مقابلہ پر جائے۔ جب دیکھا کہ کسی کو جرأت نہیں ہے، خود اُٹھے کہ اس سے جنگ کے لئے جائیں اُسی وقت ابو العاص بن ربیع جو زینب خاتونؑ کے شوہر تھے اُٹھے اور کہا یا امیرؑ المومنین میں جاتا ہوں۔ اور اُس کے شر کو فنا کرتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا نہیں۔ میں جا رہا ہوں۔ اگر میں قتل ہو جاؤں تو تم امیرِ لشکر ہونا۔ غرض جب خدا کا شہابِ ثاقب اُس شہابِ خائب کے پاس پہنچا ایک ہی ضرب میں اُس کو جہنم واصل کیا اور اُس کے لشکر کو شکست دے دی۔ اور اُن کو بھگا کر لے گئے اور اُن کے تمام بتوں کو توڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرؑ المومنین کو دیکھا فتح کی تکبیر کہی اور حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھے اور ایک کنارے دُور لے گئے اور اُن سے راز کی باتیں کیں۔

خاصہ اور عامہ نے بطرق بسیار جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جب سرورؐ انبیا افضلِ اوصیا سے خلوت میں راز کی باتیں کر رہے تھے عمر بن خطاب سامنے آئے اور بولے آپ خلوت میں ان سے راز کی

آنحضرتؐ کا امیر المومنینؑ سے راز کی باتیں کرنا اور حضرت عمر کا اعتراض

باتیں کرتے ہیں اور ہم کو دُور رکھتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عُمر میں اُس سے راز نہیں بیان کرتا ہوں بلکہ خُدا کہہ رہا ہے۔ عمر غصّہ میں واپس چلے آئے اور کہا یہ بھی مثل اُسی کے ہے جیسا کہ روزِ حدیبیہ ہم سے کہا تھا کہ مسجد حرام میں داخل ہو گے اور ہم نہ جا سکے اور واپس چلے آئے۔ حضرتؐ نے اُن سے پکار کر کہا کہ میں نے کب کہا تھا کہ اُسی سال داخل ہو گے۔ آخر داخل تو ہوئے۔

مختصر یہ کہ پھر قلعۂ طائف سے نافع بن غیلان ثقیف کی ایک جماعت کے ساتھ باہر نکلا۔ جناب رسولؐ خدا نے حضرت امیر المومنینؑ کو اُن سے جنگ کے لئے بھیجا۔ وُہ وادیٔ وج میں اُن کے مقابلہ کے لئے آئے اور نافع کو قتل کیا۔ مشرکین بھاگے۔ نافع کے قتل اور مشرکین کے بھاگنے سے اہلِ قلعہ کے دلوں پر عظیم رعب طاری ہو گیا اور ان کی ایک جمعیت قلعہ سے نکل کر نیچے آئی اور مسلمان ہو گئی۔

شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ طائف کے محاصرہ کے دنوں میں اہلِ قلعہ کے غلاموں میں سے ایک جماعت نکل کر آئی اور سب مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص ابو بکرہ تھا جو حارث بن کلدہ کا غلام تھا اور دُوسرا منبعث تھا جس کا اصلی نام مضطجع تھا۔ حضرتؐ نے اُس کا نام منبعث رکھا تھا۔ ایک وردان تھا جو عبداللہ بن ربیع کا غلام تھا۔ جب آخر میں طائف والے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تو خواہش کی کہ یا رسولؐ اللہ ہمارے غلام آپ کے پاس آئے ہیں ہم کو واپس دے دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وُہ لوگ خُدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

شیخ مفید نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے کہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا، دس یا ستّرہ روز تک قلعہ فتح نہ ہوا تو آنحضرتؐ سوار ہوئے جبکہ ہوا بہت گرم تھی۔ اور فرمایا اَیُّہَا النّاس میں تمہارا شفیع اور سردار ہوں ہماری اور تمہاری وعدہ گاہ حوضِ کوثر ہے۔ میں تم کو اپنی عترت اور اہلبیتؑ کے بارے میں نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم پر واجب ہے کہ نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو ورنہ میں تمہارے لئے ایسے شخص کو بھیجوں گا جو مجھ سے ہے اور بمنزلۂ میری جان کے ہے جو تمہاری گردنیں مارے گا اور تمہارے فرزندوں کو اسیر کرے گا۔ یہ سُن کر بعض لوگوں نے گمان کیا کہ وُہ ابو بکر ہیں۔ اور بعضوں نے سمجھا کہ وُہ عمر ہیں۔ لیکن پھر حضرتؐ نے علیؑ بن ابی طالبؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ وُہ شخص یہ ہے۔

شیخ طوسیؒ نے بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ ہوازن سے فارغ ہو کر طائف کے قلعہ والوں کی طرف آئے اور اہلِ وج کا چند روز محاصرہ کیا تو ان لوگوں نے التماس کیا کہ آپ ہمارے محاصرہ سے الگ ہو جائیں تو ہمارے قاصد آپ کے پاس جائیں اور آپ سے کچھ شرطیں کریں۔ آنحضرتؐ نے منظور فرمایا اور مکہ واپس چلے گئے تو اُن کے قاصد حضرتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں، مگر نماز اور زکوٰۃ منظور نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ دین ہی نہیں جس میں رکوع اور سجود نہ ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک تم پر واجب ہے کہ نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ ورنہ تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کے مانند ہے۔ وُہ تمہاری گردنیں مارے گا اور تمہارے فرزندوں کو

اسیر کہے گا۔ پھر علیؑ بن ابی طالبؑ کا ہاتھ پکڑ کے بلند کیا اور فرمایا یہی وہ ہے جس کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ جب وہ گروہ طائف واپس آیا اور اُن لوگوں کو جو کچھ آنحضرتؐ سے سُنا تھا بتایا تو اُن لوگوں نے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا اقرار کیا اور حضرتؐ نے جو جو شرطیں کی تھیں سب منظور کیا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کوئی ملک والے اور میری اُمّت سے میرا نافرمان نہیں ہوگا مگر یہ کہ میں اُس کی طرف خدا کا تیر ماروں گا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسُولؐ اللہ تیرِ خدا کون ہے؟ فرمایا علیؑ بن ابی طالبؑ۔ میں نے جب ان کو کسی لشکر کے مقابلہ پر بھیجا تو دیکھا کہ جبریلؑ ان کی داہنی جانب اور میکائیلؑ بائیں جانب چل رہے تھے، اور ایک فرشتہ ان کے آگے آگے ہوتا تھا اور ایک ابر اُن پر سایہ کئے رہتا تھا یہاں تک کہ خداوند عالم نے میرے اُس حبیبؑ کی نصرت و مدد کی۔

قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ کیا، عُیینہ بن حصن نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اہلِ قلعہ روم کے پاس جاؤں اور اُن سے گفتگو کروں۔ حضرتؐ نے اُس کو اجازت دی اور وہ اہل قلعہ کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ کیا تم مجھ کو امان دیتے ہو کہ تم سے کچھ باتیں کروں؟ اہل قلعہ نے اُس کو اجازت دے دی۔ ابو محجن نے اُس کو پہچان لیا اور کہا اندر آجاؤ۔ جب وہ داخل قلعہ ہوا کہا میرے باپ ماں تم پر فدا ہوں تمہاری حالت نے مجھ کو مسرور کردیا۔ عرب میں تمہارے سوا کوئی نہیں خدا کی قسم اصحاب محمدؐ میں کوئی تمہارا مثل نہیں۔ اُن کی جگہ تھوڑی ہے تمہارے پاس کھانے پینے کی چیزیں اور پانی وافر ہے۔ صبر کرو اور قلعہ ان کے سپرد مت کرو۔ یہ کہہ کر وہ رخصت ہوا۔ تو قبیلۂ ثقیف کے لوگوں نے ابو محجن سے کہا ہم اُس کا یہاں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ہم کو خطرہ ہے کہ وہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے وہ تمام باتیں بتا دے گا جو اُس نے ہمارے اور ہمارے قلعہ میں کمزوریاں مشاہدہ کی ہیں۔ ابو محجن نے کہا میں اُس کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ہمارے درمیان کوئی ایسا نہیں جس کی عداوت محمدؐ کے بارے میں اُس سے زیادہ ہو اگرچہ وہ اُن کے لشکر میں ہے۔ غرض جب وہ آنحضرتؐ کے پاس واپس آیا، پیغمبرؐ سے عرض کی کہ میں نے اُن سے کہا کہ اسلام میں داخل ہوجاؤ۔ خدا کی قسم محمدؐ تمہارے ملک سے نہیں ہٹیں گے جب تک تم قلعہ سے باہر نہ آؤ گے۔ لہٰذا حضرتؐ سے اپنے لئے امان طلب کرو۔ غرض میں نے اُن کو بہت ڈرایا۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے۔ تُو نے اُن سے ایسی ایسی گفتگو کی اور جو کچھ اُس نے اُن لوگوں سے کہا تھا حضرتؐ نے بیان کردیا۔ یہ سُنکر صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے اُس کو لعنت ملامت کی تو وہ نادم و پشیمان ہوا اور کہا میں خدا سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ آیندہ پھر کبھی ایسا نہ کروں گا۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل طائف کے بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ سلمان فارسیؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں تو یہ مصلحت سمجھتا ہوں کہ قلعہ پر منجنیق نصب کیجئے۔ حضرتؐ نے یہ مشورہ منظور فرما کر حکم دیا تو ایک منجنیق تیار کی گئی اور دَوْ دَبّہ[1] اس پر نصب کیا۔ اہل قلعہ نے آگ پھینک کر اُن گپّوں کو جلا دیا! تو حضرتؐ کے حکم سے اُن کے انگور کے درخت کاٹ ڈالے گئے اور جلا دیئے گئے۔ یہ

[1] دبّہ ظرف چرمیں جس کو کچی کھال سے بناتے ہیں اور اُس میں تیل بھر دیتے ہیں۔۱۲

دیکھ کر سفیان بن عبداللہ ثقفی نے قلعہ کے اُوپر سے ندا دی ہمارے مال کیوں برباد کرتے ہو اگر تم لوگ ہم پر غالب ہوگئے تو یہ تمہارا مال ہوجائے گا اگر تم غالب نہ ہوئے تو خدا کے لئے رحم کرو ہمارے مال چھوڑ دو۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے لئے رحم کرکے چھوڑ دو۔

ایک روایت میں وارد ہے کہ اہل طائف کا محاصرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً تیس روز تک کیا پھر واپس ہوئے۔ اُس کے بعد اہل طائف آکر مسلمان ہوئے۔

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ اہل طائف کے قاصد آئے تھے کہ خدا کی قسم یا نماز قائم کرو یا زکوٰۃ ادا کرو ورنہ میں اُس شخص کو تمہاری طرف بھیجوں گا جو میری جان کے برابر ہے اور خدا و رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں وہ تمہارے سروں پر تلواریں مارے گا۔ یہ سُنکر اصحابِ رسُولؐ نے گردنیں اس فضیلت کے لئے بلند کیں۔ رسُولؐ اکرم نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا یہ ہے وہ شخص۔ تو ابوبکر و عمر نے کہا کہ ہم نے کسی شخص کی یہ فضیلت نہیں دیکھی جو فضیلت آج علیؑ کی دیکھی۔

خاصہ و عامہ کے طریقوں سے احادیثِ معتبرہ میں منقول ہے کہ حضرت امیرؑ المومنین نے اپنی اُن تمام دلیلوں کے ساتھ روز شوریٰ یہ بھی فرمایا تھا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہارے درمیان سوائے میرے کوئی ہے جس کے بارے میں رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ بنی ولیعہ میرے مقابلہ سے باز رہیں یا میں بھیجوں گا ان کی طرف ایسے شخص کو جو مثل میری جان کے ہے۔ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اُس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے جو ان کو تلواریں مار کر مطیع کرے گا؟ سب اہل شوریٰ نے کہا نہیں ہم میں ایسا کوئی شخص نہیں۔ پھر فرمایا کہ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آیا تمہارے درمیان سوائے میرے کوئی ہے جس سے رسُولؐ اللہ نے روزِ طائف راز کی باتیں کی ہوں اور ابوبکر و عمر نے رسُولؐ اللہ سے کہا تھا کہ علیؑ سے راز کے امور بیان کرتے ہیں اور ہم سے پوشیدہ رکھتے ہیں اور حضرتؐ نے اُن سے فرمایا تھا کہ میں نے خود سے راز نہیں بیان کیئے بلکہ خدا نے مجھ کو اس کا حکم دیا تھا۔ سب نے کہا نہیں کوئی نہیں۔

شیخ طوسیؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محاصرہ طائف سے واپس ہوئے اپنے اصحاب کے ساتھ جعرانہ کی طرف آئے اُس جگہ حنین کا مال غنیمت قریش اور تمام عرب میں اُن لوگوں کو تقسیم کیئے جن کی تالیف قلب فرماتے تھے، اور انصار کو اُس مال کا تھوڑا حصہ دیا۔ بعض کا قول ہے کہ انصار کو تھوڑا مال دیا اور زیادہ نو مسلموں کو ان کی تالیف قلب کے لیئے دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب کو سو اُونٹ اور اُس کے بیٹے معاویہ کو سو اُونٹ اور حکیم بن حزام کو جو قبیلۂ بنی اسد سے تھا سو اُونٹ دیئے اور نضر بن حارث کو سو اُونٹ اور علاء بن خالد ثقفی کو سو اُونٹ اور حارث بن ہشام کو سو اُونٹ اور بعض کہتے ہیں کہ جبیر بن مطعم اور مالک بن عوف کو سو اُونٹ۔ اور بعض کا قول ہے کہ علقمہ بن علاقہ اور اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن میں سے ہر ایک کو سو اُونٹ دیئے اور عباس بن مرداس شاعر کو چار اُونٹ دیئے تو وہ غضبناک ہوا اور چند اشعار حضرتؐ کی شکایت میں نظم کیئے جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی آپ نے فرمایا اے علیؑ لے جاؤ اس کو اور اس کی زبان کاٹ دو۔ عباس کہتا ہے کہ جب

علیؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور لے چلے تو میں نے کہا اے علیؑ کیا میری زبان کاٹئے گا حضرت علیؑ نے فرمایا جو کچھ پیغمبرؐ نے حکم دیا ہے اُس کی تعمیل کروں گا۔ وہ کہتا ہے کہ تھوڑی راہ اور طے کی تھی کہ میں نے دوبارہ کہا اے علیؑ کیا واقعی میری زبان کاٹیئے گا؟ آپ نے وہی جواب دیا یہانتک کہ اُس احاطہ میں ہم داخل ہوئے جہاں اُونٹ تھے۔ تو امیرالمومنین نے فرمایا کہ چارؔ سے سوؔ اُونٹ تک جس قدر تُو چاہے لے لے۔ میں نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں کس قدر کریم، بردبار، صاحبِ عقل اور نیک کردار آپ لوگ ہیں۔ تب علیؑ نے فرمایا کہ جناب سرورؐ کائنات نے تجھ کو چار اُونٹ دیئے اور تجھ کو مہاجرین کے زمرہ میں قرار دیا۔ اگر تجھ کو پسند ہو تو چارؔ اُونٹ لے کر مہاجرین کے ساتھ اُن کے شرف میں شریک رہ اور اگر تُو چاہے تو سوؔ اُونٹ لے لے اور اُن لوگوں میں شامل ہو جنکو سوسوؔ اُونٹ ملے ہیں۔ میں نے کہا جو آپ فرمائیں اُسی پر عمل کروں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں تو تیرے لیئے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ چار اُونٹ لے لے اور مہاجرین میں شامل رہ۔ غرض عباس اسی پر راضی ہوگیا اور واپس چلا گیا۔

اس تقسیم پر انصار کی ایک جماعت بھی ناراض ہوگئی اور نامناسب باتیں کرنے لگی۔ بعض نے اُن میں سے یہانتک کہہ دیا کہ احتیاج کے زمانہ میں تو ہمارے ساتھ تھے آج جبکہ اپنے چچاؤں کے لڑکوں کو دیکھا تو ہم کو بھول گئے۔ آنحضرتؐ نے جب اُن کا یہ کلام سُنا تو فرمایا کہ انصار سب ایک جگہ جمع ہو جائیں کوئی دوسرا وہاں نہ جائے۔ پھر آنحضرتؐ غضبناک اُن کے پاس آئے آپؐ کے ساتھ سوائے امیرالمومنینؑ کے کوئی نہ تھا اور اُن کی مجلس میں بیٹھے۔ اور فرمایا کہ کیں وہ نہیں ہوں جو تمہارے پاس اُس وقت آیا جبکہ تم سب کے سب جہنم کے کندہ تھے اور خدا نے میری برکت سے تم کو نجات دی۔ انصار نے کہا بیشک یارسولؐ اللہ ایسا ہی ہے۔ ہم پر خدا و رسُولؐ کا احسان ہے نعمتیں ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں وہ نہیں ہوں کہ تمہارے پاس آیا جس وقت کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اور آپس میں ہر ایک کے قتل کے لیئے تلواریں لٹکائے رہتے تھے۔ خداوند عالم نے میری برکت سے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی سب نے کہا ہاں یارسولؐ اللہ۔ پھر فرمایا کیا میں وہ نہیں ہوں کہ تمہارے پاس آیا اُس حال میں جبکہ تم ذلیل اور تھوڑے تھے۔ خلاق عالم نے میری برکت سے تم کو عزت بخشی اور اسی صورت سے اپنے بیشمار احسانات اور نعمتیں ان کو گنوائیں اور خاموش ہوئے۔ پھر فرمایا کہ کیوں جواب نہیں دیتے ہو۔ انہوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ آپ کا کیا جواب دیں۔ ہمارے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ کا فضل و کرم اور احسان نہ صرف ہم پر ہے بلکہ تمام عالم والوں پر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر چاہو تو تم کہہ سکتے ہو کہ محمدؐ تمہاری قوم نے تم کو نکالا تمہاری تکذیب کی اور ہم نے تصدیق کی اور جگہ دی۔ تم خوفزدہ ہمارے پاس آئے اور ہم نے تم کو پناہ دی۔ یہ سُنکر سب کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اُن کے بوڑھے لوگ حضرتؐ کی خدمت میں دست بستہ حاضر ہوئے اور حضرتؐ کے دست و پا اور زانوئے مبارک کو چوما اور عرض کی ہم خدا و رسولؐ سے راضی ہوئے یہ ہمارے اموال حاضر ہیں ان سب کے مالک آپ ہیں۔ اگر آپ چاہیں اپنی قوم میں تقسیم فرمائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے گروہ انصار تم مجھ سے کبیدہ ہوئے اس لیئے کہ میں نے مال ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جو تازہ مسلمان ہیں تاکہ اُن کے قلوب اسلام کی طرف مائل کروں اور میں نے تمہاری قوتِ ایمان پر بھروسہ کیا اور تم کو تمہارے حسنِ اعتقاد پر چھوڑ دیا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ گوسفند اور اُونٹ لے جائیں اور خدا کا رسُولؐ تمہارے حصہ میں آئے

اور تم اس کو لے جاؤ۔ پھر فرمایا کہ انصار میرے مخصوص لوگ ہیں میرے رازوں کے صندوق ہیں۔ اگر تمام لوگ ایک راہ سے اور انصار دوسرے راستہ سے چلیں تو بیشک میں انصار کے راستہ پر ہوں گا اور اُن سے جُدا نہ ہوں گا۔ خداوندا انصار کو بخش دے اور اُن کی اولاد کو بھی۔

کلینی اور عیاشی نے بسندِ حسن زُرارہ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام محمد باقرؑ سے مُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ (پ ۱۰ آیت ۶۰ سُورۃ توبہ) کی تفسیر دریافت کی حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور بتوں کی عبادت ترک کی اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل ہوئے باوجود اس کے جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لے اُن کے لیئے پسند فرمایا اُس میں شک کرتے رہے تو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو حکم دیا کہ اُن کے دلوں کی تالیف مال اور احسانات سے کریں تاکہ ان کا اسلام بہتر ہو اور وہ دین میں ثابت قدم رہیں جس میں کہ داخل ہوئے ہیں اور جس کا اقرار کیا ہے۔ بلاشبہ جناب رسُولؐ خدا نے روزِ حنین رئیسانِ عرب اور اکابرِ قریش و قبیلۂ مضر کی مثل ابوسفیان بن حرب اور عیینہ بن حصن اور انہی کے ایسے لوگوں کی تالیف کی۔ مگر انصار بگڑ گئے اور سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہوئے تو حضرتؐ ان کو جعرانہ میں لے آئے۔ سعد بن عبادہ نے کہا یارسُولؐ اللہ کیا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ سعد نے کہا اگر یہ معاملہ جو آپ نے اپنی قوم کو مالِ غنیمت کی تقسیم میں صادر فرمایا ہے خدا کے حکم سے ہے تو ہم راضی ہیں ورنہ ہم کو منظور نہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے انصار سے خطاب فرمایا کہ تم سب لوگوں کا یہی قول ہے جس کو تمہارے سردار نے بیان کیا۔ ان لوگوں نے عرض کی ہمارے سردار تو خدا و رسُولؐ ہیں۔ پھر حضرتؐ نے دوبارہ اُن سے یہی دریافت کیا۔ تیسری مرتبہ اُنہوں نے اقرار کیا کہ ہاں یا حضرتؐ ہمارا بھی وہی قول ہے جو سعد نے بیان کیا۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں اُسی روز سے جبکہ انصار سے یہ بات صادر ہوئی ان کا نورِ ایمان پست ہوگیا۔ اور خداوند عالم نے قرآن میں مولفۃ قلوبہم کے لیئے ایک حصہ مقرر فرما دیا۔ دوسرے سال روزِ حنین سے دوگنا مال غنیمت اُس جماعت کی تالیفِ قلب کی برکت سے حاصل ہوا اور بہت سے گروہ نے اسلام قبول کیا۔ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے لوگو بتاؤ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ بہتر تھا یا جو تم کہتے تھے۔ اب اسقدر مال جو روزِ حنین میں نے ان کو دیا تھا میرے لیئے حاصل ہوا اور کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس اتنا مال ہو جائے کہ ہر شخص کو خونبہا دوں تاکہ وہ مسلمان ہو جائے۔

عیاشی نے دوسری سند سے روایت کی ہے کہ روزِ حنین تقسیم مال کے موقع پر ایک انصاری نے کہا یہ کیسی تقسیم ہے جو پیغمبرؐ کر رہے ہیں۔ خدا ہرگز ایسی تقسیم نہیں چاہتا۔ صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا اے دُشمن خدا اپنے رسُولؐ خدا کے حق میں ایسی بات کہتا ہے پھر اُس نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس انصاری کا کلام بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے بھائی مُوسٰےؑ کو اُن کی قوم نے اس سے زیادہ آزار پہنچایا، اور اُنہوں نے خدا کے لیئے صبر کیا۔ حضرتؐ نے روزِ حنین ہر شخص کو جو مؤلفۃ قلوب میں سے تھے سوؔ اُونٹ دیئے۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے ابُوسعید خُدری وغیرہ سے روایت کی ہے کہ

روزِ حنین جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مالِ غنیمت تقسیم کر رہے تھے بنی تمیم میں سے ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ تھا حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ تقسیم میں انصاف کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ عمر بن خطاب نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا جانے دو وُہ اپنے چند اصحاب ایسے مہیا کرے گا جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازیں کم سمجھو گے اور اُن کے روزوں کے برابر اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وُہ ہمیشہ قرآن پڑھتے رہیں گے مگر قرآن اُن کے حلق سے نہ اُترے گا۔ وُہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اُن کی علامت یہ ہے کہ ایک سیاہ رنگ کا مرد اُن کا سردار ہوگا جس کے بازوؤں پر عورتوں کے پستان کے مانند گوشت اُبھرا ہوا ہوگا۔ وُہ لوگوں کے بہترین گروہ پر خروج کریں گے۔ ابوسعید نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات رسولؐ اللہ سے سُنی تھی اور گواہی دیتا ہوں کہ جنگ خوارج میں امیرالمومنین کے ہمراہ تھا۔ حضرتؑ نے حکم دیا کہ میدانِ جنگ میں اُس شخص کو تلاش کرو جس کی علامت رسولؐ اللہ نے بتائی تھی۔ تو وُہ شخص کشتوں میں پایا گیا۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ روزِ حنین جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ جب مال ختم ہوگیا تو آپ سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ لوگ حضرتؐ کے آگے آگے دوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو ہمارا حصہ دیجئے یہاں تک کہ ایک درخت کے نیچے حضرتؐ کو روک لیا اور دوشِ مبارک سے ردا کھینچ لی۔ حضرتؐ نے فرمایا ایہا الناس میری چادر تو دے دو۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر رُوئے زمین پر جس قدر درخت ہیں اسیقدر میرے پاس گوسفند، اُونٹ اور گائے ہو جائیں تب بھی میں سب تم لوگوں کو تقسیم کر دوں تم مجھ کو بخیل نہ پاؤ گے۔ پھر حضرتؐ نے شتر کے کوہان سے ایک بال توڑ کر دکھایا اور فرمایا خدا کی قسم تمہاری غنیمت میں سے اس بال کے برابر بھی مال میں نے نہیں لیا سوائے خمس کے اور وُہ بھی تم پر تقسیم کر دیا۔ لہٰذا مالِ غنیمت میں سے کچھ خیانت مت کرو اور جو کچھ لے گئے ہو واپس دے دو اگرچہ وُہ سُوئی اور دھاگے کے برابر ہو اس لیئے کہ غنیمت سے چوری کرنا عیب و عار اور جہنم میں داخل ہونے کا باعث ہے۔ یہ سُنکر ایک انصاری اُٹھا اور تھوڑا سا بٹا ہوا ڈورا لایا اور کہا میں نے یہ اس لیئے لے لیا تھا کہ اپنے اونٹوں کی پوشش سیوں گا حضرتؐ نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ تھا میں نے چھوڑ دیا۔ اُس شخص نے کہا جبکہ معاملہ ایسا نازک ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔

پھر ماہ ذیقعدہ میں حضرت جعرانہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ تشریف لائے اور معاذ بن جبل کو مکہ والوں کا امیر بنایا۔ دوسری روایت کے مطابق عتاب بن اُسید کو والی قرار دیا اور معاذ کو ان کے ساتھ چھوڑا تاکہ مسائلِ دین اہلِ مکہ کو تعلیم دیں۔

ابن بابویہ نے بسندِ صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ روزِ حنین سے زیادہ سخت حضرتؐ پر کوئی دن نہیں گذرا اس سبب سے کہ عرب کے کثیر قبیلے آنحضرتؐ کی عداوت پر اُس جنگ میں متحد ہو گئے تھے۔

سچی خدا کی کتاب ہے اور بہترین

شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جنگ حنین میں گرفتار ہونے والی اسیروں میں سُنت محمد صلے اللہ دایۂ رسولؐ اللہ کی بیٹی بھی تھیں۔ جب ان کو لوگ حضرتؐ کے سامنے لائے انہوں نے کہا میں آپ کی اُس کی بہترین ہوں۔ حضرتؐ نے یہ سُنتے ہی اپنی چادر اُن کے لیئے بچھا دی اور اُن کو اس پر بٹھا کر بہت باتیں کیں اور شہید ہونا ہے دریافت کیئے۔ دوسری روایت کے مطابق جب اُن کے بھائی کو حضرتؐ کے پاس لائے تو اُن کی تعظیم نہ بجا لائے۔ حضرتؐ نے ایسی نہ کی لوگوں نے اس کا سبب پُوچھا۔ فرمایا کہ وُہ لڑکی اپنے باپ ماں کی زیادہ خدمتگزار تھی۔

رکا ہاتھ

تو

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جعرانہ سے جب گروہ ہوازن آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہمارے خاندان اور قبیلے کے لوگ اسیر ہوئے ہیں اور یہ بلا اور تکلیف جو ہم پر نازل ہوئی ہے آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہم پر ان کے بارے میں احسان کیجئے خدا آپ پر احسان کرے گا۔ پھر اُن کا خطیب کھڑا ہوگیا جس کا زہیر بن صرد نام تھا۔ اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا اور ان کو ہم پر قابو حاصل ہوا ہوتا جیسا کہ آپ کو حاصل ہوا ہے تو بیشک وُہ لوگ ہم پر بہت احسان کرتے اور آپ تمام لوگوں سے بہت زیادہ نیک ہیں۔ ان خیموں میں آپ کی خالائیں اور اُن کی لڑکیاں آپ کی حفاظت کرنے والیاں اور ان کی بیٹیاں قید ہیں اور جکڑی ہوئی ہیں۔ ہم آپ سے مال نہیں طلب کرتے ہیں بلکہ اپنے لڑکے اور اپنی عورتیں چاہتے ہیں۔ اُن کے آنے سے پہلے آنحضرتؐ نے انکے اسیروں میں سے بہتوں کو صحابہ پر تقسیم کر دیا تھا۔ جب آپ کی ہمشیرہ نے آپ سے گفتگو کی اور اُن کی سفارش کی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے اور فرزندانِ عبدالمطلب کے حصّے کے اسیروں کو تجھے بخش دیا لیکن جو تمام مسلمانوں کے حصّہ میں ہیں تم میرا واسطہ دے کر اُن سے سفارش کرو شائد وُہ بھی بخش دیں۔ غرض آنحضرتؐ جب نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو دُختر حلیمہؓ کھڑی ہو گئیں اور اپنے اسیروں کی سفارش کی جس کو تمام مسلمانوں نے منظور کر لیا اور اُن کے زن و فرزند واپس کر دیئے۔ مگر اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن نے انکار کیا اور کہا یا رسولؐ اللہ اس قوم نے ہماری بہت سی عورتوں کو اسیر کیا تھا لہٰذا ہم ان کی عورتوں کو واپس نہ دیں گے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کے حصّے کے لیئے اسیروں میں قرعہ ڈالا جائے۔ اور کہا خداوندا ان کے حصّوں کو پست کر دے تو اُن میں سے ایک کے حصّہ میں ایک خادم بنی عقیل میں سے آیا اور دوسرے کے حصّہ میں بنی نمیر میں سے ایک خادم کے نام قرعہ نکلا۔ جب ان لوگوں نے اپنا حصّہ ایسا پایا تو اُنہوں نے بھی بخش دیا۔ لیکن جو عورتیں پہلے تقسیم کی جا چکی تھیں اُن کے بارے میں حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے حصّہ سے دستبردار ہو جائے گا پہلی غنیمت اب جو حاصل ہوگی اُس میں سے اُس کو چھ حصّے دوں گا۔ یہ سُنکر تمام لوگوں نے اُن کی عورتوں اور لڑکوں کو واپس دے دیا۔ پھر حلیمہؓ کی صاحبزادی نے مالک بن عوف کی سفارش کی حضرتؐ نے قبول فرمائی اور فرمایا کہ اگر وُہ ہمارے پاس آنا چاہے تو امان میں ہے۔ وُہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اُس کا مال اُس کو واپس دیا اور سَو اُونٹ اور عطا فرمائے۔

روایت ہے کہ جس روز حضرتؐ نے وادیٔ اوطاس میں اسیر عورتوں کو تقسیم فرمایا، منادی کرادی کہ حاملہ عورتوں سے ہمبستری نہ کی جائے جب تک وضع حمل نہ ہو جائے؛ اور غیر حاملہ عورتوں سے بھی جماع نہ کریں جبتک ایک حیض سے وُہ پاک نہ ہو جائیں۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۸ھ میں ملیکۂ کندیہ سے تزویج فرمایا اُس کا باپ روزِ فتح مکہ قتل ہو چکا تھا۔ آپ کی بعض بیبیوں نے اُس سے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اُس شخص کی بیوی ہوتی ہے جس نے تیرے باپ کو قتل کیا ہے۔ اُس بدنصیب نے اس سبب سے حضرتؐ سے کراہت کی، حضرتؐ نے اُس کو الگ کر دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال آنحضرتؐ کے فرزند جناب ابراہیمؑ ماریہ قبطیہ کے بطن سے ماہ ذی الحجہ میں پیدا ہوئے اُن کی قابلہ ابورافع کی زوجہ آنحضرتؐ کی آزاد کردہ کنیز تھی۔ اُس نے اپنے شوہر ابورافع کے پاس آکر کہا آنحضرتؐ کے لیئے لڑکے پیدا ہوا۔ ابورافع نے حضرتؐ کو یہ خوشخبری آکر سُنائی۔ حضرتؐ نے اس کو ایک غلام عطا فرمایا اور فرزند کا نام ابراہیمؑ رکھا۔ ساتویں روز اُس بچہ کا عقیقہ کیا اور اس کا سر مونڈوایا اور سر کے بالوں کے ہموزن چاندی مساکین کو تصدّق کیا اور بالوں کو زمین میں دفن کرا دیا۔ انصار کی عورتوں نے اُس کو دُودھ پلانے میں نزاع کی تو حضرتؐ نے منذر بن زید کی بیٹی ام بردہ کو دودھ پلانے کے لیئے مقرر فرمایا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال زینبؑ آنحضرتؐ کی ربیبہ نے انتقال کیا، اور اسی سال حضرتؐ نے کعب بن عمیر کو ذات اطلاع شام کی طرف بھیجا۔ وہاں وہ اور اُس کے ساتھی شہید ہو گئے۔ اسی سال عیینہ بن حصن کو بنی عنبر کی طرف بھیجا۔ وہ اُن پر غالب ہوا اور اُن کی عورتوں کو قید کر لیا۔

پینتالیسواں باب

غزوۂ تبوک، عقبہ اور مسجد ضرار کے حالات!

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ گرمی کے دنوں میں شام کی جانب سے مدینہ میں ایک قافلہ آیا، اور کھانے کی چیزیں اور کپڑے فروخت کرنے ہمراہ لایا۔ مدینہ میں ان لوگوں نے مشہور کر دیا کہ لشکرِ روم جمع ہو رہا ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ لشکرِ عظیم کے ساتھ آنحضرتؐ سے جنگ کریں۔ اور بادشاہِ روم ہرقل اپنے لشکر کے ساتھ تیار ہوا ہے اور غسان، خزام، قہر اور عاملہ کے قبیلوں کو اپنے ساتھ متفق کر لیا ہے اور اُن کا لشکر بلقا تک پہنچ چکا ہے ہرقل حمص تک آگیا ہے۔ یہ معلوم کر کے آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ جنگ تبوک کے لیئے تیار ہو جائیں۔ تبوک بلقار کے شہروں میں سے ایک شہر تھا۔ حضرتؐ نے مدینہ کے آس پاس کے قبیلوں اور مکہ کے لوگوں کو اور جو جو مسلمان ہو گیا تھا ہر ایک کے پاس آدمی بھیجے جیسے خزاعہ اور مزینہ اور جہینہ کے قبیلے۔ اور سب کو جہاد کے لیئے دعوت دی اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ مدینہ سے باہر چلیں اور ثنیۃ الوداع میں قیام کریں۔ اور مالداروں کو حکم دیا کہ وہ پریشان حال لوگوں کی اس سفر میں اعانت کریں۔ ہر شخص نے جو کچھ اُس کے [illegible] حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا جس سے حضرتؐ نے سفر کا سامان درست فرمایا۔ پھر حضرتؐ نے خطبہ

پڑھا اور حمد و ثنائے باری تعالےٰ کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایہا النّاس سب سے زیادہ سچی خدا کی کتاب ہے اور بہترین گفتار کلمۂ تقوےٰ ہے اور سب سے بہتر قوم ابراہیم علیہ السلام کی قوم ہے، اور بہترین سُنّت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سُنّت ہے، اور افضل ترین کلام خدا کا ذکر ہے، بہترین قصص قرآن ہے اُس کے اندر بہترین ہیں۔ اور بدترین امور بدعتیں ہیں۔ بہترین ہدایات پیغمبروں کی ہدایتیں ہیں اور بہترین مارا جانا شہید ہونا ہے اور بدترین نابینائی ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ اور بہترین اعمال وہ عمل ہے جو آخرت میں فائدہ پہنچائے۔ سب سے بہتر ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے اور بدترین اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور جو مال کم ہو مگر کافی ہو تو اُس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور خدا کی یاد سے غافل کر دے۔ اور بہترین عذر چاہنا موت کے وقت عذر چاہنا ہے اور بدترین پشیمانی روزِ قیامت کی پشیمانی ہے۔ لوگوں کی ایک جماعت ہے جس میں سے بہت تھوڑے لوگ جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں بعض ایسے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے مگر کبھی کبھی۔ بدترین گنہگاران جھوٹ بولنے والے ہیں۔ بہترین بے نیازی نفس کی بے نیازی ہے اور بہترین توشہ خدا کے عذاب سے پرہیز ہے اور حکمت کا راز خدا سے ڈرنے میں ہے۔ اور بہترین وہ چیز جو انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے یقین ہے اور دین میں شک کرنا کفر ہے اور جاہلیت پر عمل حق سے دُوری کا سبب ہے۔ اور غنیمت میں سے چوری کرنا جہنم کی آگ اور اُس کے شعلوں کی مستی ہے اور باطل شعر گوئی شیطان کی طرف سے ہے اور شراب تمام گناہوں کی جامع ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ جوانی دیوانگی کی ایک شاخ ہے۔ بدترین کمائی عورتوں کی کمائی ہے اور بدترین غذا یتیموں کا مال ہے۔ خوش نصیب وہ ہے جو دُوسروں کے حالات سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جس کو خدا اُس کی ماں کے پیٹ میں بدبخت سمجھ لے۔ تم میں سے ہر ایک آخر کار اُس مقام پر پہنچے گا جس کی لمبائی چار گز ہے۔ اور عمل کا دار و مدار اُس کے خاتمہ پر ہے۔ بدترین غور و فکر جھوٹ کا سوچنا ہے۔ جو چیز آنے والی ہے جلد پہنچ جائے گی۔ مومنین سے عداوت فسق ہے اُن سے لڑنا کفر ہے۔ مومن کا گوشت کھانا اُن کی غیبت ہے اور خدا کی نافرمانی ہے۔ مال مومن کی حرمت اُس کے خون کی حرمت کے برابر ہے۔ جو شخص خدا پر توکل و بھروسہ کرتا ہے خدا اُس کے امُور کی کفایت کرتا ہے۔ جو خدا کے لیئے صبر کرتا ہے خدا اُس کو فتح عنایت فرماتا ہے۔ جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتا ہے خدا اُس کی خطائیں بخش دیتا ہے۔ جو شخص اپنا غصہ روک لیتا ہے خدا اُس کو اجرِ عظیم بخشتا ہے۔ جو شخص بلاؤں پر صبر کرتا ہے خدا اُس کو بہتر عوض عطا فرماتا ہے۔ اور جو شخص اپنے نیک اعمال لوگوں کو سناتا ہے خدا اُس کو لوگوں میں رُسوا کرتا ہے۔ جو شخص روزہ رکھتا ہے خدا اُس کے ثواب کو دُونا کر دیتا ہے۔ اور جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اُس کو معذب فرماتا ہے۔ پھر مکرر فرمایا کہ خداوندا مجھ کو اور میری اُمّت کو بخش دے کیونکہ خدا سے میں اپنے اور تمہارے لیئے آمرزش طلب کرتا ہوں۔ اُس کے بعد لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔

اس خطبہ کے سُننے کے بعد لوگ جہاد کے لیئے بہت شوق سے آمادہ ہوئے اور قبائلِ عرب جن کو حضرتؐ نے جہاد کے لیئے بُلایا تھا وہ حاضر ہوئے اور ایک گروہ منافقوں کا اور ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی جنگ میں

شریک نہیں ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جد بن قیس کو جو ایک منافق تھا دیکھا اور فرمایا کیا ہمارے ساتھ جنگ کے لیے نہیں چلے گا۔ شائد دختران روم میں سے ایک کنیز تیرے حصہ میں بھی آئے۔ اُس ملعون نے مذاق اُڑاتے ہوئے کہا یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم میری قوم کے لوگ جانتے ہیں کہ ان میں مجھ سے زیادہ کوئی عورتوں کی خواہش نہیں رکھتا۔ اس لیئے ڈرتا ہوں کہ اگر آپ کے ساتھ چلوں گا اور لشکر روم کے مقابلہ پر پہنچوں گا، اور اُن کی لڑکیوں کو دیکھوں گا تو برداشت نہ کر سکوں گا۔ لہٰذا مجھ کو فتنہ میں مت پھنسایئے اور مجھے مدینہ ہی میں رہنے کی اجازت دیجئے۔ اُس نے اپنی قوم سے کہا اس گرمی میں باہر جاتے ہو کہ سوائے تکلیف کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ سُنکر اُس کے لڑکے نے کہا کہ تم رسولؐ خدا کے سامنے ایسی گفتگو کرتے ہو اور اپنی قوم سے ایسی باتیں کرتے ہو خدا کی قسم اسی درمیان میں تمہارے کفر و نفاق کے بارے میں چند آیتیں نازل ہو جائیں گی جنکو قیامت تک لوگ پڑھیں گے اور تم پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت بھیجی:۔ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ رپ آیت ۴۹ سورۃ توبہ) اُن میں سے جو شخص کہتا ہے کہ مجھ کو جنگ سے باز رہنے کی اجازت دیجئے اور مجھ کو فتنہ میں مت ڈالیئے، یقیناً وُہ فتنہ میں پڑے ہوئے ہیں اور عذاب خدا کے مستحق ہو گئے ہیں۔ اور جہنم تو یقیناً کافروں کو گھیرے ہوئے ہے"۔ غرض جد بن قیس نے اپنے لڑکے سے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سمجھتے ہیں کہ روم کے لشکر سے لڑائی دوسروں کی لڑائیوں کے مانند ہے ان میں سے ایک شخص بھی واپس نہ آئے گا۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو وُہ اور اس کے ساتھی رُسوا ہوئے۔ اور آنحضرتؐ کی فوجیں اطراف و جوانب سے آکر ثنیۃ الوداع میں جمع ہوئیں۔ حضرتؐ وہیں سے روانہ ہوئے۔ اور مدینہ میں امیرالمومنینؑ کو اپنا جانشین مقرر کر کے چھوڑ دیا۔ تو منافقین نے حضرت علیؑ کے بارے میں بیہودہ بکواس شروع کی مثل اس کے کہ رسولؐ اللہ نے مدینہ میں چھوڑ دیا اپنے ساتھ اُن کا لے جانا منحوس سمجھا۔ جب ان باتوں کی اطلاع حضرت علیؑ کو پہنچی تو ہتھیار لگائے اور آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہوئے اور جرف میں حضرتؐ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ میں نے تو تم کو مدینہ میں چھوڑا تھا تم یہاں کیسے آ گئے امیرالمومنین نے کہا منافقین ایسی باتیں کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اے علیؑ کیا تم اس پر راضی نہیں ہوتے کہ میرے بھائی تم ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں مثل ہارونؑ کے جیسے وُہ موسیٰؑ کے لئے تھے۔ لیکن میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ لیکن تم میری اُمت میں میرے بعد میرے خلیفہ ہو اور تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی اور وزیر ہو۔ یہ سُنکر حضرت علیؑ مدینہ واپس گئے۔ پھر قبیلۂ عمرو بن عوف اور سالم بن عمیر جو جنگ بدر میں حاضر تھے اُن کے سات اشخاص گریہ و زاری کرتے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور بنی واقف سے مدعی بن عمیر اور بنی حارثہ سے علبہ بن زید۔ اور وُہ شخص وُہ تھا جس نے اپنے پوشیدہ مال و متاع کو آنحضرتؐ پر ظاہر کر دیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ایک روز آنحضرتؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ تصدق کریں اور لوگ اپنا اپنا صدقہ لائے۔ علبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم میرے پاس کچھ نہیں ہے جو تصدق کروں اور میں نے اپنے پوشیدہ مال و متاع کو حضور پر حلال کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تمہارے تصدق کو قبول فرمایا۔ غرض بنی مازن سے عبدالرحمن بن کعب آیا جس کو ابو لیلےٰ کہتے تھے اور بنی سلمہ سے عمن بن غنمہ اور بنی زریق

بن صخر اور بنی العرنہ بن ساریہ کے لوگ رسولؐ خدا کی خدمت میں روتے پیٹتے آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم کو آپؐ کے ساتھ چلنے کی طاقت نہیں ہے۔ خدا نے ان کے حق میں آیت نازل فرمائی:۔ لَّيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ رپ آیہ ۹۱ سورۃ توبہ) یعنی کمزوروں، عاجزوں اور بیماروں اور اُن لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جنکو اپنے نفقہ کے لیئے سامان نہیں ہے اگر وُہ جنگ میں شریک نہ ہوں جبکہ وُہ خدا اور رسولؐ کی طرف نیک ارادہ و خیال رکھتے ہیں تو نیکوکاروں پر کوئی الزام نہیں ہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے"۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ یہ گریہ کرنے والے تو صرف اتنا چاہتے تھے کہ ان کو نعلین مل جائے اور وُہ پیروں میں پہن لیں اور چلے چلیں تو خدا نے فرمایا:۔ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ۚ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ رپ آیہ ۹۳ سورۃ توبہ) یعنی عتاب و ملامت نہیں سوا ان لوگوں کے لیے جو اے رسولؐ تم سے جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وُہ غنی اور فارغ البال ہیں مال و سامان اور سواری سب اُن کے پاس موجود ہے۔ وُہ تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ چین کرتے رہیں"۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جنگ سے باز رہنے والے اسّی آدمی تھے جو مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے ہاتھ پیر، ہوش و حواس درست تھے ان کی نیتیں درست تھیں ان کے دلوں میں کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوا تھا لیکن وُہ کہتے تھے کہ ہم بعد میں جاکر رسولؐ اللہ سے مل جائیں گے۔ ان میں سے ایک ابوخثیمہ تھا نہایت تندرست اور قوی۔ جس کے دو بیویاں تھیں۔ اور دو انگور کے باغات تھے جنکے خوشوں کے نیچے ٹٹیاں بنائی تھیں۔ اس کی عورتیں اس کے نیچے آب پاشی کرتی تھیں اور وُہ اُس کے لیئے سرد پانی اور عمدہ کھانے تیار کیا کرتا تھا۔ جب وُہ باغ میں پہنچا اور یہ نعمتیں مشاہدہ کیں تو قسم کھا کر کہا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ جناب رسالت پناہؐ جنکے گزشتہ و آیندہ گناہوں کو خدا نے معاف کر دیا ہے وُہ تو جنگل میں ہوں اور اُن کے جسم پر دھوپ پڑ رہی ہو اور تیز لو چل رہی ہو اور وُہ ہتھیار لگائے ہوں اور وُہ جہاد راہ خدا میں جا رہے ہوں اور ابوخثیمہ اپنی انتہائی قوت اور تنومندی کے باوجود اپنے انگور کے خوشوں کے نیچے اپنی دو بیویوں کے ساتھ عیش میں مشغول ہو۔ نہیں خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنا ناقہ لیا اور اُس کی پُشت پر سامان باندھا اور سوار ہو کر نہایت تیزی سے دوڑاتا ہوا آنحضرتؐ سے جا کر مل گیا۔ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ایک سوار مدینہ کی طرف سے آ رہا ہے۔ آنحضرتؐ سے لوگوں نے کہا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ابوخثیمہ ہے۔ جب وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا اور اپنی کیفیت بیان کی تو حضرتؐ نے دُعائے خیر دی۔ اور ابوذرؓ آنحضرتؐ سے تین روز پیچھے رہ گئے تھے اس لیئے کہ اُن کا اونٹ بہت لاغر و ناتوان تھا۔ وُہ راستہ میں بیٹھ گیا تھا۔ حضرت ابوذرؓ نے اُس کو چھوڑ دیا، اور سامان اپنی پیٹھ پر باندھ کر پیدل روانہ ہوئے۔ جب آفتاب بلند ہوا مسلمانوں نے دیکھا کہ ایک شخص برابر چلا آ رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابوذرؓ ہیں اُن کے لیئے پانی لے جاؤ وہ بہت پیاسے ہیں۔ لوگ اُن کے پاس پانی لے گئے۔ انہوں نے پیا۔ جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے پانی کا لوٹا اُن کے ہاتھ میں تھا۔ حضرتؐ نے

فرمایا اے ابوذرؓ تمہارے پاس پانی تو تھا پھر بھی تم پیاسے رہے۔ عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں راستہ میں ایک پتھر ملا جس میں بارش کا پانی ٹھہرا ہوا تھا۔ جب میں نے اُس کو چکھا تو وہ بہت شیریں اور سرد تھا۔ میں نے کہا میں اس کو نہ پیوں گا جب تک میرے حبیب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پی لیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ خدا تم پر رحم فرمائے تم تنہائی میں زندہ رہوگے اور تنہائی میں مروگے اور قیامت میں تنہا مبعوث ہوگے اور تنہا جنت میں جاؤگے اور سعادت حاصل کروگے۔ عراق کے ایک گروہ کے لوگ تمہارا غسل و کفن کریں گے اور تم کو دفن کریں گے[1]

پھر علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ کے ساتھ جنگ تبوک میں ایک شخص تھا جس کو مضرب کہتے تھے اس لئے کہ جنگِ بدر و اُحد میں اُس کو بہت ضربیں لگی تھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس لشکر کو شمار کرو۔ مضرب نے شمار کیا تو پچیس ہزار غلاموں اور نوکروں کے علاوہ لشکر تھا۔ پھر فرمایا کہ اس لشکر میں مومنین کی تعداد شمار کرو۔ اُس نے شمار کرکے بتایا کہ پچیس مرد ہیں۔ اس جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ منافقوں کا ایک گروہ اور مومنوں کا ایک گروہ نہیں آیا تھا۔ مومنین وہ تھے جو دین میں بہت ہوشیار تھے اور اُن کے نفاق کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک شخص کعب بن مالک شاعر تھا اور ایک مرارہ بن ربیع اور ایک ہلال بن اُمیہ تھا۔ جب خداوند عالم نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو کعب نے کہا کہ میں اُس وقت سے زیادہ تندرست اور مضبوط و قوی کبھی نہ تھا جبکہ آنحضرتؐ جنگ تبوک کو روانہ ہوئے تھے۔ اور کبھی سوائے اُس روز کے دو چوپائے میری سواری کے لیئے مہیا نہ ہوئے تھے۔ میں نے سوچا کہ کل پرسوں تک میں بھی جنگ کے لیئے نکلوں گا تو پہنچ جاؤنگا۔ غرض اسیطرح چند روز غفلت میں پڑا رہا۔ اس اثناء میں جب بھی میں بازار گیا میرا کوئی کام نہ ہوا۔ میں نے ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع کو دیکھا کہ وہ جنگ سے پیچھے رہ گئے ہیں ہم نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ کل صبح بازار چل کر اپنے کام انجام دیں گے۔ لیکن دوسرے روز بھی ہماراکوئی کام پورا نہ ہوا۔ اسیطرح کل اور کل کے بعد کل پر ہم لوگ ٹالتے رہے یہانتک کہ خبر پہنچی کہ آنحضرتؐ واپس آ گئے۔ اس سبب سے ہم لوگ بہت نادم ہوئے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے قریب پہنچے تو ہم لوگ استقبال کے لیئے حاضر ہوئے تاکہ آنحضرتؐ کی سلامتی اور بخیر و خوبی واپسی پر مبارکباد دیں۔ جب ہم لوگوں نے سلام کیا تو حضرتؐ نے جواب سلام نہ دیا اور ہماری طرف سے منہ پھیر لیا۔ ہم لوگوں نے مومنین کو سلام کیا، اُنہوں نے بھی جواب نہ دیا۔ یہ خبر ہمارے اہل و عیال کو پہنچی تو اُنہوں نے بھی ہم سے ترکِ کلام کر دیا۔ ہم لوگ مسجد میں حاضر ہوئے تو کسی نے نہ ہم کو سلام کیا اور نہ ہم سے کلام کیا۔ آخر ہماری عورتیں جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کیا کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ حضورؐ ہمارے شوہروں سے ناراض ہیں اگر حکم ہو تو ہم اُن سے علیحدہ ہو جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ اُن کے نزدیک مت ہونا۔ جب کعب بن مالک اور اس کے ساتھیوں نے یہ صورت دیکھی تو آپس میں کہا کہ ہم مدینہ میں کیوں ہیں

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس روایت کا آخری حصہ انشاءاللہ مکمل حضرت ابوذرؓ کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

جبکہ نہ رسولِ خدا ہم سے بولتے ہیں نہ ہمارے بھائی نہ ہمارے اہل و عیال ہم سے کلام کرتے ہیں۔ لہٰذا چلو اُس پہاڑ پر وہیں قیام کریں جبتک کہ خدا ہماری توبہ نہ قبول کرے۔ یا اُسی جگہ مر جائیں گے۔ غرض وہ ایک پہاڑ پر مدینہ کے باہر چلے گئے جس کو ذباب کہتے تھے۔ وہاں دنوں کو روزہ رکھتے تھے اور اُن کے گھر والے اُن کے واسطے کھانے لے جاکر وہ ایک کنارہ پر رکھ کر واپس چلے آتے تھے اور اُن سے بات تک نہ کرتے۔ غرض وہ لوگ ایک مدت تک شب و روز گریہ و زاری اور توبہ و استغفار کرتے رہے تاکہ خدا اُن کو معاف فرمائے۔ جب اسی حال پر بہت دن گذر گئے کعب نے کہا اے میرے ساتھیو خدا و رسولؐ اور بھائی بند لڑکے بالے سب ہی ہم سے ناراض ہیں اور کوئی ہم سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا لہٰذا ہم آپس میں ایک دوسرے سے کیوں نہ علیحدہ ہو جائیں نہ کسی سے باتیں کریں نہ کسی کے پاس بیٹھیں۔ غرض اُسی رات سے ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے اور قسم کھائی کہ آپس میں کوئی کسی سے بولے گا نہیں یہانتک کہ مر جائے یا اُس کی توبہ قبول ہو۔ اسی حال سے تین روز گذرے کہ اُن میں سے ایک دوسرے سے دُور پہاڑ کے کناروں پر جاکر بیٹھے اور آپس میں گفتگو ترک کر دی۔ بلکہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہ سکتے تھے۔ تیسری رات جبکہ آنحضرتؐ ام سلمہؓ کے گھر میں تھے خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور یہ آیت بھیجی: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (پ۱۱ آیت۱۱۷ سورۂ توبہ) یعنی خدا نے پیغمبرؐ کی برکت سے اُن مہاجرین و انصار کی توبہ قبول فرمائی جنہوں نے عسرت و تنگی کی حالت میں پیغمبرؐ کی متابعت کی"۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آیت یُوں ہی نازل ہوئی ہے اُس طرح نہیں جیسے کہ لوگ پڑھتے ہیں یعنی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں جس کی توبہ خدا نے قبول کی وہ ابوذرؓ ہیں اور ابوخثیمہؓ و عمروؓ بن وہب جو حضرتؐ سے پیچھے رہ گئے تھے اور آخر میں جاکر مل گئے تھے۔ لیکن خدا نے ان تین اشخاص یعنی کعب اور اُن کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ آیت یوں نازل ہوئی ہے: وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا یعنی خدا نے ان تینوں شخصوں کی توبہ قبول کی جنہوں نے حضرتؐ کی مخالفت کی اور جنگ کے لیئے نہیں نکلے۔ حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (پ۱۱ آیت۱۱۸ سورۂ توبہ) یہانتک کہ زمین اپنی کشادگی کے باوجود اُن پر تنگ ہو گئی اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ اشارہ ہے اُس طرف کہ رسولؐ خدا نے اور اُن کے برادرانِ ایمانی اور گھر والوں نے اُن سے گفتگو ترک کر دی تھی تو مدینہ کا قیام اُن کے لیئے دوبھر ہو گیا تھا اور مدینہ سے باہر چلے گئے وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ یعنی ان کی جانیں لبوں پر آ گئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ اُس طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے آپس میں ترکِ کلام کر دیا اور ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے۔ آخر خدا نے اُن کی توبہ قبول فرمائی کیونکہ وہ ان کی نیتوں کی سچائی جانتا تھا۔

پھر علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ منافقوں کا ایک گروہ جنگ تبوک کے لیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلا اور راہ میں باہم مشورہ کیا کہ آیا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سمجھتے ہیں کہ جنگ روم بھی دوسری لڑائیوں کے مانند ہے ان میں سے ایک بھی زندہ واپس نہ آئے گا اُن میں سے بعض نے مذاق اُڑانے کی غرض سے

کہا کتنا قابل ہے خدا جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن باتوں سے آگاہ کر دیتا ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہوا کرتی ہیں اور اُن باتوں سے بھی جو دلوں میں گزرتی ہیں اور آیتیں اس بارے میں نازل کر دیتا ہے تاکہ ہمیشہ ان کو لوگ پڑھتے رہیں۔ تو آنحضرتؐ نے جناب عمار یاسرؓ کو ان میں بل جانے کا حکم دیا کیونکہ وہ کچھ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ جل جائیں۔ وہ اُن کے پاس آکر کہنے لگے کہ تم نے کیسی نامناسب باتیں کی ہیں جن کی خبر خدا نے تمہارے پیغمبرؐ کو دے دی۔ انہوں نے کہا ہم نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی اور اگر کچھ کہا ہے تو مزاح اور کھیل میں کہا ہے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ (پ۱۰ آیت ۶۴، ۶۵ سورۂ توبہ) یعنی منافقین ڈرتے ہیں اس بات سے کہ کہیں مومنین پر کوئی سورۂ قرآن کا نازل نہ ہو جائے جس سے مومنین کو اطلاع ہو جائے ان باتوں سے جو منافقوں کے دل میں ہے اے رسولؐ کہہ دو کہ تم مذاق اُڑاؤ بیشک خدا ظاہر کرنے والا ہے جو کچھ تم ظاہر کرنے سے ڈرتے ہو اور اے رسولؐ اگر تم اُن سے پوچھو کہ تم کیا کہتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم لوگ تو مسافروں کی سی گفتگو کرتے تھے اور آپس میں مذاق کرتے تھے اے رسولؐ تم اُن سے کہہ دو کیا خدا اور رسولؐ اور خدا کی آیتوں کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ (پ۱۰ آیت ۶۶ سورۂ توبہ) معذرت مت کرو کیونکہ تمہارا عذر محض جھوٹ ہے۔ بیشک ایمان ظاہر کرنے کے بعد تم نے اظہار کفر کیا یا یہ کہ کافر ہو گئے ایمان لانے کے بعد تم میں سے جو شخص توبہ کرے گا تو اگر ہم معاف کر دیں (تو ہمارا کرم ہے) ورنہ ہم اُن لوگوں پر عذاب کریں گے جو گناہگار ہیں اور اپنے نفاق کو چھپاتے ہیں۔" علی بن ابراہیم نے اس آیت کی تفسیر میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو خلوص سے ایمان لائے تھے مگر انہوں نے دین میں شک کیا اور منافق ہو گئے اور وہ چار اشخاص تھے اور اُن میں ایک جس کے معاف کر دینے کا خدا نے وعدہ فرمایا مجتبر بن الحمیر تھا اُس نے اپنے گناہ کا اقرار کیا اور توبہ کی اور کہا یا رسولؐ اللہ میرے اس نام نے مجھے ہلاک کیا تو آنحضرتؐ نے اُس کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن رکھا۔ اُس نے دعا کی کہ خداوندا مجھ کو ایسی جگہ شہادت عطا فرما کہ کوئی نہ جانے کہ میں کہاں ہوں۔ خدا نے اُس کی دعا قبول فرمائی اور وہ جنگِ مسیلمہ میں شہید ہوا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے۔ غرض وہ تھا جس کو خدا نے معاف فرمایا۔ لیکن عیاشی نے بسندِ معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں ابوبکر و عمر اور بنی اُمیہ کے دس اشخاص کے بارے میں نازل ہوئیں کیونکہ یہ بارہ اشخاص عقبۂ تبوک پر جمع ہوئے تھے تاکہ آنحضرتؐ کو ہلاک کر دیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر لوگ ہم کو دیکھ لیں گے تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے اور اگر کسی نے نہ دیکھا تو حضرتؐ کو ہلاک کر دیں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور ایک گروہ کو معاف کر دینے سے مراد یہ ہے کہ امیرالمومنینؑ نے مصلحتہً دنیا میں ابوبکر و عمر کو بحکمِ خدا معاف کر دیا اور اُن پر منبر پر لعنت کی اور اُن دسوں اشخاص پر بھی لعنت کی۔ جب آنحضرتؐ جنگِ تبوک سے واپس آئے مومنین صحابہ نے منافقین پر اعتراض ... نے قسم کھائی کہ ہم دینِ حق پر ثابت قدم ہیں منافق نہیں ہوئے ہیں

تاکہ شائد مومنین اُن کی آزار رسانی سے باز آجائیں اور اُن سے راضی ہو جائیں تو خدا نے اُن کے جھوٹ کے بارے میں یہ آیتیں نازل کیں۔ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ (پ۱۱ آیت ۹۵، ۹۶ سورۂ توبہ) یعنی اے رسولؐ یہ منافقین جب تم سفر سے واپس آؤ گے تو تم سے قسمیں کھائیں گے جبکہ تم اُن سے غصہ میں منہ پھیر لو گے تاکہ تم اُن سے درگزر کرو اور اُن سے راضی ہو جاؤ وہ یقیناً نجس اور گندے ہیں اور اُن کی بازگشت جہنم ہے اُن کرتوت کے بدلے میں جو انہوں نے کئے ہیں۔ منافقین قسم کھاتے ہیں تاکہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ۔ تو اے مومنو! اگر تم اُن سے راضی ہو بھی جاؤ تو خدا تو فاسقوں کے گروہ سے خوش نہیں ہو سکتا۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ اُن منافقوں نے جو جنگ تبوک میں شریک تھے آنحضرتؐ کی ہلاکت کا ارادہ کیا اور اُن میں سے ایک گروہ نے جو مدینہ میں تھا حضرت علیؑ کو قتل کرنے کا قصد کیا اُس حسد کے سبب سے جو اُن پر آنحضرتؐ اور امیرالمومنینؑ کے برگزیدہ ہونے کے سبب سے غالب تھا چونکہ رسولؐ خدا مدینہ سے باہر نکلے تو امیرالمومنینؑ کو اپنا خلیفہ مدینہ میں قرار دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ آپ کو خداوندِ اعلیٰ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یا آپ مدینہ سے باہر جائیں اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑیں یا خود مدینہ میں رہیں اور علیؑ کو باہر بھیجیں ان دونوں باتوں میں سے ایک کا اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ میں نے علیؑ کو برگزیدہ کیا ہے ان دو باتوں میں سے جن کی جلالت و بلندی مخلوق میں سے کوئی نہیں جانتا۔ جو شخص ان دونوں امور کی اطاعت کرے گا اُس کا ثواب میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ غرض جب حضرتؐ نے مدینہ میں امیرالمومنینؑ کو اپنا خلیفہ بنایا اور جنگ تبوک کو روانہ ہوئے منافقوں نے اس بارے میں بہت باتیں کرنا شروع کیں کہ محمدؐ کے دل میں علیؑ کی طرف سے ملال پیدا ہو گیا ہے اس لئے اپنے ساتھ رکھنے سے کراہت کرتے ہیں اسی لیئے اس سفر میں اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔ یہ باتیں امیرالمومنینؑ کے لئے رنج و ملال کا باعث ہوئیں اور آپ آنحضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوئے اور مدینہ کے قریب ہی اُن سے جا کر مل گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا سبب ہے کہ تم نے مدینہ سے حرکت کی۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ لوگوں سے ایسی باتیں سُنیں جو برداشت نہیں ہو سکتیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے نزدیک ویسے ہی ہو جیسے موسیٰؑ کے نزدیک ہارونؑ تھے لیکن میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا۔ یہ سُن کر امیرالمومنینؑ مدینہ واپس ہوئے۔ راستہ میں منافقوں نے امیرالمومنینؑ کے قتل کی تدبیر کی اور ایک گہرا گڑھا مثل کنوئیں کے کھودا تقریباً پچاس ہاتھ لانبا اور اُس کو بوریوں سے چھپا دیا اور اُس پر مٹی ڈال دی۔ اور وہ گڑھا ایسے مقام پر کھودا تھا کہ حضرتؑ کا بلاشبہ اُسی طرف سے واپس آنا تھا۔ اور وہ گڑھا نہایت گہرا کھودا تھا تاکہ حضرتؑ اپنے گھوڑے پر سوار جب اُس میں گریں تو ضرور ہلاک ہو جائیں۔ اور اُس کے چاروں طرف بہت سے ڈھیلے پتھر رکھے تھے تاکہ جب حضرتؑ اُس میں گر جائیں تو وہ سب اُس میں ڈال کر اُس کو پاٹ دیں۔ اور آپ کو اُن پتھروں میں پوشیدہ کر دیں۔ غرض جب حضرتؑ اُس مقام پر پہنچے آپ کے گھوڑے نے اپنی گردن پھرائی اور

اُٹھالی اس حد تک کہ اُس کا مُنہ حضرتؑ کے کان تک پہنچ گیا۔ وُہ بحکمِ خدا گویا ہوُا یا امیرالمومنینؑ منافقوں نے اسجگہ غار کھود رکھا ہے اور آپ کے قتل کی ترکیب کی ہے اور آپ بہتر سمجھتے ہیں اس جگہ سے عبور نہ کیجیئے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا تجھ کو جزائے خیر دے کہ میری خیر خواہی کرتا ہے اور میری بہتری کی تدبیر کرتا ہے خدا تجھ کو اپنے لطف و کرم سے سرفراز فرمائے۔ پھر حضرتؑ نے اُس کو بڑھایا اور وُہ اُس غار کے کنارے آکر رُک گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا کے حکم سے چل کہ سلامتی کے ساتھ گزر جائے گا۔ اور تیرے بارے میں خداوندِ عالم ایک امرِ عجیب ظاہر فرمائے گا۔ غرض گھوڑا اُن بوریوں پر روانہ ہوُا اور خدا نے اپنی قدرت سے اُس کو ایسا مستحکم و مضبوط بنا دیا کہ تمام زمینوں سے زیادہ سخت کر دیا تھا۔ جب گھوڑا اُس کو پار کر چکا تو پھر اپنا دہن حضرتؑ کے گوشِ مبارک کے قریب لے جا کر گویا ہوُا کہ یا حضرتؑ آپ خدا کے نزدیک کس قدر معزز ہیں کہ اُس نے آپ کو اس خس پوش مقام سے اس آسانی سے گذار دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے تجھ کو اُس خیر خواہی کے سبب سے یہ جزا دی ہے جو تُو نے میرے ساتھ کی تھی۔ پھر حضرتؑ نے گھوڑے کو پیچھے موڑا اور اُن منافقوں کو جنہوں نے یہ تدبیر کی تھی حکم دیا کہ اس مقام کو کھود دو۔ ان لوگوں نے کھودا تو وُہ غار ظاہر ہو گیا۔ اور جو اُن بوریوں پر پیر رکھتا تھا وُہ اُس غار میں گر پڑتا تھا۔ آخر اُن منافقوں کو خوف اور تعجب ہوُا۔ حضرتؑ نے ان سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ منحوس حرکت کس نے کی ہے؟ پھر اپنے گھوڑے سے خطاب فرمایا یہ کیسے ہے اور یہ تدبیر کس نے کی ہے تو گھوڑا بقدرتِ خدا بولا یا امیرالمومنینؑ جس امر کو جاہل مٹانا چاہتے ہوں خدا بیشک اُس کو مستحکم و مضبوط کر دیتا ہے اور اس امر کو مٹا دیتا ہے جس کو دُنیا کے نادان چاہتے ہیں کہ مضبوط کریں۔ اور خدا ہر امر پر غالب ہے اور تمام مخلوق اُس کے مقابلہ میں مغلوب ہے۔ یا امیرالمومنینؑ یہ حرکت فلاں فلاں کی ہے اور دس آدمیوں کا نام لیا اور کہا کہ یہ کام وُہ دوسرے اور چوبیس آدمیوں کے مشورہ سے کیا گیا ہے جو آنحضرتؐ کے ساتھ ہیں۔ اور اُن چوبیس آدمیوں نے یہ بھی طے کیا ہے کہ آنحضرتؐ کو عقبہ میں قتل کر دیں حالانکہ خدا اپنے رسُولؐ اور ولیؑ کا محافظ ہے اور کفار خدا کے ارادہ پر غالب نہیں ہو سکتے۔ یہ معلوم کر کے امیرالمومنینؑ کے بعض اصحاب نے مشورہ دیا کہ یہ خبر جناب رسُولِ خداؐ کو لکھ بھیجیں اور ایک تیز رفتار قاصد کو روانہ کریں کہ جلد وہ اُن کے پاس پہنچ کر ارادہ سے حضرتؐ کو آگاہ کر دے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ خدا کا قاصد اور اُس کا خط میرے قاصد اور خط سے زیادہ جلد پہنچتا ہے تم رنجیدہ مت ہو۔

غرض جب آنحضرتؐ اُس عقبہ کے نزدیک پہنچے جہاں منافقوں نے حضرتؐ کے قتل و ہلاک کرنے کی تدبیر کی تھی۔ حضرتؐ اُس عقبہ کے نیچے ٹھہرے اور اُن منافقوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہ جبریلؑ امین آئے ہیں اور مجھے آگاہ کر رہے ہیں کہ منافقین میں سے کچھ لوگوں نے مدینہ کے نواح میں علیؑ کو ہلاک کرنے کی تدبیر کی تھی اور حق تعالیٰ نے اپنے عجیب لطف و کرم سے اور غریب و حیرت انگیز معجزات سے جو اُن کے لیئے ظاہر فرمایا کرتا ہے زمین کو اُن کے گھوڑے کے پاؤں تلے سخت بنا دیا اور وُہ اُس مقام سے گزر گئے۔ پھر واپس آکر اُس غار کو کھولا۔ اُس وقت خدا نے اُس کو اسیطرح نرم کر دیا جس طرح منافقوں نے تیار کیا تھا اور مومنین پر اُن کی تدبیر ظاہر ہو گئی اور مومنین میں سے بعض نے علیؑ سے کہا کہ یہ واقعہ رسُولِ خداؐ کو لکھ بھیجیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کا قاصد اور خط میرے خط اور قاصد سے زیادہ جلد رسُول اللہؐ کے پاس پہنچ جائے گا۔ اور حضرتؐ نے یہ نہ بیان کیا جو

امیرالمومنینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ رسُولِ خداؐ کے ساتھ بھی چند منافقین اسی کوشش میں ہیں اور قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن خداوندِ عالم اُن کے مکر کو حضرتؐ سے دفع کر دے گا۔ جب اُن چوبیس آدمیوں نے جو اصحابِ عقبہ میں سے تھے آنحضرتؐ سے جو کچھ آپ نے امیرالمومنینؑ کے بارے میں فرمایا سُنا تو پوشیدہ طور سے آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ کس قدر مکر و فریب میں ماہر ہیں کہ اس قدر جلد تیز رو قاصد یا نامہ بر کبوتر مدینہ سے اُن کے پاس پہنچ گیا ہے جیسا کہ ہمارے ساتھیوں نے سازش کی ہے وُہ اس کو پلٹ کر اور اُس کے برعکس بیان کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ خبر لوگوں میں مشہور ہو جائے اور یہ جماعت جو اُن کے ساتھ ہے اُن کے قتل کی جرأت کرے ایسا نہیں ہے اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑنے اور محمدؐ کے مدینہ سے باہر نکلنے کا کوئی سبب نہیں بجز اس کے کہ ان دونوں کی اجل آگئی ہے۔ وُہ وہاں ہلاک ہو چکے ہیں اور ان کو یہاں بہت جلد ہم ہلاک کرنے والے ہیں۔ اب آؤ جلد اُن کے پاس چلیں اور علیؑ کی سلامتی اور دشمنوں کی تدبیر سے محفوظ رہنے پر اپنی خوشی کا اظہار کریں تاکہ ان کا دل ہمارے مکر و فریب سے صاف ہو جائے اور جو تدبیر ہم سوچ چکے ہیں آسانی سے اس پر عمل کر سکیں۔ غرض وُہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور دشمنوں کے مکر و فریب سے علیؑ کی سلامتی پر مبارکباد دی اور پوچھا یا رسُول اللہؐ علیؑ افضل ہیں یا مقرب فرشتے حضرتؐ نے فرمایا کہ فرشتوں کو شرف نہیں حاصل ہوُا مگر محمدؐ و علیؑ کی محبت اور اُن کی ولایت قبول کرنے کے سبب سے۔ بیشک علیؑ کے دوستوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا دل مکر و فریب، بغض و کینہ اور گناہوں کی نجاست سے پاک نہ کیا گیا ہو اور علیؑ فرشتوں سے زیادہ پاک اور زیادہ بہتر ہیں۔ اور خدا نے فرشتوں کو آدم کے سجدہ کا حکم نہیں دیا مگر اس لیئے کہ جو کچھ ان کے دلوں میں جاگزیں ہو گیا تھا کہ اگر خداوندِ عالم ان کو زمین سے اُٹھا لے گا اور اُن کے عوض دوسروں کو زمین میں پیدا کرے گا تو ملائکہ یقیناً ان سے افضل اور اُن سے زیادہ خدا اور دینِ خدا کے جاننے والے ہوں گے۔ لہذا خدا نے چاہا کہ ان کو آگاہ کرے اور پہچنوا دے کہ انہوں نے اپنے اس گمان میں خطا کی ہے۔ پھر آدمؑ کو پیدا کیا اور تمام نام ان کو تعلیم کیئے پھر ان صاحبانِ نام کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا لیکن فرشتے ان کو پہچاننے سے عاجز رہے تو آدمؑ کو خدا نے حکم دیا کہ ان کو ان کے نام اور صاحبانِ نام کو پہچنوا دیں۔ یوں فرشتوں کو بتلایا اور پہچنوایا کہ آدمؑ کو علم میں فرشتوں پر فضیلت حاصل ہے پھر آدمؑ کے صلب سے اُن کی ذریت کو باہر لایا جن میں انبیاء و مرسلین اور خاصانِ خدا تھے جن میں سب سے افضل محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے ان کے بعد ان کی آلؑ اُن کے تمام نیک و صالح اور برگزیدہ لوگوں سے افضل اور اصحابِ محمدؐ اور اُمت کے نیک لوگ تھے اس طرح ان کو پہچنوایا کہ وُہ لوگ فرشتوں سے افضل ہیں۔ اگر فرشتوں پر وُہ بوجھ لادا جائے جو انسانوں پر بار کیا گیا ہے مثل تکلیف شاقہ کے اور فرشتے مبتلا کیئے جائیں اُن امور میں جس میں وُہ مبتلا کیئے گئے ہیں مثل شیطانوں کے فریب اور مجاہدۂ نفسِ امارہ اور اہل و عیال کے آزار برداشت کرنے میں اور حلال رزق حاصل کرنے اور اُن مشقتوں اور سختیوں میں جو ان کو خوف و بیم کی حالت میں مختلف قسم کے دشمنوں سے، چوروں، بادشاہوں، ظالموں اور جابروں سے پہنچتی ہیں اور اپنے اور اپنے عیال کے حصول رزقِ حلال کے لیئے پہاڑوں بیابانوں اور دریاؤں کے سفر میں جو تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ غرض خدا نے فرشتوں کو تنبیہہ کی کہ نیک مومنین ان بلاؤں کو برداشت کریں گے اور اُن سے نجات کی کوشش کریں گے اور شیاطین کے لشکروں کا مقابلہ کریں گے

اور اُن کو بھگا دیں گے اور اپنے نفسوں سے جہاد کریں گے۔ اور اپنے نفس کو اپنی خواہشوں سے روکیں گے اور اُنپر غالب ہوں گے جن کو خدا نے اُن کی خمیر میں قرار دیا ہے مثل شہوت جماع اور پہننے اور کھانے پینے کی خواہش اور عزت وریاست کی خواہش اور فخر وناز و غرور کے اور جو جو تکلیفیں وہ شیاطین اور اُن کے مددگاروں سے برداشت کریں گے اور جو کچھ شیاطین ان کے دلوں میں وسوسے ڈالیں گے اور ان کی گمراہی میں کوشش کریں گے ان کو دفع کرنے میں اور شیاطین کے مکر و فریب کو زائل کرنے میں اور وہ مصائب جو دشمنوں کے طعنوں کے سننے اور دشمنانِ خدا کا خدا کے دوستوں کو گالی دینے میں ان کو برداشت کرنے میں اور دشمنانِ دین سے جنگ کرنے یا مخالفوں سے تقیہ کرنے میں جو تکلیفیں اُن کو پہنچیں گی۔ اُس وقت خدا نے فرشتوں سے خطاب فرمایا کہ تم ان باتوں سے محفوظ ہو۔ نہ جماع کی خواہش تم کو اپنی جگہ سے حرکت دیتی ہے اور نہ کھانے کی خواہش تم کو بیتاب کرتی ہے اور نہ دشمنانِ دین و دُنیا کا خوف تم کو مضطرب کرتا اور نہ شیطان کو میرے ملکوت آسمان و زمین میں میرے فرشتوں کو گمراہ کرنے کا موقع ہے کیونکہ میں نے ان کو اپنی عصمت کے ساتھ اپنی معصیت سے محفوظ رکھا ہے۔ لہٰذا فرزندانِ آدم میں سے جس شخص نے اپنے دین کو ان آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھا تو اُس نے میری محبت میں ایسے امور کو برداشت کیا جن کا تحمل تم نے نہیں کیا ہے اور میرے تقرب کی چند باتوں کو حاصل کیا جن کو تم نے نہیں حاصل کیا۔ تو جب خداوند عالم نے میری اُمت کے نیک لوگوں کی فضیلت اور علیؑ کے شیعوں اور ان کے خلفا کا خدا کی محبت میں یہ تمام مشقتوں کا برداشت کرنا ظاہر فرمایا جن کا تحمل فرشتوں کو ممکن نہیں تو آدمؑ کے نیکوں اور متقیوں کو ظاہر کیا کہ یہ فرشتوں سے افضل و بہتر ہیں تو فرمایا کہ اس سبب سے آدمؑ کو سجدہ کرو۔ کیونکہ ان کے انوار کے وہ حامل ہیں جو میری مخلوق میں سب سے زیادہ نیک ہیں۔ ان کے انوار سجدۂ آدمؑ کا سبب ہوئے بلکہ آدمؑ ان کے سجدہ کے قبلہ تھے اور انہوں نے خدا کا سجدہ کیا اور یہ آدمؑ کی تعظیم و بزرگی کے لئے تھا۔ لیکن مخلوق میں کسی کے سزاوار نہیں کہ کسی غیر خدا کے لئے سجدہ کرے اور خضوع کسی کے واسطے کرے جس طرح خدا کے لئے کرتا ہے یا کسی کی سجدہ کر کے ایسی تعظیم کرے جیسی خدا کی کرتا ہے۔ اگر کسی غیر خدا کے سجدہ کا میں کسیکو حکم دیتا تو بیشک اپنے کمزور شیعوں اور اپنے شیعوں میں سے تمام مکلفین کو کہ سجدہ کریں اس کو جو علوم وصی رسُولؐ خدا کے علوم میں متوسط ہے۔ جس نے محبت رسُولؐ خدا کے بعد بہترین خلق خدا علی بن ابی طالبؑ کی محبت کو خلوص کے ساتھ اختیار کیا ہے اور حقوق خدا کے اظہار کی تصریح میں بلا و مصائب کو برداشت کیا ہے اور میرے کسی حق کا منکر نہ ہوا ہو جو میں نے اُس پر ظاہر کر دیا ہو۔ اس کے بعد حضرتؐ نے فرمایا کہ ابلیسؔ نے خدا کی معصیت کی اور ہلاک ہوا کیونکہ اُس کی معصیت حضرت آدمؑ پر غرور کرتا تھا۔ اور حضرت آدمؑ نے خدا کی معصیت کی اُس درخت کا پھل کھا کر اور اپنا نقصان کیا کیونکہ انہوں نے اس نافرمانی میں محمدؐ اور اُن کی آل طاہرین پر تکبر نہ کیا تھا۔ خدا نے ان کو وحی کی تھی کہ اے آدم شیطان نے تمہارے حق میں میری نافرمانی کی اور تم پر تکبر کیا آخر ہلاک ہوا۔ اگر میرے حکم سے تمہارا احترام کرتا اور میرے عزت و جلال اور میری بڑائی کی تعظیم کرتا بے شبہ کامیاب ہوتا جس طرح تم کامیاب ہوئے۔ اور تم نے میوۂ درخت کھا کر میری نافرمانی کی لیکن محمدؐ و آلِ محمد (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) کے لئے فروتنی اور انکساری کا اظہار کیا تو تم نے فلاح و رستگاری پائی اس عیب و عار و ذلت سے جو تم سے صادر ہوئی۔ لہٰذا مجھ سے محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطے سے دُعا کرو تاکہ تمہاری

حاجت بر لاؤں۔ لہٰذا حضرت آدمؑ نے محمدؐ و آل محمدؐ کو شفیع قرار دیا اور اُن کے انوار سے توسل کیا اور فلاح و رستگاری کے بلند مرتبہ پر اہلبیتِ رسُولؐ کی ولایت کی سرے سے متمسک ہونے کے سبب سے پہنچے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ رات کے پہلے نصف حصّہ کے آخر میں کوچ کریں۔ اور منادی کو حکم دیا کہ ندا کر دے کہ کوئی مسلمان آنحضرتؐ سے پہلے اُوپر نہ جانے جب تک آنحضرتؐ نہ گزر جائیں اور حذیفہ کو حکم دیا کہ عقبہ کے نیچے بیٹھیں اور دیکھیں کہ آنحضرتؐ سے پہلے کون کون عقبہ سے گزرتا ہے آنحضرتؐ کو آگاہ کریں اور اُن کو پتھر کے نیچے چھپے رہنے کی تاکید فرمائی۔ حذیفہ نے عرض کی کہ میں آپ کے لشکر کے سربر آوردہ لوگوں میں سرکشی کے آثار دیکھ رہا ہوں اور خوف ہے کہ اگر عقبہ کے نیچے میں بیٹھوں اور اُن میں سے کوئی آجائے جو آپ سے پہلے جانا چاہتے ہیں اور آپ کے ہلاک کی تدبیر و کوشش میں ہیں مجھ کو وہاں دیکھ لے تو مجھے آپ کا خیر خواہ سمجھ کر ہلاک کر دیگا۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم عقبہ کی تہہ میں پہنچو گے وہاں ایک طرف ایک بہت بڑا پتھر ہے اُس کے پاس جا کر کہنا کہ رسُولؐ خدا نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ میرے لئے کشادہ ہو تاکہ میں تیرے اندر داخل ہو جاؤں۔ اور اس قدر سُوراخ باقی رکھ کر جس سے میں عقبہ سے گذرنے والوں کو دیکھ سکوں اور اُس سُوراخ سے سانس لے سکوں۔ جب تم اُس پتھر سے اس طرح کہو گے تو وہ بحکم خدائے کائنات ایسا ہی ہو جائے گا۔ غرض حذیفہؓ اُس پتھر کے پاس آئے اور آنحضرتؐ کا پیغام پہنچایا جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا اُسیطرح پتھر نے عمل کیا۔ پھر وہ چودہ منافقین اپنے اُونٹوں پر سوار آئے۔ اُن کے پیادہ اُن کے آگے آگے تھے اُن میں سے بعض کہہ رہے تھے کہ اس جگہ جس کو بھی دیکھو قتل کر دو تاکہ محمدؐ کو خبر نہ پہنچا دے کہ ہم کو دیکھا ہے اور محمدؐ واپس چلے جائیں اور عقبہ کے اوپر نہ جائیں۔ اور ممکن ہے دن کے وقت ہمارا مکر و فریب ظاہر ہو جائے۔ حذیفہ نے یہ گفتگو سُنی۔ وہاں اُن لوگوں نے کسیکو نہیں دیکھا کیونکہ حق تعالیٰ نے حذیفہؓ کو پتھر کے اندر پوشیدہ کر دیا تھا غرض وہ منافقین وہاں سے متفرق ہو گئے بعض پہاڑ پر چڑھ گئے بعض راہِ معروف سے واپس چلے گئے اور کچھ پہاڑ کے دامن میں داہنے اور بائیں دونوں طرف کھڑے ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی موت کے اسباب نہیں دیکھتے ہو کہ کس طرح آمادہ ہو گئے ہیں کہ خود اُس میں کوشش کر رہے ہیں اور لوگوں کو منع کر رہے ہیں کہ کوئی ان سے پہلے عقبہ سے نہ گزرے تاکہ ہمارے واسطے تنہائی کا موقع مل جائے اور اُن کے بارے میں ہم اپنی کوشش آسانی سے کر سکیں اور اُن کے اصحاب کے آنے تک ہم اپنی تدبیر سے فارغ ہو چکیں۔ خداوند عالم ان کی ان تمام آوازوں کو نزدیک و دُور سے حذیفہؓ کے کانوں تک پہنچا رہا تھا۔ غرض جب وہ لوگ پہاڑ کی پر جہاں جہاں چاہتے تھے متمکن ہو گئے۔ پتھر نے بحکم خدا حذیفہؓ سے کہا کہ اب جاؤ اور رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کر دو جو کچھ تم نے دیکھا اور سُنا ہے۔ حذیفہؓ نے کہا میں کس طرح تیرے اندر سے نکلوں کیونکہ خوف ہے کہ اگر میری قوم والے مجھے دیکھ لیں گے تو مار ڈالیں گے۔ پتھر نے کہا جس خدا نے تم کو میرے اندر جگہ دی اور جس سُوراخ سے میرے اندر داخل کیا اور ہوا کو تم تک پہنچاتا رہا وہی آنحضرتؐ کی خدمت میں بھی تم کو پہنچا دے گا اور دشمنوں سے تم کو نجات دے گا۔ غرض جب حذیفہؓ نے اُس میں سے نکلنے کا ارادہ کیا پتھر شگافتہ ہوا اور خدا نے ان کو ایک چڑیا بنا دیا جو اُڑ کر آنحضرتؐ کے سامنے زمین پر آ کر بیٹھ گئی۔ پھر خدا نے اُن کو صورتِ اول پر واپس کر دیا تو انہوں نے

حضرتؐ کو اُن تمام امور سے آگاہ کیا جو دیکھا اور سُنا تھا۔ حضرتؐ نے پوچھا تم نے اُن کی صورتوں کو بھی پہچانا؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ وُہ اپنے چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے تھے لیکن اُن میں سے اکثر کو مَیں نے ان کے اونٹوں کے ذریعہ پہچان لیا۔ لیکن جب اُنہوں نے اُس مقام کو اچھی طرح جانچ لیا کہ کوئی نہیں ہے تو اپنے چہروں سے نقاب اُٹھا دی میں نے اُن کو دیکھا اور سب کو پہچان لیا وہ فلاں فلاں اور فلاں تھے اور اُن چودہ آدمیوں کے نام بتا دیئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جب خداوند عالم محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، کو محفوظ رکھنا چاہے اگر یہ لوگ تمام دُنیا کے لوگوں کو اتفاق کر کے جمع کر لیں کہ اس کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں تو خدا اُس کے امر کو جاری کر کے رہے گا۔ اگرچہ کافروں کو پسند نہ ہو۔ پھر فرمایا اے حذیفہ اُٹھو تم، سلمانؓ، اور عمارؓ میرے ساتھ چلو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور جب ہم گھاٹی سے گذر جائیں تو لوگوں کو اجازت دو کہ میرے پیچھے آویں۔ غرض حضرتؐ عقبہ سے اُوپر چلے گئے۔ حضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار تھے اور حذیفہؓ وسلمان میں سے ایک حضرتؐ کے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور دوسرے صاحب پیچھے سے ناقہ کو ہنکا رہے تھے۔ جناب عمارؓ ناقہ کے پہلو میں چل رہے تھے۔ اور وُہ ملعون منافقین اپنے اونٹوں پر سوار تھے اور اُن کے پیادے اِدھر اُدھر عقبہ کے اطراف میں تھے اور جو لوگ کہ عقبہ کے اُوپر پہاڑی پر کھڑے تھے۔ انہوں نے ڈبے ریت سے بھر رکھے تھے۔ اُن ڈبوں کو ٹیلے پر سے پھینکا تا کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کو بھڑکا دیں شاید حضرتؐ عقبہ سے نیچے گر پڑیں۔ وُہ ڈبے جب حضرتؐ کے ناقہ کے قریب پہنچے خدا کی قدرت سے بہت بلند ہو کر ناقہ کے اُوپر سے گذر کر دُوسری طرف گرے اور ناقہ کو کوئی ضرر نہ پہنچا ناقہ کو ان کا احساس بھی نہ ہوا۔ حضرتؐ نے عمارؓ سے فرمایا کہ اس پہاڑی پر چڑھ کر اپنے عصا سے ان کے اونٹوں کے مُنہ پر مارو اور ان کو عقبہ سے نیچے گرا دو۔ حضرت عمارؓ نے ایسا ہی کیا اور اُن کے اونٹ بھڑکے اور سواروں کو پٹک دیا۔ اُن میں سے بعض کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور بعض کے پَیر اور بعضوں کے پہلو شکستہ ہو گئے جس سے وُہ سخت درد و تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ اور جب اُن کے زخم اچھے ہو گئے تو اُن کے نشانات اُن کے مرتے وقت تک قائم و باقی تھے۔ اسی لیے حضرت رسالتمآبؐ جناب امیرؑ سے فرمایا کرتے تھے کہ حذیفہؓ منافقوں کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں کیونکہ وُہ پہاڑ کے نیچے بیٹھے تھے اور اُن کو دیکھ رہے تھے جو حضرتؐ سے پہلے عقبہ سے گذرے تھے۔ غرض خدا نے منافقوں کے شر سے اپنے رسُولؐ کو بچا لیا اور حضرتؐ صحیح وسلامت مدینہ واپس آئے اور خدا نے ابدی ذلت و خواری اُن کے لیئے قرار دیا جو حضرتؐ کے ساتھ جنگ میں نہیں گئے تھے اور جنہوں نے امیرؑ المومنین کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔

کلینیؒ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کے ناقہ کو لوگوں نے بھڑکانا چاہا تو ناقہ بقدرتِ خدا گویا ہُوا کہ خدا کی قسم قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹاؤں گا اگرچہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔

ابنِ بابویہؒ نے بسند معتبر حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ جس وقت آنحضرتؐ جنگ تبوک سے واپس آ رہے تھے تو جن لوگوں نے آنحضرتؐ کے ناقہ کو بھڑکانا چاہا تھا وُہ چودہ اشخاص تھے اوّل و دوئم اور معاویہ ابوسفیان پدرِ معاویہ، طلحہؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، ابوعبیدہؓ بن جراح، ابوالاعور، مغیرہؓ بن شعبہ، سالمؓ ابی حذیفہ کا غلام، خالدؓ بن ولید، عمروؓ بن عاص، ابی موسیٰ اشعری اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ خدا ان سے اپنی رحمت کو دُور رکھے یہی وُہ لوگ ہیں جنکے حق میں خدا نے فرمایا ہے وھمّوا بما لم ینالوا (آیہ ۷۴ پ۱۰ سورۂ توبہ)۔

حدیث معتبر میں وارد ہُوا ہے کہ آنحضرتؐ نے ابوسفیان پر سات موقعوں پر لعنت کی ہے اُن میں سے ایک موقع یہی تھا جبکہ ان لوگوں نے عقبہ میں آنحضرتؐ پر حملہ کیا وُہ بارہ اشخاص تھے۔ سات آدمی بنی اُمیہ میں سے اور پانچ دوسرے لوگ تھے۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے اُنپر لعنت کی۔

شیخ طبرسیؒ نے عامہ و خاصہ کے طرق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ تبوک سے واپس ہوئے بارہ منافقین عقبہ کے اُوپر آنحضرتؐ کی ہلاکت کے لیئے چھپے ہوئے تھے۔ تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو آگاہ کیا اور حضرتؐ سے کہا کہ کسیکو بھیجیں کہ وُہ اُن کے اُونٹوں پر مار کر واپس کر دے۔ اُس رات عمارؓ حضرتؐ کے ناقہ کو کھینچ رہے تھے اور حذیفہؓ پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ حضرتؐ نے حذیفہؓ سے کہا کہ ان کے اونٹوں کی تھوتھنیوں پر مارو جو عقبہ پر کھڑے ہیں۔ حذیفہؓ ان کو بھگا کر حضرتؐ کے پاس واپس آئے، آپؐ نے پوچھا کہ تم نے ان لوگوں کو پہچانا؟ عرض کی نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا فلاں فلاں اور فلاں تھے۔ میرے قتل کے ارادہ سے آئے تھے۔ حذیفہؓ نے کہا پھر کسیکو بھیج کر ان کو قتل کیوں نہیں کرا دیتے۔ آپؐ نے فرمایا میں یہ نہیں چاہتا کہ اہل عرب کہیں کہ جس گروہ کے ذریعہ سے دشمنوں پر غالب ہوئے اور جب غالب ہو گئے تو انہی لوگوں کو قتل کر دیا۔

قطب راوندی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ ایک رات جنگ تبوک کے سفر میں اپنے ناقہ پر سوار جا رہے تھے اور لوگ آپ کے آگے چل رہے تھے۔ جب عقبہ کے قریب پہنچے جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا چودہ اشخاص آپ کے اصحاب میں سے جن میں سے چھ افراد تو قریش میں سے ہیں باقی تمام دوسرے لوگوں میں سے ہیں یا اس کے برعکس اور ان کے نام بتلائے کہ وُہ عقبہ پر بیٹھے ہیں تاکہ آپ کے ناقہ کو بھڑکائیں اور آپ کو ہلاک کر دیں۔ تو حضرتؐ نے ان کے نام لے کر فرمایا کہ تم عقبہ پر اس ارادہ سے بیٹھے ہو کہ مجھ کو ہلاک کرو۔ اُس وقت حذیفہؓ آنحضرتؐ کے ناقہ کے پیچھے تھے اور حضرتؐ کی آواز سُن رہے تھے۔ حضرتؐ نے اُن کو پکارا اور فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا تم نے سُنا؟ عرض کی ہاں۔ حضرتؐ نے فرمایا پوشیدہ رکھنا۔

انہی حضرتؑ سے بسندِ دیگر روایت کی گئی ہے کہ ہمیشہ جو کچھ منافقین کہا کرتے تھے قرآن میں نازل ہو جاتا تھا اور وُہ رسوا ہو جاتے تھے یہانتک کہ ان لوگوں نے زبان سے کہنا بند کر دیا اور ابرو اور آنکھ سے آپس میں اشارے کرنے لگے۔ تو اُن میں سے بعض نے کہا کہ ہم مطمئن نہیں ہیں اس سے کہ چند آیتیں نازل ہو جائیں اور ہم رسوا ہوں اور یہ ذلت ہمیشہ کے لیئے ہماری اولاد میں باقی رہے۔ آؤ اس عقبہ میں جو ہمارے سامنے ہے آنحضرتؐ کی تاک میں بیٹھیں اور اُن کو عقبہ سے گرا دیں تاکہ وُہ ہلاک ہو جائیں اور ہم اُن کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔ اُس عقبہ کو عقبۂ ذی فتق کہتے تھے۔ غرض وُہ عقبہ کے اُوپر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ حذیفہؓ آنحضرتؐ کے ناقہ کو ہنکا رہے تھے۔ وُہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ سونے کا ارادہ کرتے تو مَیں حضرتؐ کے اُونٹ کو چھوڑ دیتا تھا کہ وُہ آہستہ چلے اُس کو تیز نہیں چلاتا تھا۔ اُس رات میں نے سوچا کہ اندھیری رات ہے لہذا حضرتؐ کے اُونٹ سے الگ نہ ہوں گا۔ غرض میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے کہ فلاں فلاں اور فلاں اور ایک گروہ کا نام لیا کہ وُہ عقبہ پر بیٹھے ہیں تاکہ آپؐ کے اُونٹ کو بھڑکا دیں۔ تو حضرتؐ نے اُن کے نام لے لے کر اُن کو پکارا کہ اے فلاں اے فلاں

اے دشمنانِ خدا۔ آخر آنحضرتؐ کی نگاہ اقدس مجھ پر پڑی۔ فرمایا کہ تم نے ان کو دیکھا میں نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ پوچھا تم نے ان کو پہچانا؟ میں نے کہا وہ اپنے چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے ہیں۔ لیکن میں نے ان کے اونٹوں سے ان کو پہچان لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کسی کو مت بتلانا۔ حذیفہؓ نے کہا وہ قریش میں سے ہیں۔

شیخ مفیدؒ اور شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے آنحضرتؐ ماہ رجب ۹ھ میں جنگ تبوک کو روانہ ہوئے اس لئے کہ خدا نے وحی فرمائی تھی کہ مناسب ہے کہ تم لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ روم کو جاؤ اور آگاہ کر دیا تھا کہ اس سفر میں جنگ کا موقع نہ آئے گا اور بغیر لڑے بھڑے تمہارا مطلب حاصل ہوگا۔ اور غرض اس جنگ سے یہ تھی کہ مومن و منافق آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے الگ الگ پہچان لیے جائیں اور ان کے دلوں میں جو نفاق پوشیدہ ہے ظاہر ہو جائے۔ آنحضرتؐ نے بلادِ روم کی جنگ کے لیے ان کو طلب کیا اور یہ وہ موقع تھا جبکہ اہل مدینہ کے میووں کی فصل تیار تھی اور گرمی شدت کی پڑ رہی تھی۔ اُس وقت سفر کرنا بہت وجہوں سے اُن لوگوں کو دشوار گزرا۔ دُور و دراز کا سفر تھا، گرمی کی شدت تھی، دشمن کی قوت زیادہ تھی، اپنی فصل کے خراب ہونے کا خوف تھا ان اسباب سے اکثر صحابہ نے تساہلی کی اور بعض نہایت جبر و اکراہ سے جنگ کو نکلے۔ پھر حضرتؐ نے قبائل عرب کو خط لکھا کہ جو اسلام میں داخل ہو گیا ہے اس جنگ کے لیے حاضر ہو اور جہاد کے لیے بہت تاکید فرمائی۔ جب مدینہ سے روانہ ہونے لگے تو آپ نے ایک بلیغ خطبہ ادا کیا اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد لوگوں کو ترغیب دی کہ کمزوروں کی مدد کریں، فقیروں کا خرچ برداشت کریں، اور راہ خدا میں مال خرچ کریں۔ یہ سُن کر بہت سے منافقوں نے نام و نمود کے لیے مال حاضر کیے اور خالص مومنین کے گروہ نے بھی جو کچھ ممکن تھا حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور منافقوں میں سے اکثر لوگوں نے بہت سا مال دکھانے سُنانے کے لیے دیا۔ عثمانؓ بن عفان نے چاندی کے چند اوقیے دیئے اور عبدالرحمٰن بن عوف اور طلحہ و زبیر وغیرہ نے بھی دیئے۔ عباسؓ نے بھی اس جنگ میں بہت سا مال حاضر کیا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے ثنیۃ الوداع میں خیمے لگائے گئے اور وہاں جن جن لوگوں نے حضرتؐ کی دعوتِ جنگ منظور کی مہاجرین و انصار میں سے اور قبائل عرب میں سے مثل بنی کنانہ و مزینہ و جہینہ و طی و تمیم اور اہلِ مکہ کے۔ جمع ہوئے۔ آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو مدینہ میں حاکم مقرر کیا تاکہ شہر مدینہ اور حضرت کے تمام عیال و اطفال اور تمام مدینہ والوں کی حفاظت کریں اور اطرافِ مدینہ کو فتنہ و فساد ہونے سے روکیں۔ اور فرمایا کہ یا علیؑ مدینہ میں میرا یا تمہارا رہنا ضروری ہے کیونکہ حضرتؐ عربوں اور اکثر اہل مکہ کی دینی نیتوں اور کیفیتوں سے آگاہ تھے کیونکہ ان سب سے جہاد کر چکے اور ان کے عزیزوں اور رشتہ داروں کے خون بہا چکے تھے اور آپ کو یہ خوف تھا کہ جب مدینہ سے دُور ہو جائیں اور امیرالمومنینؑ مدینہ میں نہ ہوں گے تو ممکن ہے کہ وہ لوگ مدینہ پر حملہ کر دیں اور مدینہ کے منافقوں سے مل کر فتنے برپا کریں۔ اور خداوند عالم بھی جانتا تھا کہ بغیر آپ تیغ امیرالمومنینؑ کے ان کی آتشِ فتنہ بجھ نہیں سکتی؛ لہٰذا وحی کی کہ مناسب ہے کہ علیؑ کو اپنی جگہ پر مدینہ میں چھوڑ جائیں۔ اور چونکہ مدینہ کے منافقین مدینہ میں امیرؑ المومنین کی خلافت سے تنگ دل تھے اور جانتے تھے کہ اُن حضرتؐ کی موجودگی میں اپنے دلوں کے اندر چھپے ہوئے فتنوں کو ظاہر نہیں کر سکتے اور ڈرتے تھے کہ اگر اس سفر میں آنحضرتؐ کو کوئی عارضہ لاحق ہو جائے تو امیرؑ المومنین کی خلافت مستقل ہو جائے گی لہٰذا اُن حضرتؐ کے مدینہ میں [illegible] مشہور کر دیں کہ حضرت رسولؐ نے علیؑ کو ان کے شرف و منزلت کے سبب سے

مدینہ میں نہیں چھوڑا ہے بلکہ اُن کی صحبت سے تنگ آ گئے اور ان کی رفاقت سے کراہت رکھتے ہیں۔ تو امیرؑ المومنین اُن کی رسوائی اور اُن کے جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لیے حضرتؐ کے پاس گئے اور حضرتؐ سے منافقین کی باتیں بیان کیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے بھائی واپس جاؤ کیونکہ مدینہ میں میرا یا تمہارا رہنا ضروری ہے اور تم میرے اہلبیتؑ میں اور میری قوم میں میری ہجرت کے شہر میں میرے خلیفہ ہو کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ مجھ سے بمنزلۂ ہارونؑ کے رہو جس طرح وہ موسیٰؑ سے تھے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا کہ تم میرے بعد پیغمبر ہوتے۔ غرض اس کلام میں چونکہ آنحضرتؐ نے امیرؑ المومنین کی خلافت پر نص صریح فرمایا جو اُن منافقوں کی ذلت اور غم و غصہ کا زیادہ سبب ہوا۔

اس کے بعد سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مہاجروں کا علم زبیر کو دیا اور طلحہ کو میمنۂ لشکر پر اور عبدالرحمٰن کو میسرہ پر مقرر فرمایا اور کوچ فرمایا پھر جرف میں منزل کی۔ وہاں سے عبداللہ بن ابی، منافقین کی ایک جماعت کو لے کر حضرتؐ کی اجازت کے بغیر واپس چلا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا حَسْبِيَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ میرے لیے خدا کافی ہے اُسی نے اپنی نصرت سے اور مومنین کے ذریعہ سے میری مدد کی ہے اور اُن کے دلوں میں محبت ڈال دی ہے۔ پھر حضرتؐ اُس مقام سے روانہ ہوئے اور سہ شنبہ کے روز ماہِ شعبان میں تبوک پہنچے اور ماہِ شعبان کے باقی ایام اور ماہِ رمضان کے کچھ دن وہاں قیام فرمایا۔ وہیں سے فتوحات ہوتے رہے منجملہ ان کے ایک یہ کہ یحنہ بن رؤبہ جو ایلہ کا بادشاہ تھا بغیر جنگ و جدال کے حضرتؐ کا مطیع ہو گیا اور جزیہ دینا قبول کر لیا۔ حضرتؐ نے اس کے واسطے امان نامہ لکھ دیا۔ اسی طرح اہل اذرح اور اذرح نے اطاعت قبول کی۔ حضرتؐ نے ان کے واسطے بھی امان نامہ لکھ دیا۔ تبوک کے قیام کے زمانہ میں حضرتؐ نے ابوعبیدہ بن جراح کو تھوڑے سے لشکر کے ساتھ قبیلۂ جذام کے ایک گروہ کی طرف جس کا سردار زنباع بن روح جذامی تھا روانہ کیا وہ مال غنیمت اور اسیروں کو گرفتار کر لائے۔ اور سعد بن عبادہ کو قبیلہ سلیم کی ایک جماعت اور قبیلۂ بلی کے چند گروہ کی طرف بھیجا۔ جب حضرتؐ کا لشکر اُن کے قریب پہنچا وہ لوگ بھاگ گئے۔ اور خالد بن ولید کو ایک جماعت کے ساتھ اکیدر کی طرف بھیجا جو دومۃ الجندل کا بادشاہ تھا اور باعجاز فرمایا کہ شائد حق تعالےٰ تجھ کو اُس پر فتح عنایت فرمائے پہاڑی گائے کے شکار کے سبب اور تو اس کو گرفتار کرے۔ خالد جب اکیدر کے قلعہ کے نزدیک پہنچے چاندنی رات تھی اُس کے قلعہ کے گرد قیام کیا اسی وقت چند پہاڑی گائیں آئیں اور قلعہ کے دروازہ پر سینگ مارنے لگیں۔ اکیدر اپنی دو بیبیوں کے ساتھ شراب خواری اور عیش میں مشغول تھا۔ اُس نے جو گایوں کی آوازیں سُنیں اپنے بھائی حسان اور چند مخصوص لوگوں کو لے کر سوار ہوا اور قلعہ سے باہر نکلا اور شکار میں مشغول ہو گیا۔ خالد مع اپنے ہمراہیوں کے چھپے ہوئے تھے۔ جب وہ قلعہ سے دُور ہو گیا تو خالد نے اُس کا تعاقب کیا مسلمانوں نے اُس کو گرفتار کر لیا اور اُس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا۔ اُس کے اور تمام ساتھی بھاگ گئے اور قلعہ میں پہنچ کر دروازہ کو بند کر لیا۔ حسان سونے کے تاروں کی بنی ہوئی قبا پہنے ہوئے تھا جو بہت گراں قیمت تھی۔ اُس کی قبا مسلمانوں نے اُتار لی اور اکیدر کو قلعہ کے نیچے لائے۔ خالد نے اہلِ قلعہ سے کہا کہ قلعہ کے دروازہ کو کھولیں، انہوں نے دروازہ نہیں کھولا۔ اکیدر نے کہا مجھ کو رہا کر دو تاکہ میں تمہارے لیے دروازہ کھلوا دوں۔ خالد نے اُس کو قسمیں دیں اور اُس سے عہد و پیمان لے کر رہا کر دیا۔ وہ قلعہ میں داخل ہوا اور دروازہ کھول دیا تو خالد مع اپنے لشکر کے داخل قلعہ ہوئے۔ اکیدر نے آٹھ سو گھوڑے، دو ہزار اونٹ، چار سو زرہ اور پانچسو تلواریں خالد کو دے کر

حضرت رسولؐ کی خدمت میں بھیجا اور صلح کی درخواست کی۔ حضرتؐ نے قبول فرمائی اور اُس سے صلح کرلی کہ ہر سال وُہ جزیہ دیا کرے اور ہماری امان میں رہے۔

بعض کُتب معتبرہ میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ تبوک میں دُو ماہ مقیم رہے۔ وہاں معلوم ہُوا کہ بادشاہِ روم کا حضرتؐ سے جنگ کا ارادہ غلط ہے۔ جب ہرقل کو آنحضرتؐ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی اُس نے قبیلہ غسان کے ایک شخص کو بھیجا تاکہ وُہ معلوم کرے کہ جو آثار پیغمبر آخر الزمان کے سابقہ کتابوں میں پڑھتے ہیں وُہ آنحضرتؐ کی ذات میں پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ جب وُہ شخص حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور آنحضرتؐ کے خصائل حمیدہ مشاہدہ کیے تو واپس جاکر ہرقل سے بیان کیے۔ ہرقل نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا کہ جو اوصاف ہم نے کتب سابقہ میں پڑھے وُہ سب اُس شخصؐ میں موجود ہیں لہٰذا چلو تو ہم اُس پر ایمان لائیں۔ قوم نے سختی سے منع کیا آخر وُہ اپنی بادشاہی کے بارے میں خوفزدہ ہُوا اور بباطن ایمان لایا مگر اپنی قوم پر ظاہر نہ کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جنگ پر آمادہ نہ ہُوا۔ اُدھر آنحضرتؐ کو بھی خدا کی جانب سے جنگ کی اجازت نہ ملی اور حضرتؐ مدینہ کو واپس آئے۔

اس سفر میں حضرتؐ سے بہت سے معجزات ظاہر ہوئے۔ اوّل یہ کہ تفسیر امام حسن عسکریؑ میں حضرت علی بن الحسین سے مروی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوۂ تبوک کو روانہ ہوئے اور امیرالمومنین کو مدینہ میں اپنا خلیفہ قرار دیا منافقوں نے سازش کی کہ آنحضرتؐ کو راستہ میں اور علی علیہ السلام کو مدینہ میں قتل کردیں اور خدا کی تمام مسجدوں کو جو راہ ہدایت کے ان دونوں چراغوں کی روشنی سے معمور تھیں خراب کردیں۔ لہٰذا خداوند عالم نے اس سفر میں جناب مقدس نبوی سے چند معجزات ظاہر فرمائے جو مومنین کی بصیرت کی زیادتی اور منافقوں کے غدروں کو قطع کرنے کا باعث ہوئے۔ منجملہ ان کے ایک یہ تھا کہ جب آنحضرتؐ تبوک کی جانب متوجہ ہوئے اور علی بن ابی طالبؑ کو بحکم خدا مدینہ میں چھوڑا تو حضرت علیؑ نے عرض کی یارسُولؐ اللہ میں نہیں چاہتا کہ کسی امر میں آپؐ کی مخالفت کروں اور کسی حال میں آپ کے جمال مبارک کی زیارت سے اور حضورؐ کے عادات پسندیدہ کے مشاہدہ سے محروم رہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا تم یہ نہیں پسند کرتے کہ تمہاری نسبت میرے ساتھ موسیٰؑ سے ہارونؑ کی نسبت کی طرح ہر چیز میں ہو سوائے پیغمبری کے۔ بیشک تمہارا یہاں رہنا تمہارے اس ثواب کے مانند ہے جبکہ تم جہاد کے لیے نکلتے بلکہ اُن تمام لوگوں کے ثواب کے برابر ہے جو صدق و اخلاص کے ساتھ جہاد کے لیے چلے ہیں چونکہ تم میرے طریقے، اطوار و آثار کا مشاہدہ ہر حال میں چاہتے ہو تو حق تعالیٰ اس تمام سفر میں جبرئیلؑ کو حکم دے گا کہ تمہارے ان زمینوں کو بلند کرتے رہیں جن پر ہم رواں ہوں اور اُس زمین کو بھی جس پر تم ہو اور تمہاری آنکھوں میں اتنی قوت دے گا کہ تم ہر حال میں مجھ کو اور میرے اصحاب کو دیکھو۔ اور تم سے وُہ محبت زائل نہ ہوگی جو مجھ سے اور میرے اصحاب سے تم کو ہے۔ اور تم کو مجھ سے خط و کتابت اور نامہ و پیام کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ سُنکر امام زین العابدین علیہ السلام کی مجلس سے ایک شخص کھڑا ہوگیا اور بولا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ علیؑ کے واسطے وُہ امر ظاہر ہو جو پیغمبروں کو میسّر نہ ہو۔ امامؑ نے فرمایا کہ یہ جناب سرورِ کائنات کے معجزات میں سے تھا کہ خدا نے آنحضرتؐ کی دُعا سے زمینوں کو علیؑ کے لیے بلند کیا اور ان کی آنکھوں کی روشنی اور نور میں زیادتی عطا کی تو آپ نے دیکھا جو کچھ دیکھا۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس اُمت کے بہت سے لوگ علیؑ کے حق میں بہت ظلم کرتے ہیں اور کس قدر کم انصاف والے ہیں اُن معاملات میں جو اُن حضرتؑ سے تعلق رکھتے ہیں۔ دیکھو اُن چند اُمور کو جن کے متعلق اصحاب کے بارے میں تو قائل ہیں اور اُن حضرتؑ کے بارے میں انکار کرتے ہیں حالانکہ سب قائل ہیں کہ وُہ افضل صحابہ ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا ابن رسُولؐ اللہ وُہ کیا معاملات ہیں؟ فرمایا کہ تم ابوبکر کے دوستوں سے محبت اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرتے ہو اسیطرح عمر و عثمان کے دوستوں سے دوستی اور اُن کے دشمنوں سے علیحدگی اختیار کرتے ہو۔ لیکن جب علیؑ بن ابی طالبؑ کی نوبت آتی ہے تو کہتے ہو کہ ہم ان کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں لیکن ان کے دشمنوں سے بیزاری نہیں کرتے۔ تو یہ امر ایسے لوگوں کے لیے کیونکر جائز ہے حالانکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُن لوگوں نے علی بن ابی طالب کے حق میں سُنا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ (یعنی خداوندا دوست رکھ اُس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُس کو جو علیؑ کو دشمن رکھے اور مدد کر اُس کی جو علیؑ کی مدد کرے اور ذلیل کر اُس کو جو علیؑ کو ذلیل کرے) تو اُن کے دشمنوں سے کیوں دشمنی نہیں کرتے۔ اور اس دو انصاف اور ایک ناانصافی سے باز نہیں آتے۔ دُوسرے یہ کہ جب کبھی علیؑ کی کرامت کا جو خدا نے جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا سے ظاہر کی ہے ذکر کرتے ہیں تو انکار کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے علاوہ دُوسرے صحابہ کے لیے بیان کرتے ہیں تو اس کو باور کرتے ہیں چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب مدینہ میں مشغول خطبہ تھے اسی اثناء میں ندا دی کہ "پہاڑ کی طرف"۔ یہ سُنکر صحابہ کو تعجب ہُوا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ وُہ کیا بات تھی جو اثنائے خطبہ میں آپ نے کہی تو وُہ بولے کہ اثنائے خطبہ میں میری نظر اُس لشکر پر پڑی جو سعد بن وقاص کے ساتھ نہاوند کی طرف کافروں سے جنگ کے لیے بھیجا ہے خدا نے میری آنکھوں کے سامنے سے پردے اور حجابات اٹھا دیئے اور میری آنکھوں کو قوت عطا کی تو میں نے اُن کو دیکھا کہ نہاوند کے پہاڑ کے سامنے صف باندھے ہوئے ہیں اور اکثر کفار پہاڑ کے پیچھے سے چاہتے تھے کہ اُن کی پُشت پر حملہ کریں۔ لہٰذا میں نے پہاڑ کو ندا دی کہ دُور ہو جا تاکہ کفار مسلمانوں کے پیچھے سے نہ آسکیں اور خدا نے مسلمانوں کو کافروں پر فتح عنایت کی۔ اور کہا کہ اس وقت و تاریخ کو یاد رکھنا۔ جب اُن لوگوں کی خبر تم کو معلوم ہوگی تو تم سمجھو گے کہ اسی وقت جنگ واقع ہوئی تھی اور ایسا ہی ہُوا تھا جیسا کہ میں نے کہا۔ مدینہ اور نہاوند کے درمیان پچاس دنوں کا راستہ تھا۔ لیکن جب یہ خبر عمر کے بارے میں جس کو اپنے پیروں کے نیچے کی خبر نہ تھی بیان کی جاتی ہے تو مان لیتے ہیں لیکن جب امیرالمومنین کا کوئی معجزہ جو مظہر العجائبؑ اولین و آخرین اور مخزن اسرار آسمان و زمین تھے سُنتے ہیں تو انکار کرتے ہیں۔

پھر امام محمد باقرؑ جنگ تبوک کا حال حضرت امام زین العابدینؑ کی زبانی نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب کسی جنگ کا ارادہ کرتے تو اُس کا اظہار نہیں فرماتے تھے کہ کہاں جا رہا ہوں بلکہ مصلحتاً کسی دوسری جگہ کا نام ظاہر فرماتے سوائے جنگ تبوک کے کہ صحابہ سے فرمایا کہ جانب تبوک جا رہا ہوں اس لیے کہ طولانی سفر تھا اور لوگوں کو کافی زادِ راہ کی ضرورت تھی۔ لہٰذا حضرتؐ نے ان کو حکم دیا کہ کافی توشہ لے چلیں۔ اُن لوگوں نے آٹا زیادہ لے لیا تاکہ راستہ میں روٹیاں پکائیں گے اور زنگ آلود گوشت، شہد اور خرما بھی ساتھ رکھ لیے۔ جب چند روز راستہ چلے اُن کے کھانے

کی چیزیں خراب ہوگئیں، اُن کا کھانا اُن کے لیئے دشوار ہوگیا، تازہ کھانے کی خواہش ہوئی۔ ان کے ایک گروہ نے کہا یارسولؐ اللہ یہ چیزیں جو ہمارے پاس موجود ہیں خشک و بدبودار ہوگئی ہیں ان کے کھانے سے کراہت معلوم ہوتی ہے حضرتؐ نے دریافت کیا کہ کیا چیزیں تمہارے پاس ہیں۔ اُنہوں نے کہا روٹی، نمک، جلا ہوا گوشت، شہد اور خرما۔ حضرتؐ نے فرمایا اس وقت تمہارا حال قوم موسیٰؑ کے حال سے ملتا ہوا ہے کہ اُن لوگوں نے بھی اُن حضرت سے کہا تھا کہ ہم ایک قسم کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے مختلف قسم کے طعام کی خواہش ہے۔ اچھا اب بتاؤ کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو انہوں نے عرض کی ہم مُرغ کا بُھنا ہوا کباب اور حلوا چاہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کھانے کی قسموں میں بنی اسرائیل سے مختلف ہوگئے۔ وُہ لوگ سبزی، ترکی، گندم، مسور اور پیاز کے لیئے بیچین تھے جو عمدہ اور بہتر چیزوں کے مقابلہ میں بدتر چیزیں تھیں؛ اور تم نے بدتر چیزوں کے بدلے بہتر چیزیں طلب کی ہیں۔ میں اپنے پالنے والے سے سوال کرتا ہوں وُہ تم کو عطا فرمائے گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یارسولؐ اللہ ہم میں کچھ لوگ ہیں جو وہی چیزیں چاہتے ہیں جو بنی اسرائیل نے طلب کی تھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ تمہارے رسولؐ کی دُعا سے سب کچھ عطا فرمائے گا۔ پھر فرمایا اے بندگانِ خدا جب قوم عیسےٰؑ نے اُن سے سوال کیا کہ وُہ آسمان سے اُن کے لیئے مائدہ اُتاریں تو خلاقِ عالم نے فرمایا کہ میں مائدہ بھیجتا ہوں تو اُس کے بعد تم میں سے جو کافر ہو جائے گا بیشک اس پر ایسا عذاب کروں گا کہ عالمین میں سے کسی پر نہ کیا ہوگا۔ پھر خدا نے اُن کے لیئے مائدہ بھیجا اور وُہ لوگ کافر ہوگئے تو خدا نے اُن میں سے کچھ لوگوں کو بندر کچھ کو سوٗر بعضوں کو ریچھ اور ایک گروہ کو بلی اور تمام پرندوں اور حیوانوں کی صورت میں مسخ کر دیا جو دریا اور صحرا میں رہتے ہیں یہانتک کہ حیوانات کی چار سو قسموں میں وُہ مسخ ہوگئے۔ لیکن خدا کا رسولؐ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارا پیغمبرؐ آسمان سے تمہارے واسطے مائدہ نہیں طلب کرتا ہے کہ قوم عیسےٰؑ کے مانند کافر ہو جاؤ اور مسخ کر دیئے جاؤ۔ کیونکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارا رسولؐ اُس سے زیادہ مہربان ہے کہ تم کو عذاب الٰہی کے مواقع مہیا کرے۔ ناگاہ ایک پرندہ اُڑتا ہوا آیا حضرتؐ نے اپنے کسی صحابی سے فرمایا کہ اس پرندہ سے خطاب کرو کہ محمدؐ رسول اللہ تجھ کو حکم دیتے ہیں کہ زمین پر آ ئے۔ جب اُس شخص نے خطاب کیا وُہ پرندہ اُسیوقت زمین پر گر پڑا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ اے پرندے بحکم خدا بڑا ہو جا۔ یہ سُنتے ہی وُہ طائر اتنا بڑھا کہ مثل ایک بڑے ٹیلے کے بڑا ہوگیا۔ اُس وقت حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس کے گرد حلقہ کر لو یہ سُنکر دو ہزار اشخاص اُس کے چاروں طرف جمع ہوگئے پھر حضرتؐ نے فرمایا اے پرندے حق تعالےٰ کا حکم ہے کہ تو اپنے بال و پر جدا کر دے۔ یہ سُنتے ہی اُس نے اپنے بال و پر گرا دیئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی ہڈیوں اور چونچ کو بھی الگ کر دے۔ اُسیوقت اُس کا گوشت ہڈیوں سے الگ ہوگیا۔ پھر حضرتؐ نے اُس کی ہڈیوں سے خطاب فرمایا تو وُہ لکڑیاں بن گئیں اور سخت پروں اور پٹھوں کو حکم دیا تو وُہ مختلف قسم کی سبزیاں ہوگئیں۔ اس کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ اے خدا کے بندو ان کی طرف اپنے ہاتھوں کو بڑھاؤ اور جو کچھ پسند ہو اپنے ہاتھوں سے اور چاقوؤں سے جُدا کرو اور کھاؤ۔ کھانے کے درمیان ایک منافق نے کہا کہ محمدؐ دعوےٰ کرتے ہیں کہ بہشت میں چند پرندے ہیں کہ اہل بہشت اُن کے ایک طرف سے کباب کھاتے ہیں اور دوسری جانب سے بُھنا ہوا گوشت کھاتے ہیں کیوں اُس کی مثال ہم کو دنیا میں نہیں دکھا دیتے۔ حضرتؐ باعجاز نبوت اُس منافق کے دل کی بات پر مطلع ہوگئے اور فرمایا کہ اے بندگانِ خدا جو شخص تم میں سے لقمہ دہن میں لے جائے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و صلے اللہ علے محمد و آلہ الطیبین کہے۔ ایسا کرے گا تو جس کھانے کا مزہ چاہے گا خواہ کباب یا بریاں گوشت یا سالن وغیرہ وُہ

اُسی کا مزہ ہو جائے گا۔ اُن لوگوں نے اَیسا ہی کیا اور جس قسم کا مزہ چاہتے تھے اُسی کھانے کی لذت اُن کو حاصل ہوتی تھی یہانتک کہ سب سیر ہوگئے۔ پھر پانی کی خواہش کی حضرتؐ نے فرمایا پانی کے علاوہ دودھ اور ہر قسم کے شربت کی خواہش کیا نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں یارسولؐ اللہ ہم میں سے ایک گروہ یہ چیزیں چاہتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص لقمہ دہن میں رکھے جو میں نے بتایا ہے کہے تو وُہ لقمہ دودھ یا جو شربت وُہ چاہتا ہے ہو جائے گا۔ جب ان لوگوں نے اَیسا کیا جو کچھ چاہتے تھے ان کو حاصل ہوگیا پھر حضرتؐ نے اُس پرندے سے خطاب فرمایا کہ خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ پھر اپنی اصلی شکل میں ہو جا جیسا کہ تھا پھر فرمایا کہ بال و پر تیرے جسم سے پہلی حالت کی طرح متصل ہو جائیں پھر فرمایا کہ اے طائر خدا حکم دیتا ہے تیری اُس رُوح کو جو باہر نکل گئی ہے تیرے جسم میں واپس آ جائے جیسے کہ تھی۔ پھر فرمایا کہ اے پرندے خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ اُٹھ اور اُڑ جا جس طرح اُڑتا تھا۔ اس وقت لوگوں نے دیکھا کہ وُہ طائر اُٹھا اور پرواز کر گیا اور اُس سبزی و مسور و پیاز میں سے زمین پر ایک ذرہ باقی نہ رہ گیا۔

دوسرا معجزہ:۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے تبوک میں قیام فرمایا آپ کے اور بادشاہِ روم کے درمیان قاصدوں کی آمد و رفت بہت زیادہ ہوئی اور قیام کی مُدت طولانی ہوگئی اور رسد جو حضرتؐ کے لشکر کے ساتھ تھا کم ہوگیا۔ لوگوں نے حضرتؐ سے شکایت کی حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس آٹا یا خرما ہو لے آئے۔ یہ سُنکر ایک صحابی تھوڑا سا آٹا لائے، دوسرے صاحب ایک مٹھی خرما اور ایک صاحب ایک مٹھی ستو لائے۔ حضورؐ نے اپنی بابرکت چادر بچھا دی اور یہ تمام چیزیں اُس پر ڈالدیں۔ پھر فرمایا کہ لوگوں کو ندا دے دو کہ جو شخص کھانا چاہتا ہو آئے۔ یہ سُنکر لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے اور اپنے اپنے برتنوں کو جو اُن کے پاس تھے آٹا، خرما اور ستو سے بھر لیا پھر بھی وُہ چیزیں جس قدر پہلے تھیں اُن میں سے کچھ بھی کم نہ ہوئیں۔ جب حضورؐ واپس آئے اور رودخانہ تک پہنچے جس میں پہلے پانی جمع تھا وُہ خشک ہوگیا تھا ایک قطرہ پانی اُس میں نہ تھا؛ تو حضرتؐ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ایک صحابی کو دے کر فرمایا کہ رودخانہ پر جا کر نصب کر دو۔ انہوں نے نصب کر دیا تو اس کے بائیں طرف سے چشمے جاری ہوگئے جس سے رودخانہ بھر گیا اور سب سیراب ہوگئے اور لوگوں نے اپنی اپنی مشکیں بھر لیں۔

تیسرا معجزہ:۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی جانب متوجہ ہوئے حضرتؐ کا ناقہ غضباء گم ہوگیا۔ عمارہ بن حزم نے جو ایک منافق تھا مذاق اُڑانے کے لیئے کہا کہ محمدؐ ہم کو تو آسمان و زمین کی خبر دیتے ہیں اور اپنے ناقہ کی خبر نہیں رکھتے کہ کہاں ہے۔ حضرتؐ کو وحیٔ الٰہی کے ذریعہ اس کی اطلاع ہوگئی تو فرمایا کہ میں اُنہی باتوں کو جانتا ہوں جو خداوند عالم مجھے تعلیم دیتا ہے۔ ابھی خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا ناقہ فلاں درہ میں ہے اور اُس کی مہار ایک درخت سے اُلجھ گئی ہے۔ جب لوگ اُس درہ کے پاس پہنچے ناقہ کو اُسی حال میں پایا جیسا کہ حضرتؐ نے بیان فرمایا تھا۔

چوتھا معجزہ:۔ پھر قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جنگ تبوک میں حضرتؐ کے ساتھ پچیس ہزار صحابہ علاوہ ملازمین اور خدمتگاروں کے تھے اثنائے راہ میں ایک پہاڑ کے قریب پہنچے جس سے پانی قطرے قطرے ٹپک رہا تھا لیکن پانی جاری نہیں تھا۔ صحابہ نے عرض کی یارسولؐ اللہ اس پہاڑ سے ترشح کا ہونا عجیب ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ پہاڑ روتا ہے۔ صحابہ کو اس بات سے تعجب ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا جاننا چاہتے ہو کہ ایسا ہی ہے؟ عرض کی ہاں۔ تو حضرتؐ نے پہاڑ سے فرمایا کہ تیرے

رونے کا کیا سبب ہے۔ پہاڑ بحکم خدا گویا ہوا اور نہایت فصاحت کے ساتھ حضرتؐ سے خطاب کیا کہ یا رسولؐ اللہ ایک روز حضرت عیسٰیؑ میری طرف سے گذرے اور انجیل کی چند آیتوں کی تلاوت فرمائی کہ ایک پتھر ہے قیامت میں جس کی آگ سے لوگ جلائے جائیں گے۔ میں اُسی روز سے رو رہا ہوں کہ کہیں وُہ پتھر میں ہی نہ ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ساکن ہو جا کہ تُو وُہ پتھر نہیں ہے۔ وُہ پتھر سنگِ کبریت ہے۔ یہ سُنکر وُہ پہاڑ ساکن اور خشک ہوا۔ پھر کسی نے اُس سے ترشح ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

پانچواں معجزہ:۔ بعض معتبر کتابوں میں روایت ہے کہ جب حضرتؐ وادی القرٰے میں پہنچے رات کو ایک پتھر کے نیچے قیام فرمایا اور خبر دی کہ آج رات بہت سخت اور تیز ہوا چلے گی تم میں سے کوئی تنہا نہ نکلے۔ اور جس کے ساتھ اُونٹ ہو، اُس کے پَیر مضبوط باندھ دے۔ غرض سخت آندھی آئی اور لوگ ڈرے اور کوئی شخص اکیلے نہ نکلا سوائے دو شخصوں کے جو بنی ساعدہ سے تھے۔ اُن میں سے ایک قضائے حاجت کے لیئے اور دوسرا اپنے اُونٹ کی تلاش میں نکلا۔ جو قضائے حاجت کے لیئے گیا تھا وُہ ہوا کی شدّت سے ہلاک ہو گیا اور جو اُونٹ تلاش کرنے کی غرض سے گیا تھا اس کو ہوا نے اُٹھا کر بنی طے کے کوہستان میں ڈال دیا۔ حضرتؐ نے اُس شخص کے لیئے دُعا کی جو قضائے حاجت کے لیئے گیا تھا وُہ زندہ ہو گیا اور واپس آیا اور دُوسرے کو جب حضرتؐ مدینہ واپس آئے تو بنی طے نے حضرتؐ کی خدمت میں پہنچایا۔

چھٹا معجزہ:۔ روایت کی گئی ہے کہ جب حضرتؐ اُس پتھر کے نیچے سے روانہ ہو کر دُوسری منزل میں پہنچے صحابہ میں سے کسی کے پاس پانی نہ تھا اور نہ اُس منزل میں پانی تھا۔ لوگوں نے حضرتؐ سے پیاس کی شکایت کی حضرتؐ قبلہ رو ہو کر دُعا میں مشغول ہوئے۔ اثنائے دُعا میں بادل ظاہر ہوئے اور اس قدر بارش ہوئی کہ وُہ سب سیراب ہو گئے اور اپنی مشکیں بھر لیں، پھر فوراً ابر برطرف ہو گئے۔

شیخ طبرسیؒ نے ابو حمزۂ ثمالی سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے تین اشخاص ابو لبابہ بن عبد المنذر، ثعلبہ بن ربیعہ اور اوس بن خذام نے جنگ تبوک میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انحراف کیا اور مدینہ ہی میں رہ گئے۔ اور ان لوگوں کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ان کی مذمت میں آیتیں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے جنگ سے مُنہ موڑا ہے تو ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوا اور انہوں نے اپنے تئیں مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا اور اُسی حال میں رہے یہانتک کہ جناب رسولِ خدا جنگ سے واپس آئے۔ ان کے بارے میں دریافت فرمایا لوگوں نے بتایا کہ ان لوگوں نے قسم کھائی ہے کہ یہ خود اپنے کو نہ کھولیں گے جب تک آنحضرتؐ نہ کھولیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں بھی قسم کھاتا ہوں کہ مَیں بھی ان کو نہ کھولوں گا جب تک خداوند عالم ان کے بارے میں کوئی حکم مجھ پر نازل نہ کرے۔ آخر ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ (پ۱۱ آیت۱۰۲ سورۃ توبہ) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے پاس آئے اور ان کے ہاتھوں کو کھول دیا اور خدا کے حکم سے ان کی توبہ قبول کی۔ وُہ لوگ اپنے گھروں سے جا کر اپنے اموال حضرتؐ کی خدمت میں لائے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ یہی ہمارے مال ہیں جو ہماری بد نصیبی کا سبب ہوئے کہ ہم حضورؐ کی خدمت کی سعادت سے محروم رہے ہم یہ لائے ہیں کہ حضرتؐ ان کو تصدق فرما دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھے خدا کا کوئی حکم نہیں پہنچا ہے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (پ۱۱ آیت۱۰۳ سورۃ توبہ) یعنی ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر

ان کو پاک کر دو اور ان کے اعمال کو بھی پاک کر دو اور اُن کے لیئے دُعا کرو بیشک تمہاری دُعا ان کے حق میں باعثِ تسکین و آرام ہے[1]

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ جب سعد بن معاذ انصاری صرف خدا کی خوشنودی کے لیئے بنی قریظہ کے تمام خطا وار لوگوں کے قتل کا مشورہ دے کر اپنے دل کو اطمینان کرنے کے بعد شہید ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا، کہ اے سعد خدا تم پر رحمت کرے بیشک تم کافروں کے حلق کے لیئے ایک ہڈی تھے۔ اگر تم زندہ رہتے تو گوسالہ کو منع کرتے جس کو لوگ مدینہ بیضہ اسلام میں گوسالۂ موسٰیؑ کے مانند نصب کرنے کا ارادہ کریں گے۔ صحابہ نے پُوچھا کیا آپ کے مدینہ میں لوگ گوسالہ قائم کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم ایسا ہی ارادہ کریں گے۔ اگر سعد زندہ ہوتے تو نہ کرنے دیتے۔ مگر اب کریں گے۔ اور خداوند عالم ان کی تدبیروں کو قائم نہ رہنے دے گا۔ اور جلد باطل کر دے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم کو ان کی تدبیر سے آگاہ فرمائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا چھوڑو یہانتک کہ خدا کی تدبیر ان کے بارے میں ظاہر ہو۔

پھر امام حسن عسکریؑ حضرت موسٰی بن جعفر علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سعد کی رحلت اور آنحضرتؐ کے تبوک کی جانب روانہ ہونے کے بعد منافقوں نے ابو عامر راہب کو اپنا سردار و امیر بنایا اور اُس سے بیعت کی اور مدینہ کو غارت کرنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ آنحضرتؐ کے تمام اہل و عیال اور اہلبیتؑ کو اور ان صحابہ کے زن و فرزند کو جو حضرتؐ کے ساتھ باہر گئے تھے اسیر کر لیں۔ اور تبوک کے راستہ میں آنحضرتؐ پر شبخون ماریں اور حضرتؐ کو قتل کر دیں۔ لیکن حق تعالٰے نے ان کے ضرر کو حضرتؐ سے دفع فرما دیا اور منافقوں کو رُسوا کر دیا۔ اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ بھی اُسی جماعت کے مانند ہو جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکی ہے مثل دونوں ہتھیلیوں کے جو باہم موافق ہیں اور تیر کے پروں کے مانند جو آپس میں برابر ہیں اس طرح کہ اگر اُن میں سے کوئی گوہ کے سُوراخ میں گیا ہوگا تو تم بھی اُسی میں داخل ہو گے۔ لوگوں نے عرض کی یا بن رسولؐ اللہ وُہ گوسالہ جس کا ذکر آپ نے کیا کون تھا اور اُن منافقوں کی تدبیریں کیا تھیں۔ امام علیہ السّلام نے فرمایا واضح ہو کہ دومۃ الجندل کی طرف سے خبریں آنحضرتؐ کو پہنچ رہی تھیں، اور وہاں کا بادشاہ شام کے نزدیک عظیم سلطنت کا مالک تھا اور آنحضرتؐ کو دھمکیاں دے رہا تھا کہ عنقریب تم پر حملہ کروں گا اور تمہارے اصحاب کو قتل کر دوں گا اور ان کی بنیادیں اُکھاڑ پھینکوں گا۔ حضرتؐ کے اصحاب اس کی طرف سے بہت خوفزدہ تھے اور ہر روز بیس بیس صحابہ حضرتؐ کی حفاظت پر تعینات ہوتے تھے اور ایک معمولی آواز پر منتشر ہو جاتے تھے اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے لشکر کے آگے کی صفیں مدینہ میں داخل ہو گئی ہوں۔ اور منافقین بیہودہ باتیں اور جھوٹی خبریں اُڑاتے رہتے اور حضرتؐ کے اصحاب کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتے تھے کہ دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر نے اتنے گھوڑے اور اس قدر مال تم لوگوں سے جنگ کے واسطے جمع کر لیا ہے اور اُن قبیلوں کے درمیان منادی کرا دی ہے جو اس کے گرد و نواح میں آباد ہیں کہ میں مدینہ کے لُوٹ کا مال تم پر مباح کرتا ہوں کہ جس کے ہاتھ جو کچھ لگ جائے وُہ اُس کا ہے اور کمزور مسلمانوں کو ڈراتے رہتے تھے کہ محمدؐ کے ساتھ والے اکیدر کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اکیدر بہت جلد مدینہ پر حملہ کرنیوالا ہے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ابو لبابہ کا قصہ غزوۂ بنی قریظہ کے باب میں جو لکھا گیا ہے وُہ زیادہ معتبر ہے ۱۲

تمہارے مردوں کو قتل کرے گا اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لے جائے گا۔ غرض ان افواہوں سے مومنین کے قلوب رنجیدہ ہوتے تھے اور وہ آنحضرتؐ سے شکایت کرتے۔ اس کے بعد منافقوں نے اتفاق کیا اور ابو عامر راہب سے جس کو آنحضرتؐ نے فاسق فرمایا تھا بیعت کی اور اس کو اپنا امیر بنایا اور اُس کی اطاعت اپنے اوپر لازم کی۔ ابو عامر نے کہا میری رائے یہ ہے کہ مدینہ سے نکل کر پوشیدہ ہو جاؤں تاکہ تمہارے ساتھ میرا شامل رہنا ظاہر نہ ہو۔ اور منافقوں نے اکیدر کے پاس خط لکھا اور دومۃ الجندل روانہ کیا کہ آپ محمدؐ پر حملہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ کی مدد کریں گے اور ان کو درمیان سے ختم کر دیں گے۔ اُدھر حق تعالےٰ نے آنحضرتؐ پر وحی کے ذریعہ ان کی تدبیریں اور سازشیں ظاہر کر دیں اور آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ تبوک کی جانب روانہ ہوں۔ آنحضرتؐ جب کسی جنگ کا ارادہ کرتے تو اس کا اظہار نہ فرماتے اور لوگ نہیں جانتے تھے کہ حضرتؐ کس طرف جا رہے ہیں اور کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں سوائے جنگ تبوک کے کہ اس موقع پر اپنا ارادہ ظاہر فرما دیا اور اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ سامان رسد جنگ تبوک کے لیئے لے لیں۔ وہ جنگ وہ تھی جس میں خدا نے منافقوں کو رسوا کر دیا اور قرآن میں ان کی مذمت نازل فرمائی اس سبب سے کہ انہوں نے جہاد سے روگردانی کی اور حضرتؐ نے اظہار فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھ پر وحی بھیجی ہے کہ میں اکیدر پر فتحیاب ہوں گا اور اس سے اس شرط پر صلح کروں گا کہ ہر سال ہزار اوقیہ سونا دو سو حلوں کے ساتھ ماہ صفر میں اور ہزار اوقیہ سونا ہزار حلوں کے ساتھ ماہ رجب میں بطور جزیہ دیا کرے گا اور ہم اسّی روز کے بعد صحیح و سالم مدینہ واپس آ جائیں گے۔ پھر حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا حضرت موسٰیؑ جب اپنی قوم سے نکل کر طور کی جانب گئے اُن سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا اور میں تم سے اسّی راتوں کا وعدہ کرتا ہوں۔ اسّی راتوں کے بعد صحیح و سلامت بے جنگ کیئے فتحیاب اور غنیمت کا مال لے کر مع اصحاب کے بغیر کسی کو آزار دیئے ہوئے واپس آ جاؤں گا۔ منافقوں نے جب یہ بات سُنی کہا خدا کی قسم ایسا نہیں ہو گا لیکن اب کے اس کی ایسی شکست کی نوبت آ گئی ہے جس کے بعد اصلاح نہ ہو سکے گی اس لیئے کہ اس سفر میں ان کے اکثر اشخاص گرمی، زہریلی ہواؤں اور خراب پانی کے سبب ہلاک ہو جائیں گے اور جو بچ جائیں گے اکیدر کے لشکر سے قتل ہوں گے۔ زخمی اور اسیر ہوں گے۔ پھر منافقین حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور اس جنگ میں نہ جانے کے عذر بیان کرنے لگے۔ بعضوں نے بیماری کا عذر کیا، بعضوں نے اپنے اہل و عیال کی علالت کا بہانہ کیا اور بعضوں نے گرمی کی شدت کا حیلہ کیا۔ حضرتؐ نے اُن کو رُک جانے کی اجازت دے دی۔ جب آنحضرتؐ کا ارادہ جنگ تبوک کے لیئے جانے کا پختہ ہو گیا منافقوں نے مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کی تاکہ اُس میں جمع ہو کر باطل تدبیریں اور مشورے کریں اور لوگوں پر یہ ظاہر کریں کہ ہم یہاں نماز کے لیئے جمع ہوتے ہیں۔ پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے مکانات آپ کی مسجد سے دُور ہیں اور وہاں ہمارا حاضر ہونا دشوار ہوتا ہے۔ اور ہم کو بغیر جماعت کے نماز ادا کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اس سبب سے ہم نے اپنے واسطے ایک مسجد تعمیر کی ہے اگر مناسب سمجھیں تو ہماری مسجد میں نماز ادا فرمائیں تاکہ ہماری مسجد بھی بابرکت ہو جائے اور جب ہم اُس میں نماز پڑھیں تو آپ کی برکت سے محروم نہ رہیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے اُن سے تو کچھ نہ فرمایا جو خدا نے اُن کے کفر و نفاق اور تدبیر ہائے باطل کے بارے میں حضرتؐ سے ظاہر فرما دیا تھا۔ بلکہ فرمایا کہ میرا دراز گوش حاضر کرو تاکہ سوار ہو کر چلوں۔ لوگ یعفور کو لائے۔ حضرتؐ اُس پر سوار ہوئے لیکن اُس نے قدم نہ بڑھایا۔ ہر چند اُس کو اُس طرف لے جانے کی کوشش کرتے تھے کہ مسجد کی جانب روانہ ہو مگر وہ نہیں چلتا تھا اور جب دوسری جانب

مسجد ضرار کا تذکرہ

موڑتے تھے تو برابر چلتا تھا۔ منافقوں نے کہا کہ شائد یعفور نے اس راستہ میں کچھ دیکھا ہے کہ ادھر سے بھاگتا ہے پھر حضرتؐ نے اپنا گھوڑا طلب فرمایا اور اُس پر سوار ہوئے وہ بھی مسجد کی طرف رُخ نہ کرتا تھا۔ جب اُس کو دوسری طرف لے جانا چاہتے تو چلتا تھا۔ منافقوں نے پھر کہا کہ شائد یہ گھوڑا بھی کسی چیز سے بھاگتا ہے اور اس راہ پر نہیں جانا چاہتا۔ حضرتؐ نے فرمایا، اچھا آؤ پیدل چلیں۔ حضرتؐ اور آپ کے اصحاب نے اُدھر چلنے کا ارادہ کیا کسی کا قدم اُس طرف نہیں اُٹھا۔ ہر چند کوشش کی لیکن پیر نہ اُٹھا سکے اور جب دوسری طرف چلنا چاہتے تو چلنا آسان ہو جاتا۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ کو منظور نہیں۔ ہم اس وقت تو سفر کے لیئے پا برکاب ہیں واپسی پر جیسا حکم خدا ہو گا عمل کریں گے۔ حضرتؐ تو سفر کی تیاری میں مشغول ہو گئے؛ اُدھر منافقوں نے یہ طے کیا کہ حضرتؐ مدینہ سے باہر جائیں تو حضرتؐ کے متعلقین اور مومنین کو تباہ و برباد کر دیں۔ اُس وقت خدا نے وحی کی کہ اے میرے حبیبؐ یا تو تم سفر میں جاؤ اور چاہیئے کہ علیؑ مدینہ میں رہیں یا علیؑ جائیں اور تم رہو۔ حضرتؐ نے یہ وحی امیر المومنینؑ سے بیان کی۔ آپ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ جو کچھ خدا کا حکم ہے اُس کی تعمیل کو حاضر ہوں اور دل و جان سے مجھ کو منظور ہے اگرچہ مجھ پر دُشوار ہو اور حضورؐ کے قدموں سے دُور اور زیارت سے محروم رہوں۔ سرورِ کائنات نے فرمایا اے علیؑ کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارونؑ کو موسٰیؑ سے تھی ہر امر میں سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی میں راضی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم کو یہاں رہنے میں وہی ثواب ہے جو سفر میں ہوتا اور خدا نے تم کو اس حال میں تنہا امت رہنا مقرر فرمایا ہے کہ اکیلے تمام کافروں اور منافقوں سے مقابلہ کرو اور تمہاری ہیبت اُن کو کسی فتنہ سازی سے روک رکھے گی جس طرح خدا نے جناب ابراہیمؑ کو تنہا امت قرار دیا تھا اور اُس زمانہ کے مشرکین سے تنہا مقابلہ کرنے کی تکلیف دی تھی۔

غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے اور جناب امیر علیہ السلام حضرتؐ کی مشایعت کے لیئے گئے تو منافقوں نے امیر المومنینؑ کی ایذا کے لیئے افواہ اُڑا دی کہ رسولؐ اللہ کو علیؑ سے کچھ ملال ہو گیا تھا اس لیئے ان کو مدینہ میں چھوڑ دیا ہے اور حضرتؐ نے چاہا کہ منافقین ان پر شبخون مار کر ان کو ہلاک کر دیں تاکہ ان کی مصاحبت سے نجات ملے۔ یہ خبر امیر المومنینؑ کو بھی معلوم ہو گئی۔ آپ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ سُنتے ہیں جو منافقین کہہ رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا تمہارے لیئے یہ کافی نہیں ہے کہ تم میری آنکھ کی پتلی اور میری رُوح کے مانند ہو۔ غرض آنحضرتؐ روانہ ہوئے اور امیر المومنینؑ مدینہ کی طرف واپس چلے اور منافقوں نے جس قدر تدبیریں مسلمانوں کی تباہی کے بارے میں سوچی تھیں اسد اللہ الغالبؑ کی ہیبت و سطوت کے سبب ملتوی کر دیں۔ وہ کہتے تھے کہ محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا یہ آخری سفر ہے ان کے ہلاک ہونے کی خبر آتی ہے اس کے بعد ہم جو چاہیں گے کر لیں گے۔

اُدھر حضرتؐ اور اکیدر کے درمیان جب ایک منزل کا فاصلہ رہ گیا تو آنحضرتؐ نے زبیر اور سماک بن خراشہ کو بیس اشخاص کے ساتھ اکیدر کے قلعہ کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔ زبیر نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم کیونکر اس کو گرفتار کریں گے حالانکہ اُس کے قبضہ میں لشکر جرار اور حشم و خدم ہیں کہ اس کو نہایت مضبوط قلعہ میں محفوظ کر رکھا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا حیلہ و تدبیر سے اس کو گرفتار کرو۔ زبیر نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم کیا حیلہ کر سکتے ہیں۔ آج کی رات چاند کی روشنی کے سبب روز روشن کے مانند ہے اور یہاں سے اُس کے قلعہ تک میدان ہموار ہے وہ اپنے قلعہ سے

دُور ہی سے ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا چاہتے ہو کہ خدا تم کو اُنکی نگاہوں سے پوشیدہ کر دے اور تمہارا سایہ بھی برطرف ہو جائے کہ وُہ تمہارا سایہ بھی نہ دیکھیں اور تم کو چاند کی روشنی کے مانند ایک روشنی کرامت فرمائے گا کہ چاندنی میں تمہارا احساس نہ کر سکیں گے۔ ان لوگوں نے عرض کی بہتر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ محمدؐ اور اُن کی آلؑ طاہرہ پر صلوٰۃ بھیجو اور اعتقاد کرو کہ آل محمدؐ میں سب سے بہتر علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ اور اے عمیر تم کو چاہیئے کہ خاص طور سے اعتقاد کرو کہ علی جس گروہ میں ہوں گے وُہ ولایت و محبّت کے بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سزاوار ہیں دوسروں کو لازم نہیں کہ اُن پر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جب تم ایسا کرو گے اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاؤ گے۔ اور اُن کے قصر کے نیچے پہنچ جاؤ گے۔ اُس وقت خداوند عالم ہرن، پہاڑی بکریاں اور جنگلی گائیں بھیجے گا جو اپنی سینگوں کو اُس کے قلعہ کے دروازہ پر ماریں گی۔ جب وُہ اُن کی آوازیں سُنے گا وُہ کہے گا کہ کوئی ہے جو سوار ہو کر میرے لیئے ان کا شکار کرے۔ اُس کی زوجہ کہے گی کہ ہرگز باہر نکلنے کا ارادہ مت کرنا کیونکہ محمدؐ تمہارے قلعہ کے نزدیک ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مجھے اطمینان نہیں ہے ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو انہوں نے بھیجا ہو تاکہ تم کو غافل کر دیں اور گرفتار کر لیں۔ وُہ کہے گا کہ کس کی جرأت ہے جو اس چاندنی رات میں محمدؐ کے لشکر سے جُدا ہو کر ہمارے قلعہ کی طرف آئے حالانکہ وُہ جانتے ہیں کہ میرے جاسوس اور چوکیدار اُن کی تاک میں ہیں۔ اگر قصر کے گرد کوئی ہوتا تو یہ وحشی جانور قصر کے قریب نہ آتے۔ پھر وُہ اپنے قلعہ کے نیچے آئے گا اور سوار ہو کر اُن جانوروں کو شکار کرنا چاہے گا اور وُہ جانور بھاگیں گے اور وُہ اُن کا تعاقب کرے گا۔ اُس وقت اُس کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔

وُہ لوگ اُس کے قصر کی طرف روانہ ہوئے اور قلعہ کے نیچے پہنچے اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا اسیطرح سب واقع ہوا۔ جب ان لوگوں نے اس کو گرفتار کیا اُس نے کہا میری ایک حاجت ہے پوچھا بیان کرو تمہاری جو حاجت ہوگی پوری کی جائے گی سوائے اس کے کہ تم اپنی رہائی کی خواہش کرو۔ اُس نے کہا میرے لباس کو اُتار لو، میری تلوار الگ کر دو صرف پیراہن میں مجھے محمدؐ کے پاس لے چلو شائد وُہ اس حال میں دیکھ کر مجھ پر رحم فرمائیں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اور جب اُس کو حضرتؐ کی خدمت میں لائے مسلمان فقیروں اور محتاجوں نے جو اس کے سونے کے زیورات اور لباس دیکھے کہنے لگے کہ کیا یہ بہشت کی چیزیں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ اکیدر کا لباس ہے، اور زبیر اور سماک کا ایک رومال بہشت میں ان لباسوں سے بہتر ہے۔ اگر وُہ لوگ اُس عہد کے ساتھ جو مجھ سے کیا ہے حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔ یہ سُنکر مسلمانوں کو تعجب ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اہل بہشت کے رومال کا ایک تار بہتر ہے اس سے کہ زمین و آسمان کے درمیان سونے سے بھر دیا جائے۔ جب اکیدر کو حضرتؐ کی خدمت میں لائے اُس نے فریاد و زاری کی اور کہا کہ مجھے رہا کر دیجئے تو میں آپ کے دشمنوں کو جو میرے ملک کے عقب میں ہیں دفع کر دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر اپنے اس عہد و اقرار کو تُو نے پورا نہ کیا تو کیا ہوگا۔ اُس نے کہا اگر میں نے اپنا عہد پورا نہ کیا تو اگر آپ پیغمبرؐ خدا ہیں تو وہی خدا آپ کو مجھ پر فتح عنایت فرمائے گا جس نے آپ کے اصحاب کے سائے کو چاند کی روشنی میں زمین پر ظاہر نہ ہونے دیا اور وحشیانِ صحرا کو بھیج دیا جنہوں نے مجھے قصر سے باہر نکالا اور بلا میں مُبتلا کیا اگر آپ پیغمبرؐ نہ ہوئے تو آپ کا اقبال جس نے مجھ کو اس عجیب و غریب حیلہ سے

آپ کے دام میں گرفتار کیا پھر مجھ کو آپ کے قبضہ میں دے دیگا۔ غرض حضرتؐ نے اُس سے صلح کر لی کہ اُس کو رہا کر دیں گے اور وُہ ہر سال ماہِ رجب میں ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حلّے اور اسیطرح ماہِ صفر میں دیا کرے گا اس شرط کے ساتھ کہ مسلمانوں کا کوئی لشکر جب اُس کی طرف سے گذرے گا تین روز ان کی ضیافت کرے گا اور دوسری منزل تک اُن کے رسد کا انتظام کرے گا۔ اگر ان میں سے کسی شرط کے خلاف کرے گا تو خدا اور اس کے رسولؐ کے امان سے علیٰحدہ ہو جائے گا۔ پھر حضرتؐ وہاں سے مدینہ کی طرف واپس ہوئے تاکہ منافقوں کے مکر و فریب کو اُن کے گوسالہ نصب کرنے میں یعنی ابو عامر راہب کو باطل کریں جس کا نام حضرتؐ نے فاسق رکھا تھا اور صحیح و سلامت فتح و ظفر کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے اور حکم دیا کہ مسجد ضرار کو جسے اُن منافقوں نے تعمیر کیا تھا، جلا دیں۔ اور ابو عامر کو حق تعالیٰ نے تولنج، فالج، خورہ اور لقوہ میں مبتلا کیا۔ وُہ چالیس روز ان مصائب میں مبتلا رہ کر عذاب ابدی سے واصل ہوا جیسا کہ خداوند عالم نے اُن کے قصّہ میں قرآن میں فرمایا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (آیت سورۃ توبہ پ) یعنی جن لوگوں نے قبا والوں یا تمام مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ان کے درمیان جدائی ڈالنے اور اُن کو آنحضرتؐ سے پراگندہ اور علیٰحدہ کرنے کی غرض سے مسجد بنائی ہے اور اُس کی امارت و ریاست کے انتظار میں جس نے خدا تعالیٰ و رسولؐ سے پہلے ہی جنگ (مخالفت) کی تھی یعنی ابو عامر راہب اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے مسجد بنانے کا ارادہ نہیں کیا مگر امر نیک کے لیئے اور خدا گواہی دیتا ہے کہ وُہ لوگ جھوٹے ہیں۔ علی بن ابراہیم اور شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب قبیلۂ بنی عمرو بن عوف نے مسجد قبا تیار کی اور حضرتؐ سے اُس میں نماز پڑھنے کی التجا کی اور آپ نے اُس میں نماز ادا فرمائی تو بنی غنم بن عوف کی ایک جماعت کو اُس پر حسد ہوا اور انہوں نے بھی کہا جو بارہ افراد یا بقول بعضے پندرہ افراد تھے کہ ہم بھی ایک مسجد تعمیر کرتے ہیں جس میں نماز پڑھیں گے اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس نماز میں حاضر نہ ہوں گے۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق وُہ لوگ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم بیماروں، بوڑھوں اور راتوں کو نماز پڑھنے والوں کے لیئے ایک مسجد قبیلۂ بنی سالم میں بنائیں۔ حضرتؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ جب مسجد تیار ہو گئی تو ان لوگوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسولؐ اللہ ہماری تمنا ہے کہ حضورؐ ہماری مسجد میں چل کر نماز پڑھیں تاکہ ہمارے واسطے برکت کا سبب ہو اُس وقت حضرتؐ تبوک کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں پا برکاب ہوں۔ جب اس سفر سے واپس ہوں گا تو انشاء اللہ آؤں گا۔ غرض جب حضرتؐ تبوک سے واپس آئے تو پھر اُن لوگوں نے اُسی خواہش کا اعادہ کیا۔ اُس وقت خداوند عالم نے مسجد کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں اور ابو عامر راہب کا کفر ظاہر ہو گیا۔

ابو عامر کا قصّہ یہ ہے کہ اُس نے زمانۂ جاہلیت میں رہبانیت اختیار کی تھی اور ٹاٹ کا لباس پہنتا تھا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی وُہ ملعون کافروں کو آنحضرتؐ سے جنگ پر اُبھارتا تھا اور حضرتؐ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔ جب فتح مکہ کے بعد اسلام کو قوت حاصل ہوئی وُہ طائف کی طرف بھاگ گیا۔ جب اہل طائف مسلمان ہوئے وُہ طائف سے بھی بھاگا اور شام چلا گیا اور عیسائی ہو گیا۔ وُہ حنظلہ کا باپ تھا جو

حیات القلوب

جلد 2

10/11

صفحہ 476 سے 889

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى وَمَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

پیشِ لفظ!

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اُردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اول کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ والحمدُ للہِ علےٰ ذالک۔

اس جلیل القدر اور کثیر الفوائد کتاب میں جناب سرورِ کائنات فخرِ آدمؑ و بنی آدم باعثِ خلقتِ عالم، پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقتِ نورُ اور آپ کی ولادتِ باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کیئے گئے ہیں۔ یعنی آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت؛ آپ کا نسب؛ آپ کے آبا و اجداد میں جناب ہاشمؑ سے جناب ابوطالبؑ تک کے حالات اور اُن حضرات کی زندگی کے اہم واقعات؛ آنحضرتؐ کے متعلق پیشین گوئیاں؛ آپ کی ولادت؛ رضاعت؛ جناب ابوطالب کی آپ سے محبت اور جان سپارانہ حمایت؛ آنحضرتؐ کے اخلاقِ حسنہ اور خصائلِ حمیدہ؛ حضرتؐ کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ وغیرہ سے متعلق معجزات؛ غزوات؛ معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات؛ اصحاب اور اُمت کے فضائل؛ آپ کی تبلیغ؛ اسلام کی خوبیاں؛ آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان وابوذر و مقداد و عمار وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے حالات؛ اُن حضراتؓ کی دینداری اور حمایتِ اہلِ بیتؑ؛ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی رودیداد نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم و تبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ اُن کی تہذیب و اخلاق؛ عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام واعظین کے لیئے خصوصاً صرف اُردو دان ذاکرین کے لیئے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ میں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اپنی اُردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

جنگ اُحد میں شہید ہوئے اور فرشتوں نے اُن کو غسل دیا۔ اس کے بعد اُس ملعون نے مدینہ کے منافقوں کو پیغام بھیجا کہ تیار رہو اور ایک مسجد بناؤ جس میں جمع ہوا کرو۔ مَیں بادشاہِ رُوم قیصر کے پاس جاتا ہوں اور اُس سے لشکر لے کر مدینہ پر چڑھائی کرتا ہوں تاکہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو مدینہ سے نکال دوں۔ غرض مدینہ کے منافقین اُس ملعون کے آنے کے منتظر تھے جیساکہ خدا نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اور وُہ ملعون قبل اس کے کہ بادشاہِ روم تک پہنچے جہنم واصل ہو گیا۔ پھر خداوند تعالیٰ نے جنابِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ممانعت فرمائی اس سے کہ ان کی مسجد میں نماز پڑھیں اور فرمایا لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (پ۱۱ آیت ۱۰۸-۱۱۰ سورۂ توبہ) یعنی ہرگز اُس مسجد میں نماز کے لیے مت کھڑے ہونا لیکن وُہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ اور پرہیز گاری پر روزِ اوّل سے رکھی گئی ہے یعنی مسجدِ قبا۔ وُہ زیادہ سزاوار ہے اس کے لیئے کہ اُس میں نماز ادا کرو۔ اُس میں چند اشخاص وُہ ہیں جو اس بات کو دوست رکھتے ہیں کہ اپنے تئیں پاک رکھیں اور خدا پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ کیا جو شخص اپنے امُورِ دین کی بنیاد خدا کے ڈر اور خوف اور اس کی خوشنودی کی طلبگاری کے ساتھ مضبوط کرتا ہے وُہ بہتر ہے یا وُہ شخص جو اپنے امُورِ دین کی بنیاد دریا کے ایسے کنارہ پر رکھتا ہے جس کے نیچے حصّہ کو پانی نے کاٹ کر خالی کر دیا ہو اور گرنے کے قریب ہو تو وُہ زمین اپنی عمارت کے ساتھ جو اُس پر تعمیر کی گئی ہو جہنم کی آگ میں گِر جائے گی اور خدا ظالموں کو ان کے فاسد مقصدوں میں کامیاب نہیں کرتا جو ہمیشہ شک و نفاق کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے عمارتیں تعمیر کرتے ہیں مگر یہ کہ اُن کے قلوب ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور خدا ان کے مکر و فریب اور اُن کے گفتار و کردار سے بخوبی واقف اور حکیم ہے۔

کلینیؒ، ابن بابویہؒ، شیخ طوسیؒ اور عیاشیؒ بسند ہائے معتبر امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس مسجد کے بارے میں خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے کہ اُس کی بنیاد روزِ اوّل ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی وُہ مسجد قبا ہے جو مدینہ میں واقع ہے۔ اس سبب سے خدا نے ان لوگوں کی مدح کی ہے جو پانی سے استنجا کرتے تھے۔ اور علی بن ابراہیم نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ وُہ عمارت جس کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ جہنم کے کنارہ پر ہے مسجد ضرار ہے جس کو منافقین نے مکر و فریب سے تعمیر کیا تھا۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں جنابِ رسُولِ خدا نے مالک بن دخشم خزاعی اور عامر بن عدی کو جو عمرو بن عوف کے قبیلہ سے تھے بھیجا کہ مسجد کو مسمار کر دیں اور جلا دیں۔ جب وُہ اُس مسجد کے قریب پہنچے مالک نے عامر سے کہا کہ ٹھہرو میں اپنے گھر سے آگ لاتا ہوں اور آگ لا کر اُس مسجد میں جلائی جس سے اُس کی چھت اور ستونوں میں آگ لگ گئی اور وُہ گر پڑی اور وُہ منافقین بھاگ گئے۔ پھر اس کی دیواروں کو منہدم کر دیا اور واپس آ گئے۔ دُوسری روایت کے مطابق عمارؓ بن یاسر اور وحشی کو بھیجا اور اُن دونوں نے اُس کو تباہ و برباد کر دیا۔

۴۶ چھیالیسواں باب

نزولِ سُورۂ براءت

شیخ مفید اور شیخ طبرسی بلکہ تمام مفسرین و محدثین خاصہ و عامہ نے متواتر طور پر روایت کی ہے کہ چونکہ جنابِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشرکین سے (صلح حدیبیہ میں) عہد و پیمان کیے تھے اور مشرکین نے عہد شکنی کی تو سورۂ برأت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں اور آنحضرتؐ کو خدا کا حکم ہوا کہ اپنے عہد و پیمان کو بھی توڑ دیں اور اُن سے بیزاری اختیار کریں جیساکہ فرمایا ہے بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ ۝ (آیات ۱و۲ سورۃ توبہ پ۱۰) (اے مسلمانو!) جن مشرکین سے تم لوگوں نے عہد و پیمان کیا تھا اب خدا اور اُس کے رسُولؐ کی طرف سے ان سے بیزاری ہے تو اے مشرکو تم چار مہینے رُوئے زمین پر اور سیر و سیاحت کر لو اور جان لو کہ تم خدا کو کسی طرح عاجز نہیں کر سکتے اور بلاشبہ خدا کافروں کو رُسوا کرنے والا ہے۔" واضح ہو کہ ان چار مہینوں میں جن میں مشرکوں کو مہلت دی گئی ہے اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وُہ روزِ نحر سے شروع ہو کر ماہ ربیع الثانی کی دسویں تاریخ تک تھے اور اس قول پر حضرت صادقؑ سے معتبر حدیثیں وارد ہوتی ہیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ چار مہینے پہلی شوال سے تھے، بعض کہتے ہیں کہ دسویں ماہ ذی القعدہ سے شروع ہوتے کیونکہ ان دنوں کفار ذی القعدہ میں حج کیا کرتے تھے اور یہ بھی ان کی بدعتوں میں سے ایک بدعت تھی کہ حج کو ماہ بماہ گھماتے پھراتے رہتے تھے۔ وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ وَرَسُولُهُ ۚ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ (سورۃ توبہ پ۱۰) خدا و رسُولؐ کی جانب سے حج اکبر کے دن تم لوگوں کو منادی کی جاتی ہے کہ خدا اور اُس کا رسُولؐ مشرکوں سے بیزار ہے تو اے مشرکو تم نے اگر اب بھی توبہ کر لی تو تمہارے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تم نے رُوگردانی کی تو سمجھ لو کہ تم لوگ خدا کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔ جاننا چاہیئے کہ روزِ حج اکبر کے معنی میں مفسروں کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وُہ روزِ عرفہ ہے۔ اور امیر المومنینؑ کی روایت میں بھی یہی وارد ہوا ہے اور بہت سی معتبر حدیثیں کلینی اور تہذیب وغیرہا معتبر کتابوں میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السّلام سے وارد ہوئی ہیں کہ روزِ حج اکبر روزِ نحر ہے۔ پھر حج اکبر کے معنی میں بھی اختلاف ہے۔ بعضوں نے اسی کے مطابق کہا ہے جو شیعوں کی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حج اکبر عمرہ کے مقابلہ میں ہے اور عمرہ حج اصغر ہے۔ یوں تو ہر حج کو حج اکبر کہتے ہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ خصوصیت سے اُس سال کے حج کو حج اکبر کہتے ہیں جس سال مسلمان و

مشرکین سب کے سب حج کے لیئے آئے اُس کے بعد مشرکوں کو حج کرنے کی ممانعت کردی گئی اور حج مسلمانوں سے مخصوص ہوگیا۔ اس کے بعد خدا نے فرمایا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْكُمْ شَیْئًا وَّ لَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (آیت ۴ سورۃ توبہ پ ۱۰) لیکن جن مشرکوں سے تم نے عہد و پیمان کیا تھا پھر اُن لوگوں نے اُس کو توڑا نہیں اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو تم بھی ان کے عہد و پیمان کو جتنی مدت کے لیئے کیا ہے پُورا کرو بیشک خدا پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس گروہ سے مراد بنی کنانہ و بنی ضمرہ تھے کہ ان کی مدت سے نو مہینے باقی رہ گئے تھے تو خدا نے حکم دیا کہ ان کی مدت کو پُورا کرو۔ کیونکہ اُن سے کوئی عہد شکنی صادر نہیں ہوئی تھی جو عہد توڑنے کا سبب ہوتا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ہر گروہ کے بارے میں یہ حکم عام ہے جنہوں نے حضرتؐ سے عہد کیا تھا اور عہد کو توڑا نہیں تھا۔ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آیت سورۂ مذکور) تو جب حرمت کے مہینے (جن کا احترام کیا جاتا ہے کہ جن میں جنگ کرنا ممنوع ہے) گزر جائیں جو ماہِ ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ حرام مہینوں سے وہی مہینے مُراد ہیں جو پہلے بیان ہو چکے تو مشرکین کو جہاں پاؤ بے تامل قتل کردو اور ان کو گرفتار کر لو اور اُن کو قید کر لو اور مکہ میں داخل ہونے سے ان کو روک دو اور ہر کمینگاہ میں ان کی تاک میں بیٹھو۔ تو اگر وُہ شرک سے باز آجائیں، توبہ کرلیں، اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بیشک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

روایت میں ہے کہ جب ہجرت کے نویں سال یہ آیتیں اور اس کے بعد کی چند آیتیں دسؔ تک نازل ہوئیں پیغمبرؐ خدا نے ان آیتوں کو جناب ابوبکر کو دے کر مکہ معظمہ روانہ کیا تاکہ حج کے موقع پر مشرکین کو سُنا دیں۔ جب حضرت ابوبکر کچھ دُور گئے جبریلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ سے کہا خداوند عالم آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ سوائے تمہارے یا اُس کے جو تم سے ہو اور دُوسری روایت کے مطابق سوائے تمہارے یا علیؑ کے کوئی میری رسالت پہنچانے کا اہل نہیں۔ یہ فرمانِ خداوندی سُنکر آنحضرتؐ نے امیرالمومنین کو طلب کیا اور فرمایا کہ میرے ناقہ غضبا پر سوار ہو کر جاؤ اور ابوبکر سے سُورۂ براءت لے لو اور جاکر اہلِ مکہ کو سُنا دو اور مشرکین کے عہد و پیمان کو توڑ دو اور ابوبکر کو واپس بھیج دو۔ اور دُوسری روایت کے مطابق ابوبکر کو اختیار ہے چاہے وُہ تمہارے ساتھ جائیں یا واپس آجائیں۔ امیرالمومنین حضرتؐ کے ناقہ پر سوار ہو کر تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ میں اور بروایت دیگر روحا میں ابوبکر کے پاس پہنچ گئے جب انہوں نے دیکھا کبیدہ خاطر ہوئے اور استقبال کیا اور پُوچھا اے ابوالحسنؑ کس لیئے آئے ہو؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولِ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ سورۃ براءت تم سے لے لوں اور میں جاکر اہلِ مکہ کو سُناؤں۔ جناب ابوبکر نے سورۃ دے دیا اور جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں مدینہ واپس آئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ مجھے آپ نے اُس عہدہ کے لائق قرار دیا جس کی طرف لوگوں کی للچائی ہوئی نگاہیں اُٹھی ہوئی تھیں اور سب بیحد خواہش مند تھے۔ جب میں اُس کی تعمیل کے لیئے متوجہ ہوا آپ نے معزول کر دیا اور واپس بُلا لیا۔ کیا اس بارے میں میرے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبریلؑ امین

خدا کی جانب سے نازل ہوئے اور ایسا ایسا حکم دیا۔ اسی مضمون کو عیاشی اور دُوسرے محدثین نے متعدد طریقوں سے روایت کی ہے اور عامہ کی کتابوں میں بہت سی سندوں سے منقول ہے۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام آیتیں لے کر روانہ ہوئے اور عرفات میں روز عرفہ اور شبِ عیدالضحیٰ مشعر الحرام میں اور روز عید الضحیٰ جمرات کے نزدیک اور تمام ایام تشریق میں منیٰ میں سُورۃ براءت کی ابتدائی دسؔ آیتیں مشرکوں کو بآواز بلند سُنائیں۔ اپنی تلوار نیام سے نکالے ہوئے تھے اور ندا دے رہے تھے کوئی شخص برہنہ طوافِ کعبہ نہ کرے اور کوئی مشرک خانہ کعبہ کا حج نہ کرے اور جو شخص اپنے عہد و پیمان پر قائم ہے وُہ امان میں ہے جبتک کہ اُس کی مدت ختم نہ ہو اور جس کی مدت ختم ہو چکی ہے تو اس کو چار مہینوں کی مدت اور دی جاتی ہے دُوسری روایت میں امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسُولؐ خدا نے مجھے چار امُور بتانے کے لیئے بھیجا ہے۔ اوّل یہ کہ کوئی شخص سوائے مومن کے خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو۔ دوّم یہ کہ کوئی شخص برہنہ طواف نہ کرے۔ سوم یہ کہ اس سال کے بعد مسجد الحرام میں مومنین و کافرین جمع نہ ہوا کریں۔ چہارم یہ کہ جس شخص کا آنحضرتؐ کے ساتھ عہد و پیمان رہا ہو تو وُہ اپنے عہد پر آخری مدت تک باقی رہے اور جس شخص کا کوئی عہد نہ ہو تو اُس کے لیئے چار مہینے تک امان ہے۔

بہت سی حدیثوں میں خاصہ و عامہ کے طریقوں سے منقول ہے کہ امیرؑالمومنین کا ایک نام قرآن میں اذان ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ کیونکہ آنحضرتؐ خدا و رسُولؐ کی جانب سے ان احکام کو اہل مکہ تک پہنچانے والے تھے۔

سیشیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو آنحضرتؐ نے سورۃ براءت دے کر ابوبکر کو مکہ بھیجا اُس وقت آنحضرتؐ پر جبریلؑ نازل ہوئے کہ پیغامِ الٰہی ادا نہیں کر سکتا مگر تم یا وُہ جو تم سے ہو۔ آنحضرتؐ نے امیرؑ المومنین کو بُلایا اور ابوبکر کے عقب میں روانہ کیا۔ حضرت علیؑ تیسرے روز منزل روحا میں اُن کے پاس پہنچے اور سُورۃ اُن سے لے لیا اور روز عرفہ و نحر مکہ میں لوگوں کو سُنایا۔

سید ابن طاؤسؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور چاہا کہ دُوسری مرتبہ ان پر حجت کی تاکید فرمائیں اور دوبارہ ان کو خدا کے دین کی طرف دعوت دیں، تو اُن کے پاس خط لکھا اور اُن کو عذابِ الٰہی سے ڈرایا اور دُنیا کے مکروہات سے پرہیز کی تاکید فرمائی اور اُن سے معافی کا وعدہ کیا اور اُن کو خدا کی مغفرت کی اُمید دلائی اور سورۃ برأت کی ابتدائی دس آیتیں لکھیں کہ اُن کو سُنائیں پھر تمام صحابہ کے سامنے اُس خط کو پیش کیا کہ لے جاکر اہلِ مکہ کو سُنائیں سب نے ایک بوجھ سمجھا اور معذرت کی پھر حضرت نے ابوبکر کو طلب کیا تاکہ ان کو بھیجیں اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی طرف سے رسالت ادا نہیں کر سکتا مگر وُہ جو آپ سے ہو۔ تو امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ مجھ کو رسُولؐ اللہ نے خبر دی کہ حق تعالیٰ نے یہ وحی فرمائی اور مجھ کو خط اور اپنی رسالت کے ساتھ اہل مکہ کی طرف بھیجا اور مجھ سے اہل مکہ کی دشمنی ظاہر ہے۔ اگر اُن سے ہو سکتا تو وُہ میرے ہر عضو کو کاٹ کاٹ کر ایک ایک پہاڑ پر پھینک دیتے کیونکہ وُہ اپنی جان و مال و اولاد صرف کر کے میرے قتل کر دینے پر راضی تھے۔ غرض میں نے پیغمبرؐ خدا کی رسالت ان تک پہنچائی اور حضورؐ کا خط ان کو سنایا اور ہر ایک اُن میں سے مجھ سے دھمکی اور سختی اور عداوت و دُشمنی ظاہر کرتا ہُوا ملتا تھا۔ ان کے مرد اور اُن کے زن و فرزند کے پھر دل

سے میرے ساتھ عداوت اور کینہ ظاہر ہوتا تھا اور میں نے ان باتوں کی مطلق پروانہ کی اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کو بجا لایا اور حضرتؐ کی رسالت اُن سب کو پہنچا دی۔

طبری نے سال ہشتم کے واقعات میں ذکر کیا ہے جو عامہ کے ایک مشہور مؤرخ ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے عمرۂ حدیبیہ میں حضرت عمرؓ کو پیغام دے کر اہلِ مکّہ کی طرف بھیجنا چاہا۔ وُہ اہلِ مکہ سے خوفزدہ ہوئے اور جانے سے انکار کر دیا اور عذر کیا کہ میں اہلِ مکّہ سے ڈرتا ہوں۔ پھر ہجرت کے نویں سال فتحِ مکہ کے بعد حضرتؐ نے اُن کو بُلایا کہ حضرتؐ کا پیغام مکہ جاکر اشرافِ قریش کو پہنچا دیں۔ عمر نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں قریش سے ڈرتا ہوں حالانکہ انہوں نے قریش کے کسی ایک متنفس کو قتل نہیں کیا تھا اور بباطن اُن کے موافق رہا کیے تھے، پھر بھی آنحضرتؐ کی رسالت نہیں پہنچائی۔ اور امیرالمومنینؑ نے جن کی ضربت سے مکہ کا کوئی شخص نہ تھا جس کا دل زخمی نہ ہوا ہو پروانہ کی اور تنہا گئے اور لاکھ مشرکین کے درمیان کھڑے ہوکر ان کے عہد و پیمان کو توڑ دیا اور اُن کے دین اور آئین کو باطل کیا۔
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

سیدابن طاؤس نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے ابوبکر کو سورۂ برائت کی ابتدائی آیتیں دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی حق تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ ابوبکر کو نہ بھیجیے بلکہ علی بن ابی طالب کو بھیجیے کہ سوائے ان کے آپ کا پیغام کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ پیغمبرؐ نے امیرالمومنینؑ کو حکم دیا، وُہ جاکر ابوبکر سے ملے اور نامہ لے لیا۔ اور فرمایا کہ پیغمبرؐ کی خدمت میں واپس جائیے۔ پُوچھا کیا میرے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے؟ فرمایا آنحضرتؐ آپ کو بتائیں گے جو کچھ نازل ہوا ہے۔ جب حضرت ابوبکر حضرت رسُولِ خداؐ کی خدمت میں واپس آئے، عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا آپ نے یہ گمان کیا کہ میں آپ کی طرف سے پیغام نہ پہنچاؤں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا بلکہ خدا نے نہ چاہا کہ سوائے علیؑ بن ابی طالبؑ کے کوئی دُوسرا یہ رسالت پہنچائے۔ جب ابوبکر نے اس بارے میں بہت کچھ کہنا شروع کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم سے کیسے ممکن تھا کہ میری یہ رسالت اہلِ مکہ تک پہنچاؤ حالانکہ تم غار میں میرے ساتھ تھے وہاں خوف سے تمہاری بے قراری اور گریہ وزاری میں نے بہت زیادہ مشاہدہ کی باوجودیکہ غار کے اندر کافروں سے پوشیدہ تھے۔

غرض امیرالمومنینؑ مکہ گئے اور عرفات میں حاضر ہوئے وہاں سے مشعر الحرام آئے اور وہاں سے منیٰ میں پہنچے، اور اپنے ہدیہ کی قربانی کی اور سر منڈوایا اور ایک بلند ٹیلہ پر جس کو شعب کہتے ہیں تشریف لے گئے اور تین مرتبہ ندا کی کہ گروہِ مردمان میں جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں۔ پھر سُورۂ برائت کی ابتدائی آیتیں سُنائیں اور اپنی تلوار نکال کر گھماتے رہے اور علیحدگی اور بیزاری کی ندا دیتے رہے جس سے خُون کی بُو آتی تھی لوگوں نے کہا یہ کون ہے جو یُوں تن تنہا ایسے مجمع میں للکار رہا ہے اور کچھ خوف نہیں کھاتا۔ دوسروں نے کہا یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔ جو حضرتؐ کو پہچانتا تھا اُس نے کہا یہ محمدؐ کے چچازاد بھائی ہیں۔ اور سوائے محمدؐ کے خاندان والوں کے کوئی ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔ غرض امیرالمومنینؑ نے ایامِ تشریق کے تینوں روز صبح و شام باآواز بلند یہی منادی کی۔ آخر مشرکوں نے حضرتؐ سے کہا کہ اپنے پسرِ عم سے کہدو کہ ان کے واسطے ہمارے پاس تلوار کی ضربت اور نیزوں کے وار کے سوا کچھ نہیں ہے۔ امیرالمومنینؑ وہاں سے نہایت عجلت کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس آئے۔

اس مدت میں اس بارے میں آنحضرتؐ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ اور سرورِ کائنات امیرالمومنینؑ کے بارے میں نہایت غمگین تھے یہانتک کہ رنج و ملال کے آثار حضرتؐ کے چہرۂ اقدس سے ظاہر ہوئے اور اس بے چینی و بے قراری کے سبب حضرتؐ اپنی بیبیوں کے پاس نہیں جاتے تھے۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ شاید خداوند عالم نے حضرتؐ کی وفات کی خبر دے دی ہے یا حضرتؐ کسی مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں جس کی لوگوں کو اطلاع نہیں ہوگی پھر صحابہ نے جناب ابوذرؓ سے کہا کہ آپ کی قدر و منزلت جو آنحضرتؐ کے نزدیک ہے ہم کو معلوم ہے۔ ہم کو نہایت غم و الم کے آثار حضرتؐ میں نظر آتے ہیں اس کا کیا سبب ہے حضرتؐ سے معلوم تو کیجیے؟ ابوذرؓ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور رنج و اندوہ کا سبب دریافت کیا اور کہا کہ صحابہ کا گمان ہے کہ آپ کی وفات کی خبر آئی ہے یا اس اُمت کے بارے میں کوئی بُری خبر جبریلؑ لائے ہیں یا کوئی مرض حضورؐ کو لاحق ہو گیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری وفات کی خبر نہیں آئی ہے میں جانتا ہوں کہ مجھے مرنا ہے اور مرنے سے خوف نہیں کرتا۔ اور اپنی اُمت میں بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانتا اور نہ مجھے کوئی بیماری عارض ہوئی ہے۔ لیکن میرے غم و رنج کی شدت علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیئے ہے کیونکہ اُن کے بارے میں کوئی وحی مجھ پر نازل نہیں ہوئی اور نہ یہ معلوم ہوا کہ اُن کا کیا حال ہے۔ بیشک خداوند عالم نے علیؑ کے بارے میں نَو باتیں عطا کی ہیں تین باتیں دُنیا سے اور تین آخرت سے، اور دو باتیں ایسی ہیں جن سے مطمئن ہوں لیکن ایک کے بارے میں ڈرتا ہوں۔ تین باتیں جو دُنیا سے متعلق ہیں اوّل یہ کہ وُہ مجھے دفن کریں گے، دُوسرے یہ کہ میرے بعد میرے اہل و عیال کے اُمور کے محافظ ہوں گے، تیسرے یہ کہ میری اُمّت میں میرے وصی ہوں گے اور تین اُمور جو آخرت سے تعلق رکھتے ہیں یہ ہیں کہ جب روزِ قیامت لوائے حمد دیا جائے گا میں اُن کو دُوں گا کہ وُہ میرے لیئے قائم کریں اور میں مقامِ شفاعت میں اُن پر اعتماد کروں گا، اور وُہ بہشت کی کنجیوں کے رکھنے میں میری مدد کریں گے۔ اور وُہ دو باتیں جن کے بارے میں مطمئن ہوں یہ ہیں کہ وُہ میرے بعد گمراہ نہ ہونگے اور کافر نہ ہوں گے۔ اور وُہ ایک امر جس کے متعلق اُن کے بارے میں مجھے خوف ہے وُہ یہ کہ میرے بعد قریش اُن سے مکر و فریب کریں گے۔

جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب نمازِ صبح سے فارغ ہوتے قبلہ کی طرف رُخ کئے ہوئے اوراد و وظائف میں مشغول رہتے یہانتک کہ آفتاب نکلتا اور خداوندِ عالمین کا ذکر کرتے رہتے اور امیرالمومنینؑ آپ کے پیچھے لوگوں کی طرف رُخ فرما کر اُن کو اجازت دے دیتے تو وُہ اپنے اپنے کاموں میں جاکر مشغول ہوتے تھے آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اس کام پر متعین فرمایا تھا۔ لیکن جب جناب امیرؑ کو مکہ روانہ کیا حضرتؐ نے کسی کو اس کام پر مقرر نہ فرمایا تھا خود ہی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف رُخ کرکے اُن کو رخصت کرتے تو صحابہ اپنے اپنے کاموں میں جاکر مصروف ہوتے۔ ایک روز جناب ابوذرؓ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسُولؐ اللہ اجازت ہو تو اپنے کاموں کے لیئے جاؤں۔ جب حضرتؐ سے رُخصت ہوئے مدینہ سے باہر نکلے اور جناب امیرؑ کے استقبال کے لیئے روانہ ہوئے تھوڑی دُور گئے تھے کہ جناب امیرؑ کو ناقہ پر سوار آتے ہوئے دیکھا۔ جناب ابوذرؓ ان کے پاس گئے اور بغل گیر ہوئے اور آپؑ کی پیشانی اقدس کو بوسہ دیا۔ اور عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ میرے پیچھے آئیے تاکہ میں پہلے آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں پہنچ کر آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری دُوں کیونکہ وُہ آپ کے لیئے بہت غمگین اور بے چین ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا بہت بہتر ہے جاؤ۔ ابوذرؓ نہایت تیزی کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ

آپ کو خوشخبری ہو۔ حضرتؐ نے پوچھا کیسی خوشخبری؟ عرض کی امیرالمومنینؑ خیریت سے واپس آرہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس خوشخبری کے عوض بہشت تمہارے واسطے ہے۔ پھر حضرتؐ مع صحابہ کے سوار ہوکر مدینہ کے باہر نکلے جب امیرؑ المومنین کی نظر آنحضرتؐ کے جمال مبارک پر پڑی ناقہ سے اُتر آئے۔ اور آپؐ نے دست مبارک امیرالمومنین کی گردن میں ڈال دیئے اور اپنے چہرۂ اقدس کو جناب امیرؑ کی گردن پر رکھ دیا اور ملاقات کی بے انتہا مسرت کے سبب بہت روتے، حضرت علیؑ بھی روتے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا میرے باپ ماں تم پر فدا ہوں کس طرح تم نے تعمیل حکم خدا کی کیونکہ تمہارے بارے میں وحی دیر میں میرے پاس آئی۔ امیرالمومنین نے جس طرح عمل کیا تھا سب بیان کیا حضرتؐ نے فرمایا خدا تمہارے متعلق مجھ سے بہتر جانتا تھا اس لیئے مجھے حکم دیا کہ تم کو اس کام کے لیئے بھیجوں۔

سید کہتے ہیں کہ ابن اشناس بزاز نے اپنی کتاب میں اہل خلاف کے طریقہ سے روایت کی ہے کہ جب امیرؑ المومنین سورۂ براءت کی آیتیں لے کر مکہ پہنچے۔ خراش برادر عمرو بن عبدود جس کو جناب امیرؑ نے بروز خندق قتل کیا تھا اور اُس کا دُوسرا بھائی شعبہ، یہ دونوں حضرت علیؑ کے پاس پہنچے جبکہ آپ اہل مکہ کے سامنے آیتیں باآواز بلند پڑھ رہے تھے۔ اور کہا کہ تم ہی ہو کہ ہم کو چار مہینے کی مہلت دیتے ہو۔ ہم تم سے اور تمہارے چچازاد بھائی محمدؐ سے بیزار ہیں۔ تمہارے واسطے ہمارے پاس ضربت شمشیر اور نیزے کے وار کے سوا کچھ نہیں شعبہ نے بھی یہی کہا۔ اور کہا کہ اگر تم چاہو تو ابھی تمہارے ساتھ ہم اس کی ابتدا کردیں اور تم کو قتل کردیں۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو آؤ دوبارہ پھر میرے وار دیکھو۔ اور دُوسری روایت اُسی کتاب میں ہے کہ حضرتؑ نے اہل مکہ کے درمیان یہ ندا کی کہ اس کے بعد آیندہ کوئی مشرک مکہ میں داخل نہ ہو اور نہ برہنہ کوئی طواف کرے۔ اور یاد رکھو کہ مسلمان کے سوا کوئی بہشت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اور جس کے اور رسُولِ خدا کے درمیان کوئی عہد تھا تو وُہ اپنی مدت تک قائم رہے گا مگر شرک کرنے والوں کے ساتھ، نہ کوئی عہد ہے نہ کوئی امان ہے۔

دُوسری حدیث میں روایت ہے کہ جاہلیت میں اہل عرب کا یہ طریقہ تھا کہ برہنہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم اُن کپڑوں کے ساتھ طواف نہیں کرنا چاہتے جو حرام سے حاصل کیا ہو یا جس کو پہن کر گناہ کیا ہو بلکہ اُس طرح طواف کرتے ہیں جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں [1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ سورۂ براءت کی تبلیغ پر ابوبکر کو مقرر کرنے پھر معزول کر کے امیرالمومنین کو دینے کی حکمت و مصلحت کسی صاحب عقل سے پوشیدہ نہیں کہ سوائے اس کے کوئی مصلحت نہ تھی کہ جبکہ اُن میں چند آیتوں کی تبلیغ کی قابلیت اور اہلیت نہیں ہے تو وُہ ساری اُمت کے دین و دُنیا کی امارت و ریاست عامہ کے قابل کیسے ہوسکتے ہیں۔ یہ تقرری اور معزولی دو وجہوں سے خالی نہیں ہوسکتی۔ اوّل یہ کہ آنحضرتؐ نے خود ہی ان کو مقرر کیا تھا لیکن یہ صورت باوجودیکہ عیاں ہے مگر باطل ہے اس لیئے کہ آنحضرتؐ کوئی کام بغیر وحی خدائے تعالیٰ کے نہیں کرتے تھے خاص طور سے ایسے اہم اور عظیم کام۔ پھر وہی بات ثابت اور معلوم ہوتی ہے کہ اُن کا تقرر مناسب عمل میں نہ آیا تھا۔ دوم یہ کہ آنحضرتؐ نے خدا کے حکم سے ایسا کیا تھا اور یہی حق ہے اور خدائے جلیل و حکیم کو اپنے حکم میں کوئی پشیمانی اور اختلاف نہیں ہوتا لہٰذا معلوم ہُوا کہ تقرری و معزولی مامور کے واقع ہونے سے پہلے کسی مصلحت سے ہوتی ہے اور (باقی بر صفحہ ۷۵۳)

سینتالیسواں باب

ذکرِ مباھلہ

واضح ہو کہ قصۂ مباہلہ متواترات سے ہے اور خاصہ و عامہ نے تمام تفسیروں، تواریخ اور حدیثوں کی کتابوں میں اس کے خصوصیات میں تھوڑے اختلاف کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا ہے شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ نصارائے نجران کے شرفا کی ایک جماعت حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی جن کے سر برآوردہ تین اشخاص تھے۔ اوّل عاقب جوان کا سردار اور صاحب علم و رائے تھا۔ دُوسرے عبدالمسیح جس سے ہر مشکل امور میں مدد لی جاتی تھی۔ تیسرے ابوحارثہ جو اُن کا پیشوا اور عالم تھا۔ اُس کے واسطے بادشاہانِ روم نے گرجے تعمیر کیئے تھے۔ اور اس کے واسطے اُس کے علم کی زیادتی کے سبب ہدیئے اور تحفے بھیجا کرتے تھے۔ جب وُہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ابوحارثہ ایک خچر پر سوار تھا جس کو اُس کا بھائی کرز بن علقمہ برابر سے ہنکا رہا تھا کہ خچر سرِ دَر میں آیا کرز نے آنحضرتؐ کی شان میں ناسزا الفاظ استعمال کیئے۔ ابوحارثہ نے کہا جو تُو نے کہا وُہ تیرے ہی لیئے ہو۔ اُس نے کہا اے بھائی کیوں؟ ابوحارثہ نے کہا یہ وُہی پیغمبرؐ ہے جس کا ہم کو انتظار تھا تو کرز نے کہا پھر کیوں اُس کی متابعت تم نہیں کرتے۔ اُس نے کہا شاید تجھ کو نہیں معلوم کہ اس گروہِ نصاریٰ نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیئے ہیں۔ ہم کو اپنا بڑا اور بزرگ قرار دیا ہے مالدار بنا دیا ہے اور ہماری عزت بڑھا رکھی ہے اور اُس رسُولؐ کی متابعت پر رضامند نہیں ہیں۔ اگر ہم اُس کی متابعت کرلیں تو یہ لوگ ہم سے سب کچھ واپس لے لیں۔ کرز کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوگئی۔ اور جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچا تو مسلمان ہوگیا۔

وُہ لوگ نمازِ عصر کے وقت مدینہ میں پہنچے ریشمی لباس اور نفیس کپڑے پہنے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اہل عرب میں کوئی ایسی آراستگی کے ساتھ نہ آیا تھا اور سلام کیا۔ آپؐ نے اُن کا جواب نہ دیا اور نہ اُن سے گفتگو کی۔ وہاں سے عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس آئے اس لیئے کہ اُن سے پہلے سے ملاقات تھی۔ اور کہا کہ تمہارے پیغمبرؐ نے ہم کو خط لکھا ہم نے ان کی خواہش منظور کی اور آئے، اب وُہ ہمارے سلام کا جواب نہیں دیتے اور نہ ہم سے کلام کرتے ہیں۔ وُہ اُن کو امیرالمومنینؑ کے پاس لائے اور اس بارے میں حضرتؑ سے مشورہ کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ یہ ریشمی کپڑے اور سونے کی انگوٹھی اُتار دو اور معمولی لباس میں حضرتؐ کے پاس جاؤ۔ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ سلام کیا، حضرتؐ نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اُسی

بقیہ از صفحہ ۷۵۲: اور اس مقام پر اس کے سوا کوئی مصلحت نہیں متصور ہوسکتی جیسا کہ احادیث صحیحہ و صریحہ اس پر حجت ہیں اور اکثر حدیثیں اس سے متعلق ابواب فضائل امیرالمومنینؑ میں علیحدہ باب میں انشاء اللہ مذکور ہوں گی ۱۲

خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ یہ لوگ جب پہلی بار میرے پاس آئے تو ان کے ساتھ شیطان بھی تھا اس وجہ سے میں نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ غرض تمام اُس دن حضرتؐ سے سوالات اور مناظرہ کرتے رہے آخر ان کے عالم نے کہا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسیحؑ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا وُہ خدا کے بندہ اور اُس کے رسُولؐ تھے۔ اُنہوں نے کہا کبھی دیکھا ہے کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی:۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝۵۹ (آیت ۵۹ پ۳ سورۃ آل عمران) بیشک خدا کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی ہے جنکو خدا نے مٹی سے بنایا پھر فرمایا کہ ہوجا تو وُہ ہوگیا"۔ غرض جب مناظرہ کو طول ہوا اور ان لوگوں کی آنحضرتؐ کے ساتھ عداوت میں ترقی ہی ہوتی گئی، تو خداوند عالم نے یہ حکم نازل فرمایا: فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ۝ (پ۳ آیت ۶۱ سُورۃ آلعمران) اے رسُولؐ جو بھی تمہارے ساتھ عیسیٰؑ کے بارے میں علم وبینہ اور دلائل کے بعد جو تمہارے پاس آچکے ہیں جھگڑا کرتا ہے تو اُس سے کہہ دو کہ ہم دعوت دیتے ہیں اپنے لڑکوں کو اور تمہارے لڑکوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو اور بارگاہِ الٰہی میں تضرع اور دُعا کرتے ہیں اور خدا کی لعنت چاہتے ہیں اُس پر جو جھُوٹ کہتا ہے وُہ ہم ہوں یا تم ہو"۔ جب یہ آیۃ نازل ہوئی تو طے ہوا کہ دُوسرے روز مباہلہ کریں گے اور نصارٰی اپنے جائے قیام پر واپس گئے۔ ابوحارثہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ دیکھنا اگر کل محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی اولاد اور اہلبیتؑ کو لے کر آئیں تو عذاب الٰہی سے ڈرو اور اُن سے مباہلہ مت کرو۔ اور اگر اپنے اصحاب اور پیروی کرنے والوں کے ساتھ آئیں تو کچھ پروا نہ کرنا اور مباہلہ کرنا۔

دوسرے روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیرالمومنین کے دولت کدہ پر تشریف لائے امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑا، امام حسینؑ کو گود میں لیا اور امیرالمومنین آنحضرتؐ کے آگے آگے چلے۔ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آنحضرتؐ کے پیچھے ہوئیں اور سب بزرگوار مدینہ سے باہر نکلے جب نصارٰی کے سامنے پہنچے ابوحارثہ نے پُوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں جو اُن کے ہمراہ ہیں۔ کہا گیا کہ جو شخص آگے آگے آرہا ہے اُن کا چچا زاد بھائی ہے اور اُن کی بیٹی کا شوہر اور اُن کے نزدیک دُنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور وُہ دونوں لڑکے اُسی کے فرزند ہیں اور وُہ بی بی اُن کی بیٹی فاطمہؑ ہیں جو اُن کو دُنیا میں سب سے زیادہ پیاری ہیں۔ غرض حضرتؐ تشریف لائے اور مباہلہ کے لیے دو زانو بیٹھے۔ اُدھر سید وعاقب نے اپنے لڑکوں کو لیا اور مباہلہ کے لیے آنا چاہا ابوحارثہ نے کہا محمدؐ اس طرح بیٹھے ہیں جس طرح انبیاء مباہلہ کے لیے بیٹھتے ہیں۔ غرض وُہ لوگ واپس ہوئے اور مباہلہ کی جرأت نہیں کی۔ سید نے کہا کہاں جاتے ہو ابوحارثہ نے کہا اگر وُہ حق پر نہ ہوتے تو ایسی جرأت مباہلہ کی نہ کرتے۔ اگر ہمارے ساتھ مباہلہ کریں گے سال گزرنے نہ پائے گا کہ روئے زمین پر ایک نصرانی بھی باقی نہ رہے گا۔ دُوسری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وُہ خدا سے دُعا کریں کہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو بیشک ہٹا دے گا۔ لہٰذا مباہلہ مت کرو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے اور ایک نصرانی زمین پر باقی نہ رہے گا۔ پھر ابوحارثہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا اے ابوالقاسم

نصارائے نجران کا مباہلے سے گریز اور جزیہ دینا منظور کرنا۔

مباہلہ سے باز آیئے اور ہمارے ساتھ صلح کر لیجیئے اُن اشیاء پر جن کے ادا کرنے کی طاقت ہم میں ہو۔ غرض آنحضرتؐ کے ساتھ صلح کر لی کہ ہر سال دو ہزار حُلّے دیں گے کہ ہر حُلّے کی قیمت چالیس درہم ہوگی۔ اور یہ کہ اگر کسی سے جنگ ہو تیس زرہ، تیس نیزے اور تیس گھوڑے عاریت دیں گے۔ پھر حضرتؐ نے اُن کے لیے صلحنامہ لکھ دیا اور واپس آئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ ہلاکت اُن کے قریب ہو چکی تھی اگر وُہ لوگ مباہلہ کرتے بیشک سب کے سب بندر اور سُور ہو جاتے اور یقیناً یہ تمام وادی آگ سے بھر جاتی اور وُہ سب جل کر خاکستر ہو جاتے، اور حق تعالیٰ تمام اہل نجران کو نیست و نابود کر دیتا یہاں تک کہ ان کے درختوں پر کوئی پرندہ باقی نہ رہتا اور سال ختم ہونے سے پہلے تمام نصارٰی مر جاتے۔ غرض سید وعاقب واپس گئے، اور تھوڑے دنوں کے بعد حضرتؐ کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے۔

صاحب کشاف نے روایت کی ہے کہ اُسقُف نجران نے کہا کہ اے گروہ نجران میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر دُعا کریں گے تو خدا پہاڑ کو اُس کی جگہ سے ہٹا دے گا۔ لہٰذا ان سے مباہلہ مت کرو کیونکہ ہلاک ہو جاؤ گے اور جب مباہلہ سے انکار کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ پھر مسلمان ہو جاؤ اور اُن لوگوں نے اسلام قبول کرنے سے بھی انکار کیا، تو حضرتؐ نے اُن سے صُلح کر لی کہ ہر سال دو ہزار حُلّے ماہِ صفر میں اور ہزار حُلّے ماہِ رجب میں اور تیس قدیم زرہیں دیا کریں۔

صاحبِ کشاف اور تمام اہلسنّت نے صحاح میں عائشہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ روزِ مباہلہ اس صورت سے چلے کہ کالے بالوں کی بنی ہوئی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اُس میں امام حسنؑ و امام حسینؑ اور فاطمہؑ اور علی بن ابی طالب علیہم السلام کو داخل کر کے اس آیت کی تلاوت فرمائی:۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا (پ۲۲ سورۃ احزاب آیت ۳۳) اے اہلبیتِ رسُولؐ یقیناً خدا چاہتا ہے کہ تم کو تمام نجاساتِ کفر و گناہ سے پاک رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا"۔

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب نصارائے نجران حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے جنکے سربرآوردہ اہتم، عاقب اور سید تھے اور اُن کی عبادت کا وقت آیا تو ناقوس بجانے لگے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ دیکھ رہے ہیں اور یہ ناقوس بجا رہے ہیں اور آتش پرستوں کی طرح نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اُن سے تعرض نہ کرو تاکہ وُہ میرے طریقہ کو دیکھیں اور اُن پر حجتِ خدا تمام ہو۔ جب وُہ لوگ فارغ ہوئے حضرتؐ کے پاس آئے اور پُوچھا کہ آپ ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی طرف اور یہ کہ عیسیٰؑ بندہ خدا اور اُس کے پیدا کیئے ہوئے ہیں۔ وُہ کھاتے پیتے تھے اُن کا حدث صادر ہوتا تھا۔ اُن لوگوں نے کہا اُن کے باپ کون تھے اُسی وقت حضرتؐ پر وحی نازل ہوئی کہ تم آدمؑ کے حق میں کیا کہتے ہو جو خدا کے بندہ اور اُس کی مخلوق تھے۔ وُہ بھی کھاتے پیتے تھے اور عورتوں کے ساتھ مقاربت کرتے تھے۔ حضرتؐ نے ان لوگوں سے پُوچھا کیا ایسا نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں درست ہے تو فرمایا کہ اُن کا باپ کون تھا تو وُہ لوگ خاموش ہو گئے اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ الخ (مباہلہ کی آخر آیت تک پ۳ سورۃ آلعمران آیت ۵۹ تا ۶۱) پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ

آؤ مباہلہ کریں۔ اگر میں سچا ہوں گا تو تم پر خدا کی لعنت ہوگی اور اگر میں جھوٹا ہوں گا تو مجھ پر ہوگی۔ ان لوگوں نے کہا آپ نے ہمارے ساتھ انصاف اختیار کیا اور مباہلہ پر معاملہ طے پایا۔ جب وُہ لوگ اپنی قیامگاہ پر آئے سیّد و عاقب اور راہتم نے کہا کہ اگر اپنی قوم کو لے کر وُہ آئیں گے تو ہم مباہلہ کریں گے کیونکہ یہ معلوم ہو جائے گا کہ وُہ پیغمبر نہیں ہیں کیونکہ وُہ اپنے حق ہونے پر اعتماد نہیں رکھتے کہ لشکر اور جماعت کثیر کے ساتھ آئے اور اگر اپنے اہلبیت اور مخصوص لوگوں کے ساتھ آئیں تو ہم ان سے مباہلہ نہ کریں گے کیونکہ اگر وُہ سچے نہ ہوتے تو اپنے اہلبیتؑ اور مخصوص عزیزوں کو لعنت و نفرین کی زد پر نہ لاتے۔ صبح ہوتی تو وُہ حضرتؐ کے پاس آئے دیکھا کہ آنحضرتؐ خود اور امیرالمومنین و فاطمہؑ اور حسن و حسین علیہم السّلام کو مباہلہ کے لیئے لاتے ہیں۔ صحابہ سے ان لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں کہا ایک اُن کا چچازاد بھائیؑ اور وصیؑ اور حبیبؑ علیؑ بن ابی طالبؑ ہے ایک اُن کی بیٹی فاطمہؑ ہے اور دو اُن کے بیٹے حسنؑ اور حسین علیہم الصّلوٰۃ والسّلام ہیں۔ یہ سُنکر وُہ لوگ ڈرے اور کہا کہ ہم کو مباہلہ سے معاف رکھیئے اور جو کچھ فرمایئے ہم اُس کے لیئے حاضر ہیں۔ آخر جزیہ دینا منظور کیا اور واپس چلے گئے۔

سیّد ابن طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ محمّد بن العباس بن ماہیار نے حدیث مباہلہ کو اکیاون مختلف سندوں کے ساتھ خاصہ و عامہ کے طریقہ سے نقل کیا ہے۔ ان میں ایک کا تذکرہ میں کرتا ہوں جو سب سے زیادہ جامع ہے اور اس کی منکدر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب سیّد و عاقب نجران کے ترسا (آتش پرستوں) کے سردار ستر سواروں کے ساتھ جو اکابر و اشراف سے تھے تیار ہوئے کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئیں کُرز بھی اُن کے ساتھ ہمسفر تھا ایک روز کُرز کا خچر سُورین میں آیا جس کے پاس ان کے رسد کا سامان تھا تو کُرز نے کہا وُہ ہلاک ہو جائے جس کے پاس ہم جا رہے ہیں اس سے اُس کی مراد آنحضرتؐ کی ذات اقدس تھی۔ عاقب نے کہا بلکہ تو خود ہلاک اور سرنگوں ہو۔ کُرز نے کہا کیوں؟ عاقب نے کہا تُو نے احمدؐ کی شان میں گستاخی کی جو پیغمبرؐ اُمّی ہیں۔ کُرز نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ وُہ پیغمبرؐ ہیں۔ عاقب نے کہا شاید تُو نے انجیل میں مصباح چہارم نہیں پڑھا کہ خداوند عالم نے جناب مسیحؑ کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم کس قدر جاہل اور نادان ہو کہ اپنے کو خوشبو سے معطر کرتے ہو تاکہ دُنیا والوں کے پاس خوشبو سے آراستہ رہو اور تمہارے قلوب میرے نزدیک گندہ مردار کے مانند ہیں اے بنی اسرائیل میرے اُس رسولؐ پر ایمان لاؤ جو پیغمبرؐ اُمّی ہے اور آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا جس کا چہرہ نورانی، چمکدار اور درخشاں ہوگا جس کی پیشانی روشن ہوگی۔ وُہ صاحبِ حُسن و خُلق ہوگا، موٹے لباس پہنے گا، گزشتہ لوگوں میں میرے نزدیک سب سے بہتر اور آیندہ لوگوں میں گرامی تر ہوگا۔ میری سُنّتوں پر عمل کرے گا اور میری خوشنودی کے لیئے سختیوں میں صبر کرے گا اور میرے لیئے مشرکوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا۔ لہٰذا بنی اسرائیل کو اُس کے آنے کی خوشخبری دے دو اور اُن کو حکم دو کہ اُس کی تعظیم کریں اور مدد کریں تو جناب عیسیٰؑ نے کہا اے مقدّس اور منزّہ وُہ بندہ شائستہ کون ہے جس کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی قبل اس کے کہ اُس کو دیکھوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰؑ وُہ تم سے ہے اور تم اُس سے ہو۔ اور تمہاری والدہ بہشت میں اُس کی زوجہ ہوں گی۔ اس کے لڑکے کم ہوں گے بیویاں زیادہ ہوں گی اُس کا مسکن مکہ ہوگا جو اُس مکان کی بنیاد کی جگہ ہے جس کی تعمیر ابراہیمؑ نے کی ہے اور اُسکی نسل ایک بابرکت خاتون سے قائم ہوگی جو بہشت میں تمہاری والدہ کی دوست ہوگی اور اُس پیغمبرؐ کی شان بہت بلند ہے اُسکی آنکھ سوتی ہے مگر

اُس کا دل نہیں سوتا۔ وُہ ہدیہ کی چیزیں کھاتا ہے صدقہ نہیں قبول کرتا۔ قیامت کے روز اس کے لیئے وُہ حوض ہوگا جو زمزم کے کنوئیں سے آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ تک لمبا ہوگا۔ اُس حوض میں دو طرح کے پانی ہوں گے، ایک رحیق کا اور ایک تسنیم کا۔ اس کے کنارے ستاروں کی تعداد کے مطابق پیالے ہوں گے۔ جو شخص اُس میں سے ایک گھونٹ پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور یہ اُن فضائل میں سے ہے جو دُوسرے پیغمبروں سے میں نے زیادہ اس کو عطا کیئے ہیں۔ اس کا قول اُس کے عمل کے موافق ہوگا اُس کا باطن اُس کے ظاہر کے مطابق ہوگا۔ تو کیا کہنا اُس کا اور اُس کی اُمّت میں سے اُن لوگوں کا جو اُس کے طریقہ پر زندگی بسر کریں گے اور اُس کی سُنّت پر مریں گے اور اُس کے اہلبیتؑ سے جُدا نہ ہوں گے۔ اور ہمیشہ بے خوف مطمئن اور امن میں اور بابرکت رہیں گے۔ اور وُہ پیغمبرؐ اُس زمانہ میں ظاہر ہوگا جبکہ قحط اور خشک سالی دُنیا کو گھیرے ہوتے ہوگی تو وُہ لوگ مجھ سے دُعا کریں گے اور میں اُس رسولؐ کے لیئے بارانِ رحمت بھیجوں گا جس کی برکتوں کے آثار زمین کے چاروں طرف ظاہر ہوں گے۔ وُہ جس چیز پر ہاتھ پھیر دے گا میں اُس میں برکت عطا کروں گا۔ جناب عیسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کا نام مجھے بتادے خدا نے فرمایا اُس کا ایک نام احمدؐ اور ایک محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور وُہ تمام عالمین کی طرف میرا بھیجا ہوا اور رسولؐ ہے اور تمام خلق سے اُس کی قدر و منزلت میرے نزدیک زیادہ ہے اور سب سے زیادہ میرے نزدیک اُس کی شفاعت مقبول ہے۔ وُہ لوگوں کو حکم نہیں دے گا مگر میری خوشنودی کی باتوں کا اور کسی بات سے منع نہیں کرے گا مگر وُہ جن کو میں پسند نہیں کرتا۔ جب عاقب ان باتوں سے فارغ ہوا کُرز نے اس سے کہا کہ جب وُہ بزرگؐ ایسے ہیں جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو کیوں ہم کو ان کے پاس لے چلتے ہو کہ ہم ان سے بحث و مباحثہ کریں۔ اُس نے کہا کہ میں اُن کے پاس اس لیئے چلتا ہوں کہ اُن کی باتیں ہم سُنیں اور اُن کے طور و طریقے مشاہدہ کریں اگر وُہ وُہی ہیں جن کے اوصاف ہم نے پڑھے ہیں تو ہم اُن سے صُلح کر لیں گے تاکہ وُہ ہمارے دین پر حملہ نہ کریں اس طرح کہ وُہ نہ سمجھ سکیں کہ ہم نے ان کو پہچان لیا ہے اور اگر وُہ جھوٹا ہے تو ہم اُس کے شر سے بچیں گے۔ کُرز نے کہا جبکہ تم جانتے ہو کہ وُہ حق پر ہیں تو کیوں اُن پر ایمان نہیں لاتے اور ان کی پیروی نہیں کرتے اور اُن سے صلح نہیں کر لیتے۔ عاقب نے کہا شاید تُو نہیں دیکھ رہا ہے کہ یہ گروہِ نصاریٰ نے ہمارے ساتھ کس قدر سلوک کیا ہے ہمارا کس قدر احترام کرتے ہیں اور ہم کو کتنا مالدار بنا دیا ہے اور ہمارے لیئے کیسے کیسے بلند و مستحکم گرجے بنائے ہیں اور ہمارا نام کس قدر بلند کر رکھا ہے کسی طرح ہمارا نفس راضی نہیں ہوتا ہے کہ ہم ایسے دین میں داخل ہو جائیں جس میں محتاج و رئیس برابر ہیں۔ غرض وُہ لوگ اس ہیئت سے مدینہ میں داخل ہوتے کہ نہایت بیش قیمت لباس سے آراستہ تھے۔ صحابہ میں سے جو شخص ان کو دیکھتا کہتا کہ عرب کے وفود میں کسی کو اس شان و شوکت سے نہیں دیکھا تھا بال سر کے آراستہ لٹکے ہوتے تھے، عمدہ لباس پہنے ہوتے تھے۔ جب وُہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے سرورِ کائنات مسجد میں موجود نہ تھے۔ جب اُن لوگوں کی نماز کا وقت آیا اُٹھے اور مشرق کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ بعض صحابہ نے چاہا کہ ان کو منع کریں اسی اثناء میں آنحضرتؐ مسجد میں داخل ہوئے اور فرمایا ان کو چھوڑ دو جو چاہیں کریں۔ غرض جب وُہ لوگ نماز سے فارغ ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مناظرہ کرنے لگے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم عیسیٰؑ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔ حضرتؐ نے کہا کہ وُہ خدا کے بندہ اور اُس کے رسولؐ تھے، وُہ کلمۂ خدا تھے جس کو خدا نے

مریمؑ کی طرف القا فرمایا تھا۔ وُہ ایک پاک و پاکیزہ رُوح تھے جو مریم کو ودیعت کیئے گئے تھے۔ غرض جناب عیسٰیؑ اس طرح مخلوق ہوئے۔ یہ سُنکر اُن میں سے کسی نے کہا نہیں بلکہ وُہ خدا کے بیٹے تھے اور وُہ دُوسرے خدا ہیں۔ بعض نے کہا نہیں وُہ خدائے سوم ہیں یعنی باپ بیٹے اور رُوح القدس۔ اور اس بارے میں بیہودہ باتیں بیان کیں۔ تو خدا نے سورۂ آل عمران کی آیتیں اُن کے جواب میں بھیجیں۔ اور چُونکہ حق کے ظاہر ہونے اور حجت تمام ہونے کے بعد بھی وُہ ہٹ دھرمی اور کٹ حجتی کرتے رہے تو آیتِ مباہلہ نازل ہوئی اور انہوں نے طے کیا کہ دوسرے روز حضرتؐ سے مباہلہ کریں۔ جب واپس آئے تو مشورہ کیا کہ کل دیکھیں گے کہ وُہ کن لوگوں کو لے کر مباہلہ کے لیئے آتے ہیں۔ عوام اور ذلیلوں کو لے کر بڑی جماعت کے ساتھ آتے ہیں یا پیغمبروں کی رَوش کے مطابق نیکوں اور برگزیدہ لوگوں کی قلیل جماعت کو لے کر آتے ہیں۔

دُوسرے روز آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو اپنے داہنی جانب لیا اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کو بائیں طرف اور جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اپنے پیچھے۔ وُہ سب بزرگوار یمنی حُلّے پہنے ہوئے تھے اور خود آنحضرتؐ کے دوشِ مُبارک پر ایک چھوٹی چادر تھی۔ جب مدینہ سے باہر نکلے آپؐ کے حکم سے دو درختوں کے درمیان زمین صاف کی گئی۔ آپؐ نے اپنی چادر ان دونوں درختوں سے باندھ دی اور آلِ عبا کو اُسی عبا کے اندر داخل فرمایا اور خود اُن کے آگے کھڑے ہوگئے اور اپنے بائیں کندھے کو عبا کے اندر رکھا اور ایک کمان پر ٹیک لگائی جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی اور اپنے داہنے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ لوگ دُور سے دیکھ رہے تھے کہ حضرتؐ اب کیا کریں گے۔ جب سیّد و عاقب نے یہ حال دیکھا ان کے چہرے زرد ہوگئے اور پیر کانپنے لگے، اور نزدیک تھا کہ بے ہوش ہوجائیں پھر ایک نے دُوسرے سے کہا کیا ہم ان سے مباہلہ کریں؟ دُوسرے نے کہا شاید تم کو نہیں معلوم کہ جس گروہ نے اپنے پیغمبرؐ سے مباہلہ کیا یقیناً اس کے سب چھوٹے بڑے ہلاک ہوگئے۔ لیکن اپنے کو اس طرح اُن پر ظاہر کرو کہ ہم کو تمہارے مباہلہ کی پروا نہیں ہے لیکن جو کچھ وہ چاہیں مال و ہتھیار وغیرہ اُن کو دینا منظور کرلو کیونکہ اُن کا دار و مدار جنگ پر ہے اُن کو ہتھیاروں کی ضرورت ہے اور حقارت و لاپرواہی کے ساتھ اُن سے کہو کہ تم اس جماعت کے ساتھ آئے ہو کہ ہم سے مباہلہ کرو، تاکہ وُہ یہ نہ سمجھ سکیں کہ ہم پہلے سے اُن کی اور اُن کے اہلبیت کی فضیلت سے واقف ہیں۔ پھر اُن لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ نے مباہلہ کے لیئے ہاتھ بلند کیئے تو ایک نے دُوسرے سے کہا کہ رہبانیت زائل ہوچکی جلد اُن کے پاس پہنچو ایسا نہ ہو کہ ایک لفظ بھی بددُعا کا اُن کے منہ سے نکل جائے تو ہم اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کے ساتھ واپس نہ ہوسکیں گے اور یہیں فنا ہوجائیں گے۔ غرض آنحضرتؐ کی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے اور کہا آپ اس جماعت کے ساتھ مباہلہ کرنے آئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں یہ لوگ میرے بعد خدا کے نزدیک تمام خلق سے زیادہ مقرب ہیں۔ یہ سُنتے ہی وُہ لوگ کانپنے لگے اور اُن کے بدنوں پر رعشہ غالب ہوگیا اور کہا اے ابوالقاسم ہم آپؐ کو ہزار تلواریں، ہزار زرہیں، ہزار سپر اور ہزار اشرفیاں ہر سال دیا کریں گے اس شرط کے ساتھ کہ یہ اسلحے آپ کے پاس عاریت رہیں گے اُس وقت تک کہ ہماری قوم کے وُہ لوگ جنہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے ہم اُن کے پاس جاتے ہیں اور آپؐ کے اطوار و اخلاق کا تذکرہ اُن سے کرتے ہیں اور اُن سے اتفاق کرکے یا ہم سب کے سب مسلمان ہوجائیں گے یا جزیہ دینا منظور کریں گے کہ ہر سال جو کچھ آپ چاہیں گے ہم دیا کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں نے قبول کیا اور اُس خدا کی قسم جس نے مجھے کرامت و

منزلت کے ساتھ بھیجا ہے اگر تم لوگ میرے اور اُن کے ساتھ جو زیرِ چادر ہیں مباہلہ کرتے تو بے شبہ یہ تمام میدان تمہارے لیئے آگ سے بھر جاتا اور وُہ آگ آنکھ جھپکتے تمہاری تمام قوم تک پہنچ جاتی، وُہ جہاں جہاں ہوتے سب کو ہلاک کردیتی اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کو حق تبارک و تعالیٰ سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ان کے ذریعہ سے جو زیرِ چادر کھڑے ہیں تم تمام اہل آسمان و زمین کے ساتھ مباہلہ کرتے تو بیشک سب ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے اور زمین آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوجاتی اور پانی پر جاری ہوجاتی۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے اپنے دستِ مبارک آسمان کی طرف بلند کیئے اس قدر کہ زیرِ بغل کی سفیدی ظاہر ہوگئی اور فرمایا کہ وائے ہو اُس پر جو تم پر ظلم کرے تمہارے حق کو غصب کرے اور میری رسالت کا اجر جو خدا نے تمہاری مودت قرار دی ہے کم کرے اُس پر خدا کی لعنت و پھٹکار قیامت تک مسلسل نازل ہوتی رہے۔

سید ابن طاؤس رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ہم کو صحیح سندوں کے ساتھ کتاب ابوالمفضل شیبانی سے روایت ملی ہے جو اُس نے مباہلہ کے تذکرہ میں لکھا ہے اور کتاب ابن اشناس بزاز سے جو اعمال ذی الحجہ میں لکھی ہے اور انہوں نے معتبر سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مکہ فتح کیا اور تمام عرب آنحضرتؐ کے مطیع و منقاد ہوگئے اور حضرتؐ نے نامہ و پیام تمام اہل عالمین کے لیئے بھیجے خصوصاً بادشاہِ عجم اور قیصرِ روم کے پاس اور ان لوگوں کو دعوتِ اسلام دی اور خط میں لکھا کہ یا تو اسلام قبول کریں یا جزیہ دیں اور ذلیل ہیں یا جنگ کے لیئے تیار ہوجائیں جب یہ اطلاع نصارائے نجران کو ملی اور اس جماعت کو جو ان کے اطراف میں تھی اور وُہ بنی عبدالمدان اور اولادِ حارث ابن کعب اور مختلف مذاہب کے لوگ تھے جو ان سے ملحق ہوگئے تھے اور سالویہ اور دین الملک کے اصحاب اور ماروینہ اور عُبّاد و نسطوریہ سب کے سب خوفزدہ اور مرعوب ہوئے باوجودیکہ اُن کی جمعیت اور کثرت تھی مگر اُن کے قلوب بے انتہا خائف و ترساں تھے ناگاہ پیغمبرِ خدا کے قاصد اُن کے پاس حضرتؐ کا خط لیئے ہوئے پہنچے اور وُہ عتبہ بن غزوان، عبداللہ بن ابی امیہ، ہدیر بن عبداللہ تیمی اور صہیب بن سنان نمری تھے جو اُن لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کی غرض سے آئے تھے۔ آنحضرتؐ کے خط میں لکھا تھا کہ سب کے سب اسلام قبول کریں اگر منظور کرلیں تو وُہ دین میں ہمارے بھائی ہیں اور اگر انکار کریں اور تکبر کا اظہار کریں اور مسلمان نہ ہوں تو چاہیئے کہ ذلت و خواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ اور اگر اس سے بھی انکار کریں اور دشمنی ظاہر کریں تو جنگِ عظیم کے لیئے تیار رہیں۔ اور اُن کے خطوط میں یہ آیت لکھی تھی:- قُلْ يَآ أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آیت ۶۴ سورۂ آل عمران پ ۳)۔ یعنی اے رسُولؐ اُن لوگوں سے کہدو کہ اے اہل کتاب اُس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مساوی ہے اور ہم دونوں جانتے ہیں کہ وُہ کلمۂ حق ہے اور وُہ یہ ہے کہ ہم اور تم کسی غیرِ خدا کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو بندگی میں اُس کا شریک قرار نہ دیں اور نہ ہم یا تم خدا کے سوا کوئی خدا قرار دیں۔ تو اگر وُہ لوگ حق سے رُوگردانی کریں تو تم اُن سے کہدو کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم لوگ خدا کے فرمانبردار ہیں"۔ اہل مذاہب کو لوگوں نے بتایا تھا کہ آنحضرتؐ کسی سے جنگ نہیں کرتے جب تک اُن کو دعوتِ اسلام نہیں دے لیتے تو جب آنحضرتؐ کے قاصد ان لوگوں کے پاس پہنچے اور حضرتؐ کے خطوط اُن کو سُنائے اور پیغام پہنچائے ان کی حق سے

نفرت زیادہ ہوئی۔ وُہ سب کے سب اپنے سب سے بڑے گرجے میں جمع ہوئے۔ زمین پر فرش بچھائے اس کی دیواروں کو حریر و دیبا کے پردوں سے آراستہ کیا اور بڑی صلیب کو سیدھا کیا جو سونے کی تھی اور جواہرات سے مرصع کی ہوئی تھی اور رُوم کے بادشاہِ اعظم نے ان کے واسطے بھیجا تھا۔ اُس مجلس میں اولادِ حارث بن کعب حاضر تھے جو سب کے سب شجاعانِ روزگار اور شیرانِ بیشۂ کارزار تھے اور قدیم الایام سے عرب کے درمیان جاہلیت کے زمانہ میں مشہور تھے۔ وُہ سب مشورہ کے لیے جمع ہوئے تاکہ اس معاملہ میں غور و فکر کریں۔ جب یہ خبر بنی مدحج، عک، حمیر اور انمار کے عرب قبیلوں کو اور ان لوگوں کو پہنچی جو نسب میں ان کے قریب تھے یا اُن کے نزدیک رہتے تھے مثل قوم سلک۔ تو سب کے سب اپنی قوم کے غیظ و غضب کے سبب غضبناک ہوئے اور اُن کے قرب و جوار میں ایک گروہ جو مُسلمان ہو چکا تھا ان لوگوں نے بھی جب یہ خبر سُنی جاہلیت کے تعصب کے سبب مرتد اور کافر ہوگئے۔ غرض تمام قبیلوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ہم سب کے سب قبیلے مدینہ میں چل کر رسُولِ خدا سے جنگ کریں چونکہ ابوحامد حصین بن علقمہ نے دیکھا جو اُن کے عالموں میں سب سے بڑا عالم اور سب کا اُستاد بکر بن وائل کے قبیلہ سے تھا کہ سب کے سب لڑائی پر آمادہ ہیں۔ اپنا عمامہ منگا کر سر پر باندھا تاکہ اپنے ابروؤں کو آنکھ کے اُوپر باندھ لے کیونکہ کمالِ ضعیفی کے سبب اُس کے ابرو اُس کی آنکھوں پر لٹک آئے تھے اس کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی پھر وُہ اپنی قوم سے نکل کر کھڑا ہوا اور اپنے عصا پر تکیہ کر کے خطبہ پڑھا۔ وُہ خداوندِ عالمین پر ایمان رکھتا تھا اور بقیۂ علومِ پیغمبران سے بہرہ مند تھا۔ موحد تھا اور جنابِ عیسیٰؑ پر ایمان رکھتا تھا اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی ایمان لایا تھا جس کو اپنی قوم کے کافروں سے اور اپنے اصحاب سے بھی پوشیدہ رکھتا تھا۔ اُس نے تقریر شروع کی کہ اے فرزندانِ عبدالمدان نرمی اختیار کرو اور جو نعمت و عافیت و سعادت خدائے پاک و بے نیاز نے تم کو عطا کی ہے اسکو ہمیشہ باقی رکھو اور زائل نہ ہونے دو کیونکہ یہ دونوں نعمتیں صلح میں مضمر ہیں جنگ میں نہیں۔ غور و فکر کے ساتھ تاخیر کرو اور چیونٹیوں کے مانند ایک دُوسرے کے پیچھے مت چلو۔ بغیر سمجھے بُوجھے ہرگز تیزی نہ کھاؤ کیونکہ بے فکری اور لاپرواہی کا اچھا نتیجہ نہیں ہوتا۔ خدا کی قسم جو کچھ تم نے ابھی تک نہیں کیا آخر کر سکو گے اور جو کچھ کر چکے ہو اُس کو واپس نہیں کر سکتے۔ بیشک غور و فکر اور تاخیر میں نجات ہے۔ بیشک بہت سے معاملات کو عمل میں لانے کے بجائے ملتوی کر دینے میں بہتری ہے اور بیشتر اُمور گفتگو سے طے کر لینا حملہ کرنے اور جنگ کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔ وُہ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ یہ سُنکر کرز بن سیرہ حارثی نے اسکی طرف رُخ کیا جو وہاں بنی حارث بن کعب کا سردار اور ان کے گروہ کا امیرِ جنگ اور سب سے بزرگ و شریف تھا اور کہا اے ابوحارثہ تیرے باطن میں سودا سمایا اور تیرا دل ٹھکانے نہیں رہا کہ یہ خبر تُو نے سُنی اور اُس شخص کے مانند ہو گیا جس نے کوئی شیر دیکھا ہو اور وُہ عقل سے ہاتھ دھو بیٹھا ہو۔ تو ہم سے ایسی مثالیں بیان کرتا ہے اور ہم کو جنگ سے ڈراتا ہے یقیناً تو خدائے منّان کے حق کے ساتھ حمایت و حفاظت کی فضیلت جنگ میں سبقت کرنے کو جانتا ہے اور یہ بڑی بات ہے اور خدا کے لیے جنگ کرنا کمیاب ہے اور دینِ خدائے جبّار کی خرابیوں کی اصلاح کا سبب ہے۔ حالانکہ ہم سب ریاست کے ارکان اور نور و بادشاہی ہیں تو ہماری لڑائیوں کے کس زمانہ سے انکار کر سکتا ہے کہ ہم نے اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل نہیں کیا یا کون سا عیب تو ہم پر لگا سکتا ہے ابھی اُس کا کلام پُورا نہیں ہوا تھا کہ اُس تیر کا پیکان جو وُہ ہاتھ میں لیئے ہوئے تھا غصّہ کے سبب اُسکے ہاتھ میں چُبھ گیا مگر اُسے

خبر نہ ہوئی۔ جب کرز بن سیرہ کا مزاج کچھ ٹھنڈا ہوا تو عاقب نے اُس کی طرف رُخ کیا جس کا نام عبدالمسیح بن شرجیل تھا اور وُہ اُس روز بزرگِ قوم اور سردار اور صاحبِ رائے تھا کہ بغیر اُس کی رائے اور مشورہ کے اُس کی قوم کوئی کام نہیں کرتی تھی۔ غرض عاقب نے کرز سے کہا کہ تو سرخرو ہو تیرے پاس پناہ لینے والے عزیز و سربلند ہوں اور جس کو تو امان دے دے اُس پر کسی کا دستِ ظلم نہ پہنچے تو نے گرد آلود پیشانیوں کے حق سے حسب نجیب اور نسب کریم اور عزّت قدیم کو یاد کیا لیکن اے ابوسیرہ ہر کلام کے لیئے ایک مناسب موقع اور بہادری کے لیئے ایک وقت ہوتا ہے اور ہر شخص آیندہ دن کے بارے میں اپنے موجودہ وقت کا شبیہ ہوتا ہے۔ اور ایامِ حرب مختلف ہوتے ہیں۔ ایک جماعت کو ہلاک کرتے ہیں اور ایک گروہ کو غلبہ دیتے ہیں۔ لیکن عافیت بہترین لباس ہے اور مصائب و آلام کے کچھ اسباب ہوتے ہیں اور سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ انسان خود بلا و مصیبت کی راہ اختیار کرے یہ کہہ کر عاقب خاموش ہو گیا اور سر جُھکا لیا۔ پھر سیّد نے اُس کی طرف رُخ کیا جس کا نام اہتم بن نعمان تھا اور نجران والوں کا عالم اور بلندیِ مراتب میں عاقب کا مثل و مانند تھا اور اہلِ علم کے قبیلہ سے تھا اور قبیلۂ لخم سے ملحق ہو گیا تھا اُس نے کہا اے ابو واثلہ تیری کوشش بار آور ہو اور تیرا ستارہ بلند ہو ہر چمکنے والی چیز میں روشنی ہوتی ہے اور ہر صحیح بات میں ایک نُور ہوتا ہے لیکن عقل بخشنے والے خدا کی قسم اُس نُورِ کلام کو ادراک وہی کرتا ہے جو بینا ہوتا ہے بے شبہ تم تینوں حضرات نے مراتبِ کلام میں ایسی راہ اختیار کی ہے جو بعض ہموار ہے اور بعض ناہموار ہے اور تم میں سے ہر ایک کی رائے اُس کی عقل کے مطابق خوش آیند ہوتی ہے اور کبھی امرِ محکم اپنے محل پر قائم ہو جاتا ہے بیشک قریش کے سردار و بزرگ نے امرِ عظیم اور ایک اہم غرض کے لیئے بُلایا ہے لہٰذا تمہاری رائے اس کے بارے میں جو ہو وُہ بیان کرو۔ یا تو اُس کی اطاعت پر متفق ہو جاؤ یا اُس کی مخالفت و انکار پر مشورہ کر لو۔ یہ سُنکر پھر کرز اپنی بات پر قائم و مستحکم رہا اور نہایت سخت و درشت انداز میں بولا کہ کیا ہم اپنا دین جس پر ہماری ہر رگ و ریشہ مضبوط ہوا ہے ترک کر دیں گے حالانکہ ہمارے آباؤ اجداد اسی پر قائم رہے ہیں اور بادشاہانِ عالم اسی دین کے سبب سے ہم کو پہچانتے اور ہماری عزّت کرتے ہیں اور ہم ذلّت و خواری کے ساتھ جزیہ دینا منظور کریں گے؟ نہیں خدا کی قسم! ہم ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک کو منظور نہیں کر سکتے جب تک کہ تلواریں نیام سے باہر نہ نکال لیں اور بیشمار عورتوں کو بیوہ نہ کر لیں یا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے سامنے ہمارے خون بہہ جائیں۔ ہم اُن سے جنگ کریں گے یہاں تک کہ خداوندِ عالم جس کو چاہے فتح عطا فرمائے۔ یہ سُنکر سیّد نے کہا اے ابوسیرہ اپنے اُوپر اور ہم سب پر رحم کر کیونکہ اگر ہم محمدؐ کے خلاف ایک تلوار نیام سے نکالیں گے تو ان کی طرف سے بے شمار تلواریں نکل آئیں گی کیونکہ تمام عرب اُن کا تابع و فرمانبردار ہو گیا ہے اور سارے قبیلے اُن کی اطاعت کر چکے ہیں، اور اُن کی حکومت تمام شہروں اور جنگلوں پر چھا گئی ہے۔ بادشاہِ عجم اور قیصرِ روم اُن سے عاجز ہیں تمہاری کیا ہستی ہے کہ اُن سے مقابلہ کرو گے۔ بہت جلد تم اور وُہ لوگ جو تمہاری مدد میں اُن سے جنگ کریں گے اس طرح برباد ہو جاؤ گے کہ پھر کوئی تمہارا نام نہ لے گا۔ تم اس تنکے کے مانند ہو جاؤ گے جو سیلاب میں بہہ جاتا ہے یا گوشت کا ایک ٹکڑا ہو گے جو پتھر پر ڈال دیا جاتا ہے۔

ان کے ہمراہ ایک شخص نصاریٰ کے زندیقوں میں سے جہیز بن سراقۂ بارقی تھا جو نصاریٰ کے بادشاہوں

کے نزدیک بڑا صاحب عزت تھا اور نجران میں رہتا تھا۔ سید نے کہا کہ اے ابو سعاد تو بھی اس معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کر کیونکہ اس مجمع میں عظیم واقعات طے کیے جاتے ہیں۔ اُس نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ محمدؐ کے پاس چل کر اُن کی اطاعت قبول کر لو اور وہ چیزیں جو وُہ تم سے چاہتے ہیں دینا منظور کر لو۔ پھر بادشاہانِ نصاریٰ سے خط و کتابت کرو خصوصاً سب سے بڑے بادشاہ سے جو قیصر روم ہے اور بادشاہانِ سیاہان بادشاہ نوبہ و حبشہ و علوہ و رعا و راحت و مریس و قبط کہ یہ سب نصرانی ہیں۔ اسی طرح شام اور اُس کے اطراف و جوانب کے نصرانی بادشاہوں غسان، لخم، جذام اور قضاعہ وغیرہ کہ وُہ بھی تمہارے دین میں ہیں اور تمہارے دوست و ہمدرد ہیں اسی طرح اہل حیرہ وغیرہ کے عابدوں کو اور اُن لوگوں کو جو محمدؐ کے دین پر مائل ہو گئے ہیں مثل قبائل تغلب دُختر وائل وغیرہ کے اور جو ربیعہ بن نزار سے ہیں ان سب کے پاس خطوط اور قاصد روانہ کرو اور ان کو اپنے دین کی مدد کے لیئے بلاؤ۔ تاکہ روم سے لشکر آئے اور سیاہان اصحاب فیل کے مانند متوجہ ہوں اور عرب کے نصرانی جو ربیعہ کے قبیلے سے ہیں اور یمن میں سکونت پذیر ہیں تمہارے پاس آئیں۔ جب ہر طرف سے مدد تمہارے پاس آجائے پھر اپنے قبیلے کے لوگوں کو جمع کرو جو تمہاری مدد پر آمادہ ہو جائیں۔ پھر سب کے سب مل کر جو مقابلہ کی قوت رکھتے ہو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب رُخ کرو۔ پھر اُن کے لشکر کو تم سے مقابلہ کی مجال نہ ہوگی اور وُہ سب مغلوب اور مقہور ہوں گے۔ تم ان کو جلد برباد و فنا کر دو گے اور آتشِ فتنہ بجھ جائے گی۔ پھر تم اہل عالم میں سب سے بڑے مانے جاؤ گے کعبہ کے مانند جو تہامہ میں ہے کہ تمام عالم والے اُس کی طرف حج کو جاتے ہیں۔ میری رائے یہی ہے اسی کو غنیمت سمجھو زیادہ غور و فکر اور رائے زنی مناسب نہیں ہے۔ جہیز بن سراقہ کی یہ رائے سب کو پسند آئی اور یہی طے پایا کہ اسی پر عمل کریں۔ اور سب منتشر ہونا چاہتے تھے کہ ایک شخص فرزندان قیس بن ثعلبہ میں سے قبیلہ ربیعہ بن نزار کا جس کا نام حارثہ بن آثال تھا کھڑا ہو گیا وُہ بھی عیسائی تھا۔ اُس نے جہیز کی طرف رُخ کر کے مثال کے طور پر چند شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ کب تک تو کوشش کرتا رہے گا کہ راہِ حق کو باطل سے روکے۔ حالانکہ حق چھُپا نہیں رہتا اگر تو حق کے ساتھ چاہتا ہے کہ پہاڑوں کو راہ پر لگا دے تو کر سکتا ہے اور جب گھر میں دروازہ سے نہیں آئے گا تو بھٹکتا پھرے گا اور جب دروازہ سے آئے گا تو گھر کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ پھر سید و عاقب اور علماء اور عباد نصاریٰ اور تمام نصاریٰ نجران کی طرف کہ اُن کے سوا کوئی اور وہاں نہ تھا رُخ کر کے بولا کہ سُنو اور سمجھو اے علم و حکمت کے وارثو اور حجت و برہان کے قائم کرنے والو خدا کی قسم سعادتمند وُہ ہے جو نصیحت سُنے اور حق سے انحراف نہ کرے۔ بیشک میں تم کو خدا سے ڈراتا ہوں اور حضرت عیسیٰؑ کی وصیت یاد دلاتا ہوں۔ پھر جناب عیسیٰؑ کی وصیت اور اُن کا جناب یوشعؑ بن یوحنا کو اپنا وصی قرار دینا اور اُن کا بیان کرنا اُن واقعات کو جو اُن کی اُمت میں واقع ہوں گے کہ لوگ باطل مذہب اختیار کریں گے وغیرہ بالتشریح بیان کر کے کہا کہ حق تعالیٰ نے جناب عیسیٰؑ کی جانب وحی فرمائی کہ اے میری کنیز کے فرزند میری کتاب پر اپنی تمام طاقت و قوت کے ساتھ عمل کرو اور اہل سوریا کے لیئے اس کی تفسیر اُنہی کی زبان میں بیان کرو اور اُن کو جتلا دو کہ میں خدا ہوں کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے میں ہوں ہمیشہ زندہ کہ کبھی نہ مروں گا اپنی ذات سے قائم ہوں۔ میں ہی وُہ خدا ہوں کہ تمام عالمین کو عدم سے میں نے بغیر کسی اصل و مادہ کے پیدا کیا میں ہوں ہمیشہ باقی رہنے والا کہ زوال نہیں رکھتا اور ایک حال سے

دوسرے حال پر منتقل نہیں ہوتا۔ بیشک میں نے اپنے رسُولوں کو بھیجا اور اپنی رحمت سے ہدایت خلق کے لیئے کتابیں نازل کیں تاکہ ان کو گمراہی سے بچاؤں۔ پھر یقیناً پیغمبروں میں سب سے ذی عزّت احمدؐ کو بھیجوں گا جس کو میں نے تمام خلائق میں انتخاب کیا ہے اور تمام عالمین میں سے فارقلیطا کو برگزیدہ کیا ہے جو میرا بندہ اور دوست ہے۔ اس کو اس وقت بھیجوں گا جبکہ دُنیا ہادی سے خالی ہو گی۔ اور اُس کو اُس کے محل ولادت کوہ فاران سے مبعوث کروں گا جو مکہ معظمہ میں ہے اور اُس کے پدر ابراہیمؑ کا مقام ہے۔ اور ایک نور اُس کے لیئے بھیجوں گا جس سے نابینا آنکھوں کو بہرے کانوں کو اور نادان دلوں کو روشنی حاصل ہوگی۔ کیا کہنا ہے اُس کی خوش نصیبی کا جو اُس کے زمانہ میں ہو اور اُس کی باتوں کو سُنے۔ اُس پر ایمان لائے اور اُس کی شریعت اور کتاب کی پیروی کرے۔ تو اے عیسیٰؑ جب اُس پیغمبرؐ کو یاد کرو تو اُس پر صلوات بھیجو کیونکہ میں اور میرے تمام فرشتے اُس پر صلوات بھیجتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب حارثہ بن آثال کا کلام یہاں تک پہنچا تو سید اور عاقب کی نگاہوں میں دُنیا تاریک ہو گئی کیونکہ وُہ پسند نہیں کرتے تھے کہ جناب عیسیٰؑ کی یہ وصیت اس مجمع میں بیان کی جائے کیونکہ ان دونوں کی نجران کے عیسائیوں میں بڑی عزت تھی اور بادشاہوں کے نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی وہ ان کے لیئے ہدیئے اور تحفے بھیجتے تھے۔ اسی طرح عام رعایا بھی۔ لہٰذا اُن کو خوف ہوا کہ لوگ اُن سے منحرف ہو جائیں گے اور اُن کی اطاعت نہ کریں گے۔ اور اگر وُہ مسلمان ہو جائیں تو ان کی وُہ قدر و منزلت جاتی رہے گی۔ لہٰذا عاقب نے کہا اے حارثہ غور کر اور سمجھ کہ اس کلام کی رد کرنے والی دلیلیں قابلِ قبول دلیلوں سے زیادہ ہیں اور بہت سی باتیں اُس کے کہنے والے سے بلند ہوتی ہیں اور پوشیدہ حکمتوں کو ظاہر کرنے سے دلوں کو نفرت ہوتی ہے۔ لہٰذا خوف کر دلوں کی نفرت سے کیونکہ ہر وُہ بات کہنا چاہیئے جن کی اہلیت اُن کے نزدیک ہو اور ہر کلام کا ایک محل ہوتا ہے۔ ہر بات عام طور سے نہیں کہی جاسکتی۔ ہر موقع پر وہی بات کہنا چاہیئے جو نجات کا سبب ہو اور جس کے کہنے میں کسی کا ضرر نہ ہو۔ میں نے نصیحت کا جو حق تھا ادا کر دیا لہٰذا اب کوئی بات مت کہہ اور خاموش ہو جا۔ پھر سید نے بھی چاہا کہ عاقب کی تائید کرے اور حارثہ سے کہا کہ میں ہمیشہ تجھ کو صاحب علم و عقل سمجھتا رہا کیونکہ صاحبانِ عقل کی عقلیں تیری طرف مائل تھیں لہٰذا ہرگز عاجزی اور لجاجت مت اختیار کر اور لوگوں کو پانی کے بدلے شراب کی طرف مت لے جا۔ اگر کوئی تجھ کو اس گفتگو میں معذور سمجھ لے تو درحقیقت تو معذور نہیں۔ اگر ابو واخر نے تجھ سے سخت کلام کیئے تو اس کا قصور نہیں۔ بیشک اُس کا سب قول و عمل ہمارا ہے وُہ ہمارا پیشوا ہے اگر اُس نے تجھ پر عتاب کیا تو اُس کی نصیحت پر عمل کر اور تجھ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پیشوائے قریش یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین کی بقا بہت تھوڑی ہے جو جلد ختم ہو جائے گا اور اُس کے بعد ایک قرن گزرے گا جس کے آخر میں ایک پیغمبر حکمت و بیان اور شمشیر و بادشاہی کے ساتھ عظیم سلطنت کا مالک ہوگا جس کی اُمت مشرق و مغرب کو اپنے تصرف میں لائے گی اور اس کی ذریت سے ایک پاک و طاہر بادشاہ ہوگا جو تمام بادشاہوں پر غالب ہوگا۔ اور تمام دین والے اُس کے دین میں داخل ہو جائیں گے اور اُس کی حکومت ہر اُس شے پر ہوگی جس پر رات اور دن گزرتے ہیں اے حارثہ یہ مدت بہت طویل ہوگی جس کی اطلاع نہیں لہٰذا جو کچھ اپنے دین کے بارے میں تجھ کو علم ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہ اور دوسرے دین میں داخل مت ہو کیونکہ وُہ بہت جلد زمانہ کے ساتھ منقطع ہو جائے گا یا کسی حادثہ سے زائل ہو جائے گا اور جو آئندہ آئے گا اُس سے غرض مت رکھ کیونکہ ہم اس وقت اسی دین پر مکلف ہیں اور کل کی بات

کل والے جانیں۔ یہ سُنکر حارثہ بن آثال نے جواب دیا کہ اے ابو قرہ خاموش ہو جو شخص کل کی فکر نہ کرے اُسے آج کا دن کیا فائدہ دے گا۔ خدا سے ڈرتا کہ خدا تجھ کو پناہ دے کیونکہ عالمین میں سوائے اُس کے کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔ تُونے یہ باتیں عاقب کی خاطر سے کیں کیونکہ وُہ تمہارا بزرگ اور پیشوا ہے اور گروہ نصاریٰ تم دونوں کی طرف رجوع ہے۔ اگر اپنی بزرگی اور پیشوائی قائم رکھنے کے لیئے حق کی تردید کرتے ہو تو تمہیں اختیار ہے لیکن نصیحت اُن لوگوں کے لیئے ہے جو ہدیہ کے ساتھ بھیجے جاتے ہیں اُن کی طرف جو اُس کے اہل ہوتے ہیں۔ اور تم ان باتوں کے قبول کرنے کے زیادہ مستحق ہو کیونکہ ہمارے قلوب تمہاری طرف مائل ہیں اور تم دونوں دین میں ہمارے پیشوا ہو۔ اے دونوں بزرگو اور عقل کو رہبر بناؤ اور جو کچھ عقل حکم دے اُس کو قبول کرو اور جو سامنے آگیا ہے اُس کے گردو پیش پر غور کرو اور اُس کے نتیجے کو سوچو اور تاخیر مت کرو اور خدائے کریم و برتر کی رضامندی اختیار کرو جس طرح وُہ ہر روز تم پر اپنا فضل و کرم کرتا رہتا ہے۔ اور اپنے ننگ و عار کو راہ مت دو کیونکہ جو شخص نفس کی لگام کو چھوڑ دیتا ہے وُہ اُس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ جو شخص اپنی عاقبت پر نظر رکھتا ہے وُہ ہلاک ہونے سے محفوظ رہتا ہے جو شخص اپنی عقل سے کام لیتا ہے عبرت حاصل کرتا ہے اور دُوسروں کے لیئے عبرت کا باعث نہیں ہوتا اور جو شخص خدا کے لیئے نصیحت کرتا ہے اور خدا کی خوشنودی اختیار کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس کو دنیوی زندگی میں عزت و بزرگی کے ساتھ اُنس عطا فرماتا ہے اور وُہ عقبیٰ میں سعادت پاتا ہے پھر عاقب کی طرف عتاب کے ساتھ رُخ کیا اور کہا اے ابو واثلہ تُونے کہا کہ تیری باتوں کا رد کرنے والا اُس کے قبول کرنے والے سے آگے ہے خدا کی قسم تو اس کا زیادہ سزاوار تھا کہ کوئی تیرے اس کلام کو تیرے متعلق بیان نہ کرتا۔ بیشک تُو جانتا ہے اور ہم سب انجیل کی پیروی کرنے والے ہیں۔ جناب عیسیٰؑ نے جو کچھ اپنے حواریوں سے فرمایا اور قوم عیسےٰؑ میں جو شخص مومن ہے جانتا ہے کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے صحیح ہے اور جو کچھ تو کہتا ہے غلط اور خطا ہے جو تجھ سے واقع ہوئی جس کی تلافی سوائے توبہ کے اور جو تُونے انکار کیا ہے اُس کے اقرار کرنے کے اور کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ پھر سید کی طرف رُخ کیا اور کہا کوئی تلوار نہیں جو خطا نہ کرے اور کوئی عالم نہیں جس سے لغزش نہ ہو تو جو اپنی غلطی کی اصلاح کرلے وُہ سعادت مند ہے جس کو سیدھا راستہ مل گیا اور بدنصیب وُہ ہے جو اپنی خطا پر اصرار کرتا ہے اے سید تُونے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد دو پیغمبر ہوں گے یہ خدا کی کتابوں میں کہاں ہے۔ کیا تو نہیں جانتا جو حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ جس وقت میں اپنے اور تمہارے باپ کے پاس چلا جاؤں گا تو کچھ مدت کے بعد تمہارے پاس صادق اور دروغ گو دو شخص آئیں گے اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا اے عیسیٰؑ وُہ کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا ایک پیغمبر اولادِ اسمٰعیلؑ سے ہوگا اور ایک جھوٹا دعویٰ کرنے والا بنی اسرائیل سے ہوگا۔ راست گو تو رحمت کے ساتھ مبعوث ہوگا اور اُس کے لیئے بادشاہی اور سلطنت ہوگی جبتک دُنیا قائم رہے گی۔ اور وُہ کاذب تو اُس کا لقب مسیح دجال ہوگا اُس کی حکومت تھوڑی مدت رہے گی اور خداوند عالم اُس کو میرے ہاتھ سے قتل کرے گا جس وقت کہ میں دوبارہ دُنیا میں آؤں گا۔ یہ بیان کرکے حارثہ نے کہا اے قوم ہم تم کو تمہارے گزشتہ یہودیوں کے افعال سے پرہیز کرنے کی فہمائش کرتے ہیں جنہوں نے خوف ظاہر کیا اور کہا کہ دو مسیح آئیں گے ایک مسیح رحمت و ہدایت اور دُوسرا مسیح ضلالت اور ہر ایک کی نشانیاں بیان کیں تو عام یہودیوں نے مسیح ہدایت سے انکار کیا اور اُس کی تکذیب کی اور مسیح ضلالت

پر ایمان لائے جو درحقیقت دجال ہے اور اُسی کا انتظار کرتے ہیں۔ اور تمام اُمور میں ایسے ہی فتنے برپا کیئے اور کتاب خدا کو پسِ پُشت ڈال دیا اور پیغمبرانِ خدا کو شہید کیا اور اُن لوگوں کو بھی جو حکم خدا سے عدل کے ساتھ قیام فرماتے مار ڈالا تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے ان کے اعمالِ قبیحہ کے سبب سے ان کی بصیرت زائل کردی اور اُن کے ظلم و فساد کے سبب سے ان کی بادشاہی برطرف کردی اور ذلت و خواری اُن کے لیئے مقرر فرمائی اور آتشِ جہنم کو اُن کی بازگشت قرار دیا۔ عاقب نے کہا اے حارثہ تو کیونکر جانتا ہے کہ یہ پیغمبر جو مدینہ میں مبعوث ہوا ہے وہی ہے جو کتابِ الٰہی میں مذکور ہے۔ ممکن ہے یہ تیرا چچا زاد بھائی مسیلمہ صاحبِ یمامہ ہو کیونکہ وُہ بھی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے جس طرح محمد قریشی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرتے ہیں اور دونوں اسمٰعیلؑ کی اولاد سے ہیں اور دونوں کے پیروی کرنے والے ہیں جو ان کی پیغمبری پر گواہی دیتے ہیں اور اُن کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ کیا تو ان دونوں میں کچھ فرق سمجھتا اور بیان کرسکتا ہے؟ حارثہ نے کہا ہاں ہاں خدا کی قسم زمین و آسمان اور ابر اور مٹی کا فرق ہے اور وُہ چند دلیلیں اور نشانیاں ہیں جن سے خدا کے عبرت حاصل کرنے والے بندوں کے دلوں میں حجتہائے الٰہی یعنی خدا کے انبیاء و مرسلین کی حقیقت ثابت ہوتی ہے۔ مسیلمۂ کذاب یمامہ والا تو اُس کے بارے میں تمہارے لیئے یہی کافی ہے جو کچھ تم کو تمہارے قاصدوں نے اور اُن کے علاوہ اور لوگوں اور اُن مسافروں نے جو اُس کے شہر گئے تھے اور اُن یمامہ والوں نے جو تمہارے پاس آئے ہیں ان سب نے تم کو خبر دی کہ مسیلمہ نے ایک جماعت کو یثرب میں احمدؐ کے پاس بھیجا تھا تاکہ وُہ اُن کے حالات کی تحقیق و جستجو کریں۔ ان لوگوں نے احمدؐ میں پیغمبرانِ گزشتہ کے صفات دیکھے اور آکر بیان کیا کہ احمدؐ یثرب میں آئے ہیں حالانکہ اُن کے تمام کنوئیں خشک تھے بہتوں میں پانی بہت کھاری تھے۔ اور قبل اس کے کہ وُہ آئیں وُہ سب پانی شیریں اور خوش مزہ نہ تھے۔ جب وُہ تشریف لائے تو بعض کنوؤں میں اپنے دہن مبارک کا لعاب ڈالا اور بعض میں کُلی کی تو سب شیریں اور لبریز ہوگئے اور بعض جماعت نے کہا جن کی آنکھیں دُکھتی تھیں حضرتؐ نے لعاب دہن اُن کی آنکھوں میں لگا دیا وُہ فوراً اچھی ہوگئیں۔ اور کچھ لوگوں کے زخم تھے حضرتؐ نے لعاب دہن لگا دیا وُہ اچھے ہوگئے اور ان کے زخم بھر گئے اور بہت سے آنحضرتؐ کے معجزات بیان کیئے اور مسیلمہ سے کہا تو بھی ایسا کرکے دکھا جیسا احمدؐ نے کیا۔ اُس نے بعض کے اصرار سے مجبور ہوکر قبول کیا اور اُن کے ساتھ ایک کنوئیں پر گیا جس میں درحقیقت میٹھا پانی تھا جب اُس نے غرارہ کرکے اُس کنوئیں میں کُلی کی تو اُس کا پانی کھاری ہوگیا۔ اور ایک کنواں جس میں پانی تھوڑا تھا اُس میں اُس نے اپنا لعاب دہن ڈالا تو بالکل خشک ہوگیا کہ اُس میں ایک قطرہ پانی باقی نہ رہا۔ ایک شخص کی آنکھ میں درد تھا۔ لوگ مسیلمہ کے پاس اُس کو لائے۔ اُس نے اپنا لعاب دہن لگایا تو وُہ اندھا ہوگیا۔ ایک شخص کے جسم پر زخم تھا اُس پر آب دہن لگایا تو وُہ شخص مبروص ہوگیا۔ جب برعکس خرق عادات لوگوں نے مشاہدہ کیا اور کہا صحیح معجزہ دکھاؤ تو اُس نے کہا تم لوگ اپنے پیغمبر کے لیئے بُری اُمت ہو اور اپنے یگانے اور پسرِ عم کے واسطے بُرے یگانہ ہو۔ تم نے مجھ سے اصرار کیا اور کچھ وُہ باتیں طلب کیں قبل اس کے کہ وحی مجھ پر نازل ہو۔ اب مجھ کو تمہارے بدنوں کے متعلق خدا کی جانب سے اجازت ملی ہے تمہارے کنوؤں کے لیئے نہیں۔ آؤ تاکہ میں تمہیں شفا بخشوں۔ تو جو مجھ پر ایمان رکھتا ہوگا اس کو شفا ہوگی اور جس کے دل میں میری رسالت میں شک ہوگا وُہ پہلے سے بدتر ہوجائے گا۔ اب جو چاہے آئے تاکہ اُس کی آنکھ اور اس کے بدن پر اپنا آب دہن لگاؤں جس سے اُس کو شفا ہوگی۔ ان لوگوں نے کہا ہم نہیں چاہتے کہ تو ہمارے واسطے

کوئی کام کرے جس سے اہل یثرب ہم کو طعنہ دیں۔ آخر اُس کے معجزات سے بیگانگی اور جاہلیت کے تعصب کے سبب مُنہ پھیر لیا تاکہ اہل عرب اُن کو طعنہ نہ دیں۔ یہ سُنکر سید و عاقب نے ہنسنا شروع کیا یہانتک کہ ہنسی کی زیادتی کے سبب اپنے پیر زمین پر پٹکنے لگے کہتے تھے کہ نور کو ظلمت سے اور حق کو باطل سے کیا نسبت اور حق و باطل اور نور و ظلمت میں اتنا فرق نہیں جس قدر ان دونوں کی سچائی اور کذب میں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب عاقب نے دیکھا کہ مسیلمہ کا معاملہ جھوٹا اور باطل ہوگیا اس طرح چاہا کہ اُس کا تدارک کرے؛ کہا کہ مسیلمہ یہ غلط کام کر رہا ہے کہ دعوےٰ کرتا ہے کہ خداوند کریم نے اُس کو مبعوث کیا ہے۔ لیکن بہتر کیا ہے کہ اپنی قوم کو بُت پرستی سے باز رکھا اور خدائے سُبحانہٗ وتعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے۔ حارثہ نے کہا تجھ کو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے زمین کو کشادہ کیا اور آفتاب و ماہتاب کو روشن کیا کیا نازل شدہ سماویہ کتابوں میں یہ نہیں ہے کہ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں وُہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور میں ہی روزِ قیامت اعمال کا بدلہ دینے والا ہوں۔ میں نے اپنی کتابیں بھیجیں اور اپنے پیغمبروں کو مبعوث کیا تاکہ ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو شیاطین کے مکر و فریب سے نجات دلاؤں۔ اور اُن پیغمبروں کو زمین میں خلائق کے درمیان ستاروں کے مانند روشن کیا تاکہ وُہ لوگوں کی میری وحی اور حکم کے مطابق ہدایت کریں جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس شخص نے اُن کی مخالفت کی تو اُس نے میری مخالفت کی۔ بیشک میں نے اور زمین کے تمام فرشتے اور ساری خلائق نے اُس پر لعنت کی ہے جو میری خداوندی سے انکار کرے یا میری کسی مخلوق کو میرا شریک قرار دے یا میرے کسی پیغمبر کا انکار کرے یا کہے کہ وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے حالانکہ میں نے اُس پر وحی نہ بھیجی ہو یا میری خداوندی کو پوشیدہ کرے یا خدائی کا دعویٰ کرے یا میرے بندوں کو گمراہ کرے یا ان کو راہِ حق سے اندھا بنائے۔ بے شبہ میری مخلوق میں سے جو شخص میری عبادت کرے گا یہ جانتے ہوئے کہ میں اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہوں اور اُسی کے مطابق میری بندگی کرے تو جو شخص اُس راہ پر جو میں نے اپنے پیغمبروں کی زبانی واضح کردی ہے نہ چلے گا تو اُس کی عبادت مجھ سے اسکی دوری کے سوا اور زیادتی نہیں کر سکتی۔ عاقب نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے سچ کہا۔ پھر حارثہ نے کہا کہ حق کے سوا کوئی چارہ نہیں اور سچائی کے سوا کہیں پناہ نہیں۔ اسی ذریعہ سے جو کچھ تُو نے کہا تھا میں نے بھی کہا ہے۔ تو سید جو کہ تکرار و جھگڑے میں بہت ماہر تھا بولا کہ اس قرشی (محمدؐ) کے بارے میں میرا اعتقاد ہے کہ اپنی قوم کے لیے پیغمبر ہے جو اولادِ اسمٰعیل سے ہیں۔ لیکن وُہ دعوےٰ کرتا ہے کہ تمام خلائق پر پیغمبر ہے۔ تب حارثہ نے کہا اے سید تو جانتا ہے کہ وُہ اپنی قوم پر خدا کی جانب سے مبعوث ہوا ہے؟ سید نے کہا ہاں۔ تو حارثہ نے کہا کیا تو اُس جہت سے اس کی رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ سید نے کہا اُن دلائل واضحہ کے ہوتے ہوتے کون انکار کرسکتا ہے۔ بیشک میں گواہی دیتا ہوں اور اس میں شک نہیں رکھتا ہوں۔ یہ تو تمام آسمانی کتابوں میں ہے اور تمام پیغمبروں نے اس کی بعثت کی خبر دی ہے۔ یہ سُنکر حارثہ نے سر جُھکا کر ہنسنا شروع کیا اور انگلیوں سے زمین پر لکیریں کھینچنے لگا۔ سید نے کہا کس واسطے ہنستا ہے اُس نے کہا تعجب کرتا ہوں اور ہنستا ہوں۔ سید نے کہا شاید میری بات تعجب خیز تھی جس پر تو ہنستا ہے اُس نے کہا ہاں کیا تعجب کی بات نہیں ہے یہ کہ ایسا شخص جو علم و حکمت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے ایسے شخص کو نبوت کے ساتھ برگزیدہ کیا ہے اور اپنی رسالت سے مخصوص فرمایا ہے اور اپنی روح و حکمت سے اُس کی مدد کی ہے

جو جھوٹ بولنے والا ہے اور کہتا ہے کہ وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے حالانکہ اُس پر وحی نہیں آئی ہے اور کاہنوں کی طرح جھوٹ اور سچ کو مخلوط کرتا ہے جو کبھی سچ کہتے ہیں اور کبھی جھوٹ۔ یہ سُنکر سید خجل و پشیمان ہوا اور سمجھا کہ غلط کہہ گیا اور الزام کے قابل ہوگیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حارثہ نجران والوں میں سے نہ تھا اور غریب آدمی تھا اور اُس جگہ اُس نے سکونت اختیار کرلی تھی۔ پھر عاقب نے اُس کی طرف رُخ کیا اور کہا اے برادر خاموش رہ اور زبان درازی مت کر کیونکہ بہت سی باتیں بولنے والے کو کنوئیں کی گہرائی میں پہنچا دیتی ہیں اور بہت سی باتیں دشمنوں کو دوست بنا لیتی ہیں لہٰذا ایسی باتیں ترک کر جن کو دِل قبول نہیں کرتے اگرچہ ان کے کہنے میں تو معذور ہے۔ سُن اور سمجھ کہ ہر چیز کی ایک صورت ہے اور آدمی کی صورت اس کی عقل ہے اور عقل کی صورت ادب ہے اور ادب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک طبیعی ہے دوسرا وُہ جو حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اُن میں بہترین آداب وُہ ہیں جن کا خلاقِ عالم نے حکم دیا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے بادشاہ کا ادب ملحوظ رکھا جائے کیونکہ اُس کا وُہ حق ہے کہ دُنیا میں کسی کا نہیں کیونکہ بادشاہ خدا اور اُسکے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک قہر و غلبہ رکھنے والا دوسرا بادشاہ حکمت و شرع والا۔ اور اُس کا حق بہت زیادہ ہے۔ اور اے حارثہ تو جانتا ہے کہ خدا نے ہم کو نصرانی بادشاہوں پر فوقیت اور حکومت عطا کی ہے پھر تمام انسانوں پر۔ لہٰذا چاہیئے کہ ہر شخص کے حق کو تو سمجھے اور یہی تیری مذمت کے لیئے کافی ہے کہ سلاطین حکمت کے حق کی رعایت تو نہیں کرتا۔ پھر کہا کہ تُو نے برادرِ قریش یعنی محمدؐ کا ذکر کیا کہ وُہ معجزات لائے ہیں۔ بہت صحیح تُو نے کہا اور خوب کہا۔ ہم بھی جانتے ہیں اور اُس پر اور اُس کی رسالت پر یقین رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اُس کو معجزات و بیّنات اگلے اور پچھلے لوگوں کے حاصل ہیں سوائے ایک نشانی کے جو سب سے زیادہ عظیم اور زیادہ واضح ہے جو سر کے مانند ہے اور یہ علامتیں جو اُس کو حاصل ہیں بدن کے مثل ہیں۔ اور بے سر کے جسم کی کیا حیثیت ہے۔ صبر کر تاکہ اُس کے حالات کی ہم تحقیق کریں اور اُس کی علامتوں اور معجزات پر غور کریں اگر وُہ علامت ظاہر ہو جو تمام نشانیوں سے بالاتر ہے تو ہم تجھ سے پہلے اُس کے دین میں داخل ہوں گے اور تجھ سے پہلے اس کی اطاعت کریں گے۔ حارثہ نے کہا کہ تُو نے جو کچھ کہا اور سُنایا تو حق کو بیان کیا۔ ہم سُنتے ہیں اور اطاعت کے لیئے تیار ہیں۔ وُہ کونسی علامت ہے کہ اگر وُہ نہ ہو تو یہ تمام علامتیں ظاہر ہونے کے بعد عیب میں داخل ہیں عاقب نے کہا سید نے اُس کو بیان کیا لیکن تُو نے غور نہیں کیا اور یہ تمام باتیں بے کار بنا ڈالیں۔ حارثہ نے کہا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں وُہ پھر بیان کر کون سی بات ہے؟ عاقب نے کہا نجات وُہ پاتا ہے جو حق معلوم ہونے کے بعد اُس کو قبول کرتا ہے اور رُخ اُس سے نہیں پھیرتا۔ بیشک تم اور ہم جانتے ہیں اور ہمارے علاوہ علمائے کتب الٰہی بھی جانتے ہیں جو کچھ اس کتاب میں ہے علوم گزشتہ اور جو کچھ واقع ہونے والا ہے بیشک ہر اُمت کی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ یہ خوشخبری ظاہر ہوچکی ہے کہ احمدؐ ایک پیغمبر آئے گا جو خاتم پیغمبران ہے۔ اس کی اُمت مشرق و مغرب کی مالک ہوگی اور وُہ اور اُس کی اُمت کے لوگ مدت تک بادشاہی کریں گے۔ پھر وُہ ایک بادشاہ پر ظلم کرینگے جو اُس پیغمبرؐ کی پیروی کرنے والوں میں نسب و فضیلت کے لحاظ سے اور نزدیک ترین اُمت ہوگا اور وُہ اپنے پیغمبرؐ کی وصیت ظلم و سرکشی کے ساتھ ترک کردیں گے۔ پھر برسوں تک خلافت بادشاہی میں تبدیل ہوجاتے گی اور اُن کی بادشاہی عظیم ہوگی یہانتک جزیرۂ عرب میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا کہ جس کے مکین بعض تو اُن کی طرف رغبت کریں گے اور بعض اُن سے خوفزدہ

ہوں گے۔ پھر اُن کی بادشاہی زائل ہو جائے گی اور دُوسرے لوگ اُن پر بادشاہ ہوں گے جو اُنہی کے بندے اور غلام رہے ہوں گے۔ اور بُرے طریقے اور بُری خصلتیں دُنیا میں چھوڑیں گے اُن کی بادشاہی ظلم و غلبہ کے ساتھ ہوگی پھر اُن کی حکومت چاروں طرف سے کم ہوگی اور اُن پر کفار غلبہ حاصل کریں گے۔ پھر اُن پر آفتیں سخت ہوں گی اور بلائیں ہر طرف سے اُن کو گھیر لیں گی یہانتک کہ ان کے سامنے ظلم و ستم کی زیادتی کے باعث موت زندگی سے بہتر ہو جائے گی اُن کے بزرگ ایسے لوگ و سردار ہوں گے جو سرداری اور بزرگی کے لائق نہ ہوں گے۔ آخر دین اُن کے ہاتھ سے جاتا رہے گا اور سوائے نام کے دین باقی نہ رہے گا۔ اُس زمانہ میں مومنین غریب ہوں گے اور دیندار تھوڑے یہانتک کہ سوائے مختصر اشخاص کے سب خدا کی طرف سے کشائش سے مایوس ہو جائیں گے اور کچھ لوگوں کا گمان تو بے انتہا فتنہ و شر کے سبب سے جس میں وُہ گھرے ہوں گے یہ ہو جائے گا کہ خدا اب اپنے دین کی مدد نہ کرے گا۔ آخر حق سبحانہٗ و تعالیٰ اُن کی نااُمیدی کے بعد اُن کے پیغمبرؐ کی ذریت میں سے ایک شخص کے ذریعہ اُن کی تلافی کرے گا اور اس کو ایسے مقام سے ظاہر کرے گا جس کو وُہ لوگ نہ جانتے ہوں گے۔ اور اُس پر فرشتے آسمانوں پر صلوات بھیجتے ہیں زمین اور جو کچھ اُس میں ہے مثل چرند و پرند اور مخلوق کے اُس کے ظہور سے خوشحال ہو جائے گی اور زمین اپنی برکت و زینت اور خزانے ظاہر کرے گی یہانتک کہ اس طرح ہو جائے گی جیسی آدمؑ کے زمانہ میں تھی اور اُس شخص کے زمانہ میں فقر و بلا و امراض برطرف ہو جائیں گے جو سابقہ اُمتوں پر نازل ہوتے تھے اور تمام شہروں میں امن قائم ہو جائے گا اور ہر زہریلے جانور کا زہر اور ڈنک اور درندوں کے پنجے وغیرہ بے ضرر ہو جائیں گے یہانتک کہ چھوٹی چھوٹی بچیاں سانپ کے بچوں کے ساتھ کھیلیں گی اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا اور شیر گایوں کے گلے کے لیے مثل چرواہوں کے ہو جائیں گے اور بھیڑیئے بھیڑ بکریوں کے لیے مددگاروں کے مثل ہوں گے اور خداوندِ عالم اُس شخص کو تمام ادیانِ عالم پر غالب کر دے گا۔ وُہ تمام ملکوں پر منتہائے چین تک حکومت کرے گا یہانتک کہ کوئی شخص باقی نہ رہے گا مگر دینِ حق پر ہو گا جس دین کو خدا پسند کرتا ہے اور جس پر آدمؑ سے خاتمؐ تک تمام پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ہے۔

جب عاقب کا کلام یہانتک پہنچا تو حارثہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اُس خدا کی قسم جس نے تمام اشیاء کو خلق فرمایا ہے کہ اے بزرگوار اور اے دانشمند بزرگ تیری تقریر سے حق ظاہر ہو گیا اور تیری سچی بات سے عالم منور ہو گیا۔ جو کچھ تُو نے کہا سب اُسی کے مطابق ہے جو کچھ خدا نے اپنی کتابوں میں جنکو بندوں کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے نازل فرمایا ہے۔ اور جو کچھ تو نے کہا سب حق اور سچ ہے ایک حرف کتابِ الٰہی کے خلاف نہیں لیکن وُہ بات کیا ہے جسے تو بیان کرنا چاہتا تھا۔ عاقب نے کہا کہ جو کچھ تو احمدؐ قرشی کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہے قطعی غلط ہے حارثہ نے کہا کیوں کیا تُو نے اعتراف نہیں کیا کہ لوگوں نے اس کی نبوت و رسالت اور معجزات کی گواہی دی ہے عاقب نے کہا بیشک میں اعتراف کرتا ہوں مگر جناب عیسیٰؑ اور قیامت کے درمیان دو پیغمبر ہیں جن میں سے ایک کا نام دُوسرے سے مشتق ہے۔ ایک محمدؐ ہیں اور دُوسرے احمدؐ۔ پہلے کے متعلق حضرت موسیٰؑ نے خبر دی ہے اور دُوسرے کے متعلق جناب عیسیٰؑ نے۔ اور یہ قرشی اپنی قوم پر مبعوث ہوا ہے اس کے بعد وُہ پیغمبر آئے گا کہ جس کی بادشاہی عظیم اور مدّت طویل ہو گی۔ خداوندِ عالم اُس کو بھیجے گا اور دین اُس پر ختم ہو گا اور وُہ تمام خلائق پر حجت ہو گا۔ پھر محمدؐ کے بعد فترت کا زمانہ آئے گا جس میں دین کی تمام بنیادیں اُکھڑ جائیں گی۔ پھر خدا اُس کو بھیجے گا جو

دوبارہ دین کی جڑوں کو مضبوط کرے گا اور خدا اُس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کرے گا تو وُہ اور اُس کے بعد صالح سلاطین تمام ان چیزوں کے مالک ہوں گے جن پر شب و روز طالع ہوتے ہیں مثل زمین و پہاڑ اور ہر خشک و تر کے۔ اور زمینِ خدا ان کی بادشاہی کی میراث میں ہو گی جس طرح آدمؑ و نوحؑ وارث و مالکِ زمین ہوتے تھے اسی طرح وُہ فقیروں کے لباس میں تواضع و فروتنی کے ساتھ بادشاہانِ عظیم الشان ہوں گے۔ لہٰذا وہی لوگ بہترین خلائق ہیں اُسی پیغمبرؐ کے ذریعہ سے اُس کے شہر والے اور خدا کے تمام بندے ہدایت پائیں گے اور اُن کے آخری بادشاہ پر طویل مدت کے بعد جناب عیسیٰؑ نازل ہوں گے۔ ان کے بعد ملکِ عظیم اور کوئی بھلائی زندگی میں باقی نہ رہے گی۔ ان کے بعد بے عقلوں کا چند گروہ مثل کنجشک کے رہ جائے گا اور اس جماعت بدترین خلائق پر قیامت آئے گی اور یہ رحمت کا وعدہ ہے جو خداوندِ عالم کثیر معجزات کے ساتھ احمدؐ پر بھیجے گا جس طرح ابراہیمؑ خلیل کے لیے بھیجا تھا جیسا کہ خدا کی کتابوں میں مسطور ہے۔ پھر حارثہ نے کہا اے عاقب تیرے نزدیک یہی طے شدہ ہے کہ یہ دونوں نام (احمدؐ و محمدؐ) دو شخصوں کے ہیں جو دو مختلف زمانوں میں ہوں گے عاقب نے کہا ہاں۔ حارثہ نے پُوچھا اس کے خلاف تیرے دل میں کوئی شک و گمان تو نہیں ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم یہ تو میرے نزدیک آفتاب سے زیادہ روشن اور واضح ہے۔ یہ سُنکر حارثہ نے سر جھکا لیا، اور تعجب سے زمین پر خط کھینچنا شروع کیا۔ پھر کہا اے بزرگ خرابی اس میں ہے کہ کوئی شخص مال رکھتا ہو اور اُسے خرچ نہ کرے۔ یا تلوار رکھتا ہو اور اُس کو صرف اپنے لیے زینت قرار دیا ہو اور اُس سے جنگ نہ کرے اور صاحبِ عقل و علم ہو لیکن اُس پر عمل نہ کرے۔ عاقب نے کہا اے حارثہ تُو نے بہت سخت بات کہی۔ وُہ کون ہے اُس نے کہا میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی قدرت سے آسمان و زمین قائم ہیں اور تمام جبر و ظلم کرنے والے اُس سے مغلوب ہیں کہ یہ دونوں نام ایک ہی شخص ایک ہی پیغمبرؐ اور ایک ہی رسولؐ کے ہیں جس کی خبر موسیٰؑ بن عمران نے دی ہے اور جس کی بشارت عیسیٰؑ بن مریمؑ نے فرمائی ہے اور ان سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے صحیفوں میں بیان فرمایا ہے یہ سُنکر سید نے مُسکرانا شروع کیا تاکہ حاضرین پر ظاہر کرے کہ حارثہ کا مذاق اُڑا رہا ہے اور اُس کی باتوں پر تعجب کر رہا ہے۔ پھر عاقب نے حارثہ سے سرزنش کے طور پر کہا کہ یہ سوچنا کہ سید عبث ہنس رہا ہے غلط ہے بلکہ تیری باتوں پر ہنستا ہے۔ حارثہ نے کہا کہ اگر وُہ ہنستا ہے تو وُہ ایک ننگ اور بلا ہے جو اُس نے اپنے اُوپر لازم کر لیا ہے؛ یا ایک فعل قبیح ہے جو اُس سے سرزد ہوا۔ کیا تم نے حکمت موروثِ الٰہی میں نہیں پڑھا ہے کہ خدا نے تم کو منع کیا ہے کہ حکیم کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ بیکار مُنہ بنائے یا بغیر کسی حیرت انگیز بات کے ہنسے کیا تم کو تمہارے سیّد و مولا مسیحؑ سے خبر نہیں ملی ہے جو اُن حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ عالم کا بیکار ہنسنا وُہ غفلت ہے جو اُس کے دل سے ظاہر ہوتی ہے یا مستی ہے جس نے اُس کو فکرِ قیامت سے غافل کر دیا ہے۔ یہ سُنکر سید نے کہا اے حارثہ کوئی اپنی عقل پر مغرور نہیں ہوتا سوائے اُس کے جو لوگوں کی طرف سے بدگمان ہوتا ہے۔ اگر میں اپنے علم میں تیری روایت کا محتاج ہوں تو میں عالم نہیں۔ کیا تجھ کو ہمارے پیشوا مسیحؑ سے یہ خبر نہیں پہنچی ہے کہ خدا کے کچھ بندے ہیں جو بوجہ رحمتِ الٰہی بظاہر ہنستے اور اُن کے دل خوف سے پوشیدہ طور سے روتے ہیں۔ حارثہ نے کہا جب ایسا ہو تو وُہ خوب ہے اُس نے کہا تو پھر اُس کے سوا یہ اور کیا ہے۔ لہٰذا تجھ کو چاہیئے کہ اپنے

خالق جل کے نیک بندوں کی طرف سے بُرا گمان مت کر۔ اچھا اب اپنی گفتگو کو پُوری کریں کیونکہ ہمارے اور تیرے درمیان تنازع اور جھگڑا طول پکڑ چکا ہے۔ راویانِ روایت بیان کرتے ہیں کہ یہ اُن کے درمیان بحث کا تیسرا روز تھا اور اپنے معاملہ میں غور و فکر کے لیئے یہ اُن کے اجتماع کی تیسری مجلس تھی۔ سید نے کہا اے حارثہ آیا تجھ کو ابو واثلہ نے فصیح ترین الفاظ میں یہ خبر نہیں دی جس کو تمام لوگوں نے سُنا اور تجھ کو دوبارہ نہیں آگاہ کیا لیکن تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اب میں دُوسرے طریقے سے بیان کرتا ہوں۔ میں تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں اُس کی جو اُس نے عیسےٰؑ پر نازل کیا ہے کہ کیا تُو نے کتاب زاجرہ میں جو زبان سُوریا سے عربی میں نقل کی گئی ہے دیکھا ہے یعنی صحیفہ شمعون بن حمون الصفا میں جو وصیٔ حضرت عیسےٰؑ تھے کہ اہلِ نجران کے نام لکھا ہے۔ اور دست بدست ہم تک پہنچی ہے جس میں بہت سی باتوں کے بعد یہ بیان ہے کہ جب ایک مدت گزرے گی اور لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور قطع رحم و بیگانگی کریں گے اور آثار انبیا محو ہو جائیں گے تو حق سُبحانہٗ و تعالیٰ فارقلیطا کو مبعوث کرے گا جو حق و باطل کو جُدا کرنے والا ہے اُس کو عدل و انصاف اور رحمت کے ساتھ خلائق پر مبعوث فرمائے گا۔ لوگوں نے حضرت عیسےٰؑ سے پوچھا کہ اے مسیحؑ زمان فارقلیطا کون ہے؟ حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا کہ فارقلیطا احمدؐ ہیں جو پیغمبر اور سلسلہ انبیا کے ختم کرنے والے ہیں اور وارثِ علوم انبیاءؑ ہیں۔ وہ پیغمبر وُہ ہیں کہ پروردگار عالم اُن پر اُن کی حیات میں رحمت نازل کرے گا اور اُن کی وفات کے بعد بھی رحمت بھیجے گا اس کے فرزندؑ کے سبب سے جو طاہر و مطہر ہے اور تمام علوم انبیا کا وارث ہے۔ اُس کو آخر زمانہ میں مبعوث فرمائے گا جبکہ تمام آثار و ہدایات انبیا کے نشانات مٹ چکے ہوں گے اور پیغمبروں کے چراغ گل ہو چکے ہوں گے اور اُن کے ستارے غروب ہو چکے ہوں گے۔ تو وُہ بندہ صالح تھوڑی مدت میں پہلے کی طرح دین اسلام کو قائم کرے گا اور حق سُبحانہٗ و تعالیٰ اس کی بادشاہی کو قرار دے گا اور دُوسرے نیک بندوں کو اُس کے پیچھے بھیجے گا تاکہ اُس کی حکومت عالم پر قائم ہو جائے۔ حارثہ نے کہا تُو نے جو کچھ کہا وُہ صحیح ہے۔ حق میں کوئی وحشت نہیں ہے اور دل حق کے سوا مطمئن نہیں ہوتا۔ تو جن کے یہ اوصاف تُو نے بیان کیئے وُہ کون ہے؟ سید نے کہا کہ حق یہ ہے کہ وُہ شخص بے اولاد نہیں ہوگا۔ حارثہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے اور وُہ شخص محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ سید نے کہا اے حارثہ تیرا دارومدار ہٹ دھرمی دکٹ دلیلی پر ہے کیا ان لوگوں نے جنکو ہم نے اس کے حالات کی تحقیق و تفتیش کے لیئے بھیجا تھا آکر بیان نہیں کیا کہ دو لڑکے جو محمدؐ کے تھے ایک قاسمؑ قریشی عورت سے جس کا نام خدیجہؓ تھا اور دُوسرا ایک زن قبطیہ کے بطن سے جس کا نام ابراہیمؑ تھا دونوں فوت ہو گئے اور محمدؐ بے فرزند ہو گئے جیسے سینگ ٹوٹی ہوئی گوسفند جو ہلاکت کے قریب ہو۔ لہٰذا اگر محمدؐ کے کوئی فرزند ہوتا تو تمہاری بات قابل قبول ہوتی کیونکہ صحیفہ شمعون میں ہے کہ اُس کا فرزند تمام عالم کا مالک ہوگا۔ چونکہ اس کے فرزند نہیں ہے اس لیئے یہ وُہ محمدؐ نہیں ہو سکتا جس کی عیسےٰؑ نے خبر دی ہے۔ حارثہ نے کہا خدا کی قسم عبرت تو بہت ہے لیکن کم ہیں ایسے لوگ جو عبرت حاصل کرتے ہیں اور دلیلیں واضح ہیں اگر بصیرت بینا ہو۔ جس طرح رمد آلود آنکھیں تکلیف کے سبب آفتاب کے چشمے کو نہیں دیکھ سکتیں اُسی طرح قاصر بصیرتیں انوار حکمت دیکھنے سے ادراک کی کمزوری کے سبب عاجز ہیں۔ پھر اُس نے سید و عاقب کی طرف رُخ کر کے کہا اگر ایسا ہے کہ محمدؐ کے کوئی لڑکا نہ ہوگا تو تم اس کی اطاعت و پیروی نہ کرو گے۔ قسم خدا کی تم پر حجت تمام ہو چکی اُس کے سبب سے

جو علوم حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے تم کو عطا کیا ہے اور خدا کی جانب سے دلیلیں جو تمہارے پاس ہیں اور باوجودیکہ خداوند عالم نے تم کو شرف و منزلت عوام اور بادشاہوں پر عطا فرمائی ہے اور ہر ایک بڑے کو تمہارا تابع کیا ہے کہ اُمور دین میں تمہاری طرف رجوع ہوتے ہیں اور تم ان کے محتاج نہیں ہو۔ جو کچھ تم حکم دیتے ہو وُہ عمل کرتے ہیں لہٰذا جس کو خلاق عالم کوئی شرف و منزلت عنایت فرماتا ہے اُس کو چاہیئے کہ الٰہی نعمتوں کے شکریہ میں خدا کی خوشنودی کے لیئے تواضع و فروتنی اختیار کرے کیونکہ خدا نے اُس کو بلند کیا ہے اور خدا کے بندوں کا ناصح اور خیرخواہ ہو اور خدا کے احکام میں تحریف نہ کرے۔ تم نے خود محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر کیا اور اُن گواہیوں کا جو ان کی بابت خدا کی کتابوں میں واقع ہوئی ہیں بیان کیا اور مطلع ہو کہ وُہ مبعوث ہوا ہے۔ پھر کہتے ہو کہ وُہ صرف اپنی قوم پر مبعوث ہوا ہے تمام خلائق پر نہیں۔ پھر کہتے ہو کہ یہ وُہ پیغمبر نہیں جو خاتم المرسلین اور حاشر ہے کہ تمام خلائق کا حشر اُسی کی اُمت پر ہوگا اور جو تمام انبیاء کا وارث ہے اور سب کے بعد آیا ہوگا کیونکہ تم کہتے ہو کہ وُہ بے نسل ہے۔ کیا تمہارا کلام نہیں ہے؟ سید و عاقب نے کہا ہاں یہی ہے۔ تو حارثہ نے کہا کہ اگر ظاہر ہو جائے کہ اُس کے فرزند ہیں تو کیا پھر شک کرو گے کہ وُہ وارث جمیع پیغمبران نہیں اور اس کا دین تمام دُنیا کے دینوں پر غالب نہ ہوگا اور وُہ خاتم انبیاؑ نہیں اور تمام خلائق پر رسُول نہیں ہے۔ ان دونوں نے کہا نہیں پھر کوئی شک نہیں ہوگا۔ حارثہ نے کہا کہ تم اس بحث و تکرار کے باوجود یہ اعتقاد رکھتے ہو؟ سید و عاقب نے کہا ہاں۔ اس وقت حارثہؓ نے کہا اللہ اکبر۔ وُہ بولے کیا ہوا کہ تُو نے اللہ اکبر کہا۔ شاید تُو نے ہم پر طنز کیا اور الزام رکھا۔ حارثہ نے کہا کہ حق ظاہر ہے اور باطل مردود ہے اور نفس اُس کے سُننے کے لیئے بیتاب ہو جاتا ہے یقیناً دریا کا رُخ موڑ دینا اور پہاڑوں کا توڑ ڈالنا اس کو مٹانے سے زیادہ آسان ہے جس کو حق تعالیٰ نے زندہ و قائم کیا ہے کیونکہ وُہ حق ہے اور زندہ کرنا اُس کو جسے خدا نے مردہ کیا ہے محال ہے کیونکہ وُہ باطل ہے۔ اب جان لو کہ محمدؐ بے نسل نہیں ہیں اور وہی خاتم المرسلین ہیں اور انبیا کے وارث اور آخری رسُولؐ ہیں۔ اُنہی کی اُمّت پر حشر ہوگا۔ اُن کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔ اُنہی کی اُمّت کے زمانہ میں قیامت برپا ہوگی پھر خدا ہی زمین کا وارث ہوگا اور جو کچھ اُس میں ہے سب کے سب فنا ہو جائیں گے۔ اُنہی کی ذریت سے وُہ بادشاہ صالح ہوگا جس کے متعلق تم نے بیان کیا کہ وُہ تمام مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور حق تعالیٰ اُس کو دینِ حنیفیہ و ابراہیمیہ کے ساتھ جو شرک کا منکر ہے تمام دینوں پر غالب فرمائے گا۔ یہ سُنکر دونوں عالموں نے کہا اے حارثہ اگر ایسا ہے کہ اُس کے فرزند ہے تو حق تیرے ساتھ ہے لیکن تیری مثال لومڑی کی اُچھل کُود کے مانند ہے اور تُو اس دعوے سے باز نہیں آتا ہے اچھا ثابت کر تاکہ ہم بھی سمجھیں۔ حارثہ نے کہا میں تمہاری ہی طرف سے دلیل لاتا ہوں جو تم کو شک و شبہ سے نجات دلائے گی اور دلوں کی بیماریوں کے لیئے شفا ہوگی۔ پھر اُس نے حارثہ بن علقمہ کی جانب رُخ کیا جو اُن کا سب سے بڑا عالم اور بزرگ تھا اور کہا اے پدر بزرگوار کتاب جامعہ یہاں منگوا کر ہمارے دلوں کو شاد و مطمئن فرمایئے۔ راویانِ روایت بیان کرتے ہیں کہ یہ صورت مجلس چہارم میں واقع ہوئی۔ ظہر کا وقت تھا لُو چل رہی تھی گرمی کا زمانہ تھا۔ یہ سُنکر سید و عاقب نے کہا اب گفتگو کل پر موقوف کرو کیونکہ آج چونکہ بہت باتیں ہم نے کی ہیں ہماری جان لبوں پر آ گئی ہے۔ غرض طے پایا کہ دُوسرے روز کتاب زاجرہ و جامعہ لائی جائے گی اور اُس میں

دیکھیں گے اور عمل کریں گے اور مجلس برخاست ہوئی۔

دوسرے روز اہل نجران نے اپنے تمام عابدوں اور عالموں کو جمع کیا تا کہ عاقب و سید کے ساتھ حارثہ کے مباحثہ میں اور کتاب ہائے جامعہ سے حق ظاہر ہونے میں موجود ہوں۔ جب سید و عاقب نے دیکھا کہ تمام خلائق کتاب جامعہ سے ثبوت سُننے کے لیئے جمع ہوئی ہے تو پشیمان ہوئے۔ چونکہ جانتے تھے کہ حق حارثہ کے ساتھ ہے اس لیئے کوشش کی کہ خلائق کے سامنے یہ مباحثہ واقع نہ ہو۔ اور یہ دونوں سید و عاقب مکر وحیلہ میں انسانوں میں شیاطین تھے۔ غرض سید نے حارثہ سے کہا تُو نے بڑی باتیں کیں اور ہر شخص کو گفتگو سے رنجیدہ کیا اور تو نہیں چاہتا ہے کہ حق ظاہر ہو۔ حارثہ نے کہا سچ تو یہ ہے کہ تم اور عاقب ہی حق کو ظاہر نہیں ہونے دیتے ہو۔ اب جو کہنا چاہتے ہو کہو۔ عاقب نے کہا جو کچھ کہنا تھا وُہ سب کہہ چکا اب پھر اُس کا اعادہ کرتا ہوں۔ بیشک ہم تجھ کو آگاہ کرتے ہیں اور حجت الٰہی پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتے اور خدا کی نشانیوں سے انکار نہیں کرتے اور خداوند عالمین پر افترا نہیں باندھتے کہ جس شخص کو خداوند عالم رسالت کے ساتھ مبعوث فرمائے ہم کہیں کہ وُہ رسُول نہیں ہے۔ اے حارثہ ہم کو اقرار ہے کہ فرزندان اسمٰعیلؑ میں سے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی قوم کی طرف خدا کے رسُولؐ ہیں۔ لیکن عرب وعجم میں سے اور دُوسروں پر ہم واجب نہیں جانتے کہ اُن کی اطاعت کریں اور اپنا دین ترک کر کے اُن کا دین اختیار کریں لیکن یہ اقرار کرنا چاہیئے کہ وُہ اپنی قوم پر رسُولؐ ہیں۔ حارثہ نے کہا یہ اقرار کس صورت اور کس سبب سے کرتے ہو؟ انہوں نے کہا اس لیئے کہ انجیل میں اور خدا کی تمام کتابوں میں ہم نے سُنا ہے اور ہم پر ظاہر ہو چکا ہے۔ حارثہ نے کہا جبکہ خدا کی کتابوں سے یہ ثابت اور واضح ہے کہ محمدؐ رسُول ہیں خواہ مجمل طور پر ظاہر ہو یا مفصل طور پر تو پھر تم کیسے کہتے ہو کہ وُہ پیغمبرؐ وارث و خاتم نہیں اور تمام عالمین پر مبعوث نہیں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو بھی جانتا ہے اور ہم بھی جانتے ہیں اور مطلق شک نہیں کرتے کہ خدا کی حجت برطرف نہیں ہوتی اور یہ وُہ حکم ہے جسے خدا نے مقرر فرمایا ہے کہ ہمیشہ جاری رہے اور دُنیا کبھی حجتِ خدا سے خالی نہیں رہتی جبتک کہ رات و دن آتے رہیں گے۔ اور دُنیا میں دو شخص بھی باقی رہیں تو اُن میں ایک حجتِ خدا ہوگا دوسرے پر۔ اور ہم اس سے پہلے گمان رکھتے تھے کہ وُہ حجت محمدؐ ہوں گے اور وُہ اس دین کو قائم رکھیں گے۔ لیکن چُونکہ خدا نے ان کی اولادِ نرینہ باقی نہیں رکھی اور اُن کو بے اولاد کر دیا تو اب ہم نے سمجھا کہ یہ وُہ محمدؐ نہیں ہیں کیونکہ یہ بے نسل ہیں اور حجتِ الٰہی اور پیغمبر اور خاتم المرسلینؐ بے اولاد نہیں ہوگا۔ یہ بات خدا کی گواہی سے اُس کی نازل کی ہوئی کتابوں میں موجود ہے اس لیئے ہم نے سمجھا کہ محمدؐ کے بعد وُہ پیغمبر وُہ ہوگا جو آئے گا اور باقی رہے گا جس کا نام محمدؐ، احمدؐ سے مشتق ہوگا جس کی نبوّت و رسالت اور خاتمہ کی مسیحؑ نے خبر دی ہے اور یہ کہ اُس کا فرزند قاہرِ عالم کا بادشاہ ہوگا اور تمام خلائق کو خدا کے دینِ اعظم پر قائم رکھے گا۔ اور یہ امُور اُس کے ہاتھ سے نہیں بلکہ اُس کی ذریّت سے ظاہر ہوں گے جو اُس کے بعد تمام شہروں کا اور جو کچھ اُن میں ہے سب خشک و تر کا مالک ہوگا اور اس بات پر علما متفق ہیں جن کو انجیل حفظ ہے اور ہم نے اس سے پہلے مکمل طور پر یہ گفتگو کی اب پھر بیان کر دیا؛ پھر اس کے تکرار و اعادہ کی تجھے کیا ضرورت ہے۔ حارثہ نے کہا میں اور تم سب جانتے ہیں لیکن اس کے تکرار کی اس لیئے ضرورت ہے کہ اگر کسی کو یہ بات فراموش ہو گئی ہو تو یاد آجائے اور اگر کسی نے کچھ غلطی کی ہو تو وُہ صحیح ہو جائے اور اس کا دل مطمئن ہو جائے۔ تم نے بیان کیا کہ مسیحؑ کے بعد دو پیغمبر مبعوث ہوں گے اور یہ کہ دونوں فرزندانِ اسمٰعیلؑ سے

ہوں گے۔ ان میں سے پہلا رسُولؐ مدینہ میں مبعوث ہوگا اس کے بعد دُوسرا احمدؐ ہے اور محمدؐ جو قریش سے ہیں یہی ہیں جو مدینہ میں متوطن ہیں۔ لیکن ہم اُس پر ایمان اور اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی قسم یہ وہی احمدؐ ہے کہ جس پر خدا کی کتابیں اور ان کی آیتیں دلالت کرتی ہیں وہی حجت خلاق عالم ہیں اور وہی خاتم المرسلین اور انبیا کے وارث ہیں ان کے علاوہ یا ان کے بعد جناب مسیحؑ اور قیامت کے درمیان کوئی اور رسُول و پیغمبرؐ نہیں ہوگا ہاں اُس کی دُختر صالحہ صدیقہ اور معصومہؑ سے ایک فرزند ہوگا جو عالم کو دینِ حق کی دعوت دے گا اور مشرق و مغرب پر متصرف ہوگا تو تم نے جو کہنا چاہیئے تھا کہا اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت پر اعتقاد رکھتے ہو اور اگر اس کی نسل جاری ہوگی تو تم کو شک نہ ہوگا کہ وہی پیغمبروں پر کمال میں سبقت رکھنے والا اور اُن کا آخری رسُولؐ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ہمارے نزدیک یہ سب سے بڑی دلیل ہے۔ حارثہ نے کہا تم کو اپنے اعتقاد میں دُوسرے پیغمبر کے بارے میں شبہ ہے لہٰذا ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب جامعہ اس بارے میں حاکم ہے۔ یہ سُنکر لوگوں نے شور مچایا کہ اے ابو حارثہ جامعہ لاؤ۔ جامعہ کو لاؤ۔ چونکہ لوگ بحث و مناظرہ سے تنگ و دلگیر ہو چکے تھے اور اُن کو یہ گمان تھا کہ جب کتاب لائی جائے گی تو ظاہر ہو جائے گا کہ حق سید و عاقب کی جانب ہے اس سبب سے کہ وُہ ان مجلسوں میں بڑے بڑے دعوے کر چکے تھے۔ لوگوں کا اصرار سُنکر ابو حارثہ نے اپنے غلام سے کہا جا اُس کے پیچھے کھڑا تھا کہ جا کر کتاب جامعہ لے آئے۔ وُہ فوراً گیا اور اپنے سر پر وُہ کتاب رکھ کر لا رہا تھا جس کی گرانی سے سر اُٹھا نہیں سکتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے ایک سچے شخص نے اطلاع دی جو اہلِ نجران سے تھا اور ہمیشہ سید و عاقب کی خدمت میں رہتا تھا ان کے کام کرتا تھا اور اُن کے بہت سے معاملات سے آگاہ تھا۔ وُہ کہتا ہے کہ جب کتاب جامعہ لائی گئی سید و عاقب نزدیک تھا کہ غصہ سے ہلاک ہو جائیں چونکہ وُہ جانتے تھے کہ اس کتاب میں رسُولؐ خدا کا ذکر اور آپؐ کے اہلبیتؑ کے حالات اور آنحضرتؐ کے زمانہ میں اور جو کچھ اُن کی اُمّت میں واقع ہوگا اور آنحضرتؐ کے اور اصحاب کے اور قیامت تک کے واقعات درج ہیں۔ پھر اُن میں سے ایک نے دُوسرے کی طرف دیکھا اور کہا آج کا دن وُہ ہے کہ آفتاب کا طلوع ہمارے واسطے مبارک نہیں کیونکہ سب حاضر ہیں اور ہم عوام کے نزدیک بے قدر ہو جائیں گے اور کبھی ایسا موقع نہ ہوگا کہ عوام اس طرح اکٹھا ہوں اور اس طرح کی صحبت ہو اور وُہ غالب نہ ہوں۔ دُوسرے نے کہا عوام سے مغلوب ہونا بدترین خرابی ہے پھر ان کی اصلاح بے انتہا مشکل ہے کیونکہ ان کا فساد کرنا مکان منہدم کرنے کے مانند ہے اور ان کی اصلاح مکان تعمیر کرنے کے مثل ہے۔ اور جو فساد کہ اُن کے ایک کلمہ میں واقع ہوتا ہے سال بھر میں اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

راوی کہتا ہے کہ اسی اثنا میں حارثہ کو موقع مِل گیا اور اُس نے پوشیدہ طور پر ایک شخص کو اُس جماعت کے پاس بھیجا جو جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے آئی تھی اور اُن کو احتیاطاً بُلا لیا تو عاقب اور سیّد جلسہ کو برہم نہ کر سکے نہ دُوسرے روز پر ٹال سکے۔ چونکہ نصارائے نجران سب کے سب آئے تھے اور سب ہی یہ چاہتے تھے کہ جناب رسُولِ خدا کے اوصاف سے جو کتاب جامعہ میں مرقوم ہیں آگاہ ہوں۔ اور آنحضرتؐ کے بھیجے ہوئے لوگ بھی موجود تھے اور ابو حارثہ بھی جو نصاریٰ کا بزرگ تھا حارثہ کی جانب میل رکھتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھ سے اُس سچے اور ثقہ مرد نصرانی نے بیان کیا کہ ان عالموں نے آپس میں یہ طے کیا کہ جو کچھ حارثہ اُن سے کہتا ہے اور جس امر کی طرف

ان کو دعوت دیتا ہے اُس سے وُہ انکار اور مضائقہ نہ کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو یہ گمان ہو کہ وُہ باطل پر ہیں اور انہوں نے ایسا ہی ظاہر کیا کہ وُہ چاہتے ہیں کہ کتاب جامعہ کو دیکھیں جو کچھ اُس میں صحیح حکم ہے اُس پر عمل کریں تاکہ عوام کی نگاہوں میں بے قدر نہ ہوں۔ غرض سید دعاقب اُٹھے اور جامعہ کے پاس آئے جو ابوحارثہ کے پاس تھی، اور حارثہ ابن آثال بھی آگے بڑھا۔ حاضرین نے بھی گردنیں بلند کیں اور آنحضرتؐ کے اصحاب بھی اُس کتاب کے گرد جمع ہو گئے۔ ابوحارثہ نے حکم دیا تو جامعہ کو ایک طرف سے کھولا اور حضرت آدمؑ کا ایک صحیفہ بزرگ نکالا جو علم ملکوت الٰہی پر مشتمل تھا۔ اور جو کچھ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے زمین وآسمان میں خلق فرمایا ہے اور اُمورِ دنیوی واُخروی سے جو کچھ حکم دیا ہے۔ وُہ صحیفہ وُہ تھا جو حضرت آدمؑ سے حضرت شیثؑ کو ملا تھا جس میں تمام علوم تھے۔ سید وعاقب نے اُسکو پڑھنا شروع کیا تاکہ اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن پر ظاہر ہوں جس میں اُن کے درمیان نزاع تھی۔ تمام لوگ بغور سُن رہے تھے اور ہمہ تن اُس کی طرف متوجہ تھے کہ دیکھیں اُس میں سے کیا ظاہر ہوتا ہے پھر اُس کتاب کی فصلوں میں سے مصباح دوم دیکھا جس میں لکھا تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : میں وُہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ اپنی ذات سے زندہ و قائم ہوں اور مَیں نے عالمین کو موجود اور خلق کیا۔ اور سب کی زندگی میری عطا کی ہوتی ہے۔ ایک زمانہ کے بعد دُوسرا زمانہ مقرر کیا اور ہر معاملہ میں حق وباطل کو مَیں نے ظاہر کر دیا ہے اور اپنے ارادہ کے مطابق ہر سبب کے لیے سببیت قرار دیا ہے اور ہر مشکل میرے لیئے آسان ہے تو مَیں خدائے بزرگ وبرتر، نیکو کردار، بخشنے والا اور مہربان ہوں۔ مَیں بخشتا ہوں۔ میری رحمت میرے غضب سے پہلے اور میری بخشش عذاب کرنے سے آگے ہے مَیں نے اپنے بندوں کو پیدا کیا اس لیئے کہ وُہ میری عبادت کریں۔ اور اپنی حجت سب پر تمام کی۔ بیشک میں اپنے پیغمبروں کو ان کی طرف بھیجوں گا اور اپنی کتابیں نازل کروں گا۔ ابتدائے زمانہ سے سب سے پہلے بشر پر جو آدمؑ ہیں جس کا سلسلہ میرے پیغمبر احمدؐ پر ختم ہوگا۔ اور وُہ پیغمبرؐ وُہ ہے جس پر مَیں اپنی رحمت وصلوات بھیجتا ہوں اور اُس کے دِل میں اپنی برکتیں قرار دیتا ہوں اور اُسی کی ذات پر پیغمبروں اور ڈرانے والوں کا سلسلہ ختم کروں گا۔ یہ سُنکر جناب آدمؑ نے کہا خداوندا وُہ پیغمبرؐ کون کون ہیں اور وُہ احمدؐ جس کو تُو نے بلندی عطا فرمائی اور بزرگ قرار دیا اُن میں سے کون ہے۔ خداوند عالمیان نے فرمایا اے آدمؑ وُہ سب تمہاری ذریت سے ہوں گے اور احمدؐ ان سب کے آخر میں ہوگا۔ حضرت آدمؑ نے کہا میرے معبود ان کو کس واسطے بھیجے گا۔ خدا نے فرمایا کہ سب کو اپنی وحدانیت اور اپنی یگانہ پرستی کے لیئے بھیجوں گا۔ ان کے ذریعہ سے تین سو تیتیس ۳۳۳ شریعتیں بھیجوں گا اور سب کو احمدؐ پر تمام کروں گا۔ لہٰذا مَیں نے مقرر کیا ہے کہ جو شخص میرے پاس آئے ان شریعتوں میں سے کسی شریعت کے ساتھ مجھ پر اور میرے پیغمبروںؑ پر ایمان رکھتا ہوا آئے تو اُس کو بہشت میں داخل کروں گا۔ پھر چند چیزوں کا اُسی مقام پر ذکر تھا جن کا مجمل بیان یہ ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو ان کی تمام ذریت اور پیغمبروںؑ کو پہچنوایا۔ حضرت آدمؑ نے ان سب کو مشاہدہ کیا یہاں تک کہ ایک نور دیکھا جو بہت چمکتا ہوا تھا اور تمام مشرق پر چھایا ہوا تھا۔ پھر وُہ نور اور بڑھا یہاں تک کہ تمام مغرب پر پھیل گیا۔ پھر بلند ہوا یہاں تک کہ ملکوت آسمان تک پہنچا۔ پھر جو نظر کی تو وُہ نور محمدیؐ تھا اور آنحضرتؐ کی بُو نے دش نے تمام عالم کو خوشبو دار بنا دیا۔ پھر دیکھا تو چار نور اُس کے گرد نظر آئے داہنے بائیں اور آگے پیچھے جو تمام ذریت آدمؑ

میں خوشبو اور نور میں آنحضرتؐ سے بہت مشابہ تھے۔ پھر دُوسرے نُور دیکھے جو ان نوروں سے مدد حاصل کر رہے تھے اور بڑائی چمک اور خوشبو میں آنحضرتؐ سے مشابہ تھے تو پھر وُہ نور اُن انوار کے پاس آئے اور ہر طرف سے ان انوار کو گھیر لیا۔ پھر آدمؑ نے نظر کی تو بے شمار انوار ستاروں کی تعداد میں نظر آئے لیکن ضیا اور روشنی میں ان نوروں تک نہیں پہنچ سکتے تھے لیکن ان میں سے بعض دُوسرے سے زیادہ روشن تھے اور ان نوروں کے درمیان بہت فاصلہ تھا۔ پھر شب تار کے مانند سیاہی ظاہر ہوئی اور مانند سیلاب ہر طرف سے تیزی کے ساتھ آئی اور تمام زمین پر چھا گئی جس میں بدترین صورت دہشت اور بدترین بُو تھی۔ حضرت آدمؑ یہ عجیب و غریب کیفیت دیکھ کر متحیر ہوئے اور کہا اے ہر پوشیدہ کے جاننے والے اور گناہوں کے بخشنے والے اور اے صاحب قدرتِ کاملہ اور غالب ارادہ والے یہ سعادت مند کون ہیں جنکو تُو نے بلند و بڑا قرار دیا ہے اور عالمین پر بلندی عطا کی ہے اور یہ بلند مرتبہ انوار کون ہیں جو اُن کو گھیرے ہوئے ہیں۔ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو وحی کی کہ یہ نُور اور وُہ انوار تمہارے وسیلہ ہیں اور ان لوگوں کا وسیلہ ہیں جن کو مَیں نے اپنی مخلوق میں سعادت مند قرار دیا ہے یہی ہیں وُہ جن پر میری رحمت ہے۔ یہی میرے مقرب ہیں خلائق کی شفاعت کرنے والے جن کی شفاعت گناہگاروں کے حق میں قبول کروں گا۔ اور یہ نور بزرگ احمدؐ ہیں جو اُن میں اور تمام خلائق میں سب سے بہتر ہیں۔ میں نے اپنے علم کے ساتھ بلند کیا ہے اور ان کے نام کو اپنے نام سے اشتقاق کیا ہے۔ مَیں محمود ہوں اور وُہ محمدؐ ہیں اور یہ دُوسرا نور اُن کا وزیر اور وصیؑ ہے جس کے ذریعہ سے محمدؐ کو تقویت دی ہے اور اپنی برکت، عصمت اور طہارت اس کے لیئے قرار دی ہے کیونکہ وُہ سب گناہوں سے پاک ہوں گے اور یہ دوسرا نور میری سب سے بہتر کنیز کا ہے جو میرے علوم کی وارث میرے پیغمبر احمدؐ کی دُختر ہے اور یہ دو نور محمدؐ کے فرزندوں کے ہیں جو علم وکمال میں اُن کے جانشین ہوں گے اور یہ دُوسرے انوار جن کی روشنی اُن نوروں کو گھیرے ہوئے ہے اُن کے فرزند ہیں جو اُن کے علوم کے وارث ہونگے بیشک مَیں نے سب کو برگزیدہ کیا اور مطہر ومعصوم بنایا ہے اور اپنی برکتیں اور رحمتِ کاملہ ان سب کے شامل حال قرار دیا ہے اور سب کو اپنے علم کے ساتھ بندوں کا پیشوا بنایا ہے اور شہروں کی روشنی کا سبب قرار دیا ہے تاکہ تمام عالم ان کی ہدایت کی روشنی سے منوّر ہو۔ حضرت آدمؑ نے پھر نظر کی تو اُن انوار کے آخر میں ایک نور دیکھا جو ستارۂ صبح کی طرح دنیا والوں پر چمک رہا تھا۔ پھر حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اس بندۂ سعادت مند کی برکت سے اپنے بندوں کی گردنوں سے سرکشوں کی غلامی کا طوق اُتاروں گا اور خلائق سے ظلم وستم اور سختی اور تکلیفوں کو دُور کروں گا اور اُسی کے سبب سے زمین کو نور، رحمت اور عدالت سے بھر دُوں گا اُس کے بعد جبکہ وُہ ظلم وجور اور فساد سے بھر گئی ہو گی۔ تو حضرت آدمؑ نے کہا خداوندا بیشک بڑا اور بلند وُہ ہے جسے تُو بنائے اور صاحب شرف ومنزلت وُہ ہے جسے تُو شرف ومنزلت عطا فرمائے۔ خداوندا جس کو تُو بلند مرتبہ بنائے وہی اس شرف ومنزلت کے قابل ہوتا ہے لہٰذا اے انعام کرنے والے خدا جس کی نعمتیں کبھی منقطع نہیں ہوتیں اور اے صاحب احسان جس کا بدلا احسان سے کوئی کر نہیں سکتا اور تیرے احسانات ختم نہیں ہوتے کس سبب سے یہ بندگان بلند مقام اس عالی مرتبہ سے تیری عطا وفضل اور بے انتہا رحمت کے ساتھ مشرف ہوئے ہیں اور پیغمبروںؑ میں سے جن کو تُو نے بلند عزت بنایا ہے اس کا سبب کیا ہے۔ خدائے عالمین نے فرمایا کہ میں ہی وُہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں اور بخشنے والا مہربان

ہوں اور بڑا اور جاننے والا اور نیک کردار ہوں اور جو کچھ خلق کے علم سے پوشیدہ ہے اور جو کچھ دلوں میں گزرتا ہے اور جو کچھ ظاہر ہوتا ہے سب کا جاننے والا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کیا واقع ہوگا اور کیونکر ہوگا اور میں جانتا ہوں جو کچھ نہ ہوگا اگر کوئی امر واقع ہوگا تو کس طرح ہوگا۔ اے میرے بندے میں نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر کی ان میں کسی کو نہ پایا جو میرے پیغمبروں سے زیادہ میری اطاعت کرنے والا اور خلائق کا خیر خواہ ہو اس سبب سے اپنے علوم اور اپنی رسالت اُن کو عطا کی اور اُن کے کاندھوں پر حجت و رسالت کا بار رکھا اور ان کو خلائق پر رسالت و وحی کے ساتھ برگزیدہ کیا۔ پھر پیغمبروں کے بعد اُن کے مراتب کے لحاظ سے ان کے مخصوص اوزادصیا میں سے ایک گروہ کو مقرر کیا تاکہ جنکو اپنی حجت سپرد کروں اور اُن کو خلق کا پیشوا بناؤں اور اُن کے ذریعہ سے خلائق کی کمزوریوں کو درست کروں اور ان کی برکت سے مخلوق کی کجی کو سیدھا کروں کیونکہ میں اُن سے اور اُن کے دلوں سے آگاہ ہوں اور میرا کرم اُن کے شامل حال ہے۔ پھر میں نے پیغمبروں پر نظر ڈالی اور اُن میں سے کسی کو اپنی اطاعت اور اپنی مخلوق کی خیر خواہی میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بڑھ کر نہیں پایا جو میرا برگزیدہ اور مخلوق میں سب سے بہتر ہے۔ تو میں نے اُس کو علم سے آراستہ کیا اور اپنے نام کے ساتھ اُس کا نام بلند کیا۔ پھر اس کے مخصوص لوگوں کے دلوں کو جو اس کے بعد ہوں گے اس کے دل کے موافق پایا تو ان کو محمدؐ سے ملحق کر دیا اور ان کو اپنی وحی اور کتاب کا وارث قرار دیا اور اپنے نور و حکمت کا مخزن بنایا اور اپنی ذات کی قسم کھائی کہ ہرگز اُس شخص کو معذب نہ کروں گا جو کل قیامت کے روز میرے پاس آئے اس حال میں کہ میری وحدانیت کا اقرار کیئے ہوگا اور اُن کی محبت میں سرشار رہا ہوگا۔

پھر ابو حارثہ نے کہا کہ اب شیثؑ کے صحیفۂ بزرگ کو دیکھو جو دست بدست حضرت ادریسؑ تک پہنچا ہے وہ کتاب قدیم سریانی خط میں تحریر تھی۔ وہ صحیفہ دیکھا گیا اور یہاں تک پہنچے کہ اصحاب جناب ادریسؑ ایک روز حضرت ادریسؑ کے پاس جمع ہوئے جبکہ آپ کوفہ میں اپنے عبادت خانہ میں تھے۔ حضرت ادریسؑ نے ان کو خبر دی کہ ایک روز تمہارے باپ آدمؑ کے بیٹے اور ان کے لڑکے بالوں نے اختلاف کیا اور کہا کہ تمہارے نزدیک خلائق میں کون ہے جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہے اور اُس کے نزدیک اُس کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ اُن میں سے بعض نے کہا کہ وہ تمہارے باپ آدمؑ ہیں کیونکہ خداوند عالم نے ان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور تمام فرشتوں سے اُن کی طرف سجدہ کرایا اور زمین کی خلافت ان کو عطا کی اور تمام خلائق کو ان کا محکوم بنایا۔ دوسرے لوگوں نے کہا فرشتے افضل ہیں کیونکہ انہوں نے کبھی خدا کی مخالفت نہیں کی۔ بعضوں نے کہا فرشتوں کے سردار جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ افضل ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ جبرئیلؑ افضل ہیں کیونکہ وہ خدا کے امین ہیں اس کی وحی پر۔ آخر سب حضرت آدمؑ کے پاس آئے اور اپنی اپنی دلیلیں اور اختلافات بیان کیئے۔ جناب آدمؑ نے فرمایا اے میرے فرزندو! میں تم کو خدا کے سب سے بلند و برگزیدہ بزرگ کو بتاتا ہوں۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ جب میرے بدن میں روح پھونکی گئی اور درست ہو کر بیٹھا میری آنکھوں میں عرشِ الٰہی چمکنے لگا۔ میں نے اُس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ لکھا ہوا دیکھا اور یہ کہ فلاں برگزیدۂ خدا ہے اور فلاں امین خدا ہے اور چند نام لیے جو محمدؐ کے نام کے ساتھ متصل تھے۔ پھر حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ میں نے آسمان پر جس جگہ نگاہ کی کوئی مقام پوست کے برابر

یا صفحہ کے برابر ایسا نہ تھا جس پر لا الٰہ الا اللہ نہ لکھا ہو اور جہاں جہاں لا الٰہ الا اللہ لکھا تھا۔ کتابت کے طور پر نہیں بلکہ مطابق خلقت محمدؐ رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی مگر اُس پر لکھا تھا کہ فلاں برگزیدۂ خدا ہے اور فلاں خدا کا خالص بندہ اور فلاں خدا کا امین ہے۔ اسی طرح چند نام بیان کیئے معین تعداد میں جو بارہ[12] تھے۔ پھر آدم علیہ السّلام نے فرمایا اے میرے لڑکو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور وہ بارہ[12] اشخاص جو اُن کے ساتھ تھے تمام خلائق سے خدا تعالیٰ کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد ابو حارثہ نے سید و عاقب سے کہا کہ آؤ حضرت ابراہیمؑ کی صلوات کو دیکھو جو خدا کی جانب سے فرشتے لاتے تھے۔ اُن دونوں نے کہا کہ تم نے جامعہ سے جو کچھ ظاہر کر دیا اُسی قدر کافی ہے ابو حارثہ نے کہا نہیں بلکہ سب مضامین کو دیکھو تاکہ عذر قطع ہو جائے اور خلجان اور شک دلوں سے دور ہو جائے اور اس کے بعد تم کو کوئی شک نہ ہو۔ آخر مجبوراً اس کی بات مانی اور سب صندوق حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اس میں لکھا تھا کہ خداوند کریم اپنے فضل سے جس کو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں برگزیدہ کرتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو خلت کے ساتھ سرفراز فرمایا اور اپنی صلوات و برکات سے ان کو گزشتہ لوگوں کا قبلہ و پیشوا بنایا تھا اور امامت اور کتاب اُن کی ذریت میں قرار دی اور ہر ایک نے دوسرے سے یہ عہدہ میراث میں پایا اور خدا نے ان کو تابوت آدمؑ میراث میں دیا جو علم و حکمت پر مشتمل تھا جس کے سبب سے خدا نے اُن کو فرشتوں پر فضیلت عطا کی تو ابراہیمؑ نے تابوت پر نظر کی، اور اُس میں اُولوالعزم پیغمبروں کی اور اُن کے بعد اُن کے اوصیا کی تعداد کے موافق خانے دیکھے اور ہر ایک خانے کو دیکھتے ہوئے اُس خانے تک پہنچے جو آخری رسولؐ ہیں اور ان کی داہنی طرف علیؑ بن ابی طالبؑ کو دیکھا بلند صورت اور چمکتے ہوئے نور کے ساتھ وہ آنحضرتؐ کی کمر میں ہاتھ کا سہارا دیئے ہوئے تھے۔ اُس میں لکھا تھا کہ یہ آنحضرتؐ کی نظیر و مثل ہیں جو خدا کی نصرت سے تائید پاتے رہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے میرے بلند و برتر معبود یہ کون عظیم خلقت ہے۔ خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ یہ میرا بندہ اور برگزیدہ ہے اور وہ فاتح ہے جو ابواب علم و حکمت خلائق پر کھولے گا یا یہ وحی فرمائی کہ وہ پیغمبر، تمام مخلوقات سے پہلے خلق ہوا ہے اور خاتم الانبیاؐ ہے۔ اور یہ دوسری صورت اُس کے وصی کی ہے جو اُس کے علوم کا وارث ہوگا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا الٰہی فاتح خاتم کون ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا کہ محمدؐ ہے جو میرا برگزیدہ ہے کہ تمام خلائق کے پیدا کرنے سے پہلے میں نے اس کی روح پیدا کی ہے۔ وہ مخلوقات میں میری بلند و بزرگ حجت ہے۔ میں نے اُس کو اُس وقت پیغمبر بنایا اور برگزیدہ کیا جبکہ آدمؑ کا جسم آب و گل میں تھا۔ میں اُس کو آخری زمانہ میں مبعوث کروں گا تاکہ میرے دین کو کامل کر دے میں اُس پر اپنی رسالت ختم کروں گا۔ اور وہ علیؑ ہے اُس کا بھائی اور اُس کا صدیق اکبر۔ ان کے درمیان میں نے بھائی چارہ قائم کیا ہے اور اُن دونوں کو برگزیدہ کیا ہے اور ان پر اپنی صلوات اور برکتیں بھیجی ہیں اور دونوں کو معصوم قرار دیا ہے اور دونوں کو نیکوں اور صالحوں کے ساتھ برگزیدہ کیا جو ان کی ذریت میں ہوں گے قبل اس کے کہ آسمان و زمین کو اور جو کچھ اُن میں ہے پیدا کروں۔ اور یہ برگزیدہ کرنا صرف اس لیئے تھا کہ میں اُن کے دلوں کی نیکی اور پاکیزگی جانتا تھا کیونکہ میں اپنے بندوں کے حالات کا جاننے والا ہوں پھر جناب ابراہیمؑ نے بارہ صورتیں دیکھیں جنکے انوار چمک رہے تھے جو محمدؐ و علیؑ کے انوار کی شبیہ تھے۔ جب جناب ابراہیمؑ نے ان کے نور اور ان کی صورتوں کی پاکیزگی مشاہدہ کی اور اُن کو محمدؐ و علیؑ کی صورتوں سے ملتا جلتا دیکھا

جو اُن کی بلندی اور جلالت کے مانند تھے تو خدا سے سوال کیا کہ خداوندا مجھے ان صورتوں اور اجسام کے ناموں سے آگاہ کر۔ اُس وقت خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ یہ نور میری کنیز کا ہے جو میرے پیغمبرؐ کی بیٹی فاطمہ معصومہ زہراؑ ہے جس کو میں نے اُس کے شوہر علیؑ کے ساتھ اپنے پیغمبرؐ کی ذریت کا وسیلہ قرار دیا ہے اور یہ دو نور حسنؑ و حسینؑ ہیں اور وُہ فلاں ہیں اور یہ فلاں ہیں یہاں تک کہ حضرت صاحب الامرؑ تک پہنچا۔ پھر فرمایا کہ یہ میرا نور ہے جس کے ذریعہ سے خلائق پر اپنی رحمت نازل کروں گا اور اپنے دین کو اُس کے توسّل سے ظاہر کروں گا اور اُسی سے بندگانِ خدا کی ہدایت کروں گا اس کے بعد جبکہ وُہ میری طرف سے فریاد رسی سے مایوس اور نااُمید ہو چکے ہوں گے اُس وقت حضرت ابراہیمؑ نے اُن پر صلوات بھیجی اور کہا رَبِّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ خداوندا محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیج جس طرح ان کو برگزیدہ اور خالص قرار دیا ہے جیسا کہ حق ہے۔ تو خدا نے جناب ابراہیمؑ پر وحی کی کہ تم کو میری کرامت اور میرا فضل مبارک اور گوارا ہو بیشک میں نے تمہارے صلب سے محمدؐ اور اُن کے برگزیدہ لوگوں کو قرار دیا ہے اور ان لوگوں کو تمہارے فرزندوں میں سے اسمٰعیلؑ کی اولاد سے قرار دوں گا۔ لہٰذا اے ابراہیمؑ تم کو خوشخبری ہو کہ میں تم پر اپنی رحمتیں ان لوگوں پر اپنی رحمتوں کے ساتھ ملحق کروں گا اسی طرح تم پر اپنی برکتیں اور بخشش ان کی برکتوں اور بخششوں کے ساتھ مقرر کروں گا اور اپنی رحمت اور حجت جو میری مخلوقات پر اُس روز تک جبکہ اُن کی مدت ختم ہو گی میں نے مقرر کیا ہے۔ میں زمین و آسمان کا مالک ہوں اور ہر شخص کا جو اُس میں ہو گا۔ وُہ سب مر جائیں گے پھر اپنی عدالت کے ساتھ اور اُن کو اپنے عدل اور رحمت سے سرفراز کرنے کے لیے مبعوث کروں گا۔

راوی کہتا ہے کہ جب اصحابِ رسولؐ نے سُنا جو کچھ کتاب جامعہ اور پہلے لوگوں کے صحیفوں میں آنحضرتؐ کی مدح و ثنا اور آپؐ کے اہلبیتؑ کے اوصاف جو آنحضرتؐ کے ساتھ مذکور تھے اور پیشِ خدا اُن کے مراتب مشاہدہ کیے تو اُن کا یقین و ایمان زیادہ ہوا اور مسرّت و خوشی سے نزدیک تھا کہ اُن کی رُوح پرواز کر جائے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر اُس جماعت نے حضرت موسیٰؑ پر جو کچھ نازل ہوا تھا دیکھا کہ توریت کے سفر دوم میں لکھا تھا کہ خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ میں لوگوں میں فرزندانِ اسمٰعیلؑ سے ایک پیغمبر مبعوث کروں گا اور اُس پر ایک کتاب نازل کروں گا اور تمام مخلوق کے لیے ایک مضبوط اور بہتر شریعت دُوں گا اور اُس کو اپنی حکمت عطا کروں گا اور اپنے فرشتوں اور لشکروں سے اس کی مدد کروں گا۔ اُس کی نسل اس کی مبارک بیٹیؑ سے قائم ہو گی کہ جس کو میں نے بابرکت قرار دیا ہے۔ اُس دخترؑ سے دو فرزندؑ پیدا ہوں گے جو مانند اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ دو شاخ عظیم ہوں گے اور ہر شاخ سے زیادہ سے زیادہ بڑھاؤں گا اور دین کی حفاظت کے لیے جو محمدؐ کے ذریعہ سے کامل کروں گا اُن سے بارہ امام قرار دوں گا اور محمدؐ کو اپنی رسالت و حکمت کے ساتھ مبعوث کروں گا۔ وُہ میرے تمام پیغمبروںؑ کے خاتمؐ ہوں گے انہی کی اُمت پر قیامت قائم ہو گی۔

حارثہ نے کہا کہ اب صُبحِ حق طلوع ہو گئی اُس کے لیے جس کی دونوں آنکھیں روشن و بینا ہوں اور راہِ حق واضح ہو گئی اس کے لیے جو دینِ حق اپنے لیے پسند کرتا ہے اے سید و عاقب کیا تمہارے دلوں میں اب بھی کوئی شک کی بیماری باقی ہے جس سے شفا حاصل کرنا چاہتے ہو لیکن ان دونوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو ابو حارثہ

نے کہا کہ آخری دلیل سے عبرت حاصل کرو جو تمہارے آقا اور پیشوا حضرت عیسیٰؑ کے قول سے ہے۔ یہ سُنکر قوم انجیلوں کو دیکھنے کے لیے جمع ہوئی جو حضرت عیسیٰؑ لاتے تھے۔ اور مصباح چہارم میں وحی مشاہدہ کی جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی کہ اے عیسیٰؑ بے شوہر پاکیزہ کردار خاتون کے بیٹے میری بات سنو اور میرے احکام کی تعمیل میں کوشش کرو۔ بیشک میں نے تم کو اپنی مخلوق کے لیے بغیر باپ کے پیدا کیا لہٰذا میری عبادت کرو اور مجھ پر توکل کرو اور اپنی پُوری قوت سے میری کتاب پر عمل کرو اور اہلِ سوریا کے لیے اس کی تفسیر کرو اور ان کو آگاہ کر دو کہ میں ہوں خدا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں زندہ اور قائم ہوں اور سب کی زندگی میرے سبب سے ہے۔ مجھ میں تغیر و زوال نہیں ہے۔ لہٰذا مجھ پر ایمان لاؤ اور میرے رسُول پر بھی جس کو میں اسکے بعد بھیجوں گا وُہ پیغمبرؐ جو آخری زمانہ میں آئے گا اور عالمین کے لیے رحمت ہو گا اور رحمت کے ساتھ مبعوث ہو گا اور جہاد کریگا اور بندوں کو تلوار کے زور سے راہِ حق پر لائے گا۔ وہی اوّل ہے اور وُہی آخر بھی۔ یعنی خلقت اور نور میں سب سے پہلے اور خلائق پر مبعوث ہونے میں سب سے آخر، جو تمام پیغمبروں کے بعد آئے گا اور حشر اُسی کے زمانہ میں ہو گا لہٰذا فرزندانِ یعقوبؑ کو اُس پیغمبرؐ کے آنے کی خوشخبری دے دو۔ عیسیٰؑ نے کہا کہ اے زمانوں کے مالک اور پوشیدہ باتوں کے جاننے والے وُہ بندۂ صالح کون ہے جس کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی قبل اس کے کہ میری آنکھ اس کو دیکھے۔ خطاب پہنچا کہ وُہ میرا برگزیدہ رسُولؐ ہے جو جہاد کرے گا۔ اُس کا قول و فعل باہم موافق ہو گا اور اُس کا ظاہر و باطن یکساں ہو گا۔ اُس کی طرف نُورِ تازہ یعنی قرآن بھیجوں گا جس کے ذریعہ سے نابینا لوگوں کی آنکھوں کو روشن کروں گا اور بہرے کانوں کو سُننے والا بناؤں گا۔ اور نادان دلوں کو عقل سے بھر دوں گا۔ اور اُس میں میں نے چشمہ ہائے علوم اور فہم و حکمت اور دلوں کی مسرّت بھر دیئے۔ خوشا حال اُس کا اور اُس کی اُمت کا۔ جناب عیسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کا کیا نام ہے اور اُس کی اُمت کی علامت کیا ہے اور اُس کی اُمت کی سلطنت کب تک ہو گی، کیا اس کی ذریت ہو گی؟ خطاب پہنچا کہ اے عیسیٰؑ اُس کا نام احمدؐ ہو گا وُہ ذریتِ ابراہیمؑ میں انتخاب کیا ہوا ہو گا اور اسمٰعیلؑ کی اولاد میں برگزیدہ ہو گا۔ اُس کا چہرہ چاند کے مانند روشن اور اس کی پیشانی منوّر ہو گی۔ اُونٹ پر سوار ہو گا اُس کی آنکھیں نیند میں مشغول ہوں گی مگر اُس کا دل بیدار رہے گا۔ اُس کو ان پڑھ اُمت میں مبعوث کروں گا ایسے لوگوں میں جو علوم سے بے بہرہ ہوں گے۔ اُس کی حکومت قیامِ قیامت تک ہو گی۔ اُس کی ولادت اُس کے جد اسمٰعیلؑ کے شہر (مکہ) میں ہو گی۔ اس کی بیویاں بہت ہوں گی مگر اولاد کم ہو گی۔ اس کی نسل اس کی پاکیزہ، بابرکت معصومہ دخترؑ سے چلے گی اس دختر سے دو بزرگ فرزند ہوں گے جو شہید ہوں گے اُس کی نسل اُسی سے ہو گی لہٰذا طوبیٰ انہی دو لڑکوں اور اُن کے دوستداروں کے لیے اور اُن لوگوں کے لیے ہے جو اُن کے زمانہ میں ہوں گے اور اُن کی مدد کریں گے۔ حضرت عیسیٰؑ نے پُوچھا پروردگارا طوبیٰ کیا ہے؟ خطاب آیا کہ وُہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں اور تنہ سونے کا ہے اور اُس کی پتیاں بہترین لباس کے مانند ہیں اور اُس کے پھل باکرہ لڑکیوں کے پستانوں کی طرح ہیں شہد سے زیادہ شیریں اور مسکہ سے زیادہ نرم اور اُس کا پانی تسنیم کے چشمہ کا ہے۔ اگر جنگلی کوّا اُس پر پرواز کرے جبکہ بچہ ہو اور اُڑتے اُڑتے بُوڑھا ہو جائے تب بھی اُس درخت کی بلندی کے سبب اس کے سر پر نہ پہنچ سکے۔ اور بہشت میں کوئی مکان نہیں جس میں اُس درخت کی شاخوں میں سے کسی شاخ کا سایہ نہ پہنچا ہو۔

غرض جب سب لوگوں نے حضرت رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جو خدا نے جناب عیسیٰؑ سے بیان فرمائے تھے اور آپؐ کی تعریفیں اور آپؐ کی اُمّت کی بادشاہی کا تذکرہ اور آپؐ کے اہلبیتؑ وذریت کے حالات پڑھے سید وعاقب پشیمان وشرمندہ ہوئے اور بحث ختم ہوئی۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ مناظرہ میں حارثہ سید وعاقب پر کتاب جامعہ اور پیغمبروں کے صحیفوں کے سبب سے غالب آیا جو ان دونوں نے اُس میں دیکھا اور اُن کتابوں میں تحریف کی کوشش جو دل میں رکھتے تھے پوری نہ ہوئی اور ممکن نہ ہو سکا کہ کوئی تاویل کریں اور عوام کو فریب دیں لہٰذا بحث ومباحثہ سے باز آئے اور سمجھے کہ راہِ حق سے منحرف ہوگئے اور اپنی تدبیر وفریب میں غلطی کی تو دونوں اپنے اپنے گرجے میں نہایت افسوس اور پشیمانی کے ساتھ چلے گئے تاکہ اپنے لیے کوئی تدبیر سوچیں مگر نصارائے نجران سب کے سب اُن کے پاس گئے اور کہا تمہاری رائے اب کیا قرار پائی اور دین کون سا صحیح سمجھا؟ ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنے دین سے نہیں پھریں گے اور تم بھی اپنے دین پر قائم رہو جب تک کہ دین محمدؐ کی حقیقت ظاہر ہو اب ہم پیغمبر قریش کے پاس جاتے ہیں دیکھیں گے کہ کیا لاتے ہیں اور ہم کو کس امر کی طرف بلاتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ جب سید وعاقب نے ارادہ کیا کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں مدینہ منورہ جائیں اُن کے ساتھ نجران کے چودہ سو سربرآوردہ شخص اور ستر اشخاص سرداران میں سے بنی حارث بن کعب کے روانہ ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ قیس بن حصین اور یزید بن عبدیدان جو حضرموت کے علماء میں سے تھے نجران آئے اور اُن کے ساتھ چلے۔ غرض وُہ سب لوگ اُونٹوں پر سوار ہوئے اور اپنے گھوڑوں کو خالی لے کر مدینۂ مشرفہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ چونکہ اصحاب آنحضرتؐ کی خبر معلوم ہونے میں جو نجران گئے تھے دیر ہوئی تو حضرت رسالت پناہ نے خالد بن ولید کو ایک لشکر کے ساتھ ان کی طرف بھیجا تاکہ وُہ معلوم کرے کہ وُہ کس کام میں مشغول ہیں۔ راستہ میں اُن لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ نصاریٰ نے کہا ہم تحقیق مذہب کے لیے حضرت رسُولِ خدا کی خدمت میں آئے ہیں۔ جب وُہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے سید وعاقب نے چاہا کہ اپنی زینت وشوکت مع اپنی جماعت کے مسلمانوں کی نظر میں ظاہر کریں لہٰذا اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اپنی سواریوں سے اُترو اور سفر کے لباس اُتارو نہاؤ دھوؤ پھر چلو۔ وُہ لوگ وہیں ٹھہرے اور نہایت قیمتی لباس یمنی ریشم کے زیبِ جسم کیے اور مشک سے اپنے کو معطر کیا اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے نیزوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور نہایت ترتیب وضابطہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وُہ لوگ اہل مدینہ سے نہایت خوبصورت اور موٹے تازے تھے۔ جب مدینہ والوں نے اُن کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے کبھی ان سے زیادہ بہتر لوگوں کو نہیں دیکھا تھا۔ غرض وُہ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ جب اُن کی عبادت کا وقت آیا وُہ مشرق کی جانب رُخ کر کے نماز میں مشغول ہوئے۔ اصحاب آنحضرتؐ نے چاہا کہ ان کو منع کریں حضرتؐ نے روکا اور فرمایا کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ تین روز تک وُہ لوگ اسی طرح قیام پذیر رہے اور حضرتؐ نے ان کو دعوت اسلام نہ دی اور انہوں نے بھی آنحضرتؐ سے کچھ نہ پُوچھا۔ حضرتؐ نے ان کو تین روز تک مہلت دی تاکہ وُہ حضرتؐ کے طور وطریقے اور اوصاف وسیرت جو کتابوں میں دیکھے تھے مشاہدہ کریں۔ تین روز کے بعد حضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا اس پیغمبرؐ کے وُہ تمام اوصاف جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد ہوگا ہم نے خدا کی کتابوں میں دیکھے ہیں وُہ سب ہم کو آپ کی ذات میں نظر آتے ہیں سوائے ایک صفت کے جو سب سے اہم

صفت ہے اور اُس کی دلالت اُس کے حق ہونے پر سب سے زیادہ ہے وُہ آپ میں ہم نہیں پاتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ کون سی صفت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے انجیل میں دیکھا ہے کہ وُہ پیغمبر جو مسیح کے بعد آئے گا ان کی تصدیق کرے گا اور ان کی پیغمبری کا اعتقاد رکھے گا مگر آپ ان کو دروغ گو سمجھتے ہیں اور گمان رکھتے ہیں کہ وُہ بندہ ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اُن کا جھگڑا اور اُن کی تکرار حضورؐ کے ساتھ جناب عیسیٰؑ کے سوا اور کسی امر میں نہ تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا تم کہتے ہو بلکہ میں تو حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کی تصدیق کرتا ہوں اور اُن پر اعتقاد رکھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وُہ خدا کی جانب سے پیغمبرؑ مبعوث ہیں اور خداوند عالمین کے بندہ ہیں وُہ اپنے نفع ونقصان اور اپنی موت وحیات پر قادر نہیں ہیں اور نہ اپنی وفات کے بعد مبعوث ہونے کا ان کو خود اختیار ہے۔ بلکہ یہ تمام امُور خدا کے اختیار میں ہیں۔ انہوں نے کہا کیا بندے وُہ تمام باتیں کر سکتے ہیں جو انہوں نے کیا یا کسی پیغمبر نے وُہ باتیں ظاہر کیں جو انہوں نے اپنی قدرت کاملہ سے ظاہر کیں۔ کیا وُہ مُردوں کو زندہ نہیں کرتے تھے اور مبروص کو شفا نہیں بخشتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں جو ہوتا اور جو لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے تھے کیا اس کی اطلاع نہیں دیتے تھے کیا ان باتوں کی طاقت سوائے حق تعالیٰ کے یا اُس کے بیٹے کے کسی اور میں ہے۔ اور بہت سی ایسی بیہودہ اور غلو کی باتیں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں بیان کیں جن سے خداوند عالم منزہ وپاک ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو کچھ تم نے کہا کہ میرے بھائی عیسیٰؑ مُردہ کو زندہ کرتے تھے اور اندھے اور مبروص کو شفا دیتے تھے اور اپنی قوم کو خبر دیتے تھے جو کچھ ان کے دلوں میں ہوتا تھا یا اپنے گھروں میں جمع کرتے تھے سب صحیح اور درست ہے لیکن یہ تمام امُور حکمِ خدا سے انجام دیتے تھے۔ اور وُہ خدا کے بندہ ہیں اور اُن کو خدا کی بندگی سے عار نہیں تھا۔ وُہ اس کے بندہ ہونے سے سرکشی نہیں کرتے تھے عیسیٰؑ کے گوشت وخون ورگ وپٹھے تھے۔ وُہ کھانا کھاتے تھے پانی پیتے تھے، پاخانے جاتے تھے اور یہ تمام صفات مخلوق کے ہیں اور ان کا پروردگار واحد ویکتا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اُس کے مانند کوئی شے نہیں اُس کا مثل نہیں۔ انہوں نے کہا ہم کو کسی ایسے شخص کو بتایئے جو بے باپ کے پیدا ہوا ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا حضرت آدمؑ کی خلقت حضرت عیسیٰؑ سے زیادہ عجیب ہے کہ وُہ بے باپ ماں کے پیدا ہوئے۔ اور خدا کے نزدیک کسی کی خلقت کسی کی خلقت سے آسان یا دشوار تر نہیں ہے۔ یا اُس کی قدرت اس درجہ اور مرتبہ پر ہے کہ جو کچھ چاہے ایجاد کرے۔ وُہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وُہ موجود ہو جاتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:- إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ (سورہ آل عمران آیت ۵۹ پ ۳) یعنی عیسیٰؑ کی مثال خدا کے نزدیک آدمؑ کی سی ہے کہ خدا نے اُن کو خاک سے پیدا کیا اور اُس سے کہا کہ ہو جا تو وُہ ہو گئے۔" اُنہوں نے کہا عیسیٰؑ کے بارے میں ہمارا جو اعتقاد ہے ہم اُسی پر قائم ہیں اس سے پلٹ نہیں سکتے اور آپ کی باتوں کو عیسیٰؑ کے بارے میں نہیں مانتے۔ آیئے ہم اور آپ مباہلہ کریں۔ اور آپ میں سے جو حق پر ہو اس پر جو جھوٹا ہو لعنتِ الٰہی میں گرفتار ہو۔ کیونکہ مباہلہ اور لعنت کرنا جلد تر عذاب الٰہی کا سبب ہوتا ہے اور حق بہت جلد ظاہر ہوتا ہے۔ اُسی وقت آیہ مباہلہ نازل ہوا جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر اے محمدؐ تمہارے پاس حق آنے کے بعد لوگ تم سے جھگڑا اور تکرار کریں تو اُن سے کہہ دو کہ ہم اپنے لڑکوں کو بلائیں اور تم اپنے لڑکوں کو ہم اپنی عورتوں کو لائیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ۔ اور ہم ان کو لائیں جو ہماری جان کے مثل ہے اور تم اُن کو لاؤ جو تمہاری جان کے مانند ہوں پھر

ہم سب مل کر جھوٹوں پر جو ہم میں اور تم میں سے ہو لعنت کریں۔ تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو یہ آیت سُنائی اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مباہلہ کے بارے میں تمہاری خواہش قبول کروں۔ اگر تم اسی پر آمادہ ہو تو اپنے کہنے پر عمل کرو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ ایک علامت ہے کل ہم اور آپ جمع ہوں گے اور ہم آپ کے ساتھ مباہلہ کریں گے۔ غرض سید و عاقب اور اُن کے ہمراہی اُٹھے اور جب دُور چلے گئے وہ مدینہ کے باہر ایک پہاڑی پر ٹھہرے تھے۔ اُن میں سے بعض نے بعض شخص سے کہا کہ محمدؐ نے وہ بات طے کی ہے جس سے تمہارا اور اُن کا معاملہ ظاہر ہو جائے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ کن لوگوں کو وہ لے کر مباہلہ کرتے ہیں۔ آیا اپنے تمام اصحاب کو لاتے ہیں یا اپنے خاص اصحاب کو یا فقیروں کو جو خشوع والے اور دین کے برگزیدہ ہیں۔ کیونکہ یہ جماعت ہمیشہ تھوڑی ہوتی ہے۔ تو اگر کثرت کے ساتھ یا اہلِ دُنیا یا دُنیا کے سربرآوردہ لوگوں کے ساتھ آئیں تو شان و شوکت دکھانا مقصود ہو گا جیسے بادشاہ کیا کرتے ہیں تو سمجھ لو کہ تم غالب ہو گے اور صالح اور خدا سے ڈرنے والوں کی مختصر جماعت کو لائیں جو پیغمبروںؑ اور خدا کے برگزیدہ لوگوں کا طریقہ ہے تو پھر اُن سے ہرگز مباہلہ نہ کرنا کیونکہ یہ تمہارے اور اُن کے درمیان ایک علامت ہے۔ لہٰذا دیکھو کہ وہؐ کیا کرتے ہیں بے شک انہوں نے اپنا عذر تمام کر دیا ہے کہ ان کو خوف ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے حکم سے دو درختوں کے درمیان راستہ درُست کیا گیا۔

جب دُوسرا روز آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سیاہ ہلکی عبا لائے اور اُسے دونوں درختوں پر ڈال دیا۔ عاقب و سید نے دیکھا کہ آنحضرتؐ تشریف لائے ہیں تو وہ بھی اپنے ساتھ دو لڑکوں کو جن میں ایک المحسن اور دُوسرا عبد المنعم تھے اور اپنی عورتوں میں دو عورتوں سارہؑ و مریمؑ کو ساتھ لائے۔ اور نصارائے نجران اور سوارانِ بنی حارث بن کعب بھی بہترین لباس پہنے ہوئے باہر نکلے۔ مدینہ کے رہنے والے مہاجر و انصار اور علما بھی عَلَم و نشان کے ساتھ زینت کیے ہوئے آراستہ و پیراستہ آئے تاکہ دیکھیں کیا انجام ہوتا ہے۔ حضرتؐ پہلے اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے یہاں تک کہ کچھ دن چڑھا۔ پھر اس شان سے کہ علیؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کو اپنے آگے اور جناب فاطمہ زہرا کو اپنے پیچھے لیے ہوئے روانہ ہو کر اُنہی دونوں درختوں کے نیچے آئے اور اُسی شان سے اُس چادر کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ اور سید و عاقب کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ مباہلہ کے لیے آئیں جس کے لیے مجھے بلاتے تھے۔ وہ لوگ آئے اور کہا کہ کن لوگوں کے ساتھ آپ ہم سے مباہلہ کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ بہترین اہلِ زمین اور خدا کے نزدیک سب سے بلند عزت والی اس جماعت کے ساتھ اور حضرات اہلبیتؑ علیؑ و فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السّلام کی جانب اشارہ فرمایا۔ سید و عاقب نے کہا ان بزرگوں اور سربرآوردہ لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے ہیں آپ نہیں لائے۔ آپ کے ساتھ یہی ایک جوان اور ایک خاتون اور دو بچے ہیں۔ کیا اِنہی کے ساتھ ہم سے مباہلہ کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں اب میں تم کو مطلع کرتا ہوں کہ میں خداوندِ عالم کی جانب سے مامور ہوا ہوں کہ اسی جماعت کے ساتھ تم سے مباہلہ کروں اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ یہ سُنتے ہی ان کے چہرے زرد ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے۔ ان لوگوں نے پوچھا کیا واقع ہوا۔ انہوں نے خودداری برتی اور کہا ابھی بیان کریں گے۔ اُن میں سے ایک جوان نے کہا جوانُ کے اچھے

عالموں میں سے تھا کہ تم پر واے ہو ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرنا۔ ان اوصافِ محمدؐ کو خاطر میں لاؤ جو کتاب جامعہ میں تم نے دیکھا ہے خدا کی قسم جیسا کہ تم جانتے ہو کہ وہؐ صادق ہیں، ابھی واپس نہ ہوئے ہو گے کہ تمہارے ساتھی بندر اور سُور کی شکلوں میں مسخ ہو جائیں گے۔ خدا سے ڈرو۔ چونکہ انہوں نے سمجھا کہ وہ شخص خیر خواہی کر رہا ہے تو خاموش ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ منذر بن علقمہ جو عالم بزرگ ابوحارثہ کا بھائی تھا اور خود بھی اُن کے عالموں اور صاحبانِ عقل و حکمت میں سے تھا اور اہل نجران اُس پر بھی کمال اعتقاد رکھتے تھے جس وقت کہ اہل نجران کے درمیان نجران میں بحث و مباحثہ ہو رہا تھا وہ موجود نہ تھا وہ اُس وقت اُن کے پاس پہنچا جبکہ وہ لوگ جمع ہو کر مباہلہ کے لیے رسولؐ اللہ کے پاس جانا چاہتے تھے۔ وہ بھی اُن لوگوں کے ساتھ نکلا۔ چونکہ اس نے ان کی رائے میں اختلاف دیکھا سید و عاقب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہمراہیوں سے کہا تھوڑی دیر ٹھہرو کہ میں ان بزرگوں سے علیحدہ تنہائی میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر ان دونوں کو الگ دُور لے گیا اور کہا ناصح اپنے ماننے والوں سے جھُوٹ نہیں بولتا۔ میں تم دونوں کا دوست اور ہمدرد ہوں لہٰذا اگر اپنی عافیت چاہتے ہو تو غور کرو نجات پاؤ گے ورنہ ہلاک ہو گے اور ایک دُنیا کو ہلاک کر دو گے۔ وہ بولے ہم تم کو اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں اور تمہاری طرف سے مطمئن ہیں۔ کہو جو کچھ جانتے ہو۔ اُس نے کہا کیا نہیں جانتے ہو کہ جس قوم نے اپنے پیغمبر سے مباہلہ کیا پلک جھپکتے ہی برباد اور نابود ہو گئی۔ اور تم اور وہ جو کتابِ الٰہی سے کچھ بھی ربط رکھتا ہے سب جانتے ہو کہ محمدؐ ابوالقاسم وہی پیغمبر ہیں جن کی خوشخبری سارے پیغمبروں نے دی ہے اور اُن کے اور اُن کے اہلبیتؑ کے اوصاف ہمارے پیشواؤں نے بیان کر دیئے ہیں۔ دُوسری بات جس سے میں تم کو ڈرانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آنکھیں کھول کر دیکھو جو آثار ظاہر ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا وہ کیا ہیں؟ منذر نے کہا آفتاب کو دیکھو کہ کس طرح متغیر ہو رہا ہے اور درختوں کو دیکھو کہ سب کے سر جھکے ہوئے ہیں اور طیور نے اپنے اپنے سر زمین پر رکھ دیئے ہیں اور اپنے پروں کو کھول دیتے ہیں اور عذابِ الٰہی کے خوف سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں پگھل گئی ہیں۔ نیز پہاڑوں کے لرزنے اور تڑپنے کو دیکھو اور دھوآں جو تمام فضا پر چھایا ہوا ہے اور سیاہ بادلوں کو دیکھو باوجودیکہ گرمی کا موسم ہے اور ابر کا وقت نہیں ہے اور اب دیکھو محمدؐ اور ان کے اہلبیتؑ کو کہ کس طرح دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے منتظر ہیں کہ تم بددُعا کرنا منظور کرو لہٰذا سمجھ لو کہ اگر ایک کلمۂ لعنت ان کی زبان سے نکلا تو ہم سب ہلاک و برباد ہو جائیں گے اور اپنے مکان اور اہل و عیال کی طرف واپس نہ جا سکیں گے۔ جب سید و عاقب نے نگاہ اُٹھائی عذاب کے آثار مشاہدہ کیے اور یقین کر لیا کہ آنحضرتؐ حق پر ہیں تو اُن کے پیر کانپنے لگے اور نزدیک تھا کہ اُن کی عقلیں زائل ہو جائیں اور سمجھ گئے کہ اگر مباہلہ کریں گے تو بے شبہ ان پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ جب منذر بن علقمہ نے دیکھا کہ وہ خوفزدہ ہو گئے تو کہا اگر تم لوگ مسلمان ہو جاؤ تو دُنیا و آخرت میں سرخرو ہو گئے اور اگر صرف دُنیا چاہتے ہو اور اُس شان و شوکت اور اقتدار سے جو قوم میں تم کو حاصل ہے دست بردار نہیں ہو سکتے تو مجھے اس سے واسطہ نہیں لیکن تم نے یہ اچھا نہیں کیا کہ محمدؐ سے مباہلہ پر تیار ہو گئے اور مباہلہ کو اپنے اور اُن کے درمیان علامتِ حق قرار دیا اور اپنے آپ اپنے شہر سے باہر نکل آئے یہ تمہاری عقلوں کی خرابی کے سبب سے ہوا۔ محمدؐ نے تمہارا چیلنج قبول کر لیا اور انبیاؑ جب کسی بات کا ارادہ کر لیتے ہیں جب تک اس کو پُورا نہیں کر لیتے اُس سے باز نہیں آتے لہٰذا

اگر چاہتے ہو کہ اس مباہلہ سے چھٹکارا پاؤ اور اپنے تئیں عذاب الٰہی سے بچاؤ تو بہت جلد محمدؐ سے صلح کر و، اور اُن کو راضی کر و ہرگز دیر نہ کرو تاکہ تمہارا معاملہ قوم یونسؑ کے معاملہ کی طرح بخیر انجام پذیر ہو جیساکہ ان لوگوں نے جب عذاب الٰہی کو دیکھا تو توبہ کی۔ سید و عاقب نے کہا کہ اب تو تم ہی محمدؐ کے پاس جاؤ اور جو کچھ چاہو طے کر لو ہم کو منظور ہے۔ لیکن اُن کے بھائی علیؑ کا واسطہ قرار دو اور اُن سے التماس کرو کہ اس عہد و پیمان کو درست کر دیں کیونکہ محمدؐ اُن کی بات بہت مانتے ہیں اور اُن کے کہنے کو نہیں ٹالتے۔ پھر جلد ہی واپس آجانا تاکہ ہمارے دلوں کو قرار آئے اور اطمینان ہو۔

غرض منذر جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوتے اور حاضر ہو کر کہا السلام علیک یا رسُولؐ اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند عالمین کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور آپؐ اور جناب عیسیٰؑ دونوں اُسکے بندہ اور رسُولؐ ہیں اور مسلمان ہو گئے۔ پھر سید و عاقب کا پیغام پہنچایا تو آنحضرتؐ نے حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب کو صلح کے لیئے اُن کے پاس بھیجا۔ امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں اُن سے کس عنوان پر صلح کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ جو تمہارے نزدیک بہتر و مناسب ہو اُس پر صلح کر لو کیونکہ تمہارا قول و فعل میرا قول و فعل ہے۔ تو حضرت امیرالمومنینؑ نے اس پر صلح کی کہ دو ہزار نفیس لباس اور ہزار مثقال ہر سال نصف ماہ محرم میں اور بقیہ نصف ماہِ رجب میں دیا کریں۔ پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں امیرالمومنینؑ ان دونوں (سید و عاقب) کو لائے اور شرائطِ صلح سے حضورؐ کو آگاہ اور اُن دونوں نے اپنی ذلت و خواری کا اقرار کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ قبول و منظور کیا لیکن اگر میرے اور ان لوگوں کے ساتھ جو زیر عبا ہیں تم لوگ مباہلہ کرتے تو یقیناً حق سُبحانہٗ وتعالیٰ اس وادی کو تمہارے لیئے آگ سے بھر دیتا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ آگ ان لوگوں تک پہنچ جاتی جن کو تم اپنے اہل و عیال اور قوم میں سے اپنے پیچھے چھوڑ آتے ہو اور سب کو وہ آگ جلا کر خاک کر دیتی۔

جب آنحضرتؐ اپنے اہلبیتؑ کے ساتھ وہاں سے اپنی مسجد میں واپس آئے جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا حق سُبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے موسیٰؑ و ہارونؑ اور ہارونؑ کے دونوں فرزندوں نے اپنے دشمن قارون سے مباہلہ کیا تو خدا نے قارون کو اُس کے اہل و مال کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا مع اُن لوگوں کے جو اُس کی اعانت کرتے تھے۔ اے احمدؐ اپنی عظمت و جلالت کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تم اور تمہارے اہلبیتؑ تمام اہل زمین کے ساتھ مباہلہ کرتے تو بیشک آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے اور زمین دھنس جاتی اور باقی نہیں رہتی لیکن میری مشیت اس کے خلاف تھی۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ سجدہ شکر میں جُھک گئے، اور اپنا مُنہ زمین پر رکھا۔ پھر ہاتھوں کو بلند کیا کہ سفیدی زیرِ بغل ظاہر ہو گئی اور کہا شُکرًا لِلمُنعِم شُکرًا لِلمُنعِم تین بار۔ لوگوں نے آنحضرتؐ سے سجدہ اور خوشی کا سبب دریافت کیا جو حضرتؐ کے چہرۂ اقدس و انور سے ظاہر تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے خدائے عالمین کا شکر ادا کیا اس نعمت کے سبب سے جو اُس نے میرے اہلبیتؑ کے بارے میں ظاہر فرمایا پھر جو کچھ جبریلؑ نے پیغام پہنچایا تھا لوگوں سے بیان فرمایا۔[1]

[1] یہ مضمون صفحہ ۷۸۵ پر دیکھئے

اڑتالیسواں باب ۴۸

حجۃ الوداع تک کے تمام واقعات کا بیان

فصل اوّل۔ غزوۂ عمرو بن معدی کرب کا ذکر :-

شیخ مفید و شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے مدینہ واپس آئے عمرو بن معدی کرب حضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؐ نے اُس سے کہا کہ تو مُسلمان ہو جا تاکہ خدا تجھ کو

(حاشیہ گزشتہ صفحہ ۷۸۴ کا) [1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مباہلہ کا یہ قصہ متواترات سے ہے اور خاصہ و عامہ نے اس کی اصلیت اور اُس کے اکثر خصوصیات میں کوئی اختلاف نہیں کیا ہے جو جناب رسُولؐ خدا کی حقیت اور علیؑ مرتضےٰ کی امامت اور آلِ عبا علیہم السلام کی مکمل فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ اوّل یہ کہ اگر آنحضرتؐ کو اپنے برحق ہونے پر کامل یقین نہ ہوتا تو اس جرأت کے ساتھ مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوتے اور اپنے سب سے پیارے عزیزوں کو اُس گروہ کی سریع التاثیر دُعا کی شمشیر کی دھار پر نہ رکھتے جو اپنی حقیت پر گمان یا احتمال رکھتا تھا کہ وُہی حق پر ہے دوّم یہ کہ خبر دے دی تھی کہ اگر مجھ سے مباہلہ کرو گے تو حق تعالیٰ تم پر عذاب نازل کرے گا اور مباہلہ کے حق ثابت کرنے میں اس قدر آمادگی ظاہر نہ کرتے اگر اپنے قول کی صداقت پر حضرتؐ کو یقین نہ ہوتا اور یہ مستعدی اور کوشش اپنے کذب کے اظہار میں ہوتی۔ اور کوئی عاقل ایسا کام نہیں کرتا حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ تمام عاقلوں سے زیادہ عقل والے تھے۔ سوّم یہ کہ نصاریٰ نے مباہلہ سے گریز کیا۔ اگر آنحضرتؐ کے صادق ہونے کا اُن کو یقین نہ ہوتا تو اُن کو چاہیئے تھا کہ آنحضرتؐ اور اُن کے اہلبیتؑ کے چند افراد کی بد دُعا کی پروا نہ کرتے اور اپنی قوم میں اپنے وقار کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے جیساکہ اُس کے لیئے خونریز جنگ کیا کرتے تھے اور اپنی عورتوں، بچوں اور اموال کے قتل و غارت ہو جانے پر تیار ہو جاتے تھے۔ چاہیئے تھا کہ ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ دینا اختیار نہ کرتے۔ چوتھے یہ کہ اس بارے میں تمام خبروں میں مذکور ہے کہ وہ آپس میں ایک دُوسرے کو مباہلہ کرنے کے لیئے منع کرتے رہے اور کہتے رہے کہ آنحضرتؐ سے مباہلہ نہ کریں۔ اور اس ضمن میں کہتے تھے کہ اُن کی حقیت تم پر ظاہر ہو چکی ہے اور تم کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ پیغمبر موعود ہیں۔ پانچویں یہ کہ اس موقع پر ثابت ہو گیا کہ حضرت رسالت پناہؐ کے بعد حضرت امیرالمومنینؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام خلائق میں سب سے افضل و اشرف تھے اور آنحضرتؐ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے جیساکہ مخالفین کے تمام متعصبین علمائے مثل زمخشری و بیضاوی و فخرالدین رازی وغیرہم نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ اور زمخشری جو سب سے زیادہ متعصب ہیں اپنی کتاب کشاف میں لکھتے ہیں کہ اگر تم یہ کہو کہ مباہلہ کی طرف دشمن کو دعوت دینا اس لیئے تھا کہ ظاہر ہو جائے کہ وہ جھوٹا ہے۔ تو یہ بات خود آنحضرتؐ اور اُن کے دشمن کے ساتھ مخصوص تھی تو مباہلہ میں عورتوں اور لڑکوں کو شامل کرنے کی کیا ضرورت تھی (باقی بر صفحہ ۷۸۶)

روز قیامت کے فزع اکبر سے بے خوف کردے اُس نے کہا وُہ فزع اکبر (سخت عذاب) کیا ہے کیونکہ کوئی خوف مجھ پر طاری نہیں ہوتا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہولِ قیامت ایسا نہیں جیسا تو سمجھتا ہے۔ یقیناً ایک مہیب آواز دہ ہوگی جو لوگوں پر پکاری جائے گی جس سے کوئی مُردہ ایسا نہ ہوگا جس سے وُہ زندہ نہ ہو جائے اور کوئی زندہ نہ ہوگا کہ اُس آواز کے ہول سے مر نہ جائے سوائے اُس کے جس کو خدا زندہ رکھنا چاہے۔ پھر دُوسری آواز آئے گی کہ جو پہلی آواز سے مر گیا ہوگا زندہ ہو جائے گا پھر سب کو ایک صف میں کھڑا کیا جائے گا اور آسمانوں کو شگافتہ کیا جائیگا زمین مٹادی جائے گی پہاڑ ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے اور جہنم کی آگ کے شرارے پہاڑوں کے مانند نکلیں گے جس سے

(بقیہ صفحہ ۷۸۵) اس کا جواب یہ ہے کہ مباہلہ میں اُن کو شامل کرنا آنحضرتؐ کے اپنے برحق ہونے پر اعتماد و وثوق اس سے زیادہ تھا کہ تنہا مباہلہ کریں کیونکہ ان کا شامل کرنا جرأت ظاہر کرتا ہے کہ اپنے اعزا اور اپنے جگر کے ٹکڑوں اور محبوب ترین لوگوں کو مقامِ ہلاکت و نفرین میں لائے اور خود تنہا آنے پر اکتفا نہ کی اس طرح دشمن کے دروغ گو ہونے کا پُورا پورا یقین ظاہر کیا۔ اور چاہا کہ دُشمن اپنے اعزا اور پیاروں کے ساتھ ہلاک ہو اور فنا ہو جائے اگر مباہلہ واقع ہو۔ اور مباہلہ کے لیئے اپنی عورتوں کو اور بچّوں کو مخصوص کیا کیونکہ وُہ عزیزوں میں بہ نسبت دُوسروں کے دل و جان سے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو اُن کے بدلے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے تاکہ ان کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ اسی سبب سے لڑائیوں میں اپنی عورتوں اور بچّوں کو لے جاتے ہیں تاکہ دشمن کے مقابلہ سے ان کی حفاظت کے لیئے نہ بھاگیں۔ اسی سبب سے خداوند عالم نے ان کو جان پر مقدم فرمایا ہے تاکہ دُنیا پر واضح کردے کہ وُہ جان پر مقدم ہیں۔ پھر اس کے بعد علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ یہ آل عبا کی فضیلت پر وُہ دلیل ہے جس سے قوی و مستحکم کوئی دلیل نہیں ہوسکتی۔ ان کا کلام تمام ہُوا۔

جبکہ یہ معلوم ہوچکا کہ وُہ آنحضرتؐ کے نزدیک سب سے زیادہ صاحب مرتبہ تھے تو ہر صاحب عقل پر ظاہر ہوگیا کہ وہ آنحضرتؐ کے بعد بہترین خلق ہیں کیونکہ معلوم ہے کہ اُن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بہ نسبت دُوسروں کے بشریت کے لحاظ سے نہ تھی بلکہ جو خدا کے نزدیک زیادہ محبوب تھا اُسی کو آنحضرتؐ زیادہ دوست اور عزیز رکھتے تھے۔ اور جبکہ وُہ دُوسروں سے بہتر تھے لہٰذا اُن پر دوسروں کو فوقیت دینا جائز نہیں ہوسکتا۔

چھٹے یہ کہ یہ قصّہ دلالت کرتا ہے کہ یہ امام حسنؑ و امام حسین علیہم السلام فرزندانِ رسُولؐ تھے۔ کیونکہ خداوند عالم نے "اَبْنَآءَنَا" فرمایا ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کے سوا آنحضرتؐ نے کسی لڑکے کو مباہلہ میں شامل نہ کیا۔ **ساتویں** یہ کہ فخر الدین رازی کا بیان ہے کہ شیعوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ سوائے رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ اور نفس سے مراد آنحضرتؐ کا نفس شریف نہیں ہے کیونکہ دعوتِ غیر کو ظاہر کرتی ہے اور آدمی اپنے کو نہیں بُلاتا لہٰذا چاہیئے کہ مراد اپنی ذات کے علاوہ کوئی دوسرا ہو۔ اور باتفاق مخالفین و موافقین عورتوں (باقی بر صفحہ ۷۸۷)

کوئی ذی رُوح ایسا نہ ہوگا جس کا دل خوف سے پھٹ نہ جائے۔ وُہ اپنے گناہوں کو یاد کرے گا اور اپنے معاملات میں مشغول رہے گا۔ وُہ دوسروں کے حالات سے بے خبر ہوگا سوائے اس کے جس کو خدا چاہے کہ مطمئن اور بے خوف رہے۔ اے عمرو تو اس فزع سے کیا خبر و اطلاع رکھتا ہے اور تُو نے ایسا ہول کہاں دیکھا ہے۔ اُس نے کہا یہ خبر عظیم کیسی خبر ہے جو سُن رہا ہوں پھر خدا پر ایمان لایا اور وُہ لوگ بھی ایمان لائے جو اُس کے ساتھ آئے تھے اور اپنی قوم کے پاس واپس ہوئے۔ اتفاقاً عمرو کی ملاقات ابی بن عثعث خثعمی سے ہوگئی۔ وُہ اُس کو پکڑ کر حضرتؐ کی خدمت میں لایا اور کہا کہ میرا اور اس فاجر کا فیصلہ کیجیئے کیونکہ اس نے میرے باپ کو قتل کیا ہے حضرتؐ نے

(بقیہ از گزشتہ صفحہ ۷۸۶) اور لڑکوں کے علاوہ جس کو انفسنا سے تعبیر کیا جائے علیؑ بن ابی طالبؑ کے سوا کوئی نہ تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ خداوند عالم نے انفسنا میں علیؑ کی ذات اور محمدؐ کی ذات مراد لی ہے۔ اور اتحاد حقیقی دو نفس میں محال ہے لہٰذا چاہیئے کہ مجاز ہو۔ اور یہ اُصُول میں طے ہے کہ سب سے زیادہ قریب مجاز پر حقیقت کا اظہار زیادہ بہتر ہے بہ نسبت سب سے زیادہ دُور مجاز کے۔ اقرب مجازات تمام اُمور میں برابری اور تمام کمالات میں شرکت ظاہر کرتا ہے سوائے اس کے جو دلیل سے خارج ہو۔ اور جو اجماع سے خارج ہے وُہ پیغمبری ہے جس میں علیؑ شریک نہیں ہیں مگر دُوسرے کمالات میں شریک ہیں۔ اور پیغمبرؐ کے تمام کمالات میں سے ایک کمال یہ ہے کہ وُہ تمام پیغمبروں سے اور تمام صحابہ سے افضل ہیں تو چاہیئے کہ جناب امیرؑ بھی تمام صحابہ اور سارے نبیوں سے افضل ہوں اور جبکہ فخر الدین رازی نے یہ دلیل نہایت وضاحت کے ساتھ بعض علمائے شیعہ سے نقل کی ہے اس کے بعد کہا ہے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح اس پر اجماع ہے کہ محمدؐ علیؑ سے افضل ہیں اسی طرح یہ بھی اجماع ہوچکا ہے کہ انبیاؑ غیر انبیاء سے افضل ہیں۔ لیکن صحابہ پر افضلیت کا کوئی جواب نہیں دیا ہے اس لیئے کہ اس کا جواب نہیں رکھتے تھے۔ اور وُہ جواب جو پیغمبروں کے بارے میں دیا ہے اُس کا بھی باطل ہونا ظاہر ہے کیونکہ شیعہ اس اجماع کو قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر امام رازی کہتے ہیں کہ اہلسنّت نے اجماع کر لیا ہے تو تنہا ان کا اجماع کیا وقعت رکھتا ہے۔ اور اگر وُہ کہتے ہیں کہ تمام اُمّت نے اجماع کر لیا ہے تو یہ تسلیم نہیں کیونکہ زیادہ تر علمائے شیعہ کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب امیرؑ اور تمام ائمہ علیہم السلام تمام انبیاء سے افضل ہیں اور انہوں نے احادیث مستفیضہ بلکہ متواترہ اس باب میں اپنے ائمہ سے روایت کی ہے **آٹھویں** یہ کہ روایتِ خاصہ و عامہ مشتمل ہے اس پر کہ یہ گروہ جس کو مَیں مباہلہ کے لیئے لایا ہوں خلق میں خدا کے نزدیک میرے بعد سب سے بلند مرتبہ ہیں۔

واضح ہو کہ تمام احادیثِ مباہلہ اور دلائل مذکورہ کی تفصیل کتاب فضائل امیرؑ المومنین میں انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کی جائیں گی۔ اس مقام پر مَیں نے اتنے ہی پر اکتفا کی ہے اور طالب حق کے لیئے اسی قدر کافی ہے۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِیْلِ ○

(صفحہ ۷۸۴ کا حاشیہ ختم ہُوا)

فرمایا اسلام نے جاہلیت کے زمانہ کے خون باطل کر دیئے ہیں اور مسلمان ہونے کے بعد زمانۂ جاہلیت کے خونوں کا قصاص نہیں۔ یہ سُنکر عمرو مُرتد ہوگیا اور واپس ہوا اور بنی حارث بن کعب کی ایک جماعت کو قتل وغارت کر دیا اور اپنی قوم میں جاکر مل گیا۔ جب جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حال سُنا حضرت امیرؑ کو مہاجروں کا سردار بناکر قبیلۂ بنی زبید کی طرف بھیجا اور خالد بن ولید کو عرب کے ایک گروہ کا امیر بناکر قبیلۂ جعفی کی طرف روانہ کیا اور تاکید کر دی کہ جہاں امیرؑ المومنین کے لشکر سے ملاقات ہوجاتے تو تم سب کے سردار امیرؑ المومنین ہوں گے اور تو اپنی امارت سے دست بردار ہوجانا اور ہر امر میں اُن کی اطاعت کرنا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السّلام ان کی طرف روانہ ہوئے اور خالد بن سعید بن العاص کو امیر المومنینؑ کے لشکر کا ہراول مقرر کیا۔ خالد نے خود بھی ابوموسیٰ اشعری کو اپنا ہراول قرار دیا۔ جب قبیلۂ جعفی نے سُنا کہ خالد ابن ولید اُن کی طرف آرہا ہے وُہ دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک گروہ یمن چلا گیا اور دُوسرا بنی زبید کے قبیلہ سے جاکر مل گیا۔ جب یہ خبر امیر المومنینؑ کو پہنچی خالد کو خط لکھ کر بھیجا کہ جس جگہ میرا یہ خط تجھ کو مل جاتے وہیں ٹھہر جانا۔ مگر اُس فاسق نے حضرت رسُولؐ کے حکم کی اطاعت نہ کی۔ تو حضرت امیر المومنینؑ نے خالد بن سعید کو لکھا کہ اُس کو سرِراہ روک لو اور آگے مت جانے دو۔ مَیں آرہا ہوں۔ خالد بن سعید نے اُس کو روک دیا یہانتک کہ امیر المومنینؑ پہنچ گئے اور اُس کو اپنی مخالفت پر ملامت فرمائی۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور قبیلہ بنی زبید کے سر پر پہنچ گئے۔ جب اُس قبیلہ نے حضرتؑ کو دیکھا عمرو سے کہا کہ اے ابوثور تیرا حشر کیا ہوگا جبکہ یہ جوان قرشی تجھ سے ملاقات کرے گا اور تجھ سے خراج لینا چاہے گا۔ عمرو نے کہا جب اُس سے مڈبھیڑ ہوگی تو وُہ دیکھے گا کہ کس طرح مجھ سے خراج لیتا ہے۔ جب دونوں لشکر ایک دُوسرے کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے عمرو اپنے لشکر سے نکل کر مبارز طلب ہوا۔ جب حضرت امیرؑ المومنین نے اُس کے مقابلہ پر جانا چاہا خالد بن سعید حضرتؑ کی خدمت میں آئے اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ مجھے اُس سے مقابلہ کی اجازت دیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر میری اطاعت تم لازم سمجھتے ہو تو اپنے مقام پر کھڑے رہو، اور حرکت مت کرو تاکہ میں خود اُس کو دفع کروں۔ یہ فرماکر حضرت میدان میں تشریف لائے اور شیر ژیاں کی مانند نعرہ کیا جس کی ہیبت سے عمرو بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرتؑ نے اس کے بھائی اور بھتیجے کو قتل کیا اور اُس کی زوجہ کو جس کا نام رکانا دختر سلامہ تھا اسیر کیا اور اُن کی بہت سی عورتوں کو قید کرلیا۔ پھر حضرت کثیر غنیمت کے ساتھ واپس ہوتے اور خالد بن سعید کو بنی زبید کے پاس چھوڑا کہ ان سے زکوٰۃ وصول کریں اور ان میں سے بھاگے ہوتے جو لوگ واپس آجائیں اور مسلمان ہوجائیں اس کو امان دے دیں۔ اس تاکید کے بعد امیر المومنینؑ مدینہ واپس آئے۔ اُدھر عمرو بن معدی کرب واپس آیا اور خالد بن سعید سے اجازت طلب کی کہ وُہ ان کے پاس آنا چاہتا ہے۔ خالد نے اس کو اجازت دے دی عمرو حاضر ہوکر دوبارہ مسلمان ہوگیا اور التجا کی کہ اس کی بیوی بچے اس کو واپس دے دیئے جائیں۔ خالد نے ان کو واپس کر دیا۔ عمرو خانۂ خالد بن سعید کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ اندر داخل ہونے کی اجازت ملے وہاں دیکھا کہ ایک اُونٹ نحر کیا ہوا پڑا ہے اُس نے اُس کے چاروں ہاتھ پیر ایک جگہ جمع کر کے اپنی تلوار سے جس کو اس کی کاٹ اور برش کی تیزی کے سبب صمصامہ کہتے تھے ایک ضرب

میں دو دو ٹکڑے کر دیئے۔ خالد نے جب اُس کے زن و فرزند اس کو واپس دیئے تو اُس نے اُس کے عوض میں وُہ تلوار خالد کو بخش دی۔

امیر المومنینؑ نے مالِ غنیمت میں سے ایک کنیز اپنے لیئے روک لی تھی۔ خالد بن ولید کو چونکہ اُن حضرتؑ سے سخت عداوت تھی اس لیئے بریدہؓ اسلمی کو جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اس شکایت کے ساتھ کہ علیؑ نے مالِ غنیمت میں خیانت کی ہے اور خمس میں سے ایک لڑکی اپنے واسطے لے لی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی اُن حضرتؑ کی مذمت میں جو ہوسکے کہے۔ جب بریدہؓ اسلمی آنحضرتؐ کے دروازہ پر پہنچے جناب عمر نے دیکھا اور جنگ کے حالات دریافت کیئے اور ان کے سب سے پہلے آنے کا سبب پُوچھا اُس نے کہا کہ خدمت رسُولؐ میں علیؑ کی شکایت اور مذمت کرنے آیا ہوں اور کنیز کا معاملہ بیان کیا۔ وہ یہ سُنکر خوش ہوتے اور کہا جاؤ اور کنیز کا تذکرہ کرو۔ یقیناً آنحضرتؐ اپنی بیٹی کے سبب سے کنیز لے لینے پر اُن سے ناراض ہوں گے اور اُن پر غضبناک ہوں گے۔ غرض بریدہ آنحضرتؐ کی مجلس میں داخل ہوتے اور خالد کا خط حضرتؐ کو دیا۔ حضرتؐ نے خط کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ جیسے جیسے جناب امیرؑ کی خیانت کے تذکرہ پر نظر پڑتی تھی آپ کا چہرہ مبارک کا رنگ غصّہ سے بدلتا جاتا تھا اور جبین مبارک سے آثارِ غضب ظاہر ہو رہے تھے۔ پھر بریدہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اگر لوگوں کو غنیمت میں اسی طرح تصرّف کی اجازت ہوگی تو مُسلمانوں کا مالِ غنیمت ضائع ہوجائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے بریدہ تجھ پر وائے ہو کیا تو منافق ہوگیا ہے۔ یاد رکھ مالِ غنیمت میں سے علیؑ کے لیئے ہر شے حلال ہے جس طرح میرے واسطے حلال ہے اور علیؑ بن ابی طالب تیرے واسطے تمام لوگوں سے بہتر ہیں اور ہر شخص سے میرے بعد میری اُمت کے لیئے بہتر ہیں۔ اے بریدہ علیؑ کی دشمنی سے پرہیز کر۔ اگر تو علیؑ کو دشمن رکھے گا تو خدا تجھ کو دشمن رکھے گا۔ بریدہ کہتے ہیں کہ مجھے اُس وقت تمنا ہوئی کہ اگر زمین پھٹ جائے تو خجالت و پشیمانی کے سبب اُس میں سما جاؤں۔ مَیں نے عرض کی خدا کے غضب سے اور رسُولؐ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ یا رسُولؐ اللہ میرے واسطے خدا سے آمرزش طلب کیجیے اب اس کے بعد کبھی علیؑ کو دشمن نہ رکھوں گا اور سوائے کلمۂ خیر کے ان کے حق میں کوئی بات زبان سے نہ نکالوں گا۔ تو آنحضرتؐ نے اُن کے لیئے استغفار کیا اور اُن کی خطا معاف کی۔

فصل دوم : جناب امیر علیہ السّلام کا یمن بھیجا جانا۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو اہل یمن کی طرف بھیجا تاکہ ان کو اسلام کی دعوت دیں اور اُن کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت کو بھی روانہ کیا جن میں براء بن عازب بھی تھے۔ خالد چھ مہینے وہاں رہے اور ایک شخص کو بھی مسلمان نہ کر سکے۔ آنحضرتؐ کو بہت ملال ہوا۔ پھر امیر المومنینؑ کو طلب فرماکر حکم دیا کہ یمن کی طرف جاؤ اور خالد کو ان کے لشکر کے ساتھ واپس بھیج دو۔ اور اگر خالد کے ساتھیوں میں سے کوئی تمہارے ساتھ رہنا چاہے تو روک لینا۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں جناب امیرؑ کے پاس ٹھہر گیا۔ جب ہم یمن کے پہلے سرے پر لوگوں کے پاس پہنچے اور ان کو ہمارے آنے کی اطلاع ملی وُہ لوگ جمع ہوئے۔ جناب امیرؑ نے ہمارے ساتھ نماز صبح ادا کی،

اور ہمارے آگے کھڑے ہو کر اُس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد جناب رسولؐ خدا کا خط ان کو سُنایا تو اسی ایک روز میں قبیلۂ ہمدان کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ جناب امیرؑ نے ان کے اسلام لانے کا حال آنحضرتؐ کی خدمت میں لکھ بھیجا حضرتؐ پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور بڑی مسرت ظاہر کی اور سجدۂ شکر ادا کیا اور سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھے اور فرمایا خدا کی طرف سے قبیلۂ ہمدان پر سلامتی ہو۔ پھر اُس کے بعد تمام اہلِ یمن مسلمان ہو گئے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو یمن کی جانب بھیجا تاکہ اُن کو دعوتِ اسلام دیں اور اُن کے مال سے خمس وصول کریں اور احکامِ الٰہی کی اُن کو تعلیم دیں اور حلال و حرام اُن کو بتائیں اور اہلِ نجران سے زکوٰۃ اور جزیہ وصول کریں۔ نیز شیخ طبرسی اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے مثل بخاری و مسلم وغیرہم کے عمرو بن شاس اسلمی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مع ایک جماعت کے حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ تھا۔ اُن حضرتؑ سے ہم لوگوں کی اُمید کے خلاف ایک بات ہوئی تو مجھے اُن پر غصہ آیا اور اُن کی طرف سے میرے دل میں کینہ پیدا ہو گیا۔ اور جب میں مدینہ آیا تو آنحضرتؐ سے شکایت کی اور کچھ اور لوگوں سے جو آنحضرتؐ کے پاس رہتے تھے۔ پھر ایک روز میں آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا جبکہ آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرتؐ نے میری طرف دیکھا میں حضرتؐ کے پاس بیٹھ گیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرو بن شاس تُو نے مجھے اذیت دی۔ میں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں خدا سے اپنے دینِ اسلام سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ رسولؐ خدا کو آزار پہنچاؤں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔

کلینی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے مجھے یمن بھیجا اور فرمایا کہ کسی سے جنگ نہ کرنا جب تک کہ اُس کو اسلام کی دعوت دے دو۔ خدا کی قسم اگر حق تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کی بھی ہدایت فرمائے تو تمہارے لیے بہتر ہے اُن تمام چیزوں سے جن پر آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے اور تم اُس کے امام ہو اور اگر وہ کوئی وارث نہ رکھتا ہو تو اس کی میراث تمہاری ہے اگرچہ لوگ تم پر کچھ الزام رکھیں۔ اور کتاب بصائر الدرجات میں امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا اور یمن کی طرف بھیجا تاکہ ان کی ہدایت کروں میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ وہ لوگ کثیر جماعت ہیں اور میں کمسن جوان ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا جب عقبۂ افیق کی چوٹی پر پہنچنا تو بلند آواز سے کہنا کہ اے درختو، پتھرو اور زمینو رسولِ خدا نے تم کو سلام کہا ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں روانہ ہوا۔ اور جب افیق کی پہاڑی پر پہنچا اور شہر یمن کے قریب آیا۔ میں نے دیکھا کہ تمام اہلِ یمن اپنے نیزے سیدھے کیے کمانیں حمائل کیے اور تلواریں کھینچے ہوئے میرے ہلاک کرنے کے ارادہ سے آئے تو میں نے باآوازِ بلند جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا کہا، تو کوئی درخت، پتھر، ڈھیلا اور کوئی قطعۂ زمین ایسا نہ تھا جس کو لرزہ نہ ہوا ہو۔ اور سب نے یک آواز ہو کر کہا خدا کے رسولؐ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور آپؑ پر سلام ہو۔ جب اہلِ یمن نے یہ حال مشاہدہ کیا اُن کے پیر اور زانو کانپنے لگے اور ہتھیار اُن کے ہاتھوں سے

گر گئے اور اطاعت کے ساتھ میرے پاس آئے تو میں نے ان کی اصلاح کی اور واپس آیا۔

شیخ طبرسی نے بسندِ معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا میں نے عرض کی کہ آپ مجھے اُن کے درمیان حکم و فیصلہ و ہدایت کرنے کے لیے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں سن رسیدہ نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ کیونکر حکم کرنا چاہیئے۔ تو حضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینہ پر پھیرا اور فرمایا خداوندا اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو حق کے ساتھ گویا فرما۔ تو اُسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اُس کے بعد پھر کبھی کسی دو شخص کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے شک نہ ہوا۔

قطب راوندی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ جب امیرالمومنینؑ یمن میں تشریف لے گئے وہاں ایک شخص کا گھوڑا چھوٹ گیا تھا اُس نے ایک شخص کو کچل دیا تھا اور وہ مر گیا تھا۔ اُس کے وارثوں نے گھوڑے کے مالک کو پکڑا اور جناب امیرؑ کے پاس لائے اور مقتول کے خون کا دعوےٰ کیا۔ گھوڑے کے مالک نے گواہ پیش کیا کہ گھوڑا چھوٹ گیا تھا جس میں اس کی کوئی غلطی نہ تھی۔ حضرتؑ نے اس کا خونبہا مالکِ اسپ پر نہیں قرار دیا۔ مقتول کے ورثا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یمن سے آئے اور جناب امیرؑ کی شکایت کی کہ اس فیصلہ میں انہوں نے ہم پر زیادتی کی ہے اور ہمارے مقتول کا خون رائگاں کر دیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ علیؑ بن ابی طالبؑ ظلم کرنے والے نہیں ہیں اور نہ ظلم کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور میرے بعد امامت و ولایت انہی سے مخصوص ہے۔ ان کا فیصلہ صحیح اور ان کا قول درست ہے ان کا حکم سوائے کافر کے کوئی رد نہیں کرتا اور اُن کے فیصلہ پر مومن ہی راضی ہوتا ہے۔ جب اہلِ یمن نے یہ کلام سُنا تو عرض کی ہم جناب امیرؑ کے فیصلہ پر اور اُن کے قول پر راضی ہوئے۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا تھا اُس کے عوض یہ تمہاری توبہ ہے۔

کلینی نے بسندِ معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امیرالمومنینؑ یمن سے واپس ہوئے جناب رسولِ خدا کے لیے چار گھوڑے ہدیہ کے طور پر لائے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی صفتیں بیان کرو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی ان کے رنگ مختلف ہیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ان میں کوئی گھوڑا ایسا بھی ہے جس کے رنگ میں سفیدی ہو؟ عرض کی ہاں ایک سُرخ رنگ کا گھوڑا ہے جس کے جسم پر سفیدی بھی ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا اُس کو میرے واسطے رہنے دو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی دو گھوڑے کھرے سُرخ (کمیت) ہیں اور سفیدی بھی رکھتے ہیں۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ دونوں حسنؑ و حسینؑ کو دے دو۔ پھر حضرت علیؑ نے کہا ایک گھوڑا ایک رنگ سیاہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس کو فروخت کر کے اُس کی قیمت اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔ کیونکہ گھوڑوں کی سعادت اُن کی پیشانی اور اُن کے چاروں ہاتھ پیروں کی سفیدی میں ہے۔

فصل سوم:- عرب کے گروہوں اور رئیسوں کا حضرتؐ کی خدمت میں آنا اور وہ تمام واقعات جو حجۃ الوداع تک واقع ہوئے۔

شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سنہ ۹ ھ میں عرب کے اشراف اور قبیلے آنحضرتؐ کی خدمت میں آتے اور اسلام سے مشرف ہوتے رہے۔ بیان کرتے ہیں کہ اُسی سال بادشاہان حمیر کے قاصد آنحضرتؐ کے پاس اپنے بادشاہوں کا خط لائے جس میں اُنہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ اور اُن کے قاصد حارث بن کلال اور نعیم بن کلال تھے۔ اور دُوسری جماعتیں بھی آئی تھیں۔ کہتے ہیں کہ اُسی سال حضرتؐ نے عاریہ عورت کو سنگسار کیا کیونکہ اُس نے چار مرتبہ خود زنا کا اقرار کیا تھا۔ اسی سال حضرتؐ نے عویمر بن حارث اور اُس کی بیوی کے درمیان لعان جاری کیا۔ چنانچہ شیخ طبرسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیت حدِ فحش نازل ہوئی عاصم بن عدی نے پوچھا کہ یا رسولؐ اللہ اگر ہم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے اگر وُہ کہے کہ ایسا دیکھا ہے تو کیا اُس کو اسی[1] کوڑے مارے جائیں اور اگر وُہ چار گواہ پیش کرے تو آزاد ہے اُس پر کوئی الزام نہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا آیت[1] یونہی نازل ہوئی ہے۔ تو عاصم نے منظور کیا اور واپس چلا؛ راستہ میں ہلال بن اُمیہ سے ملاقات ہوئی۔ وُہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ رہا تھا۔ عاصم نے اس کی وجہ پُوچھی۔ ہلال نے کہا میں نے اپنی زوجہ خولہ کے شکم پر شریک بن سحما کو دیکھا یہ سُنکر عاصم ہلال کے ساتھ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں واپس آیا اور ہلال نے واقعہ بیان کیا۔ حضرتؐ نے اُس عورت کو طلب فرمایا اور پُوچھا کہ تیرا شوہر تیرے حق میں یہ کیا کہتا ہے۔ خولہ نے کہا شریک اکثر میرے گھر آتا اور قرآن پڑھتا میرا شوہر اکثر اس کو میرے پاس چھوڑ کر چلا جاتا تھا۔ مجھے خبر نہیں کہ اس بارے میں اُس کو بدگمانی ہوتی ہے یا میرے اخراجات دینے میں بخل پیدا ہوا ہے کہ مجھ پر اتہام لگا رہا ہے۔ اُس وقت خدا نے آیت[2] لعان نازل فرمائی اور حضرتؐ نے اُن دونوں زن و شوہر کے درمیان لعان جاری کی اور اُن کے درمیان جُدائی ڈال دی۔ اور حکم دیا کہ لڑکا عورت کا ہے جس کا

---

[1] وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آیت ۴ سورۃ نور پ ۱۸) جو لوگ پاکدامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں اور چار گواہ پیش نہ کریں تو اُن کو اسی کوڑے مارو اور کبھی اِن کی گواہی قبول نہ کرو۔ (مترجم) ۱۲

[2] وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (سورۃ نور آیت ۶ تا ۹ پ ۱۸) جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور اپنے سوا کوئی گواہ نہ پیش کریں تو ان میں سے ایک کی گواہی چار مرتبہ یُوں ہوگی کہ وُہ ہر مرتبہ خدا کی قسم کھا کر بیان کرے کہ وُہ یقیناً سچ کہتا ہے اور پانچ مرتبہ یوں کہے کہ اگر وُہ جھوٹ بولتا ہے تو اُس پر خدا کی لعنت ہو۔ اور عورت سزا سے یُوں بری ہو سکتی ہے کہ وُہ چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اس کا شوہر ضرور جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وُہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ (مترجم)

باپ نہیں۔ اور لوگوں کو چاہیئے کہ اس کو زنا کی تہمت نہ لگائیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ ان ان صفات کا لڑکا پیدا ہو تو اُس کے شوہر کا ہے اور فلاں فلاں صفات کا ہو تو اُس کے غیر کا ہے جب وُہ لڑکا پیدا ہوا تو حضرتؐ نے جو آخری صفات بیان فرمائے اُنہی سے متصف تھا اور اُس دوسرے شخص سے سب سے زیادہ مشابہ تھا بیان کرتے ہیں کہ اُسی سال ماہِ رجب میں نجاشی رحمتِ خدا سے واصل ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے اُس کی وفات کے روز مدینہ میں اُس کی نماز جنازہ پڑھی جیسا کہ بیان ہو چکا۔ روایت ہے کہ نجاشی کا جب انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کی قبر میں ایک نُور دیکھا۔ اسی سال ماہِ شعبان میں ربیبۂ آنحضرتؐ کلثوم کا انتقال ہوا؛ اور اُسی سال عبداللہ بن ابی سلول منافق جہنم واصل ہوا۔

بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے دسویں سال گروہ سلامان حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حجۃ الوداع میں قبیلۂ محارب بھی حاضرِ خدمت ہوا، اُسی سال قبیلۂ ازد بھی حاضر ہوا جس کا سردار صرد بن عبداللہ تھا۔ اسی سال ماہِ رمضان میں اشراف قبیلۂ غسان اور قبیلۂ عامر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور سندیں حاصل کیں۔ اسی سال قبیلۂ زبید کا وفد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا جن میں عمرو بن معدی کرب بھی تھا۔ اسی سال گروہ عبدالقیس اور کندہ کے رؤسا آئے جن میں اشعث بن قیس تھا۔ اور اشراف بنی حنیفہ آئے جن میں مسیلمۂ کذاب تھا جب مسیلمہ اپنے وطن واپس گیا تو مرتد ہو گیا اور پیغمبری کا دعوٰی کیا۔ اسی سال قبیلۂ بجیلہ کے لوگ حاضرِ خدمت ہوئے جن کے درمیان جریر بن عبداللہ بجلی تھے۔ وُہ اپنی قوم کے ایک سو پچاس[۱۵۰] اشخاص کو لے کر آئے تھے۔ اسی سال سید و عاقب نصارائے نجران کے ساتھ آئے اور مباہلہ سے باز رہنے کا مشورہ دیا جیسا کہ بیان ہو چکا۔ اسی سال قبیلۂ عبس و قبیلۂ خولان کے لوگ آئے۔ اسی سال قبیلۂ عامر بن صعصعہ کے اشخاص آئے۔ ان میں عامر بن الطفیل و اربد قیس تھے۔ شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب وُہ لوگ حضرتؐ کی خدمت میں آئے عامر نے اربد سے کہا میں حضرتؐ کو باتوں میں مشغول کر لوں گا۔ جب وُہ مشغول ہو جائیں تو تم اُن کو تلوار سے قتل کر دینا عامر حضرتؐ سے باتیں کرنے لگا اور کہا آپ میرے ساتھ دوستی و محبت کیجیئے اور مجھ کو اپنا دوست بنا لیجیۓ۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک تو ایمان نہیں لائے گا میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اُس نے دو مرتبہ یُونہی کہا اور حضرتؐ نے وہی جواب دیا۔ غرض جب حضرتؐ نے اس کی خواہش قبول نہ کی تو اُس نے کہا خدا کی قسم مدینہ کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا اور آپ سے جنگ کروں گا۔ بروایت دیگر اُس نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو میرے واسطے کیا ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا وہی سب کچھ تیرے لیئے بھی ہوگا جو تمام مسلمانوں کے لیئے ہوگا اور تجھ پر بھی وہی تمام اُمور لازم ہوں گے جو اُن پر ہیں۔ اُس نے کہا خلافت اور بادشاہی اپنے بعد میرے لیئے قرار دیجیے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ میرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ خدا کے اختیار میں ہے۔ وُہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے تو اُس نے کہا پھر آخر میرے واسطے کیا قرار دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں یہ قرار دیتا ہوں کہ گھوڑوں کی باگ ہاتھ میں لے اور خدا کی راہ میں جہاد کر۔ اُس نے کہا یہ تو اب بھی میرے ہاتھ میں ہے آپ کی احتیاج کیا ہے۔ غرض وُہ واپس گیا جب اُس نے پیٹھ پھیری حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوندا اسکے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ جب وُہ دونوں حضرتؐ کی خدمت سے رخصت ہو کر باہر نکلے عامر نے اربد سے کہا کیا سبب ہوا کہ میں نے جو تجھ سے کہا تھا تُو نے اُس پر عمل نہیں کیا۔ اُس نے کہا خدا کی قسم جب میں نے

ارادہ کیا کہ اُن پر تلوار لگاؤں میں نے اُن کے اور اپنے درمیان تجھ کو پایا۔ تو کیا تُو چاہتا تھا کہ میں تجھ کو ہی قتل کر دیتا۔ غرض آنحضرتؐ کی بددُعا سے راستہ میں عامر پر خدا نے ایک بلا مسلط کی اور طاعون کی گلٹی اُس کی گردن میں ظاہر ہوئی اور وُہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں ٹھہر گیا اور موت اُس پر طاری ہوئی تو کہنے لگا کیا میری گردن میں شتر کے کوہان کے مانند پھوڑا ہو گیا ہے۔ اور سلولیہ خاندان کی ایک عورت کے گھر میں میں مر رہا ہوں حالانکہ اس قبیلہ میں ان کا ہونا ننگ دعار کا سبب تھا۔ غرض اسی حسرت و افسوس میں جہنم واصل ہوا۔ اور اربد بن قیس اُس کو دفن کر کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے قبیلہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں خداوند تعالیٰ نے اُس پر بجلی گرائی جس سے وُہ مع اپنے اُونٹ کے ہلاک ہو گیا۔ اور کتاب ابان بن عثمان میں مذکور ہے کہ عامر اور اربد بنی النظیر کی جنگ کے بعد حضرتؐ ختمی مرتبت کی خدمت میں آئے تھے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور حضرتؐ سے اجازت طلب کی کہ اپنی قوم میں واپس جائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ وُہ لوگ تجھے مار نہ ڈالیں عرض کی یا حضرتؐ وُہ لوگ تو جب مجھے سوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو بیدار نہیں کرتے تو حضرتؐ نے اُن کو رُخصت کیا۔ وُہ طائف پہنچے اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور اُن کو نصیحت کی۔ لوگوں نے انکار کیا اور اُن کو بُرا بھلا کہا۔ دُوسرے روز وُہ نماز صبح کے لیے اپنے بالاخانہ پر کھڑے ہوئے اور لوگوں نے اذان اور تشہد میں دو کلمے اُن سے سُنے تو اُس قبیلہ کے ایک ملعون نے اُن کو ایک تیر مار کر ہلاک کر دیا اور آنحضرتؐ کا معجزہ ظاہر ہوا۔ اُن کے مرنے کے بعد اُسی قبیلہ کے دس شرفا اُن کی جانب سے پیغام لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے۔ آنحضرتؐ نے اُن کی عزت افزائی کی اور بخششیں عطا کیں۔ اور اُن پر عثمان بن ابی العاص بن بشر کو امیر مقرر کیا جنکو قرآن مجید کی چند سُورتیں یاد تھیں۔ غرض جب قبیلۂ ثقیف کے لوگ مسلمان ہوئے تمام قبائل عرب کے سربرآوردہ اور قاصد فوج فوج آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُن میں سے ایک شخص عطارد بن حاجب بن زرارہ تھا جو بنی تمیم کے قبیلہ کے رئیسوں کے ساتھ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جن کے ساتھ اقرع بن حابس، زبرقان بن بدر، قیس بن عاصم، عیینہ بن حصن فزاری اور عمرو بن اہتم تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کو امان دی اور ان کی عزت کی۔

بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنے عاملوں کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عرب کے شہروں اور قبیلوں کی طرف اسی سال بھیجا۔ اور منقول ہے کہ اسی سال وصیت کے بارے میں اہل کتاب کی گواہی قبول کرنے میں آیتیں نازل ہوئیں۔ چنانچہ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ابن تیدی اور ابن ابی ماریہ دو نصرانی تھے۔ اور ایک مسلمان تھا جس کا نام تمیم داری تھا۔ اُس نے ان دونوں عیسائیوں کے ہمراہ سفر کیا اور اپنے ساتھ ایک خرجی اور کچھ مالِ تجارت ایک آئینہ جس کو سونے سے نقش کیا گیا تھا اور ایک گردن بند فروخت کی غرض سے لے گیا۔ غرض وُہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تمیم بیمار ہوا اور قریب مرگ پہنچ گیا تو اُن چیزوں کو اُن دونوں نصرانیوں کے سپرد کر کے کہا کہ اس کے وارثوں تک پہنچا دیں۔ جب وُہ لوگ مدینہ میں پہنچے تمیم کے وارثوں کو وُہ چیزیں پہنچا دیں اور آئینہ اور گردن بند اپنے پاس رکھ لیا۔ تمیم کے وارثوں نے اُن سے پوچھا کہ کیا تمیم بہت دنوں تک بیمار رہا کہ علاج میں بہت خرچ ہو گیا؟ انہوں نے کہا نہیں وُہ تو چند روز بیمار رہا۔ پوچھا کیا اُس کی چیزیں چوری ہو گئیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ پوچھا کیا اُس نے اس سفر میں کچھ

تجارت کی تھی جس میں کچھ نقصان ہو گیا؟ کہا نہیں۔ تو تمیم کے وارثوں نے کہا کہ ہم کو اس کے سامان میں سب سے عمدہ چیزیں وُہ سونے سے نقش کیا ہوا آئینہ اور گردن بند نہیں مِلا۔ ان دونوں نے کہا کہ اُس نے جو کچھ ہمیں دیا تھا ہم نے تم کو دے دیا۔ تمیم کے وارثوں نے اُن دونوں کو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا اور اُن پر دعوےٰ کیا۔ حضرتؐ نے ظاہر شرع کے مطابق اُن دونوں سے قسم کھلوائی انہوں نے قسم کھالی اور چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد وُہ آئینہ اور گردن بند ان کے پاس سے ظاہر ہوا۔ اس کی اطلاع آنحضرتؐ کو پہنچائی گئی تو آنحضرتؐ اس بارے میں حکمِ الٰہی کے منتظر ہوئے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل کیں:- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تا آخر آیۃ (آیت ۱۰۶ پ سورۃ مائدہ) جناب رسُولِ خدا نے تمیم کے وارثوں کو طلب کیا اور اُن لوگوں کو قسم دی جس طرح کہ آیت میں مذکور ہے۔ جب اُن لوگوں نے قسم کھائی تو آئینہ اور گردن بند اُن عیسائیوں سے لے کر تمیم کے وارثوں کو دے دیا۔ اس حکم کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں مذکور اور علماء کے درمیان مشہور ہے۔

اُنچاسواں[۴۹] باب

حجۃ الوداع اور جو کچھ اس سفر میں واقع ہوا اور تمام حجوں اور عمروں کا بیان

کلینی نے بسند ہائے صحیح و حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بعد دس سال تک مدینہ میں رہے اور حج نہ کر سکے یہانتک کہ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:- وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ (آیت ۲۷، ۲۸ سورۃ حج پ۱۷) یعنی لوگوں کو حج کے لیے پکارو اور اُن کو اس کے واسطے بلاؤ تاکہ تمہارے پاس دُور و دراز مقامات سے سوار و پیدل حاضر ہوں جس سے اُن کو دین و دُنیا کے فائدے حاصل ہوں نزولِ آیت کے بعد آنحضرتؐ نے منادی کرنے والوں کو حکم دیا کہ منادی کر دیں کہ رسُولِ خدا اس سال حج کو جا رہے ہیں۔ تو جو لوگ مدینہ میں موجود تھے وُہ آگاہ ہو گئے اور وُہ لوگ بھی جو مدینہ کے اردگرد بادیہ نشین تھے۔ پھر حضرتؐ نے اُن تمام لوگوں کو خط لکھا جو مُسلمان ہوئے تھے کہ رسُولِ خدا حج کا ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا جو حج کی استطاعت رکھتا ہو وُہ حاضر ہو۔ یہ معلوم کر کے تمام مُسلمان حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر حج کے لیے چلے اور ہر حال میں آنحضرتؐ کے تابع رہے۔ غور سے دیکھتے کہ جوارکان و اعمال آنحضرتؐ بجالاتے تھے وُہ خود بھی بجا لاتے تھے اور جو کچھ حضرتؐ فرماتے اس کی تعمیل کرتے تھے۔ ذیقعدہ کا مہینہ ختم ہونے میں چار روز باقی تھے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے۔ جب ذوالحلیفہ تک پہنچے پہلا زوالِ آفتاب تھا تو آنحضرتؐ نے لوگوں کو بغل اور زیرِ ناف کے بال دور کر کے نہانے کا حکم دیا اور یہ کہ سلے ہوئے کپڑے اُتار کر لُنگی پہنیں اور چادر اوڑھیں۔ پھر حضرتؐ نے غسلِ احرام کیا اور مسجد شجرہ میں داخل ہوئے اور اُس میں نمازِ ظہر ادا کی اور حج کا تنہا ارادہ کیا جس میں عمرہ داخل نہیں ہوتا کیونکہ ابھی حج تمتع کا حکم نہیں آیا تھا۔ پھر احرام باندھا اور مسجد سے چلے۔ میلِ اوّل کے نزدیک جب بیدا میں پہنچے لوگ راستہ کے دونوں طرف قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرتؐ نے تنہا تلبیہ حج کہا اور کہا اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔ حضرتؐ اپنی تلبیہ میں ذی المعارج بہت فرماتے تھے۔ . . . اور جب کسی سوار کو دیکھتے یا کسی ٹیلہ پر چڑھتے یا گھاٹی سے نیچے اُترتے تھے اور رات کے وقت اور نمازوں کے بعد اور ہدیہ کے لیے چھیاسٹھ یا چونسٹھ اُونٹ اور دوسری صحیح روایت کے مطابق سو اُونٹ اپنے ساتھ ہنکاتے لیے جا رہے تھے۔ ۴ ماہ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ مسجد الحرام کے دروازہ پر پہنچے تو بنی شیبہ کے دروازہ سے داخل ہوئے اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور اپنے جدّ امجد جناب ابراہیم علیہ السّلام پر صلوات بھیجی۔ پھر حجر الاسود کے پاس آئے اور اُس پر ہاتھ پھیرا اور بوسہ دیا اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا اور مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نمازِ طواف ادا کی۔ وہاں سے فارغ ہو کر چاہِ زمزم پر گئے اور اُس میں سے پانی پیا اور کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ وَّسُقْمٍ (خداوندا میں تجھ سے نفع بخشنے والے علم، وسیع رزق اور تمام دردوں اور بیماریوں سے شفا چاہتا ہوں) یہ دُعا کعبہ کے سامنے رُخ کر کے پڑھی۔ پھر حجر کے نزدیک گئے اُس پر ہاتھ پھیرا اور اس کو بوسہ دیا۔ وہاں سے صفا کی طرف چلے اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (پ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۵۸) بیشک کوہِ صفا و کوہِ مروہ خدا کی علامتوں میں سے ہیں تو جو شخص کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو کوئی حرج نہیں کہ صفا و مروہ کا طواف کرے۔ پھر کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور رُکنِ یمانی کی طرف مُنہ کر کے خدا کی حمد و ثنا بجا لاتے اور اتنی دیر دُعا کی کہ جتنی دیر میں ٹھہر ٹھہر کر سورۃ بقرہ پڑھی جاتے پھر کوہِ صفا سے نیچے اُترے اور کوہِ مروہ پر گئے اور جس قدر کوہِ صفا پر ٹھہرے تھے اُتنی ہی دیر کوہِ مروہ پر قیام فرمایا۔ پھر کوہِ مروہ سے نیچے آئے اور صفا پر گئے اور وہاں توقف فرمایا اور دُعا کی پھر مروہ پر آئے یہانتک کہ سات مرتبہ یوُنہی سعی کی جب فارغ ہوئے اور ابھی کوہِ مروہ پر کھڑے تھے کہ لوگوں کی طرف رُخ کر کے خدا کی حمد و ثنا بجا لائے اور اپنی پُشت کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ ہیں اور کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو حکم دوں کہ جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لایا ہو وہ مُحل ہو جائے اور اپنے حج کو عمرہ سے بدل دے۔ اور اگر میں جانتا کہ ایسا ہوگا تو میں بھی اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور ایسا ہی کرتا جیسا تم نے کیا۔ لیکن میں اپنے ساتھ قربانی لایا ہوں اور ہدیہ لانے والوں کے لیے سزاوار نہیں کہ حج سے باہر ہو جائیں جبتک کہ ہدیہ کے جانور اپنے مقام پر نہ پہنچا دیں۔ جناب عمر نے کہا کہ ہم کیونکر حج کو تمام کر دیں حالانکہ ہمارے سر اور بالوں سے غسل جنابت کا پانی ٹپک رہا ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا تم کبھی حج تمتع پر ایمان نہ لاؤ گے۔ پھر سراقہ بن مالک بن جعشم کنانی کھڑا ہوا

کہا یا رسولؐ اللہ ہم نے اپنے دین کے احکام جانے اور سمجھے۔ گویا آج پیدا ہوئے ہیں۔ یہ فرمائیے کہ آپ نے جو حکم دیا ہے وہ اسی سال کے حج سے مخصوص ہے یا ہمیشہ ہم کو حج تمتع کرنا چاہیئے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ اسی سال پر منحصر نہیں بلکہ ابدالآباد تک کے لیے یہ حکم جاری ہے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر فرمایا کہ اسی طرح حج میں عمرہ قیامت تک کے لیے داخل ہے۔ اسی وقت جناب امیرؑ یمن سے آئے کیونکہ آنحضرتؐ نے اُن کو حج کے لیے اُدھر سے ہی بلایا تھا۔ وہ جب حضرت فاطمہؑ کے گھر میں آئے دیکھا کہ وہ مُحِل (حج سے فارغ) ہو چکی ہیں اور اُن کے جسم سے خوشبو آ رہی تھی۔ وہ رنگین کپڑے پہنے ہوئے تھیں جناب امیرؑ نے پوچھا اے فاطمہؑ یہ کیا ہے۔ تم قبل از وقت کیسے حج سے فارغ ہو گئیں؟ جناب معصومہؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ حضرت رسولؐ کی خدمت میں آئے تاکہ حقیقت حال معلوم کریں عرض کی یا رسولؐ اللہ میں نے فاطمہؑ کو دیکھا کہ مُحل ہو گئی ہیں (یعنی حج کو تمام کر چکی ہیں) رنگین لباس پہنے ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے لوگوں کو ایسا ہی حکم دیا ہے۔ تم نے اے علیؑ کس چیز پر احرام باندھا ہے؟ عرض کی حضورؐ کے مانند۔ حضرتؐ نے فرمایا میری طرح اپنے احرام پر باقی رہو اور تم قربانی کے جانوروں میں میرے شریک ہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ مکہ میں تھے اپنے اصحاب کے ساتھ ابطح میں ٹھہرے تھے کسی کے گھر میں قیام نہیں فرمایا تھا۔ جب ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ آئی زوالِ آفتاب کے وقت لوگوں کو حکم دیا کہ غسل احرام کریں اور حج کا احرام باندھیں یہ ہے حق تعالیٰ کے ارشاد کے معنی جیسا کہ فرمایا ہے فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ (سورۃ آل عمران آیت ۹۵ پ۴) اس متابعت سے مراد حج تمتع ہے۔ پھر حضرتؐ اپنے اصحاب کے ساتھ تلبیہ کہتے ہوئے حج کے لیے روانہ ہوئے اور منیٰ میں پہنچے۔ وہیں ظہر و عصر و مغرب و عشا اور دوسرے روز صبح کی نماز بجا لائے۔ نویں ذی الحجہ کو مع اصحاب کے روانہ ہو کر عرفات میں آئے۔ قریش کی بدعتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ مشعر الحرام سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ کہتے تھے کہ ہم ساکنانِ حرم ہیں۔ ہم حرم سے باہر نہیں جاتے۔ اور دُوسرے تمام لوگ عرفات میں آتے تھے اور جب عرفات سے روانہ ہو کر مشعر میں آتے تھے تو قریش ان کے ساتھ مشعر سے منیٰ میں آتے تھے۔ ان کو یہ اُمید تھی کہ آنحضرتؐ بھی ان کی موافقت کریں گے۔ مگر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ (پ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۹۹) یعنی اُس جگہ سے تم لوگ روانہ ہو جہاں سے اور لوگ روانہ ہوتے ہیں" حضرتؐ نے فرمایا اس آیت میں لوگوں سے مُراد جناب ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق علیہم السّلام ہیں اور وہ انبیاءؑ جو ان کے بعد مبعوث ہوئے تھے کہ وہ سب عرفات سے روانہ ہوتے تھے۔ جب قریش نے یہ دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا کا قبہ مشعر الحرام سے عرفات کی طرف گزر گیا ان کے دلوں میں خدشہ پیدا ہوا اس لیے کہ اُن کو اُمید تھی کہ حضرتؐ بھی ان کے ساتھ ٹھہر جائیں گے اور عرفات میں نہ جائیں گے۔ لیکن حضرتؐ نمرہ تک گئے اور پیلو کے درختوں کے برابر خیمہ برپا کیا۔ اور لوگوں نے اپنے اپنے خیمے حضرتؐ کے خیمے کے گرد لگائے۔ جب زوالِ آفتاب ہو گیا حضرتؐ نے غسل کیا اور قریش اور تمام لوگوں کے ساتھ عرفات میں داخل ہوئے۔ اُس وقت تلبیہ قطع فرمایا اور اُس مقام تک آئے جس کو حضرتؐ کی مسجد کہتے تھے۔ وہاں کھڑے ہوئے اور لوگ آپ کے چاروں طرف کھڑے ہوئے وہاں

حضرتؐ نے خطبہ ادا کیا اور لوگوں کو خدا کے اوامر و نواہی بتائے۔ پھر لوگوں کے ساتھ ایک اذان اور دو اقامت سے نماز ظہر و عصر ادا کی اور محل وقوف پر گئے وہاں ٹھہرے اور لوگ حضرتؐ کے اُونٹ کی طرف پہنچے اور اُس کے نزدیک کھڑے ہوئے۔ حضرتؐ نے اُونٹ کو بڑھایا اور وُہ تمام لوگ بھی بڑھے اور ناقہ کے گرد جمع ہو گئے حضرتؐ نے فرمایا ایہا الناس موقف یہیں میرے ناقہ کے پیروں کے نیچے نہیں ہے بلکہ یہ تمام زمین موقف ہے اور اشارہ اپنے دستِ مبارک سے کیا۔ یہ سُنکر لوگ ہر طرف منتشر ہو گئے۔ اسی طرح لوگوں نے مشعر الحرام میں بھی کیا۔ غرض لوگ عرفات میں غروب آفتاب تک ٹھہرے۔ پھر حضرتؐ نے سامان بار کیا اور تمام لوگوں نے بھی بار کیا۔ حضرتؐ نے ان کو توقف کرنے کا حکم دیا۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ مشرکین آفتاب غروب ہونے سے پہلے سامان بار کر کے روانہ ہو جاتے تھے۔ لیکن جناب رسُولِ خدا نے ان کے خلاف عمل کیا اور غروب آفتاب کے بعد روانہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگو حج گھوڑوں کے دوڑانے کو نہیں کہتے اور نہ اُونٹوں کے دوڑانے سے ہوتا ہے بلکہ خدا کا دل میں خوف رکھو اور مناسب طور سے چلو، کمزوروں کو پامال مت کرو۔ کسی مسلمان کو اُونٹ اور گھوڑے سے نہ روندو۔ حضرتؐ اپنے ناقہ کی مہار اس قدر کھینچے ہوئے تھے کہ وُہ تیز نہ چلے یہانتک کہ ناقہ کا سر سامان سے لگ گیا تھا۔ فرماتے تھے کہ اے گروہِ مردم آہستگی اختیار کرو یہانتک کہ مشعر الحرام میں داخل ہوتے۔ پھر وہاں نماز مغرب و عشا ایک اذان اور دو اقامت سے ادا کی اور رات اُسی جگہ بسر کی یہانتک کہ نماز صبح بھی وہیں ادا فرمائی اور بنی ہاشم کے بوڑھوں کو رات منیٰ میں بھیج دیا تھا۔ دُوسری روایت کے مطابق عورتوں کو رات کے وقت بھیجا تھا اور اسامہ بن زید کو اُن کے ساتھ کر دیا تھا۔ اور اُن کو حکم دیا کہ جمرۂ عقبہ میں جب تک آفتاب نہ نکلے پتھر نہ ماریں جب سورج نکلا مشعر الحرام سے حضرتؐ روانہ ہوئے اور منیٰ میں قیام فرمایا۔ پھر جمرۂ عقبہ میں سات پتھر مارے اور ہدیہ کے اُونٹ جو حضرتؐ اپنے ساتھ لائے تھے چونسٹھ یا چھیاسٹھ تھے اور جو امیر المومنینؑ لائے تھے چونتیس یا چھتیس تھے جملہ دو سو اُونٹ تھے۔ دُوسری روایت کے مطابق جناب امیرؑ اُونٹ نہیں لائے تھے اور حضرتؐ کل سَو اُونٹ لائے تھے اور جناب امیرؑ کو اپنے ہدیے میں شریک کر لیا تھا۔ سینتیس اُونٹ آنحضرتؐ کو دیئے۔ پھر آنحضرتؐ نے چھیاسٹھ اُونٹوں کو نحر فرمایا اور حضرت علیؑ نے چونتیس اُونٹوں کو نحر کیا۔ حضرتؐ کے حکم سے اُن سَو اُونٹوں میں ہر ایک کا ایک ٹکڑا گوشت لے کر پتھر کی ایک دیگ میں پکایا اور جناب رسُولِ خدا اور حضرت علیؑ نے اُس کا شوربا تناول فرمایا اور اُن تمام اُونٹوں کا گوشت کھایا اور کھلا دیا۔ ان کی کھالیں اور اُن کے پُشت پر کے ٹاٹ اور پٹے وغیرہ قصابوں کو نہیں دیئے بلکہ سب تصدق فرما دیا۔ پھر حضرتؐ نے سر مونڈوایا اور اُسی روز طواف خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور طواف و سعی عمل میں لائے۔ پھر منیٰ میں واپس آئے اور وہاں ۱۳ ر تاریخ تک ٹھہرے جو آخر ایام تشریق کہے جاتے ہیں۔ اُسی روز تینوں جمرہ پر کنکریاں پھینکیں اور سامان بار کر کے مکہ روانہ ہوئے۔ جب ابطح میں پہنچے تو عائشہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کی تمام بیویاں حج و عمرہ اک ساتھ بجا لاتی ہیں اور میں صرف حج کرتی ہوں۔ غرض حضرتؐ نے ابطح میں قیام فرمایا اور اُن کے بھائی عبدالرحمٰن کو اُن کے ہمراہ بھیجا وُہ اُن کو تنعیم لے گئے اور احرام عمرہ باندھا اور آ کر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیمؑ کے نزدیک دو رکعت نماز طواف ادا کی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئیں۔ اور اُسی روز کوچ کیا۔ نہ مسجد حرام میں

داخل ہوئیں، نہ کعبہ کا طواف کیا اور جاتے وقت مکہ کے بالائی حصہ عقبۂ مدینین سے داخل ہوئیں اور واپس ہوتے وقت ذی طویٰ مکہ کے زیریں جانب سے آئیں۔

بسند معتبر حضرت امام محمد تقیؑ سے روایت ہے کہ قربانی کے روز مسلمانوں کا گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور بعض لوگوں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہم نے رمی جمرہ سے پہلے قربانی کر دی۔ بعض نے کہا کہ ہم نے ذبح کرنے سے پہلے سر مونڈوا لیا۔ ان میں سے بعض نے جو کام پہلے کرنا چاہیئے تھا اُس کو بعد میں کیا اور جو عمل بعد میں کرنا تھا اُسے پہلے بجا لائے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا چونکہ نادانستگی میں کیا ہے اس لیئے کوئی حرج نہیں۔

کتاب خصال میں منقول ہے کہ حجۃ الوداع میں سُورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (پ۳۰)، ایام تشریق کے دُوسرے روز نازل ہوئی تو حضرتؐ نے سمجھا کہ یہ آخری حج ہے۔ چونکہ وُہ سُورۃ اس پر دلالت کرتا تھا کہ حضرتؐ نے دین کے تمام کام رائج کر دیئے اور لوگوں کے کام سے فارغ ہو چکے۔ اور خدا نے ان کو اب تسبیح و استغفار کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو آپؐ اپنے ناقہ عضباء پر سوار ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور فرمایا کہ ایہا الناس کہ جو خون زمانۂ جاہلیت میں بہایا گیا وُہ معاف ہے اُس کا قصاص نہیں ہے۔ اور سب سے پہلے میں حارث بن ربیعہ بن حارث کا خون چھوڑتا ہوں جنہوں نے قبیلۂ بنی ہذیل میں دودھ پیا تھا اور قبیلۂ بنی لیث نے ان کو قتل کیا تھا یا اس کے برعکس۔ اسی سبب سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان ہمیشہ جنگ ہوتی رہی۔ پھر فرمایا کہ ہر سُود جو زمانۂ جاہلیت میں قرار دیا گیا تھا باطل ہے اور سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب کا سُود برطرف کرتا ہوں جو لوگوں پر باقی ہے۔ ایہا النّاس زمانہ بدل گیا اور آج کا دن اُس روز کی طرح ہے جبکہ خداوند عالم نے آسمان و زمین خلق فرمائے اور ماہ و سال مقرر کیئے۔ مہینوں کی تعداد اُسی روز بارہ۱۲ مقرر ہوئی جس روز خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ ان میں سے چار مہینے محترم ہیں جن کی رعایت لازمی ہے اور ان میں جنگ نہیں کرنا چاہیئے۔ اُن میں سے پہلا مہینہ رجب کا ہے جس کو مضر بھی کہتے ہیں جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہوتا ہے! اور تین۳ مہینے ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں۔ لہٰذا ان مہینوں میں اپنے اُوپر ظلم و ستم مت کرنا۔ بیشک نسی یعنی حرام مہینوں کو ہر سال ایک مہینے کے بعد بڑھاتے رہنا زیادتی و ظلم ہی ہے جیسا کہ زمانۂ کفر میں لوگ کرتے تھے کہ ایک مہینے کو ایک سال حلال سمجھتے تھے اور دُوسرے سال اُسی مہینے کو حرام قرار دیتے تھے اور اپنے خیال میں اُس عدد سے موافق کرتے تھے جس کو خدا نے حرام کیا ہے۔ یعنی اُن کی عادت یہ تھی کہ ایک سال محرم کو حرام قرار دیتے تھے اور دُوسرے سال صفر کو، محرم کو حلال کہتے تھے۔ اسی طرح ہر سال اپنی خواہش کے مطابق حرام مہینوں کو چند مہینوں میں مقرر کرتے تھے یہانتک کہ حجۃ الوداع کے سال میں اُس کے موافق ہو گیا تھا جیسا کہ خدا نے مقرر فرمایا تھا اور حرام مہینے اپنی جگہ پر مقرر کیئے تھے۔ ایہا النّاس! شیطان نا اُمید ہو گیا اس سے کہ قیامت تک تمہارے شہروں میں اس کی پرستش کی جائے لیکن شرک کے سوا دُوسرے گناہوں پر راضی ہے۔ ایہا النّاس! تم میں سے جس کسی کے پاس کسی کی امانت ہو اُس کو واپس کر دو۔ دیکھو عورتیں تمہاری اسیر ہیں جن کو تم نے امانتِ الٰہی کے طور پر اختیار کیا ہے اور شریعت خدا کے مطابق ان کی شرمگاہیں اپنے واسطے حلال کی ہیں۔ تو تمہارے ان پر چند حقوق ہیں اور اُن کے بھی

تم پر چند حقوق ہیں۔ تمہارے حقوق میں سے اُن پر یہ ہے کہ دُوسرے شخص کو تمہارے بستر پر نہ آنے دیں اور نیک امُور میں تمہاری نافرمانی نہ کریں۔ جب وُہ اس طرح عمل کریں تو تم پر لازم ہے کہ ان کی ضرورت کے مطابق کھانا اور کپڑا اُن کے لیئے مہیا کرو اور اُن کو مارو نہیں۔ ایہا النّاس! مَیں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم ان کو پکڑے رہوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے؛ اور وُہ کتاب خدا اور میری عترت ہیں لہٰذا ان کو مضبوطی سے اختیار کرو۔ ایہا النّاس! آج کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کی آج محترم روز ہے۔ پُوچھا یہ کونسا مہینہ ہے عرض کی محترم مہینہ ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ کون شہر ہے؟ عرض کی محترم شہر ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا بے شک خدا نے تمہارے خون اور مال وغیرہ اسی طرح ایک دُوسرے پر قیامت تک حرام قرار دیا ہے جبکہ خدا سے ملاقات کروگے جس طرح آج کا دن اس مہینے میں حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا مَیں نے تم سے جو کچھ کہا موجود لوگ غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیں اس لیئے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور کوئی اُمّت تمہارے بعد نہیں ہوگی۔ پھر اپنے ہاتھوں کو حضرتؐ نے اس قدر بلند کیا کہ زیرِ بغل کی سفیدی نمایاں ہوگئی اور فرمایا کہ خداوندا تو گواہ رہنا کہ جو کچھ ان لوگوں پر تبلیغ کرنا چاہیئے تھا مَیں نے کر دیا۔

کتاب خصائل میں ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار عمرہ بجالائے۔ عمرۂ حُدَیبیہ اور دُوسرے سال عمرۂ قضا، تیسرا عمرۂ جعرانہ اور چوتھا حج کے ساتھ۔

کتاب علل الشرائع میں بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوشیدہ بیس[1] حج کیئے۔ اور ہر حج میں جب زمین مشعر الحرام کے قریب پہنچتے تھے سواری سے نیچے اُترتے تھے اور پیشاب کرتے تھے۔ راوی نے عرض کی کس سبب سے ایسا کرتے تھے حضرتؑ نے فرمایا اس سبب سے کہ وُہ پہلی جگہ ہے جہاں بتوں کی پرستش کی جاتی تھی۔ اسی جگہ سے ایک بڑا پتھر نکال کر اور اُس سے قریش کے لیئے ایک بڑا بُت ہُبل تراش کر بنایا گیا تھا جس کو جناب امیرؑ نے آنحضرتؐ کے دوش پر چڑھ کر کعبہ کی چھت سے نیچے پھینکا تھا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے اس کو باب بنی شیبہ کے قریب دفن کر دیا گیا۔ اس سبب سے باب بنی شیبہ سے داخل ہونا سُنّت قرار پایا تاکہ اُس کو پامال کریں۔

ابن ادریس نے بسندِ صحیح امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے قریش سے پوشیدہ بیس[1] حج کیئے اُن میں سے دس یا سات حج نبوّت سے پہلے بجالائے تھے اور آنحضرتؐ چار سال کے تھے تو نماز پڑھتے تھے۔ جبکہ جناب ابوطالبؑ کے ساتھ مقام بصریٰ میں شام کی جانب گئے تھے جہاں قریش مکّہ سے تجارت کے لیئے جایا کرتے تھے۔

کلینی اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے مدینہ میں آکر صرف ایک حج کیا تھا اور ہجرت سے پہلے تمام حج بجالائے تھے۔ نیز جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے دس حج پوشیدہ کیئے تھے اور سب میں پہلے اُتر کر پیشاب کرتے تھے (جیسا کہ اُوپر بیان ہوا) دوسری بہت سی سندوں سے روایت کی گئی ہے کہ حضرتؐ نے بیس[1] حج کیئے اور ہر ایک میں مشعر کے تنگ مقام پر اُتر کر پیشاب کرتے تھے۔[1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے حج کے متعلق جو مختلف حدیثیں وارد ہوئی ہیں اُن میں سے (باقی بر صفحہ ۸۰۱)

کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع میں آنحضرتؐ کے اُونٹوں کا نگران جو تھا وُہ ناجیہ ابن جندب خزاعی تھے اور جس نے آنحضرتؐ کے سر مبارک کے بال بنائے وُہ معمر بن عبداللہ تھے جو عدی بن کعب کی اولاد سے تھے۔ جس وقت کہ وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال بنا رہے تھے، تو قریش نے کہا کہ تیرے ہاتھ میں رسُولؐ اللہ کے کان ہیں یا یہ کہ اس وقت آنحضرتؐ تیرے قبضہ میں ہیں اور تیرے ہاتھ میں استرا بھی ہے۔ یہ سُنکر معمر نے کہا میں اس کو اپنے لیئے خدا کا عظیم فضل سمجھتا ہوں۔ اُس سفر میں معمر آنحضرتؐ کے اُونٹوں کے کجاوے اُونٹوں پر باندھتے تھے۔ ایک رات آنحضرتؐ نے اُن سے کہا کہ آج اونٹ کا کجاوہ ڈھیلا بندھا ہوا ہے۔ معمر نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں مَیں نے بہت مضبوط باندھا تھا جس طرح ہر رات باندھا کرتا تھا۔ لیکن بعض لوگوں نے جو حضرتؐ کی خدمت کرنے کے سبب مجھ سے حسد رکھتے ہیں اُونٹ کے تنگ کو ڈھیلا کر دیا ہے تاکہ میرے بجائے آپ کسی دُوسرے کو مقرر فرما دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں ایسا نہ کروں گا اور تمہاری خدمت کسی دُوسرے کو سُپرد نہ کروں گا۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ تین عمرہ بجالائے ایک عمرہ کا احرام عسفان سے باندھا اور وُہ عمرہ حُدَیبیہ تھا۔ دُوسرا جس کا احرام جحفہ سے باندھا تھا وُہ قضائے عمرۂ حُدَیبیہ تھا۔ تیسرا وُہ عمرہ تھا جس کا احرام جعرانہ سے باندھا تھا جبکہ غزوۂ حنین سے مکّہ واپس آ رہے تھے۔ دُوسری موثق روایت میں فرمایا کہ تینوں عمرے ماہِ ذیقعدہ میں واقع ہوئے۔ دُوسری روایت میں فرمایا کہ حضرتؐ نے روئی کے دو یمنی لباس میں احرام باندھا جن میں سے ایک عیر کا تھا دُوسرا ظفار کا اور اُنہی دونوں کپڑوں میں حضرتؐ کا کفن دیا گیا۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کعب بن عجرہ کی طرف سے گزرے اُس کے سر سے جوئیں ٹپک رہی تھیں اور وُہ احرام باندھے ہوئے تھا۔ حضرتؐ نے اُس سے پوچھا کہ یہ جوئیں تم کو تکلیف دے رہی ہیں۔ اُس نے کہا ہاں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ (آیت ۱۹۶ سورۂ بقرہ پ۲) "پھر جب تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اُس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو (سر مونڈوانے کا بدلہ) روزہ یا خیرات یا قربانی ہے" حضرتؐ نے اُس کو حکم دیا کہ سر مونڈوالے اور تین دن روزے رکھے اور چھ مسکینوں کو صدقہ دے اور فرمایا کہ ہر مسکین کو دو مُد دیں اور قربانی کے واسطے ایک گوسفند مقرر فرمایا۔

بسندِ حسن اُنہی حضرتؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسُولِ خدا طواف کے وقت اپنے ناقہ عضبا پر

(بقیہ گزشتہ صفحہ) ممکن ہے بعض تقیہ کی بناء پر محمول ہوں یا بعض عمرہ کو بھی حج میں شمار کر لیا گیا ہو یا یہ کہ دس حجوں کی حدیث ان حدیثوں پر محمول ہو جو حضرتؐ نبوّت کے بعد بجالائے۔ اور آنحضرتؐ کا پوشیدہ حج کرنا باوجودیکہ کفارِ قریش کو حج پر کوئی اعتراض نہیں تھا یا نسی کی حیثیت سے تھا کہ کفار قریش حج غیر وقت میں کیا کرتے تھے یا اُن بدعتوں کی اصلاح کی غرض سے تھا جو اُنہوں نے حج میں قائم کر رکھی تھی اور حضرتؐ نہیں چاہتے تھے کہ ان بدعتوں میں اُن کی موافقت کریں۔ ۱۲

سوار تھے اور ایک ٹیڑھی لکڑی سے جو ہاتھ میں لیئے ہوتے تھے حجرِ اسود کا استلام (بوسہ لینا) کرتے تھے اور اُس لکڑی کو چوم لیتے تھے۔

بسندِ حسن وصحیح امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اسماء بنت عمیس نفاس میں مبتلا ہوئیں یعنی محمدؔ بن ابی بکر بیدا میں متولد ہوئے جبکہ حجۃ الوداع کے لیئے حضرتؐ جارہے تھے۔ جب اسمانے چاہا کہ ذی الحلیفہ سے احرام باندھیں جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ اپنی شرمگاہ میں رُوئی بھرلیں اور ایک کپڑا اُس پر باندھ لیں اور حج کا احرام باندھ لیں۔ جب مکہ میں آتے اور اعمال بجا لاتے، محمدؔ بن ابی بکر اٹھارہ روز کے تھے۔ حضرتؐ نے اسماء سے فرمایا کہ غسل کریں اور طواف کریں اور نمازِ طواف بجالائیں۔ اور ابھی زچگی کا خون اُن کا بند نہیں ہوا تھا۔

سفرِ حجۃ الوداع میں حضرتؐ کے معجزات میں سے ایک معجزہ کتبِ معتبرہ میں روایت کیا گیا ہے کہ مکہ میں حضرتؐ کی خدمت میں ایک بچہ جس روز وُہ پیدا ہوا تھا لایا گیا۔ حضرتؐ نے اُس بچہ سے پوچھا میں کون ہوں وُہ بچہ خدا کی قدرت سے بولا کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو نے سچ کہا خدا تجھے برکت عطا فرمائے۔ پھر اُس کے بعد وُہ بچہ جب تک بڑا نہ ہوا نہ بولا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا کا اُس میں یہ اثر ظاہر ہوا کہ وُہ مبارکۂ یمامہ مسمّیٰ ہوا۔

شیخ مفید اور شیخ طبرسی نے خاصہ اور عامہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا لوگوں کے درمیان حج کی ندا فرمائی جو تمام بلادِ اسلام میں پہنچی جس کو سُنکر اطراف ونواحیِ مدینہ سے بے شمار گروہ حضرتؐ کے پاس جمع ہوگئے تو آنحضرتؐ چھبیس۲۶ ماہِ ذیقعدہ کو مدینہ سے باہر نکلے چونکہ امیرالمومنینؑ یمن میں تھے اُنہوں نے آنحضرتؐ کو خط لکھا کہ میں اسی طرف سے حج کے لیئے حاضر ہوتا ہوں لیکن یہ نہیں لکھا کہ مَیں نے کس قسم کے حج کا ارادہ کیا ہے۔ غرضکہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجِ قِرآن کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ اپنے ساتھ ہدیئے کے اُونٹ آگے رکھے اور ذی الحلیفہ سے احرام باندھا اور حضورؐ کے ساتھ والوں نے بھی احرام باندھا اور اوّل بیدا میں ایک میل کے نزدیک سے تلبیہ کہنا شروع کیا۔ لوگوں نے بھی تلبیہ کی آواز بلند کی اور مدینہ اور مکہ کے مابین صدائے تلبیہ باہم متصل ہوکر کراع الغمیم تک پہنچی۔ کچھ لوگ سوار تھے اور کچھ پیدل تھے۔ پیدل چلنے والوں کو راستہ چلنا دُشوار ہورہا تھا اور وُہ لوگ بہت تھکے ہوئے پریشان تھے۔ تو جنابِ رسُولؐ خدا سے پیدل چلنے کی شکایت کی اور حضرتؐ سے سواری طلب کی۔ آپ نے فرمایا سواری تو کوئی نہیں ہے البتہ اپنی کمریں مستحکم باندھ لو اور قدم برابر سے اُٹھاؤ۔ جب اُنہوں نے اس پر عمل کیا تو اُن پر پیدل چلنا آسان ہوگیا۔ اُدھر سے جنابِ امیرؑ اور وُہ لشکر جو آپؑ کے ساتھ تھا سب مکہ کی طرف رَوانہ ہوئے اور وُہ حلّے جو اہلِ نجران سے حاصل کیئے تھے اپنے ساتھ لا رہے تھے۔ جب مکہ کے قریب آنحضرتؐ پہنچے اُدھر سے جنابِ امیرؑ بھی آئے اور اپنے لشکر سے پہلے آئے کہ جنابِ رسُولؐ خدا سے ملاقات کریں۔ اور اپنی جگہ پر ایک شخص کو لشکر پر اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ غرض کہ حضرت رسُولؐ خدا کے مکہ پہنچتے ہی امیرالمومنینؑ بھی حضرتؐ کی خدمت میں پہنچ گئے اور سلام عرض کیا۔ اور جو کچھ وہاں کام کیا تھا حضرتؐ سے بیان کیا اور اہلِ نجران سے بطور جزیہ جو کچھ

حاصل کیا تھا بیان کیا اور کہا کہ میں نے اپنے لشکر پر سبقت کی تاکہ حضورؐ کی خدمت میں جلد حاضر ہو جاؤں۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور پُوچھا کہ اے علیؑ تم نے کس حج کا احرام باندھا ہے؟ عرض کی چونکہ میں نہیں جانتا تھا کہ حضورؐ نے کس حج کا احرام باندھا ہے اس لیئے نیت کی کہ جس حج کا احرام رسُولؐ خدا نے باندھا ہے اُسی کا میں بھی باندھتا ہوں۔ اور اپنے ساتھ چونتیس اونٹ لایا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر میں اپنے ساتھ چھیاسٹھ اُونٹ لایا ہوں اور تم چونتیس لائے ہو۔ اور تم میرے حج اور مناسک اور قربانی میں میرے شریک ہو لہٰذا اپنے احرام پر باقی رہو مُحِل مت ہو (یعنی احرام مت کھولو) اور اپنے لشکر کے پاس واپس جاؤ اور جلد اُن کو لے آؤ تاکہ مکہ میں ہم سب ایک ساتھ جمع ہوجائیں انشاءاللہ تعالیٰ۔ جنابِ امیرؑ آنحضرتؐ سے رخصت ہوکر اپنے لشکر کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ تھوڑی دُور چلے تھے کہ لشکر سے مِل گئے دیکھا کہ جو حلّے اُن کے پاس رکھوائے تھے سب نے پہن لیئے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ کو بہت غصّہ آیا اور اُن لوگوں کے اس فعل کو ناپسند کیا۔ اور جس کو اپنا قائم مقام بنایا تھا اُس سے جواب طلب کیا کہ کس سبب سے حلّے تم نے ان کو دے دیئے قبل اس کے کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیئے جاتے حالانکہ مَیں نے تم کو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ اُس نے کہا کہ ان لوگوں نے مجھ سے خواہش کی کہ ان حُلّوں سے آراستہ ہوکر احرام باندھیں پھر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو واپس دے دیں گے۔ پھر حضرتؐ نے اُن لوگوں سے وُہ حُلّے لے لیئے اور سامان میں باندھ دیئے۔ اس سبب سے ان کے دلوں میں حضرتؐ کی طرف سے کینہ پیدا ہوگیا۔ مکہ میں پہنچے تو آنحضرتؐ سے جنابِ امیرؑ کی بہت شکایتیں کیں۔ جنابِ رسولِ خدا نے ان کے درمیان منادی کرائی کہ اپنی زبانوں کو علیؑ بن ابی طالبؑ کی شکایت سے روک لو کیونکہ وُہ خدا کی رضا کے معاملہ میں سخت ہیں اور دینِ خدا میں کسی کی مروّت نہیں کرتے۔ تو اُن لوگوں نے حضرتؑ کی شکایت سے اپنی زبانیں بند کیں اور جنابِ رسولؐ خدا کے نزدیک ان کی قدر و منزلت سمجھے کہ حضرتؐ اس پر غضبناک ہوتے ہیں جو ان کی شکایت کرتا ہے۔ جنابِ امیرؑ جنابِ رسُولؐ خدا کی تاسی میں اپنے احرام پر قائم رہے۔ مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ ایسے ساتھ تھے جو ہدیئے کے جانور نہ لائے تھے تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (آیت ۱۹۶ سورۃ بقرہ پ۲)" یعنی خدا کی خوشنودی کے لیئے اپنے حج اور عمرہ کو تمام کرو۔" آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت تک کے لیئے عمرہ حج میں داخل ہوگیا اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دُوسرے میں پیوست کرکے دکھایا۔ اور فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ ایسا ہوگا ہرگز ہدیئے کے جانور نہ لاتا۔ پھر منادی کرائی کہ تم میں سے جو شخص سیاقِ ہدیٰ نہ کیئے ہو وُہ مُحِل ہوجائے اور اُس کو چاہیئے کہ اپنے حج کے احرام کو احرامِ عمرہ سے بدل دے اور جو شخص سیاقِ ہدیٰ کیئے ہو اُس کو اپنے احرام پر باقی رہنا چاہیئے۔ یہ سُنکر کچھ لوگوں نے اطاعت کی اور بعض لوگوں نے نہ مانا اور اس معاملہ میں لوگوں کے درمیان بہت اختلاف ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال پریشان اور غبار آلُود ہیں ہم کیونکر سِلے ہوئے کپڑے پہنیں، اپنی عورتوں سے مقاربت کریں اور خوشبو دار تیل کی اپنے بدنوں پر مالش کریں۔ بعضوں نے کہا تم کو شرم نہیں آتی کہ مکہ سے عرفات کی طرف جاتے ہو حالانکہ تمہارے سروں سے غسل کا پانی ٹپک رہا ہے اور رسُولؐ خدا اپنے احرام پر قائم ہیں۔ یہ تنازعات سُنکر آنحضرتؐ

نے ان کو بڑی تاکید فرمائی جو لوگ اس بارے میں مخالفت کر رہے تھے اور فرمایا کہ اگر میں سیاقِ ہدی نہ کیئے ہوتا تو مَیں بھی مُحل ہو جاتا اور اُس کو عمرہ سے بدل دیتا۔ لہٰذا جو شخص سیاق ہدایہ نہ کیئے ہو اُس کو چاہیئے کہ مُحل ہو جائے۔ یہ سُنکر بعض حق پر پلٹ آئے اور بعض برخلاف قائم رہے۔ اور جو شخص کہ مخالفت پر ہمیشہ قائم و باقی رہا وُہ عمر بن الخطاب تھے۔ حضرتؐ نے اُن کو بُلایا اور فرمایا کہ اے عُمرؓ کیا سبب ہے کہ تم مُحل نہیں ہوئے شاید سیاق ہدی تم نے کیا ہے۔ وُہ بولے نہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا پھر کیوں مُحل نہیں ہوئے حالانکہ میں نے حکم دیا ہے کہ جو سیاق نہ کیئے ہو وُہ مُحل ہو جائے۔ کہا یا رسُولؐ اللہ جب تک آپ احرام میں ہیں مَیں مُحل نہ ہونگا یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا تم کبھی مرتے دَم تک حج تمتع پر ایمان نہ لاؤ گے۔ اور جیساکہ حضرتؐ نے فرمایا تھا وُہ حج تمتع کے منکر ہی رہے۔ یہانتک کہ اپنے زمانۂ خلافت میں ایک روز منبر پر گئے اور حج تمتع سے لوگوں کو منع کر دیا اور سختی کی کہ کوئی شخص حج تمتع نہ بجا لائے۔ چنانچہ خاصہ و عامہ نے متواتر طریقوں سے روایت کی ہے کہ جناب عمرؓ نے کہا کہ دو متعہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھے میں ان دونوں کو حرام کرتا ہوں اور جو عمل میں لائے گا اُس کو سخت سزا دوں گا۔ ایک متعۃ النساء۔ دوسرے متعہ حج۔

جب جناب رسُولِؐ خدا اعمالِ حج سے فارغ ہوئے امیرالمومنینؑ کو اپنے قربانی کے جانوروں میں شریک کیا پھر وہاں سے کُوچ کر کے مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ جناب امیرؑ اور تمام مُسلمان حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ جب آنحضرتؐ غدیر خم پر پہنچے جو اُس زمانہ میں قافلوں کے ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اس لیئے کہ وہاں پانی تھا نہ چراگاہ تھی لیکن حضرتؐ نے اُس مقام پر قیام فرمایا اور تمام مسلمان بھی ٹھہرے۔ اور حضرتؐ کے قیام کرنے کا سبب یہ ہوا کہ قرآن کی آیتیں نہایت تاکید کے ساتھ حضرتؐ پر نازل ہوئیں کہ جناب امیرؑ کو اپنے بعد خلافت کے لیئے مقرر فرما دیں۔ اور اس سے پہلے بھی اس بارہ میں آنحضرتؐ پر وحی نازل ہو چکی تھی لیکن ایسی تاکید و سختی نہ تھی۔ اسی لیئے حضرتؐ نے تاخیر فرمائی تاکہ ایسا نہ ہو کہ اُمّت کے درمیان اختلاف ہو اور اُن میں سے بعض لوگ دین سے منحرف ہو جائیں۔ اور خداوند عالم جانتا تھا کہ اگر غدیر خم سے گزر جائیں گے تو تمام مُسلمان اپنے اپنے شہروں کو متفرق ہو جائیں گے۔ اس لیئے خدا نے چاہا کہ اسی مقام غدیر پر مسلمان جمع ہو جائیں تاکہ سب کے تمام امیرالمومنینؑ پر نص ہوتے ہوئے سُن لیں اور اس بارے میں حجت تمام ہو جائے اور مسلمانوں میں کسی کو کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اور یہ آیت نازل فرمائی:۔ یَاۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ یعنی اے پیغمبرؐ لوگوں کو وُہ حکم پہنچا دو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے (علیؑ بن ابی طالبؑ کی امامت اور اُمّت میں ان کو اپنا خلیفہ قرار دینے کے بارے میں) تم پر نازل ہو چکا ہے۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پ۶ سورۃ مائدہ آیت۶۷) اگر تم نے وُہ حکم نہ پہنچایا تو خدا کی رسالت ہی ادا نہیں کی۔ اور خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔“ اس میں تبلیغ کی تاکید فرمائی ہے اور آنحضرتؐ کو تاخیر کرنے سے ڈرایا ہے اور آنحضرتؐ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنے کی ضمانت لے لی ہے اسی سبب سے حضورؐ نے ایسے مقام پر قیام فرمایا جو ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اور تمام مسلمان بھی حضرتؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ اُس روز گرمی شدت کی تھی۔ حضرتؐ کے حکم سے ایک درخت کے نیچے کانٹے صاف کیئے گئے اور

اُونٹ کے کجاوے ایک پر ایک رکھ کر منبر بنایا اور منادی کرا دی کہ سب لوگ حضرتؐ کے پاس جمع ہو جائیں اُن میں سے اکثر گرمی کی شدت کے سبب اپنی چادروں کو پیروں میں لپیٹے ہوئے تھے۔ غرض جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرتؐ اُن کجاووں کے منبر پر تشریف لے گئے اور امیرالمومنینؑ کو اپنے پاس منبر پر طلب فرمایا، اور اپنی داہنی جانب کھڑا کیا۔ پھر خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثنائے الٰہی ادا فرمایا اور بلیغ موعظے کیئے اور اپنی وفات کی لوگوں کو اطلاع دی کہ مجھ کو درگاہِ ربّ العزّت میں طلب کیا گیا ہے اور عنقریب میں خدا کی طلبی کو منظور کروں گا۔ وقت وُہ آ گیا ہے کہ مَیں تم لوگوں سے جُدا ہو جاؤں گا اور اس دارِ فانی کو وداع کروں گا اور آخرت کے درجاتِ عالیہ کی طرف رحلت کروں گا۔ اور یقیناً تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر ان سے متمسک رہو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وُہ کتابِ خدا اور میری عترتؑ ہے جو میرے اہلبیتؑ ہیں۔ اور یقیناً یہ دونوں آپس سے جُدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں۔ پھر باآوازِ بلند اُن لوگوں سے سوال کیا کہ کیا مَیں تمہاری جانوں پر تم سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟ تمام مسلمانوں نے جواب دیا خدا گواہ ہے کہ آپؐ کو ہم پر ہم سے زیادہ حق ہے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کا بازو پکڑ کر اُن کو اس حد تک اُٹھایا کہ حضرتؐ کی زیرِ بغل کی سفیدی نمایاں ہو گئی۔ اور فرمایا کہ مَیں جس کا مولا اور اُس کے نفس کا مالک ہوں اُس کا یہ علیؑ بھی مولا اور اُس کے نفس سے اُس پر زیادہ اختیار رکھنے والا ہے۔ خداوندا تو دوست رکھ اُس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دُشمن رکھ اُس کو جو علیؑ کو دُشمن رکھے، اور مدد کر اُس کی جو علیؑ کی مدد کرے اور چھوڑ دے اُس کو جو علیؑ کو چھوڑ دے۔ یہ فرما کر حضرتؐ منبر سے نیچے اُتر آئے۔ وقت زوال کے قریب ہو چکا تھا اور گرمی کی بے حد شدت تھی۔ حضرتؐ نے دو رکعت نماز ادا کی اتنے میں زوالِ آفتاب ہو گیا۔ مؤذن نے اذان دی اور حضرتؐ نے سب کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور اپنے خیمہ میں واپس آئے۔ اور حکم دیا تو لوگوں نے حضرتؐ کے خیمہ کے پاس ہی ایک خیمہ امیرالمومنینؑ کے واسطے نصب کیا۔ جناب امیرؑ اُس میں بیٹھے۔ جناب سرورِ کائنات نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جوق جوق اُن حضرتؑ کی خدمت میں جائیں اور اُن جناب کو امامت و خلافت کی تہنیت اور مبارکباد دیں اور مومنین کی بادشاہی اور امیرؑ ہونے پر اُن کو سلام کریں اور کہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاۤ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یہ حکم سُنکر تمام مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اپنی بیویوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو اُن کے پاس جا کر تہنیت اور مبارکباد دیں اور امارتِ مومنین پر اُن کو سلام کریں۔ تو سب نے تعمیل کی اور ان تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اہتمام عمر بن خطابؓ نے کیا اور دوسروں سے زیادہ خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اور مبارکباد دینے کے سلسلہ میں جناب امیرؑ سے کہا:۔ بَخٍ بَخٍ لَكَ یَا عَلِیُّ اَصْبَحْتَ مَوْلَایَ وَمَوْلٰی كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ۔ یعنی مبارک ہو مبارک ہو تم کو اے علیؑ آج تم نے صبح کا کس قدر مبارک مُنہ دیکھا کہ تم میرے آقا اور ہر مومن و مومنہ کے آقا ہو گئے۔“ حسان بن ثابتؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور اجازت طلب کی کہ ایک قصیدہ امیرالمومنینؑ کی مدح میں لکھیں جس میں غدیر کا واقعہ اور اُن جناب کا خلافت کے لیئے منتخب کیا جانا اور وُہ دُعائیں جو جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُن حضرتؑ کے حق میں فرمائی ہیں ذکر کریں۔ حضرتؐ نے اجازت دی تو وُہ ایک بلندی پر آئے۔ وُہ مشہور قصیدہ باآوازِ بلند لوگوں کو سنایا جس کا تذکرہ

بطریق متواتر خاصہ اور عامہ نے کیا ہے۔ جناب رسُولِ خدا نے حسّانؓ کی تعریف کی اور فرمایا اے حسّان تم ہمیشہ رُوح القدس سے تائید یافتہ رہو گے جب تک اپنی زبان سے ہماری مدد کرتے رہو گے۔ اور یہ اشارہ آنحضرتؐ کا تھا اِس پر کہ وُہ امیرالمومنینؑ کی ولایت پر قائم و باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ اس کا اثر حضرتؐ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا۔

سید ابن طاؤس اور شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی وغیرہم اور خاصہ اور عامّہ کے محدّثین نے متعدد طریق سے جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولؐ خدا تمام شرائع دین لوگوں کو پہنچا چکے سوائے حج اور ولایت امام ہمام علیؑ بن ابی طالب کے تو جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے پیغمبرؐ آپؐ کو خلّاقِ عالم سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ مَیں نے کسی پیغمبرؐ کو دُنیا سے نہیں اُٹھایا مگر اپنے دین کو تمام اور اپنی حجتوں کو پُورا کرنے کے بعد۔ لہٰذا ابھی دوؔ عظیم باتیں رہ گئی ہیں چاہیئے کہ تم اپنی قوم کو ضرور وُہ باتیں پہنچا دو۔ ایک فریضۂ حج دوسرا تمہارے بعد فریضۂ ولایت و خلافت ہے۔ کیونکہ مَیں نے کبھی زمین کو اپنی حجت و ہادی سے خالی نہیں رکھا ہے اور آیندہ بھی قیامت تک خالی نہ رکھوں گا۔ لہٰذا اس وقت آپ کو خدا کا حکم یہ ہے کہ فریضۂ حج لوگوں کو تعلیم فرمائیں۔ لہٰذا حج کو روانہ ہوں اور آپ کے ساتھ ہر اُس مُسلمان کو حج کے لیئے جانا چاہیئے جس کو مقدرت اور استطاعت ہو جو لوگ یہاں موجود ہیں یا مدینہ کے اطراف میں ہیں بادیہ نشین سب کو مسائلِ حج تعلیم فرمائیں جس طرح ان کو نماز و روزہ و زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم دی ہے لہٰذا حج کے ارکان وغیرہ بھی تعلیم فرمایئے۔ غرض پیغمبرؐ نے لوگوں کے درمیان منادی کرادی کہ پیغمبرؐ خدا حج کے لیئے جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کو مناسکِ حج تعلیم فرمائیں۔ پھر آنحضرتؐ اور آپ کے ساتھ لوگ مدینہ سے روانہ ہوئے اور آنحضرتؐ کے تمام افعال و حرکات و سکنات کو بغور دیکھتے جاتے۔ جو کچھ حضرتؐ عمل کرتے وُہ لوگ بھی آپ کی متابعت کرتے یہاں تک کہ حضرتؐ نے اُن لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ حضرتؐ کی خدمت میں مدینہ والے اور اُس کے اطراف و جوانب کے لوگ اور اہلِ عرب جملہ ستر ہزار اشخاص تھے یا اصحاب جناب موسیٰؑ کی تعداد سے زیادہ جو ستر ہزار تھے اور جناب موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کی بیعت اُن سے لی تھی۔ اور اُن لوگوں نے بیعت توڑ کر گوسالہ اور سامری کی متابعت کی۔ اسی طرح جناب رسُولِ خدا نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کی خلافت کے لیئے ایک جماعت سے بیعت لی جو حضرت موسیٰؑ کے اصحاب کی تعداد کے برابر تھے۔ تو ان لوگوں نے بھی جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بعد بیعت توڑی اور اس اُمّت کے گوسالہ اور سامری کی متابعت کی جو فلاں اور فلاں مشہور ہیں۔ یہ پیروی بھی گزشتہ اُمتوں کی موافقت میں اور ایک نظیر تھی سابقہ گمراہوں کی۔

جب آنحضرتؐ حج کے لیئے روانہ ہوئے لوگوں کی کثرت ہجوم کے سبب تلبیہ کی آواز مکہ و مدینہ کے درمیان متصل ہو کر گونجی۔ جب آنحضرتؐ نے عرفات میں قیام فرمایا جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ خداوند عالمین آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ کی وفات قریب آگئی ہے اور آپ کی عمر آخر ہو چکی ہے لہٰذا اپنے عہد کو پُورا کیجیے اور اپنی وصیت کو آگے بڑھایئے اور جو کچھ آپ کے پاس علوم ہیں جو مَیں نے آپ پر نازل کیئے ہیں اور گزشتہ پیغمبروں کے علوم سب کے سب اپنے وصی اور خلیفہ کو سپُرد کر دیجیئے جو میری مخلوق پر

میری حجت بالغہ ہے یعنی علیؑ بن ابی طالبؑ کو اور اُن کو ایک علَم اور لوگوں کے درمیان ایک نشان قرار دیجیے جس سے لوگ راہِ ہدایت پائیں گے۔ اور ان کی اطاعت اور پیمان اور بیعت لوگوں پر تازہ کیجیے اور اُن کو وُہ عہد و پیمان جو مَیں نے اُن سے اپنی بیعت و میثاق اور پیمان مضبوط لیئے تھے اور وُہ عہد جو ولایت و امامتِ علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارہ میں کہ میرا دوست ہے اور ان لوگوں کا بلکہ ہر مومن و مومنہ کا مولا ہے مَیں نے پہلے سے بھیجا ہے یاد دلایئے اور مضبوط کیجیے اِس لیئے کہ مَیں نے اپنے کسی پیغمبر کی رُوح قبض نہیں کی مگر بعد اس کے جبکہ اپنے دین کو کامل کر لیا اور اپنی نعمتیں پُوری کر دیں اس شرط پر کہ میرے دوستوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت رکھیں۔ اور یہی میری توحید پرستی اور میرا دین ہے اور میری مخلوق پر میری نعمتوں کا پُورا ہونا میرے ولی کی متابعت اور اطاعت کرنے سے ہے۔ اور یہ اس لیئے ہے کہ مَیں زمین کو بغیر ہادی کے کبھی خالی نہیں چھوڑتا۔ لہٰذا آج مَیں نے آپ کے واسطے آپ کا دین کامل کیا اور اپنی نعمتیں آپؐ پر پُوری کیں اور آپ کے واسطے اپنے ولی علیؑ کی ولایت و محبت کے ساتھ دین اسلام کو پسند کیا جو میرا بندہ اور میرے پیغمبرؐ کا وصی اور اُس کے بعد خلیفہ اور میری حجت کاملہ میری مخلوق پر ہے جس کی اطاعت محمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہے اور اُن کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ تو جس نے علیؑ کی اطاعت کی تو اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے اُن کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ مَیں نے اُس کو ایک علَم اور نشان اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان قرار دیا ہے۔ جس نے اُس کو پہچانا وُہ مومن ہے، جو شخص اُس کا منکر ہے کافر ہے! اور جو شخص کسی دُوسرے کو بیعت میں اُس کے ساتھ شریک کرے وُہ مشرک ہے۔ اور جو شخص اُس کی ولایت اور امامت کے اعتقاد کے ساتھ میرے پاس آئے گا وُہ داخل بہشت ہو گا اور جو شخص اُس کی عداوت کے ساتھ آئے گا جہنّم میں جائے گا۔ لہٰذا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علیؑ کو میری مخلوق کے درمیان علَم و نشان قرار دیجیے اور اُن لوگوں سے اس کی بیعت لیجیے اور میرا وُہ عہد و پیمان جو (روزِ الست) مَیں اُن سے لے چکا ہوں اُن کو یاد دلایئے۔ بیشک میں آپ کو دُنیا سے اُٹھانے والا اور اپنے جوارِ رحمت میں طلب کرنے والا ہوں۔ یہ احکام سُنکر جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم سے خوفزدہ ہوئے کہ ایسا نہ ہو کہ اہلِ شقاق و نفاق پراگندہ ہو جائیں اور اپنی جاہلیت اور کُفر کی طرف پلٹ جائیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ جانتے تھے کہ اُن کو علیؑ سے کس درجہ عداوت ہے اور اُن کی طرف سے اُن کے دلوں میں کس قدر کینے بھرے ہوتے ہیں۔ لہٰذا جبریلؑ سے فرمایا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے سوال کریں کہ مجھ کو منافقوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور آنحضرت اسی کا انتظار کر رہے تھے کہ جبریلؑ خدا کی جانب سے حفاظت کی خوشخبری لے کر آئے۔ لہٰذا آنحضرتؐ نے مسجد خیف تک اس حکم کی تبلیغ ملتوی فرمائی پھر مسجد خیف میں جبریل علیہ السّلام نازل ہوئے اور کہا کہ عہد ولایت کی تبلیغ فرمائیں اور علی علیہ السّلام کو اپنا قائم مقام بنائیں۔ لیکن محافظت کا وعدہ بیان نہ کیا جو حضرتؐ نے طلب کیا تھا اس لیئے حضرتؐ نے پھر تاخیر فرمائی اور کراع الغمیم تک پہنچے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ وہاں پھر جبریلؑ نازل ہوئے لیکن حفاظت کی آیت نہ لائے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبریلؑ میں اپنی قوم سے ڈرتا ہوں کہ وُہ میری تکذیب کریں گے اور علیؑ کے بارے میں میرا قول تسلیم نہ کریں گے۔ پھر وہاں سے کُوچ کیا اور مقام غدیر خم تک پہنچے جو جحفہ سے تین میل

پہلے ہے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے جبکہ دوپہر ہو چکی تھی اور حکم تاکیدی نہایت سخت اور ساتھ ہی دشمنوں کے شر سے حفاظت کے وعدہ کے ساتھ لائے اور کہا یا رسولؐ اللہ خداوند عظیم وجلیل آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے پیغمبرؐ بزرگ! علیؑ کے بارے میں جو حکم تم پر نازل ہو چکا ہے اُس کی تبلیغ کر دو۔ اگر نہ کیا تو خدا کی رسالت ہی نہ پہنچائی؛ اور خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ حضرتؐ کے ہمراہیوں کا پہلا قافلہ حجفہ تک پہنچا تھا۔ جبریلؑ نے حضرتؐ سے کہا کہ جو لوگ آگے چلے گئے ہیں ان کو واپس بلا لیجئے اور جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ان کو آگے جانے دیجئے جب تک کہ علیؑ کو خلافت کے لیئے مقرر نہ فرمالیں اور علیؑ کی شان میں جو کچھ خدا نے بھیجا ہے لوگوں تک نہ پہنچا دیں۔ اور اطمینان دلایا کہ خداوند عالم آنحضرتؐ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ جب آنحضرتؐ کو دشمنوں کے شر سے حفاظت کا وعدہ خدا کی جانب سے پہنچ گیا تو منادی کرائی کہ تمام لوگ آنحضرتؐ کے پاس جمع ہوں اور آگے بڑھ جانے والوں کو واپس بلا لیا اور باقی لوگوں کو روک لیا۔ جبریلؑ نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے حضرتؐ کو بتایا کہ داہنی راہ کی جانب متوجہ ہوں جہاں اب مسجد غدیر ہے۔ وہاں چند خاردار درخت تھے حضورؐ کے حکم سے اُن درختوں کے نیچے صفائی کی گئی اور چند کجاووں کو اکٹھا کر کے منبر بنایا گیا تاکہ لوگوں سے خطاب فرماسکیں۔ غرض اسی مقام پر سب لوگ جمع ہوئے اور جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے واپس آگئے آنحضرتؐ اُس منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنائے الٰہی بجا لائے۔ فرمایا کہ حمد اور ہر طرح کی تعریف اُس خدا کے لیئے ہے جو اپنی یکتائی میں بلند مرتبہ ہے اور اپنی قدرت سے مخلوق سے نزدیک ہے۔ اور اپنی بادشاہی میں سب سے بڑا ہے اور تمام مخلوقات میں اس کی حکمت ظاہر ہے اور اس کا علم تمام چیزوں پر محیط ہے۔ اُس نے اپنی قدرت اور اس کے اظہار کے لیئے تمام خلق کو مغلوب ومقہور کر رکھا ہے۔ وہ ہمیشہ بلند وبزرگ ہے اور ہمیشہ حمد وستائش کا مستحق رہے گا۔ بلند آسمانوں کا پیدا کرنے والا زمین پست کا وسیع کرنے والا ہے۔ اُس کی جلالت وقدرت اُس کے آسمانوں میں ظاہر ہے۔ وہ بُرائیوں سے بے انتہا مقدس وپاک ہے اور عیبوں سے منزہ وبری ہے۔ فرشتوں اور روحوں کا پروردگار ہے اپنی تمام مخلوق پر فضل کرنے والا ہے اور نعمتیں عطا کرتا ہے اس کو جس کو اپنی بارگاہِ جلال کے نزدیک مقرب قرار دیتا ہے۔ اور تمام آنکھوں کو دیکھتا ہے کوئی آنکھ اُس کو نہیں دیکھ سکتی۔ کریم ہے، بُردبار ہے، صاحب علم ووقار ہے۔ اُس کی رحمت تمام چیزوں کے اُوپر ہے اور اپنی نعمت کے ساتھ تمام چیزوں پر احسان کیئے ہوئے ہے اپنی عدالت سے بندوں سے انتقام نہیں لیتا بلکہ تفضل کرتا ہے اور عذاب کے مستحقین پر عذاب میں سبقت نہیں کرتا۔ وہ لوگوں کے دلوں کے رازوں کا جاننے والا ہے اور ان کے دلوں پر مطلع ہے کوئی پوشیدہ چیز اُس سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور کوئی امر مخفی اُس پر مشتبہ نہیں۔ ہر چیز کا احاطہ کیئے ہوئے ہے اور سب پر غالب ہے اور ہر چیز سے زبردست ہے اور ہر چیز سے طاقت والا ہے۔ کوئی چیز اُس کے مثل نہیں ہے اُس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا جبکہ کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ ہمیشہ رہنے والا ہے جس کو زوال نہیں ہے وہ لوگوں میں عدالت کے ساتھ قائم ہے۔ سوائے اس کے کوئی خدا نہیں۔ وہ جو ارادہ کرتا ہے اُسپر غالب ہے اسکے تمام کام حکمت ومصلحت پر مبنی ہیں وہ اس سے بلند تر ہے کہ عقلیں اس کو ادراک کرسکیں اور وہ عقلوں کا ادراک کرنیوالا ہے اور وہ اُمور کے لطائف سے آگاہ ہے اور اشیاء کے دقائق (باریکیوں) سے آگاہ ہے اور اُمور کی پوشیدہ حقیقت

پر مطلع ہے کوئی شخص از روئے مشاہدہ ومعائنہ اُس کی مدح نہیں کرسکتا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ آشکارا اور پوشیدہ کیسے ہے مگر جس طرح اُس نے خود بتا دیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وُہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور نہ کوئی معبود اُس کے سوا پرستش کے قابل ہے۔ اُس کے آثار قدس وتنزہ سے عالم بھرا ہوا ہے اور ظاہری نور ازل سے ابد تک کو روشن کیئے ہوئے ہے۔ وہ خدا وہ ہے جو کسی صاحب رائے کے مشورہ کے بغیر اپنا حکم جاری کرتا ہے۔ تقدیر میں اُس کے ساتھ کوئی اُس کا شریک وسہیم نہیں۔ اس کی تدبیروں میں کوئی نقص وفرق نہیں ہوتا جس چیز کو پیدا کیا اُس کی صورت بنائی بغیر اس کے کہ کوئی مثال اُس کے سامنے ہو اور جو کچھ پیدا کیا بغیر کسی کی مدد کے پیدا کیا یا اس کو اُس میں کوئی مشقت ہوئی ہو یا اُس میں کچھ غور وفکر کی ہو بلکہ صرف اپنی قدرت سے پیدا کیا تو وہ وجود میں آگئیں۔ وہ تمام چیزوں کو عدم کی پوشیدگی سے وجود میں لایا تو وہ ظاہر ہوگئیں لہٰذا پیدا کرنے والا وہی ہے اُس کے سوا کوئی نہیں۔ اُس نے اپنی صنعتیں بہت بہتر بنائیں اور بیحد احسانات کیئے ہیں۔ وہ ایسا عادل ہے کہ ہرگز ظلم نہیں کرتا۔ اور وہ سب سے زیادہ کریم ہے کہ تمام اُمور اُسی کی طرف منتہی ہوتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا خدا ہے کہ ہر شے اُس کی بلندی کے سامنے پست ہے اور ہر شے اُس کی سطوت وہیبت کے سامنے جھکی ہوئی اور سرنگوں ہے۔ وہ ملکوں کا مالک ہے اور آسمانوں کا بلند کرنے والا ہے اور خلائق کے لیئے آفتاب وماہتاب کا تسخیر کرنے والا ہے کہ ہر وقت مقررہ پر جاری ہوتا ہے وہ پردۂ شب کو دن کے چہرہ پر کھینچ دیتا ہے اور دن کی چادر رات کے مُنہ پر ڈال دیتا ہے ایسی حالت میں کہ دن رات کو طلب کرتا ہے۔ ہر کینہ پرور سرکش کا سرِ غرور توڑنے والا اور ہر باغی شیطان کا ہلاک کرنے والا ہے۔ اُس کی کوئی نظیر اور مثال نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ حاجتوں میں تمام خلق کا مقصود ہے۔ وہ کسی کا باپ نہیں اور نہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اس کے لیئے کوئی بیماری نہیں ہے۔ کوئی اُس کا ہمسر ومقابل نہیں۔ وہ یکتا معبود اور بڑا پرورش کرنے والا ہے۔ جو ارادہ کرتا ہے عمل میں لاتا ہے جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور تمام چیزوں کا جاننے والا ہے۔ ہر چیز کا احصا کرنے والا ہے۔ وہ مار ڈالتا ہے اور مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ وہی فقیر وغنی کرتا ہے۔ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے۔ وُہی ایک دوسرے کو باہم نزدیک ودُور کرتا ہے کبھی اپنی بخششیں روک دیتا ہے اور کبھی عطا فرماتا ہے۔ بادشاہی اُسی کے لیئے مخصوص ہے۔ وُہی تمام تعریفوں کا سزاوار ہے۔ ہر طرح کی بھلائی اُسی کے اختیار میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے بیشک وہی غالب اور بخشنے والا اور دُعاؤں کا قبول کرنے والا ہے اور بڑی بخششیں کرنے والا ہے۔ نفوس کا احصا کرنے والا اور جن وانس کا پالنے والا ہے۔ کوئی امر اُس کے لیئے مشکل نہیں۔ اور فریاد کرنے والوں کی آہ وزاری اُس کو اذیت نہیں پہنچاتی اور گڑگڑانے والوں کی آواز اس کو دل تنگ نہیں کرتی۔ نیکوں کی حفاظت کرنیوالا اور نجات پانے والوں کو توفیق دینے والا ہے۔ مومنوں کا آقا اور تمام عالمین کا پروردگار ہے۔ وہ خدا ہی ہے جو اپنی تمام مخلوقات کے نزدیک نعمتوں کے وقت اور بلاؤں کی حالت میں اور سختی اور اُمید میں حمد وشکر کا مستحق ہے۔ میں اُس پر اُس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسُولوں پر ایمان لایا ہوں اُس کا حکم سُنتا اور اس کی اطاعت کرتا ہوں اور ہر اُس چیز کی طرف سبقت کرتا ہوں جس کو وہ پسند کرتا ہے اور اُس کی فرمانبرداری میں رغبت کی وجہ سے اور

اُس کی سزا کے خوف سے اُس کی قضا کا مطیع ہوں کیونکہ وُہ ایسا خدا ہے جس کے عذاب سے بیخوف نہیں ہونا چاہیئے اور اُس کی ہمسائگی سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ میں اپنے متعلق اس کا بندہ ہونے کا اقرار کرتا ہوں اور اُس کی پروردگاری کی گواہی دیتا ہوں اور اُس نے جو کچھ مجھ پر وحی بھیجی ہے تم کو پہنچاتا ہوں اس خوف سے کہ اگر وُہ نہ پہنچاؤں تو مجھ پر اُس کا سخت عذاب نازل ہوگا جس کو کوئی شخص دفع نہیں کر سکتا اگرچہ اس کی عظیم کوشش کرے کیونکہ بجز اُس کے کوئی خدا نہیں ہے۔ کیونکہ اُس نے مجھے آگاہ کر دیا ہے کہ اگر میں اُس کا یہ حکم تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں گا تو اُس کا کوئی پیغام ہی نہ پہنچایا ہوگا۔ اور بلاشبہ وُہ لوگوں کے شر سے میری حفاظت کا ضامن ہوگیا ہے اور وہی دُشمنوں کے شر سے بچانے والا اور اپنے دوستوں پر کرم کرنے والا ہے۔ اس نے مجھ پر یہ وحی بھیجی ہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (آیت ۶۷ پ ۶ سورۃ المائدہ) اے رسُولؐ پہنچا دو وُہ حکم جو تم پر نازل ہو چکا ہے۔ اور اگر تم نے نہ پہنچایا تو خدا کی رسالت ہی نہیں ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔" اے گروہِ مردمان! میں نے ان احکام کے پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کی جو مجھ پر نازل کیئے گئے تھے۔ اور اب اس آیت کے نازل ہونے کا سبب تم سے بیان کرتا ہوں۔ وُہ یہ کہ مجھ پر تین مرتبہ جبریلؑ نازل ہوئے۔ ہر مرتبہ خدا کی جانب سے سلام پہنچایا اور حکم دیا کہ اس مقام پر قیام کروں اور ہر سفید و سیاہ کو آگاہ کر دوں کہ علیؑ بن ابی طالبؑ میرا بھائی، میرا وصی، میرا خلیفہ اور میرے بعد میری اُمّت کا پیشوا ہے۔ اور میرے نزدیک اُس کی قرب و منزلت ویسی ہی ہے جیسے ہارونؑ کی جناب موسیٰؑ کے نزدیک ہے مگر میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اور وُہ خدا و رسُولؐ کے بعد تمہارا مولا ہے۔ اور خدا نے اس مطلب کو قرآن کی اس آیت میں واضح کیا ہے:۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ رٰکِعُوۡنَ (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۵)۔ یعنی تمہارا اولی امر تو بس خدا اور اُس کا رسُولؐ ہے اور وُہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں وُہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔" آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک علیؑ نے نماز قائم کی اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دی۔ اور اُن کے ان تمام افعال میں خدا کی رضا انکی غرض تھی اور ان کی نیت خالص تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پھر میں نے جبریلؑ سے سوال کیا کہ وُہ جناب مقدس الٰہی سے میرے لیئے اس پیغام کی تبلیغ سے معافی چاہیں کیونکہ خدا سے ڈرنے والے کم ہیں اور منافقین زیادہ۔ اور مکّاروں کے مکر سے میں واقف ہوں اور اسلام کا مذاق اُڑانے والوں کے فریب سے آگاہ ہوں جن کی خداوندِ عالم نے اپنی کتاب میں خود مذمّت فرمائی ہے کہ وُہ زبانوں سے وُہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ خدا کے نزدیک بہت عظیم ہے اور ان لوگوں نے مجھ کو بہت اذیتیں پہنچائی ہیں یہانتک کہ میرا نام ہی اذن رکھ دیا ہے اس لیئے کہ علیؑ ہمیشہ میرے ساتھ رہتے ہیں اور میں ہر وقت انہی کی طرف متوجہ رہتا ہوں اور اُن کی بات سُنتا ہوں یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَ مِنۡہُمُ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ النَّبِیَّ وَ یَقُوۡلُوۡنَ ہُوَ اُذُنٌ ؕ قُلۡ اُذُنُ خَیۡرٍ لَّکُمۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ یُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ (آیت ۶۱ سورۃ توبہ، پ ۱۰) منافقوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو رسُولؐ کو ایذا دیتے

ہیں اور کہتے ہیں کہ وُہ مجسّم کان ہے یعنی ہر ایک کی بات سُن لیتا ہے اور مان لیتا ہے۔ اے رسُولؐ کہہ دو کہ وُہ تمہارے لیئے بھلائی ہی کا سُننے والا ہے۔ وُہ خدا پر ایمان رکھتا ہے اور مومنین کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر چاہوں تو اُن منافقوں کے نام بھی بتا سکتا ہوں ان کی طرف اشارہ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں اور اگر ان کو پہچنوانا چاہوں تو پہچنوا بھی سکتا ہوں لیکن خدا کی قسم ان کے معاملات میں مہربانی برتتا ہوں اور اُن کو رُسوا نہیں کرنا چاہتا۔ اور باوجود ان تمام باتوں کے جو میں نے کہیں جانتا ہوں کہ خدا بغیر اُس حکم کی تبلیغ کے راضی نہ ہوگا جو مجھ پر نازل فرمایا ہے۔ پھر حضرتؐ نے دوبارہ اُسی آیۃ بَلِّغۡ کی تلاوت فرمائی اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو جاؤ کہ خداوندِ عالم نے تمہارا حاکم علیؑ کو مقرر فرمایا ہے۔ وُہ تمہارا ولی اور تمہارے امر کا سب سے زیادہ مستحق ہے تمہارا امام و پیشوا ہے اور خدا نے اس کی اطاعت تمام مہاجرین و انصار پر فرض کی ہے اور اُس گروہ و جماعت پر جو مہاجرین و انصار کی نیکی میں متابعت کرتے ہیں اور ہر شہر و قریہ میں بسنے والوں پر اور تمام عرب و عجم والوں پر اور ہر بندہ و آزاد پر اور ہر چھوٹے اور بڑے پر اور ہر سفید و سیاہ پر اور ہر اُس شخص پر جو خدا کی اس کی وحدانیت کے ساتھ پرستش کرتا ہے۔ خدا کا حکم نافذ ہے اور اُس کا ارشاد جاری ہے اور اُس کا فرمان اٹل ہے۔ جو شخص اس کی یعنی علیؑ کی مخالفت کرے گا وُہ ملعون ہے اور جو شخص اس کی متابعت کرے گا اُس پر خدا کی رحمت ہے اور جو شخص اس کی تصدیق کرے گا اور اس کی بات سُنے گا اور اطاعت کرے گا خداوند کریم اُس کو بخشدے گا۔ اے گروہِ مردمان یہ آخری موقع ہے کہ میں ایسے مجمع میں کھڑا ہوں لہٰذا میری بات سُنو اور اطاعت کرو اور خدا کے حکم کی فرمانبرداری کرو۔ بیشک حق تعالیٰ تمہارے نفسوں کا مالک ہے وُہ تمہارا پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کے بعد اُس کا رسُولؐ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری جانوں کا مالک ہے اور وُہ تمہارے سامنے کھڑا ہے اور تمہاری مصلحتوں اور بھلائیوں کا قائم کرنے والا ہے اور جو کچھ تمہارے واسطے ضروری ہے وُہ تم کو بتلا رہا ہے۔ پھر میرے بعد تمہارا حاکم علیؑ ہے وُہ خدا کے حکم سے تمہارا پیشوا ہے۔ اُس کے بعد قیامت تک جس روز کہ خدا و رسُولؐ سے ملاقات کرو گے، امامت اُس کی ذریّت میں اُس کے فرزندوں میں ہے جس کو خدا نے حلال کر دیا ہے اُس کے سوا کوئی حلال نہیں ہے اور جس کو خدا نے حرام کر دیا ہے اُس کے سوا کوئی چیز حرام نہیں ہے۔ اُس نے مجھ کو تمام حلال و حرام پہچنوا دیا ہے اور جو کچھ خدا نے مجھے تعلیم کی تھی میں نے علیؑ کو اُن سب سے آگاہ کر دیا ہے اور اُن کو تعلیم دے دی ہے۔ اے گروہِ مردمان کوئی علم نہیں مگر یہ کہ خدا نے مجھ کو تعلیم فرما دی ہے۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے سکھایا پڑھایا ہے میں نے وُہ سب امام المتقین علیؑ بن ابی طالبؑ کی ذات میں احصا کر دیا اور سب کچھ اس کو تعلیم دے دی ہے۔ وہی امام مبین ہے جس کے بارے میں خدا نے قرآن میں فرمایا ہے وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ (پ ۲۲ سورہ یٰسین آیت ۱۲) یعنی ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں گھیر دیا ہے۔" اے گروہِ مردم اُس سے منکر مت ہو اور نفرت و تکبر اُس کی ولایت قبول کرنے میں نہ کرو۔ حالانکہ وُہ حق کی جانب تمہاری ہدایت کرتا ہے اور حق پر عمل کرتا ہے۔ باطل کو مٹاتا ہے اور اُس سے روکتا ہے۔ اُس کو ملامت کرنیوالوں کی ملامت راہِ خدا سے باز نہیں رکھتی۔ بیشک وُہ اس اُمّت میں پہلا شخص ہے جو خدا اور اُس کے رسُولؐ پر ایمان لایا اور وہی ہے جس نے رسُولؐ پر اپنی جان فدا کر دی۔ وہی ہے جو خدا کے رسُولؐ کے ساتھ معبود کی عبادت کرتا تھا

جس وقت کہ اُس کے سوا مردوں اور عورتوں میں کوئی عبادت نہیں کرتا تھا۔ اے گروہ مردمان اس کو سب پر تفضیل دو کیونکہ خدا نے اس کو تفضیل دی ہے اور قبول کرو کیونکہ خدا نے اس کو تمہارا حاکم مقرر کیا ہے۔ اے گروہ مردمان وُہ خدا کی جانب سے تمہارا امامؑ ہے۔ خدا کسی کی توبہ قبول نہیں کرتا جو اس کی ولایت سے انکار کرتا ہے اور اس کو نہیں بخشتا۔ اور یہ امر خدا نے اپنے اُوپر لازم قرار دے لیا ہے کہ اس شخص کے بارے میں ایسا ہی کرے گا جو علیؑ کے بارے میں اُس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے اور اُس کو ہمیشہ ہمیشہ عذاب عظیم میں مبتلا رکھے گا کہ کبھی اُس کا عذاب ختم نہ ہوگا۔ لہٰذا اُس کی مخالفت سے پرہیز کرو کیونکہ اگر اس کی مخالفت کرو گے تو اُس آگ کے ایندھن بن جاؤ گے جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور جس کو خداوند عالمین نے کافروں کے واسطے مہیا کیا ہے۔ ایّہا النّاس! خدا کی قسم گزشتہ انبیاءؑ و مرسلینؑ نے میرے بارے میں بشارت دی تھی اور میں خاتم المرسلین ہوں اور زمین و آسمان کی تمام مخلوقات پر خدا کی حجّت ہوں۔ تو جو شخص شک کرے گا وُہ کافر ہے گزشتہ اہلِ جاہلیت کے کفر کے مانند اور جس نے میری ایک بات میں بھی شک کیا تو اس نے تمام رسالت میں شک کیا اور جو میرے کلام میں شک کرے اُس کی بازگشت جہنم کی طرف ہے۔ اے گروہِ مردمان! خدا نے احسان فرمایا ہے اور مجھ کو اس فضیلت کے ساتھ بلند مرتبہ قرار دیا اور یہ صرف اُس کا فضل و احسان ہے۔ اور اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وُہی ہر حال میں ابدالآباد تک میری طرف سے حمد کا سزاوار ہے۔ اے گروہِ مردمان علیؑ کو تفضیل دو بے شبہ وُہ میرے بعد تمام مردوں اور عورتوں سے افضل ہے۔ حق تعالیٰ ہماری برکت سے خلائق کو روزی دیتا ہے اور ان کو مہالک سے نجات بخشتا ہے۔ وُہ شخص ملعون و مغضوب ہے جو میری بات مجھ پر رد کرے اگرچہ اُس کی طبیعت کے موافق نہ ہو۔ بے شک جبرئیلؑ نے خداوند عالم کی جانب سے مجھ کو ایسی خبر دی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ جو شخص علیؑ کی دُشمنی اختیار کرے گا اور اُس کی امامت کا اقرار نہ کرے گا اُس پر خدا کی لعنت اور اس کا غضب ہوگا لہٰذا ہر شخص کو ہر آن غور کرنا چاہیئے کہ وُہ اپنے واسطے کل قیامت کے روز کے لیئے کیا بھیجتا ہے۔ اے لوگو خدا سے ڈرو اس بات سے کہ علیؑ کی مخالفت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دین میں ثابت قدمی کے بعد تمہارے پیروں کو لغزش ہو جائے۔ یقیناً تمہارے اعمال کا خدا نگران ہے۔ اے گروہِ مردمان علی جنب اللہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ اُس کے مخالفین قیامت میں کہیں گے یٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ (پ۲۴ سورۃ زمر آیت ۵۶) یعنی ہزار افسوس اس پر کہ ہم نے جنب اللہ کے بارے میں یعنی ولایت علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں قصور کیا۔" اے گروہ مردمان قرآن میں غور و فکر کرو اور اُس کی آیتوں کو سمجھو اور اُس محکم آیتوں کی طرف نظر کرو اور اس کے متشابہات کی متابعت مت کرو۔ خدا کی قسم کوئی شخص اُس کی ڈرانے والی آیتوں کو اور اُس کی تفسیر کو تم پر ظاہر و واضح نہیں کرے گا سوائے اُس کے جس کا ہاتھ پکڑ کر میں اُونچا کرتا اور جس کے بازوؤں کو بلند کرتا ہوں اور تم سب کے سب اُس کو دیکھتے ہو۔ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ جس کا مولا میں ہوں اُس کا مولا یہ علیؑ ہے۔ اور یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے میرا بھائی میرا وصی۔ اور اس کی مولائیت کا حکم مجھ پر خدا کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ اے گروہِ مردم علیؑ اور میری اولاد میں سے پاک و طاہر لوگ ثقل خورد ہیں جنکو میں تمہارے درمیان چھوڑتا ہوں اور قرآن ثقل بزرگ ہے۔ اور ثقل اُس چیز کو کہتے ہیں جس کی برداشت لوگوں کے دلوں پر گراں ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والی اور ایک

دُوسرے کے موافق ہے اور آپس سے جُدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔ اور میرے اہلبیتؑ خدا کی مخلوق کے درمیان خدا کی امانت ہیں اور اُس کی زمین میں حکیم الٰہی ہیں۔ بیشک میں نے رسالت ادا کر دی اور وحی الٰہی کی تبلیغ کر دی اور جو کچھ چاہیئے تھا سُنا دیا اور جو کچھ مجھ پر نازل ہوا تھا میں نے واضح کر دیا۔ یقیناً میں نے جو کچھ کہا ہے خدا نے فرمایا تھا اور میں نے خدا کی طرف سے پہنچایا ہے۔ بلا شبہ سوائے میرے اس بھائیؑ کے جو پہلو میں کھڑا ہے کوئی امیر المومنین نہیں ہے۔ میرے بعد سوائے اس کے کسی کو مومنین کی بادشاہی سزاوار نہیں۔ پھر اپنا ہاتھ حضرت علیؑ کے بازو پر رکھا اور اُن کو اس قدر بلند کیا کہ اُن کے پیر آنحضرتؐ کے زانو مبارک تک پہنچ گئے۔ اور جب منبر پر تشریف لے گئے تھے تو حضرت علیؑ کو طلب فرما کر اپنے سے ایک زینہ نیچے کھڑا کیا تھا۔ غرض حضرتؐ نے پھر فرمایا کہ اے لوگو! یہ علیؑ میرا بھائی میرا وصی اور میرے علوم کا جاننے والا ہے میری اُمّت پر میرا خلیفہ ہے اور کتابِ خدا کی تفسیر کرنے میں میرا جانشین ہے اور لوگوں کو خدا کی طرف بُلانے والا ہے اور جو کچھ خدا کو پسند ہے اُسی پر عمل کرنے والا ہے اور دُشمنانِ خدا سے جنگ کرنے والا ہے اور خدا کی اطاعت کرنے والوں سے دوستی و محبّت کرنے والا ہے اور خدا کی معصیت سے روکنے والا ہے۔ یہی رسُولؐ خدا کا خلیفہ اور یہی مومنوں کا امیر ہے۔ یہی ہدایت کرنے والا پیشوا ہے، یہی بیعت توڑنے والوں، ظلم و ستم کرنے والوں، اور دین سے خارج ہو جانے والوں کو خدا کے حکم سے قتل کرنے والا ہے۔ یاد رکھو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس میں کچھ تغیّر و تبدّل نہ ہوگا۔ یہ سب میں نے خدا کے حکم سے کہا ہے۔ خداوندا تو دوست رکھ اُس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دُشمن رکھ اس کو جو اُس کو دُشمن رکھے اور لعنت کر اُس پر جو اس سے انکار کرے، اور غضب فرما اُس پر جو اُس کے حق کا مُنکر ہو۔ خداوندا تُو نے مجھ پر ظاہر کیا ہے اور اپنا حکم نازل فرمایا ہے کہ امامت تیرے ولی علیؑ کے لیئے ہے اس وقت کہ میں لوگوں کے لیئے بیان کر رہا ہوں اور امامت کے لیئے اُس کو مقرر کر دُوں اس لیئے کہ تُو اپنے بندوں پر اُس کے دین کو کامل کر دے اور اپنی نعمتیں اُن پر تمام کر دے اور ان کے لیئے دینِ اسلام کو پسند فرمائے۔ پھر فرمایا:۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸۵) یعنی جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا تو اُس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وُہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔" خداوندا میں تجھ ہی کو گواہ کرتا ہوں کہ جو کچھ اس بارے میں تُو نے مجھے حکم دیا تھا میں نے لوگوں کو پہنچا دیا۔ اے لوگو! خداوند عالمین نے علیؑ کی امامت کے ذریعہ سے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ تو جو شخص اُس کی اور اس کے فرزندوں میں سے اماموں کی اقتدا نہ کرے گا جو قیامت تک عالمین کے اعمال کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے والے ہیں تو حق تعالیٰ اُس کے اعمال کو ضائع کر دے گا اور وُہ ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے نہ اُن کے عذاب میں کمی کی جائے گی نہ اُن کو مہلت دی جائے گی اے گروہِ مسلمانان! یہ ہیں علیؑ تمہارے سب سے بڑے مددگار اور میرے نزدیک تمہارے سب سے زیادہ مستحق اور تم میں میرے سب سے زیادہ مقرب اور تم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور ہیں اور خداوند جلیل دونوں اُس سے خوشنود اور راضی ہیں۔ اور کوئی آیت خدا کے پسندیدہ لوگوں کی شان میں نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ اُس کی شان میں

بھی نازل ہوئی اور خدا نے قرآن میں یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر خطاب نہیں کیا مگر یہ کہ ابتداء علیؑ سے کی ہے اور مقصود اصلی وہی ہیں۔ اور کوئی آیت اور کوئی وحی قرآن میں نہیں آئی مگر یہ کہ اُس کی شان میں۔ اور بہشت کے حقدار ہونے کی گواہی سورۃ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ الخ میں نہیں دی ہے مگر اس کے لیئے اور وُہ پورا سورۃ اس کے سوا کسی کے حق میں نازل نہیں ہوا اور اس سُورۃ میں اُس کے سوا کسی اور کی مدح نہیں کی ہے۔ اے گروہِ مسلمانان! علیؑ دینِ خدا کے مددگار رہیں اُس کے رسُولؐ کی حمایت میں جہاد کرنے والے ہیں۔ وُہ پاکیزہ کردار، پرہیزگار، ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ تمہارا پیغمبرؐ بہترین انبیاءؑ اور تمہارا وصیؑ اُن پیغمبروں کے تمام وصیوں سے بہتر ہے اور اس کے فرزند بہترین اوصیائے پیغمبران ہیں۔ اے لوگو! ہر پیغمبر کی ذریّت اُسی کے صلب سے ہوئی لیکن میری ذریّت علیؑ کے صلب سے ہے۔ اے لوگو! بے شک شیطان لعین نے آدمؑ کو حسد کے سبب سے بہشت سے نکالا۔ لہٰذا علیؑ پر حسد مت کرو ورنہ تمہارے اعمال حبط (ضائع) ہو جائیں گے۔ اور راہِ ایمان سے تمہارے قدم ڈگمگا جائیں گے۔ بیشک آدمؑ ایک غلطی کے سبب زمین پر بھیج دیئے گئے۔ حالانکہ وُہ خدائے جلیل کے برگزیدہ تھے تو پھر حق کی مخالفت میں تمہارا کیا حال ہوگا حالانکہ تم جیسے ہو تم خود جانتے ہو۔ اور تم میں سے کچھ جماعت خدا کی دشمن ہے بیشک علیؑ کو دشمن نہیں رکھتا مگر بدبخت۔ اور دوست نہیں رکھتا علیؑ کو مگر پرہیزگار اور ایمان نہیں لاتا علیؑ پر مگر مومن جو اپنا ایمان خدا پر خالص رکھتا ہے۔ خدا کی قسم علیؑ کی شان میں سورۃِ عصر نازل ہوا ہے۔ اے گروہِ مردم میں نے خدا کو گواہ قرار دیا اور اپنی رسالت تم کو پہنچا دی اور رسُولؐ پر پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں۔ اے گروہِ مردمان خدا سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور دینِ اسلام پر مرو۔ اے لوگو! خدا و رسُولؐ پر اور اس نور پر ایمان لاؤ جو رسُولؐ کے ساتھ نازل ہوا ہے؛ اور وُہ علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ اے لوگو! نورؔ، خدا کی جانب سے مجھ میں جاری ہوا ہے پھر علیؑ بن ابی طالب میں پھر اُس کی نسل میں جو برحق آئمہ ہیں قائمؑ مہدیؑ تک وُہ علیؑ جو خدا کا حق اور ہمارے حقوق حاصل کرتا ہے اس لیئے کہ ہم کو خداوندعالم نے خطاکاروں، دشمنوں، مخالفوں، خیانت کرنے والوں، گنہگاروں، ظالموں اور تمام اہلِ عالمین پر حجت قرار دیا ہے۔ اے گروہِ مردمان! تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں خدا کا رسُولؐ ہوں جس طرح مجھ سے پہلے اُس کے رسُولؐ گزرے ہیں۔ تو اگر میں مر جاؤں یا قتل کر دیا جاؤں تو کیا تم اپنے پیچھے پلٹ جاؤ گے اور مرتد ہو جاؤ گے۔ تو جو شخص دین سے پھر جائے گا تو وُہ خدا کا کچھ نقصان نہ کریگا وُہ تو شکر کرنے والوں کو عنقریب اچھا بدلہ دے گا۔ سمجھ لو کہ علیؑ صبر و شکر کی صفتوں سے متصف ہے اُس کے بعد اُس کے فرزند جو اُس کی صلب سے ہوں گے ان صفات سے موصوف ہوں گے۔ اے مسلمانو! خدا پر اپنے اسلام کا احسان مت رکھو ورنہ وُہ تم پر غضبناک ہوگا اور تم پر عذابِ عظیم کا اس کو حق ہوگا۔ بیشک وُہ صراط پر کافروں کو بدلا دینے والا ہے۔ اے مُسلمانوں کے گروہ میرے بعد چند پیشوا ہوں گے جو لوگوں کو جہنّم کی طرف بلائیں گے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ لوگو! خدا اور میں دونوں اُن سے بیزار ہیں۔ لوگو! یہ پیشوائے ضلالت اور اُن کے پیرو، اطاعت و اتباع کرنے والے جہنّم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے اور غرور کرنے والوں کی کیا بُری جگہ ہے۔ بیشک وُہ اصحابِ صحیفہ ہیں لہٰذا اُن کو چاہیئے کہ اپنے صحیفہ میں دیکھیں کہ کیا لکھا ہے۔ امام محمد باقرؑ

نے فرمایا کہ لوگوں نے نہیں سمجھا کہ صحیفہ سے مُراد کیا ہے سوائے چند لوگوں کے جو اُس صحیفہ میں شریک تھے صحیفہ سے مُراد وُہ عہد نامہ تھا جو اسی سفر میں منافقوں نے کعبہ کے سامنے تحریر کیا اور آپس میں عہد کیا تھا کہ علیؑ کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے۔ غرض آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے مُسلمانوں کے گروہ بیشک میں خلافت کو اپنی اولاد میں روزِ قیامت تک کے لیئے ایک امانت اور وراثت کے طور پر سپُرد کرتا ہوں اور بلاشبہ میں نے پہنچا دیا جس پر مامور ہوا تھا تاکہ حجت ہو ہر اُس شخص پر جو حاضر ہے اور جو غائب ہے اور اُن میں سے جو حاضر ہیں ہر ایک پر اور اُن میں سے جو نہیں حاضر ہیں ہر ایک پر خواہ وُہ پیدا ہو چکے ہیں یا پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ حاضر ہیں اُن کو چاہیئے کہ غیر حاضر لوگوں کو یہ خبر پہنچا دیں اور اپنے بعد اپنی اولادوں کو قیامت تک آگاہ کرتے رہیں۔ بہت جلد ایسا ہوگا کہ لوگ میری خلافت غصب کر کے بادشاہی میں تبدیل کر دیں گے خدا غصب کرنے والوں پر اور اُن کی مدد کرنے والوں پر لعنت کرے۔ وُہ لوگ اُس وقت عقوبت و سزا سے بھرے ہوئے اس خطاب کے مستحق ہونگے سَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّھَا الثَّقَلَانِ ۝ یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ۝ (سورۃ رحمٰن آیت ۳۱ و ۳۵ پ) ترجمہ: "اے جن و انس ہم عنقریب تمہاری طرف متوجّہ ہوں گے تم دونوں پر آگ کا سبز شعلہ اور سیاہ دھواں چھوڑ دیا جائیگا تو تم کسیطرح نہ بچ سکو گے"۔ اے گروہِ مردم خداوندعالم تم کو یُونہی نہ چھوڑ دے گا یہاں تک کہ خبیث کو طیب سے جُدا کر دے یعنی مومن کو منافق سے۔ اور خداوندعالم کسی کو غیب پر مطلع نہیں کرتا جب تک فتنہ نہیں ہوتا، مومن اور منافق کو تم نہیں پہچان سکتے۔ اے گروہِ مردمان کوئی قریہ ایسا نہیں جس کے باشندوں کو اپنے پیغمبروں کی تکذیب کرنے سے نہ ہلاک کیا ہو۔ اسی طرح خدا ہلاک کرتا ہے اُن شہر والوں کو جو ظالم ہیں جیسا خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ لوگو! یہ علیؑ تمہارا امام اور تمہارا والیٔ امر ہے۔ خدا کے وعدوں کا محل ہے کہ اُس نے رجعت اور قیامت میں اُس کے لیئے وعدہ فرمایا ہے اور خدا اپنے وعدوں کو سچ کر دکھاتا ہے۔ اے لوگو! تم سے پہلے اکثر لوگ دین سے ڈگمگا گئے تو خدا نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اسی طرح آنے والوں کو ہلاک کرے گا۔ اے گروہِ مردمان! بیشک خدا نے مجھ کو اپنے امر و نہی سے آگاہ فرمایا اور میں نے علیؑ کو آگاہ کر دیا ہے اور اُس نے خدا کی جانب سے اوامر و نواہی کو سمجھ لیا ہے۔ لہٰذا علیؑ کا حکم سُنو تاکہ دُنیا اور عقبیٰ کی پریشانیوں سے محفوظ رہو اور اس کی اطاعت کرو تاکہ دینِ خدا کی طرف ہدایت پاؤ اور اس کی نہی سے باز آؤ تاکہ رشد و صلاح حاصل کرو۔ اور میری اور اس کی طرف اس کی راہِ حق پر رہو دوسری راہوں کی طرف پراگندہ مت ہو۔ اے گروہِ مردمان میں صراطِ مستقیم ہوں جس کی اطاعت کرنے کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ غرض میرے بعد علیؑ پھر ان کے فرزند جو ان کے صلب سے ہوں گے امام و پیشوا ہیں اور حق کے ساتھ ہدایت کریں گے اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ عدالت کریں گے۔ پھر حضرتؐ نے سُورۃ حمد کی آخر تک تلاوت کی اور فرمایا کہ یہ سُورۃ انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے اور اُن سب کے سب کو گھیرے ہوئے ہے اور اُنہی سے مخصوص ہے۔ وُہ لوگ خدا کے دوست ہیں۔ ان کے لیئے نہ کوئی ہراس ہے نہ خوف ہے اور نہ وُہ قیامت میں اندوہناک ہوں گے۔ بلاشبہ یہی لوگ خدا کے گروہ ہیں اور خدا کا گروہ کامیاب ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ دشمنانِ علیؑ اہلِ شقاوت ہیں جنہوں نے حق سے تجاوز کیا ہے اور شیطانوں کے بھائی ہیں جو سخن باطل آپس میں ایک دُوسرے کے دلوں میں ڈالتے ہیں جس کو

انہوں نے ایک دُوسرے کو فریب دینے کے لیئے آراستہ کیا ہے۔ بیشک دوستانِ علیؑ اور اُن کی ذریت ایسے چند مومن ہیں جن کی توصیف کی جانب خدا نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے:۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ (پ۲۸ سورۃ مجادلہ آیت ۲۲) یعنی اُس گروہ کو جو خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے تم اُس شخص سے دوستی و محبت کرتے ہوئے نہ پاؤ گے جو خدا اور رسولؐ کا دشمن ہے اگرچہ وُہ دشمنانِ خدا و رسولؐ اُن کے باپ دادا یا لڑکے بالوں یا بھائی بند یا کنبے والوں میں سے ہوں"۔ بیشک دوستانِ علیؑ ایسے مومن ہیں جن کی خدا نے اس آیت میں مدح کی ہے:۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (پ۷ سورۃ انعام آیت ۸۲) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کا لباس نہیں پہنایا اُنہی کے لیئے امن و امان ہے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں"۔ پھر فرمایا ہے کہ بیشک اُن ائمہ کے دوست وُہ ہیں جو بہشت میں امن و امان کے ساتھ داخل بہشت ہوں گے اور فرشتے اُن کو سلام کرتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے کہ خوش آمدید بہشت میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ اُس میں رہو۔ بیشک اُن کے دوست وُہ ہیں جن کے بارے میں فرماتا ہے کہ وُہ بے حساب داخل بہشت ہوں گے اور اُن کے دُشمن جہنم کے ایندھن ہیں۔ ان کے دشمن وُہ ہیں جو جہنم سے صدائے مہیب سُنیں گے اور اُس کا جوش و خروش دیکھیں گے جبکہ وُہ جہنم میں داخل ہوں گے تو ایک گروہ دُوسرے گروہ پر لعنت کریگا بیشک ان کے دُشمن وُہ ہیں جن کے حق میں خلاق عالم نے فرمایا ہے کہ جب وُہ فوج فوج جہنم میں ڈالے جائیں گے تو خازنانِ جہنم اُن سے پُوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس عذاب سے ڈرانے والا کوئی رسُول نہیں آیا تھا؟ وُہ کہیں گے کہ بلاشبہ آیا تھا لیکن ہم نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ وُہ جھوٹ کہتا ہے خدا نے کوئی حکم نازل نہیں کیا ہے۔ بیشک اُن کے دوست وُہ ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن چند اُمور سے جو اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اُنہی کے لیئے گناہوں کی معافی ہے اور اجرِ عظیم ہے۔ اے لوگو! کس قدر زیادہ جہنم اور بہشت کے درمیان فاصلہ ہے۔ لہٰذا ہمارا دشمن وُہ ہے جس کی خدا نے مذمت کی ہے اور اُس پر لعنت کی ہے اور ہمارا دوست وُہ ہے جس کی خدا نے مدح کی ہے اور اُس کو دوست رکھا ہے۔ اے لوگو! میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہدایت کرنے والا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (آیت سورۃ الرعد پ۱۳) بیشک تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لیئے ایک ہدایت کرنے والا ہے"۔ اے لوگو! میں پیغمبر ہوں اور علیؑ میرا وصی ہے اور بیشک خاتم ائمہ ہمیں میں سے ہے اور وُہ قائم حق مہدیؑ ہے بیشک وہی تمام دینوں پر غالب ہونے والا، اور ظالموں سے انتقام لینے والا، قلعوں کا فتح کرنیوالا اور ان کو تباہ کرنے والا ہے۔ وہی مشرکوں کے ہر قبیلہ کا قتل کرنے والا ہے۔ وہی دوستانِ خدا کے ہر خون کا عوض لینے والا ہے جن کا عوض نہیں لیا گیا ہے۔ وہی دینِ خدا کی مدد کرنے والا ہے، وہی ناپیدا کنارہ دریائے علوم حق تعالیٰ سے علم

عہ سورۃ زمر آیت ۷۳ پ۲۴ - ۱۲

حاصل کرنے والا ہے۔ وہی صاحب فضیلت کو اُس کی فضیلت کے مطابق اور ہر جاہل کو اس کی جہالت کے لحاظ سے تقسیم کرنے والا ہے وہی خدا کا پسندیدہ اور اُس کا برگزیدہ ہے وہی جمیع علوم کا وارث اور اُن کا احاطہ کرنے والا ہے وہی اپنے پروردگار کی جانب سے خبر دینے والا ہے وہی صاحب رشد و درست کردار ہے وُہی ہے کہ خداوند عالم نے امر اُمت کو اُسی پر چھوڑ دیا ہے۔ وہی ہے جس کی خوشخبری گزشتہ لوگوں نے دی ہے۔ وہی ہے جس کی حجت باقی ہے اُس کے بعد کوئی حجت نہیں ہے۔ کوئی حق نہیں مگر اُس کے ساتھ ہے۔ کوئی نور نہیں مگر اُس کے پاس ہے۔ اور یہ وُہ ہے جس پر کوئی غالب نہیں ہوگا اور کوئی اُس کے مقابلہ میں مدد نہیں پائے گا۔ وہی زمین میں خدا کا ولی ہے اور خلق کے درمیان خدا کا حکم کرنے والا ہے اور آشکار و پنہاں خدا کا امین ہے۔ اے گروہِ مردم میں نے تم سے بیان کر دیا اور تم کو سمجھا دیا۔ اور آئندہ یہ علیؑ ہیں جو میرے بعد تم کو سمجھائیں گے۔ اور آگاہ ہو جاؤ کہ اپنا خطبہ ختم کرنے کے بعد تم کو بلاؤں گا کہ بیعت کے لیئے اور اُس کی امامت کا اقرار کرنے کے لیئے ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھو۔ پھر میرے بعد ہاتھ اُس کے ہاتھ پر رکھو اور اس کی بیعت کرو اور سمجھو کہ میں نے خدا سے بیعت کی ہے۔ اور علیؑ نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میں تم کو خدا کی جانب سے حکم دیتا ہوں کہ علیؑ سے بیعت کرو۔ پھر جو شخص اس بیعت کو توڑے گا وُہ اپنا آپ نقصان کرے گا اور جو اس کو پورا کریگا جو کچھ خدا سے عہد کیا ہے تو اُس کو خدا بہت جلد اُس کا اجر دے گا۔ ایہا النّاس! بیشک حج و عمرہ دین کی نشانیاں ہیں۔ لہٰذا اے لوگو خانہ کعبہ کا حج کرتے رہو بیشک کسی گھر کے لوگ حج کو نہیں گئے مگر یہ کہ وُہ مستغنی ہو جاتے ہیں اور کسی خاندان نے حج سے رُوگردانی نہیں کی مگر یہ کہ وُہ فقیر و محتاج ہو گیا۔ لوگو! کوئی مومن عرفات میں نہیں کھڑا ہوا مگر یہ کہ خدا نے اس روز تک اُس کے گناہ معاف کر دیئے۔ اور جب حج سے فارغ ہوا تو اُس کے اعمال ازسرِنو شروع ہوئے۔ اے گروہِ مردمان! حاجیوں کی خدا مدد کرتا ہے جو کچھ حج میں صرف کرتے ہیں خدا اُس کا عوض دیتا ہے اور وُہ نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اے لوگو! دین کی تکمیل کے ساتھ مسائل کو جانتے ہوئے خانہ کعبہ کا حج کرو اور مشاعرِ حج اور اُس کے موقف سے توبہ و پشیمانی اور گناہوں کے ترک کا عہد کیئے بغیر واپس نہ ہو۔ ایہا النّاس! نماز کو قائم رکھو زکوٰۃ ادا کرتے رہو جیسا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اگر زمانہ گزرنے کے سبب تم سے احکامِ دین کی حفاظت میں تقصیر ہو یا ان احکام کو بھول جاؤ تو علیؑ تمہارے ولی ہیں وُہ احکامِ دین کو بتائیں گے اور اُس شخص کے بارے میں جس کو خدا نے مجھ سے اور علیؑ سے پیدا کیا ہے تم کو آگاہ کریں گے اور وُہ تم کو وُہ باتیں بتائیں گے جو تم پُوچھو گے اور جو کچھ تم نہیں جانتے وُہ تم کو سمجھائیں گے۔ بیشک حلال و حرام اُس سے زیادہ ہیں جنکو بیک وقت ایک جلسہ میں میں تم کو بتا سکوں اور پہچنوا سکوں اور سارے حلال اُمور کا حکم دے دوں اور سارے حرام اُمور سے منع کر سکوں۔ لہٰذا میں اس وقت مامور ہوا ہوں کہ تم سے بیعت لوں کہ تم قبول کرو جو کچھ میں علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں خدا کی جانب سے لایا ہوں کہ وُہ امیرالمومنین ہیں اور اس کے بعد وُہ ائمہ جو مجھ سے اور علیؑ سے پیدا ہوں گے قیامت تک خلق کے امام ہیں اور اُن کا قائم اُنہی میں سے ہوگا جو حق کے ساتھ حکم کرے گا۔ اے لوگو! ہر وُہ حلال جس سے میں نے تم کو آگاہ کر دیا ہے اور ہر حرام جس کی تم کو ممانعت کر دی ہے میں ان سب سے برگشتہ نہیں ہوا ہوں اور نہ اُن میں کچھ تغیر و تبدل کیا ہے۔ لہٰذا ان کو یاد کرو اور ان کو حفظ کرو۔

اور آپس میں ایک دُوسرے کو وصیت کرتے رہو اور ان میں اَدَل بدل مت کرنا۔ اور نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور نیکیوں کا حکم اور بُرائیوں کی ممانعت کرتے رہو۔ اور جان لو کہ تمہارے اعمال کا سرامر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے لہٰذا جو باتیں تم سے بیان کی ہیں اُن کو بھی اُن سے آگاہ کرتے رہو جو اس مقام پر حاضر نہیں ہیں اور میرے کلام کو دُوسروں تک پہنچا دو کیونکہ جو کچھ مَیں نے کہا ہے اپنے اور تمہارے پروردگار کے حکم سے کہا ہے اور امرِ معروف اور نہیِ منکر نہیں ہوتا مگر امام معصوم کے ساتھ۔ اے لوگو! قرآن تم کو پہچنواتا اور دلالت کرتا ہے کہ علیؑ کے بعد ائمہ اس کے فرزندوں میں سے ہوں گے اور مَیں نے تم سے بیان کر دیا ہے کہ وُہ مجھ سے اور علیؑ سے ہیں جیسا کہ خداوندِ عالم نے حضرت ابراہیمؑ کے تذکرہ میں فرمایا ہے:۔ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهٖ (پ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۲۸) یعنی خدا نے خلافت کو کلمۂ باقیہ قرار دیا ہے جو اُن کے بعد ہے"۔ لہٰذا اس آیت سے ظاہر ہوا کہ خلافت ہمیشہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں رہے گی اور ذریت امیرالمومنین ابراہیمؑ کی نسل سے ہے (اور ممکن ہے کہ تاویلِ قرآنی کے مطابق عقبہ کی ضمیر حضرت امیرالمومنین کی طرف راجع ہو) غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مَیں نے تم سے بیان کر دیا کہ ہرگز گمراہ نہ ہو گے جب قرآن اور ان سے متمسک رہو گے۔ اے لوگو! خدا کی مخالفت اور اس کے عذاب سے ڈرو اور قیامت کے ہول سے بچتے رہو۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ:۔ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ (پ۱۷ سورۃ الحج آیت ۱) لہٰذا موت، حسابِ روزِ قیامت، ترازوئے اعمال اور خدا کے سامنے بندوں کا حساب کیا جانا اور ثواب وعذابِ الٰہی کو یاد رکھو۔ تو جو شخص قیامت کے روز نیکی لے کر آئے گا اُس کو ثواب (یعنی باغِ فردوس) ملے گا اور جو شخص گناہوں کا بوجھ لے کر آئے گا اُس کو بہشت نصیب نہ ہوگی۔ دُوسری حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ گناہ سے مُراد امیرالمومنین کی عداوت ہے۔ اے لوگو! تمہاری تعداد اتنی زیادہ ہے کہ تم سب کا میرے ہاتھ پر بیعت کرنا دشوار ہے۔ لہٰذا خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم سب کی زبانوں سے اقرار لے لُوں جو تم نے اپنے اُوپر لازم قرار دے لیا ہے اور علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں تم سے عہد و پیمان لے لُوں کہ وُہ مومنین کے مولا ہیں اور وُہ ائمہ بھی جو اُن کے بعد ہوں گے جو مجھ سے اور اُس سے ہوں گے جیسا کہ مَیں نے آگاہ کر دیا کہ میری اُمّت اُسی کے صلب سے ہوگی۔ لہٰذا تم سب کے سب اقرار کرو کہ ہم نے سُن لیا اور اطاعت کی اور راضی ہیں اور تابع ہیں اُن باتوں کے جو آپ نے علیؑ بن ابی طالبؑ اور اُن کے فرزندوں میں سے پیدا ہونے والے ائمہ کے بارے میں ہمارے اور اپنے پروردگار کی جانب سے فرمایا اور کہو کہ ہم آپ سے اس بارے میں اپنے دلوں، اپنی جانوں، اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں سے بیعت کرتے ہیں اور اسی اعتقاد پر زندہ رہیں گے اور مریں گے اور قیامت کے روز اُٹھیں گے۔ اس میں مطلق تغیّر و تبدل نہ کریں گے اور قطعی شک وشبہ نہ رکھیں گے اور اپنے اس عہد سے برگشتہ نہ ہوں گے نہ کبھی اپنے اس پیمان کو توڑیں گے اور آپ نے جو کچھ ہم کو علیؑ کی امامت کے بارے میں نصیحت کی ہے اور اُن کے بعد کے اماموں کے بارے میں جن کا ذکر کیا ہے کہ وُہ آپ کے اور علیؑ کے فرزندوں میں سے ہوں گے جن میں کے پہلے حسنؑ و حسینؑ ہیں اور اُن کے بعد وُہ جو حسینؑ کی ذریت میں سے ہوں گے جن کو خدا نے امامت کے لیے نصب کیا ہے اور کہو کہ ہم نے خدا کی، آپؐ کی،

علیؑ کی اور علیؑ کی ذریت سے اماموں کی دل وجان اور زبان اور اپنے ہاتھوں کی بیعت سے اطاعت کی جن کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ عہد اور پیمان محکم امیرالمومنین اور اُن کے بعد کے ائمہ کے بارے میں لیا گیا ہے جو کچھ ہم نے کہا اس کے علاوہ کوئی تبدیلی نہ چاہیں گے اور اپنے دلوں میں کوئی بات ایسی نہیں پاتے ہیں کہ اس اعتقاد سے کبھی برگشتہ ہوں۔ اس پر ہم خدا کو گواہ کرتے ہیں اور گواہی کے لیے وہی کافی ہے اور یا رسُولؐ اللہ آپ بھی ہماری اس بیعت پر گواہ ہیں اور ہر اُس شخص کو گواہ کہتے ہیں اُن میں سے جو یہاں ظاہر ہیں۔ اور وُہ خدا کی اطاعت کرتا ہے اور خدا کے فرشتوں کو جو یہاں پنہاں ہیں اور خدا کے لشکر اور اُس کے بندوں کو گواہ کرتے ہیں اور خدا ہر گواہ سے بہت بڑا ہے۔ اے لوگو! کیا کہتے ہو بیشک خدائے تعالیٰ ہر آواز کو سُنتا ہے اور ہر متنفس کے پوشیدہ راز کو جانتا ہے۔ لہٰذا جو شخص کہ ہدایت حاصل کرتا ہے اپنے لیے کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر خود اُسی کو پہنچتا ہے۔ جس نے علیؑ سے بیعت کی اُس نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہے۔ لوگو! خدا سے ڈرو اور مومنوں کے امیر علیؑ سے بیعت کرو اور حسنؑ و حسینؑ سے اور اُن کے بعد ائمہ سے جو قیامت تک کلمہ پائے ہوئے ہیں۔ خدا اُس کو ہلاک کرے جو مکر کرے اور اُس پر رحم فرمائے جو اپنے عہد کو پُورا کرے۔ جو شخص بیعت توڑے گا اُس کو خود نقصان پہنچے گا اور جو شخص بیعت پر قائم رہے گا تو وُہ اجرِ عظیم حق سُبحانہٗ و تعالیٰ سے پائے گا۔ اے گروہِ مردمان! جو کچھ مَیں نے کہا اُس کا اقرار کرو اور امارت اور مومنوں کی بادشاہی پر علیؑ کو سلام کرو اور کہو کہ ہم نے سُنا اور اطاعت کی اور اے ہمارے پروردگار ہم تجھ سے آمرزش طلب کرتے ہیں اور ہماری بازگشت تیری ہی طرف ہے اور کہو کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کے لیے ہے جس نے ہماری ہدایت کی اور اگر خدا ہدایت نہ کرتا تو ہم کو ہدایت نہ ملتی۔ اے لوگو! علیؑ کے فضائل خدا کے نزدیک محفوظ و پوشیدہ ہیں اور جو کچھ خدا نے اُن کے لیے قرآن میں فرمایا ہے اُس سے زیادہ ہیں کہ مَیں ان سب کا بیک وقت ایک مجلس میں احصا کر سکوں۔ لہٰذا جو شخص تم کو علیؑ کے فضائل سے خبر دے اور تم کو اُن فضائل کو پہچنوائے تو اُس کی تصدیق کرو۔ ایّھا النّاس! جو اطاعت کرے گا خدا اور اُس کے رسُولؐ اور علیؑ کی اور اُن کے بعد اُن کی ذریت سے اماموں کی تو اُس نے بہترین نجات حاصل کی۔ اے گروہِ مردمان بہشت اور اُس کے درجاتِ عالیہ کی طرف سبقت کرنے والے وُہ لوگ ہیں جو علیؑ کی بیعت اور اُن کی دوستی اور امیرالمومنینؑ ہونے پر ان کو سلام کرنے میں سبقت کرتے ہیں وُہ لوگ وُہ ہیں جو جنات نعیم میں خدا کی عظیم رحمت سے فائز ہونے والے ہیں۔ لوگو! زبان سے وُہ بات کہو جو خدا کو تم سے راضی کرے اگر تم اور روئے زمین کے تمام لوگ کافر ہو جائیں تو خدا کا کچھ نقصان نہیں ہو سکتا خداوندا تو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بخش دے جو ایمان لائیں اُن باتوں پر جو مَیں نے ادا کیں اور جن کا مَیں نے حکم دیا اور غضب کر کافر مردوں اور کافرہ عورتوں پر جو ان کا انکار کریں جو مَیں نے کہا ہے اور اُن کو ہلاک کر۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

حضرتؐ نے یہ خطبہ ختم کیا تو تمام صحابہ نے آوازیں بلند کیں اور کہنے لگے کہ ہم نے سُنا اور جس کا خدا و رسُولؐ نے ہم کو حکم دیا ہم نے اپنی جانوں، دلوں، زبانوں اور اپنے ہاتھوں بلکہ تمام اعضا سے اطاعت کی اور سب کے

سب جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیرُ المومنین کے پاس جمع ہوتے اور سب نے مصافحہ کیا اور بیعت کی۔ اور سب سے پہلے جس نے جناب رسُولؐ خدا سے امیرالمومنین کی ولایت پر بیعت کی وُہ حضرت ابوبکرؓ تھے اُن کے بعد حضرت عمرؓ اُن کے بعد ابوعبیدہ جراح پھر ابوسالم حذیفہ کے غلام پھر سعید بن عاص نے بیعت کی۔ یہ لوگ وُہ ہیں جنہوں نے خلافِ رسُول عہدو پیمان کرکے صحیفہ لکھا تھا۔ اور ممکن ہے عثمان بھی انہی میں سے ہوں۔ پھر ان لوگوں کے بعد تمام مہاجرین وانصار اور باقی اور سب لوگوں نے اپنے رُتبہ و درجہ کے لحاظ سے بیعت کی۔ اُس روز بیعت میں تمام دن گزر گیا یہانتک کہ نماز مغرب کا وقت آگیا اور آنحضرتؐ نے نماز مغرب وعشا یکے بعد دیگرے ادا فرمائی، پھر بیعت لینا شروع کی اور تین روز تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا یہانتک کہ جتنے لوگ موجود تھے سب نے بیعت کی۔ اور ہر گروہ جبکہ بیعت کر لیتا تھا جناب سرورِ عالم فرماتے تھے مَیں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جس نے ہم کو تمام عالمین پر فضیلت دی۔ اسی سبب سے ہاتھ میں ہاتھ دینا اور بیعت کرنا خلفا کے درمیان سنّت قرار پایا یہانتک کہ جو لوگ خلافت کا حق نہیں رکھتے تھے اور جن لوگوں نے غصب خلافت کی وُہ بھی اسی طرح لوگوں سے بیعت لیتے تھے۔

کتاب ارشاد القلوب میں مذکور ہے کہ ایک انصاری حذیفہ بن الیمان کی وفات کے وقت مدائن میں ان کے پاس آیا اور غاصبانِ خلافت اور اس اُمّت سے پلٹ جانے والوں کے بارے میں دریافت کیا۔ حذیفہ نے اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد کہا کہ جب جناب رسُولِ خدا خلاقِ عالم کی جانب سے حج پر مامور ہوئے مدینہ کے اطراف اور تمام شہروں، قریوں اور وادیوں میں حضرتؐ نے منادی کرنے والوں کو بھیجا کہ لوگوں کو حج کے لیئے طلب کریں جب ہر طرف کے لوگ جمع ہو گئے تو آنحضرتؐ سب کو ہمراہ لے کر حج کو روانہ ہوئے، اور ان کو مناسک حج کی تعلیم دی اور جب اعمال حج سے فارغ ہوئے جبرئیلؑ نازل ہوئے اور سورۂ عنکبوت کی ابتدائی آیتیں لائے اور کہا یارسُولؐ اللہ پڑھیئے:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ الٓمّٓ ٥ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ٥ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ٥ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ٥ (سورۂ عنکبوت آیت ۱ تا ۴ پ ۲۰) کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ اتنا کہنے سے کہ "ہم ایمان لائے" چھوڑ دیئے جائیں گے اور اُن کا امتحان نہ لیا جائے گا۔ بیشک ہم نے اُن لوگوں کا امتحان لیا جو ان سے پہلے گزر چکے تو خدا ان لوگوں کو ضرور ظاہر کر دے گا جو اپنے دعوائے ایمان میں سچّے ہیں اور جھوٹوں کو بھی ضرور ظاہر کر دے گا۔ آیا وُہ لوگ سمجھتے ہیں جو بُرے کام کرتے ہیں کہ ہم سے چھُوٹ جائیں گے اور ہم ان کی بداعمالیوں کا بدلہ دینے سے عاجز ہو جائیں گے، یہ لوگ کیسا بُرا حکم کرتے ہیں۔" جناب رسُولِ خدا نے پُوچھا کہ اے جبرئیلؑ یہ فتنہ کیسا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا یارسُولؐ اللہ حق تعالیٰ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ مَیں نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُس کو حکم دیا جس وقت کہ اس کی وفات کا وقت آیا کہ اپنی اُمّت میں اُس کو خلیفہ مقرر کرے جو اُس کا قائم مقام ہونے کا اہل ہو اور اُس کی سُنّتوں اور احکام کو اُس کی اُمّت میں زندہ رکھے۔ تو جو لوگ خدا کے رسُول کی اس امر میں اطاعت کریں جو وُہ اُن کو حکم دے تو وہی لوگ اپنے دعوائے

ایمان میں سچّے ہیں جیسا کہ خدا نے اس آیت میں فرمایا ہے اور جو لوگ اُس کے حکم کی مخالفت کریں وُہ جھوٹے ہیں، یارسُولؐ اللہ بیشک آپ کا وقت اپنے پروردگار اور بہشت میں جانے کا قریب آگیا ہے اور خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے بعد اپنی اُمّت میں علیؑ بن ابی طالب کو مقرر کیجیئے اور اُن کو احکام دین کی وصیّت کیجیئے وُہ آپ کے خلیفہ ہیں جو رعایا اور آپ کی اُمّت کے معاملات میں آپ کے قائم مقام ہیں خواہ وُہ لوگ اطاعت کریں یا نافرمانی جیسا کہ کریں گے یہ ہے وُہ فتنہ جس سے اس اُمّت کا امتحان لیا جائے گا۔ اور حق تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ علیؑ کو وُہ سب کچھ تعلیم دے دیں جو خدا نے آپ کو تعلیم دی ہے اور اُن سے تمام اُمور کے خواستگار رہوں جن کی حفاظت کا خدا آپ سے خواستگار رہا ہے۔ اور اُن کو اپنی تمام امانتیں سپُرد کر دیجیئے کیونکہ وُہ امین مومن ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مَیں نے تم کو اپنے بندوں میں برگزیدہ کیا تاکہ تم میرے رسُولؐ ہو اور مَیں نے علیؑ کو برگزیدہ کیا تاکہ وُہ تمہارا وصی ہو۔ یہ پیغام سُنکر جناب رسُولؐ خدا نے امیرالمومنینؑ کو طلب کیا اور ایک رات اور ایک دن اُن کو خلوت میں اُن تمام علوم و حکمت کی تعلیم فرمائی جو حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو سپُرد فرمایا تھا اور اس بارے میں جو کچھ وحی جبرئیلؑ لائے تھے سب اُن حضرتؐ سے بیان فرمایا اور یہ عائشہ کی باری کا دن تھا تو عائشہ نے کہا علیؑ کے ساتھ آپ کی خلوت بڑی طولانی ہو رہی ہے۔ آنحضرتؐ نے ان کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ عائشہ نے کہا آپ کیوں میری جانب سے مُنہ پھیرتے اور مجھ کو خبر نہیں دیتے۔ شاید اس میں میری بھی کچھ بھلائی ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا کہ اس میں بہتری اُس کے لیئے ہے جس کو خدا سعادت مند بنائے اور اُس کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وُہ اس پر ایمان لائے۔ اور میں اس پر مامور ہوا ہوں کہ تمام لوگوں کو اس کی طرف بلاؤں جبکہ اُس کی تعمیل کرنے کھڑا ہوں گا۔ اُس وقت اے عائشہ تم بھی مطلع ہو جاؤ گی۔ عائشہ نے کہا یارسُولؐ اللہ اس وقت آپ کیوں نہیں بتاتے تاکہ سب سے پہلے میں ہی اُس پر عمل کروں اور اُس کو اختیار کروں جس میں میری بھلائی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں تم کو آگاہ کیئے دیتا ہوں بشرطیکہ تم اس کی حفاظت کرو اور پوشیدہ رکھو جب تک کہ مَیں لوگوں کو آگاہ نہ کروں۔ تو اگر تم اس کو افشا نہ کرو گی تو خدا تم کو دنیا اور آخرت کے نقصان سے محفوظ رکھے گا اور تم کو خدا و رسُولؐ پر ایمان کی طرف سبقت اور عجلت کی فضیلت حاصل ہو گی اور اگر تم نے اس کو ضائع کیا اور اس کی رعایت کو ترک کیا جو مَیں تم کو بتاتا ہوں تو تم کافر ہو جاؤ گی اور تمہارے ثوابات ضبط و برباد ہو جائیں گے اور تم سے خدا و رسُولؐ بیزار و الگ ہو جائیں گے اور تم بھی نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو گی۔ اور تمہارے عمل سے خدا و رسُولؐ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ یہ سُنکر وُہ ضامن ہوئیں کہ اس راز کی حفاظت کریں گی اور اس کو افشا نہ کریں گی۔ اور اُس پر ایمان لائیں گی اور اُس کی رعایت کریں گی۔ تب سرورِ کائنات نے اُن سے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ میری عمر آخر ہو رہی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ علیؑ کو لوگوں کے درمیان علم اور نشان قرار دوں اور اُن کا امام و پیشوا بناؤں اور ان کو اپنا خلیفہ مقرر کروں جس طرح کہ پیغمبرانِ گزشتہ نے اپنے اوصیا کو خلیفہ بنایا اور میں اپنے پروردگار کے حکم کا مطیع ہوں اور اُس کے فرمانے پر عمل کرتا ہوں۔ لہٰذا تم کو

اے عائشہ چاہیئے کہ اس راز کو اپنے دل میں اُس وقت تک پوشیدہ رکھو جب تک کہ خدا مجھ کو اس کے ظاہر کرنے کا حکم نہ دے۔ یہ سُنکر عائشہ نے تمام باتوں کا اقرار کیا اور خدا نے آنحضرتؐ کو ہر اُس خیانت سے جو عائشہ و حفصہ اور اُن کے باپوں نے اس بارہ میں کیا آگاہ فرما دیا۔ غرض عائشہ نے فوراً اس راز کو حفصہ سے کہہ دیا اور پھر اُن دونوں نے اپنے اپنے والدوں سے بیان کیا۔ پھر ان دونوں صاحبان نے مجتمع ہو کر جماعت طلقا اور منافقوں کو اس راز سے آگاہ کیا تو اُن میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ محمدؐ خلافت کے بارے میں چاہتے ہیں کہ قیصر و کسریٰ کے طور و طریقہ پر عمل کریں تاکہ خلافت قیامت تک ہمیشہ اُن کی ذریت میں رہے اور خدا کی قسم تم کو زندگی کا کچھ لطف حاصل نہ ہوگا اگر خلافت علیؑ کو مل جائے گی۔ بیشک محمدؐ تمہارے ساتھ ظاہر داری بھی کرتے ہیں، اور علیؑ تو وُہی عمل کریں گے جو تم سے برتاؤ دیکھیں گے۔ لہٰذا خوب غور کرو اور اپنے بارے میں اس کے متعلق خوب سوچو اور پہلے ہی جو کچھ تمہاری رائے ہو طے کر لو۔ غرض ان لوگوں نے اس کے متعلق بہت سی باتیں اور بہت سی تدبیروں پر غور کیا یہانتک کہ اس بات پر اتفاق کیا کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کو ہر گھاٹی پر بھڑکا دیں تاکہ آنحضرتؐ کو گرا دے اور حضرتؐ ہلاک ہو جائیں۔ اور اس سے پہلے غزوۂ تبوک میں اُس قرارداد پر عمل بھی کیا مگر خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو اُن کے شر سے بچا لیا۔ پھر برابر منافقین جمع ہو کر کوششیں کرتے رہے کہ آنحضرتؐ کو ہلاک کر دیں یا زہر دے دیں مگر اُن کو کامیابی نہ ہوئی۔ غرض حج آخری سے واپسی کے وقت آنحضرتؐ کے دُشمنوں سے منافقین قریش اور وُہ لوگ جو تلوار کے خوف سے اسلام لائے تھے اور منافقانِ انصار اور مدینہ کے وُہ لوگ جو دل میں طے کیے ہوئے تھے کہ مرتد ہو جائیں گے اور دین سے پلٹ جائیں گے، متفق ہوئے۔ اور آپس میں سب نے عہد و پیمان کیا اور قسم کھائی کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کو گھاٹی پر بھڑکا دیں گے۔ وُہ چودہ[۱۴] اشخاص تھے۔ اور حضورؐ کا ارادہ تھا کہ جب مدینہ واپس آئیں گے تو امیر المومنینؑ کو امامت کے لیئے مقرر فرما دیں گے اسی لیئے حضرتؐ نے عجلت کے ساتھ دو شبانہ روز مسلسل سفر کیا۔ تیسرے روز جبریلؑ سورۃ حجر کی آخری آیتیں لے کر آئے کہ وَلَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ (پ۱۴ سورۃ الحجر آیۃ ۹۳ تا ۹۵) یعنی بیشک ہم اُن سے سوال کریں گے اُن تمام باتوں کے متعلق جو وُہ دُنیا میں کرتے تھے۔ لہٰذا اے رسُولؐ تم اُن پر ظاہر کر دو اس امر کو جس پر تم مامور ہوئے ہو اور مشرکوں سے رُو گردانی کرو بیشک ہم تم کو ان کے شر سے بچا لیں گے جو مذاق اُڑانے والے ہیں"۔ یہ حکم سُنکر حضرتؐ نے عجلت کے ساتھ کوچ کیا اور تیزی سے روانہ ہوئے کہ جلد مدینہ پہنچ جائیں اور علیؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیں۔ تو شبِ چہارم آخری رات کو جبریلؑ نازل ہوئے اور یہ آیت لائے۔ یَآ اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ (پ۶ سورۃ مائدہ آیت ۶۷) حذیفہ نے کہا کافروں سے مُراد وُہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ غرض جناب رسُولِ خدا نے فرمایا کہ اے جبریلؑ تم دیکھو تو میں تو تیزی کے ساتھ مدینہ جا رہا ہوں تاکہ وہاں پہنچ کر حاضر و غائب ہر ایک پر

ولایت علیؑ فرض قرار دوں۔ جبریلؑ نے کہا حق تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ کل علیؑ کی ولایت لوگوں پر فرض کر دو جبکہ قیام کرنا۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا انشاء اللہ کل ایسا ہی کروں گا۔ پھر حضرتؐ نے حکم دیا تو لوگوں نے وہاں سے کوچ کیا اور غدیر خم تک پہنچے اور وہاں قیام فرمایا اور لوگوں کے ساتھ حضرتؐ نے نماز پڑھی اور حکم دیا تو لوگ حضرتؐ کے پاس جمع ہوئے اور امیر المومنین کو طلب فرمایا اور اُن کا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑ کر بلند کیا اور بلند آواز سے اُن حضرتؑ کی ولایت کا اعلان کیا اور آپ کی اطاعت ہر ایک پر واجب قرار دی اور لوگوں کو حکم دیا کہ میرے بعد اُن سے روگردانی نہ کریں اور اُن کو بتلایا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں خدا کے حکم سے ہے۔ اور فرمایا کیا میں مومنین کی جانوں پر اُن سے زیادہ اولیٰ اور حقدار نہیں ہوں۔ لوگوں نے کہا ضرور ہیں یا رسُولؐ اللہ۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں علیؑ بھی اُس کا مولا ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ (خداوندا دوست رکھ اُس کو جو دوست رکھے علیؑ کو اور دشمن رکھ اُس کو جو دُشمن رکھے علیؑ کو اور مدد کر اُس کی جو مدد کرے علیؑ کی اور ذلیل کر اُس کو جو ذلیل کرے علیؑ کو) پھر لوگوں کو حکم دیا کہ اُن حضرتؑ سے بیعت کریں تو سب نے بیعت کی اور کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ابوبکر و عمر بیعت سے قبل جحفہ چلے گئے تھے۔ جناب رسُولِ خدا نے اُن کو واپس بُلوایا۔ جب وُہ آئے تو حضرتؐ نے ترش رو ہو کر فرمایا اے ابو قحافہ کے بیٹے اور اے عمر، علیؑ سے بیعت کرو کیونکہ وُہ میرے بعد ولیٔ امر امامت ہے۔ ان دونوں حضرات نے کہا کیا یہ حکم خدا اور رسُول کی جانب سے ہے فرمایا ہاں۔ بیعت کرو۔ تو ان دونوں نے بیعت کی۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور باقی اُس تمام دن اور رات چلتے رہے یہانتک کہ عقبۂ ہرشی کے نزدیک پہنچے۔ وُہ دونوں پہلے وہاں پہنچ چکے تھے اور اپنے ساتھ ٹین کے ڈبے لیئے ہوئے تھے جن میں سنگریزے بھر رکھے تھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسُولِ خدا عقبہ کے قریب پہنچے مجھ کو اور عمار یاسر کو طلب فرمایا اور عمار کو حکم دیا کہ ناقہ کا سر پکڑے رہیں اور کھینچتے چلیں اور مجھ سے فرمایا کہ پیچھے رہوں۔ یہانتک کہ اسی طرح ہم عقبہ کے اُوپر پہنچے اور وُہ دونوں ہمارے پیچھے تھے انہوں نے اُن ڈبوں کو حضرتؐ کے ناقہ کے پیروں میں پھینک دیا جس سے ناقہ ڈرا اور نزدیک تھا کہ بھاگے اور حضرتؐ کو گرا دے۔ آنحضرتؐ نے ناقہ کو للکارا کہ ساکن رہ کہ تجھ کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اُس وقت خدا نے اُس کو گویا کیا اور اُس نے عربی فصیح زبان میں عرض کی یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم اب اپنے ہاتھوں اور پیروں کو اپنی جگہ سے حرکت نہ دُوں گا جبتک آپ میری پُشت پر ہیں۔ پھر وُہ دونوں ناقہ کے قریب آئے تاکہ اُس کو گرا دیں تو میں اور عمار دونوں نے اپنی تلواریں کھینچ لیں اور اُن کی طرف دوڑے رات بہت تاریک تھی وُہ دونوں بھاگ گئے اور اپنی تدبیر سے ناامید ہو گئے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے پُوچھا یا رسُولؐ اللہ یہ کون لوگ تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ ایسی حرکت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہ یہ دُنیا و آخرت میں منافقین ہیں۔ میں نے کہا آپ کچھ لوگوں کو کیوں نہیں بھیجتے کہ وُہ ان کا سر کاٹ لائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ اُن سے متعرض نہ ہوں کہ لوگ کہیں کہ اپنی قوم کے لوگوں کو اور اپنے ساتھیوں کو دعوت اسلام دی اُن لوگوں نے قبول کیا اور انہی کی اعانت سے دشمنوں کے ساتھ جنگ کی اور جب دشمنوں پر غالب ہو گئے تو انہی لوگوں کو مار ڈالا

اے حذیفہ ان کو چھوڑ دو کہ خدا وند عالم قیامت کے روز ان کو اس کا بدلا دے گا اُس نے تھوڑی سی مہلت ان کو دُنیا میں دے دی ہے پھر عذابِ عظیم کی طرف اُن کو ڈھکیل دے گا۔ مَیں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ منافقین کون ہیں آیا مہاجرین میں سے ہیں یا انصار میں سے؟ تو حضرتؐ نے ایک ایک کا نام لیا یہانتک کہ ہر ایک کا نام لے کر بتلایا اور اُن میں ایک جماعت کا نام لیا جنکے متعلق میں نہیں چاہتا تھا کہ وُہ ان میں شامل ہوں گے اس سبب سے میں خاموش ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہ شاید تم کو ان میں سے بعض کے متعلق شک ہوا جنکے نام مَیں نے گنائے ہیں؟ سر اُٹھا کر دیکھو۔ مَیں نے اُن کی طرف نگاہ کی اور وُہ سب عقبہ کے اُوپر کھڑے تھے ناگاہ ایک برق چمکی جس نے ہمارے تمام اطراف کو روشن کر دیا اور اتنی دیر ٹھہری کہ مَیں نے گمان کیا کہ آفتاب طالع ہو گیا ہے۔ اُس روشنی میں مَیں نے اُس جماعت کے ایک ایک شخص کو پہچان لیا۔ اور انہی سب کو پایا جن کا نام حضرتؐ نے بتلایا تھا وُہ چودہ[۱۴] اشخاص تھے نو[۹] آدمی قریش میں سے اور پانچ دُوسرے تمام لوگوں میں سے تھے۔ اس روایت کے راوی انصاری نے کہا اے حذیفہ خدا تم پر رحمت کرے مجھے اُن کے نام بھی بتاؤ۔ حذیفہ نے کہا خدا کی قسم وُہ ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ بن جراح، معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص۔ یہ لوگ قریش میں سے تھے اور وُہ دُوسرے پانچ ابو موسیٰ اشعری، مغیرہ بن شعبہ، اوس بن حدثان، ابوہریرہ، اور ابو طلحہ انصاری تھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب ہم عقبہ سے نیچے آئے تو صبح نمودار ہو چکی تھی۔ حضرتؐ ناقہ سے نیچے اُترے اور وضو کر کے اپنے اصحاب کا انتظار کرنے لگے۔ مَیں نے دیکھا کہ وُہ منافقین عقبہ سے نیچے اُتر رہے تھے اور لوگوں میں شامل ہو کر حضرتؐ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ حضرتؐ نماز صبح سے فارغ ہوتے تو دیکھا کہ ابوبکر، عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح ایک دوسرے کے ساتھ سرگوشی کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے حکم دیا کہ منادی کر دو کہ تین[۳] اشخاص ایک جگہ جمع نہ ہوں کہ پوشیدہ طور پر راز میں باتیں کریں۔ پھر حضرتؐ وہاں سے روانہ ہوئے۔ جب دوسری منزل پر پہنچے حذیفہ کے غلام سالم نے ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ کو ایک جگہ اکٹھا دیکھا جو باہم سرگوشی کر رہے تھے۔ وُہ اُن کے پاس گیا اور کہا کہ کیا رسُولؐ خدا نے منع نہیں کیا ہے کہ تین اشخاص یکجا ہو کر راز کی باتیں نہ کریں۔ خدا کی قسم اگر مجھے اُس راز سے آگاہ نہ کرو گے جو آپس میں کہہ رہے تھے تو ضرور رسُولِ خدا سے جا کر تمہاری شکایت کر دوں گا۔ ابوبکر نے کہا اے سالم مَیں تجھ سے خدا کے ساتھ عہد و پیمان لیتا ہوں کہ اگر یہ راز ہم تجھ کو بتا دیں تو تو بھی اگر چاہے تو ہمارے اس معاملہ میں شامل ہو جا جس کے لیئے ہم لوگ اکٹھا ہوتے ہیں، اور ہمارا ہمخیال و مددگار رہو جا اور اگر تو نہ چاہے تو پوشیدہ رکھنا اور ہمارے راز کو محمدؐ سے نہ کہہ دینا۔ سالم نے مان لیا اور اُن سے عہد و پیمان کیئے کیونکہ وُہ ان سے زیادہ امیرؑ المومنین سے کینہ و عداوت رکھتا تھا۔ اور وُہ جانتے تھے کہ سالم ایسا ہی ہے اس لیئے اس سے بیان کیا کہ ہم لوگ جمع ہوتے ہیں اور ایک دُوسرے سے عہد کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں کہ محمدؐ نے جو کچھ ولایتِ علیؑ کے بارے میں کہا ہے ہم اس کو نہ مانیں گے اور اطاعت نہیں کریں گے۔ سالم نے کہا کہ سب سے پہلے جو شخص عہد و پیمان کرتا ہے اور اس بارے میں اقرار کرتا ہے اور تمہاری مخالفت نہیں کرتا وُہ میں ہوں۔ خدا کی قسم

کسی خاندان کو بنی ہاشم سے زیادہ اور بنی ہاشم میں کسی شخص کو علیؑ سے زیادہ دشمن نہیں رکھتا ہوں لہٰذا اس امر میں جو تمہاری رائے ہو اُس پر عمل کرو۔ میں بھی تمہارا معین و مددگار رہوں۔ غرض اُسی وقت اُن لوگوں نے آپس میں عہد کیا اور اس امر پر قسمیں کھائیں اور وہاں سے متفرق ہو گئے۔ جب آنحضرتؐ نے کوچ کا حکم دیا تو یہ لوگ حضرتؐ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا آج آپس میں تم نے کیا راز کی باتیں کیں حالانکہ مَیں نے تم کو راز کی باتیں کرنے سے منع کیا تھا وُہ بولے یا رسُولؐ اللہ آج تو ہم سے کسی سے ملاقات ہی نہیں ہوئی سوائے اس وقت کے جبکہ ہم آپ کی خدمت میں آ کر کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُن کو تعجب سے دیکھا اور فرمایا تم زیادہ جاننے والے ہو یا خدا۔ اور کون اُس سے زیادہ ظالم ہے جو گواہی کو جانتے ہوئے خدا سے چھپاتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس سے غافل نہیں ہے۔ پھر حضرتؐ روانہ ہو کر مدینہ پہنچے پھر وُہ منافقین جمع ہوتے اور ایک عہدنامہ تحریر کیا اور جو کچھ عہد و پیمان کیا تھا اُس میں درج کیا۔ اور سب سے پہلی بات جو اُس صحیفہ میں لکھی امیرؑ المومنین کی بیعت کا توڑنا تھا۔ اور یہ کہ اس امر کا تعلق ابوبکرؓ، ابو عبیدہ اور سالم سے ہے کسی اور کو اس میں دخل نہیں ہے اور منافقوں میں چونتیس[۳۴] افراد اُس پر گواہ ہوئے جن میں چودہ[۱۴] اشخاص اہلِ عقبہ تھے بقیہ اور دُوسرے منافقین تھے۔ پھر اُس عہدنامہ کو ابو عبیدہ بن الجراح کے سپرد کیا اور اُس کو اس کا امین قرار دیا۔ پھر اُس انصاری نے حذیفہ سے کہا کہ وُہ منافقین جو ابوبکر، عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح تھے وُہ تو اس سبب سے راضی ہو گئے کہ وُہ قریش سے تھے لیکن سالم کو کس لیئے اس میں داخل کر لیا حالانکہ نہ وُہ قریش سے تھا، نہ مہاجرین سے تھا، نہ انصار سے بلکہ انصار کی ایک عورت کا آزاد کیا ہوا غلام تھا۔ حذیفہ نے کہا اُن منافقوں کی حسد کے سبب سے غرض یہ تھی کہ خلافت حضرت علیؑ کو نہ ملنے پائے۔ اور علیؑ سے اُن کی عداوت اس سبب سے تھی کہ حضرتؑ نے راہِ خدا میں اُن کے کافر عزیزوں کو مارا تھا اور اُن کی ضربتوں سے اُن کے جگر زخمی تھے جیسا کہ قریش کے تھے۔ اور یہ کہ وُہ حضرت علیؑ کو رسُولؐ اللہ کا خاص عزیز سمجھتے تھے اور اُن سے اُن مقتولین کا عوض لینا چاہتے تھے جنکو جناب رسُولِؐ خدا کی نصرت میں جناب علیؑ اور دُوسروں نے قتل کیا تھا۔ چونکہ سالم کو بھی اس امر میں متفق سمجھتے تھے اس لیئے اس کو بھی اس عہدنامہ میں شامل کر لیا۔ انصاری نے کہا کہ چاہتا ہوں کہ اُس عہدنامہ کا مضمون بھی مجھ سے بیان کر دیجیئے۔ حذیفہ نے کہا کہ اُس کا مضمون اسماء بنت عمیس نے مجھ کو بتلایا ہے جو اُس وقت ابوبکر کی زوجہ تھیں۔ وُہ کہتی ہیں کہ وُہ جماعت ابوبکر کے مکان میں جمع ہوئی اور سب اس بارے میں مشورہ اور سازش کر رہے تھے اور میں سُن رہی تھی وُہ اُن کی منحوس تدبیریں سمجھ رہی تھی یہانتک کہ ان کی رائے اس پر قرار پائی تو ان لوگوں نے سعید بن العاص اُموی کو حکم دیا۔ اُس نے اس عہدنامہ کو اُن کی فاسدہ رائے کے مطابق تحریر کیا جس کا مضمون یہ تھا:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اس پر مہاجرین و انصار میں سے اشراف درؤسائے اُمتِ محمدؐ رسُول اللہ نے اتفاق کیا ہے جن کی مدح خدا نے اپنی کتاب میں اپنے پیغمبرؐ کی زبانی کی ہے اُس کے بعد جبکہ خُوب غور و فکر اور آپس میں مشورہ کر لیا ہے تو اس عہدنامہ کو اسلام اور اہلِ اسلام پر قیامت تک شفقت و محبت کے سبب سے لکھا ہے تاکہ ان لوگوں کے بعد جو مسلمان پیدا ہوں وُہ ان کی پیروی کریں۔ امّا بعد:۔

خداوند عالمین نے اپنے کرم و نعمت سے محمدؐ کو اپنے دین کی رسالت کے ساتھ جس کو اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا تھا تمام لوگوں کی جانب مبعوث فرمایا تو حضرتؐ نے رسالت ادا فرمائی اور جو کچھ خدا نے اُن کو حکم دیا تھا اُس کی تبلیغ کی اور ہم پر واجب قرار دیا کہ ہم اُن تمام اُمور پر قائم و برقرار رہیں یہانتک کہ ہمارے لیے دین کو کامل کیا اور فرائض کو واجب کیا اور سُنّتوں کو محکم کیا۔ پھر خدا نے رسولؐ کے لیے دُنیائے فانی کی منزل پر عقبےٰ کے درجاتِ عالیہ کو اختیار فرمایا اور اُن کی رُوح کو اپنی طرف گرامی رکھتے ہوئے بلا لیا اور ہمیشہ کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا بغیر اس کے کہ انہوں نے کسی کو خلیفہ مقرر کیا ہو بلکہ خلافت کا معاملہ اُمّت پر چھوڑ دیا تاکہ جس کی رائے اور خیر خواہی پر اعتماد ہو اُمّت اُس کو اپنا خلیفہ بنالے بیشک مسلمانوں کو لازم ہے کہ جناب رسولِ خدا کی تاسّی کریں جیسا کہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ (آیت ۲۱، پ۲۱، سورۃ احزاب) یعنی تمہارے لیے رسولؐ خدا کی ذات میں عمل کا بہترین نمونہ ہے مگر اُس کے لیے جو خدا اور روزِ آخرت کی اُمید رکھتا ہو۔" بیشک رسول اللہؐ نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تاکہ یہ خلافت ایک ہی خاندان میں نہ رہے کہ اُن میں میراث کے طور پر ہو جائے اور تمام مسلمان اُس سے محروم رہیں اور ان کے دولتمند لوگ اس کو دست بدست پھراتے رہیں تاکہ کوئی خلافت کا دعوےٰ کرنے والا نہ کہے کہ یہ امرِ خلافت میرے فرزندوں میں قیامت تک محدود رہے گا۔ ایک خلیفہ کے مرنے کے بعد مسلمانوں پر واجب ہے کہ اُن کے صاحبانِ رائے و صلاح جمع ہو کر اپنے اُمور میں مشورہ کریں اور جس کو خلافت کا مستحق پائیں اُس کو خلیفہ بنالیں پھر اگر کوئی شخص لوگوں میں سے دعوےٰ کرے کہ رسولؐ نے اس کو لوگوں کا خلیفہ بنایا اور مقرر کیا ہے اور اس کی خلافت پر نص کیا ہے تو اُس کا دعوےٰ باطل ہے اور اُس کا بیان حقیقت کے خلاف ہے جس کو اصحابِ رسولؐ جانتے ہیں اور اُس نے اس طرح مسلمانوں کی جماعت کی مخالفت کی ہے اور اگر کوئی دعوےٰ کرے کہ حضرت سرورِ کائنات کی خلافت میراث ہے یا کسی کو حضرتؐ سے میراث میں ملتی ہے تو یہ سخن محال ہے کیونکہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیا کوئی چیز میراث میں نہیں چھوڑتے ہیں۔ جو کچھ باقی رہتا ہے وُہ صدقہ ہے۔ اور اگر کوئی شخص دعوےٰ کرے کہ خلافت تمام لوگوں میں صرف ایک شخص کے لائق اور اُسی کی ذات میں منحصر ہے اور دُوسروں کے لیے سزاوار نہیں ہے کیونکہ خلافت رسولؐ کی جانشینی ہے تو وُہ جھوٹ بکتا ہے کیونکہ پیغمبرؐ نے کہا ہے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں اُن میں جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اور اگر کوئی دعوےٰ کرے کہ رسول اللہؐ کی قرابت کی وجہ سے مَیں خلافت و امامت کا مستحق ہوں اور خلافت اُس کے لیے ہے اور اُس کے بعد اُس کے فرزندوں کے لیے ہے جیسے کہ ہر فرزند اپنے باپ کی میراث ہر زمانہ میں پاتا ہے اور اُن کے علاوہ کسی کے لائق نہیں ہے اور سزاوار نہیں ہے کہ اُن کے سوا کسی کے لیے ہو۔ یونہی ہوتا رہے گا یہانتک کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے حق تعالیٰ کی میراث میں پہنچے یہانتک کہ تمام خلق فنا ہو جائے۔ لہٰذا ایسی باتیں کہنے والے کے لیے خلافت نہیں اور نہ اُس کے فرزندوں کے لیے اگرچہ اس کا نسب پیغمبرؐ سے قریب ہو کیونکہ خداوند عالمین کہتا ہے اور اُس کے حکم کا قبول کرنا سب پر لازم ہے کیونکہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

اَتْقٰكُمْ (پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۳) تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بلند و صاحب مرتبہ وُہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔" اور رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی امان وُہ ہے جو ان کے پست ترین لوگوں کی امن و امان میں کوشش کرے اور سب کے سب ایک ہاتھ کے مانند ہیں اس کے لیے جو غیر ہے۔ یعنی چاہیئے کہ سب ایک دوسرے کی مدد کریں اور اپنے دشمنوں کے دفعیہ پر سب متفق رہیں تو وہ شخص خدا اور اُس کی کتاب پر ایمان لاتا ہے اور سُنّتِ رسولؐ کا اقرار کرتا ہے تو وُہ راہِ مستقیم پر ہے اور حق کی جانب رجُوع ہے اور اُس نے صحیح راستہ اختیار کیا ہے اور جو شخص مسلمانوں کے کردار سے اور اُن کے خلیفہ مقرر کرنے سے کراہت کرتا ہے تو اُس نے حق اور کتابِ خدا کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو گیا لہٰذا اُس کو قتل کر دو کیونکہ اُس کو قتل کر دینا اُمّت کی بھلائی کا سبب ہے بیشک رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری اُمّت کی طرف آئے جس وقت کہ وُہ لوگ جمع ہوئے ہوں اور وُہ اُن کو پراگندہ کرے تو اُس کو قتل کر دو اور جو اُمّت کی رائے سے الگ ہو جائے اُس کو قتل کر دو وُہ کوئی ہو۔ بلاشبہ اجتماع رحمت ہے اور پراگندہ ہو کر رہنا عذاب کا سبب ہے اور میری اُمّت کبھی ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ بیشک تمام مسلمان آپس میں ایک دُوسرے کے لیے ایک ہاتھ کے مانند ہیں اس لیے کہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج نہیں ہوتا مگر وُہ جو اُن سے علیٰحدگی اختیار کرتا ہے اور اُن سے کینہ رکھتا ہے اور اُن کے مقابلہ میں اُن کے دُشمنوں کا مددگار ہو۔ تو ایسے شخص کا خون خدا و رسولؐ نے مباح کر دیا ہے اور اُس کا قتل کرنا حلال فرما دیا ہے۔ اس عہد نامہ کو سعید بن عاص نے ایک گروہ کے اتفاق سے ماہِ محرم سنہ ۱۰ھ میں لکھا جن کے نام اس صحیفہ کے آخر میں لکھے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ۔

اس کے بعد اُس صحیفہ کو ابو عبیدہ کو دیا پھر کعبہ میں بھیج کر مدفون کرا دیا جو عمر بن الخطاب کے زمانۂ خلافت تک مدفون رہا، اور انہوں نے وہاں سے نکالا۔ اور جب عمر ہلاک ہوئے اور امیر المومنین اُن کے جنازہ پر آئے تو فرمایا کہ میں آرزو رکھتا ہوں کہ اس مرد کے اس صحیفہ کے ساتھ خدا سے ملاقات کروں جو موت کی نیند سو رہا ہے اور جس کے سر اور چہرے پر چادر ڈال دی گئی ہے۔

غرض اس عہد نامہ کی تحریر سے فارغ ہو کر وُہ لوگ ابو بکر کے گھر سے نکلے۔ جناب رسولؐ خدا نے نمازِ صبح ادا فرمائی اور تعقیبات میں مشغول تھے یہانتک کہ آفتاب طلوع ہوا تو حضرتؐ نے ابو عبیدہ کی جانب رُخ کر کے اعتراض کے طور پر فرمایا کیا کہنا ہے تمہارا کون ہے تمہاری مثل۔ اب تو تم امینِ اُمّت ہو پھر حضرتؐ نے اس آیۃ کو پڑھا۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ (آیت ۷۹ سورۃ بقرہ پ۱) یعنی وائے ہو اُن لوگوں پر جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کو تھوڑی سی دنیوی قیمت پر فروخت کریں لہٰذا ان کے لیے اس کے عوض عذابِ الٰہی ہے جو کچھ وُہ لکھتے ہیں اور جو کچھ کمائی کرتے ہیں۔" پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس جماعت کی مثال اِن لوگوں کی سی

ہے۔ جو لوگوں سے معافی مانگتے ہیں اور خدا سے مغفرت چاہتے ہیں حالانکہ خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ وُہ ایسی باتوں میں وقت گزارتے ہیں جن کو خدا پسند نہیں کرتا اور خدا تو اُن کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے اور خوب جانتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس اُمت میں بھی کچھ لوگوں نے جاہلیت اور کفر کے زمانہ کے طریقہ پر صحیفہ لکھا ہے اور کعبہ میں رکھ دیا ہے۔ اور خدا اُن کو مہلت دیتا ہے تاکہ اُن کا اور اُن لوگوں کا جو اُن کے بعد آنے والے ہیں امتحان لے اور خبیث طیب سے جُدا کر دے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ خدا نے اُن سے متعرض ہونے کو چند مصلحتوں اور حکمتوں کے سبب سے جو اُن کو مہلت دینے میں ہے مجھے منع کیا ہے تو یقیناً ان سب کی گردنیں مار دیتا۔ حذیفہ نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے ان منافقین کو دیکھا جس وقت کہ آنحضرتؐ ان کے بارے میں یہ باتیں کہہ رہے تھے کہ ان کے بدن کانپنے لگے۔ اور اُن کا حال ایسا متغیر ہُوا کہ اُن کی خیانت تمام حاضرین پر ظاہر ہو گئی اور سب نے سمجھ لیا کہ حضرتؐ کے اعتراضات ان ہی لوگوں پر تھے اور مثالیں اُنہی لوگوں پر بیان کیں اور قرآنی آیتیں اُنہی کی تنبیہہ کے لیئے پڑھی تھیں۔ پھر حذیفہ نے کہا کہ جب آنحضرتؐ نے اس سفر سے مراجعت فرمائی اور ام سلمہ کے مکان میں قیام فرمایا اور ایک مہینہ تک وہیں مقیم رہے اور کسی دوسری بی بی کے گھر نہیں تشریف لے گئے جیسا کہ حضرتؐ کا معمول تھا، تو اس حال کی عائشہ وحفصہ نے اپنے باپ سے شکایت کی، ان لوگوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ آنحضرتؐ ایسا کیوں کر رہے ہیں اور اس کا کیا سبب ہے۔ پھر عائشہ وحفصہ سے کہا کہ تم لوگ جاؤ اور اُن حضرتؐ سے نرمی کے ساتھ باتیں کرو اور اپنی محبت ظاہر کرو اور اُن کو گرویدہ رکھو۔ اگر ایسا کرو گی تو چونکہ وُہ صاحبِ شرم وحیا ہیں ممکن ہے ان حیلوں کے سبب جو کچھ اُن کے دل میں ہے ظاہر کر دیں اور ان کو اپنے اُوپر مہربان بنالو۔ یہ سُنکر عائشہ تنہا آنحضرتؐ کی خدمت میں آئیں آنحضورؐ ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے امیرالمومنینؑ بھی آپؐ کے پاس موجود تھے۔ سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا اے حُمیرا کس غرض سے آئی ہو عائشہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کا میرے غریب خانہ پر اس مرتبہ تشریف نہ لانا میرے لیئے بہت شاق ہے میں آپؐ کی ناراضی سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم اپنے اس قول میں سچی ہوتیں تو میرے راز کو جو میں نے تم سے ظاہر کر دیا تھا افشا نہ کرتیں حالانکہ میں نے بڑی تاکید کر دی تھی کہ ظاہر نہ کرنا۔ مگر تم یقیناً خود بھی ہلاک ہوئیں اور ایک گروہ کو بھی ہلاک کر دیا۔ پھر حضرتؐ نے ام سلمہؓ کی کنیز کو بُلایا اور فرمایا کہ میری سب بیویوں کو بُلا لاؤ۔ جب وُہ سب خانہ ام سلمہؓ میں جمع ہو گئیں حضرتؐ نے اُن سے فرمایا جو کچھ میں تم سب سے کہتا ہوں غور سے سُنو۔ پھر حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ میرا بھائی اور وصی اور وارث ہے اور میرے بعد تمہارے اور میری تمام اُمت کے معاملات (دینی ودنیوی) کی نگرانی کرنے والا ہے۔ لہٰذا وہ جو حکم دے اُس کی اطاعت کرو اور اُس کی نافرمانی مت کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گی۔ پھر حضرت علیؑ سے فرمایا ان عورتوں کی میں تم سے سفارش کرتا ہوں کہ ان کی نگرانی رکھنا اور جب تک یہ تمہاری مطیع رہیں ان کے اخراجات ان کو دیتے رہنا اور ان کو اپنے اطاعت کا حکم دیتے رہنا اور ان کی جن باتوں سے تم کو شک گزرے اُن سے روکتے رہنا اور منع کرتے رہنا۔ اگر نافرمانی کریں تو ان کو میری زوجیت سے آزاد کر دینا اور طلاق دے دینا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ عورتیں ہیں ان کا کام سُستی اور رائے کی کمزوری ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک

نرمی سے اصلاح ممکن ہو نرمی کرنا پھر بھی ان میں سے جو تمہاری نافرمانی کرے تو اس کو طلاق دے دینا ایسا طلاق جس سے خدا و رسُولؐ راضی ہوں۔ یہ سُنکر تمام بیویاں ساکت ہو گئیں اور ایک لفظ نہ بولیں مگر عائشہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ ہم ہرگز ایسے نہیں کہ آپ کسی بات کا حکم دیں اور ہم اُس کے خلاف کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے حُمیرا ایسا نہیں بلکہ تو نے مخالفت کی اور بدترین مخالفت۔ خدا کی قسم یہی بات جو ابھی میں نے تجھ سے کہی ہے تو اُسکی بھی مخالفت کرے گی۔ اور علیؑ کی میرے بعد نافرمانی کرے گی، اور علانیہ اور بظاہر گھر سے نکلے گی جہاں میں تجھے بٹھا کر جاؤں گا۔ اور کئی ہزار اشخاص تیرے گرد ہوں گے اور تو علیؑ سے سرکشی کرے گی اور اپنے پروردگار کی گنہگار ہو گی اور جس راہ سے کہ تو جائے گی حوأب کے کُتے سر راہ تجھ پر بھونکیں گے اور یہ وُہ امر ہے کہ ضرور واقع ہو گا۔ پھر سب بیویوں کو رُخصت فرمایا اور وُہ اپنے اپنے گھروں میں واپس چلی گئیں۔ پھر حضرتؐ نے اُن منافقین کی جماعت کو طلب کیا جو اہلِ صحیفہ وعقبہ تھے مع طلقا ومنافقین کے جنہوں نے اُن کی موافقت کی تھی، اور وُہ چار ہزار اشخاص تھے اور اسامہ بن زید کو اُن کا سردار بنا کر اُن کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا ابھی تو ہم آپ کے ساتھ اس سفر سے واپس آئے ہیں اور از سرِ نو سامانِ سفر درست کرنا پڑے گا لہٰذا ہم کو چند روز مدینہ میں قیام کی اجازت دیجیئے تاکہ اسبابِ سفر مہیا کریں۔ حضرتؐ نے ان کو اجازت دی اور جن چیزوں کی اُن کو ضرورت تھی عطا فرمایا۔ اور اسامہ بن زید کو حکم دیا کہ وُہ ان کو مدینہ سے باہر لے کر جائے اور ایک فرسخ دُور جا کر قیام کرے۔ اُسامہ نے مدینہ سے باہر اُس مقام پر قیام کیا جہاں حضرتؐ نے حکم دیا تھا اور انتظار کرنے لگے کہ منافقین اور ان کے علاوہ دُوسرے لوگ اپنے ضروریات سے فارغ ہو کر ان کے پاس جمع ہوں اسامہ بن زید اور اُن کے ساتھ اس جماعت کے بھیجنے سے آنحضرتؐ کی غرض یہ تھی کہ مدینہ ان سے خالی ہو جائے اور منافقوں میں سے کوئی مدینہ میں نہ رہ جائے۔ اور حضرتؐ نے ان کے سفر میں بڑا اہتمام فرمایا اور اُن کو ترغیب دیتے رہے۔ ناگاہ حضرتؐ علیل ہو گئے اور اسی مرض میں دُنیا سے رحلت فرمائی جب منافقوں نے حضرتؐ کی علالت مشاہدہ کی اُسامہ کے ساتھ جانے میں لیت ولعل کرنے لگے یہ معلوم کر کے حضرتؐ نے قیس بن سعدؓ بن عبادہ کو جو ہمیشہ حضرتؐ کے لشکر کے لیئے لوگوں کو جمع کرنے والے تھے اور خبابؓ بن منذر کو انصار کی ایک جماعت کے ساتھ حکم دیا کہ ان لوگوں کو سختی کے ساتھ اُسامہ کے لشکر تک پہنچائیں۔ تو قیس اور خباب نے اُن کو مدینہ سے باہر نکالا اور اسامہ کے لشکر میں پہنچا دیا۔ اور اُسامہ سے کہا جنابِ رسُولِؐ خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اب ذرا بھی توقف نہ کرو اور فوراً کوچ کرو اور روانہ ہو جاؤ لہٰذا ابھی سامان بار کرو اور کوچ کرو تاکہ حضرتؐ جان لیں کہ تم روانہ ہو گئے ہو۔ یہ سُنکر اُسامہ نے اُسی وقت کوچ کیا۔ اور قیس وخباب آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے، اور بیان کیا کہ وُہ لوگ روانہ ہو گئے، لیکن حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ لوگ نہیں جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قیس وخباب کے واپس آنے کے بعد ابوبکر وعمر وابو عبیدہ اور اُن کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے اُسامہ سے کہا کہ کہاں جاتے ہو اور مدینہ کو خالی کیے دیتے ہو حالانکہ ہم کو اس وقت سے زیادہ کسی وقت مدینہ میں رہنے کی ضرورت نہیں تھی اُسامہ اور اُن کے ہمراہیوں نے پُوچھا کہ تمہاری اس گفتگو کا راز کیا ہے ان لوگوں نے کہا کہ رسُولؐ خدا کا وقتِ وفات قریب ہے اور خدا کی قسم اگر ہم اسوقت مدینہ کو خالی چھوڑ دیں گے تو کچھ اُمور واقع ہو جائیں گے

پھر جس کی اصلاح نہ ہوسکے گی۔ لہٰذا ہم مدینہ میں رہ کر انتظار کریں گے کہ دیکھیں حضرتؐ کا معاملہ (مرض) کس حد تک پہنچتا ہے۔ اُس کے بعد اس سفر پر روانہ ہوسکیں گے۔ یہ کہہ کر وُہ لوگ پلٹ آئے۔ اُسامہ اور اُس کے ہمراہیوں نے اُسی مقام پر قیام کیا اور آنحضرتؐ کی خیریت معلوم کرنے کے لیئے ایک شخص کو بھیجا۔ وُہ قاصد پوشیدہ طور پر عائشہ کے پاس آیا اور حضرتؐ کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ابوبکر و عمر اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ہیں جاکر بتا دو کہ حضرتؐ کا مرض بہت سخت ہوگیا تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے میں برابر حضرتؐ کا حال بھیجتی رہوں گی۔ غرض آنحضرتؐ کا مرض شدید ہوا۔ اُدھر عائشہ نے صہیب کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ کا حال اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ اُمیدِ زیست نہیں لہٰذا تم، عمر اور ابوعبیدہ اور جس کو مناسب سمجھو اپنے ساتھ لے کر جلد سے جلد مدینہ میں پہنچ جاؤ اور رات کو پوشیدہ طور سے داخل ہونا جب یہ خبر اُن لوگوں کو ملی صہیب کا ہاتھ پکڑ کر اسامہ کے پاس گئے اور آنحضرتؐ کی شدّتِ مرض کی خبر بیان کی اور کہا ہمارے لیئے کیونکر جائز ہے کہ ایسی حالت میں رسُولؐ خدا کی زیارت سے انحراف کریں اور اُن سے اجازت طلب کی۔ اُسامہ نے اجازت تو دے دی لیکن یہ تاکید کردی کہ پوشیدہ طور پر جاؤ۔ اگر حضرتؐ خیر و عافیت سے ہوں تو اپنے لشکر میں واپس آجاؤ۔ اور اگر آنحضرتؐ کی وفات ہوگئی ہو تو ہم کو اطلاع دینا تاکہ ہم بھی لوگوں کے ساتھ آجائیں۔ ابوبکر و عمر اور ابوعبیدہ جراح رات کے وقت داخل مدینہ ہوگئے آنحضرتؐ کا مرض بہت شدید ہوتا گیا تھا۔ کچھ افاقہ ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا آج رات شرِّ عظیم ہمارے مدینہ میں داخل ہوا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وُہ کیا۔ فرمایا کہ وُہ جماعت جو لشکرِ اُسامہ کے ساتھ تھی اُن میں سے بعض واپس آگئے ہیں اور میرے حکم کی مخالفت کی ہے۔ آگاہ ہوجاؤ کہ میں خدا کے نزدیک اُن سے بیزار ہوں۔ پھر برابر یہی کہتے رہے کہ لشکرِ اُسامہ کو روانہ کرو اور اُن لوگوں کو اُس کے ہمراہ بھیجو۔ خدا اُس پر لعنت کرے جو لشکرِ اُسامہ سے رُوگردانی کرے۔ اور یہ جملہ کئی بار فرمایا۔ اور حضورؐ کے مؤذن بلال جب ظہر کی اذان دیتے تو اگر حضرتؐ سے تکلیف و دشواری کے ساتھ بھی ممکن ہوتا تو باہر جاکر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے۔ اور اگر باہر جانے کی طاقت نہ ہوتی تو حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کو حکم دیتے کہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں۔ جناب امیرؑ اور فضل بن عباس اس حال میں حضرتؐ سے جُدا نہ ہوتے تھے اور برابر حضرتؐ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اس روز جس رات کو وُہ منافقین مدینہ میں داخل ہوئے بلال نے اذان دی اور حضرتؐ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے تاکہ معمول کے مطابق نماز کے لیئے حضرتؐ کو اطلاع دیں۔ چُونکہ آنحضرتؐ کا مرض شدید ہوچکا تھا بلالؓ کو حضرتؐ کے آنے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور اُن کو حضرتؐ کے پاس بھی جانے نہ دیا۔ اُدھر عائشہ نے صہیب کو اپنے پدر ابوبکر کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ آنحضرتؐ کا مرض نہایت شدت پر ہے اور حضرتؐ نماز کے لیئے نہیں جاسکتے اور علیؑ حضرتؐ کی تیمارداری میں مشغول ہیں آپ جاکر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں۔ کیونکہ یہ موقع آپ کے لیئے نہایت بہتر ہے اور یہ نماز بعد میں آپ کے کام آئے گی۔ لوگ مسجد میں جمع ہوگئے تھے اور حسبِ معمول انتظار کررہے تھے کہ آنحضرتؐ یا حضرت علیؑ آئیں تو نماز پڑھائیں ناگاہ ابوبکر داخلِ مسجد ہوتے اور کہا کہ رسُولؐ اللہ کا مرض شدید ہے اور مجھے نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔ یہ سُنکر اصحابِ رسُولؐ میں سے ایک صاحب نے

اُن سے کہا کہ یہ پیغام تم کو کب ملا حالانکہ تم لشکرِ اُسامہ میں تھے۔ خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ حضرتؐ نے تمہارے پاس کسی کو بھیجا ہو اور تم کو نماز پڑھانے کے لیے حکم دیا ہو۔ یہ سُنکر بلالؓ نے لوگوں سے کہا کہ صبر کرو میں رسُولؐ اللہ سے اجازت لے لوں۔ یہ کہہ کر نہایت تیزی سے حضرتؐ کے درِ اقدس پر آئے اور دروازہ کو بہت زور زور سے کھٹکھٹایا۔ جناب رسُولؐ خدا نے سُن لیا اور فرمایا کہ دیکھو یہ کس لیئے اس قدر سختی کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹایا جارہا ہے۔ فضل بن عباس باہر نکلے، دروازہ کھولا، دیکھا کہ بلالؓ ہیں۔ پوچھا کس کام کے لیئے دروازہ پیٹ رہے ہو؟ بلالؓ نے کہا ابوبکر مسجد میں آئے ہیں اور رسُولؐ خدا کی جگہ پر کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے مجھ کو بھیجا ہے تاکہ اُن کی جگہ پر کھڑے ہوکر لوگوں کو نماز پڑھاؤں۔ فضل نے تعجب سے کہا کہ شاید ابوبکر اُسامہ کے لشکر کے ساتھ نہیں ہیں خدا کی قسم یہ وہی شرِّ عظیم ہے جس کے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ رات شرِّ عظیم مدینہ میں داخل ہوا ہے۔ غرض فضل بلال کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ بلالؓ نے تمام روئیداد ابوبکر کی حضرتؐ سے بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے اُٹھاؤ اور مسجد میں لے چلو۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اسلام پر بلائے عظیم نازل ہوگئی۔ پھر حضرتؐ باہر نکلے اس طرح کہ سر پر عصابہ باندھے ہوتے تھے۔ ایک ہاتھ جناب امیرؑ کے کاندھے پر اور دُوسرا فضل کے کاندھے پر رکھے ہوتے تھے۔ پائے اقدس زمین پر گھسیٹتے ہوتے نہایت تکلیف سے مسجد میں داخل ہوئے۔ ابوبکر آنحضرتؐ کی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے اور اُن کے گرد عمر، ابوعبیدہ، سالم اور صہیب اور کچھ لوگ جو ان کے ہمراہ مدینہ میں داخل ہوئے تھے جمع تھے۔ اکثر لوگوں نے ان کی اقتدا نہیں کی تھی۔ اور بلالؓ کی خبر کا انتظار کررہے تھے کہ حضرتؐ کو دیکھا کہ باوجود مرض کی شدّت اور ضعف اور ناتوانی کے مسجد میں تشریف لارہے ہیں۔ لوگوں کو یہ امر بہت عظیم معلوم ہوا۔ جناب رسُولؐ خدا محراب کے قریب تشریف لے گئے اور ابوبکر کو کھینچ کر الگ کیا تو ابوبکر اور اُن کے دُوسرے ہمراہی جو اُن سے متفق تھے پیچھے جاکر لوگوں کے درمیان پوشیدہ ہوگئے اور لوگوں نے حضرتؐ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ حضرتؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ چونکہ حضرتؐ نہایت کمزور تھے، آپ کی تکبیر کی آواز لوگوں تک نہیں پہنچتی تھی۔ بلالؓ حضورؐ کی تکبیر لوگوں تک پہنچا رہے تھے یہاں تک کہ نماز ختم ہوئی تو حضرتؐ نے پیچھے رُخ کیا اور ابوبکر کو نہیں دیکھا تو فرمایا کہ لوگو! ابوقحافہ کے بیٹے اور اُس کے ساتھیوں پر کیا تعجب نہیں کرتے ہو کہ میں نے ان سب کو لشکرِ اُسامہ کے ساتھ بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ اُس طرف جائیں جس طرف میں نے اُن کو بھیجا ہے۔ ان لوگوں نے میرے حکم سے سرتابی کی اور فتنہ و فساد کرنے مدینہ واپس آگئے ہیں اور خداوند عالم نے اُن کو فتنہ میں ڈال دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ مجھ کو منبر پر بٹھاؤ۔ لوگوں نے حضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر منبر پر بٹھایا۔ حضرت پہلے زینہ پر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بجالائے اور فرمایا ایّہا النّاس! بلاشبہ میرے پاس وُہ چیز خدا کی جانب سے آئی ہے جس کی تم کو پابندی کرنا چاہیئے۔ بیشک میں نے تم کو راہِ راست روشن پر چھوڑا ہے اور اُس کو تمہارے واسطے ایسا واضح کردیا ہے کہ اُس کی راتیں دن کے مانند روشن ہیں۔ لہٰذا میرے بعد اختلاف نہ کرنا جس طرح بنی اسرائیل نے کیا۔ ایّہا النّاس میں نے تم پر کوئی چیز حلال نہیں کی مگر وہی جسے قرآن نے حلال کیا ہے اور کوئی چیز حرام نہیں کی مگر وہی جس کو قرآن نے حرام کیا ہے۔ یقیناً

میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑتا ہوں۔ جب تک اُس سے متمسک رہوگے اور اُن سے ہاتھ نہ اُٹھاؤگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے وُہ دونوں خدا کی کتاب اور میری عترت ہے جو میرے اہلبیتؑ ہیں اور یہ دونوں تمہارے درمیان میرے خلیفہ ہیں اور یہ ایک دُوسرے سے جُدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوضِ کوثر پر نہ پہنچیں پھر وہاں تم سے پُوچھوں گا کہ تم نے ان کی رعایت کیسی کی بیشک اُس روز چند اشخاص کو میرے حوض سے دُور کریں گے اور دفع کریں گے جس طرح لوگ اُونٹوں کو پانی پلاتے وقت اجنبی اُونٹوں کو حوض سے بھگا دیتے ہیں۔ اُس وقت اُن میں سے کچھ لوگ کہیں گے کہ مَیں فلاں اور مَیں فلاں ہوں۔ تو مَیں ان کے جواب میں کہوں گا کہ مَیں تم کو جانتا اور پہچانتا ہوں۔ تمہارے ناموں سے واقف ہوں۔ لیکن میرے بعد تم مُرتد ہوگئے اور دین سے نکل گئے تھے لہٰذا تمہارے لیئے خدا کی رحمت سے دُوری اور عذابِ الٰہی سے نزدیکی ہو۔ یہ فرما کر حضرتؐ منبر سے نیچے آئے اور اپنے حجرۂ مقدسہ میں واپس تشریف لے گئے اور ابوبکر مدینہ میں پوشیدہ تھے اور باہر نکلتے نہ تھے یہانتک کہ جناب رسُولِ خداؐ نے رحلت فرمائی اور انصار نے حقوقِ اہلبیتِ رسالت سے انکار اور اُن کے حق کو جو خدا نے اُن کے لیئے مقرر فرمایا تھا غصب کرنے کے ارادہ کے سلسلہ میں کیا جو کچھ کیا اور یہی سبب ہُوا کہ دُوسرے منافقین نے خلافت غصب کرلی غرض رسُولِ خداؐ کے ایک خلیفہ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا اور دُوسرے کے ساتھ جو کتابِ خدا تھی تحریف کی اور تغیّر و تبدل کیا اور جس طرح چاہا اُلٹ پلٹ کر دیا۔ اس روایت کے راوی انصاری سے حذیفہ نے کہا اے انصاری اس امرِ عظیم میں جو مَیں نے تم سے بیان کیا عبرت و نصیحت ہے اُس شخص کے لیئے جس کی خدا ہدایت کرنا چاہے۔ انصاری نے کہا مجھے اُس دُوسری جماعت کے لوگوں کے نام بتایئے جو صحیفہ کی تحریر میں شریک و متفق تھے اور اُس پر اپنی گواہیاں ثبت کی تھیں۔ حذیفہ نے کہا وُہ ابوسفیان، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ بن خلف، سعید بن العاص، خالد بن ولید، عیاش بن ابی ربیعہ، بشر بن سعید، سہل بن عمر، حکیم بن حزام، صہیب بن سنان، ابوالاعور اسلمی، مطیع بن اسود بدری اور کچھ اور لوگ تھے جن کی تعداد اور نام بھُول گیا ہوں۔ پھر اُس جوان انصاری نے کہا اے حذیفہؓ اصحابِ رسُولؐ میں اس گروہ کی کیسی قدر و منزلت تھی کہ ان کے سبب سے تمام صحابہ دین سے پھر گئے۔ حذیفہؓ نے کہا یہ لوگ قبیلوں کے سردار اور اُن کے بزرگ تھے اور اس جماعت کے ہر فرد کی تابع عظیم مخلوق تھی کہ لوگ اُن کی باتیں سُنتے اور اطاعت کرتے تھے اور اُن کے خبیث دلوں کی گہرائیوں میں ابوبکر کی محبت جاگزین تھی جس طرح بنی اسرائیل کے دلوں میں بچھڑے اور سامری کی محبت جگہ کیئے ہوئے تھی جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ (آیت ۹۳ سورۃ بقرہ پ۱) ان کی بے ایمانی کی وجہ سے بچھڑے کی محبت ان کے دلوں میں گھول کر پلا دی گئی یہانتک کہ بنی اسرائیل نے ہارونؑ کو چھوڑ دیا اور ان کو کمزور بنا دیا۔ پھر اُس سعادت مند جوان انصاری نے کہا کہ خداوند عالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ہمیشہ ان کو دشمن رکھوں گا اور ان سے اور ان کے کاموں سے خدا کے نزدیک بیزاری کا اظہار کرتا رہوں گا اور ہمیشہ حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں رہوں گا تاکہ جلد مجھ کو شہادت نصیب ہو انشاء اللہ۔ پھر وُہ حذیفہ سے رخصت ہُوا اور جناب امیرؑ کی خدمت میں

اُس وقت پہنچا جبکہ حضرتؑ مدینہ سے روانہ ہوکر عراق کی طرف جا رہے تھے۔ وُہ حضرتؑ کے ساتھ بصرہ گیا، اور اُس جنگ میں سب سے پہلا شخص وہی تھا جو شہید ہوا۔ وُہ جوان وہی تھا جس کو حضرت نے قرآن دے کر اُن نااہلوں کے سامنے بھیجا تھا اور انہوں نے اُس کو شہید کر دیا جیسا کہ اس کے بعد جنگِ صفین کے تذکرہ میں بیان کیا جائے گا انشاء اللہ۔

ہجرت کے دسویں سال کے واقعات

بعض کتابوں میں ہجرت کے دسویں سال کے واقعات میں تحریر ہے کہ باذان عاملِ یمن کی وفات ہوئی تو حضرتؐ نے اُس کی جگہ شہر پسرِ باذان اور عامر پسر شہر بن ثور کے درمیان تقسیم فرما دی اور معاذ بن جبل کو یمن اور حضرموت کی طرف بھیجا تاکہ احکامِ دین کی ان کو تعلیم دیں۔ اسی سال جریر بن عبداللہ کو ذی الکلاع حمیری کی طرف بھیجا جو طائف کے بادشاہوں میں تھا۔ وُہ مسلمان ہوگیا اور حضرتؐ کی اطاعت قبول کرلی۔ اسی سال فروہ جزامی جو بادشاہِ روم کا عامل تھا مسلمان ہُوا اُس نے حضرتؐ کی خدمت میں عریضہ لکھا اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ اور اپنی قوم کے ایک شخص کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا جس کا نام مسعود بن سعد تھا اُس نے ایک سفید خچر اور ایک گھوڑا اور ایک ٹٹو اور ریشمی چند لباس جو سونے کے تاروں سے بُنے ہوئے تھے ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ حضرتؐ نے اُس کے خط کا جواب لکھا اور بلالؓ کو حکم دیا کہ چاندی یا سونا ساڑھے بارہ اوقیہ اُس کے قاصد کو دے دیں۔ جب فروہ کے اسلام لانے کی اطلاع بادشاہِ رُوم کو ہوئی اُس کو بُلایا اور ہر چند اُس سے کہا اور سمجھایا کہ وُہ دینِ اسلام سے پلٹ جائے لیکن اُس نے منظور نہ کیا تو اُس نے اُس کو شہید کر کے دار پر کھینچا۔ بیان کرتے ہیں کہ اُسی سال ماہِ ربیع الاوّل میں جناب ابراہیمؑ فرزندِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے اور بقیع میں دفن کیئے گئے۔

ہجرت کے گیارہویں سال کے واقعات

گیارہویں سال کے واقعات میں ذکر ہے کہ اس سال یمن کا ایک گروہ نیمۂ محرم میں حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور وُہ لوگ دو سو اشخاص تھے۔ انہوں نے اسلام کا اقرار کیا وُہ یمن میں معاذ بن جبل کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ یہ آخری وفد تھا جو حضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ روایت ہے کہ اُسی سال ماہِ محرّم میں حضرتؐ مامور ہوئے کہ بقیع کے مُردوں کے واسطے استغفار کریں۔ حضرتؐ نے بقیع میں جا کر اُن کے لیئے استغفار کی پھر وہاں کے مردوں سے خطاب فرمایا کہ تمہیں یہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو۔ اور تم کو فتنوں سے نجات مل گئی ہے۔ بیشک میرے بعد فتنے مثل تاریک رات کے ٹکڑوں کے ظاہر ہوں گے۔ ایک کے بعد ایک اور آنے والا پہلے سے بدتر فتنہ ہوگا۔

پچاسواں باب

آنحضرتؐ کے نادر حالات اور آپؐ کے اصحاب کے بعض حالات کا تذکرہ اور وہ مناظرے جو حضرتؐ اور مشرکین اور اہلِ کتاب اور تمام لوگوں کے درمیان واقع ہوئے

مفسران خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ سلمان، بلال، عمار، صہیب اور چند غریب و فقیر مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ اقرع بن حابس تمیمی و عیینہ بن حصن فزازی اور انہی کے ایسے مؤلفۃ القلوب حضرتؐ کے پاس آئے اور ان اصحاب مساکین کو حقارت سے دیکھتے ہوئے کہا یا رسولؐ اللہ کیا ہو جانے گا اگر آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے دُور کر دیں اور ہم آپ کے ساتھ رہیں کیونکہ اشراف عرب آپ کے پاس آتے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہمارے ساتھ ان غلاموں کو دیکھیں اور جب ہم آپ کی مجلس سے چلے جائیں تو آپ چاہیں تو ان لوگوں کو پھر اپنے پاس بلالیں۔ دُوسری روایت ہے کہ کفار قریش کے کچھ لوگ حضرتؐ کے پاس آئے اور ان لوگوں کو حضرتؐ کے ساتھ دیکھ کر کہا کہ آپ نے اپنی قوم میں سے انہی لوگوں کو پسند کیا ہے اور ہم کو چاہیئے کہ ہم ان کے تابع ہوں کیا یہی وہ جماعت ہے جس پر خدا نے اپنے دینِ حق کے ساتھ ہمارے درمیان احسان فرمایا ہے۔ ان لوگوں کو اپنے پاس سے دُور کیجیئے۔ اگر ان کو آپ الگ کر دیں گے تو شاید ہم آپؐ کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں۔ بعض لوگوں نے روایت کی ہے کہ چونکہ آنحضرتؐ ان کے اسلام لانے کے بڑے خواہشمند تھے تو آپ نے اس لیئے رضامندی ظاہر فرمائی اور حضرت امیرؑ کو بلایا کہ اس بارے میں ایک تحریر لکھیں۔ بعض نے روایت کی ہے کہ حضرت راضی نہیں ہوئے اور یہ زیادہ قوی ہے اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ (آیت ۵۲ و ۵۳ سورۃ انعام پ۷) یعنی اُن لوگوں کو اپنی مجلس سے مت بھگاؤ جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ اور اس سے ان کی غرض خدا کی خوشنودی ہے۔ اُن کے اعمال کا حساب تم پر نہیں ہے اور نہ تمہارے اعمال کا حساب اُن لوگوں پر ہے۔ اگر تم نے اُن کو اپنے پاس سے دُور کر دیا تو ظالموں سے ہو جاؤ گے۔ اور ہم نے اسی طرح بعض کا امتحان بعض کے ذریعہ سے لیا ہے بعض کو

غنی کیا ہے اور بعض کو فقیر۔ بعض کو قوی بنایا ہے بعض کو کمزور۔ تاکہ اُن کے غنی اور صاحبانِ قوت کہیں کہ کیا ہمارے درمیان یہی گروہ ہے جس پر خدا نے نعمت ایمان کے ساتھ احسان کیا ہے۔ اے رسولؐ کیا خدا شکر کرنے والوں کو زیادہ نہیں جانتا؟" سلمانؓ و بلالؓ و عمارؓ وغیرہ انہی کے مانند لوگوں نے بیان کیا کہ جب خدا نے یہ آیتیں بھیجیں تو رسالتمآبؐ نے ہماری جانب رُخ کیا اور ہم کو اپنے اور نزدیک بُلا لیا۔ اور فرمایا كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (پ۷ سورۃ الانعام آیت ۵۴) "یعنی خدا نے اپنے اُوپر رحمت لازم کر لی ہے۔" اُس کے بعد سے ہم لوگ ہمیشہ آنحضرتؐ کی خدمت میں رہتے تھے اور جب حضرتؐ چاہتے تھے ہمارے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے تو خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ۔ ترجمہ:۔ "اُن لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنے میں اپنے نفس کو خوش رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو خلوص کے ساتھ پکارتے ہیں۔" اس کے بعد حضرتؐ ہم لوگوں کو اس قدر نزدیک بٹھاتے تھے کہ ہمارے زانو حضرتؐ کے زانو سے مل جاتے اور ہم سے پہلے نہیں اُٹھتے تھے۔ جب ہم سمجھ لیتے تھے کہ اب حضرتؐ کے اُٹھنے کا وقت آگیا تو ہم لوگ اُٹھ کر روانہ ہو جاتے تھے ہمارے بعد حضرتؐ مجلس سے اُٹھتے تھے اور ہم سے فرماتے کہ میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے دُنیا سے نہیں اُٹھایا، یہاں تک کہ مجھے حکم دیا کہ میں اپنی اُمّت کے ایک گروہ یعنی تمہارے ساتھ اپنے نفس کو خوش و خرم رکھوں اور تمہارے ساتھ زندگی بسر کروں اور مرنے کے بعد بھی تمہارے ساتھ ہوں گا۔

علی بن ابراہیم نے دُوسری آیت کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ سلمان فارسیؓ کے پاس بالوں کی ایک چادر تھی جس پر کھانا کھاتے اور رات کو اوڑھتے تھے اور دن کو چادر کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ ایک روز وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عیینہ بن حصن فزازی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور جب حضرتؐ کے پاس بیٹھا تو مسلمانوں کی چادر اور اُس میں جذب شدہ پسینہ کی بُو جو دن کی شدت کی گرمی کے سبب اُس میں پیوست تھی اُس کو ناگوار گزری تو اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ جب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجیئے اور جب ہم چلے جائیں تو جس کو چاہیئے بلا لیجیئے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی جس کا مضمون یہ ہے کہ "اپنے نفس کو صبر پر قائم رکھو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح و شام یاد کرتے ہیں اور اُن کی غرض خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہے اور اُن سے اپنی آنکھیں مت پھیرو کیا دنیاوی زندگی کی زینت چاہتے ہو۔ اُس شخص کی بات مت مانو جس کے دل کو اپنی یاد سے ہم نے غافل کر رکھا ہے۔" یعنی عیینہ کی۔ اسی طرح علی بن ابراہیمؒ نے اُن آیات سابقہ کے نازل ہونے کے سبب میں روایت کی ہے کہ مدینہ میں فقرائے مومنین کا ایک گروہ تھا جس کو اصحاب صفہ کہتے تھے اس لیئے کہ حضرتؐ نے اُن کے لیئے مسجد کے پہلو میں ایک صفہ (چبوترہ) بنا دیا تھا اور اُن کو حکم دیا تھا کہ اُسی صفہ پر رہا کریں اور آنحضرتؐ خود بہ نفس نفیس اُن کی دیکھ بھال میں مشغول رہتے اور اکثر اپنا کھانا اُن کے لیئے اُٹھا رکھتے اور اُن کے پاس پہنچا دیتے۔ وہ لوگ ہمیشہ حضرتؐ کی خدمت میں آتے اور حضرتؐ اُن کے ساتھ بیٹھتے ان کو اپنے نزدیک بٹھاتے اُن پر محبت و شفقت فرماتے اور جب حضرتؐ کے اصحاب میں سے مالدار اور دولتمند لوگ حضرتؐ کے پاس آتے تو

اُن کو حضرتؐ کا اِن غربا و مساکین سے ربط ضبط ناگوار ہوتا۔ وُہ کہتے کہ یا رسُولؐ اللہ اِن کو اپنے پاس سے دُور رکھیئے۔ ایک روز ایک انصاری حضرتؐ کے پاس آیا اُس وقت اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی حضرتؐ کے پاس موجود تھے اور حضرتؐ سے بالکل ملے ہوئے بیٹھے تھے اور گفتگو کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وُہ انصاری حضرتؐ سے دُور بیٹھا۔ حضرتؐ نے ہر چند اُس کو اپنے پاس بُلایا مگر وُہ نہ آیا۔ آخر حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کیا تو ڈرتا ہے کہ غریبوں کی غربت تجھ کو لگ جائے گی۔ اُس نے کہا ان لوگوں کو اپنے پاس سے دُور کر دیجیے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور آنحضرتؐ پر واجب قرار دیا کہ توبہ کرنے والوں کو سلام کیا کریں جو بُرائیاں کرنے کے بعد توبہ کر لیتے ہیں اور فرمایا:۔ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ (پ۷ سورۃ انعام آیۃ۵۴) یعنی جب وُہ لوگ تمہارے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو تم اُن سے کہو کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت لازم کر لی ہے اُس شخص کے لیئے جو توبہ کرے بیشک تم میں سے جو شخص نادانی سے بُرا کام کر بیٹھے پھر توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو خدا بخشنے والا مہربان ہے"

علی بن ابراہیمؒ نے روایت کی ہے کہ جب لوگ زکوٰۃ کی رقم آنحضرتؐ کی خدمت میں لاتے تھے حضرت فقراء مساکین پر اس کو تقسیم کر دیتے تھے اور مالداروں کو اُس میں سے نہ دیتے تھے۔ ان لوگوں کو یہ امر سخت ناگوار گزرتا اور حضرتؐ پر اعتراض کیا کرتے اور کہتے کہ ہم تو جنگ میں جاتے ہیں دشمنوں کو پیغمبرؐ سے دفع کرتے ہیں اور ان کے دین کو قوت پہنچاتے ہیں اور وُہ صدقے کی رقمیں ان لوگوں کو دیتے ہیں جو ان کی نہ مدد کرتے ہیں نہ ان کو کچھ فائدہ پہنچاتے ہیں۔ تو خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ٥ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ٥ (پ۱۰ سورۃ توبہ آیۃ ۵۸، ۵۹) یعنی اُن میں کچھ لوگ ہیں جو اے رسُولؐ تم کو صدقات کے بارے میں الزام دیتے ہیں اگر ان کو دے دیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں دیا جاتا تو غصہ کرتے ہیں۔ اور اگر وُہ اس پر راضی ہوتے کہ جو کچھ خدا و رسُولؐ ان کو دے دیتے اور کہتے کہ ہمارے واسطے کافی ہے اور خدا و رسُول اپنے فضل و کرم سے بہت جلد ہم کو عطا فرمائیں گے بیشک ہم خدا کی طرف رغبت کرنے والے ہیں" تو یہ اُن کے لیئے بہتر تھا۔

بسندِ حسن حضرت امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ ایک مسلمان عورت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی دوسری روایت کے مطابق اُس کا نام خولہ تھا جس کا شوہر اوس بن صامت تھا اُس نے حضرت سے عرض کی کہ میں نے اپنے شوہر کے لیئے اپنا شکم فرش بنا دیا اور اُس کے دُنیا و آخرت کے کاموں میں مدد کرتی رہتی ہوں کبھی کوئی بات اُس کے خلافِ مزاج میں نے نہیں کی۔ لیکن اب اُس کی شکایت کرنے آئی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا شکایت ہے؟ عرض کی کہ اُس نے کہا ہے کہ تیری پیٹھ میری ماں کی پُشت کے مانند ہے اور مجھ کو گھر سے نکال دیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اتنا کہدینا طلاق کے مانند تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے اس بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں فرمایا ہے و

میں اپنی طرف سے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔ وُہ روتی اور اپنے حال کی خدا اور رسُولؐ خدا سے فریاد کرتی ہوئی واپس ہوئی تو خدا نے سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیتیں آنحضرتؐ پر نازل فرمائیں اور ظہار کا حکم بیان فرمایا۔ اُسی وقت حضرتؐ نے خولہ کو بلا کر فرمایا کہ اپنے شوہر کو بلا لاتے۔ جب وُہ شخص حاضر ہوا تو آپؐ نے اس سے پُوچھا کیا تُو نے اپنی زوجہ سے ایسا کہا ہے؟ اُس نے کہا ہاں تو حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تیرے اور تیری زوجہ کے بارے میں چند آیتیں نازل فرمائی ہیں اور اُن آیتوں کو سُنایا۔ اور حکم دیا کہ اپنی زوجہ کو اپنے گھر لے جا اور اُس سے جُدا نہ ہو کیونکہ تُو نے نامناسب اور جھُوٹ بات کہی ہے اور جو کچھ خدا نے تجھ کو حکم دیا ہے اُس پر عمل کر اور جو کچھ تُو نے کہا تھا خدا نے اُسے معاف کر دیا اور بخش دیا آیندہ پھر ایسی بات نہ کہنا۔ یہ سُنکر وُہ شخص واپس گیا اور اپنے کہنے پر نادم و پشیمان ہوا۔ اور خدا نے یہ امر مکروہ و خراب قرار دیا تاکہ پھر مومنین میں سے کوئی نہ کہے۔ [1]

علی بن ابراہیم اور شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ دحیہ کلبی قبل اس کے کہ مُسلمان ہوں کچھ کھانے کی چیزیں شام سے مدینہ فروخت کے لیئے لاتے۔ وُہ جب مدینہ آتے تو ایک موضع میں قیام کرتے جسکو احجار الزیت کہتے تھے۔ اور وہاں لوگوں کو جمع کرنے کے لیئے طبل اور دُوسرے باجے بجاتے تھے جس سے تمام اہلِ مدینہ یہانتک کہ باکرہ عورتیں چیزیں خریدنے اور تفریح و تماشا کے لیئے چلی جاتی تھیں اور جمع ہو جاتی تھیں۔ ایک مرتبہ جمعہ کا دن تھا اور جناب رسُولِ خداؐ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے ناگاہ اُنکے طبل کی آواز

[1] اصل قصّہ یہ ہے کہ اسلام سے قبل عرب میں یہ رسم جاری تھی کہ کوئی غصہ میں اپنی بیوی کو ماں کہہ دیتا تو وُہ اُس پر ہمیشہ کے لیئے حرام ہو جاتی چنانچہ ایک روز خولہ بنت ثعلبہ نماز پڑھ رہی تھی اور اُس کا شوہر اوس بن صامت اُسے دیکھ کر دُوسری دھن میں ہوا۔ خولہ نے اُس وقت انکار کیا تو اُس نے جھٹ سے یہ کہہ دیا کہ تیری پیٹھ میری ماں کی سی ہے۔ یہ سُنکر وُہ پریشان ہوئی اور افتاں و خیزاں حضرت رسُولؐ کے پاس پہنچی۔ آپ نے (رسم و رواج کے مطابق) فرمایا تم دونوں آپس میں حرام ہو گئے۔ اس سے وُہ اور زیادہ حیران ہوئی اور بولی کہ میں اب بڑھیا ہوئی بہت سے ننھے ننھے بچے ہیں شوہر سے جُدا ہو کر ان کی کیونکر پرورش کروں۔ آپؐ نے فرمایا میرے خیال میں تو حرام ہو گئی اب بغیر حکم خدا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس پر اُس نے خدا سے شکایت و فریاد کی اُس کی کئی مرتبہ کی فریاد کے بعد یہ حکم آیا کہ وُہ حرام تو ضرور ہے مگر اُس کے شوہر پر کفارہ دینا لازم ہے تب حلال ہو جائے گی (حاشیہ ص۸۶۵ حمائل شریف مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب اعلی اللہ مقامہ مطبوعہ نظامی پریس لکھنو) وُہ آیتیں یہ ہیں:۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِىْ تُجَادِلُكَ فِىْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِىْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ٥ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۖ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـئِىْ وَلَدْنَهُمْ ۚ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ٥ اے رسُولؐ جو عورت (خولہ) تم سے اپنے شوہر (اوس) کے بارے میں جھگڑتی اور خدا سے گلے شکوے کرتی ہے خدا نے اس کی بات سُن لی اور خدا تم دونوں کی گفتگو سُن رہا ہے بیشک خدا بڑا سُننے والا دیکھنے والا ہے (باقی بر صفحہ ۸۳۸)

بلند ہوئی جس کو سُنکر وُہ لوگ جو حضرتؐ کے پاس نمازِ جمعہ میں موجود تھے بارہ ۱۲ آدمیوں اور دُوسری روایتوں کے مطابق گیارہ اور آٹھ آدمیوں کے سوا سب کے سب حضرتؐ کو چھوڑ کر دوڑ گئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ دُوسرے لوگ اُن سے پہلے پہنچ کر چیزیں خرید لیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :- وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا ۣ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (پ۲۸ سورۂ جمعہ آیت ۱۱)۔ یعنی جب وُہ لوگ خرید و فروخت کی چیزیں یا تماشا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اے رسُولؐ وُہ اُسی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور تم کو نماز میں کھڑے ہوئے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اے رسُولؐ تم کہہ دو جو کچھ آخرت کا ثواب خدا کے پاس ہے وُہ باجے اور مالِ تجارت سے بہتر ہے اور خدا سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔" جناب رسُولِ خدا نے باقی لوگوں سے فرمایا کہ اگر تم سب کے سب چلے گئے ہوتے اور مجھ کو تنہا چھوڑ دیتے تو بیشک اُس وادی میں خداوندِ عالم آگ نازل کرتا جو سب کو جلا کر خاک کر دیتی۔ اور دُوسری روایت کے مطابق پتھر آسمان سے برستے۔

شیخ طوسیؒ نے بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ مدینہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص کا لڑکا حضرتؐ کی خدمت میں آکر بیٹھا کرتا تھا یہاں تک کہ حضرتؐ کبھی کبھی اس کو اپنے کاموں کے لیئے بھیج دیا کرتے تھے اور کبھی اس کو خطوط دے کر لوگوں کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ اتفاق سے چند روز وُہ نہ آیا تو حضرتؐ نے لوگوں سے اُس کا حال دریافت کیا۔ ایک شخص نے عرض کی میں نے آج اس کو عالمِ نزع میں دیکھا ہے۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اس کو دیکھنے تشریف لے گئے۔ حضرتؐ کی یہ برکت تھی کہ جس شخص سے گفتگو کرتے اگر اس کی زبان بند ہو گئی ہوتی تو بلاشبہ کُھل جاتی اور وُہ حضرتؐ کا جواب ضرور دیتا۔ حضرتؐ اُس کے لڑکے کے پاس پہنچے اور اُس کا نام لے کر پکارا وُہ فوراً بول اُٹھا لَبَّيْكَ یا اَبَا الْقَاسِم حضرتؐ نے فرمایا کہہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور گواہی دے کہ مَیں خدا کا رسُولؐ ہوں یہ سُنکر اُس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ نے کچھ نہ کہا۔ دُوسری مرتبہ سرورِ عالم نے پھر اُس کو آواز دی اور وُہی بات کہی پھر اُس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، اور باپ نے کچھ نہ کہا۔ تیسری مرتبہ پھر حضرتؐ نے فرمایا اور اُس نے باپ کی طرف دیکھا۔ اب اُس کے باپ نے کہا اگر تو چاہے کلمہ پڑھ لے اور نہ چاہے نہ پڑھ۔ یہ سُنکر اُس لڑکے نے کہا مَیں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور یہ کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں اسکے ساتھ اُس کی رُوح جسم سے پرواز کر گئی۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس کو غسل و کفن دو اور اس کو میرے پاس لاؤ تاکہ اُس پر نمازِ میت پڑھوں۔ اصحاب نے حکم کی تعمیل کی۔ اور حضرتؐ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ حمد اُس

(بقیہ از صت ۸۳۷) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ ظہار کرتے (اپنی بیویوں کو ماں کہتے) ہیں وُہ کچھ اُنکی مائیں نہیں (ہو جاتیں) ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جو ان کو جنتی ہیں اور وُہ بیشک ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور خدا بیشک معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔" (حمائل مترجمہ جناب مولانا فرمان علی صاحب اعلی اللہ مقامہٗ صت ۸۶۵ پ۲۸ سورۂ مجادلہ) اس کے بعد خصوصیت سے ظہار کا حکم ہے۔ (مترجم)

خدا کے لیئے سزاوار ہے جس نے آج میری برکت سے ایک بندہ کو آتشِ جہنم سے بچا لیا۔

قطب راوندی نے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک سفر میں اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ایک شخص ان دروں سے ظاہر ہوگا کہ تین ۳ روز سے اُس کے پاس شیطان نہیں گیا ہے اور اُس پر قابو نہیں پا سکا۔ اسی اثناء میں ایک شخص نمودار ہوا جس کا جسم نہایت لاغر تھا کہ اس کی ہڈیوں سے چمڑا لپٹا ہوا تھا اور اُس کی آنکھیں اندر گھس گئی تھیں اُس کے ہونٹ زیادہ گھاس کھانے سے سبز ہو رہے تھے۔ جب وُہ حضرتؐ کے لشکر کے قریب پہنچا حضرتؐ کو دریافت کیا اور آخر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا مجھے اسلام کی تعلیم دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اُس نے کلمہ پڑھا اور اقرار کیا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ کو چاہیئے کہ نمازِ پنجگانہ ادا کرتا رہے۔ ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ اُس نے کہا مَیں نے اقرار کیا۔ پھر فرمایا کیا خانۂ کعبہ کا حج کرتا ہے زکوٰۃ دیتا ہے اور غسلِ جنابت بھی کرتا ہے اُس نے ان سب کا اقرار کیا۔ پھر وہاں سے حضرتؐ آگے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دُور چلے ہوں گے کہ اُس اعرابی کا اونٹ پیچھے رہ گیا۔ حضرتؐ ٹھہر گئے اور اُس کا حال دریافت کیا۔ لوگ واپس پیچھے چلے کہ اُس کو دیکھیں۔ جب لشکر کے آخر تک پہنچے دیکھا کہ اعرابی کے اُونٹ کا پیر ایک سُوراخ میں پھنس گیا ہے اور اُونٹ گرا پڑا ہے اس کی اور اعرابی دونوں کی گردنیں شکستہ ہو گئی ہیں اور اعرابی رحمتِ الٰہی سے واصل ہو چکا ہے اور اُونٹ بھی ہلاک ہو گیا ہے۔ لوگوں نے جا کر حضرتؐ سے اُس کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ایک خیمہ برپا کر دو اور اُس میں اُس اعرابی کو غسل دو۔ جب اس کو غسل دیا جا چکا تو حضرتؐ نے خیمہ میں جا کر اُس کو کفن پہنایا لوگوں نے حضرتؐ کی حرکت کی آواز سُنی اور جب حضرتؐ خیمہ سے باہر آئے تو آپ کی جبینِ مبارک سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ اعرابی بھوک کے سبب سے مر گیا اور یہ اُن لوگوں میں سے ہے جو ایمان لائے اور کبھی اپنے ایمان کو ظلم اور گناہ سے آلودہ نہیں کیا۔ لہٰذا اس کے دہن میں بہشت کی خوشبو ڈالنے میں حوریں ایک دُوسرے پر سبقت کر رہی تھیں اور کہتی تھیں یا رسُولؐ اللہ مجھ کو بہشت میں اس اعرابی کی زوجیت میں قرار دیجیئے۔

ابنِ شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ رسُولؐ اللہ کے کسی غزوہ میں بلالؓ نے جمانہ دختر رحاف اشجعی کو اسیر کیا۔ جب وُہ وادی النعام میں پہنچے تو وُہ عورت اُن پر غالب ہوئی اور تلوار سے چند ضربتیں لگائیں اور اس کو اپنی چاندی سونے کی چیزوں میں سے جو جو پسند تھیں لے کر اپنے باپ کے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گئی اور شہاب بن مازن سے جا کر مل گئی جس کا لقب کوکب دری تھا۔ اس سے پہلے شہاب نے اُس کی خواستگاری کی تھی لیکن جمانہ کے باپ نے انکار کر دیا تھا۔ ادھر جب بلالؓ کے آنے میں دیر ہوئی تو جناب رسُولِ خدا نے حضرت سلمانؓ اور صہیب کو ان کی خبر لانے کے لیئے واپس بھیجا۔ جب وُہ پہنچے تو دیکھا کہ بلالؓ زمین پر مُردہ پڑے ہیں اور خُون اُن کے جسم سے جاری ہے۔ انہوں نے واپس آکر حضرتؐ سے بیان کیا اور رونے لگے حضرتؐ نے فرمایا رونا چھوڑو اور بلالؓ کو اُٹھا لاؤ۔ غرض بلالؓ لائے گئے۔ حضرتؐ نے دو رکعت نماز ادا کی اور کچھ دعائیں کیں۔ پھر ایک مٹھی خاک لے کر بلالؓ پر چھڑک دی وُہ اُسی وقت زندہ ہو گئے اور حضرتؐ کے قدموں پر گر پڑے

اور پیروں کو بوسہ دینے لگے۔ حضرتؐ نے پُوچھا تم کو کس نے مارا تھا؟ بلالؓ نے کہا جمانہ دختر زحاف نے حالانکہ میں اُس پر عاشق ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے بلالؓ تم کو خوشخبری ہو کہ میں لشکر بھیج کر اُس کو تمہارے واسطے حاصل کروں گا۔ پھر آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کی طرف رُخ کیا اور فرمایا کہ مجھے ابھی خداوند جلیل کی طرف سے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ جمانہ بلالؓ کو مار کر شہاب کے پاس چلی گئی ہے۔ اُس نے پہلے اُس کی خواستگاری کی تھی لیکن اُس کے باپ نے منظور نہیں کیا تھا۔ جب وُہ شہاب کے پاس پہنچی اور اپنا حال بیان کیا، تو شہاب اپنے لشکر کے ساتھ ہم سے جنگ کرنے کے لیے آرہا ہے۔ لہٰذا اے علیؑ تم مسلمانوں کے ساتھ اُس کے دفعیہ کے لیے جاؤ خدا تم کو فتح دے گا۔ اور مَیں مدینہ جارہا ہوں۔ امیرالمومنینؑ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ اُدھر روانہ ہوئے اور نہایت تیزی سے منزلیں طے کر کے شہاب کے سر پر پہنچ گئے۔ اُس سے جنگ کی۔ جناب امیرؑ اُس پر غالب ہوئے۔ تو شہاب اور جمانہ اپنے تمام لشکر کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔ حضرت علیؑ ان سب کو مدینہ لائے اور پھر سب نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے اسلام کی تجدید کی۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلالؓ سے پُوچھا اب کیا کہتے ہو؟ عرض کی مَیں تو اُس کا عاشق تھا، لیکن اب شہاب اس کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔ جب بلالؓ نے یہ حوصلہ مندی ظاہر کی تو شہاب نے دو کنیزیں، دو گھوڑے اور دو اونٹ اُن کو دیئے۔

تفسیر امامؑ میں مذکور ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے ایک مرتبہ کفار کی ایک جماعت پر لشکر بھیجا جو نہایت طاقت والی تھی۔ اور بہت دن گزر گئے کہ حضرتؐ کو کوئی اطلاع نہ ملی۔ حضرتؐ کو نہایت تشویش ہوئی۔ فرمایا کہ کاش کوئی جاتا اور اُن کی خبر لاتا۔ حضرتؐ دوپہر کے وقت قیلولہ کی غرض سے آرام فرما رہے تھے کہ ایک شخص خوشخبری لایا کہ وُہ لوگ دُشمن پر فتحیاب اور غالب ہوئے اُن میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ اکثر لوگوں کو زخمی کیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔ اور اُن کے مال واسباب کو لُوٹ لیا اور عورتوں اور بچّوں کو اسیر کر لیا ہے۔ جب وُہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو آنحضرتؐ اصحاب کے ہمراہ ان کے استقبال کو روانہ ہوئے۔ اُس لشکر کے سردار زید بن حارثہ تھے۔ حارثہ نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا ناقہ پر سے کُود پڑے اور دَوڑ کر آنحضرتؐ کے قدموں اور رکاب پر آنکھیں ملنے اور چُومنے لگے اور حضرتؐ کے دست مُبارک پر بوسہ دینے لگے۔ حضرتؐ اُن سے بغلگیر ہوئے اور اُن کے سر پر بوسہ دیا۔ پھر عبداللہ بن رواحہ بھی آئے اور حضرتؐ کے دست و پا کو بوسہ دیا۔ حضرتؐ اُن سے بھی بغلگیر ہوئے پھر تمام لشکر سواریوں سے اُتر کر حاضر خدمت ہُوا اور درود کے نعرے بلند کیے حضرتؐ نے سب کو دُعائے خیر دی۔ پھر فرمایا کہ بیان کرو کہ تمہارے اور دشمنوں کے درمیان کیا گذری۔ وُہ کافروں کے بہت سے قیدی اور مالِ غنیمت میں کافی سونا چاندی اور دُوسرے سامان لائے تھے۔ ان لوگوں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ اگر ہمارے حالات آپ سُنیں گے تو بہت تعجب کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے پہلے تو نہیں معلوم ہُوا تھا لیکن ابھی ابھی جبرئیلؑ نے خبر دی ہے۔ اور میں کتاب و دین کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ مگر خدا نے مجھے تعلیم فرمائی جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے :- وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ

مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (آیت ۵۲ سورۃ شوریٰ پ ۲۵) ترجمہ :- اسی طرح ہم نے اپنے حکم کی رُوح (قرآن) تمہاری طرف وحی کی تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے نہ ایمان کو مگر ہم نے اس (قرآن) کو ایک نُور بنایا جس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور اے رسُولؐ یقیناً تم بھی سیدھا راستہ دکھاتے ہو"۔ حضرتؐ نے فرمایا تم خود بیان کرو اپنے مومنین بھائیوں سے جو کچھ گزرا ہے تاکہ وُہ تمہاری تصدیق کریں۔ بیشک مجھے جبرئیلؑ نے آگاہ کر دیا ہے اُن تمام حالات سے جو اس سفر میں واقع ہُوا ہے۔ ان لوگوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ جب ہم دُشمن کے قریب پہنچے ایک شخص کو ان کے حالات اور تعداد معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ اُس نے آ کے بتایا کہ وُہ تقریباً ایک ہزار کی تعداد میں ہیں اور ہمارا لشکر دو ہزار تھا۔ وُہ لوگ ہزار اشخاص اپنے شہر سے باہر نکلے اور تین ہزار شہر میں چھوڑ آئے ہمارے قاصد نے ہمیں یہی خبر دی تھی کہ وُہ آپس میں کہہ رہے تھے کہ ہم صرف ایک ہزار ہیں اور دشمن کی تعداد دو ہزار ہے۔ ہم اُن سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں لہٰذا اس کے سوا چارہ نہیں کہ ہم شہر میں قلعہ بند ہو جائیں تاکہ دشمن دِل تنگ ہو کر ہم سے لڑائی کیے بغیر واپس چلے جائیں اس سبب سے ہم نے ہمّت کی اور اُن پر حملہ کر دیا۔ وُہ لوگ شہر میں داخل ہو گئے اور شہر کا دروازہ بند کر لیا۔ ہم لوگوں نے ان کے گرد محاصرہ کر لیا۔ آدھی رات کو جبکہ ہم لوگ سو گئے اور صرف چار اشخاص جاگ رہے تھے ان میں لشکر کے ایک طرف زید بن حارثہ نماز و تلاوتِ قرآن میں مشغول تھے دُوسری طرف قیس بن عاصم بھی مشغولِ تلاوت و نماز تھے۔ اُن لوگوں نے شدید اندھیری رات میں شہر کا دروازہ کھولا اور ہم پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ چونکہ اُن کا شہر تھا وُہ لوگ راستوں سے واقف تھے اور ہم لوگ ناواقف تھے اس سبب سے ہم بہت خوفزدہ ہوئے اور سمجھے کہ ہم ہلاکت میں پڑ گئے اور دشمنوں کے تیروں سے اندھیری رات میں بچنا ہمارے لیے ممکن نہ تھا کیونکہ ہم کو اُن کے تیر نظر نہ آتے تھے ناگاہ قیس بن عاصم کے دہن سے ایک روشنی نکلتے ہوئے دیکھی جیسے کہ لوگ آگ روشن کرتے ہیں۔ پھر دوسری روشنی زہرہ و مشتری کی روشنی کے مانند قتادہ بن النعمان کے دہن سے نکلی پھر ایک روشنی عبداللہ بن رواحہ کے دہن سے نکلی جو اندھیری رات میں چاند کی شعاعوں کے مانند تھی اسی طرح ایک روشنی زید بن حارثہ کے دہن سے مثل آفتاب تاباں کے ساطع ہوئی۔ غرض ان روشنیوں سے ہمارا لشکرگاہ دن کی روشنی سے زیادہ روشن ہو گیا۔ ہمارے دشمن شدّت کے اندھیرے میں تھے۔ ہم ان کو دیکھتے تھے اور وُہ ہم کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ زید نے ہم کو ان کی طرف متفرق کر دیا ہم مثل بینا اور وُہ اندھوں کے مانند تھے۔ ہم تلواریں کھینچ کر اُن پر ٹوٹ پڑے۔ بہتوں کو قتل کیا اور بہتوں کو زخمی کیا اور باقی لوگوں کو گرفتار کیا اور اُن کے شہر میں داخل ہو گئے اور اُن کی عورتوں اور بچّوں کو اسیر کیا اور اُن کے مال واسباب پر متصرف ہو گئے۔ اور یہ سب آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ یا حضرتؐ اس سے زیادہ عجیب کوئی بات ہم نے نہیں دیکھی کہ ان لوگوں کے دہن سے روشنی ظاہر ہوئی جس سے دشمنوں کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا

اور ہم نے ان کو بہ آسانی قتل کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہو الحمد للہ رب العالمین اور خدا کا شکر بجالاؤ جس نے تم کو ماہِ شعبان کے سبب سے فضیلت کرامت فرمائی۔ وُہ جنگ ماہ شعبان کی شبِ اوّل میں واقع ہوئی تھی۔ وُہ لوگ ماہِ رجب میں جنگ کے لیئے روانہ ہوئے تھے جو حرام مہینوں میں سے ہے اور جس میں جنگ جائز نہیں۔ اور یہ انوار جو ان لوگوں کے دہن سے نکلے ان کے اعمال کے سبب سے تھے، جو ماہِ شعبان کی شبِ اوّل میں بجالا رہے تھے۔ خداوندِ عالم نے ان اعمال کا ثواب رات میں نورؐ کی صورت میں ان کو کرامت فرمایا۔ صحابہ نے کہا یا رسولؐ اللہ وُہ اعمال کیا ہیں۔ ہم کو بھی آگاہ فرمایئے تاکہ ہم بھی ان کی موافقت کریں اور ثواب حاصل کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیس بن ثابت نے اوّل ماہِ شعبان میں لوگوں کو نیکی کا حکم دیا اور بدی سے منع کیا اور خیر وصلاح کی جانب لوگوں کی رہنمائی کی، اس سبب سے خداوندِ کریم نے ان کے رات کے اعمال سے پہلے ہی اُن کو نورؐ کرامت فرمایا جبکہ وُہ تلاوتِ قرآن کر رہے تھے۔ اور قتادہ نے دن میں اپنا قرض ادا کر دیا تھا اس سبب سے حق تعالیٰ نے اُن کو رات کے وقت وُہ نورؐ عطا فرمایا۔ اور عبداللہ بن رواحہ اپنے والدین کے حق میں بہت نیکی کیا کرتے تھے اس لیئے خدا نے ان کو شب کے وقت اس کا زیادہ ثواب عنایت فرمایا۔ جب دن نکلا تو ان کے والدین نے اُن سے کہا کہ ہم تو تجھ کو دوست رکھتے ہیں لیکن تمہاری فلاں زوجہ ہم کو آزار پہنچاتی ہے اور اتہام لگاتی ہے ہم کو اطمینان نہیں ہے اس سے کہ ہمارے کام نپٹ جائیں اور کسی جنگ میں دشمن ہم پر غالب ہوجائیں، اور تم قتل ہوجاؤ اور تمہاری زوجہ تمہارے مال میں ہماری شریک ہو اور اُس کی طرف سے ہمارے لیئے ایذا اور تکلیف زیادہ ہو۔ عبداللہ نے کہا کہ مجھے پہلے نہیں معلوم تھا کہ وُہ آپ لوگوں پر زیادتی کرتی ہے اور آپ لوگوں کو اس سے کراہت و نفرت ہے۔ اگر میں جانتا تو اُس کو طلاق دے دیتا لیکن اب طلاق دیتا اور علیحدہ کیئے دیتا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو اطمینان وسکون ہو۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ جس چیز کو آپ لوگ ناپسند کریں اُسے میں پسند کروں۔ اس سبب سے خدا نے اُن کو پہلے ہی نور عطا فرمایا۔ اور زید بن حارثہ کے دہن سے جو آفتاب کے مانند نورؐ ساطع ہوا تو وُہ بہترین قوم ہیں اور اُن میں سب سے زیادہ نیک کردار ہیں۔ اور سبب یہ ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ جانتا تھا کہ اُن سے ایک بہترین عمل صادر ہوگا اس سبب سے ان کو برگزیدہ کیا اور دُوسروں پر فضیلت بخشی اسی عملِ خیر کے باعث نورؐ ساطع ہوا یہانتک کہ اُسی نورؐ کے سبب سے مشرکوں پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اور اُن کا وُہ عمل وُہ تھا کہ اُس روز جس کی رات کو مُسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی ایک منافق زید کے پاس آیا اور چاہا کہ اُن کے اور علیؑ کے درمیان فساد برپا کرے اور اُن کی آپس کی محبت زائل کردے۔ اُس نے کہا اے زید تم کو مُبارک ہو مبارک ہو کہ اہلبیتؑ رسُولؐ خدا میں اپنی مثال نہیں رکھتے تمہارا احسان اسلام اور مسلمانوں پر اس فتح کے سبب زیادہ ہوا جو تم نے حاصل کی اور تمہاری جلالت وبزرگی نمایاں ہوئی اُس نورؐ کے سبب جو کل رات تمہارے دہن سے ساطع ہوا۔ یہ سُنکر زید نے کہا اے بندۂ خدا! خدا سے ڈر اور گفتگو میں حد سے نہ بڑھ اور مجھ کو میری بساط سے زیادہ نہ بڑھا ورنہ اس بات سے تو خدا و رسُولؐ کا

اعمالِ اوّل ماہِ شعبان کی فضیلت۔

قرض سے سبکدوش ہونے کی فضیلت۔

والدین کی خوشنودی کو اپنی بیوی کی خوشنودی پر مقدم رکھنے کی فضیلت۔

مخالف ہوکر کافر ہوجائے گا۔ اور اگر میں بھی تیری بات قبول کرلوں تو تیری طرح کافر ہوجاؤں گا۔ اے بندۂ خدا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے آگاہ کروں جو کچھ ابتدائے اسلام میں اور اُس کے بعد واقع ہوا یہانتک کہ جنابِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں ہجرت کرکے تشریف لائے اور علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ جنابِ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو تزویج فرمایا اور اُن سے حسنؑ وحسین علیہم السلام پیدا ہوئے۔ اُس منافق نے کہا ہاں۔ زید نے کہا جنابِ رسُولِ خدا مجھے بہت دوست رکھتے تھے یہانتک کہ انتہائی شفقت میں مجھے اپنا بیٹا فرمادیا اور لوگ مجھے زید ابن محمدؐ کہنے لگے۔ مختصر یہ کہ امام حسنؑ و امام حسین علیہما السلام پیدا ہوئے تو میں اُن دونوں شہزادوں کی خاطر سے ناپسند کرنے لگا کہ کوئی مجھے آنحضرتؐ کا بیٹا کہے۔ اس لیئے جو شخص مجھے پسرِ محمدؐ کہہ کر پکارتا تو میں کہتا کہ مجھے پسرِ محمدؐ مت کہا کرو بلکہ زید آزاد کردۂ رسولؐ خدا کہا کرو کیونکہ میں اچھا نہیں سمجھتا کہ حسن وحسین علیہم السلام کے مثل بنوں۔ برابر ایسا ہی ہوتا رہا یہانتک کہ خدا نے میرے دل کی تصدیق فرمائی اور یہ آیت نازل کی: مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ اللّٰٓـئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ (پ۲۱ سورۃ احزاب آیت ۴) یعنی خدا نے کسی مرد کے سینہ میں دُو دل نہیں بنائے ہیں (یعنی آدمی کے دو دل نہیں ہوتے کہ ایک دل سے محمدؐ وآلِ محمدؐ کو دوست رکھے اور ان کی تعظیم کرے اور دُوسروں پر اُن کو فضیلت دے اور دُوسرے دل سے اُن کے دشمنوں کو دوست رکھے اور اُن پر تفضیل دے۔ تو جو شخص ان کا دوست ہے تو اُس کو چاہیئے کہ اُن کی فضیلت کا اقرار کرے اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرے) اور خدا نے تمہاری بیبیوں کو تمہاری مائیں نہیں بنایا ہے کہ تم ان سے ظہار کرو اور ان کو اپنی ماں سے تشبیہ دو اور نہ تمہارے مُنہ بولے بیٹوں کو درحقیقت تمہارا بیٹا بنا دیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ (آیت سورۃ احزاب) یعنی مومنین اور مہاجرین میں سے آپس میں رشتہ دار کتابِ خدا کی رُو سے (ترکہ کے) زیادہ حقدار ہیں مگر تم اپنے دوستوں سے سلوک کرنا چاہو تو یہ کتابِ خدا میں لکھا ہوا ہے۔" زید نے اُس شخص سے کہا کہ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو لوگوں نے پھر مجھے آنحضرتؐ کا بیٹا نہیں کہا مگر رسُولؐ کا بھائی کہنے لگے۔ اسی طرح برابر کہا کرتے تھے اور میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ یہانتک کہ سرورِ عالم نے علیؑ بن ابی طالبؑ کو اپنا بھائی فرمایا۔ پھر کسی نے مجھ کو رسُولؐ کا بھائی نہیں کہا۔ لہٰذا اے شخص زید علیؑ بن ابی طالب کا غلام اور اُن کا آزاد کردہ ہے جس طرح رسُولؐ اللہ کا آزاد کردہ ہے۔ لہٰذا زید کو مثلِ علیؑ کے مت خیال کرو اور اس کا مرتبہ اُس کی حد سے زیادہ نہ کرو ورنہ نصاریٰ کے مانند ہوجاؤ گے جنہوں نے جنابِ عیسیٰؑ کو اُن کی حد سے بہت بلند کردیا اور کافر ہوگئے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس سبب سے حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے زید کو گرامی کیا اور اُس نور وضیاء کے ساتھ منور فرمایا کیونکہ علیؑ کو اپنے مرتبہ سے پہچانا اور اپنے کو اُن کی دوستی میں کامل بنایا۔ اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے سچائی کے ساتھ خلق کی جانب بھیجا ہے کہ خداوندِ عالم زید کے لیئے انکے اس اعتقاد کے سبب سے

جو کچھ آخرت میں مہیا کیا ہے اس سے کہیں زیادہ ہے جو تم نے اُن سے دنیا میں نور مشاہدہ کیا وُہ اُس کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ بیشک زید میدانِ حشر میں آئیں گے اُن کا نور اُن کے آگے پیچھے داہنے بائیں، بالائے سر اور زیر پا ہو گا جو ہزار سال کی راہ تک نمایاں رہے گا۔

بیماری میں اجر و ثواب۔

کلینی نے بسند صحیح جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خداؐ نے آسمان کی جانب نظر کی اور تبسم فرمایا۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے ان دو فرشتوں پر تعجب ہوا جو آسمان سے زمین پر آئے اور کسی بندہ صالح مومن کو اُس کی جانماز پر تلاش کرنے لگے تاکہ اُس کے عمل کو اُس رات اور دن میں لکھیں۔ لیکن اس کو جائے نماز پر نہیں پایا پھر آسمان پر چلے گئے اور کہا پروردگارا تیرے بندہ کو ہم نے اُس کی جائے نماز پر دیکھا تاکہ اُس کا شب و روز کا عمل لکھیں مگر اُس کو اُس جگہ نہیں پایا بلکہ اُس کو تیری قید میں پایا کہ وُہ بیمار ہے۔ تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندہ کے واسطے وہی عملِ خیر لکھو جو وُہ ہمیشہ صحت کی حالت میں رات اور دن بجالاتا تھا کیونکہ میرا بندہ میری گرفت میں ہے اور میری بزرگی و فضل و کرم کا مقتضیٰ یہ ہے کہ میں اُس کے لیئے وُہی ثواب لکھوں۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اشراف یمن کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اُن میں ایک شخص تھا جس کی گفتگو سب سے بلند و بہتر تھی اور وُہ آنحضرتؐ سے منازعت میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ کو غصّہ آگیا اور آپ کی آنکھوں کی رگیں اُبھر آئیں اور چہرۂ اقدس کا رنگ بدل گیا۔ اس حال میں حضرتؐ نے کچھ دیر کے لیئے سر جھکا لیا۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا آپ کا پروردگار بعد تحفۂ سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ یہ شخص سخی اور جوانمرد ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ یہ سُنتے ہی حضرتؐ کا غصّہ دُور ہو گیا۔ پھر حضرتؐ نے سر اُٹھا کر فرمایا کہ اگر جبرئیلؑ نے آکر مجھے یہ خبر نہ دی ہوتی کہ تو سخی اور بلند حوصلہ ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے تو یقیناً تجھ کو ایسی سزا دیتا جو تیرے ساتھیوں کے لیئے جو تیرے پیچھے آرہے ہیں عبرت کا سبب ہوتی۔ یہ سُنکر اُس مرد نے کہا آپ کا پروردگار سخاوت کو دوست رکھتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ تو اُس نے کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں اُسی خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میں نے کسی شخص کو واپس نہیں کیا مگر یہ کہ اُس کو اپنے مال سے ضرور کچھ دیا ہے۔

ایک فرشتہ کا ایک شخص کا امتحان لینا۔

بسند معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص جناب رسُولِ خداؐ کے پاس آیا کہ میں بُوڑھا ہو گیا ہوں میرے بہت سے عیال ہیں۔ کمزوری اور ناتوانی مجھ پر مسلط ہو چکی ہے میرے پاس کچھ نہیں ہے کیا ممکن ہے کہ آپ اس تنگی کے زمانہ میں میری مدد فرمائیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے صحابہ کی جانب نگاہ کی اور صحابہ نے حضرتؐ کی طرف نظر کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُس نے اپنا حال مجھ کو اور تم سب کو سُنا دیا۔ یہ سُنکر ایک شخص اُٹھا اور اس سے بولا میں کل تیری ہی طرح محتاج تھا۔ آج خدا نے مجھ کو کافی مال عطا فرمایا ہے پھر وُہ اُس شخص کو اپنے گھر لے گیا اور ایک بڑی تھیلی میں چاندی سونا بھر کے اُس کو دیا۔ اُس پیر مرد نے کہا کہ یہ سب مجھ کو دیتا ہے؟ کہا ہاں۔ پیر مرد نے کہا کہ اپنا مال لے لے کیونکہ میں نہ جن ہوں نہ انسان ہوں بلکہ فرشتہ ہوں

خدا نے مجھے بھیجا کہ تیرا امتحان لوں۔ تو میں نے تجھے خدا کی نعمتوں پر شکر کرنے والا پایا۔ خدا تجھ کو جزائے خیر دے۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسُولؐ اللہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا جا اور غصّہ نہ کرنا۔ اُس شخص نے کہا میں اس پر عمل کروں گا۔ اور واپس چلا گیا۔ جب اپنے عزیزوں کے پاس پہنچا اُن میں جنگ چھڑی ہوئی تھی اور دونوں طرف صفیں بندھی ہوئی تھیں۔ سب اسلحوں سے آراستہ تھے۔ اُس نے جب یہ حال دیکھا اُس کے غصّہ کی آگ بھڑک اُٹھی اور اسلحے لگا کر جنگ پر آمادہ ہو گیا کہ رسُولؐ اللہ کی نصیحت یاد آئی کہ غصّہ نہ کرنا۔ اُس نے فوراً اپنے اسلحے اُتار کر رکھ دیئے اور اُس گروہ کے پاس آیا جو اُس کی قوم کے دشمن تھے اور کہا لوگو! تم کو جو کچھ زخم و تکلیف پہنچی ہے اور جو لوگ قتل ہوتے ہیں ان سب کا خونبہا اور نقصان میں اپنے مال سے دیتا ہوں اُن لوگوں نے یہ سُنکر کہا کہ جو کچھ اس جنگ میں نقصان واقع ہوا ہے سب ہم نے تم کو معاف کیا اور ہم احسان کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں۔ غرض دونوں فریق نے آپس میں صلح کر لی اور غیظ و غضب ان کے دلوں سے زائل ہو گیا۔

تفسیر فرات میں علی بن ابراہیم وغیرہ سے مذکور ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو قبیلۂ بنو ولیعہ کی طرف بھیجا تاکہ اُن سے زکوٰۃ وصول کرے۔ زمانۂ جاہلیت میں ولید اور اُس قبیلہ کے درمیان عداوت تھی۔ ولید جب اُس قبیلہ کے پاس پہنچا وُہ لوگ یہ معلوم کرنے کے واسطے باہر نکل پڑے کہ اب بھی ولید کے دل میں کچھ عداوت باقی ہے یا نہیں۔ لیکن ولید اُن لوگوں سے ڈر کر آنحضرتؐ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ بنو ولیعہ نے مجھے قتل کرنا چاہا اور مجھ کو زکوٰۃ نہیں دی۔ جب یہ بات اُس قبیلہ کے لوگوں کو معلوم ہوئی تو جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں آکر عرض کی یا رسُولؐ اللہ ولید نے حضورؐ سے جھُوٹ بیان کیا۔ اصل یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ہمارے اور اُس کے درمیان دشمنی تھی۔ ہم کو یہ خوف ہوا کہ اُس عداوت کے سبب سے ہم پر سختی کرے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ نافرمانی ترک کرو ورنہ تمہاری سرکوبی کے لیئے ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کے برابر ہے جو تمہارے مردوں کو قتل کرے گا، تمہارے لڑکوں کو اسیر کرے گا۔ اور اپنا ہاتھ جناب امیرؑ کے کاندھے پر رکھ کر فرمایا کہ وُہ شخص یہی ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اُس وقت خداوند عالم نے ولید کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ (آیتؔ سورۃ الحجرات پ۲۶) اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آکر کچھ خبر بیان کرے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ (اُس کے بیان پر) نادانی سے کسی گروہ کو نقصان پہنچا دو اور آخر میں اپنے کیئے پر نادم ہو۔ اس آیت میں خدا نے ولید کو فاسق کہا ہے۔

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خداؐ ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں گھوم رہے تھے وہاں بہت عمدہ گندم پایا جو نظر آیا اُس کے بیچنے والے سے فرمایا کہ تیرا یہ غلّہ بہت اچھا ہے

اس کا بھاؤ کیا ہے۔ اُسی وقت خدا نے حضرتؐ کو وحی فرمائی کہ اس کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھو حضرتؐ نے جب غلہ اندر سے نکال کر دیکھا تو خراب نکلا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو فریب دینے کے لیے تم نے خیانت کی ہے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور طنز کے طور پر کہا کیا ایام جاہلیت اور اب اسلام میں آپ باپ ماں کے لحاظ سے ہم میں سب سے بہتر نہیں ہیں اور ہمارے چھوٹے بڑے سب سے بلند مرتبہ نہیں ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ کو غصہ آگیا فرمایا کہ اے اعرابی تیری زبان پر کتنے پردے ہیں اُس نے کہا دو حجاب ہونٹ اور دانت ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ ان میں سے کیا ایک بھی تیری زبان کی سختی کو ہم سے روکنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ دُنیا میں جس قدر چیزیں آدمی کو دی گئی ہیں کوئی چیز اس شخص کو آخرت کا نقصان پہنچانے والی زبان کی درازی سے زیادہ نہیں اے علیؑ اس کی زبان کاٹ دو۔ لوگوں نے سمجھا کہ اس کی زبان کاٹی جائے گی لیکن جناب امیرؑ نے اُس اعرابی کو چند درہم عطا فرمائے اور رخصت کر دیا۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ ثوبان آزاد کردہ رسُولؐ خدا آپ کو بہت دوست رکھتے تھے اور آپؐ کی جدائی کی تاب نہ رکھتے تھے۔ ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُن کا چہرہ زرد تھا جسم لاغر ناتوان حضرت رسُولؐ نے فرمایا اے ثوبان تمہارا رنگ کیوں متغیر ہے؟ عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھے کوئی بیماری نہیں مگر یہ کہ جب تک حضورؐ کو نہیں دیکھتا مشتاق اور بیتاب رہتا ہوں۔ اور جب تک حضورؐ کی خدمت میں نہیں پہنچتا سکون حاصل نہیں ہوتا۔ پھر آخرت کو یاد کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ وہاں حضرتؐ کے پاس کیسے پہنچوں گا جبکہ یہ جانتا ہوں کہ وہاں آپؐ کو پیغمبروں کے ساتھ جنت کے بلند درجوں میں جگہ ملے گی اگر مَیں بھی جنت میں پہنچ جاؤں تو آپ کے مقام و منزل سے بہت پست درجہ میں ہوں گا اور اگر بہشت میں نہ پہنچا تو گمان نہیں کہ کبھی آپؐ کی زیارت نصیب ہوگی۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی:- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (سورۃ النساء پ۵) جو شخص خدا اور رسُولؐ کی اطاعت کرتا ہے تو وہ لوگ انبیا، صدیق، شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے انعام فرمایا ہے میں سے ہوں گے اور یہ لوگ کیا اچھے رفیق ہیں"؛ تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اُسی خدا کی قسم جس نے مجھ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایمان میں کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ مَیں اُس کے نزدیک اُس کی ذات اُس کے باپ ماں اور اہل وعیال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

علی بن ابراہیمؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ مؤلفۃ قلوبہم جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے یہ لوگ ہیں۔ ابوسفیان پدر معاویہ، سہیل بن عمرو، ہمام بن عمرو، صفوان بن اُمیہ، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن فزاری، مالک بن عوف اور علقمہ بن علاثہ۔ جناب رسُولؐ خدا نے ان میں سے ہر ایک کو کم و بیش سو اونٹ ان کے جمال سمیت دیئے۔

روایت ہے کہ عبداللہ بن نفیل منافق تھا اور حضرتؐ کی مجلس میں آتا اور آنحضرتؐ کی باتیں سُنتا اور اعتراض کرتا اور منافقوں سے بیان کیا کرتا تھا۔ تو جبریلؑ نے آکر کہا یا رسُولؐ اللہ ایک مرد منافق دوسرے منافقوں سے آپ کی چغلخوری کیا کرتا ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا وہ سیاہ فام ہے اُس کے سر میں بال بہت ہیں، آنکھیں بڑی ہیں جب وہ نظر اُٹھا کے اُن سے دیکھتا ہے تو دو روشن دان کے مانند معلوم ہوتی ہیں۔ اُس کی زبان سے شیطان بولتا ہے۔ حضرتؐ نے اُس کو بلایا اور جبریلؑ کے بیان سے آگاہ کیا اُس نے قسم کھائی کہ مَیں ایسا نہیں کرتا۔ حضرتؐ نے بظاہر فرمایا کہ مَیں تیری بات قبول کرتا ہوں مگر آیندہ ایسا نہ کرنا، باوجودیکہ حضرت جانتے تھے کہ وہ جھوٹ کہتا ہے۔ وہ منافق اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور کہا کہ محمدؐ تو سراپا کان ہیں یعنی جو کچھ اُن کے بارے میں کہا جاتا ہے اُس کو سُن لیتے اور جو عذر کیا جاتا ہے اس کو مان لیتے ہیں۔ خدا نے ان کو مطلع کیا کہ مَیں چغلخوری کرتا ہوں اور اُن کی باتیں اُن کے دشمنوں سے بیان کرتا ہوں تو انہوں نے خدا کی بات بھی قبول کرلی۔ اور جب مَیں نے کہا کہ مَیں ایسا نہیں کرتا تو میری بات بھی مان لی؛ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:- وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (آیت ۶۱ سورۃ توبہ پ۱۰)، علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ وہ تصدیق کرتے ہیں اُس کی جو خدا اُن پر نازل کرتا ہے اور وہ اُس منافق کا عذر بھی ظاہر میں مان لیتے ہیں لیکن باطن میں تصدیق نہیں کرتے۔ یہاں مومنین سے مُراد وہ لوگ ہیں جو بظاہر ایمان لائے ہیں اگرچہ وہ باطن میں کافر ہوں۔

روایت ہے کہ جب خداوند عالمین نے مومنین سے قرض طلب کیا اور صحابہ میں سے ہر ایک نے اپنی بساط و مقدرت اور اپنے ایمان کے مطابق صدقہ کی رقم حضرتؐ کی خدمت میں پیش کی سالم بن عمیر انصاری ایک صاع خرما لائے اور کہا یا رسُولؐ اللہ مَیں نے آج رات مزدوری کی اور دو صاع خرمے اجرت میں ملے ایک صاع اپنے عیال کے لیے رکھ لیا اور ایک صاع اپنے پروردگار عالم کو قرض دیتا ہوں حضرتؐ نے حکم دیا کہ وہ خرما صدقوں میں ڈال دو۔ منافقین نے مذاق اڑانا شروع کیا کہ خدا کی قسم خدا اس کے خرمے سے بے نیاز ہے مگر اس کی غرض یہ ہے کہ پیغمبرؐ کے دل میں اپنی یاد قائم کرے جبکہ صدقہ حاصل ہو تو اس کو دے دیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ الآخرۃ (آیت ۷۹ سورۃ توبہ پ۱۰) (ترجمہ جو لوگ دل کھول کر خیرات کرنے والے مومنین پر (ریاکاری) اور اُن مومنین پر جو صرف اپنی مشقت کی مزدوری پاتے ہیں (شیخی کا) الزام لگاتے ہیں پھر ان سے مسخرا پن کرتے ہیں تو خدا بھی اُن سے تمسخر کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ اور عثمان بن عفان کے درمیان ایک باغ کے بارے میں تنازع تھا۔ جناب سرورِ کائناتؐ نے عثمان سے فرمایا کہ کیا تم راضی ہو کہ خدا و رسُولؐ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے عثمان سے کہا کہ حضرتؐ کی ثالثی قبول مت کرنا ورنہ وہ علیؑ کے حق میں فیصلہ کریں گے بلکہ ابن ابی شیبہ یہودی سے فیصلہ کراؤ۔ عثمان نے حضرت علیؑ سے یہی بات کہی اور اُس کے پاس گئے تو ابن ابی شیبہ نے کہا کہ محمدؐ کو وحیٔ آسمانی کے بارے میں تو امین سمجھتے ہو اور اس معاملہ میں امین نہیں مانتے

اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :- وَإِذَا دُعُوٓا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ (آیت ۴۸ سورۃ النور پ۱۸) یعنی جب وُہ خدا و رسولؐ کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ اُن کے درمیان رسُولؐ فیصلہ کریں تو اُن میں سے ایک فریق روگردانی کرتا ہے۔ یہ آیت اُن کے کفر و شقاوت کے بیان میں نازل ہوئی۔

روایت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کا ایک باغ کی طرف گذر ہُوا جہاں عمرو بن عاص اور عقبہ بن معیط شراب کے نشہ میں مست ہو کر سیّد الشہداء حضرت حمزہؓ کی شہادت پر طعن وطنز کے ساتھ چند اشعار پڑھ رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا خداوندا ان کو فتنوں میں سرنگوں فرما جو سرنگوں کرنے کا حق ہے اور جہنم کی آگ میں جلا جو جلانے کا حق ہے۔

روایت ہے کہ ایک انصاری کا ایک درخت ایک دُوسرے شخص کے مکان میں تھا وُہ بغیر اُس کی اجازت کے اُس کے گھر میں داخل ہوگیا۔ صاحبِ خانہ نے اُس کی شکایت رسُولؐ اللہ سے کی حضرتؐ نے اس مالکِ درخت انصاری کو بلا کر فرمایا کہ اپنا وُہ درختِ خرما مجھے دے دے جس کے عوض میں تجھ کو بہشت میں ایک درخت دُوں گا اُس بدبخت نے منظور نہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا فروخت کر دے اُس کے عوض ایک باغ مَیں تجھے بہشت میں دُوں گا۔ لیکن اُس نے قبول نہ کیا اور واپس چلا آیا۔ ابوالدحداح انصاری اُس کے پاس گئے اور اُس درخت کو اُس سے خرید کر جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ اس درخت کی جو قیمت اُس انصاری کو بہشت میں دینا فرما رہے تھے مجھے دیجیے اور یہ درخت مجھ سے لے لیجیے۔ حضرتؐ نے فرمایا تمہارے واسطے اس درخت کے عوض بہت سے باغ ملیں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :- فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝ (آیت ۵ تا ۷ سورۃ لیل پ۳۰) توجس نے سخاوت کی اور اچھی بات (اسلام) کی تصدیق کی تو ہم اُس کے لیئے راحت و آسانی (جنّت) کے اسباب مہیا کر دیں گے یا آسانی اُس کام میں جس میں اُس کو راحت حاصل ہو" یہ آیتیں ابوالدحداح کی شان میں نازل ہوئیں جس نے ثوابِ الٰہی کی تصدیق کی۔ اور یہ دُوسری آیتیں اُس انصاری کے حق میں نازل ہوئیں جس نے بخل کیا اور ثوابِ آخرت کی تصدیق نہ کی۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے :- وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۝ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ ۝ (آیت ۸ تا ۱۱ سورۃ مذکور پ۳۰) اور جس نے بخل کیا اور لاپرواہی کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اُس کو سختی (جہنم) میں پہنچا دیں گے اور اُس کا مال اُس کو کچھ فائدہ نہ دے گا جبکہ وُہ قبر یا جہنم میں جا پہنچے گا۔ اور آخر سورۃ میں خداوندِ عالم نے ابوالدحداح کو زیادہ پرہیزگار فرمایا ہے اور اُس کی مدح کی ہے اور اُس انصاری کو زیادہ شقی کہا ہے اور اُس کے لیئے جہنّم کا وعدہ کیا ہے۔ اور قرب الاسناد میں یہی مضمون بسندِ صحیح حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ ابوالدحداح نے خرمے کا ایک باغ دیا اور اُس درختِ خرما کو خرید کیا۔ اور شیخ طبرسیؒ نے اس سورۃ کے نازل ہونے کی وجہ یوں روایت کی ہے کہ ایک شخص کا ایک درختِ خرما خود

اُس کے اپنے گھر میں تھا جس کی شاخ اُس کے ہمسایہ کے مکان میں پھیلی ہوئی تھی۔ وُہ ہمسایہ غریب اور عیالدار تھا۔ جب وُہ شخص اپنے درخت پر خرمے توڑنے کے لیئے چڑھتا تو کچھ خرمے اُس ہمسایہ کے گھر میں بھی گر جاتے اور اُس مردِ غریب کے بچے خرموں کو چُن لیتے۔ وُہ شخص درخت سے جب اُترتا تو خرمے اُن بچوں سے چھین لیتا اور اگر وُہ دہن میں رکھ لیتے تو اُنگلی ڈال کر مُنہ سے نکال لیتا۔ آخر اُس شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس شخص کو بُلا لاؤ۔ وُہ حاضر ہوا تو آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ وُہ شاخ جو اُس غریب شخص کے گھر پر پھیلی ہوئی ہے مجھے دے دے مَیں تجھے بہشت میں ایک درختِ خرما عطا کروں گا۔ اُس بدنصیب نے کہا کہ میرے پاس بہت سے درخت خرما ہیں لیکن اس درخت کے پھلوں سے زیادہ کسی کے پھل پسند نہیں کرتا۔ چونکہ ابوالدحداح اُس وقت موجود تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے۔ جبکہ وُہ شخص واپس چلا گیا تو وُہ بھی اُٹھے اور حضرتؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسُولؐ اللہ اگر اُس درخت کو مَیں خرید کر آپ کو دے دوں تو جو اُس درخت کے مالک کے لیئے آپ نے بہشت میں دینے کے لیئے فرمایا میرے لیئے بھی وعدہ فرمائیں گے حضرتؐ نے فرمایا ضرور۔ یہ سُنکر ابوالدحداح صاحبِ درخت کے پاس گئے اور اُس کو خریدنے کی خواہش کی۔ اُس نے کہا تم نے سُنا کہ جناب رسُولؐ خدا اُس کے عوض مجھے بہشت میں درخت دے رہے تھے لیکن مَیں نے قبول نہیں کیا۔ ابوالدحداح نے کہا کہ اُس کے بیچنے کا ارادہ رکھتے ہو یا نہیں۔ اُس نے کہا نہیں بیچوں گا۔ جب تک اتنا زیادہ مال اُس کے عوض نہ ملے کہ مجھے گمان نہ ہو کہ اس قدر مال کوئی دے سکتا ہے۔ انہوں نے پُوچھا کہ کس قدر قیمت چاہتے ہو۔ اُس نے کہا چالیس[۴۰] درخت خرما۔ ابوالدحداح نے کہا کیا خوب۔ اپنے ایک ٹیڑھے درخت کے عوض چالیس[۴۰] درخت مانگتے ہو۔ اچھا مَیں نے دیئے۔ اُس نے کہا کچھ لوگوں کو لاؤ اور گواہ قرار دو تاکہ بعد میں اس سودے کے بارے میں تم انکار نہ کرو۔ ابوالدحداح ایک جماعت کو بُلا لائے اور گواہ بنا دیا اور اس درخت کو چالیس[۴۰] درختوں کے عوض خرید کیا۔ پھر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسُولؐ اللہ وُہ درخت مَیں نے خرید لیا اور حضُورؐ کو دیتا ہوں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ اُس شخص فقیر کے گھر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ درخت اب تیرا اور تیرے عیال کا ہے اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تین[۳] اشخاص جناب رسُولِ خدا پر بہت اتہام اور جھُوٹ باندھتے تھے۔ ابوہریرہ، انس اور عائشہ۔ اور قرب الاسناد میں بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تین[۳] اشخاص نے جناب فاطمہ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا کے خلاف فدک سے انکار کی گواہی دی اور جناب رسُولؐ خدا پر جھُوٹ باندھا کہ کوئی شخص آنحضرتؐ کی میراث نہیں پاتا عائشہ، حفصہ اور اوس بن حدثان۔

قطب راوندی نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی خبر مجھ کو یمن میں پہنچی تو مَیں ایک بڑا بادشاہ تھا اور میری تمام قوم میری فرمانبردار تھی مَیں نے بادشاہی چھوڑ کر خدا اور رسُولؐ کی اطاعت اختیار کی اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت کے اصحاب نے مجھے

بتایا کہ آنحضرتؐ نے میرے آنے سے تین روز پہلے میرے آنے کی خبر دے دی تھی کہ اب وائل بن حجر حضر موت کے دُور دراز مُلک سے آرہا ہے ایسی حالت میں کہ اسلام کی جانب راغب ہے اور حق کا مطیع ہے اور وُہ بادشاہوں کی اولاد میں سے ہے۔ مَیں جب حاضر ہوا تو عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ کی بعثت کی اطلاع مجھ کو ملی۔ مَیں بادشاہ تھا۔ خدا نے مجھ پر احسان کیا کہ مَیں نے سب اقتدار و حکومت ترک کر کے خدا و رسُولؐ کو اختیار کیا اور دینِ حق کی جانب راغب ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ خداوندا وائل اور اُس کے فرزندوں میں اور اُن فرزندوں کی اولاد میں بھی برکت عطا فرما۔

شیخ طوسی و شیخ نجاشی نے عبد اللہ بن ابی رافع اور اُن کے والد ابورافع سے روایت کی ہے کہ وُہ کہتے ہیں کہ مَیں ایک روز جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرتؐ کو دیکھا کہ جیسے نیند میں ہیں یا حضورؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے اور گھر کے ایک گوشہ میں ایک سانپ ہے۔ مَیں نے پسند نہ کیا کہ سانپ کو ماروں کہ ایسا نہ ہو کہ حضرتؐ بیدار ہو جائیں۔ مَیں حضرتؐ کے اور اُس سانپ کے بیچ میں لیٹ گیا کہ اگر وُہ کاٹے تو مجھے کاٹے اور آنحضرتؐ محفوظ رہیں۔ اسی اثنا میں آنحضرتؐ بیدار ہو گئے۔ مَیں نے سُنا کہ حضرتؐ یہ آیت پڑھ رہے تھے :- اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۝ (آیت ۵۵ سورۃ مائدہ پ۶) (اے ایمان والو) تمہارے سرپرست اور حاکم تو بس خدا اور اُس کا رسُولؐ ہیں اور وُہ مومنین جو پابندی سے نماز پڑھتے اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں) اس کے بعد حضرتؐ نے فرمایا الحمد للہ الذی اتم لعلیؑ نعمتہ وهنیئًا لہ بفضل اللہ الذی اتاہ (اُس خدا کا شکر ہے جس نے علیؑ کے لیے اپنی نعمت پوری کر دی اور اُس کو گوارا ہو خدا ہی کے فضل سے جس نے اُس کو عطا فرمایا ہے) پھر میری جانب التفات فرمایا اور دیکھا کہ میں گھر کی طرف رُخ کیے لیٹا ہوں تو فرمایا کہ اے ابا رافع ایک کروٹ پڑے ہو۔ مَیں نے سانپ کا تذکرہ کیا تو فرمایا اُٹھو اُس کو مار ڈالو۔ مَیں نے اُس کو مار ڈالا۔ پھر حضرتؐ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور فرمایا اُس قوم کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو علیؑ سے جنگ کرے حالانکہ علیؑ حق پر ہوں گے اور وُہ لوگ باطل پر۔ مَیں نے عرض کی اُن کے ساتھ راہِ حق میں جہاد کرنا حق ہے اور جو معذور ہو اُس کو چاہیئے کہ دِل سے اُس قوم کا مُنکر ہو۔ پھر مَیں نے حضرتؐ سے التجا کی کہ جب مَیں اُس گروہ کے زمانہ تک پہنچوں تو خدا مجھے اُن سے لڑنے کی قوت عطا فرمائے۔ آنحضرتؐ نے دُعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اَدْرِكْهُمْ بِقُوَّةٍ وَاَعِنْهُ (خداوندا ابورافع کو اُن کے زمانہ تک باقی رکھ اور اُس کو قوت عطا فرما اور اس کی مدد کر) پھر حضرتؐ گھر سے باہر اُن لوگوں کے پاس تشریف لائے جو جمع تھے اور فرمایا ایہا الناس جو شخص میری جان پر میرے امین کو دیکھنا چاہے تو وُہ یہ ہے ابورافع میرا امین ہے میری جان پر۔ ایسی ہی روایت عون بن عبد اللہ بن ابی رافع سے ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے بعد خلافت عثمان امیر المومنین علیؑ سے بیعت کی اور معاویہ نے مخالفت کی اور طلحہ و زبیر بصرہ کی جانب گئے ابورافع نے کہا کہ یہی ہے وُہ زمانہ جس کا تذکرہ

جنابِ رسالت مآبؐ نے فرمایا تھا اور کہا تھا کہ سیقاتل علیًّا قوم یکون حقا فی اللہ جهادهم پھر اپنا گھر اور جو زمین خیبر میں تھی فروخت کر دیا اس نیت سے کہ شہادت کا درجہ حاصل کریں گے اپنے لڑکوں کے ساتھ جناب امیرؑ کے ہمراہ مدینہ سے باہر نکلے اور وُہ اُس وقت بُوڑھے ہو چکے تھے ان کی پچاسی ۸۵ برس کی عمر ہو چکی تھی، کہتے تھے :- الحمد للہ لقد اصبحت ولا احد بمنزلتی لقد بایعت البیعتین بیعة العقبة وبیعة الرضوان وصلیت للقبلتین وهاجرت الهجر الثلث خدا کا شکر ہے کہ میں نے اُس حال میں صبح کی اور کوئی شخص میری سی منزلت نہیں رکھتا مَیں نے دو بیعتیں کیں بیعت عقبہ اور بیعت رضوان اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور تین ہجرتیں کیں) راوی نے پُوچھا کہ وُہ تین ہجرتیں کون کون سی ہیں کہا کہ پہلی ہجرت جعفر بن ابی طالبؑ کے ساتھ حبشہ کی طرف، دوسری ہجرت رسُولؐ اللہ کے ساتھ مدینہ کی طرف، اور تیسری ہجرت حضرت علیؑ کے ساتھ کوفہ کی سمت۔ ابورافع ہمیشہ جناب امیرؑ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ حضرتؑ شہید ہوئے، پھر ابورافع امام حسنؑ کے ساتھ مدینہ واپس آئے۔ چونکہ ان کے نہ گھر تھا نہ زمین لہٰذا امام حسنؑ نے حضرت علیؑ کا مکان نصف نصف اپنے اور اُن کے درمیان تقسیم کر دیا اور مزرعہ زمین بھی ان کو دی جس کو آخر میں عبید اللہ ابن ابی رافع نے معاویہ کے ہاتھ ایک لاکھ اسی ہزار دراہم کے عوض فروخت کی۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے فرمایا کہ اے گروہِ مردم میرے آزاد کردہ لوگوں کو اور میری آلؑ کو خدا کے ساتھ دوستی کے لیے دوست رکھو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ ان کے سبب تم کو خداوندِ عالم فائدے بخشے گا۔ صحابہ نے پوچھا کہ ان کی محبت ہم کو کیونکر نفع بخشے گی فرمایا کہ وُہ روز قیامت گروہِ بسیار کے ساتھ علیؑ کے پاس آئیں گے جن کی تعداد قبیلۂ ربیعہ و مضر کی تعداد سے زیادہ ہوگی اور وُہ کہیں گے کہ اے برادرِ رسُولِ خدا یہ جماعت رسُولِ خدا اور آپ کی محبت کے سبب ہم کو دوست رکھتی تھی تو امیر المومنینؑ ان کے لیے ایک نامہ لکھ کر دیں گے جس سے وُہ پُل صراط سے بآسانی گزر جائیں گے اور سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص انصار میں سے ثعلبہ بن حاطب نامی نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ دُعا فرمایئے کہ خداوندِ عالم مجھے دولتمند بنا دے۔ حضرتؐ نے فرمایا تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اُس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا شکر تو ادا نہیں کر سکتا۔ کیا مال کی کمی میں خدا کے رسُولؐ کے مانند ہونا پسند نہیں کرتا۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میں چاہوں کہ تمام دُنیا کے پہاڑ سونا اور چاندی ہو جائیں اور میرے ساتھ چلتے رہیں تو ہو سکتا ہے چند دنوں بعد پھر اُس نے حضرتؐ سے یہی التجا کی اور کہا اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اگر خدا مجھے مال عطا فرمائے تو بیشک میں ہر مستحق کو اُس میں سے دُوں گا۔ آخر آنحضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا ثعلبہ کو مال کرامت فرما۔ ثعلبہ نے گوسفندیں پالیں خدا نے اُن میں بہت تھوڑے

عرصہ میں بہت ترقی عطا فرمائی یہانتک کہ ان کے لیئے مدینہ کی کشادگی تنگ ہوگئی اور وُہ مدینہ کی ایک وادی میں جاکر رہنے لگے پھر اور ترقی ہوئی کہ ان گوسفندوں کے لیئے اُس وادی میں جگہ نہ رہی، تو وُہ مدینہ سے اور دُور جا بسے اور اس طرح جمعہ وجماعت کی فضیلت سے محروم ہوگئے۔ پھر حضرتؐ نے کسی کو اُن کے پاس گوسفندوں کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیئے بھیجا انہوں نے انکار کیا اور بخل کیا اور کہا یہ زکوٰۃ جزیہ کی بہن ہے۔ حضرتؐ کو معلوم ہوا تو فرمایا ثعلبہ کی حالت پر افسوس ہے ثعلبہ کی حالت پر افسوس ہے۔ اُس وقت خدا نے اُس کی مذمت میں یہ آیتیں نازل فرمائیں:- وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (آیت سورۃ توبہ پ)، یعنی اُن میں ایک شخص ایسا ہے جس نے خدا سے عہد کیا ہے کہ اگر خدا مجھ کو اپنے فضل سے مال عطا کرے گا تو بیشک میں صدقات دوں گا اور نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔ پھر جب خدا نے اُس کو اپنے فضل سے عطا فرمایا تو اُس نے بخل کیا اور خدا سے منحرف ہوگیا اور زکوٰۃ دینے سے انکار کیا" اور اس کے بعد اُس کے کفر و نفاق سے متعلق بہت سی آیتیں نازل فرمائیں۔

کلینی نے بسندِ صحیح حضرت امام محمّد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اہلِ یمن میں سے ایک شخص جس کو جُوَیبر کہتے تھے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لایا۔ اُس کا اسلام صحیح و سالم رہا۔ اور وُہ شخص پستہ قد اور بدصورت، پریشان حال، محتاج و فقیر سیاہ فام بدصورتوں میں سے تھا۔ اُس کو آنحضرتؐ اپنے اہل وعیال کے ساتھ شامل کرکے اُس کی کفالت کرنے لگے۔ اُس کو ہر روز قدیم صاع کے وزن سے جو پہلے حضرتؐ کے زمانہ میں تھا ایک صاع خرما دیتے تھے اور دو جوڑے کپڑے اُس کو عطا کیئے اور اُس کو مسجد کی خدمت کے لیئے معین فرمایا کہ رات کو بھی مسجد ہی میں سویا کرے غرض ایک مدّت اسی حال میں گزری یہانتک کہ بہت سے محتاج و پریشان حال مساکین اسلام میں داخل ہوئے اور مسجد میں اُن کے لیئے گنجائش نہ رہ گئی تو خدا نے حضرتؐ پر وحی فرمائی کہ مسجد سے اُن لوگوں کو علیحدہ کردیں اور جن لوگوں کے دروازے مسجد میں ہیں وُہ سب سوائے علیؑ بن ابی طالبؑ اور فاطمہؑ کے اپنے اپنے دروازہ بند کرلیں اور مسجد سے آنا جانا ترک کریں۔ اور کوئی اجنبی نہ مسجد میں داخل ہو اور نہ کوئی غریب ومحتاج وہاں سوئے۔ آنحضرتؐ نے تمام اُن صحابہ کو حکم دیا جن کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے کہ بند کردیں سوائے دروازۂ علیؑ بن ابی طالبؑ کے کہ وُہ بند نہیں کیا گیا اور جناب فاطمہؑ کا مکان مسجد میں اپنے مقام پر باقی رہا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے غریب ومحتاج مُسلمانوں کے لیئے ایک صاف ستھرا چبوترا بنایا گیا اور اُسی پر غربائے مومنین رات دن رہنے لگے اور آنحضرتؐ اُن کی کفالت و خاطر داری میں ہر وقت مشغول رہتے۔ گیہوں، جَو، خرما اور منقے جب حضرتؐ کو حاصل ہوتے اُن لوگوں کے واسطے بھیج دیتے تھے اور دُوسرے مسلمان لوگ بھی آنحضرتؐ کی خاطر سے اُن سے محبت اور مہربانی کے ساتھ برتاؤ کرتے رہتے اور اپنے زکوٰۃ وصدقات اُن کے لیئے لایا کرتے تھے۔ ایک روز آنحضرتؐ نے شفقت و

محبت سے جُوَیبر سے فرمایا کہ کاش تم شادی کرلیتے اور حرامکاری سے محفوظ بھی رہتے اور تمہاری زوجہ تمہاری دُنیا و آخرت میں مددگار ہوتی۔ جویبر نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں میرے ساتھ شادی کرنے پر کون راضی ہوگا اور کون عورت میری جانب رغبت کرے گی جبکہ نہ میں حسب ونسب والا ہوں اور نہ میرے پاس مال ہے نہ صورت ہی ایسی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جُوَیبر خدا نے اسلام کے سبب اُن لوگوں کو پست کردیا ہے جو زمانۂ جاہلیت میں بلند مرتبہ تھے اور اسلام کی برکت سے اُن لوگوں کو شرف بخشا جو ذلیل و خوار تھے اور اسلام کے سبب سے برطرف کردیا جو وُہ جاہلیت میں اپنے عزیزوں اور یگانوں پر اپنے بلند نسب پر فخر و غرور کیا کرتے تھے لہٰذا آج سفید و سیاہ، قریشی، عربی و عجمی سب برابر ہیں اور سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اور جناب باری عزّ اسمہٗ نے آدمؑ کو خاک سے پیدا کیا تاکہ اُن کی اولاد خاکساری کرے۔ بیشک خدا کے نزدیک قیامت کے روز محبوب ترین مردم وُہ ہے جس نے اُس کی فرمانبرداری زیادہ کی ہوگی اور زیادہ پرہیزگار رہا ہوگا۔ اور اے جُوَیبر میں نہیں جانتا کسی مسلمان کو جو آج تم پر فضیلت رکھتا ہو سوائے اُس کے جو تم سے زیادہ پرہیزگار ہو اور تم سے زیادہ جس نے خدا کی اطاعت کی ہو۔ اے جُوَیبر! زیاد بن لبید کے پاس جاؤ جو بیشک قبیلہ بنی بیاضہ میں حسب کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے اور کہو کہ میں جناب رسُولؐ خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اپنی لڑکی کو جُوَیبر کے ساتھ تزویج کردے جس کا نام دلفا ہے۔ غرض جویبر اُس کے پاس گئے جبکہ وُہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جُوَیبر گھر میں اجازت لے کر پہنچے اور سلام کیا اور کہا اے زیاد مجھے آنحضرتؐ نے ایک پیغام دے کر بھیجا ہے پوشیدہ طور سے کہوں یا ظاہر و آشکارا بیان کروں۔ زیاد نے کہا حضرتؐ کا پیغام ظاہر بظاہر بیان کرو کیونکہ وُہ میرے فخر اور شرف کا باعث ہے۔ یہ سُنکر جُوَیبر نے کہا جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ اپنی بیٹی دلفا کو جُوَیبر کے ساتھ تزویج کردے۔ زیاد نے کہا کیا رسُول خدا نے یہ پیغام بھیجا ہے۔ جویبر نے کہا کہ ہاں میں جناب رسُولِ خدا کی جانب جھُوٹ کیسے منسوب کرسکتا ہوں۔ یہ سُنکر زیاد نے کہا ہم اپنی لڑکیوں کو تزویج نہیں کرتے مگر انہی لوگوں کے ساتھ جو انصار کے قبیلوں میں سے ہمارے کفو اور ہمسر ہوں۔ اے جُوَیبر تم جاؤ میں حضرتؐ کی خدمت میں خود حاضر ہوکر اپنا عذر پیش کروں گا۔ یہ سُنکر جُوَیبر واپس ہوئے یہ کہتے ہوئے کہ خدا کی قسم قرآن اس کے لیئے نازل نہیں ہوا ہے اور نہ اس طرح محمّدؐ کی رسالت ظاہر ہوئی ہے۔ دلفا نے پس پردہ سے جویبر کی گفتگو اور اپنے والد کا جواب سُنا تو زیاد کو بُلایا اور پُوچھا کہ یہ کیسی بات تھی جو آپ کے اور جُوَیبر کے درمیان ہوئی؟ زیاد نے ماجرا بیان کیا۔ دلفا نے کہا جُوَیبر رسُولؐ اللہ پر کبھی جھُوٹ نہیں باندھ سکتے اور پھر اُس شہر میں جس میں خود رسولؐ اللہ موجود ہوں لہٰذا جلد جُوَیبر کو واپس بُلوا لیجئے تاکہ وُہ ایسا نامناسب جواب حضرتؐ تک نہ پہنچائیں۔ زیاد نے ایک شخص کو بھیج کر راستہ ہی سے واپس بُلا لیا۔ اور کہا اے جُوَیبر مرحبا تم میرے گھر آئیے۔ تھوڑا توقف کرو میں جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں خود جاتا ہوں اور فوراً واپس آتا ہوں۔ پھر وُہ آنحضرتؐ کی مجلس میں آئے

اور حضرتؐ سے عرض کی کہ جویبر نے آپ کی جانب سے ایسا پیغام مجھ کو دیا اور میں نے اُن سے نرمی کے ساتھ گفتگو نہیں کی بلکہ یہ کہہ دیا کہ ہم اپنی لڑکیوں کو انصار میں سے جو ہمارے ہمسر اور برابر کے ہیں اُن کے ساتھ تزویج کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے زیاد جویبر مومن ہے اور مومن مومنہ کا کفو و ہمسر ہے اور مردِ مسلمان مسلمہ عورت کا کفو ہے۔ لہٰذا اپنی دختر کا نکاح جویبر کے ساتھ کردو اور اُس کی دامادی سے نفرت مت کرو۔ یہ سُنکر زیاد اپنے گھر واپس آئے اور آنحضرتؐ کا ارشاد اپنی بیٹی دلفا سے بیان کیا۔ بیٹی نے کہا اے پدر بزرگوار آنحضرتؐ کے حکم کی مخالفت کروگے تو کافر ہو جاؤگے لہٰذا مجھے جویبر کے ساتھ تزویج کر دو۔ جب زیاد نے اپنی بیٹی کا یہ کلام سُنا باہر آئے اور جویبر کا ہاتھ پکڑ کر قوم کے پاس لائے اور حکم خدا و رسولؐ کے موافق اپنی بیٹی کو جویبر سے تزویج کر دیا اور اُس کے مہر کو اپنے مال سے دینا منظور کیا۔ اور واپس آکر سامان درست کیا اور جویبر کے پاس بھیجا۔ اور اُن سے پوچھا کہ کیا تمہارے کوئی مکان ہے جہاں میں اپنی بیٹی کو تمہارے ساتھ رخصت کر دوں۔ جویبر نے کہا خدا کی قسم میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ غرض لڑکی کو آراستہ کرکے ایک مکان معین کیا اور اُس مکان کو پاکیزہ فرش و فروش سے سجایا اور دو نفیس کپڑے جویبر کو پہنائے۔ پھر دلفا کو اُس گھر میں پہنچا دیا اور جویبر کو بھی خانۂ عروس میں لائے اور عمامہ اُن کے سر پر باندھا۔ جویبر جب اُس مکان میں آئے دُلہن کو دیکھا نہایت حسین و جمیل، اور مکان کو دیکھا جس کو طرح طرح کے فرش اور زینتوں سے آراستہ کیا گیا تھا اور مختلف عطروں سے معطّر تھا۔ جویبر ایک گوشہ میں گئے اور سجادہ بچھا کر عبادت میں مشغول ہو گئے اور برابر صبح تک رکوع و سجود اور دُعا اور بارگاہِ احدیت میں گریہ و زاری کرتے رہے۔ جب صبح کی اذان سُنی دونوں گھر سے باہر نکلے۔ زوجہ نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ اُس سے پُوچھا کہ تم سے جویبر کس طرح پیش آئے؟ اُس نے کہا وہ رات بھر نماز و تلاوت قرآن کرتے رہے اور صبح کی اذان سُنی تو باہر چلے آئے۔ دُوسری رات بھی ایسا ہی ہوا۔ اور یہ بات زیاد سے پوشیدہ رکھی گئی تیسرے روز بھی یُوں ہی شب بسر ہوئی۔ اور زیاد کو معلوم ہوا تو وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ آپ نے مجھے حکم دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی جویبر سے کردوں اور خدا کی قسم اُس کا یہ درجہ نہ تھا کہ میں اُس کو اپنی لڑکی دوں۔ لیکن حضورؐ کی اطاعت چونکہ واجب ہے اس لیئے میں نے قبول کر لیا۔ حضرتؐ نے پُوچھا اب کیا بات اُس کی تم کو پسند نہیں آئی؟ عرض کی کہ ہم نے اُس کے لیئے ایک مکان مہیّا کیا اور اُس کو ہر طرح کے سامان سے آراستہ کیا اور اپنی لڑکی کو اُس گھر میں بھیج دیا اور جویبر کو اُس گھر میں لے گئے۔ اُس نے میری لڑکی سے نہ کوئی بات کی نہ اُس کو نظر اُٹھا کے دیکھا نہ اُس کے قریب گیا۔ بلکہ مکان کے ایک گوشہ میں کھڑا ہو گیا اور تمام رات نماز و تلاوت میں مشغول رہا یہانتک کہ صبح کی اذان سُنی تو باہر نکل آیا۔ اسی طرح تین راتیں گزر گئیں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورتوں کی خواہش نہیں رکھتا ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں غور فرمایئے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ جب زیاد واپس گئے تو حضرتؐ نے جویبر کو طلب فرمایا اور فرمایا کہ شاید تو عورتوں کی خواہش نہیں رکھتا ہے۔

جویبر نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا میں مرد نہیں ہوں، بلکہ میں تو عورتوں کا بہت حریص ہوں۔ تو حضرتؐ نے زیاد کی شکایت کا بیان اُس سے ذکر کیا اور فرمایا کہ اگر تو عورتوں کی خواہش رکھتا ہے تو اس عمل کا کیا سبب ہے؟ جویبر نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھے ایک کشادہ مکان میں لے گئے جس کو قیمتی سامان سے آراستہ کیا ہے اور پاکیزہ فرش ہے اور ایک خوبصورت جوان عورت خوشبُو سے معطّر اپنے لیئے موجود میں نے دیکھا۔ اُس وقت مجھے اپنی سابقہ غربت یاد آئی کہ میں محتاج و پریشان تھا کوئی میرا پُرسانِ حال نہ تھا۔ میں غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ رہتا تھا۔ تو جب میں نے دیکھا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو ایسی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ مجھ کو اُس حال خراب سے اس بہتر حال تک پہنچایا، تو میں نے چاہا کہ ان نعمتوں پر میں اُس کا شکر ادا کروں اور اُس کا تقرب حاصل کروں اسی سبب سے مکان کے ایک گوشہ میں کھڑا ہو کر تمام وقت تلاوت، عبادت اور رکوع و سجود میں گزار دیا یہانتک کہ صبح کی اذان کی آواز سُنی تو باہر نکل آیا اور اُس روز روزہ کی نیت کر لی اسی طرح تین شبانہ روز بسر کی لیکن اُن نعمتوں کے عوض اس شکر کو بہت کم سمجھتا ہوں جو خداوندِ کریم نے مجھے کرامت فرمائی ہیں۔ مگر آج رات اُس لڑکی کو اور اُس کے عزیزوں کو خوش و راضی کروں گا انشاء اللہ۔ جب رسُولِؐ خدا نے پھر زیاد کو طلب کیا اور جویبر کی تمام گفتگو اُن سے بیان فرمائی جس کو سُنکر زیاد اور اُن کے اہل و عیال خوش ہوئے۔ پھر جویبر نے اپنا وعدہ چوتھی شب پُورا کیا۔ اسی اثنا میں آنحضرتؐ ایک جنگ میں تشریف لے گئے۔ جویبر حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اُس جنگ میں وُہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے اور دلفا کے عوض حوریں حاصل کیں اور زیاد کے گھر کے بدلے ابدالآباد کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے۔ امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ جویبر کے بعد کوئی بے شوہر عورت زن جویبر سے زیادہ بہتر نہیں۔ یعنی جویبر کا شوہر ہونا اُس عورت کی کمیٔ مرتبہ کا سبب نہیں ہوا بلکہ اُس کے طالب بہت تھے اور اُس کی قوم کے درمیان اُس کی عزّت اور زیادہ بڑھ گئی۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اہلِ صفہ میں ایک غریب مومن تھا جو نماز کے وقت حضرتؐ کی خدمت میں حاضر رہتا، اور کسی نماز میں غیر حاضر نہ ہوتا۔ آنحضرتؐ اکثر اُس کی پریشانی اور غربت کے سبب رو دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اے سعد کہیں سے میرے پاس مال آیا تو میں تجھے غنی کر دُوں گا۔ اتفاق سے کچھ دن گزر گئے اور کہیں سے کچھ مال نہیں آیا اور حضرتؐ اُس کے لیئے بہت رنجیدہ رہتے کہ جبریلؑ نازل ہوئے اور دو درم لائے اور کہا کہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ سعد کے واسطے بہت غمگین ہیں تو کیا آپ اُس کو بے نیاز کرنا چاہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ جبریلؑ نے کہا لیجیئے یہ دو درم سعد کو دے دیجیئے اور فرمایئے کہ اس سے تجارت کریں۔ حضرتؐ نے وُہ درم لے لیئے۔ جب نماز ظہر کے لیئے گھر سے باہر نکلے دیکھا کہ سعد حجرۂ مقدسہ کے دروازہ پر کھڑے حضرتؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے سعد تجارت کر سکتے ہو سعد نے کہا خدا کی قسم میرے پاس کچھ مال نہیں ہے جس سے تجارت کروں

توحضرتؐ نے وُہ دونوں درم دے کر فرمایا کہ ان سے تجارت کرو اور خدا سے روزی کے طالب ہو۔ سعد نے وُہ درم لے لیئے اور حضرتؐ کے ساتھ روانہ ہوتے، نمازِ ظہر وعصر ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تو حضرتؐ نے فرمایا اے سعد اُٹھو اور تحصیل روزی میں مشغول ہو جاؤ مَیں تمہارے لیئے بہت فکرمند تھا۔ غرض سعد نے تجارت شروع کی اور خدا نے برکت عطا فرمائی کہ جو چیز ایک درم میں خریدتے دُو درم کے عوض فروخت کرتے اور جو شئے دو درم میں خریدتے چار درم میں بیچتے۔ پھر تو دُنیا سعد کے قدموں تلے تھی اُن کا مال وسامان بہت زیادہ ہو گیا اور تجارت میں بہت ترقی ہوئی۔ مسجد کے دروازہ پر دکان لی اور اُس میں تجارت کے لیئے سامان رکھا اور خرید و فروخت شروع کی۔ جب بلالؓ اذان دیتے اور حضرتؐ نماز کے لیئے اپنے خانۂ اقدس سے باہر آتے تو دیکھتے کہ سعد دُنیا حاصل کرنے میں مشغول ہیں۔ وضو نہیں کیا ہے اور نماز کے لیئے تیار نہیں ہوتے ہیں جیسے کہ پہلے کیا کرتے تھے۔ حضرتؐ اُن سے فرماتے کہ اے سعد تم کو دُنیا نے نماز سے غافل کر دیا ہے۔ سعد کہتے تھے کیا کروں اپنے مال کو چھوڑ دوں کہ ضائع ہو جائے۔ اس شخص کے ہاتھ مال فروخت کیا ہے چاہتا ہوں کہ اُس سے قیمت لے لوں اور اس دُوسرے شخص کو دے دوں جس سے مال خرید کیا ہے۔ حضرتؐ کو سعد کی یہ حالت دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ پھر ایک روز جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ خداوند کریم نے آپ کے ملال کو مشاہدہ فرمایا جو سعد کے حال سے آپ کو عارض ہوا ہے اب اُن کی کون سی حالت آپ بہتر سمجھتے ہیں وُہی اُن کی پہلی حالت یا موجودہ۔ فرمایا اے جبرئیلؑ اُن کی سابقہ حالت کو زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ دُنیا نے ان کی آخرت برباد کر دی۔ جبرئیلؑ نے کہا دُنیا کی محبت اور اُس کے مال و متاع ایسے فتنہ ہیں جو آدمی کو آخرت کی یاد سے غافل کر دیتے ہیں۔ سعد سے کہیئے کہ وُہ دُو درم واپس کر دیں جو آپ نے ان کو دیئے تھے۔ اگر آپ وُہ دونوں درم واپس لے لیں گے تو پھر ان کی وہی پہلی سی حالت پلٹ آئے گی۔ حضرتؐ اپنے حجرۂ مبارک سے نکلے اور سعد کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا اے سعد وُہ دُو درم کیا مجھے واپس نہ دو گے جو مَیں نے تم کو پہلے دیئے تھے۔ سعد نے عرض کی ہاں ہاں دیتا ہوں اور دو سو درم اور حاضر کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے۔ سعد نے وُہ دونوں درم حضرتؐ کو واپس دے دیئے۔ اور دُنیا کا رُخ سعد سے پھر گیا اور جو کچھ جمع کیا تھا سب اُن کے ہاتھ سے جاتا رہا اور وہی سابقہ حال ہو گیا جیسا کہ تھا۔

بسندِ صحیح امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک شخص کی طرف سے گزرے دیکھا کہ چند درخت اپنے ایک باغ میں لگا رہا ہے حضرتؐ اُس کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ مَیں تجھے ایسا درخت بتاؤں جس کی جڑ مضبوط ہو اُس کے پھل جلد نکلیں اور بہت بہتر اور باقی رہنے والے ہوں۔ عرض کی ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر صبح و شام سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا کرو۔ جب یہ کہو گے تو حق سُبحانہٗ وتعالےٰ ہر تسبیح کے عوض دس درخت بہشت میں تجھ کو عطا فرمائے گا جن میں طرح طرح کے

میوے ہوں گے۔ اور یہ تسبیحیں باقیات الصّٰلحٰت میں سے ہیں جن کا ذکر خداوند کریم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یہ سُنکر اُس سعادت مند شخص نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اس باغ کو مسلمان فقرا کے لیئے وقف کر دیا اور وقف کا قبضہ بھی دے دیا۔ تو خداوند تعالیٰ نے یہ آیتیں ان کی شان میں نازل کیں فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ (آیت ۵ تا ۷ سورۃ لیل پ ۳۰) جس نے راہِ خدا میں مال صرف کیا اور گناہوں سے پرہیز کیا اور آخرت کے ثواب کی تصدیق کی تو ہم عنقریب اُس کے لیئے راحتِ آخرت کے اسباب مہیا کر دیں گے"۔

بسندِ موثق حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہمسایہ کی شکایت کی کہ مجھے آزار و تکلیف پہنچاتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا صبر کر۔ پھر اُس نے دُوسری بار آکر شکایت کی پھر حضرتؐ نے فرمایا صبر کر۔ جب تیسری مرتبہ اُس نے شکایت کی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جب نماز جمعہ کے لیئے لوگ جمع ہوں اپنے سامان و اسباب گھر سے باہر نکال کر رکھ دے تاکہ نماز کے لیئے آنے والے دیکھیں۔ جب لوگ تجھ سے پُوچھیں تو اُن سے بیان کر کہ اپنے ہمسایہ کے ظلم و ستم سے میں مکان چھوڑ رہا ہوں۔ اُس شخص نے تعمیلِ حکم کی اور سامان اپنے مکان سے نکال کر باہر رکھ دیا تو اُس کے ہمسایہ نے اُس کے پاس آکر کہا کہ اپنے اسباب و مال گھر میں لے جا میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ آیندہ تجھ کو کبھی تکلیف نہ دوں گا۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جناب ام سلمہؓ کے حجرۂ طاہرہ میں تشریف لائے اور اچھی خوشبُو محسوس فرمائی تو پوچھا کہ کیا کوئی بھینگی عورت تمہارے پاس آئی تھی اور اپنے شوہر کی شکایت کرتی تھی کہ اُس سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ اُسی وقت وُہ عورت بھی آ گئی اور کہنے لگی کہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں میرا شوہر میری جانب متوجہ نہیں ہوتا۔ فرمایا خوشبُو میں اور اضافہ کر شاید وُہ متوجہ ہو جائے اور تیری طرف رغبت کرے۔ اُس عورت نے کہا کوئی خوشبو مَیں نے چھوڑی نہیں جس کو استعمال نہ کیا ہو پھر بھی وُہ کنارہ کش رہتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ نہیں جانتا کہ اگر تجھ سے مشغول ہو گا تو کیا ثواب اُس کو حاصل ہوں گے۔ اُس عورت نے پوچھا کس قدر ثواب ہیں؟ فرمایا جس وقت شوہر زوجہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے دُو فرشتے اُس کو گھیر لیتے ہیں پھر اُس کے لیئے خداوندِ عالم اُس شخص کے ایسا ثواب عطا فرماتا ہے جو شمشیر سے راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے اور جب مجامعت میں مشغول ہوتا ہے تو گناہ اُس سے اس طرح علیحدہ ہوتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ پھر جب غسل کرتا ہے تو گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ تین عورتیں آنحضرتؐ کی خدمت میں آئیں ایک نے شکایت کی کہ میرا شوہر گوشت نہیں کھاتا۔ دُوسری نے کہا میرا شوہر خوشبُو استعمال نہیں کرتا۔ تیسری نے شکایت کی میرا شوہر عورتوں سے قربت نہیں کرتا۔ یہ سُنکر سرورِ کائنات خانۂ اقدس سے باہر نکلے غیظ و غضب سے ردائے مبارک زمین پر لٹک رہی تھی۔ پھر حضورؐ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی

کے بعد فرمایا کہ میرے بعض اصحاب کو کیا ہوگیا ہے کہ گوشت نہیں کھاتے، خوشبو نہیں استعمال کرتے اور اپنی عورتوں کے پاس نہیں جاتے۔ یقیناً میں گوشت بھی کھاتا ہوں خوشبو بھی لگاتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں۔ تو جو شخص میری سنّت اختیار نہ کرے اور ترک کردے تو وہ میری اُمّت سے نہیں۔

بسندِ معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نزع کے عالم میں ہوا تو لوگوں نے حضرتؐ کو خبر دی۔ حضرت اپنے اصحاب کے ساتھ اُس کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ بے ہوش تھا۔ حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا کیا دیکھتا ہے؟ اُس نے کہا کثرت سے سفیدی و سیاہی نظر آرہی ہے۔ پُوچھا کون تیرے نزدیک زیادہ ہے سفیدی یا سیاہی اُس نے کہا سیاہی مجھ سے زیادہ قریب ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا یہ دُعا پڑھ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيَ الْكَثِيْرَ مِنْ مَعَاصِيْكَ وَاقْبَلْ مِنِّيَ الْيَسِيْرَ مِنْ طَاعَتِكَ۔ پھر وہ بے ہوش ہوگیا پھر حضرتؐ نے ملک الموت سے خطاب فرمایا کہ چند لمحہ ٹھہر جاؤ کہ میں اُس سے کچھ پُوچھنا چاہتا ہوں غرض وہ ہوش میں آیا۔ حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا کہ اب کیا دیکھتا ہے اُس نے کہا زیادہ سے زیادہ سفیدی اور سیاہی دیکھ رہا ہوں۔ پُوچھا اُن میں کون تجھ سے زیادہ قریب ہے؟ عرض کی سفیدی۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ لوگو تمہارے بیمار کو خدا نے بخشدیا۔ لہٰذا حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب تم کسی ایسے شخص کے پاس پہنچو جس کو موت آرہی ہو تو اُس کو یہی دُعا پڑھاؤ۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خداؐ صبح کی نماز مسجد میں بجا لاتے پھر ایک جوان کی طرف دیکھا جس کو حارثہ بن مالک کہتے تھے کہ اُس کا سر نہ سونے کی وجہ سے نیچے گرا جاتا ہے، اُس کا چہرہ زرد ہو رہا ہے اور جسم بہت کمزور ہے اور آنکھیں سر میں گھُسی ہوتی ہیں حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا اے حارثہ تیرا یہ کیا حال ہے؟ عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں نے صبح کی یقین کے ساتھ۔ حضرتؐ نے فرمایا لوگ کسی چیز کا دعوےٰ کرتے ہیں تو اس کی کچھ حقیقت، علامت اور گواہی ہوتی ہے۔ تو تیرے یقین کی کیا حقیقت ہے۔ اُس نے کہا میرے یقین کی حقیقت یہ ہے کہ مجھ کو ہمیشہ محزون و مغموم رکھتی ہے، راتوں کو بیدار رکھتی، گرم دنوں میں روزہ رکھواتی ہے اور میرے دل کو دُنیا سے پھیر دیا ہے اور جو کچھ دُنیا میں ہے اُن سے میرے دل کو متنفر کر دیا ہے۔ اور میرا یقین اس درجہ پر پہنچا ہوا ہے گویا میں عرشِ خدا کو دیکھ رہا ہوں جو حساب کے لیئے محشر میں نصب کیا گیا ہے اور تمام خلق محشور ہو رہی ہے اور گویا میں اُن کے درمیان کھڑا ہوں اور گویا میں اہلِ بہشت کو دیکھ رہا ہوں جو بہشت میں نعمتوں سے لذّت حاصل کر رہے ہیں اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ایک دُوسرے سے مشغولِ گفتگو ہیں اور تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ اور گویا میں اہلِ جہنّم کو دیکھ رہا ہوں جو دوزخ میں معذب ہو رہے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں گویا جہنّم کے ڈکارنے کی آواز میرے کانوں میں پہنچ رہی ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا یہ بندہ ہے ایسا جس کے دل کو خدا نے نورِ ایمان سے منوّر فرما دیا ہے پھر اُس سے فرمایا

کہ اسی حال پر قائم رہ۔ اُس نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ دُعا فرمایئے کہ خدا مجھے شہادت نصیب کرے۔ حضرتؐ نے دُعا کی۔ پھر چند دنوں کے بعد حضرتؐ نے اُس کو حضرت جعفرؑ کے ساتھ جہاد کے لیئے بھیجا اور وہ نو اشخاص کے بعد شہید ہوا۔

بسندِ معتبر و صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ براء بن معرور انصاری مدینہ میں تھے اور جناب سرورِ کائنات مکّہ میں تھے ابھی حضرتؐ نے ہجرت نہیں کی تھی۔ براء بن معرور ایمان لاچکے تھے۔ جب اُن کا انتقال ہوا اُس وقت تک حضرتؐ مسلمانوں کے ساتھ بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ براء نے وصیت کی کہ مجھ کو دفن کرنا تو میرا رُخ حضرتؐ کی جانب قبلہ کے رُخ پھیر دینا اُس وقت سے یہی نسبت جاری ہوئی۔ پھر وصیت کی کہ میرے مال کا تیسرا حصّہ اُمورِ خیر میں صرف کرنا لہٰذا قرآن میں اسی طور پر حکم نازل ہوا اور اسی صورت پر سُنّت جاری ہوئی۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ اصحاب رسُولؐ خدا میں سے ایک شخص کا حال بہت خراب و خستہ ہوا اور پریشانیوں نے اُس کو گھیر رکھا تھا۔ تو اُس کی زوجہ نے کہا کاش تم حضرت رسُولؐ اللہ کی خدمت میں جاکر آپؐ سے کچھ طلب کرتے۔ تو وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرتؐ نے اُس کو دیکھتے ہی قبل اس کے کہ وہ کچھ عرض کرے فرمایا کہ جو شخص مجھ سے سوال کرے گا میں عطا کروں گا اور جو شخص بے نیازی کرے گا اور سوال نہ کرے گا خدا اُس کو بے نیاز کر دے گا۔ یہ سُنکر اُس شخص نے اپنے دل میں کہا کہ حضرتؐ کا مقصود میرے علاوہ کوئی نہیں ہے لہٰذا بغیر کچھ کہے ہوئے واپس چلا گیا، اور جو کچھ حضرتؐ سے سُنا تھا اپنی زوجہ سے بیان کیا۔ اُس کی زوجہ نے کہا کہ آنحضرتؐ بشیر (خوشخبری دینے والے) ہیں غیب کا حال نہیں جانتے۔ پھر جاؤ اور اُن سے اپنا حال بیان کرو۔ وہ شخص دوبارہ حاضر ہوا پھر حضرتؐ کی نگاہ اُس پر پڑی، وُہی کلمات ارشاد فرمائے جو پہلے فرمایا تھا یہانتک کہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا اور ہر مرتبہ حضرتؐ نے ایسا ہی فرمایا۔ آخر وہ شخص واپس گیا اور کسی سے عاریتہً ایک کلہاڑی لی اور پہاڑ پر گیا اور کچھ لکڑیاں کاٹیں۔ ان کو بازار لے گیا اور ڈیڑھ مُد[عہ] آرد کے عوض فروخت کیا اور گھر لاکر اپنے بچوں کے ساتھ کھایا۔ دُوسرے روز اُس سے زیادہ لکڑیاں کاٹ کر لایا اور فروخت کیا اسی طرح محنت کرتا رہا اور کچھ جمع کرتا گیا یہانتک کہ ایک کلہاڑی خریدلی۔ پھر یونہی محنت کرتا رہا یہانتک دو اُونٹ اور ایک غلام خرید کیا۔ پھر اور دُوسرے کام کرنے لگا اور بہت مال و دولت کا مالک ہوگیا پھر ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور اوّل سے آخر تک اپنی حالت بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ جو شخص مجھ سے سوال کرے گا میں اُس کو عطا کروں گا اور جو بے نیازی کریگا تو خدا اُسکو بے نیاز کردے گا۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ انصار کا ایک گروہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب نے سلام کیا آنحضرتؐ نے سلام کا جواب دیا۔ انہوں نے کہا

عہ ایک مُد ۵۸ ½ تولہ کا ہوتا ہے۔ ۱۲

یا رسول اللہ آپ سے ہماری ایک حاجت ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ عرض کی بہت بڑی حاجت ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ اُن لوگوں نے کہا ہماری حاجت یہ ہے کہ اپنے پروردگار سے ہمارے لیئے بہشت کے ضامن ہو جایئے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے سر جُھکا لیا اور غور و فکر کی حالت میں زمین پر لکیریں کھینچنے لگے۔ پھر سر اُٹھا کر فرمایا جو تم چاہتے ہو میں اُس کا وعدہ کرتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کسی سے کچھ سوال نہ کرو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا کہ کبھی ایسا ہوتا کہ ان میں سے اگر کوئی شخص سفر میں ہوتا اور اُس کے ہاتھ سے تازیانہ گر جاتا تو اُس کو گوارا نہ ہوتا کہ کسی سے اُٹھانے کو کہے اس لیئے کہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی سے کچھ سوال کرے بلکہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر کر تازیانہ اُٹھاتا تھا۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ ان میں سے کوئی دسترخوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا ہوتا اور دُوسرے شخص کے پاس اُسی دسترخوان پر پانی ہوتا تو یہ شخص اُس سے نہ کہتا کہ پانی دے دو بلکہ خود اُٹھ کر پانی پی لیتا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے اسامہ کو ایک ریشمی لباس دیا اُسامہ اُس کو پہن کر باہر نکلے۔ حضرتؐ نے دیکھا تو فرمایا اُتارو اس کپڑے کو بیشک ایسا لباس وُہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہوتا۔ اِسے اپنی بیویوں کو دے دو۔

دُوسری سند سے اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی سلمہ کے قبیلہ سے فرمایا کہ تمہارا رئیس اور سردار کون ہے اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارا سردار ایک بخیل شخص ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بخل سے بدتر کوئی بیماری نہیں۔ تمہارا سردار وُہ گورا چٹا آدمی ہے جس کو براء بن معرور کہتے ہیں۔

دُوسری معتبر سند سے اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ جب آنحضرتؐ اُس کے مکان پر پہنچے دیکھا کہ ایک مُرغی دیوار کے اُوپر بیٹھی ہوئی ہے اُس نے وہیں انڈا دیا جو نیچے گرا اور ایک کھُونٹی پر جو دیوار میں لگی ہوئی تھی اٹک کر رُک گیا اور نہ ٹوٹا نہ زمین پر گرا۔ حضرتؐ کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ اُس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس انڈے پر تعجب کرتے ہیں اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کبھی میرا کچھ نقصان نہیں ہوا جب آنحضرتؐ نے یہ سُنا اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس کے یہاں کھانا تناول نہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا خدا اُس کو دوست نہیں رکھتا۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک مالدار آنحضرتؐ کی خدمت میں نہایت نفیس کپڑے پہنے ہوئے آیا اور آپ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ پھر ایک پریشان حال نہایت میلے کپڑے پہنے ہوئے آیا اور اُس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اُس مالدار نے اپنا لباس اُس کے زانو کے نیچے سے کھینچ لیا۔ حضرتؐ نے اُس پر عتاب فرمایا اور فرمایا کیا تو یہ ڈر گیا کہ اس کی پریشان حالی کچھ تجھ کو لگ جائے گی۔ اُس نے کہا نہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا اس کا خوف ہوا کہ تیری امیری اس کے پاس چلی جائے گی۔ اُس نے کہا نہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ تو ڈرا کہ تیرا لباس میلا ہو جائے گا اُس نے کہا یہ بھی نہیں تو حضرتؐ نے پوچھا کہ

پھر تُونے ایسا کیوں کیا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ میرا ایک ساتھی ہے (یعنی شیطان لعین) جو ہر بُری بات کو میری نگاہوں میں اچھی دکھاتا ہے اور ہر نیک اور اچھی بات کو بُرا سمجھاتا ہے۔ لہٰذا میں اس اہانت کے بدلے جو اس کی شان میں مجھ سے سرزد ہوئی اپنا نصف مال اُس کو دیتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے اُس پریشان حال سے پُوچھا کہ تُونے قبول کیا؟ اُس نے کہا نہیں۔ تو اُس شخص نے پُوچھا کیوں؟ اُس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہی نخوت و غرور مجھ میں نہ اثر کر جائے جو تجھ میں سرایت کیئے ہوئے ہے۔

بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور عائشہ حضرتؐ کے پاس تھیں کہ ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرتؐ نے آواز سُنکر فرمایا یہ شخص اپنی قوم کے لیئے بُرا ہے۔ عائشہ تو اُٹھ کر دُوسرے حجرے میں چلی گئیں تو حضرتؐ نے اُس کو بلا لیا اور نہایت خوش خوئی اور خندہ پیشانی سے اُس سے ملے اور گفتگو کی اور فارغ ہوئے تو اُس کو رُخصت فرمایا۔ پھر عائشہ حضرتؐ کے پاس آئیں اور بولیں یا رسول اللہ آپ نے پہلے تو اس کو بد آدمی فرمایا۔ جب وُہ سامنے آیا تو بڑی خوشی اور بشاشت کا اظہار فرمایا اور بڑی محبّت سے باتیں کیں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے بندوں میں بدترین شخص وُہ ہے کہ لوگ اُس کی بدزبانی کے سبب اُس کی ہمنشینی سے پرہیز کریں۔

دُوسری سند سے اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص خدمتِ رسولِ اکرم میں حاضر ہوا اور کہا میں فلاں ہوں فلاں کا بیٹا۔ وُہ فلاں کا بیٹا تھا، وُہ فلاں کا بیٹا تھا۔ اسی طرح اپنے آباؤ اجداد میں نو کافروں کا نام لیا اور فخر کیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا تو جہنم میں اُن میں سے دسواں ہوگا۔

بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز بھینگی زینب عطر فروش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کے پاس آئی پھر حضرتؐ بھی آ گئے اور اُس سے فرمایا کہ جب تم ہمارے یہاں آتی ہو ہمارے مکانات خوشبو سے معطّر ہو جاتے ہیں۔ زینب نے کہا یا رسول اللہ آپ کے مکانات بہ نسبت میرے عطروں کے آپ ہی کی خوشبو سے زیادہ معطّر ہیں۔ پھر حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے زینب جب کچھ تو فروخت کرے تو خریدنے والوں کے ساتھ نیکی کر اور اُن کو فریب مت دینا۔ بیشک خدا کی خوشنودی کے لیئے یہ زیادہ پرہیزگاری کی بات ہے اور اس طرح مال کو زیادہ باقی رکھتا اور برکت دیتا ہے۔

بسند ہائے موثق و معتبر جناب امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ سمرہ بن جندب کا ایک درخت خرما انصار میں سے ایک شخص کے گھر میں تھا۔ سمرہ جب آتے تو انصاری کے گھر میں سے ہو کر اپنے درخت کے نیچے جاتے تھے بغیر اس کے کہ اس کو اطلاع دیں اور اجازت لیں۔ آخر اُس مرد انصاری نے کہا کہ جب تم درخت کیلئے آنا چاہو تو مجھ کو اطلاع دے دیا کرو۔ لیکن سمرہ نے نہ مانا تو انصاری آنحضرتؐ کی خدمت میں گیا اور سمرہ کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے سمرہ کے پاس انصاری کی شکایت کہلا بھیجی اور فرمایا کہ جب درخت کیلئے داخل ہونا چاہو انصاری سے اجازت لے لیا کرو۔ سمرہ نے حضرتؐ کی بھی یہ بات نہیں مانی اور انکار کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ درخت میرے ہاتھ بیچ دو۔ اُس نے اس سے بھی انکار کیا۔ پھر حضرتؐ نے قیمت میں اور اضافہ فرمایا۔ اُس نے منظور نہ کیا یہانتک کہ قیمت حضرتؐ نے بہت بڑھا دی لیکن وُہ راضی نہ ہوا۔ آخر حضرتؐ نے اُس سے کہا کہ وُہ درخت تم مجھے

دے دو۔ میں تمہارے لیئے بہشت میں ایسے ایک درخت کا ضامن ہوتا ہوں جس کا میوہ ہر وقت آسانی کے ساتھ تم حاصل کر سکتے ہو۔ پھر بھی وُہ بدبخت راضی نہ ہوا تو آنحضرتؐ نے اُس انصاری سے فرمایا، جا اُس کا درخت اُکھاڑ کر اُس کے پاس ڈال دے کہ اس سے اسلام نہیں روکتا۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض کی نمازِ میت میں پانچ تکبیریں اور بعض کی نماز میں چار تکبیریں فرمایا کرتے تھے۔ اور جب چار تکبیریں کہتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ وُہ میت منافق کی تھی۔

بسندِ حسن حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا مجھے ثمامہ بن آثال پر قابُو دے جو مشرکین کا ایک سرغنہ تھا۔ خدا نے حضرتؐ کی دُعا قبول فرمائی اور حضرتؐ کے لشکر کا ایک گروہ اُس کے سر پر پہنچا اور اُس کو گرفتار کر لیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ جب آنحضرتؐ نے اُس کو دیکھا اُس سے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں تجھے اختیار دیا ان میں سے ایک جو تُو پسند کرے گا، اُسی پر عمل کروں گا۔ پہلے یہ کہ تجھ کو قتل کر دوں۔ اُس نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو ایک عظیم شخص کو قتل کریں گے۔ تو فرمایا کہ تیرا فدیہ لے کر تجھ کو چھوڑ دوں۔ تو اُس نے کہا میری قیمت آپ کو بہت ملے گی یعنی زیادہ سے زیادہ فدیہ میرے عوض میری قوم کے لوگ دے دیں گے۔ تیسرے یہ کہ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ پر احسان کروں اور بغیر فدیہ کے چھوڑ دوں۔ اُس نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو مجھے شکر گزار پائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تجھ پر احسان کیا اور بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا۔ ثمامہ نے اُسی وقت کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اور کہا کہ پہلے ہی جبکہ میں نے آپ کو دیکھا تو سمجھ گیا تھا کہ آپ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ لیکن میں نے نہیں چاہا کہ جب تک آپ کی قید میں ہوں مسلمان ہونے کا اقرار کر دوں۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص بڑا بدصورت اور کریہہ منظر تھا اس سبب سے اس کو ذوالنمرہ کہتے تھے۔ ایک روز وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسُولؐ اللہ مجھے اُن باتوں سے آگاہ فرمایئے جو خدا نے مجھ پر واجب قرار دیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تجھ پر روزانہ رات دن میں سترہ رکعت نماز اور ماہِ مبارک رمضان میں روزہ واجب فرمایا ہے۔ اور جب تجھ کو اتنی مقدرت ہو جاتے تو حج واجب قرار دیا ہے اور زکوٰۃ واجب کی ہے، اور حضرتؐ نے اس کی مقدار اور شرطوں کی تشریح کی۔ یہ سُنکر ذوالنمرہ نے کہا کہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ جو کچھ خدا نے واجب قرار دیا ہے اُس سے زیادہ نہ کروں گا حضرتؐ نے فرمایا کہ کیوں اُس سے زیادہ عمل نہ کرے گا عرض کی اس لیئے کہ مجھ کو ایسا بدصورت پیدا کیا ہے اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوتے اور عرض کی آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ میرا اسلام ذوالنمرہ سے کہدیجئے اور فرما دیجئے کہ کیا تو راضی نہیں ہے اس پر کہ خدا تجھ کو بروزِ قیامت جناب جبرئیلؑ کے ایسا حسن وجمال عطا فرمائے۔ ذوالنمرہ نے جب یہ سُنا تو کہا اب اے میرے پالنے والے میں راضی ہوں اور تیرے عزّت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اس قدر زیادہ تیری بندگی اور عبادت کروں گا کہ تو خوش ہو جائے گا۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں لوگوں کا یہ کہنا پسند نہ کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس جماعت کی مدد سے دشمنوں پر فتح پائی پھر اُسی کو قتل کر ڈالا تو یقیناً میں اپنے اصحاب میں سے بہتوں کی گردن مار دیتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وُہ منافق ہیں۔

کتاب اختصاص وغیرہ میں بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خرید فرمایا وُہ حضورؐ کو پسند تھا لیکن منافق صحابہ کے ایک گروہ کو آنحضرتؐ پر حسد ہوا یہ کہ بہت ارزاں قیمت میں وُہ گھوڑا خرید لیا تو اُس اعرابی سے کہا کہ اگر یہ گھوڑا بازار میں تُو فروخت کرتا تو اس سے زیادہ قیمت ملتی۔ لہٰذا اعرابی کے دل میں لالچ پیدا ہوئی اور کہا کہ جاتا ہوں اور اُن سے کہتا ہوں کہ گھوڑا مجھے واپس دے دیں۔ تو منافقوں نے کہا نہیں ایسا نہ کرنا کیونکہ وُہ مردِ صالح ہیں جب وُہ گھوڑے کی قیمت لاکر تجھ کو دیں تو اُن سے کہہ کہ میں نے اتنی قیمت پر آپ کو نہیں دیا تھا۔ جب تو اس طرح کہے گا تو وُہ تجھ کو تیرا گھوڑا واپس دے دیں گے۔ جب آنحضرتؐ نے قیمت لاکر دی اعرابی نے اُن منافقوں کے بہکانے سے انکار کیا اور کہا میں نے اتنے دام پر نہیں فروخت کیا تھا حضرتؐ نے فرمایا اُسی خدا کی قسم جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تُو نے اتنے ہی دام پر فروخت کیا یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ خزیمہؓ بن ثابت آ گئے اور اعرابی سے یہ تمام ماجرا سُنا اور اُن کی دعوے کی حقیقت پر مطلع ہوئے تو کہا اے اعرابی میں گواہی دیتا ہوں تُو نے گھوڑے کو اتنے ہی دام پر فروخت کیا تھا جس قدر حضرتؐ فرماتے ہیں۔ اعرابی نے کہا جس وقت میں نے گھوڑے کو بیچا تھا کوئی موجود نہ تھا تم کس طرح گواہی دیتے ہو تو جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ ہاں اے خزیمہ رضؓ تم نے کیسے گواہی دے دی۔ خزیمہ نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ خدا کی طرف سے خبر دیتے ہیں، آسمانوں کی خبریں بیان فرماتے ہیں اور ہم سب کی تصدیق کرتے ہیں تو پھر ایک گھوڑے کی قیمت کے بارے میں تصدیق نہ کریں۔ اُس وقت جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکمِ خدا سے فرمایا کہ خزیمہ رضؓ کی گواہی دو شخصوں کے برابر سمجھا کرو۔ اسی سبب سے ذوالشہادتین اُن کا لقب ہوا۔

شیخ طوسی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں کچھ لوگ آئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ آپ ہمارے لیئے اپنے پروردگار سے بہشت کے ضامن ہو جائیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ سجدہ میں طول دینے کے ساتھ میری مدد کرو۔ انہوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ ایسا ہی ہوگا۔ تو حضرتؐ نے اُن سے بہشت کی ضمانت فرمائی۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ بنی بیاضہ کے ایک شخص نے حضرتؐ کی فصد کھولی جب فارغ ہوا تو حضرتؐ نے پُوچھا خون کہاں ہے۔ اُس نے کہا میں پی گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تجھ کو یہ فعل مناسب نہ تھا۔ لیکن چونکہ تو نے نادانی سے ایسا کیا ہے لہٰذا خدا نے تیرے لیے آتشِ جہنم

کے درمیان پردہ مقرر کر دیا۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص زیت فروش تھا جو حضرتؐ کو بہت دوست رکھتا تھا اور اُس کا یہ معمول تھا کہ ہر روز جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کر لیتا کوئی کام نہ کرتا۔ حضرتؐ اُس کی اس عادت سے واقف ہو گئے تھے۔ تو جب وُہ آتا آنحضرتؐ لوگوں کے درمیان سے بلند ہو جاتے اور گردن اُونچی کر لیتے تاکہ وُہ زیارت سے مشرف ہو جاتے۔ ایک روز حسب معمول وُہ آیا اور اسی طرح حضرتؐ کی زیارت کر کے اپنے کاموں میں مشغول ہو گیا پھر فوراً ہی واپس آیا جب حضرتؐ نے اُس کو جلد واپس آتے ہوئے دیکھا تو اشارہ فرمایا بیٹھ جا۔ پھر حضرتؐ نے اس سے فرمایا ہر روز تو مجھ کو دیکھ کر چلا جاتا اور اپنے کاموں میں مشغول ہو جایا کرتا تھا آج تیرے واپس آنے کا کیا سبب ہے۔ اُس نے کہا اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آج آپ کی محبت اور آپ کی یاد نے مجھے اس حد تک محو کیا کہ میں کوئی کام نہ کر سکا اور جلد واپس آگیا تاکہ دوبارہ حضورؐ کے جمال مبارک کی زیارت سے مشرف ہوں۔ تو آنحضرتؐ نے اُس کے لیئے دُعائے نیک فرمائی اور اُس کی تعریف کی پھر اُس کے بعد چند روز وُہ نہ آیا تو حضرتؐ نے اُس کا حال پُوچھا اصحاب نے کہا ہم نے بھی چند دنوں سے اُس کو نہیں دیکھا تو حضرتؐ نے نعلین پائے اقدس میں پہنی اور اصحاب کے ساتھ زیت فروشوں کے بازار میں تشریف لے گئے لیکن اُس کی دُکان بند دیکھی تو لوگوں سے دریافت کیا اُس کے ہمسایوں نے بتایا کہ یا رسُولؐ اللہ وُہ رحمتِ الٰہی سے واصل ہو گیا وُہ ہمارے نزدیک امین اور راستگو تھا۔ مگر ایک عادت اُس کی مناسب نہ تھی۔ پُوچھا وُہ کیا کہا وُہ عورتوں کے پیچھے دوڑتا اور اُن سے عشق بازی کیا کرتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم وُہ مجھ کو اس قدر دوست رکھتا تھا کہ اگر وُہ بردہ[1] فروش بھی ہوتا تب بھی خدا اُس کو بخش دیتا۔

کتاب تحیص میں حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ کسی غزدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آرہے تھے کہ اثنائے راہ میں ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اُن سے پُوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ ہم لوگ مومن ہیں۔ حضورؐ نے پُوچھا کہ تمہارا ایمان کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہم بلاؤں پر صبر کرتے ہیں اور جب خدا نعمتیں عطا فرماتا ہے تو اس کا شکر کرتے ہیں اور اُس کے قضا و مشیئت پر راضی ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ بُردبار ہیں صاحبانِ عقل ہیں نزدیک ہے دانائی کے سبب پیغمبروں کے مرتبہ پر پہنچیں۔ پھر ان سے خطاب فرمایا کہ جیسا بیان کرتے ہو اگر تم ویسے ہی ہو تو مکانات نہ بناؤ کیونکہ تم اُس میں ہمیشہ نہ رہو گے اور وُہ چیز مت جمع کرو جس کو نہ کھاؤ گے اور خدا کے عذاب سے بچو کیونکہ تم سب کی بازگشت اُسی کی طرف ہے۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت ننگی آئی اور حضرتؐ کے سامنے کھڑی ہوگئی اور کہا یا رسُولؐ اللہ میں نے زنا کی ہے مجھے پاک

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ایسا بردہ فروش جو آزادوں کو فروخت کرتے ہیں۔ ۱۲

کر دیجیئے یعنی مجھ پر خدا کی مقررہ حد جاری فرمایئے۔ ناگاہ ایک شخص اُس کے پیچھے سے آیا اور کپڑے اُس پر ڈال دیئے۔ حضرتؐ نے پُوچھا یہ عورت تیری کون ہے؟ اُس نے کہا میری زوجہ ہے میں اپنی کنیز کے ساتھ خلوت میں تھا اس نے غیرت میں سرشار ہو کر ایسا کر ڈالا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو اپنے گھر لے جا۔ پھر فرمایا کہ جب عورت پر غیرت غالب ہوتی ہے تو اس کی آنکھیں چھت کے پرنالے اور مکان کے نیچے کی نالی میں فرق نہیں کرتیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ زمانۂ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص نے سفر کیا اور اپنی زوجہ کو تاکید کر دی کہ جب تک میں واپس نہ آؤں تو گھر سے باہر نہ جانا۔ اتفاق سے اُس عورت کا باپ بیمار ہوا۔ اُس عورت نے جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرا شوہر سفر میں گیا ہے اور مجھ کو یہ تاکید کر دی ہے کہ جب تک وُہ واپس نہ آئے میں گھر سے باہر نہ نکلوں لیکن میرے والد بیمار ہو گئے ہیں کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے پدر کی عیادت کے لیئے جاؤں حضرتؐ نے فرمایا اپنے گھر میں بیٹھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ پھر اُس کے باپ کی بیماری شدید ہوئی اُس نے دوبارہ آنحضرتؐ کی خدمت میں کسی کو بھیج کر اجازت طلب کی۔ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا یہاں تک کہ اُس کے باپ کا انتقال ہو گیا تو اُس نے حضرتؐ سے اجازت چاہی کہ باپ کے جنازہ کی نماز میں شریک ہو حضرتؐ نے پھر وُہی فرمایا کہ گھر میں بیٹھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ آخر اُس کا باپ دفن کر دیا گیا تو حضرتؐ نے اُس عورت کے پاس کہلا بھیجا کہ خدا نے شوہر کی اطاعت کے سبب تجھ کو اور تیرے باپ کو بخش دیا۔

بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ ایک مرتبہ عید قربان کے دن شتر برہنہ پر سوار مدینہ کے باہر عورتوں کی ایک جماعت کی طرف سے گزرے اور کھڑے ہو کر فرمایا اے عورتو صدقہ دو اور اپنے شوہروں کی اطاعت کرو کیونکہ تم میں سے زیادہ تر جہنم میں جاؤ گی۔ یہ سُنکر وُہ عورتیں رونے لگیں اُن میں سے ایک عورت کھڑی ہوئی اور اُس نے عرض کیا یا رسُولؐ اللہ کیا ہم کافروں کے ساتھ جہنم میں ہوں گے حالانکہ خدا کی قسم ہم کافر نہیں ہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا تم اپنے شوہروں کے حق کی کافر ہو۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے لیئے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے عورتوں کی جماعت صدقہ دو خواہ وُہ تمہارے زیورات ہی ہوں یا ایک خرما ہو یا نصف خرما ہو۔ یقیناً تم میں سے زیادہ تر عورتیں جہنم کا ایندھن ہیں کیونکہ تم گالیاں بہت دیتی ہو اور اپنے عزیزوں کی کفران نعمت کرتی ہو۔ یہ سُنکر بنی سلیم کی ایک عقلمند عورت نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیا ہم لڑکوں کی مائیں نہیں ہیں جو اُن کی پرورش میں سختیاں جھیلتی ہیں ان کو دُودھ پلاتی ہیں۔ کیا ہم میں سے صبر کرنے والی لڑکیاں نہیں ہیں جو مکانوں کے اندر صبر کرتی ہیں اور مہربان بہنیں ہوتی ہیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے اُس پر شفقت فرمائی اور فرمایا کہ تم بیشک حمل کا بار اُٹھانے والی عورتیں لڑکوں کی مائیں اور اُن کو دُودھ پلانے والی اور لڑکوں اور عزیزوں پر مہربان ہو۔ اگر تم اپنے شوہروں سے بدسلوکی نہ کرتیں تو تم میں سے نماز پڑھنے والی کوئی عورت جہنم میں نہ جاتی۔

بسندِ معتبر ثبات بن سالم سے منقول ہے کہ وُہ حضرت صادقؑ کی خدمت میں آئے۔ حضرتؑ نے اُن سے عمر بن مسلم کا حال دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا وُہ بخیریت ہیں مگر تجارت ترک کر دی ہے۔ حضرتؑ نے تینؔ مرتبہ فرمایا کہ یہ شیطانی کام ہے۔ شاید لوگ نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجارت کی ہے اور اُس قافلہ سے جو شام سے آیا تھا مال خرید فرمایا اور اُس سے اس قدر نفع حاصل کیا جس سے اپنا قرض ادا کیا اور اپنے عزیزوں کی مدد فرمائی۔ خدا فرماتا ہے وُہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کی یاد اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی (کامیاب و رستگار ہیں) اور علمائے اہلِ سُنّت جو قصّہ خواں ہیں کہتے ہیں کہ اصحابِ پیغمبرؐ تجارت نہیں کرتے تھے وُہ غلط کہتے ہیں۔ وُہ تجارت کرتے تھے مگر نماز کو اُس کی فضیلت کے وقت ادا کرتے تھے۔ ایسا شخص افضل ہے اُس سے جو نماز کا پابند تو ہے مگر تجارت نہیں کرتا۔

حدیثِ معتبر میں منقول ہے کہ جب عورتیں ہجرت کر کے حضرتؐ کی خدمت میں آئیں تو اُن میں ایک عورت اُمِ حبیب تھی جو عورتوں کا ختنہ کرتی تھی۔ حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا کہ اے اُمِ حبیب تو اپنا کام اب بھی کرتی ہے اُس نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ اگر آپؐ منع فرمائیں تو ترک کر دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ حلال ہے۔ آ میں تجھے سکھاؤں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ جب تُو عورتوں کا ختنہ کرے تو تہ میں سے زیادہ مت کاٹ بلکہ تھوڑا سا قطع کر جس سے چہرہ نُورانی ہوتا ہے، رنگ صاف ہو جاتا ہے اور وُہ عورت اپنے شوہر کے نزدیک عزیز ہوتی ہے پھر اُمِ عطیہ اُس کی بہن آئی جو عورتوں کی مشاطگی کرتی تھی۔ آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ جب تُو عورتوں کو آراستہ کرے تو اُن کے چہرے کو چمکانے کے لیئے اُن پر کپڑے سے رگڑنا اچھا نہیں ہے۔ اُن کے ابروؤں کو چھوڑ دے اور اُن کے بالوں کو ایک دُوسرے سے مت ملا۔

کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں جو میری[ع] نظر سے گزری ہے سلمانؓ و ابوذرؓ اور مقدادؓ سے روایت ہے کہ منافقوں کا ایک گروہ جمع ہوا اور وُہ آپس میں کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو بہشت اور جو کچھ خدا نے اُس میں اپنے دوستوں کے لیئے نعمتیں جمع کی ہیں اُن سے آگاہ کرتے ہیں اور جہنم اور اس میں جو عذاب اور تکلیفیں اپنے دشمنوں اور نافرمانوں کے لیئے مہیا کی ہیں اُن سب کی خبر دیتے ہیں۔ اگر سچے ہیں تو ہم کو بہشت و دوزخ میں ہماری اور ہمارے باپ دادا اور ماؤں اور نانی دادیوں کی جگہ بتا دیں تاکہ ہم دُنیا و آخرت میں اپنے درجہ اور منزلت کا حال جان لیں۔ یہ خبر آنحضرتؐ کو ملی تو آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ ندا کریں کہ وُہ مسجد میں جمع ہوں۔ غرض لوگ جمع ہونا شروع ہوئے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی اور اُس میں گنجائش باقی نہ رہی۔ پھر حضرتؐ غضبناک باہر تشریف لائے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو کپڑے سے لپیٹے ہوئے تھے منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ اے گروہِ مردمان! میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں خدا مجھ پر وحی نازل فرماتا ہے اور اُس نے اپنی رسالت سے مخصوص کیا ہے اور پیغمبری کے واسطے مجھے برگزیدہ فرمایا ہے اور

[ع] یعنی مؤلف کی نظر سے۔ ۱۲

مجھ کو تمام اولادِ آدمؑ پر فضیلت بخشی ہے اور مجھے جس قدر چاہا غیب کی باتوں سے آگاہ کیا ہے لہٰذا جو کچھ چاہو پُوچھو اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص بہشت و دوزخ میں اپنی یا اپنے باپ داداؤں کی جگہ معلوم کرنا چاہے میں اُس کو ضرور بتاؤں گا۔ یہ جبریلؑ میرے داہنی طرف کھڑے ہیں اور خدا کی جانب سے مجھے خبر دے رہے ہیں۔ لہٰذا جو کچھ چاہو پُوچھو۔ یہ سُنکر ایک مردِ مومن جو خدا اور رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست تھا کھڑا ہو گیا اور کہا اے خدا کے رسُولؐ میں کون ہوں؟ حضرتؐ نے فرمایا تو عبداللہ پسر جعفر ہے۔ جعفر اُس کے باپ کا وہی نام تھا جس کی طرف لوگ اس کو منسُوب کرتے تھے۔ جب اس مومن نے اپنا نسب صحیح پایا تو خوش ہو گیا اور بیٹھ گیا۔ پھر ایک بدباطن منافق کھڑا ہوا جو خدا اور رسُولؐ کا دُشمن تھا وُہ بولا یا رسُولؐ اللہ میں کون ہوں حضرتؐ نے فرمایا تو فلاں کا بیٹا فلاں ہے اور اُس کے باپ کے نام کے بجائے قبیلۂ بنی عصمہ کے ایک چرواہے کا نام لیا اور بنی عصمہ قبیلۂ بنی ثقیف کی بدترین شاخوں میں سے تھے جنہوں نے خدا کی نافرمانیاں کیں اور خدا نے اُن کو ذلیل و خوار کر رکھا تھا۔ غرض وُہ منافق نہایت ذلّت و خواری کے ساتھ بیٹھ گیا اور رسوا ہوا۔ حالانکہ اس سے پہلے لوگ سمجھتے تھے کہ وُہ حسب و نسب اور بزرگی کے لحاظ سے قریش کے نجیب لوگوں میں سے ہے۔ پھر دُوسرا منافق کھڑا ہوا جس کا دل شک و شبہ میں مبتلا تھا اور پُوچھا یا رسولؐ اللہ میں بہشت میں جاؤں گا یا دوزخ میں حضرتؐ نے فرمایا تو جہنم میں ہو گا تو وُہ بھی نہایت ذلّت و خواری کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور اس خوف سے کہ رُسوا نہ ہوں عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہم خدا کی پروردگاری پر راضی ہیں۔ اور ہم نے اپنے واسطے دینِ اسلام کو پسند کیا اور حضورؐ کو اپنا پیغمبرؐ جانتے ہیں اور ہم خدا اور اُس کے رسُولؐ کے غضب سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ لہٰذا یا رسُولؐ اللہ ہم کو معاف کیجیئے تاکہ خدا آپ کو معاف کرے اور ہمارے عیبوں کو پوشیدہ رکھیئے تاکہ خدا آپ کو پردۂ عصمت سے پوشیدہ کرے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا تم بھی کچھ پُوچھنا چاہو تو پُوچھو۔ جناب عمر نے کہا اپنی اُمّت کو معاف کیجیئے اور سوال کرنا اپنے لیئے مناسب نہ سمجھا۔ پھر حضرت علیؑ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میرا نسب بیان فرمایئے تاکہ لوگ آپ کے ساتھ میری قرابت اور یگانگی کو جان لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ خدا نے مجھ کو اور تم کو ایک نور کے دو عمود سے پیدا کیا جو زیرِ عرش نمایاں تھا اور وُہ دونوں عمود خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے دو ہزار سال قبل اس کے کہ خدا تمام خلائق کو پیدا کرے پھر اُن دونوں عمود نور سے خدا نے دو نورانی نطفے پیدا کیئے جو آپس میں لپٹے ہوئے تھے پھر ان نطفوں کو طیب و طاہر پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل کرتا رہا یہانتک کہ اُس کا نصف صلب عبداللہ میں اور دُوسرا نصف صلب ابوطالب میں قرار پایا تو ان دو نطفوں کے نصف جز و سے میں اور نصف جزو سے اے علیؑ تم پیدا ہوئے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:- وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا (آیت ۵۴ سورۃ الفرقان پ۱۹) یعنی وُہ خدا وہی ہے جس نے نطفہ سے ایک بشر کو پیدا کیا اور اُس کو نسب بلند اور دامادی عطا فرمایا اور تمہارا پروردگار تمام چیزوں پر قادر ہے۔ لہٰذا البشر سے مُراد امیرالمومنینؑ ہیں جنکو خدا نے آنحضرتؐ کے ساتھ نسبی قرابت اور شرف دامادی کے ساتھ جمع فرما دیا ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تمہارے

گوشت کو میرے گوشت سے تمہارے خون کو میرے خون کے ساتھ مخلوط فرمایا ہے تم ہی میرے بعد خدا اور اُس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہو۔ تو جس نے تمہاری ولایت سے انکار کیا اُس نے اپنے اور خدا کے درمیان سبب اور وسیلہ کو منقطع کر دیا جو اس کو عالی درجات تک پہنچاتا۔ اے علیؑ خدا نہیں پہچانا جا سکتا مگر میرے ذریعہ سے اور میرے بعد تمہارے ذریعہ سے۔ تو جس نے تمہاری ولایت کا انکار کیا تو خدا کی پروردگاری سے انکار کیا۔ اے علیؑ! تم زمین پر خدا کے نشان بزرگ ہو۔ اور روزِ قیامت خدا کے عظیم رُکن ہو۔ لہٰذا جو شخص روزِ قیامت تمہاری شفقت کے سایہ میں ہوگا وُہ رستگار ہے۔ کیونکہ خلائق کا حساب تمہارے ذریعہ سے ہوگا اور اُن کی بازگشت تمہاری طرف ہے اور قیامت کی میزان تمہاری میزان ہے، صراط تمہارا صراط ہے اور قیامت کا موقف تمہارا موقف ہے اور اُس روز کا حساب تمہارے بارے میں حساب ہے۔ تو جو شخص تمہاری جانب مائل ہوگا نجات پائے گا، اور جو تمہاری مخالفت کرے گا ہلاک ہوگا۔ پھر دُو مرتبہ فرمایا خداوندا تو گواہ رہیو اور منبر سے نیچے اُتر آئے۔

سلیم قیس نے سلمان فارسیؓ سے یہ روایت بھی اپنی کتاب میں تحریر کی ہے کہ قریش کی یہ عادت تھی کہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہتے اور اگر اہلبیتِ رسُولؐ میں سے کسی کو آتے ہوئے دیکھتے تو خاموش ہو جاتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے اُن میں سے کہا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مثال اہل عقل کے درمیان اُس درخت خرما کی سی ہے جو کسی گھُورے پر اُگا ہو۔ جب آنحضرتؐ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو غضبناک ہوکر باہر نکلے۔ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر جاکر بیٹھ گئے یہاں تک کہ لوگ جمع ہوگئے۔ تو حضرتؐ کھڑے ہوکر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو میں کون ہوں؟ لوگوں نے کہا حضورؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ فرمایا میں خدا کا رسُولؐ ہوں اور محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اور اپنا نسب مبارک نزار تک بیان کیا۔ پھر فرمایا کہ میں اور میرے اہلبیتؑ چند نور تھے جو خدا کے عرش کے سامنے حرکت میں تھے دو ہزار سال قبل اس کے کہ خداوند قدوس آدمؑ کو پیدا کرے۔ تو جب وُہ نور تسبیحِ الٰہی کرتا تھا اس کی تسبیح سے فرشتے تسبیح کرتے تھے جب حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے آدمؑ کو خلق کیا اُس نورِ مقدس کو اُن کے صلب میں قرار دیا۔ پھر آدمؑ کو زمین پر بھیجا پھر اسی طرح اُس نور کو صلبِ نوحؑ میں رکھ کر کشتی میں داخل کیا۔ وُہی نور صلب ابراہیمؑ میں تھا جب وُہ آگ میں ڈالے گئے۔ اور ہمیشہ ہمارے نُور کو پاکیزہ اور بلند ترین صلبوں میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ ہمارے گوہر شرافت کو بہترین معدنوں سے ظاہر کیا اور ہمارے شجرۂ طیّبہ کو بہترین آباؤ اجداد اور پاکیزہ ترین مادہٴ کے مغرسوںˢ سے اُگایا جن میں کوئی ایک بھی زنا کے قریب نہ ہوا۔ بیشک ہم فرزندانِ عبدالمطلبؑ یعنی میں، علیؑ، جعفرؑ، حمزہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ، مہدی آخرالزمانؑ تک اہل بہشت کے بزرگوں میں سے ہیں۔ بلاشبہ خداوند عالم نے اہل زمین کی جانب نظر ڈالی اور اُن میں سے دُو مردوں کو اختیار کیا اُن میں سے ایک میں ہوں کہ خدا نے مجھ کو رسالت و نبوت کے ساتھ بھیجا اور دُوسرے علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔ پھر اُس نے مجھ کو وحی فرمائی کہ میں اُس کو اپنی اُمّت میں اپنا بھائی، اپنا دوست، اپنا وزیر، اپنا وصی اور اپنا خلیفہ قرار دُوں بیشک وُہ

ˢ مغرس یعنی اُگنے کی جگہ۔ ۱۲

آنحضرتؐ کا حضرت امیرؑ کی مدح فرمانا۔

آنحضرتؐ کا اپنے بعد ائمہ طاہرینؑ کا نسب بیان فرمانا اور ان کی اطاعت کی تاکید کرنا۔

میرے بعد ہر مومن کے نفس سے اُس پر زیادہ حق رکھتا ہے۔ جو شخص اُس کو دوست رکھے گا خدا اُس کو دوست رکھے گا اور جو شخص اُس سے دُشمنی کرے گا خدا اُس سے دُشمنی رکھے گا اور اُس کو دوست نہیں رکھے گا مگر مومن اور اُس کو دشمن نہیں رکھے گا مگر کافر۔ اور وُہ میرے بعد زمین کی میخ ہے۔ اُسی کی برکت سے زمین برقرار رہے گی۔ وُہ کلمۂ تقوٰے ہے کہ اُس کی محبت جہنم سے نجات کا باعث ہے۔ وُہی خدا کی مضبوط رسّی ہے جس کا وسیلہ نجات کا سبب ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ پھُونک کر نُورِ خدا کو بُجھا دو حالانکہ خدا اپنے نُور کو پُورا کرنے والا ہے اگرچہ کفار نہ چاہیں۔ پھر بیشک خدا نے ہم دونوں کے بعد خلائق پر نظر کی اور اُن میں سے گیارہ وصی ہم اہلبیتؑ میں سے انتخاب کیے اور اُن کو میری اُمّت میں ایک کے بعد دُوسرے کو برگزیدہ کیا آسمان کے ستاروں کے مانند کہ جب وُہ غروب ہوتا ہے تو دُوسرا اُس کی جگہ پر طالع ہوتا ہے اور وُہ ہدایت کرنے والوں اور ہدایت پانے والوں کے پیشوا ہیں۔ اُن کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا مگر وُہ جو اُن سے مکاری کرے گا اور اُن کو چھوڑ دے گا اُن کی مدد نہ کرے گا۔ وُہ زمین پر خدا کی حجت اور اُس کے اور اُس کی خلق کے درمیان گواہ ہیں اور اُس کے علم کے خزینہ دار ہیں اور اُس کی وحی کے بیان کرنے والے ہیں اور اُس کی حکمت کے معدن ہیں۔ جو شخص اُن کی اطاعت کرے گا وُہ خدا کی اطاعت کرے گا اور جو شخص اُن کی نافرمانی کرے گا خدا کی نافرمانی کرے گا۔ وُہ لوگ علم کے نکالنے والے ہیں اور قرآن اُن کے ساتھ ہے۔ وُہ قرآن سے جُدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں۔ لہٰذا میرا یہ بیان ہر شخص اُن لوگوں کو پہنچا دے جو غائب ہیں۔ پھر تین مرتبہ فرمایا کہ خداوندا تو گواہ رہنا۔

اِکیاوَنواںؐ باب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اولاد امجاد کا تذکرہ

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے طاہر، قاسم، فاطمہ، اُم کلثوم، رقیہ اور زینب ہیں۔ جناب فاطمہؑ کا نکاح حضرت امیرالمومنینؑ سے کیا اور زینبؓ کو ابوالعاص بن ربیعہ سے تزویج کیا جو بنی اُمیہ سے تھا۔ اور اُم کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کیا اور وُہ قبل اس کے کہ اُن کے گھر جائیں رحمتِ الٰہی سے واصل ہوگئیں۔ اُن کے بعد حضرت رقیہ کو اُن سے تزویج فرمایا۔ اور حضرتؐ کے دُوسرے بیٹے ابراہیم مدینہ میں ماریہ قبطیہ سے متولد ہوئے جن کو بادشاہِ اسکندریہ نے مع ایک اشہب ٹٹو کے حضرتؐ کو ہدیہ بھیجا تھا۔ اور دُوسرے ہدیے بھی تھے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی اولاد میں سے جناب خدیجہؓ

کے شکم سے قاسم اور طاہر۔ اُمِ کلثوم۔ رقیہ۔ زینب اور فاطمہ زہراؑ پیدا ہوئیں اور جناب طاہر کا نام عبداللہ تھا۔ جناب فاطمہؑ کو آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ سے تزویج فرمایا، زینب کو ابوالعاص بن ربیعہ سے وہ بنی اُمیہ میں سے تھا؛ اور اُمِ کلثوم کو عثمان بن عفان سے تزویج کیا اور وُہ قبل اس کے کہ اُن کے گھر جائیں رحلت کر گئیں پھر جب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ بدر کے لیئے گئے تو رقیہ کو اُن سے تزویج فرمایا۔ اور ماریہ قبطیہ سے جناب ابراہیمؑ پیدا ہوئے جو ام ولد نامی ایک کنیز تھیں۔

شیخ طوسیؒ اور ابنِ شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ امجادؑ خدیجہؓ کے علاوہ اور کسی بیوی کے شکم سے پیدا نہیں ہوئی سوائے ابراہیمؑ کے جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے تین صاحبزادے تھے۔ اوّل قاسم؛ اسی لیئے آنحضرتؐ کی کنیت ابو القاسم تھی۔ وُہ آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے پیدا ہوئے۔ دُوسرے عبداللہ جو بعد بعثت کے پیدا ہوئے تھے اسی وجہ سے طیب وطاہر اُن کا لقب ہوا۔ تیسرے ابراہیم۔ اور بعض نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ کے پانچ صاحبزادے تھے عبداللہ کے علاوہ۔ طیب وطاہر دو لڑکوں کے نام سمجھتے ہیں لیکن پہلا قول زیادہ مشہور اور صحیح ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ قاسم عبداللہ سے پہلے پیدا ہوئے۔ لیکن بعض لوگ اس کے برعکس کہتے ہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ وُہ دونوں کمسنی ہی میں مکہ معظمہ ہی میں رحمتِ الٰہی سے واصل ہو گئے تھے۔ اور ابراہیم کی مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب جناب خدیجہؓ کے شکم سے تھیں۔ پہلی صاحبزادی جناب زینبؑ تھیں۔ حضرتؐ نے ان کی شادی بعثت سے پہلے اور کافروں کو لڑکیاں دینا حرام ہونے سے قبل ابی العاص بن ربیع سے کر دی تھی۔ اُن سے امامہ بنت ابی العاص پیدا ہوئیں۔ اور جناب امیرؑ نے جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی وفات کے بعد ان معصومہؑ کی وصیت کے مطابق اُن سے عقد فرمایا اور اُن حضرتؑ کی شہادت کے بعد امامہ مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے نکاح میں آئیں اور ابن بابویہ نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ امامہ بنت ابوالعاص سے جو زینب کے شکم سے تھیں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد جناب امیرؑ نے نکاح کیا اور حضرتؑ کی شہادت کے بعد اُن سے مغیرہ بن نوفل نے نکاح کیا۔ پھر وُہ ایک شدید مرض میں مبتلا ہوئیں کہ اُن کی زبان بند ہو گئی۔ امام حسن وامام حسین علیہم السلام اُن کے سرہانے تشریف لائے جبکہ وُہ بول نہ سکتی تھیں۔ اُن حضراتؑ نے اُن کو وصیت کے لیئے فرمایا اور مغیرہ کو پسند نہ تھا کہ وُہ وصیت کریں۔ حضرات حسنینؑ نے اُن سے کہا کہ کیا آپ فلاں غلام کو آزاد کرنا چاہتی ہیں؟ اُنہوں نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ فلاں کام آپ کے لیئے کیا جائے اُنہوں نے پھر سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ غرض اس طرح وصیت کی اور اُن دونوں بزرگواروں نے اُن کو پُورا کرنے کی اجازت دی اور منقول ہے کہ ابوالعاص جنگِ بدر میں اسیر ہوئے تو جناب زینبؑ نے اس گردن بند کو جو جناب خدیجہؓ نے اُن کو دیا تھا آنحضرتؐ کے پاس اپنے شوہر کے فدیہ میں بھیجا۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو دیکھا تو جناب خدیجہؓ یاد آئیں اور گریہ فرمایا اور صحابہ سے خواہش کی کہ ان کا فدیہ معاف کر دیں اور ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے رہا کر دیں۔ صحابہ نے یُونہی کیا۔ اور آنحضرتؐ نے اس سے شرط کی کہ جب وُہ مکہ جائے تو زینبؑ کو

آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیج دے۔ اُس نے اپنے عہد کو پُورا کیا اور زینبؓ کو حضرتؐ کے پاس بھیج دیا اُس کے بعد خود مدینہ آکر مسلمان ہو گیا، جیسا کہ مجملاً اس سے پہلے ذکر ہو چکا۔ اور زینبؓ ۷ھ اور ایک روایت کے مطابق ۸ھ میں برحمتِ الٰہی واصل ہوئیں۔ دُوسری بیٹی رقیہ جن کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ اُن کی شادی عتبہ پسرِ ابولہب سے مکہ میں ہوئی تھی۔ اور قبل اس کے کہ وُہ اُس کے گھر جائیں اُس نے اُن کو طلاق دے دی پھر مدینہ میں اُن کو عثمان سے تزویج کیا۔ اُن سے عبداللہ پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں اُن کا انتقال ہو گیا۔ اور رقیہ کی وفات مدینہ میں ہوئی جبکہ جنگ بدر واقع ہوئی تھی۔ تیسری بیٹی اُمِ کلثوم تھیں رقیہ کے بعد اُن کی شادی عثمان سے ہوئی اور کہتے ہیں کہ وہ ۹ھ میں انتقال کر گئیں[1]

کلینی اور قطب راوندی نے بسند ہائے معتبر یزید بن خلیفہ سے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ جو روایتوں سے ظاہر ہوا کہ جناب اُمِ کلثوم کی تزویج اور وفات، جناب رقیہ کی تزویج اور وفات سے پہلے واقع ہوئی زیادہ قوی اور زیادہ صحیح ہے اگرچہ دُوسری بات بھی زیادہ مشہور ہے اور علمائے خاصہ وعامہ کی ایک جماعت کا اعتماد یہ ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم جناب خدیجہؓ کی بیٹیاں پہلے شوہر سے تھیں۔ آنحضرتؐ نے اُن کی پرورش کی تھی۔ وُہ آنحضرتؐ کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وُہ جناب خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ اور ان دونوں اقوال کی نفی پر روایات معتبرہ دلالت کرتی ہیں۔

واضح ہو کہ مخالفین شیعوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر عثمان مسلمان نہ ہوتے تو آنحضرتؐ اپنی دو بیٹیوں کو ان سے تزویج نہ کرتے۔ یہ اعتراض چند وجوہ کی بنا پر باطل ہے۔ اوّل یہ کہ حضرتؐ کا اپنی یا خدیجہؓ کی بیٹیوں کا ان کے ساتھ تزویج کرنا ممکن ہے قبل اس کے ہو کہ خدا نے کافروں کو بیٹیاں دینا حرام قرار دیا ہو چنانچہ باتفاق مخالفین حضرت زینب کو مکہ میں ابوالعاص سے تزویج فرما دیا تھا جبکہ وُہ کافر تھا اسی طرح رقیہ اور اُم کلثوم کو مخالفین میں شہرت کی بنا پر عتبہ اور عتیق پسران ابولہب سے تزویج فرمایا جو کافر تھے قبل اس کے کہ عثمان سے تزویج فرمائیں۔ دُوسرا جواب یہ ہے کہ عثمان کے مسلمان ہونے میں اُس وقت جبکہ حضرتؐ نے اپنی بیٹیوں کو ان سے تزویج فرمایا کوئی اختلاف نہیں ہے اگرچہ انہوں نے آخر میں امیرالمومنینؑ کے نصِ خلافت سے انکار کیا اور وُہ تمام کام کیئے جو موجب کفر ہیں اور کافر اور مرتد ہو گئے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ سب سے زیادہ صحیح ہے یہ کہ وُہ لوگ منافقوں میں داخل تھے اور خوف اور لالچ کے سبب بظاہر اسلام کا اظہار کرتے تھے لیکن باطن میں کافر تھے اور خداوند عالم نے مصلحتوں اور حکمتوں کی بنا پر آنحضرتؐ کو حکم دیا تھا کہ ان کے ظاہری اسلام پر حکم جاری کیا کریں اور طہارت اور مناکحت اور میراث وغیرہ تمام احکام ظاہری میں اُن کو مسلمانوں کے ساتھ شریک رکھیں۔ لہٰذا آنحضرتؐ کسی حکم میں اُن کو مسلمانوں سے الگ نہیں کرتے تھے اور ان کے نفاق کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ان کی تالیف قلب کے لیئے عبداللہ بن اُبی پر نماز جنازہ پڑھی جو نفاق میں مشہور تھا تو اگر عثمان کو دختر دے دی ربانی بر صفحہ ۸۷۲

حضرت صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ عیسیٰؑ بن عبداللہ قمی نے حضرت سے پوچھا کیا عورتیں نمازِ جنازہ میں شریک ہوسکتی ہیں ؟ امامؑ نے فرمایا کہ مغیرہ بن ابی العاص نے دعوےٰ کیا کہ میں نے جنگِ اُحد میں رسُولِ خداؐ کے دانت شہید کیئے اور آنحضرتؐ کے لبوں کو زخمی کیا۔ اور میں نے حمزہؑ کو قتل کیا۔ یہ سب اُس نے جھُوٹ کہا۔ وُہ جنگِ خندق میں مشرکوں کے ساتھ حضرتؐ سے جنگ کرنے آیا اور جس رات کفار بھاگ چکے تھے خداوندِ عالم نے اُس پر نیند مسلط کردی تھی اور وُہ صبح تک سوتا رہا۔ صبح کو جب وُہ بیدار ہوا تو ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ اُس کو گرفتار کرلیں۔ اُس نے کپڑا سر پر لپیٹا اس طرح مدینہ میں داخل ہوا کہ کسی نے اس کو نہ پہچانا۔ اُس نے ایسا ظاہر کیا کہ وُہ بنی سلیم کا ایک شخص ہے جو ہمیشہ عثمان کے لیئے گھوڑا، بھیڑ اور گھی تیل وغیرہ لایا کرتا ہے وُہ لوگوں سے عثمان کا مکان دریافت کرتا ہوا ان کے گھر پہنچا اور اُن کے مکان میں پوشیدہ ہوگیا۔ جب عثمان گھر میں آئے اُس کو دیکھا تو کہا تجھ پر وائے ہو تو کہا کرتا ہے کہ میں نے تیر و پتھر سے رسُولؐ کو مارا اور اُن کے لب و دندان کو زخمی کیا اور حمزہؓ کو قتل کیا پھر مدینہ میں کیوں آیا۔ اُس نے اپنا حال بیان کیا۔ جب دُخترِ رسُولؐ نے سُنا جو اُن کے گھر میں تھیں کہ وُہ کہتا ہے کہ اُن کے باپ اور چچا سے اُس نے ایسی دُشمنی کی ہے رونے چلاّنے لگیں تو عثمان اُن کے پاس آئے اور اُن کو خاموش کیا اور التجا کی کہ اپنے پدر سے ذکر نہ کریں کہ وُہ میرے گھر میں ہے کیونکہ عثمان کو خود یقین نہ تھا کہ خدا کی جانب سے وحی رسُولؐ اللہ پر نازل ہوتی ہے۔ لیکن دخترِ رسُولؐ نے کہا کہ میں اپنے باپ کے دشمن کو اُن سے نہ چھپاؤں گی۔ عثمان نے یہ سُنا تو سمجھے کہ

(بقیہ از صا۸۷) اس بنا پر کہ ظاہر میں وُہ مسلمانوں میں داخل تھے تو یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ وُہ باطن میں کافر نہ تھے اور ان کی تالیفِ قلب اور ان سے بیٹی لینا اور اپنی بیٹی ان کو دینا دینِ اسلام کی ترویج اور کلمۂ حق کے بلند درواج دینے میں نہایت درجہ دخل رکھتا تھا۔ اور اس میں بہت سی مصلحتیں تھیں جو غور و فکر کرنے والے کسی صاحبِ عقل پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر سرکارِ دوعالم ان کے نفاق کا اظہار فرماتے اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول نہ فرماتے تو تھوڑے سے کمزور اور غریب لوگوں کے سوا حضرتؐ کے پاس کوئی نہ رہ جاتا جیسا کہ آنحضرتؐ کے بعد امیر المومنینؑ کے ساتھ چار افراد کے علاوہ نہ رہ گئے تھے اس کی تفصیل اس کے بعد آئے گی انشاءاللہ۔ چوتھی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا تھیں جن کے حالات اس کے بعد دوسری جلد میں انشاءاللہ العزیز تفصیل کے ساتھ بیان کیئے جائیں گے۔ ۱۲

عہ گذارشِ مترجم:۔ روایت سے قطع نظر اگر غور کیجیئے تو عقلی حیثیت سے جناب رسُولِ خداؐ کی جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا کے سوا کوئی اور صلبی بیٹی کا ہونا صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ حضرتؐ نے سوائے جناب فاطمہؑ کے کسی کی فضیلت میں کوئی حدیث نہیں بیان فرمائی۔ اگر کوئی صلبی بیٹی اور ہوتی تو یقیناً وُہ بھی جناب فاطمہؑ کی ہم رتبہ و ہم پلہ ہوتی کیونکہ آنحضرتؐ کی تعلیم و تربیت کا اثر آپؐ کی اولاد پر یکساں ہونا چاہیئے تھا۔ جناب فاطمہؑ کے جس قدر کارنامے مثل عبادت و سخاوت و ایثار وغیرہ وغیرہ کے کتب (باقی بر صا۸۷)

جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مغیرہ کا خون ہدر کردیا ہے اور فرما دیا ہے کہ جو شخص اُس کو جہاں پائے قتل کردے اس لیئے مغیرہ کو کرُسی کے نیچے چھُپا کر اُس کو کپڑے سے پوشیدہ کردیا۔ اُسی وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی کہ مغیرہ عثمان کے گھر میں ہے۔ حضرتؐ نے امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ کو طلب کرکے فرمایا کہ اپنی تلوار اُٹھاؤ اور عثمان کے گھر جاؤ۔ اگر مغیرہ وہاں موجود ہو تو اُس کو قتل کردو۔ جناب امیرؑ عثمان کے گھر آئے لیکن مغیرہ کو وہاں نہیں دیکھا۔ واپس جاکر حضرتؐ سے عرض کی کہ وہاں مغیرہ کو میں نے نہیں دیکھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ سے کہتے ہیں کہ اُس کو کرسی کے نیچے چھپایا ہے اور کرُسی پر کپڑا ڈال دیا ہے تاکہ وُہ چھُپ جائے۔ اُدھر حضرت علیؑ کے جانے کے بعد عثمان مغیرہ کا ہاتھ پکڑ کر حضرتؐ کی خدمت میں لائے اور دُوسری روایت کے مطابق خود تنہا حضرتؐ کے پاس آئے۔ جب آنحضرتؐ کی نظر اُس پر پڑی سر جھُکا لیا اور اُس کی طرف متوجہ نہ ہوئے کیونکہ آنحضرتؐ نہایت صاحبِ شرم و حیا تھے۔ عثمان نے کہا یا رسُول اللہ یہ میرا چچا ہے مغیرہ۔ اور اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ نے اس کو امان دے دی تھی یا یہ کہ میں نے اس کو امان دے دی تھی۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ میں اُسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے آنحضرتؐ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا کہ عثمان نے غلط کہا تھا کہ حضرتؐ نے اُس کو امان دی تھی۔ غرض حضرتؐ نے عثمان سے یہ سُنکر رُخ پھیر لیا تو وُہ داہنی جانب آئے اور پھر وہی بات کہی۔ حضرتؐ نے پھر مُنہ پھیر لیا۔ پھر وُہ بائیں جانب آئے اور وہی باتیں کیں اور اُسی قسم اور قول کا غلط اعادہ کیا یہانتک کہ چار مرتبہ یونہی کیا۔ چوتھی بار آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تیری خاطر سے میں نے تین روز تک اُس کو

(بقیہ از صا۸۷۲) احادیث و تواریخ میں پائے جاتے ہیں اُن کا عشر عشیر بھی بلکہ کوئی ایک صفت بھی مثل ان کے اوصاف کے کسی اور بیٹی کی مذکور نہیں۔ اور سرورِ کائنات کے جناب سیدہؑ سے محبت و شفقت کے جس قدر حالات کتابوں میں مذکور ہیں اور کسی بیٹی کے متعلق نہیں پائے جاتے بلکہ کوئی ایک واقعہ اُن کے مثل نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کوئی اور بیٹی جناب سیدہؑ کے سوا تھی ہی نہیں۔ ورنہ خود آنحضرتؐ کے رحم و کرم، شفقت و محبت، مساوات و رواداری پر حرف آتا ہے کہ باوجود آپ محبوبؐ خدا اور سرتاجِ انبیا اور رحمۃ للعالمین ہونے کے اپنی بیٹیوں کے درمیان انصاف و رواداری اور مساوات پر عمل نہ فرماتے تھے جبکہ دُنیا کو ان اُمور کی تعلیم فرماتے تھے۔ چار بیٹیوں میں سے صرف ایک سے زیادہ محبت و شفقت کا اظہار فرمانا کیا دُوسری تین بیٹیوں کی دل آزاری اور قلبی تکلیف کا سبب نہ تھا۔ اور سرتاجِ انبیاؑ، محبوبؐ خدا کی شان سے ایسا برتاؤ بعید ہے۔

پھر یہ بات یہیں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ خدا پر بھی الزام آتا ہے کہ اُس نے پنجتن پاک یعنی جناب رسُولِ خداؐ، جناب علی مرتضےٰؑ، جناب فاطمہ زہراؑ، جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انوارِ مقدسہ تو ساقِ عرش پر جلوہ گر فرمائے اور آدم علیہ السلام کو دکھائے اور اُن کے دریافت کرنے پر اُن کے فضائل بیان کیئے جن سے کتبِ اسلام مالامال ہیں۔ لیکن رسُولؐ اللہ کی تین صلبی بیٹیوں کو (باقی بر صا۸۷)

امان دی اگر تین روز کے بعد اس کو مدینہ میں یا اس کے گردونواح میں پاؤں گا تو قتل کر دوں گا۔ یہ سُنکر عثمان پلٹے تو آنحضرتؐ نے فرمایا خداوندا مغیرہ پر لعنت کر اور اُس پر بھی لعنت کر جو اُس کو اپنے گھر میں پناہ دیے اور لعنت کر اُس پر جو اُس کو سوار کرے اور لعنت کر اُس پر جو اُس کو کھانا کھلائے اور لعنت کر اُس پر جو اُس کو پانی پلائے اور لعنت کر اُس پر جو اُس کے سفر کا سامان کرے اور لعنت کر اُس پر جو اُس کو مشک یا نعلین یا رسّی اور ڈول یا کوئی برتن یا پالان شتر دے اور یہ تمام چیزیں اپنی داہنی انگلیوں پر دس تک شمار کرکے بتائیں۔ یہ تمام باتیں سُنکر پھر بھی عثمان اُس کو اپنے گھر لے گئے اور اپنے گھر میں پناہ دی اُس کو کھانا کھلایا، پانی پلایا، سواری کے لیئے جانور دیا اور سفر کا سارا سامان درست کیا۔ وُہ تمام عمل جن کے کرنے والے پر حضرتؐ نے لعنت فرمائی تھی بجالائے۔ چوتھے روز اُس کو سوار کیا اور مدینہ سے باہر کر دیا۔ ابھی وُہ منافق مدینہ کی گلیوں سے باہر نہیں ہؤا تھا کہ خدا نے اس کی سواری کے جانور کو ہلاک کر دیا۔ تھوڑی دُور پیدل چلا کہ اُس کے جُوتے ٹوٹ گئے اور پیر زخمی ہو گئے تو وُہ چاروں ہاتھ پیر سے تھوڑی دُور چلا کہ اُس کے زانو زخمی ہو گئے۔ اور مجبور ہو کر ایک کانٹے دار درخت کے نیچے ٹھہر گیا۔ اُس وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی کہ وُہ منافق فلاں مقام پر ہے۔ جناب رسُولِ خداؐ نے امیرالمومنینؑ کو طلب فرما کر فرمایا کہ تم اور عمار اور ایک شخص کو اور لے کر جاؤ اور فلاں مقام پر مغیرہ ہے اس کو قتل کر دو۔ اور دُوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے زبیر اور زید کو بھیجا۔ جب وُہ اُس مقام پر پہنچے تو پہلی روایت کے مطابق جناب امیرؑ نے اُس کو قتل کیا اور دُوسری روایت کے مطابق زید بن حارثہ نے زبیر سے کہا کہ ٹھہرو میں اُس کو قتل کروں کیونکہ اُس نے دعوٰے کیا ہے کہ میرے بھائی کو قتل کیا ہے اور اُن کی مُراد حمزہؓ سے تھی کیونکہ جناب رسُولِ خداؐ نے زید اور حمزہؓ کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا تھا۔ جب عثمان کو مغیرہ کے قتل کی خبر معلوم ہوئی اپنی زوجہ دُخترِ رسُولؐ کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے اپنے باپ کو اطلاع دی ہے کہ مغیرہ میرے گھر میں ہے آخر وُہ مار ڈالا گیا۔ اُس مظلومہ شہیدہ نے کہا خدا کی قسم میں نے حضرتؐ کے پاس یہ خبر نہیں بھیجی تھی لیکن وُہ نہ مانے اور اُونٹ کے پالان کا ایک ڈنڈا لے کر اُن کو بہت مارا اور ان کو زخمی اور بے دم کر دیا۔ اُن مظلومہ نے اپنے پدر جناب رسُولِ خداؐ کے پاس عثمان کی شکایت کہلا بھیجی اور اپنے حال سے آنحضرتؐ کو اطلاع دی۔ حضرتؐ نے جواب میں کہلا دیا کہ اپنی شرم و حیا کو قائم رکھو کیونکہ یہ بہت بُری بات ہے کہ دین اور بلند نسب والی عورت اپنے شوہر کی شکایت کرے لیکن ایسی ہی شکایت پھر کئی بار ان کو کرنا پڑی اور حضرتؐ نے ہر مرتبہ یہی سمجھا دیا۔ آخری مرتبہ اُنہوں نے کہلا بھیجا کہ اس شخص نے مجھ کو موت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اس مرتبہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بُلا کر فرمایا کہ اپنی تلوار لے کر جاؤ اور عثمان کے گھر سے اپنی دخترِ عم کو لے آؤ اگر وُہ روکے تو اُس کو نہ چھوڑنا بلکہ قتل کر دینا۔ پھر حضرتؐ بھی بیتابانہ ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور شدّتِ اندوہ سے گویا حیران تھے

(بقیہ از صفحہ ۸۷۳) بالکل ترک کر دیا۔ یہ کیا انصاف ہے۔ تو معلوم ہؤا کہ وُہ تینوں بیٹیاں رسُول اللہؐ کی صلبی بیٹیاں ہی نہ تھیں ورنہ ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ (مترجم)

جب آنحضرتؐ عثمان کے گھر پر پہنچے جناب امیرؑ اُس شہیدۂ مظلومہ کو باہر لا چکے تھے۔ جب اُنہوں نے اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا تو چیخ کر رونے لگیں۔ حضرتؐ بھی اُن کا حال دیکھ کر بہت روئے اور اُن کو اپنے گھر لائے جب گھر پر پہنچیں تو اپنی پیٹھ کھول کر حضرتؐ کو دکھائی۔ حضرتؐ نے دیکھا کہ پُشت تمام سیاہ اور زخمی ہو گئی ہے۔ تو تین مرتبہ فرمایا کیوں تجھ کو مارا خدا اُس کو قتل کرے۔ یہ واقعہ روزِ یکشنبہ کا تھا۔ رات ہوئی تو عثمان نے دخترِ رسُولؐ کی کنیز سے زنا کی۔ غرض روز دوشنبہ و سہ شنبہ وُہ مظلومہ درد و الم سے بستر پر کراہتی رہیں اور چہار شنبہ کو شہیدوں کے بلند درجہ میں شامل ہو گئیں۔ لوگ اُس شہیدہ کی نمازِ جنازہ کے واسطے حاضر ہوتے آنحضرتؐ اُن کے جنازہ کو لے کر باہر نکلے اور جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا کو حکم دیا کہ مومنین کی تمام عورتوں کے ساتھ اُن کے جنازہ کے ساتھ چلیں اور عثمان بھی جنازہ کے ساتھ ہو گئے تھے۔ جب آنحضرتؐ نے اُن کو دیکھا فرمایا کہ جو شخص رات کو کنیز کے پہلو میں سویا ہو جنازہ کے ساتھ نہ چلے تین مرتبہ حضرتؐ نے یہ بات فرمائی لیکن عثمان واپس نہ ہوئے تو چوتھی بار فرمایا کہ وُہ شخص چلا جائے ورنہ میں اُس کا اور اُس کے باپ کا نام بتا دوں گا اور اُس کو لوگوں میں رُسوا کر دوں گا۔ جب یہ سُنا تو عثمان ڈرے کہ اب حضرتؐ اُن کے کفر و نفاق کو ظاہر فرما دیں گے تو غلام کا سہارا لے کر اپنے شکم پر ہاتھ رکھا اور حضرتؐ کے پاس آکر عرض کی یا رسُول اللہؐ میری کسی رگ میں درد ہو رہا ہے مجھے اجازت دیجیئے کہ میں واپس جاؤں۔ اور یہ بات اس لیئے کہی کہ رسوائی نہ ہو۔ پھر وُہ واپس چلے گئے۔ اور حضرت فاطمہ زہراؑ اور مہاجرین مومنین کی عورتوں نے اُس شہیدۂ مظلومہ کی میّت پر نماز پڑھی اور واپس گئیں۔

کلینی نے بسندِ موثق روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اُنہی حضرتؑ سے پُوچھا کہ کیا کوئی شخص فشارِ قبر سے بچتا بھی ہے۔ امام نے فرمایا کہ جب عثمان نے رقیہ کو شہید کیا اور وُہ دفن کی گئیں تو جناب رسُولِ خداؐ اُن کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور سر آسمان کی جانب بلند کیا آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر لوگوں سے فرمایا مجھے اس پر جو مظالم ہوئے یاد آ گئے اسی لیئے بارگاہِ احدیت میں کھڑا ہؤا ہوں کہ خدا سے دُعا کروں کہ خدا اس کو فشارِ قبر سے معاف کر دے۔ پھر حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا رقیہ کو فشارِ قبر سے میری خاطر سے محفوظ رکھ۔ اور خداوندِ عالم نے حضرتؐ کی خاطر سے بخش دیا۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جب رقیہ بنتِ رسُولؐ نے وفات پائی حضرتؐ نے اُن سے خطاب فرمایا کہ ہمارے گزرے ہوئے نیک لوگوں سے مل جاؤ۔ عثمان بن مظعون اور اُن کے ہمراہی اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا قبر کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں اور اُن کی آنکھوں سے آنسو قبر پر ٹپک رہے تھے اور سرورِ کائنات اپنی نُورِ عین کے آنسو اپنے کپڑے سے پاک کر رہے تھے اور قبر کے ایک کنارہ پر کھڑے ہوئے دُعا کر رہے تھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے اُس کا ضعف و ناتوانی معلوم تھی میں نے حق تعالیٰ سے دُعا کی کہ اس کو فشارِ قبر سے امان دے۔

ابن ادریس نے بسندِ صحیح امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خداؐ نے بیٹی دو منافقوں کو دی اُن میں ایک ابوالعاص بن ربیع تھا دُوسرے عثمان۔ لیکن حضرتؐ نے تقیہ کی وجہ سے اُن کے نام نہ لیئے

عیاشی نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ جناب رسولؐ خدا نے اپنی بیٹی عثمان کو دی حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ راوی نے پوچھا کہ جب انہوں نے حضرتؐ کی بیٹی کو شہید کر دیا تو دوسری بیٹی بھی ان کو دی فرمایا ہاں؛ اور حق تعالیٰ نے اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ٥ (آیت ۱۷۸ سورۃ آل عمران پ ۴) یعنی جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے ان کو جو مہلت دے دی ہے وہ ان کے لیے بہتر ہے ہم ان کو مہلت نہیں دیتے مگر اس لیے کہ وہ اپنے گناہوں کو خوب بڑھا لیں اور اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔"

فصل

مخصوص حضرت ابراہیم کے اور اُن کی والدہ کے بعض حالات کا تذکرہ:۔

عامہ و خاصہ کا اتفاق ہے کہ مادر ابراہیم ماریہ قبطیہ تھیں اور مشہور یہ ہے کہ جناب ابراہیم کی ولادت ۸ھ میں مدینہ میں ہوئی اور جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی عمر ایک سال دو مہینے اور آٹھ روز تھی اور دوسری روایت کے مطابق ایک سال چھ مہینے اور چند روز کی تھی۔ اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ ماریہ کو بادشاہِ اسکندریہ مقوقس نے حضرتؐ کے لیے بھیجا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نجاشی نے بھیجا تھا۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ کس سبب سے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی پسر حضرتؐ کے بعد باقی نہ رہا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ چونکہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کو پیغمبر خلق فرمایا تھا اور جناب امیرؑ کو ان کی وصایت کے لیے پیدا کیا تھا۔ اگر کوئی پسر حضرتؐ کا باقی رہتا تو وہ لوگوں کے نزدیک امیر المومنینؑ سے زیادہ مستحق ہوتا کہ حضرتؐ کا وصی ہو لہٰذا امیر المومنینؑ کی وصایت ثابت نہ ہوتی۔

ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بائیں زانو پر اپنے صاحبزادے جناب ابراہیمؑ کو اور داہنے زانو پر امام حسینؑ کو بٹھاتے ہوئے تھے اور ایک مرتبہ ان کو پیار کرتے اور ایک مرتبہ اُن کو۔ اسی اثناء میں حالتِ وحی طاری ہوئی۔ جب وہ حالت برطرف ہوئی تو فرمایا کہ جبریلؑ ابھی خدا کی جانب سے پیغام لائے کہ خداوند عالم آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ان دونوں بچوں کو آپ کے پاس جمع نہ کروں گا۔ ان میں سے ایک کو دوسرے پر فدا کر دیجیے پھر حضرتؐ نے ابراہیمؑ کو دیکھا اور روتے پھر امام حسینؑ کو دیکھا اور روتے۔ پھر فرمایا کہ ابراہیمؑ میرا بیٹا ہے اگر ابراہیم کی وفات ہو گی تو سوائے میرے کسی کو اُن کا صدمہ نہ ہو گا۔ اور حسینؑ کی ماں فاطمہؑ اور باپ علیؑ ہیں جو میرے پسرِ عم اور میری جان، گوشت اور خون ہیں۔ اگر حسینؑ کی رحلت ہو گی تو میری بیٹی فاطمہؑ اور میرا بھائی علیؑ دونوں اندوہناک ہوں گے۔ اور مجھے بھی صدمہ ہو گا لہٰذا میں صرف اپنا صدمہ اُن کے اندوہ پر اختیار کرتا ہوں۔ اے جبریلؑ میں نے حسینؑ پر ابراہیمؑ کو فدا کر دیا اور اُس کی وفات پر راضی ہوں۔ آخر تین روز کے بعد جناب ابراہیمؑ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد جب آنحضرتؐ امام حسینؑ کو دیکھتے تھے ان کو اپنے سینہ سے لپٹا لیتے اور اُن کے لبوں کو چومتے اور فرماتے میں تجھ پر فدا ہوں اے وہ ذات جس پر میں نے اپنے فرزند

ابراہیم کو قربان کر دیا۔

کلینی اور برقی نے بسند معتبر حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ جب ابراہیمؑ فرزندِ رسولؐ خدا نے دُنیا سے رحلت کی اُن کی وفات پر تین عجیب باتیں ظاہر ہوئیں۔ اوّل یہ کہ اُس روز آفتاب کو گہن لگا تو لوگوں نے کہا کہ ابراہیم فوت ہوئے اس لیے آفتاب کو گہن لگ گیا۔ جب آنحضرتؐ نے یہ سُنا تو منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا بجا لائے اور فرمایا لوگو آفتاب و ماہتاب خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اُس کے حکم سے حرکت کرتے ہیں اور اُس کے فرمانبردار ہیں۔ کسی کے مرنے سے اُن میں گہن نہیں لگتے اور نہ کسی کے زندہ ہونے سے۔ تو جب یہ دونوں یا اُن میں سے کسی ایک کو گہن لگے تو نماز بجا لاؤ۔ یہ فرما کر منبر سے اُتر آئے؛ اور لوگوں کے ساتھ نمازِ گہن ادا فرمائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے علیؑ میرے فرزند کے دفن و کفن کا انتظام کرو۔ جناب امیرؑ اُٹھے اور حضرت ابراہیمؑ کو غسل دیا، حنوط کیا، کفن پہنایا اور قبرستان لے چلے۔ آنحضرتؐ بھی جنازہ کے ساتھ ساتھ ان کی قبر کے نزدیک پہنچے تو لوگوں نے کہا رسولؐ اللہ اپنے فرزند کے غم کی شدت سے اُن پر نمازِ جنازہ پڑھنا بھول گئے۔ پھر حضرتؐ اُٹھے اور فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھے اطلاع دی جو کچھ تم نے کہا۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم نے گمان کیا، لیکن خداوند لطیف و خبیر نے تم پر پانچ وقت کی نمازیں واجب کی ہیں اور تمہارے مُردوں کے لیے ہر نماز کے عوض ایک تکبیر اختیار کی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ اُس پر نماز نہ پڑھوں مگر اُس پر جس نے نماز پڑھی ہے[1] پھر فرمایا کہ اے علیؑ قبر میں پائنتی سے اُترو اور میرے فرزند کو لحد میں اُتارو۔ امیر المومنینؑ قبر میں داخل ہوتے اور اُس طائرِ قدسی کو آشیانِ لحد میں رکھا۔ لوگوں نے کہا کہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے فرزند کو لحد میں اُتارے اور اُس کی قبر میں داخل ہو کیونکہ جناب رسولِ خدا اپنے فرزند کی قبر میں نہیں اُترے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا یہ تم پر حرام نہیں ہے۔ تم اپنے فرزندوں کی قبروں میں اُترو لیکن میں مطمئن نہیں ہوں اس سے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے فرزند کی قبر میں داخل ہو اور اُس کے کفن کے بند کھولے اور اُس پر شیطان مسلط ہو جائے اور اُس سے ایسی فریاد کرا دے جو اُس کے اجر و ثواب کو ضائع کر دینے کا باعث ہو۔ یہ فرما کر قبر کے پاس سے واپس آئے۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ اپنے فرزند ابراہیمؑ کی قبر کے پاس تشریف لاتے قبر پر قبلہ کی جانب بیٹھے اور فرمایا کہ ابراہیم کا سر قبر کے اندر پہلے رکھیں اور قبر کو بلند کر دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب جناب ابراہیمؑ نے دُنیا سے رحلت کی جناب رسولؐ خدا کے آنسو جاری ہوتے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دِل اندوہناک ہیں لیکن ہم کوئی ایسی بات نہیں

---

[1] اس ارشاد سے غالباً یہ مطلب ہے کہ نمازِ میت نابالغوں پر ضروری نہیں کیونکہ ان پر نماز پنجگانہ واجب نہیں ہوتی۔ ۱۲ (مترجم)

کہتے جو خدا کی ناراضی اور غضب کا باعث ہو۔ پھر جناب ابراہیمؑ سے خطاب فرمایا کہ ہم تمہارے غم میں اندوہناک ہیں۔ پھر حضرتؐ نے ایک سوراخ قبر میں مشاہدہ کیا اور اپنے دستِ مبارک سے اُس کو بند کر دیا اور فرمایا کہ تم میں سے جو شخص بھی کوئی کام کرے اُس کو چاہیئے کہ مکمل کام کرے۔ پھر فرمایا کہ اے ابراہیمؑ اپنے سلف صالح عثمان بن مظعون سے ملحق ہو جاؤ۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ ابراہیمؑ پر اندوہناک ہوئے صحابہ نے آنحضرتؐ سے کہا یا حضرت آپ بھی روتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ گریہ شکایت کے طور پر نہیں بلکہ دل کی رقت و رحمت کے سبب سے ہے۔ جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر دوسرے لوگ بھی رحم نہیں کرتے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی قبر کے پاس خدا کی قدرت سے خرما کا ایک درخت اُگ آیا تھا تاکہ اُس قبرِ مطہر پر سایہ ہو جائے۔ اور جس جس طرف سورج گھومتا تھا آنحضرتؐ کے اعجاز سے وہ درخت بھی گشت کرتا تھا تاکہ قبر پر دھوپ نہ پڑے یہاں تک کہ وہ درخت خشک ہو گیا اور قبر معدوم ہو گئی۔ پھر کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے اپنے صحابی سے فرمایا کہ جب تم مدینہ جاؤ تو مادرِ ابراہیم کے بالاخانہ کی طرف بھی جانا کیونکہ وہ جناب رسولِ خدا کا مسکن اور حضرت کی نماز کی جگہ ہے۔

علی بن ابراہیم اور ابن بابویہ نے موثق سندوں کے ساتھ حضرت امیرالمومنین اور امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ بن رسالت مآبؐ نے رحلت کی تو سرورِ عالم زیادہ محزون و مغموم ہوئے۔ عائشہ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ اس پر اس قدر مغموم کیوں ہوتے ہیں وہ تو بس جریح قبطی کا ایک لڑکا تھا جو ہر روز ماریہ کے پاس آتا جاتا تھا۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ بہت غضبناک ہوئے اور امیرالمومنین کو بلایا اور فرمایا کہ جریح کا سر اُتار لاؤ۔ جناب امیرؑ نے شمشیر لے لی اور عرض کی کہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسولؐ اللہ آپ جس کام کے لیئے مجھے بھیج رہے ہیں اس کو فوراً عمل میں لاؤں جیسے سُرخ کی ہوئی سیخ اُونٹ کے بالوں میں جاتی ہے یا کچھ غور و فکر کر لوں تاکہ اس کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہو جائے حضرتؐ نے فرمایا تامل کر لو اور اس امر میں جلدی مت کرو۔ جناب امیرؑ جریح کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جریح ایک باغ میں تھا۔ جناب امیرؑ نے باغ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جریح قریب آیا تاکہ دروازہ کھول دے۔ اُس کے سوراخ میں سے دیکھا کہ حضرتؑ کے چہرے سے آثارِ غضب ظاہر ہیں اور برہنہ تلوار ہاتھ میں لیئے ہیں تو ڈرا اور دروازہ نہیں کھولا۔ جناب امیرؑ باغ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ جریح وہاں سے بھاگا حضرتؑ بھی اُس کے پیچھے دوڑے۔ جب اُس نے دیکھا کہ حضرتؑ قریب پہنچا چاہتے ہیں تو ایک درخت خرما پر چڑھ گیا جب حضرتؑ اُس کے نزدیک پہنچے تو وہ درخت سے گر گیا۔ اور جب وہ زمین پر گرا تو اس کی شرمگاہ کھُل گئی۔ جناب امیرؑ کی نظر بے اختیار اُس پر پڑی، دیکھا کہ نہ مرد ہے نہ عورت۔ دونوں میں کسی کی علامت نہیں ہے۔ دوسری روایت کے مطابق وہ جناب ابراہیمؑ کے مکان کی طرف گیا۔ اور کھڑکی سے بالاخانہ پر چڑھ گیا۔ جب اُس کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی بھاگا اور نیچے کود گیا۔ اور پھر خرما کے ایک درخت پر چڑھ گیا جب

حضرتؑ درخت کے نیچے پہنچے فرمایا کہ نیچے آ۔ جریح نے کہا یا علیؑ خدا سے ڈریئے اور مجھ پر گمان بد مت کیجیئے کیونکہ میرے آلۂ مردمی قطعی کاٹ ڈالے گئے ہیں۔ پھر اپنی شرمگاہ کھول دی اور حضرت کی نگاہ اُس پر پڑی۔ غرض حضرتؑ اُس کو پکڑ کر جناب رسولؐ خدا کے پاس لائے۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ اپنا حال بیان کر کہ کیوں تو ایسا ہو گیا ہے اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ قبطیوں کا یہ قاعدہ ہے کہ خدمت گاروں میں سے جو شخص بھی اُن کے گھروں میں جاتا آتا ہے اُس کو خواجہ سرا بنا دیتے ہیں۔ اور چونکہ قبطی غیر قبطی کو پسند نہیں کرتے، ماریہ کے باپ نے مجھ کو اُس کی خدمت کے لیئے آپ کے پاس بھیجا تھا تاکہ اُس کی خدمت کروں اور اُس کا مونس و ہمدم رہوں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں شکر کرتا ہوں اُس خدا کا جو ہم اہلبیتؑ سے ہمیشہ بُرائیوں کو دُور رکھتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے والوں پر اُن کا جھوٹ و افترا ظاہر کر دیتا ہے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (آیت ۶ سورۃ الحجرات پ۲۶) جس کا ترجمہ سابقاً مذکور ہو چکا۔ تو خداوندِ عالم نے آیات قذف نازل کیں جن کو اہلِ سنّت کہتے ہیں کہ عائشہ کے حق میں نازل ہوئی وہ عائشہ کے کفر و نفاق کے اظہار کے لیئے خدا نے بھیجی ہے۔

علی بن ابراہیم نے بسند معتبر دیگر روایت کی ہے کہ عبداللہ بن بکیر نے جناب امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ آپ پر فدا ہوں کیا جناب رسولؐ خدا نے کسی وقت فرمایا تھا کہ جریح کو قتل کر دیں کیا حضرتؐ جانتے تھے کہ یہ اُس کی نسبت افترا ہے یا نہیں جانتے تھے۔ اور خداوندِ عالم نے محض ثابت کرنے کے لیئے جناب امیرؑ کے ہاتھ سے اُس قبطی کے قتل کو دفع فرما دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا رسولؐ اللہ جانتے تھے کہ یہ بات افترا ہے لیکن مصلحتاً وہ حکم دیا اگر آنحضرتؐ نے تاکیداً وہ حکم دیا ہوتا تو جناب امیرؑ بغیر اُس کو قتل کیئے واپس نہ آتے۔ لیکن حضرتؐ نے صرف اس لیئے یہ حکم دیا تھا کہ شاید عائشہ جب یہ سُنیں گی کہ اُن کے کہنے سے ایک شخص ناحق قتل کیا جا رہا ہے تو اپنے گناہ سے توبہ کر لیں گی۔ لیکن وہ اپنے قول سے نہ پھریں اور اُن کو ایک مسلمان کا ناحق قتل ہونا ناگوار نہ ہوا۔

باونواں باب [۵۲]

آنحضرتؐ کی ازواج کی تعداد اور اُن کے مختصر حالات

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے پندرہ [۱۵] عورتوں سے تزویج فرمایا اور تیرہ [۱۳] عورتوں سے مقاربت کی۔ جب دارِ آخرت کی جانب رحلت فرمائی تو نو [۹] عورتیں آپؐ کی

زوجیت میں تھیں اور وُہ دو عورتیں جن سے حضرتؐ نے مقاربت نہیں کی ایک عمرہ اور دُوسری شناوان تھیں بقیہ تیرہ عورتیں یہ ہیں:۔ جناب خدیجہؓ بنت خویلد، سودہؓ دختر زمعہ، ام سلمہؓ جن کا نام ہند تھا وُہ ابی امیہ کی بیٹی تھیں، عائشہؓ بنت ابوبکر جن کی کنیت اُم عبداللہ تھی، حفصہؓ دختر عمرؓ، زینبؓ دختر خزیمہ الحارث جن کو ام المساکین کہتے تھے، زینبؓ دختر جحش، رملہؓ دختر ابوسفیان جن کی کنیت اُم حبیبہ تھی میمونہؓ دختر حارث، زینبؓ دختر عمیس، جویریہؓ دختر حارث، صفیہؓ دختر حیی بن اخطب اور سلمیٰؓ دختر حکیم جس نے اپنا نفس آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیا تھا۔ اور دو خاصہ (کنیزیں) تھیں جن کے لیے اُسی طرح راتیں معین تھیں جس طرح اور بیویوں کے درمیان راتیں تقسیم کی تھیں ان میں ایک ماریہؓ تھیں اور دُوسری ریحانہ خندفیہ اور وُہ نو عورتیں جو بعد وفات آنحضرتؐ موجود تھیں۔ وُہ ہیں عائشہؓ، حفصہؓ، ام سلمہؓ، زینبؓ بنت جحش، میمونہؓ دختر حارث، اُم حبیبہؓ دختر ابوسفیان، صفیہؓ بنت حی اخطب، جویریہؓ دختر حارث، سودہؓ دختر زمعہ۔

تمام بیویوں میں سب سے بہتر جناب خدیجہؓ بنت خویلد تھیں اُن کے بعد اُم سلمہؓ۔

بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ خدا رحمت فرمائے خواہران اہل بہشت پر، پھر امام نے اُن کے نام اس طرح گنوائے:۔ اسماءؓ دختر عمیس، خثعمیہؓ کہ پہلے جناب جعفرؑ کے نکاح میں تھیں، سلمیٰؓ دختر عمیس جو اسما کی بہن تھیں جو پہلے جناب حمزہؓ کی بیوی تھیں، اور پانچ عورتیں قبیلۂ بنی ہلال کی تھیں جن میں سے ایک میمونہؓ دختر حارث جو آنحضرتؐ کی زوجہ تھیں۔ دُوسری ام الفضل جو جناب عباسؓ کی زوجہ تھیں اُن کا نام ہند تھا۔ تیسری عیصاؓ خالد بن ولید کی ماں۔ چوتھی غزہؓ جو قبیلہ ثقیف میں سے حجاز بن علاظ کی زوجہ تھیں۔ پانچویں حمیدہؓ ہیں جن کے کوئی اولاد نہ تھی۔

کلینی نے بسند معتبر جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کی تعداد اور اُن کی صفتوں کے بارے میں روایت کی ہے کہ حضرتؐ کی وفات کے وقت نو بیویاں موجود تھیں۔ عائشہؓ، حفصہؓ، ام حبیبؓ دختر ابوسفیان، زینبؓ دختر جحش، سودہؓ دختر زمعہ، میمونہؓ دختر حارث، صفیہؓ دختر حی بن اخطب، ام سلمہؓ دختر ابی امیہ، جویریہؓ دختر حارث۔ عائشہؓ بنی تیم سے تھیں، حفصہؓ بنی عدی سے، ام سلمہؓ بنی مخزوم سے، سودہؓ بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے، زینبؓ دختر جحش بھی بنی اسد سے تھیں ان کو بنی اُمیہ میں سے شمار کرتے تھے ام حبیبؓ دختر ابوسفیان بنی امیہ سے؛ میمونہؓ بنی ہلال سے اور صفیہؓ بنی اسرائیل سے تھیں۔ ان کے علاوہ چند دوسری عورتوں سے نکاح کیا تھا۔ ایک نے اپنا نفس حضرتؐ کو بخش دیا تھا، دُوسری جناب خدیجہؓ بنت خویلد تھیں جو آنحضرتؐ کی اولاد کی ماں تھیں۔ تیسری زینبؓ دختر جحش تھیں جن کو لوگوں نے رغلایا اور حضرتؐ کے ساتھ معاشرت سے محروم کر دیا تھا۔ چوتھی کندیہؓ خاتون تھیں۔

شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے جس بیوی سے حضرتؐ نے نکاح کیا وُہ جناب خدیجہؓ تھیں۔ اُس وقت حضرتؐ کی عمر مبارک پچیس سال کی تھی۔ حضرتؐ سے پہلے وُہ عتیق بن عائد مخزومی کی زوجیت میں تھیں۔ اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ عتیق کے بعد ابو ہالہ اسدی نے اُن سے تزویج کیا۔ اُس سے ہند ابن ابو ہالہ پیدا ہوا۔ پھر اُن سے جناب رسُولؐ خدا نے نکاح کیا اور اُن کے بیٹے

ہند کی پرورش فرمائی۔

سید مرتضیٰ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے جناب خدیجہؓ سے تزویج فرمائی وُہ باکرہ تھیں اور آنحضرتؐ سے پہلے کسی دُوسرے شخص کے عقد میں نہیں آئی تھیں۔ لیکن قول اوّل زیادہ مشہور ہے۔ اور جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی موجودگی میں کسی دُوسری عورت سے نکاح نہ کیا یہاں تک کہ وُہ دُنیا سے رُخصت ہوئیں۔ اور چوبیس سال ایک مہینہ حضرتؐ کے ساتھ رہیں۔ ان کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا جو اس زمانہ کے حساب سے پندرہ سو دینار ہوئے۔ آنحضرتؐ کی تمام بیویوں کے مہر کی یہی تعداد تھی۔ اور سب سے پہلے جو فرزند ان سے پیدا ہوا عبداللہ تھے جن کا لقب طیب و طاہر تھا۔ اُن کے بعد قاسم پیدا ہوئے، اور بعض نے کہا ہے کہ قاسم عبداللہ سے بڑے تھے۔ اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں زینب، رقیہ، ام کلثوم، اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا۔ آنحضرتؐ کی دوسری زوجہ سودہ دختر زمعہ تھیں۔ وُہ حضرتؐ سے پہلے سکران بن عمرو کی زوجہ تھیں۔ سکران مسلمان ہوئے اور حبشہ میں رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ تیسری عائشہ دختر ابوبکر تھیں۔ حضرتؐ نے اُن سے مکہ میں نکاح کیا جبکہ وُہ سات برس کی تھیں۔ اُن کے سوا کسی باکرہ عورت سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ مدینہ میں ہجرت کر کے آنے کے سات مہینہ بعد ان سے حضرتؐ نے زفاف کیا۔ وُہ اُس وقت نو سال کی تھیں اور معاویہ کی خلافت کے زمانہ تک زندہ رہیں۔ اور اُن کی عمر ستر سال کے قریب تک پہنچی۔ چوتھی بیوی ام شریک تھیں جنہوں نے اپنا نفس جناب رسُولِ خدا کو ہبہ کر دیا تھا۔ اُن کا نام عریہ دختر دوران بن عوف بن عابر تھا۔ وُہ آنحضرتؐ سے پہلے ابوالعسکر بن سمی الازدی کی زوجہ تھیں اُن سے شریک پیدا ہوا۔ پانچویں حفصہ بنت عمر بن الخطاب تھیں۔ ان کے شوہر خنیس بن عبداللہ کی وفات کے بعد حضرتؐ نے نکاح کیا۔ حضرتؐ نے خنیس کو بادشاہِ عجم کی حجامت کے لیے بھیجا تھا وُہ اُسی سفر میں مر گئے۔ کوئی اولاد ان کی نہ ہوئی تھی۔ حفصہ مدینہ ہی میں خلافت عثمان کے زمانہ تک رہیں اور ابن شہر آشوب نے کہا ہے کہ امیر المومنین کے آخر زمانہ خلافت تک رہیں۔ چھٹی بیوی ام حبیبہ دختر ابوسفیان تھیں اُن کا نام رملہ تھا۔ آنحضرتؐ سے قبل وُہ عبداللہ بن جحش کی زوجہ تھیں۔ عبداللہ ان کو اپنے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے لے گیا تھا۔ وہاں عیسائی ہوا اور جہنم واصل ہوا۔ پھر آنحضرتؐ نے اُن سے عقد کر لیا۔ حضرتؐ کا وکیل عمرو بن اُمیہ تھا۔ ساتویں ام سلمہ تھیں ان کی ماں عاتکہ خواہر ابوطالب تھیں جو آنحضرتؐ کی پھوپھی تھیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ عاتکہ دختر عامر بن ربیعہ تھیں ان کا نام دختر ابوامیہ تھا۔ وُہ ابوجہل کے چچا کی بیٹی تھیں۔

روایت ہے کہ رسُولؐ خدا نے ام سلمہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اپنے لڑکے کو حکم دیں کہ تم کو میرے ساتھ تزویج کر دے تو ام سلمہ نے اپنے بیٹے کو وکیل کیا۔ اور اُس نے جناب ام سلمہ کو حضرتؐ کے ساتھ تزویج کیا۔ نجاشی بادشاہِ حبشہ نے عقد کے وقت چار سو اشرفی مہر کے لیے ان کے پاس بھیجے۔ بعض کہتے ہیں کہ نجاشی نے اُم حبیبہ کے مہر کے لئے اشرفیاں بھیجی تھیں۔ ام سلمہؓ آنحضرتؐ کی تمام بیویوں کے بعد رحمت الٰہی سے واصل ہوئیں۔ وُہ آنحضرتؐ سے پہلے ابی سلمہ بن عبدالاسد کی زوجیت میں تھیں۔ ابو سلمہ کی والدہ عبدالمطلب کی بیٹی برہ تھیں۔ ابو سلمہ سے ام سلمہ کے ایک لڑکی زینب اور ایک لڑکا عمر پیدا ہوئے۔ عمر جنگ جمل میں

جناب امیرؑ کی خدمت میں تھے۔ حضرتؐ نے ان کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا۔ آٹھویں بیوی زینب بنت جحش تھیں جو قبیلۂ بنی اسد سے تھیں ان کی والدہ جناب عبدالمطلب کی بیٹی میمونہ تھیں جو آنحضرتؐ کی پھوپھی تھیں۔ ابنِ شہر آشوب نے امیمہ کو دختر عبدالمطلب کہا ہے۔ آنحضرتؐ کی بیویوں میں سب سے پہلے انہی کی وفات خلافتِ عمر کے زمانہ میں ہوئی۔ وُہ آنحضرتؐ سے پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں تھیں جن کا قصہ اس کے بعد بیان کیا جائے گا۔ نویں بیوی زینب دختر خزیمۂ ہلالیہ تھیں وُہ آنحضرتؐ سے پہلے عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وُہ طفیل بن الحارث کے بھائی کے لڑکے کی زوجہ تھیں اور ان کو اُمّ المساکین کہتے تھے ان کی وفات آنحضرتؐ کی حیات ہی میں ہوگئی تھی۔ دسویں بیوی میمونہ دختر حارث تھیں اُن سے مدینہ میں حضرتؐ نے نکاح کیا اور مقام سرف میں جو مکۂ معظمہ سے تین۳ فرسخ کے فاصلہ پر ہے عمرہ سے واپسی میں زفاف فرمایا۔ اُن کی وفات بھی اُسی مقام پر ۳۶ھ میں ہوئی اور وُہ وہیں مدفون بھی ہوئیں۔ وُہ آنحضرتؐ سے پہلے ابوسیرہ بن ابودہم عامر کی زوجہ تھیں۔ گیارھویں بیوی جویریہ دختر حارث ہیں جو قبیلۂ بنی المصطلق سے تھیں۔ اُسی جنگ میں حضرتؐ کے پاس اسیر ہوکر آئیں حضرتؐ نے ان کو آزاد کیا اور اپنے عقد میں لائے ان کی وفات ۵۶ھ میں ہوئی۔ بارھویں بیوی صفیہ دختر حیی بن اخطب تھیں جن کو جنگِ خیبر کی غنیمت میں سے حضرتؐ نے اپنے لیئے اختیار فرمایا اور ان کو آزاد کیا اور آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ ۳۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرتؐ نے ان سب بارہ عورتوں سے مقاربت فرمائی۔ ان میں سے گیارہ عورتوں کے ساتھ حضرتؐ نے نکاح کیا تھا اور ایک بیوی نے اپنا نفس حضرتؐ کو ہبہ کر دیا تھا۔ اور وُہ عورتیں جن سے حضرتؐ نے ملاپ نہیں کیا تھا یہ ہیں:- اوّل عالیہ دختر ظبیان، جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں لائی گئی قبل مقاربت حضرتؐ نے اس کو طلاق دے دی۔ دوسری قیلہ اشعث بن قیس کی بہن جن کی قبل مقاربت وفات ہوگئی بعض کا قول ہے کہ حضرتؐ نے ان کو قبل مقاربت طلاق دے دی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ کے بعد عکرمہ پسر ابوجہل لعین نے ان کی خواستگاری کی۔ تیسری فاطمہ دختر ضحاک ہے جس کی بہن زینب کی وفات کے بعد حضرتؐ نے اُس سے عقد کیا۔ اور جب آیۂ تخییر نازل ہوئی اور حضرتؐ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا کہ مجھے پسند کریں یا دُنیا کو پسند کریں تو اُس بدبخت عورت نے دُنیا کی خواہش کی اور حضرتؐ سے جُدا ہوگئی۔ اُس کے بعد فقر و فاقہ میں ایسی مبتلا ہوئی کہ مدینہ کی گلیوں میں اُونٹوں کی مینگنیوں کے کنڈے بناتی اور اُس کے ذریعہ اپنے اوقات بسر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ میں بدبخت وُہ ہوں جس نے دُنیا کو اختیار کیا تھا۔ چوتھی شنباء بنت صلت ہیں جن سے حضرتؐ نے تزویج فرمایا اور قبل اس کے کہ وُہ حضورؐ کی خدمت میں لائی جائیں دارفانی سے رحلت کرگئی تھیں۔ پانچویں اسماء دختر نعمان بن شرجیل ہیں جب حضرتؐ نے اُن سے تزویج فرمایا تو عائشہ و حفصہ نے اُن سے حسد کیا اور اُن کو فریب دیا کہ جب آنحضرتؐ تمہارے پاس آئیں تو فوراً اُن کو اپنے اُوپر قابو مت دے دینا۔ اس طرح وُہ تم کو زیادہ دوست رکھیں گے۔ وُہ بدنصیب اُن دونوں کے فریب میں آگئی۔ اور جب آنحضرتؐ اُس کے پاس تشریف لائے تو اُس نے کہا میں آپ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو نے بڑی مضبوط پناہ اختیار کی۔

میں نے تجھ کو پناہ دی، جا اپنے گھر چلی جا۔ پھر حضرتؐ نے اس کو طلاق دے دی چھٹی ملیکۂ لیثیہ تھی۔ روایت ہے کہ جب اُس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو اپنا نفس مجھ کو بخش دے اُس نے کہا کیا بادشاہ زادی اپنے تئیں ایک بازاری کو بخش سکتی ہے۔ جب حضرتؐ اُس کے پاس آئے تو اُس نے کہا میں آپ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں، تو حضرتؐ نے اُس کو طلاق دے دی اور کچھ مال دے کر رُخصت کر دیا۔ ساتویں عمرہ دختر یزید ہے جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں لائی گئی تو آپؐ نے اس کے جسم پر سفید داغ مشاہدہ فرمایا اور مقاربت نہ کی پھر طلاق دے دی۔ آٹھویں لیلےٰ بنت خطیم انصاریہ ہے۔ جب وُہ حضرتؐ کے پاس لائی گئی تو اُس نے کراہت ظاہر کی تو حضرتؐ نے اس کو بھی رخصت کر دیا۔ ابن شہر آشوب کا بیان ہے کہ اس کو بھیڑیئے نے پھاڑ ڈالا۔ نویں ایک عورت بنی حمزہ کی خواستگاری فرمائی۔ اُس کے باپ نے پسند نہ کیا اور بہانہ کیا کہ اُس کو سفید داغ ہیں۔ وُہ اپنے گھر گیا تو دیکھا کہ آنحضرتؐ کے اعجاز سے اُس کے سفید داغ نمایاں ہیں۔ دسویں روایت ہے کہ ایک عورت عمرہ نامی تھی اُس کا باپ اُس کے اوصاف حمیدہ بیان کیا کرتا تھا منجملہ اُن کے یہ کہ وُہ کبھی بیمار نہیں ہوئی جب حضرتؐ نے سُنا تو فرمایا ایسی عورت کی خدا کے نزدیک کوئی بھلائی نہیں ہے' اور اُس سے تزویج نہیں فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرتؐ نے اُس سے تزویج فرمایا تھا لیکن جب یہ سُنا تو اُس کو طلاق دے دی۔ غرض اس روایت کی بناء پر حضرتؐ نے بیس عورتوں سے تزویج فرمایا۔ شیخ طوسی فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اٹھارہ عورتوں سے تزویج فرمایا اور بعضوں نے پندرہ عورتیں بیان کی ہیں جیسا کہ روایت میں گزر چکا۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی دوؔ کنیزیں تھیں جن سے حضرتؐ مقاربت فرمایا کرتے تھے۔ اور جس طرح اپنی بیویوں کے لیئے راتیں مقرر کی تھیں اسی طرح ان کنیزوں کے لیئے بھی ایک رات مقرر فرمائی تھی۔ ان میں سے ایک ماریہؓ دختر شمعون قبطیہ تھیں اور دُوسری ریحانہؓ دختر زید قرضیہ۔ ان دونوں کو بادشاہِ سکندریہ مقوقس نے حضرتؐ کے لیئے بھیجا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرتؐ نے ریحانہؓ کو آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا تھا۔ ماریہؓ نے آنحضرتؐ کی وفات کے پانچ برس بعد دُنیا سے رحلت کی۔ بعض نے روایت کی ہے کہ آنجنابؐ نے کنیزوں میں ایک کنیز بنی قریظہ کی اختیار فرمائی تھی جن کا نام تکانہ تھا۔ وُہ حضرتؐ کی ملکیت میں تھیں یہاں تک کہ دُنیا سے رحلت کی۔ اور حضرتؐ کے بعد عباس نے اُن سے تزویج کی۔ؑ

کلینی نے بسند حسن امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک انصاریہ عورت آنحضرتؐ کی خدمت میں آئی۔ اپنے تئیں نہایت آراستہ کیئے تھی اور نفیس لباس پہنے ہوئے تھی۔ اُس وقت آنحضرتؐ حفصہ کے حجرہ میں تھے۔ اُس عورت نے کہا کہ عورت کے لیئے مناسب نہیں ہے کہ شوہر کی خواستگاری کرے لیکن ایک زمانہ گزر گیا کہ میرے شوہر نہیں ہے اور نہ کوئی فرزند ہے۔ اگر آپؐ چاہیں تو میں اپنا نفس آپؐ کو بخشتی ہوں حضرتؐ

؏ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کنیز کو زوجیت میں نہ لیا ہو صرف خدمت کرنے پر مامور رہی ہو ورنہ عباس اُس سے نکاح نہ کرتے کیونکہ بموجب حکم قرآن وُہ امہات المومنین میں داخل ہو جاتی اور وُہ اُمّت کے ہر فرد پر حرام ہو جاتی۔ ۱۲ (مترجم)

ایک انصاری عورت کا آنحضرتؐ کو اپنا نفس بخشنے کا ارادہ ظاہر کرنا اور حفصہ کا اس کو ملامت کرنا۔

نے اُس کو دُعائے خیر دی اور فرمایا کہ اے انصار یہ خاتون خدا تم کو رسُولؐ کی جانب سے جزائے خیر دے بیشک تمہارے مَردوں نے میری مدد کی اور تمہاری عورتوں نے میری جانب رغبت کی لیکن حفصہ نے اس عورت کو ملامت کرنا شروع کی اور کہا تو کس قدر بے حیا ہے اور مَردوں کی کتنی خواہش ہے کہ ایسی جرأت کے ساتھ اظہار کرتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے حفصہ خاموش رہ۔ وُہ تجھ سے بہتر ہے کیونکہ وُہ خدا کے رسُولؐ کی جانب رغبت رکھتی ہے اور تو اُس کو ملامت کرتی ہے اور اُس میں عیب نکالتی ہے۔ پھر اُس عورت سے خطاب فرمایا کہ جا خدا تجھ پر رحمت کرے بیشک خدا نے تجھ پر بہشت واجب قرار دے دیا ہے اس سبب سے کہ تُو نے میری جانب رغبت کی اور میری محبت و خوشی کو پسند کیا اور میرا وسیلہ تجھ کو حاصل ہو جائے گا انشاء اللہ۔ اُس وقت خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَامۡرَاَۃً مُّؤۡمِنَۃً اِنۡ وَّہَبَتۡ نَفۡسَہَا لِلنَّبِیِّ اِنۡ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنۡ یَّسۡتَنۡکِحَہَا خَالِصَۃً لَّکَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ (آیت ۵۰ سورۃ احزاب پ۲۲) یعنی مَیں نے اے رسُولؐ تمہارے لیئے زن مومنہ کو حلال کر دیا اگر وُہ اپنا نفس پیغمبرؐ کو بغیر کسی مہر کے بخش دے اگر پیغمبرؐ چاہیں تو اُس سے نکاح کریں۔ اور یہ حکم صرف تم سے مخصوص ہے۔ تمام مومنین کے لیئے نہیں ہے"۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ خدا نے عورت کے لیئے اپنا نفس رسُولِ خدا کو بخش دینا حلال کر دیا اور آنحضرتؐ کے علاوہ کسی اور کے لیئے حلال نہیں ہے۔ علی بن ابراہیم نے بھی یہ حدیث بیان کی ہے لیکن حفصہ کے بجائے عائشہ کا ذکر کیا ہے۔

سوائے رسولؐ خدا کے کسی اور کو عورت کا اپنا نفس بخش دینا اور بغیر مہر کے جائز نہیں۔

کلینی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ عورت کا اپنے نفس کو ہبہ کر دینا صرف رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہے اور دُوسروں کے لیئے بغیر مہر کے عورت سے نکاح جائز نہیں۔ اور علمائے خاصہ وعامہ کا اتفاق ہے کہ لفظ "ہبہ" سے نکاح جناب رسُولؐ خدا کے خصوصیات سے ہے۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ قبیلۂ بنی عامر بن صعصعہ کی عورت سناۃ نامی سے آنحضرتؐ نے نکاح کیا جو اپنے زمانہ کی حسین ترین عورت تھی۔ جب عائشہ وحفصہ نے اس کو دیکھا تو کہا کہ یہ ہم پر غالب ہو جائے گی کیونکہ حُسن وجمال میں ہم سے زیادہ ہے اور رسُولؐ اللہ کو ہمارے ہاتھ سے لے لے تو مکر وفریب سے کام لیا اور اُس کو بہکایا کہ تجھ کو چاہیئے کہ رسُولؐ اللہ پر اپنی طرف سے محبت کا اظہار نہ ہونے دینا۔ جب جناب رسُولِ خدا اُس کے پاس تشریف لائے تو اُس بدنصیب فریب خوردہ عورت نے کہا میں آپ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں تو حضرتؐ نے اُس کو طلاق دے کر اُس کے عزیزوں کے پاس بھیج دیا۔ پھر حضرتؐ نے قبیلۂ کندہ کی ایک عورت بنت ابی الجون سے نکاح کیا۔ جب آپؐ کے فرزند ابراہیم نے باغ جنّت کی جانب رحلت فرمائی تو اُس عورت نے کہا کہ یہ پیغمبر ہوتے تو ان کا بیٹا نہ مرتا۔ تو حضرتؐ نے اُس کو قبل اس کے کہ مقاربت فرمائیں طلاق دے دیا اور اُس کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا۔ جب آنحضرتؐ نے دُنیا سے رحلت فرمائی اُن عامریہ اور کندیہ دونوں عورتوں نے ابوبکر کے پاس آ کر کہا کہ لوگ مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابوبکر وعمر نے مشورہ کیا اور اس سے

کہا کہ اگر تُو چاہے اپنے گھر میں بیٹھ اور اگر چاہے شوہر اختیار کر لے۔ اُن دونوں بدنصیب عورتوں نے نکاح کر لیا۔ آخر آنحضرتؐ کے اعجاز سے اُن دُو مردوں میں سے ایک جذام میں مبتلا ہوا اور دُوسرا دیوانہ ہو گیا۔ عمر بن اذینہ نے جو اس حدیث کا راوی ہے کہا کہ جب اس حدیث کو زرارہ اور فضیل سے میں نے بیان کیا اُنہوں نے جناب امام محمد باقرؑ سے بیان کیا۔ اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے کسی امر سے منع نہیں کیا مگر یہ کہ لوگوں نے ضرور اُس کو کیا اور خدا کی نافرمانی کی۔ یہاں تک کہ رسُولِ خدا کی بیویوں سے اُن کے بعد نکاح کیا۔ پھر حضرتؑ نے عامریہ اور کندیہ عورتوں کا قصہ بیان کیا۔ اور فرمایا کہ اگر علمائے عامہ سے پُوچھو کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور بغیر مقاربت کے اُس کو طلاق دے دے تو کیا وُہ عورت اُس مرد کے لڑکے پر حلال ہو سکتی ہے تو کہیں گے نہیں۔ تو رسُولؐ خدا کی حرمت تو لوگوں کے باپوں سے زیادہ ہے [1]

برقی نے بسندِ صحیح اور کلینی نے بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جب نجاشی نے حبشہ میں آمنہ دختر ابوسفیان کا نکاح (جن کو ام حبیبہ کہتے تھے) آنحضرتؐ سے کیا تو ولیمہ کیا اور لوگوں کو کھانا کھلایا اور کہا تزویج کے وقت کھانا کھلانا پیغمبروں کی سُنّت ہے۔ اور انہی دونوں حضرات نے بسند صحیح ومعتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے جب میمونہ دختر حارث سے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ابن ادریس وغیرہ نے معتبر سندوں سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور علمائے خاصہ وعامہ کے درمیان اس میں اختلاف نہیں ہے کہ جس عورت سے آنحضرتؐ نے مقاربت فرمائی ہو وُہ اپنی وفات کے وقت تک حضرتؐ کے حبالۂ نکاح میں ہے۔ کسی کو جائز نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد اُس سے تزویج کرے۔ اور جس عورت کو آنحضرتؐ نے اپنی حیات میں طلاق دے دی ہو یا اُس سے مقاربت نہ کی ہو دُوسرے لوگوں پر اُس کے حرام ہونے میں علمائے خاصہ وعامہ کے درمیان اختلاف ہے اکثر علمائے عامہ کا اعتقاد یہ ہے کہ وُہ دُوسروں کے لیئے جائز ہے لیکن علمائے شیعہ کے درمیان زیادہ مشہور اور زیادہ قوی اُس کی حرمت ہے۔ اور جبکہ خلفائے جور نے اس بارے میں آنحضرتؐ کی مخالفت کی اور جس عورت سے حضرتؐ نے مقاربت نہیں فرمائی تھی اس کو دوسروں سے تزویج کر دیا تو اس سے آنحضرتؐ کے لیئے کوئی نقص وعیب ثابت نہیں ہوتا اور عائشہ کا اُونٹ پر سوار ہو کر ہزاروں کافروں اور منافقوں کے ساتھ امیرالمومنینؑ سے جنگ کے لیئے جانا اور جگر گوشۂ جناب رسُولؐ خدا کو ظلم سے شہید کرنا اس سے کہیں بدتر ہے لہٰذا محض استبعاد کے سبب سے ان احادیث کا رد کر دینا جائز نہیں۔ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے فرمایا وَاَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ یعنی آنحضرتؐ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں اور خدا نے اُن پر اُن سے نکاح کرنا حرام کر دیا ہے تو طلحہ کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی عورتوں کو ہم پر حرام قرار دیتے ہیں اور خود ہماری عورتوں سے تزویج کرتے ہیں۔ اگر محمدؐ کا (باقی بر صفحہ ۸۸۶)

تزویج کی تو دعوتِ ولیمہ کی اور لوگوں کو خرما، روغن اور دلیا کھلایا۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا کسی عورت کی خواستگاری فرماتے تھے تو کسی عورت کو اُسے دیکھنے کے لیئے بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کی گردن کو سُونگھے۔ اگر خوشبُودار ہے تو اُس کا تمام بدن خوشبودار ہوگا۔ اور پنڈلی پر غور کرے اگر وُہ گوشت سے بھری ہوئی ہے تو اُس کا تمام بدن پُرگوشت ہوگا۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جنگِ حنین میں صفیہ زوجۂ جناب رسُولِ خدا آئیں اور کہا یا رسُولؐ اللہ میں دُوسری عورتوں کے مانند ہوں۔ حضورؐ کی خاطر سے اپنے باپ، چچا اور بھائیوں کے قتل کو گوارا کیا تو اگر حضورؐ پر کوئی حادثہ واقع ہوجائے تو خلافت وامامت کس سے متعلق ہوگی؟ حضرتؐ نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ امامت اور تمہارا اور تمام اُمّت کا معاملہ اُس سے متعلق ہوگا۔ نیز بسند معتبر روایت ہے کہ سفیر بن شجرہ عامری مدینہ میں جناب میمونہؓ دختر حارث زوجۂ رسُولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اجازت لے کر داخلِ خانہ ہوئے۔ میمونہؓ نے پُوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ عرض کی کُوفہ سے۔ پُوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ کہا بنی عامر سے۔ فرمایا تمہارا آنا باعثِ مسرت ہے کس کام کے لیئے آئے ہو؟ سفیر نے کہا اے اُمّ المومنین جب لوگوں کے درمیان اختلاف ہؤا تو مجھے خوف ہؤا کہ کہیں فتنہ میں گرفتار نہ ہوجاؤں اس لیئے آپ کی خدمت میں حاضر ہؤا ہوں۔ معظمہؓ نے پُوچھا آیا علیؑ سے بیعت کی ہے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا واپس جاؤ اور علیؑ کے لشکر سے جُدا نہ ہو۔ خدا کی قسم نہ وُہ گمراہ ہوتے ہیں اور نہ اُن کے سبب سے کوئی اور گمراہ ہوسکتا ہے۔ سفیر نے کہا اے مومنین کی مادرِ گرامی کیا علیؑ کے بارے میں کوئی حدیث مجھ سے بیان فرمائیں گی جو آپ نے رسُولؐ خدا سے سُنی ہے۔ فرمایا ہاں سُنو! جناب سرورِ کائنات نے فرمایا ہے کہ علیؑ حق کی علامت اور نشانی ہے اور ہدایت کا عَلَم اور نشان ہے۔ علیؑ خدا کی شمشیر ہے خدا اُس کو کافروں اور منافقوں کے لیئے نیام سے نکالتا ہے۔ لہٰذا جو شخص اُس کو دوست رکھے میری محبت کے سبب سے دوست رکھے گا اور جس نے اُس کو دشمن رکھا اُس نے مجھ سے دُشمنی کی ہے۔ بیشک جو شخص مجھ کو دشمن رکھتا ہے وُہ علیؑ کو دشمن رکھتا ہے۔ جب وُہ خدا سے قیامت کے روز ملاقات کرے گا تو اُس کے پاس دلیل وحجت نہ ہوگی۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ عائشہ اور حفصہ صفیہ کو اذیت پہنچاتیں، گالیاں دیتیں

(بقیہ از صہ ۸۸۵) انتقال ہوجائے گا تو ہم بھی اُن کی عورتوں سے وہی کریں گے جیسا وُہ ہماری عورتوں سے کرتے ہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ (آیت ۵۳ سورة احزاب پ ۲۲) یعنی تم کو سزاوار نہیں ہے کہ ان کی عورتوں کے بارے میں ان کو ایذا دو اور ان کی بیویوں سے اُن کے بعد کبھی نکاح نہ کرنا کیونکہ یہ خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔"

اور کہتی تھیں تُو دخترِ یہودیہ ہے۔ صفیہؓ نے آنحضرتؐ سے شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا تم نے جواب کیوں نہیں دیا۔ عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا جواب دوں۔ فرمایا جواب دینا کہ میرے باپ ہارونؑ خدا کے پیغمبر اور میرے چچا جناب موسیٰؑ کلیم خدا اور میرے شوہر محمدؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ تو تم دونوں کس بات سے انکار کرتی ہو اور بُرا سمجھتی ہو۔ جناب صفیہؓ نے جب اس طرح ان کو جواب دیا تو اُن دونوں نے کہا یہ تمہارا کلام نہیں بلکہ رسُولؐ اللہ نے تم کو سکھایا ہے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں ان کی مذمّت میں نازل فرمائیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (آیت ۱۱ سورة حجرات پ ۲۶) یعنی اے مومنو تم میں سے کوئی گروہ کسی گروہ کا مذاق نہ اُڑائے۔ شاید وُہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ کوئی عورت کسی عورت کا مذاق اُڑائے ممکن ہے کہ وُہ عورتیں اس سے بہتر ہوں۔ اور اپنوں میں عیب مت نکالو یعنی اپنے دین کے ماننے والوں میں۔ اور لوگوں کے بُرے ناموں سے مت پکارو۔ کسی کو فسق کے ساتھ یاد کرنا یعنی ایمان لانے کے بعد کسی کو یہود و ترسا کہنا یا یہ کہ ایمان لانے کے بعد فسق کے نام سے پکارنا بُرا ہے اور جو توبہ نہ کرے وُہ بُرا ہے۔" شیخ طبرسی نے اس آیت کے نزول کا سبب یہ ذکر کیا ہے کہ ایک روز اُمِّ سلمہؓ سفید کپڑا اپنی کمر سے باندھے ہوئے اُس کے دونوں سرے پیچھے لٹکائے ہوئے تھیں اور کپڑے زمین پر لٹک رہے تھے۔ یہ دیکھ کر عائشہ نے حفصہ سے کہا دیکھو وُہ اپنے پیچھے کیا لٹکائے آرہی ہے۔ تم سمجھو کہ کُتّے کی زبان ہے۔ بعض کا قول ہے کہ عائشہ نے ان کو پستہ قد ہونے پر طعنہ دیا اور ہاتھ سے کوتاہیٔ قد کو بتایا۔

حمیری اور کلینی وغیرہ نے بسند ہائے صحیح ومعتبر بسیار امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے اپنی کسی بیٹی کا یا اور اپنی بیویوں میں سے کسی کا مہر پانچ سو درم سے زیادہ قرار نہیں دیا۔

کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اُن حضرت سے لوگوں نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی:۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ (آیت ۵۰ سورة احزاب پ ۲۲) یعنی اے پیغمبر بزرگ مرتبہ بیشک ہم نے تمہارے لیئے تمہاری ان بیویوں کو حلال کردیا ہے جن کا مہر تم نے دے دیا ہے اور تمہاری ان لونڈیوں کو بھی جو خدا نے تم کو مالِ غنیمت میں عطا کی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں یعنی زنانِ قریش اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے

ماموؤں اور خالاؤں کی بیٹیاں یعنی زنانِ بنی زہرہ جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے حلال کر دی ہیں۔ اور ہر مومنہ عورت بھی اگر وہ اپنا نفس پیغمبرؐ کو بغیر مہر ہبہ کر دے اگر پیغمبرؐ اُس کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں۔ مگر اے رسولؐ یہ حکم صرف تمہارے ساتھ مخصوص ہے اور مومنین کے لیئے نہیں۔ بیشک ہم جانتے ہیں جو کچھ ہم نے مومنوں پر اُن کی عورتوں اور کنیزوں کے بارے میں واجب قرار دیا ہے اور اے رسولؐ یہ رعایت تمہارے واسطے اس وجہ سے ہے تاکہ تم کو دقت و پریشانی نہ ہو۔ اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" راوی نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ جناب رسولِ خدا کے لیئے کتنی عورتیں حلال تھیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ جس قدر چاہتے۔ راوی نے پوچھا کہ جو خدا نے یہ فرمایا ہے اس کے کیا معنی ہیں کہ:۔ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ط (آیت ۵۲ سورۃ احزاب پ۲۲) یعنی اے رسولؐ ان کے بعد اور عورتیں تمہارے واسطے حلال نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ ان میں سے کسی کو چھوڑ کر اور بیویاں اختیار کرو اگرچہ تم کو اُن کا حسن کتنا ہی اچھا معلوم ہو مگر تمہاری لونڈیاں ان کے علاوہ بھی حلال ہیں"۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ پیغمبرِ خدا کے لیے جائز تھا کہ اپنے چچا اور پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کی بیٹیوں سے اور اُن عورتوں سے نکاح کریں جو حضرتؐ کے ساتھ ہجرت کر کے آئی تھیں اور حلال تھا کہ مومنہ عورتوں سے بے مہر کے حضرتؐ نکاح کریں اور یہ صورت ہبہ اور بخشش کی ہے اور کسی عورت کا اپنا نفس سوائے رسولؐ کے کسی کو بخش دینا حلال نہیں ہے۔ لیکن آنحضرتؐ کے سوا کسی کے لیئے بغیر مہر کے نکاح جائز نہیں ہے جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں فرمایا ہے۔ پھر راوی نے پوچھا کہ پھر اس آیت کے معنی کیا ہیں جو خدا نے فرمایا ہے کہ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ط (آیت ۵۱ سورۃ احزاب پ۲۲) ان میں سے جس کو جب چاہو الگ کر دو اور جس کو جب تک چاہو اپنے پاس رکھو"۔ امامؑ نے فرمایا کہ اس سے مُراد یہ ہے کہ جس عورت سے چاہو نکاح کرو اور جس سے نہ چاہو نہ کرو۔ اور خدا نے جو یہ فرمایا کہ تمہاری عورتوں کے لیئے اس کے بعد جائز نہیں ہے اس سے مُراد وہ عورتیں ہیں جن کو خدا نے دوسری آیت میں ہر شخص پر حرام کر دیا ہے یعنی مائیں، بیٹیاں بہنیں، اور تمام محرمہ عورتیں مومنوں پر حرام کر دی ہیں۔ اور اگر آیت کے معنی وہ ہوتے ہیں جو اہلسنت بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ کے لیئے عورت کی خواستگاری حرام ہو گئی تھی اور جو عورتیں حضرتؐ کے نکاح میں تھیں اُن کا بدلنا حضرتؐ پر حرام تھا تو یقیناً خدا نے تم پر وہ عورتیں حلال کی ہوں گی جو آنحضرتؐ پر حلال نہیں کی تھیں۔ کیونکہ تم کو بوڑھی عورت کا بدل دینے کا اختیار ہے اور ہر عورت کی خواستگاری کا جس کو تم چاہو۔ ۱؎

۱؎ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی بہت سی حدیثیں ہیں۔ اور بعض مفسرّوں کا قول اس آیت کی تفسیر میں یہی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد جبکہ آنحضرتؐ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا کہ وہ (باقی بر صفحہ ۸۸۹)

کلینی نے بسندِ معتبر امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس مردوں کی قوتِ جماع رکھتے تھے اور آپ کی نَو بیویاں تھیں اور ہر شبانہ روز حضرتؐ اُن سے ملاقات کرتے تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ خیبر سے مراجعت فرمائی اور ابی الحُقیق کی اولاد کا خزانہ حضرتؐ کے ہاتھ آیا تو حضرتؐ کی بیویوں نے کہا کہ اس خزانے کو ہم پر تقسیم کر دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ سب میں نے مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ یہ سُنکر اُن بیویوں کو غصہ آیا اور کہا کہ شاید آپ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ ہم کو طلاق دے دیں گے تو ہم کو ہمارا کفو قوم میں نہ ملے گا۔ تو حق تعالیٰ کو اُن کی یہ بات پسند نہ آئی اور اُس نے آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ اُن عورتوں سے کنارہ کش ہو جائیں اور ماریہؓ ابراہیمؑ کے گھر میں قیام کریں۔ حضرتؐ نے اُن عورتوں سے علیحدگی اختیار فرمائی اور ماریہؓ ابراہیمؑ کے بالاخانہ میں قیام پذیر ہو گئے جو مسجد کے نزدیک تھا۔ یہاں تک کہ وہ عورتیں حائض ہوئیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت تخییر نازل فرمائی کہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (آیت ۲۸و۲۹ سورۃ احزاب پ۲۱) اے رسولؐ اپنی عورتوں سے کہہ دو کہ اگر تم دُنیا کی زندگی اور اُس کی زینتیں چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو اُس سے بہرہ ور کر دوں اور مال و دولت دے کر تم کو آزاد کر دوں جو مناسب طریقہ ہے۔ اور اگر خدا و رسولؐ کو چاہتی اور آخرت کو پسند کرتی ہو تو خدا نے تم میں سے نیک کردار عورتوں کے لیئے اجرِ عظیم مہیا کر رکھا ہے"۔ جب آنحضرتؐ نے یہ آیت ان کو سُنائی تو سب سے پہلے جناب اُم سلمہؓ کھڑی ہو گئیں اور کہا میں نے دُنیا پر خدا اور رسولؐ کو اختیار کیا اُن کے بعد سب عورتوں نے حضرتؐ کے گلے میں باہیں ڈال کر وہی بات کہی۔ اُس وقت خدا نے آیۂ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُؤْوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ نازل فرمایا یعنی اے رسولؐ ان میں سے جس کو چاہو علیحدہ کر دو اور طلاق دے دو اور جس کو چاہو پناہ دو اور نکاح پر باقی رکھو۔ پھر خدا نے آنحضرتؐ کی بیویوں سے خطاب فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝ وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا

(بقیہ از صفحہ ۸۸۸) آنحضرتؐ کو اختیار کریں یا دُنیا کو اختیار کریں اور انہوں نے آنحضرتؐ کو اختیار کیا تو خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام کر دیا کہ ان کے بعد دُوسری عورتیں اختیار کریں یا ان کو تبدیل کریں۔ بعض کا قول ہے کہ اس حکم کی ابتداء میں یہ مقرر ہوا اُس کے بعد منسوخ ہو گیا۔ اور جو کچھ احادیث میں وارد ہوا ہے قابلِ اعتماد ہے اور دُوسرے اقوالِ اہلسنت کے موافق ہیں۔ ۱۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى وَمَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

پیشِ لفظ!

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اوّل کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

اس جلیل القدر اور کثیر الفوائد کتاب میں جناب سرورِ کائنات فخرِ آدمؑ و بنی آدم باعثِ خلقتِ عالم، پیغمبرِ آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقتِ نورؐ اور آپ کی ولادتِ باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کیئے گئے ہیں۔ یعنی آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت؛ آپ کا نسب؛ آپ کے آباؤ اجداد میں جناب ہاشمؑ سے جناب ابو طالبؑ تک کے حالات اور اُن حضرات کی زندگی کے اہم واقعات؛ آنحضرتؐ کے متعلق پیشین گوئیاں؛ آپ کی ولادت؛ رضاعت؛ جناب ابو طالب کی آپ سے محبت اور رجان سپارانہ حمایت؛ آنحضرتؐ کے اخلاقِ حسنہ اور خصائلِ حمیدہ؛ حضرتؐ کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ وغیرہ سے متعلق معجزات؛ غزوات؛ معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات؛ اصحاب اور اُمت کے فضائل؛ آپ کی تبلیغ؛ اسلام کی خوبیاں؛ آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان و ابو ذر و مقداد و عمار وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے حالات؛ اُن حضراتؓ کی دینداری اور حمایتِ اہل بیتؑ؛ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی روئیداد نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم و تبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ اُن کی تہذیب و اخلاق؛ عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام واعظین کے لیئے خصوصاً صرف اُردو دان ذاکرین کے لیئے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ میں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اپنی اُردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

حیات القلوب

جلد 2

11/11

Page 860 to 1032

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ خَیْرَۃِ الْوَرٰی۔ امّا بعد احقر عباد اللہ محمد باقر ابن محمد تقی عفی اللہ عن جرائمہما کی تالیف سے تاریخ ولادت و وفات و معجزات و غزوات اور تمام احوال شریفہ حضرت خاتم النبیّین و اشرف المرسلین و سیّد المنتجبین محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب اللہ العالمین اور آپؐ کے آبائے طاہرین اور اصحاب متدینین کے حالات میں "حیات القلوب" کی یہ دوسری کتاب ہے اور اس کے چند ابواب ہیں۔

باب اوّل

حضرت سرورِ انبیاءؐ کا نسب مبارک اور آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد کے حالات

پہلی فصل | آنحضرتؐ کے نسب کا تذکرہ۔

آنحضرتؐ کا مشہور شجرۂ نسب یہ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ وہ عبدالمطلب کے بیٹے وہ ہاشم کے وہ عبد مناف کے وہ قصی کے وہ کلاب کے وہ مرہ کے وہ لوی کے وہ غالب کے وہ فہر کے وہ مالک کے وہ نضر کے وہ کنانہ کے وہ خزیمہ کے وہ مدرکہ کے وہ الیاس کے وہ مضر کے وہ نزار کے وہ معد کے وہ عدنان کے وہ اُد کے وہ اود کے وہ الیسع کے وہ الہمیسع کے وہ سلامان کے وہ البنت کے وہ حمل کے وہ قیدار کے وہ اسمٰعیل کے وہ ابراہیم خلیلؑ کے وہ تارخ کے وہ ناخور کے وہ شروغ کے وہ ارغو کے وہ فالغ کے وہ عابر کے وہ شالخ کے وہ ارفخشد کے وہ سام کے وہ نوحؑ کے وہ ملک کے وہ متوشلخ کے وہ اخنوخ کے وہ الیارد کے وہ مہلائیل کے وہ قینان کے وہ انوش کے وہ شیث کے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ حضرت امِ سلمہ کی روایت کے مطابق عدنان اُد کے بیٹے وہ زید کے وہ الثریٰ کے وہ اعراق الثریٰ کے بیٹے تھے۔ امِ سلمہ فرماتی ہیں کہ زید ہی ہمیسع ہیں اور ثری بنت۔ اور اعراق الثریٰ اسماعیلؑ ہیں۔ اور ابن بابویہ کی روایت کے مطابق عدنان اد کے وہ اود کے وہ زید کے وہ یقدد کے وہ ہمیسع کے وہ بنت کے وہ قیدار بن اسمٰعیلؑ کے بیٹے ہیں۔ اور ابن عباس کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ عدنان بن ادبن اود بن الیسع بن الہمیسع بن یحشم بن منحر بن سالورغ بن الہمیسع بن بنت بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن تارخ بن شروغ بن ارغو بن غابر بن ارفخشد بن متوشلخ بن سام بن نوحؑ بن ملک بن اخنوخ بن مہلائیل بن زبازر۔ اور ایک روایت کے مطابق

رِزْقًا کَرِیْمًا ۵ (آیت ۳۰ و ۳۱ سورۃ احزاب پ ۲۱ و ۲۲) اے نبیؐ کی بیویو تم میں سے جو بدکاری اور رُسوائی کے کام کرے گی (مثل گھر سے نکلنے اور بصرہ جاکر امیر المومنینؑ سے جنگ کرنے کے) تو اُس کے لیئے دوہرا عذاب دُنیا و آخرت میں ہوگا اور یہ امر خدا کے لیئے آسان ہے اور تم میں سے جو خدا و رسُولؐ کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک اعمال بجالائے گی تو ہم اُس کے عمل کا دوہرا بدلا دیں گے اور بہتر روزی عطا کریں گے۔

حضرت صادقؑ سے بسند صحیح روایت ہے کہ فاحشہ مبینہ اور رُسوا کرنے والا گناہ تلوار کے ساتھ خروج کرنا ہے جو عائشہ سے صادر ہوا۔

کلینی نے بسند ہائے معتبر بسیار امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خدا کو اپنے پیغمبرؐ کے بارے میں غیرت آئی کہ بعض بیویوں نے سختی کی کہ محمدؐ گمان کرتے ہیں کہ اگر ہم کو طلاق دے دیں گے تو ہم کو اپنی قوم میں کوئی مرد نہ ملے گا جو ہم کو زوجہ بنائے۔ دُوسری روایت کے مطابق زینبؓ نے کہا کہ آپ ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتے ہیں باوجودیکہ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ اور حفصہؓ نے کہا اگر وُہ ہم کو طلاق دے دیں تو ہم اپنی قوم میں سے انتخاب کرلیں گے کہ وُہ ہم کو زوجہ بنالے اور دوسری روایت کے مطابق یہ باتیں زینب نے ہی کہی تھیں۔ جب آیت تخییر نازل ہوئی حضرتؐ اُنتیس ۲۹ راتیں اپنی تمام بیویوں سے علیحدہ رہے اور ماریہؓ کے بالاخانہ پر قیام فرماتے اور دُوسری روایت کے مطابق بیس ۲۰ روز حضرتؐ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ بعد اس کے آیت تخییر نازل ہوئی تو حضرتؐ نے بیویوں کو طلب فرمایا اور ان کو اختیار دے دیا۔ اُنہوں نے آنحضرتؐ کو اختیار کیا۔ اگر دُنیا اختیار کرتیں تو حضرتؐ پر حرام ہوجاتیں جس کا مطلب طلاق بائن تھا۔ اور دُوسری روایت کے مطابق اگر وُہ دُنیا اختیار کرتیں تو آنحضرتؐ اُن کو طلاق دے دیتے پھر ہرگز ممکن نہ تھا کہ وُہ حضرتؐ کو اختیار کرتیں اور اُن کی جانب پھر حضرتؐ رغبت فرماتے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق جب زینب بنت جحش کی باری آئی وُہ دوڑ کر حضرتؐ کے پاس آئیں اور حضرتؐ کے ہاتھ چُومے اور کہا میں نے خدا و رسُولؐ کو اختیار کیا۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ یہ حکم مخصوص حضرتؐ کے لیئے تھا۔ دوسروں کے لیئے نہیں ہے کہ وُہ اپنی عورتوں کو ایسا اختیار دیں۔[1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ فقہائے امامیہ رضوان اللہ علیہم کے درمیان مشہور یہ ہے کہ عورت کا اپنے اختیار سے مرد سے جُدائی و علیحدگی اختیار کرنا صرف آنحضرتؐ سے مخصوص تھا لیکن بعض کا قول ہے کہ یہ حکم دوسروں کے لیئے بھی نافذ ہے لیکن اس کے واقع کرنے میں اختلاف ہے کہ آیا طلاق بائن سے وقوع ہو سکتا ہے یا طلاق رجعی سے۔ اور زیادہ واضح تو یہ ہے کہ یہ حکم آنحضرتؐ سے مخصوص تھا۔ لہٰذا اس کے فروع میں غور و فکر کرنا اور کچھ کہنا بیکار ہے۔ خدا صواب سے زیادہ آگاہ ہے۔ ۱۲

ترپنواں ۵۳ باب

جناب زینب سے تزویج کا تذکرہ، اور زید بن حارثہ کے بعض حالات

ابن بابویہ وغیرہم نے معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز کسی کام سے زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی کے گھر تشریف لے گئے۔ جب مکان کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ زید کی زوجہ زینب غسل کر رہی تھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَكِ (پاک ہے وُہ خدا جس نے تم کو خلق کیا) اس ارشاد سے آنحضرتؐ کی غرض یہ تھی کہ وُہ خدا کو پاک و منزّہ سمجھیں اور اُس کو اُن کافروں کے اس قول سے پاک سمجھیں جو یہ کہتے ہیں کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ خود خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:۔ اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِیْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا ۵ (آیت ۴۰ سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵) کیا خدا نے تم کو لڑکے دے کر بلند کر دیا اور اپنے واسطے فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنایا ہے۔ بیشک یہ بڑی سخت بات ہے،، تو جب آنحضرتؐ نے اُن کو غسل کی حالت میں مشاہدہ فرمایا تو کہا میں اُس خدا کو منزّہ سمجھتا ہوں جس نے تم کو پیدا کیا اس سے کہ وُہ کوئی فرزند رکھتا ہو جو خود پاک کرنے اور غسل کرنے کا محتاج ہو۔ جب زیدؓ اپنے گھر واپس آئے تو زینبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اُن سے بیان کیا کہ رسُولؐ اللہ نے ایسی بات کہی اور واپس چلے گئے۔ زیدؓ نے سمجھا کہ آنحضرتؐ نے یہ بات اس لیئے فرمائی کہ زینب کا حُسن اُن کو بھلا معلوم ہوا۔ پھر وُہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ میری زوجہ بدخلق ہے میں اُس کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی زوجہ کی حفاظت کرو اور خدا سے ڈرو۔ چونکہ خداوندِ عالم نے آپ کی بیویوں کی تعداد دُنیا میں اور آخرت میں اور اُن کے نام آپ کو بذریعہ وحی بتادیئے تھے اور زینبؓ بھی اُنہی میں تھیں اور یہ بات آنحضرتؐ کے دل میں تھی۔ اور آپ نے زید اور دُوسروں پر ظاہر فرمایا تھا اس خوف سے کہ لوگ کہیں گے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے غلام سے کہتے ہیں کہ تمہاری زوجہ اس کے بعد میری زوجہ ہوگی۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ کو یہ خوف ہوا کہ منافقین کہیں گے جو عورت دُوسرے کی زوجہ ہے محمدؐ کہتے ہیں کہ وُہ میری بیویوں میں سے ہے اور مومنوں کی ماں ہے اور آنحضرتؐ پر تہمت لگائیں گے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنے دِل میں وُہ بات پوشیدہ رکھیں جس کو خدا ظاہر کرنے والا ہے اور لوگوں کے الزامات سے خوف کرتے رہیں۔ غرض زید بن حارثہ نے زینب کو طلاق دے دی اور عدّۃ کی مدّت گزرنے کے بعد خدا نے ان کو پیغمبرؐ سے تزویج فرمایا اور وُہ آیتیں نازل فرمائیں۔ چونکہ جانتا تھا کہ حضرتؐ کو منافقین تہمت لگائیں گے اس لیئے یہ آیت نازل فرمائی

کہ مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰہُ لَہٗ ؕ سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ہ (آیت ۳۸ سورۃ الاحزاب پ ۲۲) یعنی پیغمبرؐ کے لیئے نہ کوئی گناہ نہ کوئی حرج تھا اُس امر میں جس کو خدا نے ان کے واسطے جائز یا واجب قرار دیا ہے مثل اس کے جو گزشتہ پیغمبروںؑ کے لیئے خدا نے قرار دیا تھا کہ اُن میں سے بعض کے لیئے لذتیں مباح کر دی تھیں یا یہ کہ اُنھوں نے بہت سی عورتوں سے نکاح کیا تھا۔ خدا کا حکم ایک اندازہ کے مطابق مقرر ہوا تھا۔ جناب امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا کہ خداوند عالم اپنی مخلوق میں سے کسی کی تزویج کا متولی نہیں ہوا سوائے حوّا و آدمؑ اور زینبؓ و جناب رسُولِ خداؐ کے۔ کیونکہ زَوَّجْنٰکَھَا فرمایا ہے یعنی ہم نے ان عورتوں کو تزویج کیا، اور جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کی تزویج حضرت علیؑ کے ساتھ فرمائی۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ چونکہ زینب دختر جحش جن کی والدہ امیمہ دختر عبدالمطلب تھیں اور آنحضرتؐ نے ان کی خواستگاری زید کے لیئے فرمائی تھی تو زینب نے بہت انکار کیا اور کہا میں آپ کی پھوپھی کی لڑکی ہوں اور ہرگز راضی نہ ہوں گی کہ زید کی زوجہ بنوں۔ اور زینب کے بھائی عبداللہ بن جحش نے بھی یہی کہا تھا؛ اُس پر آیت وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ نازل ہوئی تو زینب نے کہا میں راضی ہوئی اور میں نے اپنا اختیار آنحضرتؐ کو دے دیا۔ حضرتؐ نے اُن کا نکاح زید سے کر دیا اور سونے کا سکہ دس۱۰ دینار اور چاندی کا سکہ ساٹھ ۶۰ درم اُن کے مہر کے لیئے بھیجا اور مقنعہ اور ایک چادر اور ایک کرتا اور ایک پاجامہ پچاس ۵۰ سیر کھانا اور تیس ۳۰ صاع (۱۲۰ سیر) خرما بھی بھیجا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود زینب سے نکاح کیا چونکہ ان کو بہت عزیز رکھتے تھے لہٰذا ولیمہ کی دعوت کی اور اصحاب کو طلب فرمایا۔ اور اصحاب جب کھانا کھا چکے تو بیٹھے ہوئے حضرتؐ سے گفتگو میں مشغول رہنا چاہتے تھے اور حضرتؐ چاہتے تھے کہ زینب سے خلوت فرمائیں اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىہُ ۙ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ ۫ وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْــَٔلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِکُمْ اَطْھَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَقُلُوْبِھِنَّ ؕ وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمًا ہ (آیت ۵۳ سورۃ الاحزاب پ ۲۲) اے ایمان والو پیغمبرؐ کے گھر میں مت داخل ہو مگر جب تم کو کھانے کے لیئے بلایا جائے۔ مگر بیٹھ کر انتظار مت کیا کرو لیکن بُلائے جاؤ تو آؤ اور جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور باتیں کرنے کے لیئے مت بیٹھے رہا کرو کیونکہ اس سے پیغمبرؐ کو اذیت ہوتی ہے اور وُہ اس کے اظہار میں حیا کرتے ہیں اور خدا حق بات کہنے میں نہیں شرماتا۔ اور جب پیغمبرؐ کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو یہ بات تمہارے اور پیغمبرؐ کی بیویوں کے لیئے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور تم کو لازم نہیں کہ

خدا کے رسُولؐ کو اذیت پہنچاؤ۔ اور ہرگز اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے نکاح مت کرو کیونکہ یہ امر خدا کے نزدیک بہت سخت ہے۔"

چوّنواں باب [۵۴]

جناب اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

حضرت صادقؑ سے بسندِ معتبر ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز اُمّ سلمہ کو خبر پہنچی کہ اُن کے کسی آزاد کردہ غلام نے جناب امیرؑ کو کچھ بُرا کہا ہے۔ آپ نے اُس کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا بیٹھ تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے تاکہ میں تجھ کو جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے آگاہ کروں۔ اُس کے بعد اپنے واسطے جو بہتر سمجھنا اختیار کرنا۔ بیشک ہم نو ۹ عورتیں آنحضرتؐ کے حبالۂ نکاح میں تھیں۔ ایک مرتبہ جبکہ میری باری کا دن تھا آنحضرتؐ میرے گھر تشریف لائے اور نور آپ کے سر اور پیشانی سے چمک رہا تھا۔ اور حضرت علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے ہوئے تھے۔ مجھ سے فرمایا اے اُمّ سلمہ یہاں سے ہٹ جاؤ اور مکان ہمارے واسطے خالی کر دو۔ میں یہ سُنکر باہر چلی گئی اور آنحضرتؐ علیؑ سے راز کی باتیں کرنے میں مشغول ہوئے۔ میں اُن حضراتؑ کی آواز سُن رہی تھی لیکن باتیں نہیں سمجھ رہی تھی۔ جب بہت زیادہ دیر ہو گئی تو میں دروازہ کے قریب گئی اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں حاضر ہوں، فرمایا نہیں تو میں واپس چلی آئی۔ میرا دل سرُور سے لبریز تھا میں پلٹ آئی اس خوف سے کہ میرا آنا آنحضرتؐ کو ناگوار گزرا ہو یا آسمان سے کوئی بُری خبر یا کوئی آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کے قریب آئی اور اجازت طلب کی مگر اجازت نہ ملی، اور پہلے سے زیادہ مسرور تھی پھر تیسری مرتبہ گئی اور اجازت چاہی۔ حضرتؐ نے فرمایا آجاؤ۔ میں مکان میں داخل ہوئی تو دیکھا علیؑ دو زانو آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ اگر ایسا ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا میں تمہیں صبر کا حکم دیتا ہوں۔ علیؑ نے پھر دوبارہ یہی سوال کیا اور حضرتؐ نے پھر صبر کا حکم دیا۔ جب تیسری مرتبہ پھر وہی بات دریافت کی تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ! اے میرے بھائی جب معاملہ یہاں تک پہنچے تو نیام سے تلوار نکال لینا اور دوش پر چادر ڈال لینا اور جنگ کرنا اور پروا نہ کرنا یہاں تک کہ جب تم میرے پاس آؤ تو تمہاری تلوار سے خون ٹپکتا رہے۔ پھر آنحضرتؐ نے میری جانب رُخ کیا اور فرمایا کہ اے اُمّ سلمہؓ تمہارے چہرے سے رنج و ملال کیوں ظاہر ہو رہا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ اس وجہ سے ہے کہ مجھ کو چند مرتبہ اپنے پاس سے آپ نے ہٹا دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی قسم تم کو غصہ کے سبب سے میں نے نہیں ہٹایا اور تمہاری ذات میں میرے نزدیک کوئی بُرائی نہیں۔ بیشک تم خدا اور رسُولؐ کی طرف سے خیر پر ہو

لیکن جب تم آئی تھیں میری داہنی جانب جبریلؑ اور بائیں طرف علیؑ تھے اور جبریلؑ مجھے اُن واقعات سے آگاہ کر رہے تھے جو میرے بعد ہونے والے ہیں اور مجھے تاکید کر رہے تھے کہ علیؑ کو اُن امور کے بارے میں وصیت کر دوں کہ اُن فتنوں میں ان کو کیا کرنا چاہیئے۔ اے اُم سلمہ سُنو اور گواہ رہنا کہ علیؑ بن ابی طالبؑ دُنیا میں میرے وزیر ہیں اور آخرت میں میرے وزیر ہیں۔ اے اُم سلمہ سُنو اور گواہ رہو کہ علیؑ بن ابی طالب دُنیا میں میرے علمدار اور قیامت میں میرے علمدار ہیں۔ اے اُم سلمہ سُنو اور گواہ رہو کہ علیؑ بن ابی طالب میرے بعد میرے وصی اور جانشین ہیں اور میرے وعدوں کے پُورا کرنے والے ہیں اور حوضِ کوثر سے اپنے دُشمنوں کو ہنکانے والے ہیں۔ اے اُم سلمہ سُنو اور گواہ رہو کہ علیؑ بن ابی طالب مسلمانوں کے سردار اور بزرگ ہیں، اور متقین کے برگزیدہ اور پیشوا ہیں، اور مومنین کو بہشت میں لے جانے والے ہیں، اور ناکثین وقاسطین اور مارقین کے قتل کرنے والے ہیں۔ مَیں نے عرض کی یارسُول اللہ ناکثین کون ہیں؟ فرمایا وُہ لوگ ہیں جو علیؑ سے مدینہ میں بیعت کریں گے اور بصرہ میں اُس بیعت کو توڑیں گے میں نے پُوچھا قاسطین کون لوگ ہیں؟ فرمایا معاویہ اور شام کے وُہ باشندے جو اُس کی اطاعت کریں گے میں نے پُوچھا اور مارقین کون ہیں؟ فرمایا نہروان کے خوارج ہیں۔ جب جناب اُم سلمہ نے یہ حدیث اپنے غلام سے بیان فرمایا تو اُس نے کہا آپ نے مجھے نجات دلائی اور میرے دل کی گرہ کھول دی، خدا آپ کو کشائش بخشے خدا کی قسم اب آئندہ ہرگز علیؑ کے بارے میں نامناسب بات نہ کہوں گا۔

شیخ طوسی نے بسندِ معتبر ابوذر کے غلام ثابت سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ مَیں جنگ جمل میں امیرؑ المومنین کے لشکر کے ساتھ تھا۔ جب مَیں نے عائشہ کو مخالفین کی صفوں کے آگے دیکھا میرے دِل میں شک پیدا ہوا جس طرح کہ اور لوگ اُن کے سبب سے شک میں مبتلا تھے۔ جب دوپہر ڈھلی تو خدا نے میرے دِل سے وُہ شک زائل کر دیا اور مَیں امیرؑ المومنین کے لشکر کے ساتھ مخالفین سے جنگ میں مشغول ہوا۔ اس کے بعد جناب اُم سلمہ زوجۂ رسُولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصّہ اُن سے بیان کیا معظمہ نے فرمایا کہ تُو نے کیا کیا جس وقت کہ لوگوں کے طائرِ دل اپنے آشیانوں سے پرواز کر چکے تھے۔ مَیں نے کہا میرے دِل میں بھی شک پیدا ہو گیا تھا۔ اور مَیں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے اُس شک کے پردہ کو میرے دِل سے ہٹا دیا اور امیرُالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر رَہ کر اُن کے دُشمنوں سے خُوب جنگ کی اُم سلمہؓ نے فرمایا بہت اچھا کیا۔ مَیں نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے وُہ فرماتے تھے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ اور یہ آپس سے جُدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں۔

قرب الاسناد حمیری میں بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک عورت تھی جس کا نام حسرت تھا۔ وُہ جناب رسُولِ خدا کے بعد ہمیشہ حضرتؐ کے اہلبیتؑ کے پاس آتی جاتی تھی اور ان کو بہت دوست رکھتی تھی ایک روز ابوبکرؓ و عمرؓ نے راستہ میں اُس کو دیکھا۔ پُوچھا اے حسرت کہاں جاتی ہو کہا آلِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس تاکہ اُن کا حق ادا کروں اور اپنے عہد کو تازہ کروں۔ اُن دونوں نے

کہا تجھ پر وائے ہو اب اُن کا کوئی حق نہیں۔ وُہ تو جناب رسُولؐ خدا کے زمانہ میں مخصوص تھا۔ یہ سُنکر حسرت واپس چلی گئی۔ چند دنوں کے بعد پھر اہلبیتِؑ رسالت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا اے حسرت اس مرتبہ بہت دنوں کے بعد آئی ہو؟ اُس نے کہا کہ فلاں اور فلاں سے راستہ میں ملاقات ہوئی اُنہوں نے ایسا کہا تھا۔ اُم سلمہؓ نے کہا اُنہوں نے غلط کہا۔ آلِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حق مسلمانوں پر قیامت تک واجب ہے۔

بصائر الدرجات میں اُم سلمہ کے فرزند عمر (بن ابی سلمہ) سے روایت ہے کہ اُم سلمہؓ نے بیان کیا کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو میرے گھر میں بٹھایا اور گوسفند کی ایک کھال طلب فرمائی۔ حضرتؐ بولتے جاتے تھے اور علیؑ لکھتے جاتے تھے یہاں تک کہ وُہ تمام چمڑا بھر گیا تو اُس چمڑے کو آنحضرتؐ نے میرے سپُرد فرمایا اور کہا کہ میرے بعد ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور فلاں فلاں نشانیاں تم سے بیان کرے گا تو اِس چمڑے کو اُسے دے دینا۔ جب جناب رسُولؐ خدا دُنیا سے تشریف لے گئے اور ابوبکرؓ نے ان کی خلافت غصب کر لی، میری ماں اُم سلمہؓ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ مسجد میں دیکھو کہ یہ شخص کیا کرتا ہے۔ مَیں مسجد میں آیا دیکھا کہ ابوبکر منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا اور منبر سے اُتر کر اپنے گھر چلے گئے۔ مَیں اپنی والدہ اُم سلمہؓ کے پاس آیا اور جو دیکھا اور سُنا تھا بیان کیا۔ وُہ خاموش ہو گئیں۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اُسی طرح میری والدہ نے پھر مجھ کو مسجد میں بھیجا۔ مَیں نے واپس جا کر اُن سے بیان کیا کہ عمرؓ نے بھی ابوبکرؓ کی طرح کیا۔ وُہ خاموش ہو گئیں۔ پھر جب عثمانؓ خلیفہ ہوئے میری مادرِ گرامی نے پھر مجھے مثلِ سابق مسجد میں بھیجا اور مَیں نے واپس جا کر بیان کیا کہ اُنہوں نے بھی اُنہی دونوں حضرات کے مطابق عمل کیا۔ پھر جب امیرؑ المومنین خلیفہ ہوئے میری ماں نے مجھے مسجد میں بھیجا اور فرمایا کہ دیکھو یہ مرد کیا کرتا ہے۔ مَیں مسجد میں آیا دیکھا کہ حضرت علیؑ نے منبر پر خطبہ پڑھا اور منبر سے اُترے تو مجھ کو بُلایا اور فرمایا کہ جا کر اپنی مادرِ گرامی سے میرے لیئے اجازت طلب کرو کہ مَیں بھی آتا ہوں۔ مَیں اپنی والدہ کی خدمت میں آیا تو امیرؑ المومنین کا پیغام عرض کیا۔ فرمایا خدا کی قسم مَیں خود اُن کو بُلانا چاہتی ہوں۔ پھر امیرؑ المومنین بھی آئے اور فرمایا کہ مجھے وُہ تحریر دے دیجیئے جو جناب رسُولؐ خدا نے آپ کو سپُرد فرمایا ہے۔ میری ماں اُٹھیں اور ایک صندوق کھولا اُس میں سے ایک چھوٹا صندوق نکالا، اُس کو کھول کر وُہ پوستِ گوسفند نکالا اور علیؑ کے سپُرد کر دیا اور مجھ سے فرمایا اے فرزند ہمیشہ علیؑ کی خدمت میں حاضر رہنا اور جُدا نہ ہونا۔ کیونکہ خدا کی قسم پیغمبرؐ کے بعد سوائے اُن کے کوئی اور پیشوا میں نہیں دیکھتی ہوں۔

کلینی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولؐ خدا نے ام سلمہؓ کی خواستگاری کی عمر بن ابی سلمہؓ نے جو اُن کے لڑکے تھے ام سلمہؓ کو آنحضرتؐ سے تزویج کیا حالانکہ وُہ ابھی کمسن تھے بالغ نہ ہوئے تھے۔

کلینی نے بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوبکرؓ و عمرؓ جناب اُم سلمہ کے پاس آئے اور کہا آپ جناب رسُولؐ خدا سے پہلے دوسرے مرد کی زوجہ تھیں بتایئے کہ رسُول اللہ اس شخص

کے مقابلہ میں قوت مجامعت میں کیسے ہیں۔ اُم سلمہ نے کہا کہ وُہ بھی مثل اور مردوں کے ہیں۔ اُن کے بعد آنحضرتؐ تشریف لائے۔ ام سلمہؓ اپنی بات پر پشیمان ہوئیں اور ڈریں کہ اُن کے بارے میں آسمان سے کوئی آیت نازل ہوجائے تو سبقت کرکے آنحضرتؐ سے اُن دونوں حضرات کی باتیں بیان کردیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ اس قدر غضبناک ہوئے کہ حضرتؐ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہوگیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان غصہ سے پسینہ ظاہر ہوگیا۔ اور گھر سے باہر آئے اس طرح کہ شدتِ غضب سے ردائے مبارک زمین پر لٹک رہی تھی۔ اور مسجد میں تشریف لائے۔ منبر پر گئے اور انصار کو بلایا۔ جب اُن لوگوں نے حضرتؐ کو اس حال سے دیکھا سب نے جسم پر ہتھیار لگالیئے اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور فرمایا ایہا النّاس! کیا سبب ہے کہ منافقین کا ایک گروہ میرے عیبوں کی جستجو کرتا ہے اور میرے عیب دریافت کرتا ہے۔ خدا کی قسم میں تم سب میں حسب کے لحاظ سے بزرگ تر ہوں اور نسب کے لحاظ سے پاکیزہ تر ہوں اور لوگوں کی غیبت میں اپنے خدا کا سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہوں جو شخص تم میں سے پُوچھے کہ اُس کا باپ کون تھا تو میں اُسے بتادوں گا۔ یہ سُنکر ایک شخص اُٹھ کھڑا ہُوا اور پُوچھا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ پھر دُوسرا شخص کھڑا ہُوا، پُوچھا میرا باپ کون ہے آپؐ نے فرمایا فلاں غلام سیاہ رنگ۔ پھر تیسرا شخص اُٹھا اور اُس نے پُوچھا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ وہی ہے جس کی طرف تجھ کو لوگ نسبت دیتے ہیں۔ پھر انصار اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسُول اللہ ہم کو معاف فرمایئے تاکہ خدا آپ کے مراتب بلند کرے۔ بیشک خدا نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ چونکہ آنحضرتؐ کی عادت تھی کہ جب حضرتؐ کے پاس لوگ عاجزانہ گفتگو کرتے اور سفارش کرتے تو شرم و حیا کے سبب حضورؐ کی جبین اقدس عرق آلود ہوجاتی اور لوگوں کی برائیوں سے چشم پوشی فرماتے۔ غرض حضرتؐ منبر سے اُتر کر دولت سرا تشریف لے گئے۔ صبح ہوئی تو جبریلؑ نازل ہوئے اور بہشت کے ہریسہ کا ایک پیالہ حضرتؐ کے لیئے لائے اور عرض کی یارسُولؐ اللہ اس کو آپ کے لیئے حوروں نے تیار کیا ہے اس کو آپ نوش فرمائیں اور آپؐ اور علیؑ اور ان کے فرزندوں کے سوائے کوئی نہ کھائے کیونکہ آپ لوگوں کے سوا کسی میں یہ صلاحیت نہیں۔ غرض جناب رسُولؐ خدا، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام بیٹھے اور اُس ہریسہ سے تناول فرمایا؛ اس سبب سے خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو چالیس مردوں کی قوتِ مجامعت کرامت فرمائی۔ اس کے بعد ایسا تھا کہ جب حضرتؐ چاہتے ایک شب میں اپنی تمام بیویوں سے مقاربت فرماتے تھے۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ مغیرہ کے فرزند ولید کی وفات ہوئی؛ ام سلمہؓ نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ مغیرہ کے خاندان والوں نے فرشِ عزا بچھائی ہے اجازت دیجیئے کہ اُن کی تعزیت کے لیئے جاؤں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی۔ ام سلمہؓ نے اپنے کپڑے پہنے اور جانے کے لیئے تیار ہوئیں۔ وُہ حسن و جمال میں پری کے مانند تھیں۔ جب وُہ کھڑی ہوتی تھیں اور اپنے بالوں کو کھول دیتی تھیں تو تمام جسم ڈھک جاتا تھا۔ وُہ اپنے گیسوؤں کے کناروں کو اپنے خلخالوں سے باندھ دیتی تھیں۔ غرض اپنے فرزند پر حضرتؐ کے سامنے نوحہ کرنا شروع کیا اور آنحضرتؐ نے ان کو منع نہیں کیا اور نہ

کوئی عیب بتایا۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرت سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم سلمہؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ تمہارے گھر میں برکت نہیں دیکھتا ہوں۔ اُم سلمہؓ نے کہا میں خدا کی حمد کرتی ہوں کہ آپؐ کے سبب سے میرے گھر میں بہت برکت ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تین برکتیں بھیجی ہیں۔ آب و آتش و گوسفند۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا حضرتؐ کو وُہ اچھی معلوم ہوئی تو فوراً اُم سلمہؓ کے گھر آئے اُنہی کی باری کا دن تھا۔ حضرتؐ نے اُن سے مقاربت کی اور غسل کرکے باہر تشریف لائے غسل کا پانی آپؐ کے سرِ اقدس سے ٹپک رہا تھا پھر فرمایا لوگو نظر کرنا شیطان کے سبب سے ہے لہٰذا جس شخص کو دیکھنے کے بعد خواہش پیدا ہو وُہ اپنی زوجہ کے پاس آئے اور مقاربت کرے تاکہ اُس کی شہوت ساکن ہوجائے۔

پچپنواںؒ باب

حضرت عائشہؓ و حضرت حفصہؓ کے حالات

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ (آیات ۱-۲ سورۃ تحریم پ ۲۸) یعنی اے پیغمبر بزرگ و بلند؛ کیوں وُہ چیز اپنے لیئے حرام قرار دیتے ہو جس کو خدا نے حلال کیا ہے کیا اپنی بیویوں کی خوشی کے لیئے ایسا کرتے ہو اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ بیشک خدا نے تمہارے لیئے قسم برطرف کرنے کا کفارہ مقرر کیا ہے اور خدا تمہارا دوست و مددگار ہے اور وُہ جاننے والا حکیم ہے۔" علی بن ابراہیم نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں اُس وقت نازل ہوئیں جبکہ عائشہ و حفصہ کو اطلاع ہوئی کہ آنحضرتؐ نے ماریہ کے ساتھ قربت فرمائی ہے اور حضرتؐ نے اُن دونوں سے قسم کھاکر کہا کہ آیندہ ماریہؓ کے پاس نہ جائیں گے تو خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ اپنی قسم کا کفارہ دیں اور ماریہؓ سے مقاربت ترک نہ کریں نیز یہ روایت بھی کی ہے کہ ان آیتوں کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ آنحضرتؐ ایک روز حفصہ کے گھر تھے اور ماریہ قبطیہؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں مشغول تھیں۔ اسی اثناء میں حفصہ کسی کام سے کہیں گئیں اور آنحضرتؐ نے ماریہؓ سے مقاربت فرمائی۔ حفصہ کو اس کی خبر ملی تو بہت غصہ آیا اور کہا یا رسُولؐ اللہ میری باری کے دن میرے ہی بستر پر آپ نے

ایک کنیز کے ساتھ مقاربت کی۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر شرمندہ ہوئے اور فرمایا کہ اچھا درگزر کرو آئندہ ماریہؓ کو میں نے اپنے اُوپر حرام کر لیا پھر کبھی اُس سے مقاربت نہ کروں گا۔ اُس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کا یہ معمول تھا کہ نمازِ صبح سے فارغ ہو کر اپنی سب بیویوں کے گھر جاتے اور اُن کی مزاج پُرسی کرتے خیریت دریافت فرماتے اور اگر کبھی حفصہؓ کے واسطے کوئی شہد ہدیہ بھیجتا تو حضرتؐ شہد کھانے کے لیئے ان کے یہاں کچھ دیر ٹھہر جایا کرتے تھے۔ جب عائشہؓ نے یہ حال دیکھا تو چند دُوسری بیویوں کے ساتھ مِل کر یہ سازش کی کہ تمہارے پاس آنحضرتؐ جب آئیں تو اُن سے کہو کہ آپ کے دہن سے مغافیر کی بُو آتی ہے اور وُہ ایک بدبُو دار گوند ہوتا ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھ جاتی ہے تو شہد میں وُہ بُو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور عائشہؓ جانتی تھیں کہ آنحضرتؐ کو یہ امر بہت ناگوار ہوتا ہے کہ آپؐ کے مُنہ سے بدبُو آئے۔ غرض جب آنحضرتؐ سودہؓ کے پاس گئے تو اُنہوں نے عائشہؓ کے خوف سے کہا یا رسُولؐ اللہ یہ کیسی بدبُو ہے کہ جو آپ کے مُنہ سے سُونگھ رہی ہوں۔ شاید آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں البتہ حفصہؓ کے یہاں شہد کھایا ہے۔ پھر حضرتؐ جس بیوی کے پاس جاتے وُہ اسی طرح حضرتؐ سے کہتیں یہاں تک کہ آپ عائشہؓ کے پاس آئے تو اُنہوں نے اپنی ناک بند کر لی اور کہا کہ آپ کے دہن سے مغافیر کی بُو مجھے کیوں محسوس ہو رہی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا حفصہؓ کے یہاں مَیں نے شہد کھایا ہے حضرت عائشہ نے کہا شاید اُس شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھی ہو گی۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم اب پھر کبھی شہد نہ کھاؤں گا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے شہد اُم سلمہؓ کے پاس کھایا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ زینبؓ بنت جحش کے یہاں کھایا تھا اور عائشہ اور حفصہ نے آپس میں یہ سازش کی تھی کہ جب آنحضرتؐ ان دونوں کے پاس آئیں تو ہر ایک ایسی بات کرے کہ مجھے آپ کے مُنہ سے مغافیر کی بُو معلوم ہوتی ہے اسی سبب سے حضرتؐ نے اپنے لیئے شہد حرام کر لیا۔

شیخ طبرسی اور عامہ کے مفسّرین کے ایک گروہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ حفصہؓ کے گھر میں تھے اور اُنہوں نے اجازت طلب کی کہ اپنے باپ کے یہاں جائیں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی اور وُہ چلی گئیں۔ حضرتؐ نے ماریہؓ کو بلایا اور اُن سے خلوت فرمائی۔ حفصہؓ واپس آئیں تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے تو انتظار کیا یہاں تک کہ حضرتؐ نے دروازہ کھولا۔ حضرتؐ کے چہرۂ اقدس سے پسینہ ٹپک رہا تھا تو حفصہ نے آنحضرتؐ پر بہت خفگی ظاہر کی۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ میری کنیز ہے خدا نے اس کو مجھ پر حلال کیا ہے اور تمہاری خاطر سے مَیں نے اب حرام کر لیا۔ لیکن یہ راز ہے کسی سے مت کہنا۔ پھر حضرتؐ اُن کے پاس سے باہر چلے گئے وُہ فوراً ہی ایک پتھر سے وُہ دیوار پیٹنے لگیں جو اُن کے اور عائشہؓ کے گھر کے درمیان تھی۔ اور کہا کہ اے عائشہ تم کو خوشخبری ہو کہ آنحضرتؐ نے اپنی کنیز ماریہؓ کو اپنے لیئے حرام قرار دے لیا اور ہم کو اُس کی طرف سے چھٹکارا ملا، اور اطمینان ہوا۔ پھر جو گزرا تھا عائشہ سے بیان کیا کیونکہ وُہ اور عائشہؓ آپس میں متفق تھیں اور حضرتؐ کی تمام بیویوں کو آزار پہنچانے میں ایک دُوسرے کی مددگار تھیں۔ اُس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو حضرتؐ نے حفصہ کو طلاق دے دی اور اپنی تمام عورتوں سے اُنتیس ۲۹ روز تک کنارہ کش رہے؛ اور ماریہؓ کے بالاخانہ پر بسر کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے آیۂ تخییر نازل فرمائی۔ بعض کا قول ہے کہ حضرتؐ نے عائشہؓ کی باری کے دن

ماریہؓ سے خلوت کی تھی؛ اور حفصہؓ کو معلوم ہو گیا تھا۔ حضرتؐ نے حفصہؓ سے فرمایا تھا کہ عائشہؓ سے مت کہنا کیونکہ مَیں نے ماریہؓ کو اپنے اُوپر حرام کر لیا ہے۔ لیکن اُنہوں نے فوراً ہی عائشہ کو خبر دے دی اور کہا یہ بات کسی سے مت کہنا۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ (آیت ۳ سورۂ تحریم پ ۲۸) اے ایمان والو! وُہ وقت یاد کرو جبکہ پیغمبرؐ نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی (یعنی ماریہؓ کو حرام کرنے کے لیئے یا شہد، یا ابوبکرؓ و عمرؓ کی حکومت کے بارے میں جیسا کہ اس کے بارے میں مذکور ہو گا) تو جب حفصہ نے عائشہ کو اُس راز سے آگاہ کر دیا تو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو مطلع کر دیا اور افشا کرنے والی کو بھجوا دیا۔ اور پیغمبرؐ نے حفصہؓ کو وُہ باتیں کچھ بتا دیں اور کہہ دیا کہ تم نے خیانت کی ہے اور کچھ باتیں نہیں بتائیں اور مروت کے سبب سے اُن کے مُنہ پر نہیں کہیں تو حفصہ نے پُوچھا آپ سے یہ حال کس نے کہا کہ مَیں نے آپ کا راز فاش کر دیا حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے خدائے علیم و خبیر نے مطلع فرمایا۔

علی بن ابراہیم اور عیاشی نے روایت کی ہے کہ جب حفصہؓ کو ماریہؓ کے بارے میں اطلاع ہوئی اور وُہ حضرتؐ پر غضبناک ہوئیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا درگزر کرو مَیں نے تمہاری خاطر سے ماریہؓ کو اپنے لیے حرام قرار دے لیا اور تم سے ایک راز کہتا ہوں اگر تم نے کسی سے کہہ دیا تو تم پر خدا کی لعنت ہو گی اور فرشتوں کا قہر و عتاب اور تمام دُنیا کے لوگوں کی طعن۔ حفصہؓ نے کہا ایسا ہی ہو گا فرمایئے وُہ راز کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ راز یہ ہے کہ ابوبکر میرے بعد ظلم و جور کے ساتھ خلیفہ ہوں گے ان کے بعد تمہارے باپ خلیفہ ہوں گے حفصہؓ نے کہا آپ کو کس نے خبر دی ہے حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے مطلع فرمایا ہے۔ حفصہ نے اُسی روز عائشہؓ سے یہ راز کہہ دیا۔ اور عائشہ نے اپنے باپ ابوبکرؓ سے بیان کیا۔ ابوبکرؓ عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ عائشہ نے حفصہ سے بات سُنی ہے لیکن مجھے اس کی بات پر اعتماد نہیں ہے تم خود حفصہ سے پُوچھو کہ یہ خبر صحیح ہے یا نہیں۔ حضرت عمرؓ حفصہ کے پاس آئے اور پُوچھا یہ خبر کیسی ہے جو عائشہ نے تمہارے حوالہ سے بیان کی ہے حفصہؓ نے پہلے تو انکار کیا کہ مَیں نے عائشہؓ سے کوئی ایسی بات نہیں کہی ہے۔ عمر نے کہا اگر یہ خبر سچّی ہے تو مجھ سے مت چھپاؤ تاکہ ہم پہلے سے اس کے لیئے تدبیریں کریں۔ حفصہؓ نے جب یہ سُنا تو کہا ہاں آنحضرتؐ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ پھر وُہ دونوں عورتیں اور دونوں مردوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ آنحضرتؐ کو زہر سے شہید کر دیا جائے اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور یہ آیتیں لائے۔ اور وُہ راز جو خدا نے کہا ہے یہی راز ہے اور اس کے علاوہ خدا نے جو کچھ اپنے پیغمبرؐ کو آگاہ فرمایا اس راز کا افشا کرنا اور آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ تھا جس پر وُہ لوگ عازم ہوئے تھے۔ اور خدا نے یہ جو فرمایا کہ حضرتؐ نے بعض کا اظہار فرمایا اور بعض کو چھوڑ دیا اور ظاہر نہ کیا اس سے مُراد یہ ہے کہ حضرتؐ نے حفصہؓ سے فرمایا کہ کیوں تم نے اس راز کو افشا کیا اور تم کو خدا و رسُولؐ اور فرشتوں کی لعنت کا خوف نہ ہوا۔ اور اُن لوگوں نے جو حضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور خدا نے آنحضرتؐ کو ان کے اس ارادہ سے آگاہ فرما دیا تھا حضرتؐ نے اُس کا اظہار نہ کیا۔ تو خدا نے عائشہؓ و حفصہؓ پر عتاب ظاہر کرنے اور حجت تمام کرنے کے لیئے

فرمایا کہ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ (آیت ۴ و ۵، سورۃ تحریم پ۲۸) یعنی اے عائشہ وحفصہ اگر خدا کی بارگاہ میں توبہ کرلو اُس گناہ سے جو تم نے کیا (تو تمہارے واسطے بہتر ہے) کیونکہ بلا شبہ تمہارے قلوب کفر وضلالت کی طرف مائل ہوئے۔ اور اگر آنحضرتؐ کی اذیت پر تم ایک دُوسرے کی آپس میں مددگار ہوجاؤ تو (کچھ پروا نہیں) پیغمبرؐ کا مددگار خدا ہے اور جبرئیلؑ اور صالح المومنینؑ ہیں جس سے مُراد باتفاق خاصہ وعامہ امیر المومنینؑ ہیں اور اُن کے بعد تمام فرشتے مددگار ہیں۔ اگر پیغمبرؐ تم کو طلاق دے دیں تو خدا تمہارے بدلے ان کو تم سے بہتر بیویاں عطا کرے گا جو مسلمان ہوں گی، ایمان والی ہوں گی، نماز پڑھنے والی، فرمانبردار، عبادت گذار اور روزہ رکھنے والی ہوں گی۔ اُن میں سے بعض شوہر کرچکی ہوں گی اور بعض کنواری ہوں گی اس کے بعد خدا نے اس اشکال کو دُور کرنے کے لیئے کہ جاہل لوگ یہ نہ کہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ پیغمبرؐ کی بیویاں کافرہ ومنافقہ ہوں خدا نے ایک مثال ان کے لیئے بیان فرمائی جس میں ان کا کفر ہر عاقل پر ظاہر کردیا جیسا کہ ان آیتوں کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝ (آیت سورۃ تحریم پ۲۸) یعنی خدا نے اُن کے لیئے جو کافر ہوگئیں ایک مثال بیان کی ہے اور وُہ نوحؑ ولُوطؑ کی بیویوں کی مثال ہے وُہ دونوں عورتیں ہمارے دو شائستہ بندوں کی زوجہ تھیں پھر اُن دونوں نے میرے اُن دونوں بندوں سے کفر ونفاق کے ساتھ خیانت کی تو اُن دونوں پیغمبروںؑ نے اُن عورتوں سے خدا کا عذاب کچھ دفع نہیں کیا اور اُن عورتوں سے قیامت کے روز کہا جائے گا یا عالم برزخ میں کہ کافروں کے ساتھ آتشِ جہنم میں داخل ہوجاؤ۔" علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ان کی ایک خیانت عائشہؓ کا طلحہ وزبیر کے ساتھ امیر المومنینؑ سے جنگ کے لیئے بصرہ جانا تھا اور حضرت صاحب الامرؑ عائشہ کو بحکم خدا زندہ کریں گے اور اس خیانت کے سبب حد جاری کریں گے۔[1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ جناب اقدس الٰہی نے ان آیتوں میں عائشہ وحفصہ کا کفر ونفاق اور اُن کا آنحضرتؐ کی ایذا پر متفق ہونا اس طرح ظاہر وواضح فرمایا ہے جو کسی صاحبِ عقل سے پوشیدہ نہیں ہے اور اِن آیتوں کی صراحت ووضاحت کی وجہ سے جو ان کے کفر کے بارے میں نمایاں ہے زمخشری اور فخر رازی نے انتہائی تعصب کے باوجود کہا ہے کہ ان دونوں مثالوں میں خداوند عالم نے جو اس آیت میں اور اس کے بعد کی آیت میں جو زنِ فرعون کے بارے میں بیان کی ہے عظیم اشارہ اُن دونوں مومنین کی ماؤں کے بارے میں فرمایا ہے جو آنحضرتؐ کے آزار پر اتفاق اور حضرتؐ کے راز افشا کرنے میں اُن سے صادر ہُوا۔ اور حق تعالیٰ نے ان مثالوں میں اُن کو بیان کیا ہے کہ بوجہ کفر ونفاق نسبی اور سببی رشتہ فائدہ نہیں دیتا (باقی بر صفحہ ۹۰۱)

شیخ طوسی وسید ابن طاؤس نے بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے۔ وُہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ ابوبکرؓ وعمرؓ وہاں موجود تھے۔ میں بھی آنحضرتؐ کے اور عائشہ کے درمیان بیٹھ گیا۔ عائشہ نے کہا میری اور آنحضرتؐ کی گود کے سوا کہیں اور جگہ نہ تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا خاموش اے عائشہ علیؑ کے بارے میں مجھے اذیت مت دو۔ بے شبہ وُہ آخرت میں میرا بھائی ہے اور مومنوں کا امیر ہے۔ حق تعالیٰ اس کو روزِ قیامت صراط پر بٹھائے گا اور وُہ اپنے دوستوں کو بہشت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تین اشخاص ہیں جنہوں نے جناب رسُولؐ خدا پر جھوٹ بہت باندھا ہے۔ ابوہریرہ، انس بن مالک اور عائشہ۔ اور ابن بابویہ اور برقی نے بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت قائمِ آلِ محمدؐ ظاہر ہوں گے تو وُہ عائشہ کو زندہ کریں گے اور اُن پر حد جاری کریں گے اور جناب فاطمہؑ کا انتقام لیں گے۔ راوی نے پُوچھا میں آپ پر فدا ہوں اُن پر کس سبب سے حد جاری کریں گے۔ امامؑ نے فرمایا کہ مادرِ ابراہیمؑ پر جو افترا کی تھی۔ راوی نے پُوچھا کہ خود آنحضرتؐ نے اُن پر کیوں نہ حد جاری فرمائی اور خدا نے قائم آلِ محمدؐ تک ملتوی کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا اس لیئے کہ حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور حضرت قائم المنتظرؑ کو انتقام لینے کے لیئے بھیجے گا۔

(بقیہ از صفحہ ۹۰۰) اگرچہ وُہ نسبت اشرفِ خلق کے ساتھ ہو جو انبیا ومرسلینؑ ہیں اور ایمان ہونے کے سبب سے کافروں کے ساتھ نسبت ہونا کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اگرچہ وُہ کافر فرعون کے مانند ہو۔

واضح ہو کہ ابتدائے سورۃ میں جو خداوند عالم نے جناب رسُولؐ خدا پر عتاب فرمایا وُہ ظاہر ہے کہ انتہائی لطف ومرحمت ہے یعنی اے حبیبؐ کیوں اپنی عورتوں کی خاطر سے اُن لذّتوں کو اپنے اُوپر حرام کرتے ہو جو خدا نے تمہارے لیئے حلال کی ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُن لذّتوں کو خود ترک کرنا خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ مصلحت ہو حرام نہیں تھا اور نہ وُہ فعل حضرتؐ کا معصیت ہوسکتا ہے اور عتاب جو آنحضرتؐ پر آیت سے ظاہر ہوتا ہے حقیقت میں وُہ بھی اُنہی دونوں بیویوں پر تعریض ہے کہ اُن کی خاطرداری کے لیئے کیوں اپنے کو چند لذّتوں سے محروم کرتے ہو۔ اور اُن دونوں کا ابوبکر وعمر کی خلافت کے بارے میں کہنا اگر واقعی حدیث ہو تو بہت سی مصلحتیں ہیں جس میں اُن کا امتحان اور اُن کے کفر ونفاق کا اظہار ہے اور بہت سی مصلحتیں ہیں جن کے ادراک سے اکثر انسانوں کی عقلیں قاصر ہیں مثل شیطان کو خلق کرنے کی مصلحت، اور نفس انسانی میں خواہشیں اور اُن کا فساد پر قادر بنانا وغیرہ۔ اور مومن کو چاہیئے کہ ہر معاملہ میں ایمان پر ثابت وقائم رہے اور شبہ واعتراض کا دروازہ اپنے اُوپر نہ کھولے اور شیطان کے وسوسوں میں نہ پھنسے اور ائمہ دین سے جو کچھ اس کو حاصل ہو اُس سے انکار نہ کرے اور اُن معاملات کا علم اُنہی پر چھوڑ دے۔ ۱۲

شیخ طوسی نے بسند معتبر اُم سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں اپنی تمام بیویوں کو ساتھ لے گئے تھے اور ایک ایک رات ودن ایک ایک کے ساتھ بسر فرماتے تھے اس سبب سے کہ ان کے محرم تھے اور اُن کے درمیان عدالت ورعایتِ حقوق کے لئے ایسا کرتے تھے۔ جب جناب عائشہؓ کی باری آئی اُن کی باری کے دن ورات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنینؑ علیہ السّلام کے ساتھ تنہائی میں اُن کے ساتھ راز کی باتیں کیں اور گفتگو کو طول دیا؛ تو یہ امر عائشہ پر بہت گراں گزرا۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ عائشہ نے مجھ سے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ علیؑ کے پاس جاکر اُن کو سخت وسُست کہوں کہ رسُولِ خداؐ کو کیوں مجھ سے باز رکھا ہے۔ میں نے ہر چند اُن کو منع کیا مگر وُہ نہ مانیں اور اپنا اونٹ دوڑا کر ان کے پاس پہنچیں۔ پھر روتی ہوئی میرے پاس واپس آئیں۔ میں نے رونے کا سبب پُوچھا۔ کہا میں جناب رسُولِ خداؐ کے پاس گئی اور علیؑ سے کہا اے پسرِ ابو طالب تم ہمیشہ جناب رسُولِ خداؐ کو مجھ سے روکے رکھتے ہو۔ جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا اے عائشہ میرے اور علیؑ کے درمیان حائل مت ہو یقیناً میرے حق میں اُس سے کوئی نہیں ڈرتا اُسی خدا کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ اُس کو کوئی مومن دشمن نہیں رکھتا اور کوئی کافر دوست نہیں رکھتا بیشک میرے بعد حق علیؑ کے ساتھ ہے جس طرف علیؑ رُخ کریں گے حق اُن کے ساتھ پھرتا رہے گا اور حق کبھی اُس سے جُدا نہ ہوگا یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں۔ اُم سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا اے عائشہ میں نے تم کو منع کیا تھا تم نے میری بات نہ مانی۔

ابن طاؤس نے بسند ہائے معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے۔ وُہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ حجاب کے نازل ہونے سے قبل ایک مرتبہ میں جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ خانۂ عائشہ میں تشریف فرما تھے۔ میں عائشہ اور آنحضرتؐ کے درمیان بیٹھ گیا۔ وُہ بولیں اے ابوطالب کے بیٹے میری گود کے سوا کہیں اور جگہ نہیں ملی۔ میرے پاس سے دُور رہو۔ یہ سُنتے ہی آنحضرتؐ نے ان کے دونوں شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا کہ تجھ پر وائے ہو تو مومنوں کے حاکم پیغمبروں کے اوصیا سے افضل اور نورانی چہروں اور نورانی ہاتھ پیر والوں کے کھولنے والے سے کیا چاہتی ہے۔

کلینی نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ ابن ام مکتوم سے جو نابینا اور رسُولؐ اللہ کے موذن تھے ایک روز آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ عائشہؓ وحفصہؓ آنحضرتؐ کے پاس موجود تھیں۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ اُٹھو اور حجرہ میں چلی جاؤ۔ اُن دونوں نے کہا کہ وُہ تو نابینا ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر وُہ تم کو نہیں دیکھتے ہیں تم تو اُن کو دیکھتی ہو۔ اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ اگر وُہ نابینا ہیں تو تم تو نابینا نہیں ہو۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے ماہِ شوال میں عقد کیا۔ نیز بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسُولؐ خدا ایک شب عائشہؓ کے پاس سوئے ہوتے تھے؛ رات کو اُٹھے اور نمازِ نافلہ میں مشغول ہوگئے۔ جب حضرت عائشہ کی آنکھ کھُلی آنحضرتؐ کو اُن کے بستر پر نہیں دیکھا۔ گمان کیا کہ حضرتؐ اُن کی کنیز کے پاس گئے ہوں گے لہٰذا بے تابانہ اُٹھیں اور آنحضرتؐ کو تلاش کرنے لگیں۔ ناگاہ اُن کا پیر آنحضرتؐ کی گردن مبارک پر پڑا جبکہ آنحضرتؐ سجدہ میں

گریہ فرما رہے تھے اور مناجات میں کہہ رہے تھے سَجَدَ لَكَ سَوَادِی وَخَیَالِی وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِی وابوء الیك بالنعم واعترف لك بالذنب العظیم عملت سوء او ظلمت نفسی فاغفر لی انه لا یغفر الذنب العظیم الّا انت اعوذ بعفوك من عقوبتك واعوذ برضاك من سخطك واعوذ برحمتك من نقمتك واعوذ بك منك لا ابلغ مدحك والثناء علیك انت كما اثنیت علی نفسك استغفرك واتوب الیك۔ جب حضرتؐ سجدہ سے فارغ ہوئے فرمایا اے عائشہ میری گردن میں تم نے درد پیدا کر دیا کس بات سے تم کو خوف ہوا۔ کیا تم کو یہ ڈر تھا کہ میں تمہاری کسی کنیز کے پاس گیا ہوں [1]

چھپنواں باب

آنحضرتؐ کے اکثر عزیزوں، خادموں، ملازموں اور غلاموں کے حالات

شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے نو چچا تھے جو حضرت عبدالمطلب کے فرزند تھے۔ حارث، زبیر، ابوطالب، حمزہ، عیداق، ضرار، مقوم، ابولہب اور عباس۔ جن میں چار بیٹے زندہ رہے۔ حارث، ابوطالب، عباس، اور ابولہب۔ حارث عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اسی وجہ سے ان کو ابوالحارث کہتے تھے اور وُہ عبدالمطلب کے ساتھ چاہ زمزم کھودنے میں شریک تھے اور حارث کے پانچ بیٹے سفیان، مغیرہ، نوفل، ربیعہ اور عبد شمس تھے۔ اور ابوسفیان فتح مکہ کے سال مسلمان ہوتے۔ نوفل جنگِ خندق میں مسلمان ہوتے اور اُن کی اولاد بھی باقی رہی۔ اور عبد شمس کا نام جناب رسولِ خدا نے بدل کر عبداللہ رکھا۔ ان کی اولاد شام میں آباد ہوئی۔ اور ابو طالب وعبداللہ پدر جناب رسالتمآبؐ ایک ماں سے تھے۔ ان کی ماں فاطمہ دختر عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم تھیں۔ حضرت ابوطالب کا نام عبد مناف تھا ان کے چار فرزند تھے طالب، عقیل، جعفر اور حضرت علی۔ اور دو لڑکیاں ام ہانی جن کا نام فاختہ تھا اور جمانہ تھیں۔ ان سب کی والدہ جناب فاطمہ بنت اسد تھیں۔ ان کی سب اولادیں سوائے طالب کے زندہ رہیں جناب ابوطالب ہجرت سے پہلے رحمتِ الٰہی سے واصل ہو چکے تھے۔ جب ان کی وفات کی خبر رسُولؐ اللہ کو پہنچی آپ نے امیرالمومنین سے فرمایا کہ ان کو غسل دو اور کفن وحنوط کر کے جب جنازہ اُٹھانے لگو تو مجھے اطلاع دینا۔ غرض جناب رسُولِ خدا ان کے جنازہ کے ساتھ ہوئے۔ فرماتے تھے کہ اے چچا خدا آپ کو

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ عائشہ کے شقاوت وگمراہی کے بہت سے حالات جنگِ جمل میں مذکور ہوں گے انشاء اللہ۱۲۔

جزائے خیر دے آپ نے میرے ساتھ صلہ رحم کیا۔ بیشک آپ نے میری کفالت کی اور میرے بچپن میں میری تربیت فرمائی اور میری جوانی میں میری مدد کی۔ پھر لوگوں کی طرف رُخ کرکے فرمایا کہ میں اپنے چچا کی ایسی شفاعت کروں گا جس سے جن وانس کو حیرت ہوگی۔ اور حضرتؐ کے چچا عباس جن کی کنیت ابوالفضل تھی زمزم کی سقایت ان سے متعلق تھی۔ وُہ جنگِ بدر میں مسلمان ہوئے اور عثمان کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ میں وفات پائی وُہ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ ان کے نو لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ، عبیداللہ، فضل، قثم، سعید، عبدالرحمٰن، تمام، کثیر، اور حارث۔ لڑکیاں، ام حبیب، آمنہ اور صفیہ تھیں۔ اور ابولہب جس کے تین بیٹے عتبہ، عتیبہ، اور معتب تھے جن کی ماں ابوسفیان کی بہن ام جمیل تھی جس کو خدا نے حمالۃ الحطب فرمایا ہے۔

حضرتؐ کی چھ پھوپھیاں، امیمہ، ام حکیمہ، برہ، عاتکہ، صفیہ، اور اروی تھیں۔ یہ سب ایک ماں سے تھیں۔ امیمہ کی شادی جحش بن رباب اسدی سے؛ ام حکیمہ کی کریز بن ربیعہ سے؛ برہ کی عبدالاسد بن ہلال مخزومی سے ہوئی اُن سے ام سلمہؓ کا شوہر پیدا ہوا۔ اور عاتکہ کی شادی ابی میبہ بن مغیرۂ مخزومی سے اور صفیہ کی حارث بن حرب بن اُمیہ سے ہوئی۔ اُس کے بعد عوام بن خویلد نے اُن کی خواستگاری کی اور زبیر اُن سے پیدا ہوئے۔ اروی کی شادی عمیر بن عبدالعزیٰ سے ہوئی۔ حضرتؐ کی پھوپھیوں میں صفیہ کے سوا کوئی مسلمان نہ ہوئیں، لیکن بعض کا قول ہے کہ اروی اور عاتکہ بھی مسلمان ہوئی تھیں۔

حضرتؐ کے رضائی اعزا میں ماں کی طرف سے کوئی نہ تھا مگر رضاعی ماں کی طرف سے تھے کیونکہ آنحضرتؐ کی مادر گرامی جناب آمنہؓ بنت وہب کے کوئی بھائی یا بہن نہ تھے جو آنحضرتؐ کے ماموں یا خالہ ہوتیں۔ لیکن قبیلۂ بنی زہرہ کے لوگ جن سے جناب آمنہؓ تھیں، کہتے تھے کہ ہم حضرتؐ کے ماموں ہیں۔ اور آنحضرتؐ کے باپ عبداللہؑ اور ماں آمنہؓ کے کوئی اولاد سوائے آنحضرتؐ کے نہ تھی جو نسبی بھائی بہن ہوتیں۔ حضرتؐ کی ایک رضاعی خالہ تھیں جن کو سلمیٰ کہتے تھے۔ جو جناب حلیمہؓ بنت ابی ذویب کی بہن تھیں وُہ حلیمہؓ جو حضرتؐ کی دایہ تھیں۔ اور حضرتؐ کے دو رضاعی بھائی تھے جن کے نام عبداللہ بن الحارث اور انیتہ بن الحارث تھے۔ اور آنحضرتؐ کے آزاد کردہ غلاموں میں اوّل زید بن حارثہ تھے جن کو حکیم بن حزام نے جناب خدیجہؓ کے لیئے چار سو درم میں خرید کیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے ان کو آنحضرتؐ کو بخش دیا تھا۔ حضرتؐ نے اُن کو آزاد کرکے ام ایمن کے ساتھ تزویج فرمایا اور اُسامہ پیدا ہوتے آنحضرتؐ زید کو اپنا بیٹا کہتے تھے اسی لیئے اور لوگ بھی اُن کو پسرِ رسُولؐ اللہ کہنے لگے تھے یہاں تک کہ خداوند عالم نے نازل فرمایا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (سورۃ الاحزاب پ۲۱ آیت) لوگوں کو اُن کے باپ سے منسوب کرکے پکارو۔ پھر اُس کے بعد لوگوں نے اُن کو پسرِ رسُول کہنا ترک کر دیا۔ **دوسرے:۔ ابورافع** ان کا نام اسلم تھا۔ وُہ پہلے جناب عباسؓ کے غلام تھے اُنہوں نے آنحضرتؐ کو بخش دیا تھا۔ جب حضرت عباسؓ مسلمان ہوئے تو ابورافع یہ خوشخبری حضرتؐ کو دینے آئے تو حضرتؐ بہت خوش ہوئے اور ابورافع کو آزاد کر دیا اور سلمیٰ کے ساتھ جو حضرتؐ کی آزاد کردہ کنیز تھیں تزویج فرمایا اُن سے عبداللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے جو امیر المومنینؑ کے کاتب تھے۔ **تیسری صفیہ**۔ ان کا نام رباح تھا؛ بعض مفلح اور بعض رومان بلخی کہتے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جناب ام سلمہؓ نے ان کو آزاد کر دیا تھا اس شرط پر کہ آنحضرتؐ کی خدمت کرتی رہیں۔ اکثر لوگوں کا قول ہے کہ

حضرتؐ نے اُن کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ چوتھے **ثوبان** ہیں جن کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان کو قبیلۂ حمیر نے غلام بنا رکھا تھا۔ آنحضرتؐ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں رہے اور بعد میں آپؐ کی اولاد امجاد کی خدمت میں معاویہ کے زمانہ تک رہے۔ پانچویں **یسار**۔ وُہ رومی غلام تھے بعض کہتے ہیں کہ **نوبی** تھے۔ بنی ثعلبہ کی جنگ میں گرفتار ہوئے، حضرتؐ نے ان کو آزاد فرمایا اور اُن منافقوں نے اُن کو قتل کر دیا تھا جو آنحضرتؐ کے اُونٹ کو عقبہ میں بھڑکا کر گرانا چاہتے تھے۔ چھٹے **شقران** ہیں اُن کا نام صالح تھا اور حضرتؐ کو اپنے پدر بزرگوار سے میراث میں ملے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ وُہ رتے کے ایک حبشی کی اولاد سے تھے۔ ساتویں **ابولیشہ** تھے ان کا نام سلیمان یا سلیم تھا حضرتؐ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا اور ان کی وفات حضرت عمرؓ کی خلافت کے پہلے روز واقع ہوئی۔ آٹھویں **ابوضمیرہ** تھے جن کو حضرتؐ نے آزاد کر دیا تھا۔ اور وُہ آزادنامہ اُن کی اولاد میں آج تک موجود و محفوظ ہے۔ نویں **مدعم** تھے جن کو فروہ بنت عمرو جذامی نے آنحضرتؐ کو ہدیہ کیا تھا اور وادی القرائے میں ان کو ایک تیر لگا جس سے شہید ہو گئے۔ دسویں **ابوموہبہ** ہیں جو قبیلہ مزینہ میں پیدا ہوئے۔ حضرتؐ نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔ گیارہویں **انیسہ** ابن کردی ہیں جو عجمی تھے اور جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کی وفات حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ہوئی۔ بارھویں **فضالہ** ہیں جن کو رفاعہ بن زید نے حضرتؐ کو بخشا تھا اور وادی القرائے میں شہید ہوتے۔ تیرھویں **طہمان**۔ چودھویں **ابوایمن** ان کا نام رباح تھا۔ پندرھویں **ابوھند**۔ سولھویں **انجشہ**۔ سترھویں **صالح**۔ اٹھارہویں **ابوسلمیٰ**۔ اُنیسویں **ابوعیب**۔ بیسویں **عُبید**۔ اکیسویں **افلح**۔ بائیسویں **رادبقع**۔ تیئسویں **ابولقیط**۔ چوبیسویں **ابورافع اصغر**۔ پچیسویں **یسار اکبر**۔ چھبیسویں **کرکرہ**۔ جن کو ہودہ بن علی نے حضرتؐ کو ہدیہ کیا تھا۔ آنحضرتؐ نے اُن کو آزاد فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ وُہ غلام ہی رہے اور وفات واقع ہوگئی۔ ستائیسویں **رباح**۔ اٹھائیسویں **ابولبابہ** جن کو حضرتؐ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ اُنتیسویں **ابوالیسیر**۔ تیسویں **سلمان فارسیؓ**۔ اکتیسویں **بلالؓ حبشی**۔ بتیسویں **صہیبؓ رومی**۔ تینتیسویں **ابوبکرہؓ** جن کا نام نفیع تھا۔ وُہ قلعۂ طائف سے حضرتؐ کی خدمت میں آئے تھے اور آزاد کیئے گئے۔ چونتیسویں **اسلم رُومی**۔ پینتیسویں **حبشہ حبشی**۔ چھتیسویں **ماھر** جن کو مقوقس نے حضرتؐ کے لیئے ہدیہ بھیجا تھا۔ سینتیسویں **ابوثابت**۔ اڑتیسویں **ابونیرز**۔ اُنتالیسویں **مہران**۔

حضرتؐ کی آزاد کردہ کنیزوں میں دو کنیزیں مقوقس بادشاہِ اسکندریہ نے حضرتؐ کے لیئے بھیجی تھیں جن میں سے ایک جناب ماریہؓ مادر جناب ابراہیمؑ تھیں جن کو حضرتؐ نے اپنے لیئے مخصوص فرما لیا تھا۔ حضرتؐ کی وفات کے پانچ سال بعد ان کی وفات ہوئی، اور دوسری کنیز کو حضرتؐ نے حسانؓ بن ثابت کو بخش دیا تھا۔ **تیسری** ام ایمن تھیں جنہوں نے جناب رسُولؐ کی تربیت فرمائی تھی۔ وُہ سیاہ فام تھیں حضرتؐ کی والدہ سے میراث میں ملی تھیں۔ ان کا نام برکہ تھا۔ حضرتؐ نے ان کو مکہ میں آزاد فرمایا اور عبید بن خزرجی سے تزویج فرمایا اُن سے ایمن پیدا ہوتے۔ جب عبید کا انتقال ہو گیا حضرتؐ نے ان کو زید سے تزویج فرمایا اور اُن سے اسامہ پیدا

ہوئے۔ ایمن اور اُسامہ ماں کی طرف سے بھائی بھائی تھے۔ **چوتھی**:۔ ریحانہ بنت شمعون تھیں جن کو بنی قریظہ سے غنیمت میں حضرتؐ نے اپنے لیئے مخصوص فرما لیا تھا۔ اور بعضوں نے آنحضرتؐ کی کنیزوں کے بارے میں نقل کیا ہے کہ حارثہ دختر شمعون کو جن کو بادشاہِ حبشہ نے حضرتؐ کے لیئے بھیجا تھا سلمٰی، رضوی اور اسلمہ اور آنسہ تھیں۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ کے ایک خواجہ سرا تھے جن کو مابور اکہتے تھے۔ اور آنحضرتؐ کے خادموں میں آزاد لوگوں میں انس بن مالک تھے؛ اور ہند دختر خارجہ، اور اسما دختر خارجہ تھیں۔ اور حضرتؐ کے کاتبوں میں حضرت امیرالمومنینؑ کاتب وحی تھے اور غیر وحی بھی لکھتے تھے؛ اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت بھی کبھی کبھی وحی لکھتے تھے؛ اور زید اور عبداللہ بن ارقم بادشاہوں کو خط لکھتے تھے؛ اور علاء بن عقبہ اور عبداللہ بن ارقم قبالے لکھا کرتے تھے۔ زبیر بن العوام اور جہم بن صلت کاتب صدقات وزکوٰۃ تھے؛ حذیفہ کاتب صدقاتِ خرما تھے؛ اور کاتبوں میں ان لوگوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ عثمانؓ بن عفان، خالد بن سعید، ابان بن سعید، مغیرہ بن شعبہ، حصین بن نمیر، علاء بن حضرمی، شرجیل بن حسنہ؛ حنظلہ بن ربیع؛ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ جس نے وحی کی کتابت میں خیانت کی حضرتؐ نے اُس پر لعنت کی۔ وُہ مرتد ہوگیا ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک روز معاویہ کو طلب کیا کہ ایک خط لکھے۔ لوگوں نے کہا کہ وُہ کھانا کھاتا ہے حضرتؐ نے دوبارہ بلایا معلوم ہوا کہ ابھی کھانا کھا رہا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا اس کا شکم کبھی سیر نہ کرے۔ لہٰذا حضرتؐ کی نفرین کے سبب ہمیشہ وُہ بھوک کی تکلیف میں مبتلا رہا یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔

آنحضرتؐ کے دربان انس بن مالک تھے۔ اور حضرتؐ کے چند مؤذن تھے۔ بلالؓ، اور وُہ سب سے پہلے مؤذن تھے جنہوں نے حضرتؐ کے لیئے اذان کہی؛ دُوسرے عمر بن ام مکتوم تھے جن کے والد کا نام قیس تھا۔ تیسرے زیاد بن الحارث؛ چوتھے اوس بن مغیرہ؛ پانچویں عبداللہ بن زید انصاری؛ اور حضرتؐ کے منادی کرنے والے ابوطلحہ تھے اور جو لوگ آنحضرتؐ کے سامنے کافروں کی گردن مارتے تھے وُہ علیؑ بن ابی طالب، زبیر، محمد بن مسلمہ، عاصم ابن افلح اور مقدادؓ تھے۔ اور جو لوگ بعض موقعوں پر حضرتؐ کی پاسبانی کیا کرتے تھے وُہ سعدؓ بن معاذ تھے جو روز بدر حضرتؐ کی حفاظت میں گشت کر رہے تھے اور ذکوان بن عبداللہ بھی اُس روز حضرتؐ کی حفاظت کر رہے تھے اور جنگ اُحد میں محمد مسلمہ، جنگ خندق میں زبیر حارس تھے اور جس شب صفیہ سے زفاف فرمایا سعد بن ابی وقاص اور ابوایوب انصاری اور وادی قریٰ میں بلالؓ اور شب فتح مکہ میں زیاد بن اسد تھے۔ اور کچھ لوگ حضرتؐ کی حفاظت پر مقرر تھے۔ لیکن جب خدا نے وَاللّٰہُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل فرمایا تو حضرتؐ نے اپنی حفاظت کرنے والوں کو جواب دے دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمال میں عمرو بن خدام تھے جن کو حضرتؐ نے نجران کا والی بنایا تھا؛ زیاد بن اسید کو حضرموت کا؛ خالد بن سعید کو صنعا کا؛ ابوامیہ غزوی کو کندہ وصدق کا؛ ابوموسیٰ اشعری کو زبید و زمعہ عدن کا اور ساحل کا؛ اور معاذ بن جبل کو یمن کے بعض قصبات کا۔ عمرو بن عاص کو ابو زید انصاری کے ساتھ عمان کا؛ یزید بن ابوسفیان کو صدقات نجران کا؛ حذیفہؓ اور بلالؓ کو پھلوں کے صدقات کا؛ عباد

ابن بشیر انصاری کو بنی المصطلق کے صدقات کا؛ اقرع بن حابس کو صدقات بنی یربوع کا؛ ادی بن حاتم کو صدقات بنی دارم کا؛ زبرقان بن بدر کو صدقات عوف کا؛ مالک بن نویرہ کو بنی یربوع کے صدقات کا؛ عدی بن حاتم کو صدقات بنی اسد کا؛ عیینہ بن حصین کو صدقات فزارہ کا؛ اور ابوعبیدہ بن الجراح کو صدقات مزینہ اور ہذیل وکنانہ کا والی مقرر فرمایا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد چھ تھے۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کی طرف بھیجا؛ شجاع بن وہب کو حارث بن شمر کی طرف؛ دحیہ کلبی کو بادشاہ روم کے پاس؛ سلیط بن عمرو کو ذہ بن علی حنفی کے پاس؛ عبداللہ بن حذافہ کو بادشاہ عجم کی طرف اور عمرو بن امیہ کو بادشاہِ حبشہ کے پاس بھیجا۔

حضرتؐ کے مداح شعرا یہ لوگ تھے:۔ کعب بن مالک، عبداللہ بن رواحہ، حسّانؓ بن ثابت، نابغہ جعدی، کعب بن زہیر، قیس بن صرمہ، لبید، ابن الزبعری، امیہ بن الصلت، عباس بن مرداس، طفیل غنوی، کعب ابن نمط، مالک بن عوف، قیس بن بحرا شجعی، عبداللہ بن حرب اسہمی، بحیر بن ابی سلمیٰ اور ابو وہبل جمجی۔

کلینی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ عثمان بن مظعون کی زوجہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئیں اور کہا یا رسولؐ اللہ عثمانؓ اکثر دنوں کو روزہ رکھتے ہیں اور راتوں کو عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور میرے پاس نہیں آتے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ غضبناک گھر سے باہر نکلے اس صورت سے کہ نعلین مبارک ہاتھوں میں لیئے ہوئے تھے۔ اور عثمان کے مکان پر پہنچے۔ وہاں اُن کو نماز میں مشغول دیکھا۔ عثمان نے حضرتؐ کو دیکھا تو نماز سے فارغ ہوکر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے اُن سے کہا کہ اے عثمان خدا نے مجھے رہبانیت (ترکِ دُنیا) کے ساتھ نہیں بھیجا ہے بلکہ سہل و آسان شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں بھی روزہ رکھتا ہوں، نمازیں پڑھتا ہوں اور اپنی عورتوں سے مقاربت بھی کرتا ہوں۔ لہٰذا جو شخص میرا دین وفطرت چاہتا ہے اُس کو چاہیئے کہ میری سُنّت اور میرے طریقہ کو اختیار کرے اور عورتوں سے نکاح میری سنّت سے ہے۔

اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جب عثمان بن مظعون رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے آنحضرتؐ نے اُن کی وفات کے بعد اُن کو بوسہ دیا۔ نیز اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عثمان بن مظعون کے جنازہ کے ساتھ جاتے تھے حضرتؐ نے ایک عورت کی آواز سُنی جو کہہ رہی تھی کہ اے ابو صائب تم کو بہشت گوارا ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم کہ وُہ بہشتی ہے۔ تیرے لیئے یہی کہنا مناسب ہے کہ تو کہے کہ وُہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتے تھے۔ اور جب آنحضرتؐ کے فرزند ابراہیمؑ کی وفات ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے شائستہ سلف عثمان بن مظعون سے ملحق ہو جاؤ۔[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ عثمانؓ بن مظعون بڑے زاہدوں اور صلحائے صحابہ سے تھے اور حبشہ اور مدینہ دونوں طرف ہجرت کی تھی۔ اور مدینہ میں سب سے پہلے مہاجروں میں سے جس کی وفات ہوئی وُہ عثمان ہی تھے اور ان کی وفات بقولے ہجرت کے تیس ماہ بعد ہوئی اور دُوسرے قول کے مطابق بائیس ماہ بعد ہوئی (باقی برصفحہ ۹۰۸)

کلینی نے بسندِ صحیح امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کو جو آنحضرت کی چچازاد بہن تھیں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے تزویج فرمایا۔ اور فرمایا کہ مَیں نے اِس واسطے ضباعہ کو مقداد سے تزویج کیا تاکہ نکاح پست ہو جائے اور لوگ حسب و نسب کی مواصلت میں رعایت نہ کریں اور رسُولِ خدا کی سنّت کی تاسّی و اقتدا کریں۔ کیونکہ تم میں جو زیادہ پرہیزگار ہے خدا کے نزدیک وہی زیادہ عزّت والا ہے۔ اور حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ زبیر، عبداللہ اور ابوطالب ایک ماں باپ کے فرزند تھے۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو کہا کہ ہم ابولہب کا علاج کیا کریں کہ وُہ ہمارے اس ارادہ میں مزاحم و حائل نہ ہو۔ ام جمیل ابولہب کی زوجہ نے کہا مَیں اُس کے شر سے تم کو محفوظ رکھوں گی۔ مَیں اُس سے کہوں گی کہ آج صبح گھر میں رہو تاکہ ہم شرابِ صبوحی پییں۔ چنانچہ دُوسرے روز جب ارادہ سے چلے تو اُم جمیل نے ابولہب کو روک لیا اور اس کو شراب نوشی میں مشغول کر لیا۔ جناب ابوطالب نے حضرت علیؑ کو طلب فرمایا اور کہا اے فرزند اپنے چچا ابولہب کے گھر پر جاؤ اور دروازہ کھلواؤ اگر دروازہ نہ کھولیں تو توڑ ڈالو اور گھر میں داخل ہو جاؤ۔ اور کہنا کہ میرے والد فرماتے ہیں کہ جس شخص کا چچا اپنی قوم کا سردار ہو نہیں ممکن ہے کہ وُہ ذلیل ہو۔ جناب امیرؑ ابولہب کے گھر آئے، دروازہ کو بند پایا اور ہر چند کھٹکھٹایا کسی نے دروازہ نہ کھولا، تو حضرتؑ نے دروازہ توڑ دیا اور گھر میں داخل ہوئے۔ ابولہب نے دیکھا تو کہا اے برادرزادے تم کو کیا کام ہے؟ حضرتؑ نے جناب ابوطالب کا پیغام پہنچایا۔ ابولہب نے کہا تمہارے باپ نے سچ کہا ہے لیکن کیا واقع ہوا؟ آپ نے فرمایا تمہارا برادرزادہ قتل کیا جا رہا ہے اور تم شراب پینے میں مشغول ہو۔ یہ سُنتے ہی ابولہب نے جست کی اور اپنی تلوار اُٹھائی۔ اور چاہا کہ گھر سے باہر نکلے۔ ام جمیل منافقہ اُس سے لپٹ گئی۔ ابولہب نے ایک طمانچہ اُس کے رُخسار پر مارا کہ اُس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی اور ننگی تلوار لیتے ہوئے باہر نکلا قریش نے جب اُس کو غضبناک دیکھا تو پُوچھا کہ اے ابولہب کیا ہُوا تجھ کو۔ ابولہب نے کہا میں نے اپنے بھائی کے لڑکے کی مخالفت پر تمہاری موافقت کی تو تم اُس کے قتل کا ارادہ کرتے ہو۔ لات و عزّیٰ کی قسم مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ مُسلمان ہو جاؤں۔ اور جب مسلمان ہو جاؤں گا تو دیکھو گے کیا کروں گا۔ یہ حال دیکھ کر قریش معذرت کرنے لگے اور اُس کو راضی کر کے واپس گھر بھیجا۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ ام ایمن اہل بہشت سے تھیں۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کی رضاعی بہن حضرتؐ کی خدمت میں آئیں جب حضرتؐ کی نگاہ مبارک اُن پر پڑی خوش ہو گئے اور اپنی چادر اُن کے لیئے بچھا دی۔ اور اُس پر بٹھایا اور نہایت

(بقیہ ص۹۰۷) اور خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے ان کی وفات کے بعد ان کو بوسہ دیا اور جب دفن سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وُہ ہمارے واسطے بہتر سلف ہیں۔ ۱۲

خندہ پیشانی سے اُن سے گفتگو کی۔ وُہ چلی گئیں تو اُن کے بھائی آئے۔ حضرتؐ نے ان کے ساتھ یہ اکرام نہ کیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا سبب ہے کہ آپ نے اس کی بہن کا زیادہ اکرام فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا اس لیئے کہ وُہ اپنے ماں باپ کے لیئے ان سے زیادہ نیک کردار ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے دو مؤذّن تھے۔ ایک بلالؓ تھے اور دُوسرے ابنؓ ام مکتوم۔ چونکہ ابن ام مکتوم نابینا تھے وُہ رات کو اذان کہتے تھے اور بلالؓ طلوع صبح کے بعد۔ اس سبب سے حضرتؐ فرماتے تھے کہ جب ماہِ رمضان میں بلالؓ کی اذان سُنو تو کھانا پینا ترک کر دیا کرو اور سمجھ لو کہ صبح ہو گئی ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز دوشنبہ کو نبوّت پر مبعوث ہوئے اور روز سہ شنبہ کو امیرالمومنین[1] ایمان لائے۔ اُن کے بعد جناب خدیجہؓ حضرتؐ کی زوجہ طاہرہ ایمان لائیں۔ جناب ابوطالب جناب رسُولِ خدا کے خانۂ اقدس میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرتؐ نماز میں مشغول ہیں اور حضرت علیؑ آپ کی داہنی جانب کھڑے آپؐ کی اقتدا کر رہے ہیں۔ تو ابوطالب نے حضرت جعفر طیّارؑ سے فرمایا کہ اپنے پسرِ عم کے بازو درست کر لو اور تم بائیں جانب کھڑے ہو جاؤ۔ یہ سُنکر جناب جعفرؑ بائیں طرف کھڑے ہو گئے تو حضورؐ آگے بڑھ گئے۔ غرض اسی طرح ایک مدت تک آنحضرتؐ کے ساتھ علیؑ و جعفرؑ و زیدؓ بن حارثہ اور خدیجہؓ کے سوا کسی نے نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ خداوندِ عالم نے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (آیت ۹۴ سورۃ الحجر پ۱۴) نازل فرمائی (یعنی جو کچھ تم کو حکم دیا گیا ہے اُسے واضح طور پر سُنا دو اور مشرکین سے رُوگردانی کرو)۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سب سے بہتر بھائی علیؑ اور سب سے بہتر چچا حمزہؑ ہیں اور عباسؓ میرے باپ سے ایک اصل سے ہیں۔ اور امامؑ نے فرمایا کہ حضرتؐ نے جناب حمزہؑ کے جنازہ پر ستّر تکبیریں کہی تھیں نیز بسندِ معتبر ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا خانہ اقدس سے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر آئے اور فرمایا اے گروہِ انصار اے فرزندان ہاشم و عبدالمطلب میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کا رسُولؐ ہوں۔ اور تین اشخاص میرے اہلبیتؑ میں سے علیؑ و حمزہؑ و جعفرؑ میرے ساتھ طینت مرحومہ سے خلق ہوئے ہیں اور مخالفوں کے طریق سے انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسُولِؐ خدا نے فرمایا کہ ہم فرزندانِ عبدالمطلب بہشت کے بزرگ لوگوں میں سے ہیں۔ مَیں خدا کا رسُولؐ، حمزہ سیّد الشہداءؑ، جعفر جن کو خدا دو پر عطا فرمائے گا، اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور مہدی۔ اور قرب الاسناد میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ ہم میں سے ہیں جناب رسُولِؐ خدا جو اوّلین و آخرین کے سردار اور خاتم المرسلینؐ ہیں اور اُن کا وصی اوصیائے پیغمبران میں سب سے بہتر ہے اور اُن کے دو فرزند حسن و حسین علیہم السلام

[1] امیرالمومنین کے ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے نبوّت کی تصدیق کی ورنہ آپ کا نُور تو حضرتؐ کے نُور سے متصل رہا ہے جس کی تفصیل اس کتاب کی پہلی جلد میں ذکر ہو چکی۔ ۱۲ مترجم

بہترین فرزندانِ پیغمبران ہیں اور بہترین شہدا حمزہؑ ہیں جو اُن کے چچا ہیں۔ اور جعفرؑ جو فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں اور قائم آلِ محمدؑ۔ اور علی بن ابراہیم نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے فرمایا کہ خدا نے مجھے میرے اہلبیتؑ میں سے تین اشخاص سے برگزیدہ کیا ہے۔ مَیں اُن میں سب سے بہتر اور زیادہ پرہیزگار ہوں مگر فخر نہیں کرتا۔ اور اُس نے مجھے اور ابوطالب کے دونوں بیٹے علیؑ و جعفرؑ کو اور حمزہؑ پسر عبدالمطلب کو برگزیدہ فرمایا۔ ایک روز ہم لوگ ابطح میں اپنی اپنی چادروں سے مُنہ چھپا کر سوئے ہوئے تھے۔ علیؑ میری داہنی جانب، جعفرؑ بائیں طرف اور حمزہؑ میرے پائنتی سو رہے تھے ناگاہ فرشتوں کے پروں کی آواز اور اپنے سینہ پر علیؑ کے ہاتھ کی ٹھنڈک سے میں بیدار ہو گیا۔ تو میں نے تین دوسرے فرشتوں کے ساتھ جبریلؑ کو دیکھا۔ ایک فرشتے نے جبریلؑ سے پُوچھا کہ ان چاروں اشخاص میں سے کس کی طرف آپ بھیجے گئے ہیں۔ یہ سُنکر جبریلؑ نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا یہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہترین پیغمبران ہیں، اور یہ علیؑ بہترین اوصیا ہیں اور وُہ جعفرؑ ہیں کہ دو رنگین پروں کے ساتھ بہشت میں پرواز کریں گے اور وُہ شہیدوں میں سب سے بہتر حمزہؑ ہیں۔ نیز قولِ خدا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (آیت ۲۳ پ ۲۱ سورۃ الاحزاب) **ترجمہ**: "مومنین میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے خدا سے جو عہد کیا تھا اُسے پُورا کر دکھایا (بعض اُن میں سے وُہ ہیں جو مرکر) اپنا وقت پُورا کر گئے اور بعض اُن میں سے حکم خدا کے منتظر ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی بات میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی۔" امامؑ نے فرمایا کہ مُراد یہ ہے کہ مومنین میں سے وُہ لوگ ہیں جنہوں نے اُس عہد کو پُورا کر دکھایا جو خدا سے کیا تھا کہ ہرگز جنگ سے نہ بھاگیں گے یہاں تک کہ قتل ہو جائیں تو اُن میں سے بعض کی اجل آگئی اور وُہ اپنے عہد پر باقی رہے یہاں تک کہ دُنیا سے گزر گئے یعنی حمزہؑ اور جعفرؑ۔ اور اُن میں سے بعض اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں کہ موت آنے پر شہادت سے مشرف ہوں اور وُہ علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ اور انہوں نے کوئی امرِ دین تبدیل نہیں کیا۔ نیز اس آیت کی تفسیر میں اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ (آیت ۳۹ پ ۱۷ سورۃ الحج) جن مسلمانوں سے کفار جنگ کیا کرتے تھے اُن کو بھی جہاد کی اجازت دے دی گئی کیونکہ اُن پر بہت ظلم کیا گیا اور خدا ان کی مدد پر یقیناً قادر ہے۔ روایت ہے کہ یہ پہلے علیؑ و حمزہؑ و جعفرؑ کی شان میں نازل ہوئی اُس کے بعد تمام لوگوں کے لیئے اُس کا حکم جاری ہوا یعنی اُن کے لیے یہ ایک قانون بنا دیا گیا جن سے کفار لڑتے ہیں اور اُن پر ظلم کیا گیا ہے اور خدا اُن کی مدد پر قادر ہے۔

خصال میں بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے پیدا ہوئے؛ اور مَیں اُس درخت سے تعلق رکھتا ہوں جس کی جڑ علیؑ ہیں اور شاخ جعفرؑ ہیں۔ نیز روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے روزِ شوریٰ فرمایا کہ مَیں تم سے قسم دے کر پُوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی ہے جس کا کوئی بھائی جعفرؑ کے مانند ہو کہ خدا نے جس کو دو رنگین پروں سے آراستہ کیا ہو۔ جن سے وُہ بہشت کے درجوں میں جس جگہ چاہے پرواز کرے۔ اور اُس کا کوئی چچا مثل میرے چچا حمزہؑ کے ہو جو شیرِ خدا اور شیرِ رسُولؐ اور بہترین شہدا ہو۔ سب نے کہا ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے۔ اور بصائر میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ساقِ عرش پر لکھا ہے کہ حمزہؑ خدا کے شیر اور رسُولؐ کے شیر اور سید الشہدا ہیں۔

ایضاً

کلینی نے بسندِ معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ کبھی کی حمیت نے صاحبِ حمیت کو داخلِ بہشت نہیں کیا سوائے حمیتِ حمزہؑ کے کہ وُہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے غصہ میں مُسلمان ہوئے جبکہ کفارِ مکہ نے اُونٹ کی آنتیں آنحضرتؐ کی پُشتِ مبارک پر ڈالیں۔

فرات بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ یہ آیت مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ (آیت ۵ سورۃ عنکبوت پ ۲۰) "جو شخص خدا سے ملنے کی اُمید رکھتا ہو تو خدا کی مقرر کی ہوئی میعاد ضرور آنے والی ہے۔" اور یہ آیت۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ (آیت سورۃ عنکبوت پ ۲۰) یعنی جس نے جہاد کیا اُس نے اپنے لیئے کیا۔" دونوں جناب حمزہؑ بن عبدالمطلب کی شان میں نازل ہوئیں۔

کلینی نے بسندِ حسن روایت کی ہے کہ سدیر نے امام محمد باقرؑ سے پُوچھا کہ بنی ہاشم کی عزت و شوکت و کثرت کہاں تھی کہ امیرالمومنین جناب رسُولِ خدا کے بعد ابوبکر و عمر اور تمام منافقوں سے مغلوب ہو گئے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ بنی ہاشم میں کون باقی تھا۔ جعفر و حمزہ جو سابقین اولین میں انتہائی ایمان و یقین کے مالک تھے عالمِ بقا کی جانب رحلت فرما چکے تھے، اور دو مرد ضعیف الیقین اور کمزور نفس تھے جو تازہ مسلمان ہوئے تھے یعنی عباس و عقیل۔ وُہ دونوں جنگ بدر میں اسیر کیئے گئے تھے اور آزاد کر دیئے گئے تھے۔ اُن کے ایمان میں اتنی قوت نہیں تھی۔ خدا کی قسم اگر حمزہؑ اور جعفرؑ زندہ ہوتے اُس فتنہ میں ابوبکر و عمر کی مجال نہ تھی کہ حضرت امیرالمومنین کا حق غصب کر لیتے۔ اور اگر اس کی کوشش کرتے تو یقیناً یہ حضرات ان کو قتل کر دیتے اسی حدیث کے مانند احتجاج میں بھی امیرالمومنین سے مروی ہے۔

فصل

اُس صدیق کے حالات جو بعثت سے پہلے حضرتؐ کا دوست تھا۔

کلینی اور حمیری نے بسند ہائے معتبر امام محمد باقرؑ اور امام جعفرِ صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ بعثت سے پہلے ایک مرتبہ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے اُس نے آپ کی بڑی عزت کی۔ جب آنحضرتؐ مبعوث برسالت ہوئے لوگوں نے اُس سے کہا جانتے ہو کہ وُہ پیغمبرؐ کون مبعوث ہوا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وُہ جو فلاں روز تمہارے پاس بیٹھے تھے اور تم نے اُن کی بڑی عزت و تکریم کی تھی۔ یہ سُنکر وُہ شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضری کے لیئے روانہ ہوا۔ جب حضرتؐ کے پاس پہنچا کہا یا رسُولؐ اللہ آپ مجھے پہچانتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا تم کون ہو؟ عرض کی میں وُہ ہوں کہ فلاں مقام پر فلاں روز آپ جس کے پاس بیٹھے تھے اور فلاں اور فلاں قسم کا کھانا مَیں آپ کے لیئے لایا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا مرحبا تم خوب آئے جو چاہو مجھ سے سوال کرو۔ اُس نے کہا مَیں سو گوسفند مع اُن کے چرواہوں کے چاہتا ہوں۔ حضرتؐ نے کچھ دیر تامل کیا پھر حکم دیا تو اُس کو دے دیئے گئے۔ حضرتؐ نے صحابہ سے کہا کہ اس مرد کو کون سا امر مانع ہوا کہ مثل اُس بڑھیا کے سوال کرتا جو بنی اسرائیل سے تھی۔ لوگوں نے پُوچھا یا رسُولؐ اللہ اُس بڑھیا کا سوال کیا تھا؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے جناب مُوسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ جب شہرِ مصر سے باہر نکلو تو اپنے ساتھ استخوانہائے یُوسفؑ قبر سے نکال کر بیت المقدس اپنے ساتھ لے جاؤ۔ جناب موسیٰؑ نے لوگوں سے پُوچھا کہ یوسفؑ کی قبر کہاں ہے؟ کسی نے نشانِ قبر نہ بتایا۔ ایک پیرِ مرد نے کہا کہ فلاں بُوڑھی عورت کو معلوم ہے حضرتؑ

موسیٰؑ نے اُس کو طلب کیا اور دریافت کیا کہ تو جناب یوسفؑ کی قبر جانتی ہے؟ اُس نے کہا ہاں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا مجھے بتا دے میں تیرے لیئے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔ بڑھیا نے کہا خدا کی قسم مَیں نہیں بتاؤں گی جب تک کہ آپ میرے لیئے وُہ عمل میں نہ لائیں جو مَیں کہوں۔ جناب موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا میں تیرے لیئے بہشت کی ضمانت کرتا ہوں۔ اُس نے کہا نہیں جو مَیں مانگوں جب تک آپ وُہ نہ دیں گے مَیں نہ بتاؤں گی۔ اُس وقت وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰؑ جو کچھ وُہ کہے اُسے قبول کرو کیونکہ مجھ پر کوئی امر دشوار نہیں ہے تو موسیٰؑ نے اُس سے کہا جو چاہے طلب کر۔ اُس نے کہا میں یہ فیصلہ کرتی ہوں کہ میں آپ کے ساتھ اُسی درجہ میں رہوں گی بہشت کے جس درجہ میں آپ ہوں گے۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مرد نے کیوں نہ اُس بُوڑھی عورت کے مانند مجھ سے سوال کیا۔

نیز کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ایک شخص سے راہ و رسم تھی جس سے لین دین رکھتے تھے۔ جب رسالت پر مبعوث ہوئے اُس شخص سے ملاقات ہوئی تو اُس نے حضرتؐ سے کہا خدا آپ کو جزائے خیر دے آپ میرے اچھے دوست تھے۔ آپ نے ہمیشہ میری موافقت کی اور کبھی لڑائی جھگڑا نہیں کیا۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ خدا تم کو بھی جزائے خیر دے کہ تم نے ہمیشہ مجھ سے اچھی طرح معاملہ کیا اور مجھ پر کوئی سُود وارد نہیں کیا اور نہ میرے مال میں طمع کیا۔

بسندِ حسن اُنہی حضرتؐ سے مروی ہے کہ عرب جاہلیت میں دو فرقے تھے حلم اور حمس۔ حمس قریش کو کہتے تھے، اور تمام عرب حلم کہلاتے تھے۔ اور ہر حلم پر لازم تھا کہ وُہ کسی حمس سے مصاحبت رکھے جو حرم میں سکونت رکھتا ہو۔ اور اگر کوئی عرب میں سے مکہ میں آتا جو کسی مکہ والے سے مصاحبت نہیں رکھتا تھا تو اُس کو خانہ کعبہ کے طواف کرنے کی اجازت نہیں تھی مگر برہنہ ہو کر کر سکتا تھا۔ کیونکہ اہلِ مکہ کے خیال میں ایسے لوگوں کا لباس وُہ ہوتا جس میں گناہ کیئے گئے ہوتے تھے۔ لہٰذا اُس لباس کو پہن کر طوافِ کعبہ نہیں کرنا چاہیئے تھا اور اگر اہلِ حرم میں سے کسی سے دوستی ہوتی تو اپنا لباس اُتار کر اُس دوست کا لباس پہن کر طواف کر لیتے تھے۔ جناب رسُولِ خدا عیاض بن جماز مجاشعی کے مصاحب تھے اور عیاض اپنی قوم میں بہت گرامی اور صاحب عزّت تھا اور اہل عکاظ کا قاضی تھا۔ جب عیاض مکہ میں آتا اپنا لباس اُتار کر حضرتؐ کے طاہر و پاکیزہ کپڑے پہن کر طواف کرتا پھر حضرتؐ کے کپڑے واپس دے دیتا۔ جب آنحضرت مبعوث ہوئے عیاض آنحضرتؐ کے لیئے ہدیہ لایا۔ حضرتؐ نے قبول نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو تیرا ہدیہ قبول کر دوں گا کیونکہ خداوندِ عالم میرے لیئے مشرکوں کا ہدیہ پسند نہیں فرماتا۔ اُس کے بعد عیاض مسلمان ہو گیا اور اُس کا اسلام بہتر ہوا۔ پھر وُہ حضرتؐ کے لیئے ہدیہ لایا اور حضرتؐ نے قبول فرمایا۔

ستاونواں باب

مہاجرین و انصار اور صحابہ و تابعین کی فضیلت اور اُن کے بعض مجمل حالات

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خوشحال اُس کا جو مجھے دیکھے اور مجھ پر ایمان لاتے۔ یہی بات سات مرتبہ ارشاد فرمائی۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب بارہ ہزار تھے۔ مدینہ کے آٹھ ہزار مکہ کے دو ہزار اور دو ہزار آزاد کیئے ہوئے لوگ تھے۔ اُن میں کوئی قدری نہ تھا جو خداوندِ عالم کے جبر کے قائل ہیں اور نہ کوئی مرجی تھا جو کہتے ہیں کہ ہر ایک کا ایمان ایک قسم کا ہے اور نہ کوئی حروری تھا جو امیر المومنین کو ناسزا کہتے ہیں اور نہ کوئی معتزلی تھا جو کہتے ہیں کہ خدا کو بندوں کے عمل میں کوئی دخل نہیں اور خدا کے دین میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے تھے۔ اور وُہ شب و روز گریہ کرتے اور کہتے تھے کہ خداوندا ہماری روحوں کو قبض کر لے قبل اس کے کہ امام حسینؑ کی شہادت کی خبر ہم کو پہنچے۔ دُوسری روایت کے مطابق وُہ کہتے تھے کہ ہم کو موت دے دے قبل اس کے کہ ہم میدہ کی روٹی کھائیں۔

بسندِ دیگر جناب رسُولِ خدا سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خوشحال اُس کا جس نے مجھے دیکھا اور کیا کہنا ہے اُس کا کہ اُس نے اُس کو دیکھا ہو جس نے مجھے دیکھا ہو۔ اور کیا کہنا ہے اُس کا کہ اُس نے اُسے دیکھا ہو جس نے اُسے دیکھا ہو جس نے مجھے دیکھا ہو۔[1]

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مَیں تم کو تمہارے پیغمبرؐ کے اصحاب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کو گالی مت دو اور تمہارے پیغمبرؐ کے اصحاب وُہ ہیں جو اُن کے بعد دین میں کوئی بدعت نہ کیئے ہوں گے اور نہ کسی بدعت کرنے والے کو پناہ دی ہوگی۔ بلیشک جناب رسُولِ خدا نے اُن کے بارے میں مجھ سے سفارش فرمائی ہے۔

نیز بسندِ صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے عراق میں لوگوں کے ساتھ نمازِ صبح ادا کی اور نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو موعظہ فرمایا اور روئے اور سب کو خوفِ خدا سے رُلایا پھر فرمایا کہ خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مَیں نے اپنے خلیل رسُولِ خدا کے زمانہ میں ایک گروہ کو دیکھا جو صبح و شام اس حال میں گزارتے تھے کہ اُن کے بال بکھرے ہوئے گرد آلود، غذا سے اُن کے پیٹ خالی، اُن کی پیشانیاں زیادہ سجدے کرنے سے مانند

[1] مؤلف کہتے ہیں کہ یہ حدیث مخالفوں کے طریقہ سے ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس فضیلت میں ایمان شرط ہے ۱۲

بکریوں کے زانو کے۔ وُہ راتیں عبادتِ الٰہی میں بسر کرتے تھے۔ کبھی قیام میں ہوتے، کبھی رکوع میں، کبھی سجود میں۔ اور اپنے پیروں اور پیشانیوں کو تعب میں مبتلا کرتے اور ہمیشہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتے رہتے اور رو رو کر اُس سے التجا کرتے تھے کہ اُن کے بدنوں کو آتشِ جہنم سے آزاد فرمائے۔ اور خدا کی قسم ہمیشہ اُن کو اسی حال میں عذابِ الٰہی سے خوفزدہ مَیں پاتا تھا۔

بسندِ دیگر عبدالرحمٰن جہنی سے روایت ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ ایک روز مَیں جناب رسُولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ دُو سوار دکھائی دیئے۔ حضرتؐ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ دُو اشخاص قبیلۂ مذحج سے ہیں وُہ قریب آئے تو معلوم ہُوا کہ اُسی قبیلہ سے ہیں۔ اُن میں سے ایک حضرتؐ کے پاس آیا تاکہ بیعت کرے جب آنحضرتؐ نے اُس کا ہاتھ بیعت کے لیئے پکڑا تو اُس نے کہا یارسُولؐ اللہ مجھے آگاہ فرمایئے کہ جو شخص آپؐ کی زیارت سے مشرف ہو، آپ پر ایمان لائے، آپ کی رسالت کی تصدیق کرے اور آپؐ کی پَیروی کرے تو اُس کے لیئے کیا اجر و ثواب ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُس کے لیئے طوبیٰ ہے۔ یہ سُنکر اُس نے بیعت کی اور واپس چلا گیا۔ پھر دُوسرا شخص حضرتؐ کے پاس آیا اور بیعت کرنے کے لیئے حضرتؐ کا ہاتھ پکڑا اور کہا یارسُولؐ اللہ مجھے مطلع فرمایئے کہ جو شخص آپ پر ایمان لائے، آپ کے ارشادات پر یقین کرے اور آپ کی پَیروی کرے لیکن آپ کی زیارت نہ کیئے ہو تو اس کے لیئے کیا اجر و ثواب ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس کے واسطے بھی طوبیٰ ہے۔ یہ سُنکر اُس نے بھی بیعت کی اور واپس گیا۔

بسندِ دیگر آنحضرتؐ کے بعض اصحاب سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں ہم بیٹھے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے۔ ہم نے عرض کی یارسُولؐ اللہ کیا ہم سے بھی کوئی بہتر ہے؟ کیونکہ ہم نے اسلام قبول کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر رہ کر جہاد کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں تم سے بہتر میری اُمت میں وُہ لوگ ہیں جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے۔

بسندِ معتبر کلینی نے روایت کی ہے کہ ابوعمر وزبیری نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ کیا ایمان کے درجے ہیں جن کے سبب سے خدا کے نزدیک مومنین ایک دُوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ اُس نے عرض کی بیان فرمایئے تاکہ مَیں بھی سمجھوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے مومنین کے درمیان مسابقت قرار دی ہے۔ جس طرح میدان میں شرط لگا کر گھوڑے دَوڑائے جاتے ہیں اسی طرح خدا نے ایک دُوسرے پر بقدرِ سبقت فوقیت دی ہے اور اُن کو ایک دُوسرے پر ایمان و اعمالِ صالحہ میں آگے بڑھ جانے کے سبب سے فضیلت و کرامت بخشی ہے اور کوئی شخص اپنے سے آگے بڑھ جانے والے پر فضیلت نہیں رکھتا اور کوئی مفضول اپنے سے افضل پر فوقیت نہیں رکھتا اسی سبب سے جو لوگ اس اُمت کے آخر میں ایمان لاتے ہیں۔ اور اگر ایمان میں آگے بڑھ جانے والوں کو فضیلت حاصل نہ ہوتی تو ہر وُہ شخص جو بعد میں ایمان لاتا تو بیشک اس اُمت کا آخر اُن کے اوّل سے مل جاتا بلکہ اعمالِ نیک کی زیادتی کے باعث اُس پر بھی فوقیت حاصل کر سکتا تھا۔ لہٰذا کوئی فضیلت اُن کو جو پہلے ایمان لاتے ہیں اُن پر نہیں ہوگی جو بعد میں ایمان لائے ہیں۔ مگر ایمان کے درجوں کے سبب خداوندِ عالم نے سابقین کو مقدم رکھا ہے اور دیر میں ایمان

لانے والوں کو پیچھے رکھا ہے۔ کیونکہ ہم بعض مومنین کو دیکھتے ہیں جو آخر میں ایمان لاتے ہیں کہ اُن کی نماز، اُن کا روزہ اور حج و زکوٰۃ و جہاد و صدقات اگلے لوگوں سے زیادہ ہے۔ اگر ایمان میں سبقت کی فضیلت نہ ہوتی تو بیشک وُہ لوگ جو آخر میں ایمان لائے ہیں عمل کی زیادتی کے سبب اگلے لوگوں پر مقدم ہوتے۔ لیکن خداوندِ عالم نے انکار کیا ہے اس سے کہ آخر درجاتِ ایمان کو اوّل درجات پر اختیار کرے۔ اور اُس کو مقدم نہیں کیا جا سکتا جس کو خدا نے پیچھے رکھا ہے، اور اُس کو پیچھے نہیں کیا جا سکتا جس کو خدا نے مقدم کیا ہے۔ ابوعمرو نے کہا مجھے آگاہ فرمایئے اُن اُمور سے جن کی خدا نے ایمان کی جانب سبقت کرنے میں ترغیب دی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خداوند کا سنا مرتبت ارشاد فرماتا ہے:۔ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (آیت ۲۱ سورۃ حدید پ ۲۷) "اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنّت کی جانب تیزی سے بڑھو جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے مانند ہے۔ جو اُن لوگوں کے لیئے تیار کی گئی ہے جو خدا اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں"۔ پھر فرمایا کہ:۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (آیت ۱۰ و ۱۱ سورۃ واقعہ پ ۲۷) "یعنی ایمان اور اعمالِ صالحہ میں آگے بڑھ جانے والے بہشت کی جانب سبقت کرنے والے ہیں اور وہی لوگ مقرب بارگاہِ الٰہی ہیں"۔ پھر فرمایا ہے:۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (آیت ۱۰۰ سورۃ توبہ پ ۱۱) "مہاجرین و انصار میں سے سبقت کرنے والے اور اُن لوگوں سے جنہوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی خدا راضی ہُوا اور وُہ خدا سے ہوئے"۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ خدا نے درجۂ ایمان کے مطابق ان لوگوں کا پہلے ذکر کیا جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی، پھر دُوسرے درجہ میں انصار کا ذکر کیا جنہوں نے مہاجرین کے بعد آنحضرتؐ کی مدد کی تھی۔ پھر تیسرے درجہ میں اُن کے تابعین کا نیکی کے ساتھ ذکر فرمایا۔ غرض ہر گروہ کو اُس درجہ اور منزلت میں قرار دیا جو اُن کے لیئے اُس کے نزدیک ہے۔ اور اپنے دوستوں میں سے بعض کو بعض پر تفضیل دی ہے۔ پھر فرمایا کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (آیت ۲۵۳ سورۃ بقرہ پ ۳) "یہ سب رسُول جو ہم نے بھیجے ہیں اُن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اُن میں سے بعض وُہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا ہے اور بعض کے بہت درجے بعض پر بلند کیئے"۔ پھر فرمایا:۔ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ (آیت ۵۵، پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل) "ہم نے بعض انبیا کو بعض پر فضیلت دی ہے"۔ اور فرمایا:۔ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝ (آیت ۲۱ سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵) "غور کرو ہم نے بعض کو بعض پر کیسی فضیلت دی ہے اور آخرت میں سب سے بڑا درجہ اور سب سے زیادہ فوقیت عطا فرمائی"۔ پھر فرمایا:۔ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ (آیت ۱۶۳ پ ۴ سورۃ آلِ عمران) "خدا کے نزدیک اُن کے درجے (بلند) ہیں"۔ اور فرمایا کہ:۔ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ (آیت ۳ سورۃ ھود پ ۱۱) "ہر صاحبِ فضیلت کو اُس کی فضیلت دی گئی ہے"۔ ان تمام آیتوں کا مضمون پیغمبروں کے مرتبہ کی زیادتی پر مشتمل ہے۔ یعنی بعض کو بعض پر اور بعض کو دوسروں پر تفضیل کی دلالت کرتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ

دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ (آیت ۲۰ سورۃ توبہ پ۱۰) یعنی جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کیا خدا کے نزدیک اُن کے درجے بہت بلند ہیں"۔ پھر فرمایا ہے کہ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً (آیت ۹۵، ۹۶ سورۃ النساء پ۵) یعنی خدا نے جہاد کرنے والوں کو اُن لوگوں پر جو گھروں میں بیٹھ رہے اجرِ عظیم کے ساتھ فضیلت دی ہے اور اُن کے لیئے خدا کی طرف سے درجے اور بڑی بخششیں اور عظیم رحمتیں ہیں"۔ پھر فرمایا ہے کہ، لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا (آیت سورۃ حدید پ۲۷) یعنی وُہ تم میں سے جس نے راہِ خدا میں فتح مکّہ سے قبل اپنے مال صرف کیئے اور جہاد کیا اور وُہ جس نے بعد میں کیا درجہ میں برابر نہیں ہیں۔ وُہ لوگ درجہ میں اُن لوگوں سے بلند ہیں جنہوں نے فتح مکّہ کے بعد راہِ خدا میں مال صرف کیا اور جہاد کیا"۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک انصار دشمنوں کے دفع کرنے میں میری سپر ہیں۔ لہٰذا اُن سے غلطیاں ہو جائیں تو اُن کو معاف کر دو اور در گزر کرو، اور اُن کے نیک لوگوں کی مدد کرو۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب لوگ جوق در جوق رسُولِ خدا کے دین میں داخل ہو رہے تھے کہ ازد کے قبیلہ والے آئے جن کے دِل نازک اور زبان شیریں تھی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہم نے دلوں کی نزاکت کو تو سمجھ لیا، لیکن اُن کی زبان کیوں شیریں ہے؟ فرمایا اس لیئے کہ زمانۂ جاہلیت میں مسواک کرتے تھے۔

اور شیخ طوسی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں کی تلواریں نیاموں سے باہر نہیں نکلیں اور ان کی صفیں نماز اور جہاد میں نہیں قائم ہوئیں اور اذان بلند آواز سے نہیں کہی گئی، اور قرآن میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ نازل نہیں ہوئی قبل اس کے کہ قبیلۂ اوس و خزرج کے لوگ مسلمان ہوں جو کہ انصار ہیں۔[۱]

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے ایک قریشی کو ایک مردِ شیعہ

[۱] مؤلّف فرماتے ہیں کہ صحابہ و مہاجرین اور انصار کے لیئے ان آیتوں اور حدیثوں میں جو مدح اور فضیلتیں وارد ہوئی ہیں وُہ اُن کے لیئے ہیں جو دین سے خارج نہیں ہوتے اور نہ منافق ہوتے اور نہ امیرالمومنین کے سوا کسی غیر حق خلیفہ کی متابعت کی ہے اور جو صحابہ کافر اور مرتد ہو گئے اور انہوں نے امیرالمومنین کی مخالفت کی اور اُن کے دُشمنوں کی مدد کی ہے وُہ کافروں سے بھی بدتر ہیں۔ چنانچہ رسُولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بہت سے اصحاب روزِ قیامت حوض کوثر سے دُور کر دیئے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں تو خداوندِ عالم فرمائے گا کہ اے محمدؐ تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد ان لوگوں نے کیا کیا۔ یہ تمہارے بعد دین سے ایڑیوں کے بل پھر گئے اور مرتد ہو گئے تھے۔ اس کے بعد خاصہ و عامہ کے طریقہ سے بہت سی حدیثیں اس بارے میں انشاء اللہ لکھی جائیں گی۔ ۱۲

سے گفتگو کرتے ہوتے سُنا۔ کہ وُہ اُس پر فخر کرتا تھا اور اپنے نسب کی فوقیت ظاہر کرتا تھا۔ حضرتؑ نے اس کے جواب میں مردِ شیعہ سے فرمایا کہ تو اُس سے کہہ دے کہ ولایت و محبّت اہلبیت کے سبب تو اُس سے شریف تر ہے۔

بسند صحیح حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولؐ خدا چار قبیلہ والوں، انصار، عبدالقیس، اسلم، اور بنی تمیم کو دوست رکھتے تھے اور چار قبیلوں بنی اُمیّہ و بنی حنیف و ثقیف اور بنو ہذیل کو دشمن رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میری ماں نے مجھے اس واسطے نہیں جنا ہے کہ میں بکری ہوں یا ثقفی ہوں۔ اور فرماتے تھے کہ ہر قبیلہ میں کوئی نجیب ہے سوائے بنی اُمیّہ کے کہ اُس میں کوئی نجیب نہیں۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ ایک روز امیرالمومنین نے فرمایا کہ قبیلۂ غنی اور قبیلہ باہلہ کو بُلاؤ کہ اپنے حصّہ کے عطیئے لے جائیں۔ اُسی خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور خلق کو پیدا کیا ہے کہ ان کو اسلام سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ اور میں حوضِ کوثر اور مقامِ محمود و شفاعت کے پاس گواہی دوں گا کہ یہ لوگ دُنیا و آخرت میں میرے دشمن ہیں۔ اور اگر خلافت پر میرے قدم قائم ہو گئے تو یقیناً چند قبیلوں کو چند قبیلوں کی طرف منتقل کر دوں گا اور بیشک ساٹھ قبیلوں کا قتل مباح کر دوں گا کیونکہ ان کو اسلام میں کچھ حصّہ نہیں ہے۔

اٹھاونواں باب

بعض اکابر صحابہ کے فضائل کا تذکرہ

ابن بابویہ نے بسند معتبر کریزہ بن صالح سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذرؓ سے سُنا وُہ فرماتے ہیں کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیرؑ کے بارے میں تینؑ باتیں بیان فرمائی ہیں کہ اگر اُن میں سے ایک میرے حق میں ہو تو میں اس کو دُنیا اور دُنیا میں جو کچھ ہے اُن سب سے بہتر سمجھتا۔ اوّل یہ کہ خداوندا اعانت کر اُس کی اور اُسی کے ذریعہ سے مدد حاصل کر اور اُس کی مدد کر اور اُس کے دُشمنوں سے انتقام لے۔ بیشک وُہ تیرا بندہ ہے اور تیرے رسُول کا بھائی ہے۔ پھر ابوذرؓ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ خدا کے ولی ہیں اور رسُولؐ کے بھائی ہیں اور وصی ہیں۔ پھر کریزہ نے کہا کہ ان حضرتؑ کے لیئے یہی گواہی تمام مسلمانوں، سلمان فارسیؓ، عمار یاسرؓ، جابر بن عبداللہ انصاریؓ، ابوالہیثم بن التیہانؓ، خزیمہؓ بن ثابت ذوشہادتینؓ، ابوایوب انصاری اور ہاشم بن عتبہ مرقال رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے دی ہے جو افاضل اصحاب رسُولؐ تھے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ امیرالمومنین سے لوگوں نے جناب ابوذرؓ کے بارے میں دریافت کیا آپؑ نے فرمایا کہ وُہ علوم حق سے آگاہ تھے اور اُس کا سر مضبوط باندھ رکھا تھا کہ اُس سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی تھی۔

پھر حضرت حذیفہؓ کے بارے میں پوچھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ منافقین کے نام اُن کو خوب یاد تھے۔ پھر جناب عمارؓ کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا وُہ ایسے مومن تھے کہ اُن کی ہڈیوں کا مغز ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اور کام بھول جایا کرتے۔ جب ان کو لوگ یاد دلاتے تو فوراً یاد آجاتا۔ پھر عبداللہؓ بن مسعود کا حال دریافت کیا۔ فرمایا اُنہوں نے قرآن پڑھا اور اُن کے سامنے قرآن نازل ہوا۔ لوگوں نے عرض کی جناب سلمان فارسیؓ کا حال بیان فرمایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ان کو علم اوّل و آخر مل گیا اور وُہ علم کے دریا تھے بے پایاں ہیں اور ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ لوگوں نے التجا کی کہ یا امیر المومنین اپنا حال بیان فرمایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میں ایسا تھا کہ جب میں سوال کرتا تھا تو رسولؐ اللہ علم عطا فرماتے تھے اور جب خاموش رہتا تھا تو خود سے ابتدا کرتے تھے۔

ایضاً۔ حبہ عرنی سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے دس۱۰ اشخاص کو عمارؓ کے بارے میں لڑتے جھگڑتے دیکھا۔ ہر ایک کہتا تھا کہ میں نے اُن کو قتل کیا ہے۔ عبداللہ نے کہا اس بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں کہ اُن میں سب سے پہلے کون جلد سے جلد جہنم میں جائے گا کیونکہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ عمارؓ کا قاتل، اُن کے اسلحے لینے والا اور اُن کے کپڑے اُتارنے والا جہنم میں جائے گا۔ نیز روایت ہے کہ جب حضرت عمارؓ قتل ہو گئے لوگ حذیفہؓ کے پاس آئے اور کہا وُہ حضرتؓ مارے گئے اور لوگ اُن کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں کہ آیا حق پر تھے یا ناحق۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟ حذیفہؓ نے کہا میں نے رسولؐ خدا سے سُنا ہے آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ ابوالیقظان فطرتِ اسلام پر قائم ہیں اور اپنے مرتے دم تک اس کو ترک نہ کریں گے۔ نیز حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عمارؓ کو دو۲ باتوں میں جب اختیار دیا جاتا ہے تو وُہ اس کو اختیار کرتے ہیں جو اُن پر زیادہ دُشوار ہوتی ہے۔

قرب الاسناد میں بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا نے مجھے چار اشخاص سے دوستی کا حکم دیا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسولؐ اللہ وُہ کون کون ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اُن میں سے ایک علیؑ بن ابی طالب ہیں اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے مجھے چار شخصوں سے دوستی کا حکم دیا ہے۔ پوچھا وُہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وُہ علیؑ بن ابی طالب، مقدادؓ بن اسود، ابوذرؓ غفاری اور سلمانؓ فارسی ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (آیت ۲۳ سورۃ الشوریٰ پ۲۵) یعنی اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی اُمت سے کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کی اُجرت اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ میرے قرابتداروں سے محبت کرو۔" تو جناب رسولِؐ خدا اُٹھے اور فرمایا اے لوگو! خدا نے میرے واسطے تمہارے اُوپر ایک فریضہ قرار دیا ہے کیا تم اس کو ادا کرو گے۔ یہ سُنکر اصحاب میں سے کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ حضرتؐ ناکام واپس آئے۔ دُوسرے روز پھر صحابہ کے پاس آئے اور اُن کے درمیان کھڑے ہو کر وہی بات کہی پھر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسرے روز پھر حضرتؐ نے اُسی بات کا اعادہ کیا۔ جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرتؐ

نے فرمایا ایہا النّاس! جو کچھ خدا نے میرے لیئے تم پر واجب قرار دیا ہے وُہ چاندی اور سونے کی قسم سے نہیں ہے اور نہ کھانے پینے کی قسم سے ہے۔ تب لوگوں نے پوچھا کہ اچھا فرمایئے وُہ کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور میری رسالت کا اجر میرے اہلبیتؑ کی محبت قرار دیا ہے۔ تب لوگوں نے کہا کہ ہم نے قبول کیا۔ اس کے بعد جناب صادقؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اس عہد کو سلمانؓ، ابوذرؓ، عمارؓ، مقدادؓ بن اسود، جابرؓ بن عبداللہ انصاری آزاد کردۂ رسولؐ خدا جن کو ثبیت کہتے تھے، اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم؛ ان سات آدمیوں کے سوا کسی نے نہیں پُورا کیا۔

علی بن ابراہیم نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (آیت ۱۰۷ سورۂ کہف پ۱۶) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اعمال نیک کرتے رہے اُن کی منزل جنت الفردوس ہے۔" یہ آیت ابوذر، مقداد، سلمان اور عمار رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی اور خدا نے جنت الفردوس کو ان کی منزل اور مسکن قرار دیا ہے۔

ابن بابویہ اور شیخ مفید وغیرہم نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خداتعالیٰ نے مجھے میرے اصحاب میں سے چار شخصوں سے دوستی کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وُہ خود بھی ان کو دوست رکھتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا وُہ کون لوگ ہیں۔ یقیناً ہم سب چاہتے ہیں کہ اُنہی میں سے ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وُہ علیؑ بن ابی طالب، سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ ہیں۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے کہ عمار یاسرؓ جنگِ صفین میں کہتے تھے کہ اس عَلَم کے نیچے میں نے رسولؐ خدا کی خدمت میں رہ کر تین مرتبہ جنگ کی ہے اور یہ چوتھی مرتبہ ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں یا نخلستان ہجر میں ہم کو پہنچا دیں پھر بھی ہم سمجھیں گے کہ ہم ہی حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر۔

نیز امام رضا علیہ السّلام سے بسندِ معتبر روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ بہشت تمہاری، سلمان، ابوذر، عمار اور مقداد کی مشتاق ہے۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایمان کی جانب سبقت کرنے والے پانچ افراد ہیں۔ میں عرب میں سب سے پہلا شخص ہوں۔ سلمانؓ اہلِ فارس میں سب سے پہلے ہیں صہیب اہلِ روم میں سب سے سابق؛ بلالؓ حبشہ والوں میں سب سے سابق اور خبابؓ قبط میں سب سے پہلے ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادق اور حضرت امام رضا علیہم السّلام سے روایت ہے کہ اُن مومنوں کی محبت اور ولایت واجب ہے جنہوں نے اپنے پیغمبرؐ کے بعد خلیفۂ خدا اور دینِ خدا میں تغیّر و تبدل نہیں کیا مثل سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود کندی، عمار بن یاسر، جابر بن عبداللہ انصاری، حذیفہ بن الیمان، ابوالہیثم بن تیہان، سہیل بن حنیف، ابوایوب انصاری، عبداللہ بن صامت، عبادہ بن صامت، خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین اور ابوسعید خدری کے اور جو لوگ ان کے طریقہ پر چلے اور اُن کے ایسے کام کیئے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ زمین سات اشخاص کے واسطے پیدا کی گئی جن کے سبب سے اہلِ زمین روزی پاتے ہیں اور انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔ انہی کی برکت سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے۔ اور وُہ ابوذر، سلمان، مقداد، عمار، حذیفہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا کہ مَیں ان کا امام اور پیشوا ہوں۔ اور یہی لوگ ہیں جو فاطمہ زہرا (صلواۃ اللہ وسلامہٗ علیہا) کی میّت پر نماز کے لیئے حاضر تھے۔[1]

بسندِ معتبر حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عمارؓ حق پر ہوں گے جبکہ دو لشکروں کے درمیان قتل کیئے جائیں گے جن میں سے ایک لشکر میرے دین و سُنّت پر ہوگا اور دُوسرا دین سے خارج ہوگیا ہوگا۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ جب جناب سلیمانؓ نے آنحضرتؐ کے سامنے عبداللہ بن صوریا سے جو یہودیوں کا عالم تھا مناظرہ کیا تو عبداللہ نے اثنائے مناظرہ میں کہا کہ فرشتوں میں جبرئیلؑ ہمارے دُشمن ہیں۔ یہ سُنکر جناب سلمانؓ نے فرمایا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ جو شخص جبرئیلؑ کا دُشمن ہے وُہ میکائیل کا دُشمن ہے۔ اور وُہ دونوں اُس شخص کے دشمن ہیں جو اُن کو دشمن رکھتا ہے اور دوست ہیں اُس کے جو اُن کو دوست رکھتا ہے۔ تو خداوند عالم نے جناب سلمانؓ کے قول کے موافق یہ دو آیتیں نازل فرمائیں۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ۝ (آیت ۹۷و۹۸ سورۃ بقرہ پ۱) اے رسُولؐ اُن سے کہہ دو کہ جو شخص جبرئیلؑ کا دشمن ہے اُس کا خدا دُشمن ہے، کیونکہ اُسؑ نے خدا کے حکم سے اس قرآن کو تمہارے دل پر ڈالا ہے جو اُن کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو پہلے نازل ہوچکی ہیں اور اُن کے سامنے موجود ہیں اور یہ قرآن ایمانداروں کے واسطے خوشخبری ہے۔ تو جو شخص خدا اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے رسُولوں کا اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ کا دُشمن ہے تو یقیناً خدا بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔" امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جو شخص جبرئیلؑ کا اس سبب سے دُشمن ہے کہ وُہ دشمنانِ خدا کے خلاف خدا کے دوستوں کی مدد کرتے تھے اور اس سبب سے کہ وُہ علیؑ بن ابی طالب کے فضائل خدا کی جانب سے لاتے کہ وُہ خدا کے ولی ہیں تو اے رسُولؐ یہ قرآن انہوں نے تمہارے قلب پر بحکمِ خدا نازل کیا ہے اور اُس کے احکام لاتے ہیں ایسی حالت میں کہ وُہ کتاب خدا کی سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور راہِ حق کی ہدایت کرنے والی ہے اور ان لوگوں کو خوشخبری دینے والی ہے جو محمدؐ کی

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث محتاج تاویل ہے شاید اس سے یہ مُراد ہو کہ اگر یہ لوگ اُس روز امیر المومنینؑ کی متابعت نہ کرتے اور سب ابوبکرؓ کی بیعت کر لیتے تو خداوند عالم اہلِ زمین پر عذاب نازل کر دیتا پھر کوئی شخص زمین پر زندہ نہ باقی بچتا۔ اور جو کچھ اس حدیث میں ابن مسعود کے بارے میں وارد ہوا ہے دُوسری حدیث کے مخالف ہے جو ان کی مذمت میں وارد ہوتی ہے۔ اور اُن کا معاملہ مشتبہ ہے اگرچہ ان کی بدی راجح ہے۔ ۱۲

پیغمبری اور علیؑ اور اُن کے بعد کے اماموں کی ولایت پر ایمان لاتے ہیں اور اس لیئے وُہ خدا کے سچے دوست ہیں اگر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور علیؑ اور آلِ طیبینؑ کی محبت پر مرے۔ جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا کہ اے سلمانؓ بیشک خدا نے تمہارے قول کی تصدیق فرمائی اور تمہاری رائے کو صحیح قرار دیا۔ کیونکہ جبرئیلؑ خداوندِ جلیل کی جانب سے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سلمان و مقداد آپس میں بھائی بھائی ہیں جو تمہاری محبت اور تمہارے بھائی، وصی اور تمہارے برگزیدہ علیؑ کی مودت میں سچّے اور خالص ہیں اور یہ دونوں اشخاص تمہارے اصحاب میں جبرئیلؑ و میکائیلؑ کے مانند ہیں جیسے وُہ فرشتوں میں ہیں سلمانؓ اور مقدادؓ اُس کے دُشمن ہیں جو اُن میں سے کسی کا دُشمن ہے اور اُس کے دوست ہیں جو اُن سے دوستی رکھتا ہو اور محمدؐ و علیؑ کو دوست رکھتا ہو اور اُس کے دُشمن ہیں جو محمدؐ اور علیؑ کو دشمن رکھتا ہو۔ اگر اہلِ زمین سلمان اور مقداد کو دوست رکھیں محض اس لیئے کہ وُہ محمدؐ و علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور اُن کے دوستوں کو دوست اور اُن کے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں جس طرح اُن کو آسمانوں کے حجابات اور عرش و کُرسی کے فرشتے دوست رکھتے ہیں تو یقیناً خدا اُن میں سے کسی پر کسی طرح کا عذاب نہ کرتا۔

کتاب احتجاج میں امیر المومنین سے روایت ہے۔ وُہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسُولِ خداؐ کی وفات ہوئی اور مَیں نے حضرتؐ کو غسل و کفن دے کر دفن کر دیا اور قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا تو مَیں نے فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور تمام اہلِ بدر اور اُن لوگوں کے گھروں پر گیا جو دین میں سبقت لے گئے تھے اور اُن کو اپنے حق کی قسم دی اور مدد کا طالب ہوا۔ لیکن اُن میں سے سوائے چار آدمیوں کے کسی نے قبول نہ کیا، اور وُہ ابوذرؓ، سلمانؓ، مقدادؓ اور عمارؓ تھے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق چوبیس۲۴ آدمیوں نے اُن سے بیعت کی۔ حضرتؑ نے ان کو حکم دیا کہ صبح کو اپنے بال مونڈ دائیں اور ہتھیار لگا کر میرے پاس آئیں اور بیعت کریں کہ جب تک قتل نہ کیئے جائیں گے آپ کی مدد سے باز نہ آئیں گے، لیکن جب صبح ہوئی تو سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور زبیرؓ[1] کے سوا کوئی نہ آیا۔ حضرتؑ نے تین رات مسلسل یُونہی لوگوں کو بُلایا مگر ان چار اشخاص کے سوا کوئی نہ آیا۔

بسندِ معتبر حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ جب امیر المومنینؑ حضرت سرورِ عالمؐ کے غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو مجھ کو، ابوذرؓ، مقدادؓ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو بُلایا۔ خود ہمارے آگے کھڑے ہوئے اور ہم نے حضرتؑ کے پیچھے صف باندھی اور آنحضرتؐ پر نماز پڑھی۔ عائشہؓ اُسی حجرہ میں تھیں۔ جبرئیلؑ نے اُن کی آنکھوں کو بند رکھا تھا وُہ ہم کو نہ دیکھ سکیں۔

اصبغ بن نُباتہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کوا نے حضرتؑ کے اصحاب کا حال دریافت کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اصحاب میں سے کس کا حال پُوچھتے ہو؟ کہا ابوذر غفاریؓ کا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مَیں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے حضرتؐ فرماتے تھے کہ آسمانِ سبز نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین گرد آلود نے بار نہیں اُٹھایا کسی بات کرنے والے کا جو ابوذرؓ سے زیادہ سچّا ہو۔ پھر حضرت سلمانؓ کا حال دریافت کیا۔ آپؑ نے

[1] اصل کتاب میں زبیرؓ ہی کا نام ہے مگر قرائن سے حضرت عمارؓ ہی کا نام معلوم ہوتا ہے شاید کاتب کی غلطی سے بجائے عمار کے زبیر درج ہوگیا ہو۔ واللہ اعلم۔ ۱۲

فرمایا ہاں ہاں سلمانؓ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔ اور اُن کے سوا دُنیا کہاں پیدا کرسکتی ہے کسی کو جو لقمانؑ حکیم کے مانند ہو۔ وُہ علمِ اوّل اور علمِ آخر کے جاننے والے تھے۔ عرض کی یا حضرتؑ مجھے عمارؓ کا حال سُنائیے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ ایسے تھے جن کا گوشت اور خون خدا نے آتشِ دوزخ پر حرام کر دیا ہے اور اُن کے گوشت و خُون میں سے کسی کو جہنم کی آگ چھُو نہیں سکتی۔ عرض کی یا حضرتؑ مجھے حذیفہ ابن الیمان کے حال سے آگاہ کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا وُہ ایسے تھے جو منافقوں کے نام جانتے تھے اور اگر اُن سے حدودِ الٰہی کے بارے میں دریافت کرو گے تو اُن کو عارف و دانا پاؤ گے۔ عرض کی یا حضرتؑ کچھ اپنے بارے میں فرمائیے۔ حضرتؑ نے فرمایا جب میں حضرت رسُولؐ خدا سے دریافت کرتا تھا تو آپ اپنے علوم بتاتے تھے۔ اور خاموش رہتا تھا تو حضرتؐ خود سے ابتدا کر کے سرفراز فرمایا کرتے تھے۔

بسندِ معتبر روایت ہے کہ ایک گروہ جناب امام رضا علیہ السلام کے دروازہ پر حاضر ہوا اور کہا ہم لوگ امیرؑ المومنین کے شیعہ ہیں۔ حضرتؑ نے اُن کو حاضری کی اجازت نہ دی اور ایک عرصہ تک اُن سے ملاقات نہ کی۔ جب ایک مدّت کے بعد اُن کو حاضری کی اجازت دی تو اُن لوگوں نے شکایت کی کہ اتنے دنوں تک آپ نے ہم سے ملنا پسند نہ فرمایا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ کیونکر تم کو آنے سے منع نہ کرتا حالانکہ تم جھُوٹا دعوےٰ کرتے ہو کہ ہم شیعۂ امیرؑ المومنین ہیں اور آنحضرتؑ کے شیعہ نہ تھے مگر حسنؑ، حسینؑ، سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، عمارؓ اور محمدؓ بن ابی بکر۔ یہ وُہ لوگ تھے جنہوں نے اُن میں سے کسی امر کی مخالفت نہ کی جن کی حضرتؑ نے اُن کو ہدایت کی تھی۔

شیخ طوسی نے بسندِ معتبر حسین اسباط سے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیرؑ سے سُنا جبکہ وُہ حضرتؑ جنگ صفین کی طرف متوجہ تھے۔ حضرتؑ فرما رہے تھے کہ خداوندا اگر میں یہ جان لوں کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ میں اپنے تئیں اس پہاڑ سے گرا دوں تو ضرور گرا دوں گا۔ اور اگر تیری رضا اس میں ہے کہ آگ جلا کر اُس میں جل جاؤں تو ضرور جل جاؤں گا۔ اور میں اہلِ شام سے جنگ نہیں کر رہا ہوں مگر تیری خوشنودی کے لیے اور اُمید وار ہوں کہ مجھے تُو نا اُمید نہ کرے گا اُس سے جس کا قصد میں نے کیا ہے۔

سید ابن طاؤس نے مخالفوں کے طریقہ سے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسُولؐ اللہ نے فرمایا کہ بہشت میری اُمّت میں سے چار شخصوں کی مشتاق ہے اور آنحضرتؐ کا رُعب مانع ہوا کہ میں حضرتؐ سے دریافت کروں کہ وُہ کون لوگ ہیں۔ میں ابوبکر کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ آپ حضرتؐ سے دریافت کیجیے۔ ابوبکر نے کہا کہ میں اُن چاروں اشخاص میں اگر نہ ہوا تو بنی تمیم مجھ کو سرزنش کریں گے۔ یہ سُن کر میں عمر کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ آپ پُوچھیے۔ اُنہوں نے بھی یہی کہا کہ اگر میں اُن میں سے نہ ہوا تو بنی عدی مجھ کو طعنہ دیں گے۔ پھر میں عثمان کے پاس گیا۔ اور اُن سے خواہش کی کہ وُہ دریافت کریں۔ انہوں نے بھی کہا کہ اگر میں اُن میں سے نہ ہوا تو بنی اُمیہ مجھ کو ملامت کریں گے۔ آخر میں حضرت علیؑ کی خدمت میں گیا وُہ حضرتؑ اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے۔ میں نے کہا کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت

چار اشخاص کی مشتاق ہے۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ حضرتؐ سے دریافت فرمائیے کہ وُہ کون لوگ ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اُنؐ سے پُوچھوں گا۔ میں اگر اُن چار شخصوں میں ہوا تو خدا کا شکر کروں گا اور اگر اُن میں میرا شمار نہ ہوا تو خدا سے سوال کروں گا کہ مجھے اُن میں سے قرار دے اور میں اُن کو دوست رکھوں گا۔ غرض حضرتؑ روانہ ہوئے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ چلا۔ جب ہم آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ حضورؐ کا سرِ اقدس وحیہؓ کلبی کی گود میں ہے۔ جب وحیہ کلبیؓ نے امیرؑ المومنین کو دیکھا تعظیم کے لیے اُٹھے اور اُن کو سلام کیا اور کہا لو اپنے پسرِ عم کے سر کو اے امیرؑ المومنین کہ تم مجھ سے زیادہ سزاوار ہو۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور اپنا سر علیؑ کی گود میں دیکھا تو فرمایا کہ اے علیؑ شاید تم کسی حاجت کے لیے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ جب میں یہاں آیا تو دیکھا کہ آپ کا سرِ مُبارک وحیہ کلبیؓ کی گود میں تھا۔ تو وُہ اُٹھے اور مجھے سلام کر کے بولے کہ اپنے پسرِ عم کے سر کو گود میں لو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے پہچانا کہ وُہ کون تھے عرض کی وحیہ کلبیؓ تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ جبریلؑ تھے جنہوں نے تم کو امیرؑ المومنین کہا۔ جناب امیرؑ نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ انس نے مجھے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا کہ بہشت میری اُمّت میں سے چار شخصوں کی مشتاق ہے لہٰذا فرمائیے کہ وُہ کون کون ہیں۔ حضرتؐ نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کیا اور تین مرتبہ فرمایا کہ خدا کی قسم تم اُن میں سے پہلے ہو۔ پھر جناب امیرؑ نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسولؐ اللہ اور وُہ تین اشخاص کون ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ مقدادؓ، سلمانؓ اور ابوذرؓ ہیں۔

ابن ادریس نے بسندِ معتبر مفضل سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادقؑ سے ایک جماعت کے بارے میں دریافت کیا جو آنحضرتؐ کے بعد مرتد ہو گئی تھی۔ میں ہر ایک کا نام لے رہا تھا۔ حضرتؑ فرماتے جاتے تھے کہ دُور ہو میرے پاس سے یہاں تک کہ میں نے حذیفہؓ بن مسعود کا نام لیا۔ حضرتؑ نے ہر ایک کے بارے میں یُوں ہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اگر ان لوگوں کو معلوم کرنا چاہتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہیں ہوا تو وُہ ابوذر، مقداد اور سلمان تھے۔

عیاشی نے بسندِ معتبر حضرت امام محمّد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا سے رحلت فرمائی چار اشخاص علیؑ بن ابی طالبؑ، مقدادؓ، سلمانؓ اور ابوذرؓ کے سوا سب مرتد ہو گئے۔ راوی نے پُوچھا عمارؓ کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر اُن کو پُوچھتے ہو جن کے دلوں میں مُطلق شک داخل نہ ہوا ہو تو وُہ یہی تین اشخاص تھے۔

امام حسنؑ عسکری کی تفسیر میں مذکور ہے کہ ایک روز صبح کو آنحضرتؐ مسجد میں تشریف فرما تھے اور مسجد صحابہ سے بھری ہوئی تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کس شخص نے آج اپنے برادرِ مومن کی اپنی شان کے شایان مدد کی؟ امیرؑ المومنین نے فرمایا کہ میں نے۔ حضرتؐ نے پُوچھا کیا مدد کی؟ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ میرا گذر عمارؓ یاسر کی طرف ہوا ایک یہودی اُن سے لپٹا ہوا تھا جس کا تیس ۳۰ درم عمارؓ کے ذمّہ قرض تھا جب عمارؓ نے مجھ کو دیکھا تو کہا اے برادرِ رسُولؐ اللہ یہ یہودی مجھ سے لڑ رہا ہے اور مجھے اذیت پہنچاتا ہے اور

ذلیل کرتا ہے صرف اس وجہ سے کہ آپ اہلبیت سے مَیں محبت کرتا ہوں۔ لہٰذا اپنی عزت وشان کے صدقہ میں مجھے اس سے رہائی دلوایئے۔ جب مَیں نے چاہا کہ اس یہودی سے اُن کے بارے میں کچھ گفتگو کروں تو عمارؓ نے کہا اے برادرِ رسُولؐ میں آپ کو اپنے دل اور آنکھوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اس بات سے کہ آپ میری اس یہودی سے سفارش کریں بلکہ آپ اُس سے سفارش کیجیے جو آپ کی کوئی حاجت ردّ نہیں کرتا۔ آپ اُسی سے میرے متعلق سوال فرمایئے کہ اس یہودی کا قرض ادا کرنے میں میری مدد فرمائے اور مجھے قرض لینے سے بے نیاز کر دے۔ مَیں نے دُعا کی کہ خداوندا جو اُن کی خواہش ہے ان کو عطا فرما۔ اور اس دُعا کے بعد مَیں نے عمارؓ سے کہا کہ ہاتھ بڑھا کر جو کچھ اپنے آگے پاؤ پتھر اور ڈھیلا اُٹھا لو کہ وُہ تمہارے واسطے خالص سونا ہو جائے گا تو اُنہوں نے ہاتھ بڑھا کر ایک بڑا پتھر اُٹھایا جو کئی من کا تھا وُہ خُدا کی قدرت اور اعجازِ سیّد الاوصیا سے سونے میں تبدیل ہو گیا۔ تو اُنہوں نے یہودی سے کہا تیرا قرض کتنا ہے؟ یہودی نے کہا تیس ۳۰ درم۔ پوچھا اُس کا سونا کتنا وزنی ہوگا یہودی نے کہا تیس ۳۰ دینار۔ اُس وقت عمارؓ نے کہا خداوندا اُس بزرگ عزت کا واسطہ جس کی شان کے سبب تُو نے اس پتھر کو سونا بنا دیا مَیں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اس سونے کو ایسا نرم کر دے کہ مَیں یہودی کے قرض کے مطابق اس میں سے علیحدہ کر دوں تو خداوند عالم نے اُس کو اس قدر نرم کر دیا کہ عمارؓ نے باسانی اُس میں سے تین مثقال کے وزن کے برابر توڑ کر اس یہودی کو دے دیا پھر باقی ماندہ سونے پر نگاہ کی اور کہا خداوندا مَیں نے سُنا ہے کہ تُو نے قرآن میں فرمایا ہے:۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى (آیت ۶-۷ سورۃ علق پ ۳۰)۔ یعنی یقیناً انسان سرکش ہو جاتا ہے جبکہ اپنے کو بے نیاز پاتا ہے"۔ لیکن مَیں بے نیازی پسند نہیں کرتا جو میری سرکشی کا باعث ہو۔ لہٰذا اے معبود اس سونے کو اُسی کی عزت وجاہ کا واسطہ جس کے سبب سے تُو نے اس کو پتھر سے سونا بنا دیا پھر اس کو پتھر بنا دے۔ غرض وُہ پتھر ہو گیا اور عمار نے اُس کو پھینک دیا۔ اور کہا اے رسُولؐ خدا کے بھائی میرے لیے دُنیا و آخرت میں یہی کافی ہے کہ آپ کا شیعہ اور دوست ہوں۔ یہ سُنکر جناب رسُولِ خدا نے فرمایا کہ عمارؓ کی اس بات سے ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کو تعجب ہوا اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عمارؓ کی مدح وثنا میں آوازیں بلند کیں، اور رحمتِ الٰہی کی بارش مسلسل عرشِ اعظم سے اُن پر ہوئی۔ پھر عمارؓ سے فرمایا کہ اے ابو الیقظان تم کو خوشخبری ہو کہ دیانت میں علیؑ کے بھائی ہو اور ان کی محبت کرنے والے نیک لوگوں میں سے ہو اور اُن میں سے ہو جو اُن کی محبت میں قتل کیے جائیں گے اور تم کو ایک گروہ قتل کرے گا جو اپنے امام سے باغی ہوگا، اور دُنیا کا آخری تمہارا توشہ ایک صاع دُودھ ہوگا جس کو تم پیو گے اور تمہاری رُوح ارواحِ محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام سے جو خلق میں سب سے زیادہ بہتر ہیں ملحق ہو جائے گی۔ اور تم میرے نیک شیعوں میں سے ہو۔

اُسی تفسیر میں مذکور ہے کہ جب روزِ اُحد مُسلمانوں پر مصائب، زخم، تکلیف اور آلام جو گذرنا تھا گذر چکا اور وُہ لوگ مدینہ واپس آئے تو کچھ یہودی حذیفہؓ بن الیمان اور عمارؓ یاسر کے پاس آئے اور کہا کیا تم نے نہیں غور کیا اُس پر جو روزِ اُحد تم لوگوں پر گذرا۔ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جنگ بادشاہوں کی جنگ کے مانند ہے

کہ کبھی غالب ہوتے ہیں اور کبھی مغلوب اگر وُہ پیغمبر ہوتے تو ہمیشہ غالب رہتے۔ لہٰذا اُن کے دین سے پھر جاؤ حذیفہؓ نے اُس سے کہا خدا کی لعنت ہو تم پر مَیں تمہارے پاس نہیں بیٹھوں گا اور نہ تم سے کچھ بات کروں گا اور نہ تمہاری بات سُنوں گا۔ مَیں تم سے اپنی جان اور اپنے دین کے بارے میں ڈرتا ہوں اور تم سے دُور رہنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر اُن کے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے؛ لیکن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس بیٹھے رہے اور اُن کے جواب میں فرمایا کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزِ بدر اپنے اصحاب سے نصرت وظفر کا وعدہ فرمایا تھا اس شرط کے ساتھ کہ صبر کریں۔ اصحابؓ نے صبر کیا اور فتح پائی اور روزِ اُحد بھی اسی طرح فتح کا وعدہ کیا کہ ثابت قدم رہیں اور صبر کریں لیکن ان لوگوں نے شرط پر وفا نہ کی۔ ڈرے اور سُستی کی اور آنحضرتؐ کی مخالفت کی۔ اس سبب سے اُن کو جو پہنچنا تھا پہنچا۔ اور اگر اس جنگ میں بھی اطاعت کرتے اور صبر کی برداشت کرتے تو بیشک فتح پاتے۔ یہودیوں نے کہا اے عمارؓ اگر تم محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرتے تو ان پتلی ٹانگوں سے قریش پر فتح پا جاتے؟ عمارؓ نے کہا ہاں اُسی خدا کی قسم جس نے آنحضرتؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے، ہم کو اپنی رسالت کے فضائل وحکمت پہنچوا دیئے ہیں اور اپنے بھائی اور وصیؑ کی فضیلت سمجھا دی ہے جن کو سب سے بہتر وافضل اپنے بعد چھوڑیں گے اور اپنی ذریت طاہرہ کی فرمانبرداری کرنے کے بارے میں ارشاد فرما دیا ہے اور سختیوں کے درپیش ہونے اور حاجتوں کے موقع پر ان کو دُعا میں شفیع قرار دینے کا حکم دیا ہے۔ اور وعدہ فرمایا ہے کہ جو کچھ وُہ ہمیں حکم دیں باعتقادِ درست اُس کی طرف متوجہ ہوں اور میری غرض اُن کی اطاعت و فرمانبرداری سے ہو تو بیشک وُہ بات پوری ہو گی، یہاں تک کہ اگر وُہ مجھ کو حکم دیں کہ آسمانوں کو زمین پر گرا دوں یا زمینوں کو آسمانوں کے اُوپر لے جاؤں تو بیشک میرا پروردگار میری ان دونوں پتلی ٹانگوں کے باوجود میرا بدن اتنا قوی اور طاقتور بنا دے گا۔ یہ سُنکر اُن ملعون یہودیوں نے کہا نہیں اے عمارؓ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عزت خدا کے نزدیک اس سے بہت کم ہے جس قدر تم نے بیان کیا اور محمدؐ کے نزدیک تم اُس سے پست ہو جس قدر تم نے دعوٰی کیا چونکہ اُن کے درمیان چالیس منافق تھے اس لیے عمارؓ اُن کی مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ مَیں نے اپنے پروردگار کی حجت تم پر تمام کر دی اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کی نصیحت سے کراہت رکھتے ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے اُن کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تمہاری گفتگو کی اطلاع مجھے ہو چکی ہے۔ لیکن حذیفہؓ اپنے دین کی حفاظت کے لیے شیطان اور اُس کے دوستوں کی مجلس سے بھاگ آئے اور وُہ خدا کے شائستہ بندوں میں سے ہیں۔ مگر اے عمار تم نے اپنے دین کے لیے مجادلہ کیا اور خدا کے رسُول محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خیر خواہی کی لہٰذا تم راہِ خدا میں بہترین جہاد کرنے والے ہو۔ حضرتؐ یہی گفتگو کر رہے تھے کہ وُہ یہودی بھی آگئے جنہوں نے عمارؓ سے بحث کی تھی اور کہا اے محمدؐ یہ عمارؓ جو آپ کے اصحاب میں سے ہیں دعوٰے کرتے ہیں کہ اگر آپ اُن کو آسمان کو زمین پر گرا دینے اور زمین کو آسمان پر لے جانے کا حکم دیں تو اُن کا اعتقاد ہے کہ وُہ آپ کے اس قول کی اطاعت کریں گے اور آپ کے حکم کی تعمیل کا ارادہ کریں گے تو یقیناً خداوند عالم اس امر میں اُن کی مدد فرمائے گا؛ لیکن ہم تو اس سے بہت کم

عمل چاہتے ہیں کہ اگر آپؐ اپنی پیغمبری کے دعوے میں سچے ہیں تو ہم اتنے ہی پر قانع ہوتے ہیں کہ عمارؓ اپنی
ان پتلی ٹانگوں کے باوجود اس پتھر کو زمین سے اُٹھالیں۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ
کے باہر تشریف فرما تھے اور آپ کے سامنے ایک پتھر تھا جس کو دو سو اشخاص مل کر اُس کی جگہ سے حرکت نہیں
دے سکتے تھے۔ یہودیوں نے کہا کہ اگر عمارؓ اس کو حرکت دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے اور اگر اپنی قوت سے
بڑھ کر زور لگائیں گے تو ان کی پنڈلیاں ٹوٹ جائیں گی اور جسم کے اعضا ایک دُوسرے سے الگ ہو جائیں گے
جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عمارؓ کی پنڈلیوں کو کمزور اور حقیر مت سمجھو کیونکہ وُہ نیکیوں
کے پلڑے میں کوہِ ثور و ثبیر و حرا اور کوہِ ابو قبیس سے بلکہ تمام رُوئے زمین اور جو کچھ اُس پر ہے سب سے
زیادہ وزنی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے محمدؐ و آلِ محمد (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) پر اُن کے درُود بھیجنے کے سبب جو کچھ
اس پتھر سے زیادہ سخت ہے سُبک اور ہلکا کر دیا ہے جبکہ اُس نے اُن آٹھ فرشتوں کے لیئے عرش کو اُن کے
کاندھوں پر اُن کے صلوات بھیجنے کے سبب ہلکا کر دیا ہے اُس کے بعد جبکہ بیشمار فرشتے اُس کے اُٹھانے
کی طاقت نہیں رکھتے تھے حالانکہ یہ آٹھ فرشتے بھی اُنہی کے ساتھ تھے۔ پھر حضرتؐ نے عمارؓ سے فرمایا کہ اے
عمار اعتقاد کے ساتھ میری اطاعت کرو اور کہو خداوندا بجاہِ محمدؐ وآلِ محمد (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) مجھ کو قوی
بنادے تاکہ خدا اُس کو تمہارے لیئے آسان کر دے جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں جس طرح کہ اُس نے کالب بن
یوقنا پر دریا کا عبور کرنا آسان کر دیا جس وقت کہ اُنہوں نے ہمارے حق کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی اور
اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے اور پانی پر روانہ ہو گئے، اور آخر دریا تک گئے، اور واپس آگئے، اور گھوڑوں
کے سُم تک تر نہ ہوئے۔ غرضکہ عمارؓ نے درست و مستحکم اعتقاد سے اُس کلمۂ طیبہ کے ساتھ تکلم کیا اور اُس
سنگِ گراں کو اُٹھا لیا اور اپنے سر سے اُونچا کیا اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ اُسی
خدا کی قسم جس نے آپؐ کو پیغمبری کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ یہ پتھر میرے ہاتھ میں تنکے کے مانند ہے
حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو اُس پہاڑ پر پھینک دو اور اشارہ کیا اُس پہاڑ کی طرف جو ایک فرسخ دُور تھا۔
جب عمارؓ نے ہوا میں اُس کو اُس قوت کے ساتھ پھینکا جو خداوند عالم نے آپ کو اُس وقت اہلبیتؑ رسالت
کے توسّل کی برکت سے کرامت فرمائی تھی، تو وُہ ہوا میں ایسا بلند ہوا کہ اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا کر ٹھہرا۔ اُس
وقت آنحضرتؐ نے اُن یہودیوں سے فرمایا کہ تم نے عمارؓ کی طاقت دیکھی؟ وُہ بولے ہاں۔ پھر حضرتؐ نے
عمارؓ سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ اس پتھر سے کئی گُنا بڑا ایک پتھر ہے اُس کو اُٹھا کر میرے پاس
لاؤ۔ جب عمارؓ کوہ کی طرف چلے خداوند عالم نے زمین کو ان کے پیروں کے نیچے لپیٹ دیا کہ دُوسرے ہی
قدم میں وُہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور پتھر کو اُٹھا لیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے اور تیسرے قدم میں
حضرتؐ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس پتھر کو زوروں کے ساتھ زمین پر پٹک دو۔ یہودیوں نے
جو یہ حالت دیکھی ڈرے اور بھاگ گئے۔ عمارؓ نے اس زور سے پتھر کو پٹکا کہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اُس کے
ذرّے غبار کے مانند ہوا میں بلند ہوئے۔ تب حضرتؐ نے یہودیوں سے فرمایا کہ اے یہود لو ایمان لاؤ،
کیونکہ خدا کی نشانیاں تم نے مشاہدہ کر لیں۔ یہ سُنکر اُن میں سے بعض ایمان لائے اور بعضوں پر شقاوت

غالب ہوئی اور وُہ اپنے کفر پر اڑے رہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس پتھر کے مثل اور کیا
ہے؟ اُنہوں نے کہا نہیں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے سچائی کے ساتھ مبعوث
کیا ہے کہ ہمارے شیعوں میں کسی شخص کے گناہ پہاڑوں اور آسمان و زمین سے بھی زیادہ گراں اور سخت
ہوں تو جب وُہ توبہ کرتا ہے اور ہماری محبت اپنے دل میں تازہ کرتا ہے تو اُس کے گناہ اس سے زیادہ
زوروں سے زمین پر گرا دیئے جاتے ہیں جتنے زوروں سے عمارؓ نے اِس پتھر کو زمین پر پٹکا ہے۔ اور
ایک وُہ شخص بھی ہے جس کی عبادتیں زمین و آسمان اور کوہ و دریا کے مانند ہوتی ہیں اور وُہ ہم اہلبیتؑ کی
ولایت کا مُنکر ہوتا ہے تو اس کی عبادتیں زمین پر اس سے زیادہ سختی کے ساتھ پٹک دی جاتی ہیں جیسے
عمارؓ نے اس پتھر کو زمین پر مارا تو اس کی عبادتیں اسی پتھر کے مانند پارہ پارہ ہو جاتی ہیں۔ اور جب وُہ آخرت
میں پہنچتا ہے تو اُس کے لیئے کوئی نیکی نہیں ہوتی اور اُس کے گناہ پہاڑوں، زمین اور آسمان سے زیادہ
بڑے ہوتے ہیں تو آخرت میں اُس کے لیئے شدید عذاب اور ہمیشہ کی سزا ہو گی۔ جب عمارؓ نے یہ قوت
اپنے میں مشاہدہ کی کہ ایسے گراں پتھر کو زمین پر دے مارا اور وُہ غبار کے مانند ہوا میں اُڑ گیا تو رسُولؐ اللہ
سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجیئے کہ میں اس طاقت کے ساتھ جو اس وقت خدا نے مجھے عطا کی ہے ان
یہودیوں سے جنگ کروں اور سب کو مار ڈالوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمارؓ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ فَاعْفُوْا
وَاصْفَحُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ (آیت ۱۰۹ سورۃ بقرہ، پ۱) یعنی معاف کرو اور درگزر کرو
یہاں تک کہ خدا اپنا حکم بھیجے۔" حضرتؐ نے فرمایا یعنی اپنا عذاب، اور فتح مکہ، اور وُہ تمام اُمور جن
کا وعدہ فرمایا ہے۔

کتاب مذکور میں امام زین العابدینؑ سے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ
اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (آیت ۲۰۷ سورۃ البقرہ پ۲) یعنی لوگوں میں ایک وُہ شخص بھی ہے جو
خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیئے اپنی جان بیچتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے۔" اس آیت کی
تفسیر میں مروی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ آیت جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نیک صحابیؓ
کی شان میں نازل ہوئی جن پر اہلِ مکہ نے سختیاں کیں اور اُن کو اذیتیں پہنچائیں تاکہ وُہ دینِ اسلام سے
پھر جائیں۔ اور وُہ لوگ بلال و صہیب و خباب و عمار بن یاسر اور اُن کے باپ ماں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
تھے بلالؓ کو ابوبکر بن ابی قحافہ نے دو غلام حبشی کے عوض خرید کیا۔ جب وُہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم کی خدمت میں آئے تو امیرالمومنین کی اُس سے زیادہ تعظیم کی جس قدر وُہ ابوبکر کی کیا کرتے تھے۔ تو
مفسدوں کی ایک جماعت نے کہا اے بلالؓ تم نے کفرانِ نعمت کیا اور ابوبکر کی فضیلت کو گھٹایا جو تمہارے
آقا ہیں اور تم کو خرید کر آزاد کیا اور کافروں کی قید و سختی سے رہائی بخشی حالانکہ علیؑ نے تمہارے ساتھ کوئی
اس قسم کا احسان نہیں کیا ہے اور تم اُن کی عزت و توقیر اور تعظیم ابوبکر سے زیادہ بجا لاتے ہو یہ کفرانِ نعمت
ہے جو اُن کے متعلق ظاہر کرتے ہو اور حق ناشناسی ہے جو اُن کے حق میں عمل میں لاتے ہو۔ بلالؓ نے کہا
کیا مجھ پر لازم ہے کہ جناب رسُولِ خدا کی تعظیم سے زیادہ ابوبکر کی تعظیم کروں۔ ان لوگوں نے کہا معاذ اللہ

ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے زیادہ ابوبکرؓ کی تعظیم کرو تو بلالؓ نے کہا یہ تمہاری بات پہلی گفتگو کے خلاف ہے جو تم نے کہا کہ میرے لیئے ابوبکرؓ سے زیادہ علیؑ کی تعظیم جائز نہیں اس لیئے کہ ابوبکرؓ نے مجھے خرید کر آزاد کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علیؑ برابر نہیں کیونکہ رسُولؐ تمام خلائق سے افضل ہیں۔ بلالؓ نے کہا علیؑ بھی پیغمبرؐ خدا کے بعد خدا کے نزدیک بہترین خلق اور محبوب ترین خلق ہیں اس لیئے کہ جس وقت پیغمبرؐ کے لیئے مُرغ بریاں لایا گیا حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا اپنی سب سے زیادہ محبوب مخلوق کو میرے پاس بھیجدے تاکہ وُہ اس مُرغ کے کھانے میں میرے ساتھ شریک ہو تو علیؑ آئے اور اُس مُرغ کے کھانے میں شریک ہوئے اور مخلوقِ خدا میں سب سے زیادہ رسُولؐ خدا سے مشابہ ہیں کیونکہ خدا نے اُن کو رسُولؐ کا دینی بھائی قرار دیا ہے۔ لہٰذا ابوبکرؓ کو مجھ سے وُہ اُمید نہ رکھنا چاہیئے جو تم لوگ دلاتے ہو۔ کیونکہ وُہ جانتے ہیں کہ علیؑ اُن سے افضل ہیں اور مجھ پر علیؑ کا حق اُن سے زیادہ ہے کیونکہ علیؑ نے مجھ کو عذابِ الٰہی سے رہائی بخشی ہے اور ان کی محبت اور اُن کو دُوسروں سے افضل سمجھنے کے سبب مَیں بہشت کی ابدی نعمتوں کا مستحق ہوا ہوں۔

امام نے صہیبؓ کے بارے میں فرمایا وُہ کافروں سے کہتے تھے کہ مَیں بُوڑھا شخص ہوں اور میرا تمہارے ساتھ رہنا تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور نہ میری جُدائی تم کو کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے۔ لہٰذا میرا مال لے لو اور مجھے میرے دین پر چھوڑ دو۔ لہٰذا اُن کافروں نے اُن کا سب مال لے لیا۔ جناب رسُولِ خدا نے صہیبؓ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کس قدر مال تھا جو تم نے ان کو دے دیا۔ عرض کی سات ہزار درہم تھے۔ حضرتؐ نے پُوچھا کہ کیا تم نے خوشی سے وُہ مال ان کو دے دیا؟ صہیبؓ نے جواب دیا اُسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تمام دُنیا خالص سونا ہوتی اور مَیں سب کا مالک ہوتا تو آپؐ کے جمالِ اقدس اور آپؐ کے برادر و وصی علیؑ بن ابی طالب کے چہرۂ انور کی طرف ایک نظر دیکھنے کے عوض سب دے دیتا۔ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بہشت کے خزینہ داروں کو اس سے عاجز کر دیا کہ جو کچھ اُس مال کے عوض جو مال خداوند عالم نے تم کو کرامت فرمایا کچھ احسان رکھیں اس سچے اعتقاد کے سبب جو تم کو حاصل ہے کیونکہ کوئی بھی سوائے خدا کے احصا نہیں کر سکتا اُن مالوں کا جس نے اُن کو پیدا کیا ہے۔

پھر امام نے خباب بن الارث کے بارے میں فرمایا کہ کفار نے ان کو زنجیر گراں سے باندھ دیا اور ایک طوق ان کی گردن میں ڈال دیا تھا تو انہوں نے محمدؐ و علیؑ اور اُن کی آل طیبین کا واسطہ دے کر خدا کو پُکارا، خدا نے اُن کی برکت سے اُس زنجیر کو گھوڑا بنا دیا جس پر وُہ سوار ہوتے اور اُس طوق کو تلوار بنا دیا جس کو حمائل کر لیا اور اپنے مقام سے باہر نکلے جب کافروں نے اُن کو اس حال سے دیکھا تو ایک کی بھی جرأت نہ ہوئی کہ اُن کے نزدیک آئے اور وُہ کہتے تھے کہ جو تم میں سے چاہے میرے پاس آکر دیکھ لے کہ مَیں نے خدا، محمدؐ و علیؑ اور اُن کی آلؑ کا واسطہ دے کر دُعا کی ہے اور جانتا ہوں کہ اگر اس عقیدہ کے ساتھ تلوار کو کوہِ ابوقبیس پر ماروں تو وُہ بھی دو ٹکڑے ہو جائے۔ غرض کوئی ان کے پاس نہ آسکا اور وُہ جناب رسُولِ خدا

خباب بن الارت کا حال۔

کی خدمت میں پہنچ گئے۔

پھر امام نے یاسر اور عمار کی والدہ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے خدا کی خوشنودی کے لیئے صبر کیا۔ یہاں تک کہ ان کو کافروں نے شکنجہ میں کس کر شہید کر دیا۔

عمارؓ کے بارے میں فرمایا کہ ابوجہل ان کو اذیتیں دے رہا تھا تو خداوند عالم نے اس کی انگوٹھی کو اس کی انگلی میں اس قدر تنگ کر دی کہ وُہ بے چینی کے سبب زمین پر گر پڑا اور اُس کے پیراہن کو اس کے جسم میں اس قدر وزنی کر دیا کہ آہنی زرہوں سے زیادہ گراں ہو گئی تو ابوجہل نے عمارؓ سے کہا کہ مجھ کو اس کی گرانی اور تکلیف سے رہائی دو کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ یہ بلا مجھ پر سوائے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عجیب باتوں کے اور کسی وجہ سے نہیں ہے۔ یہ سُنکر عمارؓ نے اُس کی انگوٹھی اُس کی اُنگلی سے نکال لی اور اس کا پیراہن اُتار لیا تو ابوجہل نے کہا اب تم مکّہ میں مت رہو ورنہ تم مجھ کو بدنام کرو گے اور کہو گے کہ مَیں نے اُس کی انگوٹھی اور پیراہن اُتارا تھا۔ غرض عمارؓ مدینہ کی جانب چلے جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو صحابہ نے کہا کہ خباب نے اُن معجزات کے سبب نجات پائی جو اُن کے لیئے ظاہر ہوا۔ کیا سبب ہے کہ تمہارے باپ ماں شکنجہ میں کسے گئے یہاں تک کہ مر گئے۔ عمارؓ نے کہا یہ اُس خدا کا حکم تھا جس نے ابراہیمؑ کو آگ سے نجات بخشی اور یحییٰ اور زکریا (علیہم السلام) کو قتل کے امتحان میں مُبتلا کیا یہ سُنکر جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم بڑے فقیہوں اور عقلمندوں میں سے ہو۔ عمار نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرے لیئے علم سے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ خداوند عالمین کے رسُولؐ اور خلق میں سب سے بہتر و افضل ہیں اور یہ کہ آپ کے بھائی علیؑ آپ کے وصی اور خلیفہ ہیں اور اُن میں سب سے بہتر و برتر ہیں جن کو آپ اپنے بعد چھوڑیں گے اور یہ کہ حق بات آپ کا ارشاد اور اُن کا ارشاد ہے اور حق کردار آپ کا اور اُن کا کردار ہے۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ خداوند عالم نے مجھے آپ حضراتؑ کی دوستی و موالات کی اور آپ کے دشمنوں کی دُشمنی کی توفیق نہیں دی ہے مگر یہ کہ اُس نے چاہا ہے کہ مجھے آپ حضرات کے ساتھ دُنیا و آخرت میں وابستہ رکھے۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمار تم نے سچ کہا۔ اور بیشک حق تعالٰی تمہارے ذریعے سے دین کو قوت دے گا اور غافلوں کے عُذر کو قطع کرے گا اور معاندین کے کینہ کو ظاہر کرے گا جبکہ تم کو وُہ گروہ قتل کرے گا جو اپنے امام برحق سے باغی ہو گا۔ پھر فرمایا کہ اے عمار علم کے سبب سے تم پہنچے ہو اُس فضیلت کی بلندی تک جس پر پہنچے ہو۔ اور اپنے علم میں اضافہ کرو تاکہ تمہاری فضیلت زیادہ ہو اس لیئے کہ جب بندہ طلبِ علم کے لیئے نکلتا ہے تو خلاقِ عالم عرشِ اعظم سے اُس کو ندا دیتا ہے کہ مرحبا اے میرے بندے آیا جانتا ہے کہ کس منزلت کو طلب کر رہا ہے اور کس درجہ کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ملائکہ مقربین کی مشابہت کی تلاش میں ہے تاکہ اُن کے قریب ہو جائے، بیشک تیری مُراد پُوری کروں گا اور تیری حاجت برلاؤں گا۔

شیخ مفید نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ان حضرتؑ نے فرمایا کہ مَیں نے جابر انصاری کو کہتے ہوئے سُنا کہ اگر سلمانؓ و ابوذرؓ زندہ ہو جائیں تو دیکھیں آج اس گروہ کو جو آپ کے اہلبیتؑ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو یقیناً وُہ کہیں گے کہ یہ جھُوٹے ہیں۔ اور اگر یہ آپ کی محبت کے دعویدار سلمانؓ و ابوذرؓ ایسے لوگوں کو

دیکھیں تو بیشک کہہ اُٹھیں گے کہ وُہ دیوانے ہیں۔

کلینی وغیرہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں۔ مقدادؓ ایمان کے آٹھ درجہ پر، ابوذرؓ نو درجہ پر اور سلمانؓ دس درجہ پر فائز ہیں۔

کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے روز ایک منادی حق تعالیٰ کی جانب سے ندا کرے گا کہ کہاں ہیں حواریانِ محمد بن عبداللہ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، جنہوں نے اپنے عہد وپیمان کو نہیں توڑا اور اپنے عہد پر باقی رہے یہاں تک کہ دُنیا سے رحلت کی۔ اُس وقت سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ اٹھیں گے۔ پھر ندا ہوگی کہ وصیٔ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علیؑ کے حواریین کہاں ہیں تو عمرؓو بن حمق خزاعی و میثمؓ تمار و محمدؓ بن ابی بکر اور اویسؓ قرنی اُٹھیں گے۔

اُسی کتاب میں روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ عمارؓ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے تین مرتبہ فرمایا کہ خدا عمارؓ پر رحمت نازل فرمائے انہوں نے امیرالمومنین کی خدمت میں رہ کر جنگ کی اور شہید ہوئے۔ راوی نے کہا کہ مَیں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس سے بڑھ کر درجہ اور مرتبہ نہیں ہوسکتا تو حضرتؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم گمان کرتے ہو کہ وُہ اِن تین افراد سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ کے مثل ہوسکتے ہیں؟ افسوس ہے افسوس ہے۔ راوی نے کہا عمارؓ کیا جانتے تھے کہ اُس روز شہید ہوجائیں گے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ انہوں نے اُس روز جب دیکھا کہ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور ساعت بساعت تیز ہوتی جارہی ہے اور لوگ زیادہ مقتول ہورہے ہیں تو صف سے الگ ہوکے امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کیا میرے قتل ہونے کا وقت آگیا۔ حضرتؑ نے فرمایا اپنی صف میں جاؤ۔ عمارؓ نے تین مرتبہ یہی سوال کیا اور حضرتؑ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا یہاں تک کہ آخر میں فرمایا کہ ہاں۔ یہ سُنکر عمارؓ مردانہ وار اپنی صف میں پلٹ آئے اور یقین وایمان کے ساتھ مشغولِ جہاد ہوئے۔ اور کہتے جاتے تھے کہ آج اپنے دوستوں سے ملاقات کروں گا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے گروہ والے ہیں۔

نیز اُسی کتاب میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بہشت تین شخصوں کی مشتاق ہے۔ جناب امیرؑ نے پوچھا وُہ کون لوگ ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ تم اُن میں سے ہو اور سب سے پہلے ہو۔ دُوسرے سلمانؓ فارسی ہیں بیشک ان میں غرور ونخوت نہیں ہے۔ وُہ تمہارے خیر خواہ ہیں لہٰذا اُن کو اپنا مددگار قرار دو۔ تیسرے عمارؓ بن یاسرؓ ہیں جو بہت موقعوں پر تمہارے ہمراہ ہوں گے۔ اور کوئی موقع ایسا نہ ہوگا جبکہ ان کی نیکیاں بہت اور اُن کا نور عظیم اور اُن کا اجر زیادہ نہ ہوگا۔

ایضاً: حضرت صادقؑ نے روایت کی ہے کہ ہر خاندان سے یقیناً کوئی نجیب ہوتا ہے اور نجیبوں میں سب سے زیادہ نجیب بدترین خاندان سے محمدؓ بن ابی بکرؓ ہیں۔

فرات بن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ (آیت ۶ سورۃ تین پ ۳۰) "یعنی سوائے ان کے جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے تو اُنکے لیئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔" حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ آیت علی بن ابیطالبؑ، سلمانؓ، ابوذرؓ، مقداد اور عمار رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

کتاب اختصاص میں روایت ہے کہ عیسیٰ بن حمزہ نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ وُہ چار اشخاص جن کے بارے میں رسُولُ اللہ نے فرمایا ہے کہ بہشت ان کی مشتاق ہے کون کون ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں وُہ سلمانؓ، ابوذرؓ، مقداد اور عمار رضی اللہ عنہم ہیں۔ راوی نے پوچھا ان میں سب سے بہتر کون ہے فرمایا سلمانؓ، پھر تھوڑے تامل کے بعد فرمایا کہ سلمانؓ کو وُہ علم تھا کہ اگر اس کو ابوذرؓ جانتے تو کافر ہوجاتے۔[1]

بسندِ صحیح امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جابر انصاریؓ نے کہا کہ مَیں نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلمانؓ فارسی کے بارے میں پُوچھا۔ حضرتؑ نے فرمایا سلمانؓ علم کا دریا ہیں کوئی اُن کے علم کی انتہا نہیں پاسکتا۔ سلمانؓ مخصوص ہیں علم اوّل وآخر سے۔ خدا اُس کو دشمن رکھتا ہے جو سلمانؓ کو دشمن رکھتا ہے اور خدا دوست رکھتا ہے اُس کو جو دوست رکھتا ہے ان کو۔ جابرؓ نے کہا ابوذرؓ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا وُہ ہم میں سے ہیں۔ خدا دشمن رکھتا ہے اس کو جو اُن کو دشمن رکھتا ہے اور دوست رکھتا ہے اس کو جو اُن کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جابرؓ نے کہا کہ آپؐ کا مقدادؓ کے بارے میں کیا ارشاد ہے فرمایا وُہ بھی ہم میں سے ہیں۔ خدا دشمن رکھتا ہے اُس کو جو اُن کو دُشمن رکھتا ہے اور دوست رکھتا ہے اُس کو جو اُن کو دوست رکھتا ہے۔ جابرؓ نے کہا آپؐ عمارؓ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ بھی ہم میں سے ہیں۔ خدا دشمن رکھتا ہے اُس کو جو اُن کو دشمن رکھتا ہے اور دوست رکھتا ہے اُس کو جو ان کو دوست رکھتا ہے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ مَیں حضرتؑ سے رخصت ہوکر باہر آیا تاکہ اُن حضرات کو خوشخبری پہنچاؤں جو کچھ حضرتؑ نے اُن کے بارے میں فرمایا ہے تو حضرتؑ نے پھر مجھے طلب فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے جابرؓ تم بھی ہم میں سے ہو۔ خدا دشمن رکھے اُس کو جو دشمن رکھے تم کو اور دوست رکھے اُس کو جو دوست رکھے تم کو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کی یا رسُولَ اللہ آپ علیؑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا وُہ تو میری جان ہے۔ مَیں نے کہا آپ حسنؑ و حسینؑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا وُہ میری رُوح ہیں اور اُن کی ماں فاطمۂ میری بیٹی ہے مجھے آزردہ کرتا ہے جو کچھ اس کو آزردہ کرتا ہے اور مجھے شاد کرتا ہے جو کچھ اُسے شاد کرتا ہے۔ اور خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں لڑنے والا ہوں اُس سے جو اُن سے لڑتا ہے اور صلح رکھتا ہوں اُس سے جو اُن سے صلح رکھتا ہے۔ اے جابرؓ جب تم یہ چاہو کہ خدا سے دُعا کرو اور وُہ تمہاری دُعا قبول فرمائے تو ان کے ناموں کے واسطے سے دُعا کرو کیونکہ خداوند عالمین کے نزدیک یہ محبوب ترین نام ہیں۔

شیخ کشی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ سات آدمیوں پر زمین تنگ ہوگئی جن کے ذریعہ سے اہلِ زمین روزی پاتے ہیں اور اُنہی کے سبب سے ان کی مدد کی جاتی ہے اُنہی میں سے سلمان فارسیؓ، مقدادؓ، عمارؓ اور حذیفہؓ ہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ مَیں اُن کا امام ہوں۔ اور یہی لوگ ہیں جنہوں نے فاطمہؑ کی میّت پر نماز پڑھی۔ نیز بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سرورِ کائنات

[1] بہت ممکن ہے ان علوم کے رموز واسرار نہ سمجھ سکتے اور انکار کر دیتے جو ان کے کفر کا باعث ہو۔ واللہ اعلم ۱۲ مترجم

کے بعد لوگ گمراہ و ہلاک ہوئے سوائے سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ کے پھر اُن کے ہمنوا ابو ساسان، عمارؓ، شتیرہ اور ابو عمرہ ہو گئے اور یہ سات اشخاص ہیں۔

کتاب اختصاص میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمانؓ اگر تمہارے علم کا اظہار مقدادؓ پر کیا جائے تو وہ کافر ہو جائیں اور مقدادؓ سے فرمایا کہ اگر تمہارے صبر کو سلمانؓ پر پیش کیا جائے تو وہ کافر ہو جائیں [1]

جناب سلمانؓ فارسی سے روایت ہے کہ میں ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد گھر سے نکلا تو راستہ میں امیر المومنین سے ملاقات ہوئی حضرتؑ نے فرمایا کہ جاؤ جناب فاطمہؑ کے پاس اُن کے لیے بہشت سے کچھ تحفہ آیا ہے وہ تم کو بھی اُس میں سے عطا کرنا چاہتی ہیں۔ یہ سُنکر میں اُن مخدومہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہزادیؑ نے فرمایا کل میں اسی مقام پر بیٹھی ہوئی تھی دروازہ بند تھا میں غمگین و محزون تھی۔ اور سوچ رہی تھی کہ ہم وحی الٰہی سے محروم ہو گئے اور ہمارے گھر فرشتوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ناگاہ دروازہ کھلا اور تین لڑکیاں اندر داخل ہوئیں کہ ان سے زیادہ حسین و جمیل اور نازک و رعنائی میں بہتر اور خوشبودار کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ ان کو دیکھا تو میں اٹھ کھڑی ہوئی اور پوچھا کہ تم اہل مکہ سے ہو یا مدینہ کی رہنے والی ہو وہ بولیں اے بنت رسولؐ ہم اہل زمین سے نہیں ہیں ہم کو پروردگار عالم نے بہشت جاوید سے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے ہم آپ کی زیارت کے بے حد مشتاق تھے۔ اُن میں سب سے بڑی جو مجھے معلوم ہوتی میں نے اُس سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اُس نے کہا مقدودہ۔ میں نے پوچھا کہ کس سبب سے یہ نام رکھا گیا اُس نے کہا اس لیئے کہ مقدادؓ بن اسود کے لیئے خلق کی گئی ہوں۔ پھر میں نے دُوسری لڑکی سے نام پوچھا اُس نے کہا میرا نام ذرّہ ہے۔ میں نے سبب پُوچھا تو کہا میرا یہ نام اس لیئے ہے کہ میں ابوذر غفاریؓ کے لیئے پیدا کی گئی ہوں۔ تیسری سے نام پُوچھا تو اُس نے کہا سلمیٰ۔ میں نے وجہ پُوچھی تو اُس نے کہا میرا یہ نام اس سبب سے ہے کہ میں سلمان فارسیؓ کے لیئے خلق کی گئی ہوں۔ جناب سیدہؑ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد اُن لڑکیوں نے میرے لیئے چند رطب نکالے جو بڑی نان کے برابر تھے برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ جناب سیدہؑ نے ایک رطب اُن میں سے مجھے عطا فرمایا اور فرمایا کہ آج رات اس رطب سے افطار کرنا اور اُس کا بیج کل مجھے لا کر دینا۔ میں نے وہ رطب لے لیا اور واپس چلا۔ اصحاب رسولؐ کی جس جماعت کی طرف سے گزرتا تھا وہ لوگ پُوچھتے تھے کہ اے سلمانؓ کیا مُشک لیئے ہوئے ہو؟ میں کہتا تھا ہاں۔ غرض افطار کے وقت میں نے اُس کو کھایا اُس میں ایک بیج بھی نہ تھا۔ دُوسرے روز جناب فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اُس میں بیج نہیں تھا۔ فرمایا کہ اُس میں بیج کیسے ہوتا کیونکہ وہ رطب اُس درخت کا تھا جس کو خداوند عالم نے بہشت میں پیدا کیا ہے اُس دُعا کے سبب سے جو میرے پدر بزرگوار نے مجھے تعلیم فرمائی ہے اور اُسے ہر صبح و شام پڑھا کرتی ہوں۔ سلمانؓ نے عرض کی کہ وہ دُعا مجھے بھی تعلیم فرمایئے۔ فرمایا

[1] ان احادیث سے اُن بزرگوں کے علم و صبر کی زیادتی کا اظہار معلوم ہوتا ہے لہٰذا کوئی شبہ نہ کرنا چاہیئے جو موجب گناہ ہو۔ ۱۲ (مترجم)

اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں جب تک زندہ ہو تم کو کبھی بخار نہ آئے تو اس دُعا کو ہمیشہ پڑھا کرو۔ وہ دُعا یہ ہے:
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ النُّوْرِ بِسْمِ اللّٰهِ النُّوْرِ النُّوْرِ بِسْمِ اللّٰهِ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ هُوَ مُدَبِّرُ الْاُمُوْرِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ النُّوْرَ مِنَ النُّوْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ النُّوْرَ مِنَ النُّوْرِ وَاَنْزَلَ النُّوْرَ عَلَى الطُّوْرِ فِىْ كِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِىْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ بِقَدَرٍ مَّقْدُوْرٍ عَلٰى نَبِيٍّ مَّحْبُوْرٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هُوَ بِالْعِزِّ مَذْكُوْرٌ وَّ بِالْفَخْرِ مَشْهُوْرٌ وَّ عَلَى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ مَشْكُوْرٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ ۝ سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ و مدینہ کے ہزار آدمیوں سے زیادہ کو یہ دُعا تعلیم کی جو بخار میں مبتلا تھے اور سب کو شفا حاصل ہوئی۔

انسٹھواں باب [59]

جناب سلمانؓ فارسی کے اخلاق و خصائل پسندیدہ، فضائل اور تمام حالات

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اُن حضرتؑ سے جناب سلمان فارسیؓ کے اسلام کے بارے میں سوال کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ ایک روز جناب امیرؑ اور ابوذرؓ اور قریش کی ایک جماعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس کے پاس جمع تھے۔ امیر المومنین نے جناب سلمانؓ سے دریافت فرمایا کہ اے ابا عبداللہ کیا تم مجھے اپنے ابتدائی حالات سے آگاہ نہ کرو گے کہ تم اسلام کیونکر لائے ہو؟ سلمانؓ نے کہا خدا کی قسم اگر کوئی دُوسرا شخص پُوچھتا تو میں ہرگز نہ بتاتا۔ مگر آپ کی اطاعت لازم ہے۔ میں شیراز کے رہنے والوں میں کسانوں کی اولاد سے ہوں اور اُن کا سردار تھا۔ میرے باپ ماں مجھ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ عید کے دن میں اپنے والد کے ساتھ عیدگاہ گیا اور عبادت خانہ میں پہنچا۔ میں نے سُنا کہ وہاں کوئی بلند آواز سے کہتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَاَنَّ مُحَمَّدًا حَبِيْبُ اللّٰهِ ۔ جب میں نے یہ آواز سُنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میرے گوشت اور خون میں سرایت کر گئی اور حضورؐ کے عشق کے سبب مجھ پر کھانا پانی حرام ہو گیا۔ میری ماں نے کہا آج تم نے آفتاب کو سجدہ کیوں نہیں کیا اور پرستش کیوں نہ کی۔ میں نے انکار کیا اور اس قدر انکار پر اڑ گیا کہ وہ خاموش ہو گئیں۔ وہاں سے گھر واپس آیا تو چھت میں ایک خط لٹکا ہوا دیکھا میں نے ماں سے پُوچھا کہ یہ خط کیسا ہے۔ وہ بولیں کہ میں عیدگاہ سے آکر اسی طرح اس کو لٹکا ہوا دیکھ رہی ہوں۔ اس کے قریب مت جانا ورنہ تمہارے

والدتم کو مار ڈالیں گے۔ مجھے بھی حیرت تھی۔ میں انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ رات ہوئی اور میرے والدین سو گئے تو میں اُٹھا اور اُس خط کو لے کر پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وُہ عہدو پیمان ہے جو خدا نے آدمؑ سے لیا تھا کہ اُن کی نسل سے ایک پیغمبرؐ پیدا ہوگا جس کا نام محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا جو لوگوں کو اخلاق کریمہ اور صفات پسندیدہ کا حکم دے گا اور غیر خدا کی پرستش اور بتوں کی عبادت سے منع کرے گا۔ اے روزبہ تم عیسیٰؑ کے وصی ہو۔ ایمان لاؤ اور مجوسیتؑ اور گبریؑ کو ترک کرو۔" جب میں نے یہ خط پڑھا بے ہوش ہوگیا۔ اور آنحضرتؐ کا عشق اور بڑھ گیا۔ جب میرے والدین میری اس حالت سے آگاہ ہوئے انہوں نے مجھے ایک گہرے کنوئیں میں قید کر دیا اور کہا اگر اس خیال سے تو باز نہ آیا تو ہم تجھے مار ڈالیں گے۔ میں نے کہا جو چاہو کرو محمدؐ کی محبت تو میرے دل سے ہرگز نکل نہیں سکتی۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں اُس خط کے پڑھنے سے پہلے عربی نہیں جانتا تھا۔ اُسی روز سے خدا کے الہام کے سبب عربی سے واقف ہوگیا۔ غرض ایک مدت تک میں اُس کنوئیں میں قید رہا۔ میرے واسطے ہر روز ایک بہت چھوٹی روٹی اُس میں ڈال دی جاتی تھی۔ جب قید کی مدت بہت طولانی ہوگئی تو میں نے آسمان کی جانب ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی کہ خدا وندا تُو نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کی محبت میرے دل میں ڈالی ہے، لہٰذا اُنہی حضراتؑ کے قدر مراتب و بلندیٔ درجہ کا واسطہ مجھے اس زحمت و تکلیف سے نجات دے۔ اُسی وقت میرے پاس سفید لباس پہنے ہوئے ایک شخص آیا اور کہا اے روزبہ اُٹھ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر ایک عبادت خانہ کے پاس لایا۔ میں نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان عیسیٰؑ روح اللہ وانّ محمدؐ حبیب اللہ دیرانی نے عبادت خانہ سے سر باہر نکال کر کہا تم ہی روزبہ ہو میں نے کہا ہاں۔ اُس نے مجھے اپنے پاس بُلا لیا۔ میں دو سال تک اُس کے پاس رہا اور اُس کی خدمت کرتا رہا۔ جب اُس کی وفات کا وقت قریب آیا اُس نے مجھ سے کہا میں تو اب اس فانی دُنیا کو وداع کرتا ہوں۔ میں نے کہا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو اُس نے کہا مجھے گمان نہیں کہ کوئی شخص مذہب حق میں میرے موافق ہوگا سوائے ایک راہب کے جو انطاکیہ میں رہتا ہے۔ تم اُس کے پاس چلے جاؤ۔ اُس سے میرا اسلام کہنا پھر ایک لوح دختی مجھے دی کہ یہ اُس کو دے دینا اور انتقال کر گیا۔ میں نے اُس کی تجہیز و تکفین کی پھر لوح لے لی اور انطاکیہ روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر اُس راہب کے عبادت خانہ پر آیا اور پُکار کر کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ عِیْسٰیؑ رُوْحُ اللّٰهِ وَاَنَّ مُحَمَّدًا حَبِیْبُ اللّٰهِ۔ یہ سُنکر راہب نے اپنے دیر سے دیکھا اور کہا تم ہی روزبہ ہو میں نے کہا ہاں اُس نے کہا اُوپر آجاؤ۔ میں اُس کے پاس گیا اور دو سال تک اُس کی خدمت میں مشغول رہا جب اُس کی وفات کا زمانہ آیا اُس نے مجھے آگاہ کیا میں نے کہا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو اُس نے بھی یہی کہا کہ مذہب حق میں مجھے گمان نہیں کہ کوئی شخص میرا موافق ہوگا سوائے ایک راہب کے جو اسکندریہ میں رہتا ہے۔ تم اُس کے پاس جاؤ اور میرا اسلام کہنا اور یہ لوح اُس کو دے دینا۔ جب اُس کی وفات ہوگئی میں نے اس کو غسل و کفن دے کر دفن کیا اور لوح لے کر اسکندریہ کو روانہ ہوا۔ اور اُس راہب کے دیر کے پاس آیا اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا۔ اُس نے بھی پُوچھا تمہی روزبہ ہو؟

عہ مجوسی آفتاب و ماہتاب اور آگ کو پُوجنے والے۔ ۱۲ عہ گبر آتش پرست۔ ۱۲

میں نے کہا ہاں۔ تو وُہ مجھے اپنے ساتھ دیر میں لے گیا۔ میں نے دو سال اُس کی بھی خدمت کی یہاں تک کہ اُس کی وفات کا بھی زمانہ آیا۔ میں نے کہا مجھے کس کے حوالے کرتے ہو؟ اُس نے کہا مجھے گمان نہیں کہ حق بات میں میرا کوئی ہوگا۔ اور محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نزدیک ہے کہ اپنے نور سے عالم کو منور فرمائیں۔ جاؤ اور آنحضرتؐ کو تلاش کرو۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچو میرا اسلام عرض کرنا اور اس لوح کو حضرتؐ کے حوالے کر دینا۔ جب میں اُس کے غسل و کفن و دفن سے فارغ ہُوا لوح کو لیا باہر نکلا اور ایک گروہ کے ہمراہ ہو لیا اور اُن سے کہا کہ تم لوگ مجھے اس سفر میں کھانا کھلاؤ میں تمہاری خدمت کروں گا۔ انہوں نے منظور کر لیا۔ جب اُن کے کھانے کا وقت آیا کافروں کے طریقہ کے مطابق ایک گوسفند کو پکڑ کر اُس کو لکڑی سے اس قدر مارا کہ وُہ مرگئی تو اُس کے تھوڑے گوشت کا کباب تیار کیا اور مجھے کھانے کے لیئے بُلایا۔ میں نے انکار کیا کیونکہ وُہ مردار کے کباب تھے۔ میں نے کہا میں ایک راہب ہوں اور راہب گوشت نہیں کھاتے تو مجھے اس قدر مارا کہ میں مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا اب اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ شراب پینے کا وقت آئے اگر وُہ شراب سے بھی انکار کرے تو مار ڈالیں گے۔ جب وُہ لوگ شراب لائے اور مجھے پینے کو دیا تو میں نے کہا میں راہب ہوں اور راہب شراب نہیں پیتے۔ یہ سُنتے ہی وُہ پھر مجھ پر ٹوٹ پڑے اور مجھے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا مجھے مت مارو میں تمہاری غلامی کا اقرار کرتا ہوں۔ آخر اُن میں سے ایک کا غلام بن گیا وُہ مجھ کو لے آیا اور ایک یہودی کے ہاتھ تین سو درم پر فروخت کر دیا۔ یہودی نے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنی مفصل سرگزشت بیان کی اور کہا کہ میری خطا اس سے زیادہ نہیں کہ میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے وصی کا دوستدار ہوں۔ یہ سُنکر بولا کہ میں بھی تجھ کو اور محمدؐ کو دشمن رکھتا ہوں۔ پھر مجھ کو گھر کے باہر لایا۔ اُس کے دروازہ پر بالو کا ایک ڈھیر تھا اس کو دکھا کر اُس نے کہا کہ اے روزبہ صبح تک اگر یہ تمام ریت یہاں سے نہ پھینکا تو تجھے مار ڈالوں گا۔ میں تمام رات محنت کرتا رہا جب عاجز آگیا تو ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر کہا اے میرے پالنے والے تُو نے محمدؐ اور اُن کے وصیؑ کی محبت میرے دل میں پیدا کر دی لہٰذا اُنہی کا واسطہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے اور اس تکلیف سے راحت بخش۔ اس دُعا کے ساتھ ہی قادرِ مطلق نے ایک ہوا بھیجی جس نے تمام ریت اُس مقام پر پہنچا دیا جہاں کے لیئے یہودی نے کہا تھا۔ صبح کو یہودی نے جو دیکھا تو کہنے لگا کہ تُو ساحر و جادُوگر ہے تیرا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتا کہ تجھے شہر سے باہر نکال دُوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ تیری منحوسیت سے یہ شہر خراب ہوجائے۔ پھر مجھے شہر سے باہر لایا اور ایک نیک عورت کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ وُہ عورت مجھے بہت دوست رکھنے لگی۔ اُس کا ایک باغ تھا وُہ مجھے دے کر بولی کہ اس کا میوہ کھاؤ یا کسی کو دے دو یا صدقہ کر دو تمہیں اختیار ہے۔ میں وہاں ایک مدت تک رہا۔ ایک روز میں نے دیکھا کہ سات اشخاص آرہے ہیں اور ابر اُن پر سایہ فگن ہے۔ میں نے دل میں کہا خدا کی قسم یہ سب پیغمبر تو نہیں ہوسکتے ہاں ان میں سے کوئی ایک پیغمبر ہے۔ غرضکہ وُہ لوگ باغ میں آئے۔ اُن میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیرالمومنینؑ، حمزہؓ بن عبدالمطلب، زیدؓ بن حارثہ، عقیلؓ بن ابی طالبؑ، ابوذرؓ اور مقدادؓ تھے۔ یہ لوگ گرے پڑے خرمے کھانے لگے۔ رسُول اللہ اُن سے فرماتے تھے گرے ہوئے خرمے کھاؤ اور باغ کے میووں کو ضائع نہ کرو۔ میں اپنی مالکہ کے پاس

آیا اور کہا ایک طبق خرما مجھے بخش دو۔ اُس نے کہا چھ طبق لے جاؤ۔ مَیں پہلے ایک طبق خرما لے کر دل میں یہ سوچ کر چلا کہ اگر ان میں کوئی شخص پیغمبر ہے تو وُہ صدقہ کا خرما نہ کھائے گا بلکہ ہدیہ قبول کرے گا۔ لہٰذا مَیں نے طبق اُن کے پاس لے جا کر کہا یہ تصدق کے خرمے ہیں۔ یہ سُنکر جنابِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، امیرالمومنینؑ، حمزہؓ، عقیلؓ چونکہ بنی ہاشم سے تھے اور صدقہ اُن پر حرام ہے اُن لوگوں نے وُہ خرمے نہ کھائے باقی تین اشخاص کھانے لگے۔ مَیں نے دل میں کہا کہ یہ بھی ایک علامت ہے پیغمبرِ آخرالزمان کی جو مَیں نے کتابوں میں پڑھی ہیں۔ پھر مَیں اپنی مالکہ کے پاس گیا اور ایک طبق خرمے کی اور اجازت چاہی۔ اُس نے پھر چھ طبق کی اجازت دے دی۔ مَیں ایک طبق بھر کے لایا اور کہا یہ ہدیہ ہے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہاتھ بڑھایا اور کہا بسم اللہ کھاؤ۔ تو سب نے کھایا مَیں نے دل میں کہا یہ دُوسری علامت ہے۔ مَیں بے تاب ہو کر حضرتؐ کے گرد پھرنے لگا اور آنحضرتؐ کی پُشت کی جانب دیکھتا تھا حضرتؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا مُہرِ نبوت تلاش کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں۔ تو اپنے دوش مبارک کو حضرتؐ نے کھولا مَیں نے مُہرِ نبوت کو دیکھا جو حضرتؐ کے دونوں شانوں کے درمیان نقش تھی اور چند بال اُس پر لگے ہوئے تھے مَیں زمین پر گر پڑا اور حضرتؐ کے پائے اقدس کے بوسے لینے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے روزبہ اپنی مالکہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ محمدؐ بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کہتے ہیں کہ اس غلام (روزبہ) کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ مَیں نے اس کو حضرتؐ کا پیغام پہنچایا اُس نے کہا کہ چار سو درختِ خرما کے عوض فروخت کروں گی جن میں دو سو درخت تو خرمائے زرد کے ہوں اور دو سو درخت خرمائے سُرخ کے ہوں۔ مَیں نے آکر حضورؐ کو آگاہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کوئی دشوار بات نہیں۔ پھر امیرالمومنینؑ سے فرمایا اے علیؑ خرمے کے بیج جمع کرو۔ پھر آنحضرتؐ بیج زمین میں بوتے اور حضرت علیؑ پانی ڈالتے تھے۔ جب حضرتؐ دُوسرا دانہ زمین میں ڈالتے پہلا بیج درخت بن چکا ہوتا۔ اسی طرح حضرتؐ خرمے کے بیج بو کر فارغ ہوئے تو سب درخت تیار تھے اور سب میں پھل لگے ہوئے تھے۔ پھر حضرتؐ نے اُس عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ آکر اپنے درختوں کو لے لے اور غلام میرے حوالے کرے۔ اُس عورت نے آکر دیکھا تو کہا خدا کی قسم جب تک تمام درخت زرد خرموں کے نہ ہو جائیں غلام کو نہ دُوں گی۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور اپنے پروں کو درختوں پر مارا تو وُہ دوسرے درخت بھی تمام خرمائے زرد کے ہو گئے تو اُس عورت نے کہا خدا کی قسم ان میں سے ایک ہی درخت تم سے اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے میرے نزدیک بہتر ہے۔ مَیں نے کہا آنحضرتؐ کی ایک روز خدمت کرنا میرے نزدیک تجھ سے اور تیری تمام املاک سے بہتر ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے مجھے آزاد فرمایا اور میرا نام سلمانؓ رکھا۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سلمانؓ کہتے تھے کہ چھ چیزوں کے بارے میں مجھے تعجب ہوتا ہے۔ اُن میں تین چیزیں تو مجھے ہنساتی ہیں اور تین رُلاتی ہیں۔ جن تین چیزوں سے مجھ پر گریہ طاری ہوتا ہے وُہ دوستوں کی مفارقت ہے اور وُہ محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب ہیں، دُوسرے ہولِ مرگ اور موت کے بعد کے حالات، تیسرے حساب کے لیئے خدا کے سامنے کھڑا ہونا۔ اور وُہ تین چیزیں جن پر مجھے ہنسی آتی ہے یہ ہیں اوّل وُہ شخص جو دُنیا کی طلب میں رہتا ہے اور موت اُس کی طلب میں ہے دُوسرے وُہ شخص جو آخرت کے احوال سے غافل ہے حالانکہ خداوند عالم اور اُس کے فرشتے اُس سے غافل نہیں ہیں

جناب سلمانؓ کا چھ باتوں پر تعجب کرنا

اور اُس کے اعمال کا احصا کرتے رہتے ہیں۔ تیسرے وُہ شخص جو اپنا مُنہ ہنسنے کے لیئے کھولتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا اُس پر راضی ہے یا اُس پر غضبناک ہے۔

شیخ طوسیؒ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب سلمانؓ کے اصحاب میں سے ایک شخص بیمار ہوا جب چند روز تک اُس سے ملاقات نہ ہوئی تو اُس کا حال دریافت کیا کہ وُہ کہاں ہے لوگوں نے کہا وُہ بیمار ہے۔ سلمانؓ نے کہا آؤ اُس کی عیادت کو چلیں۔ غرض لوگ اُن کے ساتھ چلے اور اُس شخص کے گھر پہنچے تو اُس کو جان کنی کے عالم میں دیکھا۔ جناب سلمانؓ نے ملک الموتؑ سے خطاب کیا کہ خدا کے دوست کے ساتھ نرمی اور مہربانی کرو۔ ملک الموت نے جواب دیا جس کو تمام حاضرین نے سُنا کہ اے ابوعبداللہ میں تمام مومنین کے ساتھ نرمی کرتا ہوں اور اگر کسی کے سامنے اس طرح آؤں گا کہ وُہ مجھے دیکھے تو بیشک تم ہو گے۔

شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی نے کتاب احتجاج میں روایت کی ہے کہ جب خلیفہ دوم نے حذیفہؓ بن الیمان کے بیٹے کے بعد جناب سلمانؓ کو مدائن کا حاکم مقرر کیا اور سلمانؓ نے امیرالمومنینؑ کی اجازت سے قبول و منظور کیا اور مدائن چلے گئے تو خلیفہ نے خط لکھ کر اُن پر چند اعتراضات کیئے۔ جناب سلمانؓ نے جواب میں لکھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط سلمان آزاد کردۂ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے عمر بن الخطاب کی طرف ہے کہ تمہارا خط آیا جس میں تم نے مجھ کو ملامت اور سرزنش کی ہے اور لکھا ہے کہ تم نے مجھ کو مدائن کا حاکم بنا دیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ پسرِ حذیفہؓ کے اعمال کی پیروی کروں اور اُس کے ایامِ حکومت کی اتباع کروں اور اُس کی سیرت پر عمل کروں تو مَیں ان تمام نیک و بد باتوں کی تم کو کیا خبر دوں حالانکہ خداوند عالم نے مجھ کو منع کیا ہے اپنی آیتِ محکمہ میں اُن باتوں سے جن کا تم مجھے حکم دیتے ہو۔ اور فرماتا ہے:۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ (آیت ۱۲ سورۃ الحجرات پ ۲۶) اے ایمان والو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہے اور آپس میں کوئی ایک دُوسرے کے عیب کی تلاش نہ کرے اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے تو تم تو کراہت رکھتے ہو لہٰذا خدا کے غضب سے ڈرو۔" لہٰذا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ مَیں پسرِ حذیفہؓ کے بارے میں خدا کی نافرمانی اور تمہاری اطاعت کروں۔ اور تم نے جو یہ مجھے لکھا ہے کہ میں زنبیل بُنتا ہوں اور جَو کی روٹی کھاتا ہوں تو یہ ایسی باتیں نہیں ہیں جن پر کوئی شخص کسی مومن کو ملامت کرے اور اُس کی یہ عادت بدلنے کی کوشش کرے۔ اور اے عمر خدا کی قسم جَو کھانا اور زنبیل بُننا زیادہ کھانے پینے اور حقِ مومن غصب کرنے اور اُس چیز کے دعوٰے کرنے سے جو میرا حق نہیں خدا کے نزدیک زیادہ اچھا اور محبوب ہے اور پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے بیشک مَیں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب حضرتؐ کو نانِ جَو ملتی تھی آپؐ تناول فرماتے تھے اور خوش ہوتے تھے، رنجیدہ نہیں ہوتے تھے۔ اور جو تم نے یہ ذکر کیا ہے کہ مَیں جو کچھ کماتا ہوں لوگوں کو عطا کر دیتا ہوں، تو یہ مَیں احتیاج و فقر کے دن کے لیئے پہلے سے بھیج رہا ہوں۔ اے عمر پروردگارِ عزّت کی قسم مجھے پروا نہیں ہوتی کہ وُہ غذا جو میرے دہن میں پہنچتی اور حلق سے اُترتی ہے مجھے گوارا ہوتی ہے خواہ وُہ گیہوں

کا آٹا ہوا ہو یا بکری کا بھیجا ہو یا جَو کی بھوسی ہو۔ اور یہ جو تم نے کہا ہے کہ میں نے حکومتِ خدا کو کمزور اور سُست کر دیا اور اپنے نفس کو ذلیل کر دیا اور اپنے تئیں لوگوں کا خدمت گار بنا لیا ہے یہاں تک کہ اہلِ مدائن مجھ کو اپنا امیر نہیں سمجھتے ہیں اور مجھ کو ایک پُل کے مانند سمجھ لیا ہے کہ مجھ پر سے گزرتے ہیں اور اپنے بوجھ مجھ پر رکھتے ہیں تو تم نے لکھا ہے کہ یہ باتیں خدا کی سلطنت کی کمزوری کا اور ذلّت کا باعث ہیں؛ لہٰذا جان لو کہ اطاعتِ الٰہی میں ذلیل ہونا میرے نزدیک خدا کی معصیت میں بلند و عزیز ہونے سے بہتر ہے۔ اور تم خود جانتے ہو کہ رسُولِ خدا لوگوں کی تالیفِ قلوب کرتے تھے اور لوگوں سے نزدیک رہتے تھے اور لوگ آپ کا تقرب حاصل کرتے تھے اور آپ کے نزدیک بیٹھتے تھے باوجود آپؐ کی نبوّت کی جلالت اور بادشاہی کے؛ یہاں تک کہ گویا اُنہی میں سے ایک تھے۔ ان کی نہایت قربت کے سبب سے جو اُن کے ساتھ حضرتؐ ظاہر فرماتے تھے۔ بلاشبہ آنحضرتؐ معمولی غذا کھاتے اور موٹے کپڑے پہنتے اور تمام قریشی و عربی اور سیاہ و سفید دین میں حضرتؐ کے نزدیک برابر تھے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص سات مسلمانوں پر میرے بعد حاکم ہو اور اُن کے درمیان انصاف نہ کرے تو جب وُہ حق تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو خدا اُس پر غضبناک ہو گا۔ لہٰذا اے عمر میں آرزو کرتا ہوں کہ امارتِ مدائن سے سلامتی کے ساتھ سبکدوش ہو جاؤں اور ویسا ہی ہو جاؤں جیسا کہ تم مجھے کہتے ہو کہ اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے والا اور مسلمانوں کی بھلائی میں خدمت کرنے والا۔ لہٰذا اے عمر اُس شخص کا کیا حال ہو گا جو اپنے تئیں رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد تمام اُمّت کا والی قرار دیتا ہو۔ بیشک خلّاقِ عالم ارشاد فرماتا ہے:۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (سورۃ القصص آیۃ ۸۳ پ ۲۰) یعنی یہ خانۂ آخرت ہے جس کو ہم نے اُن لوگوں کی منزل قرار دی ہے جو زمین میں بلندی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرتے ہیں اور نیک انجام تو متقین کا ہے"۔ اور جان لو کہ میں اُن کی سزا اور سختی میں متوجہ نہیں ہوتا اور حدودِ الٰہی اُن پر جاری نہیں کرتا مگر کسی رہنما اور صاحبِ عقل کے ارشاد سے۔ لہٰذا اُن کے درمیان میں نے درمیانی راستہ اختیار کیا ہے اُسی راہبر کے طریقہ سے اور اُسی کی سیرت کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ اگر خدا اس اُمّت کی بھلائی چاہتا، خدا کا ارادہ ان کے بارے میں بہتری اور رُشد کا ہوتا تو بیشک اُن پر اُن لوگوں سے زیادہ بہتر اور عقلمند شخص کو والی و حاکم قرار دیتا۔ اور اگر یہ اُمّت خداوند عالمین سے ڈرنے والی ہوتی اور اپنے پیغمبر کے ارشاد کی فرمانبرداری کرتی اور حق کو پہچانتی، تو تم کو امیرُالمومنین نہ کہتی۔ تو جو حکم تم چاہو دو وُہ ہم پر جاری نہیں ہو سکتا مگر اسی دُنیا کی زندگی میں۔ لہٰذا خدا کے تمہاری مدّت کے طول دے دینے پر مغرور نہ ہو اور عذاب میں جلدی کرنے کی بجائے جو مہلت اُس نے دے رکھی ہے اُس پر اتراؤ مت۔ سمجھ لو کہ بہت جلد تمہارے ظلم و جور کے عوض تم کو دُنیا و آخرت میں گرفتار کرے گا۔ اور جو کچھ اعمال تم نے پہلے بھیج دیئے اُن کے بارے میں تم سے سوال کرے گا اور جو کچھ اس کے بعد تمہاری بد اعمالیوں کا نتیجہ ہو گا وُہ تم دیکھو گے۔

قطب راوندی نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ سلمانؓ بیان فرماتے تھے کہ میں اصفہان کے ایک دیہات کا رہنے والا تھا جس کو جی کہتے تھے اور میرے والد اُس دیہات کے رئیس تھے اور مجھ سے بہت محبّت

کرتے تھے اور مجھے گھر میں رکھتے تھے جیسے لڑکیوں کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اور میں بچّہ تھا اور مذہب کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا سوائے آتش پرستی کے جو میں دیکھتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے والد نے ایک عمارت تعمیر کرائی۔ اُن کا ایک کھیت تھا۔ ایک روز اُنہوں نے مجھ سے کہا اے فرزند عمارت کی تعمیر سے مجھے فرصت نہیں ہے، مجھے اپنی زراعت کی کوئی خبر نہیں۔ لہٰذا کھیت پر جاؤ اور مزدوروں سے ایسی ایسی تاکید کر کے فوراً واپس آجاؤ۔ دیر مت کرنا۔ غرض میں کھیت کی طرف چلا، راستہ میں عیسائیوں کا کلیسہ تھا وہاں اُن کی آوازیں سُنیں۔ میں نے پُوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا یہ لوگ نصرانی ہیں اور یہ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں اُس کلیسے میں داخل ہو گیا تاکہ اُن کے حالات دیکھوں۔ مجھے اُن کی عبادت دیکھ کر پسند آئی اور میں اُن کے پاس بیٹھا رہا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اُدھر میرے والد نے میری تلاش میں لوگوں کو ہر طرف بھیجا۔ میں رات کو گھر واپس گیا اور کھیت پر نہیں گیا۔ میرے والد نے مجھ سے پُوچھا کہ تم کہاں تھے میں نے کہا کہ میں کھیت پر جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک کلیسے کی طرف سے گزرا مجھے اُن کا طریقِ عبادت اور دُعا کرنا پسند آیا۔ میرے والد نے کہا اے فرزند تمہارے باپ دادا کا دین اُن کے دین سے بہتر ہے۔ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہے بلکہ وُہ چند گروہ ہیں جو خدا کی پرستش کرتے ہیں، دُعائیں کرتے ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور تم آگ کو پُوجتے ہو جس کو اپنے ہاتھ سے جلاتے ہو اور اگر اُس سے غافل ہو جاتے ہو تو وُہ مَر جاتی ہے یعنی بُجھ جاتی ہے۔ یہ سُنکر میرے والد نے میرے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں اور گھر میں قید کر دیا۔ میں نے ایک شخص کو نصرانیوں کے پاس بھیجا اور اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے دین کی بُنیاد کہاں ہے اُنہوں نے کہا شام میں۔ تو میں نے اُن کو پیغام بھیجا کہ جب شام سے کچھ لوگ تمہارے پاس آئیں تو مجھے اطلاع دینا۔ اُنہوں نے کہلایا کہ ایسا ہی ہو گا۔ پھر چند روز کے بعد جب شام کے تاجر آئے تو نصاریٰ نے مجھے اطلاع کرائی۔ میں نے کہا کہ جب وُہ لوگ اپنے کاموں سے فارغ ہو جائیں اور واپس جانے لگیں تو مجھے آگاہ کرنا۔ اُنہوں نے منظور کیا اور چند دنوں کے بعد جب وُہ لوگ واپس جانے لگے تو مجھے مطلع کیا گیا۔ تو میں نے اپنے پیروں کی بیڑیاں نکالیں اور اُن سے جا ملا اور شام کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب شام میں پہنچا میں نے دریافت کیا کہ اس دین کا سب سے بڑا عالم کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ وُہ عالم جس کا کلیسہ بڑا ہے اور اُس کو اُسقُف کہتے ہیں۔ وُہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ میں اُس کے پاس گیا اور خواہش کی کہ میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں تاکہ آپ سے اُمورِ نیک سیکھوں اور یاد کروں۔ اُس نے منظور کیا۔ میں اُس کے پاس رہنے لگا۔ لیکن وُہ ناشائستہ آدمی تھا آتش پرستوں کو حکم دیتا تھا کہ صدقے کے مال اُس کے پاس لائیں۔ وُہ لوگ لاتے تھے وُہ ان کو جمع کرتا تھا اور اُن میں سے کچھ بھی فقراء و مساکین کو نہیں دیتا تھا۔ غرض میں تھوڑے دنوں اُس کے پاس رہا کہ اُس کا انتقال ہو گیا۔ جب نصاریٰ اُس کو دفن کرنے آئے تو میں نے اُن کو اطلاع دی کہ یہ شخص اچھا نہ تھا۔ اور اُن کو اُس خزانہ سے آگاہ کیا جو اُس نے جمع کیا تھا تو اُن لوگوں نے سات بڑے گھڑے سونے سے بھرے ہوئے نکلے اور اُس کو ایک لکڑی کے ذریعہ دار پر کھینچا اور اُس پر پتھر برسائے۔ پھر اُس کی جگہ ایک دُوسرے عالم کو مقرر کیا۔ میں نے اُس سے زیادہ بہتر اور نیک کسی دُوسرے کو نہیں پایا۔ وُہ اُن سب سے زیادہ زاہد تھا اور

اُس کی عبادت سب سے زیادہ تھی۔ میں برابر اُس کی خدمت میں رہتا تھا یہاں تک کہ اُس کی وفات کا وقت آیا۔ میں اُس کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ تم سوئے آخرت روانہ ہوتے ہو مجھے کس کے سپرد کرتے ہو۔ اُس نے کہا اے فرزند میں اور کسی کو بہتر نہیں سمجھتا مگر ایک عالم موصل میں ہے اُس کے پاس چلے جاؤ۔ جب تم اُس کے پاس پہنچو گے تو اُس کو میری ہی مانند پاؤ گے۔ یہ کہہ کر وُہ رحمتِ الٰہی سے واصل ہو گیا۔ پھر میں موصل میں اُس عالم کے پاس گیا وُہ اُسی عالم کے مانند تارکِ دُنیا اور بڑا عابد تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ فلاں عالم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اُس نے کہا اے فرزند میرے ساتھ رہ۔ میں اُس کی خدمت میں رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اُس کی رحلت کا وقت آیا۔ میں نے اُس سے کہا آپ مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں اُس نے کہا میں کسی کے بارے میں گمان نہیں رکھتا سوائے ایک شخص کے جو نصیبین میں رہتا ہے۔ تو اُس کے پاس جا۔ غرض اُس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو دفن کیا اور نصیبین پہنچا اور وہاں کے راہب کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں عالم نے مجھے آپ کے سپرد کیا ہے۔ اُس نے بھی کہا اے فرزند میرے پاس رہو میں اُس کے پاس مقیم ہو گیا۔ وُہ بھی علم و زہد اور عبادت میں اُنہی عالموں کے مثل تھا۔ اُس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے پُوچھا کہ آپ مجھے کس کے سپرد کرتے ہیں اُس نے بھی کہا کہ میرے خیال میں کوئی نہیں سوائے ایک شخص کے جو عموریۂ روم میں رہتا ہے۔ اگر تم اُس کے پاس چلے جاؤ تو اُس کو ہماری طرح پاؤ گے۔ اُس کے انتقال کے بعد میں عموریہ پہنچا؛ اُس کو بھی مثل اُنہی عالموں کے پایا میں اُس کے ساتھ ایک مدت تک رہا اور کچھ بھیڑ بکریاں اور گائے اور کچھ مال میں نے کمایا۔ جب اُس کی وفات کا وقت آیا میں نے پوچھا آپ مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں اُس نے کہا میرے خیال میں تو کوئی ایسا نہیں ہے جو ہماری طرح اس زمانہ میں ہو لیکن اُس پیغمبرؐ کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے جو مکہ میں ظاہر ہوگا اور جس کا محلِ ہجرت دو پہاڑوں کے درمیان زمین شور ہے جس میں خرما کے بہت سے درخت ہوں گے۔ اُس پیغمبرؐ کی بہت علامتیں ظاہر ہوں گی اور اُس کے دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت ہوگی۔ وُہ صدقہ نہیں بلکہ ہدیہ تناول کرتا ہے۔ اگر تم وہاں پہنچ سکو تو چلے جاؤ۔ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں اُس کو دفن کرنے کے بعد وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وہاں بنی کلب کے تاجروں کی ایک جماعت عرب سے آئی۔ میں نے اُن سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ عرب تک لے چلیے اور یہ مال اور گائے وغیرہ جو میں نے حاصل کی ہیں لے لیجیے۔ اُن لوگوں نے منظور کیا اور میں اُن کے ساتھ ہو لیا، اور وادی القریٰ تک پہنچا۔ جب میں وہاں پہنچا تو اُن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب میں نے وہاں خرمے کے درخت دیکھے مجھے اُمید ہو گئی کہ یہ وہی مقام ہے جس کی صفت مجھ سے بیان کی گئی ہے کہ پیغمبرِ آخر الزمان جہاں مبعوث ہوں گے۔ غرض میں اُس یہودی کے پاس رہا یہاں تک کہ وادی القریٰ کے یہودیوں میں سے بنی قریظہ کا ایک شخص آیا اور اُس نے مجھے اُس یہودی سے خرید لیا جس کے پاس میں رہتا تھا اور مجھے مدینہ میں لے آیا۔ جب میں مدینہ پہنچا تو اُس کو اُنہی صفتوں کے مطابق پایا جو اُس راہب سے میں نے سُنی تھیں۔ غرض میں اُس یہودی کے پاس ایک مدت تک رہا یہاں تک کہ میں نے سُنا کہ جناب رسُولِ خدا مکہ میں مبعوث ہوئے۔ چونکہ میں غلامی کی زنجیر میں جکڑا ہوا تھا اس سبب سے آنحضرتؐ کے مزید حالات معلوم نہ کر سکا یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور قبا میں نزولِ اجلال فرمایا۔ میں اُس یہودی کے باغوں میں سے

ایک باغ میں کام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس یہودی کا چچا زاد بھائی باغ میں آیا اور کہا کہ خدا بنی قیلہ کو یعنی انصار کو قتل کرے وُہ سب قبا میں ایک شخص کے پاس جو مکہ سے آیا ہے جمع ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وُہ پیغمبر ہے خدا کی قسم، جب میں نے حضرتؐ کے بارے میں یہ سُنا تو میں اس قدر کانپنے لگا کہ نزدیک تھا کہ اپنے آقا کے سامنے ہی گر جاؤں۔ میں نے پُوچھا کہ حقیقت کیا ہے اور کون شخص ہے جو آیا ہے۔ یہ سُنکر میرے مالک نے ہاتھ اُٹھا کر میرے سینہ پر مارا اور کہا تجھ کو ان باتوں سے کیا کام۔ اپنے کام میں مشغول رہ۔ غرض جب رات ہوئی میں نے تھوڑا سا کھانا اپنے ساتھ لیا اور حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قبا میں حاضر ہوا اور کہا میں نے سُنا ہے کہ آپؐ ایک شائستہ انسان ہیں اور آپ کے ہمراہ چند اصحاب ہیں۔ میرے پاس کچھ تھوڑا سا سامان صدقہ کا ہے وُہ آپ کے لیے لایا ہوں۔ آپ اُس میں سے کھائیے۔ حضرتؐ نے یہ سُنکر اصحاب سے فرمایا کھاؤ، اور خود نہیں تناول فرمایا۔ میں نے یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ یہ پہلی علامت ہے جس کی راہب نے مجھے اطلاع دی ہے۔ پھر میں وہاں سے واپس آیا اور آنحضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے۔ پھر میں نے کچھ سامان جمع کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لایا۔ اور عرض کی کہ آپ صدقہ کی چیزیں نہیں کھاتے اس لیے میں یہ ہدیتہً لایا ہوں، یہ صدقہ نہیں ہے۔ تو حضرتؐ نے تناول فرمایا اور آپ کے اصحاب نے بھی کھایا۔ میں نے دل میں کہا یہ دوسری خصلت ہے جس کی راہب نے مجھے خبر دی تھی۔ پھر تیسری مرتبہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ایک جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے۔ آپؐ دو پُرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ کے اصحاب ہمراہ تھے۔ میں حضرتؐ کے گرد پھرنے لگا کہ شاید حضرتؐ کی پُشت پر مُہرِ نبوت نظر آجائے۔ جب آپؐ کے سر کے پیچھے پہنچا حضرتؐ نے بفراستِ نبوت سمجھ لیا کہ میں وُہ علامت دیکھنا چاہتا ہوں تو حضرتؐ نے اپنے شانۂ اقدس سے ردائے مبارک ہٹا دی تو میں نے مُہرِ نبوت دیکھی جو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان نظر آئی جس طرح کہ راہب نے بتایا تھا۔ میں اُس کو دیکھ کر گر پڑا اور اُس کو چومتا اور روتا جاتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے سلمان پلٹ کر میرے سامنے آؤ۔ میں واپس ہو کر حضرتؐ کی خدمت میں بیٹھا تو حضرتؐ نے فرمایا اپنا قصہ بیان کرو تا کہ صحابہ سُنیں۔ میں نے اپنا تمام حال شروع سے آخر تک کہہ سُنایا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے سلمان مکاتب ہو جاؤ اور اپنے مالک سے اپنے کو خرید کر آزاد ہو جاؤ۔ یہ سُنکر میں اپنے آقا کے پاس گیا اور اپنے کو مکاتب کر لیا اس شرط کے ساتھ کہ تین سو درخت اُس کے لیے لگاؤں اور چالیس اوقیہ چاندی اُس کو دُوں۔ صحابہ نے خرمے کے پودوں سے میری مدد کی۔ بعض نے تیس ۳۰ پودے اور بعض نے بیس ۲۰ پودے دیئے غرض ہر شخص نے اپنی حیثیت کے مطابق پودے لا لا کر جمع کیئے یہاں تک کہ تین سو پودے ہو گئے۔ جناب رسُولِ خدا نے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ سے بوؤں گا۔ غرض جس مقام پر باغ لگانا طے پایا تھا میں نے زمین کھودی اور حضرتؐ کو اطلاع دی تو حضرتؐ اُس مقام پر تشریف لائے۔ میں نے حضرتؐ کی خدمت میں پودے حاضر کیے حضرتؐ زمین میں لگاتے اور میں پانی ڈالتا اور اُن پر مٹی چھوڑتا تھا یہاں تک کہ سب ختم ہو گئے۔ اور اُسی خدا کی قسم جس نے حضرتؐ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اُن پودوں میں کوئی بے کار نہیں ہوا اور سب کے سب درخت بن کر تیار ہو گئے۔ پھر ایک شخص نے ایک انڈے کے برابر سونے کا ٹکڑا حضرتؐ کے پاس حاضر کیا تو حضرتؐ نے پُوچھا وُہ فارسی کہاں ہے جس نے اپنے کو مکاتب کیا ہے میں حاضرِ خدمت ہوا تو فرمایا کہ اس سونے کو لے لو اور جو کچھ

تمہارے ذمہ قرضہ ہے ادا کردو۔ میں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ کب اُس مقدار کے برابر ہو سکتا ہے جس قدر میرے ذمہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوندِ عالم اس میں اتنی برکت عطا فرمائے گا کہ جس قدر تمہارے ذمہ قرض ہے سب ادا ہو جائے گا۔ میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اُس سونے سے چالیس اوقیہ چاندی میں نے ادا کی اور یہودی کے حق سے نجات پائی۔ غرض غلامی کے سبب میں جنگِ بدر و اُحد میں حاضر نہ ہو سکا تھا۔ جنگِ خندق میں حاضر ہوا پھر حضرتؐ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوتا رہا۔

دُوسری روایت میں سلمانؓ سے اس طرح روایت ہے کہ جب عموریہ کے راہب کی وفات کا وقت آیا اُس نے کہا کہ شام میں جاؤ وہاں دو بیشہ ہے اور سال میں ایک شخص ایک بیشہ سے نکلتا ہے اور دوسرے بیشہ میں داخل ہوتا ہے۔ اُس وقت بیمار اور مزمن امراض کے مریض اُس کے راستہ میں جمع ہوتے ہیں اور اُس کی دُعا سے شفا پاتے ہیں۔ لہٰذا تم بھی اُسی وقت اُس سے ملو اور اُس سے دینِ حنیفیہ کے بارے میں سوال کرو جو ملّتِ ابراہیمؑ ہے۔ میں اُس بیشہ میں پہنچا اور ایک سال تک انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ ایک مقررہ رات وُہ ایک بیشہ سے نکلا اور دُوسرے بیشہ میں داخل ہوا۔ ابھی اُس کے شانے نکلے ہوتے تھے کہ میں اُس سے لپٹ گیا اور کہا خدا آپ پر رحمت نازل کرے میں آپ سے ملّتِ حنیفیہ معلوم کرنا چاہتا ہوں جو دینِ ابراہیمؑ ہے۔ اُس نے کہا تُو نے وُہ بات پُوچھی جس کو لوگ اس زمانہ میں نہیں پُوچھتے۔ بیشک وُہ وقت قریب ہے جبکہ ایک پیغمبرؐ خانۂ کعبہ کے نزدیک ظاہر ہوگا جو مکّہ کے حرم میں ہے۔ اور وُہ اس دین پر مبعوث ہوگا جس کو تُو دریافت کرتا ہے لہٰذا اگر تم اُس سے ملاقات کرو تو ایسا ہے کہ عیسےٰؑ کو تم نے پا لیا۔

دُوسری سند سے کتاب جرائح الجرائح میں روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا میں قیام فرماتے تھے اور فرمایا تھا کہ جب تک علیؑ مکّہ سے آکر مجھ سے مل نہ جائیں گے میں مدینہ میں داخل نہ ہوں گا۔ جناب سلمانؓ آنحضرتؐ کے حالات لوگوں سے برابر پُوچھا کرتے تھے اُن کو مدینہ کے ایک یہودی نے خرید رکھا تھا اور وُہ اُس کے نخلستان میں کام کیا کرتے تھے۔ جب سلمانؓ کو معلوم ہُوا کہ آنحضرتؐ مدینہ میں مقیم ہیں خرمے کا ایک طبق لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور کہا میں نے سُنا ہے کہ آپ غریب لوگ ہیں اور اس جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں لہٰذا یہ خرما اپنے صدقہ کا آپ لوگوں کے لیئے لایا ہوں کھا لیجئے۔ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ خدا کا نام لے کر کھاؤ لیکن خود کچھ تناول نہ فرمایا۔ سلمانؓ کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے پھر طبق لے کر گئے اور زبانِ فارسی میں کہا کہ یہ پہلی علامت ہے۔ پھر طبق کو خرمے سے بھر کر لائے اور حضرتؐ سے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے صدقہ کے خرمے نہیں کھائے لہٰذا یہ ہدیہ ہے جو آپ کے لیئے لایا ہوں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے ہاتھ بڑھایا اور کھانا شروع کیا اور اپنے اصحاب سے بھی فرمایا کہ خدا کا نام لے کر کھاؤ۔ پھر سلمانؓ نے طبق اُٹھایا اور کہا یہ دُوسری علامت ہے۔ اور آنحضرتؐ کے پیچھے گئے اور مہرِ نبوت مشاہدہ کی۔ اور آنحضرتؐ سے عرض کی کہ میں ایک یہودی کا غلام ہوں۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ جاؤ اور اُس سے ایک مال کے عوض مکاتبہ کرو تاکہ میں اُس کو دے کر تم کو آزاد کر دوں۔ پھر سلمانؓ اُس یہودی کے پاس گئے اور کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں اور اُس پیغمبرؐ کے دین کا تابع ہو گیا ہوں جو اس شہر میں آئے ہوئے ہیں لہٰذا تم اب مجھ سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکو گے

مجھے ایک مال کے بدلے میں مکاتب کر دو تاکہ میں آزاد ہو جاؤں۔ اُس نے کہا میں تم کو اس شرط کے ساتھ مکاتب کرتا ہوں کہ پانچ سو درخت خرما میرے واسطے بوؤ اور جب تک پھل نہ لائیں میری خدمت کرتے رہو اور چالیس اوقیہ عمدہ سونا کہ ہر اوقیہ چالیس مثقال کا ہوتا ہے مجھے دو۔ یہ سُنکر سلمانؓ واپس گئے اور آنحضرتؐ کو خبر دی۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور اُس سے مکاتبہ کر لو جس طرح اُس نے کہا ہے۔ جناب سلمانؓ گئے اور یہودی سے اپنے کو مکاتب کر لیا۔ اُس کو یہ گمان تھا کہ یہ امر چند سال میں پُورا ہوگا۔ غرض جناب سلمانؓ مکاتبہ نامہ آنحضرتؐ کے پاس لائے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جاؤ پانچ سو بیج لاؤ۔ میں نے حاضر کیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا امیرالمومنینؑ کو دے دو اور مجھے چل کر وُہ زمین دکھاؤ جہاں وُہ درخت لگانا چاہتا ہے۔ الغرض آنحضرتؐ، امیرالمومنینؑ اور سلمانؓ کو لے کر اُس مقام پر پہنچے۔ آنحضرتؐ اپنی انگشتِ مبارک سے زمین میں سُوراخ کرتے اور جناب امیرؑ سے فرماتے کہ اس میں بیج ڈال دو۔ حضرت امیرؑ اُس میں بیج ڈال دیتے تھے۔ پھر آنحضرتؐ اُس پر مٹی ڈال کر اپنی انگلیوں کو کھولتے تو اُن کے درمیان سے پانی جاری ہو جاتا اور اُس مقام پر پہنچ جاتا۔ پھر اسی طرح دوسرا بیج بوتے۔ جب دُوسرے بیج سے فارغ ہوتے تو پہلا درخت بن کر تیار ہو جاتا تھا۔ جب تیسرا بیج بو کر فارغ ہوتے تو دُوسرا درخت تیار ہو جاتا اور پہلا بار آور ہو جاتا۔ اسی طرح تمام بیج بوئے اور وُہ پانچ سو درخت تیار ہوئے اور اُن میں پھل پیدا ہو گئے۔ جب یہودی نے یہ عجیب و غریب صورت مشاہدہ کی تو کہنے لگا کہ قریش سچ کہتے ہیں کہ محمدؐ ساحر ہیں (معاذ اللہ) اور بولا کہ میں نے اِن درختوں کو لے لیا اب سونا لاؤ۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے ہاتھ بڑھا کر اپنے سامنے سے ایک پتھر اُٹھایا جو حضرتؐ کے اعجاز سے بہترین سونا ہو گیا۔ یہودی نے کہا میں نے اس سے بہتر سونا نہیں دیکھا تھا پھر اُس کو تولا تو چالیس اوقیہ پُورا اُترا۔ نہ کم نہ زیادہ۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں حضرتؐ کے ساتھ آزاد ہو کر واپس آیا اور حضرتؐ کی خدمت میں رہنے لگا۔ شیخ کشی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ میثب جو جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کے وقف باغوں میں سے ایک باغ ہے وُہ یہی باغ ہے جس کو جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمانؓ کے مکاتبہ کے لیئے لگایا تھا۔ خدا نے اُس یہودی سے اُس باغ کو پھر آنحضرتؐ کی طرف پلٹا دیا اور آنحضرتؐ نے اس کو جناب فاطمہؑ زہرا کو دے دیا تھا اور اُن مخدومہؑ نے وقف فرما دیا تھا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلۂ سلمانؓ کے لیئے جو گازروں میں تھے اس مضمون کا ایک عہدنامہ تحریر فرمایا تھا کہ یہ نوشتہ ہے محمدؐ بن عبداللہ رسُولِ خدا کی جانب سے جبکہ سلمانؓ نے اُن سے لکھنے کی خواہش کی۔ اپنے بھائی مہاربن قروح بن مہیا اور اپنے تمام عزیز و اقارب کے لیئے جو اُن کے بعد ہوں گے اور اُن کی نسل سے پیدا ہوں گے اُن میں سے جو مسلمان ہوں گے اور اپنے دین پر قائم و باقی رہیں گے۔ تم پر سلام ہو۔ میں خدا کی حمد کرتا ہوں تمہارے لیئے بیشک خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اقرار کروں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ میں خود بھی اس کا اقرار کرتا ہوں اور لوگوں کو بھی حکم دیتا ہوں کہ اقرار کریں اور حکم اور فرمان سب خدا ہی کا ہے۔ وُہ خدا وُہ ہے جس نے سب کو خلق کیا ہے۔ وُہی اُن پر موت طاری کرتا ہے پھر زندہ کرے گا اور سب کی بازگشت اُسی کی جانب ہے۔ پھر اُس نامہ میں سلمانؓ کے احترام کے بارے میں بہت کچھ تحریر فرمایا منجملہ اُن کے یہ بھی لکھا کہ ——— پیشانی کے

بال ترشوانا، جزیہ دینا، اور اُن سے خُمس اور عشر[1] لینا اور تمام محصول اور اخراجات معاف کر دیا ہے۔ لہٰذا اگر تم لوگوں سے وُہ کسی چیز کا سوال کریں تو ان کو عطا کرو اگر فریاد کریں اور مدد طلب کریں تو ان کی فریاد کو پہنچو اور مدد کرو اور اگر امان طلب کریں تو اُن کو امان دو اور اگر اُن سے کوئی غلطی ہو جائے تو معاف کر دو۔ اور اگر لوگ اُن کے ساتھ بُرائی کریں تو اُن کو باز رکھو اور مسلمانوں کے بیت المال سے ہر سال دو سَو حلے سو اوقیہ چاندی کے ساتھ دیا کرو کیونکہ سلمانؓ خدا کے رسُولؐ کی جانب سے ان کرامتوں کے مستحق ہیں۔ پھر آخر خط میں دُعا کی اُس کے لیے جو اس تحریر پر عمل کرے، اور لعنت و نفرین کی اُس پر جو اُن کو آزار و تکلیف پہنچائے۔ اور یہ نامہ امیر المومنینؑ کے سپُرد فرمایا۔ ابن شہر آشوب نے فرمایا کہ یہ خط آج تک سلمانؓ کی اولاد کے پاس موجود ہے اور لوگ آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اور یہ آنحضرتؐ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے اگر آنحضرتؐ کو یہ علم نہ ہوتا کہ آپ کا دین تمام روئے زمین پر پھیلے گا تو ایسا فرمان اُن سلطنت والوں کے لیے نہ لکھتے جو اُس وقت آپ کے تصرف میں نہ تھے۔

رجال کشی وغیرہ میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ سلمانؓ نے علمِ اول و علمِ آخر معلوم کیا۔ اور وُہ ایک دریائے علم تھے کہ جن کا علم ختم ہونے والا نہ تھا۔ اور وُہ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔ اُن کا علم اس درجہ تک پہنچا ہوا تھا کہ ایک روز اُن کا گزر ایک شخص کی طرف ہوا جو ایک مجمع میں کھڑا تھا سلمانؓ نے اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا پروردگارِ عالم سے توبہ کر اُس فعل سے جو کل رات تُو نے اپنے مکان میں کیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے سلمانؓ چلے گئے۔ لوگوں نے اُس شخص سے کہا کہ سلمانؓ نے تجھ کو بدی سے نسبت دی اور تُو نے اس کی تردید نہ کی اُس نے کہا کہ سلمانؓ نے مجھے اُس امر سے آگاہ کیا جس کو میرے اور خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ بسندِ دیگر روایت کی ہے وُہ حضرت خلیفہ اوّل تھے۔

بسندِ معتبر دیگر امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ اُن حضرتؑ نے فضیل بن یسار سے پُوچھا کہ تم جانتے ہو کہ سلمانؓ علمِ اوّل اور علمِ آخر کو جانتے تھے اس سے کیا مطلب ہے؟ فضیل نے کہا یعنی وُہ علمِ بنی اسرائیل اور علمِ رسالتمآبؐ سے آگاہ ہو گئے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا نہیں یہ مطلب نہیں ہے بلکہ یہ کہ وُہ علمِ پیغمبر اور علمِ امیر المومنین اور آنحضرتؐ اور امیر المومنین کے عجیب و غریب اُمور سے آگاہ تھے۔

نیز شیخ کشی و شیخ مفید نے بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابو ذرؓ جناب سلمانؓ کے گھر آئے۔ جناب سلمانؓ کا پیالہ شوربہ اور چربی سے بھرا ہوا تھا۔ آپس میں باتوں کے درمیان پیالہ اُلٹا ہو گیا مگر اُس میں سے کچھ نہ گرا۔ سلمان نے اُس کو سیدھا کیا اور پھر گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابو ذرؓ کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ اتفاقاً پھر وُہ اوندھا ہو گیا لیکن اُس میں سے شوربہ وغیرہ کچھ نہ گرا۔ اس سے ابو ذر کا تعجب اور بڑھ گیا اور وُہ دہشت زدہ وہاں سے اُٹھے اور بہت غور و فکر کر رہے تھے ناگاہ امیر المومنین کو وہاں دیکھا۔ حضرتؑ نے ابو ذر سے فرمایا کہ کیوں تم سلمان کے پاس سے چلے آئے اور تمہاری

[1] عشر ہر چیز کا دسواں حصّہ۔ ۱۲

دہشت کا کیا سبب ہے ابو ذرؓ نے صورتِ حال بیان کی۔ حضرتؑ نے فرمایا اے ابو ذر اگر سلمان تم کو وُہ اُمور بتا دیں جو جانتے ہیں یقیناً تم کہو گے کہ سلمان کے قاتل پر خدا رحمت کرے۔ اے ابو ذر بیشک سلمان زمین میں خدا کی درگاہ ہیں جو ان کو پہچانے وُہ مومن ہے اور جو اُن سے انکار کرے وُہ کافر ہے بیشک سلمان ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔ شیخ مفید کی روایت ہے کہ جب جناب امیرؑ سلمانؓ کے پاس آئے تو فرمایا کہ اے سلمان اپنے مصاحب کے ساتھ مدارات کرو اور انکے سامنے وُہ اُمور ظاہر نہ کرو جس کے وُہ متحمل نہیں ہو سکتے۔

کلینی، کشی اور شیخ طوسی نے بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب سلمانؓ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسجد میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے وُہ لوگ اپنے حسب و نسب کی بلندی کا ذکر کر رہے تھے یہاں تک کہ سلمان کی باری آئی تو عمر بن خطابؓ نے کہا اے سلمان تم آگاہ کرو کہ تم کون ہو تمہارے باپ کون ہیں اور تمہاری اصلیت کیا ہے۔ سلمان نے کہا مَیں ایک بندۂ خدا کا فرزند سلمان ہوں۔ مَیں گمراہ تھا تو حق تعالیٰ نے محمدؐ کی برکت سے میری ہدایت کی۔ مَیں پریشان حال تھا تو خدا نے آنحضرتؐ کے صدقہ میں مجھے غنی کر دیا۔ مَیں غلام تھا تو خدا نے آنحضورؐ کی برکت سے آزاد کر دیا۔ یہ ہے میرا نسب اور یہ ہے میرا حسب۔ یہی تذکرہ ہو رہا تھا کہ آنحضرتؐ باہر تشریف لائے۔ سلمان نے حضرتؐ سے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھے اس جماعت سے کیسی اذیت پہنچی ہے۔ مَیں ان کے پاس بیٹھا تو ان لوگوں نے اپنے نسب اور اپنے باپ دادا پر فخر کرنا شروع کیا یہاں تک کہ میری طرف رُخ کیا، اور عمرؓ بن الخطاب نے مجھ سے ایسا ایسا سوال کیا۔ حضرتؐ نے پُوچھا تم نے کیا جواب دیا، جناب سلمان نے اپنا جواب بیان کیا۔ تو جناب رسُولِ خدا نے قریش سے فرمایا کہ مرد کا حسب اُس کا دین ہے اور اُس کی مردانگی و جوانمردی اُس کے اخلاق ہیں اور آدمی کی اصل و بنیاد عقل ہے۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (آیت ۱۳ سورۃ حجرات پ ۲۶) یعنی ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو کنبہ اور قبیلے والا بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بیشک تم میں سب سے زیادہ ذی عزّت خدا کے نزدیک وُہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور خدا کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنے والا ہے۔" اگر تم اُن میں سب سے زیادہ پرہیز کرنے والے ہو تو اُن سے افضل ہو۔

نیز کشی نے روایت کی ہے کہ جب سلمان ایک اُونٹ کو دیکھتے جس کو لوگ عسکر کہتے تھے اور عائشہ روزِ جمل اُس پر سوار ہو کر اُس کو تازیانہ مارتی تھیں تو اظہارِ نفرت کرتے۔ لوگوں نے سلمان سے کہا کہ اس جانور سے تم کو کیا پرخاش ہے جناب سلمان نے فرمایا کہ یہ جانور نہیں بلکہ یہ عسکر پسرِ کنعان جنّی ہے جس نے یہ صورت اختیار کی ہے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔ پھر اُس اُونٹ کے مالک اعرابی سے کہا کہ تیرا یہ اُونٹ یہاں بے قدر ہے اس کو حوأب کی سرحد پر لے جا اگر وہاں لے جائے گا تو جو قیمت چاہے گا مِل جائے گی۔ جناب امام باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ لشکرِ عائشہ نے اس اُونٹ کو سات سو درہم میں خرید کیا جبکہ وُہ لوگ[1] حضرت علیؑ سے

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ یہ امر بھی جناب سلمان کے کرامات سے ہے کہ واقعہ جمل کے برسوں پہلے اس واقعہ کی اطلاع دے دی تھی اور عائشہ کے اُونٹ کی تعیین کر دی تھی۔ ۱۲

جنگ کے لیئے جا رہے تھے۔

نیز کشی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سلمان نے قبیلہ کندہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ جب اُس کے گھر پہنچے تو وہاں ایک کنیز کو دیکھا اور یہ کہ ایک چادر کا پردہ دروازہ پر لٹکا ہوا ہے۔ سلمان نے فرمایا شاید اس کے اندر کوئی بیمار ہے جس کے سبب سے پردہ دروازہ پر ڈالا گیا ہے یا تم خانۂ کعبہ کو اُٹھا لائے ہو جس پر غلاف چڑھائے ہو۔ لوگوں نے کہا اُس عورت نے یہ پردہ اپنے لیئے ڈالا ہے سلمان نے پوچھا یہ کنیز کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عورت مالدار تھی اُس نے خدمت کے لیئے یہ کنیز خریدی ہے۔ سلمان نے کہا میں نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ جس شخص کے پاس کوئی کنیز ہو اور وُہ اُس سے مقاربت نہ کرے یا اُس کے لیئے شوہر اختیار نہ کرے پھر وُہ کنیز زنا کرے تو اُس کنیز کے گناہ کے برابر اُس مرد پر گناہ ہوگا۔ اور جو شخص کسی کو قرض دے تو ایسا ہے کہ اُس نے اپنا نصف مال خیرات کر دیا۔ اور جب دُوسری مرتبہ قرض دے تو ایسا ہے کہ اپنا کل مال خیرات کر دیا۔ اور حق کا اُس کے مالک کو ادا کرنا یہ ہے کہ اُس کا حق اُس کے گھر لے جا کر دے یا جہاں اُس کے سامان وغیرہ رکھے ہوں وہاں پہنچائے اور صاحبِ حق سے کہے کہ اپنا حق سنبھالو۔

پھر کشی نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز لوگوں نے جناب سلمان کا ذکر امام محمد باقرؑ کے سامنے کیا۔ اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ سلمان محمدی ہیں اور ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ سلمان فرماتے تھے کہ لوگ قرآن کی طرف سے ہٹ کر احادیث پر رجوع ہو گئے کیونکہ قرآن کو ایک بلند کتاب پایا جس میں واضح ہے کہ ہر چھوٹے بڑے عمل کا خواہ وُہ رائی کے دانے کے برابر ہو حساب کیا جائے گا۔ اس لیئے احکامِ قرآن تم پر دُشوار ہوئے۔ اور احادیث کی طرف لوگوں نے رُخ کیا جس نے کاموں کو تم پر کشادہ اور آسان کر دیا ہے۔

شیخ کشی و مفید نے بسند ہائے معتبر صحیح و موثق حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت سلمان کوفہ کے بازار آہنگراں میں گزر رہے تھے وہاں ایک جوان کو بے ہوش دیکھا اور لوگ اُس کے گرد جمع تھے۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ اس شخص پر صرع کا غلبہ ہے آپ اس کے کان میں کوئی دُعا پڑھ دیجیئے شاید اس کو ہوش آ جائے۔ جب سلمان اُس کے قریب آئے اُس کو ہوش آ گیا۔ اُس نے کہا اے ابو عبد اللہ مجھ کو وُہ مرض نہیں ہے جو یہ لوگ سمجھ رہے ہیں لیکن جب میں ان لوہے والوں کے پاس سے گذر رہا تھا اُن کے گرزوں کو دیکھا کہ اُس سے لوہے کو کُوٹتے ہیں۔ مجھے خدا کا ارشاد جو اُس نے قرآن میں فرمایا ہے یاد آیا کہ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ٥ (آیت ۲۱ سورۃ الحج پ ۱۷) یعنی اُن کے لیئے لوہے کے گرز ہوں گے۔ پس خوف عذابِ الٰہی سے میری عقل جاتی رہی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ یہ سُنکر سلمان نے اس کو اپنا بھائی بنا لیا اور آپ کے دل میں اُس کی محبت کی شیرینی محض خوشنودیٔ خدا کے لیئے جاگزیں ہو گئی۔ وُہ برابر اُس کے ساتھ رہتے تھے اور برادری کے شرائط بجا لاتے تھے۔ یہاں تک کہ وُہ جوان بیمار ہوا اور جناب سلمان اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اُس کے سرہانے بیٹھے تو دیکھا کہ وُہ نزع میں ہے۔ آپ نے فرمایا اے ملک الموت میرے بھائی کے ساتھ نرمی کرو۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ اے سلمان میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں اور اُن پر

مہربان ہوں۔

نیز کشی نے بسند معتبر مسیب بن نجیہ سے روایت کی ہے کہ جب سلمان فارسی مدائن کے حاکم ہو کر آئے ہم لوگ اُن کے استقبال کے لیئے شہر سے باہر آئے۔ جب ہم اُن کے ساتھ زمین کربلا پر پہنچے سلمان نے پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے ہم نے کہا اس کو کربلا کہتے ہیں تو وُہ بولے کہ یہ ہمارے بھائیوں کے قتل ہونے کی جگہ ہے یہ مقام اُن کے سامان واسباب رکھنے کا ہے' اور یہ اُن کے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے' اور یہ اُن کے خون بہائے جانے کی جگہ ہے۔ اس زمین پر اگلے بہترین لوگ قتل ہوئے اور اسی زمین پر بعد کے بہترین انسان شہید کیئے جائیں گے۔ غرض ہم اُن کے ساتھ حرورا تک پہنچے جو نہروان کے خوارج کے جمع ہونے کا مقام تھا تو سلمان نے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے ہم نے کہا کہ حرورا۔ تو فرمایا کہ اس جگہ اگلے بدترین لوگوں نے خروج کیا ہے اُن کے بعد پچھلے بدترین لوگ خروج کریں گے۔ پھر جب وُہ کُوفہ پہنچے تو کہا یہ کُوفہ ہے ہم نے کہا ہاں فرمایا یہ قبۂ اسلام ہے۔ [1]

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ سلمان کا گذر ایک روز یہودیوں کی ایک جماعت کی طرف ہوا ان لوگوں نے آپ سے خواہش کی کہ اُن کے پاس بیٹھیں اور جو کچھ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے اُن سے بیان کریں۔ جناب سلمان اُن کے پاس بیٹھ گئے اور اُن کے اسلام لانے کی انتہائی لالچ میں کہا کہ میں نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک گروہ کو تم سے بڑی حاجتیں ہوتی ہیں اور تم اُن کی حاجتیں پُوری نہیں کرتے ہو مگر اُس وقت جبکہ وُہ اس سے سفارش کراتے ہیں جو خلق میں تم کو زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ جب وُہ ان کو ان کی شان و منزلت کے سبب تمہارے نزدیک اپنا شفیع قرار دیتے ہیں تو تم ان کی حاجتیں بر لاتے ہو اسی طرح سمجھ لو کہ میرے نزدیک میری مخلوق میں سب سے زیادہ ذی قدر و ذی مرتبہ اور ان میں سب سے افضل و برتر محمدؐ اور اُن کے بھائی علیؑ اور وُہ آئمہؑ جو اُن کے بعد ہونے والے ہیں جو خلق کے وسیلہ اور ذریعہ میری بارگاہ میں ہیں؛ لہٰذا جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو جو مخلوق میں سب سے زیادہ نیک پاک اور گناہوں سے معصوم ہیں شفیع و وسیلہ قرار دے تاکہ میں اس کی حاجتیں بر لاؤں اُس شخص سے بہتر طریقہ سے جس کو کوئی اس کے محبوب ترین شخص کے شفیع قرار دینے سے بر لاتا ہے یہ سُن کر اُن یہودیوں نے جناب سلمان سے بطور مذاق کہا کہ پھر آپ کیوں

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ شیخ کشی نے حضرت سلمان کا طولانی خطبہ روایت کیا ہے جس میں اہلبیتِ رسالتؑ کے حق کا اور اس اُمت کے ظالموں اور خلافت کے غاصبوں کا تذکرہ کیا ہے اور اکثر واقعات اور مظالم جو اہلبیت پر واقع ہوئے اور بنی اُمیّہ کا خروج اور اُن کی فتنہ پردازیاں اور بنی عباس کا خروج اور اکثر گزشتہ واقعات اور آنے والے واقعات مثل نفس زکیہ کے قتل اور حضرت قائم آلِ محمدؐ کا خروج اور جیلا میں لشکر سفیانی کا دھنسنا وغیرہ بیان کیا ہے جن کا ذکر احادیثِ معتبرہ میں واقع ہوا ہے۔ جو ممکن ہے حالاتِ غیبت میں مذکور ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ ۱۲۔

خدا سے اُن کو وسیلہ قرار دے کر سوال نہیں کرتے اور انہی کے حق سے توسّل اختیار کر کے دُعا نہیں کرتے تاکہ خدا اُن کے طفیل میں آپ کو اہلِ مدینہ میں سب سے زیادہ بے نیاز کر دے۔ سلمان نے فرمایا کہ میں نے اُن کو وسیلہ اور ذریعہ اور شفیع قرار دے کر خدا سے اُس چیز کا سوال کیا جو دُنیا کے تمام ملک سے زیادہ عظیم اور نافع تر ہے کہ خدا مجھے ان کی عظمت و بزرگی اور مدح و ثنا بیان کرنے کے لیے زبان عطا فرمائے اور ایسا دل کرامت فرمائے جو اُس کی نعمتوں پر شکر کرنے والا ہو اور عظیم مصیبتوں پر صبر کرنے والا ہو۔ تو خدا نے میری دُعا قبول فرمائی اور جو کچھ میں نے طلب کیا تھا مجھے عطا فرمایا۔ اور وُہ تمام دُنیا کی بادشاہی اور جو کچھ دُنیا میں نعمتیں ہیں اُن سے لاکھوں درجہ بہتر و برتر ہے۔ تو یہودیوں نے آپ کا مذاق اُڑایا اور کہا اے سلمان تم نے مرتبۂ عظیم و بلند کا دعوےٰ کیا اب ہم مجبور ہیں کہ تمہارا امتحان کریں کہ تم اپنے دعوے میں سچے ہو یا نہیں۔ لہٰذا پہلا امتحان تو یہ ہے کہ ہم اپنے تازیانوں سے تم کو مارتے ہیں تم اپنے خدا سے دُعا کرو کہ ہمارے ہاتھ تم سے روک دے۔ سلمان نے دُعا کی پروردگارا مجھ کو ہر بلا پر صبر کرنے والا قرار دے۔ وُہ بار بار یہ دُعا کرتے تھے اور وُہ ملعون یہودی آپ کو تازیانے مارتے تھے یہاں تک کہ تھک گئے اور رنجیدہ ہوئے، اور سلمان اس دُعا کے علاوہ اور کچھ نہ کہتے تھے۔ جب وُہ تھک کے رُکے تو کہنے لگے ہم کو گمان نہ تھا کہ کسی کے بدن میں رُوح باقی رہتی اس شدید عذاب کے سبب جو ہم نے تم پر وارد کیا۔ تم نے خدا سے یہ دُعا کیوں نہ کی کہ ہم کو تمہاری ایذا رسانی سے روک دیتا۔ سلمان نے فرمایا کہ یہ دُعا صبر کے خلاف تھی بلکہ میں نے قبول و منظور کیا اور اُس مہلت پر راضی ہوا جو خدا نے تم کو دے رکھی ہے۔ اور میں نے خدا سے دُعا کی کہ مجھے اس بلا پر صبر عطا فرمائے۔ چنانچہ اُن یہودیوں نے تھوڑی دیر آرام کیا پھر اُٹھے اور کہا اس مرتبہ تم کو ہم اتنا ماریں گے کہ تمہاری جان نکل جائے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی رسالت سے انکار کرو۔ جناب سلمان نے فرمایا ہرگز ایسا نہ کروں گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انکار کروں بیشک خداوند عالم نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (آیت ۳ سورہ بقرہ پ۱) یعنی وُہ لوگ غائبانہ ایمان لاتے ہیں اور یقیناً تمہاری اذیّت رسانی پر میرا صبر کرنا اس لیئے ہے کہ میں اُس جماعت میں داخل ہو جاؤں جن کی خلاق عالم نے اس آیت میں مدح کی ہے اور یہ صبر میرے لیئے سہل و آسان ہے۔ پھر اُن ظالموں نے سلمان کو مارنا شروع کیا اور مارتے مارتے تھک گئے تو چھوڑ کر بیٹھے اور بولے کہ اے سلمان اگر پیشِ خدا تمہاری کوئی قدر ہوتی اُس ایمان کے سبب سے جو محمدؐ پر لاتے ہو تو یقیناً وُہ تمہاری دُعا مستجاب کرتا اور ہم کو تم سے باز رکھتا۔ سلمان نے فرمایا تم لوگ کیسے جاہل ہو۔ اب خدا میری دُعا اور کیسے قبول کرتا۔ کیا میرے لیئے اُس کے خلاف کرتا جو کچھ میں نے اُس سے طلب کیا ہے۔ میں نے تو اُس سے صبر طلب کیا ہے اُس نے میری دُعا قبول فرمائی اور مجھے صبر کرامت فرمایا۔ اگر اُس سے طلب کرتا کہ تم کو مجھ سے باز رکھے اور تم کو باز نہ رکھتا، تو میری دُعا کے خلاف ہوتا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔ پھر تیسری مرتبہ وُہ ملاعین اُٹھے اور تازیانے کھینچ کر جناب سلمان کو مارنے لگے۔ وُہ حضرت اس سے زیادہ نہیں کہتے تھے کہ خداوندا مجھے اُن بلاؤں پر صبر عطا فرما جو مجھ پر تیرے برگزیدہ اور محبوب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی محبت میں نازل ہو رہی ہیں۔ تو اُن کافروں نے کہا اے سلمان تم پر وائے ہو کیا محمدؐ نے تمہیں تقیہ کے لیئے اجازت نہیں دی ہے کہ اپنے دشمنوں سے کفر کی باتیں

کہہ دو ہم تم کو مجبور کر رہے ہیں۔ سلمان نے کہا خدا نے مجھے اس امر میں تقیہ کی اجازت دی ہے لیکن واجب نہیں قرار دیا ہے بلکہ جائز کیا ہے کہ میں وُہ بات کہہ دوں جس پر تم مجھے مجبور کرتے ہو۔ اور تمہاری ایذا رسانی اور تکلیف دینے پر صبر کروں تو یہ اُس سے بہتر ہے۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں پسند کرتا۔ غرض پھر اشقیا اُٹھے اور اُن کو بے شمار تازیانے مارے کہ اُن کے جسمِ اقدس سے خون جاری ہو گیا اور مذاق کے طور پر کہتے جاتے تھے کہ خدا سے کہتے نہیں ہو کہ ہم کو تمہاری آزار رسانی سے باز رکھے اور وُہ بھی نہیں کہتے۔ جو ہم تم سے چاہتے ہیں لہٰذا ہم پر نفرین کرو کہ خدا ہم کو ہلاک کرے اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ خداوند عالم تمہاری دُعا کو رد نہیں کرتا اگر محمدؐ و آلِ محمدؐ کے توسّل سے کرو۔ جناب سلمان نے فرمایا کہ میں کراہت رکھتا ہوں اس سے کہ خدا سے تمہاری ہلاکت کی دُعا کروں اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے درمیان کوئی ایسا بھی ہو جس کہ خدا جانتا ہو کہ اس کے بعد ایمان لائے گا تو اگر تمہاری ہلاکت کی دُعا کروں تو اس کے خلاف ہوگا۔ یہ سُن کر اُن کافروں نے کہا کہ اگر اس سے ڈرتے ہو تو اس طرح دُعا کرو کہ خداوندا ہلاک کر اس کو جس کے بارے میں تو جانتا ہے کہ وُہ سرکشی اور بغاوت پر باقی رہے گا اگر اس طرح دُعا کرو گے تو اُس بات کا خوف نہ رہے گا جس کا تم کو خیال ہے اسی اثناء میں اُس مکان کی دیوار شق ہوئی جس میں کہ وُہ لوگ تھے، اور جناب سلمان نے حضرت رسالتمآبؐ کو دیکھا آپ فرما رہے تھے اے سلمان ان ظالموں کی ہلاکت کی دُعا کرو کیونکہ ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ایمان لاتے اور نیکی اور ہدایت حاصل کرے جس طرح حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے لیئے بد دُعا کی تھی جبکہ سمجھ لیا تھا کہ ان کی قوم ایمان نہ لاتے گی سوائے اُن کے جو ایمان لا چکے ہیں۔ یہ سُن کر سلمان نے فرمایا اے یہودیو تم کس طرح ہلاک ہونا چاہتے ہو بتاؤ تو اُسی امر کے لیئے خدا سے دُعا کروں وُہ بدنصیب بولے کہ یہ دُعا کرو کہ خداوندا ان میں سے ہر شخص کے تازیانے کو ایک ایک سانپ کی شکل میں بدل دے جو اپنا سر اُٹھائے اور اپنے اپنے مالک کی ہڈیاں چبا ڈالے۔ جناب سلمان نے اسی طرح دُعا کی تو ہر ایک کا تازیانہ سانپ بن گیا جن میں سے ہر ایک کے دوٗ دوسَر تھے۔ ایک سے اپنے مالک کا سر اور دُوسرے سے اُس کا داہنا ہاتھ پکڑا جس میں وُہ تازیانہ لیئے ہوتے تھا اور تمام ہڈیاں چُور چُور کر ڈالیں اور چبا کر کھا لیا۔ اُسی وقت جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی مجلس میں جہاں کہ تشریف فرما تھے فرمایا کہ اے مسلمانو! خداوند عالم نے تمہارے ساتھی سلمانؓ کی اس وقت بیس منافقوں اور یہودیوں کے مقابلہ میں مدد کی اور اُن کے تازیانوں کو سانپ بنا دیا جنہوں نے ان کو چُور چُور کر کے کھا لیا۔ لہٰذا چلو اُن سانپوں کو دیکھیں جن کو خدا نے سلمانؓ کی مدد کے لیئے تعینات فرمایا ہے۔ غرض جناب رسُولِ خدا اور آپؐ کے اصحاب اُٹھے اور اُس مکان کی طرف چلے۔ اُس وقت اُس میں پاس پڑوس والے منافقین و یہودی اُن کافروں کے چیخنے چلانے کی آوازیں سُن کر جمع ہو گئے تھے جبکہ اُن کو سانپ کاٹ رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھا تو خوفزدہ ہو کر دُور ہٹ گئے تھے۔ جب آنحضرتؐ وہاں تشریف لائے تو وُہ سب سانپ اس گھر سے نکل کر مدینہ کی گلی میں آ گئے جو بہت تنگ تھی۔ خداوند عالم نے اس کو دس گنا کشادہ کر دیا حضرتؐ کو دیکھ کر اُن سانپوں نے ندا کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ پھر جناب امیر علیہ السلام پر

سلام کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَلِیُّ یَا سَیِّدَ الْوَصِیِّیْنَ پھر آپ کی ذریت طاہرہ پر سلام کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلٰی ذُرِّیَّتِكَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ جَعَلُوْا عَلَی الْخَلَائِقِ قَوَّامِیْنَ یعنی سلام ہو آپ کی ذریت پر جو پاک اور معصوم ہیں اور جن کو خداوندِ عالم نے امورِ خلق کے ساتھ قیام کرنے والا قرار دیا ہے۔ یا رسُولَ اللہ ہم ان منافقوں کے تازیانے ہیں خدا نے ہم کو اس مومن سلمان کی دُعا سے سانپ بنا دیا ہے۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں خدا کے لیئے سزاوار ہیں کہ میری اُمت میں سے اس کو قرار دیا ہے جو صبر کرنے اور بد دُعا اور نفرین نہ کرنے میں حضرت نوحؑ سے مشابہ ہے۔ پھر اُن سانپوں نے آواز دی کہ یا رسُولَ اللہ ان کافروں پر ہمارا غضب و غصّہ شدید ہو چکا ہے۔ آپ کا اور آپ کے وصی کا حکم خداوندِ عالم کے ملکوں میں ہم پر جاری ہے۔ ہماری گذارش ہے کہ آپ خداوندِ عالم سے دُعا فرما دیں کہ ہم کو جہنم کے اُن سانپوں میں سے قرار دے دے جن کو ان ملاعین پر مسلط فرمائے گا تاکہ ہم ان پر جہنم میں بھی عذاب کرنے والے ہوں، جس طرح ان کو دُنیا میں ہم نے نیست و نابود کر دیا۔ جناب رسُولِ خدا نے فرمایا کہ جو کچھ تمہاری تمنا تھی خدا نے منظور فرمالی۔ لہٰذا جہنم کے سب سے نیچے طبقوں میں چلے جاؤ اور ان کافروں کی ہڈیاں جو تمہارے پیٹ میں ہیں اُگل دو۔ تاکہ اُن کی ذلت و خواری کا ذکر زمانہ میں زیادہ ہو اس سبب سے کہ لوگ ان کو دفن کر دیں تاکہ مومنین جو ان کی قبروں کی طرف سے گزریں تو عبرت حاصل کریں اور کہیں کہ یہ ملعونوں کی اولاد ہیں جو محمدؐ کے دوست اور مومنین میں برگزیدہ سلمانِ محمدیؐ کی بددُعا سے غضبِ الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ یہ سُن کر اُن سانپوں نے جو کچھ اُن کے پیٹ میں اُن کی ہڈیاں تھیں اُگل دیں اور اُن کافروں کے اعزا و اقربا نے آکر اُن کو دفن کیا اور بہت سے کافروں نے یہ معجزہ دیکھ کر اسلام قبول کیا اور بہت سے منافقین خالص مومن ہو گئے اور بہت سے کافروں اور منافقوں پر شقاوت غالب ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمان سے فرمایا کہ اے ابو عبداللہ تم میرے مومن بھائیوں میں خاص ہو اور مقرب فرشتوں کے دلوں کے محبوب ہو۔ بے شک تم آسمانوں خدا کے حجابوں، عرش و کرسی اور جو کچھ عرش کے درمیان تحت الثریٰ تک ہے ان کے نزدیک فضیلت و کرامت میں مشہور و معروف ہو۔ تم ایک آفتاب ہو جو طالع ہوتے ہو اور ایک دن ہو جس پر گرد و غبار اور ہوا کی تیرگی نہیں اور اس آیۂ کریمہ میں تمہاری بہت بہتر مدح کی گئی ہے:- اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (سورۃ بقرہ آیت ۳ پ۱)

شیخ طوسی نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آپ سے سلمان فارسی کا بہت ذکر سُنا کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا کہ سلمان فارسی مت کہہ بلکہ سلمان محمدی کہہ۔ کیا تو جانتا ہے کہ کس سبب سے ہم ان کو بہت یاد کیا کرتے ہیں راوی نے کہا نہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا تین خصلتوں کے سبب۔ اوّل یہ کہ اُنہوں نے اپنی خواہش پر جناب امیرؑ کی خواہش کو ترجیح دی اور اختیار کیا۔ دُوسرے یہ کہ فقیروں کو دوست رکھتے تھے اور اُن کو مالداروں اور صاحبانِ عزت و شرف پر ترجیح دیتے تھے۔ تیسرے یہ کہ علم اور علماء کو دوست رکھتے تھے۔ بیشک سلمان خدا کے شائستہ بندہ تھے اور ہر باطل سے کترا کر حق کی طرف مائل ہوتے تھے اور مسلمان حقیقی تھے اور کسی طرح کا شرک اختیار نہ کیا تھا۔

ابن بابویہ نے بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی شخص کے اور سلمان کے مابین کچھ رنجش ہو گئی تو اس شخص نے کہا اے سلمان تم ہو کیا۔ سلمان نے کہا، کہ میری اور تیری ابتدا نطفۂ نجس سے اور انجام مُردار گندیدہ ہے۔ لیکن جب قیامت برپا ہوگی، اور ترازوئے اعمال نصب کیا جائے گا تو جس کے نیک اعمال کا پلہ بھاری ہوگا وُہ بڑا اور صاحبِ عزت ہے اور جس کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وُہ بدبخت اور بے عزت ہے۔

کتاب حسین بن سعید میں بسندِ معتبر منقول ہے کہ جناب سلمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اگر خدا کی عبادت اور نیک لوگوں کی صحبت جن کی زبان سے اچھی باتیں نکلتی ہیں بہتر نہ ہوتی تو بیشک میں موت کی تمنا کرتا۔

ابن ابی الحدید نے ابووائل سے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ سلمان کے پاس گیا اور بیٹھا۔ سلمان نے فرمایا کہ اگر رسُولِ خدا نے منع نہ فرمایا ہوتا کہ مہمانوں کے لیئے تکلف کرو تو بیشک میں تمہارے واسطے تکلف کرتا۔ اور تکلف اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز اُس کے پاس نہ ہو محنت و جانفشانی سے حاضر کرے۔ پھر ایک روٹی اور پسا ہُوا نمک جس میں کوئی چیز ملی نہ تھی ہمارے لیئے لائے۔ میرے ہمراہی نے کہا اگر اس کے ساتھ سعتر[1] ہوتا تو بہتر ہوتا۔ سلمان نے اپنا لوٹا گرو کر کے سعتر مہیا کیا اور ان کے لیئے لائے جب ہم لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو میرے رفیق نے کہا کہ میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ہم کو اُس روزی پر قناعت کی توفیق دی جو ہمارے لیئے مقدر فرمایا ہے۔ سلمان نے کہا اگر تم قانع ہوتے اُس پر جو خدا نے نصیب کیا تو میرا لوٹا رہن نہ ہوتا۔

نیز ابی الحدید نے کہا ہے کہ سلمان اہل فارس سے ہرمز کے اطاعت گزاروں میں سے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ وُہ اصفہان کے ایک گاؤں کے باشندہ تھے جس کو جی کہتے ہیں۔ اور وُہ جناب رسُولِ خدا کے دوستوں میں سے تھے۔ اُن کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ جب اُن سے پوچھا جاتا کہ آپ کس کے بیٹے ہیں تو وُہ کہتے کہ میں اسلام کا فرزند اور آدمؑ کی اولاد سے ہوں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ وُہ دس آدمیوں سے زیادہ اشخاص کے غلام رہے اور ایک کے بعد دُوسرے کے ہاتھ فروخت ہوتے رہے یہاں تک کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے۔

ابنِ عبدالبر نے کتاب استیعاب میں حسن بصری سے روایت کی ہے کہ جو کچھ بیت المال سے جناب سلمان کو سالانہ دیا جاتا تھا وُہ پانچ ہزار درہم کی رقم تھی۔ جب وُہ ان کو ملتی وُہ سب کا سب خیرات کر دیتے اور اپنی محنت سے اپنی روزی حاصل کرتے۔ ان کے پاس ایک چادر تھی جس کو آدھا بچھاتے اور آدھا حصّہ اوڑھتے۔ ان کا کوئی مکان نہ تھا وُہ دیواروں اور درختوں کے سایہ میں بسر کیا کرتے تھے۔ ایک روز کسی نے اُن سے کہا کہ آپ کے واسطے اگر آپ کہیں تو ایک مکان بنا دوں فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں لیکن وُہ شخص آپ سے

[1] سعتر ایک گھاس ہے غربا جس کی ترکاری پکاتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

سلمان فارسی نہیں سلمان محمدی۔

برابر اس کے لیئے اصرار کرتا رہا آخر ایک مرتبہ اُس نے کہا کہ مَیں جانتا ہوں کہ وُہ گھر جو تمہارے موافق ہو کیسا ہونا چاہیئے۔ جناب سلمان نے فرمایا اُس کی صفت بیان کرو۔ اُس نے کہا کہ مَیں تمہارے لیئے ایسا گھر بناؤں گا کہ جب تم اُس میں کھڑے ہو تو تمہارا سر اُس کی چھت سے ٹکرائے اور اگر اپنے پیروں کو پھیلاؤ تو دیوار تک پہنچیں۔ سلمان نے کہا ہاں ایسا گھر مَیں چاہتا ہوں۔ تو ایسا ہی مکان بنایا۔ نیز استیعاب میں روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر دین ثریا میں ہوتا تو یقیناً سلمان وہاں تک پہنچ کر اس کو حاصل کر لیتے۔ نیز امیرؑ المومنین سے روایت ہے کہ سلمان فارسی حکیم لقمانؑ کے مانند ہیں۔ اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ سلمان علم و حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔

کشی نے بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ علیؑ بن ابی طالب محدث تھے اور سلمانؓ محدث یعنی ملائکہ ان دونوں حضرات سے باتیں کرتے تھے۔ اور بسندِ معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ سلمان کا محدث ہونا یہ ہے کہ اُن کے امام اُن سے حدیث بیان کرتے اور اپنے اسرار اُن کو تعلیم کرتے تھے نہ یہ کہ براہِ راست خدا کی جانب سے ان کو کلام پہنچتا تھا۔ کیونکہ حجتِ خدا کے علاوہ کسی دوسرے کو خدا کی جانب سے کوئی بات نہیں پہنچتی۔ [1]

نیز بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے لوگوں نے اُن حضرتؑ سے سلمان کے محدث ہونے کا مطلب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ فرشتہ ان کے کان میں باتیں کرتا تھا۔ دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک بڑا فرشتہ اُن سے باتیں کرتا تھا۔ راوی نے کہا جبکہ سلمان ایسے تھے تو امیرؑ المومنین کیسے رہے ہوں گے حضرتؑ نے فرمایا اپنا کام کرو اور ان باتوں سے غرض مت رکھو۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایک فرشتہ اُن کے دل میں ایسا اور ویسا نقش کرتا تھا۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ سلمان متوسمین میں سے تھے کہ لوگوں کے حالات فراست سے معلوم کر لیتے تھے۔ دوسری سندِ معتبر کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ سلمان اسمِ اعظم جانتے تھے۔

نیز بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ ایک روز امیرؑ المومنین کے سامنے تقیہ کا ذکر آیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر ابوذر، سلمان کے دل میں جو کچھ تھا جان لیتے تو یقیناً ان کو قتل کر دیتے حالانکہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان دونوں کے درمیان برادری قائم کی تھی۔ پھر دوسرے تمام لوگوں کے بارے میں کیا گمان رکھتے ہو۔ [2]

نیز بسندِ معتبر روایت ہے کہ جناب سلمان نے خلیفۂ دوم کی لڑکی کی خواستگاری کی انہوں نے انکار کیا

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جس امر سے نفی کی گئی ہے ممکن ہے وُہ خدا کا بے واسطۂ ملک کلام کرنا ہو، اور ملک جناب سلمان سے گفتگو کرتا رہتا تھا جیسا کہ گذرا۔ ۱۲

[2] یہ حدیث بھی مثلِ سابق ہے۔ یعنی جناب ابوذر علوم و اسرارِ الٰہی کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے جو جناب سلمان جانتے تھے۔ اس حدیث سے بھی غالباً علومِ جناب سلمان کی زیادتی کا بیان مقصود ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ مترجم

پھر پشیمان ہوئے اور چاہا کہ سلمان اب منظور کر لیں سلمان نے کہا مجھے ضرورت نہیں۔ میرا مطلب تو یہ تھا کہ مَیں سمجھوں کہ حمیتِ جاہلیت و کفر تمہارے دل سے نکلی ہے یا باقی ہے جیسے کہ تھی۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں کون ہے جو تمام سال روزہ رکھتا ہے۔ سلمان نے کہا مَیں ہوں حضرتؐ نے پھر فرمایا تم میں کون ہے جو ہمیشہ شب زندہ دار ہے۔ سلمان نے عرض کی مَیں ہوں۔ پھر حضرتؐ نے پُوچھا تم میں کون ہے جو ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہے۔ سلمان نے کہا مَیں ہوں۔ یہ سُن کر حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور بولے کہ یہ شخص فارس کا رہنے والا چاہتا ہے کہ ہم قریشیوں پر فخر کرے۔ یہ جھُوٹ بولتا ہے۔ اکثر دنوں کو روزہ سے نہ تھا، اکثر راتوں کو سویا کرتا ہے اور اکثر دن اس نے تلاوت نہیں کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ لقمانؑ حکیم کے مثل و مانند ہیں تم ان سے پُوچھو وُہ جواب دیں گے۔ جناب عمرؓ نے پُوچھا تو حضرت سلمان نے کہا کہ تمام سال روزہ کے بارے میں یہ ہے کہ مَیں ہر مہینے تین دن روزہ رکھتا ہوں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے تو اس کو دس گنا ثواب دیتا ہوں اس لیئے یہ تمام سال کے برابر ہوا باوجود اس کے کہ ماہِ شعبان میں بھی روزہ رکھتا ہوں اور ماہِ رمضان سے ملا دیتا ہوں۔ اور ہر رات بیداری کے یہ معنی ہیں کہ ہر رات با وضو سوتا ہوں۔ اور سرورِ عالم سے مَیں نے سُنا ہے کہ جو شخص با وضو سوتا ہے ایسا ہے کہ تمام رات عبادت میں بسر کی۔ اور ہر روز ختمِ قرآن کے بارے میں یہ ہے کہ ہر روز تین مرتبہ سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھ لیتا ہوں اور مَیں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے آپ نے حضرت امیرؑ المومنین سے فرمایا کہ اے علیؑ تمہاری مثال میری اُمت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی مثال ہے۔ جس شخص نے سُورۃ قل ھو اللہ احد ایک مرتبہ پڑھا ایسا ہے کہ اُس نے ثُلث قرآن کی تلاوت کی۔ جس نے دو مرتبہ پڑھا تو اُس نے دو ثُلث کی تلاوت کی اور جس نے تین مرتبہ پڑھا تو ایسا ہے کہ اُس نے قرآن ختم کر لیا۔ اور اے علیؑ جو شخص تم کو زبان سے دوست رکھتا ہے اُس کو ثُلث ایمان حاصل ہوتا ہے، اور جو شخص زبان و دل سے تم کو دوست رکھتا ہے اُس کو دو ثُلث ایمان مل گیا۔ اور جو شخص تم کو زبان و دل سے دوست رکھتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے تمہاری مدد کرتا ہے تو تمام ایمان اُس کو حاصل ہو گیا۔ اے علیؑ اُس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تم کو اہلِ زمین بھی اُسی طرح دوست رکھتے جس طرح اہلِ آسمان دوست رکھتے ہیں تو خدا کسی کو جہنم میں عذاب نہ کرتا۔ یہ سُن کر عمر خاموش ہو گئے جیسے اُن کے مُنہ میں پتھر بھر گیا ہو۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت امام محمد تقیؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب سلمان نے حضرت ابوذر کی دعوت کی اور دو روٹیاں اُن کے سامنے لائے۔ ابوذر نے روٹیاں اُٹھالیں اور گھمانے لگے اور اُس کو دیکھنے لگے سلمان نے پُوچھا کس لیئے ان کو اُلٹ پلٹ کر رہے ہو وُہ بولے کہ دیکھ رہا ہوں شاید یہ اچھی طرح نہیں پکی ہیں۔ یہ سُن کر سلمان کو غصہ آ گیا اور فرمایا کہ کس قدر جرأت ہے کہ ان روٹیوں کو گھما پھرا کر دیکھتے ہو خدا کی قسم اس روٹی میں اُس پانی نے کام کیا ہے جو عرشِ الٰہی کے نیچے ہے اور فرشتوں نے اُس کو ہوا میں منتشر کیا۔ ہوا نے اُس کو بادل تک پہنچایا اور ابر نے اُس کو زمین پر چھڑکا اور رعد و فرشتے ہر ایک نے اُس میں کام کیا ہے

اوراس کے قطروں کواُن کے مقامات پر پہنچایا۔ پھر زمین، لکڑی، لوہے، چوپایوں، آگ اور ایندھن اور نمک وغیرہ اور اتنوں نے کام کیا ہے جن کا مَیں احصا نہیں کرسکتا تو اس نعمت کا شکر کیونکر ادا کرسکتے ہو۔ یہ سُن کر جناب ابوذر نے کہا مَیں خدا سے توبہ کرتا ہوں اس سے جو کچھ میں نے کیا اور آپ سے معذرت کرتا ہوں۔ پھر امام نے فرمایا کہ دُوسرے روز سلمان نے پھر ابوذر کو بلایا اور اپنی تھیلی میں سے روٹی کے دو خشک ٹکڑے نکالے اور اپنے لوٹے میں اس کو تر کرکے ابوذر کے پاس لائے۔ ابوذر نے کہا کتنی عمدہ ہے یہ روٹی۔ کاش اس کے ساتھ نمک بھی ہوتا۔ سلمان اُٹھے اور باہر جاکر اپنا لوٹا رہن کیا اور نمک لائے۔ جناب ابوذرؓ روٹی پر اس کو چھڑکتے اور کھاتے اور کہتے جاتے تھے کہ مَیں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو اس قناعت کے ساتھ روزی عطا فرمائی۔ سلمان نے کہا اگر تم میں قناعت ہوتی تو میرا لوٹا گرو نہ ہوتا۔

بصائر الدرجات میں فضل بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مَیں اور میرے والد حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میرے پدر بزرگوار نے عرض کی کہ کیا یہ صحیح ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سلمان ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ میرے والد صاحب نے کہا کیا وُہ عبدالمطلب کی اولاد سے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔ میرے والد نے عرض کی کیا ابوطالب کی اولاد سے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ میرے پدر نے عرض کی مَیں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔ حضرتؑ نے فرمایا بس یہ سمجھ لو کہ وُہ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔ اور اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا پھر کہا ایسا نہیں جیسا تم نے سمجھا۔ خدا نے بے شبہ ہماری طینت علیین سے خلق فرمائی، اور ہمارے شیعوں کی طینت اُس سے ایک درجہ پست خلق فرمائی۔ لہٰذا وُہ ہم میں سے ہیں۔ اور ہمارے دشمنوں کی طینت سجین سے خلق فرمائی اور اُن کے دوستوں کی طینت اُن سے ایک درجہ پست خلق کی ہے لہٰذا وُہ لوگ اُن سے ہیں۔ اور سلمان لقمانؑ سے بہتر ہیں۔

کتاب روضۃ الواعظین میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مَیں نے سلمان کو خواب میں دیکھا۔ مَیں نے پُوچھا آپ سلمان ہیں؟ فرمایا ہاں۔ مَیں نے کہا کیا آپ وُہ نہیں ہیں جن کو رسُولؐ خدا نے آزاد کیا تھا؟ فرمایا ہاں۔ مَیں نے اُن کے سر پر یاقوت کا ایک تاج دیکھا اور وُہ طرح طرح کے حلّوں اور زیورات سے آراستہ تھے۔ پھر مَیں نے کہا اے سلمان یہ کس قدر بلند درجہ ہے جو خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ مَیں نے کہا خدا ورسُولؐ پر ایمان لانے کے بعد بہشت میں سب سے بہتر اعمال کون سا آپ نے پایا؟ فرمایا خدا ورسُولؐ پر ایمان لانے کے بعد بہشت میں علیؑ کی محبت اور اُن حضرتؑ کی متابعت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

نیز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ بہشت سلمان کی اس سے زیادہ مشتاق ہے جس قدر سلمان اس کے مُشتاق ہیں اور بہشت سلمان کی عاشق ہے اُس سے زیادہ جتنے اُس کے عاشق سلمان ہیں۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمانؓ و ابوذرؓ کو ایک دُوسرے کا بھائی بنایا اور ابوذرؓ سے شرط کی کہ سلمانؓ کی مخالفت نہ کریں۔

کتاب اختصاص میں بسند معتبر حضرت امیرالمومنین سے روایت ہے کہ اصبغ بن نباتہ نے حضرتؑ سے

جناب سلمان کی فضیلت کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اُس کے بارے میں کیا کہوں جو ہماری طینت سے خلق ہوُا ہے اور اس کی رُوح ہماری رُوح سے متصل ہے۔ خداوند عالم نے ان کو ان کے اوّل و آخر و ظاہر و باطن علوم سے مخصوص قرار دیا ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ مَیں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوُا سلمان بھی وہاں موجود تھے۔ اُسی وقت ایک اعرابی آیا اور اُس نے سلمانؓ کو اُن کی جگہ سے ہٹا کر خود بیٹھ گیا جناب رسالتمآبؐ یہ دیکھ کر بہت غضبناک ہوئے یہاں تک کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی رگ پھُول گئی اور آنکھیں سُرخ ہوگئیں۔ اور فرمایا کہ تُو اُس شخص کو دُور کرتا ہے جس کو خداوند عالمین دوست رکھتا ہے اور اُس کی دوستی کو آسمان میں ظاہر کیا ہے اور اُس کو زمین پر خدا کا رسُولؐ دوست رکھتا ہے۔ اے اعرابی تُو دُور کرتا ہے اُس شخص کو کہ جب جبریلؑ میرے پاس آتے ہیں تو خدا کی جانب سے اُس کو سلام پہنچاتے ہیں اے اعرابی بیشک سلمانؓ مجھ سے ہے۔ جو شخص اُس پر ظلم کرتا ہے گویا اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اور جس نے اُس کو اذیت پہنچائی اُس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اُس کو دُور کیا اُس نے مجھ کو دُور کیا۔ جس نے اُس کو نزدیک کیا اُس نے مجھ کو نزدیک کیا۔ اے اعرابی سلمانؓ کے بارے میں غلطی مت کر کیونکہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ مَیں ان کو لوگوں کی مَوت سے اور لوگوں کی بلاؤں سے اور اُن کے نسب سے آگاہ کروں؛ اور اُن باتوں سے جو باطل سے حق کو جُدا کرنے والی ہیں۔ اعرابی نے کہا یا رسُولؐ اللہ مَیں نہیں جانتا تھا کہ سلمانؓ کے اعمال اس درجہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔ کیا وُہ مجوسی نہ تھے، پھر مسلمان ہوُئے۔ یہ سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اے اعرابی میں سلمان کی فضیلت خدا کی جانب سے تجھ سے بیان کرتا ہوں اور تُو برابر کہے جاتا ہے کہ سلمان مجوسی تھے۔ یقیناً وُہ مجوسی نہ تھے بلکہ تقیہ کے طور پر شرک ظاہر کرتے تھے اور اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے۔ اے اعرابی کیا تُو نے نہیں سُنا ہے کہ خدا فرماتا ہے:۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (آیت ۶۵ سورۃ نساء پ۵) نہیں تیرے پروردگار کی قسم وُہ ایمان نہیں لائے تاکہ تم کو ہر تنازع میں جو ان میں پیدا ہو تم کو فیصلہ کرنے والا قرار دیں تاکہ اپنے نفسوں میں تنگی اور حرج نہ پائیں اُس سے جو تم فیصلہ کردو اور اطاعت کریں جو اطاعت کرنے کا حق ہے) اور کیا تُو نے نہیں سُنا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ رسُولؐ جو کچھ تم کو دے دیں وُہ لے لو اور جس بات سے منع کردیں اُس سے باز رہو۔ لہٰذا اے اعرابی جو کچھ میں کہوں اس کو قبول کرو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو۔ اور میری باتوں سے انکار مت کر ورنہ خدا کے عذاب کا مستحق ہوجائے گا۔ اور اطاعت کر خدا کے رسُولؐ کی تاکہ اُنہی لوگوں میں سے تُو بھی ہو۔ [1]

ایضاً کتاب اختصاص میں بسند معتبر روایت ہے کہ ایک روز سلمان فارسی آنحضرتؐ کی مجلس میں داخل ہوئے۔ صحابہ نے ان کی تعظیم کی اور اُن کو اپنے اُوپر مقدم کرکے صدر مجلس میں ان کے حق کو بلند کیا اور ان کی پیری کی تعظیم اور برائے اختصاص جو اُن کو آنحضرتؐ اور آپ کی آلؑ سے تھا جگہ دی۔ پھر جناب عمرؓ آئے اور دیکھا کہ وُہ

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ اعرابی سے مراد عمر ہوں جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں تقیہ کی وجہ سے لفظ اعرابی سے اُنہی کو مراد لیا ہے۔ ۱۲

صدر مجلس میں بٹھائے گئے ہیں یہ دیکھ کر وُہ بولے کہ یہ عجمی کون ہے جو عربوں کے درمیان صدر مجلس میں بیٹھا ہے۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اس وقت تک کے تمام آدمی کنگھی کے دندانوں کے مثل و برابر ہیں۔ اور کوئی فضیلت نہیں ہے عربی کو عجمی پر اور نہ کسی سُرخ و سفید کو کسی سیاہ انسان پر مگر تقویٰ اور پرہیزگاری کے سبب سے۔ سلمان ایک دریا ہیں جو ختم نہیں ہوتا، اور ایک خزانہ ہیں جو تمام نہیں ہوتا۔ سلمان ہم اہلبیتؑ سے ہیں۔ سلمان حکمت عطا کرتے ہیں اور حق کی دلیلیں ظاہر کرتے ہیں۔

نیز کتاب اختصاص میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں جناب سلمانؓ اور حضرت جعفر طیارؓ کا تذکرہ ہوا۔ حضرت تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ بعض لوگ حضرت جعفرؓ کو سلمان پر فضیلت دیتے تھے ابوبصیر بھی وہاں حاضر تھے وُہ بولے سلمان آتش پرست تھے پھر مسلمان ہوئے۔ یہ سُن کر حضرت صادقؑ درست ہوکر بیٹھ گئے اور غیظ میں فرمایا کہ اے ابوبصیر سلمان کو خدا نے علوی بنا دیا اُس کے بعد جبکہ وُہ مجوسی تھے اور اُن کو قریشی قرار دیا اُس کے بعد جبکہ وُہ فارسی تھے۔ لہٰذا خدا کی رحمتیں ہوں اُن پر۔ اور بے شک حضرت جعفر کا مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے۔ وُہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز جناب سلمانؓ ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیرؑ سرورِ عالم کے اشتر پر سوار اُدھر سے گزرے۔ حضرتؑ کو دیکھ کر جناب سلمان نے ان لوگوں سے فرمایا کیوں نہیں اُٹھتے ہو اور امیرالمومنین کا دامن پکڑ کر اپنے دین کے مسائل آپ سے نہیں دریافت کرتے ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور خلائق کو پیدا کیا ہے کہ ان حضرتؑ کے سوا کوئی تم کو تمہارے پیغمبرؐ کی سیرت سے آگاہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وُہ عالمِ زمین ہیں اور زمین میں اُن کا تمام کام خدائی کام ہے۔ ان کی برکت سے زمین ساکن ہے۔ اگر وُہ تمہارے درمیان سے ہٹ جائیں تو تم علم نہیں پاؤ گے، اور لوگوں کو مُنکر دیکھو گے۔

ابن الحدید نے بیان کیا ہے کہ جناب سلمان کی وفات خلیفہ سوم کے زمانہ میں ۳۵ھ میں واقع ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۳۶ھ کے شروع میں آپ نے رحلت کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وُہ خلیفہ دوم کی خلافت کے زمانہ ہی میں انتقال فرما چکے تھے۔ لیکن قولِ اوّل زیادہ مشہور ہے۔[1]

کتاب فضائل شاذان بن جبرئیل میں اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے وُہ کہتے ہیں میں جناب سلمان کے ساتھ جبکہ وُہ امیرالمومنین کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں مدائن میں حاکم تھے ان کو حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا وُہ حضرت علیؑ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ تک حاکم تھے۔ تو ایک روز میں اُن کے پاس گیا تو اُن کو بیمار پایا، اور اسی بیماری میں رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے۔ میں برابر اُن کی عیادت کے لئے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ اُن کا مرض شدید ہوا اور اُن کو موت کا یقین ہو گیا تو مجھ سے فرمایا کہ اے اصبغ جناب رسولِ خدا نے

[1] ابن الحدید کا بیان اور دیگر لوگوں کے اقوال جو وفات حضرت سلمانؓ کے بارے میں منقول ہیں صحیح نہیں معلوم ہوتے جبکہ جناب سلمانؓ کا حضرت علیؑ کے ابتدائی زمانۂ خلافت تک مدائن کا حاکم ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی روایت سے ظاہر ہے۔ ۱۲ مترجم

مجھے خبر دی ہے کہ جب میری موت کا زمانہ قریب ہوگا تو مُردہ مجھ سے کلام کرے گا۔ لہٰذا میں جاننا چاہتا ہوں کہ میری موت کا وقت آیا یا نہیں۔ اصبغ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ پھر آپ کیا چاہتے ہیں فرمایئے تو میں تعمیل کروں۔ جناب سلمان نے کہا کہ ایک تخت لاؤ اور اُس پر فرش بچھاؤ جس طرح مُردوں کے لیے فرش کرتے ہیں اور چار اشخاص مجھے اُٹھا کر قبرستان مدائن میں لے چلو۔ اصبغ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ایسا ہی کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں بہت عجلت کے ساتھ باہر گیا اور جلد ہی واپس آیا۔ اور جناب سلمان نے جیسا فرمایا تھا اس کی میں نے تعمیل کی۔ اور ایک گروہ کو بُلا لایا جو اُن کو اُٹھا کر مدائن کے قبرستان میں لے گئے جب وُہ قبرستان میں زمین پر لٹا دیئے گئے تو اُنہوں نے فرمایا کہ لوگو مجھ کو روبقبلہ کر دو۔ پھر بآواز بلند فرمایا اے کہنہ اور بوسیدہ ہونے والے میدان کے رہنے والو تم پر خدا کی سلامتی ہو۔ اے وُہ لوگو جن کو دُنیا سے پردہ کرا دیا گیا ہے تم پر سلام ہو۔ کسی نے جواب نہ دیا تو دُوسری مرتبہ فرمایا سلام ہو تم پر اے وُہ گروہ جس کے لئے زمین کو چاشتگاہ قرار دیا ہے۔ سلام ہو تم پر اے گروہ جن کے لیئے زمین کو لحاف بنا دیا گیا ہے۔ سلام ہو تم پر اے لوگو جو اعمال کا بدلہ پا رہے ہو جو دُنیا میں کر چکے ہو۔ سلام ہو اے وُہ لوگو تم پر جو انتظار کر رہے ہو کہ اسرافیلؑ صُور پھُونکیں اور تم قبروں سے باہر نکلو۔ میں تم کو خدائے عظیم اور پیغمبر کریمؐ کا واسطہ دے کر تم سے سوال کرتا ہوں میرا جواب دو۔ میں ہوں سلمان فارسی رسولِ خدا کا آزاد کردہ۔ آنحضرتؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ جب میری وفات قریب ہوگی تو مُردہ مجھ سے ہمکلام ہوگا۔ تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ میری وفات نزدیک ہوئی ہے یا نہیں۔ جب سلمان نے اپنی بات ختم کی ایک میت نے اپنی قبر سے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اے وُہ لوگو جو عمارتیں بناتے ہو حالانکہ فنا ہو جاؤ گے اور دُنیا میں مشغول ہو رہے ہو۔ میں تمہاری بات اے سلمان سُن رہا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ پُوچھو جو کچھ پُوچھنا چاہتے ہو خدا تم پر رحمت فرمائے۔ سلمان نے فرمایا اے موت کے بعد کلام کرنے والے اور مرنے کی حسرت کے بعد بولنے والے تو اہل بہشت سے ہے یا اہلِ دوزخ سے۔ اُس نے کہا اے سلمان میں اُن میں سے ہوں جن پر خدا نے اپنے عفو و کرم سے انعام فرمایا ہے اور بہشت میں اپنی رحمت کے سبب داخل فرمایا ہے۔ سلمان نے کہا اے بندۂ خدا مجھ سے بیان کر کہ موت کو تُو نے کیسا پایا اور اُس کی سختی تجھ پر کیسی گذری اور تُو نے کیا دیکھا اور کیا کیا مشاہدہ کیا۔ اُس نے کہا اے سلمان ذرا ٹھہرو اور جلدی نہ کرو۔ کیونکہ خدا کی قسم میرے جسم کا آرے سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جانا اور قینچی سے پارہ پارہ کیا جانا موت کی سختی سے میرے نزدیک بہت زیادہ آسان ہے۔ اے سلمان خدا نے مجھے دُنیا میں نیکیوں کی توفیق عطا فرمائی اور میں اچھے عمل کیا کرتا تھا خدا کے فرائض ادا کرتا، قرآن کی تلاوت کرتا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا بڑا حریص تھا؛ حرام باتوں سے پرہیز کرتا تھا اور بندگانِ خدا پر ظلم و ستم کرنے سے ڈرتا رہتا تھا اور رات دن محنت و کوشش و جانفشانی کے ساتھ حلال روزی حاصل کرتا کیونکہ خدا کے سامنے بازپرس کے لیئے حاضر ہونے سے ڈرتا رہتا تھا۔ غرضکہ ایک روز جبکہ میں نہایت مسرور اور خوش و خرم تھا کہ بیمار ہوا اور چند روز اُسی مرض میں مبتلا رہا یہاں تک کہ میری دنیاوی زندگی کے دن ختم ہوئے تو اُس وقت ایک شخص عجیب و غریب اور ڈراؤنی شکل و صورت میں میرے پاس آیا اور ہوا میں معلق کھڑا ہو گیا جو آسمان پر جاتا تھا نہ زمین پر اُترتا تھا۔ اُس نے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور مجھے

اندھا کر دیا اور میرے کانوں کی طرف اشارہ کیا جس سے مَیں بہرا ہو گیا، اور زبان کی طرف اشارہ کیا جس سے مَیں گونگا ہو گیا۔ غرضکہ مَیں ایسا ہو گیا کہ دُنیا کی کوئی چیز اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا اور نہ اپنے کانوں سے کچھ سُن سکتا تھا۔ تو میرے اہل و عیال اور عزیز و اقربا رونے چلّانے لگے اور میری اس حالت کی اطلاع میرے بھائیوں اور ہمسایوں کو پہنچی۔ اُس وقت مَیں نے اُس شخص سے کہا کہ تو کون ہے اے شخص کہ مجھ کو میرے اہل و عیال اور مال و اولاد سے جُدا کرتا ہے۔ اُس نے کہا مَیں ملکُ الموت ہوں، اس لیئے آیا ہوں کہ تجھ کو مکانِ دُنیا سے مکانِ آخرت کی طرف لے جاؤں کیونکہ تیری مُدّتِ حیاتِ دُنیاوی ختم ہو چکی اور تیری مَوت کا وقت آگیا ہے۔ اسی اثناء میں دوسرے دو اشخاص اور آئے اور وہ خوبصورت انسانی شکل میں تھے۔ اُن میں سے ایک میری داہنی جانب بیٹھ گیا اور دُوسرا بائیں جانب، اور دونوں نے مجھ سے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔ ہم تیرا نامۂ اعمال لائے ہیں۔ لے اور ان کو ملاحظہ کر۔ مَیں نے کہا یہ کیسا نامہ ہے کہ مجھے پڑھنا چاہیئے؟ وہ بولے کہ ہم دو فرشتے وہ ہیں جو دُنیا میں تیرے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور تیری نیکی و بدی لکھا کرتے تھے وہ یہی تیرا نامۂ عمل ہے۔ تو مَیں نے پہلے نیک اعمال کی کتاب دیکھنا شروع کی، وہ اُس فرشتے کے ہاتھ میں تھی جس کو رقیب کہتے ہیں۔ غرضکہ جُوں جُوں مَیں اپنی نیکیوں کو دیکھتا تھا شاد و مسرور ہوتا تھا اور دل کو بڑی خوشی ہو رہی تھی۔ پھر گناہوں کے اعمال کی کتاب دیکھنا شروع کی جو دُوسرے فرشتے کے ہاتھ میں تھی جس کو عتید کہتے ہیں۔ تو اس میں جو کچھ تھا ان کو دیکھ دیکھ کر بہت غمگین ہوتا یہاں تک کہ مَیں رونے لگا تو اُن فرشتوں نے کہا کہ خوشخبری ہو تجھ کو کہ تیرے لیئے بہتری اور اچھائی ہو گی۔ ان کے بعد وہی پہلے شخص یعنی ملک الموت میرے پاس آگئے اور رُوح میرے جسم سے کھینچنے لگے۔ اور اُن کا رُوح کو کھینچنا اور جسم سے نکالنا آسمان و زمین کی تمام شدتوں اور سختیوں کے مثل تھا۔ مَیں اُسی سختی و شدت میں تھا کہ میری رُوح کھینچ کر میرے سینہ تک پہنچی۔ پھر ملک الموت نے میری طرف ایک حربے سے اشارہ کیا کہ اگر اس کو پہاڑوں پر رکھتے تو وہ پگھل جاتے۔ آخر میری رُوح کو میری ناک سے قبض کر لیا۔ اُس وقت میرے اہل و عیال کے رونے چلّانے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اُس وقت وہ جو کچھ کہتے تھے مَیں سُنتا تھا اور جو کچھ کرتے تھے مَیں اُس پر مطلع ہوتا تھا۔ تو جب میرے گھر والوں کا گریہ بہت شدید ہُوا تو ملک الموت نہایت غصّہ اور تُرش رُوئی کے ساتھ اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے لوگو تمہارا یہ رونا چلّانا کس سبب سے ہے خدا کی قسم مَیں نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا جس کی تم شکایت کرتے ہو اور اس پر کوئی سختی نہیں کی ہے جس سے تم فریاد کر رہے ہو۔ رو دُمت کیونکہ مَیں اور تم ایک خدا کے بندے ہیں۔ اگر خدا تم کو ہمارے متعلق کوئی حکم کرتا جیسا کہ تمہارے متعلق مجھے حکم فرمایا ہے تو بیشک تم بھی ہمارے حق میں اُس کے حکم کی اطاعت کرتے جیسا کہ مَیں تمہارے ساتھ اُس کے حکم کی اطاعت کر رہا ہوں۔ خدا کی قسم مَیں نے اُس کی رُوح نہیں قبض کی مگر جب کہ اُس کی مقدر روزی ختم ہو چکی اور اُس کی زندگی کی مدت تمام ہو چکی۔ اب وہ اپنے کریم پروردگار کی بارگاہ میں گیا وہ اُس کے بارے میں جو حکم چاہے گا کرے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ لہٰذا اگر صبر کرو گے تو تم کو اجر ملے گا اور بے صبری کرو گے اور فریاد و زاری کرو گے تو گنہگار ہو گے اور ابھی تو بہت دفعہ تمہاری طرف میرا آنا ہو گا۔ مَیں تمہارے لڑکوں، لڑکیوں، باپوں اور ماؤں کو لے جاؤں گا۔

غرضکہ یہ کہہ کر وہ میرے جسم کے پاس سے روانہ ہوئے اور میری رُوح اپنے ساتھ لے گئے۔ اُسی وقت ایک دُوسرا فرشتہ آیا اُس نے میری رُوح اُن سے لے لی اور ایک ریشمی کپڑے میں اُس کو لپیٹا اور آسمان پر لے گیا اور اُس کو چشم زدن میں خدا کے نزدیک پہنچایا۔ پھر جب میری رُوح حق تعالیٰ کے نزدیک حاضر ہوئی تو میرے ہر چھوٹے اور بڑے عمل کے بارے میں پُوچھا گیا اور نماز، روزۂ ماہِ رمضان، حج بیت اللہ، تلاوتِ قرآن، زکوٰۃ، صدقہ اور ہر عمل جو اپنی زندگی کے سارے دنوں اور وقتوں میں مَیں نے کیا تھا۔ اور ماں باپ کی اطاعت، اور ناحق کسی کا قتل کرنا اور مالِ یتیم ناحق کھانا اور بندگانِ خدا پر مظالم اور رات کو عبادت کرنا جبکہ لوگ سویا کرتے تھے اور جو کچھ اُن کے مثل اعمال تھے میری رُوح سے سب کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اُس کے بعد میری رُوح کو بحکم خدا زمین پر واپس بھیجا گیا۔ اُس وقت غسل دینے والے میرے قریب آئے اور میرا لباس اُتارا اور غسل دینا شروع کیا تو میری رُوح نے اُن کو ندا دی کہ اے بندگانِ خدا اس کمزور جسم کے ساتھ نرمی کرو کیونکہ مَیں اُس کی کسی رگ سے نہیں نکلی مگر اُس کو توڑ ڈالا اور اُس کے کسی عضو سے نہیں باہر آئی مگر یہ کہ اُس کو چُور کر دیا ہے۔ خدا کی قسم اگر غسل دینے والا یہ آواز سُنتا تو میت کو ہرگز غسل نہ دیتا۔ پھر میرے بدن پر پانی ڈالا اور مجھے تین بار غسل دیا گیا، اور تین کپڑوں کا مجھے کفن دیا گیا اور حنوط کیا گیا۔ یہی تھا میرا توشہ جس کو لے کر میں خانۂ آخرت کی طرف دُنیا سے نکلا۔ پھر میرے داہنے ہاتھ کی اُنگلی سے انگوٹھی اُتار لی۔ غرض میرے غسل سے فارغ ہو کر میرے بڑے لڑکے کو مجھے سپرد کر کے کہا کہ خدا تجھ کو تیرے باپ کی مصیبت میں ثواب عطا فرمائے اور تجھ کو صبر اور بے حساب اجر عطا فرمائے۔ پھر مجھے کفن میں لپیٹا اور تلقین کیا اور میرے گھر والوں اور ہمسایوں کو آواز دی کہ آؤ اور اس کو رخصت کرو۔ یہ سُن کر وہ لوگ میرے قریب آئے اور مجھ کو رخصت کیا۔ جب فارغ ہوئے مجھے لکڑی کے ایک تختے پر لٹایا۔ اُس وقت میری رُوح میرے مُنہ اور کفن کے درمیان تھی۔ پھر مجھ پر نماز پڑھی گئی۔ اُس کے بعد مجھ کو قبر کی جانب لے چلے۔ پھر جب مجھ کو قبر میں رکھا مَیں نے عظیم دہشت مشاہدہ کی اے سلمان! گویا کہ مَیں آسمان سے زمین پر گر پڑا۔ پھر مجھ کو لحد میں رکھا اور قبر کو اینٹوں سے بند کر دیا اور مٹی سے قبر کو پاٹ دیا۔ اُس وقت میری رُوح میری زبان اور کان کی طرف واپس آئی۔ جب لوگوں کو آواز دی گئی کہ میری قبر کے پاس سے واپس چلیں تو مجھے بڑی ندامت اور پشیمانی ہوئی اور مَیں نے کہا کاش مَیں بھی انہی لوگوں کے ساتھ واپس جاتا تو قبر کے ایک گوشہ سے ایک شخص نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اور اب واپس جانا ممکن نہیں اور یہ آیت پڑھی:- كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (آیت ۱۰۰ سورۂ مومنون پ۱۸) یہ خدا کا ارشاد ہے جو ان کافروں کی ایک جماعت کی تردید میں فرمایا ہے جبکہ وہ مرنے کے بعد دُنیا میں جانے کی اجازت طلب کریں گے یعنی "ہرگز نہیں کہ اس کو واپس جانے دیا جائے اور یہ وہ کلمہ ہے جس کا کہنے والا وہی ہے اور اُن کے پیچھے برزخ ہے اُس وقت تک کے لیئے جبکہ زندہ ہو کر لوگ اُٹھائے جائیں گے" برزخ دُنیا کے اور آخرت کے درمیان فاصلہ کو کہتے ہیں۔ غرضکہ یہ سُن کر مَیں نے کہا تو کون ہے جو مجھ سے گفتگو کر رہا ہے اُس نے کہا مَیں منبہ ہوں ایک فرشتہ جسے خدا نے تمام خلق پر مؤکل فرمایا ہے تاکہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے اعمال کی اُن کے نفسوں پر تنبیہ کروں۔ جو اُن پر خدا کے نزدیک حجت ہو۔ پھر مجھے کھینچ کر بٹھایا اور کہا اپنے

اعمال لکھ۔ میں نے کہا مجھے یاد نہیں ہے۔ اُس نے کہا کیا تُو نے قولِ خدا نہیں سُنا ہے جو اُس نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اَحْصَاهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ۔ (آیت سورۃ مجادلہ پ۲۸) یعنی خدا نے اُن کے اعمال کا احصا کر لیا ہے اور وُہ خود اپنے عملوں کو بھُول گئے ہیں۔ پھر اُس نے کہا اچھا تو لکھ میں تیرے اعمال بولتا جاتا ہوں۔ میں نے کہا کاغذ کہاں ہے تو اُس نے کفن کے کنارے سے ایک ٹکڑا کھینچ کر دیا تو میں نے دیکھا وُہ کاغذ تھا اور اُس نے کہا یہ تیرا صحیفہ ہے۔ پھر میں نے کہا قلم کہاں سے لاؤں اُس نے کہا تیری انگشتِ شہادت تیرا قلم ہے۔ میں نے کہا سیاہی کہاں سے لاؤں اُس نے کہا تیرا آبِ دہن روشنائی کی جگہ ہے۔ غرض اُس نے مجھے بتانا شروع کیا جو کچھ میں نے دارِ دُنیا میں عمل کیا تھا اور کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہ تھا جو اُس نے نہ بتایا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (آیت ۴۹ سورۃ الکہف پ۱۵) یعنی کفار کہیں گے ہائے افسوس یہ کیسی کتاب ہے جس میں کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ چھوڑا نہیں گیا بلکہ سب لکھ دیا گیا ہے اور جو کچھ دُنیا میں اُنہوں نے کیا سب اُس میں موجود پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ پھر اُس فرشتہ نے وُہ نوشتہ لے لیا اور اُس پر مُہر لگائی اور میری گردن میں پہنا دیا تو مجھے ایسا معلوم ہُوا کہ دُنیا کے تمام پہاڑ میری گردن میں طوق بنا کر ڈال دیئے گئے ہیں۔ میں نے اُس سے کہا اے منبہ تُو نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا اُس نے کہا کیا تُو نے اپنے پروردگار کا کلام نہیں سُنا ہے وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ (آیت ۱۴، سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵) یعنی ہر انسان کے لیئے ہم نے لازم کر دیا ہے کہ اُس کے نامۂ اعمال کو اُس کے گلے میں ڈال دیا جائے اور روزِ قیامت ہم اُس کے سامنے پیش کر کے کہیں گے کہ اپنے نامۂ عمل کو پڑھ تو آج خود اپنا حساب کرنے کے لیئے کافی ہے"۔ منبہ نے کہا کہ یہ وُہ خطاب ہے جس سے تجھ کو روزِ قیامت مخاطب کریں گے اور تجھ کو حاضر کریں گے اور تیری دونوں آنکھوں کے سامنے تیرا نامۂ اعمال کھولا جائے گا اور تو خود اپنے نفس کا اُس روز گواہ ہوگا۔ پھر منبہ میرے پاس سے چلا گیا اور منکر فرشتہ آیا نہایت عظیم شکل اور مہیب صورت میں جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا ایسا گراں کہ اگر تمام جن وانس اُس کو ہلانا چاہیں تو نہیں ہلا سکتے۔ وُہ میرے پاس ایک وحشت ناک آواز سے بولا کہ اگر تمام اہلِ زمین اُس کی آواز سُنتے تو سب کے سب مر جاتے۔ اُس نے مجھ سے کہا اے بندۂ خدا مجھے آگاہ کر کہ تیرا پروردگار کون ہے، تیرا دین کیا ہے، تیرے پیغمبر کون ہیں تیرے امام کون ہیں اور تُو نے کس طریقہ اور حالت پر زندگی بسر کی اور کیا اعتقاد رکھتا تھا۔ اُس کے خوف سے میری زبان بند گئی اور میں اپنے معاملہ میں حیران تھا اور نہیں سمجھتا تھا کہ کیا جواب دوں۔ اور خوف سے میرے جسم کا جوڑ جوڑ اور بند بند علیحدہ ہو گیا کہ خدا کی رحمت میرے شاملِ حال ہوئی جس نے میرے دل کو سہارا دیا اور میری زبان کو گویا کیا تو میں نے اُس سے کہا اے بندۂ خدا مجھے کیوں ڈراتا ہے جبکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسُولؐ ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ عالموں کا پروردگار میرا رب ہے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پیغمبر ہیں، اسلام میرا دین ہے، قرآن میری کتاب ہے، کعبہ میرا قبلہ ہے،

اور علیؑ میرے امام ہیں۔ میں اسی اعتقاد کے ساتھ اپنے پروردگار سے روزِ قیامت ملاقات کروں گا۔ یہ سُن کر اُس نے کہا تجھ کو سلامتی کی خوشخبری ہو بیشک تُو نے نجات پائی، اور میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر فرشتہ نکیر آیا، اور میرے پاس نہایت خوفناک آواز سے بولا جس سے مثلِ سابق میرے اعضا ایک دُوسرے میں پیوست ہو گئے اور کہا اے بندۂ خدا اپنے عمل مجھ سے بیان کر۔ میں حیرت زدہ رہ گیا اور متفکر تھا کہ کیا جواب دوں۔ پھر خدا نے خوف کی شدّت مجھ سے زائل کر دی اور جواب مجھے الہام فرمایا اور بہتر یقین اور توفیق کرامت فرمائی تو میں نے کہا اے بندۂ خدا میرے ساتھ نرمی کر میں دُنیا سے آ رہا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں اور نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اُس کے رسُولؐ ہیں، بہشت حق ہے، عذابِ آتشِ دوزخ حق ہے، صراط حق ہے، میزان حق ہے، خلائق کا حساب کیا جانا حق ہے، قبر میں منکر و نکیر کا سوال کرنا حق ہے اور قیامت میں مُردوں کا زندہ ہونا حق ہے، اور بہشت میں جن نعمتوں کا خداوندِ عالم نے وعدہ فرمایا ہے، حق ہے۔ اور دوزخ میں جن عذاب سے ڈرایا ہے حق ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ خدا ان کو زندہ کرے گا جو قبروں میں ہیں۔ یہ سُن کر اُس فرشتہ نے کہا کہ تجھ کو نعیمِ ابدی اور بھلائی کی خوشخبری ہو جو کبھی زائل نہ ہوگی۔ پھر مجھ کو لحد میں لٹا دیا اور کہا دامادؔ کے مانند سو رہ۔ اور میرے سر کے نزدیک بہشت کی جانب سے ایک دروازہ اور میرے پیروں کے سامنے جہنم کی طرف سے ایک دروازہ کھول دیا اور کہا کہ اے بندۂ خدا ان بہشت کی نعمتوں کو دیکھ جو تجھ کو ملنے والی ہیں اور آتشِ جہنم کے عذاب کو بھی دیکھ لے جن سے تجھ کو نجات ملی۔ پھر جہنم کی طرف کا دروازہ بند کر دیا اور جنّت کی طرف کا دروازہ اُسی طرح کھُلا چھوڑ دیا جس سے بہشت اور اُس کی نعمتوں کی خوشبُو میرے پاس برابر آتی ہے۔ اور میری قبر کو تاحدِ نظر فراخ و کشادہ کر کے میرے پاس سے چلا گیا۔

اے سلمان میں نے خدا کے نزدیک ان تین اُمور سے زیادہ پسندیدہ اور بلند کسی شے کو نہیں پایا اوّل نہایت سردی کے زمانہ میں رات کو نماز پڑھنا، دُوسرے انتہائی گرمی کے دنوں میں روزہ رکھنا، تیسرے اس طرح صدقہ و خیرات داہنے ہاتھ سے دینا کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ یہ ہے میری گفتگو اور میری صفت اور جو کچھ مجھے ہول کی شدّت سے اطلاع ہوئی تھی۔ اور میں خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں، اور گواہی دیتا ہوں کہ موت حق ہے۔ لہٰذا ہر وقت غور و فکر کرتے رہو اور سوال کے وقت خدا کے سامنے ہونے سے ڈرتے رہو۔ اس کے بعد اُس مُردہ کا کلام ختم ہو گیا۔ سلمان نے کہا مجھ کو زمین پر لٹا دو جب ہم نے اُن کا سر زمین پر رکھا تو فرمایا تکیہ دے دو۔ ہم نے سر کے نیچے تکیہ رکھ دیا تو سلمان نے آسمان کی طرف نظر کی اور کہا یا من بیدہ[1] ملکوت کل شیٔ والیہ ترجعون وھو یجیر ولا یجار علیہ بك اٰمنت ولنبیك اتبعت وبکتابك صدقت وقد اتانی ما وعدتنی یا من لا یخلف المیعاد

[1] آیۃ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (آیت ۸۸ سورۃ مومنون پ۱۸) کی طرف اشارہ ہے۔ (مترجم)

اقبضنی الی رحمتك وانزلنی دار کرامتك فانا اشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمدٌ عبده ورسوله۔ جب وُہ اس دُعا اور شہادت سے فارغ ہوئے تو اُن کی رُوح سرائے فانی سے دار بقا کی طرف پرواز کر گئی اور وُہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمۂ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اصبغ کہتے ہیں کہ ہم اس حال سے حیرت میں تھے کہ ناگاہ ایک شخص ابلق ٹٹو پر سوار ظاہر ہُوا جس کے چہرہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ جب وُہ ہمارے قریب پہنچا تو ہم کو سلام کیا۔ ہم نے جوابِ سلام دیا۔ جب اُس نے گفتگو شروع کی تو ہم نے جانا کہ وُہ حضرت امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابی طالب ہیں۔ اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ سلمان کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرو ہم نے انتظام کرنا شروع کیا اور کفن اور حنوط لانا چاہا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے سب ہمارے پاس موجود ہے غرض پانی اور تختہ جس پر غسل دیا جاتا ہے ہم حضرتؑ کے پاس لائے تو حضرتؑ نے خود اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور کفن پہنایا اور آگے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کی اقتدا میں نمازِ جنازہ پڑھی۔ پھر حضرتؑ نے اپنے دستِ مبارک سے ان کو لحد میں رکھا۔ جب دفن سے فارغ ہو کر واپس ہونے لگے تو میں نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ آپ یہاں کیونکر آئے اور آپ کو سلمان کے انتقال کی کس نے اطلاع دی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اے اصبغ میں تم سے خدا کو درمیان میں ڈال کر عہد و پیمان لیتا ہوں کہ اس راز کو جب تک میں زندہ ہوں کسی سے نہ کہنا۔ میں نے پوچھا یا امیرالمومنین میری وفات آپ سے پہلے ہوگی فرمایا نہیں۔ تو میں نے عرض کی یا حضرت مجھ سے عہد و پیمان لیجئے۔ میں آپ کی اطاعت کروں گا اور اس راز کو کسی سے نہ بیان کروں گا جب تک خدا آپ کے بارے میں جو حکم کرنا چاہے نہ کرے گا اور وُہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ سلمانؓ اس وقت مریں گے۔ میں نے اس وقت مسجدِ کوفہ میں نماز پڑھی اور مسجد سے مکان پر گیا اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ سلمان نے وفات پائی بس یہ سُنتے ہی میں بیدار ہوگیا اور اپنے ٹٹو پر سوار ہُوا اور جو چیزیں دفن و کفن کے لئے ضروری تھیں یعنی کفن و کافور وغیرہ۔ اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوگیا، تو خدا نے مدائن میرے لئے نزدیک کر دیا اور میں بہت جلد یہاں پہنچ گیا۔ یہ فرما کر حضرتؑ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے اور میں نہ سمجھ سکا کہ وُہ آسمان پر چلے گئے یا زمین میں جب میں کوفہ پہنچا تو سُنا کہ حضرت اسی روز جس وقت کوفہ پہنچے تھے مغرب کی اذان ہو رہی تھی اور حضرتؑ نے اہلِ کوفہ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی۔[1]

ابن شہر آشوب نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ نے صبح کی نماز ہم لوگوں کے ساتھ ادا کی اور ہماری جانب رُخ کر کے فرمایا کہ اے لوگو خداوند عالم سلمان کے غم میں تمہاری

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عجیب باتوں پر مشتمل ہے۔ منجملہ ان کے جناب سلمان کی وفات کا واقعہ جناب امیرؑ کی خلافت کے زمانہ میں تعجب خیز ہے اور آنحضرتؑ کا کوفہ سے آنا شہرت کے خلاف ہے چونکہ اس حدیث میں بہت سی مفید باتیں ہیں اس لیئے میں نے بھی درج کر دی۔ ۱۲

جناب سلمانؓ کی وفات

مصیبت پر تم کو اجرِ عظیم عطا فرمائے لوگوں نے یہ سُن کر بہت چہ میگوئیاں کیں۔ پھر حضرتؑ نے جنابِ رسُولِ خدا کا عمامہ سر پر باندھا اور آنحضرتؐ کا پیراہن زیبِ جسم کیا اور حضرتؐ کا عصا ہاتھ میں لیا اور حضرتؐ کی تلوار حمائل کی اور حضرتؐ کے ناقہ غضبا پر سوار ہوئے اور قنبر سے فرمایا کہ دس قدم شمار کر و یا ایک سے دس تک گنو۔ قنبر کہتے ہیں کہ جب میں گننے سے فارغ ہُوا تو ہم جناب سلمانؓ کے دروازہ پر پہنچ چکے تھے۔ پھر زاذان نے روایت کی ہے کہ جب جناب سلمان کی وفات کا وقت قریب آیا میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو کون غسل دے گا۔ فرمایا جس نے رسُولِ خدا کو غسل دیا تھا۔ میں نے کہا آپ مدائن میں ہیں اور وُہ مدینہ میں۔ سلمانؓ نے کہا اے زاذان جب میں مر جاؤں گا اور تم میرے لبوں کو بند کرو گے تو ایک آواز سُنو گے۔ چنانچہ جب میں نے اُن کے دہن کو وفات کے بعد بند کیا تو دروازہ پر آیا جناب امیرؑ کو دیکھا آپ نے فرمایا اے زاذان ابوعبداللہ سلمانؓ رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے اور سلمان کے چہرے سے چادر ہٹائی تو سلمان مسکرائے حضرتؑ نے فرمایا مرحبا اے ابا عبداللہ جب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچنا تو ان حضرتؐ سے بیان کر دینا جو کچھ اُن کے بھائی پر اُن کی قوم کے ہاتھوں گذرا ہے۔ پھر حضرتؑ نے ان کی تجہیز شروع کی اور جب سلمان پر نماز پڑھی آپ کی بلند آواز سے تکبیر فرمانا میں نے سُنا۔ پھر ہم نے دو آدمیوں کو حضرتؑ کے ہمراہ دیکھا پُوچھا یہ کون ہیں فرمایا کہ ایک میرے بھائی جعفرؑ ہیں اور دُوسرے جناب خضر۔ اور ان دونوں کے ہمراہ فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں کہ ہر صف میں ہزار ہزار فرشتے ہیں۔ اور کتاب مشارق الانوار میں روایت کی ہے کہ جب حضرتؑ نے سلمانؓ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وُہ مسکرائے اور چاہا کہ اُٹھ کر بیٹھ جائیں حضرتؑ نے فرمایا اپنی موت کی حالت پر پلٹ جاؤ تو وُہ پہلی حالت پر واپس ہوگئے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ ایک روز صبح کو مدینہ کی مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ رسُولِ خدا کو میں نے خواب میں دیکھا ہے حضورؐ نے فرمایا کہ سلمانؓ نے دنیا سے رحلت کی؛ اور سلمان نے مجھ سے وصیت کی تھی کہ میں اُن کو غسل و کفن دوں اور اُن پر نماز پڑھوں اور دفن کروں۔ لہٰذا اب میں ان کی وصیت پر عمل کرنے مدائن جا رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اُن کا کفن بیت المال سے لے جایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ کفن کا انتظام ہو چکا ہے۔ پھر صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے اور مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ لوگ مدینہ واپس گئے اور حضرتؑ زوال سے پہلے واپس آگئے اور فرمایا کہ میں نے سلمان کو دفن کر دیا۔ بہت سے لوگوں کو حضرتؑ کی اس بات کا یقین نہ آیا اور لوگوں نے سچ نہ سمجھا یہاں تک کہ کچھ دنوں کے بعد مدائن سے خط آیا کہ سلمانؓ نے اُسی روز وفات پائی اور ایک اعرابی نے آکر اُن کو غسل دیا، کفن پہنایا، اُن پر نماز پڑھی اور اُن کو دفن کر کے واپس گیا۔ یہ معلوم کر کے سب کو تعجب ہُوا۔

کتاب روضۃ الواعظین میں سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ وُہ جناب سلمانؓ کی عیادت کو گئے، جبکہ وُہ بیمار تھے اور اُن کو روتے ہوئے دیکھا۔ سعد نے پوچھا اے ابو عبداللہؓ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے حالانکہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے راضی دُنیا سے تشریف لے گئے اور آپ اُن کے پاس حوضِ کوثر پر جا رہے ہیں۔ سلمانؓ نے فرمایا کہ میں موت کے سبب سے نہیں روتا ہوں اور نہ دُنیا کی حرص کے

سبب سے غمگین ہوں۔ بلکہ سبب یہ ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا، اور فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس ضروری سامان ہونا چاہیئے جیسے مسافروں کے لیئے ضروری توشہ ہوتا ہے۔ اور مَیں اپنے گرد ان سامانوں کو دیکھتا ہوں اس سبب سے رنجیدہ ہوں۔ اُن کے گرد ایک بوریا، ایک پیالہ اور ایک لوٹا تھا۔

شیخ کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سلمان کہتے ہیں کہ رسُولؐ اللہ نے فرمایا کہ جب تمہاری موت کا وقت آئے گا چند گروہ تمہارے پاس آئیں گے اور اچھی اور بُری خوشبُو پائیں گے وُہ کھانا نہیں کھاتے ہوں گے یعنی وُہ فرشتے ہوں گے۔ پھر سلمان نے ایک تھیلی نکالی اور کہا یہ پیغمبرؐ خدا نے مجھے ہبہ فرمایا ہے اور وُہ ایک بہترین خوشبو تھی اور فرمایا کہ اس کو پانی میں گھول دو۔ پھر اُس کو لپنے گرد چھڑک دیا۔ پھر اپنی زوجہ سے فرمایا کہ دروازہ بند کردو۔ وُہ اُٹھیں اور دروازہ بند کردیا۔ جب واپس آئیں تو دیکھا کہ اُن کی رُوح عالم قدس کی جانب پرواز کرچکی تھی۔

ساٹھواں باب

محرمِ اسرارِ الٰہی جناب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات اور آپ کے فضائل ومناقب

واضح ہو کہ سابقہ اور لاحقہ معتبر حدیثوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کے درمیان سلمان فارسیؓ کے بعد جناب ابوذرؓ سے افضل و برتر کوئی نہ تھا۔ آپ کا نام صحیح ترین قول کے مطابق جُندب بن جنادہ تھا اور کنیت ابو ذر۔ اور وُہ عرب کے قبیلۂ بنی غفار سے تھے۔

کلینی نے معتبر اسناد سے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؑ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کہ کیا مَیں تمہیں آگاہ کروں کہ سلمانؓ اور ابو ذرؓ کیونکر مسلمان ہوئے اُس نے کہا کہ سلمان کے اسلام لانے کی کیفیت سے مطلع ہوں، جناب ابوذرؓ کے مسلمان ہونے کا حال بیان فرمایئے۔ اور اُس نے غلطی کی کہ حضرتؑ سے دونوں بزرگوار کے حالات نہ دریافت کیئے۔ یہ سُن کر حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ ابوبطن مرکہ میں جو مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے اپنی بھیڑوں کو چرایا کرتے تھے ناگاہ داہنی جانب سے ایک بھیڑیا اُن کی گوسفندوں پر جھپٹا۔ ابوذر نے اپنے عصا سے اُس کو بھگا دیا۔ پھر وُہ بائیں طرف سے حملہ آور ہوا۔ ابوذرؓ نے اپنا عصا اُس کو مارا اور کہا تجھ سے بڑھ کر خبیث میں نے کوئی بھیڑیا نہیں دیکھا۔ تو وُہ بھیڑیا باعجازِ آنحضرتؐ گویا ہوا اور کہا واللہ اہل مکہ مجھ سے بدتر ہیں۔ خداوند عالم نے اُن کی طرف ایک پیغمبرؐ بھیجا اور وُہ اس کو دروغ سے نسبت

دیتے ہیں اور اُس کو بُرا اور ناسزا کہتے ہیں۔ جناب ابوذرؓ نے جب اُس سے یہ کلام سُنا تو اپنی زوجہ سے کہا کہ کچھ ناشتہ، لوٹا اور عصا مجھے لاکر دے دو۔ یہ چیزیں لے کر پیدل مکہ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ جو خبر بھیڑیئے سے سُنی تھی اس کی تصدیق کریں۔ غرض نہایت تکلیفیں اور سختیاں برداشت کرکے اور دُور و دراز کی مسافت طے کرکے داخلِ مکہ ہوئے۔ وُہ اُس وقت بہت پیاسے تھے۔ چاہ زمزم پر پہنچ کر ایک ڈول پانی کھینچا تو دیکھا کہ وُہ ڈول دوُدھ سے بھرا ہُوا ہے۔ اُن کے دل میں گذرا کہ یہ اُس خبر کی گواہی ہے جو بھیڑیئے نے دی تھی اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزہ میں سے ہے۔ غرض وُہ دوُدھ پیا اور مسجد کے ایک گوشہ میں آئے وہاں قریش کی ایک جماعت کو دیکھا جو ایک دُوسرے کے گرد بیٹھے ہیں وُہ بھی اُنہی کے پاس بیٹھ گئے۔ وہاں وُہ لوگ آنحضرتؐ کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے جیسے کہ بھیڑیئے نے اطلاع دی تھی، اور دن بھر وُہ اسی میں مشغول رہے۔ شام کے قریب وہاں حضرت ابوطالبؑ آئے۔ جب اُن کی نگاہیں ان حضرت پر پڑیں تو آپس میں بولے کہ خاموش ہوجاؤ کہ حضرتؐ کے چچا آرہے ہیں۔ غرض وُہ سب آنحضرتؐ کی مذمت سے باز آئے۔ جب حضرت ابوطالبؑ وہاں پہنچے وُہ سب اُن سے باتیں کرنے لگے۔ شام کو جب ابوطالب اُن کے پاس سے اُٹھے۔ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اُن کے ساتھ روانہ ہُوا۔ اُنہوں نے میری جانب مُڑ کے فرمایا تمہاری کیا حاجت ہے؟ مَیں نے کہا کہ مَیں اُس پیغمبرؐ کی تلاش میں آیا ہوں جو آپ لوگوں کے درمیان مبعوث ہُوا ہے پُوچھا اُن سے کیا کام ہے؟ مَیں نے کہا مَیں چاہتا ہوں کہ اُن پر ایمان لاؤں اور جو کچھ وُہ فرمائیں اُن کی سچائی کا اقرار کروں اور اُن کی اطاعت وتابعداری کروں فرمایا کیا تم ضرور ایسا کروگے مَیں نے عرض کی بیشک فرمایا اچھا کل اسی وقت آنا تو میں اُن کے پاس پہنچا دوں گا۔ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے رات مسجد میں گذاری صبح کو اُنہی کافروں کی مجلس میں پھر جا بیٹھا۔ ان لوگوں نے پھر مثل روز گزشتہ حضرتؐ کی مذمت کرنا شروع کی اور جب حضرت ابوطالبؑ آئے تو پھر اپنی بیہودہ گفتگو بند کردی اور اُن سے باتیں کرنے لگے۔ غرض جب حضرت ابوطالبؑ ان کے پاس سے اُٹھے تو میں بھی حضرتؑ کے ساتھ روانہ ہُوا۔ اُنہوں نے پھر کل کی طرح پُوچھا۔ مَیں نے وہی جواب دیا۔ پھر اُنہوں نے تاکید فرمائی کہ جو کچھ تم کہتے ہو اُس پر ضرور عمل کروگے؟ مَیں نے عرض کی ہاں۔ تو مجھے اپنے ساتھ وہاں لے گئے جس گھر میں حضرت حمزہؑ تھے۔ مَیں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میری غرض دریافت کی میں نے وہی جواب دیا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم شہادت دیتے ہو کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اُس کے رسُولؐ ہیں مَیں نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان مُحمّدً رسُول اللہ۔ حضرت حمزہؑ مجھے اُس گھر میں لے گئے جس میں حضرت جعفر طیارؑ تھے میں نے اُن کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی میری غرض دریافت کی میں نے وہی جواب دیا۔ اُنہوں نے شہادتین کی خواہش کی مَیں نے کلمۂ شہادتین پڑھا تو حضرت جعفرؑ مجھ کو امیر المومنینؑ کے گھر لے گئے اُنہوں نے بھی سوال کے بعد شہادتین کا اقرار لیا اور مجھے اُس مکان میں لے گئے جہاں رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما تھے۔ مَیں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ حضرتؐ نے بھی میرا مدعا دریافت فرمایا اور کلمۂ شہادتین کی تلقین فرمائی۔ مَیں نے کلمۂ شہادتین کا اقرار کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ اپنے وطن واپس جاؤ۔ تمہارے پہنچنے تک تمہارے چچازاد بھائی کا انتقال ہوچکا ہوگا اور تمہارے سوا

اُس کا کوئی وارث نہیں ہوگا۔ ان کا مال لے لو اور اپنے اہل و عیال کے پاس رہو یہاں تک کہ مَیں اپنی نبوت کا اعلان کروں، پھر میرے پاس چلے آنا۔ غرض ابوذرؓ اپنے وطن واپس آئے تو اُن کے چچا زاد بھائی کا انتقال ہو گیا تھا۔ انہوں نے اُن کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کیا اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دینِ اسلام رائج ہُوا تو وُہ مدینہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ تھی کیفیت ابوذرؓ کے اسلام لانے کی۔ اور سلمانؓ کے اسلام لانے کی حالت جیسا کہ تم نے سُنا کہ وُہ شخص آنحضرتؐ سے یہ ظاہر کر کے کہ مَیں ان کے اسلام لانے کا حال جانتا ہوں پشیمان ہُوا۔ پھر استدعا کی کہ آنحضورؐ اُن کے اسلام لانے کی کیفیت کا بھی اظہار فرمائیں لیکن حضرتؐ نے منظور نہ کیا۔

ابن عبدالبرؒ نے جو علمائے اہلسنت کے بڑے عالموں میں سے ہیں کتاب استیعاب میں جناب رسولِ خداؐ سے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ اُمت میں عیسٰےؑ بن مریمؑ کے زہد کی مثال ہیں۔ دُوسری روایت کے مطابق زہد میں عیسٰےؑ بن مریمؑ کی شبیہہ ہیں۔ نیز روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ابوذرؓ نے چند ایسے علوم حاصل کیئے جن کے تحمل سے لوگ عاجز ہیں اور اُس پر ایسی گرہیں لگا دی ہیں کہ اُس میں سے کچھ باہر نہیں آسکتا۔

IBN BABWAY

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب ابوذرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت جبرئیلؑ دحیہ کلبی کی صورت میں آنحضرتؐ کے پاس تنہائی میں بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ باتیں کر رہے تھے۔ ابوذرؓ نے سمجھا کہ وُہ حقیقت میں دحیہ کلبی ہیں اور کچھ باتیں پوشیدہ کر رہے ہیں اس لیئے وُہ چلے گئے۔ جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ابوذرؓ یہاں سے گذر گئے اور ہم لوگوں کو سلام تک نہ کیا اگر وُہ سلام کرتے تو ہم لوگ ان کا جواب سلام دیتے۔ یا حضرتؐ ان کی ایک دُعا ہے جو تمام اہلِ آسمان میں مشہور ہے۔ جب مَیں چلا جاؤں تو آپ اُن سے پُوچھیئے گا۔ غرض جبرئیلؑ آسمان کی طرف پرواز کر گئے تو ابوذرؓ آئے۔ حضرتؐ نے پُوچھا تم نے ہم لوگوں کو سلام کیوں نہیں کیا تھا عرض کی مجھے ایسا محسوس ہُوا کہ آپ نے دحیہ کلبی کو خلوت میں کچھ گفتگو کے لیئے بلایا ہے۔ مجھے اچھا نہ معلوم ہُوا کہ آپ کے کلام میں مخل ہوتا حضرتؐ نے فرمایا وُہ جبرئیلؑ تھے اور انہوں نے سلام نہ کرنے کی شکایت کی تو ابوذرؓ بہت نادم ہوئے۔ حضرتؐ نے پُوچھا وُہ کون سی دُعا ہے جس کے ذریعہ سے تم خدا سے مانگتے ہو کہ جبرئیلؑ نے اطلاع دی ہے کہ وُہ تمہاری دُعا اہلِ آسمان میں مشہور ہے؟ عرض کی یہ دُعا پڑھتا ہوں :- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْاِیْمَانَ بِکَ وَالتَّصدِیقَ بِنَبِیِّکَ وَالعَافِیَۃَ مِن جَمِیعِ البَلَاءِ وَالشُّکرَ عَلَی العَافِیَۃِ وَالغِنٰی عَن اَشرَارِ النَّاسِ۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ ابوذرؓ حضرت سرورِ کائنات کے برگزیدہ اصحاب میں سے تھے ایک روز حضرتؐ سے عرض کی کہ مَیں ساٹھ گوسفند رکھتا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ جہاں وُہ ہیں ان کے پاس چلا جاؤں لیکن حضورؐ کی زیارت سے محروم ہو جاؤں گا۔ اور ان بھیڑوں کو کسی چرواہے کے سپرد کرنا بھی پسند نہیں کرتا کہ ان پر ظلم کرے اور ان کی مناسب دیکھ بھال نہ کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا چلے جاؤ۔ وُہ چلے گئے مگر ساتویں روز

پھر واپس آگئے۔ حضرتؐ نے پُوچھا گوسفندوں کو کیا کیا؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ اُن کا قصّہ عجیب ہے۔ ایک روز مَیں نماز میں مشغول تھا ناگاہ میری بھیڑوں پر ایک بھیڑیا حملہ آور ہُوا۔ مَیں متردّد ہُوا کہ آیا نماز کو توڑ کر بھیڑوں کو بچا لوں یا نماز میں بدستور مشغول رہوں اور بھیڑوں کی پروا نہ کروں۔ تو مَیں نے گوسفندوں پر نماز کو ترجیح دی اور گوسفندوں کو چھوڑ دیا۔ اُسی اثنا میں شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اب بھیڑیا تیرے گلہ میں داخل ہو کر سب کو ہلاک کر ڈالے گا اور تمہارے لیئے کچھ باقی نہ رہے گا جس سے زندگی بسر ہو تو میں نے اُس کے جواب میں کہا کہ اگر گوسفندیں میرے ہاتھ سے جاتی رہیں گی تو کچھ پروا نہیں۔ خدا کی توحید، رسُولِؐ خدا پر ایمان اور اُن کے بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ کی محبت جو آنحضرتؐ کے بعد بہترین خلق ہیں اور ان کے پاک اور ہدایت کرنے والے فرزندوں کی دوستی و الفت اور اُن کے دشمنوں سے دشمنی تو باقی رہے گی جبکہ یہ دولت میرے ساتھ ہوگی تو جو کچھ ضائع ہو جائے ہیچ ہے۔ غرض مَیں نماز میں مشغول ہو گیا اور بھیڑیئے کو دیکھا کہ میرے گلہ میں در آیا اور ایک برّہ کو پکڑ کر لے گیا۔ ناگاہ ایک شیر ظاہر ہُوا اور اُس نے بھیڑیئے کو دو ٹکڑے کر دیا اور برّہ کو اُس سے چھین کر گلہ میں واپس پہنچا دیا اور مجھے آواز دی کہ اے ابوذرؓ اپنی نماز میں مشغول رہو کیونکہ خلاقِ عالم نے مجھے تمہاری گوسفندوں پر حفاظت کے لیئے مقرر فرمایا ہے جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاؤ۔ غرض میں حضورِ قلب کے ساتھ اپنی نماز اُس کے آداب و شرائط سے بجا لایا۔ جب فارغ ہُوا وُہ شیر میرے پاس آیا اور کہا کہ رسُولِؐ اللہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جاؤ اور ان کو اطلاع دو کہ خدا نے آپ کے مصاحب کا احترام و اکرام فرمایا اور آپ کی شریعت کی حفاظت کرنے والا قرار دیا اور ان کی گوسفندوں پر ایک شیر کو موکل کیا یہاں تک کہ وُہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ آنحضرتؐ کے پاس صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی جب ابوذرؓ سے یہ خبر سُنی تعجب کا اظہار کیا۔ جنابِ رسُولِؐ خدا نے فرمایا اے ابوذرؓ تم نے سچ کہا۔ مَیں اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ اور حسینؑ (علیہم السلام) تمہاری تصدیق کرتے ہیں۔ منافقوں نے جب یہ کلام سُنا تو کہا کہ محمدؐ اور ابوذرؓ نے آپس میں سازش کر لی ہے تاکہ اس حیلہ سے ہم کو فریب دیں تاکہ جو کچھ وُہ کہتے ہیں ہم اُس کا اعتقاد کریں اُن میں سے ایک جماعت نے کہا چل کر اُن کے گلہ کو دیکھنا چاہیئے جبکہ وُہ نماز پڑھ رہے ہوں کہ کیا شیر گوسفندوں کی حفاظت کرتا ہے تاکہ اُن کا جھُوٹ لوگوں پر ظاہر کیا جائے۔ غرض ایک مرتبہ جب اُن کے گلہ کے نزدیک گئے، تو دیکھا کہ ابوذرؓ نماز پڑھ رہے ہیں اور شیر اُن کے گلہ کے گرد گھوم رہا ہے اور اُن کو چرا رہا ہے اور جو گوسفند گلہ سے الگ ہو کر دُور چلی جاتی ہے اُس کو ہنکا کر گلہ میں داخل کر دیتا ہے۔ جب ابوذرؓ نماز سے فارغ ہوئے شیر نے بقدرت خدا کہا اے ابوذر اپنی گوسفندوں کو صحیح سلامت لو۔ پھر ان منافقوں کو ندا دی کہ اے منافقوں کی جماعت انکار کرتے ہو اس سے کہ خدا نے مجھ کو اُس کی گوسفندوں کی حفاظت کے لیئے مسخر فرمایا جو محمدؐ اور علیؑ اور اُن کی آلِ طاہرہؑ کا دوست ہے اور خدا کی جانب اُن کا وسیلہ اختیار کرتا ہے اُسی خدا کی قسم جو محمدؐ اور اُن کی آلِ اطہارؑ کو معزز رکھتا ہے اُس نے مجھے ابوذرؓ کا مطیع و فرمانبردار قرار دیا ہے حتّٰی کہ اگر وُہ حکم دیں کہ تم سب کو چیر پھاڑ ڈالوں اور ہلاک کر دوں تو تم کو ہلاک کر دوں گا۔ اُسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی قسم سے بلند تر کوئی قسم نہیں کہ اگر محمدؐ و آلِ محمد (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) کے حق کے ساتھ خدا سے سوال

کردوں کہ تمام دریاؤں کو روغن زنبق (چنبیہ کا پھول)، اور لوبان کردے اور تمام پہاڑوں کو مشک و عنبر و کافور بنا دے اور تمام درختوں کی شاخوں کو زمرد اور زبرجد قرار دے دے یقیناً وُہ قادر منّان سب کو ایسا ہی بنا دے گا۔ پھر جب ابوذرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذر تم نے اپنے پروردگار کی عبادت بہت اچھی طرح کی اس سبب سے خدا نے ایسے حیوان کو تمہارا مسخر فرمایا کہ تمہاری اطاعت کرے اور درندوں کا ضرر تم سے دفع کرے۔ لہٰذا تم اُن میں سب سے بہتر ہو جن کی خدا نے قرآن میں مدح کی ہے جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کہتے تھے کہ میں دنیا سے بیزار ہوں اور اس کی مذمت کرتا ہوں سوائے جَو کی دو روٹیوں کے جن میں سے ایک صبح کو کھاتا ہوں اور ایک شام کو اور سوائے بال کے دو کپڑوں کے جن میں سے ایک کو کمر سے باندھتا ہوں اور ایک کو اوڑھتا ہوں۔

نیز بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ اپنے خطبہ میں کہتے تھے کہ اے علم طلب کرنے والے دُنیا میں کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ اس کی بہتری فائدہ پہنچاتی ہے یا اس کی خرابی نقصان دیتی ہے سوائے اس کے جس پر خدا رحم فرمائے۔ لہٰذا اس شے کو طلب کر جس سے بھلائی کی تم کو اُمید ہو۔ اے علم کے طلب کرنے والے تجھ کو تیری جان سے تیرے اہل و عیال اور دولت و مال مشغول نہ کرلیں اس لیے کہ جس روز تو اپنے اہل و عیال سے جُدا ہوگا تو اُس مہمان کے مانند ہوگا جو رات کو کسی گروہ کے ساتھ بسر کرتا ہے اور دن کو اُن سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور مرنے اور مبعوث ہونے میں سوائے تھوڑی سی نیند کے جس سے تو بہت جلد بیدار ہو جائے زیادہ وقفہ نہیں ہے۔ اے علم کے طلب کرنے والے اُس روز سے پہلے اعمال صالحہ بھیج دے جس روز تجھ کو خدا کے سامنے برائے حساب و کتاب کھڑا کیا جائے گا اُس روز تو اپنے نیک اعمال کا ثواب پائے گا اور جو کچھ تو کرتا ہے اس کی جزا تجھ کو ملے گی۔

نیز بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوذرؓ سے پُوچھا کہ کس سبب سے ہم موت کو نہیں چاہتے ابوذرؓ نے فرمایا اس لیئے کہ تم نے اپنی دُنیا آباد کر رکھی ہے اور آخرت کو خراب و برباد کر رکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تم نہیں چاہتے کہ تم مقامِ آباد سے مقامِ خراب کو جاؤ۔ پھر اُس شخص نے پوچھا کہ خدا کے سامنے ہمارا حاضر ہونا کس طرح ہوگا فرمایا اُس مسافر کے مانند ہے جو اپنے گھر کو پلٹتا ہے۔ اور تم میں بدعمل جو ہے وُہ بھاگے ہوئے اُس غلام کے مانند ہوتا ہے جس کو اُس کے آقا کے پاس واپس لائیں۔ پھر پُوچھا کہ ہمارا حال خدا کے سامنے کیسا ہوگا ابوذرؓ نے فرمایا کہ اپنے اعمال خدا کی کتاب پر پیش کرو۔ جیسا کہ وُہ فرماتا ہے:۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (آیت ۱۳ و ۱۴ سورۃ انفطار پ۳۰) بیشک نیک اعمال والے بہشت کی نعمتوں میں ہوں گے اور یقیناً گنہگار جہنم میں ہوں گے۔ اُس شخص نے پُوچھا خدا کی رحمت کہاں ہے فرمایا نیکو کاروں کے نزدیک۔

نیز اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابوذر کو لکھا کہ کسی بہتر علم تازہ سے مجھے مستفید فرمایئے ابوذرؓ نے اس کو لکھا کہ علم کی کوئی انتہا نہیں بے شمار علوم ہیں۔ لیکن اگر تجھ سے ہو سکے تو اُس شخص سے بدی مت کر

جس کو تو دوست رکھتا ہے۔ اُس نے کہا کیا کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ کوئی شخص جس کو دوست رکھتا ہے اُس سے بُرائی کرے۔ ابوذرؓ نے کہا ہاں! تیری جان تجھ کو تمام جانوں سے زیادہ محبوب ہے جب تو خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو اپنی جان کو نقصان پہنچاتا ہے۔

پھر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک شخص تھا جو برابر جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں آیا کرتا تھا۔ ایک روز وُہ مسجد میں داخل ہوا اور کہا خداوندا مجھے دحشت سے انس کرامت فرما اور میری تنہائی کو نیک ہم نشین سے واصل کر دے۔ جب وُہ دُعا سے فارغ ہُوا دیکھا کہ ایک شخص مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہے وُہ اُس کے پاس گیا اور سلام کیا اور پُوچھا کہ اے بندۂ خدا تو کون ہے کہا میں ابوذر ہوں۔ اُس شخص نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ ابوذر نے پُوچھا اے بندۂ خدا تو نے تکبیر کیوں کہی۔ اُس نے کہا جب میں مسجد میں داخل ہوا تو ایسی دُعا کہی تھی تو خداوند عالم نے آپ کی ملاقات سے مجھے سرفراز فرمایا۔ ابوذر نے کہا میں تکبیر کہنے کا زیادہ مستحق تھا کیونکہ میں شائستہ ہم نشین ٹھہرا۔ بیشک میں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ نے فرمایا کہ میں اور تم قیامت کے روز ایک بلندی پر ہوں گے یہاں تک کہ لوگ حساب و کتاب سے فارغ ہوں گے۔ اے بندۂ خدا میرے پاس سے چلا جا کیونکہ عثمان نے میری ہم نشینی سے لوگوں کو منع کیا ہے ایسا نہ ہو کہ تجھے کوئی تکلیف پہنچے۔

بسند موثق اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابوذر جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ مدینہ منورہ کی ہَوا میرے موافق نہیں کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے بھتیجے کو لے کر قبیلہ مزینہ کے پاس چلا جاؤں اور وہیں زندگی گزاروں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ عرب کے سواروں کا ایک گروہ کہیں تم پر حملہ کرکے تمہارے بھتیجے کو مار نہ ڈالے اور تم پریشان حال میرے پاس آکر اپنے عصا پر تکیہ کرکے کھڑے ہو اور کہو کہ میرے بھائی کے لڑکے کو ظالموں نے مار ڈالا اور میرے حیوانات پکڑ لے گئے۔ ابوذرؓ نے کہا انشاء اللہ جو بہتر ہوگا وہی ہوگا۔ آخر حضرتؐ نے اُن کو اجازت دے دی اور وُہ اپنے بھائی کے لڑکے اور اپنی زوجہ کو لے کر مدینہ سے باہر چلے گئے۔ جب قبیلۂ مزینہ میں پہنچے کچھ دنوں کے بعد قبیلۂ فزارہ کے سواروں کا ایک گروہ اُن پر حملہ آور ہُوا اور عینیہ بن حصین اُن کے حیوانات بھگا لے گیا اور اُن کے بھتیجے کو قتل کر دیا اور اُن کی زوجہ کو پکڑ لے گئے جو بنی غفار کے قبیلہ سے تھیں۔ آخر ابوذرؓ ہر مقام سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور ان کو نیزہ کی انی سے اُن لوگوں نے مارا تھا جو اُن کے شکم تک پہنچی تھی۔ غرض ابوذرؓ عصا پر تکیہ کرکے بولے کہ سچ کہا تھا خدا اور اُس کے رسُول نے یا حضرتؐ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ظالموں نے میرے بھتیجے کو مار ڈالا اور میرے مویشی لے گئے اور اب آپ کے سامنے اپنے عصا پر تکیہ کیئے ہوئے کھڑا ہوں۔ یہ دیکھ کر آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو مدد کے لیئے بلایا اور وُہ لوگ جلدی جلدی مدینہ سے باہر نکلے اور قبیلۂ فزارہ کا تعاقب کیا اور اُن سے ابوذرؓ کا مال واپس چھین لیا اور مشرکین کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ابوذرؓ کا آنحضرتؐ کی مخالفت کرنا ان کی شان کے منافی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ (باقی بر صفحہ ۹۷۰)

بسند ہائے متواترہ عامہ وخاصہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی کا بوجھ نہیں اٹھایا جو ابوذرؓ سے زیادہ سچا ہو۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذرؓ اس اُمت کے صدیق ہیں۔

شیخ طبرسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر میں تمہارے واسطے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیئے پسند کرتا ہوں۔ میں تم کو کمزور و ناتوان پاتا ہوں لہٰذا دو شخصوں پر بھی امیر مت بننا اور مالِ یتیم کے متکفل نہ ہونا۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ ابوذرؓ بہتر ہیں یا آپ کے اہلبیتؑ۔ حضرتؑ نے پوچھا سال کے کتنے مہینے ہوتے ہیں۔ عرض کی بارہ ۱۲۔ حضرتؑ نے پوچھا اُن میں کتنے مہینے محترم ہیں۔ راوی نے عرض کی چار مہینے۔ حضرتؑ نے دریافت کیا کہ ماہِ رمضان بھی اُن میں شامل ہے یا نہیں۔ راوی نے کہا نہیں۔ حضرتؑ نے پوچھا محترم مہینے افضل ہیں یا ماہِ رمضان؟ راوی نے کہا ماہِ رمضان۔ تب حضرتؑ نے فرمایا کہ یہی حال ہم اہلبیتؑ کا ہے ہم پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بیشک ایک روز ابوذرؓ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ لوگ اس اُمت کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ ابوذرؓ نے کہا اس اُمت کے بہترین افراد علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں اور وہ بہشت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں اور وہ اس اُمت کے صدیق اور فاروق ہیں اور اس اُمت پر حجتِ خدا ہیں۔ جب منافقوں نے اُن سے یہ بات سنی تو منہ پھیر لیا اور انکار کیا اور اُن کو دروغ سے نسبت دی۔ تو ابوامامہ باہلی اُن میں سے اُٹھا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس نے ابوذرؓ کا کلام اور اُس جماعت کا انکار بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا آسمانِ سبز نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین گرد آلود نے بوجھ نہیں اُٹھایا کسی شخص کا جو ابوذرؓ سے زیادہ سچا ہو۔ نیز بسند دیگر روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے اسی حدیث کو دریافت کیا کہ کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذرؓ کے حق میں ایسا فرمایا ہے حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ تو راوی نے کہا پھر خود جناب رسولؐ خدا امیر المومنینؑ اور حسنؑ وحسینؑ کہاں گئے۔ یہ سُن کر حضرتؑ نے فرمایا کہ ہماری مثال ماہِ رمضان کی سی ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جس میں عمل کرنا ہزار مہینے کے عمل کرنے کے برابر ہے۔ تمام اکابر صحابہ دُوسرے تمام مہینوں میں حرمت کے مہینوں کے مانند ہیں اسی طرح ہم اہلبیتؑ پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

حسن بن سعید کی کتاب میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز ایک شخص ابوذرؓ کے پاس آیا، اور اُن کو خوشخبری دی کہ تمہاری مویشیوں نے بچّے دیئے ہیں اور اُن کی کثرت ہوگئی ہے۔ ابوذرؓ نے فرمایا کہ

(بقیہ از صفحہ ۹۶۹) ابوذر کے ابتدائی زمانہ کا حال ہو قبل اس کے کہ ان کا ایمان کامل ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے اُن کی غرض آنحضرتؐ کے معجزہ کا ظہور ہو یا راحتِ دُنیا پر آخرت کے ثواب کا اختیار کرنا مقصود ہو۔ ۱۲

اُن کی زیادتی سے میں خوش نہیں ہوتا اور نہ اُن کو دوست رکھتا ہوں بلکہ جو کم اور کافی ہو اُسی کو پسند کرتا ہوں اس لیئے کہ میں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ حضرتؐ فرماتے تھے کہ صراط کے دونوں کناروں پر رحم اور امانت ہوں گے۔ کوئی ایسا شخص جب اُس پر گزرے گا جس نے صلۂ رحم بہت کیا ہوگا اور کسی کی امانت میں خیانت نہ کی ہوگی تو صراط اس کو دوزخ میں نہ ڈالے گا۔

نیز بسند صحیح اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک روز ابوذر نے ایک شخص کو اس کی ماں کے طعنہ کے ساتھ سرزنش کی اور کہا اے سیاہ عورت کے لڑکے۔ چونکہ اس کی ماں کالی تھی اس لیئے ایسا کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابوذر کیا اس شخص کو اس کی ماں کا طعنہ دیتے ہو۔ جب ابوذرؓ نے یہ سُنا خاک پر گر پڑے۔ روتے تھے اور اپنا سر اور چہرہ خاک پر ملتے تھے۔ آخر حضرتؐ اُن سے راضی ہوئے۔

شیخ طوسی نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے ابوذرؓ سے کہا اے رسولؐ خدا کے مصاحب کیونکر تم نے صبح کی۔ آپ نے فرمایا دو نعمتوں میں میں نے صبح کی ایک یہ کہ خدا نے میرا گناہ پوشیدہ کر دیا ہے اور ایک یہ کہ لوگ میری تعریف کرتے ہیں۔ اور جو شخص اپنی تعریف سے مغرور ہوتا ہے وُہ دھوکا کھاتا ہے۔

شیخ کشی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوذرؓ جناب رسولؐ خدا کی تلاش میں ایک باغ میں گئے اور آنحضرتؐ کو سوتے ہوئے دیکھا معلوم کرنا چاہا کہ آیا واقعی آنحضرتؐ سو رہے ہیں یا بیدار ہیں اس لیئے ایک سوکھی لکڑی لے کر توڑی جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اُٹھا کر فرمایا اے ابوذرؓ کیا مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ میں تمہارے اعمال اُسی طرح نیند کی حالت میں بھی دیکھتا ہوں جس طرح بیداری کے عالم میں دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کی زیادہ تر عبادت صنائع پروردگار میں غور کرنے اور عبرت حاصل کرنے میں ہوتی تھی۔

قطب راوندی نے خود ابوذرؓ سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور عثمانؓ ساتھ ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ مسجد میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے؛ ہم دونوں بھی حضورؐ کے پاس بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد عثمانؓ اُٹھ کر چلے گئے اور میں بیٹھا رہا، تو آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ عثمان سے کیا راز کی باتیں کر رہے تھے؟ عرض کی میں قرآن کا ایک سورۃ پڑھ رہا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہت جلد وُہ تم سے دشمنی کریں گے اور تم اُن کے دشمن ہو جاؤ گے اور تم دونوں میں، جو ظالم ہوگا وُہ جہنم میں جلئے گا تو میں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم دونوں میں جو ستم گار ہوگا وُہ آتشِ جہنم میں ہوگا۔ فرمایئے ہم میں کون ستم کرنے والا ہوگا حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذر حق کہنا اگرچہ وُہ تلخ ہو گا یہاں تک کہ قیامت کے روز مجھ سے ملاقات کرنا اس عہد کے ساتھ جو میں نے تم سے لیا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ابوذرؓ خدا کے خوف سے اس قدر روئے کہ اُن کی آنکھیں زخمی ہوگئیں۔ لوگوں نے کہا کہ خدا سے دُعا کرو کہ تمہاری آنکھوں کو شفا بخشے۔ ابوذرؓ نے کہا مجھے ان کی

پروا نہیں۔ پوچھا پھر تمہیں کون سا غم ہے جس نے تمہیں آنکھوں سے بے خبر کر دیا ہے کہا دو عظیم امر درپیش ہیں اور وہ بہشت و دوزخ ہیں۔

ابن بابویہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد قبا میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کا ایک گروہ حاضرِ خدمت تھا۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ اب جو شخص سب سے پہلے اس دروازہ سے آئے گا وُہ اہلِ بہشت سے ہوگا۔ جب صحابہ نے یہ سُنا تو اُن میں سے ایک گروہ اُٹھا کہ شاید وُہ داخل ہونے میں سبقت کر جائیں۔ یہ دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا جو گروہ اب داخل ہوگا اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت کرے کے جو شخص رومی مہینے ازار کے ختم ہونے کی مجھ کو خوشخبری دے گا وُہ اہلِ بہشت سے ہے۔ غرض اُس جماعت کے ساتھ ابوذرؓ داخل ہوئے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ رومی مہینوں میں سے کون سا مہینہ ہے ابوذرؓ نے کہا ازار ختم ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہم جانتے ہیں لیکن میں چاہتا تھا کہ صحابہ یہ سمجھ لیں کہ تم اہلِ بہشت سے ہو۔ اور کیونکر نہ ہوگے جبکہ تم کو میرے حرم سے میرے اہلبیتؑ کی محبت اور دوستی کے سبب باہر نکالیں گے اور تم تنہائی میں زندگی بسر کرو گے اور تنہائی میں تمہاری وفات ہوگی اور اہلِ عراق کی ایک جماعت تمہاری تجہیز و تکفین کی سعادت حاصل کرے گی۔ اور وُہ جماعت بہشت میں میری رفیق ہوگی جس کا خدا نے پرہیز گاروں سے وعدہ فرمایا ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جنگِ تبوک میں ابوذرؓ تین روز پیچھے رہ گئے اس لیئے کہ اُن کا اُونٹ لاغر و کمزور تھا۔ جب اُنہوں نے سمجھ لیا کہ اُونٹ قافلہ تک نہیں پہنچ سکتا تو اُس کو راہ میں چھوڑ دیا اور اپنا سامان اپنی پشت پر باندھ لیا اور پیادہ روانہ ہوئے۔ جب دن نکلا اور آفتاب بلند ہُوا مسلمانوں نے اُن کو دیکھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابوذرؓ ہیں اور پیاسے ہیں پانی جلد ان کے پاس پہنچاؤ۔ لوگوں نے پانی اُن کے پاس پہنچایا انہوں نے پیا اور حضرتؐ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے آئے۔ لوٹا اُن کے ہاتھ میں تھا۔ حضرتؐ نے پوچھا اے ابوذر پانی تو ساتھ لیئے ہوئے ہو پھر کیوں پیاسے رہ گئے۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ میرا گذر راہ میں ایک پتھر کی طرف ہُوا اُس پر بارش کا پانی جمع تھا۔ میں نے چکھا تو وہ بہت سرد اور شیریں معلوم ہُوا اس لیئے میں نے عہد کیا کہ جب تک میرے حبیبؐ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو نہ پیئیں گے میں بھی نہ پیوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذر خدا تم پر رحم فرمائے تم تنہا غربت میں زندگی گزارو گے تنہائی میں تمہاری وفات ہوگی تنہا مبعوث ہوگے اور تنہا ہی بہشت میں داخل ہوگے؛ اور اہلِ عراق کا ایک گروہ تمہارے دفن و کفن کی سعادت حاصل کرے گا۔

معتمد اربابِ سیر نے نقل کیا ہے کہ ابوذرؓ خلیفہ دوم کے زمانہ میں شام چلے گئے تھے اور وہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ تک مقیم رہے۔ جب اُن کی نامناسب طریقوں کی ان کو اطلاع ہوئی خاص طور سے جناب عمار کی بے حرمتی اور ربیت کا حال معلوم ہُوا تو وُہ علانیہ ان کی مذمت کرنے لگے اور ظاہر بظاہر ان کو بُرا کہتے اور اُن کی زیادتیوں کو بیان کرتے رہتے۔ اور جب امیر معاویہ کے ظلم و جور مشاہدہ کرتے تو اُن کو سرزنش کرتے اور لوگوں کو حضرت علیؑ کی دوستی و محبت کی ترغیب دیتے اور اُن کے فضائل و مناقب بیان کرتے اور اُن میں سے

بہتوں کو تشیع پر مائل کر لیا تھا۔ اور مشہور یہ ہے کہ شام اور جبل عامل میں جو شیعہ ہیں وُہ ابوذرؓ کی برکت سے ہیں۔ غرض امیر معاویہ نے اُن کی شکایت عثمان کو لکھی اور ظاہر کیا کہ اگر چند روز ابوذرؓ اور اس ملک میں رہ جائیں گے تو یہاں کے لوگوں کو تم سے منحرف کر دیں گے۔ عثمان نے جواب میں لکھا کہ جس وقت میرا خط تیرے پاس پہنچے تجھ کو چاہیئے کہ تیز رو مرکب پر ابوذرؓ کو سوار کر کے ایک سخت مزاج شخص کے ساتھ روانہ کر دے جو رات دن سواری کو دوڑاتا ہُوا لائے تاکہ نیند ابوذرؓ پر غالب ہو (اور وُہ سو نہ سکیں) تاکہ میرا اور تیرا ذکر اُن کے دل سے نکل جائے (اور نیند میں بے چین رہیں) جب یہ خط معاویہ کو ملا ابوذرؓ کو بلایا اور اُن کو ایک شریر اُونٹ کی کوہان پر بٹھایا اور ایک تند مزاج ساربان کو ان کے ہمراہ کر کے روانہ کیا۔ ابوذرؓ لمبے قد کے آدمی تھے مگر لاغر اور ناتوان تھے۔ اُس وقت بوڑھے ہو چکے تھے اور اُن کے سر اور داڑھی کے تمام بال سفید ہو گئے تھے۔ غرض ساربان اُونٹ کو نہایت تیزی سے چلاتا رہا۔ اُونٹ پر کجاوہ وغیرہ کچھ نہ تھا اس لیئے اس کے دوڑانے سے ابوذر کی رانیں زخمی ہو گئی تھیں یہاں تک کہ ان کے گوشت گر گئے تھے۔ اسی حال خراب و خستہ سے مدینہ میں پہنچے۔ جب لوگ اُن کو عثمان کے سامنے لائے تو اُن کو دیکھ کر وُہ بولے کہ کوئی آنکھ تیرے دیدار سے روشن نہ ہو اے جندب۔ ابوذرؓ نے کہا میرے باپ نے میرا نام جندب رکھا تھا لیکن رسولؐ اللہ نے میرا نام عبداللہ رکھا۔ عثمان نے کہا کہ تم مسلمان ہونے کا دعوےٰ کرتے ہو اور ہمارے متعلق کہتے ہو کہ ہمارا قول ہے کہ خدائے تعالیٰ فقیر ہے اور ہم تونگر ہیں۔ آخر میں نے کب یہ بات کہی ہے۔ ابوذرؓ نے کہا یہ بات تو میں نے کبھی نہیں کہی لیکن گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے کہ جب ابی العاص کی اولاد تیس ۳۰ تک پہنچ جائے گی خدائے تعالیٰ کے مال کو اپنے اقبال و اقتدار کا ذریعہ قرار دیں گے اور بندگانِ خدا کو اپنے ملازم اور خدمت گار سمجھیں گے اور دینِ خدا میں خیانت کریں گے اُس کے بعد خداوندِ عالم اپنے بندوں کو اُن کے دستِ ظلم سے چھڑائے گا اور رہائی دے گا۔ اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے:۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (آیت ۸۴، ۸۵ سورۃ بقرہ پ۱)
جس کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ ہے کہ یاد کرو اُس وقت کو جبکہ تم سے یا تمہارے باپ دادا سے ہم نے عہد لیا کہ اپنے عزیزوں اور اپنے ہم مذہبوں کا خون نہ کرنا اور نہ اُن کو ظلم و جور کے ساتھ اُن کے گھروں سے نکالنا۔ تو تم نے عہد و اقرار کیا اور تم اس کو جانتے ہو اور اس پر خود آپس میں ایک دوسرے کے گواہ ہو مگر تم تو وُہ لوگ ہو کہ عہد کو توڑتے ہو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو گھروں اور شہروں سے نکالتے ہو اور اُن کو نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو۔ اور اسیروں کا فدیہ جو دیتے ہو وُہ تو بہتر ہے، آیا کتابِ خدا کے بعض احکام پر عمل کرتے ہو جو اسیروں کے فدیہ دینے کے بارے میں ہے اور بعض سے انکار کرتے ہو

پروا نہیں۔ پوچھا پھر تمہیں کون سا غم ہے جس نے تمہیں آنکھوں سے بے خبر کر دیا ہے کہا دو عظیم امر در پیش ہیں اور وہ بہشت و دوزخ ہیں۔

ابن بابویہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد قبا میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کا ایک گروہ حاضرِ خدمت تھا۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ اب جو شخص سب سے پہلے اس دروازہ سے آئے گا وُہ اہلِ بہشت سے ہوگا جب صحابہ نے یہ سُنا تو اُن میں سے ایک گروہ اُٹھا کہ شاید وُہ داخل ہونے میں سبقت کر جائیں۔ یہ دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا جو گروہ اب داخل ہوگا اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت کر کے جو شخص رومی مہینے ازار کے ختم ہونے کی مجھ کو خوشخبری دے گا وُہ اہلِ بہشت سے ہے۔ غرض اُس جماعت کے ساتھ ابوذرؓ داخل ہوئے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ رُومی مہینوں میں سے کون سا مہینہ ہے ابوذرؓ نے کہا ازار ختم ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہم جانتے ہیں لیکن میں چاہتا تھا کہ صحابہ یہ سمجھ لیں کہ تم اہلِ بہشت سے ہو۔ اور کیونکر نہ ہو گے جبکہ تم کو میرے حرم سے میرے اہلبیت کی محبت اور دوستی کے سبب باہر نکالیں گے اور تم تنہائی میں زندگی بسر کرو گے اور تنہائی میں تمہاری وفات ہوگی اور اہلِ عراق کی ایک جماعت تمہاری تجہیز و تکفین کی سعادت حاصل کرے گی۔ اور وُہ جماعت بہشت میں میری رفیق ہوگی جس کا خدا نے پرہیزگاروں سے وعدہ فرمایا ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جنگ تبوک میں ابوذرؓ تین روز پیچھے رہ گئے اس لیئے کہ اُن کا اُونٹ لاغر و کمزور تھا۔ جب اُنہوں نے سمجھ لیا کہ اُونٹ قافلہ تک نہیں پہنچ سکتا تو اُس کو راہ میں چھوڑ دیا اور اپنا سامان اپنی پُشت پر باندھ لیا اور پیادہ روانہ ہوئے۔ جب دن نکلا اور آفتاب بلند ہُوا مسلمانوں نے اُن کو دیکھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابوذرؓ ہیں اور پیاسے ہیں پانی جلد ان کے پاس پہنچاؤ۔ لوگوں نے پانی اُن کے پاس پہنچایا انہوں نے پیا اور حضرتؐ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے آئے۔ لوٹا اُن کے ہاتھ میں تھا۔ حضرتؐ نے پوچھا اے ابوذر پانی تو ساتھ لیئے ہوئے ہو پھر کیوں پیاسے رہ گئے۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ میرا گذر راہ میں ایک پتھر کی طرف ہُوا اُس پر بارش کا پانی جمع تھا۔ میں نے چکھا تو وُہ بہت سرد اور شیریں معلوم ہُوا اس لیئے میں نے عہد کیا کہ جب تک میرے حبیبؐ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو نہ پئیں گے میں بھی نہ پیوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذر خدا تم پر رحم فرمائے تم تنہا غربت میں زندگی گذارو گے، تنہائی میں تمہاری وفات ہوگی تنہا مبعوث ہو گے اور تنہا ہی بہشت میں داخل ہو گے؛ اور اہلِ عراق کا ایک گروہ تمہارے دفن و کفن کی سعادت حاصل کرے گا۔

معتمد ارباب سیر نے نقل کیا ہے کہ ابوذرؓ خلیفہ دوم کے زمانہ میں شام چلے گئے تھے اور وہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ تک مقیم رہے۔ جب اُن کی ... [illegible]
... [illegible] کا حال معلوم ہُوا تو وُہ علانیہ ان کی مذمت کرنے لگا ... [illegible]

بہتوں کو تشیع پر مائل کر لیا تھا۔ اور مشہور یہ ہے کہ شام اور جبل عامل میں جو شیعہ ہیں وُہ ابوذرؓ کی برکت سے ہیں۔ غرض امیر معاویہ نے اُن کی شکایت عثمان کو لکھی اور ظاہر کیا کہ اگر چند روز ابوذرؓ اور اس ملک میں رہ جائیں گے تو یہاں کے لوگوں کو تم سے منحرف کر دیں گے۔ عثمان نے جواب میں لکھا کہ جس وقت میرا خط تیرے پاس پہنچے تجھ کو چاہیئے کہ تیز رو مرکب پر ابوذرؓ کو سوار کر کے ایک سخت مزاج شخص کے ساتھ روانہ کر دے جو رات دن سواری کو دوڑاتا ہُوا لائے تاکہ نیند ابوذرؓ پر غالب ہو (اور وُہ سو نہ سکیں) تاکہ میرا اور تیرا ذکر اُن کے دل سے نکل جائے (اور نیند میں بے چین رہیں) جب یہ خط معاویہ کو ملا ابوذرؓ کو بلایا اور اُن کو ایک شریر اُونٹ کی کوہان پر بٹھایا اور ایک تند مزاج ساربان کو ان کے ہمراہ کر کے روانہ کیا۔ ابوذرؓ لمبے قد کے آدمی تھے مگر لاغر اور ناتوان تھے۔ اُس وقت بوڑھے ہو چکے تھے اور اُن کے سر اور داڑھی کے تمام بال سفید ہو گئے تھے۔ غرض ساربان اُونٹ کو نہایت تیزی سے چلاتا رہا۔ اُونٹ پر کجاوہ وغیرہ کچھ نہ تھا اس لیئے اس کے دوڑانے سے ابوذر کی رانیں زخمی ہو گئی تھیں یہاں تک کہ ان کے گوشت گر گئے تھے۔ اسی حال خراب و خستہ سے مدینہ میں پہنچے۔ جب لوگ اُن کو عثمان کے سامنے لائے تو اُن کو دیکھ کر وُہ بولے کہ کوئی آنکھ تیرے دیدار سے روشن نہ ہو اے جندب۔ ابوذرؓ نے کہا میرے باپ نے میرا نام جندب رکھا تھا لیکن رسولؐ اللہ نے میرا نام عبداللہ رکھا۔ عثمان نے کہا کہ تم مسلمان ہونے کا دعوٰے کرتے ہو اور ہمارے متعلق کہتے ہو کہ ہمارا قول ہے کہ خدائے تعالیٰ فقیر ہے اور ہم تونگر ہیں۔ آخر میں نے کب یہ بات کہی ہے۔ ابوذرؓ نے کہا یہ بات تو میں نے کبھی نہیں کہی لیکن گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے کہ جب ابی العاص کی اولاد تیس ۳۰ تک پہنچ جائے گی خدائے تعالیٰ کے مال کو اپنے اقبال و اقتدار کا ذریعہ قرار دیں گے اور بندگانِ خدا کو اپنے ملازم اور خدمت گار سمجھیں گے اور دینِ خدا میں خیانت کریں گے اُس کے بعد خداوند عالم اپنے بندوں کو اُن کے دستِ ظلم سے چھوڑائے گا اور رہائی دے گا۔ اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (آیت ۸۴ و ۸۵ سورۃ بقرہ پ ۱) جس کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ ہے کہ یاد کرو اُس وقت کو جبکہ تم سے یا تمہارے باپ دادا سے ہم نے عہد لیا کہ اپنے عزیزوں اور اپنے ہم مذہبوں کا خون نہ کرنا اور نہ اُن کو ظلم و تعدی کے ساتھ اُن کے گھروں سے ... [illegible]

جو لوگوں کا قتل کرنا اور ان کا ان کے گھروں سے نکالنا ہے۔ لہٰذا ایسے نافرمانوں کا بدلہ دُنیا کی زندگی میں خواری اور رُسوائی ہے اور قیامت کے روز سخت ترین عذاب جہنم ہے؛ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے غافل نہیں ہے۔" علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ یہ آیتیں ابوذر اور عثمان کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اس سبب سے کہ جب ابوذر مدینہ میں علیل و بیمار داخل ہوئے اور عثمان کے سامنے اپنے عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے اس وقت ان کے سامنے ایک لاکھ درہموں کا ڈھیر مسلمانوں کے مال کا لگا ہوا تھا اور ان کے مصاحبین اُن کے گرد بیٹھے تھے اور اُن درہموں کو دیکھ رہے تھے کہ ان پر تقسیم کیا جائے۔ ابوذر نے عثمان سے پوچھا کہ یہ کیسا مال ہے کہا ایک لاکھ درہم ہیں جو اطراف و جوانب سے میرے لیئے لایا گیا ہے اور انتظار ہے کہ اتنا ہی اور آجائے تو سب ملا کر جو چاہوں کروں اور جس کو چاہوں دوں۔ ابوذرؓ نے کہا اے عثمان ایک لاکھ درہم زیادہ ہیں یا کہ چار دینار۔ کہا ایک لاکھ درہم۔ ابوذر نے کہا تم کو یاد ہے کہ میں اور تم ایک مرتبہ رات کے وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرتؐ بہت رنجیدہ و مغموم تھے اور ہم سے بات تک نہ کی۔ پھر جب صبح کو ہم لوگ حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت بہت خوش و مسرور تھے۔ ہم نے کہا کہ ہمارے باپ ماں آپ پر فدا ہوں اس کا کیا سبب ہے کہ رات حضورؐ بہت زیادہ غمگین تھے اور اس وقت شاد و خرم ہیں۔ فرمایا کہ رات مسلمانوں کے مال کا چار دینار میرے پاس آگیا تھا اور اس کو تقسیم نہ کر سکا تھا۔ مجھے خوف تھا کہ ممکن ہے کہ اس وقت میری موت آجائے اور وُہ مال میرے پاس رہ جائے۔ لیکن اس وقت وُہ مال مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اس لیئے مسرور ہوں۔ یہ سُن کر عثمان نے کعب الاحبار کی جانب دیکھا اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے مال کی واجب زکوٰۃ ادا کر دی ہو تو اس پر کچھ اور چیز واجب ہے۔ اور بروایت دیگر کہا کہ اے کعب امام کے لیئے کیا حرج ہے کہ بیت المال سے کچھ مسلمانوں کو دے اور کچھ محفوظ رکھے تاکہ زمانہ کی ضرورت کے موافق جس کو چاہے دے کعب نے کہا اگر سونے اور چاندی کی اینٹ بنا کر رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ سُنتے ہی ابوذرؓ نے اپنا عصا کعب کے سر پر مارا اور کہا اے یہودی بچے تیرا کیا کام جو تو مسلمانوں کے احکام میں دخل دیتا ہے۔ خدا کا قول زیادہ سچا ہے یا تیرا۔ وُہ ارشاد فرماتا ہے:۔ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (آیت ۳۴ و ۳۵۔ سورۃ توبہ پارہ ۱۰) جس کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ ہے کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے اے رسولؐ اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو جس روز کہ ان کے خزانے آگ میں لال کر کے اُن کی پیشانیاں داغی جائیں گی کیونکہ وُہ فقیروں کو دیکھتے تو اُن پر بل پڑ جاتے اور اُن کے پہلو بھی (داغے جائیں گے) جن کو اہلِ فقر سے دُور رکھتے، اور اُن کی پیٹھیں بھی جن کو غریبوں کی جانب پھیرے رہتے تھے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وُہ خزانہ جس کو تم نے اپنے لیئے جمع کیا تھا اور اس سے فائدہ کی اُمید رکھتے تھے لہٰذا ان کے مزے چکھو جو ذخیرہ کرتے تھے۔" جب ابوذرؓ نے یہ آیتیں پڑھیں تو عثمان نے کہا تم بڈھے خرانٹ ہو گئے ہو تمہاری عقل زائل ہو چکی ہے اگر تم رسولؐ کے صحابی نہ ہوتے تو میں یقیناً تم کو قتل کر دیتا۔ ابوذرؓ نے کہا

اے عثمان تم جھوٹ کہتے ہو تم میرے قتل پر قادر نہیں ہو میرے حبیب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ اے ابوذر تم کو کوئی نہ دین سے برگشتہ کر سکتا ہے نہ قتل کر سکتا ہے۔ رہی میری عقل تو وُہ اتنی ہے کہ ایک حدیث جو میرے اور تمہارے بارے میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے بخوبی یاد ہے۔ عثمان نے پوچھا وُہ حدیث کون سی ہے؟ فرمایا کہ میں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ جب ابی العاص کی اولاد کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وُہ مالِ خدا میں ناحق تصرف کریں گے اور آپس میں بانٹ لیں گے اور قرآن کی غلط تاویل کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنا لیں گے اور فاسقوں اور ظالموں کو اپنا دوست بنائیں گے اور صالح اور نیک لوگوں سے لڑائی جھگڑا کریں گے۔ عثمان نے کہا اے گروہِ صحابہ کیا تم میں سے بھی کسی نے پیغمبرؐ سے یہ حدیث سُنی ہے؟ سب نے عثمان کی خوشامد میں کہہ دیا نہیں ہم نے نہیں سُنی ہے۔ عثمان نے کہا علی بن ابی طالبؑ کو بلاؤ۔ جب وُہ تشریف لائے عثمانؓ نے کہا اس بڈھے کاذب کو دیکھو کیا کہتا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا بس کر ولے عثمان ان کو جھوٹ سے نسبت مت دو۔ کیونکہ میں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ حضرتؐ نے ان کے حق میں فرمایا کہ آسمانِ سبز نے کسی پر سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے کسی کا بوجھ نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ وُہ تمام صحابہ جو موجود تھے یہ سُن کر بولے کہ واللہ حضرت علیؑ سچ کہتے ہیں ہم نے یہ حدیث پیغمبرؐ سے سُنی ہے۔ اُس وقت ابوذرؓ پر گریہ طاری ہوا اور کہا وائے ہو تم پر تم سب کے سب اس مال کی طرف للچائی ہوئی آنکھ سے دیکھ رہے ہو اور مجھے جھوٹ سے نسبت دیتے ہو کہ میں آنحضرتؐ پر جھوٹ باندھتا ہوں اور افترا کرتا ہوں۔ پھر اُن منافقین سے کہا کہ تم میں کون سب سے بہتر ہے؟ عثمانؓ نے فرمایا کہ تمہارا گمان ہے کہ تم ہم سے بہتر ہو؟ فرمایا ہاں جس روز سے اپنے حبیبؐ پیغمبرؐ سے جُدا ہوا ہوں اس وقت سے یہی جبہ پہنے ہوں اور اپنے دین کو دُنیا کے عوض میں نے نہیں فروخت کیا ہے۔ اور تم لوگوں نے پیغمبرؐ کے دین میں بدعتیں ایجاد کر رکھی ہیں اور دُنیا کے عوض دین کو خراب و برباد کر دیا ہے اور خدا کے مالوں میں ناحق تصرف کیا ہے۔ خدا تم سے سوال کرے گا اور مجھ سے نہیں پوچھے گا۔ عثمانؓ نے (لاجواب ہو کر) کہا اچھا تم کو رسولِ خدا کے حق کی قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ کہو۔ ابوذر نے کہا اگر قسم نہ دیتے تب بھی میں سچ کہتا۔ عثمانؓ نے پوچھا کس شہر کو تم سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو فرمایا وُہ شہر جو حرمِ خدا اور حرمِ رسولؐ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی میں خدا کی عبادت کروں یہاں تک کہ میری موت آئے۔ عثمان نے کہا میں تم کو وہاں نہیں بھیجوں گا کیونکہ میرے نزدیک تمہاری کوئی عزت نہیں ہے۔ ابوذرؓ یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔ عثمان نے پھر پوچھا کہ کس شہر کو سب سے زیادہ دُشمن رکھتے ہو اور ناپسند رکھتے ہو۔ فرمایا ربذہ کو جہاں حالتِ کفر میں میری بسر ہوئی تھی۔ عثمان نے کہا میں تم کو وہیں بھیجوں گا۔ ابوذر نے کہا تم نے جو کچھ پوچھا میں نے سچ سچ کہہ دیا اب جو میں تم سے پوچھوں تم بھی صحیح صحیح بتاؤ۔ اگر تم کوئی لشکر کسی دُشمن کی جانب بھیجو جس میں میں بھی ہوں اور کفار مجھے اسیر کر لیں اور کہیں کہ جب تک تم اپنے مال کا تیسرا حصہ نہ دو گے ہم ابوذرؓ کو رہا نہ کریں گے تو کیا اتنا مال دے کر مجھے رہا کرا لو گے عثمانؓ نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا کہ اگر وُہ لوگ تمہارا نصف مال طلب کریں تب بھی دے کر مجھے چھڑا لو گے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا کہ اگر میرے عوض تمہارا

تمام مال مانگیں کہا تب بھی تم کو رہا کراؤں گا اور اپنا تمام مال تمہارے فدیہ میں دے دُوں گا۔ ابوذر نے کہا اللہ اکبر میرے حبیب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر تمہارا کیا حال ہو گا اُس روز جبکہ تم سے بہترین شہر کے بارے میں پُوچھا جائے گا اور تم کہو گے کہ مکّہ تو وہاں تمہاری سکونت منظور نہ کی جائے گی۔ پھر تم سے بدترین شہر معلوم کریں گے تم ربذہ کو بتاؤ گے تو تم کو وہیں بھیجا جائے گا۔ مَیں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ ایسا زمانہ بھی آئے گا؟ فرمایا ہاں۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ امر ضرور واقع ہو گا۔ مَیں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ اُس روز کاندھے پر تلوار رکھ کر مردانہ وار اُن سے جہاد کروں گا۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں سُن کر خاموش رہنا اور کسی سے تعرّض نہ کرنا اگرچہ وُہ غلام حبشی ہی ہو۔ بیشک تمہارے اور عثمان کے بارے میں خدا نے چند آیتیں نازل کی ہیں اور وُہ آیتیں جو ذکر ہوئیں حضرتؐ نے تلاوت فرمائیں اور اُن آیتوں کا اس قصّہ سے مطابق ہونا اہلِ علم پر پوشیدہ نہیں ہے یعنی ابوذر کا مدینہ سے اخراج اور ابوذر کا عثمان سے اپنے فدیہ کے بارے میں سوال و جواب۔ غرض عثمانؓ نے مروان بن الحکم کو حکم دیا کہ ابوذرؓ کو اُن کے عیال کے ساتھ مدینہ سے باہر نکال دے اور ربذہ کی جانب روانہ کر دے اور تاکید کی کہ صحابہ میں سے کوئی شخص ان کو پہنچانے نہ جائے۔ لیکن اہلبیتِ رسالت نے اپنے خواص کے ایک گروہ کے ساتھ اُن کی اطاعت نہ کی اور اُن کو شہر کے کنارے تک پہنچانے گئے اور اُن کو تسلّی و تشفّی دی۔ چنانچہ محمد بن یعقوب کلینی نے روایت کی ہے کہ جب ابوذر مدینہ سے روانہ ہوئے جناب امیرؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ علیہم السّلام، عقیل برادرِ امیرالمومنینؑ اور عمارؓ یاسر ان کی مشایعت کے لیئے ان کے ساتھ چلے اور رخصت کے وقت امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے ابوذر تم خدا کی خوشنودی کے لیئے غضبناک ہوئے لہٰذا اُسی سے اجر کی اُمید رکھو۔ اس گروہ کو خوف ہُوا کہ ایسا نہ ہو کہ تم ان کی دنیا میں تصرّف کرو۔ اور تم اُن سے اپنے دین کے بارے میں خوفزدہ ہوئے اور تم نے اپنا دین اُن سے محفوظ کر لیا اور اُن پر نہیں چھوڑا اس لیئے انہوں نے تم کو اپنے شہر سے باہر کر دیا اور بلاؤں میں ڈال دیا۔ خدا کی قسم اگر کسی پر آسمان و زمین کے راستے بند کر دیں اور وُہ پرہیز اور نیکوکار ہو تو بیشک خداوند عالم اُس کے لیئے بدحالی و پریشانی مقرر فرماتا ہے۔ اے ابوذر تمہاری حقیقت اور وحشت و تنہائی اور باطل سے دُوری تمہاری مونس ہے۔ پھر عقیل نے کہا اے ابوذر تم جانتے ہو کہ ہم اہلبیتؑ تم کو دوست رکھتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ تم ہم کو دوست رکھتے ہو اور ہمارا حق اور احترام پیغمبرؐ کے سبب سے ملحوظ رکھتے ہو۔ اور دُوسروں نے فراموش کر دیا ہے سوائے تھوڑے اہلِ حق کے۔ لہٰذا تمہارا اجر و ثواب خدا کے ذمّہ ہے اور اہلبیتِؑ رسالت کی محبّت کے سبب تم کو شہر بدر کیا جا رہا ہے خدا تم کو اس کا عوض دے۔ اے ابوذر سمجھ لو کہ بلاؤں سے بھاگنا بزدلی ہے اور فوراً عافیت کی خواہش کرنا نااُمیدی کے سبب سے ہے۔ لہٰذا بزدلی اور نااُمیدی کو قریب نہ آنے دو اور خدا پر بھروسہ رکھو اور کہو حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اُس کے بعد امام حسنؑ نے فرمایا اے چچا اس گروہ نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیئے ہیں ظاہر ہیں اور خداوند عالم تمام حالات سے آگاہ اور گواہ ہے۔ دُنیا کی یاد اُس کی مفارقت کی یاد سے مٹا دیجیئے اور دُنیا کی سختیوں کو آخرت کی راحتوں کی اُمید کے ذریعہ سے آسان کیجیئے اور بلاؤں پر صبر کیجیئے تاکہ جب پیغمبرِ خدا سے آپ ملاقات کریں تو وُہ حضرت

آپ سے راضی و خوشنود ہوں۔ پھر امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا اے چچا خداوند عالم قادر ہے اس پر کہ اس تکلیف و شدّت کو راحت و آرام سے بدل دے۔ لیکن خدا کا ہر کام ہر روز اور ہر وقت کی مصلحت و حکمت کے موافق ہوتا ہے اس جماعت نے اپنے عیش و آرام سے آپ کو روکا اور آپ نے اپنے دین میں مخل ہونے سے ان کو باز رکھا اور آپ کس قدر بے نیاز ہیں اس سے جس سے آپ کو روکا گیا اور وُہ لوگ کوشش کے ساتھ اُس کے محتاج ہیں جو آپ نے اُن سے محفوظ کر لیا ہے۔ آپ کو صبر گوارا ہو جو سب سے بہتر نیکی ہے اور صبر صفات کریمہ میں سے ہے رنج و غم کو چھوڑیئے جس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر جناب عمارؓ نے کہا خدا وحشت و تنہائی میں اس کو مبتلا کرے جس نے تم کو مبتلا کیا اور خوفزدہ کرے اس کو جس نے تم کو خوفزدہ کیا ہے۔ خدا کی قسم سخن حق سے نہیں روکتی مگر دُنیا کی محبت اور اُس کی خواہش اور خدا کی قسم خدا کی عبادت جماعت اہلبیتؑ کے ساتھ ہے اور دُنیا کی بادشاہی اُس کے لیئے ہے جو طاقت و قوت سے اس پر تصرّف کرتا ہے۔ اس گروہ نے لوگوں کو دُنیا کی طرف بلایا اور لوگوں نے قبول کیا اور اپنا دین ان کو بخش دیا اس لیئے دین و دُنیا دونوں میں گھاٹا اُٹھایا اور یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ یہ تمام باتیں سُنکر ابوذر نے ان لوگوں سے کہا آپ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ میرے باپ ماں ان صورتوں پر فدا ہو جائیں جو میں دیکھ رہا ہوں بیشک جب آپ لوگوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے رسُولِ خدا یاد آجاتے ہیں اور مجھے مدینہ سے کوئی کام نہیں سوائے آپ لوگوں سے دل بستگی اور محبت کے۔ عثمان پر مدینہ میں میرا رہنا اُسی طرح گراں ہُوا جس طرح شام میں معاویہ پر گراں گذرا۔ عثمان نے قسم کھائی کہ مجھ کو مدینہ سے کسی شہر میں بھیج دیں اور مَیں نے چاہا تھا کہ کوفہ بھیج دیں لیکن وُہ ڈرے کہ مَیں کوفہ کے لوگوں کو اُن کے بھائی سے منحرف کر دوں گا اس لیئے میرا وہاں جانا پسند اور قبول نہ کیا اور قسم کھائی کہ مجھے ایسی جگہ بھیجیں گے جہاں کوئی میرا مونس نہ ہو اور کسی دوست کی آواز میرے کان میں نہ پہنچے۔ خدا کی قسم میں سوائے خدا کے کوئی مونس و غمخوار نہیں چاہتا اور جبکہ خدا میرے ساتھ ہے میں اپنی تنہائی کی کچھ پروا نہیں کرتا اور وُہ تو عرشِ عظیم کا خدا ہے اور ہر شئے پر قادر و توانا ہے۔ درود و سلام جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آلِ طیّبینؑ پر ہو۔

شیخ مفید نے اپنی سند سے ایک شامی مرد سے روایت کی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذرؓ کو مدینہ سے نکالا اور شام کو بھیجا تو وُہ ہم کو نصیحتیں کرتے اور ہم سے قصّے بیان کیا کرتے تھے اور جب ابتدا کرتے تو پہلے خداوند عالم کی حمد و ثنا بیان کرتے اور محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر دُرود بھیجتے پھر کہتے امّا بعد بیشک ہم زمانۂ جاہلیت میں تھے قبل اس کے کہ ہم پر کتاب نازل ہو اور رسُولِ خدا مبعوث ہوں۔ ہم زمانۂ جاہلیت میں اس حالت پر تھے کہ عہد و پیمان کو پُورا کرتے تھے اور سچ بولتے تھے اور ہمسایوں کے حق کی رعایت کرتے تھے اور مہمان کی عزّت کرتے تھے اور فقیروں کے ساتھ مساوات برتتے تھے اور اُن کو اپنے مال میں شریک کرتے تھے۔ پھر جب خداوند عالم نے کتاب نازل فرمائی اور اپنا رسُول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم پر مبعوث فرمایا ہم نے اپنے ان طریقوں کو خدا و رسُولؐ کا پسندیدہ پایا اور اہلِ اسلام ان اُمور پر عمل کرنے کے زیادہ مستحق اور اُن پر قائم رہنے کے سب سے زیادہ اہل قرار پائے اور وُہ ایک مدّت تک اس پر قائم رہے یہاں تک کہ حاکمانِ جور نے

بداعمالیاں ایسی ایجاد کیں کہ ان سے پہلے نہیں دیکھی گئی تھیں اور سنتِ رسولؐ کو ماند کر دیا اور بدعتوں کو زندہ کیا اور جس نے حق بات کہی اُس کو جھٹلایا اور ایسے لوگوں کو صالح اور نیک بندوں پر اختیار کیا جو پرہیزگار نہ تھے۔ خداوندا میرے واسطے تیرے پاس جو کچھ ہے اگر بہتر ہے تو مجھے اپنے پاس بلالے قبل اس کے کہ تیرے دین میں مجھ سے کچھ تغیر ہو یا تیرے رسولؐ کی سُنّت میں مجھ سے تبدیلی واقع ہو اور یہ بات مجمع عام میں کئی بار کہی اور ان کی یہ باتیں حبیب بن مسلمہ نے معاویہ تک پہنچائیں کہ ابوذر لوگوں کو تم سے منحرف کرتے ہیں اور ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہیں۔ معاویہ نے یہ باتیں عثمان کو لکھیں انہوں نے معاویہ کو لکھا کہ ان کو میرے پاس بھیج دو۔ جب وُہ مدینہ لائے گئے تو ان کو عثمان نے مدینہ سے نکال دیا اور ربذہ بھیج دیا۔

نیز بعض اہلِ شام سے روایت ہے کہ جب عثمان نے ابوذر کو شام کی جانب بھیجا وُہ ہر روز لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر نصیحتیں کرتے تھے اور اُن کو خدا کی اطاعت کی ترغیب دیتے تھے اور خدا کی نافرمانی سے پرہیز کی تاکید کرتے تھے اور اہلبیتؑ کے فضائل جو آنحضرتؐ سے سُنے تھے وُہ رسُولؐ اللہ سے روایت کرتے تھے اور لوگوں کو اہلبیتؑ یعنی عترتِ رسُولؐ سے تمسّک کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ معاویہ کو یہ سب معلوم ہؤا تو اُس نے عثمان کو لکھا کہ "اما بعد لوگ ابوذر کے پاس ہر صبح و شام حاضر ہوتے ہیں اور وُہ ایسی ایسی باتیں لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔ اگر تم کو شام کے لوگوں کی ضرورت ہے تو ابوذر کو بہت جلد اپنے پاس واپس بلا لو ورنہ وُہ تھوڑے ہی زمانہ میں لوگوں کو مجھ سے اور تم سے منحرف کر دیں گے۔ والسّلام"۔ یہ خط دیکھ کر عثمانؓ نے معاویہ کو لکھا کہ "جس وقت میرا یہ خط تم کو ملے بے تامّل ابوذر کو میرے پاس بھیج دو۔ والسلام"۔ یہ خط وصول ہؤا تو معاویہ نے ابوذر کو بلایا اور حضرت عثمانؓ کا خط اُن کو سُنایا اور کہا جلد مدینہ کو روانہ ہو جاؤ۔ ابوذرؓ وہاں سے واپس آئے اور اپنا سامان اُونٹ پر بار کیا اور سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ ابوذر کے پاس اہلِ شام جمع تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے ابوذر خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ ابوذر نے کہا مجھ کو غضبناک ہو کر تمہاری طرف بھیجا تھا اور اب مجھے آزار پہنچانے کے لیئے واپس بُلایا جا رہا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ میرے اور اُن کے درمیان ایسا ہی معاملہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ کوئی نیک اور صالح راحت پائے یا لوگ کسی بدکردار کے شر سے نجات پائیں۔ یہ کہہ کر رُخصت ہوئے۔ جب عام لوگوں کو معلوم ہؤا کہ ابوذر یہاں سے جا رہے ہیں تو اُن کی مشایعت کے لیئے دوڑے ان کے ساتھ چلے اور دیرمراں تک پہنچے۔ ابوذر وہاں ٹھہرے ان لوگوں نے بھی قیام کیا۔ ابوذر نے اُن لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور خود امامت کی۔ نماز کے بعد کہا ایّہا النّاس میں تم کو ان باتوں کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارے فائدہ کی ہیں طول وطویل گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ اور کہا مَیں عالموں کے خالق کی حمد کرتا ہوں۔ حاضرین نے بھی کہا الحمد للہ۔ پھر خدا کی وحدانیت اور جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ لوگوں نے بھی آپ کی موافقت کی۔ پھر کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت میں زندہ ہونا حق ہے، بہشت حق ہے، دوزخ حق ہے اور جو کچھ پیغمبرؐ خدا کی جانب سے لائے ہیں مَیں سب کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے اس اعتقاد پر تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں۔ سب نے کہا جو کچھ آپ نے کہا ہم اس پر گواہ ہیں۔ پھر ابوذر نے فرمایا کہ تم میں سے ہر اُس شخص کو ہمیشہ کے لیئے خوشخبری ہو رحمت و کرامتِ الٰہی کی جو ان اعتقاداتِ صحیح پر دُنیا سے رخصت ہو

اور گنہگاروں سے تعاون نہ کرے اور ظالموں اور ستمگاروں کے اعمال کو اچھا نہ سمجھے اور نہ اُن کی مدد کرے۔ اے لوگو اپنی نماز و روزہ کے ساتھ خدا کے لیئے لوگوں پر غضبناک ہونا بھی ضروری سمجھو جبکہ دیکھو کہ لوگ دین میں خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور اپنے حاکموں کو اُن باتوں سے راضی مت کرو جو حق تعالیٰ کے غضب کا سبب ہیں۔ اگر لوگ خدا کے دین میں بدعتیں ایجاد کریں ایسی جن کی حقیقت کا علم تم کو نہ ہو تو ان سے کنارہ کرو اور اُن کو سرزنش کرو اگرچہ وُہ تم پر سختی و ظلم کریں اور اپنے دربار سے تم کو نکال دیں اور اپنی بخششوں سے تم کو محروم کر دیں، اور تم کو اپنے شہروں سے باہر نکال دیں تاکہ خدا تم سے راضی اور خوش ہو اس لیئے کہ خدا ہر ایک سے بلند و جلیل ہے اور مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص اس کے مخلوق کو راضی کر کے اس کو غضبناک کرے۔ خدا تم کو اور مجھ کو بخش دے۔ مَیں تم لوگوں کو خدا کے سُپرد کرتا ہوں اور تمہارے لیئے خدا کی رحمت و سلامتی چاہتا ہوں۔ یہ سُن کر لوگوں نے اُن سے کہنا شروع کیا خدا آپ کو صحیح و سالم رکھے اور آپ پر رحمت نازل کرے اے ابوذر اے رسُولؐ خدا کے مصاحب کیا آپ نہیں چاہتے کہ ہم آپ کو اپنے شہر واپس لے چلیں اور دشمنوں کے شر سے آپ کی حفاظت و حمایت کریں۔ ابوذر نے کہا خدا تم لوگوں پر رحم کرے واپس جاؤ کیونکہ میں تم لوگوں سے زیادہ بلاؤں پر صبر کرنے والا ہوں تم ہرگز متفرق مت ہو اور آپس میں اختلاف مت کرو۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے اور مدینہ میں داخل ہوئے اور عثمانؓ کے پاس آئے۔ اُن کو دیکھ کر عثمانؓ نے کہا خدا آنکھوں کو اتنی عمر نہ دکھلائے۔ یہ مثل زیادہ عمر والوں کے بارے میں عرب میں مشہور تھی۔ ابوذرؓ نے کہا خدا کی قسم میرے باپ ماں اس عمر تک زندہ نہیں رہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔ لیکن خدا زندہ نہ رکھے اُس کو جو خدا کی نافرمانی اور اُس کے حکم کی مخالفت کرے اور اپنے نفس کا غلام بن جائے۔ یہ سُن کر کعب الاحبار اُٹھا اور بولا اے بڈھے تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ امیر المومنین کے مُنہ پر ایسی باتیں کرتا ہے۔ تو ابوذر نے اپنا ڈنڈا اُٹھا کر اُس کے سر پر مارا اور کہا اے یہودی بچے تجھ کو مسلمانوں کے معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے؟ خدا کی قسم ابھی تیرے دل سے یہودیت دُور نہیں ہوئی ہے۔ عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم میں اور تو ایک شہر میں نہیں رہیں گے تو سٹھیا گیا ہے تیری عقل زائل ہو گئی ہے۔ لوگو اس کو میرے سامنے سے دُور کرو اس کو اُونٹ کی پُشت پر بغیر اس کے کہ کوئی چیز ہو سوار کرو اور ناقہ کو تیز ہنکا کر ربذہ پہنچا دو تاکہ وہاں تنہا رہے اور کوئی مونس و غمگسار نہ ہو یہاں تک کہ خدا اُس کے متعلق جو حکم چاہے کرے غرض اُن کو ذلّت و خواری کے ساتھ باہر نکال دیا اور اُن کے جسمِ اقدس کو ڈنڈے سے مجروح کیا اور اذیت پہنچائی۔ عثمان نے حکم دیا کہ کوئی ان کو شہر کے ناکے تک پہنچانے نہ جائے۔ جب یہ خبر جناب امیرؑ کو معلوم ہوئی تو آپ اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہو گئی اور فرمایا کہ رسُولؐ کے صحابی کے ساتھ کیا ایسا برتاؤ کرتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پھر آپ جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ، عبیداللہ، قثم، فضل اور عبداللہ پسران عباسؓ کو ہمراہ لے کر اُن کی مشایعت کو باہر نکلے اور اُن کے پاس پہنچے۔ جب ابوذر نے ان حضرات کو دیکھا ان کی طرف بڑھے اور اُن کی جُدائی پر رونے لگے اور کہا میرے باپ ماں ان چہروں پر نثار ہوں جب مَیں آپ کو دیکھتا تھا جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو یاد آ جاتے تھے اور برکت مجھے گھیر لیتی تھی پھر اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیئے اور کہا خداوندا میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ اگر میرے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں تب بھی ان کی محبت سے تیری رضا جوئی اور

حصولِ ثوابِ آخرت کے لیئے باز نہ آؤں گا۔ آپ لوگ واپس جائیں خدا آپ پر رحمت کرے۔ میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ مجھے آپ کے درمیان خلافت عطا کرے سب سے بہتر خلافت۔ پھر ان لوگوں نے ان کو وداع کیا اور اُن کی مفارقت پر روتے ہوئے واپس ہوئے۔

شیخ کشی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ عثمانؓ نے اپنے آزاد کردہ دو غلاموں کو دو سو دینار دے کر ابو ذرؓ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ابو ذرؓ سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ یہ رقم لے لیجیئے اور اپنے مصرف میں لایئے۔ غلاموں نے آکر عثمانؓ کا پیغام پہنچایا۔ ابو ذر نے پُوچھا کیا سارے مُسلمانوں کو اتنی ہی رقم دی ہے جس قدر میرے پاس بھیجی ہے؟ غلاموں نے کہا نہیں۔ ابو ذرؓ نے کہا میں بھی ایک مُسلمان ہوں اور میرے لیئے جائز نہیں مگر اتنی ہی رقم جس قدر تمام مُسلمانوں کو ملے۔ غلاموں نے کہا کہ عثمانؓ کہتے ہیں کہ یہ میرا ذاتی مال ہے اور قسم کھا کر کہنا اُسی خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے کہ اس میں کچھ بھی مال حرام شامل نہیں ہے۔ ابو ذرؓ نے کہا مجھ کو اس مال کی ضرورت نہیں ہے اور میں نے آج صبح کی ہے اس حال میں کہ تمام لوگوں سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ غلاموں نے کہا کہ خدا تم کو عافیت دے یہ مال تمہارا معین و مددگار ہوگا ہم کو تو تمہارے پاس کوئی چیز نظر نہیں آتی جس سے تم کو آرام مل سکے۔ ابو ذرؓ نے کہا اس نمدے کے نیچے جَو کی دو روٹیاں ہیں جو کئی روز کی ہیں۔ میں ان اشرفیوں کو کیا کروں گا۔ خدا کی قسم میں نہیں لوں گا۔ اور خدا جانتا ہے کہ میں تھوڑے اور زیادہ پر قادر نہیں ہوں۔ یقیناً میں نے علیؑ ابن ابی طالبؑ اور ان کی عترت اور ان کے فرزندوں کی محبت کے سبب سے بے نیازی کے ساتھ صبح کی ہے جو خلق کی ہدایت کرنے والے اور خود ہدایت یافتہ ہیں اور قضائے الٰہی پر راضی ہیں اور خدا کے پسندیدہ نفوس ہیں۔ وُہ حق کے ساتھ لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں، اور عدالت کے ساتھ سلوک و برتاؤ کرتے ہیں۔ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح اُن کے حق میں فرماتے ہوئے سُنا ہے اور ایک بوڑھے آدمی کے لیئے نہایت بُری بات ہے کہ جھُوٹ بولے لہٰذا اس مال کو اُن کے پاس واپس لے جاؤ اور بتا دو کہ مجھے اس مال کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اور مالوں کی جو اُن کے پاس ہے یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کروں گا اور وُہ میرے اور اُن کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ جب ابو ذر کو شام سے عثمانؓ کے پاس لائے انہوں نے پُوچھا کہ اے ابو ذر تم کس شہر کو سب سے بہتر سمجھتے ہو ابو ذرؓ نے کہا اُس شہر کو جو میری ہجرت کا محل و مقام ہے عثمانؓ نے کہا تم ہرگز اُس شہر میں میرے ہمسایہ بن کر نہیں رہ سکتے جس میں میں ہوں۔ ابو ذرؓ نے کہا تو مجھے حرم خدا (مکہ) میں بھیج دو۔ کہا یہ بھی نہیں منظور ہے۔ ابو ذر نے کہا تو مجھے کُوفہ بھیج دو کیونکہ وہاں رسُولؐ اللہ کے اصحاب ہیں۔ کہا نہیں، تو ابو ذر نے کہا کہ میں پھر کسی دُوسرے شہر کو پسند نہیں کرتا اور نہ اختیار کروں گا عثمانؓ نے کہا ربذہ چلے جاؤ۔ تب ابو ذر نے کہا کہ مجھے رسُولؐ اللہ نے حکم دیا ہے کہ اہلِ جور کا حکم سُن لینا اور اطاعت کرنا اور جدھر جدھر تم کو کھینچ کے لے جائیں اُسی طرف چلے جانا اگرچہ غلام حبشی کے مانند تمہارے ناک کان کاٹے جائیں۔ آخر ابو ذرؓ مدینہ سے ربذہ کی طرف چلے گئے اور کچھ عرصہ وہاں رہ کر عثمانؓ کے پاس مدینہ واپس آئے

دیکھا کہ اُن کے سامنے دو صفیں لوگوں کی کھڑی ہیں۔ ابو ذرؓ نے کہا اے عثمانؓ مجھے اس شہر سے نکال دیا اور وہاں بھیج دیا جہاں نہ کوئی زراعت ممکن ہے اور نہ میرے پاس حیوانات ہیں سوائے چند گوسفند کے اور نہ کوئی خادم ہے سوائے ایک آزاد کردہ کنیز کے اور نہ کوئی سایہ ہے سوائے درختوں کے سائے کے، لہٰذا مجھے ایک خادم اور چند گوسفند دو تاکہ ان کے ذریعہ سے زندگی کا کچھ انتظام کروں۔ یہ سُنکر عثمانؓ نے مُنہ پھیر لیا۔ ابو ذرؓ نے دوسری طرف سے جا کر اُن کے سامنے اتمامِ حجت کے لیئے یہی باتیں کہیں، لیکن عثمانؓ نے کوئی جواب نہیں دیا تو حبیب بن مسلمہ نے کہا اے ابو ذر میں تم کو ہزار درہم، ایک خادم اور پانچ سو گوسفند دیتا ہوں۔ ابو ذرؓ نے کہا یہ چیزیں اُس کو دو جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ میں تو عثمانؓ سے اپنا وُہ حق طلب کرتا ہوں جو خدا نے اپنی کتاب میں میرے لیئے مقرر فرمایا ہے۔ اُسی وقت امیرالمومنینؑ تشریف لائے عثمانؓ نے اُن سے کہا کہ اس بے عقل کو میرے پاس سے دُور کیوں نہیں کرتے۔ حضرت علیؑ نے پُوچھا بے عقل کون ہے عثمانؓ نے کہا ابو ذرؓ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا وُہ بے عقل نہیں ہیں۔ میں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ ان کے حق میں فرماتے تھے کہ آسمان نے کسی پر سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے کسی کا بوجھ نہیں اُٹھایا جو ابو ذرؓ سے زیادہ سچا ہو۔ اے عثمانؓ ان کو مومنِ آلِ فرعون کے مانند قرار دو۔ اگر وُہ جھُوٹ کہتے ہیں تو اُس کا ضرر خود اُن کو پہنچے گا، اور اگر وُہ سچ کہتے ہیں تو اُن میں بعض باتیں جن کا تم سے وعدہ کرتے ہیں وُہ ضرور تم تک پہنچیں گی۔

شیخ کشی نے عبدالملک بن ابو ذر غفاریؓ سے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ وُہ کہتے تھے کہ جب عثمانؓ نے متعدد قرآن مجید چاک کیئے جناب امیرؑ نے مجھ کو بُلا کر فرمایا کہ جاؤ اپنے والد کو بلا لاؤ۔ جب میں نے حضرتؑ کا پیغام اپنے والد سے عرض کیا تو وُہ جلدی جلدی اُن حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ابو ذر آج ایک امرِ عظیم اسلام میں ظاہر ہُوا۔ کتابِ خدا کو پھاڑ ڈالا اور لوہے کو اس کے درمیان میں رکھ دیا ہے۔ خدا پر لازم ہے کہ لوہے کو اُس کے بدن پر مسلّط فرمائے جس نے لوہا کتابِ خدا میں پہنچایا اور قرآن کو اس سے ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔ یہ سُنکر ابو ذر نے کہا میں نے جنابِ رسُولِ خدا سے سُنا ہے کہ وُہ سرکش جو حضرت موسیٰؑ پر مسلّط ہوئے تھے انہوں نے اہلبیتِ نبوت سے جنگ کی اور اُن پر غالب ہوئے تھے اور مدتوں اُن کو قتل کرتے رہے۔ آخر خدا نے چند جوانوں کو اُن پر مسلّط کیا جو دُوسرے شہر سے اُن کے شہر میں آئے تھے اور اُن لوگوں نے اُن سے مقابلہ کیا اور یا امیرالمومنینؑ آپ اس اُمت میں اُنہی کی مثال ہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اے ابو ذر گویا تم نے خبر دی کہ میں مار ڈالا جاؤں گا۔ عرض کی خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ پیغمبرِ خدا کے اہلبیت میں سے سب سے پہلے لوگ قتل کی ابتدا آپ سے کریں گے۔

نیز بسندِ معتبر حذیفہ بن اسید سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ذر کو دیکھا کہ کعبہ کے حلقہ سے لپٹے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں ہوں جندب۔ جو شخص مجھے پہچانتا ہے وُہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا تو اُس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں ابو ذر پسرِ جنادہ ہوں میں نے بیشک رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص مجھ سے پہلی مرتبہ دُوسری مرتبہ پھر تیسری مرتبہ منحرف ہُوا تو وُہ دجال کی پیروی

کرنے والوں میں ہے۔ یقیناً اس اُمّت میں میرے اہلبیت کی مثال دریا کی موجوں میں کشتیٔ نوحؑ کی سی ہے جو شخص اُس پر سوار ہُوا اُس نے نجات پائی اور جس نے اُس سے رُوگردانی کی وُہ غرق ہُوا۔ جو کچھ میرے ذمّہ تھا مَیں نے پہنچا دیا۔[1]

ابن ابی الحدید نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذرؓ کو مدینہ سے نکالا اور ربذہ کی طرف جانے کا حکم دیا تو یہ بھی حکم دیا کہ منادی کرادو کہ کوئی شخص ابو ذر سے کلام نہ کرے اور نہ ان کو پہنچانے جائے اور مروان بن الحکم کو تعینات کیا کہ ان کو مدینہ سے باہر کر دے۔ غرض عثمانؓ کے خوف سے کوئی شخص ان کو پہنچانے کے لیئے نہ گیا مگر حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، عقیلؓ اور عمارؓ بن یاسر ان لوگوں نے ان کی مشایعت کی۔ جب اُن کے پاس پہنچے امام حسنؑ ابوذرؓ سے باتیں کرنے لگے تو مروان نے کہا اے حسنؑ شاید تم کو نہیں معلوم کہ عثمانؓ نے اس مرد سے گفتگو کرنے کو منع کیا ہے۔ اگر تم کو نہیں معلوم ہے تو اب سُن لو جناب امیرؑ نے یہ سُنکر اپنا تازیانہ بلند کیا اور اس کے دونوں کانوں کے بیچ میں مار کر فرمایا دُور ہو خدا تجھ کو ذلیل کرے اور آگ میں ڈالے۔ مروان وہاں سے غصّہ میں بھرا ہُوا عثمانؓ کے پاس آیا اور ان کو اس کی اطلاع دی۔ عثمانؓ کو بھی بہت غصّہ آیا۔ جب امیرؑ المومنین اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ان کو رخصت کرکے مدینہ واپس آئے لوگوں نے حضرتؑ سے کہا کہ عثمانؓ آپ پر بہت غضبناک ہیں اس لیئے کہ آپ نے ابوذرؓ کی مشایعت کی۔ حضرتؑ نے فرمایا مجھ پر ان کا غضبناک ہونا مثل گھوڑے کے غضبناک ہونے کے مانند ہے کہ وُہ لگام جو اس کے دہن میں ہوتی ہے اُس پر اُتارتا ہے اور چبانے لگتا ہے۔ لیکن جس قدر چباتا ہے اس سے اُس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ غرض جب عثمان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ تم نے میرے فرستادہ (مروان) کو واپس بھیج دیا اور میرے حکم کی کوئی حقیقت نہ سمجھی۔ حضرتؑ نے فرمایا تمہارے فرستادہ نے مجھے واپس کرنا چاہا تھا لہٰذا مَیں نے اُسی کو واپس کردیا۔ اور تمہارا حکم چونکہ خدا کے فرمان کے خلاف تھا لہٰذا مَیں اُس پر عمل نہیں کرسکتا تھا۔ اور اُن کے اور امیرالمومنین علیہ السّلام کے درمیان نا ملائم باتیں ہوئیں اور حضرتؑ ان کی مجلس سے غضبناک اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور چونکہ اپنی بہتری نزاع میں نہیں دیکھی اس لیئے صحابہ کی ایک جماعت کو درمیان میں ڈالا جنہوں نے عثمان اور اُن حضرتؑ کے درمیان صلح کرادی۔

نیز ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ عثمانؓ کا ابوذرؓ کو شام کی طرف بھیجنے کا یہ سبب تھا کہ جب عثمان نے مسلمانوں کے بیت المال پر دست تصرّف دراز کیا اور مروان وغیرہ منافقوں کو جو چاہا دے دیا تو ابوذرؓ راستوں اور گلیوں میں لوگوں کے درمیان کھڑے ہوکر اُن کے ناجائز طور وطریقہ کا ذکر کرنے لگے اور بلند آواز سے یہ آیت پڑھتے تھے:۔ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (آیت ۳۴ سورۃ توبہ پ۱۰) "جو لوگ چاندی اور سونا جمع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے اے رسُولؐ اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔" عثمانؓ کو اس کی اطلاع پہنچتی رہی،

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مرتبہ سے مُراد مرتبۂ دوم گویا امیرالمومنینؑ کے ساتھ جنگ وقتال ہے ۱۲

لیکن وُہ اپنے کاموں میں مشغول تھے اور اُن کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ مگر جب حد سے زیادہ شکایتیں پہنچیں تو حضرت عثمانؓ نے اپنے آزاد کردہ ایک غلام کو ابو ذرؓ کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ ان باتوں کو ترک کردیں تو ابوذرؓ نے کہا کہ عثمانؓ کتاب خدا پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور اس شخص کی عیب گیری سے روکتے ہیں جو خدا کے احکام کو ترک کرتا ہے۔ خدا کی قسم اگر خدا کو راضی کروں تو عثمانؓ کے غصّہ ہونے سے میرے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ بہتر ہے اس سے کہ عثمانؓ کو راضی رکھ کر خدا کو غضبناک کروں۔ ان کی اس بات سے عثمانؓ کو اور زیادہ غصّہ آیا لیکن مصلحتاً اُن سے کچھ تعرض نہ کیا۔ پھر ایک روز عثمانؓ نے اپنی مجلس میں کہا کہ آیا جائز ہے امام کے لیئے کہ بیت المال سے کچھ بطور قرض لے لے اور جب اُس کو وُہ حاصل ہوجائے تو بیت المال کا قرض ادا کر دے۔ کعب الاحبار نے کہا کوئی حرج نہیں۔ ابو ذرؓ نے یہ سُنکر فرمایا کہ اے دو یہودی کے بیٹے کیا تو بھی ہم کو ہمارے دین کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ سُنکر عثمانؓ نے کہا اے ابوذرؓ تمہاری طرف سے میرے اور میرے اصحاب کے لیئے اذیتوں کی انتہا ہوگئی پھر حکم دیا تو اُن کو شام میں پہنچا دیا گیا۔ وہاں انہوں نے معاویہ کے ناپسندیدہ اطوار مشاہدہ کیئے اور اُن کی بھی عیب گیری اور مذمت کرنا شروع کی۔ ایک روز معاویہ نے تین سو اشرفیاں سونے کی ابوذرؓ کے لیئے بھیجیں۔ ابوذرؓ نے اس کے قاصد سے کہا کہ اگر یہ میرا حصّہ ہے جو اب کے سال تم نے مجھے نہیں دیا ہے تو قبول کرتا ہوں اور اگر یہ تمہاری طرف سے بخشش واحسان ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے' اور اُس مال کو واپس کردیا۔ پھر معاویہ نے جب قبۂ خضرا دمشق میں تعمیر کرایا تو ابو ذرؓ نے کہا اے معاویہ اگر یہ خدا کے مال سے بنوایا ہے تو تُو نے خیانت کی ہے اور اگر اپنے مال سے تعمیر کرایا ہے تو فضول خرچی کی ہے۔ اسی طرح ابوذرؓ ہمیشہ شام میں کہا کرتے تھے کہ اس عہد میں خدا کی قسم چند بدعتیں ایجاد ہوئی ہیں جو نہ خدا کی کتاب کے موافق ہیں نہ سنّتِ رسُولؐ اللہ کے مطابق۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ حق زائل کیا جارہا ہے اور باطل کو رواج دیا جارہا ہے۔ اور سچّوں کو جھوٹا کہا جاتا ہے اور نیکوں کا حق فاجروں کو دیا جاتا ہے۔ آخر حبیب بن مسلمۂ فہری نے معاویہ سے کہا کہ ابوذرؓ اہلِ شام کو تم سے منحرف کردیں گے لہٰذا ان کا تدارک کرو۔

نیز جلام بن جندل سے روایت ہے کہ مَیں عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں قنسرین پر معاویہ کا عامل تھا ایک روز مَیں کسی ضرورت سے معاویہ کے پاس آیا ناگاہ مَیں نے سُنا کہ کوئی دروازہ پر چلّا رہا ہے کہ تمہاری طرف اُونٹوں کی قطار آرہی ہے جس پر جہنّم کی آگ بار کرتے ہیں۔ اے خدا تو لعنت کر اُن لوگوں پر جو دُوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور خود ترک کرتے ہیں اور اے معبود لعنت کر اُن لوگوں پر جو اوروں کو بُرائیوں سے منع کرتے ہیں اور خود اُس پر عمل کرتے ہیں۔ یہ سُنکر معاویہ کا چہرہ متغیّر ہوگیا اور اُس نے مجھ سے کہا کیا اس شخص کو پہچانتے ہو جو یہ سب چلّا رہا ہے مَیں نے کہا نہیں۔ تو معاویہ نے کہا یہ جندب بن جنادہ ہے۔ ہر روز میرے محل کے دروازہ پر آکر یوں ہی صدا دیتا ہے۔ پھر حکم دیا کہ اس کو قتل کردیں۔ ناگاہ مَیں نے دیکھا کہ لوگ ابوذرؓ کو پکڑ لائے اور معاویہ کے سامنے کھڑا کیا۔ معاویہ نے کہا اے دُشمنِ خدا و رسُولؐ تو ہر روز ہمارے پاس آکر ایسی باتیں سناتا ہے اگر مَیں بغیر عثمانؓ کی اجازت کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کو قتل کرتا تو تجھ کو قتل کرتا۔ لیکن نہیں تیرے متعلق عثمانؓ سے اجازت لے لوں گا۔ جلام نے کہا مَیں نے چاہا کہ ابوذر کو دیکھوں

کیونکہ وُہ میرے قبیلہ سے تھے۔ غرض میں نے ان کو دیکھا۔ وُہ گندمی رنگ کے بلند قد کے دُبلے پتلے آدمی تھے جن کی داڑھی گھنی نہ تھی۔ بڑھاپے کے سبب ان کی کمر پتلی ہوگئی تھی۔ مختصر یہ کہ ابوذرؓ نے معاویہ کے جواب میں کہا کہ میں خدا و رسولؐ کا دشمن نہیں ہوں بلکہ تُو اور تیرا باپ خدا و رسولؐ کے دشمن ہیں۔ تم نے مصلحتاً اسلام قبول کیا تھا اور حقیقت میں کافر تھے اور آنحضرتؐ نے تجھ پر اکثر لعنت کی ہے اور تجھ کو بد دُعا دی ہے کہ تُو کبھی سیر نہ ہوگا۔ اور آنحضرتؐ نے خبر دی ہے کہ جب اس اُمّت کا حاکم ایک کشادہ چشم لمبی گردن والا شخص ہوگا وُہ بہت کھانے والا ہوگا اور کبھی سیر نہ ہوگا اُس وقت میری اُمّت کے لوگوں کو چاہیئے کہ اُس کے شر سے بچے رہیں۔ معاویہ نے کہا وُہ میں نہیں ہوں۔ ابوذرؓ نے کہا بلکہ تُو ہی ہے۔ آنحضرتؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ تُو ہی ہے۔ ایک روز تو حضرتؐ کی طرف سے گزرا تھا میں نے سُنا کہ حضرت فرما رہے تھے کہ خداوندا اس پر لعنت کر اور کبھی سیر نہ کر بجز قبر کے۔ پھر میں نے سُنا کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی مقعد آگ میں ہے یہ سُنکر معاویہ ہنسا اور حکم دیا کہ ابوذرؓ کو قید کردو۔ پھر اُن کے حالات عثمانؓ کو لکھے تو عثمانؓ نے ان کو طلب کرلیا جس طرح کہ سابق میں ذکر کیا جاچکا۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ ابوسحیلہ نے کہا کہ میں جناب سلمانؓ فارسی کے ساتھ حج کو روانہ ہؤا۔ جب ہم ربذہ پہنچے تو ابوذرؓ کے پاس گئے۔ ابوذرؓ نے فرمایا کہ میرے بعد فتنہ پیدا ہوگا۔ جب وُہ فتنہ واقع ہو تم پر لازم ہے کہ کتابِ خدا اور بزرگِ دین علیؑ بن ابی طالبؑ سے تمسک کرنا اور اُن سے علیحدہ نہ ہونا کیونکہ میں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ علیؑ پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور دوسروں سے پہلے میری تصدیق کی اور روزِ قیامت سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ وُہ صدیق اکبر اس اُمّت کے اور فاروقِ اعظم ہیں جو حق کو باطل سے جُدا کرتے ہیں۔ وُہ مومنوں کے بادشاہ اور منافقوں کے مال کے مالک ہیں [1]

ابن بابویہ نے نعیم بن قعنب سے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں ربذہ میں ابوذرؓ کے پاس گیا وہاں ایک عورت کو دیکھا۔ پُوچھا ابوذرؓ کہاں ہیں اُس نے کہا کسی کام کو گئے ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ وُہ آرہے ہیں اور دو اُونٹوں کو قطار میں لگائے ہوئے کھینچ رہے ہیں۔ ہر ایک کی گردن میں پانی کی ایک ایک مشک لٹکی ہوئی ہے۔ میں اُٹھا اور سلام کیا اور پھر بیٹھ گیا۔ جب وُہ گھر میں داخل ہوئے تو میں نے سُنا کہ وُہ اپنی عورت سے فرما رہے تھے کہ تو ایسی ہی ہے جیسا رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ عورت ٹیڑھی ہڈی کی مانند ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کردگے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کو اپنے حال پر چھوڑ دوگے تو اُس سے فائدہ پاؤگے۔ پھر میرے سامنے ایک پیالہ لائے جس میں کوئی جانور بریاں مثل اسفر کے تھا اور کہا کہ کھاؤ میں تو روزہ سے ہوں۔ پھر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز ادا کی اور فارغ ہوکر میرے پاس آئے اور کھانا شروع کیا۔ میں نے کہا سُبحان اللہ مجھے کبھی گمان نہ تھا کہ تمہارے ایسا شخص جھُوٹ بول سکتا ہے۔ تم نے کہا تھا کہ میں روزہ سے ہوں اور میرے ساتھ یہ گوشت

[1] مؤلف فرماتے ہیں اس حدیث میں سلمانؓ کا ذکر چند وجہوں سے تعجب خیز ہے جو صاحبانِ اطلاع پر مخفی نہیں۔ ۱۲

کھا رہے ہو۔ ابوذرؓ نے کہا میں اس مہینے تین روز روزہ رکھ چکا ہوں اور پورے مہینے کے روزوں کا ثواب حاصل کرچکا ہوں۔ اب میں چاہوں تو باقی روزہ رکھوں یا افطار کردوں۔

ابن طاؤس نے بسند ہائے معتبر معاویہ بن ثعلبہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب ابوذرؓ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں اُن کا انتقال ہؤا تو ہم اُن کی عیادت کو گئے اور اُن سے وصیت کرنے کو کہا۔ فرمایا میں نے اپنا وصی امیرالمومنین کو قرار دیا ہے۔ میں نے کہا کیا آپ کی مراد عثمان سے ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ امیرالمومنینؑ اُس کو کہتا ہوں جو حق اور سچائی کے ساتھ مومنوں کا امیر ہے یعنی علیؑ بن ابی طالبؑ۔ وہی زمین کی بہار ہیں جن سے زمین ساکن اور آباد ہے اور وہی اس اُمّت میں عالم ربانی ہیں۔ اگر وُہ تمہارے درمیان سے چلے جائیں تو تم زمین میں بے انتہا بدکرداری و بدافعالی دیکھوگے۔ میں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ جس کو پیغمبرؐ خدا بہت زیادہ دوست رکھتے تھے تم بھی اس کو دوست رکھتے ہو۔ بتاؤ تم کس کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو فرمایا دُنیا میں سب سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وُہ پیر مظلوم ہے جس کا حق لوگوں نے غصب کرلیا ہے یعنی علیؑ بن ابی طالبؑ۔

برقی نے بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ربذہ میں لوگوں نے ابوذرؓ کو دیکھا کہ اپنے دراز گوش کو پانی پلا رہے تھے۔ ان سے کہا گیا کوئی آدمی نہیں ہے کہ اس خچر کو پانی دے فرمایا میں نے رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر چوپایہ جب صبح ہوتی ہے تو دُعا کرتا ہے کہ خداوندا مجھے ایسا مالک روزی کر جو چارہ سے مجھے سیر اور پانی سے سیراب کرے اور میری طاقت سے زیادہ مجھ پر بوجھ نہ ڈالے۔ اسی سبب سے میں اس کو خود پانی پلا رہا ہوں۔

شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذرؓ کی شان میں فرمایا کہ آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین گرد آلود نے کسی کا بار نہیں اُٹھایا جو ابوذرؓ سے زیادہ سچ بولنے والا ہو۔ وُہ تنہا زندگی بسر کریں گے، تنہا بہشت میں داخل ہوں گے اور تنہا مبعوث ہوں گے۔ وُہ بالاعلان امیرالمومنینؑ کے فضائل بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہی رسولِؐ خدا کے وصی اور خلیفہ ہیں۔ اسی لیئے اُن کو حرمِ خدا و رسولؐ سے نکال دیا اور شام سے برہنہ اُونٹ پر سوار کرکے طلب کیا۔ اور وُہ برابر ندا دیتے تھے کہ یہ جہنم کی آگ کی قطاریں تمہارے واسطے لائی جارہی ہیں۔ اور فرماتے تھے کہ میں نے رسولؐ خدا سے سُنا ہے کہ جب ابوالعاص کی اولاد کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وُہ دینِ خدا کو فاسد کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام سمجھیں گے اور خدا کے مال کو اپنوں میں ایک ہاتھ سے دُوسرے ہاتھ تک پہنچاتے اور گھماتے رہیں گے۔ اسی سبب سے ان کو فقر و فاقہ اور بُرے حال میں مار ڈالا اور وُہ ان تمام حالات میں صبر کرتے رہے۔

نیز روایت ہے کہ جب ابوذرؓ کی وفات کا وقت آیا اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنی گوسفندوں میں سے ایک گوسفند ذبح کرکے اُس کا گوشت پکاؤ اور جب میرا انتقال ہوجائے تو عراق کے راستہ پر جاکر بیٹھ جانا اور جو سب سے پہلا قافلہ آئے اُس سے کہو کہ اے بندگانِ خدا یہاں صحابیٔ رسولؐ خدا نے وفات پائی اور اپنے پروردگار کی رحمت سے واصل ہوئے ہیں ان کی تجہیز و تکفین میں آپ لوگ میری مدد کیجیئے۔ پھر ابوذرؓ نے کہا کہ مجھے

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مَیں عالمِ غربت میں مروں گا اور آنحضرتؐ کی اُمّت کے صالح اور نیک لوگ مجھے غسل وکفن دیں گے اور دفن کریں گے۔ پھر علقمہ بن اسود نخعی نے روایت کی ہے کہ ہم مالک اشتر کے ساتھ مع ایک جماعت مومنین کے حج کے لیئے روانہ ہوئے۔ جب ربذہ پہنچے ایک عورت کو برسرِ راہ بیٹھی ہوئی دیکھا۔ اُس نے ہم لوگوں سے کہا کہ اے بندگانِ خدا، اے نیک کردار مسلمانو! رسُولِ خدا کے صحابی ابوذرؓ نے اس غربت میں انتقال کیا ہے اور میرا کوئی غمخوار نہیں ہے جو اُن کے دفن میں میری مدد کرے۔ یہ سُنکر ہم لوگوں نے ایک دُوسرے کو دیکھا اور خدا کا شکر کیا کہ ایسی سعادت ہم کو نصیب کی کہ ایسے بزرگ کی تجہیز کریں۔ مگر اُن کی مصیبت پر ہم لوگ بہت غمگین ہوئے اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ غرض ہم لوگ اُس زن بیکس کے ہمراہ گئے اور ابوذرؓ کی تجہیز پر متوجہ ہوئے اور ہمارے درمیان نزاع ہوئی یہ کہ ہم میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ اپنے مال سے اُن کو کفن دے۔ آخر یہ طے پایا کہ ہر شخص اپنے مال سے برابر کا حصّہ صرف کرے۔ پھر ہم سب نے اُن کو شریک ہو کر غسل دیا۔ جب فارغ ہوئے تو مالک اشتر نے آگے کھڑے ہو کر امامت کی اور ہم سب نے اُن پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔ پھر مالک اشتر اُن کی قبر پر کھڑے ہو کر بولے خداوندا یہ ابوذرؓ تیرے رسُولؐ کے صحابی ہیں انہوں نے عبادت کرنے والوں کے ساتھ تیری عبادت کی اور تیری خوشنودی کے لیئے مشرکوں سے جہاد کیا اور امورِ دین میں سے کسی امر میں کوئی تغیر وتبدل نہیں کیا۔ لیکن تیرے دین میں منافقین کی طرف سے جو بدعتیں دیکھیں اُن سے اپنی زبان اور اپنے دِل سے انکار کیا۔ اسی سبب سے لوگوں نے اُن پر ظلم و زیادتی کی اور اپنے شہر سے ان کو نکال دیا اور حقوق سے ان کو محروم کیا اور ان کو حقیر و ذلیل سمجھا۔ اور وُہ تنہا عالمِ غربت میں بسر کرتے رہے۔ خداوندا اُس شخص کی شان وشوکت اور اقتدار کو مٹا دے جس نے ان کو ان کے حق سے محروم کیا اور اُن کے محلِ ہجرت اور حرمِ رسُولؐ سے باہر کیا۔ ہم سب نے ہاتھ اُٹھا کر آمین کہا۔ پھر وُہ بی بی بریاں گوسفند لائیں اور کہا ابوذرؓ نے آپ لوگوں کو قسم دی ہے کہ اس مکان سے ہرگز قدم نہ نکالیں جب تک کہ اس طعام کا ناشتہ نہ کرلیں۔ یہ سُنکر ہم لوگوں نے ناشتہ کیا اور واپس گئے۔ شیخ طوسیؒ نے اس واقعہ کو موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے۔

کتاب روضۃ الواعظین میں مذکور ہے کہ ابوذرؓ سے اُن کی وفات کے وقت کسی نے پُوچھا کہ تمہارا مال کیا ہے؟ فرمایا میرا مال عمل ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم تو چاندی اور سونے کے بارے میں پُوچھ رہے ہیں۔ ابوذرؓ نے کہا مَیں نے کوئی صبح اور شام دُنیا میں نہیں گزاری جس میں میرے پاس خزانہ رہا ہو کہ مَیں نے اپنا مال جمع کیا ہو۔ مَیں نے اپنے خلیل رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آدمی کا خزانہ قبر ہے۔

ابن ابی الحدید نے دُوسری روایت کے مطابق نقل کیا ہے کہ یہ لوگ ابوذرؓ کے پاس اُن کی زندگی ہی میں پہنچے۔ ابوذرؓ نے ان سے کہا کہ مَیں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے آپ ایک گروہ سے فرماتے تھے جن کے ساتھ مَیں بھی تھا کہ تم میں سے ایک شخص کا ویرانہ میں انتقال ہوگا اور مومنوں کا ایک گروہ اُس کے جنازہ میں حاضر ہوگا۔ اور وُہ لوگ جن سے حضرتؐ نے یہ پیشینگوئی فرمائی تھی سوائے میرے سب کے سب نے

اپنے اپنے شہروں میں وفات پائی اور مَیں جانتا ہوں کہ وُہ شخص مذکور مَیں ہوں۔ اگر میرے یا میری بیوی کے پاس کوئی لباس ہوتا جو میرے کفن کے لیئے کافی ہوتا تو مَیں کبھی گوارا نہ کرتا کہ کوئی مجھے کفن دے اور مَیں آپ لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی وُہ شخص مجھے کفن نہ دے جس نے حکومت وامارت کی ہو یا کسی گروہ کی نقابت کی ہو یا ظالموں کا دوست رہا ہو یا کسی ظالم کا قاصد رہا ہو۔ انہی لوگوں میں ایک مردِ انصاری تھا جو کسی حکومت وولایت میں شامل نہیں ہُوا تھا۔ اُس نے کہا اے عم بزرگوار مَیں آپ کو اسی ردا کا جو اوڑھے ہوں اور دو کپڑے جو میرے ہمراہ صندوق میں ہیں ان کا کفن دوں گا۔ ان کپڑوں کا دھاگا میری ماں نے کاتا اور مَیں نے اپنے ہاتھوں سے بُنا ہے۔ یہ سُنکر ابوذرؓ نے کہا بس مجھ کو تم ہی کفن دینا۔

شیخ مفید نے ابوامامہ باہلی سے روایت کی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذرؓ کو ربذہ بھیجا تو ابوذرؓ نے حذیفہ بن الیمان کو خط لکھا کہ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اما بعد اے بھائی خدا سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے، جس سے تمہارا گریہ زیادہ ہو۔ اور دُنیا کے تعلقات سے دِل کو آزاد کرو اور راتوں کو خدا کی عبادت میں بیدار رہو اور طاعتِ معبود میں اپنے بدن کو مشقت میں ڈالو۔ کیونکہ اُس کے لیئے (یہ گریہ اور ریاضت) سزاوار ہے جو یہ جانتا ہے کہ جہنّم اُس کے لیئے ہے جس پر خدا غضبناک ہوتا ہے اسی لیئے اُس کا گریہ اور مشقت اور رتوں کا (عبادت میں) جاگنا زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ وُہ جان لے کہ خداوندِ عالم اُس سے خوشنود و راضی ہُوا۔ اور سزاوار ہے اُس کے لیئے جو یہ جانتا ہے کہ بہشت اُس کی جگہ ہے جس سے خدا راضی وخوش ہوتا ہے۔ اس لیئے وُہ حق کی جانب رُخ کرتا ہے کہ شاید اس سبب سے وُہ نجات پا جائے اور خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیئے اپنے مال اور اہل وعیال سے دُور ہونا آسان سمجھے اور اپنی راتوں کی بیداری اور دنوں کو روزہ رکھنا اور ظالموں اور ملحدوں کے ساتھ اپنے ہاتھ اور زبان سے جہاد کرنا سہل سمجھے یہاں تک کہ یہ جان لے کہ خداوندِ عالم نے اُس پر بہشت کو لازم کر دیا۔ اور یہ باتیں نہیں معلوم ہوسکتیں مگر مرنے کے بعد۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ بہشت میں جوارِ رحمتِ الٰہی میں ہو اور پیغمبروں کا رفیق ہو اُس کے لیئے لازم ہے کہ ویسا ہی بن جائے جیسا کہ مَیں نے بیان کیا۔ اے میرے بھائی تم اُن لوگوں میں سے ہو جن سے مجھے اپنے رنج وغم کے بیان سے راحت ہوتی ہے اور اُنہی سے شکایت کرتا ہوں یہ کہ ظالموں نے میری اذیت رسانی میں ایک دوسرے کی مدد کی۔ بیشک مَیں نے ستمگاروں کے مظالم اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اُن کی باطل باتیں اپنے کانوں سے سُنیں اور اُن سے انکار کیا تو مجھے اُن لوگوں نے اپنی عطا وبخشش سے محروم کر دیا، اور مجھے شہر بہ شہر آوارہ کیا اور مجھے اپنے عزیزوں اور بھائیؑ سے جُدا کر دیا اور حرمِ خدا ورسُولؐ سے مجھ کو باہر کر دیا اور مَیں اپنے خداوندِ بزرگ وبرتر سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ان باتوں سے میری شکایت خدا سے ہو کہ لوگوں نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیئے بلکہ مَیں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ مَیں راضی ہوں اُس پر جو کچھ خدا نے میرے لیئے پسند کیا اور جو کچھ میرے حق میں حکم فرمایا اور جو کچھ میرے لیئے مقدر کیا ہے۔ مَیں اپنی ان کیفیتوں کا تم سے اظہار کر رہا ہوں تاکہ خدا سے میرے لیئے اور عام مسلمانوں کے لیئے راحت وکشائش طلب کرو۔ اور دُعا کرو کہ حق تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو وُہ امر نصیب کرے جس کا نفع زیادہ ہو اور اس کا انجام

زیادہ بہتر ہو والسلام۔

حذیفہ نے اس خط کے جواب میں لکھا: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ امابعد اے میرے بھائی آپ کا خط مجھ کو ملا جس میں آپ نے مجھ کو قیامت میں میری بازگشت سے ڈرایا اور معصیت سے پُر حذر رہنے کی تاکید فرمائی ہے اور جن امور میں میرے نفس کی اصلاح ہے اُن کی ترغیب و تحریص فرمائی ہے۔ اے برادر آپ ہمیشہ میرے اور تمام مسلمانوں کے خیر خواہ اور مہربان رہے اور سب پر شفقت و احسان کرتے رہے اور سب کے لیئے خائف و ترساں رہے ہیں اور ہمیشہ ان کو نیکیوں کا حکم دیتے اور بُرائیوں سے منع کرتے رہے ہیں لیکن خدا کی خوشنودی کی جانب کسی کی ہدایت نہیں ہوتی مگر خدا کی طرف سے جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور اُس کے غضب اور عذاب سے کوئی نجات نہیں پا سکتا مگر اُسی کے کرم و احسان اور عفو و رحم و بخشش سے۔ لہٰذا میں اُسی سے اپنے اور اپنے خاص متعلقین اور تمام انسانوں اور اس اُمت کے تمام لوگوں کے لیئے اُس کی عام بخشش اور وسیع رحمت کا طالب ہوں۔ میرے بھائی جو کچھ آپ کے ساتھ ظلم و ستم کیا گیا ہے یعنی آپ کو شہر سے باہر نکالا گیا، غریب الوطن کیا گیا، اور اپنے دروازوں سے دُور کیا گیا یہ سب آپ کے خط سے معلوم ہوا اور مجھ پر بہت شاق گزرا۔ میرے بھائی اگر میں جانتا کہ یہ آپ کی تکلیفیں مال کے ذریعہ دفع ہو سکتیں تو میں اپنا تمام مال بڑی خوشی سے قربان کر دیتا۔ خدا کی قسم اگر ہو سکتا کہ مجھے آپ کی تکلیفوں میں شریک کر لیں گے اور آپ کی بلاؤں میں سے نصف میرے اوپر ڈال دیں گے تو اُن لوگوں سے اس امر کا سوال کرتا۔ لیکن یہ تمام اُمور ہم لوگوں کے لیئے اُتنا ہے جس قدر خدا کو منظور ہے۔ اے بھائی چاہیئے کہ میں اور آپ دونوں خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری کریں اور اُس کے ثواب کی جانب رغبت کریں اور اُس کے عذاب سے نجات پائیں۔ بیشک عنقریب ہماری جانوں کو اذیت پہنچائیں گے اور بہت جلد ہمارے میوہ زندگی کو ہمارے بدنوں کے درختوں سے کاٹ ڈالیں گے اور مجھ کو اور آپ کو بارگاہِ احدیت میں طلب کریں گے اور ہم قبول کریں گے۔ پھر ہمارے اعمال خدا کے رُوبرُو پیش ہوں گے تو اُس وقت ہم محتاج ہوں گے اُن اعمال کے جو ہم پہلے سے بھیج چکے ہوں گے۔ اے بھائی جو کچھ آپ سے ضائع ہو چکا ہے اُس کا غم نہ کیجیئے اور جو مکروہات آپ کو پہنچے ہیں اُن پر غمگین و رنجیدہ نہ ہوجیئے بلکہ خدا سے اُس کا اجر طلب کیجیئے اور اُس کی جانب سے ثواب عظیم کے منتظر رہیئے۔ اے بھائی موت کو اپنے لیئے اور آپ کے لیئے دُنیاوی زندگی سے بہتر پاتا ہوں کیونکہ بے انتہا فتنے پیدا ہو چکے ہیں جو ایک کے بعد ایک شب تار کے لمحوں کے مانند آ رہے ہیں۔ اہلِ دُنیا نے اپنے مرکبوں کو جولاں کر دیا ہے" اور مالِ دُنیا اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کر رہے ہیں۔ ان فتنوں میں تلواریں نکلیں گی اور موت لوگوں پر مسلط ہو جائے گی۔ جو شخص ان فتنوں میں سر نکالے گا یا اُن سے ملوّث ہوگا یا اُن میں گھوڑے دوڑائے گا بے شبہ قتل ہوگا۔ اور عرب کے قبیلے خواہ وُہ شہر کے باشندے ہوں یا صحرا میں رہنے والے ہوں ان میں سے ہر ایک ان فتنوں میں تصرّف کرے گا۔ اور ان زمانوں میں جو سب سے زیادہ ظالم ہوگا وہی سب سے زیادہ معزز ہوگا اور جو زیادہ پرہیزگار ہوگا وُہ سب سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ لہٰذا خداوند کریم مجھ کو اور آپ کو اس زمانہ سے پناہ میں رکھے جس میں لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ بیشک آپ کے لیئے اُٹھتے بیٹھتے کسی حال میں بھی دُعا سے باز نہ رہوں گا کیونکہ خدا نے قرآن میں دُعا کا حکم دیا ہے اور قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے کہ اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (پ ۲۴ سورۃ مومن آیت ۶۰)
(ترجمہ) تم مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں وُہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔" لہٰذا ہم خدا سے عبادت میں سرکشی کرنے سے اور اُس کی اطاعت سے انحراف کرنے سے پناہ چاہتے ہیں۔ دُعا ہے کہ خداوندِ عالم میرے اور آپ کے واسطے اپنی رحمت سے کشائش اور نیک اجر کرامت فرمائے۔ والسلام!

علی بن ابراہیم اور کلینی نے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کا ایک فرزند ذر نامی تھا۔ ربذہ میں اُس کا انتقال ہوا۔ جب حضرت ابوذرؓ نے اُس کو دفن کیا تو اُس کی قبر پر کھڑے ہو کر ہاتھ اُس کی قبر پر رکھا اور کہا اے ذر خدا تجھ پر رحم کرے بیشک تُو اپنے باپ ماں کے لیئے خوش خلق اور نیک کردار تھا اور جب تُو دنیا سے رُخصت ہوا میں تجھ سے راضی تھا۔ تمہاری جُدائی سے مجھ میں کوئی کمی نہیں پیدا ہوئی۔ اور مجھ کو سوائے خداوند کریم کے کسی غیر سے کوئی حاجت نہیں اور نہ کسی سے نفع کی کوئی اُمید رکھتا ہوں کہ جس کے چلے جانے سے دلگیر اور پریشان ہوں۔ اگر موت کے بعد ہول و سختی نہ ہوتی تو آرزو کرتا کہ میں تیری جگہ پر ہوتا۔ مجھ کو غم لاحق ہے مگر تیرے لیئے اور خدا کی قسم میں تیری جُدائی کے سبب نہیں روتا ہوں بلکہ تجھ پر روتا ہوں۔ کاش میں جانتا کہ تجھ سے کیا کیا سوالات کیئے گئے اور تُو نے کیا جوابات دیئے۔ خداوندا تُو نے کچھ اپنے حقوق اُس پر واجب قرار دیئے تھے اور کچھ میرے حقوق اُس پر مقرر فرمائے تھے۔ پالنے والے میں نے اپنے حقوق اُس کو بخش دیئے، تُو بھی اپنے حقوق اُس کو بخش دے اور اُس کو معاف فرما کیونکہ تُو مجھ سے زیادہ جُود و کرم کا مستحق ہے۔

ابوذرؓ چند گوسفندوں کے مالک تھے جس سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی گذر بسر کیا کرتے تھے مگر وُہ سب کی سب کسی وبا میں ضائع ہو گئیں اور اُن کی زوجہ کا بھی ربذہ میں انتقال ہو گیا تھا؛ بس ابوذرؓ تھے اور اُن کی ایک لڑکی جو اُن کے ساتھ رہتی تھی۔ اُن کی لڑکی کا بیان ہے کہ تین روز گذر گئے تھے کہ ایک دانہ میسر نہ ہوا تھا کہ میں اور میرے پدر بزرگوار کھاتے۔ بھوک کا ہم لوگوں پر غلبہ ہوا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ جانِ پدر آؤ اس صحرا میں چلیں شاید وہاں کوئی گھاس ایسی مل جائے جس کو ہم کھا سکیں۔ غرض میں اپنے پدر بزرگوار کو لے کر جنگل میں گئی مگر وہاں بھی کوئی چیز نہ ملی تو میرے والد نے تھوڑی سی ریت جمع کی اور سر اُس پر رکھا۔ میری نگاہ جب اُن پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ اُن کی آنکھیں پھر گئی ہیں اور جاں کنی کا عالم ہے۔ میں رونے لگی اور عرض کی بابا جان میں اس تنہائی اور بیابان میں کیا کروں گی۔ فرمایا بیٹی فکر نہ کرو۔ جب میں مر جاؤں گا تو اہل عراق کا ایک گروہ آئے گا وُہ میری تجہیز و تکفین کرے گا۔ کیونکہ مجھے میرے حبیب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے غزوۂ تبوک میں یہ اطلاع دی تھی۔ جانِ پدر جب میں عالم بقا کی طرف رحلت کر جاؤں مجھ پر چادر اُڑھا دینا اور عراق کے راستہ پر جا کر بیٹھ جانا اور جب قافلہ آئے تو کہنا کہ ابوذرؓ صحابیٔ رسُولؐ نے اس جنگل میں انتقال کیا ہے۔ دُختر ابوذرؓ بیان کرتی ہیں کہ اسی حال میں اہل ربذہ کی ایک جماعت میرے پدر کی عیادت کو آئی اور پوچھا کہ اے ابوذرؓ آپ کو کیا بیماری اور کیا شکایت ہے فرمایا اپنے گناہوں کی بیماری اور شکایت ہے۔ پوچھا کس چیز کی خواہش ہے فرمایا میں اپنے پروردگار کی رحمت چاہتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو کسی طبیب کو بُلا لائیں فرمایا طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے۔

طبیب خداوند عالم ہے اور درد و تکلیف اُسی کے سبب سے ہے۔ پھر اُن کی دختر بیان کرتی ہیں کہ جب میرے والد کی نگاہیں ملک الموت پر پڑیں فرمایا مرحبا اُس دوست کے لیئے جو ایسے وقت آیا ہے جبکہ اُس کی بڑی احتیاج تھی۔ رُستگاری نہ ہو اُس کے لیئے جو تمہارے دیدار سے نادم و پشیمان ہو۔ خداوندا مجھ کو اُس کے ذریعے سے اپنے جوارِ رحمت میں پہنچا دے تیرے حق کی قسم کہ تُو جانتا ہے کہ مَیں ہمیشہ تیری ملاقات کا خواستگار رہا ہوں اور کبھی موت سے میں نے کراہت نہیں کی ہے۔ اُن کی صاحبزادی کہتی ہیں کہ جب اُن کا انتقال ہو گیا تو مَیں نے چادر اُن پر ڈال دی اور جا کر قافلہ کے راستہ پر بیٹھ گئی۔ کچھ لوگ وہاں آئے مَیں نے اُن سے کہا کہ اے گروہِ مسلمانان ابوذرؓ صحابیٔ رسُولؐ نے یہاں رحلت فرمائی ہے۔ یہ سُنکر وُہ لوگ سواریوں سے اُترے اور اُن کے غم میں روئے پھر اُن کو غسل دیا، کفن پہنایا، اور نماز پڑھ کر ان کو دفن کیا۔ اُن لوگوں میں مالک اشتر بھی تھے۔ روایت ہے کہ مالک بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اُن کو اُس کپڑے کا کفن دیا جو اپنے ساتھ رکھتا تھا جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔ ان کی دختر کا بیان ہے کہ مَیں اپنے باپ کی قبر پر اس طرح رہتی تھی کہ جب جب وُہ نمازیں اپنی زندگی میں پڑھا کرتے تھے مَیں بھی پڑھتی اور جب جب وُہ روزہ رکھتے میں بھی رکھتی تھی۔ ایک رات میں نے اُن کو دیکھا کہ نمازِ شب کے بعد وُہ تلاوتِ قرآن میں مصروف ہیں جس طرح زندگی میں پڑھا کرتے تھے۔ مَیں نے پُوچھا بابا جان خدا نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا بیٹی مَیں اپنے کریم پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہُوا وُہ مجھ سے خوش ہُوا اور مَیں اُس سے راضی ہُوا۔ اُس نے مجھ پر نوازشیں فرمائیں اور مجھے گرامی فرمایا اور بخششیں کیں۔ لیکن اے بیٹی عمل کر مگر غرور نہ کر۔ اکثر اہلِ تاریخ نے بجائے دختر، ابوذرؓ کی زوجہ بیان کیا ہے۔

احمد بن اعثم کوفی نے بیان کیا ہے کہ جو لوگ کہ ابوذرؓ کے دفن و کفن میں شریک تھے وُہ احنف بن قیس تمیمی، صعصعہ بن صوحان العبدی، خارجہ بن الصلت التیمی، عبداللہ بن مسلمہ تمیمی، ہلال بن مالک المزنی، جریر بن عبداللہ البجلی، اسود بن یزید النخعی اور مالک اشتر تھے۔ جب یہ لوگ ابوذرؓ کی نمازِ میت سے فارغ ہوئے مالک اشتر ان کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہا خداوندا ابوذرؓ تیرے رسُولؐ کے صحابی تھے۔ تیری کتابوں اور تیرے رسُولوں پر ایمان لائے تھے اور دین کی راہ میں جہاد کیا اور اسلام کی راہ پر ثابت قدم رہے اور دین کے شعائر میں کوئی تغیّر و تبدّل نہیں کیا۔ چند باتیں طریق سنّت کے خلاف دیکھیں تو اُن سے اپنے دل و زبان سے انکار کیا اس سبب سے لوگوں نے اُن کو حقیر سمجھا اور اُن کو اُن کے حق سے محروم کر دیا اور اُن کو شہر سے نکال دیا اور اُن کو بے کار کر کے چھوڑ دیا، غربت میں اُن کی وفات ہوئی۔ خداوندا جو کچھ بہشت کے متعلق تُو نے مومنین سے [illegible]

[illegible]

زیادہ صحیح ہے۔

اکسٹھواں باب

مقدادؓ بن اسود کندی کے فضائل و حالات

مقدادؓ کے فضائل سابقہ ابواب میں بیان ہو چکے۔ اور صحابہ میں اُن کے بلند مرتبہ کے برابر سلمانؓ اور ابوذرؓ کے بعد کوئی نہیں ہے۔ ابن اثیر نے جامع الاصول میں لکھا ہے کہ ان کی کنیت ابوسعید تھی بعض نے ابوالاسود بھی کہا ہے۔ وُہ مرد بن ثعلبہ بن مطرود بن عمرو کندی کے بیٹے تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وُہ قبیلۂ قضاعہ سے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ وُہ حضرموت کے رہنے والے تھے چونکہ ان کے والد قبیلۂ کندہ سے ہم سوگند ہو گئے تھے، اسی لیئے اس قبیلہ سے منسوب ہو گئے۔ اور چونکہ مقدادؓ اسود بن عبد یغوث زہری کے ہم سوگند تھے؛ اس لیئے ان کو زہری کہنے لگے اور اسی سبب سے ان کو ابن اسود بھی کہتے تھے؛ اور بعض کا قول ہے کہ ان کو اسود نے پالا تھا۔ اور ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ وُہ اسود بن عبد یغوث کے غلام تھے۔ اور چونکہ اسود نے اُن کو فرزندی میں لے لیا تھا اس وجہ سے مقداد کو اُن کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ مقدادؓ کا اسلام قدیم تھا، اور وُہ جنگِ بدر و اُحد وغیرہ تمام غزوات میں رسُولؐ اللہ کے ساتھ شریک تھے اور فاضل و نجیب و بزرگ صحابہ میں سے تھے۔ ان کی وفات ۳۳ھ میں جرف میں واقع ہوئی جو مدینہ سے ایک فرسخ دُور ہے۔ وفات کے بعد اُن کو لوگ اپنے کاندھوں پر اُٹھا کر مدینہ لائے اور بقیع میں دفن کیا۔ وفات کے وقت اُن کی عمر ستر سال بیان کی جاتی ہے۔ یہاں تک ابن اثیر کا بیان تھا۔

کلینی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضباعہ دُختر عبدالمطلب کا نکاح اُن سے کر دیا تھا۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جبرئیلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ باکرہ لڑکیاں درخت پر پھلوں کے مانند ہیں۔ جب درختوں میں پھل تیار ہو جاتے ہیں تو اُن کا علاج سوائے توڑ کر استعمال کرنے کے کوئی نہیں۔ اگر اُن کو استعمال نہ کرو گے تو ہوا اُن کو خراب کر دے گی اور سورج بے کار کر دے گا۔ اسی [illegible]

[illegible]

تزویج فرمایا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنے چچا کی بیٹی کو مقدادؓ سے اس لیئے تزویج کر دیا کہ نکاح پست ہو یعنی لوگ کفو کے بارے میں حسب و نسب کا خیال نہ کریں بلکہ ہر مومن کو لڑکی دیا کریں۔

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز عثمانؓ نے مقدادؓ سے کہا کہ میری مذمت اور علیؑ کی مدح سے باز آجاؤ ورنہ تم کو تمہارے پہلے آقا کے پاس واپس بھیج دوں گا۔ جب مقدادؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عمار یاسرؓ سے فرمایا کہ عثمانؓ سے کہہ دو کہ میں اپنے پہلے آقا کی طرف واپس جا رہا ہوں یعنی عالمین کے پروردگار جلّ شانہٗ کی طرف۔

شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے عثمانؓ سے بیعت کی مقدادؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا خدا کی قسم آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ پر حضرتؐ کے بعد جو کچھ گذرا اُس کی مثال کہیں نظر سے نہیں گذری۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم کو ان کاموں سے کیا واسطہ۔ مقدادؓ نے کہا کہ خدا کی قسم میں ان کو دوست رکھتا ہوں اس لیئے کہ آنحضرتؐ ان کو دوست رکھتے تھے اور خدا کی قسم مجھے اُن کے حالات دیکھ کر ایسا صدمہ ہوتا ہے جس کا اظہار ممکن نہیں۔ کیونکہ قریش کو اُن کے سبب لوگوں پر شرافت و عزت حاصل ہوئی۔ پھر سب نے مل کر یہ سازش کی کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بادشاہی ان کے قبضہ سے لے لیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا وائے ہو تم پر واللہ میں نے یہ کوشش تمہی لوگوں کے لیئے کی اور نہیں چاہا کہ خلافت علیؑ کے قبضہ میں جائے مقدادؓ نے کہا خدا کی قسم تُو نے اُس شخص کو چھوڑ دیا جو لوگوں کی حق کی طرف ہدایت کرتا اور عدالت کے ساتھ اُن میں حکم کرتا تھا۔ خدا کی قسم اگر مجھے مددگار مل جاتے تو میں یقیناً قریش سے اسی طرح جنگ کرتا جس طرح بدر و اُحد کے روز جنگ کی تھی۔ عبدالرحمٰن نے کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے اے مقداد اس بات کو ترک کر کہ لوگ تجھ سے نہ سُنیں اور نہ فتنہ و فساد برپا ہو۔ خدا کی قسم میں ڈرتا ہوں کہ تیری باتوں سے لوگوں میں اختلاف اور فساد پیدا ہو جائے گا راوی کہتا ہے کہ مقدادؓ اس مجلس سے اُٹھے تو میں اُن کے پاس گیا اور کہا کہ اے مقداد میں تمہارے مددگاروں میں ہوں۔ مقداد نے کہا خدا تم پر رحمت نازل کرے جس امر کا میں ارادہ رکھتا ہوں دو یا تین شخصوں سے پُورا نہ ہوگا۔ اس کے بعد راوی امیرؑ المومنین کی خدمت میں گیا اور مقدادؓ کی اور اپنی گفتگو بیان کی جس کو سُنکر حضرتؑ نے اُن کے لیئے دُعائے خیر کی۔

کتاب اختصاص میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس اُمت میں مقدادؓ بن اسود کا مرتبہ قرآن میں الف کے مرتبہ کے مانند ہے کہ دُوسرا حرف اُس سے نہیں ملتا۔ اسی طرح کمال میں کوئی دُوسرا مقدادؓ کے کمال سے نہیں ملحق ہوتا۔ اور شیخ کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ صحابہ میں کوئی نہ تھا جس نے رسُولؐ اللہ کے بعد کوئی حرکت نامناسب نہ کی ہو سوائے مقداد بن اسودؓ کے کیونکہ اُن کا دِل حق کی طرفداری میں مثل آہنی ٹکڑوں کے تھا۔ نیز بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمانؓ اگر تمہارا علم مقداد پر ظاہر ہو جائے تو وُہ کافر ہو جائیں۔ نیز بسند حسن امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ صحابہ جناب رسُولؐ خدا کے بعد مرتد ہوگئے سوائے تین اشخاص سلمانؓ، ابوذرؓ، اور مقدادؓ کے۔ راوی نے کہا کہ عمارؓ کے بارے میں کیا ارشاد ہے فرمایا کہ وُہ بھی ارتداد کی جانب کچھ جھکے تھے مگر فوراً

پلٹ آئے۔ پھر فرمایا کہ اگر ایسا شخص چاہتے ہو جس کے دل میں کبھی کوئی شک نہ گزرا ہو تو وُہ مقدادؓ ہیں۔ سلمانؓ کے دل میں یہ گزرا کہ امیرؑ المومنین کو اسم اعظم الٰہی پر عبور ہے اگر اُس کے ذریعہ سے لب ہلائیں تو یقیناً زمین اُن منافقوں کو نگل جائے پھر کیوں اُن کے ہاتھوں میں مظلوم پڑے ہیں۔ جب یہ امر اُن کے دلوں میں گزرا تو لوگوں نے اُن کا گریبان پکڑا اور رسّی اُن کے گلے میں لپیٹی یہاں تک کہ اُن کے حلق میں سوُراخ ہوگیا۔ امیرؑ المومنین کا اُن کی طرف گذر ہوا فرمایا اے ابو عبداللہ یہ تمہارے گلے میں سوُراخ اس امر سے ہے جو تمہارے دل میں پیدا ہوا۔ ابوبکرؓ کی بیعت کر لو تب سلمانؓ نے بیعت کی۔ اور ابوذرؓ کو جناب امیرؑ نے حکم دیا کہ خاموش رہیں اس طرح کہ طعن و طنز کرنے والے ان کو جگہ سے نہ ہلا سکیں مگر انہوں نے منظور نہ کیا اور برابر حق کا اظہار کرتے رہے یہاں تک کہ عثمانؓ نے اُن کے ساتھ کیا جو کیا۔ اس کے بعد صحابہ میں سے کچھ لوگ حق کی جانب رجوع ہوئے۔ اور سب سے پہلے جو لوگ واپس آئے ابو ساسان انصاری، ابو عمرو، اور شتیر تھے پھر اسی طرح سات اشخاص ہوگئے اور اُس وقت ان سات شخصوں کے سوا کوئی امیرؑ المومنین کا حق نہیں سمجھتا تھا۔

باسٹھواں ۶۲ باب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے فضائل اور اُن کے بعض حالات

ابن بابویہ نے بسند معتبر امیرؑ المومنین سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تین خصلتوں کا خدا سے سوال کیا اُن میں دو خصلتیں تو اُس نے مجھے عطا فرمائیں اور تیسری روک دی پہلی یہ کہ میں نے عرض کی معبود میری اُمت پیاس سے ہلاک نہ ہو فرمایا منظور۔ میں نے عرض کی خداوندا اُن پر کافروں کو مستطامت ہونے دینا کہ اُن کو جڑ سے اکھیڑ ڈالیں فرمایا یہ بھی قبول۔ میں نے عرض کی پالنے والے ایسا کر کہ میری اُمت آپس میں فساد و خونریزی نہ کریں۔ تو یہ آخری بات خدا نے قبول نہ کی۔ نیز بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم نے فرمایا کہ میری اُمت کے لوگوں میں خوش روئی، اچھی آواز اور قوتِ حافظہ سے کوئی خصلت کم نہیں۔ نیز بسند صحیح انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ رسُولؐ اللہ نے فرمایا کہ میری اُمت[1] سے نو باتیں اُٹھائی گئی ہیں۔ وُہ کام جو غلطی اور نادانی سے کریں یا بھُول جائیں یا دُوسرے لوگ

[1] یعنی اُن پر کوئی مُواخذہ نہ ہوگا۔ ۱۲ (مترجم)

اُن پر جبر و سختی کریں یا وُہ بات جو نہ جانتے ہوں یا وُہ امر جس کی طاقت نہ رکھتے ہوں یا وُہ امر جس سے مضطر ہوں، اور حسد کرنا ایسا جس کا اظہار نہ کریں۔ اور نیک و بد کے شگون لینے سے جو اُن کے دل میں گزرے اور اُس پر بھروسہ نہ کریں اور لوگوں کی بدی کی وُہ بات جو لوگوں کے بارے میں اُن کے دل میں گزرے ظاہر نہ کریں۔

قرب الاسناد میں بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے میری اُمت کو تین چیزیں عطا فرمائی ہیں جو کسی کو سوائے اُن پیغمبروں کے نہیں عطا کیں جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں۔ اوّل یہ کہ جب خدا نے کسی پیغمبرؑ کو بھیجا تو اُس کو وحی فرمائی کہ اپنے دین میں کوشش کرو اور دین کا کام تم پر تنگ نہیں ہے۔ اور یہ فضیلت میری اُمت کو عطا فرمائی اور فرمایا کہ :۔ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ۔ یعنی خدا نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی ہے۔" دُوسرے یہ کہ جب کوئی پیغمبر بھیجتا تھا تو اُس کو وحی فرماتا کہ جب کوئی ناگوار بات تم کو لاحق ہو تو مجھ سے دُعا کرو تاکہ میں قبول کروں اور یہی میری اُمت کو بھی عطا فرمایا اور فرمایا اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (پ۲۴ سورۃ مومن آیت) تم مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔ تیسرے یہ کہ جب کوئی پیغمبر بھیجتا تو اُس کو اُس کی قوم پر گواہ قرار دیتا اور میری اُمت کو تمام خلق پر گواہ مقرر فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے :۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (پ۲ سورۃ بقر آیت۱۴۳) لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (آیت مذکور) تاکہ رسُولؐ تم پر گواہ ہوں اور تم لوگ تمام انسانوں پر گواہ ہو۔"

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار بُری خصلتیں میری اُمت میں قیامت تک ہمیشہ قائم رہیں گی۔ اوّل اپنے حسب پر فخر کرنا، دوسرے لوگوں کے نسب میں طعن کرنا، تیسرے بارش کو ستاروں کی گردش کے سبب جاننا اور علم نجوم پر اعتقاد رکھنا، چوتھے (اپنے مردوں پر) نوحہ کرنا۔ اور جو نوحہ کرنے والا مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے گا تو یقیناً جب وُہ روزِ قیامت مبعوث ہوگا تو اُس کو پگھلے ہوئے تانبے اور سیسے کا لباس پہنایا جائے گا۔[1] نیز بسندِ معتبر امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین خصلتیں ہیں جن کے بارے میں میں اپنے بعد اپنی اُمت کے لیئے ڈرتا ہوں۔ اوّل حق جاننے کے بعد گمراہی اختیار کرنا، دُوسرے لوگوں کو گمراہ کرنے والے فتنے؛ تیسرے پیٹ اور شرمگاہوں کی خواہشیں۔ نیز اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں تم لوگوں کے بارے میں ڈرتا ہوں کہ دین کو سُبک سمجھو گے اور لوگوں کے درمیان مالِ دُنیا کے لیئے فیصلہ کرو گے اور قطع رحم کرو گے، قرآن کو ساز اور گانے کے طور پر پڑھو گے اور مقدم کرو گے اُس کو خلافت یا نماز میں جو دین میں تم سے افضل نہیں ہوگا۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ میری اُمت کے لیئے زمین میں دھنسنا، اُن کی شکلیں مسخ ہونا، آسمان سے اُن پر پتھر برسنا ہوگا۔ صحابہ نے پُوچھا یہ کس سبب سے ہوگا؟ حضرتؐ نے فرمایا اس لیئے کہ لوگ گانے والی کنیزوں اور عورتوں کو

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ علماء نے اس خصلت کو باطل نوحہ کرنے پر محمول کیا ہے یعنی میّت سے غلط باتیں منسوب کرنا یا بارگاہِ الٰہی میں شکایات وغیرہ کرنا یا یہ کہ اُس کی آواز نامحرم مرد سنیں۔ ۱۲

اختیار کریں گے اور شراب پئیں گے۔ اور جامع الاخبار میں روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جبکہ اُن کے چہرے آدمیوں کے ایسے ہوں گے اور اُن کے دِل شیطانوں کے دلوں کے مانند۔ وُہ لوگ پھاڑ کھانے والے بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔ لوگوں کے خوُن بہائیں گے اور بُرے کاموں کو نصیحت سے ترک نہ کریں گے۔ اگر تم اُن کی پیروی کرو گے تو تمہارے بارے میں شک کریں گے اور اگر اُن سے باتیں کرو گے تو تم کو جھٹلائیں گے۔ اگر اُن سے پوشیدہ رہو گے تو تمہاری غیبت کریں گے۔ اُن کے لیئے سُنّت بدعت ہوگی اور بدعت سُنّت ہوگی۔ بُردبار کو مکّار اور مکّار کو بُردبار سمجھیں گے۔ مومن اُن کے درمیان کمزور ہوگا اور فاسق عزّت والا ہوگا۔ اُن کے لڑکے بدکار اور عورتیں زنا کار ہوں گی۔ اُن کے بُوڑھے اُن کو اچھی باتوں کا حکم اور بُری باتوں سے منع نہ کریں گے۔ اُن سے کسی امر کی التجا کرنا ذلت و خواری کا سبب ہوگا اور جو کچھ اُن کے پاس ہوگا اُس میں سے کچھ طلب کرنا فقر و پریشانی کا باعث ہوگا۔ غرض اُس وقت حق تعالیٰ اُن کو آسمانی بارش سے محروم کر دے گا کہ وقت پر پانی نہ برسے گا اور بے وقت برسے گا۔ اُس وقت خداوندِ عالم اُن پر اُن کے بدکاروں کو مسلط کر دے گا جو اُن پر بدترین عذاب کریں گے۔ اُن کے فرزندوں کو قتل اور اُن کی عورتوں کو قید کریں گے۔ اُس وقت اُن کے نیک لوگ اُن کے حق میں دُعا کریں گے تو وُہ مقبول نہ ہوگی۔ اور دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جبکہ لوگ علماء سے گریز کریں گے جس طرح بھیڑیں بھیڑیوں سے بھاگتی ہیں۔ اُس وقت خداوندِ عالم اُن کو تین بلاؤں میں مبتلا کرے گا۔ اوّل یہ کہ اُن کے مالوں سے برکت جاتی رہے گی، دوُسرے اُن پر جابر حاکم مسلط کر دے گا، تیسرے دُنیا سے بغیر ایمان کے جائیں گے۔ دوُسری سند کے ساتھ روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری اُمت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں لوگ علما کو نہ پہچانیں گے مگر بہترین لباس کے سبب اور قرآن کو نہ سمجھیں گے مگر خوش الحانی کے ساتھ۔ اور خدا کی عبادت نہ کریں گے مگر ماہِ رمضان میں۔ جب ایسا ہوگا تو خداوندِ عالم اُن پر ایسا حاکم مسلط کرے گا جو نہ صاحبِ عقل ہوگا، نہ بُردبار ہوگا نہ رحم کرنے والا ہوگا۔

تریسٹھواں باب[63]

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وصیّتیں اور وہ تمام حالات اور واقعات جو آپؐ کی وفات کے قریب واقع ہوئے

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی آپ کو آگاہ کیا گیا کہ آپؐ کی وفات نزدیک ہے تو آپؐ برابر لوگوں کے درمیان خطبہ پڑھتے اور اُن کو اپنے بعد کے فتنوں سے ردکتے تھے۔

اور اپنے ارشادات کی مخالفت سے پرہیز کرنے کی ہدایت فرماتے اور ان کو وصیّت فرماتے تھے کہ آپ کی سنّت اور طریقہ سے دست بردار نہ ہوں اور دینِ الٰہی میں بدعت نہ کریں اور اُن کے اہلبیت اور عترت سے متمسک رہیں اور اُن کی اطاعت، نصرت اور حفاظت و پیروی اپنے اُوپر لازم سمجھیں۔ اور اُن کو مرتد ہونے اور اختلاف کرنے سے منع فرماتے رہتے تھے۔ اور برابر فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو میں تم سے پہلے جاتا ہوں اور تم میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوگے۔ پھر میں تم سے پُوچھوں گا کہ تم نے اُن دونوں گراں قدر چیزوں کے ساتھ کیسا عمل کیا جن کو میں نے تمہارے درمیان چھوڑا تھا جو کتاب خدا اور میری عترتؑ اور اہلبیتؑ ہیں۔ لہٰذا سوچو اور سمجھو کہ کیونکر ان دونوں کے ساتھ میرے بعد عمل کروگے۔ بلاشبہ خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں آپس سے جُدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں۔ بلاشبہ ان دونوں کو تمہارے درمیان چھوڑ کر جاتا ہوں لہٰذا میرے اہلبیتؑ پر کسی معاملہ میں سبقت نہ کرنا اور اُن سے علیحدہ نہ ہونا اور اُن کے حق کی ادائیگی میں کمی نہ کرنا، ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ اور کوئی چیز اُن کو تعلیم نہ دینا کیونکہ وُہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ میں تم کو ایسا نہ پاؤں کہ میرے بعد دین سے پھر جاؤ اور کافر ہوجاؤ اور آپس میں ایک دُوسرے کے لیئے تلواریں نکالو۔ پھر مجھ سے یا علیؑ سے لشکر میں زیادتی میں سیل کے مانند تیزی اور سختی کے ساتھ ملاقات کرو۔ سمجھ لو کہ علیؑ میرے بھائی اور وصی ہیں وُہ تاویلِ قرآن پر گمراہوں سے جنگ کریں گے جس طرح میں نے تنزیلِ قرآن پر جنگ کی ہے۔ غرض اس بارے میں برابر متعدد مجلسوں میں ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ پھر منافقوں اور فتنہ پردازوں کا ایک لشکر ترتیب دے کر اسامہ ابن زید کو اُن کا سردار مقرر فرمایا اور اُن کو حکم دیا کہ صحابہ کو ہمراہ لے کر بلادِ روم میں اُس مقام پر جائیں جہاں اُن کے باپ زید شہید ہوئے تھے۔ اور اس لشکر کے بھیجنے کی غرض یہ تھی کہ مدینہ منافقوں اور فتنہ پردازوں سے خالی ہو جائے اور کوئی جنابِ امیرؑ سے نزاع نہ کرے تاکہ امرِ خلافت آنحضرتؐ کے لیئے قرار پاجائے۔ غرض اُسامہ کو جرف تک بھیج دیا، اور حکم دیا کہ وہاں ٹھہریں تاکہ لشکر اُن کے پاس جمع ہو۔ اور لوگوں کو اُن کے ساتھ جانے کی بہت تاکید فرمائی۔ اور کچھ لوگوں کو مقرر کیا کہ جانے والوں کو روانہ کریں اور دیر کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ اُسی عالم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وُہ مرض طاری ہُوا جس میں آپ جوارِ رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ جب آپؐ علیل ہوئے تو اُسی حالت میں جنابِ امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کے بقیع کی جانب تشریف لے گئے۔ اکثر صحابہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ بقیع کے مُردوں کے لیئے استغفار کروں۔ جب بقیع میں پہنچے فرمایا السلام علیکم اے اہلِ قبور! تم کو وُہ حالت گوارا ہو کہ جس میں تم نے صبح کی اور لوگوں کے فتنوں سے محفوظ ہوگئے جو درپیش ہے کیونکہ تاریک راتوں کی ساعتوں کے مانند لوگوں میں کثیر فتنے اُٹھنے والے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر تک کھڑے ہو کر اُن مردوں کے لیئے استغفار کی۔ پھر امیرؑ المومنین کی جانب رُخ کر کے فرمایا کہ جبریلؑ ہر سال مجھے ایک مرتبہ قرآن سُنایا کرتے تھے۔ مگر اس سال دو۲ مرتبہ سُنایا۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس سبب سے ہے کہ میری وفات نزدیک ہے۔ پھر فرمایا کہ اے علیؑ خدا نے مجھے اختیار دیا ہے کہ دنیا کے خزانوں پر قابض ہو کر ہمیشہ دنیا میں رہوں یا بہشت کو اختیار کروں تو میں نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اس سے زیادہ پسند کیا۔ جب میری رحلت ہو تو میری شرمگاہوں کو چھپا دینا کیونکہ جس کی نگاہ میری شرمگاہ پر پڑے گی وُہ اندھا ہوجائے گا۔ پھر وہاں سے اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔ الغرض

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرض کی شدّت ہوئی اور تین روز کے بعد حضرتؐ مسجد میں تشریف لائے کپڑا سر پر باندھے ہوئے داہنا ہاتھ امیرؑ المومنین کے کاندھے پر اور بایاں ہاتھ فضل بن عباس کے کاندھے پر رکھے ہوئے تھے۔ اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے لوگو عنقریب میں تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہونے والا ہوں (یعنی میری وفات ہونے والی ہے) میں نے جس کسی سے کوئی وعدہ کیا ہے وُہ آکر مجھ سے پُورا کرالے اور جس کسی کا مجھ پر کچھ قرض ہو مجھے بتائے (تاکہ میں ادا کر دوں) اے لوگو خدا اور کسی کے درمیان کوئی وسیلہ اور ذریعہ نہیں جس سے کوئی نیکی حاصل کرے یا کوئی ضرر دُور کرے سوائے خدا کی فرمانبرداری کے عمل کرنے کے۔ اے لوگو تم میں کوئی یہ دعوٰے نہ کرے کہ میں بے عمل کے نجات پاجاؤں گا۔ اور کوئی آرزو کرنے والا یہ تمنّا نہ کرے کہ بغیر خدا کی اطاعت کے اُس کی خوشنودی و رضا حاصل کرلوں گا۔ اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ رحمت کے ساتھ سوائے عمل نیک کے عذاب الٰہی سے کوئی نجات نہیں پاسکتا اور اگر میں خدا کی نافرمانی اور گناہ کروں گا تو میں بھی جہنم میں جاؤں گا۔ پالنے والے تو گواہ ہے کہ میں نے تیری رسالت پہنچا دی۔ یہ فرما کر منبر سے اُتر آئے اور لوگوں کے ساتھ مختصر نماز پڑھی اور اُم سلمہؓ کے گھر واپس چلے گئے۔ ایک یا دو روز وہاں مقیم رہے۔ پھر عائشہؓ دُوسری بیویوں کو راضی کر کے آنحضرتؐ کے پاس آئیں اور آپؐ کو اپنے گھر لے گئیں۔ جب آنحضرتؐ عائشہؓ کے گھر گئے آپؐ کا مرض بڑھ گیا۔ بلالؓ نمازِ صبح کے وقت آئے اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمِ قدس کی جانب متوجہ تھے۔ بلالؓ نے اذان دی لیکن حضرتؐ کو خبر نہ ہوئی تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور حفصہؓ نے کہا کہ عمرؓ سے کہہ دو کہ وُہ نماز پڑھائیں۔ آنحضرتؐ نے ان دونوں بیویوں کی باتیں سُن لیں اور ان کی نامناسب غرض کو سمجھ گئے تو فرمایا کہ ان باتوں سے باز آجاؤ کیونکہ تم اُن عورتوں کے مثل ہو جو حضرت یوسفؑ کو چاہتی تھیں کہ گمراہ کریں۔ چونکہ آنحضرتؐ نے ابوبکر و عمر کو حکم دیا تھا کہ اُسامہ کے ساتھ مدینہ سے باہر چلے جائیں اور اُس وقت آپ کو معلوم ہُوا کہ وُہ فتنہ و فساد کے لیئے مدینہ واپس آگئے ہیں تو بہت رنجیدہ ہوئے اور باوجود مرض کی شدّت کے اُٹھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ابوبکرؓ یا عمرؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور یہ امر لوگوں کے شبہہ کا سبب ہو اس لیئے امیرؑ المومنین اور فضل بن عباس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے باوجود ضعف و ناتوانی کے اپنے پائے اقدس کو گھسیٹتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ محرابِ عبادت میں پہنچے تو دیکھا کہ ابوبکرؓ نے سبقت کر کے محراب میں آنحضرتؐ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی ہے۔ حضرتؐ نے اُن کو اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کیا کہ پیچھے کھڑے ہو اور محراب میں داخل ہو کر بیٹھ گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز شروع سے ادا کی اور جو کچھ ابوبکر پڑھا چکے تھے اُس کی پروا نہ کی۔ اور سلام پڑھ کر گھر میں واپس آئے۔ پھر ابوبکر اور عمر اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو طلب فرمایا اور فرمایا کیا میں نے تم لوگوں کو حکم نہیں دیا تھا کہ اُسامہ کے لشکر کے ساتھ جاؤ۔ سب نے عرض کی ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ پھر تم نے کیوں میرے حکم کو نہ مانا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں گیا تھا لیکن اس لیئے واپس آگیا کہ آپ سے جو عہد کیا ہے اُس کو پھر تازہ کروں اور عمر نے کہا میں مدینہ سے باہر ہی نہیں گیا اس لیئے کہ میں نے گوارا نہ کیا کہ آپؐ کی بیماری کی خبر دُوسروں سے پوچھوں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لشکرِ اسامہ کو روانہ کرو اور اُس کے ساتھ جاؤ۔ خدا لعنت کرے اُس پر جو لشکرِ اُسامہ سے پیچھے رہ جائے۔ حضرتؐ نے تین مرتبہ یہ کلمہ ارشاد فرمایا۔ اور مسجد میں جانے کی تکان اور منافقوں کے ناپسندیدہ اطوار

اور اُن کی فاسد نیتوں کے اظہار سے حضرتؐ پر غشی طاری ہوگئی۔ مسلمان بہت روئے اور حضرتؐ کے زن و فرزند کے رونے اور نوحہ کی آوازیں بلند ہوئیں اور مسلمانوں کی عورتوں اور مردوں کے فریاد و نالے بلند ہوئے۔ آنحضرتؐ نے آنکھیں کھولیں اور اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا میرے پاس دوات اور گوسفند کا چمڑا لاؤ تاکہ میں تمہارے واسطے ایک تحریر لکھ دوں کہ پھر کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ یہ سُنکر ایک صحابی اُٹھے تاکہ دوات وغیرہ حاضر کریں یہ دیکھ کر عمر نے کہا بیٹھو کہ یہ مرد ہذیان کہہ رہا ہے (معاذ اللہ) اس پر مرض کا غلبہ ہے۔ اور ہمارے واسطے کتاب خدا کافی ہے۔ تو جو لوگ اُس جگہ تھے اُن لوگوں میں اختلاف ہوا۔ بعضوں نے کہا صحیح قول عمر کا ہے اور بعضوں نے کہا نہیں رسُولؐ اللہ کا ارشاد صحیح اور بہتر ہے۔ ایسی حالت میں خدا کے رسُولؐ کی مخالفت کیسے جائز ہوگی۔ پھر لوگوں نے پوچھا یا رسُولؐ اللہ کیا ہم دوات و قلم حاضر کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہاری باتیں سُننے کے بعد اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، لیکن تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہلبیتؑ کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور اُن سے رُخ نہ پھیرنا۔ پھر وُہ لوگ چلے گئے۔[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیثِ دوات قلم صحیح بخاری و مسلم اور اہلسنت کی تمام معتبر کتابوں میں متعدد طریقوں سے مذکور ہے اور ان لوگوں نے اس طرح ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وُہ بہت روئے اس قدر کہ اُن کے آنسوؤں سے مسجد کے سنگریزے تر ہوگئے وُہ کہتے تھے کہ روز پنجشنبہ۔ آہ! روز پنجشنبہ کیسا روز تھا جس میں رسُولِ خدا کا درد شدید ہُوا اور آپؐ نے فرمایا کہ دوات و کاغذ لاؤ تاکہ میں تمہارے لیئے ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے تو صحابہ نے اس امر میں نزاع کی حالانکہ آنحضرتؐ کے پاس نزاع کرنا جائز نہ تھا۔ عمر نے کہا کہ رسُولِ خدا ہذیان کہہ رہے ہیں اور دُوسری روایت کے مطابق یہ کہا کہ اُن پر درد کا غلبہ ہے تمہارے پاس قرآن ہے وُہ کتابِ خدا ہمارے لیئے کافی ہے۔ آخر وہاں جتنے لوگ موجود تھے اُنہوں نے اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ بعضوں نے کہا دوات و قلم لانا چاہیئے تاکہ اللہ کے رسولؐ تمہارے لیئے وُہ نوشتہ لکھ دیں جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو۔ بعضوں نے کہا عمر کا قول درست ہے۔ جب آوازیں بلند ہوئیں اور بہت نزاع ہوئی تو آنحضرتؐ رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ بیشک مصیبت اور بدترین مصیبت یہ آئی (اہلِ اسلام پر) کہ لوگوں نے آنحضرتؐ کو ہدایت نامہ لکھنے نہ دیا اور نزاع کی اور حضرتؐ کے سامنے شور مچایا۔ اے عزیز اس حدیث کی موجودگی میں جس کی روایت عامہ نے کی ہے کسی عاقل کی مجال نہیں ہے کہ عمر کی گواہی میں شک کرے اور اس کی گواہی میں جو اِن کو مسلمان سمجھے۔ اگر کوئی بقال یا غلہ بیچنے والا چاہے کہ وصیت کرے اور کوئی مانع ہو تو لوگ اُس کو ملامت کرتے ہیں۔ لیکن جب رسُولِ خدا چاہتے ہیں کہ ایسی وصیت کریں جس میں اُمّت کی بھلائی ہو اور کوئی مانع ہو اور ایسی حالت میں آپ کو رنجیدہ کرے اور حضرتؐ کو ہذیان سے نسبت دے تو اُس کا کیا حال ہوگا جبکہ خدا فرماتا ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (سورۂ نجم پ۲۷ آیت۳) یعنی آنحضرتؐ اپنی خواہشِ نفس سے کلام نہیں کرتے۔ جو کچھ کہتے ہیں وُہ وحی ہوتی ہے جو (خدا کی طرف سے) اُن پر کی جاتی ہے۔" نیز خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ خدا اور اُس کے رسُولؐ کو آزار پہنچاتے ہیں خدا نے (باقی ص۹۹۹ پر دیکھو)

کلینی نے بسندِ معتبر حضرت موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السّلام سے پُوچھا کہ کیا ایسا نہیں تھا کہ جناب امیر علیہ السّلام رسالتمآبؐ کے وصیت نامہ کے کاتب تھے کہ آنحضرتؐ بولتے جاتے تھے اور امیرؑ المومنین لکھتے جاتے تھے اور جبرئیلؑ اور مقرب فرشتے گواہ ہوتے تھے۔ حضرت صادقؑ یہ سُنکر خاموش ہوگئے۔ پھر فرمایا ایسا ہی تھا جیسا کہ تم نے کہا۔ لیکن جب آنحضرتؐ کی وفات کا وقت آیا جبرئیلؑ مقرب اور امین فرشتوں کے ساتھ خداوندِ جلیل کی جانب سے ایک نوشتہ مکمل شدہ مُہر کیا ہُوا لائے اور کہا یا رسُولؐ اللہ لوگوں کو حکم دیجیئے کہ سوائے علیؑ بن ابی طالب کے سب لوگ باہر چلے جائیں تاکہ آسمانی نوشتہ آپ کے وصی علیؑ بن ابی طالب ہم سے لے لیں۔ اور آپ ہم کو گواہ قرار دیں کہ اس نامہ کو آپ نے علیؑ کو سپرد کر دیا اور وُہ اس پر عمل کرنے کے جو کچھ اس میں ہے ضامن ہوئے۔ یہ سُنکر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن لوگوں کو جو اُس مکان میں تھے باہر چلے جانے کا حکم دیا سوائے علی بن ابی طالبؑ اور جناب فاطمہ زہراؑ کے جو پردہ میں تشریف فرما تھیں۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے کہ یہ نامہ وُہ ہے جس کے بارے میں پہلے شب معراج اور اس کے علاوہ اور موقعوں پر میں نے تم سے عہد اور شرط کی تھی اور اُس پر خود گواہ ہُوا تھا اور فرشتوں کو گواہ کیا تھا باوجود اس کے کہ میں خود گواہی کے لیئے کافی تھا۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سُنا آپؐ کے تمام اعضا خوفِ الٰہی سے کانپنے لگے اور فرمایا کہ اے جبرئیلؑ میرا پروردگار تمام عیبوں سے پاک ہے ہر طرح کی سلامتی اُسی کے سبب سے ہے اور ہر طرح کی بھلائی اُسی کی طرف پھرتی ہے۔ میرے پروردگار نے سچ فرمایا ہے اور اپنا وعدہ وفا فرمایا ہے۔ مجھے نامہ دو۔ یہ سُنکر جبرئیلؑ نے حضرتؐ کو وُہ نامہ دیا اور کہا کہ امیرؑ المومنین کو دے دیجیئے۔ آنحضرتؐ نے وُہ نامہ جناب امیرؑ کو دے کر

(بقیہ ص۹۹۸) اُن پر دُنیا و آخرت میں لعنت کی ہے [عہ] (اور اُن کے لیئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے) اور اس سے بدتر کون سی اذیت ہوگی پیغمبرؐ کو باوجود اُن کے مرتبہ اور شفقت و مہربانی کے جب حضرتؐ کی وفات قریب سمجھتے ہیں اور کوئی فائدہ اُن سے پہنچنے کی اُمید نہیں رکھتے تو اپنے کینوں کو ظاہر کرتے ہیں اور اُن کی اطاعت سے منحرف ہوتے ہیں۔ آنحضرتؐ ہر چند فرماتے ہیں کہ لشکرِ اسامہ کے ساتھ جاؤ مگر نہیں مانتے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ قلم دوات لاؤ کہ وصیت نامہ لکھ دوں مگر اطاعت نہیں کرتے اس لیئے کہ ایسا نہ ہو کہ امرِ خلافت امیرالمومنین علیہ السّلام کو زیادہ واضح فرما دیں۔ ان تمام حالات میں آنحضرتؐ اُن کی غرض جانتے اور سمجھتے ہیں کہ حضرتؐ کے بعد آپؐ کے اہلبیتؑ سے انتقام لیں۔ لہٰذا خدا و رسُولؐ کی لعنت اُن پر ہو اور اُن لوگوں پر جو اُن کو مسلمان سمجھیں اور اُس پر جو اُن کی نفرین میں توقف کرے۔ اور اس کی تفصیل انشاء اللہ اپنے محل و مقام پر بیان ہوگی۔ ۱۲

[عہ] إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ (پ۲۲ سورۃ احزاب آیت۵۷)

فرمایا کہ اس کو پڑھو۔ امیرؑ المومنین نے حرف بحرف اُس کو آخر تک پڑھا جب پڑھ چکے تو جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا عہد ہے اور شرط ہے جو اس نے مجھ سے کی ہے اور اس کی امانت ہے جو اُس نے مجھے دی تھی اور میں نے تم کو پہنچا دی، اور جو کچھ اُمّت کی خیر خواہی کی شرطیں تھیں میں سب بجالایا اور خدا کی رسالتیں ادا کردیں۔ امیرؑ المومنین نے عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے تبلیغ رسالت کردی اور اُمّت کی خیر خواہی عمل میں لائے میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں اُس کی جو کچھ آپ نے فرمایا اور میرے گوشت پوست کان آنکھ اور خون گواہی دیتے ہیں۔ یہ سُنکر جناب جبریلؑ نے کہا میں بھی آپ دونوں بزرگوں کا گواہ ہوں اُن باتوں پر جو آپؐ نے فرمایا۔ پھر جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ میری وصیت تم نے حاصل کی اور سمجھ گئے اور میری اور خدا کی طرف سے ضامن ہوئے کہ ہر اُس عہد کو وفا کروگے جو اُس نامہ میں درج ہے۔ امیرؑ المومنین نے عرض کی بیشک یا رسُولؐ اللہ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں میں اُس کی ضمانت کرتا ہوں، اور خدا کے ذمّہ ہے کہ مجھے توفیق دے اور اس پر عمل کرنے میں میری مدد کرے۔ جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ میں چاہتا ہوں کہ میں اس امر پر گواہی لوں تاکہ جب روزِ قیامت میرے پاس آؤ تو گواہ یہ گواہی دیں کہ میں نے تم پر حجت تمام کردی۔ حضرت علیؑ نے عرض کی ہاں آپ گواہ قرار دیں۔ رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ جبریلؑ و میکائیلؑ مقرب فرشتوں کے ساتھ آئے ہیں اور موجود ہیں اور میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا ہاں وہ گواہ ہوں اور میں بھی اُن کو گواہ کرتا ہوں آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں۔ غرض آنحضرتؐ نے ان فرشتوں کو گواہ کیا اور جن اُمور کی خدا کی جانب سے جبریلؑ کے حکم سے اُن حضرتؐ سے شرط کی تھی اُن میں سے یہ بھی تھے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ اس شرط پر جو اس نامہ میں ہے وفا کروگے اور دوستی و محبت کروگے اُس کے ساتھ جو خدا و رسُولؐ کا دوست ہے اور دشمن رکھو گے اس کو اور بیزار رہوگے اُن لوگوں سے جو خدا و رسُولؐ کے دشمن ہیں۔ اور یہ کہ ان کی زیادتی اور سختی پر جو تمہارے حق پر قبضہ کرنے اور تمہارے خمس کو غصب کرنے اور تمہاری حرمت ضائع کرنے میں ان لوگوں سے ظاہر ہوگا، صبر کروگے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا رسُولؐ اللہ (ایسا ہی کروں گا)۔ پھر حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ اُسی خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور خلائق کو پیدا کیا کہ میں نے جبریلؑ سے سُنا کہ جناب رسُولؐ خدا سے کہتے تھے کہ یا رسُولؐ اللہ علیؑ کو آگاہ کر دیجیے کہ ان کی اہلِ نفاق ہتک حرمت کریں گے حالانکہ اُن کی حرمت خدا و رسُولؐ کی حرمت ہے اور اُن کی ڈاڑھی کو اُن کے سر کے خون سے خضاب کریں گے۔ تو جب میں نے جبریلؑ سے یہ بات سُنی بے ہوش ہوگیا اور گر پڑا اور کہا ہاں میں نے قبول کیا۔ ہر چند لوگ میری حرمت ضائع کریں، سُنّت کو معطل کریں، کتاب خدا کو ٹکڑے کریں، کعبہ کو خراب کریں اور میری ڈاڑھی کو خون سے رنگین کریں میں ان تمام حالات میں صبر کروں گا، اور خدا سے اجر و ثواب کی امید رکھوں گا یہاں تک کہ بحالتِ مظلومی آپ کے پاس آؤں۔ پھر جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ اور حسن و حسین علیہم السّلام کو طلب کیا اور جس طرح امیرؑ المومنین کو آگاہ کیا تھا ان لوگوں کو بھی آگاہ کیا، ان حضراتؑ نے بھی اُسی طرح سب باتیں منظور کیں جس طرح حضرت علیؑ نے قبول و منظور کی تھیں۔ اس کے بعد وصیت نامہ پر بہشت کی طلائی مہروں سے مہر کی جس کا سونا آگ میں نہیں تپایا گیا

تھا۔ غرض وصیت نامہ جناب امیرؑ کے سپُرد کیا۔ جناب امام موسیٰ کاظمؑ نے جب یہاں تک بیان فرمایا تو راوی نے پوچھا کہ اُس وصیت نامہ میں اور کیا تحریر تھا؟ امامؑ نے فرمایا خدا و رسُولؐ کی سُنّتیں تحریر تھیں۔ راوی نے پوچھا کیا اُس میں یہ بھی تحریر تھا کہ وہ منافقین حضرت علیؑ کی خلافت غصب کریں گے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ شاید تم نے خدا کا یہ قول:- اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ط وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝ (سورۂ یٰسین آیت ۱۲ پ ۲۲) نہیں سُنا ہے۔ یعنی "ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ اعمال وہ پہلے بھیج چکے ہیں اور جو کچھ ان اعمال کا نتیجہ ہوگا ہم سب لکھے ہوں گے۔ اور ہم نے امام مبین میں تمام چیزوں کا احصا کردیا ہے۔" امام مبین لوحِ محفوظ ہے یا امیر المومنینؑ ہیں۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیرؑ المومنین اور جناب فاطمہ صلواۃ اللہ وسلامہٗ علیہما سے فرمایا کہ آیا تم نے سمجھ لیا جو میں نے تم سے کہا اور قبول و منظور کیا کہ اُس پر عمل کروگے۔ دونوں حضراتؑ نے عرض کی ہاں یا رسُولؐ اللہ ہم نے قبول کیا جو قبول کرنے کا حق ہے اور صبر کریں گے اُن اُمور پر جو ہم پر دشوار ہوں گے اور غضب ناک نہ ہوں گے۔

کلینی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ امین خداوندِ عالمین کی جانب سے آنحضرتؐ کی وفات کی خبر لائے جس وقت آنحضرتؐ کو کوئی مرض نہ تھا تو حضرتؐ کے حکم سے منادی کی گئی اور لوگ جمع ہوئے۔ حضرتؐ نے مہاجرین و انصار کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار لگائیں۔ پھر حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور اپنی وفات کی خبر لوگوں کو سُنائی اور فرمایا کہ میں اُس کو خدا کی یاد دلاتا ہوں جو میرے بعد اُمّت کا حاکم ہو کہ بلاشبہ وہ مسلمانوں پر رحم کرے، اُن کے بوڑھوں کو بڑا سمجھے، ان کے کمزوروں پر مہربانی کرے، اُن کے عالموں کی تعظیم کرے اور ان سب کو کوئی نقصان نہ پہنچائے جو اُن کی ذلّت کا باعث ہو اور ان کو فقیر نہ بنا دے جو اُن کے کفر کا سبب ہو اور اُن کے لیئے (انصاف کا) دروازہ نہ بند کردے کہ اُن کے طاقت والے کمزوروں پر مسلط ہوجائیں، اور اُن کو کافروں کی سرحدوں میں زیادہ دنوں نہ تعیّنات رکھے جو اُن کی نسلوں کے قطع ہونے کا سبب ہو۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسالت ادا کردی اور تمہاری خیر خواہی بجالایا لہٰذا تم سب گواہ رہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ آخری کلام تھا جو آنحضرتؐ نے اپنے منبر پر فرمایا۔

کلینی، ابن بابویہ، شیخ طوسی، شیخ مفید اور اکثر محدثین خاصہ و عامہ نے بسند ہائے معتبر حضرت امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہم السّلام وغیرہم سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولؐ خدا کی وفات کا وقت آیا اور آنحضرتؐ کی بیماری شدید ہوئی، حضرتؐ نے جناب امیرؑ المومنین اور حضرت عباسؓ کو طلب فرمایا۔ حضرتؐ کے اصحاب مہاجرین و انصار سے مکان بھرا ہوا تھا۔ حضرتؐ نے امیرؑ المومنین کی گود میں سر رکھ دیا۔ جناب عباسؓ حضرتؐ کے سامنے کھڑے تھے اور اپنی چادر کے گوشہ سے حضرتؐ کے مُنہ پر ہوا کر رہے تھے۔ آنحضرتؐ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا اے عباسؓ اے رسُولؐ کے چچا میری وصیت میرے گھر والوں اور میری بیویوں کے بارے میں قبول کرو اور میری میراث لے لو اور میرا قرض ادا کردو اور لوگوں سے میرے وعدوں کو پورا کرو اور مجھ کو بری الذمہ کردو۔ عباسؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور آپ روحِ عاصف سے زیادہ مہربان اور ابرِ بہاری سے زیادہ عطا و بخشش کرنے والے ہیں میرا مال آپ کے وعدوں اور بخششوں کیلئے کافی نہ ہوگا آپ

اس امر کو اُس کی طرف پھیر دیجئے جو طاقت میں مجھ سے زیادہ ہو۔ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہی بات جناب عباسؓ سے کی اور ہر مرتبہ انہوں نے یہی جواب دیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں اپنی میراث کس کو دوں جو قبول کرے جیسا قبول کرنے کا حق اور سزاوار ہے۔ اور جس طرح آپ نے جواب دے دیا وُہ بھی عذر نہ کرے اور جواب نہ دے دے۔ پھر حضرتؐ نے علیؑ کی جانب رُخ کیا اور فرمایا کہ اے علیؑ تم میری میراث لو کیونکہ میری میراث تمہی سے مخصوص ہے۔ اور کسی کو تم سے نزاع کی ضرورت نہیں۔ اور میری وصیت قبول کرو اور میرے وعدوں کو پورا کرو اور میرے قرضوں کو ادا کرو۔ اے علیؑ تم میرے اہل وعیال پر میرے خلیفہ ہو اور میرے پیغامات کی میرے بعد لوگوں کو تبلیغ کرو۔ یہ سُنکر امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرتؐ کے سرِ مبارک کو دیکھا کہ میری آغوش میں مرض کی شدت کے سبب کانپ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر مَیں بے قرار ہوگیا اور میری آنکھوں سے آنسو نکل کر آنحضرتؐ کے چہرۂ اقدس پر گرے اور میرا دل تڑپنے لگا اور ممکن نہ ہوسکا کہ مَیں حضرتؐ کو کچھ جواب دیتا۔ حضرتؐ نے دوبارہ انہی باتوں کو دُہرایا۔ پھر گریہ کے سبب میری آواز گلوگیر ہوگئی۔ آخر نہایت کمزور آواز سے میں نے عرض کی ہاں یارسُولؐ اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ میں نے حضرتؐ کو بٹھایا اور آپ کی پُشتِ اقدس کو اپنے سینہ سے سہارا دے کر میں بھی بیٹھ گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تمہیں دُنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو اور میرے اہلبیت اور میری اُمت پر میرے وصی اور خلیفہ ہو۔ پھر بلالؓ سے فرمایا کہ میرا خود جس کو ذوالجبین کہتے ہیں اور میری ذرہ جس کو ذات الفضول کہتے ہیں اور میرا عَلم جس کو عقاب کہتے ہیں اور میری ذوالفقار اور عمامہ جس کو سحاب کہتے ہیں اور دوسرا عمامہ جس کو طیہ کہتے ہیں اور میری چادر اور لوٹا اور چھوٹا عصا اور میری چھڑی ممشوق لاؤ۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ اُس بدھنے کو مَیں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ جب وُہ لایا گیا تو اُس کا نور نزدیک تھا کہ لوگوں کی آنکھوں کی روشنی زائل کر دے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ اس جامہ کو میرے لیئے لاتے اور کہا تھا کہ یارسُولؐ اللہ اس کو اپنی زرہ کے حلقوں میں داخل کیجئے اور بجائے منطقہ کمر پر باندھ لیجئے۔ پھر عربی دو جوڑے جُوتے منگائے ایک بند دار تھا دُوسرا سادہ اور وُہ پیراہن طلب فرمایا جو شبِ معراج پہنے ہوئے تھے اور وُہ پیراہن جو روزِ اُحد پہنے ہوئے تھے۔ اور اپنی تینوں ٹوپیاں منگائیں ایک جو سفر میں پہنا کرتے تھے دُوسری عیدوں میں پہنتے تھے اور تیسری وُہ جسے پہن کر اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اے بلال میرے دونوں خچر شہبا اور دُلدُل لاؤ اور اپنے دونوں ناقے عضبا اور صہبا اور دونوں گھوڑے جناح اور حیزوم طلب کیئے۔ جناح وُہ تھا جو مسجد کے دروازہ پر کھڑا رہتا تھا۔ حضرتؐ کسی کو جب کسی کام سے کہیں بھیجتے تھے تو وُہ اُسی پر سوار ہو کر جاتا تھا اور حیزوم وُہ تھا جس پر روزِ اُحد حضرتؐ سوار تھے اور جبرئیلؑ اُس سے کہتے تھے کہ اے حیزوم آگے بڑھ۔ اور اپنا دراز گوش یعفور منگایا۔ غرض جب بلالؓ نے ان چیزوں کو حاضر کیا حضرتؐ نے عباسؓ کو بلا کر فرمایا کہ علیؑ کی جگہ پر بیٹھئے اور میری پیٹھ کو سہارا دیجئے اور حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اُٹھو ان تمام چیزوں کو میری زندگی میں قبضہ کر لو تاکہ یہ گروہ جو موجود ہے سب اس پر گواہ ہوں اور میرے بعد کوئی شخص تم سے نزاع نہ کرے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ مَیں آنحضرتؐ کے حکم سے اُٹھا تو مگر میرے پیروں میں چلنے کی طاقت نہ تھی غرض نہایت دُشواری سے گیا اور تمام چیزیں لے لیں اور اپنے گھر لے گیا پھر واپس آکر حضرتؐ کے سامنے کھڑا ہوا۔ پھر

حضرتؐ نے اپنے دستِ مبارک سے انگوٹھی اُتاری اور میری انگلی میں پہنا دی۔ اُس وقت تمام بنی ہاشم اور دوسرے مسلمانوں سے گھر بھرا ہُوا تھا۔ حضرتؐ کا سرِ اقدس ضعف وناتوانی کے سبب قابو میں نہ تھا کبھی داہنی جانب اور کبھی بائیں طرف مڑ جاتا تھا۔ اُسی حالت میں حضرتؐ نے بلند آواز سے فرمایا جس کو سب نے سُنا کہ اے مسلمانو! علیؑ میرا بھائی میرا وصی اور اُمت میں میرا خلیفہ ہے۔ وہی میرے دَین کو ادا کرے گا، میرے وعدوں کو پُورا کرے گا اے فرزندانِ ہاشمؑ اور فرزندانِ عبدالمطلبؑ اور اے مسلمانو! علیؑ سے دُشمنی اور اُس کے حکم سے سرتابی نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اُس سے حسد مت کرنا اور اُس کی طرف سے رُخ پھیر کر دوسروں کی طرف رغبت مت کرنا ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ یہ فرما کر جناب عباسؓ سے فرمایا کہ علیؑ کی جگہ سے اُٹھو۔ عباسؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ بوڑھے آدمی کو اُٹھاتے ہیں اور ایک لڑکے کو اُس کی جگہ بٹھلاتے ہیں۔ حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا اور جناب عباسؓ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا۔ آخر وُہ کبیدہ خاطر ہو کر اُٹھ کھڑے ہوتے اور جناب امیرؑ اُن کی جگہ پر جا بیٹھے۔ آنحضرتؐ نے جب حضرت عباسؓ کو غصہ میں پایا فرمایا چچا جان کوئی ایسا کام نہ کیجئے کہ مَیں آپ پر غضب ناک دُنیا سے رُخصت ہوں اور میرا غضب آپ کو جہنم تک لے جائے۔ جب یہ سُنا تو وُہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ مجھ کو لٹاؤ۔ جب حضرتؐ لیٹ چکے تو بلالؓ سے فرمایا کہ میرے فرزندوں حسنؑ وحسینؑ کو لاؤ۔ وُہ حضرات بلائے گئے حضرتؐ نے اُن کو اپنے سینہ سے لپٹا لیا۔ اور ان دونوں باغِ رسالت کے پھُولوں کو سُونگھنے اور پیار کرنے لگے۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ مَیں اس خوف سے کہ وُہ دونوں آنحضرتؐ کے لیئے تکلیف کی زیادتی کا سبب نہ ہوں قریب گیا تاکہ اُن کو الگ کر دوں، حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ ان کو چھوڑ دو تاکہ مَیں ان کو اور یہ مجھ کو سُونگھتے رہیں اور یہ میری ملاقات سے اور میں ان کے پیار کرنے سے راحت حاصل کر لوں کیونکہ میرے بعد ان پر سخت بلائیں اور عظیم مصیبتیں پڑیں گی اور خدا لعنت کرے اُس پر جو ان کو ڈراتے اور ان پر ظلم وستم کرے۔ خداوندا میں انہیں تیرے سپُرد کرتا ہوں۔ اور مومنین میں سے سب سے زیادہ بہتر شخص کو یعنی علیؑ بن ابی طالبؑ کو۔ اس کے بعد شیخ مفید روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے لوگوں کو رخصت کیا اور سب باہر چلے گئے۔ صرف جناب عباسؓ اور اُن کے صاحبزادے فضل اور حضرت علیؑ اور آنحضرتؐ کے مخصوص اہلبیتؑ اُن کے پاس رہ گئے۔ تو جناب عباسؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اگر یہ امرِ خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا تو ہم کو خوشخبری دیجئے تاکہ ہم خوش اور مسرور ہوں۔ اور اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ لوگ ہم پر ظلم کریں گے اور خلافت ہم سے غصب کریں گے تو اصحاب سے ہماری سفارش کر دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے بعد تم لوگوں کو کمزور کر دیں گے اور لوگ تم پر غالب ہوں گے۔ یہ سُنکر اہلبیتؑ گریاں ہوتے اور آنحضرتؐ کی زندگی سے نااُمید ہو گئے اُس حالتِ بیماری میں امیرالمومنینؑ رات دن آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے اور الگ نہیں ہوتے تھے سوائے ضروری کاموں کے۔

ابن بابویہ، شیخ مفید، شیخ طوسی، شیخ طبرسی، ابن شہر آشوب اور دُوسرے محدثین نے بسندہائے معتبر حضرت علیؑ، امام محمد باقرؑ، حضرت صادقؑ، اُم سلمہؓ اور عائشہؓ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے مرض کے آخری وقت امیرالمومنینؑ کسی ضرورت سے باہر تشریف لے گئے تھے تو حضرتؐ نے فرمایا بلاؤ میرے مددگار میرے دوست اور میرے بھائی کو، یہ سُنکر عائشہؓ نے کسی کو ابو بکرؓ کے پاس حفصہؓ نے کسی کو عمرؓ کے پاس بھیج بھیج کر

بلوالیا۔ جب وُہ لوگ آئے اور حضرتؐ نے اُن کو دیکھا تو اپنا سر اور مُنہ کپڑے سے لپیٹ لیا۔ دوسری روایت کے مطابق رُخ اُن کی طرف سے پھیر لیا تو وُہ دونوں حضرات واپس چلے گئے تو حضرتؐ نے سر اور چہرے سے کپڑا ہٹایا۔ پھر فرمایا کہ میرے خلیل میرے حبیب اور میرے بھائی کو بلاؤ۔ پھر اُن دونوں بیبیوں نے اپنے اپنے پدر کو بلوایا جب وُہ آئے تو حضرتؐ نے اپنا مُنہ اُن کی طرف سے پھیر لیا یا چھُپا لیا تو اُن دونوں حضرات نے کہا ہم کو نہیں بلکہ علیؑ کو بُلاتے ہیں تو جناب فاطمہؑ نے جناب امیرؑ کو بلوایا۔ جب وُہ تشریف لائے تو حضرتؐ نے اُن کو اپنے سینہ سے لپٹا لیا اور اپنا دہن اقدس اُن کے گوش مبارک سے ملا دیا اور اپنا کپڑا اُن کے چہرے پر اُڑھا دیا اور بہت دیر تک راز کی باتیں کیں یہاں تک کہ پسینے کے قطرے دونوں بزرگواروں کے چہرۂ اقدس سے ٹپکنے لگے۔ لوگ آنحضرتؐ کے مکان کے پیچھے جمع تھے ابوبکرؓ و عمرؓ بھی دروازہ کے باہر کھڑے تھے۔ جب امیرالمومنینؑ باہر آئے تو ان لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا راز کی باتیں تھیں جو پیغمبرؐ تم سے کر رہے تھے حضرتؑ نے فرمایا علم کے ہزار باب حضرتؐ نے مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار ہزار باب خود بخود مجھ پر کھُل گئے۔ دوسری روایت کے مطابق جناب خضرؑ آنحضرتؐ کی ڈیوڑھی پر موجود تھے انہوں نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ کیا جناب سرورِ کائنات نے آپ سے کچھ راز بیان کیے ہیں امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہاں علم کی ہزار قسمیں مجھے سکھائیں کہ ہر قسم سے ہزار ہزار قسمیں مجھ پر واضح و منکشف ہو گئیں۔ جناب خضرؑ نے پوچھا کیا آپ سب علوم سمجھ گئے اور یاد کر لیے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا وُہ کلف کیا ہے جو ہر چاند میں ہوتا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا خداوندِ عالم فرماتا ہے:۔ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱۲ پ ۱۵) جناب خضرؑ نے کہا اے علیؑ آپ نے ٹھیک یاد کیا ہے۔ اور عائشہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ جب امیرالمومنینؑ آئے تو آنحضرتؐ نے اُن کو اپنے لحاف میں داخل کر لیا اور اُن سے راز کی باتیں کیں اور یہاں تک کہ حضرتؐ کی روح مقدس نے جسم سے مفارقت کی اور حضرتؐ کا ہاتھ امیرالمومنینؑ کے بدن پر تھا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت آیا حضرتؐ نے مجھے طلب فرمایا اور کہا اے علیؑ تم ہی میرے اہلبیت پر اور میری اُمت پر میری حیات میں اور میری وفات کے بعد میرے وصی اور میرے خلیفہ ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست خدا کا دوست ہے، اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اے علیؑ میرے بعد جو شخص بھی تمہاری امامت کا منکر ہوگا ایسا ہے کہ اُس نے میری رسالت سے میری زندگی میں انکار کیا ہوگا کیونکہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ پھر مجھے اپنے نزدیک بلایا اور علم کے ہزار باب مجھ کو تعلیم کیے اور ہر باب سے ہزار ہزار باب خود بخود کھُل گئے۔ دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ حلال و حرام اور جو کچھ اس قسم کی چیزیں قیامت تک ہوں گی ان کے ہزار باب مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر ایک باب سے ہزار ہزار باب مجھ پر خود بخود منکشف ہو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے لوگوں کی موت اور اُن پر نازل ہونے والی بلاؤں کو جان لیا اور حکمِ حق جو لوگوں کے درمیان کرنا چاہیئے سمجھ گیا۔

صفار نے حضرت صادقؑ سے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نے حالتِ علالت میں نماز صبح

مسجد میں ادا فرمائی اُس وقت سیاہ کرتا پہنے ہوئے تھے۔ پھر خطبہ پڑھا اور لوگوں سے امر و نہی بیان فرمایا اور اُن کو موعظہ فرمایا اور آخرت یاد دلائی۔ پھر لوگوں کی تنبیہ کے لیئے فرمایا کہ اے فاطمہؑ عمل کرو اور خدا کی عبادت بجا لاؤ کیونکہ عمل کے بغیر میں تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ جب لوگوں نے یہ خطبہ سُنا بہت خوش ہوئے اور آنحضرتؐ کی زیارت سے مسرور ہوئے اور حضرتؐ کی بیویاں بھی بہت خوش ہوئیں کہ آنحضرتؐ کو شفا ہو گئی۔ پھر اپنے بالوں کو سنوارا اور آنکھوں میں سُرمہ لگایا، لیکن اُسی روز حضرتؐ دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ راوی نے پوچھا کس وقت حضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے حضرتؑ نے فرمایا کہ اس روز سے پہلے۔

شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ، عباسؓ اور فضلؓ بن عباسؓ اُس بیماری کے زمانہ میں جس میں حضرتؐ نے وفات پائی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں حاضر ہیں اور آپ کے لیئے رو رہے ہیں۔ حضرتؐ نے پوچھا کیوں روتے ہیں؟ کہا اس لیئے کہ ان کو خوف ہے کہ آپ اس مرض میں اُن سے جُدا ہو جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرا ہاتھ پکڑو پھر اُٹھ کر باہر آئے۔ چادر اوڑھے ہوئے تھے اور عصابہ سر پر باندھے ہوئے تھے۔ اور منبر پر تشریف لے گئے۔ پھر خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! اپنے پیغمبر کے انتقال سے کیوں انکار کرتے ہو میں نے برابر اپنی اور خود تم لوگوں کی موت کی خبر تم کو دی ہے۔ اگر مجھ سے پہلے کوئی پیغمبر دُنیا میں ہمیشہ رہا ہوتا تو میں بھی رہتا۔ سمجھ لو کہ میں دُنیا سے رخصت ہو رہا ہوں اور تمہارے درمیان وُہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر اُس سے تمسک کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وُہ کتاب خدا ہے جس کی صبح و شام تلاوت کرتے ہو۔ لہٰذا دُنیا کی طرف رغبت مت کرو، اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو، اور آپس میں دُشمنی مت کرو۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ بھائی کے مانند رہو جیسا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ اور بیشک اپنے اہلبیتؑ کو یعنی اپنی عترت کو تمہارے درمیان چھوڑتا ہوں اور اُن کے بارے میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اور انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ اُن کے حقوق کو اور ان کی کوششوں کو خدا و رسُولؐ اور مومنین کے بارے میں سمجھو کہ انہوں نے اپنے مکانوں میں تم کو وسعت دی، اپنے نصف میوے تم کو دے دیئے اور اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہر چند کہ خود صاحبِ احتیاج تھے۔ لہٰذا جو شخص مسلمانوں کا حاکم ہو اُس کو چاہیئے کہ انصار کے نیک لوگوں کے ساتھ محبت و مہربانی سے پیش آئے اور اُن کے بُرے لوگوں کو معاف کر دے۔ غرضکہ یہ آخری موقع تھا کہ آنحضرتؐ منبر پر رونق افروز ہوئے یہاں تک کہ خدا سے ملاقات ہوئی۔

شیخ مفید نے بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت آیا جبریلؑ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ آیا آپ چاہتے ہیں کہ دُنیا میں واپس جائیں حضرتؐ نے فرمایا نہیں۔ تبلیغ رسالت کے جو فرائض مجھ پر تھے میں بجا لایا۔ جبریلؑ نے کہا کیا آپ نہیں چاہتے کہ دُنیا میں واپس جائیں؟ فرمایا نہیں بلکہ رفیقِ اعلےٰ کو پسند کرتا ہوں یعنی انبیاء و اوصیا اور دوستانِ خدا کی موافقت چاہتا ہوں۔ پھر حضرتؐ نے لوگوں کو نصیحت کی اور فرمایا ایھا الناس میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور نہ میری سُنت کے بعد کوئی سُنت ہو گی۔ لہٰذا میرے بعد جو شخص پیغمبری کا دعوٰی کرے یا میرے دین میں کوئی بدعت ایجاد کرے تو اُس کا دعوٰی اور اُس کی بدعت جہنم کی آگ میں ہے اور جو شخص ایسا دعوٰی کرے اُس کو قتل کر دو اور جو شخص اُس کی پیروی کرے

جہنمی ہے۔ لوگو! قصاص کو زندہ رکھو اور حق کو باقی رکھو اور پراگندہ مت ہو اور مسلمان رہنا اور پیشوایان دین کی اطاعت کرتے رہنا تاکہ دُنیا و آخرت کے عذاب سے محفوظ رہو۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ (پ۲۸ سورۃ المجادلہ آیۃ۲۱) خدا نے یہ قطعی حکم دے دیا ہے کہ میں اور میرے انبیا غالب رہیں گے بے شک اللہ بڑا طاقت والا ہے۔"

نیز بسند معتبر ابُوسعید خدری سے روایت ہے کہ سب سے آخری خطبہ جو آنحضرتؐ نے ہمارے لیئے پڑھا وُہ خطبہ تھا جو آنحضرتؐ نے اپنے آخری مرض میں پڑھا اور گھر سے باہر تشریف لائے اس صورت سے کہ جناب امیرؑ اور اپنی آزاد کی ہوئی کنیز میمونہ پر سہارا کیئے ہوئے تھے۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ایہا النّاس! میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑتا ہوں۔ یہ فرما کر خاموش ہو گئے، تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ دونوں چیزیں جو آپ نے فرمائیں کون ہیں۔ یہ سُنتے ہی حضرتؐ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ حضرتؐ کا چہرۂ اقدس سُرخ ہو گیا اور فرمایا کیا میں نے تم کو آگاہ نہیں کر دیا ہے لیکن اب یہ چاہتا ہوں کہ اُس کی تفسیر بیان کر دوں لیکن بیماری کے سبب کمزوری سے میرا دم پھُولنے لگا ہے۔ پھر فرمایا کہ ان میں سے ایک قرآن ہے جو ایک رسّی ہے کہ آسمان سے زمین پر لٹکی ہوئی ہے جس کا ایک سِرا خدا کے قبضہ میں ہے اور دوسرا سِرا تمہارے ہاتھ میں ہے اور دُوسرے میرے اہلبیتؑ ہیں پھر فرمایا کہ خدا کی قسم میں تم سے یہ اَمر بیان کر رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ کچھ لوگ ہیں جو ابھی اہلِ شرک کے صلب میں ہیں اور پیدا نہیں ہوئے ہیں لیکن میں تمہاری اکثریت کی بہ نسبت ان سے زیادہ اُمید رکھتا ہوں پھر فرمایا خدا کی قسم میرے اہلبیتؑ کو کوئی بندہ دوست نہیں رکھتا مگر یہ کہ خداوند عالم اُس کو روز قیامت ایک نُور عطا فرمائے گا یہاں تک کہ وُہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں۔ اور ان کو کوئی بندہ دشمن نہیں رکھتا مگر یہ کہ حق تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے قیامت کے دن محروم کر دے گا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس حدیث کو امام محمد باقر علیہ السلام سے بیان کیا اور ان حضرتؑ نے تصدیق فرمائی۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سلمانؓ کا بیان ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کی علالت کے زمانہ میں حاضر ہوا جس میں کہ آپؐ کی وفات ہوئی۔ میں حضرتؐ کی خدمت میں بیٹھا اور آپ کی مزاج پُرسی کی۔ اور جب میں نے چاہا کہ باہر آؤں تو حضرتؐ نے فرمایا بیٹھو تاکہ تم بھی اُس امر پر گواہ رہو جو بہترین اُمور ہے۔ یہ سُنکر میں بیٹھ گیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے اہلبیتؑ میں سے چند بزرگوار اور اصحاب میں سے کچھ لوگ گھر میں آئے۔ جناب فاطمہ زہرؑا بھی تشریف لائیں۔ جب آنحضرتؐ کا ضعف مشاہدہ کیا معصومہؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور گریہ کے سبب آواز گلوگیر ہو گئی۔ جب آنحضرتؐ نے اُن کا یہ حال مشاہدہ کیا فرمایا کہ بیٹی کیوں روتی ہو خدا تمہاری آنکھیں روشن کرے اور کبھی تم کو نہ رُلائے۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی کیونکر نہ روؤں جبکہ آپ کو اس حال سے دیکھ رہی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ خدا پر بھروسہ رکھو اور صبر کرو۔ جس طرح تمہارے آباؤ اجداد نے صبر کیا جو پیغمبرانِ خدا تھے اور اپنی ماؤں کی طرح صبر کرو جو پیغمبروں کی بیویاں تھیں اے فاطمہؑ کیا تم چاہتی ہو کہ تمہیں خوشخبری سُناؤں۔ عرض کی ہاں ابا جان۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تم کو نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ نے تمہارے باپ کو تمام خلق میں سے اختیار کیا اور اُس کو پیغمبری عطا فرما کر تمام مخلوق پر مبعوث فرمایا

پھر اُن کے بعد علیؑ کو انتخاب کیا اور مجھے حکم دیا کہ تم کو ان کے ساتھ تزویج کروں اور اُن کو خدا ہی کے حکم سے اپنا وزیر اور وصی مقرر کروں۔ اے فاطمہؑ علیؑ کا حق تمام مسلمانوں پر ہر شخص سے بہت زیادہ اور ان کا اسلام سب سے قدیم ہے اور ان کا علم سب سے زیادہ ہے اور ان کا حلم سب سے بڑھا ہُوا ہے اور میزان قدر و منزلت میں اُن کی قدر و منزلت سب سے زیادہ گراں ہے۔ یہ سُنکر جناب فاطمہؑ خوش ہو گئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ کیا میں نے تم کو خوش و مسرور کیا؟ عرض کی ہاں اے پدر بزرگوار! حضرتؐ نے فرمایا کیا چاہتی ہو کہ تمہارے شوہر اور پسرِ عم کی فضیلت میں اور بیان کروں عرض کی ہاں بابا جان۔ فرمایا کہ علیؑ اس اُمّت میں سب سے پہلے شخص ہیں جو خدا و رسُولؐ پر ایمان لائے اُن کے بعد سب لوگوں سے پہلے خدیجہؓ تمہاری ماں ایمان لائیں اور سب سے پہلے میری پیغمبری میں جس نے مدد کی وُہ علیؑ تھے اے فاطمہؑ اس میں شک نہیں کہ علیؑ میرے بھائی ہیں میرے برگزیدہ ہیں اور میرے فرزندوں کے باپ ہیں بیشک حق تعالیٰ نے علیؑ کو نیک خصلتیں عطا کی ہیں کہ کسی ایک کو اُن سے زیادہ نہیں عطا فرمائیں اور نہ اُن کے بعد کسی کو عطا فرمائے گا۔ لہٰذا صبرِ جمیل کرنا اور جان لو کہ عنقریب تمہارا باپ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں جانے والا ہے۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی بابا جان پہلے تو آپ نے مجھے شاد فرمایا اور آخر میں رنجیدہ و غمگین کر دیا حضرتؐ نے فرمایا پارۂ جگر دُنیاوی اُمور ایسے ہی ہیں۔ اس کی خوشی اُس کے رنج و غم سے ملی ہوئی ہے اور اس کی صفائی اس کی کدورت سے مخلوط ہے۔ کیا تم چاہتی ہو کہ کچھ اور بیان کروں عرض کی ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا خالق کائنات نے خلائق کو پیدا کیا اور ان کو دو حصّوں میں تقسیم کیا اور مجھ کو اور علیؑ کو بہتر اور نیک حصّوں میں سے قرار دیا جو اصحابِ یمین ہیں اور دونوں حصّوں میں خاندان مقرر کیئے اور مجھ کو اور علیؑ کو بہترین قبیلوں میں سے قرار دیا جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے:۔ وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (پ۲۶ سورۃ الحجرات آیۃ۱۳) "ہم ہی نے تمہارے قبیلے اور برادریاں بنائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر لے۔ اس میں شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تم سب میں بڑا عزّت دار وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہے"۔ پھر اُن قبیلوں میں سے خاندان قرار دیئے اور مجھ کو اور علیؑ کو بہترین خاندان قرار دیا جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (آیۃ۳۳ سورۃ الاحزاب پ۲۲) "اے پیغمبرؐ کے اہلبیتؑ خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی بُرائی سے پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے"۔ پھر مجھ کو میرے اہلبیت میں سے اختیار کیا اور علیؑ و حسنؑ و حسینؑ (علیہم السّلام) کو اور تم کو ان لوگوں میں سے اختیار کیا۔ تو میں آدمؑ کی اولاد میں سب سے بہتر ہوں اور علیؑ عرب میں سب سے بہتر ہیں اور تم عالمین کی عورتوں میں سب سے بہتر ہو اور حسنؑ اور حسینؑ بہترین جوانانِ اہلِ جنّت ہیں۔ اور تمہاری ذریّت سے مہدی ہو گا جس کی برکت سے حق تعالیٰ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وُہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوتی ہو گی۔

فرات بن ابراہیم نے بسند معتبر جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے اپنے مرض کے آخری وقت جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ تم پر میرے باپ ماں فدا ہوں کسی کو بھیج کر اپنے شوہر کو بلاؤ۔ تو جناب فاطمہؑ نے امام حسینؑ سے فرمایا کہ جا کر اپنے پدر بزرگوار سے کہو کہ نانا جان آپ کو بلاتے ہیں۔ جناب امیرؑ جب تشریف لائے سُنا کہ فاطمہؑ کہہ رہی ہیں کہ بابا جان آپ کی شدّت تکلیف کے سبب کس قدر

رنج واندوہ ہے اور آنحضرتؐ فرماتے ہیں آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہوگی اور اے فاطمہؑ تم سمجھ لو کہ پیغمبرؐ کے لیئے گریبان کو چاک اور چہرہ کو زخمی نہ کرنا اور نہ فریاد کرنا بلکہ وہی کہنا جو تمہارے باپ نے اپنے فرزند ابراہیمؑ کی وفات کے وقت کہا تھا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل دُکھتا ہے لیکن میں کوئی بات ایسی نہیں کہتا جو معبود کے غضب کا باعث ہو" اور اے ابراہیم ہم تم پر غمگین ہیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ابراہیمؑ زندہ ہوتے تو پیغمبر ہوتے۔ پھر فرمایا اے علیؑ میرے قریب آؤ۔ جب وُہ نزدیک پہنچے تو فرمایا کہ اپنا کان میرے مُنہ کے قریب لاؤ۔ یہ دیکھ کر عائشہؓ و حفصہؓ نے کان لگائے کہ حضرتؐ کی باتیں سُنیں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوندا ان کے کان بند کر دے کہ نہ سُن سکیں۔ پھر فرمایا اے میرے بھائی تم نے سُنا ہے جو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ (آیت سورۃ بینہ پ۳۰) یعنی یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے وہی لوگ بہترین خلق ہیں"۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہاں میں نے سُنا ہے حضرتؐ نے فرمایا وُہ لوگ تم ہو اور تمہارے شیعہ اور مددگار ہیں۔ اور اُن کی اور میری وعدہ گاہ قیامت کے دن حوضِ کوثر کے پاس ہے جس وقت کہ تمام اُمتیں دو زانو پڑی ہوں گی اور اُن کے اعمال خداوندِ اعمال کے سامنے پیش ہوں گے اُس وقت خدا تم کو تمہارے شیعوں کو بُلائے گا اور تم لوگ نورانی چہروں اور روشن ہاتھ پیروں کے ساتھ آؤ گے اُس حالت میں کہ سیر و سیراب ہو گے۔ اے علیؑ تم نے وُہ سُنا ہے جو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ (پ۳۰ سورۃ بینہ آیت) یعنی بیشک جو لوگ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے کفر پر قائم رہے وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے اور وُہ بدترین خلق ہیں"۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ! حضرتؐ نے فرمایا وُہ یہودی اور بنی امیہ اور اُن کی پیروی کرنے والے اور تمہارے دُشمن اور تمہارے شیعوں کے دُشمن ہیں وُہ قیامت کے دن بھُوکے پیاسے سیاہ رُو اُٹھیں گے اور سخت تکلیف و مصیبت اور شدید عذاب میں ہوں گے۔ یہی حدیث کتاب سلیم بن قیس میں امیرؑ المومنین سے منقول ہے۔

تفسیر محمد ابن عباس بن ماہیار میں امام محمد باقرؑ سے مروی ہے اور ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے اپنی وفات کے وقت جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے غم میں اپنے چہرے کو مت زخمی کرنا اور نہ اپنے بالوں کو پریشان کرنا۔ اور مجھ پر فریاد و نالہ اور نوحہ مت کرنا اور نہ نوحہ کرنے والوں کو طلب کرنا۔

کتاب بشارت المصطفےٰ میں روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ اُس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں کہ حضرتؐ کی وفات ہوئی، جناب فاطمہ علیہا السّلام حسنؑ و حسینؑ کو لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جب حضرتؐ کو اس حالت میں دیکھا بے تاب ہوگئیں اور آنحضرتؐ پر اپنے تئیں گرا دیا اور سینۂ اقدس سے لپٹ کر بہت روئیں حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ روؤ مت اور صبر کرو۔ یہ سُنکر جناب فاطمہؑ اُٹھیں۔ حضرتؐ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے پھر حضرتؐ نے تین بار فرمایا خداوندا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں میں ان کو ہر مومن کے سُپرد کرتا ہوں۔

شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کی رحلت ریاض جنت کی جانب قریب ہوئی آپؐ نے

امیرؑ المومنین سے فرمایا کہ یا علیؑ میرا سر اپنی گود میں لے لو کہ خدا کا حکم آپہنچا اور جب میری جان بدن سے جدا ہو جائے تو اپنے ہاتھوں کو میرے چہرے کے نیچے سے نکال کر اپنے مُنہ پر پھیر لینا۔ اور میرا سر قبلہ کی طرف کر دینا۔ پھر میری تجہیز کی جانب متوجہ ہونا اور سب سے پہلے تم مجھ پر نماز پڑھنا اور جب تک مجھے قبر میں نہ پہنچا دینا میرے پاس سے نہ ہٹنا اور ان تمام امور میں خدا سے مدد کے خواستگار رہنا۔ غرض جب آنحضرتؐ کا سر مبارک جناب امیرؑ نے اپنی گود میں لیا حضرتؐ بے ہوش ہو گئے۔ جناب فاطمہؑ حضرتؐ کے روئے اقدس کو دیکھتی تھیں اور روتی تھیں فریاد کرتی تھیں اور ایک شعر پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ آنحضرت ایسے نورانی چہرے والے ہیں جن کی برکت سے لوگ بارش طلب کرتے تھے اور حضرتؐ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے جائے پناہ تھے۔ جب جناب فاطمہؑ کی آواز آنحضرتؐ کے گوش مبارک میں پہنچی حضرتؐ نے آنکھیں کھول دیں اور کمزور آواز سے فرمایا کہ پارۂ جگر یہ کلام تمہارے چچا ابو طالبؑ کا ہے یہ مت کہو بلکہ کہو وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ (آیت ۱۴۴ سورۃ آلِ عمران پ۴) یعنی محمدؐ تو بس رسولؐ ہیں جس طرح آپ کے پہلے انبیا تھے تو اگر وُہ موت سے ہمکنار ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اے مسلمانو کیا اپنے کفر کی طرف پلٹ جاؤ گے؟" جناب فاطمہؑ یہ سُنکر بہت روئیں تو حضرتؐ نے اُن کو اپنے قریب بُلایا اور کوئی راز کی بات کہی جس سے جناب فاطمہؑ خوش ہوگئیں۔ جب آنحضرتؐ کی وفات ہوگئی حضرت علیؑ نے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے اقدس کے نیچے سے ہاتھ نکال کر اپنے چہرے پر مل لیا اور آنحضرتؐ کی چشم ہائے مبارک کو بند کر دیا، آپ کے جسم پر کپڑا اُڑھا دیا۔ اُس وقت جناب فاطمہؑ سے کسی نے پُوچھا کہ وُہ کون سی بات تھی جو آنحضرتؐ نے آپ کے کان میں کہی تھی جناب معصومہؑ نے فرمایا کہ حضرتؐ نے مجھے خبر دی کہ اہلبیتؑ میں سب سے پہلے جو حضرتؐ سے جا کر ملے گا وُہ میں ہوں گی۔ اور میری مدتِ حیات حضرتؐ کے بعد زیادہ نہ ہوگی۔ اس سبب سے میرے رنج و ملال کی شدت میں سکون ہو گیا اس لیئے کہ میں نے سمجھ لیا کہ میری اور آنحضرتؐ کی مفارقت زیادہ دنوں نہ رہے گی۔

چونسٹھواں باب

آنحضرتؐ کی وفات کی عظیم مُصیبت اور آپؐ کی تجہیز و تکفین و دفن و نماز وغیرہ اور وُہ حالات جو اس کے بعد واقع ہوئے

واضح ہو کہ علمائے خاصہ و عامہ کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات حسرت آیات اور ...

اکثر علمائے شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرتؐ کی تاریخ وفات ماہِ صفر کی (۲۸) اٹھائیس ہے۔ اور علمائے عامّہ کی اکثریت نے بارہ۱۲ ربیع الاوّل بیان کیا ہے۔ اور ہمارے علماء میں سے محمد بن یعقوب کلینی اس قول کے قائل ہوئے ہیں۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح اور زیادہ مشہور ہے۔ اور علمائے عامہ میں سے بعض نے یکم ماہِ ربیع الاوّل اور بعض نے دُوسری اور بعض نے اٹھارھویں اور بعض نے دسویں اور بعض نے آٹھویں بھی کہی ہے۔ اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک تریسٹھ سال تھا اور ہجرت کا دسواں سال تھا۔

کشف الغمہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ہجرت کے دسویں سال وفات پائی اور آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال تھی۔ چالیس۴۰ سال مکّہ میں گزرے تھے وہیں حضرتؐ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی پھر تیرہ سال وہیں اور گزرے۔ جب آپ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تو آپ کی عمر شریف ترپن۵۳ سال تھی ہجرت کے بعد مدینہ میں دس سال زندہ رہے اور آپ کی وفات دوسری ماہِ ربیع الاوّل روز دوشنبہ کو ہوئی۔ [1]

نیز کشف الغمہ میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ کا سن مبارک تریسٹھ۶۳ سال تھا۔ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ دو۲ سال چار مہینے گزارے اور جب حضرت عبدالمطلبؑ کی وفات ہوئی تو آپؐ آٹھ برس کے تھے۔ اُن کے بعد آپؐ کے چچا ابوطالبؑ نے آپؐ کی کفالت وحمایت فرمائی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جب آپ کے پدر بزرگوار نے رحلت کی تو آپؐ ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپؐ اپنے والد صاحب کی وفات کے وقت سات ماہ کے تھے اور جب آپؐ چھ سال کے ہوئے تو آپؐ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی۔ اور جب آپؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ نے باغِ جنّت کی جانب رحلت فرمائی آپ کی عمر چھیالیس۴۶ سال آٹھ مہینے چوبیس۲۴ روز کی تھی اور تین۳ روز بعد جناب خدیجہؓ نے رحلت فرمائی۔ لہٰذا اس سبب سے آنحضرتؐ نے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے بعد مکّہ میں تیرہ سال مقیم رہے۔ پھر تین۳ روز یا چھ۶ روز غارِ ثور میں قیام پذیر تھے۔ اُس کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور گیارہ ماہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ کو مدینہ میں داخل ہوئے اور دس سال مدینہ میں رہے۔ اور ہجرت کے دسویں سال اٹھائیس ماہِ صفر کو رحمت خلّاقِ عالم سے فائز ہوئے۔

قطب راوندی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوسفیان ملعون آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسُولؐ اللہ میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ مَیں تیرے سوال کرنے سے پہلے تیرے سوال بتا دوں اُس نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا تو پوچھنا چاہتا ہے کہ میری عمر کتنی ہوگی کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں تریسٹھ۶۳ سال زندہ رہوں گا اُس نے کہا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو صرف زبان سے کہتا ہے دِل میں یقین نہیں ہے۔

[1] مؤلّف فرماتے ہیں کہ علمائے شیعہ میں سے کوئی اس قول کا قائل نہیں۔ شائد یہ بات تقیہ پر محمول ہو۔ ۱۲

ابن بابویہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ روز دوشنبہ کو روزہ مت رکھو اور سفر مت کرو کیونکہ اُسی روز آنحضرتؐ نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔ اور اس بارے میں آئمہ طاہرین سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں۔

شیخ طوسی وغیرہم نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ جب تم پر کوئی مصیبت پڑے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ ایسی مصیبت لوگوں پر نہ کبھی پڑی ہے اور نہ کبھی پڑے گی۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علیؑ جب تم پر کوئی مصیبت پڑے تو میری مصیبت یاد کرو کیونکہ یہ سب سے زیادہ سخت مصیبت ہے۔

ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے جبرئیلؑ امین بہشت سے چالیس درم کے وزن کے برابر کافور لائے حضرتؐ نے اُس کے تین حصّے کیئے۔ ایک حصّہ اپنے واسطے رکھا ایک حصّہ حضرت علیؑ کو دیا اور ایک حصّہ جناب فاطمہؑ کو دیا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امیرؑ المومنین سے روایت کی ہے وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ مَیں آنحضرتؐ کی بیماری کے زمانہ میں ایک مرتبہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مَیں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ آرام فرما رہے ہیں، اور آپؐ کا سرِ اقدس ایسے شخص کی گود میں ہے جس سے زیادہ خوبصورت مَیں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ جب مَیں پہنچا تو اُس شخص نے کہا کہ لیجیئے اپنے بھائی کا سر اپنی گود میں کہ اس کے آپ مجھ سے زیادہ مستحق ہیں۔ اور آنحضرتؐ کا سر میری گود میں دے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرتؐ بیدار ہوئے تو فرمایا وُہ صاحب کہاں گئے جو میرا سر اپنی گود میں لیئے ہوئے تھے؟ مَیں نے جو کچھ گفتگو ہوئی تھی حضرتؐ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اُن کو پہچانا؟ مَیں نے عرض کیا نہیں یا حضرتؐ آپؐ پر میرے باپ ماں فدا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ جبرئیلؑ تھے جب میری تکلیف زیادہ بڑھی تو آکر مجھ سے باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ میرے درد وتکلیف میں کمی ہوئی۔ مَیں ان کی باتوں میں مشغول تھا کہ سو گیا۔

ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ مَیں نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کی جب رحلت ہو جائے گی تو آپ کو غسل کون دے گا؟ فرمایا ہر پیغمبر کو اُس کا وصی غسل دیا کرتا ہے۔ مَیں نے پوچھا کہ آپ کا وصی کون ہے یا رسُولؐ اللہ۔ آپ نے فرمایا علیؑ بن ابی طالب۔ مَیں نے پوچھا وُہ آپ کے بعد کتنے دنوں زندہ رہیں گے فرمایا تیس۳۰ سال جیسا کہ یوشعؑ بن نون جناب موسیٰؑ کے وصی ان کے بعد تیس سال زندہ رہے اور صفرا دختر شعیبؑ نے جو حضرت موسیٰؑ کی زوجہ تھی اُن پر خروج کیا اور کہتی تھی کہ اے یوشعؑ میں موسیٰؑ کی خلافت کی زیادہ مستحق ہوں۔ اور یوشعؑ نے اُس سے جنگ کی اور اُس کے لشکر والوں کو قتل کیا اور اُس کو گرفتار کیا پھر اُس کا احترام کیا۔ بے شبہ دختر ابوبکر اسی طرح ہزاروں نامردوں کو لے کر علیؑ پر خروج کرے گی اور علیؑ اُس کے لشکر کے لوگوں کو کثرت سے قتل کریں گے اور دختر ابوبکر کو اسیر کریں گے پھر اُس کے ساتھ احسان کریں گے۔

کلینیؒ، صفارؒ، شیخ طوسیؒ، ابن بابویہؒ، قطب راوندی اور دوسرے محدثین نے بسند معتبر حضرت امیرؑ المومنین، امام محمد باقرؑ، اور امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِؐ خدا نے

امیرؑ المومنین کو طلب کیا اور فرمایا کہ یا علیؑ جب میری وفات ہو جائے چاہ غرس سے چھ مشک پانی لا کر مجھے اچھی طرح غسل دینا پھر مجھے کفن پہنانا اور حنوط کرنا، اور جب فارغ ہونا میرے کفن کا گریبان پکڑ کر مجھے بٹھا لینا پھر مجھ سے جو چاہنا پوچھنا میں تم کو جواب دوں گا۔ جناب امیرؑ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اس وقت بھی حضرتؐ نے مجھے ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار ہزار باب مجھ پر منکشف ہو گئے اور دوسری روایت میں جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے سوالات کیے اور آنحضرتؐ نے مجھے قیامت تک واقع ہونے والے حالات سے آگاہ فرمایا۔ لہٰذا لوگوں کا کوئی گروہ نہیں جن کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ کون ان کو حق تک پہنچانے والا اور کون ان کا گمراہ کرنے والا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے جاتے اور حضرت علیؑ لکھتے جاتے تھے۔

شیخ طوسیؒ نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ میری وفات کے بعد مجھے غسل دینا اس طرح کہ تمہارے سوا کوئی شخص میری شرمگاہ نہ دیکھے ورنہ اُس کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ توانا بزرگ ہیں مجھے غسل کے وقت ضرور کسی کی مدد کی ضرورت ہوگی۔ حضرتؐ نے فرمایا جبرئیلؑ تمہارے ساتھ ہوں گے اور مجھے غسل دینے میں تمہاری مدد کریں گے؛ اور فضل بن عباس سے کہنا کہ تمہارے ہاتھوں پر پانی ڈالیں اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں۔ اگر میری شرمگاہ پر ان کی نظر پڑے گی تو وُہ اندھے ہو جائیں گے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش کے دو اشخاص امام زین العابدینؑ کے پاس آئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے آگاہ کروں؟ اُن دونوں صاحبان نے کہا ہاں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میرے پدر نے مجھے خبر دی ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات سے تین روز پہلے جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ مجھے خداوند جلیل نے آپ کی خدمت میں آپ کے احترام واکرام کے لیئے بھیجا ہے اور آپ سے آپ کی حالت دریافت کرتا ہے حالانکہ وُہ خود بہتر جانتا ہے وُہ فرماتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارا کیا حال ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ میں اپنے تئیں غمگین اور شدت میں پاتا ہوں۔ جب تیسرا روز آیا تو پھر جبرئیلؑ ملک الموتؑ کے ساتھ نازل ہوئے اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ اور بھی تھا جس کا نام اسماعیلؑ ہے اور وُہ ہوا پر ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ موکل ہے۔ جناب جبرئیلؑ اُن سے پہلے آئے اور خدا کی جانب سے وہی پہلا پیغام دیا اور آنحضرتؐ نے وہی جواب دیا۔ پھر جناب ملک الموتؑ نے اجازت طلب کی کہ حضرتؐ کے گھر میں داخل ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ ملک الموتؑ ہیں آپ سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں حالانکہ کسی سے گھر میں داخل ہونے کی آپ سے پہلے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آئندہ کسی سے آپ کے بعد اجازت طلب کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کو داخل ہونے کی اجازت دے دو۔ جبرئیلؑ نے اُن کو اجازت دی اور وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر ادب سے کھڑے ہو گئے اور عرض کی اے احمدؐ بیشک خدا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپؐ کے ہر حکم کی جو آپ فرمائیں اطاعت کروں۔ اگر آپ حکم دیں تو آپ کی روح قبض کروں اور اگر واپس جانے کو ارشاد ہو تو واپس چلا جاؤں۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ واپس چلے جاؤ اور مجھے چھوڑ دو تو واپس چلے جاؤ گے؟ ملکؑ الموت نے عرض کی ہاں مجھے خدا کا یہی حکم ہے کہ آپؐ کی اطاعت کروں آپؐ جو کچھ حکم دیں۔ جناب جبرئیلؑ نے کہا اے احمدؐ بیشک خداوندِ عالم آپؐ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ملکؑ الموت اُس کام میں مشغول ہو جس پر مامور ہوئے ہو۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے کہا زمین پر یہ میرا آنا آخری ہے۔ یا رسولؐ اللہ آپ دُنیا میں میری حاجت تھے۔ مجھے آپؐ سے مطلب تھا پھر دُنیا سے مجھے کیا تعلق۔ غرض جب آنحضرتؐ کی رُوحِ مبارک نے آپؐ کے جسمِ اطہر سے مفارقت کی ایک شخص آیا اور اُن لوگوں کو تعزیت دی۔ لوگ اُس کی آواز سُنتے تھے مگر اُس کو نہیں دیکھتے تھے۔ اُس شخص نے کہا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (آیت ۱۸۵ سورۂ آل عمران پ ۴) یعنی ہر نفس کے لیئے موت کا مزہ ہے اور ہر ایک کے اعمال کا بدلہ روزِ قیامت پُورا پُورا دیا جائے گا تو جو شخص آتشِ دوزخ سے نجات پا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وُہ کامیاب ہوا اور دُنیا کی زندگی تو بس فریب کا سرمایہ ہے۔" پھر اُس شخص نے کہا کہ خدا کی رحمت ہر مصیبت میں صبر کرنے والوں کے لیئے ہے اور خدا اُس کے عوض میں جو کچھ ضائع ہو جائے اور خدا اُس کا تدارک فرماتا ہے جو فوت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا (اے اہلبیتؑ رسولؐ) خدا پر اعتماد رکھو اور اُسی سے ہر خیر کی اُمید رکھو بیشک مصیبت یافتہ وُہ ہے جو ثواب خدا سے محروم رہے۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ وُہ حضرت خضرؑ تھے جو ہماری تعزیت کے لیئے آئے تھے۔

نیز ابن بابویہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور آنحضرتؐ کے اصحابؓ آپؐ کے گرد جمع ہوئے عمار یاسر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے یا رسولؐ اللہ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں جب آپ عالمِ قدس کی طرف تشریف لے جائیں تو ہم میں کون آپ کو غسل دے گا آپؐ نے فرمایا کہ میرے غسل دینے والے علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں کیونکہ وُہ میرے جس عضو کو دھونا چاہیں گے فرشتے اس کے دھونے پر اُن کی مدد کریں گے۔ پُوچھا یا رسولؐ اللہ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں ہم میں کون آپ کی نماز پڑھائے گا حضرتؐ نے فرمایا خاموش ہو جاؤ خدا تم پر رحمت نازل کرے پھر اپنا رُخ علیؑ بن ابی طالب کی طرف کر کے فرمایا کہ اے علیؑ جب تم دیکھو کہ میری رُوح میرے جسم سے مفارقت کر چکی مجھے غسل دینا اور اچھی طرح غسل دینا۔ اور مجھے اُنہی دونوں کپڑوں کا کفن دینا جو میں پہنے ہوں یا مصری جامۂ سفید یا بُردِ یمانی کا کفن دینا۔ اور میرا کفن بہت قیمتی نہ ہو اور مجھے قبر کے کنارے تک اُٹھا کر لے جانا اور وہاں مجھے چھوڑ کر الگ ہو جانا۔ تو سب سے پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وُہ خداوندِ عالم ہو گا جو اپنے عظمت وجلال عرش سے مجھ پر صلوات بھیجے گا اُس کے بعد جبرئیلؑ ومیکائیلؑ اور اسرافیلؑ اپنے لشکروں اور فرشتوں کی فوجوں کے ساتھ جن کی تعداد سوائے خداوندِ عالمین کے کوئی نہیں جانتا، مجھ پر نماز پڑھیں گے اُس کے بعد وُہ فرشتے جو عرشِ الٰہی کے گرد ہیں، اُس کے بعد ہر آسمان کے فرشتے یکے بعد دیگرے مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ پھر میرے تمام اہلبیتؑ اور میری بیویاں اپنے اپنے قرب ومنزلت کے مطابق ایما کریں گے جو ایما کرنے کا حق ہے اور سلام کریں گے جو سلام کرنے کا حق ہے۔ اور اُن کو چاہیئے کہ نوحہ وفریاد بلند

کرکے مجھے آزار نہ پہنچائیں گے۔ اس کے بعد فرمایا اے بلالؓ لوگوں کو میرے پاس بلاؤ کہ مسجد میں جمع ہوں جب لوگ جمع ہوگئے تو آنحضرتؐ عمامہ سر پر باندھے ہوئے اور اپنی کمان پر سہارا کرتے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر گئے اور حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور فرمایا اے گروہ اصحاب میں تمہارے لئے کیسا پیغمبرؐ تھا کیا میں نے تمہارے ساتھ رہ کر خود جہاد نہیں کیا۔ کیا میرے سامنے کے دانت تم نے شہید نہیں کیئے کیا تم نے میری پیشانی کو خاک آلود نہیں کیا کیا میرے چہرے پر تم نے خون جاری نہیں کیا یہاں تک کہ میری ڈاڑھی خون سے رنگین ہوگئی۔ کیا میں نے تکلیفوں اور مصیبتوں کو اپنی قوم کے نادانوں سے برداشت نہیں کیا۔ کیا میں نے بھوک میں اپنی اُمت کے ایثار کے لیئے اپنے شکم پر پتھر نہیں باندھے۔ صحابہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیوں نہیں۔ بیشک آپ خدا کی خوشنودی کے لیئے صبر کرنے والے تھے اور بُرائیوں سے منع کرنے والے تھے۔ لہٰذا خدا آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائیے؛ حضرتؐ نے فرمایا خدا تم کو بھی جزائے خیر دے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے (مجھے بتا دینے کا) حکم دیا ہے۔ اور قسم کھائی ہے کہ کوئی ظلم کرنے والا اُس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ لہٰذا تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کوئی ظلم ہوگیا ہو وہ (بلا تامل) اُٹھے اور قصاص لے لے کیونکہ دنیا میں قصاص لے لینا میرے نزدیک عقبیٰ کے قصاص سے زیادہ بہتر ہے جو فرشتوں اور انبیاء کے سامنے ہوگا۔ یہ سُنکر آخر سے ایک شخص اُٹھا جس کو اسود بن قیس کہتے تھے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ جس وقت آپؐ طائف سے واپس آرہے تھے میں حضورؐ کے استقبال کے لیئے گیا۔ اُس وقت آپ اپنے ناقہ غضبا پر سوار تھے اور اپنا عصائے ممشوق لیئے ہوئے تھے۔ جب آپ نے اُس کو بلند کیا تاکہ اپنے ناقہ کو ماریں تو وہ میرے شکم پر لگ گیا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ آپ نے جان بوجھ کر مارا یا غلطی سے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی پناہ کہ میں نے دانستہ مارا ہو۔ پھر بلالؓ سے فرمایا کہ جاؤ فاطمہؑ کے گھر اور میرا وہ عصا لے آؤ۔ بلالؓ مسجد سے نکلے اور گلیوں اور بازاروں میں آواز دیتے ہوئے چلے کہ اے لوگو تم میں کون ہے جو اپنے نفس کو قصاص دینے پر آمادہ کرے دیکھو محمدؐ (رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روزِ قیامت سے پہلے اپنے تئیں قصاص دینے پر آمادہ ہیں؛ اور جناب سیدہؑ نے فرمایا اے بلالؓ یہ وقت تو عصا کام میں لانے کا نہیں ہے کس لیئے وہ طلب فرما رہے ہیں۔ بلالؓ نے عرض کی آپ کو نہیں معلوم آپ کے پدرِ بزرگوار منبر پر تشریف فرما ہیں اور دینداروں اور دُنیا والوں کو وداع فرما رہے ہیں۔ جب جناب معصومہؑ نے وداع کی بات سُنی فریاد و زاری کی اور کہا ہائے رنج و ملال آپ کے لیئے اے میرے پدرِ بزرگوار۔ آپ کے بعد فقرا و مساکین غریب اور کمزور لوگ کس کی پناہ میں ہوں گے۔ غرض بلالؓ کو عصا دے دیا۔ وہ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے عصا لے کر فرمایا کہ وہ بوڑھا آدمی کہاں گیا۔ اُس نے حاضر ہوکر عرض کی میں موجود ہوں یا رسُولؐ اللہ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ عصا لو اور مجھ سے اپنا قصاص لے لو تاکہ مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ اُس شخص نے کہا یا رسُولؐ اللہ اپنا شکم مبارک کھولیئے جب آنحضرتؐ نے اپنے شکم اقدس سے کپڑا ہٹایا اُس نے کہا یا مولاؐ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنا دہن حضرتؐ کے شکم سے مس کروں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی تو اُس نے حضرتؐ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا اور کہا میں روزِ جزا آتشِ جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ رسُولِ خدا کے شکم مبارک سے قصاص لوں۔ حضرتؐ

نے فرمایا اے سوادہ قصاص لے لو یا معاف کردو۔ سوادہ نے کہا میں نے معاف کر دیا یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوندا تو بھی سوادہ بن قیس کو بخش دے جس طرح اُس نے تیرے پیغمبرؐ سے درگزر کی۔ پھر حضرتؐ منبر سے نیچے تشریف لائے اور خانۂ اُم سلمہ میں داخل ہوئے۔ فرماتے جاتے تھے کہ خداوندا تو اُمتِ محمدؐ کو آتشِ جہنم سے محفوظ رکھ اور اُن پر حساب روزِ قیامت آسان فرما۔ جناب اُم سلمہؓ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ غمگین کیوں ہیں اور آپ کا رنگ مبارک کیوں متغیر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جبرئیلؑ نے مجھے اس وقت میری موت کی خبر دی ہے۔ تم پر سلامتی ہو دنیا میں کیونکہ آج کے بعد محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز نہ سنوگی۔ جناب اُم سلمہ نے جب یہ وحشت اثر خبر آنحضرتؐ سے سُنی نالہ و فریاد کرنے لگیں کہ واحسرتاہ ایسا صدمہ مجھے پہنچا کہ ندامت و حسرت جس کا تدارک نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد حضرتؐ نے فرمایا اے اُم سلمہ میرے دل کی محبوب اور میری آنکھوں کے نور فاطمہؑ کو بلا لاؤ یہ کہہ کر حضرتؐ بے ہوش ہوگئے۔ غرض جناب فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا آئیں اور اپنے پدر بزرگوار کی یہ حالت دیکھی تو نالہ و فریاد کرنے لگیں اور کہا اے پدر بزرگوار میری جان آپ کی جان پر فدا ہو اور میری صورت آپ کی صورت پر قربان ہو مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ سفرِ آخرت پر آمادہ ہیں اور موت کا لشکر ہر طرف سے آپ کو گھیرے ہوئے ہے کیا اپنی بیٹی سے کچھ بات نہ کیجیئے گا اور اُس کے آتشِ حسرت کو اپنے بیان سے ساکن نہ فرمایئے گا۔ جب آنحضرتؐ کے کان میں اپنے نورِ عین کی یہ آواز پہنچی اپنی آنکھیں کھول دیں اور فرمایا پارۂ جگر میں بہت جلد تم سے جُدا ہونے والا ہوں اور تم کو وداع کرتا ہوں؛ لہٰذا تم پر سلامتی ہو۔ جناب فاطمہؑ نے جب یہ خبر وحشت اثر حضرت سیدؐ البشر سے سُنی دلِ پُر درد سے ایک آہ کھینچی اور عرض کی ابا جان میں روزِ قیامت آپؐ سے کہاں ملاقات کروں گی۔ حضرتؐ نے فرمایا اُسی مقام پر جہاں مخلوقاتِ عالم کا حساب کیا جائے گا جناب فاطمہؑ نے عرض کی اگر وہاں آپ کو نہ پاؤں تو پھر آپ کو کہاں ڈھونڈوں فرمایا مقامِ محمود میں جس کا خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جس جگہ میں اُمت کے گنہگاروں کی شفاعت کروں گا۔ عرض کی اگر وہاں بھی آپ سے ملاقات نہ ہو تو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا صراط کے نزدیک دیکھنا جبکہ میری اُمت اُس پر سے گذر رہی ہوگی اور میں کھڑا ہوں گا جبرئیلؑ میری داہنی جانب اور میکائیل بائیں جانب اور خدا کے تمام فرشتے میرے آگے اور پیچھے ہوں گے اور سب خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کے ساتھ دُعا کرتے ہوں گے کہ خداوندا اُمتِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو صراط پر سے سلامتی کے ساتھ گزار دے اور اُن پر حساب آسان فرما۔ پھر جناب سیدہؑ نے عرض کی میری مادرِ گرامی جناب خدیجہؑ کہاں ملیں گی۔ حضرتؐ نے فرمایا بہشت کے اُس قصر میں جس کے گرد چار قصر ہوں گے۔ یہ فرما کر حضرتؐ پھر بے ہوش ہوگئے اور عالمِ قدس کی جانب متوجہ ہوئے۔ اتنے میں بلالؓ نے اذان دی اور کہا اَلصَّلٰوۃ رحمک اللہ۔ حضرتؐ کو ہوش آیا اور اُٹھ کر مسجد میں تشریف لائے اور مختصر نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے جناب امیرؑ اور اُسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا کہ مجھے خانۂ فاطمہؑ میں لے چلو۔ جب وہاں پہنچے تو اپنا سرِ اقدس جناب سیدہؑ کی گود میں رکھ کر تکیہ فرمایا۔ امام حسنؑ و امام حسینؑ نے اپنے جدِ بزرگوارؐ کا یہ حال دیکھا بے تاب ہوگئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش برسانے لگے اور فریاد کرنے لگے کہ ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں۔ حضرتؐ نے پوچھا یہ کون ہیں جو رو رہے ہیں۔ امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ کے فرزند حسنؑ و حسینؑ ہیں

حضرتؐ نے اُن کو اپنے قریب بُلایا اور اُن کے گلے میں باہیں ڈال کر اُن کو اپنے سینہ سے لپٹا لیا۔ چونکہ حضرت امام حسنؑ بہت زیادہ بے قرار تھے، حضرتؐ نے فرمایا اے حسنؑ مت روؤ کیونکہ تمہارا رونا مجھ پر دشوار ہے اور میرے دل کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ اسی اثناء میں ملکُ الموت نازل ہوئے اور کہا السّلام علیک یا رسُولؐ اللہ حضرتؐ نے فرمایا وعلیکُ السّلام۔ اے ملکُ الموت تم سے میری ایک حاجت ہے۔ ملکُ الموت نے عرض کی حضورؐ وہ کیا حاجت ہے فرمایا جب تک جبرئیلؑ نہ آجائیں اور سلام نہ کرلیں اور میں اُن کے سلام کا جواب نہ دے دوں اور میں اُن کو وداع نہ کرلوں، میری رُوح قبض نہ کرنا۔ یہ سُنکر ملکُ الموت یا محمّداہ کہتے ہوئے باہر آگئے۔ اسی اثنا میں جبرئیلؑ ہوا میں ملکُ الموت کے پاس پہنچے اور پُوچھا کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رُوح قبض کرلی؟ کہا نہیں۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک حضرتؐ سے تمہاری ملاقات نہ ہوجائے اور وہؐ تم کو وداع نہ کرلیں اُن کی رُوح قبض نہ کروں۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ملک الموت کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ آسمانوں کے دروازے محمّدؐ کے لیئے کھولے گئے ہیں اور بہشت کی حوروں نے اپنے کو آراستہ کیا ہے۔ پھر جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا السّلام علیک یا اباالقاسمؐ۔ حضرتؐ نے فرمایا وعلیک السّلام یا جبرئیلؑ کیا ایسی حالت میں مجھے تنہا چھوڑ دوگے جبرئیلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کی اجل قریب ہے اور ہر ایک کے لیئے موت درپیش ہے اور ہر نفس موت کا مزہ چکھے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے میرے حبیبؑ میرے قریب آؤ۔ جبرئیلؑ حضرتؐ کے نزدیک گئے اور ملکُ الموت نازل ہوئے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ملکُ الموت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح قبض کرنے میں خدا کا فرمان پیشِ نظر رکھنا۔ پھر جبرئیلؑ آنحضرتؐ کی داہنی جانب اور میکائیلؑ بائیں جانب کھڑے ہوئے اور ملکُ الموت حضرتؐ کے رُوبرُو رُوح قبض کرنے میں مشغول ہوئے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اُس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار فرمایا کہ میرے حبیبِ قلب کو بلاؤ۔ جب کوئی بُلایا جاتا تو حضرت اُس کی طرف سے مُنہ پھیر لیتے۔ تو جناب فاطمہؑ سے کہا گیا کہ ہمارا گمان ہے کہ حضرتؐ جناب امیرؑ کو طلب فرما رہے ہیں۔ جنابِ فاطمہؑ امیرُالمومنین کو بُلا لائیں۔ جب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ امیرالمومنینؑ پر پڑی شاد و مسرور ہوگئے اور کئی بار فرمایا اے علیؑ میرے پاس آؤ۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سرہانے بٹھایا؛ پھر غشی طاری ہوگئی اسی اثناء میں حسنین علیہم السّلام بھی آگئے۔ جب آنحضرتؐ کے جمال مبارک پر اُن کی نگاہیں پڑیں بے چین ہوگئے اور واجدّاہ، وامحمّداہ کہہ کر فریاد و زاری کرتے ہوئے آنحضرتؐ کے سینۂ اقدس سے لپٹ گئے۔ حضرت علیؑ نے چاہا کہ ان کو علیحدہ کردیں اسی اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوش آگیا فرمایا اے علیؑ ان کو چھوڑ دو تاکہ میں اپنے باغ کے ان دونوں پھُولوں کو سُونگھتا رہوں اور یہ میری خوشبو سے معطّر ہوتے رہیں۔ میں ان کو رُخصت کردوں اور یہ مجھے وداع کرلیں۔ بیشک یہ میرے بعد مظلوم ہوں گے اور زہرِ ستم اور تیغ ظلم سے مارے جائیں گے۔ پھر تین مرتبہ فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اُس پر جو ان پر ظلم و ستم کرے۔ پھر اپنا ہاتھ بڑھا کر امیرُالمومنین کو اپنے لحاف کے اندر کھینچ لیا اور اپنے مُنہ کو ان کے مُنہ پر رکھ دیا۔ اور دُوسری روایت کے مطابق اپنا دہن اقدس اُن کے کان سے ملا دیا اور بہت سی راز کی باتیں کیں اور اسرار الٰہی اور علوم لا متناہی آپ کو تعلیم فرمائے یہاں تک کہ آپ کا طائرِ رُوح آشیانۂ عرشِ رحمت کی جانب پرواز کرگیا پھر امیرُالمومنین

سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لحاف سے باہر آئے اور فرمایا لوگو! تمہارے پیغمبر کے غم میں خداوندِ عالم تمہارا اجر زیادہ کرے کیونکہ حضرت ربّ العزّت نے اُس برگزیدۂ عالم کی رُوح اپنے پاس بُلا لی۔ یہ سُنتے ہی اہلبیتؑ رسالت میں گریہ وزاری اور نالہ و فریاد کا شور بلند ہُوا اور مومنوں کا ایک مختصر گروہ جو خلافت کے غصب کرنے میں مشغول نہیں ہوا تھا ان اہلبیتؑ کے ساتھ تعزیت اور مصیبت میں شریک ہُوا۔ ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کیا راز بیان کیئے جبکہ آپ کو زیرِ لحاف داخل کرلیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے تھے جن میں ہر باب سے ہزار ہزار باب خود بخود منکشف ہوگئے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت امیرُالمومنین نے فرمایا کہ سب سے پہلی بلا اور سب سے پہلا امتحان جو رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مجھ پر وارد ہُوا یہ تھا کہ تمام مسلمانوں کے درمیان میرا خصوصیت سے کوئی مونس و مددگار نہ تھا جس پر مجھے بھروسہ ہوتا اور اُس سے مدد کی اُمید رکھتا۔ آنحضرتؐ نے بچپن میں میری پرورش کی اور جوانی میں مجھے پناہ دی اور یتیمی کا غم محسوس نہ ہونے دیا اور میرے اور میرے عیال کے اخراجات کے متکفل رہے اور مجھے طلب و تلاشِ روزی سے بے نیاز کردیا اور میں آنحضرتؐ کی برکت سے ان کے حاصل کرنے میں کبھی محتاج نہ ہُوا۔ اور ایسی ہی دُنیاوی بہت سی نعمتیں تھیں جو حضرتؐ کے طفیل میں مجھ کو حاصل ہوئیں۔ اور باوجود بہت زیادہ ہونے کے اُس کے مقابلہ میں بہت کم تھیں جن کمالات انسانی کے عالی درجات میں ترقی دینے سے مجھے مخصوص فرمایا اور جن علوم ربانی اور قرب و وصال حضرت احدیت جل شانہٗ کے سلوک مراتب کی رہنمائی میں اور اقوال و افعال کے بہترین آداب سے مجھے آراستہ کرنے میں ممتاز فرمایا۔ لہٰذا آنحضرتؐ کی وفات سے وہ الم واندوہ مجھ پر نازل ہوئے جن کے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ اگر پہاڑوں پر پڑتے تو اُن میں برداشت کی طاقت نہ ہوتی۔ میں نے آنحضرتؐ کے غم میں مصیبت والوں کو مختلف حالات میں پایا۔ بعضوں کا جزع و فزع اس قدر سخت ہُوا کہ ضبط نہیں کرسکے اور ان مصیبتوں کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتے تھے ان کی بے قراری کی شدّت نے اُن کے صبر کو زائل کردیا تھا اور اُن کی عقل کو مختل کر ڈالا تھا اور وہ سمجھنے اور سمجھانے اور کہنے سُننے سے عاجز ہوگئے تھے۔ یہی حال آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ اور فرزندانِ عبدالمطلب اور تمام لوگوں کا تھا۔ بعض تعزیت دیتے اور صبر کی تلقین کرتے تھے اور بعض اُن کے ساتھ گریہ وزاری میں اُن کے شریک تھے غرض ایسی سخت مصیبت میں جو مجھ پر دفعتہً پڑی تھی میں نے صبر اپنے لیئے لازم قرار دیا اور خاموشی کو اختیار کیا اور آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین و غسل و حنوط اور حضرتؐ پر نماز پڑھنے اور دفن کرنے اور کتاب خدا کے جمع کرنے میں جیسا کہ مجھے آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا مشغول ہُوا۔ اور مجھے ان ضروری اُمور کے انجام دینے میں بے قراری اور بے چینی اور آہ و نالہ مانع نہ ہُوا یہاں تک کہ میں نے اُن اُمور کے انجام دینے میں خداوند عالم کی جانب سے جو حق مجھ پر لازم تھا ادا کیا۔ اور اُن غم و رنج اور درد و مصیبتوں کو میں نے صبر و شکیبائی اور خدا کی لامحدود رحمت کی اُمید میں مٹا دیا۔

ابن شہر آشوب نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرضِ وفات،

میں ایک روز غشی طاری تھی۔ ناگاہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جناب فاطمہؑ نے پوچھا کون ہے کہا میں ایک مرد غریب ہوں اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سوال کرنے آیا ہوں۔ کیا آپ اجازت دیتی ہیں کہ گھر میں آجاؤں؟ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحمت کرے تو واپس جا اور اپنا کام کر اس وقت رسولؐ اللہ بیمار ہیں اور تجھ سے نہیں مل سکتے۔ یہ سُنکر وُہ چلا گیا پھر تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا کہا ایک غریب حاضر ہے۔ کیا اجازت ہے کہ رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ کیا آپ غریبوں کو اجازت دیتی ہیں؟ اسی اثناء میں آنحضرتؐ کو ہوش آگیا۔ آپ نے اپنی مبارک آنکھیں کھولیں اور فرمایا اے فاطمہؑ تم جانتی ہو کہ یہ کون ہے؟ عرض کی نہیں یا رسولؐ اللہ فرمایا یہ جماعتوں کو پراگندہ کرنے والا، اور لذتوں کو زائل کرنے والا ہے؛ یہ ملک الموت ہے اور مجھ سے پہلے کسی سے اس نے اجازت نہیں طلب کی ہے اور نہ آیندہ کسی سے اجازت طلب کرے گا یہ میرے احترام و کرامت کے لیئے جو مجھے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاصل ہے اجازت طلب کرتا ہے۔ اے فاطمہؑ اس کو اجازت دے دو کہ یہ اندر آئے۔ یہ سُنکر جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ اندر آجاؤ خدا تم پر رحمت کرے غرض ملک الموت تیز نسیم کے مانند گھر میں داخل ہوئے اور اہلبیتِؑ رسالت کو سلام کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلَبَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اُس وقت پھر آنحضرتؐ نے امیرالمومنین کو دُنیا میں اہل جور و جفا کے ظلم پر صبر کرنے اور جناب فاطمہؑ کی نگہداشت کرنے اور قرآن جمع کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرض ادا کرنے اور اُن حضرتؐ کو غسل دینے کی وصیت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ قبر کے گرد دیوار تعمیر کر دیں گے اور حسنؑ و حسینؑ کی حفاظت کریں گے

کشف الغمہ میں حضرت امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کی وفات کا وقت آیا ایک شخص نے اجازت طلب کی کہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو۔ امیرالمومنین نے باہر جا کر پوچھا کہ کیا کام ہے اُس نے کہا حضرتؐ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اس وقت حضرتؐ سے ملاقات ہونا ممکن نہیں بتاؤ کیا کام ہے۔ اُس نے کہا ضروری کام ہے ضرور آنحضرتؐ کے پاس جاؤں گا۔ امیرالمومنین رسولؐ اللہ کی خدمت میں آئے اور اُس شخص کے لیئے اجازت طلب کی۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس سے کہہ دو کہ آجائے۔ وُہ شخص آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے بیٹھ گیا اور کہا یا حضرتؐ میں خدا کی جانب سے آپ کے پاس پیغام لے کر آیا ہوں۔ حضرتؐ نے پوچھا تم کون ہو؟ عرض کی میں ملک الموت ہوں حضرت احدیت نے فرمایا ہے کہ آپ کو اختیار ہے آپ چاہیں اپنے پروردگار کی ملاقات پسند فرمائیں یا دُنیا میں رہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے مُہلت دو اس قدر کہ جبریلؑ آجائیں اور میں اُن سے مشورہ کر لوں۔ اُسی اثناء میں جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ آپ کے لیئے دُنیا سے آخرت بہتر ہے۔ خداوند عالم آپ کو اپنا تقرب و کرامت و منزلت اور شفاعت اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ بیشک آپ کے لیئے لقائے حق تعالےٰ بقائے دُنیا سے بہتر ہے۔ یہ سُنکر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ خدا کی جانب سے جس کام پر مامور ہوئے ہو عمل میں لاؤ۔ جبریلؑ نے کہا اے ملک الموت جلدی مت کرو جب تک میں اپنے پروردگار کے پاس جا کر واپس نہ آجاؤں۔ ملک الموت نے کہا حضرتؐ کی جان اقدس اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تاخیر مناسب نہیں جناب جبریلؑ نے فرمایا کہ یہ میرا آنا زمین پر آخری ہو گا پھر مجھے زمین سے کیا کام ہے۔

نیز ثعلبی نے روایت کی ہے کہ ابوبکرؓ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضرتؐ پر مرض کی شدت ہو چکی تھی اور پوچھا آپ کی موت کب واقع ہوگی؟ حضرتؐ نے فرمایا قریب ہو چکی ہے پوچھا آپ کہاں واپس جائیں گے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ اور جنت الماویٰ اور رفیق اعلیٰ کی طرف جہاں حق تعالیٰ کے تقرب کی شراب کے گھونٹ اور بہترین زندگی ہے۔ پوچھا آپ کو غسل کون دے گا فرمایا میرے اہلبیتؑ میں سے جو سب سے زیادہ قریب ہے۔ پوچھا کس کپڑے کا آپ کو کفن دیا جائے گا فرمایا کہ اسی لباس کا جو میں پہنے ہوئے ہوں یا یمنی حلوں کا یا مصری سفید کپڑے کا۔ پوچھا آپ پر نماز کیونکر پڑھی جائے گی یہ سُنکر لوگوں میں شور گریہ بلند ہوا کہ در و دیوار لرزنے لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا صبر کرو خدا تم کو معاف کرے۔ جب مجھے غسل و کفن دے چکیں مجھے ایک تختے پر میری قبر کے کنارے لٹا دیں اور تھوڑی دیر کے لیئے ہٹ جائیں اور مجھے تنہا چھوڑ دیں تو سب سے پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وُہ خداوند عالم، پھر فرشتوں کو اجازت دے گا کہ مجھ پر نماز پڑھیں تو سب سے پہلے جو نازل ہوگا وُہ جبریلؑ ہوں گے۔ پھر اسرافیلؑ پھر میکائیلؑ پھر ملک الموت پھر تمام فرشتوں کا لشکر نازل ہو کر مجھ پر نماز پڑھے گا۔ پھر تمام لوگ قطار در قطار اس مقام پر آکر مجھ پر درود و سلام بھیجنا، اور فریاد و نالہ کر کے مجھے اذیت مت پہنچانا۔ اور سب سے پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے میرے اہلبیتؑ میں سے قریب تر لوگ ہوں اُس کے بعد میرے اہلبیتؑ میں سے عورتیں اور لڑکے اس کے بعد دُوسرے لوگ ابوبکرؓ نے پوچھا آپ کی قبر میں کون داخل ہوگا۔ فرمایا میرے اہلبیتؑ میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک اور مقرب ہے یا چند فرشتے ہوں گے جن کو تم نہیں دیکھو گے۔ بس جاؤ اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے دُوسروں کو بتا دو۔

نیز امیرؑ المومنین سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی آخری مرض میں جبریلؑ ہر روز اور ہر رات آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے آپ پر سلامتی ہو آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم اپنا حال کیسا پاتے ہو حالانکہ وُہ بہتر جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ آپ کا اکرام و احترام زیادہ کرے جس طرح آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے اور چاہتا ہے کہ بیماروں کی عیادت آپ کی اُمت میں سُنت قرار پائے۔ اُس وقت اگر حضرتؐ کو تکلیف ہوتی تو فرماتے کہ میں درد میں مبتلا ہوں۔ اور جبریلؑ جواب میں کہتے کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے نزدیک کوئی شخص آپ سے بڑھ کر بلند مرتبہ نہیں ہے اور اس وجہ سے آپ کو درد بخشا ہے کہ آپ کی دُعا کی آواز دوست رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ آخرت میں آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور اگر آنحضرتؐ فرماتے کہ آرام سے ہوں جبریلؑ کہتے تھے کہ خدا کا شکر کیجیئے کیونکہ خداوند عالم شکر کرنے والوں کا شکر زیادہ پسند فرماتا ہے اور اُن پر اپنی نعمتیں زیادہ کرتا ہے۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ جب جبریلؑ نازل ہوتے تھے اُن کے آنے کے آثار مجھ پر ظاہر ہو جاتے تھے کیونکہ سوائے میرے سب لوگ اُس گھر سے باہر چلے جاتے تھے۔ غرض آخری بار جبریلؑ نے آنحضرتؐ سے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کا حال دریافت فرماتا ہے باوجود اس کے کہ خود بہتر جانتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے کو سفر آخرت پر آمادہ پاتا ہوں اور اپنے میں موت کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ جبریلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ کو خوشخبری ہو کہ خداوند عالم چاہتا ہے

کہ اس حال میں جو آپ کو لاحق ہے آپ کے درجات بلند کرے باوجودیکہ آپ کے درجہ کے برابر کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ ملکُ الموت اجازت لے کر میرے گھر میں داخل ہو چکے ہیں اور میں نے اُن سے مُہلت لے لی ہے کہ تم آجاؤ۔ جبرئیلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ عالمین کا پروردگار آپ کا مشتاق ہے اور ملکُ الموت نے سوائے آپ کے کسی سے اجازت نہیں طلب کی اور نہ آئندہ کسی سے طلب کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ میرے پاس سے مت جاؤ جب تک ملکُ الموت نہ واپس جائیں۔ پھر حضرتؐ نے اپنے فرزندوں اور عورتوں کو طلب فرمایا تاکہ اُن کو وداع کریں۔ اور جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ میرے نزدیک آؤ۔ اے پارۂ جگر۔ اور آنحضرتؐ نے اُن کو اپنے سینہ سے لپٹا لیا اور پیار کیا اور کوئی راز اُن کے کان میں بیان فرمایا جب جناب فاطمہؑ نے سر اُٹھایا، آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ تو حضرتؐ نے دوبارہ اُن کو اپنے قریب بلُایا اور اُن کے کان میں ایک راز پھر کہا جس کو سُنکر جناب فاطمہؑ نے سر اُٹھایا اور ہنسنے لگیں۔ یہ دیکھ کر آنحضرتؐ کی بیویوں نے تعجب کیا۔ جب اُن معصومہؑ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ پہلی مرتبہ حضرتؐ نے اپنی وفات کی خبر مجھ سے بیان کی اس سبب سے میں رونے لگی تھی، پھر دوسری مرتبہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پارۂ جگر رؤعت کیونکہ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ میرے اہلبیت میں سے سب سے پہلے جو مجھ سے ملاقات کرے وہ تم ہو اور خدا نے میری دُعا قبول فرمالی ہے اور میرے بعد تم دُنیا میں زیادہ نہ رہو گی اس سبب سے میں خوش ہو گئی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسنؑ وحسینؑ (علیہم السلام) کو طلب فرمایا اور اُن کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

شیخ طوسی نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا سے مفارقت کی حضرتؐ کے سامنے پردہ ڈال دیا گیا۔ اور امیرؑ المومنین پردہ کے سامنے بیٹھے تھے اور انتہائی اندوہ و ملال کے سبب اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔ جب ہوا چلتی تو وہ پردہ آنحضرتؐ کے چہرۂ مبارک سے مس ہو جاتا۔ صحابہ سے آنحضرتؐ کا دروازہ رُکا ہوا تھا اور مسجد بھری ہوئی تھی اور وہ نالہ و فریاد کر رہے تھے اور آنسو بہا رہے تھے اور خاک اپنے سروں پر اُڑا رہے تھے۔ ناگاہ حضرتؐ کے مکان سے ایک آواز بلند ہوئی کہ تمہارا پیغمبرؐ طاہر و مطہر تھا اس کو غسل مت دو اور دفن کر دو۔ لیکن اس کا کہنے والا نظر نہیں آتا تھا۔ جناب امیرؑ نے اس کی آواز سُنی تو سمجھ گئے کہ وہ شیطان لعین ہے، اور لوگوں کے فتنہ میں پڑنے سے خوفزدہ ہو کر سر زانو سے اُٹھایا اور فرمایا کہ اے دُشمنِ خدا دُور ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ حضرتؐ کو غسل دوں، کفن پہناؤں تب دفن کر دوں اور یہ سُنّت قیامت تک کے لئے تمام لوگوں کے واسطے جاری ہے۔ پھر دُوسرے ندا کرنے والے نے آواز دی کہ اے علیؑ بن ابی طالبؑ اپنے پیغمبرؐ کی شرمگاہ پوشیدہ رکھنا اور غسل کے وقت اُن کے تنِ اطہر سے پیراہن جُدا نہ کرنا۔

شیخ مفید، سید رضی الدین اور دُوسرے علماءؒ نے بسندِ معتبر ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا سے دارِ بقا کی جانب رحلت کی جناب امیرؑ آنحضرتؐ کو غسل دینے کے لئے آمادہ ہوئے جناب عباسؓ موجود تھے اور فضل بن عباسؓ حضرتؑ کی مدد کر رہے تھے۔ غسل سے فارغ

ہو کر حضرتؐ کو کفن دیا اور آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور کہا کہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ پاک وپاکیزہ اور بہتر تھے حیات میں اور مرنے کے بعد بھی۔ اور آپ کی وفات کی وجہ سے منقطع ہو گئے وہ برکات جو کسی پیغمبر کی وفات کے بعد منقطع نہیں ہوئے تھے، اور آسمانی وحیوں کا نازل ہونا بند ہو گیا آپ کی وفات کی مصیبت اس قدر عظیم اور سخت ہے جس سے دوسری مصیبتوں میں تسکین ہوتی ہے۔ اور آپ کی وفات کی مصیبت اور اندوہ و غم اس قدر عام ہے کہ تمام خلق آپ کی تعزیت میں صاحبِ مصیبت ہے۔ اور اگر آپ نے مجھے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور گریہ وزاری سے منع نہ کیا ہوتا تو بے شک میں اپنے دماغ کا بھیجا آپ کی مصیبت میں آنسوؤں کی شکل میں بہا دیتا اور ہرگز آپ کے درد وغم کا علاج نہ کرتا اور دل سے آپ کی مفارقت کا زخم مندمل نہ ہونے دیتا، اور یہ سب آپ کی مصیبت کے مقابلہ میں بہت کم ہوتا۔ آپ کے غم و ملال کا علاج نہیں ہو سکتا اور آپ کی مفارقت کا صدمہ زائل ہونے کے قابل نہیں ہے۔ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مجھے یاد رکھیئے گا اور ہم کو اپنے دل سے بھُلا نہ دیجیئے گا۔ یہ کہہ کر حضرتؐ کی لاش پر گر پڑے حضرتؐ کے چہرۂ اقدس کو چُومتے تھے اور سینۂ پُر درد سے حسرت واندوہ کے ساتھ آہ کھینچتے تھے۔ آخر حضرتؐ کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔

بصائرالدرجات میں روایت ہے کہ جس روز جناب امیرؑ نے آنحضرتؐ کو غسل دیا خداوندِ عالم نے اُن سے بطورِ راز کچھ الہام فرمایا۔ نیز بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ نے عالمِ بقا کی جانب رحلت فرمائی جبرئیلؑ و ملائکہ اور روحیں نازل ہوئیں جو شب قدر میں آنحضرتؐ پر نازل ہُوا کرتی تھیں۔ اس وقت خداوندِ عالم نے جناب امیرؑ کی آنکھوں کو روشن ومنور فرما دیا کہ وہ حضرتؑ زمین سے آخری آسمان تک دیکھتے تھے اور وہ فرشتے اور روحیں آنحضرتؐ کو غسل دینے اور نماز پڑھنے میں جناب امیرؑ کی مدد کرتی تھیں۔ اور آنحضرتؐ کی قبر شریف کھود کر تیار کی اور خدا کی قسم فرشتوں کے علاوہ کسی نے آنحضرتؐ کی قبر نہیں کھودی۔ جب امیرؑ المومنین نے آنحضرتؐ کو قبر میں رکھا وہ بھی اُن جنابؑ کے ساتھ قبر میں داخل ہوئے۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرشتوں سے گفتگو کی اور خدا نے جناب امیرؑ کے کانوں میں اُن کی گفتگو سُننے کی قوت بخشی۔ آپ نے سُنا کہ رسُولِ خداؐ فرشتوں سے امیرؑ المومنین کی سفارش کرتے ہیں تو حضرت گریاں ہوئے اور سُنا کہ فرشتے جواب میں کہہ رہے ہیں کہ ہم اُن کی خدمت واعانت اور مدد اور خیر خواہی میں کمی نہ کریں گے۔ وہی آپ کے بعد ہمارے امام وپیشوا ہیں اور ہم ہمیشہ اُن کے پاس آتے رہیں گے لیکن وہ آج کے بعد ہماری آواز سُننے کے علاوہ ہم کو نہ دیکھیں گے۔ پھر جب جناب امیرؑ نے عالمِ بقا کی جانب رحلت فرمائی جبرئیلؑ ومیکائیلؑ اور فرشتے اور روحیں حسنؑ وحسینؑ پر نازل ہوئیں۔ اُس وقت اُن حضراتؑ نے ملائکہ کو دیکھا اور وہ تمام اُمور واقع ہوئے جو جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات میں واقع ہوئے تھے اور اُن حضراتؑ نے دیکھا کہ فرشتے امیرؑ المومنین کے کفن ودفن میں اُن کی مدد کر رہے ہیں۔ جب امام حسنؑ نے رحلت فرمائی امام حسینؑ نے جبرئیلؑ فرشتوں اور روحوں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیرؑ المومنین کو دیکھا کہ تشریف لائے ہیں اور امام حسنؑ کے غسل وکفن ودفن میں امام حسینؑ کی موافقت فرما رہے ہیں اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے جناب

علیؑ بن الحسینؑ نے اُن تمام حضرات کو دیکھا کہ آئے ہیں اور تمام اُمور میں مدد کر رہے ہیں۔ جب امام زین العابدینؑ نے رحلت کی امام محمد باقرؑ نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیرالمومنینؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو دیکھا کہ مدد کر رہے تھے اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور روحیں اور فرشتے اُن حضراتؑ کی اعانت کر رہے تھے۔ اور جب جناب امام محمد باقرؑ کی وفات ہوئی میں نے دیکھا کہ رسُولِ خدا، جناب امیرؑ، حسنؑ و حسینؑ اور امام زین العابدینؑ مدد کر رہے تھے اور فرشتے روحوں کے ساتھ اُن جناب کے غسل و کفن و دفن و نماز میں میری اعانت کر رہے تھے اور یہ حکم تمام ائمہ کے لیئے جاری اور باقی ہے۔ [1]

کلینی اور شیخ طوسی وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا کو تین کپڑوں میں کفن دیا ایک سُرخ چادر اور دو سفید یمنی کپڑوں کا۔ نیز بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب عباسؓ امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ لوگوں نے مشورہ کر لیا ہے کہ جناب رسُولِ خدا کو بقیع میں دفن کریں گے اور ابوبکرؓ امام بن کر نماز پڑھائیں گے۔ جب اُن حضرتؑ کو یہ معلوم ہوا کہ منافقین فساد پر آمادہ ہیں تو گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ ایہا النّاس بیشک رسُولِ خدا اپنی حیات اور وفات کے بعد ہمارے امام اور پیشوا تھے حضرتؐ نے خود فرمایا کہ میں اُسی جگہ دفن ہوں گا جہاں میری رُوح قبض کی جائے گی۔ چونکہ غصب خلافت میں اپنا مطلب نکالنا چاہتے تھے اس لیئے اس معاملہ میں لوگوں نے مضائقہ نہیں کیا اور کہا جو کچھ آپ جانتے ہیں کیجیے۔ غرض اُن حضرتؑ نے آگے کھڑے ہو کر امامت کی اور حضرتؐ پر نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ سے فرمایا تو دس دس افراد نے حضرتؐ کے جنازے کی نماز پڑھی۔ پھر امیرالمومنینؑ نے اُن کے درمیان کھڑے ہو کر اس آیت کی تلاوت کی:- اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (آیت ۵۶ سورۃ احزاب پ ۲۲) یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی حضرتؐ پر درُود اور سلام بھیجتے رہو" پھر ان لوگوں نے یہ آیت پڑھی اور حضرت رسُولِ خدا پر صلوٰۃ بھیجی اور باہر چلے گئے یہاں تک کہ اہل مدینہ اور مدینہ کے اطراف کے لوگوں نے صلوات بھیجی۔

شیخ طبرسی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ دس دس افراد داخل ہوتے تھے اور آنحضرتؐ پر بغیر امام کے نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح تمام دن دوشنبہ کا اور سہ شنبہ کی رات صبح تک اور سہ شنبہ کا تمام دن شام تک مدینہ اور اطراف مدینہ کے ہر خورد و بزرگ اور مردوں اور عورتوں نے آنحضرتؐ پر نماز پڑھی۔

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اُن حدیثوں سے جو گزریں کہ جبرئیلؑ نے فرمایا کہ آئندہ زمین پر نازل نہ ہوں گا شاید یہ مُراد ہو کہ میں وحی لے کر نازل نہ ہوں گا تاکہ یہ حدیثیں اُن کے برعکس نہ ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زمین پر نہ آئے ہوں اور ہوا پر یہ امُور انجام دیئے ہوں۔ ۱۲
(واللہ تعالیٰ یعلم)

رحلت فرمائی آپ پر تمام فرشتوں نے اور مہاجرین و انصار نے قطار در قطار نماز پڑھی۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صحت کی حالت میں فرماتے تھے کہ یہ آیت (اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ الخ) میری وفات کے بعد مجھ پر نماز پڑھنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شیخ طوسی نے اُنہی حضرتؑ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جب امیرالمومنینؑ نے جناب رسُولِ خدا کو غسل دیا تو کپڑا آنجنابؐ کے روئے اقدس پر ڈال دیا اور گھر میں چھوڑ دیا۔ تو جو گروہ بھی داخل ہوتا تھا وُہ حضرتؐ کے گرد کھڑا ہو کر آپؐ پر صلوات بھیجتا اور حضرتؐ کے لیئے دُعا کرتا اور باہر آجاتا۔ جب سب فارغ ہو چکے تو امیرالمومنینؑ حضرتؐ کی قبر مطہر میں اُترے۔ اُسی وقت بنی الحبلا میں سے ایک انصاری جس کو اوس بن خولی کہتے تھے اور وُہ باہر سے دیکھ رہا تھا اُس نے کہا یا علیؑ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ہمارا حق زائل نہ کیجئے اور ہماری خدمتیں فراموش نہ کیجئے اور ہم کو حضرتؐ کی اس آخری خدمت کے شرف سے کچھ بہرہ مند فرمائیے۔ تو جناب امیرؑ نے اُس کو بھی قبر میں اُتار لیا۔ وُہ جنگ بدر میں موجود تھا۔ راوی نے پُوچھا کہ آنحضرتؐ کے جنازہ کو قبر کی کس طرف رکھا تھا فرمایا قبر کی پائینتی کی جانب رکھا گیا اور وہیں سے قبر میں اُتارا۔

کتاب احتجاج اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے جب آنحضرتؐ کے غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو مجھے ابوذرؓ، مقدادؓ، جناب فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو گھر میں داخل کیا اور خود آگے کھڑے ہوئے اور ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور آنحضرتؐ پر نماز پڑھی۔ حضرت عائشہ اُسی حجرہ میں تھیں مگر اُن کو خبر نہ ہوئی اس لیئے کہ جبرئیلؑ نے اُن کی آنکھوں کو بند کر رکھا تھا۔ پھر دس دس افراد مہاجر و انصار داخل حجرہ ہوتے اور آنحضرتؐ پر صلوات بھیجتے اور باہر چلے جاتے۔ اسی طرح تمام مہاجر و انصار (موجودہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی طرح پر صلوات بھیجی مگر آنحضرتؐ پر نماز وہی تھی جو پہلے پڑھی گئی۔

کتاب کفایۃ الاثر میں بسند معتبر عمار یاسر سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ کی وفات کا وقت آیا تو آپؐ نے امیرالمومنینؑ کو طلب کیا اور اُن سے بہت کچھ فرمایا جس میں سے یہ امر بھی تھا کہ اے علیؑ تم میرے وصی ہو اور میرے وارث ہو۔ خدا نے تم کو میرا علم و فہم عطا فرمایا ہے۔ جب میں دُنیا سے رُخصت ہو جاؤں گا تو تمہارے ساتھ ایک جماعت اپنی دیرینہ عداوت کو جو اپنے سینوں میں پوشیدہ کیئے ہوئے ہے ظاہر کرے گی اور تمہاری خلافت غصب کرے گی۔ یہ سُنکر جناب فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السّلام رونے لگے۔ حضرتؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ اے بہترین زنان عالمین کیوں روتی ہو عرض کی اے پدر بزرگوار ڈرتی ہوں کہ آپ کے بعد ہمارے حقوق ضائع کیئے جائیں گے اور ہماری حرمت کی رعایت نہ کی جائے گی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ تم کو خوشخبری ہو کہ میرے اہلبیتؑ میں سے تم سب سے پہلی فرد ہو گی جو مجھ سے ملاقات کرو گی۔ رو ؤمت اور رنجیدہ مت ہو اس لیئے کہ تم اہل بہشت کی عورتوں میں سب سے بہتر ہو اور تمہارے پدر بہترین پیغمبران ہیں اور تمہارے شوہر پیغمبروں کے وصیوں میں سب سے بہتر ہیں اور تمہارے دونوں فرزند جو اہل جنت کے لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور حق تعالیٰ صلب حسینؑ سے نو امام خلق فرمائے گا جو سب کے سب معصوم ہوں گے۔ اور اس

اُمت کا مہدی ہم میں سے ہوگا۔ پھر علیؑ بن ابی طالبؑ سے خطاب فرمایا کہ یا علیؑ سوائے تمہارے کوئی میرے غسل و کفن میں مشغول نہ ہو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپؐ کے غسل میں میری مدد کون کرے گا۔ فرمایا جبریلؑ مدد کریں گے فضل بن عباسؓ تمہارے ہاتھ پر پانی ڈالیں گے۔

فقہ الرضا میں مذکور ہے کہ جب امیرؑ المومنین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل سے فارغ ہوئے اپنی زبان مبارک سے آنحضرتؐ کی آنکھوں کے حلقوں میں جو پانی تھا صاف کیا اور کہا میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں یا رسولؐ اللہ آپ اپنی حیات میں بھی پاک و پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی۔

کتاب نہج البلاغۃ میں مرقوم ہے کہ جناب سیدہؑ کی وفات کے بعد حضرت امیرؑ المومنین نے جناب رسولؐ خدا سے خطاب کیا کہ یا رسولؐ اللہ بے شک آپ کی مفارقت اور جُدائی کی عظیم مصیبت کے سبب ہر مصیبت میرے لیئے صبر کا باعث ہے کیونکہ میں نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں رکھا اور آپ کی رُوح مقدس میرے سینہ اور گلے کے درمیان جسم مطہر سے باہر نکلی۔ دُوسرے خطبہ میں فرمایا کہ جب رسولِ خدا کی رُوح پاکیزہ قبض کی گئی تو حضرتؐ کا سر مبارک میرے سینہ پر تھا اور آپ کی جان میری ہتھیلی پر جاری ہوئی تو میں نے ان کو اپنے مُنہ پر مل لیا اور خود حضرتؐ کے غسل میں مشغول ہُوا۔ فرشتے میرے مددگار تھے تمام مکان اور اُس کے چاروں طرف فرشتوں کی آواز سے بھرا ہُوا تھا ایک گروہ اُوپر جاتا تھا اور ایک زمین پر آتا تھا میں اُن کی آوازیں سُنتا تھا وُہ آنحضرتؐ پر درُود بھیج رہے تھے یہاں تک کہ میں نے آنحضرتؐ کے جسم مبارک کو ضریح کے اندر پوشیدہ کیا لہٰذا آنحضرتؐ کے لیئے آپ کی حیات اور وفات کے بعد مجھ سے زیادہ کون مستحق ہو سکتا ہے۔ کلینی نے بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابوطلحہ انصاری نے آنحضرتؐ کی قبر کھودی تھی۔ [1]

کلینی نے بسندِ معتبر دیگر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شقران آزاد کردۂ رسولؐ اللہ نے آنحضرتؐ کی قبر میں قطیفہ رکھا تھا۔ اور بسندِ صحیح اُنہی حضرتؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرتؐ کی قبر پر اینٹیں چنی تھیں (دیوار تعمیر کی تھی) اور دُوسری معتبر سند سے اُنہی حضرتؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی قبرِ مطہر سُرخ پتھر کے ٹکڑوں سے پاٹ دی۔ اور کلینی اور حمیری وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھ کو اسی مقام پر دفن کرنا اور میری قبر زمین سے چار اُنگل اُونچی کرنا اور پانی قبر پر بہا دینا۔ اور شیخ طوسی نے دوسری حدیث میں روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی قبرِ اقدس کو ایک بالشت بلند کیا تھا۔ [2]

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم بقا

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ لوگوں کی نگاہوں میں بظاہر ابوطلحہؓ نے قبر کھودی ہوگی ورنہ درحقیقت فرشتوں نے قبر کھودی تھی جیسا کہ سابقہ حدیث میں گزرا اور یہی زیادہ قوی ہے تاکہ حدیث سابقہ کے خلاف نہ ہو۔ ۱۲

[2] مؤلف فرماتے ہیں کہ چار اُنگل کی حدیثیں بہت ہیں۔ ممکن ہے پہلے چار اُنگل بلندی رکھی گئی ہو اور کنکروں کو پاٹنے کے بعد ایک بالشت اُونچی ہوگئی ہو اور احتمال یہ ہے کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو۔ ۱۲

کی جانب رحلت فرمائی میں نے اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھا اُس کے بعد کئی ہفتہ تک جب میں کھانا کھاتی یا وضو کرتی تھی مجھے اپنے ہاتھ سے مُشک کی خوشبو آتی تھی۔

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جس شب کو آنحضرتؐ ریاض جنت کی جانب تشریف لے گئے وُہ رات آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ پر نہایت طویل گزری اور اُن سب کی یہ حالت تھی کہ اُن کو یہ نہیں سمجھ میں آتا تھا کہ وُہ آسمان کے نیچے ہیں یا زمین کے اُوپر ہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ خدا کی رضامندی و خوشنودی کے لیئے اپنوں اور دُوسروں سے دُشمنی رکھتے تھے اور آپ نے ان میں سے بہتوں کو قتل کیا تھا لہٰذا حضرتؐ کے اہلبیتؑ کافروں اور منافقوں کے انتقام لینے سے خوفزدہ تھے۔ تو خدا نے اُسی عالم میں ایک فرشتہ کو بھیجا اور دُوسری روایت کے بموجب جبریلؑ کو بھیجا کہ لوگ ان کو دیکھتے نہ تھے مگر ان کی آواز سُنتے تھے کہ انہوں نے کہا اَلسّلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بیشک خدا کی جانب سے ثواب ہر مصیبت میں تسکین دینے والا ہے اور ہر مہلکہ سے نجات بخشنے والا اور ضائع شدہ کا تدارک کرنے والا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی:۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (آیت ۱۸۵ سورۃ آل عمران پ ۴) ہر نفس کے لیئے موت کی چاشنی ہے اور قیامت کے روز تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ تم کو دیا جائے گا تو جو شخص جہنم سے بچ گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وُہ کامیاب ہُوا اور دُنیاوی زندگی تو بس دھوکا ہے۔" پھر کہا کہ بیشک خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور دوسروں پر فضیلت دی ہے اور گناہوں اور عیبوں سے پاک کیا ہے اور تم کو اپنے پیغمبرؐ کا اہلبیتؑ بنایا ہے اور اپنا علم تم کو سپُرد کیا ہے۔ اور اپنی کتاب تم کو دی ہے۔ اور تم کو اپنے علم کا صندوق قرار دیا ہے اور اپنی عزت کا عصا قرار دیا ہے اور تمہارے لیئے اپنے نُور کی مثال دی ہے اور غلطیوں سے تم کو محفوظ و معصوم بنایا ہے اور مامون رکھا ہے تم کو فتنوں سے لہٰذا خدا کی خوشنودی کے لیئے صبر کرو کیونکہ خداوند عالم تم سے اپنی رحمت الگ نہیں کرے گا اور اپنی نعمتیں تم سے زائل نہیں کرے گا کیونکہ تم ہی لوگ ہو اہل خدا اور اُس نے اپنی نعمتیں مخلوق پر تمہارے ذریعہ سے پوری کی ہیں اور پراگندگیاں تمہارے سبب سے جمع کی ہیں اور کلمات متفق فرمائے ہیں۔ تم ہی لوگ خدا کے دوست ہو۔ جو شخص تمہاری محبت اختیار کرے گا وُہ ناجی ہے اور جو شخص تمہارے حقوق غصب کرے گا اور تم پر مظالم کرے گا وُہ ہلاک ہوگا اور جہنم میں جائے گا۔ خدا نے اپنی کتاب میں تمہاری محبت مومنین پر واجب کی ہے اور وُہ تمہاری مدد کرنے پر ہر وقت قادر ہے جبکہ وُہ چاہے گا اور مصلحت دیکھے گا۔ لہٰذا صبر کرو اور نیک انجام کے منتظر رہو بیشک ہر امر کی بازگشت خدا کی جانب ہے۔ یقیناً تمہارے پیغمبرؐ نے تم کو حق تعالیٰ کے سپُرد کیا ہے اور اُس نے تم کو قبول کر لیا ہے اور زمین پر تم کو مومنین اور اپنے دوستوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ لہٰذا جو شخص امانتِ الٰہی کو ادا کرے گا اور تمہاری محبت اپنے اُوپر لازم سمجھے گا اور تمہاری عزت و حرمت کی رعایت کرے گا، خداوند عالم اس کی راستگوئی کا اچھا بدلہ اُس کو قیامت میں دے گا۔ تو خدا و رسولؐ کی سپُرد کی ہوئی امانت تم ہی ہو۔ اور تمہاری محبت واجب ہے اور اطاعت فرض ہے۔ پیغمبرِ خدا دُنیا سے نہیں گئے یہاں تک کہ

دین کو تمہارے لیئے کامل کر دیا اور تمہارے لیئے راہِ نجات واضح کر دی اور کسی جاہل کے لیئے کوئی حجت نہیں چھوڑی لہٰذا جو شخص نادان ہو یا نادانی کا اظہار کرے یا تمہارے حق کا انکار کرے یا فراموش کرے یا فراموشی ظاہر کرے، تو اُس کا حساب خدا پر ہے اور خدا تمہاری حاجتیں پُوری کرنے والا ہے۔ مَیں تم کو خدا کے سپُرد کرتا ہوں تم پر سلامتی ہو۔ راوی نے اُن حضرتؑ سے پُوچھا کہ یہ تعزیت کس کی طرف سے تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا کی جانب سے ہے۔

معتبر حدیثوں میں وارد ہُوا ہے کہ آنحضرتؐ شہادت کے رُتبہ کے ساتھ دُنیا سے تشریف لے گئے جیسا کہ صفار نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ خیبر دستِ بُزغالہ میں حضرتؐ کو زہر دیا گیا۔ جب حضرتؐ نے اُس میں سے ایک لقمہ تناول فرمایا وُہ گوشت گویا ہُوا اور کہا یا رسُولؐ اللہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے اسی لیئے آنحضرتؐ اپنے مرضِ موت میں فرمایا کرتے تھے کہ آج اُس لقمہ نے میری پُشت توڑ دی جس کو مَیں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اور کوئی پیغمبر اور وصیِ پیغمبر ایسا نہیں جو بغیر شہادت کے دُنیا سے رُخصت ہُوا ہو۔ اور دُوسری معتبر روایت میں فرمایا کہ زنِ یہودیہ نے حضرتؐ کو گوسفند کے شانہ میں زہر ملا کر کھلایا تھا۔ جب حضرتؐ نے اُس میں سے کچھ تناول فرمایا تو اُس شانہ نے کہا کہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُس لقمہ کو پھینک دیا۔ اور ہمیشہ وُہ زہر حضرتؐ کے جسمِ اقدس میں اثر کرتا رہا یہاں تک کہ اُسی کے اثر سے آپؐ کی وفات واقع ہوئی۔ اور عیاشی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ عائشہؓ و حفصہؓ نے اُن حضرتؐ کو زہر سے شہید کیا۔ لہٰذا ہوسکتا ہے کہ دونوں زہر آپ کی شہادت کا باعث ہُوا ہو۔ [1]

شیخ مفید، شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے دُنیا سے رحلت کی مہاجرین و انصار کے سر برآوردہ لوگ مثل ابوبکر و عمر و عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ آنحضرتؐ کے اہلبیت کو اُسی غم و مصیبت میں چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے اور خلافت حاصل کرنے کی کوشش میں مشغول ہوگئے نہ اہلبیتؑ کو تعزیت دی نہ تسلی و دلاسا دیا اور نہ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین کی جانب متوجہ ہوئے۔ اسی سبب سے اُن میں سے بہت لوگوں کو آنحضرتؐ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہونے کا شرف حاصل نہ ہُوا جناب امیرؑ نے بریدہ کو اُن لوگوں کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ کی نمازِ جنازہ میں حاضر ہوں مگر وُہ لوگ نہ آئے جب تک کہ اپنی بیعت لوگوں سے نہ

[1] جیسا کہ اہلسنّت کی سب سے معتبر کتاب صحیح بخاری میں درج ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مرض کی حالت میں ہم نے رسُولؐ اللہ صلعم کے مُنہ میں دوا ڈالی آپ نے اشارہ سے فرمایا کہ میرے مُنہ میں دوا نہ ڈالو ہم سمجھے کہ مریض دوا سے نفرت کرتا ہے، اسی لیئے حضورؐ نے یہ فرمایا ہے جب آپ کو ہوش آیا تو فرمایا کیا مَیں نے تم کو مُنہ میں دوا ڈالنے سے منع نہیں کیا تھا۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم یہ سمجھے کہ مریض دوا سے نفرت کرتا ہے۔ اسی طرح آپ نے بھی ممانعت فرمائی۔ فرمایا سوا عباسؓ کے گھر میں ہر شخص کے مُنہ میں میرے سامنے دوا ڈالی جائے عباسؓ کے مُنہ میں نہ ڈالی جائے کیونکہ وُہ تمہارے پاس موجود نہ تھا۔ ترجمہ بخاری شریف پ۱۸ حدیث ۱۹۷۳ مطبوعہ حمیدیہ پریس دہلی ص ۱۸۹۔ لہٰذا یہ قیاس یقین کے درجہ تک پہنچتا ہے کہ آنحضرتؐ کے آخری مرض میں آپ کو زہر ضرور دیا گیا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ مترجم۔

لے لی۔ اور اُس وقت فارغ ہوئے جب آنحضرتؐ دفن کر دیئے گئے۔ جب صبح ہوئی جناب فاطمہؑ نے فریاد کی کہ کیسی بد صبح ہوئی ہے کہ تیرا دن بہت ہی منحوس ہوگا۔ ابوبکر نے جب یہ سُنا تو کہا تمہارا دن بدترین ایام ہے۔ پھر وُہ فرصت کو غنیمت سمجھ کر کہ امیرالمومنینؑ آنحضرتؐ کے دفن و کفن میں مشغول ہیں اور بنی ہاشم حضرتؐ کے غم میں گرفتار ہیں سقیفہ میں چلے گئے اور آپس میں اتفاق کیا کہ ابوبکرؓ کو خلیفہ قرار دیں جیسا کہ آنحضرتؐ کی زندگی میں ایسی ہی سفارش کی گئی تھی اور انصار میں سے لوگوں نے چاہا کہ سعد بن عبادہ کو خلافت کے لیئے منتخب کریں۔ لیکن وُہ مہاجرین کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے اس سبب سے مغلوب ہوگئے۔ جب ابوبکرؓ کی بیعت تمام ہوگئی تو ایک شخص امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ وُہ حضرتؑ بیلچہ ہاتھ میں لیئے ہوئے حضرتؐ کی قبرِ مطہر درست کر رہے تھے اور کہا منافقوں نے ابوبکرؓ سے بیعت کرلی اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ آپ فارغ ہوجائیں گے تو آپ کا حق غصب نہ کرسکیں گے۔ جناب امیرؑ نے یہ سُنکر بیلچہ ہاتھ سے رکھ دیا اور یہ آیتیں پڑھیں:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (آیۃ ۱ تا ۴ سورۃ عنکبوت پ۲۰) الٓمّٓ۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وُہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کا امتحان نہ لیا جائے گا حالانکہ اُن سے قبل جو لوگ تھے سب امتحان میں مبتلا کیئے جاچکے ہیں تو خدا تو یقیناً سچے اور جھُوٹے لوگوں کو جانتا ہے۔ یا ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے جو بُرے اعمال بجا لاتے ہیں کہ ہماری گرفت سے نکل جائیں گے (اگر ایسا ہے تو) یہ لوگ کیا غلط خیال کیئے ہوئے ہیں") اس کا قصہ مفصل طور پر اس کے بعد دُوسری جلد میں انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

شیخ طوسی نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام محمد تقی علیہ السّلام کے پاس لکھ کر دریافت کیا کہ کیا امیرالمومنینؑ نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غسلِ میت دینے کے بعد خود بھی غسلِ مسِ میت کیا تھا یا نہیں۔ حضرتؑ نے جواب میں لکھا کہ جناب رسُولؐ خدا طاہر و مطہر تھے لیکن امیرالمومنینؑ نے غسل کیا تھا۔ اور یہ سنّت جاری ہوئی کہ ہر میت کو (قبل غسل میت اگر مس کریں تو غسل کریں۔

شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ روزِ شوریٰ جبکہ امیرالمومنینؑ نے اہلِ شوریٰ پر حجتیں تمام کیں تو فرمایا کہ کیا تم میں کوئی میرے علاوہ ہے جس نے رسُولؐ خدا کو غسل دیا ہو اُن فرشتوں کے ساتھ جو بہشت کی خوشبوئیں اور پھُول لے کر نازل ہوئے تھے۔ وُہ آنحضرتؐ کے جسمِ اقدس کو پھیرتے جاتے تھے اور مَیں اُن کی آوازیں سُنتا تھا۔ وُہ کہتے تھے کہ آنحضرتؐ کی شرمگاہ کو پوشیدہ رکھو تاکہ تم کو خدا پوشیدہ رکھے۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا کیا میرے سوا تمہارے درمیان کوئی ہے جس نے آنحضرتؐ کو اپنے ہاتھوں سے کفن پہنایا ہو اور دفن کیا ہو۔ سب نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم میں کوئی میرے سوا ہے جس کی طرف خدا نے تعزیت بھیجی ہو۔ جبکہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رحلت فرمائی تھی اور فاطمہ زہراؑ آنحضرتؐ پر گریہ کر رہی تھیں ناگاہ میں نے گھر کے ایک گوشہ سے کسی کو جس کو مَیں نہیں دیکھ رہا تھا یہ کہتے ہوئے سُنا

کہ السّلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہر مصیبت کے عوض خدا کی رحمت اور ثواب الٰہی ہے جو تسلی دینے والا ہے تمام گزرے ہوئے مصائب میں اور ہر ضائع شدہ شے کا تدارک کرنے والا ہے۔ لہٰذا خدا کی طرف سے تعزیت فرمانے پر صبر کرو اور سمجھ لو کہ ہر اہلِ زمین کو ایک روز موت آئے گی اور اہلِ آسمان سے بھی کوئی باقی نہیں رہے گا والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اُس وقت مکان میں میرے، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے سوا کوئی نہ تھا اور جناب رسولِ خداؐ کی میت ہمارے درمیان رکھی ہوئی تھی اور کپڑا اُن کے بدن اطہر پر پڑا ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا کیا تمہارے درمیان میرے سوا کوئی ہے جس کو جناب رسولِ خداؐ نے بہشت کا کافور دیا ہو اور فرمایا ہو کہ اس کے تین حصّے کرو اور ایک حصّہ سے مجھ کو حنوط کرنا، ایک حصّہ میری بیٹی فاطمہؑ کے لیئے ہے اور ایک حصّہ اپنے لیئے رکھنا۔ لوگوں نے اقرار کیا کہ کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تمہارے درمیان میرے سوا کوئی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مجھ سے زیادہ مقرب رہا ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا کہ میرے علاوہ تمہارے درمیان کوئی ہے جس کو رسُولؐ اللہ نے ہزار کلمے (علم کے) تعلیم کیئے ہوں جن میں سے ہر کلمہ دُوسرے ہزار کلموں کی کنجی رہی ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں۔

کلینی وغیرہم نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باغِ جنّت کی طرف رحلت فرمائی جناب فاطمہؑ پر آنحضرتؐ کی رحلت اور منافقوں کے مظالم سے وُہ کرب و مصیبت گزرا جس کی تکلیف اور شدت خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اُس وقت خدا نے جناب جبرئیلؑ کو اُن کے پاس بھیجا تاکہ وُہ ان معصومہؑ سے گفتگو کریں اور اُن کو تسلی دلاسا دیں۔ ہر روز جبرئیلؑ آتے تھے اور آپ کی دلداری کرتے اور خدا کے نزدیک جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدارج اور تقرب کی خبر دیا کرتے تھے اور آنحضرتؐ کے بعد اُن کی ذریّت طاہرہ پر دُشمنوں سے جو مصیبتیں اور تکلیفیں پڑنے والی تھیں اُن سے آگاہ کیا کرتے تھے اور جو جو سلطنتیں اور حکومتیں حق یا باطل ہونے والی تھیں۔ جب جناب فاطمہؑ نے یہ صورت مشاہدہ فرمائی امیرالمومنین سے کہا کہ کوئی میرے پاس آتا ہے اور ایسی ایسی باتیں کرتا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب وُہ پھر تمہارے پاس آئے تو مجھے خبر دینا۔ پھر جب حضرت جبرئیلؑ آتے تھے تو جناب فاطمہؑ امیرالمومنین کو آگاہ کرتی تھیں۔ اور جو کچھ جناب جبرئیلؑ بیان کرتے حضرت علیؑ لکھتے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک کتاب تیار ہوگئی وہی مصحف فاطمہؑ ہے۔ اُس میں قیامت تک ہونے والے حالات ہیں اور وُہ کتاب اب حضرت قائمؑ کے پاس ہے۔ جناب صادقؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسُولؐ خدا کے بعد حضرت فاطمہ زہراؑ پچھتر روز غم و الم کی شدت میں زندہ رہیں یہاں تک کہ اپنے پدرؐ بزرگوار کے پاس پہنچ گئیں صلوات اللہ علیھا وعلیٰ ابیھا وبعلھا واولادھا الطاھرین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین۔

پینسٹھواں ۶۵ باب

وُہ حالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بعد ضریح مقدس کے نزدیک ظاہر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مقدس کے غریب و نادر کوائف

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کی عمارت تعمیر کریں حضرتؐ کی قبر مطہر کے سرہانے اور پائینتی سے مشک کی خوشبو ظاہر ہوئی جس کو لوگوں نے کبھی نہیں سُونگھا تھا۔

کلینی نے بسند معتبر جعفر بن مثنی خطیب سے روایت کی ہے۔ وُہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں تھا۔ کہ آنحضرتؐ کی مسجد کی چھت آپؐ کی قبر مقدس کے نزدیک خراب ہوگئی۔ معمار اُوپر جاتے اور نیچے چلے آتے۔ میں نے اسمٰعیل بن عمار سے کہا کہ حضرت صادقؑ سے دریافت کرے کہ ہم چھت کے اُس مقام پر جا سکتے ہیں جس کے نیچے آنحضرتؐ کی قبر شریف ہے اور دیکھیں۔ دُوسرے روز اسمٰعیل نے آکر بیان کیا کہ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ میں کسی شخص کے لیئے یہ پسند نہیں کرتا کہ آنحضرتؐ کی قبر مطہر کے اُوپر کی چھت پر جائے کیونکہ میں مطمئن نہیں ہوں کہ وُہ کچھ ایسی حالت دیکھے جس سے نابینا ہو جائے یا یہ کہ دیکھے کہ آنحضرتؐ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں یا اپنی بعض طاہرہ بیویوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے ہیں۔

نیز بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سنہ ۴۱ھ میں معاویہ نے حج کا ارادہ کیا اور ایک نجار (بڑھئی) کو لکڑیاں اور اوزار کے ساتھ بھیجا اور مدینہ کے حاکم کو خط لکھا کہ رسُولؐ اللہ کے منبر کو توڑ کر اتنا بڑا منبر بنواؤ جس قدر لمبا چوڑا شام میں میرا منبر ہے۔ جب اُس نے رسُولِؐ خدا کے منبر کو توڑنے کا ارادہ کیا تو آفتاب میں گہن لگ گیا اور شدید زلزلہ شروع ہوا جس سے وُہ لوگ باز آئے۔ اور یہ صورتِ حال معاویہ کو لکھی۔ اُس نے جواب میں لکھا کہ میں نے جیسا لکھا ہے تجھ کو ضرور اُس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ یہ خط پڑھ کر ان لوگوں نے پھر منبرِ رسُولؐ کو توڑ کر بڑا بنایا۔ صفار وغیرہم نے بسندہائے صحیح ومعتبر معصوم علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے فرماتے تھے کہ میری زندگی بھی تمہارے واسطے بہتر ہے اور میری وفات بھی۔ صحابہ نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ آپ کی حیات طیبہ ہمارے لیئے بہتر ہے کیونکہ ہم نے آپ کے سبب گمراہی سے ہدایت اور آتشِ جہنم سے نجات پائی لیکن آپ کی موت ہمارے لیئے کیسے بہتر ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کیئے جائیں گے تو تمہارے نیک اعمال جو میرے پاس لائے جائیں گے اُن کو

دیکھ کر میں دُعا کروں گا کہ خدا تمہاری توفیق زیادہ کرے اور تمہارے بُرے اعمال جو میرے سامنے آئیں گے اُن کو دیکھ کر میں تمہارے واسطے خدا سے آمرزش طلب کروں گا۔ یہ سُنکر ایک منافق نے کہا یا رسُولؐ اللہ کس طرح آپ ہمارے لیئے دُعا کریں گے جبکہ آپ کی ہڈیاں (معاذ اللہ گل سڑ کر) خاک ہو چکی ہوں گی۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہے خدا نے ہمارے (یعنی میرے اور میرے اہلبیتؑ طاہرین کے) گوشت کو زمین پر حرام کر دیا ہے اور ہمارے اجسام زمین میں بوسیدہ اور خراب نہیں ہوتے۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ کوئی پیغمبر اور وصی پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا۔ پھر اُس کا گوشت ہڈیاں اور رُوح اُٹھالی جاتی ہے اور لوگ (زیارت کو) اُس مقام (قبروں) پر جاتے ہیں جہاں اُن کے جسم سپُرد خاک کیئے جاتے ہیں۔ اور دُور و نزدیک سے سلام اُن کو پہنچتا ہے۔

بسند ہائے معتبر بسیار اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جب ابوبکرؓ نے امیرالمومنینؑ کی خلافت غصب کی حضرت علیؑ نے اُن سے کہا کہ کیا رسُولؐ خدا نے تم کو میری اطاعت کا حکم نہیں دیا تھا وُہ بولے نہیں۔ اگر وُہ حکم دیتے تو آپ کی اطاعت کرتا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر اس وقت تم پیغمبرؐ کو دیکھو اور وُہ تم کو میری اطاعت کا حکم فرمائیں تو کیا میری اطاعت کرو گے وُہ بولے ہاں کروں گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میرے ساتھ مسجد قُبا میں چلو۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ رسُولؐ اللہ کھڑے ہوئے نماز میں مشغول ہیں۔ جب آنحضرتؐ فارغ ہوئے تو امیرالمومنین نے کہا یا رسُولؐ اللہ ابوبکرؓ انکار کرتے ہیں کہ آپ نے ان کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ میں نے تم کو بار بار حکم دیا ہے جاؤ اور اُن کی اطاعت سے انحراف مت کرنا۔ ابوبکرؓ یہ حال دیکھ کر بہت ڈرے اور واپس آئے۔ راستہ میں حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی۔ وُہ بولے کیا ہُوا؟ ابوبکرؓ نے کہا رسُولؐ اللہ نے مجھ سے ایسا فرمایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا وُہ اُمت ہلاک ہوئی جس نے تمہارے ایسے احمق کو اپنا حاکم بنایا ہے شائد تم کو نہیں معلوم یہ امور بنی ہاشم کے جادو ہیں۔

کتاب اختصاص اور بصائر الدرجات بلکہ تمام کتابوں میں بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے ابوبکرؓ کی بیعت کے لیئے جناب امیرؑ کا گریبان پکڑا اور آپ کو مسجد کی جانب کھینچ کر لائے تو حضرت علیؑ نے جناب رسُولؐ خدا کی قبر مطہر کے برابر کھڑے ہو کر کہا جو کچھ ہارونؑ نے موسیٰؑ کے جواب میں کہا تھا کہ یابن ام ان القوم استضعفونی دکادوا یقتلوننی رپ ۹ آیت ۱۵۰ سورۃ الاعراف) یعنی اے میرے بھائی اور میری ماں کے فرزند بے شک مجھ کو میری قوم نے کمزور کر دیا اور نزدیک تھا کہ مجھ کو قتل کر دیں۔ اس وقت قبر جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ہاتھ ابوبکرؓ کی طرف بڑھا جس کو سب لوگوں نے پہچانا کہ وُہ حضرت رسولؐ ہی کا ہاتھ تھا اور ایک آواز آئی جس کو سب نے شناخت کیا کہ رسُولؐ خدا ہی کی آواز تھی (یہ کہا) کہ اَکَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰکَ رَجُلًا۔ کیا تو نے اُس سے انکار کیا جس نے تجھ کو مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھ کو (صحیح و سالم) مرد بنایا۔ بروایت دیگر قبر اقدس سے ایک تختی برآمد ہوئی جس پر لکھا تھا اکفرت یا عمر بالذی خلقك من تراب ثم من نطفة ثم سواك رجلا۔

نیز صفار وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ رسُولِؐ خدا کو کیوں آزار پہنچاتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہم کس طرح آنحضرتؐ کو آزار دیتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا شائد تم کو نہیں معلوم کہ تمہارے اعمال حضرت کے سامنے پیش کیئے جاتے ہیں۔ جب تمہارا کوئی گناہ آنحضرتؐ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں۔

کلینی اور صفار اور دُوسرے لوگوں نے بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شب جمعہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح اور پیغمبرانِ گزشتہ کی رُوحوں اور گزشتہ اوصیا کی رُوحوں کو اور امام زمانہ کی رُوح کو اجازت دی جاتی ہے اور یہ رُوحیں عرش پر لے جائی جاتی ہیں اور وُہ سات مرتبہ عرش کا طواف کرتی ہیں اور عرش کے ہر قائمہ پر دُو دُو رکعت نماز پڑھتی ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو اِن کا علم بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور دُوسری معتبر روایت میں وارد ہُوا ہے کہ جب حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ حلال و حرام کے سوا امام زمانہ پر علم تازہ کا اضافہ فرمائے تو اُس علم کو ایک ملک کے ذریعہ رسُولِؐ خدا پر نازل فرماتا ہے۔ پھر حضرتؐ اُس کو امیرالمومنینؑ کے پاس بھیجتے ہیں امیرالمومنینؑ اُس کو حسنؑ کے پاس بھیجتے ہیں۔ پھر اسی طرح ہر امام اپنے بعد کے امام کے پاس بھیجتا ہے اور امام زمانہ تک منتہی ہوتا ہے۔ حمیری اور صفار نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں نے کل حضرت رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی مقام پر دیکھا اور حضورؐ سے بغلگیر ہُوا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ ان احادیث کے معانی و مطالب کی تحقیق کتاب بحارالانوار میں بیان ہو چکی ہے اور انشاء اللہ ان حدیثوں کے بعض رموز و دقائق کتاب امامت میں واضح کیئے جائیں گے۔ اور شیعوں کے لیئے جو مطیع و منقاد ہیں اسی قدر کافی ہے کہ مجملاً ان خبروں پر ایمان لائیں اور اس کا حقیقی علم اُنہی پر چھوڑ دیں اور شکوک و شبہات اپنے نفس میں نہ آنے دیں کیونکہ شبہاتِ شیطانی اور وساوس نفسانی میں کفر و الحاد کا خطرہ ہوتا ہے خاص کر اُن لوگوں کے لیئے جو ان کو حل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اور میں اسی جگہ اس کتاب کو ختم کرتا ہوں اور برادرانِ ایمانی سے التماس کرتا ہوں کہ لفظ و معنی کی غلطی پر مجھ سے مؤاخذہ نہ فرمائیں اور اس عصیان کے طوفان میں غرق بندہ کو خداوند کریم کی رحمت اور مغفرت کی دُعا سے محروم نہ رکھیں اور اس بے بضاعت کے حق کو فراموش نہ کریں۔ کیونکہ مشاغل کی کثرت اور حالات کی ناسازگاری اور ملامت کرنے والوں کی بربادی اور حق شناسوں کی کمی کے باوجود اہلبیتؑ رسالتؐ کے ارشادات جو مدتوں سے لوگوں کی بے التفاتی کے سبب متروک و پوشیدہ تھے شیعوں کے لیئے [illegible] اور ان لوگوں کے لیئے جو عربی زبان سے واقف نہ تھے ترجمہ کیا تاکہ پیشوایانِ دین اور مقربانِ بارگاہِ رب العالمین کے اخلاق و اطوار اور علوم و اسرار پر مطلع ہوں۔ اور میں خداوند عالم سے اجر کا طالب ہوں اور حق نہ پہچاننے والوں کی ملامت کی پرواہ نہیں رکھتا۔ اور خدا ہی میرے لیئے کافی ہے اور وُہ بہترین کفالت کرنے والا ہے۔ اور یہ کتاب ۲۵ ذی الحجہ ۱۰۸۰ھ میں تمام ہوئی۔ والحمد للہ اوّلاً و آخراً وصلی اللہ علی محمدٍ



سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاَھْلِبَیْتِہٖ الْمَعْصُوْمِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ۔

الحمد للہ والمنتہ کہ آج بتاریخ ۶ رجمادی الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعرات

اس کتاب "حیات القلوب" جلد دوم مؤلفہ علامہ سید محمد تقی صاحب علیہ الرحمہ مجلسی کا اُردو ترجمہ خدا کی اعانت و توفیق سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ خدا سے دُعا ہے کہ وُہ اس دینی خدمت کو میری نجات و بلندیٔ درجاتِ اُخروی کا سبب قرار دے، اور مومنین کو اس کے مطالعہ سے مستفیض و مستفید ہونے کی توفیق کرامت فرمائے۔ آمین۔

عاصی سید بشارت حسین کامل مرزا پوری ابن سید محمد حسین
عفراللہ ذنوبھما

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوق
۲] علامہ مجلسی
۳] علامہ سا ظہر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جبار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی

۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید نظام حسین زیدی
۱۶) سیدہ دعا زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی

۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم